اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا یُفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ

الحمد للہ سبحانہ وتعالی کہ فتاوی جلیل عدیم المثیل منبع مسائل واحکام مشرع افتاء و وقائع انام
مدار و معتمد دین اسلام حاوی احکام دینیہ شرعیہ ماخوذ از نصوص محکمہ و سنن سنیہ احسن الفتاوی فی فقہ حنفیہ

اعنی

فتاوی ہندیہ

ترجمہ

فتاوی عالمگیریہ

جلد سوم

ترجمہ جامع صنائع [illegible] و حقائق [illegible] حافظ [illegible]
[illegible] مولانا السید امیر علی [illegible] مطبع اودھ اخبار [illegible]

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن خوبی طبع ہوئی

اطلاع — اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے دو صفحون مین بعض کتب فقہ وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب فقہ اُردو

نهایة الاوطار — ترجمہ اُردو دُرِّ مختار عربی مترجمہ مولوی خرم علی ومولوی محمد احسن کامل چار جلد مین۔

راہ نجات — از مولوی محمد علی — مسائل نماز و روزہ وطریقہ نکاح خوانی مع خطبہ نکاح۔

مفتاح الجنۃ — از مولوی کرامت علی جونپوری۔

حقیقۃ الصلوۃ — مع رسالہ بے نمازان از مولوی عبد اللہ۔

کشف الحاجات — ترجمہ اُردو مالا بد منہ از مولوی محمد نور الدین۔

ہزار مسئلہ شامل ہفت رسالہ — (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل نمازیہ — (۳) صد و سی مسئلہ — (۴) مناجات بدرگاہ باری تعالے — (۵) حلیہ شریف — (۶) نور نامہ — (۷) چہل مسائل — مؤلفہ مولوی عبد اللہ بن عبد السلام۔

تسبیح محمدی منظوم — مسائل فقہیہ از محمد خان قندھاری۔

تنبیہ الغافلین — مسائل فقہیہ از مولوی سید محمد ومولوی محمد طیب۔

[illegible] — مسائل [illegible] بنگلوری۔

جواب الغافلین — [illegible]

نور الہدایہ — ترجمہ اُردو شرح وقایہ ہر چہار جلد کامل از مولوی وحید الزمان۔

ایضاً — جلدین اولین عبادات مین۔

ایضاً — جلدین اخیرین معاملات مین۔

کنز الدقائق — اُردو مسمّے بہ تحفۃ العجم از مولوی محمد سبحان۔

چہل مسائل فقہ — از مولوی محمد ابراہیم حسین بنگلوری۔

اشرف المسائل — معروف بہ جواہر اشرف از مولوی اشرف علی خان۔

رسالہ تجہیز وتکفین میّت — از محمد عمر۔

احسن المواعظ — مؤلفہ حافظ غلام محمد غوث رئیس مقام ترچناپلی — جامع در آداب وعظ گوئی وحاوی در مسائل وآداب موعظت مجرد ہی خصوصاً فقہ مین مفید اور کثیر المنافع ہے۔

کتب تفسیر اُردو

تفسیر قادری — ترجمہ اُردو تفسیر حسینی مترجمہ مولوی فخر الدین صاحب کامل دو جلد مین۔

تفسیر زاد الآخرت — منظوم یہ ایک تفسیر قرآن کی [illegible] سے کامل [illegible] جلد مین — از مولوی [illegible]

[illegible]

فہرست ابواب وفصول فتاوی ہندیہ ترجمۂ فتاوی عالمگیریہ جلد سوم حصۂ اول

صفحہ	مضمون
۲	کتاب اول بیع کے احکام مین
〃	باب اول- بیع کی تعریف اور اسکے رکن وشرائط کے بیان مین-
۵	باب دوسرا- کلمات انعقاد بیع کے بیان مین-
〃	فصل اول- کلمات بیع کے بیان مین-
۱۶	فصل دوسری- جا کرٹے کے بیان مین-
۱۸	فصل تیسری- تصرف کے بیان مین-
۲۰	باب تیسرا- ایجاب وقبول مین اختلاف ہونے کے بیان مین-
۲۲	باب چوتھا- مبیع کو ثمن کے واسطے روکنے کے بیانمین-
〃	فصل اول- مبیع کا روکنا-
۲۴	فصل دوسری- مبیع کو سپرد کرنے کے بیان مین-
۳۱	فصل تیسری- بلا اجازت بائع کے مبیع پر قبضہ کرنے کے بیان مین-
۳۳	فصل چوتھی- ایسے قبضہ کے بیان مین جو خرید کے قبضہ کے قائم مقام ہوتا ہی-
۳۶	فصل پانچوین- مبیع کو دوسری چیز سے ملا دینے وغیرہ کے بیان مین-
۴۱	فصل چھٹی- مؤنت تسلیم کے بیان مین-
۴۳	باب پانچوان- داخل بذکر وبدونہ-
〃	فصل اول- دار وغیرہ کی بیع مین-
۴۹	فصل دوسری- اُن چیزون کے بیان مین جو زمین وغیرہ کی بیع مین داخل ہو جاتی ہین-
۵۵	فصل تیسری- جو اشیاء منقولہ زمین کی بیع مین بلا ذکر داخل ہو جاتی ہین-
۵۷	باب چھٹا- خیار شرط کے بیان مین-
۵۷	فصل اول- صورت خیار شرط-
۵۹	فصل دوسری- عمل خیار اور اسکے حکم کے بیانمین-
۶۳	فصل تیسری- نفاذ بیع مین-
۷۶	فصل چوتھی- شرط خیار مین اختلاف-
۷۸	فصل پانچوین- بعض مبیع مین خیار شرط کرنا-
۸۲	فصل چھٹی- خیار تعیین کے بیان مین-
۸۶	فصل ساتوین- شرط خیار واسکی تعیین مین اختلاف-
۸۷	باب ساتوان- خیار رویت کے بیان مین-
〃	فصل اول- خیار رویت کے ثبوت کے بیانمین-
۹۵	فصل دوسری- خیار کے باطل ہونے مین-
۹۹	فصل تیسری- اندھے اور وکیل کی خرید کے احکام مین-
۱۰۱	باب آٹھوان- خیار عیب کے بیان مین-
〃	فصل اول- خیار عیب کے ثبوت مین-
۱۰۹	فصل دوسری- چوپایون وغیرہ کے عیب کے بیان مین-
۱۱۴	فصل تیسری- جو چیزین عیب کی وجہ سے واپس نہین ہوتین-
۱۳۱	فصل چوتھی- عیب کا دعویٰ اور اسمین خصومت مین-
۱۴۶	فصل پانچوین- عیبون سے برائت کرنے مین-
۱۵۰	فصل چھٹی- عیبون سے صلح کرنے مین-
۱۵۲	فصل ساتوین- وصی ووکیل ومریض کی بیع وشرے مین-
۱۵۸	باب نوان- اُن چیزون مین جنکی بیع جائز وناجائز ہی-
〃	فصل اول- دین کی بیع بعوض دین کے-
۱۶۵	فصل دوسری- پھلون وانگور کی بیع مین-
۱۷۱	فصل تیسری- مرہون وغیرہ کی بیع مین-

صفحہ	مضمون
۱۷۷	فصل چوتھی - حیوانات کی بیع مین -
۱۷۹	فصل پانچوین - احرام باندھنے والے کے شکار کی بیع مین -
۱۸۳	فصل چھٹی - ربوا اور اسکے احکام مین -
۱۹۰	فصل ساتوین - پانی اور برف کی بیع مین -
۱۹۲	فصل آٹھوین - بیع باثمن کے نامعلوم ہونے کے بیان مین -
۲۰۲	فصل نوین - بیع باستثناء کے بیان مین -
۲۰۷	فصل دسوین - دو چیزون کی بیع جنمین ایک کی بیع جائز نہ ہو -
۲۱۰	باب دسوان - ان شرطون مین جسمین بیع فاسد ہوتی ہی -
۲۲۸	باب گیارھوان - بیع غیر جائز کے احکام مین -
۲۳۴	باب بارھوان - بیع موقوف کے احکام -
۲۴۰	باب تیرھوان - اقالہ کے بیان مین -
۲۴۴	باب چودھوان - بیع مرابحہ اور تولیہ و وضیعہ کے بیان مین
۲۵۱	باب پندرھوان - استحقاق کے بیان مین -
۲۵۷	باب سولھوان - ثمن مین زیادتی و کمی کے بیان مین -
۲۶۱	باب سترھوان - بیع پدر و وصی وغیرہ -
۲۶۶	باب اٹھارھوان - بیع سلم -
〃	فصل اول - سلم کی تفسیر و شرائط وغیرہ مین -
۲۶۹	فصل دوسری - جسمین سلم جائز و ناجائز ہی -
۲۷۴	فصل تیسری - راس المال و مسلم فیہ پر قبضہ کرنا -
۲۸۰	فصل چوتھی - رب السلم و مسلم الیہ کے درمیان اختلاف ہونا
۲۸۵	فصل پانچوین - بیع سلم مین اقالہ و صلح و خیار عیب -
۲۸۸	فصل چھٹی - بیع سلم مین وکیل کرنا -
۲۹۱	باب انیسوان - قرض لینے اور کوئی چیز بنوانے کے بیان مین -
۲۹۹	باب بیسوان - بیوع مکروہ مین -
۳۰۵	فصل - مناہی کے بیان مین -
۳۰۹	**کتاب الصرف**
〃	باب اول - بیع صرف کی تعریف وغیرہ -
۳۱۰	باب دوسرا - ان احکام کے بیان مین جو معقود علیہ سے متعلق ہین -
۳۱۱	فصل اول - سونے اور چاندی کی بیع مین -
۳۱۲	فصل دوسری - چاندی جڑی ہوئی کے بیع مین -
۳۱۶	فصل تیسری - پیسون کی بیع کے بیان مین -
۳۱۹	فصل چوتھی - کانون وغیرہ کی بیع صرف مین -
۳۲۱	فصل پانچوین - عقد صرف مین قبضہ سے پہلے خریدی ہوئی چیز کا تلف کرنا -
۳۲۲	باب تیسرا - تصرفات بعد صرف -
〃	فصل اول - قبضہ سے پہلے تصرف -
۳۲۳	فصل دوسری - بیع صرف مین مرابحہ -
۳۲۴	فصل تیسری - بیع صرف مین زیادتی -
۳۲۶	فصل چوتھی - بیع صرف مین صلح -
۳۲۸	باب چوتھا - بیع صرف کے اقسام خیار -
	باب پانچوان - عقد صرف کے احکام جو عاقدین سے متعلق ہین -
〃	فصل اول - مرض مین بیع صرف -
۳۳۳	فصل دوسری - مملوک و قرابتی کے ساتھ بیع صرف کرنا
۳۳۵	فصل تیسری - بیع صرف مین وکالت -
۳۳۹	فصل چوتھی - بیع صرف مین رہن و حوالہ وغیرہ -
۳۴۰	فصل پانچوین - غصب و ودیعت مین بیع -
۳۴۱	فصل چھٹی - دار الحرب مین بیع صرف کرنا -
۳۴۲	باب چھٹا - متفرقات مین -

صفحہ	مضمون
۳۴۴	کتاب الکفالۃ
〃	باب اول- کفالت کی تعریف وغیرہ-
۳۴۸	باب دوم- کفالت کے الفاظ-
〃	فصل اول- الفاظ کفالت-
۳۵۱	فصل دوسری- نفس اور مال کی کفالت-
۳۵۲	فصل تیسری- کفالت سے بری ہونا-
۳۵۹	فصل چوتھی- واپس لینا-
۳۶۴	فصل پانچوین- تعلیق وتعجیل مین-
۳۷۴	باب تیسرا- دعوی وخصومت-
۳۷۶	باب چوتھا- دوشخصون کی کفالت-
۳۷۸	باب پانچوان- کفالت غلام وذمی-
۳۸۹	کتاب الحوالۃ
〃	باب اول- حوالہ کی تعریف وغیرہ-
۳۹۱	باب دوسرا- حوالہ کی تقسیم-
۳۹۷	باب تیسرا- حوالہ مین دعوی وشہادت کے بیانمین-
۴۰۰	کتاب ادب القاضی
〃	باب اول- معنی ادب وقضاء-
۴۰۴	باب دوسرا- قاضی ہونا اختیار کرنا-
۴۰۵	باب تیسرا- دلائل پر عمل کرنا-
۴۰۸	باب چوتھا- اختلاف علماء-
۴۰۹	باب پانچوان- قاضی کی تقرری ومعزولی-
۴۱۲	باب چھٹا- سلطان وامراکے احکام-
۴۱۴	باب ساتوان- قاضی کی نشست مین-
۴۲۱	باب آٹھوان- قاضی کے افعال وصفات-
۴۲۳	باب نوان- قاضی کا روزینہ وغیرہ-
۴۲۵	باب دسوان- الفاظ حکم-
۴۲۸	باب گیارھوان- عدوی وتشہیر-
۴۳۲	باب بارھوان- فیصلہ بعلم قاضی-
۴۳۳	باب تیرھوان- نسیان قاضی وگواہ-
۴۳۴	باب چودھوان- قضاء ناحق-
۴۳۵	باب پندرھوان- قاضی کے افعال واقوال-
۴۳۹	باب سولھوان- قبضہ کاغذات قاضی معزول-
۴۴۳	باب سترھوان- فیصلہ بگواہی دروغ-
۴۴۶	باب اٹھارھوان- حکم قاضی خلاف اعتقاد-
۴۴۸	باب انیسوان- مسائل اجتہادی مین-
۴۵۹	باب بیسوان- قضا جائز ونا جائز-
۴۶۳	باب اکیسوان- جرح وتعدیل-
۴۷۰	باب بائیسوان- عادل کو سپرد کرنا-
۴۷۴	باب تئیسوان- خط قاضی بجانب قاضی-
۴۸۷	باب چوبیسوان- حکم مقرر کرنا-
۴۹۲	باب پچیسوان- اثبات وکالت وغیرہ-
۵۰۱	باب چھبیسوان- قید ودامنگیری-
۵۰۸	باب ستائیسوان- رد حکم قضاء-
۵۱۱	باب اٹھائیسوان- حدوث بعد الشہادۃ قبل الحکم-
۵۱۳	باب انتیسوان- جنکی حاضری شرط ہے-
۵۱۶	باب تیسوان- وصی وقسیم مقرر کرنا-
۵۱۹	باب اکتیسوان- قضاء علے الغائب-
۵۲۷	فصل متفرقات مین-
۵۳۳	کتاب الشہادت
〃	باب اول شہادت کی تعریف وغیرہ-
۵۳۵	باب دوسرا- گواہی برداشت کرنا-
۵۴۲	باب تیسرا- گواہی ادا کرنا اور اسکی سماعت-

صفحہ	مضمون
۵۴۷	باب چوتھا - جنکی گواہی مقبول و نامقبول ہے -
〃	فصل اول - جو لوگ گواہی کے لائق نہین ہین -
۵۴۸	فصل دوسری - جنکی گواہی بسبب فسق کے مقبول نہین -
۵۵۲	فصل تیسری - جنکی گواہی بسبب تہمت کے مقبول نہین -
۵۶۸	باب پانچوان - گواہی اشیاء محدودہ -
۵۷۱	باب چھٹا - گواہی ارث -
۵۷۷	باب ساتوان - اختلاف دعویٰ و گواہی -
〃	فصل اول - دین و قرض کے دعوے مین -
۵۷۹	فصل دوسری - املاک کے دعوے مین -
۵۸۴	فصل تیسری - سبب ملک کا دعوے -
۵۸۶	باب آٹھوان - اختلاف گواہی -
۵۹۶	باب نوان - نفی پر گواہی -
۶۰۰	باب دسوان - گواہی کفار -
۶۰۷	باب گیارھوان - گواہی پر گواہی -
۶۱۱	باب بارھوان - جرح و تعدیل مین -
۶۱۸	**کتاب الرجوع عن الشہادۃ**
〃	باب اول - شہادت کی تفسیر و رکن وغیرہ -
۶۱۹	باب دوسرا - رجوع بعض گواہ -
۶۲۰	باب تیسرا - رجوع از شہادت مال -
۶۲۲	باب چوتھا - رجوع از بیع وغیرہ -
۶۲۶	باب پانچوان - رجوع از نکاح وغیرہ -
۶۳۰	باب چھٹا - رجوع از آزادی وغیرہ -
۶۳۱	باب ساتوان - رجوع از میراث وغیرہ -
۶۳۸	باب آٹھوان - رجوع از وصیت -
۶۴۱	باب نوان - رجوع از حدود و جرائم -

صفحہ	مضمون
۶۴۳	باب دسوان - رجوع از گواہی بر گواہی -
۶۴۴	باب گیارھوان - متفرقات -
۶۴۷	**کتاب الوکالت**
〃	باب اول - وکالت کے شرعی معنی -
۶۵۶	فصل - وکالت کا اثبات -
۶۶۰	باب دوسرا - وکیل خرید -
۶۶۸	فصل - غیر معین چیز خریدنے کے واسطے وکیل مقرر کرنا -
۶۷۵	باب تیسرا - وکیل بیع -
۶۸۹	باب چوتھا - وکیل اجارہ -
〃	فصل اول - اجارہ دینا و لینا -
۶۹۲	فصل دوسری - مضارب و شریک کو وکیل مقرر کرنا -
۶۹۳	فصل تیسری - بضاعت کے بیان مین -
۶۹۵	باب پانچوان - رہن مین وکیل کرنا -
۶۹۸	باب چھٹا - سفیر محض -
〃	فصل اول - وکالت بالنکاح -
〃	فصل دوم - وکیل طلاق و خلع -
۷۰۳	باب ساتوان - وکیل خصومت و صلح -
۷۰۸	فصل - تقاضائے قرض مین -
۷۱۴	فصل - ایلچی قرضخواہ کا قرضہ وصول کرنا -
۷۱۵	فصل - قرضہ ادا کرنے کے واسطے وکیل کرنا -
۷۱۷	فصل - مال عین پر قبضہ کرنے کے وکیل کے احکام مین -
۷۱۹	فصل - وکیل صلح کو خصومت کا اختیار نہین ہے -
۷۲۳	باب آٹھوان - دو شخصون کو وکیل کرنے کے بیان مین -

صفحہ	مضمون
۷۲۶	باب نوان۔ وکیل کو وکالت سے بری ہو جانے کی صورتوں مین۔
۷۳۳	باب دسوان۔ متفرقات مین۔
۷۴۰	کتاب الدعوے
〃	باب اول۔ دعوی کی تفسیر شرعی و رکن و شروط وغیرہ مین۔
۷۴۱	باب دوسرا۔ دعوی اشیاء بیبہ وغیرہ۔
〃	فصل اول۔ دین و قرض کا دعوی۔
۷۴۴	فصل دوسری۔ دعوی عین منقول کے بیان مین۔
۷۴۹	فصل تیسری۔ عقار کے دعوے کے بیانمین۔
۷۵۵	باب تیسرا۔ قسم کے بیان مین۔
〃	فصل اول۔ استحلاف و نکول کے بیان مین۔
۷۵۹	فصل دوسری۔ کیفیت یمین اور استحلاف کے بیانمین۔
۷۸۰	باب چوتھا۔ باہم تحالف مین۔
۷۸۵	باب پانچوان۔ حاضری مدعی و مدعا علیہ کے بیانمین۔
۷۹۷	باب چھٹا۔ دفع دعوے مین۔
۸۲۰	باب ساتوان۔ جواب مدعا علیہ کے بیان مین۔
۸۲۱	باب آٹھوان۔ تناقض در دعوے۔
۸۳۳	باب نوان۔ دو شخصون کا دعوے۔
〃	فصل اول۔ مال عین مین ملک کا دعوے کرنا۔
۸۳۵	فصل دوسری۔ مال عین مین بہ سبب ارث یا خرید یا ہبہ کے دعوے کرنا۔
۸۵۶	فصل تیسری۔ ایک قوم کا مختلف دعوی کرنا۔
۸۵۹	فصل چوتھی۔ قبضہ مین نزاع واقع ہونے کے بیانمین۔
۸۶۵	باب دسوان۔ دیوار کے دعوے کے بیان مین۔
۸۷۲	باب گیارھوان۔ طریق و مسیل کے دعوے کے بیان مین۔
۸۷۴	باب بارھوان۔ دعوی دین کے بیان مین۔
۸۸۰	باب تیرھوان۔ وکالت و کفالت و حوالہ کے دعوے کے بیان مین۔

صفحہ	مضمون
۸۸۳	باب چودھوان۔ دعوے نسب کے بیان مین۔
〃	فصل اول۔ مراتب نسب و اسکے احکام مین۔
۸۸۶	فصل دوسری۔ مشتری و بائع کی دعوت کے بیانمین۔
۸۹۱	فصل تیسری۔ ۔۔ باندی کے دعوی کے بیانمین۔
۸۹۲	فصل چوتھی۔ مشترک باندی کے بچہ کے نسب کے دعوے کے بیانمین۔
۸۹۷	فصل پانچوین۔ غیر قابض و قابض وغیرہ کی دعوت نسب کے بیانمین۔
۹۰۰	فصل چھٹی۔ جورو و مرد کے دعوی کرنے کے بیانمین۔
۹۰۱	فصل ساتوین۔ غیر کی باندی کے بچہ کا بحکم نکاح دعوی کرنا۔
۹۰۲	فصل آٹھوین۔ ولد الزنا کی دعوت نسب کے بیانمین۔
۹۰۳	فصل نوین۔ مالک کے اپنی باندی کے بچہ کے دعوی نسب کے بیان مین۔
۹۰۵	فصل دسوین۔ بچہ کے نسب کا دوسرے کیواسطے اقرار کرنا۔
۹۰۶	فصل گیارھوین۔ تحمیل النسب علی الغیر کے بیانمین۔
۹۰۹	فصل بارھوین۔ عورت مطلقہ کے بچہ کے نسب کے بیانمین۔
۹۱۰	فصل تیرھوین۔ مان و باپ مین سے ایک کے بچہ کی نفی اور دوسرے کے دعوی کرنے کے بیانمین۔
۹۱۳	فصل چودھوین۔ غلام تاجر و مکاتب کے دعوی نسب کے بیانمین۔
۹۱۶	فصل پندرھوین۔ متفرقات کے بیان مین۔
۹۱۹	باب پندرھوان۔ دعوی استحقاق کے بیان مین۔
۹۲۷	باب سولھوان۔ دعوی غرور کے بیانمین۔
۹۳۱	باب سترھوان۔ متفرقات کے بیان مین۔
۹۳۷	کتاب الاقرار
〃	باب اول۔ اقرار شرعی کے معنی و رکن و شرط جواز کے بیان مین۔
۹۳۸	باب دوسرا۔ صورت اقرار و غیر اقرار کے بیان مین۔

صفحہ	مضمون
۹۵۱	باب تیسرا- تکرار اقرار کے بیان مین-
۹۵۲	باب چوتھا- جسکے واسطے اقرار صحیح ہوا سکے بیانمین-
۹۵۶	باب پانچوان- مجہول شخص کے واسطے اقرار کرنا-
۹۶۲	باب چھٹا- اقرار مریض کے بیانمین-
۹۷۴	باب ساتوان- اقرار وارث کے بیان مین-
۹۷۶	باب آٹھوان- اختلاف مقر و مقر لہ کے بیانمین-
۹۸۱	باب نوان- کسی شے کے کسی جگہ سے لے لینے کے اقرار کے بیان مین-
۹۸۲	باب دسوان- اقرار مین شرط خیار و استثنا کے بیان مین-
۹۹۰	باب گیارھوان- اقرار مال موصول کے بیانمین-
۹۹۲	باب بارھوان- اقرار کو منسوب کرنے کے بیانمین-
۹۹۵	باب تیرھوان- اقرار شرکت کے بیانمین-
۱۰۰۰	باب چودھوان- اقرار ابراء کے بیان مین-
۱۰۰۳	باب پندرھوان- تلجیہ کے ساتھ اقرار کرنے کے بیان مین-
"	باب سولھوان- اقرار نکاح و طلاق کے بیانمین-
۱۰۰۹	باب سترھوان- اقرار نسب و عتق و کتابت کے بیان مین-
۱۰۱۴	باب اٹھارھوان- خرید و فروخت مین اقرار کے بیانمین
۱۰۲۱	باب اُنیسوان- اقرار مضارب و شریک کے بیانمین-
۱۰۲۴	باب بیسوان- اقرار دھی القبضہ کے بیان مین-
۱۰۲۷	باب اکیسوان- اقرار وارث یا موصی لہ کے بیانمین-
۱۰۳۰	باب بائیسوان- قتل اور جنایت کے اقرار کے بیان مین-
"	باب تیئسوان- متفرقات مین-
۱۰۳۵	**کتاب الصلح**
"	باب اول- صلح کی تفسیر و شرائط کے بیان مین-

صفحہ	مضمون
۱۰۳۸	باب دوسرا- دین سے صلح کرنے کے بیان مین-
۱۰۴۳	باب تیسرا- مہر و نکاح و خلع سے صلح کے بیان مین
۱۰۴۷	باب چوتھا- ودیعت مین صلح کے بیان مین-
۱۰۵۲	باب پانچوان- غصب و سرقہ مین صلح کے بیانمین-
۱۰۵۶	باب چھٹا- عمال سے صلح کرنے کے بیان مین-
۱۰۵۷	باب ساتوان- بیع اور سلم مین صلح کے بیان مین-
۱۰۶۲	باب آٹھوان- عیب و خیار سے صلح کرنیکے بیانمین-
۱۰۶۸	باب نوان- رقیت و حریت کے دعوے سے صلح کرنے کے بیان مین-
۱۰۶۹	باب دسوان- عقار سے صلح کرنے کے بیانمین-
۱۰۷۶	باب گیارھوان- قسم مین صلح کے بیان مین-
۱۰۷۷	باب بارھوان- خون اور زخمون سے صلح کے بیان مین-
۱۰۸۴	باب تیرھوان- عطیہ مین صلح کرنے کے بیانمین-
۱۰۸۵	باب چودھوان- غیر کی طرف سے صلح کرنے کے بیان مین-
۱۰۸۷	باب پندرھوان- میراث و وصیت مین صلح کرنے کے بیان مین-
۱۰۹۸	باب سولھوان- مکاتب و غلام تاجر کی صلح کے بیان مین-
۱۰۹۹	باب سترھوان- ذمیون اور حربیون کی صلح کے بیان مین-
۱۱۰۰	باب اٹھارھوان- صلح باطل ہونے کے بیانمین-
۱۱۰۲	باب اُنیسوان- مسائل صلح متعلق باقرار کے بیانمین-
۱۱۰۳	باب بیسوان- بدل الصلح مین تصرف کے بیانمین-
۱۱۰۸	باب اکیسوان- متفرقات مین-
۱۱۱۰	خاتمۃ الطبع-

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا یُفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ

الحمد للہ سبحانہ وتعالی کہ فتاوائے جلیل عدیم المثیل منبع مسائل و احکام شرع افتاء وقائع امام مدار و
معتمد دین اسلام حاوے احکام دینیہ شرعیہ ماخوذ از نصوص محکمہ و سنن سنیہ احسن الفتاوی فی فقہ حنفیہ

اعنی

فتاوی ہندیہ

ترجمہ

فتاوی عالمگیریہ

الجلد [illegible]

مترجمہ جامع صناعات ریاضیہ عقلیہ حاوی اصناف فنون نقلیہ واقف اشارات صوفیہ مولف تفسیر حاصل تاویل القرآن و اسرار
الفرقان البحر العلامہ مولانا السید امیر علی سلمہ اللہ العلی بصرف زر خطیر مطبع اودھ اخبار و ریاضت مولانا ئے عالی تبار ترجمہ ہو کر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن خوبی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علے سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد یہ ترجمہ جلد ثالث فتاوے عالمگیری کا سلیس اردو زبان مین لکھا گیا واللہ تعالے ولی الاتمام وعلیہ التوکل وبہ الاعتصام

کتاب اول بیع کے احکام مین

اور اسمین بیس باب ہین

باب اول بیع کی تعریف اور اُسکے رکن اور شرط وحکم واقسام کے بیان مین۔ واضح ہو کہ رضامندی سے ایک مال کو دوسرے مال کے ساتھ باہم بدلنے لینے کو بیع کہتے ہین کذا فی الکافی اور رکن بیع کی دو قسم ہین ایک ایجاب وقبول اور دوسرا تعاطی یعنی لینا اور دینا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور شرط بیع کی چار قسمین ہین ایک بیع کے منعقد ہونے کی شرط دوسری نافذ ہونے کی تیسری صحیح ہونے کی اور چوتھی لازم ہونے کی پس منعقد ہونے کی شرط چند طرح پر ہے منجملہ اُسکے منعقد کرنے والے مین ایک یہ چاہیے کہ عاقل اور تمیزدار ہو یہ کفایہ اور نہایہ مین مذکور ہے۔ پس جو لڑکا یا کم عقل کہ بیع اور اُسکے اثر کو سمجھتا ہو اُسکی بیع درست ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اور دوسرے یہ چاہیے کہ منعقد کرنیوالا ایک شخص نہو ایک سے زیادہ ہون اگر دونون طرف سے ایک ہی شخص ہوگا تو بیع صحیح نہوگی یہ بدائع مین لکھا ہے **ف** بعضی صورتون مین اگر دونون طرف سے ایک ہی منعقد کرنیوالا ہو تو بھی بیع درست ہوتی ہے اسی واسطے بحرالرائق مین اس حکم سے استثناء کرکے کہا کہ سوا باپ اور اُسکے وصی کے اور قاضی کے کہ یہ لوگ اگر اپنا مال چھوٹے لڑکے کے ہاتھ فروخت کرین یا اُس سے خریدین تو ہر ایک اُنمین سے دونون طرف سے عقد کرسکتا ہے مگر وصی کی بیع مین شرط ہے کہ اسمین یتیم کا نفع ظاہر ہو اھ اور سوائے ایلچی کے کہ ایک ہی ایلچی دونون طرف سے بیع کرسکتا ہے انتہی۔ اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ سوائے غلام کے کہ غلام بھی اپنے مالک کی اجازت سے اپنے آپ کو اُس سے خرید سکتا ہے انتہی از انجملہ عقد مین یہ شرط ہے کہ قبول ایجاب کے موافق ہو یعنی جس چیز کو بائع نے جتنے کو بیچنے کو کہا اُسی چیز کو مشتری اتنے ہی کو

قبول کرے۔ پس اگر مشتری نے بائع کی مخالفت کی خواہ اسطرح کہ جو چیز بائع نے بیچی تھی اُسکے سوا دوسری قبول کی یا اُسی چیز مین سے تھوڑی سی قبول کی یا بائع نے جس چیز کے عوض بیچی تھی اُسکے سوا اور کسی چیز کے عوض قبول کی یا بائع نے جو مول کیا تھا اُس سے کم پر قبول کی تو بیع منعقد نہوگی لیکن اگر ایجاب مشتری کی طرف سے ہوا اور بائع نے اُس سے کم پر قبول کی یا ایجاب بائع کی طرف سے ہوا اور مشتری نے زیادہ ثمن پر قبول کر لی تو بیع منعقد ہوسکتی ہی۔ پس اگر بائع نے وہ زیادتی اُسی مجلس مین قبول کر لی تو بیع جائز ہوگی یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اور ازانجملہ اِن دونوان چیزون مین کہ جو ایک دوسری سے بدلی جاوین یہ شرط ہی کہ اُنکی مالیت قائم ہو پس اگر مالیت معدوم ہو تو بیع منعقد نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور ازانجملہ مبیع مین یہ شرط ہی کہ موجود ہو پس جو چیز معدوم ہو یا اُسمین معدوم ہونے کا خوف ہو جیسے کسی جانور کے بچہ کا بچہ یا حمل فروخت کرے تو بیع منعقد نہوگی یہ بدائع مین لکھا ہی اور مبیع مین یہ بھی شرط ہی کہ وہ اپنی ذات مین بھی مملوک ہو اور یہ کہ جو چیز بائع اپنے واسطے فروخت کرتا ہی وہ فروخت کے وقت بائع کی ذاتی ملکیت ہو۔ پس گھانس کی بیع منعقد نہین ہوتی اگرچہ ایسی زمین مین ہو جو بائع کی ملکیت ہو **ف** مترجم کہتا ہی کہ گھانس سے مراد خودرو گھانس ہی جو بلا اہتمام پیدا ہو گئی ہو۔ اور اُس چیز کی بیع بھی منعقد نہین ہوتی جو فی الحال بائع کی ملکیت نہین ہی اگرچہ وہ پھر اُسکا مالک ہو جائے سوائے صورت بیع سلم کے اور مغصوب کے کہ غاصب نے جو چیز غصب کی تھی اُسکو بیع کر کے پھر اُسکے مالک کو ضمان دی تو اُسکی بیع نافذ ہو جائیگی یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اور مبیع مین یہ بھی شرط ہی کہ شرعاً قیمت دار چیز ہو اور اُسی وقت یا دوسرے وقت مشتری کے سپرد ہو سکتی ہو کذا فی فتح القدیر اور منجملہ اُسکے جو دونون بیع منعقد کرنے والے ہین اُنکو ایک دوسرے کا کلام سننا شرط ہی اور یہ بالاجماع سب کے نزدیک بیع کے منعقد ہونے مین شرط ہی پس اگر مشتری نے کہا کہ مین نے خریدا اور بائع نے نہ سنا تو بیع منعقد نہوگی یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی۔ پس اگر مجلس کے لوگون نے مشتری کا کلام سُنا اور بائع کہتا ہی کہ مین نے نہین سنا حالانکہ بائع کی سماعت مین نقصان نہین ہی تو قاضی اپنے حکم مین اُسکے قول کی تصدیق نہ کریگا یہ بحرالرائق مین لکھا ہی۔ اور منجملہ اُسکے مکان بیع مین یہ شرط ہی کہ مجلس ایک ہو یعنی ایجاب و قبول ایک مجلس مین ہون اگر دو مجلسون مین ہوے تو بیع منعقد نہوگی اور بیع کے نافذ ہونے کی شرط دو قسم پر ہی ایک تو بائع کا مالک ہونا یا ولی ہونا چاہیے دوسرے یہ کہ بکنے والی چیز مین بائع کے سوا کسی اور شخص کا حق نہو اگر ہوگا تو بیع نافذ نہوگی جیسے مرہون کی بیع یا اُس چیز کی جو کرایہ مین لی گئی ہی یہ بدائع مین لکھا ہی بیع کے صحیح ہونے کی شرطین دو طرح کی ہین ایک عام دوسری خاص پس عام شرط ہر بیع کے واسطے وہی ہی جو منعقد ہونے کی شرط ہی اس لیے کہ جو بیع منعقد نہوگی وہ صحیح نہوگی اور اسکا عکس نہین ہی یعنی جو بیع صحیح نہو وہ منعقد نہو اسلیے کہ بیع فاسد ہمارے نزدیک منعقد ہوتی ہی اور نافذ بھی ہوتی ہی بشرطیکہ قبضہ اُسکے ساتھ متصل ہو جاے۔ اور منجملہ اُسکے یہ شرط ہی کہ بیع کی کوئی میعاد مقرر نہو اگر کسی میعاد تک بیع ہوئی تو صحیح نہوگی **ف** مثلاً ایک سال کے واسطے بیع ٹھہرائی یا جب بائع روپیہ دیدے تو مشتری بیع واپس کرے چنانچہ بیع الوفا اسی قبیل سے ہی اور اسکا ذکر آویگا انشاءاللہ تعالیٰ اور منجملہ اُسکے بکنے والی چیز اور اسکا مول اسطرح معلوم ہونا چاہیے کہ جس سے جھگڑا نہ پیدا ہو پس ایسی مجہول چیز کی بیع کہ جسکی جہالت سے جھگڑا پیدا ہو صحیح نہین ہی جیسے کہا کہ مین نے کوئی ایک بکری اس گلہ مین سے فروخت کی یا مشتری نے کہا کہ جو اس چیز کی قیمت ہوگی وہ دیجاویگی یا جو فلان شخص کہدیگا وہ دیا جاوے گا

ع یعنی زمین
ہمون کو فروخت کیا
ع یعنی کرایہ
دینے والے سے لیکر
[illegible] ۱۲

اور منجملہ اُسکے یہ شرط ہی کہ اس بیع کا کچھ فائدہ بھی ہو پس جس چیز کی بیع و شرا مین کچھ فائدہ نہو وہ بیع فاسد ہی مثلاً ایسے دو درم کا آپسمین خرید فروخت کرنا کہ دونون وزن اور صفت مین برابر ہون یہ بحرالرائق مین لکھا ہی۔ اور منجملہ اُسکے بیع کے صحیح ہونے کے لیے یہ چاہیے کہ اُسمین کوئی شرط فاسد نہ لگائی جاوے اور شرط فاسد چند طرح پر ہوتی ہی ازانجملہ وہ شرط ہی کہ اُسکے ہونے مین دھوکا ہو مثلاً کسی اونٹنی کو اس شرط پر خریدا کہ وہ حاملہ ہی اور ازانجملہ یہ کہ جس چیز کی شرط کی گئی ہو وہ شرع مین جائز نہو یا ایسی چیز کی شرط کی کہ یہ عقد بیع اُسکو نہین چاہتا ہی اور اُسمین بائع یا مشتری یا بکنے والی چیز کا اگر بنی آدم مین سے ہی فائدہ متصور ہو اور وہ شرط عقد کے مناسب بھی نہو اور نہ آدمیون مین اُس قسم کی شرط کرنے کی عادت جاری ہو اور منجملہ فاسد شرطون کے یہ ہی کہ اگر مبیع عین اور ثمن عین ہو تو اُسمین مدت مقرر کرنا فاسد ہی اور اگر مبیع کوئی مال عین اور مول دین ہو تو جائز ہی۔ اور یہ شرط کرنا کہ ہمین ہمیشہ اختیار ہی کہ جب چاہین واپس کرین یا رکھ لین فاسد ہی اور ایسے وقت مجہول کے خیار کی شرط مقرر کرنا جسکی جہالت کھلی ہوئی ہو فاسد ہی جیسے ہوا کا چلنا یا مینھ کا برسنا یا کسی شخص کا آنا وغیرہ یا ایسے وقت کے اختیار کی شرط مقرر کرنا جو کچھ سے کچھ قریب ہی جیسے کھیتی کاٹنا اور اُسکا روندنا اور حاجیون کا آنا وغیرہ یا ایسے خیار کی شرط کرنا جسمین بالکل وقت ہی نہین ہی یا تین دن سے زیادہ کے واسطے خیار شرط کرنا یہ سب شرطین فاسد ہین یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور بیع صحیح ہونے کی شرطین جو خاص ہین ازانجملہ یہ کہ جس بیع مین مول ادا کرنے کی مدت قرار پائی ہی وہ مدت معلوم ہو اور اگر نہ معلوم ہوگی تو بیع فاسد ہی۔ اور منجملہ اُسکے اگر مال منقولہ خریدا تو اُسکی بیع کے واسطے پہلے قبضہ ہونا شرط ہی اور قرض کے فروخت کرنے مین بھی قبضہ شرط ہی پس قرض کی بیع قبضہ کرنے سے پہلے فاسد ہی جیسے بیع سلم کی صورت مین جس چیز مین سلم قرار پائی ہی اُسکی اور راس المال کی بیع اگرچہ بعد پھیر لینے کے ہو بدون قبضہ کے جائز نہین ہی اور ایسے ہی کسی چیز کو عوض ایسے قرضہ کے کہ جو کسی شخص پر آتا ہی بیع کرنا جائز نہین لیکن اگر وہ قرضہ بائع پر ہو تو اُسکا حکم اُسکے برخلاف ہی ف یعنی اگر وہ قرضہ بائع پر ہو تو تفصیلاً جائز ہی ازانجملہ یہ ہی کہ اگر خرید و فروخت ایسی چیزون مین واقع ہو کہ جنمین سود جاری ہوتا ہی تو دونون بدل مین مماثلت شرط ہی۔ ازانجملہ یہ ہی کہ وہ سود کے شبہہ سے خالی ہو۔ ازانجملہ یہ ہی کہ اگر وہ بیع الصرف ہو تو جدا ہونے سے پہلے قبضہ ہونا چاہیے۔ ازانجملہ یہ ہی کہ بیع مرابحہ اور بیع تولیہ اور بیع اشتراک اور بیع وضیعہ مین پہلا ثمن معلوم ہونا شرط ہی۔ بیع کے لازم ہونے کی یہ شرط ہی کہ چارون طرح کی خیارون سے جو مشہور ہین اور اُنکے سوا اور سب طرح کی خیارون سے خالی ہو یہ بحرالرائق مین لکھا ہی۔ حکم بیع کا یہ ہی کہ مشتری کی ملکیت خریدی ہوئی چیز مین اور بائع کی ملکیت اُسکے مول مین ثابت ہوتی ہی بشرطیکہ وہ بیع قطعی ہو اور اگر موقوف ہوگی تو اجازت کے وقت ملکیت ثابت ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اقسام بیع کے باعتبار مطلق بیع کے چار ہین نافذ و موقوف و فاسد اور باطل۔ نافذ وہ ہی جسکا حکم فی الحال ثابت ہو اور موقوف وہ ہی جسکا حکم اجازت کے وقت ثابت ہو فاسد وہ ہی کہ اُسکا حکم قبضہ کرنے سے ثابت ہو اور باطل وہ ہی کہ جسکا حکم بالکل ثابت نہین ہوتا اور بکنے والی چیز کے اعتبار سے بھی بیع کی چار قسمین ہین اول بیع عین مال کی عین مال سے اُسکو بیع مقایضہ کہتے ہین دوسری بیع دین کی دین سے اور اُسکو بیع الصرف کہتے ہین تیسری بیع دین کی عین مال سے جیسے بیع سلم اور چوتھی اُسکے برعکس یعنی بیع عین کی بعوض دین کے جیسے اکثر بیع کی صورتین ہوا کرتی ہین یہ بحرالرائق مین

لکھا ہی - اور ایسی ہی تسمیہ بدل کی راہ سے بھی بیع کی چار قسمین ہین اول بیع مساومہ اور وہ اُس ثمن پر بیع ہی جسپر دونون متفق ہوجاوین اور دوسری بیع مرابحہ اور وہ پہلے مول پر کچھ زیادہ لیکر بیچنے کو کہتے ہین اور تیسری بیع تولیہ اور وہ فقط پہلے مول پر بدون زیادتی و کمی کے بیع ہی اور چوتھی بیع وضیعہ کہ وہ پہلے مول سے کم پر بیچنے کو کہتے ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی

دوسرا باب - ایسے کلمات کے بیان مین جو بیع منعقد ہونے کی طرف رجوع کرتے ہین اور اُس چیز کے حکم کے بیان مین جو چکانے وغیرہ کے غرض سے قبضہ مین کرلی ہو اور اسمین تین فصلین ہین

فصل اول اُن کلمات کے بیان مین جنسے بیع منعقد ہوتی ہی - ہمارے اصحاب نے کہا ہی کہ جو دو لفظ ایسے ہون کہ جنکے معنی مالک کر دینے اور مالک ہوجانے کے ہون اور ماضی یا حال کے صیغہ ہون اُن سے بیع منعقد ہوجاتی ہی کذا فی المحیط خواہ وہ صیغہ فارسی ہون یا عربی یا اور کسی زبان کے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور ماضی کے صیغہ سے بدون نیت کے بیع منعقد ہوتی ہی اور مضارع کے صیغہ مین اصح یہ ہی کہ نیت چاہیے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - پس اگر بایع نے یون کہا کہ مین یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار درم کے عوض بیچتا ہون یا تجھے بخشتا ہون یا عطا کرتا ہون اور مشتری نے کہا کہ مین اُسکو تجھسے مول لیتا ہون یا ایسے لیتا ہون اور دونون کی نیت فی الحال بیع پورا کرنے کی ہی یا ایک نے ماضی اور دوسرے نے مستقبل کا صیغہ کہا اور اسمین بھی نیت فی الحال بیع واجب کرنے کی ہی تو بیع منعقد ہوجاویگی اور اگر یہ نیت نہین تو بیع منعقد نہوگی یہ قنیہ مین لکھا ہی اور جاننا چاہیے کہ جو صیغے محض حال کے ہین جیسے کہا کہ اسی وقت بیچتا ہون تو اُسمین نیت کی حاجت نہین اور جو صیغے محض استقبال کے ہین جیسے کہا کہ مین اسکو آئندہ زمانہ مین بیچتا ہون یا امر کے صیغے ہون تو اُنسے بیع منعقد نہین ہوتی مگر اُس صورت مین کہ امر کی دلالت اُسی معنی پر ہو جو ذکر کیا گیا ہی جیسے کہا کہ اس غلام کو اسقدر ثمن کو لے لے اور مشتری نے کہا کہ مین نے لے لیا تو یہ بھی بمنزلہ ماضی کے ہی یہ نہر الفایق مین لکھا ہی - امام ابو اللیث کبیر سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک بایع نے کہا کہ یہ کپڑا دس درم کو لے لے اور مشتری نے کہا کہ مین نے لے لیا پھر بایع نے کہا مین نہین دیتا تو اس انکار کا اُسکو اختیار ہی یا نہین اُنھون نے فرمایا کہ اُسکو اختیار نہین ہی اور ایسے ہی جب مشتری نے کہا کہ مین نے لے لیا تو پھر اُسکو بھی انکار کا اختیار نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - پھر جاننا چاہیے کہ جب بیع امر کے صیغہ سے واقع ہو تو ایسی بیع مین تین لفظ ہونے چاہیے چنانچہ اگر بایع نے کہا کہ مجھسے خرید لے اور مشتری نے کہا کہ مین نے خریدا تو بیع منعقد نہوگی تاوقتیکہ بایع پھر یہ نہ کہے کہ مین نے بیچا یا اگر مشتری نے کہا کہ میرے ہاتھ بیچ ڈال اور بایع نے کہا کہ مین نے بیچ ڈالا تو ضرور ہی کہ مشتری دوبارہ کہے کہ مین نے خریدا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور استفہام کے صیغہ سے سب کے نزدیک بیع منعقد نہین ہوتی جیسے کہ مشتری نے بایع سے کہا کہ کیا تو یہ چیز میرے ہاتھ اتنے کو بیچتا ہی یا یہ کہا کہ کیا تو نے میرے ہاتھ یہ چیز اتنے کو بیچی اور بایع نے کہا کہ مین نے بیچی تو بیع منعقد نہوگی تاوقتیکہ مشتری پھر نہ کہے کہ مین نے خریدی یہ بدایع مین لکھا ہی - اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ خریدی این چیز را ازمن بکذا یعنے کیا یہ چیز تو نے مجھسے اتنے کو خریدی اور دوسرے نے کہا کہ مین نے خریدی اور پھر اُس شخص نے یہ نہ کہا کہ مین نے بیچی تو بیع تمام نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی

ف واضح ہو کہ خریدی این چیز را ازمن اگرچہ حرف استفہام کو شامل نہین مگر فارسی مین یہ استفہام کے محل مین مستعمل ہی

[illegible]

جسکا ترجمہ بلفظ استفہام مذکور ہوا اور اسی واسطے بدون تیسرے لفظ کے بیع تمام نہونے کا حکم خلاصہ مین ہے - اور امام ظہیر الدین نے اپنے چچا شمس الائمہ اوزجندی اور اپنے استاد شمس الائمہ سرخسی سے نقل کیا کہ اس صورت مین بیع منعقد ہوجائیگی اسلیے کہ بایع کے قول مین لفظ فروختم یعنی مین نے بیچی مضمر ہے اور بایع کے قول کے یہ معنی ہین کہ خریدی کہ فروختم یہ محیط مین لکھا ہے اور مختار الفتاوی مین لکھا ہے کہ یہی حکم مختار ہے - اور اگر بائع نے یون کہا کہ مین نے یہ غلام بعوض ہزار درم کے تیرے ہاتھ اقالہ کیا اور دوسرے نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو اسکے بیع ہونے مین اختلاف ہے امام ابوبکر اسکاف نے کہا ہے کہ دونون کے درمیان اقالہ کی لفظ کے ساتھ بیع منعقد ہو جاویگی اور فقیہ ابو جعفر نے کہا ہے کہ بیع منعقد نہوگی اور فقیہ ابو اللیث نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ رح کا ہے کذا فی فتاوی قاضی خان - اور سلم کے لفظ سے سب روایتون کے موافق بیع منعقد ہوجاتی ہے یہ محیط مین لکھا ہے - اور اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ غلام ہزار روپیہ کو ہبہ کیا اور دوسرے نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو یہ بیع صحیح ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے - اور بیع کا ایجاب لفظ جعل کے ساتھ عربی مین یا گردانیدن فارسی یا کر دانسے اور کر دینے کے ساتھ اردو مین صحیح ہے مثلاً کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ مین نے یہ چیز اسقدر کے عوض مین تیری کر دی تو بیع ہے اسلیے کہ امام محمد رح نے ذکر کیا ہے کہ اگر قاضی قرضخواہ سے یون کہے کہ مین نے تیرے قرضدار کی یہ چیز تیرے قرض کے عوض مین تیری کر دی تو بیع ہوجائیگی اور یہی صحیح ہے اور اگر یہ کہا کہ مین راضی ہوگیا تو بھی ایجاب صحیح ہوجاتا ہے اور اگر پہلے ایک نے کہا کہ مین نے بیچا اور پھر دوسرے نے کہا کہ مین نے اجازت دی تو بیع منعقد ہوجائیگی کذا فی البحر الرائق اور اسی طرح اگر مشتری نے کہا کہ مین نے اسقدر ثمن کو یہ چیز مول لی اور بائع نے کہا کہ مین راضی ہوا یا مین نے پوری کر دی یا مین نے اجازت دی تو بیع منعقد ہوجائیگی کذا فی الاختیار شرح المختار اور اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ یہ غلام تیرے ہاتھ تیرے قرض کے عوض بیع ہے اور دوسرے نے قبول کر لیا تو بیع منعقد ہوجائیگی یہ غیاثیہ مین لکھا ہے اور اگر دوسرے شخص سے کہا کہ مین نے تیرا غلام ہزار درم کو مول لیا اور اسنے کہا کہ مین نے بھی کیا یا کہا کہ ہان یا کہا کہ قیمت دے تو ان دونون مین بیع صحیح ہوگئی اور یہی اصح ہے یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہے اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے اسکو اسقدر دامون کو مول لیا اور بائع نے کہا کہ وہ تیرے لیے ہے یا تیرا غلام ہے یا تجھپر فدا ہے تو بیع تمام ہوگئی یہ وجیز کردری مین لکھا ہے - اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ مین نے یہ چیز اتنے کو تیرے ہاتھ بیچی اور دوسرے نے کہا کہ مین نے لے لی تو بیع تمام ہوگئی یہ خلاصہ مین لکھا ہے - اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے اپنا گھوڑا تیرے گھوڑے کے عوض مین دیا اور دوسرے نے کہا کہ اور مین نے بھی ایسا ہی کیا تو یہ بیع ہوگئی اور شمس الائمہ اوزجندی نے اسی پر فتوی دیا ہے یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہے - اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ یہ غلام بعوض ہزار درم کے تیرے ذمہ ہے اور دوسرے نے کہا کہ مین نے مانا تو یہ بیع ہوگئی کذا فی المحیط - کسی نے کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اور اسکا مول تجھے ہبہ کر دیا اور دوسرے نے کہا کہ مین نے خریدا تو یہ بیع صحیح نہین ہے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے لیکن اگر کسی قدر دامون کو بیچا اور مشتری نے اسکو قبول کر لیا پھر مشتری کو دام معاف کر دیے یا اسکو ہبہ کر دیے یا اسکو صدقہ مین دیدیے

تو بیع صحیح ہی ۔ اور اگر غلام کو بیچا اور مول سے سکوت کیا تو امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک قبضہ سے ملکیت ثابت ہو جاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور مشتری پر غلام کی قیمت واجب ہوگی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی ۔ اور اگر کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ بلاثمن بیچا تو قبضہ کرنے سے بھی مبیع کا مالک نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی ۔ اور اگر کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ دو ہزار درم کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ مین نے بلا کسی چیز کے عوض کے خریدا تو بیع صحیح نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی ۔ اگر مملوک کے کسی عضو کی طرف بیع کے نسبت کی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر ایسے عضو کی طرف کی کہ جسکے طرف عتق کی نسبت کرنے سے وہ آزاد ہو جاتا ہی تو اُسکی طرف بیع کی نسبت کرنے سے بیع ہو جائیگی اور اگر ایسا نہین ہی تو بیع بھی صحیح نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور تجنیس ناصری مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ من فروختم این بندہ را بہزار درم تو خریدی یعنی مین نے یہ غلام ہزار درم کو بیچا تو نے خریدا اور دوسرے نے اُسکے جواب مین یون کہا کہ خریدم یعنی مین نے خریدا تو بیع تمام ہو گئی ۔ اور اگر بائع نے اسطرح کہا کہ من فروختم این بندہ را بہزار درم اور مشتری نے کہا خریدم اور کچھ زیادہ نہ کہا تو بیع نہو گی کیونکہ اسمین مشتری کی طرف نسبت نہ تھی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر پہلے سے کچھ بیع کی گفتگو درپیش تھی پھر بائع نے کہا کہ مین نے اسقدر ثمن کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ مین نے مول لیا اور یہ نہ کہا کہ تجھسے مول لیا تو بیع صحیح نہوگی اور اسی طرح اسکا عکس (یعنے اگر مشتری نے یون کہا کہ مین نے اسقدر ثمن کو مول لیا اور بائع نے کہا کہ مین نے بیچا اور یہ نہ کہا کہ تیرے ہاتھ بیچا تو بیع صحیح ہوگی) یہ فتح القدیر مین لکھا ہی امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر کسی نے ایک شخص سے کہا کہ اگر تجھے پسند آوے تو یہ میرا غلام تیرے لیے ہزار درم کو ہی اُس دوسرے نے کہا کہ مجھے پسند آیا تو یہ بیع ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی ۔ اور ایسے ہی اگر اسطرح کہا کہ تجھے موافق ہو تو یہ میرا غلام تیرے لیے ہزار درم کو ہی اور اُسنے کہا کہ میرے موافق ہوا تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو ارادہ کرے یا خواہش کرے اور دوسرے نے کہا کہ مین نے ارادہ کیا اور خواہش کی تو ان کل صورتون مین جواب مین بیع ہو جاتی ہی ابتدا مین لازم نہین ہوتی ہی اور اگر کسی نے کہا کہ یہ ٹھوس چیز اگر پانسو من وزن مین ہو تو وزن کر کہ مین نے تیرے ہاتھ اتنے کو بیچی اور مشتری نے کہا کہ مین نے خرید لی پھر اُسکو وزن کیا تو جیسا بائع نے کہا تھا ویسا ہی پایا تو یہ بیع نہوگی لیکن اگر بائع اس قول سے پہلے اُسکا وزن جانتا تھا تو بیع جائز ہی اسلیے کہ یہ قول تحقیق ہوگا تعلیق نہوگا یہ قنیہ مین لکھا ہی ۔ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ یہ اسباب لیجا اور آج کے دن اسکو دیکھ اگر تو اس سے راضی ہوگا تو وہ ہزار درم کو تیرے لیے ہی اور وہ اُسکو لے گیا تو جائز ہی اور اسی طرح اگر یون کہا کہ اگر آج تو اُس سے راضی ہوگا تو وہ ہزار درم مین تیرے لیے ہی اور یہ قول بمنزلہ ایسے کہنے کے ہی کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار درم کو اس شرط پر بیچا کہ آج کے دن کا تجکو اختیار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور ذخیرہ مین کہا کہ یہ جواز بیع بدلیل استحسان ہی اور ہمارے تینون عالمون نے اسی کو لیا ہی انتہی کلامہ اور اگر یون کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اگر تجکو ایک دن رات تک منظور ہو تو یہ لینا بیع کو تمام کرنا ہی تعلیق نہین ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی ۔ اگر یون کہا کہ یہ چیز مین نے ہزار درم کو بیچی بشرطیکہ فلان شخص راضی ہو جائے تو اگر اُسکے راضی ہونے کا کوئی وقت مقرر کر دیا اور وہ راضی ہو گیا تو بیع جائز ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی ۔ اور اگر کسی کپڑے کو بطور بیع

اور امام [illegible] واجب [illegible] ۱۲

ع قول [illegible]
[illegible]
[illegible]

فاسد سے مول لیا پھر دوسرے دن بایع سے ملا اور اُس سے کہا کہ کیا تو نے اپنا کپڑا ہزار درم کو میرے ہاتھ نہین بیچا اُسنے کہا کہ ہان بیچا ہی پھر اُس مشتری نے کہا کہ مین نے اُسکو لیا تو یہ گفتگو بیکار رہی اور اُسکی بنا اُسی بیع فاسد پر رہیگی جو پہلے واقع ہوئی تھی اور اگر اُن دونون نے اُس بیع فاسد کو بالاتفاق ترک کر دیا ہو تو آج بیع جائز ہو جائیگی ۔ کسی شخص نے اپنا غلام ہزار درم کو دوسرے شخص کے ہاتھ بیچا اور کہا کہ اگر آج میرے پاس تو دام نہ لایا تو میرے تیرے درمیان بیع نہین ہی اور مشتری نے قبول کر لیا اور اُسدن اُسکے دام نہ لایا اور دوسرے دن بائع سے ملا تو مشتری نے کہا کہ تو نے اپنا یہ غلام میرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اُسنے کہا کہ ہان بیچا پھر مشتری نے کہا کہ مین نے لیا تو اُسی وقت از سر نو بیع ہو جائیگی اسواسطے کہ پہلی خرید ٹوٹ چکی تھی اور یہ مسئلہ بیع فاسد کی صورت کے مثل نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر کسی نے یون کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا پھر اگر تو نے ایک سال تک دام نہ دیے تو میرے تیرے درمیان بیع نہین ہی تو یہ بیع فاسد ہی اور یہ قول مثل خیار کے نہین ہی اور اگر تین دن کی شرط کی اور کہا کہ اگر تین دن تک دام نہ دیگا تو میرے تیرے درمیان بیع نہین ہی تو استحساناً بیع جائز ہی اور اگر چار دن تک کا ذکر کیا تو بیع جائز نہین لیکن اگر چار روز کی شرط مین مشتری تین ہی دن مین دام لایا اور کہا کہ مجھے دیر کرنا منظور نہین ہی تو شیخ رحمہ نے کہا کہ مین اس بیع کو جائز رکھتا ہون بشرطیکہ تین دن مین دام لا دے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو اسقدر درم اس کپڑے کے عوض مجھکو ادا کر دے تو مین نے تیرے ہاتھ اُسکو بیچ ڈالا اور اُس شخص نے وہ مول اُسی مجلس مین ادا کر دیا تو یہ بیع ہو جائیگی اور کتاب الشیر مین ذکر کیا ہی کہ یہ بیع استحساناً صحیح ہی اور اسی طرح اگر بائع نے کہا فروختم چون بہا بمن رسد یعنے مین نے بیچا اگر مجھ تک قیمت پہونچ جاے پھر اُسنے قیمت اُسی مجلس مین اُسکو دیدی تو یہ بیع استحساناً صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی ۔ اگر کسی نے کہا کہ مین نے یہ تیری باندی دس دینار کو مول لی تو نے بیچی اُسنے کہا کہ فروختہ گیر یعنے بکی ہوئی سمجھ لے تو اگر اُسکی مراد بیع کا پورا کرنا ہی تو بیع صحیح ہوگی یہ قنیہ مین لکھا ہی ۔ یتیمہ مین ہی کہ حسن ابن علیؒ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ کسی شخص نے بائع کے وکیل سے کسی مال کا بائیس دینار کو مول کیا اور وکیل نے کہا کہ پچیس دینار سے کم نہ دونگا اور مشتری نے کہا کہ مجھے یہ تین دینار چھوڑ دے اور وہ راضی ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہین کہا اور وہان گواہ اُسکے رضامندی کے موجود تھے کہ وہ خوشی سے راضی ہو گیا تھا تو کیا یہ بیع ہی اُنھون نے فرمایا کہ اسقدر سے بیع نہین ہوتی لیکن اگر ایجاب و قبول یا کوئی ایسا فعل جو اِن دونون کے قائم مقام ہو پایا جاوے تو بیع صحیح ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی ۔ اور اگر بائع نے دور سے یا دیوار کے اُسطرف سے آواز دی تو جائز نہین ہی ۔ کوئی شخص بیت مین تھا اُسنے دوسرے شخص سے جو چھت پر ہی یہ کہا کہ مین نے یہ چیز تیرے ہاتھ اس مول کو بیچی دوسرے نے کہا کہ مین نے مول لی تو اگر وہ دونون ایک دوسرے کو دیکھتے ہین اور دور والے کو بات سننے مین شبہہ نہین ہوتا تو بیع صحیح ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی ۔ جو دوری ایسی ہو کہ جس سے ایک کو دوسرے کی بات سننے مین شبہہ پڑتا ہی وہ بیع کی مانع ہی اور اگر ایسی نہین جو بیع کی مانع نہین ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی ۔ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ لوگ تیرا انگور کا باغ دو ہزار درم کو خریدتے ہین اُسنے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اور مشتری نے کہا مین نے اُسکو مول لیا تو اگر یہ کلام بطور ہزل کے نہ تھا تو بیع صحیح ہو جائیگی اور اگر ہزل ہونے اور تحقیقی ہونے مین دونون نے جھگڑا کیا تو اُس شخص کا قول مقبول ہوگا جو ہزل کا دعوی کرتا ہی

اور اگر کچھ دام اُسکو دیدیے ہین تو پھر ہزل کا دعوی قابل سماعت نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - دلال نے بائع سے کہا فروختی بدین بہا یعنے تونے اِس قیمت کو بیچا اور اُسنے کہا کہ فروختہ شد یعنے بک گئی پھر مشتری سے کہا کہ خریدی اُسنے جواب دیا کہ خریدہ شد تو اگر دونون کی مراد تحقیق بیع ہی تو بیع منعقد ہو جائیگی یہ قنیہ مین لکھا ہی - اگر دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ غلام اس قیمت کو بیچا اور اُس دوسرے نے اسپر قبضہ کر لیا اور کچھ نہ کہا تو بیع منعقد ہو گئی یہ قول شیخ الاسلام معروف بخواہر زادہ کا ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی - اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ اناج تجھسے ہزار درم کو مول لیا تو اُسکو فقیرون پر صدقہ کر دے اُسنے اُسی مجلس مین ایسا ہی کیا تو بیع تمام ہو گئی اگرچہ زبان سے اُسنے کچھ نہین کہا کیونکہ یہ فعل اُسکا قبول پر دلالت کرتا ہی اور اگر مجلس سے جدا ہونے کے بعد صدقہ کر دیا تو اُسکا حکم اُسکے بخلاف ہی (یعنی مجلس سے جدا ہونے کے بعد صدقہ کر دیا تو بیع نہین ہی) اسلیے کہ قبول سے پہلے اعراض ہو چکا ہی اور اسی طرح اگر بائع نے یون کہا کہ مین نے یہ کپڑا تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا تو اُسکی قمیص قطع کرا لے اُسنے جدا ہونے سے پہلے ہی کیا تو بیع تمام ہو گئی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی - فتاوے مین ہی کہ اگر دوسرے سے کہا کہ مین نے اپنا یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اور دوسرے نے کہا کہ وہ آزاد ہی تو وہ آزاد نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور شیخ الاسلام اور صدر الشہید رحنے جامع کی کتاب الدعوی مین ذکر کیا ہی کہ مشتری کا یہ قول بائع کے ایجاب کا جواب ہی اور غلام آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر یون ف۱ کہا مشتری نے کہ فہو حر یعنے تو وہ آزاد ہی پس غلام آزاد ہو جائیگا اور مشتری پر ہزار درم واجب ہونگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - (یعنی جب تونے بیچا تو وہ میری طرف سے آزاد ہی ۱۲ منہ) ابراہیم نے امام محمد سے یہ روایت کی ہی اِس مسئلہ مین کہ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ اپنا غلام میرے ہاتھ ہزار درم کو بیچ اور بائع نے کہا کہ مین نے بیچا پھر مشتری نے کہا کہ وہ آزاد ہی تو امام ابو حنیفہ نے کہا ہی کہ اُسکا یہ کہنا کہ وہ آزاد ہی غلام پر قبضہ کرنا ہی اور غلام آزاد ہو جائیگا اور امام محمد کا یہ قول ہی کہ وہ آزاد نہوگا پس آزاد کرنے کی وجہ سے وہ قابض بھی نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر بائع نے کسی چیز کو کہا کہ مین نے بیچا پھر مشتری نے اُسکو کھا لیا یا اُسپر سوار ہوا یا اُسکو پہن لیا تو بیع پر راضی ہو گیا یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ یہ کھانا تو کھا لے اور میرا ایک درم تیرے اوپر ہوگا اُسنے کھانا کھا لیا تو یہ بیع ہو گئی اور وہ کھانا اُسکے لیے حلال ہی یہ شمس الائمہ سرخسی نے کتاب الاستحسان کی شرح مین ذکر کیا ہی کذا فی المحیط - ایک شخص کا کسی سے لین دین کا معاملہ تھا وہ اُس سے کپڑے لیا کرتا تھا پس مشتری نے کہا کہ جو کپڑا تجھسے مین لون تو ہر ایک پر تیرے لیے ایک درم کا نفع ہی حالانکہ وہ کپڑے لیے جاتا اور بائع اُسکو خریدی کی اجازت دیتا یہان تک کہ مشتری کے پاس دس یا زیادہ کپڑے ہو گئے جنکا مول بیع ہو گیا پھر مشتری نے مول اور ایک درم نفع کے حساب سے سب دیدیا تو امام ابو یوسف رحنے کہا کہ اگر کپڑے اُسکے پاس ویسے ہی باقی ہین اور اُسنے اُسپر نفع دیا تو خرید بھی جائز ہی اور نفع بھی جائز ہی اور اگر اسی طرح نہین موجود ہین تو بیع باطل اور نفع نہین جائز ہی - کسی شخص نے دوسرے شخص سے ایک کپڑا چکایا اور بائع نے کہا کہ مین اُسکو پندرہ درم کو بیچتا ہون اور مشتری نے کہا کہ مین اُسکو دس درم سے زیادہ نہین لیتا پھر مشتری اُسکو لے گیا اور بائع نے کچھ نہ کہا تو اگر چکاتے وقت وہ کپڑا مشتری کے ہاتھ مین تھا تو پندرہ درم واجب ہونگے اور اگر بائع کے ہاتھ مین تھا پھر اُس سے مشتری نے لے لیا اور بائع نے منع نہ کیا تو دس درم واجب ہونگے (اگر تلف ہو جاوے ۱۲) اور اگر مشتری کے پاس تھا اور اُسنے کہا کہ مین دس درم سے زیادہ کو نہین لیتا اور بائع نے کہا کہ مین پندرہ درم سے کم کو نہین بیچتا پھر وہ کپڑا مشتری نے پھیر دیا

ف۱ یعنے کوئی ایسا کلام کرے کہ جس سے ثابت ہو کہ آزاد ہونا بیع پر ہی ۱۲م

پھر بائع کے ہاتھ سے لے لیا اور بائع نے اُسکو دیدیا اور کچھ نہ کہا تو بھی دس درم واجب ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - مجتبے مین مذکور ہی کہ اگر دونون کے کلامون مین اختلاف ہوا اور اُسی طرح پر عقد بیع ہو گیا تو یہ دیکھا جائیگا کہ اُنکا آخر کلام کیا تھا اُسی بنا پر حکم کیا جاویگا یہ بحرالرائق مین لکھا ہی - اگر کسی نے کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا پھر کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ سو دینار کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو بیع دوسرے مول پر ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اور مشتری نے قبول کیا پھر اُسی مجلس مین یا دوسری مجلس مین یہ کہا کہ یہ غلام تیرے ہاتھ مین نے سو دینار کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ مین نے مول لیا تو دوسری بیع منعقد ہوگی اور پہلی فسخ ہوجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور یہی حکم ہی اگر اُسکو پہلی قیمت کے جنس سے اُس سے کم یا زیادہ کو بیچے مثلاً اول دس درم کو بیچا پھر نو درم یا گیارہ درم کو بیچا - اگر دوسری بار بھی دس ہی درم کو بیچا تو دوسری بیع منعقد نہوگی اور پہلی اپنی حالت پر قایم رہیگی اسلیے کہ دوسری بیع بیفائدہ ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ مین نے اپنا غلام تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ مین نے دو ہزار درم کو مول لیا تو بیع جائز ہی پس اگر وہ زیادتی بائع نے اُسی مجلس مین قبول کر لی تو بیع دو ہزار درم پر قرار پائیگی اور اگر نہ قبول کی تو ایک ہزار پر صحیح ہی - اگر مشتری نے کہا کہ مین نے یہ غلام دو ہزار کو مول لیا اور بائع نے کہا کہ مین نے ایک ہزار کو تیرے ہاتھ بیچا تو بیع ایک ہزار پر جائز ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے کہا کہ مین نے اسکو تیرے ہاتھ ایک ہزار کو بیع کیا مین نے اسکو تیرے ہاتھ دو ہزار کو بیع کیا اور مشتری نے کہا کہ مین نے پہلی بیع ایک ہزار پر قبول کی تو بیع جائز نہین ہی اور اگر مشتری نے کہا کہ مین نے دونون بیعین ملا کر تین ہزار کو قبول کین تو یہ کہنا اُسکا بمنزلہ اس کہنے کے ہی کہ مین نے دوسری بیع تین ہزار کو قبول کی یعنی بیع دو ہزار کو ہوگی اور ایک ہزار اُسپر زیادتی ہی پس بائع کو اختیار ہی چاہے اُسی مجلس مین قبول کر لے اور چاہے رد کر دے اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے ہزار درم کو بیچا مین نے سو دینار کو بیچا تو مشتری پر بعد قبول کے دوسری بیع لازم ہوگی اور بعضون نے کہا کہ اُسپر دونون مول لازم ہونگے اور پہلا قول کتاب الزیادات مین ہی اور وہ قوی ہی اور جب بائع نے زیادتی اُسی مجلس مین قبول کر لی تو وہ مشتری پر لازم ہوگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اور دوسرے نے کہا کہ مین اسکو قبول نہین کرتا بلکہ مجھے پانچسو درم کو دے پھر کہا کہ مین نے ہزار درم کو لے لیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا ہی کہ اگر وہ غلام اُسنے اُسکے حوالے کر دیا تو وہ رضامند ہو گیا ورنہ رضامندی نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - جاننا چاہیے کہ جب دونون عقد کرنے والون مین سے ایک نے بیع کا ایجاب کیا تو دوسرے کو اختیار ہی اگر چاہے تو اُسی مجلس مین قبول کرے اور چاہے رد کر دے اور اسکو خیار قبول کہتے ہین اور اس خیار مین وراثت جاری نہین ہوتی یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی - اور خیار قبول کی انتہا آخر مجلس تک ہوتی ہی یہ کافی مین لکھا ہی - اور قبول صحیح ہونے کے واسطے ایجاب کرنے والے کا زندہ رہنا شرط ہی اگر قبول سے پہلے وہ مرجاے تو ایجاب باطل ہو جائیگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - اور اگر اُن دونون مین کا کوئی شخص قبول واقع ہونے سے پہلے اُٹھ گیا تو ایجاب باطل ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اُٹھا نہین ولیکن مجلس مین کسی اور کلام مین مشغول ہوا سواے بیع کے تو بھی ایجاب باطل ہو جائیگا اور اگر کھڑا تھا پھر بیٹھ کر قبول کیا تو صحیح ہی

یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ نصیر رح سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ بیچا اور اُس شخص کے ہاتھ مین ایک پیالہ پانی تھا اُسنے پی لیا پھر کہا کہ مین نے مول لیا تو کیا حکم ہی فرمایا کہ بیع پوری ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر ایک لقمہ کھایا پھر کہا کہ مین نے مول لیا تو بھی یہی حکم ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی لیکن اگر کھانے مین مشغول ہو گیا تو مجلس بدل جائیگی اور اگر دونون سو گئے یا اُنمین سے ایک سو گیا پس اگر لیٹ کر سوئے تو مجلس جدا ہو گئی اور اگر بیٹھے بیٹھے سوئے تو مجلس جدا نہو گی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون بیہوش ہو گئے پھر دونون کو افاقہ ہوا اور اُسکے بعد قبول کیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور امام محمد کہتے ہین کہ اگر دیر خوب سمجھو ۱۲ ہو گئی تو ایجاب باطل ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ چیز تجکو اس قیمت کو دی اور مشتری نے کچھ نہ کہا پھر بائع نے کسی اور شخص سے اپنی ضرورت کی بات کی تو بیع باطل ہو گئی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر مشتری فرض نماز پڑھتا تھا اُس سے فارغ ہونے کے بعد اُسنے قبول کیا تو جائز ہی یعنی ایجاب باطل ہو گیا ۱۲ یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر اُس فرض مین ایک رکعت نفل ملا لی پھر قبول کیا تو بھی جائز ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری گھر مین تھا پھر نکل کر کہا کہ مین نے مول لیا تو اُن دونون مین بیع منعقد نہو گی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون نے بیع کی گفتگو کی اور وہ اُسوقت پیادہ چلے جاتے تھے یا ایک ہی جانور پر دونون سوار ہو کر چلے جاتے تھے یا دو جانورون پر سوار تھے تو اگر مخاطب نے بائع کا جواب اُسکے خطاب کے ساتھ ملا ہوا دیا تو اُن دونون مین عقد پورا ہو جائیگا اور اگر تھوڑا سا بھی فصل ہو گیا تو بیع صحیح نہین اور اگر دونون ایک محمل مین تھے تو بھی یہی حکم ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور خلاصہ مین نوازل سے نقل کیا ہی کہ اگر ایک یا دو قدم چلنے کے بعد جواب دیا تو جائز ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور نہر الفائق مین جمع التفاریق سے نقل کیا ہی کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین انتہے فتاوے مین صدر الشہید نے کہا ہی کہ ظاہر روایت کے بموجب نہین صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر بائع اور مشتری دونون کھڑے تھے اور ایک نے اُن دونون مین سے بیع کا ایجاب کیا پھر وہ دونون چلے یا بعد خطاب کے دوسرا قبول کرنے سے پہلے چلا تو ایجاب باطل ہو جائیگا۔ اور اگر اُن دونون نے کشتی چلنے کی حالت مین بیع کی گفتگو کی پھر خطاب اور جواب کے درمیان تھوڑا سکتا پایا گیا تو اتنا توقف بیع منعقد ہونے کا مانع نہین ہی اور کشتی کا حال بمنزلہ گھر کے ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر کسی شخص نے کہا کہ مین نے فلان شخص کے ہاتھ بیع ڈالا جو وہان حاضر نہ تھا پھر وہ اُس مجلس مین حاضر ہوا اور کہا کہ مین نے خریدا تو بیع صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر بائع نے کہا کہ مین نے بیچا اور مشتری نے کہا کہ مین نے خریدا اور دونون کلام ایک ہی ساتھ زبان سے نکلے تو بیع منعقد ہو جائیگی میرے والد مرحوم اسی طرح فرماتے تھے کذا فی الظہیریہ اور جاننا چاہیے کہ مبیع کے متغیر ہونے سے پہلے قبول کا پایا جانا ضرور ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ پس اگر کسی شخص نے انگور کا شیرہ بیچا اور مشتری نے اُسکو قبول نہ کیا یہانتک کہ وہ شراب ہو گیا پھر شراب سے سرکہ ہو گیا پھر مشتری نے قبول کیا تو جائز نہین ہی اور ایسے ہی اگر باندی بچہ جنی پھر مشتری نے قبول کیا تو جائز نہین اور اسی طرح اگر دو غلام بیچے اور مشتری نے قبول نہ کیے یہانتک کہ اُنمین سے ایک کو کسی نے قتل کر ڈالا اور بائع نے اُسکی دیت بھی لے لی پھر مشتری نے قبول کیا تو جائز نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ باندی تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچی اور مشتری نے قبول نہ کی یہانتک کہ کسی شخص نے اُس باندی کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور اُس ہاتھ کے عوض کا مال خواہ بائع کو دیا یا نہ دیا پھر مشتری نے کہا کہ مین نے اسے قبول کیا تو جائز نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے کتاب الوکالت مین

ایک مسئلہ ذکر کیا ہی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ اس مول کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو اُن دونون مین بیع منعقد نہوگی تاوقتیکہ بائع پھر یہ نہ کہے کہ مین نے اجازت دی اور یہی قول بعض مشائخ کا ہی اور وجہ اُسکی یہ ہی کہ جب بائع نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ بیچا تو اُسنے مشتری کو غلام کا مالک کر دیا پھر جب مشتری نے کہا کہ مین نے خریدا تو اُسنے غلام کو اپنی ملک مین لے لیا اور بائع کو ثمن کا مالک کر دیا تو بعد اسکے بائع کی اجازت ضرور ہی تاکہ وہ ثمن کا مالک ہو جاوے اور عامہ مشائخ کا قول ہی کہ بعد اسکے بائع کی اجازت کی کچھ حاجت نہین اور یہی صحیح ہی اور ایسا ہی امام محمد رح سے بھی روایت کیا گیا ہی کذا فی الذخیرہ اور واضح ہو کہ ایجاب کرنے والا خواہ بائع ہو یا مشتری دوسرے کے قبول کرنے سے پہلے اپنے ایجاب سے رجوع کرسکتا ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - لیکن ایجاب کرنے والے کو دوسرے کے رجوع کرنے کا کلام سننا ضرور ہی یہ تاتارخانیہ مین مذکور ہی ظہیریہ مین لکھا ہی کہ رجوع صحیح ہوتا ہی اگرچہ دوسرے کو اُس سے آگاہی نہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اگر بائع نے کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ اس قیمت کو بیچا پھر کہا کہ مین نے اپنے کلام سے رجوع کر لیا اور مشتری نے اس رجوع کرنے کو نہین سنا اور کہا کہ مین نے خریدا تو بیع منعقد ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور اگر بائع نے کہا کہ مین نے بیچا اور مشتری نے کہا کہ مین نے خریدا اور اسی کلام کے متصل بائع نے کہا کہ مین نے رجوع کر لیا تو اگر مشتری کا قبول اور بائع کا رجوع دونون ساتھ ہی نکلے تو بیع تمام نہوگی اور اگر بائع نے مشتری کے قبول کے پیچھے رجوع کیا تو بیع تمام ہوجائیگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی - اور جاننا چاہیے کہ جب ایجاب وقبول پائے جاوین تو بیع لازم ہو جائیگی اور اُن دونون مین سے کسی کو اختیار نہوگا مگر بسبب کسی عیب یا نہ دیکھنے کے اختیار باقی رہیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اور اسکے بعد عقد تمام ہونے کے واسطے بائع کی اجازت کی کچھ حاجت نہین اور یہی مذہب عامہ مشائخ کا ہی اور یہی صحیح ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور اگر مشتری نے کہا کہ مین نے تجھسے یہ غلام ہزار درم کو خریدا اور بائع نے کہا کہ مین نے بیچا پھر مشتری نے کہا کہ مین تو لینا نہین چاہتا ہون تو مشتری کو یہ اختیار نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر کسی سے بطور استفہام کے کہا کہ کیا تونے میرے ہاتھ یہ کپڑا دس درم کو بیچا اُسنے کہا کہ مین نے بیچا پھر مشتری نے کہا کہ مین اسکو خریدنا نہین چاہتا ہون تو اُس مشتری کو یہ اختیار رہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - کسی شخص نے ایک شخص سے بعوض نو درم کے ایک کپڑے کی خرید ٹھہرائی اور کپڑے والے نے کہا کہ (بہ دہ درم بکم ندہم ستدی) یعنے دس درم سے کم نہ دونگا کیا تونے خریدا پس اس شخص نے کہا کہ مین راضی ہوا پھر کپڑے والے نے کہا کہ مین نہین بیچتا ہون تو اُسکو یہ اختیار حاصل ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی - جاننا چاہیے کہ خط مثل خطاب کے ہی اور ایسے ہی ایلچی بھیجنا یہانتک کہ خط پہونچنے اور پیغام پہونچنے کی مجلس کا اعتبار کیا جائیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی - تاج الشریعۃ نے فرمایا کہ صورت خط لکھنے کی یہ ہی کہ یہ خط مین نے فلان شخص کو لکھا اما بعد مین نے اپنا فلان غلام تیرے ہاتھ اس مول کو بیچا پس جب اُسکو خط پہونچا اور اُسنے پڑھا اور جو کچھ اُسمین لکھا تھا اُسکو سمجھا اور اُسی مجلس مین قبول کر لیا تو بیع صحیح ہوگئی یہ عینی شرح ہدایہ مین مذکور ہی اور پیغام بھیجنے کی یہ صورت ہی کہ کہے فلان شخص کے پاس جا اور کہہ کہ فلانے شخص نے اپنا فلان غلام تیرے ہاتھ اس مول کو بیچا پس وہ آیا اور اُسنے خبر دی اور اسی مجلس مین اُس شخص نے قبول کر لیا اور ایسے ہی اگر کہا کہ مین نے اپنا فلان غلام فلان شخص کے ہاتھ اس مول کو بیچا اے شخص تو جا کر اُسکو خبر کر دے پس یہ شخص گیا اور خبر کر دی اور اُسنے قبول کر لیا تو بیع ہوگئی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے یہ غلام فلان شخص کے ہاتھ جو

[illegible]

اُسوقت غایب تھا اُسنے کو بیچا پھر اُس غایب کو خبر پہونچی اور اُسنے قبول کر لیا تو بیع صحیح نہین ہی اور اگر اُسکی طرف سے اُس مجلس مین کسی اور شخص نے قبول کر لیا تو بیع کا صحیح ہونا اُسکی اجازت پر موقوف ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی - اور اگر کہا کہ مین نے اس غلام کو فلان شخص کے ہاتھ بیچ ڈالا پس اے فلانے تو اسکو خبر کر دے پھر اُسکے سوا کسی دوسرے نے اُسکو خبر کر دی تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے کسی شخص کو لکھا کہ مین نے یہ غلام تیرا خریدا اور غلام کے مالک نے اُسکو لکھا کہ مین نے اُسکو تیرے ہاتھ بیچا تو یہ بیع ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور اگر اُسکو لکھا تھا کہ میرے ہاتھ اتنے کو بیچ ڈال پھر اُسکو خط پہونچا اور اُسنے لکھا کہ مین نے اُسکو تیرے ہاتھ بیچ ڈالا تو بیع تمام نہوگی تاوقتیکہ مشتری یہ نہ کہے کہ مین نے خریدا یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - اگر ایک شخص نے کسی کو لکھا کہ کیا تو نے یہ اپنا غلام اتنے کو میرے ہاتھ بیچا اُسنے لکھ بھیجا کہ مین نے یہ اپنا غلام تیرے ہاتھ بیچا تو یہ بیع نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور جاننا چاہیے کہ اگر بعد جزو عقد لکھنے یا پیغام بھیجنے کے اُس سے رجوع کرے تو رجوع صحیح ہی خواہ ایلچی کو یہ بات معلوم ہو یا نہو یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - اور خط لکھنے والے اور پیغام بھیجنے والے کو اُس ایجاب سے جو اُسنے لکھ بھیجا یا جسکا پیغام بھیجا ہی رجوع کرنا اُسوقت تک کہ دوسرے کے پاس نہین پہونچا یا اُسنے قبول نہین کیا ہی درست ہی خواہ دوسرے شخص کو معلوم ہو یا نہو یہانتک کہ اگر دوسرے شخص نے اُسکے بعد قبول کیا تو بیع تمام نہوگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ غلام اتنے کو بیچا اُس دوسرے نے کسی اور شخص سے کہا کہ تو کہدے کہ مین نے خریدا پس اُسنے کہدیا کہ مین نے خریدا تو دیکھا جائیگا کہ یہ کلام اُس شخص نے اگر بطور پیغام پہونچانے والے کے کہا تو خریدنا صحیح ہی اور اگر بطور وکیل کے کہا ہی تو صحیح نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - واضح ہو کہ کبھی بیع صرف لین دین پر بدون کسی لفظ بولنے کے ہو جاتی ہی اور اُسکو بیع تعاطی کہتے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور یہ ہر چیز مین خواہ خسیس ہو یا نفیس بلا فرق جاری ہی اور یہی صحیح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور شمس الائمہ حلوائی کے نزدیک بیع تعاطی مین دونون طرف سے دیدینا شرط ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی اور یہی قول اکثر مشائخ کا ہی اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ یہی قول مختار ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ دونون بدل مین سے کسی ایک پر بھی قبضہ کر لینا کافی ہی اسواسطے کہ امام محمد رہ نے صاف فرمایا ہی کہ بیع تعاطی دونون بدل مین سے کسی ایک پر قبضہ کر لینے سے ثابت ہو جاتی ہی اور یہ قول ثمن اور مبیع دونون کو شامل ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - اور جس شخص کا یہ قول ہی اُسکے نزدیک اس بیع مین مبیع سپرد کر دینے کے ساتھ انعقاد بیع کیواسطے مول کا بیان کرنا شرط ہی اور امام ابو الفضل کرمانی کا فتوی بھی اسی طرح منقول ہی یہ محیط مین لکھا ہی یہ شرط اُس چیز مین ہی جسکا مول معلوم نہین ہی مگر روٹی اور گوشت مین مول بیان کرنے کی کچھ حاجت نہین ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - **ف** مترجم کہتا ہی کہ اُس ملک مین روٹی اور گوشت کا مول معروف تھا پس جہان کہین اسکا مول معروف ہو وہان یہ حکم جاری ہوگا واللہ اعلم - اور منتقی مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے کسی شخص سے ایک چیز کا بھاو ٹھہرایا جسکو وہ خریدنا چاہتا تھا مگر اُسکے پاس برتن نہ تھا کہ اُسمین لیوے پھر اُس سے جدا ہو کر برتن لایا اور اُسکو ثمن کے درم دیدیے تو یہ جائز ہی کذا فی المضمرات منتقی مین ہی کہ ایک شخص پر دوسرے کے ہزار درم چاہیے تھے پس اُس شخص نے جسپر یہ درم چاہیے تھے اُس شخص سے کہ جسکے چاہیے تھے کہا کہ مین تیرے مال کے عوض دینار دیتا ہون پس اُسنے دیناروں کا بھاو ٹھہرایا مگر اُن دونون مین بیع واقع نہوئی اور وہ شخص جدا ہو گیا پھر وہ شخص کہ جسپر مال چاہیے تھا اُنھین دیناروں کو جنکا بھاو ٹھہرا کے جدا ہو گئے تھے لا کر

اُس شخص کو کہ جسکے چاہیے تھے دیدیے اور بیع کو نہ دوہرایا تو وہ بیع اُسوقت جائز ہوگئی یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک وقر آٹھ درم کو خریدی پھر بائع سے کہا کہ ایک دوسری وقر اسی ثمن کے حساب سے لاکر یہان ڈالدے پس بائع نے دوسری وقر لاکر وہان ڈالدی پس یہ بیع ہوگئی اور بائع کو پہونچتا ہے کہ وہ اس حکم کرنے والے سے آٹھ درم کا مطالبہ کرے یہ مضمرات مین لکھا ہے اور مجرد مین امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہے اس مسئلہ مین کہ اگر کسی نے گوشت بیچنے والے سے کہا کہ تو گوشت کیونکر بیچتا ہے اُسنے کہا کہ تین رطل ایک درم کو اُسنے کہا کہ مین نے خریدا تو میرے واسطے تول دے پھر گوشت بیچنے والے کی یہ رائے ہوئی کہ مین نہ تولون تو اُسکو اس بات کا اختیار ہے پہونچتا ہے اور اگر اُسنے تول دیا تو مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ہر ایک کو اُن دونون مین سے رجوع کا اختیار ہے اور اگر مشتری نے قبضہ کرلیا یا بائع نے مشتری کے حکم سے اُسکے برتن مین رکھ دیا تو بیع تمام ہوگئی اور مشتری پر ایک درم واجب ہوا اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر کسی قصاب سے کہا کہ جو گوشت تیرے پاس رکھا ہے اُسکو میرے واسطے تول دے یا یون کہا کہ اس شانہ مین سے میرے واسطے تول دے یا کہا کہ اس پہر مین سے میرے واسطے بحساب فی درم تین رطل کے تول دے اور اُسنے تول دیا تو مشتری کو نہ لینے کا اختیار نہین ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص ایک کھانچی خربزون کی لایا کہ جسمین چھوٹے بڑے خربزے تھے اُس سے ایک شخص نے کہا کہ اسمین سے دس خربزے کتنے کو دیگا اُسنے کہا ایک درم کو پس اُس شخص نے دس خربزے چھانٹے اور انکو لے چلا یا بائع نے دس نکال دیے اور انکو مشتری نے قبول کرلیا تو بیع تمام ہوگئی یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے گیہون بیچنے والے کو پانچ دینار دیے تاکہ اُس سے گیہون لیوے اور اس سے پوچھا کہ تو گیہون کیونکر بیچتا ہے اُسنے کہا سو رطل ایک دینار کو دیتا ہون پس مشتری ساکت ہوا پھر مشتری نے گیہون مانگے تاکہ انکو لیوے پس بائع نے کہا کہ مین کل تجھے دونگا اور اُن دونون مین بیع واقع نہوئی اور مشتری چلا گیا پھر دوسرے روز گیہون لینے آیا اور حال یہ ہوا کہ بھاو بازار کا بدل گیا تو بائع کو یہ اختیار نہین ہے کہ مشتری کو اُن گیہون کے لینے سے منع کرے بلکہ اُسپر واجب ہے کہ پہلے نرخ کے حساب سے مشتری کے حوالے کرے یہ قنیہ مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے تکیہ اور بچھونے جو ہنوز بُنے نہین گئے تھے خریدے اور مدت کا ذکر نہین کیا تو صحیح نہین ہے اور اگر تکیہ بنکر حوالہ کردیے تو بھی صحیح نہین ہے اور تعاطی جب بیع ہوتی ہے کہ فاسد یا باطل کی بنا پر نہوا اور اگر بیع فاسد یا باطل کے بنا پر ہوگی تو بیع تعاطی نہوگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ گٹھا لکڑی کا کتنے کو ہے اُسنے کچھ ثمن بیان کیا پس اُسنے کہا کہ اپنا گدہا تو ہانک اور اگر اُسنے ہانکا تو یہ بیع نہوگی مگر اُسوقت کہ لکڑیان سپرد کرکے ثمن لے لے یہ سراجیہ مین لکھا ہے۔ کسی نے قصاب سے کہا کہ ایک درم کا کتنا گوشت دیتا ہے اُسنے کہا کہ دو سیر اس شخص نے کہا کہ تول دے اور ایک درم دیا اور گوشت لے لیا تو یہ بیع جائز ہے اور دوبارہ وزن کرنا لازم نہین ہے اور اگر وزن کیا اور کم پایا تو کمی کے موافق درم مین سے پھیر لیوے اور گوشت مین سے نہین لے سکتا ہے اسواسطے کہ بیع کا انعقاد اسی قدر پر ہوا ہے جو اُسنے دیا یہ وجیز کردری مین لکھا ہے۔ ایک قصاب کے پاس ایک شخص ہر روز ایک درم لاتا تھا اور قصاب اسکو گوشت کاٹ کر تول دیا کرتا تھا اور صاحب درم یہ گمان کرتا تھا کہ یہ گوشت ایک سیر ہے اور شہر مین گوشت کا بھاو بھی یہی تھا پھر ایک روز مشتری نے اپنے گھر اس گوشت کو تولا تو وہ تین پاو نکلا تو وہ قصاب سے بحساب نقصان کے درہمون مین سے پھیر لیوے اور بقدر نقصان کے گوشت نہین لے سکتا ہے اور یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ یہ شخص

اُسی شہر کا رہنے والا ہو کہ جہین بیع واقع ہوئی اور اگر اس شہر کا رہنے والا نہین ہو مثلاً مسافر ہو اور حال یہ ہو کہ شہر کے رہنے والون نے روٹی اور گوشت کا نرخ مقرر کر رکھا ہو اور یہ نرخ ایسا رواج پا گیا ہو کہ کبھی فرق نہین ہوتا پس اس مسافر نے نان بائی یا قصاب سے کہا کہ مجھے ایک درم کی روٹی یا ایک درم کا گوشت دے اور اُسنے معمول سے کم دیا اور مشتری کو اُسوقت خبر نہوئی پھر اُسکو معلوم ہوا تو روٹی مین اُسکو نان بائی سے پھیر لینے کا اختیار ہو جیسے کہ اس شہر کے لوگ نقصان لے سکتے ہین اور گوشت مین رجوع کا اختیار نہین ہو اسواسطے کہ روٹی مین بھاؤ مقرر کر لینا معروف ہو پس سب کے حق مین یہی حکم ہوگا اور گوشت مین ایک نئی بات ہو پس اُس شہر کے سوا اور لوگون کے حق مین ظاہر نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ مجمع النوازل مین مذکور ہو کہ ایک شخص کا کسی دوسرے شخص پر قرضہ تھا اُسنے اُسکا مطالبہ کیا پس قرضدار بقدر معلوم جو لایا اور قرض خواہ سے کہا کہ شہر کے نرخ پر لیلے[ف] تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر شہر کا بھاؤ معلوم ہو اور وہ دونون بھی جانتے ہین تو بیع پوری ہو جائیگی اور اگر شہر کا بھاؤ معلوم نہین یا وہ دونون نہین جانتے ہین تو بیع نہوگی یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور منجملہ بیع تعاطی کے ایک یہ صورت ہو کہ مشتری نے جو چیز خریدی تھی اُسکو ایسے شخص کے سپرد کر دی جو اُسکا بطور شفعہ کے خواستگار تھا حالانکہ اُس مقام پر شفعہ جاری نہین ہوتا۔ اور ایسے ہی وکیل نے ایک چیز خریدی اور وہ چیز وکیل کی ذات کے واسطے ہو گئی پھر اُسنے موکل کے سپرد کر دی تو یہ بھی بیع تعاطی ہو بشرطیکہ حکم کرنے والے نے اُسپر قبضہ کر لیا اور اپنے حکم سے انکار کیا ہو حالانکہ اُسی کے واسطے وکیل نے خریدی تھی یہ بحر الرائق مین مجتبے سے منقول ہو۔ اور منجملہ بیع تعاطی کی صورتون کے یہ ہو کہ کسی شخص کے پاس ایک باندی ودیعت رکھی تھی اور وہ شخص کسی اور باندی کو سوا اُسکے جو ودیعت رکھی گئی تھی لایا اور کہا کہ یہ تیری باندی ہو اور ودیعت رکھنے والا جانتا ہو کہ یہ وہ باندی نہین ہو اور جسکے پاس ودیعت رکھی تھی اُسنے قسم کھالی پس اِس ودیعت رکھنے والے نے اُسکو لے لیا تو اُس سے اسکو وطی کرنا حلال ہو اور باندی کو بھی وطی پر راضی ہونا جائز ہو اور امام ابو یوسف رح سے منقول ہو کہ اگر کسی نے درزی سے کہا کہ یہ میرا استر نہین ہو اور درزی نے قسم کھالی کہ یہ وہی ہو تو اُس شخص کو اُسکے لے لینے کی گنجائش ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہو۔ اگر کسی مشتری نے کوئی باندی خیار عیب کی وجہ سے بائع کو واپس کر دی اور بائع جانتا ہو کہ یہ میری باندی نہین ہو پھر اُسنے اُسکو لے لیا اور راضی ہو گیا تو یہ بیع تعاطی ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اور ایسے ہی اگر کسی دھوبی نے کسی شخص کو اور کپڑا بدل کر دیدیا یا اسی طرح موچی نے جوتہ بدل دیا اور وہ راضی ہو گیا تو بھی بیع تعاطی ہو یہ واقعات حسامیہ مین لکھا ہو کسی شخص نے ایک خربزہ بیچنے والے کو کچھ درم دیے تا کہ اُس سے کچھ خربزہ بعینہ خریدے پھر اُن خربزون کو لے لیا اور بائع کہتا جاتا ہو کہ مین اتنے کو یہ خربزہ نہ دونگا مگر مشتری نے لے لیے اور بائع نے واپس نہ کیے اور مشتری کو بازاریون کی عادت معلوم ہو کہ بائع اگر راضی نہین ہوتا ہو تو دام پھیر دیتا ہو اور اپنی چیز واپس لیتا ہو اور اگر ایسا نہین کرتا تو راضی ہوتا ہو حالانکہ مشتری کے پیچھے اُسکا دل خوش کرنے کو چلایا کرتا ہو کہ مین اتنے کو نہین دیتا تو شیخ رح نے فرمایا کہ باینہمہ یہ بیع صحیح نہین ہو یہ قنیہ مین لکھا ہو خلف رح کہتے ہین کہ مین اسد رح سے پوچھا کہ ایک شخص نے بازار مین کہا کہ کون شخص ہو جسکے پاس ہرات کا کپڑا دس درم کا ہو ایک شخص نے کہا کہ مین ہون پھر اُسنے اُسکو دیدیا تو کیا یہ بیع ہو تو فرمایا کہ یہ بیع نہین ہو مگر اُس صورت مین کہ لیتے وقت یہ کہے کہ مین نے دس درم کو لیا اور جا کر اُسکو دیکھونگا اور مین نے حسن رح سے یہی مسئلہ پوچھا اُنھون نے فرمایا کہ بیع جائز ہو اور دونون کو اِس بیع کے توڑ دینے کا اختیار رہیگا یہ محیط مین لکھا ہو

ف قال المترجم
اراد بذلک انه
قضاه علی سعر البلد
یعنی ان الشعیر علی
قدر حقه علی سعر البلد
ولم یرد انه اراد
ان یعطیه علی سعر البلد
واللہ اعلم بحقیقته

دوسری فصل اُن چیزون کے حکم کے بیان مین جو خریدنے کی غرض سے قبضہ مین لی گئین ہون ۔

کسی شخص نے کسی سے ایک کپڑا چوکایا اور بائع نے کہا کہ وہ تیرے لیے بیس درم کو ہی مشتری نے کہا نہین بلکہ دس درم کو لونگا پھر اتنے ہی گفتگو پر مشتری اُسکو لے گیا اور بائع دس درم پر راضی نہین ہوا پس یہ بیع نہین ہی اور اگر مشتری نے کپڑے کو تلف کردیا تو اُسپر بیس درم لازم ہونگے اور جب تک تلف نہین کیا تب تک اُسکو پھیر دینے کا اختیار ہی ۔ امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ قیاس یہ چاہتا تھا کہ اُسپر قیمت لازم ہوتی لیکن ہمنے عرف کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دیا کہ عرف مین بیس درم لازم ہونگے ۔ اگر کسی سے خریدنے کے واسطے ایک کپڑا لیا اور اُسنے مول کہدیا پھر وہ مشتری کے پاس تلف ہوگیا تو مشتری پر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور اسی طرح اگر مشتری کے مرنے کے بعد اُسکے وارث نے اُس کپڑے کو تلف کر ڈالا تو بھی قیمت واجب ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر کسی سے ایک کپڑا لیا اور کہا کہ مین اسے لیے جاتا ہون اگر پسند آویگا تو خریدلونگا پھر اُسکو لیگیا اور وہ ضائع ہوگیا تو اُس شخص پر کچھ واجب نہین ہی اور اگر اُسنے یہ کہا تھا کہ اگر راضی ہونگا تو اُسکو دس درم کو لونگا پھر ضائع ہوگیا تو وہ شخص قیمت کا ضامن ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ایک کپڑے کا مول کسی سے چوکایا پھر اُس کپڑے کو بغرض خریدنے کے لے لیا یا اُس چوکانے کی گفتگو مین بائع نے اُسکے حوالے کردیا اور کہا کہ وہ دس درم کا ہی پھر اُسکو مشتری لے گیا تو امام رح نے فرمایا کہ جو مول بائع نے بیان کیا اُسی مول پر وہ کپڑا ہمیشہ رہیگا تاوقتیکہ مشتری اُسکو رد نہ کرے اور رد کرنے سے یہ مراد ہی کہ مشتری مثلاً یون کہے کہ مین نو درم سے زیادہ کو نہ لونگا یا مین سوائے نو درم کے راضی نہین ہون یہ ذخیرہ مین لکھا ہی ۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ کپڑا بیس درم کا ہی اور مشتری نے کہا کہ مین نے اُسے دس درم مین لیا اور لیکر چلا گیا اور وہ مشتری کے پاس تلف ہوگیا تو اُسپر اُسکی قیمت واجب ہی اور اگر مشتری کے قول کے بعد پھر بائع نے کہدیا تھا کہ مین بیس درم سے کم نہ دونگا اور مشتری لیکر چلا گیا اور وہ تلف ہوگیا تو اُسپر بیس درم واجب ہونگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور فرق کرامیسی مین ہی کہ بائع نے کہا کہ یہ کپڑا تیرے واسطے دس درم کو ہی اور مشتری نے کہا کہ لا اُسکو تاکہ مین اُسکو دیکھون یا کسی دوسرے کو دکھلا لون پھر وہ تلف ہوگیا تو امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ اُسپر کچھ واجب نہوگا یعنے وہ امانت مین تلف ہوگیا اور اگر مشتری نے کہا تھا کہ اُسکو لا اگر مجھے پسند آئیگا تو مین لے لونگا پھر وہ تلف ہوگیا تو مشتری پر جو اُسکا مول ٹھہرا تھا واجب ہی اور فرق دونون صورتون مین یہ ہی کہ پہلی صورت مین اُسنے یہ حکم کیا تھا کہ مجکو دیکھنے یا دکھانے کو دے اور یہ بیع نہین ہی اور دوسری صورت مین پسند کرنے اور لینے کی غرض سے اُسکو دینے کا حکم دیا تھا اور یہ بدون حکم کے بیع ہی تو حکم کی صورت مین بدرجہ اولے بیع ہوگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور اگر اُسکو دیکھنے کی غرض سے نہین لیا پھر کہا کہ مین دیکھونگا اور وہ ضائع ہوگیا تو مشتری کا دوسرا کلام اُس ضمانت سے جو اُسپر پہلے کلام سے واجب ہوگئی ہی بری نہ کریگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی ۔ ایک شخص نے ایک بزاز سے ایک کپڑا طلب کیا اُسنے اُسکو تین کپڑے دیے اور کہا کہ یہ دس کا ہی اور یہ دوسرا بیس کا اور یہ تیسرا تیس کا اور اُنکو اپنے گھر لیجا جو کپڑا تجھے پسند آوے اُسکو مین نے تیرے ہاتھ بیچا پھر مشتری اُن کپڑون کو لے آیا اور وہ مشتری کے گھر مین جل گئے تو اگر یہ صورت ہوئی کہ سب کے سب جل گئے اور یہ معلوم نہین کہ آگے پیچھے جلے یا معلوم ہوا کہ آگے پیچھے جلے ہین لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ اول سب سے کون جلا اور دوسری اور تیسری بار کون جلا تو مشتری پر ہر ایک کپڑے کی

[illegible]

تہائی قیمت کی ضمان واجب ہوگی اور اگر پہلا معلوم ہوا تو اسکی قیمت لازم آویگی اور باقی دو کپڑے اسکے پاس امانت ہین جلے اور اگر دو کپڑے جلگئے اور تیسرا باقی رہا تو اگر یہ معلوم نہوا کہ ان دونون مین سے پہلے کون جلا تو ہر ایک کی آدھی قیمت دینی واجب ہوگی اور تیسرے کو واپس کرنا چاہیے اسواسطے کہ وہ امانت مین ہی اور اگر ایک جلا اور دو باقی رہے تو جلے ہوے کی قیمت دے اور دونون کو واپس کرے اور اگر دو کپڑے اور کچھ تیسرے مین سے جل گیا اور ان دونون مین سے یہ نہین معلوم کہ پہلے کون جلا تو ان دونون مین سے ہر ایک کی نصف قیمت دے اور تیسرے کا باقی واپس کرے اور اسکے جلنے کی نقصان کی ضمان اسپر واجب نہوگی یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی اور اگر دو کپڑون مین سے ایک پورا اور دوسرے مین کا آدھا ساتھی جل گئے تو باقی آدھا واپس کرے اور دوسرا اسکے ذمہ لازم ہوگا اور یہ اختیار اسکو نہین ہی کہ جلے ہوے کو امانت مین رکھے اور آدھے باقی کو پورے مول مین لے لیوے اور علے ہذا القیاس اگر کپڑے مین سے اتنا باقی رہا ہو جسکا کچھ مول نہین ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص نے کسی کو ایک بزاز کے پاس بھیجا اور بزاز کو کہلا بھیجا کہ ایسا ایسا کپڑا میرے پاس بھیجدے پھر بزاز نے اسکے ایلچی یا دوسرے کے ہاتھ بھیجدیا پس اس شخص کے پاس پہونچنے سے پہلے وہ کپڑا ضائع ہوگیا اور اس بات کے بیع ہونے پر سب متفق ہوے تو اس ایلچی پر کچھ ضمان نہین ہی پھر جسکے پاس سے ضائع ہوا ہی اگر وہ ایلچی اسکا ہی جس نے بھیجکر لانے کا حکم دیا تھا تو ضمان اس حکم کرنیوالے پر ہی اور اگر کپڑے والے کا آدمی ہی تو اس شخص حکم کرنے والے پر کچھ ضمان نہین یہانتک کہ اسکے پاس وہ کپڑا پہونچے اور جب کپڑا اسکے پاس پہونچ گیا تب وہ البتہ ضامن ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے ایک اسباب کسی منادی کو دیا کہ بازار مین اسکے بیچنے کیواسطے آواز دے پس ایک شخص نے چند معلوم درہمون کے عوض وہ اسباب طلب کیا اور اس منادی نے اسکے پاس رکھدیا جس نے طلب کیا تھا پھر اس طالب نے کہا کہ میرے پاس سے ضائع ہوگیا یا مجھسے گر گیا تو اس شخص پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور منادی پر کچھ واجب نہوگا اور منادی پر واجب نہونا اس صورت مین ہی کہ اس چیز کے مالک نے اسکو یہ اجازت دی ہو کہ بیع تمام ہونے سے پہلے جو شخص خریدنے کی غرض سے تجھسے طلب کرے اسکو دیدینا اور اگر یہ اجازت نہین دی ہی تو یہ منادی اسکی قیمت کا ضامن ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ جو شخص کہ خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا تھا اگر اُسنے ایک کپڑا خریدنے کی غرض سے لیا اور اسکو اپنے موکل کو دکھلایا اور موکل کو وہ پسند نہ آیا اُسنے وکیل کو واپس کردیا پھر وکیل کے پاس وہ کپڑا تلف ہوگیا تو امام ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ نے فرمایا ہی کہ وکیل اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور موکل سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی مگر اس صورت مین کہ موکل نے اسکو خریدنے کی غرض سے لے لینے کا حکم کیا ہو تو اس صورت مین وکیل ضمان دیگا اور موکل سے واپس لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی تجنیس ناصری مین ہی کہ اگر ایک کپڑا دلال کے پاس سے جاتا رہا تو اسپر کچھ ضمان نہین ہی اور اگر کسی دوکاندار کے پاس سے جاتا رہا حالانکہ اسکا کسی مشتری نے بھاؤ چکایا تھا اور دونون سے باہم مول ٹھہر گیا تھا تو اس دوکاندار پر کپڑے کی قیمت واجب ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی **ف** یعنے دوکاندار وہ مول جو ٹھہر گیا ہی لے لیوے اور دوسرے کو اسکی قیمت ادا کرے مثلاً چار درم کپڑے کا مول ٹھہرا تھا وہ دوسرے کو دینا چاہیے اور دوکاندار نے چونکہ وہ کپڑا کھویا ہی اسواسطے جو قیمت اسکی بازار مین ہو وہ دوسرے کو ادا کرے۔ ایک شخص نے ایک کمان خریدنا چاہی اور مول ٹھہر گیا پھر بائع کی اجازت سے مشتری نے اسکو کھینچا یا بائع نے اس سے کہا کہ تو کھینچ اگر ٹوٹ جاوے تو تجھپر ضمان نہین ہی اسنے کھینچی اور کمان ٹوٹ گئی تو اسکی قیمت کا ضامن [illegible] گا اور اگر مول نہین ٹھہرا ہو اور [illegible]

بائع کی اجازت سے کھینچا تو اُسپر ضمان واجب نہوگی اور امام رحمہ سے روایت ہو کہ اگر بائع نے مشتری کو درم دکھلا کے اُسنے اُسکو دبایا اور وہ ٹوٹ گئے یا کمان دکھلائی اُسنے اُسکو کھینچا اور ٹوٹ گئی یا کپڑا دکھلایا اور اُسنے اُسکو پہنا اور پھٹ گیا تو مشتری اُسکا ضامن ہو بشرطیکہ بائع نے اُسکو دبانے یا کھینچنے یا پہننے کا حکم نہ کیا ہو۔ اور بعض فقہا نے کہا ہو کہ اگر وہ درم بدون دبائے نہین دیکھ سکتا تھا تو اگر دبانے مین اُسنے حد سے تجاوز نہین کیا تو ضامن نہوگا اور حد سے نہ تجاوز کرنے مین اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہو۔ ایک شخص ایک شیشہ فروش کے پاس آیا اور کہا کہ یہ شیشہ مجکو دکھلا اُسنے دکھلا کر کہا کہ اسکو اُٹھا اُسنے اُسے اُٹھایا پس وہ گر کر ٹوٹ گیا تو اُٹھانے والا اُسکا ضامن نہین ہو کیونکہ اُسنے اُسکے حکم سے اُٹھایا تھا اور اگر بطریق خریدنے کے تھا تو بھی مول مذکور نہین ہو اور ظاہر روایت کے موافق جو چیزین خریدنے کی غرض سے قبضہ مین لیجاتی ہین اُنکی ضمان بعد مول بیان کرنے کے واجب ہوتی ہو پس اگر قبضہ کرنے والے نے شیشہ فروش سے کہا کہ یہ شیشہ کتنے کا ہو اُسنے کہا کہ اتنے کا ہو پھر اُسنے کہا کہ مین اسکو لے لون شیشہ فروش نے کہا کہ ہان پھر اُسنے اُسکو لیا اور اُسکے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا تو اُس شخص پر اُسکی قیمت واجب ہو گی اور یہ حکم اُسی صورت مین ہو کہ وہ شیشہ شیشہ فروش کی اجازت سے اُٹھایا تھا اور اگر بلا اجازت اُسکے اُٹھایا تھا تو اُسکا ضامن ہو خواہ مول بیان کیا گیا ہو یا نہ بیان کیا گیا ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہو ایک شخص نے ایک پیالہ چوکا یا اور پیالہ والے سے کہا کہ یہ پیالہ مجھے دکھلا اُسنے اُسکو دیدیا اور اُس شخص نے اُسکو دیکھا پھر وہ پیالہ اُسکے ہاتھ سے چند پیالون پر گرا اور یہ پیالہ اور وہ پیالے سب ٹوٹ گئے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا ہو کہ وہ شخص اس پیالہ کی قیمت کا ضامن نہوگا کیونکہ یہ امانت تھا اور باقی پیالونکا ضامن ہو کیونکہ اسنے بائع کی بلا اجازت تلف کر دیے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اگر ایک شخص نے ایک چیز خریدی اور بائع نے غلطی سے دوسری چیز اُسکو دیدی اور وہ تلف ہو گئی تو مشتری اُسکی قیمت کا ضامن ہو کیونکہ اُسنے خریدنے کے طور پر اُسپر قبضہ کیا تھا اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اس چیز پر قبضہ کرے اُسنے غلطی سے دوسری چیز پر قبضہ کر لیا اور وہ تلف ہو گئی تو ضامن نہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔

تیسری فصل

بکنے والی چیز اور اُسکے مول کو پہچاننے اور اُن دونون مین قبضہ سے پہلے تصرف کرنے کے بیان مین۔

امام قدوری رحمہ نے اپنی کتاب مین فرمایا ہو کہ جو چیز عقد مین متعین ہوتی ہو وہ مبیع ہو اور جو متعین نہین ہوتی وہ ثمن ہو مگر یہ کہ اُسپر بیع کا لفظ بولا جاوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ مال تین قسم کا ہوتا ہو ایک وہ جو ہمیشہ ثمن رہتا ہو اور دوسرا وہ جو ہمیشہ مبیع رہتا ہو اور تیسرے وہ کہ مبیع بھی ہوتا ہو اور ثمن بھی ہوتا ہو سو جو چیز ہمیشہ ثمن ہوتی ہو وہ درم اور دینار ہین خواہ اُنکے مقابل انھین کے مثل واقع ہون یا کوئی اور چیزین اور خواہ اُنپر کوئی ایسا لفظ جو ثمن پر بولا جاتا ہو داخل ہو یا نہ ہو اور پیسے بھی ہمیشہ ثمن ہوتے ہین کہ مثل درم کے معین کرنے سے متعین نہین ہوتے ہین اور جو ہمیشہ مبیع رہتی ہین وہ جنسین ہین کہ جنکا مثل موجود نہین ہوتا اور نہ وہ ایسی گنتی کی چیزین ہین جو باہم ایکسی ہون لیکن کپڑے کا جب وصف بیان کر دیا جاوے اور کوئی میعاد اُسکے دینے کی مقرر کیجاوے تو وہ ثمن ہو جاتا ہو یہانتک کہ اگر کسی نے کوئی غلام خریدا اور اُسکے عوض مین کسی کپڑے کی صفت بیان کر کے اپنے ذمہ کر لیا مگر اُسکی میعاد مقرر نہ کی تو جائز نہین ہو اور اگر میعاد مقرر کر دی تو جائز ہو اور اگر غلام پر قبضہ کرنے سے پہلے متفرق ہو گئے تو بیع باطل نہو گی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اور جو چیزین مثلی نہین ہین اُنھین باہم ایکدوسرے کے

[illegible]

بیع عین کے طور پر جائز ہی دین کے طور پر جائز نہین یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور جو چیز مبیع اور ثمن دونون ہوتی ہی وہ کیلی اور وزنی اور ایسی چیزین ہین جو گنتی سے بکتی ہون اور باہم ایک سی ہون پس اگر اُنکے مقابلہ مین وہ چیزین ہون جو ثمن کہلاتی ہین تو یہ چیزین مبیع ہونگی اور اگر اُنکے مقابلہ مین اُنھین کے مثل کی چیزین کیلی اور وزنی اور عددی ہون تو اس بات پر لحاظ کیا جائیگا کہ اگر اُن دونون کی بیع عین کی عین کے ساتھ یعنی لین دین بطور عین ہی تو جائز ہی اور اس صورت مین وہ دونون مبیع ہونگی اور اگر ایک اُن دونون مین سے اُسی وقت بطور عین دیجاوے اور دوسری کی صفت بیان کرکے اسکے ذمہ قرض ٹھہرائی جاوے اور جو چیز عین اُسوقت دیجاتی ہی وہ مبیع اور جو ذمہ لیجاتی ہی وہ ثمن قرار دیجاوے تو جائز ہی اور اس قرض پر جدا ہونے سے پہلے قبضہ کر لینا شرط ہی **ف** یعنی یہ دین جو عین کے مقابلہ مین مول قرار پائی ہی اُسپر جدا ہونے سے پہلے قبضہ چاہیے اور اگر وہ چیز جو دین ہی اُسکو مبیع ٹھہراوین اور جو چیز عین ہی یعنے اسی وقت دی گئی ہی اُسکو مول ٹھہراوین تو بیع جائز نہین اگرچہ اس دین پر جُدا ہونے سے پہلے قبضہ ہو جاوے اسلیے کہ اس صورت مین اس بائع نے ایسی چیز بیچی جو اسکے پاس موجود نہین ہی اور ایسی بیع سوا ے صورت بیع سلم کے اور صورت مین جائز نہین ہی اور ثمن کی علامت یہ ہی کہ اُسکے ساتھ حرف با یا جو اُسکے معنی مین ہو آتا ہو **ف** جیسے کہا کہ یہ کپڑا العوض دس درم کے یا عوض مین دس درم کے دیتا ہون - اور مبیع کی علامت یہ ہی کہ اُسکے ساتھ کوئی ایسا لفظ نہ آوے - اور اس تقدیر پر اگر ایسی دونون چیزین دین ہون تو بیع جائز نہین اسواسطے کہ یہ ایسی چیز کی بیع ہی جو اُسکے پاس موجود نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور جب مبیع اور ثمن کا حال معلوم ہوچکا تو ہم یہ کہتے ہین کہ مبیع کے حکم مین سے ایک یہ ہی کہ اگر وہ مال منقولہ ہو تو قبضہ کرنے سے پہلے اُسکی بیع جائز نہین ہی اور جو حکم کہ مبیع کا بیان ہوا وہی حکم اُس اُجرت کا ہی کہ جو عین ٹھہرائی گئی ہو اور اُسکا فی الحال لینا شرط ہو یعنے اُسکی بیع بھی قبضہ سے پہلے جائز نہین اسی طرح جو مال کہ قرض کے صلح مین ملے اور وہ عین ہو تو اُسکی بیع بھی قبضہ سے پہلے جائز نہین ہی مگر مہر اور خلع کے بدلے کا مال اور عمداً خون کے عوض اگر مال ملا ہو اور وہ عین ہو تو اُسکی بیع قبضہ سے پہلے جائز ہی - اور ہر ایسی چیز جسکا قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہین ہی اُسکا اجارہ پر دینا بھی جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اُسکو بائع کو ہبہ کر دیا یا صدقہ کر دیا یا قرض دیا یا بائع کے پاس رہن رکھا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز نہین ہی اور امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر کسی خریدی ہوئی باندی کا قبضہ کرنے سے پہلے نکاح کر دیا تو جائز ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور عدم جواز کا حکم اُس صورت مین ہی کہ جب قبضہ سے پہلے مشتری کا تصرف خریدے ہوے مال منقولہ مین کسی اجنبی کے ساتھ ہو لیکن اگر بائع کے ساتھ اُسنے تصرف کیا پس اگر بائع کے ہاتھ اُسکو بیچا تو قبضہ سے پہلے بیع اُسکی کسی طرح جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر بائع کے پاس رہن کیا تو صحیح نہین اور اگر بائع کو ہبہ کیا اور اُسنے قبول کر لیا تو بیع فسخ ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر بائع نے ہبہ قبول نہ کیا تو ہبہ باطل ہو گیا اور بیع اپنی حالت پر صحیح رہی یہ تاتارخانیہ مین شرح طحاوی سے منقول ہی - امام محمد رح نے کہا ہی کہ جو تصرف بغیر قبضہ کے صحیح ہی اگر مشتری قبضہ سے پہلے اُس تصرف کو کریگا تو جائز نہین اور جو تصرف بغیر قبضہ کے صحیح نہین ہوتا جیسے ہبہ وغیرہ اگر اُسکو مشتری قبضہ سے پہلے کریگا تو جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی کرخی نے اپنے مختصر مین ذکر کیا ہی کہ اگر مشتری نے بائع سے قبضہ سے پہلے کہا کہ اسکو اپنے واسطے بیچ لے اُسنے قبول کر لیا تو بیع ٹوٹ گئی اور اگر یون کہا کہ میرے واسطے بیچ دے تو بیع نہ ٹوٹے گی اور اگر بیچیگا تو اُسکی بیع جائز نہوگی

سلہ قولہ معنی یہ ہین کہ ہبہ بدون قبضہ کے تمام نہین ہوتا پس اگر مشتری کا حکم تو وہ قبضہ کرنے سے پہلے ہبہ کیا تو وہ اسکے حکم سے مشتری قبضہ کریگا قبضہ ہبہ تمام ہوا ایس جائز ہوگا ۱۲

اور اگر یون کہا کہ اسکو بیچ اور یہ نہ کہا کہ میرے واسطے یا اپنے واسطے اور بائع نے قبول کر لیا تو پہلی بیع ٹوٹ گئی یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کا ہی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک پہلی بیع نہ ٹوٹے گی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ جسکے ہاتھ تو چاہے بیچ تو صحیح نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین خلاصہ سے منقول ہی۔ اگر مشتری نے مملوک پر قبضہ کرنے سے پہلے بائع سے کہا کہ اسکو آزاد کر دے اور بائع نے آزاد کر دیا تو یہ عتق بائع کی طرف سے ہوگا اور پہلی بیع فسخ ہو جاویگی اور مشتری کی طرف سے نہوگا یہ مذہب امام ابو حنیفہ رح کا ہی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک عتق باطل ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے ایک باندی خریدی اور اُسپر قبضہ نہین کیا تھا کہ بائع سے کہا کہ اسکو فروخت کر یا اُسکے ساتھ وطی کر یا وہ طعام تھا کہ بائع سے کہا کہ اسکو کھالے اور اُس نے ایسا ہی کیا تو یہ بیع کا فسخ کرنا ہوگا اور جبتک بائع نے ایسا نہین کیا تب تک بیع فسخ نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر مال منقولہ کا بطور وصیت یا میراث کے مالک ہوا تو اسکی بیع قبضہ سے پہلے جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی کسی شخص نے ایک گھر یا زمین خریدی اور اسکو قبضہ سے پہلے بائع کے سوا کسی اور کو ہبہ کیا تو سب کے نزدیک جائز ہی اور اگر فروخت کیا تو امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور امام محمد کے نزدیک جائز نہین ہی اور اگر قبضہ سے پہلے بائع کو یا اُسکے سوا اور کسی کو اجارہ پر دی تو سب کے نزدیک جائز نہین اسی طرح اگر ایسی زمین خریدی جسمین کھیتی اسکی بوئی ہوئی تھی اور وہ کھیتی ہنوز ساگ تھی وہ بائع کو آدھون آدھ کے معاملہ پر قبضہ سے پہلے دیدی تو جائز نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ نوازل مین ہی کہ اگر کسی نے ایک گھر خریدا اور اُسپر قبضہ کرنے اور دام دینے سے پہلے اسکو وقف کر دیا تو اس وقف کا حکم موقوف ہی اگر اُسکے بعد اُسنے دام ادا کر دیے اور اُسپر قبضہ کر لیا تو وقف جائز ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ ثمنون مین اور دین مین بدلنے کا تصرف کرنا سوائے بیع صرف اور سلم کے ہمارے نزدیک قبضہ سے پہلے جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی طحاوی نے ذکر کیا ہی کہ قرض مین قبضہ سے پہلے تصرف جائز نہین ہی اور قدوری نے اپنی کتاب مین لکھا کہ یہ کہنا سہو ہی اور صحیح یہ ہی کہ جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور سیر کبیر مصنفہ امام محمد رح مین ہی کہ اگر دشمن کسی مسلمان کے غلام کو قید کر کے اپنی حرز مین اپنے ملک مین لیگئے اور کوئی مسلمان انکے ملک مین داخل ہوا اور اُس غلام کو اُنسے خرید لیا اور دار الاسلام مین لایا اور اُس غلام کا پہلا مالک حاضر ہوا اور قاضی نے یہ حکم کیا کہ وہ غلام اُس مالک کو بعوض اُسکے مول کے دیا جاوے اور پہلے مالک نے اُسپر قبضہ کرنے سے پہلے اُسکو فروخت کیا پس اگر اُسی شخص کے ہاتھ بیچا جسکے پاس وہ غلام موجود ہی تو جائز ہی اور اگر غیر کے ہاتھ بیچا تو جائز نہین ہی اور یہ مسئلہ نظیر اُس مسئلہ کی ہی کہ اگر قاضی نے کسی غلام کو عیب کی وجہ سے بائع کو دینے کا حکم کیا اور بائع نے اُسپر قبضہ کرنے سے پہلے بیچ ڈالا تو اگر اُسی مشتری کے ہاتھ جو پھیرتا ہی فروخت کیا تو جائز ہی اور اگر کسی اور کے ہاتھ بیچا تو جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔

تیسرا باب ایجاب و قبول مین اختلاف واقع ہونے کے بیان مین اگر بائع دو چیزون یا تین چیزون مین ایجاب کرے اور مشتری یہ ارادہ کرے کہ مین بعض مین یہ ایجاب قبول کرون اور بعض مین قبول نہ کرون پس اگر ان سب کی بولی ایک تھی تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور اگر جدا جدا تھے تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر مشتری ایجاب کرے اور بائع کا یہ ارادہ ہو کہ بعض مین قبول کرے اور بعض مین نہین پس اگر صفقہ ایک ہی تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور اگر صفقہ متفرق ہی تو جائز ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اسی طرح اگر بائع نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ غلام

بیچا اور مشتری نے آدھا قبول کیا تو صحیح نہین ہو لیکن اگر بائع اسی مجلس مین اسپر راضی ہوجاوے تو صحیح ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور امام قدوری نے کہا کہ اسطرح کا عقد اُسوقت صحیح ہوگا کہ مبیع کا جو حصہ مشتری نے قبول کیا اُسکے مقابل ثمن مین سے کوئی حصہ معلوم ہو اور اگر باعتبار قیمت کے تقسیم ہوتا ہو جیسے کہ بیع کی نسبت دو غلامون یا دو کپڑون کی طرف ایک مرتبہ کی گئی اور مشتری نے اُن دونون مین سے ایک قبول کیا تو عقد صحیح نہوگا اگرچہ بائع راضی ہوجاوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو واضح ہو کہ صفقہ کا ایک ہونا اور جدا جدا ہونا بھی معلوم کرنا چاہیے پس ہم کہتے ہین کہ اگر خرید و فروخت و قیمت ایک ہو یعنی قیمت اکٹھی بیان کیجاوے اور بائع بھی ایک ہو اور مشتری بھی ایک ہو تو صفقہ ایک کہلائیگا اور قیاس اور استحسان دونون دلیلون سے ثابت ہو اور اسی طرح اگر قیمت جدا جدا ہو یعنی بیع کی ہر حصہ کی قیمت جدا جدا بیان کی گئی اور اور باقی سب چیزین ایک ہون مثلاً بائع نے مشتری سے کہا کہ مین نے یہ دس کپڑے تیرے ہاتھ بیچے ہر کپڑا دس درم کو ہو تو اس صورت مین بھی صفقہ ایک ہو اور اسی طرح اگر بائع دو ہون یا مشتری دو ہون اور قیمت اکٹھی ذکر کیجاوے مثلاً بائع دو شخصون سے کہے کہ مین نے یہ چیز تم دونون کے ہاتھ اس قیمت کو بیچی اور دونون مشتری کہین کہ ہم نے یہ چیز تجھسے اس قیمت کو مول لی تو یہ بھی ایک ہی صفقہ ہو یہ محیط مین لکھا ہو یہ بیان صفقہ کے ایک ہونیکا تھا اب صفقہ کے جدا جدا ہونیکا یہ بیان ہو کہ ہم کہتے ہین کہ اگر ہر جزو کی قیمت جدا جدا بیان کی اور خرید یا فروخت جدا جدا ہوئی اور بائع اور مشتری دو دو ہین یا بائع دو ہین اور مشتری ایک ہو یا مشتری دو ہین بائع ایک ہو تو صفقہ متفرق ہوگا اور اسی طرح اگر قیمت جدا جدا بیان کیجاوے اور خرید یا فروخت جدا جدا ہو اور بائع اور مشتری ایک ہون جیسے بائع کسی شخص سے کہے کہ مین نے یہ کپڑے تیرے ہاتھ اسطرح بیچے کہ یہ کپڑا دس درم کو بیچا اور یہ کپڑا پانچ درم کو بیچا یا مشتری کہے کہ مین نے یہ کپڑے تجھسے اسطرح مول لیے کہ یہ کپڑا دس درم کو مول لیا اور یہ کپڑا پانچ درم کو مول لیا تو بالاتفاق صفقہ متفرق ہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہو اور اگر عقد ایک ہو اور عقد کرنے والے اور ثمن دونون متعدد ہون تو قیاس یہ ہو کہ صفقہ متعدد ہوگا اور استحسان یہ ہو کہ متعدد نہوگا اور یہی قول امام رح کا ہو اور اسی پر فتوے ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہو اگر دو یا کئی چیزین مختلف مول لین یا ایک چیز مول لی اور دام تھوڑے سے دیے اور یہ ارادہ کیا کہ تھوڑی سی مبیع پر قبضہ کرلے پس اگر صفقہ ایک تھا تو یہ جائز نہین ہو اور اگر صفقہ متفرق تھا تو جائز ہو اور اگر کسی شخص نے کسی سے دس یہودی کپڑے خریدے اور ہر کپڑا دس درم کو ٹھہرا اور مشتری نے دس درم نقد دیدیے اور کہا کہ یہ دس درم خاص اس کپڑے کی قیمت ہین اور اُس کپڑے پر قبضہ کرنا چاہا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہو اسواسطے کہ صفقہ ایک ہو اور اسی طرح اگر بائع یا مشتری کو خاص ایک کپڑے کی قیمت معاف کردی اور مشتری نے کہا کہ مین یہ کپڑا اپنے لیتا ہون تو مشتری کو یہ اختیار نہین ہو اور اسی طرح اگر بائع خاص ایک کپڑے کی قیمت مہینہ بھر بعد لینے پر راضی ہوجاوے تو مشتری کو اُسپر قبضہ کرنیکا اختیار نہین ہو اور اسی طرح اگر بائع ایک درم کے سوا تمام مول معاف کردے یا ایک درم کے سوا تمام مول کو چند روز بعد لینے پر راضی ہوجاوے تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر خرید مین کسی خاص کپڑے کے دام نقد دینے ٹھہرے اور باقی کی کچھ میعاد مقرر ہوئی تو مشتری کو اسقدر نقد ثمن ادا کرنے سے پہلے کسی چیز پر قبضہ کرنیکا اختیار نہین ہو اور اسی طرح اگر مول سو درم ٹھہرا اور مشتری کے بائع پر نوّے درم چاہیے ہین اور یہ اُس مول کا قصاص ہوگئے جو مشتری کے ذمہ واجب ہین تو مشتری کو باقی دس درم ادا کرنے سے پہلے کسی چیز پر قبضہ کرنیکا اختیار نہین اور اسی طرح اُن کپڑون مین سے خاص ایک کپڑے کی قیمت اگر دس دینار تھی

اور باقی کپڑون کی قیمت سو درم اور مشتری نے صرف دینار دیے یا صرف درم دیے تو اُسکو کسی کپڑے پر قبضہ کرنا جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ دو شخصون نے ایک شخص سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور ایک انمین سے غائب ہوگیا اور دوسرا موجود تھا تو اُسکو یہ اختیار نہین کہ کسی قدر غلام پر قبضہ کرے جب تک کہ اُسکے پورے دام نہ دیدے اور جب پورے دام دیدیے تو کل غلام پر قبضہ کرے اور اس صورت مین دوسرے شریک کی طرف سے بطور احسان کے دینے والا ہوگا اور جب وہ غائب حاضر ہو تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ اپنے حصہ پر قبضہ کرے جب تک کہ شریک موجود کو اسقدر حصہ ثمن نہ دیدے جو اسکے حصہ کا اُسنے دیا ہی اور جب ایسا کیا تو اپنے حصہ پر قبضہ کرسکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور جس شخص شریک نے اس غلام پر قبضہ کیا تھا اُسکے پاس اگر دوسرے شریک غائب کے حاضر ہونے سے پہلے یا حاضر ہونے کے بعد طلب کرنے سے پہلے وہ غلام مرگیا تو بطور امانت کے ہلاک ہوا اور جو شریک اُسپر قابض تھا وہ دوسرے شریک سے بقدر اُسکے حصہ کے لے لے اور اگر غائب حاضر ہوا اور اُسنے غلام مین سے اپنا حصہ مانگا اور شریک حاضر نے کہا کہ جب تک مین اُسقدر دام جو تیری طرف سے ادا کرچکا ہون نہ لے لونگا تب تک نہ دونگا پھر وہ غلام مرگیا تو اس صورت مین وہ غلام اس مال کے عوض ہلاک ہوا جو اُسنے دیا ہی اور ایسی صورت ہوگئی جیسے مبیع بائع کے پاس ہلاک ہوجاوے اور یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کا ہی اور اگر بائع نے دو مشتریون مین سے ایک کو اُسکے حصہ کے دام معاف کردیے یا ایک مہینہ کے بعد لینے پر راضی ہوگیا تو وہ شریک دوسرے شریک کے حصہ ثمن ادا کرنے سے پہلے اس غلام مین سے اپنے حصہ پر قبضہ نہین کرسکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور بحر الرائق مین ہی کہ اگر ان صورتون مین صفقہ جدا جدا ہو تو یہ سب حکم برعکس ہوجائینگے انتہی۔

ف یعنی بائع نے دام وصول کرنے کے واسطے مبیع کو روک رکھا اور مشتری کے ادا کرنے سے پہلے مبیع اسکے پاس تلف ہوئی تو مشتری کو کچھ دام واجب نہین ۱۲ منہ

چوتھا باب مبیع کو ثمن کے واسطے روک رکھنے اور بائع کی اجازت یا بلا اجازت اُسپر قبضہ کرنے اور مبیع کو سپرد کرنے کے بیان مین اور ان صورتون کے بیان مین جو قبضہ ہوسکتی ہین اور جو نہین ہوسکتی ہین اور ایک قبضہ کا دوسرے قبضہ سے نائب ہونے کے بیان مین اور مبیع مین قبضہ سے پہلے تصرف کرنے کے بیان مین اور دونون عقد کرنے والون پر مبیع اور ثمن کے سپرد کرنے مین جو خرچ واجب ہوتا ہی اُسکے بیان مین

اور اس باب مین چھ فصلین ہین۔

پہلی فصل مبیع کو ثمن کے واسطے روکنے کے بیان مین۔ ہمارے اصحاب رحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر دام نقد ٹھہرے ہون تو دام پورے حاصل کرنے کے واسطے بائع کو مبیع کے روکنے کا اختیار ہی کذا فی المحیط اور اگر دام کی کچھ میعاد ٹھہری ہووے تو بائع کو مبیع کے روکنے کا اختیار نہ میعاد سے پہلے ہی اور نہ اُسکے بعد ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی اور اگر تھوڑے دام نقد ٹھہرے ہون اور تھوڑے کی میعاد ہو تو نقد دام کے پورا حاصل کرنے تک بائع کو مبیع کے روکنے کا اختیار ہی اگرچہ اس دام مین سے تھوڑے سے باقی رہجاوین تو بائع تمام مبیع کو روک سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی تفریدیہ مین ہی کہ اگر مبیع غائب ہو تو جب تک بائع اُسکو حاضر نہ کرے مشتری کو اختیار ہی کہ دام نہ دے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی خواہ اسی شہر مین ہو جہان بیع واقع ہوئی ہی یا دوسرے شہر مین ہو اور اُسکے حاضر کرنے مین اُسکے ذمہ خرچہ پڑتا ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور جب مشتری نے پورے دام دیدیے اور بائع نے مبیع اُسکے سپرد کردی یا بائع نے۔ بدون ثمن پر قبضہ کیے مبیع اُسکے سپرد کردی یا بائع کی زبانی اجازت سے مشتری نے

مبیع پر قبضہ کر لیا یا مشتری نے مبیع پر ایسے حال مین قبضہ کیا کہ بائع دیکھ رہا تھا اور اُسکو منع نہین کرتا تھا تو ان سب صورتون مین بائع کو یہ اختیار نہین ہے کہ مبیع کو پھیر کر ثمن حاصل کرنے کے واسطے روکے اور اگر مشتری نے بدون اجازت بائع کے قبضہ لیا تھا تو بائع کو اختیار ہے کہ مشتری کا قبضہ باطل کر دے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر ثمن کے بدلے مشتری نے کوئی چیز رہن کر دی یا کوئی شخص ثمن کا کفیل ہو گیا تو اُس سے بائع کو مبیع کے روکنے کا جو حق حاصل ہے وہ ساقط نہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور زیادات مین ہے کہ بائع نے اگر ثمن کسی اپنے قرضخواہ کو مشتری پر پتا دیا تو بائع کا مبیع کو روکنے کا حق ساقط ہو گیا اور اگر مشتری نے کسی اور شخص پر ثمن بائع کو پتا دیا تو بائع کا حق ساقط نہوگا اور کرخی نے ذکر کیا کہ یہ قول امام محمد کا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مبیع کو روکنے کا حق ساقط ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور فتاوے مین ہے کہ اگر بائع نے مبیع مشتری کو مستعار دی یا اُسکے پاس امانت رکھی تو روکنے کا حق ساقط ہو گیا اور بموجب ظاہر روایت کے اب اُسکے پھیر نیکا مختار نہین ہے یہ بدائع مین لکھا ہے اور اگر ثمن ادا کرنیکی کچھ میعاد ہو اور مشتری نے مبیع پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ میعاد آگئی تو مشتری کو اختیار ہے کہ ثمن ادا کرنے سے پہلے مبیع پر قبضہ کرے اور بائع اُسکو روک نہین سکتا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اگر بائع نے ثمن کے لینے کی مدت ایک سال ٹھہرائی اور سال کو معین نہ کیا اور مشتری حاضر نہوا یہانتک کہ ایک سال گذر گیا تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب جسوقت سے مشتری مبیع پر قبضہ کریگا اُسوقت سے ایک سال کی میعاد ہوگی اور اگر سال معین کر دیا تھا تو فی الفور ثمن دینا واجب ہو گیا اور امام ابو یوسف اور امام محمد رح کے نزدیک خواہ سال معین کیا ہو یا نہ کیا ہو ایسی صورت مین ثمن فی الحال دینا واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے اور یہ اختلاف اس صورت مین ہے کہ جب بائع نے مبیع کو سپرد کرنے سے انکار کیا ہو اور اگر انکار نہ کیا تو بالاجماع شروع سال عقد کے وقت سے شمار ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر بیع مین دونون کے لیے یا ایک کے لیے خیار ہے اور میعاد مین یہ قید نہین ہے کہ کس وقت سے شروع ہوگی تو میعاد کی ابتدا عقد لازم ہونے کے وقت سے ہوگی اور خیار رویت مین میعاد کا اعتبار عقد کے وقت سے کیا جاویگا یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر بائع بیع کے پیچھے ثمن کچھ مدت بعد لینے پر راضی ہو گیا تو روکنے کا حق باطل ہو گیا یہ بدائع مین لکھا ہے اگر کسی نے غلام مول لیا اور قبضہ کرنے سے پہلے اُسکو آزاد یا مدبر کر دیا اور مشتری قاضی کے حکم سے مفلس قرار پا چکا ہے تو بائع کو یہ اختیار نہین ہے کہ غلام کو روکے اور عتق نافذ ہو جائیگا اور غلام اپنی قیمت کے بدلے بائع کے لیے سعی نہ کریگا یہ امام اعظم رح کا قول ہے کذا فی الخلاصہ اور ظاہر روایت یہی ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر مشتری نے قبضہ کرنے سے پہلے غلام کو مکاتب کر دیا یا اجارہ مین دیدیا یا رہن کر دیا تو بائع کو یہ اختیار ہے کہ قاضی کے سامنے جھگڑا پیش کرے تاکہ قاضی ان تصرفات کو باطل کر دے اور اگر ہنوز قاضی نے باطل نہین کیا تھا کہ مشتری نے دام دیدیے تو کتابت جائز ہوگی اور رہن و اجارہ باطل ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور مشتری نے جب کل دام نقد دیدیے یا بائع نے اُسکو کل دام معاف کر دیے تو مبیع کے روکنے کا حق باطل ہو گیا یہ بدائع مین لکھا ہے اور منتقی مین ہے کہ اگر کسی نے ایک دروازہ مول لیا اور بائع کی بلا اجازت اُسپر قبضہ کرکے اُسمین لوہے کی کل میخین لگا دین یا کپڑا لیا تھا کہ بلا اجازت اُسکو رنگ لیا یا زمین تھی کہ بلا اجازت اُسمین کوئی عمارت بنائی یا درخت لگائے تو بائع کو اختیار ہے کہ اُسکو لیکر روک لے پس اگر بائع یہ کہے کہ مین کیلین اُکھاڑ ڈالتا ہون یا زمین کے درخت اُکھاڑے ڈالتا ہون تاکہ زمین جیسی تھی ویسے ہی ہو جاوے پس اگر اُسکے دور کرنے مین کوئی نقصان نہین تو بائع کو اختیار ہے اور اگر نقصان ہے تو اختیار نہین ہے اور اگر مبیع

ف یعنی حوالہ کردیا ۱۲

بائع کے پاس سے ضائع ہو گئی تو کیلون اور رنگ کی قیمت کا بائع ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر مبیع باندی تھی اور بایع کی بلا اجازت مشتری نے قبضہ کرکے اُس سے وطی کرلی پس اگر وہ حاملہ ہوئی اور جنی تو بایع کو اُسکے روکنے کا اختیار نہ رہا اور اگر حاملہ نہ ہوئی اور نہ جنی تو بائع کو اُسکے روکنے کا اختیار ہی پس اگر بایع کے پاس مرگئی تو اگر بایع نے وطی واقع ہونے کے بعد دینے سے انکار کیا تھا تو بائع کا مال ہلاک ہوا ورنہ مشتری کا مال ہلاک ہوا یہ واقعات حسامیہ مین لکھا ہی روضہ مین ہی کہ کسی غلام نے اپنے مالک سے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو تجھسے اس ثمن کو خریدا اور مالک نے کہا کہ مین نے بیچا تو مالک کو یہ اختیار نہین ہی کہ ثمن پورا حاصل کرنے کے واسطے اُسکو روکے یہ خلاصہ مین لکھا ہو اسی طرح اگر کسی اجنبی نے غلام کو اس امر کا وکیل کیا کہ اپنی ذات کو اپنے مالک سے اُسی اجنبی کے واسطے خرید کرے اور غلام نے مالک کو یہ خبر کردی اور اپنی ذات کو اُسی اجنبی کے واسطے خریدا تو اُسکا مالک اُسکو ثمن کے واسطے روک نہین سکتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔

دوسری فصل مبیع کو سپرد کرنے کے بیان مین اور اُن صورتون کے بیان مین جو قبضہ ہوتی ہین اور جو نہین ہوتے ہین۔

اگر کسی شخص نے کوئی اسباب ثمن کے عوض بیچا تو مشتری سے یہ کہا جاویگا کہ پہلے ثمن دیدے اور اگر اسباب کو اسباب کے عوض بیچا یا ثمن کو ثمن کے عوض بیچا تو دونون سے کہا جاویگا کہ ایک ساتھ سپرد کردین یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ مبیع کا سپرد کرنا یہ ہی کہ مبیع اور مشتری کے درمیان مین اسطرح روک اُٹھادے کہ مشتری اُسکے قبضہ کرنے پر قادر ہو جاوے اور کوئی مانع نہ رہے اور ثمن کے تسلیم کرنے کی بھی یہی صورت ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اجناس مین اسکے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ بائع کہدے کہ مین نے تجھکو مبیع پر اختیار دیا تو قبضہ کرلے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور مبیع کے سپرد کرنے مین یہ بھی اعتبار کیا جاتا ہی کہ وہ جدا ہو اور دوسرے کا حق اُس سے لگا نہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ اور فقہا کا اس بات پر اجماع ہی کہ موانع کا درمیان سے اُٹھادینا بیع جائز مین قبضہ ہو جاتا ہی مگر بیع فاسد مین دو روایتین ہین اور صحیح یہ ہی کہ اسمین بھی قبضہ ہوتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور قبضہ کے واسطے تخلیہ بائع کے مکان مین یعنی مبیع کو بائع کے مکان مین موانع سے خالی کردینا امام محمد رح کے نزدیک صحیح ہی اور امام ابو یوسف رح کا اسمین خلاف ہی۔ کسی شخص نے سرکہ بیچا جو ایک مٹکی کے اندر اُسکے گھر مین رکھا تھا اور اُسنے مشتری کو اُسپر تخلیہ سے قابض کردیا پس مشتری نے مٹکی پر مُہر لگادی اور اُسکو بائع کے گھر مین چھوڑدیا بعد ازان وہ تلف ہوگئی تو امام محمد رح کے نزدیک مشتری کا مال تلف ہوا اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے کوئی کیلی یا وزنی چیز جو اُسکے گھر مین تھی کیل یا وزن کے حساب سے بیچی اور یون کہا کہ مین نے تجھے اُسپر تخلیہ سے قابض کردیا اور کنجی اُسکے حوالے کردی اور نہ اُسکو ناپا اور نہ تولا تو مشتری اُسپر قابض ہوگیا اور اگر مشتری کو کنجی دی اور یہ نہ کہا کہ مین نے بطور تخلیہ تجکو اُسپر قبضہ دیا تو مشتری قابض نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور کنجی پر قبضہ کرنا یہی گھر پر قبضہ کرلینا ہی بشرطیکہ بلا تکلف اُسکو کھولنے کا اختیار حاصل ہو جاوے ورنہ قبضہ نہین ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ اور اگر مکان بیچا اور مشتری کو کنجی حوالے کردی اُسنے کنجی پر قبضہ کرلیا اور مکان کی طرف نہ گیا تو مکان پر قابض ہوگا فقہا نے کہا ہی کہ یہ اُس صورت مین ہی کہ جب وہ کنجی اُسی کے قفل کی ہو ورنہ اُسنے مکان سپرد نہین کیا۔ اور اگر کنجی اُسکو سپرد کردی اور یہ نہ کہا کہ مین نے کنجی تجکو حوالہ کرکے تیرے اور مکان کے درمیان تخلیہ کردیا تو مکان قبضہ کرلے

تو وہ قبضہ نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر اُس طرح کہا کہ لیلے تو قبضہ نہین ہی اور اگر یون کہا کہ اسکو لیلے تو قبضہ ہی بشرطیکہ اُسکے لینے تک پہونچ ہو اور اُسکو دیکھتا ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ فتاوے فضلی مین ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ اسباب بیچا اور تیرے سپرد کیا اور اُسنے کہا کہ مین نے قبول کیا تو یہ سپرد کرنا نہوا جبتک کہ بیع کے بعد اسکو سپرد نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی اگر کسی نے غلام یا باندی مول لی اور مشتری نے غلام سے کہا کہ میرے ساتھ آ یا میرے ساتھ چل اُسنے اُسکے ساتھ قدم اُٹھایا تو یہ قبضہ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر اُسکو اپنے کسی کام کے واسطے بھیجا تو بھی قبضہ ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اگر کوئی ایسا مکان بیچا جو وہان موجود نہ تھا اور بائع نے کہا مین نے وہ تجھکو سپرد کر دیا اور مشتری نے کہا کہ مین نے قبضہ کر لیا تو یہ قبضہ نہوگا لیکن اگر مکان قریب ہی تو قبضہ شمار ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور یہی ظاہر روایت ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور قریب سے یہ مراد ہی کہ ایسے حال مین ہو کہ اُسکے بند کرنے پر قادر ہو ورنہ وہ دور ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اگر ایک گھر کسی آدمی کے ہاتھ بیچا اور وہ گھر دوسرے شہر مین ہی اور بائع نے صرف زبانی گفتگو سے سپرد کیا ہی پھر مشتری نے قیمت دینے سے انکار کیا تو مشتری کو اس انکار کا اختیار ہی یہ محیط مین لکھا ہی کسی نے ایک غلام بائع کے گھر مین مول لیا بائع نے کہا کہ مین نے تجکو اس غلام پر بطور تخلیہ قبضہ کا اختیار دیا اور مشتری نے قبضہ کرنے سے اُسپر انکار کیا پھر وہ غلام مرگیا تو مشتری کا مال ہلاک ہوا یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی - کسی شخص نے ایک کپڑا خریدا اور بائع نے حکم کیا کہ اسپر قبضہ کرلے اور مشتری نے اُسپر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ کسی شخص نے اُسکو غصب کر لیا تو جسوقت مشتری کو بائع نے قبضہ کرنیکا حکم دیا تھا اگر اُسوقت مشتری بغیر کھڑے ہونے کے ہاتھ پھیلا کر اُسکے قبضہ کر لینے پر قادر تھا تو تسلیم صحیح ہوگی اور اگر بغیر کھڑے ہوئے اُسپر قادر نہین تھا تو تسلیم صحیح نہین ہوئی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - کسی شخص نے ایک لکڑی جو راستہ مین پڑی ہوئی تھی بیچی اور مشتری اُسپر کھڑا ہوا تھا اور بائع نے مشتری کو بطور تخلیہ اُسپر قبضہ کا اختیار دیدیا مگر مشتری نے اُسکی جگہ سے اُسکو نہین ہلایا یہانتک کہ کسی اور شخص نے آگ اُسکو جلا دیا تو مشتری کو یہ اختیار ہی کہ اُس جلانے والے سے ضمان لے اور اگر کوئی اور شخص اُسکا حقدار ثابت ہوا تو اُس حقدار کو اختیار ہی کہ اُس جلانے والے سے ضمان لے مگر مشتری سے ضمان لینے کا اختیار نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور فتاوے ابو اللیث مین ہی کہ اگر کسی نے مکان بیچا اور اُسکو مشتری کے سپرد کر دیا حالانکہ اُسمین تھوڑا اسباب بائع کا رکھا ہوا ہی تو یہ سپرد کرنا صحیح نہین ہی جبتک کہ اُسکو بالکل خالی کرکے سپرد نہ کرے اور اگر بائع نے مشتری کو گھر اور اسباب دونون کے قبضہ کرنے پر اجازت دی تو سپرد کرنا صحیح ہوگیا اسواسطے کہ وہ اسباب مشتری کے پاس ودیعت ہوگیا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر ایسی زمین بیچی کہ جسمین بائع کی کھیتی ہی اور وہ زمین مشتری کو سپرد کر دی تو ایسا سپرد کرنا صحیح نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کسی نے کچھ روئی بیچی جو فرش کے اندر ہی یا گیہون بیچے جو بالیون مین تھے اور اُسی طرح سپرد کر دیے تو اگر مشتری بغیر بچھونا اُدھیڑنے یا بالین کو کوٹنے کے روئی اور گیہون پر قادر ہو سکتا ہی تو وہ قابض ہوگیا اور اگر بغیر اُدھیڑنے اور کوٹنے کے قادر نہین ہی تو قابض نہوگا اسلیے کہ بچھونا اُدھیڑنا اور بالین کوٹنا بائع کے ملک مین تصرف کرنا ہی اور مشتری اسکا اختیار نہین رکھتا ہی - اگر کسی نے پھل بیچے جو درخت مین لگے ہوئے تھے اور اُسی طرح سپرد کر دیے تو مشتری اُنپر قابض ہوگیا اسلیے کہ بغیر بائع کے ملک مین تصرف کرنے کے اُنکو توڑ سکتا ہی یہ بدائع مین لکھا ہی - اگر کسی نے ایک جانور خریدا اور بائع اُسپر سوار ہی اور مشتری نے کہا کہ مجکو بھی اپنے ساتھ سوار کر لے اور اُسنے سوار کر لیا پھر وہ جانور

تھک کر ہلاک ہو گیا تو مشتری کا مال ہلاک ہوا قاضی امام نے فرمایا ہو کہ یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ جب جانور پر زین نہو اور اگر اُسپر زین ہی اور مشتری بھی زین پر سوار ہوا تو اُسپر قابض ہوگا ورنہ قابض نہوگا اور اگر دونون کی سواری کی حالت مین جانور کے مالک نے دوسرے کے ہاتھ بیچا تو وہ قابض نہوگا جیسے مکان بیچتے وقت بائع اور مشتری دونون مکان کے اندر موجود ہون یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - تارونی مین ہی کہ اگر باپ نے اپنا گھر اپنی اولاد مین سے کسی نابالغ کے ہاتھ جو اُسکے پرورش مین ہی فروخت کیا اور باپ اُسی گھر مین رہتا ہی تو بیع جائز ہی لیکن بیٹا اُسپر قابض نہوگا جب تک کہ باپ اُس گھر کو خالی نہ کر دے اور اگر مکان گر گیا اور باپ اُسوقت تک اُسمین رہتا تھا تو وہ باپ کا مال ضائع ہوا اور اسی طرح اگر اُس مکان مین باپ خود نہ تھا لیکن اُسکا اسباب یا عیال تھے تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر باپ نے اپنے نابالغ بیٹے کے ہاتھ جبہ بیچا جو پہنے ہوئے ہی یا طیلسان بیچا جو کاندھون پر ڈالے ہوئے ہی یا انگوٹھی بیچی جو پہنے ہوئے ہی تو بیٹا اُسپر قابض نہوگا جب تک کہ باپ اُسکو اُتار دے اور اسی طرح اگر باپ نے نابالغ بیٹے کے ہاتھ کوئی جانور بیچا جسپر وہ سوار ہی یا اُسکا اسباب اُسپر لدا ہوا ہی تو جب تک باپ اُسپر سے نہ اُترے یا اسباب نہ اُتارے بیٹا قابض نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر دیسی گھوڑیان کسی حظیرہ مین ہین جسکا دروازہ بند ہی کہ اس سے مادیان نکل نہین سکتی ہین اُسمین سے ایک مادہ کسی کے ہاتھ فروخت کی اور اُسپر قبضہ کرنیکا اختیار دیدیا اور مشتری نے دروازہ کھولا اور وہ مادہ مشتری سے زبردستی چھوٹ کر نکل گئی تو اُسکی جو قیمت قرار پائی ہی مشتری پر لازم ہوگی خواہ مشتری اُسکے پکڑنے پر قادر تھا یا نہ تھا اور اگر مشتری نے خود دروازہ نہین کھولا بلکہ کسی اور شخص نے یا ہوا نے دروازہ کھول دیا جس سے وہ مادہ نکل گئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر مشتری حظیرہ مین جاکر اُسکو پکڑ سکتا تھا تو قابض شمار ہوگا ورنہ قابض نہوگا کذا فی الظہیریہ کسی شخص کی چند گھوڑیان جو حظیرہ کے اندر بند ہین اُنمین سے ایک خاص مادہ کسی شخص کے ہاتھ بیچی اور دام لے لیے اور مشتری سے کہا کہ تو اس حظیرہ مین جاکر اُسپر قبضہ کر لے مین نے تجھے اختیار دیدیا اور وہ اُسپر قبضہ کرنے کے واسطے گیا اور اُسنے مادہ کو پکڑا اور وہ کود کر حظیرہ کے دروازہ سے باہر نکل کر بھاگ گئی تو امام محمد رح نے فرمایا ہی کہ اگر مادہ کو ایسے مقام مین سپرد کیا ہی کہ مشتری کمند کے ذریعہ سے اُسکو پکڑ سکتا ہی اور اُسکے پاس کمند موجود ہی اور مادہ اُس مکان سے باہر نہین نکل سکتی ہی تو قبضہ ہی اور اگر مادہ بھاگ جانے پر قادر ہی اور بائع اُسکو نہین روک سکتا تو وہ قبضہ نہین ہی اور اسی طرح اگر مشتری اُسکو کمند سے پکڑ سکتا ہی اور بغیر کمند نہین پکڑ سکتا مگر اُسکے پاس کمند نہین ہی تو بھی قبضہ نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر مشتری اکیلا اُسکے پکڑنے پر قادر نہین لیکن اگر اُسکے ساتھ اور لوگ مددگار ہون یا گھوڑا ہو تو پکڑ سکتا ہی پس اس بات پر غور کیا جائیگا کہ اگر اور لوگ مددگار یا گھوڑا موجود ہی تو قابض شمار ہوگا ورنہ قابض نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر مادہ بائع کے ہاتھ مین ہی اور وہ اُسے تھامے ہوئے ہی اور مشتری سے کہا کہ گھوڑی لے مشتری نے بھی اپنا ہاتھ گھوڑی پر جما دیا تا آنکہ گھوڑی دونون کے ہاتھ مین ہو گئی اور بائع مشتری سے کہہ رہا ہی کہ مین نے گھوڑی تیرے اختیار مین دیدی اور مین اسکو اسواسطے نہین پکڑے ہوئے ہون کہ تجھکو دینے سے منع کرون بلکہ اسواسطے کہ تو اسکو اپنے قابو مین کر لے پس ناگاہ گھوڑی دونون کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ گئی تو مشتری کا مال ضائع ہوگا - اور اگر گھوڑی بائع کے ہاتھ مین تھی اور مشتری کا ہاتھ اُسپر نہین پہونچا اور بائع نے مشتری سے کہا کہ مین نے تجھکو اختیار دیدیا تو اپنے قبضہ مین لے لے اب مین تیری طرف سے پکڑے ہوئے ہون پس وہ گھوڑی مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے

بائع کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ گئی حالانکہ مشتری بائع سے اُسکو لے لینے اور اپنے قابو مین لانے پر قادر تھا تاہم بائع کا مال ضائع ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھی ہی۔ اگر کسی نے ایک پرند جانور مول لیا جو ایک بڑے مکان کے اندر اُڑ رہا ہی اور بغیر دروازہ کھلے اُس مکان کے باہر نہین نکل سکتا تو مشتری اُسکے اُڑنے سے اُسکے پکڑنے پر قادر نہین ہی اور بائع نے مشتری کو اُس مکان سے پکڑنیکا اختیار دیدیا اور اُسنے دروازہ کھولا اور پرند نکل گیا تو ناطفی نے ذکر کیا کہ مشتری اُسپر قابض ہوگیا اور اگر مشتری کے سوا کسی اور شخص نے دروازہ کھولا ہو اور اسسے نکل گیا تو مشتری اُسپر قابض نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی شمس الائمہ اوزجندی سے کسی نے سوال کیا کہ ایک گھوڑا دو شخصون کے درمیان مین مشترک ہی اور وہ کسی چراگاہ مین ہی اور انمین سے ایک شریکنے اپنا حصہ دوسرے شریک کے ہاتھ بیچا اور مشتری سے کہا کہ جاکر اُسپر قبضہ کر لے اور مشتری کے گھوڑے تک پہونچنے سے پہلے گھوڑا ہلاک ہوگیا تو انھون نے فرمایا ہی کہ دونون کا مال ہلاک ہوا اور ہمارے زمانہ مین یہ صورت واقع ہوئی کہ ایک شخص نے کسی سے ایک گائی خریدی اور وہ چراگاہ مین تھی اور بائع نے اُس سے کہا کہ جاکر اُسپر قبضہ کر لے تو بعض مشائخ نے یہ فتوے دیا کہ اگر گائی سامنے اسطرح نظر آتی تھی کہ اُسکی طرف اشارہ ہو سکتا تھا تو یہ قبضہ ہی ورنہ قبضہ نہین ہی۔ اور یہ جواب صحیح نہین ہی صحیح یہ ہی کہ اگر گائی اُن دونون سے اسقدر قریب تھی کہ اگر مشتری ارادہ کرتا تو قبضہ کر سکتا تھا تو مشتری اُسپر قابض ہوگیا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے دوسرے سے تیل مول لیا جو معین تھا اور شیشہ اُسکو دیدیا کہ اسمین تول دے اور اُسنے مشتری کے سامنے تولا تو مشتری اُسپر قابض ہوگیا اگرچہ وہ تیل بائع کی دوکان یا مکان مین ہو اور اگر مشتری کے پیچھے تولا تو بعضون نے کہا کہ قابض ہوجائیگا اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی اور خزانۃ المفتین مین ہی کہ اسی طرح ہر کیلی و وزنی چیزون مین جب مشتری اپنا برتن بائع کو دیدے اور بائع اُسکو ناپ یا تول کر ڈالدے تو یہی حکم ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر تیل معین نہ تھا تو اُسپر قابض نہوگا اور نہ اُسکا خریدار شمار ہوگا خواہ اُسکے سامنے تولا ہو یا اُسکے پیچھے اور اُسکو مالکون کی طرح اسمین تصرف کرنا حلال نہین ہی اور فتوے دینے کے واسطے یہی اختیار کیا گیا ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی اور اگر ایسی صورت واقع ہونے کے بعد مشتری نے حقیقتاً اُسپر قبضہ کر لیا تو اب اُسکا خریدار اور قابض دونون شمار ہوگا اور اب اگر تلف ہوگا تو بالاتفاق مشتری کا مال تلف ہوگا یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور جب تک دوبارہ اُسکو وزن نہ کر لے تب تک مشتری کو اسمین تصرف کرنا حلال نہین ہی اور بعضون کے نزدیک دوبارہ وزن کرنے سے پہلے تصرف جائز ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے دوسرے شخص سے دس رطل تیل ایک درم کو خریدا اور ایک شیشہ لاکر اُسکے حوالے کیا کہ اسمین میرے واسطے تول دے اور تیل معین تھا پھر جب ایک رطل اسمین تول کر ڈالا تو شیشہ ٹوٹا اور اُسمین سے تیل بہا اور اُسنے باقی بھی تولا درحالیکہ شیشہ ٹوٹنے کی دونون کو خبر نہ تھی تو جسقدر تیل اُسنے شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تولا تھا وہ مشتری کا مال تلف ہوا اور اُسکے ٹوٹنے کے بعد جو کچھ تولا وہ بائع کا مال تلف ہوا اور جو تیل شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تولا تھا اگر شیشہ ٹوٹنے کے بعد اسمین کچھ تیل باقی رہگیا اور بائع نے اُسی مین اور تیل ڈالدیا تھا تو یہ بیچا ہوا بائع کا ہوگا اور اُسکے مثل مشتری کے واسطے ضامن ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر مشتری نے ٹوٹا ہوا شیشہ بائع کو دیا اور دونون کو اسکی خبر نہ تھی اور بائع نے مشتری کے حکم سے اُسمین تیل ڈالدیا تو سب مشتری کے ذمہ ہوگا اور اگر مشتری نے شیشہ اپنے ہاتھ مین رکھا اور بائع کو نہ دیا اور باقی مسئلہ وہی رہا جو مذکور ہوا تو ان سب صورتون مین جو اول مذکور ہوئین مشتری کا مال تلف ہوا یہ محیط مین لکھا ہی منتقی مین مذکور ہی کہ کسی شخص نے

گھی خریدا اور بائع کو ایک برتن دیکر یہ حکم کیا کہ اسمین تول دے اور برتن مین ایک سوراخ تھا کہ اُسکی خبر مشتری کو نہ تھی مگر بائع اُس سے خبردار تھا پس گھی تلف ہو گیا تو بائع کا مال تلف ہوا اور مشتری کے ذمہ کچھ لازم نہوگا اور اگر مشتری جانتا تھا اور بائع نہین جانتا تھا یا دونون جانتے تھے تو مشتری تمام مبیع پر قابض ہوگا اور اُسپر پورا ثمن واجب ہوگا اور اسی کتاب مین مذکور ہی کہ کسی شخص نے ایک کر گیہون کسی معین ڈھیری مین سے خریدی اور بائع سے کہا کہ میرے تھیلے مین ناپ کر ڈال دے اور تھیلا اُسکے حوالے کر دیا اور بائع نے ایسا ہی کیا تو مشتری اُسپر قابض ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور قدوری مین ہی کہ اگر گیہون مول لیے جو معین تھے اور تھیلے بائع سے مستعار مانگے اور اُسکو حکم دیا کہ گیہون اسمین ناپ کر ڈالدے اور بائع نے ایسا ہی کیا پس اگر وہ تھیلا معین تھا تو اُسکے معین تھیلے مین بائع کے ناپ دینے سے مشتری اُسپر قابض ہو جائیگا اور اگر معین نہ تھا مثلاً یون کہا کہ مجھے کوئی تھیلا مانگے دے اور اسمین ناپ کر ڈال دے تو مشتری کے حاضر ہونے کی صورت مین قبضہ ہوگا اور غائب ہونے کی صورت مین قبضہ نہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک مشتری کے غائب ہونے کی صورت مین خواہ تھیلا معین ہو یا نہو دونون صورتون مین قبضہ نہوگا تا وقتیکہ مشتری تھیلے پر قبضہ کر کے پھر بائع کے سپرد نہ کرے یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی۔ ہشام نے اپنے نوادر مین ذکر کیا ہی کہ مین نے امام محمد رح سے پوچھا کہ کسی نے دوسرے شخص سے کوئی چیز خریدی اور اُس سے کہا کہ میرے برتن مین رکھدے اور بائع نے تولنے کے واسطے برتن مین ڈالی اور برتن ٹوٹ گیا اور مال تلف ہو گیا تو فرمایا کہ بائع کا مال تلف ہوا اسلیے کہ اُسنے تولنے کے لیے اسمین ڈالا تھا تاکہ اُسکی مقدار معلوم ہو مشتری کو سپرد کرنے کے واسطے نہین ڈالا تھا اور اگر اُسنے تول دیا پھر برتن ٹوٹ گیا تو بھی بائع کا مال گیا اور اگر بائع نے اپنے برتن مین تول کر مشتری کے برتن مین ڈالا پھر وہ برتن ٹوٹا تو مشتری کا مال گیا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر تیل خریدا اور شیشہ تیل والے کو دیا اور اُس سے کہا کہ یہ شیشہ میرے گھر بھیج دینا اور راستہ مین شیشہ ٹوٹ گیا تو امام ابوبکر محمد ابن الفضل نے فرمایا ہی کہ اگر مشتری نے تیل والے سے یہ کہا تھا کہ شیشہ میرے غلام کے ہاتھ بھیجدینا اور اُسنے ایسا ہی کیا اور شیشہ راہ مین ٹوٹ گیا تو مشتری کا مال تلف ہوا اور اگر یہ کہا تھا کہ اپنے غلام کے ہاتھ بھیجدینا اور اُسنے اسی طرح بھیجا اور راستہ مین تلف ہوا تو بائع کا مال گیا اسلیے کہ مشتری کے غلام کا حاضر ہونا مثل مشتری کے حاضر ہونے کے ہی اور بائع کا غلام بمنزلہ بائع کے ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ اس برتن مین میرے لیے اسقدر تول کر اپنے غلام کے ہاتھ میرے گھر بھیجدے یا کہا کہ میرے غلام کے ہاتھ بھیجدے اور اُسنے ایسا ہی کیا اور وہ شیشہ راہ مین ٹوٹ گیا تو بائع کا مال تلف ہوگا اور مشتری کا مال تلف نہوگا تا وقتیکہ مشتری یہ نہ کہے کہ اپنے غلام کو دیکر بھیجیو یا میرے غلام کو دیکر بھیجو کیونکہ جب اُسنے یہ حکم دیا تو بائع مشتری کی طرف سے بھیجنے کا وکیل ہو گیا پس جب اُسکے غلام کو دیا تو گویا مشتری کو دیا پس مشتری کا مال تلف ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ میرے بیٹے کے پاس بھیجدے اور بائع نے کسی کو مزدور مقرر کر کے اُسکے بیٹے کے پاس بھیجدیا تو یہ قبضہ نہین ہی اور اجرت بائع کے ذمہ ہوگی لیکن اگر مشتری نے کہا تھا کہ کوئی مزدور کر کے بھیجدیجیو تو اُس مزدور کا قبضہ وہی مشتری کا قبضہ ہی بشرطیکہ مشتری اس بات کی تصدیق کرے کہ بائع نے مزدور کر کے حوالے کیا تھا اور اگر اُسنے مزدور کو مقرر کرنے اور اُسکے حوالہ کرنے سے انکار کیا تو اُسی کا قول معتبر ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ اگر ایک ہنڈی کھی دہی چھاننے والے سے بازار مین خریدی اور اُسکو اپنی دوکان تک پہونچانیکا حکم کیا اور وہ راستہ مین گر کر تلف ہو گئی تو بائع کا مال تلف ہوا اور اگر بھوسہ یا لکڑی کا گٹھا

شہر مین خریدا تو بائع کے ذمہ ہی کہ مشتری کے گھر پہونچا دے اور اگر راستہ مین تلف ہو تو بائع کا مال تلف ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک گاے خریدی اور بائع سے کہا کہ تو اسے اپنے گھر ہانک لیجا اور مین تیرے پیچھے پیچھے تیرے گھر آتا ہون وہان سے اپنے گھر لیجاؤنگا پھر وہ گاے بائع کے پاس مرگئی تو بائع کا مال ہلاک ہوا اور اگر بائع نے یہ دعوی کیا کہ مین نے گاے سپرد کر دی تھی تو اس باب مین قسم کے ساتھ مشتری کا قول قبول ہوگا۔ کسی نے ایک بیمار جانور مول لیا جو بائع کے اصطبل مین تھا اور مشتری نے کہا کہ یہ رات کو یہین رہیگا اور اگر مرجائیگا تو میرا مال تلف ہوگا اور وہ جانور مرگیا تو بائع کا مال تلف ہوگا نہ مشتری کا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ ایک باندی بیچی اور وہ ایک درمیانی آدمی کے پاس رکھی تا کہ مشتری سے پورے دام لیکر اسکے حوالے کرے اور باندی اسکے پاس ضائع ہوگئی تو بائع کا مال گیا اور اگر درمیانی آدمی نے تھوڑے ثمن پر قبضہ کرکے بائع کی نادانستگی مین باندی مشتری کے حوالے کر دی تو بائع کو اختیار ہی کہ اس باندی کو پھیرے اور جب اسکو پھیر لیا تو اختیار ہی کہ اس درمیانی آدمی کو نہ دے مگر اس صورت مین کہ درمیانی عادل ہو اور اگر باندی کسی وجہ سے نہ پھر سکے تو درمیانی عادل آدمی اسکی قیمت کا بائع کے واسطے ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے کپڑا مول لیا اور اسپر قبضہ نہ کیا اور دام بھی نہ دیے اور بائع سے کہا کہ مین تجھپر اعتبار نہین کرتا ہون تو کپڑا فلانے شخص کے حوالہ کر دے اور جب تک مین تجھے دام نہ دون کپڑا اسی کے پاس رہے بائع نے اسکے حوالے کر دیا اور اسکے پاس کپڑا تلف ہوگیا تو بائع کا مال تلف ہوا اسلیے کہ جسکو کپڑا دیا گیا تھا اسنے بائع کے واسطے دام لینے کی غرض سے روکا تھا پس اسکا قبضہ بائع کا قبضہ شمار ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ بائع نے اگر مبیع ایسے شخص کے حوالہ کی جو مشتری کے عیال مین سے تھا تو مشتری اسپر قابض نہ شمار ہوگا حتے کہ اگر وہ چیز تلف ہوگئی تو بیع فسخ ہو جائیگی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے کوئی چیز مول لی اور کچھ دام ادا کرکے بائع سے کہا کہ مین نے اسکو باقی دام مین تیرے پاس رہن کیا یا کہا کہ تیرے پاس ودیعت رکھی تو یہ قبضہ نہین ہی کذا فی فتاوے قاضی خان اگر مبیع بائع کے پاس تھی اور مشتری نے اسکو ضائع کر دیا یا اسمین کوئی عیب پیدا کر دیا تو یہ مشتری کے قبضہ کرنے مین شمار ہوگا اسی طرح اگر بائع نے کوئی ایسا فعل مشتری کے حکم سے کیا تو بھی یہی حکم ہی اسی طرح اگر مشتری نے اسکو آزاد دیا یا مدبر کر دیا یا اقرار کیا کہ باندی میری ام ولد ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ایسے کام بائع نے مشتری کے حکم سے کیا تو بھی یہی حکم ہی۔ اگر ایک باندی مول لی جو حاملہ تھی اور مشتری نے قبضہ سے پہلے اسکے پیٹ مین جو کچھ تھا آزاد کر دیا تو یہ قبضہ نہوگا اسلیے کہ احتمال ہی کہ اسکا آزاد کرنا صحیح نہو پس وہ تلف کرنے والا نہ ٹھہریگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر مشتری نے بائع کو اسپر قبضہ کرنے کا حکم کیا اور اسنے قبضہ کر لیا تو یہ مشتری کے قبضہ کے مانند نہین ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی تفریدیہ مین مذکور ہی کہ اگر مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع مین کسی نے کچھ جنایت کر دی اور مشتری نے اس شخص مجرم کا دامنگیر ہونا اختیار کیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک صرف اس امر کو اختیار کرنے سے مشتری قابض ہو جائیگا اور امام محمد رح اس مین خلاف کرتے ہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر مبیع کو مشتری کے قبضہ سے پہلے کسی شخص نے قتل کر ڈالا اور مشتری نے خون معاف کر دیا تو یہ بیع کا اختیار کرنا ہی اور بائع کو اختیار حاصل ہی کہ قاتل سے قیمت لے لے اور وہ بائع کے پاس رہن رہیگی پھر جب مشتری ثمن ادا کر دے تو بائع قیمت قاتل کو پھیر دیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر مشتری نے بائع کو گیہون کے پیسنے کا حکم دیا اور اسنے پیسے تو مشتری قابض ہو گیا اور آٹا مشتری کا ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر مشتری نے مبیع بائع کے پاس ودیعت رکھی یا اسکو مانگے دی

یعنے قبضہ سے پہلے ۱۲

ع [illegible] اور اپنے پاس رکھ [illegible]
[illegible] ہونیکے اور
مراد مبیع ۱۲

یا اجرت پر دی تو مشتری قابض شمار نہوگا اور اجرت واجب نہو گی اور اگر مشتری نے کسی غیر کے پاس اُسکو ودیعت رکھا یا مستعار دیا اور بائع کو حکم کیا کہ اُسکے سپرد کرے تو مشتری قابض ہو گیا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ تو غلام سے کہدے کہ میرا یہ کام کرے اور بائع نے اُسکو حکم کیا اور غلام نے وہ کام کیا تو مشتری قابض ہو گیا یہ محیط مین لکھا ہی کسی شخص نے ایک غلام خریدا اور اُسپر قبضہ نہ کیا اور بائع کو حکم دیا کہ اُسے فلانے شخص کو ہبہ کردے اور بائع نے اُسکی فرمانبرداری کرکے جس شخص کے واسطے اُسنے حکم کیا تھا سپرد کردیا تو ہبہ جائز ہو گیا اور مشتری قابض ہو جائیگا اور اسی طرح اگر بائع کو اُس خریدے ہوئے غلام کے کسی کو اجارہ پر دینے کا حکم کیا خواہ کسی شخص کو معین کر دیا تھا یا نہین اور بائع نے ایسا ہی کیا تو جائز ہی اور اجارہ پر لینے والا پہلے مشتری کی طرف سے قابض ہوگا پھر اپنی طرف سے قابض ہوگا اور جو اجرت بائع کو اجارہ پر لینے والے سے ملیگی اگر وہ جنس ثمن سے ہی تو ثمن مین محسوب ہو جائیگی اور اسی طرح اگر خود بائع نے غلام کو مشتری کے سپرد کرنے سے پہلے کسی کو مستعار دیا یا ہبہ یا رہن کیا پھر مشتری نے اُسکی اجازت دیدی تو جائز ہی اور مشتری قابض ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر مشتری نے قبضہ کرنے سے پہلے بائع سے کہا کہ غلام کو آزاد کردے اور بائع نے اُسکی طرف سے آزاد کر دیا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری نے بائع کو مبیع مین ایسا فعل کرنے کا حکم دیا جس سے اُسمین کچھ نقصان نہین آتا ہی جیسے استری کرنا یا دھونا خواہ اجرت پر یہ کام لیا یا بلا اجرت تو مشتری قابض نہو گا اور دھونیکی با اجرت کام لیا ہی اُسپر اجرت دینی واجب نہوگی اور اگر کوئی ایسا کام تھا کہ جس سے اُسمین کچھ نقصان آتا ہی تو مشتری قابض ہو جائیگا یہ بدائع مین لکھا ہی اگر مشتری نے بائع کو غلام کے تعلیم کرنے یا سر مونڈنے یا مونچھین کترنے یا ناخن تراشنے کے لیے اجرت پر مقرر کیا تو قابض نہوگا اور اجرت بائع کو چاہیے لیکن اگر ان کامون مین سے کسی سے اُسمین کچھ نقصان آتا ہی تو قابض ہو جائیگا اور اگر بائع کو اُسکی حفاظت کے لیے مقرر کیا تو صحیح نہین ہی اسلیے کہ حفاظت بائع پر خود واجب ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر مشتری نے خریدی ہوئی باندی کا نکاح کر دیا یا اُسپر قرض کا اقرار کیا تو استحساناً یہ حکم ہی کہ اُسکی طرف سے قبضہ نہوگا اور اگر بائع کے پاس ہونے کے زمانہ مین اُسکے شوہر نے اُس سے وطی کی تو سب کے قول کے بموجب مشتری کا قبضہ ہو جائیگا یہ حاوی مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک باندی مول لی اور قبضہ سے پہلے اُسکا نکاح کر دیا اور اُسکے شوہر نے اُسکا بوسہ لیا یا مساس کیا تو شیخ نے فرمایا کہ سزاوار اس صورت مین یہ ہی کہ مشتری قابض شمار ہو جیسے وطی کرنے سے مشتری قابض شمار ہوتا ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی منتقی مین مذکور ہی کہ کسی نے باندی مول لی اور قبضہ سے پہلے اُسکا نکاح کر دیا اور شوہر کے وطی کرنے سے پہلے وہ مرگئی تو بیع ٹوٹ جائیگی اور بائع کا مال تلف ہوگا اور مہر شوہر کے ذمہ ہی اور وہ مشتری کو ملیگا اور اُسمین سے بقدر حصہ ثمن کے دینا واجب ہوگا یعنے اُسکا ثمن مہر اور باندی کی قیمت پر تقسیم ہوگا پس جو حصہ مہر کے پڑتے مین پڑیگا وہ اُسپر لازم ہوگا اور جسقدر بچ رہے اُسکو صدقہ کر دیگا اگر مہر مین زیادتی ہووے یہ مہر اس حکم مین بمنزلہ ولد کے ہی۔ اور بھی منتقی مین اسی مقام مین لکھا ہی کہ کسی شخص نے ایک غلام باندی کے بدلے مول لیا اور ہنوز دونون نے قبضہ نہین کیا تھا کہ اسی اثنا مین باندی کے مول لینے والے نے سو درم کے مہر پر کسی سے اُسکا نکاح کر دیا پھر وہ غلام اپنے بائع کے پاس مشتری کو حوالے کرنے سے پہلے مرگیا تو بیع کا عقد ٹوٹ جائیگا اور باندی اُسی کے پاس پھر جائیگی جسکی تھی اور اُسکا مہر بھی اُسی کو ملیگا اور اگر باندی مین کوئی نقصان آگیا ہی تو اُس باندی کا مالک مشتری سے لیگا

اور یہ مسئلہ منتقی مین دوسری جگہ بھی مذکور ہی وہان اُسپر کچھ زیادتی کرکے یون لکھا ہی کہ کسی شخص نے کسی سے ایک باندی غلام کے عوض خریدی اور باندی خریدنے والے نے قبضہ سے پہلے کسی شخص سے سَو درم پر اُسکا نکاح کر دیا اور باندی کی قیمت نکاح سے پہلے دو ہزار درم تھی اور نکاح کی وجہ سے پانچ سو درم کم ہوگئے اور اسکے شوہر نے بائع کے پاس ہونے کے زمانہ مین اُس سے وطی کی پھر غلام اپنے مشتری کو سپرد کرنے سے پہلے مرگیا تو باندی کا مہر اُسکے بائع کو ملیگا اور اسکو اختیار ہی کہ چاہے باندی کو اسی نقصان کے ساتھ لے لیے اور اس صورت مین اسکے سوا اور کچھ اُسکو نہ ملیگا اور اگر چاہے مشتری سے اُسکی قیمت سے جو اُس روز تھی کہ جس روز اسکے شوہر نے اسکے ساتھ وطی کی۔ اور اگر مشتری نے قبضہ سے پہلے بائع کے ساتھ اُسکا نکاح کر دیا اور اُسنے اسکے ساتھ وطی کی پھر غلام کے مشتری کے قبضہ مین دینے سے پہلے مرگیا تو باندی کا بیچنے والا کہ جس سے نکاح بھی ہوا ہی اگر چاہے تو باندی اسکے مشتری کو سپرد کر دے اور اُس سے وہ قیمت لے لے جو اُس روز اسکی قیمت تھی جس روز اس نے بحکم نکاح اس سے وطی کی تھی اور اگر چاہے تو بیع توڑ دے اور مشتری سے باندی پھیر لے اور نکاح ٹوٹ جائیگا اور مہر باطل ہو جائیگا اور بیع کے توڑنے یا اُسی طرح چھوڑنے کا اختیار باندی کے بیچنے والے کو ہی اور اسکے مول لینے والے کو نہین ہی اور اُسی کے توڑنے سے بیع ٹوٹ جائیگی اگرچہ قاضی نے اُسکو نہ توڑا ہو اور اگر صورت مسئلہ کی اسطرح واقع ہوئی کہ مشتری نے بائع کی اجازت سے باندی پر قبضہ کرکے پھر بائع کے ساتھ اُسکا نکاح کر دیا اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بائع کو باندی واپس کرنے کی کوئی راہ نہین ہی اور مشتری اسکی اس قیمت کا ضامن ہوگا جو قبضہ کے دن تھی اور باندی مشتری کو حوالہ کیجائیگی اور مہر بائع پر واجب ہی اور نکاح صحیح ہی اور اگر مشتری نے بلا اجازت بائع کے اُسپر قبضہ کیا اور پھر بائع سے ملا اور اُسکے ساتھ باندی کا نکاح کر دیا خواہ بائع کو اُسکے قبضہ کر لینے کی خبر ہو یا نہو تو یہ بات بائع کی طرف سے مشتری کو سپرد کر دینے مین شمار نہین ہی اسلیے کہ قبضہ سے پہلے بھی مشتری کو باندی کا نکاح کر دینا صحیح ہی ہان اگر بائع نے اسکے بعد بھی بحکم نکاح مشتری کے قبضہ مین اُس سے وطی کی تو یہ امر بائع کی طرف سے باندی کے سپرد کرنے مین شمار ہوگا اور اس صورت مین اگر غلام سپرد کرنے سے پہلے مرگیا تو بائع کو باندی واپس کرنے کی کوئی راہ نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی

ف اگرچہ قاضی۔ مراد یہ ہی کہ اگرچہ قاضی کے پاس پیش کرکے فسخ عقد نہ کرایا گیا ہو واللہ اعلم

تیسری فصل

بلا اجازت بائع کی مبیع پر قبضہ کرنے کے بیان مین۔ اگر مشتری نے ثمن ادا کرنے سے پہلے بلا اجازت بائع کے مبیع پر قبضہ کر لیا تو بائع کو اختیار ہی کہ اُس سے پھیر لے اور مشتری کا بائع اور مبیع کے درمیان سے روک ٹوک دور کر دینا بائع کے قابض ہونے مین شمار نہوگا تاوقتیکہ حقیقۃً اُسپر قبضہ نہ کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی ف یعنے قبضہ سے یہان مراد حقیقۃً قبضہ ہی اور قبضہ کرنے کی قدرت اور تخلیہ یا ارتفاع موانع سے قبضہ کا حکم ثابت نہوگا۔ اور اگر مشتری نے مبیع مین اسطرح کا تصرف کیا جو ٹوٹ سکتا ہی جیسے بیع یا ہبہ یا رہن کیا یا اجرت پر یا صدقہ مین دیدیا تو تصرف توڑ دیا جاویگا اور اگر ایسا تصرف ہی جو فسخ نہین ہوسکتا جیسے آزاد کرنا یا ام ولد بنانا یا مدبر کر دینا تو بائع کو اپنے قبضہ مین واپس لینے کا اختیار نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر مشتری نے بائع کو ثمن دیدیا اور بائع کو معلوم ہوا کہ وہ سب درہم زیوف یا ستوق تھے یا سب کا کوئی حقدار نکلا یا اُنمین سے تھوڑے ایسے تھے تو بائع کو اختیار ہوگا کہ مبیع روک لے اور اگر مشتری نے اس طرح کے درم ادا کرنے کے بعد بلا اجازت بائع کے اسپر قبضہ کر لیا تو بائع کو اختیار رہے

کہ اُسکے قبضہ کو باطل کر دے اور اگر مشتری نے ہمین ایسا تصرف کر لیا ہی کہ جو ٹوٹ سکتا ہی تو اُسکو توڑ دے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر مشتری نے بائع کی اجازت سے قبضہ کیا تو اس بات کو دیکھینگے کہ اگر درم زیوف ہین تو تینون اماموں کے نزدیک اُسکو پھیرنے کا اختیار نہوگا اور اگر ستوق یا رانگ کے ہین یا کسی اور کا حق اُنمین ثابت ہو کر اُس سے لے لیے گئے تو اُسکو پھیرنے کا اختیار ہی لیکن اگر مشتری نے اُسمین کچھ تصرف کر لیا تو بائع کو اختیار نہ رہیگا خواہ وہ تصرف ٹوٹ سکتا ہو یا نہ ٹوٹ سکتا ہو کذا فی البدائع اور اگر بائع نے کوئی اس قسم کا نقصان ثمن مین نہین دیکھا اور مشتری نے غلام کو اجارہ پر دیکر یا بیع یا رہن کر کے دوسرے کے سپرد بھی کر دیا یا پھر بائع کو ثمن مین کوئی نقصان جو پہلے ذکر کیا گیا معلوم ہوا تو سب تصرف مشتری کے غلام مین جائز رہے اور بائع اُسکے واپس لینے کے قدرت نہین رکھتا اور نہ اُسکو غلام پھیر لینے کی کوئی راہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ امام محمد رحمہ نے جامع مین لکھا ہی کہ اگر کسی شخص نے ایک جوڑ کیواڑیا موزے یا جوتے کا خریدا اور جوڑے مین سے ایک پر بلا اجازت بائع کی قبضہ کر لیا اور دوسرے پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ دوسرا بائع کے پاس تلف ہو گیا تو بائع کا مال تلف ہوگا انتہے پس انھون نے ایک کے قبضہ کرنے کو دوسرے کا قبضہ نہ گردانا پھر امام محمد رحمہ نے اسکے بعد فرمایا کہ اُس ایک کا جسپر مشتری نے قبضہ کیا ہی اُسکو اختیار رہی کہ چاہے لے اور چاہے واپس کر دے انتہے پس امام نے حق خیار مین اُن دونون کو مثل ایک چیز کے شمار کیا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر قابض ہونے سے پہلے مشتری نے جوڑے مین سے کسی ایک مین کوئی عیب پیدا کر دیا تو دونون پر قابض ہو گیا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر اُن دونون مین سے ایک پر قبضہ کر کے ضائع یا عیب دار کر دیا تو دوسرے پر بھی قابض ہو گیا یہانتک کہ اگر بائع کے روکنے اور منع کرنے سے پہلے انمین کا دوسرا بائع کے پاس تلف ہو جائے تو مشتری کا مال تلف ہوگا اور اگر بائع کے روکنے کے بعد تلف ہو تو بائع کا مال تلف ہوگا حتی کہ ثمن مین سے اُسی قدر حصہ ساقط ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر اُن دونون مین سے کسی ایک مین مشتری کے حکم سے بائع نے کچھ نقصان کر دیا تو مشتری دونون پر قابض ہو گیا یہانتک کہ اسکے بعد اگر وہ دونون تلف ہو جاوین تو مشتری کا مال تلف ہوگا اور اس صورت مین اگر بائع دونون کو یا ایک کو روکے تو جو تلف ہو اُسکی قیمت بائع پر واجب ہوگی اور اگر بائع نے ان دونون مین سے ایک پر قبضہ کرنے کی مشتری کو اجازت دی تو وہ دونون پر قبضہ کی اجازت ہی یہانتک کہ اگر دونون پر قبضہ کیا پھر بائع نے ایک کو پھیر کر ثمن کے واسطے روکا تو غاصب شمار ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی امام محمد رحمہ نے جامع مین لکھا ہی کہ کسی شخص نے ایک باندی کسی سے ہزار درم کو خریدی اور اُسکے دام نہین دیے اور بلا اجازت بائع کے اُسپر قبضہ کر لیا پھر اُسنے کسی اور شخص کے ہاتھ سو دینار کو بیچی اور دونون نے باہم مبیع اور ثمن پر قبضہ کر لیا اور پہلا مشتری غائب ہو گیا اور پہلا بائع موجود ہی اُسنے دوسرے مشتری سے باندی کے پھیر لینے کا ارادہ کیا پس اگر دوسرے مشتری نے یہ اقرار کیا کہ بات یہی ہی جو یہ بائع کہتا ہی تو بائع اول کو اُسکے پھیر لینے کا اختیار ہوگا اور جب اُسکو پھیر لیگا تو دوسری بیع باطل ہو جائیگی اور اگر دوسرے مشتری نے پہلے بائع کے قول کی تکذیب کی یا کہا کہ مین نہین جانتا کہ سچ کہتا ہی یا جھوٹ کہتا ہی تو جب تک وہ غائب شخص حاضر نہو تب تک مقدمہ قائم نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور جب مشتری غائب حاضر ہوا اور اُسنے پہلے بائع کے قول کی تصدیق کی تو یہ تصدیق دوسرے مشتری کے حق مین ضرر نہوگی اور اگر تکذیب کی تو بائع اول سے کہا جائیگا کہ اپنے دعوے پر گواہ قائم کرے

یعنی اگر [illegible] مین تصدیق [illegible] جائیگا ۱۲

پس اگر اُسنے مشتری اول اور ثانی کے سامنے گواہ قائم کیے تو قاضی اس باندی کو بائع اول کو دلا دیگا اور دوسرے

[illegible]

بیع ٹوٹ جائیگی لیکن اگر اُسکے دلا دینے سے پہلے مشتری اول نے بائع اول کو اُسکی قیمت دیدی تو اس صورت مین قاضی بائع اول کو واپس نہ دلائیگا اور اگر مشتری اول نے قیمت اُسوقت ادا کی جب بائع اول باندی پر قبضہ کر چکا ہو تو اُسوقت باندی مشتری اول کے حوالے کیجاویگی اور دوسرے مشتری کو باندی لینے کی کوئی راہ نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر وہ باندی دوسرے مشتری کے پاس مرگئی تو بائع اول کو اختیار ہوگا کہ دوسرے مشتری سے اُسکی قیمت کی ضمان لے اور یہ قیمت جو بائع اول کو ملیگی قائم مقام باندی کے شمار ہوگی یہانتک کہ اگر یہ قیمت بائع اول کے پاس تلف ہو جاے تو دونون بیع ٹوٹ جائینگی اور دوسرا مشتری پہلے مشتری سے جسقدر ثمن دیا ہی پھیر لیگا جیسے کہ اُس صورت مین پھیر لیتا کہ جب باندی بائع اول کے پاس پھیر جانیکے بعد ہلاک ہو جاتی اور اگر بائع اول کے پاس قیمت تلف نہین ہوئی یہانتک کہ مشتری اول نے اُسکو ثمن ادا کر دیا تو وہ بائع سے باندی کی قیمت لیگا اور دوسرے مشتری کو اس قیمت کے لینے کی کوئی راہ نہین ہی جیسا کہ ایسی صورت مین باندی کی زندگی مین باندی لینے کی کوئی راہ نہ تھی مگر یہ دوسرا مشتری پہلے مشتری سے وہ ثمن پھیر لیگا جو اُسنے ادا کیا ہی اور جب قیمت پہلے مشتری کو ملی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر قیمت جنس ثمن سے نہین ہی تو اُسمین سے کچھ صدقہ نہ کرے اور اگر جنس ثمن سے ہی اور اُسمین ثمن پر کچھ زیادتی ہی تو زیادتی کو صدقہ کر دے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی

چوتھی فصل

ایسے قبضہ کے بیان مین جو خرید کے قبضہ کے قائم مقام ہوتا ہی اور جو اُسکے قائم مقام نہین ہوتا ہی

قاعدہ یہ ہی کہ جب کوئی شے کسی شخص کے قبضہ مین اپنی قیمتی ضمانت کے طور پر ہو پھر اُسی سے اُسکی بیع ٹھہر جاے تو یہ قبضہ بجاے قبضہ خرید کے قرار دیا جاویگا کیونکہ یہ اُسی جنس کا قبضہ ہی جو خرید مین ہوتا ہے اسلیے کہ قبضہ خرید مین بھی وہ شے اپنی ذات سے ضمانت مین ہوتی ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر دونون قبضہ ایک جنس کے ہون جیسے دونون قبضہ امانت کے یا دونون ضمان کے ہون تو ایک دوسرے کے نائب ہو جائینگے اور اگر مختلف ہون تو جو قبضہ ضمانت کا ہی وہ دوسرے کا نائب ہو جائیگا اور دوسرا اسکا نائب نہوگا. یہ وجیز کردری مین لکھا ہی پس اگر کوئی چیز بطور غصب یا عقد فاسد کے کسی کے قبضہ مین ہو پھر اُسکے مالک سے اُسکا عقد صحیح کرے تو پہلا قبضہ دوسرے کا نائب ہو جائیگا یہانتک کہ اگر مشتری کے اپنے گھر جانے اور اُس چیز تک پہونچنے یا اُسکے لینے پر قادر ہونے سے پہلے وہ تلف ہو جاے تو مشتری کا مال تلف ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر غصب کی ہوئی چیز کو بیع الصرف کا بدل گردانا اور دونون جدا ہو گئے تو بیع باطل نہوگی اور اسی طرح اگر بیع الصرف کی مجلس مین ایک شخص کے اپنے بدل پر قبضہ کرنے سے پہلے دونون جدا ہو گئے پھر شخص قابض نے اپنے قبضہ کی چیز مول لی تو مول لیتے ہی اُسپر قابض ہو گیا اسلیے کہ اُسکے قبضہ کی چیز اگر عقد فاسد کے طور پر اُسکے قبضہ مین رہتی تو اُسکی قیمت کی ضمان واجب ہوتی پس یہ قبضہ خرید کے قبضہ کے قائم مقام ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر وہ چیز اُسکے قبضہ مین بطور عاریت یا ودیعت یا رہن کے ہو تو فقط عقد سے اُسپر قابض نہوگا لیکن اگر وہ چیز سامنے موجود ہو یا اُس چیز کے پاس جا کر اُسکے قبضہ پر قادر ہو جاے تو اُسپر قابض شمار ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی اگر امانت یا عاریت کے صورت مین مشتری نے کوئی ایسا فعل کیا جس سے وہ قابض ہو جاتا ہی پھر بائع نے یہ قصد کیا کہ ثمن حاصل کرنے کی غرض سے مبیع کو روکے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور اگر بائع نے اُسپر مشتری کا قبضہ پہونچنے سے پہلے اُسکے گھر مین سے جہان ودیعت رکھی ہوئی ہی لے لے تو اُسکو روکنے کا

اختیار رہی اور اگر مبیع دونون کے سامنے موجود تھی اور بائع نے اسکو بیچا تو بائع کو اُسکے روکنے کا اختیار نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر غلام کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجا پھر اُسی غلام کو اپنے نابالغ بیٹے کے ہاتھ بیچ ڈالا تو جائز ہی اور اگر غلام واپس ہونے سے پہلے ہلاک ہوگیا تو باپ کا مال ضائع ہوا اسلیے کہ قبضہ باپ کا اگرچہ اُسپر قائم ہی مگر وہ قبضہ امانت کا ہی اسلیے وہ خرید کے قبضہ کا نائب نہوگا ف یعنی باپ کا قبضہ بیٹے کی طرف سے وہی بیٹے کا قبضہ ہی کیونکہ باپ اُسکا ولی ہی اور باپ کا قبضہ اُسپر قائم ہی تو شبہہ پیدا ہوتا تھا کہ بیٹے کا اُسپر قبضہ ہو جائیگا لیکن چونکہ باپ کا قبضہ اُسپر قبضہ امانت ہی اور وہ خرید کے قبضہ کے قائم مقام نہین ہوتا اسلیے تاوقتیکہ وہ واپس نہو قبضہ نہوگا - اور اگر غلام لوٹ آیا اور باپ اُسکے قبضہ پر قادر ہوگیا تو بیٹا قابض شمار ہوگا اسلیے کہ باپ اُسکا ولی ہی اور اگر بیٹے کے بالغ ہونے کے بعد غلام واپس ہوا تو باپ قابض نہوگا اور بیٹا بذات خود قبضہ کریگا اور اگر کسی غیر سے کوئی غلام بیٹے کے واسطے مول لیا پھر بیٹا بالغ ہوا تو قبضہ کا حق باپ کو اُسی طرح حاصل ہوگا جیسے تھا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر چاندی کی ابریق کسی سے سو دینار کو مول لی اور مشتری نے ابریق پر قبضہ کرلیا اور دینار ادا نہین کیے یہان تک کہ دونون جدا ہوگئے اور چونکہ اُسی مجلس مین ایک بدل پر قبضہ نہین ہوا تھا بیع الصرف باطل ہوگئی تو مشتری پر واجب ہوگا کہ ابریق بائع کو پھیر دے اگر وہ ابریق مشتری نے اپنے گھر مین رکھ لی اور بائع کو واپس نہ کی اور پھر بائع سے ملاقات کی اور دوبارہ دینارون سے بیع کرکے اُس ابریق کے عوض دینارون کو ادا کر دیا پھر دونون جدا ہوگئے تو بیع جائز ہوگی اور صرف ابریق کے خریدنے ہی سے اُسپر قابض ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر کوئی غلام مول لیا اور اُسپر قبضہ کرکے ثمن ادا کر دیا پھر دونون نے اقالہ کرلیا پھر دوبارہ اُسی حال مین خریدا کہ غلام مشتری کے پاس موجود تھا تو خرید صحیح ہوگی اور اگر بائع نے مشتری کے سوا کسی اور کے ہاتھ بیچا تو صحیح نہین ہی اور دوسری بار خرید مین صرف خریدنے سے اُسپر قابض نہوگا یہانتک کہ اگر اُسپر قبضہ کرنے سے پہلے وہ ہلاک ہوگیا تو اُسکا مرنا عقد اول مین شمار ہوگا اور اقالہ اور دوسری خرید دونون باطل ہو جائینگی اور فقط خرید سے قابض نہونا اسواسطے ہی کہ اقالہ کے بعد مبیع اُسکے پاس مضمون بالغیر ہی یعنی ثمن اول کے عوض ضمانت مین ہی اور اپنی ذات کے لحاظ سے امانت مین ہی پس اُسکا قبضہ شی مرہون کے قبضہ کے مشابہ ہوا جو خرید کے قبضہ کے قائم مقام نہین ہوتا ہی اسی طرح اگر دوسرا ثمن پہلے ثمن کے جنس سے نہو تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر کسی شخص نے ایک غلام باندی کے عوض مول لیا اور ہر ایک نے اپنی خریدی ہوئی چیز پر قبضہ کرکے اپنے گھر مین رکھا پھر دونون نے بیع کا اقالہ کیا پھر واپس کرنے سے پہلے ایک نے دوسرے سے جسکا اقالہ کیا تھا اُسکو دوبارہ خرید لیا یہانتک کہ خرید جائز ہوگئی تو مشتری صرف خریدنے سے اُسپر قابض ہو جائیگا یہانتک کہ اگر اُسکی دست رسی سے پہلے وہ ہلاک ہو جاوے تو مشتری کا دوسری خرید کا مال ہلاک ہوگا اور اقالہ باطل نہوگا اسواسطے کہ ہر ایک غلام اور باندی مین سے اپنے قابض کے پاس قیمتی ضمانت مین تھے اور یہ حکم اس صورت مین ہی کہ جب اُنھون نے اقالہ ایسے حال مین کیا ہو کہ غلام اور باندی دونون زندہ موجود ہین اور اگر یہ صورت ہو کہ دونون کے باہمی قبضہ کر لینے کے بعد غلام ہلاک ہوگیا اور پھر اقالہ کیا تو اقالہ صحیح ہوگا اور غلام کے خریدار پر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور اگر اسی صورت مین اُس شخص نے جسکے قبضہ مین باندی ہی باندی کے پھیرنے سے پہلے اُسکے بائع سے دوبارہ مول لی اور باندی اُن دونون کے سامنے موجود نہ تھی پھر دوسری خرید کے بعد مشتری کے از سر نو قبضہ ہونے سے پہلے

[illegible]

وہ باندی مر گئی تو اُسکا مرنا پہلی خرید مین شمار ہوگا اور اقالہ اور دوسری خرید دونون باطل ہو جاینگے اسلیے کہ باندی غلام کے ہلاک ہونے کے بعد مشتری کے پاس اسطرح قبضہ مین تھی کہ ضمان مین اُسکے سوا دوسری چیز یعنی غلام کی قیمت واجب تھی اور اس قسم کا قبضہ خرید کے قبضہ کے قائم مقام نہین ہوتا ہے اور اگر اقالہ کے بعد وہ دونون قائم تھے پھر ہر ایک بائع اور مشتری نے جو چیز اُسکے پاس تھی دوسرے سے بعوض درہمون کے مول لی پھر دونون ساتھ یا آگے پیچھے ہلاک ہوگئے تو انمین سے ہر ایک اپنے اپنے خریدار کا مال گیا اسلیے کہ اُن دونون مین سے ہر ایک اسطرح قبضہ مین ہے کہ اُسکی ضمان مین وہی چیز واجب ہوتی ہے اسی واسطے اگر اقالہ کے بعد دوبارہ خریدنے سے پہلے انمین سے کوئی ہلاک ہو جاوے تو اُسکے قیمت واجب ہوگی **ف** خلاصہ وجہ یہ ہے کہ اس صورت مین نفس خرید سے قبضہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ پہلا قبضہ جنس خرید کے قبضہ سے ہے۔ اگر کوئی باندی بعوض درہمون کے اس شرط سے مول لی کہ مشتری کو تین دن تک اُسکا اختیار رہے اور مبیع اور ثمن پر باہم دونون نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے خیار شرط کے حکم سے بیع فسخ کر دی اور باندی بائع کو نہ پھیری یہانتک کہ دوبارہ اُس سے مول لی تو صحیح ہے اور اس صورت مین چاہیے کہ بائع کے قبضہ مین آنے سے پہلے اگر کوئی غیر شخص اس باندی کو مول لے تو بیع صحیح ہو جاوے پس اگر باندی دوسرے مشتری کے قبضہ مین آنے سے پہلے ہلاک ہو تو دوسری خرید باطل ہو جاویگی اور وہ پہلی خرید مین ہلاک ہوگی اسلیے کہ خیار شرط کی صورت مین بیع کے فسخ ہونے کے بعد مبیع پر قبضہ اسطرح ہوتا ہے کہ مشتری پر اُسکے ضمان مین دوسری چیز واجب ہوتی ہے اور وہ ثمن ہے اور اگر اسی صورت مین خیار بائع کے واسطے ہو تو دوسری خرید صحیح ہوگی اور اگر ہلاک ہو تو باندی کی ہلاکت دوسری خرید مین شمار ہوگی اور اگر خیار رویت یا خیار عیب کی وجہ سے باندی کی بیع رد کیجاوے تو جو حکم مشتری کے خیار شرط کی وجہ سے بیع رد ہونے کی صورت مین تھا وہی حکم ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اس قسم کے مسائل مین قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایسے مقام پر جہان مال منقولہ کی بیع بائع اور مشتری کے درمیان مین کسی ایسے سبب سے فسخ ہو جاوے کہ وہ ہر طرح سے سب آدمیون کے حق مین فسخ ہو یعنی اقالہ کی صورت نہو پھر بائع اُسکو اپنے قبضہ مین لینے سے پہلے خواہ اُسی مشتری کے ہاتھ یا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے تو بیع صحیح ہوگی اور جس مقام مین کسی ایسے سبب سے بیع فسخ ہو کہ بائع اور مشتری کے حق مین فسخ شمار ہو اور غیرون کے حق مین عقد جدید ہو جیسے یعنی اقالہ واقع ہو تو اگر قبضہ کرنے سے پہلے بائع اُسکو اُسی پہلے مشتری کے ہاتھ بیچے تو بیع صحیح ہوگی اور اگر کسی دوسرے کے ہاتھ بیچے تو بیع صحیح نہوگی اور یہ بڑا عمدہ قاعدہ ہے کہ امام محمد رح نے جامع کے بیوع مین اسکی طرف اشارہ کیا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ کسی نے چاندی کی ابریق دوسرے سے چاندی کی ابریق کے عوض مول لی اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر دونون نے بیع فسخ کر دی پھر جدا ہونے سے پہلے دونون نے دوبارہ بیع کی اور دوبارہ قبضہ نہین کیا اور جدا ہوگئے تو دوسری بیع اور اقالہ دونون باطل ہوگئے اور پہلی بیع عود کریگی اسواسطے کہ بیع الصرف مین اقالہ کے بعد دونون بدل ایک دوسرے کے عوض قبضہ مین رہتے ہین اپنی ذاتی ضمانت پر مقبوض نہین ہوتے ہین کسی نے چاندی کے ابریق ایک دینار کے عوض خریدی اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر اُسنے دینار مین کچھ زیادتی کر دی تو اگر بائع نے اس زیادتی کرنے کی مجلس مین اُس زیادتی کو قبول کر لیا تو صحیح ہے اور حصہ زیادتی کے مقابل

یعنے ابریق پر نیا قبضہ کرنے کی حاجت نہین ہو اور اگر زیادتی نہین کی لیکن ابریق کی بیع از سر نو کی جو بیع اول کے مقابلہ مین کمی یا زیادتی سے تھی تو دوبارہ ابریق اور ثمن ثانی پر قبضہ واجب ہوگا اور اگر دوبارہ قبضہ نہ کیا تو دوسری بیع ٹوٹ جائیگی اور پہلی عود کریگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو

پانچوین فصل

مبیع کو دوسری چیز سے ملا دینے اور اسمین نقصان وجنایت کر دینے کے بیان مین

نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے اسطرح مروی ہو کہ ایک شخص نے ایک کُر گیہون معین اور ایک کُر جو معین ہے تھے خریدے اور مشتری نے ہنوز قبضہ نہین کیا تھا کہ بائع نے اُن دونون کو ملا دیا تو امام محمد رح نے فرمایا ہو کہ اس ملے ہوے گیہون کے ایک کُر کی قیمت اندازہ کیجاے اور قبل ملانے کے اسی گیہون کے ایک کُر کی قیمت اندازہ کیجاوے پھر گیہون کا جو ثمن ٹھہرا ہو وہ اسپر تقسیم کیا جاوے اور مشتری سے بقدر نقصان ساقط کر دیا جاوے اور مشتری ایک کُر اس مخلوط کا لے لے اور جو کو اپنے ثمن سے لے لے۔ ایسے ہی اگر ایک رطل زنبق اور ایک رطل بنفشہ خریدا اور قبل قبضہ کرنے کے بائع نے دونون کو ملا دیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر ایک رطل زنبق اور سو رطل زیتون کا تیل بیچا اور زنبق کو روغن زیتون کے ساتھ ملا دیا تو زنبق کی بیع باطل ہوگئی اور زیتون کے تیل مین سے مشتری اگر چاہے تو سو رطل لے لے مگر اُسکو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہو اگرچہ اس ملانے سے کچھ نقصان نہ ہوا ہو۔ اگر کسی شخص نے زیتون کے تیل کی مٹکے مین سے دس رطل تیل تولا پھر اُسکو کسی شخص نے اُس سے خرید ا اور ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع نے اُسکو مٹکے کے تیل مین ڈالدیا تو مشتری کو اُسکے لینے یا نہ لینے کا اختیار ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ کسی شخص نے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع نے اُسکو سو درم کو رہن کر دیا یا اجرت پر دیا یا کسی کے پاس ودیعت رکھا پھر وہ غلام مرگیا تو بیع فسخ ہو جائیگی اور مشتری انہین سے کہ جنکے پاس رہن رکھا یا اجرت پر دیا یا ودیعت رکھا ہو کسی سے ضمان نہین لے سکتا ہو لیکن اگر مشتری نے ان لوگون مین سے کسی سے ضمان لے لی تو یہ لوگ بائع سے واپس لینگے۔ اور اگر بائع نے غلام کو مستعار دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا پھر جس شخص کو مستعار دیا یا ہبہ کیا تھا اُسکے پاس غلام مرگیا یا کسی کے پاس ودیعت رکھا تھا اور اُسنے غلام سے کوئی ایسا کام لیا کہ جسکے مشقت سے وہ غلام مرگیا تو مشتری کو اختیار ہو اگر چاہے تو بیع کو باقی رکھے اور جسکو مستعار دیا تھا یا جسکے پاس ودیعت رکھا تھا یا ہبہ کیا تھا اُس سے ضمان لے لے اور ضمان دینے والا بائع سے رجوع نہین کرسکتا ہو اور اگر چاہے تو بیع فسخ کر دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اور بائع کو اختیار ہوگا کہ جسکے پاس ودیعت رکھا ہو اُس سے قیمت کی ضمان لے کیونکہ اُسنے بلا حکم بائع کے غلام سے ایسا کام لیا کہ وہ مرگیا مگر جسکو مستعار دیا ہو اُس سے قیمت کی ضمان نہین لے سکتا ہو کیونکہ اُسنے بائع کی اجازت سے کام لیا یہ محیط مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے کسی سے ایک غلام ہزار درم کو مول لیا اور ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع نے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو مشتری کو اختیار ہو اگر چاہے تو آدھے دامون کو غلام لے لے اور اگر چاہے تو ترک کر دے پس اگر اُسنے بیع کا ترک کر دینا اختیار کیا تو تمام ثمن اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور اگر ہاتھ کٹا ہوا غلام لینا اختیار کیا تو ہمارے نزدیک اُسپر آدھے دام واجب ہونگے۔ اور اسی طرح اگر بائع نے اُسکو قبضہ سے پہلے قتل کر ڈالا تو ہمارے نزدیک پورا ثمن مشتری کے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور اگر غلام کا ہاتھ بدون کسی کے شل کرنے کے شل ہوگیا تو مشتری کو اختیار ہو اگر چاہے تو پورے دامون کو لے لے اور نہ چاہے تو ترک کر دے اور اگر کسی غیر شخص نے غلام کا ہاتھ

یعنی بصورت فسخ بیع رکھے ۱۲

کاٹ ڈالا تو بھی مشتری کو اختیار ہو اگر بیع کو تمام کرنا چاہے تو اُسپر پورا ثمن واجب ہوگا اور مشتری ہاتھ کاٹنے والے کا دامنگیر ہو کر آدھی قیمت اُس سے لیگا اور جب اُس نے آدھی قیمت حاصل کی تو آدھے ثمن سے جسقدر زیادہ ہو اُسکو صدقہ کر دے اور اگر مشتری نے بیع فسخ کر دینا اختیار کیا تو بائع اسی ہاتھ کاٹنے والے کا دامنگیر ہو کر آدھی قیمت لیگا اور آدھے ثمن سے جسقدر زیادہ ہوگا وہ بھی صدقہ کر دیگا کیونکہ اصل خطا اگرچہ بائع کی ملکیت مین نہین پائی گئی مگر انجام کار کے لحاظ سے یہی ہو کہ گویا اُسی کی ملکیت مین یہ خطا واقع ہوئی یہ مبسوط مین لکھا ہو اور اگر بائع نے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر مشتری نے بائع کی اجازت سے یا بلا اجازت اُسپر قبضہ کر لیا پھر بائع کے ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے وہ غلام مرگیا تو آدھے دام مشتری سے ساقط ہو جائینگے اور آدھے دام اُسپر واجب ہونگے اور بائع پر اس خطا کے عوض کچھ لازم نہ آئیگا اسواسطے کہ مشتری کا قبضہ عقد کے مشابہ ہو کیونکہ وہ ملک تصرف کو ثابت کرتا ہو اور اصل شے کی ملکیت کی تاکید کرتا ہو پس بائع کی خطا اور اُسکے اثر مین مشتری کی ملکیت تصرف حائل ہو گئی تو اس اثر کرنے کی نسبت بائع کی خطا کی طرف نہ کیجائیگی اسواسطے کہ ملکیت کا بدل جانا اس نسبت کرنے سے مانع ہوتا ہو چنانچہ اگر کسی شخص نے کسی کے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اُسکے مالک نے اُسکو بیچا اور غلام مشتری کے پاس اسی صدمہ سے مرگیا تو ہاتھ کاٹنے والا فقط ہاتھ کاٹنے کی نقصان دیگا بخلاف اُس صورت کے کہ بائع نے مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد پھر اپنے قبضہ مین لا کر اُسکو ثمن کے واسطے روکا ہو کیونکہ بائع کا قبضہ اس صورت مین پوری ملکیت ثابت نہین کرتا ہو تو خطا اور اُسکے اثر مین کوئی ملکیت حائل نہ ٹھہریگی پس اُس خطا کا اثر یعنی موت اُسکی خطا کی طرف منسوب رہیگا اور اگر مشتری نے ثمن ادا کرنے سے پہلے بلا اجازت بائع کے غلام پر قبضہ کر لیا اور بائع نے مشتری کے قبضہ مین اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا اور اسی سبب سے غلام مرگیا تو مشتری سے پورے دام ساقط ہو جائینگے اور اگر کسی اور سبب سے مرا تو مشتری پر آدھے دام واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور ہنوز قبضہ نہین کیا تھا کہ اُسکو کسی نے عمداً قتل کر ڈالا تو امام ابو بکر محمد ابن الفضل نے فرمایا کہ امام اعظم رح کے قول کے موافق مشتری مختار ہو اگر بیع پوری کرنی اختیار کرے تو قصاص کا حق اُسکے واسطے ہو اور اگر بیع توڑنی اختیار کرے تو قصاص کا حق بائع کے واسطے ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اگر بیع اختیار کریگا تو حق قصاص مشتری کے واسطے ہو اور اگر بیع توڑ دی تو قصاص نہوگا بلکہ بائع کو قیمت ملیگی اور امام محمد رح نے بحکم استحسان فرمایا کہ دونون صورتون مین قیمت ملیگی اور قصاص واجب نہوگا اور یہ فعل اُنکے نزدیک بمنزلہ قتل خطا کے ہوا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور ہنوز قبضہ نہین کیا تھا کہ بائع نے کسی کو اُسکے قتل کر ڈالنے کا حکم کیا اور اُس نے اُسکو قتل کر ڈالا تو مشتری کو اختیار ہو اگر چاہے قاتل سے قیمت لے اور بائع کو اُسکے دام دیدے اور اگر چاہے تو بیع توڑ دے پس اگر قاتل سے قیمت کی ضمان لی تو بائع سے قتل کرنے والا کچھ رجوع نہین کر سکتا ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور اگر اس صورت مذکورہ مین بجائے غلام کے کپڑا ہو اور بائع نے کسی درزی سے کہا کہ میرے واسطے اُسکی قمیص قطع کر دے خواہ اجرت سے یا بلا اجرت تو مشتری درزی سے ضمان نہین لے سکتا ولیکن بائع سے قیمت لے لیگا یہ محیط مین لکھا ہو کسی نے ایک بکری خریدی پھر بائع نے کسی شخص کو اُسکے ذبح کرنے کا حکم دیا پس ذبح کرنے والا اگر اُسکے فروخت ہو جانے سے واقف تھا تو مشتری اُس سے ضمان لے سکتا ہو لیکن اس صورت مین اگر مشتری نے

اُس سے ضمان لے لی تو وہ بائع سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر ذبح کرنے والا اُسکے فروخت ہونے کو نہیں جانتا تھا تو مشتری اُس سے ضمان نہین لے سکتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر کسی شخص نے کسی کو اپنی ایک بکری ذبح کرنے کا حکم کیا پھر ذبح ہونے سے پہلے اُس بکری کو بیچ ڈالا پھر بعد فروخت ہونے کے جسکو ذبح کرنے پر مامور کیا تھا اُسنے ذبح کر ڈالی تو مشتری ذبح کرنے والے سے ضمان لے سکتا ہی اور یہ ذبح کرنے والا اپنے حکم کرنے والے سے کچھ نہین لے سکتا ہی اگرچہ اُسکو بیع کی خبر ہوئی ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور غلام کے ہاتھ کاٹنے کا جو مسئلہ مذکور ہوا اس صورت مین اگر خود مشتری نے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا ہو تو وہ غلام پر قابض ہو جائیگا پس اگر بائع کے مشتری کو دینے سے منع کرنے کے پہلے وہ غلام بائع کے پاس اس ہاتھ کاٹنے یا اور کسی سبب سے ہلاک ہوا تو مشتری پر پورا ثمن واجب ہوگا اور اگر بائع نے اُسکو روکا تھا پھر ہاتھ کٹنے کے وجہ سے وہ مرگیا تو بھی مشتری پر پورا ثمن واجب ہوگا اور اگر ہاتھ کٹنے کے سوا اور وجہ سے مرا تو مشتری پر آدھے دام واجب ہونگے - اور اگر بائع نے پہلے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر مشتری نے دوسری طرف سے اُسکا ایک پانون کاٹ ڈالا پھر وہ غلام ان دونون زخمون سے اچھا ہو گیا تو وہ غلام مشتری پر آدھے دامون پر لازم ہوگا اور مشتری کو لینے نہ لینے کا اختیار نہین ہی اور اگر مشتری نے خود پہلے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر بائع نے دوسری طرف سے اُسکا ایک پانون کاٹ ڈالا پھر وہ ان دونون زخمون سے اچھا ہو گیا تو مشتری کو اختیار ہی اگر چاہے تو تین چوتھائی دام دیکر اُسکو لے لے اور اگر نہ لینا چاہے تو اُسپر آدھے دام واجب ہونگے اور اگر مشتری نے ثمن ادا کر دیا اور ہنوز قبضہ نہین کیا تھا کہ خود اُسکا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا پھر بائع نے اُسکا پانون دوسری طرف سے کاٹ ڈالا پھر وہ اُن دونون زخمون سے اچھا ہو گیا تو بلا اختیار غلام مشتری کو لازم ہوگا یہ مبسوط مین لکھا ہی اور بائع پر اس ہاتھ کٹے ہوئے غلام کی آدھی قیمت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور ثمن ادا کرنے کی صورت مین اگر بائع نے پہلے اُسکا ہاتھ کاٹا پھر مشتری نے اُسکا پانون کاٹا تو غلام مشتری کو آدھے دامون پر لازم ہی اور آدھے دام جو اُسنے دیے ہین بائع سے واپس لیگا یہ مبسوط مین لکھا ہی - اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ جب غلام ان دونون کے زخمون سے اچھا ہو گیا ہو اور اگر نہ اچھا ہوا اور دونون کے اثر سے مرگیا پس اگر بائع نے پہلے اُسکا ہاتھ کاٹا تھا پھر مشتری نے اُسکا پانون کاٹا اور ان دونون کی وجہ سے غلام بائع کے پاس مرگیا تو اگر مشتری نے ثمن ادا نہین کیا تو کل ثمن کے تین آٹھوین حصہ پر مشتری کو غلام لازم ہوگا اسواسطے کہ بائع کے ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے آدھا ثمن ساقط ہو گیا اور مشتری نے پانون کاٹ کر باقی کا آدھا تلف کر دیا اور چوتھائی غلام بچا ہوا دونون کے زخمون کے اثر سے تلف ہو گیا پس یہ چوتھائی دونون پر آدھا آدھا بانٹ دیا جائیگا - اور اگر مشتری نے ثمن ادا کر دیا تھا تو مشتری بائع سے آدھا ثمن واپس کر لیگا کیونکہ اُسنے پہلے آدھا غلام تلف کر دیا ہی اور آٹھوان حصہ غلام کی قیمت بھی لیگا کیونکہ مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد آٹھوان حصہ بائع کے زخم کے اثر سے تلف ہوا اور اگر ایسے مسئلہ مین یہ صورت واقع ہوئی کہ مشتری نے پہلے اُسکا ہاتھ کاٹا پھر بائع نے تو اگر مشتری نے ثمن ادا نہین کیا ہی تو اُسپر ثمن کے آٹھوین حصون مین سے پانچ حصہ واجب ہونگے اور اگر ثمن ادا کر دیا تھا تو مشتری پر پورا ثمن واجب ہوگا اور بائع پر تین آٹھوان حصہ قیمت کا لازم آئیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر کسی نے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور ہنوز ثمن ادا نہین کیا تھا کہ بائع نے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر مشتری نے

[illegible]

اُسکا دوسرا ہاتھ یا کٹے ہوے ہاتھ کی طرف کا پانون کاٹ ڈالا اور وہ غلام اس صدمہ سے مرگیا تو بائع کے ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے مشتری کے ذمہ سے آدھا ثمن ساقط ہو گیا پھر غور کیا جائیگا کہ مشتری کے ہاتھ یا پانون کاٹنے کی وجہ سے غلام مین کسقدر نقصان آیا ہو پس اگر باقی کے چار پانچوین حصہ کے قدر نقصان آیا ہو تو آدھے ثمن کا چار پانچوان حصہ مشتری پر واجب ہوگا اور باقی یعنے پانچوان حصہ دونون کے زخمون سے تلف ہوا تو اُسکا آدھا بھی مشتری پر واجب ہوگا پس مشتری کے ذمہ کل ثمن کے دس حصون مین کے ساڑھے چار حصہ واجب ہونگے اور بائع کے زخم اور اُسکے اثر کی وجہ سے دس حصون مین کے ساڑھے پانچ حصہ مشتری کے ذمہ سے ساقط ہوجائینگے یہ مبسوط مین لکھا ہو اور اگر بائع نے اول اُسکا ہاتھ کاٹا پھر مشتری اور ایک اجنبی شخص نے ملکر دوسری طرف سے اُسکا پانون کاٹا اور مشتری نے ہنوز ثمن ادا نہین کیا تھا پھر غلام اس صدمہ سے مرگیا تو مشتری کے ذمہ ثمن کے آٹھ حصون مین سے تین حصہ اور ایک تہائی حصہ اُسکے اور اجنبی کے زخم کی وجہ سے واجب ہونگے اور مشتری اجنبی سے آٹھوان حصہ پورا اور ایک آٹھوین کا دو تہائی حصہ قیمت واپس لیگا اسواسطے کہ نصف غلام بائع کے زخم سے تلف ہوا پس نصف ثمن ساقط ہوگیا اور باقی کا نصف ان دونون کے زخم سے تلف ہوا پس مشتری کے ذمہ چوتھائی ثمن عائد ہوگا اور ایک چوتھائی جو باقی ہو وہ سب کے زخم کے اثر سے تلف ہوا پس ہر ایک کے ذمہ اُسکی ایک تہائی ہوئی تو اس مسئلہ مین ایسے عدد کی ضرورت ہو جسکی چوتھائی اور اُس چوتھائی کا آدھا اور تہائی پوری نکلتی ہو اور ایسا عدد چوبیس ہو **ف** مترجم کہتا ہو کہ خلاصہ یہ ہو کہ کل ثمن کے چوبیس حصہ کرکے مشتری دس حصہ ادا کرے اور چودہ حصہ ساقط ہو جائینگے اور مشتری اجنبی سے قیمت کے چوبیس حصون مین سے پانچ حصہ لیوے - اور مشتری اس قیمت مین سے اگر اسقدر کہ ثمن سے زائد ہو تو کچھ صدقہ نہ کرے اسلیے کہ یہ فائدہ اُسکی ملکیت اور ضمان مین حاصل ہوا ہو - اور اگر بائع اور کسی اجنبی نے ملکر پہلے ہاتھ کاٹا پھر مشتری نے دوسری طرف سے اُسکا پانون کاٹا اور غلام مرگیا تو مشتری کے ذمہ اُسکے زخم کرنے کی وجہ سے ثمن کی چوتھائی واجب ہوگی اور اُسکے زخم سے جان جانے کی وجہ سے آٹھوین کی دو تہائی واجب ہوگی اور مشتری اجنبی سے ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے چوتھائی قیمت لیگا اور جان جاتے رہنے کی وجہ سے آٹھوین حصہ کی دو تہائی قیمت اُسکی مددگار برادری پر تین سال مین ادا کرنی واجب ہوگی پھر اجنبی پر جو واجب ہوا ہو وہ مشتری کو ملیگا اسلیے کہ مشتری نے اجنبی کے زخم کے بعد جب خود پانون کاٹا تو اُسنے اجنبی کا دامنگیر ہونا اختیار کیا پھر ہاتھ کاٹنے کے عوض جو اجنبی سے ملیگا اگر وہ چہارم ثمن سے زیادہ ہو تو زیادتی کو صدقہ کردے اسواسطے کہ یہ فائدہ قبضہ سے پہلے بلاضمان چیز پر حاصل ہوا ہو اور اُسکے جان کے عوض جو کچھ لیگا اُسمین سے صدقہ نہ کرے کیونکہ یہ فائدہ اُسکی ضمانت مین حاصل ہوا ہو اسلیے کہ وہ اُسوقت حادث ہوا جب مبیع غلام مشتری کے ضمان مین داخل ہوگیا تھا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - اور اگر مشتری اور اجنبی نے ملکر معاً اُسکا ہاتھ کاٹا پھر بائع نے دوسری طرف سے اُسکا پانون کاٹا اور ان سب کی وجہ سے غلام مرگیا تو مشتری کو اختیار ہو اگر اُسنے مبیع کو اختیار کیا تو اُسکے ذمہ ثمن کے آٹھ حصون مین سے پانچ حصہ پورے اور ایک حصہ کی تہائی واجب ہوگی اور ثمن کے آٹھ حصون مین کے دو حصہ پورے اور ایک حصہ کی دو تہائی ساقط ہوجائینگی جو بمقابلہ بائع کے زخم اور اُسکے اثر کے ہو پھر مشتری اجنبی سے قیمت کے دو آٹھوین حصہ

اور ایک آٹھوین حصہ کی دو تہائی لے لیگا اور زیادتی کو صدقہ کریگا اگر ہو اور اگر مشتری نے بیع کو توڑنا اختیار کیا تو جسقدر اُسکے زخم اور اُسکے اثر کے تلف ہونے کے مقابلہ مین ثمن کا حصہ ہو یعنی دو آٹھوین حصہ اور ایک آٹھوین کی دو تہائی وہ اُسکو دینا لازم ہوگی اور باقی سب مشتری کے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور بائع اجنبی سے قیمت کے دو آٹھوین حصہ اور ایک آٹھوین کی دو تہائی لیگا اور اگر آٹھوین ثمن پر کچھ زیادتی ہوئی تو اُس زیادتی کو صدقہ کر دیگا یہ مبسوط مین لکھا ہی - اگر کسی نے دو شخصون سے ایک غلام مول لیا اور ہنوز ثمن نہ دیا تھا کہ دونون بیچنے والون مین سے ایک نے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر دوسرے نے دوسری طرف سے اُسکا پانون کاٹ ڈالا پھر مشتری نے اُسکی ایک آنکھ پھوڑ دی اور ان سب صدمون سے غلام بائع کے قبضہ مین مرگیا پس مشتری کے ذمہ پہلے ہاتھ کاٹنے والے کا ثمن کا آٹھوان حصہ اور ایک آٹھوین کا پانچ چھٹا حصہ واجب ہوگا اور مشتری اُس سے غلام کی قیمت کے دو آٹھوین حصہ اور ایک آٹھوین کا چھٹا حصہ لیگا جو اُسکی مددگار برادری پر تین سال مین ادا کرنا واجب ہوگا اور مشتری کے ذمہ دوسرے ہاتھ کاٹنے والے کے لیے ثمن کے دو آٹھوین حصہ اور ایک آٹھوین کا پانچ چھٹا حصہ واجب ہونگے اور وہ اُسکی مددگار برادری سے غلام کی قیمت کا آٹھوان حصہ اور ایک آٹھوین کا چھٹا حصہ پھیر لیگا اور جو کچھ اُسکو دینا پڑا ہی اگر اُس سے کچھ زیادہ ملے تو اُسکو صدقہ کر دے لیکن جان کے عوض جو زیادتی اُسکو ملے وہ اُسکے لیے حلال ہوگی - اگر دو شخصون نے کسی ایک شخص سے غلام مول لیا پھر ایک مشتری نے اُسکا ہاتھ کاٹا پھر دوسرے نے اُسکا پانون کاٹا پھر بائع نے اُسکی ایک آنکھ پھوڑ دی پھر غلام ان صدمون سے مرگیا پس اگر دونون مشتریون نے بیع توڑ دی تو پہلے مشتری کے ذمہ ثمن کے دو آٹھوین حصہ اور ایک آٹھوین کا چھٹا حصہ واجب ہونگے اور دوسرے مشتری کے ذمہ ایک آٹھوان اور ایک آٹھوین کا چھٹا حصہ لازم ہوگا اور بائع پہلے مشتری سے غلام کی قیمت کے دو آٹھوین حصہ اور ایک آٹھوین کا چھٹا حصہ لیگا اور دوسرے مشتری سے قیمت کا ایک آٹھوان حصہ اور ایک آٹھوین کا چھٹا حصہ لیگا اور اگر دونون مشتریون نے بیع کو پورا کیا تو ہر ایک کے ذمہ ثمن کے تین آٹھوین حصہ اور ایک آٹھوین کی تہائی واجب ہوگی اور دوسرا کاٹنے والا پہلے کاٹنے والے سے غلام کی قیمت کے دو آٹھوین حصہ اور ایک آٹھوین کا چھٹا حصہ پھیر لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - ایک شخص نے دو بکریان خریدین اور مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ایک بکری نے دوسری کے سینگ مارا اور وہ مرگئی پس مشتری کو اختیار رہی اگر چاہے تو باقی بکری کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لے لے اور اگر چاہے چھوڑ دے اور اسی طرح اگر کسی نے ایک گدہا اور کچھ جو مول لیے اور قبضہ کرنے سے پہلے گدہا جو کھا گیا تو بھی گدہے کو اگر چاہے اُسکے حصہ ثمن کے عوض لے لے کیونکہ سینگ والے جانورون کا فعل باطل ہوتا ہی تو گویا دوسری بکری آسمانی آفت سے ہلاک ہوئی - اگر کسی شخص نے دو غلام خریدے اور مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا تو مشتری کو یہ اختیار رہی کہ اگر چاہے تو باقی کو پورے ثمن مین لے اور اگر چاہے تو ترک کر دے - اور اسی طرح اگر ایک غلام اور کھانا خریدا پھر قبضہ کرنے سے پہلے غلام وہ کھانا کھا گیا تو بھی ثمن سے کچھ ساقط نہوگا اسواسطے کہ آدمی کا فعل معتبر ہوتا ہی پس مشتری پہلے کے فعل سے تلف ہونے والی چیز کا قابض شمار ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور ایسی صورت مین اگر ایک غلام اپنی موت سے مرگیا تو باقی کو اگر چاہے تو اُسکے ثمن کے حصہ کے عوض لے لے

اور اگر دو چوپائے مول لیے اور قبضہ کرنے سے پہلے اُن دونون مین سے ایک مر گیا تو باقی کو اگر مشتری چاہے تو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لے لے اور اگر چاہے تو ترک کر دے۔ اور جامع مین مذکور ہے کہ کسی شخص نے ایک باندی خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر اُس باندی اور لڑکے مین سے کسی ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا تو باقی کو پورے ثمن کے عوض اگر مشتری چاہے تو لے لے اور اگر چاہے ترک کر دے اور اگر اُسنے لے لیا پھر اُسمین کوئی عیب پایا تو پورے ثمن پر اُسکو واپس کر سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین مذکور ہے۔ اور اگر کسی نے ایک غلام ایک معین روئی کے عوض بیچا اور باہم بائع اور مشتری نے ہنوز قبضہ نہین کیا تھا کہ غلام روئی کھا گیا تو بائع نے اپنا پورا ثمن پا لیا اسواسطے کہ جو خطا غلام سے بائع کے قبضہ مین ہو اُسکا بائع ضامن ہے۔ اور اگر کسی قدر معین جو کے عوض ایک گدہا بیچا اور بائع اور مشتری نے ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ گدہا جو کھا گیا تو بیع فسخ ہو جائیگی اور بائع اپنا پورا ثمن پانے والا شمار نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور والوالجیہ مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے کسی سے ایک باندی خریدی اور ثمن ادا کرنے سے پہلے مشتری نے اُس سے وطی کی پھر بائع نے ثمن کے واسطے باندی کو روک لیا اور باندی اُسکے پاس مر گئی تو بالاتفاق مشتری پر عقر واجب نہوگا یہی مختار ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے

چھٹی فصل

اس بیان مین کہ دونون عقد کرنے والون کو مبیع اور ثمن کے سپرد کرنے مین کیا مؤنت برداشت کرنا لازم ہے۔ اصل یہ ہے کہ مطلق عقد اس بات کو چاہتا ہے کہ وقت عقد کے جسپر عقد ہوا ہے وہ شی جہان موجود تھی وہین سپرد کیجاوے اور یہ نہین چاہتا کہ جس جگہ عقد ہوا ہے وہان سپرد کیجاوے اور ہم لوگون کا مذہب یہی ہے یہانتک کہ اگر مشتری نے گیہون خریدے اور مشتری شہر مین موجود تھا اور گیہون سواد شہر مین تھے تو بائع پر اُنکا سواد شہر مین سپرد کرنا واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر گیہون بالیون کے اندر خریدے تو بائع پر اُسکا کٹوا کر روندوا کر دانہ صاف کرا کے مشتری کو دینا واجب ہے یہی مختار ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور بھوسہ بائع کا ہوگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہے اور اگر گیہون ناپ کے حساب سے خریدے تو اُنکا ناپنا بائع کے ذمہ ہے اور مشتری کے برتن مین بھر دینا بھی بائع کے ذمہ ہے یہی مختار ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اگر کسی سقہ سے مشک مین پانی خریدا تو پانی کا بھر دینا سقہ کے ذمہ ہے اور ایسے باب مین رواج معتبر ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور جو عقداری چیزین کہ اُنکو بالمقطع فروخت کیا جیسے چھوہارے یا انگور یا لہسن یا گاجر تو اُنکا اُکھاڑنا اور کاٹنا مشتری کے ذمہ ہے اور مشتری صرف روک اُٹھا دینے سے قابض ہو جائیگا اور اگر ناپ یا تول دینے کی شرط کی تو اُسکا کاٹنا یا اُکھاڑنا بائع کے ذمہ ہے مگر اس صورت مین کہ بائع خبر دے کہ یہ چیز وزن مین اسقدر ہے پس اس صورت مین یا مشتری اُسکی تصدیق کریگا تو وزن کرنے کی حاجت نہوگی یا تکذیب کریگا تو خود تول لیگا اور صحیح اور مختار یہ ہے کہ وزن بالکل بائع پر ہے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے اور منتقی مین مذکور ہے کہ اگر ایک کشتی مین سے گیہون خریدے تو کشتی سے یعنی ہر صورت مین باہر لانا مشتری کے ذمہ ہے اور اگر کسی گھر مین سے خریدے تو دروازہ کھولنا بائع کے ذمہ اور گھر سے باہر لانا مشتری کے ذمہ ہے۔ اسی طرح اگر کچھ گیہون یا کپڑے جو تھیلے مین بھرے ہوئے تھے بیچے اور تھیلے کو نہ بیچا تو تھیلے کھولنا بائع کے ذمہ اور تھیلے سے باہر نکالنا مشتری کے ذمہ ہے یہ محیط

مین لکھا ہی- اور اگر بائع نے ناپ یا تول یا گزون کی ناپ یا گنتی کی چیز فروخت کی تو ناپنے والے اور تولنے والے اور گزون سے ناپنے والے اور شمار کرنے والے کی اجرت بائع کے ذمہ ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی اور ثمن تولنے والے کی اجرت مشتری پر ہی اور یہی قول مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی- اور ثمن پرکھنے والے کی اجرت بائع کے ذمہ ہی اگر مشتری ثمن کھرے ہونیکا دعوے کرے اور صحیح یہ ہی کہ ہر صورت مین یہ اجرت مشتری کے ذمہ ہوگی اور اسی پر فتوے ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی- اور یہی ظاہر روایت ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور پرکھنے والے کے اجرت مشتری کے ذمہ ہونا اُسوقت تک ہی کہ بائع نے قبضہ نہ کیا ہو یہی صحیح ہی اور بعد قبضہ کرنے کے بائع کے ذمہ ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر کسی نے اس شرط پر کوئی چیز مول لی کہ اسکو میرے گھر مین ادا کرے تو جائز ہی مگر امام محمد رح اسمین خلاف کرتے ہین اور اگر کچھ لکڑیان کسی گانون مین خریدین اور خریدنے کے ساتھ ہی ملاکر کہا کہ اسکو میرے گھر پہونچا دے تو بیع فاسد نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر ایک گٹھ لکڑی کا خریدا تو بائع پر رواج کے موافق لازم ہی کہ اُسکو مشتری کے گھر پہونچا دے اور صلح النوازل مین محمد ابن سلمہ سے روایت ہی کہ جو چیزین چوپایون کی پیٹھ پر لادی ہوئی فروخت ہوتی ہین جیسے لکڑی یا کوئلہ وغیرہ ایسی چیزون کو اگر بائع مشتری کے گھر پہونچا دینے سے انکار کرے تو وہ پہونچا دینے پر مجبور کیا جائیگا اسی طرح اگر چوپایہ کے پشت پر لدے ہوے گیہون خریدے ہون تو بھی یہی حکم ہی اور اگر گیہون کے ڈھیری اس شرط پر خریدی کہ اسکو مشتری کے مکان مین پہونچا دے تو بیع فاسد ہوجائیگی یہ فتاوے صغرے مین لکھا ہی- اگر بکریون کی پشم ایک تھیلے کے اندر بھری ہوئی خریدی اور بائع نے بچھونا اُدھیڑنے سے انکار کیا تو اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ اُسکے اُدھیڑنے مین کچھ ضرر ہو اور دوسرے یہ کہ کچھ ضرر نہو پس پہلی صورت مین اُسپر جبر نہ کیا جاویگا اسواسطے کہ عقد بیع کی وجہ سے ضرر برداشت کرنا لازم نہین ہی اور دوسری صورت مین اُسپر جبر کیا جائیگا لیکن اُسی قدر کہ جس سے مشتری دیکھ سکتا ہو پس اگر مشتری اُسکے لینے پر راضی ہوجاوے تو بائع تمام اُدھیڑنے پر مجبور کیا جائیگا یہ واقعات حسامیہ مین مذکور ہی اور نصاب مین لکھا ہی کہ کسی شخص نے ایک دار خریدا اور بائع سے اس خریدنے پر نوشتہ طلب کیا اور بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع اس بات پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر مشتری نے اپنے مال سے نوشتہ لکھوایا اور بائع سے گواہی کرا دینے کو کہا اور بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع کو حکم کیا جائیگا کہ دو گواہون کی گواہیان کرا دیوے یہی مختار ہی کیونکہ مشتری گواہی کا محتاج ہی لیکن یہ حکم بائع کو اُسوقت کیا جائیگا کہ جب مشتری دو گواہ بائع کے پاس لاوے جنکو بیع پر گواہ کر دے اور بائع کو گواہون کی طرف نکلنے کی تکلیف نہ دیجائیگی یہ مضمرات مین لکھا ہی- پس اگر بائع نے انکار کیا تو مشتری اس امر کو قاضی کے سامنے پیش کریگا پس اگر قاضی کے سامنے بائع نے اس بیع کا اقرار کیا تو قاضی مشتری کے لیے ایک نوشتہ لکھکر اُسپر گواہی کرا دیگا یہ محیط مین لکھا ہی- اسی طرح بائع قدیمی نوشتہ کو مشتری کے حوالے کر دینے پر بھی مجبور نہ کیا جائیگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی- ولیکن بائع کو حکم کیا جائیگا کہ قدیمی نوشتہ حاضر کرے تاکہ مشتری اُس سے ایک نقل لے لے کہ وہ مشتری کے پاس سند رہے اور پہلا نوشتہ بائع کے پاس بھی سند رہیگا یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی- پس اگر بائع نے پہلا نوشتہ کہ جس سے مشتری نقل کرنا چاہتا تھا پیش کرنے سے انکار کیا تو فقیہ ابو جعفر رح نے ایسی باتون مین فرمایا کہ وہ مجبور کیا جائیگا

یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو

پانچوان باب اُن چیزون کے بیان مین کہ جو بدون صریح ذکر کرنے کے بیع مین داخل ہو جاتی ہین اور جو نہین داخل ہوتی ہین اور اس باب مین تین فصلین ہین۔

فصل اول دار وغیرہ کی بیع مین جو چیزین داخل ہوتی ہین اُنکے بیان مین

ف واضح ہو کہ دار عربی گہر کو ہو جسکو فارسی مین سرا کہتے ہین اور وہ عربی محاورہ مین منزل اور بیت کو شامل ہو سکتا ہو اور منزل اُترنے کی جگہ کو کہتے ہین جسمین چند بیت ہون اور بیت ایسی عمارت کو بولتے ہین جسکی چار دیواری اور چھت اور دروازہ ہو اور یہ محاورہ عرب کا ہو امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایسی منزل خریدی کہ جسکے اوپر بھی ایک منزل ہو تو اوپر والی اُسکی ملک نہوگی مگر اُس صورت مین کہ خریدتے وقت یہ کہا کہ مین نے ہر حق کے ساتھ جو اُسکو ثابت ہو خریدی یا کہا کہ اپنے مرافق یعنے نفع دینے والی چیزون کے ساتھ خریدی یا کہا کہ ہر قلیل وکثیر کے ساتھ کہ جو اسمین ہو یا اس سے ہو خریدی تو داخل ہو جائیگی اور دار کی بیع مین بالاخانہ داخل ہو جاتا ہو اگرچہ ہر حق کا یا جو الفاظ مثل اسکے ہین ذکر نہ کیا ہو جیسا کہ بدون ذکر ہر حق و اسکی مثل کے نیچے کا مکان داخل ہو جاتا ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر ایک بیت خریدا تو اُسکا بالاخانہ داخل نہوگا اگرچہ تمام حقوق کے ساتھ خریدا ہو تاوقتیکہ صریح طور پر بالاخانہ کا ذکر نہ آوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اگر اُسپر بالاخانہ نہو تو اُسکو بنا لینے کا اختیار رہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو مشائخ نے فرمایا ہو کہ یہ حکم جدا جدا اس تفصیل کے ساتھ اہل کوفہ کے رواج کے موافق ہو اور ہمارے رواج کے موافق سب صورتون مین بالاخانہ داخل ہو جائیگا خواہ بیت کے نام سے فروخت کرے یا منزل یا دار کا نام لے اسلیے کہ ہمارے محاورہ مین ہر مسکن کو خانہ کہتے ہین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو سواے بادشاہی گھر کے کہ وہ البتہ محل سراے کہلاتا ہو یہ کافی مین لکھا ہو **ف** امید ہو کہ اُردو محاورہ کے موافق مکان اور کوٹھا اور دالان وغیرہ محاورہ عرب کے موافق علیحدہ علیحدہ حکم پر شامل ہو واللہ علیم۔ اور جناح دار بیع مین داخل ہو جاتا ہو یہ ینابیع مین لکھا ہو اور ظلہ جو راستہ پر ہوتا ہو پس وہ یا بطور چھت کے کہ جسکا ایک کنارہ اس مکان کے دیوار پر ہو اور دوسرا کنارہ دوسرے مکان کے دیوار پر یا وہ مکان سے باہر ستونون پر بنایا جاتا ہو گھر کے بیع مین داخل نہین ہوتا ہو مگر جب ہر حق کے ساتھ خریدا جاوے اور یہ قول امام ابوحنیفہ رح کا ہو اور امام ابو یوسف اور امام محمد رح کے نزدیک اگر اُس سائبان کی راہ اس دار کی طرف ہو تو بیع مین داخل ہو جائیگا اگرچہ تمام حقوق کا ذکر نہ کیا ہو اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اگر اُسکی راہ مکان کی جانب ہو تو بیع مین داخل ہو جائیگا بشرطیکہ حقوق یا مرافق کا ذکر کیا ہو اور اگر اُسکی راہ مکان کی جانب نہین ہو تو داخل نہوگا اگرچہ حقوق مرافق کا ذکر کرے یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے کوئی دار فروخت کیا تو اُسکی عمارت بیع مین داخل ہو جائیگی اگرچہ نام بنام نہ بیان کیجاے یہ ہدایہ مین لکھا ہو اگر کوئی بیت کسی دار کے اندر خریدا تو اُسکا خاص راستہ اور پانی بہنے کی موری بدون ذکر کے داخل نہوگی اور اگر اُسکو مع حقوق و مرافق خریدا تو داخل ہو جائیگی یہی اصح ہو یہ فتاوے صغری مین لکھا ہو اور اگر کسی نے ایک منزل یا مسکن کسی دار مین سے خریدا تو اُسکا کوئی خاص راستہ اس دار مین سے منزل یا مسکن تک مشتری کے واسطے نہوگا مگر اُس صورت مین کہ اُسکو ہر حق و مرافق کے ساتھ خریدے یا ہر قلیل وکثیر کا

لفظ کہے تو البتہ اُسکو راستہ ملیگا اور یہی حال پانی بہنے کی موری کا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اگر کسی نے ایک دار خریدا تو اُسکا خاص راستہ بدون ذکر کے بیع مین داخل نہوگا اور اگر دار بیچا اور اُسکے حقوق و مرافق کا ذکر کیا یا مع ہر قلیل و کثیر کے جو اُسمین داخل ہی اور اُس سے خارج ہی فروخت کیا تو خاص راستہ داخل ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور واضح ہو کہ راستہ تین طرح کے ہوتے ہین ایک سب سے بڑے راستہ کی طرف کا راستہ اور دوسرا وہ کہ ایک کوچہ غیر نافذہ تک ہو اور تیسرا وہ خاص راستہ جو کسی انسان کی ملک ہو پس خاص راستہ کو اگر صریح طور پر یا حقوق و مرافق کے طور پر ذکر نہ کیا ہو تو بیع مین داخل نہوگا اور باقی دونون راستہ بدون ذکر کے بیع مین داخل ہو جاتے ہین اور اسی طرح پانی بہنے کی موری کا حق جو خاص ملک مین ہو یہی حکم ہی اور کسی ملکیت خاص مین برف ڈالنے کا حق بھی بیع مین بدون ذکر کے داخل نہین ہوتا مگر جبکہ صراحتہً ذکر کرے یا حقوق و مرافق مین شامل کر لے یہ محیط مین لکھا ہی - اور شرب یعنی سینچنے کا حق اور گذرگاہ کے واسطے ثمن مین سے ایک حصہ ہوگا یہانتک کہ اگر کسی نے ایک دار مع گذرگاہ کے بیچا پھر گذرگاہ کے سوا اُس دار کا کوئی شخص مستحق ہوا تو ثمن دار اور گذرگاہ پر تقسیم ہوگا یہ کافی مین لکھا ہی - اور جب خاص راستہ بیع مین داخل نہوا اور اُسکی کوئی راہ بڑے راستہ تک نہین ہی تو مشتری کو بیع واپس کرنیکا اختیار ہی بشرطیکہ مشتری بیع کے وقت اس حال سے واقف نہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہی - اور اگر بیت مین کوئی دروازہ رکھا ہوا ہی تو وہ بیت کی بیع مین بدون ذکر کے داخل نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور لکڑی اور زینہ کہ جو بیت مین رکھا ہوا ہی بدون شرط کے بیع مین داخل نہین ہوتا ہی یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی اگر بالاخانہ بنا ہوا ہو تو اُسکی بیع بدون نیچے کے مکان کے جائز ہی اور اگر بنا ہوا نہین ہی تو جائز نہین ہی پھر پہلی صورت مین اُسکا خاص راستہ جو دار مین ہی بدون حقوق و مرافق ذکر کرنے کے بیع مین داخل نہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور نیچے کے مکان کی چھت اُسکے مالک کی ہوگی مگر مشتری کو اُسکے اوپر رہنے کا حق حاصل ہوگا اور اسی طرح اگر یہ بالاخانہ گر پڑے تو مشتری کو پہونچتا ہی کہ اُسپر دوسرا بالاخانہ مثل پہلے بالاخانہ کے بنا لے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر نیچے کا مکان بیچا گیا خواہ اُسکی عمارت بنی ہوئی ہو یا گر گئی ہو اُسکی بیع دونون صورتون مین جائز ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اور اگر کسی منزل کا بالاخانہ خریدا اور اُس سے راستہ کا استثناء کیا تو صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی - اور اگر ایک دار بیچا اور حقوق و مرافق کا یا ہر قلیل و کثیر کا ذکر نہ کیا تو جو کچھ اُسمین ہی بیت اور منزلین اور بالاخانہ اور نیچے کے مکان اور کل وہ چیزین جو اُسکے حدود اربعہ کے اندر موجود ہین از قسم باورچی خانہ اور تنور اور پاخانہ وغیرہ سب بیع مین داخل ہو جائینگے یہ مضمرات مین لکھا ہی اور دار کی بیع مین مطبخ اور اصطبل اور کنوان داخل ہو جاتا ہی خواہ حقوق و مرافق کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر دار مین سے کوئی منزل یا بیت فروخت کیا تو یہ چیزین بدون ذکر کے داخل نہ ہونگی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اصطبل وغیرہ دار مبیعہ کے اندر داخل ہون اور اگر کسی دوسرے گھر کے اندر جو اس سے متصل ہی ہووین تو بدون ذکر کے داخل نہ ہونگی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کوئی بیت بیچا تو بیت ایسی عمارت کو کہتے ہین کہ جسکی چھت ہو اور اُسمین دروازہ لگا ہو پس اُسکی دیوارین اور چھت اور دروازہ داخل ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور قریہ کا حکم دار کے مانند ہی پس اگر قریہ یا دار مین کوئی دروازہ یا کھڑیا لکڑیان یا کچی اینٹین رکھی ہوئی ہون تو اُسمین سے کوئی چیز بیع مین

داخل نہوگی اگرچہ حقوق و مرافق کا ذکر کیا جاوے اور اسی طرح اگر دار کی بیع مین ہر قلیل و کثیر کہ جو اسمین ہو یا اُس سے ہو ذکر کیا تو بھی ان چیزون مین سے جو مذکور ہوئین کوئی چیز بیع مین داخل نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اور اگر ایک دار بیچا جسکا پہلے کوئی راستہ تھا کہ اسکو اُسکے مالک نے بند کرکے اُسکا دوسرا راستہ نکالا تھا پھر اُس دار کو مع حقوق کے بیچ ڈالا تو مشتری کے واسطے دوسرا راستہ ہوگا اور پہلا راستہ نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اگر کسی نے منجملہ منزل کے ایک بیت معین کو اُسکے حدود و حقوق کے ساتھ بیچا اور مشتری نے چاہا کہ منزل مین جاوے اور منزل کا مالک اُسکو داخل ہونے سے منع کرتا ہو اور کہتا ہو کہ اپنا راستہ کوچہ کی طرف کھول لے پس اگر بائع نے اُس بیت کا کوئی راستہ منزل مین ہوکر بیان کردیا تھا تو اب اُسکو منع کرنے کا اختیار نہین ہو اور اگر پہلے نہین بیان کیا تھا تو بھی بعض فقہا کے نزدیک اُسکو منع کرنیکا اختیار نہین ہو اور یہی صحیح ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ ایک عورت کے دو حجرے تھے اور ایک حجرہ کا پاخانہ دوسرے حجرہ مین تھا اور اُسکا راستہ اور سرا پہلے حجرہ مین ہو پھر اُس عورت نے اُس حجرے کو کہ جسکے اندر پاخانہ ہو اور دروازہ نہین ہو فروخت کیا پھر اسکے بعد دوسرا حجرہ کہ جسمین پاخانہ کی راہ ہو فروخت کیا اور اُس عورت نے ہر ایک کے واسطے ایک نوشتہ لکھدیا تو ابو بکر بلخی رح نے فرمایا ہو کہ اگر پہلے نوشتہ مین اُسنے لکھا کہ اسکے مشتری نے اسکو مع نیچے اور اوپر کے مکان کے خریدا اور اسمین سے پاخانہ کا کہ جس کا دروازہ دوسرے حجرہ مین ہو استثنا نہ کیا تو پاخانہ اسی مشتری کا ہوگا اور اگر پہلے نوشتہ مین اُسنے پاخانہ کا کہ جسکا دروازہ دوسرے حجرہ مین ہو استثنا کر لیا ہو تو پہلے حجرہ کے خریدار کو اختیار ہو کہ پاخانہ اپنے حجرہ سے دور کرے یا اُسکی راہ بند کردے اور دوسرے حجرہ کے خریدار کو اختیار ہو اگر چاہے تو اپنے حجرہ کو اُسکے حصہ ثمن سے لے ورنہ ترک کردے بشرطیکہ اُس عورت نے بیع مین پاخانہ کی شرط کی ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ ابو بکر سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک عورت کے پاس دو حجرے ہین اور ایک کا پاخانہ دوسرے مین ہو اور اُسکا دروازہ دوسرے مین سے ہو پھر اُسنے وہ حجرہ کہ جسمین پاخانہ کا دروازہ ہو فروخت کیا پھر اُسکے بعد وہ دوسرا حجرہ فروخت کیا اور ہر ایک کے واسطے بعنامہ لکھدیا تو اُنھون نے فرمایا کہ اگر پہلے نوشتہ مین یہ لکھا ہو کہ مشتری نے اسکو مع نیچے اور اوپر کے مکان کے خریدا اور اُس سے اُس پاخانہ کا جو دوسرے حجرہ مین ہو استثنا نہ کیا تو پاخانہ جو دوسرے حجرہ مین ہو حجرہ ثانیہ کے واسطے اپنے حالت پر باقی رہیگا اور اگر پہلے نوشتہ مین اُس پاخانہ سے کہ جو پہلے حجرہ مین ہو استثنا مذکور نہین ہو تو دوسرے حجرہ کے خریدار کو اختیار ہو کہ پاخانہ اپنے حجرہ سے دور کردے اور اگر دور نہ کیا تو اُسکو راہ بند کرنے کا اختیار رہی اور دوسرا مشتری مختار ہو کہ اگر چاہے تو اپنے حجرہ کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لے لیوے ورنہ ترک کردے اگر اس عورت نے اُسکے واسطے بیع مین پاخانہ کی شرط کی ہو یہ تاتارخانیہ مین حاوی سے منقول ہو ف یہ قول امام ابو بکر رح کا حاوی مین ہو اور فتاوے قاضی خان سے بھی نقل کیا گیا مگر وضع مین اختلاف ظاہر ہو اور نقل حاوی مین ایک نوع کا تامل ہو واللہ اعلم۔ ایک دار مین چند بیت ہین کہ جسمین سے بعضے معین گھر کے مع اپنے مرافق کے فروخت کردیے پھر بائع نے دار کا بڑا دروازہ اوٹھانا چاہا اور مشتری مانع ہوا تو بائع کو اُسکے اوٹھانے کا اختیار نہین ہو اور اسی طرح اگر بعضے بیت اُسکے حقوق سے مع اپنے مرافق کے فروخت کردیے تھے تو بھی یہی حکم ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اگر بکے ہوے دار مین

بائع کے دوسرے دار کا جو اُسکے پہلو مین ہی کوئی رستہ یا پانی کی موری ہی اور بیع ہر حق کے ساتھ ہوئی ہو تو یہ راستہ اور موری مشتری کی ہوگی اور اسکو روکنے کا اختیار ہوگا اور بکے ہوئے دار کی دیوارون سے دھنیان اُٹھا لینے کا بھی اُسکو حکم کیا جائیگا اسی طرح تہ خانہ جو اُس دار کے نیچے ہو مشتری کا ہوگا مگر اُس صورت مین کہ بائع استثنا کرلے اور نہ استثنا کرنے مین مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر رستہ یا دھنیان یا سرداب کسی اجنبی کا بطور وہی حق کے ہو جیسے ملک یا اجارہ تو یہ عیب شمار ہوگا کیونکہ مشتری اسکو منع نہین کرسکتا ہی پس مشتری کو واپس کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر عاریت کے طور پر ہو تو مشتری کو اختیار نہین ہی کیونکہ یہ لازمی حق نہین ہی اب اسصورت مین اگر بائع استثنار کا دعوے کرے تو اُسکا قول معتبر رکھا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر ایک دار کہ جسمین باغ تھا خریدا تو باغ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا بیع مین داخل ہوجائیگا اور جو اُس دار سے باہر ہو تو داخل نہوگا اگرچہ اُسکا دروازہ دار مین ہو ایسا ہی فرمایا ہی ابوسلیمان رح نے - ایک شخص نے ایسا دار بیچا کہ جسمین دوسرے کے پانی کی موری تھی اور وہ شخص گھر بیچنے پر راضی ہوگیا تو فقہانے کہا ہی کہ رقبہ موری کا اگر اُسکا تھا تو اُسکو ثمن مین سے حصہ ملیگا اور اگر صرف پانی بہنے کا حق تھا تو اُسکو ثمن مین سے کچھ نہ ملیگا اور جب وہ گھر کے بکنے پر راضی ہوا تو اُسکا حق باطل ہوجائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور عیون مین مذکور ہی کہ اگر ایسا دار بیچا کہ جسمین کوئی عمارت نہ تھی اور اسمین ایک پانی کا کنوان اور کنوین مین کچھ پختہ اینٹین جگت مین اور کچھ اور چیزین کنوین سے متصل ہین تو سب بیع مین داخل ہو جائینگی اور نوازل مین مذکور ہی کہ اگر ایسا گھر بیچا کہ جسمین کنوان تھا اور اُسپر چرخ لگا ہوا تھا اور ڈول اور رسی تھی پس اگر مع مرافق بیچا ہو تو رسی اور ڈول بیع مین داخل ہو جائینگے کیونکہ یہ دونون مرافق مین شمار ہین اور اگر مرافق کا ذکر نہ کیا تو دونون چیزین داخل نہونگی ولیکن چرخ ہر صورت مین داخل ہوجائیگا کیونکہ وہ اُس سے متصل ہی اور قاعدہ یہ ہی کہ دار کے اندر جو چیز از قسم عمارت ہو یا عمارت سے متصل ہو تو وہ بطریق تبعیت دار کے بیع مین بلاذکر داخل ہو جاتی ہی اور جو چیز عمارت سے متصل نہو بدون ذکر کے داخل نہین ہوتی لیکن اگر ایسی چیزین ہین کہ لوگون مین یہ بات معروف ہی کہ اُنکے دیدینے مین بائع مشتری سے بخل نہین کیا کرتا ہی تو بلاذکر بھی بیع مین داخل ہو جاتی ہین اور اسی سے ہمنے کہا کہ غلق بلاذکر بیع مین داخل ہو جاتا ہی کیونکہ وہ عمارت سے متصل ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور قفل دوکان و دار و بیت کا بیع مین داخل نہین ہوتا ہی اگرچہ بیع کے وقت دروازہ مین قفل لگا ہو خواہ حقوق و مرافق کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو اور غلق کی کنجی بطور استحسان بیع مین داخل ہو جاتی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور قفل کی کنجی بیع مین داخل نہین ہوتی ہی - یہ محیط مین لکھا ہی - سیڑھیان اگر جڑی ہوئی ہون تو دار اور بیت کی بیع مین داخل ہو جاتی ہین اور اگر جڑی ہوئی نہون تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ داخل نہین ہوتی ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور تخت وہی حکم رکھتے ہین جو سیڑھیون کا ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اجار بیع دار مین داخل ہوتا ہی خواہ وہ کلوخ کا ہو یا کچی اینٹون کا اور اجار اصل لغت مین چھت کو کہتے ہین مگر یہان اس سے مراد وہ سترہ ہی جو چھت کے اوپر بنا ہوا ہو اور بیت کی بیع مین مانند بالاخانہ کے یہ بھی داخل نہین ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - تنور اگر گڑا ہوا ہی تو مکان کی بیع مین داخل ہو جاتا ہی اور اگر گڑا نہین ہی تو داخل نہین ہوتا ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - عیون مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے ایک دار خریدا اور اسمین اونٹ چکی ہی اور تمام حقوق و مرافق کے ساتھ خرید کیا تو یہ چکی بیع مین

داخل نہوگی اور نہ اُسکی متاع مشتری کو ملیگی برخلاف اس صورت کے کہ کسی نے ایک زمین مع تمام حقوق کے فروخت کی اور اُسمین بن چکی ہو تو وہ بن چکی مشتری کو ملیگی اور اسی طرح جو چیز کہ اُس زمین مین لگا ہو وہ بھی اُس مشتری کا ہی اور جرس بائع کا ہوتا ہی اور اُسکی لکڑیون کا بھی یہی حکم ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور اگر کسی نے چکی کا گھر مع جمیع حقوق کے جو اُسکو ثابت ہین یا ہر قلیل و کثیر کے جو اُسمین ہون مول لیا تو امام محمد رحمہ نے شروط مین لکھا ہی کہ اُسکے اوپر اور نیچے کے دونون پاٹ مشتری کے ہونگے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر کسی نے آدھی دہلیز اپنے شریک یا غیر کے ہاتھ بیچی تو باہر کا نصف دروازہ بھی بیع مین شامل ہو جائیگا یہ قنیہ مین لکھا ہی - اور اگر کوئی پایہ لڑی یا سالھو کا دار مین اسطرح ہو کہ در اصل وہ عمارت مین ہو تو دار کی بیع مین بلا ذکر شامل ہو جائیگا اور اگر در اصل عمارت مین نہین ہو بلکہ اُسکو اُٹھا کر جا بجا رکھ سکتے ہون تو وہ بائع کا ہوگا اور یہ سیڑھیون کے مانند ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اسی طرح زنجیرین اور قندیلین جو چھت مین بندھی ہون اُنکا بھی یہی حکم ہی یہ تاتارخانیہ مین فتاوے عتابیہ سے منقول ہی - اگر کسی نے ایک دار مول لیا اور دروازہ مین جھگڑا ہوا بائع نے کہا میرا ہی اور مشتری نے کہا کہ میرا ہی تو اگر وہ دروازہ جڑا ہو اور عمارت مین لگا ہوا ہی تو مشتری کا قول معتبر ہوگا خواہ مکان بائع کے پاس ہو یا مشتری کے پاس ہو اور اگر دروازہ جڑا ہوا نہین بلکہ اوکھڑا ہوا ہی تو مکان اگر بائع کے قبضہ مین ہی تو اُسکا قول معتبر ہوگا اور اگر مشتری کے قبضہ مین ہی تو اُسکا قول مانا لیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور منتقی مین ہی کہ اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ مین نے یہ بیت اور جو اُسکے دروازہ کے اندر بند ہی تیرے ہاتھ بیچا تو جو سامان وغیرہ اُس دروازہ مین بند ہی وہ مشتری کی ملکیت نہو جائیگا البتہ جو چیزین اُس مکان کے حقوق مین سے ہونگی وہ ملینگی پس بائع کا یہ قول صرف حقوق کے معنی مین لیا جاویگا اور ہشام نے کہا کہ مین نے امام ابو یوسف سے پوچھا کہ اگر کسی نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ مکان اور جو کچھ اسمین ہی بیچا تو اسکا کیا حکم ہی اُنھون نے فرمایا کہ اس صورت مین بھی جو چیزین اس مکان کے حقوق مین ہین وہی شامل ہونگی - اور اگر کہا کہ اس مکان اور اُسکی متاع پر بیع قرار دیتا ہون تو یہ جائز ہی اور اور اس صورت مین وہ متاع بھی شامل ہو جائیگی یہ محیط مین لکھا ہی - اور نوازل مین ہی کہ امام ابو بکر رح سے کسی نے سوال کیا کہ کسی شخص کے پاس دو مکان ہین اور ایک مکان کے نیچے تہ خانہ ہی کہ اُسکا دروازہ دوسرے مکان مین ہی پس اُس شخص نے پہلے وہ مکان کہ جسمین تہ خانہ کا دروازہ ہی فروخت کیا پھر اُسکے بعد دوسرا مکان بیچا اُنھون نے فرمایا کہ تہ خانہ اُس مشتری کی ملکیت ہوگا کہ جسکے مکان مین اُسکا دروازہ ہی اور اگر وہ مکان کہ جسکے نیچے تہ خانہ ہی پہلے بیچا پھر دوسرا مکان بیچا تو تہ خانہ اُسکا ہوگا کہ جسکے مکان مین اُسکا دروازہ ہی شیخ ابو نصر سے کسی شخص نے سوال کیا کہ کسی نے ایک مکان خریدا کہ جسمین ایک تہ خانہ ہی اور اُسکا دروازہ اس خریدار کے گھر کی طرف ہی اور اسفل اُسکا پڑوسی کے گھر کی طرف ہی یا ایک پاخانہ اسی طرح کا ہی پس اس مشتری اور پڑوسی مین باہم جھگڑا ہوا تو مبیع کسکو ملنی چاہیے اُنھون نے فرمایا کہ تہ خانہ اُسکا ہی کہ جسکی طرف اُسکا دروازہ ہی لیکن اگر پڑوسی نے گواہ قائم کیے تو قاضی اُسکو دلادیگا اور اس صورت مین اگر مشتری نے اُس مکان کو مع حقوق کے خریدا تھا تو اُسکو اختیار ہی کہ بائع سے اُسقدر ثمن کہ جو اس تہ خانہ کے حصہ مین پڑے پھیر لے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - ایک شخص کے دو مکان ایک کوچۂ غیر نافذہ مین تھے کہ ہر ایک مین اُس نے ایک ایک شخص کو ساکن کیا

پس اُن دونون رہنے والون مین سے ایک نے ایک سائبان بنایا یعنی ایک لکڑی اس مکان کی دیوار پر رکھی کہ جسمین خود رہتا ہو اور دوسری طرف دوسرے مکان کی دیوار پر رکھی کہ جسمین دوسرا شخص رہتا ہو اور سائبان کا دروازہ صرف اپنی ہی طرف رکھا اور مالک مکان کو یہ حال معلوم ہو پھر اُس سائبان بنانے والے نے مالک مکان سے اُس مکان کے خریدنے کی درخواست کی اور مالک مکان نے وہ مکان بحقوق و مرافق کے اُسکے ہاتھ بیچ ڈالا پھر دوسرے مکان مین رہنے والے نے اُس مکان کی کہ جسمین رہتا ہے بحقوق و مرافق کے بیع کرنے کی درخواست کی اور مالک نے اُسکے ہاتھ بھی فروخت کر دیا پھر دونون مشتریون مین جھگڑا ہوا اور دوسرے مشتری نے چاہا کہ اُس سائبان کی لکڑی اپنی دیوار سے دور کر دے تو اُسکو یہ اختیار حاصل ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے منتقی مین مذکور ہے کہ اگر کسی نے ایک دیوار مول لی تو اُسکے نیچے کی زمین بیع مین شامل ہو جائیگی اور یہ مسئلہ تجنیس مین بدون اختلاف ذکر کرنے کے اسی طرح مذکور ہے مگر محیط مین اسکو امام محمد اور حسن ابن زیاد کا قول بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک وہ زمین بیع مین داخل نہین ہوتی ہے لیکن اُسکی توجیہ کو بعض نے کہا کہ بموجب ظاہر مذہب امام ابو یوسف کے داخل ہو جاتی ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ کسی شخص نے ایک مکان یا ایک دوکان مول لی اور اُسکی دیوار گر گئی اور اُسمین سے کچھ سیسا یا سال یا اور قسم کی لکڑی نکلی تو یہ لکڑی اگر عمارت کی لکڑی ہے جیسے کہ اکثر دیوار کے نیچے رکھی جاتی ہے تاکہ اُسپر بنیاد قائم کیجاے جسکو فارسی مین نشست بولتے ہین تو وہ مشتری کی ملکیت ہے اور اگر بطور ودیعت رکھی تھی تو بائع کی ملکیت ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور فتاوے [illegible] مین ہے کہ اگر کسی نے ایک دوکان بیچی تو دوکان کے تختے بیع مین داخل ہو جاینگے خواہ دوکان بحقوق و مرافق بیچی ہو یا بے مرافق بیچی ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور اگر دوکان کے سامنے کوئی سائبان ہو جیسا کہ بازارون مین ہوتا ہے پس اگر مرافق کا ذکر کیا ہو تو بیع مین داخل ہوگا ورنہ نہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہے۔ اگر لوہار نے اپنی دوکان بیچی تو اُسکی بھٹی بیع مین داخل ہو جائیگی اگرچہ مرافق کا ذکر نہ کیا ہو اور سنار کی بھٹی بیع مین داخل نہین ہوتی ہے اگرچہ مرافق کا ذکر کیا ہو اسواسطے کہ لوہار کی بھٹی دوکان مین مرکب و متصل ہوتی ہے اور سنار کی بھٹی جدا ہوتی ہے۔ اور لوہار کی دھونکنی جس سے وہ پھونکتا ہے بیع مین داخل نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور دوکانے کی دیگ جسمین ستو والون کے گیہون پکائے جاتے ہون یا رنگریزون کا رنگ اُبالا جاتا ہو یا کندی گرون کے گرٹے جسمین رکھے جاتے ہون بائع کی ملکیت ہوتی ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور کندی گر کی لکڑی جس سے وہ کپڑا کوٹتا ہے بیع مین داخل نہین ہوتی ہے اگرچہ مرافق کا ذکر کیا ہو اور ستو بنانے والے کا وہ برتن جسمین وہ بھونتا ہے اگر لوہے کا ہو تو بائع کا ہوگا اگرچہ دوکان کی عمارت مین لگا ہوا ہو وسے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر مٹی کا ہو تو بیع مین داخل ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اور جو صندوق بنیاد مین رکھا گیا ہے اور دھوبی اور تیلی کے ظروف اور خم اور مٹکے اور خم جو زمین مین گڑے اور عمارت مین لگے ہون بیع مین داخل نہین ہوتے ہین اور یہ چیزین گھر کی متاع اور حقوق مین سے نہین ہین اور دوکان کی بیع مین ایسے مسئلون مین حقوق و مرافق کا ذکر کرنا یا نہ کرنا یکسان ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور حمام کے فروخت کرنے مین پیالے اور قبقابات داخل نہین ہوتے اگرچہ مرافق کا ذکر ہی کیون نہ کیا ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔

سلہ بلفظ مرہہ معنی نشست ۱۲

اور چپت اور ڈول جو حمام مین ہو بیع مین داخل نہین ہوتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور امام سید ابو القاسم نے فرمایا ہی کہ ہمارے عرف کے موافق مشتری کو ملیگا یہ مختار الفتاوے مین ہی - اور دیگین حمام کی بیع مین بدون ذکر کرنے کے داخل ہو جاتی ہین یہ محیط مین لکھا ہی - اور حاوی مین مذکور ہی کہ امام ابو بکر رح سے سوال کیا گیا کہ حمام کی بیع مین کیا اُسکے چراغ[ف] داخل ہو جاتے ہین فرمایا کہ نہین کذا فی التاتارخانیہ -

دوسری فصل ان چیزون کے بیان مین جو زمین اور تاک[ف] کی بیع مین داخل ہو جاتی ہین

- اگر کوئی زمین یا تاک انگور فروخت کیا اور حقوق و مرافق اور قلیل و کثیر کا ذکر نہ کیا تو بیع کے تحت مین وہ کل چیزین جو ہمیشہ کے واسطے اسمین لگی گئی ہین جیسے پودے یا درخت و عمارات وغیرہ داخل ہو جائینگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ درخت زمین کی بیع مین بلا ذکر داخل ہو جاتا ہی ولیکن امام نے پھلدار اور بے پھل اور چھوٹے بڑے کی تفصیل نہین فرمائی اور صحیح یہ ہی کہ سب بدون ذکر کے داخل ہو جاتے ہین یہ فتاوے صغرلی مین لکھا ہی - خواہ وہ ایندھن کے واسطے ہون یا اور کسی غرض سے اور یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین مذکور ہی اور خشک درخت شامل نہین ہوتے ہین کیونکہ وہ قطع کی حالت بن ہین پس وہ بمنزلہ ایسے ایندھن کے ہین کہ جو زمین مین رکھا ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اور فتاوے صغری مین مذکور ہی کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا ہی کہ جو درخت ایندھن وغیرہ کے واسطے کاٹ لینے کی غرض سے لگایا جاتا وہ بیع مین داخل نہین ہوتا ہی کیونکہ وہ بمنزلہ کھیتی کے ہو انتہے - اور کھیتی اور پھل استحسانًا بیع مین داخل نہین ہوتے ہین مگر اُس صورت مین کہ مشتری شرط کرلے یہ ذخیرہ مین مذکور ہی اگر کوئی زمین مع مرافق فروخت کی تو کھیتی اور پھل ظاہر روایت کے موافق بیع مین داخل نہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور اگر یہ کہا کہ مین نے ہر قلیل و کثیر کے ساتھ جو اسمین یا اُس سے ہی یا اُسکے حقوق و مرافق مین سے ہی فروخت کیا تو بھی یہ دونون چیزین داخل نہونگی اور اگر حقوق و مرافق کا بیان نہ کیا تو داخل ہو جائینگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور منتقی مین مذکور ہی کہ اگر کہا کہ مین نے ہر قلیل و کثیر کے ساتھ جو اسمین موجود ہی فروخت کیا تو جو کچھ اسمین کھیتی اور ترکاری اور پھول وغیرہ ہین سب داخل ہو جائینگے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور زمین کی بیع مین وہ چیزین جو اسمین رکھی ہوئی ہین جیسے ٹوٹے ہوئے پھل اور کٹی ہوئی کھیتی اور ایندھن یا کچی اینٹین داخل نہین ہونگی لیکن اگر انکی صریح شرط کرلیجاوے تو داخل ہو جائینگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر کوئی زمین فروخت کی کہ جسمین قبرین ہین تو قبرون کے سوا باقی زمین کی بیع جائز ہی اور جس جگہ کھیتی کاٹ کر ڈالی جاتی ہی وہ زمین کے مرافق مین شمار نہین ہی اسلیے مرافق کے ذکر کرنے سے بیع مین شامل نہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور جب کوئی زمین یا تاک انگور فروخت کیا اور کہا کہ مین نے سب حقوق کے ساتھ یا تمام مرافق کے ساتھ بیچا تو حقوق و مرافق کے ذکر سے وہ چیزین جو بدون انکے ذکر کے داخل نتھین داخل ہو جائینگی اور وہ سیراب کرنے کا پانی اور پانی کی نالی اور باغ کا خاص راستہ ہی یہ ینابیع مین لکھا ہی - اگر خرما کا درخت اُسکے راستے زمین کے ساتھ خرید کیا اور راستہ کا موقع بیان نہ ہوا اور اُس درخت کا کوئی خاص رستہ کسی طرف کو معروف نہین ہی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ بیع جائز ہوگی اور اُس درخت کا راستہ جسطرف سے چاہے مقرر کرے کیونکہ اسمین تفاوت نہین ہوتا ہی اور اگر تفاوت ہو تو بیع جائز نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور شہتوت اور آس کی پتی اور زعفران اور گلاب کی پتیان بمنزلہ پھلون کے ہوتی ہین اور درخت اُنکے بمنزلہ خرما کے درخت کے

[ف] ظاہر مراد یہ ہی کہ جو باغ کی قیمتی چیز کے ہون دہی سکیا یہ کہا جاوے کہ شیخ نے موافق تبادر کے جواب دیا ہی واللہ اعلم ۱۲ منہ

[ف] اصل مین کرم ہی اور قاموس مین لکھا ہی کہ کرم انگور کا باغ جسکے گرد چہار دیواری ہو لیکن اطلاق کرم مطلقاً بھی ہی کما فی الحدیث الکرم قلب المؤمن ۱۲

ہین تتمیمین مین لکھا ہے۔ کسی نے ایک زمین بیچی کہ جسمین کپاس تھی تو وہ بلاذکر بیع مین داخل نہو گی کیونکہ وہ بمنزلہ پھل کے ہے اور جو قطن کی نسبت فقہانے فرمایا ہے کہ وہ بھی داخل نہین ہوتی اور یہی صحیح ہے۔ اور بینگن کے درخت بدون ذکر کے زمین کی بیع مین داخل نہین ہوتے یہ عالم احمد سمرقندی نے ذکر کیا ہے کذا فی الظہیریہ۔ اور جھاؤ اور بید کے درخت بیع مین داخل ہوجاتے ہین اور ایسے ہی جنگلی درخت اور ان درختون کا جو ساق دار ہین یہی حکم ہے اور امام فضلی نے بید کے درخت کی بابت کہا کہ پھلون کے مانند گردانا ہے خواہ وہ کاٹنے کے لائق ہوے ہون یا نہ ہوے ہون اور اسی پر فتوی ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر شہتوت کے درخت خریدے تو انکے پتے بلا شرط بیع مین داخل نہین ہوتے یہ فتاوے صغری مین لکھا ہے۔ اگر کسی زمین مین گندنا تھا اور وہ زمین فروخت کردی مگر گندنے کا کچھ ذکر نہ آیا تو جو گندنا زمین کے اوپر ہے وہ بالاتفاق داخل نہوگا اور جو زمین کے اندر پوشیدہ ہے وہ صحیح قول کے موافق داخل ہوجاویگا کیونکہ وہ برسون باقی رہتا ہے تو بمنزلہ درختون کے ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور رطبہ یعنی اسپست اور رطبہ جو زمین کے اوپر ہو بلاذکر بیع مین داخل نہین ہوتا ہے جیسے کھیتی اور پھل شامل نہین ہوتے ہین اور ان چیزون کے اصول یعنی جڑ جو زمین کے اندر پوشیدہ ہین انکے نسبت بعض فقہانے فرمایا کہ داخل نہونگے کیونکہ انکے تمام ہوجانے کی مدت لوگون کو معلوم ہے تو انکا حکم مثل کھیتی کے ہوگا اور بعض فقہانے فرمایا ہے کہ داخل ہوجاینگے کیونکہ انکے تمام ہونے کی مدت ہر جگہ یکسان نہین ہوتی ہے بلکہ زمین کے لحاظ سے بڑا فرق پڑتا ہے تو بمنزلہ درختون کے شمار ہونگے۔ اور قاعدہ یہ قرار پایا کہ جس چیز کے کٹنے کی مدت اور نہایت معلوم ہو وہ چیز پھلون کے حکم مین ہے پس بیع مین بلاذکر داخل نہوگی اور جسکے کٹنے کے مدت معلوم نہو وہ درختون کے مانند ہے پس زمین کی بیع مین بلاذکر داخل ہوجائیگی اور زعفران کا یہ حکم ہے کہ وہ اور اسکی اصل بلاذکر داخل نہین ہوتی ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور جو چیزین باقی رکھنے کے واسطے نہین ہین وہ اگرچہ زمین سے متصل ہون بیع مین داخل نہین ہوتی ہین جیسے نے اور جلانے کی لکڑی اور گھاس یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور جو درخت ساق دار کہ اسکی جڑ نہین جاتی ہے تاکہ پھر درخت ہوجاتا ہے وہ زمین کی بیع مین بلاذکر داخل ہوجاتا ہے اور جو ایسا نہو وہ بلاذکر داخل نہین ہوتا کیونکہ وہ بمنزلہ پھل کے ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ کسی شخص نے اپنی زمین مین تخم ریزی کی اور اوگنے سے پہلے زمین کو فروخت کردیا تو بیج بیع مین داخل نہوگا کیونکہ وہ اوگنے سے پہلے زمین کا تابع نہین ہوسکتا ہے اور اگر اسقدر اگا ہے کہ ہنوز اسکی کچھ قیمت نہین ہے تو بھی فقیہ ابو اللیث نے ذکر کیا ہے کہ داخل نہوگا اور صحیح یہ ہے کہ داخل ہوجاییگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور فتاوے فضلی کے حاشیہ مین ہے کہ اگر کسی شخص نے زمین بیچی کہ جسمین کھیتی بوئی تھی مگر ابھی جمی نہین تھی پس اسکا بیج اگر زمین مین گل گیا تو کھیتی مشتری کی ہوگی ورنہ بائع کی ہے اور اگر مشتری نے اسکو پانی دیا کہ اس سے کھیتی اگی اور بیع کے وقت بیج گلا نہ تھا تو وہ کھیتی بائع کی ہوگی اور مشتری احکام مین بائع پر احسان کرنیوالا شمار ہوگا یہ نہایہ مین ہے۔ اگر کسی نے زمین بیچی تو جو اسمین خرما وغیرہ کے درخت ہین بدون ذکر کے بیع مین داخل ہوجاینگے اور اگر درختون پر بیع کے وقت پھل موجود ہون اور ان پھلون کا ملنا مشتری کے واسطے شرط کیا جاوے تو وہ اپنا حصہ پھلون مین سے لے لیگا پس اگر زمین کی قیمت پانچسو درم ہو اور درخت کی قیمت بھی اسی قدر ہو اور پھلون کی قیمت بھی یہی ہو تو بالاجماع ثمن کے

تین حصہ کیے جاوینگے پس اگر قبضہ سے پہلے پھل کسی آسمانی آفت سے تلف ہون یا بائع انکو کھا جاے تو مشتری سے ایک تہائی ثمن ساقط کیا جائیگا اور اُسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو زمین اور درخت کو دو تہائی ثمن مین لے لے اور اگر چاہے تو ترک کر دے یہی قول سب اماموں کا ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے پھر ثمن کی تقسیم مین پھلون کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو بائع کے کھا جانے کے وقت تھی یہ مبسوط مین لکھا ہے اور اگر خرید کے وقت پھل موجود نہون پھر بعد اسکے قبضہ سے پہلے درخت پھلدار ہوگئے تو پھل مشتری کے ہونگے اور امام ابوحنیفہ اور امام محمد رح کے نزدیک پھلون کی زیادتی زمین اور درخت دونون پر شمار ہوگی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک فقط درخت پر اور تفصیل اسکی اسطرح ہے کہ اگر زمین اور درخت اور پھل مین سے ہر ایک کی قیمت پانچسو درم فرض کیجاے اور بائع قبضہ سے پہلے پھلون کو کھا گیا تو امام ابوحنیفہ اور محمد رح کے نزدیک ایک تہائی ثمن مشتری سے ساقط کیا جاویگا اور خاص امام اعظم رح کے نزدیک باقی دو تہائی ثمن مین درخت اور زمین بلا اختیار لینا مشتری پر واجب ہے اور امام محمد رح کے نزدیک اُسکو اختیار ہے خواہ لے یا ترک کر دے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مشتری سے چوتھائی ثمن ساقط ہوگا اور باقی تین چوتھائی ثمن مین اگر چاہے تو زمین اور درخت خرید لے ورنہ ترک کر دے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اور اسی صورت مین اگر درخت مین دو بار پھل آئے تو مشتری زمین اور درخت کو نصف ثمن مین لیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک دو ثلث ثمن مین لیگا اور اگر تین بار پھل آئے تو زمین اور درخت دو پانچوین حصہ ثمن مین لیگا اور تین پانچوان حصہ پھلون کے مقابلہ مین ساقط ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک زمین اور درخت پانچ آٹھوین حصہ مین لیگا اور اگر چار بار پھل آئے تو دونون کو ایک تہائی ثمن مین لیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک تین پانچوین ثمن مین لیگا اور اگر پانچ بار پھل آئے تو دونون کو دو ساتوین حصہ ثمن مین لیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک سات بارھوین حصہ مین لیگا اسی طرح مبسوط مین لکھا ہے - اور اگر پھل کسی آفت آسمانی سے تلف ہوگئے تو ثمن سے کچھ ساقط نہوگا اور سب کے نزدیک بالاتفاق مشتری کو نہ لینے کا اختیار نہوگا اور اگر درخت اور زمین مین سے ہر ایک کا ثمن پانسو درم بیان کر دیے ہون تو سب اماموں کے نزدیک اس صورت مین پھلون کی زیادتی خاص کر درخت پر شمار ہوگی پس اگر بائع انکو کھا جاے تو مشتری سے چوتھائی ثمن ساقط ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک مشتری کو نہ لینے کا اختیار نہوگا اور صاحبین کے نزدیک اُسکو نہ لینے کا اختیار ہے یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہے - اگر ایک پودا خریدا اور بائع کی اجازت سے اُسکو چھوڑ رکھا کہ وہ بڑھکر بڑا درخت ہوگیا تو بائع کو اختیار ہے کہ اُسکو جڑ سے نکال لینے کا حکم کرے اور درخت مع جڑ کُل مشتری کا ہوگا اور اگر بلا اجازت بائع کے اُسکو چھوڑ دیا یہانتک کہ اُسمین پھل آئے تو مشتری پھلون کو صدقہ کر دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے - اگر کوئی زمین اور درخت خریدے کہ جنکے واسطے سیرابی کا پانی نہین ہے اور مشتری اس بات کو نہ جانتا تھا تو اُسکو نہ لینے کا اختیار ہوگا اسی طرح منتقی مین مذکور ہے کذا فی المحیط - ایک شخص نے کوئی زمین مع اُسکے سینچنے کے پانی کے خریدی اور بائع جس گول سے اس زمین کو پانی دیتا تھا اُسمین اُسکے سینچنے سے زائد پانی ہے تو اور زمین اُسکا حکم اسطرح مذکور ہے کہ پانی مین سے جسقدر اس زمین کو کفایت کرتا ہو اُسقدر مشتری کے واسطے قاضی حکم کریگا اور پانی مع زمین کے خریدنا یہی ہے

سلہ اصل مین تین تہائی مذکور ہے اور یہ غلط ہے صحیح وہ ہے جو بعض نسخہ مین ایک تہائی مذکور ہے فافہم ۱۲ منہ

سلہ کول لفظ ہندی کا مرادف بعربی قناۃ ۱۲

فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - ایک زمین خریدی کہ جسکے ایک طرف افدق ہی اور زمین و افدق کے درمیان بند آب ہی اور اس بند آب پر درخت لگے ہوے ہین اور زمین کے حدود اربعہ مین سے ایک حد افدق قرار دی گئی ہی تو بند آب مع اشجار کے بیع مین داخل ہو جائیگی اور یہ بات ظاہر ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر کسی نے خرما یا کسی اور قسم کا ایک درخت بیچا کہ جسمین پھل تھے تو پھل اسکے بائع کے ہونگے مگر اس صورت مین کہ مشتری شرط کرکے یون کہے کہ مین نے یہ درخت مع پھل خریدا البتہ پھل مشتری کے ہونگے خواہ وہ پھل قائم رہنے والے ہون یا نہ ہون یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور مشتری کی شرط نہ کرنے کی صورت مین تبیین مین لکھا ہی کہ صحیح قول کے موافق پھلون کی قیمت ہونے یا نہ ہونے مین کچھ فرق نہین ہی اور دونون صورت مین بائع کے ہونگے انتہے - اگر کسی نے ایک درخت اس شرط پر خریدا کہ درخت کو جڑ سے کھود لونگا تو اس بیع کے جائز ہونے مین فقہا کا کلام ہی اور صحیح یہ ہی کہ جائز ہی اور مشتری کو اختیار رہی کہ اسکو جڑ سے کھود لے اور اگر کوئی درخت کاٹ لینے کی شرط سے خریدا تو بعض فقہانے کہا ہی کہ اگر یہ بیان ہوا کہ کس جگہ پر سے درخت کو کاٹیگا یا کاٹنے کی جگہ لوگون مین معروف ہی تو بیع جائز ہی ورنہ ناجائز ہی اور بعض فقہانے کہا کہ بیع ہر صورت مین جائز ہی اور یہی صحیح ہی اور مشتری کو زمین کے اوپر سے اس درخت کے کاٹنے کا اختیار ہی اور اسکی جڑ جو زمین مین پھیلی ہوئی ہو مشتری کو بلا شرط نہ ملیگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور واضح ہو کہ درخت کا خریدنا تین طرح سے خالی نہین ہی ایک یہ کہ صرف درخت بدون زمین کے جڑ سے کھود لینے کے واسطے خریدے اور اس صورت مین مشتری کو حکم دیا جائیگا کہ اسکو جڑ سے کھود لے اور مشتری کو اختیار رہی کہ مع اسکی جڑ کے ریشون کے اسکو کھود لیوے اور اسکی جڑ بیع مین داخل ہو جائیگی اور مشتری کو یہ اختیار نہین ہی کہ جڑ کے ریشون کے پھیلنے کی انتہا تک زمین کو کھود ڈالے ولیکن عرف اور عادت کے موافق البتہ کھود سکتا ہی مگر جڑ سے کھودنے کا اختیار مشتری کو اس صورت مین ہوگا کہ بائع زمین کے اوپر سے کاٹ لینے کی شرط کرے یا کھودنے مین بائع کو کچھ ضرر پہونچتا ہو مثلاً درخت دیوار سے قریب ہی تو مشتری کو حکم کیا جائیگا کہ وہ زمین کے اوپر سے درخت کو کاٹ لے پس اگر مشتری نے وہ درخت کاٹ لیا یا کھود سکتا تھا تو جڑ سے کھود لیا پھر اسکے جڑ یا ریشون سے اور درخت اُگا تو وہ بائع کا ہوگا اور اگر اونچائی سے درخت کاٹ لیا ہی تو جو کچھ اوگے وہ مشتری کا ہوگا - اور دوسری صورت یہ ہی کہ درخت مع اسقدر زمین کے کہ جسمین وہ جم رہا ہی خریدا تو مشتری کو اسکی جڑ سے کھود لینے کا حکم نہ کیا جائیگا اور اگر اسنے جڑ سے اسکو کھود لیا تو اسکو اختیار رہی کہ بجاے اس درخت کے دوسرا درخت لگا دے اور تیسرے یہ کہ اگر مشتری نے بلا کسی شرط کے خریدا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسکی زمین بیع مین داخل نہوگی اور امام محمد کے نزدیک داخل ہو جائیگی اور درخت کی جاے قرار مشتری کا ہوگا - صدر الشہید نے کہا کہ فتوے اسی پر ہی کہ زمین داخل ہو جائیگی یہ محیط مین لکھا ہی - اور یہی مختار ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور اس صورت مین فقہا کا اجماع ہی کہ اگر قطع کر لینے کے واسطے خریدا تو اسکے نیچے کی زمین بیع مین داخل نہوگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - اور اگر برقرار رکھنے کے واسطے خریدا تو بالاتفاق اسکے نیچے کی زمین داخل ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور جن صورتون مین کہ درخت کے نیچے کی زمین داخل ہوتی ہی تو مشتری کے تصرف کے وقت جسقدر درخت کی

لہ قولہ
افدق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

موٹائی ہی صرف اسی قدر زمین داخل ہوگی یہانتک کہ اگر بیع کے بعد درخت زیادہ موٹا ہو جاسے تو زمین کے مالک
کو اختیار رہی کہ اُسکو چھانٹ دے اور جہانتک درخت کی شاخین اور جڑ کے ریشے پھیلے ہوے ہین وہانتک کی زمین
بیع مین داخل نہوگی اور اسی پر فتوے ہی اور یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کسی نے ایک درخت مع اُسکی جڑ کے ریشون کے
خریدا اور اُس درخت کے ریشون سے اور درخت اوگے تو اُگے ہوے درخت اگر اسطرح ہون کہ اصل درخت
کاٹ ڈالنے سے خشک ہو جاینگے تو بیع مین شامل ہین ورنہ شامل نہین کیونکہ جب اصل درخت کاٹ ڈالنے سے
یہ خشک ہو جاتے ہین تو اصل درخت مین سے اُگے ہین پس بیع مین شمار ہونگے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر ایک انگور کا
تاک خریدا تو جو رسیان سینخون سے بندھی ہوئی ہین اور سینخین زمین مین گڑی ہوئی ہین وہ بیع مین داخل ہوجاینگی
اور ایسے ہی وہ ستون لکڑی کے جو زمین مین تھوڑے گڑے ہوے ہین اور انپر انگور کے درخت لٹکتے ہین
بلا ذکر بیع مین داخل ہو جاینگے یہ قنیہ مین لکھا ہی - ایک شخص کی خالص زمین ہی اور دوسرے کے اُسمین درخت
ہین پھر زمین کے مالک نے دوسرے کی اجازت سے زمین ہزار درم کو فروخت کی یعنے ہزار درم ثمن قرار پایا
اور ہر ایک کی قیمت پانچسو درم ہی تو ثمن دونون کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہو جائیگا اور اگر قبضہ سے پہلے
درخت کسی آسمانی آفت سے تلف ہوگئے تو مشتری کو اختیار رہی کہ خواہ بیع ترک کردے یا زمین پورے ثمن
مین خریدے اسواسطے کہ مشتری درختون کا وصفًا وتبعًا مالک ہوا تھا ف یعنے جب وصف جاتا رہا تو مشتری کو
لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا مگر فوات وصف مرغوب کے مقابلہ مین اُسکو خیار حاصل ہوگا نہ یہ کہ ثمن سے کچھ کم ہو جاوے
اور تمام ثمن زمین کے مالک کو ملیگا کیونکہ درخت کی بیع ٹوٹ گئی اور مشتری کو سواے زمین کے کوئی چیز سپرد نہین کی گئی
اور ثمن اسی کے مقابلہ مین ٹھہرا تھا جو مشتری کو سپرد کی گئی نہ اُسکے مقابلہ مین جو فوت ہوگئی اور اگر آدھے درخت فوت
ہوے تو درختون کے مالک کو چوتھائی ثمن ملیگا اور تین چوتھائی زمین کے مالک کو اور اگر درخت مین اسقدر پھل آئے
کہ جنکی قیمت پانچسو درم ہو تو دو تہائی ثمن درخت کے مالک کو ملیگا اور ایک تہائی زمین کے مالک کو اور امام ابویوسفؒ
کے نزدیک آدھا زمین کے مالک کو ملیگا اور اگر زمین اور درخت فروخت کیے اور ہر ایک کے واسطے ثمن علٰحدہ بیان
کیا اور زمین و درخت ایک ہی شخص کے ہین یا دو شخصون کے پھر درخت ضائع ہوگئے تو آدھا ثمن ساقط ہو جائیگا اسواسطے
کہ ایک طرح سے درخت اصل ہوتے ہین اور ایک طرح سے وصف ہین جب اُنکے مقابل ثمن مذکور نہوگا تو وصف ہینگے اور
جب ثمن مذکور ہوگا تو اصل ہو جاینگے تو اُنکا ضائع ہونا اپنے حصہ ثمن کے مقابل ہوگا اور اگر درخت تلف نہوے بلکہ
قبضہ سے پہلے اُن مین اسقدر پھل آئے کہ جو پانچسو درم کی قیمت رکھتے ہین تو سب امامون کے نزدیک زمین کا ثمن
پانچسو درم اور درخت اور پھلون کا ثمن پانچسو درم ہوگا یہ کافی مین لکھا ہی - اگر زمین کے اوپر سے کاٹنے کے
واسطے چند درخت خریدے اور قطع کرنے مین زمین اور درختون کی جڑون کو ضرر پہونچتا ہی تو مشتری کو کاٹنے
کا اختیار نہین ہی کیونکہ اُسمین زمین کے مالک کا ضرر ہی پس مالک کو اختیار رہی کہ اپنے سے ضرر کو دفع کرے اور
بیع ٹوٹ جائیگی یہی مختار ہی اسواسطے کہ حقیقت مین گویا بائع سپرد کرنے سے عاجز رہا یہ محیط سرخسی مین
لکھا ہی - فتاوے ابواللیث مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے چند درخت زمین کے اوپر سے کاٹ لینے کے واسطے خریدے
پھر اُسنے نہ کاٹے یہانتک کہ ایک مدت گذر گئی اور گرمیون کے دن آگئے اور مشتری نے کاٹنے کا ارادہ کیا

تو اگر کاٹنے مین زمین یا درخت کی جڑون کو ظاہر مین کوئی ضرر نہو تو مشتری کو کاٹنے کا اختیار رہی کیونکہ وہ اپنی ملکیت مین تصرف کرتا ہی اور اگر کوئی ضرر ظاہر ہو تو زمین اور درخت کی جڑون کے مالک سے ضرر دور کرنے کے واسطے اُسکو کاٹنے کا اختیار نہوگا اور جبکہ مشتری کو کاٹنے کا اختیار اس صورت مین نہوا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہی اس امر مین کہ وہ کیا کریگا بعضون نے کہا کہ زمین کا مالک درختون کی قیمت مشتری کو دیدے اور درخت اُسکے ہو جائینگے اور پھر آپس مین بھی باہم اختلاف ہی کہ آیا کٹے ہوئے درختون کے حساب سے قیمت دے یا کھڑے ہوئے درختون کے حساب سے پس اُن مشائخ مین سے اکثرون نے کہا کہ کھڑے ہوئے درختون کے حساب سے ادا کرے اور یہی صحیح ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ درختون کی بیع ٹوٹ جائیگی اور زمین کا مالک مشتری کو اُسکا ثمن جو اُسنے ادا کیا ہی واپس کریگا اور فقیہ ابو جعفر اسی پر فتوے دیتے تھے اور صدر الشہید نے اپنے واقعات مین اسی کو اختیار کیا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے دوسرے سے چاہا کہ اُسکی زمین مین جو درخت ہین وہ ایندھن کے واسطے میرے ہاتھ فروخت کر دے پھر دونون اس بات پر راضی ہوے کہ چند آدمی جنکی نظر اچھی ہی اندازہ کرکے بتائین کہ ان درختون مین کتنے گٹھے لکڑی ہی اُن سبھون نے اتفاق کرکے بتلایا کہ پچیس گٹھے لکڑی ہی پھر مشتری نے کسی قدر مول کو وہ درخت خرید لیے پس جب اُنکو کاٹا تو لکڑی پچاس گٹھے سے زیادہ نکلی اور بائع نے ارادہ کیا کہ مشتری کو زیادہ لکڑی لینے سے منع کرے تو بائع کو اسکا اختیار نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور فتاوے ابو اللیث مین ہی کہ کسی شخص نے ایک باغ انگور کا بیچا اور اُسکے ساتھ ہی اُسمین پانی جاری ہونے کا راستہ بھی فروخت کیا اور بیع مین کہا کہ باغ مع پانی کے راستے اور ہر حق کے ساتھ جو اُسکو ثابت ہی فروخت کیا اور پانی جاری ہونے کا راستہ ایک کوچہ غیر نافذہ مین جو بائع اور دو شخصون کے درمیان مین مشترک ہی واقع ہی اور اس نہر کے کنارے چند درخت ہین پس اگر رقبہ نہر کا بائع کی ملکیت ہی تو درخت مشتری کے ہو جائینگے اور اگر بائع کا صرف پانی جاری ہونے کا حق تھا تو یہ درخت بائع کے ہونگے بشرطیکہ ان درختون کا لگانے والا بائع ہو یا معلوم نہو کہ کون شخص ہی اور اگر سوائے بائع کے کوئی اور شخص لگانے والا معلوم ہوا تو درخت اُسکے ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر کوئی گانون فروخت کیا کہ جسکے حدود بیان نہ کیے تو یہ بیع صرف گانون کے گھرون اور عمارتون پر واقع ہوگی اور کھیتون پر واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اگر کسی نے ایک گانون مع زمین فروخت کیا اور اس گانون کے پہلو مین بائع کا ایک دوسرا گانون ہی پس بائع نے کہا کہ مین نے یہ گانون تیرے ہاتھ فروخت کیا اور چارون حدون مین سے کوئی حد بائع نے اپنے گانون کو گردانا تو اس گانون کی زمین جس کو نہین فروخت کیا ہی جسقدر دوسرے گانون سے جسکو فروخت کیا ہی متصل ہی وہ اس گانون کی بیع مین داخل ہو جائیگی اور اگر چارون حدون مین سے کوئی حد اپنے گانون کی زمین گردانی تو اس گانون کی زمین دوسرے گانون مین جسکو فروخت کیا ہی داخل نہوگی

یہ محیط مین لکھا ہی -

[illegible] ۱۲

تیسری فصل

اُن چیزون کے بیان مین جو اشیاء منقولہ کی بیع مین بلا ذکر داخل ہو جاتی ہین - کسی نے کوئی غلام یا باندی فروخت کی تو اتنا کپڑا کہ اُسکے ستر کو چھپا دے بائع پر واجب ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی غلام اور باندی کے کپڑے بیع مین بلا شرط داخل ہو جاتے ہین اسلیے کہ رواج اسی طرح ہی لیکن اگر عمدہ کپڑے پہنا کر نخاس مین پیش کرنے کے واسطے لایا تھا تو بلا شرط داخل نہونگے کیونکہ ایسے کپڑے دیدینے کا رواج نہین ہی اسلیے کہ رواج

ناقص اور کم قیمت کپڑے دینے کا ہے پھر بائع مختار ہے اگر چاہے تو وہی کپڑے دیدیوے کہ جو غلام کے بدن پر ہیں اور اگر چاہے تو سوا اسکے دوسرے کپڑے دیوے کیونکہ رواج کی وجہ سے بیع میں اسقدر ف لباس داخل ہوتا ہے کہ جو اُسکا ستر چھپاوے اور کسی خاص لباس کی خصوصیت نہیں ہے اور اسی وجہ سے ثمن کا کوئی حصہ اس لباس کے مقابل نہیں ہوتا یہانتک کہ اگر کسی کپڑے پر کوئی شخص اپنا حق ثابت کرکے لے لے تو مشتری بائع سے کچھ واپس نہیں کرسکتا ہے اسی طرح اگر اُس لباس میں کوئی عیب ظاہر ہو تو مشتری اُسکو واپس نہیں کرسکتا یہ تبیین میں لکھا ہے اور اگر یہ کپڑے مشتری کے پاس تلف ہوگئے یا اُنمیں کوئی نقصان آیا پھر مشتری نے باندی کسی عیب کی وجہ سے بائع کو واپس کردی تو اپنا پورا ثمن اُس سے لے لیگا یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اور اگر باندی میں کوئی عیب پایا تو مشتری کو بدون ان کپڑون کے باندی واپس کرنے کا اختیار ہے یہ تبیین میں مذکور ہے۔ اور بحر الرائق میں لکھا ہے کہ یہ حکم یعنی باندی کا بدون کپڑون کے واپس کرنا اُس صورت میں ہے کہ کپڑے تلف ہوگئے ہون اور اگر باقی ہون تو لباس واپس کرنا ضرور ہے اگرچہ یہ لباس تبعاً حاصل ہوا تھا انتہے۔ ہشام نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک باندی بیچی اور وہ باندی چاندی کا ایک کنگن اور دو بالیان پہنے ہوے ہے اور زیور کی نسبت دونون میں کچھ شرط واقع نہیں ہوئی ہے اور بائع اسکے دینے سے انکار کرتا ہے تو امام نے فرمایا کہ زیور میں سے کچھ بیع میں داخل نہوگا اور اگر بائع نے زیور باندی کو دیدیا تو وہ باندی کا ہوگا اور اگر اُسکے مانگنے سے سکوت کیا حالانکہ اُسکو دیکھ رہا ہے تو یہ بمنزلہ دیدینے کے ہے یہ ظہیریہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی ایسا غلام کہ جسکے پاس مال ہے فروخت کیا اور فروخت کرنے میں مال کا کچھ ذکر نہ آیا تو اُسکا مال اُسکے مالک کا ہے جس نے اُسکو بیچا ہے یہ فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ جواہر اخلاطی میں لکھا ہے۔ اور اگر غلام کو مع اسکے مال کے فروخت کیا اور کہا کہ میں اسکو مع اسکے مال کے اتنے کو بیچتا ہوں اور مال کو بیان نہ کیا تو بیع فاسد ہے اور اسی طرح اگر مال کو بیان کیا مگر وہ لوگون پر قرض ہے یا کچھ اُسمین سے قرض ہے تو بھی بیع فاسد ہے اور اگر مال نقد ہو تو بیع جائز ہے بشرطیکہ مال از قسم ثمن نہو اور اگر از قسم ثمن ہو تو اگر غلام کا مال درم ہون اور ثمن بھی درم ہیں پس اگر ثمن اُس سے زائد ہو تو بیع جائز ہے اور اگر اُسکے برابر یا اُس سے کم ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر غلام کا مال از قسم ثمن نہو جیسے کہ غلام کا ثمن درم ہون اور اسکا مال دینار ہون یا اُسکا الٹا ہو تو جائز ہے بشرطیکہ اُس مجلس میں دونون پر قبضہ ہوجاوے اور اسی طرح اگر غلام کا مال قبضہ میں لے لیا اور اُسکا حصہ ثمن ادا کردیا تو بھی جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو غلام کے مال کی بیع باطل ہوجائیگی یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور گھوڑے کی بیع میں عذار بلا ذکر داخل ہوجاتی ہے اور ایسے ہی اونٹ کی بیع میں اُسکی مہار بلا ذکر داخل ہوجاتی ہے اور گدہے کی بیع میں جو اُسکے پکڑنے کی رسی ہے داخل نہیں ہوتی جب تک ذکر نہ کیا جاوے اسلیے کہ گھوڑا اور اونٹ بدون اپنی گرفت کی رسی کے قابو میں نہیں آتے ہیں اور گدھا ایسا نہیں ہوتا ہے یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور جو رسی کہ کہ گدہے کی گردن میں بندھی ہوئی ہوتی ہے بوجہ رواج کے بلا ذکر داخل ہوجاتی ہے اور اگر عرف اسکے برخلاف ہو تو داخل نہوگی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک گدہا کہ جسپر پالان پڑا ہوا تھا بیچا تو پالان اور اُسکے نیچے کی کملی بیع میں داخل ہوجائیگی اور اگر اُسپر پالان پڑا ہوا نہ تھا تو بھی یہی حکم ہے کہ پالان داخل ہوجائیگا

ف قال فی الاصل کسوة مثلها ای مثل ما علیها فلما کان ذلک موہما ترکت الی ما ذکرت ۱۲م

اور یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور ایسے ہی ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اسی کو صدر الشہید رح نے اختیار کیا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور بائع کے ذمہ کوئی پالان چاہیے کسی خاص پالان کی خصوصیت نہین ہی جیسے غلام کے لباس مین کوئی لباس ہو کچھ معین نہین ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور امام ابو بکر محمد ابن الفضل رح نے فرمایا کہ پالان بدون شرط کیے ہوے بیع مین داخل نہین ہوتا ہی اور بائع پر اسکا استحقاق نہین ہی اور امام ابو بکر نے گدہے پالان پڑے ہوے کی اور نہ پڑے ہوے کی کچھ تفصیل نہین فرمائی اور یہی قول ظاہر ہی اسواسطے کہ گدہا جب مع پالان بیچا جاتا ہی تو کہا جاتا ہی کہ اجامہ می فروشم یعنے مع پالان بیچتا ہون یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور بحر الرائق مین لکھا ہی۔ کہ گدہے کا پالان گدہے کی بیع مین داخل ہوجاتا ہی انتہے۔ اور اگر کوئی گھوڑا بیچا کہ جسپر زین پڑی ہوئی تھی تو اس مسئلہ کی کوئی روایت کسی کتاب مین نہین آئی ہی اور مشائخ نے کہا کہ سزاوار یہ ہی کہ بدون تصریح کیے ہوے زین بیع مین داخل نہو یا دام بہت ہون کہ ایسا گھوڑا ننگی پیٹھ اتنے دامون کو نہ خریدا جاتا ہو یہ عنایہ مین لکھا ہی اور گھوڑے وغیرہ کی لگام اور بیل کی سینگ مین جو رسی بندہی ہوتی ہی اور جھول بلا شرط بیع مین داخل نہین ہوتی ہی کیونکہ انکے دینے کا رواج نہین ہی مگر جہان کہین اسکے دینے کا رواج ہوگا تو داخل ہوجائیگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر اونٹنی اور دیسی گھوڑی اور مادہ خر اور گائی اور بکری ان جانورون کا بچہ انکے ساتھ بیع کی جگہ لایا جاوے تو انکے بچون کی اپنی مان کے ساتھ ہونے کی حالت انکے ساتھ بکنے پر دلالت کرتی ہی پس بیع مین داخل ہوجائینگے لیکن اگر رواج اسکے برخلاف ہو تو داخل نہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی ہمارے اصحاب حنفیہ نے فرمایا ہی کہ اگر کسی نے ایک مچھلی خریدی اور اسکے پیٹ مین موتی پایا پس اگر وہ موتی سیپ مین تھا تو مشتری کا ہوگا اور اگر سیپ مین نہ تھا تو اگر بائع نے مچھلی شکار کرکے پکڑی تھی تو مشتری بائع کو واپس دیگا اور وہ موتی بائع کے پاس بھی بمنزلہ لقطہ کے ہوگا کہ ایک سال تک اسکی اعلان و تعریف کے بعد پھر صدقہ کر دے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور یہی شی کہ جو مچھلی کی غذا نہین ہوتی ہی بائع کی ہوگی اور جو چیز کہ مچھلی کی غذا ہی وہ مشتری کی ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک مچھلی خریدی اور اسکے پیٹ مین دوسری مچھلی پائی تو یہ مچھلی مشتری کی ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر مچھلی کے پیٹ مین عنبر ہو تو مشتری کا ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک مرغی خریدی اور اسکے پیٹ مین موتی نکلا تو بائع کا ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور تجرید مین مذکور ہی کہ جو قسم چڑیون کے پوٹون مین پائی جاوے اگر اس قسم کی چیز ہی کہ اسکو چڑیان کہاتی ہین تو وہ مشتری کی ہوگی اور جو اس قسم سے نہو کہ جسکو چڑیان کہاتی ہین تو بائع کی ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک مچھلی کے پیٹ مین دوسری مچھلی نکلی اور اس دوسری مچھلی کے پیٹ مین موتی پایا تو موتی بائع کا ہوگا اور اگر اسکے پیٹ مین سیپ پائی کہ جسمین گوشت تھا اور اس گوشت مین موتی تھا جس طرح کہ موتی سیپ مین ہوا کرتا ہی تو مشتری کا ہوگا اور اگر چند سیپیان اسواسطے خریدین کہ جو کچھ اسمین گوشت ہی اسکو کھاوے پھر بعضی سیپیون کے گوشت مین موتی پایا تو وہ مشتری کا ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور جاننا چاہیے کہ جو چیز تبعًا بیع مین داخل ہوتی ہی اسکے مقابلہ مین ثمن کا کوئی حصہ نہین ہوتا اور اسی واسطے قنیہ مین لکھا ہی کہ اگر ایک دار خریدا پھر اسکی عمارت جاتی رہی تو ثمن مین سے کچھ کم نہوگا اور اگر عمارت مین کسی کا حق ثابت ہوا تو مشتری دار کو اپنے حصہ ثمن سے لیگا اور

بعض فقہا نے دونون کا حکم برابر کیا ہی بخلاف بکریون کی پشم کے کہ اُسکے مقابلہ مین بلا ذکر کرنے کے ثمن کا کچھ حصہ نہین ہوتا ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی

چھٹا باب خیار شرط کے بیان مین اور اُسمین سات فصلین ہین

فصل اول جن صورتون مین خیار شرط صحیح ہی اور جن صورتون مین صحیح نہین ہی اُنکے بیان مین

ف واضح ہو کہ جس عقد بیع مین خیار ہو وہ لازم نہین ہوتا ہی اگر خیار مشتری کو ہو تو اُسکو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہی اور اگر بائع کا ہو تو اُسکو دینے یا نہ دینے کا اختیار رہی - بیع بشرط خیار ہمارے نزدیک صحیح ہی دونون عقد کرنے والون مین سے ایک ہی کے واسطے خیار کی شرط کی گئی ہو یا دونون کے واسطے اور ایسے ہی کسی اجنبی کے واسطے خیار کی شرط کرنا ہمارے نزدیک جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور ہمارے نزدیک خیار شرط بیع فسخ کرنے کے واسطے رکھا گیا ہی اور بیع کی اجازت کے واسطے نہین رکھا گیا ہی پس جبکہ میعاد گذر جانے کی وجہ سے بیع فسخ کرنیکا وقت نہ رہے تو بیع تمام ہو جائیگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور خیار شرط چند طرح پر ہی ایک وہ کہ بالاتفاق فاسد ہی جیسے کہا کہ مین خریدتا ہون اس شرط پر کہ مجھے خیار رہی یعنے لینے یا نہ لینے کا اختیار رہی یا اس شرط پر کہ مجھے چند روز خیار رہی یا اس شرط پر کہ ہمیشہ مجھے خیار رہی یہ سب فاسد ہین اور ایک وہ جو بالاتفاق جائز ہی اور یہ صورت ہی کہ مشتری کہے کہ مجھے تین دن یا اُس سے کم خیار رہی اور ایک وہ کہ جسمین اختلاف ہی جیسے یون کہا کہ مجھے ایک مہینہ یا دو مہینہ خیار رہی تو یہ صورت امام اعظم کے نزدیک فاسد ہی اور صاحبین کے نزدیک جائز ہی یہ عنایہ مین لکھا ہی پس امام اعظم کے نزدیک تین دن سے زائد کے واسطے خیار شرط جائز نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک اگر کوئی مدت معلوم ہو تو جائز ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی اور صحیح قول امام کا ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی - اور اگر تین دن سے زیادہ کے واسطے خیار کی شرط کی یا ہمیشہ کیواسطے خیار کی شرط کی یہانتک کہ اس سبب سے عقد فاسد ہو گیا پس اگر تین دن مین اجازت دیدی تو ہمارے نزدیک عقد صحیح ہو جائیگا یہ کافی مین لکھا ہی - اور اگر تین دن سے زائد کے واسطے خیار کی شرط کی یا بالکل وقت ذکر نہ کیا یا وقت نامعلوم ذکر کیا پھر تین دن کے اندر اجازت دیدی یا مشتری یا غلام کے مرنے سے خیار ساقط ہو گیا یا مشتری نے غلام کو آزاد کر دیا یا اسمین کوئی ایسی چیز پیدا کر دی کہ جس سے عقد لازم ہو جاتا ہی تو ان صورتون مین عقد فاسد جائز ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور بنابر قول امام ابوحنیفہ کے مشائخ نے اختلاف کیا ہی کہ ابتداءً اس عقد کا حکم کیا ہی پس بعضون نے کہا کہ یہ عقد فاسد ہی پھر چوتھے دن سے پہلے مفسد چیز دور کرنے سے بدلکر صحیح ہو جاتا ہی اور یہ مذہب اہل عراق کا ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی - اور نہر الفائق مین کہا کہ بعض نے فرمایا ہی کہ یہی ظاہر روایت ہی انتہے - اور قوی یہ ہی کہ یہ عقد موقوف ہی پس اگر چوتھے دن مین سے کچھ بھی گذریگا تو اسی وقت عقد فاسد ہو جائیگا اور یہ مذہب اہل خراسان کا ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی - اور بحر الرائق مین ظہیریہ اور ذخیرہ کے فوائد سے نقل کیا ہی کہ اسی مذہب کو امام سرخسی اور فخر الاسلام وغیرہ مشائخ ماوراء النہر نے اختیار کیا ہی انتہے - اور اگر خیار مین کوئی وقت معین نہ کیا اور جس شخص کو خیار تھا اُسنے بعد تین دن کے اپنا خیار باطل کر دیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک عقد جائز نہ ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک عقد فاسد بدلکر جائز ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی

اور فتاوے مین ہی کہ اگر مشتری کے واسطے تا رمضان کے بعد دو دن کا خیار شرط کیا گیا اور خرید آخر روز ماہ رمضان مین واقع ہوئی تو شرط جائز ہی اور مشتری کے واسطے تین دن کا خیار ہوگا ایک دن رمضان کے مہینہ کا اور دو دن اسکے بعد کا اور اگر یہ کہدیا کہ اسکو رمضان مین خیار نہین ہی تو بیع فاسد ہو جائیگی یہ محیط مین لکھا ہی اور خانیہ مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے رمضان مین کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ اسکو بعد رمضان کے تین دن کا خیار ہی تو امام اعظم رح کے قول سے عقد فاسد ہی اور ایسی ہی اگر اس صورت مین اسی طرح پر خیار بائع کا ہو تو وہ بھی فاسد ہی اور اگر مشتری نے بائع سے یہ شرط کی کہ تجھکو رمضان مین خیار نہین ہی اور بعد رمضان کے تین دن کا خیار ہی یا بائع نے مشتری سے ایسا ہی کہا تو سب اماموں کے نزدیک بیع فاسد ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر کسی نے دوسرے کے ہاتھ ایک کپڑا دس درم کو بیچا پھر بائع نے مشتری سے کہا کہ میرا تجھپر کپڑا ہی یا دس درم ہین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ کلام ہمارے نزدیک خیار مین شمار ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور خیار شرط جیسا بیع جائز مین ثابت ہوتا ہی اسی طرح بیع فاسد مین ثابت ہوتا ہی یہانتک کہ اگر ایک غلام بعوض ہزار درم اور ایک رطل شراب کے اس شرط پر فروخت کیا کہ اسکو خیار رہی پھر مشتری نے بائع کی اجازت سے غلام پر قبضہ کرلیا اور اسکو آزاد کردیا تو جائز نہین ہی نہ نافذ ہونے کی راہ سے جائز ہی نہ موقوف ہونے کی راہ سے یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی-

اگر اس شرط پر فروخت کیا کہ اگر تین دن تک ثمن نہ ادا کریگا تو میرے تیرے درمیان بیع نہین ہی تو بیع جائز ہی اور ایسے ہی شرط بھی جائز ہی ایسا ہی امام محمد رح نے اصل مین ذکر کیا ہی اور اس مسئلہ کی چند صورتین ہین ایک یہ کہ بالکل وقت نہ بیان کیا جیسے اسطرح کہا کہ مین اس شرط پر بیچتا ہون کہ اگر تو ثمن نہ ادا کریگا تو میرے تیرے درمیان بیع نہین ہی یا وقت نامعلوم بیان کیا جیسے اسطرح شرط کی کہ اگر تو چند روز ثمن نہ ادا کریگا تو میرے تیرے درمیان بیع نہین ہی اور ان دونون صورتون مین عقد فاسد ہی اور اگر کوئی وقت معلوم بیان کیا تو اگر وقت تین دن یا تین دن سے کم ہی تو تینون اماموں کے نزدیک عقد جائز ہی اور اگر تین دن سے زیادہ بیان کیا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ بیع فاسد ہی اور امام محمد رح نے کہا کہ بیع جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی- پس اگر مشتری نے تین دن کے درمیان ہی ثمن ادا کردیا تو سب امام کہتے ہین کہ بیع جائز ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی- اور اگر مشتری نے تین دن مین ثمن دینے سے پہلے اسکو آزاد کردیا تو عتق نافذ ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ بیع بمنزلہ مشتری کے شرط خیار کر لینے کے ہی اور اگر تین دن گذر گئے اور اسنے ثمن نہ ادا کیا تو صحیح یہ ہی کہ بیع فاسد ہوگی فسخ نہوگی یہانتک کہ اگر اسنے تین دن کے بعد آزاد کیا تو اسکا آزاد کرنا نافذ ہو جائیگا بشرطیکہ غلام مشتری کے قبضہ مین ہو اور مشتری کو اسکی قیمت ادا کرنی لازم ہوگی اور اگر بائع کے قبضہ مین ہو تو مشتری کا آزاد کرنا نافذ نہوگا یہ مسئلہ فتاوے قاضی خان کی فصل شروط مفسدہ مین مذکور ہی- اور اگر کوئی غلام بیچا اور ثمن نقد لے لیا اس شرط پر کہ اگر بائع ثمن واپس کرے تو دونون کے درمیان بیع نہوگی تو یہ شرط جائز ہی اور یہ بائع کے واسطے شرط خیار کے معنی مین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- یہانتک کہ اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کیا تو وہ اسکے پاس قیمتی ضمان مین ہوگی اگر مشتری اسکو آزاد کرے تو اسکا عتق نافذ نہوگا اور اگر بائع آزاد کرے تو اسکا عتق نافذ ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی- اور خیار کی شرط کرنا جسطرح بیع کے وقت جائز ہی اسی طرح بعد بیع کے بھی جائز ہی یہانتک کہ

اگر بیع تمام ہونے کے بعد مشتری نے بائع سے کہا یا بائع نے مشتری سے کہا کہ مین نے تجھے تین دن تک کا خیار دیا یا اسی معنے مین اور لفظ کہے تو موافق شرط کے خیار حاصل ہو جائیگا اور اگر کوئی خیار فاسد ہو تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ اُسکے ساتھ عقد بھی فاسد ہو جائیگا اور صاحبین نے کہا کہ فاسد نہوگا اور اگر کسی شخص نے دوسرے کے ہاتھ کوئی چیز بیچی اور مشتری نے مبیع پر قبضہ کر لیا اور اُسکو چند روز گذر گئے پھر بائع نے مشتری سے کہا کہ تجھکو میری طرف سے خیار ہے تو اُسکو جب تک مجلس مین حاضر ہے خیار حاصل ہوگا اسواسطے کہ یہ قول بمنزلہ اس کہنے کے ہے کہ تجھکو اقالہ کر لینے کا اختیار ہے اور اگر کہا کہ تجھکو تین دن تک کا اختیار ہے تو اُسکے کہنے کے موافق مشتری کو تین دن تک خیار حاصل ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے یہی صحیح ہے یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے اور فتاوی عتابیہ مین مذکور ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ جس بیع کا تو عقد کریگا اسمین مین نے تجھے خیار دیا پھر خریدنے کے وقت بلا شرط خیار خریدا تو امام اعظم رح کے نزدیک پہلے قول سے اُسکو اس بیع مین خیار حاصل نہوگا اور اگر مشتری نے شرط خیار اس طور سے کی کہ مجھکو مبیع یا ثمن مین خیار حاصل ہے تو یہ کہنا بمنزلہ اس کہنے کے ہے کہ مجھکو خیار حاصل ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اور اگر رات تک یا ظہر کے وقت تک یا تین دن تک کے خیار کی شرط کی تو اُسکو پوری رات اور تمام وقت ظہر اور پورے تین دن تک خیار حاصل ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک جو انتہا مقرر کی ہے جب تک وہ نہ گذرے خیار کی بھی انتہا نہ ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک جس چیز تک انتہا مقرر کی وہ چیز خیار مین داخل نہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے۔ اور یہ مسئلہ کتاب اصل مین اسی طرح مذکور ہے اور حسن ابن زیاد نے امام اعظم رح سے اسکے برخلاف نقل کیا ہے یعنے کہا کہ اگر کسی نے اس شرط پر بیچا کہ مجھکو رات تک خیار حاصل ہے تو امام اعظم کے نزدیک اُسکو اسوقت سے غروب آفتاب تک خیار رہوگا اور جب آفتاب غروب ہوگیا تو خیار باطل ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے **ف** مثلاً پہر دن رہے ایک چیز فروخت کی اور کہا کہ مجھے رات تک خیار حاصل ہے خواہ دو دن یا نہ دو دن تو امام اعظم کے نزدیک پہلی روایت کے موافق رات بھی خیار مین داخل ہے یعنے اُسوقت سے تمام رات اُسکو خیار حاصل ہے اور صاحبین کے نزدیک رات داخل نہین صرف اُسکو آفتاب غروب ہونے تک خیار ہے اور حسن بن زیاد کی روایت کے موافق جو ذخیرہ مین ہے امام اعظم رح کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے والاقوی روایۃ مافی الاصل واللہ اعلم۔ اگر تین دن کے واسطے خیار شرط لی پھر اسمین سے ایک یا دو دن گھٹا دیے تو جسقدر ساقط کیا ساقط ہو جائیگا اور ایسا ہو جائیگا کہ گویا اُسنے ایک ہی دن کی شرط کی تھی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ کوئی غلام تین دن کی خیار شرط پر بیچا اور شرط کی کہ اس عرصہ مین اُسکو اختیار ہوگا کہ غلام کو مزدوری پر رکھے اور اُس سے خدمت لے تو جائز ہے اور ایسا کرنے سے اُسکا خیار باطل نہوگا اور اگر انگور کا باغ تین دن کے خیار شرط پر بیچا اس شرط پر کہ اس عرصہ مین اُسکے پھل کھاوے تو بیع جائز نہین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر باپ یا اُسکے وصی نے نابالغ لڑکے کے مال مین سے کوئی چیز فروخت کی اور اپنے واسطے خیار کی شرط کر لی تو بیع جائز ہے پس اگر مدت خیار مین لڑکا بالغ ہوگیا تو امام ابو یوسف کے قول مین بیع تمام ہوگئی اور خیار باطل ہوگیا اور امام محمد رح نے ظاہر الروایت مین فرمایا ہے کہ خیار لڑکے کو حاصل ہوگا پس اگر مدت خیار مین اُسنے بیع کو جائز رکھا تو جائز ہو جائیگی اور اگر رد کیا تو باطل ہو جائیگی یہ فتاوی صغری مین لکھا ہے

دوسری فصل محل خیار اور اُسکے حکم کے بیان مین

اگر خیار بائع کے واسطے شرط کیا گیا ہو

تو مبیع بالاتفاق اُسکے ملک سے نہین نکلتی ہو اور ثمن بالاتفاق مشتری کے ملک سے نکل جاتا ہو ولیکن اُسکے ملک سے نکلکر امام اعظم رح کے قول پر بائع کے ملک مین داخل نہین ہوتا ہو اور صاحبین کے قول کے موافق داخل ہوجاتا ہو یہ محیط مین لکھا ہو اگر بائع اور مشتری دونون کے واسطے خیار کی شرط ہو تو حکم عقد کا یعنے مبیع اور ثمن مین مشتری اور بائع کی ملکیت ہونا بالکل ثابت نہین ہوتا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو اور اگر خیار مشتری کے واسطے شرط کیا گیا ہو تو ثمن بالاتفاق اُسکے ملک سے نہین نکلتا ہو اور مبیع بائع کے ملک سے بالاتفاق نکل جاتی ہو ولیکن اُسکے ملک سے نکلکر امام اعظم رح کے نزدیک مشتری کے ملک مین داخل نہین ہوتی ہو اور صاحبین کے قول کے موافق داخل ہوجاتی ہو یہ فتاوے صغری مین لکھا ہو اور اس قاعدہ پر جو مذکور ہوا کہ جسمین امام اعظم رح اور صاحبین کا اختلاف ہو چند مسئلون کی بناء ہو ازانجملہ یہ ہو کہ جس شخص نے اپنی زوجہ کو اس شرط پر خریدا کہ اُسکو تین دن تک خیار حاصل ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک نکاح فاسد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک فاسد ہوجائیگا اور اگر مدت خیار مین بیع کو اختیار کو قبول کرنے سے پہلے اُس سے وطی کر لی تو اگر وہ عورت باکرہ تھی تو سب کے نزدیک خیار ساقط ہوجائیگا اور اگر ثیبہ تھی تو امام اعظم رح کے نزدیک خیار باطل نہوگا اور اسکو رد کا اختیار باقی رہیگا اور صاحبین کے نزدیک وہ شخص بیع کو قبول کرنے والا شمار ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو - اور امام اعظم رح کے نزدیک رد کرنیکا اختیار ثیبہ مین اُسوقت ہو کہ اسمین وطی سے کچھ نقصان نہ آیا ہو اور اگر نقصان آیا ہو اگرچہ ثیبہ ہو واپس کرنا جائز نہین ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہو - اور سب امامون کا اس بات پر اتفاق ہو کہ اگر وہ باندی اُسکی زوجہ نہو اور وہ شخص اُس سے وطی کرے تو بیع کا اختیار کرنے والا شمار ہوگا خواہ وہ عورت ثیبہ ہو یا باکرہ ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اور خواہ اُسکو وطی سے کچھ نقصان پہونچا ہو یا نہ پہونچا ہو یہ نہایہ مین لکھا ہو - اور ازانجملہ یہ ہو کہ جب خریدی ہوئی باندی مدت خیار کے اندر نکاح کے ساتھ مشتری سے بچہ جنے (یعنے کسی کی باندی سے نکاح کیا تھا اور اُسکے پیٹ رہا پھر وضع حمل سے پہلے اُسکو مثلاً تین روز کے خیار پر خریدا اور وہ اس مدت مین مشتری سے بچہ جنی) تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی ام ولد نہوجائیگی اور صاحبین کے نزدیک ہوجائیگی یہ ہدایہ مین لکھا ہو - اور امام رح کے نزدیک مدت خیار کے اندر جننے سے ام ولد نہونا اُس صورت مین ہو کہ وہ باندی بائع کے قبضہ مین ہو اور اگر مشتری کے قبضہ مین آکر مدت خیار مین جنی تو خیار ساقط ہوجائیگا اور مشتری کی ملکیت ثابت ہوجائیگی اور باندی بالاتفاق اُسکے ام الولد ہوجائیگی کیونکہ وہ بچہ جننے کے سبب سے عیب دار ہوگئی یہ کفایہ مین لکھا ہو - اگر خیار کی شرط سے کوئی ایسی باندی خریدی کہ جو مشتری سے بچہ جنی تھی تو امام اعظم رح کے نزدیک فقط خریدنے سے اُسکی ام ولد نہوجائیگی اور اسکا خیار اپنے حال پر باقی رہیگا مگر جب اُسنے قبول کر لیا تو اُسکی ام ولد ہوجائیگی اور صاحبین کے نزدیک فقط خریدنے سے اُسکی ام ولد ہوجائیگی اور اُسکا خیار باطل ہوجائیگا اور اُسپر ثمن ادا کرنا لازم آئیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو - اور ازانجملہ جسکو خریدا ہو اگر وہ مشتری کا قرابتدار ہو تو آزاد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - ازانجملہ یہ ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین کسی غلام کا مالک ہوجاؤن تو وہ آزاد ہو پھر اُسنے ایک غلام شرط خیار کے ساتھ

خریدا تو امام اعظم رح کے نزدیک آزاد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہو جائیگا لیکن اگر کسی نے کہا کہ اگر مین کسی غلام
کو خریدون تو وہ آزاد ہی پھر اُسنے ایک غلام بشرط خیار خریدا تو وہ بالاتفاق آزاد ہو جائیگا اور از انجملہ یہ ہی کہ اگر
کوئی باندی شرط خیار کے ساتھ خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا اور مدت خیار کے اندر باندی کو حیض آیا پھر مشتری نے
بیع قبول کر لی تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ حیض استبرا کے واسطے کفایت نکریگا اور صاحبین کے نزدیک یہی
کافی ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور ایسا ہی اختلاف اُس صورت مین ہی کہ بعض حیض مدت خیار مین
پایا جاوے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اگر مشتری نے بیع کو فسخ کر کے بائع کو باندی واپس کر دی تو امام اعظم
کے نزدیک بائع پر استبرا واجب نہین ہی خواہ فسخ کرنا اور رد کرنا قبضہ سے پہلے ہو یا قبضہ کے بعد ہو
اور صاحبین کے نزدیک اگر فسخ اور رد قبضہ سے پہلے ہوا تو استحسانًا بائع پر استبرا واجب نہین ہی اور
اور قیاس چاہتا ہی کہ واجب ہو اور اگر فسخ و رد قبضہ کے بعد ہوا تو استحسانًا و قیاسًا بائع پر استبرا واجب ہی یہ
محیط مین لکھا ہی۔ اور اس صورت مین اجماع ہی کہ اگر باندی کی بیع قطعی ہو پھر اقالہ وغیرہ کے ساتھ فسخ ہو جاوے پس
اگر فسخ قبضہ سے پہلے واقع ہو تو بائع پر استبرا واجب نہوگا اور اگر بعد قبضہ کے ہو تو واجب ہوگا اور اگر خیار بائع کو
حاصل ہو پھر وہ بیع کو فسخ کر دے تو استبرا واجب نہوگا اور اگر اُسنے بیع کی اجازت دیدی تو مشتری پر بعد جواز
بیع اور قبضہ کے از سر نو ایک حیض کے ساتھ باندی کا استبرا بالاجماع واجب ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی
اور از انجملہ یہ ہی کہ جب مشتری نے مبیع پر قبضہ کر لیا اور پھر اُسکو بائع کے پاس ودیعت رکھا اور وہ مبیع بائع کے پاس
مدت خیار کے اندر یا اُسکے بعد تلف ہو گئی تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع فسخ ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک فسخ
نہوگی اور مشتری کو ثمن دینا لازم ہوگا یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر خیار بائع کے واسطے ہو پس اُسنے مبیع مشتری کو
سپرد کر دی پھر مشتری نے مدت خیار کے اندر اُسکو بائع کے پاس ودیعت رکھا پھر بیع کے نافذ ہونے سے پہلے یا
بعد بائع کے پاس تلف ہو گئی تو سب آئمہ کے نزدیک بیع باطل ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اگر بیع قطعی ہو اور
مشتری نے بائع کی اجازت سے یا بلا اجازت مبیع پر قبضہ کر لیا اور ثمن کا حال یہ تھا کہ وہ نقد ادا کر دیا گیا تھا
یا میعاد مقرر تھی اور مشتری کو مبیع مین خیار رویت یا خیار عیب بھی حاصل تھا پھر مشتری نے اُسکو بائع کے پاس ودیعت
رکھا اور وہ بائع کے پاس تلف ہو گئی تو سب امامون کے نزدیک مشتری کا مال تلف ہوا اور اُسکو ثمن ادا کرنا واجب ہی
یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اور از انجملہ یہ ہی کہ اگر کسی غلام نے جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہی کوئی اسباب خریدا اور اپنی
ذات کے واسطے خیار کی شرط کر لی پھر بائع نے اُسکو ثمن سے بری الذمہ کر دیا تو اُسکا خیار اپنے حال پر باقی رہیگا
اگر چاہے تو بلا عوض مبیع کو قبول کرے اور اگر چاہے تو بیع فسخ کر دے اور مبیع بائع کو بلا ثمن واپس ہو جائیگی اور
صاحبین کے نزدیک عقد بیع نافذ ہو جائیگا اور خیار باطل ہو جائیگا یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اور اگر بیع قطعی ہو
اور بائع کے بری کر دینے سے وہ غلام جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہی ثمن ادا کرنے سے بری ہو جاوے
تو سب امامون کے نزدیک اُسکو اسباب واپس کرنے کا اختیار نہین ہی نہ خیار رویت کی وجہ سے نہ خیار عیب کی
وجہ سے اور اگر مشتری بجاے غلام کے آزاد فرض کیا جاوے اور باقی مسئلہ کی صورت وہی ہو جو مذکور ہوئی
تو سب امامون کے نزدیک اُسکو خیار شرط کی وجہ سے واپس کرنیکا اختیار ہی اگرچہ وہ ثمن سے بری ہو

سطر ۵ [illegible] اگر معلوم کرو [illegible] اور تعریف اسکی کتاب البیوع کے پہلی جلد مین ۱۲

اور یہ ظاہر ہو اور اسی طرح خیار رویت کی وجہ سے بھی قبضہ سے پہلے اور بعد دونوں صورتوں مین واپس کرسکتا ہو اگر یہ ثمن سے بری ہوا اور اگر اسمین کچھ عیب پایا اور ثمن سے بری ہونے کے بعد واپس کرنیکا ارادہ کیا پس اگر یہ ارادہ قبضہ سے پہلے ہو تو واپس کرسکتا ہو اور اگر قبضہ کرنے کے بعد ہو تو واپس نہین کرسکتا یہ نہایہ مین لکھا ہو۔ اور ازانجملہ یہ ہو کہ اگر کسی ذمی سے کسی ذمی نے شراب یا سور خریدا پھر قبضہ سے پہلے دونوں یا ایک اسلام لایا تو بیع باطل ہوجائیگی خواہ وہ بیع قطعی ہو یا اسمین دونون کے واسطے یا ایک کے واسطے خیار کی شرط ہو اور اگر بعد قبضہ کے دونون یا ایک اسلام لایا تو اگر بیع قطعی ہی تو جائز ہوجائیگی اور باطل نہوگی اور اگر بیع مین بائع کے واسطے خیار کی شرط تھی پھر بائع مسلمان ہوا تو بیع باطل ہوجائیگی اور اگر مشتری مسلمان ہوا تو بیع باطل نہوگی اور خیار بائع کا اپنے حال پر باقی رہیگا پس اگر بائع نے بیع فسخ کرنی چاہی تو شراب اُسکو واپس ہوجائیگی اور اگر بیع کی اجازت دینی چاہی تو حکماً شراب مشتری کی ہوجائیگی اور مسلمان حکماً شراب کے مالک ہونے کا اہل ہو اور اگر مشتری کے واسطے خیار کی شرط تھی پھر وہ اسلام لایا تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع باطل ہوجائیگی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہوجائیگی اور باطل نہوگی اور اگر بائع اسلام لایا تو بالاتفاق بیع باطل نہوگی اور مشتری کا خیار اپنے حال پر رہیگا پس اگر مشتری نے بیع اختیار کی تو شراب اُسکی ہوجائیگی اور اگر فسخ کردی تو بائع کی ہوجائیگی اور مسلمان حکماً شراب کے مالک ہونیکا اہل ہو یہ نہایہ مین مذکور ہو اور ازانجملہ یہ ہو کہ ایک حلال شخص نے ایک ہرن بشرط خیار خریدا اور اُسپر قبضہ کرلیا پھر اُسنے احرام باندھا اس حال مین کہ ہرن اُسکے ہاتھ مین تھا تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع ٹوٹ جائیگی اور ہرن بائع کو واپس دیا جائیگا اور مشتری پر لینا لازم نہوگا اور اگر خیار بائع کے واسطے تھا تو بالاتفاق بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر خیار مشتری کے واسطے ہو اور بائع احرام باندھے تو مشتری کو اُسکے واپس کرنیکا اختیار رہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہو اور ازانجملہ یہ ہو کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان سے خیار شرط کے ساتھ انگور کا شیرہ خریدا پھر اس مدت خیار مین وہ شراب ہوگیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع فاسد ہوجائیگی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہوجائیگی یہ نہایہ مین لکھا ہو اور ازانجملہ یہ ہو کہ اگر خیار مشتری کے واسطے ہو اور وہ بیع فسخ کردے تو امام اعظم رح کے نزدیک زوائد بائع کو واپس دیجائینگی اور صاحبین کے نزدیک مشتری کی ہونگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہو کسی نے ایک غلام بعوض ایک باندی کے اس شرط پر فروخت کیا کہ غلام بیچنے والے کو تین دن تک خیار حاصل ہو پھر بائع نے تین دن کے اندر غلام آزاد کردیا تو سب امامون کے قول کے موافق اُسکا عتق نافذ ہوجائیگا اور بیع باطل ہوجائیگی اور اگر اُسنے باندی کو آزاد کردیا تو جائز ہو اور یہ آزاد کرنا اپنے خیار کو ساقط کرنا ہوگا اور بیع تمام ہوجائیگی اور اگر اُسنے ایک ہی کلام مین دونون کو آزاد کردیا تو دونون آزاد ہوجائینگے اور اُسکو باندی کی قیمت دینی پڑیگی اور مشتری کا آزاد کرنا باندی اور غلام دونون مین سے کسی کو صحیح نہین ہو اور ایسے مسئلہ مین اگر خیار مشتری کے واسطے فرض کیا جاوے تو سب احکام برعکس ہوجائینگے اور اگر وہ باندی غلام بیچنے والے کی بیٹی تھی اور خیار غلام بیچنے والے کے واسطے ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ باندی آزاد نہوجائیگی اور اگر وہ اُسکی زوجہ ہو تو نکاح فاسد نہوگا لیکن اگر غلام کے بائع نے اُسکو آزاد کردیا تو اُسکا آزاد کرنا نافذ ہوجائیگا اور یہ اُسکے خیار کے ساقط کرنے مین شمار ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو ایک شخص نے ایک غلام اس شرط پر خریدا

کہ خریدار کو تین دن تک کا خیار ہو تو جب تک تین روز نہ گذر جاوین بائع کو ثمن طلب کرنے کا اختیار نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین حاوی سے منقول ہی بشر رح کہتے ہین مین نے امام ابو یوسف رح کی زبانی سنا کہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص ایک غلام بشرط خیار خریدے تو مین بائع پر غلام مشتری کو دیدینے کے واسطے جبر نہ کرونگا اور نہ مشتری پر ثمن بائع کو دینے کے واسطے جبر کرونگا اور اگر مشتری نے ثمن دیدیا تو بائع پر غلام مشتری کو دیدینے کے واسطے جبر کرونگا اور اگر بائع نے غلام مشتری کو دیدیا تو مشتری کو ثمن بائع کو دیدینے کے واسطے حکم دونگا اور مشتری کو اسکا خیار باقی رہیگا اور اگر خیار بائع کے واسطے ہو اور مشتری نے ثمن ادا کر کے غلام پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اور بائع نے اسکو روکا تو بائع کو یہ اختیار حاصل ہی لیکن بائع پر ثمن واپس کر دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا ہمارے اصحاب نے فرمایا ہی کہ خیار شرط کی وجہ سے صفقہ تمام نہین ہوتا ہی پس اگر خیار بائع کا ہو یا مشتری کا اور مبیع ایک چیز ہو یا چند چیزین ہون تو یہ نہین ہوسکتا کہ بعض مین بیع قبول کرے اور بعض مین نہ قبول کرے خواہ مبیع قبضہ مین آگیا ہو یا نہو کیونکہ اس صورت مین تمام ہونے سے پہلے صفقہ متفرق ہوتا ہی اور یہ جائز نہین ہی ہان تمام ہونے کے بعد اسکے برخلاف ہی کیونکہ اسوقت صفقہ کی تفریق جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر خیار بائع کے واسطے ہو اور مبیع پر قبضہ کر لیا گیا پھر بعض اسکا تلف ہو جاوے یا کوئی شخص اسکو تلف کر دے تو امام ابو حنیفہ رح و ابو یوسف رح کے قول کے موافق بائع کو اختیار ہی کہ باقی مین بیع کی اجازت دیدے اور امام محمد رح نے فرمایا ہی کہ اگر مبیع ایسی چیز ہی کہ جسمین ابعاض مین باہم تفاوت ہی پس بعضے تلف ہوے تو بیع ٹوٹ جائیگی اور بائع کو باقی مین اجازت دینے کا اختیار نہین ہی اور اگر ناپ یا تول کی چیزین یا گنتی کی ایسی چیزین ہون کہ جنمین تفاوت نہین ہوتا ہی پھر بعض تلف ہو جائین تو بائع کو اختیار ہی کہ باقی مین بیع کو لازم کر دے اور اگر کسی تلف کرنے والے نے مبیع کو مشتری کے قبضہ مین تلف کر دیا تو قول امام ابو حنیفہ رح اور پہلا قول امام ابو یوسف رح کا یہ ہی کہ بائع کو اختیار ہی کہ بیع کو لازم کرے اور ثمن لے لے اور امام ابو یوسف رح کا اسکے بعد دوسرا قول یہ ہوا کہ بائع کو اسکا مشتری کو لازم کرنے کا بدون مشتری کی رضا کے اختیار نہین ہی اور اگر دو غلام مین سے ایک اپنے بائع کے قبضہ مین ہلاک ہو جاوے تو بلا رضامندی مشتری کے بائع کو یہ اختیار نہین ہی کہ باقی غلام مشتری کے ذمہ ڈالے یہ حاوی مین مذکور ہی

تیسری فصل اس بیان مین کہ کن وجہون کے ساتھ اس بیع کا نفاذ ہوتا ہی اور کن کے ساتھ نہین ہوتا اور کن وجہون سے فسخ ہو جاتی ہی اور کن وجہون سے فسخ نہین ہوتی ہی جس شخص کے واسطے خیار کی شرط کی گئی ہی خواہ وہ بائع ہو یا مشتری یا کوئی اجنبی تو فقہا کا اتفاق ہی کہ اسکو مدت خیار کے اندر اختیار ہی چاہے بیع کی اجازت دیدے اور چاہے فسخ کر دے پس اگر دوسرے کے بے حضور یعنے ناوانستگی مین اسنے بیع کی اجازت دیدی تو جائز ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ شرط خیار اگر بائع کے واسطے ہو تو بیع کے جائز اور نافذ ہونے کی تین صورتین ہین ایک یہ کہ مدت خیار مین اسنے کلام سے بیع کی اجازت دی کذا فی السراج الوہاج مثلاً یہ کہے کہ مین نے بیع کی اجازت دی یا مین بیع سے راضی ہوا یا مین نے اپنا خیار ساقط کر دیا یا اور الفاظ مانند اسکے کہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اگر اسنے کہا کہ مین نے اسکے لینے کی خواہش کی یا محبوب رکھا یا مجھے خوش آیا یا مجھے موافق ہوا تو ایسے کہنے سے اسکا خیار ساقط نہوگا بلکہ باقی رہیگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور دوسری صورت یہ ہی

کہ مدت خیار کے اندر بائع مر جاوے تو اسکی موت کی وجہ سے خیار باطل ہو جائیگا اور بیع نافذ ہو جائیگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور تیسری صورت یہ ہے کہ مدت خیار گذر جائے اور جسکو خیار حاصل ہے اسکی طرف سے فسخ اور اجازت کچھ نہ پائی جاوے تو بیع نافذ ہو جائیگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور اسی طرح جواز نافذ ہو جاتا ہے بلکہ اگر بیہوشی طاری ہو یا مجنون ہو جائے اور تینون دن گذر جائین اور اگر اسکو مدت خیار کے اندر افاقہ حاصل ہو تو امام احمد رح طواویسی سے منقول ہے کہ وہ صاحب خیار نہ رہیگا اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے خیار پر باقی رہیگا شیخ رح نے فرمایا کہ کتاب الماذون مین یہ حکم صریح آیا ہے اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ بیہوشی اور جنون خیار کو ساقط نہین کرتے ہین بلکہ مدت کا گذرنا بدون فسخ یا اختیار اجازت کے خیار کو ساقط کرتا ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر سوتا رہے یہانتک کہ مدت گذر جاوے تو بھی خیار ساقط ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر شراب کے نشے سے بیہوش ہوا تو اسکا خیار باطل نہوگا اور یہی صحیح ہے یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہے۔ اور امام احمد طواویسی سے منقول ہے کہ اگر بھنگ کے نشہ سے بیہوش ہوا تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا یہانتک کہ اگر مدت خیار مین اسکا نشہ زائل ہو تو خیار کی وجہ سے اسکو تصرف کرنا جائز نہین ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ خیار اسکا باطل نہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر مرتد ہو گیا اور پھر مدت خیار کے اندر اسلام لایا تو بالاجماع اپنے خیار پر رہیگا اور اگر اسی مدت مین مرگیا یا مرتد ہونے پر قتل کیا گیا تو بالاتفاق اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور اگر بعد مرتد ہونے کے خیار کی راہ سے اسنے کوئی تصرف کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکا تصرف موقوف رہیگا اور صاحبین کے نزدیک نافذ ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ بیع کے فسخ کی دو صورتین ہین یا تو قول کے ساتھ یا فعل کے ساتھ پس قول کے ساتھ فسخ کرنے کی یہ صورت ہے کہ یون کہے کہ مین نے فسخ کردیا پھر بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر مشتری اس سے آگاہ ہو تو فسخ صحیح ہوگا اور قاضی کے حکم کرنے کی یا مشتری کے راضی ہونے کی کچھ احتیاج نہوگی اگر مشتری آگاہ نہ ہوا تو فسخ صحیح نہوگا اور امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک موقوف رہیگا اور اسمین امام ابو یوسف رح کا خلاف ہے کذا فی المحیط اور امام ابو یوسف کا خلاف کرنا صرف قول سے فسخ کرنے کی صورت مین ہے اور اگر فعل سے فسخ کرے تو بالاتفاق حکماً بیع فسخ ہو جائیگی خواہ مشتری غائب ہو یا حاضر اور حاضر ہونے سے مراد اسکا آگاہ ہونا ہے اور غائب ہونے سے مراد اسکا آگاہ نہونا ہے پس اگر اسنے مشتری کے غائب ہونے کی حالت مین بیع فسخ کردی پھر اسکو مدت خیار کے اندر خبر پہونچی تو فسخ تمام ہو گیا کیونکہ مشتری آگاہ ہو گیا اور اگر بعد مدت گذرنے کے خبر پہونچی تو بیع تمام ہو جائیگی کیونکہ فسخ سے بعد مدت گذرنے کے آگاہ ہوا اور اسی طرح اگر بائع نے بعد فسخ کرنے کے مشتری کے آگاہ ہونے سے پہلے پھر بیع کی اجازت دیدی تو جائز ہے اور اسکا فسخ کرنا باطل ہو جائیگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور فعل کے ساتھ فسخ کرنے کی یہ صورت ہے کہ بائع مدت خیار کے اندر مبیع مین مالکانہ تصرف کرے مثلاً آزاد یا مدبر یا مکاتب کردے یا کسی دوسرے کے ہاتھ اسکو فروخت کردے اور اسی طرح اگر ہبہ کرکے سپرد کردے تو بیع فسخ ہو جائیگی اور اگر ہبہ کرکے سپرد نہ کیا تو فسخ نہوگی اگر رہن کرکے سپرد کردیا تو بیع فسخ ہو جائیگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر اجرت پر دیدیا تو بعض جگہ مذکور ہے کہ یہ بھی فسخ ہوگا اگرچہ اسکو مستاجر کے سپرد نہ کیا ہو اور اسی کو عامہ مشائخ نے لیا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر مدت خیار

کے اندر مبیع مشتری کو سپرد کر دی تو امام ابو بکر محمد ابن الفضل نے فرمایا ہی کہ اگر اختیار کی راہ سے سپرد کی ہی تو
اسکا خیار باطل نہوگا اور مشتری مالک نہوگا اور اگر مالک کردینے کی راہ سے سپرد کی ہی تو اسکا خیار باطل ہوجائیگا
یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی اور حاصل یہ ہی کہ اگر بائع کوئی ایسا فعل کرے کہ اگر وہ فعل ثمن مین کرتا تو بیع کی اجازت
ہوجاتی تو مبیع مین ایسا فعل کرنے سے ازروے دلالت کے بیع فسخ ہوجائیگی یہ بدائع مین لکھا ہی ایک شخص نے
کوئی غلام بعوض ثمن کے جو مشتری نے اپنے ذمہ رکھا اس شرط پر فروخت کیا کہ بائع کو تین دن تک خیار رہی پھر مدت
خیار کے اندر بائع نے مشتری کو ثمن ہبہ کیا یا اسکو ثمن سے بری کر دیا یا اس ثمن کے عوض مشتری سے کوئی چیز خریدی
تو اسکا خریدنا اور بری کرنا اور ہبہ کرنا سب صحیح ہی اور اسکا خیار باطل ہوجائیگا اسواسطے کہ جو ثمن ذمہ رکھا جاوے وہ
بمنزلہ اسباب کے ہوتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر بائع نے مشتری سے بعوض اس ثمن کے
جو اسکے ذمہ ہی کوئی چیز چکائی تو بھی خیار باطل ہوجائیگا یہ بدائع مین لکھا ہی - اور اگر مشتری کے سوا کسی دوسرے
شخص سے کوئی چیز اس ثمن کے عوض خریدی تو بائع کا خیار باطل ہوگا اور خرید صحیح نہوگی اور اگر ثمن قرض تھا پھر مشتری نے
اسکو ادا کر دیا اور بائع نے اسپر قبضہ کرکے کچھ تصرف کیا تو اسکا خیار باطل نہوگا اور اسی طرح اگر مبیع مشتری کو سپرد
کر دی تو بھی خیار باطل نہوگا اور اگر خیار مشتری کے واسطے تھا اور بائع نے اسکو ثمن سے بری کیا تو امام ابو یوسف رح نے
کہا کہ اسکا بری کرنا صحیح نہین ہی اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اگر مدت خیار کے گذرنے یا مدت کے اندر خیار ساقط کرنے ف حاصل آنکہ موقوف رہیگا ۱۲م
سے دونون کے درمیان بیع تمام ہوجاوے تو بائع کا بری کرنا نافذ ہوجائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی
اور ایسے مسئلون مین حاصل کلام یہ ہی کہ اگر ثمن ایسی چیز ہو جو معین کرنے سے متعین ہوتی ہی تو جب بائع ثمن پر قبضہ
کرکے بیع یا ہبہ کے طور پر تصرف کریگا تو یہ فعل بیع کا تمام کرنا شمار ہوگا اور اگر ثمن ایسی چیز ہی کہ جو معین کرنے سے
متعین نہین ہوتی ہی جیسے دراہم وغیرہ تو اسمین اگر بعد قبضہ کے مشتری یا کسی دوسرے کے ساتھ تصرف کرلے
تو بیع کے تمام کرنے مین شمار نہوگا اور اگر قبضہ سے پہلے مشتری کے ساتھ کوئی تصرف کیا جیسے کہ ثمن کے عوض
مشتری سے کوئی کپڑا خریدا یا مثلاً ثمن ہزار درم تھے اسکے بدلے سو دینار بطور بیع صرف کے خریدے تو یہ فعل بیع کے
قبول کرنے مین شمار ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر دو غلام اس شرط پر فروخت کیے کہ اسکو دونون مین خیار حاصل ہو اور
مشتری نے دونون پر قبضہ کر لیا پھر ایک دونون مین سے مرگیا یا اسکا کوئی مستحق پیدا ہوا تو باقی کی بیع جائز نہین ہی
اگرچہ بائع اور مشتری بیع کی اجازت پر راضی ہوجائین اسواسطے کہ جو بیع شرط خیار کے ساتھ ہو وہ حکم یعنی ملکیت کے
حق مین منعقد نہین ہوتی ہی پس جب دونون مین سے ایک ہلاک ہوگیا تو باقی مین بیع کی اجازت گویا از سر نو ایک
حصہ کے ساتھ عقد کرنا ہوگی اور یہ جائز نہین ہی اور اگر بائع نے دونون غلامون کی زندگی مین یہ کہا کہ مین نے
اس خاص غلام کی بیع توڑ دی یا کہا کہ مین نے انمین سے ایک کی بیع توڑ دی تو اسکا اسطرح بیع کا توڑنا باطل ہوگا
اور اسکو دونون مین خیار باقی رہیگا اور اسی طرح اگر ایک غلام اس شرط پر بیچا کہ اسکو تین دن تک خیار رہی پھر کہا
کہ مین نے اسکے نصف مین بیع توڑ دی تو یہ بھی باطل ہوگا اگر کسی نے انڈے یا گدر کھجورین تین دن کے خیار شرط پر
بیچین پھر مدت خیار کے اندر انڈون مین سے بچے نکلے یا گدر کھجورین پختہ ہوگئین تو بیع باطل ہوجائیگی اور اس مسئلہ
مین اگر مشتری کا خیار فرض کیا جاوے تو اسکا خیار باقی رہیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اسی صورت مین

اگر خیار کسی کا نہو تو بیع باقی رہیگی اور مشتری کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو بیع قبول کرے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے یہ واقعات حسامیہ مین لکھا ہی- ایک شخص نے کوئی زمین تین دن کے خیار شرط پر فروخت کی اور بائع نے ثمن پر اور مشتری نے زمین پر قبضہ کر لیا پھر بائع نے تین دن کے اندر بیع توڑ دی تو زمین مشتری کے پاس قیمتی ضمانت مین رہیگی اور اُسکو اختیار ہوگا کہ اپنے پورے ثمن حاصل کرنے کے واسطے جو اُسنے بائع کو دیا ہی زمین کو روک رکھے پس اگر بائع نے اسکے بعد مشتری کو اس زمین مین ایک سال تک زراعت کرنے کی اجازت دی اور مشتری نے اسمین کھیتی کی تو زمین مشتری کے پاس امانت ہوجائیگی اور بائع کو ثمن ادا کرنے سے پہلے اختیار ہوگا کہ جب چاہے مشتری سے نکال لے اور مشتری کو اپنے ثمن پورا لینے کے واسطے کہ جو اُسکا بائع کے ذمہ چاہیے ہی زمین کے روکنے کا اختیار نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اور اگر مشتری نے زمین مین زراعت کی تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ ایسی زمین کی اجرت کے حساب سے اُسکو اپنے پاس رکھے اور کھیتی کٹنے کے وقت تک بائع کو اس زمین کے قبضہ مین لانے سے منع کرے اور اگر مشتری نے بعد کھیتی کرنے کے یہ ارادہ کیا کہ بائع کو زمین پر قبضہ کرنے سے منع کرے یہانتک کہ اپنا ثمن اُس سے واپس لے تو مشتری کو یہ اختیار نہین ہی اور اگر مشتری نے کھیتی کے تیار ہونے تک ایسی زمین کی جو اجرت ہوا کرتی ہی اُسکے دینے سے انکار کیا اور کھیتی کے درخت اُکھاڑ ڈالنے کو جبرا جانا اور اُس زمین کے مالک سے کھیتی کی ضمان لینے کا ارادہ کیا تو اُسکو یہ اختیار حاصل ہی بشرطیکہ زمین کے مالک نے اُسکو کھیتی کی اجازت کھیتی تیار ہونے تک دی ہو لیکن اگر زمین کا مالک کھیتی کے تیار ہوکر کٹنے تک اپنی زمین مین کھیتی کو بلا اجرت چھوڑ دے تو اُسپر ضمان لازم نہ آئیگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے ایک غلام بشرط خیار بیچا پھر بائع نے اُس غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اگر گھر مین داخل ہو یا یہ کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہو پس تو آزاد ہی تو یہ کہنا بیع کے توڑنے مین شمار نہوگا اور اسی طرح اگر غلام سے کہا کہ تو یا یہ دوسرا غلام آزاد ہی تو بھی بیع کا توڑنا نہوگا اور یہ مسئلہ منتقی مین مذکور ہی اور اس اخیر صورت کی نسبت ہشام اور بشر نے امام ابو یوسف سے یہ روایت کی ہی کہ جب مدت خیار کی بیع ٹوٹنے سے پہلے گذر جائیگی تو بیع واجب ہو جائیگی اور وہ دوسرا غلام آزاد ہوجائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر چکی کی بیع مین خیار کی شرط تھی پھر بائع اُسکو پیسنے کے کام مین لایا تو بیع فسخ ہوئی اور اگر مشتری نے اپنے خیار مین چکی سے اسواسطے پیسا کہ یہ معلوم ہو کہ اس چکی سے کسقدر پیسا جا سکتا ہی تو اُسکا خیار ساقط نہوگا اور اگر اس سے زیادہ پیسا تو اُسکا خیار باطل ہوجائیگا فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ ایک رات دن سے زیادہ پیسنا زیادتی مین شمار ہی اور اس سے کم کمی مین شمار ہی کہ اُس سے خیار باطل نہین ہوتا ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی- اگر مبیع قبضہ سے پہلے ہلاک ہوجائے تو بیع باطل ہوجائیگی خواہ خیار صرف بائع کو ہو یا صرف مشتری کو یا دونون کو حاصل ہو اور اگر بعد قبضہ کے ہلاک ہو پس اگر خیار بائع کو تھا تو بیع باطل ہوجائیگی اسلیے کہ مبیع کی ایسی حالت ہوگئی کہ اُسپر انشاء عقد کرنے کی گنجایش نہین ہی تو عقد کی اجازت دینے کی گنجایش بھی نہوگی پس بیع بالضرور فسخ ہوجائیگی پھر اگر وہ شی مثلی نہین ہی تو مشتری کو قیمت دینی لازم آئیگی اور اگر مثلی ہی تو اُسکا مثل واجب ہوگا اور اگر اس مسئلہ مین خیار مشتری کا ہو تو بیع باطل نہوگی ولیکن خیار باطل ہوجائیگا اور بیع لازم ہوگی اور مشتری پر ثمن واجب ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی اور منتقی مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک باندی

فروخت کی اس شرط پر کہ اسکو خیار حاصل ہے اور وہ باندی مشتری کو دیدی پھر مدت خیار کے اندر مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا یا کسی سے اُسکا نکاح کر دیا پھر بائع نے بیع کی اجازت دی تو مشتری کا آزاد کرنا جائز ہوگا اور اُسکا نکاح کر دینا بھی جائز نہین ہے کیونکہ جب بائع نے بیع کی اجازت دی تو اُس نے باندی کی فرج مشتری کے واسطے حلال کر دی پس دوسرے شخص سے اُسکا نکاح ٹوٹ گیا اور اگر یہ صورت واقع ہو کہ وہ باندی باکرہ تھی اور اُسکے شوہر نے اُس سے وطی کر لی پھر بائع نے باندی کی بیع توڑ دی اور وطی کرنے کے سبب اُس باندی مین سو درم کا نقصان آگیا ہے اور اس وطی کا مہر دو سو درم ہین تو بائع کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اُسکے شوہر کا دامنگیر ہو کر پورا مہر لے لیوے اور شوہر اسکو کسی سے واپس نہ لے سکیگا اور اگر چاہے تو مشتری کا دامنگیر ہو کر وطی کا نقصان لے یعنے سو درم لے اور پھر مشتری اس سو درم کو جو اُسنے ضمان مین دیے ہین اس باندی کے شوہر وطی کرنے والے سے واپس لیگا اور اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ بائع نے باندی مشتری کو نہین دی اور باندی بائع کے قبضہ مین تھی کہ مشتری نے کسی کے ساتھ اُسکا نکاح کر دیا اور اُسکے شوہر نے اُس سے وطی کی پھر بائع نے بیع کی اجازت دی اور باندی کے ثیبہ ہونے کی وجہ سے وطی سے اُسمین کچھ نقصان نہین آیا تو اگر مشتری اُس نکاح کو فسخ کرے تو فسخ ہو جائیگا اور اگر فسخ نہ کرے تو فسخ نہوگا اسواسطے کہ بائع نے جب بیع کی اجازت دی تو فرج اُسکی مشتری کے واسطے حلال نہین ہوئی اور اگر مشتری اُسکے نکاح کو فسخ کرے تو اُس وطی کرنے والے کو مہر مثل دینا پڑیگا اور بسبب اُس وطی کے جو بائع کے پاس واقع ہوئی مشتری کو باندی پھیرنے کا اختیار نہین ہے اس جہت سے کہ وطی سے اُسمین نقصان نہین آیا اور اگر وطی زنا سے واقع ہو تو عیب مین شمار ہوگی کہ جسکے سبب سے اُسکو واپس کر سکتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ کسی شخص نے ایک گھر فروخت کیا اس شرط پر کہ اُسکو تین دن تک خیار حاصل ہے پھر مشتری نے چند درم معین یا کوئی اسباب معین دینے پر بائع سے اس شرط پر صلح کی کہ اپنا خیار توڑ کر بیع پوری کر دے تو یہ صلح جائز ہے اور یہ زیادتی ثمن مین زیادتی لگائی جاویگی اور اگر خیار مشتری کا تھا اور بائع نے خیار توڑ دینے پر اسطرح صلح کی کہ مین ثمن سے اسقدر کم کر دونگا یا یہ اسباب خاص مبیع مین بڑھا دونگا یہ بھی جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کوئی غلام ہزار درم کو اس شرط پر بیچا کہ بائع کو تین دن تک کا خیار حاصل ہے پھر مشتری نے بعوض درہمون کے سو دینار دیے پھر بائع نے بیع توڑ دی تو بیع صرف بھی باطل ہو گئی اور بائع پر لازم ہے کہ اُسکے دینار واپس کرے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور ہشام کہتے ہین کہ مین نے امام محمد رح سے سوال کیا کہ کسی شخص نے ایک مکان تین دن کے خیار پر بیچا اور مشتری اپنے گھر مین چھپ رہا اس غرض سے کہ تین دن گذر جائین اور بیع واجب ہو جاے تو ایسی صورت مین کیا منادی بھیجا جائیگا امام نے فرمایا کہ ہان مین اُسکے طرف ایک منادی بھیجونگا پس اگر وہ ظاہر ہو گیا تو بہتر ورنہ اُسکا خیار باطل کر دونگا مگر یہ کہ وہ تین دن کے اندر حاضر ہو جاے پھر مین نے کہا کہ اگر خصم تین دن نہ آیا اور تیسرے دن ایسے وقت آیا کہ تم منادی نہین بھیج سکتے ہو اور تم سے یہ درخواست کی کہ خیار باطل کر دو تو امام نے فرمایا کہ مین ایسا نہ کرونگا پھر مین نے کہا کہ اگر خصم بیان کرے کہ مین نے منادی کی اور اشہاد کیا پھر وہ مجھسے چھپ گیا تو تم میری اس بات پر گواہی کرو تو امام نے فرمایا کہ مین کہونگا

کہ لوگو گواہ رہو کہ یہ شخص بیان کرتا ہو کہ مجھسے جس سے جھگڑا ہو مین نے اُس کی تین دن تک منادی کی کہ مین ہر روز اُسکے پاس جاتا تھا اور منادی کرتا تھا پس وہ مجھسے چھپ جاتا تھا پس جیسا یہ کہتا ہو اگر ایسا ہی ہو تو مین نے خیار باطل کر دیا پھر اگر اُسکے بعد مشتری ظاہر ہوا اور اُسنے انکار کیا تو مین مدعی سے خیار اور منادی کرنے پر گواہ طلب کرونگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہو کسی شخص نے ایک چیز تین دن کے خیار شرط پر خریدی اور تین دن کے اندر بائع کے دروازہ پر گیا تاکہ بیع پھیر دے پس بائع اُس سے چھپ گیا اور مشتری نے قاضی سے درخواست کی کہ بائع کی طرف سے خصم قائم کرکے اُسکو بیع پھیر دیجاوے تو فقہانے اس باب مین اختلاف کیا ہو بعضون نے کہا کہ قاضی خصم قائم کریگا مشتری کی رعایت سے اور محمد ابن سلمہ نے فرمایا کہ قاضی اُسکی درخواست قبول نہ کرے کیونکہ مشتری نے جب خریدا اور پوشیدہ ہو جانے کے احتمال کے باوجود کوئی کفیل بائع سے نہ لیا تو اُسنے اپنی رعایت خود ترک کر دی پس اُسکی رعایت نہ کیجاویگی پس اگر قاضی نے کوئی خصم قرار نہ دیا اور مشتری نے قاضی سے منادی کرنے والے کی درخواست کی تو امام محمد رح سے اس باب مین دو روایتین آئین ہین ایک روایت مین ہو کہ قاضی اس درخواست کو قبول کرکے بائع کے دروازہ پر ایک منادی بھیجے کہ وہ جاکر پکارے کہ قاضی کہتا ہو کہ فلان خصم تیرا تجھپر بیع واپس کرنا چاہتا ہو پس اگر تو حاضر ہو تو بہتر ورنہ مین بیع توڑ دونگا پس قاضی بدون منادی کے بیع نہ توڑیگا اور دوسری روایت مین یہ آیا ہو کہ قاضی منادی کی درخواست بھی قبول نہ کریگا پس امام محمد رح سے پوچھا گیا کہ مشتری کو کیا کرنا چاہیے تو اُنھون نے کہا کہ مشتری کو یہ چاہیے کہ جب اُسکو بائع کے غائب ہو جانے کا خوف ہو تو بائع سے کوئی ثقہ وکیل لیکر اپنی مضبوطی کرلے تاکہ اگر بائع چھپ جاے تو وکیل کو واپس کر دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اگر ایسی کوئی چیز خریدی کہ جو جلد بگڑ جاتی ہو اس شرط پر کہ تین دن تک کا خیار رہے تو قیاس یہ چاہتا ہو کہ مشتری پر کچھ جبر نہ کیا جاوے اور استحسان کی رو سے مشتری سے کہا جائیگا کہ یا بیع فسخ کرے یا مبیع کو لے اور تجھپر کوئی ثمن واجب نہوگا تاوقتیکہ تو بیع کی اجازت دے یا مبیع تیرے پاس بگڑ جاے اور یہ اسواسطے کہ دونون طرف کا ضرر دفع ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہو۔ اگر کسی ایسی چیز کو کہ جو جلد بگڑ جاتی ہو بیع قطعی کے ساتھ فروخت کیا اور مشتری ثمن ادا کرنے اور قبضہ کرنے سے پہلے غائب ہو گیا تو بائع کو اختیار ہوگا کہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے اور دوسرے مشتری کو اُسکا خریدنا حلال ہو اگرچہ وہ اسکے پہلے فروخت ہونے سے آگاہ ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اگر بائع یا مشتری کسی کو خیار حاصل تھا اُسنے اپنے اوپر یہ شرط لگائی کہ اگر مین آج ایسا نہ کرون تو میرا اختیار باطل ہو تو اُسکا خیار باطل ہوگا اور اگر ایسی شرط خیار عیب مین لگائی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر یہ کہا کہ مین نے اپنا خیار کل آیندہ مین باطل کر دیا یا کہا کہ مین نے اپنا خیار باطل کر دیا جس وقت کل کا روز آویگا پس کل کا دن آیا تو منتقی مین مذکور ہو کہ اُسکا خیار باطل ہو جائیگا اور یہ قول پہلے قول کے مثل نہین ہو کیونکہ یہ وقت لامحالہ آویگا بخلاف پہلی صورت کے یہ ظہیریہ مین لکھا ہو اگر ایک باندی بعوض ایک غلام کے فروخت کی اس شرط پر کہ بائع کو باندی مین خیار حاصل ہو تو غلام کا ہبہ کرنا یا نخاس مین پیش کرنا بیع کی اجازت مین شمار ہوگا اور باندی کا بیع کے واسطے پیش کرنا اصح قول کے موافق بیع کی فسخ ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو۔ ایک شخص سے ایک باندی بشرط خیار مول لی پھر اُسکے سوا دوسری

باندی بائع کو واپس دیکر کہا کہ یہ وہی ہی جو مین نے تجھسے خریدی تھی تو قول مشتری کا معتبر ہوگا اور بائع کو جائز ہی کہ اسکو اپنی ملکیت مین لیوے اور اُس سے وطی کرے یہ واقعات حسامیہ مین لکھا ہی - بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے ہاتھ شیرہ انگور اس شرط پر فروخت کیا کہ بائع کو خیار حاصل ہو اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا اور وہ مشتری کے پاس شراب ہو گیا تو بیع ٹوٹ گئی اس مسئلہ کو منتقی مین ذکر کرکے کہا کہ مشتری شیرہ انگور کا بائع کے واسطے ضامن ہوگا اور اسی طرح امام محمد رح سے مروی ہی حاکم ابو الفضل کہتے ہین کہ دوسرے مقام پر فرمایا ہی کہ بائع اپنے خیار پر باقی رہیگا اور اگر وہ تین روز گذرنے تک غائب رہے تو مشتری کو مبیع لازم ہوگی پھر اُس بنا پر کہ جو بشر رح نے روایت کی ہی کہ بیع ٹوٹ جائیگی فرمایا کہ اگر ان دونون نے باہم جھگڑا نہ کیا یہانتک کہ وہ شراب سرکہ ہو گئی پھر بائع نے اپنے خیار کے موافق بیع کو لازم کرنا اختیار کیا تو بائع کو یہ اختیار حاصل ہی اور مشہور روایت کے موافق مشتری کا راضی ہونا اعتبار نہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی منتقی مین مذکور ہی کہ ایک غلام اس شرط پر بیچا کہ بائع کو خیار حاصل ہی پھر اُس غلام کو تجارت کرنے کی اجازت دی تو یہ فعل بیع توڑنے مین شمار نہوگا مگر اُس صورت مین بیع ٹوٹ جائیگی کہ اگر غلام پر کچھ قرض ہو جاوے اور بعد قرض ہو جانے کے اگر بیع تمام کرنی چاہے تو جائز نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر کسی نے اپنا غلام تین دن کے خیار شرط پر فروخت کرکے مشتری کے سپرد کر دیا پھر اُسکو مشتری کے پاس سے غصب کر لیا تو یہ کام بیع کے فسخ اور خیار کے باطل کرنے مین شمار نہوگا یہ فصول عمادیہ کی چھبیسوین فصل مین لکھا ہی - اگر کوئی غلام اس شرط پر کہ بائع کو خیار حاصل ہی فروخت کیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا اور غلام نے مشتری کے پاس کسی کو قتل کر ڈالا اور غلام بھی مر گیا اور مشتری نے اُسکی قیمت بائع کو دیدی تو مقتول کے وارث بائع سے قیمت لینگے اور بائع کو اختیار ہی کہ مشتری سے اُسکے مثل لے لیوے اور یہ صورت بمنزلہ غصب کے ہی - کسی نے ایک غلام خیار کے شرط پر بیچا اور غلام اُسکے قبضہ مین ہی پھر تین دن کے اندر کہا کہ مین نے بیع کو فسخ کر دیا پھر اُسکے بعد کہا کہ مین نے بیع کو تمام کیا اور مشتری نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو بیع استحسانا جائز ہی اور اگر ایسی صورت مین بائع نے مبیع مین کچھ نقصان پیدا کر دیا اور مشتری نے کہا کہ مین اُسکو اسی طرح لے لونگا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی لیکن اگر بائع اُسکو سپرد کر دے تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر مبیع کو کسی اجنبی نے ہلاک کر دیا اور خیار بائع کا تھا تو بیع فسخ نہوگی اور بائع کا خیار باقی رہیگا خواہ مبیع مشتری کے قبضہ مین ہو یا بائع کے قبضہ مین ہو پس اگر بائع چاہے بیع کو فسخ کرے اور ہلاک کرنے والے کا دامنگیر ہو کر ضمان لے اور اسی طرح اگر مبیع کو مشتری نے ہلاک کیا تو بائع کو اختیار ہی چاہے بیع کو فسخ کر دے اور مشتری سے ضمان لے اور اگر چاہے تو بیع کی اجازت دیکر ثمن لے اور اگر مبیع مین بائع کے پاس کچھ عیب آگیا تو یہ عیب اگر آسمانی آفت سے یا خود مبیع کے فعل سے ہو تو بیع باطل نہوگی اور بائع کو خیار باقی رہیگا اگر چاہے تو بیع کو فسخ کرے اور اگر چاہے تو اجازت دے پس اگر اُسنے بیع کی اجازت دی تو مشتری کو اختیار حاصل ہی کہ اگر چاہے تو مبیع پورے ثمن مین لے ورنہ ترک کر دے کیونکہ مبیع قبضہ سے پہلے متغیر ہو گئی اور اگر اس صورت مین بائع کے فعل سے عیب آگیا ہو تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر کسی اجنبی کے فعل سے عیب آگیا

تو بیع باطل نہوگی اور بائع اپنے خیار پر باقی رہیگا اگر چاہے تو بیع کو فسخ کرکے عیب پیدا کرنے والے [illegible] جرمانہ لے اور اگر چاہے تو بیع کی اجازت دیکر مشتری سے ثمن حاصل کرے اور مشتری عیب پیدا کرنیوالے سے جرمانہ لے اور اسی طرح عیب اگر مشتری کے فعل سے پیدا ہوا تو بھی بیع باطل نہوگی اور بائع کو خیار رہیگا اگر چاہے تو فسخ کرکے مشتری سے قیمت لے اور اگر چاہے تو اجازت دیکر اس سے ثمن حاصل کرے اور اسی طرح اگر مبیع مشتری کے قبضہ مین کسی اجنبی یا مشتری کے فعل یا آسمانی آفت سے عیب دار ہو گئی تو بھی بائع اپنے خیار پر رہیگا اگر چاہے تو بیع کی اجازت دیدے ورنہ چاہے تو فسخ کردے پس اگر اُسنے اجازت دی تو مشتری سے پورا ثمن لے لیگا اور مشتری اجنبی سے جرمانہ لیگا اگر عیب اُسکے فعل سے ہوا ہو اور اگر بائع نے بیع فسخ کردی تو عیب اگر فعل مشتری یا آفت آسمانی سے ہوا تو بائع اُس سبب سے مبیع اور جرمانہ کو مشتری سے لیگا اور اگر کسی اجنبی کے فعل سے ہوا تو بائع کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو جرمانہ مشتری سے لے ورنہ اجنبی سے لے ولیکن مشتری جو جرمانہ دیگا وہ اجنبی سے واپس لیگا یہ بدائع مین لکھا ہے اور ابو سلیمان نے امام ابو یوسف رح سے امالی مین روایت کی ہے کہ اگر مبیع بائع کے قبضہ مین کوئی جرم کرے اور خیار بائع کا ہو تو اگر بائع بیع کو توڑے پس بائع یا مبیع کو دیگا یا اُسکا فدیہ دیگا اگر اُسنے بیع باقی رکھی یا خاموش رہا یہانتک کہ مدت گذر گئی اور مشتری نے اُسکو قبول کیا اور اُسکے عیب جرم پر راضی ہو گیا تو مشتری جرم مین یا مبیع کو دیگا یا اُسکا فدیہ دیگا یہ محیط مین لکھا ہے ایک شخص نے اپنا بیٹا اس شرط پر خریدا کہ بائع کو خیار حاصل ہے پھر مشتری مر گیا اور بائع نے بیع کی اجازت دیدی تو بیٹا آزاد ہو جائیگا اور اپنے باپ کا وارث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اگر مکاتب یا ماذون نے کوئی چیز فروخت کی اور اپنی ذات کے واسطے خیار کی شرط کی اور مدت خیار مین مکاتب اپنی کتابت سے عاجز ہوا یا ماذون اپنی اجازت سے محجور کیا گیا تو بیع لازم ہو جائیگی اور بالاتفاق خیار باطل ہو جائیگا یہ نہایہ مین لکھا ہے کوئی بکری تین دن کے خیار شرط پر فروخت کی پھر بائع نے مدت خیار مین اُسکے پشم کاٹ لیے تو یہ بیع توڑنے مین شمار ہوگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے - اگر کسی نے اپنے واسطے خیار کی شرط کرکے ایک باندی فروخت کی اور باندی اسی کے پاس شبہہ مین وطی کی گئی تو بیع ٹوٹ جائیگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر کسی نے تین دن کے خیار شرط پر ایک باندی فروخت کی پھر اُس باندی نے بائع یا مشتری کے پاس کچھ مال حاصل کیا یا اُسکے کچھ اولاد ہوئی تو یہ زوائد اصل کے ساتھ ملا دیے جائینگے یعنی اگر بیع تمام ہو تو یہ کل مشتری کے ہونگے اور اگر فسخ ہو جاوے تو بائع کے ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے - اور واضح ہو کہ اگر خیار مشتری کا ہو تو اس بیع کا نافذ ہونا اُن تین صورتون کے ساتھ جو مذکور ہوئین اور اُنکے سوا ایک اور صورت کے ساتھ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مشتری مبیع مین مالکانہ تصرف کرے اور قاعدہ اس باب مین یہ ہے کہ ہر فعل کہ مشتری نے اپنے شرط خیار کے ساتھ مبیع مین کیا اگر وہ فعل ایسا ہے کہ مشتری امتحان کے واسطے اُسکے کرنے کا محتاج تھا اور ایسی حال مین اُس فعل کا کرنا ایسی چیز مین جو ملک نہین ہے حلال بھی تھا تو ایسے فعل کا ایک بار کرنا بیع کے اختیار کرنے کی دلیل نہین ہے اور اُسکا خیار باطل نہوگا اور اگر امتحان کے واسطے اُس فعل کا محتاج نہ تھا یا محتاج تھا مگر غیر ملک مین وہ فعل کسی حال مین جائز نہین ہے تو ایسا فعل کرنا بیع کے اختیار کرنے کی دلیل ہے

یہ ذخیرہ مین لکھا ہی کسی غلام کی خرید مین اگر خیار مشتری کا تھا اور اُسنے اُسکو فروخت کیا یا آزاد کیا یا مدبر یا مکاتب یا رہن کیا یا اُسکو ہبہ کیا خواہ سپرد کیا ہو یا نہ کیا ہو یا اُسکو اجرت پر دیا تو یہ سب باتین مشتری کی طرف سے اجازت بیع مین شمار ہونگی کیونکہ ایسے تصرفات خاص کر ملک مین ہوتے ہین یہ نہایہ مین لکھا ہی- اور یہی حکم ہی اگر غلام مین سے کچھ آزاد کردیا ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہی- وطی کرنا یا شہوت سے بوسہ لینا یا شہوت سے مباشرت کرنا یا شہوت کے ساتھ اُسکی فرج کی طرف دیکھنا سب مشتری کی طرف سے اجازت مین شمار ہی لیکن بدون شہوت کے چھونا اور اُسکی فرج کی طرف دیکھنا اجازت مین شمار نہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی- اور اگر باقی اعضاء کی طرف شہوت سے دیکھا تو خیار ساقط نہوگا کیونکہ امتحان مین اسکی ضرورت ہی بخلاف بائع کے کہ اگر اُسنے بلا شہوت کے باقی اعضاء کو چھوا یا اُسکی فرج کی طرف دیکھا یا شہوت کے ساتھ اُسکے باقی اعضاء کی طرف دیکھا تو اسکا خیار ساقط ہوجانا واجب ہی کیونکہ اُسکو اسکی کچھ ضرورت نہین ہی اور یہ بدون ملک کے حلال نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اور شہوت کی تعریف معتبر یہ ہی کہ اُسکے آلہ تناسل کو انتشار ہو یا اُسکا انتشار بڑھ جاوے اور بعضون نے کہا ہی کہ قلب سے خواہش ہو اور انتشار شرط نہین ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی کسی شخص نے ایک باندی اس شرط پر خریدی کہ مشتری کو تین دن تک خیار حاصل ہی پھر مشتری نے اُسکا بوسہ لیا یا اُسکو چھوا یا اُسکی فرج دیکھی پھر اُسکے واپس کرنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ یہ کام شہوت کے ساتھ نہ تھا تو قسم کے ساتھ اُسکا قول معتبر رکھا جائیگا اسی طرح امام محمد رح سے منتقی مین روایت ہی- پھر کہا کہ یہ بات ظاہر ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کا بوسہ لے یا اُسکو چھوئے یا اُسکی فرج دیکھے اور کہے کہ یہ شہوت سے نہ تھا تو اسکا قول معتبر ہوتا ہی پس ایسا ہی اس صورت مین بھی معتبر ہوگا اور اگر مباشرت بلا وطی واقع ہوئی پھر کہا کہ یہ بلا شہوت تھی تو اُسکا قول قبول نہوگا اور صدر الشہید بوسہ کے باب مین کہتے تھے کہ حرمت مصاہرہ کا فتوے دیا جائیگا تاوقتیکہ اُسکا بلا شہوت ہونا ظاہر نہو اور چھونے اور فرج کے دیکھنے کے باب مین کہتے تھے کہ ایسا فتوے نہ دیا جائیگا تاوقتیکہ اُسکا شہوت سے ہونا ظاہر نہو پس صدر الشہید کے قول کے قیاس پر واجب ہی کہ اس مسئلہ مین مشتری نے اگر اُس باندی کا بوسہ لیا اور کہا کہ شہوت سے نہ تھا تو اُسکا قول قبول نہ کیا جاوے اور اُسکا خیار ساقط ہوجاوے یہ محیط مین لکھا ہی- اگر مشتری نے اُسکا بوسہ لیا اور کہا کہ بدون شہوت کے تھا پس اگر منھ مین لیا ہی تو اُسکا قول قبول نہوگا اور اگر باقی بدن مین لیا ہی تو اسکا قول قبول ہوگا اور خیار باقی رہیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی صدر الشہید نے کتاب البیوع مین لکھا ہی کہ اگر باندی نے مشتری کے عضو تناسل کو دیکھا یا مشتری کا بوسہ لیا یا اُسکو شہوت سے چھوا اور مشتری نے اقرار کیا کہ یہ کام اُسنے شہوت سے کیے ہین پس اگر مشتری نے اپنے اوپر ان کامون کے کرنے کا قابو دیدیا تھا تو بالاتفاق اسکا خیار ساقط ہوجائیگا یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی- اور اگر مشتری نے قابو نہ دیا اور وہ اسکو مکروہ جانتا تھا اور باندی ایسا کر گذری تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہی اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ ایسا واقعہ بیع کی اجازت نہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا ہی کہ باندی کی طرف سے کسی طرح سے فعل ہو بیع کی اجازت نہین ہوتا ہی اور اس بات پر اجماع ہی کہ اگر مشتری کے سونے کی حالت مین باندی نے اُس سے جماع کر لیا کہ اپنی فرج مین اُسکا عضو تناسل داخل کر لیا تو مشتری کا خیار ساقط ہوجائیگا یہ بدائع مین لکھا ہی

اگر خریدی ہوئی باندی کو اپنے بستر پر بلایا تو اُسکا خیار باطل ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکا نکاح کر دیا ہو لیکن اگر اُسکا شوہر اُس سے وطی کرے تو خیار باطل ہو جائیگا یہ سراجیہ مین لکھا ہے - اگر خیار مشتری کا ہو اور اسباب اُسکے قبضہ مین ہو اور اُسمین کوئی ایسا عیب پیدا ہو جاوے جو دور نہین ہو سکتا تو بیع لازم ہو جائیگی اور خیار باطل ہو جائیگا اگر یہ عیب بایع کے فعل سے ہوا ہو یہ قول امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کا ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے - اور اگر وہ عیب دور ہو سکتا ہو جیسے مرض تو مشتری کو بیع فسخ کرنے اور تمام کرنے کا اختیار رہیگا اور فسخ اُسی صورت مین کر سکتا ہے کہ مدت خیار کے اندر عیب جاتا رہے اور اگر باقی رہے اور مدت گذر جاوے تو فسخ کا اختیار نہوگا اور بیع لازم ہو جاویگی یہ بدائع مین لکھا ہے اگر غلام بیمار ہوا اور خیار مشتری کا تھا پھر اُسنے بائع سے ملاقات کر کے کہا کہ مین نے بیع توڑ دی اور غلام تجکو واپس دیا اور بائع نے قبول نہ کیا اور نہ غلام پر قبضہ کیا پس اگر مدت گذر گئی اور غلام مریض ہے تو مشتری کو لینا لازم ہے اور اگر مدت خیار مین اچھا ہو گیا اور مشتری واپس نہ کرنے پایا تھا کہ مدت گذر گئی تو مشتری کو اُس گفتگو کی وجہ سے جو بائع سے روکھے باب مین کر چکا ہے واپس کرنے کا اختیار ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے - اگر مشتری کے قبضہ مین مدت خیار کے اندر مبیع مین کچھ زیادتی ہوئی اور وہ زیادتی اصل شی سے پیدا ہوئی ہو اور اُسی کے ساتھ متصل ہے جیسے کہ موٹا ہونا یا مرض سے اچھا ہو جانا یا آنکھ سے جالا جاتا رہنا تو ایسی زیادتی کی وجہ سے مبیع واپس نہین ہو سکتی اور فسخ بیع نہین ہو سکتا یہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اور اگر ایسی زیادتی ہے کہ جو اصل سے متصل ہے مگر اس سے پیدا نہین ہے جیسے کپڑے کا رنگ اور سلائی اور ستودون کے ساتھ مسکہ اور زمین کے ساتھ عمارت یا درخت لگانا تو ایسی زیادتی بالاتفاق واپس کرنے کی مانع ہے اور اسی طرح اگر زیادتی اصل سے پیدا ہو مگر اس سے جدا ہو جیسے بچہ اور دودھ اور اون یا شبہہ سے وطی کا مہر و ارش وغیرہ تو یہ بھی واپس کرنے کی مانع ہین یہ ینابیع مین لکھا ہے - اور جو زیادتی کہ اصل سے پیدا نہوا اور اُس سے جدا ہو جیسے کسب و کرایہ وغیرہ تو یہ بالاتفاق رد کی مانع نہین ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے پس اگر مشتری نے بیع کو اختیار کیا تو بالاتفاق زیادتی مع اصل اُسی کی ہے اور اگر فسخ بیع کو اختیار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک زیادتی مع اصل واپس کرے اور صاحبین نے کہا کہ فقط اصل کو واپس کرے اور زیادتی مشتری کی ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اگر مبیع چوپایہ ہے اور خیار مشتری کا ہے اور وہ اُسپر اس غرض سے سوار ہوا کہ اُسکی چال اور قوت دریافت کرے یا مبیع کپڑا ہے اور اُسکو اس غرض سے پہنا کہ اُسکی مقدار معلوم کرے یا وہ باندی تھی کہ اُسکا حال معلوم کرنے کے واسطے اُس سے خدمت لی تو مشتری اپنے خیار پر باقی رہیگا اور اگر چال اور قوت دریافت کرنے سے زیادہ سوار ہوا تو یہ بیع پر راضی ہونے مین شمار ہوگا اور اُسکا خیار جاتا رہیگا اور اگر اپنی حاجت کے واسطے سوار ہوا تو یہ بھی رضامندی ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اور خدمت لینے سے خیار باقی رہنا اُسوقت ہے کہ تھوڑی خدمت لی ہو اور اگر امتحان سے زائد خدمت لی تو بیع کے اختیار کرنے مین شمار ہے یہ محیط مین لکھا ہے - اور اگر کپڑا سردی کی تکلیف دور کرنے کے واسطے لپیٹا تو اُسکا خیار باطل ہو گیا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے - اور اگر جانور پر اس غرض سے سوار ہوا کہ اُسکو پانی پلاوے یا اُسکے لیے چارہ لاوے یا یہ کہ اُسکو بائع کو واپس کر دے تو قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ اجازت بیع مین شمار ہو لیکن استحساناً اجازت

[illegible]

نہوگا اور خیار باقی رہیگا یہ بدائع مین لکھا ہی بعض فقہانے کہا کہ خیار باقی رہنا اسی وقت ہی کہ واپس کرنا یا پانی پلانا یا چارہ لانا بدون اُسپر سوار ہوے ممکن نہو اور اگر بلا سواری ممکن ہو تو خیار باطل ہو جائیگا اور اسی طرح چارہ لادنے کے واسطے سوار ہونا لینے اگر چارہ ایک گٹھری مین ہو تو اُسکا بوجھ ایک طرف ہو گا پس اگر دوسری طرف بوجھ دینے کے واسطے خود سوار ہو تو خیار باطل نہوگا اور اگر دونون طرف دو گٹھریان ہین اور خود سوار ہوا تو خیار باطل ہو جائیگا یہ مسئلہ سیر کبیر مین لکھا ہی کذا فی محیط السرخسی - اور اگر باندی سے دوبارہ خدمت لی پس اگر یہ خدمت پہلی قسم کی خدمت مین سے ہی تو یہ بیع کا اختیار کرنا ہی اور اگر دوسری قسم مین سے ہی تو اختیار کرنا نہین ہی اور خدمت لینے مین زبردستی کرنا اول ہی مرتبہ مین بیع کے اختیار کرنے مین شمار ہوگا اور امام محمد رح نے خدمت لینے کی صورت کتاب الاجارات مین اسطرح بیان کی ہی کہ باندی کو حکم کرے کہ یہ اسباب کوٹھے لیجا یا اوپر سے نیچے اُتار لا یا میرے سامنے یہ کام چالاکی سے کر یا میرے پانون داب بشرطیکہ شہوت سے نہو یا کھانا یا روٹی پکانے کا حکم دیا بشرطیکہ تھوڑا کام ہو اور اگر عادت سے زیادہ کھانے اور روٹی پکانے کا حکم دیا تو یہ راضی ہونے مین شمار ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اگر گھوڑے پر اُسکی رفتار معلوم کرنے کو سوار ہوا پھر اُسپر دوبارہ سوار ہوا پس اگر دوبارہ اُسکی دوسری طرح سے چال معلوم کرنے کو سوار ہوا جیسے کہ پہلی مرتبہ اسواسطے سوار ہوا کہ اُسکا خوش رفتار ہونا دریافت کرے پھر دوبارہ اُسکی چوکڑی دریافت کرنے کے واسطے سوار ہوا تو اُسکا خیار باقی رہیگا اور کپڑے کو اگر ایکبار لنبائی چوڑائی دریافت کرنے کی غرض سے پہنا تھا پھر دوبارہ پہنا تو خیار جاتا رہیگا یہ بدائع مین لکھا ہی - اگر زمین مع کھیتی کے مول لی پھر کھیتی کو پانی دیا یا اُسمین سے کچھ چنا یا اُسکو کاٹا یا اُسکو فروخت کرنے کے واسطے پیش کیا تو اُسکا خیار باطل ہو جائیگا اور اگر اندازہ کرنے کے واسطے پیش کیا ہو تو باطل نہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور اگر زمین کے اندر خرمے کے درخت تھے پھر وہ کاٹ ڈالے یا اُن مین پھل آنیکا نر مادہ دیا تو خیار باطل ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - زمین مین کھیتی بونا یا اُسکو کھیتی کے واسطے آراستہ کرنا اگر مشتری کی طرف سے ہو تو بیع پر راضی ہونے مین شمار ہی اور اگر بائع کی طرف سے ہو تو فسخ بیع مین شمار ہی اور اگر نہر عاریۃ تھی اور اُس سے سینچا جیسے کہ پہلے پانی دیتا تھا تو اُسکا خیار جاتا رہیگا اور اسی طرح اگر اُسکو مستعار دیا یا اجرت پر دیدیا تو اُسکا خیار جاتا رہیگا خواہ اُس سے مانگنے والے نے سینچا ہو یا نہ سینچا ہو یہ تاتارخانیہ مین فتاوی عتابیہ سے منقول ہی اور نہر اُگارنا اور کنوان پاٹنا اُسکے خیار کو ساقط کرتا ہی اور اگر کنوان گر گیا پھر اُسکو بنا دیا تو دوبارہ اُسکا خیار لوٹ نہ آئیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر خریدی ہوئی زمین کی نہر مین سے اپنے چوپایون کو پانی پلایا یا خود پیا تو اُسکا خیار نہ جائیگا کیونکہ یہ مباح ہی اور اگر اس زمین کے نہر سے دوسری زمین کو پانی دیا تو یہ مشتری کی طرف سے راضی ہونے مین شمار ہی بخلاف اس صورت کے کہ کسی دوسرے نے اُسکی نادانستگی مین پانی دیدیا ہو اور اگر مشتری کی بکریان گھاس چر گئین تو اُسکا خیار جاتا رہیگا اور اگر دوسرے لوگون کی بکریان چر گئین تو حکم اسکے برخلاف ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے کوئی کنوان یا نہر[1] خیار کی شرط پر خریدی پھر کنوئین مین بکری گر کر مر گئی یا پلیدی یا کوئی ایسی چیز جس سے پانی پلید ہو جاتا ہی اُسمین جا پڑی تو اُسکو تمام[2] پانی نکالنے سے پہلے واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور اگر مدت خیار کے اندر تمام پانی نکال ڈالا یہانتک کہ پانی پاک ہو گیا تو اس صورت کو امام محمد رح

[1] قال المترجم وضع المسئلة يشتمل
ليس الا حكم النزح الطهارة
اللهم الا ان يكون
التطهير بالبيع و
اعلم ۱۲ م

[2] اور یہ کہ جسقدر
پانی کا حکم موافق
نفی ہو کے دیا جا
۱۲ م

نے کتاب مین ذکر نہین کیا ہی اور مشائخ نے اس باب مین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ وہ رد کر سکتا ہی اسلیے کہ عیب مدت خیار کے اندر اسطرح جاتا رہا کہ اُسکا کچھ اثر باقی نہین ہی تو مشتری کو نیا ہو گا یہ مسئلہ اسپر قیاس ہی کہ اگر مدت خیار کے اندر غلام کو مشتری کے پاس بخار آنے لگے پھر اسی مدت مین جاتا رہے تو مشتری کو خیار باقی رہتا ہی اور فقیہ ابو جعفر رح نے اپنے اُستاد ابو بکر بلخی سے نقل کیا ہی کہ تمام پانی نکالنے کے بعد بھی اُسکو رد کا اختیار نہو گا اسلیے کہ اسمین ایک طرح کا عیب باقی رہا کیونکہ عرفاً اگرچہ وہ پاک ہی مگر بعضے علما کے نزدیک پاک نہین ہوتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر اپنے پینے یا وضو کرنے یا چارپایون کو پلانے کے واسطے کنوین سے اس غرض سے پانی بھرا کہ پانی کی مقدار معلوم ہو تو خیار ساقط نہو گا کیونکہ وہ اسکا محتاج ہی اور اگر کھیتی سینچنے کے واسطے پانی نکالکر کھیتی کو پانی دیا تو خیار باطل ہو گیا کیونکہ پانی کی مقدار معلوم کرنے کے واسطے اسکی احتیاج نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر چارپایہ کے کھر کاٹے یا بعض رگ اسکی لی تو خیار باطل نہو گا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اگر اُسکی رگ گردن مین نشتر لگایا یا ٹھوڑی کے نیچے نشتر مارا یا بیطارون کا نشتر مارا تو یہ رضامندی مین شمار ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر اُسپر چارہ لادا تو خیار جاتا رہیگا اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر اُسپر اُسی کا چارہ لادا تو خیار نہ جائیگا اور اگر اُسکے اور بھی چارپایہ ہے کہ اُن سب کا چارہ اس چارپایہ پر لادتا تھا تو یہ رضا مین شمار ہی یہ محیط مین لکھا ہی ایک گاے یا بکری اس شرط پر خریدی کہ اُسکو خیار ہی پھر اسکا دودھ دوہا تو خیار جاتا رہیگا یہ فتاوے سراجیہ مین لکھا ہی اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ اور قدوری مین لکھا ہی کہ اگر مشتری خود مکان مین رہا یا دوسرے کو کرایہ پر یا بلا کرایہ اسمین بسایا یا اُسکی کچھ مرمت کی یا اُسمین کوئی نئی عمارت بنائی یا اُسپر کچھ کی یا کہگل لگائی یا اسمین سے کچھ گرا دیا تو یہ سب بیع کے تمام کرنے مین شمار ہو گا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر کسی کے بدون گرائے اُسکی کوئی دیوار گر گئی تو خیار جاتا رہیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کوئی گھر کہ جسمین وہ خود رہتا ہی بشرط خیار خریدا اور برابر اُسمین رہتا رہا تو خیار باطل نہو گا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر اُس گھر مین کوئی شخص اجرت پر رہتا تھا اور بائع نے اُسکی رضامندی سے وہ گھر فروخت کیا اور مشتری نے اپنے واسطے خیار کی شرط کی پھر مشتری نے کرایہ لینا چھوڑ دیا تو یہ رضا مین شمار ہو گا یہ حاوی مین لکھا ہی اگر کسی نے خیار شرط سے کوئی چیز خریدی اور اُسکو خیار شرط سے بیع ڈالا تو بعض فقہا نے کہا ہی کہ اُسکا خیار باطل ہو جائیگا اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی اور اگر کتابین خریدین اور خیار کی شرط کی اور اُن کتابون سے اپنے واسطے یا کسی دوسرے کے واسطے نقل لی تو خیار باطل نہو گا اگرچہ اوراق اُلٹ دیے ہون اور کتابون سے پڑھنے مین خیار باطل ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ فقہا نے فرمایا ہی کہ اگر یون کہا جاے کہ نقل لینے سے خیار جاتا رہتا ہی اور کتاب مین پڑھنے سے نہین جاتا ہی تو اُسکی بھی وجہ ہی اور اس حکم کو اختیار کرنا روا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی حکم لیا گیا ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ اگر بشرط خیار خریدے ہوے غلام کے پچھنے لگائے یا اُسکو دوا پلائی یا اُسکا سر منڈوایا تو یہ رضا مین شمار ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور امام محمد رح سے یہ روایت ہی کہ اگر غلام کو حکم دیا کہ تو اپنے سر کے بال تراش دیے

تو یہ رضا مین شمار نہوگا لیکن اگر اس سے دوا مقصود ہو تو رضا مین شمار ہی اسی طرح چونے کے لیپ کرنے کا یہی حکم ہی کہ خیار ساقط نہوگا مگر اُس صورت مین کہ اسکے ساتھ دوا کرنا مقصود ہو ایسے ہی سر یا ڈاڑھی دھونے کا حکم رکھتا ہی اور منتقی مین مذکور ہی کہ اگر غلام نے مشتری کے حکم سے پچھنے لگائے تو یہ رضا مین شمار ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر ایک غلام خیار شرط کے ساتھ خریدا اور اُسکو دیکھا کہ سر مین بہ اجرت پچھنے لگاتا ہی اور دیکھکر چپ رہا تو یہ رضا مین شمار ہوگا اور اگر بلا اجرت پچھنے لگاتے دیکھا تو رضا مین شمار نہوگا کیونکہ یہ مثل استخدام کے ہی کیونکہ یہ بات ظاہر ہی کہ اگر وہ کہتا کہ میرے پچھنے لگا دے پھر وہ پچھنے لگا دیتا تو رضا مین شمار نہوتا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اصل مین مذکور ہی کہ ایک باندی خریدی اور اُسکو حکم دیا کہ میرے لڑکے کو دودھ پلا دے تو یہ رضا مین شمار نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی - اگر کوئی باندی خیار کے شرط پر خریدی اور بعد خرید کے اُسکو کنگھی کرنے اور تیل لگانے یا کپڑے بدلنے کا حکم دیا تو یہ رضا مین شمار نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر کوئی چیز بشرط خیار خریدی اور اُسکو قبضہ مین لے لیا یا اُسکا ثمن ادا کر دیا تو اس فعل سے اُسکا خیار باطل نہوگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے ایک غلام تین دن کے خیار شرط پر مول لیا اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر غلام کو کچھ مال ہبہ کیا گیا یا اُسی نے خود کمایا پھر غلام نے مشتری کی دانستگی مین اُسکی بلا اجازت یا اُسکی نادانستگی مین اُس مال کو ضائع کر دیا تو مشتری کا خیار باطل نہوگا اور اگر مشتری کا بیٹا جو کسی دوسرے شخص کا چھوکرا تھا اس غلام کو ہبہ کیا گیا اور غلام نے اُسپر قبضہ کر لیا تو مشتری کا بیٹا آزاد ہو جائیگا اور مشتری کا خیار بھی اس غلام کے حق مین باطل نہوگا اور اگر غلام کو مشتری کی ام ولد ہبہ کی گئی اور اُسپر غلام نے قبضہ کر لیا تو مشتری کا خیار غلام مین باطل ہو گیا اور امام نے فرمایا کہ بیٹا ام ولد کے مشابہ نہین ہی اس جہت سے کہ ام ولد بعد ہبہ کے بھی بحکم خیار اُسکی ملک مین باقی رہتی ہی اور بیٹا باقی نہین رہتا ہی اور اگر مشتری نے وہ چیز جو غلام کو ہبہ کی گئی تھی تلف کر دی تو اُسکا خیار غلام مین باطل ہو جائیگا اور ابن سماعہ نے یہ مسئلہ امام محمد رح سے بھی اسی طرح روایت کیا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر کوئی غلام تین دن کے خیار شرط پر خریدا اور بائع نے مشتری کے قبضہ مین اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو امام اعظم رح کے نزدیک مشتری کا خیار باطل ہو جائیگا اور امام محمد رح کے نزدیک باطل نہوگا اور امام ابو یوسف رح سے اس مسئلہ مین دو روایتین آئی ہین اور اگر بائع نے مشتری کو سپرد کرنے سے پہلے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو تو سب کے نزدیک مشتری کا خیار باطل نہوگا اور اگر مشتری کے قبضہ مین کسی اجنبی نے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو سب کے نزدیک خیار باطل ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر ایک گھر مشتری نے اپنے واسطے خیار کی شرط کرکے خریدا پھر اُسکے پہلو مین دوسرا گھر بکتا تھا اُسکو مشتری نے شفعہ کے حق سے لیا تو اُسکا خیار جاتا رہیگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور خیار باطل ہونے کے واسطے شفعہ کی راہ سے لے لینا کچھ ضروری امر نہین ہی صرف طلب کرنے سے باطل ہو جائیگا خواہ اُسکے ساتھ لے بھی لیا ہو یا نہ لے لیا ہو یہ نہر الفائق مین مذکور ہی اگر کسی نے خیار کی شرط پر کوئی چیز خریدی اور مدت خیار مین ثمن کے عوض اُسکو بائع کے پاس رہن کر دیا تو جائز ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی اگر کوئی مرغی خریدی کہ جس نے مدت خیار کے اندر انڈے دیے تو خیار ساقط ہو جائیگا مگر اُس صورت مین ساقط نہوگا کہ انڈے گندے ہون اور اگر کوئی جانور خریدا جس نے بچہ دیا تو خیار ساقط ہو جائیگا مگر اُس صورت مین ساقط نہوگا کہ بچہ مردہ ہو

یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منتقی مین یون لکھا ہی کہ اگر باندی مشتری کے قبضہ مین کوئی مردہ بچہ جنی پس اگر جننے سے اُسمین کچھ نقصان نہ آیا تو مشتری کو خیار باقی رہیگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور واضح ہو کہ اگر بائع اور مشتری دونون کو خیار حاصل ہو تو ایک کی اجازت سے بیع تمام نہین ہوتی ہی تا وقتیکہ دونون کی اجازت نہو یہ مبسوط مین لکھا ہی اور منتقی مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے ایک غلام بعوض باندی کے اس شرط پر فروخت کیا کہ ہر ایک کو اپنی فروخت کی ہوئی چیز مین خیار حاصل ہی اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر غلام بیچنے والے نے بیع کی اجازت دیدی پس غلام مشتری کے پاس مر گیا تو بیع تمام ہو گئی اور نیز منتقی مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے ایک غلام بعوض باندی کے خریدا اور ہر ایک نے اپنے واسطے خیار کی شرط کر لی پھر دونون نے ایک ساتھ آزاد کر دیا تو ہر ایک کا آزاد کرنا اس چیز مین جسکا وہ مالک تھا جائز ہو جائیگا اور واضح ہو کہ جب دونون کا خیار ہی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح و امام محمد رح سب کے نزدیک غلام فروخت کرنے والے کا آزاد کرنا غلام کے حق مین اور باندی بیچنے والے کا عتق باندی کے حق مین نافذ ہوگا - ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور دونون کو خیار حاصل ہی پھر بائع نے مشتری کے حضور مین کہا کہ مین نے بیع کی اجازت دیدی اور اسکے بعد مشتری نے بائع کے حضور مین کہا کہ مین نے بیع فسخ کر دی تو بیع فسخ ہو جائیگی پس اگر غلام مشتری کے پاس واپس کرنے سے پہلے تین دن کے اندر یا بعد ہلاک ہو گیا تو مشتری پر ثمن لازم آئیگا اس جہت سے کہ بائع نے بیع تمام کر دی تھی اور صرف مشتری کا خیار رہ گیا تھا اور اگر اس غلام مین کوئی عیب اس گفتگو سے پہلے یا اُسکے بعد پیدا ہو گیا تو اسکا بھی یہی حکم ہی اور مشتری پر ثمن لازم آئیگا اور بعد اس عیب پیدا ہونے کے مشتری کو واپس کرنے کا اختیار نہین ہی اور اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ پہلے مشتری نے فسخ کر دیا پھر بائع نے بیع کی اجازت دی پھر غلام مر گیا تو مشتری پر قیمت واجب ہوگی اور اسی طرح اگر بعد اس گفتگو کے اس غلام مین کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا کہ جس سے نقصان آیا تو بیع فسخ ہی اور مبیع کو واپس کرے اور اسکے ساتھ عیب کی وجہ سے جو نقصان آیا ہی وہ بھی دے اور اگر یہ صورت واقع ہو کہ مشتری کے فسخ کرنے سے پہلے غلام مین کوئی عیب آ گیا پھر بائع نے بیع کی اجازت دیدی تو بیع مشتری پر لازم ہی اور اسکو ثمن دینا پڑیگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر خیار بائع کا تھا یا مشتری کا تھا اور دونون نے بیع توڑ دی پھر بائع کے قبضہ کرنے سے پہلے غلام مشتری کے پاس ہلاک ہو گیا تو مشتری پر یا ثمن واجب ہوگا اگر خیار مشتری کا ہو یا قیمت لازم آئیگی اگر خیار بائع کا ہو یہ مبسوط مین لکھا ہی اگر دو شخصون نے کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ دونون کو خیار ہی اور ایک شخص دونون مین سے صریحاً یا دلالتاً بیع پر راضی ہو گیا تو دوسرا اسکو رد نہین کر سکتا ہی بلکہ امام اعظم رح کے نزدیک اُسکا خیار باطل ہو جائیگا اور صاحبین نے کہا کہ اپنے حصہ کی بیع رد کر سکتا ہی اور اسی طرح کا اختلاف خیار رویت اور خیار عیب مین بھی ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی کسی شخص نے ایک غلام دو شخصون سے ایک ہی صفقہ مین اس شرط پر خریدا کہ دونون بائعون کو خیار حاصل ہی پھر انمین کا ایک بیع پر راضی ہو گیا اور دوسرا راضی نہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک دونون پر بیع لازم ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی

چوتھی فصل

دونون باہم بیع کرنے والون کے شرط خیار کر لینے مین اختلاف کرنے کے بیان مین اگر دونون

بیع کرنے والے شرط خیار مین اختلاف کرین تو اُسکا قول لیا جائیگا جو خیار کی نفی کرتا ہو اور اگر دونون مدت خیار کی مقدار مین اختلاف کرین تو اُس شخص کا قول معتبر ہوگا جو کمتر وقت کہتا ہو اور اگر مدت کے گذرنے مین اختلاف کرین تو اُس شخص کا قول معتبر ہوگا جو اُسکے گذرنے کا منکر ہو یہ مبسوط مین لکھا ہو- اگر دونون نے شرط خیار مین اختلاف کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے تو خیار کے مدعی کے گواہ قبول ہونگے یہ ظہیریہ مین لکھا ہو- اگر خیار ایک کا تھا اور دونون نے اجازت یا فسخ مین مدت کے اندر اختلاف کیا تو قول اُسکا لیا جائیگا جسکو خیار تھا خواہ وہ فسخ کا دعوے کرے یا اجازت کا اور گواہ دوسرے کے لیے جائینگے اور اگر بعد مدت گذر جانے کے دونون نے اختلاف کیا تو جو شخص مدعی اجازت ہو اسی کا قول لیا جائیگا اور فسخ کے دعوے کرنے والے کے گواہ لیے جائینگے ولیکن اگر خیار دونون کا ہو اور مدت کے اندر بیع کے ٹوٹنے یا اجازت ہونے مین اختلاف کرین تو قول فسخ کے دعوے کرنے والے کا ہوگا اور گواہ دوسرے کے اور اگر بعد مدت گذرنے کے اختلاف کرین تو اجازت کے دعوے کرنے والے کا قول لیا جائیگا اور بیع ٹوٹنے کے دعوے کرنے والے کے گواہ لیے جائینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہ سب اُس صورت مین ہو کہ دونون کے گواہ کے بیان مین تاریخ نہو اور اگر دونون کے گواہ تاریخ کے ساتھ گواہی ادا کرین تو فسخ و اجازت دونون کے باب مین اُس شخص کے گواہ معتبر ہونگے جسکے گواہون کی تاریخ پہلے ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہو- امام محمد رح نے جامع کبیر مین فرمایا ہو کہ کسی شخص نے ایک غلام دو ہزار درم کو اس شرط پر بیچا کہ بائع کو تین دن تک خیار حاصل ہو اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا اور مدت گذر گئی پھر کسی ایک نے دونون مین سے یہ کہا کہ غلام تین دن کے اندر مر گیا تھا اور بیع ٹوٹ گئی اور قیمت واجب ہوئی اور دوسرے نے کہا کہ نہین وہ زندہ ہو اور بھاگ گیا ہو تو قول اُس شخص کا معتبر ہوگا کہ جو اُسکے زندہ بھاگ جانے کا دعوے کرتا ہو اور اگر دونون گواہ قائم کرین تو گواہ بھی اُسی شخص کے معتبر ہونگے جو اُسکے زندہ بھاگ جانے کا مدعی ہو یہ محیط مین لکھا ہو- اور اگر دونون اُسکے مرنے پر متفق ہون لیکن ایک کہے کہ وہ تین دن کے اندر مرا اور دوسرا کہے کہ تین دن کے بعد مرا تو قول اُسکا معتبر ہو جو تین دن کے اندر موت کا دعوے کرتا ہو اور گواہ دوسرے کے لیے جائینگے اور اگر دونون اس بات پر متفق ہون کہ غلام تین دن کے بعد مشتری کے قبضہ مین مرا ولیکن فسخ اور اجازت مین اختلاف کرین اور ایک اس بات پر گواہ قائم کرے کہ بائع نے تین دن کے اندر بیع توڑ دی تھی اور دوسرا گواہ قائم کرے کہ تین دن کے اندر اجازت دیدی تھی تو بیع ٹوٹنے کے دعوے کرنے والے کے گواہ لیے جاوینگے بعض فقہا نے کہا کہ یہ قیاس ہو اور بدلیل استحسان اجازت کے دعوے کرنے والے کے گواہ لیے جائینگے اور اگر دونون تین دن کے اندر مرنے پر اتفاق کرین اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بیع کی اجازت کے دعوے کرنے والے کے گواہ قبول ہونگے اور اگر ایک تین دن کے بعد موت کا اور تین دن کے اندر بائع کی اجازت کا دعوے کرے اور دوسرا تین دن کے اندر موت کا اور موت سے پہلے بائع کے بیع توڑنے کا دعوے کرے تو بیع ٹوٹنے کے دعوے کرنے والے کا قول لیا جائیگا اور گواہ دوسرے کے لیے جائینگے اور اگر ایک تین دن کے بعد موت کا اور تین دن کے اندر بائع کے بیع توڑنے کا دعوے کرے اور دوسرا تین دن کے اندر

موت کا اور موت سے پہلے بائع کی اجازت کا دعوے کرے تو بیع ٹوٹنے کے دعوے کرنے والے کا قول اور دوسرے کے گواہ لیے جائینگے اور یہی حکم رہیگا اگر دونون کا خیار ہو اور اسی طرح دونون اختلاف کرین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور نیز امام محمد رح نے جامع مین فرمایا ہی کہ اگر کسی نے ایک غلام اس شرط پر خریدا کہ بائع کو تین دن تک خیار حاصل ہی اور مشتری نے اسپر قبضہ کر لیا اور اُسکی قیمت ایک ہزار درم تھی پھر تین دن کے اندر اسکی قیمت بڑھکر دو ہزار درم ہو گئی پھر تین دن گذر گئے اور بائع نے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ تین دن کے اندر اُسکی قیمت دو ہزار درم ہو جانے کے بعد مشتری نے اُسکو خطا سے قتل کر ڈالا ہی اور مشتری نے انکار کرکے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ بائع نے اُسکو تین دن گذرنے کے بعد خطا سے قتل کر دیا ہی تو بائع کے گواہ قبول ہونگے اور اگر یہ صورت ہو کہ ایک نے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ غلام مشتری کے پاس تین دن کے اندر مر گیا ہی اور دوسرا گواہ لایا کہ بعد تین دن کے مرا ہی تو جو شخص تین دن کے بعد موت کا دعوے کرتا ہی اسی کے گواہ قبول ہونگے اور اگر ہم یہ حکم دین کہ قتل کی ضمان بائع کے واسطے واجب ہی تو بائع کو اختیار ہوگا کہ مشتری کے مددگار برادری سے ضمان لے لیوے لیکن اگر بائع یہ قصد کرے کہ جو قیمت غلام کی قبضہ کے دن تھی اُسکی ضمان مشتری سے لے تو اُسکو یہ نہین پہونچتا ہی اور اسی طرح اگر بائع گواہ لایا کہ فلان شخص نے اُس غلام کو تین دن کے اندر خطا سے قتل کیا ہی اور مشتری نے گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے یا دوسرے نے تین دن کے بعد اُسکو خطا سے قتل کیا ہی تو بھی بائع کے گواہ قبول ہونگے اور بائع کے واسطے یہ فیصلہ کیا جائیگا کہ قتل کے دن جو اُسکی قیمت تھی وہ قتل کرنے والے کی مددگار برادری سے لے لے اور اگر بائع مشتری سے قیمت کی ضمان لینا چاہے تو یہ اختیار اسکو نہوگا اور اگر مشتری گواہ قائم کرے کہ خود بائع نے اُسکو تین دن کے اندر قتل کیا ہی اور بائع گواہ لاوے کہ مشتری نے اُسکو تین دن کے بعد قتل کیا ہی تو بائع کے گواہ قبول ہونگے اور اگر بائع گواہ لایا کہ اس شخص اجنبی نے تین دن کے بعد اُسکو قتل کیا ہی اور مشتری نے گواہ قائم کیے کہ اس اجنبی یا دوسرے نے اُسکو تین دن کے اندر قتل کیا ہو تو بائع کے گواہ لیے جائینگے اور اگر اس صورت مین مشتری اس شخص پر قتل ثابت کرنا چاہیے کہ جسپر بائع نے یون گواہ قائم کیے ہین کہ اُسنے تین روز کے بعد قتل کیا ہی اور اس سے ضمان لینے کا ارادہ کرے تو یہ اختیار مشتری کو نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون اس بات پر متفق ہون کہ اس شخص نے اُسکو تین دن کے اندر غصب کر لیا ہی اور بائع تین دن کے اندر مرنے کا دعوے کرے اور مشتری تین دن کے بعد موت کا دعوے کرے تو مشتری کے گواہ لیے جائینگے اور اگر اسکا اُلٹا دعوے ہو تو بائع کے گواہ لیے جائینگے اور مشتری کو اختیار ہوگا کہ غصب کرنے والے سے قیمت کی ضمان لے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اسی طرح اگر غصب دو شخصون کی طرف سے واقع ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ جس شخص پر اُسنے غصب ثابت کیا ہی اُس سے ضمان لے اور اگر قتل یا موت پر جس صفت کے ساتھ ہمنے بیان کیا ہی گواہ قائم نہون تو اُس شخص کا قول لیا جائیگا کہ جو تین دن کے اندر قتل یا موت کا دعوی کرتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی

پانچوین فصل بعض بیع کے اندر خیار کی شرط کرنے کے اور عقد کرنے والے کے سوا دوسرے

کے واسطے خیار کی شرط کرنے کے بیان مین - اگر دو کپڑے یا دو غلام یا دو چوپائے اس شرط پر خریدے کہ مشتری کو دونون مین سے ایک مین تین دن تک خیار حاصل ہو یا اس شرط پر کہ بائع کو تین دن تک ایک مین خیار حاصل ہو تو اس مسئلہ کی چار صورتین ہین ایک صورت یہ ہو کہ جس چیز مین خیار رہی اُسکو معین نہ کرے اور ثمن بھی ہر ایک کا علیحدہ بیان نہوا ور دوسری صورت یہ ہو کہ جس چیز مین خیار رہی اُسکو معین کرے ولیکن ثمن ہر ایک کا بیان نہوا ور تیسری صورت یہ ہو کہ ثمن کے حصہ کا بیان ہو ولیکن جس چیز مین خیار رہی وہ معین نہوا ور ان تین صورتون مین دونون مبیع کی بیع فاسد ہو اور چوتھی صورت کہ جسمین دونون مین بیع جائز ہوتی ہو یہ ہو کہ جس چیز مین خیار ہو اُسکو معین کرے اور ثمن مین سے ہر ایک کا حصہ علیحدہ بیان ہو پس اس صورت مین ایک کی بیع قطعی طور سے جائز ہو اور دوسرے کی بیع خیار کے ساتھ پس جس شخص کے واسطے کہ خیار حاصل ہو اگر وہ اجازت دے یا مر جائے یا خیار کی مدت بدون بیع ٹوٹنے کے گذر جائے تو دونون کی بیع تمام ہو جائیگی اور مشتری کو دونون کا ثمن دینا لازم ہوگا اور دوسرے شخص کو ایک یا دونون کی بیع توڑنے کا اختیار نہین ہو یہانتک کہ ثمن ادا کرے یہ ینابیع مین لکھا ہو - اور اگر کوئی کیلی یا وزنی چیز یا ایک غلام اس شرط پر خریدا کہ مشتری کو اُسکے آدھے مین خیار حاصل ہو تو خرید صحیح ہو خواہ ثمن کی تفصیل بیان کی ہو یا نہ کی ہو اور بائع کے خیار ہونے یا مشتری کے خیار ہونے مین کچھ فرق نہین ہو پس اگر خیار مشتری کا ہو تو اُسکو اختیار ہو کہ جس آدھے مین اُسکو خیار حاصل ہو اُسکو واپس کرے اگرچہ اسمین بائع کے حق مین صفقہ کی تفریق لازم آتی ہو کیونکہ وہ اس تفریق پر راضی ہو گیا ہو یہ کافی مین لکھا ہو - اگر کسی شخص نے دوسرے سے دو غلام ہر غلام ہزار درم کے حساب سے خریدے اور بائع کے واسطے ایک مین معین کرکے خیار کی شرط کی حتےٰ کہ عقد جائز ہو گیا پھر مشتری نے کہا کہ مین اُس غلام کو جسمین خیار نہین ہو لیتا ہون اور اُسکا ثمن ادا کرتا ہون تو اُسکو یہ اختیار نہوگا اور اگر بائع نے چاہا کہ مشتری کل پورا ثمن ادا کرے اور مشتری نے انکار کیا تو اُسپر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر بائع نے یہ ارادہ کیا کہ جس غلام مین خیار نہین ہو وہ مشتری کے سپرد کرے اور اُسکا ثمن مشتری سے لے اور دوسرے غلام کے حق مین توقف کیا اور مشتری نے کہا کہ مین کچھ نہین لیتا ہون اور نہ تجکو کچھ ثمن دیتا ہون تاوقتیکہ تو دوسرے غلام کی بیع کی اجازت دے کہ مین دونون لے لون یا فسخ کر دے کہ مین اُس غلام کو جسکی بیع تمام ہو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لے لون تو اس بات کا مشتری کو اختیار رہوگا یہ محیط مین لکھا ہو - اور اگر بائع نے چاہا کہ دونون غلام مشتری کو دیکر دونون کا ثمن لیوے تو مشتری پر اسکا جبر نہ کیا جاویگا اور اگر مشتری نے ارادہ کیا کہ دونون غلام لیکر دونون کا ثمن ادا کر دون تو بدون رضامندی بائع کے اُسکو یہ اختیار نہین ہو اور اگر اس صورت مین خیار مشتری کا ہو اور وہ قصد کرے کہ جس غلام کی بیع تمام ہو اُسکو لیکر اُسکا ثمن ادا کرون اور بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع پر اس باب مین جبر نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر بائع نے یہ چاہا کہ جس غلام کی بیع تمام ہو اُسکو دیکر اُسکا ثمن حاصل کرون اور مشتری نے اس سے انکار کیا تو مشتری کو ہر طرح اختیار حاصل ہو اگر مشتری نے ارادہ کیا کہ مین دونون غلام لیکر اُنکا ثمن ادا کردون اور بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع پر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر بائع نے مشتری سے کہا کہ مین تجکو دونون غلام دیکر دونون کا ثمن لیتا ہون اور تو اپنے خیار پر باقی رہیگا تو مشتری پر اسکا جبر نہ کیا جائیگا

یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے ایک غلام خریدا اور کسی غیر کے واسطے تین دن کے خیار کی شرط کر لی تو مشتری اور غیر میں سے جو شخص بیع کی اجازت دیگا بیع جائز ہوجائیگی اور جو شخص فسخ کریگا فسخ ہوجائیگی پس بیع ایسی شرط کے [illegible] تینون امامون کے نزدیک استحساناً صحیح ہی یہ جامع صغیر مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے بیع فسخ کی پس اگر پہلا شخص معلوم ہو تو مقدم رکھا جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر دونون نے ایک ساتھ فسخ اور اجازت دی یعنی ایک نے فسخ کیا اور دوسرے نے معاً اجازت دی تو بیع کا فسخ اولی ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور نہر الفائق مین لکھا ہی کہ یہی اصح ہی انتہی۔ کسی شخص نے دوسرے کو حکم دیا کہ تو میرا غلام میری شرط خیار کے ساتھ کسی کے ہاتھ فروخت کرے پس اُسنے بدون خیار کے بیع قطعی کے ساتھ یا اپنے واسطے خیار کی شرط کر کے فروخت کیا تو بیع موقوف رہیگی اور اگر اُسنے حکم کی فرمانبرداری کر کے حکم دینے والے کے واسطے خیار کی شرط کی تو حکم کرنے والے کو اور جسکو حکم دیا ہی دونون کے واسطے خیار ثابت ہوجائیگا اور جو شخص دونون مین سے بیع کی اجازت دے یا توڑ دے تو صحیح ہی لیکن اگر مامور یعنی حکم کیا گیا شخص بیع کی اجازت دیگا تو اُسکا خیار باطل ہوجائیگا اور حکم کرنے والا اپنے خیار پر رہیگا اور باقی خیار اجازت رہیگا یہانتک کہ اس خیار کا کوئی وقت مقرر ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکو مطلق بیع کے واسطے حکم دیا یا حکم دیا کہ اپنی ذات کے واسطے خیار کی شرط کرے پھر اُسنے فروخت کیا اور حکم دینے والے یا کسی اجنبی کے واسطے خیار کی شرط کی تو خیار دونون کو ثابت ہوجائیگا کیونکہ پہلے یہ بات ثابت ہوچکی ہی کہ عقد کرنے والا اگر دوسرے کے واسطے خیار کی شرط کرے تو خود اُسکے واسطے بھی خیار ثابت ہوجاتا ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص کو حکم دیا کہ میرے واسطے خاص وہ غلام یا کوئی غلام خریدے اور اُسکو ثمن اور جنس سے آگاہ کر دیا حتے کہ وکالت صحیح ہوگئی اور اُس سے کہا کہ تو اپنے واسطے خیار کی شرط کرنا پس اُسنے خریدا اور اپنے واسطے یا حکم دینے والے یا اجنبی کے واسطے خیار کی شرط کی تو بیع حکم دینے والے پر نافذ ہوگی۔ اور اگر اُسنے حکم دیا تھا کہ میرے واسطے خیار کی شرط کرے اور اُسنے بلا خیار خریدا یا خیار کی شرط اپنے واسطے کی تو بیع حکم دینے والے پر نافذ نہوگی ولیکن مامور پر لازم ہوجائیگی اور اسی طرح اگر اُسکو حکم دیا تھا کہ اپنے واسطے خیار کی شرط کرنا اور اُسنے خریدنے مین اپنے خیار کی شرط نہ کی تو بیع حکم دینے والے پر نافذ نہوگی اور اگر اُسکو حکم دیا تھا کہ تو میرے واسطے خیار کی شرط کرنا اور اُسنے خرید مین حکم کے موافق اسی کے واسطے خیار کی شرط کی حتے کہ بیع حکم دینے والے پر نافذ ہوگئی پھر اس مامور نے خود بیع کی اجازت دیدی تو مامور کا خیار جاتا رہیگا اور حکم دینے والے کا خیار باقی رہیگا پس اگر اُسنے بیع کی اجازت دی تو غلام اسکا ہوگا اور اگر اُسنے بیع واپس کی تو غلام وکیل یعنی مامور کے ذمہ پڑیگا یہانتک کہ اگر بعد اُسکے غلام وکیل کے پاس مرجائے تو اُسکا مال تلف ہوگا اور اگر وکیل نے پہلے سے بیع کی اجازت نہ دی تھی یہانتک کہ حکم دینے والے نے اُس سے کہا کہ مجکو اسکی کوئی ضرورت نہین ہی تو غلام واپس کر دے پھر اس کہنے کے بعد غلام وکیل کے پاس مرگیا تو حکم دینے والے کا مال تلف ہوا اور اگر حکم دینے والے کے اس کہنے کے بعد کہ تو غلام واپس کر دے وکیل نے کہا کہ مین اس عقد سے راضی ہوا پھر غلام وکیل کے پاس مرگیا تو حکم دینے والے کا مال گیا اور اگر حکم دینے والے کے رد کرنے کے بعد وکیل نے

کسی شخص کے ہاتھ فروخت کردیا تو یہ بیع حکم دینے والے کی اجازت پر موقوف رہیگی پس اگر اُسنے دوسری بیع کی اجازت دیدی تو پہلی اور دوسری دونون بیع نافذ ہوجائینگی اور ملک موکل کے واسطے ثابت ہوجائیگی اور اگر دوسرے ثمن مین کچھ نفع ہو تو یہ نفع اُسکو حلال ہوگا اور اگر اُسنے دوسری بیع توڑدی تو وہی حال ہوجائیگا جو بیع ثانی سے پہلے تھا اور اگر دوسری بیع واقع ہونے کے بعد حکم دینے والے نے پہلی بیع توڑدی تو غلام مامور کے ذمہ پڑیگا لیکن جو بیع اس سے پہلے واقع ہوئی تھی وہ اسپر نافذ نہو گی پس اگر وکیل نے اسکے بعد از سر نو بیع کرلی تو نافذ ہوجائیگی اور اگر دوسرے ثمن مین کچھ نفع ہوگا تو وہ بھی اسکے واسطے حلال ہوجائیگا یہ محیط مین لکھا ہی- اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کے واسطے کوئی چیز اُسکے حکم سے خریدی اور حکم دینے والے کے حکم کے موافق اُسکے واسطے خیار کی شرط کی یہانتک کہ موافق قاعدہ کے حکم دینے والے اور وکیل دونون کو خیار ثابت ہوگیا بعد ازان بائع اور وکیل مین جھگڑا ہوا بائع نے کہا کہ حکم دینے والا بیع پر راضی ہوچکا ہی اور وہ اُسوقت موجود نہ تھا اور وکیل نے اس بات سے انکار کیا تو بدون قسم کے قول وکیل کا معتبر ہوگا اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہی کہ اس مسئلہ مین وکیل سے قسم لینے کے باب مین دو روایتین آئی ہین اور اصح روایت یہ ہی کہ وکیل سے قسم لیجائیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور وکیل کے قول کا اعتبار کرنا اسی وقت ہی کہ بائع نے اپنے دعوے پر گواہ قائم نہ کیے ہون اور اگر اُسنے اس بات پر گواہ قائم کردیے کہ حکم دینے والا بیع پر راضی ہوچکا ہی تو بیع حکم مؤکل ۱۲ دینے والے کو لازم ہوگی اگرچہ وہ موجود نہو اور اگر بائع سے اس بات پر گواہ قائم نہوے ولیکن وکیل ف نے اُسکے دعوے کی تصدیق کی کہ حکم دینے والا راضی ہوچکا ہی پھر حکم دینے والے نے مدت خیار کے اندر حاضر ہوکر راضی ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ مین نے بائع کے حضور مین بیع توڑدی ہی تو اس مسئلہ کا یون حکم مذکور ہی کہ خرید وکیل کے ذمہ پڑیگی اور حکم دینے والے پر لازم نہ آویگی سنتے کہ اگر حکم دینے والے نے ثمن وکیل کو نہین دیا ہی تو وکیل اس سے نہ لے سکیگا اور خرید وکیل کے ذمہ پڑنا اُسوقت ہی کہ حکم دینے والے نے یہ بات مدت خیار کے اندر کہی ہو اور اگر مدت خیار کے بعد کہے تو بیع اُسی کے ذمہ ہوگی اور وہ اپنے قول مین سچا نہ سمجھا جائیگا کیونکہ اُسنے ایسی بات کہی ہی کہ جسکا استیناف نہین کرسکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اگر باپ نے یا وصی یا مضارب یا شریک یا وکیل نے کسی نابالغ کی طرف سے بیع کی اور اپنے واسطے یا مشتری کے واسطے خیار کی شرط کی تو جائز ہی اور اگر نابالغ مدت خیار کے اندر بالغ ہوگیا تو خیار باطل ہوجائیگا اور بیع تمام ہوجائیگی یہ قول امام ابو یوسف کا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور امام محمد رح نے فرمایا ہی ظاہر الروایت مین کہ خیار اُس لڑکے کا ہوجائیگا پس اگر اُسنے مدت خیار کے اندر بیع کی اجازت دی تو جائز ہوگی اور اگر رد کردیا تو باطل ہوجائیگی یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی اور اگر مدت خیار کی گذر چکی تو بیع ف۵ نافذ ہوجائیگی یہ کافی مین لکھا ہی اگر مکاتب نے کوئی چیز فروخت کرکے اپنے واسطے خیار کی شرط کی پھر وہ تین دن کے اندر اپنی کتابت سے عاجز ہوا تو سب کے نزدیک بیع تمام ہوجائیگی اور یہی حال اس غلام کا ہی کہ جسکو تجارت کے واسطے اجازت دیگئی پھر اُسکے مالک نے تین دن کے اندر اسے مجبور کردیا تو خیار باطل ہوجائیگا یہ محیط مین لکھا ہی- اگر کسی نابالغ کے واسطے باپ یا وصی نے کوئی چیز بعوض قرضہ

ف۵ اصل مین ہی کہ لنقض البیع [illegible] تو رع [illegible] کا لفظ بکتابۃ نسخہ کی غلطی معلوم ہوتی ہی لہذا اسکا ترجمہ وہ لکھا ہو مذکور ہوا واللہ اعلم ۱۲ م

جو اپنے ذمہ لیا ہو خرید کی اور خیار کی شرط کرلی پھر لڑکا بالغ ہوا اور باپ یا وصی نے بیع کی اجازت دیدی تو بیع اُن دونون کے لیے جائز ہوگی اور لڑکے کو خیار حاصل رہیگا کہ اگر چاہے تو اجازت دے ورنہ فسخ کردے پس اگر اُسنے اجازت دی تو اُسکے حق مین بیع تمام ہوجائیگی اور اگر فسخ کی تو اُسکا حق جاتا رہیگا اور باپ یا وصی کے حق مین اجازت دینے کے سبب سے خرید صحیح ہوجائیگی اور اگر لڑکے نے کچھ اجازت نہ دی یہانتک کہ وصی راضی ہونے سے پہلے یا بعد راضی ہونے کے مرگیا تو اُس یتیم کو اپنا خیار باقی رہیگا اور اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ وصی نہین مرا بلکہ مدت خیار کے اندر یا اُسکے گذرنے کے بعد غلام وصی کے قبضہ مین مرگیا یا وصی کے راضی ہونے سے پہلے یا بعد راضی ہونے کے مدت خیار کے اندر اُس یتیم نے انتقال کیا تو بیع مشتری کے ذمہ پڑیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔

چھٹی فصل

خیار تعیین کے بیان مین واضح ہو کہ خیار تعیین قیمی[لہ] چیزون مین نہ مثلی چیزون مین استحساناً چار چیزون سے کم مین صحیح ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے۔ اور چار چیزون مین صحیح نہین ہے یہ کافی مین لکھا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ دو یا تین غلامون مین سے ایک کو یا دو یا تین کپڑون مین سے ایک کو اس شرط پر فروخت کرے کہ مشتری ایک پسند کرکے لے لیوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور خیار تعیین جیسا مشتری کی طرف جائز ہے ویسا ہی بائع کو بھی جائز ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے بحر الرائق مین لکھا ہے اور جب اسطرح کی بیع واقع ہوا اور اُن دونون پر مشتری قبضہ کرے تو دونون مین سے ایک مشتری کی ملک ہوکر ثمن کے عوض اُسکے پاس ضمانت مین ہوگی اور دوسری بائع کی ملک رہیگی کہ مشتری کے پاس امانت مین ہوگی یہ حاوی مین لکھا ہے۔ پھر بعضون نے اس خیار تعیین کے عقد کے ساتھ یہ شرط لگائی ہے کہ اُسمین خیار شرط بھی ہو اور یہ جامع صغیر مین مذکور ہے اور شمس الائمہ رح نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ شرط نہین ہے اور یہ جامع کبیر مین مذکور ہے اور فخر الاسلام کہتے ہین کہ یہی صحیح ہے کذا فی التبیین۔ اگر دونون خیار شرط مع خیار تعیین پر راضی ہوجائین تو خیار شرط کا بھی حکم ثابت ہوجائیگا اور وہ یہ ہے کہ ایک کو دونون کپڑون مین سے تین دن کے اندر رد کرنا جائز ہے اگرچہ یہ امر اُس کپڑے کے معین کرنے کے بعد ہو کہ جسمین بیع واقع ہوئی ہے۔ اور اگر دونون مین سے ایک کو رد کیا تو یہ رد بوجہ خیار تعیین کے ہوگا اور دوسرے کی بیع خیار شرط کے ساتھ ثابت رہیگی اور اگر کسی کے واپس کرنے اور معین کرنے سے پہلے تین دن گذرگئے تو خیار شرط باطل ہوجائیگا اور ایک کی بیع قطعی ہوجائیگی اور مشتری پر واجب ہوگا کہ ایک کو معین کرے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اور اگر خیار شرط کا ذکر نہ کیا تو خیار تعیین کے واسطے امام اعظم رح کے نزدیک تین دن کی مدت مقرر کرنا ضرور ہے اور صاحبین کے نزدیک کوئی مدت معلومہ ہونا چاہیے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر کوئی وقت مقرر نہ کیا اور خیار کو مطلق چھوڑ دیا تو کرخی رح فرماتے تھے کہ ایسی بیع جائز نہین ہے۔ اور جامع صغیر مین اِسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور ماذون مین ہے کہ شمس الائمہ حلوائی اور شمس الائمہ سرخسی اور فخر الاسلام علی بزدوی نے اسی قول کی طرف میل کیا ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر خیار تعیین کے ساتھ خیار شرط کی بھی شرط لگائی اور جسکو خیار حاصل تھا وہ مرگیا تو خیار شرط باطل ہوجائیگا یہانتک کہ وارث کو دونون چیزون کے رد کرنے کا

[لہ] قیمی وہ چیزین کہ جنکے نظائر بازارون مین [illegible] قیمت [illegible] اور مثلی وہ چیزین [illegible] بازارون مین [illegible] ۱۲ منہ

اختیار نہوگا اور یہ خیار تعیین وارث کو ثابت ہوجائیگا اور جب اُسنے دونون مین سے ایک کو اختیار کر لیا تو دوسری امانت ہوگی اور اگر خیار مشتری کا تھا اور قبضہ سے پہلے دونون مین سے ایک تلف ہوگئی تو تلف ہونے والی امانت کے واسطے اور باقی رہنے والی بیع کے واسطے متعین ہوجائیگی اور مشتری کو باقی مین اختیار رہیگا اگر چاہے لے یا واپس کرے اور اگر سب تلف ہوگئین تو بیع باطل ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اور اگر دو باقی رہین تو اُسکو اختیار ہے کہ دونون مین سے جسکو چاہے لے اور اگر نہ چاہے تو دونون کو ترک کر دے اور اگر سب تلف ہوجائین تو بیع باطل ہوجائیگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے - اور اگر دو مین سے ایک چیز قبضہ کے بعد تلف ہوجاوے تو تلف ہونے والی بیع کے واسطے متعین ہوگی اور باقی امانت ہے کہ اُسکو رد کر دے اور اگر دونون آگے پیچھے تلف ہوئین تو پہلے تلف ہونے والی اپنے تلف ہونے سے پہلے بیع کے واسطے متعین ہوگئی اور اُسکا ثمن دینا مشتری کو لازم ہے اور اگر دونون ساتھ تلف ہوگئین تو مشتری کو ہر ایک کا آدھا ثمن دینا لازم ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اور اسی طرح اگر دونون آگے پیچھے بھی ہلاک ہون ولیکن پہلے تلف ہونے والی معلوم نہو تو بھی ہر ایک کا آدھا ثمن دینا واجب ہے یہ نہایہ مین لکھا ہے - اگر بائع نے کہا کہ دونون مین سے بھاری ثمن والی ہلاک ہوگئی ہے اور مشتری نے کہا کہ نہین ہلکے دامون والی تلف ہوئی ہے تو قول مشتری کا لیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اور اگر فقط ایک نے دونون مین سے گواہ قائم کئے تو اسکے گواہ قبول ہونگے اور قسم ساقط ہوجائیگی اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو بائع کے گواہ قبول کیے جائینگے اور اگر دونون چیزون مین سے ایک چیز قبضہ سے پہلے بائع کے پاس عیب دار ہوگئے تو عیب دار بیع کے واسطے متعین نہوگی اور مشتری کو خیار رہیگا اگر چاہے تو عیب دار کو اُسکے پورے ثمن مین سے لیوے اور اگر چاہے تو دوسری کو لیوے اور اگر چاہے تو دونون کو چھوڑ دے اور اگر دونون چیزین عیب دار ہوجائین تو بھی یہی حکم ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے - اور اگر مشتری نے دونون پر قبضہ کر لیا اور اُسکے قبضہ مین ایک عیب دار ہوگئی تو یہ بیع کے واسطے متعین ہوگی اور دوسری امانت رہیگی اور اگر دونون عیب دار ہوجائین پس اگر آگے پیچھے عیب دار ہون تو پہلی مشتری پر لازم ہوگی اور دوسری بائع کو واپس کریگا اور نقصان عیب کی ضمان نہ دیگا یہ ینابیع مین لکھا ہے - اور اگر بائع اور مشتری پہلی عیب دار ہونے والی مین جھگڑا کرین تو اُسکی صورت وہی ہے جو پہلے ذکر ہوئی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے - اور اگر دونون ایک ساتھ عیب دار ہوجائین تو کوئی بیع کے واسطے متعین نہوگی اور اُسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اُسکے ثمن کے عوض سے لے اور اُسکو دونون کے رد کرنے کا اختیار نہوگا اور خیار شرط باطل ہوجائیگا اور اگر اس کے بعد دونون مین سے ایک کا عیب بڑھ جاوے یا ایک مین دوسرا عیب پیدا ہوجاوے تو یہی چیز بیع کے واسطے متعین ہوجائیگی یہ ینابیع مین لکھا ہے - اور اگر مشتری نے کسی ایک مین مالکانہ تصرف کیا تو اسکا تصرف جائز ہے اور وہ اُسی کا اختیار کرنے والا ہوجائیگا اور اُسکا ثمن اُسپر واجب ہوگا اور دوسری امانت کے واسطے متعین ہوجائیگی اور اگر بائع نے کسی ایک مین تصرف کیا تو اُسکا تصرف موقوف رہیگا اگر یہی چیز بیع کے واسطے متعین ہوئی تو اُسکا تصرف باطل ہوجائیگا اگر یہ امانت رہے تو اُسکا تصرف اسمین نافذ ہوجائیگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے - اور

اگر مشتری نے دونون مین تصرف کیا اور وہ دونون زندہ باقی ہین تو مشتری کو اپنا خیار باقی رہیگا پس جسکو نہ اختیار کرے اُسکو واپس کریگا ولیکن اُسکو دونون واپس کرنے کا اختیار نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری نے دونون کو فروخت کر دیا پھر دونون مین سے ایک کو اختیار کیا تو جسکو اختیار کیا ہی اُسکی بیع صحیح ہی اور اگر مشتری نے دونون کپڑون مین سے ایک کو رنگا تو وہی بیع کے واسطے متعین ہو گیا اور دوسرے کو واپس کرے اور اگر بائع نے دونون غلامون کو آزاد کر دیا تو جو اُسکو واپس ملیگا اُسکا آزاد کرنا صحیح ہی اور اگر اس غلام کو جسکو مشتری نے اختیار کیا ہی آزاد کر دیا تو صحیح نہین ہی اور اگر دو باندیون مین سے دونون کو مشتری نے اپنے تحت مین لا کر ام ولد بنایا تو پہلی بیع کے واسطے متعین ہو جائیگی اور دوسری کا عقر بائع کو دیگا اور دوسری کے بچہ کا نسب بسبب ملک نہونے کے مشتری سے ثابت نہوگا اور مشتری کو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے کہ دونون مین سے کسکو اُسنے پہلے ام ولد بنایا ہی پس اگر مشتری بیان کرنے سے پہلے مرگیا تو خیار تعیین وارثون کو ملیگا اور اگر وارثون کو پہلی دونون مین سے نہ معلوم ہوئی تو مشتری ہر ایک کے آدھے ثمن اور آدھے عقر کا بائع کے واسطے ضامن ہوگا اور دونون باندیان اپنی آدھی قیمت بائع کو کما کر دینگی اور یہ بھی روایت کیا گیا ہی کہ دونون کے بچے بھی اپنی آدھی قیمت بائع کو ادا کرنے کے واسطے سعی کرین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر بائع اور مشتری دونون نے دونون کے ساتھ وطی کی اور دونون کے بچہ پیدا ہوا اور ہر ایک بائع و مشتری نے دونون بچون کا دعوی کیا تو مشتری جس سے پہلے وطی کرنا بیان کرے اُسمین اُسکی تصدیق کیجائیگی اور وہ دوسری باندی کا عقر بائع کو دیگا اور دوسری باندی کے بچہ کا نسب بائع سے ثابت ہوگا اور بائع مشتری والی باندی کا عقر مشتری کو دیگا اور اگر بائع اور مشتری دونون بیان ہونے سے پہلے مرگئے اور مشتری کے وارثون کو دونون باندیون مین سے پہلی معلوم نہوئی تو دونون کی اولاد کا نسب کسی سے ثابت نہوگا اور باندیان مع اولاد سب آزاد ہو جائینگی اور مشتری دونون مین سے ہر ایک کا آدھا ثمن اور آدھا عقر بائع کو ضمان دیگا اور بائع آدھا عقر ہر ایک کا مشتری کو دیگا اور دونون مین باہم مقاصہ ہو جائیگا اور ان سب کے آزاد کرنے کے حق مین دونون شریک رہینگے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور دو کپڑون کی صورت مین اگر خیار بائع کا ہو اور باقی مسئلہ کی صورت وہی ہو جو مذکور ہوئی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ جس کپڑے کو چاہے مشتری کے ذمہ ڈالے اور مشتری کو ترک کرنے کا اختیار نہوگا کیونکہ اُسکی طرف سے بیع قطعی ہی اور بائع کو فسخ بیع کا اختیار ہی کیونکہ اُسکو دونون مین سے مبیع کے اندر اختیار ہی اور بائع کو دونون کے لازم کر دینے کا اختیار نہین ہی کیونکہ مبیع دونون مین سے ایک ہی ہی اور اگر قبضہ سے پہلے یا بعد دونون مین سے ایک تلف ہو گیا تو وہ بامانت مین تلف ہوا اور باقی مین بائع کو خیار رہی اگر چاہے تو اُسکی بیع لازم کرے ورنہ فسخ کر دے اور تلف ہونے والے کا لازم کر دینا اُسکے اختیار مین نہین ہی اور اگر قبضہ سے پہلے دونون تلف ہو جائین تو دونون کی بیع باطل ہو جائیگی اور اگر قبضہ کے بعد دونون تلف ہوے پس اگر آگے پیچھے تلف ہوے تو پیچھے تلف ہونے والے کی قیمت کی ضمان مشتری پر واجب ہی کیونکہ پہلا امانت مین تلف ہوا ہی اور اگر دونون ساتھ تلف ہوے تو مشتری کو ہر ایک کی آدھی قیمت دینا لازم ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر قبضہ سے پہلے یا بعد دونون یا ایک عیب دار ہو گیا تو بائع کا خیار اپنے حال پر باقی رہیگا اور اُسکو

اختیار رہے کہ جسکو چاہے مشتری کے ذمہ ڈالے پس اگر اُسنے بے عیب مشتری کو دیا تو مشتری کو اُسکے ترک کرنے کا اختیار نہین ہے اور اسی طرح اگر بعد قبضہ ہونے کے عیب دار دیا تو بھی ترک نہین کرسکتا ہے اور اگر قبضہ سے پہلے عیب دار دیا تو مشتری کو بھی اختیار ہے اگر چاہے تو لے ورنہ اُسکو ترک کردے یہ ینابیع مین لکھا ہے۔ اور اگر بائع نے عیب دار اُسکو دیا اور وہ راضی نہوا تو پھر اسکے بعد بائع کو اختیار نہین ہے کہ بے عیب اُسکے ذمہ واجب کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اور اگر بائع چاہے تو بیع فسخ کرکے دونون کو واپس لے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اس صورت مین اگر مشتری کے پاس دونون عیب دار ہوگئے ہون تو مشتری پر ہر ایک کے آدھی قیمت واجب ہوگی یہ ینابیع مین لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے دونون یا ایک مین تصرف کیا تو جائز نہین ہے اور اگر بائع نے ایک مین تصرف کیا تو جائز ہے اور دوسرا بیع کے واسطے خاص ہوجائیگا اور اُسکے تعین دوسرے کی بیع لازم کرنے اور فسخ کرنے کا اختیار رہے اور اگر بائع نے دونون مین تصرف کیا تو اُسکا تصرف دونون مین جائز ہے ولیکن بیع فسخ ہوجائیگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور واضح ہو کہ جس صورت سے خیار شرط ساقط ہوجاتا ہے اُسی سبب سے خیار تعیین بھی ساقط ہوتا ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ ابن سماعہ نے اپنے نوادر مین امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے دو کپڑے اس شرط پر خریدے کہ جو کپڑا پسند آئیگا وہ لے لیگا یعنے اگر پسند آیا تو یہ کپڑا دس درم کو اور اگر پسند آیا تو وہ کپڑا بیس درم کو لیگا اور اگر پسند آگئے تو دونون کو لے لیگا پھر اُسنے ایک کو رنگا اور اُسی کو اختیار کرلیا اور دوسرا واپس کردیا پس بائع نے کہا کہ تو نے وہ لیا ہے جسکا ثمن بیس درم ہے اور مشتری نے کہا کہ مین نے اُسکو اختیار کیا ہے کہ جسکا ثمن دس درم ہے تو ثمن کے باب مین مشتری کا قول مقبول ہوگا اور اگر مشتری نے کپڑے کی قمیص قطع کرالی اور اُسکو نہ سلایا پھر اُنھون نے ثمن کے باب مین باہم جھگڑا کیا تو بائع کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو جو ثمن مشتری کہتا ہے وہ لے لے اور اگر چاہے تو قطع کیا ہوا کپڑا لے لے اور اگر کپڑا قطع کرنے کے ساتھ کچھ اور بھی زیادہ کیا جیسے رنگ تو بائع کو کپڑا لینے کی کوئی راہ نہین ہے اور اُسکو اسی قدر ثمن ملیگا جسقدر مشتری اقرار کرتا ہے معلّے نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کسی سے دو کپڑے اس شرط پر لیے کہ ان مین سے ایک اسقدر معلوم ثمن کے عوض لے لونگا پھر اُنمین سے ایک ضائع ہوگیا اور دوسرے کو مشتری نے قطع کرالیا پھر مشتری نے کہا کہ مین نے جسکو قطع کرایا ہے اُسکو اختیار کرلیا تھا بعد اسکے دوسرا ضائع ہوگیا اور وہ میرے پاس امانت مین ضائع ہوا اور بائع نے کہا کہ ایسا نہین ہے بلکہ جو ضائع ہوا اُسکو تو نے اختیار کیا پھر تو نے دوسرا قطع کرایا ہے پس تجھپر اُس کپڑے کی جو قطع کرایا ہے قیمت چاہیے اور جو ضائع ہوا ہے اُسکا ثمن چاہیے ہے تو مشتری قطع کرائے ہوئے کی آدھی قیمت اور آدھے ثمن کا اور جو ضائع ہوا ہے اُسکے آدھے ثمن کا ضامن ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور واضح ہو کہ خیار تعیین بیع فاسد مین بھی جائز ہے صرف اتنا فرق ہوگا کہ بیع فاسد مین جو بیع کے واسطے متعین ہو اُسکی قیمت دینی چاہیے اور باقی حال ویسا ہی ہے جیسا ہمنے بیع جائز مین بیان کیا ہے پس اگر دو غلام بیع فاسد کے طور پر خریدے اور وہ دونون ایک ساتھ مرگئے تو مشتری ہر ایک کی آدھی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر مشتری نے دونون کو آزاد کردیا تو ایک آزاد ہوگا اور اُسکا معین کرنا مشتری کے اختیار مین ہے اور اگر کسی ایک کو معین کرکے آزاد کردیا

بیع کردیا تو جائز ہی اور اُسپر اُسکی قیمت دینی واجب ہوگی اور دوسرکا آزاد کرنا بائع اور مشتری کسی کی طرف سے جائز نہین ہی اور اگر بائع نے ان دونون مین سے کسی کو معین کرکے آزاد کردیا پھر اسی معین کو مشتری نے آزاد کیا یا بیع کے واسطے معین کیا یا وہ مرگیا تو بائع کا آزاد کرنا باطل ہوگا اور اگر وہی بائع کو واپس دیا گیا تو اُسکا آزاد کرنا صحیح ہی اور اگر بائع نے دونون کو آزاد کردیا تھا اور دونون بائع کو واپس دیے گئے تو ایک آزاد ہوگا اور اُسکا معین کرنا بائع کے اختیار مین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی

ساتوین فصل

جو چیز بشرط خیار خریدی گئی تھی اُسکی تعیین مین واپس کرنے کے وقت اختلاف کرنے کے بیان مین اور بیع بشرط خیار کے جرم اور اسکے متعلق کے بیان مین - ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز تین دن کے خیار شرط پر خرید کرکے قبضہ کرلیا پھر بحکم خیار بائع کو پھیر دینے کے واسطے لایا پس بائع نے کہا کہ یہ وہ نہین ہی جو مین نے تیرے ہاتھ فروخت کی تھی اور مشتری نے کہا کہ یہ وہی ہی تو مشتری کا قول قسم لیکر معتبر ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر اس صورت مین مبیع پر قبضہ نہوا تھا اور مشتری نے ایک معین چیز مین جو بائع کے پاس موجود ہی بیع کی اجازت دینے کا قصد کیا اور بائع نے کہا کہ مین نے یہ تیرے ہاتھ نہین بیچی ہی اور مشتری نے کہا کہ نہین تو نے یہی فروخت کی ہی تو امام محمد رہ نے اس صورت کو کسی کتاب مین ذکر نہین کیا اور فقہا نے کہا ہی کہ اس صورت مین قول بائع کا معتبر ہونا چاہیے یہ جو مذکور ہوا اس صورت مین ہی کہ مشتری کا خیار ہو لیکن اگر خیار بائع کا ہو اور مبیع پر قبضہ ہوچکا ہو اور مشتری مدت خیار کے اندر مبیع کو بائع کے واپس کرنے کے واسطے لاوے اور بائع یہ کہے کہ یہ وہ نہین ہی جو مین نے تیرے ہاتھ فروخت کی اور تو نے مجھسے اپنے قبضہ مین لی اور مشتری کہے کہ یہ وہی ہی جو تو نے میرے ہاتھ فروخت کی اور میرے قبضہ مین دی ہی تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر مبیع پر قبضہ نہوا ہو اور بائع کسی معین مبیع مین بیع کے لازم کرنے کا قصد کرے اور مشتری کہے کہ مین نے اسکو نہین خریدا ہی تو ذکر کیا گیا ہی کہ اس صورت مین قسم کے ساتھ قول مشتری کا معتبر ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی امام محمد رہ نے فرمایا ہی کہ کسی شخص نے ایک غلام تین دن کے خیار کی شرط پر فروخت کیا اور مدت خیار کے اندر اس غلام نے کسی کو خطا سے قتل کر ڈالا پھر اسکے مالک نے آگاہ ہوکر باوجود آگاہی کے بیع کی اجازت دیدی تو اس اجازت سے وہ فدیہ دینے کو اختیار کرنے والا نہو جائیگا اور اجازت دینا صحیح ہی اور مشتری کو خیار حاصل ہوگا اسواسطے کہ غلام بائع کی ضمان مین عیب دار ہوگیا پس اگر مشتری نے اسکا لینا اختیار کیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ چاہے اُس غلام کو دے یا اُسکا فدیہ دے اور اگر مشتری نے بیع توڑنا اختیار کیا تو بائع کو بھی غلام کے دینے یا فدیہ دینے مین اختیار رہی اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ یہ خطا غلام سے بائع کے قبضہ مین صادر ہوئی ہی اور اگر مشتری کے قبضہ مین صادر ہوئی ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بائع کو اُسکا خیار باقی رہیگا پس اگر اُسنے اجازت دی تو بیع جائز ہوگی اور عقد کے وقت سے مشتری کی ملک ثابت ہوجائیگی پھر مشتری کو غلام یا فدیہ دینے کا اختیار ہوگا اور اگر خیار مشتری کا ہو اور غلام سے بائع کے قبضہ مین یہ خطا صادر ہوئی تو مشتری کو خیار عیب حاصل ہوجائیگا اور خیار شرط بھی باقی رہیگا پس اگر مشتری نے لینا اختیار کیا تو وہ غلام کے دینے یا فدیہ دینے مین مختار ہوگا اور اگر اُسنے بیع توڑدی تو بائع کو غلام کے دینے یا فدیہ دینے کا اختیار ہی

اور اگر مشتری کے قبضہ مین مدت خیار کے اندر اُس غلام نے خطا کی تو اُسکو بائع کو واپس کرنے کا اختیار نہوگا لیکن اگر مدت خیار کے اندر اُسکا فدیہ دیدے تو خیار کی شرط کی وجہ سے اُسکو واپس کرسکتا ہی کیونکہ جو عیب آگیا تھا وہ جاتا رہا اور اگر اُسنے فدیہ نہ دیا اور غلام کا دینا اختیار کیا تو خیار شرط ساقط ہوجائیگا اور جسوقت اُسنے خطا کے بدلے غلام کے دینے کا اقدام کیا اُسی وقت ملکیت مشتری کی غلام مین مقرر ہوگئی پس اُسپر ثمن واجب ہوگا کسی نے ایک گھر بائع یا مشتری کے واسطے خیار کی شرط کرکے یا قطعی بیع کے ساتھ خریدا پھر اُس گھر مین کوئی شخص مقتول پایا گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک ہر حال مین اُس مکان کے فی الحال قابض کی مددگار برادری پر دیت واجب ہوگی اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک اگر بیع تمام ہو تو مشتری کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اگر بیع مین خیار ہو تو فسخ یا اجازت کے سبب سے جس شخص کا وہ گھر ہوجائیگا اُسکی مددگار برادری پر واجب ہوگی پھر صاحبین کے قول کے موافق اگر بیع قطعی ہو اور گھر مشتری کے قبضہ مین ہو یہانتک کہ دیت مشتری کے مددگار برادری پر واجب ہوجاے تو کتاب مین پھر اسکا ذکر نہین ہی کہ مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا یا نہوگا اور واجب یہ ہی کہ خیار نہ حاصل ہو اسواسطے کہ گھر مین کوئی شخص مقتول پایا جانا حقیقۃً یا اعتبارًا کوئی ایسا عیب نہین ہی کہ جو گھر مین سرایت کرگیا ہو اسواسطے کہ جرم قتل کی ضمان مین اس گھر پر کوئی استحقاق نہین ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی

ساتوان باب - خیار رویت کے بیان مین اور اسمین تین فصلین ہین

فصل اول - خیار رویت کے ثبوت اور اُسکے احکام کے بیان مین - جس چیز کو نہ دیکھا ہو اُسکی خرید جائز ہی یہ حاوی مین لکھا ہی - اور مسئلہ کی صورت یہ ہی کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میری دامن مین جو کپڑا ہی اور اُسمین ایسی ایسی صفت ہی وہ مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا یا کہا کہ جو موتی میری مٹھی مین ہی اُسکو فروخت کیا خواہ اُسکی صفت بیان کی یا نہ کی اور جیسے کہا کہ مین نے یہ باندی کہ جسکے چہرہ پر نقاب پڑی ہوئی تھی تیرے ہاتھ فروخت کی - اور اگر یون کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ جو کچھ میری دامن یا مٹھی مین ہی فروخت کیا تو اسطرح کی بیع آیا جائز ہی یا نہین اسکا ذکر مبسوط مین نہین ہی اور عامہ مشائخ نے کہا کہ اطلاق جواب یعنے مطلقًا بدون دیکھی چیز کی خرید جائز ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ یہ بیع بھی ہمارے نزدیک جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی جس شخص نے کوئی نہ دیکھی ہوئی چیز خریدی تو اُسکو دیکھنے کے وقت اختیار ہی خواہ اُسکو پورے ثمن مین سے لے اور اگر چاہے تو واپس کردے خواہ اُسنے اُسی صفت پر پایا ہو کہ جو اُس سے بیان کی گئی تھی یا اُس صفت کے برخلاف پایا ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - خیار رویت حکمًا ثابت ہوجاتا ہی کچھ شرط کی ضرورت نہین ہی یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی - اور خیار رویت دونون بدل مین ملکیت ثابت ہونے سے منع نہین کرتا ہی ولیکن بیع لازم ہوجانے سے منع کرتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور دیکھنے سے پہلے صراحۃً ساقط کرنے سے ساقط نہین ہوتا ہی اور دیکھنے کے بعد اسطرح ساقط کرنے سے ساقط ہوتا ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور عامہ مشائخ کے نزدیک فسخ کردینے کا اختیار رہے اگرچہ نہ دیکھ لیا ہو اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی - اور اگر دیکھنے سے پہلے بیع کی اجازت دیدی تو جائز نہوجائیگی اور اُسکا خیار رویت

اپنے حال پر باقی رہیگا پس جب اُسکو دیکھے تو اُسکو اختیار رہی اگر چاہے تو لے لے ورنہ واپس کر دے یہ مضمرات مین لکھا ہی- اور جسطرح مشتری کے واسطے خیار رویت بیع مین ثابت ہوتا ہی اسی طرح اگر ثمن عین ہو تو بائع کے واسطے بھی ثابت ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اور خیار رویت کے ثابت ہونے کی شرط یہ ہی کہ مبیع اس قسم کی ہو جو معین کرنے سے متعین ہوتی ہی اور اگر اس قسم کی چیز ہی کہ جو متعین نہین ہوتی تو اسمین یہ خیار ثابت نہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی- اور ناپ اور تول کی چیزین اگر عین ہون تو وہ بمنزلہ اعیان کے ہین اور اسی طرح چاندی اور سونے کے پتر اور برتن اور خیار رویت اُن چیزون مین کہ جنکا بطور قرض کے مالک ہو جیسے بیع سلم مین مسلم فیہ کا مالک ہوتا ہی تو یہ خیار ثابت نہین ہوتا ہی اور درم اور دینار مین بھی ثابت نہین ہوتا ہی خواہ وہ نقد عین ہون یا قرض ہون اور ناپ اور تول کی چیزین اگر معین نہون تو وہ مثل درم اور دینار کے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اور یہ خیار تمام اُن عقدون مین ثابت ہوتا ہی جو واپس کرنے سے فسخ ہو سکتے ہین جیسے اجارہ یا مال کے دعوے سے صلح یا بٹوارہ یا خرید وغیرہ یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی- اور ہر عقد مین کہ جو واپس کرنے سے فسخ نہین ہوتا ہی جیسے کہ مہر یا خلع کا عوض یا عمداً خون کرنے سے صلح کرنے کا عوض اور مانند اسکے جنمین کہ واپس کی ہوئی چیز اپنی ذات سے ضمانت مین رہتی ہی اور اپنے بدلے کے عوض ضمانت مین نہین ہوتی ہی یہ خیار ثابت نہین ہوتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- استروشنی نے فوائد بعض الائمہ مین ذکر کیا ہی کہ مین نے ائمہ بخارا سے اس بات کا فتوے لیا کہ خیار رویت اور خیار عیب بیع فاسد مین ثابت ہوتے ہین یا نہین اُنھون نے جواب دیا کہ ثابت ہوتے ہین یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی- اور مشائخ نے باہم اختلاف کیا کہ خیار رویت مطلق ہی یا اُسکا وقت معین ہوتا ہی تو بعضون نے کہا کہ دیکھنے کے بعد جتنے وقت مین فسخ بیع کرنا ممکن ہو اُسی وقت تک وقت معین ہی اور اگر دیکھنے کے بعد فسخ کرنے کا وقت ملے اور وہ فسخ نہ کرے تو خیار رویت ساقط ہو جائیگا اگرچہ اسوقت تک اُس سے اجازت بیع کی صراحۃً یا دلالۃً نہ پائی گئی ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور مختار یہ ہی کہ اُسکا کوئی وقت مقرر نہین ہی بلکہ جب تک کوئی ایسا امر نہ پایا جاوے جو خیار رویت کو باطل کرتا ہی اُسوقت تک باقی رہتا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی- اور بحر الرائق مین ہی کہ یہی صحیح ہی انتہے- اور تاوقتیکہ مشتری کے جانب سے خیار رویت ساقط نہو جاوے بائع کو مشتری سے ثمن کے مطالبہ کرنے کا اختیار نہین ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور خیار رویت مین میراث جاری نہین ہوتی ہی یہانتک کہ اگر مشتری دیکھنے سے پہلے مرجاوے تو اُسکے وارثون کو واپس کرنے کا اختیار نہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی- اگر کوئی ایسی چیز فروخت کی کہ جسکو اُسنے نہین دیکھا تھا جیسے کسی چیز کا وارث ہوا اور اُسکو نہ دیکھا یہانتک کہ اُسکو فروخت کر دیا تو امام اعظم رحکے دوسرے قول کے موافق بیع جائز ہی اور اُسکو خیار نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- اگر کسی معین چیز کو بعوض نقد معین کے کہ جسکو اُسنے نہین دیکھا اور بعوض قرض کے فروخت کیا اور پھر اُس معین کو دیکھکر واپس کیا تو اُس معین کے حصہ کی بیع ٹوٹ جائیگی اور قرض کے حصہ کی بیع نہ ٹوٹیگی کیونکہ اُسکو قرض کے حصہ مین خیار رویت نہ تھا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اگر کسی نے ایسی چیز خریدی کہ جسکو دیکھ چکا ہی پس اگر وہ متغیر ہو گئی ہی تو اُسکو خیار رہوگا اور اگر نہ متغیر ہوئی

توخیار نہوگا لیکن خریدتے وقت اگر اُسکو یہ بات نہ معلوم ہوئی کہ مین نے اسکو پہلے دیکھا ہی تو اُسکو خیار ثابت ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی - اور اگر متغیر ہونے مین دونون نے اختلاف کیا اسطرح کہ مشتری نے کہا کہ متغیر ہوگئی ہی اور بائع نے کہا کہ متغیر نہین ہوئی ہی تو قسم کے ساتھ بائع کا قول لیا جائیگا اور مشتری کو گواہ قائم کرنے چاہیے اور بائع کے قول کا اعتبار کرنا اُسی صورت مین ہی کہ مدت اسقدر قریب ہو کہ جس سے معلوم ہوتا ہو کہ اتنی مدت مین ایسی چیز متغیر نہین ہوتی ہی اور اگر زیادہ مدت گذر گئی جیسے کہ ایک باندی کو اسکے شباب کے حالت مین دیکھا تھا پھر اُسکو بیس برس کے بعد خریدا اور بائع نے دعوے کیا کہ وہ متغیر نہین ہوئی تو قول مشتری کا لیا جائیگا یہ کافی مین لکھا ہی - اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور اگر اسطرح اختلاف کیا کہ بائع نے مشتری سے کہا کہ تو نے خریدتے وقت اسکو دیکھا ہی اور مشتری نے کہا کہ مین نے نہین دیکھا ہی تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول لیا جائیگا یہ بدائع مین لکھا ہی اگر خریدی ہوئی چیز محدود تھی اور مشتری نے اس محدود پر قبضہ کر لینے کا اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے اُسکی تمام مدین نہین دیکھی تھین تو اُسکا قول قبول نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی ہمارے اصحاب حنفیہ نے فرمایا ہی کہ اگر دونون مین اختلاف ہو اور بائع دعوے کرے کہ یہ وہ نہین ہی جو مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا اور مشتری کہتا ہی کہ یہ وہی ہی جو تو نے میرے ہاتھ فروخت کیا تو مشتری کا قول لیا جائیگا اور اسی طرح ہر جگہ کہ جسمین صرف مشتری کے کہنے سے عقد ٹوٹ جاتا ہو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور جہان کہین صرف مشتری کے کہنے سے بدون بائع کی رضا مندی یا حکم حاکم کے عقد نہین ٹوٹتا ہی تو وہان قول بائع کا معتبر ہوگا یہ اقطع کی شرح قدوری مین لکھا ہی کسی شخص نے ایک ذبح کی ہوئی بکری کی کھال کھینچنے کے پہلے اُسکا اوجھ خریدا تو جائز ہی بخلاف اس صورت کے کہ خربوزہ تراشنے سے پہلے اُسکے بیج خریدے تو جائز نہین ہی اگرچہ بائع اُسکے کاٹنے پر راضی ہو جاوے اور جبکہ اُوجھ کی خرید کھال کھینچنے سے پہلے جائز ہوئی تو بائع پر اُسکا نکالنا واجب ہوگا اور مشتری کو خیار رویت حاصل ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور اگر ذبح کرنے سے پہلے اُوجھ خریدا تو جائز نہین ہی یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی - اگر ایک ہروی کپڑے کی گٹھری دیکھی اور اُسکو قبول کر لیا پھر گٹھری کے مالک نے اُسمین سے ایک کپڑا کاٹ لیا پھر اُسکو آگاہ کر دیا کہ مین نے اسمین سے ایک کپڑا کاٹ لیا ہی مگر اُس کپڑے کو اُس کو نہ دکھلایا یہانتک کہ جو کچھ گٹھری مین ہی وہ اس شخص نے خرید لیا تو اسکو خیار رویت حاصل ہوگا اسی طرح اگر کسی شخص نے دو کپڑے بیع کے واسطے پیش کیے پھر ایک کو ایک رومال مین لپیٹ دیا پھر مشتری کے پاس آیا اور بدون دیکھنے کے مشتری نے اس سے خرید لیا اور یہ نجانا کہ یہ اُن دونون مین سے کون کپڑا ہی تو اُسکو بروقت دیکھنے کے خیار حاصل ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی - اور اگر بائع دونون کپڑون کو ایک ایک رومال مین لپیٹ کر مشتری کے پاس لایا اور کہا کہ یہ وہی دونون کپڑے ہین کہ جو مین نے تیرے سامنے کل کے دن پیش کیے تھے پس مشتری نے کہا کہ مین نے یہ کپڑا دس درم کو لیا اور یہ دوسرا بھی دس درم کو لیا اور خرید کے وقت اُنکو نہ دیکھا تو اُسکو خیار رویت حاصل نہوگا اور اگر دونون کو مختلف ثمن کے ساتھ خریدا اسطرح کہ کہا یہ مین نے بیس درم کو خریدا اور یہ دوسرا کپڑا دس درم کو خریدا تو اُسکو خیار رویت حاصل ہوگا اور اگر مشتری نے کہا کہ مین نے اِن دونون مین سے

اور علیحدہ کرنے ۱۲ منہ

ایک کو بیس درم کو لیا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کونسا کپڑا ہی تو یہ بیع فاسد ہی یہ محیط میں لکھا ہی۔ اور منتقی میں مذکور ہی۔ اگر
کسی شخص کے سامنے ایک گٹھری ہراتی کپڑوں کی پیش کی اور اُسنے ہر کپڑے کو دیکھکر پھر گٹھری کے مالک نے
ایک کپڑا اسمیں سے نکال کے ایک رومال میں لپیٹا اور اُس کپڑے کو اُس شخص نے جسکے سامنے گٹھری پیش کی
تھی خرید لیا تو اُسکے دیکھنے کے وقت مشتری کو خیار حاصل ہوگا اگرچہ گٹھری کے مالک نے بیان کیا ہو کہ یہ کپڑا اُسی گٹھری کا ہی
یہانتک کہ اسطرح بیان کرے کہ جس سے وہ اُس کپڑے کو معین طور پر پہچان سکے یہ ذخیرہ میں لکھا ہی۔ اگر
ایسی کوئی چیز خریدی کہ جسکو دیکھ چکا ہی اور خریدتے وقت اُسکو نہ پہچانا جیسے کہ کوئی کپڑا کسی شخص کے ہاتھ میں دیکھا
تھا پھر اُس کپڑے والے نے اُسکو ایک رومال میں لپیٹ کر اس شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور اُسنے نہ جانا کہ
یہ وہی کپڑا ہی یا کوئی باندی کسی شخص کے پاس دیکھی تھی پھر اسکو نقاب ڈالے ہوئے اُسی کے پاس دیکھکر اُس سے
خریدی اور یہ نہ جانا کہ یہ وہی باندی ہی تو اُسکو پھیر دینے کے وقت خیار حاصل ہوگا یہ محیط میں ہی اگر ایک پکھال کا پانی خریدا
تو اُسکا دیکھنے کے وقت خیار حاصل ہوگا اسواسطے کہ بعض پانی بعض پانی سے اچھا ہوتا ہی اسی طرح اگر پانی کے
خریدنے میں شرط کی تھی کہ دجلہ کا ہو اور وہ دجلہ کا نکلا تو بھی خیار حاصل ہوگا اسواسطے کہ بعض جگہ بعض سے اچھی ہوتی ہی
یہ محیط سرخسی میں لکھا ہی۔ اور خیار رویت تمامیت صفقہ کا مانع ہی یہانتک کہ اگر کسی نے دوسرے سے ایک گٹھری زطی
کپڑے کی خریدی اور اُسکو نہ دیکھا اور اُسپر قبضہ کر لیا اور اُسکے کسی کپڑے میں کچھ عیب پیدا ہو گیا تو اُسکو خیار رویت
کی وجہ سے اُسمیں سے کچھ واپس کرنے کا اختیار نہیں ہی یہ ذخیرہ میں لکھا ہی۔ اگر بعضی مبیع کے سو بعضی میں بیع کی اجازت
دیدی جیسے کہ دو کپڑے یا دو غلام یا اُسکے مانند خریدے اور قبضہ کرنے کے بعد اُنکو دیکھکر ایک کو پسند کرکے کہا کہ میں نے
اسکو پسند کر لیا تو بیع تمام لازم ہو جائیگی اور خیار اپنے حال پر باقی رہیگا یہ محیط میں لکھا ہی۔ اگر دو چیزیں خریدیں اور اُنکو
دیکھکر پھر ایک پر قبضہ کر لیا تو یہ راضی ہونے میں شمار ہی یہ ابن رستم نے امام اعظم رح سے روایت کی ہی اور ایک
کا دیکھنا دونوں کے دیکھنے کے مثل نہیں ہی مگر اُسی صورت میں کہ جسکو دیکھا تھا اُسپر قبضہ کرکے اُسکو تلف کر دیا تو
اُسوقت میں اسکو بیع لازم ہوگی اور اسمیں امام ابو یوسف رح کا خلاف ہی یہ ظہیریہ میں لکھا ہی۔ دو شخصوں نے
ایک ایسی چیز خریدی کہ جسکو دونوں نے نہیں دیکھا ہی اور دونوں نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر دونوں نے اسکو دیکھا
پھر ایک نے اسکو پسند کیا اور دوسرے نے اُسکے واپس کرنے کا ارادہ کیا تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار
نہیں ہی مگر اُس صورت میں کہ دونوں کی رائے واپس کرنے پر متفق ہو جاوے اور یہ قول امام اعظم رح کا ہی
اسی طرح اگر بائع دو ہوں اور مشتری ایک ہو اور خیار دونوں بائعوں کو حاصل ہو اور ایک اُنمیں سے
بیع توڑ دے اور دوسرا اجازت دے تو بیع جائز نہوگی تاوقتیکہ دونوں کی رائے اجازت پر متفق نہو۔ اور اگر
دو شخصوں نے ایک باندی خریدی کہ اُنمیں سے ایک اُسکو پہلے دیکھ چکا تھا پھر دونوں نے اُسپر قبضہ کر لیا اور
جس نے نہیں دیکھا تھا اُسنے اُسکو دیکھا اور دونوں کی رائے اُسکے واپس کرنے پر متفق ہوئی تو دونوں اُسکو
واپس کر سکتے ہیں اور اگر یہ صورت ہوئی کہ جس نے اُسکو دیکھا تھا اُسنے دوسرے کے واپس کرنے سے پہلے
کہا کہ میں راضی ہوا اور میں نے بیع نافذ کر دی تو جس شخص نے کہ نہیں دیکھا تھا اُسکو تمام بیع کے واپس کر دینے
کا اختیار رہیگا اور شریک کا راضی ہونا بمنزلہ اُسکی رویت کے ہوگا یہ محیط میں لکھا ہی۔ اگر کسی نے دو کپڑوں

ع یعنی اسکو دیکھکر [illegible]
یعنی جس میں بعض [illegible]
یعنی [illegible]

کہ رویت سے کچھ فائدہ نہوا ۱۲ م

مین سے ایک کو دیکھا اور دونون کو خرید لیا پھر دوسرے کو دیکھا تو اسکو دونون کے واپس کرنے یا لے لینے کا اختیار ہے یہ کافی مین لکھا ہے اگر کسی نے ایک ایسی گٹھری زطی کپڑون کی خریدی کہ جسکو اُس نے نہین دیکھا ہے پھر انمین سے ایک کپڑا پہنا تو کل گٹھری مین اسکا خیار باطل ہو گیا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اور خیار رویت کی وجہ سے رد کرنا قبضہ سے پہلے اور قبضہ کے بعد بیع کا فسخ کرنا ہے اسمین قاضی کے قضا اور بائع کی رضا کی حاجت نہین ہے اور صرف اتنے کہنے سے کہ مین نے واپس کیا بیع فسخ ہو جائیگی مگر بائع کی بدون آگاہی کے امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک واپس کرنا صحیح نہین ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر قبضہ کر لیا اور پھر اسکو دیکھا تو اسکو خیار حاصل رہیگا تاوقتیکہ وہ اجازت نہ دے یا اسکی طرف سے کوئی ایسی بات نہ پائی جاوے جو رضامندی پر دلالت کرتی ہے یہ تبیین مین لکھا ہے - اور خیار رویت مین بعد دیکھنے کے بائع کے حاضر ہونے یا نہ ہونے آگاہ ہو یا نہ ہو دونون صورتون مین سب کے نزدیک رضامندی صحیح ہو جاتی ہے اور رضامندی کی دو صورتین ہین ایک رضامندی صریح طور سے جیسے اسنے یہ کہدیا کہ مین اس سے راضی ہوا یا مین نے بیع کی اجازت دی اور دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی ایسی بات کرے جس سے رضامندی پائی جاوے جیسے خریدنے کے بعد اسکو دیکھکر اُسپر قبضہ کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - اور عیب دار ہونے یا تصرف کرنے سے کہ جنسے خیار شرط باطل ہو جاتا ہے انھین سے خیار رویت بھی جاتا رہتا ہے پھر اگر ایسا تصرف ہو کہ جسکے سبب سے کسی غیر کا کچھ حق واجب ہو جاتا ہے جیسے کہ مطلقاً بیع کی مثلاً (یعنے اسمین اپنی ذات کے واسطے خیار کی شرط نہ لگائی) یا رہن کیا یا اجارہ پر دیا تو خیار رویت دیکھنے سے پہلے اور بعد دیکھنے کے دونون صورتون مین باطل ہو جاتا ہے یہ کافی مین لکھا ہے - اگر مشتری نے دیکھنے سے پہلے اور قبضہ کرنے کے بعد فروخت کر دیا پھر بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے یا ایسے سبب سے کہ جو ہر طرح سے فسخ مین شمار ہے اُسکو واپس دیا گیا اور رہن چھوٹ گیا اور اجارہ ٹوٹ گیا تو خیار رویت عود نہ کریگا اور یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور اگر کوئی ایسا تصرف کیا کہ جس سے غیر کا حق متعلق نہوا جیسے بیع اپنی ذات کے واسطے خیار کی شرط کر کے فروخت کی یا ہبہ کر کے سپرد نہ کی یا بیع کے واسطے پیش کی تو خیار رویت باطل نہو گا اور اگر مبیع مین اس قسم کے تصرفات دیکھنے کے بعد کریگا تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا یہ کفایہ مین ہے اور اگر بعض مبیع کو دیکھنے کے بعد بیع کے واسطے پیش کیا تو امام محمد کے نزدیک اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ باطل نہو گا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے اور صحیح قول امام ابو یوسف رح کا ہے یہ بدائع مین لکھا ہے - اور اگر کسی خریدے ہوئے غلام کو مکاتب کر دیا پھر وہ کتابت سے عاجز ہوا اور پھر اسکو مشتری نے دیکھا تو اسکو خیار رویت کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہو گا یہ حاوی مین لکھا ہے - اور اگر بعضی مبیع اسکے ہاتھ سے نکل گئی یا اسکے پاس اسمین کچھ نقصان آگیا یا اسمین کچھ زیادتی ہو گئی خواہ وہ زیادتی ملی ہوئی تھی یا جدا تھی تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اور اسی طرح اگر مبیع باندی تھی اور اُس سے وطی کر لی یا اسکو شہوت سے چھوا یا شہوت سے اسکی فرج کی طرف دیکھا یا مبیع کوئی گھوڑا تھا کہ اپنی ذاتی ضرورت کے واسطے اُسپر سوار ہوا یا مثل اسکے واقع ہو تو بھی اسکا خیار جاتا رہیگا یہ بدائع مین لکھا ہے اور اگر خریدی ہوئی چیز دیکھنے سے پہلے کسی کے ہاتھ اسی کے واسطے خیار کی شرط کر کے فروخت کر دی تو یہ بیع مثل بیع مطلق بدون شرط کے ہے اس سے خیار رویت دیکھنے سے پہلے ساقط ہو جاتا ہے یہ عینی کے

شرح کنز مین لکھا ہی- اور اسی طرح اگر اُسکو بیع فاسد کے طور پر فروخت کیا اور مشتری کو سپرد کر دیا توبھی خیار باطل ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی- اور اسی طرح اگر دیکھنے سے پہلے اُسکو ہبہ کرکے سپرد کر دیا تو خیار ساقط ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اسی طرح اگر دیکھنے کے ساتھ ثمن ادا کر دیا توبھی خیار جاتا رہتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اور اگر مشتری کے پاس مبیع مین سے کچھ تلف ہو جاوے تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا یہ حاوی مین لکھا ہی- اور اگر مشتری نے اُسمین کوئی ایسا تصرف کیا کہ جس سے اسمین کچھ نقصان آتا ہی حالانکہ وہ نہین جانتا تھا کہ یہ وہی مبیع ہی توبھی اُسکا خیار باطل ہو جائیگا مثلاً ایک خریدی ہوئی بکری کے پشم کاٹ لیے اور یہ نہ جانا کہ یہی بکری خریدی گئی ہی یا کوئی کپڑا پہنکر اسمین نقصان پیدا کر دیا حالانکہ یہ نہ جانا کہ یہی کپڑا بائع نے فروخت کیا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی- اگر کوئی ایسی باندی خریدی جسکو نہین دیکھا تھا پھر اُس باندی کو بائع نے مشتری کے پاس ودیعت رکھا حالانکہ مشتری اُس باندی کو نہین پہچانتا تھا کہ یہی خریدی ہوئی باندی ہی پھر وہ مشتری کے پاس مر گئی تو مشتری اُسپر قابض شمار ہوگا اور اُسپر ثمن واجب ہوگا کیونکہ باندی اُسکی ضمان مین ہلاک ہوئی ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اور اگر مشتری نے قبضہ کرنے کے بعد وہ باندی بائع کے پاس ودیعت رکھی اور وہ بائع کے پاس مشتری کے بیع پر راضی ہونے سے پہلے مر گئی تو یہ مشتری کا مال گیا اور اُسپر ثمن واجب ہوگا یہ مبسوط مین لکھا ہی- اگر کوئی موزا خریدا اور بائع نے مشتری کو سونے کی حالت مین پہنا دیا پھر وہ خواب سے اُٹھا اور اُسکو پہنے چند قدم چلا اور اس جہت سے اُسمین کچھ نقصان آیا تو مشتری کا خیار رویت باطل ہو گیا اور اگر کچھ نقصان نہ آیا تو خیار رویت باطل نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی- اور اگر کوئی ایسا گھر خریدا کہ جسکو نہین دیکھا تھا پھر اُسکے پہلو مین دوسرا گھر فروخت ہوا اور مشتری نے اُسکو شفعہ کی راہ سے لیا تو ظاہر الروایت کے موافق اُسکا خیار رویت باطل نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی یہی مختار ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور کبری مین مذکور ہی کہ اگر سیپ کے اندر کوئی موتی خریدا تو امام ابو یوسف رح نے کہا کہ بیع جائز ہی اور جب اُسکو دیکھے تو مشتری کو خیار رویت حاصل ہوگا اور امام محمد رح نے کہا کہ بیع باطل ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی- اگر کسی نے کہا کہ جو کچھ اِس تھیلے کے اندر یا جو کچھ اس کوٹھری مین ہی مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہی اور اُسکو دیکھنے کے وقت خیار ہوگا اور اگر کہا کہ جو کچھ اس دار کے اندر یا اس گانوُن مین ہی مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہین ہی کیونکہ اسکے اندر جہالت بہت بڑھی ہوئی ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- کوئی مرغی ایک موتی نگل گئی پھر اُسکو مع موتی کے فروخت کیا تو بیع جائز نہین ہی اگرچہ مشتری نے نگلنے سے پہلے موتی دیکھا ہو اور اگر مرغی مرجانے کے بعد موتی فروخت کیا تو بیع جائز ہی اگرچہ مشتری نے نگلنے سے پہلے موتی نہ دیکھا ہو ولیکن مشتری کو موتی مین خیار رویت حاصل ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اگر کوئی اسباب خرید کر اُسکو کسی جگہ اُٹھا لے گیا تو اُسکو خیار عیب یا خیار رویت کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ اُسکو اسی جگہ واپس لا دے جہان کہ عقد ہوا تھا ورنہ رد کرنا صحیح نہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی خواہ اُٹھا لیجانے سے اُسکی قیمت بڑھ گئی ہو یا گھٹ گئی ہو یہ قنیہ مین زیادہ کیا ہی- اگر کچھ دودھ اس شرط پر خریدا کہ بائع مشتری کے مکان پر پہونچا وے پس

اگر بیع فارسی زبان مین واقع ہوئی تو جائز ہو پس اگر مشتری نے وہ دودھ نہین دیکھا تھا اور جب بائع نے مشتری کے مکان پر پہونچا دیا تب اُسنے دودھ کو دیکھا تو فقیہ ابو اللیث نے فرمایا ہو کہ اُسکو خیار رویت کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہین ہو کیونکہ اگر اُسنے واپس کر دیا تو بائع کو اُسکے اٹھا لانے کی ضرورت ہوگی اور یہ بمنزلہ ایسے عیب کے ہو کہ جو مشتری کے پاس پیدا ہوگیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - اور خیار عیب یا خیار شرط یا خیار رویت کی وجہ سے بیع کے واپس کرنے مین جو خرچ پڑے وہ مشتری کے ذمہ ہوگا اور جامع الفصولین مین لکھا ہو کہ اگر مشتری نے گھر کے اندر کسی شخص کو بسایا تو اُسکا خیار رویت ساقط ہوگا لیکن اگر کرایہ پر بسایا ہو تو خیار باطل ہو جائیگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اگر کوئی زمین خریدی اور کسی کاشتکار کو اجازت دی کہ اُسمین کھیتی کرے تو اُسکا خیار باطل ہوجائیگا کیونکہ کاشتکار کا فعل مشتری کے حکم سے مثل فعل مشتری کے ہو یہ عینی کی شرح کنز مین لکھا ہو - اگر کسی نے کوئی زمین خریدی اور اُس زمین کا کوئی کاشتکار تھا اور اُس کاشتکار نے اِس مشتری کی رضامندی سے اُسمین کھیتی کی اسطرح پر کہ مشتری نے اُسکو اپنی پہلی حالت پر چھوڑ دیا پھر اُس زمین کو دیکھا تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہین ہو یہ کنایہ مین لکھا ہو - اگر خریدی ہوئی زمین دیکھنے سے پہلے کسی شخص کو مستعار دی تاکہ وہ اُسمین زراعت کرے تو کھیتی کرنے سے پہلے خیار ساقط نہوگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو ولوالجیہ مین مذکور ہو اگر کسی شخص نے اپنی زمین کو ایسی طرح سے بیچنے کا ارادہ کیا کہ مشتری کو خیار رویت باقی نہ رہے تو حیلہ اس باب مین یہ ہو کہ ایک کپڑے کا کسی شخص غیر کے واسطے اقرار کر دے کہ یہ اُسکا ہو پھر یہ کپڑا مع زمین فروخت کر دے پھر وہ شخص کہ جسکے واسطے کپڑے کا اقرار کیا ہو اُس کپڑے کا استحقاق ثابت کر کے لے لے پس مشتری کا خیار باطل ہوجائیگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہو - ایک شخص نے دوسرے سے ایک ایسا گھر خریدا کہ جسکو دیکھا نہین تھا پھر اُسکو دیکھا اور یہ نہ کہا کہ پسند آمد یا نہ آمد یعنے پسند آیا یا نہ آیا اور کچھ لوگون سے یہ کہا گواہ باشید بر خریدن من این خانہ را یعنی میرے اس گھر کے خریدنے پر گواہ رہو پھر یہ قصد کیا کہ مین خیار رویت کے وجہ سے اِس گھر کو واپس کر دون تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہین ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - کسی شخص نے ایک ایسا گھر خریدا کہ جو دوسرے شہر مین واقع ہو اور بائع نے مشتری سے کہا کہ مین نے اُسکو تیرے سپرد کر دیا پھر مشتری نے نہ دیکھنے اور نہ حقیقۃً قبضہ کرنے کی وجہ سے ثمن ادا کرنے سے انکار کیا تو اُسکو اختیار ہو کہ خیار رویت کی وجہ سے واپس کر دے اور اگر اُسنے واپس نہ کیا تو بائع کو حکم کیا جائیگا کہ مشتری کے ساتھ اُس شہر کو جاوے یا اپنا کوئی وکیل اُسکے ساتھ کرے تاکہ وکیل ثمن پر قبضہ کر لے اور گھر اُسکے سپرد کر دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - اگر کوئی غلام خریدا اور اُسکو اندھا پایا اور کہا کہ مین قصد کرتا ہون کہ اِسکو اپنے قسم کے کفارہ مین آزاد کرون پس اگر کافی طور پر ادا ہوجائیگا تو لے لونگا ورنہ واپس کر دونگا تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار رہیگا - بشر نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہو کہ کسی شخص نے دو کُر گیہون خریدے اور اُنکو نہین دیکھا پھر قبضہ سے پہلے یا بعد قبضہ کے اُن دونون مین سے ایک کی بیع کا اقالہ کر دیا تو اُسکو باقی مین خیار رویت حاصل ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - اور منتقی مین مذکور ہو کہ کسی نے ایک بے دیکھی ہوئی چیز خریدی پھر بائع سے کہا کہ اِسکو فروخت کر دے یا کہا کہ اپنے واسطے اسکو فروخت کر دے تو اسی وقت وہ واپس ہو جائیگی خواہ بائع نے اُسکو فروخت کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر یہ لفظ بعد دیکھنے کے کہا تو یہ صورت

اس مسئلہ مین مذکور نہین ہی ہان اس مسئلہ کے بعد بکری کے مسئلہ مین اسطرح مذکور ہی کہ کسی نے ایک بکری خریدی اور اُسپر قبضہ نہین کیا یہانتک کہ بائع سے کہا اسکو فروخت کردے یا اسکو اپنے واسطے فروخت کر دے تو یہ دونون لفظ یکسان ہین پس اگر اُسنے بکری کو نہ دیکھا ہوگا تو اس کہنے کے ساتھ ہی بیع ٹوٹ جائیگی اور خیار رویت کی وجہ سے بکری واپس ہوجائیگی اور اگر مشتری نے اُسکو دیکھ لیا تھا تو بیع نہ ٹوٹیگی تاوقتیکہ بائع یہ نہ کہے کہ مین نے اسکو قبول کیا اور مین اس بکری کو بیع لونگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک بکری بدون دیکھے ہوے خریدی اور بائع کو حکم دیا کہ اسکا دودھ دوہ کر صدقہ کردے یا زمین پر پھینک دے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو دودھ پر قبضہ کرنے کی وجہ سے اُسکا خیار بکری مین باطل ہوجائیگا یہ بحرالرائق مین جامع الفصولین سے نقل کیا ہی۔ اگر کسی نے دو غلام خریدے اور قبضہ سے پہلے اُن دونون مین سے ایک کو کسی شخص نے خطا سے قتل کر دیا اور مشتری نے اُس مقتول کی قیمت اور اُسکا نفقہ اُسکے قاتل سے لے لیا تو اُسکا خیار دوسرے مین باطل نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر مشتری کے پاس غلام ایسے زخم کے ساتھ مجروح کیا گیا کہ جسکے عوض کچھ مال لازم آتا ہی یا کوئی باندی خریدی تھی کہ اُسکے ساتھ مشتری کے سوا دوسرے شخص نے شبہہ مین وطی کر لی تو اُسکو خیار رویت کی راہ سے واپس کرنے کا اختیار نہین ہی اور اگر مشتری کے سوا کسی شخص نے اس باندی سے زنا کے طور پر وطی کی یا خود مشتری نے اُس سے وطی کرلی یا غلام کو خود مشتری نے مجروح کیا تو اِن تینون صورتون مین اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہین ہی مگر اُس صورت مین واپس کرسکتا ہی کہ بائع راضی ہوجاوے اور اگر باندی کے کوئی بچہ پیدا ہوا لیکن اگر وہ بچہ زندہ رہا تو ہر حال ہین اُسکو واپس کرنے کا اختیار رہوگا اور اگر بچہ مر گیا تو بچہ پیدا ہونے سے اگر باندی مین کوئی ظاہر نقصان پیدا ہوگیا تو مشتری کو بدون رضامندی بائع کے واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور اگر بچہ پیدا ہونے سے کوئی ظاہر نقصان نہین آیا تو بھی کتاب المضاربت کی روایت کے موافق یہی حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر خریدی ہوئی چیز کوئی گھوڑی یا بکری تھی اور وہ بچہ جنی تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار نہین ہی اور اسی طرح اگر اُسکے بچہ کو مشتری یا کسی دوسرے نے قتل کردیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر بچہ مر جاوے تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار رہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری کے پاس غلام کو بائع نے زخمی کیا یا قتل کردیا تو اصل مین مذکور ہی کہ بیع مشتری کے ذمہ واجب ہوجائیگی اور بائع پر قتل کردینے کی صورت مین قیمت واجب ہوگی اور زخمی کردینے کی صورت مین زخم کا جرمانہ دینا پڑیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ عیسے ابن ابان سے روایت ہی کہ اگر مشتری نے قبضہ سے پہلے خریدی ہوئی باندی کا نکاح کردیا پھر اُسکو اُسکے شوہر کے وطی کرنے سے پہلے دیکھا تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار باقی ہی اور نکاح کردینے سے جو اُسمین عیب آگیا اُسکا بدلا دینے کے واسطے مہر کافی ہی اگرچہ عیب کا جرمانہ مہر سے زائد ہو اور بعض فقہا نے کہا کہ زیادتی جو باقی رہگئی ہو اُسکا تاوان دے اور یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر غلام کو بخار آنے لگا پھر اُسکا بخار جاتا رہا تو وہ دیکھنے کے وقت اُسکو واپس کرسکتا ہی اور اگر بخار آنے کی حالت مین مشتری نے قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا اور بائع نے اُس غلام کو قبول کرنے سے انکار کیا تو قاضی واپس کرنے کا اختیار باطل کر کے بیع کو جائز کر دیگا پس اگر قاضی کے حکم دینے کے بعد غلام اچھا ہوگیا تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار

نہین ہی اور اگر غلام کے اچھے ہونے کی حالت مین بائع کے حضور مین اُسکے واپس کر دینے پر گواہ کر لیے پھر بائع کے قبضہ کرنے سے پہلے اُسکو بخار آنے لگا پھر اُسکا بخار جاتا رہا تو غلام بائع کے ذمہ پڑیگا یہ حاوی مین لکھا ہی اگر دیکھی ہوئی گیہوؤن کی ڈھیری تخمینہ سے خریدی اور اُسپر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ وہ خشک ہو کر کم ہو گئی تو اُسکو خیار رویت نہو گا اور یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی - واضح ہو کہ جس شخص کے واسطے خیار ہو وہ فسخ کر دینے کا اختیار رکھتا ہی لیکن تین شخص یعنے وکیل اور وصی اور وہ غلام کہ جسکو تجارت کے واسطے اجازت دی گئی ہو اگر انمین سے کوئی شخص کسی چیز کو اُسکی قیمت سے کم پر خریدے تو خیار عیب کی وجہ سے فسخ کر دینے کا مختار نہین ہی ہان خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے فسخ کر سکتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی

دوسری فصل ان چیزون کے بیان مین جنکا تھوڑا سا دیکھنا خیار کے باطل ہونے کے حق مین کل کے دیکھنے کے مانند ہی قاعدہ یہ ہی کہ اگر نہ دیکھی ہوئی چیز دیکھی ہوئی چیز کے تابع ہووے تو نہ دیکھی ہوئی چیز مین اُسکو خیار نہو گا اور اگر دیکھی ہوئی چیز اصلی ہو تو اس بات پر لحاظ کیا جائیگا کہ دیکھی ہوئی چیز کے دیکھنے نے اگر نہ دیکھی ہوئی چیز کے حال سے آگاہ نہ کیا تو اُسکا خیار رویت باقی رہیگا اور اگر اُسکے حال سے آگاہ کر دیا ہو تو اُسکا خیار رویت باطل ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر کوئی باندی یا غلام خریدا اور اُسکا چہرہ دیکھا پسند کیا تو اُسکے بعد اُسکو خیار نہو گا یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی طرح چہرہ کا زیادہ حصہ دیکھ لیا تو تمام چہرہ کے دیکھنے کے مانند ہی اور اگر بنی آدم مین سوائے چہرہ کے تمام اعضا دیکھ لیے تو اُسکا خیار باقی رہیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور اگر گھوڑا یا خچر یا گدہا وغیرہ خریدا اور اُسکے چہرہ کے سوا کچھ نہین دیکھا تو امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ انھون نے فرمایا کہ مشتری کو خیار باقی رہیگا تاوقتیکہ اُسکا آگا و پیچھا نہ دیکھے یہی صحیح ہی یہ بدائع مین لکھا ہی - اور فقہانے فرمایا ہی کہ اگر چوپایون کے پہچاننے والون کا یہ قول ہو کہ چوپایون کے چارون پانون کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہی تو انکا دیکھنا بھی خیار ساقط ہونے کے واسطے شرط ہو گا یہ اقطع کی شرح قدوری مین لکھا ہی اور کھر یا سُم اور پیشانی اور دم کا دیکھ لینا کافی نہین ہی اور یہی صحیح ہی - یہ فتاوے غیاثیہ مین لکھا ہی - اور جو بکری اپنے پاس رکھنے کے واسطے خریدی ہو اُسکے تھن اور تمام بدن کا دیکھنا ضرور ہی کذا فی الظہیریہ - اور اگر گوشت کے واسطے بکری خریدی تو اُسکا ٹٹول کر دیکھنا ضرور ہی یہانتک کہ اگر اُسکو دور سے دیکھا ہو تو اُسکا خیار باقی رہیگا یہ بدائع مین لکھا ہی - اور اگر دودھ دیتی ہوئی گائے یا اونٹنی خریدی پھر اُسکا تمام بدن دیکھا لیکن اُسکے تھن نہین دیکھے تو اُسکا خیار باقی رہیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور کھانے کی چیزون مین چکھنا اور سونگھنے کی چیزون مین سونگھنا ضرور ہی اور جہان مین جو وف بجائے جاتے ہین اُنکی آواز سننا ضرور ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر کوئی چکھنے کی چیز خریدی اور رات کو اُسکو بلا دیکھے چکھا تو اُسکا خیار ساقط ہو جائیگا یہ قنیہ مین لکھا ہی - اور اگر کوئی شے مال منقولہ مین سے حیوانات کے سوا خریدی پس اگر اُسکی کوئی خاص چیز مقصود ہوتی ہی جیسے بغاز مین وجہ مقصود ہوتا ہی اور اُسکے مانند تو جب تک اُس چیز کو نہ دیکھے تب تک اُسکا خیار باطل نہو گا اور اگر کوئی چیز خاص مقصود نہین ہوتی ہی اور اُسمین سے تھوڑا سا دیکھکر راضی ہو گیا تو اُسکا خیار باطل ہو جائیگا بشرطیکہ جسقدر نہین دیکھی ہی وہ صفت مین دیکھی ہوئی کے برابر ہو کذا فی فتاوے قاضی خان - اور اگر صفت مین برابر نہ پاوے بلکہ

لگتا ہوا پاوے تو اسکو خیار حاصل ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر ایک کپڑا خریدا اور اُسکو لپٹا ہوا اوپر سے دیکھ لیا اور اُسکو کھولکر نہ دیکھا پس اگر وہ کپڑا سادہ ہی کہ اُسپر نقش یا کارچوبی وغیرہ نہین ہی تو اُسکا خیار باقی نہین رہیگا اور اگر اُسپر نقش ہین تو جب تک اُسکو کھولکر اُسکے نقش نہ دیکھے تب تک وہ اپنے خیار پر رہیگا اور اگر اُسپر نقش نہ ہون بلکہ کارچوبی وغیرہ ہووے اور اُسنے کام دیکھ لیا ہی تو پھر اُسکو خیار نہوگا اور اگر اُسکی کارچوب نہین دیکھی ہی تو اُسکو خیار حاصل ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ پھر بعض فقہانے کہا ہی کہ یہ حکم اُنکے عرف کے موافق ہی اور ہم لوگون کے عرف کے موافق جب تک کپڑا اندر سے نہ دیکھ لیگا اُسکا خیار ساقط نہوگا کیونکہ کپڑون مین اندر اور باہر سے اختلاف کر دینا قرار پاگیا ہی اور یہ قول امام زفر کا ہی اور مبسوط مین وہی حکم لکھا ہی کہ جو امام زفر رح نے کہا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور بچھونون مین جب تک اُنکا رخ اور رنگ کی جگہ نہ دیکھے تب تک اُسکا ظاہر دیکھنے سے خیار ساقط نہوگا اور جس کپڑے کے دو رُخ مختلف ہون اُن دونون کا دیکھنا معتبر ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور فرش کے باب مین فقہانے کہا ہی کہ اُسکو تمام دیکھنا چاہیے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور اگر تکیہ کے اندر کچھ بھرا ہوا ہی اور اُسکو اوپر سے دیکھ لیا پس اگر وہ ایسی چیز سے بھرا ہی کہ جس سے تکیہ بھری جایا کرتی ہین تو اُسکا خیار باطل ہی اور اگر ایسی چیز سے بھرا ہی کہ جس سے تکیہ نہین بھری جاتی ہین تو اُسکو خیار باقی رہیگا یہ بحر الرائق مین معراج الدرایہ سے منقول ہی۔ اور اگر ایک استر لگا ہوا جبہ خریدا اور اُسکا استر دیکھ لیا تو اُسکے ابرا دیکھنے کے وقت مشتری کو خیار رہوگا خواہ وہ استر مقصود ہو مثلاً پوستین پر ہو یا نہ مقصود ہو اسواسطے کہ ابرا ہر حال مین مقصود ہوتا ہی لیکن اگر ایسی صورت ہو کہ ابرا مقصود نہو مثلاً حقیر ہو تو حکم اسکے برخلاف ہی اور اگر مشتری نے اُسکا ابرا دیکھ لیا تو اُسکو استر دیکھنے کے وقت خیار نہوگا لیکن اُس صورت مین کہ استر مقصود ہو مثلاً پوستین ہو یہ تاتارخانیہ مین برتانیہ سے منقول ہی اور فتاوے نسفی مین ہی کہ اگر چند مکاعب خریدے اور اُنکے مُنہ بعض کے بعض کی طرف کر دیے اور مشتری نے اُنکو پشت کی طرف سے دیکھا تو اُسکا خیار رویت باطل نہوگا اور اگر اُنکو رخ کی طرف سے دیکھ لیا اور چمڑا نہ دیکھا تو خیار رویت باطل ہو جائیگا یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی۔ اور بعض فقہانے کہا کہ ہمارے زمانے مین چمڑے کے اندر فرق کر دینے اور اسکے مقصود ہونے کی وجہ سے چمڑے کا دیکھنا بھی ضرور ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور کان کی مٹی اور سنارون کی مٹی مین جو کچھ نکلتا ہی اُسکا دیکھنا معتبر ہی۔ اگر کوئی زین مع اُسکے سامان کے خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا اور اُسکا نمدا نہ دیکھا پھر اُسکا نمدا دیکھا تو اُسکو کل واپس کر دینے کا اختیار ہی اور اسی طرح اگر چکی مع آلات خریدی اور اُسمین کی چیز جو اُس سے الگ ہی نہین دیکھی اور پھر اُسکو دیکھا تو اُسکو خیار حاصل ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر دو موزے یا دو کیواڑ یا دو جوتیان یعنے جوڑا جوڑا خریدے اور ایک کو جوڑے مین سے دیکھ لیا تو دوسرے کے دیکھنے کے وقت اُسکو خیار رہیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور فتاوے مین مذکور ہی کہ اگر مشک کا نافہ خریدا اور اُسمین سے مشک نکالا تو خیار رویت یا خیار عیب کی وجہ سے اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہ رہا کیونکہ نکالنے سے اُسمین عیب پیدا ہوگیا اور اگر مشک نکالنے سے عیب نہ پیدا ہو تو واپس کر سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر بے دیکھی ہوئی شکر کی زنبیل خریدی پھر اُسمین سے شکر نکالکر چھان ڈالی تو اُسکا خیار ساقط ہو جائیگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر کچھ تیل جو ایک شیشے مین بھرا ہوا ہی خریدا اور شیشے کو دیکھ لیا اور تیل

اپنی ہتھیلی یا اُنگلی پر نہین نکالا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ تیل دیکھنے مین شمار نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر خریدی ہوئی
چیز کو شیشے کے پیچھے سے یا آئینہ کے اندر دیکھا یا وہ کسی حوض کے کنارے تھی کہ اُسکو پانی کے اندر دیکھا تو یہ
دیکھنے مین شمار نہین ہی اور اُسکو خیار باقی رہیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر پانی کے اندر کوئی ایسی مچھلی
کہ جسکا بدون شکار کے پکڑنا ممکن ہی خریدی اور اُسکو پانی کے اندر دیکھ لیا تو بعض فقہانے فرمایا ہی کہ اُسکا خیار
ساقط نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اگر مبیع کو باریک پردہ کے پیچھے سے دیکھا تو یہ دیکھنے مین
شمار ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور منتقی مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر تاک کا ایک انگور
دیکھا تو اُسکو خیار باقی رہیگا یہانتک کہ ہر قسم کے انگورون مین سے کچھ کچھ دیکھے اور خرما کے درختون مین اگر
بعض کو دیکھکر راضی ہوگیا تو خیار رویت باطل ہوجائیگا اور خرمے کی قسمون مین سے ایک قسم کا دیکھنا سب کے
دیکھنے کے مانند گردانا گیا ہی اور اگر کھٹے اور میٹھے انار خریدے اور ایک کو دیکھ لیا تو دوسری قسم کے دیکھنے
کے وقت اُسکو خیار حاصل ہوگا اور یہی منتقی مین مذکور ہی کہ اگر خرمے کے گودے خریدے اور بعض کو دیکھکر
راضی ہوگیا تو بیع لازم نہوجائیگی یہانتک کہ سب کو دیکھ لے اور اُس سے راضی ہوجاوے اور یہی حال تمام
اُن پھلون کا ہی کہ جو ظاہر ہون اور ناپ تول یا شمار مین آتے ہون مگر درخت پر ہون یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور
یہی مختار ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اور اگر مبیع عقار ہو تو عامہ روایات مین یہ مذکور ہی کہ اگر دار کو باہر سے دیکھا
اور راضی ہوگیا تو اُسکا خیار جاتا رہیگا۔ فقہانے فرمایا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ دار کے اندر کوئی عمارت نہو اور
اگر اُسکے اندر کوئی عمارت ہو تو اندر سے دیکھنا یا جو کچھ مقصود ہی اُسکا دیکھنا ضرور ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور محیط مین فرمایا۔ صحیح کہ اگر دار کے اندر دو بیت جاڑون کے اور دو بیت گرمیون کے
اور دو بیت کاٹھ کے ہون تو سب کا دیکھنا شرط ہی جیسا کہ دار کے صحن کا دیکھنا شرط ہی اور باورچی خانہ
اور مزبلہ کا دیکھنا اور بالاخانہ کا دیکھنا شرط نہین ہی لیکن ایسے شہر مین شرط ہوگا کہ جہان بالاخانہ مقصود ہوتا ہی
[illegible] ۱۲
جیسے شہر سمرقند مین اور بعضون نے ان سب کے دیکھنے کی بھی شرط لگائی ہی اور یہی اظہر و اشبہ ہی انتہے اگر
غلہ کے واسطے کوئی بیت ہو تو اس روایت کے موافق جواب دیا جائیگا کہ بیت سے باہر دیوار کا دیکھنا کفایت
کرایہ پر چلانے یا بمعنی معروف ۱۲
کرتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر کوئی تاک انگور کا خریدا تو کتاب مین مذکور ہی کہ اگر درختون کی چوٹیان باہر سے
دیکھ لین اور ہر درخت کی چوٹی دیکھکر راضی ہوگیا تو خیار رویت باقی نہ رہیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی
اور بستان کے باب مین فقہانے کہا ہی کہ اُسکا اندر اور باہر سے دیکھنا چاہیے یہ بحرالرائق مین لکھا ہی۔ اگر
خریدی ہوئی چند چیزین ہون اور خریدتے وقت بعض کو دیکھا اور بعض کو نہین دیکھا پس اگر وہ چیز ناپ یا تول
کی چیزون مین سے ہی پس اگر ایک ہی برتن مین ہو تو اُسکو خیار نہوگا لیکن اگر باقی کو دیکھے ہوئے کے موافق
نپاوے تو اُسکو خیار ثابت ہوگا لیکن خیار عیب ثابت ہوگا خیار رویت ثابت نہوگا اور اگر ناپ یا تول کی چیز
دو برتنون مین ہو پس وہ سب اگر ایک ہی جنس اور ایک ہی صفت کی ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی
اور مشائخ عراق نے فرمایا ہی کہ اُسکو خیار نہوگا اور یہی صحیح ہی اور اگر دو جنسون کی ہو یا ایک ہی جنس مین دو صفت
کی ہو تو اُسکو خیار حاصل ہوگا اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر مبیع ایسی گنتی کی چیزین

ہون کہ جنمین آپسمین فرق ہوتا ہو جیسے کسی تھیلے کے کپڑے خریدے یا ٹوکرے مین خربوزہ خریدے تو ہر ایک کا دیکھنا ضرور ہو اور اگر بعض کو دیکھا تو باقی مین اُسکو خیار رہیگا ولیکن اگر واپس کرنے کا قصد کرے تو کل واپس کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو- اور اگر گنتی کی چیزین آپسمین قریب برابر کے ہون جیسے اخروٹ یا انڈے وغیرہ تو انمین بعض کا دیکھنا کفایت کرتا ہو بشرطیکہ باقی کو دیکھے ہوئے کے برابر یا اُس سے بڑھکر پاوے یہ محیط مین لکھا ہو- ولیکن اگر واپس کرنا چاہے تو سب کو واپس کریگا اور یہی صحیح ہو یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہو- پس اگر ان صورتون مین جو مذکور ہوئین مشتری یہ دعوے کرے کہ مین نے باقی کو دیکھے ہوئے کی صفت پر نہین پایا بلکہ اس سے کمتر پایا اور بائع نے کہا کہ ایسا نہین ہو بلکہ تو نے اُسی کی صفت پر پایا ہو تو قسم لیکر بائع کا قول لیا جائیگا اور مشتری کو گواہ لانا چاہیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اگر کوئی چیز جو زمین کے اندر پوشیدہ ہوتی ہو جیسے پیاز اور لہسن اور گاجر وغیرہ خریدی تو بعض کا دیکھنا کافی نہین ہو اور تاوقتیکہ سب کو نہ دیکھے اُسکا خیار باقی رہیگا اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر آپسمین سے اسقدر اُکھاڑی کہ جس سے باقی کا حال معلوم کرسکتا ہو اور اُسپر راضی ہوگیا تو اُسکا خیار ساقط ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو- اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ظاہر الروایت مین مذکور نہین ہو اور فقط اسکا ذکر امالی مین امام ابو یوسف رح سے ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ اگر زمین کے اندر پوشیدہ چیز اس قسم کی ہو کہ بعد اُکھاڑنے کے ناپ یا تول مین آتی ہو جیسے پیاز اور لہسن اور گاجر اور مشتری نے بائع کی اجازت سے اُسمین سے کچھ اُکھاڑی یا خود بائع نے اُکھاڑی پس اگر اُکھاڑی ہوئی چیز ناپ یا تول کے لائق ہو اور مشتری اُسکو دیکھکر راضی ہوگیا تو سب کی بیع لازم ہو جائیگی اور بعض کا دیکھنا کل کے دیکھنے کے مانند شمار ہوگا بشرطیکہ باقی اُسی کے مانند ہو اور اگر اُکھاڑی ہوئی چیز تھوڑی ایسی تھی کہ جو وزن مین نہین آسکتی تھی تو خیار باطل نہوگا اور یہ سب اُس صورت مین ہو کہ بائع نے خود اُکھاڑی ہو یا مشتری نے بائع کی اجازت سے اُکھاڑی ہو اور اگر مشتری نے بلا اجازت بائع کے اُسمین سے کچھ اُکھاڑا پس اگر اُکھاڑی ہوئی چیز اسقدر ہو کہ اُسکی کچھ قیمت ہو تو سب کی بیع لازم ہو جائیگی خواہ مشتری اُس سے راضی ہوا یا نہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو- اور خواہ دوسری جانب زمین مین وہ چیز کم تھی یا اُسمین سے کچھ بھی نہ نکلے یہ محیط مین مذکور ہے- اور اگر اُکھاڑی ہوئی چیز اسقدر تھوڑی ہو کہ اُسکی کچھ قیمت نہین ہو تو مشتری کا خیار باطل نہوگا اور ان مسئلون مین امام ابو یوسف رح کے قول پر فتوے ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو- اور اگر یہ زمین کی پوشیدہ چیزین گنتی سے فروخت ہوتی ہون جیسے مولی وغیرہ تو بعض کے دیکھ لینے سے باقی کا خیار باطل نہین ہوتا ہو بشرطیکہ بائع نے خود اُکھاڑی ہو یا مشتری نے بائع کی اجازت سے اُکھاڑی ہو اور اگر مشتری نے بائع کی بلا اجازت اُکھاڑی اور اُکھاڑی ہوئی کی کچھ قیمت بھی ہو تو اُسکا خیار ساقط ہو جائیگا یہ محیط مین لکھا ہو اور یہی مختار ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہو- اور یہ سب حکم جو مذکور ہوا اُس صورت مین ہو کہ جو چیز زمین مین پوشیدہ ہو اُسکا زمین کے اندر ہونا یقینی ہو اور اگر اوگنے سے پہلے یا اوگنے کے بعد فروخت کی مگر یہ نہین معلوم ہوتا ہو کہ زمین کے اندر اوگی ہو یا نہین اوگی ہو تو بیع جائز نہوگی اور اگر ایسی چیز کو جو زمین کے اندر موجود ہو جیسے پیاز وغیرہ فروخت کر دیا اور بائع نے کسی مقام سے

کچھ اُکھاڑ کر کہا کہ مین تیرے ہاتھ اس شرط پر بیچتا ہون کہ ہرجگہ اسی طرح کثرت کے ساتھ نکلینگے یا موجود ہو تو بیع جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر گاجرین فروخت کین اور بائع نے کہا کہ مجکو یہ خوف ہی کہ اگر مین اُسکو اُکھاڑون اور تو راضی نہو تو میرا نقصان ہو اور مشتری نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہی کہ اگر مین اُکھاڑون اور اچھی نہ نکلے تو مین اُسکو واپس نہ کرسکونگا تو جو شخص اُسکے اُکھاڑنے مین تطوع کرے جائز ہی اور اگر دونون مین سے کسی نے اسکا قصد نہ کیا تو قاضی اُنکے عقد بیع کو فسخ کردیگا یہ اقطع کی شرح قدوری مین لکھا ہی- اور اگر دو کیاریان گاجر کی خریدین اور ایک کو اُکھاڑا اور اُسکی گاجرین اچھی پائین اور دوسری کو اُکھاڑا اور اُسکی گاجرین عیب دار پائین تو اُنمین سے کچھ بھی واپس نہین کرسکتا ہی کیونکہ اُکھاڑنے سے اُنمین عیب آگیا ولیکن بقدر نقصان عیب کے بائع سے واپس لیگا اور اگر ایک تھیلے کے اندر بھری ہوئی گاجرین خریدین اور اُس تھیلے کے مونھہ پر بڑی بڑی گاجرین جائی تھین اور اُسکے اندر چھوٹی چھوٹی پائین پس اگر چھوٹی گاجرین بڑی گاجرون کے دامون مین نہین بکتی ہین تو یہ عیب مین شمار ہوگا اور مشتری بائع سے بقدر نقصان کے واپس لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- ہشام نے اپنے نوادر مین ذکر کیا ہی کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے دس جریب زمین، کی گاجرین خریدین اور زمین پر قبضہ کرلیا اور اپنے غلام کو بھیجکر حکم دیا کہ گاجرین اُکھاڑے پس اُسنے تمام گاجرین اُکھاڑ ڈالین پھر مشتری آیا تو کیا اسوقت اسکو خیار رویت حاصل ہوگا امام نے فرمایا کہ ہان پس مین نے کہا کہ اُکھاڑنے سے اُسکی تہائی قیمت گھٹ گئی ہی اُنھون نے فرمایا کہ خیار ر اگرچہ نقصان آیا ہو یہ محیط مین لکھا ہی

تیسری فصل اندھے اور وکیل اور قاصد کے خرید کے احکام کے بیان مین

اندھے کی خرید فروخت جائز ہی اور اُسپر تینون امامون کا اتفاق ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی- اور اُسکو اپنی خریدی ہوئی چیز مین خیار ہی اور فروخت کی ہوئی چیز مین خیار نہین ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی- اور جو چیزین چھونے کی ہین اُنمین اس اندھے کا الٹ پلٹ کرنا اور اُسکا چھونا آنکھون والے آدمی کے دیکھنے کے مانند ہی اور سونگھنے کی چیزون مین اُسکا سونگھنا اعتبار کیا جائیگا اور چکھنے کی چیزون مین چکھنا معتبر ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- اور سب روایتون مین سے زیادہ مشہور روایت یہ ہی کہ وصف کا بیان کرنا شرط نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اور اگر کپڑا ہو تو اُسمین چھونے کے ساتھ اُسکے طول اور عرض کی صفت اور اُسکی عمدگی مرتبہ کی بھی بیان کرنی ضرور ہی اور گیہون مین چھونا اور صفت بیان کرنا ضرور ہی یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی- اور پھلون کو درختون پر لگا ہوا خریدا تو اشہر روایات کے موافق اُسمین وصف کا بیان کرنا ضرور ہی اور کچھ ضرور نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور عقار مین جب تک اُسکا وصف بیان نہ کیا جاوے تب تک اندھے کا خیار ساقط نہین ہوتا ہی اور یہی مذہب صحیح ہی یہ اقطع کی شرح قدوری مین لکھا ہی- اور یہی یعنی وصف کا بیان کرنا اُن سب چیزون مین معتبر ہی کہ جو چھونے یا سونگھنے یا چکھنے سے نہین پہچانی جاتی ہین جیسے چوپائے اور غلام اور درخت وغیرہ یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی- اور اگر یہ باتین عقد بیع ہونے سے پہلے واقع ہوگئی ہون تو اب اُسکو خیار نہوگا یہ فتاوی تمرتاشی مین مذکور ہی- اور اگر اندھے کے سامنے وصف بیان کیا گیا اور وہ بیع پر راضی ہوگیا پھر وہ

بینا ہو گیا تو اُسکا خیار عود نہ کریگا یہ بدائع مین ہے اور اگر کسی آنکھون والے نے کوئی چیز خریدی پھر وہ دیکھنے سے پہلے اندھا ہو گیا تو اسکی آنکھون سے دیکھنے کا خیار اندھون کے مانند وصف بیان کرنے کے ساتھ ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی اندھے نے وصف بیان کرنے سے پہلے کہدیا کہ مین راضی ہو گیا تو اسکا خیار ساقط ہو گا یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہے امام محمد رح نے جامع صغیر مین امام اعظم رح سے روایت کی ہے کہ انھون نے فرمایا کہ اگر کچھ طعام خریدا اور اُسکو نہین دیکھا اور اُسپر قبضہ کر لینے کے واسطے کوئی وکیل کیا اور وکیل نے دیکھنے کے بعد اُسپر قبضہ کر لیا تو مشتری کو اسکے واپس کرنے کا اختیار نہین ہے اور اگر اُسپر قبضہ کرنے کے واسطے کوئی قاصد بھیجا اور قاصد نے دیکھنے کے بعد اُسپر قبضہ کر لیا تو مشتری اُسکو واپس کر سکتا ہے اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح نے فرمایا کہ وکیل اور قاصد دونون برابر ہین اور مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے واپس کرے اور چاہے رکھے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اور قاعدہ اس مسئلہ مین یہ ہے کہ امام اعظم رح کے نزدیک جو شخص قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا جاتا ہے وہ خیار رویت باطل کرنے کا مالک ہے اور صاحبین کے نزدیک مالک نہین ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک بھی باطل کرنے کا مالک اسوقت ہے کہ جب قبضہ کرنے کے وقت اُسکو دیکھتا ہو اور اگر پوشیدگی کی حالت مین اُسپر قبضہ کر لیا پھر دیکھنے کے بعد قصداً خیار باطل کرنے کا ارادہ کیا تو اُسکو یہ اختیار نہوگا یہ کافی مین لکھا ہے اور وکیل کرنے کی صورت یہ ہے کہ مشتری کسی غیر سے کہے کہ مبیع پر قبضہ کرنے کے واسطے تو میرا وکیل ہے یا یون کہے کہ مین نے اُسپر قبضہ کرنے کے واسطے تجھکو وکیل کیا اور قاصد بھیجنے کی صورت یہ ہے کہ غیر شخص سے یون کہے کہ مبیع پر قبضہ کرنے کے واسطے تو میری طرف سے قاصد بن جا یا اُسپر قبضہ کرنے کے واسطے مین نے تجھکو حکم دیا یا اُسپر قبضہ کرنے کے واسطے مین نے تجھکو بھیجا یا کہا کہ تو فلان شخص سے کہہ کہ وہ تجھکو مبیع دیدے یہ بحر الرائق فوائد سے منقول ہے اور اس بات پر سب امامون کا اتفاق ہے کہ خرید کے واسطے جو وکیل کیا جاتا ہے اُسکا دیکھنا موکل کے دیکھنے کے مانند ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور موکل کو یہ اختیار نہین رہتا ہے کہ اپنے دیکھنے کے وقت اُسکو واپس کرے یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اس بات پر بھی امامون کا اجماع ہے کہ جو شخص خریدنے کے واسطے قاصد ہوتا ہے وہ خیار باطل کرنے کا مالک نہین ہے اور اسکا دیکھنا بھیجنے والے کے دیکھنے کے مانند نہین ہے اور اگر بھیجنے والے نے مبیع کو نہ دیکھا ہو تو اُسکو خیار رویت ثابت ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہے۔

اگر کسی شخص کو خریدنے سے پہلے وکیل یا قاصد کیا اور اُسنے مبیع کو دیکھ لیا پھر موکل یا بھیجنے والے نے اُسکو اپنے آپ خریدا تو اُسکو خیار رویت ثابت ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اسی پر فتوے ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے

اگر خرید کے وکیل نے کسی ایسی شے کو خریدا کہ جسے موکل نے دیکھا ہے اور وکیل اس بات کو نہین جانتا ہے تو وکیل کے واسطے خیار رویت ثابت ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور اس صورت مین خیار رویت وکیل کے واسطے ثابت ہونا اُسی وقت ہے کہ جب وہ شخص کسی غیر معین چیز کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا ہو اور اگر کسی معین چیز کے خریدنے کے واسطے کہ جسکو موکل دیکھ چکا ہے وکیل کیا گیا اور وکیل نے اُسکو نہین دیکھا تھا تو وکیل کو اُسکے خریدنے مین خیار رویت حاصل نہوگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے مبیع دیکھنے کے قصد سے کسی کو وکیل کرنا صحیح نہین ہے اور اُسکا دیکھنا موکل کے دیکھنے کے مانند نہوگا یہانتک کہ اگر کسی نے نہ دیکھی ہوئی چیز

خریدی پھر ایک شخص کو اُسکے دیکھنے کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ اگر تجکو پسند آوے تو لے لینا تو یہ جائز نہین ہی یہ بحر الرائق مین جامع الفصولین سے منقول ہی۔ اگر کسی شخص کو ایسی چیز مین جو خود بے دیکھے خریدی ہی دیکھکر غور کرنے کے واسطے اسطرح پر وکیل کیا کہ اگر راضی ہو تو بیع تمام کر دے اور اگر راضی نہو تو بیع فسخ کر دے تو اسطرح وکیل کرنا صحیح ہی اور اُسکا دیکھنا موکل کے دیکھنے کے مانند ہوگا کیونکہ موکل نے یہ بیع اُسکی راے اور نظر پر چھوڑ دی ہی تو یہ وکالت صحیح ہوگی جیسے کہ خیار کی شرط کے ساتھ خرید کرنے مین فسخ یا اجازت کسی کے سپرد کرنا صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی

آٹھوان باب خیار عیب کے بیان مین اور اسمین سات فصلین ہین

فصل اوّل خیار عیب کے ثبوت اور اُسکے حکم و شرائط اور عیب کے پہچاننے اور اُسکی تفصیل کے بیان مین خیار عیب بدون شرط کرنے کے ثابت ہوتا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ کسی نے اگر کوئی چیز خریدی کہ جسمین کوئی عیب خریدنے کے وقت یا اُس سے پہلے اُسکو معلوم نہ تھا اور پھر عیب تھوڑا یا بہت ظاہر ہوا تو اُسکو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو اُسکو پورے ثمن مین لے لے ورنہ واپس کر دے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور واپس کرنے کا اختیار اُسوقت ہی کہ بلا مشقت اُس عیب کو زائل نہ کر سکتا ہو اور اگر زائل کرنے پر قادر ہو تو خیار نہوگا جیسے خریدی ہوئی باندی کا احرام باندھنا ظاہر ہوا تو مشتری اُسکو حلال کر سکتا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور مشتری کو یہ اختیار نہین ہی کہ اُس عیب دار کو رکھکر بائع سے نقصان لیوے یہ اقطع کی شرح قدوری مین لکھا ہی پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر قبضہ سے پہلے عیب پر مطلع ہو جاوے تو اس آگاہی پر مشتری اُسکو رد کر سکتا ہی اور صرف اُسکے اس کہنے سے کہ مین نے واپس کیا بیع فسخ ہو جائیگی اور بائع کی رضامندی یا قاضی کے حکم کی کچھ حاجت نہوگی اور اگر قبضہ کے بعد اطلاع ہوئی تو بدون بائع کی رضامندی یا قاضی کے حکم کے بیع فسخ نہوگی پھر اگر اُسنے بائع کی رضامندی سے بیع فسخ کی تو یہ اُن دونون کے حق مین فسخ ہوگی اور دوسرون کے حق مین نئی بیع شمار ہوگی اور اگر قاضی کے حکم سے فسخ ہوئی تو ان دونون کے حق مین اور انکے سوا غیرون کے حق مین بھی فسخ شمار ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور جو عقد واپس کرنے سے فسخ ہو جاتا ہی اُسمین مبیع اپنے مقابل کے عوض ضمان مین ہوتی ہی تو ایسے عقد مین تھوڑے اور بہت دونون طرح کے عیب سے وہ شی واپس ہو جاتی ہی اور جو عقد کہ واپس کرنے سے فسخ نہین ہوتا ہی اُسمین وہ شی اپنی ذات سے ضمان مین ہوتی ہی نہ بعوض جیسے مہر اور بدل خلع و قصاص تو ایسے عقد مین تھوڑے عیب سے واپس نکیجائیگی فقط بہت عیب کی وجہ سے واپس ہو سکتی ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور تھوڑے عیب کی وجہ سے مہر کا واپس نہونا صرف اسی صورت مین ہی کہ مہر ناپ یا تول کی چیز نہو اور اگر ناپ یا تول کی چیز ہو تو تھوڑے عیب سے بھی واپس ہو سکتی ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ اور بہت عیب مہر مین یہ ہوگا کہ اُسکو اعلے درجہ سے اوسط درجہ پر لاوے یا اوسط درجہ سے ادنے درجہ پر گراوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور دونون قسمون مین حد فاصل یہ ہی کہ جو عیب چند اندازہ کرنے والون کے اندازہ مین جدا داخل ہو جاوے مثلاً ایک نے اُسکو بے عیب ہزار درم کا تجویز کیا اور عیب کے ساتھ اس سے کم تجویز کیا اور دوسرے نے اسکو اس عیب کے ساتھ پورے ہزار رکھا

تجویز کیا تو یہ عیب تھوڑا شمار ہوگا اور اگر چند اندازہ کرنے والون کی اندازہ جدا نہو بلکہ یکسان ہو جیسے کہ چند اندازہ کرنے والون نے اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ بے عیب ہزار درم کا ہی اور اس عیب کے ساتھ سبھون نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہزار سے کم کا ہی تو یہ کھلا ہوا بہت عیب کہلائے گا یہی فتوے کے واسطے اختیار کیا گیا ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ اور خیار عیب کا یہ حکم ہی کہ مشتری کی ملک مبیع مین فی الحال ثابت ہو جاتی ہی مگر ملک لازم نہین ہوتی ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور شرح طحاوی مین لکھا ہی کہ خیار عیب مین وراثت جاری ہوتی ہی انتہی۔ اور اسکا کوئی وقت مقرر نہین ہوتا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور خیار عیب ثابت ہونے کی چند شرطین ہین آز انجملہ بیع کے وقت یا اُسکے بعد سپرد کرنے سے پہلے عیب ثابت ہونا چاہیے اور اگر بعد اسکے پیدا ہوگا تو خیار ثابت نہوگا اور آز انجملہ مشتری کے پاس بھی قبضہ کر لینے بعد اس عیب کا ثبوت چاہیے اور تمام عیبون مین واپس کرنے کا حق ثابت ہونے کے واسطے عامہ مشائخ کے نزدیک صرف بائع کے پاس عیب کا ثابت ہونا کافی نہین اور از انجملہ بھاگنے یا چوری کرنے یا بچھونے پر پیشاب کر دینے کے عیب مین عقل ہونا چاہیے اور آز انجملہ ان تینون عیبون مین یکسان حالت ہونی چاہیے اور اگر حالت بائع کے پاس اور مشتری کے پاس مختلف ہوگی تو واپس کرنے کا حق ثابت نہوگا اور آز انجملہ قبضہ اور عقد کے وقت مشتری کا اس عیب سے ناواقف ہونا چاہیے اور اگر قبضہ یا عقد کے وقت مشتری اُسکو جانتا تھا تو اُسکو خیار نہ رہیگا اور آز انجملہ یہ شرط ہی کہ بائع نے مبیع کے سب عیبون سے اپنا ذمہ پاک کر لینا شرط نہ کیا ہو اور اگر شرط کر لیا ہو تو مشتری کو خیار نہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ قدوری نے اپنی کتاب مین فرمایا ہی کہ تاجرون کی عادت مین جس چیز سے ثمن مین نقصان آتا ہو وہ عیب ہی اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا ہی کہ جو چیز مال کے دیکھنے اور مشاہدہ کرنے مین نقصان پیدا کرتی ہو جیسے حیوان کے ہاتھ پاؤن شل ہونا اور برتنون کا شکستہ ہونا یا اُس سے اُس مال کے نفع مین کچھ نقصان آتا ہو تو یہ عیب ہی اور جس سے ان دونون باتون مین کچھ نقصان نہین آتا ہی اُسمین لوگون کے رواج کا اعتبار کیا جائیگا اگر وہ اُسکو عیب گنتے ہین تو عیب ہوگا ورنہ نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور عیب ہونے یا نہونے مین عیب جاننے والون کی طرف رجوع کیا جائیگا اور وہ تاجر لوگ ہوتے ہین اور اگر مبیع ساختہ چیزون مین سے ہی تو مرجع اُس پیشہ کے لوگ ہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اندھا ہونا اور کانا ہونا اور احول ہونا اور انگلی کا زائد یا ناقص ہونا عیب ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اقبل ہونا اور اقبل وہ شخص ہوتا ہی جو ایسا معلوم ہو کہ گویا اپنی ناک کے کنارے کو دیکھتا ہی اور تبری یعنے سینے کا نکلا ہوا ہونا عیب مین شمار ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور اسی طرح بہرا ہونا اور گونگا ہونا اور باقی عیب جو پیدائش مین ہوتے ہین سب عیوب مین شمار ہین اور گندہ دہن اور بغل کا بدبو کرنا باندی مین عیب ہی اور غلام مین عیب نہین ہی لیکن اگر بہت ہو تو عیب ہی اسواسطے کہ یہ پیٹ کی بیماری پر دلالت کرتا ہی اور بیماری فی نفسہ عیب مین شمار ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور ایسے ہی بدائع و مبسوط تبیین مین ہی اور بجر غلام اور باندی دونون مین عیب ہی اور بجر پیٹ کے پھولے ہوئے کو کہتے ہین اور قرن بھی عیب ہی اور وہ ایسی ہڈی ہی کہ فرج مین پیدا ہو جاتی ہی اور وطی سے مانع ہوتی ہی اور عفل بھی عیب ہی

اور وہ ایک قسم کا گوشت ہی کہ فرج مین پیدا ہو جاتا ہی اور وطی سے مانع ہوتا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور بعضون نے عفل کے یہ معنی بیان کیے ہین کہ اُس عورت کی فرج تھیلی کے مانند ہو کہ جس سے وطی کرنے والے کو کچھ لذت حاصل نہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر کسی نے ایسی باندی خریدی کہ جسکے بائع یا اور کسی کے پاس بچہ پیدا ہوا تھا اور مشتری اس سے آگاہ نہوا پھر اُسکو معلوم ہوا تو دو روایتون مین ایک روایت کے موافق اُسکو واپس کرنیکا اختیار ہی اور اسی پر فتوے ہی چوپایون مین فقط بچہ پیدا ہونا عیب ہی نہین لیکن اگر موجب نقصان ہو تو عیب ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی باندی کا پیٹ سے ہونا عیب ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر مشتری نے کوئی ایسی باندی خریدی کہ جسکو حمل تھا اور مشتری کے پاس وہ بچہ جنی تو اُسکو بائع سے جھگڑا کرنے کا اختیار نہین ہی پس اگر وہ باندی نفاس کے اندر مرگئی تو پیٹ ہونے کے عیب کا نقصان بائع سے واپس لیگا بشرطیکہ مشتری کو خریدتے وقت اُسکا پیٹ سے ہونا معلوم نہوا ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور نصاب مین مذکور ہی کہ چوپایون اور سواری کے جانورون کا حمل سے ہونا عیب نہین ہی لیکن اگر [illegible] نقصان کا موجب ہو تو عیب ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور رتق عیب ہی اور رتق [illegible] کوئی سوراخ سوائے سوراخ پیشاب کے نہو اور فتق عیب ہی اور فتق سے مراد وہ ریح ہی جو مثانہ کے اندر ہو اور وہ اکثر اوقات اپنا زور کرکے مرد کو ہلاک کر دیتی ہی اور یہ بدون بدن کے اندر بیماری پیدا ہونے کے نہین پیدا ہوتی ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور غنا اُس باندی کے اندر جو ام ولد بنائی جاوے عیب ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور بقالی مین مذکور ہی کہ اگر اُس باندی کا باپ یا دادا حلال طور سے نہوا ہو تو عیب ہی اور نوادر ابن رستم مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ جب باندی کا باپ یا دادا حرام طور سے ہو تو یہ عیب میرے نزدیک ان باندیون مین ہوگا کہ جو ام ولد بنانے کے واسطے خریدی جائین اور انکے سوا دوسری باندیون مین عیب نہوگا لیکن اگر نخاس والے اُسکو عیب جانتے ہون تو عیب ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور زنا کرنا باندی کے اندر عیب ہی خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو اور غلام کے اندر اگر قلیل ہو تو عیب نہین ہی صرف وہ ایک کبیرہ گناہ ہی کہ جسکا اُسنے ارتکاب کیا اور اُسپر توبہ او استغفار کرنا واجب ہوگا اور اگر وہ ہمیشہ زنا کرتا ہی کہ جس سے اُسکے مالک کی خدمت کرنے مین نقصان آتا ہی تو وہ عیب ہی یہ ینابیع مین لکھا ہی - اور ایسے ہی اگر اُسپر حد واجب ہونا ظاہر ہو تو بھی عیب ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر باندی زنا کی اولاد ہو تو عیب ہی اور غلام مین عیب نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور تمام عیبون مین واپس کرنے کا حق ثابت ہونے کے واسطے دوبارہ مشتری کے پاس واقع ہونا ضرور ہی سوائے عیب زنا کے جو باندی مین پایا جاوے کیونکہ امام محمد رح سے امالی مین روایت ہی کہ اگر کسی نے ایک باندی بالغ خریدی کہ اُسنے بائع کے پاس زنا کیا تھا تو مشتری اُسکو واپس کرسکتا ہی اگرچہ اُسنے مشتری کے پاس زنا نہ کیا ہو اور نوادر بشر مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ایک باندی خریدی پھر وہ اُسکے پاس سے بھاگ گئی پھر اُسنے اُسکو پایا اور گواہون کے ساتھ اُسکا کوئی حقدار پیدا ہوا تو بھاگنے کا عیب اُس باندی کو ہمیشہ کے واسطے لازم ہو جائیگا اور اس روایت سے صریح ثابت ہوتا ہی کہ بھاگنے کے عیب کا بھی مشتری کے پاس دوبارہ واقع ہونا شرط نہین ہی اور اس بنا پر مستحق نقصان عیب اُس سے نہین لے سکتا ہی اگرچہ دوبارہ اُسکے

پاس عود نہوا ہو اسی طرح جس شخص نے اُس سے خریدا وہ بھی بدون معاودت کے اُسکو واپس کرسکتا ہی مگر اول ظاہر ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر کوئی ایسا غلام خریدا کہ جسکے ساتھ اغلام کیا جاتا تھا پس اگر وہ مفت اغلام کرتا تھا تو یہ عیب ہی کیونکہ یہ اُسکے اُبنہ ہونے پر دلالت کرتا ہی اور اگر اجرت پر اغلام کرتا تھا تو غلام مین عیب نہین ہی بخلاف باندی کے کہ اُسمین یہ کام ہر طور سے عیب ہوگا یہ قنیہ مین لکھا ہی اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ مخنث ہونا دو طرح کا ہوتا ہی ایک تو بُرے اور ردی کام کرنا اور وہ عیب ہی دوسرے سنگار کرنا اور آواز کی نرمی اور چلنے مین لچکنا پس اگر یہ باتین کم ہون تو واپس نہ کیا جائیگا اور اگر بہت ہون تو واپس کر دیا جائیگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور عنین ہونا عیب ہی اور ایسے ہی خصی ہونا بھی عیب ہی اور اگر کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ وہ خصی ہی اور وہ مرد نکلا تو وہ واپس نہوگا اور اگر اس شرط پر خریدا کہ وہ مرد ہو پھر دیکھا تو وہ خصی نکلا تو اُسکو واپس کرسکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور خصیون کا بڑھ جانا عیب ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور مسون کا ہونا عیب ہی بشرطیکہ اُس سے ثمن مین نقصان آتا ہو اور اگر ثمن مین نقصان نہ آتا ہو تو عیب نہین ہی اور تل کا بھی یہی حکم ہی کیونکہ تل سے کبھی زینت ہوتی ہی کہ اُس سے مالیت مین نقصان نہین آتا ہی جبکہ رخسارہ پر ہو اور کبھی بدنما کر دیتا ہی جبکہ ناک کی نوک پر ہو اور اس سے مالیت مین نقصان آتا ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی- اور باندی یا غلام کا ختنہ نہونا عیب نہین ہی بشرطیکہ وہ دونون دار الحرب وغیرہ سے اُٹھا لائے گئے ہون یا دار الاسلام مین پیدا ہوے ہون مگر نابالغ ہون اور اگر بالغ ہوگئے ہونگے تو عیب ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور ختنہ نہونے سے باندی کا عیب دار ہونا عرب کے عرف کے موافق ہی اور ہمارے ملک مین باندی کا ختنہ نہین کیا جاتا ہی تو ختنہ نہونا اُسمین بالکل عیب نہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی- اور اسی طرح فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر واپس کرنے سے پہلے غلام نے اپنی عورت کو طلاق دیدی تو واپس کرنے کا حق ساقط ہوجائیگا اور اگر باندی کو اُسکے شوہر نے طلاق دیدی پس اگر طلاق رجعی ہو تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار رہیگا کیونکہ وہ رجعی طلاق دی ہوئی عورت اُسکی جورو کے حکم مین ہی اس دلیل سے کہ اُس غلام کو بدون اجازت اپنے مالک کے اُس سے رجعت کرنے کا اختیار رہی اور اگر طلاق بائن ہو تو واپس کرنے کا حق ساقط ہوجائیگا کرخی رحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر خریدی ہوئی باندی دودھ پلائی یا دامادی کے رشتہ سے مشتری پر حرام ہو تو عیب نہین ہی مثلاً اُسکی رضاعی بہن ہو یا اُسکی رضاعی مان ہو یا اُسکی بی بی کی مان ہو یا اُسکی بی بی کی بیٹی ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی- اور غلام یا باندی پر قرض ہونا عیب ہی لیکن اگر بائع اُسکو ادا کردے یا قرض خواہ اُسکو معاف کردین تو عیب نہ رہیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور قنیہ مین مذکور ہی کہ قرض عیب ہوتا ہی لیکن اگر ایسا تھوڑا ہو کہ جو نقصان مین شمار نہین کیا جاتا ہی تو عیب نہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر غلام کو کسی کے پاس رہن یا اجرت پر دیا ہوا پایا تو بھی یہی حکم ہی یہ ینابیع مین لکھا ہی اور کرخی کی کتاب مین مذکور ہی کہ اگر غلام کے ذمہ کوئی جرم ہو تو عیب ہی اور اس عیب ہوسکنے کی صورت یہ ہوسکتی ہی کہ یہ جرم عقد کے بعد قبضہ سے پہلے پیدا ہوا ہو اور اگر عقد سے پہلے پیدا ہوا ہو تو بائع بیع کردینے کی وجہ سے جرمانہ دینے کا اختیار کرنے والا شمار ہوگا- پس اگر بائع نے اُسکے واپس کیے جانے سے پہلے ادا کر دیا تو مشتری کو واپس کرنے کا حق باقی نہ رہیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی- شراب پینے کے سبب سے

اگر بالیت مین نقصان آتا ہو تو باندی مین عیب ہی اور غلام مین عیب نہین ہی مگر اُس صورت مین کہ غلام امرد ہو اور عیب ہونا
اُسی صورت مین ہی کہ شراب پینا حد سے بڑھ گیا ہو لوگون مین ایسا نہ پایا جاوے اور اگر ایسا نہو تو باندی مین عیب
نہو گا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ پرانی کھانسی اگر از قسم بیماری ہو تو عیب ہی اور عادت کے موافق کھانسی ہونا عیب نہین ہی
اور برص عیب ہی اور جذام بھی عیب ہی اور وہ جلد کے نیچے پیپ پڑجاتی ہی کہ دور سے اُسکی بدبو آتی ہی اور اکثر اُس سے
اعضا بدن کے کٹ کر گر جاتے ہین اور وہ سب عیبون سے بدتر عیب ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کالے اور ہرے
دانت ہونا عیب ہی اور زرد دانتون کے باب مین مختلف روایتین آئین ہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور دانت کا ساقط
ہونا عیب ہی خواہ داڑھ ہو یا دانت ہو یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی بالغ باندی کا حیض بند ہو جانا عیب ہی
اور بالغ باندی وہ ہی جسکی عمر سترہ برس کی ہی اور اسی طرح اگر باندی کے ہمیشہ بطور استحاضہ کے خون جاری
رہتا ہو تو عیب ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور یہ بات باندی کے کہنے سے معلوم ہوگی پس جب اُسکے اقرار کے
ساتھ بائع کا قسم کھانے سے باز رہنا بھی ملجاوے تو واپس کر دی جائیگی خواہ قبضہ کے پہلے ہو یا بعد ہو اور
یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور فقہا نے فرمایا ہی کہ ظاہر الروایت کے موافق باندی کا قول اس باب مین معتبر
نہو گا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر ایک غلام خریدا اور اُسکو جواری پایا پس اگر اُسکا جوا عیب مین شمار ہی جیسے نرد یا شطرنج
وغیرہ کے ساتھ جوا کھیلنا تو عیب ہوگا اور اگر عرف مین اس قسم کا جوا عیب نہین گنا جاتا ہی جیسے اخروٹ یا خربزون کے
ساتھ جوا کھیلنا جسکو فارسی مین کوز باختن و دستہ زدن و خربزہ زدن کہتے ہین تو عیب مین شمار نہو گا یہ فصول عمادیہ
مین لکھا ہی۔ اگر مملوک کو سواے اسلام کے غیر راہ پر پایا تو عیب ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر کوئی غلام اس شرط پر
خریدا کہ وہ کافر ہی اور اُسکو مسلمان پایا تو واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر اُسکا اُلٹا ہو تو واپس کر سکتا ہی یہ تہذیب مین
لکھا ہی اسی طرح اگر نصرانی نے کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ وہ نصرانی ہی پھر اُسکو مسلمان پایا تو اُسکو واپس کرنے کا خیار
ثابت نہو گا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور جو غلام بائین ہاتھ سے کام کرتا ہو اور داہنے ہاتھ سے کام کرنے کی
قدرت نہ رکھتا ہو تو عیب ہی لیکن اگر تھوڑا بائین ہتہ ہو تو عیب نہین ہی جسکو اضبط کہتے ہین یعنے دونون ہاتھ سے کام
کر سکتا ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور بصارت مین ایسا ضعف ہونا کہ زیادہ تاریکی یا زیادہ روشنی مین نہ دیکھ سکے عیب ہی اور
عسم یعنے پہونچون مین خشکی و تشنج ہونا عیب ہی اور بدن مین ایسا زائد گوشت مثل غدود کے پیدا ہو جانا کہ جو ہلانے سے
ہلتا ہی اور چھونے سے کبھی خربوزہ کے برابر تک ہوتا ہی عیب ہی اور سلعہ عیب ہی اور وہ زخم کو کہتے ہین اور شمس الائمہ
سرخسی نے اُسکی تفسیر اُن زخمون کے ساتھ کی ہی جو گردن پر ہوتے ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور حنف عیب ہی اور
حنف دونون انگوٹھون مین ہر ایک کے دوسرے کی طرف متوجہ ہونے کو کہتے ہین اور ابن الاعرابی نے یہ معنے
بیان کیے کہ جو قدمون کی پیٹھ کے بل چلے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور صدف یعنے گردن کا جڑ سے پیچیدہ ہونا عیب ہی
اور مونھ کا زیادہ پھیلا ہونا عیب ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور داغ ہونا عیب ہی لیکن اگر نشانی کے واسطے ہو
جیسے بعض چوپایون مین ہوتا ہی تو عیب نہو گا اور قدمون کے سرون کا نزدیک ہونا اور ایڑیون کا دور ہونا
عیب ہی اور پہونچے کا ٹیڑھا ہونا عیب ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور آنکھ سے زیادہ آنسو جاری ہونا اگر بیماری سے ہو
تو عیب ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور شتر یعنے پلکون کا اُلٹا ہونا عیب ہی کذا فی الظہیریہ اور ریح السبیل عیب ہی

ط

[illegible] حنف پاؤن کے [illegible] اصطلاح کہ پاؤن کے [illegible] نزدیک [illegible] واللہ اعلم

یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور خارش آنکھ کی اور غیر آنکھ کی سب عیب ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور آنکھ کی پتلی پر ایک قسم کی سپیدی جسکو ناخنہ کہتے ہین پیدا ہونا عیب ہی اور آنکھ کے اندر بال کا پیدا ہونا عیب ہی کذا فی الظہیریہ زردی اور سرخی کا درمیانی رنگ بال کا اگر ترکی یا ہندی باندیون مین پایا جاوے تو عیب ہی اور اگر رومی اور صقالیہ باندیون مین پایا جاوے تو عیب نہین ہی کیونکہ اہل روم سب کے بال ایسے ہی ہوتے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر سر یا بدن کے بعضے بال سپید اور بعضے سیاہ ہون تو عیب ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی بالون کا معتدل رنگ سیاہ ہی۔ اور اسکے سوا باقی رنگون سے اگر ثمن مین نقصان آتا ہو اور سوداگر اسکو عیب سمجھتے ہون تو عیب ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ حاوی مین لکھا ہی کہ اگر باندی کے سر کے بال سرخ ظاہر ہوے تو اگر اُسکے بعض بال سر کے سرخ ہین اور بعض سیاہ تو اُسکو واپس کرسکتا ہی کیونکہ یہ عیب ہی اور اگر صرف اُسکے بالون مین سرخی ہی تو اُسکو واپس نہین کرسکتا ہی لیکن اگر بالون کا کالا ہونا بیع مین شرط تھا تو واپس کرسکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ بھاگ جانا اور بچھونے پر پیشاب کردینا اور چوری لیسے چھوٹے غلام مین کہ جسکو سمجھ نہین ہی کہ اکیلا کھاتا پہنا نہین جانتا ہی عیب نہین ہی اور اگر چھوٹا سمجھدار ہو جیسے کہ اکیلا کھا پہن سکتا ہو تو عیب مین شمار ہوگا لیکن واپس کرنے کا حق حالت یکسان ہونے کے وقت ثابت ہوگا کذا النقل فی المضمرات عن الزاد پس اگر یہ باتین چھوٹے غلام مین بائع اور مشتری دونون کے پاس اُسکے چھوٹے پن مین پائی گئی ہین یا دونون کے پاس اُسکے بڑے پن مین پائی گئین تو یہ عیب ہی کہ جسکے سبب سے واپس کرسکتا ہی اور اگر حالت یکسان نہو جیسے کہ بائع کے پاس چھوٹے پن مین اور مشتری کے پاس بڑے پن مین پائی جاوین تو واپس نہین کرسکتا ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور جنون کے ماسوا اسے مین چوری کرنے اور بھاگ جانے اور بچھونے پر پیشاب کرنے کی نسبت شمس الائمہ حلوانی نے اپنی شرح مین لکھا ہی کہ ظاہر جواب یہ ہی کہ ان باتون کا مشتری کے پاس دوبارہ واقع ہونا شرط نہین ہی اور بعض مشائخ نے فرمایا ہی کہ شرط ہی اور یہی صحیح ہی اور بعضون نے اپنی شروح مین ذکر کیا ہی کہ مشائخ مین ان چیزون کے دوبارہ واقع ہونے کی شرط ہونے مین کچھ اختلاف نہین ہی اور اسی طرح عام روایتون مین مذکور ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر مشتری نے کوئی پہلا عیب پایا پھر واپس کرنے سے پہلے وہ زائل ہوگیا تو اُسکا خیار باطل ہوگیا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور بھاگنے کی تعریف یہ ہی کہ اپنے مالک سے سرکشی کرکے غائب ہوجاوے اور اسی کو امام ظہیر الدین مرغینانی نے اختیار کیا ہی اور یہی مختار ہی اور اسی پر فتوی دیا جاوے یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی اور سفر کی مقدار سے کم تک بھاگنا عیب ہی اور اسمین مشائخ کے درمیان کچھ اختلاف نہین ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور جب شہر سے نکلگیا تو بالاتفاق عیب ہی خواہ اپنے مالک کے پاس سے بھاگا ہو یا جسکو اجارہ پر دیا ہو یا عاریت دیا تھا یا جسکے پاس ودیعت رکھا تھا اُسکے پاس سے بھاگا ہو اور اگر شہر سے باہر نہین گیا تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور اشبہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ کہا جاوے کہ اگر شہر بڑا ہو جیسے شہر قاہرہ تو عیب مین شمار ہوگا اور اگر چھوٹا ہو کہ اُسپر اُس شہر کے گھر اور لوگ مخفی نہین تو عیب نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور گانون سے شہر کو بھاگ آنا بھاگنے مین شمار ہی اور ایسے ہی اسکا الٹا بھی بھاگنے مین شمار ہی اور اگر غصب کرنے والے شخص کے پاس سے بھاگ کر اپنے مالک کے پاس چلا آیا تو عیب نہین ہی اور اگر غصب کرنے والے کے پاس سے بھاگا اور لوٹ کر نہ اپنے مالک کے پاس آیا اور نہ غصب کرنے والے کی طرف گیا پس اگر وہ اپنی مالک کا مکان جانتا تھا اور اُسکے پاس

لوٹ آنے پر قادر تھا اور پھر نہ آیا تو عیب مین شمار ہوگا اور اگر مکان نہین جانتا تھا یا لوٹ آنے پر قادر نہ تھا تو عیب ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اور اگر دار الحرب مین غنیمت مین سے تقسیم ہونے سے پہلے بھاگا پھر لوٹا کہ غنیمت مین لایا گیا تو بھاگنے والے مین شمار نہین ہے اور اگر غنیمت کے اندر فروخت کیا گیا اور غنیمت تقسیم ہوئی اور وہ ایک شخص کے حصہ مین آیا پھر دار الحرب مین بھاگا تو وہ بھاگنے والے مین شمار ہے خواہ وہ اپنے لوگون کے پاس لوٹ جانا چاہتا ہو یا نہ چاہتا ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اور چوری اگرچہ دس درم سے کم ہو عیب ہے اور بعضون نے کہا کہ ایک درم سے کم جیسے ایک پیسا یا دو پیسے کی چوری عیب نہین ہے اور چوری خواہ اپنے مالک کی ہو یا کسی غیر کی ہو یکسان ہے اُسکے عیب ہونے مین کچھ فرق نہین ہے لیکن کھانے کی چیزون مین فرق ہے اسطرح کہ اگر کھانے کے واسطے اپنے مالک کی چیز چُرائی تو عیب نہین ہے اور اگر غیر کی چُرائی تو عیب ہے اور اگر کھانے کی چیز فروخت کرنے کے واسطے چُرائی تو خواہ مالک کی چُرائی ہو یا غیر کی چُرائی ہو عیب ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اور جامع الفصولین مین ہے کہ اگر غلہ مین سے ایک پیاز یا خربوزہ یا پیسہ چورا لیا جیسے خدمتگار چورا لیا کرتے ہین تو عیب نہوگا اور اگر اجنبی کے غلہ سے کوئی خربوزہ چورا لیا تو عیب ہے اور یہی مختار ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور اگر کھانے کی کوئی چیز ذخیرہ کرنے کے واسطے چورائی تو عیب ہوگا اور مولے اور اجنبی اس باب مین برابر ہین یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے۔ اور اگر گھر مین نقب لگایا اور کچھ لے نہین بھاگا تو یہ عیب ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے فوائد ظہیریہ مین ہے کہ اس جگہ ایک عجیب مسئلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی نے ایک نابالغ غلام خریدا پھر اُسکو دیکھا کہ وہ بچھونے پر پیشاب کر دیتا ہے تو اُسکو واپس کر دینے کا اختیار ہے پس اگر اُسنے واپس نہ کیا تھا حتے کہ اُسکے پاس اُس غلام مین دوسرا عیب پیدا ہو گیا تو اُسکو اختیار ہے کہ نقصان عیب کی قدر بائع سے واپس لے پس جب اُسنے نقصان عیب واپس لے لیا پھر غلام بڑا ہو گیا اور بالغ ہونے کے ساتھ عیب جاتا رہا تو بائع کو جو کچھ نقصان کے عوض اُسنے دیا ہے اُسکے واپس لینے کا اختیار ہے یا نہین ہے پس اس مسئلہ کی کوئی روایت کتابون مین موجود نہین ہے پھر شیخ رح فرماتے ہین کہ میرے والد مرحوم فرماتے تھے کہ سزاوار یہ ہے کہ واپس کرے اور اس پر اُنھون نے دو مسئلون سے دلیل پکڑی تھی ایک یہ کہ اگر کسی نے کوئی باندی خریدی پھر بعد خریدنے کے دریافت ہوا کہ اُسکا شوہر موجود ہے تو مشتری کو اُسکے واپس کرنے کا اختیار ہے اور اگر مشتری کے پاس اُسمین کوئی دوسرا عیب آگیا تو مشتری بائع سے نقصان عیب کی قدر واپس لیگا اور جب اُسنے نقصان کا عوض لے لیا پھر اُس باندی کے شوہر نے اُسکو طلاق بائن دیدی تو بائع کو یہ اختیار ہے کہ جو کچھ اُسنے نقصان کے عوض دیا ہے واپس لے کیونکہ عیب جاتا رہا ہے اور ایسے ہی صورت ہمارے اس مسئلہ مین واقع ہے پس اسکا بھی یہی حکم ہونا چاہیے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک غلام خریدا اور اُسکو مریض پایا تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار ہے اور اگر اُسکے پاس دوسرا عیب آگیا تو اپنے نقصان کے قدر بائع سے واپس لے اور جب اُسنے واپس لے لیا پھر غلام اپنے مرض سے اچھا ہو گیا تو بائع کو جو اُسنے نقصان کے عوض دیا ہے واپس کر لینے کا اختیار ہے یا نہین ہے پس فقہا نے فرمایا ہے کہ اگر اچھا ہونا دوا سے ہو تو بائع واپس نہین لے سکتا ہے ورنہ واپس لے سکتا ہے اور ہمارے اس مسئلہ مین بالغ ہونا بھی دوا کی راہ سے نہین ہے تو بائع کو جو اُسنے دیا ہے اُسکے لے لینے کا اختیار ہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہے اور پیشاب کو نہ روک سکنا عیب ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور چھوٹے پن کا جنون ہمیشہ کے واسطے عیب ہے اور

معنی یہ ہین کہ اگر چھوٹپن مین بائع کے پاس مجنون ہوا پھر مشتری کے پاس چھوٹے پن مین یا بڑے پن مین مجنون ہوا تو واپس کر سکتا ہی اور بعض فقہا نے کہا کہ اگر کوئی ایسا غلام خریدا کہ جو بائع کے پاس مجنون ہوا تھا تو اُسکے واپس کر دینے کا مشتری کو اختیار رہیگا اگرچہ مشتری کے پاس اُسکو جنون نہوا ہو اور اکثر فقہا کا مذہب یہ ہی کہ تاوقتیکہ مشتری کے پاس جنون عود نہ کرے تو مشتری اُسکو واپس نہین کر سکتا ہی اور یہی صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی- اور جو جنون کہ عیب ہی کہ جسکے سبب سے واپس ہو سکتا ہی وہ یہ ہی کہ ایک رات دن سے زیادہ ہو اور اس سے کم عیب نہین ہی یہ تبیین اور عینی شرح کنز مین ہی ظہیریہ مین محاضر سے نقل کیا ہی کہ گرہ کاٹنا اور مردہ کا کفن کھسوٹنا اور راہزنی کرنا مثل چوری کرنے کے غلام مین عیب ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی- اگر ایک غلام امرد خریدا پھر اُسکو داڑھی مونڈا ہوا یا داڑھی نوچا ہوا پایا پس اگر یہ بات خریدنے سے اتنی مدت کے اندر معلوم ہوئی کہ جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ یہ عیب بائع کے پاس تھا تو مشتری اُسکو واپس کر سکتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی- اگر کوئی ترکی باندی خریدی کہ جو ترکی نہین جانتی تھی یا اچھی طرح نہین بول سکتی تھی اور مشتری اس بات سے واقف تھا مگر وہ یہ نہین جانتا تھا کہ تاجرون کے نزدیک یہ عیب ہوتا ہی پس اُسنے باندی پر قبضہ کر لیا پھر اُسکو معلوم ہوا کہ یہ عیب ہی پس یہ عیب اگر ایسا عیب ہی کہ جو لوگون پر پوشیدہ نہین ہی جیسے کانا ہونا اور مثل اسکے تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور اگر ایسا کھلا عیب نہین ہی تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر کوئی ہندی باندی خریدی کہ جو ہندی نہین جانتی تھی پس اگر تاجر لوگ اسکو عیب گنتے ہون تو اُسکو رد کا اختیار ہوگا اور اگر عیب نہ گنتے ہون تو وہ واپس نہین کر سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی- ایک باندی خریدی پھر اُسکو دیکھا کہ اچھی طرح روٹی وکھانا پکانا نہین جانتی ہی تو یہ عیب نہین ہی بشرطیکہ اُسنے شرط نہ کر لی ہو اور یہی حکم غلام کا ہی اور اگر وہ دونون اچھی طرح کھانا پکانا جانتے تھے پھر اُسکو بائع کے پاس بھول گئے ہون تو مشتری کو واپس کرنیکا اختیار رہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی- اور کبری مین لکھا ہی کہ اگر ایک باندی خریدی پھر اُسکو دیکھا کہ ہر دری اُسکی آنکھ مین درد پیدا ہوتا ہی پس اگر یہ بیماری اُسکو نئی پیدا ہوئی تو واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر قدیم سے بائع کے پاس سے ہی تو واپس کر سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی- ایک باندی خریدی پھر اُسکو دیکھا کہ ہر دن اُسکی داڑھ مین درد پیدا ہوتا ہی پس یہ درد اگر اُسکو حال مین پیدا ہوا ہی تو واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر قدیم سے ہی تو واپس کر سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی- محیط مین ہی کہ اگر خریدی ہوئی باندی نے کہا کہ مجھکو داڑھ کے درد کی بیماری ہی تو اسکے کہنے پر واپس نہ کیجاویگی یہ سراجیہ مین لکھا ہی- اگر اُسکی ایک آنکھ کرنجی ہو اور دوسری کرنجی نہو یا ایک سیاہ ہو اور دوسری سپید ہو تو یہ عیب ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی- ایک غلام خریدا پھر ظاہر ہوا کہ اُسکو بخار ہی تو یہ عیب ہی اور مشتری اُسکو واپس کر سکتا ہی یہ مختار الفتاوی مین لکھا ہی- اگر ایک ثیبہ باندی اس شرط پر خریدی کہ بائع نے اُس سے وطی نہین کی ہی پھر ظاہر ہوا کہ بائع نے بیع کرنے سے پہلے اُس سے وطی کی ہی تو مشتری اُسکو واپس نہین کر سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی- منتقی مین مذکور ہی کہ ایک باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ بچہ جنی ہی اور اُسپر قبضہ کر لیا اور وہ مشتری کے پاس مر گئی پھر معلوم ہوا کہ وہ ثیبہ تھی تو بائع سے کچھ واپس نہین کر سکتا ہی خواہ اس سے باندی مین کچھ نقصان آیا ہو یا نہ آیا ہو یہ حسن نے امام اعظم رح

سے روایت کی ہر اور ابن مالک نے امام ابو یوسف رحسے یہ روایت کی ہر کہ مشتری بقدر نقصان بائع سے لیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہر - اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ نابالغ ہر پھر کھلا کہ وہ بالغ ہر تو اُسکو واپس نہ کریگا یہ خلاصہ مین لکھا ہر - اگر ایک باندی خریدی پھر اُسکو دیکھا کہ وہ بدشکل یا سیاہ ہر تو اُسکو واپس نہین کرسکتا ہر بشرطیکہ اُسکی خلقت اعضا پورے ہون یہ ظہیریہ مین لکھا ہر - ایک باندی خریدی پھر اُسکو دیکھا کہ اُسکا چہرہ جلا ہوا ہر جس سے اُسکا حسن و قبح کچھ نہین معلوم ہوتا ہر تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر کوئی ایسا سبب ہو جاے کہ جس سے واپس نہو سکے تو چہرہ جلی ہوئی باندی کی جیسی ہے ہی قیمت اندازہ کیجائیگی اور ایسا بدون چہرہ جلی ہوئی باندی صحیح و سالم کی بدشکل کے حساب سے قیمت اندازہ کیجائیگی پس جسقدر دونون مین فرق ہوگا اُسی قدر مشتری بائع سے واپس لیگا یہ محیط مین زیادات سے منقول ہر - اگر ایک باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ خوبصورت ہر پھر اُسکو بدشکل پایا تو واپس کرسکتا ہر یہ خلاصہ مین لکھا ہر ایک غلام خریدا کہ جسکے دونون گھٹنون پر ورم ہر اور بائع نے کہا کہ یہ ورم حال مین چوٹ لگ جانے کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہر پھر اس بنا پر مشتری نے اُسکو خرید لیا پھر معلوم ہوا کہ یہ قدیمی ورم ہر تو واپس نہوگا شیخ رحمہ نے فرمایا ہر کہ واپس نہونا اس صورت مین ہر کہ بائع نے سبب نہ بیان کیا ہو اور اگر سبب بیان کر دیا پھر معلوم ہوا کہ ورم اس سبب سے نہین بلکہ دوسرے سبب سے ہر تو مشتری واپس کرسکتا ہر چنانچہ اگر ایک غلام خریدا اور اُسکو بخار ہر پھر بائع نے کہا کہ اسکو تیسرے دن کا بخار ہر پھر وہ اسکے سوا دوسری طرح کا بخار معلوم ہوا تو مشتری اُسکو واپس کرسکتا ہر یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہر - اور اصل مسئلہ مین اگر بائع نے یون کہا ہو کہ تو خرید لے اگر ورم قدیمی ہوگا تو اُسکا جواب دہ مین ہون پھر ظاہر ہوا کہ وہ قدیمی ہر تو مشتری واپس نہین کرسکتا ہر اور اسی طرح اگر اس شرط پر خریدا کہ یہ ورم نیا ہر پھر معلوم ہوا کہ وہ پورانا ہر تو مشتری واپس نہین کرسکتا ہر یہ مسئلہ فتاوے فضلی مین لکھا ہر کذا فی الذخیرہ ایک ایسا غلام خریدا کہ جسکے دونون کانون مین سے ایک کا سوراخ دماغ تک نہین ہر تو یہ عیب ہر اور کان کا سوراخ ہندی باندی مین اگرچہ بڑا ہو عیب نہین ہر اور ترکی باندی مین عیب ہر بشرطیکہ اُسکو لوگ عیب گنتے ہون یہ خلاصہ مین لکھا ہر - بہت کھانا باندی مین عیب ہر غلام مین عیب نہین ہر یہ مختار الفتاوی مین لکھا ہر - اور صلح الفتاوے مین لکھا ہر کہ ایک باندی خریدی کہ جسکے ایک زخم ہر اور مشتری کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ عیب ہر تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہر اور اس زخم کے مسئلہ کا صحیح جواب یہ ہر کہ اگر یہ عیب ایسا کھلا ہوا تھا کہ لوگون پر پوشیدہ نہین ہر تو مشتری واپس نہین کرسکیگا اور اگر یہ ایسا کھلا ہوا عیب نہ تھا تو واپس کرسکتا ہر

یہ ذخیرہ مین لکھا ہر

دوسری فصل چوپایون وغیرہ کے عیب پہچاننے کے بیان مین - ایک گائ خریدی اور اُسکو دیکھا کہ دودھ نہین دیتی ہر پس اگر ایسی گائ دودھ کے واسطے خریدی جاتی ہو تو وہ واپس کرسکتا ہر اور اگر گوشت کی غرض سے خریدی جاتی ہو تو اُسکو واپس نہین کرسکیگا اور اگر گائ اپنی تھنون کو موتھ مین لیکر تمام دودھ چوس لیتی ہو تو یہ عیب ہر یہ خلاصہ مین لکھا ہر - چوپایون مین کم کھانا عیب ہر اور بنی آدم مین عیب نہین ہر یہ سراج الوہاج مین لکھا ہر - اور فوائد شمس الاسلام مین ہر کہ اگر چوپایہ عادت سے بڑھکر کھانیوالا ہو تو بھی عیب نہین ہر یہ خلاصہ

ف۵ پہ ح
مانند نوعی فقط
باندی کسکے
نام سے رنڈی
اور ایسا ہی
العبد مین ہر
۱۲

مین لکھا ہی۔ اگر ایک گدہا خریدا جو ریکنتا نہین ہی تو یہ عیب ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک بیل خریدا جو کام کرتے وقت سوتا ہی تو یہ عیب ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی خچر خریدا پھر اُسکو چال مین سست پایا تو اُسکو واپس نہین کرسکتا ہی لیکن اگر اس شرط پر خریدا ہو کہ وہ تیز رفتار ہی تو واپس کرسکتا ہی اور اگر وہ ہمیشہ کثرت سے لغزش کھاتا ہو تو عیب ہی اور اگر کبھی کبھی لغزش کھاتا ہو تو عیب نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک مرغ خریدا کہ جو بے وقت بانگ دیتا تھا تو اُسکو واپس کرسکتا ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے ایک بکری خریدی اور اُسکو کان کٹا ہوا پایا پس اگر اُسنے قربانی کے واسطے خریدی تھی تو اُسکو واپس کرسکتا ہی اور یہی حکم کل جانورون کا ہی کہ جو قربانی ہو سکتے ہون اور اگر اُسکو قربانی کے سوا کسی غرض سے خریدا تھا تو واپس کرنے کا اختیار نہین ہوگا لیکن اگر کان کٹے ہونے کو لوگ عیب سمجھتے ہون تو واپس کرسکتا ہی اور اگر بائع اور مشتری نے اختلاف کیا اسطرح کہ مشتری نے کہا کہ مین نے قربانی کے واسطے خریدی تھی اور بائع نے اس سے انکار کیا پس اگر یہ خریدنا قربانی کے زمانہ مین واقع ہوا ہو تو مشتری کا قول معتبر ہوگا بشرطیکہ مشتری قربانی کے لوگون مین سے ہو کہ جنپر قربانی واجب ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک گائے یا بکری پلیدی کھاتی تھی پس اگر ہمیشہ کھاتی تھی تو عیب ہی اور اگر ہفتہ مین ایک یا دو بار کھاتی تھی تو عیب نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ منتقی مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے ایک چوپایہ خریدا اور اُسکو دیکھا کہ مکھیان کھاتا ہی پس اگر اکثر اوقات کھاتا ہو تو عیب ہی اور اگر کبھی کبھی کھاتا ہو تو عیب نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک گدہا خریدا اور چند گدہے اُسپر چڑھے اور جفتی کھائی تو کیا یہ ایسا عیب ہی کہ جس سے واپس ہو سکتا ہی حکایت کیا گیا ہی کہ یہ صورت بخارا مین واقع ہوئی تھی اور جب فتوے طلب کیا گیا تو اُس زمانہ کے مفتیون کا جواب متفق نہوا اور قاضی امام عبد الملک حسین نسفی نے یہ جواب دیا تھا کہ اگر اُس گدہی کے مجبور ہونے کی حالت مین اُن گدہون نے اُسکے ساتھ یہ فعل کیا تو عیب نہین ہی اور اگر وہ مجبور نہ تھا بلکہ اُسنے اپنے آپ کو اس کام کے واسطے اُن گدہون کو دیدیا تو یہ عیب ہی پھر اس جواب پر سب مفتی متفق ہو گئے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور رتوش عیب ہی اور وہ گھوڑے کے جسم کے ورم کو کہتے ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور دم کا ٹیڑھا ہونا عیب ہی اور چوپایہ کی ٹانگ مین ایک ایسی چیز کا نکل آنا جسکا حجم ہوتا ہی اور اسمین سختی نہین ہوتی ہی عیب ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر گھوڑے کے منہ سے اسقدر پانی بہے کہ جس سے توبڑا تر ہو جائے تو یہ عیب ہی بشرطیکہ اُس سے ثمن مین نقصان آتا ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر جانور اپنے سر کو بندان سے اگرچہ مضبوط کرکے باندھ دیا جاتا ہو کسی حیلہ سے نکال لیتا ہو تو یہ عیب ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور قدمون کا نزدیک ہونا اور رانون مین دوری ہونا عیب ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور گھوڑی مین حرونی اور تابع نہونا عیب ہی اور لگام دینے کے وقت نہ ٹھرا ہونا عیب ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور ہر چیز جو گھوڑے وغیرہ کے عرقوب مین پیدا ہو مثل زیادتی یا پٹھا پھول جانے کے تو وہ عیب مین شمار ہی اور زوائد عیب ہی اور وہ پٹھون کے کنارے عجایہ کے پاس متفرق اور منقطع ہوتے ہین اور اس سے لپٹ جاتے ہین اور عجایہ اونٹ کے کھری مین ایک پٹھا ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور چلنے مین دونون پانون یا پنڈلیون کا باہم رگڑ کھانا عیب ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور مقوع عیب دار ہوتا ہی اور کتاب الاصل مین اسکے معنی یون بیان کئے ہین کہ یہ لفظ مقعہ سے

مشتق ہی اور وہ ایک چکر ہوتا ہی جو اُسکے بائین جانب سینے مین ہوتا ہی اور یہ سپید ہوتا ہی کہ اُسکو شوم جانتے ہین اور منتقی مین اسکے معنی یہ بیان کیے ہین کہ مقوع وہ ہی کہ اُسکے چلتے وقت اُسکی پیشاب گاہ اور کوکھ کے بیچ مین سے کوئی آواز سنی جاوے۔ انتشار بھی عیب ہی اور وہ تعب کے وقت پھاپھول جانے کو کہتے ہین اور بعضون نے یہ معنی بیان کیے کہ وہ آنکھ کی سیاہی کا اسقدر بڑھجانا ہی کہ قریب اسکے ہو جاوے کہ آنکھ کی تمام سپیدی کو گھیر لے یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک گھوڑا خریدا اور اُسکو بوڑھا پایا تو بعضون نے فرمایا کہ سزاوار یہ ہی کہ واپس نہ کیا جاوے لیکن اُس صورت مین کہ کم سن ہونے کی شرط کر لی ہو جیسے کہ باندی کے مسئلہ کا حکم ہی جبکہ بعد خریدنے کے بعد زیادہ سن کا پایا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور فتاوے آہو مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے ایک گائی خریدی کہ جو مشتری کے مکان سے بائع کے مکان کو چلی جاتی ہی تو یہ عیب نہین ہی اور غلام کا دو تین مرتبہ ایسا کرنا بھی عیب نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی کسی نے ایک اونٹنی مصراۃ خریدی یعنے اُسکے تھن بائع نے باندھ دیے تھے یہانتک کہ اُسمین دودھ جمع ہو کر ایسے ہو گئے کہ جیسے حوض کے اندر پانی بھر جاتا ہی اور مصراۃ حوض کو کہتے ہین تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہین ہی اور تصریہ ہمارے نزدیک عیب نہین ہی اسی طرح اگر اپنے غلام کی اُنگلی کے اوپر کے پور کا سرا کالا کر کے نخاس مین اس غرض سے بٹھایا کہ مشتری اُسکو کاتب سمجھے یا اُسکو روٹی پکانے والون کے کپڑے پہنائے تاکہ مشتری اُسکو باورچی گمان کرے تو بھی مشتری اُسکو واپس نہین کرسکتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دو موزے خریدے اور اُنکو اسقدر تنگ پایا کہ اُنمین اُسکا پانون نہین سماتا ہی تو شیخ الاسلام معروف بخواہر زادہ نے ذکر کیا ہی کہ پانون کا داخل نہونا اگر اس سبب سے ہی کہ اُسکے پانون مین کوئی علت ہی تو واپس نہین کرسکتا ہی اور اگر پانون مین کوئی علت نہین ہی تو واپس کرسکتا اور شیخ الاسلام ابو بکر محمد ابن الفضل نے یہ ذکر کیا ہی کہ اگر مشتری کی خرید اپنے پہننے کی غرض سے تھی تو واپس کرسکتا ہی اور اگر مطلقاً خریدے تھے تو واپس نہین کرسکتا ہی اور قاضی امام علی السغدی نے اُسکے واپس کر دینے کا فتوے دیا ہی خواہ اُسنے پہننے کی غرض سے خریدا ہو یا اور کسی غرض سے خریدا ہو اور اگر یہ صورت ہوے کہ دونون مین سے ایک کو دوسرے سے تنگ پایا تو اگر وہ مثل اور لوگون کے موزون کے عادت سے زیادہ تنگ تھا تو واپس کر دے ورنہ واپس نہین کرسکتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر موزون مین اُسکا پانون خوب نہین جاتا تھا بدون اسکے کہ اُسکے پانون مین کوئی علت ہو پھر بائع نے کہا کہ تیرے پانون مین بڑھ جائیگا اور مشتری نے اُسکو لیکر ایک دن پہنا اور وہ نہ بڑھا اور ایسا واقعہ پیش آکر فتوے طلب کیا گیا تو بعض آئمہ نے جواب دیا ہی کہ واپس نہین کرسکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی اگر کسی نے ایک قسم کا ایسا موزہ خریدا کہ جو لفافہ کے ساتھ پانون مین نہین آتا ہی اور بدون لفافہ کے آجاتا ہی تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہی بشرطیکہ اپنے پہننے کے واسطے خریدا ہو یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اور فتاوے فضلے مین ہی کہ ایک جبہ خریدا اور اُسمین ایک مرا ہوا چوہا پایا تو یہ عیب ہی اور اس مسئلہ کی مراد یہ ہی کہ عیب اُسوقت ہوگا کہ جب اُس چوہے کا نکالنا جبہ مین نقصان پیدا کرے اور اگر جبہ کو پھاڑ کر نکالنے کی ضرورت نہ ہو اور جبہ مین نقصان نہ آوے تو عیب نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور ذخیرہ مین لکھا ہی کہ ایک نجس کپڑا خریدا اور اُسکے نجس ہونے سے آگاہ نہوا پھر اُس نے

واقف ہوا اور اُس کپڑے مین دھو ڈالنے سے کوئی نقصان نہین آتا ہی تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار نہو گا یہی فتوے کے واسطے مختار ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی- اور اگر اُس کپڑے مین تیل ہو تو یہ عیب ہی کیونکہ تیل بالکل کمتر چھوٹتا ہی تو عیب مین شمار ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- کسی نے ایک دوکان خریدی اور قبضہ کرنے کے بعد اُسکے دروازہ پر یہ لکھا دیکھا کہ یہ دوکان فلان مسجد کے صرف مین وقف کی گئی ہی تو مشتری اُسکو واپس نہین کرسکتا ہی کیونکہ ایسی علامتوں پر احکام کا مدار نہین ہوتا ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی کسی نے ٹھہری دوکان مین اپنے رہنے کی جگہ فروخت کی اور مشتری کو آگاہ کر دیا کہ دوکان کا کرایہ اسقدر ہی پھر معلوم ہوا کہ دوکان کا کرایہ اس سے زیادہ ہی تو فقہا نے فرمایا ہی کہ اس سبب سے مشتری سکنہ کو واپس نہین کرسکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- جس مکان کو فروخت کرتا ہی اُسکے مغلاق کا سوراخ دوسرے کے دیوار مین ہونا عیب ہی اور اسی طرح اگر اُسی کی دیوار مین پرنالہ ہو تو عیب مین شمار ہوگا یہ وجیز مین لکھا ہی- کسی نے کچھ زمین خریدی پھر معلوم ہوا کہ لوگ اُسکو شوم جانتے ہین تو چاہیے کہ اُسکے واپس کرنے کا اختیار رہے یہ قنیہ مین لکھا ہی کسی نے ایسے گیہون خریدے کہ جو اشارہ کرکے بتا دیے گئے تھے پھر اُنکو ردی پایا تو عیب کی جہت سے اُنکو واپس نہین کرسکتا ہی- اسی طرح اگر ایک چاندی کا پیالہ جو معین ہی خریدا پھر اُسکو ردی پایا مگر اُسمین میل نتھا اور نہ ٹوٹا ہوا تھا تو بھی یہی حکم ہی پس معلوم ہوا کہ ناپ تول کی چیزون مین ردی ہونا عیب مین شمار نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اور اگر گیہون گھنے ہوئے یا بدبودار پائے تو اُنکو واپس کرسکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- کسی نے چاندی اس شرط پر خریدی کہ وہ زخم دار ہی اور اُسپر قبضہ کرکے اُسکو پگھلایا تو وہ زخم دار نہ نکلی پس مشتری اُسکو واپس کرسکتا ہی اسواسطے کہ شرط کا جاتا رہنا بمنزلہ عیب ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اگر روغن قلعی خریدی اور اُسمین مٹی کا میل پایا تو خواہ تھوڑی ہو یا بہت واپس کرسکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر ایک ساگ کی گڈیا خریدی اور اُسکے اندر گھاس پائی پس اگر یہ عیب مین شمار ہی تو واپس کرسکتا ہی اور اسی طرح اگر پھلون کی ٹوکری یا ٹوکرا خریدا اور اُسکے نیچے گھاس پائی تو واپس کرسکتا ہی اسی طرح اگر ایک ڈھیری گیہون کی خریدی اور اُسکے نیچے گھنے کے سیاہ گیہون پائے تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی- کسی شخص نے ایک زمین خریدی اور اُسمین لوگون کی گذرگاہ پائی تو حجت کے ساتھ اُسکو واپس کرسکتا ہی اور اگر انگور کا تاک خریدا اور اُسمین کثرت سے چونٹیون کے گھر پائے تو اُسکو واپس کرسکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اسی طرح اگر تاک مین غیر کی گذرگاہ یا اُسکے پانی بہنے کی راہ پائی تو بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی- اور اگر کوئی تاک انگور کا خریدا پھر معلوم ہوا کہ اسکا پانی دینا ایک ناوق پر ہی کہ جو نہر سے یا کسی اور جگہ پر پہنچایا جاوے تو اُسکو واپس کرنے کا حق حاصل ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اسی طرح اگر اُس تاک کو پانی دینا بدون نہر کے بند کرنے کے ممکن نہو تو بھی واپس کرسکتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اسی طرح اگر ایک دیوار کو مشترک پایا تو عیب ہی اور اگر دیوار کو رہن- پایا پس اگر اُسکو عیب مین گنتے ہون تو عیب ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی- کسی نے ایک گھر خریدا اور اُسکے پانی بہنے کا راستہ دوسرے کی زمین مین ہی پھر معلوم ہوا کہ یہ پانی کا بہنا بدون کسی حق کے ہی اور مشتری خریدتے وقت اس وجہ سے واقف نہوا تھا کہ اس پانی بہنے کا حق نہین ہی تو اُسکو واپس کرسکتا ہی- اور اگر چاہے تو رکھ لے اور اپنا نقصان واپس کرلے یہ قنیہ مین لکھا ہی اور اگر زمین اور

خرما کے درخت خریدے کہ جنکے لیے سینچنے کا پانی نہین ہی اور مشتری کو یہ بات معلوم نہ تھی تو اُسکو خیار حاصل ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور منتقی مین لکھا ہی کہ مصحف شریف خریدا اور اُسکے حروف کٹے کٹے پائے یا اس شرط پر خریدا کہ اُسمین نقطے لگے ہوے ہین پھر کچھ نقطے ساقط پائے تو یہ ایسا عیب ہی کہ جس سے واپس ہوسکتا ہی اور نیز منتقی مین مذکور ہی کہ اگر قرآن شریف اس شرط پر خریدا کہ وہ پورا ہی پھر دیکھا تو اُسمین سے دو آیتین یا ایک آیت ساقط ہی تو اس عیب کی وجہ سے رد کرسکتا ہی اور مین نے دوسرے مقام پر لکھا پایا ہی کہ کسی شخص نے اپنے بیٹے کے واسطے قرآن شریف خریدا اور معلم نے کہا کہ اسمین بہت خطا ہی پس اگر اُسمین لکھنے کی غلطی ثابت ہو تو اُسکو واپس دیکر اپنا ثمن واپس لیگا یہ محیط مین لکھا ہی- اگر کسی نے ایک زمین خریدی کہ جو مشتری کے پاس سیل گئی اور بائع کے پاس بھی نمناک ہوجاتی تھی تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہی لیکن اگر مشتری نے زمین کے اوپر سے کچھ مٹی اُٹھا ڈالی کہ جس سے ظاہر ہوا کہ مٹی اُٹھا دینے سے زمین سیل گئی ہی یا کسی دوسری جگہ سے اُسمین زیادہ پانی آگیا ہو تو واپس نہین کرسکتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اور اس بات کی طرف لحاظ نہ کیا جائیگا کہ مشتری کے پاس بائع کے پاس سے زیادہ سیل گئی یا اُسی قدر سیلی ہی بلکہ اس بات کو دیکھا جائیگا کہ اگر اسی سبب سے کہ جس سے بائع کے پاس سیلتی تھی مشتری کے پاس بھی سیلی ہو تو واپس کرسکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اگر کوئی تاک انگور کا خریدا اور مشتری کے پاس اُسمین تری ظاہر ہوئی پس اگر اُسی سبب سے ہو کہ جس سے بائع کے پاس تھی تو واپس کرسکتا ہی یہ فتاوی صغری مین ہی- کسی نے اگر روئی اس شرط پر خریدی کہ وہ میٹھے پانی کی پکی ہوئی ہی پھر اسکے برخلاف معلوم ہوئی تو واپس کرسکتا ہی اور اگر لفظ شرط ذکر نہ کیا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی- اسی طرح اگر حنا یا مثل اسکے اس شرط پر خریدی کہ سب باغ کی جنس سے ہی پھر معلوم ہوا کہ جسے پہلی بار دیکھا تھا اُس جنس سے نہین ہی تو واپس کرسکتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی- اگر پانچسو قفیز گیہون خریدے اور اُنمین مٹی ملی ہوئی پائی پس اگر یہ مٹی اُسی قدر ہی کہ جیسے ایسے گیہون مین ہوا کرتی ہی اور اُسکو لوگ عیب نہین جانتے ہین تو واپس نہین کرسکتا ہی اور نقصان عیب بھی نہین لے سکتا ہی اور اگر اتنی مٹی اسقدر گیہون مین نہین ہوتی ہی اور اُسکو لوگ عیب جانتے ہین پس اگر اُسنے تمام گیہون واپس کرنے کا ارادہ کیا تو اُسکو یہ اختیار حاصل ہوگا اور یہ نہین کرسکتا کہ مٹی کو علیحدہ کرکے اُسکے حصہ ثمن کو لیکر واپس کرے اور گیہون کو رکھے اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ اُسنے مٹی کو گیہون سے جدا نہ کیا ہو اور اگر جدا کرلیا اور اسقدر زیادہ مٹی نکلی کہ جسکو لوگ عیب جانتے ہین پس اگر مٹی اور گیہون کو ملاکر پیمانہ پورا کرکے واپس کرتا ہی تو سب کو واپس کردے اور اگر صاف کرنے کی وجہ سے اُسمین کمی آگئی اور ملانے سے پیمانہ پورا نہین ہوتا ہی تو واپس نہین کرسکتا ہی ولیکن نقصان عیب واپس لے اور وہ حساب گیہون کے نقصان کے ہوگا لیکن اگر بائع اُن گیہون کو اس کمی کے ساتھ لینے پر راضی ہوجاوے تو اُسکو یہ اختیار حاصل ہی- علی ہذا القیاس ہر چیز جو گیہون کے مانند ہی جیسے تل وغیرہ اگر اُنکو خریدے اور اُسمین مٹی ملی ہوئی پاوے تو سب کا حکم اسی تفصیل کے ساتھ ہی جو ہمنے ذکر کی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر تیل خریدا اور اُسکے اندر تلچھٹ پائے تو اُسکا حکم بھی اسی طرح ہی یہانتک کہ فقط تلچھٹ کو واپس نہین کرسکتا ہی- یہ خلاصہ مین لکھا ہی- اور اگر مشک خریدا اور اُسمین رصاص ملا ہوا پایا تو رصاص کو جدا کرکے اُسکے حصہ ثمن کے عوض بائع کو واپس کردے خواہ رصاص تھوڑا نکلے یا بہت ہو یہ

ظہیریہ میں لکھا ہے۔ امام ابو یوسف نے اس قسم کے مسائل کے واسطے ایک قاعدہ کلیہ اسطرح بیان کیا ہے کہ جس چیز کی تھوڑے سے چشم پوشی کیجاتی ہے اسکی زیادہ بھی جدا نہ کیجائیگی اور جس چیز کے تھوڑے میں چشم پوشی نہیں کیجاتی ہے اسمیں کی زیادہ بھی جدا کر دیجائیگی اور مشک کے اندر رصاص اگر تھوڑا بھی ہو تو چشم پوشی نہیں کیجاتی پس اگر زیادہ ہوگا تو بھی جدا کر دیا جائیگا اور گیہون کے اندر تھوڑی مٹی میں چشم پوشی کیجاتی ہے اگر بہت مٹی ہوگی تو جدا نہ کیجاویگی اور علماء مشائخ نے اس روایت کو لیا ہے یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر خشک کی ہوئی چربی خریدی اور اسکے اندر بہت سا نمک پایا تو اسکا حکم وہی ہے جو گیہون کے اندر مٹی ملی ہوئی پانے کا حکم ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور فتاوے ابو اللیث میں ہے کہ اگر تانبے کا [illegible] خریدا اور اسکو گلایا اور اسمیں سے پتھر نکلا جیسے تانبے سے نکلتا ہے تو مشتری کو اسکے ثمن کے حصہ کے حساب سے لے لینے کا اختیار ہے اور بائع اگر چاہے کہ ویسا ہی اسکو لیکر ثمن واپس کر دے تو کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے

تیسری فصل ایسی چیزون کے بیان میں کہ عیب کی وجہ سے انکا واپس کرنا ممکن نہیں اور جنکا واپس کرنا ممکن ہے اور جن چیزون میں نقصان لے سکتا ہے اور جن چیزون میں نہیں لے سکتا ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ جب مشتری نے خریدی ہوئی چیز کے عیب پر واقف ہونے کے بعد اسمیں مالکانہ تصرف کیا تو اسکا واپس کرنے کا حق باطل ہو گیا اگر ایک چوپایہ خریدا اور اسکے کوئی زخم پایا اور اسکی دوا کی یا اسپر اپنی حاجت کے واسطے سوار ہوا تو واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر اسکے کسی عیب کی دوا کی کہ جو اسکی دوا سے اچھا ہو گیا تو دوسرے عیب کے وجہ سے جو اچھا نہیں ہوا ہے واپس کر سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک مرتبہ خدمت لینا عیب پر راضی ہونے میں شمار نہیں ہے لیکن اگر غلام سے زبردستی خدمت لی تو رضا ہے اور اگر دو بار خدمت لی تو عیب پر راضی ہونے میں شمار ہے اور اسی پر فتوے ہوگا یہ مضمرات میں لکھا ہے اور کتاب الاجارات میں خدمت لینے کی یہ صورت بیان کی ہے کہ غلام کو کسی اسباب کے چھت پر لیجانے یا وہان سے اتارنے کا حکم دے یا باندی کو بدون شہوت کے اپنے پانون دبانے کا حکم دے یا کھانا یا روٹی پکانے کو کہے لیکن تھوڑی ہو اور اگر عادت سے زیادہ پکانے کے واسطے حکم دیا تو یہ راضی ہونے میں شمار ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر گھوڑے پر اسکی رفتار دیکھنے کے واسطے سوار ہوا یا کپڑے کو اسکی مقدار دیکھنے کے واسطے پہنا تو یہ رضا میں شمار ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر اسکو واپس کرنے یا پانی پلانے یا اسکے لیے گھاس خریدنے کے واسطے سوار ہوا تو راضی ہونے میں شمار نہیں ہے بشرطیکہ اسکو بدون سواری کے چارہ نہو جیسے کہ مثلاً دور کا فاصلہ ہو یا وہ شخص چلنے سے عاجز ہو گیا ہو یا گھاس ایک ہی طرف ہو اور اگر دونون جانب ہو تو سوار ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر سوار ہو گیا تو رضا میں شمار ہوگا یہ سراجیہ میں لکھا ہے۔ اگر اس چوپایہ پر دوسرے چوپایہ کی گھاس لادی خواہ اسپر سوار ہوا یا نہوا تو رضا میں شمار ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اگر خریدی ہوئی چیز کوئی گھر ہو جو عیب پر واقف ہونے کے بعد اسمیں جا رہا یا اسکی کچھ درست کی یا اسمیں سے کچھ گرایا تو خیار عیب ساقط ہو جائیگا یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک دودھ والی باندی خریدی اور اسمیں کچھ عیب پایا اور اسکو حکم دیا کہ ایک بچہ کو دودھ پلا دے تو یہ راضی ہونے میں شمار نہیں ہے اور اگر اسکا دودھ دوہا اور کسی بچہ کو پلا دیا یا فروخت کر دیا تو رضا ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور اگر اسکا دودھ دوہا اور نہ فروخت کیا اور نہ کھلایا تو بھی یہی جواب ہے صلح الفتاوے

مین لکھا ہی کہ دودھ دوہنا بدون کھلانے اور بیع کرنے کے رضا مین شمار ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ کسی شخص نے دودھ والی باندی خریدی اور باندی نے اپنے یا مشتری کے بچہ کو دودھ پلایا پھر مشتری نے اُسمین عیب پایا تو واپس کرسکتا ہی اور اگر اُسکا دودھ دوہا اور تلف کردیا یا پینے کے کام مین لایا پھر اُسمین عیب پایا تو تو واپس نہین کرسکتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی- ایک گاے خریدی اور اُسکا دودھ پیا پھر اُسکے عیب پر واقف ہوا تو واپس نہین کرسکتا ہی اور نقصان عیب لے لیوے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی- کسی شخص نے ایک بکری یا گاے مع اسکے بچہ کے خریدی اور اُسکے عیب سے آگاہ ہوا پھر اُسکے کسی لڑکے نے اُسکا تھن سے دودھ پیا تو اُسکو واپس کرسکتا ہی اور یہ رضا مین شمار نہوگا اگرچہ اُسنے لڑکے کو خود اُسکا دودھ تھن سے پلایا ہو اور اگر مشتری نے اُسکا کچھ دودھ دوہا اور خود پی لیا یا اپنے لڑکے کو پلایا بعد اِسکے کہ عیب پر واقف ہوچکا تھا تو یہ عیب پر راضی ہونے مین شمار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر اُس بکری کے بال کاٹ لیے اور پھر اُسمین عیب پایا پس اگر بال کاٹنے مین کچھ نقصان نہین آیا تو واپس کرسکتا ہی امام محمد رح نے فرمایا کہ بال کاٹنا میرے نزدیک کچھ نقصان نہین ہی اور دوسرے مقام پر منتقی مین مذکور ہی کہ اگر عیب جاننے کے بعد بکری کے بال کاٹ لیے تو یہ رضامندی ہی اور اگر اُسکی کچھ رگ کی تو رضا نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی- شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ کسی نے ایک انگور کا تاک خریدا اور اُسکے پاس اُسمین پھل آئے اور اُسنے پھلون کو اُتارکر زمین پر رکھا پھر تاک مین ایک عیب پایا کہ جسکو وہ نہین جانتا تھا پس اگر ان پھلون کے توڑنے سے اُسمین کچھ نقصان نہین آیا تو واپس کرسکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی- کسی نے ایک باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ چنگ بجانے والی ہی تو بیع جائز ہی پس اگر وہ چنگ بجانے والی نہ نکلی تو مشتری کو اُسکو واپس نہین کرسکتا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- کسی نے ایک غلام خریدا اور اُسمین کچھ عیب پایا اور اُسکے بعد اُسکو مارا پس اگر مارنے کا اثر اُسمین موجود ہی تو واپس نہین کرسکتا ہی اور نہ نقصان عیب لے سکتا ہی اور اگر طمانچہ یا دو تین کوڑے مارے اور اُسکا کچھ اثر ظاہر نہوا تو واپس کرسکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی- کسی نے ایک غلام ایسا خریدا کہ جسکی آنکھ مین سپیدی ہی اور بائع سے اس سپیدی کا حال پوچھا اُسنے کہا کہ مارنے کے سبب سے ہی کہ دس روز مین جاتی رہیگی اور دس دن گذر گئے اور وہ زائل نہوئی تو واپس نہین کرسکتا ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی- علی ابن احمد سے کسی شخص نے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا پھر تین دن کے بعد یہ دعوے کیا کہ اسکو کھانسی ہی اور بعد اس دعوے کے غلام اُسکے پاس ایک مہینہ یا زیادہ دن تک رہا اور اُسنے اُس سے کام لیا پھر اُسکے بعد کھانسی کا دعوے کیا پس وہ اس عیب کی وجہ سے غلام کو واپس کرسکتا ہی یا نہین اُنھون نے فرمایا کہ اگر عیب جاننے کے بعد اُس سے کام لیا تو رضا مین شمار ہی یہ تاتارخانیہ مین یتیمہ سے منقول ہی اگر خریدی ہوئی باندی کے ساتھ وطی کی پھر اُسکے عیب پر آگاہ ہوا تو واپس نہین کرسکتا ہی اور نقصان عیب لے لیوے خواہ وہ باندی باکرہ ہو یا ثیبہ ہو لیکن اگر بائع اُسکو اُسی طرح قبول کرنے پر راضی ہو تو ہوسکتا ہی اور اسی طرح اگر اُسکا شہوت سے بوسہ لیا یا اُسکو شہوت سے چھوا تو یہ عیب پر راضی ہونے مین شمار ہی اور اُسکو واپس نہین کرسکتا اور نہ نقصان عیب لے سکتا ہی اور اگر مشتری کے سوا مشتری کے پاس کسی غیر شخص نے اُس سے زنا کیا تو اُسکو واپس نہین کرسکتا ہی خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اور نقصان عیب لے لیگا لیکن اگر بائع اسی طرح اُسکو واپس کرنے پر راضی ہو جاے تو ہوسکتا ہی

اور اگر کسی نے شبہہ سے وطی کر لی یہانتک کہ وطی کرنے والے پر عقر واجب ہو گیا تو مشتری واپس نہین کر سکتا ہی اگرچہ بائع واپس لینے پر راضی بھی ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر باندی کو خرید کر اُسکا نکاح کر دیا تو اُسکو واپس نہین کر سکتا ہی خواہ اُسکے شوہر نے اُس سے وطی کر لی ہو یا نہ کی ہو اور خواہ بائع اُسکے واپس لینے پر راضی ہو یا راضی نہو یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اور محیط سرخسی مین لکھا ہی کہ نقصان عیب لے سکتا ہی انتہی۔ اگر بائع کے پاس ہونے کے زمانہ مین اُس باندی کا شوہر تھا اور اُسنے مشتری کے پاس باندی سے وطی کی پس اگر وہ باندی ثیبہ تھی اور وطی سے اُسمین کچھ نقصان آیا تو بدون رضامندی بائع کے واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر اُسمین نقصان نہ آیا تو واپس کر سکتا ہی اور یہ حکم جو ہم نے ثیبہ کا ذکر کیا اُسوقت ہی کہ اُس باندی کے شوہر نے بائع کے پاس ایک بار وطی کی ہو پھر مشتری کے پاس وطی کی ہو و لیکن اگر اُسنے بائع کے پاس وطی نہ کی اور صرف مشتری کے پاس وطی کی تو کتاب الاصل مین اسکا حکم مذکور نہین ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ واپس کر سکتا ہی کذا نقل فی المضمرات عن النصاب اور اگر باندی باکرہ ہو تو واپس نہین کر سکتا ہی اور نقصان لے لیگا اور اگر بائع نے کہا کہ مین اُسکو ایسا ہی واپس کر لیتا ہون تو اُسکو یہ اختیار ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک لکڑی کندی بنانے کو خریدی اور بیع مین اُسکی شرط کر لی پس اُسکو رات مین کاٹا اور یہ اقرار کر لیا کہ اسمین عیب نہین ہی پھر بدون شرط کرنے کے از سر نو اُسکا عقد کیا پھر اُسکو دن مین دیکھا اور عیب دار پایا تو اُسکو واپس کر سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر ایک بردون خریدا اور اُسکو خصی کر ڈالا پھر اُسکے عیب سے واقف ہوا تو واپس کر سکتا ہی بشرطیکہ خصی کرنے سے اُسمین نقصان نہ آیا ہو اسی طرح فتاوے اہل سمرقند مین لکھا ہی اور امام ظہیر الدین مرغینانی اسکے برخلاف فتوے دیا کرتے تھے کذا فی الظہیریہ۔ اگر ایک کپڑا خریدا اور اُسکو اسقدر چھوٹا پایا کہ اُسکے قطع کرنے کا حساب پورا نہ تھا اور اُسکو واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ اسکو درزی کو دکھلائے اگر وہ قطع کر دے تو خیر ورنہ مجھے واپس کر دینا پھر اُسنے درزی کو دکھلایا تو وہ چھوٹا نکلا کہ قطع نہین ہو سکتا تھا تو مشتری کو اُسکے واپس کرنے کا اختیار ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور موزے اور ٹوپی کا بھی یہی حکم ہی یہ ینابیع مین لکھا ہی۔ اور اسی طرح اگر زیوف دراہم ادا کیے اور اُس سے کہا کہ انکو خرچ کر اگر چل جاوین تو خیر ورنہ مجھے واپس کر دینا اور اُسنے اس شرط پر لیے اور وہ اُسکے پاس نہ چلے تو تھاتا اُسکو واپس کر سکتا ہی یہ ظہیریہ مین نوازل کی کتاب الصلح سے منقول ہی مشتری نے اگر مبیع کو عیب دار پایا اور بائع نے اُس سے کہا کہ تو اسکو فروخت کر اگر کوئی خریدے تو خیر ورنہ مجھے واپس کر دینا اور مشتری نے اُسکو بیع کے واسطے پیش کیا اور وہ خریدی نہ گئی تو واپس نہین کر سکتا ہی یہ فتاوی صغری مین لکھا ہی اگر ایک غلام خریدا اور بائع سے اقالہ کرنا چاہا اور بائع نے اقالہ کرنے سے انکار کیا تو شیخ رحمہ نے فرمایا کہ یہ بیع کے واسطے پیش کرنا نہین ہی اور مشتری اُسکو واپس کر سکتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی کسی نے ایک کپڑا خرید کر قطع کرایا اور ہنوز نہین سلایا تھا کہ اسمین کوئی عیب پایا تو واپس نہین کر سکتا ہی پس اگر بائع نے کہا کہ مین اُسکو ایسا ہی واپس کیے لیتا ہون تو اُسکو اختیار ہی اور اگر اُسکو مشتری نے فروخت کر دیا تو اُسکا حق واپس کرنے کا باطل ہو گیا اور نقصان عیب کے عوض کچھ واپس نہین کر سکتا ہی خواہ اُس عیب سے واقف ہوا ہو یا نہوا ہو اور اگر مشتری نے اُسکو سلا لیا پھر اُسمین پہلا عیب پایا تو نقصان عیب لے سکتا ہی پس اگر بائع نے

کہا کہ مین اُسکو ایسا ہی لیے لیتا ہون تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی یہ جامع الصغیر مین لکھا ہی - اور ستوون کا بھی یہی حکم ہی جبکہ اُنکو گھی یا شہد کے ساتھ لتھ کر دیا ہو کذا فی المضمرات - اور اگر عیب پر آگاہ ہونے کے بعد اُسکو بیع کے واسطے پیش کیا یا اجرت پر دیا یا رہن کر دیا تو یہ عیب پر راضی ہونا ہی اور عیب کی وجہ سے واپس نہین کر سکتا اور نہ نقصان عیب لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور قدوری مین لکھا ہی کہ کسی چیز کو خرید کر اُسکو اجرت پر دیدیا پھر اُسکے عیب پر مطلع ہوا تو اُسکو یہ اختیار ہی کہ اجارہ کو توڑ کر اُس چیز کو عیب کی وجہ سے واپس کر دے بخلاف اس صورت کے کہ اگر اُسکو دوسرے کے پاس رہن کر دیا ہی تو ایسا نہو گا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور عیب پر واقف ہونے کے بعد اگر مبیع کسی کو ہبہ کر دی اور اُسکے سپرد نہین کی تو اُسکو بائع کو واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر عیب پر آگاہ ہونے سے پہلے بیع کے واسطے پیش کیا یا بدون سپرد کرنے کے ہبہ کر دیا تو یہ عیب پر راضی ہونے مین شمار نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - کسی شخص نے ایک غلام خرید کر اُسپر قبضہ کر کے کسی شخص کو ہبہ کر کے اُسکے سپرد کر دیا پھر بدون حکم قاضی کے اپنے ہبہ سے رجوع کر لیا پھر کسی عیب پر جو غلام مین خریدنے کے وقت موجود تھا مطلع ہوا تو امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکو واپس نہین کر سکتا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - واضح ہو کہ مبیع کے اندر زیادتی دو قسم کی ہوتی ہی ایک متصلہ یعنے اُس سے ملی ہوئی اور دوسری منفصلہ یعنے اُس سے علیحدہ پھر متصلہ کی دو قسمین ہین ایک وہ جو مبیع سے نہ پیدا ہوئی ہو جیسے رنگ وغیرہ جو رنگ کے مانند ہون اور ایسی زیادتی سے بالاتفاق عیب کی وجہ سے واپس نہین ہو سکتی ہی خواہ بائع اسی طرح واپس کر لینے کو کہے یا نہ کہے اور دوسری وہ جو مبیع سے پیدا ہوتی ہی جیسے موٹا ہو جانا یا جمال بڑھ جانا یا آنکھ کا صاف ہو جانا اور ایسی زیادتی سے ظاہر روایت کے موافق عیب کی وجہ سے واپس کرنا ممکن ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - پس اگر مشتری نے واپس کرنے سے انکار کیا اور نقصان عیب لینے کا قصد کیا اور بائع نے کہا کہ مین تجھکو نقصان عیب نہ دونگا ولیکن تو مجھے مبیع واپس کر دے اور مین تجھکو پورا ثمن واپس کر دونگا تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک اُسکو اختیار ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور زیادتی منفصلہ بھی دو طرح کی ہوتی ہی ایک وہ جو مبیع سے پیدا ہو جیسے باندی کا بچہ اور درخت کے پھل اور جو اُسکے معنی مین ہی جیسے جرمانہ اور عقر وغیرہ تو ایسی زیادتی عیب کی وجہ سے واپس کرنے اور فسخ کرنے کو بوجہ تمام اسباب فسخ کے ہمارے نزدیک منع کرتی ہی اور دوسری وہ جو مبیع سے نہ پیدا ہوئی ہو جیسے کمائی اور کرایہ وغیرہ اور یہ عیب کی وجہ سے واپس کرنے اور فسخ کرنے کی باسباب فسخ مانع نہین ہی اور طریقہ فسخ کا یہ ہی کہ عقد بیع کو اصل مبیع مین بدون زیادتی کے فسخ کر دے اور زیادتی مفت بلا عوض مشتری کو دیجائیگی یہ محیط مین لکھا ہی - اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ زیادتی مشتری کے پاس موجود ہو اور اگر تلف ہو گئی ہو پس اُسکا تلف ہونا اگر آسمانی آفت سے ہو تو مشتری اصل مبیع کو عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہی اور زیادتی کا ہونا بمنزلہ نہونے کے شمار ہوگا اور جو مشتری کے فعل سے تلف ہوئی تو بائع کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو قبول کرے اور پورا ثمن واپس کر دے اور اگر چاہے تو نہ قبول کرے اور عیب دار ہو جانے کی وجہ سے واپس کر دے اور اگر کسی اجنبی کے فعل سے تلف ہوئی تو مشتری اُسکو واپس

نہین کرسکتا اور نقصان عیب واپس لے سکتا ہے یہ بدائع مین لکھا ہے - اور یہ تمام حکم جو مذکور ہوا اسوقت ہے کہ مبیع پر قبضہ کر لینے کے بعد زیادتی پیدا ہوئی ہو اور اگر قبضہ کر لینے سے پہلے پیدا ہوئی اور وہ زیادتی ایسی متصلہ ہے کہ جو مبیع سے پیدا ہوتی ہے تو ایسی زیادتی واپس کرنے سے مانع ہوتی ہے اور اگر ایسی زیادتی متصلہ ہے کہ جو مبیع سے پیدا نہین ہوتی تو مشتری اسکی وجہ سے قابض ہو جائیگا اور ایسا ہوگا کہ گویا زیادتی بعد قبضہ کے پیدا ہوئی تو واپس کرنا ممکن نہوگا اور نقصان لے لیگا اور اگر زیادتی ایسی منفصلہ ہو کہ جو مبیع سے پیدا ہوئی ہے جیسے کہ بچہ اور بھیڑ یا بکری کے بال یا دودھ یا پھل یا جرمانہ یا عقر وغیرہ تو ایسی زیادتی واپس کر دینے کو منع نہین کرتی ہے پس اگر چاہے تو دونون کو واپس کر دے اور اگر چاہے تو دونون کو پورے ثمن مین سے لے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اور اگر مشتری نے مبیع مین کوئی عیب نہ پایا ولیکن زیادتی مین عیب پایا تو اسکو واپس کرنے کا اختیار نہوگا لیکن جبکہ قبضہ سے پہلے اس زیادتی کے پیدا ہونے سے مبیع مین کچھ نقصان آیا ہو تو مبیع مین نقصان آنے کے سبب سے اسکو واپس کرنے کا اختیار ہے یہ شرح الطحاوی مین لکھا ہے - اگر زیادتی اور اصل دونون پر قبضہ کر لیا پھر مبیع مین عیب پایا تو اسکو اسکے حصہ ثمن کے حساب سے واپس کر دے کیونکہ زیادتی کے واسطے بعد قبضہ کے ثمن مین سے حصہ ہو گیا اور اگر زیادتی مین عیب پایا تو اسکو بھی اسکے حصہ ثمن کے حساب سے واپس کرسکتا ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے اگر زیادتی منفصلہ ہو اور مبیع سے پیدا نہوئی ہو جیسے مبیع کی کمائی یا اسکو کچھ ہبہ کیا گیا تو ایسی زیادتی واپس کرنے کی مانع نہین ہے اور جب واپس کریگا تو امام اعظم رح کے نزدیک زیادتی مشتری کی ہوگی ولیکن اسکو حلال نہوگی اور صاحبین کے نزدیک زیادتی بائع کی ہوگی اور اسکو بھی حلال نہوگی اور اگر مشتری نے عیب پر راضی ہو کر مبیع کو اختیار کر لیا تو بالاتفاق مبیع مع زیادتی اسی کی ہوگی ولیکن اسکے حق مین حلال نہین ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اگر مبیع پر مع زیادتی کے قبضہ کر لیا اور مبیع مین عیب پایا تو امام اعظم رح کے نزدیک فقط مبیع کو بعوض پورے ثمن کے واپس کر دے اور صاحبین کے نزدیک مع زیادتی کے اسکو واپس کرے اور اگر زیادتی مین عیب پایا تو زیادتی کو واپس نہین کرسکتا اور اگر زیادتی تلف ہو گئی اور مبیع عیب دار باقی رہی تو بالاتفاق اسکو پورے ثمن کے عوض واپس کرسکتا ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے - اگر کچھ گیہون خریدے اور انمین سے مشتری کے پاس اسکا غبار اڑ گیا اور اسکے پیمانہ مین کمی آگئی تو اسکو واپس نہین کرسکتا ہے اور اسی طرح اگر انمین رطوبت تھی اور وہ مشتری کے پاس خشک ہو گئی یا کوئی تر لکڑی خریدی اور وہ مشتری کے پاس خشک ہو گئی تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے - اور منتقی مین مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام لکھنے والا یا روٹی پکانے والا خریدا اور اسپر قبضہ کر لیا اور وہ مشتری کے پاس یہ کام بھول گیا پھر مشتری اسکے کسی عیب پر مطلع ہوا تو واپس کرسکتا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اور منتقی مین مذکور ہے کہ اگر کسی نے دوسرے شخص سے خشک چھوارے شہر رے مین خریدے اور انکو کوفہ کو اٹھا لیگیا پھر وہان جا کر انکے کسی عیب پر مطلع ہوا اور انکے واپس کرنے کا ارادہ کیا تو امام محمد رح نے فرمایا ہے کہ وہ انکو واپس نہین کرسکتا ہے جب تک کہ رے مین نہ پھیر لاوے اور اگر اس مسئلہ مین بجائے چھوارہ کے باندی فرض کیجاوے تو امام محمد رح نے اشارہ کیا ہے کہ باندی چھوارہ کے مانند نہین ہے کیونکہ انھون نے فرمایا کہ میرے نزدیک باندی کا نرخ رے اور کوفہ مین قریب ہے اور اسکے لیجانے مین ایسا خرچ بھی نہین پڑتا جو چھوارون کے

لیجانے مین خرچ پڑتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی امام محمد رح نے زیادات مین ذکر کیا ہی کسی نے دوسرے سے ایک باندی خریدی کہ جسکے ایک آنکھ مین سپیدی تھی اور وہ اُسکو جانتا تھا تو اُسکو اسکے واپس کرنے کا اختیار نہین ہی اور اگر مشتری نے اُسپر قبضہ نہین کیا تھا یہانتک کہ وہ سپیدی صاف ہو گئی اور پھر سپیدی آگئی تو باندی مشتری کے ذمہ لازم ہوگی اور اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اُسکو اختیار ہوگا اور صحیح وہی ہی جو ظاہر الروایت مین ہی۔ کیونکہ تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر کسی نے ایک باندی خریدی کہ جسکے اسکے دونون دانت ٹوٹے تھے یا سیاہ تھے اور مشتری اس بات کو جانتا تھا اور اُسنے اُسپر قبضہ نہین کیا یہانتک کہ ٹوٹے ہوئے دانت جم آئے یا سیاہی اُنکی جاتی رہی پھر وہ دونون دانت گر گئے یا سیاہی پھر آگئی تو باندی مشتری کے ذمہ لازم ہوگی کیونکہ بائع نے جس چیز کا دینا اپنے اوپر لازم کیا تھا اُسکے سپرد کرنے سے وہ عاجز نہ رہا تھا اور اگر مشتری نے باندی پر قبضہ کر لیا کہ جسکے ایک آنکھ مین سپیدی تھی یا اُسکے دونون دانت ٹوٹے ہوئے تھے اور مشتری اس سے واقف تھا پھر سپیدی جاتی رہی یا دانت جم آئے پھر سپیدی آگئی اور دانت گر گئے پھر اگر اسکے سوا کوئی اور عیب جو بائع کے پاس تھا پایا تو اس عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہی اور اگر سپیدی اُس آنکھ کی کہ جسکی سپیدی جاتی رہی تھی دوبارہ پیدا ہو گئی اور دوسری آنکھ مین سپیدی آگئی تو پھر کسی عیب کی وجہ سے باندی کو کبھی واپس نہ کر سکیگا اور اگر دوسری آنکھ مین سپیدی نہ آئی ولیکن جس آنکھ کی سپیدی جاتی رہی تھی اُسی مین مشتری کے فعل سے دوبارہ سپیدی آئی بایطرح پر کہ مشتری نے اُسکی آنکھ مین مارا کہ اُسمین سپیدی آگئی پھر باندی مین کوئی دوسرا عیب جو بائع کے پاس تھا پایا تو اُسکو واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر بائع نے کہا کہ مین اسکو ایسا ہی عیب دار لیتا ہون اور پورا ثمن تجکو واپس دیتا ہون تو مشتری کو اختیار ہی کہ اُسکو واپس دیوے بخلاف اس صورت کے کہ مشتری کے پاس کسی اجنبی کے مارنے کی وجہ سے باندی کی آنکھ مین سپیدی آگئی تو اس صورت مین مشتری اُسکے عیب کی وجہ سے واپس نہین کر سکتا ہی اگرچہ بائع اُسکے واپس کر لینے پر راضی ہو جاوے یہ کل حکم جو ہمنے ذکر کیا اُسوقت ہی کہ مشتری نے جان بوجھ کر اُسکو خریدا ہو اور اگر اُسکو خریدا اور یہ نہ جانا کہ اُسکے ایک آنکھ مین سپیدی ہی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر اُسکو معلوم ہوا تو واپس کر سکتا ہی پس اگر اُسنے واپس نہ کی یہانتک کہ سپیدی جاتی رہی تو پھر اُسکو واپس نہین کر سکتا ہی اگرچہ اُسکا استحقاق سلیمہ کا تھا جبکہ عیب سے واقف نہ تھا اور اگر دوبارہ سپیدی آجاوے تو بھی واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر اُسمین کوئی دوسرا عیب پاوے تو واپس کر سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کوئی باندی خریدی کہ جسکی ایک آنکھ مین سپیدی ہی اور اس سے واقف نہوا اور نہ اُسپر قبضہ کیا یہانتک کہ اُسکی آنکھ سے سپیدی جاتی رہی پھر اُسکی آنکھ مین سپیدی آگئی پھر مشتری اس عیب سے آگاہ ہوا تو اُسکو واپس کر سکتا ہی اور اگر اُسپر قبضہ کر لیا اور اُسکی ایک آنکھ مین سپیدی تھی اور مشتری اس سے واقف نہ تھا یہانتک کہ سپیدی جاتی رہی پھر سپیدی آگئی تو واپس نہین کر سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور حق وسے فصلے مین ہی کہ ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور اُسکی ایک آنکھ مین سپیدی تھی اور سپیدی جاتی رہی پھر دوبارہ آگئی اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا اور وہ اسکا واقف نہ تھا پھر آگاہ ہوا تو اُسکو واپس کر سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اسی طرح اگر کسی نے ایک باندی خریدی اور اُسکے اگلے دونون دانت ٹوٹے ہوئے یا سیاہ تھے اور مشتری اسکو نہین جانتا تھا اور اُسنے اُسپر قبضہ کر لیا پھر اس سے

واقف ہوا پھر سیاہی زائل ہوگئی یا دانت جم آئے تو واپس نہین کرسکتا ہی اور اسی طرح اگر پھر دانت گر گئے یا پھر سیاہی آگئی ہو تو بھی واپس نہین کرسکتا ہی اور اگر کوئی دوسرا عیب اسمین پاوے تو واپس کرسکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی ذبح کیے ہوئے پرندکے ریش اُکھاڑنا عیب کی وجہ سے واپس کرنے سے مانع ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی - اور فتاوے ابو اللیث مین ہی کہ اگر ایک مریض غلام خریدا پھر اُسکا مرض مشتری کے پاس بڑھ گیا تو بائع کو واپس نہین کرسکتا ہی ولیکن نقصان عیب لے لیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - کسی نے ایک غلام کہ جسکو بائع کے پاس بخار آیا کرتا تھا خریدا اور اُسکو دوسرے یا تیسرے دن بخار آتا تھا اور مشتری اس سے آگاہ نہ تھا پھر مشتری کے پاس اُسکو برابر بخار رہنے لگا تو منتقی مین ذکر کیا ہی کہ مشتری اُسکو واپس کرسکتا ہی اور اگر مشتری کے پاس اس مرض کی وجہ سے غلام چارپائی سے لگ گیا تو یہ بخار کے سوا دوسرا عیب ہی اصلی وجہ سے نقصان لے سکتا ہی اور واپس نہین کرسکتا ہی اور اسی طرح اگر اُسکے کوئی زخم ہو کہ وہ پھوٹ کر بہے یا چیچک تھی کہ وہ پھوٹ گئی تو واپس کرسکتا ہی اور اگر اُسکے کوئی زخم تھا اور اُس زخم کی وجہ سے مشتری کے پاس اُسکا ایک ہاتھ جاتا رہا یا اُسکا زخم موضحہ تھا پھر مشتری کے پاس اُسکا زخم آمہ ہو گیا تو واپس نہین کرسکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور اگر بائع کے پاس غلام کو تجاری کا بخار آتا تھا اور وہ جاتا رہا پھر مشتری کے پاس عود کر آیا پس اگر اُسکو دوسری بار بھی تجاری کا بخار آیا تو واپس کرسکتا ہی کیونکہ سبب متحد ہی اور اگر دو بارہ چوتھیا بخار آیا تو واپس نہین کرسکتا ہی کیونکہ سبب مختلف ہی اور اسی طرح اگر کوئی غلام خریدا اور مشتری کے پاس اُسکو کوئی مرض ظاہر ہوا تو اُسکا حکم اسی تفصیل سے ہی اور اسی سے اس قسم کے مسائل نکل سکتے ہین یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی - ایک غلام خریدا اور اُسپر قبضہ کرلیا اور مشتری کے پاس اُسکو بخار آیا اور بائع کے پاس بھی اُسکو بخار آیا کرتا تھا تو شیخ ابن الفضل رحمہ نے فرمایا ہی کہ اس مسئلہ کا حکم ہمارے اصحاب حنفیہ سے اسطرح محفوظ ہی کہ اگر اُسی وقت مین اُسکو بخار آیا کہ جسوقت مین بائع کے پاس آیا کرتا تھا تو اُسکو واپس کرسکتا ہی اور اگر غیر وقت مین آیا تو واپس نہین کرسکتا ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - اور اگر مبیع مین زخم کا اثر ہو اور وہ ظاہر ہو جاوے اور مشتری اُس سے آگاہ نہو اور وہ زخم ہو جاوے اور جراح آگاہ کرین کہ اُسنے پورانے سبب سے عود کیا ہی تو واپس نہ کرسکیگا اور نقصان لے لیگا یہ قنیہ مین لکھا ہی - ایک باندی خریدی اُسپر قبضہ کرلیا اور اُسکے عیب مین بائع سے جھگڑا کیا پھر چند روز جھگڑا چھوڑ دیا پھر بائع سے جھگڑا شروع کیا اور بائع نے کہا کہ تونے عیب کو جاننے کے بعد اتنی مدت کیون اُسکو روک رکھا اور مشتری نے کہا کہ مین یہ دیکھتا تھا کہ شاید اُسکا عیب جاتا رہے اسواسطے روک رکھا تھا تو امام محمد ابو بکر ابن الفضل رحمہ نے فرمایا کہ اس سبب سے جھگڑا چھوڑ دینا عیب پر راضی ہونے مین شمار نہین ہی اور اُسکو واپس کردینے کا اختیار رہی اور اسی طرح اگر واپس کرنے کا قصد کیا اور اُسکو بائع کا پتہ نہ ملا اور اُسنے اُسکو کھلایا اور چند روز روک رکھا اور اسمین کوئی ایسا تصرف نہ کیا کہ جو رضامندی پر دلالت کرتا ہو پھر اُسنے بائع کو پایا تو اُسکو واپس کرسکتا ہی - فقیہ ابو اللیث نے فرمایا ہی کہ مین نے اپنے زمانے کے مشائخ کو اسی مذہب پر پایا یہ فصول عمادیہ مین ہی - منتقی مین ہی کسی نے دوسرے شخص سے ایک غلام خریدا پھر مشتری نے اُسکے فروخت کردینے کا کسی کو حکم دیا پھر اسکے بعد مشتری کو اسمین کوئی عیب معلوم ہوا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر وکیل نے موکل کے سامنے اُسکو فروخت کیا اور موکل نے دلیل سے کچھ نہ کہا تو یہ اُسکی رضامندی مین گنا جائیگا یہانتک کہ

اگر بیع پوری نہو تو اس مشتری کو وہ غلام اپنے بائع کو اس عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہین ہے اور اسیطرح
اگر وکیل نے اسکو آگاہ کیا کہ مین ابھی اسکے فروخت کرنے کو جاتا ہون اور مشتری نے اسکو منع نہین کیا تو یہ بھی رضامندی مین
شمار ہے اور اسی طرح اگر اس مشتری موکل کو کسی نے خبر دی کہ تیرے وکیل نے اسکا بھاؤ ٹھہرایا ہے اور وہ اسکو بیچنا
چاہتا ہے پس موکل نے اسکو منع نہ کیا تو یہ بھی رضامندی مین شمار ہے یہ محیط مین لکھا ہے - اگر [illegible]
کھالین خریدین اور انکو دباغت کے واسطے تر کیا پھر انمین کوئی عیب ظاہر ہوا تو البتہ نقصان واپس لیگا جیسے
کہ ابریشم خریدکر اسکو تر کر لی اور نقصان ظاہر ہونے کی صورت مین نقصان عیب لینے کا حکم ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے
کسی شخص نے کوئی زمین خریدی کہ اسپر خراج نہ تھا اور اسمین کوئی عیب پایا پھر اسپر خراج باندھا گیا تو اسکو واپس کرنے کا
اختیار نہین ہے اور اگر کسی غلام کو خریدا اور اسپر قبضہ کر لیا پھر خیار شرط یا خیار رویت یا خیار عیب کی وجہ سے
بائع کو واپس کر دیا پھر اسکی ایک آنکھ مشتری کے پاس جاتی رہی تو مشتری اسکے آدھے ثمن کا ضامن ہے اور
اگر اسکی دونون آنکھین جاتی رہین تو نقصان کا ضامن ہوگا اور بائع کو خیار ہوگا اور اگر کوئی دار خریدا اور
کچھ اسمین سے فروخت کر دیا پھر اسمین عیب پایا تو امام اعظم اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ نہ واپس کر سکتا ہے اور
نہ کچھ لے سکتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور اگر باغ انگور خرید کر اسکے پھل کھائے پھر اسکے عیب سے
مطلع ہوا تو بائع کو واپس نہین کر سکتا ہے اگرچہ بائع اسکے لینے پر راضی ہو جاوے کذا فی المحیط قلت ویاخذ نقصان العیب
اور اگر کرم پیلے خریدے اور انکو آفتاب مین رکھدیا پھر انمین عیب پایا تو واپس کر سکتا ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے - اگر ایک
بسولہ خریدا اور اسکو آگ مین ڈالا پھر اسکے عیب پر واقف ہوا تو واپس نہین کر سکتا ہے اور اگر سونا خریدا اور اسکو آگ
مین ڈالا پھر اسکے عیب سے آگاہ ہوا تو واپس کر سکتا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - وکذا فی الخلاصہ اگر کسی نے کچھ لوہا
چھریون کے ہتھیار بنانے کے واسطے خریدا اور اسکو لوہار کے بھٹے مین تجربہ کے واسطے ڈالا اور اسمین کچھ عیب
پایا اور وہ ان ہتھیار بنانے کے لائق نہ نکلا تو واپس نہین کر سکتا ہے اور نقصان عیب لے لیگا یہ قنیہ مین لکھا ہے -
اور اگر آرہ خریدا اور اسکو تیز کرایا پھر اسکے عیب پر واقف ہوا تو بدون رضامندی بائع کے واپس نہین کر سکتا ہے
یہ صغری مین لکھا ہے - اگر ایک چھری خریدی اور اسکو تیز کیا پھر اسمین عیب پایا پس اگر اسکو سوہان سے تیز کیا ہے
تو واپس نہین کر سکتا ہے کیونکہ اسمین کمی آگئی اور اگر پتھر سے تیز کیا ہے تو واپس کر سکتا ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے - اگر
پتھر کی نئی ہانڈی خریدی اور بائع نے کہا کہ اسمین پکا پس اگر اسمین عیب معلوم ہوگا تو مین پکانے کے بعد پھر لونگا
اور تیرا ثمن پھیر دونگا پھر مشتری نے اسمین پکایا اور اسمین عیب ظاہر ہوا تو بدون رضامندی بائع کے واپس
نہین کر سکتا ہے اور نقصان عیب لے لیگا اور اگر عیب پر واقف ہوا و لیکن یہ نہ جانا کہ یہ عیب پرانا ہے اور اسمین مالکانہ
تصرف کیا پھر عیب کا قدیم ہونا معلوم ہوا تو واپس نہین کر سکتا ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے اگر کوئی غلام خریدا اور اسکو پھر اسطرح
پایا کہ اسکا خون بعوض قصاص کے یا اسلام سے پھر جانے کے یا اسطرح کی رہزنی کے کہ اسنے کسی کو قتل کیا تھا
مباح پایا اور اسی وجہ سے وہ مشتری کے پاس قتل کر دیا گیا تو امام اعظم کے نزدیک مشتری بائع سے اپنا تمام
ثمن واپس لے اور صاحبین نے کہا کہ واپس نہین لے سکتا ہے ولیکن اسکا نقصان عیب لے سکتا ہے پس اسکی
قیمت اس خطاواری کے ساتھ اور بدون خطاواری کے اندازہ کیجاوے اور جو کچھ فرق ان دونون قیمتون مین ہو

وہ بائع سے واپس لے اور اگر کوئی غلام خریدا کہ جسنے چوری کی تھی اور مشتری کو اسکی خبر نہوئی اور مشتری کے پاس اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکو واپس کرکے اپنا تمام ثمن پھیر لے اور صاحبین نے کہا کہ واپس نہین کرسکتا ہو ولیکن نقصان عیب لے سکتا ہو پس اُس غلام کے خطا وار اور بیخطا دونون طرح سے قیمت اندازہ کیجاویگی اور دونون قیمتون مین جو فرق ہو وہ بائع سے واپس لے گا اور اگر غلام نے بائع کے پاس چوری کی تھی پھر مشتری کے پاس چوری کی اور دونون وجہون سے اُسکو شرعی سزا ملی تو صاحبین کے نزدیک نقصان عیب لے سکتا ہو جیسا بیان ہوا اور امام کے نزدیک بلا رضامندی بائع کے واپس نہین کرسکتا ہو کیونکہ اسمین نیا عیب پیدا ہو گیا اور چوتھائی ثمن واپس لیگا کیونکہ آدمی کا ہاتھ اُسکے آدھے کے برابر ہو اور وہ ہاتھ دو جرمون سے تلف ہوا تو چوتھائی ایک کو لازم ہوگی اور اگر بائع نے اُسکو قتل کردیا تو مشتری بائع سے تین چوتھائی ثمن واپس لیگا اور اگر غلام چند بار فروخت کیا گیا اور ایک سے دوسرے کے ہاتھ پڑا پھر اس صورت مین یہ اخیر مشتری کے پاس اُسکا ہاتھ کاٹا گیا یا قتل کیا گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مسئلہ استحقاق کے مانند سب بائع باہم ایک دوسرے سے واپس لینگے اور صاحبین کے نزدیک یہ امر بمنزلہ عیب کے ہو پس اخیر کا مشتری اپنے بائع سے رجوع کرسکتا ہو اور یہ حکم اس صورت مین ہو کہ مشتری اس سے خبردار نہو اور اگر جانتا تھا تو صاحبین کے نزدیک کچھ نہین لے سکتا ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک اصح روایت کے موافق رجوع کرسکتا ہو کیونکہ امام کے نزدیک یہ امر بمنزلہ استحقاق کے ہو اور استحقاق سے آگاہ ہونا امام کے نزدیک رجوع سے مانع نہین ہو یہ کافی مین لکھا ہو اور یہی جامع الصغیر مین لکھا ہو پس اگر مشتری نے غلام کو مال کے عوض آزاد کردیا پھر وہ قتل کیا گیا یا اُسکا ہاتھ کاٹا گیا تو صاحبین کے نزدیک نقصان عیب لے سکتا ہو اور امام اعظم کے نزدیک نہین لے سکتا ہو اور اگر بدون مال کے آزاد کردیا تو ہمارے نزدیک رجوع کرسکتا ہو یہ جامع الصغیر مین لکھا ہو۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور اُسپر قبضہ کرلیا پھر اُسکو بائع کے ہاتھ فروخت کردیا اور بائع نے اُسمین کوئی پورانا عیب پایا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح نے فرمایا کہ اسکو پہلے مشتری کو واپس کرسکتا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ منتقی مین مذکور ہو کسی نے دوسرے سے ایک دینار بعوض درہمون کے خرید کیا اور دونون نے قبضہ کرلیا پھر دینار خریدنے والے نے اس دینار کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا پھر دوسرے مشتری نے اُسمین کوئی عیب پایا اور بلا حکم قاضی کے پہلے مشتری کو واپس کردیا تو پہلے مشتری کو یہ اختیار ہو کہ اسی عیب کی وجہ سے اپنے بائع کو واپس کردے اور اسی طرح پر اگر کسی قرض خواہ نے درہمون کو اپنے قرض دار سے لیکر اپنے قبضہ مین کرلیا اور اُنکو اپنے قرض خواہ کو دیدیا پھر اُس قرض خواہ نے اُنکو زیوف پایا اور بدون حکم قاضی کے اُسکو واپس کردے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ پہلے کو یعنی اپنے قرض دار کو واپس کردے یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ منتقی مین ہو کہ کسی نے ایک غلام خریدا اور اُسکو اندھا پایا اور مشتری نے بائع سے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہو کہ مین اسکو اپنے قسم کے کفارہ مین آزاد کرون پس اگر کفارہ مین اسکا آزاد کرنا جائز ہوگا تو لے لونگا ورنہ واپس کردونگا تو اُسکو اختیار ہو کہ اُسکو واپس کردے یہ محیط مین لکھا ہو۔ کسی نے ایک ہروی کپڑون کی گٹھری خریدی اور مشتری نے کپڑون مین عیب پایا اور اُسنے فقط گٹھری کو تلف کردیا ہو تو منتقی مین لکھا ہو کہ تمام ثمن کے عوض کپڑون کو واپس کرسکتا ہو شیخ رح نے فرمایا کہ باندی اور

غلام مین اگر اُنکے کپڑے تلف کرنے کے بعد عیب پاوے تو اُنکا بھی حکم ایسا ہی ہونا چاہیے کہ بعوض پورے ثمن کے اُسکو واپس کرنے کا اختیار رہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور منتقی مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ مشتری نے اگر خیار عیب مین بائع سے کہا کہ اگر مین تجھے آج واپس نہ کردون تو مین عیب پر راضی ہو گیا پس یہ کہنا باطل ہی اور اُسکو عیب کی وجہ سے واپس کرنیکا اختیار باقی رہیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی کسی شخص نے دوسرے سے ایک دار خریدا اور اُس دار مین کسی اجنبی نے اپنے پانی بہنے کا دعوے کیا اور اس دعوے پر گواہ قائم کیے تو یہ بمنزلہ عیب کے ہی پس اگر مشتری کو منظور ہو تو پورے ثمن کے عوض اُسکو لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے پس اگر مشتری نے اُسمین کوئی عمارت بنائی ہو تو اُسکو اس عمارت کے توڑ دینے کا اختیار ہی اور اُس عمارت کی قیمت لینے کا اختیار نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر اُس غلام نے کہ جسکو تجارت کے واسطے اجازت دی گئی ہی کوئی چیز خریدی اور اُسکو عیب دار پایا اور حالانکہ بائع نے اُسکو ثمن معاف کر دیا یا اُسکو ہبہ کر دیا اور غلام نے اسکو قبول کر لیا تھا تو عیب کی وجہ سے اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہین ہی اور اسی مسئلہ مین اگر بجاے غلام کے آزاد فرض کیا جاوے اور قبضہ کر لینے کے بعد وہ مبیع مین عیب پاوے تو واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر قبضہ سے پہلے عیب پا دے تو واپس کر سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی کسی مشتری نے عیب پر آگاہ ہونے کے بعد یا اُس سے پہلے یون اقرار کیا کہ یہ مبیع سواے بائع کے فلان شخص کی ہی اور اُس شخص نے اسکو جھوٹا بتلایا تو اس مشتری کو اختیار ہی کہ بائع کو واپس کرے ہی اور اگر اس مشتری نے عیب سے خبردار ہونے کے باوجود کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اس دوسرے مشتری نے پھر اُسکو یہ مبیع واپس کر دی تو یہ واپس کرنا اگرچہ بطور فسخ کے ہو تاہم مشتری اول کو اپنے بائع کو واپس کرنے کا اختیار نہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی - اگر مشتری نے مبیع کو فروخت کر دیا پھر اُسکے پاس وہ واپس کر دی گئی اور ایسے سبب سے واپس کی گئی کہ جو ہر طرح فسخ ہی پھر مشتری اُسکے ایسے عیب پر مطلع ہوا کہ جو بائع کے پاس تھا تو اُسکو واپس کر سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - ایک شخص نے ایک غلام بعوض ایک کُر غیر معین کے خریدا کہ جسکا وصف بیان کر دیا اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر غلام بیچنے والے نے کُر مین کچھ عیب پایا اور اُسکے پاس اُسمین دوسرا عیب پیدا ہو گیا تو اُسکو کچھ واپس کر لینے کا اختیار نہین ہی اور اگر خریدنے کے وقت کُر معین ہو تو جسقدر نقصان کُر مین ہی اُسی قدر غلام مین سے لینے کا اختیار رہی لیکن اگر بائع کُر کا یعنی غلام کا خریدنے والا اس بات پر راضی ہو کہ مین اس کُر کو واپس لیتا ہون اور غلام کو واپس دیتا ہون تو اُسکو یہ استحقاق ہی - کسی نے دوسرے شخص سے ایک کُر گیہون قرض لیے اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر اُس سے سو درم کو خرید کیے یعنی قرض لینے والے نے قرض دینے والے سے وہ قرض کے گیہون خرید لیے پھر اُسنے کُر مین کچھ عیب پایا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکو عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہی اور امام ابو حنیفہ کے قول کے قیاس پر واپس نہین کر سکتا ہی اور اسی طرح اگر قرض درم ہون اور قرض دینے والے نے اُسکے عوض دینار خریدے اور دینارون پر قبضہ کر لیا پھر قرض لینے والے نے درہمون کو زیوف پایا تو اُسکو بدل لینے کا اختیار رہی یہ قول امام ابو یوسف کے موافق ہی یہ محیط مین لکھا ہی - واضح ہو کہ جس جگہ مشتری کو واپس کرنے کا حق ثابت ہی وہان اگر بائع کے روبرو قبضہ سے پہلے یون کہے کہ مین نے بیع باطل کر دی تو بیع ٹوٹ جائیگی خواہ بائع قبول کرے یا نہ کرے اور اگر قبضہ کے بعد

کہیگا اور بائع نے قبول کر لیا تو بھی بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر قبول نہ کیا تو بیع نہ ٹوٹیگی اور اگر بدون حاضری بائع یعنی اسکی غیبت
کے کہا تو بیع نہ ٹوٹیگی اگرچہ قبضہ سے پہلے کہا ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - اگر انگور کا تاک مع غلہ کے خریدا پھر اسمین عیب
پایا پس اگر واپس کرنے کا ارادہ نہ کرسکے تو جس وقت اُسنے عیب دار پایا ہے اسی وقت واپس کر دے کیونکہ اگر اُسنے غلہ
کو جمع کیا یا چھوڑ دیا تو واپس کرنا منع ہو جائیگا یہ سراج وہاج میں لکھا ہے - اگر کسی نے دو غلام یا دو کپڑے یا مثل اسکے
ایک صفقہ مین خریدے اور ایک پر قبضہ کر لیا اور دوسرے مین جسپر قبضہ نہین کیا ہے عیب پایا تو اُسکو یہ اختیار ہے کہ اگر
چاہے تو دونون کو پورے ثمن مین لیلے ورنہ دونون کو واپس کرے اور ایسی صورت مین یہ اختیار نہین ہے
کہ صحیح و سالم کو لے لے اور عیب دار کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض واپس کر دے اور اگر قبضہ کیے ہوئے
مین عیب پایا تو اُسمین اختلاف ہے امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اُنھون فرمایا کہ فقط اُسکو واپس کر دے اور
صحیح یہ ہے کہ دونون کو لے یا دونون کو واپس کر دے اور اگر مشتری نے کہا کہ مین عیب دار کو لیے لیتا ہون اور
اسکا نقصان لے لونگا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہے اور اگر اُسنے دونون پر قبضہ کر لیا ہو پھر ایک مین عیب پایا تو اُسکو
فقط عیب دار واپس کر دینے کا اختیار ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے - اور بدون رضامندی بائع کے دونون کو واپس
کر دینے کا اختیار نہین ہے یہ محیط مین لکھا ہے - پھر یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ جب دونون مین سے ایک کو باقی
رکھ کر اُس سے نفع حاصل کیا جا سکتا ہے اور اگر ایسی دو چیزین ہون کہ جسمین ایک سے نفع اُٹھانے کی عادت
نہین ہے جیسے کہ ایک جوڑی موزے یا جوتیان یا کیواڑ خریدے اور اُن دونون مین ایک کو عیب دار پاوے تو
اسپر اجماع ہے کہ دونون کو لے لیگا یا دونون کو واپس کر دیگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے - اگر ایک جوڑی بیل خریدے
پھر قبضہ کرنے کے بعد ایک کو عیب دار پایا اور فقط عیب دار واپس کر دینے کا قصد کیا تو ظاہر حکم یہ ہے کہ اُسکو ایسا اختیار ہے
اور ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر دونون مین ساتھ کام کرنے کی عادت ہو گئی اور ہر ایک ایسا ہو گیا ہے
کہ بدون اُس دوسرے کے کام نہین کرتا ہے تو مشتری کو صرف عیب دار واپس کر دینے کا اختیار نہین ہے اور
وہ دونون بمنزلہ ایک چیز کے شمار ہونگے یہ محیط مین لکھا ہے - اگر دو باندیان خریدین اور دونون پر قبضہ نہ کیا
یہانتک کہ اُنمین سے ایک مین عیب پایا اور اُسپر قبضہ کر لیا تو دونون اُسکے ذمہ لازم ہو جائینگی اور اگر بے
عیب پر قبضہ کیا تو دونون کو واپس کر سکتا ہے اور اگر بے عیب کو دونون پر قبضہ کرنے کے بعد فروخت
کر دیا یا قبضہ سے پہلے یا بعد دونون کو آزاد کر دیا تو اُسکو عیب دار لازم ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین
لکھا ہے - اگر ایک ہروی کپڑون کی گٹھری خریدی اور اُسمین سے ایک کپڑا نکال کر اُسکو قطع کرا کے سلایا یا اُسکو
فروخت کر دیا پھر گٹھری کے کسی کپڑے مین عیب پایا تو مشتری کو یہ اختیار ہے کہ گٹھری کے باقی کپڑے رکھے
اور فقط عیب دار کو واپس کر دے اور بائع کو یہ اختیار نہین ہے کہ کہے کہ مین اسکو واپس نہین کرتا ہون مجھے
تمام کپڑے پھیر لینا [illegible] لیکن اگر مشتری چاہے تو ہو سکتا ہے اور اگر مشتری نے کپڑے کو قطع کرا کر سلایا
نہ تھا اور بائع اس بات پر راضی ہوا کہ گٹھری مع قطع کیے ہوئے کپڑے کے واپس کرے تو اُسکو یہ اختیار ہے
یہ محیط مین لکھا ہے - کسی نے ایک خرما کا باغ خریدا اور اُسکے پاس اُسمین پھل آئے پھر پھل آسمانی آفت سے تلف
ہو گئے تو کسی عیب کی وجہ سے اُسکو واپس کر سکتا ہے اور اگر بائع نے اُسکو کھا لیا تو واپس نہین کر سکتا ہے یہ کافی مین

لکھا ہی۔ کسی نے ایک خرما کا درخت مع اُسکے موضع زمین اور پھلون کے خریدا اور مشتری نے اُسپر ہنوز قبضہ نہین کیا تھا کہ بائع نے اُسکے پھل جھاڑ لیے پس اگر اُسکے پھل توڑنے سے یعنی جسقدر بعد زمین مین قائم رکر درخت یا پھل کو کچھ نقصان ہونچا مثلاً توڑنے کے قابل نہین ہوے تھے تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا اور اگر کچھ نقصان نہین ہوا تو مشتری کو خیار نہین ہی پس اگر مشتری نے دونون پر قبضہ کر لیا پھر ایک مین عیب پایا تو فقط اُسکو واپس کر سکتا ہی اور اگر پھل توڑنے سے پہلے مشتری نے دونون پر قبضہ کر لیا پھر مشتری نے پھل توڑے اور اُسکے توڑنے سے پھلون مین کچھ نقصان نہ آیا اور درخت کا بھی کچھ نقصان نہ ہوا پھر ایک مین عیب پایا تو اُسکو فقط ایک کے واپس کرنے کا اختیار نہین ہی اور ایک کے عیب کی وجہ سے دونون کو واپس کر سکتا ہی اور اگر مشتری کے پھل توڑنے سے کسی ایک مین نقصان آیا پھر اُسنے عیب پایا تو دونون مین سے کسی کو واپس نہین کر سکتا ہی اور نقصان عیب لے سکتا ہی لیکن اگر بائع اس عیب کے ساتھ جو مشتری سے پیدا ہوا ہی واپس کر لینا قبول کرے تو واپس ہونگے اسی طرح اگر ایک بکری خریدی کہ جسکی پیٹھ پر بال تھے اور بائع نے اُسکے بال کاٹ لیے اور مشتری نے ہنوز اُسپر قبضہ نہین کیا تھا یا خود مشتری نے قبضہ کرنیکے بعد اُسکے بال کاٹ لیے تو اُسکا حکم مثل پھلون کے حکم کے ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک گابھن بکری خریدی اور وہ بائع کے پاس بچہ جنی اور جننے سے اُسمین کچھ نقصان نہ آیا تو مشتری کو خیار نہین ہی اور اگر مشتری نے دونون پر قبضہ کر لیا اور ایک مین عیب پایا تو اُسکو اُسکے حصہ ثمن کے عوض واپس کر دے اور اگر مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد بکری بچہ جنی تو واپس نہین کر سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک بکری خریدی اور اُسکے تھنون مین دودھ پھر بائع یا مشتری نے اُسکا دودھ دوہ لیا تو یہ دودھ بمنزلہ بچہ کے شمار ہوگا کیونکہ متصل ہونے کے وقت مثل بچہ کے اُسکی کچھ قیمت نہ تھی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے مولی یا شلجم زمین کے اندر پوشیدہ خریدے اور مشتری نے سب کو اُکھاڑ لیا پھر سب اُکھاڑنے کے بعد اُسمین عیب پایا تو واپس نہین کر سکتا ہی لیکن نقصان عیب لے لیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی کسی نے درختون کا باغ خریدا اور اُسکے بعض درخت عیب دار پائے تو امام ابو بکر رحمہ نے فرمایا ہی کہ سب کو لے یا سب کو واپس کر دے اور صرف عیب دار کو واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر درخت متبائنہ ہون تو امام ابو بکر رحمہ نے فرمایا کہ اگر قبضہ سے پہلے ہو تو یہی حکم ہی اور اگر قبضہ کے بعد ہو اور باغ مع زمین خریدا ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر فقط درخت خریدے ہون تو فقط عیب دار کو واپس کر سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام بعوض ثمن معلوم کے خریدا پھر ایک اجنبی آیا اور اُسنے بیع کے ساتھ ایک کپڑا مشتری کے واسطے زیادہ کر دیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا تو یہ اجنبی متطوع قرار دیا جائیگا اور اُس کپڑے کے واسطے ثمن مین سے حصہ مقرر ہوگا اور کپڑے کا مالک ضمناً اس بات پر راضی ہو گیا کہ اُسکے کپڑے کا حصہ بائع کو ملے پس اگر مشتری نے غلام مین کوئی عیب پایا تو اُسکے حصہ ثمن کے عوض واپس کر دیگا اور کپڑے کا حصہ بائع کو ملیگا پھر اگر مشتری نے کپڑے مین بھی عیب پایا تو اُسکے مالک کو واپس کر دیگا اور بائع سے اُسکا حصہ لے لیگا اور اگر غلام مین کوئی عیب نہ پایا صرف کپڑے مین عیب پایا تو اُسکے مالک کو واپس کر دے اور اُسکا حصہ نہ لیگا پھر اگر بعد اسکے غلام مین کوئی عیب پایا تو پورے ثمن مین بائع کو واپس کر دے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک دروازہ کے دونون کیواڑ خریدے اور بائع کی اجازت سے ایک پر قبضہ کر لیا اور دوسرا بائع کے پاس تلف ہو گیا تو بائع کا مال تلف ہوا اور مشتری کو اختیار ہی کہ چاہے تو

دوسرا واپس کردے اور ایک پر قبضہ کرنا دونون کے قبضہ کرنے کے مانند نہین ہی اور اگر مشتری نے ایک پر قبضہ کرکے اُسکو عیب دار کردیا اور دوسرا بائع کے پاس تلف ہوا تو مشتری کا مال تلف ہوا - ایک انگوٹھی خریدی کہ جسمین نگینہ تھا اور نگینہ کا اُکھاڑنا دونون مین سے کسی کو مضر نہ تھا پھر نگینہ یا انگوٹھی دونون مین سے کسی ایک مین قبضہ کے بعد عیب پایا تو اُس عیب دار کو واپس کرسکتا ہی اور یہی حکم اُس تلوار کا ہی جسکے قبضہ پر چاندی چڑھی ہو اور ایسے پیٹی کا بھی یہی حکم ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - اور اگر خرید کی ہوئی ایک چیز ہو اور قبضہ کرنے سے پہلے یا قبضہ کرنیکے بعد اُسکے کسی ٹکڑے مین عیب پایا تو اُسکو فقط عیب دار کے واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور اگر وہ چیز ناپ یا تول کی چیزون مین سے ایک ہی قسم کی ہو اور اُسکے بعض مین عیب پاوے تو فقط عیب دار کو واپس نہین کرسکتا ہی خواہ قبضہ سے پہلے ہو یا قبضہ کے بعد ہو اور امام زاہد احمد طواویسی نے نقل کیا ہی کہ امام محمد رح کے قول کے قیاس پر واجب ہی کہ عیب کی وجہ سے ناپ یا تول کے چیز کا بعض ٹکڑا واپس کردیا جاوے اگر چہ مجتمع ہو بشرطیکہ جدا کرنے سے عیب دار کا عیب بڑھ نہ جاوے اور اسی طرح اگر بعض چھوٹی پاوے اور قصد کرے کہ چھلنی سے چھان کر چھوٹے دانے جو نیچے گر پڑے ہین اُنکو واپس کردے اور باقی کو لے لے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور اسی طرح اگر اخروٹ یا انڈے خریدے اور اُسمین سے بعضے چھوٹے پائے اور قصد کیا کہ فقط اُنھین چھوٹون کو واپس کرے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور فقیہ ابوجعفر ہندوانی سے روایت ہی کہ اُنھون نے کہا کہ ناپ یا تول کی چیزون مین جو حکم مذکور ہوا وہ حکم ایسی صورت پر محمول ہی کہ جب سب ایک ہی برتن مین ہو اور اگر جدا جدا برتنون مین ہو اور اُسمین سے ایک برتن مین عیب دار پائی تو فقط اِس برتن کی چیز واپس کرسکتا ہی اور اُنھون نے اسکو دو کپڑون یا دو قسمون مثل جو گیہون کے مانند شمار کیا ہی اور اسی پر فتوے دیتے تھے اور اُنکو یقین تھا کہ اصحاب حنفیہ سے یہ روایت آئی ہی اور اسی کو شیخ الاسلام خواہر زادہ نے لیا ہی اور مشائخ مین سے بعض نے کہا ہی کہ سب کے ایک برتن مین ہونے یا چند برتنون مین ہونے مین کچھ فرق نہین ہی اور اُسکو بعض کے واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور اطلاق امام محمد رح کی کتاب الاصل مین یعنے اسکی تفصیل نہ کرنا بھی اسی پر دلالت کرتا ہی اور شمس الائمہ سرخسی اسی پر فتوے دیتے تھے یہ محیط مین لکھا ہی کسی نے چند لفافہ ابریشم کے خریدے اور ہر لفافہ مین سے تھوڑا تھوڑا عیب دار پایا پھر یہ قصد کیا کہ سب عیب دار جدا کرکے واپس کردے تو فقیہ ابوجعفر نے فرمایا ہی کہ اُسکو یہ اختیار نہین ہی لیکن ایک لفافہ پورے کو عیب دار پاکر واپس کرسکتا ہی اور بے عیب کو اپنے پاس رکھ سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اسی طرح اگر سوت کی چند بنڈیان خریدین پھر ہر بنڈیہ مین سے کچھ کچھ عیب دار پایا تو اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ فقط عیب دار کو جدا کرکے واپس کردے اور اگر بعضی بنڈیہ عیب دار پاوے تو اُسکو واپس کرسکتا ہی اور بے عیب کو اپنے پاس رکھ سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر ناپ یا تول کی چیز مین سے تھوڑی کا کوئی مستحق پیدا ہو تو باقی کے واپس کرنے کا اختیار نہ رہیگا اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ استحقاق قبضہ کے بعد پیدا ہوا اور اگر قبضہ سے پہلے ہو تو باقی کو واپس کرسکتا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اگر خریدی ہوئی چیز کوئی کپڑا ہو اور اُسپر مشتری نے قبضہ کر لیا ہو پھر تھوڑے کپڑے کا کوئی مستحق پیدا ہو

تو مشتری کو باقی کے واپس کردینے کا اختیار ہے یہ نہایہ مین لکھا ہے- اور اگر مشتری کے نزدیک آسمانی یا کسی اور آفت سے اسمین کوئی عیب پیدا ہوگیا پھر مشتری کو ایک دوسرے عیب پر جو بائع کے پاس تھا اطلاع ہوئی تو اُسکو نقصان عیب لینے کا حق پہونچتا ہے اور مبیع کو واپس نہین کرسکتا ہے لیکن اگر مبیع کو مع اُس عیب کے جو مشتری کے پاس پیدا ہوا ہے بائع لینا پسند کرے تو اُسکو اختیار ہے لیکن اگر اُسکا لینا کسی شرعی حق سے ممنوع ہو تو اختیار نہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے واضح ہو کہ نقصان عیب لینے کا طریقہ یہ ہے کہ ایکبار مبیع کو بلاعیب اندازہ کیا جاوے پھر دوبارہ جس عیب کا نقصان چاہتا ہے اُسکے ساتھ اندازہ کیجاوے پس اگر دونون قیمتون مین آدھے کا فرق ہو تو مشتری بائع سے آدھا ثمن واپس لیگا اور اگر مشتری نے مبیع کو عیب پر واقف ہونے کے بعد فروخت کردیا تو اُسمین کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جن صورتون مین مبیع مشتری کی ملک مین قائم ہو اور بائع کو اُسکا واپس کرنا برضامندی یا بلارضامندی ممکن ہو تو ایسی صورت مین جب اُسکو اپنے ملک سے بطور بیع یا اُسکے مثل کے نکال دیگا تو نقصان عیب نہین لے سکتا ہے اور جن صورتون مین باوجود مبیع کے ملک مین قائم ہونے کے واپس کرنا ممکن نہو پس جب اُسکو اپنی ملک سے بطور فروخت کردینے یا اُسکے مثل کے نکال دیگا تو نقصان عیب لے سکتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے- کسی نے ایک غلام خریدکر اُسپر قبضہ کرلیا اور اُسکے کسی عیب پر واقف نہوا یہانتک کہ اُسکو مشتری وغیرہ نے قتل کرڈالا پھر کسی عیب پر واقف ہوا تو بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے- اور اگر اُسکو کسی اجنبی نے قتل کرڈالا تو خواہ عمداً قتل کیا ہو یا خطاسے قتل کیا ہو نقصان نہین لے سکتا یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر اُسکو خود قتل کردیا تو بھی ظاہر الروایت مین یہی حکم ہے اور امام ابویوسف رح سے روایت ہے کہ وہ نقصان عیب لے سکتا ہے یہ شرح تکملہ مین لکھا ہے- اور جس شخص نے کوئی غلام خریدا اور اُسکو بلامال آزاد کردیا یا اُسکے پاس مرگیا پھر اُسکے عیب پر مطلع ہوا تو نقصان عیب لے سکتا ہے اور مدبر کرنا یا ام ولد بنانا مثل آزاد کرنے کے ہے اور اگر اُسکو کچھ مال لیکر آزاد کیا یا اُس سے کچھ مال لکھواکر مکاتب کردیا پھر اُسکے کسی عیب پر مطلع ہوا تو کچھ نہین لے سکتا ہے یہ کافی مین لکھا ہے اور یہی محیط سرخسی مین ہے- اگر ایک جبہ خریدا اور اُسکو پہنا اور وہ پہننے کے سبب سے ناقص ہوگیا پھر اُسکے اندر ایک مرا ہوا چوہا پایا تو بائع سے نقصان عیب لے سکتا ہے لیکن اگر بائع اُسکو ویسا ہی ناقص پھیر لینا پسند کرے تو اُسکو یہ اختیار ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے- کسی نے ایک مچھلی خریدی اور اُسکو عیب دار پایا اور بائع کہین غائب ہوگیا اور مشتری اگر اُسکے حاضر ہونے تک انتظار کرتا ہے تو مچھلی سڑی جاتی ہے پس اُسنے مچھلی کو بھون کر فروخت کردیا تو اُسکو نقصان عیب لینے کا اختیار نہین ہے اور اس ضرر کے دفع کرنے کی بھی کوئی راہ نہین ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے- کسی نے ایک جھکی ہوئی دیوار خریدی اور اُس سے واقف نہوا یہانتک کہ وہ گر پڑی تو اپنا نقصان لے سکتا ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے- قدوری مین ہے کہ اگر اناج یا کپڑا خریدا اور کپڑے کو پھاڑ ڈالا یا اناج کو تلف کردیا پھر کسی عیب پر واقف ہوا تو اسمین کچھ اختلاف نہین ہے کہ وہ نقصان عیب نہین لے سکتا ہے اور اگر کپڑے کو پہنا یہانتک کہ پہننے سے وہ پھٹ گیا یا اناج کھالیا پھر اُسکے عیب پر واقف ہوا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ نقصان عیب نہین لے سکتا ہے اور یہی صحیح ہے- اگر ایک غلام خریدا اور اُسمین سے کچھ فروخت کیا اور کچھ باقی ہے تو باقی کو واپس نہین کرسکتا ہے اور بکے ہوے حصہ کا نقصان عیب بھی نہین لے سکتا ہے اور اسمین کچھ خلاف نہین ہے اور باقی کے حصہ کا نقصان عیب لینے کے باب مین ظاہر الروایت مین ہمارے اصحاب رح سے یون

روایت ہو کہ نہین لے سکتا ہو اور یہی صحیح ہو یہ ذخیرہ اور محیط مین لکھا ہو۔ اگر کچھ آٹا خریدا اور اسمین سے تھوڑا پکایا تو اسکو کڑوا پایا پس امام ابوجعفر نے فرمایا ہو کہ مشتری کو باقی کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض واپس کر دینے کا اختیار ہو اور جسقدر پکایا ہو اُسکا نقصان لے سکتا ہو اور یہ خاص امام محمد کا قول ہو اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا ہو کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ ینابیع مین لکھا ہو اگر کچھ طعام خریدا اور اُسمین عیب پایا حالانکہ اُسمین سے کچھ کھا بھی لیا تو جسقدر کھا لیا ہو اُسکا نقصان عیب لے سکتا ہو اور باقی کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض واپس کر سکتا ہو یہ قول امام محمد رح کا ہو اور اسی پر فقیہ ابوجعفر نے فتوے دیا ہو اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا ہو اور اگر اُسمین سے آدھا فروخت کر دیا تو امام محمد رح کے نزدیک باقی واپس کر سکتا ہو اور اسی پر فتوے ہو اور جسقدر بیچا ہو اُسکا نقصان نہین لے سکتا ہو یہ مضمرات مین لکھا ہو۔ اور یہ حکم اُسوقت ہو کہ طعام ایک ہی برتن مین ہو اور اگر دو برتنون مین ہو مثلاً دو تھیلون یا دو زنبیلون وغیرہ مین ہو پھر ایک مین جسقدر تھا وہ کھا لے یا فروخت کر دے پھر کسی عیب پر جو بائع کے پاس سے موجود ہو واقف ہو تو اُس باقی کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض سب کے نزدیک واپس کر سکتا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر پگھلا یا ہوا گھی خریدا اور اسکو کھا لیا پھر بائع نے اقرار کیا کہ اُسمین چوہا گر کر مر گیا تھا تو اُسکو امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک نقصان عیب لینے کا اختیار ہو اور اسی پر فتوے ہو یہ مضمرات مین لکھا ہو۔ کسی نے روٹیان خریدی اور بندھے ہوے بھاؤ سے کم پائین تو باقی کو لے سکتا ہو اور یہی حکم ہر چیز کا ہو جسکا نرخ بندھا ہوا ہو یہ سراجیہ مین لکھا ہو۔ اگر انڈے یا خربوزے یا ککڑی یا کھیرے یا کدو یا فواکہ خریدے اور بلا عیب جانے انکو توڑ ڈالا اور اُنکو ناکارہ پایا پس اگر ایسا ہو کہ اُس سے نفع نہین اُٹھا سکتا ہو جیسے تلخ کدو یا گندا انڈا تو پورا ثمن واپس لیگا کیونکہ وہ مال نہین ہو پس اُسکی بیع باطل ہوگی بخلاف اس صورت کے کہ اگر عیب جانکر توڑ دیا ہو تو اُنکو واپس نہین کر سکتا ہو اور اخروٹون مین اُسکے چھلکون کا اچھا ہونا معتبر نہین ہو اور اگر یہ چیزین ایسی ہون کہ اُس سے باوجود فاسد ہونے کے کچھ نفع اُٹھایا جا سکتا ہو جیسے کہ اُسکو محتاج لوگ کھا سکتے ہون یا چارہ کے کام آوے تو نقصان عیب کو واپس لیگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہو لیکن اگر بائع اُسکو اسی طرح پھیر لینے پر راضی ہو جاوے تو اُسکو اختیار رہیگا اور یہ حکم اس صورت مین ہو کہ اُسمین سے کچھ کھا نہ لیا ہو اور اگر چکھنے کے بعد اُسمین سے کچھ کھا لیا تو کچھ واپس نہین کر سکتا ہو اور اگر بعضے فاسد پائے اور وہ تھوڑے سے تھے تو بیع استحساناً جائز ہو اور تھوڑے سے مراد اُسقدر ہین کہ جسقدر اخروٹون مین عادتاً فاسد ہوا کرتے ہین جیسے ایکسو مین ایک یا دو اور اگر خراب بہت ہون تو بیع جائز نہین ہو اور پورا ثمن واپس لیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہو اگر نعامہ کے انڈے خریدے اور اُنکو توڑا اور دیکھا تو گندے نکلے تو بعض مشائخ نے ذکر کیا ہو کہ نقصان عیب لیگا اور پورا ثمن واپس نہین لے سکتا ہو کیونکہ اُسکے چھلکے سے نفع لیا جاتا ہو تو اُسمین گندا ہونا عیب ہوگا اور ایسی صورت مین واجب ہو کہ کسی کا اختلاف نہو اور اگر نعامہ کے انڈے توڑے اور اُسمین مُردار بچہ پایا تو متاخرین نے باہم اختلاف کیا ہو بعضون نے کہا ہو کہ بیع جائز نہین ہو کیونکہ اُسنے دو چیزین خریدین اور ایک اُنمین سے مردہ ہو اور بعضون نے کہا ہو کہ بیع جائز ہو کیونکہ میت اپنے معدن مین ہو یہ محیط مین لکھا ہو اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک جسقدر اُسمین سے درست ہو اُسکی بیع جائز ہو اور نہایہ مین لکھا ہو کہ یہی اصح ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہو۔ ایک اونٹ خریدا اور جب اُسکو اپنے احاطہ کے اندر لایا تو وہ گر گیا پس کسی شخص نے

مشتری کی اجازت سے اُسکو ذبح کر دیا پھر اُسمین کوئی قدیمی عیب ظاہر ہوا تو مشتری کو بائع سے نقصان عیب لینے کا اختیار ہی اور یہ قول امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رح کا ہی اور اسی کو مشائخ نے اختیار کیا ہی اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ ذبح کرنے کے بعد عیب پر واقف ہوا ہو اور اگر عیب پر واقف ہو کر خود اُسنے یا کسی دوسرے نے اُسکی اجازت سے یا بلا اجازت اُسکو ذبح کر ڈالا تو کچھ نقصان نہین لے سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی کسی نے ایک حیوان خریدا اور اُسکو خود ذبح کر ڈالا اور اُسکی انتڑیون مین قدیمی فساد نکلا تو صاحبین کے نزدیک نقصان عیب لے سکتا ہی اور اسی طرح پر فتوی ہی اور اگر کوئی آنت کھالی پھر عیب پر واقف ہو تو جو کھالی اُسکا نقصان لیگا اور باقی واپس کر دیگا یہ سراجیہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی اونٹ خریدا اور اُسمین کوئی عیب ظاہر ہوا پھر وہ گر پڑا اور اُسکی گردن ٹوٹ گئی اور مشتری نے اُسکو ذبح کر دیا تو بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک اونٹ خرید کر اُسپر قبضہ کر لیا پھر اُسمین عیب پایا اور اُسکو بائع کی طرف لے چلا تاکہ اُسکو واپس کر دے پھر وہ راہ مین ہلاک ہو گیا تو وہ مشتری کا مال ہلاک ہوا پھر اگر مشتری عیب ثابت کرے تو نقصان عیب بائع سے واپس لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک باندی خرید کر اُسپر قبضہ کر لیا پھر وہ بھاگ گئی پھر مشتری اُسکے کسی عیب پر واقف ہوا پس جب تک وہ زندہ ہی بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر باندی مر گئی تو نقصان واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام باندی کے عوض خریدا اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے باندی سے وطی کی پھر غلام کے مالک نے غلام دیکھا اور اُس سے راضی نہوا یا اُسمین کوئی عیب پایا اور اُسکو واپس کر دیا تو اُسکو یعنے اس غلام خریدنے والے کو اختیار ہی اگر چاہے تو باندی خریدنے والے سے باندی کی وہ قیمت وصول کرے جو اُسکے مشتری کے قبضہ کرنے کے دن تھی اور اگر چاہے تو باندی کو واپس لے اور نقصان کی ضمان نہین لے سکتا ہی اگر باندی باکرہ تھی اور نہ عقر لے سکتا ہی اگر ثیبہ تھی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ ایک غلام باندی کے عوض فروخت کر دیا اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر باندی خریدنے والے نے باندی مین ایک اُنگلی زائد پائی اور قاضی کے حکم سے اُسکو واپس کر دیا اور غلام کو لے لیا پھر باندی کا مالک اس بات سے آگاہ ہوا کہ باندی خریدنے والے نے واپس کرنے سے پہلے اُس سے وطی کی ہی اور وطی سے باندی مین کچھ نقصان نہین آتا تھا اور یہ اطلاع اُسوقت ہوئی کہ جب باندی اُسکے مالک کے پاس مر گئی یا اُسنے اُسکو فروخت کر دیا تو اُسکو کچھ نقصان نہین ملیگا یہ محیط مین لکھا ہی عمر ابو بکری اور یوسف ابن محمد رح اور عمر ابن الحافظ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ کسی نے ایک بیل ایک گائی کے عوض فروخت کیا اور گائی گابھن تھی اور وہ مشتری کے پاس بچہ جنی اور بیل خریدنے والے نے بیل مین کچھ عیب پایا اور اُسکے مالک کو واپس کر دیا تو کیا اُس سے بیل کی قیمت لیگا یا گائی کی قیمت لیگا پس ان سب علما نے فرمایا کہ گائی کی قیمت لیگا یہ تاتارخانیہ مین تتمیہ سے منقول ہی اگر کسی نے ایک زمین خریدی اور اُسکو مسجد بنا دیا پھر اُسمین کوئی عیب پایا تو سب کے نزدیک واپس نہ کریگا اور نقصان عیب لینے مین اختلاف ہی اور فتوے کے واسطے مختار یہ ہی کہ نقصان عیب لیگا چنانچہ اگر کوئی زمین خریدی اور اُسکو وقف کر دیا پھر اُسکے عیب پر آگاہ ہوا تو ہلال رح نے ذکر کیا ہی کہ نقصان عیب واپس لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک کپڑا خریدا اور اُس سے کسی میت کو کفن دیا پس اگر مشتری میت کا وارث ہوا اور اُسنے ترکہ مین سے کپڑا خریدا ہی تو نقصان عیب لے سکتا ہی اور

اگر کوئی اجنبی ہو کہ اُسنے نیک کام سمجھکر کفن دیا ہو تو نقصان عیب نہین لے سکتا ہو یہ محیط مین ہو۔ اگر کسی نے ایک درخت خرید ا اور اُسکو کاٹا اور اسکو سوائے ایندھن جلانے کے اور کسی کام کا نہ پایا تو نقصان عیب لے سکتا ہو لیکن اگر بائع کٹے ہوئے درخت کو واپس کر لینے پر راضی ہو جاوے تو واپس کرے اور نقصان نہین لے سکتا ہو فقہا نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہو کہ جب اُس درخت کو ایندھن کے واسطے نہ خرید ا ہو اور اگر ایندھن کے واسطے خریدا ہو تو نقصان عیب نہین لے سکتا ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ امام محمد رحنے جامع مین ذکر کیا ہو کہ کسی مسلمان نے شیرہ انگور خرید ا اور اُسپر قبضہ کر لیا اور وہ اُسکے پاس شراب ہو گیا پھر اُسکے کسی عیب پر مطلع ہوا تو اُسکو واپس نہین کر سکتا ہو اور نقصان عیب لے سکتا ہو پس اگر بائع کہے کہ مین اُسی شراب کو واپس کیے لیتا ہون تو اُسکو یہ اختیار نہین ہو کیونکہ اُسکا واپس دینا شرع سے ممنوع ہو پس اگر مشتری نے بائع سے عیب مین جھگڑا نہ کیا یہانتک کہ یہ شراب سرکہ ہو گئی تو نقصان عیب لے سکتا ہو اور عیب کی وجہ سے واپس نہین کر سکتا ہو لیکن اگر بائع قبول کرے تو واپس ہو سکتا ہو یہ محیط مین لکھا ہو اگر کسی نصرانی نے دوسرے نصرانی سے شراب خریدی اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر دونون اسلام لائے پھر مشتری نے شراب مین کوئی عیب پایا تو اُسکو واپس نہین کر سکتا ہو اگرچہ بائع اُسکو قبول کرے ولیکن نقصان عیب لے سکتا ہو پس اگر اُسنے نقصان عیب نہ لیا یہانتک کہ وہ شراب سرکہ ہو گئی تو عیب کی وجہ سے بائع کو واپس نہین کر سکتا ہو لیکن اگر بائع راضی ہو جاوے تو بائع کو اختیار ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ شیخ ابو القاسم سے پوچھا گیا کہ کسی نے سرکہ خرید ا اور جب مشتری کے خم مین اُسکو ڈالا تو معلوم ہوا کہ سرکہ بدبودار ناکارہ ہو تو شیخ نے فرمایا کہ وہ مشتری کے پاس امانت رہیگا پس اگر تلف ہو جاوے یا فاسد ہو جاوے تو اُسپر ضمان نہو گی پھر پوچھا گیا کہ اگر مشتری نے اُسکو بگڑ جانے کی وجہ سے بہا دیا تو اُنھون نے فرمایا کہ اگر یہ حالت اُسکی پہونچ گئی تھی کہ اُسکی کچھ قیمت نہ تھی تو جب دو گواہ اس بات پر گواہی دینگے تو مشتری کے ذمہ کچھ لازم نہ آویگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ اگر کسی مشتری سے دوسرے شخص نے مبیع کو خرید لیا اور دوسرے مشتری نے اُسمین کوئی عیب پایا اور اُسکے پاس ایک دوسرا عیب پیدا ہو جانے کی وجہ سے واپس کرنیکا امکان نہ رہا اور اُسنے اپنے بائع سے نقصان عیب لے لیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکے بائع کو یعنی پہلے مشتری کو یہ اختیار ہو کہ اپنے بائع سے نقصان عیب لے اور صاحبین کا اُسمین خلاف ہو یہ صغریٰ مین لکھا ہو۔ کسی شخص نے ایک غلام خرید ا اور اُسپر قبضہ کر لیا اور اُسکو دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور وہ اس دوسرے مشتری کے پاس مر گیا پھر اُسکے کسی ایسے عیب پر مطلع ہوا کہ جو پہلے بائع کے پاس تھا تو دوسرا مشتری نقصان عیب دوسرے بائع سے لے سکتا ہو اور دوسرا بائع یعنی پہلا مشتری پہلے بائع سے نقصان عیب نہین لے سکتا کیونکہ نقصان عیب لینے سے دوسری بیع فسخ نہو گی اور دوسری بیع باقی رہنے کے باوجود دوسرا بائع پہلے بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ امام محمد رح نے جامع صغیر مین لکھا ہو کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خرید ا اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اقرار کیا کہ بائع نے بیع کرنے سے پہلے اُسکو آزاد یا مدبر کر دیا تھا یا وہ کوئی باندی تھی کہ مشتری نے کہا کہ اُسنے ام ولد بنایا تھا اور بائع نے اس سے انکار کیا اور قسم کھا لی تو مشتری کا اقرار بائع پر معتبر نہو گا و لیکن اُسکے اوپر حجت ہو گا تو آزاد کرنے کے اقرار سے غلام آزاد ہو جاویگا اور اُسکی ولا موقوف رہیگی اور مدبر کے

اقرار مین مدبر موقوف ہوگا اور ام ولد کے اقرار مین بھی یہی حکم ہو اور اگر مشتری مبیع کے اندر کوئی ایسا عیب پاوے کہ جسکا بائع کے پاس ہونا معلوم ہو تو اُسکو نقصان عیب واپس لینے کا اختیار ہو اور اسی طرح اگر مشتری یہ اقرار کرے کہ یہ غلام اصلی آزاد ہو اور باقی مسئلہ کی یہی صورت ہو تو بھی نقصان عیب لے سکتا ہو یہ محیط مین لکھا ہو - اور اگر مشتری نے یہ دعوے کیا کہ بائع نے اس غلام کو فروخت کر دیا حالانکہ یہ فلان شخص کا مملوک ہو اور فلان شخص نے اسکے اقرار کی تصدیق کی اور غلام کو لے لیا پھر مشتری نے اُسمین کوئی عیب پایا تو اُسکا نقصان نہین لے سکتا ہو اور اگر فلان شخص نے مشتری کو جھوٹا تبلایا تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - اور اگر پہلے عیب پر واقف ہو لیا پھر فلان شخص کے مملوک ہونے کا اقرار کیا اور اُسنے اُسکو جھوٹا تبلایا تو واپس کر سکتا ہو یہ کافی مین لکھا ہو - اور اگر مشتری نے غلام مین کوئی قدیمی عیب پایا اور اُسکے پاس ایک دوسرا عیب پیدا ہو گیا یہانتک کہ واپس کرنا ممکن نہ رہا اور یہ امر اس اقرار کرنے سے پہلے تھا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہو اور مشتری نے نقصان عیب لے لیا پھر مشتری نے اقرار کیا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہو اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی تو بائع اُس نقصان عیب کو جو مشتری نے اُس سے لے لیا ہو واپس نہین لے سکتا ہو یہ محیط مین لکھا ہو - اگر ایک شخص نے ایک شخص سے ایک غلام خریدا اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر کہا کہ مین نے اس غلام کے خریدنے کے بعد فلان شخص کے ہاتھ بیچ ڈالا اور اُسنے آزاد کر دیا ہو مگر اُس شخص نے اُسکو جھوٹا تبلایا تو غلام مشتری کی طرف سے اُسکے اقرار پر آزاد ہو جائیگا اور اگر مشتری نے پھر اُسمین کوئی عیب پایا تو بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہو اور اگر مشتری نے یہ اقرار کیا کہ مین نے اسکو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور یہ نہ کہا کہ اُسنے آزاد کر دیا ہو اور اُس شخص نے اس سے انکار کیا اور قسم کھالی پھر مشتری نے اُسمین کوئی عیب پایا تو بائع کو واپس کر سکتا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - کسی شخص نے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اقرار کیا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہو کہ جس نے میرے خریدنے سے پہلے اسکو آزاد کر دیا تھا اور بائع نے اس سے انکار کیا پس تین صورتون سے خالی نہین ہو یا وہ شخص مشتری کے اقرار کی مالک ہونے اور آزاد کرنے دونون مین تصدیق کریگا یا مالک ہونے مین بدون آزاد کرنے کی تصدیق کریگا یا دونون مین اسکو جھوٹا تبلائیگا پس پہلی صورت مین یہ غلام اُس فلان شخص کا آزاد کیا ہوا غلام ہوگا اور اگر مشتری اس غلام مین کوئی قدیمی عیب پاوے تو بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہو اور دوسری صورت مین غلام اُس فلان شخص کو دیدیا جائیگا اور اُسکا غلام رہیگا آزاد نہوگا اور اگر مشتری کوئی عیب پاوے تو بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہو اور تیسری صورت مین غلام مشتری کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور ولاء موقوف رہیگی اور اگر مشتری غلام مین کوئی قدیمی عیب پاوے تو بائع سے نقصان عیب لے سکتا ہو کذا فی المحیط اور اس صورت مین اگر فلان شخص دوسری بار اسکے سچے ہونے کا اقرار کرے تو بائع مشتری سے اُس نقصان کو جو اُسنے عیب کی وجہ سے لیا ہو واپس کر لیگا اور اگر مشتری یہ اقرار کرے کہ یہ غلام فلان شخص کا تھا اور میرے خریدنے کے بعد اُسنے اسکو آزاد کر دیا تو نقصان عیب نہین لے سکتا ہو خواہ فلان شخص اسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو -

چوتھی فصل عیب کا دعوے اور اُسمین خصومت اور گواہ قائم کرنے کے بیان مین

- جاننا چاہیے

کہ عیب کی دو قسمین ہین ایک ظاہر کہ جسکو قاضی آنکھون سے دیکھکر اور بالمشاہدہ پہچان سکتا ہی جیسے زخم اور اندھا ہونا اور زائد انگلی اور شل اسکے اور دوسری قسم باطن یعنی پوشیدہ کہ جسکو قاضی بالمشاہدہ دیکھکر نہین پہچان سکتا ہی اور ظاہر کی چند قسمین ہین ایک قدیمی عیب ظاہر جیسے کہ زاید انگلی اور دوسری جو نیا پیدا ہوا ہو ولیکن بیع کے وقت سے جھگڑا کرنے کے وقت تک اُسکے پیدا ہونے کا احتمال نہو جیسے چیچک کے داغ اور تیسرے ایسا نیا پیدا کہ جو بیع کے وقت سے جھگڑا کرنے کے وقت تک پیدا ہو جانے کا احتمال رکھتا ہی جیسے زخم اور چوتھے وہ نیا پیدا کہ جو مدت بیع سے مقدم ہونے کا احتمال نہین رکھتا ہی اور باطنی عیب کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ اپنے نشانون سے جو موجود مین پہچانا جاتا ہو جیسے تیبہ ہونا اور حمل ہونا یا ایسی جگہ بیماری ہونا کہ جسپر مرد واقف نہین ہوتے ہین۔ دوسرے وہ کہ جو اپنے آثار موجودہ سے نہ پہچانا جاے جیسے چوری کرنا اور بھاگ جانا اور جنون وغیرہ۔ پس اگر دعوے کسی عیب ظاہر مین ہو کہ جسکو قاضی بالمشاہدہ پہچان سکتا ہی تو اُسکو دیکھے پس اگر اُس عیب کو پاوے تو خصومت کی سماعت کرے ورنہ سماعت نہ کرے پس اگر قاضی نے عیب پایا اور وہ عیب قدیمی ہی یا ایسا نو پیدا ہی کہ جو بیع کے وقت سے جھگڑا کرنے کے وقت تک پیدا ہونیکا احتمال نہین رکھتا ہی تو مشتری کو اختیار دیا جائیگا کہ اُسکو واپس کردے کیونکہ ہمنے بالمشاہدہ اس عیب کو فی الحال موجود دیکھا اور اس بات کا یقین ہوگیا کہ بائع کے پاس تھا کیونکہ ایسا عیب حادث نہین ہوتا یا اتنی مدت مین پیدا نہین ہوسکتا ہی لیکن مشتری اسوقت واپس نہین کرسکتا ہی کہ بائع یہ دعوے کرے کہ مشتری کے راضی ہونے وغیرہ کی وجہ سے اُسکے واپس کرنیکا حق ساقط ہوگیا ہی اور اس باب مین قسم لیکر مشتری کا قول لیا جائیگا یہ محیط مین ہی پھر جب بائع نے مشتری کو قسم دلانی چاہی تو سب روایتون کے موافق مشتری سے قسم لیجائیگی اور اگر بائع نے اُسکی قسم طلب نہ کی تو مشتری کو قسم دلانے مین اختلاف ہی اور عامہ مشائخ کا یہ قول ہی کہ ظاہر الروایت مین اُسکو قسم نہ دلائی جاویگی پھر مشتری کے قسم دلانے کی صورت اکثر قاضیون کے نزدیک یہ ہی کہ اُس سے کہا جائیگا کہ تو قسم کھا کہ واللہ میرا عیب کی وجہ سے واپس کرنیکا حق جس جہت سے مین مدعی ہون صریحًا یا دلالتًا ساقط نہین ہوا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط و ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ایسا عیب ہو کہ جو اس مدت مین پیدا ہو جانیکا احتمال رکھتا ہی اور اُس سے مقدم ہونیکا بھی احتمال رکھتا ہی یا اُسکے معلوم کرنے مین مشکل پیش آئے تو قاضی بائع سے یہ استفسار کریگا کہ کیا یہ عیب بیع کے اندر تیرے پاس موجود تھا پس اگر اُسنے کہا کہ ہان تو مشتری کو واپس کرنیکا حق حاصل ہوگا لیکن بائع کو مشتری کے واپس کرنیکا حق ساقط ہو جانے کے دعوے کرنے کا اختیار ہی پس اگر اُسنے یہ دعوے کیا تو یہ دعوے بائع کا یون ثابت ہو جائیگا کہ مشتری قسم کھانے سے باز رہا یا بائع نے گواہ قائم کیے۔ اور اگر بائع نے اس عیب کے اپنے پاس موجود ہونے سے انکار کیا تو اُسکا قول قسم لیکر اعتبار کیا جائیگا بشرطیکہ مشتری کے پاس اس عیب کے بائع کے پاس ہونے کے گواہ نہون یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور بائع کو قسم دلانے کی صورت مین اختلاف ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا ہی کہ صحیح یون ہی کہ اسطرح قسم دلائی جاوے کہ تو قسم کھا کہ واللہ مشتری کا مجھے واپس کرنیکا حق بسبب اس عیب کے جسکا وہ دعوے کرتا ہی نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر ایسا عیب ہو کہ جو مدت بیع سے مقدم ہونیکا احتمال نہین رکھتا ہی تو قاضی اُسکو بائع کو واپس نہین کرادیگا اور جب عیب باطنی ہو پس اگر وہ بدن کے اندر

آثار موجود ہونے سے پہچانا جاتا ہو اور ایسی جگہ ہو کہ جسپر مرد واقف ہو سکتے ہین پس اگر قاضی کو مرض پہچاننے کی شناخت ہو تو خود ملاحظہ کرے اور اگر اُسکو شناخت نہین ہو تو جو شخص پہچانتا ہو اُس سے دریافت کرے اور دو عادلون کے قول پر اعتماد کرے اور اسمین زیادہ احتیاط ہو اور ایک ہونا کافی ہو پس اگر ایک عادل نے اس بات سے آگاہ کیا تو اُسکے قول سے جھگڑا قایم ہونے کے واسطے عیب ثابت ہو جائیگا پس قاضی بائع سے قسم لیگا اور صرف اس ایک کے کہنے سے واپس نہ کر دیگا ایسا ہی بعض مشائخ نے شرح جامع مین ذکر کیا ہو۔ اور شرح آداب القاضی مین جو امام خصاف کے تصنیف سے ہو لکھا ہو کہ اس باب پر لحاظ کرنا چاہیے کہ اگر یہ عیب اُس قسم سے ہو کہ جو اتنی مدت مین پیدا ہونیکا احتمال رکھتا ہو اور یہ ایک یا دو کے کہنے سے پہچانا گیا یا دونون کو اُسکے پہچاننے مین مشکل پیش آئی اور باہم اُنمین اختلاف ہوا تو بائع کو واپس نہ دلائیگا بلکہ قسم لیگا اور اگر یہ عیب اس قسم کا نہین ہو کہ جو اتنی مدت مین پیدا ہونیکا احتمال رکھتا ہو پس اگر یہ ایک کے کہنے سے معلوم ہوا تو واپس نکرائیگا اور بائع سے قسم لیگا اور اگر دو کے کہنے سے معلوم ہوا تو کتاب الاقضیہ اور قدوری مین لکھا ہو کہ قاضی اُن دونون کے کہنے پر واپس کر دیگا اور ایسا ہی بعض مشائخ نے شرح الجامع مین لکھا ہو کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر یہ عیب ایسا ہو کہ سوائے عورتون کے اُسپر کوئی مطلع نہین ہوتا ہو جیسے کہ حمل یا جو اُسکے مشابہ ہون پس قاضی اُسکو عورتون کو دکھلائیگا اور ایک عورت عادلہ کافی ہو اور دو مین زیادہ احتیاط ہو پس جبکہ ایک عورت عادلہ نے یہ کہا کہ اس باندی کو حمل ہو یا دو عورتون نے ایسا ہی بیان کیا تو جھگڑا قائم ہونے کے حق مین عیب ثابت ہو گا پھر بعد اِسکے اگر ایک نے یا دونون نے یہ کہا کہ یہ حمل بیع کی مدت مین پیدا ہوا ہو تو قاضی بائع کو واپس نہ کریگا ولیکن بائع سے قسم لیگا پس اگر اُسنے قسم کھانے سے انکار کیا تب اُسکو واپس کر دیگا اور اگر ایک یا دونون عورتون نے کہا کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہو پس اگر یہ قبضہ کے بعد واقع ہو تو واپس نہ کریگا ولیکن بائع کو قسم دلائیگا اور اگر قبضہ سے پہلے واقع ہو تو بھی یہی حکم ہو کہ ایک کے قول سے واپس نہ کرے اور اگر دو عورتون نے کہا تو بعض مشائخ نے ذکر کیا ہو کہ امام اعظم رح کے قول کے قیاس پر واپس نہ کرے اور صاحبین کے قول کے قیاس پر واپس کر دیگا اور خصاف نے آداب القاضی مین ذکر کیا ہو کہ ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایت مین آیا ہو کہ واپس نہ کریگا اور قدوری مین لکھا ہو۔ کہ مشہور قول امام ابو یوسف اور امام محمد رح کا یہ ہو کہ اُسکو واپس نہ کریگا اور بائع کو قسم دلاویگا اور جو قسم کھانے سے باز رہا تو اُن دونون عورتون کی گواہی اِسکے انکار سے مضبوط ہو جاویگی تو واپس کرنیکا حق ثابت ہو جائیگا اور صدر الشہید نے جامع الصغیر کے شروح مین ذکر کیا ہو کہ اگر ایک عورت کہے کہ یہ باندی حاملہ ہو اور دو یا تین عورتین کہین کہ اسکو حمل نہین ہو تو بائع کے ذمہ جھگڑا اس عورت کے کہنے سے قائم ہو جائیگا اور دو یا تین کا قول کہ اسکو حمل نہین ہو اس ایک کے قول کا معارض نہین ہو سکتا ہو اور اگر بائع قاضی سے یہ کہے کہ جو عورت باندی کے حاملہ ہونے کو بیان کرتی ہو وہ جاہل ہو تو قاضی کو چاہیے کہ اس دریافت کے واسطے ایک دانستہ عورت کو مقرر کرے یہ محیط مین لکھا ہو۔ کسی نے ایک باندی بالغہ خرید کی پھر دعوے کیا کہ یہ خنثے ہو یعنے اسکے مرد و عورت دونون کا نشان ہو تو امام محمد رح نے فرمایا کہ بائع سے اس بات پر قطعی قسم لیجائیگی کہ یہ عورت ایسی نہین ہو کیونکہ اُسکو مرد و عورت دونون نہین دیکھ سکتے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہو

لکھا ہی- اور اگر کسی نے باندی پر استحاضہ کا عیب لگایا تو اُسمین دعوے کے قابل سماعت ہونے کے واسطے عورتون کی طرف رجوع کرنے مین اور اُنکی گواہی پر قبضہ سے پہلے یا بعد واپس کردینے مین وہی حکم ہی جو حمل کے دعوے مین تفصیل گذر چکا ہی لیکن اتنا فرق ہی کہ اگر استحاضہ پر مرد گواہی دین تو اُنکی گواہی بھی قبول کیجاویگی کیونکہ خون کے ادرار کو مرد بھی دیکھ سکتا ہی تو مرد کی گواہی سے بھی ثابت ہو سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اگر کوئی باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر مشتری نے کہا کہ اسکو حیض نہین آتا ہی تو امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ مشتری کا دعوے قابل سماعت نہوگا لیکن اُس صورت مین کہ بسبب حمل یا بیماری کے حیض کے مرتفع ہونیکا دعوے کرے پس اگر اُسنے بسبب حمل کے دعوے کیا تو اُسکا دعوے سنا جائیگا اور اُس باندی کو قاضی عورتون کو دکھلائیگا اور اگر اُن عورتون نے یہ کہا کہ یہ حاملہ ہی تو بائع سے اسپر قسم لیجائیگی کہ اسکو حمل اُسکے پاس نہ تھا اور اگر اُنھون نے کہا کہ یہ حاملہ نہین ہی تو بائع پر قسم نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اور اگر بسبب بیماری کے حیض مرتفع ہونیکا دعوے کرتا ہی تو طبیبون کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- اور اگر مشتری نے دعوے کیا کہ اُس باندی کو حیض بسبب حمل کے نہین آتا تو اُسمین امام محمد رح سے دو روایتین آئین مین ایک یہ ہی کہ اگر باندی خریدنے کے وقت سے چار مہینہ دس دن ہوئے ہون تو اُسکا دعوے سنا جائیگا اور اگر اس سے کم ہون تو سماعت نہوگی اور دوسری روایت مین صرف دو مہینہ پانچ دن ہین اور اسی پر لوگون کا عمل ہی اور یہی فتوے کے واسطے مختار ہی کذا فی مختار الفتاوے- اور جب قاضی نے اُسکے دعوے کی سماعت کی تو بائع سے سوال کریگا کہ کیا یہ باندی ایسی ہی ہی جیسی مشتری کہتا ہی پس اگر اُسنے کہا کہ ہان تو بائع کو واپس کردیگا اور اگر اُسنے کہا کہ یہ فی الحال ایسی ہوگئی ہی اور میرے پاس ایسی نہ تھی تو بائع کے ذمہ جھگڑا قائم ہوجائیگا کیونکہ بائع و مشتری فی الحال اس عیب ہونے مین ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہین پس اگر مشتری نے بائع سے قسم لینا طلب کیا تو اُسکو قاضی قسم دلائیگا پس اگر اُسنے قسم کھالی تو بری ہوگیا اور اگر انکار کیا تو اُسکو واپس دیجائیگی اور اگر مشتری نے گواہ قائم کیے تو انقطاع حیض کے دعوے مین قبول نہونگے اور استحاضہ کے دعوے مین مقبول ہونگے اور اگر بائع نے یہ کہا کہ فی الحال اسکو حیض منقطع ہوجانا جھوٹ ہی تو اُسمین اختلاف ہی کہ اُس سے قسم لیجاویگی یا نہین پس امام کے نزدیک اُسکو قسم نہ دلائی جائیگی اور صاحبین کے نزدیک دلائی جائیگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی- کتاب الاقضیہ مین لکھا ہی- کہ کسی نے ایک باندی خریدی اور مشتری نے یہ عیب لگایا کہ اسکے ایک زخم ہی بائع کے پاس سے ہی اور قاضی نے بائع کو قسم دلائی اور اُسنے قسم کھانے سے انکار کیا اور مشتری نے اُسکو واپس کردی پھر اسکے بعد بائع نے یہ دعوے کیا کہ باندی مشتری کے پاس حاملہ ہوگئی ہی اور اسدم بھی حمل سے ہی تو قاضی اس باب مین مشتری سے سوال کریگا پس اگر مشتری نے کہا کہ مجکو اسکا کچھ علم نہین ہی تو قاضی اُسکو عورتون کو دکھلاویگا پس اگر عورتون نے کہا کہ یہ حاملہ ہی تو صرف ان عورتون کے کہنے سے مشتری کو واپس کردینا ثابت نہوگا لیکن مشتری کے ذمہ جھگڑا قائم ہوجائیگا پس اُسکو اللہ تعالے کی قسم دلائی جاویگی یعنی یہ قسم کھاوے کہ اُسکے پاس حمل پیدا نہین ہوا ہی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو اُسکے ذمہ کوئی جھگڑا نہوگا اور وہ ایسی اپنے حال پر رہیگی اور اگر اُسنے قسم کھانے سے انکار کیا تو بائع کا دعوے ثابت

ہو جائیگا پس بائع باندی کو مع عیب زخم کے نقصان کے مشتری کو واپس کردیگا پس اگر بائع نے کہا کہ مین باندی کو مع عیب حمل اپنے پاس رہنے دیتا ہون اور عیب زخم کا نقصان نہ دونگا تو اُسکو یہ اختیار ہے اور اگر اس مسئلہ مین یہ صورت واقع ہو کہ قاضی نے جسوقت مشتری سے پوچھا کہ اسکو حمل ہے اُسنے کہا کہ یہ حمل بائع کے پاس کا ہے اور مین اُس سے آگاہ نہ تھا تو قاضی اُسکے دعوے کی سماعت کریگا اور بائع کو قسم دلا دیگا پس اگر اُسنے قسم کھالی تو بائع کے پاس حمل کا ہونا ثابت نہوگا اور مشتری نے اپنے پاس ہونیکا اقرار کرلیا ہے تو بائع کو یہ اختیار ہوگا کہ باندی اُسکو واپس کردے اور اُسکے ساتھ زخم کا نقصان بھی دے اور جو بائع نے قسم کھانے سے انکار کیا تو ثابت ہوگیا کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مشتری کا بائع کو واپس کردینا صحیح تھا اور اسی کتاب الاقضیہ مین مذکور ہے کہ اگر ایسا ہوا کہ جسوقت قاضی نے باندی کو بسبب عیب زخم کے بائع کو واپس کردینے کا حکم دیا اور مشتری کے بائع کو باندی واپس کرنے سے پہلے بائع نے یہ دعوے مشتری پر کیا کہ یہ باندی حاملہ ہے اور حمل مشتری کے پاس پیدا ہوا ہے اور مشتری نے کہا کہ نہین بلکہ بائع کے پاس کا ہے تو قاضی واپس کردینے مین جلدی نہ کریگا اور مشتری کے اس دعوے پر کہ یہ حمل بائع کے پاس کا ہے بائع سے قسم لیگا اور اس صورت مین مشتری کے اوپر قسم عاید نہین ہوتی ہے کذا فی المحیط اور جب عیب باطنی ہو کہ بدن کے [illegible] آثار کے قیام سے معلوم نہو جیسے بھاگنا یا جنون یا چوری یا بستر پر پیشاب کردینا تو ایسی عیب مین اُسکے فی الحال ثابت ہونے کی ضرورت ہے اور اُسکے فی الحال موجود ہونے کو پہچاننے کے واسطے امام محمد رح نے جامع مین یہ طریقہ ذکر کیا ہے کہ قاضی بائع سے یہ سوال کرے کہ کیا یہ عیب اسمین فی الحال موجود ہے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ بائع سے جسوقت ایسا سوال کریگا کہ جب مشتری کا دعوے صحیح ہو اور مشتری کا دعوے اُسوقت صحیح ہوگا کہ جب بائع کے پاس ان عیبون کے ہونے کا دعوے کرے اور مشتری کے پاس بھی پائے جائین لیکن جنون مین صرف بائع کے پاس ہونیکا اور مشتری کے پاس پائے جانیکا دعوے کافی ہے مگر بھاگنے اور چوری اور بستر کے اوپر پیشاب کرنے کے عیبون مین کچھ اور زیادہ چاہیے اور وہ یہ ہے کہ مشتری یون دعوے کرے کہ یہ عیب بائع کے پاس تھے اور مشتری کے پاس بھی پائے گئے اور حالت یکسان ہے اور حالت یکسان ہونے سے یہ مراد ہے کہ بائع اور مشتری دونون کے پاس بالغ ہونے سے پہلے پائے جاوین یا دونون کے پاس بالغ ہوجانے کے بعد پائے جاوین پس اگر بائع کے پاس بالغ ہونے سے پہلے پائے گئے اور مشتری کے پاس بالغ ہونے کے بعد پائے گئے تو اسطرح پایا جانا دعوے کے صحیح ہونے اور بائع سے سوال کیے جانے کے واسطے کافی نہوگا اور عیب جنون مین خواہ بائع یا مشتری کے پاس بالغ ہونے سے پہلے ہو یا دونون کے پاس بالغ ہونے کے بعد ہو یا بائع کے پاس بالغ ہونے سے پہلے اور مشتری کے پاس بالغ ہوجانے کے بعد ہو تو بھی دعوے کے صحیح ہونے اور بائع سے سوال کیے جانے کے واسطے کافی ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر بھاگنے کا یا اُسکے مانند ایسے عیبون کا جنہین واپس کرنا اس بات پر موقوف ہے کہ وہ عیب دونون کے پاس پایا جاوے جسطرح بستر پر پیشاب کرنا اور جنون اور چوری کا دعوے کیا تو ایسے عیب مین جب بائع فی الحال موجود ہونیکا انکار کرے تو قاضی بائع کو قسم نہ دلائیگا یہانتک کہ مشتری اس بات پر گواہ قائم کرے کہ یہ غلام مشتری کے پاس سے بھاگا ہے لیکن اگر

بائع نے اُسکے فی الحال موجود ہونیکا اقرار کرلیا تو اُسکے پاس موجود ہونیکا سوال کیا جائیگا پس اگر اُسنے اپنے پاس موجود ہونیکا اقرار کرلیا تو قاضی مشتری کے التماس سے اُسکو واپس کردیگا اور اگر اُسنے اپنے پاس موجود ہونے سے انکار کیا تو مشتری سے اس بات پر گواہ طلب کریگا کہ یہ غلام بائع کے پاس سے بھاگا تھا پس اگر اُسنے گواہ قائم کیے تو قاضی غلام بائع کو واپس کردیگا ورنہ یعنے قاضی بائع سے قسم لیگا کہ تو قسم کھا کہ واللہ مین نے اسکو فروخت کیا اور سپرد کیا حالانکہ یہ میرے پاس تا وقت تسلیم کبھی نہین بھاگا تھا اور اگر مشتری اس عیب کے فی الحال موجود ہونے پر گواہ لایا تو بائع سے قسم لیجاویگی کہ یون قسم کھاے کہ واللہ میرے پاس ہرگز نہین بھاگا ہی اور اگر مشتری گواہ نہ لایا اور نہ بائع نے اقرار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بائع سے قسم نہ لیجاویگی اور صاحبین اسمین خلاف کرتے ہین یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور بدون بائع کے دعوے کرنے کے مشتری سے اس بات پر قسم نہ لیجائیگی کہ مین عیب پر راضی ہوچکا ہون اور یہ امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک ہی پھر اگر بائع نے دعوے کیا تو اکثر قاضیون کے نزدیک مشتری سے قسم لینے کی یہ صورت ہی کہ قاضی اُس سے کہے کہ تو قسم کھا کہ واللہ میرا واپس کرنے کا حق ساقط نہین ہوا ہی جیسا کہ بائع دعوے کرتا ہی نہ صریحاً اور نہ دلالتہ کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور اُسمین عیب پایا اور بائع نے اپنے پاس اس عیب کے ہونے سے انکار کیا اور مشتری نے دو گواہ قائم کیے کہ جنمین سے ایک نے یہ گواہی دی کہ بائع نے اس عیب کے موجود ہونے کے ساتھ اسکو فروخت کیا ہی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ بائع نے اس عیب کا اقرار کیا تھا تو ایسی گواہی قبول نہ کیجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر ایک غلام کو دو صفقہ مین مول لیا اسطرح کہ آدھا اُسکا پچاس دینار کو خریدا پھر بائع سے دوسرا آدھا سو دینار کو خریدا پھر اُسمین کوئی عیب معلوم کیا اور یہ دعوے کیا کہ دونون خریدون سے پہلے کا ہی اور بائع نے کہا کہ دونون کے بعد تیرے پاس پیدا ہوا ہی تو قول بائع کا لیا جائیگا اور اگر مشتری نے یہ کہا کہ مین بائع کو دوسرے آدھے مین قسم دلاتا ہون اور پہلے آدھے مین مجکو تامل ہی کیونکہ دوسری بیع کے وقت عیب موجود ہونیکا مجکو یقین اور پہلی بیع کے وقت عیب ہونیکا شک ہی تو مشتری کو یہ اختیار پہونچتا ہی پس اگر بائع نے قسم کھالی تو بیع مشتری کو لازم ہوگی ورنہ واپس ہوجاویگی اور دوسرے آدھے مین قسم دلانے کے بعد مشتری کو اختیار ہی کہ پہلے آدھے مین بھی قسم دے یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر دوسرے آدھے مین جھگڑا کرنے سے پہلے مشتری نے پہلے آدھے مین جھگڑا کیا اور بائع نے قسم کھانے سے انکار کیا اور اُسکو پہلا آدھا واپس کردیا گیا پھر اسی انکار قسم پر مشتری نے دوسرے آدھے کو واپس کرنا چاہا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی تا وقتیکہ دوسرے آدھے مین از سرِ نو جھگڑا نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری نے دونون ٹکڑون مین جھگڑا کیا تو اُسکو یہ اختیار ہی اور پہلے آدھے مین بائع کی طرف سے عیب کا اقرار کرنا دوسرے آدھے مین بھی عیب کے اقرار کرنے مین شمار ہوگا اور اُسکا اُلٹا یعنے دوسرے مین اقرار کرنا پہلے مین اقرار کرنے مین شمار نہوگا اور ایک مین بائع کا قسم سے انکار کرنا دوسرے آدھے مین انکار نہ قرار دیا جاویگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری نے بائع سے دونون ٹکڑون مین اکٹھا جھگڑا کیا تو ایک بائع پر صرف ایک ہی قسم ہوگی کیونکہ مشتری نے دونون دعوے جمع کردیے ہین

پس ایک ہی قسم پر اکتفا کیا جاویگا جیسا کہ چند قرضخواہون کو ایک دعوے مین جمع کر دینے کی صورت مین معہود ہے پس اگر بائع نے قسم سے انکار کیا تو پورا غلام اُسکے ذمہ پڑیگا اور جو ایک ٹکڑے مین قسم کھا لی اور دوسرے ٹکڑے مین قسم کھانے سے انکار کیا تو جسمین انکار کیا ہے وہی ٹکڑا اُسکے ذمہ پڑیگا دوسرا اُسکے ذمہ نہ پڑیگا اور اگر بائع دو ہون اور اُن دونون نے ایک غلام کسی شخص کے ہاتھ ایک صفقہ یا دو صفقہ کر کے فروخت کیا اور اُن دونون مین سے ایک مر گیا اور دوسرا اُسکا وارث ہوا پھر مشتری نے اُس غلام مین کوئی عیب لگایا پس مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو بائع سے ایک ٹکڑے مین جھگڑا کرے اور اگر چاہے تو اُسی بائع سے جو زندہ ہے دونون ٹکڑون مین جھگڑا کرے پس اگر اُسنے ایک ٹکڑے مین جھگڑا کیا تو جو ٹکڑا اُسنے خود فروخت کیا ہے اُس ٹکڑے مین البتہ اور یقین کے ساتھ قسم دلاویگا اور جو ٹکڑا اُسکے مورث نے فروخت کیا ہے اُسپر اُسکے جاننے کی قسم لیگا یعنے بائع یون قسم کھاے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ میرے مورث نے یہ ٹکڑا فروخت کیا اور سپرد کیا درحالیکہ اسمین یہ عیب تھا کذا فی محیط السرخسی مع زیادۃ التفسیر من المترجم - پس اگر بائع نے دونون ٹکڑون مین سے ایک مین قسم کھا لی تو دوسرے ٹکڑہ مین قسم کھانے سے بے پرواہ نہ کیا جاویگا اور اگر ایک ٹکڑے کے دعوے مین اُسنے قسم سے انکار کیا تو یہ انکار دوسرے ٹکڑے کے حق مین لازم نہوگا یعنی دونون ٹکڑے اُسکے ذمہ نہ پڑینگے اور اگر مشتری نے دونون ٹکڑون کو جمع کر کے جھگڑا پیش کیا تو دو حال سے خالی نہین کہ یا تو بیع ایک صفقہ مین ہوئی یا دو صفقون مین واقع ہوئی پس اگر دو صفقون مین واقع ہوئی ہو تو دونون ٹکڑون پر قسم دلاویگا اور دونون ٹکڑون کی قسم جمع کر دیگا اسطرح کہ واللہ مین نے مشتری کے ہاتھ آدھا غلام فروخت کیا اور اُسکو سپرد کر دیا اور اسمین یہ عیب نہ تھا اور میرے ساتھی نے اسکے ہاتھ دوسرا آدھا فروخت کیا اور اُسکو سپرد کیا اور مین اسمین یہ عیب نہ جانتا تھا اور یہ حکم سب امامون کے نزدیک بالاتفاق ہے اور اگر صفقہ ایک ہی ہو تو بھی امام محمد رح کے نزدیک یہی حکم ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ایک قسم پر اکتفا کیا جائیگا کہ وہ اپنے حصہ پر البتہ اور یقین کے ساتھ قسم کھاے اور یہی قسم اُسکے مورث کے حصہ کی قسم کی نائب ہو جائیگی یہ محیط مین لکھا ہے - کسی نے ایک باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا اور دوسرے کے ہاتھ اُسکو فروخت کر دیا پھر دوسرے نے تیسرے کے ہاتھ فروخت کیا پھر باندی نے یہ دعوے کیا کہ وہ حرہ ہے پس تیسرے مشتری نے اُسکو اُسکے کہنے پر اپنے بائع کو واپس کر دیا اور اُسکے بائع نے اُسکو قبول کر لیا پھر دوسرے بائع نے اُسکو پہلے بائع کو واپس کرنا چاہا اور اُسنے قبول نہ کیا تو فقہانے فرمایا ہے کہ اگر باندی نے آزاد کیے جانیکا دعوے کیا تو پہلے بائع کو نہ قبول کرنے کا اختیار ہے اور اگر باندی نے یہ دعوے کیا کہ وہ اصلی حرہ ہے پس فروخت کرنے اور سپرد کرنے کے وقت اگر اُسنے فرمانبرداری کی تھی تو اب یہ دعوے بمنزلہ دعوے آزادی کے ہوگا اور اگر اُسنے فرمانبرداری نہ کی تھی اور پھر دعوے کیا کہ وہ اصلی آزادہ ہے تو پہلے بائع کو نہ قبول کرنیکا اختیار نہین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے - اور صحیح یہ ہے کہ اگر اُس باندی کی طرف سے کوئی ایسی بات نہین ہو گذری کہ جس سے رقیت کا اقرار ثابت ہوتا ہے تو آزادی کے دعوے مین اُسی کا قول معتبر ہوگا اور مشتری

کو اختیار رہیگا کہ بائع سے اپنا ثمن واپس کرلے یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہے تتمّہ مین مذکور ہے کہ کسی نے ایک باندی خریدی اور باندی وہان بیع کے وقت موجود نہ تھی پھر اُسپر مشتری نے قبضہ کرلیا اور اُسنے رقیت کا اقرار نہ کیا پھر مشتری نے اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیا اور وہ باندی دوسری بیع کے وقت بھی حاضر نہ تھی اور دوسرے مشتری نے اُسپر قبضہ کرلیا پھر باندی نے دعوے کیا کہ مین حرہ ہون تو قاضی اُسکا قول قبول کریگا اور ہر مشتری اپنے بائع سے اپنا ثمن واپس لے پھر اگر پہلے مشتری نے کہا کہ باندی نے اپنے رقیق ہونے کا اقرار کرلیا تھا اور دوسرے مشتری نے اس سے انکار کیا اور پہلے مشتری کے پاس اُسکے رقیت کے اقرار کرنے کے گواہ نہین ہین تو دوسرا مشتری اپنے بائع سے ثمن واپس لیگا اور پہلا مشتری اپنے بائع سے ثمن واپس نہین کرسکتا ہے کیونکہ اُسنے یہ دعوے کیا تھا کہ باندی نے اپنے رقیق ہونیکا اقرار کیا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ ظہیریہ مین لکھا ہے کہ کسی نے دو غلام ایک صفقہ مین یا دو صفقہ مین خریدے اسطرح کہ ایک کے دام ایکہزار درم فی الحال ادا کرے اور دوسرے کے دام ایک ہزار درم ایک سال کی میعاد پر ادا کرے پھر دونون مین سے ایک کو بسبب عیب کے واپس کردیا پھر بائع اور مشتری نے جھگڑا کیا پس بائع نے کہا کہ تونے وہ واپس کیا ہے جسکے دام دینے کی میعاد قرار پائی تھی اور مشتری نے کہا کہ نہین بلکہ وہ واپس کیا کہ جسکے ثمن کی میعاد نہ تھی تو قول بائع کا معتبر ہوگا خواہ وہ غلام جو مشتری کے پاس ہے ہلاک ہوگیا ہو یا نہ ہوگیا ہو اور باہم قسم نہ دلائی جاویگی اور اگر دونون نے دونون کے داموں مین جھگڑا کیا پس بائع نے کہا کہ واپس کیے ہوئے کے اسقدر دام تھے اور مشتری نے اُسکا اُلٹا کہا تو قول مشتری کا معتبر ہوگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہے زید نے عمرو کے ہاتھ ایک غلام بیچا اور دوسرا اُسکو ہبہ کیا اور عمرو نے دونون پر قبضہ کرلیا پھر دونون مین سے ایک مرگیا پھر عمرو نے ارادہ کیا کہ زندہ غلام کو بسبب عیب کے واپس کرے اور کہا کہ مبیع یہی تھا اور زید نے کہا کہ یہ ہبہ کیا ہوا ہے تو قول زید کا معتبر ہوگا کہ وہ ہبہ کیا ہوا ہے اور اُسکو اختیار رہوگا کہ اپنے ہبہ سے رجوع کرے اور اگر مشتری نے دعوے کیا کہ ہبہ کیا ہوا مرگیا تو مشتری بائع سے اپنا ثمن واپس کرسکتا ہے ولیکن بائع کو زندہ غلام مین ہبہ سے رجوع کرنیکا اختیار بعد اس قسم کھانے کے ہوگا کہ مین نے مشتری کے ہاتھ اس زندہ کو فروخت نہین کیا ہے اور اسی طرح مشتری کو بائع سے ثمن واپس کرنیکا اختیار بعد اس قسم کھانے کے ہوگا کہ مین نے بائع سے مرے ہوئے کو نہین خریدا تھا اور بائع مشتری سے مرے ہوئے غلام کی قیمت لیگا (یعنے ہبہ سے رجوع کرنے کی صورت مین)۔ اور اگر دو غلام خریدے اور ایک اُن دونون مین کا مرگیا اور زندہ کو عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا قصد کیا اور کہا کہ اُسکا ثمن درم ہین اور بائع نے کہا کہ دینار ہین تو قول مشتری کا معتبر ہوگا اور اگر غلام ایک ہو اور عیب کی وجہ سے اُسکے واپس کرنے کا قصد کیا ہو اور بائع نے کہا کہ مبیع یہ نہین دوسرا ہے تو قول بائع کا معتبر ہے یہ کافی مین لکھا ہے۔ امام محمد رح سے املا مین روایت ہے کہ کسی نے دوسرے شخص سے دو غلام ایک ہزار درم کو ایک صفقہ مین خریدے اور دونون پر قبضہ کرنے کے بعد ایک مین عیب پایا پھر دونون کی قیمت مین جو بیع واقع ہونے کے دن تھی اختلاف کیا پس مشتری نے کہا کہ عیب دار کی قیمت دو ہزار درم اور دوسرے کی قیمت ایک ہزار درم تھی اور بائع نے

اُسکا اُلٹا دعوے کیا تو دونون مین سے کسی کے قول کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور جسدن دونون نے جھگڑا کیا ہی اُسدن دونون غلامون کی قیمت دیکھی جاویگی پس اگر جھگڑے کے دن دونون مین سے ہر ایک کی قیمت ایک ہزار درم ہو تو عیب دار آدھے ثمن پر واپس کرا دیا جاویگا مگر بعد اِسکے کہ ہر ایک دونون مین سے دوسرے کے دعوے پر قسم کھا وے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور ایسی صورت مین اگر دونون نے اپنے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیئے تو زیادتی کے باب مین دونون کے گواہ لیے جاوینگے پس مشتری کے گواہون کی گواہی کے موافق واپس کیے ہوے غلام کی قیمت دو ہزار درم قرار دیجاویگی اور بائع کے گواہون کی گواہی کے موافق دوسرے کی قیمت دو ہزار درم قرار دیجاویگی پس مشتری عیب دار کو آدھے ثمن مین واپس کریگا اور اگر دونون مین سے ایک مرگیا اور دوسرا غلام باقی رہا اور باقی مین کوئی عیب پایا اور اُسکی قیمت اور مرے ہوے کی قیمت مین دونون نے اختلاف کیا اور دونون کے پاس گواہ نہین ہین تو مرے ہوے کی قیمت مین بائع کا قول معتبر ہوگا اور زندہ کی قیمت یون اندازہ کیجاویگی کہ جھگڑنے کے دن ایسے غلام کی کیا قیمت ہی اور اگر مرے ہوے کی قیمت پر دونون نے گواہ قائم کیے تو بھی بائع کے گواہ لیے جاوینگے اور اگر مرے ہوے کی قیمت پر گواہ نہ قائم کیے بلکہ زندہ کی قیمت پر گواہ قائم کیے تو مشتری کے گواہ معتبر ہونگے یہ محیط مین لکھا ہی۔ نوازل مین ہی کہ کسی شخص نے سرکہ جو ایک مشکے کے اندر بھرا ہوا ہی خریدا اور اُسکو اپنی مشک کے اندر بھر لیگیا پھر اُسمین ایک مردار چوہا پایا پس بائع نے کہا کہ یہ چوہا تیری مشک کے اندر تھا اور مشتری نے کہا کہ نہین بلکہ تیرے مشکے مین تھا تو قول بائع کا معتبر ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ فتاوے اہل سمرقند مین لکھا ہی۔ کہ کسی نے کچھ تیل معین جو کسی معین برتن کے اندر ہی خرید کیا اور اُسپر چند روز گذر گئے اور جب سے اُس برتن پر قبضہ کیا تھا اُسوقت سے اُس برتن کا مونھ بند کیا ہوا رہا پھر جب اُسکا مونھ کھولا تو اُسمین ایک مردار چوہا پایا اور بائع نے اپنے پاس ایسا واقع ہونے سے انکار کیا تو قول بائع کا معتبر ہوگا کیونکہ وہ عیب سے انکار کرتا ہی۔ اور اس مسئلہ کی تاویل یون بیان کی گئی ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ برتن کا مونھ قبضہ کے وقت بند تھا اور چوہے پائے جانے کے وقت تک بیچ مین اُسکا کھلنا یا نہ کھلنا معلوم نہوا اور اگر یہ معلوم ہو کہ برابر برتن کا منھ بند رہا ہی اور چوہا پائے جانے کے وقت تک کبھی نہین کھلا ہی تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اُسکو واپس کرنیکا اختیار ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک غلام خرید کر اُسپر قبضہ کر لیا پھر اُسکو لے آیا اور کہا کہ مین نے اِسکو داڑھی مونڈا ہوا پایا ہی اور بائع نے انکار کیا تو قول بائع کا لیا جائیگا پس اگر مشتری نے یہ ثابت کر دیا کہ غلام آج کے روز داڑھی مونڈا موجود ہی پس اگر بیع پر اتنا زمانہ نہین گذرا کہ جسمین مشتری کے پاس داڑھی نکلنے کا وہم کیا جاے تو مشتری کو اُسکے واپس کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر خرید پر اتنا زمانہ گذر چکا تو تاوقتیکہ اس بات پر گواہ نہ قائم کرے کہ وہ بائع کے پاس داڑھی مونڈا ہوا تھا یا بائع سے قسم لے اور وہ قسم سے انکار کر جاے واپس نہین کر سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ منتقی مین ہی کہ کسی شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا اور اُسنے اُسپر قبضہ کر لیا پھر اُسمین کوئی عیب لگایا اور یہ بھی کہا کہ مین نے اُسکو آج خریدا ہی حالانکہ ایسا عیب ایک روز مین نہین پیدا ہو سکتا ہی اور بائع نے کہا کہ مین نے ایک مہینہ

ہوا کہ فروخت کیا ہی اور حال یہ ہی کہ ایسا عیب ایک مہینہ مین پیدا ہو سکتا ہی تو قول بائع کا معتبر ہوگا۔ کسی نے ایک باندی خریدی اور اُسمین کچھ عیب پایا پس اُسنے بائع سے جھگڑا کیا اور صاحب شرطے کے پاس لایا حالانکہ سلطان نے اُسکو حکم کا متولی نہ کیا تھا پس اُسنے ڈگری بائع پر کرکے باندی اُسکو واپس کردی اور مشتری کے واسطے پورے ثمن کا حکم دیدیا تو مشتری کو اپنا ثمن لینے کی گنجائش ہی۔ کسی نے ایک چوپایہ خریدا اور اُسکو بسبب عیب کے واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ تو عیب پر واقف ہونے کے بعد اپنی ضرورت کے واسطے اُسپر سوار ہوا ہی اور مشتری نے کہا کہ نہین بلکہ مین اسواسطے سوار ہوا ہون کہ تجھکو واپس کردون تو قول مشتری کا معتبر ہی اور اس مسئلہ کی تاویل بعض مشائخ کے قول پر یہ ہی کہ یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ مشتری کو بدون سوار ہوئے واپس کرنا ممکن نہ تھا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر بائع نے کہا کہ تو پانی پلانے کے واسطے بلا ضرورت اسپر سوار ہوا ہی تو بھی مشتری کا قول لینا چاہیے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر مشتری نے مبیع کے اندر کسی عیب کا دعوے کیا حالانکہ بائع جانتا ہی کہ یہ عیب اُسمین فروخت کرنے کے دن موجود تھا تو اُسکو جائز ہی کہ مبیع کو نہ واپس لے تاوقتیکہ قاضی اُسکے واپس کرنیکا حکم نہ دے اور میرے والد رح فرماتے تھے کہ یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ جب بائع نے دوسرے سے خریدی ہو کیونکہ اگر بدون حکم قاضی کے واپس کریگا تو اُسکو اپنے بائع کو واپس کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر اُسنے دوسرے سے نہین خریدی ہی تو اُسپر لے لینا واجب ہی اور اُسکو امتناع کی مجال نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کسی نے کوئی چیز خریدی اور اُسمین قبضہ سے پہلے کچھ عیب معلوم کیا اور کہا کہ مین نے بیع باطل کردی پس اگر بائع کے حضور مین کہا تو بیع باطل ہو جائیگی اگرچہ بائع قبول نہ کرے اور اگر بائع کی غیبت مین ایسا کہا تو بیع باطل نہوگی اور اگر قبضہ کے بعد عیب معلوم کیا اور کہا کہ مین نے بیع باطل کردی تو صحیح یہ ہی کہ بدون قاضی کے حکم یا بائع کی رضامندی کے بیع باطل نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے کے ہاتھ ایک باندی فروخت کی اور یہ اقرار کیا کہ مین نے اسکو اس حال مین فروخت کیا کہ اسکے فلان جگہ ایک زخم تھا اور مشتری باندی کو لایا اور اُسکے اُس جگہ زخم موجود تھا اور اُسکے واپس کرنیکا ارادہ کیا اور بائع نے کہا کہ یہ زخم وہ زخم نہین ہی اور جس زخم کا مین نے اقرار کیا تھا اُس سے یہ اچھی ہو چکی ہی اور یہ نیا زخم تیرے پاس پیدا ہوا ہی تو مشتری کا قول معتبر ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر بائع نے یہ اقرار کیا کہ مین نے باندی کو ایسے حال مین فروخت کیا کہ اُسکے دونون مین سے ایک آنکھ مین سپیدی تھی پھر مشتری باندی کو لایا اور اُسکی بائین آنکھ مین سپیدی تھی اور اُسکو واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ سپیدی اسکے دائین آنکھ مین تھی اور وہ جاتی رہی اور یہ بائین آنکھ کی سپیدی تیرے پاس پیدا ہوئی ہی تو مشتری کا قول قبول ہوگا اور اسی طرح اگر باندی کے سر مین زخم ہو اور بائع یہ اقرار کرے کہ مین نے اس باندی کو ایسے حال مین فروخت کیا کہ اسکے سر مین زخم تھا اور باقی مسئلہ وہی رہے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر سر کے زخم کی صورت مین بائع یہ کہے کہ اسکا زخم موضحہ تھا اور وہ تیرے پاس منقلہ ہو گیا تو اس باب مین قول بائع کا معتبر ہوگا اور اسی طرح آنکھ کی سپیدی کی صورت مین اگر بائع کہے کہ اسکی آنکھ مین ایک نقطہ تھا اور اب تیرے پاس بڑھ گیا حالانکہ باندی کی تمام آنکھ یا اکثر سفید ہو رہی ہی تو قول بائع کا معتبر ہی

اور اگر اسکی آنکھ مین ایک نقطہ سپید ہو اور بائع کہے کہ اسکی سپیدی مثل رائی کے یا اُس سے کم تھی تو شیخ رحمہ فرمایا کہ اگر بائع کا قول قریب قریب اسکے ہو تو مشتری کا قول لیا جائیگا اور اگر فرق ہو تو بائع کا قول لیا معتبر ہوگا اور اگر بائع نے اقرار کیا کہ مین نے باندی کو ایسے حال مین بیچا کہ اُسکو بخار آتا تھا پھر مشتری اُسکو بخار کے حالت مین لے آیا اور واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ بخار بڑھ گیا ہی تو بائع کی تصدیق نہ کیجاویگی اور مشتری واپس کرسکتا ہی اور اگر بائع نے یہ اقرار کیا کہ مین نے باندی کو فروخت کیا اور اُسمین عیب تھا پھر مشتری اُسکو لایا اور اُسمین کچھ عیب موجود ہی اور واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ اسمین یہ عیب نہ تھا اور فقط اُسمین ایسا ایسا عیب تھا تو قول بائع کا معتبر ہوگا اور اگر بائع نے یہ اقرار کیا کہ مین نے اُسکو ایسے حال مین بیچا تھا کہ اُسکے سر مین عیب تھا پھر مشتری اُسکو واپس کرنے کی غرض سے لایا اور سر کے عیب کی وجہ سے واپس کرنا چاہا تو مشتری کا یہ کہنا معتبر ہوگا کہ اسمین یہی عیب تھا اگرچہ بائع اُسکو جھوٹا بتلاوے اور حاصل یہ ہی کہ اگر بائع عیب کی نسبت کسی عضو کی طرف کرے اُسکو بیان کردیوے تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر کسی جگہ کی طرف نسبت نہ کرے بلکہ مطلق چھوڑ دیوے تو بائع کا قول معتبر ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی باندی خریدی اور اسپر قبضہ کرلیا پھر مشتری اُسکو واپس کرنے لایا اور کہا کہ مین نے اسکو شوہر دار پایا ہی اور بائع نے اس سے انکار کیا یا یہ اقرار کیا کہ اسکا شوہر تھا ولیکن مرگیا اور مشتری اُسکے شوہر دار ہونیکا دعوے کیے جاتا ہی تو مشتری کو واپس کرنیکا حق ثابت نہوگا اور یہ اختیار ہوگا کہ بائع کو قسم دلاوے اور اگر مشتری نے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ فلان شخص اسکا شوہر ہی اور وہ شخص اُسوقت غائب تھا موجود نہ تھا تو اُسکے گواہون کی طرف التفات نہ کیا جائیگا لیکن اگر اُسنے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ بائع نے اسکے نکاح کا اقرار کیا ہی تو قبول کیے جاوینگے اور اگر بائع نے یہ اقرار کیا کہ فلان شخص اسکا شوہر تھا ولیکن بیع سے پہلے اُسنے طلاق بائن دیدی تھی اور مشتری اُسکے شوہر موجود ہونیکا دعوے کیے جاتا ہی تو قول بائع کا معتبر ہوگا پس اگر شوہر اُسکا حاضر ہوا اور اُسنے نکاح کا دعوے کیا اور طلاق سے انکار کیا تو اُسکا قول معتبر ہوگا اور مشتری کو واپس کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر بائع نے کہا کہ مین نے اسکو تیرے ہاتھ فروخت کیا اور اُسکا شوہر موجود تھا ولیکن تجھکو سپرد کرنے سے پہلے اسکو اُسنے طلاق دیدی تھی یا اُسکا شوہر مرگیا اور مین نے تجھکو بے شوہر سپرد کی ہی تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اُسکو واپس کرنیکا اختیار ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری کے پاس کوئی اُسکا شوہر پایا گیا اور بائع نے کہا کہ اسکا شوہر میرے پاس اُسکے سوا دوسرا شخص تھا کہ اُسنے بیع سے پہلے اسکو طلاق بائن دیدی تھی یا مرگیا تھا تو بائع کا قول معتبر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کوئی خادم خریدا اور اُسپر قبضہ کرلیا اور اُسنے اسمین کوئی عیب لگایا پھر خادم کو واپس کرنے لایا اور بائع نے کہا کہ یہ میرا خادم نہین ہی اور مشتری نے کہا کہ یہ وہی خادم ہی جو مین نے تجھسے خریدا ہی تو قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک غلام ایک شخص کے پاس تھا اور دو شخصون مین سے ہر ایک نے اُسپر دعوے کیا کہ مین نے اُسکو قابض کے ہاتھ اُتنے کو فروخت کیا ہی اور اُسنے ثمن ادا نہین کیا ہی اور دونون نے گواہ قائم کیے تو غلام قابض کو بعوض دونون ثمنون کے سپرد کردیا جائیگا پھر ہر ایک جسقدر ثمن کا دعوے کرتا ہی

اسقدر اُسکو دلا دیا جاویگا اسی طرح اگر دونون مین سے ہر ایک نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے میرے ملک مین پیدا ہوا ہے اور مین نے اُسکے ہاتھ فروخت کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ دعوے ثمن مین ہے اور سب اسمین برابر ہین پس اگر اُسنے اسمین کوئی عیب پایا تو دونون مین سے ایک کو واپس کریگا اور دونون کو واپس نہ کریگا اگر نقصان عیب کسی ایک سے لیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے سے نقصان عیب لیوے لیکن نہ اُس صورت مین کہ دوسرا شخص عیبدار لینے پر راضی ہو جاوے اور اگر غلام مشتری کے پاس مر گیا پھر وہ اُسکے قدیمی عیب سے واقف ہوا تو دونون سے نقصان عیب لیگا اور اسی طرح اگر اُسکا ہاتھ کاٹا گیا اور اُسکے عوض کا مال اُسنے لے لیا اور پھر اُسمین کوئی عیب پایا تو دونون سے نقصان عیب لیگا اور دونون کو واپس نہین دے سکتا ہے اور کوئی دونون مین کا اُسکو دے نہین سکتا ہے اور اگر دونون نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ پہلی ہے تو عیب کی وجہ سے دوسرے کو واپس دیا جائیگا گویا قابض نے اُسکو پہلے سے خریدا اور دوسرے کے ہاتھ اُسکو فروخت کیا پھر دوسرے سے خریدا ہے یہ کافی مین لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ یہ میرا غلام بھگوڑا ہے تو مجھسے اسکو خریدے اُسنے کہا کہ کتنے کو بیچتا ہے اُسنے کچھ دام اُسکو بتلائے پھر مشتری نے اُسکو خرید لیا اور پھر اُسکو بھگوڑا پایا تو اُسکو واپس کرنیکا اختیار نہین ہے اور یہ ظاہر ہے پس اگر مشتری نے اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور دوسرے مشتری نے اُسکو بھگوڑا پاکر واپس کرنا چاہا اور مشتری اول نے اُسکے بھگوڑا ہونے سے انکار کیا اور مشتری ثانی بائع اول کے اقرار کے گواہ لایا تو اس سے اُسکو کچھ استحقاق حاصل نہوگا اور اگر بائع اول نے مشتری اول سے یہ کہا تھا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا کہ یہ بھگوڑا ہے یا اس شرط پر کہ مین اسکے بھگوڑے ہونے سے بری ہون اور باقی صورت مسئلہ کی یہی رہی جو مذکور ہوئی تو دوسرا مشتری اُسکو پہلے مشتری کو واپس کرسکتا ہے اور اگر بائع اول نے یہ کہا ہو کہ مین نے اسکو فروخت کیا اس شرط پر کہ مین بھگوڑے ہونے سے بری ہون اور یہ نہ کہا تھا کہ مین اسکے بھگوڑے ہونے سے بری ہون تو دوسرا مشتری پہلے مشتری کو واپس نہین کرسکتا ہے تاوقتیکہ اس بات پر گواہ نہ قائم کرے کہ اسنے اُسکو فروخت کیا درحالیکہ وہ بھگوڑا تھا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ منتقی مین مذکور ہے کہ کسی نے اپنے غلام پر قرضہ کا اقرار کیا پھر اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور قرض کا کچھ ذکر نہ کیا پھر مشتری نے اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور قرض کا کچھ ذکر نہ کیا تو دوسرے مشتری کو اختیار ہے کہ غلام اپنے بائع کو بسبب اُسی اقرار کے جو بائع اول نے کیا تھا واپس کر دے کیونکہ قرض لازمی چیز ہے اور قرض خواہ کو اختیار ہے کہ قرض مین مبیع کو واپس کرا دیوے اور قرض کا اقرار مثل بھگوڑے ہونے کے اقرار کے بیع سے پہلے یا اُسکے بعد دوسرے مشتری اور اُسکے بائع کے درمیان کہ جس نے بھگوڑے ہونیکا اقرار نہ کیا تھا بیع کے فسخ کرنے کے حق مین نہین ہے اور شوہردار ہونیکا اقرار قرضدار ہونے کے اقرار کے مانند ہے اس باب مین کہ دوسرا مشتری اپنے بائع کو اس اقرار کی وجہ سے جو بائع اول نے کیا ہے واپس کرسکتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر اُس سے اُس غلام کو دوسرے شخص نے چرایا اور مشتری نے کہا کہ اسمین کوئی عیب نہین ہے پھر اُن دونون کے درمیان بیع نہ ٹھہری پھر مشتری نے غلام مین کوئی ایسا عیب پایا کہ جو پیدا ہوسکتا ہے

اور اس بات پر گواہ لایا کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہی تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہی اور جس شخص نے مشتری سے چوکایا تھا اُس سے مشتری کا یہ کہنا کہ اسمین کوئی عیب نہین ہی اُسکے واپس کرنے کے حق کو باطل کرتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری سے چوکانے والے سے یہ کہا تھا کہ تو اسکو خرید لے اور اسمین فلانا عیب نہین ہی پھر اُن دونون مین بیع نہ ٹھہری پھر مشتری نے وہی عیب لگایا اور قصد کیا کہ اُس عیب کے سبب سے بائع کو واپس کرے تو اُسکو یہ اختیار نہ ہوگا اور اگر بجاے غلام کے کپڑا فرض کیا جاوے اور باقی مسئلہ کی یہی صورت رہی تو دونون صورتون مین مشتری کا دعوے نہ سنا جائیگا اور کپڑا بائع کو واپس نہ کرسکیگا اور اگر عیب اس قسم کا ہو کہ جو پیدا نہین ہوسکتا ہی یا اتنی مدت مین نہین پیدا ہوسکتا ہی تو قاضی اُسکے بیچنے والے کو غلام واپس کردیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے یہ اقرار کیا کہ اسکی باندی بھگوڑی ہی پھر ایک شخص کو اسکے بیچنے کے واسطے وکیل مقرر کیا اور یہ نہ بیان کیا کہ وہ بھگوڑی ہی اور وکیل نے اُسکو فروخت کردیا اور دونون نے باہم قبضہ کرلیا پھر مشتری موکل کے اُس اقرار سے واقف ہوا اور اپنے بائع کو واپس کرنی چاہی اور بائع نے اُسکو جھٹلایا اور کہا کہ وہ تا وقت تسلیم کبھی نہین بھاگی ہی تو مشتری کو یہ اختیار نہوگا کہ وکیل کو واپس کردے اور اگر موکل نے وکیل سے کہا کہ میرا غلام بھگوڑا ہی تو اُسکو فروخت کر اور اُسکے بھگوڑے ہونے سے بریت کرلینا پس اُسکو وکیل نے فروخت کیا اور اُسکے بھگوڑے ہونے سے بریت نہین کی پھر قبضہ سے پہلے مشتری کو موکل کا مقولہ معلوم ہوا تو اُسکو اس مقولہ پر واپس کرنیکا اختیار ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ فصول سے منقول ہی کہ کوئی شخص ایک ایسی باندی لایا کہ جسکی ایک اُنگلی زاید تھی تاکہ ایک شخص کو واپس کرے اور اُس شخص نے باندی اُسکے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا اور مشتری نے اُسکے خریدنے پر گواہ قائم کیے پھر بائع نے کہا کہ تو نے خریدی تھی مگر مین نے ہر عیب سے برایت کرلی تھی اور اُسپر اُسنے گواہ قائم کیے تو اُسکے گواہ مقبول نہونگے یہ حمادیہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور عیب کی وجہ سے اُسکو واپس کرنا چاہا اور بائع اس بات پر گواہ لایا کہ مشتری نے اقرار کیا ہی کہ مین نے یہ غلام فروخت کردیا ہی تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور مشتری اُسکو عیب کی وجہ سے واپس نہ کرسکیگا اور اگر بائع اس بات پر گواہ لایا کہ مشتری نے اسکو فلان شخص کے کے ہاتھ فروخت کیا ہی اور فلان شخص حاضر تھا اور اس سے انکار کرتا تھا اور مشتری بھی اس سے انکار کرتا ہی تو ان دونون کا انکار بمنزلہ اقالہ کے ہوگا اور غلام واپس نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے اپنی باندی سے کہا کہ ای چوٹٹی یا ای بھگوڑی یا ای زنا کرنے والی یا ای مجنونہ مثلاً یا یون کہا کہ اس چوٹٹی نے ایسا کیا تو یہ کہنا اس بات پر اقرار نہ شمار ہوگا کہ ایسے عیب اسمین موجود ہین یہانتک کہ اگر اُسکو فروخت کردیا اور مشتری نے ایسا ہی پایا تو بائع کے اس کہنے کی وجہ سے اُسکو واپس نہین کرسکتا ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک غلام فروخت کیا اور بائع اور مشتری دونون نے اُسکے بھگوڑے ہونیکا اقرار کیا اور یہ اقرار دونون سے بیع کے اندر واقع ہوا پھر مشتری نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور اُسکا بھگوڑا ہونا چھپایا پھر دوسرے مشتری نے اُسکو تیسرے کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ بھگوڑا نہین ہی پھر تیسرا مشتری اُسکے بھگوڑے ہونے سے اور اُسکے بھگوڑے ہونے کے اقرار سے جو پہلے

بائع اور پہلے مشتری کے درمیان بیع کے وقت واقع ہوا تھا واقف ہوا تو اُسکو واپس کرنیکا اختیار نہوگا اور پہلے مشتری کا اُسکے بھگوڑے ہونیکا اقرار اُن بائعون کے حق مین جنھون نے اُس سے نہین خریدا ہر نافذ نہوگا اور اگر پہلے مشتری نے اُسکو بدون اپنے اور بائع اول کے غلام کے بھگوڑے ہونے کے اقرار کے خریدا پھر مشتری اول نے اُسکے بھگوڑے ہونے پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے بائع اول کو واپس کرادیا پھر بائع اول نے اسی مشتری یا دوسرے شخص کے ہاتھ اُسکو فروخت کردیا اور مشتری نے اُسکو اور کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور دوسرے مشتری نے اُسکو تیسرے مشتری کے ہاتھ فروخت کردیا پھر تیسرے مشتری کو اُسکا بھگوڑا ہونا اور وہ ماجرا جو پہلے مشتری اور اُسکے بائع کے درمیان واقع ہوا تھا کہ قاضی نے غلام کو بھگوڑے ہونے کے گواہ قائم ہونے کی وجہ سے بائع کو واپس کرادیا تھا معلوم ہوا تو اُسکو اختیار ہر کہ اپنے بائع کو واپس کردے یہ محیط مین لکھا ہر۔ کسی نے دوسرے سے ایک باندی خریدی پھر دعوے کیا کہ وہ بھگوڑی ہر اور اسپر گواہ لایا اور اس وجہ سے قاضی نے اُسکو واپس کردیا پھر کسی شخص نے اس بات پر دلیل قائم کی کہ یہ میری باندی ہر میری ملک مین پیدا ہوئی ہر اور قاضی نے اُسکو باندی دلادی پھر اسنے اسی مستحق علیہ کے ہاتھ اُسکو فروخت کردیا اور مشتری نے اُسکے بھگوڑے ہونے مین جھگڑا کیا اور حاکم کا اُسکے بھگوڑے ہونیکا فیصلہ دلیل مین پیش کیا تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہر یہ ظہیریہ مین لکھا ہر۔ امام یا اُسکے امین نے غنیمت محرزہ فروخت کی اور مشتری نے اُسمین عیب پایا تو ان دونون پر واپس نہین کرسکتا ہر کذا فی الکافی۔ ولیکن امام کسی شخص کو اُسکے ساتھ جھگڑا کرنے کے واسطے مقرر کریگا اور اُس شخص کا عیب کا اقرار مقبول نہوگا اور جو انکار کرے تو اسپر قسم عائد نہوگی اور صرف وہ اسواسطے مقرر ہر کہ اُسکے مقابلہ مین مشتری گواہ قائم کرے اور جسوقت اُس شخص نے عیب کا اقرار کرلیا اُسی وقت معزول تصور کیا جائیگا پھر جب عیب کی وجہ سے وہ مال غنیمت واپس کردیا جاوے پس اگر تقسیم ہونے سے پہلے ہو تو غنیمت مین ملا دیا جاویگا اور اگر بعد تقسیم ہونے کے ہو تو وہ ثمن کے عوض فروخت ہوگا اگرچہ ثمن کم ہوا یا زیادہ ہوگیا اگر بیت المال مین سے ہر یہ بحر الرائق مین لکھا ہر۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور اپنی صحت مین اُسکو اپنے بیٹے کے ہاتھ فروخت کردیا پھر مرگیا اور بیٹا اُسکا وارث ہوا اور سوائے اُسکے کوئی اُسکا وارث نہ تھا پھر اس وارث نے اُس غلام مین کوئی قدیمی عیب پایا تو اُسکو واپس کرنیکا اختیار ہر مگر وہ قاضی سے استدعا کریگا تاکہ قاضی میت کی طرف سے کوئی خصم مقرر کرے پس بیٹا اس خصم کو واپس کردیگا پھر وہ اُسکے باپ کے بائع کو واپس کردیگا اور اگر میت کا کوئی دوسرا وارث بھی ہو تو بیٹا اس وارث کو واپس کریگا پھر یہ وارث میت کے بائع کو واپس کریگا اور امام محمد رح نے اسکی کچھ تفصیل نہین فرمائی کہ اُسوقت کیا حکم ہر کہ جب میت نے بیٹے سے پورا ثمن لے لیا ہو اور اُسوقت کیا حکم ہر کہ جب پورا ثمن نہ حاصل کیا ہو اور امام محمد رح کا مطلق چھوڑ دینا اس بات کی دلیل ہر کہ دونون صورتون مین حکم یکسان ہر یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہر۔ اور اگر وارث نے اپنے مورث کے ہاتھ فروخت کیا پھر مشتری مرگیا اور بائع اُسکا وارث ہوا اور اُسمین کوئی عیب پایا پس اگر کوئی دوسرا وارث موجود ہو تو اُسکو واپس کردیگا اور اگر سوا اُسکے دوسرا وارث نہو تو واپس نہین کرسکتا ہر اور نقصان نہین لے سکتا ہر اور اسی طرح اگر کسی نے اپنے واسطے اپنے پسر نابالغ سے کوئی چیز خریدی اور اُسپر

قبضہ کرلیا اور گواہ کرلیے پھر اُسمین کوئی عیب پایا تو قاضی کے سامنے پیش کریگا تاکہ قاضی اُسکے بیٹے کی طرف سے کوئی خصم مقرر کرے تو باپ اُسکو واپس کردے پھر باپ اپنے بیٹے کے واسطے اُسکے بائع کو واپس کر دیوے اور یہی حکم ہی اگر باپ نے اپنے بیٹے کے ہاتھ کچھ فروخت کیا ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ اگر کسی مکاتب نے اپنے باپ یا بیٹے کو خریدا تو عیب کی وجہ سے واپس نہین کرسکتا ہی اور نہ اُسکا نقصان عیب لے سکتا ہی پس اگر مکاتب بعد عیب جاننے کے اپنی کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو جاوے تو اُسکا مالک اُسکی مبیع کو واپس کر دیگا اور مکاتب اُسکا متولی ہوگا اور اگر مولے نے مکاتب کو فروخت کر دیا یا مرگیا تو مولے خود اُسکو واپس کریگا پس اگر مکاتب نے اپنے عاجز ہونے سے پہلے بائع کا ذمہ غلام کے ہر عیب سے بری کر دیا تو مالک اُسکو واپس نہین کرسکتا ہی اور اور اگر مالک نے بائع کو مکاتب کے عاجز ہونے سے پہلے بری کیا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اسی طرح اگر اُسنے اپنی ماں کو خریدا تو اُسکا بھی یہی حکم ہی لیکن اگر کسی مکاتب نے اپنے بھائی یا چچا یا بہن کو خریدا تو امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کے قول کے موافق یہ لوگ بھی اسی کے ساتھ مکاتب ہو جائینگے پس انکا حکم اور باپ یا بیٹے کے خرید کا حکم برابر ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے قول کے موافق یہ لوگ اُسکے ساتھ مکاتب نہونگے پس بسبب عیب کے اُنکے واپس کردینے کا اختیار رکھتا ہی جیسا کہ اُنکے فروخت کرنیکا مختار ہی پس اگر مالک نے بائع کو مکاتب کے عاجز ہونے سے پہلے ہر عیب سے بری الذمہ کردیا تو امام اعظم رح کے نزدیک صحیح نہوگا اور اگر مکاتب نے اپنی ام ولد خریدی اور اُسمین عیب پایا پس اگر اُسکے ساتھ اُسکا ولد ہو تو جیسا ام ولد کی بیع کرنیکا اختیار نہین رکھتا ہی اسی طرح اُسکے واپس کرنیکا بھی مختار نہوگا ولیکن نقصان عیب لے لیگا اور نقصان عیب لینے کا خود ہی مکاتب متولی ہوگا پس اگر مکاتب نے اپنے عاجز ہونے سے پہلے بائع کو ہر عیب سے بری الذمہ کر دیا تو صحیح ہی اور اگر مکاتب کے مولے نے ایسا کیا تو صحیح نہین ہی اور اگر اُس ام ولد کے ساتھ ولد نہو تو بھی صاحبین کے نزدیک یہی حکم ہی اور امام اعظم کے نزدیک اُسکو واپس کرنیکا اختیار ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے اپنے مکاتب سے کوئی غلام خریدا تو وہ شخص عیب کی وجہ سے غلام کو واپس نہین کرسکتا ہی اور نہ اُسکے بائع سے جھگڑا کرسکتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی مکاتب نے یا کسی حُر نے کوئی غلام خریدا اور اُسکو مکاتب کر دیا پھر اُسمین عیب پایا تو بسبب عیب کے واپس نہین کرسکتا ہی اور نقصان عیب بھی نہین لے سکتا ہی اور اگر مکاتب نے یا حُر نے بائع کو عیب سے بری الذمہ کر دیا تو صحیح ہی یہانتک کہ مکاتب کے عاجز ہونے کے بعد اُسکے مالک کو اور حُر کے وارث کو عیب کی وجہ سے واپس کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر مکاتب کے عاجز ہونے سے پہلے اُسکے مالک نے بائع کو بری الذمہ کیا تو صحیح نہین ہی اور یہی حال حُر کے وارث کا بھی ہی کہ اُسکا بری الذمہ کرنا بھی صحیح نہین ہی اگرچہ حُر کے مرض الموت مین ہو اور اگر پہلے مکاتب کے عاجز ہونے کے بعد مالک اُسکا بائع کو بری الذمہ کرے خواہ اُسوقت تک دوسرا مکاتب عاجز ہوا ہو یا نہ ہوا ہو تو بری کرنا صحیح ہی اور اسی طرح اگر حُر کے وارث نے مورث کے مرنے کے بعد بائع کو بری کیا تو بھی صحیح ہی۔ اگر کسی نے ایک غلام خریدا اور اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور پہلا مشتری مرگیا پھر غلام مین کوئی ایسا عیب ظاہر ہوا جو پہلے بائع کے پاس تھا پھر مشتری اول کے وارث نے بائع کو عیب سے

بری کر دیا تو صحیح ہی یہانتک کہ اگر غلام اُسکو واپس دیا جاوے تو وہ پہلے بائع کو واپس نہین کرسکتا ہی اگرچہ فی الحال واپس کرنا ممتنع ہوگیا تھا اور اگر مالک مکاتب نے کسی غلام کو کسی شخص سے خود پہلے خریدا پھر اپنے مکاتب کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مکاتب عاجز ہوا پھر مالک نے غلام مین کوئی عیب پایا اور اپنے بائع کو واپس کردینا چاہا تو یہ صورت کتاب مین مذکور نہین ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اُسکو واپس کرنیکا اختیار ہونا چاہیے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی قرضدار غلام نے کہ جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہی اپنے غلام کو اپنے مالک کے ہاتھ بعوض اُسکے مثل قیمت کے فروخت کیا پھر مالک نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر غلام مین کوئی عیب پایا پس اگر ثمن نقد روپیہ یا دین تھا اسطرح کہ درم یا دینار تھے یا کیلی یا وزنی غیر معین چیز تھی یا کوئی اسباب تھا لیکن وہ غلام کے پاس تلف ہوکر اُسکے ذمہ دین ہوگیا تو ان صورتون مین مالک اُسکو واپس نہین کرسکتا ہی اور اگر ثمن نقد نہو یا ہو لیکن ایسا اسباب ہو کہ جو غلام کے پاس موجود ہی تو واپس کرسکتا ہی اور قبضہ سے پہلے سب صورتون مین واپس کرسکتا ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ کسی قرضدار غلام نے جسکو تجارت کی اجازت دیگئی ہی ایک غلام خریدا اور اُسکو اپنے مالک کے ہاتھ فروخت کیا اور اُسنے قبضہ کر لیا پھر اُس غلام قرضدار کو قرضخواہون نے قرض معاف کردیا پھر مالک نے قبضہ کے بعد کوئی عیب پایا تو اُسکو واپس نہ کریگا اور نہ نقصان لیگا اور اگر قبضہ نہ کیا ہو تو واپس کرسکتا ہی اگر بائع نے دوسرے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی اور اُسنے ثمن پر قبضہ نہ کیا پھر اُسکو ثمن ہبہ کردیا تو مشتری عیب کی وجہ سے واپس نہین کرسکتا ہی اور اگر ثمن پر قبضہ کر لیا پھر ہبہ کیا تو عیب کی وجہ سے واپس کرسکتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام کسی کے ہاتھ فروخت کیا اور ثمن اُسکا مشتری کو ہبہ کیا یا اُسکو ثمن سے بری الذمہ کردیا پھر مشتری نے کوئی عیب پایا تو قبضہ سے پہلے واپس کرسکتا ہی اور بعد قبضہ کے واپس نہین کرسکتا ہی یہ کافی مین لکھا ہی

پانچوین فصل عیبون سے برائت کرنے اور اُسکے ضمانت کرنے کے بیان مین

عیبون سے بری کرکے کسی شے کا فروخت کردینا حیوانات وغیرہ مین جائز ہی اور اس برائت مین وہ سب عیب داخل ہوجاتے ہین جنکا بائع کو علم نہین ہی اور جنکا علم ہی اور جنسے مشتری واقف ہی یا واقف نہین ہی اور ہمارے امامون کا یہی قول ہی خواہ عیبون کی جنس بیان کی ہو یا نہ بیان کی ہو خواہ اُسکی طرف اشارہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس برائت کرنے سے ہر عیب سے جو بیع کرنے کے وقت مبیع مین موجود ہی یا جو اسکے بعد سپرد کرنے کے وقت تک پیدا ہو بائع بری ہوجاتا ہی اور یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کا ہی اور امام محمد رح نے کہا کہ جو بعد بیع کے پیدا ہوا اُس سے بری نہین ہوتا ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر بائع نے یہ شرط کی کہ ہر عیب سے جو اسکے ساتھ موجود ہی بری ہی تو سب کے نزدیک بعد بیع کے پیدا ہونے والے عیب سے بری نہوگا اور اسی طرح اگر کسی خاص قسم کے عیب کی تخصیص کرے تو صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر اس شرط کے ساتھ بیع کی کہ بائع ہر عیب سے جو اسکے ساتھ موجود ہی اور بعد پیدا ہونے والا ہی تو بیع اس شرط کے ساتھ فاسد ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون نے اس بات مین اختلاف کیا کہ یہ عیب عقد کے بعد نیا پیدا ہوا ہی یا بیع کے وقت کا ہی تو اسکا حکم امام اعظم رح

اور امام ابو یوسف سے مروی نہین ہی اور امام محمد رحہ سے روایت ہی کہ بائع کا قول معتبر ہوگا مگر اسطرح قسم لیکر کہ وہ اپنے علم پر قسم کھاے کہ یہ نیا پیدا ہوا ہی اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ جب برائت مطلق ہو اُن کی تھی اور اگر برائت صرف بیع کے وقت کے عیبون سے تھی اور پھر اُنھون نے اسطرح اختلاف کیا تو مشتری کا قول لیا جائیگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر دو گواہون نے کسی باندی کے مقدمہ مین ہر عیب سے بریت کرنے پر گواہی دی پھر ایک گواہ نے اُسکو بدون برائت کے خرید کیا اور اُسمین کوئی عیب پایا تو واپس کرسکتا ہی اور اسی طرح اگر دونون نے بھگوڑی ہونے سے بریت کرنے پر گواہی دی پھر ایک نے اُسکو خریدا اور اُسکو بھگوڑی پایا کو واپس کرسکتا ہی اور اگر دونون نے اس بات پر گواہی دی کہ بائع نے کہا کہ مین اُسکے بھگوڑی ہونے سے بری ہوتا ہون پھر ایک گواہ نے اُسکو خرید لیا اور بھگوڑی پایا تو اُسکو واپس کرنیکا اختیار نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر بائع نے ہر عیب سے برائت کر لی تو اُسمین عیب اور بیماریان سب داخل ہو جاوینگی اور اگر کل بیماریون سے برائت چاہی تو سب مرضون سے برائت ہوگی اور اُسمین داغ اور زائد انگلی اور اُس زخم کا اثر جو اچھا ہو گیا ہی داخل نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر ہر غائلہ سے برائت کر لی تو غائلہ کا لفظ چوری اور بھاگنے اور فسق و فجور کو شامل ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر ہر سیاہ دانت سے برائت کر لی تو اُسمین سرخ اور سبز دانت بھی داخل ہو جاوینگے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی نے ایک غلام فروخت کیا اور اُسکے ہر قرحہ سے جو اُسمین موجود ہی بریت کر لی تو اُسمین وہ قرحہ جس سے خون جاری رہتا ہی داخل ہو جاوینگے اور ایسے زخمون کے نشان جو اچھے ہوگئے ہین داخل ہونگے اور داغ کے نشان داخل نہونگے کیونکہ داغ اور چیز ہی اور قرحہ اور چیز ہی اور اگر کہا کہ مین اُسکے سر کے ہر آمہ زخم سے بری ہون پھر ناگاہ اُسکے سر مین موضحہ زخم نکلے تو موضحہ سے بری نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو میرے ہر حق سے جو تیری جانب ہی بری ہی تو اُسمین عیوب داخل ہو جاوینگے اور یہی مختار ہی اور درک داخل نہوگا (یعنی ضمان درک دینا چاہیے) یہ واقعات حسامیہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک کپڑا خریدا اور بائع نے اُسمین ایک شگاف مشتری کو دکھلایا اور مشتری نے کہا کہ مین نے تجھکو اس سے بری کیا پھر اُسکے بعد مشتری بائع سے وہ کپڑا لیکر آیا اور اُسکے شگاف کو دیکھکر کہا کہ یہ اتنا نہین ہی کہ جتنے سے مین نے تجھکو بری کیا تھا وہ ایک بالشت تھا اور یہ ایک ہاتھ ہی تو اس باب مین قول مشتری کا معتبر ہوگا اور اسی طرح اگر باندی یا غلام کے آنکھ کی سپیدی مین اسطرح اختلاف ہوا تو مشتری کا قول لیا جائیگا اور اسی طرح اگر مشتری نے بائع کو ہر عیب سے جو اُسمین موجود تھے بری کیا یا اُسکے عیبون سے بری کیا پھر مشتری نے کہا کہ یہ عیب بری کرنے کے بعد پیدا ہوا ہی تو بھی اُسکا قول لیا جائیگا اور اسی طرح اگر مشتری نے کہا کہ مین نے تجھکو اس برص کے عیب سے بری کیا پھر کہا کہ یہ وہ نہین ہی یہ تو بعد بری کرنے کے پیدا ہوا ہی تو بھی اُسی کا قول لیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر بائع نے کہا کہ مین نے ہر عیب سے جو اُسکی آنکھ مین موجود ہی برائت کر لی پھر ناگاہ وہ کانا نکلا تو بائع بری نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مین اُسکے ہر عیب سے جو اُسکی ہاتھ مین موجود ہی بری ہون پھر ناگاہ وہ ہاتھ کٹا ہوا پایا گیا

[illegible]

تو بری نہوگا اور اگر ایک اُنگلی یا دو انگلیاں کٹی ہوئی ہون تو بری ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر دو انگلیاں کٹا ہوا ہو تو وہ دو عیب ہین اور اُس سے بری نہوگا جبکہ برائت ہاتھ کے ایک عیب کے ساتھ ہوا اور اگر تمام انگلیاں مع آدھی ہتھیلی کے کٹی ہوئی ہون تو یہ ایک عیب ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر کہا کہ مین بری ہون ہر عیب سے جو اس غلام کے ساتھ موجود ہی مگر بھاگنا اُسکا پھر مشتری نے اُسکو بھگوڑا پایا تو بائع اُس سے بری ہوگا اور اگر بائع نے کہا کہ مین ہر عیب سے جو اس غلام کے ساتھ موجود ہی بری ہون مگر بھاگنے سے تو مشتری کو واپس کرنیکا اختیار رہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے ایک کپڑا اس شرط پر فروخت کیا کہ مین اسکے ہر شق سے جو اسمین موجود ہی شگاف کی قسم سے بری ہون اور اس کپڑے مین بہت شگاف تھے کہ اُنکو سی دیا تھا یا پیوند کر دیا تھا یا رفو کر دیا تھا تو وہ ان سب سے بری ہوگا اور اسی طرح اگر اُسمین شگاف آگ کے جلنے کے ہون یا عفونت تو بھی وہ ان سب سے بری ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام اس شرط پر خریدا کہ اسمین ایک عیب ہی پھر اسمین دو عیب پائے اور بسبب موت یا اُسکے مانند کے اُس غلام کا واپس کرنا ممکن نرہا تو امام ابو یوسف رح نے کہا کہ اختیار بائع کو ہی اور امام محمد کہتے ہین کہ مشتری کو یہ اختیار رہوگا کہ دونون عیبون مین سے جس عیب کا نقصان چاہے واپس کرے پس اُس غلام کو دونون عیبون کے ساتھ اندازہ کیا جاویگا اور پھر اُسی غلام کو اُس عیب کے ساتھ کہ جسکا نقصان لینا نہین چاہتا ہی اندازہ کیا جاویگا پھر جو فرق ان دونون قیمتون مین ہی وہ واپس لیگا اور اسی طرح اگر اُسنے تین عیب پائے اور اُسکے پاس ایک اور عیب پیدا ہو جانے کے سبب سے واپس کرنا ممکن نرہا تو تین عیبون مین سے جن دو عیبون کا نقصان چاہے واپس کرے اور یہ امام محمد رح کے نزدیک ہی پس ایک بار اُس غلام کو اس عیب کے ساتھ کہ جسکا نقصان لینا نہین چاہتا ہی اندازہ کیا جاوے اور ایک بار اُس غلام کو مع تینون عیبون کے اندازہ کیا جاوے اور جو کچھ فرق ان دونون قیمتون مین ہو وہ واپس لیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دو غلام اس شرط پر خریدے کہ ایک اُنمین کا عیب دار ہی پھر ایک کو عیب دار پایا تو اُسکو واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر ایک مین دو عیب پائے تو اُسکو واپس کر سکتا ہی اور اسی طرح اگر دونون مین ایک ایک عیب پایا تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہی اور اس صورت مین ایک بات پر غور کیا جائیگا کہ اگر قبضہ سے پہلے ایسا پایا تو دونون کو ایک ساتھ واپس کر دے اور اگر قبضہ کر چکا ہی تو مشتری جس ایک کو چاہے واپس کر دے اور یہ قول امام محمد رح کا ہی پس اُنکے نزدیک خیار مشتری کو حاصل ہی پس اگر اُسنے ایک غلام پر قبضہ کیا اور اُسمین کوئی عیب معلوم نہوا پھر دوسرے غلام پر عیب جانکر قبضہ کیا پھر جس غلام پر پہلے قبضہ کیا تھا عیب دار پایا تو اُسکو اختیار ہی کہ جس ایک کو چاہے واپس کرے پس اگر اُسنے اُس غلام کے واپس کرنیکا قصد کیا کہ جسپر عیب جانکے قبضہ کیا تھا اور بائع نے کہا کہ تو اسکو واپس نہین کر سکتا ہی کیونکہ تو نے اسکا عیب جانکر اسپر قبضہ کیا پس تو اسکے عیب پر راضی ہو چکا ہی تو بائع کے کلام پر التفات نکیا جائیگا اور اگر اُسنے دونون کا عیب جانکر پھر دونون پر قبضہ کیا یا ایک پر قبضہ کیا تو ایسا قبضہ دونون کے اختیار کرنے مین شمار ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک چیز اس شرط پر فروخت کی کہ مین ہر عیب سے بری ہون تو ایسا کہنا اُس غلام کے اندر عیب ہونیکا اقرار کرنا نہین ہی بخلاف اس صورت کے کہ اگر اُسنے ایک عیب

یا دو عیبون سے بریت کی شرط لگائی تو یہ بریت اُس عیب کے موجود ہونے کے اقرار مین شمار ہو اور بیان اسکا
یہ ہی کہ اگر کسی نے دو غلام اس شرط پر فروخت کیے کہ بائع اس خاص غلام کے ہر عیب سے بری ہی اور دونون
مشتری کو سپرد کر دیے پھر ایک کا کوئی شخص حقدار پیدا ہوا اور مشتری نے دوسرے مین عیب پایا تو مشتری کو
دوسرا عیب دار اپنے حصہ ثمن کے عوض لازم ہوگا پس دونون غلامون کو صحیح سالم مان کر ثمن اُن دونون
پر تقسیم کیا جائیگا پس جو غلام کہ حقدار نے لے لیا ہی جب اُسکا حصہ معلوم ہو جاوے تو اُسی قدر مشتری بائع سے
واپس کر لیگا اور اگر دو غلام ایک ہی ثمن مین اس شرط پر فروخت کیے کہ بائع اس خاص غلام کے ایک عیب
سے بری ہی پھر دونون مین سے ایک غلام کا کوئی شخص حقدار نکلا پھر مشتری نے اُس غلام مین کہ جسکے ایک عیب
سے برائت ہو چکی ہی ایک عیب پایا تو ثمن دونون پر تقسیم کیا جائیگا اسطرح کہ جو غلام حقدار کو گیا اُسکی قیمت صحیح و سالم
کی اور دوسرے کی قیمت مع ایک عیب کے دونون قیمتون پر ثمن تقسیم کیا جاوے پس جب اُس غلام کا حصہ معلوم ہو جاوے
جو حقدار نے لے لیا ہی تو اسی قدر مشتری بائع سے واپس کر لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر ایک غلام
دوسرے کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا کہ اسمین کوئی عیب نہین ہی و لیکن ایک عیب ہے اُسنے بریت کر لی اور مشتری
نے اسی شرط پر خرید کر قبضہ کر لیا پھر اسمین دو عیب پائے اور کسی سبب سے اُسکا واپس کرنا ممکن نہ رہا تو اس غلام کے
صحیح سالم قیمت کے حساب سے جس عیب کا نقصان چاہے واپس کر لے بخلاف اُس صورت کے کہ اگر بائع نے ابتدا ر
کلام مین یہ نہ کہا تھا کہ اسمین کوئی عیب نہین ہی کیونکہ ایسی صورت مین اُس غلام کو دوسرے عیب کے ساتھ
قیمت لگا کر اُسکے حساب سے جس عیب کا نقصان چاہے واپس کر لے اور اگر دو غلام اس شرط پر خریدے
کہ بائع ایک غلام کے ہر عیب سے بری ہی اور دونون پر قبضہ کر لیا پھر ایک مین چند عیب پائے تو اُسکو واپس
کرنیکا اختیار نہوگا پس اگر اُسکے بعد دوسرے کا کوئی شخص حقدار نکلے تو اُسکا حصہ ثمن مشتری واپس کر لیگا پس
دونون کو بے عیب مان کر ثمن اُنپر تقسیم کیا جائیگا اور اگر دونون کو اس شرط پر خریدا کہ بائع ایک کے سر کے
تین زخمون سے بری ہی پھر مشتری نے ایک کے سر مین تین زخم پائے اور دوسرے کا کوئی مستحق ہوا پس بحق غلام بے
عیب اور دوسرے پر تین زخمون کے ساتھ ثمن دونون پر تقسیم کیا جاوے (اور مستحق کا حصہ ثمن مشتری بائع
سے واپس کر لیوے) یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ کسی نے
دوسرے سے ایک غلام خریدا اور تیسرا شخص اُسکے عیبون کا مشتری کے لیے ضامن ہو گیا پھر مشتری نے اسمین
کچھ عیب پا کر واپس کر دیا تو امام ابو حنیفہ رح کے قیاس مین ضامن پر ضمانت نہوگی اور یہ عہدہ ہی اور امام ابو یوسف
نے فرمایا کہ وہ عیبون کا ضامن ہی اور یہ مثل ضمانت درک کے ہی استحقاق مین۔ اور اسی طرح اگر مشتری کے
واسطے کسی شخص نے چورایا ہوا ہونے اور آزاد ہونے کی ضمانت کی پھر مشتری نے اُسکو آزاد یا چورایا ہوا پایا
تو ضامن سے ضمانت لیگا اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اندھے یا مجنون ہونے کی ضمانت کی پھر مشتری نے
اُسکو ایسا ہی پایا تو ضامن سے اپنا ثمن لے لیگا اور اگر غلام مشتری کے پاس واپس کرنے سے پہلے مر گیا
اور بائع پر نقصان عیب ادا کرنیکا قاضی نے حکم دیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ ضامن سے لے لے یہ ذخیرہ
مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور مشتری کو بقدر حصہ عیب کے ثمن واپس دینے کا کوئی شخص ضامن

ہوا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا ہی کہ یہ جائز ہی پس اگر اُسمین کوئی عیب پاوے اور بائع کو واپس کرے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ بقدر حصہ عیب کے ثمن ضامن سے واپس کرے جیسا کہ بائع سے واپس کرسکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔

چھٹی فصل عیبون سے صلح کرنے کے بیان مین امام محمد رح نے کتاب الاصل مین لکھا ہی کہ اگر کوئی غلام ایک ہزار درم کو خریدا اور اُسپر قبضہ کرلیا اور اُسکا ثمن ادا کردیا پھر اُسمین کوئی عیب پایا اور بائع نے اس عیب داری کے ساتھ فروخت کرنے سے انکار کیا پھر بائع نے اس بات پر صلح کرنی چاہی کہ بائع مشتری کو چند درم شمردہ فی الحال یا کسی میعاد تک واپس دیدے تو یہ صلح جائز ہی اور اگر عیب سے ایک دینار پر صلح کی پس اگر اس دینار کو جدا ہونے سے پہلے ادا کردیا تو صلح جائز ہی اور اگر ادا کرنے سے پہلے جدا ہوگئے تو صلح باطل ہوگئی اور اگر مشتری نے اُس غلام کو فروخت کردیا اور ثمن نقد لے لیا پھر اُسکے کسی عیب پر مطلع ہوا اور اُسکے بائع نے اس عیب سے چند درہمون پر صلح کی تو جائز نہین ہی پس اگر غلام دوسرے مشتری کے پاس مرگیا اور اُسنے اپنے بائع سے نقصان عیب لے لیا پھر دوسرے بائع نے اپنے بائع سے کسی طرح صلح کی تو امام اعظم رح کے نزدیک صلح باطل ہی اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہی اور اگر ثمن ناپ یا تول کی چیزون مین سے غیر معین ہو اور ناپ یا تول بیان کردیا جاوے اور دونون قبضہ کرلین پھر مشتری غلام مین کوئی عیب پاوے اور بائع سے صلح کرلے پس اگر صلح ثمن کی جنس سے کسی قدر ثمن پر واقع ہووے تو یہ استیفا رہی استبدال نہین ہی پس صلح جائز ہوگی خواہ فی الحال ادا کرنا ٹھہرے یا میعاد پر ادا کرنا ٹھہرے جائز ہی خواہ ثمن اپنے مشتری کے پاس موجود ہو یا تلف ہوگیا ہو اور اگر ثمن کی جنس سے خلاف کسی چیز پر صلح ہو تو یہ معاوضہ ہی پس جہان افتراق از عین بدین پایا جاوے جائز ہی اور جس موقع پر افتراق از دین بدین ہو وہان جائز نہین ہی اور اگر ثمن ناپ یا تول کی چیزون مین سے معین ہو اور دونون قبضہ کرلین اور پھر کسی قدر ثمن پر اُسکی جنس سے صلح واقع ہو تو خواہ میعادی ہو یا نقد ہو جائز ہی بشرطیکہ جو کچھ غلام کے عوض لیا ہی وہ تلف ہوچکا ہو اور اگر وہ تلف نہوا ہو بلکہ بعینہ باقی ہو تو اُس جنس کے بعض ثمن میعادی پر صلح جائز نہین ہی اور فی الحال ادا کرنے کی صورت مین جائز ہی بشرطیکہ جدا کرنے سے پہلے ادا کردے یا وہ معین ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور عیب کا جاتا رہنا صلح کو باطل کردیتا ہی پس جو کچھ بائع سے اُسکے بدلے لیا ہی یا بائع نے ثمن سے کم کردیا ہی وہ اُسکو واپس کردیگا جبکہ اُسکی ملک مین زائل ہوجاوے اور اگر اُسکی ملک سے نکل جانے کے بعد زائل ہو تو واپس نہ کریگا اور اگر خریدنے کے بعد کل عیب سے ایک درم پر صلح کی تو جائز ہی اگرچہ اُسمین کوئی عیب نہ پایا ہو اور اگر کہا کہ مین نے تجھسے تمام عیب خرید لیے تو جائز نہین ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر مشتری نے باندی کی آنکھ مین عیب لگایا اور بائع نے اُسکی آنکھ پر کچھ دیکر صلح کرلی تو جائز ہی اگرچہ عیب کا ذکر نہ کیا ہو اور محل عیب کا ذکر کرنا بمنزلہ عیب کے ذکر کے شمار کیا گیا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر مشتری نے غلام مین کوئی عیب پایا اور دونون نے اس شرط پر صلح کی کہ ہر ایک اپنا دسوان حصہ گھٹا دے اور کوئی اجنبی الگ سے ہوے کے

یا میعادی ٹھہرنے پر شمولیت اور تعیین جو کہ باہم خلط ہو گئی صورتیں و مسائل اس فصل مین مذکور ہین اور مترجم نے بیانات تنبیہ کردی ہین کہ اب مسائل کے سمجھنے مین بہت آسانی ہوا اور قیود اضافہ جو مترجم نے مرعی رکھے ہین اُس سے بھی سمجھدار کو آگاہی ہوگی واللہ الموفق ۱۲ منہ

صلح مذکور مین یا تو بائع عیب ... ہوگا اور ثمن

یا غیر معین یعنی دین ہوگا

جیسے درم و دینار اور مکیل و موزون

غیر معین یا ثمن معین ہو جیسے

جیسے مکیل و موزون معین وغیرہ

اور صلح یا ثمن کے عوض جو بیع ہوئی

صورت مین واقع ہو ... بعد تلف ہوچکا

واقع ہوئی اور ... اقالہ مین

جائز ... اور بدل صلح باقی

تھا ٹھہرا یا میعادی ادا

بدل الصلح پر قبضہ

ماسوائے لیوے اور اجنبی اس پر راضی ہوگیا تو جائز ہی اور مشتری کا الات کرنا جائز ہی بائع کا جائز نہین ہی اور اگر مشتری نے کپڑا دھولایا پھر وہ پھٹا ہوا پایا اور مشتری نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ وہ دھوبی کے پاس کا ہی یا بائع کے پاس پھر باہم اسطرح صلح کر لی کہ ایک درم دھوبی دے اور ایک درم بائع اور مشتری اس کپڑے کو قبول کرے تو جائز ہی اور اسی طرح اگر باہم اس بات پر صلح قرار پائی کہ ایک درم دھوبی دے اور ایک درم مشتری اور بائع اسکو قبول کرے تو بھی جائز ہی بعض فقہانے فرمایا ہی کہ یہ غلط ہی اور مراد یہ ہی کہ دھوبی پہلے ایک درم مشتری کو دے پھر مشتری اُسکو بائع کو دے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور فتاوے فضلی مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے ایک باندی خریدی اور اسمین کوئی عیب پایا اور دونون نے اس پر صلح کی کہ بائع اسقدر درم ادا کرے اور باندی کو مشتری لے لے تو صلح جائز ہی اور اگر دونون نے اسطرح پر صلح کی کہ مشتری اسقدر درم ادا کرے اور باندی کو بائع لے لیوے تو جائز نہین ہی لیکن اگر مشتری اس باندی کو اُسکا پورا ثمن ادا کرنے کے بعد اس سے کم ثمن پر بائع کے ہاتھ فروخت کردے تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور ایسا ہی فتاوے قاضیخان مین ہی کسی نے ایک کپڑا خرید کر اسکی قمیص قطع کرائی اور ہنوز نہین سلایا تھا کہ اسمین کوئی عیب پایا اور بائع نے اقرار کیا کہ یہ عیب میرے پاس کا ہی پھر بائع نے اسطور پر صلح کی کہ مین اس کپڑے کو لیے لیتا ہون اور ثمن مین سے مشتری مجھسے کم لے تو یہ جائز ہی اور ثمن سے جسقدر بائع کے پاس رہ گیا وہ بمقابلہ اُس نقصان کے شمار کیا جاویگا جو مشتری نے کپڑے کے قطع کرانے مین کردیا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کتاب اصل مین لکھا ہی کہ کسی شخص نے ایک باندی پچاس دینار کو خریدی اسپر قبضہ کر لیا اور پھر اسمین کچھ عیب لگایا اور پھر دونون نے اس شرط پر صلح کی کہ باندی کو بائع لے لے اور مشتری کو انچاس دینار واپس کرے تو صلح کرنا جائز ہی اور ایک دینار جو بائع نے لے لیا اسمین لحاظ کیا جائیگا کہ اگر بائع یہ اقرار کرتا تھا کہ یہ عیب اُسکے پاس کا ہی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک وہ دینار اسکو حاصل نہوگا اور مشتری کو واپس کردینا واجب ہی اور امام ابو یوسف کے قیاس پر واپس کرنا واجب نہین ہی اور اگر بائع اس بات سے منکر تھا کہ یہ عیب اُسکے پاس کا ہی پس اگر وہ عیب ایسا ہی کہ اُسکا مثل نہین پیدا ہوسکتا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ایسا عیب ہو کہ اُسکا مثل پیدا ہوسکتا ہی تو بالاتفاق یہ دینار بائع کو حلال ہی اور اگر بائع نے نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا بلکہ چپ رہا تو چپ رہنا اور انکار کرنا دونون کا حکم ایک ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر بائع نے مشتری سے ایک کپڑا لیا اس شرط سے کہ وہ باندی پھیر لینا قبول کرے اور مشتری کو پورا ثمن واپس کردے تو یہ صورت اور ایک دینار باقی رکھنا دونون برابر ہین اور اگر بجائے کپڑے کے کچھ درہم ہون پس اگر اسی مجلس مین اُن درہمون پر قبضہ ہوگیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر وہ درم میعادی ادا کرنے کے ٹھیرے تو کسی وجہ سے جائز نہوگا کیونکہ یہ بیع صرف ہی اور اگر بجائے درم کے کچھ طعام تھا کہ جسکا وصف بیان کرکے اُسکے ادا کرنے کی مدت قرار پائی تھی اور حال یہ کہ بائع اس بات سے انکار کرتا تھا کہ یہ عیب اُسکے پاس کا ہی اور دونون نے جدا ہونے سے پہلے قبضہ کر لیا اور عیب ایسا ہی کہ جسکا مثل پیدا ہوسکتا ہی تو یہ صلح جائز ہی اور اگر ثمن ادا کرنے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو طعام باطل ہوگیا کیونکہ یہ معاوضہ دین کا دین سے ہی اور ثمن کے دینار اُس باندی صحیح کی قیمت پر اور اُسکے عیب دار قیمت پر تقسیم کیے جاوینگے

اور جسقدر ثمن باندی کے مقابل آویگا اسقدر مشتری کو واپس کردیگا اور جو کچھ نقصان کے مقابل آوے وہ رکھ لیگا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور اُسمین قبضہ سے پہلے کوئی عیب پایا اور بائع نے اس عیب سے ایک باندی پر صلح کی تو باندی مبیع کے ساتھ زیادتی مین شمار ہوگی تو وہ ثمن کہ جس سے غلام خریدا ہی وہ غلام اور باندی دونون کی قیمت پر تقسیم ہوگا یہانتک کہ اگر ایک مین کوئی عیب پاوے تو اُسکے حصہ ثمن کے عوض واپس کردیگا اور اگر یہ صلح مشتری کے غلام پر قبضہ کرنے کے بعد واقع ہوئی تو باندی عیب کے بدلے شمار ہوگی یہانتک کہ اگر باندی مین کوئی عیب پایا تو ثمن مین سے جو حصہ غلام سے عیب کے عوض ہی اسقدر پر باندی واپس کردیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ کسی نے دوسرے سے ایک غلام خریدا اور قبضہ کرنے سے پہلے اُسمین کوئی عیب پایا اور بائع سے دوسرا غلام لیکر عیب سے صلح کرلی اور دونون پر مشتری نے قبضہ کرلیا پھر دونون غلامون مین سے ایک کا کوئی حقدار نکلا تو جو غلام کہ حقدار نے لیا اُسکا حصہ ثمن مشتری واپس کریگا گویا اُسنے دونون غلامون کو ایکبار خریدا ہی اور اگر مشتری نے غلام پر قبضہ کرلیا پھر اُسمین کوئی عیب پایا اور بائع سے دوسرا غلام لیکر صلح کی اور ثمن ادا کردیا پھر خریدے ہوے غلام کا کوئی حقدار پیدا ہوا تو دوسرے غلام کی صلح باطل ہوجائیگی یہ محیط مین اور ایسا ہی فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر ایک مہینہ تک اپنی حاجت کے واسطے بائع کے گھوڑے پر سوار ہونے کی شرط پر عیب سے صلح کی تو جائز ہی اور فقہا نے فرمایا ہی کہ مراد یہ ہی کہ شہر کے اندر اُسکے گھوڑے پر سوار ہونے کی شرط کی ہو اور اگر شہر سے باہر سوار ہونے کی شرط کی یا شہر کے اندر یا باہر کا ذکر نہ کیا مطلق صلح کی تو جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی مشتری کے پاس سے مبیع کسی اُسکے حقدار نے لے لی اور اُسنے اپنے بائع سے ثمن واپس کرنا چاہا اور اُسکے بائع نے کچھ قلیل مال پر صلح کی تو اسکے بائع کو اختیار ہوگا کہ اپنے بائع سے پورا ثمن واپس کرلے یہ فتاوے کبری کے مسائل استحقاق مین لکھا ہی۔ کسی مشتری نے باندی کے اندر عیب ہونیکا دعوے کیا اور بائع نے اس سے انکار کیا پھر کسی قدر مال لیکر دونون نے اس شرط پر صلح کی کہ مشتری بائع کو اس عیب سے بری کرے پھر یہ معلوم ہوا کہ اُس باندی مین یہ عیب نہ تھا یا تھا لیکن وہ اس عیب سے اچھی ہوگئی تو بائع کو اختیار ہی کہ مشتری سے وہ مال جو اُسنے صلح کے بدلے دیا ہی واپس کرلے یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی۔ اگر کسی مشتری نے باندی کی آنکھ مین سپیدی ہونیکا عیب لگایا اور بائع کے ساتھ اس عیب سے اس شرط پر صلح کی کہ مشتری اُسکو ایک درہم کم دیوے تو جائز ہی پھر اسکے بعد اگر سپیدی جاتی رہی تو درہم بائع کو واپس کردیگا اور اسی طرح اگر باندی کے حمل ہونیکا عیب لگایا اور بائع سے اس شرط پر صلح کی کہ ایک درہم کم دیوے پھر ظاہر ہوا کہ اُسکو حمل نہ تھا تو مشتری پر درہم واپس کرنا واجب ہی اور اسی طرح اگر ایک باندی خریدی اور اُسکو کسی کے نکاح مین پایا اور بائع کو واپس دینا چاہا اور بائع نے کچھ درہم دیکر اُس سے صلح کرلی پھر باندی کے شوہر نے اُسکو طلاق بائن دیدی تو مشتری کو وہ درہم واپس کردینا واجب ہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک کپڑا خریدا اور اُسکی قمیص قطع کرائی اور اُسکو سلایا پھر اُسکے بعد خواہ فروخت کیا یا نہ فروخت کیا یہانتک کہ اُسکے کسی عیب پر مطلع ہوا یا عیب ظاہر ہونے کے بعد اُسکو فروخت کردیا پھر اُس عیب کے عوض چند درہم لیکر صلح کرلی تو صلح جائز ہی

اور اسی طرح اگر اُسکو سُرخ رنگا پھر فروخت کیا یا نہ فروخت کیا یہانتک کہ عیب سے صلح کر لی تو بھی جائز ہی اور اگر اُسکا قطع کرایا اور نہ سلایا یہانتک کہ اُسکو فروخت کر دیا پھر عیب سے صلح کر لی تو صلح صحیح نہین ہی اور سیاہ رنگنا امام اعظمؒ کے نزدیک فقط قطع کرنے کے مانند ہی اور صاحبین کے نزدیک قطع کرنے اور سلانے کے مانند ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک گدہا خریدا اور اُسمین کوئی قدیمی عیب پایا اور اُسکو واپس کرنا چاہا پھر دونون مین ایک دینار پر صلح کرا دی گئی پھر اُسمین دوسرا عیب پایا تو اُسکو اختیار ہی کہ یہ گدہا مع دینار کے واپس کر دے یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ منتقی مین مذکور ہی کہ کسی نے دوسرے شخص سے ایک کر گیہون دس درم کو خریدے اور کر پر قبضہ کر لیا اور ثمن ادا نہ کیا یہانتک کہ کر مین اتنا عیب پایا کہ دسوین حصہ کا نقصان پڑتا تھا اور اُسکو واپس کرنا چاہا اور بائع نے اس عیب کے عوض ایک کر جو معین دینے پر اُس سے صلح کی تو یہ جائز ہی اور یہ جو نقصان عیب کے عوض ہونگے اور اگر کر جو غیر معین ہو اور اُسکا وصف بیان کر کے اُسکی میعاد مقرر کیجاوے تو صلح باطل ہی کیونکہ یہ صورت بمنزلہ ایسی بیع سلم کی صورت کے ہی کہ جسمین راس المال ادا نہ کیا گیا ہو پس اگر اُسنے دسوان حصہ ثمن کا دیدیا اور کہا کہ یہ ایک کر جو کا حصہ ہی تو جائز ہی اور جو سلم مین ہو جائینگے اور اسی طرح اگر اُسکو پورا ثمن دیدیا تو بھی جائز ہی اور اگر اُسکو دسوان حصہ ثمن کا دیا اور یہ نہ کہا کہ یہ حصہ جو کا ہی تو جو کچھ ادا کیا ہی وہ ادائے ثمن سے ہوگا تو دسوان حصہ کر شعیر کا ثابت ہوگا اور نو دسوین حصہ باطل ہو جائینگے یہ محیط مین لکھا ہی

ساتوین فصل

وصی اور وکیل اور مریض کی بیع و شری کے بیان مین۔ اگر وصی نے میت کا مال فروخت کیا تو اُسکا عہدہ اُسیکے ذمہ ہی اور عیب کی وجہ سے اُسکو واپس کیا جاویگا۔ اگر کسی نے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور ثمن ادا کرنے سے پہلے اُسپر قبضہ کر لیا پھر مشتری سوائے ثمن کے ایک ہزار درم کا قرضدار ہو کر مر گیا اور سوائے اُس غلام کے اُسکا کچھ مال نہ تھا پھر وصی نے اُس غلام مین کچھ عیب پایا اور بدون قاضی کے حکم کے بائع کو واپس کر دیا تو قرضخواہ اس تصرف کو نہین توڑ سکتا ہی اور وصی بائع سے آدھا ثمن لیکر قرضخواہ کو دیگا اور اسی طرح اگر بغیر عیب کے اُسنے اقالہ کر لیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر بائع نے وصی سے اس غلام کو واپس نہ لیا یہانتک کہ قاضی کے سامنے جھگڑا پیش کیا پس اگر قاضی دوسرے قرضخواہ کے قرض سے واقف ہوا تو اُسکو واپس نہ کریگا بلکہ فروخت کر کے ثمن دونون کو تقسیم کر دیگا اور بائع نقصان عیب کا ضامن نہوگا نہ قاضی کی بیع کر دینے سے پہلے اور نہ اُسکے بعد اور اگر قاضی واقف نہوا اور وصی نے بائع سے عیب کے باب مین جھگڑا کیا تو قاضی عیب کی وجہ سے غلام بائع کو واپس کر دیگا اور جو ثمن بائع کا میت کے اوپر تھا وہ باطل ہو جائیگا پس اگر دوسرے قرضخواہ نے اپنے قرض ہونے پر گواہ پیش کیے تو بائع کو جسکو غلام واپس دیا گیا ہی مختار کیا جائیگا کہ اگر چاہے تو واپسی کو باقی رکھے اور دوسرے قرضخواہ کو غلام کا آدھا ثمن دیدے پس ثمن دونون کے درمیان آدھا آدھا ہو گیا اور چاہے تو واپسی کو توڑ دے اور وہ غلام وصی کو واپس کر دے تاکہ دونون کے قرضہ مین فروخت کیا جاوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ پس اگر قاضی کے واپس کر دینے کے بعد غلام مر گیا ہو یا

۵۱ قال المترجم وذلک لانہ لما جعل بالعقد من جملۃ الثمن او عشر صار ما ادی من الشعیر عشرہ لان محل درہم من العشرۃ عشر قفیز دیوما عشر الدرہم واحد حصۃ الشعیر فیکون فی درہم واحد عشر من الشعیر فثبت قدر ما ادی علی وجہ السلم وبطل الباقی لانہ صار عشر الشعیر لم یرفع راس مال ولا ... ۱۲ منہ

اسمین کوئی عیب دوسرا بائع کے پاس پیدا ہوگیا ہو یا اُسنے اُسکو آزاد یا مدبر کردیا ہو یا باندی کی صورت مین اُسکو ام ولد بنالیا ہو تو بائع کو آدھا ثمن ادا کرنا متعین ہوکر ضرور ہوگا پس اگر غلام کی قیمت واپسی کے دن اُسکے ثمن سے اسقدر زیادہ تھی کہ لوگ ایسا ٹوٹا اٹھاتے ہین تو وہ عفو کردی جائیگی اور اگر اسقدر زیادہ تھی کہ لوگ اُسکو نہین اٹھاتے ہین تو عفو نہ کیجائیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک غلام اپنی صحت مین ہزار درم کو خریدا اور غلام پر قبضہ کرلیا اور ثمن ادا نہ کیا یہانتک کہ بیمار ہوا اور اُسپر ایک ہزار درم قرض تھے پھر اُسنے غلام مین کوئی عیب پایا اور بدون قاضی کے حکم کے واپس کیا یا بائع سے اقالہ کرنا چاہا اور اُسنے اقالہ کرلیا پس اگر مشتری اپنے مرض سے اچھا ہوگیا تو جو کچھ اُسنے کیا ہے سب صحیح ہوگا اور اگر مرض سے اچھا نہوا اور مرگیا اور غلام کی قیمت اُسکے ثمن کے برابر یا اُس سے کم ہے اور سوائے اس غلام کے اُسکا کچھ مال نہین ہے تو اُسکا حکم بھی مثل وصی کی صورت کے ہوگا کہ جب اُسنے غلام قاضی کے بدون حکم کے واپس کردیا تھا یا اُسنے بیع کا اقالہ کردیا تھا اور غلام کی قیمت اُسکے ثمن کے برابر یا اُس سے کم تھی اور اگر بائع نے غلام کو قبول نہ کیا یہانتک کہ مشتری نے اپنے مرض کی حالت مین قاضی کے پاس جھگڑا پیش کیا تو قاضی غلام کو واپس کردیگا خواہ دوسرے قرضخواہ کے قرض سے واقف ہوا یا نہو پس اگر مشتری اپنی بیماری مین وہ غلام بائع کو واپس کرنے کے بعد مرگیا تو اُسکا حکم مثل وصی کے اُس صورت کے حکم کے ہے کہ جب اُسنے عیب کی وجہ سے قاضی کے حکم سے غلام واپس کیا تھا اور قاضی دوسرے قرضخواہ کے قرض سے واقف نہوا تھا لیکن اتنا فرق ہے کہ اس صورت مین اگر غلام کی قیمت اُسکے ثمن سے زیادہ ہوگی تو بائع مختار نہ رہیگا بلکہ واپسی توڑدیجائیگی اور غلام فروخت کردیا جائیگا اور اُسکا ثمن دونون کو آدھا آدھا تقسیم کردیا جائیگا اور اگر بائع نے کہا کہ مین غلام لیے لیتا ہون اور آدھی قیمت دیتا ہون تا کہ محاباۃ رفع ہو تو یہ اختیار اُسکو نہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ بیع کرنے کے وکیل نے اگر کوئی چیز فروخت کی پھر اُس سے عیب کے باب مین جھگڑا کیا گیا اور اُسنے مبیع کو بدون حکم قاضی کے قبول کرلیا تو مبیع وکیل کے ذمہ پڑیگی اور موکل کے ذمہ نہوگی اور مبیع وکیل کی ہوجائیگی اور اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ موکل سے جھگڑا کرے اور اگر اُسمین جھگڑا کیا اور اس بات پر گواہ لایا کہ یہ عیب موکل کے پاس کا ہے تو اُسکے گواہ قبول نہ کیے جاوینگے اور یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ وہ عیب ایسا ہو کہ جسکے مثل پیدا ہوسکتا ہے اور اگر وہ عیب قدیمی ہو کہ جسکے مثل پیدا نہین ہوسکتا ہے تو عامہ روایات بیوع و رہن و وکالت و ماذون مین یہ مذکور ہے کہ وہ وکیل کے ذمہ پڑیگی اور یہی صحیح ہے اور اسی کو فقیہ ابو بکر بلخی نے لیا ہے۔ اور اگر واپس کرنا قاضی کے حکم سے تھا پس اگر گواہ کے ساتھ تھا تو موکل کو لازم ہوگی خواہ عیب قدیمی ہو یا حادث ہوا ور اگر واپسی کا حکم وکیل کے قسم سے باز رہنے کی وجہ سے ہو تو بھی ہمارے علماء کے نزدیک یہی حکم ہے اور اگر وکیل کے اقرار کی وجہ سے قاضی کے حکم سے واپس کی گئی پس اگر وہ عیب ایسا تھا کہ اُسکے مثل پیدا نہین ہوسکتا ہے تو یہ واپسی موکل کے ذمہ ہوگی اور اگر ایسا عیب تھا کہ جسکے مثل پیدا ہوسکتا ہے تو وکیل کے ذمہ پڑیگی اور وکیل کو یہ اختیار ہوگا کہ موکل سے جھگڑا کرے پس اگر وکیل نے اس بات پر گواہ قائم کردیے کہ یہ عیب موکل کے پاس کا ہے تو وہ شی قاضی موکل کو واپس کردیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور اگر وکیل سے

پاس گواہ نہون تو اسکو اختیار ہو کہ موکل سے قسم لیوے پس اگر وہ قسم سے باز رہا تو قاضی اُسکو واپس کر دیگا اور اگر اُسنے قسم کھالی تو وہ شئ وکیل کے ذمہ پڑیگی اور یہ سب جو مذکور ہوا اُس صورت مین ہو کہ وکیل آزاد اور عاقل ہو اور اگر مکاتب یا ایسا غلام ہو کہ جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہو تو عیب کی وجہ سے واپس کرنیکا جھگڑا اُنھین دونون کے ساتھ رہیگا اور وہ دونون اپنے موکل پر رجوع نہین کر سکتے ہین ولیکن وہ غلام کہ جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہو اس ثمن کے عوض فروخت ہوگا اور مکاتب کے ذمہ قرض لازم ہو جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ عیب کی وجہ سے واپس کرنیکا اختیار وکیل کو ہو اور اُسی کو واپس بھی دیا جائیگا تا وقتیکہ وہ زندہ اور اتنا عاقل ہو کہ عہدہ وکالت لازم ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اگر اس عہدہ کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اسطرح کہ مجور غلام ہو یا لڑکا مجور ہو تو موکل کو واپس کیا جائیگا پس اگر وکیل اس عہدہ کی صلاحیت رکھتا ہو اور وہ مرگیا اور کوئی وارث یا وصی نہ چھوڑا تو موکل کو واپس کیا جاویگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔

اگر کسی نے دوسرے شخص کے غلام کو یہ حکم دیا کہ تو اپنے آپ کو اپنے مالک سے میرے واسطے ہزار درم کو خرید اُسنے کہا کہ اچھا پس وہ اپنے مالک کے پاس آیا اور کہا کہ مجکو میرے ہاتھ فلان شخص کے واسطے ہزار درم کو فروخت کردے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو وہ غلام حکم کرنے والے کا ہوگا پس اگر اُسنے غلام مین کوئی عیب پایا اور بائع سے جھگڑا کرنا چاہا پس اگر غلام کو اپنے آپ کو خریدنے کے دن یہ عیب معلوم تھا تو اُسکی وجہ سے واپس نہین کر سکتا ہو اور اگر غلام کو معلوم نہ تھا تو حکم کرنے والے کو واپس کرنیکا اختیار ہی اور وہی غلام اُسمین والی خصومت ہوگا اور خود غلام کو بدون حکم کرنے والے کی راے دریافت کرنے کے واپس کرنیکا اختیار ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ خرید کے وکیل نے اگر کوئی باندی موکل کے واسطے خریدی اور اُسکو موکل کے سپرد نہ کیا یہانتک کہ اسمین کوئی عیب پایا تو اُسکو واپس کرنیکا اختیار ہی خواہ موکل حاضر ہو یا غائب ہو اور موکل کو سپرد کر دینے کے بعد اُسکو واپس کرنیکا اختیار نہین ہی لیکن اگر موکل حکم کر دے تو ہو سکتا ہی پس اگر پہلی صورت مین بائع نے یہ دعوے کیا کہ موکل اس عیب پر راضی ہو گیا ہی اور موکل وہان موجود نہ تھا اور بائع نے وکیل یا موکل کی قسم طلب کی تو ہمارے نزدیک اُسکو یہ اختیار نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور جبکہ وکیل سے قسم نہ لی گئی اور وکیل نے باندی بائع کو واپس کر دی پھر موکل حاضر ہوا اور اپنے رضامند ہونیکا دعوے کیا اور باندی کو بائع کے پاس سے واپس کرنا چاہا تو اُسکو یہ اختیار نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر بائع نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو اُسکے گواہ قبول کیے جاوینگے اور اگر وکیل نے اقرار کیا کہ موکل عیب پر راضی ہو گیا ہی تو اُسکا اقرار صحیح ہی یہانتک کہ اُسکو جھگڑا کرنیکا حق باقی نہ رہیگا کذا فی فتاوے قاضی خان۔ اور اگر وکیل نے یہ اقرار کیا کہ موکل نے بائع کو عیب سے بری کر دیا تو اُسکے اقرار کی اُسکی ذات پر تصدیق کیجاویگی اور مبیع اُسکے ذمہ پڑیگی لیکن اگر موکل اپنے پر راضی ہو جاوے یا اس بات پر گواہ قائم ہون کہ موکل نے بائع کو عیب سے بری کیا تو موکل کو لازم ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر اس مسئلہ مین خرید کے وکیل کی جگہ عیب مین خصومت کرنیکا وکیل ہو اور بائع دعوے کرے کہ مشتری عیب پر راضی ہو گیا ہی تو وکیل کو اُسکے واپس کرنیکا اختیار نہوگا یہانتک کہ موکل خود حاضر ہو کر قسم کھاے

یہ محیط مین لکھا ہی۔ خرید کے وکیل نے اگر کوئی چیز خریدی اور اُسکو موکل کے سپرد کر دیا اور موکل نے اُسمین عیب پایا تو وکیل کو واپس کر دے پھر وکیل بائع کو واپس کریگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے وکیل نے اگر کوئی چیز خریدی اور اُسمین قبضہ سے پہلے کچھ عیب پایا اور بائع کو عیب سے بری کر دیا تو جائز ہو اور بیع موکل کو لازم ہوگی اور اگر قبضہ کے بعد ایسا کیا تو بیع وکیل کو لازم ہوگی نہ موکل کو اور منتقی مین ہے جس شخص نے وکیل سے خریدا ہو وہ عیب کی وجہ سے وکیل ہی کو واپس کریگا اگرچہ ثمن موکل کے پاس پہونچ گیا ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ خرید کے وکیل نے اگر کوئی ایسا غلام خریدا جسکے خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا تھا پھر قبضہ سے پہلے اُسکے عیب پر واقف ہوا تو وکیل کو لینے دینے کا اختیار ہی خواہ عیب تھوڑا ہو یا بہت پس اگر اُسنے واپس کر دیا تو واپس ہو جائیگا اور اگر عیب پر راضی ہو گیا پس عیب اگر تھوڑا ہو تو بیع موکل پر نافذ ہوگی اور اگر بہت ہو تو وکیل کے ذمہ ہوگی اور یہ استحسان ہی ولیکن اگر موکل راضی ہو گیا تو بیع کا نفاذ اُسی پر ہوگا یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی۔ منتقی مین مذکور ہی کہ امام ابو حنیفہ رح کے قول سے اگر بیع مع عیب کے اُسقدر ثمن کے جسکے عوض خریدی گئی ہی برابر ہو اور وکیل اُسپر راضی ہو جاوے تو بیع موکل کے ذمہ پڑیگی اور زیادات مین ہی کہ اگر قبضہ سے پہلے وکیل عیب پر راضی ہو گیا تو بیع موکل کو لازم ہوگی اور اگر قبضہ کے بعد راضی ہوا تو وکیل کے ذمہ پڑیگی موکل کو لازم نہوگی اور اسمین تفصیل تھوڑے عیب اور بہت کی مذکور نہین ہی اور صحیح وہ ہی جو منتقی مین ہی خواہ قبضہ سے پہلے ہو یا بعد ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر موکل نے عیب دیکھنے کے بعد وکیل سے کہا کہ مین اس عیب پر راضی نہین ہوتا ہون پھر وکیل اُسپر راضی ہو گیا تو موکل کو اختیار ہی کہ بیع اُسکے ذمہ ڈالے یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی۔ منتقی مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے دوسرے شخص کو اپنا غلام بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے یہ اقرار کیا کہ یہ غلام بھگوڑا ہی اور یہ معلوم نہوا کہ وکیل کا یہ اقرار وکیل ہونے سے پہلے ہی یا اُسکے بعد ہی پھر اُسنے غلام کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر وہ شخص وکیل کی گفتگو پر مطلع ہوا تو اُسکو اختیار ہی کہ وکیل کو واپس کر دے اور وکیل اپنے موکل کو واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر مشتری نے وکیل کا یہ اقرار کہ یہ غلام بھگوڑا ہی بیع کرنے سے پہلے سنا تھا پھر وہ غلام اُس سے خرید کیا تو اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ وکیل کو واپس کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر وکیل سے خرید کرنے والے شخص نے غلام مین کوئی عیب پایا تو اپنا ثمن وکیل سے لیگا اگر اُسکو ادا کر چکا ہو اور اگر موکل کو ادا کیا ہی تو موکل سے لیگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا پھر دوسرے مشتری نے اُسمین عیب پایا اور اُسکو پہلے مشتری کو واپس کر دیا پس اگر اُسنے قبضہ سے پہلے قاضی کے حکم یا بائع کی رضامندی سے واپس کیا ہی تو پہلے مشتری کو اختیار ہی کہ اپنے بائع کو واپس کر دے اور اگر دوسرے مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا تھا پھر پہلے مشتری کو واپس کیا پس اگر یہ واپسی بتقضای قاضی ہوا ہو یا پہلے مشتری کے قسم سے انکار کرنے پر یا عیب کے اقرار کرنے پر واقع ہوئی تو پہلے مشتری کو واپس کر دینے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ عیب پہلے بائع کے پاس کا ہی اور بتقضای قاضی باقرار عیب کے معنی یہ ہین کہ مشتری اول نے اقرار سے انکار کیا پھر وہ اقرار بدلیل ثابت کیا گیا۔ اور اگر اُسکو پہلے مشتری کی رضامندی سے واپس کیا

تو پہلا مشتری اپنے بائع کو واپس نہین کرسکتا ہی اور صحیح قول یہ ہی کہ جو عیب ایسے ہین کہ پیدا ہو سکتے ہین جیسے مرض وغیرہ اور جو عیب کہ نہین پیدا ہو سکتے ہین جیسے زائد انگلی دونون کا حکم یکسان ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ منتقی مین مذکور ہی کہ کسی نے دوسرے سے ایک دار خریدا اور اسکی کسی شخص سے بیع سلم ٹھہرائی پھر قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے پھر اُس دار مین کوئی عیب پایا تو اُسکو اختیار ہی کہ دار اپنے بائع کو واپس کردے اور اگر دونون جدا نہوے اور اُن دونون نے بیع سلم توڑ دی تو بھی اُسکو یہ اختیار ہی کہ بائع کو واپس کردے اور یہ حکم ضرور ہی کہ امام محمد رح کے قول کے موافق ہو کیونکہ قبضہ سے پہلے عقار کی بیع اُنکے نزدیک ناجائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ کسی شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور اُسپر قبضہ کیا پھر اُسے سؤ دینار کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیا اور دونون نے قبضہ کرلیا پھر دوسرے مشتری نے اپنے بائع سے ملاقات کرکے پچاس دینار ثمن مین زیادہ کردیے اور زیادتی صحیح ہوئی اور مشتری نے وہ زیادتی بائع کو دیدی پھر دوسرے مشتری نے غلام مین کوئی عیب پایا اور قاضی کے حکم سے اسے بائع کو واپس کردیا تو اپنا ثمن اور زیادتی واپس کرلے اور پہلے مشتری کو یہ اختیار ہوگا کہ اپنے بائع کو واپس کردے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور ایسی صورت مین اگر بائع اور مشتری دونون نے دوبارہ از سر نو پہلے ثمن سے کم یا زیادہ پر بیع کی پھر اُسکو عیب کی وجہ سے واپس کیا تو دوسرے بائع کو یہ اختیار نہوگا کہ عیب کی وجہ سے اپنے بائع کو واپس کرے خواہ یہ عیب ایسا ہو کہ اسکے مثل پیدا ہوسکتا ہی یا نہین ہوسکتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور ایسی صورت مین اگر دوسرے مشتری نے ثمن مین ایک معین اسباب بڑھا دیا پھر اُسنے غلام مین کوئی عیب پایا اور قاضی کے حکم سے پہلے مشتری کو واپس کردیا تو پہلا مشتری پہلے بائع کو واپس کرسکتا ہی اور اگر دوسرے مشتری نے غلام مین کوئی عیب نہ پایا لیکن وہ اسباب دوسرے بائع کے قبضہ کرنے سے پہلے تلف ہوگیا اور قیمت اسباب کی پچاس دینار تھی تو ایک تہائی غلام کا عقد بیع ٹوٹ جائیگا اور یہ تہائی دوسرے بائع کی ملک مین آجائیگی پس اگر دوسرے مشتری نے اسکے بعد غلام مین کوئی عیب پایا اور باقی دو تہائی قاضی کے حکم سے دوسرے بائع کو واپس کردیا تو دوسرے بائع کو یہ اختیار ہی کہ وہ غلام اسی عیب کی وجہ سے پہلے بائع کو واپس کردے اور اگر وہ اسباب تلف نہوا و لیکن مشتری نے تہائی غلام مین بیع کا اقالہ کرلیا پھر باقی مین عیب پایا تو دوسرا مشتری اپنے بائع کو واپس نہین کرسکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام خرید کر اُسپر قبضہ کرلیا اور دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیا اور دوسرے مشتری نے بیع سے انکار کیا اور قسم کھائی اور پہلے مشتری نے ترک خصومت پر عزم کرلیا اور غلام کو اپنے پاس رکھا پھر غلام مین کوئی ایسا عیب پایا جو پہلے بائع کے پاس کا ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ اپنے بائع کو واپس کردے اور اگر دوسرے مشتری نے بیع سے انکار کیا اور پہلے مشتری نے ترک خصومت پر عزم کیا اور قسم کھائی اور دوسرے مشتری سے قسم نہ کھلائی پھر غلام مین کوئی ایسا عیب پایا جو پہلے بائع کے پاس کا ہی تو اُسکو اختیار نہین ہی کہ بائع اول کو واپس کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور مشتری کو جب یہ بات معلوم ہو کہ وہ بیع کے

دعوے کرنے مین صادق ہی تو اُسکو اپنا یہ معاملہ اللہ کے نزدیک سمجھکر واپس کرنے کی گنجایش نہین ہی لیکن اگر اُسنے اس بات کا عزم کیا کہ مین اگر کبھی گواہ بھی لاؤنگا تو بھی دوسرے مشتری سے جھگڑا نہ کرونگا تو اللہ کے نزدیک بھی اُسکو واپس کرنے کی گنجایش ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- اور اسی صورت مین اگر دوسرے مشتری نے بیع واقع ہونے کی تصدیق کی پھر کہا کہ وہ بطور تلجیہ کے تھی یا اُسمین خیار شرط یا خیار رویت تھا یا وہ بیع فاسد تھی کہ ٹوٹ گئی تو بھی پہلا مشتری عیب کی وجہ سے اپنے بائع کو واپس کرسکتا ہی اور اگر بیع کے اقرار کے بعد دونون نے اس بات کی تصدیق کی کہ اس بیع کے ساتھ خیار کی شرط تھی پھر اُسکو خیار والے نے توڑ دیا تو پہلا مشتری اپنے بائع کو واپس نہین کرسکتا ہی اور اگر دونون نے قاضی کے سامنے بیع کا اقرار کیا پھر دونون اپنے اس اقرار سے یون پھر گئے کہ ہمنے کچھ اقرار نہین کیا ہی تو قاضی ان دونون کا انکار بیع کے فسخ مین شمار کریگا یہانتک کہ اگر دوسرا مشتری غلام کو اپنے پاس رکھنے یا آزاد کرنیکا ارادہ کرے تو صحیح ہوگا اور دوسرا بائع پہلے بائع کو عیب کی وجہ سے واپس نہ کرسکیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- کسی نے ایک غلام خرید کر اُسپر قبضہ کرلیا اور اسمین کوئی عیب پایا اور اُسکا واپس کرنا چاہا اور بائع نے اس بات پر گواہ پیش کیے کہ مشتری نے یہ اقرار کیا ہی کہ مین نے یہ غلام فلان شخص کے ہاتھ فروخت کردیا ہی تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور مشتری کو واپس کرنیکا اختیار نہوگا خواہ وہ فلان شخص حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر بائع نے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ مشتری نے یہ غلام اس شخص کے ہاتھ بیچ ڈالا ہی اور وہ شخص موجود تھا لیکن دونون خرید فروخت سے انکار کرتے تھے تو پہلا مشتری واپس نہین کرسکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- کسی نے ایک غلام بارہ دینار کو چکایا اور بائع نے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ مین نے وہ تجھکو ہبہ کردیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کرکے بارہ دینار بائع کو ہبہ کردیے اور اُسنے اپنے قبضہ مین لے لیے پھر مشتری یعنے جسکو ہبہ کیا گیا ہی اُسنے غلام مین کوئی عیب پایا تو اُسکو واپس نہین کرسکتا ہی کذا فی القنیہ-

نوان باب- اُن چیزون کے بیان مین جنکی بیع جائز ہی اور جنکی بیع جائز نہین ہی اور اُسمین دس فصلین ہین

فصل اول دین کی بیع بعوض دین کے اور ثمنون کی بیع اور قبضہ سے پہلے بسبب جدا ہوجانے کے عقد کے باطل ہوجانے کے بیان مین- دین کی بیع بعوض دین کے جائز ہی جبکہ دونون بدل پر حقیقۃ یا حکماً قبضہ ہونے کے بعد یا ایک پر حقیقۃ اور دوسرے پر حکماً قبضہ ہونے کے بعد دونون شخص مجلس سے جدا ہون خواہ وہ بیع صرف ہو یا نہو اور دونون بدل پر حقیقۃ قبضہ ہونے کی یہ صورت ہی کہ کسی نے دوسرے سے ایک دینار دس درم کو خریدا یہانتک کہ بیع صرف واقع ہوئی اور دونون کے حضور مین درم و دینار موجود نہ تھے پھر دونون اُسی مجلس مین ایک دوسرے کو ادا کرکے جدا ہوے تو یہ بیع جائز ہی اور اسی طرح اگر پیسے یا طعام بعوض درہمون کے خریدا اور یہ بیع صرف نہوئی اور یہ چیزین اُن دونون کے حضور مین موجود نہ تھین پھر اُسی مجلس مین دونون ایک دوسرے کو ادا کرکے جدا ہوے تو جائز ہی اور دونون بدل پر حکماً قبضہ کرنے کے بعد جدا ہونے کی یہ صورت ہی کہ کسی شخص پر دوسرے کے دس درم قرض تھے اور اُسکا اُسپر ایک دینار قرض تھا پھر ہر ایک نے

کے

اپنا قرض بعوض دوسرے کے قرضہ کے خریدا یہانتک کہ یہ صورت بیع دین بدین کی ہوئی یا بیع صرف کی صورت نہ واقع ہوا سطرح پر کہ کسی کے دوسرے پر پیسے یا طعام قرض تھا اور دوسرے کے اس شخص پر چند درہم قرض تھے پھر ہر ایک نے اپنے قرضہ کو بعوض دوسرے کے قرضہ کے خرید لیا اور جدا ہوگئے تو بیع جائز ہے اور ایک بدل پر حقیقۃً اور دوسرے پر حکماً قبضہ کرنے کے بعد جدا ہونے کی یہ صورت ہے کہ کسی شخص پر دوسرے کے دس درم قرض ہے پس اس قرض دار نے ان قرض کے درہمون کو ایک دینار کے عوض مول لیا اور دینار ادا کر دیا اور مجلس سے جدا ہوگئے تو بیع جائز ہے اور اسی طرح اگر کسی شخص کے دوسرے پر کچھ گیہون قرض تھے پھر ان گیہوؤن کے قرضدار نے ان گیہوون کو چند درم کے عوض قرضخواہ سے مول لیا اور وہ درم اسی مجلس مین ادا کر دیے تو جائز ہے اور صلح الفتاوے مین مذکور ہے کہ اس گیہون کے مسئلہ مین بیع جائز نہوگی اگرچہ درم اسی مجلس مین ادا کر دیوے اور مشائخ نے فرمایا کہ جو صلح الفتاوے مین مذکور ہے وہ اس صورت پر محمول ہے کہ وہ گیہون اس شخص پر بطریق بیع سلم کے تھے اور اگر یہ گیہون بطریق قرضہ کے ہون یا کسی بیع کا ثمن ہون تو بطریقیکہ ہمنے ذکر کیا ہے بیع جائز ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر فقط ایک بدل پر حقیقۃً یا حکماً قبضہ ہونے کے بعد دونون جدا ہو جاوین پس اگر اس ایک بدل پر حقیقۃً قبضہ ہونے کے بعد دونون جدا ہوئے تو سوائے بیع صرف کے اور بیع مین جائز ہے اور بیع صرف مین جائز نہین ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ کسی نے ایک دینار دس درم کو خریدا یہانتک کہ بیع صرف واقع ہوئی پھر دینار پر قبضہ کر لیا اور دس درم سپرد نہ کیے یا دس درم پر قبضہ کر لیا اور دینار سپرد نہ کیا یہانتک کہ دونون جدا ہوگئے تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر پیسے یا طعام بعوض درہمون کے خریدا یہانتک کہ بیع صرف نہ واقع ہوئی اور ایک بدل پر حقیقۃً قبضہ کرنے کے بعد دونون جدا ہوگئے تو بیع جائز ہے اور اگر فقط ایک بدل پر حکماً قبضہ کرنے کے بعد دونون جدا ہوئے تو بیع جائز نہین ہے خواہ بیع صرف ہو یا نہو اور اسکا بیان یہ ہے کہ کسی شخص کا دوسرے پر ایک دینار قرض تھا اور اس دینار کے قرضدار نے اسکو دس درم کو مول لیا یہانتک کہ بیع صرف واقع ہوئی اور دس درم ادا کرنے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو یہ بیع صرف باطل ہے اور اسی طرح اگر اسکے پیسے یا طعام قرض تھا اور اس پیسے یا طعام کے قرضدار نے چند درہمون کو خریدا اور درہم ادا کرنے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو بیع باطل ہو جائیگی اور ایسی فصل کا یاد رکھنا واجب ہے حالانکہ لوگ اس سے غافل ہین کذا فی الذخیرہ۔ کسی نے دوسرے سے ہزار درم بعوض سو دینار کے مول لیے اور درہمون کے خریدار نے دینار ادا کر دیے اور درم بیچنے والے نے درہمون کو نہ ادا کیا اور اس درم بیچنے والے کے درم خریدنے والے پر اس بیع صرف واقع ہونے کے پہلے سے ہزار درم قرض تھے پھر اس درم بیچنے والے نے اسکے خریدار سے کہا کہ میرے قرضہ کے ہزار درم جو تجھپر واجب ہین اس عقد صرف مین جو درم مجھپر واجب ہوئے ہین انمین بطور مقاصہ لگالے اور مشتری اس پر راضی ہوگیا تو یہ بیع صرف استحساناً جائز ہے اور بیع صرف واقع ہونے کے بعد بسبب خرید کے جو قرضہ واجب ہوا اسکے مقاصہ کر لینے مین اختلاف ہے مثلاً کسی نے دوسرے سے چند درم بعوض ایک دینار کے خریدے اور دینار اسکو ادا کر دیا اور درہمون پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ اس درم خریدنے والے نے درم فروخت کرنے والے سے بعوض اتنے درہمون کے ایک کپڑا خریدا

پھر درہمون کے بائع نے درہمون کے مشتری سے یہ کہا کہ جو میرے درم تجھپر اس کپڑے کے عوض واجب ہوے اُنکو تو ان درہمون مین لگالے جو تیرے درم مجھ پر بیع صرف کی وجہ سے واجب ہوے ہین اور دونون اسپر راضی ہوگئے تو ابوسلیمان کی روایت مین مذکور ہی کہ یہ بیع جائز ہی اور زیادات مین بھی اسی طرف اشارہ ہی اور ابو حفص رح کی روایت مین مذکور ہی کہ یہ جائز نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر ایک معین پیسہ دو معین پیسون کے عوض بیچا تو معین ہونے کے سبب سے بیع جائز ہی یہانتک کہ اگر قبضہ سے پہلے ایک تلف ہوجاوے تو بیع باطل ہوجاویگی اور اگر دونون مین سے کوئی شخص اُسکے مثل ادا کرنا چاہے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اور اگر ایک غیر معین پیسہ بعوض دو غیر معین پیسون کے فروخت کیا تو جائز نہین ہی اگرچہ دونون اسی مجلس مین قبضہ کرلیوین اور اگر ایک معین پیسہ یا دو غیر معین پیسون کے عوض بیچا یا اُسکا الٹا کیا تو جائز نہین تاوقتیکہ جو قرض ہی اُسپر اُسی مجلس مین قبضہ نہو جاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور امام اجل شمس الائمہ حلوائی فرماتے تھے کہ جو حکم ان پیسون کا مذکور ہوا وہی حکم بخارا کے درہمون کا ہی یعنے غطارفہ کا اور ایسا ہی حکم رصاص اور ستوق کا ہی اور مشائخ نے کہا ہی کہ عدالی کا بھی ایسا ہی حکم ہونا چاہیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - یہانتک کہ اگر ایک عدالی وغیرہ بعوض دو عدالی وغیرہ کے فروخت کیا پس اگر ہاتھون ہاتھ لین دین ہوا تو جائز ہی یہی فتوے کے واسطے مختار ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی - اور اگر چند پیسون کو بعوض درہمون کے اس شرط پر فروخت کیا کہ ہر ایک کو دونون مین سے خیار حاصل ہی اور دونون قبضہ کرکے جدا ہوگئے تو بیع باطل ہوگئی اور اگر خیار دونون مین سے ایک کا ہو تو بھی امام اعظم کے نزدیک یہی حکم ہی اور صاحبین کے نزدیک بیع جائز ہی یہ بدائع مین لکھا ہی - اور قدوری نے بھی اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کچھ پیسے بعوض پیسون کے اس شرط پر خریدے کہ دونون کو خیار حاصل ہی اور دونون قبضہ کرکے جدا ہوگئے تو بیع فاسد ہی اور اگر ایک کے واسطے خیار کی شرط ہو تو بیع جائز ہی قدوری نے کہا کہ [illegible] کہ یہ قول امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح دونون کا ہو اور مراد قدوری کی یہ ہی کہ جب خیار ایک کا ہو تو دونون کے نزدیک بیع جائز ہونی چاہیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر ایک پیسہ معین دو معین پیسون کے عوض خیار کی شرط پر فروخت کیا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر بعوض چند غیر رائج پیسون کے ایسے مقام پر خریدا کہ جہان اُن پیسون کا رواج نہین ہی پس اگر یہ پیسے معین تھے تو جائز ہی اور اگر معین نہ تھے تو جائز نہین ہی امام محمد نے جامع مین فرمایا ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے ایک کر طعام قرض لیا اور اُسپر قبضہ کرلیا پھر قرض لینے والے نے قرض دینے والے سے وہ کر جو اُسپر قرض ہی سو درم کو خرید لیا تو جائز ہی اور اُس قرض دینے والے پر قرض لینے والے کا اُسی کر کے مانند دوسرا کر واجب ہوگا پس اُسکی خرید صحیح ہی بخلاف اس صورت کے کہ اگر اُسکے قرضدار کے سوا دوسرے شخص نے وہ کر خریدا تو جائز نہین ہی اور جب اس صورت مین خرید جائز ہوگئی پس اگر اُن سو درہمون کو اسی مجلس مین نقد ادا کردیا تو خرید پوری ہوگئی اور اگر قبضہ کرنے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو خرید باطل ہوگئی اور یہ صورت بخلاف اس صورت کے ہی کہ اگر قرض لینے والے کا قرض دینے والے پر بھی کوئی کر گیہون کا آتا ہو پھر ہر ایک نے دونون مین سے اپنے

قرض کو بعوض دوسرے قرض کے خریدا اور کیونکہ ایسی صورت مین بیع جائز ہی اور مشائخ نے فرمایا ہی کہ یہ حکم جو کتاب مین مذکور ہوا امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کا قول ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک قرضہ کا کر گیہون کا قرض لینے والے کی ملک نہوگا جبتک کہ وہ اُسکو نابود نہ کرے پس فی الحال قرض لینے والے کے ذمہ کوئی چیز واجب نہین ہی پس خریدنا بیع نہوگی اور جب اُسنے اُسکو نابود کر دیا پھر اب اُس سے خریدا تو بلا اختلاف خریدنا صحیح ہی پھر اگر مشتری یعنے قرض لینے والے نے سو درم اُسی مجلس مین ادا کر دیئے پھر اُس قرض کے کر مین کچھ عیب پایا تو اُسکو واپس نہین کر سکتا ہی بلکہ ثمن مین سے نقصان عیب واپس لیگا اور اگر وہ کر قرض کہ جسپر قبضہ ہو چکا ہی تلف ہو گیا ہو تو اُسکا حکم وہی ہوگا جو ہمنے ذکر کیا ہی لیکن پہلی صورت مین یعنے اگر تلف نہوا ہو ۱۲ منہ اختلاف ہوگا اور دوسری صورت مین یعنے جبکہ تلف ہو چکا ہو ۱۲ منہ اجماع ہوگا اور اسی طرح ہر ناپ یا تول کی چیزون مین سوائے درم اور دینار اور فلوس کے اگر قرض ہون تو یہی حکم ہی اور اگر قرض لینے والے نے اُس کر کو جو اُسپر قرض ہی اُسی کے مانند دوسرے کر کے عوض خریدا تو خرید جائز ہی بشرطیکہ یہ کر عین نقد ہو اور اگر دین ہوگا تو جائز نہین ہی لیکن اگر اُسی مجلس مین قبضہ ہو جاوے تو جائز ہوگا پس اگر قرض لینے والے نے قرض مین کچھ عیب پایا تو پہلی صورت کے برخلاف اُسکو واپس نہین کر سکتا اور نہ اُسکا نقصان عیب لے سکتا ہی اور اگر قرض لینے والے نے قرض لیے ہوئے کر کو بعینہ خریدا حالانکہ اُسپر اُسکا قبضہ ہو چکا ہی تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رح کے نزدیک خریدنا صحیح نہین ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح ہی اور اگر قرض دینے والے نے قرض لینے والے سے اُسی کر کو خرید لیا کیونکہ اُسکی ملک ہو چکا ہی ۱۲ تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک صحیح ہی اور امام ابو یوسف کے قول پر صحیح نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درم اس شرط پر قرض دئے کہ یہ سب کھرے ہین اور اُسنے اُنپر قبضہ کر لیا پھر اُس قرض لینے والے نے قرض دینے والے سے وہ درم بعوض دس دینار کے خریدے تو صحیح ہی پھر جبکہ یہان بالاتفاق خرید صحیح ہو گئی پس اگر اُسنے دینار اُسی مجلس مین ادا نہ کیے اور دونون جدا ہو گئے تو بیع باطل ہو گئی اور اگر دیناروں پر اُسی مجلس مین قبضہ کر لیا تو بیع پوری ہو گئی پس اگر قرض لینے والے نے وہ قرض کے درم زیوف یا نبہرہ پائے تو اُنکو واپس نہین کر سکتا اور نہ نقصان عیب بھی نہین لے سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ کسی شخص کے پاس دس درم ثابت تھے اور اُسنے کسی شخص کے ہاتھ بارہ ٹوٹے ہوئے درہمون کے عوض فروخت کرنا چاہے تو بیع جائز نہوگی اور اگر اُسکے جائز ہونے کا حیلہ تلاش کرے تو حیلہ یہ ہی کہ اس سے بارہ درم ٹوٹے ہوئے قرض لے اور دس درم پر قبضہ کرا کے پھر دو درم اُس سے معاف کرا لے یہ واقعات حسامیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے پر کسی ایسی چیز کا دعوی کیا کہ جو ناپ یا تول یا شمار کیجاتی ہی اور مدعا علیہ نے مدعی سے وہ چیز سو دینار کو خریدی پھر باہم دونون نے سچا اقرار کیا کہ مدعی کا مدعا علیہ پر کچھ نہین آتا تھا تو بیع باطل ہی خواہ وہ دونون جدا ہوئے ہون یا نہوئے ہون اور اگر درم یا دینار یا پیسے اپنے دعوی مین بیان کیے اور اُنکو مدعا علیہ نے بعوض درہمون کے خریدا اور درم ادا کر دئے پھر دونون نے سچا اقرار کیا کہ مدعی کا مدعا علیہ پر کچھ نہین چاہیے تھا پس درم اور دینار کی صورت مین اگر دونون جدا نہوئے اور اُسی مجلس مین جو خریدا ہی اُسکے مانند لے لیا

تو بیع ہو جائیگی اور اگر مجلس سے جدا ہو گئے تو بیع باطل ہو جائیگی اور پیسون کی صورت مین عقد بیع باطل نہوگا
اگرچہ جس چیز کو خریدا ہو اُسپر قبضہ کرنے سے پہلے مجلس سے جدا ہو گئے ہون یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر
ایک بڑا درم بعوض چھوٹے درم کے یا ایک جیّد درم بعوض ردی درم کے فروخت کیا تو جائز ہی کیونکہ این
اُن دونون کی کوئی ٹھیک غرض ہی لیکن اگر دونون درم مقدار اور صفت مین برابر ہون تو بعضون نے
کہا ہی کہ ایک کی دوسرے کے ساتھ بیع ناجائز ہی اور اسی کی طرف امام محمدؒ نے کتاب مین اشارہ فرمایا ہی
اور امام ابو احمد حاکمؒ اسی پر فتوی دیتے تھے یہ محیط مین لکھا ہی۔ سکہ کے درم تین طرح کے ہوتے ہین
ایک یہ کہ دو تہائی پیتل اور ایک تہائی چاندی ہو یا تین چوتھائی پیتل اور چوتھائی چاندی ہو یا پانچ چھٹا
پیتل اور چھٹا چاندی ہو یا پیتل ہی اسمین اکثر ہو اور دوسری قسم اسکی یہ ہی کہ دو تہائی چاندی اور ایک تہائی
پیتل ہو یا تین چوتھائی چاندی اور چوتھائی پیتل ہو یا چاندی ہی اسمین اکثر ہو اور تیسری قسم یہ ہی کہ پیتل
اور چاندی برابر ہو آدھا یہ اور آدھا وہ پس پہلی قسم کے درم دو مختلف چیزین پیتل اور چاندی کے
حکم مین گنے جائینگے اور دونون مین سے کوئی چیز کسی کے تابع نہوگی اور ہر ایک کا حکم علیحدہ اعتبار کیا جاویگا
اور اگر اس قسم کے درہمون سے خالص چاندی یا جو چیز خالص چاندی کے حکم مین ہی خریدی پس اگر خالص
چاندی کا وزن اُس چاندی سے جو درہمون مین ہی کم ہو یا علیحدہ چاندی کا وزن اِس چاندی سے جو
درہمون مین ہی برابر ہو یا اسکا وزن معلوم نہو تو ہمارے علما کے نزدیک بیع جائز نہوگی اور اگر خالص
چاندی کا وزن اُس چاندی سے جو درہمون مین ہی زیادہ ہو تو بیع جائز ہوگی اور چاندی کے
مقابل چاندی ہو جاویگی اور خالص چاندی مین جو زیادتی ہی وہ پیتل کے مقابلہ مین ہو جاویگی اور ایسی
بیع مین بیع صرف کی شرطین معتبر ہونگی یہان تک کہ اگر کوئی شرط اسکی شرطون مین سے رعایت نہ کی گئی
تو بیع صرف فاسد اور پیتل کے حق مین بھی باطل ہو جاویگی اور اگر ایسے قسم کے درہمون سے سونا
خریدا تو ہر طرح جائز ہی مگر بیع صرف کی شرطون مین سے اگر کوئی شرط فوت ہوئی تو بیع صرف باطل
ہوگی اور پیتل کی بیع بھی باطل ہو جاویگی اور اگر اس قسم کے درہمون مین بعض کو بعض کے ساتھ فروخت کیا تو
برابری کے ساتھ یا بڑھتی کے ساتھ ہر طرح جائز ہی اور دونون پر قبضہ کر لینا اس بیع کی شرط سے ہی
یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر ایسے درم کہ جنمین اکثر میل ہی اور کم چاندی ہی بعوض اسی
جنس کے درہمون کے خریدی اور دونون مین سے ایک ادھار رکھے گئے تو بیع جائز نہین ہی اگرچہ
خواہ از جانب مشتری یا از جانب بائع ۱۲ام
یہ درم رائج ہون اور اسیطرح اگر دو مختلف جنسون کے ہون اور ایک بدل ادھار رکھا جاے تو
بیع جائز نہوگی اور اسیطرح جنکو ادا کیا ہی اگر وہ درم رائج ہون اور جو ادھار ہین وہ غیر رائج ہون
تو بھی جائز نہین ہی یہ عتابیہ مین لکھا ہی۔ اور دوسری صورت کے درہمون مین کہ جنکے میل مین چاندی
غالب ہی اسطرح کہ دو ثلث چاندی اور ایک ثلث پیتل ہی اور وہ خالص چاندی کے بدلے فروخت
چاندی کے حکم مین ہین ۱۲م
ہوسکے تو برابر برابر کے سواے جائز نہین ہی کذا فی الذخیرہ۔ اور اسیطرح بعض درم اس قسم کے
اگر اسی قسم کے بعض کے ساتھ فروخت ہون تو سواے برابر برابر کے جائز نہین ہی یہ بدائع مین لکھا ہی

۱۲ [illegible] مختلف [illegible] اختلاف [illegible] فی التہذیب ۱۲ منہ

اور تیسری صورت کے درہمون مین کہ جنمین آدھی چاندی اور آدھا پیتل ہی اور وہ خالص چاندی کے عوض فروخت ہوئے پس اگر وہ چاندی جو درہمون مین ہی پیتل سے زائد ہی تو اسکی بیع خالص چاندی کے ساتھ فقط برابر برابر جائز ہی اور اگر چاندی غالب نہو بلکہ پیتل اور چاندی ٹھیک برابر ہون تو اسکا حکم پہلی قسم کے حکم کے موافق ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور ان درہمون کے عوض بیع کرنا یا انکا قرض دینا جائز نہین ہی مگر وزن ہی کے حساب سے لیکن اگر خرید و فروخت مین انکی طرف اشارہ کر دیا گیا تو یہ انکی مقدار اور وصف کا بیان ہو جائیگا جیسا جیدّ کی طرف اشارہ کرنے سے ایسا ہی ہوتا ہی اور اگر سپرد کرنے سے پہلے ایسے درم تلف ہو جائین تو بیع نہ ٹوٹیگی اور بیع صرف مین ان درہمون کا حکم ان درہمون کے مانند ہی کہ جنمین میل اکثر ہی یہان تک کہ اگر ان درہمون کو انکی جنس سے فروخت کیا جاوے تو اعتبار کے ساتھ جائز ہی اور اگر انکو خالص چاندی کے عوض فروخت کیا جاوے تو جائز نہوگا تا وقتیکہ خالص چاندی درہمون کی چاندی سے زائد نہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ جامع مین ہی کہ اگر درہمون مین دو تہائی پیتل اور ایک تہائی چاندی ہو اور اسکے عوض کسی شخص نے کچھ اسباب وزن سے خریدا تو ہر حال مین جائز ہی اور یہ درم متعین نہونگے اور اگر ان درہمون مین سے چند درہمون کے عوض بدون معین کیے ہوئے گنتی سے خریدا حالانکہ یہ درم انکے درمیان مین وزن کے حساب سے ہین تو ایسی بیع مین کچھ خیر نہین ہی اور اگر انکو معین کر کے گنتی سے خریدا تو اسمین کچھ خوف نہین ہی اگرچہ لوگون مین انکے ساتھ باہم بیع کرنا وزن سے جاری ہو پھر اسکے بعد اگر انکے سوا دوسرے درم ادا کیے تو ان درہمون کے وزن کی حاجت ہوگی اور اگر انھین درہمون کو ادا کیا تو بدون وزن کے ادا کرنا صحیح ہی جیسا کہ خالص درہمون مین ہوتا ہی اور اگر ان درہمون کو معین کیا اور انکا شمار رکھدیا اور کہا کہ مین نے تجھسے یہ اسباب بعوض اتنے درہمون کے خریدا کہ انکا اتنا وزن ہی اور لوگون مین انکے ہموزن سے فروخت کرنے کی عادت جاری تھی تو یہ وزن پر رہیگا اور اگر لوگون مین انکی گنتی سے فروخت کی عادت جاری تھی پس اگر انکو بدون معین کیے گنتی کی راہ سے انکے عوض کوئی چیز خریدی تو جائز ہی اگرچہ انمین ہلکے اور بھاری ہون یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر درم اس قسم کے ہون کہ اسمین دو تہائی چاندی اور ایک تہائی پیتل ہو تو یہ درم بمنزلہ زیوف اور نبہرہ کے ہین اور اگر انکے عوض کوئی چیز خریدی پس اگر یہ درم اشارہ سے معین نہ تھے تو خرید جائز نہین ہی مگر وزن کی راہ سے جائز ہی جیسا کہ کل کھوٹی چاندی ہونے کی صورت مین جائز ہوتی ہی اور اگر ان درہمون کو اشارہ سے معین کر دیا تو بدون وزن کرنے کے انکے عوض خرید کرنا جائز ہی اور اگر درہم ایسے ہون کہ انمین آدھی چاندی اور آدھا پیتل ہو تو انکا حکم بالکل ان درہمون کے مانند ہی کہ جنمین دو تہائی چاندی اور ایک تہائی پیتل ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایسے درہمون کے ساتھ کوئی اسباب خریدا پھر ان درہمون کا رواج جاتا رہا اور لوگون نے ان درہمون کے ساتھ معاملہ کرنا چھوڑ دیا تو امام اعظم کے نزدیک بیع باطل ہو جاویگی پھر غور کیا جاویگا کہ اگر مبیع بعینہ موجود ہی تو بائع اسکو لے لیگا اور اگر تلف ہو گئی ہو تو مشتری اسکی اس قیمت کا ضامن ہوگا جو قبضہ کے دن تھی اور یہ

یعنے شرط نہ ہوگی بلکہ اعتبار ہوگا ۱۲ منہ

یہ اسوقت ہی کہ وزن سے فروخت کی عادت نہو ۱۲ منہ

صاحبین نے کہا کہ بیع جائز رہیگی لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مشتری پر وہ قیمت واجب ہوگی جو قبضہ کے دن تھی اور امام محمدؒ کے نزدیک اُس آخر دن مین جو قیمت تھی کہ جبتک لوگون نے ان درہمون کے ساتھ معاملہ کیا تھا واجب ہوگی اور اگر پیسون کے عوض کوئی چیز خریدی پھر ان پیسون کا رواج جاتا رہا تو اسمین بھی اسی قسم کا اختلاف ہی یہ ینابیع مین لکھا ہی۔ اور عیون مین یہ شرط مذکور ہی کہ ناروائی تمام ملک مین ہو اور اگر بعض شہرون مین ہو اور بعض مین نہو تو امام اعظم کے نزدیک بیع باطل نہوگی اور مشائخ نے کہا کہ یہ جو عیون مین مذکور ہی امام محمدؒ کا قول ہی اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایسا نہین ہی اور واجب ہی کہ بسبب ناروائی اُسی شہر کے کہ جسمین بیع واقع ہوئی ہی بیع منتقض ہو جاوے۔ یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے ایک کپڑا بعوض چند معین درہمون کے جو اس قسم کے تھے کہ اُنمین ایک تہائی چاندی اور دو تہائی پیتل تھا خرید کیا اور یہ درم اُن لوگون مین وزن یا گنتی کے حساب سے چلتے تھے اور اُسنے یہ درم ادا نہ کئے یہانتک کہ وہ ضائع ہوگئے تو بیع نہ ٹوٹیگی اور مشتری بائع کو اُسکے مثل ادا کرے اور یہ حکم اُسوقت ہوگا کہ اُنکی گنتی یا وزن معلوم ہو تاکہ مشتری اُنکے مثل گنتی یا وزن کے حساب سے ادا کر سکے جیسا امام محمدؒ نے کتاب مین لکھا ہی اور اگر گنتی یا وزن معلوم نہو تو بیع ٹوٹ جاویگی اور اگر درم اس قسم کے تھے کہ جسمین دو تہائی چاندی اور ایک تہائی پیتل تھا تو وہ بمنزلہ نبہرہ اور زیوف درہمون کے ہونگے کہ اُنکے تلف ہونے سے بیع نہ ٹوٹیگی اور مشتری اُنکے وزن کے حساب سے ادا کریگا بشرطیکہ اُنکا وزن معلوم ہو اور اگر معلوم نہوگا تو بیع ٹوٹ جاویگی اور اگر آدھی چاندی اور آدھا پیتل ہو تو اُنمین بھی یہی حکم ہی اور اگر درہمون مین دو تہائی پیتل ہو اور وہ اسباب کے طور پر وزن کے حساب سے فروخت ہوتے ہون تو واجب ہی کہ معین کرنے سے متعین ہو جاوین پس سپرد کرنے سے پہلے بسبب تلف ہو جانے کے بیع باطل ہو جائیگی ایسا ہی ہمارے مشائخ نے فرمایا ہی کذا فی المحیط۔ اور اگر اس قسم کے درم کاسد ہوکر ایسے ہوگئے کہ لوگون مین اُنکا رواج نرہا تو اُنکا حکم بمنزلہ فلوس کاسدہ اور زیوف اور رصاص کے ہی یہانتک کہ اُنکے طرف اشارہ کرنے سے متعین ہو جائینگے اور اُسی معین کی ذات کے ساتھ عقد متعلق ہوگا یہانتک کہ اگر ادا کرنے سے پہلے تلف ہو جاوین تو عقد باطل ہو جائیگا ولیکن مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ بائع اور مشتری دونون اُس حال سے واقف ہون اور دونون مین سے ہر ایک یہ بھی جانتا ہو کہ دوسرا اس بات کو جانتا ہی پس اگر دونون نہ جانتے ہون یا ایک جانتا ہو اور دوسرا نہ جانتا ہو یا دونون جانتے ہون لیکن ہر ایک یہ نہ جانتا ہو کہ دوسرا اس سے واقف ہی تو عقد ان معین کے ساتھ اور اُسکی جنس کے ساتھ متعلق نہوگا بلکہ جو درم رائج ہین کہ جن سے لوگ اس شہر مین معاملہ کرتے ہین اُنسے متعلق ہوگا اور یہ حکم اُسصورت مین ہی کہ جب یہ درم بالکل رائج نہون اور اگر کچھ رائج ہون کہ کوئی انکو لیتا ہو اور کوئی نہ لیتا ہو تو اُنکا حکم زیوف درہمون کا حکم ہی اور اُنکے ساتھ خرید کرنا جائز ہی اور عقد بیع خاص اُنکی ذات سے متعلق نہوگا بلکہ ایسے زیوف درہمون کی جنس کے ساتھ متعلق ہوگا بشرطیکہ خاص کر

بائع انکے حال سے واقف ہو اور اگر بائع انکے حال کو نہین جانتا ہو تو عقد ان مشار الیہ کی جنس سے متعلق نہوگا بلکہ اس شہر کے جید درہمون کے ساتھ متعلق ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی اور خلاصہ اور بزازیہ مین منتقے سے منقول ہی کہ اگر پیسے گران یا ارزان ہوگئے تو قول امام اعظم اور اول قول امام ابو یوسف مین مشتری پر انکے سوا دوسرے واجب نہونگے اور امام ابو یوسف کے دوسرے قول مین بیع کے دن جو قیمت مبیع کی تھی وہ دینی پڑیگی اور قرض مین قبضہ کے دن کی قیمت دینی پڑیگی اور اسی پر فتوی ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - اگر درم کے اقسام مختلف ہون بعض انمین کے ایسے ہون کہ انمین ایک تہائی چاندی اور دو تہائی پیتل ہو اور بعضون مین دو تہائی چاندی اور ایک تہائی پیتل ہو اور بعضون مین آدھی چاندی اور آدھا پیتل ہو تو ایک قسم کے درم کے بعوض دوسری قسم درم کے زیادتی کے ساتھ ہاتھون ہاتھ فروخت کرنے مین کچھ خوف نہین ہی اور ادھار مین خیر نہین ہی اور اگر انکی ایک جنس کو اسی درم کی جنس کے عوض زیادتی کے ساتھ فروخت کیا تو جس قسم مین کہ چاندی غالب ہی تو اسمین صرف برابر برابر کے ساتھ جائز ہی اور جس قسم مین کہ پیتل غالب ہی یا چاندی اور پیتل دونون برابر ہین تو اسمین برابری کے ساتھ اور زیادتی کے ساتھ دونون طرح جائز ہی ولیکن صورۃ چاندی کا لحاظ کرکے یہ شرط ہی کہ ہاتھون ہاتھ لین دین ہو اور اسی مسئلہ پر قیاس کرکے مشائخ نے کہا کہ اگر عدالی جو ہمارے زمانہ مین رائج ہین انمین سے اگر ایک بعوض دو کے فروخت کیا تو ہاتھون ہاتھ لین دین کرنے سے جائز ہوگا اور یہ جامع کبیر سے مذکور ہی کذا فی المحیط - اور فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے عدالی اور غطارفہ مین اسطرح کی بیع کے جواز پر فتوی نہین دیا ہی کیونکہ یہی مال ہمارے ملک مین بہت بڑھ کر ہی پس اگر اسی مین زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا جائز رکھا جاوے تو سود کا دروازہ کھلجاویگا یہ ہدایہ اور تبیین مین لکھا ہی +

دوسری فصل پھلون اور انگور کے خوشون اور پتون اور فالیزون کی بیع اور کھیتی اور رطبہ اور گھاس کی بیع کے بیان مین - پھلون کی بیع ظاہر ہونے سے پہلے بالاتفاق صحیح نہین ہی اور اگر انکو نفع اٹھانے کے لائق ہو جانے کے بعد فروخت کیا تو صحیح ہی اور اگر نفع اٹھانے کے لائق ہو جانے سے پہلے انکو فروخت کیا مثلاً ایسے تھے کہ بنی آدم یا چوپایون کے کھانے کے لائق نہ تھے تو صحیح یہ ہی کہ بیع صحیح ہی اور مشتری پر اسکا فی الحال توڑ لینا واجب ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ انکو بلا شرط یا توڑ لینے کی شرط پر فروخت کیا ہو پس اگر اس شرط پر فروخت کیا کہ پھل درختون پر چھوڑ رکھے جاوین تو بیع فاسد ہی اور یہ اسوقت ہی کہ انکا بڑھنا پورا نہولیا ہو اور اگر بڑھنا پورا ہوگیا ہو اور انکو بلا شرط یا توڑ لینے کی شرط پر فروخت کیا تو صحیح ہی اور اگر انکو درخت پر چھوڑ دینے کی شرط پر فروخت کیا تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک قیاساً صحیح نہین ہی اور امام محمد رح کے نزدیک استحساناً صحیح ہی اور اسرار مین لکھا ہی کہ فتوی امام محمد کے قول پر ہی کذا فی الکافی - اور تحفہ مین لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا قول صحیح ہی کذا فی النہر الفائق - اگر کسی نے تمام پھل فروخت کیے اور بعضے ظاہر ہوگئے تھے اور بعضے ظاہر نہوئے تھے تو ظاہر مذہب کے موافق یہ بیع صحیح نہین ہی - اور شمس الائمہ حلوائی اور امام فضلی دونون شیخ پھلون اور بیگن اور

خربزون وغیرہ مین استحساناً لتعامل الناس جواز کا فتوے دیتے تھے اور جو پھل موجود ہوتے اُنکو عقد مین اصل گردانتے اور جو معدوم ہوتے اُنکو تابع گردانتے اور اصح یہ ہی کہ یہ بیع جائز نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی اگر پھلون کو مطلقاً خریدا اور بائع کی اجازت سے اُنکو درخت پر چھوڑ دیا تو اُنکی زیادتی مشتری کو حلال ہی اور اگر بائع کی بلا اجازت اُنکو چھوڑ رکھا اور وہ ابھی ذات مین بڑھ گئے تو جسقدر زیادتی اُنکی ذات مین ہوئی وہ صدقہ کردے اور اگر اُنکی بڑھائی پوری ہونے کے بعد بلا اجازت اُنکو چھوڑ رکھا تو کچھ صدقہ نکرے اور اگر بائع نے اُنکو مطلقاً فروخت کیا اور مشتری نے اُنکو درخت پر چھوڑ رکھا اور درخت کو کسی مدت معلومہ تک اجارہ پر دیا تو اجارہ باطل ہی اور اسکو زیادتی حلال ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر پھلون کو مطلقاً بدون توڑ لینے کی شرط کے خریدا اور اُن درخت مین پھر پھل آئے پس اگر بائع نے ہنوز مشتری اور پھلون کے درمیان تخلیہ نہ کیا اور قبضہ نہ دیا تھا تو بیع فاسد ہو جاویگی اور اگر قبضہ دینے کے بعد ایسا ہوا تو بیع فاسد نہوگی اور دونون کی شرکت ہو جاویگی اور زائد پھلون کی مقدار بیان کرنے مین مشتری سے قسم لیکر اُسکا قول معتبر رکھا جاویگا اور یہی حال بیگن اور خربزون کا ہی اور اگر مشتری یہ چاہے کہ جو پھل نئے آئے ہین وہ میرے ہون تو اُسکا حیلہ یہ ہی کہ بیگن اور خربزہ اور رطبہ کے اصول خریدے تا کہ جو کچھ پیدا ہو وہ اُسکے ملک مین پیدا ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور اگر انگور کے خوشے خریدے اور اُنمین کے بعض کچے اور بعض پک گئے ہین پس اگر ہر قسم کے بعض کچے اور بعض پک گئے ہین تو بیع جائز ہی اور اگر بعض قسم کے کچے اور بعض قسم کے پک گئے ہین تو جائز نہین ہی اور صحیح یہ ہی کہ بیع دونون صورتون مین جائز ہی اور یہ جواز اُسوقت ہی کہ کل فروخت کر دیا ہو اور اگر تھوڑا اسا فروخت کیا اور اُسمین کے بعض کچے اور بعض پکے ہین یا سب کچے ہین تو جائز نہین ہی اور اسیطرح اگر وہ تاک دو شخصون مین مشترک ہو اور ایک نے اپنا حصہ فروخت کیا اور اُسمین کے بعض کچے یا سب کچے ہین تو بیع جائز نہین ہی اور یہ حکم اُس وقت ہی کہ کسی اجنبی کے ہاتھ سوا اپنے شریک کے فروخت کیا ہو اور اگر اپنے شریک کے ہاتھ فروخت کیا تو رکن الاسلام علی سغدی نے یہ فتوے دیا ہی کہ بیع جائز نہین ہی یہ محیط وذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اسکے جواز کے واسطے حیلہ یہ ہی کہ کل فروخت کردے پھر آدھی یا تہائی وغیرہ حصہ کی بیع فسخ کردے اور اگر انگور کے خوشے پکنے اور گدر ہو جانے کے بعد خواہ مشاع ہو یا غیر مشاع ہو فروخت کیے تو جائز ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی۔ اگر انگور مع غلہ کے خرید کیا اور اُسپر قبضہ کر لیا پس اگر کاشتکار راضی ہوا تو بیع جائز ہی اور اسکو ثمن مین سے حصہ ملیگا اور اگر وہ راضی نہوا تو بیع جائز نہوگی یہ مختار الفتاوی مین لکھا ہی۔ اگر کچھ پھل خریدے کہ جنمین بعض کی صلاحیت ظاہر ہو گئی ہی اور باقی قریب صلاحیت کے ہین اور اُنکا درخت پر چھوڑ رکھنا شرط کیا تو امام محمد رہ کے نزدیک جائز ہی اور اگر باقی کا پکنا بہت دیر کے بعد ہو تو پکے ہوؤن کی بیع جائز ہی اور باقی کی بیع ناجائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے تاک انگور کی عنب اس شرط پر خریدے کہ وہ سو من ہین پھر اُسمین سے صرف نوے من نکلے تو مشتری کو اختیار ہی کہ بائع سے دس من کے حصہ ثمن کا مطالبہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کسی نے شہتوت کے پتے خریدے اور کاٹنے کی

جگہ بیان نہ کی لیکن وہ عرفاً معلوم ہی تو صحیح ہی اور اگر شاخین چھوڑ دین تو اُسکو دوسرے سال کاٹنے کا اختیار ہی اور اگر اُنکو ایک مدت تک چھوڑ دیا پھر اُنکے کاٹنے کا ارادہ کیا تو اُسکو یہ اختیار ہی بشرطیکہ اُس سے درخت کو نقصان نہ پہونچتا ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر سُرخ شہتوت کے پتے درخت پر ظاہر ہو جانے کے بعد خریدے اور اُنکو قطع نہ کیا یہان تک کہ وقت اُسکا جاتا رہا تو فقیہ ابو جعفرؒ نے فرمایا کہ اگر پتے مع شاخون کے خریدے اور کاٹنے کی جگہ بیان کر دی تو مشتری کو یہ اختیار نہین ہی کہ وقت نکلجانے کی وجہ سے مبیع کو واپس کرے اور اُسپر پتے توڑنے کے واسطے جبر کیا جاویگا لیکن اگر شاخون کا کاٹنا درخت کو مضر ہوتا ہو تو بائع کو اختیار دیا جاویگا کہ اگر چاہے تو بیع کو فسخ کر دے اور اگر چاہے تو کاٹنے پر راضی ہو جاوے اور اگر صرف پتے بدون شاخون کے خریدے پس اگر اس شرط پر خریدے کہ اُنکو اُسی وقت توڑ لیگا تو جائز ہی اور اگر اس شرط پر خریدے کہ اُنکو تھوڑا تھوڑا کر کے توڑ لیگا یا اس شرط پر کہ اُنکو درخت پر چھوڑ رکھیگا تو بیع جائز نہین ہی اور اگر کسیطرح کی شرط نہ کی اور اُنکو خریدا پس اگر اسی روز درخت پر سے توڑ لیا تو بیع جائز ہی اور اگر اسی روز نہ توڑے تو بیع فاسد ہو گئی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اس باب مین حیلہ یہ ہی کہ درخت کو جڑ سے خریدے پھر پتون کو توڑ لے پھر درخت بائع کے ہاتھ فروخت کرے یا ہبہ کر دے یہ مختار الفتاوی مین لکھا ہی۔ اور بید کے درخت کی بالو کی بیع جائز ہی اگرچہ وہ دمبدم بڑھتے ہین اور کراث کی بیع جائز ہی اگرچہ وہ نیچے سے بڑھتا ہی کیونکہ لوگون کا تعامل پایا جاتا ہی اور جو چیزین ایسی ہین کہ اُنمین لوگونکا تعامل نہین ہی اور وہ دمبدم بڑھتی ہین تو اُنمین جائز نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ امام فضلیؒ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ بید کے درخت کے بالو کی بیع نہین جائز ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اگر خربزون کی فالیز ایک شخص کی تھی اور اُسمین تبیان نکلنے سے پہلے اس لفظ کے ساتھ فروخت کیا کہ این خیار زار را فروختم تو یہ بیع خربزون کے درختون پر جائز ہی اور جو تبیان نکلی ہین اُنپر جائز نہین ہوگی ہان پھر جو کچھ تبیان نکلینگی اُسکی ملک مین ہونگی اور اگر یہ ارادہ کیا کہ اُسکو زمین مین چھوڑ دے اور شرعی طور پر اُسکو ولایت حاصل رہے تو اُسکا حیلہ یہ ہی کہ گھاس اور خربزے کے درخت بعض ثمن کے عوض خریدے اور بعض ثمن کے عوض زمین کو کرایہ پر واسطے چند روز معلومہ کے لیوے اور جامع صغیر مین لکھا ہی کہ جائز نہین ہی کذا فی الخلاصہ۔ اور صاحب حیلہ کو چاہیے کہ درخت یا پھلون یا گھاس کی بیع مقدم کرے اور پیچھے زمین اجارہ پر لیوے کیونکہ اگر اُسنے اجارہ کو مقدم کیا تو جائز نہوگا یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ اور اگر خربزے کے درخت فروخت کیے اور زمین کو مستعار دیا تو بھی جائز ہی لیکن عاریت دینا لازمی نہوگا اور اُس شخص کو اپنی عاریت دینے سے رجوع کر لینے کا اختیار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک فالیز دو شریکون کی ہی اور ایک نے اپنا حصہ کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہین ہی کیونکہ اُسکے توڑنے مین بائع کے سوا دوسرے شریک کو ضرر پہونچتا ہی اور کسی شخص پر ضرر اُٹھا لینے کے واسطے جبر نہین کیا جاتا ہی اگرچہ وہ راضی ہو گیا ہو پس لازم یہ ہی کہ تمام فالیز دونون شریکون سے خریدے پھر بیع کو دوسرے شریک کے حصہ مین فسخ کر دے یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین

یہ فالیز تیرے ہاتھ دس درم کو فروخت کیا اور یہ کہنا بتیان نکلنے سے پہلے تھا تو امام ابو بکر محمد ابن الفضل نے فرمایا کہ بیع جائز ہی اور خربزے کے درختوں پر واقع ہوگی اور اسکے بعد جو بتیان نکلینگی مشتری کی ہونگی اور اگر چھوڑ رکھنے کی شرط پر بیع واقع ہوئی تو جائز نہین ہی پس اگر وہ فالیز مشترک ہوا اور ایک نے اپنا حصہ اُسمین سے فروخت کر دیا تو جائز نہین ہی پس اگر اُسنے اپنا حصہ فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا تو بائع کا حصہ مشتری کو ملیگا تا وقتیکہ بیع نہ ٹوٹے اور اگر اس شریک نے کہ جسنے فروخت نہین کیا ہی دوسرے شریک کی بیع کی اجازت دیدی اور راضی ہو گیا تو پھر اسکو اختیار ہی کہ راضی نہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک کھیتی جو بقل ہی فروخت کی پس اگر اسکو اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اُسکو کاٹ لے یا اُسمین اپنے چوپایہ چھوڑ دے کہ وہ اُسکو چر لین تو بیع جائز ہی اور اگر اس شرط پر فروخت کیا کہ پکنے کے وقت تک اُسکو کھیت مین چھوڑ دے تو جائز نہین ہی اور ایسے ہی رطبہ کی بیع بھی اسی تفصیل پر ہو اور یہی مختار ہی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے لیا ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی کہ ایک زمین دو شخصون مین مشترک تھی کہ اسمین دونون کی کھیتی تھی اور ایک شریک نے آدھی کھیتی یعنے اپنا حصہ اپنے شریک کے سوا دوسرے کے ہاتھ بدون زمین کے فروخت کر دیا پس اگر کھیتی پک گئی ہو تو بیع جائز ہی اور اگر پکی نہو تو جائز نہین ہی لیکن اگر اُسکا ساتھی راضی ہو تو جائز ہی خواہ اُسنے مطلقاً فروخت کی ہو یا کاٹ لینے کی شرط کر لی ہو اور اگر چھوڑ رکھنے کی شرط لی ہو تو جائز نہین ہی اگرچہ اُسکا شریک راضی ہو جاوے اور اگر دونون مین سے ایک نے آدھی کھیتی مع آدھی زمین کے فروخت کر دی تو بیع جائز ہی اور مشتری بائع کے قائم مقام ہو جاویگا پھر پہلی صورت مین جبکہ آدھی کھیتی کی بیع ناجائز ٹھہری پس اگر اُسنے عقد بیع کو فسخ نہ کیا یہان تک کہ کھیتی پک گئی تو وہی عقد بیع جائز ہو جائیگا اور اگر پہلی صورت مین کھیتی مع زمین کے دو شخصون مین مشترک ہو اور ایک شخص اپنا کھیتی کا حصہ بدون زمین کے دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کر دے پس اگر کھیتی نہ پکی ہو تو بیع جائز نہو گی کذا فی المحیط۔ اور یہی مختار ہی فقیہ ابو اللیث کا کذا فی محیط السرخسی اور اسی تفصیل پر حکم ہی کپاس اور تمام قسم کی کھیتیون کا جبکہ وہ دو شخصون مین مشترک ہون اور ایک اپنا حصہ بدون زمین کے دوسرے ساتھی کے ہاتھ فروخت کر دے اور اگر آدھی کھیتی معہ آدھی زمین کے اپنے ساتھی کے ہاتھ فروخت کر دی یا کسی اجنبی کے ہاتھ بدون اپنے ساتھی کی رضامندی کے بیچی تو بیع جائز ہی اور اجناس مین ہو کہ اگر آدھی مشترک کھیتی اپنے شریک کے ہاتھ فروخت کر دی تو ظاہر الروایہ مین جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ فتاوے صغرے مین مذکور ہو کہ اگر ایک درخت دو شخصون مین مشترک ہوا اور ایک اپنا حصہ کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت کرے تو جائز نہین ہی اور اگر تین شخصون مین مشترک ہوا اور ایک نے اپنا حصہ دونون ساتھیون مین سے ایک کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہین ہی اور اگر دونون کے ہاتھ فروخت کر دیا تو جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کھیتی زمیندار اور کاشتکار کے درمیان مشترک تھی اور زمیندار نے اپنا حصہ کاشتکار کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہین ہی اور اگر کاشتکار نے اپنا حصہ زمیندار کے ہاتھ

بیچا تو جائز ہے کیونکہ وہ سپرد کرنے مین تقسیم کا محتاج نہین ہے اور اگر ایسی کھیتی پکی ہوئی ہو تو ہر ایک کو اپنا حصہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے جامع الاصغر کی کتاب المزارعت مین لکھا ہے کہ شیخ نصیر رح نے فرمایا کہ تہائی کے کاشت کرنے والے نے اپنا کھیتی کا حصہ زمیندار یا دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہین ہے اور اصل مین لکھا ہے کہ اگر زمیندار نے ایسی زمین بیچی کہ جسمین اُسکی اور کاشتکار کی مشترک کھیتی تھی تو اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ وہ کھیتی ہنوز سبزی ہو اسصورت مین کاشتکار کی اجازت پر بیع موقوف ہوگی خواہ اُسنے زمین مع کھیتی فروخت کی ہو یا بدون کھیتی کے فروخت کی ہو پس اگر اُسنے زمین مع تمام کھیتی کے فروخت کردی اور کاشتکار نے زمین اور کھیتی دونون کی بیع کی اجازت دیدی تو بیع نافذ ہوجاویگی اور ثمن زمین کی قیمت اور کھیتی کی قیمت پر تقسیم ہوگا پس جسقدر زمین کے حصہ مین آوے وہ زمیندار کا ہے اور جو کھیتی کے حصہ مین پڑے وہ زمیندار اور کاشتکار مین آدھا آدھا تقسیم ہوجاویگا اور اسصورت مین اگر کاشتکار نے بیع کی اجازت نہ دی تو مشتری کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو کھیتی پکنے تک توقف کرے ورنہ چاہے تو ابھی بیع توڑ دے اگر زمیندار نے فقط زمین فروخت کی پس اگر کاشتکار نے بیع کی اجازت دی تو زمین مشتری کی ہوگی اور کھیتی زمیندار اور کاشتکار کے درمیان مشترک رہیگی اور اگر کاشتکار نے بیع کی اجازت نہ دی تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا اور اگر زمیندار نے زمین اور اپنا حصہ کھیتی کا فروخت کیا اور کاشتکار نے بیع کی اجازت دی تو مشتری زمین کو اور زمیندار کے کھیتی کے حصہ کو پورے ثمن مین لے لیگا اور اگر کاشتکار نے اجازت نہ دی تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا اور پختہ ہونے کی صورت مین اگر کاشتکار نے بیع فسخ کرنی چاہی پس اگر بیع کے وقت کھیتی پکی ہوئی تھی تو صحیح یہ ہے کہ اُسکو یہ اختیار نہوگا اور اسی صورت مین اگر فقط زمین یا مع اپنے کھیتی کے حصہ کے فروخت کیا ہو تو بیع بلا توقف جائز ہے اور اگر زمین مع تمام کھیتی کے فروخت کردی تو زمین کی اور زمیندار کی کھیتی کے حصہ کی بیع نافذ ہوجاویگی اور کاشتکار کے حصہ کی بیع متوقف رہیگی پس اگر اُسنے اجازت دیدی تو اُسکے حصہ کی بیع بھی نافذ ہوجاویگی اور اسکی کھیتی کے حصہ کا عوض ثمن مین سے لیگا اور باقی ثمن زمیندار کا ہوگا اور اگر اُسنے اجازت نہ دی تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا بشرطیکہ خریدنے کے وقت اُسکو اسطرح کی کاشتکاری کا علم نہوا ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ ایک زمین مین کھیتی ہے اگر زمیندار نے زمین بدون کھیتی کے یا کھیتی بدون زمین کے فروخت کردی تو بیع جائز ہے اور اسیطرح اگر آدھی زمین بدون کھیتی کے فروخت کی تو جائز ہے اور اگر آدھی کھیتی بدون زمین کے فروخت کی تو جائز نہین ہے لیکن اگر ایسی بیع زمیندار اور کاشتکار کے درمیان واقع ہو تو کاشتکار کو اپنا حصہ زمیندار کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے اور اگر زمیندار نے اپنا حصہ کاشتکار کے ہاتھ بیچا تو جائز نہین ہے اور یہ حکم اسصورت مین ہے کہ بیج زمیندار کا ہو اور اگر کاشتکار کا ہو تو جائز ہونا چاہیے یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور اسصورت مین اگر کھیتی پکی ہوئی ہو تو ہر ایک کاشتکار اور زمیندار کو اپنا حصہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے جامع الاصغر کے کتاب المزارعت مین لکھا ہے۔ کہ اگر تہائی کے کاشتکار نے

ع
یا اسصورت مین
کہ کھیتی آدھی
مع اپنی پیداوار

اپنا کھیتی کا حصہ زمیندار یا دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی کہ زمیندار نے اگر اپنا کھیتی کا حصہ بدون زمین کے کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت کیا یا کاشتکار نے اپنا حصہ کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت کیا اور کھیتی اسوقت تک پکی نہ تھی یہانتک کہ اسکی بیع بسبب اسکے کہ شریک کو ضرر نہ پہونچے ناجائز قرار پائی تھی پھر اس شریک نے اسکے بعد اپنا حصہ بھی اسی مشتری کے ہاتھ فروخت کر دیا تو وہ پہلی بیع جائز ہو جاویگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ پھر جاننا چاہیے کہ آدھی کھیتی بدون زمین کے بیچنا صرف اسی موقع پر ناجائز ہی کہ جہان کھیتی والے کو کھیتی برقرار رکھنے کا استحقاق حاصل ہو جیسے کہ اپنی ملکیت مین کھیتی بوئی ہی لیکن اگر اسکو برقرار رکھنے کا حق حاصل نہو جیسے کہ کسی نے دوسرے کی زمین بطور غصب چھین کر زبردستی اُسمین کھیتی کر لی تو آدھی کھیتی کی بیع جائز ہوگی اور اسی قیاس پر یہ مسئلہ بھی ہی کہ اگر آدھی عمارت بدون زمین کے فروخت کی پس اگر وہ عمارت بنانے مین حق دار تھا تو جائز نہین ہی اور اگر اُسنے بطور غصب زبردستی بنائی تھی تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی یتیمہ مین ہی کہ بقالیؒ نے ذکر کیا ہی کہ اگر کسی نے زمین خریدی اور اسمین کھیتی بوئی اور کھیتی اور زمین مین شریک کر لیا تو جائز ہی اور اگر فقط کھیتی مین شریک کیا تو جائز نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر درخت پر لگی شاخ خریدی تو جائز ہی اور اگر ساگ کے کھیت مین لگا ساگ خریدا تو جائز نہین ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اگر خرما کے درخت پر لگے ہوئے تازہ چھوارے ٹوٹے ہوئے خشک چھوارون کے عوض بدون پیمانہ کے خریدے تو جائز نہین ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی۔ کسی نے اپنی زمین دوسرے کو آدھے کی بٹائی پر اس شرط سے دی کہ وہ اسمین درخت لگا دے اور اُسنے شہتوت کے درخت اُسمین لگا دیے پھر مدت گذرنے کے بعد زمیندار نے اپنی زمین اور اپنا پودون کا حصہ فروخت کر دیا تو صحیح ہی پس اگر قبضہ سے پہلے مشتری نے دوسرے کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا تو بیع فاسد ہوگی اور یہ حکم ضرور ہی کہ امام محمدؒ کے قول پر ہی اور امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بیع صحیح ہوگی کیونکہ عقار کی بیع ان دونون کے نزدیک قبضہ سے پہلے جائز ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اگر گندنے کو جم کر اونچا ہو جانے کے بعد ایک مٹھا کاٹ کر فروخت کیا تو جائز ہی اور اگر اتنے اونچا ہونے سے پہلے فروخت کرے تو جائز نہین ہی اسیطرح گیہون کے درخت کا بھی حال ہی اگر اُنکو فی الحال بڑھ جانے کے بعد کاٹ کر فروخت کرے تو جائز ہی اور اسیطرح درختون مین اگر اُنکو فروخت کیا اور وہ فی الحال کاٹنے یا اُکھاڑ لینے کے واسطے قائم تھے تو بیع جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ گھاس کا بیع کرنا اور اسکا اجارہ پر دینا جائز نہین ہی اگرچہ وہ گھاس اُسکی زمین مین ہو سوا اسکے کہ مالک زمین کو یہ اختیار ہی کہ اپنی زمین مین آنے نہ دیوے اور جب اُسنے روکا تو غیر کو یہ حق پہونچتا ہی کہ یون کہے کہ تیری زمین مین میرا بھی حق ہی پس یا تو مجھکو اُس تک پہونچنے دے یا اُس گھاس کو کاٹ کر میری طرف پھینک دے اور یہ حکم یعنی گھاس مین غیر کا حق متعلق ہونا اُسوقت ہی کہ وہ گھاس خود اُگی ہو اور اگر زمین کے مالک نے اُس زمین کو گھاس اُگانے کے واسطے سینچا اور آراستہ کیا ہو اور اسمین گھاس اُگی ہو تو [illegible] محیط اور

نوازل مین مذکور ہی کہ ایسی گھاس کی بیع جائز ہی کیونکہ یہ اسکی ملک ہی اور اسی کو صدر الشہید ؒ نے اختیار کیا ہی اور اسی مین مذکور ہی کہ اگر اپنی زمین کے آس پاس خندق بنائے اور اسکو نرکل اُگانے کے واسطے مہیا کیا اور اسمین نرکل اُگے تو وہ اسکی ملکیت ہو جاوینگے اور اسی پر اکثر مشائخ ہین کذا فی البحر الرائق اور اگر اسکو کسی شخص نے اسکی بلا اجازت کاٹ لیا تو اسکو واپس کر لینے کا اختیار ہی اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی - اور گھاس کے اجارہ لینے کے واسطے حیلہ یہ ہی کہ زمین کو چوپایہ کھڑا کرنے یا کسی دوسرے نفع کے واسطے جسقدر اجرت یا ثمن پر اسکا مالک راضی ہو اجارہ لیوے پس اس سے دونون کی غرض حاصل ہو جاویگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور گھاس کے حکم مین سب قسم کے چارے کہ جنکو چوپایہ چرتے ہین خواہ وہ خشک ہون یا تر داخل ہین بخلاف درختون کے کہ وہ داخل نہین ہین کیونکہ گھاس وہ ہی جسکی ساق نہو اور درخت وہ ہی جسمین ساق ہو پس درخت گھاس مین داخل نہوگا یہان تک کہ اگر درخت اسکی زمین مین اُگے تو اسکو فروخت کر سکتا ہی اور کماۃ کا حکم گھاس کے مانند ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر اپنی زمین کے شکار کے پرند کے انڈے کہ ہنوز وہ ہاتھ مین نہین آئے فروخت کیے تو انکا بیچنا جائز نہین ہی کذا فی الحاوی -

تیسری فصل مرہون اور اجارہ دی ہوئی اور غصب کیے ہوئے اور بھاگے ہوئے غلام یا باندی اور ارض قطیعہ اور اخازہ اور اگارہ کی بیع کے بیان مین - مرہون یعنے رہن کی ہوئی چیز کی بیع مین اختلاف ہی عامہ مشائخ کے نزدیک اسکی بیع موقوف ہی اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی - حتے کہ اگر رہن کرنے والے نے قرض ادا کر دیا یا رہن رکھنے والے نے اسکو قرضہ معاف کر دیا یا رہن اسکو پھیر دیا یا بیع کی اجازت دی اور اسپر راضی ہو گیا تو پہلی بیع تمام ہو جاویگی اور از سر نو عقد بیع کرنے کی ضرورت نہوگی کذا فی الغیاثیہ - اور اگر مرتہن نے بیع کی اجازت نہ دی اور مشتری نے قاضی سے یہ درخواست کی کہ مبیع میرے سپرد کیجاوے تو قاضی دونون مین عقد بیع فسخ کر دیگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور جو چیز اجارہ پر لیگئی تھی اسکی بیع مرہون کی بیع کے مانند عامہ مشائخ کے نزدیک موقوف رہتی ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر خرید کے وقت مشتری کو یہ نہ معلوم ہوا کہ خریدی ہوئی چیز کسی کے پاس رہن یا اجارہ ہی تو اسکو خیار حاصل ہوگا کذا فی الذخیرہ - اور صدر الشہید ؒ نے فرمایا کہ ظاہر الروایہ کے موافق صحیح یہ ہی کہ اسکو باوجود علم ہونے کے بھی خیار حاصل ہوگا یہ عتابیہ مین لکھا ہی - اگر اجرت پر لینے والے نے بائع اور مشتری کے درمیان بیع فسخ کرنے کا ارادہ کیا تو صدر الشہید ؒ نے ذکر کیا ہی کہ ظاہر الروایہ کے موافق اسکو یہ اختیار ہی اور طحاوی کی روایہ مین یہ ہی کہ اسکو یہ اختیار نہین ہی اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ اسمین دونون روایتین آئی ہین اور فتوے اسی پر ہی کہ اسکو یہ اختیار نہین یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی اور اگر اجارہ دراز ہوا اور اسنے فروخت کر دیا پھر فسخ کے ایام آگئے تو اکثر مشائخ کے نزدیک اسکی بیع نافذ ہو جاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور اس بات مین اختلاف ہی کہ مرتہن فسخ بیع کر سکتا ہی یا نہین پس بعضون نے کہا کہ فسخ کرا سکتا ہی اور بعضون نے کہا کہ نہین اور یہی صحیح ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی

پھر اگر اجرت پر لینے والے نے بیع کی اجازت نہ دی یہانتک کہ دونون مین اجارہ ٹوٹ گیا تو پہلی بیع نافذ ہوجاویگی اور یہی حال مرتہن کا ہی کہ اگر بیع نہ توڑی یہانتک کہ راہن نے قرض ادا کر دیا تو پہلی بیع نافذ ہوجاویگی اور رہن کرنے والے اور اجرت دینے والے کو فسخ کرنے کا حق بالکل نہین ہی پس اگر اجرت پر لینے والے نے بیع کی اجازت دیدی تو بیع نافذ ہوجاویگی اور بیع اُسکے ہاتھ سے نہ نکالی جاویگی یہانتک کہ اُسکا مال اُسکے پاس پہونچ جاوے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی- اور اگر اجرت پر دی ہوئی چیز اجرت پر لینے والے کے پاس اپنا مال (یعنی کرایہ جو پیشگی دے چکا ہو ۱۲ منہ) حاصل کرنے کے واسطے روکنے کی صورت مین تلف ہو جانے کا خوف رکھتی ہو تو بخلاف رہن کے اُس سے قرضہ (یعنی دیا ہوا کرایہ ۱۲) ساقط نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- گھر کے مالک نے اِس اجرت پر دئے ہوئے گھر کو بدون اجرت پر لینے والے کی رضامندی کے فروخت کر دیا پھر اجرت لینے والے نے اُجرت مین کچھ بڑھا کر از سر نو اجارہ کا عقد کرنا چاہا تو بیع موقوف نافذ ہوجاویگی کیونکہ دوبارہ اجارہ کرنا پہلے اجارہ کے فسخ کو شامل ہی پس جب وہ فسخ ہوا تو بیع نافذ ہوجاویگی یہ قنیہ مین لکھا ہی اگر اجرت پر دینے والے نے اُجرت پر دی ہوئی چیز کسی کے ہاتھ اجرت پر لینے والے کی بلا اجازت فروخت کر دی پھر اُسکو اجرت پر لینے کے ہاتھ فروخت کیا تو یہ دوسری بیع صحیح ہوا اور پہلی بیع ٹوٹ جاویگی اور اگر اُسنے کسی کے ہاتھ فروخت کی پھر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کی پھر اجرت پر لینے والے نے دونون بیع کی اجازت دیدی تو پہلی بیع نافذ ہوجاویگی اور دوسری باطل ہوجاویگی یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی- اگر کسی نے اپنا اجرت پر دیا ہوا غلام فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا اور اُسنے قبضہ کر لیا تو اجرت پر لینے والے کو یہ اختیار نہین ہی کہ اُس سے ضمان لے بخلاف مرتہن کے کہ اُسکو یہ اختیار ہی کہ اُس مرہون کے قیمت کی ضمان لیوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اجرت پر لینے والے نے یہ سنا کہ اجرت کی چیز فروخت ہوگئی اور مشتری سے یہ کہا کہ یہ چیز میرے اجارہ مین ہی ولیکن تیرا احسان ہوگا کہ تو اتنی مدت تک چھوڑ دے کہ مین اپنی اجرت جو مین نے بائع کو دی ہی لے لیون تو یہ اجازت دینے مین شمار ہی اور بیع نافذ ہوجاویگی یہ قنیہ مین لکھا ہی- رہن کرنے والے سے اگر کسی نے غلام خرید کر فروخت کر دیا یا آزاد کر دیا پھر مرتہن نے بیع کی اجازت دی تو مشتری کا بیع یا آزاد کرنا بلا اختلاف نافذ ہوجاویگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی- اگر رہن کرنے والے نے بلا اجازت مرتہن کے رہن کو فروخت کیا پھر اُسکو مرتہن کے ہاتھ فروخت کیا تو مرتہن کے ہاتھ بیع جائز ہوجاویگی اور پہلی بیع ٹوٹ جاویگی یہ محیط مین لکھا ہی- اور اگر راہن نے رہن کی ہوئی چیز بلا اجازت مرتہن کے کسی کے ہاتھ فروخت کر دی پھر مرتہن کی بلا اجازت دوسرے کے ہاتھ فروخت کی پھر دونون بیع مین سے ایک کی مرتہن نے اجازت دی تو وہ بیع نافذ ہوگی جسکے ساتھ اجازت مرتہن لاحق ہوئی اور ثمن مرتہن کے پاس آویگا کہ وہ اُسمین سے اپنا حق پورا لیلیوے یہ فتاوی صغری مین لکھا ہی- مسئلہ اور ایسی صورت مین اگر بجائے دوسری بیع کے رہن یا اجارہ واقع ہوا اور مرتہن اس رہن یا اجارہ کی اجازت دیدے تو بیع جو پہلے واقع ہوئی ہی نافذ ہوجاویگی- اور یہ رہن اور اجارہ باطل ہوجاویگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- کسی نے ایک رہن کیا ہوا غلام فروخت کیا اور مشتری نے اُسکو مرتہن سے

لیکن اپنے قبضہ مین لانے سے پہلے آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جاویگا اور مشتری اُسکی قیمت مرتہن کو ضمان دیگا اور بائع کا اُسپر کچھ ثمن نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - رہن کرنے والے نے مرہون کو فروخت کیا اور ثمن پر قبضہ کر لیا پھر فک رہن سے پہلے اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر فک رہن کیا تو پہلی بیع کا نافذ ہونا اولے ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی - اگر غصب کی ہوئی چیز غاصب کے سوا دوسرے کے ہاتھ فروخت کی تو بیع موقوف رہیگی اور یہی صحیح ہی یعنی دوسری نافذ ہوگی ۱۲ م پس اگر غاصب نے اقرار کر لیا تو بیع تمام ہو جاویگی اور لازم ہو جاویگی اور اگر انکار کیا اور بائع کے پاس گواہ ہین تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الغیاثیہ - اور اگر بائع کے پاس گواہ نہون اور اُسنے مشتری کو سپرد نہ کی یہان تک کہ وہ ہلاک ہو گئی تو بیع ٹوٹ جاویگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - جس شخص نے دوسرے کی ملک کی کوئی چیز فروخت کی پھر اُسکو دوسرے سے خرید کر مشتری کے سپرد کر دیا تو جائز نہین اور بیع فاسد نہین بلکہ باطل ہوگی اور صرف اُسی صورت مین جائز ہوگی کہ جب بیع کرنے سے پہلے اُسکی ملکیت کا سبب قائم ہو جیسے کہ اگر غاصب نے غصب کی ہوئی چیز فروخت کی پھر اُس شی کے مالک کو ضمان دیدی تو بیع جائز ہو جاویگی اور اگر غاصب نے مالک سے اُسکو خریدا یا مالک نے اُسکو ہبہ کی یا اسکو اُس سے میراث مین پہونچی تو اس سے پہلے اُسکی بیع نافذ نہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی - بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر ایک شخص نے دوسرے شخص کا طعام غصب کیا اور اُسکو صدقہ کر دیا اور وہ ہنوز مسکینون کے ہاتھون مین موجود تھا کہ غاصب نے اُسکے مالک سے اُسکو خریدا تو اُسکی خرید جائز ہی اور اپنے صدقہ سے رجوع کر لے اور اُسکی قسم کے کفارہ کے عوض جائز نہوگا اور اگر مسکینون نے طعام کو بعد خریدنے کے تلف کر دیا تو وہ اُسکے ضامن ہونگے اور اگر غاصب نے خرید نہ کیا اور اُسکی قیمت کی ضمان دیدی تو اسکا صدقہ جائز ہوگا اور قسم کا کفارہ ادا ہو جاویگا اور صدقہ سے رجوع نہ کریگا اور اگر غاصب کے مالک سے خریدنے کے وقت وہ طعام مسکینون کے ہاتھ مین تلف ہو گیا ہو تو خرید باطل ہی لیکن اگر غاصب یون کہے کہ مین اُس طعام کو خریدتا ہون جو تیرا مجھپر ہی تو خرید جائز ہی اور صدقہ بھی جائز ہی - امام محمد رح نے جامع مین ذکر فرمایا ہی کہ کسی نے دوسرے کا ایک غلام غصب کیا پھر غاصب نے کسی کو حکم دیا کہ تو اِس غلام کو اِسکے مالک سے میرے واسطے خرید لے اور اُسنے خرید لیا تو خرید صحیح ہی اور حکم دینے والا فقط خرید واقع ہونے سے قابض ہو جاویگا اور اسیطرح اگر کسی اجنبی نے غاصب کو حکم دیا کہ تو میرے واسطے اُسکو خرید اور غاصب نے ایسا ہی کیا تو صحیح ہی اور حکم دینے والا فقط خرید واقع ہونے سے قابض ہو جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی - ابن سماعہ رح نے امام محمد سے روایت کی ہی کہ کسی نے دوسرے کا ایک غلام غصب کیا اور اُسکو غاصب نے کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکے سپرد کر دیا پھر غاصب نے اُسکے مالک سے کسی چیز پر صلح کی پس اگر صلح قیمت سے درہم و دینار پر واقع ہوئی تو غاصب کی بیع جائز ہوگی اور اگر کوئی اسباب دیکر صلح کی تو یہ از سر نو بیع ہی پس پہلی بیع باطل ہو جاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور اگر غاصب نے اُسکو آزاد کیا پھر اُسکی قیمت کی ضمان دی تو اُسکا آزاد کرنا جائز نہوگا یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی اگر غصب کرنے والے سے خرید کر کسی نے آزاد کر دیا پھر اُسکے مالک نے بیع کی اجازت دی تو قیاساً

اسکا عتق نافذ ہوگا اور یہی امام محمد کا قول ہی اور امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک استحساناً اُسکا عتق نافذ ہوجاویگا اور اگر کسی نے غاصب سے خرید کر اُسکو فروخت کر دیا پھر اُسکے مالک نے پہلی بیع کی اجازت دی تو مشتری کی دوسری بیع نافذ ہوگی اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہی غصب کرنے والے نے اگر مغصوب کو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر اُسکو مشتری نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا یہان تک کہ چند بار وہ ہاتھون ہاتھ فروخت ہوا پھر مالک نے کسی ایک بیع کی اجازت دی تو یہی عقد بیع نافذ ہوجاویگا کسی نے ایک غلام غصب کیا اور اسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مشتری نے اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مالک نے غاصب سے ضمان لیلی تو پہلی بیع نافذ ہوجاویگی اور مشتری کی بیع باطل ہوجاویگی کذا فی فصول العمادیہ۔ اور اگر مشتری کے پاس اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا اور مشتری نے اُسکے عوض کا مال لے لیا پھر غلام کے مالک نے غاصب کی بیع کی اجازت دیدی تو ہاتھ کاٹنے کے عوض کا مال مشتری کا ہوگا اور جسقدر آدھے ثمن سے زائد ہوگا وہ صدقہ کر دیگا اور اگر غلام مرگیا یا قتل کیا گیا پھر مالک نے اجازت دی تو اسکی اجازت ع صحیح نہین ہی اور اگر مشتری نے غلام کو آزاد کر دیا پھر اُسکا ہاتھ کاٹا گیا پھر اُسکے مالک نے غاصب کی بیع کی اجازت دی تو ہاتھ کٹنے کے عوض کا مال غلام کو ملیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی ہشام نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ کسی نے ایک شخص کا غلام غصب کر کے اُسکو فروخت کر دیا پھر اسکا مالک آیا اور اُسنے بیع کی اجازت دی پس فرمایا کہ اگر اسکا مالک غلام کے لے لینے پر قادر تھا تو اُسکی اجازت جائز ہوگی ورنہ نہین اور اگر اُس غلام کو شہر رے مین غصب کیا تھا اور غلام کوفہ مین موجود ہی اور غاصب اور غلام کا مالک دونون رے مین موجود ہین اور اُسکے مالک نے بیع کی اجازت دی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکی اجازت جائز ہی اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ اگر اُسکا مالک اُسکو زندہ جانتا ہی تو اسکا اجازت دینا جائز ہی اور اگر اُسکا زندہ یا مردہ ہونا نہین جانتا ہی تو اُسکا اجازت دینا باطل ہی اور یہ دوسرا قول امام ابو یوسف رح کا ہی کذا فی الظہیریہ۔ اور اگر مالک نے غاصب سے جھگڑا کیا اور قاضی نے غلام اسکو دینے کا حکم دیا پھر اُسنے بیع کی اجازت دی تو ظاہر الروایہ مین صحیح ہی اور اگر اُس غلام کا قیام نہ جانتا ہو اسطرح پر کہ وہ بھاگ گیا پھر اُسنے بیع کی اجازت دی تو ظاہر الروایۃ مین اُسکی اجازت صحیح ہی اور اجازت سے پہلے جو چیز پیدا ہو مثلاً غلام نے کچھ مال حاصل کیا یا باندی کے کوئی بچہ پیدا ہوا یا اُس سے شبہہ سے وطی کرنے کے عوض عقر ملا یا غلام کے ہاتھ کٹنے کے عوض مال ملا تو یہ سب مشتری کا ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ جامع مین مذکور ہی کہ کسی نے دوسرے کی باندی غصب کرلی اور پھر ایک شخص نے اُسی کا ایک غلام غصب کرلیا اور دونون نے غلام اور باندی کو باہم بیع کرلیا اور دونون نے قبضہ کرلیا پھر مالک کو یہ خبر پہونچی اور اُسنے بیع کی اجازت دیدی تو بیع باطل ہوگی اور اگر غلام اور باندی کے مالک دو شخص ہون اور ان دونون کو اُسکی خبر پہونچی اور دونون نے اجازت دیدی تو بیع جائز ہوجاویگی اور باندی غلام غصب کرنے والے کی ہوجاویگی اور غلام باندی غصب کرنے والے کا ہوجاویگا اور غلام غصب کرنے والے پر قیمت غلام کی واجب ہوگی کہ اُسکے مالک کو ادا کرے اور باندی غصب کرنے والے پر

یعنی وہ زندہ ہی یا کیا حال ہی ۱۲

یعنی بچہ یا غلام کے یا باندی کے عوض کیا اد

یعنی جسکی باندی کو پہلے غاصب نے غصب کیا ہی ۱۲ م

ع یعنی پہلے اجازت دینا صحیح ہی بیع جائز نہین ہی ۱۲ منہ

باندی کی قیمت اُسکے مالک کو ادا کرنی واجب ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر ایک ہی شخص کے ایک نے کچھ درم غصب کیے اور دوسرے نے اُسکے کچھ دینار غصب کیے اور دونون نے باہم بیع کر کے قبضہ کر لیا اور جدا ہو گئے پھر مالک نے اجازت دی تو بیع جائز ہوگی اور ہر ایک نے جو غصب کیا ہی اُسکے مثل کا ضامن ہوگا اور اگر مالک نے اجازت نہ دی تو بیع باطل ہو جاویگی اور فلوس درم و دینار کے حکم مین ہین اور اگر ایک غاصب نے اُسکے درم غصب کیے اور دوسرے نے اُسی کی باندی غصب کر لی اور دونون نے باہم بیع کر لی پھر مالک نے اجازت دی تو بیع جائز ہی پس اگر باندی غصب کرنے والے نے درم لے لیے پھر مالک نے اجازت دی اور وہ اُسکے پاس تلف ہو گئے تو امانت مین تلف ہو گئے ولیکن باندی خریدنے والا اُنکے مثل درمون کا خود ضامن ہوگا پس اگر باندی غصب کرنے والے کے درمون پر قبضہ کرنے سے پہلے مالک نے اجازت دی پھر اُسنے یعنی غاصب باندی نے درمون پر قبضہ کیا اور اُسکے پاس تلف ہو گئے تو مالک کو اختیار ہی کہ غاصب یا مشتری جس سے چاہے ضمان لے پس اگر اُسنے مشتری سے ضمان لی تو وہ بائع پر رجوع نہ کریگا اور اگر بائع سے ضمان لی تو وہ اُسکے مثل مشتری سے واپس لیگا اور وہ اُسی کے ہونگے اور جب اُسنے مشتری سے رجوع کر لیا تو جو کچھ اُس سے لیا ہی وہ اُسکو سپرد کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - بھاگے ہوئے کی بیع ناجائز ہی پس اگر وہ بھاگنے سے لوٹ آیا اور اُسکو مشتری کے سپرد کر دیا تو امام محمد رح سے روایت ہی کہ وہ بیع جائز ہوگی اور اسی کو کرخی اور ایک جماعت مشائخ نے اختیار کیا ہی اور ایسا ہی قاضی اسبیجابی نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی اور اُنکی شرح مین یون مذکور ہی کہ اگر بھاگا ہوا غلام حاضر ہو جاوے اور بائع مشتری کے سپرد کر دے تو بیع جائز ہو جاویگی اور دونون مین سے جو شخص انکار کرے خواہ بائع سپرد کرنے سے یا مشتری قبضہ کرنے سے تو اُسپر جبر کیا جاویگا اور از سر نو بیع کرنے کی ضرورت نہوگی لیکن اگر مشتری اس جھگڑے کو قاضی کے روبرو پیش کرے اور بائع سے قبضہ دلانے کی درخواست کرے اور سپرد کرنے سے اُسکا عجز ثابت ہو اور قاضی دونون کے درمیان عقد بیع کو فسخ کر دے پھر غلام حاضر ہو تو اُس وقت مین نئی بیع کرنے کی ضرورت ہوگی اور دوسری روایت امام محمد رح سے یہ آئی ہی کہ ایسی بیع جائز نہین ہی اور نئی بیع کرنے کی ضرورت ہوگی اور ایک جماعت مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہی اور ابو عبد اللہ البلخی اسی پر فتوے دیتے تھے اور شیخ الاسلام نے شرح کتاب البیوع کے باب بیع فاسدہ مین ایسا ہی ذکر کیا ہی کذا فی المحیط - اور فقہا نے فرمایا کہ مختار یہی ہی اور پہلی روایت کی تاویل یہ ہی کہ غلام کے لوٹ آنے کے وقت وہ دونون پھر باہم راضی ہو جاوین یہ غیاثیہ مین لکھا ہی - اگر ایک شخص بھاگے ہوئے غلام کے مالک کے پاس آیا اور کہا کہ تیرا بھاگا ہوا غلام میرے پاس موجود ہی اور مین نے اُسکو پکڑ لیا ہی تو اُسکو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور اُسنے بیچ ڈالا تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور جبکہ اُسکی بیع جائز ہوئی پس اگر مشتری نے اُسپر قبضہ کرنے کے وقت اس بات پر گواہ کر لیے تھے کہ مین اُسپر اسواسطے قبضہ کرتا ہون تاکہ اُسکے مالک کو واپس کر دون تو اب بیع کے بعد قابض شمار نہوگا پس اگر مشتری کے واپس ہو کر جدید قبضہ کرنے سے پہلے وہ غلام مر گیا تو بیع ٹوٹ جاویگی اور مشتری اپنا ثمن واپس کر لیگا اور اگر اُسنے گواہ نہین کیے تھے

تو قابض شمار ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی- اور اگر اُسنے آن کر یہ کہا کہ وہ غلام فلان شخص کے پاس موجود ہی
کیونکہ غاصب سے مقابلہ ۱۲
اور اُسنے اُسکو پکڑ لیا ہی تو میرے ہاتھ اُسکو بیچ ڈال اور اُسنے اُسکی تصدیق کر کے اُسکے ہاتھ فروخت
کر دیا تو بیع جائز نہین ہی لیکن یہ بیع فاسد ہوگی کہ اگر مشتری اُسپر قبضہ پالیگا تو مالک ہو جاویگا یہ بحر الرائق
مین لکھا ہی- اگر کوئی غلام خریدا اور وہ قبضہ سے پہلے بھاگ گیا تو اس عقد کے فسخ کرنے کا مشتری کو اختیار
ہی اور تا وقتیکہ غلام بھاگا ہوا حاضر نہو بائع کو یہ اختیار نہوگا کہ مشتری سے ثمن کا مطالبہ کرے یہ ذخیرہ مین
لکھا ہی- اگر بھاگا ہوا غلام اپنے نابالغ بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہین ہی اور اگر اُس بیٹے کو یا کسی
یتیم کو جو اُسکے پاس پرورش پاتا ہی وہ غلام ہبہ کر دیا تو جائز ہی اور بھاگے ہوئے غلام کا کفارہ مین
آزاد کرنا جائز ہی بشرطیکہ اُسکا زندہ ہونا اور اُسکی جگہ معلوم ہو یہ نہایہ مین لکھا ہی- اگر غصب کیا ہوا غلام
غاصب کے پاس سے بھاگ گیا پھر مالک نے وہ غلام اُسی حالت مین کہ وہ بھاگا ہوا تھا غاصب کے ہاتھ
فروخت کر دیا تو بیع جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- زمین خراجی کی بیع جائز ہی اور مراد اس سے ارض سواد ہی
اور زمین قطعیہ کی بیع بھی جائز ہی اور قطعیہ وہ زمین ہی کہ اُسکو امام نے کسی قوم کے واسطے جدا کر کے انھین کے واسطے
یعنے امام المسلمین خلیفہ ۱۲
خاص کر دی ہو یہ حاوی مین لکھا ہی- اور واضح ہو کہ ارض اغارہ اُس زمین کو کہتے ہین کہ جو خراب پڑی تھی
اور اُسکو کسی شخص نے اُسکے مالک کے حکم سے لیکر آباد کیا اور اُسمین زراعت کی اور ارض اکارہ
وہ زمین ہی کہ جو کاشتکارون کے پاس ہو اب ہم کہتے ہین کہ اگر ایسی زمین کو اُسکے مالک نے فروخت کیا
تو جائز ہی اور اگر اُس شخص نے فروخت کیا جسکے پاس اُسکا آباد کرنا یا کاشت ہی تو جائز نہین ہی اگر زمین کو اُسنے
فروخت کیا اور وہ کسی دوسرے کی کاشت مین تھی تو شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ کاشتکار اتنی مدت مین
استحقاق رکھتا ہی خواہ بیج دونون مین سے کسی کا ہو پس اگر کاشتکار نے اجازت دیدی تو اُسکے عمل کی
کچھ اجرت نہ ملیگی اور مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ اگر کاشتکار نے بیع کی اجازت دی تو کل دونون حصے
مشتری کو ملینگے یعنے جبکہ زمین مین غلہ ہو تو مشتری کا ہوگا اور اگر اُسنے بیع کی اجازت نہ دی تو جائز نہوگی
اور یہی حال تاک انگور کا ہی خواہ پھل ظاہر ہو گئے ہون یا نہوئے ہون بعض فقہا نے کہا کہ زمین کے مسئلہ کا
حکم اس تفصیل سے ہی کہ اگر بیج کاشتکار کے ہون تو اُسکے حق کی بیع جائز نہوگی اور اگر زمیندار کے ہون
اور تخم ریزی ہو گئی ہی تو بھی ناجائز ہی اور اگر زمین مین بیج نہ پڑا ہو تو بیع جائز ہی اور ایسے ہی تاک انگور
مین بھی اگر پھل ظاہر نہوے ہون تو بیع جائز ہی اور امام ظہیر الدین اسی پر فتوے دیتے تھے کذا فی المحیط
اور اگر کاشتکار نے ہنوز زراعت نہ کی و لیکن ہل چلا لیا اور نہرین کھود لی ہین تو ظاہر الروایۃ مین اُسکی بیع نافذ
ہو جاویگی اور یہی اصح ہی اور اگر تاک انگور کو بیچا تو اُسکی بیع عامل کے حق مین نافذ نہوگی خواہ اُسنے
تاک مین کچھ درستی کی ہو یا نہ کی ہو یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی- اگر کسی نے ایک گانون خریدا اور اُس سے
مسجد اور مقبرہ کا استثنا نہ کیا تو بیع فاسد ہوگی اور یہ فساد بیع اُس صورت مین ہی کہ مسجد آباد ہو اور اگر اُسکا
گرد و پیش خراب ہو گیا اور لوگ اس سے بے پروا ہو گئے ہین تو بیع فاسد نہوگی اور اگر کوئی زمین زراعت
خریدی اور اسمین ایک قطعہ وقف کا ہی تو مثل مسجد کے اُسکی بیع بھی ناجائز ہی اسکو شمس الائمہ حلوائی اور شمس الائمہ سرخسی

ذکر کیا ہی اور رکن الاسلام علی السغدی رحنے فرمایا ہی کہ اُسکی بیع جائز ہی اور تفرید مین مذکور ہی کہ اُن دونون نے رکن الاسلام کے قول کی طرف رجوع کر لیا ہی اور یہی مختار ہی اور اگر ملکی زمین وقفی زمین کے ساتھ فروخت کی اور ثمن سے وقفی زمین مین سے ملکی زمین کا حصہ استثنا نہ کیا تو دو قولون مین سے اصح قول کے موافق ملکی زمین کی بیع جائز ہی۔ اور اگر ملکی زمین خریدی اور اُسمین لوگون کا عام راستہ ہی تو بیع فاسد ہوگی اور راستہ ہونا عیب ہی اور منتقی مین لکھا ہی کہ راستہ اگر محدود نہو اور اُسکی مقدار معلوم نہو تو بیع فاسد ہوگی اور اگر کوئی قریہ فروخت کیا اور اُسکے اندر مسجد ہی اور قریہ کی بیع مین مسجد کا استثنا کیا تو مسجد کے حدود ذکر کرنے مین ہمارے مشایخ کا اختلاف ہی اور مختار یہ ہی کہ حدود کا ذکر کرنا شرط نہین ہی اور اسی پر فتوی ہی اور ایسا ہی اختلاف حوضون اور عام لوگون کے راستہ مین ہی اور مقبرہ کے حدود کا ذکر کرنا ضرور ہی لیکن اگر مقبرہ بلند ٹیلہ ہو تو ضرور نہین ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ ایک پہاڑ مین گوگرد تھا تو اُسکے وہان سے لاکر فروخت کرنے مین کچھ خوف نہین ہی اسیطرح اگر پہاڑ کے غار مین سے لاکر فروخت کیا جاوے تو بھی کچھ خوف نہین ہی اور اسیطرح اگر اُس پہاڑ مین پستہ کے درخت تھے اور اُسمین سے پستہ لاکر فروخت کیا گیا تو بھی یہی حکم ہی اور یہی حکم نمک کا ہی اور یہ سب اُسصورت مین ہی کہ جس جگہ سے لایا جاوے وہ کسی کی ملک نہو اور اگر کسی کی ملک ہوگی تو کسی چیز کی بیع جو ہمنے ذکر کی ہین جائز نہوگی کذا فی التاتارخانیہ۔

چوتھی فصل حیوانات کی بیع کے بیان مین۔ جو مچھلی دریا یا کنوئین مین ہی اُسکی بیع نا جائز ہی پس اگر اُس شخص نے کوئی حظیرہ بنایا ہو اور اُسمین مچھلی آجاوے تو دو حال سے خالی نہین کہ یا اُسنے حظیرہ اسیواسطے بنایا تھا یا اسواسطے نہین بنایا تھا پس پہلی صورت مین جو چیز حظیرہ کے اندر آجاوے وہ اُسکی ملک ہی اور کوئی اُسکو نہین لے سکتا ہی پھر اگر اُسکے اندر کی مچھلی بدون شکار کرنے کے پکڑی جاسکے تو اُسکی بیع جائز ہی اور اگر بدون شکار کے نہ پکڑی جاسکتی ہو تو اُسکی بیع جائز نہین ہی اور دوسری صورت مین جو چیز حظیرہ کے اندر آجاویگی وہ اُسکی ملک نہوگی تو اُسکی بیع بھی جائز نہوگی لیکن جب مچھلی اُسکے اندر آجاوے اور وہ حظیرہ کو بند کر لے تو اُسکا مالک ہو جاویگا پس اگر وہ بلا حیلہ پکڑی جاسکے تو اُسکی بیع جائز ہی اور اگر بدون شکار کے پکڑی نہ جاسکے تو جائز نہین ہی۔ اور اگر اُسنے حظیرہ کو اسواسطے نہین بنایا تھا لیکن اُسنے مچھلی پکڑ کر حظیرہ مین ڈال دی تو اُسکا مالک ہو جاویگا پس اگر وہ بلا شکار ہاتھ آوے تو اُسکی بیع جائز ہی ورنہ جائز نہین ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ پھر جن صورتون مین پانی کے اندر مچھلی کا بیع کرنا جائز ہی اُن صورتون مین جب مشتری اُس پر قبضہ کریگا اور اُسکو دیکھیگا تو اُسکو خیار حاصل ہوگا اگر کسی نے ایک مچھلی پکڑ کر پانی کے گڑھے مین ڈال دی پس براہ حکم جو صورتین تفصیل کے ساتھ ہمنے حظیرہ مین بیان کی ہین وہی یہان نکلتی ہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر مچھلی کسی بڑی نہر مین پڑی ہو تو اُسکی بیع کسی حال مین جائز نہین ہی اگرچہ بیع کے بعد بائع اُسکے سپرد کر دینے پر قادر ہو جاوے اور یہی حکم اُسصورت مین ہی کہ اگر اُسنے مچھلی پکڑی پھر وہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نہر مین جا پڑی مگر اتنا فرق ہی کہ اس صورت مین فسخ بیع سے پہلے اگر سپرد کر دینے پر قادر ہو جاوے تو بیع جائز رہیگی اور مشتری کو

یعنی جو حکم ہمنے تفصیلاً خطیرہ مین بیان کیا ہو اُسی تفصیل سے یہان بھی وہی حکم ہی۔

خیار رویت رہیگا خواہ اس سے پہلے اُسنے مچھلی کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اور یہ حکم امام ابوالحسن کرخی کے نزدیک ہی اور مشایخ بلخ نے فرمایا کہ اُسکی بیع جائز نہین ہی اگرچہ وہ سپرد کر دینے پر قادر ہو جاوے یہ ینابیع مین لکھا ہی اور اگر حظیرہ کے اندر مچھلی اور قصب ہو اور اُسنے دونون کو ایکبار فروخت کر دیا پس اگر مچھلی بدون شکار کرنے کے نہ پکڑی جا سکتی ہو تو کل کی بیع فاسد ہی خواہ اس سے پہلے اُسنے مچھلی شکار کی ہو یا نہ کی ہو اور اگر بدون شکار کے مچھلی کا پکڑنا ممکن ہو پس اگر اُسنے اس سے پہلے مچھلی شکار نہ کی ہو تو مچھلی کی بیع فاسد ہی اور قصب کی بیع مین فقہا نے فرمایا کہ امام اعظم رح کے قول کے موافق فاسد ہوگی اور صاحبین کے قول کے موافق فاسد نہوگی اور صحیح یہ ہی کہ صاحبین کے قول کے موافق بھی قصب کی بیع فاسد ہوگی اور اگر اس سے پہلے اُسنے مچھلی کا شکار کیا تھا تو بالاتفاق کل کی بیع جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور کبوترون کی اگر گنتی معلوم ہو اور انکا سپرد کرنا ممکن ہو تو انکی بیع جائز ہی پس اگر وہ اپنے برجون مین موجود ہون کہ انکا نکلنے کا راستہ بند ہی تو اسکی بیع جائز ہونے مین کوئی اشکال نہین ہی اور اگر وہ اُڑنے کی حالت مین ہون اور عادت سے یہ بات یقینی ہو کہ وہ آوینگے تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر ایک برج کہ جسمین کبوتر رہتا تھا اُسکو مع کبوتر کے کسی نے بیچنا چاہا پس اگر رات مین فروخت کر دیا تو جائز ہی منتقے مین مذکور ہی کہ اگر پانی کے اندر کوئی چڑیا یا کوئی مچھلی فروخت کی اور وہ لوٹ کر اسکے پاس آجاتی ہی یا کوئی ایسا پرند کہ جو آسمان مین اُڑتا ہی اور اُسکے پاس چلا آتا ہی فروخت کیا تو بیع جائز ہی اور جب وہ لوٹ کر اُسکے پاس آوے تو اُسوقت سپرد کر دیگا اور اسیطرح اگر کوئی ہرن پالو کہ وہ تھان سے مانوس ہی اور لوٹ کر اُسکے پاس چلا آتا ہی تو اسکی بیع بھی جائز ہی اور اگر مانوس ہونے کے بعد وہ وحشت کرنے لگے اور بلا شکار کے ہاتھ نہ آوے اور اُسکو فروخت کرے تو بیع ناجائز ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی مونہار گھوڑا ایسا بدکتا ہو کہ بدون حیلہ کے اسکا پکڑنا ممکن نہو تو اسکی بیع ناجائز ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ شہد کی مکھیون کو جبکہ اکٹھا موجود ہون بیع کرنا جائز نہین ہی اور یہ امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہی لیکن اگر اُسکے چھتون مین شہد ہو اور چھتے کو مع اُن مکھیون کے جو اسکے اندر ہین خرید کرے تو جائز ہی اور امام محمد نے فرمایا ہی کہ اگر شہد کی مکھیان اکٹھی جمع ہون تو اُنکا بیع کرنا جائز ہی کذا فی الحاوی۔ اور شہد کی مکھیون کی بیع امام محمد کے نزدیک جائز ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی۔ اور فتاوے ابو اللیث مین ہی کہ جونک کا خرید کرنا جائز ہی اور اسی کو صدر الشہید نے لیا ہی کذا فی المحیط اور یہی مختار ہی۔ اور اگر کسی شخص کو اسواسطے اجرت پر لیا کہ وہ اُسکے جونک لگاوے تو بالاتفاق جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور کرم پیلہ کے انڈے بیچنا امام محمد اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ واقعات مین لکھا ہی۔ اور سانپ اور بچھو اور گرگٹ اور جو انکے مانند زمین کے جانور ہین اُنکا بیچنا جائز نہین ہی اور جو چیزین دریا مین ہوتی ہین اُنمین سواے مچھلی کے مینڈک اور کیکڑا وغیرہ کا بیچنا جائز نہین ہی ولیکن انکی ہڈی اور کھال سے نفع اٹھانا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور نوازل مین لکھا ہی کہ سانپ اگر دوا کے کام مین آوین تو انکی بیع

جائز ہی اور اگر کسی کام نہ آوین تو بیع جائز نہین ہی اور صحیح یہ ہی کہ کل چیزون کی بیع جن سے کچھ نفع حاصل ہو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ سیکھے ہوئے کتے کی بیع ہمارے نزدیک جائز ہی اور ایسی ہی بلی اور وحشی درندہ جانورون اور پرندون شکاری کی بیع ہمارے نزدیک جائز ہی خواہ وہ سیکھے ہوئے ہون یا نہون یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور جو کتا کہ سیکھا ہوا نہو اسکی بیع جائز ہی بشرطیکہ وہ سکھلانے کے قابل ہو ورنہ جائز نہین ہی یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ شیر کی بیع مین بھی ہمارا یہی قول ہی کہ اگر وہ تعلیم قبول کرے اور اس سے شکار کیا جاسکے تو اسکی بیع جائز ہی کیونکہ چیتے اور باز ہر حال مین سکھے جاتے ہین تو انکی بیع بھی ہر حال مین جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور فتاوے عتابیہ مین ہی کہ چھوٹے بھیڑیے کی بیع کہ جو تعلیم قبول کرے جائز ہی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ چھوٹا بھیڑیا اور بڑا دونون برابر ہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ ہاتھی کا بیچنا جائز ہی اور بندر کے بیچنے مین امام اعظم سے دو روایتین آئی ہین ایک روایت مین ہی کہ جائز ہی اور یہی مختار ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور سوائے سور کے تمام حیوانات کی بیع جائز ہی اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ اور مکہ معظمہ کے گھرون کی عمارت بیچنی جائز ہی اور ان گھرون کی زمین بیچنی جائز نہین ہی یہ حاوی مین لکھا ہی اور بغداد کے گھر اور بازار کی دوکانین جو سلطانی ہین انکا بیچنا جائز نہین ہی اور اسمین کسی کا شفعہ بھی نہین ہی کذا فی التہذیب۔

پانچوین فصل احرام باندھنے والے کے شکار کو بیع کرنے اور محرمات کی بیع کے بیان مین۔ محرم یعنی احرام باندھنے والا اگر شکار کو فروخت کرے تو جائز نہین ہی اسیطرح حرم کا شکار بیچنا جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور حرم کے اندر شکار کا بیچنا جائز نہین ہی خواہ محرم فروخت کرے یا حلال رکہ جسنے احرام نہین باندھا ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی۔ حرم کے اندر دو حلالون نے کسی شکار کی جو حل مین ہی خرید و فروخت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہی ولیکن حرم سے حل کی طرف نکلکر اسکو سپرد کریگا اور امام محمد کے نزدیک جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے احرام باندھا اور اسکے قبضہ مین دوسرے کا شکار ہی اور اس شکار کو اسکے مالک نے فروخت کیا اور وہ حلال تھا تو بیع جائز ہی اور سپرد کردینے کے واسطے مجبور کیا جاویگا اور اگر اسنے تلف کردیا تو اسپر جزا لازم آویگی اور اگر کسی محرم نے ایک شکار کے بیچنے کے واسطے کسی حلال کو وکیل بنایا اور اسنے فروخت کردیا تو امام اعظم کے نزدیک بیع جائز ہی اور صاحبین نے کہا کہ بیع باطل ہی کذا فی الحاوی۔ اور اگر حلال نے کسی محرم کو ایک شکار کے بیچنے یا خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز نہین ہی اگر کسی شخص نے ایک شخص کو کسی شکار بیچنے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے احرام باندھا اور وکیل نے شکار فروخت کردیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک باطل ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی حلال نے دوسرے حلال سے ایک شکار خریدا اور اسپر قبضہ نہ کیا یہان تک کہ دونون مین سے ایک نے احرام باندھا تو بیع ٹوٹ جاویگی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور جو ذبیحہ کہ مجوسی یا مرتد یا سوائے اہل کتاب کے

جائز نہین بیچنا
محرم کا وکیل ہونا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

دوسرے کا ہو اُسکی بیع جائز نہین ہی اور اسیطرح وہ ذبیحہ کہ جسپر بسم اللہ کہنا عمداً چھوڑ دیا گیا ہو اُسکی بیع بھی ناجائز ہی کذافی الذخیرہ - اور تجرید مین لکھا ہی کہ اسیطرح ایسے بچہ کا کہ جو نہین سمجھتا ہو اور مجنون کا ذبح کیا ہوا بیچنا بھی جائز نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور جس شکار کو محرم نے ذبح کیا ہو یا حلال نے حرم مین ذبح کیا ہو اُسکا بیچنا بھی جائز نہین ہی اور اہل کتاب کا ذبیحہ بیچنا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور کافر اگر کسی مردار کو آپسمین فروخت کرین تو جائز نہین ہی اور اگر اپنے ذبیحہ کو باہم فروخت کرین حالانکہ انکا ذبیحہ یہ ہو کہ بکری کا گلا گھونٹ دین یا اُسکو اسقدر مارین کہ مر جاوے تو اُنکا آپسمین بیع کرنا جائز ہی یہ واقعات مین لکھا ہی - اگر دو ذمیون نے شراب یا سور کی باہم خرید و فروخت کر لی پھر قبضہ سے پہلے دونون مسلمان ہو گئے یا ایک اسلام لایا تو بیع ٹوٹ جاویگی یعنے فسخ کرنے کا حق ثابت ہو جاویگا اور اگر دونون نے شراب پر قبضہ کر لیا پھر دونون یا ایک مسلمان ہوا تو بیع جائز ہو گی خواہ ثمن پر قبضہ ہو گیا ہو یا نہوا ہو یہ حاوی مین لکھا ہی - اور اگر کسی ذمی نے ایک مسلمان غلام خریدا تو بیع جائز ہی اور اُسپر جبر کیا جاویگا کہ اسکو فروخت کر دے خواہ یہ ذمی نابالغ ہو یا بالغ ہو یہ تاتارخانیہ مین تجنیس سے منقول ہی - اور اگر کسی کافر نے دوسرے کافر سے ایک مسلمان غلام بطور بیع فاسد کے خریدا تو مشتری پر جبر کیا جاویگا کہ واپس کر دے اور بائع پر جبر کیا جاویگا کہ اُسکو فروخت کر دے اور اگر ذمی نے اُس غلام کو آزاد کیا مدبر کر دیا تو جائز ہی اور وہ مدبر سعی کریگا اور یہی حکم ہی اگر وہ باندی تھی کہ اُسکو ذمی نے ام ولد بنایا ہو اور ذمی کو زدوکوب کی تکلیف پہونچائی جاویگی اور اگر باندی تھی اُسنے مکاتب کر دیا تو کتابت جائز رہیگی اور نہ ٹوٹیگی اور یہی حکم ہی اگر ذمی نے قرآن شریف خریدا ہو اور اسیطرح اگر ذمی کسی مسلمان غلام کے ایک حصہ کا مالک ہوا تو ٹکڑے کا حکم پورے کے حکم کے مانند ہی اور اگر دونون عقد کرنے والون مین سے ایک مسلمان اور دوسرا ذمی ہو تو ان دونون کے درمیان صرف وہی امر جائز ہوگا جو دو مسلمانون مین جائز ہوتا ہی اور اگر مسلمان نے کسی ذمی کو شراب کے بیچنے یا خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ جائز نہین ہی اور اگر چند یتیم نصرانی تھے کہ اُنکا ایک غلام اسلام لایا تو سب پر جبر کیا جاویگا کہ اُسکو فروخت کر دین پس اگر اُنکا کوئی وصی ہوگا تو وہ فروخت کریگا اور اگر نہوگا تو قاضی اُنکا کوئی وصی مقرر کر دیگا کہ وہ اُنکی طرف سے فروخت کریگا اور اگر کسی مسلمان نے کوئی غلام کسی کافر کو ہبہ کیا یا صدقہ مین دیا اور اُسکے سپرد کر دیا تو جائز ہی اور کافر پر جبر کیا جاویگا کہ اُسکو فروخت کر دے یہ حاوی مین لکھا ہی - اور عیون مین مذکور ہی کہ ہاتھی وغیرہ مردارون کی ہڈیان بیچنے مین کچھ خوف نہین ہی لیکن آدمی اور سور کی ہڈی بیچنا جائز نہین ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ ہاتھی وغیرہ کی ہڈی پر چکنائی نہ باقی ہو اور اگر باقی ہوگی تو وہ نجس ہی اور اُسکی بیع ناجائز ہی اور فتاوے اہل سمرقند مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے اپنا کتا ذبح کر کے اُسکا گوشت فروخت کیا تو جائز ہی اور اسیطرح اگر اپنا گدھا ذبح کر کے اُسکا گوشت فروخت کیا تو جائز ہی اور اسصورت مین مشائخ کا اختلاف ہی اور یہ اختلاف اس بنا پر ہی کہ انھون نے ذبح ہونے کے بعد اس گوشت کے پاک ہونے مین اختلاف کیا ہی اور صدر الشہید نے یہ اختیار کیا ہی کہ وہ پاک ہی

یعنے مسلمان کے ہاتھ ۱۲ منہ

یعنے سعی کرکے مال ادا کرے ۱۲ اور جو جابیگا ۱۲ ام

یعنے مسلمان تھی ۱۲ منہ

بدون ام ولد بنانے کے ۔ واللہ اعلم ۱۲ ام

اور اگر کسی نے سور کو ذبح کرکے اُسکا گوشت فروخت کیا تو جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ ذبح کیے ہوئے درندون کا گوشت اور ذبح کیے ہوئے گدھون کا فروخت کرنا صحیح روایت کے موافق جائز ہی اور مردار درندون کا گوشت بیچنا جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور درندون اور گدھون اور خچرون کے چمڑے اگر ذبح کیے ہوئے یا دباغت کیے ہوئے ہون تو انکی بیع جائز ہی اور جو ایسے نہون تو انکی بیع جائز نہین ہی اور یہ حکم اس بنا پر ہی کہ حلال کرنے یا دباغت کرنے سے سب چمڑے پاک ہو جاتے ہین سواے آدمی اور سور کی کھال کے اور جبکہ حلال کرنے سے وہ پاک ہو گئے تو اُنسے نفع اُٹھانا جائز ٹھہرا پس اُنکی بیع ہو سکتی ہی اور مردار کے بال اور اسکی ہڈی اور پشم سے نفع اُٹھانے مین کچھ خوف نہین ہی اور ان سب کی بیع جائز ہی اور سور کے باب مین دو روایتین ہین ایک روایت مین اُس سے نفع اُٹھانا اور اُسکا بیچنا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور سور کے بال بیچنا جائز نہین ہی اور کوچیان بناکر اُس سے نفع اُٹھانا موزہ دوز کو جائز ہی اور انسان کے بالون کا بیچنا اور اُس سے نفع اُٹھانا جائز نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ جامع الصغیر مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موے مبارک کسی شخص کے پاس سے لیے اور اسکو بہت بڑا ہدیہ پیش کیا نہ بطور خرید و فروخت کے دیا تو اسمین کچھ خوف نہین ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی۔ اور عورت کا دودھ اگرچہ کسی پیالہ مین ہو بیچنا جائز نہین ہی خواہ وہ عورت آزاد ہو یا باندی ہو اور اُسکے تلف کردینے والے پر ضمان نہوگی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ باندی کا دودھ بیچنا جائز ہی اور یہی مختار ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ اور ملاقیح اور مضامین کی بیع منعقد نہین ہوتی ہی۔ اور ملقوح اُسکو کہتے ہین جو مادہ کے رحم مین ہو قال المترجم مضامین وہ نطفے ہین جو باپ کی پیٹھ مین ہون۔ اور اسی حکم سے یہ حکم بھی نکلتا ہی کہ گابھن کرائی مین نر کی منی بیچنا اور حمل کا بیچنا جائز نہین ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور آزاد آدمی اور شراب اور سور اور مردار کا فروخت کرنا جائز نہین ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی۔ گوبر اور مینگنی کا بیچنا اور اُن دونون سے نفع اُٹھانا جائز ہی اور گوہ سے کچھ نفع اُٹھانا جائز نہین ہی تاوقتیکہ وہ مٹی سے نہ ملجاوے اور مٹی اُسپر غالب نہوجاوے اور اسیطرح گوہ کا بیچنا بھی جائز نہین ہی تاوقتیکہ وہ غالب مٹی سے نہ ملا ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور رباطات کا گوبر بیچنا جائز نہین ہی مگر جب اُسکو کوئی شخص جمع کرکے فروخت کرے تو جائز ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی۔ اور کبوتر کی بیٹ اگر بہت ہو تو اُسکا بیچنا اور ہبہ کرنا جائز ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ حلال اگر حرام کے ساتھ ملجاوے جیسے شراب اور چوہا گھی یا گوندھے ہوئے آٹے مین جا پڑے تو اُسکے فروخت کرنے مین کچھ خوف نہین ہی بشرطیکہ بیان کردیا جاوے کہ یہ اسیطرح مخلوط ہی اور یہ جواز اُسوقت تک ہی کہ حرام چیز حلال پر غالب یا اُسکے برابر نہوجاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور سواے کھانے کے اُس سے اور طرح نفع اُٹھانے مین کچھ خوف نہین ہی اور خانیہ مین لکھا ہی کہ اگر ایک قطرہ پیشاب یا خون کا سرکہ یا زیتون کے تیل مین جا پڑے تو اُسکا فروخت کرنا جائز نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور جو چیز ایسی ہو کہ اُسپر حرام چیز غالب ہو تو اُسکا بیچنا

یا ہبہ کرنا جائز نہین ہے اور اسیطرح اگر زیتون کے تیل مین مردار کی پگھلی ہوئی چربی پڑجاوے پس اگر تیل غالب ہے تو اُسکی بیع جائز ہے اور اگر چربی غالب ہو تو جائز نہین ہے اور واضح ہو کہ حلال کے حرام پر غالب ہونے کی صورت مین نفع اُٹھانے کا حکم جو مذکور ہوا اُس سے یہ مراد ہے کہ سوائے بدن کے اور کامون مین نفع اُٹھایا جاوے اور بدن مین نفع اُٹھانا جائز نہین ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور بربط اور طبل اور مزمار اور دف اور نرد اور انکے مانند چیزون کا بیچنا امام ابو حنیفہؒ کے قول مین جائز ہے اور صاحبین نے کہا کہ توڑ دینے سے پہلے اِن چیزون کا بیچنا جائز نہین ہے اور یہ مسئلہ اجارات اصل مین بلا تفصیل مذکور ہے اور سیر کبیر مین صاحبین کے قول کی اسطرح تفصیل بیان کی ہے کہ اِن چیزون کو اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا کہ جو انکو خود استعمال مین نہین لاتا ہے اور نہ ایسے شخص کے ہاتھ بیچتا ہے کہ جو انکو استعمال مین لاوے تو توڑ دینے سے پہلے انکی بیع جائز ہے اور اگر ایسے شخص کے ہاتھ بیچا کہ جو انکو استعمال مین لاتا ہے یا ایسے شخص کے ہاتھ بیچتا ہے جو انکو استعمال مین لاوے تو توڑ دینے سے پہلے انکی بیع جائز نہین ہے اور شیخ الاسلامؒ نے فرمایا کہ جو حکم اصل کتاب مین مطلقاً مذکور ہے وہ اس تفصیل پر جو سیر کبیر مین مذکور ہے محمول ہو سکتا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر ان چیزون کو کسی شخص نے تلف کر دیا پس اگر تلف کر دینا قاضی کے حکم سے تھا تو کوئی شخص ضامن نہوگا اور اگر قاضی کے حکم سے نہ تھا تو بھی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہی حکم ہے کذا فی فتاوے قاضی خان۔ اور فتوے صاحبین کے قول پر ہے یہ تہذیب مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے اپنا غلام بعوض اسکے فروخت کیا کہ مین اپنے اونٹ مشتری کی زمین مین چراؤنگا یا اسکے عوض کہ مین اُسکے کنوین سے پانی پیونگا تو جائز ہے اور اسی طرح اگر غلام بائع یا مشتری کی باندیون مین سے کسی باندی کے عوض فروخت کیا اور اُس باندی کو معین نہ کیا تو بیع منعقد ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ سوائے خمر یعنے شراب کے جتنی پینے کی چیزین حرام ہین سب کی بیع جائز ہے اور اُنکے تلف کرنے والون کو ضمان دینی پڑیگی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اِن چیزون کی بیع جائز نہین ہے اور اُنکے تلف کرنے والے پر ضمان واجب نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور فتاوے عتابیہ مین ہے کہ شیرہ انگور کو ایسے شخص کے ہاتھ بیچنے مین کہ جو اُس سے شراب بناویگا کچھ خوف نہین ہے اور زمین ایسے شخص کے ہاتھ بیچنے مین کہ جو اُسکا کلیسا بناویگا کچھ ڈر نہین ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد اور جس غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دیا گیا ہو ان سب کی بیع جائز نہین ہے یہ حاوی مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے ام ولد کو فروخت کر کے سپرد کر دیا تو مشتری اسکا مالک نہوگا اور یہی حکم اُس غلام کا ہے جسکا کچھ حصہ آزاد ہو گیا ہو اور ایسے ہی مدبر کا بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور اگر مکاتب فروخت ہونے پر راضی ہو گیا تو اس باب مین دو روایتین ہین اور اظہر یہ ہے کہ جائز ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور مجمع مین لکھا ہے کہ مکاتب نے اگر اپنی بیع کی اجازت دیدی تو فاسد نہوگی اور یہی روایت مختار ہے اور عامہ مشائخ اسی پر ہین یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہے اور اگر آزاد یا ام ولد یا مدبر یا مکاتب مشتری کے پاس ہلاک ہو گئے

تو وہ ضامن نہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ مدبر اور ام ولد کی قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ امام ابوحنیفہؒ سے بھی مروی ہی بخلاف مکاتب کے کہ اگر مشتری نے اُسپر قبضہ کیا اور وہ اُسکے پاس مرگیا تو بالاتفاق اُسکا ضامن ہوگا یہ کافی مین لکھا ہی اگر کسی نے ایک قیمتی مال بعوض مکاتب یا ام ولد کے خریدا اور مال پر قبضہ کرلیا تو یہ قبضہ بطور ملک فاسد کے ہوگا اور ام ولد کو اُسی کے ہاتھ فروخت کردینا جائز ہی اور ایسے ہی مدبر کو اُسی کے ہاتھ بیچنا جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے مردار یا خون کے عوض کوئی چیز خریدی تو اسکا مالک نہوگا کیونکہ یہ مال نہین ہی اسلیے کہ اس سے تمول نہین ہوتا ہی اور اس قیاس پر اگر کسی نے مردار کی کھال کے عوض کوئی چیز خریدی اور یہ ایسی کھال تھی کہ اُسکو لوگ دباغت کے واسطے رکھ چھوڑتے ہین تو بیع منعقد ہوجائیگی اگر کسی نے مردار یا خون کے عوض کوئی غلام خریدا اور اُسپر قبضہ کرلیا اور وہ مرگیا تو سیر کبیر مین لکھا ہی کہ امام اعظمؒ کے نزدیک مشتری اُسکی قیمت کا ضامن نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا کذا فی محیط السرخسی۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ مشتری اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور باندیون کی اولاد جو ایسے لوگون سے ہو بمنزلہ اصول کے شمار کیجاتی ہی اور اسیطرح حالت کتابت مین خریدا ہوا بیٹا اور مان باپ کا بھی یہی حکم ہی مگر سواے انکے اور ناتے والے کتابت مین داخل نہین ہوتے ہین اور مکاتب کو انکا بیع کردینا امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین ہی یہ حاوی مین لکھا ہی

چھٹی فصل

ربوا اور اُسکے احکام کے بیان مین۔ واضح ہو کہ ربو شرع مین اُس مال کو کہتے ہین کہ جو مال کے عوض مال لینے مین زیادتی ہو کہ اُسکے مقابل مین مال نہو اور یہ ربو ہر ناپ یا تول کی چیزون مین جو اپنے جنس کے ساتھ بیچی جاوین حرام ہی اور اسکی علت مقدار اور جنسیت ہی اور مقدار سے ہماری مراد ناپ کی چیزون مین پیمانہ ہی اور وزنی چیزون مین وزن ہی پس جب ناپ کی چیزین جیسے گیہون اور جو اور چھوارے اور نمک اور تول کی چیزین جیسے سونا اور چاندی وغیرہ جو اوقیہ کے حساب سے بیچی جاتی ہین اپنی جنس کے ساتھ برابر برابر فروخت کیجاوین تو بیع صحیح ہی اور اگر کوئی بڑھتی ہوگی تو بیع صحیح نہین ہی اور اس جنس کی ردی اور جید دونون برابر ہوتی ہین یہان تک کہ جن چیزون مین ربو جاری ہوتا ہی اگر انمین کی جید بعوض ردی کے بدون برابری کے بیچی جاوے تو صحیح نہین ہی اور ایک لپ بھر کے چیز بدلے دو لپ بھر کے فروخت کرنا جائز ہی اور ایک سیب دو سیبون کے عوض بیچنا جائز ہی اور جو آدھے صاع سے کم ہو وہ ایک لپ بھر کے شمار مین ہی اور اگر ناپ یا تول کی چیز جو سواے کھانے کے ہی اپنی جنس کے ساتھ زیادتی سے فروخت کی جیسے گچ اور لوہا تو ہمارے نزدیک جائز نہین ہی اور جس چیز مین مقدار اور جنسیت دونون پائی جاوین اُسمین زیادتی سے بیچنا اور اُدھار بیچنا دونون جائز نہین ہین اور اگر دونون مین سے ایک پائی جاوے اور دوسری نہ پائی جاوے تو زیادتی حلال ہی اور اُدھار بیچنا حرام ہی اور اگر دونون نہ پائی جاوین تو زیادتی اور اُدھار دونون حلال ہین یہ کافی مین لکھا ہی اور جن چیزون مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیل کے حساب سے بڑھتی بیچنے کی حرمت پر صریح حکم فرمادیا ہی وہ ہمیشہ کیلی رہینگی یعنے ناپ کی چیزون مین رہینگی اگرچہ لوگ اسکا ناپنا چھوڑدین جیسے گیہون اور جو اور چھوارے اور نمک اور جن چیزون مین رسول اللہ صلعم نے زیادتی وزن کی رو سے

[illegible]

حرام فرمائی ہی وہ ہمیشہ وزنی رہیگی اگرچہ لوگ اُنکا وزن کرنا ترک کردین جیسا سونا اور چاندی یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی اور جن چیزون مین آنحضرت صلعم کا صریح حکم نہین ہی ولیکن یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کے وقت
مین پیمانہ سے بکتی تھی تو وہ ہمیشہ کیلی رہیگی اگرچہ لوگ اُسکو وزن کرکے بیچنے کی عادت کرین اور جسکا
کہ اُسوقت مین وزنی ہونا معلوم ہو وہ چیز ہمیشہ وزنی رہیگی اور جس چیز مین کہ کچھ صریح حکم نہین ہی
اور نہ آنحضرت صلعم کے زمانہ کا اُسکا حال معلوم ہی تو اُسمین لوگون کا عرف معتبر ہوگا پس اگر لوگون مین وہ
پیمانہ کے حساب سے بکتی ہی تو وہ کیلی ہی اور اگر وزن کے حساب سے بکتی ہی تو وزنی ہی اور اگر
پیمانہ اور وزن دونون کے حساب سے بکتی ہی تو وہ کیلی اور وزنی دونون ہوگی اور یہ سب جو مذکور
ہوا امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا قول ہی کذا فی المحیط - پس اس بناپر جو مذکور ہوا اگر گیہون کو اپنی جنس کے
ساتھ وزن کے حساب سے برابر فروخت کرے یا سونے کو اپنی جنس کے ساتھ پیمانہ کے حساب سے
برابر فروخت کرے تو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہوگا اگرچہ لوگون کے عرف مین اسی طرح
بکتی ہون یہ کافی مین لکھا ہی - پس اگر کیلی چیز کو وزن کے حساب سے یا وزنی چیز کو کیل کے حساب
سے فروخت کیا تو جائز نہین ہی اگرچہ جسطور پر فروخت کی گئی ہین باہم برابر ہون تاوقتیکہ اُنکا
برابر ہونا اپنے اصل طور پر نہ معلوم ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس بات پر
یعنی اگر کیلی ہی تو کیل کے حساب سے اور وزنی ہی تو وزن کے حساب سے برابر ہو ۱۲ منہ
اجماع ہی کہ جس چیز کا کیلی ہونا صریح حکم سے ثابت ہوگیا ہی اگر اُسکو وزن کرکے درہمون کے عوض
فروخت کرے تو جائز ہی اسیطرح جسکا وزنی ہونا صریح ثابت ہوا ہی اگر پیمانہ کے حساب سے درہمون
کے عوض فروخت کیجاے تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور جو چیزین کہ مثل تیل وغیرہ کے منون
یا اوقیون کے حساب سے فروخت ہوتی ہین وہ وزنی ہین یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی پس جو
چیز کہ رطلی ہی یا اوقیہ کے حساب سے بکتی ہی اگر اُسکو اپنی جنس کے ساتھ کیل کے حساب سے برابر برابر
یعنی [illegible] ۱۲
کہ اُسکی مقدار کیل کے حساب سے معلوم ہو اور جسقدر اُس کیل مین سماتا ہی اُسکا وزن معلوم نہووے
فروخت کرین تو جائز نہین ہی اور اگر اُن دونون کو کیل کے حساب سے زیادتی سے فروخت کرین
اور وزن مین وہ دونون برابر رہین تو بیع صحیح ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اور مبسوط مین لکھا ہی
کہ بدبودار گیہون اور جید گیہون ایک جنس مین اور ایسے ہی خرما مین سیراب کردہ زمین کا اور بخسی یعنے بے سینچی
زمین کا دونون ایک جنس ہین اور فارسی چھوارہ اور دقل دونون ایک جنس ہین باوجودیکہ اُسکے
ایک قسم کا عمدہ چھوارے کی ۱۲
کہ وصف مین اختلاف ہی اور ایسے ہی علکہ اور رخوہ چھوارہ ایک جنس ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور فقہاء
نے یتیم کے مالون مین سے جن مالون مین ربوا جاری ہوتا ہی اُسمین جید ہونے کا وصف اعتبار
کیا ہی پس وصی کو یہ جائز نہین ہی کہ اُسکا جید مال ردی کے عوض فروخت کرے اور وقف کے
مال مین بھی ایسا ہی ہونا چاہیے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - ایک انڈے کا دو انڈون کے عوض
اور ایک چھوارے کا دو چھوارون کے عوض اور ایک اخروٹ کا دو اخروٹون کے عوض بیچنا
صحیح ہی اور ایک پیسے معین کو دو معین پیسون کے عوض فروخت کرنا امام اعظم اور ابو یوسف

ف یعنی جہانتک اصل سے ثابت یعنی پیمانہ کرکے بیچنا ہی

ف ۱۲ منہ [illegible] اس سے نسبت [illegible] سن [illegible] سن [illegible] نہین ہی [illegible] اختلاف [illegible] زعیت [illegible]

یعنی [illegible] اولی ہی [illegible] ۱۲ منہ

ف یعنی اصل مین وہ زمین ہی جو مینہ وہان پانی سے سینچی جاتی اور بخسی منسوب بآن زمین بعکس آن ۱۲ منہ

کے نزدیک صحیح ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہین ہی یہ کافی مین لکھا ہی - تر انگور کا خشک کے ساتھ برابر پیمانہ کے حساب سے بیچنا امام اعظمؒ کے نزدیک صحیح ہی اور صاحبین کا اسمین خلاف ہی اور اسیطرح ہر پھل کہ جو خشک ہو جاتے ہین جیسے انجیر اور کشمش اور اخروٹ و کمثری اور انار اور آلو بخارا انمین تر بدلے تر کے اور خشک بدلے خشک کے بیچنا جائز ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور چھوارے کا چھوارے کے عوض زیادتی کے ساتھ بیچنے مین کچھ خوف نہین ہی لیکن اگر یہ بیع ایسی جگہ واقع ہو جہان چھوارہ وزن سے بکتا ہی تو اسطرح اُدھار بیچنا جائز نہین ہی اور اگر ایسی جگہ واقع ہو کہ جہان چھوارہ پیمانہ سے بکتا ہی تو اُدھار بھی جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - ابو الحسن کرخیؒ نے ذکر کیا ہی کہ درخت خرما کے سب پھل ایک جنس ہین اور باقی پھلون مین ہر قسم کے درخت کے پھل ایک جنس ہوتے ہین جیسے کہ انگور سب ایک جنس ہین اگرچہ اُسکے اقسام مختلف ہین اور اسیطرح امرود ایک جنس ہین اگرچہ اُسکے بھی اقسام مختلف ہین اور یہی حال سیب کا ہی یہانتک کہ ایک قسم کا انگور دوسری قسم کے ساتھ زیادتی سے بیچنا جائز نہین ہی اور یہی حال سیب اور امرود کا ہی اور امرود کو سیب کے ساتھ زیادتی سے بیچنا جائز ہی اور ایسے ہی سیب کو امرود کے ساتھ زیادتی سے بیچنا جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - تازہ انگور کو دوشاب کے ساتھ بیچنا ہر طرح جائز ہونا چاہیے یہ قنیہ مین لکھا ہی - نمناک گیہون کو نمناک گیہون کے ساتھ بیچنا جائز ہی اور ایسے ہی نمناک کا خشک کے ساتھ بیچنا اور تازہ تر کا تازہ تر کے عوض بیچنا اور تازہ تر کا خشک کے عوض بیچنا بھی جائز ہی اور تازہ تر باقلاء کا تر کے عوض بیچنا جائز ہی اور خشک انگور کا بھگوئے ہوئے کے ساتھ بیچنا اور بھگوئے ہوئے کا بغیر بھگوئے ہوئے کے ساتھ بیچنا بھی جائز ہی یہ سب امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہین ہی مگر جب یہ معلوم ہو جاوے کہ دونون خشک ہو کر برابر ہو جاوینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - بھنے ہوئے گیہون بغیر بھنے ہوئے گیہون کے عوض بیچنے مین مشائخ کا اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ جائز نہین ہی اگرچہ دونون پیمانہ سے برابر ہون اور بھنے ہوئے گیہون بھنے ہوئے کے عوض بیچنا جائز ہی بشرطیکہ وہ پیمانہ کی راہ سے برابر ہون یہ محیط مین لکھا ہی - اور گیہون کو آٹے یا ستو کے عوض برابر یا زیادتی سے بیچنا صحیح نہین ہی اور آٹے کو آٹے کے عوض کیل کی راہ سے برابر بیچنا ہمارے نزدیک صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی - اور چوکر کو آٹے کے عوض بیچنا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اعتبار کے طور پر جائز ہی اسطرح لحاظ کیا جاوے کہ خالص چوکر اُس چوکر سے جو آٹے کے اندر ہی زائد ہو اور امام محمدؒ کے نزدیک اسطرح اعتبار کے طور پر جائز نہین ہی بلکہ جب پیمانہ کی راہ سے دونون برابر ہون تو جائز ہی یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی اگر آٹے کو آٹے کے عوض وزن کر کے بیچا تو جائز نہین ہی جیسے گیہون کو گیہون کے عوض وزن کر کے بیچنا جائز نہین ہی اور ستو کو ستو کے عوض بیچنا اور چوکر کو ستو کے عوض بیچنا بھی یہی حکم رکھتا ہی - اور اگر چھانا ہوا آٹا بے چھانے ہوئے آٹے کے عوض بیچنا تو جائز ہی بشرطیکہ دونون برابر ہون یہ ذخیرہ مین لکھا ہی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

آٹے کو چنے کے عوض بیچنا جائز ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ گیہون کو روٹی کے عوض اور روٹی کو گیہون کے عوض
بیچنا اور روٹی کو آٹے کے عوض اور آٹے کو روٹی کے عوض بیچنا بعضون کے نزدیک برابری کے
ساتھ اور زیادتی کے ساتھ دونون طرح جائز ہی اور اسی پر فتوی ہی اسواسطے کہ گیہون اور آٹا کیلی ہی
اور روٹی وزنی ہی پس ایک کی بیع دوسرے کے ساتھ زیادتی اور برابری سے جائز ہوگی بشرطیکہ دونون
نقد ادا کیے جاوین اور اگر دونون مین سے کوئی اُدھار ہو پس اگر روٹی نقد ہو تو ہمارے سب امامون
کے نزدیک بیع جائز ہی اور اگر گیہون یا آٹا نقد ادا کیا جاوے اور روٹی اُدھار ہو تو امام ابو یوسف کے
نزدیک جائز ہی اور یہی امام اعظم رح سے بھی روایت آئی ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ امام ابو حنیفہ رح
نے فرمایا کہ روٹی کا ایک قرص بعوض دو قرصون کے ہاتھون ہاتھ بیچنے مین کچھ ڈر نہین ہی اگرچہ دونون
مین بڑے چھوٹے ہونے کا فرق ہو اور اس سے صاف ظاہر ہی کہ امامون کے نزدیک روٹی کا ہر طرح
بیچنا جائز ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اور مجتبے مین لکھا ہی کہ اگر ایک گردہ روٹی نقد بعوض دو گردون روٹی
اُدھار کے بیچا تو جائز ہی اور اگر دونون روٹیان نقد ادا کیجاوین اور ایک روٹی اُدھار ہو تو جائز
نہین ہی اور اگر روٹیون کے ٹکڑے فروخت کیے تو نقد اور اُدھار ہر طرح جائز ہی یہ نہر الفائق مین
لکھا ہی۔ اور امام اعظم رح کے نزدیک روٹی کا قرض لینا جائز نہین ہی نہ وزن سے اور نہ عدد سے
اور امام محمد رح نے فرمایا کہ وزن اور عدد دونون طرح سے اسکا قرض لینا جائز ہی کیونکہ تعامل الناس ہی
اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ وزن سے جائز ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور شرح
مجمع مین لکھا ہی کہ فتوے امام محمد رح کے قول پر ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ آٹے کو ستو کے عوض بیچنا خواہ برابری
کے ساتھ ہو یا زیادتی کے ساتھ امام اعظم رح کے نزدیک جائز نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک اگر ہاتھون
ہاتھ ادا کیے جاوین تو برابری اور زیادتی دونون طرح سے بیچنا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اصل مین
مذکور ہی کہ گیہون کو گیہون کے عوض اٹکل پر بیچنا ناجائز ہی اور فقہا نے کہا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب گیہون
اتنے ہون کہ پیمانہ مین ناپے جاسکین اور اگر تھوڑے ہون تو بعض کو بعض کے ساتھ بیچنا جائز ہی۔ اور
ایسا ہی حکم ہر کیلی اور وزنی چیز کا ہی اور اگر گیہون بعوض گیہون کے اٹکل پر بیچے گئے پھر دونون پیمانہ کیے گئے
اور دونون برابر نکلے تو بیع جائز نہین ہوگی اور قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ جس جگہ دونون بدلون کا معیار شرعی مین
برابر ہونا عقد بیع کے جائز ہونے کے واسطے شرطاً اعتبار کیا گیا ہو وہان وقت عقد بیع واقع ہونے کے اس معیار
کی راہ سے برابر ہونے کا علم شرط ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کچھ طعام بعوض طعام مثل کے
خریدا اور مشتری نے یہ طعام بائع کے حوالہ کردیا اور مشتری نے جو خود خریدا تھا اُسکو چھوڑ دیا اور اسپر
قبضہ نہ کیا اور دونون جدا ہو گئے تو ہمارے نزدیک اسمین کچھ ڈر نہین ہی اور کھانے کو کھانے کے عوض
اُسی کی جنس یا اُسکے خلاف جنس کے ساتھ بیچنے مین دونون کا اُسی مجلس مین باہم قبضہ کرلینا ہمارے
نزدیک شرط نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی اگر گیہون کو جو کے عوض زیادتی کے ساتھ ہاتھون ہاتھ لیکر
فروخت کیا تو جائز ہی اگرچہ جو کے اندر گیہون کے دانے اسقدر ہون کہ جتنے جو مین ہوا کرتے ہین اور

ایسے ہی اگر گیہون کو گیہون کے عوض فروخت کیا تو جائز نہین ہی مگر جب دونون برابر ہون تو جائز ہی اگرچہ ہر ایک مین جَو کے دانہ موجود ہون یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر کسی نے کچھ گیہون(۱) جو بالیون کے اندر ہین بعوض صاف کیے ہوئے گیہوؤن کے خریدے تو ہمارے نزدیک جائز نہین ہی لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ صاف کیے ہوے گیہون اُس سے زائد ہین تو جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر گیہوون کے درخت گیہوؤن کے عوض پیمانہ یا انکل سے فروخت کیے تو جائز ہی بشرطیکہ اسنے چھوڑ رکھنے کی شرط نہ کی ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اصل مین مذکور ہی کہ اگر زیتون کا تیل بعوض زیتون کے یا تلون کا تیل بعوض تلون کے یا ایسی بکری جسکی پیٹھ پر پشم تھے بعوض پشم کے یا ایسی بکری کو کہ جسکے تھنون مین دودھ تھا بعوض دودھ کے یا شیرہ انگور کو بعوض انگور کے یا تر خرما کو بعوض دوشاب کے یا دودھ کو بعوض روغن کے یا روئی کو بعوض روئی کے بیج کے یا خرما کی گٹھلیون کو بعوض چھوارے کے یا ایسا گھر کہ جسمین سونے کے پتر تھے بعوض سونے کے یا ایسی تلوار کہ جسمین چاندی لگی تھی بعوض چاندی کے یا صاف کیے ہوئے گیہون بعوض ایسے گیہوؤن کے جو بالیون مین ہین فروخت کیا پس اگر خالص یا جدا کیا ہوا پوشیدہ یا ملے ہوے سے زائد ہو تو بیع جائز ہی اور جو چیز علحدہ دیجاتی ہی اگر وہ ملی ہوئی سے کم یا اسکے برابر ہو یا کمی اور برابری معلوم نہو تو بالاجماع بیع جائز نہین ہی اور یہ حکم یعنے خالص کا زائد ہونا اسوقت ہی کہ جب دوسرے بدل کا فضلہ کچھ قیمت رکھتا ہو اور اگر اسکی کچھ قیمت نہو تو بیع جائز نہو گی جیسا کہ اگر گھی کو مسکہ کے عوض فروخت کیا تو جائز نہین ہی لیکن جب کہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ خالص گھی اُس گھی کے برابر ہی جو مسکہ مین سے نکلیگا تو بیع جائز ہو گی اور یہ قید یعنے فضلہ کا قیمت دار ہونا امام ابو حنیفہ رح سے صراحۃً روایت کیا گیا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر کپاس کو بعوض اُسکے سوت کے فروخت کیا تو امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی اور یہ اظہر ہی اور اگر اوٹی ہوئی روئی کو بے اوٹی ہوئی روئی کے عوض بیچا تو جائز ہی بشرطیکہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ خالص روئی اُس سے زائد ہی جو بے اوٹی ہوئی مین نکلیگی اور اگر بے اوٹی ہوئی روئی بعوض کپاس کے فروخت کی تو ضرور ہی کہ خالص اُس سے زیادہ ہو جو کپاس مین نکلیگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور کپاس کو روئی کے عوض بالاجماع ہر طرح بیچنا جائز ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اور روئی کے سوت کو روئی (سوتی کپڑا) کے کپڑے کے عوض ہاتھون ہاتھ فروخت کرنے مین کچھ ڈر نہین ہی اسیطرح ہر جنس کا سوت اُسی جنس کے کپڑے کے عوض بیچنا جائز ہی بشرطیکہ ایسے کپڑے وزن سے نہ بکتے ہون یہ قنیہ مین لکھا ہی - اور ایک قفیز تل خوشبو مین بسائے ہوے کو دو قفیز تل بے بسائے ہوے کے عوض بیچنا جائز ہی اور زیادتی خوشبو کے مقابلہ مین رکھی جاویگی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ خوشبو کا اعتبار صرف اُسی وقت ہوگا کہ جب اُس سے وزن مین کچھ زیادتی ہو کہ اگر وہ تل خالص رہجائین تو انکا وزن گھٹ جاوے یہ حاوی مین لکھا ہی اور بنفشہ اور خیری کا تیل دو جنس ہین اور مختلف تیلون کے اصول اجناس ہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اور تل اور زیتون کا تیل دو جنس ہین اور اسیطرح اگر خوشبو کی چیز ملانے سے تیلون مین فرق ہو گیا

ع یعنی بدلہ مین جو ردی چیز ہے

تو انکو دو جنس شمار کرینگے اگرچہ انکی اصل ایک ہی ہو پس فقہانے فرمایا کہ بسائے ہوئے تلون کے تیل کی ایک قفیز کو بے بسائے ہوئے تلون کے تیل کی دو قفیزون کے عوض بیچنا جائز ہی اور خوشبو کو بمقابلہ زیادتی کے گردانا ہی اور زیتون کا ایک رطل تیل کہ جسمین خوشبو ملائی ہی بعوض بے خوشبو ملائے ہوئے ایک رطل کے بیچنا جائز نہین ہی کیونکہ خوشبو زائد ہی پس گویا اُسنے زیتون کا تیل بعوض زیتون کے تیل اور زیادتی کے فروخت کیا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور منتقے مین مذکور ہی کہ اگر ایک مکوک تل بنفشہ مین پروردہ بعوض پانچ مکوک تل بے پروردہ کے ہاتھون ہاتھ فروخت کیے تو جائز ہی اور اگر پروردہ پیمانہ سے بے پروردہ کے برابر ہو تو جائز نہین ہی اور اسیطرح جن ستوون مین روغن اور شکر ملائی ہوئی ہو انکو بعوض بے ملائے ہوئے کے برابر بیچنا جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر ایک بکری بعوض بکری کے گوشت کے خریدی پس دیکھنا چاہیے کہ اگر گوشت کے عوض ذبح کی ہوئی کھال کھینچی ہوئی بکری کہ جسکی چربی اور انتڑیان نکال ڈالی گئی ہین خریدی پس اگر دونون برابر ہون تو جائز ہی ورنہ جائز نہین ہی اور اگر بعوض گوشت کے ایسی بکری ذبح کی ہوئی کہ جسکی کھال نہین کھینچی گئی ہی خریدی پس اگر یہ گوشت اُس سے کم ہو کہ جتنا ذبح کی ہوئی مین ہی یا اُسکے برابر ہو یا کمی اور برابری معلوم نہو تو بیع جائز نہوگی اور اگر ذبح کی ہوئی کے گوشت سے زائد ہو تو جائز ہی اور اگر گوشت کے عوض زندہ بکری خریدی تو قیاس چاہتا ہی کہ جائز نہو لیکن جب یہ بات معلوم ہو جاوے کہ یہ گوشت اس بکری کے گوشت سے زائد ہی تو جائز ہی اور یہی قول امام محمدؒ کا ہی اور استحسانا ہر حال مین جائز ہی اور یہ قول امام اعظمؒ اور ابو یوسفؒ کا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور شرط یہ ہی کہ نقد معین ادا کیا جاوے اور اُدھار جائز نہین ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اگر ایک ذبح کی ہوئی بکری بعوض ایک زندہ بکری کے خریدی تو بالاجماع جائز ہی اور اگر دو زندہ بکریان بعوض ایک ذبح کی ہوئی بے کھال کھینچی ہوئی بکری کے خریدین تو جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر دو ذبح کی ہوئی کھال کھینچی ہوئی بکریان بعوض ایک ذبح کی ہوئی بے کھال کھینچی ہوئی بکری کے خریدین تو جائز ہی کیونکہ ایسی صورت مین گوشت بمقابلہ گوشت کے رہا اور جسقدر مسلوختین مین زیادتی ہی وہ غیر مسلوخہ کے سقط کے مقابلہ مین رہا اور اگر دو ذبح کی ہوئی بے کھال کھینچی ہوئی بکریان بعوض ایک ذبح کی ہوئی کھال کھینچی ہوئی بکری کے خریدین تو جائز نہین ہی اسلیے کہ گوشت مع سقط کی زیادتی سود ہوگی اور اگر دو کھال کھینچی ہوئی بکریان ایک کھال کھینچی ہوئی بکری کے عوض خریدین تو جائز نہین ہی اسواسطے کہ یہان گوشت ہی گوشت کا مقابلہ ہی پس زیادتی سود ہی لیکن اگر دونون وزن مین برابر ہون تو جائز ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ گوشت کا اعتبار اپنی اصل پر ہوتا ہی پس گائے اور بھینس ایک جنس ہین کہ انمین سے ایک کا گوشت دوسرے کے گوشت کے عوض زیادتی سے بیچنا جائز نہین ہی اور اونٹ بختی اور اعرابی ایک جنس ہین اور ایسے ہی بھیڑ اور بکری ایک جنس ہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور فتاوے عتابیہ مین ہی کہ کچا گوشت پکے کے عوض برابر بیچنا ہمارے اصحاب کے نزدیک جائز ہی اور زیادتی حرام ہی لیکن اگر پکے ہوئے

گوشت مین کچھ مصالح پڑا ہو تو زیادتی حرام نہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور اونٹ اور گاے اور بکری کے گوشت اور اُنکے دودھ مختلف جنسین ہین کہ اسمین بعض کو بعوض بعض کے زیادتی کے ساتھ ہاتھون ہاتھ بیچنا جائز ہی اور اُدھار مین خیر نہین ہی اور ایسے ہی چکتی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف جنسین ہین کہ بعض کو بعض کے ساتھ زیادتی سے ہاتھون ہاتھ بیچنا جائز ہی اور اُسکے اُدھار مین بہتری نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور پہلو وغیرہ کے مانند کی چربی گوشت کے تابع ہی اور وہ پیٹ کی چربی اور چکتی کے ساتھ دو جنسین ہین اور ان سب مین اُدھار جائز نہین ہی اور سری اور پائے اور چمڑے کو ہاتھون ہاتھ ہر طرح بیچنا جائز ہی لیکن اُدھار جائز نہین ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اور شراب کا سرکہ بعوض شکر کے سرکہ کے زیادتی سے بیچنا جائز ہی کذا فی الحاوی اور یہی خرماے دقل کا سرکہ انگور کے سرکہ عوض زیادتی سے بیچنا جائز ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - اور اگر سرکہ شیرۂ انگور کے عوض زیادتی سے فروخت کیا تو جائز نہین ہی کیونکہ شیرۂ انگور ثانی الحال مین سرکہ ہو جاتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ چھاچ کو تازہ دودھ کے عوض بیچنا بشرطیکہ چھاچ دو حصہ ہو اور تازہ دودھ ایک حصہ ہو تو جائز ہی اور اگر چھاچ ایک حصہ ہو اور تازہ دودھ دو حصہ ہو تو اسمین بہتری نہین ہی اس جہت سے کہ تازہ دودھ مین مسکہ زیادہ ہوتا ہی اور یہی کہا گیا ہی کہ اگر تازہ دودھ دو حصہ ہو پس اگر ایسا ہو کہ اُسکا مسکہ نکالنے سے وہ ایک رطل سے گھٹ جائیگا تو جائز ہی اور اگر کم نہوگا تو اسمین بہتری نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور پرندون کا گوشت ایک کو دو کے عوض ہاتھون ہاتھ بیچنے مین کچھ ڈر نہین ہی اور اُسکے اُدھار مین بہتری نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور امام ابو حنیفہ سے روایت کیا گیا ہی کہ اُنھون نے پرند کو بعوض پرند کے گوشت کے اگرچہ دونون ایک قسم کے ہون زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز رکھا ہی یہ حاوی مین لکھا ہی اور ایک مرغی کو دو مرغیون کے عوض بیچنے مین کہ جو ذبح کی گئی ہون خواہ وہ بھونی ہوئی ہون یا نہون کچھ ڈر نہین ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی - اور مچھلی مین ایکو دو کے عوض بیچنا جائز ہی کیونکہ مچھلی وزن نہین کیجاتی ہی اور اگر کسی جنس کی مچھلی وزن کیجاتی ہو تو اسمین سواے برابر برابر لینے کے بہتری نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور جس شہر مین گوشت وزن سے نہ بکتا ہو وہان ایک تابہ دو تابون کے عوض بیچنے مین کچھ ڈر نہین ہی اور اس باب مین اہل شہر کا حال دیکھا جاویگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر ایک کوزہ پانی کو دو کوزہ پانی کے عوض بیچا تو امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی کیونکہ پانی اُن دونون کے نزدیک کیلی یا وزنی نہین ہی تو زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہوگا اور برف اگر وزن سے بکتا ہو تو اُسکو برف کے عوض بیچنا جائز ہی مگر برابری شرط ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور لوہا اور رانگا اور کانسہ سب مختلف جنسین ہین یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - اگر کوئی کپڑا سونے کے تارون سے بنا ہوا خالص سونے کے عوض فروخت کیا تو اسمین جواز کے واسطے یہ اعتبار کرنا ضرور ہی کہ خالص سونا زائد ہو یہ محیط مین لکھا ہی - اور کپڑے کی جنسین اپنے اصول اور صفات کی وجہ سے مختلف ہو جاتی ہین اگرچہ

اُنکا نام ایک ہی ہے جیسے ہروی و مروی اور جو مروی بغداد مین بُنا جاتا ہی وہ اور ہے اور جو خراسان مین بُنا جاتا ہی وہ دوسرا ہی یہ حاوی مین لکھا ہی (یعنی دو جنس ہین ۱۲) اور ایسے ہی کتان سے بُنا ہوا اور روئی سے بنا ہوا دو ہین اور ایسے ہی زندنجی اور وذاری دو جنس مختلف ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور ارمنی لبدی اور طالقانی دو جنس ہین یہ نہر الفائق لکھا ہی۔ اور روئی کا سوت کتان کے عوض یا صوف کو بالون کے عوض ایک حصہ کو دو حصون کے ساتھ بیچنے مین کچھ ڈر نہین ہی اور اگر کوئی انمین کا اُدھار ہوگا تو جائز نہوگا کیونکہ یہ وزن سے بکتے ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اسیطرح ریشم کا تاگا روئی کے تاگے کے عوض فقط نقد بیچنا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور منتقے مین مذکور ہی کہ روئی کا سوت نرم باریک اسکے کُھرّے سوت کے ساتھ فقط برابر برابر بیچنا جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور جس چھوارے مین سے گٹھلی نکال ڈالی گئی ہو اُسکو بے گٹھلی نکالے ہوئے کے ساتھ فقط برابر برابر بیچنا جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر نمدے کو صوف کے عوض فروخت کیا پس اگر نمدا ایسا ہی کہ ریختہ ہو جانے کے بعد صوف ہو جائیگا تو اسمین وزن کی برابری کا اعتبار ہوگا اور اگر ایسا نہین ہی تو اعتبار نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ صابون کو صابون کے عوض برابر برابر بیچنا جائز ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ غلام اور آقا کے درمیان سود نہین ہوتا ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ غلام پر اتنا قرضہ نہو کہ جتنے کا وہ خود ہی اور اگر ایسا قرضہ ہوگا تو جائز نہوگا اور محیط کی کتاب الصرف مین لکھا ہی کہ غلام اور اُسکے آقا مین سود نہین ہوتا ہی اگرچہ اس غلام پر قرض ہو کذا فی التبیین۔ اور مدبر اور ام ولد بھی غلام کے مانند ہین بخلاف مکاتب کے کہ اُسکا یہ حکم نہین ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور متفاوضین مین سود نہین ہوتا ہی اور ایسے ہی دو شریک عنان اگر مال شرکت مین باہم خرید و فروخت کرین تو بھی سود نہین ہی (یعنی شریکین بالمفاوضہ ۱۲) اور اگر سوائے مال شرکت کے ایسا کرین تو جائز نہین ہی کذا فی التبیین۔ اور مسلمان اور حربی کے درمیان دار الحرب مین ربوا نہین ہی اور یہ امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا قول ہی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ان دونون مین دار الحرب مین بھی ربوا ثابت ہوتا ہی اور اسیطرح اگر کوئی مسلمان دار الحرب مین امان لیکر گیا اور وہان اُسنے کسی ایسے مسلمان کے ساتھ کہ جو دار الحرب مین ایمان لایا ہی اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہین کی ہی خرید و فروخت کی تو اُسکے ساتھ سود لینا امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہی اور امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ نے کہا کہ جائز نہین ہی لیکن اگر وہ مسلمان دار الاسلام مین ہجرت کر آیا اور پھر دار الحرب کو لوٹ گیا تو اُس سے سود لینا جائز نہوگا کذا فی الجوہرۃ النیرہ۔ اور ایسے ہی اگر دار الحرب مین دو شخص ایمان لائے اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کی تو انکو (یعنی بالاتفاق ۱۲) باہم سود لینا جائز ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور اگر ایسے دو مسلمانون نے دار الحرب مین باہم بطور فاسد بیع کی تو امام اعظمؒ (یعنی عند الاعظم ۱۲) اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ جائز نہین ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔

ساتوین فصل۔ پانی اور برف کی بیع کے بیان مین۔ جو پانی کنوین اور نہر مین ہی اُسکا فروخت کرنا جائز نہین ہی کذا فی الحاوی۔ اور اسکا حیلہ یہ ہی کہ ڈول اور رسّی کو اجرت پر دیدے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور جب اُس پانی کو نکال کر اپنی مشک یا اور کسی برتن مین بھر لیا تو یہ احراز ہو پس

اسکا حقدار ہو گیا تو مثل پکڑے ہوے شکار کے اُسمین تصرف اور اُسکو فروخت کر سکتا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اور اسی طرح مینہ کے پانی کو اپنے برتن مین محرز کرنے سے مالک ہو جاتا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور ایسے پانی کا فروخت کرنا جسکو کسی شخص نے اپنے حوض مین جمع کر لیا ہے تو شیخ الاسلام معروف بخواہر زادہ نے شرح کتاب الشرب مین ذکر کیا کہ اگر حوض گچ کیا ہوا یا تانبے یا پیتل کا ہو تو بیع ہر حال مین جائز ہے پس شیخ الاسلام نے گویا صاحب حوض کو پانی اپنے حوض مین کر لینے کی وجہ سے پانی کا نگاہدار گردانا ہے ولیکن شرط یہ ہے کہ پانی کا جاری رہنا بند ہو جاوے تاکہ مبیع غیر مبیع کے ساتھ مختلط نہو جاوے اور اگر حوض تانبے یا پیتل کا یا گچ کیا ہوا نہو تو اسمین مشائخ نے ایسا ہی اختلاف کیا ہے جیسا کہ گرمیون مین برف کے مجمدہ کے اندر برف کے بیچنے مین اختلاف ہے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ مختار اس مسئلہ مین یہ ہے کہ اگر بائع نے اسکو چکانے کے طور پر پہلے سپرد کر دیا پھر اسکے بعد بیع قرار پائی تو جائز ہے اور اگر پہلے فروخت کر کے پھر سپرد کیا تو جائز نہین ہے کذا فی المحیط۔ اور صحیح یہ ہے کہ سپرد کرنے سے پہلے اسکا بیچنا جائز ہے بشرطیکہ تین دن تک سپرد کر دیوے اور اگر بعد تین دن کے سپرد کیا تو بیع جائز نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ کسی نے ایک برف کا چہچہ بیچا تو اصح یہ ہے کہ بیع جائز ہے خواہ پہلے سپرد کر کے پھر فروخت کیا یا بیع کر کے پھر سپرد کیا ہو اور اسی کو فقیہ ابو جعفر نے اختیار کیا ہے اور پہلے سپرد کر کے پھر فروخت کرنے مین زیادہ احتیاط ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور فقیہ ابو نصر محمد بن سلام البلخی سپرد کرنے سے پہلے اور پیچھے بیع کو جائز رکھتے تھے جبکہ بیع کرنے اور سپرد کرنے مین زیادہ مدت نہو جاوے اسطرح کہ بیع کے ایک یا دو دن بعد سپرد کر دیوے اور اگر تین دن بعد سپرد کیا تو جائز نہین کہتے تھے اور یہی مذہب اکثر مشائخ ماوراء النہر کا ہے پھر جب بیع جائز ہوئی تو مشتری کو سپرد کرنے مین دیکھنے کے وقت خیار رویت ثابت ہوگا پس اگر اُسنے سپردگی واقع ہونے کے بعد دیکھا پس اگر سپردگی پورے تین دن گذرنے پر واقع ہوئی تو اُسکو خیار رویت حاصل نہوگا اور اگر تین دن سے پہلے واقع ہوئی تو عقد بیع سے تین دن تک اُسکو خیار رویت حاصل ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر صرف سینچنے کا پانی فروخت کیا تو جائز نہین ہے اور اگر پانی مع زمین فروخت کیا تو جائز ہے اور اگر ایک زمین کو مع دوسری زمین کے پانی کے فروخت کیا تو امام محمد نے اس صورت کو ذکر نہین فرمایا ہے اور فقیہ ابو نصر ابن سلام نے کہا کہ یہ جائز ہے اور فقیہ ابو جعفر کہتے ہین کہ اسی کی طرف امام محمد نے اشارہ کیا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ کسی نے ایک سقے سے کسی قدر مشکین آب فرات کی خریدین پس اگر مشک معین تھی تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے کیونکہ لوگون کا تعامل ہے اور پکھال و گھڑے وغیرہ کا بھی یہی حال ہے اور یہ جواز استحساناً ہے اور قیاس کی دلیل سے اگر اس مشک کی مقدار معلوم نہو تو بیع جائز نہین ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کسی سقے نے دوسرے سے کہا کہ مجھ سے ایک درم لیکر تو میرے چوپایون کو اتنے مہینہ پانی پلادے تو جائز نہین ہے اور اگر کہا کہ ہر مہینہ اتنی مشکین پلادے تو جائز ہے بشرطیکہ

ف
[illegible]
ع
[illegible]
منہ

اُسکو مشاک دکھلا دیوے اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین تجھے تیری زمین قراح بھر پانی سے سیراب کر دونگا پھر اُسکے لیے نہر کھول کر اُسکو سیراب کیا تو اس شخص کو کچھ نہ ملیگا اور اگر کہا کہ اپنے چوپایون کو میری نہر یا میرے فلان حوض سے پانی پلاوے تو یہ جائز ہی کذا فی الذخیرہ۔

آٹھوین فصل بیع یا ثمن کے نامعلوم ہونے کے بیان مین۔ جب شخص نے بیع مین ثمن کو مطلق چھوڑ دیا اسطرح کہ مقدار ذکر کی اور صفت ذکر نہ کی تو اُس شہر مین جو نقدی زیادہ چلتی ہوگی اُسی پر بیع واقع ہوگی اور اگر شہر مین نقود مختلف رائج ہون تو بیع فاسد ہو جاویگی لیکن اگر اُنمین سے ایک بیان کر دے تو یا کوئی زیادہ رائج ہو تو وہی لیا جاویگا اور یہ حکم اُسصورت مین ہی کہ جب ان نقدون کی مالیت مختلف ہو اور اگر مالیت مین برابر ہون تو بیع جائز ہو جاویگی اور جو مقدار بیان کی ہی وہ ہر قسم کے نقد مین سے لیجا سکتی ہی اور اسکی صورت یہ ہی کہ ایک قسم کے درم آحادی ہون اور دوسری قسم کے ثنائی ہون یا ثلاثی ہون تو ثنائی کے دو یا ثلاثی کے تین کی مالیت مثل احادی کی ایک کی مالیت کے ہی اور ثنائی یا ثلاثی مین سے ایک کو اُنکے عرف مین درم نہین کہتے ہین بلکہ درم یا احادی مین سے ایک کو یا ثنائی مین دو کو یا ثلاثی مین سے تین کو کہتے ہین یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی اور ثمن کا ذکر نہ کیا تو بیع فاسد ہوگی اور اگر بائع نے کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ بلا ثمن بیع کر دیا اور مشتری نے کہا کہ مین نے اُسے قبول کیا تو بیع باطل ہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کسی نے اپنے قرضدار سے کہ جسپر اُسکے دس درم قرض تھے یہ کہا کہ کیا تو نے یہ کپڑا میرے ہاتھ دس درم مین سے کچھ دامون کو بیچا اور یہ دوسرا کپڑا دس درم مین کے باقی دامون کو بیچا اور اُسنے کہا کہ ہان مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو بیع جائز ہی اور اگر اُسنے یون کہا کہ کیا یہ کپڑا تو نے میرے ہاتھ دس درم مین سے کچھ دامون کو بیچا اور یہ دوسرا کپڑا دس درم مین سے کچھ دامون کو بیچا اور اسنے کہا کہ ہان مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ اسصورت مین دس درم مین سے کچھ حصہ مجہول باقی رہا یعنے دس پورے ہونا ضرور نہین بخلاف اسکے پہلی صورت مین دس پورے ہو جاتے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ بیع یا ثمن کا نامعلوم ہونا بیع کے جائز ہونے کا مانع ہی جبکہ اس نامعلوم ہونے کے ساتھ سپرد کرنا متعذر ہو اور اگر سپرد کرنا متعذر نہو تو عقد بیع فاسد نہوگا جیسے کہ کسی ڈھیری کے پیمانون کی مقدار معلوم نہو مثلاً ایک معین ڈھیری فروخت کی اور یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کتنے پیمانہ تھی اور جیسے کچھ معین کپڑون کی گنتی نہ معلوم ہو اسطرح کہ کچھ معین کپڑے فروخت کئے اور اُنکی گنتی نہ معلوم ہوئی تو بیع فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ تمام ڈھیر بیچا اس حساب سے کہ ایک قفیز اُسکے ایک درم کو تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اُسمین سے ایک قفیز کی بیع ایک درم کے عوض جائز ہی اور باقی کی بیع جائز نہین ہی لیکن اُسوقت جائز ہو سکتی ہی کہ مشتری کو جدا ہونے سے پہلے سب قفیزین معلوم ہو جاوین پس اسکو خیار حاصل ہوگا کہ اگر چاہے تو ہر قفیز کو ایک درم کے عوض سب خرید لے ورنہ سب کو ترک کر دے اور اسکو بیع ایک درم کے عوض لازم ہوگی اور امام ابو یوسفؒ اور

عہ [illegible]

عہ [illegible]

اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ پوری ڈھیری کی بیع ہر قفیز ایک درم کے حساب سے جائز ہی خواہ مشتری کو تمام قفیزین معلوم ہون یا نہ معلوم ہون اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ سب ڈھیری ہر دو قفیز اسکے دو درم کے حساب سے یا ہر تین قفیز اسکے تین درم کے حساب سے فروخت کر دی تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ پس اگر مشتری اور بائع مین جھگڑا نہوا یہانتک کہ بائع نے سب کو یا بعض کو ناپ کر مشتری کے سپرد کر دیا تو جسقدر سپرد کیا ہی وہ سب امام اعظمؒ کے نزدیک مشتری کو لازم ہوگا اور باقی کی بیع باطل ہوگی اور ایسا ہی اختلاف سب وزنی چیزین ہی کہ جنکے ٹکڑے کرنے مین کچھ ضرر نہو جیسے شہد یا زیتون کا تیل وغیرہ یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اور گز سے ناپنے کی چیزون مین اگر بائع نے کہا کہ مین نے یہ سب زمین اسمین سے ہر گز ایک درم کے حساب سے تیرے ہاتھ فروخت کر دی تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ کل بیع جائز نہین ہی یعنے نہ ایک گز کی بیع جائز ہی اور نہ باقی کی جائز ہی لیکن اگر مشتری کو تمام گز اُسی مجلس مین معلوم ہو جاوین تو اُسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر جاننے سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو بیع کا فاسد ہونا بڑھ جائیگا اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسکے ایک گز ایک درم کے حساب سے سب کی بیع جائز ہی اور مشتری کو کچھ خیار نہین ہی اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہ سب کپڑا اسکے ہر دو گز دو درہمون کے حساب سے یا تین گز اسکے تین درہمون کے حساب سے تیرے ہاتھ فروخت کر دیا تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور یہی حکم اُن وزنی چیزون کا بھی ہی کہ جنکے ٹکڑے کرنے مین بائع کو مضرت پہونچتی ہو ولیکن جو چیزین گنتی کی ہین اُنمین لحاظ کیا جاویگا اگر وہ چیزین باہم قریب برابر کے ہون تو اُنکا حکم وہی ہی جو کیلی اور وزنی مین مذکور ہوا اور اگر ایسی گنتی کی چیزون مین باہم تفاوت ہو مثلاً بائع نے کہا کہ مین نے یہ گلہ بکریون کا ہر بکری اسکی دس درم کے حساب سے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو اسمین ایسا ہی اختلاف ہی جیسا کہ گزون سے ناپنے کی چیزون مین مذکور ہوا اور اگر بائع نے یہ کہا کہ اس گلہ کو ہر دو بکریان اسکی بیس درم کے حساب سے مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو سب کے قول مین بالاتفاق پورے گلہ مین بیع جائز نہین ہی اور اگر مشتری کو اُسی مجلس مین سب کی گنتی معلوم ہو گئی اور اُسنے بیع کو اختیار کر لیا تو بھی جائز نہین ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر معین ڈھیری مین سے سوائے ایک قفیز کے سب ڈھیری کو بیچا تو سب کی بیع سوائے ایک قفیز کے جائز ہوگی بخلاف اسصورت کے کہ کہا کہ مین نے اس بکری کے گلہ کو اسمین سے ایک بکری غیر معین کے سوا فروخت کیا تو بیع فاسد ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر ایک موتی اس شرط پر بیچا کہ یہ ایک مثقال وزن مین ہی پھر مشتری نے اُسکو اس سے زیادہ پایا تو وہ مشتری کے سپرد کر دیا جاویگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے یہ گیہون اور یہ جو ہر قفیز ایک درم کے حساب سے فروخت کیے اور سب قفیزون کی گنتی نہ تبلائی تو امام اعظمؒ کے نزدیک سب کی بیع فاسد ہی یہانتک کہ کل قفیزین معلوم ہون اور جب معلوم ہو گئین تو اُسکو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو ہر قفیز گیہون کی ایک درم کے حساب سے خرید لے اور صاحبینؒ کے نزدیک کل کی بیع جائز ہی اور اگر بائع نے کہا کہ دونون مین سے

[illegible]

ایک قفیز ایک درم کو ہے تو ایک قفیز کی بیع جائز ہوگی کہ جسمین آدھے گیہون اور آدھے جو ہونگے اور باقی کی بیع جائز نہوگی اور جب مشتری کو سب قفیز معلوم ہولئین تو امام اعظم کے نزدیک اسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر بائع نے اسکو اس شرط پر فروخت کیا کہ ہر ایک دس قفیز ہے اور ہر قفیز ایک درم کو ہے تو ہر ایک آدھی ثمن مین مشتری کو لازم ہوگی یہانتک کہ اگر بعد قبضہ کر لینے کے ایک مین عیب پاوے تو فقط اسکو آدھے ثمن مین واپس کر سکتا ہے اور اگر دس دس کے حساب سے بیچا کہ دونون مین سے ایک قفیز ایک درم کو ہے پھر ایک مین عیب پایا تو خاص اُس عیبدار کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض واپس کر سکتا ہے پس اگر گیہون کی قیمت جو کی قیمت سے دو چند ہو تو جو کو ایک تہائی ثمن مین اور گیہون کو دو تہائی ثمن مین واپس کریگا اور اگر بائع نے کہا کہ قفیز دونون مین سے ایک درم کو ہے پس گویا کہ اُسنے یہ کہا کہ ہر قفیز اُن دونون مین سے ایک درم کو ہے اور اگر کسی نے ایک ڈھیری گیہون کی اور ایک گلہ بکریون کا اس شرط پر بیچا کہ ڈھیری دس قفیز ہے اور گلہ مین دس بکریان ہین اس حساب سے کہ ایک بکری اور ایک قفیز دس درم کو ہے پس اگر مشتری نے ہر ایک کو دس پایا تو بیع جائز ہے اور جو گلہ مین گیارہ بکریان پائین تو سب کی بیع فاسد ہے اور اگر گلہ مین دس بکریان پائین اور ڈھیری مین گیارہ قفیزین پائین تو بیع صحیح ہے اور اگر اُسنے ہر ایک کو نو پایا تو بیع جائز ہوگی اور ہر دس کو ایک بکری اور ایک قفیز پر تقسیم کیا جاوے اور جو بکری کہ زائد ہے اُسکے ساتھ اِن گیہوون مین سے ایک قفیز ملائی جاوے پس جب سب گیہون کا حصہ معلوم ہو جاوے تو اُسمین سے دسوان نکال ڈالا جاوے اور بقیہ ثمن کے عوض سب کو لینے یا ترک کرنے کا وہ مختار ہوگا اور اگر اُسنے گلہ کو نو اور ڈھیری کو دس پایا تو ڈھیری کی ایک قفیز کی بیع فاسد ہوگی کیونکہ اُسکا ثمن معلوم نہین ہے کسواسطے کہ اسکا ثمن نہین پہچانا جاسکتا مگر اسکے بعد کہ ثمن اُسپر اور اُس بکری پر کہ جو گم ہے تقسیم کیا جاوے اور امام اعظم کے نزدیک جب بعض بیع مین صفقہ فاسد ہو جاوے تو کل مین فاسد ہو جاتا ہے اور صاحبین کے نزدیک کل مین فاسد نہین ہوتا ہے اسلیے نو بکریون اور نو قفیزون مین اُنکے نزدیک بیع جائز ہوگی اور مشتری کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ قدوری مین لکھا ہے کہ اگر بائع نے کہا کہ یہ گوشت ہر رطل اتنے کے حساب سے مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو امام اعظم کے نزدیک سب کی بیع فاسد ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ سب کی بیع جائز ہے اور مشتری کو خیار ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ کسی نے انگور خریدے اس حساب سے کہ ہر ٹوکرا اتنے کو اور وہ ٹوکرا اُن لوگون مین معروف تھا پس اگر انگور ایک ہی جنس کے ہون تو واجب ہے کہ ایک ٹوکرے کی بیع امام اعظم کے نزدیک جائز ہو جیسا کہ ڈھیری مین ہر قفیز ایک درم کے حساب سے بیچنے مین ایک قفیز کی بیع جائز ہوتی ہے اور اگر انگور کی جنسین مختلف ہون تو امام اعظم کے نزدیک بالکل بیع جائز نہوگی جیسا کہ بکری کے گلہ مین کسی بکری کی بیع جائز نہین ہوتی اور صاحبین کے نزدیک اگر انگور کی ایک ہی جنس ہو تو سب انگورون کی بیع جس حساب سے اُسنے ذکر کیا ہے جائز ہوگی اور ایسے ہی اگر جنسین مختلف ہون تو بھی یہی حکم ہے اسیطرح صدر الشہید نے اپنے فتاوے مین ذکر کیا ہے اور فقیہ ابو اللیث نے اسیطرح ذکر کیا ہے کہ اگر انگور ایک جنس کے ہون تو

بالاتفاق جائز ہی اور اگر کئی جنس کے ہون تو اسمین اختلاف ہی اور فقیہ نے فرمایا کہ مسلمانون پر آسانی کرنے کے واسطے فتوی صاحبین کے قول پر ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور تتمہ مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ اینٹون کا انبار ہر ہزار اینٹ کو دس درم کے حساب سے فروخت کیا تو بیع فاسد ہی اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے اسمین سے ایک ہزار اینٹ دس درم کو تیرے ہاتھ فروخت کی پس اگر اسنے ہزار اینٹ گن دین تو اسکی بیع تمام ہوجاویگی اور جبتک شمار نہین کی ہین تبتک ہر ایک کو دونون مین سے بیع سے انکار کرنے کا اختیار ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور خزانہ مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے تاک کے انگور اس شرط پر خریدے کہ وہ ایک ہزار من ہین پھر معلوم ہوا کہ نوسو من ہین تو بائع کو سو من کا حصہ ثمن حلال ہی اور امام اعظم کے قیاس کے موافق باقی کا عقد فاسد ہوجائیگا یہ بحرالرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر مبیع کیلی ہو اور سب پیمانون کا شمار بتلادیا تو جسقدر پیمانون کا ذکر کیا ہی ان سبھین کے ساتھ عقد متعلق ہوگا مثلاً کسی نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ ڈھیری اس شرط پر فروخت کی کہ یہ سو قفیز ہی کہ ہر قفیز اسمین کی ایک درم کو ہی یا یون کہا کہ سو قفیز سو درم کو ہی اور ہر قفیز کا ثمن بھی علیحدہ بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو پس اگر مشتری نے بائع کے کہنے کے موافق پایا تو بہتر ہی اور وہ مشتری کا ہوجاویگا اور اسکو خیار نہوگا اور اگر مشتری نے ڈھیری کو سو قفیز سے زیادہ پایا تو زیادتی بیع مین داخل نہوگی بلکہ بائع کی ہوگی اور مشتری کو سو درم کے عوض اُسی قدر ملیگا کہ جسقدر بائع نے بیان کیا ہی اور اس صورت مین بھی اسکو خیار حاصل نہوگا اور اگر اسکو مشتری نے سو قفیز سے کم پایا تو مشتری کو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسکو بعوض حصہ ثمن کے لے لے ورنہ ترک کردے اور حصہ نقصان کو خواہ ہر قفیز کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو یا کل کا ایک ہی ثمن بیان کیا ہو ہر طرح دیدیگا اور مقصود پہلے کیل سے متعین ہوجاویگا اور جو اسکے بعد ہین انکا اعتبار نہین اور یہی حکم سب کیلی چیزون مین اور سب وزنی چیزون مین ہی کہ جنکے ٹکڑے کرنے مین مضرت نہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر کسی نے ایک کپڑا دس درم کے عوض اس شرط پر خریدا کہ وہ دس گز ہی یا کوئی زمین سو درم کے عوض اس شرط پر خریدی کہ وہ سو گز ہی پھر مشتری نے اسکو کم پایا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسکو پورے ثمن مین لے ورنہ ترک کردے اور اگر مشتری نے اسکو زیادہ پایا تو وہ مشتری کا ہوگا اور بائع کو خیار نہوگا اور کم پانے کی صورت مین وصف مرغوب فوت ہوجانے سے بسبب اختلال رضامندی کے مشتری کو خیار حاصل ہوتا ہی مگر ثمن مین اسکے سبب سے کچھ کم نہ کیا جائیگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے یہ کپڑا یا یہ زمین تیرے ہاتھ اس شرط پر کہ یہ دس گز ہی ہر گز کو ایک درم کے حساب سے فروخت کیا پھر مشتری نے اسکو دس گز پایا تو وہ دس درم کے عوض اسکے ذمہ پڑیگی اور اسکو خیار نہوگا اور اگر مشتری نے اسکو پندرہ گز پایا تو اسکو یہ اختیار ہی کہ اگر چاہے تو سب کو ہر گز ایک درم کے حساب سے خریدلے ورنہ ترک کردے اور اگر اُسنے نو گز یا اس سے کم پایا تو اسکو اسکے حصہ ثمن کے عوض اگر چاہے تو خریدلے یہ ینابیع مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک کپڑا اس شرط پر کہ وہ دس گز ہی ہر گز ایک درم کے حساب سے خریدا پھر اسکو ساڑھے دس گز پایا تو اسکو یہ اختیار ہی کہ اگر چاہے تو دس درم کو خریدلے اور اگر ساڑھے نو گز پایا تو اسکو نو درم کے عوض

پختہ اینٹ ۱۲

ایک سو من ۱۲

اسکو اختیار ہی ۱۲

ع

یعنی نزد الامام الاعظم

واللہ اعلم والقاہرہ

بالاتفاق ۱۲ منہ

ع

یعنی ثمن بمقابلہ مبیع

نہین ہوتا ہی کیونکہ

کہ جن ہیں یہ لکھا ہی ۱۲

لے لینے کا اختیار ہی اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہی اور امام ابو یوسف نے کہا کہ اگر اُسنے ساڑھے دس گز پایا تو گیارہ درم کو لے سکتا ہی اور اگر ساڑھے نو گز پایا تو اسکو دس درم کے عوض لینے کا اختیار ہی اور امام محمدؒ نے کہا کہ اگر اُسنے ساڑھے دس گز پایا تو ساڑھے دس درم کو لے سکتا ہی اور اگر ساڑھے نو گز پایا تو ساڑھے نو درم کو لے سکتا ہی اور ان قولون مین سے امام اعظم کا قول صحیح ہی اور مشائخ نے کہا کہ یہ حکم گزون سے ناپنے کی ان چیزون مین ہی کہ جنکے کنارون مین تفاوت ہوتا ہی اور اگر ایسی چیز ہو کہ اُسکے کنارون مین تفاوت نہو جیسے کرباس وغیرہ پس جب ایسی چیز کو اس شرط پر کہ وہ دس گز ہی بعوض کسی قدر دامون کے خریدے اور اسکو زائد پاوے تو زیادتی مشتری کو نہ دیجاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور یہی حکم گزون سے ناپنے کی سب چیزون مین ہی جیسے لکڑی وغیرہ اور یہی حکم ہر وزنی چیز کا ہی کہ جسکے ٹکڑے کرنے مین ضرر ہوتا ہی جیسے پیتل یا تانبے وغیرہ کا ڈھلا ہوا برتن مثلاً یون کہے کہ مین نے یہ برتن تیرے ہاتھ سو درم کے عوض اس شرط پر فروخت کیا کہ یہ دس من ہی پھر مشتری نے اسکو ناقص یا زائد پایا تو اسکا وہی حکم ہی خواہ بائع نے ہر من کا ثمن بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین تیرے ہاتھ یہ کپڑا اس کنارہ سے اس کنارہ تک بیچتا ہون اور وہ تیرہ گز ہی اور ناگاہ وہ پندرہ گز نکلا اور بائع نے کہا کہ مین نے غلطی کی تو اُسکے کہنے پر التفات نہ کیا جاویگا اور یہ کپڑا اسی ثمن کے عوض جو اُسنے بیان کیا ہی قاضی کے حکم مین مشتری کو ملیگا اور دیانت کی راہ سے زیادتی مشتری کے سپرد نہ ہونی چاہیے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے چاندی کی ڈھلی ہوئی کوئی چیز اس شرط پر کہ اُسکا وزن سو مثقال ہی دس دینار کو خریدی اور دونون قبضہ کرکے جدا ہوگئے پھر مشتری نے اُسکا وزن دو سو مثقال پایا تو یہ سب دس دینار کے عوض مشتری کو ملیگا اور ثمن مین کچھ زیادتی نہ کیجاویگی اور اگر اُسکو مشتری نے اسی یا نوے مثقال پایا تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا اور اگر ہر دس مثقال کے واسطے کوئی ثمن علیحدہ بیان کر دیا اور کہا کہ مین نے اُسکو تیرے ہاتھ اس شرط پر بیچا کہ یہ سو مثقال دس دینار کو ہی کہ ہر دس مثقال ایک دینار کے حساب سے ہی اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اُسکا وزن ایک سو پچاس مثقال پایا پس اگر جدا ہونے سے پہلے یہ بات مشتری کو معلوم ہوئی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو ثمن مین پانچ دینار زیادہ کرکے سب کو پندرہ دینار کے عوض لے ورنہ ترک کردے اور اگر جدا ہونے کے بعد اُسکو یہ بات معلوم ہوئی تو اُس ڈھلی ہوئی چیز کی ایک تہائی کی بیع باطل ہو جاویگی اور باقی مین مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو دس دینار کے عوض اُسکے دو تہائی حصہ لینے پر راضی ہو جاوے ورنہ سب کو واپس کرکے اپنے دینار پھیر لے اور اگر مشتری نے اُسکو پچاس مثقال پایا اور جدا ہونے سے پہلے یا بعد یہ معلوم ہوگیا تو اُسکو یہ اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو وہ چیز واپس کرکے اپنے سب دینار پھیر لے یا راضی ہو جاوے اور ثمن مین سے پانچ دینار واپس کر لے اور اسیطرح اگر سونے کی ڈھلی ہوئی کوئی چیز بعوض درہمون کے خریدی تو اُسکا حکم بھی اسی تفصیل کے ساتھ ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر ڈھلی ہوئی چیز کو اُسی کی جنس کے عوض برابر وزن پر فروخت کیا اور مشتری نے اُسکو

یعنی عند اللہ اسکو لینا روا [illegible] ۱۲

زائد پایا پس اگر جدا ہونے سے پہلے اس سے آگاہ ہوا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو ثمن کو بڑھا دے ورنہ ترک کردے اور اگر جدا ہونے کے بعد اُس سے آگاہ ہوا تو بیع باطل ہوجاویگی کیونکہ مقدار زائد کے مقابل حصہ ثمن پر قبضہ نہ پایا گیا اور اگر مشتری نے اُسکو کم پایا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسپر راضی ہوکر اپنے ثمن کی زیادتی واپس کرلے ورنہ سبکو واپس کردے خواہ بیع کے وقت ایک درم کے وزن کو ایک درم کے حساب سے بیچنا بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور گنتی کی چیزون مین حکم یہ ہے کہ اگر گنتی کی چیزین باہم قریب برابر برابر کے ہون جیسے اخروٹ اور انڈے تو اُسکا حکم کیلی اور وزنی چیزون کا حکم ہے پس اگر سب کا ایک ثمن یا ہر ایک کا علیحدہ ثمن بیان کیا ہو تو عقد بیع اُسکی مقدار سے متعلق ہوگا اور اگر عددی چیزین باہم متفاوت ہون جیسے بکری اور گائے وغیرہ پس اگر اُسنے ہر ایک کا علیحدہ ثمن بیان نہ کیا مثلاً یون کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ گلہ بکری کا ہزار درم کو اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ سو ہین یا اُسنے ہر ایک کا ثمن علیحدہ بیان کر دیا مثلاً اسی صورت مین یون کہا کہ ہر بکری دس درم کو ہے پس اگر مشتری نے موافق کہنے کے سو بکریان پائین تو خیر اور اگر زیادہ پائین تو سب کی بیع فاسد ہوجائیگی خواہ ہر ایک کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر اُسنے کم پائین پس اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ بیان نہین کیا ہے تو بھی بیع فاسد ہے اور اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ بیان کر دیا ہے تو بیع جائز ہے ولیکن مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو باقی کو بعوض اُس ثمن کے جو بیان کیا ہے خرید لے ورنہ ترک کردے اور یہی حکم سب عددی چیزون مین جو باہم متفاوت ہون جاری ہے اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہ گلہ بکریون کا اسکی ہر دو بکریان بیس درم کے حساب سے فروخت کین اور سب بکریون کی تعداد ایک سو بتلائی تو بیع فاسد ہے اگرچہ اسکو مشتری نے موافق بیان کے پایا ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر کیلی چیز کو اس شرط پر خریدا کہ وہ دس قفیز سے زیادہ ہے پھر اسکو دس قفیز سے زیادہ پایا تو جائز ہے اور اگر دس یا دس سے کم پایا تو جائز نہین ہے اور اگر اس شرط پر خریدا کہ وہ دس قفیز سے کم ہے پھر اسکو دس سے کم پایا تو جائز ہے اور اگر دس یا زیادہ پایا تو جائز نہین ہے اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ جائز ہے اور اگر کسی دار کو اس شرط پر خریدا کہ وہ دس گز ہے تو سب صورتون مین بیع جائز ہے یہ فتاوے صغری مین لکھا ہے۔ اور اگر گیہوون کو اس شرط پر بیچا کہ وہ ایک کُر سے کم ہین یا اُس سے زیادہ ہین پھر اسکو کم یا زیادہ پایا تو جائز ہے اور اگر پورا کُر پایا تو بیع فاسد ہوجاویگی اور اگر گیہوون کو اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ ایک کُر یا اُس سے کم ہین تو ہر طرح جائز ہے اور مشتری کے ذمہ لازم ہونگے کیونکہ اگر اُسنے پورا کُر یا اُس سے کم پایا تو بھی مقدار بیان کی ہوئی تھی اور اگر زیادہ پایا تو زیادتی بیع مین داخل نہوگی اور اسکو ایک کُر بعوض سو درم کے ملیگا اور اسیطرح اگر ان گیہوون کو اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ کُر یا اس سے زائد ہین تو بھی یہی حکم ہے لیکن فرق یہ ہے کہ جب اُسنے کم پائے تو حصہ نقصان کو نکال ڈالیگا اور اُسکو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر گیہوون کو اس شرط پر خریدا کہ وہ ایک کُر ہین پھر اُنکو ناپا تو ایک قفیز کم پایا تو باقی کا عقد امام اعظمؒ کے نزدیک فسخ ہوجائیگا اور یہی صحیح ہے اور اسی بنا پر اگر سو اخروٹ ہر اخروٹ ایک پیسہ کے حساب سے خریدے پھر بعضے اخروٹ خالی پائے تو عقد

ایک قفیز کم کہا کہ ایک کر یا کم ہین ۱۲

کمی کی صورت مین نہ کیا جائیگا کیونکہ زائد پائے گئے ہین ۱۲

جائز نہوگا کذا فی الحاوی ۔ اور فساد بیع باقی کی طرف متعدی ہوگا اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور اسی طرح اگر سو انڈے ہر انڈا ایک دانگ کے حساب سے خریدے اور بعضے انڈے گندے پائے تو گندے انڈون کا عقد فاسد ہو جاویگا اور امام اعظمؒ کے نزدیک یہ فساد باقی کی طرف متعدی ہوگا اور اگر کسی نے کچھ انگور معین کسی خاص انگور کے باغ کے اس شرط پر خریدے کہ یہ اتنے من ہین پھر انکو اسی قدر پایا یا اس سے کم یا زیادہ پایا تو پہلے مسئلون پر قیاس کر کے اسکی سب صورتون کا حکم نکلتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے ۔ اگر کسی نے ایک کپڑون کی گٹھری اس شرط پر کہ یہ دس کپڑے ہین فروخت کی پھر ایک کپڑا گھٹا یا بڑھا پایا تو بیع فاسد ہوگئی کذا فی الکافی اور اگر ہر کپڑے کا ثمن بیان کر دیا گیا تھا اور پھر گھٹا تو باقی کی بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار دیا جاویگا اور اگر بڑھا تو بیع فاسد ہو جاویگی اور بعضون نے کہا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک گھٹنے کی صورت مین بھی بیع فاسد ہو جاویگی اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت مین جائز ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہے ۔ کسی شخص کے پاس گیہون یا کوئی ناپ کی دوسری چیز تھی یا تول کی چیز تھی کہ اس شخص کے نزدیک وہ چار ہزار من تھی اور اسنے اسکو چار شخصون کے ہاتھ ہر ایک کے ہاتھ اسمین سے ایک ہزار من بعوض ثمن معلوم کے فروخت کی پھر اسمین کمی پائی تو بعضون نے کہا کہ چارون مشتریون کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہین تو موجودہ کو بعوض حصۂ ثمن کے لے لین ورنہ ترک کر دین اور ٹھیک جواب وہ ہے جو بعضون نے دیا ہے کہ اسمین تفصیل ہے کہ اگر بائع نے ان سب کے ہاتھ ایکبارگی بیچا تھا تو البتہ یہی حکم ہے جو مذکور ہوا اور اگر اسنے آگے پیچھے بیچا تھا تو گھٹی پچھلے مشتری پر پڑیگی پہلون پر نہ پڑیگی اور اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو جسقدر رہا ہے اسکو لے لے ورنہ ترک کر دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے امام محمدؒ نے جامع مین فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے شخص سے ایک مشک زیتون کا تیل سو درم کے عوض اس شرط پر خریدا کہ مشک اور جو کچھ اسمین تیل ہے سب اسکا ہوگا بشرطیکہ اس سب کا وزن سو رطل ہو پھر مشتری نے اسکو وزن کیا تو سب نوے رطل نکلا کہ جسمین بیس رطل کی مشک اور ستر رطل تیل تھا تو نقصان خاص کر تیل مین شمار ہوگا پس ثمن کو مشک کی قیمت اور اسی رطل تیل کی قیمت پر تقسیم کرینگے پس جو کچھ تیل کے پرتہ مین پڑیگا اسمین سے نقصان طرح دیکر باقی مشتری پر واجب ہوگا و لیکن مشتری کو باقی مین اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسکو اس ثمن پر جو ہم نے بتلایا ہے خریدے ورنہ ترک کر دے اور اکثر مشائخ نے فرمایا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک سب کا عقد فاسد ہو جانا چاہیے اور اگر مشتری نے مشک کو ساٹھ رطل اور تیل کو چالیس رطل پایا پس اگر لوگون کی آپس کی خرید و فروخت مین مشک اس مقدار کو نہین پہونچا کرتی ہے تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو سب کو پورے ثمن مین لیلے ورنہ ترک کر دے اور اگر مشتری نے مشک کو سو رطل اور تیل کو پچاس رطل پایا تو بیع فاسد ہوگی اور اگر مشک کا وزن بیس رطل اور تیل کا وزن سو رطل پایا تو مشک اور اسی رطل تیل بعوض پورے ثمن کے مشتری کے ذمہ لازم ہوگا اور باقی بائع کو واپس کر دیگا اور اسی طرح اگر مشک علیحدہ تھی اور تیل علیحدہ تھا پھر مشتری نے ان دونون کو ایک ساتھ ملا کر خریدا تو اسکا حکم بھی اسی تفصیل کے ساتھ ہوگا جو مذکور ہوئی ہے یہ محیط مین لکھا ہے اگر کسی شخص نے زیتون کا تیل اس شرط پر خریدا کہ اسکو میرے برتن مین وزن کریگا اور برتن کے ہر وزن

کے بدلے پچاس رطل کم لگاتا جائیگا تو بیع فاسد ہی اور اگر اس شرط پر خریدا کہ جو کچھ اس برتن کا وزن ہی اُسقدر کم لگا دیگا تو جائز ہی یہ جامع صغیر مین لکھا ہی - اگر کسی برتن مین سے زیتون کا تیل اور دوسرے برتن مین سے گھی خریدا اور دونون کو بدون برتن کے اس شرط پر خریدا کہ یہ سب سو رطل ہو پھر گھی کو چالیس رطل اور تیل کو ساٹھ رطل پایا تو تیل مین سے دس رطل بائع کو واپس کردیگا اور گھی کے ثمن مین سے دس رطل کا ثمن کم کریگا اور اسیطرح اگر ایک گون کے گیہون اور دوسری گون کے جَو بغیر گون کے اس شرط پر خریدے کہ یہ سب سو من ہین تو اسکا بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر سو کو تین کیلی چیزون کی طرف نسبت کیا تو عقد بیع مین ہر قسم کی چیز سو کی ایک تہائی واجب ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - ایک معین برتن کہ جسکی مقدار نہ معلوم ہو یا ایک معین پتھر کہ جسکی مقدار معلوم نہو دونون کے اندازہ سے بیع کرنا جائز ہی اور حسنؒ نے امام اعظمؒ سے روایت کی کہ جائز نہین ہی اور اول اصح ہی کذا فی الکافی - اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ وہ برتن منکبس یا منقبض یا منبسط نہوتا ہو اور اگر منکبس ہوتا ہو جیسے زنبیل اور ٹوکری وغیرہ تو جائز نہین ہی لیکن صرف پانی کی مشک مین استحساناً بسبب لوگون کے تعامل کے جائز ہی اور اسیطرح اگر پتھر کے ریزہ ریزہ ٹوٹ کر جھڑتے ہون تو بھی جائز نہین ہی اور اسی طرح اگر ایسی چیز کے وزن کے اندازے بیچا کہ جو خشک ہوکر کم ہو جاتی ہی جیسے خربوزہ ککڑی وغیرہ تو بھی جائز نہین ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اور ایسی عقد بیع کے صحت پر باقی رہنے کے واسطے یہ شرط ہی کہ وہ برتن یا پتھر اپنے حال پر باقی رہے پس اگر بیع کے سپرد کرنے سے پہلے وہ تلف ہوگیا تو بیع فاسد ہو جاویگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور منتقے مین مذکور ہی کہ کسی شخص کے پاس ایک درم موجود تھا اور اُسنے دوسرے سے کہا کہ مین مثلاً یہ کپڑا تجھ سے اسکے عوض خریدتا ہون اور یہ اشارہ اُس درم کی طرف کیا پھر بائع نے اُس درہم کو ستوق پایا تو بیع فاسد ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - کسی نے ایک باندی خریدنا چاہی اور ایک ہمیانی لایا اور کہا کہ مین نے یہ باندی بعوض اس ہمیانی کے یا بعوض اُس چیز کے جو اس ہمیانی مین ہی خریدی پھر بائع نے جو ہمیانی مین تھا اُسکو اُس شہر کے نقد کے برخلاف پایا تو بائع کو اختیار ہی کہ اُسکو واپس کرکے جو نقد اُس شہر مین جاری ہی لے لیوے اور اگر اُسنے اُسمین اُسی شہر کا نقد پایا تو اُسکو اختیار نہوگا اور یہ صورت برخلاف اس صورت کے ہی کہ اگر مشتری نے کہا کہ مین نے یہ باندی بعوض اُس چیز کے جو اس خُم مین ہی خریدی پھر بائع نے وہ درم جو اُس خم مین تھے دیکھے تو اُسکو خیار حاصل ہوگا اور یہ خیار خیار کمیت کہلاتا ہی نہ خیار رویت کیونکہ خیار رویت نقود مین ثابت نہین ہوتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر کسی نے کوئی چیز اُسکی رقم کے ساتھ خریدی (یعنے ایسی علامت بنائی گئی کہ جس سے ثمن کی مقدار معلوم ہو) اور اس رقم سے مشتری کو آگاہی نہ تھی تو عقد فاسد ہوگا پھر اگر اسکے بعد اُسی مجلس مین معلوم ہو جاوے تو عقد جائز ہو جاویگا اور امام شمس الائمہ حلوائی فرماتے تھے کہ اگر اُسی مجلس مین اس رقم سے آگاہ ہو تو بھی عقد جائز نہو جائیگا ولیکن اگر بائع برابر اپنی رضامندی پر قائم رہا اور مشتری بھی اسکے ساتھ راضی ہوا تو رضامندی طرفین کے سبب سے دونون مین عقد ابتدائی منعقد ہو جائیگا کذا فی الذخیرہ - اور اگر آگاہی سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو عقد باطل ہوگا اور اسی طرح

اگر یون فروخت کیا کہ مین نے اسی قدر کو بیچا جتنے کو فلانے نے بیچا ہی اور بائع اسکو جانتا ہی اور مشتری نہین جانتا ہی پس اگر مشتری اُسی مجلس مین آگاہ ہوگیا تو عقد تمام ہی ورنہ باطل ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک کپڑا اُسکی رقم کے ساتھ خریدا پھر بائع نے ثمن بیان کرنے سے پہلے اسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیا تو دوسرے سے بیع کرنا جائز ہی اور اگر بائع نے پہلے مشتری کو ثمن سے آگاہ کیا اور ہنوز اُسنے بائع کو اجازتی جواب نہ دیا تھا یہان تک کہ بائع نے اُسکو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا تو دوسرے کے ہاتھ بیچنا جائز نہین ہی اور اگر مشتری کے ثمن سے آگاہ ہونے سے پہلے اُس کپڑے کو تلف کردیا تو اُسکو قیمت دینی پڑیگی کذا فی الظہیریہ۔ اصل مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین نے یہ چیز تجھسے اسنے کی برابر کہ جتنے کو لوگ بیچا کرتے ہین بیلی تو یہ بیع فاسد ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مثل اُتنے داموں کے لیتا ہون جتنے کو فلانے نے خریدا ہی پس اگر دونون کو عقد بیع کے وقت اُن داموں کی مقدار سے آگاہی ہوگئی تو بیع جائز ہوگی اور اگر دونون آگاہ نہوئے تو عقد فاسد ہوگا اور اگر اسکے بعد پھر دونون کو آگاہی ہوئی پس اگر یہ آگاہی اسی مجلس مین ہوئی تو عقد بیع جائز ہوجاویگا اور مشتری کو خیار حاصل ہوگا کیونکہ جو ثمن مشتری پر لازم آتا ہی وہ فی الحال ہی ظاہر ہوا اور ایسے خیار کو خیار تکشیف الحال کہتے ہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور شرح شافی مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کوئی چیز مثل اُن داموں کے جتنے کو فلانے نے فروخت کی ہی فروخت کی پس اگر وہ چیز ایسی ہی کہ جسکے بھاؤ مین فرق نہین پڑتا ہی جیسے روٹی اور گوشت تو جائز ہی اور اگر زطی کپڑون کی گٹھری بعوض اُسکی انداز قیمت یا حکم کے خریدی تو بسبب جہالت کے جائز نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی چیز کو دس گیارہ کے نفع پر بیچا اور مشتری کو یہ نہ معلوم ہوا کہ بائع نے کتنے کو خریدی ہی تو بیع فاسد ہی یہان تک کہ مشتری اس سے آگاہ ہو پھر یا بیع کو اختیار کریگا یا ترک کردیگا یہ ابن رستم نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی پس اگر مشتری آگاہ ہوکر راضی ہوگیا تو بیع جائز ہوجاویگی اور ابن سماعہؒ نے امام محمدرحؒ سے یہ روایت کی کہ یہ بیع فاسد ہی اور اُسکے معنے یہ ہین کہ یہ بیع اجازت پر موقوف ہی اور اگر مشتری نے آگاہ ہونے سے پہلے اُسپر قبضہ کرکے اُسکو آزاد کیا یا فروخت کردیا یا مشتری مرگیا تو آزاد کرنا اور فروخت کرنا جائز ہی اور مشتری پر قیمت واجب ہوگی اور اگر وہ بیع قرابت کے حکم سے مشتری کی طرف سے آزاد ہوگئی اور مشتری کو قبضہ کرلینے تک اُسکے ثمن سے آگاہی نہوئی تھی تو اُسپر قیمت واجب ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔

یعنے درحالیکہ دونون مجلس بیع سے جدا نہوئے تھے ۱۲ منہ

مشتری کی اجازت ۱۲

اور کسی دار یا حمام کے دس گز کا بیچنا امام اعظمؒ کے نزدیک فاسد ہی اور صاحبین نے کہا کہ جائز ہی جبکہ دار سو گز ہو اور امام صاحب کے نزدیک اسطرح کہنا کہ دس گز سو گزون مین سے یا نہ کہنا اصح قول کے موافق دونون برابر ہین یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور صاحبین کے قول کے موافق اگر بائع نے تمام گز نہ بیان کئے ہون تو مشائخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ جائز ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اگر کسی خاص دار کے دس حصون مین کا ایک حصہ فروخت کیا تو اُسکے جائز ہونے پر اجماع ہی اور اگر کہا کہ ایک گز اس خاص دار مین کا فروخت کیا پس اگر یہ بیان کردیا کہ اسطرف سے لیکن ہنوز یہ نہ بتلایا کہ وہ کس جگہ کا گز ہی تو بیع منعقد ہوگی لیکن نافذ نہوگی حتے کہ بائع پر سپرد کرنے کے واسطے جبر

نہ کیا جائیگا اور اگر اس گز کا موضع کسی طرف سے معین نہ کیا تو امام اعظم کے قول پر بالکل جائز نہین ہی اور صاحبین کے قول پر جائز ہی اور وہ دار ناپا جاویگا اگر دس گز نکلے تو مشتری دار کے دسوین حصہ کا شریک ہو جاویگا اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ صاحبین کے قول پر مشائخ کا اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ یہ بیع انکے نزدیک جائز ہی اور اگر ایک دار مین کا ایک حصہ فروخت کیا اور اسکا موضع معین نہ کیا تو شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہی کہ یہ جائز نہین ہی اور اگر کہا کہ مین نے اس کپڑے مین سے ایک گز تیرے ہاتھ فروخت کیا اور اسکا موضع معین نہ کیا یا یہ کہا کہ مین نے اس لکڑی مین سے ایک گز تیرے ہاتھ بیچا اور اسکا موضع معین نہ کیا تو بعض مشائخ نے ذکر کیا ہی کہ اسمین ویسا ہی اختلاف ہی جیسا کہ دار کے مسئلہ مین مذکور ہوا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ بالاجماع جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی لکڑی یا کپڑے مین سے ایک گز کسی جانب معلوم سے خریدا تو جائز نہین ہی اور اگر بائع نے اسکو کاٹ کر مشتری کے سپرد کر دیا تو بھی جائز نہین ہی لیکن اگر مشتری اسکو قبول کرے تو جائز ہی اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ یہ جائز ہی اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ یہ فاسد ہی ولیکن اگر کاٹ کر اسنے مشتری کے سپرد کر دیا تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ اسکے لینے سے انکار کرے یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ مین نے اس گز مین سے اپنا حصہ تیرے ہاتھ اتنے کو فروخت کر دیا تو جائز ہی بشرطیکہ مشتری اسکے حصہ کی مقدار کو اس گز مین سے جانتا ہو اگرچہ بائع اسکو نہ جانتا ہو ولیکن بائع کا مشتری کے قول کی تصدیق کرنا شرط ہی اور اگر مشتری اسکے حصہ کو نہ جانتا ہو تو امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین ہی خواہ بائع کو اسکا علم ہو یا نہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر کسی نے ایک جزو پانچ سہمون مین سے یا دو سہم آٹھون سے یا اپنا نصیب آٹھون سے یا اپنا نصیب پانچ نصیبون مین سے یا ایک جزو یا ایک نصیب اسمین سے فروخت کیا تو امام اعظم کے نزدیک استحساناً جائز ہی قیاساً جائز نہین ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے شخص سے ایک میدان یا زمین خریدی اور بائع نے اسکے حدود ذکر کر دئے اور طول اور عرض کو گزون کی پیمائش سے ذکر نہ کیا تو جائز ہی مشتری نے جب حدود کو جان لیا اور ہمسایہ کو نہ جانا تو جائز ہی اور اگر حدود کو ذکر نہ کیا اور مشتری نے حدود کو نہ پہچانا تو در حالیکہ دونون پوری مبیع کو پہچانتے ہون بیع جائز ہی بشرطیکہ دونون باہم اختلاف نہ کرین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ کسی زمین کے گڑھے کے اندر کچھ گیہون بھرے ہوے تھے انکو کسی شخص نے فروخت کیا حالانکہ مشتری ان گیہوؤن کی مقدار نہین جانتا ہی اور نہ اس گڑھے کی انتہا جانتا ہی تو مشائخ نے کہا کہ مشتری کو خیار حاصل ہوگا اور اگر مشتری کو گڑھے کی انتہا معلوم ہی ولیکن گیہوؤن کی مقدار نہین معلوم ہوئی تو بیع جائز ہوگی اور مشتری کو خیار ہوگا مگر اس صورت مین کہ اس گڑھے کے نیچے دکان یا اسکے مانند کوئی چیز نکلے تو ایسا نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی کسی نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ سو بکریان بعوض ان سو بکریون کے ہر ایک بکری ایک بکری کے عوض فروخت کی تو بیع فاسد ہی کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ گائے کہ جو زندہ تھی ہر رطل ایک درم کے حساب سے فروخت کی اور مشتری نے اسپر قبضہ کر لیا اور وہ ضائع ہو گئی تو مشتری اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ کسی نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ بکری ہر تین رطل

یعنے حقیقۃً مشتری مقدار بیان کرتا ہو ۱۲

یعنے دار مین سے ۱۲

یعنی دونون کو معلوم ہو ۱۲

ایک درم کے حساب سے بقدر اُسکے جثہ کے فروخت کی تو بیع باطل ہے اور اسی طرح اگر اُسکا تمام وزن پچاس رطل بیان کر دیا اور مشتری نے اُس سے ہر تین رطل (یعنے تمام بکری جو وزن اسکے جثہ کے ۱۲ منہ) ایک درم کے حساب سے خریدا تو بھی باطل ہے اور اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ انار اُسکے وزن بھر درہمون کے عوض بیچا تو باطل ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ غلام اتنے کو بیچا اور اُسکا نام نہ لیا اور اُسکو مشتری نے نہین دیکھا ہے تو بیع باطل ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اپنا غلام بیچا تو بیع فاسد ہے بشرطیکہ بائع کا دوسرا غلام بھی ہو پس اگر بائع اور مشتری دونون اس بات پر متفق ہوگئے کہ مبیع یہ غلام ہے تو بیع جائز ہوگی اور قولہ بیع جائز ہوگی اسکے معنے مین مشائخ کا اسطرح اختلاف ہے کہ بعضون نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ پہلی بیع اتفاق کے وقت جائز ہو جاویگی اور بعضون نے کہا کہ نہین بلکہ دوسری بیع دست بدست منعقد ہو جاویگی نہ یہ کہ پہلی منقلب ہو کر جائز ہو جاویگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اور شرح کتاب العتاق مین ہے کہ اگر دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اپنا غلام اتنے کو فروخت کیا اور اُسکا ایک ہی غلام ہے پس اگر اُسنے کہا کہ اپنا غلام جو فلان مکان مین موجود ہے فروخت کیا تو بیع جائز ہوگی اور اگر مکان کا پتہ نہ دیا تو شمس الائمہ حلوانی نے ذکر کیا ہے کہ عامہ مشائخ (یعنے متقدمین ۱۲) کے نزدیک بیع جائز نہین ہے شیخ رح نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے کذا فی المحیط۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ سب جو کچھ اس دار مین ہے غلام اور چوپائے اور کپڑے سب فروخت کر دئے اور مشتری نہین جانتا کہ دار کے اندر کیا کیا چیز ہے تو بیع فاسد ہوگی اور اگر بجاے دار کے (کہ جسکا ترجمہ جا بجا گھر کیا گیا ہے) بیت کا لفظ ذکر کیا اور باقی اپنے حال پر رہے تو بیع جائز ہوگی اور اسی طرح اگر یہ صندوق یا یہ تھیلا ذکر کیا تو بھی جائز ہے کذا فی الظہیریہ

ع
یعنی گھر کا جس قدر سامان ہو
[illegible]
[illegible]

نوین فصل

اُن چیزون کی بیع کے بیان مین جو دوسری چیز سے متصل ہون اور ایسی بیع کے بیان مین جسمین استثناء ہو۔ جو دودھ تھنون کے اندر ہے یا جو بچہ پیٹ مین ہے اُسکا بیچنا جائز نہین ہے اور اُس پشم کا جو بکری کی پیٹھ پر ہے روایت مشہورہ مین جائز نہین ہے کذا فی محیط السرخسی۔ اور اگر عقد واقع ہونے کے بعد بائع نے پشم یا دودھ کو سپرد کر دیا تو بھی جائز نہین اور وہ عقد صحیح نہو جاویگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور جانورون کے جفتی مین بیع بالکل نہین ہوتی ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ گیہون جو بالیون کے اندر موجود ہین اُنکا بیچنا پیمانہ اور طول دونون طرح سے جائز ہے (یعنے محض باطل نہین ہے ۱۲) اگرچہ ہنوز دانہ سخت نہ ہوئے ہون یہ قنیہ مین لکھا ہے۔ اور بیع مزابنہ جائز نہین ہے اور وہ یہ ہے کہ جو چھوارے درخت پر لگے ہوئے ہین اُنکو ٹوٹے ہوئے چھوارون کے عوض اُنہین کے کیل کے مثل پر اندازہ و کوت سے فروخت کرے اور بیع محاقلہ بھی جائز نہین ہے اور وہ یہ ہے کہ بالیون کے گیہون کو اُنہین کے مثل پیمانہ پر اندازہ و کوت کرکے گیہون کے عوض فروخت کرے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے اگر ایسے گیہون کا بھوسہ خریدا تو جائز نہین ہے اور اگر روندنے کے بعد دانہ نکالنے سے پہلے خریدا تو جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور بیع ملامسہ بھی جائز نہین ہے اور وہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری کسی چیز کو چکا وین اور دونون کا اس بات پر اتفاق ہو جاوے کہ جب مشتری اُس چیز کو چھو لے تو بائع کی طرف سے بیع ہو گئی اور کنکری پھینکنے کی بیع بھی جائز نہین ہے اور وہ یہ ہے کہ کنکری پھینکے اور وہان چند کپڑے رکھے ہون پس جس کپڑے پر کنکری جا پڑے وہی مبیع ہے اور اسمین کچھ فرق نہین ہے کہ وہ معین ہو یا غیر معین ہو

یعنے یہ فرق معتبر نہین ہی ولیکن یہ ضرور چاہیے کہ وہ دونون پہلے سے ثمن پر راضی ہولین اور اسی طرح بیع منابذہ بھی جائز نہین ہی وہ یہ ہی کہ ہر ایک اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکے اور دونون مین سے کسی نے دوسرے کے کپڑا پھینکنے کو یہ نہ دیکھا کہ یہ پھینکنا بیع ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ گیہوؤن کا درخت بدون گیہون کے فروخت کرنا جائز ہی یہ ینابیع مین لکھا ہی۔ اور اگر سیپ فروخت کی اور موتی کا نام نلیا تو جائز ہی اور موتی مشتری کا ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر خربوزے کے اندر کے بیج کسی نے خریدنا چاہے اور بائع نے فروخت کر دیے اور خربوزہ والا اس بات پر راضی ہوگیا کہ خربوزہ تراش دے تو بیع باطل ہی بالکل جائز نہین ہی اور یہی صحیح ہی کذا فی جواہر الاخلاطی۔ اور اسی طرح اگر چھوارے کے اندر کی گٹھلی اور تلی کے اندر کا تیل اور زیتون کے اندر کے تیل کا بھی یہی حکم ہی اور اگر بائع نے اسکو مشتری کے سپرد کر دیا تو بھی جائز نہین ہی یہ جواہر الاخلاطی مین لکھا ہی۔ اگر کسی جولاہے کو اپنا سوت دیا کہ تو میرے واسطے عمامہ اپنے ریشمی تار ڈال کر بن دے اور اُسنے بن دیا پھر اُس سے وہ ابریشم جو اُسنے عمامہ مین بنا ہی خرید کیا تو جائز ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اور عیون مین لکھا ہی کہ اگر مٹکا جو بیت کے اندر رکھا ہوا ہی کہ جسکا نکالنا بدون دروازہ توڑنے کے ممکن نہین ہی فروخت کیا تو جائز ہی اور بائع پر جبر کیا جائیگا کہ بیت سے باہر لاکر سپرد کرے اور اگر مشتری نے جا کر بیت کے اندر بائع اسکو مشتری کے سپرد کرنے کی قدرت نہین رکھتا ہی پس اگر بدون توڑنے کے قدرت نہین رکھتا ہی تو اسکو توڑیگا اور نکالیگا اور بعضون نے کہا کہ بیع باطل ہی یہ مختار الفتاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر اس خاص کپاس کے جوز فروخت کیے تو جائز نہین ہی اور منتقے مین لکھا ہی کہ فقیہ ابو اللیث نے یہ اختیار کیا ہی کہ جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کھال اور اوجھ ذبح کرنے سے پہلے فروخت کیا تو جائز نہین ہی پس اگر اسکے بعد بائع نے ذبح کیا اور کھال اور اوجھ جدا کرکے دیدیا تو عقد جائز نہوجائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے شہتیر جو چھت مین پڑا ہوا ہی یا ایک گز ایک کپڑے کی کسی جانب معلوم مین سے یا ایک گز کسی لکڑی کی خاص جگہ مین سے یا تلوار کی چاندی کہ جو بلا ضرر نہین چھوٹ سکتی ہی یا آدھی کھیتی کہ جو ابھی پکی نہ تھی یا دو شخصون مین مشترک تھی کہ ایک نے اپنا حصہ اپنے شریک کے سوا دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو یہ سب بیع فاسد ہین پس اگر بائع اس بات پر راضی ہوگیا کہ شہتیر اُکھاڑ دے یا کپڑے اور لکڑی مین سے ایک گز قطع کر دے یا تلوار مین سے چاندی جدا کر دے یا کھیتی کو جبکہ سب اُسی کی تھی کاٹ دے تو مشتری کو اس سے پہلے کہ بائع کوئی ایسا فعل کرے بیع فسخ کر دینے کا اختیار ہی پس اگر مشتری کے فسخ کرنے سے پہلے بائع نے کوئی فعل انہین سے کیا تو عقد مشتری کے ذمہ لازم ہوجائیگا اور اسکو خیار نہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی۔ دیوار مین سے شہتیر رکھنے کی جگہ کو بیچا اور ہبہ کرنا بالاتفاق ناجائز ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ اور انگوٹھی کے اندر نگینہ فروخت کرنے کی دو صورتین ہین کہ اگر اُسکے نکالنے مین ضرر ہو تو بیع جائز نہوگی اور انگوٹھی اگر مشتری کے قبضہ مین ہو تو امانت رہیگی اور اگر اُسکے قبضہ مین تلف ہوجاوے تو کچھ نہ دینا پڑیگا اور اگر اُسکے نکالنے مین کچھ ضرر نہو تو جائز ہی اور اس صورت مین اگر انگوٹھی اُسکے پاس تلف ہوجاوے تو اُسپر نگینہ کا ثمن واجب ہوگا

ع
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بیع [illegible] ۱۲ منہ
[illegible]
بیع جب [illegible]
۱۲ منہ ع [illegible]
والغرض ایضاح [illegible]
للعبارۃ وتسہیلا
للفہم ۱۲ منہ

یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ نوادر ابن سماعہ مین ہی کہ مین نے امام محمد رح سے پوچھا کہ کسی نے انگوٹھی کے اندر ایک نگینہ یا چھت کے اندر ایک شہتیر کہ ہر ایک انمین سے بدون ضرر کے نہین نکل سکتا تھا فروخت کیا تو آیا مشتری اسکا مالک ہوگا یا یہ بیع موقوف ہی تو امام محمد رحنے جدا کردینے سے پہلے یہ حکم فرمایا کہ یہ بیع موقوف رہیگی مشتری مالک نہوگا تاوقتیکہ بائع کو اسمین خیار حاصل رہے کہ اگر چاہے تو سپرد کرے اور چاہے نہ سپرد کرے یعنے بیع کے اکھاڑنے سے پہلے کی حالت کی جانب اشارہ فرمایا اور جب اسکا ایسا حال ہو جاوے کہ بائع اسکے سپرد کرنے سے انکار نہ کرسکتا ہو تو مشتری مالک ہوجاویگا اور اگر مشتری نے اسمین کچھ جھگڑا نہ کیا یعنے اکھاڑ ڈالے ۱۲ یہان تک کہ بائع نے پوری انگوٹھی یا بیت دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرکے اسکے سپرد کردیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ دوسری بیع پہلی بیع کو توڑدیگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور منتقے مین اس جنس کے مسلون کے واسطے ایک قاعدہ کلیہ ذکر کیا ہی کہ جن چیزون مین ہم بائع پر یہ جبر کرسکتے ہین کہ مشتری کے سپرد کرے اور مشتری نے بنا بر اس بیع کے اسپر قبضہ کرلیا اور وہ ضائع ہوگئی تو مشتری کے ذمہ لازم ہوگی اور جن چیزون مین ہم مشتری کے سپرد کرنے کے واسطے بائع پر جبر نہین کرسکتے اور بائع نے اسکے سپرد کردی تو مشتری قابض نہوگا اور ضائع ہوجانے کی صورت مین اسپر ضمان واجب نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ کسی نے کچھ صوف جو بچھونے مین بھرا ہوا ہی فروخت کیا اور بائع نے اسکے ادھیڑنے سے انکار کیا پس اگر اسکے ادھیڑنے مین ضرر ہو جائز نہین ہی اور اگر ضرر نہو تو جائز ہی پس اگر ادھیڑنے کے باب مین دونون اختلاف کرین تو بائع پر واجب ہوگا کہ تھوڑا سا ادھیڑ کر مشتری کو دکھلاوے پس اگر وہ دیکھ کر راضی ہوگیا تو باقی ادھیڑنے کے واسطے بائع پر جبر کیا جاویگا اور اسی طرح زمین کے اندر گاجر کی بیع کا بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور دوکان کے اندر کی عمارت اور زمین کے درختون کی بیع کے جائز ہونے کے واسطے یہ شرط ہی کہ اسکے جدا کرنے مین بائع کی ملک کو ضرر نہ پہونچتا ہو یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ ابن سماعہ کہتے ہین کہ مینے امام محمد رح سے کہا کہ اگر بالفرض مین نے ایک شہتیر غصب کرلیا اور اسکو ایک بیت کی چھت مین ڈالا یا مین نے کچھ پختہ انٹین غصب کرلین اور اس سے ایک دار بنایا یا مین نے ایک چوکھٹ غصب کرلی اور اسکو ایک دروازہ مین لگایا پھر مین نے وہ بیت یا دروازہ یا دار فروخت کردیا تو کیا ایسی بیع کو آپ جائز سمجھتے ہین اور جب مشتری اس غصب سے آگاہ ہو تو کیا اسکو واپس کرنے کا اختیار ہوگا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ بیع جائز ہی اور مشتری کو اختیار نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی کاشتکار کی کسی شخص کی زمین مین عمارت تھی پس اگر وہ عمارت کوئی بنا یا درخت تھا تو جائز ہی بشرطیکہ زمین مین چھوڑ رکھنے کی شرط نہ کی ہو اور اگر کھیت کی گوڑائی زمین نرم کرنا یعنی کھیت [illegible] ۱۲ یا نہر کا اگارنا یا اسکے مثل ہووے تو جائز نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر بیع کوئی دار یا زمین ہو کہ جو دو شخصون مین بلا تقسیم مشترک ہو پھر ایک نے انمین سے ایک بیت معین یا ایک قطعہ زمین معین تقسیم ہونے سے پہلے فروخت کردیا تو بیع جائز نہین ہی نہ اسکے حصہ کی اور نہ اسکے شریک کے حصہ کی بخلاف اسصورت کے کہ اگر اسنے دار یا زمین مین سے اپنا پورا حصہ فروخت کردیا تو بیع جائز ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور پانی بہنے کے راستہ کو بیچنا اور ہبہ کرنا جائز نہین ہی

ع

[illegible]

اور گذرگاہ کو بیچنا اور ہبہ کرنا جائز ہے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک ایسی باندی کہ جسکے پیٹ مین بچہ تھا کہ جسکے حق مین یہ وصیت کی گئی تھی کہ یہ بچہ فلان شخص کو دیا جاوے فروخت کر دی پھر جس شخص کو دینے کے واسطے وصیت کی گئی تھی اُسنے بیع کی اجازت دیدی پھر مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد باندی بچہ جنی تو اُس شخص کو ثمن مین سے کچھ نہ ملیگا اور اگر قبضہ سے پہلے جنی تو ثمن مین سے اُسکا حصہ ہوگا لیکن اگر قبضہ سے پہلے وہ بچہ مر گیا تو کچھ حصہ نہوگا اور اگر قبضہ سے پہلے جنی اور اُس شخص نے کہ جسکے واسطے بچہ کی وصیت کی گئی تھی بیع کی اجازت نہ دی یا بچہ کو آزاد کر دیا تو اب مشتری باندی کو اُسکے حصۂ ثمن کے عوض لے لیگا اور بچہ جننے کے بعد اُس شخص کا اجازت دینا کسی حال مین صحیح نہین ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اگر مبیع مین سے ایسی چیز کو استثناء کیا کہ جسکا جدا بیچنا جائز ہے تو استثناء جائز ہوگا چنانچہ اگر ایک ڈھیری فروخت کی مگر ایک صاع اُسمین سے یعنے ایک صاع کا استثناء کیا یا یون کہا کہ مین نے یہ مٹکا سرکہ یا تیل کا فروخت کیا مگر دس سیر — اسی طرح اگر کوئی عددی چیزین ہون کہ جو باہم قریب قریب ہین اور اُنمین سے استثناء کیا تو بیع جائز ہوگی اور اگر مبیع مین سے ایسی چیز کا استثناء کیا کہ جسکا الگ بیچنا جائز نہین ہے تو استثناء صحیح نہوگا جیسے کوئی باندی بدون اُسکے حمل کے یا کوئی بکری بدون اُسکے کسی عضو کے یا ایک گلہ بکریون کا بدون ایک بکری کے یا چاندی چڑھی ہوئی تلوار بدون اُسکی چاندی کے فروخت کی تو بیع جائز نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر کوئی عمارت یا دار فروخت کرنے مین اُسمین کی لکڑی کو استثناء کیا یا اینٹ اور یا اینٹین اور مٹی کو استثناء کیا تو جائز ہے بشرطیکہ مشتری نے اُسکو توڑ ڈالنے کے واسطے خریدا ہو یہ قنیہ مین لکھا ہے۔ اگر درخت پر لگے ہوئے پھل فروخت کرنے مین اُسمین سے چند رطل معلومہ کا استثناء کیا تو جائز نہین ہوا اور اگر پھل ٹوٹے ہوئے ہون اور سب کو فروخت کرنے مین اُسمین سے ایک صاع کا استثناء کیا تو جائز ہے اور مشائخ نے کہا کہ یہ روایت امام حسن بن زیاد کی ہے اور یہی قول طحاوی کا ہے اور ظاہر الروایۃ کے موافق جائز ہونا چاہیے اور اگر ایک خرما کا باغ فروخت کیا اور اُسمین سے ایک درخت معلوم استثناء کیا تو جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور اگر ایک ڈھیری سو درم کے عوض سوائے اُسکے دسوین حصہ کے فروخت کی تو مشتری کو پورے ثمن مین اُسکا نودسوان حصہ ملیگا اور اگر بائع نے کہا کہ اس شرط پر فروخت کرتا ہون کہ اُسکا دسوان حصہ میرا رہیگا تو مشتری کو اُسکا نودسوان حصہ بعوض ثمن کے نودسوین حصہ کے ملیگا اور امام محمد رح سے اسکے برخلاف روایت کیا گیا ہے کہ دونون صورتون مین بعوض پورے ثمن کے ملیگا اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ مین تیرے ہاتھ یہ سو بکریان بعوض سو درم کے اس شرط پر بیچتا ہون کہ یہ بکری میری رہے یا میرے واسطے یہ بکری رہے تو بیع فاسد ہے اور اگر کہا کہ بدون اس بکری کے بیچتا ہون تو ننانوے بکریان بعوض سو درم کے مشتری کو ملینگی کذا فی فتح القدیر اور اگر کہا کہ یہ سو بکریان تیرے ہاتھ بعوض سو درم کے بدون اُسکے آدھے کے ہین تو آدھی بکریان بعوض سو درم کے ہونگی اور اگر کہا کہ میرے واسطے اُسکی آدھی رہینگی تو مشتری کو اُسکی آدھی پچاس درم کو ملینگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کچھ بکریان یا کپڑے کی گٹھری بعوض سو درم کے فروخت کی اور اُسمین سے ایک غیر معین کو استثناء کیا تو بیع فاسد ہے

اور اگر معین کا استثناء کیا تو جائز ہی کذا فی الخلاصہ۔ اور یہی حکم ہر ایسی عددی چیزون کا ہی جو باہم متفاوت ہون یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور ایسی باندی کی بیع کہ جسکے پیٹ کا بچہ آزاد کر دیا گیا ہو جائز نہین ہی اور اس مسئلہ کی نظیر گیارہ مسئلہ اور ہین ایک وہ ہی کہ عقد اور استثناء دونون جائز ہون اور وہ یہ ہی کہ باندی کے دیدینے کی کسی کو وصیت کی اور اُسکے پیٹ کا بچہ استثناء کیا یا پیٹ کے بچہ کو دیدینے کی وصیت کی اور باندی کا استثناء کیا تو استثناء صحیح ہی اور چار مسئلہ اسمین سے وہ ہین کہ جنمین عقد اور استثناء دونون فاسد ہوتے ہین اور وہ یہ ہی کہ اگر باندی کو فروخت کیا یا اُسکو مکاتب کیا یا اجرت پر دیا یا قرضہ سے اُسکے دینے پر صلح کی اور اُسکے پیٹ کے بچہ کا استثناء کیا تو یہ سب عقود فاسد ہین اور چھ صورتین اسمین سے وہ ہین کہ جنمین عقد جائز ہی اور استثناء باطل ہی اور وہ یہ کہ اگر باندی کو ہبہ یا صدقہ کرکے سپرد کر دیا یا اُسکو مہر مین دیدیا یا عمداً خون کرنے کی صلح مین اُسکو دیا یا عورت نے اپنے خاوند سے خلع کرانے مین دیدیا یا اُس باندی کو آزاد کر دیا اور ان سب صورتون مین اُسکے پیٹ کے بچہ کا استثناء کیا تو ان سب عقود مین استثناء باطل ہی اور عقود نافذ ہو جاوینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور امالے مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا یہ غلام ہزار درم کو مگر نصف اُسکا پانسو درم کو تو پورے غلام کی بیع ایک ہزار پانچ سو ۱۵۰۰ درم کو جائز ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ مگر نصف اُسکا سو درم کو بیچا تو پورا غلام مشتری کو ایک ہزار ایک سو درم کو ملیگا اور یہ بھی امالے مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ ایک ہزار درم کو اس شرط پر بیچا کہ میرے واسطے اُسکا آدھا بعوض تین سو درم یا تہائی ثمن یا سو دینار کے رہیگا تو ان سب صورتون مین بیع فاسد ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے خاص راستہ کا رقبہ اس شرط پر فروخت کیا کہ بائع کو اُسمین آمد و رفت کا حق رہیگا تو بیع جائز ہی اور اسیطرح اگر دار کے مالک نے نیچے کا مکان اس شرط پر فروخت کیا کہ اُسکو بالاخانہ اسپر برقرار رکھنے کا حق رہے تو جائز ہی یہ ظہیریہ لکھا ہی۔ اور ابن سماعہ نے اپنے نوادر مین امام محمد رح سے روایت کی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ دار تیرے ہاتھ فروخت کیا مگر اسمین کا ایک راستہ اس جگہ سے اور دار کے دروازہ تک استثناء کیا اور اسکا طول و عرض بیان کر دیا اور اسکو اپنے یا غیر کے واسطے شرط کر لیا تو بیع جائز ہی اور جو ثمن کہ ذکر کیا ہی وہ سب سوائے راستہ کے باقی دار کا ہوگا اور اگر دار کی فروخت مین یہ شرط کی کہ اسمین ایک راستہ بائع کا ہوگا اور اُسکا طول و عرض بیان کر دیا تو یہ جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر کہا کہ مین اپنا یہ دار تیرے ہاتھ ہزار درم کو اس شرط پر بیچتا ہون کہ یہ معین بیت میرا رہیگا تو صحیح نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ سوائے اس بیت کے بیچتا ہون تو بیع جائز ہی اور اگر کہا کہ مین نے یہ دار تیرے ہاتھ سوائے اُسکی عمارت کے فروخت کیا تو بیع جائز ہی اور بناء بیع مین داخل نہوگی اور اگر کوئی زمین فروخت کی اور اسمین سے ایک درخت معین کو مع اسکے جائے قرار کے استثناء کیا تو بیع جائز ہی اور مشتری کو یہ اختیار ہوگا کہ اُس درخت کی شاخون کو اپنی ملک مین لٹکنے نہ دے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ حسن ابن زیاد نے کتاب الاختلاف مین ابی یوسف و زفر مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ دار تیرے ہاتھ ایک ہزار درم کو سوائے دس گز کے فروخت کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع فاسد ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک بیع جائز ہی اور مشتری کو خیار ہوگا

جبکہ وہ دار کے تمام گز دن کی پیمائش سے واقف ہو پس اُسکو اختیار ہی کہ اگر راضی ہو تو بائع اُسکے ساتھ دار مین سو گز کا شریک ہوگا اور اگر نہ راضی ہو تو بیع کو ترک کر دے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو یہ طعام سوائے دس قفیز کے اسمین سے فروخت کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع فاسد ہوگی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک بیع جائز ہی اور جب اُسمین سے دس قفیز نکالی جاوین تو مشتری کو خیار ہوگا اور اگر کسی چیز کو بعوض سو دینار کے باستثناء ایک دینار کے ان سو دیناروں مین سے فروخت کیا تو بیع ننانوے ۹۹ دینار پر قرار پاویگی کذا فی البحر الرائق

دسوین فصل۔ ایسی دو چیزون کے فروخت کرنے کے بیان مین کہ جنمین ایک کی بیع جائز ہی نہو اور فروخت کی ہوئی چیز کو جتنے کو بیچا ہی اُس سے کم پر خریدنے کے بیان مین۔ جو شخص آزاد و غلام دونون کو جمع کر کے فروخت کرے یا ذبح کی ہوئی اور مردار بکری دونون کو جمع کر کے فروخت کرے تو امام اعظم کے دونون کی بیع باطل ہی خواہ ہر ایک کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو تو غلام اور ذبح کی ہوئی بکری کی بیع جائز ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کھال کھینچی ہوئی مذبوحہ دو بکریان خریدین پھر ایک بکری کسی مجوسی کے ہاتھ کی ذبح کی ہوئی نکلی یا ایسے مسلمان کے ہاتھ کی ذبح کی ہوئی کہ جسنے اُسپر عمداً اللہ کا نام نہین لیا ہی تو ایسا ذبیحہ اور مردار دونون ہمارے نزدیک برابر ہین کذا فی المبسوط۔ اگر کسی نے محض غلام کو اور مدبر یا مکاتب یا ام ولد کو جمع کیا یا اپنے اور دوسرے کے غلام کو جمع کر کے فروخت کیا تو محض غلام کی بیع اُسکے حصہ ثمن کے عوض جائز ہوگی اور جسنے وقف اور ملک کو جمع کیا اور ثمن کی تفصیل نہ کی تو اصح قول کے بموجب ملک کی بیع صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دو مٹکے سرکہ کے خریدے پھر معلوم ہوا کہ ایک شراب کا ہی یعنی ایک مین [illegible] ہی ۱۲ پس اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ نہین بیان کیا گیا تو دونون کا عقد فاسد ہوگا بالاتفاق ۱۲ اور اگر بیان کر دیا گیا تو بھی امام اعظم کے نزدیک فاسد ہی اور صاحبین کے نزدیک سرکہ کی بیع جائز ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر دو غلام خریدے اور ایک پر قبضہ کر لیا اور دوسرے پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ دونون کو کسی کے ہاتھ ایک ہزار درم کو اس طرح پر بیچ ڈالا کہ ہر ایک کی قیمت پانسو درم ہی تو مقبوض کی بیع جائز ہی اور غیر مقبوض کی جائز نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور اُسپر قبضہ کرنے سے پہلے اپنے غلام کے ساتھ ملا کر فروخت کر دیا تو ہمارے تینون امامون کے نزدیک فقط اُسکے غلام کی بیع جائز ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص نے کسی بائع سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور اُسپر قبضہ کر لیا اور قیمت نہ ادا کی یہانتک کہ اس غلام کو اپنے ایک غلام کے ساتھ ملا کر اُسی بائع کے ہاتھ ہزار درم کو اس تفصیل سے کہ ہر ایک پانسو درم کا ہی فروخت کر دیا تو اُسکے غلام کی بیع جائز ہوگی اور جو خریدا ہی اُسکی بیع جائز نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور منتقے مین ہی کہ کسی شخص نے ایک دار اور ایک مسلمانون کا راستہ جو محدود معلوم تھا جمع کر کے خریدا پھر مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد راستہ کا استحقاق ثابت کیا گیا پس اگر وہ راستہ دار کے ساتھ مختلط تھا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو دار کو واپس کر دے ورنہ اُسکے حصہ ثمن کے عوض لیلے اور اگر راستہ اُس سے جدا ہو تو مشتری کو اختیار نہوگا اور دار اپنے حصہ ثمن کے عوض مشتری

ف قال المترجم وفي الاصل اذا قال [illegible] الا دينارا الخ باع بمائة دينار [illegible] سوى دينار [illegible] التقسيم [illegible] الخ [illegible] الاستثناء [illegible] اختلف [illegible] الاستثناء [illegible] من الكلام [illegible]

ف ولا مجال للترجمة فی ذلک ویحتمل ان یراد به کل ذکره المترجم فالمراد به الثمن و لما کان یجوز فی صورة واحدة وضع واحد [illegible] یذکره فی العنوان فلیتامل ۱۲ منہ ف وقال المترجم قد قالوا ان الملک یکون بحل الثمن [illegible] وقت العقد ۱۲ منہ

کے ذمہ پڑیگا اور اگر راستہ اسطرح محدود نہو کہ اُسکی مقدار دریافت ہوجاوے تو بیع فاسد ہوجاویگی اور اگر بجائے راستہ کے مسجد خاص کو ملاکر خریدے تو اُسکا حکم راستہ معلومہ کا حکم ہی اور اگر مسجد جماعت ہو تو سب کی بیع فاسد ہوجاویگی اسلیے کہ جامع مسجد کی بیع جائز و حلال نہین ہی اسی طرح اگر وہ گری ہوئی پڑی ہو یا میدان ہو کہ جسمین کچھ عمارت تو نہین موجود ہو مگر دراصل وہ جامع مسجد ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر زمین دو شخصون مین مشترک ہو کہ دونون مین سے ایک نے پوری زمین اپنے شریک کے ہاتھ فروخت کردی تو امام ظہیر الدین مرغینانی فرماتے تھے کہ بیع فاسد ہی اور اسی طرح اگر مدعا علیہ نے مدعی کے دعوی سے ایک ایسی دار پر صلح کی جو دونون مین مشترک تھا تو اسصورت مین بھی فرماتے تھے کہ صلح فاسد ہی اور اگر کسی نے ایک غلام خرید کر پانسو روپیہ نقد دیئے اور پانسو وہ جو اُسکے فلان شخص پر قرض تھے ثمن مین ٹھہرائے یا پانسو کی یون میعاد ٹھہرائی کہ جب عطا ہون تو دونگا تو قدوری نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ سب کی بیع فاسد ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے سے ایک [illegible] زمین دس درم اور ہزار من گیہون کے عوض کہ جسکا وصف بیان کردیا تھا خریدے لیکن گیہون ادا کرنے کی جگہ بیان نہ کرنے کی وجہ سے گیہون کے حصہ کی بیع امام اعظم کے نزدیک فاسد ہوگئی پس آیا یہ فساد باقی کی طرف امام اعظم کے قول کے موافق متعدی ہوگا یا نہین تو امام اعظم کے قول کے موافق شیخ نے فرمایا کہ باقی کی طرف فساد متعدی نہونا چاہیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے کے ہاتھ خود کوئی چیز فروخت کی یا اُسکی طرف سے اُسکے وکیل نے اور مشتری نے ہنوز ثمن نہین ادا کیا ہی اور مبیع کی ذات مین کچھ نقصان بھی نہین آیا ہی تو ایسی حالت مین اس مشتری یا اُسکے وارث سے نہ اس شخص سے جسکو ہبہ کی گئی یا اُسکے لیے وصیت کردی گئی ہو بائع کو یہ جائز نہین ہی اور نہ اُسکی طرف سے اُسکے لیے ایسے شخص کو جائز ہی کہ جسکی گواہی اُسکے حق مین مقبول نہو کہ بیچنے کو بیچی ہی اُسکی جنس سے اس سے کم ثمن پر اپنے واسطے یا غیر کے واسطے مشتری کے ثمن ادا کرنے سے پہلے خرید کرے اور اس مقام پر اور شفعہ مین درم و دینار ایک جنس شمار کیے جاتے ہین کذا فی الکافی۔ اور اگر مشتری پر ثمن ادا کرنے مین کچھ باقی رہجاوے تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور فتاوی عتابیہ مین لکھا ہی کہ اگر پہلے اُسکو دینارون کے عوض بیچا تھا پھر درہمون کے عوض کم پر خریدلیا تو جائز نہین ہی اور اگر پہلے اُسکو دینارون کے عوض بیچا پھر چاندی کے پترون کے عوض کمی سے خریدا تو جائز ہی اور اگر پیسون کے عوض کمی پر خریدا تو امام محمد رح کے قول پر ناجائز ہی اور امام اعظم اور امام ابویوسف رح کے قول پر جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر دوسری جنس ثمن کے عوض خریدی یا عیب دار ہوجانے کے بعد خریدی تو جائز ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی۔ اور ایسی صورت مین اگر ثمن اول ادا کرنے سے پہلے یا بعد زیادتی کے ساتھ خریدی تو جائز ہی اور اگر نرخ گھٹ گیا اور مبیع مین اس نرخ کی وجہ سے گھٹی آئی پھر بائع نے اُسکو جتنے کو بیچا تھا اُس سے کم پر خرید کیا تو جائز نہین ہی اور نرخ کا اعتبار نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اگر بائع نے آدھے ثمن پر قبضہ کرلیا پھر آدھے کو آدھے ثمن سے کم پر خریدا تو

جائز نہین ہی اور اگر بائع نے مشتری پر حوالہ کر دیا پھر اسکو کمی کے ساتھ خریدا تو بھی یہی ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی ۔ اور اگر مشتری نے اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر بائع اول نے دوسرے مشتری سے جتنے کو بیچا تھا اُس سے کم پر خریدا تو جائز ہی اور اگر وہ چیز پہلے مشتری کے پاس کسی ایسے سبب سے واپس ہو گئی کہ جس سے وہ بیع سب لوگون کے حق مین فسخ شمار ہو تو پہلے بائع کی خرید کمی کے ساتھ جائز نہوگی اور اگر کسی ایسے سبب سے واپس ہوئی کہ جس سے بیع صرف اُن دونون کے حق مین فسخ کا اور تیسرے کے حق مین نئی بیع کا حکم رکھے تو پہلا بائع اسکو اپنے فروخت کیے ہوئے دامون سے کمی کے ساتھ خرید سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی ۔ اور فتاوے عتابیہ مین لکھا ہی کہ اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کر لیا پھر اسکو اِس ثمن سے کم پر خریدا تو جائز ہی اور اگر اُن درہمون کو زیوف پایا اور واپس کر دیا تو جواز باطل نہوجاویگا اور اسی طرح اگر بائع نے مشتری سے ایک کپڑے پر ثمن سے صلح کر لی اور بائع نے اُسپر قبضہ بھی کر لیا پھر اُس چیز کو کمی سے خریدا پھر کپڑے مین کوئی عیب پایا اور اسکو واپس کر دیا تو خرید فاسد نہوگی اور اگر بائع نے درہمون کو ستوق پایا ہو تو خرید فاسد ہو جاویگی اور اگر اُس چیز کو کہ جسکو بائع نے فروخت کیا ہی بائع کے باپ یا بیٹے نے کمی کے ساتھ اپنے لیے خرید لیا تو یہ بائع کی زندگی اور موت کے بعد دونون حالتون مین جائز ہی اور اگر مضارب نے فروخت کیا پھر رب المال نے کمی سے خرید لیا تو جائز نہین ہی اگرچہ اُسمین نفع بھی ہو اگر کسی نے ایک غلام سو درم کو خریدا اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر بائع کے ہاتھ ایک باندی تین سو درم کو فروخت کی پھر اس باندی کو غلام اور سو درم کے عوض خریدا تو آدھی باندی کی بیع جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی ۔ اگر کسی نے ایک غلام کو ایک ہزار درم اُدھار پر فروخت کیا اور کسی اجنبی کے واسطے خیار کی شرط کی پھر اُس اجنبی نے بیع کی اجازت دیدی پھر اُس اجنبی نے اُسکو پانسو درم کو ثمن ادا کرنے سے پہلے خرید لیا تو جائز ہی اور اگر جو شخص بائع ہی وہی خریدے تو جائز نہین ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی ۔ اور اگر مشتری نے خریدی ہوئی چیز کسی شخص کو ہبہ کر دی پھر اسکے بعد جسکو ہبہ کی ہی اُسنے ہبہ کرنے والے یعنے مشتری کو ہبہ کر دی پھر اُس مشتری سے اُسکے بائع نے کمی پر خریدی تو جائز ہی اور اسی طرح اگر مشتری نے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور پھر اُس سے خرید لیا پھر اپنے بائع کے ہاتھ جتنے کو اُسنے بیچا تھا اُس سے کم پر فروخت کیا تو جائز ہی اور اگر مشتری نے زید کو مثلاً مبیع ہبہ کر کے اسکے سپرد کر دی پھر اپنی ہبہ سے رجوع کر لیا پھر اپنے بائع کے ہاتھ کمی سے فروخت کیا تو جائز نہین ہی اگر کسی نے اپنا غلام ایک ہزار درم کو بیچنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا اور وکیل نے اُسکو فروخت کر دیا پھر ثمن ادا ہونے سے پہلے وکیل نے یہ قصد کیا کہ اُس غلام کو اپنے واسطے یا دوسرے کے واسطے اُس کے حکم سے جتنے کو بیچا ہی اُس سے کمی پر خریدے تو جائز نہین ہی ۔ اور اگر مدبر یا مکاتب یا غلام نے فروخت کیا ہو تو اُسکے مولے کو کمی کے ساتھ خرید کرنا جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی ۔ اگر اُسنے خود فروخت کیا پھر دوسرے شخص کو وکیل کیا تاکہ وہ کمی کے ساتھ خریدے تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی ۔ جو چیز فروخت کی ہی اُسکے ساتھ ملاکر دوسری چیز ثمن ادا ہونے سے پہلے کمی کے ساتھ خریدنے مین اُس دوسری چیز کی

۷ یعنی مشتری اول بائع نے [illegible] مشتری کو [illegible] سبب سے [illegible] یعنی [illegible] ۱۲ منہ

۸ [illegible] ستحق ہونے سے [illegible] ۱۲ منہ

بیع صحیح ہوتی ہی مثلاً ایک باندی پانسو درم کو خریدی اور اُسکو اور اُسکے ساتھ ملاکر دوسری کو بائع کے ہاتھ ثمن ادا کرنے سے پہلے پانسو درم کو بیچا تو جس باندی کو نہین خریدا تھا اُسکی بیع جائز ہوگی اور خریدی ہوئی کی بیع فاسد ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور قدوری مین لکھا ہی کہ کسی چیز کو بعوض ایسے ثمن کے جو فی الحال ادا کیا جاوے فروخت کر کے پھر اُسکو اُسی ثمن کے عوض میعاد مقرر کر کے خرید کرنا جائز نہین ہی اور اگر ایک ہزار درم کو ایک سال کے وعدہ پر فروخت کیا اور پھر اُسکو ایک ہزار کو دو برس کے وعدہ پر خریدا تو جائز نہین ہی اور اگر ثمن مین ایک درم یا زیادہ بڑھا دے تو جائز ہی اور ثمن ثانی کی زیادتی بمقابلہ اُس نقصان کے قرار دیجایگی جو میعاد بڑھانے کی وجہ سے ثابت ہوگئی ہی کذا فی المحیط ✤

دسوان باب - اُن شرطون کے بیان مین جن سے بیع فاسد ہوتی ہی اور جن سے فاسد نہین ہوتی ہی

چاہنا چاہیے کہ بیع مین جو شرط کی گئی یا وہ ایسی شرط ہوگی کہ جسکو عقد بیع چاہتا ہی یعنے وہ عقد کے ساتھ بلاشرط واجب ہو جاتی ہی پس ایسی چیز کی شرط کرنے سے عقد مین فساد نہین آتا ہی جیسے کہ بائع کے ذمہ یہ شرط لگانا کہ مبیع مشتری کے سپرد کرے یا مشتری کے ذمہ یہ شرط لگانا کہ ثمن بائع کے سپرد کرے اور یا وہ ایسی شرط ہوگی کہ جسکو عقد نہ چاہتا ہو یعنے بلاشرط عقد کے ساتھ واجب نہو لیکن یہ شرط اس عقد سے مناسب ہی یعنے اس عقد کا استحکام کرتی ہی مثلاً اس شرط کے ساتھ بیع کرنا کہ مشتری ثمن کا کوئی کفیل دیوے اور کفیل اشارہ کرنے یا نام لینے سے معلوم ہو اور وہ اُس مجلس مین موجود ہو اور کفالت قبول کرلے یا موجود نہو اور دونون کے جدا ہونے سے پہلے حاضر ہوکر کفالت قبول کرلیوے تو استحساناً بیع جائز ہوگی اور اسیطرح اس شرط کے ساتھ بیع کرنا کہ مشتری ثمن کے عوض کچھ رہن دیوے اور وہ رہن اشارہ کرنے یا نام لینے سے معلوم ہو تو بھی بیع استحساناً جائز ہی کیونکہ رہن اگرچہ مقتضیات عقد مین سے نہین ہی مگر موجب عقد کا موکد ہی اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر وہ رہن معین نہو ولیکن اُسکا نام لے دیا گیا ہو پس اگر وہ اسباب ہو تو جائز نہین ہی اور اگر ناپ یا تول کی چیز ہو کہ جسکا وصف بیان کر دیا گیا ہی تو جائز ہی اور اگر رہن معین نہو اور اُسکا نام بھی نہ لیا گیا ہو اور صرف دونون مین یہ شرط قرار پائی ہو کہ مشتری ثمن کے عوض کچھ رہن کرے تو بیع فاسد ہوگی لیکن اگر دونون رضامندی کے ساتھ اُسی مجلس مین وہ رہن معین کردین اور مشتری جدا ہونے سے پہلے اُسکو بائع کے سپرد کردے یا یہ کہ مشتری ثمن کو فی الحال ادا کردے اور میعاد کو باطل کردے تو بیع استحساناً جائز ہو جاویگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر کفیل معین نہو اور نہ اُسکا نام لیا گیا ہو تو عقد فاسد ہوگا اور اگر کفیل اُس مجلس عقد مین موجود ہو خواہ اُسنے کفالت سے انکار کیا ہو یا نہ کیا ہو ولیکن کفالت قبول نہ کی یہان تک کہ دونون جدا ہوگئے یا اُسنے کوئی اور کام شروع کردیا تو بیع استحساناً فاسد ہو جاویگی خواہ اسکے بعد وہ قبول کرے یا نہ قبول کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر یہ شرط کی کہ جید گیہون کا ایک کر رہن کرے تو جائز ہی کیونکہ یہ جہالت مفسد بیع نہین ہی اور اگر بیع مین کسی رہن معین کی شرط کی پھر مشتری نے رہن کے سپرد کرنے سے انکار کیا تو اُسپر جبر نہ کیا جائیگا ولیکن اُس سے کہا جاویگا کہ یا تو رہن یا اُسکی قیمت یا ثمن ادا کر یا عقد فسخ کر دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر مشتری نے ان سب صورتون سے انکار کیا تو بائع کو پہونچتا ہی کہ بیع کو فسخ کرا دے یہ

بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ فلان شخص کفیل بالدرک رہے تو یہ بمنزلہ ایسے شرطیہ
خریدنے کے ہی کہ مشتری ثمن کے عوض رہن دے یا اپنی ذات پر کفیل دے پس یہ بیع صحیح ہوگی اگر
کفیل اُس مجلس مین حاضر ہوا اور کفالت کر لے یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی۔ اور اگر اس شرط پر فروخت
کیا کہ بائع کسی شخص کو مشتری پر حوالہ کر دیگا کہ ثمن اُس سے لیوے تو بیع قیاساً واستحساناً فاسد ہی اور اگر یہ شرط
ہوئی کہ مشتری بائع کو اپنے سوا دوسرے پر ثمن لینے کا حوالہ کر دیگا تو قیاساً فاسد ہی اور استحساناً جائز ہی یہ ظہیریہ
مین لکھا ہی۔ اور بعض مشائخ نے حوالہ کی صورت مین یہ کہا ہی کہ اگر اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری پورا ثمن
اپنے قرضدار پر اُترا دے تو بیع فاسد ہوگی اور اگر آدھا ثمن اپنے قرضدار پر اُترا دینے کی شرط کی تو جائز
ہی اور حاکم نے اپنے مختصر مین ذکر کیا ہی کہ یہ ہر طرح جائز ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر
وہ شرط ایسی شرط ہو کہ عقد کے مناسب نہین ہی لیکن شرع مین اُسکا جواز وارد ہوا جیسے شرط خیار اور میعاد
یا شرع مین اُسکا ورود نہین ہوا لیکن لوگون مین متعارف ہی مثلاً کوئی نعل اور اُسکا تسمہ اس شرط پر
خریدا کہ بائع اُسکو سی دیوے تو بیع استحساناً جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر چمڑا اس شرط پر خریدا
کہ بائع اُسکا موزہ یا قلنسوہ بنا دے بشرطیکہ اُسکا استر اپنے پاس سے لگا دے تو اس شرط کے ساتھ بیع
جائز ہی کیونکہ لوگون کا تعامل پایا جاتا ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اسی طرح اگر ایک موزہ کہ جسمین شگاف
تھا اس شرط پر خریدا کہ بائع اُسکو سی دے یا کوئی کپڑا کہ جسمین چھید تھا کسی گدڑی فروش سے اس
شرط پر خریدا کہ بائع اُسکو سی دے اور اُسپر پیوند لگا دے تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر
کرباس اس شرط پر خریدا کہ اُسکو قطع کر کے سی دے تو جائز نہین ہی کیونکہ ایسا عرف نہین ہی یہ ظہیریہ
مین لکھا ہی۔ اور اگر وہ شرط ایسی شرط ہو کہ جسکا شرع مین جائز ہونا کسی صورت مین وارد نہوا اور نہ
وہ لوگون مین متعارف ہی پس ایسی شرط مین کہ اگر دونون عقد کرنے والون مین سے کسی کا نفع یا جسپر
عقد قرار پایا ہو اُسکا نفع ہوا اور وہ غیر پر کسی حق کے استحقاق کی اہلیت رکھتا ہی تو عقد فاسد ہوگا یہ ذخیرہ
مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی غلام اس شرط پر بیچا کہ ثمن ادا کرنے سے پہلے وہ مشتری کے سپرد کر دے تو
بیع فاسد ہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے اپنا غلام تیرے ہاتھ ایک ہزار درم
کو اس شرط پر بیچا کہ تو اپنا یہ غلام مجھے عطا کرے یا کہا کہ اس شرط پر کہ تو اپنا یہ غلام میری ملک کر دے
تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ اُسنے بیع کرنے مین ہبہ کی شرط کی اور اگر کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار
درم کو اس شرط پر فروخت کیا کہ تو اپنا غلام مجھے بطور زیادت کے عطا کر تو یہ جائز ہی اور یہ ثمن کے اندر
زیادتی مین شمار ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی غلام کو اس شرط پر بیچا کہ مشتری جب اُسکو
فروخت کرے تو بائع اُسکے ثمن کا زیادہ حقدار ہی تو بیع فاسد ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے
تیرے ہاتھ یہ گدھا اس شرط پر فروخت کیا کہ جبتک تو اسکو لیکر اس نہر سے تجاوز نہ کریگا اور مجھکو پھیر دیگا
تو مین اُسکو قبول کر لونگا ورنہ نہین پھیر لونگا تو یہ بیع صحیح نہین ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ تاوقتیکہ تو اُسکو لیکر
کل تک تجاوز نہ کریگا تو بھی یہی حکم ہی یہ تتمہ مین لکھا ہی اور اگر کوئی چیز اسواسطے خریدی کہ بائع کے ہاتھ

یعنے قرضدار مشتری ۱۲

یعنی عقد یہ ہوئے کہ ثمن مین [illegible] ۱۲

کفیل بالدرک [illegible]
بعد بیع حادث شود
بیان کفالت [illegible]
اگر بیع مین [illegible]
استحقاق و غیرہ
[illegible]
تسمہ [illegible]
[illegible]
ولکن لم [illegible]
قال المترجم
[illegible]

فروخت کرے تو بیع فاسد ہی اور اگر کچھ پھل اسواسطے خریدے تا کہ بائع اُسکو توڑ دے یا بائع ایکہزار درم مشتری کو قرض دے تو بیع فاسد ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی چیز اس شرط پر فروخت کی کہ مشتری اُسکو کچھ ہبہ کرے یا صدقہ دے یا کوئی چیز اُسکے ہاتھ بیچ ڈالے یا اُسکو کچھ قرض دے تو بیع فاسد ہی اور اگر فلان شخص اجنبی کے قرض دینے کی شرط کی تو بیع جائز ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اس خریدی ہوئی چیز کے نفع کی شرط کی تو عقد کا فاسد ہو جانا صرف اسی صورت مین ہی کہ وہ چیز یہ لیاقت رکھتی ہو کہ دوسرے پر اسکا استحقاق حاصل ہو اور ایسی چیز رقیق ہی اور سواے رقیق کے اور حیوانات کہ جنکا غیر پر حق ثابت نہین ہوتا ہی اور اُسکے نفع کی شرط پر خریدی یعنے ایسی شرط کے ساتھ کہ جسمین اُسکا نفع ہی تو عقد فاسد نہوگا یہان تک کہ اگر کوئی چیز سواے رقیق کے حیوان مین سے اس شرط پر خریدی کہ اسکو فروخت نہ کریگا یا ہبہ نہ کریگا تو بیع جائز ہوگی اگرچہ اسمین معقود علیہ کا نفع مشروط ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی غلام یا باندی اس شرط پر فروخت کی کہ تو اسکو نہ بیچنا اور نہ اُسکو ہبہ کرنا اور نہ اسکو اپنی ملکیت سے نکالنا تو بیع فاسد ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی غلام اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اُسکو کھانا کھلاوے تو بیع جائز ہی اور اگر یہ شرط کی کہ مشتری اسکو خبیص یا گوشت کھلاوے تو بیع فاسد ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی غلام اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اسکو آزاد کردے تو ظاہر الروایۃ مین بیع فاسد ہوگی یہانتک کہ اگر مشتری نے اسکو قبضہ کرنے سے پہلے آزاد کردیا تو اسکا عتق نافذ نہوگا اور اگر اُسپر قبضہ کیا پھر اسکو آزاد کردیا تو پہلا عقد جائز ہو جاویگا اور یہ امام ابوحنیفہؒ کا استحسان ہی حتے کہ مشتری پر ثمن واجب ہوگا اور صاحبین کے نزدیک عقد جائز نہوجائیگا اور اسکو قیمت دینی پڑیگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اس بات پر اجماع ہی کہ اگر وہ غلام مشتری کے پاس آزاد کرنے سے پہلے مرجاوے تو اسکو قیمت دینی پڑیگی اور اسی طرح اگر مشتری نے کسی کے ہاتھ فروخت کیا یا اسکو ہبہ کردیا تو بھی اُسپر قیمت واجب ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ مشتری اسکو دیبا کے کپڑے پہناویگا یا یہ کہ اسکو نہین ماریگا یا یہ کہ اسکو ایذا نہ پہونچاویگا تو بیع فاسد ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر فروخت کی کہ مشتری اسکو مدبر بنائے یا ام ولد بنائے تو بیع فاسد ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر منفعت کی شرط دونون عقد کرنے والون مین سے ایک اور دوسرے اجنبی کے درمیان جاری ہوئی باین طور کہ مشتری نے اس شرط پر خریدا کہ بائع کو اتنے درم فلان اجنبی قرض دیوے اور مشتری نے اسکو قبول کرلیا تو صدر الشہیدؒ نے شرح الجامع مین ذکر کیا ہی کہ عقد فاسد نہوگا اور قدوری نے ذکر کیا ہی کہ عقد فاسد ہو جائیگا اور جو قدوری نے ذکر کیا ہی اسکی صورت یہ ہی کہ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ مین نے تجھسے یہ چیز اس شرط پر خریدی کہ تو مجھکو یا فلان شخص کو قرض دے اور اس صورت مین قدوریؒ نے ذکر کیا ہی کہ عقد فاسد ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ منتقی مین ہی کہ امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہر ایسی شرط جسکو بائع پر شرط کرنے سے عقد فاسد ہو جاتا تھا جب

[illegible]

اجنبی پر شرط کیجاویگی تو عقد باطل ہوگا یعنے قاعدہ یہ کہ جو شرط بائع پر لگانی نہین جائز ہی اگر غیر بائع پر عقد مین مشروط ہو تو عقد باطل ہوگا از انجملہ مثلاً اگر کسی شخص نے ایک گھوڑا اس شرط پر خریدا کہ بائع مشتری کو بیس ۲۰ درم ہبہ کرے تو یہ باطل ہی اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ فلان شخص مجکو بیس ۲۰ درم ہبہ کرے تو بھی باطل ہی اور ہر ایسی شرط کہ جسکے بائع پر شرط کرنے سے عقد فاسد ہوتا تھا جب اجنبی پر شرط کیجاویگی تو عقد فاسد نہوگا جائز ہوگا ۱۲ اور اسکو خیار حاصل ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ فلان شخص اجنبی مجھے اسقدر گھٹا دے تو بیع جائز ہی اور اسکو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے ثمن مین سے لے ورنہ ترک کردے اور ابن سماعہ نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہی کہ اگر دوسرے شخص سے کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ بائع مشتری کے بیٹے یا اجنبی کو ثمن مین سے اسقدر ردیدے تو بیع فاسد ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر کوئی کپڑا اس شرط پر بیچا کہ اسکو مشتری فروخت نکرے اور نہ اسکو ہبہ کرے یا کوئی گھوڑا اس شرط پر بیچا کہ مشتری اسکو ہبہ یا فروخت نہ کرے یا کچھ طعام اس شرط پر بیچا کہ اسکو نہ کھاوے نہ فروخت کرے تو کتاب المزارعت مین جو مذکور ہی وہ اس بیع کے جائز ہونے پر دلالت کرتا ہی اور ایسا ہی مجرد مین حسن رح نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہی اور یہی صحیح ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور یہی ظاہر مذہب ہی کذا فی الہدایہ حسن نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہی کہ اگر کسی نے دوسرے شخص سے ایک چوپایہ اس شرط پر خریدا کہ مشتری اسکو چارہ نچراوے تو بیع جائز ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ شرط ہی کہ مشتری اسکو ذبح کر ڈالے تو جائز ہی اور اگر یہ شرط کی کہ مشتری اسکو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کرے یا یہ کہ اسکے ہاتھ فروخت نکرے تو بیع فاسد ہی اور اگر صرف یہ شرط لگائی کہ مشتری اسکو فروخت یا ہبہ کردے اور فلان شخص کا ذکر نہ کیا تو بیع جائز ہوگی اور منتقی مین لکھا ہی کہ اسیطرح ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی۔ اور اگر کسی نے غلام اس شرط پر خریدا کہ مشتری اسکو بدون اجازت فلان شخص کے فروخت نہ کرے یا کوئی دار اس شرط پر خریدا کہ مشتری اسکو نہ گرا دے اور نہ اسکو بناوے بدون اجازت فلان شخص کے تو بیع فاسد ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے کوئی چیز اس شرط پر فروخت کی کہ مشتری اسکو اپنی ذات کے واسطے خریدے تو بیع جائز نہوگی اور اگر کہا کہ یہ چیز مین نے تیرے ہاتھ بعوض سو درم کے حرام کمائی اور رشوت کی راہ سے فروخت کی تو بیع جائز ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ مین اسکا ثمن اسکے فروخت سے ادا کرونگا تو بیع فاسد ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر کوئی دار اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اسکو مسلمانون کے لیے مسجد بنادے تو بیع فاسد ہی اور اسیطرح اگر کچھ طعام اس شرط پر بیچا کہ اسکو فقیرون پر صدقہ کردے تو بھی فاسد ہی اور اسیطرح اگر یہ شرط کی کہ اس دار کو سقایہ یا مسلمانون کا مقبرہ بنادے تو بھی بیع فاسد ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ فتاوے عتابیہ مین ہی کہ اگر شیرہ انگور مین یہ شرط کی کہ اسکو شراب بناوے تو بیع جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر کہا کہ مین یہ غلام تیرے ہاتھ تین سو درم کو اس شرط پر بیچتا ہون کہ ایک سال

میری خدمت کرے یا تین سو درم کو بیچتا ہون اور شرط یہ ہی کہ یہ ایک سال میری خدمت کرے یا تین سو درم کو لیتا ہون اور ایک سال تیری خدمت کریگا تو یہ بیع فاسد ہی کیونکہ اس بیع مین اجارہ کی شرط ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ مین اپنا یہ غلام تیرے ہاتھ ایک برس تیری خدمت کے واسطے بیچتا ہون تو بھی بیع فاسد ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی کپڑا اس شرط پر بیچا کہ مشتری اسکو جلادے یا کوئی دار اس شرط پر بیچا کہ اسکو ڈھا دے تو بیع جائز ہی اور شرط باطل ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر ایسی شرط ہو کہ جسمین نہ نفع ہی اور نہ ضرر ہی مثلاً کچھ کھانا اس شرط بیچا کہ مشتری اسکو کھالے یا کوئی کپڑا اس شرط پر کہ اُسکو پہن لے تو بیع جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ اس سے وطی کرے یا یہ کہ وطی نہ کرے تو امام محمد رح کے نزدیک دونون صورتون مین جائز ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی منتقے مین ہی کہ اگر بائع نے کہا کہ مین اپنا یہ غلام تیرے ہاتھ ایسے ہزار درم کو جو تیرے فلان شخص پر قرض ہین کہ تجکو اسکی طرف سے ادا کرنے کی غرض سے بیچتا ہون تو بیع جائز ہوگی اور بائع اُس فلان شخص کی طرف سے ادا کرنے مین متطوع قرار دیا جائیگا اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر کسی نے اپنا غلام کسی کے ہاتھ بعوض اُس قرضہ کے جو اس مشتری کا فلان پر ہی اور وہ ایک ہزار درم ہین فروخت کیا اور فلان شخص بھی راضی ہوا تو بیع جائز ہوگی اور وہ مال اُس قرضدار پر جسپر قرضہ تھا بائع کا ہو جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کوئی غلام کسی شخص کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اسکا ثمن بائع کے قرضخواہ کو ادا کرے تو بیع فاسد ہوگی اور اسیطرح اگر غلام کسی شخص کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اسکی طرف سے اُسکے قرضخواہ کے واسطے ایک ہزار کا ضامن ہو تو بیع فاسد ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنا یہ غلام فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دے اس شرط پر کہ مین تجکو سو درم اس کام کے دونگا پس اس شخص نے اُس فلان شخص کے ہاتھ ہزار درم کو بیع کیا اور بیع مین وہ شرط ذکر نہ کی تو بیع جائز ہوگی اور اُس شخص کو سو درم دینا لازم ہونگے اور اگر اُسنے دیدیے ہون تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اُس سے رجوع کرلے اور اسی طرح اگر کہا کہ تو اپنا غلام فلان شخص کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر دے کہ مین تجکو سو درم (واپس کر دونگا) ہبہ کر دونگا تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور منتقے مین ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین تیرا یہ غلام اُن سو درم کے عوض خریدتا ہون جو فلان شخص پر ہین تو یہ بیع فاسد ہی اور اگر کہا کہ مین اپنا یہ غلام تیرے ہاتھ بعوض اُن سو درمون کے جو تیرے فلان شخص پر آتے ہین اس شرط پر بیچتا ہون کہ وہ شخص اُس سے جو تیرا آتا ہی بری ہو جاوے تو یہ جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے کوئی چیز فروخت کی اور کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اتنے کو اس شرط پر فروخت کی کہ مین اُسکے ثمن سے اسقدر کم کر دونگا تو یہ بیع جائز ہی اور اگر کہا کہ اس شرط پر کہ مین اُسکے ثمن سے اسقدر تجکو ہبہ کر دونگا تو جائز نہین ہی اور اگر کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اتنے کو اس شرط پر فروخت کی کہ مین نے تیرے ذمہ سے اتنا کم کر دیا یا کہا کہ اس شرط پر کہ اسقدر

مین نے تجکو ہبہ کیا تو بیع جائز ہو گی کیونکہ ہبہ قبل واجب ہونے کے کم کرنے کا حکم رکھتا ہی اور پہلی صورت مین ہبہ کی شرط بعد واجب ہونے کے تھی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کوئی غلام اپنی ذات کیواسطے ایک مہینہ کی شرط خیار کر کے اس شرط پر خریدا کہ اگر مشتری اُسکو بیع کے واسطے پیش کرے یا اُس سے خدمت لے تو بھی وہ اپنے خیار پر باقی رہیگا تو یہ بیع فاسد ہوگی اور اگر کسی کا دوسرے شخص پر ایک دینار تھا اور اُسنے اُس سے ایک کپڑا اس شرط پر خریدا کہ اُس دینار کا تقاضہ نہ کرے تو ظاہر الروایۃ کے موافق بیع فاسد ہو گی یہان تک کہ اگر بجائے کپڑے کے کوئی غلام ہو اور اُسکو مشتری نے قبضہ سے پہلے آزاد کر دیا تو اُسکا عتق نافذ نہو گا اور اگر قبضہ کے بعد آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک استحساناً وہ عقد جائز ہو جاویگا یہان تک کہ مشتری کو اُسکا ثمن دینا پڑیگا اور صاحبین کے نزدیک جائز نہوگا یہان تک کہ اُسکو قیمت دینی پڑیگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے انگور کے خوشے اس شرط پر خریدے کہ بائع باغ کی دیوارین بنوا دے تو بیع فاسد ہو گی اور اگر بائع نے کہا کہ تو خرید اور مین اُسکی دیوارین بنوا دونگا تو بیع جائز ہو گی اور دیوارین بنوانے کے واسطے بائع پر جبر نہ کیا جاویگا لیکن اگر اُسنے نہ بنوائین تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو لے ورنہ واپس کر دے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی چیز کی فروخت مین یہ قرار پایا کہ ثمن کو مشتری متفرق ادا کریگا پس اگر بیع مین یہ شرط قرار پائی تو بیع جائز نہو گی اور اگر بیع مین یہ شرط نہ تھی ولیکن بعد بیع کے ایسا ذکر کیا تو بائع کو یہ پہونچتا ہی کہ وہ ایکبارگی لے لیوے یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ اگر کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ اُسکو مشتری کے مکان مین ادا کرے پس لحاظ کیا جاویگا کہ اگر وہ چیز شہر مین ہو اور اُسکا مکان بھی شہر مین ہو تو استحساناً اس شرط کے ساتھ امام اعظم رح اور امام ابو یوسف کے نزدیک بیع جائز ہو گی اور اگر اُسکا مکان شہر سے باہر ہو یا وہ چیز شہر سے باہر ہو اور اُسکا مکان شہر مین ہو تو بالاجماع جائز نہو گی اور اسی طرح اگر دونون شہر سے باہر ہون تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسکے مکان تک اُٹھوا دینے کی شرط کی تو بالاجماع جائز نہین ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایندھن کسی گانون مین صحیح طور پر خریدا اور الفاظ بیع کے ساتھ ملا کر کہا کہ میرے گھر تک تو اُسکو اُٹھوا دے تو بیع جائز ہو گی کیونکہ یہ مشورہ کے طور پر ہی اور شرط نہین ہی پس بائع کا جی چاہے تو اُٹھا دے ورنہ نہ اُٹھا دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک دار اس شرط پر خریدا کہ فلان شخص اس مبیع کو اُسکے سپرد کرے خواہ اُسکو یہ معلوم ہوا کہ اُس فلان شخص کی اسمین کچھ چیز ہی یا نہ معلوم ہوا تو بیع فاسد ہو گی اور حسن رح نے کہا کہ اگر اُسکو یہ معلوم ہوا کہ فلان شخص کی اسمین کچھ چیز ہی پس اگر اُسنے مبیع کو سپرد کر دیا تو بیع جائز ہو گی ورنہ مشتری کو بائع کے حصہ مین اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اجازت دیدے ورنہ بیع باطل کر دے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر مشتری نے کہا کہ مین تیرے واسطے ثمن مین سو درم زیادہ کر دونگا بشرطیکہ تو اُسکو میرے ہاتھ ایک ہزار درم کو بیع اور اُسنے ایسا ہی کیا تو بیع جائز ہو گی اور ایک ہزار ایک سو درم پر قرار پائیگی اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ مین تجکو ثمن مین سو درم زیادہ ہبہ کر دونگا تو بھی یہی حکم ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام

اس شرط پر بیچا کہ مشتری اُسکو ثمن دوسرے شہر مین ادا کریگا تو بیع فاسد ہوگی بشرطیکہ وہ ثمن کے فی الحال دینا قرار پایا ہو اور اگر ایک مہینہ کی میعاد پر ایک ہزار درم کو اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری ثمن دوسرے شہر مین ادا کریگا تو ایک مہینہ کے وعدہ پر ایک ہزار درم کے عوض بیع جائز ہوگی اور دوسرے شہر مین ادا کرنے کی شرط باطل ہوگی کیونکہ اُسنے ایک ہزار کو ایک مہینہ معلوم یعنے مدت معلومہ ۱۲ کے وعدہ پر فروخت کیا ہی اور دوسرے شہر کا ذکر فقط ادا کرنے کی جگہ معین کرنے کے واسطے تھا اور جگہ معین کرنا ایسی چیزون مین جنمین باربرداری اور خرچ نہین ہی صحیح نہین ہوتی ہی اور اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ جسمین باربرداری اور مشقت ہوتی ہی تو اُسکے ادا کرنے کی جگہ معین کرنا صحیح ہی اور بیع بھی جائز ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر کسی نے اس شرط فروخت کیا کہ نقد اتنے کو اور اُدھار اتنے کو یا ایک مہینہ کے اُدھار پر اتنے کو اور دو مہینے کے اُدھار پر اتنے کو تو جائز نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین یہ مشک اور اسکے اندر جو یہ زیتون کا تیل ہی تیرے ہاتھ اس شرط پر فروخت کرتا ہون کہ مشک پچاس رطل ہی اور زیتون کا تیل پچاس رطل ہی کہ ایک رطل اُن دونون مین کا بعوض ایک درم کے ہی پھر مشتری نے مشک ساٹھ رطل پائی اور تیل چالیس رطل پایا تو ثمن تیل اور مشک کی قیمت پر تقسیم کیا جاویگا پھر ثمن پر اُن دس رطلون کا حصہ جو اُسنے مشک مین زائد پائی ہین بڑھایا جاویگا اور اُن دس رطلون کا حصہ کہ جو اُسنے تیل مین سے کم پائے ہین گھٹایا جاویگا پھر اُسکو اختیار دیا جاویگا کہ اگر تیرا جی چاہے تو لے ورنہ چھوڑ دے یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کوئی دیسی گھوڑا اس شرط پر خریدا کہ وہ خوش رفتار ہی تو بیع جائز ہی اور اگر کوئی بکری اس شرط پر خریدی کہ اُسکے پیٹ مین بچہ ہی یا کوئی اونٹنی اس شرط پر خریدی کہ اُسکے پیٹ مین بچہ ہی تو ظاہر الروایت مین جائز نہین ہی جیسا کہ اُسکو اس شرط پر فروخت کیا کہ اُسکے ساتھ بچہ ہی تو جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر دوسرے سے ایک ہزار درم بخارا مین اس شرط پر قرض لیے کہ اُسکے مثل سمرقند مین ادا کریگا یا ایک ہزار درم ایک مہینہ کے وعدہ پر بخارا مین اس شرط پر قرض لیے کہ اُنکے مثل سمرقند مین ادا کریگا تو جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کوئی بکری اس شرط پر فروخت کی کہ وہ گابھن ہی تو بیع فاسد ہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ پیٹ سے ہی تو فقیہ ابو بکر بلخی نے ذکر کیا کہ مشائخ نے اس بیع کے جائز ہونے مین اختلاف کیا بعضون نے کہا کہ یہ بھی مانند چوپایون مین حمل کی شرط کرنے کے جائز نہین ہی اور بعضون نے کہا کہ بیع جائز ہی اور فقیہ ابو بکر رح نے فرمایا کہ یہی قول میرے نزدیک اصح ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی نے کہا کہ یہ شرط اگر بائع کی طرف سے ہو تو بیع جائز ہوگی اور اگر مشتری کی طرف سے ہو تو جائز نہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اگر کوئی باندی دودھ پلانے کے واسطے اس شرط پر خریدی کہ وہ پیٹ سے ہو تو بیع جائز نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر کوئی باندی فروخت کی اور اُسکے حاملہ ہونے سے برائت کر لی خواہ اُسکو حمل تھا یا نہ تھا تو بیع جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی - اگر کوئی گاے اس شرط پر خریدی کہ وہ حلوب یا لبون ہی تو طحاوی نے کہا کہ جائز نہین ہی اور شیخ امام استاد اسی پر فتوے دیتے تھے اور کرخی نے کہا کہ

جائز ہی اور اسی کو فقیہ یعنے فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ ۱۲ نے لیا ہی اور اسی پر صدر الشہید حسام الدین رحمہ اللہ ۱۲ نے فتوے دیا ہی اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی- اگر کوئی باندی دودھ پلانے کے واسطے اس شرط پر خریدی کہ وہ دودھ والی ہی تو ابو بکر محمد بن الفضل نے ذکر کیا کہ بیع فاسد ہی اور فقیہ ابو جعفر سے ذکر کیا گیا کہ جائز ہی کیونکہ یہ بمنزلہ ہنر کے ہی پس یہ ایسا ہی کہ گویا ایک غلام اس شرط پر خریدا کہ وہ لکھنے والا یا روٹی پکانے والا ہی اور اس صورت مین بیع جائز ہی پس ویسے ہی اس صورت مین بھی جائز ہوگی اور یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی- اگر کوئی خربوزہ اس شرط پر خریدا کہ وہ شیرین ہی یا زیتون یا تل اس شرط پر خریدا کہ اسمین اتنے من تیل نکلیگا یا دھان خام خریدے بدین شرط کہ ان دھانون مین فیصدی یعنے ہر سو من مین اتنے من ۱۲ اتنے من سپید چانول نکلینگے یا کوئی بکری یا بیل زندہ اس شرط پر خریدا کہ اسمین اتنے من گوشت نکلیگا تو ان سب کی بیع فاسد ہی کیونکہ شروط کا پہچاننا قبل عمل کے ممکن نہین ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی- اگر کوئی بکری اس شرط پر فروخت کی کہ وہ اسیقدر دودھ دیگی تو سب روایتون کے موافق بیع فاسد ہوگی اور اسی طرح اگر اسکو اس شرط پر خریدا کہ وہ ایک مہینہ بعد بچہ دیگی تو عقد فاسد ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- کسی نے کہا کہ مین یہ گائے تجھسے اس شرط پر خریدتا ہون کہ وہ دودھ دیتی ہی اور بائع نے کہا کہ مین بھی اسی طرح بیچتا ہون یعنے عقد سے پہلے ۱۲ پھر دونون نے عقد کرتے وقت بلا ذکر اس شرط کے عقد کر لیا پھر اس گائے کو ایسا نہ پایا تو اسکو واپس کرنے کا اختیار نہوگا یہ قنیہ مین لکھا ہی- اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ ایسا ایسا راگ گاتی ہی پھر ناگاہ وہ ایسی نکلی کہ گانا بھی نہین جانتی تو بیع جائز ہی اور مشتری کو خیار نہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب اس صفت کو عیب سے برائت چاہنے کے طور پر ذکر کیا ہو یعنے گانا عیب ہی اور بائع نے جب یہ ذکر کیا تو یہ ذکر کرنا اسکا بطور اظہار عیب کے تھا اور فتاوے مین مذکور ہی کہ امام اعظم رح کے قول پر اور دو قولون مین سے امام محمد رح کے ایک قول پر اس شرط کے ساتھ بیع فاسد ہی اور پہلا حکم اختیار کیا گیا ہی یعنے جوازا اور اسی بنا پر لڑنے والے مینڈھے اور لڑنے والے مرغ کی بیع بھی جائز ہوگی جبکہ یہ صفت اسمین بطور عیب کے برائت چاہنے کے ذکر کی ہو یہ غیاثیہ مین لکھا ہی- اگر اخروٹ اس شرط پر خریدا کہ وہ ناکارہ ہی تو بیع جائز نہوگی مگر اسصورت مین کہ اخروٹ بہت ہون کہ جتنے ایندھن کے واسطے خریدے جاسکتے ہون تو جائز ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اگر کوئی کبوتر اس شرط پر خریدا کہ وہ ایسی ایسی آوازین بولتا ہی تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ ایسی آوازین بولنے کے واسطے کبوتر پر جبر نہین کیا جاسکتا ہی اور مشروط کا فی الحال پہچاننا ممکن نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی- اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر کوئی کتا اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ کٹنہا ہی یا کوئی کبوتر اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ گردان ہی تو بیع جائز نہوگی لیکن اگر یہ شرط بطور عیب بیان کرنے کے ذکر کی تو بیع جائز ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- اگر کوئی دار خریدا اور اس دار کے ساتھ فناء دار کی شرط کر لی تو بیع جائز نہوگی اگر کوئی زمین فروخت کی اور اسکے ساتھ یہ شرط کی کہ اگر مشتری اسمین کوئی نئی بات پیدا کریگا اور پھر اس زمین کا کوئی حق دار نکلیگا تو بائع مشتری کی پیدا کی ہوئی چیزون کا ضامن ہوگا تو یہ بیع جائز نہین ہی کیونکہ بائع مثل گڑھے وغیرہ چیزون کا ضامن نہوگا صرف وہ عمارت اور پودون اور کھیتی کا

ف
قال یعنی یہ [illegible]
ان تکون [illegible]
تیل [illegible]
نکلے [illegible] صحیح نہین
[illegible]
[illegible]
یہی بات صحیح ہو ۱۲ منہ

ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ ہر روز اتنی روٹی پکاتی ہے یا اسقدر لکھتی ہے تو جائز نہین ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے ساگ کھیتی اس شرط فروخت کیا کہ مشتری اُسمین اپنے چوپایہ چھوڑ دے تو استحسانًا جائز ہے اور اسی پر فتوے ہے اور قیاس کی دلیل سے فاسد ہے اور اسی کو بعض مشائخ نے لیا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کوئی زمین اس شرط پر خریدی کہ اُسکا خراج بائع کے ذمہ ہے تو بیع فاسد ہوگی اور اگر کچھ محصول بائع کے ذمہ رکھنا شرط کیا پس اگر اصل خراج مین سے کوئی چیز بائع کے ذمہ رکھنا چاہی تو بھی بیع فاسد ہوگی اور اگر اصل خراج سے زیادتی بائع کے ذمہ رکھنا شرط کی تو بیع جائز ہوگی اگر کوئی زمین اس شرط پر خریدی کہ اُسکا خراج تین درم ہے پھر معلوم ہوا کہ چار درم ہے یا کہا کہ چار درم ہے پھر معلوم ہوا کہ تین درم ہے تو بیع فاسد ہوگی اور یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ جب معلوم ہوا اور اگر نہ جانتا تھا تو بیع جائز ہوگی اور مشتری کو خیار ہوگا اگر چاہے تو اُس زمین کو اُسکے پورے خراج کے ساتھ قبول کرے ورنہ ترک کر دے اور اگر خراجی زمین بغیر خراج کے خریدی یا بغیر خراجی زمین مع خراج کے خریدی اسطرح کہ بائع کی کوئی خراجی زمین تھی کہ اُسکا خراج اس زمین پر لگا کر اُسکو فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسکو معلوم کیا ہے تو بیع فاسد ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ بائع اُسکی چوری کا ہمیشہ (یعنے جانتا ہو ۱۲) ذمہ دار رہے اور اُسکا مجنون ہونا چاند دیکھنے تک بائع کے ذمہ ہے پھر چاند دیکھنے سے پہلے وہ مجنون ہوگیا اور اُسنے بائع کو واپس کر دیا اور اُسنے اُسپر قبضہ نہ کیا پھر مشتری کے پاس ہلاک ہوگیا تو فقہا نے فرمایا کہ بیع اس شرط کے ساتھ فاسد ہوگی پس جب اُسنے بائع کو واپس کیا اسطرح کہ بائع اُسکو اپنے ہاتھ سے گرفت کر سکتا تھا تو مشتری اُسکی ضمانت سے بری ہوگیا اور بائع کا اُسپر کچھ نہین چاہیے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ امام رکن الاسلام علی السغدی سے پوچھا گیا کہ ایک زمین کا خراج دس درم ہین اور اُسکے مالک نے اُسکو پندرہ درم خراج پر فروخت کیا کہ اُسپر پانچ درم اپنی دوسری زمین کا خراج بڑھا دیا تو اُنھون نے فرمایا کہ بیع فاسد ہے اور ایسے ہی اگر کم کر دیا ہو تو بھی یہی حکم ہے پھر رکن الاسلام سے پوچھا گیا کہ اگر اصل خراج اس زمین کا معلوم نہو اور بائع اور مشتری اُسکی مقدار مین اختلاف کرین مشتری کم کا دعوے کرے اور بائع زیادہ کا تو کیا اس گانون کی ایسی زمین کے خراج کو دیکھا جاویگا اور اگر مشتری بائع کو یہ قسم دلاوے کہ وہ نہین جانتا کہ اصل خراج اس زمین کا اتنا ہے تو کیا وہ قسم دلا سکتا ہے پس امام رح (یعنے علی سغدی ۱۲) نے جواب مین فرمایا کہ خراج کے باب مین مخاصم بادشاہ کا نائب ہوگا پھر رکن الاسلام سے پوچھا گیا کہ آپ اس باب مین کیا فرماتے ہین کہ اگر گانون خراجی ہے مگر یہ نہ معلوم ہو کہ اسپر خراج کیونکر باندھا گیا صرف یہ ہے کہ وہ لوگ خراج کو پانی کے حساب سے تقسیم کرتے ہین اور ایسی ہی قدیم سے آئین چلا آتا ہے پھر ایک شخص نے کچھ زمین بغیر خراج کے یا تھوڑے خراج کے ساتھ فروخت کی تو آیا یہ جائز ہے پس اُنھون نے فرمایا کہ یہ عرف حکم شرعی کے مخالف ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر کوئی زمین اس شرط پر خریدی کہ بائع اُسکا خراج اپنے ذمہ اُٹھا دیگا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر شفیع نے یہ گمان کرکے کہ اس شرط کے ساتھ

[illegible]

بیع جائز ہو اُس زمین کو شفعہ مین لے لیا پھر اُسکو معلوم ہوا کہ یہ بیع فاسد ہی تو امام ابو علی النسفیؒ نے فرمایا کہ یہ بیع فاسد ہی اور بیع فاسد مین شفیع کا حق شفعہ ثابت نہین ہوتا جبتک بائع کا واپس کرنے کا حق باطل نہو جاوے پس اگر شفیع نے اُس زمین کو دونون کی رضامندی سے لیا تو یہ ابتدائی بیع ہو جائیگی پس اگر شفعہ کے ساتھ لینے مین دونون نے یہ شرط کی تھی کہ بائع اُسکا خراج اپنے ذمہ رکھے تو شفیع واپس کر سکتا ہی ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر اس شرط پر خریدی کہ پڑوسی لوگ اُسکا بار اُٹھاوین تو بیع فاسد ہی اور اسی طرح اگر اس شرط پر فروخت کی کہ مشتری سے اُسکی جنایت لیجاوے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اس شرط پر خریدی کہ جنایت اول مشتری کے ذمہ ہوگی اور اگر دونون اس بات پر متفق ہو گئے تو بیع جائز ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی زمین فروخت کی اور اُسکا خراج ذکر نہ کیا اور اُسکو بیع مین شرط نہ کروانا تو بیع جائز ہی پھر لحاظ کیا جاویگا کہ اُسکا خراج اگر اسقدر زیادہ ہی کہ جو لوگون مین عیب گنا جاتا ہی تو مشتری کو بسبب عیب کے خیار حاصل ہوگا اور اگر ایسا نہو تو اُسکو خیار نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کوئی زمین بیچی اور کہا کہ اسکا خراج اسقدر ہی پھر اس سے زیادہ معلوم ہوا پس اگر وہ زیادتی اسقدر ہو کہ جسکو لوگ عیب گنتے ہین تو مشتری واپس کر سکتا ہی اور اگر کوئی دار اس شرط پر خریدا کہ اسپر نوائب نہین بندھے ہین پھر مشتری سے نوائب طلب کیے گئے تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہوگا اگر بائع زندہ ہو تو اُسکو اور اگر مر گیا ہو تو اُسکے وارثون کو واپس کر دے اور اسیطرح اگر دار کو اس شرط پر خریدا کہ اُسکا قانون آدھا دانگ ہی پھر وہ زیادہ نکلا تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر کوئی دوکان اس شرط پر خریدی کہ اسمین بیس درم کرایہ آتا ہی پھر معلوم ہوا کہ پندرہ درم آتا ہی پس اگر اس سے اُسکی مراد یہ تھی کہ پہلے زمانہ مین اُسمین بیس درم کرایہ آتا تھا تو عقد بیع فاسد نہوگا اور اگر یہ مراد تھی کہ آیندہ بھی اُسمین اسی قدر آتا رہیگا تو عقد فاسد ہوگا اور اگر مطلق چھوڑ دیا اور اس لفظ کی تفسیر اور اس سے کچھ ارادہ نہ کیا تو عقد فاسد ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کوئی زمین اس شرط پر بیچی کہ اُسمین اسقدر درخت ہین اور مشتری نے اُنکو کم پایا تو بیع جائز ہی اور مشتری کو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے ثمن مین خرید لے ورنہ ترک کر دے اور اگر کوئی دار اس شرط پر بیچا کہ اُسمین اسقدر بیت ہین اور مشتری نے اُنکو کم پایا تو بیع جائز اور مشتری کو اسیطرح خیار حاصل ہوگا اور اگر کوئی زمین اس شرط پر فروخت کی کہ اُسمین اسقدر درخت ہین کہ اُنپر پھل آ گئے ہین اور سب کو مع پھلون کے فروخت کیا اور اسمین ایک درخت ایسا تھا کہ جسپر پھل نہین آئے تھے تو بیع فاسد ہوگی جیسا کہ اگر ایک بکری ذبح کی ہوئی فروخت کی پھر ناگاہ اُسکا ایک پانون ران سے کٹا ہوا نکلا تو بیع فاسد ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی زمین اس شرط پر فروخت کی کہ اُسمین خرما کا درخت اور اور درخت ہین پھر اُسمین کوئی درخت نہ نکلا تو بیع جائز ہی اور مشتری کو خیار ہوگا اور اگر اس زمین کو مع درختون اور خرما کے درخت کے بیچا یا اس شرط پر بیچا کہ اُسمین خرما کے درخت یا اور درخت ہین دونون برابر ہین اور اسیطرح اگر ایک دار مع نیچے کے مکان اور بالاخانہ کے بیچا پھر دیکھا گیا کہ اُسمین بالاخانہ نہین ہی تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے یہ دار

یعنے دونون صورتون کا حکم یکسان ہی ۱۲

[illegible]

مع اسکے شہتیرون اور دروازون اور لکڑیون کے تیرے ہاتھ فروخت کیا پھر معلوم ہوا کہ اسمین نہ شہتیر ہی اور نہ دروازے اور نہ لکڑی تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا اور اگر اسکے اندر دو دروازہ اور دو شہتیرون (ودھنیان وغیرہ ۱۲) تو اسکو خیار نہوگا اور اگر ایک دروازہ یا ایک شہتیر ہو تو خیار ہوگا اور اگر یون کہا کہ مین نے اس دار کو تیرے ہاتھ جو کچھ اسمین شہتیرون (اور بیع پوری ہوگی ۱۲) اور دروازون اور لکڑیون اور درختون سے ہو فروخت کیا پھر مشتری نے ان چیزون مین سے کچھ نہ پایا تو اسکو خیار نہوگا اور اگر کوئی تلوار اس شرط پر خریدی کہ وہ بقدر سو درم چاندی کے محلے ہی یا کوئی جوتا اس شرط پر کہ اسمین تسمہ لگا ہی یا کوئی انگوٹھی اس شرط پر کہ اسکا نگینہ یاقوت ہی یا کوئی نگینہ اس شرط پر (چاندی پیتل وغیرہ کا ۱۲) کہ اسمین سونے کا حلقہ پڑا ہی پھر دیکھا تو تسمہ وغیرہ نہ نکلے یا یہ چیزین شرط کے موافق تھین لیکن قبضہ سے پہلے تلف ہوگئین تو مشتری کو ان صورتون مین اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو باقی کو پورے ثمن مین لیوے ورنہ ترک کر دے لیکن نگینہ کی صورت مین جب یہ شرط کی کہ اسمین سونے کا حلقہ ہی اور حلقہ نہ پایا گیا تو بیع فاسد ہوگی اور قاعدہ اس باب مین یہ ہی کہ ہر شی جسکی بیع مین اسکا غیر تبعاً بلا ذکر داخل ہوجاتا ہی جب ایسی شی فروخت کیجاوے اور اسکے ساتھ اس غیر کی شرط کیجاوے پھر یہ شی بدون اس غیر کے پائی جاوے تو مشتری کو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اس شی کو پورے ثمن مین لیوے ورنہ ترک کر دے اور جس شی کی بیع مین اسکا غیر تبعاً بلا ذکر داخل نہین ہوتا ہی تو ایسی شی جب فروخت کیجاوے اور اسکے ساتھ اسکا غیر بیع مین شرط کیا جاوے پھر یہ غیر نہ پایا جاوے تو مشتری اس شی کو اسکے حصہ ثمن کے عوض لیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ ف اور جب اس شی کا حصہ ثمن معلوم نہو تو بیع فاسد ہوجاویگی جیسا کہ اوپر کے مسئلہ مین مذکور ہوا فافہم۔ اگر کوئی کپڑا اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ کسم سے رنگا ہوا ہی پھر وہ سپید نکلا تو بیع جائز اور مشتری مختار ہوگا جیسا کہ اگر کوئی دار اس شرط پر بیچا کہ اسمین عمارت ہی اور اسمین کچھ عمارت نہ نکلی تو بیع جائز اور مشتری مختار ہی بخلاف اسصورت کے کہ اگر کپڑا اس شرط پر خریدا کہ وہ سپید ہی پھر وہ کسم کے رنگ کا نکلا تو بیع فاسد ہو جاویگی چنانچہ اگر ایک دار اس شرط پر بیچا کہ اسمین عمارت نہین ہی پھر اسمین عمارت پائی گئی تو بیع فاسد ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی دار اس شرط پر بیچا کہ اسکی عمارت پختہ اینٹون کی ہی اور وہ کچی اینٹون کی نکلی تو تجرید مین مذکور ہی کہ بیع فاسد ہو جاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک کپڑا اس شرط پر بیچا کہ وہ عصفر کا رنگا ہوا ہی اور وہ زعفران کا رنگا نکلا تو بیع فاسد ہوگی اور اگر ایک کپڑا اس شرط پر خریدا کہ اسکا تانا ایک ہزار ہی پھر وہ گیارہ سو نکلا تو کپڑا مشتری کے سپرد کیا جاویگا اور اگر اس شرط پر خریدا کہ وہ چھ گز ہی اور وہ پانچ نکلا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسکو پورے ثمن مین لے ورنہ ترک کر دے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ کپڑا قوہی خز کا فروخت کیا اور اس کپڑے مین ملاؤ تھا پس اگر تانا شرط کے موافق تھا اور بانا غیر تھا تو بیع باطل ہوگی اور اگر بانا شرط کے موافق تھا تو بیع جائز اور قز کی صورت مین مشتری کو خیار ہوگا اور خز کی صورت مین اختیار نہوگا بشر رح فرماتے ہین کہ مین نے امام ابو یوسف سے پوچھا کہ ایک نے دوسرے سے ایک کپڑا اس شرط پر لیا کہ وہ کتان کا ہی پھر اسمین ایک تہائی سوت نکلا تو فرمایا کہ اسکو واپس کر سکتا ہی اور اگر قطع کر لیا تو کچھ واپس نہین لے سکتا (یعنے نقصان نہین لے سکتا ہی ۱۲) اور

اگر اسمین اگر سوت ہو تو بیع فاسد ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر ستّو اس شرط پر خریدے کہ اسمین ایک سیر مسکہ لتھو کیا ہی اور دونون نے قبضہ کر لیا اور مشتری اسکو دیکھتا تھا پھر ظاہر ہوا کہ اسنے آدھ سیر سے لتھو کیا ہی تو بیع جائز ہوگی اور مشتری کو خیار نہوگا جیسا کہ اگر صابون اس شرط پر خریدا کہ اسمین اتنے کپّے تیل دیا ہی پھر ظاہر ہوا کہ اس سے کم دیا ہی اور مشتری صابون خریدنے کے وقت دیکھتا تھا تو بلا خیار بیع جائز ہوگی اور اسی طرح اگر ایک قمیص اس شرط پر خریدی کہ وہ دس گز کی بنی ہی اور مشتری اسکو دیکھتا تھا پھر وہ نو گز کی بنی ہوئی نکلی تو بیع بلا خیار جائز ہوگی اور اگر دوسرے شخص کے ہاتھ کچھ ابریشم فروخت کیا اور بائع نے مشتری کو تول دیا اور مشتری اسکو لے گیا پھر ایک مدت کے بعد آیا اور کہا کہ مین نے اسکو کم پایا پس اگر یہ بات معلوم ہو جاوے کہ یہ کمی ہوا کے سبب سے آگئی ہی یا ایسا نقصان ہو کہ دو دفعہ تولنے سے آجاتا ہی تو بائع پر کچھ لازم نہوگا اور اگر نقصان ہوا سے نہوا اور اسقدر نہو کہ جو دوبارہ تولنے سے واقع ہوتا ہی پس اگر مشتری نے یہ اقرار نہین کیا تھا کہ یہ اتنے من ہی بلکہ جسقدر تول دیا اسکا اقرار نہین کر چکا تھا تو اسکو اختیار ہوگا کہ حصہ نقصان کا ثمن نہ دے اور اگر ثمن ادا کر چکا ہو تو واپس لے اور اگر مشتری نے یہ اقرار کیا تھا کہ اتنے من میرے قبضہ مین آگیا ہی پھر کہا کہ مین نے کم پایا تو اسکو کمی کا ثمن نہ دینے یا واپس لینے کا اختیار نہوگا اگر دانہاے گندم کو خریدا پھر اسمین آدھا بھوسا پایا تو اسکو آدھے ثمن مین لیگا بخلاف اسصورت کے کہ اگر اسنے ایک کھتّا گیہون کا اس شرط پر خریدا کہ وہ دس گز ہی پھر اسنے کم پایا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے ثمن مین لے ورنہ ترک کر دے اسیطرح اگر کوئی کتاب اس شرط پر خریدی کہ وہ کتاب النکاح امام محمد رح کی تصنیف ہی پھر معلوم ہوا کہ وہ کتاب الطلاق یا کتاب الطب ہی یا وہ کتاب النکاح تھی مگر امام محمد رح کی تصنیف نہ تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ بیع جائز ہوگی اسواسطے کہ سپید پر سیاہ تحریر یہی کتاب ہی اور یہ امر جنس واحد ہی ہان اختلاف اسمین فقط انواع کا ہوتا ہی اور وہ مانع جواز بیع نہین ہی اور اگر کوئی شاۃ اس شرط پر خریدی کہ وہ بھیڑی ہی پھر وہ بکری نکلی تو بیع جائز اور مشتری مختار ہوگا اور اگر کوئی اونٹ اس شرط پر خریدا کہ وہ چکی چلانے کا ہی پھر اسکو ایسا نہ پایا تو واپس کر سکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی شخص الانسان کو اس شرط پر فروخت کیا کہ یہ باندی ہی پھر کھلا کہ وہ غلام ہی تو ان دونون مین بیع واقع نہوگی اور یہ استحسان ہی کہ اسکو ہمارے علما نے اختیار کیا ہی اور اسطرح کے مسئلون مین قاعدہ یہ ہی کہ جب عقد بیع مین اشارہ کے ساتھ نام رکھدیا جاوے اور پھر مشار الیہ اسکے سوا دوسرا پایا جاوے پس اگر وہ باعتبار جنس کے دوسرا ہو تو بیع باطل ہوگی چنانچہ اگر کسی شخص نے ایک نگینہ اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ یاقوت ہی پھر وہ شیشے کا نکلا تو بیع باطل ہوگی اور اگر مشار الیہ اسی جنس کا ہو ولیکن صفت مین فرق ہو تو بیع جائز اور مشتری دیکھنے کے وقت مختار ہوگا چنانچہ اگر ایک نگینہ اس شرط پر خریدا کہ وہ یاقوت سرخ ہی اور دیکھا تو وہ یاقوت زرد نکلا تو بیع جائز اور مشتری مختار ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کوئی ثوب اس شرط پر خریدا کہ اسمین روئی بھری ہی پھر مشتری نے اسکو ادھیڑا تو صوف پایا پس بعضے مشائخ نے کہا کہ بیع فاسد ہی اور مشتری اسکو اور اسکے ساتھ ادھیڑنے کے نقصان کو واپس کر دے اور بعضون نے کہا کہ بیع جائز ہی اور بقدر نقصان واپس کر لے اور یہ اصح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی

بیچے بائع سے ۱۲

۴
[illegible]

کوئی جبہ اس شرط پر خریدا کہ اسکا ابرا ایسا ہی اور استر ایسا اور بھراؤ ایسا ہی پھر ابرا شرط کے موافق پایا اور استر اور بھراؤ اسکے برخلاف تو بیع جائز اور مشتری مختار ہوگا اور اگر ابرا شرط کے برخلاف پایا تو بیع باطل ہوگی اور اگر کوئی قبا اس شرط پر بیچی کہ اسکا استر کوہی ہی پھر وہ مروی نکلا تو بیع جائز اور مشتری مختار ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ اسکا بھراؤ قز کا ہی پھر وہ روئی کا نکلا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کچھ زمین خریدی اور اسکا ثمن ادا کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ مین نے اسکو اس شرط پر خریدا تھا کہ وہ دو جریب ہی پھر وہ کم نکلی اور بائع نے کہا کہ مین نے اسکو جیسی ہو ویسی بیچی تھی اور کچھ شرط نہین کی تو بائع کا قول قسم لے کر معتبر رکھا جاویگا اور اگر کوئی گدھا بیچا اور کہا کہ اس شرط پر بیچتا ہون کہ ٹوٹ کا ہی تو مشتری واپس کر سکتا ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ مین اس شرط پر بیچتا ہون کہ اگر اسکا کوئی حق دار پیدا ہو تو مجھ سے تو ثمن واپس نہ کرے تو بیع فاسد ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی باندی ثیبہ اس شرط پر خریدی کہ بائع نے اس سے تا سپردگی مشتری وطی نہین کی ہی پھر ظاہر ہوا کہ بائع نے اس سے وطی کی تھی تو بیع لازم ہوگی اور مشتری واپس نہین کر سکتا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ باکرہ ہی پھر وہ باکرہ نہ نکلی پس اگر مشتری نے یہ کہا کہ مین نے اسکو باکرہ نہین پایا اور بائع نے کہا کہ مین نے فروخت کرکے تیرے ہاتھ اسکو باکرہ سپرد کیا ہی پھر اسکی بکارت جاتی رہی تو بائع کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور بائع یون قسم کھائیگا کہ مین نے اسکو بیچا اور سپرد کیا درحالیکہ وہ باکرہ تھی اور یہ مذکور نہین کہ قاضی اسکو دائیون کو دکھلائیگا اور کتاب الاستحسان مین مذکور ہی کہ دایہ کو دکھلائیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ نوادر ابن سماعہ مین ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک مچھلی اس شرط پر خریدی کہ وہ دس رطل ہی اور اسکو تول کر مشتری کو دیدیا پھر مشتری نے اسکے پیٹ مین ایک پتھر پایا کہ اسکا وزن مثلاً تین رطل تھا اور مچھلی اپنے حال پر باقی ہی تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسکو پورے ثمن مین لے ورنہ ترک کردے اور اگر اسکے معلوم کرنے سے پہلے اسنے مچھلی کو بھون لیا تو مچھلی کے دس رطل وزن کی قیمت اور اسکے سات رطل کے وزن کی قیمت دونون کو اندازہ کرکے جو کچھ فرق ہو اسقدر حصہ ثمن مشتری واپس لے اور اگر اسکے پیٹ مین مٹی یا اسکے مانند ایسی چیزین پائی جاوین کہ جسکو مچھلی کھاتی ہی تو بیع بلا خیار مشتری کو لازم ہوگی امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے دوسرے سے ایک طشت اس شرط پر خریدا کہ وہ دس سیر کا ہی اور قبضہ کر لیا پھر وہ پانچ سیر کا نکلا تو اسکو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے ثمن مین لے ورنہ ترک کردے اور اگر مشتری کے پاس اسمین کچھ عیب آگیا اور بائع نے بسبب عیب کے لینے سے انکار کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس طشت کے دس سیر ہونے پر اسکی قیمت بیس درم تھی اور پانچ سیر ہونے پر دس درم تھی اور عیب سے اسمین ایک درم کا نقصان آگیا تو مشتری بائع سے آدھا ثمن بسبب نقصان وزن کے واپس لے اور بھی دسوان حصہ ثمن کا بسبب عیب کے واپس لے کہ جو ایک درم ہوتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی اونٹ اس شرط پر خریدا کہ وہ آواز نہین کرتا ہی پھر اسکو دیکھا کہ آواز کرتا ہی تو اسکو اختیار ہی کہ واپس کردے اور یہ جواب اس صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ جب اسکا آواز کرنا عادت سے زیادہ ہو کہ جسکو لوگ عیب

شمار کرتے ہون یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ جنی نہین ہی پھر معلوم ہوا کہ وہ بچہ جنی ہی تو اُسکو واپس کر سکتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ اپنا غلام فلان شخص کے ہاتھ ہزار درم کو اس شرط پر فروخت کر دے کہ اُسکا ثمن میرے ذمہ اور غلام فلان مشتری کا ہوگا تو ظاہر الروایت کے موافق ایسی بیع جائز نہین ہی اور اگر کہا کہ اپنا غلام فلان شخص کے ہاتھ ایک ہزار درم کو بیچ ڈال اس شرط پر کہ مین تیرے لیے ثمن مین سے پانچ سو درم کا ضامن ہون تو بیع جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کوئی کپڑا اس شرط پر خریدا کہ یہ نیشاپوری ہی پھر وہ سنجاسا کا نکلا یا عمامہ اس شرط پر لیا کہ وہ شہرستانی ہی پھر وہ سمرقندی نکلا تو بیع فاسد ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ کوفہ کی پیدائش ہی پھر معلوم ہوا کہ بصرہ کی پیدائش ہی تو واپس کر دیگا اگر ایک کپڑا اس شرط پر خریدا کہ وہ ہراتی ہی پھر وہ بلخی نکلا تو ہمارے تینون امامون کے نزدیک بیع فاسد ہوگی نوادر بشر مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر کوئی کشتی اس شرط پر خریدی کہ وہ ساکھو کی ہی پھر اُسمین سوائے ساکھو کے اور لکڑی پائی گئی پس اگر اور لکڑی کا ہونا اُسکی درستی کے واسطے ضروری تھا تو مشتری کو پورے ثمن مین لے لینا پڑیگی اور خیار نہوگا اور اگر پوری کشتی ساکھو کے سوا دوسری لکڑی کے تھی تو ان دونون کے درمیان بیع واقع نہوگی اور بشر رح نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ کسی نے دوسرے سے کہا کہ یہ ہراتی کپڑا اُسکتنے کا ہی اور وہ کپڑا ہراتی ساخت کا بنا تھا اُسنے کہا کہ اتنے کا ہی پھر دونون مین بیع ہوگئی تو امام اعظم رح نے فرمایا ہی کہ یہ کہنا ہراتی ہونے کی شرط کرنے کے مانند ہی اور یہی میرا قول ہی اور مراد امام اعظم کی اس سے یہ ہی کہ اگر ظاہر ہوگا کہ یہ مروی ہی تو بیع باطل ہو جاویگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر بیع معین مین مدت کی شرط لگائی تو عقد فاسد ہو جاویگا اور اگر ثمن مین مدت کی شرط کی اور ثمن دین تھا پس اگر وہ مدت معلوم ہو تو بیع جائز ہوگی اور اگر مجہول ہو تو فاسد ہوگی اور منجملہ مجہول مدتون کے نوروز اور مہرگان کے وعدہ پر بیع کرنا بھی ہی اور امام محمد رح نے نوروز اور مہرگان کا مسئلہ جامع صغیر مین ذکر کیا ہی اور حکم دیا ہی کہ بیع مطلقاً فاسد ہوتی ہی اور صحیح حکم یہ ہی کہ اگر بائع اور مشتری نے نوروز مجوس کا یا نوروز سلطان کا بیان نہ کیا تو بیع فاسد ہوگی اور اگر کوئی ایک بیان کر دیا اور دونون اُسکا وقت پہچانتے ہین تو بیع فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور بیع مین حاجیون کے آنے تک یا کھیتی کاٹنے یا اُسکے روندنے اور روئی چننے اور پھل جھاڑنے تک کی مدت مقرر کرنا جائز نہین ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کفار کے روزہ تمام ہونے تک کی شرط لگائی اور حال یہ ہی کہ کفاری نے روزہ رکھنا شروع کر دیا ہی تو جائز ہی اور کفار روزہ رکھنا شروع کرنے سے پہلے جائز نہین ہی پس اگر مدت فاسدہ کو اُسکے گذرنے سے پہلے ساقط کر دیا تو استحساناً عقد جائز ہو جائیگا اور امام زفر رح کے نزدیک جائز نہوگا اور یہ ہمارا قول صحیح ہی اسواسطے کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ عقد موقوف رہتا ہی پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر فاسد کرنے والی چیز نکال ڈالی جاوے تو جائز ہو جاویگا اور اسیکو کرخی نے امام اعظم رح سے صریح روایت کیا ہی اور یہی صحیح ہی اور باقی بیوع فاسدہ کو کرخی نے ہمارے اصحاب سے روایت کیا ہی کہ مفسد کے دور کرنے سے

جائز ہو جاتی ہین اور صحیح یہ ہی کہ جائز نہین ہوتی ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر بیع کرتے وقت ثمن ادا کرنے کی کوئی مدت نہین مقرر کی پھر بعد اسکے ثمن ادا کرنے کا کوئی وقت ان وقتون مین سے مقرر کیا تو بیع جائز ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور اگر ہوا چلنے کے مہینے کی مدت مقرر کی تو بیع باطل ہی اور اگر رجب کے مہینہ مین کہا کہ مین نے رجب تک کی مدت مقرر کی تو یہ آیندہ رجب تک ہوگی اور اگر کہا کہ رجب گذرنے تک کی مدت مقرر کی تو وہ اسی رجب تک ہوگی اور میلاد کے وعدہ تک کی بیع فاسد ہی امام محمد رح نے کتاب مین ایسا ہی ذکر کیا ہی پس اگر مراد میلاد بہائم ہی تو اسکا جواب ایسا ہی ہی جیسا کتاب مین مذکور ہوا اگر مراد میلاد عیسی علیہ السلام ہی تو یہ حکم جو مذکور ہوا اس صورت پر محمول کیا جاویگا کہ جب دونون اسکا وقت نہ پہچانتے ہون یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک اسباب ہزار درم کو دس مہینہ کے وعدہ سے اس شرط پر خریدا کہ جس قسم کا نقد اسوقت رائج ہوگا وہی ثمن مین دونگا تو بیع فاسد ہوگی اور اگر کسی نے ایک غلام ایک ہزار درم کو اس شرط پر بیچا کہ تھوڑا ثمن ہر ہفتہ مین ادا کرے یہان تک کہ مہینہ کے گذرنے پر پانسو درم ادا کرے تو بیع فاسد ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر مشک کو تول سے خریدا اور اسمین رانگ ملا ہوا پایا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو رانگ واپس کرکے بقدر اسکے وزن کے ثمن مین سے کم کرلے اور اگر چاہے تو بیع کو ترک کردے اور اگر گھی وزن سے خریدا اور اسمین رُب ملا پایا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اسقدر تھا جو گھی مین ہوا کرتا ہی اور عیب نہین گنا جاتا ہی تو اسکو پورے ثمن مین لے لینا پڑیگا اور اگر اتنا ہو کہ عیب گنا جاتا ہی پس اگر چاہے تو پورے ثمن مین لے ورنہ چھوڑ دے اور اگر ایسی چیز ہو کہ گھی مین نہین ہوتی پس اگر چاہے تو اسکے حصہ ثمن کے عوض لے ورنہ ترک کردے اور اگر کسی نے ایک تھیلی ہراتی یا غیر ہراتی کپڑون کی یا ایک زنبیل خرما کی خریدی اور اسپر قبضہ نہ کیا یہان تک کہ بائع نے قصد کرکے کپڑے تھیلی مین سے یا چھوارے زنبیل مین سے نکالے پھر تھیلی اور زنبیل فروخت کردی اور کپڑے چھوڑ دئے یا فروخت نہ کیے ولیکن اس سے نفع اٹھایا تو کپڑے اور چھوارے مشتری کے ذمہ لازم ہونگے اور وہ بسبب تھیلی یا زنبیل کے انکے لینے سے انکار نہین کرسکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک دانہ موتی خریدا اور اسمین وزن کی شرط کرکے دونون نے قبضہ کرلیا پھر اسکو کم پایا اور وہ اسکو تلف کرچکا ہی تو امام اعظم رح کے قیاس مین کچھ واپس نہین لے سکتا ہی ولیکن امام نے اسکو قبیح جان کر قیاس اپنا اسمین ترک کردیا کیونکہ موتی کی کمی سے ثمن مین سے بہت کچھ گھٹ جاتا ہی اور یہ حکم دیا کہ اسکو اختیار ہی کہ نقصان واپس کرلے اور باب الاجارہ اور آخر کتاب الصرف مین لکھا ہی کہ اگر موتی اس شرط پر بیچا کہ اسکا وزن ایک مثقال ہی پھر وہ دو مثقال نکلا تو زیادتی بلا ثمن مشتری کے سپرد کیجاویگی اسلیے کہ جن چیزون مین ٹکڑے کرنا ضرر کرتا ہی اُنمین وزن بمنزلہ وصف کے ہوتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ ایک باغ خریدا کہ جسمین خرما وغیرہ کے درخت ہین اور یہ شرط کی کہ وہ دس جریب ہی اور بدون ناپنے کے اسپر قبضہ کرلیا اور چند سال تک اسکے پھل کھائے پھر اسکو نو جریب پایا تو امام اعظم رح کے قیاس مین اسکو واپس نہین کرسکتا ہی اور نہ کچھ واپس لے سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ کسی نے ایک زمین خریدی

[illegible] مشتری
[illegible]
[illegible] عیسی علیہ السلام
[illegible]
[illegible]

اس شرط پر کہ وہ دس جریب ہی اور اسمین انگور کے درخت ہین اور چند سال تک اُسکے پھل کھائے پھر معلوم ہوا کہ وہ پانچ جریب ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اندازہ کیا جاوے کہ یہ زمین پانچ جریب ہونے مین کتنے کی ہوگی اور اگر دس جریب ہوتی تو کتنے کی ہوتی پھر اُن دونون کے درمیان مین جو فرق ہی اُسی قدر بائع سے واپس لیوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ ایک شخص کے پاس دو قفیز گیہون ایک زنبیل مین ہین پھر ایک قفیز ایک درم کو کسی کے ہاتھ بیچ ڈالی اور اُسنے قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع نے دوسرے کے ہاتھ اسمین سے ایک قفیز ایک درم کو بیچ ڈالی پھر ایک قفیز تلف ہوگئی تو ہر مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو ہر ایک اُن دونون مین سے باقی قفیز کا آدھا آدھے ثمن مین لے لیوے ورنہ ترک کردے اور اگر ایک نے اپنا حصہ چھوڑ دیا اور دوسرے نے چاہا کہ پورا قفیز ایک درم کو لے لے تو اسکو یہ اختیار نہین ہی لیکن اگر بائع چاہے تو ہوسکتا ہی اور اگر یہ صورت ہوئی کہ دوسرے مشتری نے ایک قفیز پر قبضہ کرلیا اور پہلے مشتری نے کسی چیز پر قبضہ نہین کیا پھر دوسرے مشتری نے یہ قفیز بسبب عیب کے بدون حکم قاضی کے بائع کو واپس دیا تو پہلے مشتری کا اس قفیز مین کچھ حق نہوگا صرف اُسکو باقی مین سے لینے یا چھوڑ دینے کا اختیار ہی پھر اگر بائع نے دونون قفیزون کو ملا دیا تو پہلے مشتری کی بیع ٹوٹ جاویگی اور اگر بائع نے واپس کی ہوئی قفیز کو نہ ملایا اور وہ قفیز بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے واپس کیا گیا تھا اور جو قفیز باقی تھا اُسمین کچھ عیب نہ تھا پھر مشتری اول نے یہ ارادہ کیا کہ باقی قفیز کو سواے واپس کئے ہوئے کے لیوے اور بائع نے اس سے انکار کیا اور یہ کہا کہ دونون مین سے آدھا آدھا لیوے تو بائع کو یہ پہونچتا ہی اور اگر باقی قفیز تلف ہوگیا اور واپس کیا ہوا کہ جسمین عیب ہی باقی رہا اور مشتری نے اسکا ترک کرنا چاہا تو یہ مشتری کو پہونچتا ہی اور اگر کل کا لینا چاہا تو اُسکو یہ اختیار ہو اور اگر چاہا کہ اُسکا آدھا لے اور آدھا چھوڑ دے تو اُسکو بھی کر سکتا ہی اور اگر تلف ہونے والا قفیز وہی ہو کہ جو عیب کی وجہ سے واپس کیا گیا ہی اور باقی قفیز پہلا ہو کہ جسمین عیب نہین ہی تو مشتری کو اختیار ہی کہ اُسکا آدھا لے اور سب نہین لے سکتا ہی اور اگر بائع نے سب سپرد کرنا چاہا تو مشتری کو اختیار ہی کہ انکار کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک زمین مع اُسکے پانی کے خریدی پھر معلوم ہوا کہ اُسکے سینچنے کا پانی نہین ہی اور مشتری نے چاہا کہ زمین کو اُسکے حصہ کے عوض لے اور پانی کا حصہ ثمن بائع سے واپس کرلے تو اُسکو یہ اختیار ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کچھ طعام پیمانہ سے خرید کیا اور اُسپر قبضہ کیا تو اُسکا کھانا اور بیچنا اور اُس سے نفع اُٹھانا جائز نہین ہی یہان تک کہ اُسکو دوبارہ پیمانہ کرے اور اسی طرح اگر بائع نے اپنے بائع سے اپنے مشتری کے سامنے پیمانہ کر کے خریدا تو بھی مشتری کو جائز نہین ہی کہ اُس پیمانہ پر اقتصار کرے اور اُسکا بیچنا اور کھانا بدون دوبارہ پیمانہ کرنے کے جائز نہوگا کذا فی المحیط۔ پھر عامہ مشایخ نے اس حکم کو ایسی صورت پر محمول کیا ہی کہ جب بائع نے بیع سے پہلے اُسکا پیمانہ کیا اور مشتری اسکو دیکھ رہا تھا اور اگر بعد بیع کے اُسکا پیمانہ کیا تو اسمین تصرف کرنا جائز ہی اگرچہ پیمانہ اور وزن کا اعادہ نہ کرے اور اسی پر فتوے ہی کذا فی التہذیب۔ اور اگر بائع نے بیع کے بعد مشتری کے غائب ہونے کی حالت مین اُسکا پیمانہ کیا تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ دوبارہ پیمانہ کرنا شرط ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کچھ گیہون

ف قولہ طعام یعنی اناج مثل گندم

ع بیان [illegible] یعنی [illegible] بیان کیا [illegible] ۱۲

اندازہ پر خریدے اور بعد قبضہ کرنے کے اُنکو دوسرے کے ہاتھ پیمانہ سے فروخت کیا تو اُنمین ایک ہی بار پیمانہ کرنا کافی ہی اور اسی طرح اگر کسی سے ایک کُر گیہون اس شرط پر کہ وہ ایک کر ہین قرض لیے پھر اُنکو پیمانہ کے حساب سے فروخت کیا تو اسمین بھی ایک ہی بار پیمانہ کرنا کافی ہی خواہ یہ مشتری پیمانہ کرے خواہ وہ قرض لینے والا بائع اپنے مشتری کے سامنے پیمانہ کرلے اور اگر کچھ گیہون اندازہ سے خریدے اور اُنکو بعد قبضہ کرنے کے دوسرے کے ہاتھ اندازہ سے فروخت کیا یا اپنی زمین مین سے کچھ گیہون یا ہبہ کے طور پر کچھ گیہون پائے اور اُنکو دوسرے کے ہاتھ اندازہ سے فروخت کیا یا ثمن مین کچھ گیہون اس شرط پر کہ وہ ایک کر ہین اُسکے قبضہ مین آئے اور پیمانہ کرنے سے پہلے اُنکو اندازہ سے بیع ڈالا تو یہ جائز ہی ایسا ہی ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کیا ہی اور اگر کچھ گیہون پیمانہ سے خریدے اور پھر پیمانہ کرنے سے پہلے اُنکو دوسرے کے ہاتھ اندازہ سے بیع ڈالا تو امام محمد رح کا کتاب الاصل مین اطلاق دلالت کرتا ہی کہ یہ ناجائز ہی اور ابن رستم نے اپنی نوادر مین ذکر کیا ہی کہ جائز ہی اور اُنکو پیمانہ کرنے سے پہلے پیمانہ کے حساب سے فروخت کیا تو جائز نہین ہی پس اس مسئلہ مین دو روایتین ہوگئین اور واضح ہو کہ جو حکم کیلی چیزون مین معلوم ہوا وہی وزنی چیزون مین ہی (یعنے اندازہ سے بیع فروخت کرنے میں ۱۲) (والصحیح قول محمد رح لمکان النص ۱۲) یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر دوسرے شخص سے ایک کپڑا اس شرط پر خریدا کہ وہ دس گز ہی تو اسکو ناپنے سے پہلے اُسکی بیع کرنے اور اُسمین تصرف کرنے کا اختیار ہی اور اگر عددی چیز عدد کی شرط سے دوسرے سے خریدی تو اُسکا دوبارہ شمار کرنے کا حکم امام محمد رح نے ظاہر کتابون مین ذکر نہین کیا اور مشائخ کہتے ہین کہ کرخی نے ذکر کیا ہی کہ امام اعظم کے قول پر تصرف جائز ہونے کے واسطے اُسکا دوبارہ گنتا شرط ہی اور صاحبین کے قول پر شرط نہین ہی اور شرح قدوری مین لکھا ہی کہ گنتی کی چیزون مین دوبارہ شمار کرنا ایک روایت مین واجب ہی اور دوسری روایت مین واجب نہین ہی اور قدوری نے اسی روایت کو صحیح کہا ہی اگر کسی نے کچھ پیمانہ یا وزن کے حساب سے بطور بیع فاسد کے خریدا اور بدون پیمانہ کے اُسپر قبضہ کرلیا پھر اُسکو فروخت کردیا اور دوسرے مشتری نے اُسپر قبضہ کیا تو بیع ثانی جائز ہوگی اور دوبارہ پیمانہ کا حکم صرف دونون بیع صحیح مین ہوتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک کر طعام پیمانہ کے حساب سے سو درم کو خریدا پھر اُسکو بائع کی طرف سے اپنے واسطے ناپ کرالیا پھر اُسنے دوسرے کے ہاتھ پہلے ثمن کے عوض تولیہ ۱۲ بیع ڈالا تو دوسرے مشتری کو بدون دوبارہ پیمانہ کرنے کے اُسپر قبضہ کرنا جائز نہین ہی اور اگر پہلے مشتری نے دوسرے مشتری کے سامنے اُسکو اپنے واسطے پیمانہ کرلیا تھا پس اگر دوسرا مشتری پیمانہ کرنے سے اُسکو ایک قفیز زائد پاوے تو زیادتی پہلے مشتری کو واپس کردے خواہ یہ زیادتی ایسی ہو کہ دوبارہ پیمانہ کرنے مین جاری ہوتی ہی یا ایسی نہو پس اگر دوسرے مشتری نے وہ زیادتی پہلے مشتری کو واپس کردی تو لحاظ کیا جاویگا کہ اگر یہ زیادتی ایسی ہی کہ دوبارہ پیمانہ کرنے مین آگئی تو پہلے مشتری کی ہوگی کہ اُسکو اپنے بائع کو واپس نہ کریگا اور اگر ایسی نہین ہو تو پہلا مشتری بھی اپنے بائع کو واپس کردے اور اگر دوسرے مشتری نے اُسکو کم پایا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ پہلے مشتری سے حصہ نقصان لے خواہ یہ نقصان دوبارہ پیمانہ کرنے سے آتا ہو یا نہ آتا ہو پس اگر یہ نقصان ایسا ہو کہ دوبارہ پیمانہ کرنے سے

مسئلہ [illegible]

مسئلہ [illegible]

آتا ہی تو پہلا مشتری اپنے بائع سے کچھ واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر ایسا نہو اور ایسا نہونا گواہون سے یا بائع کی تصدیق سے ثابت ہوگا تو اس نقصان کو واپس لے سکتا ہی اور یہ حکم بیع تولیہ کا تھا اور اگر بیع ثانی بیع مرابحہ ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اسی مسئلہ مین اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ اگر پہلے مشتری نے اس طعام مین سے ایک قفیز فروخت کرکے مشتری کو دیدی پھر باقی کو بطور بیع تولیہ کے اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ ایک کُر ہی پھر مشتری ثانی نے اسکا پیمانہ کیا اور اسکو پورا کر پایا تو یہ جائز ہی اور اسکو خیار نہوگا لیکن کُر کا ثمن اکتالیس حصون پر تقسیم کیا جاویگا پھر جو کچھ ایک قفیز کے حصہ مین پڑیگا وہ دوسرے مشتری سے ساقط کیا جاویگا اور باقی اسکو دینا پڑیگا اور امام محمد رح کے نزدیک اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو سب کو پورے ثمن کے عوض لے ورنہ ترک کردے اور اس مسئلہ مین اگر دوسری بیع مرابحۃً واقع ہووے اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک مشتری کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو پورے ثمن مین لے ورنہ واپس کردے یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک کُر سو درم کو اس شرط پر خریدا کہ وہ چالیس قفیز ہی اور اسکو پیمانہ کرلیا اور دونون نے باہم قبضہ کرلیا پھر تری پاکر وہ پچاس قفیز ہو گیا اور اسکو پانی نے فاسد کردیا پھر اس مشتری نے اسکو بمرابحۃ یا بتولیۃ فروخت کیا اور کچھ بیان نہ کیا تو جائز ہی اور مشتری ثانی کو اُسمین سے چالیس قفیز ملیگا اور دس قفیز اسکے پاس باقی رہجاوینگے اور اگر اُسنے ان دس زائد قفیزون کو مرابحۃً یا تولیۃً فروخت کیا تو پانچوین حصہ ثمن پر فروخت کریگا اور یہ صاحبین کا قیاس ہی اور امام اعظم کے نزدیک مرابحۃً نہین فروخت کر سکتا ہی اور اگر دوسرے مشتری کے پیمانہ کرنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے اُسکو پانی پہونچا تو دوسرا مشتری اگر چاہے تو سب کو پورے ثمن مین لے لے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی کسی نے ایک کُر گیہون سو درم کو اس شرط پر کہ وہ چالیس قفیز ہین خریدے اور اُنکو پیمانہ کیا تو چالیس قفیز نکلے پھر مشتری نے اُسپر قبضہ کرلیا پھر دونون نے بیع کا اقالہ کیا پھر بائع نے اُسکو پیمانہ کیا پس وہ ایک قفیز بڑھگیا یا گھٹ گیا اور دونون اس بات پر متفق ہوئے کہ یہ نقصان یا زیادتی پیمانہ کرنے کی وجہ سے ہی تو زیادتی مع اصل بائع کو ملیگی اور نقصان بھی اُسی کے ذمہ رہیگا حتے کہ ثمن مین سے کچھ کم نہ کیا جاویگا اور اسی طرح اگر اُس کُر کو پانی پہونچا اور ایک قفیز بڑھ گیا اور بائع اسپر راضی ہو گیا تو یہ سب اُسی کا ہوگا لیکن اگر اُسکو نہین جانتا تھا تو اُسکو اختیار رہوگا کہ عیب کی وجہ سے واپس کرکے اقالہ باطل کردے اور پہلی بیع عود کریگی اور اسی طرح اگر وہ گیہون بیع کے وقت تازہ تر تھے اور پورا کُر تھے پھر خشک ہوکر مشتری کے پاس کم ہو گئے پھر دونون نے اقالہ کیا اور بائع نے اسکا پیمانہ کیا اور کم پایا اور جانا کہ یہ خشک ہونے کی وجہ سے ہی یا دونون سچائی سے اسپر متفق ہوئے تو یہ سب بائع کو ملیگا اور ثمن مین سے کچھ کم نہ کیا جاویگا یہ محیط مین لکھا ہی اور قاعدہ یہ ہی کہ اگر مبیع معین مشارالیہ ہو کہ جو بشرط کیل فروخت ہوئی ہی تو پیمانہ کرنے سے پہلے جو زیادتی اسمین پیدا ہو وہ بائع کی ہوگی اور پیمانہ کرنے کے بعد مشتری کی ہوگی اور اگر مبیع معین مشارٌالیہ نہو تو پیمانہ کرنے کے بعد مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے جو زیادتی ہو وہ بائع کی ہی اور قبضہ کے بعد مشتری کی ہوگی اگر کچھ طعام ایک درم کو اس شرط پر خریدا کہ وہ ایک قفیز ہی پھر پیمانہ کرنے سے پہلے وہ تر ہو گیا پھر اُسکو پیمانہ کیا

پس وہ سوا قفیز نکلا تو مشتری کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو اسمین سے ایک قفیز لے ورنہ ترک کر دے اور اگر مشتری کے سامنے پیمانہ کر دینے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے زائد ہو گیا (یعنی ایک قفیز ہو کر ایک چوتھائی ۱۲) تو زیادتی مشتری کی اور بسبب تری کے اسکو خیار ہوگا اور اگر بعد پیمانہ کرنے کے کم ہو گیا تو پورے ثمن مین لیگا اور اگر اس سے پہلے کم ہوا تو حصہ ثمن مین لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری کے واسطے اسکے سامنے پیمانہ کر دیا اور وہ ایک قفیز نکلا اور ہنوز مشتری نے قبضہ نہ کیا تھا کہ دوبارہ پیمانہ کیئے جانے سے اتنا زیادہ یا کم نکلا کہ جو دوبارہ پیمانہ کرنے مین واقع ہوتا ہی تو مشتری کو پورے ثمن مین لازم ہوگا کیونکہ جس چیز پر عقد واقع ہوا وہ پیمانہ کرنے سے معین ہو گئی اور پہلے پیمانہ مین خطا ظاہر نہین ہوئی حتے کہ اگر زیادتی یا نقصان اسقدر نہو کہ جو دوبارہ پیمانہ کرنے مین آجاتا ہی تو اگر زیادتی ہوگی تو بائع کو واپس کیجاویگی اور اگر کمی ہوگی تو حصہ ثمن مین دونون حالتون مین لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر ایک ڈھیری مین سے ایک قفیز ایک درم مین خریدا اور بائع نے اس سے ایک قفیز نکال کر مشتری کو ناپ دیا اور ہنوز اسکے سپرد نہ کیا تھا کہ ڈھیری اور اس قفیز کو پانی پہونچا اور ہر قفیز ایک چوتھائی بڑھ گیا تو بائع کو اختیار ہوگا کہ مشتری کو صرف ایک قفیز جسمین سے چاہے دیوے اور مشتری کو اسکے لینے کا خیار حاصل ہوگا اور اگر ڈھیری اور وہ قفیز کم ہو جاوے اسطرح کہ پہلے نمناک تھی پھر خشک ہو گئی تو مشتری کو پورا قفیز چاہیے اور دونون مین سے کسی کو خیار نہوگا اور جو ایک ڈھیری مین سے ایک قفیز خریدا اور تمام ڈھیری مین سے ایک قفیز پر قبضہ کر لیا پھر اسکو عیب کی وجہ سے واپس کیا تو بیع ٹوٹ جاویگی اور اگر ایک قفیز معین دوسری قفیز معین کے عوض باہم بیع کی پھر پیمانہ کرنے کے بعد قبضہ سے پہلے ایک تر ہو کر چوتھائی بڑھ گئی تو یہ مشتری کی ہوگی اور اسکو خیار ہوگا اور بیع فاسد نہوگی اور اگر یہ زیادتی پیمانہ کرنے سے پہلے واقع ہو تو جسکا قفیز خشک ہی اسکو ایک قفیز کے لینے اور ترک کرنے مین امام اعظم اور ابو یوسف رح کے نزدیک خیار حاصل ہوگا اور اگر ایک قفیز معین کو بعوض ایک ڈھیری کے ایک قفیز کے بیع کی اور ڈھیر والے نے ایک قفیز اسمین سے پیمانہ کر لیا اور ہنوز سپرد نہ کیا تھا کہ ڈھیری اور اس قفیز کو پانی پہونچا تو خشک قفیز والے کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو ایک قفیز نمناک لیوے ورنہ ترک کر دے اور امام محمد رح کے نزدیک بیع فاسد ہو جاویگی اور اگر صرف علیحدہ کیا ہوا قفیز تر ہوا تو اسپر ایک خشک قفیز کا سونپنا واجب ہی اور دونون مین سے کسی کو خیار نہوگا کذا فی محیط السرخسی

گیارھوان باب بیع غیر جائز کے احکام مین ۔ واضح ہو کہ بیع دو قسم کی ہی ایک باطل اور دوسری فاسد پس باطل وہ ہی کہ جسکا محل بیع قیمت دار مال نہو جیسے کہ شراب یا سور یا حرم کا شکار یا مردار یا دم مسفوح خرید کیا اور ایسی بیع ملک کا فائدہ نہین دیتی اور فاسد وہ ہی کہ جسکے دونون بدل مال ہون مثلاً کوئی چیز بعوض شراب یا سور یا صید حرم یا مدبر یا مکاتب یا ام ولد کے خریدی یا اسمین کوئی شرط فاسد لگائی یا مثل اسکے تو ایسی بیع بعوض قیمت بیع کے منعقد ہوتی ہی اور قبضہ کے بعد ملکیت ثابت ہو جاتی ہی کذا فی محیط السرخسی اور مشائخ نے اختلاف کیا کہ بیع ضمانت مین رہتی ہی یا امانت مین پس بعضون نے کہا کہ امانت مین اور بعضون نے کہا کہ ضمانت مین رہتی ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور شرط یہ ہی کہ قبضہ بائع کی اجازت سے ہوا اور بلا اجازت بائع کے (اور یہی مختار ہے ۱۲) بیع فاسد مین قبضہ پانا قبضہ نہ پانے کے حکم مین ہی اور زیادات مین لکھا ہی

اگر بیع فاسد مین مشتری نے بلا اجازت اور بلا ممانعت بائع کے مبیع پر قبضہ کر لیا پس اگر یہ قبضہ اسی مجلس مین ہو تو
استحسانا صحیح ہوگا اور ملک ثابت ہو جاویگی اور اگر مجلس سے جدا ہونے کے بعد قبضہ کیا تو قیاسا اور استحسانا دونون
طرح صحیح نہین اور ملک ثابت نہوگی اور اگر بائع نے قبضہ کی اجازت دی اور مشتری نے اسی مجلس مین
یا بعد جدا ہونے کے قبضہ کر لیا تو قبضہ صحیح اور ملک قیاسا اور استحسانا ثابت ہو جاویگی ولیکن یہ ملک توڑے جانے
کا استحقاق رکھتی ہی اور جو چیز مشتری نے بطور بیع فاسد کے خریدی اسمین تملیک یا نفع اٹھانے کی راہ سے اسکو
تصرف کرنا مکروہ ہی ولیکن با اینہمہ اگر اسنے اسمین تصرف کر دیا تو اسکا تصرف نافذ ہوگا اور اسکے سبب سے
بائع کا حق واپسی باطل ہو جاویگا خواہ یہ تصرف ایسا ہو کہ بعد واقع ہونے کے توڑ دیا جا سکتا ہو جیسے بیع وغیرہ
یا ایسا نہو جیسے آزاد کرنا وغیرہ ولیکن اجارہ اور نکاح کا تصرف بائع کے حق واپسی کو باطل نہین کرتا ہی کذا
فے المحیط اور اگر مشتری نے غلام کو آزاد یا مدبر یا ہبہ کیا تو فسخ کرنے کا حق باطل ہو گیا اور اسی طرح اگر باندی
کو ام ولد بنایا تو بھی یہی حکم ہی اور وہ مشتری کی ام ولد ہو جاویگی اور اسپر باندی کی قیمت دینی واجب ہوگی اور عقر
کی نسبت بیوع مین لکھا ہی کہ اسکا ڈانڈ نہ دے اور کتاب الشرب مین دو روایتین ہین اور صحیح یہ ہی کہ وہ عقر کا
ضامن نہین ہی اور اسیطرح اگر اسکو مکاتب کر دیا تو بھی یہی حکم ہی اور مشتری پر قیمت واجب ہوگی پس اگر غلام کتابت
کا مال ادا کر کے آزاد ہو گیا تو مشتری پر قیمت کی ضمان متقرر ہو گئی اور اگر مال ادا کرنے سے عاجز ہوا اور پھر محض
مملوک ہو گیا پس اگر یہ امر مشتری پر قیمت ادا کرنے کا حکم قاضی کی طرف سے صادر ہونے سے پہلے تھا تو بائع
اس غلام کو واپس لے سکتا ہی اور اگر قاضی کے حکم کے بعد واقع ہوا تو بائع کو غلام لینے کی کوئی راہ نہین ہی
اور اگر کسی شخص کو غلام دیدینے کی وصیت کی تو وصیت صحیح ہوگی پھر اگر وصیت کرنے والا زندہ ہو تو بائع واپس
کر سکتا ہی اور اگر مر گیا تو واپس نہین کر سکتا ہی کیونکہ جس شخص کو وصیت کی اسکو اس غلام پر از سر نو
ملکیت حاصل ہوئی بخلاف وارث کی ملکیت کے کہ اسمین اگر مشتری بطور بیع فاسد کے خرید کر مر جاوے تو
بائع اسکے وارثون سے واپس لے سکتا ہی اور اسیطرح اگر بائع مر جاوے تو اسکے وارثون کو بھی واپس
کرنے کا حق حاصل ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری نے کپڑا قطع کر کے سلایا یا اسمین استر دے کر کچھ
بھروایا تو بائع کا حق فسخ منقطع ہو گیا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک کپڑا بطور بیع فاسد کے خریدا اور قبضہ کر کے
اسکو قطع کروایا اور ہنوز نہین سلایا تھا کہ بائع کے پاس ودیعت رکھا اور وہ تلف ہو گیا تو مشتری قطع کرانے
کے نقصان کا ضامن ہوگا اور اسکی قیمت کا ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور اگر مبیع ایک
زمین خالی تھی کہ اسمین مشتری نے کوئی گھر بنایا یا درخت لگائے تو امام اعظم رح اور امام ابو یوسف کے نزدیک
بائع کا حق فسخ باطل ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک باطل نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور بیع فاسد مین مشتری
کے ذمہ مبیع کی قیمت واجب ہوتی ہی اگر وہ قیمتی چیزون مین سے ہو یا اسکا مثل اگر وہ مثلی چیزون
مین سے ہو اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جب مبیع مشتری کے پاس تلف ہو یا وہ اسکو تلف کرے یا ہبہ کر کے
سپرد کر دے اور بائع کا واپس کرنے کا حق بھی جاتا رہے اور اسی طرح اگر اسنے رہن کیا یا دوسرے کے
ہاتھ فروخت کر دی تو بھی یہی حکم ہی پس اگر اسنے فک رہن کیا یا ہبہ سے رجوع کر لیا۔ یا مبیع اسکے پاس

در صورتیکہ اسکو بیع کر دیا

تملیک: کسی دوسرے کو مالک کر دینا ۱۲

ع قولہ عقر یعنی [illegible] وہ باندی
سے [illegible]
ع قولہ قیمتی
یعنی ایسی چیزونکا
مین سے ہو جیسے
عوض قیمت تاوان دیگا
یعنی جنکا مثل
نہین ہو سکتا ہو

ایسے سبب سے آگئی کہ جو ہر طرح فسخ ہو تو بائع کو واپس کر لینے کا اختیار نہوگا اور یہ واپس کرنا اسوقت تک ہی کہ قاضی نے مشتری پر قیمت ادا کرنے کا حکم نہ کیا ہو اور اگر ایسا حکم دیا تو بائع کا حق واپسی جاتا رہا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر مبیع مشتری کے پاس قائم ہو کہ نہ بڑھی ہو اور نہ گھٹی ہو تو بیع فسخ کر کے بائع کو واپس دیجاویگی لیکن اگر فساد بیت قوی ہو کہ بدل یا مبدل منہ مین سمایا ہو تو ہر ایک کو دوسرے کے سامنے فسخ کرنے کا اختیار ہی اور یہ امام اعظم اور امام محمد رح کے (یعنے بیع فسخ ہونے مین ۱۲) نزدیک ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر ایک دوسرے کی موجودگی اور ناموجودگی مین فسخ کر سکتا ہی اور اگر فساد ایسا قوی نہو بلکہ صرف کسی ایسی شرط لگانے سے کہ جسمین دونون عقد کرنے والون مین سے کسی کا نفع ہی آگیا ہو تو ہر ایک کو قبضہ سے پہلے فسخ کا اختیار ہی اور قبضہ کے بعد وہی دوسرے کے سامنے فسخ کا مالک ہی جسکے شرط کی ہی اور دوسرا نہین ہی اور اگر مشتری کے پاس مبیع مین کچھ زیادتی ہوگئی پس دو حال سے خالی نہین ہی کہ یا وہ زیادتی متصلہ ہوگی یا منفصلہ ہوگی اور ہر ایک کی دو قسمین ہین متصلہ یا اصل سے پیدا ہوگی جیسے حسن وجمال یا اصل سے پیدا نہوگی جیسے کپڑے مین رنگ یا ستو مین سکر اور منفصلہ بھی یا اصل سے پیدا ہوگی جیسے بچہ اور ثمر اور پھل یا اصل سے پیدا نہوگی جیسے کمائی اور ہبہ اور صدقہ پس اگر وہ زیادتی متصلہ اصل سے پیدا ہو تو اس سے بائع کا حق واپسی نہین جاتا ہی اور اگر متصلہ اصل سے پیدا نہو جیسے رنگ وغیرہ تو بائع کا حق واپسی جاتا رہیگا اور مشتری پر یا قیمت واجب ہوگی یا اسکا مثل اگر مثلی ہو اور اسیطرح اگر مبیع روئی تھی کہ اسکو مشتری نے کاتا یا سوت تھا کہ اسکو بنا یا گیہون تھے کہ انکو پیسا تو بائع کا حق جاتا رہا اور مشتری کو قیمت یا مثل دینا پڑیگی اور اگر زیادتی منفصلہ ہو پس اگر وہ اصل سے پیدا ہو تو فسخ کی مانع نہین اور مشتری دونون کو واپس کر سکتا ہی اور اگر باندی مین بچہ جننے سے کچھ نقصان آیا تو مشتری کو کچھ دینا نہ پڑیگا کیونکہ اسکا بچہ اس نقصان کو پورا کرتا ہی اور اگر یہ زیادتی مشتری کے پاس تلف ہوگئی تو مشتری اسکا ضامن نہین ولیکن نقصان ولادت کا ضامن ہوگا اور اگر مشتری نے خود تلف کر دی تو ضمان دیگا اور اگر مبیع تلف ہوگئی اور زیادتی قائم ہی تو بائع کو اختیار ہوگا کہ زیادتی واپس لے اور مبیع کی جو قیمت قبضہ کرنے کے وقت تھی وہ مشتری سے لے اور اگر وہ زیادتی منفصلہ اصل سے پیدا ہو تو بائع کو اختیار ہی کہ مبیع کو مع زیادتی کے واپس کر لے اور یہ زیادتی اسکو حلال نہوگی اور اگر مشتری کے پاس تلف ہوگئی تو اُسپر ضمان نہوگی اور اگر اُسنے خود تلف کر دیا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک ضمان نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک اسپر ضمان ہوگی اور اگر مشتری نے مبیع کو تلف کر دیا اور زیادتی اُسکے پاس رہگئی تو اسپر مبیع کی ضمان واجب اور زیادتی اُسی کی ہوگی اور اگر مشتری کے پاس مبیع مین کچھ نقصان آیا پس اگر یہ نقصان آسمانی آفت سے ہو تو بائع کو اختیار ہی کہ مشتری سے مبیع کو لیکر اس نقصان کا جرمانہ لے اور اگر مشتری کے فعل یا خود مبیع کے فعل سے نقصان آوے جب بھی یہی حکم ہی اور اگر اجنبی کے فعل سے نقصان آیا تو بائع اس سے جرمانہ لے سکتا ہی اور مشتری سے نہ لیگا اور اگر چاہے تو مشتری سے لے پھر مشتری اجنبی سے لے اور اگر اس اجنبی نے مبیع کو قتل کر ڈالا تو بائع مشتری سے قیمت لے سکتا ہی اور قاتل سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی اور مشتری اُس قاتل کی مددگار برادری سے تین سال مین قیمت وصول کریگا اور اگر بائع کے فعل سے اسمین کچھ نقصان آیا تو بیع

واپس کی ہوئی شمار ہوگی یہانتک کہ اگر وہ مشتری کے پاس تلف ہو جاوے اور اسکی طرف سے کوئی ایسا فعل
نہ پایا جاوے جو روکنے مین شمار ہو تو اسکا تلف ہونا بائع کے ذمہ رہیگا اور اگر اسکی طرف سے روکنا پایا جاوے
پھر وہ تلف ہو جاوے تو دیکھا جاویگا کہ اگر یہ تلف ہونا بائع کے جرم کے سبب سے ہوا تو مبیع واپس کردیگئی
شمار ہوگی اور مشتری ضامن نہوگا اور اگر بائع کے جرم سے تلف نہین ہوئی تو مشتری اُسکا ضامن ہی اور
بائع کے جرم کا نقصان اسکے ذمہ سے کم کردیا جاویگا اور اگر بائع نے اسکو قتل کردیا یا مبیع ایسے کنوئین مین
کہ جسکو بائع نے کھودا تھا گر گئی تو واپس کی ہوئی شمار ہوگی اور مشتری سے ضمان جاتی رہیگی یہ شرح طحاوی
مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور قبضہ کرکے اسکو نفع سے بیچ ڈالا تو اُسکا نفع
صدقہ کردے اور اگر اُسکے ثمن سے کوئی چیز خرید کر اسمین نفع اُٹھایا تو یہ نفع اُسکو حلال ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا
ہی۔ کسی نے ایک دار بطور بیع فاسد کے خریدا اور اسپر قبضہ کیا پھر وہ کھنڈل ہو گیا پھر بائع نے قاضی کے سامنے
جھگڑا پیش کیا اور قاضی نے حکم دیا کہ مشتری دار کی قیمت جو قبضہ کے دن تھی بائع کو ادا کرے تو شفیع کو یہ اختیار
ہوگا کہ وہ دار مشتری سے اسی قیمت کو لے لے کسی نے ایک غلام بطور بیع فاسد کے خرید کر قبضہ مین کرلیا پھر اسکو
آزاد یا قتل کیا اور قتل اور آزادی کے دن اسکی قیمت قبضہ کے دن کی قیمت سے زیادہ تھی تو اسپر قبضہ
کے دن کی قیمت واجب ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک غلام بعوض اپنے مکاتب یا مدبر
یا ام ولد کے خریدا اور دونون نے باہم قبضہ کرلیا تو غلام کا خریدار اسکا مالک ہو جاویگا اور مکاتب یا مدبر
یا ام ولد کا خریدار اسکا مالک نہوگا اگرچہ باجازت بائع کے قبضہ کیا ہو اور اسیطرح اگر کوئی غلام غیر کے مال سے
اُسکی بلا اجازت خریدا تو غلام کا خریدار اسکا مالک ہوگا اور دوسرا اس مال پر قبضہ کرنے سے مالک نہوگا تاوقتیکہ
اس مال کا مالک بیع کی اجازت نہ دے اور اسیطرح اگر کسی نے کوئی غلام بعوض شراب کے یا ایسے پانی کے جو حوض یا نہر یا
کنوئین مین جو غیر محرز ہی خریدا یا بعوض دانون کے جو ہنوز نہین کاٹے گئے ہین خریدا تو اسکا بھی یہی حکم ہی یہ شرح
طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کوئی باندی بطور بیع فاسد کے خریدی تو اس سے وطی کرنا نہ چاہیے پس اگر اُسنے
وطی کرلی اور اسمین نطفہ نہ ڈالا تو بائع اسکو واپس لے سکتا ہی اور جب اسکو واپس کرلیا تو مشتری اُسکا عقر
بائع کو دیگا اور اگر اسمین نطفہ ڈال دیا تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور جب قیمت واجب ہوئی تو شمس الائمہ
سرخسی کے قول پر عقر مشتری پر نہوگا اور بنابر آنکہ شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی اس مسئلہ مین دو روایتین ہین
کتاب البیوع کی روایت سے اسپر عقر نہین ہی اور کتاب الشرب کی روایت سے اسپر عقر واجب ہی یہ محیط
مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور قبضہ مین لانے سے پہلے اُسکو آزاد کردیا اور
بائع نے اسکے آزاد ہونے کی اجازت دی تو وہ باندی بائع کی طرف سے آزاد ہوگئی اور مشتری پر کچھ واجب
نہوگا اور اگر کوئی غلام بطور بیع فاسد کے خریدا اور قبضہ کرنے سے پہلے بائع سے کہا کہ اسکو میری طرف سے آزاد
کردے اور بائع نے ایسا ہی کیا تو یہ آزاد کرنا بائع کی طرف سے ہوگا نہ مشتری کی طرف سے یہ فتاوے
قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر ایک غلام بطور بیع فاسد کے خریدا اور اسپر قبضہ کیا پھر بائع نے کہا کہ وہ آزاد
ہی تو آزاد نہوگا پھر اگر اسکے بعد کہا کہ وہ آزاد ہی پس اگر یہ پہلا کلام مشتری کے سامنے تھا تو آزاد ہو جاویگا [illegible]

یعنے حمل نہین رہا ۱۲

[illegible]

مین لکھا ہی۔ اور اگر کچھ گیہون بطور بیع فاسد کے خریدے اور بائع کو حکم دیا کہ اسکو پیسے اور اُسنے پیسا تو آٹا بائع کا ہوگا اور اسی طرح اگر بکری ہو اور بائع کو اُسکے ذبح کرنے کا حکم دے اور وہ ذبح کرے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ایک قفیز گیہون بطور بیع فاسد کے خریدے اور قبضہ سے پہلے بائع سے کہا کہ اسکو میرے اناج مین ملا دے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو یہ فعل مشتری کے قبضہ کرنے مین شمار ہوگا اور اسپر واجب ہوگا کہ اُسکا مثل بائع کو ادا کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور کسی قدر مہر مقرر کرکے اُسکا نکاح کر دیا اور اسکے شوہر نے اس سے وطی کی اور وہ باندی باکرہ تھی پھر بائع نے نالش کرکے وہ باندی لے لی تو نکاح جائز اور مہر بائع کو ملیگا پھر اگر یہ مہر اتنا ہی جو اس باندی کی بکارت زائل ہونے کے نقصان کو پورا کرتا ہی تو مشتری پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر یہ نقصان مہر سے زیادہ ہی تو بائع بقدر کمی کے مشتری سے لیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور ایک باندی کو بعوض دو باندی کے کچھ مدت کے وعدہ پر ادھار بیچنا جائز نہین ہی اور اگر مشتری نے اسپر قبضہ کیا اور اسکے پاس اسکی ایک آنکھ جاتی رہی تو مشتری اسکو مع نصف قیمت کے بائع کو واپس کرے اور اگر مشتری کے سواے کسی دوسرے نے اُسکی آنکھ پھوڑ دی تو بائع کو اختیار ہی کہ اس آنکھ پھوڑنیوالے سے ضمان لے یا مشتری سے اُسکی قیمت لے پھر مشتری آنکھ پھوڑنے والے سے لے اور اگر وہ باندی دو بچے جنی اور ایک مر گیا تو بائع باندی اور باقی بچہ کو لیگا اور مردہ بچہ کی قیمت کی ضمان نہ لیگا اور نقصان ولادت کی ضمان اگر اس بچہ سے پوری نہو تو مشتری سے لیگا اور اگر ایک بچہ مشتری کے جرم سے مرا تو وہ اسکی قیمت کا ضامن ہی اور اگر فقط باندی مر گئی تو بائع دونون بچون کے ساتھ باندی کی قیمت لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر ایک غلام بطور بیع فاسد کے خرید کرکے بائع کی اجازت سے اسپر قبضہ کیا اور اسکا ثمن ادا کر دیا پھر بائع نے چاہا کہ غلام واپس لے تو مشتری کو اختیار ہی کہ اپنا ثمن پورا لے لینے تک غلام کو روک رکھے پس اگر بائع مر گیا اور سواے اس غلام کے اسکا کچھ مال نہ تھا تو مشتری اس غلام کا اسکے قرضخواہون مین سے زیادہ حقدار ہی پس اُسی کا حق ادا کرنے کے واسطے فروخت کیا جاویگا پھر اگر دوسرا ثمن پہلے ثمن کے برابر ہو تو سب مشتری لے لیگا اور اگر زیادہ ہو تو زیادتی بائع کے قرضخواہون کے واسطے ہوگی اور اگر دوسرا ثمن کم ہو تو باقی کے واسطے مشتری بھی تمام قرضخواہون کے ساتھ جو کچھ ترکہ مین نظر آوے حصہ رسد شریک کیا جاویگا اور اگر وہ غلام مشتری کے پاس مر گیا تو اسکو قیمت دینی پڑیگی اور اگر مشتری نے اس غلام کو بعوض ایک ہزار درم قرضہ کے جو خریدنے سے پہلے بائع کے ذمہ چاہیے تھا بطور بیع فاسد کے خریدا اور بائع کی اجازت سے اسپر قبضہ کیا پھر بائع نے بیع فاسد ہونے کی وجہ سے اس غلام کو واپس لینا چاہا اور مشتری نے اپنے قرضہ وصول کر لینے کی وجہ سے اسکو روکنا چاہا تو اسکو یہ اختیار نہوگا پس اگر بائع مر گیا اور اسپر بہت سے قرضہ تھے اور غلام مشتری کے پاس تھا پس ایسی صورت مین کہ جب بیع فاسد واقع ہوئی تو مشتری اس غلام کا زیادہ حقدار نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام بطور بیع فاسد کے فروخت کیا پھر قبضہ کے بعد دونون نے بیع توڑ دی پھر بائع نے مشتری کو قیمت سے بری کیا پھر غلام مشتری کے پاس مر گیا تو اُسپر غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر بائع نے یہ کہا کہ مین نے تجکو غلام سے بری کیا پھر مشتری کے پاس مر گیا تو مشتری بری ہوگا کیونکہ جب اُسنے غلام سے بری کیا تو اُسکی ضمانت سے بری کیا پس وہ امانت مین رہا۔

پس امانت کے ہلاک ہونے سے ضمانت لازم نہ آویگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی- کسی نے ایک غلام پانسو کو بطور بیع فاسد کے خریدا اور اُسکی قیمت بھی پانسو تھی اور اُسپر قبضہ کرلیا پھر نرخ کی راہ سے اُسکی قیمت بڑھ کر ایک ہزار ہوگئی پھر مشتری نے اُسکو بیچ ڈالا تو قبضہ کے دن کی قیمت اعتبار کرکے مشتری کو صرف پانسو دینا پڑیگی اور اگر کسی ایسے غلام کو جسکی قیمت ایک ہزار تھی غصب کیا پھر بڑھ کر اُسکی قیمت دو ہزار ہوگئی پھر اُسکو غاصب نے اُسکے مالک سے بطور بیع فاسد کے خریدا پھر غلام مرگیا پس اگر خریدنے کے بعد وہ غلام غاصب کو ملا تھا تو اُسپر دو ہزار واجب ہونگے اور اگر نہین ملا بلکہ مرگیا تو اُسپر ایک ہزار واجب ہونگے کیونکہ غصب مین زیادتی امانت ہوتی ہی اور خریدنے مین بسبب قبضہ کے ضمانت ہوتی ہی اور قبضہ یہان نہین پایا گیا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی- غلام کے غصب کرنیوالے نے جب اُسکو اُسکے مالک سے بطور بیع فاسد کے خرید کرکے آزاد کردیا تو اُسکا آزاد کرنا نافذ ہوجاویگا کیونکہ اُسنے قبضہ کے بعد آزاد کیا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی- اگر مشتری نے مبیع کو بیع فاسد مین بائع کو واپس کردیا تو جسطرح واپس کیا ہو خواہ بطور بیع یا ہبہ یا صدقہ یا عاریت یا ودیعت کے سب طرح بیع فسخ ہوجاویگی اور اسیطرح اگر اُسکو بائع کے وکیل خرید کے ہاتھ بیچا اور اُسکو سپرد کیا تو اُسکی ضمانت سے بری ہوگیا اور اگر اُسکو بائع کے ایسے غلام کے ہاتھ کہ جسکو اُسنے تجارت کی اجازت دی ہی اور اُسپر قرضہ نہین ہی فروخت کیا تو جائز نہین ہی ولیکن بیع فاسد تھی پس پہلی بیع فسخ ہوجاویگی اور ضمان سے بری نہوگا تاوقتیکہ مبیع بائع تک نہ پہونچے اور اگر اُس غلام کو تجارت کی اجازت دیگئی تھی اور اُسپر قرض تھا تو بیع جائز ہوگی اور مشتری پر ضمان مقرر ہوجاویگی اور اگر ایسے غلام سے جسکو تجارت کی اجازت دیگئی اور اُسپر قرض ہی خرید کیا تھا اور اجازت سے قبضہ کرلیا تھا پھر غلام کے مالک کے ہاتھ فروخت کیا تو بیع جائز ہوگی اور اُس غلام کے واسطے قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر اُس غلام پر قرض نہ تھا تو دوسری بیع ناجائز ولیکن پہلی بیع ٹوٹ جاویگی اور اُسکے مالک کو واپس کرنے کی وجہ سے ضمانت سے بری ہوجاویگا کیونکہ غلام کے مالک کو واپس دینا مثل غلام کو واپس دینے کے ہی اور اگر اُس خریدے غلام کو بائع کے مضارب کے ہاتھ فروخت کیا تو بیع صحیح اور ضمانت لازم ہوجاویگی اور پہلی بیع فسخ نہوگی اور اگر پہلا بائع کی طرف سے خرید کا وکیل تھا اور اُسنے اپنے اس مشتری سے اپنے موکل کے واسطے خرید کیا تو دوسری بیع صحیح ہی اور مشتری کا ثمن اُسپر واجب ہوگا اور اُسکی ضمان پہلے مشتری پر واجب ہوگی پس اگر دونون ثمنون مین برابری ہو تو دونون برابر بدلا سمجھ لین اور اگر کسی مین زیادتی ہو تو وہ دوسرے کو دیدے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی- اور اگر مبیع کوئی کپڑا تھا کہ اُسکو مشتری نے مثلاً سرخ یا زرد رنگا کہ جس سے مبیع مین زیادت ہوگئی تو امام محمد رح سے مروی ہی کہ بائع کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اُس کپڑے کو لے اور رنگ کی وجہ[ف] سے جو زیادتی ہوئی ہی مشتری کو دے اور اگر چاہے تو اُس سے اُسکی قیمت کی ضمان لے اور یہی صحیح ہی یہ بدائع مین لکھا ہی- اگر کوئی زمین بطور بیع فاسد کے بیچی اور مشتری نے اُسکو مسجد گردانا تو ظاہر الروایت کے موافق تاوقتیکہ اُسمین عمارت نہ بناوے حق فسخ باطل نہوگا اور جب عمارت بنالی تو امام اعظم رح کے نزدیک فسخ کرنے کا حق باطل ہوگیا اور درختون کا بونا عمارت بنانے کے مانند ہی

[ف] یعنی قیمت مین جسقدر زیادتی ہوئی ہو ۱۲ منہ

یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ کسی نے ایک غلام بطور بیع فاسد کے خریدا پھر مشتری نے اسکو تجارت کی اجازت دی اور اسپر قرض ہوگیا پھر بائع نے غلام واپس کر لینے مین مشتری سے جھگڑا کیا تو غلام اسکو واپس دیا جاویگا اور قرضخواہون کو اس غلام سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی اور مشتری غلام کی قیمت اور قرض مین سے جو کم ہو وہ قرضخواہون کو دیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور بائع کی اجازت سے اسپر قبضہ کیا پھر بیع فاسد ہونے کی وجہ سے بائع نے چاہا کہ اسکو مشتری سے واپس لے اور مشتری اس بات پر گواہ لایا کہ مین نے اسکو فلان شخص کے ہاتھ اتنے کو فروخت کیا ہی پس اگر بائع نے اسکی تصدیق کی تو مشتری سے اسکی قیمت کی ضمان لے اور اگر تکذیب کی تو اسکو پھیر لے سکتا ہی پس اگر بائع نے باندی واپس لی پھر وہ شخص جو غائب تھا حاضر ہوا اور مشتری کے قول کی تصدیق کی تو اسکو اختیار ہی کہ باندی کو بائع سے پھیر لے اور اگر بائع اول نے مشتری کی تصدیق کر کے اس سے قیمت لیلی پھر وہ شخص حاضر ہوا تو بائع کو یہ اختیار نہوگا کہ مشتری سے باندی واپس کرے خواہ اس شخص نے مشتری اول کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور اگر مشتری نے یہ کہا کہ مین نے اسکو ایک شخص کے ہاتھ فروخت کیا ہی اور اسکا نام نہ لیا اور بائع نے اسکی تکذیب کی تو بائع اس باندی کو واپس لے سکتا ہی پس اگر اسنے واپس لی پھر ایک شخص آیا اور مشتری نے کہا کہ مین نے اس شخص کو کہا تھا پس اگر اس شخص نے مشتری کی تکذیب کی تو واپس ہو جانا صحیح رہا اور اگر تصدیق کی تو بھی ایسا ہی ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر دونون عقد بیع کرنیوالے اختلاف کرین اسطرح کہ ایک بیع صحیح ہونے کا دعوی کرے اور دوسرا بیع فاسد ہونے کا دعوی کرے پس اگر فاسد ہونے کا مدعی کسی شرط فاسد یا مدت فاسد کی وجہ سے فساد کا دعوی کرتا ہی تو سب روایتون کے موافق صحت کے مدعی کا قول اور فساد کے مدعی کے گواہ معتبر ہونگے اور اگر فساد کا دعوی کسی ایسے سبب سے کرتا ہی جو نفس عقد مین ہی مثلاً کہتا ہی کہ اس نے اس چیز کو بعوض ایک ہزار درم اور ایک رطل شراب کے خریدا ہی اور دوسرا کہتا ہی کہ صرف ایک ہزار درم کو خریدا ہی تو بھی ظاہر الروایت کے موافق بیع صحیح ہونیکے مدعی کا قول اور مدعی فساد کے گواہ جیسا کہ پہلی صورت مین ہی معتبر ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔

بارھوان باب بیع موقوف کے احکام اور دو شریکون مین ایک کے بیع کرنے کے بیان مین۔ اگر کسی شخص نے غیر کا مال فروخت کیا تو ہمارے نزدیک یہ بیع مالک کی اجازت پر موقوف رہیگی اور اجازت کے صحیح ہونے کے واسطے شرط یہ ہی کہ دونون عقد کرنے والے اور جس چیز پر عقد ہوا ہی قائم ہون اور ثمن اگر نقود مین سے ہی تو اسکا قائم ہونا شرط نہین ہی اور اگر اسباب مین سے ہی تو اسکا بھی قائم ہونا شرط ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ پھر جب اجازت ایسی صورت مین صحیح ہو کہ بیہین ثمن معین کرنے سے معین ہو سکتا ہی اور وہ ثمن قائم ہو تو ثمن بائع کو ملیگا اجازت دینے والے کو نہین ملیگا اور اجازت دینے والا بائع سے اپنے مال کی قیمت لیگا اگر مال قیمتی چیزون مین سے ہو یا اسکا مثل لیگا اگر مثلی چیزون مین سے ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر ثمن بائع کے پاس اجازت سے پہلے یا بعد تلف ہو گیا تو امانت مین تلف ہوا اور اگر مبیع مشتری کے پاس تلف ہوئی تو مالک کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس شخص سے چاہے ضمان لے پس اگر اسنے مشتری سے ضمان

بائع و مشتری ۱۲

یعنی [illegible] ۱۲

[illegible] نہین [illegible] نہین [illegible] ۱۲

[illegible] ۱۲

لی تو مشتری بائع سے اپنا ثمن واپس لیگا اگر اُسکو ادا کر دیا ہی اور اگر اُسنے بائع سے ضمان لی پس اگر بیع اُسکے پاس ضمانت مین تھی تو بیع نافذ ہو جاویگی اور اگر امانت مین تھی پس اگر اُسنے پہلے سپرد کر کے پھر بیع کی تو بیع نافذ ہو جاویگی اور اگر پہلے بیع کی پھر سپرد کی تو بیع نافذ نہو گی اور جو کچھ اُسنے ضمان مین دیا ہی وہ مشتری سے لیگا کذا فی محیط السرخسی ۔ اور اگر مالک مر گیا تو وارث کی اجازت سے بیع نافذ نہو گی اور مالک کی اجازت کے بعد مشتری اُس زیادتی کا بھی جو بیع کے بعد اجازت سے پہلے پیدا ہوئی ہی مالک ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی ۔ اگر کسی نے غیر شخص کے واسطے خریدی تو یہ بیع اُسپر نافذ ہو گی لیکن اگر یہ مشتری لڑکا یا مجبور[ط] ہی تو بیع موقوف رہیگی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب درمیانی نے غیر کی طرف نسبت نہ کی ہو پس اگر نسبت کردی اور یون کہا کہ یہ غلام فلان شخص کے واسطے فروخت کردے اور بائع نے کہا کہ مین نے اسکو فلان شخص کے واسطے فروخت کیا تو بیع موقوف رہیگی اور صحیح یہ ہی کہ بیع موقوف ہونے کے واسطے اسی قدر کافی ہی کہ ایجاب یا قبول کسی مین فلان شخص کی طرف نسبت ہو اور فروق کرابیسی مین لکھا ہی کہ اگر مشتری نے کہا کہ مین نے اسکو فلان شخص کے واسطے اتنے کو خریدا اور بائع کہتا ہی کہ مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو اصح روایت کے موافق عقد بیع باطل ہو جاویگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہی ۔ اور اگر بائع نے درمیانی آدمی سے کہا کہ مین نے یہ غلام تیرے ہاتھ فلان شخص کے واسطے بیچا اور درمیانی کہتا ہی کہ مین نے قبول کیا یا مین نے خریدا یا کہتا ہی کہ مین نے تجھ سے اس غلام کو فلان شخص کے واسطے خریدا اور بائع کہتا ہی کہ مین نے بیچا تو ایسا عقد مشتری کے ذمہ نافذ ہوگا اور موقوف نہ رہیگا اور دوسرے مقام پر لکھا ہی کہ اگر غلام کے مالک نے درمیانی سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ غلام اتنے کو بیچا اور درمیانی نے کہا کہ مین نے فلان شخص کے واسطے قبول کیا یا فلان شخص کے واسطے خریدا یا درمیانی نے پہلے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے تجھ سے یہ غلام فلان شخص کے واسطے خریدا اور بائع نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو صحیح یہ ہی کہ یہ عقد موقوف رہیگا اور درمیانی پر نافذ نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی ۔ کسی نے دوسرے شخص سے کہ جسکا غلام نہ تھا کہا کہ مین نے تیرا یہ غلام اپنے واسطے ایک ہزار درم کو خریدا اور اُس غلام کا مالک حاضر تھا اُسنے کہا کہ مین نے اجازت دی اور سپرد کیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مالک کے کلام سے اُسوقت بیع ہو جاویگی کسی نے دوسرے کا غلام بدون اُسکی اجازت کے فروخت کیا اور اُسکے مالک نے کہا کہ تو نے اچھا کیا اور کار صواب کیا اور تجھکو اچھی توفیق ملی تو یہ اُسکا کلام بیع کی اجازت مین شمار نہوگا اور مشتری سے اُسکو واپس لے سکتا ہی اور اگر اُسکے مالک نے ثمن لے لیا تو یہ اجازت ہوگی اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ تو نے مجکو بیع کی مشقت سے بچایا یا اچھا کیا اللہ تجھے جزاے خیر دے تو یہ بھی بیع کی اجازت نہین ہی و لیکن امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکا یہ کہنا کہ تو نے اچھا کیا اور کار صواب کیا استحساناً اجازت ہی کذا فی فتاوی قاضی خان اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی ۔ کسی نے اپنے بیٹے کی زمین فروخت کی اور بیٹے نے کہا کہ جبتک مین زندہ ہون اس بیع پر راضی ہون یا جبتک زندہ ہون مین نے اسکی اجازت دی تو یہ اجازت مین شمار ہی اور اگر کہا کہ مین اُسکو نگاہ رکھونگا جبتک زندہ ہون تو یہ اجازت نہین ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور منتقی مین لکھا ہی کہ یہ کہنا کہ تو نے برا کام کیا اجازت مین شمار ہی بشر نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ کسی نے دوسرے

[ط] محجور وہ ہی جو تصرفات سے ممنوع ہو جیسے غلام مجبور بالاتفاق و بیٹا اور سفیہ محجور ہی نزد قاضی صاحبین کے نزدیک فقط ۱۲

غلام بلا اُسکی اجازت کے فروخت کیا پھر اُسکو خبر پہونچی اور اُسنے بائع سے کہا کہ مین نے ثمن تجکو ہبہ کیا یا تجکو صدقہ مین دیا تو یہ اجازت مین شمار ہی بشرطیکہ مبیع موجود ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ مالک کو خبر پہونچی کہ کسی درمیانی نے اُسکی ملک فروخت کردی اور وہ خاموش رہا تو یہ اجازت نہین ہی اور اگر یہ صورت ہوئی کہ مالک کو بیع کی خبر پہونچی اور اُسکے ثمن کی مقدار جاننے سے پہلے اُسنے اجازت دیدی پھر مقدار ثمن کی معلوم کی اور بیع کا واپس کرنا چاہا تو اُسکا اجازت دینا معتبر ہوگا نہ واپس کرنا اگر کسی درمیانی نے یا اُس شخص نے جسکے پاس ودیعت تھی ودیعت رکھنے والے کی بلا اجازت فروخت کی پھر مالک گواہ لایا کہ بیع کے قائم ہونے کی حالت مین اُسنے بیع کی اجازت دی تھی یعنے بیع سے ۱۲ تو مشتری سے ثمن وصول کرنے پر قادر نہوگا لیکن اگر درمیانی کی طرف سے ثمن وصول کرنے کا وکیل ہوکر آوے تو لے سکتا ہی۔ کسی نے دوسرے کا غلام فروخت کیا اور وہ مرگیا پھر مالک نے دعوے کیا کہ مین نے اُسکو بیع کرنے کا حکم کیا تھا تو اُسکی تصدیق کیجاویگی اور اگر مالک نے کہا کہ مجکو بیع کی خبر پہونچی اور مین نے اُسکی اجازت دیدی تو اُسکی تصدیق نکیجاویگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے کا غلام سو درم کو اُسکی بلا اجازت فروخت کیا پھر مشتری اُس غلام کے مالک کے پاس آیا اور خبر دی کہ فلان شخص نے تیرا غلام اتنے کو بیچ ڈالا پھر اُسکے مالک نے کہا کہ اگر تیرے ہاتھ سو درم کو بیچا ہی تو مین نے اجازت دیدی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر فلان شخص نے سو یا زیادہ درم کو بیچا تو بیع جائز ہوگی اور اگر سو سے کم بیچا تو جائز نہوگی اور ایسے ہی اگر سو دینار کو بیچا تو بھی جائز نہوگی اور اجازت اُسکی اُسی قسم کے تقدیر پر رہیگی جو اُسنے اجازت مین بیان کیا ہی اور اسی طرح اگر اُسکے مالک نے کہا کہ اگر تیرے ہاتھ سو دینار کو بیچا تو بیع جائز ہی تو اُسکی بھی یہی صورتین ہین جو بیان ہوئین اور اگر اُسکے مالک نے کہا کہ اگر تیرے ہاتھ سو درم کو بیچیگا تو مین اُسکی اجازت دونگا یعنے مین نے اجازت دی ۱۲ تو بیع جائز نہوگی اور یہ اجازت نہین ہی بلکہ وعدہ ہی پس اگر اُسنے اسکے بعد بیع کیا تو اُسکو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو اجازت دے ورنہ اجازت نہ دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے کا کپڑا اُسکی بلا اجازت فروخت کیا اور مشتری نے اُسکو رنگا پھر کپڑے کے مالک نے بیع کی اجازت دی تو جائز ہی اور اگر اُسکو قطع کرلیا اور سلا لیا تو اجازت سے بھی بیع جائز نہوگی کیونکہ مبیع تلف ہوگئی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر درمیانی نے کوئی چیز دوسرے شخص کے واسطے خریدی اور دوسرے کی طرف اُسکی نسبت نہ کی یہان تک کہ خرید اُسی درمیانی کے واسطے ہوگئی پھر مشتری اور جس شخص کے واسطے خریدی ہی دونون نے گمان کیا کہ خریدی ہوئی چیز اُسی کے واسطے ہی جسکے لیے خریدی ہی پھر مشتری نے قبضہ کے بعد اُسی ثمن کے عوض کہ جتنے کو خریدی ہی اُس شخص کے سپرد کردی اور جس شخص کے واسطے خریدی تھی اُسنے قبول کرلی پھر مشتری نے چاہا کہ بدون اُسکی رضامندی کے اُس سے واپس کرلے تو اُسکو ایسا اختیار نہین پہونچتا ہی اور اگر دونون نے اختلاف کیا اسطرح کہ اُس شخص نے کہا کہ مین نے تجکو خریدنے کا حکم دیا تھا اور مشتری نے کہا کہ مین نے بدون تیرے حکم کے اُسکو تیرے واسطے خرید کیا ہی تو اُس شخص کا قول معتبر ہوگا کیونکہ مشتری نے جب یہ کہا کہ مین نے اُسکو تیرے واسطے خریدا ہی تو یہ اُسکی جانب سے اُس شخص کی حکم دہی کا اقرار کرنا ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام بطور بیع فاسد کے ایک ہزار درم کو خریدا اور اُسپر قبضہ کیا پھر اُسکو بائع کے ہاتھ سو دینار کو بیچ ڈالا پس اگر بائع نے اُسپر قبضہ کیا تو یہ قبضہ بیع فاسد کے فسخ کرنے مین

شمار ہوگا اور جبتک قبضہ نہین کیا تب تک بیع فاسد فسخ نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی کسی نے دوسرے کا
غلام بدون اُسکے مالک کی اجازت کے ایک ہزار درم کو بیچا اور مشتری نے اُسکو قبول کرلیا پھر اُسکو دوسرے
شخص نے تیسرے شخص کے ہاتھ بدون اُسکے مالک کی اجازت کے ایک ہزار درم کو فروخت کیا اور مشتری ثالث
نے اُسکو قبول کرلیا تو دونون عقد موقوف رہینگے اور جب اُسکے مالک کو خبر پہونچی اور اُسنے دونون عقد کی اجازت
دی تو دونون عقد آدھے آدھے ہوجاوینگے اور ہرایک کو دونون مشتریون مین سے خیار حاصل ہوگا کذا فی المحیط اور
ایسے ہی اگر درمیانی ایک ہو کہ اُسنے دونون کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہی اور کرخی رح نے فرمایا کہ یہ مسئلہ درمیانی
کا اُسصورت مین ہی کہ جب اُسنے دونون کے ہاتھ ایک ساتھ فروخت کیا کیونکہ اگر دونون عقد آگے پیچھے واقع ہوگے
تو دوسرا عقد پہلے کا فسخ کرنے والا ہوگا اور بعض نے مشائخ حنفیہ مین سے دوسرے عقد کو پہلے عقد کے واسطے
فسخ کرنے والا نہین جانا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت
ہی کہ ایک شخص نے کسی غیر کا کپڑا بلا اُسکی اجازت کے اپنے لڑکے کے ہاتھ بیچ ڈالا حالانکہ یہ لڑکا چھوٹا ہی جسکو اجازت
ہی یا اپنے ایسے غلام کے ہاتھ فروخت کیا جسکو اُسنے اجازت خرید و فروخت کی دیدی ہی خواہ اُس غلام پر قرضہ
ہی یا نہین ہی پھر اُس بائع نے کپڑے کے مالک کو آگاہ کیا کہ مین نے تیرا کپڑا بیچ ڈالا اور یہ نہ بتلایا کہ کسکے ہاتھ
بیچا ہی تو یہ بیع ناجائز ہوگی مگر ایک صورت کہ جسمین اپنے غلام قرضدار کے ہاتھ بیچا ہو جائز ہی یہ محیط مین لکھا
ہی اور بیع کا استحقاق نکاح اور اجارہ اور رہن سے زائد ہی یعنے بیع انپر مقدم رکھی جاویگی یہان تک کہ اگر کسی
درمیانی نے کسی شخص کی باندی فروخت کی اور دوسرے درمیانی نے اُسکا کسی دوسرے سے نکاح کردیا یا
اجرت پر دیا یا رہن کیا پھر مالک نے دونون کی ایک ساتھ اجازت دیدی تو بیع جائز ہوگی اور اُسکے سوا جو عقد
یعنے دونون عقد کا کہ ایک بیع ہی اور دوسرا نکاح یا اجارہ وغیرہ ۱۲
ہو وہ باطل ہوگا اور آزاد کرنا اور مکاتب کرنا اور مدبر کرنا اپنے سوائے دوسرے عقود پر مقدم ہی اور ہبہ اور اجارہ
رہن پر مقدم ہی اور عقد ہبہ اجارہ پر مقدم ہی اور دار کے حق مین بیع ہبہ پر مقدم ہی اور غلام کے حق مین دونون
برابر ہین یہ کافی مین لکھا ہی - اگر کسی نے کہا کہ مین نے تیرا یہ غلام اپنے سے اور فلان شخص سے کل کے دن ایکہزار
درم کو خریدا تھا پس اُسکے مالک نے کہا کہ مین راضی ہون تو کچھ بیع جائز نہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تیرا یہ غلام
کل کے دن خریدا آدھا اپنے سے پانسو درم کو اور آدھا فلان شخص سے پانسو درم کو پس اگر مالک کہے کہ مین نے
اجازت دی تو اُس آدھے کی بیع جسکو فلان شخص سے خریدا ہی جائز ہوگی کذا فی المحیط - اور اجازت مالک سے پہلے
مشتری کو فسخ بیع کا اختیار ہی اور ایسا ہی درمیانی کو قبل اجازت مالک کے اختیار ہی یہ وجیز کردری مین لکھا
ہی اور بیع موقوف مین سے ایک اُس محجور لڑکے کی بیع ہی کہ جو خرید فروخت کو سمجھتا ہی کہ اُسکا خرید فروخت کرنا
اُسکے باپ یا وصی یا دادا یا قاضی کی اجازت پر موقوف رہیگا اور ایسے ہی بیوقوف اور اُس محجور لڑکے کی بیع وشرے
کہ جو بالغ ہوکر بیوقوف رہا وصی اور قاضی کی اجازت پر موقوف ہی اور محجور غلام نے اگر مالک کے مال مین سے یا
جو اُسکو ہبہ کیا گیا ہی کوئی چیز فروخت کی یا کچھ خریدی تو مالک کی اجازت پر موقوف رہیگی اور اگر کسی شخص نے اپنے
غلام قرضدار کو جسکو اُسنے تجارت کی اجازت دی تھی بدون قرضخواہون کی اجازت کے فروخت کیا تو قرضخواہون
کی اجازت پر موقوف رہیگا اور اگر مالک نے ایسے غلام کو جسکے لیے تجارت کی اجازت دیگئی ہی بدون قرضخواہون کی

ع
[illegible]
[illegible]
[illegible] مقدم نہین
[illegible]
[illegible]

اجازت کے فروخت کیا اور ثمن پر قبضہ کر لیا اور وہ تلف ہو گیا پھر قرضخواہون نے بیع کی اجازت دی تو اجازت صحیح ہو گی اور یہ ثمن قرضخواہون کا مال تلف ہو گا اور اگر بعضون نے بیع کی اجازت دی اور بعضون نے غلام اور مشتری کی موجودگی مین بیع توڑ دی تو اجازت صحیح نہین ہے اور بیع باطل ہو جاویگی اور منجملہ بیع موقوف کے یہ ہے کہ اگر مریض نے اپنے مرض الموت مین کسی اپنے وارث کے ہاتھ اپنے اموال مین سے کوئی معین مال فروخت کیا تو بیع موقوف ہے پھر اگر وہ مرض سے اچھا ہو گیا تو بیع جائز ہو گی اور اگر اسی مرض مین مر گیا اور وارثون نے اجازت دی تو بیع باطل ہو جاویگی اور از انجملہ مرتد کی بیع ہے اگر اُسنے کوئی چیز خریدی یا فروخت کی تو موقوف رہیگی پس اگر وہ اپنے مرتد ہونے پر قتل کیا گیا یا مر گیا یا دار الحرب مین جا ملا تو اسکا تصرف باطل ہو گیا اور اگر مسلمان ہو گیا تو اسکی بیع نافذ ہو جاویگی اگر کسی نے اپنی زمین کسی کاشتکار کو ایک مدت معلومہ کے واسطے اس شرط پر دی کہ بیج کاشتکار کی طرف سے ہون اور کاشتکار نے اسکو بویا یا نہین بویا پھر زمین کے مالک نے اسکو فروخت کیا تو یہ بیع کاشتکار کی اجازت پر موقوف ہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے ایک کپڑا خریدا اور بائع نے

اسواسطے کہ یہ اجارہ ہے ۱۲

اسکو کسی دوسرے کے ہاتھ دس درم کی زیادتی پر فروخت کیا پھر مشتری نے بیع کی اجازت دیدی تو اجازت سے یہ بیع جائز ہو گی یہ حاوی مین لکھا ہے۔ ایک باندی دو شخصون مین مشترک تھی کہ ایک شخص نے دوسرے شریک کی بلا اجازت اسکو فروخت کیا اور مشتری نے اسپر قبضہ کر لیا پھر اسکو آزاد کر دیا پھر دوسرے شریک نے بیع کی اجازت دی تو اسکے حصہ کی بیع جائز نہین ہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ نوادر ابن سماعہ مین ہے کہ اگر دو شریکون مین سے ایک نے آدھا دار مشترک غیر منقسم فروخت کیا تو یہ اُسکے حصہ کی بیع ہو گی اور اگر ایک درمیانی شخص نے دو شخصون کی شرکت کا آدھا دار فروخت کیا تو یہ بیع دونون کے حصون سے متعلق ہو گی پس اگر ایک نے دونون مین سے اجازت دیدی تو اُسکے نصف حصہ سے متعلق ہو گی اور یہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے اور امام محمدؒ اور زفرؒ نے فرمایا ہے کہ چوتھائی دار کی بیع جائز ہو گی یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک ڈھیری اناج کی دو شخصون مین مشترک تھی ایک نے اُسمین سے ایک قفیز فروخت کر کے مشتری کو ناپ دیا پھر شریک نے اُسکی بیع کی اجازت دی یا نہ دی ہر طرح بیع جائز ہو گی اور تمام ثمن بائع کا ہو گا اور اگر ایک نے ایک قفیز فروخت کیا پھر شریک نے اجازت دی پھر اُسنے مشتری کو ناپ دیا پھر باقی ضائع ہو گیا تو شریک کا بائع پر آدھا قفیز چاہیے ہے اور مشتری سے لینے کی اسکو کوئی راہ نہین ہے اور اگر شریک نے بیع کی اجازت نہ دی تھی اور باقی اناج ضائع ہوا تو وہ شریک مشتری سے آدھا قفیز لے لیگا اور اگر ایک شریک نے ایک قفیز مشترک ڈھیری مین سے جدا کر کے اُسکو فروخت کیا اور دوسرے شریک نے اُسکی بیع کی اجازت دی تو ثمن دونون مین آدھا آدھا تقسیم ہو گا اور اگر شریک نے اجازت نہ دی اور مشتری سے آدھا قفیز لے لیا اور مشتری نے چاہا کہ بائع سے پورا قفیز لے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہے ولیکن اُسکو اختیار ہو گا کہ اگر چاہے تو بائع سے آدھا ثمن واپس کر لے ورنہ بیع ترک کر دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ ایک گانون دو شخصون مین مشترک تھا کہ ایک نے اُسمین سے چند گھر اور دو یا تین قراح[ط] فروخت کیے تو نصف مین جائز ہے اور اگر آدھا قراح فروخت کیا تو جائز نہین ہے اور اسیطرح اگر ایک مجرہ اُسمین سے فروخت کیا تو بھی جائز نہین ہے اور ایسے ہی دونون کی مشترک زمین کا راستہ بیچنا جائز نہین ہے مگر اُسصورت مین کہ دوسرا راضی ہو

[ط] قراح کیاری [illegible] جیسے کھیتی [illegible]

[ع] [illegible] نصف قفیز [illegible] ۱۲

اور اگر دار مین سے ایک بیت بیچا پھر باقی دار فروخت کیا تو آدھے مین جائز ہی اور اگر آدھی عمارت بدون اُسکی زمین کے فروخت کی تو جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر گیہون یا کوئی وزنی چیز دو شخصون مین مشترک ہو اور ایک نے اپنا حصہ اپنے شریک یا اجنبی کے ہاتھ فروخت کیا تو ہم کہتے ہین کہ اگر یہ شرکت اس سبب سے ہوئی کہ دونون نے اپنے اختیار سے ملا دیا تھا یا بلا اختیار ملجانے کے سبب سے ہوئی تو اپنا حصہ اپنے شریک کے ہاتھ بیچنا جائز ہی اور اجنبی کے ہاتھ جائز نہین مگر جبکہ اُسکا شریک اجازت دیوے اور اگر یہ شرکت بسبب میراث یا خرید یا ہبہ کے ہوئی تو اپنا حصہ اپنے شریک کے ہاتھ بیچنا جائز ہی اور اجنبی کے ہاتھ بھی اپنے شریک کی اجازت کے بعد بیچنا جائز ہی اور اپنے شریک کے حصہ مین تصرف کرنے کا مالک نہوگا یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی - نوازل مین مذکور ہی کہ ایک شریک نے بدون اپنے شریک کی اجازت کے باغ مین سے اپنا حصہ سوائے زمین کے فروخت کیا پس اگر وہ درخت کاٹنے کی میعاد پر پہونچ گئے تھے تو بیع جائز ہوگی ورنہ فاسد ہوگی اور واقعات مین لکھا ہی کہ ایک خرما کا درخت کہ جسپر خرمے پھلے ہوئے تھے دو شخصون مین مشترک تھا یا ایک زمین کہ جسمین کھیتی تھی دو شخصون مین مشترک تھی پس اسکی بیع کا مسئلہ کتاب مین مذکور نہین ہی اور چاہیئے کہ جائز ہو یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے اپنا حصہ اس گھر مین سے اتنے کو تیرے ہاتھ فروخت کیا اور مشتری اُسکا حصہ جانتا ہی اور بائع نہین جانتا تو یہ بیع جائز ہی بشرطیکہ بائع نے یہ اقرار کر لیا ہو کہ اُسکا حصہ ایسا ہی ہی جیسا کہ مشتری کہتا ہی اور اگر مشتری نہین جانتا ہی تو امام محمد رح اور امام اعظم رح نے فرمایا کہ بیع جائز نہین ہی خواہ بائع جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ جائز ہی خواہ بائع جانتا ہو یا نہ جانتا ہو یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی - اگر کپڑے یا بکریان یا اُسکے مانند جو چیزین کہ منقسم ہوتی ہین دو شخصون مین مشترک تھین کہ ایک نے اپنا حصہ مثلاً ایک بکری یا کپڑے مین سے فروخت کیا تو یہ جائز ہی اور شریک اُسکو امام محمد رح کی روایت پر باطل نہین کر سکتا ہی اور حسن ابن زیاد رح نے روایت کی کہ بیع جائز نہین مگر جبکہ اُسکا شریک اجازت دے اور اسی کو طحاوی نے لیا ہی یہ محیط مین لکھا ہی - ایک زمین اور کنوان دو شخصون مین مشترک تھا کہ ایک نے اپنا حصہ کنوین مین سے مع اُسکے رستہ کے کہ جو زمین مین ہو کر تھا فروخت کر دیا تو کنوین کی بیع جائز اور راستہ کی جائز نہین ہی اور یہی صحیح ہی اور راستہ کی بیع اُسکے شریک کی اجازت پر موقوف ہوگی پس اگر اُسنے اجازت دی تو سب کی بیع جائز ہو جاویگی اور اگر آدھا کنوان بدون راستہ کے فروخت کیا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر آدھی عمارت مع آدھی زمین کے فروخت کی تو جائز ہی خواہ اجنبی کے ہاتھ بیچی یا شریک کے ہاتھ اور اگر آدھی عمارت بدون آدھی زمین کے اجنبی یا شریک کے ہاتھ فروخت کی تو جائز نہین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ وہ عمارت واجبی حق سے بنائی ہو اور اگر ناحق ہو تو آدھی عمارت کی بیع اجنبی یا شریک کے ہاتھ جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی - کسی نے ایک شخص کا غلام بیچا اور مشتری نے غلام پھیر دینا چاہا اور کہا کہ تو نے اُسکے مالک کی بلا اجازت فروخت کیا ہی اور بائع نے اُس سے انکار کیا اور کہا کہ مین نے اُسکے مالک کے حکم سے فروخت کیا ہی پھر مشتری غلام کے مالک کے اس اقرار پر کہ اُسنے بائع کو غلام کے بیچنے کی اجازت نہین دی تھی گواہ پیش کیے یا اس بات پر گواہ پیش کیے کہ بائع نے ایسا اقرار کیا ہی تو اُسکے گواہ مقبول نہونگے اور اگر بائع نے قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ غلام کے مالک نے اسکو بیع کی

٩

[illegible]

اجازت نہین دی تو بیع باطل ہو جاویگی بشرطیکہ مشتری اُسکا خواستگار ہوا ور اگر غلام کے مالک نے قاضی کے سامنے اپنے حکم دینے سے انکار کیا اور غائب ہو گیا اور بائع نے فسخ کرانا چاہا تو قاضی بیع کو فسخ کر دیگا پھر اگر مشتری نے درخواست کی کہ فسخ مین تاخیر کیجاوے تاکہ غلام کے مالک سے اُسکے حکم نہ دینے پر قسم لے تو تاخیر نہ کیجاویگی پس اگر غلام کا مالک حاضر ہوا اور اُسنے قسم کھالی تو غلام مشتری سے لے لیا جاویگا اور اگر قسم سے انکار کیا تو بیع عود کریگی اور اگر غلام کا مالک حاضر ہوا اور قاضی کے سامنے اپنے حکم دینے سے انکار کیا اور مشتری غائب تھا تو غلام کو نہین لے سکتا ہی اور بائع کو اختیار ہوگا کہ غلام کے مالک سے یہ قسم لے کہ واللہ مین نے تجکو اس غلام کے بیچنے کا حکم نہین کیا ہی پس اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو اُسکا حکم دینا ثابت ہو گیا اور اگر قسم کھالی تو بائع ضمانت دیگا یعنے قیمت غلام کا ضامن ہوگا اور اُسکی بیع نافذ ہو جاویگی اور اگر غلام کا مالک اپنے حاضر ہونے سے پہلے مرگیا اور اُسکا وارث یہی بائع ہوا اور اُسنے اُسکے حکم دینے سے انکار کیا اور گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہ مقبول نہونگے اور اگر اس بات پر گواہ پیش کیے کہ مشتری نے غلام کے مالک کے مرجانے کے بعد اقرار کیا کہ اُسنے بیع کا حکم نہین کیا تھا تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور اگر اُسکا وارث بائع اور بائع کے سوا دوسرا بھی ہوا پس اگر دوسرے نے اُسکے حکم دینے سے انکار کیا تو اُسکا دعوے سنا جاویگا اور مشتری کو اختیار ہوگا کہ اُسکو قسم دلاوے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ غلام کے مالک نے اُسکی بیع کرنے کا حکم اس بائع کو دیا ہی پس اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو حکم دینا ثابت ہوا اور اگر قسم کھالی تو آدھا غلام لے لیا جاویگا اور مشتری بائع سے آدھا ثمن واپس لیگا اور باقی آدھے مین اُسکو اختیار ہوگا یہ سب اُسصورت مین ہی کہ جب مشتری یہ اقرار کرے کہ یہ غلام اُس حکم دینے والے کی ملک ہی اگر اُسنے انکار کیا تو اُس حکم دینے والے کا قول لغو ہوگا تاوقتیکہ اس بات کے گواہ نہ پیش کرے کہ وہ اُس غلام کا مالک ہی کذا فی الکافی

تیرھوان باب اقالہ کے بیان مین - امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اقالہ دونون عقد کرنے والون کے حق مین فسخ اور ان دونون کے سوا دوسرون کے حق مین از سرنو بیع ہوتا ہی مگر اُسصورت مین کہ اُسکا فسخ قرار دینا ممکن نہو مثلاً خریدی ہوئی باندی بچہ جنی تو عقد باطل ہوگا یہ کافی مین ہی - اگر کوئی باندی ایک ہزار کو بیچی پھر ایک ہزار پر بیع کا اقالہ کیا تو اقالہ صحیح ہی اور اگر ڈیڑھ ہزار پر اقالہ کیا تو ایک ہزار پر اقالہ صحیح ہوگا اور باقی پانچ سو کا ذکر لغو ہی اور اگر دونون نے پانچ سو پر اقالہ کیا پس اگر مبیع مشتری کے پاس اپنے حال پر باقی ہی اور اُسمین کچھ عیب نہین آیا ہی تو یہ اقالہ ایکہزار پر صحیح ہو جاویگا اور پانچ سو کا ذکر کرنا لغو ہوگا پس بائع پر واجب ہوگا کہ ایک ہزار مشتری کو واپس کرے اور اگر اُسمین کچھ عیب آگیا ہو تو پانچ سو پر اقالہ صحیح ہی اور یہ کمی بمقابلہ نقصان کے ہوگی اور اگر اقالہ بعوض دوسری جنس کے ہو تو عامہ کتب مین مذکور ہی کہ امام اعظم رح کے نزدیک یہ اقالہ پہلے ثمن پر صحیح ہو جاویگا اور دوسری جنس کا ذکر کرنا لغو ہوگا اور اگر مبیع مین زیادتی پیدا ہوگئی پھر دونون نے اقالہ کیا پس اگر قبضہ سے پہلے ہو تو اقالہ صحیح ہوگا خواہ وہ زیادتی متصلہ ہو یا منفصلہ اور اگر یہ زیادتی قبضہ کے بعد ہو پس اگر منفصلہ ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اقالہ باطل ہوگا اور اگر متصلہ ہو تو صحیح ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کسی نے کہا کہ تو مجھ سے اقالہ کرلے اور مین تجکو ثمن مین ایک سال تک تاخیر دونگا یا کہا کہ مجھ سے اقالہ کرلے اور مین پچاس درم تجکو چھوڑ دونگا تو اقالہ صحیح ہوگا اور تاخیر اور کم کر دینا صحیح نہین ہی اور امام ابو یوسف

ف قولہ زیادتی متصلہ دونون لفظ زیادتی کا استعمال جیسے غلام کا موٹا ہو اور زیادتی متصلہ جیسے حسن و جمال ذخیرہ اور منفصلہ جیسے بچہ وغیرہ ۱۲

نے فرمایا کہ یہ بھی صحیح ہی اور اصل یہ ہی کہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک اقالہ ایسے دو لفظون کے ساتھ کہ ایک ماضی ہو اور دوسرا مستقبل ہو صحیح ہو جاتا ہی مثلاً ایک نے کہا کہ مجھ سے اقالہ کر لے اور دوسرے نے کہا کہ مین نے اقالہ کیا تو اُنکے نزدیک صحیح ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ صحیح نہین ہوتا مگر صرف دو ماضی کی لفظون کے ساتھ مانند بیع کے اور فتاوی مین امام محمد رح کا قول مختار رکھا گیا ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ کسی نے کوئی چیز بیچی پھر مشتری سے کہا کہ تو مجھ سے بیع کا اقالہ کر لے اور اُسنے کہا کہ مین نے تجھ سے اقالہ کیا تو ظاہر الروایت مین امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک یہ اقالہ نہوگا تا وقتیکہ بائع اُسکے بعد یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کیا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر مشتری نے کہا کہ مین نے بیع چھوڑ دی اور بائع نے کہا کہ مین راضی ہوا یا مین نے اجازت دی تو یہ اقالہ ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ بائع نے کہا کہ بیع مجکو پھیر دے اُسنے کہا کہ پھیر دی تو یہ اقالہ صحیح نہوگا تا وقتیکہ بائع یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کی اور اسی پر فتوی ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ اگر بائع نے مشتری سے اقالہ طلب کیا اور مشتری نے کہا کہ ثمن لا اور بائع نے قبول کیا تو یہ مثل بائع کے اس کہنے کے ہی کہ تو مجھ سے اقالہ کر لے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ دلّال بائع کے مطلق حکم سے بیع ڈالنے کے بعد ثمن لیکر بائع کے پاس آیا اور بائع نے کہا کہ مین اتنے کو نہین دونگا پھر دلّال نے مشتری کو خبر دی اور اُسنے کہا کہ مین بھی نہین چاہتا ہون تو بیع فسخ نہوگی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اور تعاطی سے اقالہ منعقد ہوتا ہی اگرچہ ایک کی طرف سے ہو اور یہی صحیح ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ مشتری نے طعام پر قبضہ کر لیا اور بعض ثمن سپرد کیا پھر چند روز بعد کہا کہ ثمن گران ہی پس بائع نے وہ بعض ثمن کہ جسپر قبضہ کیا تھا واپس دیا پس اُس شخص کے مذہب پر کہ جو کہتا ہی کہ ایک جانب کی تعاطی سے بیع منعقد ہو جاتی ہی یہ اقالہ ہی اور یہی صحیح ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ کوئی شخص ابریشم خرید کر لے گیا پھر بائع سے کہا کہ یہ میرے کام کا نہین ہی تو اسکو لے اور میرا ثمن واپس کر دے بائع نے انکار کیا مشتری نے کہا کہ مین نے ثمن سے اسقدر تجکو چھوڑا باقی مجھے پھیر دے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو یہ اقالہ ہوگا نہ ابتدائی بیع۔ بائع نے مشتری سے بیع کا فسخ کرنا طلب کیا اور اُسنے کہا کہ میرا ثمن دیدے پس بائع نے اُسکو ایک قبالہ لکھکر دیدیا اُسنے لیکر مبیع واپس کر دی تو یہ فسخ ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے کے ہاتھ ایک کپڑا بیچا اور مشتری نے اُس سے کہا کہ مین نے اس کپڑے کی بیع مین تیرے ہاتھ اقالہ کیا ہی تو اُسکی قمیص قطع کرا لے اُسنے دونون کے جدا ہونے سے پہلے ایسا ہی کیا اور زبان سے کچھ نہ کہا تو یہ اقالہ ہو جاویگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اقالہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہی کہ دونون اقالہ کرنے والے راضی ہون اور مجلس بھی متحد ہو اور بیع صرف کے اقالہ مین دونون بدل پر باہم قبضہ ہو اور مبیع تمام اسباب فسخ کے ساتھ محل فسخ ہو جیسے کہ خیار شرط یا رویت یا عیب کی وجہ سے واپس کرنا ممکن ہو اور اگر اسمین ایسی زیادتی ہو جاوے کہ اِن سببون کے ساتھ فسخ کرنا ممنوع ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اقالہ صحیح نہوگا اور یہ شرط ہی کہ اقالہ کے وقت مبیع قائم ہو پس اگر اسوقت تلف ہو چکی ہو تو اقالہ صحیح نہوگا ولیکن ثمن کا اسوقت قائم ہونا شرط نہین ہی اگر کسی معین کو بعوض دین کے مثل درم و دینار کے خواہ یہ دونون معین کئے جاوین یا نہ کیے جاوین اور فلوس اور کیلی اور وزنی اور عددی کہ جو وصف کر کے اپنے ذمہ پر رکھی گئی ہین فروخت کیا پھر دونون نے اقالہ کیا اور وہ معین مال مشتری کے پاس

یعنے [illegible] ۱۲

یعنے دونون صیغہ ماضی ہونے چاہیئین جیسے بیع مین ہی ۱۲

یعنی اناج ۱۲

یعنی بائع کو پورا الثمن واپس کرنا پڑیگا ۱۲

مثال دین ۱۲

تاکہ دین [illegible] ہو جاوین ۱۲

۴

[illegible]

موجود ہی تو اقالہ صحیح ہوگا خواہ ثمن موجود ہو یا تلف ہوگیا ہو اور اگر اُس معین مال کے تلف ہونے کے بعد اقالہ کیا تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر مال عین اقالہ کے وقت موجود ہو پھر بائع کو واپس دینے سے پہلے تلف ہوجاوے تو اقالہ باطل ہوجاویگا اور اسیطرح اگر مبیع دو غلام ہون اور بائع اور مشتری دونون نے قبضہ کرلیا ہو پھر دونون غلام مرگئے پھر دونون نے اقالہ کیا تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر ایک اقالہ کے وقت مرگیا تھا اور دوسرا موجود تھا اور اقالہ صحیح ہوگیا پھر واپس کرنے سے پہلے دوسرا بھی مرگیا تو اقالہ باطل ہوجاویگا اور اگر دونون نے ایک معین مال کو دوسرے معین کے عوض باہم بیع کیا اور دونون نے قبضہ کرلیا پھر ایک کے پاس وہ مال تلف ہوگیا پھر دونون نے اقالہ کیا تو اقالہ صحیح ہوگا اور تلف ہونے والے کے خریدار کو اسکا مثل دینا چاہیے اگر وہ مثلی ہو یا اسکی قیمت دوسرے کو دیکر اپنا مال معین واپس کرلے اور اسیطرح اگر دونون نے اقالہ کیا اور وہ دونون مال معین اسوقت موجود تھے پھر اقالہ کے بعد واپس دینے سے پہلے ایک تلف ہوگیا تو اقالہ باطل نہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون واپس دینے سے پہلے تلف ہوئے تو اقالہ باطل ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے انگور کا باغ دوسرے کے ہاتھ فروخت کرکے سپرد کیا اور مشتری نے ایک سال اُسکے پھل کھائے پھر دونون نے اقالہ کیا تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر زیادتی متصلہ ہو یا منفصلہ تلف ہوجاوے یا اُسکو کوئی اجنبی تلف کردے تو بھی اقالہ صحیح نہین ہوتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر اناج کی بیع سلم مین ایک غلام دیا اور اناج پر قبضہ کیا پھر غلام مرگیا پھر دونون نے اقالہ کیا تو صحیح ہی اور اُسکو اُس غلام کی قیمت دینی پڑیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر ایک غلام بعوض گداختہ چاندی یا ڈھلی ہوئی چاندی کی چیز کے خریدا اور دونون نے باہم قبضہ کیا پھر غلام مشتری کے پاس مرگیا پھر دونون نے اقالہ کیا اور وہ چاندی بائع کے پاس موجود تھی تو اقالہ صحیح ہوگا اور بائع کو وہ چاندی پھیر دینی چاہیے اور مشتری سے غلام کی قیمت سونے کی قسم سے لے نہ چاندی کی قسم سے اور اگر وہ غلام اقالہ کے وقت موجود تھا پھر بائع کو واپس دینے سے پہلے مرگیا تو بائع کو چاہیے کہ وہ چاندی واپس کردے اور غلام کی قیمت مین خواہ سونا لے یا چاندی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے تہ صابون خریدا اور اُسپر قبضہ کیا پھر وہ اُسکے پاس خشک ہوکر بسبب خشکی کے وزن مین گھٹ گیا پھر دونون نے بیع فسخ کرلی تو فسخ صحیح ہی اور مشتری کو اِس نقصان کے سبب سے کچھ نہ دینا پڑیگا کسی نے گوشت یا مچھلی یا اور کوئی ایسی چیز جسمین جلدی بگڑ جاتی ہی خریدی پھر مشتری ثمن لانے کو اپنے گھر گیا اور وہان اُسکو دیر ہوئی اور بائع کو خوف ہوا کہ یہ چیز بگڑ جاویگی تو استحساناً اُسکو جائز ہی کہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے اور دوسرے کو اُس سے خریدنا بھی جائز ہی پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر دوسرا ثمن پہلے ثمن سے زائد ہو تو بائع پر واجب ہی کہ زیادتی صدقہ کردے اور اگر کم ہو تو یہ نقصان بائع کے مال مین ہوگا پہلے مشتری کے ذمہ نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی کسی نے ایک گدھا خرید کر قبضہ کیا پھر چار روز کے بعد اُسکو لایا اور بائع کو واپس دیا اور بائع نے صریحاً قبول نہ کیا اور بائع اسکو چند روز اپنے کام مین لایا پھر ثمن واپس دینے سے اور اقالہ قبول کرنے سے انکار کیا تو اُسکو یہ اختیار ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک باندی بیچی اور مشتری نے اُسکے خریدنے سے انکار کیا تو بائع کو اُس سے وطی کرنا حلال نہین ہی جبتک کہ ترک خصومت کا عزم نہ کرے کیونکہ مشتری کے انکار سے بیع فسخ نہین ہوتی ہی اور اسیطرح اگر کوئی باندی

یعنی اشرفی دینار ۱۲

ع بیچنے بائع نے ثمن پہرا اور مشتری نے [illegible] ۱۲ منہ
س [illegible]
[illegible] ۱۲ منہ
سے [illegible]
[illegible] ۱۲ منہ

بیچی پھر بیع سے انکار کیا اور مشتری بیع کا دعوے کرتا ہی تو بائع کو اُس سے وطی کرنا حلال نہین ہی پھر اگر مشتری نے دعوی کرنا چھوڑا اور بائع نے سُن لیا کہ اُسنے جھگڑا چھوڑ دیا ہی تو اُسکو وطی کرنا حلال ہو گیا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ کسی شخص سے ایک غلام بعوض باندی کے خرید کیا اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے آدھا غلام کسی کے ہاتھ بیچا بعد ازان باندی کی بیع کا اقالہ کیا تو اقالہ جائز ہو گا اور اُسپر واجب ہو گا کہ غلام بیچنے والے کو غلام کی قیمت ادا کرے اور اسی طرح اگر اُسنے غلام فروخت نہ کیا و لیکن اُسکا ہاتھ کاٹا گیا اور اُسکے عوض کا مال اُسنے لے لیا پھر باندی کی بیع کا اقالہ کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام ایک ہزار درم کو خریدا اور ثمن دیدیا اور غلام پر قبضہ نہ کیا پھر بائع نے اُس سے ملاقات کے بعد کہا کہ مین نے تجکو غلام اور ثمن ہبہ کیا تو یہ کہنا بیع کا توڑنا ہی اور ثمن کا ہبہ کرنا صحیح نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک قوم کشتی مین سوار تھی اور اُسمین کے کسی شخص سے ان لوگون نے کشتی مین کچھ اسباب خریدا پھر کشتی کے ڈوب جانے کا خوف پیدا ہوا اور سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ کشتی مین سے کچھ اسباب پھینک دینا چاہیے تا کہ کشتی ہلکی ہو جاوے پس اسباب بیچنے والے نے کہا کہ جو شخص تم مین سے اُس اسباب کو جو مجھ سے خریدا گیا ہی پھینکیگا تو مین نے بیع کا اقالہ کیا پس اُنھون نے پھینکدیا تو استحساناً اقالہ صحیح ہو جاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام خریدا پھر دعوی کیا کہ مین نے اُسکو ثمن ادا کرنے سے پہلے جتنے کو خریدا تھا اُس سے کم پر بائع کے ہاتھ بیچ ڈالا ہی اور بائع نے دعوی کیا کہ اُسنے بیع کا اقالہ کر لیا ہی تو انکار اقالہ کے باب مین مشتری کا قول قسم لیکر معتبر رکھا جاویگا اور اگر یہ صورت ہو کہ بائع دعوے کرتا ہو کہ مین نے اُسکو مشتری سے ثمن ادا ہونے سے پہلے جتنے کو بیچا تھا اُس سے کم پر خریدا ہی اور مشتری اقالہ کا دعوی کرتا ہو تو دونون مین سے ہر ایک کو قسم دلائی جاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ جو شخص بیع کرنے کے واسطے وکیل کیا گیا ہی وہ ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک اقالہ کرنے کا مالک ہی اور وکیل خرید کی نسبت شمس الائمہ سرخسی اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا کہ وہ اقالہ کرنے کا مالک نہین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی موکل کا اقالہ کرنا بائع اور مشتری کے ساتھ صحیح ہوا وارث اور وصی کا اقالہ جائز ہی اور موصی لہ کا اقالہ جائز نہین ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اور کیلی چیزون مین بدون کیل کے اقالہ جائز ہی اور اقالہ کا شرط کے ساتھ معلق کرنا صحیح نہین ہی مثلاً ایک کپڑا زید کے ہاتھ فروخت کیا اور کہا کہ تو نے اسکو سستا خریدا ہی اور اُسنے کہا کہ اگر کوئی زیادہ کا خریدار پاوے تو اُسکے ہاتھ بیچ ڈالنا پھر اُسنے پایا اور زیادہ کو بیچ ڈالا تو دوسری بیع منعقد نہو گی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ امام اعظم کے نزدیک فاسد شرطون سے اقالہ باطل نہین ہوتا ہی کیونکہ وہ فسخ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جبکہ کسی شخص پر میعادی قرض ہی اگر قرضدار سے اس قرض کے عوض کوئی چیز خریدی اور قبضہ کر لیا پھر دونون نے اقالہ کیا تو قرض کی میعاد عود نہ کریگی اور اگر اسکو بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے اسطرح واپس کیا جو ہر وجہ سے فسخ ہوا تو میعاد عود کریگی اور اگر قرض کا

یعنی گویا بیع واقع نہین ہوئی تھی ۱۲

کوئی کفیل ہو تو کفالت دونون صورتون مین عود نہ کریگی یہ فتاوے کبری مین لکھا ہی۔ ایک گائے بیچی اور اپنے مشتری سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ سستی کے ساتھ فروخت کی ہی پس مشتری نے کہا کہ اگر سستی ہو تو اُسکو بیچ اور اپنے واسطے نفع اُٹھا اور مجکو میری اُس گائے کا ثمن جو تو نے میرے ہاتھ بیچی ہی پہونچا دے پس

ف
پھینکدینا
اقالہ کے واسطے
ضروری نہین ہو
بدستہ

بائع نے اُسکو بیچا اور نفع اُٹھایا پس اگر قبضہ سے پہلے ہو یا بعد ولیکن مشتری نے اُس سے کہا ہو کہ اپنے واسطے بیع لے تو یہ بیع کا فسخ کرنا ہوگا اور نفع بائع کا ہوگا ورنہ بیع کے واسطے وکیل کرنا ہوگا اور نفع موکل یعنی مشتری کا ہوگا - ایک عورت نے ایک زمین جو اُسکے اور اُسکے بالغ بیٹے کے درمیان مشترک تھی فروخت کی اور بیٹے نے بیع کی اجازت دی پھر اُس عورت نے بیع کا اقالہ کیا اور بیٹے نے اقالہ کی اجازت دی پھر دوبارہ اُس عورت نے بیٹے کی بلا اجازت فروخت کی تو بیع جائز ہی اور اُسکی اجازت پر موقوف نہو گی کیونکہ اقالہ کی وجہ سے بیع عقد کرنے والے کی ملک مین آجاتی ہی موکل اور اجازت دینے والے کی ملک مین نہین جاتی ہی تاب انگو بعوض سونے کے خریدا اور بجائے اُسکے گیہون دیدئے پھر دونون نے بیع فسخ کر لی تو اُسکو حکم دیا جاویگا کہ گیہون طلب کرے اور اگر جید درہمون کے عوض کوئی چیز خریدی اور بجائے اُنکے زیوف دیدئے اور بائع نے اُنسے چشم پوشی کی پھر دونون نے اقالہ کر لیا تو ہوسکتا ہی کہ مشتری بائع سے جید درہم واپس کر لیوے - ایسی کوئی چیز خریدی کہ جسمین بار برداری اور مشقت ہی اور مشتری اُسکو دوسری جگہ لے گیا پھر دونون نے اقالہ کیا تو واپسی کا صرفہ بائع کے ذمہ ہوگا کسی نے ایک گائے خریدی اور اُسپر قبضہ کیا اور بائع نے ثمن پر قبضہ کیا پھر دونون نے اقالہ کیا اور گائے ہنوز مشتری کے پاس تھی کہ وہ اُسکا دودھ دوھتا تھا اور کھاتا تھا تو بائع کو اختیار ہی کہ اُس سے دودھ کی مثل طلب کرے اور اگر مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی تو اقالہ باطل ہو جاویگا اور مشتری سے دودھ کی ضمان ساقط نہو گی بسبب اسکے کہ اقالہ موجود کے حق مین ظاہر ہوا نہ معدوم کے حق مین یہ قنیہ مین لکھا ہی - اگر کوئی زمین مع اُسکی کھیتی کے خریدی اور مشتری نے اُس کھیتی کو کاٹ لیا پھر دونون نے اقالہ کیا تو زمین کا اقالہ اُسکے حصہ ثمن کے عوض صحیح ہی بخلاف اس صورت کے کہ اگر کھیتی پک جانے کے بعد اقالہ کیا تو جائز نہین ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - کسی نے کوئی چیز خریدی اور دونون نے باہم قبضہ کر لیا پھر ثمن کے درم کاسد ہوگئے پھر دونون نے اقالہ کیا تو بائع انھین کاسد درہمون کو واپس کریگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر کوئی ایسی زمین خریدی جسمین درخت تھے کہ اُنکو مشتری نے کاٹ لیا پھر دونون نے بیع کا اقالہ کیا تو اقالہ پورے ثمن پر صحیح ہی اور بائع کو درختون کی قیمت سے کچھ نہ ملیگا اور درخت مشتری کو دیدئے جاوینگے اور یہ حکم اُسوقت مین ہی کہ بائع درختون کے کٹ جانے سے آگاہ ہو اور اگر اقالہ کے وقت آگاہ نہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے ثمن مین لے ورنہ ترک کر دے یہ قنیہ مین لکھا ہی - اقالہ کا اقالہ کرنا جائز ہی ولیکن بیع سلم کے اقالہ کا اقالہ ایسا نہین ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - اور اگر اقالہ کے بعد مشتری کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہی اور اگر غیر کے ہاتھ بیچا تو جائز نہین ہی اور اگر بائع نے بیع کا اقالہ کیا پھر اُس بائع نے اپنے پہلے بائع سے اقالہ کیا تو جائز ہی اور اسیطرح اگر اپنے بائع کے ہاتھ بیع کیا تو بھی جائز ہی کذا فی محیط السرخسی *

چودھوان باب - بیع مرابحہ اور تولیہ اور وضیعہ کے بیان مین

بیع مرابحہ وہ ہی کہ مثل پہلے ثمن پر کچھ نفع زیادہ دیکر فروخت کرے اور تولیہ وہ بیع ہی کہ مثل پہلے ثمن پر بدون زیادتی کے فروخت کرے اور وضیعہ وہ بیع ہی کہ مثل پہلے ثمن سے کسیقدر نقصان معلوم کے ساتھ فروخت کرے اور یہ سب جائز ہین یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کوئی چیز مرابحۃً بیچی پس اگر ثمن مثلی ہو جیسے کیلی اور وزنی چیز تو بیع جائز ہوگی بشرطیکہ نفع معلوم ہو خواہ وہ نفع ثمن اول کی جنس سے ہو یا نہو اور اگر ثمن مثلی نہو جیسے اسباب پس اگر وہ شے مرابحۃً ایسے شخص کے ہاتھ

فروخت کی جو اس اسباب کا مالک نہین ہی تو بیع جائز نہوگی اور اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کی جو اس اسباب کا مالک ہی پس اگر بعوض اس اسباب کے جو اسکے ہاتھ مین ہی اور دس کے نفع پر بیچے تو جائز ہی اور اگر (دہ یازدہ) کے نفع پر بیچے تو جائز نہین ہی مگر اسصورت مین کہ ثمن اسی مجلس مین معلوم ہو جاوے تو جائز ہی اور اسکو خیار حاصل ہوگا پس اگر اسنے بیع اختیار کر لی تو استحساناً اسکے ذمہ گیارہ لازم ہونگے اور اسیطرح اگر وہ شے تولیہ بیچی اور مشتری نہین جانتا کہ کتنے مین اسکو پڑیگی تو جائز نہین ہی مگر اسصورت مین کہ ثمن اسی مجلس مین معلوم ہو جاوے تو جائز ہی اور اسکو خیار حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کوئی کپڑا دس درم کو خریدا پھر اسکے عوض ایک دینار اور کپڑا دیا تو راس المال دس ہوگا یہانتک کہ اگر اسکو مرابحۃ فروخت کیا تو دوسرے مشتری کو دس درم دینے پڑینگے اور اگر ایک کپڑا بعوض دس درم کے جو اس شہر کے نقد کے برخلاف ہین خریدا اور اسکو ایک درم نفع سے بیچا تو دس درم ویسے ہی ملینگے جیسے اسنے ادا کئے ہین اور ایک درم اس شہر کے نقد مین سے ملیگا اور اگر نفع کو راس المال کی طرف نسبت کیا اور کہا کہ مین تیرے ہاتھ دہ یازدہ کے نفع سے بیچتا ہون تو نفع ثمن کی جنس سے ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری نے بجائے جید درمون کے زیوف ادا کیے اور بائع نے اس سے چشم پوشی کی تو اسکو یہ جائز ہی کہ جید کے حساب سے نفع لیکر مرابحۃ فروخت کرے یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر اسنے ثمن کے عوض کوئی اسباب دیا یا رہن دیا اور وہ تلف ہو گیا تو درمون پر نفع لیکر مرابحۃ فروخت کریگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کوئی اسباب مرابحۃ فروخت کیا اور اسکو خبر دی کہ میرا راس المال سو دینار ہین پھر جب مشتری نے اسکو ثمن ادا کرنا چاہا تو اسنے کہا کہ مین نے اسکو شامی دینارون کے عوض خریدا ہی حالانکہ بیع بغداد مین واقع ہوئی ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اسکو سوائے نقد بغداد کے دوسرا نہ ملیگا اور اگر وہ اس بات پر گواہ لایا کہ مین نے اسکو شامی دینارون سے خریدا ہی تو اسکے گواہ مقبول ہونگے اور مشتری کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری نے بیع کسی شخص کو ہبہ کر دی پھر ہبہ سے رجوع کر لیا تو اسکو مرابحۃ بیچنا جائز ہی اور اسی طرح اگر اسنے فروخت کیا ہو پھر بسبب عیب یا خیار یا اقالہ کے اسکو واپس ملگئی ہو تو بھی یہی حکم ہی ولیکن اگر وہ بیع تمام ہو جاوے پھر بسبب میراث یا ہبہ کے اسکے پاس واپس آوے تو اسکو مرابحۃ بیچنا جائز نہین ہی اور اگر بیع سب ایسی ہو جو ناپی یا تولی یا گنی جاتی ہی بشرطیکہ اعداد مین تفاوت نہو تو مشتری کو اسمین سے تھوڑی بیچنا جائز ہی اور اگر وہ بیع پوری مختلف ہو یا اعداد مین تفاوت ہو کہ بعض بڑی اور بعض چھوٹی ہو پس اگر مرابحۃ بعض کو غیر منقسم فروخت کیا تو جائز ہی اور اگر معین کرکے فروخت کیا پس اگر ثمن اکٹھا ہو تو جائز نہین ہی اور اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ بیان کیا گیا تو امام اعظم اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اس ثمن پر جو بیان ہوا ہی نفع لیکر مرابحۃ بیچ سکتا ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر ایک جنس کے دو کپڑون کی بیع سلم مین دس درم سے اور ان دونون کی جنس اور نوع اور صفت اور گز کی تعداد برابر بیان کر دی اور وقت کے آنے پر ان دونون پر قبضہ کر لیا پھر ان دونون کو پانچ پر نفع سے بیچنا چاہا تو تاوقتیکہ بیان نہ کر دے مکروہ ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ مکروہ نہین ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر ایک کپڑا خریدا اور اسکا آدھا جل گیا تو یہ جائز نہین کہ باقی آدھے کو آدھے ثمن پر مرابحۃ فروخت کرے اگرچہ باقی کپڑا باعتبار گزون کے

[illegible]

آدھا ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ غلام کے غصب کرنے والے پر اگر وہ قیمت ادا کرنے کا حکم قاضی کی طرف سے دیا جاوے کہ جو بھاگنے کے وقت غلام کی قیمت تھی پھر وہ بھاگنے سے لوٹ آوے تو غاصب کو جائز ہی کہ مرابحۃً اُس قیمت پر فروخت کرے جو اُسنے ڈانڈ دی ہی مگر وہ کہیگا کہ یہ غلام مجکو اتنے مین پڑا ہی ایسے ہی اگر ایک غلام شراب کے عوض خریدا اور اُسپر قبضہ کیا پھر وہ بھاگ گیا اور قاضی نے اُسپر حکم کیا کہ بائع کو قیمت ادا کرے تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے کبری مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے کو ایک کپڑا کچھ عوض لینے کی شرط پر ہبہ کیا اور دونون نے باہم قبضہ کر لیا تو امام اعظم کے نزدیک مال صلح کے مانند اُسکو مرابحۃً بیچنا جائز نہین ہی لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اگر عوض مثل ہبہ کی قیمت کے ہی تو کچھ مضائقہ نہین کہ وہ یون کہے کہ مجھے یہ مال اتنے مین پڑا ہی اور یہ نہ کہنا چاہیے کہ مین نے اسکو خریدا ہی کسی کو ایک غلام میراث مین ملا اور اُسنے اسکو ایک ہزار درم کو بیچا پھر دونون کے باہم قبضہ کر لینے کے بعد یا پہلے بیع کا اقالہ کر لیا اور اُسکو مرابحۃً بیچنا چاہا تو امام اعظم کے نزدیک جائز نہین ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر ایک مختوم گیہون دو مختوم جو کے عوض جو غیر معین تھے فروخت کیے اور دونون نے قبضہ کر لیا تو گیہوؤن کو مرابحۃً بیچنے مین کچھ خوف نہین ہی اور ایسے ہی ہر کیلی اور وزنی چیز کی ایک قسم کو دوسری قسم کے ساتھ بیچنے کا یہی حکم ہی اور اگر گیہون کی ایک قفیز کو دو قفیز جو کے عوض جو غیر معین ہین خریدا پھر گیہوؤن کو چوتھائی گیہوؤن کے نفع سے فروخت کیا تو جائز نہین ہی بخلاف اسصورت کے کہ اگر ایک چاندی کا کنگن خریدا پھر اُسکو ایک درم کے نفع سے بیچا تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر دو کپڑون کو خریدا اور ہر ایک کا ثمن بیان نہ کیا تو ایک کو مرابحۃً بیچنا جائز نہین ہی اور اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ بیان کیا تو امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک جائز اور امام محمد رح کے نزدیک نا جائز ہی اور اگر کسی نے کوئی چیز خریدی اور اُسکا ثمن بہت گران دیا پھر اُسی ثمن پر اُسکو مرابحۃً فروخت کیا تو جائز ہی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر ایسی زیادتی اُسنے کر دی ہی کہ جتنا ٹوٹا لوگ نہین اُٹھاتے ہین تو مین اچھا نہین سمجھتا ہون کہ اُسکو مرابحۃً فروخت کرے تاوقتیکہ بیان نہ کر دے کہ مین نے ثمن گران دیا ہی۔ اگر دو شخصون نے کیلی یا وزنی چیز یا ایسی گنتی کی چیز جو باہم قریب قریب ہین خریدی اور اُسکو تقسیم کر لیا تو ہر ایک کو اپنا حصہ مرابحۃً بیچنا جائز ہی اور اگر کپڑا یا اُسکے مانند کوئی چیز ہو اور اُسکو دونون نے تقسیم کر لیا تو ہر ایک کو اپنا حصہ مرابحۃً بیچنا جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر درمون کے عوض دینار خریدے اور دینارون کو مرابحۃً بیچنا چاہا تو جائز نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کسی نے کوئی اسباب خریدا اور اُسکے ثمن سے زیادہ اُسپر رقم ڈال دیا اور اُسکو اس رقم پر مرابحۃً بیچا تو جائز ہی مگر یہ نہ کہے کہ مجکو اتنے مین پڑا ہی اور ایسے ہی اگر کسی چیز کو میراث مین پایا یا اُسکو ہبہ مین ملی اور اُسپر رقم ڈال کر مرابحۃً بیچا تو بھی جائز ہی اور یہ سب اسوقت مین جائز ہوگا کہ بائع اپنے نزدیک یہ جانتا ہو کہ مشتری جانتا ہی کہ رقم سوائے ثمن کے ہوتا ہی اور اگر یہ جانتا ہی کہ مشتری کے علم مین ثمن اور رقم برابر ہین تو ایسا کرنا خیانت ہوگا پس مشتری کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر آدھا غلام سو درم کو خریدا پھر باقی آدھا دو سو درم کو خریدا تو اُسکو اختیار ہی کہ جس آدھے کو چاہے اُسکے ثمن پر مرابحۃً فروخت کرے اور اگر چاہے تو سب کو تین سو درم پر مرابحۃً فروخت کرے یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور راس المال مین دھلائی اور بیل لگائی اور نقش کرائی کی مزدوری

ل قال المترجم اس کلام سے یہ مراد ہو کہ [illegible] آنے والوں [illegible] اتنے داموں [illegible] نہین [illegible]

ع [illegible] عوض [illegible] ۱۲ منہ

اور بٹنے کی مزدوری اور بکریان ہانکنے کی مزدوری اور حمالی ملانا جائز ہی اور اصل یہ ہی کہ تاجرون کا عرف بیع مرابحۃ مین معتبر ہی پس جن چیزون کا راس المال مین ملانا اُنکے عرف مین ہوگا وہ ملائی جاوینگی ورنہ نہین ملائی جاوینگی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور جو کچھ اُس شخص نے سفر مین اپنی ذات پر خرچ کیا ہی کھانے اور کرایہ وغیرہ سے وہ اُسمین نہ ملاوے کیونکہ اس عرف کا ہونا ظاہر ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور چرواہے کی اجرت اور غلام کو کوئی ہنر سکھلانے یا قرآن پڑھانے یا علم پڑھانے یا شاعری سکھانے کی اجرت یا مال کے حفاظت سے رکھنے کے مکان کا کرایہ راس المال مین نہ ملاوے اور اسیطرح غلامون کے محافظ یا اناج کے محافظ کی اجرت بھی نہ ملاویگا اور ایسے ہی طبیب کی اجرت اور رائض اور بیطار کی اجرت اور آبق کی مزدوری اور خادمون کی اجرت اور جرم کا جرمانہ اور جو اُس سے راہ مین ظلم سے لیا گیا راس المال مین نہ ملاوے مگر اُسصورت مین کہ اِنکے ملانے کی عادت جاری ہو یہ نہر الفائق مین ہی اور پچھنے لگانیوالے کی اُجرت نہ ملاوے اور آناج کے ثمن مین پیمانہ کرنے والون کی اجرت نہ بڑھاوے یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور ظاہر الروایت مین دلال کی اجرت بڑھاویگا اور چوپایون کی بیع مین جھولون یا اُسکے مانند چیزون کا ثمن نہ ملاوے اور غلام کی بیع مین کھانے اور کپڑے کا خرچ ملاوے مگر وہ نہ ملاوے جو اسراف اور زیادتی ہو اور چوپایون کے چارہ کے دام ملاوے لیکن اگر کوئی چیز اِنسے مثل دودھ یا صوف یا روغن کے پیدا ہو کر اسکو ملگئی ہو تو بقدر اُسکی قیمت کے ساقط کرے اور جو زیادہ ہو اُسکو ملاوے بخلاف اسصورت کے کہ اگر اُسنے چوپایہ یا غلام یا گھر کو اجرت پر دیا اور اُسکی اجرت لیلی تو باوجود اسکے جو کچھ اُسنے ان چیزون پر خرچ کیا ہی اور راس المال مین ملاکر مرابحۃً فروخت کریگا کیونکہ اجرت اُنکی ذات سے نہین پیدا ہوئی ہی ایسے ہی مرغی کے انڈون کو حساب کریگا اور جو اس سے زیادہ خرچ کیا ہوگا اُسکو ملاویگا اور رنگ کرانے اور کہگل لگانے اور کنوان کھدوانے کی اجرت جبتک یہ چیزین گھر کے اندر باقی ہون راس المال مین ملاویگا پس اگر یہ چیزین زائل ہو جاوین تو نہین ملاویگا اور ایسے ہی کھیتی اور انگور کو سینچنے کی اجرت اور اُسکے پیراستہ کرانے کی اجرت بھی ملاویگا اور اگر کپڑا اپنے آپ دھویا یا خود کہگل لگائی یا ایسے ہی اعمال خود کیئے تو کچھ نہ ملاویگا یا اگر ایسے کام کسی نے احسان کے طور پر یا عاریتاً کردئے تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی نہر کھدوانے اور کاریز بنانے اور پانی کا باندھ بنانے اور جوتنے اور درخت لگانے مین جو خرچ ہو وہ ان چیزون کے باقی رہنے تک ملاویگا اور ایسے ہی پھل جھاڑنے والے اور میوہ چننے والے کی اجرت بھی ملادے اور اُنکی حفاظت کرنے والے کی اجرت نہ ملاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کوئی بکری خریدی اور اُسکے ذبح کرنے اور کھال کھینچنے اور نمک دینے کے واسطے کوئی مزدور لیا تو ان سب کی اجرت راس المال مین ملاویگا اور ایسے ہی اگر تانبا خریدا اور اُسکے برتن بنانے والے کو اجرت پر مقرر کیا تو اُسکو بھی حساب کرے اور ایسے ہی لکڑی کی صورت مین دروازہ بنانے کے واسطے بڑھئی کی اجرت بھی ملادے اور ایسے ہی اگر لکڑی خریدی اور اُسکا کوئلہ کیا تو آگ روشن کرنے والے اور بھٹی بنانے والے اور کوئلہ نکالنے والے کی اجرت راس المال مین ملاوے ایسا ہی محیط مین لکھا ہی۔ اگر غلام کا نکاح کردیا تو اُسکا مہر راس المال مین نہ ملاوے اور اگر باندی کا نکاح کردیا تو اُسکا راس المال مین سے مہر کم نہ کرے اگر موتی خریدے اور اُسمین سوراخ کرائے تو اُسکی اجرت ملاوے

۲ [illegible]

اور یاقوت کی صورت مین اگر چھید کرانا اُسکو ناقص کرتا ہو تو چھید کرائی کی مزدوری نہ ملاوے اور اگر چھید کرانے سے اُسکی قیمت بڑھتی ہو یا چھید کرانا ضروری ہو تو ملاوے اگر ابرا اور استر خریدا اور دونون کا جبہ بنایا اور اُسمین ایسی روئی بھری جو اُسکو وراثت یا ہبہ مین ملی ہی تو دھلائی اور سلائی کو ثمن مین ملاوے اور اگر کپڑا اُسکو وراثت مین ملا اور اُسکے نیچے اُسنے ایسا پوستین لگایا کہ جسکو اُسنے خریدا ہی یا پوستین میراث مین ملا ہو اور ابرا اُسنے خریدا تو پوستین کا ثمن اور سلائی راس المال مین ملاوے اور اگر دو کپڑے کہ ایک خریدا ہو اور دوسرا میراث مین ملا ہو پھر دونون کو مرابحۃً بیچا اور کہا کہ دونون مجکو دس درم مین پڑے ہین تو جائز نہین ہی کیونکہ میراث کا کپڑا اُسنے کسی چیز کے عوض نہین خریدا ہی اور اگر اُسنے اُس میراث کے کپڑے کو ایک درم خرچ کرکے عصفر سے رنگایا پھر دونون کو مرابحۃً فروخت کیا اور کہا کہ مجکو دس درم مین پڑے ہین تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر بائع نے بیع مرابحۃ مین خیانت کی تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے ثمن مین لے ورنہ ترک کر دے اور اگر بیع تولیہ مین اُسنے خیانت کی تو ثمن مین سے کم کر دیگا اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور خیانت کی صورت مین اگر مبیع واپس کرنے سے پہلے تلف ہوگئی یا اُسمین کوئی ایسی چیز پیدا ہوگئی کہ جس سے فسخ ممنوع ہوتا ہی یہ خیانت ظاہر ہونے کے وقت ہوا تو مشتری کو پورے ثمن پر لازم ہوگی اور اُسکا خیار امام اعظم رح کے نزدیک باطل ہو جاویگا اور یہی امام محمد رح کا مشہور قول ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر مبیع مین کچھ عیب تھا اور اُسکو مشتری سے پوشیدہ کیا پھر جب مشتری نے اُسکو دیکھا تو اُسپر راضی ہوگیا تو اُسکو مرابحۃً بیچنا جائز ہی اور ایسے ہی اگر اُسکو اُسنے مرابحۃً خرید کیا پھر اُسکو اُسکا مالک لے آیا تو اُسکو اختیار ہی کہ جتنے کو لیا ہی اُسپر نفع لیکر مرابحۃً فروخت کرے یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر مبیع مین بائع کے پاس یا مشتری کے پاس آسمانی آفت سے یا مشتری کے فعل سے یا خود مبیع کے فعل سے کوئی عیب پیدا ہوگیا تو اُسکو مرابحۃً پورے ثمن پر بدون بیان کرنے کے ہمارے تینون امامون (امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رح ۱۲) کے نزدیک بیچنا جائز ہی اور اگر بائع کے فعل یا اجنبی کے فعل سے اُسمین کچھ عیب پیدا ہوا تو جبتک بیان نہ کرے اُسکو مرابحۃً بیچنا جائز نہین ہی اور ایسے ہی اگر مبیع مین کچھ زیادتی پیدا ہوئی جیسے پھل یا بچہ یا صوف اور وہ اُسکے پاس موجود ہی پھر اُسکے فعل سے یا اجنبی کے فعل سے تلف ہوگئی تو بدون بیان کرنے کے اُسکو مرابحۃً بیچنا جائز نہین ہی اور اگر آسمانی آفت سے تلف ہوئی تو بدون بیان کے مرابحۃً بیچنا جائز ہی اور اگر کوئی ثیبہ باندی خریدی اور اُس سے وطی کی تو بدون بیان کرنے کے اُسکو مرابحۃً بیچنا جائز ہی اور اگر باکرہ ہو تو بدون بیان کے مرابحۃً بیچنا جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی کپڑا خریدا کہ اُسکو چوہے نے کاٹ ڈالا یا آگ نے جلا دیا تو بلا بیان اُسکو مرابحۃً بیچ سکتا ہی اور اگر اُسکے کھولنے یا لپیٹنے مین تھک کر نقصان آوے تو اُسکو بیان کرنا لازم ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کسی دار یا زمین کو کرایہ پر چلایا بدون اسکے کہ اُسمین کچھ نقصان آوے تو اُسکو جائز ہی کہ بدون بیان کے مرابحۃً فروخت کرے اور اگر کوئی شی اُدھار خریدی تو بدون بیان کرنے کے اُسکو مرابحۃً فروخت نکرے اور یہ حکم ایسی میعاد مین ہی کہ جسکی شرط لگائی ہو اور اگر شرط نہ لگائی گئی ہو ولیکن اُسکی رسم تاجرون کے درمیان جاری ہو جیسے کہ اکثر شہر مین شی کو فروخت کرکے اُسکے ثمن کا ایکبارگی مطالبہ نہین کرتا ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا ایکے ہر مہینہ یا ہر

ع [illegible]

ع [illegible]

بہر دس دن مین بائع سے لیتا ہو تو ایسی صورت مین اکثر مشائخ کے نزدیک بیان کرنا ضرور نہین ہی پھر جو مدت کہ شرط کی گئی ہو اگر ایسی صورت مین بدون بیان کے فروخت کیا اور مشتری اُس سے آگاہ ہوا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو رضامند ہوکر اُسکو لے لے ورنہ واپس کر دے یہ محیط مین لکھا ہی۔ پس اگر مشتری نے مبیع کو تلف کر دیا یا خود تلف ہوگئی پھر مدت کی شرط سے آگاہ ہوا تو بیع لازم ہو جاویگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے قرضہ کے عوض قرضدار سے کوئی چیز خریدی حالانکہ دوسرے سے اِن داموں کو نہ لیتا تو اُسکو مرابحۃً بیچنا بدون بیان کے جائز نہین ہی اور اگر دوسرے سے بھی ان داموں کو لے لیتا تو مرابحۃً بیچ سکتا ہی خواہ لفظ خرید کے ساتھ لی ہو یا لفظ صلح کے ساتھ اور ظاہر الروایت کے موافق صلح اور خرید مین فرق ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ ہر جگہ کہ جہان بیان کرنا واجب تھا اور بائع نے بیان نہ کیا جب مشتری اُس سے آگاہ ہو تو اُسکو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے ثمن مین بیع تمام کرے ورنہ مبیع واپس کر دے پس اگر مبیع اُسکے پاس موجود نہو تو اُسکو پورا ثمن دینا پڑیگا اور خیار نہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر بائع نے تھوڑا ثمن مشتری کو چھوڑ دیا تو مشتری باقی ثمن پر مرابحۃً فروخت کریگا اور اسیطرح اگر بیچنے کے بعد اُسنے کم کر دیا تو مشتری دوسرے مشتری سے بھی اُسکو مع حصہ نفع کے کم کر دیگا اور اگر بائع نے بیع مرابحۃً سے اُسکو بیع تولیہ کر دیا تو دوسرے مشتری سے بھی ایسا ہی کیا جاویگا اور اگر مشتری نے ثمن مین زیادہ کر دیا تو اُسکو اصل اور زیادتی دونون پر مرابحۃً بیچیگا اور یہ مذہب ائمہ ثلاثہ کا ہی اگر کوئی کپڑا خریدا کہ اُسکا ثمن نہین ادا کیا ہی پھر اُسکو نفع سے فروخت کیا تو جائز ہی پس اگر اِسکے بعد اُسکو ایک مہینہ کی مہلت دیگئی تو اُسپر یہ واجب نہین ہی کہ اپنے مشتری کو بھی ثمن ادا کرنے مین مہلت دے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری کو پورا ثمن ہبہ کر دیا گیا تو جتنے کو خریدا تھا اُسپر مرابحۃً بیچنا جائز ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک کپڑا خریدا اور اُسکو نفع سے بیچا پھر اُسکو خریدا پس اگر مرابحۃً بیچنا چاہے تو جو نفع اُٹھایا ہی اُسکو ساقط کرے اور اگر پورے ثمن کا احاطہ کر لیا تو مرابحۃً فروخت نہ کرے اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک اخیر ثمن پر مرابحۃً بیچ سکتا ہی۔ اگر کوئی کپڑا دس درم کو خریدا پھر اُسکو پندرہ درم کو بیچا اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر اُسکو دس درم مین خریدا تو اُسکو پانچ درم پر مرابحۃً فروخت کرے اور کہے کہ مجھکو پانچ درم مین پڑا ہی اور یہ نہ کہے کہ مین نے پانچ درم مین خریدا ہی اور اگر اُسکو دس درم مین خریدا اور بیس درم مین بیچا پھر اُسکو دس درم مین خریدا تو اُسکو مرابحۃً سے بیچنا جائز نہین ہی ایک غلام نے کہ جسکو تجارت کی اجازت دیگئی تھی اور اُسپر اتنا قرض تھا کہ جو اُس غلام کی قیمت کو محیط تھا اُسنے ایک کپڑا دس درم کو خریدا اور اپنے مالک کے ہاتھ پندرہ درم کو بیچا تو اُسکا مالک دس درم پر مرابحۃً فروخت کریگا اگر اُسکے مالک نے دس درم کو خریدا اور غلام کے ہاتھ پندرہ درم کو بیچا تو وہ غلام دس درم پر نفع سے فروخت کریگا اور مکاتب کا حکم بھی اسی غلام کے مانند ہی اور اگر اُسکے مالک نے یہ بیان کر دیا کہ مین نے اُسکو اپنے مکاتب یا قرضدار غلام سے کہ جسکو مین نے تجارت کی اجازت دی تھی خریدا ہی تو اُسکو پندرہ درم پر مرابحۃً بیچنا جائز ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر رب المال نے اپنے مضارب سے مال مضاربت خریدا تو اُسکے حصہ نفع کے اوپر اُسکو مرابحۃً بیچنا جائز ہی ایسا ہی اگر ایسے شخص سے خریدا جسکی گواہی اُسکے حق مین مقبول نہین ہی تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔

ع
یعنے نفع مین سے
جو حصہ پہنچے
اسکے برابر

اور اگر ایسے شریک سے جسکو شرکت عنان ہی کوئی چیز خریدی تو اسکو مرابحۃً بیچنے مین کچھ خوف نہین ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ وہ شی خاص شریک کی ہو اور اسکو اپنے واسطے خریدا ہو اور اگر وہ شی شرکت کی ہو اور اسکو خاص اپنے واسطے خریدا ہو تو اسکو جائز ہی کہ شریک کے حصہ کو خرید پر مرابحہ سے فروخت کرے اور اپنا ذاتی حصہ پہلے ثمن پر مرابحہ سے فروخت کرے یہ حاوی مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام ایک ہزار درم کو خریدا اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر اسکو ایک ہزار ایک سو درم پر مرابحہ سے فروخت کیا اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر دوسرے مشتری کو معلوم ہوا کہ پہلی خرید ایک ہزار درم پر تھی اور اس سے جھگڑا کیا اور اس بات پر گواہ پیش کیے پس بائع نے کہا کہ پہلے مین نے اسکو ایک ہزار درم مین خریدا تھا پھر اسکو بائع کو ہبہ کر دیا پھر ایک ہزار ایک سو درم مین خریدا ہی تو اسکی تصدیق نہ کیجاویگی پس اگر اسنے مشتری کے علم پر قسم طلب کی اور کہا کہ ہبہ کے وقت اور ایک ہزار ایک سو کی خرید کے وقت یہ حاضر تھا تو اس سے اسکی آگاہی پر قسم لیجاویگی اور اگر مشتری اول نے یہ دعوے نہ کیا بلکہ کہا کہ یہ سو درم زائد مین نے اسکے کھانے اور باربرداری مین جہان سے خریدا تھا یہان تک لانے مین خرچ کیے ہین پس اگر اسنے مرابحۃً فروخت کرتے وقت یہ کہا تھا کہ مجکو اتنے مین پڑا ہی تو اسکا قول قسم سے معتبر ہوگا اور اگر یہ کہا تھا کہ مین نے اسکو ایک ہزار ایک سو کو خریدا ہی تو اسکا قول اس باب مین کہ یہ ایک سو درم خرچ پڑے ہین مقبول نہوگا کسی نے ایک کپڑا پندرہ درم کو خریدا اور ثمن ادا کر دیا پھر اسکو دہ یازدہ کے نفع پر فروخت کیا اور خبر دی کہ مجکو دس درم مین پڑا ہی پھر دس درم اور اسکا نفع لے لیا پھر اسکے بعد کہا کہ مین نے غلطی کی مجکو پندرہ درم مین پڑا ہی اور مشتری نے اسکو جھٹلایا تو اس راس المال کے دعوی مین بائع کی دلیل مقبول نہوگی اور اگر مشتری نے اسکی تصدیق کی تو اس سے کہا جائیگا کہ ساڑھے پانچ درم ادا کرے یا بیع کو واپس کرے اور یہ قول امام ابو یوسف کا ہی اور امام اعظم کے نزدیک مشتری سے زیادتی نہ لیجاویگی صرف بائع سے کہا جائیگا کہ اگر تو چاہے تو بیع کو فسخ کر کے کپڑا لیلے اور جو تو نے لیا ہی واپس کر دے اور اگر چاہے تو اتنے دامون مین جو تجکو ملے بیع کو سپرد کر دے کہ اس سے زیادہ نہ دیے جاوینگے اور اگر مشتری نے کہا کہ تو نے پانچ درم مین خریدا اور خیانت کر کے اپنا راس المال دس درم بتلایا اور اسپر اس سے قسم لینے کا ارادہ کیا تو امام اعظم کے نزدیک بائع پر قسم نہ آویگی اور اگر بائع نے اقرار کیا کہ میرا راس المال پانچ درم ہین یا اسپر گواہ قائم ہو گئے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واپس کیا جاویگا اور امام اعظم کے نزدیک نہین بلکہ اگر مشتری چاہے تو بیع واپس کرے ورنہ جو ثمن ادا کیا ہی اسکے عوض لے لے اور اگر ان دونون مسئلون مین بیع تلف واقع ہوئی ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک زیادتی اور نقصان مین دونون ایک دوسرے سے واپس لینگے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا نقصان کی صورت مین ہی اور ایسے ہی انکے قول کا قیاس زیادتی مین ہی اور اسی طرح اگر اس کپڑے کو دس درم پر ایک درم کے نفع سے خریدا تو سب صورتون مین ایسا ہی حکم دہ یازدہ کا حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے دہ یازدہ کے نفع سے یا جو اسکے مانند ہو فروخت کیا پھر مشتری ثمن سے آگاہ ہونے کے وقت اگر چاہیگا تو اسکو لیگا ورنہ ترک کر دیگا اور اگر عقد بیع واقع ہونے سے پہلے ثمن سے آگاہ ہوا تو واپس نہین کر سکتا ہی اگر کسی نے ایک کپڑا پانچ درم کو خریدا اور دوسرے سے

ف [illegible]

چھ درم کو دوسرا خریدا پھر دونون نے دونون کپڑے ایک ہی صفقہ مین نفع یا نقصان سے فروخت کیے تو اُن دونون کے راس المال کے حساب سے ثمن دونون مین تقسیم ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہے۔ اگر ایک کپڑا جو دس کی مالیت تھا دس درم مین خریدا اور دوسرے نے ایک کپڑا جو بیس کی مالیت تھا دس مین خریدا اور اسکو حکم کیا کہ اپنے کپڑے کے ساتھ فروخت کردے پس اُسنے بیچتے وقت مشتری سے کہا کہ دونون مجھے بیس مین پڑے ہین اور مین تیرے ہاتھ انکو دس درم کے نفع سے بیچتا ہون پس اُسنے دونون کو خریدکر قبضہ مین لیا اور حکم دینے والے کے کپڑے مین عیب پاکر واپس کرنا چاہا اور کہا کہ مین نے دونون کو ایک صفقہ مین بیس درم کو خریدا ہے اور ثمن اور نفع کے تین ٹکڑے ہوکر یہ کپڑا دو ثلث ثمن پر واپس کرتا ہون اور بائع نے کہا کہ دو صفقہ مین بیع ہوئی ہے پس آدھے ثمن پر واپس کر تو مشتری کا قول اُسکی قسم سے معتبر ہوگا کہ قسم کھائیگا کہ واللہ مین نہین جانتا کہ ایسا ہے جیسا بائع کہتا ہے اور اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو مشتری کے گواہ مقبول ہونگے اور بائع سے دو ثلث ثمن واپس کریگا اور مامور اپنے حکم دینے والے سے پندرہ درم لیگا اور پانچ درم دیگا اور اگر مشتری نے دو صفقون کا دعوے کیا اور بائع نے ایک صفقہ کا تو بائع کا قول لیا جاویگا اور مشتری کے گواہ یہ کافی مین لکھا ہے۔ پس اگر مشتری نے بائع مامور کے کپڑے مین عیب پاکر واپس کیا تو دس درم مین واپس کریگا اور اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو مشتری کے گواہ قبول ہونگے اور اگر حکم دینے والے کے کپڑے مین عیب پایا تو اسکو پندرہ درم مین واپس کرے کیونکہ مشتری نے انہین پندرہ درم کا دعوے کیا ہے اور بائع نے پانچ درم زائد کا اقرار کیا ہے پس اگر چاہے تو تصدیق کرکے اُس سے لیوے ورنہ چھوڑ دے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُس وقت ہے کہ بائع کو اپنے اقرار پر اصرار ہو اور اگر ایسا نہو تو یہ پانچ درم نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے کوئی چیز جتنے مین اسکو پڑی ہے دوسرے کو بطریق تولیہ دیدی اور مشتری کو نہ معلوم ہوا کہ کتنے کو اُسکو پڑی ہے تو بیع فاسد ہے پس اگر بائع نے اُسی مجلس مین اُسکو آگاہ کیا تو بیع صحیح ہوگی اور مشتری کو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسکو لے ورنہ چھوڑ دے یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر کوئی کپڑا دس درم کو خریدا پھر اُسکو دہ یازدہ کی کمی سے بیچ ڈالا تو راس المال کے ہر درم کے گیارہ جزو کیے جاوینگے پس سب ایک سو دس جزو ہونگے پھر انمین سے ہر درم کا ایک جزو کم کیا جاویگا اور وہ دس درم ہوئے اور اسی طور پر یہ حکم سب صورتون مین جاری کیا جاتا ہے مثلاً اگر دہ دوازدہ کی کمی سے بیچا تو ہر درم کے بارہ حصے کیے جاوینگے پس کل ایک سو بیس حصے ہوئے اور انمین سے بیس ساقط ہو جاوینگے کذا فی المحیط

پندرھوان باب استحقاق کے بیان مین ۔ بیع کا حقدار پیدا ہونے سے پہلا عقد حقدار کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور علی ظاہر الروایت کے موافق اُسکا ٹوٹ جانا اور فسخ ہوجانا واجب نہین ہوتا یہ محیط مین لکھا ہے اور اس باب مین اختلاف ہے کہ بیع کب فسخ ہوجاتی ہے اور صحیح یہ ہے کہ جبتک بائع سے ثمن نہ واپس کرے فسخ نہین ہوتی ہے حتے کہ اگر مستحق نے قاضی سے حکم پانے کے بعد یا قبضہ کے بعد پہلے اس سے کہ مشتری بائع سے اپنا ثمن واپس کرے بیع کی اجازت دی تو صحیح ہوگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہے۔ اور اگر مبیع ایک شے ہو جیسے ایک کپڑا یا ایک غلام اور قبضہ سے پہلے یا بعد کو اُسکے ٹکڑے کا کوئی حقدار پیدا ہو تو مشتری کو باقی مین

خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لے ورنہ چھوڑ دے اور اگر بیع دو چیزین ہین جیسے دو غلام یا دو کپڑے اور دونون کے قبضہ سے پہلے ایک کا کوئی حقدار نکلا یا ایک کے قبضہ کے بعد حقدار پیدا ہوا تو مشتری کو دوسرے مین خیار حاصل ہوگا اور اگر دونون کے قبضہ کے بعد کوئی حقدار نکلا تو اُسکو دوسرے مین خیار نہوگا اگرچہ صفقہ جدا ہوگیا اور اگر بیع کیلی یا وزنی چیز ہو اور قبضہ سے پہلے اُسمین بعض کا کوئی مستحق ہوا تو مشتری کو باقی مین خیار ہوگا اور قبضہ سے بعد اُسکے بعض کے حقدار ہونے مین امام اعظم رح سے دو روایتین آئی ہین یہ محیط مین لکھا ہو۔ کسی کے پاس تین قفیز گیہون ہین کہ اُسمین سے ایک قفیز ایک کے ہاتھ پھر دوسرا دوسرے کے ہاتھ پھر تیسرا تیسرے کے ہاتھ فروخت کرکے سب کو تینون قفیزین ناپ دین پھر سب مین سے ایک قفیز کا کوئی حقدار پیدا ہوا تو وہ تیسرا قفیز لیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ اگر مبیع یا مغصوب کا بکنے یا غصب ہونے کے وقت سے کوئی حقدار نکلا تو مشتری اپنا ثمن واپس کرلے اور غاصب بری ہوگیا اگر کسی نے ایک کپڑا خریدا یا غصب کرکے اُسکا قمیص سلایا یا گیہون خرید کر پسائے یا بکری خرید کر حلال کرکے اُسکو بھونا پھر اُسکا کوئی حقدار نکلا تو مشتری ثمن واپس نہین کرسکتا ہو اور غاصب بری ہوگا بلکہ مالک اُس سے ضمان لے سکتا ہو اور اگر نہ سلایا یا نہ بھونا تو مشتری واپس کرسکتا ہو اور غاصب بری ہوگا اور اگر مستحق دلیل لایا کہ اسکا سر میرا ہو اور دوسرا دلیل لایا کہ اسکا گوشت میرا ہو اور تیسرا کہ اسکی کھال میری ہو تو بھی بائع سے ثمن نہین لے سکتا ہو اسیطرح اگر ایک کپڑا خریدا اور اُسکو نہ سلایا اور ایک شخص اس بات پر دلیل لایا کہ آستینین میری ہین اور دوسرا اس بات پر کہ کلیان میری ہین اور تیسرا اس بات پر کہ باقی میرا ہو تو بھی مشتری بائع سے ثمن واپس نہین کرسکتا ہو یہ کافی مین لکھا ہو۔ اگر قبضہ سے پہلے مبیع کا کوئی حقدار نکلا اور بائع اور مشتری دونون نے دعوی کیا کہ بائع نے اسکو مستحق سے خریدا اور قبضہ کرلیا پھر مشتری کے ہاتھ بیچا ہو تو ان دونون کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر بائع نے گواہ نہ پائے تو قاضی دونون کے درمیان بیع توڑ دیگا اور بائع مشتری کو ثمن واپس کردیگا پھر اگر بائع نے گواہ پائے تو قاضی کا توڑا ہوا پھر نہ ٹوٹیگا ہان اگر استحقاق مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد ہو تو اُسکو توڑ دیگا اور مبیع مشتری اخیر کے ذمہ پڑیگی اور اگر بدون حکم قاضی کے دونون نے بیع توڑ دی تھی باین طور کہ مشتری نے اُس سے ثمن مانگا اور اُسنے دیدیا تو انکا توڑنا کسی حال مین مرتفع نہوگا اور اگر مشتری نے بدون بائع کی رضامندی کے بیع توڑی تو نہ ٹوٹیگی تا وقتیکہ قاضی نہ توڑے یہ حاوی مین لکھا ہو۔ منتقی مین مذکور ہو کہ کسی نے ایک غلام ایک ہزار درم کو خریدا اور قبضہ سے پہلے یا بعد بائع نے ثمن مشتری کو ہبہ کیا پھر غلام کا کوئی حقدار نکلا تو مشتری کو بائع سے ثمن لینے کی کوئی راہ نہین ہو اور اگر غلام کے مستحق نے قبل اسکے کہ غلام دلانے کا اُسکے واسطے حکم دیا جاوے بیع کی اجازت دی تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع اور ہبہ دونون جائز ہین اگر ہبہ ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے ہو تو بائع اُسکے مثل غلام کے مالک کو ضمان دے اور قبضہ کرنے کے بعد ہبہ جائز نہین ہو پس مشتری کو ادا کریگا اور وہ غلام کے مالک کا ہوگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ زید نے عمرو سے ایک غلام خریدا پھر اُسکو بکر کو ہبہ کردیا پھر بکر نے خالد کے ہاتھ بیچا پھر خالد کے پاس اُسکا حقدار پیدا ہوا تو زید اپنا ثمن عمرو سے نہین لے سکتا ہو جبتک کہ خالد اپنا ثمن بکر سے نہ لیوے اور جب اُسنے لے لیا تو وہ بھی لیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ زید نے ایک غلام خرید کر قبضہ کیا پھر بکر کو ہبہ یا صدقہ مین دیا پھر خالد نے اگر بکر کے ہاتھ سے اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو زید اپنے بائع سے ثمن واپس کرسکتا ہو۔

اور اگر زید نے عمرو سے خریدا اور بکر کے ہاتھ بیچ کر سپرد کر دیا پھر بکر کے پاس سے حقدار لے لیا تو امام اعظم کے نزدیک دوسرے مشتری کے ثمن واپس کرنے سے پہلے پہلا مشتری اپنے بائع سے ثمن نہین لے سکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ خریدی ہوئی باندی مشتری کے پاس بچہ جنی جو مشتری کا نہ تھا پھر اُس باندی کا گواہون سے کوئی حقدار نکلا تو استحقاق مین اُسکا بچہ اُسکے تابع ہوگا اور اگر مشتری نے اقرار کیا کہ یہ باندی فلان شخص کی ہی تو بچہ اُسکے تابع نہوگا اور اگر حقدار کے واسطے اصل شی کا حکم دیا گیا اور زوائد کا حال نہ معلوم ہوا تو زوائد قاضی کے حکم مین داخل نہوگی اور ایسے ہی اگر یہ زیادتی دوسرے کے ہاتھ مین ہو اور وہ غائب ہو تو بھی یہ زوائد قاضی کے زیر حکم نہ داخل ہونگی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کسی مشتری سے کہا کہ تو مجکو خرید لے کہ مین غلام ہون اور اُسنے خرید لیا پس وہ آزاد نکلا تو اگر بائع حاضر ہو یا اسطرح غائب ہو کہ پہچانا جا سکتا ہی تو اس غلام کے ذمہ کچھ نہوگا اور اگر بائع اسطرح غائب ہو کہ نہین پہچانا جا سکتا ہی مثلاً اُسکا ٹھکانا (یعنی ٹھکانا معلوم ہو ۱۲) نہ معلوم ہو تو مشتری اپنا مال ثمن اُس شخص سے لیگا کہ جسنے اُس سے کہا کہ تو مجکو خرید لے کہ مین غلام ہون پھر یہ شخص اگر قادر ہو تو جو اُسنے مشتری کو واپس دیا ہی اُس شخص سے لے کہ جسنے اسکو بیچا تھا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے ایک دار مین اپنے حق مجہول کا دعوی کیا یعنی کسی قدر کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے انکار کیا پھر سو درم پر صلح کی اور اُنکو مدعی نے لے لیا پھر دار کے ٹکڑے کا کوئی حقدار نکلا تو مدعا علیہ مدعی سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر اُسنے پورے دار کا دعوی کیا تھا اور سو درم پر صلح ہوئی تو اب صلح کا ٹوٹ جانا ضروری ہی اور اگر مدعی نے اسپر گواہ قائم کیے تو اُسکے گواہ مقبول نہونگے مگر اسصورت مین کہ یہ دعوی کرے کہ مدعا علیہ نے میرے حق کا اقرار کیا ہی تو دعوی صحیح اور گواہ قبول کیے جاوینگے یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر اُس شخص نے کسی مقدار معلومہ کا دعوی کیا مثلاً چوتھائی وغیرہ تو جبتک مدعا علیہ کے پاس اسقدر رہی تب تک مدعی سے کچھ نہین واپس کر سکتا ہی اور اگر اس سے کم رہجاوے تو بحساب استحقاق کے واپس کریگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر کوئی باندی خریدی اور قبضہ کیا پھر اُسنے (باندی نے ۱۲) دعوی کیا کہ وہ اصلی حرہ یا فلان شخص کی ملک یا آزاد کی ہوئی یا مدبرہ یا اُسکی ام ولد ہی اور فلان شخص نے اُسکی تصدیق کی یا مشتری سے قسم لی اور اُسنے انکار کیا تو بائع سے اپنا ثمن نہین لے سکتا ہی اور اگر فلان شخص اس بات پر گواہ لایا کہ یہ مستحق کی ملک ہی تو مقبول نہونگے اور اگر بائع کے اس اقرار پر کہ یہ مستحق کی ملک ہی گواہ لایا تو مقبول ہونگے اور اگر مشتری اس بات پر گواہ لایا کہ یہ اصلی حرہ ہی اور وہ دعوی بھی کرتی تھی یا اِس بات پر گواہ لایا کہ یہ فلان شخص کی ملک ہو اور بیع واقع ہونے سے پہلے اُسنے اسکو آزاد کیا یا مدبرہ یا ام ولد بنایا ہی تو اسکے گواہ مقبول ہونگے اور ثمن بائع سے واپس لیگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ کوئی باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کیا پھر دوسرے کے ہاتھ فروخت کی پھر دوسرے نے تیسرے کے ہاتھ فروخت کی پھر باندی نے دعوی کیا کہ مین حرہ ہون پس تیسرے نے بائع کو اُسکے کہنے پر واپس کر دیا اور اُسنے قبول کر لیا پھر دوسرے نے پہلے کو واپس کرنا چاہا تو اُسنے قبول نہ کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ باندی آزاد ہونے کا دعوی کرتی تھی تو پہلے کو نہ قبول کرنا جائز ہی اور اگر دعوی کرتی تھی کہ وہ اصلی حرہ ہی پس اگر بیچنے اور سپرد کرنے کے وقت فرمانبرداری سے رہی تو یہ بمنزلہ آزادی کے دعوی کے ہی اور اگر اُسوقت فرمانبردار نہ تھی پھر دعوی کیا کہ وہ حرہ ہی تو پہلے بائع کو قبول نہ کرنا جائز نہین ہی کسی نے ایک باندی خریدی اور وہ بیع کے وقت

حاضر نہ تھی اور مشتری نے اُسپر قبضہ کیا اور اُسنے بندہ ہونے کا اقرار نہ کیا پھر مشتری نے دوسرے کے ہاتھ اُسکو بیچا اور وہ اُسوقت بھی حاضر نہ تھی اور دوسرے مشتری نے اُسپر قبضہ کیا پھر اُسنے کہا کہ مین آزاد ہون تو قاضی اُسکا قول قبول کریگا اور یہ لوگ ایک دوسرے سے اپنا ثمن واپس کرلین پس اگر پہلے مشتری نے کہا کہ باندی نے بندہ ہونیکا اقرار کیا ہی اور دوسرے مشتری نے اُس سے انکار کیا اور پہلے مشتری کے پاس اُسکے اقرار کی کوئی دلیل نہین ہی تو دوسرا مشتری پہلے مشتری سے اپنا ثمن لے لیگا اور پہلا مشتری اپنے بائع سے نہین لے سکتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ کسی کے پاس ایک غلام تھا کہ اُسنے ایک شخص کے ہاتھ اُسکا آدھا فروخت کیا اور سپرد نہ کیا حتے کہ دوسرے کے ہاتھ اُسکا آدھا فروخت کرکے آدھا اُسکے سپرد کردیا پھر ایک گواہون سے آدھے غلام کا حقدار پیدا ہوا تو اُسکا استحقاق دونون بیع مین سے ہوگا اور اگر پہلے مشتری نے قبضہ کیا اور دوسرے نے نہین کیا تو استحقاق صرف دوسرے کی طرف رجوع ہوگا اور اگر دونون نے قبضہ کرلیا ہو تو استحقاق دونون مین سے ہوگا۔ کسی نے دو غلام ایک شخص سے ایک ہزار درم کو خریدے اور دونون پر قبضہ کیا پھر ایک معلوم غلام کے آدھے کا کوئی حقدار نکلا تو دوسرا غلام مشتری کے ذمہ اُسکے حصہ ثمن کے عوض لازم ہوگا اور اس غلام کے آدھے مین امام اعظم رح کے نزدیک اُسکو خیار حاصل ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر بائع نے آدھا اُسکے ہاتھ بیچا اور آدھا اُسکے پاس ودیعت رکھا یا آدھا بیچا پھر آدھا بعوض مردار یا خون کے فروخت کیا تو مشتری اُس حقدار کا مخاصم ہوگا اور اگر آدھا ایک کے ہاتھ بیچا اور آدھا دوسرے کے پاس ودیعت رکھا تو بکے ہوئے کا آدھا بھی قضاءً دلایا جاویگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ کوئی زمین خریدی اور اُسمین عمارت بنائی اور اُسکا کوئی حقدار پیدا ہوا تو جو کچھ اُسنے اُسکی عمارت مین صرف کیا ہی اُسکو بائع سے واپس لینے کی کوئی روایت نہین آئی ہی اور بعضون نے کہا کہ واپس نہ لیگا اور شمس الاسلام اوزجندی سے پوچھا کہ کسی نے ایک باندی خریدی پھر کھلا کہ وہ حرہ ہی اور بائع مرچکا اور نہ کچھ چھوڑا اور نہ کوئی اُسکا وارث و وصی ہی مگر اس مردہ بائع کا بائع موجود تھا تو اُنھون نے فرمایا ہی کہ قاضی اس میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کرے کہ مشتری اس سے ثمن واپس کرے پھر وہ میت کی طرف سے اُسکے بائع سے ثمن واپس کریگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے کوئی چیز خریدی اور اُسکے پاس سے استحقاق مین لے لیگئی اور مشتری نے بائع سے اپنا ثمن لے لیا پھر کسی وجہ سے وہ مبیع مشتری کے پاس پہونچی تو اُسکو یہ حکم نہ دیا جاویگا کہ بائع کے سپرد کرے اور اگر اُسنے خریدنے کے بعد اقرار کیا ہو کہ یہ بائع کی ملک ہی اور باقی مسئلہ یہی ہو تو اُسکو حکم دیا جاویگا کہ بائع کے سپرد کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک باندی خریدکر قبضہ مین لی اور ثمن ادا کردیا پھر گواہون کے ساتھ اُسکا کوئی حقدار نکلا اور مشتری نے چاہا کہ اپنا ثمن بائع سے لے اور بائع نے کہا کہ تجکو معلوم ہی کہ یہ گواہ جھوٹے ہین اور باندی میری ہی تھی مشتری نے کہا کہ ہان مین گواہی دیتا ہون کہ وہ باندی تیری تھی اور گواہ جھوٹے ہین تو اس سے مشتری کا ثمن واپس لینے کا حق باطل نہوگا ہان اگر یہ باندی کبھی مشتری کے ہاتھ آوے تو اُسکو حکم دیا جاویگا کہ بائع کے سپرد کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کوئی باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کیا پھر اُس سے دار الحرب کے لوگون نے خریدلی پھر اُسنے اس شخص سے خریدلی پھر گواہون سے اُسکا کوئی حقدار نکلا اور قاضی نے اُسکے دیدینے کا حکم کیا تو مشتری اپنے پہلے بائع سے

ثمن واپس کرسکتا ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ کوئی باندی خریدی اور کسی شخص نے اُس سے درک کی ضمانت کرلی اور اُسنے دوسرے کے ہاتھ فروخت کی اور دوسرے نے تیسرے کے ہاتھ اور سب نے قبضہ کرلیا پھر وہ استحقاق مین لے لیگئی تو کسی کو اختیار نہوگا کہ اپنے بائع سے واپس کرے جبتک قاضی اُسپر حکم نہ کرے اور یہی حال کفیل کا ہو تا وقتیکہ قاضی اُسپر حکم نہ کرے پہلا مشتری اُس سے کچھ واپس نہین لے سکتا اگر کسی نے ان مین سے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ غلام بائع کا ہو بعد ازانکہ قاضی نے مستحق کے واسطے حکم دیدیا تھا تو اُسکے گواہ قبول ہونگے اور اگر غلام کا کوئی بجائے باندی کے حقدار نکلا ولیکن خود اُسنے اسپر گواہ پیش کیے کہ مین اصلی آزاد ہون یا یہ کہ مین فلان شخص کا غلام تھا پھر اُسنے مجھے آزاد کردیا یا کسی شخص نے گواہ پیش کیے کہ یہ میرا غلام مدبر ہو اور انمین سے کسی چیز کا قاضی نے حکم دیدیا تو ہر ایک اپنے بائع سے قاضی کے حکم سے پہلے واپس لے سکتا ہو اور اسیطرح پہلے مشتری کو اختیار ہو کہ کفیل سے قبل بائع کے رجوع کے واپس کرلے یہ حاوی مین لکھا ہو۔ زید نے عمرو سے ایک باندی خریدی پھر بکر نے اسکا دعوی کیا اُس سے بھی زید نے خریدلی پھر اُسکا کوئی حقدار نکلا اور وہ مشتری کے پاس اُسکا بچہ جنی تھی تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ دونون ثمن ہر دو بائع سے واپس لے اور دوسرے شخص سے خریدنے کے چھ مہینے سے زیادہ کے بعد اگر وہ بچہ جنی تو دوسرے بائع سے اُس بچہ کی قیمت جو اُسنے مستحق کو ادا کی ہو واپس لے اگر اُسوقت سے چھ مہینے سے کم مدت مین جنی تو دونون بائع مین سے کسی سے نہین لے سکتا ہو اور بھی امام محمدؒ نے فرمایا ہو کہ اگر خریدی ہوئی زمین مین استحقاق ثابت ہو تو بائع مشتری کو عمارت بنانے اور درخت لگانے اور کھیتی ان سب کی ضمان دیگا اور کھیتی کی ضمانت کی صورت یہ ہو کہ دیکھا جاے کہ اُسکی کیا قیمت ہو وہ بائع ادا کریگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک دار خریدا اور اُسپر قبضہ کرلیا پھر اُسکے آدھے کا ایک حقدار نکلا پھر مشتری نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو مستحق سے لیا ہو اور اُسکا کوئی وقت نہ تبلایا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مشتری بائع سے کچھ ثمن نہین واپس کرسکتا ہو اور یہ صورت ایسی ہو کہ کسی شخص نے ایک دار خریدا پھر اُسکا دوسرے نے دعوی کیا پھر اُس سے بھی مشتری نے خریدلیا پس بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہو اور اگر مشتری نے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو مدعی سے نصف کے استحقاق کے بعد خریدا ہو تو گواہ قبول ہونگے اور وہ بائع سے آدھا ثمن واپس کرسکتا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی کہ کسی نے دوسرے سے ایک صاف زمین خریدی اور اُسمین عمارت بنائی پھر وہ زمین استحقاق مین نکل گئی اور قاضی نے مشتری کو عمارت گرانے کا حکم کیا اُسنے گرا کر تلف کردی تو عمارت کی قیمت بائع پر نہ چاہیے یہ تلف کرنا اُسنے خود اختیار کیا اور اگر اُسنے تلف نہ کی ولیکن بارش سے اُسمین فساد آیا یا کسی نے اُسکو توڑ دیا تو عمارت بنی ہوئی اور ٹوٹی ہوئی کے درمیان جو فرق ہو وہ بائع کو دینا پڑیگا اور بائع اگر چاہے تو اُس ٹوٹی ہوئی کو اُس حال مین لے لیوے اور اُسکی بنی ہوئی کی قیمت ادا کرے اور ٹوٹنے سے اُسمین جو نقصان آیا ہو اُسکے ہر طرح کا نقصان اُس قیمت سے کم کرلے پس اگر اُسنے یہ اختیار کیا تو مشتری کو خیار ہو کہ اگر چاہے ایسا کرے ورنہ نہ کرے اور اسیطرح جو فساد کسی کے جرم سے آجاے اُسمین مشتری اور بائع دونون کو خیار ہوگا پس ان صورتون مین اگر کسی پر متفق ہونگے تو وہ اُنکے درمیان نافذ کیجاویگی اور اگر اختلاف کیا تو وہ مشتری کے قبضہ مین چھوڑدیجاویگی اور بائع ٹوٹی ہوئی اور بنی ہوئی کے درمیان کی زیادتی ادا کریگا اور

اگر نقصان بدون کسی کے جرم کے آیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک وہ بھی ایسا ہی ہی کہ مشتری کو اُسکے روکنے اور زیادتی لینے کا اختیار ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک دار خریدا اور اُسمین عمارت بنا کر غائب ہو گیا پھر بائع نے دوسرے شخص کے ہاتھ اُسکو فروخت کیا اور دوسرے نے پہلے کی عمارت توڑ کر اُسمین عمارت بنائی پھر پہلا آیا اور اپنا استحقاق ثابت کیا پس اگر مشتری ثانی نے اپنی عمارت اپنی ملک کی چیزون سے بنائی ہی تو پہلے مشتری کو اُسکی بنائی ہوئی عمارت کے حصہ کی ضمان دے اور ٹوٹن پہلے مشتری کا ہوگا اگر قائم ہو اور اگر مشتری ثانی نے اُسکو تلف کر دیا تو اُسکی قیمت پہلے مشتری کو ادا کرے اور اگر دوسرے مشتری نے اپنی عمارت پہلے مشتری کی عمارت توڑ کر اُسی کی چیزون سے بنائی ہی تو پہلے مشتری کو اُسکی عمارت کا حصہ ادا کرے اور پہلے مشتری کو اختیار ہی کہ اُس عمارت کو روک لے اور دوسرا مشتری اُسکو دفع نہین کر سکتا ہی پس اگر دوسرے مشتری نے عمارت مین کچھ زیادتی کی تو پہلا مشتری دوسرے کو زیادتی کی قیمت بدون کاریگرون کی اجرت کے دیدیوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک باندی خرید کر قبضہ کیا اور وہ اُس سے بچہ جنی پھر اُسکو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا پھر وہ اُس سے دوسرا بچہ جنی پھر اُسکا کوئی مستحق پیدا ہوا تو مشتری پر صرف ایک عقر چاہیے ہی اور ایسے ہی اگر بعد آزاد کرنے کے اُس سے نکاح نہ کیا بلکہ زنا کیا عیاذاً باللہ پھر وہ اُس سے اولاد جنی پھر اُسکا کوئی مستحق پیدا ہوا تو مشتری مستحق کو صرف ایک عقر ادا کریگا اور یہ آزاد کرنا نہ کرنے مین شمار ہوگا اور اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور مشتری اُنکی قیمت ادا کریگا اور بائع سے اُن اولاد کی قیمت جو آزاد کرنے سے پہلے پیدا ہوئی لیگا اور جو بعد آزادی کے پیدا ہوئی اُنکی قیمت نہ لیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک باندی کسی سے خریدی پھر ملک مطلق کے ساتھ اُسکے پاس سے استحقاق مین لے لیگئی اور قاضی نے وہ باندی مستحق کو دینے کا حکم دیا اور مشتری نے بائع سے ثمن واپس کرنا چاہا اور بائع نے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ یہ باندی میری ملک مین میری باندی سے پیدا ہوئی ہی اور قاضی کا فیصلہ مستحق کے واسطے ناحق ہوا ہی اور تجھکو مجھسے ثمن واپس لینے کا حق نہین ہی تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے بشرطیکہ اُسنے مستحق کے سامنے قائم کیے ہون اور ہمارے بعض مشائخ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مستحق کے سامنے ہونے کی شرط نہ لگانی چاہیے اور ایسا ہی شمس الائمہ سرخسی کا فتوی نقل کیا گیا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ ایک باندی دو شخصون مین مشترک تھی کہ دونون نے اُسکو کسی سے خریدا تھا اور ایک نے اُسکو ام ولد بنایا اور دوسرے کو اُسکی آدھی قیمت اور آدھا عقر ادا کر دیا پھر اُس سے دوسرا بچہ پیدا ہوا پھر اُسکا کوئی شخص مستحق پیدا ہوا اور قاضی نے ام ولد بنانے والے پر حکم کیا کہ باندی اور دونون بچون کی قیمت اور عقر اُسکو ادا کرے تو ام ولد بنانے والا اپنے شریک سے جو اُسنے دیا ہی لیگا پھر دونون اپنا ثمن بائع سے لینگے پھر ام ولد بنانیوالا بائع سے دونون بچون کی آدھی قیمت بقدر حصہ خرید کے لیگا اور باقی آدھی قیمت نہ لیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ کسی نے ایک ساکھو کا لٹھا جو رستہ مین پڑا تھا دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور ثمن پر قبضہ کر لیا اور مشتری اور ساکھو کے لٹھے کے درمیان موانع سے تخلیہ کر دیا اور مشتری نے اُسکو اپنی جگہ سے نہین ہلایا تو اُسپر قابض شمار ہوگا پس اگر اُسکو کسی نے جلا دیا تو مشتری کا مال گیا پس اگر بگواہ اُسکا کوئی مستحق پیدا ہوا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ چاہے جلا دینے والے سے ضمان لے یا بائع سے بشرطیکہ

اسی نے اسکو اس جگہ ڈالا ہو اور مشتری سے ضمان لینے کی اسکو کوئی راہ نہین ہی بشرطیکہ مشتری نے اسکو اس جگہ سے نہ ہلایا ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک گدھے کو اپنا استحقاق ثابت کرکے کسی کے پاس سے بخارا مین سے لیا اور اس شخص نے سجل قاضی بخارا کا لے لیا اور اسکا بائع سمرقند مین تھا پس قاضی سمرقند کے پاس آکر قاضی بخارا کا سجل دکھلا کر بائع سے اپنا ثمن واپس کرنا چاہا پس بائع نے بیع کا اقرار کیا ولیکن استحقاق اور قاضی کے سجل ہونے سے انکار کیا پھر اس شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ سجل قاضی بخارا کا سجل ہی تو قاضی سمرقند کو اسپر عمل کرنا جائز نہین ہی اور نہ اس شخص کے لیے ثمن واپس کر لینے کا حکم دینا جائز ہی تاوقتیکہ گواہ یہ گواہی نہ دین کہ قاضی بخارا نے اس شخص کو حکم دیا کہ جو گدھا اسنے اس بائع سے خریدا تھا اسکو مستحق کو دیدے اور اسکے پاس سے دلوا دیا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ پس اگر بائع نے اسطرح دفع کرنا چاہا کہ یہ گدھا میرے بائع کی ملک پیدا ہوا ہی اور اسپر گواہ لایا پس اگر حقدار کے سامنے ہو تو گواہ مقبول ہونگے اور گدھے کا حاضر ہونا شرط ہی اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ گدھے کا ہونا شرط نہین ہی اور ایسے ہی غلام کی آزادی کے دعوی کرنے مین اگر مشتری بائع سے ثمن واپس کرنا چاہے تو غلام کی حاضری شرط نہین ہی اور مستحق علیہ کا حاضر ہونا گدھے کے باب مین شرط نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی +

سولھوان باب۔ ثمن مین زیادتی اور کمی اور ثمن سے بری کرنے کے بیان مین۔ جو زیادتی کہ مبیع سے پیدا ہوتی ہی جیسے بچہ اور عقر اور ارش جرمانہ ۱۲ اور پھل اور دودھ اور صوف وغیرہ وہ بھی مبیع ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ پس اگر یہ زیادتیان قبضہ سے پہلے پیدا ہون تو انکے لیے ثمن مین سے حصہ ہوگا اور اگر قبضہ کے بعد پیدا ہون تو تبعاً مبیع ہونگی اور ثمن مین سے انکا کچھ حصہ نہوگا اور اگر قبضہ سے پہلے وہ زیادتی کہ جو مبیع سے پیدا ہوئی ہی بائع نے تلف کردی تو ثمن مین سے اسکا حصہ ساقط ہو جاویگا اور ثمن کو مبیع کے عقد کے روز کی قیمت اور اسکے بچہ کے تلف کر دینے کے دن کی قیمت پر تقسیم کیا جاویگا اور امام اعظم کے نزدیک مشتری کو خیار نہوگا اور صاحبین نے کہا کہ اسکو خیار ہوگا اور اگر اس زیادتی کو کسی اجنبی نے تلف کیا تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور وہ مبیع کے ساتھ ملا کر مبیع قرار دیجاویگی یہ محیط مین لکھا ہی —

ثمن اور مبیع مین دونون کی موجودگی مین زیادتی کرنا جائز ہی خواہ یہ زیادتی جنس سے ہو یا غیر جنس سے ہو اور اصل عقد کے ساتھ ملا دیجاویگی اور اگر مشتری زیادتی کرنے کے بعد نادم ہوا تو انکار کے وقت اسپر جبر کیا جاویگا اور عیب وغیرہ سے واپسی مین یہ زیادتی معتبر ہوگی گویا اسنے مع اس زیادتی کے فروخت کیا ہی اور اگر ثمن مین زیادہ کیا تو دوسرے کا اسی مجلس مین قبول کرنا ضرور ہی حتے کہ اگر قبول نہ کیا اور جدا ہوگئے تو باطل ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور زیادتی اسی صورت مین صحیح ہی کہ جب مبیع محل عقد ہو پس اگر مشتری نے اسکو اجرت پر دیا یا رہن کیا یا ذبح کیا یا سلایا یا اسکی تلوار بنائی یا غلام کا ہاتھ کاٹا گیا اور مشتری نے اسکا ارش لیا تو زیادتی صحیح ہوگی ولیکن اگر اسنے مرتہن یا مستاجر کے ہاتھ فروخت کیا یا ذبح کرنے یا سلانے کے بعد فروخت کر دیا تو صحیح نہین ہی اور اگر آزاد کر دیا یا مکاتب یا مدبر کیا یا ام ولد بنایا یا وہ مرگیا یا قتل کیا یا ہبہ کیا یا بیع کیا یا پیسایا یا بھنایا یا شراب بنائی یا شراب خریدنے والا مسلمان ہوا

تو زیادتی صحیح نہو گی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر آٹا تھا کہ اُسکی روٹی پکائی یا گوشت کا قلیہ یا کباب بنائے پھر ثمن مین زیادتی کی تو صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر شراب کے سرکہ ہو جانے کے بعد زیادہ کیا تو بلا خلاف زیادتی صحیح ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک غلام ایک ہزار کو خریدا پھر دوسرے کے ہاتھ سو دینار کو بیچا پھر دوسرے نے پچاس دینار اور زیادہ کیے اور بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے واپس کیا تو ثمن اور زیادتی واپس کرلے اور اگر مشتری ثانی نے کوئی اسباب جو پچاس دینار کا ہوتا تھا بڑھایا پھر وہ مشتری اول کے قبضہ سے پہلے تلف ہو گیا تو تہائی غلام کی بیع ٹوٹ جاویگی اور اگر اُسنے دو تہائی غلام بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے واپس کیا تو پہلا مشتری اپنے بائع کو پورا غلام واپس کر سکتا ہی اور اگر اُن دونون نے ایک تہائی مین اقالہ کر لیا پھر دو تہائی قاضی کے حکم سے واپس کیا تو پہلا مشتری اپنے بائع کو کچھ نہین واپس کر سکتا یہ کافی مین لکھا ہی۔ پھر جس جگہ مشتری کی طرف سے زیادتی صحیح ہی وہان اجنبی کی طرف سے بھی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر اجنبی نے زیادتی کی پس اگر مشتری کے حکم سے زیادتی کی تو مشتری پر دینا واجب ہی اور اجنبی پر واجب نہو گی اور اگر اُسکے بلا حکم زیادتی کی تو موقوف رہیگی پس اگر مشتری نے اجازت دی تو اُسکے ذمہ لازم ہو گی اور اگر اُسنے اجازت نہ دی تو باطل ہو جاویگی اور اگر زیادہ کرنے کے وقت مشتری کی طرف سے ضامن ہوا یا اپنے ذاتی مال کی طرف نسبت کی تو زیادتی اُسکو لازم آویگی پس اگر مشتری کے حکم سے تھی تو اُس سے واپس لیگا ورنہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ زیادتی متولدہ زیادتی مشروطہ مین بیع کی مزاحم نہین ہوتی ہی جبتک بیع قائم رہے یہانتک کہ زیادتی مشروطہ بیع پر زیادتی ہوتی ہی نہ ولد پر اور ثمن پہلے بیع اور زیادتی مشروطہ پر تقسیم ہو گا پھر جو ثمن بیع کے پرتہ مین پڑے وہ اُسپر اور بچہ پر تقسیم ہو گا اور اصل بیع کی قیمت عقد کے روز کی معتبر ہو گی اور زیادتی مشروطہ کی قیمت زیادتی کے دن کی اور بچہ کی قیمت قبضہ کے دن کی معتبر ہو گی۔ کسی نے ایک باندی خریدی ایک ہزار درم کو کہ جسکی قیمت ایک ہزار درم تھی پھر قبضہ سے پہلے وہ ایک بچہ جنی کہ جسکی قیمت ایک ہزار درم ہی پھر بائع نے مشتری کے لیے ایک غلام بڑھا دیا کہ جسکی قیمت ایک ہزار درم ہی پھر بچہ کی قیمت بڑھ کر دو ہزار درم ہو گئی پھر مشتری نے اُن سب پر قبضہ کیا اور ایک ہزار درم ادا کر دیے پھر بچہ مین کوئی عیب پایا تو اُسکو تہائی ہزار مین واپس کرے اور اگر اُس باندی مین کوئی عیب پایا تو اُسکو ایک چھٹے حصہ ہزار مین پھیر دیگا اور اگر زیادتی مین کچھ عیب پایا تو آدھے ہزار مین واپس دیگا اور اسیطرح اگر باندی نہین جنی لیکن عقد کے وقت اُسکی آنکھ مین سفیدی تھی پھر وہ جاتی رہی پھر بائع کے پاس اُسی غلام نے اُسکی آنکھ پھوڑ دی پس اُس غلام کو اُسکے مالک نے بسبب جرم کے بائع کو دیدیا پھر بائع نے مشتری کو ایک غلام دیا جو ایک ہزار کا ہوتا تھا تو یہ صورت اور پہلی صورت برابر ہی پس جب مشتری اُنپر قبضہ کریگا تو ثمن باندی کی قیمت پر جو عقد کے وقت تھی اور زیادتی کی قیمت پر جو زیادہ کرنے کے دن تھی تقسیم ہو گا پھر جو باندی کے حصہ مین پڑیگا وہ اُسکی قیمت پر جو عقد کے دن تھی اور دیے ہوئے غلام کی قیمت پر جو مشتری کے قبضہ کے دن تھی تقسیم ہو گا پس اگر اُنمین سے کسی مین عیب پاویگا تو اُسکے حصہ کے عوض واپس کریگا اور اگر باندی کی دونون آنکھین بیع کے وقت صحیح ہون اور اُسکی قیمت ایک ہزار درم ہو پھر بائع کے پاس

غلام نے اُسکی آنکھ مین صدمہ پہونچایا پھر اُسمین سپیدی آگئی پس اُس غلام کو اُسکے مالک نے بائع کو دے دیا پھر بائع نے مشتری کو ایک غلام زیادہ کیا جو ایک ہزار درم کا ہوتا تھا پھران سب پر مشتری نے قبضہ کر لیا تو پہلے وہ ثمن باندی کی قیمت پر جو عقد کے دن تھے اور زیادتی کی قیمت پر برابر تقسیم ہوگا پھر جو باندی کے حصہ مین پڑیگا اُسیپر اور اُس غلام پر جو واپس کیا گیا ہے برابر تقسیم ہوگا خواہ غلام کی قیمت کم ہو یا زیادہ اور اگر باندی کسی اور سبب سے سواے آنکھ پھوڑنے کے مرجاوے پھر بائع نے مشتری کو بیع مین ایک گھوڑا بڑھا دیا کہ جو ایک ہزار درم کا تھا اور مشتری راضی ہوا تو یہ زیادتی صحیح ہوگی پس جب مشتری قبضہ کرے تو ثمن باندی کی قیمت پر جو عقد کے دن تھی اور قیمت ولد اور غلام پر جو قبضہ کے دن تھی تقسیم ہوگا پھر باندی کا حصہ بسبب اُسکے قبضہ سے پہلے مرجانے کے ساقط کیا جاویگا اور حصہ ولد و غلام واپس کیے ہوے کا اُسیپر اور زیادتی پر تقسیم ہوگا اور زیادتی کی قیمت وہ معتبر ہوگی جو زیادتی کے دن تھی اور ولد اور واپس کیے ہوئے غلام کی وہ قیمت لیجاویگی جو مشتری کے قبضہ کرنیکے دن تھی پس اگر مشتری نے کسی چیز کو انمین سے اپنے قبضہ مین نہ لیا یہان تک کہ زیادتی تلف ہوگئی تو بعوض اپنے حصہ کے تلف ہوئی اور مشتری مختار ہوگا کہ اگر چاہے تو ولد یا واپس کیے ہوے غلام کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لے ورنہ چھوڑ دے اور یہ خیار سواے اُس خیار کے ہے جو اُسکو بسبب باندی کے قبضہ سے پہلے مرجانے کے حاصل ہوا تھا اور اگر ولد یا واپس کیا ہوا غلام قبضہ سے پہلے مرگیا اور زیادتی باقی رہی تو بائع کو اختیار ہوگا کہ زیادتی مشتری کو نہ دے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر دو باندیان ایک ہزار کو خریدین اور ایک باندی ایک بچہ جنی اور مرگئی پھر بائع نے ایک غلام بڑھایا اور قیمت ہر ایک کی ایک ہزار ہے اور بچہ کی قیمت ایک ہزار بڑھ گئی پھر اُن پر مشتری نے قبضہ کیا تو پہلے وہ ثمن دونون باندیون پر آدھا آدھا تقسیم کیا جاویگا پھر جو باندی کے حصہ مین پڑا وہ اُسپر اور اُسکے بیٹے پر تین ٹکڑے کرکے تقسیم ہوگا بسبب اسکے کہ بچہ کی قیمت قبضہ کے دن اعتبار کیجاویگی اور اُسکی مان کی قیمت بیع کے دن کی اور اُسکا حصہ بسبب مرجانے کے ساقط ہوگا اور تہائی ثمن ولد کا ہوگا پھر غلام زائد کی قسمت بچہ اور زندہ باندی کے ثمن پر ہوگی پھر بچہ کے ساتھ غلام کا دو پانچوان حصہ اور زندہ باندی کے ساتھ تین پانچوان حصہ ملایا جاویگا پھر بچہ کا ثمن کہ وہ تہائی ہزار ہے اُسپر اور دو پانچوین زیادتی پر چھ حصہ کرکے باعتبار دونون کی قیمت کے تقسیم ہوگا اور دو پانچوین زیادتی کی قیمت چار سو ہین اور بچہ کی قیمت دو ہزار تو ہر چار سو کو ایک سہم گردانا جائیگا پس دو پانچوین زیادتی کا ایک سہم ہوا اور بچہ کے پانچ سہم ہوئے پھر زندہ باندی کا ثمن اُسپر اور غلام کے تین پانچوین پر آٹھ حصہ کرکے بقدر دونون کی قیمت کے تقسیم ہوگا اور زندہ باندی کی قیمت ایک ہزار ہے اور تین پانچوین زیادتی کی قیمت چھ سو ہین پس ہر دو کا ایک سہم گردانا گیا پس باندی کے پانچ سہم ہوے اور تین پانچوین زیادتی کے تین سہم ہوے اور یہ سب آٹھ سہم ہوئے پس ظاہر ہوا کہ اگر غلام قبضہ سے پہلے مرگیا تو اُسکے مقابل کچھ نہوگا اور وہ باندی آدھے ثمن مین ہلاک ہوئی اور آدھا ثمن زندہ کے مقابل رہا اور زیادتی اُسکی تابع ہے اور بسبب اسکے کہ قبضہ سے پہلے مبیع متغیر ہوگئی مشتری مختار ہوگا اور اگر باقی رہتی اور اُسکی قیمت ایک ہزار ہوتی تو بسبب اُس باندی کے مرنے کے ایک چوتھائی ساقط ہوتا پس اسکا ثمن اُسپر اور

ح
[illegible]
ثلث الثمن للولد
[illegible]

تہائی غلام پر تقسیم ہوتا کیونکہ وہ غلام بچہ اور زندہ باندی کے درمیان تین حصہ کیا گیا کہ دو ثلث اُسکے تابع اور ایک ثلث بچہ کے بقدر اُنکی قیمت کے چار ٹکڑے کرکے ایک چوتھائی ثلث زیادتی مین اور تین چوتھائی بچہ کے ثمن مین ملایا جاتا اگر زندہ کا ثمن اُسپر اور غلام کی دو تہائی پر پانچ ٹکڑے کیا جاتا تو تین پانچوان زندہ کے ثمن مین اور دو پانچوان دو تہائی زیادتی مین ملایا جاتا یہ کافی مین لکھا ہی۔ کسی نے دو غلام ایکہزار مین خریدے کہ ایک کی قیمت ایک ہزار ہی اور دوسرے کی پانچ سو پھر پہلے کی قیمت ایک ہزار ہوگئی پھر مشتری نے کچھ زیادتی کی تو زیادتی اُن دونون پر عقد کے روز کی قیمت کے حساب سے تین حصہ کیجاویگی اور اگر دونون مین سے ایک غلام زیادتی کے دن ہلاک ہو جاوے تو بقدر موجود کے زیادتی صحیح ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ منتقی مین ہی کسی نے دو غلام ایک صفقہ مین ایک ہزار درم کو خریدے اور دونون پر باہم قبضہ کیا یا نہ کیا پھر مشتری نے ایک سو درم ایک معین غلام کے ثمن مین بڑھا دیئے یا کہا کہ دونون مین سے ایک کے ثمن مین زیادہ کرتا ہون اور معین نہ کیا تو زیادتی جائز نہین ہی اور اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ معلوم ہو اور کسی معین مین بڑھاوے تو جائز ہی اور اس صورت مین غیر معین کے ثمن مین بڑھانا بھی جائز ہی اور کسی ثمن کی طرف اس زیادتی کی نسبت کرنے مین مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اسی کتاب مین دوسرے مقام پر مذکور ہی کہ اگر دو غلام ایک صفقہ مین ایک ہزار درم کو خریدے پھر مشتری نے ایک معین غلام کے ثمن مین زیادہ کیا تو قیاس چاہتا ہی کہ جائز ہو اور ثمن دونون غلامون پر تقسیم کیا جاوے پھر زیادتی اُس غلام معین کے حصہ مین ملائی جاوے اور اسیطرح اگر ایک غیر معین کے ثمن مین ایک باندی بڑھادی تو جائز ہی اور مشتری کو خیار ہوگا کہ جسکے ثمن کی طرف چاہے ملادے اور ایسے ہی اگر کوئی اسباب بڑھایا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی کسی نے ایک باندی بیچی اور ہنوز مشتری نے قبضہ نہ کیا کہ بائع نے دوسری باندی بڑھادی پھر پہلی باندی استحقاق مین لے لیگئی تو مشتری باقی باندی کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ بعض ثمن کا کم کردینا صحیح ہی اور یہ اصل عقد کے ساتھ ہمارے نزدیک ملایا جاتا ہی خواہ کم کرنے کے وقت مبیع مقابلہ کا محل باقی رہی ہو یا نہ رہی ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر قبضہ سے پہلے بعض ثمن مشتری کو ہبہ کیا یا اُسکو بری کیا تو یہ کم کردینے مین شمار ہی پس اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کرلیا ہو پھر کہے کہ مین نے تجکو بعض ثمن ہبہ کیا یا بعض ثمن تیرے ذمہ سے کم کردیا تو صحیح ہی اور بائع پر واجب ہی کہ اُسکے مثل مشتری کو واپس کرے اور اگر قبضہ کے بعد کہا کہ مین نے تجکو بعض ثمن سے بری کیا تو یہ صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ پورا ثمن گھٹا دیا یا ہبہ کیا یا اُس سے بری کیا پس اگر یہ قبضہ سے پہلے ہو تو سب صحیح ہی ولیکن اصل عقد کے ساتھ لاحق نہوگا اور اگر ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد ہو تو کم کردینا اور ہبہ کردینا صحیح ہی اور بری کردینا صحیح نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اقالہ کے بعد ثمن سے بری کرنا جائز ہی اور بعد اقالہ کے مبیع مشتری کے پاس امانت ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔

اگر کوئی غلام بیع فاسد کے طور پر بیچا پھر بائع نے اسکو قیمت سے بری کیا بعد اسکے کہ دونون قبضہ کرچکے تھے پھر غلام مرگیا تو وہ اُسکی قیمت کا ضامن ہی اور اگر کہا کہ مین نے تجکو غلام سے بری کیا تو وہ بری ہوجاویگا یہ سراجیہ مین لکھا ہی*

ستر ھوان باب باپ اور وصی اور قاضی کے نابالغ لڑکے کا مال بیچنے اور اُسکے لیے خریدنے کے بیان مین

باپ کو اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ بیچنا اور اپنے واسطے اُس سے خریدنا استحساناً جائز ہی اور تمام حقوق لڑکے کو حاصل ہونگے اور باپ اُسکے قائم مقام ہوگا اور اسی واسطے اگر لڑکا بالغ ہوگیا تو اپنے باپ سے ثمن کے مطالبہ کا مالک ہوتا ہی اور اگر باپ نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا پھر لڑکا بالغ ہوا تو خود مطالبہ نہین کرسکتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور مشائخ کا اختلاف ہی کہ اس عقد کے تمام ہونے کیواسطے ایجاب و قبول شرط ہی یا نہین اور صحیح یہ ہی کہ شرط نہین ہی یہان تک کہ اگر باپ نے کہا کہ مین نے یہ چیز اپنے لڑکے کے ہاتھ فروخت کی یا خریدی تو بیع تمام ہوجاویگی اور یہ شرط ہی کہ کہے کہ مین نے یہ چیز اپنے لڑکے کے ہاتھ بیچی اور خریدی اور باپ کی طرف سے یہ بیع بعوض مثل قیمت کے اور بعوض اسقدر قیمت کے کہ لوگ اپنے اندازہ مین اُسمین ٹوٹا اُٹھاتے ہین جائز ہی اور جب باپ نہ موجود ہو تو باپ کا باپ یعنے دادا بجاے اُسکے ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر باپ نے اپنے لڑکے کی زمین یا عقار (مال غیر منقول ۱۲) مثل قیمت پر فروخت کیا پس اگر اُس شخص کا حال لوگون مین اچھا مشہور ہو یا مستور (پوشیدہ ۱۲) ہو تو جائز ہی اور اگر مفسد مشہور ہو تو جائز نہین ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر اُسکا مال منقولہ بیچا اور وہ مفسد ہی تو ایک روایت مین ناجائز ہی مگر اُسصورت مین جائز ہوگا کہ اُسمین نابالغ کی بہتری ہو اور یہی اصح ہی اور بالغ لڑکے کی طرف سے جبکہ وہ مجنون ہو اور اُسکا جنون طویل ہو تو باپ کا بیچنا جائز ہی اور اگر طویل نہو تو جائز نہین ہی اور جنون طویل اُسکو کہتے ہین کہ جو ایک مہینہ یا زیادہ رہے اور اگر اس سے کم ہو تو طویل نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر باپ یا وصی نے نابالغ کا کوئی مال غیر منقول فروخت کیا تو امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر قاضی کے نزدیک اُس بیع کا توڑ دینا نابالغ کے حق مین بہتر ہو تو اُسکو توڑ سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر باپ نے نابالغ کے ہاتھ کوئی چیز اُسکے مثل ثمن پر بیچی اور قاضی نے اجازت دیدی تو بیع نافذ ہوجاویگی اور اسیطرح اگر بائع نے کوئی وصی کر دانا پھر اُسنے اجازت دی تو نافذ ہوگی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی کے دو نابالغ لڑکے ہون کہ اُسنے ایک کے مال کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہی اور جب دونون بالغ ہوجاوینگے تو صحیح مذہب کے موافق عہدہ اُنھین دونون پر ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ باپ نے اگر اپنا مال اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ بیچا تو فقط بیع سے وہ قابض نہوجاویگا حتے کہ اگر اس سے پہلے تلف ہوجاوے کہ باپ اُسپر حقیقۃً قابض ہوسکتا ہی تو باپ کا مال تلف ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور جو ثمن کہ والد کے ذمہ اپنے واسطے اپنے لڑکے کا مال خریدنے سے لازم آیا ہی وہ اُس سے بری نہوگا جبتک کہ قاضی نابالغ کی طرف سے ایک وکیل نہ قائم کرے کہ وہ باپ سے اپنے قبضہ مین لے کر پھر اُسکو واپس کردے تاکہ بیٹے کی طرف سے اُسکے پاس ودیعت رہے اور اگر باپ نے کوئی گھر اپنے بیٹے کے ہاتھ بیچا اور باپ اُسمین رہا کرتا ہی تو بیٹا قابض نہوگا حتے کہ باپ اُسکو خالی کرے اور یہ شرط ہی کہ قاضی کے امین کو سپرد کردے کذا فی محیط السرخسی۔ پھر اگر باپ وہان سے چلے جانے کے بعد آکر اُس مکان مین رہا یا اُسمین اپنا اسباب رکھا یا اپنے بال بچون کو اُسمین بسایا حالانکہ وہ مالدار آدمی ہی تو بمنزلہ غاصب کے شمار ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے اپنے نابالغ لڑکے کے لیے

کوئی کپڑا یا خادم خریدا اور اپنے مال سے اُسکا ثمن ادا کیا تو اپنے لڑکے سے نہین لے سکتا ہی مگر اُسصورت مین کہ اس بات پر گواہ کرے کہ مین نے اسکو اپنے لڑکے کے واسطے خریدا ہی اور اگر اُسنے ثمن ادا نہ کیا یہان تک کہ مرگیا تو ثمن اُسکے ترکہ سے دلایا جاویگا پھر باقی وارث اس ثمن کو اُس لڑکے سے نہین لے سکتے ہین بشرطیکہ میت نے اس بات پر گواہ نہ کیے ہون کہ مین نے اسکو اس لڑکے کے واسطے خریدا ہی اور اگر نابالغ کے واسطے کوئی چیز خریدی پھر ثمن کا ضامن ہوگیا پھر ثمن ادا کر دیا تو قیاس چاہتا ہی کہ لڑکے سے لیوے اور استحساناً نہین لے سکتا ہی اور اگر ثمن ادا کرنے کے وقت یہ کہا کہ مین اُسکو ادا کرتا ہون تاکہ اپنے لڑکے سے لیلون تو اس سے لے سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر لڑکے کے واسطے کھانا یا کپڑا خریدا تو اسکا ثمن لے سکتا ہی اگرچہ گواہ نہ کیے ہون کیونکہ یہ اُسپر واجب تھا بخلاف گھر یا عقار خریدنے کے کہ وہ واجب نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ باپ نے اگر لڑکے کا مال فروخت کیا اور پورا ثمن لینے سے پہلے سپرد کر دیا تو ثمن پورا لینے کے واسطے مبیع کو واپس کرکے روک سکتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ کسی عورت نے اپنے بچہ کے واسطے کوئی زمین اپنے مال سے اس شرط پر خریدی کہ اُس سے ثمن واپس نہ لیگی تو استحساناً جائز ہی اور وہ عورت اپنی ذات کے واسطے مشتری ہوگی پھر وہ زمین اُسکی طرف سے اُسکے نابالغ لڑکے کو بطور صلہ رحم کے ہبہ ہوجاویگی اور اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ وہ زمین اُس لڑکے کو نہ دے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک گھر ایک مرد اور اُسکی عورت مین مشترک تھا اور اُن دونون سے ایک لڑکا تھا پھر عورت نے کہا کہ مین نے یہ گھر تجھ سے اپنے لڑکے کے واسطے اُسکے مال سے خریدا اور باپ نے کہا کہ مین نے اُسکو بیچا تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اگر وہ دار باپ اور ایک اجنبی کے درمیان مشترک ہو اور عورت نے دونون سے کہا کہ مین نے تم دونون سے یہ گھر اپنے بیٹے کے واسطے اُسکے مال سے خریدا اور دونون نے کہا کہ ہمنے بیچا تو جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور ہشام رح نے ذکر کیا ہی کہ اگر باپ نے اپنے نابالغ لڑکے کا غلام اپنے واسطے بطور بیع فاسد کے خریدا پھر وہ غلام اس سے پہلے کہ باپ اُسکو کام مین لاد یا اُسپر قبضہ کرے یا اُسکو کسی کام کا حکم دے مرگیا تو نابالغ کا مال گیا اور اگر اپنا غلام اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ بطور بیع فاسد کے بیچا پھر باپ نے اُسکو آزاد کر دیا تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر باپ نے لڑکے کا مال اپنے واسطے خریدا پھر لڑکا بالغ ہوا تو لڑکے کی طرف سے عہدہ باپ پر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر باپ نے کوئی شخص وکیل کیا کہ میرا غلام میرے لڑکے کے ہاتھ فروخت کرے تو جائز نہین ہی بشرطیکہ وہ لڑکا اتنا چھوٹا ہو کہ اپنے نفس کو تعبیر نہ کر سکتا ہو مگر اُسصورت مین جائز ہوگا کہ اس عقد کو وکیل سے اُسکا باپ قبول کرے اور صحیح یہ ہی کہ حقوق عقد کے وکیل کو ثابت ہونگے اور اس بات مین مشائخ نے اختلاف کیا ہی کہ باپ کا تصرف اپنے واسطے ہوگا یا نابالغ کے واسطے اور صحیح یہ ہی کہ یہ تصرف نابالغ کی طرف سے نائب ہوکر ہوگا اور عقد بیع کے حقوق بیٹے کی جانب سے باپ پر ہونگے اور جو حقوق باپ کی جانب سے ہین وہ وکیل پر ہونگے اور اسیطرح سے اگر دو بیٹون مین سے ایک کا مال دوسرے کے ہاتھ بیچنے کے واسطے ایک وکیل کیا تو جائز نہین ہی اور اگر دو شخصون کو وکیل کیا اور اُنھون نے باہم بیع کی تو جائز ہی۔ باپ نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ میرے بیٹے کا غلام فروخت کرے اور اُس وکیل نے باپ کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی

نوادر ابن سماعہ مین ہی کسی نے اپنے نابالغ بیٹے کا غلام دوسرے کے ہاتھ ہزار درم کو بیچا پھر اپنے مرض مین کہا کہ مین نے فلان شخص سے ثمن وصول پایا پھر اسی مرض مین مرگیا تو اسکا اقرار جائز نہین ہی اور اگر اسنے مرض مین کہا کہ فلان شخص سے درم وصول پاسے اور وہ ضائع ہوگئے تو تصدیق کیا جاویگا اور اگر اسنے کہا کہ مین نے قبضہ کرکے انکو تلف کر دیا تو سچا نہ جانا جائیگا اور مشتری ان درمون سے بری نہوگا اور مشتری کو یہ بھی اختیار نہوگا کہ جب لڑکے کے واسطے اس سے ثمن لیا جاوے تو وہ باپ یا اسکے مال سے وصول کرے یہ محیط مین لکھا ہی - اگر باپ نے صغیر کا کوئی ذو رحم محرم لڑکے کے مال سے خرید کیا تو یہ بیع باپ پر نافذ ہوگی نہ لڑکے پر یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر بیوقوف لڑکے کے واسطے کوئی باندی خریدی کہ وہ نکاح کے ساتھ اسکو اپنے تصرف مین لایا تو قیاساً وہ باندی باپ پر لازم ہوگی اور استحسان مین یہ بیع بیوقوف لڑکے پر جائز ہوگی اور اول اصح ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر اپنے بالغ بیوقوف لڑکے کے واسطے اسکے مال سے ایسا شخص خریدا جو اسکی طرف سے آزاد ہو جاویگا تو یہ بیع اسپر نافذ نہوگی بلکہ باپ پر نافذ ہوگی پھر اگر یہ خریدا ہوا شخص باپ کا قریب ہو تو اسکی طرف سے آزاد ہو جاویگا اور اگر اجنبی ہو جیسے نابالغ یا بیوقوف کی مان یا بھائی یا بہن تو اسکی طرف سے آزاد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر باپ نے بیٹے کی ملک فروخت کی اور بیٹے نے کہا کہ مین فروخت ہونے کے وقت بالغ تھا میری بلا اجازت فروخت کی ہی اور باپ نے کہا کہ تو نابالغ تھا تو بیٹے کا قول معتبر ہوگا اگر ایک عورت مرگئی اور اسنے چھوٹی اور بڑی اولاد چھوڑی پھر نابالغ کے باپ نے ترکہ مین سے کوئی چیز تقسیم ہونے سے پہلے فروخت کی تو نابالغ کے حصہ مین صحیح ہوگی بشرطیکہ یہ بیع اسکی مثل قیمت پر ہو یہ قنیہ مین لکھا ہی - اور اگر وصی نے یتیم کا مال اپنے واسطے خریدا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہی بشرطیکہ اسمین یتیم کی بہتری ہو اور عقار کے سوا چیزون مین شمس الائمہ نے بہتری کے معنے یہ بیان کئے ہین کہ اپنا مال جو پندرہ درم کا ہوتا ہی دس درم مین دیوے اور یتیم کا مال جو دس درم کا ہوتا ہی اپنے واسطے پندرہ درم مین لے اور عقار مین بہتری بعضون کے نزدیک یہ ہی کہ اپنے واسطے دوگنی قیمت مین خریدے اور یتیم کے ہاتھ آدھی قیمت مین بیچے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - پھر جب وصی کی بیع اپنے واسطے جائز ہوئی جیسا کہ امام اعظم کے نزدیک ہی تو کیا وصی صرف مین نے خریدا یا مین نے بیچا کہیگا جیسا کہ باپ کہتا ہی یا دونون جزو کہنا چاہیے اور اسکو امام محمد رح نے کسی کتاب مین ذکر نہین کیا ہی اور ناطفی نے اپنے واقعات مین لکھا ہی کہ اسکو دونون جزو کہنا چاہیے یہ محیط مین لکھا ہی - اگر وصی نے یتیم کا مال کسی اجنبی کے ہاتھ اسکی مثل قیمت پر فروخت کیا تو جائز ہی اور بعضون نے کہا کہ اسکا تصرف صرف ان تین شرطون مین سے ایک شرط پائی جانے کے ساتھ جائز ہی یا تو دوگنی قیمت پر فروخت کرے یا نابالغ کو اسکے ثمن کی حاجت ہو یا میت پر ایسا قرضہ ہو جو بدون اسکے فروخت کرنے کے ادا نہو سکے اور اسی پر فتوی ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر وصی نے کسی شخص کو وکیل کیا کہ یتیم کے مال مین سے کوئی چیز خریدے اور اسنے اپنے موکل کے واسطے خریدی تو جائز نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اگر ایسے لڑکے نے کہ جسکو خرید فروخت کی اجازت دیگئی ہی اپنا مال وصی کے ہاتھ فروخت کیا تو اسکا فروخت کرنا خود وصی کے فروخت کرنے کے مانند ہی اور اگر ایسے لڑکے نے جسکو خرید فروخت کی اجازت ہی اجنبی کے ہاتھ کھلے ہوئے خسارہ کے ساتھ فروخت کیا تو امام اعظم؎

یعنے اتنی کمی کو کوئی اندازہ کرنیوالا اندازہ نہ کرسکے ۱۲

کے نزدیک جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ وصی نے یتیم کا کوئی عقار کہ جسکے بیچنے مین اُسکی بہتری ہی فروخت کیا ولیکن وصی نے اس غرض سے فروخت کیا کہ اُسکا ثمن اپنی ذات پر خرچ کرے تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ بیع جائز ہی اور اگر اُسنے ثمن اپنی ذات پر خرچ کر لیا ہو تو یتیم کو اُسکی ضمان دیگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر وصی نے یتیم کے واسطے دوسرے یتیم سے کوئی چیز خریدی تو جائز نہین ہی اور اسیطرح اگر اُسنے دونون کو تجارت کی اجازت دی تاکہ دونون خرید فروخت کرین تو بھی جائز نہین ہی اور اسیطرح اگر دونون کے غلامون کو تجارت کی اجازت دی اور ایک نے دوسرے کے ہاتھ بیع کی تو بھی جائز نہین ہی اور اگر باپ ولی ہو تو دونون بیٹون یا اُنکے دونون غلامون کے اجازت دینے سے ایسی بیع درست ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ قاضی نے اگر اپنا مال یتیم کے ہاتھ بیچا یا اُسکا مال خود خریدا تو جائز نہین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر قاضی نے یتیم کے مال مین سے کوئی چیز وصی سے خریدی تو جائز ہی اگرچہ اسی قاضی نے اُسکو وصی بنایا ہو یہ فتاوی کبرے مین لکھا ہی۔ ایک وصی نے یتیم کا مال اگر دوسرے وصی کے ہاتھ فروخت کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک نہین جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ وصی نے یتیم کے قرضدار سے ایک مکان جسکی قیمت پچاس دینار تھی تیس مین خریدا پھر جب قرض پورا لے لیا تو بیع کا اقالہ کر دیا پس یہ اقالہ جائز نہین ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ وصی نے اگر یتیم کا مال کسی مدت کے اُدھار پر بیچا پس اگر یہ مدت ایسی بڑھکر ہو کہ ایسا مال اس مدت کے اُدھار پر نہین فروخت ہوتا ہی تو بیع جائز نہوگی اور اگر ایسا نہو ولیکن مشتری سے یہ خوف ہو کہ وہ میعاد پر مکر جاویگا یا اُس سے ثمن وصول نہوگا تو بھی جائز نہین ہی اور اگر اُن دونون باتون کا خوف نہو تو بیع جائز ہوگی ایک شخص نے یتیم کا مال وصی سے ایک ہزار درم کو خریدنا چاہا اور دوسرے نے ایک ہزار ایک سو کو خریدنا چاہا اور پہلا مشتری دوسرے سے مالدار ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ وصی کو چاہیے کہ پہلے کے ہاتھ فروخت کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر وصی نے ترکہ اپنے سوا دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا پس اگر وارث نابالغ ہون تو اُسکا ہر چیز کا فروخت کرنا خواہ زمین ہو یا عقار یا اسباب جائز ہی خواہ ورثہ حاضر ہون یا غائب ہون خواہ میت پر قرض ہو یا نہو ولیکن صرف مثل قیمت پر یا ایسے دامون پر کہ جتنا ٹوٹا لوگ اندازہ مین اُٹھاتے ہین فروخت کر سکتا ہی اور شمس الائمہ نے شرح ادب القاضی مین فرمایا کہ یہ فتوی سلف کا ہی اور متاخرین کے نزدیک عقار کی بیع ان تینون شرطون مین سے کسی ایک کے ہونے کے ساتھ جائز ہوگی یا یہ کہ مشتری اُسکی دوچند قیمت دینا چاہے یا نابالغ کو اُسکے ثمن کی حاجت ہو یا میت پر ایسا قرض ہو کہ بدون اُسکے بیچنے کے ادا نہو سکے پس اگر سب وارث بالغ ہون اور حاضر ہون اور میت پر قرض نہو تو وصی کو ترکہ مین بالکل تصرف کرنے کا اختیار نہین ہی ولیکن میت کے قرضے وصول کرکے وارثون کو دیدے اور اگر میت پر قرض ہو پس اگر وہ تمام ترکہ کو گھیرے تو اسپر اجماع ہی کہ وصی تمام ترکہ کو فروخت کریگا اور اگر ایسا نہو تو بقدر قرضہ کے فروخت کرے اور قرضہ سے زائد کو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک فروخت کرے اور صاحبین کے نزدیک نہ فروخت کرے اور اگر ترکہ پر قرض نہو لیکن میت نے چند وصیتین کی ہون پس اگر وہ وصیت تہائی یا اُس سے کم مین ہو تو وصی اُسکو جاری کر دے اور اگر تہائی سے زیادہ ہو تو بقدر تہائی کے جاری کرنے اور باقی وارثون کا ہوگا اور اگر وصی نے کسی چیز کو

ترکہ مین سے وصیت جاری کرنے کے واسطے بیچنا چاہا تو اسپر اجماع ہی کہ بقدر وصیت کے فروخت کرے اور وصیت سے زائد مین ویساہی اختلاف ہی جو مذکور ہوا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ وارث اپنی خاص ملک سے قرضہ یا وصیت کو نہ ادا کرین اور اگر انھون نے ایسا کیا تو وصی کو ترکہ بیچنے کا اختیار بالکل نہ رہیگا اور اگر وارث غائب ہون جسکی میعاد امام محمد رح سے تین دن روایت کی گئی ہی پس اگر ترکہ پر قرضہ یا وصیت نہو تو وصی مال منقول بیچ سکتا ہی اور عقار نہین بیچ سکتا ہی اور اگر عقار کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو مشائخ کا اسمین اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ وہ اسکی بیع کا مالک ہوگا اور اگر ترکہ پر قرضہ ہو تو اسباب مین حکم یہ ہی کہ اسکو بقدر دین کے اور اس سے زائد بالکل فروخت کرسکتا ہی اور عقار کے باب مین وہی اختلاف ہی جو ہمنے ذکر کیا اور اگر وارثون مین بعض نابالغ اور بعضے بالغ ہون پس اگر بالغ غائب ہون اور ترکہ پر قرضہ اور وصیت نہو تو وصی مال منقول کو بیچ سکتا ہی اور عقار مین سے نابالغون کا حصہ فروخت کرسکتا ہی اور بالغون کے حصہ مین وہی اختلاف ہی جو مذکور ہوا اور ایسی صورت مین اگر ترکہ کو قرضہ گھیرے ہوئے ہو تو عقار اور منقول دونون کو بیچ سکتا ہی اور اگر گھیرے ہوئے نہو تو بالاجماع عقار اور مال منقول مین سے بقدر قرضہ کے بیچ سکتا ہی اور اس سے زیادہ کی بیع مین وہی اختلاف ہی جو مذکور ہوا اور اگر بالغ وارث حاضر ہون پس اگر ترکہ پر قرضہ یا وصیت نہو تو بالاجماع نابالغون کا حصہ عقار و منقول سے فروخت کرسکتا ہی اور بالغون کے حصہ کی بیع مین وہی اختلاف ہی جو مذکور ہوا اور اگر ترکہ پر قرضہ ہو پس اگر وہ قرضہ گھیرے ہوئے ہو تو وہ کل کو بیچ سکتا ہی اور اگر گھیرے ہوئے نہو تو بقدر قرضہ کے فروخت کرے اور زیادہ مین اختلاف ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور جو حکم ہمنے باپ کے وصی کا ذکر کیا وہی باپ کے وصی کے وصی کا اور دادا اپنے باپ کے باپ کے وصی کا اور اسکے وصی کے وصی کا اور قاضی کے وصی کا اور اسکے وصی کے وصی کا بھی حکم ہی پس قاضی کا وصی بھی بمنزلہ باپ کے وصی کے ہی مگر صرف ایک صورت مین فرق ہی اور وہ یہ ہی کہ قاضی نے اگر کسی کو کسی قسم کا وصی کیا تو یہ وصی اسی خاص قسم کا ہوگا اور باپ نے اگر کسی کو ایک قسم کا وصی کیا تو وہ ہر طرح کا وصی ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ نوادر ہشام مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر وصی نے یتیم کا کوئی غلام ایک ہزار درہم کو فروخت کیا کہ قیمت اسکی بھی ہزار درہم ہی اور اپنے واسطے خیار کی شرط کی پھر مدت خیار کے اندر غلام کی قیمت بڑھکر دو ہزار درہم ہوگئی تو وصی کو بیع کا نافذ کرنا جائز نہین ہی اور یہ قول امام اعظم اور امام ابو یوسف رح کا بھی ہی یہ محیط مین لکھا ہی کسی عورت نے اپنے شوہر کا اسباب اسکے مرنے کے بعد فروخت کیا اور یہ گمان کیا کہ وہ اسکی طرف سے وصیہ ہی اور اسکے شوہر کے چھوٹی چھوٹی نابالغ اولاد ہین پھر ایک مدت کے بعد اس عورت نے کہا کہ مین وصیہ نہ تھی تو امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ مشتری کے حق مین اس عورت کی تصدیق نہ کیجاویگی اور نابالغون کے بالغ ہونے تک اس بیع مین توقف ہوگا پس اگر انھون نے بالغ ہونے کے بعد اس عورت کی تصدیق کی کہ یہ وصیہ تھی تو اسکی بیع جائز ہوگی اور اگر تکذیب کی تو باطل ہوجاویگی پس اگر مشتری نے اس سے خریدی ہوئی زمین مین کھاد دیکر اسکو درست کیا ہو تو عورت سے کچھ واپس نہ کرسکیگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ عورت نے بیع کرنے کے بعد یہ دعوی کیا ہو کہ مین وصیہ نہ تھی اور اگر کسی لڑکے نے یہ دعوی کیا کہ اس عورت نے فروخت کیا حالانکہ وصیہ نہ تھی تو لڑکے کا دعوی قابل سماعت ہوگا بشرطیکہ اس لڑکے کو تجارت یا خصومت مین ایسے شخص کی طرف سے کہ جو والی خصومت ہی جیسے قاضی یا وصی وغیرہ

اجازت دیدی ہو پس اگر وہ زمین کے واپس لینے سے عاجز ہو تو اُس غاصب سے اُس چیز کی جو اُسنے فروخت کی تھی قیمت کی ضمان لیگا بنا بر اِس روایت کے کہ بائع عقار کو بیع کر دینے اور سپرد کر دینے سے اُسکی قیمت کا ضامن ہوتا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ لڑکے یا بیوقوف کا باپ یا باپ کا باپ یا وصی موجود ہی اور قاضی نے اُس لڑکے یا بیوقوف کو تجارت کی اجازت دی اور باپ نے انکار کیا تو قاضی کی اجازت جائز ہی اگرچہ قاضی کی ولایت باپ یا وصی کی ولایت سے موخر ہی کذا فی القنیہ

اٹھارھوان باب بیع سلم کے بیان مین اور اسمین چھ فصلین ہین

فصل اول۔ اُسکی تفسیر اور رکن اور شرائط اور حکم کے بیان مین۔

بیع سلم ایک ایسا عقد ہی کہ اُس سے مثمن مین بالفعل ملک ثابت ہوتی ہی اور ثمن مین کسی مدت پر ملک ثابت ہوتی ہی اور رکن بیع سلم کا یہ ہی کہ دوسرے سے کہے کہ مین نے تجھکو دس درم ایک کر گیہون کے عوض سلم مین دئے یا سلف مین دئے اور دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیے اور حسن کی روایت کے موافق بیع سلم لفظ بیع کے ساتھ بھی منعقد ہو جاتی ہی اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی بیع سلم کی شرطین دو طرح کی ہین ایک وہ کہ نفس عقد کی طرف رجوع کرتی ہی اور دوسری بدل کی طرف رجوع کرتی ہین جو شرط کہ نفس عقد کی طرف رجوع کرتی ہی وہ ایک ہی اور وہ یہ ہی کہ دونون عقد کرنے والون کو یا ایک کو اس عقد مین شرط خیار نہو بخلاف مستحق کے خیار کے کہ اس سے بیع سلم باطل نہین ہوتی ہی حتے کہ راس المال کا اگر کوئی شخص مستحق پیدا ہو حالانکہ دونون عقد کرنے والے قبضہ کر کے جدا ہو چکے ہون پھر مستحق اجازت دے تو بیع سلم صحیح ہی اور اگر خیار شرط والے نے بدنی جدائی سے پہلے اپنا خیار باطل کر دیا اور راس المال مسلم الیہ کے پاس قائم ہی تو وہ عقد ہمارے نزدیک جائز ہو جاویگا اور اگر راس المال تلف ہو گیا یا اُسنے تلف کر دیا ہو تو بالاجماع جائز نہو جاویگا یہ بدائع مین لکھا ہی اور جو شرطین کہ بدل کی طرف رجوع کرتی ہین وہ سولہ ہین اُنمین سے چھ راس المال مین اور دس مسلم فیہ مین ہین پس راس المال کی شرطون مین ایک یہ ہی کہ راس المال کی جنس بیان کرے کہ وہ درم ہین یا دینار ہین یا ناپنے کی چیزون مین سے مثل گیہون یا جو کے ہی اور دوسری یہ کہ اُسکی نوع بیان کرے کہ یہ درم غطریفی ہین یا عدالی یا دینار محمودی ہین یا ہروی ہین اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ اُس شہر مین نقود مختلفہ رائج ہون اور اگر ایک ہی قسم کا نقد رائج ہو تو جنس کا ذکر کرنا کافی ہی اور تیسری صفت کا بیان کرنا چاہیے کہ وہ جید ہی یا ردی ہی یا درمیانی ہی کذا فی النہایہ اور چوتھی راس المال کی مقدار بیان کرنا چاہیے ایسی چیزون مین کہ جنکی مقدار کے ساتھ عقد متعلق ہوتا ہی جیسے کیلی اور وزنی اور عددی چیزین اگرچہ اُسکی طرف اشارہ کر دیا گیا ہو اور امام ابو یوسف اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اشارہ سے معین کر دینے کے بعد اُسکی مقدار کا پہچاننا شرط نہین ہی پس اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ درہم ایک کر گیہون کے عوض تجھکو سلم مین دئے اور درہمون کا وزن نہ معلوم ہوا یا اُسنے کہا کہ مین نے یہ گیہون تجھکو اتنے من زعفران کے عوض سلم مین دئے اور گیہوون کی مقدار نہ معلوم ہوئی تو امام اعظم رح کے نزدیک صحیح نہین ہی اور صاحبین رح کے نزدیک صحیح ہی کذا فی الکافی۔ اور اگر راس المال ایسی چیزون مین سے ہو کہ جنکی مقدار کے ساتھ عقد متعلق نہین ہوتا ہی تو اُنمین مقدار سے آگاہ کرنا شرط نہین ہی اور بالاجماع اشارہ پر اکتفا کیا جاویگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر دو مختلف چیزون مین بیع سلم ٹھہرائی اور راس المال کیلی یا وزنی چیزون مین سے ہو

[illegible]

تو امام اعظمؒ کے قول کے موافق جبتک دونون مین سے ہر ایک کا حصہ راس المال مین سے نہ بیان کرے سلم جائز نہوگی اور اگر راس المال کیلی اور وزنی چیز کے سوا ہو تو اس تفصیل کی حاجت نہوگی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ ان سب مین جائز ہی کذا فی الحاوی۔ اگر دو جنسین سلم مین دین اور ایک کی مقدار نہ بیان کی تو دونون کی سلم صحیح نہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور پانچوین شرط درم اور دینارون کا منتقد ہونا چاہیے اور یہ بھی امام اعظمؒ کے نزدیک مقدار سے آگاہ کرنے کے ساتھ جائز ہونے کی شرط ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور چھٹی یہ کہ راس المال مجلس سلم مین قبضہ مین آنا چاہیے خواہ وہ راس المال دین ہو یا عین اور یہ تمام علما کے نزدیک استحساناً شرط ہی خواہ اول مجلس مین قبضہ کیا یا آخر مین کیونکہ مجلس کی سب ساعتون کا حکم ایک ہی اور ایسے ہی اگر اسپر قبضہ نہ کیا یہان تک کہ کھڑے ہوکر چلنے لگے پھر بدنی جدائی سے پہلے قبضہ کرلیا تو جائز ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور نوادر مین لکھا ہی کہ اگر دونون نے عقد سلم کیا اور ایک میل یا زیادہ چلے اور ایک دوسرے کی نظر سے غائب نہوا پھر راس المال پر قبضہ کرکے دونون جدا ہوگئے تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر دونون یا ایک سوگیا پس اگر وہ دونون بیٹھے تھے تو یہ جدائی مین شمار نہین ہی کیونکہ اس سے احتراز کرنا دشوار ہی اور اگر دونون لیٹے تھے تو یہ جدائی مین شمار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ نوازل مین لکھا ہی کہ کسی نے دس درم دس قفیز گیہون کے عوض سلم مین دئے اور درم اسکے پاس نہ تھے پھر وہ اپنے گھر مین داخل ہوا تاکہ درم لاوے پس اگر ایسی جگہ گیا ہی کہ اسکو مسلم الیہ دیکھتا تھا تو سلم باطل نہوگی اور اگر اسکی آنکھ سے پوشیدہ ہوا تو باطل ہوجاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اگر ایک شخص پانی مین گھسا اور اسمین غوطہ لگایا پس اگر پانی ایسا صاف تھا کہ بعد غوطہ کے نظر آتا تھا تو جدائی ثابت نہوگی اور اگر گندلا تھا کہ بعد غوطہ کے نظر نہ آیا تو جدائی ثابت ہوجاویگی یہ مختار الفتاوی مین لکھا ہی۔ اگر مسلم الیہ نے راس المال پر مجلس مین قبضہ کرنے سے انکار کیا تو حاکم اسپر جبر کریگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور جو شرطین کہ مسلم فیہ مین ہوتی ہین انمین سے ایک یہ ہی کہ مسلم فیہ کی جنس مثلاً گیہون یا جو بیان کرنا چاہیے اور دوسری اسکی قسم کہ مثلاً خشکی کے گیہون یا پہاڑی ہین بیان کرنا چاہیے تیسری گیہون کی صفت کہ جید ہین یا ردی یا درمیانی بیان کرنا چاہیے یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے گیہون کے سلم مین بیان کیا اگندم نیکو۔ یا نیک یا سرہ یعنی کھرے تو جائز ہی اور یہی صحیح ہی یہ عتابیہ مین لکھا ہی۔ اور چوتھی یہ کہ مسلم فیہ کی مقدار پیمانہ یا وزن یا عدد یا گز سے معلوم ہو یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور یہ چاہیے کہ اسکی قدر ایسی مقدار سے معلوم ہو کہ جس مقدار کی لوگون کے پاس سے گم ہونے کا خوف نہو اور اگر اسکی مقدار کسی معین پیمانہ سے معلوم کیجاوے جیسے کہا کہ اس خاص برتن کے پیمانہ یا اس پتھر کے وزن سے لونگا تو جائز نہین ہی بشرطیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ اس برتن مین کسقدر سماتا ہی یا اس پتھر کا کیا وزن ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ اور ایسے ہی گزون سے بکنے کی چیزون مین چاہیے کہ اسکی مقدار ایسے گزون سے بیان کیجاوے کہ جنکا لوگون کے پاس سے گم ہونے کا خوف نہو پس اگر کوئی معین لکڑی کو بتلایا کہ جسکی ناپ نہین معلوم ہی یا اپنے ہاتھ کی ناپ یا فلان شخص کے ہاتھ کی ناپ بتلائی تو جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص کا پیمانہ یا اسکا گز عام لوگون کے گز اور پیمانہ سے مغایر ہو تو اسکے حساب سے بیع سلم صحیح نہین ہی اور اگر اسکا گز یا پیمانہ عام لوگون کے

موافق ہو تو اسکی قیمت کا اندازہ کی روایت ہے یہ ینابیع مین لکھا ہے۔ اور یہ شرط ہے کہ پیمانہ ایسا نہو کہ جو کھنچ جاتا ہو یا اکٹھا ہو جاتا ہو جیسے پیالہ اور زنبیل کے مانند ہو تو سلم جائز نہوگی مگر صرف پانی کی مشک مین بسبب تعامل کے جائز ہے ایسا ہی امام ابو یوسف سے روایت کیا گیا ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور پانچوین شرط یہ ہے کہ مسلم فیہ میعادی ہو اور میعاد معلوم ہو حتی کہ اگر فی الحال کی سلم جائز نہین ہے اور بیان میعاد کے بدون اسکے سلم جائز نہین ہے امام محمد رح نے کم سے کم تقدیر میعاد کی ایک مہینہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور رب السلم کے مرنے سے میعاد باطل نہین ہوتی ہے اور مسلم الیہ کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہے حتی کہ مسلم اسکے ترکہ سے فی الحال لیجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور چھٹی شرط یہ ہے کہ مسلم فیہ عقد کے وقت سے میعاد آنے تک موجود ہونا چاہیے حتے کہ اگر عقد کے وقت نہوا اور میعاد کے وقت موجود ہو یا اسکا عکس ہو یا عقد کے وقت اور میعاد کے وقت موجود ہو اور درمیان مین موجود نہو تو جائز نہین ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اور موجود ہونے کے معنے یہ ہین کہ بازار مین آتی رہے اور موجود نہونے کے یہ معنی ہین کہ بازار مین نہ آتی ہو اگرچہ گھرون مین پائی جاوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر ایسی چیز مین سلم کی کہ جو میعاد تک پائی جاتی ہے اور اسپر قبضہ نہ کیا یہان تک کہ وہ بازار سے جاتی رہی تو سلم اپنے حال پر رہیگی اور رب السلم کو اختیار ہے کہ چاہے سلم کو توڑدے ورنہ اسکے پائے جانے کا انتظار کرے یہ ینابیع مین لکھا ہے۔ ساتوین شرط یہ ہے کہ مسلم فیہ ایسی چیز ہو جو معین کرنے سے معین ہوتی ہے یہانتک کہ درہم و دینار مین سلم صحیح نہین ہے اور [illegible] مین روایت صرف کے قیاس پر جائز نہین ہے اور کتاب الشرکت کے قیاس پر جائز ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ آٹھوین شرط یہ ہے کہ مسلم فیہ ان چار قسمون سے ہونا چاہیے کیلی یا وزنی یا عددی کہ جو باہم قریب ہون یا گزون سے ناپنے کی چیز ہو یہ محیط مین لکھا ہے۔ پس حیوان اور اسکی سری پایون مین سلم جائز نہین ہے ایسے ہی غلام اور باندیون مین بھی اسی سبب سے کہ اُنکی عقل اور اخلاق جدا جدا ہوتے ہین جائز نہین ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ نوین شرط یہ ہے کہ جن چیزون مین باربرداری وغیرہ ہوتی ہے جیسے گیہون اُنکے ادا کرنے کا مکان بیان کرنا چاہیے کذا فی الکافی اور یہی صحیح ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے۔ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رح نے فرمایا کہ شرط نہین ہے لیکن اگر دونون شرط کرلین تو صحیح ہوگی اور اگر شرط نکرین تو جس جگہ عقد ہوا ہے وہین سپرد کرنے کی جگہ ہوگی یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر رب السلم مین مسلم الیہ سے یہ شرط کی کہ سلم کو فلان شہر مین سپرد کرے تو مسلم الیہ جس مقام سے اس شہر مین سے چاہے ادا کرسکتا ہے اور رب السلم کو اختیار ہوگا کہ اسکو دوسری جگہ سپرد کرنے کے واسطے تکلیف دے کذا فی المحیط۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ جب وہ شہر بڑا نہو اور اگر بڑا ہو کہ اسکے دونون کنارون مین ایک فرسخ کا فاصلہ ہو تو جبتک اسکا کوئی کنارہ بیان نہ کرے جائز نہین ہے اسواسطے کہ اسکی جہالت سے جھگڑا پیدا ہوسکتا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور جن چیزون مین باربرداری وغیرہ نہین ہے جیسے مشک و کافور انمین ادا کرنے کا مکان معین کرنا بالاجماع شرط نہین ہے اور کتاب البیوع و جامع صغیر کی روایت کے موافق جہان عقد ہوا ہے وہی ادا کرنے کے واسطے معین ہوگا اور یہی اصح ہے اور یہ صاحبین کا قول ہے یہ محیط سرخسی اور ینابیع مین لکھا ہے۔ اور اجارات مین لکھا ہے کہ وہ مکان متعین نہوگا اور اسکو اختیار ہے کہ جہان چاہے ادا کرے اور یہی اصح ہے یہ کافی اور ہدایہ مین لکھا ہے

پس اگر کوئی مکان معین کیا تو بعضون نے کہا ہی کہ معین نہوگا کیونکہ ایسی چیز کے لیجانے مین کچھ باربرداری نہین ہی اور نہ جگہ کے بدلنے سے اُسکی مالیت بدلتی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ متعین ہوگا اور یہی اصح ہی یہ عنایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر سمندر یا پہاڑ کی چوٹی پر ایسی چیزون مین کہ جنمین باربرداری اور مشقت ہی بیع سلم کی تو جونسا قریب مکان ہو وہان سے ہوگا اُس مکان مین ادا کریگا یہ ینابیع مین لکھا ہی اور دسوین شرط یہ ہی کہ دونون بدلون کو کوئی وصف علت ربوٰ کا شامل نہو اور وہ قدر و جنس ہی اور یہ ہر جگہ جاری ہی مگر شنون مین نہین جاری ہی کہ انکا سلم وزنی چیزون مین لوگون کی ضرورت کی وجہ سے جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ بیع سلم کا حکم یہ ہی کہ رب السلم کو مسلم فیہ مین ایک مدت پر ملکیت ثابت ہوتی ہی اور مسلم الیہ کو راس المال معین اور موصوف مین فی الحال ملکیت ثابت ہوتی ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اور جب بیع سلم صحیح ہوگئی اور مسلم الیہ نے مسلم فیہ کو حاضر کیا تو رب السلم کو اُسمین خیار نہوگا مگر اسصورت مین کہ اپنی شرط کے برخلاف پاوے تو اسصورت مین مسلم الیہ پر جبر کیا جاویگا کہ جس چیز پر عقد ہوا ہی اُسکو حاضر کرے یہ ینابیع مین لکھا ہی*

دوسری فصل اُن چیزون کے بیان مین جنمین سلم جائز اور جنمین جائز نہین ہی اگر کوئی ہراتی کپڑا ہراتی کپڑے کی سلم مین دیا تو جائز نہین ہی اور اگر ایک تفیز گیہون کو ایک تفیز جو کی سلم مین دیا تو بھی جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر کیلی چیز کو وزنی چیز کی سلم مین دیا تو جائز ہی بشرطیکہ وزنی چیز مسلم فیہ ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو اسطرح کہ اُسکا وصف بیان کردینے سے بیع متعین ہوجاوے اور اگر ایسا نہو تو جائز نہین ہی حتے کہ اگر گیہون کو سونے یا چاندی کی سلم مین دیا تو ہمارے نزدیک جائز نہین ہی اور عقد باطل ہوگا اور یہی صحیح ہی اور وزنی چیز کو کیلی چیز کی سلم مین دینا جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور وزنی کو وزنی کی سلم مین دینا جبکہ دونون عقد مین متعین ہوجاتے ہون جیسے لوہا اور زعفران تو جائز نہین ہی اور اگر درم و دینار کو وزنی کی سلم مین دیا تو جائز ہی اور اگر گلائی ہوئی چاندی یا سونے کا تپر یا ڈھلا ہوا سونا چاندی زعفران کی سلم مین دیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور اگر پیسون کو وزنی چیز کی سلم مین دیا تو جائز ہی مگر جب پیسون کو اُسی جنس مین دیا تو جائز نہین ہی اگر پیتل کے برتن وزنی چیز کی سلم مین دئے پس اگر یہ برتن وزن سے بکتے ہون تو جائز نہین ہی اور اگر گنتی سے بکتے ہون تو جائز ہی لیکن اگر برتنون کو اپنی جنس کے ساتھ بیچا تو جائز نہین ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ کیلی چیز کو کیلی چیز کی سلم مین دینا جائز نہین ہی اور اگر کیلی یا وزنی چیز نہو اور دونون کی قسم مختلف ہو تو ایسی ایک چیز کو دو کے عوض بیچنے مین کچھ ڈر نہین ہی اور اُدھار بیچ دینے کا بھی کچھ ڈر نہین ہی بشرطیکہ وہ مسلم فیہ وصف بیان کردینے سے ایسی ہوجاوے کہ مثلی چیزون کے ساتھ ملجاوے اور اگر ایسی نہو تو جائز نہین ہی حتے کہ اگر ایک ہراتی کپڑا ایک جوہر یا موتی کے سلم مین دیا تو جائز نہین ہی اور یہی حکم ہمارے نزدیک حیوانات مین ہی اور اگر غیر کیلی و وزنی چیزین ایک قسم کی ہون تو ہمارے علما کے قول پر دو چیزون کو ایک کے عوض ہاتھون ہاتھ دینا روا ہی اور اُسمین اُدھار بہتر نہین ہی حتے کہ اگر دو ہراتی کپڑے ایک ہراتی کی سلم مین دیے تو ہمارے نزدیک جائز نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی اگر کیلی چیز کو کیلی اور وزنی چیز کی سلم مین دیا یا کسی چیز کو اُسکی جنس اور غیر جنس کی سلم مین دیا تو امام اعظم کے نزدیک تمام کا عقد

باطل ہی اور صاحبین کے نزدیک وزنی کے حصہ اور غیر جنس کے حصہ مین صحیح ہی یہ حاوی مین لکھا ہی- اور اگر کسی چیز کو ایک نوع کی کیلی اور وزنی چیز کی سلم مین دیا اس شرط پر کہ بعض کی مدت کسی وقت ہو اور بعض کی مدت دوسرے وقت ہو تو روا ہی اور دونون مین سے ہر ایک کا حصہ بیان کرنے کی احتیاج نہین ہی اور اگر رب السلم نے قبضہ نہ کیا یہان تک کہ سلم فیہ جاتی رہی اور اسکا مثل معدوم ہو گیا تو ہمارے تینون امامون کے نزدیک سلم باطل نہوگی ولیکن رب السلم کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسکے مثل موجود ہونے تک انتظار کرکے اسکو لے ورنہ اپنا راس المال لے لیوے یہ شرح الطحاوی مین لکھا ہی- اور اگر درمون کو زعفران کی سلم مین دیا تو جائز ہی اور پیسون کو لوہے اور رصاص کے مانند چیزون کی سلم مین دینا روا ہی اور اگر پیسون کو پیتل کی سلم مین دیا تو جائز نہین ہی اور پیسون سے مراد رائج پیسے ہین اگر غیر رائج ہون تو انکو لوہے اور رانگہ کی سلم مین دینا جائز نہین ہی اور اگر تیر وغیرہ کے پورے یا تلوار کو لوہے کی سلم مین دیوے تو جائز نہین ہی اور اگر تلوار کو پیتل کی سلم مین دیا تو جائز ہی بشرطیکہ تلوار گنتی سے بکتی ہو اور اگر وزن سے بکتی ہو تو جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اور گیہون کو میعادی دہیون کی سلم مین دینا ہمارے نزدیک جائز نہین ہی اور جب اسکا سلم صحیح نہین ہوا تو عیسی ابن ابان نے فرمایا کہ عقد بالکل باطل ہوگا اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی- اگر کیلی چیز مین بحساب وزن کے سلم قرار دی تو اسمین دو روایتین ہین اور جائز ہونے پر اعتماد ہی اور اسی طرح اگر وزنی چیز مین بحساب پیمانہ کے سلم قرار دی تو بھی یہی اختلاف ہی یہ بحر الرائق مین ہی- اگر دودہ کے موجود ہونے کے وقت اسمین بحساب پیمانہ یا وزن معلوم کے کسی میعاد معلوم تک سلم ٹھہرائی تو جائز ہی اور یہی حکم سرکہ اور شیرہ انگور کا ہی پھر شمس الائمہ نے فرمایا کہ دودہ مین وقت کی قید لگانا انکے شہرون کے موافق ہی اسلیے کہ انکے یہان کبھی کبھی دودہ کا بازار مین آنا موقوف ہو جاتا ہی اور ہمارے ملکون مین موقوف نہین ہوتا تو ہر وقت جائز ہی اور یہی حال سرکہ کا ہی مگر شیرۂ انگور ہر وقت نہین پایا جاتا پس اسکی سلم مین وقت کی شرط کرنی چاہیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- اور گھی کی سلم مین پیمانہ اور وزن سے بیچنا جائز ہی مگر امام محمد رح سے ایک روایت مین آیا ہی کہ وزن سے نہین جائز ہی اور ایسے ہی ہر چیز جو رطل سے تولی جاتی ہی اسکا پیمانہ اور وزن سے بیچنا جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی- اگر نئے گیہون کی سلم مین انکے موجود ہونے سے پہلے بیع قرار دی تو ہمارے نزدیک صحیح نہین ہی اور اسی سے نکلتا ہی کہ اگر کسی خاص مقام کے گیہون مین سلم قرار دی پس اگر اسکے جاتے رہنے کا گمان نہو تو سلم جائز ہوگی اور اسی طرح اگر کسی بڑے شہر مثل سمرقند و بخارا کے اناج مین سلم قرار دی تو بھی یہی حکم ہی اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ شہر کے اناج مین جائز نہین ولایت کے اناج مین جائز ہی اور صحیح یہ ہی کہ جس جگہ کا اناج بیان کیا گیا اگر غالباً اسکا اناج معدوم نہووے تو سلم جائز ہوگی خواہ وہ کوئی ولایت ہو یا بڑا شہر ہو اور اگر اسکے اناج معدوم ہونے کا خوف ہو جیسے کوئی خاص زمین یا گانون تو اسکی سلم جائز نہوگی یہ بدائع مین لکھا ہی- اور اگر قریہ کی طرف نسبت کرنا صرف صفت بیان کرنے کے واسطے ہو جیسے بخارا کی خشم رانی تو صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی- اگر ہرات گانون ۱۲ کے گیہون مین سلم قرار دی تو جائز نہین ہی اور اگر ہرات کے کپڑون مین سلم قرار دی پس اگر سلم کی پوری شرطین بیان کین تو جائز ہی یہ شرح طحاوی مین

ف
سے سکت ہیں
جو متعوت جو تیس
کے پیسے جن کا اور
جن کا سکہ رواج نہین
سلم میں بیچنے کی
دینا جائز نہین ہے
۱۲ منہ

لکھا ہے۔ اور نوادر ابن سماعہ مین ہے کہ بغداد کا مروی مرو کے مروی کی سلم مین دینا جائز ہے اور ایسے ہی مروی بغداد کو مروی اہواز اور مروی واسط کی سلم مین دینا جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر ہرات کی روئی ہراتی کپڑے کی سلم مین دی تو جائز ہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر جو کو بالون کے موزے یا صوف کے نمدے کی سلم مین دیا یا خز کو خز کے کپڑے کی سلم مین دیا پس اگر وہ ٹوٹ کر بال ہو جائے تو جائز ہے ورنہ جائز نہین ہے اور اگر سوت کو سوت کے کپڑے کی سلم مین دیا تو جائز ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور جو گنتی کی چیزین ایسی ہون کہ اُنکے عددون مین فرق ہو جیسے انار اور خربوزہ وغیرہ تو اُنکی سلم گنتی سے جائز نہین ہے یہ حاوی مین لکھا ہے۔ اور جو گنتی کی چیزین باہم قریب ہون اُنمین جائز ہے جیسے کہ اخروٹ اور انڈے مین گنتی سے اور پیمانہ اور وزن سے بھی جائز ہے اور زیادات مین لکھا ہے کہ اخروٹ اور انڈے کی سلم مین جبکہ مرغی یا بط کا انڈا بیان کر دیا تو جائز ہے اگرچہ جید اور ردی نہ بیان کیا ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ جن عددی چیزون کے اعداد جدا جدا قیمت سے بکتے ہون یعنے ہر ایک کی قیمت علیحدہ ہو وہ عددی متفاوت کہلاتی ہین اور جنکے ہر ایک عدد کی قیمت یکسان ہو وہ عددی متقارب ہین یعنے باہم برابر ہین اور بھی امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر بط کے انڈون کو مرغی کے انڈے کی سلم مین دیا یا نعامہ کے انڈون کو مرغی کے انڈون کی سلم مین دیا تو جائز ہے اور اگر مرغی کے انڈون کو ان دونون مین سے کسی کے انڈون کی سلم مین دیا پس اگر ایسے وقت مین دیا کہ ان دونون کے انڈے ملتے ہین تو جائز ہے ورنہ جائز نہین ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کاغذ مین گنتی کی راہ سے سلم ٹھہرائی تو جائز ہے اور اگر وزن سے ٹھہرائی تو مین نے فتاوی مین دیکھا ہے کہ یہ بھی جائز ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ اور پیسون مین گنتی سے سلم ٹھہرانا ظاہر الروایت مین جائز ہے کذا فی الینابیع اور یہی صحیح ہے یہ نہایہ مین لکھا ہے۔ بیگنون کی سلم گنتی سے صحیح ہے اور یہی حال سیب وغیرہ کا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور حسن نے روایت کی ہے کہ پیاز اور لہسن کی سلم پیمانہ اور گنتی سے جائز ہے کیونکہ وہ عددی متقارب[1] ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور امام نے فرمایا کہ شیشہ کی سلم مین بہتری نہین ہے مگر اُس صورت مین کہ ٹوٹا ہوا ہو پس اُسکا وزن معلوم شرط کیا جاوے اور یہی حال جوہر زجاج کا ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ یتیمہ مین لکھا ہے کہ اگر سونے اور چاندی کے برتن مین سلم قرار دی اور راس المال مین سونا ٹھہرایا تو سلم جائز نہین ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور جو برتن شیشہ سے بنائے جاتے ہین اُنکی سلم بھی جائز نہین ہے کیونکہ وہ عددی متفاوت ہین تابہ کی سلم جائز ہے جبکہ اُسکی کوئی قسم معلوم بیان کر دیجاوے اور مٹی کے پختہ برتنون کی بیع اگر اُسکی کوئی ایسی نوع بیان کیجاوے جو لوگون کو معلوم ہو تو جائز ہے اور کوزون کا بھی یہی حکم ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے کچی اور پکی اینٹون کی بیع سلم روا ہے جبکہ اُسکا پیمانہ معلوم بیان کر دیا جاوے اور پیمانہ معلوم ہونے کی یہ صورت ہے کہ اُسکا طول اور عرض و عمق عام لوگون کے استعمالی گز سے بیان کیا جاوے اور اگر اُس شہر کے لوگون نے اینٹون کا ایک ہی پیمانہ کیا ہو تو بیان کرنے کی حاجت نہین ہے یہ ینابیع مین لکھا اور ایسے ہی کپڑون کی بیع سلم اُنکا طول و عرض معلوم گز سے بیان کرنے کے بعد جائز ہے خواہ کپڑا روئی کا ہو یا ریشم کا اور سوت کے کپڑے مین وزن ذکر کرنا ضرور نہین ہے اور حریر مین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ذکر وزن شرط ہے یہ فتاوی

---

[1] قال [illegible] [illegible] [illegible] فی [illegible] [illegible] [illegible] متفاوت [illegible] [illegible] الغنیہ [illegible]

قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور اگر وزن بیان کیا اور گز نہ بیان کیا تو بیع سلم جائز نہوگی اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا کہ اگر حریر مین وزن شرط کیا اور گزون کی شرط نہ کی تو بیع کا جائز نہونا اسوقت ہی کہ جب ہر گز کا ثمن نہ بیان کیا ہو اور اگر ہر گز کا ثمن بیان کر دیا تو جائز ہی اور اگر خز کے کپڑے مین سلم ٹھہرائی پس اگر طول و عرض اور رقعہ بیان کی اور وزن نہ بیان کیا تو جائز ہی اور اگر وزن بیان کیا اور طول و عرض اور رقعہ بیان کی تو جائز نہین ہی اور ایک روایت آئی ہی کہ اگر طول و عرض اور رقعہ بیان کی اور وزن نہ بیان کیا تو بھی جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر چند گزون کی مطلقاً شرط کی تو دونون کا لحاظ کر کے درمیانی گز سے دیا جاویگا اور واضح ہو کہ بعض مشائخ نے کہا کہ درمیانی گز سے دینے سے یہ مراد ہی کہ گز سے درمیانی طور پر ناپا جاوے کہ نہ بہت کھینچا جاوے اور نہ ڈھیلا کیا جاوے اور بعضے مشائخ نے کہا کہ گز سے مراد یہی گز ہی اور وہ بازارون مین چھوٹا بڑا اور درمیانی ہوتا ہی پس مراد درمیانی گز ہی اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ جب بیع سلم مین گز مطلقاً چھوڑ دیا تو ان دونون معنی کا لحاظ کیا جاویگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اصل مین لکھا ہی کہ انجیر کی سلم مین اگرچہ اسکا پیمانہ معلوم ہو اور پیمانہ اسکا وہ جوال ہی جسمین انجیر بھرے جاتے مین تو جائز ہی ورنہ بہتر نہین ہی اور مشائخ نے اسکے باب مین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ وہ ہر حال مین کیلی ہی اور بعضون نے کہا کہ اگر لوگون مین وزن سے بکنے کا عرف ہو تو وزنی ہی اور اگر پیمانہ سے بکنے کا عرف ہو تو کیلی ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ سنارون اور کان کی مٹی مین بیع سلم جائز نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ بچھونے اور چٹائی اور بوریون کی بیع سلم مین اگر گز معلوم اور صفت معلوم اور صنعت معلوم کی شرط کی ہو تو جائز ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور جوال اور موزے اور چادرون کی اگر صفت معلوم ہو اور طول و عرض اور رقعہ معلوم ہو تو جائز ہی اور پوستینون مین جائز نہین ہی کیونکہ آنمین باہم تفاوت ہوتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اونٹ اور گاے اور بکری کے چمڑے کی بیع سلم مین بہتری نہین یعنے ناروا ہی اور اگر اسمین سے کسی کی کوئی قسم معلوم بیان کر دی تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور مبسوط مین ہی کہ چمڑے کی سلم جائز نہین ہی مگر اسصورت مین کہ جب اسکی کوئی ایسی قسم ہو کہ جسکا طول و عرض اور جیّد ہونا معلوم ہو تو کپڑے کے مانند جائز ہوگی اور ایسے ہی اگر چمڑا وزن سے بکتا ہو تو اسکی سلم مین وزن اسطرح ذکر کرنے سے کہ جس سے لین دین مین جھگڑا نہو جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور سری اور پایون مین نہین جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک گوشت مین سلم صحیح نہین ہی اور صاحبینؒ نے کہا کہ جائز ہی بشرطیکہ اسکی جنس اور نوع اور سن اور جگہ اور صفت اور مقدار بیان کر دیجاوے مثلاً بکری خصی دو دانت والی کے پہلو اور ران مین سے فربہ سو رطل ہو اور ہڈی سکے گو دہ مین دو روایتین آئی ہین اور اصح یہ ہی کہ نا جائز ہی اور حقائق اور عیون مین لکھا ہی کہ فتوے صاحبینؒ کے قول پر ہی اور جب حاکم نے اسکے جواز کا حکم دیا تو بالاتفاق صحیح ہو جاویگا اور چکنائی اور چربی کی سلم سب کے نزدیک صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور مچھلی کی سلم مین یا تازہ مچھلی ہوگی یا خشک نمک دار اور سلم یا گنتی سے ہوگی یا وزن سے پس اگر اسنے گنتی سے سلم ٹھہرائی تو جائز نہین خواہ مچھلی تر ہو یا خشک اور اگر وزن سے ٹھہرائی پس اگر مچھلی خشک ہی تو جائز ہی اور اگر تر ہو پس اگر عقد سلم اس مچھلی کے

موجود ہونے کے زمانہ مین واقع ہو اور میعاد تک موجود رہے کہ درمیان مین جاتی نہ رہے تو جائز ہی ورنہ جائز نہین ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر چھوٹی مچھلیون مین پیمانہ اور وزن سے سلم ٹھہرائی تو صحیح یہ ہی کہ جائز ہی کذا فی الینابیع اور بڑی مچھلیون مین امام اعظم رح سے دو روایتین ہین پس ظاہر الروایت مین جائز ہی اور یہی صاحبین کا قول ہی اور اصل مین لکھا ہی کہ پرندون مین سے کسی مین سلم ٹھہرانا بہتر نہین یہ محیط سرخسی مین ہی اور جن پرندون مین تفاوت نہین ہوتا جیسے کنجشک تو بھی بعض نے کہا کہ جائز نہین ہی اور یہی اصح ہی اور پرندون کے گوشت مین بھی جائز نہین ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ اُن پرندون کے حق مین ہی جو جمع کر کے انڈے بچون کے واسطے نہین رکھے جاتے ہین ورنہ جو ایسے ہون انکی نسبت بعض مشائخ نے کہا کہ امام اعظم رح کے نزدیک جائز نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک جائز ہی اور بعضون نے کہا کہ بالاتفاق جائز ہی اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک روٹی مین سلم نہ وزن سے جائز ہی اور نہ گنتی سے اور امام ابو یوسف کے نزدیک وزن سے جائز ہی اور مشائخ نے فتوی کے واسطے قول ابو یوسف کا اختیار کیا ہی لیکن قبضہ کے وقت احتیاط کرنا واجب ہی کہ اُسی جنس سے لے جو اُسنے بیان کی ہی تاکہ قبضہ سے پہلے مسلم فیہ کا بدلنا لازم نہ آوے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور روٹی کو گیہون یا آٹے کی سلم مین دینا جائز نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک جائز ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی۔ اور آٹے کی سلم پیمانہ اور وزن سے جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور جواہر اور موتیون کی سلم مین بہتری نہین ہی اور چھوٹے چھوٹے موتی جو وزن سے بیچے جاتے ہین اور دواؤن مین ڈالے جاتے ہین اُنکی سلم وزن سے جائز ہی اور گچھ اور چونے کی سلم مین پیمانہ معلوم کے حساب سے کچھ ڈر نہین ہی کیونکہ اسکا کیلی ہونا معلوم ہی اور وہ ہر وقت میسر کیا جاسکتا ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ تیل کی اگر کوئی قسم معلوم شرط کر دی تو اُسکی سلم مین کچھ خوف نہین ہی اور خوشبودار اور غیر خوشبودار کا حکم یکسان ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ اور صوف کے وزن سے بیع سلم کرنے مین خوف نہین ہی اور اگر بغیر وزن کے کچھ ڈھیریون کی شرط کی تو جائز نہین ہی اگر کسی نے خاص بکری کے صوف کی بیع کی تو جائز نہین ہی اور یہی حکم بکریون کے دودھ اور گھی کا ہی اور جو گھی یا زیتون کا تیل یا گیہون کہ اس سال پیدا ہون اُنکی سلم مین بہتری نہین ہی تلوار کے پھل کی سلم مین کچھ خوف نہین ہی بشرطیکہ اسکا طول و عرض و صفت معلوم ہو اور صوف کو بالون کی سلم مین دینا جائز نہین ہی کیونکہ ان دونون مین علت ربوٰ کی یعنی وزن مشترک ہی اور شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ بال وزن سے بکتے ہون اور اگر وزن سے نہ بکتے ہون تو اُدھار حرام نہین ہی مترجم کہتا ہی یعنے سلم جائز ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور دو ذمیون کا شراب مین بیع سلم کرنا جائز ہی اور سور مین جائز نہین ہی پس اگر دونون مین سے ایک مسلمان ہوا تو بیع سلم باطل ہو جاویگی اور مسلمان اور نصرانی تمام احکام سلم مین سوائے شراب کے برابر ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ روئی اور کتان اور ابریشم اور تانبا اور پیتر اور لوہا اور رانگ اور پیتل اور کانسہ ان چیزون کی بیع سلم مین خوف نہین ہی اور یہ چیزین مثلی ہین اور حنا اور وسمہ اور خشک خوشبودار چیزین جو کیلی ہون انھین چیزون کے مانند ہین اور تر خوشبودار چیزین اور ساگ اور انیدھن مثلی نہین ہین تو انمین سلم جائز نہوگی اور چکنین کا بنانا اگر اُس پیشہ والون کو اسطرح معلوم ہو کہ اُنمین فرق نہ پڑے تو اُسکی بیع سلم مین کچھ ڈر نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر شہتیرون کی کوئی قسم معلوم بیان کر دی اور اسکا طول اور موٹائی اور میعاد اور وہ مکان کہ جسمین ادا کیے جاوین بیان کر کے بیع سلم کی تو جائز ہی اور

[illegible]

یہی حکم ساکھو اور عیدان اور لکڑی اور نرکل کا ہی اور نرکل مین موٹائی بیان کرنے کی صورت یہ ہی کہ بالشت یا گز وغیرہ کے اندازسے جس سے اُسکا گٹھا باندھا جاتا ہی بیان کرے یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور رطبہ کی سلم مین بہتری نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور سوت مثلی چیزون مین ہی اِسکو شمس الائمہ سرخسی نے بیان کیا ہی اور طحاوی نے ذکر کیا ہی کہ جو وزنی چیز ہی وہ مثلی ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور طشت اور قمقمہ اور موزون اور ایسی چیزون کی بیع سلم مین کچھ خوف نہین ہی بشرطیکہ انکی شناخت ہوسکے ورنہ بہتری نہین ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور کٹ کی بیع سلم مین وزن کے حساب سے کچھ خوف نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اگر پانی مین وزن کے حساب سے بیع سلم ٹھہرائی اور پانی کے خاص معلوم گھاٹ تبلا دئیے تو جائز ہی اور جب پانی مین جائز ہی تو برف مین بھی جائز ہوگی

کذا فے فتاوی قاضی خان

تیسری فصل اُن احکام کے بیان مین جو راس المال اور مسلم فیہ پر قبضہ کرنے سے متعلق ہین مسلم الیہ کو جائز نہین ہی کہ راس المال سے رب السلم کو بری کردے اور اگر اُسنے بری کیا اور رب السلم نے برائت قبول کرلی تو عقد سلم باطل ہوجاویگا اور اگر قبول نہ کی تو باطل نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور یہ جائز نہین ہی کہ راس المال کے عوض کوئی چیز اُسکے غیر جنس کی لیوے اور اگر اُسی جنس سے اُس سے جید یا اُس سے ردی دیا اور مسلم الیہ نے ردی کو اختیار کرلیا تو جائز ہی اور اگر اُسکے حق سے جید دیا تو اُسکے لینے پر مجبور کیا جاویگا اور امام زفر نے فرمایا کہ مجبور نہ کیا جاویگا اور اپنی رضامندی سے لیگا اور یہی مختار ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور مسلم فیہ کے عوض کوئی چیز بدلنا جائز نہین ہی اور اگر مسلم الیہ نے بجاے ردی کے جید دیا تو ہمارے نزدیک رب السلم پر اُسکے قبول کرنے کے واسطے جبر کیا جاویگا اور اگر بجاے جید کے ردی دیا تو جبر نہ کیا جاویگا اور اگر سلم مین جید کپڑا ٹھہرا تھا اور وہ ردی لایا اور کہا کہ تو اسکو لے لے اور مین ایک درم تجکو واپس دونگا تو اس قسم کے آٹھ مسئلے نکلتے ہین چار مسئلہ گزون کی چیزون مین اور چار کیلی اور وزنی چیزون مین بس گزون کی چیزون کے یہ ہین کہ اگر سلم مین ایک کپڑا ٹھہرا تھا پھر مسلم الیہ اُس سے وصف مین بڑھکر یا گز مین بڑھکر لایا اور کہا کہ تو اسکو لیلے اور مجکو ایک درم بڑھا دے تو جائز ہی اور یہ درم کی زیادتی بمقابلہ زیادتی خوبی یا گز کے ہوگی اور اگر ردی کپڑا لایا یا وہ ایک گز کم تھا اور کہا کہ تو اسکو لے اور مین تجکو ایک درم واپس دونگا اور اُسنے ایسا ہی کیا تو جائز نہین ہی اور اگر اُسنے ردی دیکر یہ نہ کہا کہ مین تجکو ایک درم واپس دونگا اور رب السلم نے قبول کرلیا تو جائز ہی اور یہ وصف سے بری کرنے مین شمار ہوگا اور اگر سلم کیلی یا وزنی چیزون مین ہو مثلاً دس قفیز گیہون کے عوض دس درم دئیے تھے اور وہ جید گیہون لایا اور کہا کہ اسکو لے اور ایک درم بڑھا دے تو جائز نہین ہی اور اگر گیارہ قفیز لایا اور کہا کہ اسکو لے اور ایک درم بڑھا دے یا نو قفیز لا کر دین اور کہا کہ ایک درم واپس کردونگا اور اُسنے قبول کرلیا تو جائز ہی اور اگر دس قفیز ردی گیہون لایا اور کہا کہ تو اسکو قبول کرلے اور مین ایک درم واپس دونگا تو جائز نہین ہی اور امام ابو یوسف سے مروی ہی کہ سب صورتون مین جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ راس المال کے عوض کوئی شی رہن کرنا یا کسی پر حوالہ کرنا یا اُسکا کفیل کردینا صحیح ہی پس اگر رب السلم اور مسلم الیہ راس المال پر قبضہ ہونے سے پہلے جدا ہوگئے تو عقد باطل ہوجاویگا اگرچہ جس شخص نے کفالت کی ہی یا جسپر اُترایا ہی مجلس مین

موجود ہو اور اگر دونون عقد کرنے والے مجلس مین موجود ہون توکفیل کا یا اُس شخص کا جسپر حوالہ کیا ہی جدا ہو جانا مفسد نہین ہی اور اگر راس المال کے عوض کچھ رہن کر لیا اور دونون جدا ہو گئے حالانکہ رہن قائم ہی تو عقد ٹوٹ جاویگا اور اگر رہن اُسی مجلس مین تلف ہو گیا تو عقد سلم اپنی صحت پر رہیگا اور اگر مسلم فیہ کے عوض رہن لیا اور وہ تلف ہو گیا تو رب السلم کو اپنا پورا حق ملگیا اور اگر رہن تلف نہوا ولیکن مسلم الیہ مرگیا اور اُسپر بہت سے قرض ہین تو رب السلم اس رہن کا زیادہ حقدار ہی ولیکن یہ رہن اُسکو نہ دیا جاویگا بلکہ اُسکے قرضہ کی جنس مین بیچا جاویگا تا کہ قبضہ سے پہلے مسلم فیہ کا بدلنا لازم نہ آوے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر مسلم الیہ رب السلم کے پاس آیا اور اُسکے اور مسلم فیہ کے درمیان سے روک اُٹھا دی تو وہ مانند اور قرضون کے اسپر بھی قابض شمار ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور مسلم فیہ کا کسی پر اُترانا جائز ہی اور ایسے ہی کفالت کرنا بھی جائز ہی ولیکن اُترانے کی صورت مین مسلم الیہ بری ہو جاویگا اور کفیل کرنے کی صورت مین بری نہوگا اور رب السلم کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو مسلم الیہ سے مطالبہ کرے یا کفیل سے مطالبہ کرے اور رب السلم کو کفیل سے بدل کرنا جائز نہین ہی اور کفیل کو جائز ہی کہ جو اُسنے رب السلم کو ادا کیا ہو اُسکے بدلے مین مسلم الیہ سے لے لیوے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر مسلم فیہ کا کوئی کفیل تھا پھر اُسنے سلم کو مسلم الیہ سے اقتضا کے طور پر پورا لے لیا پھر اُسکو بیچ کر اُسمین نفع اُٹھایا تو یہ اُسکے لیے حلال ہی بشرطیکہ رب السلم کو اُسکے مثل ادا کر دے اور ایسی صورت مین کچھ اختلاف نہین ہی کہ جب مسلم فیہ پر اُسکی ملکیت بسبب اسکے کہ اُسنے طعام سلم کو ادا کر دیا ہی مقرر ہو گئی صرف خلاف اسصورت مین ہی کہ اگر رب السلم کو طعام سلم ادا کرنے والا خود مسلم الیہ ہو تو کفیل سے جو اُسنے کفیل کو دیا ہی اُسکے مثل واپس لیگا پھر اسی کتاب مین لکھا ہی کہ کفیل نے جو نفع اُٹھایا وہ اُسکو حلال ہی اور یہ قول امام ابو یوسف اور امام محمد رح کا ہی اور امام محمد رح نے امام اعظم سے روایت کی ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین دیانۃً یہ دوست رکھتا ہون کہ یہ نفع مسلم الیہ کو واپس کر دے اور قضاءً مین اُسپر جبر نہین کرتا اور کتاب الکفالت مین لکھا ہی کہ امام نے فرمایا کہ زیادتی صدقہ کر دے اور یہ سب اُسصورت مین ہی کہ سلم کو کفیل نے اقتضا کے طور پر لیا ہو اور اگر رسول بنکر لیا ہو اسطرح پر کہ مسلم الیہ نے طعام سلم اُسکے سپرد کیا ہو اسواسطے کہ رب السلم کے پاس پہونچا دیوے اور اُسنے اُسمین تصرف کیا اور نفع اُٹھایا تو امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک نفع اُسکو حلال نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر رب السلم نے مسلم الیہ سے کہا کہ میرا جو حق تجھپر چاہیے ہی اُسکو اپنے تھیلون مین ناپ یا کہا کہ اُسکو ناپ کر اپنے گھر مین جدا رکھ دے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو رب السلم قابض نہ شمار ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی کے ایک کر گیہون مین بیع سلم ٹھہرائی تھی اور لیتے وقت رب السلم نے مسلم الیہ کو حکم دیا کہ میرے تھیلون مین اسکو ناپ دے اور اُسنے ایسا ہی کیا اور رب السلم اُسوقت غائب تھا تو یہ قبضہ نہین ہی حتے کہ اگر وہ تلف ہو جاوے تو مسلم الیہ کا مال تلف ہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر رب السلم اُسوقت حاضر ہو تو بالاتفاق قابض ہوگا خواہ تھیلے اُسکے ہون یا مسلم الیہ کے ہون یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اگر رب السلم نے اپنے تھیلے مسلم الیہ کو دیئے اور اُسمین اناج تھا اور کہا کہ جو میرا تجھپر چاہیے ہی وہ ان تھیلون مین ناپ کر بھر دے پھر اُسنے ایسا ہی کیا اور رب السلم اُسوقت غائب تھا تو مشائخ کا اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ قابض شمار ہوگا

یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر اُسنے رب السلم کے حکم سے اُسکو پیسا یا تو رب السلم قابض نہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر رب السلم نے آٹا لے لیا تو اُسکو حرام ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر رب السلم نے حکم دیا کہ اسکو دریا مین پھینک دے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو مسلم الیہ کا مال گیا یہ عنایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر رب السلم نے مسلم الیہ کے غلام یا اُسکے بیٹے کو مسلم پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور اُسنے ایسا ہی کیا تو جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر رب السلم نے مسلم الیہ کو راس المال دینے کیواسطے کوئی وکیل کیا تو وکالت صحیح ہی پس اگر وکیل نے اُس حال مین دیدیا کہ وہ دونون مجلس مین موجود تھے تو صحیح ہی اور اگر وکیل مجلس سے دیدینے سے پہلے چلا گیا اور وہ دونون ابھی مجلس مین موجود ہین تو سلم باطل نہوگی اور اگر وکیل کے دیدینے سے پہلے رب السلم یا مسلم الیہ مجلس سے چلا گیا تو سلم باطل ہو جاویگی اور ایسے ہی اگر مسلم الیہ نے کسی شخص کو راس المال پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو تو ابھی یہی صورتین ہین۔ زید نے عمرو کو کچھ درم ایک کر گیہون کی سلم مین دئے پھر عمرو نے بکر سے گیہون اس شرط پر خریدے کہ وہ ایک کر ہین اور رب السلم کو ادا کر دیے تو رب السلم اُسمین کھانے یا بیچنے وغیرہ کا تصرف مباح ہونے کے واسطے دو دفعہ پیمانہ کرنے کا محتاج ہی ایک دفعہ مسلم الیہ کی طرف سے اور ایک دفعہ اپنی طرف سے اور اگر مسلم الیہ نے ناپ لیا ہو تو رب السلم کو اُسکا ناپنا کافی نہین ہی اگرچہ اُسکے ناپ لینے کے وقت حاضر ہوا ور اسی طرح اگر مسلم الیہ نے رب السلم کو اُسپر قبضہ کر لینے کا حکم کیا اور اُسنے قبضہ کیا تو بھی دو دفعہ ناپنے کا محتاج ہی پہلے مسلم الیہ کی طرف سے اُسکا نائب ہو کر پیمانہ کرے پھر اپنے واسطے پیمانہ کرے اور ایک ہی پیمانہ کافی نہین ہی اور اسیطرح اگر مسلم الیہ نے کچھ درم رب السلم کو اپنے واسطے بشرط پیمانہ گیہون خریدنے کو دئے اور اُسنے خرید کر قبضہ کر کے ناپ لیے پھر اُنکو اپنے حق کے عوض لے لیا تو اُسپر دوبارہ پیمانہ کرنا واجب ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر مسلم الیہ نے اندازہ سے گیہون خریدے یا اپنی زمین سے پائے یا میراث یا ہبہ یا وصیت مین پائے اور اُنکو رب السلم کو ادا کر دیا اور اُسکے سامنے ناپ دیا تو رب السلم کو یکبار پیمانہ کرنا کافی ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اگر اُسنے کچھ اناج پیمانہ سے قرض لیا اور رب السلم کے سپرد کر دیا تو دوبارہ پیمانہ کرنے کی حاجت نہوگی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور جو حکم کیلی چیزون مین معلوم ہوا وہی وزنی چیزون مین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر راس المال عین ہو لیکن اُسکو مسلم الیہ نے ایسا پایا کہ اُسکا کوئی مستحق ہی یا عیب دار پایا پس اگر مستحق نے اجازت نہ دی یا مسلم الیہ عیب پر راضی نہوا تو سلم باطل ہو جاویگی خواہ جدا ہونے سے پہلے ہو یا بعد ہو اور اگر مستحق نے اجازت دیدی یا مسلم الیہ عیب پر راضی ہوا تو سلم جائز ہوگی خواہ راس المال پر قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہو گئے ہون یا نہ ہوئے ہون اور پھر مستحق کو راس المال کے لینے کی کوئی راہ نہوگی اور اُسکو اختیار ہوگا کہ رب السلم سے اُسکا مثل لے لیوے اگر وہ مثلی ہو یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر راس المال درم اور دینار مین سے ہو اور اُسپر قبضہ کر لیا پس اگر اُسمین کچھ عیب پایا تو یا اُسکو استحقاقی پائیگا یا ستوق پائیگا یا زیوف پائیگا اور یا مجلس مین ایسا پائیگا یا بعد جدا ہونے کے پس اگر اُسنے مجلس کے اندر ایسا پایا کہ اُسکا کوئی مستحق ہو پس اگر مستحق نے اجازت دیدی تو سلم جائز ہوگی بشرطیکہ راس المال قائم ہو اور اگر اجازت نہ دی تو اُس مقدار کا قبضہ ٹوٹ جاویگا اور ایسا ہو جاویگا گویا اُسنے قبضہ ہی نہین کیا پس اگر اُسنے اُسی مجلس مین اُسکے مثل پر قبضہ کر لیا تو جائز ہی ورنہ جائز نہین کذا فی محیط السرخسی۔ اور اگر اُنکو ستوق پایا پس

[illegible]

اگر مجلس عقد مین پایا اور مسلم الیہ نے اس سے چشم پوشی کی تو سلم جائز ہوگی اور اگر انکو واپس کرکے بجاے اُنکے اُسی مجلس مین کھرے درم لے لیے تو جائز ہی کذا فی المحیط اور اگر انکو زیوف یا نبہرہ پایا اور مجلس عقد مین ہی ایسا ہوا پس اگر مسلم الیہ نے اس سے چشم پوشی کی تو جائز ہی اور اگر واپس کرکے اُسی مجلس مین بدل لیے تو جائز ہی اور اگر بدلنے سے پہلے جدا ہوگئے تو سلم باطل ہو جاویگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی ۔ اور اگر اُن درمون مین سے کچھ درم ایسے پائے جنکا کوئی مستحق ہی اور یہ مجلس سے جدا ہونے کے بعد ہوا پس اگر مستحق نے اجازت دیدی اور وہ راس المال موجود ہی تو بیع جائز ہوگی اور اگر نہ اجازت دی تو بالاتفاق بقدر اُسکے سلم باطل ہو جاویگی اور اگر کچھ درم اُنمین سے ستوق پائے اور یہ مجلس سے جدا ہونے کے بعد ہوا تو بقدر اُسکے سلم باطل ہو جاویگی خواہ یہ تھوڑے ہون یا بہت ہون خواہ مسلم الیہ نے چشم پوشی کی ہو یا واپس کر دیا ہو خواہ بجاے اُنکے بدل لیے ہون یا نہ بدلے ہون اور مجلس کے بعد پھر قبضہ کرنے سے پوری سلم جائز نہو جاویگی کذا فی المحیط ۔ اور اگر اُنمین سے کچھ درم زیوف پائے اور یہ جدا ہونے کے بعد ہوا پس اگر اُسنے چشم پوشی کی تو جائز ہی اور اگر واپس کیا تو بالاجماع اگر اُسنے واپسی کی مجلس مین نہ بدلے تو بقدر واپس کیے ہوئے کے سلم باطل ہو جاویگی اور اگر واپسی کی مجلس مین بجاے اُنکے بدل لیے تو روایت استحسان کے موافق اگر واپس کیے ہوئے تھوڑے ہون تو باطل نہوگی اور اسی کو ہمارے علما نے لیا ہی اور اگر بہت ہون تو امام اعظم رہ کے نزدیک باطل ہو جاویگی اور صاحبین کے نزدیک استحساناً باطل نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی ۔ پھر روایت ظاہرہ مشہورہ مین بالاتفاق امام اعظم سے مروی ہی کہ جو نصف سے زیادہ ہی وہ بہت ہی اور نصف کے باب مین دو روایتین آئی ہین اور ایک روایت مین آیا ہی کہ تہائی بہت ہی اور یہی روایت اصح اور احوط ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور حاوی مین لکھا ہی ۔ کہ نصیر رح روایت کرتے ہین کہ شداد رحمہ اللہ فرماتے تھے اگر مسلم الیہ بعد جدا ہونے کے درہمون کو زیوف پاوے تو چاہیے کہ بدل کو پہلے لے لے پھر زیوف کو واپس کرے اور فقیہ رح نے فرمایا کہ ایسا کرنا احتیاط ہی پس اگر اُسنے زیوف کو واپس کیا اور پھر جدا ہونے سے پہلے بدل کو لے لیا تو بھی ہمارے علما کے نزدیک جائز ہی بشرطیکہ یہ زیوف نصف سے کم ہون یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی ۔ اور اگر مسلم الیہ کے ذمہ راس المال کے برابر رب السلم کا قرضہ ہو تو اسکی دو صورتین ہین یا یہ قرضہ بسبب عقد کے لازم آیا ہی یا قبضہ کرنے سے لازم آیا ہی پس اگر عقد کی وجہ سے لازم آیا تو اسکی بھی دو صورتین ہین یا یہ عقد اس عقد سلم سے پہلے ہی یا اسکے بعد ہی پس اگر عقد سلم سے پہلے کا عقد ہو مثلاً رب السلم نے مسلم الیہ کے ہاتھ کوئی کپڑا دس درم مین بیچا تھا اور درہمون پر قبضہ نہ کیا تھا یہان تک کہ اسکو دس درم سلم کے گیہون مین دینے کے واسطے عقد کیا پس اگر دونون اپنا اپنا قرضہ برابر سمجھ لین یا بدلا کر لینے پر راضی ہو جاوین تو بدلا ہو جاویگا اور اگر ایک نے انکار کیا تو بدلا نہوگا اور یہ استحسان ہی اور اگر بسبب ایسے عقد کے لازم آیا جو عقد سلم سے پیچھے ہی تو بدلا نہین ہو سکتا ہی اگرچہ دونون باہم بدلا کرنا چاہین اور اگر وہ قرضہ بسبب قبضہ کے لازم آیا ہی مثلاً مسلم الیہ نے غصب کر لیا تھا تو وہ قرضہ بدلا ہو جاویگا خواہ وہ دونون اُسکو بدلا کرین یا نہ کرین بشرطیکہ دوسرا قرضہ اس عقد سے پیچھے ہوا ہو اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ دونون قرضہ برابر ہون اور اگر زیادتی ہو اور ایک نقصان مین ہو اور دوسرا انکار کرے تو دیکھا جاویگا کہ اگر زیادتی والا انکار کرتا ہی تو بدلا نہوگا اور اگر کمی والا انکار کرتا ہی

کیونکہ ستوق فی الحقیقۃ درم نہین ہین ۱۲

ط
کذا فی الاصل
[illegible]

تو بدلا ہو جاویگا یہ بدائع مین لکھا ہے۔ امام رحمہ نے زیادات مین لکھا ہے کہ کسی نے دوسرے کو بیع سلم مین سو درم ایک کر درمیانی گیہون کے عوض ایک میعاد معلوم تک کے واسطے دیے پھر رب السلم نے مسلم الیہ کے ہاتھ ایک غلام بعوض ایک کر درمیانی گیہون کے جو مثل مسلم فیہ کے ہین فروخت کیا اور اس کر پر قبضہ کر لیا اور غلام اسکے سپرد نہ کیا یہانتک کہ بسبب غلام کے مرنے کے یا خیار شرط کے یا خیار رویت یا خیار عیب کی وجہ سے قاضی کے حکم سے یا بدون حکم کے قبضہ سے پہلے غلام کی واپسی کی وجہ سے یا قبضہ کے بعد قاضی کے حکم سے واپسی کی وجہ سے عقد بیع ہر طرح سے سب لوگون کے حق مین ٹوٹ گیا تو رب السلم پر واجب ہوگا کہ وہ کر جو اسنے غلام کا ثمن لیا ہے وہ غلام کی بیع فسخ ہونے کی وجہ سے مسلم الیہ کو واپس کرے پس اگر غلام بیچنے والے نے یعنے رب السلم نے کہا کہ مین وہ کر رہنے دیتا ہون اور اسکا مثل پھیر دونگا تو اسکو یہ اختیار ہوگا پس اگر رب السلم نے وہ کر جو غلام کا ثمن ہے واپس نہ کیا یہانتک کہ بیع سلم کی میعاد آگئی تو وہ کر مسلم فیہ کا قصاص ہو جاویگا خواہ دونون بدلا کرین یا نہ کرین اور ایسے ہی اگر دونون مین غلام کی عقد بیع عقد سلم سے پہلے واقع ہوئی ولیکن وہ کر جو ثمن ہے بعد عقد سلم کے قبضہ مین آیا پھر انھین سببون سے جو ہمنے ذکر کیے عقد بیع دونون مین فسخ ہو گیا تو بیع سلم کی مدت آجانے کے وقت وہ کر جو غلام کا ثمن ہے مسلم فیہ کا بدلا ہو جاویگا اور اگر غلام کے خریدار نے کہ جو مسلم الیہ ہے اس غلام کو قبضہ کے بعد باہمی رضامندی سے واپس کیا یا اقالہ کر لیا اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو وہ کر جو ثمن ہے دونون صورتون مین سلم کا بدلا ہوگا خواہ وہ دونون بدلا کرین یا نہ کرین اور اگر عقد سلم سے پہلے عقد بیع واقع ہوا اور اسنے گیہوون پر قبضہ کر لیا اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہے تو وہ کر جو غلام کا ثمن ہے سلم کا بدلا ہوگا اگرچہ دونون بدلا کرین یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر رب السلم پر کوئی ایسا قرضہ ہو کہ جو بسبب قبضہ مضمون کے ضمانت مین ہو گیا ہے جیسے کہ مسلم الیہ کی کوئی چیز بعد سلم کے غصب کر لی تو ایسا قرضہ بدلا ہو جاویگا اور اگر عقد سلم سے پہلے غصب کی اور وہ اسکے پاس موجود ہے یہانتک کہ سلم کی میعاد آگئی پس بدلا کرنے سے بدلا ہو جاویگا خواہ وہ دونون حاضر ہون یا نہون بشرطیکہ وہ مسلم فیہ کے مانند ہو اور اگر عقد سلم سے پہلے یا بعد ایک کر رب السلم کے پاس ودیعت ہو پھر مسلم الیہ نے اسکو بدلا کرنا چاہا تو بدلا نہوگا مگر اس صورت مین کہ کر دونون کے سامنے موجود ہو یا رب السلم اسپر دوبارہ قبضہ کرے اور اگر سلم کی میعاد آنے سے پہلے بعد عقد کے ایک کر غصب کیا پھر میعاد آگئی تو بدلا ہو جاویگا اور اگر عقد سلم سے پہلے غصب واقع ہوا تو بدلا کرنے سے بدلا ہوگا اور یہ سب اسوقت ہے کہ جب مسلم فیہ کے مانند ہو اگر اس سے جید یا کمتر ہوگا تو جید کی صورت مین بدلا نہوگا لیکن اگر مسلم الیہ راضی ہو جاوے تو بدلا ہو جاویگا اور گھٹیا کی صورت مین بھی رب السلم کی رضامندی سے بدلا ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہے۔ زید نے عمرو کو سو درم ایک کر کی سلم مین دیے پھر عمرو نے زید سے ایک کر اسکے مانند بعوض دو سو درم کے میعادی ادھار پر خرید کر کے قبضہ کر لیا پس اگر کر اسکے پاس ہے اور رب السلم نے چاہا کہ مسلم فیہ کے عوض اسپر قبضہ کرے تو جائز نہین ہے اور اگر اسنے قبضہ کر لیا اور اسکو پسایا تو اسکو اسکے مانند دینا واجب ہوگا اور یہ واجب سلم کا بدلا نہو جاویگا اگرچہ دونون اسپر راضی ہو جاوین پس اگر مسلم الیہ نے ضمان دیدی پھر مسلم فیہ کے عوض اسکو ادا کیا تو جائز ہے اور اگر اسنے نہ پسایا ولیکن اسمین اسکے پاس عیب آگیا تو مسلم الیہ کو اختیار ہے کہ چاہے اسکو لے یا اسکی ضمان لے پس اگر اسکا مثل ضمان مین لیا تو بدلا ہوگا اور اگر لیکر پھیر دیا اور کر دیا تو جائز ہے [illegible]

پیچھے یہی کر [illegible] ۱۲

نے اختیار کیا تو صرف اختیار سے بدلا نہوگا ۱۲

اُس کر کا لعینہ لینا اختیار کیا اور واپس نہ لیا پھر اُسکو بدلا کیا تو جائز ہی بشرطیکہ دونون اُس پر راضی ہو جاوین اور اگر بدلا کر لینے پر دونون نے صلح کی پہلے اِس سے کہ مسلم الیہ کسی چیز کو اختیار کرے تو امام محمد رح نے کتاب مین اسکو ذکر نہین کیا ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ جائز ہی اور اگر اُسنے بدلا نہ کیا اور مسلم الیہ نے وہ عیب دار کر لے لیا پھر رب السلم نے اسکو غصب کر لیا اور راضی ہوا تو یہ بدلا ہو جاویگا اور مسلم الیہ کی رضامندی نہ دیکھی جاویگی اور اگر مسلم الیہ سے وہ کر کسی اجنبی نے غصب کر لیا پھر مسلم الیہ نے رب السلم کو غاصب پر اُترا دیا کہ اُس سے لیکر سلم مین قبضہ کر لے تو یہ جائز نہین اور حوالہ کرنا باطل ہی پس اگر وہ اجنبی کے پاس عیب دار رہا اور رب السلم اس سے راضی ہو تو جائز ہوگا اور ایسے ہی اگر وہ کر کسی اجنبی کے پاس ودیعت ہوا اور رب السلم اُس سے راضی ہو جاوے تو بھی یہی حکم ہو لیکن فرق یہ ہی کہ غصب کی صورت مین اگر وہ کر قبضہ سے پہلے تلف ہو جاوے تو حوالہ باطل نہوگا اور ودیعت کی صورت مین باطل ہو جاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے سے تر چھوارہ کی ایک قفیز مین سلم ٹھہرائی اور اُسکی میعاد اُسکے پائے جانے کے وقت مین مقرر کی تاکہ بیع سلم جائز ٹھہرے پھر مسلم الیہ نے بجائے اُسکے ایک قفیز خشک چھوارہ ادا کیے یا یہ صورت ہوئی کہ اُسنے ایک قفیز خشک چھوارہ مین بیع سلم ٹھہرائی اور اُسنے بجائے اُسکے ایک قفیز تر چھوارہ ادا کیے اور رب السلم نے اُس سے چشم پوشی کی تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک اگر مسلم فیہ تر چھوارہ ہون اور بجائے اُنکے خشک ادا کرے تو ہر حال مین ناجائز ہی اور یہ ایسا ہی کہ گویا اُسنے تین چوتھائی خشک چھوارہ مین سلم ٹھہرائی پھر اُسکا ایک قفیز پورا لے لیا اور اگر ایک قفیز خشک چھوارہ مین سلم ٹھہرائی اور اُسنے ایک قفیز تر چھوارہ ادا کیے تو صاحبین کے نزدیک اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ اُسنے اپنا پورا حق لے لینے کے طور پر قبضہ کیا بایں طور کہ مسلم الیہ نے رب السلم سے کہا کہ اسکو اپنے حق مین یا اپنے حق کے ادا ہونے کے واسطے یا اپنے حق سے ادا ہونے کے واسطے یا کوئی اور ایسا ہی لفظ کہے اور دوسرے یہ کہ بطور صلح یا بری الذمہ ہونے کے قبضہ کیا ہو بایں طور کہ مسلم الیہ نے کہا کہ اسکو اپنے حق کی صلح مین یا اپنے حق سے ادا ہونے کی صلح مین لے اِس شرط پر کہ جو تیرا میری طرف ہی مین اُس سے بری ہون تو پہلی صورت باطل ہی اور دوسری صورت صلح کی لحاظ کیجاویگی اور غور کیا جاویگا کہ یہ تر چھوارہ خشک ہو کر کسقدر کم ہونگے پس اگر یہ معلوم ہو گیا تو اُسی بنا پر حکم دیا جاویگا اور اگر نہ معلوم ہوا تو اکثر اوقات جسقدر سے کم نہین ہوتا اُسکی بنا پر حکم دیا جاویگا پس اگر معلوم ہوا کہ خشک ہو کر چوتھائی کم ہو جاوینگے یا جانا گیا کہ چوتھائی سے زیادہ کم ہونگے اور تین چوتھائی باقی رہجاوینگے تو پھر لحاظ کیا جاویگا کہ اگر تر چھوارہ کی ایک قفیز کی قیمت تین چوتھائی خشک چھوارے کی قیمت کے برابر یا کم ہو تو صلح جائز ہوگی اور اگر اُسکی قیمت زیادہ ہوگی تو صلح باطل ہوگی کسی نے ایک قفیز گیہون مین سلم ٹھہرائی اور بجائے اسکے ایک قفیز بھونے ہوے گیہون دیدیے تو بالاجماع جائز نہین ہی اور ایسے ہی ایک قفیز گدر چھوارہ سبز [illegible] مین اُنکے موجود ہونے کے وقت مین سلم ٹھہرائی اور مسلم الیہ نے بجائے اسکے مطبوخ بسر کا قفیز دیا یا ایک قفیز گیہون مین سلم ٹھہرائی اور اُسنے مطبوخ گیہون کا قفیز دیا یا آٹے کا ایک قفیز دیا تو جائز نہین ہی اور اگر ایک قفیز گیہون مین سلم ٹھہرائی اور اُسنے ایسے گیہون کا ایک قفیز دیا جو بالی مین پکنے کو پھول گیے تھے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی اور امام محمد رح کے نزدیک

جائز نہین ہی اور اگر کسی نے زیتون مین سلم ٹھہرائی اور بجائے اُسکے زیتون کا تیل لے لیا تو جائز نہین ہی اگرچہ یہ معلوم ہو جاوے کہ یہ تیل اُس سے کم ہی جتنا اُسقدر زیتون مین نکلتا ہی کذا فی المحیط

چوتھی فصل - رب السلم اور مسلم الیہ کے درمیان اختلاف واقع ہونے کے بیان مین - اگر مسلم فیہ کی جنس مین دونون اختلاف کرین مثلاً رب السلم کہے کہ مین نے تجکو دس درم ایک کر گیہون کی سلم مین دیے ہین اور مسلم الیہ کہے کہ ایک کر جو کی سلم مین دیے ہین پس اگر دونون کے پاس گواہ نہون تو استحساناً دونون سے قسم لیجاویگی اور امام ابو یوسف کا پہلا قول یہ ہی کہ پہلے مسلم الیہ سے قسم لیجاوے اور دوسرا قول یہ ہی کہ پہلے رب السلم سے لیجاویگی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر دونون نے قسم کھالی تو قاضی دریافت کریگا کہ تم دونون کیا چاہتے ہو پس اگر دونون نے یا ایک نے کہا کہ ہم عقد کو فسخ کرنا چاہتے ہین تو قاضی فسخ کہدیگا اور اگر اُنھون نے فسخ کرنا نہ چاہا تو دونون کو اپنے حال پر چھوڑ دیگا اس امید پر کہ کوئی دوسرے کی تصدیق کرے کذا فی الذخیرہ - اور دونون مین سے جو شخص انکار کرے اُسی پر مدعی کے دعوی کا قاضی حکم کر دیگا کذا فی شرح الطحاوی - اور دونون مین سے جو شخص گواہ قائم کرے اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے اور ہنوز دونون مجلس عقد سے جدا نہین ہوئے ہین تو امام محمد رحمہ کے نزدیک دو عقدون کا حکم دیا جاویگا پس رب السلم پر بیس درم کا حکم دیا جاویگا اور مسلم الیہ پر ایک کر گیہون اور ایک کر جو کا حکم دیا جاویگا اور اگر دونون مجلس سے جدا ہو چکے اور رب السلم نے صرف دس درم ادا کر دیے ہین تو رب السلم کی دلیل کے موافق ایک ہی عقد کا حکم دیا جاویگا اور امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر صورت مین رب السلم کی دلیل کے موافق ایک ہی عقد کا حکم دیا جاویگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر مسلم فیہ کی مقدار مین دونون اختلاف کرین تو اُسکا اور مسلم فیہ کی جنس مین اختلاف کرنے کا ایک حکم ہی اور اگر مسلم فیہ کی صفت مین اختلاف کرین اور دونون مین کسی کے پاس گواہ نہون تو قیاس مین دونون سے قسم لیجاویگی اور استحساناً قسم نہ لیجاویگی اور ہم قیاس ہی کو لیتے ہین پس اگر کسی نے گواہ قائم کیے تو اُسکے گواہون پر فیصلہ کیا جاویگا خواہ وہ طالب ہو یا مطلوب اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو امام اعظم اور ابو یوسف کے قول پر قاضی رب السلم کے گواہون پر ایک ہی عقد کا حکم دیگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک دو عقدون کا حکم دیگا اور یہی قیاس ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر کسی نے دس درم ایک کر گیہون کی سلم مین دیے پھر مسلم الیہ نے کہا کہ تم نے ردی گیہون شرط کیے تھے اور رب السلم نے کہا کہ تو نے کوئی شرط نہین کی تھی تو مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا اور اگر اسکا الٹا ہو تو مشائخ نے کہا کہ واجب ہی کہ امام اعظم کے نزدیک قول رب السلم کا لیا جاوے اور صاحبین کے نزدیک مسلم الیہ کا یہ بدائع مین لکھا ہی - اور اگر راس المال مین دونون نے اختلاف کیا اور راس المال ایسی چیز تھی جو معین کرنے سے متعین نہین ہوتی ہی پس اگر دونون نے اُسکی جنس مین اختلاف کیا مثلاً رب السلم نے کہا کہ مین نے تجکو ایک کر گیہون کی سلم مین دس درم دیے ہین اور مسلم الیہ نے کہا کہ نہین بلکہ ایک دینار دیا ہی اور دونون کے پاس گواہ نہین تو قیاساً دونون باہم قسم نہ کھاوینگے اور رب السلم کا قول معتبر ہوگا اور استحساناً دونون قسم کھاوینگے پس اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو امام محمد رحمہ کے نزدیک دو عقدون کا حکم کیا جاویگا اور رب السلم پر ایک دینار اور دس درم کا اور مسلم الیہ پر

دو کر گیہون کا بشرطیکہ دونون مجلس سے جدا نہوئے ہون اور اس مسئلہ مین امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کا قول کتاب مین مذکور نہین ہی ولیکن ابن سماعہ نے اپنے نوادر مین دونون سے روایت کی ہی کہ قاضی دو عقدون کا حکم دیگا اور کرخی نے روایت کی ہی کہ مسلم الیہ کی دلیل کے موافق صرف ایک عقد کا حکم دیگا اور یہی صحیح ہی اور اگر راس المال کی مقدار یا اُسکی صفت مین اختلاف واقع ہوا تو اُسکا حکم ویسا ہی ہی جیسا مسلم فیہ کی صفت اور مقدار مین اختلاف ہونے کا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اصل یہ ہی کہ اگر مسلم فیہ کی جنس یا مقدار یا صفت مین یا راس المال کی جنس یا مقدار یا صفت مین دونون اختلاف کرین اور دونون گواہ پیش کرین تو امام اعظم اور ابو یوسف رح کے نزدیک جبتک ممکن ہوگا ایک ہی عقد کا حکم دیا جاویگا اور جب ناممکن ہوگا تو دو عقدون کا حکم دیا جاویگا اور امام محمد رح کے نزدیک دو عقدون کا حکم دیا جاویگا اور جب متعذر ہوگا تو ایک عقد کا حکم دیا جاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر مسلم فیہ اور راس المال مین دونون نے اختلاف کیا اور راس المال ایسی چیز ہی جو معین کرنے سے متعین نہین ہوتی ہی پس اگر مسلم فیہ اور راس المال کی جنس مین اختلاف کیا اور دونون کے پاس دلیل نہین ہی تو قیاساً و استحساناً دونون سے قسم لیجاویگی اور اگر کسی نے گواہ دیے تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور اگر دونون نے گواہ پیش کیے پس اگر وہ دونون مجلس عقد سے جدا نہین ہوئے تو تینون امامون مین کچھ اختلاف نہین ہی کہ قاضی دو عقدون کا حکم دیگا اور اگر مسلم فیہ اور راس المال کی مقدار مین اختلاف کیا اور کسی کے پاس گواہ نہین تو دونون سے قسم لیجاویگی اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو امام محمد رح کے نزدیک قاضی دو عقدون کا حکم دیگا بشرطیکہ مجلس سے دونون جدا نہوئے ہون اور امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیگا اور اگر راس المال اور مسلم فیہ کی صفت مین اختلاف کیا تو قسم کھانے کے حق مین قیاساً و استحساناً دونون سے قسم لیجاویگی اور دلیل پیش کرنے کی صورت مین بالاجماع سب کے نزدیک ویسا ہی حکم ہی جیسا کہ مسلم فیہ یا راس المال کی صفت مین اختلاف کرنے کا تھا پس جو حکم وہان معلوم ہوا ہی وہی یہان ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر راس المال عین ہو مثلاً کوئی اسباب ہو پس اگر دونون نے مسلم فیہ کی جنس مین اختلاف کیا تو قیاساً دونون سے قسم نہ لیجاویگی اور مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا ولیکن استحساناً دونون سے قسم لیجاویگی پھر باقی صورتون کا حکم مثل مسئلہ مذکورہ یعنے اختلاف جنس مسلم فیہ یا اُسکی قدر یا صفت یا راس المال کی ایسی ہی اختلاف کی ہی اور دونون مین سے کوئی گواہ پیش کرے تو اُسکے گواہون پر فیصلہ کیا جاویگا اور اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو بالاجماع ایک عقد کا حکم دیا جاویگا اور اگر مسلم فیہ کی مقدار مین دونون نے اختلاف کیا تو بالاجماع سب کے نزدیک قسم کھانے اور دلیل پیش کرنے کا ویسا ہی حکم ہی جیسا پہلی صورت مین گذرا اور اگر مسلم فیہ کی صفت مین اختلاف کیا اور کسی نے دلیل پیش نہ کی تو قیاساً دونون قسم کھاوینگے اور استحساناً نہ کھاوینگے اور ہم قیاس کو لیتے ہین اور اگر کسی نے دلیل پیش کی تو اُسی پر فیصلہ کیا جاویگا اور اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو بالاجماع سب کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیا جاویگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر راس المال کی جنس مین اختلاف کیا اور کسی نے دلیل نہ پیش کی تو قیاساً دونون سے قسم نہ لیجاویگی اور رب السلم کا قول معتبر ہوگا اور استحساناً دونون سے قسم لیجاویگی اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہون پر فیصلہ کیا جاویگا اور

اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو امام محمد رح کے نزدیک دو عقدون کا حکم دیا جاویگا اور امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیا جاویگا اور یہ کرخی کی روایت ہی اور یہی اصح ہی اگر راس المال کی مقدار مین اختلاف کیا پس اگر کسی نے دلیل نہ پیش کی تو قیاساً رب السلم کا قول معتبر ہوگا اور قسم نہ کہائینگے ولیکن استحساناً دونون قسم کہاوینگے اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہون پر فیصلہ کیا جاویگا اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو سب کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیا جاویگا اور اگر راس المال کی صفت مین اختلاف کیا پس اگر کسی نے دلیل نہ پیش کی تو قیاساً و استحساناً قسم نہ کہاوینگے اور قول رب السلم کا معتبر ہوگا اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہون پر فیصلہ کیا جاویگا اور اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو سب کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیا جاویگا۔ اور اگر مسلم فیہ اور راس المال معین دونون مین اختلاف کیا پس اگر راس المال اور مسلم فیہ دونون کی جنس مین اختلاف کیا اور کسی نے گواہ نہ دیئے تو قیاساً و استحساناً دونون قسم کہاوینگے اگر ایک نے گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہون پر فیصلہ کیا جاویگا اور اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو دو عقدون کا حکم دیا جاویگا اور اگر دونون کی مقدار مین اختلاف کیا اور کسی نے دلیل پیش نہ کی تو قیاساً و استحساناً دونون قسم کہاوینگے اور اگر کسی نے دلیل پیش کی تو مقبول ہوگی اور اگر دونون نے گواہ دیے تو سب کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیا جاویگا اور ہر ایک کی دلیل زیادتی کے ثابت کرنے مین مقبول ہوگی اور اگر راس المال اور مسلم فیہ کی صفت مین اختلاف کیا اور کسی نے دلیل نہ پیش کی تو قیاساً و استحساناً قسم کہائینگے اور اگر کسی نے دلیل پیش کی تو اُسپر فیصلہ ہوگا اور اگر دونون نے دلیل پیش کی تو ایک عقد کا حکم دیا جاویگا اور زیادتی دعوی کے اثبات مین ہر ایک کی دلیل مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر دونون نے ادا کرنے کی جگہ مین اختلاف کیا تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مسلم الیہ کا قول لیا جاویگا اور دونون قسم نہ کہاوینگے اور صاحبین نے کہا کہ دونون قسم کہاوینگے اور بعض مشائخ نے کہا کہ اختلاف اسکے برعکس ہی اور پہلی روایت اصح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ کوئی شخص دلیل نہ پیش کرے اور اگر کسی نے دلیل پیش کی تو خواہ وہ طالب ہو یا مطلوب اُسکی دلیل پر فیصلہ کیا جاویگا اور اگر دونون نے دلیل پیش کی تو طالب کی دلیل پر فیصلہ کیا جاویگا اور ایک عقد کا حکم دیا جاویگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر مسلم کی میعاد مین دونون نے اختلاف کیا تو اسمین اختلاف کرنے سے باہم قسم کہانا اور باہم واپس کرنا لازم نہین آتا ہی اور یہ ہمارے تینون امامون کے نزدیک ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ پس اگر اصل میعاد مین اختلاف کیا اور رب السلم میعاد ہونے کا مدعی تھا تو اُسکا قول معتبر ہوگا اور اگر مسلم الیہ اُسکا مدعی تھا اور رب السلم منکر تھا تو مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک استحساناً عقد صحیح رہیگا اور صاحبین کے نزدیک رب السلم کا قول معتبر ہوگا اور عقد فاسد ہو جاویگا کذا فی الحاوی۔ اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب کسی نے دلیل نہ پیش کی ہو اور اگر کسی نے پیش کی تو اُسکی دلیل مقبول ہوگی اور اگر دونون نے دلیل پیش کی تو مدعی میعاد کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر میعاد مقرر ہونے پر دونون نے اتفاق کیا ولیکن اُسکی مقدار مین اختلاف کیا تو رب السلم کا قول قسم لیکر معتبر ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور قول کا معتبر ہونا اُسوقت ہی کہ جب کوئی شخص گواہ نہ پیش کرے اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہون پر فیصلہ کیا جاویگا اور

اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو مطلوب کے گواہ لیے جاوینگے اور بالاجماع دو عقدونکا حکم نہ دیا جاویگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ مدت ایک مہینہ تھی ولیکن اُسکے گذر جانے مین اختلاف کیا تو مطلوب کا قول معتبر ہوگا کذا فی التہذیب اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور اگر دونون نے بینہ پیش کی تو مطلوب کی بینہ لیجاویگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر مدت کی مقدار اور اُسکے گذرنے دونون مین اختلاف کیا تو مقدار مین رب السلم کا قول لیا جاویگا اور گذرنے مین مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو اُس زیادتی کے ثابت کرنے کے واسطے کہ مدت ابھی نہین گذری ہے مسلم الیہ کے گواہ معتبر ہونگے کذا فی شرح الطحاوی قال فی الحاشیۃ کذا فی جمیع النسخ الحاضرۃ والظاہر ان یقال اثبات زیادۃ الاجل وانہ لم یمض انتہی قال المترجم لا وجہ لظہورہ بل الظاہر ہو ما فی النسخ الحاضرۃ فالمعنے ان البینۃ فی المقدار بینۃ رب السلم ایضاً ولکن عدم المضی زیادۃ علی مقدار الاجل فیقبل فیہا بینۃ المسلم الیہ وفہم المحشی وہم فافہم۔ اور اگر راس المال پر مجلس مین قبضہ کرنے مین دونون مین اختلاف ہوا اور رب السلم گواہ لایا کہ راس المال پر قبضہ کرنے سے پہلے دونون جدا ہوگئے اور مسلم الیہ گواہ لایا کہ جدا ہونے سے پہلے راس المال پر قبضہ ہوگیا ہے پس اگر راس المال مسلم الیہ کے ہاتھ مین ہو تو اُسکی دلیل لیجاویگی اور سلم جائز ہوگی کذا فی الذخیرہ اور اگر وہ درم معینہ رب السلم کے ہاتھ مین ہین اور مسلم الیہ کہے کہ مین نے اُسکو قبضہ کے بعد ودیعت مین دیا ہے یا اُسنے غصب کر لیے ہین اور قبضہ ہونے پر گواہ قائم ہو چکے ہون تو اُسی کا قول معتبر ہوگا اور درم ادا کرنے کا حکم دیا جاویگا کذا فی الحاوی۔ اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو رب السلم کے گواہ مقبول ہونگے اور مسلم الیہ کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر کسی نے بینہ پیش نہ کی پس اگر وہ درم مطلوب کے ہاتھ مین ہین اور طالب اُسپر غصب یا ودیعت کا دعوی نہین کرتا ہے صرف راس المال پر نہ قبضہ کرنے کا دعوی کرتا ہے تو دونون مین سے کسی پر قسم نہ آویگی اور اگر طالب نے مجلس مین قبضہ کرنے سے انکار کرنے کے بعد غصب یا ودیعت کا دعوے کیا تو مطلوب کا قول معتبر ہوگا اور اگر وہ درم رب السلم کے پاس ہون اور مطلوب نے قبضہ کا دعوی کیا اور طالب پر غصب کر لینے یا ودیعت رکھنے کا اِسکے بعد دعوی کیا تو دونون مین سے کسی پر قسم نہ آویگی اور اگر مجلس مین راس المال پر قبضہ کرنے کے دعوی کے بعد مطلوب نے غصب یا ودیعت کا دعوی کیا اور طالب نے انکار کیا تو مشائخ مین سے بعض نے کہا کہ قسم لیکر مطلوب کا قول معتبر ہوگا پس اُس سے قسم لیجاویگی اور سلم جائز ہوگی اور راس المال کو رب السلم سے لے لیگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب طالب نے یہ قول کہ تو نے قبضہ نہین کیا ہے جدا کر کے اسطرح کہا ہو کہ مین نے تجکو سلم مین دیے پھر خاموش رہکر کہا مگر تو نے قبضہ نہین کیا یا یون کہا کہ مین نے تجکو سلم مین دیے اور تو نے قبضہ نہ کیا تو یہی حکم ہوگا اور اگر اُسنے ملا کر کہا کہ تو نے قبضہ نہین کیا اور مطلوب کہتا ہے کہ مین نے قبضہ کیا تو اس مسئلہ مین طالب کا قول مقبول ہونا واجب ہے اور مطلوب کا قول معتبر نہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر مجلس سے جدا ہونے کے بعد مسلم الیہ آدھا راس المال لے کر آیا اور کہا کہ مین نے اُسکو زیوف پایا ہے پس اگر رب السلم نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ رب السلم کو واپس کر دے اور اگر اُسکی تکذیب کی اور مسلم الیہ نے دعوی کیا کہ یہ تیرے درمون مین سے ہے پس اگر مسلم الیہ نے اس سے پہلے یہ اقرار کیا تھا کہ مین نے جید درمون پر قبضہ کیا ہے یا اپنے حق پر قبضہ کیا ہے یا راس المال پر قبضہ کیا ہے یا کہا کہ مین نے

درم پورے پائے ہین توان چار صورتون مین اُسکا دعوے نہ سنا جاویگا اور رب السلم سے قسم نہ لیجاویگی اور اگر یہ اقرار کیا تھا کہ مین نے درہمون پر قبضہ کیا تو قیاس چاہتا ہی کہ رب السلم کا قول معتبر ہو اور استحساناً مسلم الیہ کا قول معتبر ہی اور اگر اُسنے کہا تھا کہ مین نے قبضہ کیا تو مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا کذا فی الذخیرہ۔ اگر مسلم الیہ نے اقرار کیا کہ مین نے درمون پر قبضہ کر لیا ہی پھر دعوے کیا کہ وہ ستوق ہین تو مقبول نہوگا اور اگر قبضہ کرنے کا کچھ اقرار نہ کیا پھر ستوق ہونے کا دعوی کیا تو اُسکا قول مقبول ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کچھ راس المال نبہرہ نکلا یا اُسکو کسی حقدار نے لے لیا پھر دونون نے اختلاف کیا اور رب السلم نے کہا کہ وہ تہائی مال تھا اور مسلم الیہ نے کہا کہ آدھا تھا تو قسم لے کر رب السلم کا قول معتبر ہوگا اور اگر ستوق یا رصاص نکلا تو مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر کپڑے کی سلم مین جید ہونے کی شرط کی پھر وہ ایک کپڑا لایا اور کہا کہ یہ جید ہی اور رب السلم نے انکار کیا تو قاضی اُس پیشہ کے دو آدمیون کو دکھلائیگا اور اسمین زیادہ احتیاط ہی اور ایک آدمی کو دکھلانا بھی کافی ہی پس اگر اُسنے کہا کہ جید ہی تو اُسپر قبول کرنے کے واسطے جبر کیا جاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو نے مجکو دس درم ایک کر گیہون کی سلم مین دیے تھے مگر مین نے اُنپر قبضہ نہ کیا پس اگر اُسنے اپنا یہ قول کہ مین نے اُسپر قبضہ نہ کیا اپنے کلام مین ملا کر کہا ہی تو قیاساً اور استحساناً وہ سچا سمجھا جاویگا اور اگر جدا کر کے کہا ہی بایطور کہ ایک ساعت خاموش رہا پھر کہا کہ مگر مین نے اُسپر قبضہ نہ کیا تو قیاساً تصدیق کیا جاویگا اور استحساناً سچا نہ سمجھا جاویگا پھر جب استحسان کی رو سے سچا نہ سمجھا گیا تو قسم لے کر طالب کا قول معتبر ہوگا اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اُسنے کہا کہ تو نے مجکو سلم مین دیے اور اگر اُسنے کہا کہ تو نے مجکو دیدیے یا کہا کہ تو نے مجکو نقد دیے ولیکن مین نے اُسپر قبضہ نہ کیا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہی کہ خواہ وہ ملا کر کہے یا جدا کر کے کہے سچا نہ سمجھا جاویگا اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر ملا کر کہا تو تصدیق کیجاویگی اور اگر جدا کر کے کہا تو نہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر رب السلم نے کہا کہ تو نے مجھ سے شرط کی تھی کہ مسلم فیہ فلان محلہ مین ادا کرونگا اور مسلم الیہ نے کہا کہ مین تجھے اس محلہ کے سوا دوسرے محلہ مین ادا کرونگا تو رب السلم پر قبول کرنے کے واسطے جبر کیا جاویگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر عقد سلم مین یہ شرط ہو کہ فلان جگہ اُسکو ادا کرونگا اور مسلم الیہ کہے کہ تو اُسکو مجھ سے فلان جگہ لے لے جو اس جگہ کے سوا ہو اور اُس جگہ تک کا مجھ سے کرایہ لے لے اور رب السلم نے قبضہ کر لیا تو جائز ہی ولیکن کرایہ لینا نہین جائز ہی اور جو کرایہ لیا ہی اُسکا واپس کرنا واجب ہی اور اُسکو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اُس قبضہ پر راضی ہو ورنہ واپس کر دے تاکہ اُسی جگہ جو شرط کی گئی ہی ادا کرے اور اگر قبضہ کی ہوئی چیز اُسکے پاس تلف ہو گئی تو اُسکو کچھ نہ ملیگا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور اگر یہ شرط کی کہ مسلم فیہ کو پہلے فلان محلہ مین ادا کرنے کے بعد پھر میرے گھر مین ادا کرے تو عامہ مشائخ نے فرمایا کہ یہ قیاساً و استحساناً جائز نہین ہی اور فقیہ ابو بکر محمد ابن سلام فرماتے تھے کہ استحساناً سلم جائز ہی کذا فی المحیط اور اگر یہ شرط کی کہ اُسکو پہلے میرے گھر مین ادا کرے تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ قیاس چاہتا ہی کہ جائز نہو اور استحساناً جائز ہی اور حاکم شہید رحمہ نے فرمایا کہ یہ قیاس اور استحسان اُسصورت مین ہی کہ جب اُسنے اپنا گھر نہ بتلایا ہو اور مسلم الیہ نہ جانتا ہو کہ کس محلہ مین ہی اور اگر اُسنے بیان کر دیا یا مسلم الیہ اُسکو جانتا ہی تو قیاساً اور استحساناً جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ رب السلم نے سلم کی میعاد آجانے کے بعد مسلم الیہ سے سواے

اس شہر کے جسمین ادا کرنے کی شرط ٹھہری تھی دوسرے شہر مین ملاقات کی تو اسکو اختیار ہی کہ اس سے مسلم فیہ کا مطالبہ کرے بشرطیکہ مسلم فیہ کی قیمت اس شہر مین اتنی ہی ہو جتنی اُس شہر مین ہی کہ جہان ادا کرنے کی شرط ٹھہرا ہی یا اُس سے کم ہو اور شیخ رح نے فرمایا کہ ہمارے زمانے کے بعض مفتیون نے یہ فتوی دیا کہ اسکو دوسرے شہر مین مطالبہ کرنے کا اختیار نہین ہی اور یہ حکم مجکو پسند ہی مگر ایسی جگہ جہان ضرورت واقع ہو تو مطالبہ کر سکتا ہی مثلاً مسلم الیہ کسی دوسرے شہر مین جا رہا تو رب السلم اپنا پورا حق لینے سے عاجز ہو جاویگا یہ قنیہ مین لکھا ہی۔

پانچوین فصل بیع سلم مین اقالہ اور صلح اور خیار عیب کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ سلم مین اقالہ جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ پس اگر تمام مسلم فیہ مین اقالہ کر لیا تو جائز ہی خواہ بعد میعاد آجانے کے اقالہ کیا ہو یا اس سے پہلے اور خواہ راس المال مسلم الیہ کے پاس موجود ہو یا تلف ہو گیا ہو پھر جب اقالہ جائز ٹھہرا پس اگر راس المال ایسا ہی کہ جو معین کرنے سے متعین ہوتا ہی اور وہ موجود بھی ہی تو مسلم الیہ پر واجب ہی کہ اسکو بعینہ رب السلم کو واپس کرے اور اگر وہ تلف ہو گیا پس اگر وہ ایسا ہی کہ اسکا مثل موجود ہی تو اسکو مثل واپس کرنا چاہیے اور اگر مثلی نہو تو اسکی قیمت واپس کرنا چاہیے اور اگر راس المال ایسا ہو کہ جو معین کرنے سے متعین نہین ہوتا ہی تو اُسپر مثل واپس کرنا واجب ہی خواہ وہ تلف ہو گیا ہو یا موجود ہو اور اسی طرح اگر رب السلم نے مسلم فیہ پر قبضہ کر لیا پھر دونون نے اقالہ کیا اور وہ اسکے پاس موجود ہو تو اقالہ جائز ہی اور رب السلم پر واجب ہی کہ جسپر اُسنے قبضہ کیا ہی اسکو بعینہ واپس کرے اور اگر دونون نے بعض مسلم فیہ مین اقالہ کیا پس اگر بعد میعاد آجانے کے تھا تو بقدر بعض کے اقالہ جائز ہوگا بشرطیکہ جسقدر باقی ہی وہ معلوم ہو جیسے کہ آدھا یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ اور باقی کی سلم کی میعاد عامہ علما کے نزدیک اپنے وقت پر ہوگی اور اگر میعاد آنے سے پہلے اُسنے اقالہ کیا پس اگر اقالہ مین باقی کا فی الحال لینا شرط نہ کیا تو اقالہ جائز ہوگا اور باقی کا ادا کرنا اپنی میعاد پر ہوگا اور اگر اُسنے باقی کا فی الحال لینا شرط کیا تو شرط صحیح نہین اور اقالہ صحیح ہی اور یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رح کا قیاس ہی کیونکہ اقالہ انکے نزدیک فسخ ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر اقالہ کرنے کے بعد رب السلم نے راس المال سے کوئی چیز بدلنا چاہی تو استحساناً جائز نہین ہی اور اسی کو تینون امامون نے اختیار کیا ہی اور فقہا کا اسپر اجماع ہی کہ بیع سلم کے اقالہ مین راس المال پر اسی مجلس اقالہ مین قبضہ کر لینا اقالہ کے صحیح ہونے کے واسطے شرط نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک باندی ایک کر گیہون کی سلم مین دی اور مسلم الیہ نے اُسپر قبضہ کیا پھر دونون نے اقالہ کیا پھر وہ مسلم الیہ کے پاس مرگئی تو اقالہ صحیح ہی اور اُسکو باندی کی وہ قیمت جو اُسپر قبضہ کرنے کے دن تھی ادا کرنی واجب ہی اور اگر باندی کے مرجانے کے بعد اقالہ کیا تو بھی جائز ہی اور اُسپر باندی کی قیمت واجب ہوگی یہ جامع صغیر مین لکھا ہی۔ علی ابن احمد سے سوال کیا گیا کہ اگر رب السلم نے مسلم فیہ کو قبضہ کرنے سے پہلے مسلم الیہ سے راس المال سے زیادہ پر یا بعوض راس المال کے خرید کیا تو کیا یہ بیع سلم کا اقالہ ہوگا تو انھون نے فرمایا کہ خرید تو صحیح نہین ہی اور نہ اقالہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ رب السلم نے مسلم فیہ کو مسلم الیہ کے ہاتھ بعوض راس المال کے یا اس سے زیادہ پر فروخت کیا تو صحیح نہین ہی اور نہ اقالہ ہوگا یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اگر سلم مین دونون نے اقالہ کیا پھر راس المال مین اختلاف کیا تو مطلوب کا قول

مستعیر ہوگا اور اگر رب السلم نے مسلم فیہ پر قبضہ کیا اور وہ اُسکے پاس موجود ہی پھر دونون نے سلم کا اقالہ کیا پھر راس المال کی مقدار مین اختلاف کیا تو دونون قسم کھائینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ فتاوے ابو اللیث رح مین ہی کہ کسی نے دس درم سے ایک کر گیہون مین سلم ٹھہرائی پھر رب السلم نے مسلم الیہ سے کہا کہ مین نے تجکو آدھی سلم سے بری کیا اور مسلم الیہ نے قبول کرلیا تو اُسپر واجب ہی کہ آدھا راس المال واپس کرے کیونکہ یہ کہنا آدھی سلم کا اقالہ ہی ایسا ہی فرمایا ہی ابو النصر محمد ابن سلام اور فقیہ ابو بکر اسکاف نے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ رب السلم نے اگر مسلم فیہ مسلم الیہ کو ہبہ کردی تو یہ سلم کا اقالہ ہی اور اُسکو راس المال واپس کرنا لازم ہی یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ فتاوی عتابیہ مین لکھا ہی کہ اگر دونون نے سلم کو فسخ کیا اور راس المال کوئی اسباب تھا کہ اُسکو رب السلم نے مسلم الیہ کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہی اور دوسرے کے ہاتھ بیچنا جائز نہین ہی اور اسی کتاب مین لکھا ہی کہ اگر کسی نصرانی نے شراب مین بیع سلم ٹھہرائی پھر ایک مسلمان ہوگیا تو یہ مثل اقالہ کے ہی یہان تک کہ بعد فسخ کے راس المال کے عوض بدل لینا جائز نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ نوادر ابن رستم مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ کسی نے دوسرے کو مثلاً زید نے عمرو کو دس درم ایک کر گیہون کی سلم مین دیئے اور عمرو کا اور بھی زید پر ایک کر بوعدہ ایک سال کے آتا ہی پس زید نے عمرو سے بیع سلم کا اس شرط پر اقالہ کیا کہ قرض کا کر فی الحال ادا کردے تو اقالہ جائز ہی اور قرض اپنے وقت پر ملیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر مسلم فیہ گیہون تھے اور راس المال سو درم تھے پھر دونون نے اس شرط پر صلح کی کہ رب السلم کو دو سو درم یا ڈیڑھ سو درم واپس کرے تو صلح باطل ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھ سے بیع سلم مین سو درم راس المال پر صلح کی تو جائز ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ راس المال مین سے پچاس درم پر صلح کی تو بھی جائز ہی اسلیے کہ باب سلم مین راس المال پر صلح کرنا اقالہ ہوتا ہی پھر اسکے بعد مشائخ نے اختلاف کیا ہی کہ جب اُسنے کہا کہ مین نے تجھ سے راس المال سے پچاس درم پر بیع سلم سے صلح کی تو یہ پوری سلم کا اقالہ ہوگا یا آدھی سلم کا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ راس المال کے دو سو درم پر صلح کی تو جائز نہین ہی اور مراد یہ ہی کہ زیادتی جائز نہوگی ولیکن بقدر راس المال کے اقالہ صحیح ہوگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے اپنی شرح مین اشارہ کیا کہ اسصورت مین بالکل اقالہ باطل ہوجاویگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر دو شخصون نے کسی شخص سے کچھ اناج مین بیع سلم ٹھہرائی پھر ایک نے اُس سے اپنے راس المال پر صلح کرلی تو امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک صلح موقوف رہیگی پس اگر دوسرے نے اجازت دی تو جائز ہوجاویگی اور راس المال مین سے جو قبضہ مین آیا وہ دونون مین مشترک ہوگا اور جسقدر اناج بیع سلم کا باقی رہا وہ بھی دونون مین مشترک ہوگا اور اگر دوسرے نے اجازت نہ دی تو صلح باطل ہوگی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جو صلح کرنیوالا ہی اُسکے اور مسلم الیہ کے درمیان صلح جائز ہی اور اسیطرح اگر مسلم فیہ کا کوئی کفیل ہوا اور دونون رب السلم مین سے کسی ایک نے اپنے راس المال پر کفیل سے صلح کرلی تو کفیل سے صلح کرنا اصیل سے صلح کرنے کے مانند ہی اور وہی اختلاف ہی جو ہمنے بیان کیا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور یہ اختلاف اسصورت مین ہی کہ جب دونون نے دس درم مشترک کسی شخص کو ایک کر اناج کی سلم مین دیئے ہون اور اگر دس درم مشترک نہون بلکہ دونون

دس درم پر سلم ٹھہرائی پھر ہر ایک نے پانچ درم ادا کردیے تو یہ صورت امام محمد رح نے نہین ذکر فرمائی اور بعض مشائخ نے شرح بیوع مین ذکر کیا ہی کہ ایسی صلح بالاجماع صلح کرنے والے کے حصہ مین جائز ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ روایت صحیح نہین ہی کہ امام محمد رح نے ذکر نہین کیا بلکہ امام محمد رح نے کتاب الاصل کی صلح مین یہ صورت ذکر کی ہی اور اسمین امام اعظم رح کا وہی قول ذکر کیا ہی جو پہلی صورت مین ہی اور اگر دونون رب السلم مین سے ایک نے بقدر اپنے حصہ کے سلم کا اقالہ کیا تو یہ صورت بھی کسی کتاب مین مذکور نہین ہی اور اسمین بھی مشائخ کا ویسا ہی اختلاف ہی جیسا پہلی صورت مین ہمنے ذکر کیا ہی کذا فی المحیط۔ اگر کسی نے سلم ٹھہرائی اور اسکا کوئی کفیل لے لیا پھر کفیل نے رب السلم سے راس المال پر صلح کی تو مسلم الیہ کی اجازت پر موقوف رہیگی خواہ کفالت اسکے حکم سے ہو یا بدون اسکے حکم کے ہو پس اگر اسنے اجازت دی تو صلح جائز ہوگی ورنہ باطل ہوگی اور بیع سلم اپنے حال پر باقی رہیگی اور یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رح کے نزدیک ہی اور اگر اجنبی نے رب السلم سے راس المال پر صلح کی تو بھی یہی حکم ہی اور یہ حکم اختلافی اسصورت مین کہ جب راس المال از جنس نقود یعنے درم و دینار مین سے ہو کہ جو معین نہین ہوتے ہین اور اگر غلام یا کپڑے وغیرہ کے مانند معین ہو تو صلح بالاتفاق مسلم الیہ کی اجازت پر موقوف ہوگی اور اگر کفیل نے اقالہ کیا اور رب السلم نے قبول کیا تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی پس بعضون نے کہا کہ اقالہ اور صلح یکسان ہین اور بعضون نے کہا کہ بالاجماع مسلم الیہ کی اجازت پر موقوف ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر رب السلم نے سلم کے گیہون قبضہ مین لیے اور وہ اسکے پاس عیب دار ہوگئے پھر اسمین کوئی پرانا عیب پایا تو امام اعظم رح کے نزدیک اگر مسلم الیہ گیہون کو نئے عیب کے ساتھ قبول کرے تو بیع سلم پھر عود کریگی اور اگر اسنے انکار کیا تو اسکو اختیار ہی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر عیبدار کو قبول کرنے سے انکار کرے تو رب السلم مثل ان گیہون کے جو اسنے قبضہ مین لیے ہین واپس کر دیگا اور جیسے اسنے سلم مین شرط کیے ہین ویسے لیگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر وہ واپس لینے سے انکار کرے تو رب السلم راس المال مین سے بقدر نقصان کے واپس لیگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر رب السلم نے مسلم فیہ پر قبضہ کیا پھر اسمین کوئی عیب پایا تو اسکو واپس کردے اور اگر اسمین دوسرا عیب پایا تو مسلم الیہ کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو زیادتی عیب پر راضی ہو کر قبول کرے اور رب السلم کو بے عیب مسلم فیہ سپرد کرے اور اگر قبول سے انکار کیا تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ رب السلم کا حق واپسی اور نقصان عیب لینے کا حق باطل ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ عیب کی زیادتی رب السلم کے پاس آسمانی آفت یا رب السلم کے فعل سے ہو اور اگر اجنبی کے فعل سے ہو اور رب السلم اس سے نقصان کی قیمت لے لے تو اسکو عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور زیادتی عیب کے ساتھ مسلم الیہ کو اسکا قبول کرنا نہین لازم ہی اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ ہشام نے اپنی نوادر مین لکھا ہی کہ مین نے امام ابو یوسف سے پوچھا کہ کسی نے ایک کپڑا بیع سلم کے طور پر دس درم دیکر لیا اور اسکو قطع کرا لیا پھر اسمین کوئی عیب پایا تو انھون نے فرمایا کہ نقصان عیب نہین لے سکتا ہی اور بھی ہشام نے لکھا ہی کہ مین نے امام محمد رح سے پوچھا کہ کسی نے دوسرے کو دو درم بیع سلم مین دیے ایک درم گیہون مین اور دوسرا جو مین پھر مسلم الیہ نے ایک درم ستوق پایا تو امام نے فرمایا کہ اگر دونون ایک ساتھ دیئے ہون

تو آدھے گیہون اور آدھی جوار کی بیع فاسد ہوگی اور اگر علیحدہ دیئے ہون پس اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو مسلم الیہ کے گواہ لیے جاوینگے اور اگر دونون کے پاس گواہ نہون تو دونون قسم کھاوینگے اور پوری سلم فاسد ہوجاویگی اور ابراہیم ابن رستم نے امام محمد رح سے روایت کی کہ کسی نے دوسرے کو پانچ درم پانچ قفیز گیہون کی سلم مین علیحدہ اور پانچ درم پانچ قفیز جو کی سلم مین علیحدہ دیے پھر دونون کے جدا ہونے کے بعد اُسنے ایک درم ستوق پایا اور رب السلم نے کہا کہ وہ گیہون کے درم مین ہی اور مسلم الیہ نے کہا کہ جو کے درم مین ہی تو رب السلم کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونون نے باہم تصدیق کی کہ ہم نہین جانتے ہین کہ کس مین سے ہی تو مسلم الیہ ایک درہم اور واپس کرے اور گیہون اور جو دونون مین سے پانچوان حصہ کم ہوجاویگا اور بشیر نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی کہ کسی نے دوسرے سے ایک کُر گیہون کی سلم دس درم مین ٹھہرائی اور ایک کُر جو کی سلم پانچ درم مین ٹھہرائی اور دس درم گیہون والے دیے پھر جو والے پانچ درم ادا کیے پھر دونون کے جدا ہونے کے بعد اُسنے ایک درم ستوق پایا اور مسلم الیہ نے کہا کہ یہ درم گیہون کے درمون مین سے ہی اور رب السلم نے کہا کہ جو کے درمون مین سے ہی تو امام نے فرمایا کہ اگر مسلم الیہ اپنا پورا حق حاصل کرنے کا اقرار کرچکا ہی تو رب السلم کا قول معتبر ہوگا ورنہ اُسی کا قول لیا جاویگا اور اگر دونون نے سچ کہدیا کہ ہم نہین جانتے کہ کس مین سے ہی تو امام نے فرمایا کہ آدھا درم گیہوون مین اور آدھا جو مین رکھا جاویگا پس بیسوان حصہ گیہون مین سے اور دسوان حصہ جو مین سے کم ہوجاویگا اور اگر یہ صورت واقع ہو کہ اُسنے پندرہ درم ایک ہی صفقہ مین ادا کیے ہون تو گیہوون کے دسوین حصہ کی دو تہائی اور جو کے پانچوین حصہ کی ایک تہائی کم ہوجاویگی کذا فی المحیط

قولہ بیسوان حصہ [illegible]

چھٹی فصل بیع سلم مین وکیل کرنے کے بیان مین۔

اگر کسی نے ایک شخص کو وکیل کرکے کچھ درم اسواسطے دیے کہ ایک کُر گیہون کی سلم مین دیدے اور اُسنے وہ درم بیع سلم کی شرطون کے ساتھ دیدیے تو جائز ہی یہ شرح تکملہ مین لکھا ہی۔ اور میعاد پر مسلم فیہ سپرد کرنے کا مطالبہ وکیل ہی کریگا اور وہی راس المال سپرد کریگا پھر اگر وکیل نے موکل کے درم ادا کیے ہین تو مسلم فیہ کو لے کر موکل کو دیگا اور اگر اُسنے اپنے درم ادا کیے ہین اور موکل نے اُسکو کچھ نہین دیا ہی تو بقدر اپنے درم کے موکل سے لیگا کذا فی الذخیرہ۔ اور وکیل کو اختیار ہی کہ سلم پر قبضہ کرلے اور قبضہ کرکے موکل کو نہ دے یہانتک کہ اُس سے اپنے پورے درم حاصل کرلے اور اگر مسلم فیہ اُسکے قبضہ مین تلف ہوجاوے پس اگر اُسکا تلف ہونا موکل کے دینے سے روک لینے سے پہلے ہو تو امانت مین تلف ہوگی اور اگر بعد روک لینے کے تلف ہوئی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ رہن کے تلف ہونے کے مانند تلف ہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ قرضہ ساقط ہوجاویگا خواہ رہن کی قیمت کم ہو یا زیادہ ہو اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہی کہ یہ قول امام اعظم کا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی پس اگر اُسنے راس المال کو موکل کے مال سے دیا اور سلم پر کوئی کفیل یا کچھ رہن لیا تو جائز ہی پس اگر میعاد آنے کے وقت وکیل نے تاخیر کی یا مسلم الیہ کو سلم سے بری کردیا یا اُسکو ہبہ کردیا تو جائز ہی اور وکیل اپنے موکل کو ضمان دیگا اور اسیطرح اگر اُسنے کسی غنی یا غیر غنی پر حوالہ لیا اور پہلے کو اُسنے بری کردیا تو خاصۃً وکیل پر جائز ہی اور اپنے موکل کو مسلم فیہ کی ضمان دیگا اور اگر اُسنے مسلم فیہ کو اپنی شرط سے گھٹ کرکے لیا تو جائز ہی اور موکل کو اختیار ہوگا کہ مثل شرط کے اُس سے ضمان لے اور اگر وکیل نے سلم کو باہم ترک کردیا تو جائز ہی اور امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک اپنے موکل کیواسطے

سلم کا ضامن ہوگا کذا فی الحاوی ۔ اگر سلم کا اقالہ کر لیا تو جائز ہی اور امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک سلم کا مثل موکل کو ضمان مین دیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی ۔ اگر وکیل نے عقد سلم ٹھہرایا پھر موکل نے اسکو راس المال ادا کرنے کا حکم دیا اور وکیل چلا گیا تو سلم باطل ہوجاویگی اور ایسے ہی اگر مسلم الیہ نے کسی شخص کو راس المال پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا اور قبضہ سے پہلے خود چلا گیا تو سلم باطل ہوجاویگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی ۔ اگر سلم کے وکیل نے مخالفت کی اور اس چیز کے سوا کہ جسمین موکل نے بیع سلم کرنے کو کہا تھا دوسری چیز مین سلم ٹھہرائی تو موکل کو اختیار ہی کہ وکیل سے اپنے درمون کی ضمان لے اور اگر چاہے تو مسلم الیہ سے ضمان لے پس اگر اسنے وکیل سے ضمان لی تو بیع سلم وکیل کے ساتھ صحیح رہیگی اور اگر مسلم الیہ سے ضمان لی پس اگر ایسی حالت مین ضمان لی کہ وکیل اور مسلم الیہ دونون مجلس عقد مین موجود ہین اور وکیل نے دوسرے درم ادا کر دیے تو سلم جائز رہیگی اور اگر ایسے حال مین ضمان لی کہ دونون مجلس سے جدا ہوگئے ہین تو سلم باطل ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہی ۔ اگر کسی شخص کو دس درم اسواسطے دیے کہ انکو اناج کی سلم مین دیوے پھر وکیل نے ایک شخص کو دیکر بیع ٹھہرائی پس اگر اسنے بیع کی نسبت موکل کے درمون کی طرف کی ہی تو بیع اسکے لیے ہوگی اور اگر اسنے اپنے درمون کی طرف نسبت کی ہو تو اپنے واسطے بیع کرنے والا ہوگا اور اگر مطلق دس درم پر بیع ٹھہرائی پھر موکل کے واسطے اسکی نیت کی تو بیع اسکے لیے ہوگی اور اگر اپنے واسطے نیت کی تو اپنے واسطے ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت بھی نہوئی اور اسنے اپنے درم ادا کیے تو بیع اسکے لیے ہوگی اور اگر موکل کے درم ادا کیے تو موکل کے لیے ہوگی یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ جبتک وہ عقد کے وقت موکل کی نیت نہ کرے تب تک عقد اسی کے واسطے ہوگا اور اگر دونون نے نیت مین جھگڑا کیا اور موکل نے کہا کہ تو نے میری نیت کی ہی اور وکیل نے کہا کہ مین نے اپنی نیت کی ہی تو بالاتفاق سلم کا اناج اس شخص کو ملیگا جسکے درم اسنے ادا کیے ہین یہ مبسوط مین لکھا ہی ۔ اور اگر کسی شخص نے کسی کو اسواسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے کچھ درم اناج کی بیع سلم مین لیوے پھر وکیل نے وہ درم لیکر موکل کو دیدیے تو سلم کا اناج وکیل کے ذمہ رہیگا اور وکیل کے یہ درم موکل پر قرض ہونگے اور اگر اسکے وکیل نے اناج مین بیع سلم ٹھہرا دی پھر موکل نے اناج پر قبضہ کیا یا مسلم الیہ کے ساتھ عقد سلم کو فسخ کر دیا تو استحساناً جائز ہی اور مسلم الیہ کو اختیار ہی کہ سلم کا اناج موکل کو دینے سے انکار کرے یہ خزانۃ الاکمل مین لکھا ہی ۔ اگر دو شخصون کو اسواسطے وکیل کیا کہ اسکے لیے بیع سلم ٹھہرادے پھر ایک نے بیع ٹھہرائی تو جائز نہین ہی اور اگر دونون نے ٹھہرائی پھر ایک نے ترک کردی تو جائز نہین ہی اور یہ بالاجماع ہی یہ حاوی مین لکھا ہی ایک شخص کو دو شخصون نے وکیل کیا اور ہر ایک نے چاہا کہ میرے دس درم اناج کی سلم مین علیحدہ دیوے اور اسنے دونون کی سلم ایک ہی عقد مین ٹھہرائی تو جائز ہی اور اگر اسنے دونون کے درم ملا دیے پھر سلم ٹھہرائی تو یہ سلم اسیکے واسطے ہوگی اور ملا دینے کے سبب سے دونون کے مال کا ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی ۔ اور اگر اسکے وکیل نے دونون مین سے ہر ایک موکل کے درم ایک شخص کو علیحدہ دیے پھر اس سے کچھ اناج وصول کیا اور دونون موکلون مین سے ہر ایک نے دعوی کیا کہ یہ میرا حق ہی تو مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا اور اگر وہ غائب ہو تو وکیل کا قول لیا جاویگا اور اگر مسلم الیہ نے آکر وکیل کی تکذیب کی تو مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا اگر ایک وکیل کو کسی نے بعوض درمون کے اپنا کپڑا بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اسنے اس کپڑے کو بعوض اناج کے کسی میعاد تک بیع سلم مین دیا تو یہ بیع

[illegible]

اسکی ذات کے واسطے ہوگی اور اگر موکل نے اسکو فروخت کرنے کا حکم دیا اور ثمن نہ بیان کیا ہوا اور اُسنے اناج کی سلم مین کسی مدت تک یعنے وقت معین تک بیع کیا ہو تو امام اعظم کے نزدیک یہ بیع موکل پر نافذ ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک جائز نہوگی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے وکیل کو یہ حکم دیا کہ میرے درم کسی خاص شخص کو سلم مین دیوے پھر اُسنے دوسرے کو سلم مین دیدیے تو جائز نہین ہی یہ خزانۃ الاکمل مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے بیع سلم کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے عقد سلم مین کوئی ایسی شرط لگائی کہ جس سے عقد فاسد ہوگیا تو وکیل ضامن ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر کسی کو اسواسطے وکیل کیا کہ دس درم طعام کی سلم مین دیوے تو ہمارے نزدیک استحساناً طعام سے مراد گیہون اور اُسکا آٹا ہی اور مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب درم بہت ہون اور تھوڑے ہون تو یہ قول مطلق روٹیون کی طرف رجوع کریگا اور آٹے کے باب مین دو روایتین آئی ہین ایک روایت مین وہ بمنزلہ گیہون کے ہی اور دوسری روایت مین بمنزلہ روٹی کے ہی اور ایسا ہی قیاس خرید کے وکیل مین ثابت ہی پس اگر اُسکو اسواسطے وکیل کیا کہ میرے درم طعام کی سلم مین دیوے اور اُسنے جو وغیرہ کی سلم مین دیدیے تو اُسنے مخالفت کی اور موکل کو اختیار ہی کہ وکیل سے اپنے درمون کی ضمان لے اور اگر چاہے تو انکو مسلم الیہ سے لیوے یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر کسی ذمی کو عقد سلم کے واسطے وکیل کیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہی یہ خزانۃ الاکمل مین لکھا ہی وکیل سلم نے اگر بیع مین کھلا ہوا ٹوٹا اُٹھا لیا تو جائز نہین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر وکیل نے کسی کو اسواسطے وکیل کیا کہ سلم پر مسلم الیہ سے لیکر قبضہ کرے اور اُسنے قبضہ کیا تو مسلم الیہ بری ہوجاویگا پس اگر وکیل کا وکیل اُسکا غلام یا اُسکا بیٹا ہو جو اُسکی پرورش مین ہی یا اُسکا اجیر ہو تو یہ قبضہ موکل پر جائز ہوگا اور اگر کوئی اجنبی ہو تو پہلا وکیل طعام سلم کا ضامن ہوگا اگر اُسکے وکیل کے پاس تلف ہوجاوے اور اگر اُس تک پہونچ جاوے تو وہ اور اُسکا وکیل ضمان سے بری ہوجاوینگے یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور وکیل سلم کو یہ اختیار نہین ہی کہ دوسرے کو وکیل کرے مگر جب موکل یہ کہدے کہ جو تو چاہے وہ کر یہ خزانۃ الاکمل مین لکھا ہی۔ وکیل سلم نے اگر اپنے کو یا اپنے مفاوض کو یا اپنے غلام کو مسلم الیہ بنایا تو جائز نہین ہی اور اگر ایسے شریک کو جو اُسکے ساتھ شرکت عنان رکھتا ہی مسلم الیہ بنایا تو جائز ہی بشرطیکہ مسلم فیہ اُن دونون کی تجارت مین نہو اور اگر اپنے بیٹے یا اپنی زوجہ یا ان باپ مین سے کسی کو بنایا تو امام اعظم کے نزدیک نہین جائز ہی اور اسمین صاحبین نے خلاف کیا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر کہا کہ جو کچھ میرا تجھپر چاہیے ہی وہ ایک کر گیہون کی سلم مین دیدے پس اگر اُسنے کسی شخص کو معین کیا تو بالاجماع وکالت صحیح ہی اور اگر معین نہ کیا تو بھی صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہی اور امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ وکالت یعنے اسکو وکیل بنانا صحیح نہین ہی یہ ینابیع مین لکھا ہی۔ اگر وکیل نے بیع سلم ٹھہرانے مین درم اُس چیز کی سلم مین دیدیے جسکا موکل نے حکم کیا تھا اور مسلم الیہ کے اس اقرار پر کہ مین نے درم پورے پالیے ہین گواہ نہین کیے پھر مسلم الیہ زیوف درم واپس کرنے کو لایا اور کہا کہ مین نے انھین درمون مین پائے ہین تو اُسکی تصدیق کیجاویگی اور اگر وکیل نے مسلم الیہ کے اس اقرار پر گواہ کرلیے ہون تو پھر اُسکے دعوی کی تصدیق نہ کیجاویگی اور اُسکے معنے یہ ہین کہ اگر مسلم الیہ نے اقرار کیا کہ مین نے جید درم پورے حاصل کرلیے یا اپنا پورا حق لے لیا یا راس المال پورا لے لیا تو پھر اُسکا یہ دعوی کرنا کہ وہ درم زیوف ہین اُسکے اقرار کو توڑتا ہی پس اُسکی سماعت نہوگی اور اُسکے گواہ بھی مقبول نہونگے اور نہ مدعا علیہ پر قسم آویگی اور اگر اُسنے پورے درم پالینے کا

اقرار

ع

[illegible]

اقرار کیا ہو تو درم کا لفظ زیوف اور جید دونون کو شامل ہی پس اُسکا دعوی اُسکے اقرار کو نہ توڑیگا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر قطن مین سلم ٹھہرائی تو اُسمین درام نہ دیا جاویگا جیسا بیع مین ہی اور اسپر ہمارے زمانہ کے مشائخ متفق ہین بشر نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی کہ کسی نے دوسرے کو ایک کر گیہون کی سلم مین ایک غلام دیا پھر مسلم الیہ نے وہ غلام کسی کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکے سپرد کر دیا پھر مشتری نے اُس غلام مین کوئی عیب پاکر مسلم الیہ کو بغیر حکم قاضی کے واپس کیا پھر رب السلم اور مسلم الیہ نے بیع سلم کا اقالہ چاہا پس اگر رب السلم نے کہا کہ میرا غلام مجھے واپس دے اور مین نے تجکو سلم سے بری کیا یا کہا کہ بعوض اس غلام کے مین نے تجکو سلم سے بری کیا یا کہا کہ بعوض اس غلام کے مجھ سے سلم کا اقالہ کر لے تو یہ سب باطل ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مجھ سے سلم کا اقالہ کر لے اور غلام ذکر نہ کیا یا کہا کہ مجکو سلم سے بری کر دے اور اپنا راس المال لیلے اور غلام کا ذکر نہ کیا تو سلم ٹوٹ جاویگی اور اُسکو راس المال مین غلام کی قیمت ملیگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے کے ہاتھ ایک غلام بعوض ایک کپڑے کے جسکا وصف بیان کر کے اپنے ذمہ رکھا ہی فروخت کیا تو اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ کپڑے کے ادا کرنے مین میعاد ہو اور دوسری یہ کہ نہو تو دوسری صورت جائز نہین ہی اور پہلی صورت جائز ہی پس اگر قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو عقد باطل ہوگا یہ واقعات حسامیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر رب السلم نے راس المال مین کچھ بڑھایا تو فی الحال ادا کرنا جائز ہی اور میعادی جائز نہین ہی پس اگر اُسکو مجلس مین ادا کر دیا تو صحیح ہی اور اگر زیادتی پر قبضہ ہونے سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو بقدر زیادتی کے سلم باطل ہو جاویگی اور اگر مسلم الیہ نے کچھ زیادہ کیا تو دیکھا جاویگا کہ اگر راس المال معین ہی اور وہ موجود ہی تو فی الحال اور میعاد پر دونون طرح جائز ہی اور اگر راس المال غیر معین ہی پس اگر مسلم الیہ نے معین چیز زیادہ کی تو فی الحال اور میعاد پر دونون طرح جائز ہی اور اگر درم یا دینار زیادہ کیے تو مجلس مین زیادتی پر قبضہ ہو جانا شرط ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی*

[illegible]

انیسوان باب۔ قرض اور قرض لینے اور کوئی چیز بنوانے کے بیان مین۔ جو چیزین مثلی ہین اُنکا قرض جائز ہی جیسے کیلی اور وزنی اور عددی متقارب مانند انڈے وغیرہ کے اور جو چیزین مثلی نہین ہین جیسے حیوان اور کپڑے اور عددی متفاوت اُنمین قرض جائز نہین ہی اور قرض فاسد مین اگر مقروض چیز پر قبضہ کیا تو اُسکا مالک ہو گیا جیسا کہ بیع فاسد مین قبضہ کی ہوئی چیز کا مالک ہوتا ہی ولیکن قرض فاسد مین جس چیز پر قبضہ کیا ہی خاص اُسی کو واپس کرے اور قرض جائز مین اگر قرض مقبوض قرض لینے والے کے پاس موجود ہو تو وہی واپس کرنے کے واسطے معین نہوگا بلکہ اُسکو اختیار ہوگا کہ چاہے اُسکو واپس کرے یا اُسکا مثل واپس کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ پھر جس جگہ قرض جائز نہین ہوا تو اُس قرضہ سے نفع اُٹھانا بھی جائز نہین ہی ولیکن اُسکا فروخت کرنا جائز ہی کذا فی الہدایۃ اور روٹی کا وزن کے حساب سے نہ گنتی کے حساب سے قرض لینا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ کافی وغیرہ مین لکھا ہی۔ نوادر ہشام مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ گیہون اور آٹے کا وزن سے قرض لینا اور ایسے ہی خشک چھوارہ کا اسطرح قرض لینا ضروری نہین اور نہ اُسمین بہتری ہی اگرچہ یہ ایسی جگہ واقع ہو جہان یہ چیزین وزن کیجاتی ہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ اصل مین مذکور ہی کہ اگر آٹا تول کر قرض لیا تو اُسکو وزن سے نہ واپس کرے ولیکن دونون قیمت پر صلح کر لین اور امام ابو یوسفؒ سے

ایک روایت مین آیا ہی کہ اُسکا وزن سے قرض لینا استحساناً جائز ہی جبکہ لوگون مین اُسکا وزنی ہونا رائج ہو جاوے اور اسی پر فتوی ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی۔ ایندھن اور لکڑی اور قصب اور تر خوشبو دار چیزین اور ساگ کا قرض لینا جائز نہین ہی لیکن حنا اور وسمہ اور خشک خوشبو دار چیزین کہ جو پیمانہ سے بکتی ہین اُنکے قرض لینے مین کچھ خوف نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ اور کاغذ کا گنتی سے قرض لینا جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اخروٹ کا پیمانہ سے قرض لینا اور بیگنون کا گنتی سے قرض لینا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور فتاوے عتابیہ مین ابن سلام سے نقل کیا ہی کہ کچی اور پکی اینٹون کا گنتی سے قرض لینا جائز ہی بشرطیکہ اُنمین تفاوت نہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور گوشت کا قرض لینا جائز ہی اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور گوشت کا وزن سے قرض لینا جائز ہی یہ فتاوی صغری مین لکھا ہی۔ اور ہمارے شہرون مین خمیر کو وزن سے قرض لینا جائز اور یہی مختار ہی یہ مختار الفتاوی مین ہی۔ اور زعفران کو وزن سے قرض لینا جائز ہی اور پیمانہ سے جائز نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور برف کو وزن سے قرض لینا جائز ہی اور اگر گرمیون مین قرض لیا اور جاڑون مین ادا کیا تو اُسکے عہدہ سے نکلگیا اور برف اُن چیزون مین ہی کہ جنکے عوض قیمت لیجاتی ہی اور اگر برف والے نے کہا کہ مین اس سال تجھسے نہ لونگا تو ابوبکر اسکاف نے فرمایا کہ مین اس مقام پر سوائے اسکے کوئی حیلہ نہین جانتا ہون کہ جس شخص پر برف آتا ہی وہ اُسکے برابر برف تول کر برف والے کے کھتے مین پھینکدے تاکہ قرض سے بری ہو جاوے اور قاضی فخر الدین نے فرمایا کہ میرے نزدیک چھٹکارہ اسمین ہی کہ یہ بات قاضی کے سامنے پیش کرے تاکہ جسقدر اُسپر قرض ہی اُتنے لینے پر قاضی اُسکو مجبور کرے جیسا صورت مین کہ کسی نے دوسرے سے گیہون قرض لیے پھر اُسکا بھاو بدل جانے کے بعد اُنکے مثل گیہون اُسکو دیے تو قرضخواہ کو اُنکے قبول کرنے پر قاضی مجبور کریگا یہ مختار الفتاوی مین لکھا ہی۔ اور سونے اور چاندی کو وزن سے قرض لینا جائز ہی اور عدد سے قرض لینا جائز نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ اگر ایسے درم ہون کہ جنمین ایک تہائی چاندی اور دو تہائی پیتل ہی اور اُنکو کسی شخص نے گنتی سے قرض لیا اور وہ لوگون مین بھی گنتی سے رائج ہین تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر لوگون مین فقط وزن سے رائج ہین تو صرف وزن سے اُنکا قرض لینا جائز ہوگا اور اگر ایسے درم ہون جنمین دو تہائی چاندی اور ایک تہائی پیتل ہی تو اُنکا قرض لینا فقط وزن سے جائز ہی اگرچہ لوگون کا معمول ہو گیا ہو کہ اُنکے ساتھ گنتی سے فروخت کرتے ہون اور اگر درمون مین آدھی چاندی اور آدھا پیتل ہو تو اُنکا قرض لینا بھی فقط وزن سے جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور جس سرگین کا فروخت کرنا جائز ہی اُسکا قرض لینا بھی جائز ہی **قال المترجم** یعنے گوبرون مین سے کھاد کا بیچنا جائز ہی تو اُسکا قرض لینا بھی جائز ہی اور واقعات حسامیہ مین لکھا ہی کہ سرگین کے تلف کرنے والے پر اُسکی قیمت واجب ہوتی ہی اور وہ ایسی چیزون مین ہی کہ جسکا مقابل قیمت ہوتی ہی تو اس روایت کے موافق اُسکا قرض لینا جائز ہوگا اور تجرید مین لکھا ہی کہ اگر میعادی قرض دیا یا بعد قرض کے مدت مقرر کی تو مدت باطل ہوگی اور مال فی الحال دینا واجب ہی بخلاف اسصورت کے کہ کسی نے اپنے مال مین سے فلان شخص کو ایک مہینہ کے واسطے قرض دینے کی وصیت کی کذا فی التاتارخانیہ۔ اور قرض کے تلف کرنے کے بعد مدت مقرر کرنے یا اُس سے پہلے مدت مقرر کرنے مین کچھ فرق نہین ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور قرض کی میعاد لازم ہو جانے مین یہ حیلہ ہی کہ قرض لینے والا قرضدار کا

ف
بسبب برف
کے عہدہ سے نہین چھوٹتا
[illegible]
کا قرض لینا
بھی وزن سے
روا ہونا چاہیے

قرض کسی پر اُتار دے پھر قرض لینے والا اُس شخص سے کہ جسپر اُترا یا ہی مدت مقرر کرے پس میعاد لازم آویگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے کتاب الصرف مین فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح ایسے قرض کو جو نفع پیدا کرا کے مکروہ جانتے تھے اور کرخی رح نے فرمایا کہ یہ حکم اُسصورت مین ہی کہ جب نفع قرض لینے مین شرط کیا گیا ہو مثلاً غلہ کے درم یعنی کھوٹے بٹے ہوئے ۱۲ اسواسطے دیئے کہ اُسکو صحیح درم ادا کرے تو مکروہ ہی اور اگر یہ شرط عقد نہو اور قرض لینے والا قرض سے جید ادا کرے تو اسمین کچھ خوف نہین ہی اور ایسے ہی اگر کسی نے کسی کو کچھ درم یا دینار اسواسطے قرض دیئے کہ قرض لینے والا اُسکا کوئی اسباب گران ثمن مین خریدے تو مکروہ ہی اور اگر یہ شرط نہو اور قرض لینے کے بعد اُسنے گران ثمن مین خرید لیا تو کرخی کے قول پر کچھ خوف نہوگا اور خصاف رح نے اپنی کتاب مین لکھا ہی۔ کہ مین اُسکو اچھا نہین جانتا ہون اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ یہ حرام ہی اور امام محمد رح نے کتاب الصرف مین لکھا کہ سلف کے لوگ اسکو مکروہ جانتے تھے ولیکن خصاف رح نے کراہت کو ذکر نہین کیا صرف یہ کہا کہ مین اُسکے لیے اچھا نہین جانتا ہون پس یہ کراہت سے قریب ہی ولیکن کراہت سے کم ہی اور امام محمد رح نے اسمین کچھ خوف نہین جانا کیونکہ اُنھون نے کتاب الصرف مین فرمایا ہی کہ اگر قرض لینے والے نے قرضخواہ کو کوئی چیز ہدیہ بھیجی تو اسمین کچھ ڈر نہین ہی اور امام محمد رح نے اسکی تفصیل نہین فرمائی پس یہ اس بات کی دلیل ہی کہ اُنھون نے سلف کا قول چھوڑ دیا ہی اور شیخ الاسلام خواہر زادہ رح نے کہا کہ جو امام محمد رح نے سلف کا قول نقل کیا ہی وہ اُسصورت پر محمول ہی کہ جب قرض لینے مین کسی قسم کا نفع شرط کیا گیا ہو اور یہ بلا خلاف مکروہ ہی اور جو امام محمد رح نے فرمایا وہ اُسصورت پر محمول ہی کہ جب قرض دینے مین ہدیہ کی شرط نہو اور یہ بلا خلاف مکروہ نہین ہی اور قرض مین بیع کی صورت جو مکروہ لکھی گئی اُسوقت ہی کہ جب قرضہ بیع سے پہلے ہو اور اگر بیع قرضہ سے پہلے ہو اور اسکی صورت یہ ہی کہ زید نے عمرو سے یہ چاہا کہ میرے ساتھ سو دینار کا معاملہ کرے اور عمرو نے زید کے ہاتھ ایک کپڑا کہ جسکی قیمت بیس دینار ہین چالیس دینار پر فروخت کیا پھر اسکو ساٹھ دینار قرض دیئے یہانتک کہ قرضخواہ کے سو دینار زید پر قرض ہو گئے اور زید کو حقیقت مین اسی دینار حاصل ہوئے ہین تو اسصورت کو خصاف رح نے ذکر کیا کہ جائز ہی اور محمد ابن سلمہ امام بلخ کا یہی مذہب ہی اور یہ روایت کی گئی ہی کہ محمد ابن سلمہ کے پاس بہت اسباب تھا اور جب کوئی شخص اُنسے قرض مانگتا تھا تو پہلے اسکے ہاتھ کوئی اسباب گران ثمن پر فروخت کرتے پھر اُسکی پوری حاجت کے موافق بعض دینار اسکو قرض دیتے تھے اور بہت سے مشائخ اس بات کو مکروہ جانتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ایسا قرض ہی جو نفع حاصل کراتا ہی اور مشائخ مین سے بعض نے یہ کہا کہ اگر قرض اور بیع دونون ایک مجلس مین واقع ہون تو مکروہ ہی اور اگر دونون کی مجلس مختلف ہو تو کچھ خوف نہین ہی اور شمس الائمہ حلوائی خصاف اور محمد ابن سلمہ دونون کے قول پر فتوے دیتے تھے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور قرضدار کا ہدیہ لینے مین کچھ خوف نہین ہی اور اگر یہ بات معلوم ہو کہ وہ قرض کی وجہ سے ہدیہ دیتا ہی تو افضل یہ ہی کہ اُسکا ہدیہ قبول نہ کرے اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ قرض کی وجہ سے نہین دیتا بلکہ قرابت یا دوستی کی وجہ سے دیتا ہی تو اُس سے پرہیز نہ کرے اور ایسے ہی اگر قرضدار سخاوت اور کرم مین مشہور ہو تو بھی پرہیز نہ کرنا چاہیے کذا فی محیط السرخسی۔ اور اگر اُنمین سے کوئی بات نہو تو یہ صورت مشکل ہی پس چاہیے کہ اُس سے پرہیز کرے جبتک کہ یہ بات ثابت ہو جاوے کہ اُسنے بسبب قرضہ کے ہدیہ نہین بھیجا ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ جسپر قرض ہی اُسکی دعوت قبول کرنے مین کچھ ڈر نہین ہی اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ حکم شرعی طور پر ہی اور افضل یہ ہی

کہ اُسکی دعوت قبول کرنے سے پرہیز کرے بشرطیکہ یہ بات معلوم ہو کہ وہ قرضہ کی وجہ سے دعوت کرتا ہی یا اُسکو اشتباہ پیدا ہو جاوے اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ جو امام محمد رح نے ذکر کیا وہ ایسی صورت پر محمول کیا جاویگا کہ اگر قرضدار قبل قرض لینے کے اُسکی دعوت کیا کرتا تھا تو بعد قرض کے بھی اُسکی دعوت قبول کرے اور اگر یہ صورت ہو کہ وہ پہلے اُسکی دعوت نہین کرتا تھا یا پہلے ہر بیس دن مین اُسکی دعوت کرتا تھا اور بعد قرض لینے کے ہر دس دن مین اُسکی دعوت کرنے لگا یا دعوت کے کھانے طرح طرح کے بڑھا دیے تو اس دعوت کا قبول کرنا حلال نہین ہی اور وہ کھانا خبیث ہوگا (یعنے اس کھانے کو کھانا منع ہے ۱۲) اگر قرض کا بدلا رائج ہونا قرض مین شرط نہ کیا ہو تو کچھ ڈر نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی کسی دوسرے پر کچھ درم قرض تھے اور اُسنے قرضدار کے درمون پر قابو پایا تو اُسکو اُن درمون کے لے لینے کا اختیار ہی بشرطیکہ اُسکے درم جید نہون اور قرض میعادی نہو اور اگر اُسکے دینارون پر قابو پایا تو ظاہر الروایت مین نہین لے سکتا ہی اور یہی صحیح ہی قرضدار نے اگر قرض کو جیسا اُسپر چاہیئے تھا اُس سے جید ادا کیا تو قرضخواہ کو قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جاویگا جیسا کہ گھٹیا ہونے کی صورت مین جبر نہ کیا جاوے اور اگر اُسنے خود قبول کر لیا تو جائز ہی چنانچہ اگر قرضدار نے اُسکی جنس کے برخلاف دیا اور اُسنے قبول کر لیا تو جائز ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر قرض میعادی تھا اور قرضدار نے میعاد آنے سے پہلے ادا کیا تو قرضخواہ قبول کرنے پر مجبور کیا جاویگا اور اگر قرضدار نے جتنا اُسپر تھا اُس سے زیادہ وزن مین ادا کیا پس اگر اسقدر زیادتی ہو جو دوبارہ وزن کرنے مین آجاتی ہی تو جائز ہی اور اسپر اجماع ہی کہ سو درم مین ایک دانگ ایسا ہی کہ جو دوبارہ وزن مین زیادہ ہو جاتا ہی اور اگر وہ ایسی زیادتی ہو کہ دونون وزن مین نہین آتی ہی مثلاً ایک درم یا دو درم ہو تو بہت ہی اور جائز نہین ہی اور آدھے درم مین اختلاف ہی ابو النصر دبوسی نے فرمایا کہ سو درم مین آدھا درم زائد ہی پس اُسکے مالک کو واپس کیا جاوے اور اگر قرضدار کو زیادتی کی خبر نہو تو زیادتی کثیرہ اُسکو واپس کیجاویگی اور اگر اُسکو خبر ہو اور اُسنے اپنے اختیار سے دی ہو تو زیادتی کے قبضہ کرنے والے کو حلال نہین ہی اگر یہ دیے ہوئے درم شکستہ ہون یا ثابت ہون کہ جنکو ٹکڑے کرنا ضرر نہین کرتا ہی تو یہ زیادتی جائز نہو گی بشرطیکہ دینے والے اور لینے والے کو خبر ہو کذا فی فتاوی قاضیخان اور اگر یہ درم ثابت ہون اور شکستہ کرنا انکو مضر ہو پس اگر یہ زیادتی اسقدر ہو کہ بدون توڑنے کے اُسکا جدا کرنا ممکن ہی مثلاً اُن درمون مین ایک درم کم مقدار کا ہو اور اُسیقدر زیادتی بھی ہو تو زیادتی جائز نہین ہی اور اگر یہ زیادتی ایسی ہو کہ بدون توڑنے کے اُسکا جدا کرنا ممکن نہو تو بطریق ہبہ کے جائز ہی اور اگر کوفہ مین اس شرط سے قرض دیا کہ اُسکو بصرہ مین ادا کرے تو جائز نہین ہی کذا فی المحیط اور سفتجہ مکروہ ہی لیکن اگر مطلقاً قرض دیا اور بدون شرط کے قرضدار نے دوسرے شہر مین ادا کیا تو جائز ہی منتقے مین لکھا ہی کہ ابراہیم نے امام محمد رح سے روایت کی کہ کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو مجکو ہزار درم اس شرط پر قرض دے کہ مین تجکو اپنی یہ زمین عاریت دونگا کہ تو اسمین کھیتی کرنا جبتک کہ تیرے درم میرے پاس رہین پس قرضخواہ نے کھیتی کی تو کوئی چیز صدقہ نہ کریگا اور مین اُسکے لیے یہ حاصل مکروہ جانتا ہون یہ محیط مین لکھا ہی اگر کسی نے پیسے یا عدالی قرض لیے پھر وہ کاسد ہو گئے تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اُسپر اُنکے مثل کا ادا کرنا واجب ہی اور اُنکی قیمت کی ضمان نہ دیگا اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اُسپر قبضہ کرنے کے دن جو اُنکی قیمت تھی ادا کرے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اُنکے رائج ہونے کے آخر دن جو اُنکی قیمت تھی وہ ادا کرے اور اسی پر فتوی ہی کذا فی فتاوی

قاضیخان سا اور ہمارے زمانے کے بعض مشائخ نے امام ابویوسف کے قول پر فتوی دیا ہی اور ہمارے زمانہ مین انھین کا قول قریب الصواب ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے دوسرے شخص کو بخارا مین بخاری درم قرض دیے پھر قرضدار سے ایسے شہر مین ملا کہ جہان وہ شخص ایسے درمون پر قادر نہ تھا تو امام ابویوسف نے فرمایا اور یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہی کہ اسکو مسافت اندازسے آنے جانے کی مہلت دے اور اسکی طرف سے کوئی کفیل لے کر اپنی مضبوطی کر لے ورنہ انکی قیمت لے لے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب اس سے ایسے شہر مین ملا کہ جسمین یہ درم چلتے ہین ولیکن پائے نہین جاتے ہین تو وہ اسکو بقدر مسافت کے آنے جانے کی مہلت دیگا اور اگر ایسا شہر ہو کہ جسمین یہ درم نہین چلتے ہین تو انکی قیمت لے لیگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نصرانی نے دوسرے نصرانی کو شراب قرض دی پھر قرض دینے والا مسلمان ہو گیا تو شراب کا قرضہ ساقط ہو جاویگا اور اگر قرضدار مسلمان ہوا تو امام ابوحنیفہ سے ایک روایت مین ساقط ہونا آیا ہی اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ اسپر شراب کی قیمت واجب ہی اور یہی قول امام محمد رح کا ہی یہ بحر الرائق کے متفرقات مین لکھا ہی۔ کسی نے وزنی یا کیلی چیز قرض لی پھر بازار مین اس چیز کا آنا موقوف ہو گیا تو قرضخواہ کو مہلت دینے پر مجبور کیا جائیگا یہانتک کہ کھیتی پک جاے اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور یہی مختار ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ کسی شخص پر دوسرے شخص کے جید درم قرض تھے اور اسنے اس سے زیوف یا نبہرہ یا ستوقہ لے لیے اور اسپر راضی ہو گیا تو جائز ہی پس اگر اسنے انکو صرف کیا تو مکروہ ہی اور امام ابویوسف سے روایت ہی کہ زیوف یا نبہرہ کا قرض لینا مکروہ ہی اور قرضدار پر انکے مثل واجب ہونگے پس اگر انکا رواج جاتا رہے تو اسپر انکی قیمت واجب ہوگی۔ کسی نے دوسرے سے کچھ طعام ایسے شہر مین قرض لیا کہ جہان وہ طعام ارزان ہی پھر قرضخواہ اس سے دوسرے شہر مین ملا کہ جہان یہ طعام گران ہی پھر قرضخواہ نے اس سے اپنا حق مانگا اور اسکو پکڑا تو اسکو پکڑ رکھنے کا اختیار نہوگا اور قرضدار کو حکم دیا جائیگا کہ قرضخواہ کی مضبوطی کر دے اور اسکا طعام قرض اسی شہر مین جہان اسنے قرض لیا ہی ادا کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے کو ایک ہزار درم قرض دیے اور قرضدار نے انپر قبضہ کر لیا پھر قرضخواہ نے قرضدار سے کہا کہ ان درمون کو جو میرے تجھپر ہین بعوض دیناروں کے بیع صرف کر لے پس اگر اسنے کسی شخص کو مثلاً زید کو معین کیا اور کہا کہ اسکے ساتھ بیع صرف کر لے اور اسنے بیع صرف کر لی پس اگر اسنے کسی شخص کو مثلاً زید کو معین کیا اور کہا کہ اسکے ساتھ بیع صرف کر لے اور اسنے بیع کر لی تو بالاجماع جائز ہو اور اگر کسی شخص کو معین نہ کیا تو امام اعظم نے فرمایا کہ یہ بیع قرض دینے والے پر جائز نہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ جائز ہوگی پھر اگر قرضخواہ نے قرضدار سے دینار لینا چاہے اور قرضدار نے اختیار سے اسکو دیدیے تو بالاجماع جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی شخص پر دوسرے کے ایک ہزار درم قرض تھے پھر انہین سے سو درم پر کسی مدت کے وعدہ پر اس سے صلح کر لی تو یہ کم کر دینا صحیح ہی اور سو فی الحال دینا چاہیئن اور اگر قرضدار قرض سے انکار کرتا تھا تو یہ سو درم میعاد پر ملینگے کسی نے دوسرے کو ایک کر گیہون قرض دیے پھر قرضدار نے اس سے یہ قرضہ بعوض درمون کے خریدا تو جائز ہی خواہ یہ قرضہ اسکے پاس موجود ہو یا نہو کذا فی فتاوی قاضیخان۔ اور جب خریدنا جائز ٹھہرا پس اگر اسنے درم اسی مجلس مین ادا کر دیے تو خرید صحیح ہو گئی اور اگر اسی مجلس مین ادا نہ کیے تو باطل ہو جاویگی اور یہ صورت اسکے برخلاف ہی کہ جب قرضدار کا بھی

ہ
یعنی کھرے درم
[illegible]
یعنی [illegible] ۱۲ م

ایک کر گیہون قرضخواہ پر آتا تھا پھر ایک نے جو اُسپر آتا تھا بعوض اُسکے جو اسکا دوسرے پر آتا ہی خریدا تو جائز ہی اگرچہ دونون جدا ہوجاوین پھر اگر مشتری نے وہ درم مجلس مین ادا کردیے بعد اسکے اُس کر مین کوئی عیب پایا تو بسبب عیب کے واپس نہین کرسکتا ولیکن ثمن مین سے نقصان عیب واپس لیگا اور اگر قرض مقبوضہ کو اُسنے تلف کردیا ہو تو کل کے نزدیک یہی حکم ہوگا جو ہمنے بیان کیا اور ایسے ہی ہر کیلی اور وزنی چیز سوائے درم اور پیسون کے اگر قرض ہو تو یہی حکم ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر اُس کر کو جو اُسپر قرض ہی اُسی کے مثل کر کے عوض خریدا تو جائز ہی بشرطیکہ نقد ہو اور اگر قرض ہو تو جائز نہین ہی مگر جبکہ اسی مجلس مین قبضہ کر لے پس اگر اُسنے قرضہ کے کُر مین کچھ عیب پایا تو نقصان عیب واپس نہین لے سکتا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر ایک کر طعام قرض لیا اور اُسپر قبضہ کیا پھر قرضدار نے یہ کُر بعینہ اپنے قرضخواہ سے خریدا تو بیع باطل ہی اور نقض اقراض کا ضامن ہوگا ولیکن اگر قرضدار نے یہ کر قرض کا بعینہ قرضخواہ کے ہاتھ فروخت کردیا تو صحیح ہی یہ خزانۃ الاکمل مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے کو سو درم اس شرط پر قرض دیے کہ یہ کھرے ہین اور اُسنے قبضہ کرلیا پھر قرضدار نے قرضخواہ سے دس دینار کے عوض خرید لیے تو خرید صحیح ہی اور بعد صحت کے اگر دونون بدون بدل پر قبضہ ہونے کے مجلس سے جدا ہوجاوین تو بیع صرف باطل ہوجاویگی اور اگر جدا ہونے سے پہلے دینارون یعنے دینارون ۱۲ پر اُسنے قبضہ کرلیا تو بیع صرف صحیح ہوگی پس اگر قرضدار نے قرض کے درم زیوف یا نبہرہ پائے تو واپس نہین کرسکتا اور نہ نقصان عیب لے سکتا ہی اور اگر ستوق یا رصاص پائے تو انکو قرضخواہ کو واپس کرے بعد اسکے اگر وہ دونون مجلس سے جدا نہوے اور کھرے سو درم اُسنے مجلس مین لے لیے اور دینار ادا کرچکا ہی تو بیع صحیح رہیگی اور اگر جدا ہوگئے تو بیع باطل ہوجاویگی اور قرضدار کو اختیار ہوگا کہ اپنے دینار واپس کرلے کذا فی المحیط۔ اور اگر قرضدار پر بجاے درم کے دینار یا پیسے قرض تھے اور اُسنے بعوض درمون کے خریدے پھر اُنکو زیوف یا نبہرہ یا ستوق پایا تو دینار مین سب صورتون مین وہی حکم ہی جو مذکور ہوا ہی اور ایسے ہی پیسون کو اگر زیوف یا نبہرہ پایا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر پیسون کو ستوق پایا اور درمون پر قبضہ کے بعد دونون جدا ہوچکے ہین تو عقد جائز رہیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ خلاصہ مین لکھا ہی کہ قبضہ سے پہلے قرض مین تصرف کرنا صحیح یہ ہی کہ جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ غلام تاجر اور مکاتب اور لڑکے اور بیوقوف کا قرض دینا جائز نہین ہی اور اگر کسی نے لڑکے یا بیوقوف کو قرض دیا اور اُسنے تلف کردیا تو اُسپر ضمان نہوگی اور یہ قول امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جو اُسنے تلف کیا ہی اُسکا ضامن ہوگا اور یہی صحیح ہی اور اگر ایسے غلام کو قرض دیا کہ جسکو اُسکے مالک نے تصرف کرنے سے باز رکھا ہی اور اُسنے تلف کردیا تو اُس سے مواخذہ نکرے یعنی نہین کرسکتا ۱۲ یہان تک کہ وہ آزاد ہوجاوے اور اسمین ویسا ہی اختلاف ہی جو ہمنے بیان کیا اگرچہ صاف مذکور نہین ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک فی الحال مواخذہ کیا جاویگا جیسا ودیعت مین ہوتا ہی اور اگر قرض دینے والے نے اپنا بعینہ مال اِنمین غلام محجور و مکاتب و طفل و سفیہ ۱۲ سے کسی کے پاس پایا تو وہ اُسکا زیادہ حقدار ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو میرے واسطے فلان شخص سے دس درم قرض لے اور اُسنے [illegible] قرض لیکر قبضہ کرلیا اور کہا کہ مین نے وہ درم حکم دینے والے کو دیدیے تو یہ مال وکیل پر قرض ہوگا اور موکل پر اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی

ع یعنی عوض قرض نہین دے سکتے ۱۲

اور اگر کسی نے اپنے ایلچی کو اپنا خط دیکر کسی کے پاس بھیجا کہ تو مجھے اسقدر درم بھیجدے کہ وہ تیرے مجھپر قرض ہونگے اور اُسنے اُسی کے ہاتھ بھیجدیے جسنے خط پہونچایا تھا تو ابو سلیمان نے ابو یوسف رح سے روایت کی کہ یہ حکم دینے والے کا مال نہوگا جبتک اُسکے پاس نہ پہونچے اور اگر کسی نے اپنا ایلچی دوسرے کے پاس بھیجا اور کہا کہ مجکو دس درم قرض بھیجدے اُسنے کہا کہ اچھا اور اُسکے ایلچی کے ہاتھ بھیجدیے تو اگر اُس شخص نے اقرار کیا کہ میرے ایلچی نے اُنپر قبضہ کیا ہے تو اُنکا ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی کو اسواسطے بھیجا کہ کسی شخص سے ہزار درم قرض لے اور اُس شخص نے اُسکو قرض دیے اور وہ اُسکے پاس ضائع ہوگئے پس اگر ایلچی نے یہ کہا تھا کہ فلان بھیجنے والے کے واسطے قرض دے تو یہ درم بھیجنے والے کے ضائع ہوئے اور اُسی کو ضمان دینی پڑیگی اور اگر ایلچی نے یہ کہا کہ تو مجکو قرض دے فلان بھیجنے والے کے واسطے اور اُسنے دیے اور وہ اُسکے پاس ضائع ہوئے تو ایلچی کے ذمہ پڑینگے اور حاصل یہ ہے کہ قرض دینے مین وکیل کرنا جائز ہے اور قرض لینے مین جائز نہین ہے اور قرض لینے مین ایلچی بھیجنا حکم دینے والے کے واسطے جائز ہے اور اگر قرض لینے کے وکیل نے ایلچیون کے مانند کلام زبان سے نکالا تو یہ قرض حکم دینے والے کے ذمہ ہو جاویگا اور اگر وکیل کی طرح کلام کیا باین طور کہ اپنی ذات کی طرف نسبت کی تو وہ اپنی ذات کے واسطے قرض لینے والا ہوگا اور جو کچھ اُسنے قرض لیا وہ اُسی کا ہوگا اور اُسکو اختیار ہے کہ اپنے موکل کو نہ دے اور اگر موکل نے کوئی چیز اسکو اسواسطے دی تھی کہ اسکو رہن کردے تو وکیل اپنے قرضہ کے عوض رہن کرنیوالا ہوگا اور اُس رہن کا ضامن نہوگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے کسی نے دس درم قرض لیے اور اپنے غلام کو بھیجا کہ اُسکو قرضخواہ سے لے آوے پھر قرضخواہ نے کہا کہ مین نے وہ درم اُس غلام کو دیدیے اور غلام نے اسکا اقرار کیا اور کہا کہ مین نے اپنے مالک کو دیدیے اور مالک نے غلام کے دس درم پر قبضہ کرنے سے انکار کیا تو اُسکے مالک کا قول معتبر ہوگا اور اُسپر کچھ نہ آئیگا اور نہ قرض دینے والا غلام سے لے سکتا ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے ایک کر گیہون قرض لیے اور اُسکو حکم دیا کہ میری زمین مین بو دے تو قرض صحیح ہوگیا اور قرض لینے والا اپنے ملک مین پہونچ جانے کے سبب سے قابض ہوگیا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ کسی نے کچھ درم قرض لیے اور قرض دینے والا اُنکو لایا پھر قرض لینے والے نے کہا کہ اُنکو دریا مین پھینکدے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ قرض لینے والے پر کچھ نہ آئیگا یعنے کہ پھینکدیا ہے ۱۲ یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر اس شرط پر قرض دیا کہ فلان شخص کفیل ہو تو جائز ہے خواہ فلان حاضر ہو یا غائب ہو کفالت کرے یا نہ کرے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے۔ کسی نے اقرار کرکے کہا کہ مین نے فلان شخص سے ہزار درم زیوف یا نبہرہ قرض لیکر خرچ کیے اور قرض دینے والے نے دعوی کیا کہ وہ کھرے تھے تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ قرض لینے والے کا قول معتبر ہوگا اگر اُسنے زیوف یا نبہرہ اپنے کلام مین ملاکر کہا اور اگر توڑکر کہا تو اُسکا قول معتبر نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے۔ کسی نے ایک کر معین گیہون خریدے پھر بائع سے کہا کہ مجھے ایک قفیز گیہون قرض دے اور اس کر کے ساتھ جو مین نے تجھسے خریدا ہے ملا دے اور اُسنے ایسا ہی کیا اور خرید کو قرض پر یا قرض کو خرید پر ڈالدیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ دونون کا قابض یعنے مشتری ۱۲ ہو جاویگا اور ایسا ہی امام محمد رح سے مروی ہے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے جس شی کا قرض لینا جائز ہے اُسکا عاریت لینا بھی قرض ہے اور جس شی کا قرض لینا جائز نہین ہے اُسکا عاریت لینا عاریت ہے

یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی پر کسی شخص کے ایک ہزار درم قرض ہین پھر اُسنے طالب کو کچھ دینار دیے اور کہا کہ انکی بیع صرف کرکے اپنا حق انمین سے لے لے اور اُسنے انکو لیا اور وہ اُسکے پاس تلف ہوگئے اس سے پہلے کہ اُنکی بیع صرف کرے تو قرضدار کا مال گیا اور اگر اُسنے بیع صرف کرکے درم پر قبضہ کرلیا پھر اپنا حق لینے سے پہلے اُسکے پاس تلف ہوگئے تو بھی مطلوب کا مال گیا اور اگر اُسنے اپنا حق اُنمین سے لے لیا پھر ضائع ہوگئے تو اس طالب کا مال گیا اور اگر مطلوب نے طالب کو کچھ دینار دیے اور کہا کہ انکو اپنے حق کے ادا کے واسطے لے اور اُسنے لیے تو اُسکی ضمانت امین ہوگئے اور اگر کہا کہ انکو اپنے حق کے واسطے بیچ لے اور اُسنے اپنے حق کے برابر درمون پر اُنکو بیچ کر درمون کو لے لیا تو بیع کے بعد قبضہ کے ساتھ اپنے حق کا قابض ہوجاویگا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر قرض دینے والے نے یہ چاہا کہ قرضدار سے اپنا بعینہ کرکے لیوے تو اُسکو اختیار نہین ہی اور قرضدار کو اختیار ہی کہ اُسکے سواے دوسرا دیوے یہ خزانۃ الاکمل مین لکھا ہی۔ بیس آدمی کسی شخص کے پاس آئے اور اُس سے قرض لیکر سب نے کہا کہ ہم مین سے اس ایک شخص کو ادا کردے اور اُسنے دیدیا تو قرضخواہ اُس شخص سے مطالبہ نہین کرسکتا ہی مگر اُسی قدر کہ جتنا اُسکا حصہ ہی اور اِس مسئلہ سے ایک دوسرے مسئلہ کی روایت نکل آئی کہ قرض لینے والے کو قرضہ پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کرنا جائز ہی اگرچہ قرض لینے کے واسطے وکیل کرنا جائز نہین ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ بنوا لینا ہر ایسی چیزون مین جنمین لوگون کا تعامل جاری ہی جیسے ٹوپی اور موزہ اور تانبے و پیتل کے برتن وغیرہ استحسانًا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ پھر جن چیزون مین لوگون کا تعامل جاری ہی اُنمین بنوا کر لینا صرف اُسوقت جائز ہی کہ جب اُسکا وصف اسطرح بیان کردیا جاوے کہ جس سے اچھی طرح پہچان ہوجاوے اور جن چیزون مین لوگون کا تعامل نہین ہی مثلًا کسی جولاہے سے ایک کپڑے کو کہا کہ اپنے سوت سے طیار کرلا تو جائز نہین ہی یہ جامع صغیر مین لکھا ہی۔ اور بنوانے کی صورت یہ ہی کہ مثلًا موزے والے سے کہے کہ اتنے درم کے عوض میرے واسطے تو ایک موزہ اپنے چمڑے سے بنا لا کہ جو میرے پاؤن کے موافق ہو اور اُسکو اپنا پاؤن دکھلا دیا یا کسی سُنار سے کہا کہ اتنے درم کے عوض میرے واسطے ایک انگوٹھی اپنی چاندی سے بنا لا اور اُسکا وزن اور صفت بیان کردے اور اسیطرح اگر کسی سقہ سے کہا کہ مجکو ایک پیسہ مین ایکبار پانی پلادے یا پچھنے لگانے والے سے کہا کہ اجرت پر پچھنے لگا دے تو یہ بھی لوگون کے تعامل کی وجہ سے جائز ہی اگرچہ پینے کی مقدار یا پچھنے لگانے کی تعداد معلوم نہین ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ استصناع یعنی بنوا کر لینا پہلے اجارہ ہوتا ہی اور آخر مین سپرد کرنے سے ایک ساعت پہلے بیع ہوجاتا ہی اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ اور کاریگر کو اختیار نہوگا بلکہ وہ بنانے پر مجبور کیا جاویگا اور امام ابوحنیفہ سے روایت ہی کہ اُسکو اختیار ہوگا کذا فی الکافی اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ اور بنوانے والا مختار ہی اگر چاہے تو اُسکو لے ورنہ چھوڑ دے اور کاریگر کو خیار نہین ہی اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اصح یہ ہی کہ جس پر عقد قرار پایا وہ وہی چیز ہی جسکا بنوانا ٹھہرا ہی اور اسی واسطے اگر کاریگر اُسکو پوری تیار لے آیا کہ وہ اُسکی کاریگری سے نہ تھی یا اُسی کی بنائی ہوئی عقد سے پہلے کی تھی تو جائز ہی کذا فی الکافی۔ اور بدون اختیار کرلینے کے متعین نہین ہوجاتی ہی حتّٰی کہ اگر کاریگر نے بنوانے والے کے دکھلانے سے پہلے اُسکو فروخت کردیا تو جائز ہی اور یہی

صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر میعاد لگادی اُن چیزون مین جنمین لوگون کا تعامل ہی تو امام اعظمؒ کے نزدیک سلم ہوجاویگی حتے کہ بدون شرائط سلم کے جائز نہین ہی اور اسمین خیار ثابت نہوگا اور صاحبین کے نزدیک وہ استصناع رہیگا اور مدت کا ذکر جلدی بنانے کے واسطے ہوگا اور اگر ایسی چیزون مین مدت لگائی جنمین لوگون کا تعامل نہین ہی تو بالاجماع سلم ہوجاویگی یہ جامع صغیر مین لکھا ہی۔ اور یہ مدت کا اختلاف اُسصورت مین ہی کہ جب مدت کا ذکر مہلت دینے کے طور پر ہو مثلاً ایک مہینہ یا اسکے مانند مہلت دی اور اگر جلدی کے طور پر ذکر کیا مثلاً کہا کہ اس شرط پر بنواتا ہون کہ تو کل یا پرسون فارغ ہوجاوے تو بالاجماع سلم نہوجاویگی یہ فتاوے صغری مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے سے کوئی چیز بنوائی پھر اُس چیز مین دونون نے اختلاف کیا اور بنوانے والے نے کہا کہ تو نے ویسی نہین بنائی جیسی مین نے کہی تھی اور کاریگر نے کہا نہین بلکہ مین نے ویسی ہی بنائی ہی تو مشائخؒ نے کہا کہ کسی پر قسم نہین آتی ہی اور اگر کاریگر نے کسی پر دعوی کیا کہ تو نے مجھ سے ایسی چیز بنوائی تھی اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو قسم نہ دلائی جاویگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ +

بیسوان باب۔ ایسی بیوع کے بیان مین جو مکروہ ہین اور ایسے نفعون کے بیان مین جو فاسد ہین

جاننا چاہیے کہ وہ عریہ جسکے باب مین اجازت آئی ہی وہ عطیہ ہوتا ہی نہ بیع اور اسکی تعریف یہ ہی کہ کوئی شخص اپنے باغ مین سے ایک درخت کے خرما کسی شخص کو ہبہ کرے پھر ہر روز اُس شخص کا اسکے باغ مین آنا بسبب اسکے کہ اسکے اہل وعیال باغ مین ہین اسپر گران گذرے اور اسکو یہ بھی اچھا نہ معلوم ہو کہ اپنے وعدہ مین خلاف کرے اور ہبہ سے رجوع کرے پس وہ شخص بجاے درخت کے پھل کے ٹوٹے ہوئے چھوارے اندازے سے اسکو دیتا ہی تاکہ اسکا ضرر اسپر سے دفع ہوجاوے اور خلاف وعدہ بھی نہو اور یہ ہمارے نزدیک جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور وہ عینہ جسکے باب مین شرعی ممانعت آئی ہی اُسکی تفسیر مین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ اسکی صورت یہ ہی کہ ایک حاجتمند آدمی دوسرے کے پاس جاے اور اس سے مثلاً دس درم قرض مانگے اور قرض دینے والا قرض دینے مین رغبت نکرے اور بڑھتی مین طمع کی وجہ سے یہ کہے کہ قرض دینے مین تو مجکو آسانی نہین ہی ولیکن مین یہ کپڑا اگر تو چاہے تو تیرے ہاتھ بارہ درم کو بیچتا ہون اور بازار مین اسکی قیمت دس درم ہی تو اسکو بازار مین دس درم مین بیچ لینا اور قرض لینے والا اسپر راضی ہوجاوے پس قرض دینے والا بارہ درم مین اُسکے ہاتھ فروخت کرے پھر قرض لینے والا اُسکو بازار مین دس درم پر فروخت کرے اور اس تجارت سے اس کپڑے کے مالک کو دو درم کا نفع حاصل ہوا اور اُس قرضدار کو دس درم حاصل ہون اور بعض مشائخ نے اسکے یہ معنی بیان کیے کہ وہ دونون تیسرا شخص درمیان مین ڈالین پس قرض دینے والا اپنا کپڑا قرض لینے والے کے ہاتھ بارہ درم مین بیچ کر اسکے سپرد کردے پھر قرض لینے والا تیسرے کے ہاتھ دس درم مین بیچ کر اسکے سپرد کردے پھر تیسرا اُس کپڑے کو کپڑے والے کے ہاتھ دس درم مین فروخت کرکے اسکے سپرد کرکے دس درم اُس سے لے لے اور وہ درم قرض مانگنے والے کو دیدے پس قرض مانگنے والے کو دس درم ملینگے اور کپڑے کے مالک کے اسپر بارہ درم قرض ہونگے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہی کہ عینہ جائز ہی اور اسپر عمل کرنے والے کو اجر ملیگا یہ مختار الفتاوی مین لکھا ہی۔ اور وہ بیع کہ جسکو ہمارے زمانہ کے لوگون نے

ع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سود لینے کا حیلہ نکال کر جاری کرکے اُسکا نام بیع الوفا رکھا ہی وہ فی الحقیقت رہن ہوتی ہی اور وہ مبیع مشتری کے پاس ایسی ہوتی ہی جیسے مرتہن کے پاس مرہون ہوتی ہی کہ نہ وہ اُسکا مالک ہوتا ہی اور نہ اُسکے مالک کی بلا اجازت اُس سے نفع اُٹھا سکتا ہی اور جو اُسکا پھل اُسنے کھایا یا اُسکا درخت تلف کیا تو اُسکا وہ ضامن ہوگا اور اگر اُسکے پاس وہ سب تلف ہوجاوے تو قرضہ ساقط ہوجاویگا بشرطیکہ اُسمین قرضہ کی وفا ہو اور اُسمین اگر کچھ زیادتی ہوجاوے اور وہ اُسکے بدون فعل کے تلف ہو تو زیادتی کی ضمان اُسپر نہ آویگی اور جب اُسکا بائع قرض ادا کردیوے تو اُسکو واپس لے سکتا ہی اور ہمارے نزدیک اُسمین اور رہن مین کسی حکم مین فرق نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ اور اسی پر سید ابو شجاع سمرقندی کا فتوی ہی اور قاضی علی سغدی نے بخارا مین اسی پر فتوی دیا ہی اور بہت سے ائمہ کا یہی فتوی ہی کذا فی المحیط۔ اور اُسکی صورت یہ ہی کہ بائع مشتری سے کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ شی معین بعوض اُس دین کے جو تیرا مجھپر آتا ہی فروخت کی اس شرط پر کہ جب مین قرض ادا کردون تو یہ شی میری ہی یا بائع یون کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ چیز اسنے کو اس شرط پر فروخت کی کہ جب مین تجھکو ثمن دیدون تب تو یہ شی مجھکو واپس کردے کذا فی البحر الرائق۔ اور صحیح یہ ہی کہ جو عقد اُن دونون مین بندھا اگر وہ لفظ بیع کے ساتھ ہو تو رہن نہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اُن دونون نے بیع مین کوئی فسخ کی شرط ذکر کی ہی تو بیع فاسد ہوگی اور اگر ایسی شرط نہین ذکر کی بلکہ بیع بشرط الوفا یا لفظ بیع جائز زبان سے بولے حالانکہ اُنکے نزدیک ایسی بیع سے مراد وہی بیع غیر لازم ہی تو بھی بیع فاسد ہوگی اور اگر بیع مین کوئی شرط نہین کی پھر شرط کو وعدہ کے طور پہ ذکر کیا تو بیع جائز ہوگی اور وعدہ وفا کرنا لازم ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور نسفیہ مین ہی کہ شیخ رحمہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنا گھر ثمن معلوم کے عوض دوسرے کے ہاتھ بیع الوفا پر فروخت کیا اور دونون نے قبضہ کرلیا پھر بائع نے مشتری سے اس گھر کو اجارہ پر بشرائط صحت اجارہ لیکر قبضہ کیا اور مدت گذر گئی تو کیا اُسپر اجرت دینا لازم ہی تو شیخ رح نے فرمایا کہ لازم نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ کسی نے اپنا انگور کا باغ بیع الوفا پر دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور دونون نے قبضہ کرلیا پھر مشتری نے دوسرے شخص کے ہاتھ بیع قطعی پر اُسکو بیچ کر سپرد کردیا اور غائب ہوگیا تو پہلے بائع کو اختیار ہی کہ دوسرے مشتری سے جھگڑا کرکے اپنا باغ واپس کرلے اور اسیطرح اگر پہلا بائع اور دونون مشتری مرگئے اور ہر ایک کے وارث موجود ہین تو پہلے بائع کے وارثون کو اختیار ہی کہ دوسرے مشتری کے وارثون کے ہاتھ سے اُسکو چھڑا لین اور دوسرے مشتری کے وارث وہ ثمن جو دوسرے مشتری نے ادا کیا ہی اُسکے بائع (یعنے پہلا مشتری ۱۲) کے ترکہ مین سے اُسکے وارثون کے قبضہ سے لے سکتے ہین اور پہلے مشتری کے وارث اُسکو بائع کے وارثون سے لیکر اپنے مورث کے قرضہ کے عوض روک سکتے ہین یہانتک کہ بائع کے وارث اُسکا قرضہ ادا کرین یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ فتاوی ابو الفضل مین ہی کہ ایک انگور کا باغ ایک مرد اور ایک عورت کے قبضہ مین ہی اور عورت نے اپنا حصہ مرد کے ہاتھ اس شرط پر بیچا کہ جب وہ عورت ثمن لاوے تو مرد اُسکا حصہ اُسکو واپس کردے پھر مرد نے اپنا حصہ فروخت کیا پس عورت کو اُسمین شفعہ پہونچتا ہی یا نہین تو شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ بیع بیع معاملہ یعنے بیع الوفا ہو تو اُسمین عورت کا شفعہ ہوگا خواہ اُس عورت کا حصہ اُسکے قبضہ مین ہو یا مرد کے قبضہ مین ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور فتاوی عتابیہ مین لکھا ہی کہ بیع الوفا اور بیع المعاملہ ایک ہی ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ تلجیہ وہ عقد ہی کہ جو کسی امر کی ضرورت سے

باندھا جاوے پس اُسکا مشتری مبیع کا مالک نہین ہوتا بلکہ ایسا ہی کہ گویا اُسکو دیگئی ہی اور اُسکی تین صورتین ہین ایک یہ ہی کہ تلجیہ نفس بیع مین ہو مثلاً بائع کسی شخص سے کہے کہ مین ظاہر کرونگا کہ مین نے اپنا گھر تیرے ہاتھ فروخت کر دیا اور فی الحقیقت وہ بیع نہو گی اور اس بات پر گواہ کرے پھر ظاہر مین فروخت کیا تو بیع باطل ہی اور دوسری صورت یہ ہی کہ تلجیہ بدل مین ہو مثلاً پوشیدہ دونون اس بات پر متفق ہو جاوین کہ ثمن ایک ہزار ہی اور ظاہر مین دو ہزار کو بیچین تو ثمن وہی ہی جو پوشیدہ مذکور ہوا اور زیادتی مین گویا اُنھون نے ٹھٹھا کیا اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ ثمن وہی ہی جو ظاہر مین مذکور ہوا اور تیسری صورت یہ ہی کہ پوشیدہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ ثمن ایک ہزار درم ہی اور ظاہر مین سو دینار پر فروخت کیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ قیاس یہ چاہتا ہی کہ عقد باطل ہو جاوے اور استحساناً سو دینار پر صحیح ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ بیع التلجیہ موقوف رہتی ہی اگر دونون نے اُسکی اجازت دی تو جائز ہوگی اور اگر دونون نے اُسکو رد کیا تو باطل ہو جاویگی یہ تہذیب مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون اس بات پر متفق ہوے کہ ایسی بیع کا اقرار کرین کہ جو نہین واقع ہوئی اور دونون نے اسکا اقرار کیا تو باطل ہی اور دونون کی اجازت سے جائز نہو گی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ ایک نے تلجیہ کا دعوی کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مدعی پر گواہ لانا لازم ہی اور منکر پر قسم آویگی یہ تہذیب مین لکھا ہی۔ زنار نصاری کے ہاتھ بیچنا اور ٹوپی مجوس کے ہاتھ بیچنا مکروہ نہین ہی اور ایسے موزے کا جسمین چاندی لگی ہوئی ہی ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا کہ معلوم ہو کہ وہ اپنے پہننے کے واسطے خریدتا ہی مکروہ ہی اور امرد غلام کا ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا کہ یہ معلوم ہو کہ وہ بدکار اور اللہ تعالے کا عاصی ہی مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص رستہ مین بیٹھکر خرید و فروخت کرتا ہی اور رستہ کی چوڑائی کے سبب سے لوگون کو اُسکا بیٹھنا مضر نہین ہی تو کچھ ڈر نہین ہی اور اگر لوگون کو مضر ہو تو مختار یہ ہی کہ اُس سے کچھ نہ خریدا جاوے کیونکہ جب وہ کوئی خریدار نہ پاویگا تو چلا جاویگا پس اُس سے خریدنا گویا گناہ پر مدد کرنا ہوگا یہ غیاثیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے تاجر سے کوئی چیز خریدی تو کیا مشتری پر لازم ہی کہ اُس سے پوچھے کہ یہ حلال ہی یا حرام ہی پس مشائخ نے فرمایا کہ اگر یہ واقعہ ایسے شہر اور زمانہ مین ہو کہ جن بازارون مین اکثر حلال بکتا ہی تو مشتری پر پوچھنا لازم نہین ہی اور ظاہری حال پر کام کرے اور اگر ایسا شہر یا زمانہ ہو کہ بازارون مین اکثر حرام چیز بکتی ہی یا وہ بائع ایسا ہی کہ حرام و حلال بیچتا ہی تو مشتری احتیاط کرے اور اُس سے دریافت کرے۔ ایک شخص مرگیا اور اُسکی کمائی حرام ہی وارثون کو چاہیے کہ شناخت کرا دین پس اگر اُس مال کے مالکون کو پہچانین تو اُنکو واپس کر دین اور اگر نہ پہچانین تو اُس مال کو صدقہ کر دین یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے عیب دار اسباب بیچنا چاہا اور وہ اُسکا عیب جانتا ہی تو اُسپر بیان کرنا واجب ہی پس اگر اُسنے بیان نہ کیا تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ وہ فاسق ہو جائیگا اور اُسکی گواہی مردود ہوگی اور صدر الشہید رح نے فرمایا کہ ہم اس قول کو نہین لیتے ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی کسی نے کوئی چیز بعوض چھوٹے دس درم کے خریدی اور دس درم اُسکو دیدیے اور اُنمین بعض بڑے تھے اور مشتری کو یہ نہ معلوم ہوا تو بائع کو حلال نہین ہی کہ اُسکو لیکر اپنی حاجت مین صرف کرے۔ مشائخ رح سے ایسی مٹی کی بیع کا حکم لیا گیا کہ جو کھائی جاتی ہی تو فرمایا کہ ہمکو اُسکا بیچنا اچھا نہین معلوم ہوتا ہی جبکہ اُس سے سواے کھانے کے کوئی نفع نہ

کیونکہ وہ مفسد اور قاتل ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ شیرۂ انگور کو ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا جو اُس سے شراب بناتا ہی امام اعظم کے نزدیک مکروہ نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک مکروہ ہی اور بیع جائز ہی اور انگور کو بھی ایسے شخص کے ہاتھ بیچنے مین ایسا ہی اختلاف ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک بکری ایسے کافر کے ہاتھ فروخت کی کہ جو اُسکو گلا گھونٹ کر مار ڈالتا ہی یا اُسکے سر پر مارتا ہی یہانتک کہ وہ مر جاتی ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ ایسی بیع مین کچھ ڈر نہین ہی کسی نے دوسرے سے بعوض ثمن مثل کے کوئی چیز ٹھہرائی پھر دوسرے شخص نے جو اُسکا خریدنا نہین چاہتا ہی ثمن مین کچھ بڑھا دیا اور یہ کام اُسنے اسواسطے کیا کہ مشتری رغبت کر کے ثمن بڑھا دے تو یہ مکروہ ہی اور یہی نجش ہی کہ جو شرع مین منع ہی۔ اور اگر ایسا ہو کہ جس شخص نے چُکایا وہ اُس چیز کی قیمت سے کم پر خریدنا چاہتا ہی تو دوسرے کو اُس شی کی پوری قیمت تک بڑھانے مین کچھ خوف نہین ہی تا کہ مشتری رغبت کر کے اُسکی پوری قیمت تک بڑھا دے اور اُس شخص کو اسمین اجر ملیگا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور ایسے ہی اگر کسی شخص نے چاہا کہ اپنا مال اپنی ضرورت کے واسطے فروخت کرے اور وہ مال اپنی قیمت سے کم پر اُس سے طلب کیا گیا پھر کسی نے اُسکی پوری قیمت تک بڑھا دیا تو اسمین کچھ خوف نہین ہی اور یہ اچھا ہی بُرا نہین ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اسطرح پر فروخت کرنا کہ کون شخص بڑھاتا ہی اور کون شخص اسپر زیادہ کرتا ہی ایسی بیع مین کچھ خوف نہین ہی اور یہ بیع فقیرون کی اور ایسے شخصون کی ہی جنکا مال کاسد ہو جاوے اور کسی کے چُکانے پر چُکانا مکروہ ہی اور زیادہ کرنے اور دوسرے کے چُکانے مین فرق یہ ہی کہ مال کا مالک جب اپنا اسباب فروخت کرنے کے واسطے آواز دیتا تھا اور اُس سے کسی شخص نے کسی مول پر طلب کیا اور وہ آواز دینے سے رُک رہا اور اس شخص کے ثمن کی طرف اُسنے میل کیا تو غیر شخص کو یہ جائز نہین ہی کہ اسپر بڑھا دے اور یہی دوسرے کے چُکانے پر چُکانا ہی اور اگر مال والا آواز دینے سے نہ رُکا تو دوسرے کو بڑھا دینے مین کچھ ڈر نہین ہی اور اسی کو بیع مین زیادتی کرنا کہتے ہین اور یہ دوسرے کے چُکانے پر چُکانا نہین ہی اور اگر اسباب بیچنے پر آواز دینے والا دلال ہو اور اُس سے کسی شخص نے کسی قدر دامون کو طلب کیا پھر دلال نے کہا کہ مین مالک سے دریافت کرون تو اُس حالت مین دوسرے کو جائز ہی کہ وہ ثمن پر بڑھا دے پس اگر دلال نے مالک کو خبر کی اور اُسنے کہا کہ اتنے کو بیچ کر ثمن لے لے تو اُسکے بعد کسی کو بڑھانا جائز نہین ہی اور اگر کسی نے بڑھایا تو یہی دوسرے کے چُکانے پر چُکانا ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ گانون والے کے واسطے اُسکا مال شہر والے کو فروخت کرنا مکروہ ہی اور یہ کراہت اُس وقت ہی کہ جب شہر مین قحط ہو اور کافی مین اُسکی صورت یہ بیان کی ہی کہ گانون والا اہل شہر کے ہاتھ بھاری دامون کے لالچ سے فروخت کرے اور یہ مکروہ ہی اور اگر ایسا نہو تو کچھ ڈر نہین ہی انتہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ تفسیر جو کافی مین لکھی ہی قولہ کرہ بیع الحاضر للبادی کے مترجم کے ترجمہ کے موافق نہین ہی۔ اور بعض محققین نے اسکے معنے یہ بیان کیے ہین کہ گانون والا اناج لیکر شہر مین آوے اور شہر والا اُسکی طرف سے وکیل ہو کر اُسکا اناج فروخت کرے اور نرخ گران کر دے اور مجتبی مین لکھا ہی کہ یہی تفسیر اصح ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور جمعہ کی اذان کے وقت خرید و فروخت کرنا مکروہ ہی اور معتبر وہ اذان ہی کہ جو زوال کے بعد ہو یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور دونون نے باہم قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اُسکو فروخت کر کے نفع اُٹھایا تو نفع صدقہ کر دے

صحیح بیع من یزید و بیع الحاضر للبادی منسوخ [illegible] مدیر

اور اگر بائع نے ثمن کے عوض کوئی چیز خریدی اور اسمین نفع اٹھایا تو اسکو نفع جائز ہی کیونکہ باندی معین ہی اور عقد بیع اس سے متعلق ہوا تو خبث اسکے نفع مین بھی اثر کریگا اور درم اور دینار متعین نہین ہوتے ہین پس دوسرا عقد انکی ذات سے متعلق نہوگا تو خبث بھی نفع مین اثر نہ کریگا اور یہ تقریر بنا بر اس روایت کے ہی جسمین آیا ہی کہ درم و دینار متعین نہین ہوتے ہین کذا فی العنایہ۔ اور غیر متعین مین خبث کا نہ اثر کرنا اس خبث مین ہی کہ جو بسبب فساد ملک کے ہوا اور جو خبث بسبب عدم ملک کے اثر کرتا ہی جیسے غصب کی چیز یا امانت مین خیانت کرنا تو ایسا خبث امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک متعین اور غیر متعین دونون مین اثر کرتا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے پر ایکہزار درم کا دعوی کیا اور اسنے ادا کر دیے اور قابض نے اسمین تصرف کر کے نفع اٹھایا پھر دونون نے سچا اقرار کیا کہ مدعا علیہ پر قرض نہ تھا تو اسکو نفع حلال ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے ایک ہزار درم اس شرط پر قرض لیے کہ قرضخواہ کو ہر مہینہ دس درم ادا کریگا اور اسپر قبضہ کر لیا اور اسمین نفع اٹھایا تو اسکو نفع حلال ہی اور نوادر ہشام مین ہی کہ مین نے امام محمد رح سے پوچھا کہ کسی نے دوسرے کے ہاتھ گیہون فروخت کیے پھر بائع نے انکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور دوسرے مشتری نے انپر قبضہ کر کے تلف کر دیا تو پہلے مشتری کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو بیع کو فسخ کر دے اور اگر چاہے تو دوسرے مشتری کا دامنگیر ہو پس اگر اسنے دامنگیر ہو کر انکے مثل گیہون لے لیے اور راس المال سے زیادہ پر بیچا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ زیادتی اسکو حلال ہی پھر مین نے کہا کہ امام ابو یوسف رح کہتے ہین کہ زیادتی صدقہ کر دے پس امام محمد رح نے انکار کیا اور کہا زیادتی صرف اسصورت مین صدقہ کریگا کہ جب انکی قیمت مین درم لیے ہون اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کسی نے ایک غلام خرید کر اسپر قبضہ کیا اور وہ اسکے پاس مر گیا پھر کسی نے گواہ پیش کیے کہ مین نے اس غلام کو اس مشتری سے پہلے خریدا ہی تو اسکو اختیار ہی کہ اس غلام کی قیمت کی ضمان لے اور ثمن سے زیادہ قیمت کو صدقہ کر دے اور نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ کسی نے دوسرے کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک مال ہزار درم کو خریدے اور اسنے اس شہر کے نقد پر خرید لیا پھر حکم دینے والے نے اسکو کھرے درم دیے اور مشتری نے اس مال کے ثمن مین غلہ کے درم دیے تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر حکم دینے والے کو یہ معلوم ہوا اور اسنے مامور کے حق مین زیادتی حلال کی تو اسکو حلال ہو گی اور اگر حکم دینے والے کو نہ معلوم ہوا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ میرے دل مین اس سے کچھ خدشہ ہی اور کچھ حکم نہ دیا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک غلام غصب کیا اور اسکو بعوض غلام کے بیچ ڈالا پھر دوسرے غلام کو بعوض اسباب کے بیچ ڈالا پھر اسباب کو بعوض درمون کے بیچ ڈالا پس امام کے قول پر جو اسنے غلام کی قیمت مین ضمانت دی ہی اس سے جسقدر زیادتی ہی اسکو صدقہ کر دے اور ایسے ہی اگر ہزار درم غصب کیے اور انکے عوض ایک غلام خریدا اور اسکو دو ہزار کو بیچا اور دو ہزار کے عوض ایک اسباب خریدا اور اسکو اس سے بھی زیادہ پر بیچا تو بھی سب زیادتی کو صدقہ کر دے اور قاضی ابو یوسف رح نے دونون مسئلون مین فرمایا کہ زیادتی اسکو حلال ہی اگر کوئی باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور اسکو بعوض ایک باندی کے فروخت کیا تو اسکو اس باندی سے وطی کرنا حلال ہی اگرچہ پہلی باندی سے وطی کرنی جائز نہ تھی اور قاضی ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر دوسری باندی کو اسنے فروخت کیا تو جو قیمت پہلی باندی کی اسکو دینی پڑی ہی اس سے جس قدر زیادہ ہی اسکو صدقہ

کر دے اور بیع فاسد مین وہ امام اعظمؒ کے موافق ہین اور کہتے ہین کہ اگر بیع فاسد پر خریدی ہوئی چیز کو بعوض اسباب کے فروخت کیا پھر اس اسباب کو اُس قیمت سے جو اُسنے بیع فاسد کی بیع کی ضمان مین دی ہی زیادہ پر فروخت کیا تو زیادتی کو صدقہ کر دے اور بیع فاسد کو غصب سے بڑھکر شمار کرتے ہین یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر کسی نے کوئی گھر خریدا کہ جسکو بائع نے کسی شخص کو کرایہ پر دیدیا تھا اور مشتری نے کہا کہ مین اجارہ تمام ہونے تک خاموش ہون تو یہ جائز ہی اور اجرت بائع کو ملیگی اور وہ اُسکو صدقہ کر دے یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک مرغی بعوض پانچ معین انڈون کے خریدی اور اسپر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ مرغی نے پانچ انڈے دیدیے تو مشتری اُس مرغی اور انڈون کو لیوے اور کچھ صدقہ نہ کرے اور اگر بائع نے انڈون کو تلف کر دیا اور اُس مرغی کی قیمت دس انڈے ہوتے ہین تو مشتری اس مرغی کو بعوض تین انڈے اور ایک تہائی انڈے کے لے لیوے اور اگر مرغی کو بعوض پانچ غیر معین انڈون کے خریدا تھا پھر قبضہ سے پہلے مرغی نے پانچ انڈے دیدیے تو زیادتی کو صدقہ کر دے اور اگر ان انڈون کو بائع نے تلف کر دیا تو مرغی کو بعوض تین انڈے اور ایک تہائی انڈے کے لے لیوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر ایک خرما کا درخت ایک من چھوارہ غیر معین کے عوض خریدا اور درخت پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ اُسپر چھوارے پھلے تو ثمن اُس درخت کی قیمت اور اُن تازہ چھوارون کی قیمت پر تقسیم کیا جاویگا اور تازہ چھوارون مین سے جسقدر ثمن کے حصہ مین پہونچین اُسکو دیدیگا اور زیادتی کو صدقہ کر دیگا اور اگر درخت کو من چھوارہ معین کے عوض خریدا تو یہ جائز ہی اور کچھ صدقہ نہ کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ بشر رح نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر کسی نصرانی کے ہاتھ ایک درم بعوض دو درم کے فروخت کیا پھر اسلام لایا تو امام نے فرمایا کہ اگر اُسکے مالک کو پہچانتا ہی تو زیادتی اُسکو واپس کر دے اور اگر نہین پہچانتا ہی تو صدقہ کر دے کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدکر اُسپر قبضہ کیا اور اُسکو بیچ ڈالا پھر قاضی نے حکم دیا کہ بائع اول کو اُسکی قیمت ادا کرے اور اُسنے ادا کر دی اور بائع اول نے اُسکو ثمن سے بری کر دیا اور دوسرے کے ثمن مین اُس قیمت سے جو اُسنے ادا کی ہی کچھ زیادتی ہی تو امام اعظم اور ابو یوسف رح کے نزدیک زیادتی کو صدقہ کر دے اور یہ زیادتی مسکینون کو صرف لقطہ پر قیاس کرکے حلال ہی اور یہ بھی فرمایا کہ یہ زیادتی اس مشتری کو حلال نہوگی اگرچہ یہ فقیر ہو کیونکہ اُسنے گناہ سے اُسکو حاصل کیا ہی اور مساکین کے حق مین یہ لقطہ سے زیادہ حلال ہی اور اگر اُسنے زیادتی صدقہ نہ کی یہانتک کہ اُسنے ثمن کے ساتھ کئی بار بیع کی اور ہر ایک مین نفع اُٹھایا تو امام نے فرمایا کہ ان سب کا نفع صدقہ کرے اور اگر ایسے شخص نے کوئی مال غصب کیا یا ودیعت مین تصرف کیا یا مضاربت مین مالک کی مخالفت کی اور نفع اُٹھایا تو امام اعظم رح کے نزدیک زیادتی کو صدقہ کرے اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ نفع اُسکو حلال ہی اور اگر اُسنے بعوض غیر غصب کے بیع ٹھہرائی اور پھر غصب کے درم ادا کیے یا بعوض غصب کے بیع ٹھہرائی اور غیر غصب ادا کیے تو بھی امام ابو یوسف کے نزدیک ایسا ہی حکم ہی اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ ایسی صورت مین صدقہ نہ کریگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ کسی نے ایک باندی ایک ہزار درم کو خریدی پھر وہ بائع کے پاس بچہ جنی پھر مشتری نے اُسپر قبضہ کیا اور اُن دونون مین ثمن پر بہت زیادتی ہی تو یہ زیادتی اُسکو حلال ہی اور اگر باندی اور اُسکا بچہ دونون بائع کے پاس لڑکر مرگئے اور مشتری نے

بائع سے قیمت لینا اختیار کیا اور ثمن دیدیا تو قیمت پر جسقدر زیادہ ہو اُسکو صدقہ کردے اور اگر فقط لڑکا مار ڈالا گیا تو اُسکی قیمت مین جسقدر اُسکے حصۂ ثمن پر زیادتی ہو اُسکو صدقہ کریگا اس جہت سے کہ زیادتی اُسکی ضمان مین نہین واقع ہوئی ہی یہ حاوی مین لکھا ہی - اگر کسی نے ایک غلام ایک ہزار درم کو خریدا اور قبضہ سے پہلے کسی غلام نے اُسکو مار ڈالا پھر بائع نے اُسکو یعنی قاتل کو اُسکے عوض دیدیا اور مشتری نے لے لیا اور اُسکی قیمت مین اُسکے ثمن پر زیادتی ہو تو زیادتی کا صدقہ کرنا مشتری پر واجب نہین ہی اور اگر مشتری نے اس غلام کو اس زیادتی سے جو اسمین موجود ہی زیادہ پر فروخت کیا تو وہ زیادتی کو صدقہ کرے اور اُس زیادتی سے تجاوز نہ کرے جو اسمین موجود تھی اور اگر اس غلام کو بعوض اسباب کے بیچا تو کچھ صدقہ نہ کرے اگرچہ اسمین زیادتی ہو پھر اگر اس اسباب کو بعوض درم یا دینار کے بیچا اور اسمین زیادتی ہی تو اس جرمانہ کے غلام کی وہ قیمت جو قبضہ کے دن تھی دیکھی جاویگی پس اگر اُس سے اسمین کچھ زیادتی نہو تو کچھ صدقہ نہ کرے اور اگر اُسکی قیمت مین زیادتی ہو تو اُس زیادتی کو اور اُس نفع کو جو اُسکے قبضہ مین ملا ہو دیکھا جاوے پھر جو زیادہ ہووے اُسکو صدقہ کردے یہ محیط مین لکھا ہی - حسن رح نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ کسی نے دوسرے سے ایک کر گیہون جو پچاس درم کا مال تھا غصب کرلیا پھر اُسکو سو درم میں فروخت کیا پھر گیہون کے مالک کو اُتنا مثل ادا کیا تو زیادتی کو صدقہ کرنا چاہیے اور اگر کوئی کپڑا ہوتا تو اسمین نفع حلال تھا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اگر کوئی غلام ایک ہزار درم کو خریدا اور اُسکی قیمت دو ہزار درم ہی پھر وہ بائع کے پاس مار ڈالا گیا اور مشتری نے اُسکی قیمت لینا اختیار کیا اور اُسمین سے ایک ہزار درم صدقہ نہ کیے یہان تک کہ ایک ہزار ضائع ہوگئے تو اُسمین سے کچھ صدقہ نہ کریگا اور اگر ضائع نہوئے یہان تک کہ اُسنے اُس سے کچھ ایسی چیز خریدی جسمین نفع اُٹھایا تو امام اعظم رح کے نزدیک ایک ہزار درم اور اُسکا حصہ نفع صدقہ کردے اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہزار کا نفع صدقہ نہ کرے پس اگر ایک ہزار درم مین تصرف کرنے کے بعد وہ تلف ہوگئے تو اُسپر ایک ہزار درم کا صدقہ کرنا واجب ہی اور اگر مشتری نے قاتل سے ایک غلام لیکر قیمت لینے سے صلح کرلی اور غلام کو آزاد کردیا تو اُسپر کسی چیز کا صدقہ کرنا لازم نہین آتا ہی اور اگر اُسنے اسکو مال لیکر یا کتابت پر آزاد کیا تو بھی یہی حکم ہی مگر ایک صورت مین کہ جب غلام قبضہ کے دن راس المال سے زیادہ قیمت کا ہو اور یہ غلام جسکو اس نے آزاد کیا ہی اُسکے مثل قیمت یا زیادہ کا ہو تو قیمت مین جو راس المال پر زیادتی ہی اُسکو صدقہ کردے یہ محیط مین لکھا ہی -

فصل احتکار کے بیان مین - احتکار مکروہ ہی اور اُسکی یہ صورت ہی کہ شہر مین سے اناج خریدے اور اُسکو فروخت کرنے سے روکے اور یہ کل لوگون کے حق مین مضر ہو یہ حاوی مین لکھا ہی - اور اگر شہر مین خریدا اور اُسکو روکا اور وہ شہر والون کو مضر نہین تو کچھ ڈر نہین کذا فی التاتارخانیہ اور اگر شہر سے قریب جگہ سے خریدا اور اُسکو شہر مین لاکر روک رکھا اور یہ اہل شہر کو مضر ہی تو یہ مکروہ ہی اور یہ قول امام محمد رح کا ہی اور امام ابو یوسف سے بھی ایک روایت مین یہی آیا ہی اور یہی مختار ہی کذا فی الغیاثیہ اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی - اور جامع الجوامع مین ہی کہ اگر بجلب دور سے خرید لایا اور اُسکو روکا تو منع نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور اگر کسی شہر مین اناج خریدا اور اُسکو دوسرے شہر مین لے گیا اور وہان اُسکو روکا تو مکروہ نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر اپنی زمین جوتی اور اُسکا اناج رکھ چھوڑا تو بھی مکروہ نہین ہی کذا فی الحاوی - لیکن افضل یہ ہی کہ جو اُسکی حاجت سے زائد ہو وہ لوگون کی شدت حاجت کے وقت فروخت کرے

ع کر گیہون یعنی دو سو [illegible]

یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر مدت تھوڑی ہو تو احتکار نہین ہوتا اور اگر مدت زیادہ ہو جاوے تو احتکار ہوتا ہی اور ہمارے اصحاب نے کہا ہی کہ زیادہ مدت کی مقدار ایک مہینہ ہی اور اگر اس سے کم ہو تو تھوڑی ہی اور جو دانہ کہ بیچ کے واسطے رکھ چھوڑا ہی اور جو قحط کی غرض سے رکھا ہی دونون مین فرق ہی اور دوسرے کا وبال پہلے سے بڑھکر ہی اور حاصل یہ ہی کہ اناج کی تجارت اچھی نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور امام ابو یوسف نے کہا کہ ہر چیز کہ جسکے روکنے مین لوگون کو ضرر ہو احتکار ہی اور امام محمد نے فرمایا کہ احتکار صرف انھین چیزون مین ہوتا ہی جنسے آدمیون و چوپایون کی روزی ہی یہ حاوی مین ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر حاکم وقت کو یہ خوف ہو کہ شہر کے لوگ مر جاوینگے تو اسکو چاہیے کہ احتکار کرنیوالے پر جبر کرے اور احتکار کرنیوالے سے کہے کہ جتنے کو لوگ بیچتے ہین اتنے کو مع اسقدر زیادتی کے کہ جسکا ٹوٹا لوگ اٹھاتے ہین فروخت کرے یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور بادشاہ نرخ مقرر نہ کرے مگر اس صورت مین کہ اناج والے تحکم کرتے ہون اور قیمت سے بہت بڑھ کر چاہتے ہون اور قاضی مسلمانون کے حقوق نگاہ رکھنے سے عاجز ہو جاوے اور یہین جائز ہی کہ نرخ مقرر کر دیا جاوے تو اہل بصیرت کے مشورہ سے نرخ مقرر کرلے یہ تبیین مین ہی اور یہی مختار ہی اور اسی پر فتوی دیا گیا ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ پس اگر نرخ مقرر ہو گیا اور روٹی والے نے نرخ سے زیادہ مین بیچا تو جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور اگر انمین سے کسی شخص نے بعوض اس ثمن کے جو امام نے مقرر کیا ہی فروخت کیا تو بیع جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر محتکر حاکم کے سامنے پیش کیا گیا تو حاکم اسکو حکم دے کہ اچھی فراخی کے ساتھ جو تیرے اور تیرے اہل و عیال کے کھانے پینے سے زائد ہی اسکو فروخت کر دے اور احتکار سے اسکو منع کرے پس اگر وہ باز رہا تو بہتر اور اگر نہ باز رہا اور پھر قاضی کے سامنے پیش کیا گیا اور اسکو اپنی عادت پر اصرار ہی تو قاضی اسکو سمجھاوے و ڈراویگا پھر اگر وہ سہ بارہ اسکے سامنے پیش کیا جاوے تو اسکو قید کرے اور اپنی رائے کے موافق تعزیر کرے اور قدوری نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ اگر امام وقت کو اہل شہر کے مر جانے کا خوف ہو تو محتکرین سے اناج لیکر حاجتمندون مین تقسیم کرے پھر جب وہ لوگ پاوینگے تو اسکا مثل واپس کرینگے اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور مضمرات مین لکھا ہی کہ آیا یہ قاضی کو جائز ہی کہ محتکر کی بلا رضامندی اسکا اناج فروخت کر دے یعنی محتکر کی طرف سے ۱۲ تو بعض نے کہا کہ اسمین خلاف ہی اور بعضون نے کہا کہ بالاتفاق فروخت کر دے اور ملتقط مین ہی کہ اگر لوگون کے مر جانے کا خوف ہو تو باہر سے لانے والون کو بھی حاکم وقت وہی حکم کرے جیسا اسنے محتکر کو حکم کیا ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور تلقی یعنی شہر مین قافلہ آنے سے پہلے شہر سے نکل کر قافلہ والون سے ملکر اسنے خرید لینا اگر اہل شہر کو مضر ہو تو مکروہ ہی اور اگر مضر نہو تو مکروہ نہین ہی بشرطیکہ قافلہ والون کو شہر کا بھاؤ ملتبس نہو اور نہ یہ شخص انکو فریب دے کہ شہر مین یہ بھاؤ ہی اور وہ لوگ اسکی تصدیق کر لین اور اگر اسنے شہر کا بھاؤ انپر ملتبس کر دیا تو مکروہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر اعرابی مثلاً کوفہ مین آئے اور وہان سے اپنے کھانے کا اناج خرید کر لیجانا چاہا اور یہ اہل کوفہ کو مضر ہی تو انکو منع کیا جائیگا جیسا اہل شہر کو خریدنے سے منع کیا جاتا ہی اور اگر سلطان نے نان بائیون سے کہا کہ دس سیر ایک درم مین بیچو اور اس سے کم نہ کرو پھر کسی نے ایک باورچی سے دس سیر روٹی ایک درم مین لی اور باورچی کو یہ خوف تھا کہ اگر اس سے کم دونگا تو بادشاہ مجھکو ماریگا تو مشتری کو اسکا کھانا جائز نہین ہی کیونکہ یہ زبردستی لینے مین داخل ہی اور حیلہ یہ ہی کہ مشتری نان بائی سے کہے کہ میرے ہاتھ تو روٹیان جیسا تو چاہتا ہی

[illegible]

فروخت کر دے تو بیع صحیح ہوگی اور کھانا حلال ہوگا اور اگر بادشاہی حکم کے موافق مشتری نے دس سیر خریدین پھر نان بائی نے کہا کہ مین نے اس بیع کی اجازت دی تو جائز ہی اور مشتری کو اُسکا کھانا حلال ہی یہ فتاوے کبریٰ مین لکھا ہی۔ اور یہ مکروہ ہی کہ پتیل مین کوئی دوا ڈال کر اُسکو سپید کرے اور اُسکو چاندی کے حساب سے بیچے اور ایسے ہی درمون کو ٹکسال کے سوا دوسری جگہ ڈھالنا اگرچہ کھرے ہون مکروہ ہی اور اگر چاندی کو اپنے لوگون کے واسطے ڈھالا اور اُسمین تانبا ملایا تو کچھ خوف نہین ہی اور بزاز کو جائز ہی کہ کپڑے کو چھڑک کر نرم کرے جیسا کہ باندی کے بیچنے والے کو جائز ہی کہ اُسکا منھ دھو کر سنگار کر دے اور جید کو ردی کے ساتھ ملتبس کر دینا مکروہ ہی اور ایسے ہی گوشت مین زعفران دینا مکروہ ہی اور ایسے میل کی چیز جسکا میل ظاہر ہو جیسے مٹی ملے ہوئے گیہون بیچنے مین کچھ خوف نہین ہی اور اگر اُنکو پسایا تو بدون بیان کے بیچنا جائز نہین ہی اور یہ مکروہ ہی کہ نان بائی یا قصاب وغیرہ کے پاس کچھ درم اسواسطے رکھے کہ اُس سے جو چاہیگا سو لیگا ولیکن اُسکے پاس ودیعت رکھے اور اُس سے جسقدر چاہے بعوض معین دامون کے ان درمون مین سے لیوے اور اگر اُنکو بطور بیع کے دیا تھا تو ضمان لے اور بائع کو چاہیے کہ اپنا اسباب بیچنے کے واسطے قسم نہ کھایا کرے اور ابوبکر بلخی سے روایت ہی کہ فقاعی فقاع کھولتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہی تو گنہگار ہوتا ہی اور ایسے ہی چوکیدار چوکیداری کے وقت لا الہ الا اللہ کہنے مین گنہگار ہوتا ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی لڑکا پیسا یا روٹی لیکر دوکاندار کے پاس آیا اور اُس سے کوئی ایسی چیز مانگی جو گھر کے کام مین آتی ہی جیسے نمک یا اُشنان وغیرہ تو اُسکے ہاتھ فروخت کر دے اور اگر اخروٹ یا پستہ وغیرہ ایسی چیز مانگی جو عادۃً لڑکے اپنے واسطے خریدا کرتے ہین تو نہ فروخت کرے ایک لڑکا خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین بالغ ہون پھر اسکے بعد کہا کہ مین بالغ نہین ہون پس اگر بالغ ہونے کی خبر دینے کے وقت بالغ ہونے کا احتمال رکھتا تھا بایں طور کہ اُسکا سن بارہ برس یا اس سے زیادہ کا تھا تو اُسکا انکار معتبر نہوگا اور اگر اُسکا سن اس سے کم تھا تو بالغ ہونے کی خبر دینا صحیح نہ تھا پس اُسکا انکار صحیح ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک شخص کے ہاتھ مین ایک کپڑا تھا اُسنے کہا کہ مجھکو فلان شخص نے اُسکے بیچنے کا وکیل کیا ہی اور مین دس سے کم نہ دونگا پھر اُس سے ایک شخص نے نو درم کو طلب کیا پس اگر مشتری کے دل مین یہ تھا کہ یہ بات اُسنے اپنے مال کے رواج دینے کو کہی تھی تو اُسکو خریدنا جائز ہی اور اگر یہ بات اُسکے دل مین نہین آئی تو اُس سے خریدنا جائز نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر مٹی پختہ کا بیل یا گھوڑا بچون کے بہلانے کو خریدا تو صحیح نہین ہی اور نہ اُسکی کچھ قیمت ہی اور نہ اُسکا تلف کرنیوالا ضامن ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کچھ مال حرام حاصل کیا اور اُس سے کوئی چیز خریدی پس اگر پہلے یہ درم بائع کو دیدیے پھر انکے عوض وہ چیز خریدی تو اُسکو حلال نہین ہی صدقہ کر دے اور اگر درم دینے سے پہلے خریدی پھر درم دیے تو بھی کرخیؒ اور ابوبکرؒ کے نزدیک ایسا ہی ہی اور اسمین ابو نصرؒ کا خلاف ہی اور اگر یہ درم دینے سے پہلے خریدی اور دوسرے درم دیے یا مطلقاً خریدی اور یہ درم دیے یا دوسرے درم سے خریدی اور یہ درم دیے تو ابو نصرؒ نے فرمایا کہ حلال ہی اور اسکو صدقہ کر دینا واجب نہین ہی اور اب زمانہ مین فتوی کرخیؒ کے قول پر ہی یہ فتاوی کبری مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک گھر خریدا اور اُسکے شہتیر دان مین درم پائے تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ بائع کو واپس کرے اور جو بائع نے نہ لیے تو صدقہ کر دے اور یہ اصوب ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر خانۂ کعبہ کا پردہ بعض

مجاورون سے خریدا تو جائز نہین ہی اور اگر اسکو دوسرے شہر مین لے گیا تو اُسپر واجب ہی کہ فقیرون پر صدقہ کرے
مسجد کا بوریا اگر پُرانا ہو جاوے تو جائز ہی کہ اُسکو بیچ کر اُسکے دامون مین کچھ بڑھا کر دوسرا خرید لیا جاوے۔ ایک
شخص اپنے دوست کے باغ مین گیا اور اُسمین سے کچھ انگور کھائے اور اُس دوست نے انگور بیچ ڈالے تھے اور
اُسکو نہین معلوم تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسپر گناہ نہوگا اور چاہیے کہ مشتری سے معاف کرا لے یا اُسکو ضمان دیدے
یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور ہمکو اچھا نہین معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شخص بازار مین میوہ خریدنے کو جاوے اور اُسمین
سے کچھ ایسی چیز تھوڑی کر کے کھا جاوے جسکی کچھ قیمت ہی جبتک کہ اُس سے اجازت نہ حاصل کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا
ہی۔ بیع اور ہبہ وغیرہ مین چھوٹے کو بڑے سے یا دو چھوٹون کو آپسکے ناتے کے محرم قرابت والے سے جدا کر دینا مکروہ ہی اور حکماً
بیع جائز ہوگی اور اگر ایک اُسکا ہو اور دوسرا اُسکے نابالغ لڑکے یا غلام یا مکاتب کا ہو تو مکروہ نہین ہی اور اگر
دونون اُسکے ہون اور ایک اپنے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ بیچ ڈالا تو مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون
اُسکی اولاد کے ہون تو جدا کر کے بیچ سکتا ہی اور اگر دونون مین سے اسکا کچھ حصہ ہو تو مین مکروہ نہین جانتا ہون
کہ ایک مین کا حصہ بدون دوسرے کے فروخت کرے یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون مین ناتا نہو جیسے دو چچازاد
بھائی یا ماموں زاد بھائی تو اُنکا جدا کرنا مکروہ نہین ہی یا اُنمین محرمیت بوجہ رضاعت یا صہریت کے ہو تو بھی تفریق مکروہ
نہین ہی زوجہ اور شوہر مین جدائی بیع وغیرہ سے کر دینا مکروہ نہین ہی اور اسکو اختیار ہی کہ ایک کو عیب کی وجہ سے
واپس کر دے یا کسی جرم اور قرض کی وجہ سے واپس کر دے اور اگر ایک کو ام ولد یا مدبر بنایا تو دوسرے کا بیچنا
مکروہ نہین ہی اور اگر ایک کو مکاتب بنایا تو کچھ ڈر نہین ہی اور کسی نے کہا کہ اگر مین تجکو خریدون تو تو آزاد ہی پھر
دونون مین سے ایک کو اُسی کے ہاتھ بیچا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر دو مملوک مین ایک اُسکا ہو اور دوسرا
اُسکی زوجہ یا مکاتب یا غلام تاجر قرضدار کا ہو تو تفریق مین کچھ ڈر نہین ہی اور اگر اُسکے مضارب کا ہو تو کچھ ڈر نہین ہی
کہ جو مضارب کے پاس ہی اُسکو وہ فروخت کرے یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر ایک باندی کو اپنی شرط خیار پر خریدا پھر اُسکا
بچہ خریدا تو دونون کو جدا بیچنا مکروہ ہی اور اگر باندی کو بشرط خیار خریدا اور اُسکا بچہ خریدنے والے کے پاس ہی تو بالاتفاق باندی
کو واپس کر سکتا ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ کوئی حربی دو بھائیون کو دار الحرب سے لایا تو اُسکو اختیار ہی کہ دونون کو
جدا بیچے اور اگر اُسنے دونون کو کسی ذمی سے خریدا تو تفریق جائز نہین ہی اور اُسپر جبر کیا جاویگا کہ دونون کو ایک ساتھ
بیچے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون کا مالک کافر ہو تو تفریق مکروہ نہین ہی خواہ وہ مالک آزاد ہو یا مکاتب
یا ایسا غلام جسکو تجارت کی اجازت ہی خواہ اُسپر قرض ہو یا نہو چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور خواہ مملوک دونون مسلمان ہون
یا دونون کافر ہون یا ایک مسلمان ہو اور اگر کوئی حربی دار الاسلام مین امان لیکر آیا اور اُسکے ساتھ دو غلام ہین دونون
چھوٹے ہین یا ایک چھوٹا دوسرا بڑا ہی یا اُسنے دار الاسلام مین ایسے دو غلام اپنے ساتھی سے جو اُسکے ساتھ امان لیکر آیا ہی
خریدے پھر ایک کے بیچنے کا ارادہ کیا تو مسلمان آدمی کو اُسکے خریدنے مین کچھ ڈر نہین ہی اور اگر اُسنے دونون کو
کسی مسلمان سے دار الاسلام مین یا کسی حربی سے جو امان لیکر اُسکی ولایت کے سوا دوسری ولایت سے آیا ہی
خریدا ہو تو مسلمان کو ایک کا خریدنا مکروہ ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر کسی کے ملک مین تین غلام ہون کہ ایک چھوٹا ہی
تو دونون بڑون مین سے ایک کا بیچنا جائز ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور اگر صغیر کے ساتھ اُسکے دو قریب جمع ہون مین اگر

دو دونون قرابت مین برابر ہون اگر دونون جہت مین مختلف ہون جیسے مان باپ اور پھوپھی اور خالہ تو ان سب کو اکٹھا ہی فروخت کرے خواہ وہ سب مسلمان ہون یا سب کافر ہون اور یہی حکم باپ کی طرف سے بہن یا مان کی طرف سے بہن کا ہے اور اگر وہ دونون قرابت اور جہت مین برابر ہون جیسے دو بھائی حقیقی اور ایک مان باپ کی طرف سے دو بہنین تو استحسانًا ایک کا بیچنا جائز ہے اور اگر دونون مین سے ایک زیادہ قریب ہو مثلاً تین بہنین جدا جدا جہت سے یا مان اور پھوپھی یا خالہ ہو تو دور کے قرابت والے کے بیچنے مین کچھ ڈر نہین ہے اور ایسے ہی اگر اُسکی دادی اور پھوپھی اور خالہ جمع ہون تو پھوپھی اور خالہ کے بیچنے مین ڈر نہین ہے دار الحرب مین دو کافرون نے ایک باندی کے بچہ کا جو دونون مین مشترک تھی دعوی کیا پھر وہ سب قید ہو کے مملوک ہو گئے تو کوئی دونون باپون مین سے فروخت نہ کیا جاویگا ایک عورت کے ساتھ ایک لڑکی ہے اُسنے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے تو تفریق مکروہ ہے اگرچہ نسب ثابت نہین ہوا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اسیطرح آزاد کو تفریق سے بیچنا مکروہ ہے ویسے ہی مکاتب اور غلام تاجر کو بھی مکروہ ہے یہ حاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر مالک کافر ہو تو تفریق مکروہ نہین ہے یہ عتابیہ مین لکھا ہے

کتاب الصرف

اور اسمین چھ باب ہین

باب اول بیع صرف کی تعریف اور اُسکے رکن اور حکم اور شرائط کے بیان مین اُسکی تعریف یہ ہے کہ بعض ثمنون کو بعض کے عوض بیع کرنے کو صرف کہتے ہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اور اُسکے رکن وہی ہین جو ہر بیع کے ہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور اُسکا حکم شرعًا یہ ہے کہ دونون صرف کرنیوالون مین ہر ایک کو اُس چیز پر جو اُسنے دوسرے سے خریدی ہے ابتداءً ملک حاصل ہو جاوے جیسا بیع عین مین ہوتا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اسکے شرائط چند ہین ازانجملہ جدا ہونے سے پہلے دونون بدل پر قبضہ ہونا شرط ہے کذا فی البدائع خواہ دونون بدل متعین ہون جیسے ڈھلی ہوئی چیزین یا متعین نہون جیسے سکہ یا ایک متعین ہو دوسری متعین نہو کذا فی الہدایہ۔ اور قواعد قدوری مین لکھا ہے۔ کہ یہان قبضہ سے مراد ہاتھ سے قبضہ ہونا ہے تخلیہ مراد نہین ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اور جدا ہونے کے معنی یہ ہین کہ دونون عقد کرنے والے بدنی جدائی اختیار کرین بایں طور کہ ایک ایک طرف چلا جاوے اور دوسرا دوسری طرف یا ایک چلا جاوے اور دوسرا بیٹھا رہے حتے کہ اگر دونون اپنی جگہ پر ہون اور وہان سے نہ گئے ہون تو جدا ہونے کا حکم نہ دیا جاویگا اگرچہ بیٹھے ہوے دیر گذری مگر جبکہ ان دونون مین بدنی جدائی ہو جاوے اور ایسے ہی اگر دونون مجلس مین سو جاوین یا دونون بیہوش ہو جاوین یا اپنی جگہ سے ایک ساتھ کھڑے ہون اور ایک طرف ایک ہی راستے پر چلین اور ایک میل یا زیادہ جاوین اور ایک دوسرے سے جدا نہو تو متفرق نہ کہلاوینگے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اگر زید کے عمرو پر ایک ہزار درم قرض ہون اور عمرو کے زید پر دینار قرض ہون پھر ایک نے دوسرے کو دیوار کے پیچھے سے یا دور سے آواز دیکر کہا کہ جو تیرا مجھپر ہے وہ بعوض اسکے جو میرا تجھپر ہے مین نے بیع کیا تو جائز نہین ہے اور ایسے ہی اگر ایلچی بھیجکر بیع صرف کی تو بھی جائز نہین ہے کیونکہ دونون مین بدنی جدائی ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور مجلس کا کچھ اعتبار نہین ہے مگر صرف ایک مسئلہ مین اور وہ یہ ہے کہ اگر باپ نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اپنے نابالغ بیٹے سے یہ دینار دس درم کو خریدا ہے پھر دس درم وزن ہونے سے پہلے

۱ یعنی ایک تو ایک مان باپ سے یعنی حقیقی اور دوسری فقط باپ کی طرف سے اور تیسری فقط مان کی طرف سے ۱۲

۲ یعنی جیسے یہان سگی مان اور سوائے حقیقی بہن کے ہین ۱۲

۳ یعنی دونون کافر امن لیکر آئے ہون

۴ ہونے سے دونون اسکے باپ قرار دیئے جاوینگے ۱۲

۵ یعنی مجلس متحد رہی تو صرف صحیح ہے مسئلہ بیع صرف مین معتبر نہین ۱۲

اُسکو کھڑا ہوا تو صرف باطل ہوگئی ایسا ہی امام محمدؒ سے مروی ہے کیونکہ باپ ہی عقد کرنے والا ہے اور بدنی جدائی کا اعتبار یہان ممکن نہین ہے تو مجلس کا اعتبار کیا جاویگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے ۔ پھر جاننا چاہیے کہ درم کو درم کے عوض بیچنے اور دینار کو دینار کے عوض بیچنے مین اور پیسون کو درم یا دینار کے عوض بیچنے مین فرق ہے کیونکہ پیسون کو درم یا دینار کے عوض بیچنے مین دونون بدل پر قبضہ ہونا شرط نہین ہے صرف ایک بدل پر جدائی سے پہلے قبضہ ہونا کافی ہے یہ محیط مین لکھا ہے ۔ ازانجملہ یہ کہ اس عقد مین خیار شرط کسی کو نہونا چاہیے ازانجملہ یہ کہ اس عقد مین میعاد نہونا چاہیے یہ نہایہ مین لکھا ہے اگر دونون نے میعاد کی شرط کی پھر جدائی سے پہلے باہم قبضہ کر لیا تو یہ میعاد کا ساقط کرنا ہوگا اور بیع صحیح ہو جاویگی اور اگر خیار کی شرط لگائی پھر جدائی سے پہلے دونون نے باطل کی یا خیار والے نے باطل کی تو استحساناً بیع جائز ہو جاویگی اور اگر عقد مین میعاد تھی پھر میعاد والے نے جدائی سے پہلے اُسکو باطل کیا تو استحساناً عقد جائز ہو جائیگا یہ حاوی مین لکھا ہے ۔

اگر درم کو دینار سے بیچنے مین کسی ایک بدل مین اُدھار کی شرط لگائی پھر شرط والے نے کچھ نقد دیدیا اور کچھ نہ دیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک کل بیع فاسد ہوگی اور اسکی صورت یہ ہے کہ کسی نے ایک دینار بعوض دس درم کے ایک مہینہ کے وعدہ پر خریدا پھر پانچ نقد دیدیے اور دونون جدا ہوگئے تو پانچ درم کے حصہ کی بیع جائز نہوجاویگی اور اگر بعوض پانچ نقد اور پانچ اُدھار کے خریدا پھر نقد ادا کر دیے اور جدا ہوگئے تو پوری بیع فاسد ہے اور اگر پورے دس ادا کر دیے تو بیع جائز ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے پھر خیار یا مدت کی شرط لگانے سے بیع صرف جڑ سے فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ یہ فساد نفس عقد سے ہوتا ہے اور قبضہ نہونے کے وجہ سے عقد صحیح ہونے کے بعد فاسد ہو جاتا ہے کیونکہ بعض مشائخ کے نزدیک قبضہ اسواسطے شرط ہے کہ عقد اپنی صحت پر باقی رہے اور بعضون کے نزدیک ابتداءً صحیح ہونے کے واسطے شرط ہے اور پہلا قول اصح ہے اور ثمرہ خلاف کا اُس صورت مین ظاہر ہوتا ہے کہ جب عقد صرف بسبب قبضہ نہونے کے فاسد ہوا تو امام اعظمؒ کے نزدیک بنا بر قول بعضے آخرین کے جو صرف نہین ہے وہ بھی باطل ہو جاویگا اور بنا بر قول بعضے اولین کے فاسد نہوگا اور یہی اصح ہے حتی کہ اگر کوئی باندی کہ جسکے گردن مین چاندی کا طوق ہے بعوض چاندی کے خریدی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو قبضہ نہونے کی وجہ سے حصہ صرف کی بیع باطل ہوگئی اور باندی کی بیع فاسد نہوگی اور اگر باندی کو مع چاندی کے طوق کے بعوض چاندی کے خیار یا مدت کی شرط لگا کر خریدا تو امام اعظمؒ کے نزدیک صرف اور بیع دونون فاسد ہین اور صاحبین کے نزدیک بیع فاسد نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے ۔ اگر قبضہ سے پہلے مجلس سے جدا ہونے کی وجہ سے بیع صرف فاسد ہو جاوے تو مبیع بائع کو واپس دینے سے پہلے مشتری کی ملک سے نہین نکلتی ہے اور اس مسئلہ کی صورت امام محمدؒ نے جامع صغیر مین ذکر کی ہے کہ کسی نے چاندی کی چھاگل دو دینار مین خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا اور ایک دینار ادا کیا پھر دوسرا دینار دینے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو آدھی چھاگل کی بیع فاسد ہوگئی اور یہ فساد دوسرے آدھے کی طرف متعدی نہوگا پس اگر بائع غائب ہوگیا اور کسی شخص نے آدھی چھاگل کا اپنے ملک ہونیکا دعوی کیا تو مشتری اُسکا مدعا علیہ ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے ۔ اور عقد صرف مین اگر معقود علیہ ایک ہی جنس ہو تو وزن مین برابر ہونا بھی شرط ہے کذا فی خزانۃ المفتین ۔ اور اگر ایک جنس نہون مثلاً سونے کو بعوض چاندی کے بیچا تو برابری شرط نہین صرف دونون پر قبضہ شرط ہے یہ تبیین مین لکھا ہے

۵۱

قولہ اولین یعنی پہلے قول بعض مشائخ پر فاسد ہوگا اور دوسرون کے قول پر فاسد ہوگا ۱۲

دوسرا باب اُن احکام کے بیان مین جو معقود علیہ سے متعلق ہین اور اسمین پانچ فصلین ہین

فصل اول سونے اور چاندی کی بیع کے بیان مین ہمارے نزدیک معاوضہ کے عقدون مین درم او دینار متعین نہین ہوتے ہین اور سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض بیچنا فقط برابر برابر جائز ہو خواہ وہ بہتر ہون یا گھٹے ہوئے یا سکہ ہون اور اگر ان چیزون مین سے کوئی چیز اپنی جنس کی عوض فروخت ہوئی اور دونون عقد کرنے والون نے دونون چیز کا وزن نہ جانا یا ایک کا جانا دوسری کا نہ جانا یا ایک نے جانا دوسرے نے نہ جانا پھر دونون جدا ہوئے پھر دونون نے وزن کیا اور دونون کو برابر پایا تو بھی بیع فاسد ہو اور اگر جدائی سے پہلے مجلس مین وزن کیا اور برابر پایا تو استحسانًا بیع جائز ہو یہ حاوی مین لکھا ہو۔ اور اگر چاندی کو چاندی کے عوض یا سونے کو سونے کے عوض اسطور پر بیچا کہ ترازو کے دونون پلہ برابر ہوگئے تو جائز ہو اگرچہ ہر ایک کی مقدار نہ معلوم ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور سونے کو چاندی کے عوض اندازہ اور زیادتی پر بیچنا جائز ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ ابن سماعہؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہو کہ کسی نے ہزار درم بعوض سو دینار کے دوسرے سے خریدے اور ہر ایک نے دوسرے کی وزن بیان کرنے مین تصدیق کی اور تولنے سے پہلے دونون نے قبضہ کر لیا تو یہ جائز ہو اور ہر ایک اپنی خریدی ہوئی چیز سے نفع اُٹھا سکتا ہو اور اگر کسی نے کہا کہ یہ درم جو تیرے ہاتھ مین ہین میرے ہاتھ بعوض ان دینارون کے جو میرے ہاتھ مین ہین فروخت کر اور دونون نے گنتی اور وزن کا نام نہ لیا اور قبضہ کر لیا تو جائز ہو اور شمار اور وزن کرنے سے پہلے ہر ایک اپنی خریدی چیز سے نفع اٹھا سکتا ہو اور اسی کو اندازہ پر بیع کرنا کہتے ہین اور اگر اسنے کہا کہ میرے ہاتھ ہزار درم بعوض ہزار درم کے فروخت کرے اور اُسنے فروخت کیا اور بغیر وزن کے دونون نے قبضہ کر لیا اور ہر ایک نے دوسرے کے اس کہنے کی کہ یہ مقبوضہ ہزار درم ہین تصدیق کی پھر ہر ایک نے جدا ہونے کے بعد یا اُس سے پہلے وزن کیا اور دونون کو برابر پایا تو جائز ہو اور اگر ہر ایک نے دوسرے کی تصدیق نہ کی اور جدا ہو گئے پھر وزن کیا اور برابر پایا تو جائز نہین ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر کسی نے ایک چاندی کا کنگن کہ جسمین ایسے درم بھرے ہوئے تھے کہ جنکا وزن نہین معلوم ہوا بیچا تو بیع باطل ہو یہ حاوی مین لکھا ہو۔ اور نبہرہ اور زیوف درمون کو کھرے درمون کے عوض بیچنا فقط برابری سے جائز ہو اور اگر ستوقہ کو بعوض خالص درمون کے فروخت کیا تو جائز نہین ہو مگر جب یہ معلوم ہو کہ خالص کی چاندی ستوقہ کی چاندی سے زائد ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اگر سیاہ یا سرخ چاندی بعوض سپید چاندی کے فروخت کی گئی تو بھی برابر ہونا شرط ہو یہ حاوی مین لکھا ہو۔ اگر درمون مین چاندی زیادہ ہو تو وہ چاندی ہین اور اگر دینارون مین سونا زیادہ ہو تو وہ سونا ہین پس جو اعتبار کھرے مین ہوتا ہو وہی انمین بھی ہوگا کہ زیادتی حرام ہوگی حتی کہ اگر خالص درم یا دینار انکے عوض فروخت ہون یا انمین کے بعض بعوض بعض کے فروخت ہون تو فقط وزن مین برابری کے ساتھ جائز ہو اور ایسے ہی انکا قرض لینا بھی فقط وزن سے جائز ہو گنتی سے جائز نہین ہو اور اگر انمین میل زیادہ ہو تو درم اور دینار کے حکم مین نہونگے بلکہ اسباب کے حکم مین ہونگے اور مستصفے مین لکھا ہو کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ جب انسے میل جدا نہو سکے بلکہ ایک دوسرے مین کھپ گیا ہو اور اگر اُس سے جدا ہو سکے تو نہین کہا ہو پس اگر ایسے میل کے درم بعوض خالص چاندی کے فروخت کیے جاوین تو یہ مانند تانبے اور چاندی کی بیع کے ہو پس بطریق اعتبار جائز ہوگی پس اگر اپنی جنس کے عوض زیادتی سے بیچے جاوین تو جائز ہو اور وہ چاندی اور تانبے کے حکم مین ہین ولیکن یہ بیع صرف ہو پس چاندی کی وجہ سے اسی مجلس مین قبضہ ہونا شرط ہوگا اور جب چاندی مین شرط ہوا تو پیتل اور تانبے مین بھی شرط ہوگا اور اگر چاندی

لہ ینبغی
دونون جدا ہون
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ع
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اور مثل برابر ہو تو انکو بعوض چاندی کے بیچنا فقط وزن سے جائز ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اور اگر ایک دینار اور دو درم بعوض دو درم و دو دینار کے خریدے تو جائز ہے اور اس طرح اعتبار کیا جاویگا کہ ایک طرف سے ایک دینار بعوض دو درمون کے ہوگا اور دوسری طرف سے دو دینار بعوض دو درمون کے یہ حاوی مین لکھا ہے - اور ایک درم صحیح اور دو درم غلہ کو بعوض دو درم صحیح اور ایک درم غلہ کے بیچنا جائز ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے - اور اگر کسی نے گیارہ درم بعوض دس درم اور ایک دینار کے بیچے تو جائز ہے اور یہ اعتبار ہوگا کہ دس درم بعوض دس درم کے اور ایک دینار بعوض ایک درم کے ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اگر ایک کپڑا اور گلائی ہوئی چاندی بعوض ایک کپڑے اور گلائی ہوئی چاندی کے بیچا تو کپڑا کپڑے کے مقابل اور چاندی چاندی کے مقابل ہوگی اور اگر ایک چاندی دوسرے سے زائد ہو تو وہ کپڑے کے ساتھ ملاکر دوسرے کپڑے کے مقابل ہوگی پس اگر باہمی قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو حصہ صرف ٹوٹ گیا اور کپڑے کی بیع اپنے مقابل کے عوض جائز رہی یہ حاوی مین لکھا ہے - اگر ایک کپڑا اور دینار بعوض ایک کپڑے اور درم کے خریدا پھر باہمی قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو صرف باطل ہوگئی اور باقی کی بیع جائز رہی کیونکہ یہ مختلف چیزین ہین پس برابر ہونا واجب نہین ہے اور یہ کہا جاویگا کہ دینار اور کپڑے کو درم اور کپڑے پر باعتبار قیمت کے تقسیم کیا جاوے پس درم مین سے جسقدر دینار کے حصہ مین پڑے وہی بیع صرف تھی کہ جو باطل ہوگئی اور باقی کی بیع ہو جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اگر ایک تلوار جو چاندی سے محلی ہے بعوض ایک کپڑے اور دس درم کے فروخت کی اور عوض پر قبضہ کر لیا اور دوسرے نے تلوار پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ دونون جدا ہوگئے تو پوری بیع باطل ہو جاویگی یہ حاوی مین لکھا ہے - اگر کسی نے دوسرے سے ایک ہزار درم کے عوض سو دینار کی بیع قرار دی اور دونون مین کسی کے پاس نہ درم ہین اور نہ دینار ہین پھر ہر ایک نے اپنے موافق قرض لیا اور جدا ہونے سے پہلے دوسرے کو دیدیا تو جائز ہے اور ایسے ہی سونے کے پتر بعوض چاندی کے پتر کے اور چاندی کے پتر بعوض سونے کے پتر کے بیچنے کا بھی یہی حکم ہے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب پتر بھی نقدی کی طرح لوگون مین رائج ہون یہ مبسوط مین لکھا ہے - اور اگر ایک دینار بعوض درمون کے خریدا اور کسی کے پاس نہ درم اور نہ دینار ہے پھر ایک شخص نے اپنا بدل ادا کیا اور دونون جدا ہوگئے تو جائز نہین ہے اگر کسی نے کوئی چیز بعوض قرضہ کے خریدی اور دونون یقین جانتے ہین کہ اُسپر قرضہ نہین ہے تو خرید جائز نہین ہے اور یہ گویا بدون ثمن کے خریدنا ہے اور اگر یہ گمان ہو کہ اُسپر قرضہ ہے پھر دونون نے سچ کہا کہ اُسپر قرض نہین ہے تو خریدنا اس قرضہ کے مثل صحیح ہے یہ محیط مین لکھا ہے - اگر کسی نے ہزار درم بعینہ بعوض سو دینار کے خریدے اور درم سپید ٹھہرے ہین پھر بجاے اُنکے سیاہ ادا کیے اور بائع رضامند ہوگیا تو جائز ہے اور ایسے ہی اگر درمون پر قبضہ کر لیا اور دینارون مین یہ چاہا کہ جو ٹھہرے ہین اُنکے سوا دوسرے قسم کے ادا کرے تو بدون دوسرے کی رضامندی کے جائز نہین ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے - اگر دونون نے بیع صرف ٹھہرائی اور نقد کو صاف نہ بیان کیا پس اگر شہر مین ایک ہی نقد چلتا ہو تو وہی رکھا جاویگا اور اگر شہر مین نقود مختلفہ ہون پس اگر رواج مین سب برابر ہون اور کوئی دوسرے سے بڑھکر نہو تو بیع جائز نہ ہوا - اگر کوئی دوسرے سے بڑھکر ہو تو جائز نہین ہے اور اگر بعض بعض سے بڑھکر ہو ولیکن ایک زیادہ رائج ہو تو بھی جائز ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اور اگر کوئی نقد ان مین سے زیادہ معروف ہو اور عقد مین اُسکے سوا دوسرا نقد

شرط کیا تو عقد اُسی نقد پر جو شرط کیا ہی قرار پاویگا پھر اگر دونون نے اختلاف کیا اور ایک نے کہا کہ تو نے مجھسے فلان نقد جو اس نقد معروف سے بڑھکر ہی شرط کیا ہی اور دوسرے نے انکار کیا تو دونون پر قسم آویگی پس جو شخص قسم سے باز رہیگا اُسی پر دوسرے کا دعوی لازم ہوگا اور اگر دونون نے قسم کھالی تو بیع پھیر لینگے اور اگر دونون نے دلیل و گواہ پیش کیے تو جو شخص افضل نقد ہونے کا مدعی ہی اُسی کی دلیل مقبول ہوگی یہ مبسوط مین لکھا ہی

متفرقات

لوہے کو لوہے کے عوض اور پیتل کو پیتل کے عوض یا اور ایسی چیزین جنمین بیع برابری سے ہوتا ہو نقد ادھار بیچنے مین بشرطیکہ سونے اور چاندی کے ہین نہ قبضہ مین پس اُسی وقت قبضہ ہونا واجب نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ لوہا ایک ہی نوع ہی اُسکا جید اور ردی برابر ہی فقط وزن کی برابری سے بیع جائز ہوگی اور اگر باہمی قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو جاوین تو بیع باطل نہوگی ولیکن شرط ہی کہ معین بعوض معین کے ہو اور یہی حکم تمام وزنی چیزون مین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور رصاص اور قلعی اور اُسرب یہ سب رانگ ہی کی قسم ہین اور سب وزنی ہین ولیکن بعض سے بعض بڑھکر ہی پس ایک کو دوسرے کے عوض فقط برابری سے بیچنا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی تانبے کو بعوض کانسے کے اسطرح بیچا کہ کانسہ ایک حصہ ہو اور تانبا دو حصہ ہو تو ہاتھون ہاتھ جائز ہی اس جہت سے کہ کانسے مین صنعت زیادہ ہی پس تانبے کی زیادتی اسکے مقابل ہو جاویگی اور اُسکے ادھار مین بہتری نہین ہی کیونکہ وہ ایک ہی نوع ہی اور زیادتی صنعت سے جنس نہین بدلتی ہی اور کانسے کو بعوض سپید پیتل کے ہاتھون ہاتھ اسطرح بیچنے مین کہ کانسہ ایک حصہ اور پیتل دو حصہ ہو کچھ ڈر نہین ہی اور اسکی ادھار مین بہتری نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور اسی طرح سفید پیتل کو بعوض سرخ تانبے کے اسطرح بیچنے مین کہ پیتل ایک حصہ اور تانبا دو حصہ ہو ہاتھون ہاتھ کچھ ڈر نہین اور ادھار مین بہتری نہین ہی کیونکہ جنس اور وزن دونون کو شامل ہی اور جب ایک کی وجہ سے اُدھار حرام ہوتا ہی تو دونون کی وجہ سے بدرجہ اولی حرام ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔

اگر دو مثقال چاندی اور ایک مثقال تانبا بعوض ایک مثقال چاندی اور تین مثقال لوہے کے خریدا تو جائز ہی اسطور پر کہ چاندی بعوض چاندی کے برابر کیجاوے اور باقی چاندی اور تانبا مقابل لوہے کے رکھا جاوے پس ربا نہوگا اور ایسے ہی ایک مثقال پیتل اور ایک مثقال لوہا بعوض ایک مثقال پیتل اور ایک مثقال رانگ کے خرید کرنا جائز ہی کیونکہ پیتل پیتل کے مقابل اور رانگ لوہے کے مقابل ہوگیا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور تجرید مین لکھا ہی کہ پیتل اور لوہے کے برتن لوگون کے تعامل سے عددی ہو جاتے ہین پس ایک دوسرے کے عوض ہر طرح فروخت ہو سکتے ہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر لوگون مین ان برتنون کا وزن سے بیچنا رائج ہو نہ گنتی سے تو انکو اپنی جنس کے عوض بیچنا فقط برابری کے ساتھ جائز ہوگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اگر تانبے کا برتن بعوض ایک رطل غیر معین لوہے کے خریدا اور کچھ میعاد نہ لگائی اور برتن پر قبضہ کرلیا تو جائز ہی بشرطیکہ جدا ہونے سے پہلے لوہا اُسکو دیدیا ہو اور اگر لوہا دینے سے پہلے دونون جدا ہوگئے پس اگر اس برتن کے وزن سے بیچنے کی عادت نہو تو بھی کچھ ڈر نہین ہی اور اگر وزن سے بکتا ہو تو اُدھار مین بہتری نہین ہی اور اگر مجلس مین لوہے پر قبضہ کرلیا اور دوسرے نے برتن پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ دونون جدا ہوگئے تو عقد فاسد نہوا اور اسی طرح اگر ایک رطل لوہا معین بعوض دو رطل رانگ کھرے غیر معین کے خریدا اور لوہے پر قبضہ کرلیا اور رانگ پر قبضہ ہونے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو بیع فاسد ہوگئی اور اگر دونون غیر معین ہون تو بیع فاسد ہوگی خواہ اُس مجلس مین باہم قبضہ ہو جاوے یا نہو یہ مبسوط مین لکھا ہی

دوسری فصل چاندی وغیرہ چڑھی ہوئی تلوار یا اور ایسی چیزون کی بیع کے بیان مین کہ جنمین چاندی یا سونا لپٹے ہوے ساتھ فروخت کیا گیا اور اس چیز کی بیع کے بیان مین کہ جو وزن سے فروخت ہوئی پھر کم یا زیادہ نکلی اگر کوئی تلوار کہ جسپر چاندی کا حلیہ ہو یا روپہلی لگام بعوض اتنی خالص چاندی کے کہ جسکا وزن تلوار یا لگام کے حلیہ سے زائد ہو خریدی تو جائز ہے اور اگر حلیہ سے کم یا اُسکے برابر ہو یا کچھ نہ معلوم ہو تو جائز نہین ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر درمون کی مقدار بیع کے وقت معلوم نہ ہوئی پھر معلوم ہوئی تو تلوار کی چاندی سے زائد نکلی پس اگر دونون کے مجلس مین موجود ہونے کی حالت مین معلوم ہوئی تو بیع جائز ہے اور اگر مجلس سے جدا ہونے کے بعد معلوم ہوئی تو جائز نہین ہے اور قدوری نے فرمایا کہ ایسے ہی اگر دانستہ لوگ اسمین اختلاف کرین بعض کہتے ہون کہ ثمن تلوار کی چاندی سے زائد ہے اور بعض کہتے ہون کہ برابر ہے تو بھی جائز نہین ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر درم تلوار کے حلیہ سے زائد ہون پھر باہمی قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے پس اگر وہ حلیہ تلوار مین سے بدون ضرر کے جدا نہین ہو سکتا ہے تو کل کی بیع ٹوٹ جاویگی اور اگر بدون ضرر کے جدا ہو سکتا ہے تو حلیہ کی بیع باطل اور تلوار کی جائز ہوگی اور اگر حلیہ سونے کا ہو اور ثمن درم ہون تو ہر طرح بیع جائز ہے اور اگر ثمن ادا کرنے مین میعاد کی شرط کی خواہ وہ ثمن حلیہ کی جنس سے ہو یا غیر جنس ہو تو پوری تلوار کی بیع باطل ہو جاویگی خواہ اس حلیہ کا جدا ہونا بدون ضرر کے ممکن ہو یا نہو اور اسی طرح اگر دونون جدا ہو گئے اور ایک نے خیار شرط کی تھی تو بھی بیع باطل ہے اور اگر بیع مین ثمن کی مدت قرار دی تھی پھر مشتری نے بقدر حلیہ کے ثمن ادا کر دیا تو استحساناً بیع جائز ہے اگرچہ صاف ظاہر نہ کیا ہو کہ ثمن مقبوضہ حلیہ کا حصہ ہے یہ حاوی مین لکھا ہے اور جس مکان مین سونے یا چاندی کے پتر ہون تو اسی جنس کے عوض بیچنے کا حکم مثل چاندی چڑھی ہوئی تلوار کے ہے۔ یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر ایک سونے کا زیور جسمین موتی اور جواہر ہین دوسرے کے ہاتھ بعوض دینارون کے بیچا اور خریدار نے زیور پر قبضہ کر لیا پس اگر یہ دینار زیور کے سونے کے برابر ہون یا کم ہون یا کچھ معلوم نہو تو پوری بیع جائز نہوگی خواہ جواہر کا جدا کر لینا بدون ضرر کے ممکن ہو یا نہو اور اگر یہ دینار ثمن کے زیور کے سونے سے زیادہ ہون تو زیور کے سونے اور جواہر سب کی بیع جائز ہے پھر اسکے بعد اگر جدا ہونے سے پہلے پورا ثمن ادا کر دیا تو بیع پوری ہوگئی اور ایسے ہی اگر زیور کے سونے کے قدر ادا کیا تو بھی بیع جائز رہی اور اگر جدا ہونے تک کچھ بھی ادا نہ کیا تو زیور کے سونے کی خاص بیع فاسد ہوگئی اور جواہر کی بیع اگر بدون ضرر کے انکا نکالنا ممکن نہو تو فاسد ہوگئی اور اگر بدون ضرر کے جدا کر لینا ممکن ہو تو فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور ایسا زیور کہ جسکے جواہر بدون ضرر کے جدا نہو سکتے ہون اگر اسکی قیمت مین ایک دینار اُدھار کیا تو جائز نہین ہے کیونکہ سونے کے حصہ مین عقد صرف واقع ہوا ہے پس میعاد کی شرط سے فاسد ہوگا اور موتی اور جواہرات کا جدا کر کے سپرد کرنا بدون ضرر کے ممکن نہین ہے پس جب تھوڑے کا عقد فاسد ہوا تو کل کا فاسد ہو گیا یہ مبسوط مین لکھا ہے اور اگر ایسا زیور ہو جسکے جواہرات کا بدون ضرر کے نکالنا ممکن ہے تو اس مسئلہ مین اختلاف ہونا چاہیے امام اعظم کے نزدیک جواہر کی بیع جائز نہوگی اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر ایک ایسی تلوار جسپر حلیہ ہے بعوض اسقدر چاندی کے خریدی کہ جسکا وزن حلیہ سے زائد ہے اور ثمن مین سے بقدر حصہ حلیہ کے ادا کر دیا اور کہا کہ دونون کے ثمن مین یا کہا کہ تلوار کے ثمن مین دیتا ہون یا کچھ نہ بیان کیا تو یہ ثمن حلیہ کا ہوگا اور کل کی بیع جائز ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر اس نے کہا کہ یہ ثمن خاص تلوار کے پھل کا ہے تو

لحاظ کیا جاویگا کہ اگر حلیہ بدون ضرر کے جدا نہین ہوسکتا ہی تو جو اُسنے ادا کیا ہی وہ حلیہ کا ثمن ہوگا اور پوری بیع صحیح ہوگی اور اگر بلا ضرر جدا ہوسکتا ہی تو حلیہ کی بیع باطل ہوجاویگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ اسکو لے اسکا آدھا حلیہ کا ثمن ہی اور آدھا تلوار کا تو بھی بیع صرف باطل نہوگی اور سب حلیہ کا ثمن رکھا جائیگا یہ تبیین مین لکھا ہی ہشام نے روایت کی کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر تلوار کا حلیہ بدون تلوار کے بیچا تو جائز نہین ہی مگر جب اس شرط پر فروخت کرے کہ مشتری اسکو جدا کرے تو دونون کے جدا ہونے سے پہلے اُسکو جدا کریگا اور اگر بیچنے مین یہ شرط نہ لگائی پھر جدائی سے پہلے بائع نے کہا کہ مین نے تجکو اسکے الگ کرلینے کی اجازت دی تو امام نے فرمایا کہ اگر جدائی سے پہلے اُسنے الگ کرلیا تو بیع جائز ہی اور اگر الگ کرنے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو بیع باطل ہوگئی ہشام کہتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ اگرچہ مشتری نے تلوار پر قبضہ کرلیا ہو جب بھی نہین جائز ہی تو فرمایا کہ جائز نہین ہی کیونکہ جب تک حلیہ کو تلوار سے الگ نہ کریگا اُسپر قابض نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک ایسی باندی فروخت کی کہ جسکی قیمت ہزار مثقال چاندی ہی اور اُسکے گردن مین ایک چاندی کا طوق ہی کہ جسمین ہزار مثقال چاندی ہی اور اُسکا ثمن دو ہزار مثقال چاندی ٹھہری پھر مشتری نے ایک ہزار مثقال ادا کیے اور پھر دونون جدا ہوگئے تو جو اُسنے ادا کیا ہی وہ طوق کی قیمت ہی اور اگر دو ہزار مثقال پر اسطرح خرید کیا کہ ایک ہزار نقد اور ایک ہزار ادھار ہون تو نقد ثمن طوق کے دام ہونگے اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ یہ ایک ہزار دونون کے دامون مین لے تو صرف طوق کے دام رکھے جاوینگے اور پوری بیع صحیح ہوگی اور اگر اُسنے تصریح کردی کہ ہزار باندی کا ثمن ہی اور قبضہ کے بعد دونون جدا ہوگئے تو طوق کی بیع باطل ہوجاویگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر ایک کنگن مع کپڑے کے بعوض بیس درم کے خریدا اور کنگن پر قبضہ کیا اور دس درم ادا کردیے پھر دونون جدا ہوگئے تو یہ دس درم استحساناً کنگن کا حصہ رکھا جائیگا اور اگر دس درم ادا کرکے اُسنے کہا کہ دونون کے ثمن مین لے تو بھی پہلی صورت کے موافق رکھا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ یہ خاص کپڑے کا حصہ ثمن ہی اور دوسرے یعنی بائع نے انکار کیا یا اقرار کیا اور اسی پر دونون جدا ہوگئے تو کنگن کی بیع ٹوٹ جاویگی اور اگر کنگن ایک شخص کا ہو اور اُسکی قیمت دس درم ہو اور کپڑا دس درم قیمت کا دوسرے شخص کا ہو پھر دونون کسی شخص کے ہاتھ بیس درم کو فروخت کرین اور ہر ایک نے اپنا مال فروخت کیا مگر بیع ایک ہی صفقہ مین واقع ہوئی پھر مشتری نے کنگن والے کو دس درم دیدیے تو وہ خاص اسی کے ہونگے دوسرا اسمین شریک نہوگا اور اگر دونون نے کپڑے کو بیچا اور دونون نے کنگن کو بیچا پھر اُسنے کنگن والے کو دس درم دیے پھر دونون جدا ہوگئے تو آدھے کنگن کی بیع ٹوٹ جاویگی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ ایک حلیہ دار تلوار بعوض دینار کے خریدی اور اُسپر قبضہ کرکے دینار ادا کرنے سے پہلے دوسرے کے ہاتھ فروخت کردی اور دوسرے نے اُسپر قبضہ کرلیا اور ثمن ادا نہ کیا یہانتک کہ سب جدا ہوگئے تو دونون بیع باطل ہوجاوینگی اور تلوار پہلے بائع کو واپس ملیگی اور اگر دوسرے مشتری اور اُسکے بائع نے باہم قبضہ کرلیا ہو نہ اول بائع نے تو دوسری بیع صحیح ہوگی اور پہلا مشتری اپنے بائع کو تلوار کی قیمت ادا کرے اور ایسے ہی اگر مشتری نے اُسکا آدھا فروخت کیا تو آدھے کی بیع صحیح ہوگی اور آدھی تلوار پہلے بائع کو واپس ہوگی اور اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ ٹکڑے ہونے کے عیب کی وجہ سے قبول نہ کرے اور دوسرے آدھے کی قیمت کی ضمان دیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر ایک حلیہ دار تلوار دو شخصون مین مشترک تھی پھر ایک نے اپنا نصف حصہ ایک دینار کے عوض اپنے

شریک یا دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اگر اپنے شریک کے ہاتھ بیچا اور اُسنے دینار ادا کر دیا اور تلوار گھر میں رکھی ہے پھر اُسپر قبضہ ہونے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو بیع ٹوٹ جاویگی یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اگر ایک حلیہ دار تلوار جسمیں سو درم حلیہ ہے بعوض دو سو درم کے خریدی پھر معلوم ہوا کہ اسمیں دو سو درم حلیہ ہے تو اسکی دو صورتیں ہیں کہ اگر دونوں نے قبضہ کرنے اور جدا ہونے کے بعد یہ معلوم ہوا تو پورا عقد باطل ہو جائیگا اور اگر جدا ہونے سے پہلے معلوم ہوا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو ثمن میں سو درم بڑھا دے ورنہ کل کا عقد فسخ کر دے اور اگر دونوں کو پہلے سے یہ بات معلوم تھی کہ اسکا حلیہ دو سو درم بھر ہے اور تلوار کو بعوض دو سو درم بیچا پھر جدا ہونے سے پہلے مشتری نے سو درم بڑھانا چاہے تو عقد جائز نہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک چاندی کا کنگن اس شرط پر کہ وہ سو درم ہے بعوض سو درم کے بیچا پھر جدائی سے پہلے اسکو تولا تو زیادہ پایا پس مشتری کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو درموں میں بڑھا کر اُسکے برابر وزن میں لے لے ورنہ چھوڑ دے اور اگر کم نکلا تو بھی ایسا ہی حکم ہے اور اگر دونوں جدا ہو گئے تھے پھر اُسکو ڈیڑھ سو درم پایا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اُسکا دو تہائی سو درم میں لے ورنہ چھوڑ دے اور اسی طرح اگر کم پایا تو بھی اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اُسکے مثل وزن پر لے ورنہ چھوڑ دے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر گلائی ہوئی چاندی سو درم کے عوض اس شرط پر خریدی کہ یہ سو درم بھر ہے اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر وہ دو سو درم نکلی تو مشتری کو اسکی آدھی ملیگی اور اُسکو خیار نہوگا یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور یہ سب حکم اس صورت میں ہے کہ جب خریدنا اُسی جنس کے عوض واقع ہوا اور اگر بعوض خلاف جنس کے ہو مثلاً ایک حلیہ دار تلوار اس شرط پر کہ اسکا حلیہ سو درم ہے بعوض دس دینار کے خریدی ہے یا ایک چاندی کی چھاگل اس شرط پر کہ ہزار درم بھر کو بعوض سو دینار کے خریدی پھر وہ دو ہزار درم بھر نکلی یا گلائی ہوئی چاندی اس شرط پر کہ وہ ہزار درم بھر ہے بعوض سو دینار کے خریدی پھر وہ دو ہزار درم بھر نکلی تو ان سب صورتوں میں بیع جائز ہے اور جب عقد جائز ٹھہرا تو چاندی کی صورت میں جس وزن پر مشتری سے ٹھہرا ہے اُس سے زیادہ مشتری کو بلا عوض نہ دیا جاویگا اور چھاگل کی صورت میں زیادتی بلا عوض دیجاویگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر ثمن دینار ٹھہرے ہوں پھر برتن کو ناقص پایا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو پورے ثمن میں لے ورنہ چھوڑ دے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر ایک موتی اس شرط پر کہ اُسکا وزن ایک مثقال ہے ایک درم کو خریدا پھر وہ بڑھتی نکلا تو مسلم مشتری کو دیدیا جاویگا اور اگر یہ ٹھہر گیا ہو کہ ہر مثقال اتنے درم کو ہے پھر بڑھتی تو پورا واپس کرے یا زیادتی کو اُس حصہ کے عوض دے اور اگر چاندی کا کنگن بعوض درموں کے بیچا اور کہا کہ ہر درم اتنے کو ہے یا نہ کہا پھر وہ زیادہ نکلا اور دونوں جدا نہیں ہوئے ہیں تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ زیادتی کے قدر حصہ بڑھا دیوے اور بلا عوض نہ دیجاویگی یہ مبسوط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر تلوار پر سونے یا چاندی کا ملمع ہے پھر اُسکے جنس کے عوض خریدی تو ہر حال میں بیع جائز ہے اور ملمع کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ کھپ گیا ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ اور اگر چاندی کا پانی پھری ہوئی لگام بعوض درموں کے اس سے کم یا زیادہ پر خریدی تو جائز ہے اور ایسے ہی اگر کسی مکان میں سونے کا پانی پھرا ہوا اور اسکو بعوض میعادی ثمن کے خریدا تو جائز ہے اگرچہ اُسکی چھتوں میں ثمن سے زائد سونے کا پانی پھرا ہو یہ حاوی میں لکھا ہے

ف
یعنی بیچنے والا
[illegible]
کم درم یا زیادہ

تیسری فصل

پیسوں کی بیع کے بیان میں پیسے بھی درموں کے مانند اگر ثمن گردانے جاویں تو متعین

متعین نہین ہوتے ہین اگرچہ معین کیے جاوین اور نہ انکے تلف ہونے سے عقد فسخ ہوتا ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے درمون کے عوض پیسے خریدے اور ثمن ادا کر دیا اور بائع کے پاس پیسے نہ تھے تو بیع جائز ہی پس اگر بائع نے پیسے کسی سے قرض لیکر جدا ہونے سے پہلے یا بعد اسکے مشتری کو دیدیے تو بیع پوری ہوگئی بشرطیکہ درمون پر مجلس مین قبضہ کر لیا ہو اور ایسا ہی اگر پیسون پر قبضہ کر لیا اور درمون پر قبضہ سے پہلے جدا ہوگئے تو بھی جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ حسن نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہی کہ اگر پیسے بعوض درمون کے خریدے اور نہ اسکے پاس پیسے تھے اور نہ اوسکے پاس درم پھر کسی ایک کے ادا کرنے کے بعد دونون جدا ہوگئے تو بیع جائز ہی اور اگر کسی نے نہ ادا کیا اور جدا ہوگئے تو جائز نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر پیسون کو پیسون کے عوض بیچا پھر دونون کے قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو بیع باطل ہوگئی اور اگر ایک نے قبضہ کیا اور دوسرے نے نہ کیا یا دونون نے قبضہ کیا پھر جدا ہونے کے بعد جو ایک کے قبضہ مین ہی اسکا کوئی حقدار پیدا ہوا اور اُسنے لے لیا تو بیع اپنے حال پر صحیح رہیگی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے چاندی یا سونے کی انگوٹھی جسمین نگینہ تھا یا نہ تھا کسی قدر پیسون کے عوض خریدی اور پیسے اُسکے پاس نہین ہین تو یہ جائز ہی خواہ جدائی سے پہلے دونون نے قبضہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ یہ بیع صرف نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور اگر چاندی کا تبر بعوض فلوس غیر معینہ کے بیچا اور باہمی قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو جائز ہی اور اگر تبر اُسکے پاس موجود نہو تو جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر آدھے درم کے پیسون پر کوئی چیز خریدی تو صحیح ہی اور اُسپر اُتنے پیسے واجب ہونگے جو آدھے درم کو بکتے ہین اور ایسے ہی تہائی یا چوتھائی درم کہنا بھی جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور اگر ایک دانگ پیسے یا ایک قیراط پیسے کے عوض خریدی تو استحساناً درست ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ دانگ اور قیراط لوگون مین مختلف نہو اور اگر مختلف ہو کہ بعض دس کا اور بعض نو کا لیتے ہون تو جھگڑے کی وجہ سے عقد جائز نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر کہا کہ بعوض ایک درم پیسون کے یا دو درم پیسون کے خریدی تو بھی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہین کہ ایک درم سے کم مین جائز ہی اور مشائخ نے کہا کہ امام ابو یوسفؒ کا قول اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے کو ایک درم دیا اور کہا کہ اسکے آدھے کے پیسے دیدے اور آدھے کا ایک چھوٹا درم دیدے تو جائز ہی پس اگر چھوٹا درم اور پیسے لینے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو پیسون کا عقد قائم ہی اور حصہ درم کا ٹوٹ گیا اور اگر اُسنے بڑا درم نہین دیا تھا اور جدا ہوگئے تھے تو کل کی بیع ٹوٹ جاویگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر کہا کہ آدھے درم کے پیسے دے اور باقی آدھے کے عوض ایک چھوٹا درم کہ اُسکا وزن آدھے درم کے برابر ہو مگر ایک حبہ یعنے ایک جو کم ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک سب کی بیع باطل ہو جاویگی اور صاحبین کے نزدیک خاص چھوٹے درم کی بیع باطل ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر دیدے کا لفظ مکرر کہا تو امام کے نزدیک بھی وہی حکم ہی جو صاحبین کے نزدیک ہی اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک ایسا درم زیف جو نہین چلتا ہی دوسرے کے ہاتھ بیچا بعوض پانچ دانگ پیسون کے اور اُسکا عیب معلوم تھا تو یہ جائز ہی اور ایسے ہی اگر آدھے درم پیسے اور ایک چھوٹے درم کے عوض جسکا وزن دو دانگ ہی بیچا تو جائز ہی بشرطیکہ جدا ہونے سے پہلے دونون قبضہ کرین اور اگر پانچ دانگ چاندی کے عوض یا بعوض ایک درم کے سوا ایک قیراط چاندی کے بیچا تو جائز نہین ہی اور اگر

کہا کہ بعوض اس چاندی کے میرے ہاتھ اتنے پیسے فروخت کر تو جائز ہے اور اگر اسکو پانچ چھٹے درم یا آدھے درم کے عوض بیچا تو جائز نہین ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ اگر سو پیسے بعوض ایک درم کے خریدے پھر درم پر قبضہ کیا اور دوسرے نے پیسے پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ وہ پیسے کاسد ہو گئے تو قیاساً بیع باطل نہوگی اور مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو ان کاسد پیسون پر قبضہ کرے ورنہ بیع فسخ کر دے اور یہی قول امام زفرؒ کا ہے اور استحساناً بیع باطل ہو جائیگی اور اگر پچاس پیسون پر قبضہ کیا پھر پیسے کاسد ہو گئے تو آدھے کی بیع باطل ہو جائیگی پس آدھا درم واپس کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر وہ پیسے کاسد نہوے ولیکن ارزان یا گران ہو گئے تو بیع فاسد نہوگی اور باقی پیسے مشتری کو ملینگے یہ حاوی مین لکھا ہے۔ اگر درم کے عوض کچھ پیسے خریدے اور انپر قبضہ کر لیا اور درم نہ دیا یہانتک کہ پیسے کاسد ہو گئے تو بیع جائز ہے اور درم اُسپر قرض ہوگا یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ اگر ایسے درمون کے عوض جنمین میل زیادہ ہے یا پیسون کے عوض کوئی چیز خریدی اور حالانکہ یہ دونون چلتے تھے یہانتک کہ بیع جائز ہو گئی اور ہنوز مشتری نے بائع کو نہ دیے تھے کہ انکا چلن جاتا رہا اور کاسد ہو گئے تو بیع باطل ہو جاویگی اور لوگون کو ستیاب ہونا مثل کاسد ہو جانے کے ہے اور مشتری پر واجب ہوگا کہ مبیع اگر باقی ہو تو واپس کرے اور اگر نہ باقی ہو تو اُسکا مثل واپس کرے اگر وہ مثلی چیز ہو ورنہ اُسکی قیمت واپس کرے اور اگر مبیع پر قبضہ نہوا ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک اس بیع کا کچھ فائدہ نہین ہے اور صاحبین نے کہا کہ بیع باطل نہوگی اور جب بیع باطل نہوئی اور سپرد کرنا متعذر ہے تو اُسکی قیمت واجب ہوگی لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بیع کے دن کی قیمت اور امام محمدؒ کے نزدیک کاسد ہونے کے روز کی قیمت واجب ہوگی اور ذخیرہ مین لکھا ہے کہ امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہے اور محیط اور تتمیہ اور حقائق مین ہے کہ لوگون پر آسانی کرنے کے واسطے امام محمدؒ کے قول پر فتوے ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اگر کوئی معین مال یا معین اسباب یا معین میوہ بعوض پیسون کے خریدا اور پیسے اُسکے پاس نہین ہین تو جائز ہے اور اگر معین مال بعوض معین پیسون کے خریدا تو مشتری ان پیسون کے سوا دوسرے جنکا لوگون مین چلن ہے دے سکتا ہے اور اگر ان فلوس معینہ کو دیا اور دونون جدا ہو گئے پھر انمین ایک ایسا پیسا پایا جو نہین چلتا ہے پھر واپس کر کے اُسکو بدل لیا پھر ایسی صورت مین کہ جسمین پیسے مال کا ثمن ہین عقد باطل نہین ہوتا ہے خواہ یہ واپس کئے ہوے پیسے تھوڑے ہون یا بہت ہون اور خواہ بدل لیا ہو یا نہ بدل لیا ہو اور اگر یہ پیسے درم کا ثمن ہون تو اُسکی دو صورتین ہین یا تو درم پر قبضہ ہو گیا ہوگا یا نہوا ہوگا پس اگر قبضہ ہو گیا ہے پھر ایسا پیسا واپس کیا جو نہین چلتا ہے اور بدل لیا یا نہ بدل لیا تو بیع اپنی صحت پر باقی رہیگی اور ایسے ہی اگر سب پیسے اس صورت مین ایسے پائے کہ نہین چلتے ہین اور انکو واپس کر کے بدلا یا نہ بدلا تو بھی عقد اپنی صحت پر باقی رہیگا اور اگر درمون پر قبضہ نہین ہوا ہے پس اگر سب پیسون کو ایسا ہی پایا جو نہین چلتے ہین اور واپس کیا تو امام اعظمؒ اور زفرؒ کے نزدیک عقد باطل ہو جائیگا خواہ اُسنے واپسی کی مجلس مین بدل لیے ہون یا نہ بدلے ہون اور صاحبین نے کہا کہ اگر واپسی کی مجلس مین بدل لیے تو عقد صحیح رہیگا اور اگر نہ بدلے تو ٹوٹ جائیگا اور اگر بعضے ایسے ہون کہ جو نہین چلتے ہین اور انکو واپس کیا تو قیاس چاہتا ہے کہ عقد اُنکی مقدار تک خواہ تھوڑے ہون یا بہت ٹوٹ جاوے خواہ واپسی کی مجلس مین بدلا ہو یا نہ بدلا ہو اور یہ امام اعظم کے قول مین ہے اور یہی قول امام زفرؒ کا ہے

ولیکن امام اعظمؒ نے قلیل کے باب مین اگر واپس کرکے اسی مجلس مین بدل لیا تو استحساناً کہا ہو کہ عقد نہ ٹوٹیگا اور قلیل کی حد بیان کرنے مین امام اعظمؒ سے مختلف روایتین آئی ہین ایک روایت مین ہو کہ اگر آدھے سے زیادہ ہو تو وہ کثیر ہو اور اس سے کم قلیل ہو اور ایک روایت مین ہو کہ اگر آدھے تک پہونچ جاوے تو کثیر ہو اور ایک روایت مین ہو کہ اگر تہائی سے زاید ہو تو کثیر ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ خواہ تھوڑے واپس کرے یا بہت اگر مجلس واپسی مین اُنکو بدل لیا تو عقد نہ ٹوٹیگا اور یہ حکم اُسوقت ہو کہ جب یہ فلوس ایسے ہون کہ کبھی چلتے ہین اور کبھی نہین چلتے ولیکن اگر ایسے پیسے ہونگے جو کبھی نہین چلتے ہین اور بائع اور مشتری جدا ہو چکے ہین پھر اُسنے واپس کیے تو عقد ٹوٹ جائیگا خواہ اسی مجلس مین بدل لیے ہون یا بدلے نہون اور اگر بعض پیسے اس صفت کی پائے اور اور اُنکو واپس کر دیا تو بقدر اُنکے عقد ٹوٹ جائیگا خواہ مجلس واپسی مین بدلے ہون یا نہ بدلے ہون یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اگر کچھ پیسے بعوض درمون کے خریدے اور دونون جدا ہو گئے پھر کسی قدر پیسون کا کوئی حقدار پایا اور حقدار نے اجازت نہ دی پس اگر پیسون کے خریدار نے درم دیدیا ہو تو وہ اُنکے مثل بدل لے اور عقد جائز ہوگا اور اگر اُسنے درم نہین دیا ہو تو بقدر استحقاق کے عقد ٹوٹیگا اگر بعض پیسون کا کوئی حقدار ہوا تو اُسکے قدر اور کل کا کوئی حقدار ہو تو پورا عقد ٹوٹ جاویگا یہ محیط مین لکھا ہو

چوتھی فصل کانون مین اور سنارون کی مٹی مین بیع صرف واقع ہونے کے بیان مین۔

اور کان کی مٹی سے سونے اور چاندی کو پاک کرنے پر مزدور مقرر کرنا بھی اس بیان مین داخل ہو۔ اگر سونے کی مٹی بعوض سونے کے یا چاندی کی مٹی بعوض چاندی کے خریدی تو جائز نہین ہو مگر جب یہ معلوم ہو جاوے کہ اس مٹی مین اُس قدر ہو کہ جتنا یہ دیتا ہو اور ایسے ہی اگر بعوض سونے اور چاندی کے بیچی تو بھی جائز نہین ہو اور اگر سونے کی مٹی بعوض چاندی کے یا چاندی کی مٹی بعوض سونے کے خریدی تو ہاتھون ہاتھ جائز ہو اور جو کچھ اسمین سے نکلے اُسکے دیکھنے کے وقت مشتری کو خیار ہوگا اور اگر کچھ سونا نہ نکلا تو بیع جائز نہین اور ثمن واپس کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور اگر ایک قفیز مٹی غیر معین کو بعوض کسی مال اسباب کے یا سونے کے خریدا یا کوئی اسباب بعوض ایک قفیز مٹی غیر معین کے خریدا تو بیع جائز نہین کیونکہ معقود علیہ مجہول ہو یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو۔ اور اگر آدھی مٹی یا چوتھائی مٹی خریدی تو جائز ہو اور جو اسمین سے نکلیگا وہ دونون مین بقدر اپنی اپنی ملکیت کے مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اور اگر وہ مٹی سونے اور چاندی کی ہو پس اگر سونے یا چاندی کے عوض بیچی جاوے تو جائز نہین ہو اور اگر سونے اور چاندی کے عوض بیچی جاوے تو جائز ہو اور ہر جنس اپنے خلاف کے مقابل ہوگی اور اگر یہ معلوم نہو کہ اس مٹی مین سونا ہو یا یہ نہ معلوم ہو کہ اسمین دونون چیزین ہین یا ایک ہی پس اگر سونے یا چاندی کے عوض بیچی جاوے تو جائز نہین ہو اور ایسے ہی اگر سونے اور چاندی کے عوض بیچی جاوے تو بھی جائز نہین ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اور اگر مثل مٹی کے عوض خریدی جاوے تو بھی جائز نہین اور اگر اسکے خلاف جنس مٹی کے عوض خریدی جاوے تو جائز ہو اور اگر دونون مین سے کچھ نکلا تو بیع صرف ہوگی اور اگر دونون مین سے یا ایک مین سے کچھ نہ نکلا تو بیع باطل ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اور اگر بعوض کپڑے یا کسی قسم کے اسباب کے خریدی تو خرید کرنا جائز ہو اور اسمین بیع صرف کے شرائط ملحوظ نہونگے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہو۔ اور یہی حکم سنارون کی مٹی کا ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اور

شعبی سے روایت ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ سنارون کی مٹی فروخت کرنے مین بہتری نہین ہی اور یہ بھی مثل پانی کے اندر مچھلی بیچنے کے ایک دھوکا ہی اور ہم اسی قول کو لیتے ہین ولیکن یہ حکم اسوقت ہی کہ جب یہ نہ معلوم ہو کہ اسمین کچھ سونا اور چاندی ہی یا نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی - ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر کسی نے سنارون کی مٹی بعوض اسباب کے خریدی اور اسمین کچھ سونا یا چاندی نہ نکلا تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ اُسنے صرف مٹی کو نہین خریدا ہی جو کچھ اسمین ہی وہ خریدا ہی پس اگر اسمین سونا یا چاندی ہو تو بیع جائز ہوگی اور سنار کو یہ حلال نہین ہی کہ اس مٹی کا ثمن اپنے کھانے مین صرف کرے کیونکہ جو کچھ اسمین ہی وہ لوگون کا مال ہی الا اُس صورت مین کہ اُسنے لوگون کو ادا کرتے وقت جو کچھ انکا مال مٹی مین گر پڑا ہی اُسکے عوض کچھ زیادہ کرکے ادا کیا ہو پس اگر اُسنے ایسا کیا ہو تو اُسکو اس مٹی کا ثمن کھانا حلال ہی اور بھی امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جب تک مشتری کو سنار یہ خبر نہ دے کہ مین نے لوگون کو انکا مال پورا کر دیا ہی تب تک اُسکو خرید کرنا جائز نہین ہی کیونکہ مشتری یقینا جانتا ہی کہ سنار اسکا مالک نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کوئی ایسا دار کہ جسمین سونے کی کان تھی بعوض سونے کے خریدا تو جائز نہین ہی اور بعوض چاندی کے خریدا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر سونے اور چاندی کی کان کی مٹی دو شخصون مین مشترک تھی اور اُن دونون نے اٹکل پر تقسیم کر لیا تو جائز نہین ہی اور اگر مٹی مین سے جدا کرکے باعتبار وزن کے تقسیم کیا تو جائز ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اگر کسی شخص کا دوسرے پر کچھ قرض تھا پھر اُسنے کوئی معین مٹی ہاتھون ہاتھ دیدی پس اگر قرضہ چاندی تھا اور اُسنے چاندی کی مٹی دی تو جائز نہوگا اور اگر سونے کی مٹی دی تو جائز ہی اور جو کچھ اسمین سے برآمد ہو اُسکے دیکھنے کے وقت قرض خواہ کو اختیار ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی - اگر کسی نے سونے یا چاندی کی مٹی دوسرے سے قرض لی تو اُسپر مثل اُسکے قرض ہوگا جو مٹی سے نکلے اور اسکی مقدار بیان کرنے مین قرض لینے والے کا قول معتبر ہوگا اور اگر اس شرط پر وہ مٹی قرض لی کہ اُسکے مثل مٹی ادا کریگا تو جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر کان مین گڈھا کیا پھر اس گڈھے کو بیچا تو جائز نہین ہی اور اگر کسی مردہ زمین مین کوئی گڈھا کھودا تو وہ اُسکا مالک ہوگا کسی خاص کان کی مٹی صاف کرنے کے واسطے اس کان کی معین مٹی کے عوض کوئی مزدور لیا تو جائز ہی اور جو کچھ اسمین ہی اُسکے دیکھنے کے وقت اُسکو خیار ہوگا پس اگر اُسنے واپس کیا تو اُس شخص سے اپنی مزدوری کے مثل لے لے اور اگر اُسکو کسی غیر معین مٹی کے کسی قدر وزن پر مزدور کیا تو جائز نہین ہی اگر کسی شخص کو مزدور کیا کہ کسی کان مین گڈھا کرے اور جو کچھ اسمین سے نکلے اُسکا آدھا مزدوری ہی تو جائز نہین ہی اور اُسکو موافق کام کے مزدوری ملیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - کسی نے ایک مزدور لیا کہ جو سونے یا چاندی کو کان کی مٹی یا سنارون کی مٹی سے صاف کرکے اُسکے لیے نکالتا تھا تو اُسکی تین صورتین ہین یا تو اُس سے کہا کہ مین نے تجھکو اسواسطے مزدور کیا کہ تو ہزار درم چاندی میرے واسطے اس مٹی سے صاف کر دے یا کہا کہ ہزار مثقال سونا اس مٹی سے نکالدے اور یہ نہین معلوم کہ اس مٹی سے جسکی طرف اشارہ کرتا ہی اس قدر سونا یا چاندی نکلیگا یا نہین تو ایسی مزدوری جائز نہین ہی اور یا یہ کہا کہ مین نے تجھکو اسواسطے مزدور کیا کہ تو اس مزدوری پر میرے لیے سونا یا چاندی اس مٹی مین سے نکال دے اور یہ جائز ہی اور یا یہ کہے کہ مین نے تجھکو اسواسطے مزدور کیا کہ تو میرے واسطے ہزار درم چاندی مٹی مین سے نکالدے اور کسی مٹی کی طرف اشارہ نہ کیا تو یہ بھی ناجائز ہی جیسا کہ کسی شخص کو اسواسطے مزدور کیا کہ بعوض ایک درم کے ایک قمیص میرے واسطے سی دے

نہ لوٹیگی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔

تیسرا باب بعد عقد کے دونون عقد کرنے والون کے تصرفات کے بیان مین اور اسمین چند فصلین ہین۔

فصل اول قبضہ سے پہلے بدل الصرف مین تصرف کرنے کے بیان مین اور اُن چیزون اور صورتون کے بیان مین کہ جنکے بدل کا قصاص ہوتی ہین اور جو نہین ہوتی ہین۔ اگر بدل الصرف کے عوض کوئی چیز اُس سے یا دوسرے شخص سے خریدی یا اُس سے بدلی اور ہنوز قبضہ نہین ہوا ہی تو جائز نہین ہی اور بیع صرف اپنے حال پر باقی رہیگی کہ اُسپر قبضہ کرکے عقد بیع تمام کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی کسی نے دس درم بعوض ایک دینار کے خریدے اور دونون نے قبضہ کر لیا مگر صرف ایک درم دس مین سے رکھا کہ وہ اُسکے بائع کے پاس تھا پس خریدار نے ارادہ کیا کہ دینار کا دسوان حصہ واپس کرے تو واپس کر سکتا ہی اور یہ حکم بلا اطلاق کے ساتھ اُس صورت مین صحیح ہی کہ جب دسوان درم ادا کرنے سے پہلے مجلس سے جدا ہو گئے ہون اور اگر جدا ہونے سے پہلے مشتری نے دینار کا دسوان حصہ واپس کرنا چاہا تو بدون دوسرے کی رضامندی کے ایسا نہین کر سکتا ہی ولیکن اگر اُس سے کہا کہ دسوین حصہ دینار کے عوض کسی قدر معین پیسے یا کوئی خاص اسباب میرے ہاتھ فروخت کر ڈالے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو جائز ہی خواہ جدائی سے پہلے ہو یا بعد ہو اور یہ صورت بخلاف اس صورت کے ہی کہ اگر دینار بیچنے والے نے کہا کہ کوئی چیز درم کے عوض میرے ہاتھ بیچ ڈال اور اُسنے بیچی تو جائز نہین ہی خواہ جدائی سے پہلے ہو یا بعد ہو یہ محیط مین لکھا ہی اگر کسی نے ایک ہزار درم معین بعوض سو دینار کے خریدے اور درم سپید ٹھہرے تھے پھر بجائے اُنکے سیاہ دیئے اور بائع راضی ہوگا تو جائز ہی اور مراد سیاہ سے وہ درم ہین جو سیاہ چاندی کا سکہ ہون اور دراہم بخاریہ نہین مراد ہین کیونکہ اگر ایک دینار سپید چاندی کے درمون کے عوض بیچا اور بجائے ان درمون کے درم بخاری پر قبضہ کیا تو جائز نہین ہی۔ اور ایسے ہی اگر درمون پر قبضہ کیا اور چاہا کہ سوائے معین دینارون کے دوسرے قسم کے ادا کرے تو جائز نہین ہی مگر جبکہ دوسرا راضی ہو جاوے اور اگر وہ راضی ہوگیا تو بدلنے والا نہوگا بلکہ پورا حق لینے والا ہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب دوسری قسم کے دینار گھٹے ہوئے ہون اور اگر معین دینارون سے بڑھکر ہون تو دینے مین دوسرے کی رضامندی کی حاجت نہین ہی کیونکہ وہ اُسکا پورا حق اور زیادہ دیتا ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر واجبی حق کے درمون سے جید یا ردی درم لیے اور یہ درم لوگون کے معاملات مین واجبی درمون کے قائم مقام چلتے ہین تو جائز ہی اور یہ بھی بدلنا نہین ہی بلکہ اپنا حق لے لینا ہی یہ محیط مین لکھا ہی کتاب الصرف مین ہی کہ اگر ایک ہزار درم بعینہ بعوض سو دینار کے خریدے اور یہ درم سپید ہین پھر درم کے خریدار نے چاہا کہ اپنے بائع کو جید دینار دیکر احسان کرے اور اُسنے انکار کیا تو اُسکو اختیار ہی اور یہ صورت ویسی ہی ہی جیسی جامع مین مذکور ہی کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض ہون پھر وہ جید ایک ہزار درم لاوے اور قرض خواہ قبول نہ کرے تو اُسپر جبر نہ کیا جاویگا اگرچہ وہ اُسکا حق اور زیادہ دیتا ہے کیونکہ یہ احسان ہی اور اُسکو احسان نہ اُٹھانیکا اختیار ہی۔ اور اسی طرح اگر اُس سے ایک قسم کے دینار خریدے اور بائع سے کہا کہ مجھے ان کے سوا دوسرے دینار دے تو یہ نہین کر سکتا ہی اگرچہ جس قسم کے طلب کرتا ہی وہ اُسکے حق سے گھٹ کر ہون لیکن اگر دوسرا راضی ہو جاوے تو جائز ہی اور منتقی مین لکھا ہی کہ جبکہ سیاہ درم آتے ہین اُنکے

[illegible]

نہ لوٹیگی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔

تیسرا باب بعد عقد کے دونون عقد کرنے والون کے تصرفات کے بیان مین اور اسمین چند فصلین ہین۔

فصل اول قبضہ سے پہلے بدل الصرف مین تصرف کرنے کے بیان مین اور اُن چیزون اور صورتون کے بیان مین کہ جنسے بدل کا قصاص ہوتی ہین اور جو نہین ہوتی ہین۔ اگر بدل الصرف کے عوض کوئی چیز اُس سے یا دوسرے شخص سے خریدی یا اُس سے بدلی اور ہنوز قبضہ نہین ہوا ہی تو جائز نہین ہی اور بیع صرف اپنے حال پر باقی رہیگی کہ اُسپر قبضہ کرکے عقد بیع تمام کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی نے دس درم بعوض ایک دینار کے خریدے اور دونون نے قبضہ کرلیا مگر صرف ایک درم دس مین سے رہگیا کہ وہ اسکے بائع کے پاس تھا پس خریدار نے ارادہ کیا کہ دینار کا دسوان حصہ واپس کرے تو واپس کرسکتا ہی اور یہ حکم ایسا اطلاق کے ساتھہ اُس صورت مین صحیح ہی کہ جب دسوان درم ادا کرنے سے پہلے مجلس سے جدا ہوگئے ہون اور اگر جدا ہونے سے پہلے مشتری نے دینار کا دسوان حصہ واپس کرنا چاہا تو بدون دوسرے کی رضامندی کے ایسا نہین کرسکتا ہی ولیکن اگر اُس سے کہا کہ دسوین حصہ دینار کے عوض کسی قدر معین پیسے یا کوئی خاص اسباب میرے ہاتھ فروخت کرڈالے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو جائز ہی خواہ جدائی سے پہلے ہو یا بعد ہو اور یہ صورت برخلاف اِس صورت کے ہی کہ اگر دینار بیچنے والے نے کہا کہ کوئی چیز درم کے عوض میرے ہاتھ بیچ ڈال اور اُسنے بیچی تو جائز نہین ہی خواہ جدائی سے پہلے ہو یا بعد ہو یہ محیط مین لکھا ہی اگر کسی نے ایک ہزار درم معین بعوض سو دینار کے خریدے اور درم سپید ٹھہرے تھے پھر بجاے اُنکے سیاہ دیے اور بائع راضی ہوگا تو جائز ہی اور مراد سیاہ سے وہ درم ہین جو سیاہ چاندی کا سکہ ہون اور دراہم بخاریہ نہین مراد ہین کیونکہ اگر ایک دینار سپید چاندی کے درمون کے عوض بیچا اور بجاے ان درمون کے درم بخاری پر قبضہ کیا تو جائز نہین ہی۔ اور ایسے ہی اگر درمون پر قبضہ کیا اور چاہا کہ سواے معین دینارون کے دوسرے قسم کے ادا کرے تو جائز نہین ہی مگر جبکہ دوسرا راضی ہوجاوے اور اگر وہ راضی ہوگیا تو بدلنے والا نہوگا بلکہ پورا حق لینے والا ہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب دوسری قسم کے دینار گھٹے ہوئے ہون اور اگر معین دینارون سے بڑھکر ہون تو دینے مین دوسرے کی رضامندی کی حاجت نہین ہی کیونکہ وہ اسکا پورا حق اور زیادہ دیتا ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر واجبی حق کے درمون سے جید یا ردی درم لیے اور یہ درم لوگون کے معاملات مین واجبی درمون کے قائم مقام چلتے ہین تو جائز ہی اور یہ بھی بدلنا نہین ہی بلکہ اپنا حق لے لینا ہی یہ محیط مین لکھا ہی کتاب الصرف مین ہی کہ اگر ایک ہزار درم بعینہ بعوض سو دینار کے خریدے اور یہ درم سپید ہین پھر درم کے خریدار نے چاہا کہ اپنے بائع کو جید دینار دیکر احسان کرے اور اُسنے انکار کیا تو اُسکو اختیار ہی اور یہ صورت ویسی ہی ہی جیسی جامع مین مذکور ہی کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض ہون پھر وہ جید ایک ہزار درم لاوے اور قرضخواہ قبول نہ کرے تو اُسپر جبر نہ کیا جاویگا اگرچہ وہ اسکا حق اور زیادہ دیتا ہے کیونکہ یہ احسان ہی اور اُسکو احسان نہ اُٹھانیکا اختیار ہی۔ اور اسی طرح اگر اُس سے ایک قسم کے دینار خریدے اور بائع سے کہا کہ مجھے ان کے سوا دوسرے دینار دے تو یہ نہین کرسکتا ہی اگرچہ جس قسم کے طلب کرتا ہی وہ اسکے حق سے گھٹ کر ہون لیکن اگر دوسرا راضی ہوجاوے تو جائز ہی اور منتقی مین لکھا ہی کہ جب سیاہ درم آتے ہین

[illegible]

جائز ہو کہ سپید ادا کرے جو سیاہ کے مانند یا اُس سے جید ہوں اور دوسرے پر قبول کرنے کے واسطے جبر کیا جاویگا اور اسی طرح جسپر سپید درم آتے ہین اگر اُسنے اُسکے مثل سیاہ ادا کیے تو بھی قبول کرنے پر جبر کیا جاویگا اور یہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اگر دونوں بیع صرف کرنے والون مین سے ایک نے دوسرے کو بری کیا یا ہبہ کیا اور دوسرے نے قبول کیا تو صرف ٹوٹ جاویگی اور اگر نہ قبول کیا تو نہ ٹوٹیگی اور اگر ہبہ کی اور اُسنے قبول نہ کی اور ہبہ کرنے والے نے اُس چیز کے لینے سے انکار کیا تو اُسپر جبر کیا جاویگا کہ قبضہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ کسی نے ایک چاندی کا کنگن جو دس درم بھر ہو بعوض دس درم کے بیچا اور کنگن دیدیا اور درم پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ کنگن کے خریدار نے کنگن اُسکو ہبہ کر دیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے کنگن کا ثمن جدا ہونے سے پہلے اُسکو ادا کیا تو بیع صحیح اور ہبہ جائز ہو اور اگر دینے سے پہلے دونوں جدا ہوگئے تو بیع اور ہبہ دونوں باطل اور کنگن اُسکے بائع کو پھیرا جائیگا اور نوادر ابن سماعہ مین ہو کہ کسی نے ایک دینار بعوض بیس درم کے دوسرے سے خریدا اور دینار پر قبضہ کیا اور درم نہ دیے یہانتک کہ مشتری نے دینار اُسکے بائع کو ہبہ کیا پھر درم ادا کرنے سے پہلے جدا ہوگیا تو دینار مین ہبہ جائز ہو اور دینار بیچنے والے کا اُسکے خریدار پر ایک دینار اُسکے مثل چاہیے ہو یہ محیط مین لکھا ہو ایک دینار خریدا اور دینار بیچنے والے پر اُسکے دس درم چاہیے ہین پھر دونوں نے بدلا کر لیا تو استحسانا جائز ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اور اس مسئلہ کے معنی یہ ہین کہ جب وہ دینار بعوض مطلق دس درم کے بیچا ہو تو ایسا جائز ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہو اور اگر قرضہ بعد بیع صرف کے پیدا ہوا پس اگر دونوں نے بدلا نہ لیا تو بدلا نہوگا اور اگر بدلا کیا تو ایک روایت مین صحیح نہین اور دوسری مین صحیح ہو اور یہی اصح ہو یہ کافی مین لکھا ہو۔ حسن ابن زیاد نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہو کہ کسی کے دوسرے پر ہزار درم قرض تھے اُسنے اس سے سو دینار بعوض ہزار درم کے خریدے پھر درموں کا بدلا کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر جدا ہونے سے پہلے بدلا کیا تو جائز ہو اور اگر بدلا کرنے سے پہلے جدا ہوگئے تو باطل ہو اور یہی قول امام اعظم رح کا ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ فقیہ ابو اللیث نے شرح جامع صغیر مین کہا کہ اگر دینار بیچنے والے نے دس درم مشتری سے قرض لیے یا غصب کر لیے تو بدلا ہوگیا اور باہمی رضامندی کی حاجت نہین ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو متصلات المقاصہ۔ کسی شخص کے پاس دوسرے کی ودیعت رکھی تھی اور دوسرے کا اسپر ودیعت کی جنس کا قرضہ تھا تو ودیعت قرض کا بدلا نہین ہوسکتی ہو اور اگر دونوں اسپر متفق ہوں جب بھی بدلا نہوگی جب تک کہ ودیعت اپنے مالک کے قبضہ مین نہ جاوے اور اگر اُسکے قبضہ مین ہو اور دونوں بدلا کرنے پر متفق ہوں تو ہوجاویگا اور اگر غصب کی ہوئی چیز بعینہ قائم ہو تو اُسکا اور ودیعت کا حکم یکسان ہو اور دو قرضہ اگر دونوں میعادی ہوں تو بدون بدلا کرنے کے بدلا نہونگے اور اسی طرح اگر ایک میعادی ہو اور دوسرا نہو یا ایک غلہ ہو اور دوسرا صحیح ہو تو بھی یہی حکم ہو

کذا فی الذخیرہ

دوسری فصل بیع صرف مین مرابحہ کے بیان مین۔ اگر کچھ سونا دس درم کو خریدا اور ایک درم نفع پر بیچا تو جائز ہو یہ حاوی مین لکھا ہو۔ اگر دس درم وزن کا ایک چاندی کا کنگن بعوض ایک دینار کے بیچا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر ایک دینار یا آدھے دینار نفع سے بیچا تو جائز ہو کیونکہ آدھا دینار نفع کی صورت مین اُسنے چاندی کا کنگن ڈیڑھ دینار کو فروخت کیا تو جنس کے اختلاف سے نفع ظاہر نہوگا پس وہ بیع ہوگی اور جائز ہوگی اور اگر ایک درم نفع سے بیچا تو اُسنے کنگن بعوض

ایک دینار اور ایک درم کے عوض بیچا اور یہ جائز ہے کیونکہ درم کے مقابلہ میں کنگن میں سے اُسی کے برابر رکھا جاوے اور باقی کنگن بمقابلہ دینار کے اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ درم کے مقابلے میں سے اُسی کے مثل ہوگا اور دینار بمقابلہ نو دسویں کنگن کے اور درم بمقابلہ دسویں حصہ کے ہوگا پس بعض جزو جسکو راس المال گردانا ہے وہ نو دسویں حصہ کنگن میں نفع ہوگا اور بعض جزو جسکو بیچ گردانا ہے دسویں حصہ کنگن میں راس المال ہوگا اور یہ انکی تصریح کے برخلاف ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ مختصر خواہرزادہ میں ہے کہ اگر سونا بعوض سونے کے یا چاندی بعوض چاندی کے خریدی تو مرابحۃ بیچنا بالکل جائز نہیں ہے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے۔ اور اگر دس درم چاندی کا کنگن دس درم کے عوض خریدا اور اُسکے ساتھ ایک کپڑا جو اُسکو دس درم میں پڑا ہے ملاکر بیچا اور کہا کہ مجکو بیس درم میں پڑے ہیں اور ایک درم نفع لیا یا دہ یازدہ کے نفع سے بیچا تو صاحبین کے نزدیک کپڑے کے حصہ میں جائز ہے اور کنگن میں جائز نہیں ہے اور امام اعظم کے قول پر کسی میں جائز نہیں ہے یہ شرح حاوی میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر ایک باندی اور سو درم چاندی کا طوق بعوض ہزار درم کے خریدی اور دونوں نے قبضہ کیا پھر مشتری نے دہ یازدہ کے نفع سے باندی اور طوق بیچا تو امام اعظم کے نزدیک عقد فاسد ہے اور صاحبین کے نزدیک باندی میں جائز ہوگا طوق میں نہیں اور کرخی رح نے ذکر کیا کہ ابو یوسف نے اس طوق کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہ رح کے قول کی طرف رجوع کیا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک حلیہ دار تلوار کہ جسکا حلیہ پچاس درم ہے بعوض سو درم کے خریدی اور دونوں نے باہم قبضہ کیا پھر مشتری نے اُسکو بیس درم یا دہ یازدہ یا ایک معین کپڑے کے نفع سے مرابحۃ یا انھیں صورتوں کے ساتھ وضیعۃ بیچا تو جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے اور اگر سوائے حلیہ کے صرف تلوار ایک درم نفع سے بیچی تو جائز ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور ملمع دار لگام کو مرابحۃ بیچنے میں کچھ خوف نہیں ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر دس درم چاندی کا کنگن دس درم میں خریدا پھر اُسنے یا دوسرے نے ایک کپڑا دس درم میں خریدا پھر دونوں کو دہ یازدہ کے نفع سے بیچا تو صاحبین کے نزدیک کپڑے میں جائز ہے کنگن میں جائز نہیں ہے اور امام اعظم کے نزدیک کل فاسد ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں کو وضیعۃ اسی طرح فروخت کیا تو وہ بھی مرابحۃ بیچنے کے مانند ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر پچاس درم چاندی پچاس درم کو خریدی اور ایک تلوار مع حمائل اور نیام کے پچاس درم کو خریدی پھر اُسپر پانچ درم خرچ کئے اور پانچ درم کا کیڑ کوٹے پھر کہا کہ مجکو ایکسو دس درم میں پڑی ہے اور اُسکو دہ یازدہ کے نفع سے یا بیس درم نفع سے بیچا تو یہ سب فاسد ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر چاندی پانچ دینار کو خریدی اور تلوار کو مع نیام اور حمائل کے پانچ دینار میں خرید کر کاریگر سے اُسکی ترکیب کرائی اور ایک دینار صرف کیا پھر اُسپر اُسکو دہ یازدہ کے نفع سے بیچا اور باہم قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اسی طرح اگر چاندی کا کنگن اُسکو ایک دینار میں پڑا اور دوسرے شخص کا ایک کپڑا جو اُسکو دو دینار میں پڑا ہے دونوں ملاکر ایک دینار کے نفع سے فروخت کیے تو نفع ہر ایک کے راس المال کی مقدار پر دونوں میں تقسیم ہوگا یہ مبسوط میں لکھا ہے۔

تیسری فصل بیع صرف میں زیادتی یا کمی کر دینے کے بیان میں۔ اگر دس درم چاندی کا کنگن دس درم کو خریدا اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا پھر اُسنے ایک درم کم کر دیا اور کنگن کے مشتری نے قبول کر لیا پھر مجلس سے جدا ہونے کے بعد یا پہلے اُس درم پر قبضہ کر لیا تو امام اعظم کے نزدیک کل بیع فاسد ہو گئی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک کمی کرنا باطل ہے درم اُسکو واپس کر دے اور پہلا عقد صحیح رہیگا اور امام محمد رح کے نزدیک پہلا عقد صحیح ہے اور یہ کمی کرنا بمنزلہ از سر نو ہبہ کے ہے لیکن جب تک

اُسکے سپرد نہ کیا ہو اُسکو اختیار ہے کہ نہ دیوے اور اگر ثمن مین ایک درم بڑھا دیا اور اُسکے سپرد کر دیا تو امام اعظم کے نزدیک عقد فاسد ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک زیادتی باطل ہے اور عقد اول صحیح ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ اگر دس درم چاندی کا کنگن اور ایک کپڑا بیس درم کو خریدے اور باہم قبضہ کر لیا پھر بائع نے ایک درم مجموع دونون کے ثمن مین سے گھٹا دیا تو آدھا درم کپڑے مین رکھا جائیگا اور بیس درم مین سے جو اُسکا حصہ ہے اُس سے آدھا درم کم ہو اُسکی بیع صحیح ہوگی اور یہ بلا خلاف ہے اور اسی طرح امام اعظم رح کے نزدیک آدھا درم کنگن کے حصہ مین سے بھی کم ہو سکتا ہے ولیکن کنگن کا عقد فاسد ہو جائیگا مگر چونکہ یہ فساد طاری ہوا ہے اسلیے کپڑے کی بیع فاسد نہوگی اور صاحبین کے نزدیک کنگن کے حصہ مین کمی کرنا صحیح نہین ہے مگر امام محمد رح اسکو از سر نو ہبہ گردانتے ہین اور یہ صورت یعنی دونون کے ثمن کے مجموعہ سے ایک درم کم کرنا بر خلاف اس صورت کے ہے کہ اگر اُسنے کہا کہ مین نے دونون کے ثمن مین سے ایک درم کم کر دیا اور دونون کے مجموعہ مین سے نہ کہا تو ساری کمی کپڑے کے ثمن کی طرف پھیر دیجائیگی اور کمی کرنا اور کنگن کی بیع جائز ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر پچاس درم حلیہ کی تلوار سو درم مین خریدی اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر تلوار بیچنے والے نے ثمن سے ایک درم کم کر دیا تو جائز ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر جنس مختلف ہو مثلاً دینار کو بعوض درم کے بیچا پھر ایک نے دوسرے کو ایک درم بڑھا دیا اور دوسرے نے قبول کیا یا دینار کے ثمن مین سے ایک درم کم کیا تو زیادتی اور کمی بالاجماع جائز ہے مگر زیادتی کی صورت مین جدائی سے پہلے قبضہ شرط ہے حتے کہ اگر زیادتی پر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو بقدر زیادتی کے بیع باطل ہو گئی اور کمی مین جائز ہے کہ خواہ جدائی سے پہلے قبضہ ہو یا اُسکے بعد ہو مگر اُسپر کم کئے ہوئے کا پھیر دینا واجب ہے اور اگر دینار کے خریدار نے ایک قیراط اُس سے کم کر دیا تو دینار بیچنے والا بقدر قیراط کے اُسکا شریک ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اگر دس درم چاندی کا کنگن بعوض دینار کے خریدا پھر ایک نے دوسرے کو کچھ بڑھا دیا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کنگن بیچنے والے نے بڑھایا اور وہ کپڑا ہے اور کنگن کا خریدار راضی ہو گیا تو زیادتی جائز ہے اور اسی مجلس مین قبضہ کر لینا کپڑے پر شرط نہین ہے اور اگر بائع کی طرف سے سونا زیادہ کیا گیا پس اگر یہ زیادتی ایک دینار یا اس سے زیادہ ہو تو امام اعظم کے نزدیک یہ زیادتی صحیح ہے اور عقد باطل ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک زیادتی صحیح نہین ہے اور عقد باقی رہیگا اور اگر اُسنے آدھا دینار زیادہ کیا تو جائز ہے اور اُسی مجلس مین قبضہ کر لینا شرط ہے اور اگر کنگن بیچنے والے نے چاندی زیادہ کی تو جائز ہے اگرچہ کتنی ہی زیادہ ہو اور اگر زیادتی کنگن خریدنے والے کی طرف سے ہو پس اگر کپڑا ہو تو صحیح ہے اور اسی مجلس مین قبضہ شرط نہین ہے اور اگر وہ زیادتی سونا ہو پس اگر ایک دینار یا زیادہ ہو تو بھی زیادتی جائز ہے مگر اُسی مجلس مین قبضہ شرط ہے اور اگر قبضہ نہ کیا تو بقدر زیادتی کے کنگن کا عقد باطل ہو جائیگا اور اگر زیادتی چاندی ہو پس اگر کنگن کے برابر یا زیادہ ہو تو جائز نہین ہے اور اگر اُس سے کم ہو تو جائز ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر پچاس درم حلیہ کی تلوار سو درم مین خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر تلوار کے خریدار نے ایک درم یا دینار بڑھا دیا تو جائز ہے اگرچہ قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے ہون اور اگر تلوار بیچنے والے نے ایک دینار یا چاندی جدائی سے پہلے بڑھائی تو جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو ثمن مین سے بقدر حصہ دینار کے کم ہو جائیگا یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ اور اگر اُسنے درمون مین سے کچھ کم کر دیا تو جائز ہے اور وہ چاندی سے نہوگی یہ حاوی مین لکھا ہے جامع مین ہے کہ اگر چاندی کی چھاگل سو دینار مین خریدی اور باہم قبضہ کر لیا اور جدا ہو گئے

پھر دونون سے ملاقات ہوئی پھر مشتری نے دس دینار ثمن مین بڑھا دیے تو زیادتی صحیح ہو اور اُسی مجلس مین اُسپر قبضہ کرنا شرط ہو اور چھاگل پر فی الحال قبضہ شرط نہین ہو اگرچہ یہ زیادتی فی الحال چھاگل کے مقابل ہو مگر حقیقۃً مقابل نہین ہو صرف زبانی مقابلہ ہو کذا فی المحیط۔

چوتھی فصل

بیع صرف مین صلح کے بیان مین۔ ہزار درم چاندی کی چھاگل بعوض سو دینار کے خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر چھاگل مین کوئی عیب پایا اور وہ بعینہ موجود ہو یہانتک کہ اُسکو واپس کر سکتا ہو پھر بائع نے کچھ دینار پر اُس سے صلح کی اور مشتری نے اُسپر قبضہ کیا یا نہ لیا یہانتک کہ دونون جدا ہوگئے تو صلح پوری ہوگئی یہ مسئلہ کتاب الاصل مین بلا ذکر خلاف مذکور ہو اور یہ صاحبین کے قول پر درست ہو اور ایسے ہی امام اعظم کے قول پر جسنے انکا قول یہ بیان کیا ہو کہ حصہ عیب کی صلح ثمن مین سے واقع ہوئی کیونکہ اُسکے حصہ مین دینار ہین اور بدل صلح بھی دینار ہین تو یہ صلح اُسکے حق کی جنس پر ہوئی پس صرف نہوگی اور اگر صلح دس درم پر واقع ہو پس اگر مشتری نے جدا ہونے سے پہلے اُسپر قبضہ کر لیا تو صلح جائز ہو اور اگر قبضہ نہ کیا اور جدا ہوگئے تو صلح باطل ہوگئی کیونکہ یہ جنس حق کے خلاف پر صلح ہو پس صرف کا اعتبار کیا جائیگا پس جن درمون پر صلح واقع ہوئی ہو اگر وہ حصہ عیب سے زیادہ ہون تو صلح جائز ہو کیونکہ بعض مشائخ کے نزدیک صلح سب لوگون کے نزدیک حصہ عیب سے واقع ہوئی ہو اور حصہ عیب دینار ہین اور دینار کا خریدنا بعوض اتنے درمون کے جو دینار کی قیمت سے زائد ہین جائز ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر چاندی کی چھاگل بعوض سو دینار کے خریدی اور اُسکو عیب دار پایا پھر عیب سے ایک دینار پر صلح کی اور عیب کی قیمت اس سے کم اسقدر ہو جسمین لوگ ٹوٹا نہین اُٹھاتے ہین تو امام اعظمؒ کے نزدیک صلح جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین ہو مگر اُسی قدر مین کہ جسمین لوگ ٹوٹا اُٹھاتے ہون یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ ایک غلام سو دینار کو خریدا اور باہم قبضہ کر لیا پھر غلام مین کوئی عیب پاکر اُسکے بائع سے جھگڑا کیا اور بائع نے عیب کا اقرار کیا یا انکار کیا اگر مشتری کے ساتھ اس عیب سے کچھ دینار پر صلح کر لی تو اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ بدل الصلح ثمن کے حصہ عیب سے کم ہو اور باہمی قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو صلح جائز ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ حکم صاحبین کے قول پر ہو اور امام اعظمؒ کے نزدیک اسطور پر صلح جائز نہونا چاہیے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ سب کا قول ہو اور دوسری صورت یہ ہو کہ ثمن کے حصہ عیب سے زیادہ پر صلح واقع ہو پس اگر یہ زیادتی ایسی ہو کہ جسکے مانند لوگ ٹوٹا اُٹھاتے ہین تو جائز ہو اور اگر ایسی ہو کہ جسکے مانند لوگ ٹوٹا نہین اُٹھاتے ہین تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کسی قدر معین درمون پر صلح کی اور جدائی سے پہلے اُنپر قبضہ کیا تو جائز ہو اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہوگئے تو صلح ٹوٹ جاویگی اور جب صلح ٹوٹ گئی تو وہی جھگڑا جو عیب مین تھا پیش آئیگا اور ایسے ہی اگر درمون کی کچھ مدت مقرر کی اور قبضہ سے پہلے جدا ہوگئے یا صلح مین خیار کی شرط لگائی اور شرط والے نے شرط باطل کرنے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو بھی صلح باطل ہو یہ مبسوط مین لکھا ہو۔ اگر کسی پر سو درم کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اسکا اقرار کیا یا انکار کیا پھر دعوے سے دس درم پر فی الحال یا میعادی صلح کی پھر قبضہ کے پہلے دونون جدا ہوگئے تو صلح جائز ہو اور ایسے ہی اگر اُنمین کسی کے واسطے خیار شرط ہو اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوئے تو صلح باطل نہوگی اور اگر پانچ دینار پر اُس سے صلح کی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو صلح باطل ہوگئی اور اگر بعد قبضہ کے جدا ہوئے تو صلح صحیح رہیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔

اور اگر کسی قدر ادا کرنے کے بعد جدا ہوا تو ادا کیے ہوئے حصہ سے بری ہوا اور باقی حصہ اُسپر لازم ہوگا اور اگر سو درم سے ایک سونے کا پتر یا ڈلا ہوا سونا کہ جسکا وزن نہین معلوم ہے دیکر صلح کی تو جائز ہی بشرطیکہ جدا ہونے سے پہلے قبضہ ہو جاوے یہ حاوی مین ہی اگر ایک عورت مری اور اُسنے اپنے ترکہ مین غلام اور کپڑے اور سونا اور چاندی اور زیور کہ جسمین موتی اور جواہر جڑے ہین چھوڑے اور اپنے شوہر اور باپ کو وارث چھوڑا اور اُسکی پوری میراث اُسکے باپ کے پاس رہی پھر باپ نے سونے یا دینار پر شوہر سے صلح ٹھہرائی تو اُسکی دو صورتین ہین اول یہ کہ سونے مین سے شوہر کا حصہ معلوم ہوا اور اس صورت مین اگر بدل صلح اُسکے سونے کے حصہ سے زائد ہو تو صلح جائز ہی اور اگر برابر یا کم ہو تو جائز نہین ہی اور دوسری یہ ہی کہ اُسکا حصہ نہ معلوم ہو تو صلح جائز نہوگی اور ایسے ہی اگر پانسو درم پر صلح ٹھہرائی تو اُسکی بھی یہی دو صورتین ہین اور اگر سو درم اور پچاس درم پر صلح ٹھہرائی تو ہر طرح صلح جائز ہی پس اگر قبضہ پایا گیا تو کل کی صلح صحیح رہی اور اگر قبضہ نہ پایا گیا تو صلح باطل ہو گئی ایسا ہی کتاب مین مذکور ہی اور واجب یہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ حصہ صرف کی صلح باطل ہو جاویگی اور ایسا ہی موتی اور جواہر کی بھی اگر انکا بدون ضرر کے نکالنا ممکن نہو تو باطل ہوگی ولیکن اسکے سوا کپڑے اور مال واسباب کی صلح صحیح رہیگی اور اگر شوہر نے درم اور دینار پر جو بدل صلح ہین قبضہ کر لیا اور میراث باپ کے گھر مین ہی اور وہ مجلس صلح مین موجود نہین ہی تو صلح بقدر حصہ سونے اور چاندی کے باطل ہو جاویگی ایسا ہی کتاب مین لکھا ہی۔ اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ باپ کے پاس جو مال موجود ہی اُسمین شوہر کے حصہ کا اقرار کرتا ہو تاکہ شوہر کا حصہ اُسکے پاس امانت ہو اور امانت کا قبضہ قبضۂ خرید کا نائب نہین ہوتا ہی پس جدائی بدون قبضہ کے ہوگی تو صرف کا حصہ اور حصہ جواہر مرصع جو بلا ضرر نکالے نہین جا سکتے ہین باطل ہوگا اور اگر باپ شوہر کے حصہ سے انکار کرتا ہو تو وہ شوہر کے حصہ کا غاصب ہوا اور غصب کا قبضہ خرید کے قبضہ کا نائب ہوتا ہی پس جب بدل الصلح پر قبضہ کیا تو جدائی دونون کے قبضہ کے بعد حاصل ہوئی تو حصہ صرف کی بھی صلح باطل نہوگی اور ایسے ہی اگر باپ شوہر کے حصہ کا مقر ہو مگر میراث مجلس مین موجود ہی تو کل کی صلح جائز ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک حلیہ دار تلوار پر جو کسی کے ہاتھ مین موجود ہی ایک شخص نے دعوے کیا اور اُس سے دس دینار پر صلح کی اور اسمین سے پانچ دینار پر قبضہ کرکے دونون جدا ہو گئے یا جدائی سے پہلے باقی کے عوض ایک کپڑا خریدا اور اسپر قبضہ کر لیا پس اگر دینار بقدر حلیہ کے ادا کیے تو صلح باقی رہیگی اور اگر اس سے کم ہین تو صلح فاسد اور کپڑے کا خریدنا بھی فاسد ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر کسی پر دس دینار اور دس درم کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا یا اقرار کیا ولیکن مدعا علیہ نے پانچ درم پر اس سب سے صلح کر لی تو یہ جائز ہی خواہ نقدی ہون یا اُدھار ہون یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر دس مثقال سونے کا کنگن بعوض سو درم کے خریدا اور باہم قبضہ کیا پھر اُسکو تلف کیا یا نہ کیا پھر اُسمین کوئی ایسا عیب پایا جو تدلیس سے بائع نے اُسپر چھپا دیا تھا پھر دس درم اُدھار پر صلح کی تو یہ جائز ہی اور اگر ایک دینار پر صلح کی تو جائز نہین ہی مگر جبکہ جدا ہونے سے پہلے اُسپر قبضہ کرلے یہ حاوی مین لکھا ہی اگر دس درم چاندی کا کنگن ایک دینار کو خریدا اور باہم قبضہ کیا پھر کنگن مین کچھ ایسی شکستگی پائی جس سے نقصان آتا ہی پھر دینار مین سے دو قیراط سونے پر صلح کی اس شرط پر کہ کنگن کا خریدار چوتھائی کر گیہون بڑھا دیگا اور دونون نے باہم قبضہ کر لیا تو جائز ہی اور اگر گیہون معین ہون اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو جاوین تو بھی جائز ہی اور اگر باہم قبضہ کے بعد گیہون مین کچھ عیب پایا تو واپس کرکے اُسکا ثمن لے سکتا ہی اور اُسکا ثمن چاندی

کی یہ صورت ہی کہ دو قیراط سونا گیہون اور حبہ کی قیمت پر تقسیم ہو پھر جو گیہون کے حصہ مین پڑے وہی گیہون کا ثمن ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی- منتقی مین ہی کہ اگر کسی کے تجاری درم دوسرے پر قرض ہون اور اُنکے عوض ایسے درمون پر جنکا وزن معلوم نہین ہی صلح کی تو تجاری درم کو دیکھنا چاہیے اگر اُسمین تانبا زیادہ ہو تو صلح قلیل و کثیر پر جائز ہی اور اگر اُسمین چاندی زیادہ ہو تو صلح صرف وزن برابر پر جائز ہوگی اور اگر کسی میعاد پر صلح کی تو جائز نہین ہی اس جہت سے کہ یہ طریق کمی کرنے کے نہین ہی کیونکہ یہ بات ظاہر ہی کہ اگر اُسپر ہزار درم غلہ کے ہوتے اور اُسنے نوسو سپید درم پر صلح کرتا تو جائز نہ تھا اور اگر ہزار درم سپید قرض تھے اور نوسو درم سیاہ پر صلح کی تو بطریق کم کر دینے کے جائز ہی اور اگر نوسو پر صلح کی اور سپید کی شرط نہ لگائی اور اُسنے سپید دیے تو جائز ہی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر سیاہ افضل ہون تو سپید سے کم وزن سیاہ پر صلح ناجائز ہی اور اگر دونون برابر ہون تو ایک سے وزن سے دوسرا کم دینا صلح مین جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی

چوتھا باب بیع صرف کے اقسام خیار کے بیان مین- اگر کسی نے ایک ہزار درم دوسرے سے بعوض سو دینار کے خریدے اور ایک دن کے خیار کی شرط کی پس اگر اُسنے خیار کو جدا ہونے سے پہلے باطل کر دیا تو بیع جائز ہی اور اگر باطل کرنے سے پہلے جدا ہو گئے اور دونون نے قبضہ بھی کیا تو بھی بیع فاسد ہی اور ایسے ہی اگر خیار بائع کا ہو یا دونون کا ہو مدت کم ہو یا زیادہ ہو یہی حکم ہی اور یہی حکم ڈھالے ہوئے برتن اور حلیہ دار تلوار اور سونے کے طوق کا ہی کہ جسمین موتی اور جواہرات ہون کہ جو بدون طوق توڑنے کے نہ نکل سکتے ہون ولیکن ملمع دار لگام اور اُسکے مانند چیزون کی بیع مین خیار کی شرط صحیح ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی- اگر ایک باندی اور پچاس دینار سونے کا طوق ہزار درم مین خریدی اور ایک دن کے خیار کی شرط کی تو امام اعظم رح کے نزدیک کل کی بیع فاسد ہی اور صاحبین کے نزدیک باندی کی بیع اُسکے حصہ ثمن کے عوض جائز ہی اور ایسے ہی اگر دونون کو سو دینار کے عوض خریدا تو بھی یہی حکم ہی یہ حاوی مین لکھا ہی- اور اگر دونون کو سو دینار کے عوض خریدا اور میعاد کی شرط لگائی تو میعاد اور خیار کی شرط کا ایک ہی حکم ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی- اور اگر دونون کو بعوض گیہون یا کسی اسباب کے خریدا تو ایک دن یا زیادہ کے خیار کی شرط جائز ہی یہ حاوی مین لکھا ہی- اور اگر ایک رطل تانبا ایک درم کو خریدا تو اُسمین خیار کی شرط جائز ہی کیونکہ یہ بیع صرف نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی- نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر کچھ فلوس بعوض درمون کے اس شرط پر خریدے کہ درمون کے بیچنے والے کو خیار ہی پھر درم دیدیے اور پیسون پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ دونون جدا ہو گئے تو بیع فاسد ہی اور اگر خیار پیسے بیچنے والے کا ہو اور درمون پر اُسنے قبضہ کر لیا ہی تو بیع جائز ہی اور امام اعظم رح کے قول پر ایسا عقد جائز نہونا چاہیے یہ محیط مین لکھا ہی- اور درم اور دینار اور تمام دین مین خیار رویت نہین ہوتا ہی اور جو چیزین معین ہو سکتی ہین جیسے پتر اور زیور اُنمین خیار رویت ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور خیار استحقاق کی صورت یہ ہی کہ اگر عقد درم اور دینار پر وارد ہو مثلاً ایک دینار بعوض دس درم کے خریدا پھر آدھے دینار کا کوئی مستحق ہوا تو آدھے درم واپس لے اور اُسکو آدھا درم ملیگا اور خیار نہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی- اور اگر درمون کا کوئی مستحق ہوا اور اُسنے لے لیے تو قبضہ باطل ہو جائیگا اور اُسکے مثل واپس کر سکتا ہی اور عقد باطل نہوگا اور اگر مستحق نے بیع کی اجازت دی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اسکی اجازت قبضہ کے بعد حاصل ہوئی تو قبضہ جائز ہی اور مستحق کو مقبوضہ لینے کی کوئی راہ نہوگی اور

اُسکو اختیار ہی کہ ادا کرنے والے سے لے اور اگر قبضہ پر اُسکی اجازت ہوئی تو اجازت کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہی اور مستحق کو اختیار ہی کہ اپنے درم لے لے اور عقد باطل نہوگا اور اُسکے مثل بھی لے سکتا ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب تک جدائی نہوئی ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر سب درم یا تھوڑے کا کوئی حق دار پیدا ہوا اور وہ دونون جدا ہو چکے ہین پس اگر مستحق نے اجازت دی اور وہ درم بعینہ قائم ہین تو جائز ہوگی اور اگر نہ اجازت دی تو پوری صرف باطل ہو جائیگی اگر وہ کل کا مستحق ہی اور اگر بعض کا مستحق ہی تو بقدر اُسکے باطل ہو جاویگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ دس درم بعوض ایک دینار کے خریدے اور باہم قبضہ کیا پھر اُنکو بعد جدا ہونے کے زیوف پایا پھر اُنکو بدل لیا پھر ان زیوف درمون کا کوئی شخص مستحق نکلا تو صاحبین کے نزدیک صرف باطل نہوگی اور ایسے ہی امام اعظم رح کے نزدیک بھی اگر زیوف تھوڑے ہون تو یہی حکم ہی اور اگر کل کو زیوف پایا تو صرف ٹوٹ جائیگی خواہ بدل لیا ہو یا نہ بدلا ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر عقد کسی چیز معین پر وارد ہوا مثلاً ایک کنگن خریدا اور اسمین سے بعض کا کوئی مستحق ہوا تو مشتری کو خیار ہی کہ باقی کو چاہے واپس کرے یا اُسکے حصہ کے عوض لے لے پس اگر کوئی حقدار نکلا اور ہنوز قاضی نے اُسکے واسطے حکم نہین کیا کہ اُسنے بیع کی اجازت دیدی تو بیع جائز ہوگی اور یہ ثمن مستحق کا ہوگا کہ بائع اُسکو لیکر مستحق کے سپرد کردے یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر کوئی ڈھالا ہوا برتن یا کنگن چاندی کا بعوض سونے یا چاندی کے پتر کے خریدا پھر برتن یا کنگن کا کوئی حقدار ہوا تو بیع باطل ہو جاویگی اگرچہ دونون مجلس مین موجود ہون اور یہ اُسوقت ہی کہ مستحق نے بیع کی اجازت نہ دی ہو اور اگر اُسنے اجازت دی تو جائز ہوگی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ کسی کے دوسرے پر ایک ہزار درم غلہ کے قرض تھے پھر اُنکے عوض نو سو کھرے اور ایک دینار لے لیا اور دونون جدا ہوگئے پھر دینار کا کوئی مستحق نکلا تو وہ قرض دار سے سو درم غلہ کے لے لے اور اگر جدا ہونے سے پہلے اس دینار کا کوئی مستحق ہوا تو اُسکے مثل دینار واپس لے اور اگر بجاے دینار کے پیسے ہون تو بھی ایسا ہی حکم ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ عیب کی وجہ سے واپس کرنیکا خیار اُس شخص کو ثابت ہوتا ہی کہ جسکے عقد صرف کی چیز مین عیب معلوم ہو یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر ایک دینار بعوض دس درم کے یا سونے کی کوئی ڈلی چیز فروخت کی اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر درم کے قبضہ کرنے والے نے اُنکو زیوف یا نبہرہ پایا تو اُنکو واپس کر سکتا ہی پس اگر بعد جدائی کے واپس کیا تو امام اعظم اور زفر رح کے نزدیک صرف باطل ہو جائیگی اور امام ابو یوسف رح اور محمد رح کے نزدیک اگر واپسی کی مجلس مین بدل لیا تو جائز ہی اور اگر جدائی سے پہلے بدل لیا تو اجماعاً جائز ہی اور اگر بعض کو زیوف پایا پس اگر یہ بعض تھوڑے ہون تو استحساناً عقد باطل نہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر اُنکو ستوق پایا اور یہ مجلس عقد مین واقع ہوا تو اُن سے چشم پوشی جائز نہین ہی پس اگر اُنکے بدلے اُسی مجلس مین جید درم قبضہ مین لے لیے تو جائز ہی اور گویا اُسنے آخر مجلس تک قبضہ کرنے مین تاخیر کی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور ایسے ہی اگر قبضہ کرنے کے وقت یہ معلوم ہوا اور اُسنے قبضہ کیا تو جائز نہین ہی اور اُسکو اختیار ہی کہ واپس کر کے جید بدل لیوے اور اگر عقد کے وقت معلوم ہوا کہ وہ ستوق یا رصاص ہین تو دیکھا جاویگا کہ اگر بیان کر دینے یا نام لینے سے معلوم ہوا تو بیع جائز ہوگی اور عقد بعینہ اُنھین سے متعلق ہوگا اور اگر ستوق یا رصاص ہونے کا نام نہ لیا ولیکن کہا کہ مین نے یہ دینار تجھسے بعوض ان درمون کے خریدے اور ستوق یا رصاص کی طرف اشارہ کیا پس اگر دونون کو معلوم ہو کہ یہ ستوق یا رصاص ہین اور ہر ایک کو یہ بھی معلوم ہو کہ دوسرا اسکو جانتا ہی

خواہ تبدیل ہون یا نہ ہون ۱۲

یعنی بائع و مشتری ۱۲

ط مثلاً کہا کہ مین نے تجھسے یہ دینار بعوض ان ستوقہ یا رصاص درمون کے خرید ۱۲

تو عقد بعینہ انکی ذات سے متعلق ہوگا اور اگر دونون نہ جانتے ہون یا ایک جانتا ہو اور دوسرا نہ جانتا ہو یا دونون جانتے ہون ولیکن ہر ایک کو یہ نہ معلوم ہو کہ دوسرا جانتا ہی تو عقد انکی ذات سے متعلق نہوگا بلکہ ایسی قدر جید درمون سے متعلق ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اور اگر پورے درمون کو یا بعض کو جدا ہونے کے بعد ستوق پایا پس اگر سب کو ستوق پایا تو صرف باطل ہو جائیگی اور اگر بعض کو ستوق پایا تو بقدر اُسکے صرف باطل ہو جائیگی خواہ اُس سے چشم پوشی کی یا واپس کیا اور بجاے اُسکے دوسرا بدلا یا نہ بدلا ہو یہ محیط مین لکھا ہی - اگر جدا ہونے کے بعد درمون کو ستوق پایا اور وہ اُسکے پاس تلف ہو گئے تو اُسپر انکی قیمت واجب ہوگی اور صرف باطل ہو جائیگی اور اپنے دینار واپس کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ دینار کے بدلے درم ہون جو عقد مین متعین نہین ہوتے اور اگر ایسی چیز ہو جو متعین ہوتی ہی مثلاً چاندی کا کنگن بعوض دینار کے یا چاندی کا برتن یا پتر بعوض دینار کے خرید کر دونون نے قبضہ کیا پھر برتن یا پتر مین عیب پایا پس اگر اُسکے عیب پر راضی ہوا تو جائز ہی اور اگر راضی نہوا اور واپس کیا تو عقد باطل ہو جائیگا خواہ جدائی ہونے سے پہلے ہو یا بعد ہو اور دینار پر قبضہ کرنے والے کو اختیار ہی کہ چاہے عین مقبوضہ واپس کرے یا اُسکا مثل واپس دے مگر اس صورت مین کہ اصل سے عقد فاسد نکلے مثلاً مبیع کا کوئی مستحق ہو پس ایسی صورت مین جب عقد فاسد ہوا تو وہ دینار بعینہ واپس کرے بشرطیکہ موجود ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اُسکا مثل واپس کرے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اگر بعوض درمون کے کوئی حلیہ دار تلوار خریدی اور اُسکی کسی چیز مین عیب پایا تو کل کو واپس کرے نہ بعض کو اور اُسکے بعض کا عیب کل مین اثر کرتا ہی کیونکہ وہ ایک ہی شی ہی پس اگر کل کو بغیر حکم قاضی واپس کیا پھر قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو واپس کرنا باطل ہو گیا کیونکہ باہمی رضامندی سے واپس کرنا تیسرے کے حق مین نئی بیع ہوتی ہی اور صرف مین قبضہ شرعی حق کے طور پر واجب ہی اور یہی ثالث ہی تو گویا بدون حق شرع کے قبضہ سے پہلے افتراق ہوا اور اگر قاضی کے حکم سے واپس کیا تو واپسی باطل نہوگی کیونکہ وہ سب کے حق مین فسخ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر دونون نے اقالہ کیا اور مبیع کوئی برتن ہی پھر قبضہ سے پہلے اُس شخص نے جو اقالہ کے سبب سے اُسکا مالک ہوا ہی پھر مشتری یا دوسرے کے ہاتھ بیچا تو امام اعظم کے نزدیک جائز نہین ہی - اور امام محمد رح نے جامع کبیر مین فرمایا کہ اگر مشتری کے ہاتھ بیچا تو جائز ہی اور اگر دوسرے کے ہاتھ بیچا تو جائز نہین ہی - یہ حاوی مین لکھا ہی - اگر ہزار درم چاندی کی چھاگل بعوض ہزار درم یا سو دینار کے خریدی اور باہم قبضہ کر کے جدا ہو گئے پھر درم کو رصاص یا ستوق پا کر واپس کر دیے تو ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے اور چھاگل واپس کرنے سے پہلے اُس سے جدا ہو جانے کا اختیار رہی اور یہی حکم زیوف درمون کا بھی امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک زیوف کو مجلس واپسی سے جدا ہونے سے پہلے بدل لے یہ مبسوط مین لکھا ہی - اگر کوئی سونے کا زیور کہ جسمین جواہر ہین خریدا پھر جواہر مین عیب پا کر چاہا کہ فقط جواہر کو واپس کر دے تو ایسا نہین کر سکتا ہی یا تو سب کو واپس کرے یا سب کو لے لیوے اور ایسے ہی اگر چاندی کی انگوٹھی کہ جسمین یاقوت کا نگینہ ہی خریدی پھر نگینہ یا چاندی مین عیب پایا تو دونون کو واپس کرے یا دونون کو لے لے یہ حاوی مین لکھا ہی - اگر کسی نے کوئی طشت یا برتن خریدا کہ یہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ وہ کس چیز کا ہی اور اُسکے مالک نے کسی چیز کے ہونے کی شرط بھی نہین کی ہی تو یہ جائز ہی اور اگر چاندی کا برتن خریدا پھر وہ چاندی کے سوا نکلا تو دونون مین بیع نہوئی اور اگر وہ چاندی سیاہ یا سرخ تھی کہ جسمین رانگہ یا تانبا ملا تھا

اور اسی اُسکو فاسد کر دیا تھا تو مشتری کو خیار ہی چاہے اُسکو لے ورنہ چھوڑ دے یہ مبسوط مین لکھا ہی اور اگر چاندی کا کنگن بعوض سونے کے خریدا پھر اسمین عیب پایا تو واپس کر سکتا ہی پس اگر وہ اُسکے پاس تلف ہو گیا یا کوئی دوسرا عیب آگیا تو نقصان عیب لے سکتا ہی اور بائع یہ کہہ سکتا ہی کہ مین اسکو ایسا ہی واپس لیے لیتا ہون اور اگر ثمن چاندی ہو تو نقصان عیب نہین لے سکتا یہ حاوی مین لکھا ہی - اور اگر اسمین عیب نہ پایا ولیکن اُسکے آدھے کا کوئی مستحق پیدا ہوا اور باقی آدھا اُسنے واپس کیا یہانتک کہ ٹوٹ گیا تو باقی اُسکے ذمہ پڑیگا اور آدھا ثمن واپس کرے یہ مبسوط مین لکھا ہی اگر ایک دینار بعوض دس درم کے خریدا اور باہم قبضہ کر لیا اور وہ درم زیوف ہین پھر اُنکو اُنکے خریدار نے خرچ کیا اور اُسنے یہ نہ جانا تو امام اعظم کے نزدیک بائع پر اُسکا کچھ حق نہین ہی اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ اُنکے مثل واپس کر دیوے اور کھرے لیوے اور امام محمد کو قدوری نے امام ابو یوسف کے ساتھ کیا ہی اور کرخی رح نے امام اعظم کے ساتھ ذکر کیا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور فخر الاسلام وغیرہ نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف کا قول استحسان ہی اور اُن دونون کا قول قیاس ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اور اگر یہ دس درم قرض ہون یا بیع کا ثمن ہون تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی یہ حاوی مین لکھا ہی - اور اگر چاندی خریدی اور اُسکو بدون عیب کے ردی پایا تو واپس نہین کر سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر درم بیچنے والے نے کہا کہ مین نے تجھسے ہر عیب سے برائت کر لی پھر مشتری نے اُنکو ستوق پایا تو بری نہوگا اور اگر زیوف پایا تو بری ہو جائیگا یہ حاوی مین لکھا ہی - امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین یہ درم تیرے ہاتھ بیچتا ہون اور درم دکھلادے پھر اُسنے اُنکو زیوف پایا تو فرمایا کہ اُنکو بدل لے لیکن اگر اُسنے کہدیا ہو کہ یہ زیوف ہین یا اُنکے عیب سے برائت کر لی تو بدل نہین سکتا یہ محیط مین لکھا ہی - امام محمد رح سے روایت ہی کہ زید نے عمرو سے کچھ دینار بعوض درمون کے خریدے اور دینارون پر قبضہ کر لیا اور اُنکو بکر کے ہاتھ بیچا پھر بکر نے اُنمین عیب پا کر بدون حکم قاضی کے زید کو واپس کر دیا تو زید کو اختیار ہی کہ عمرو کو واپس کرے اور یہ بیع اسباب کی بیع کے مشابہ نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر کوئی چاندی کی انگوٹھی کہ جسمین نگینہ ہی بعوض درم یا دینار کے خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر مشتری نے چاندی مین سے نگینہ الگ کر لیا اور الگ کرنے سے کچھ ضرر نہوا پھر ایک مین عیب پایا تو اُسکے حصہ ثمن کے عوض واپس کر دیگا اور اسی طرح اگر نگینہ اکھاڑنے سے پہلے ایک مین عیب پایا اور دونون کو واپس کرنا چاہا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی لیکن نگینہ کو چاندی سے جدا کرے اور جسمین عیب ہی اُسکو واپس کرے اور اگر مشتری نے دونون پر قبضہ کیا اور ثمن نہ دیا یہانتک کہ ایک مین عیب پایا تو اُسکو اختیار ہی کہ چاہے دونون لے یا دونون کو واپس کر دے اور اگر اُسنے کسی مین عیب نہ پایا ولیکن ثمن پر قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو چاندی کی بیع باطل ہو جائیگی اور نگینہ اپنے دامون مین مشتری کو لینا پڑیگا اور چاندی اور نگینہ اگر ایسے ہون کہ دونون کو جدا کرنا مضر نہین ہی تو ایک ساتھ فروخت کیے جاوین گے اور یہی حال تلوار حلیہ دار و حلیہ دار پٹی وغیرہ کا ہی پس ہر ایسی چیز کہ جسمین سے جواہر کا نکالنا مضر نہو وہ بمنزلہ علیحدہ دو چیزون کے ہی یہ محیط مین لکھا ہی **متصلات** اگر ایک دینار بعوض دس درم کے خریدا اور باہم قبضہ کیا پھر دینار بیچنے والا کچھ زیوف درم لایا اور کہا کہ مین نے انھین درمون مین پائے ہین اور مشتری نے اپنے درمون مین سے ہونے سے انکار کیا تو اس مسئلہ مین چند صورتین ہین کہ دینار بیچنے والے نے اُس وقت سے پہلے یا یہ اقرار کیا ہوگا کہ مین نے جید پر قبضہ کیا یا اپنے حق پر قبضہ کیا یا راس المال پر قبضہ کیا یا درم بھر پائے یا درمون پر قبضہ کیا یا فقط قبضہ کیا تو یہی

ف و لستوقاً ای کونہ ستوقاً

درم کی بعض مین اور زیوف لکھو ... ہین فافہم ۱۲

ف یعنی دایکی کہ ... صرف ... ۱۳۲

اور دوسری اور تیسری اور چوتھی صورت مین اُسکا دعوے قابل سماعت نہوگا پس مشتری سے قسم نہ لیجائیگی اور پانچوین صورت مین قول دینار بیچنے والے کا ہوگا اور خریدنے والے پر گواہ لانا چاہیے کہ اُسنے جید درم دیے ہین اور یہ استحسان ہے اور چھٹی صورت مین بھی یہی حکم ہے اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اُن درمون کو ستوق یا رصاص پایا ہے تو بھی پانچ صورتون مین اُسکا قول قابل سماعت نہوگا اور چھٹی صورت مین قبول ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے

پانچوان باب عقد صرف کے اُن احکام کے بیان مین جو دونون عقد کرنے والون کے حال سے متعلق ہین اور اسمین چھ فصلین ہین

فصل اول مرض مین بیع صرف کے بیان مین امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مریض نے اپنے وارث کے ہاتھ دینار بعوض ہزار درم کے فروخت کیا اور دونون نے قبضہ کر لیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز نہین ہے مگر جبکہ باقی وارث اجازت دیدین اور عین کے ساتھ اُسکی وصیت وارث کے واسطے معتبر ہے اور اسی طرح اگر اُسکو مثل قیمت پر یا کم پر بیچا ہو تب بھی یہی حکم ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر مثل قیمت یا زیادہ پر بیچا تو باقی وارثون کی بلا اجازت بیع جائز ہے اگر مریض نے اپنے بیٹے سے ہزار درم بعوض سو دینار کے خریدے اور باہم قبضہ کر لیا اور اُسکے بالغ وارث موجود ہین تو امام اعظم کے نزدیک باقی وارثون کی بلا اجازت جائز نہین ہے خواہ دینارون کی قیمت ہزار درم ہو یا زیادہ ہو یا کم ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر دینارون کی قیمت ہزار درم یا کم ہے تو باقی وارثون کی بلا اجازت جائز ہے اور اگر ہزار درم سے زیادہ ہے تو باقی وارثون کی اجازت دینے سے بیع جائز ہوگی اور اگر انھون نے اجازت نہ دی تو مشتری کا بیٹا مختار رہوگا کہ اگر چاہے تو بیع توڑ کر دینار واپس کرے اور اپنے درم لیوے اور اگر چاہے تو دینارون مین سے اپنے درمون کی قیمت کے برابر لے اور زیادتی کو واپس کرے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر مریض نے کسی اجنبی کے ہاتھ ہزار درم بعوض ایک دینار کے بیچے اور دونون نے قبضہ کر لیا پھر مریض مر گیا اور دینار اُسکے پاس ہے اور سوا اُسکے اُسکا کچھ مال نہین ہے تو وارثون کو اختیار رہے کہ جسقدر تہائی سے زائد ہے واپس کرین اور جب انھون نے واپس کیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو دینار لیوے اور ہزار درم واپس کر دے اور اگر چاہے تو ہزار مین سے دینار کی قیمت لے اور ہزار کی پوری تہائی بھی لیوے اور اگر مریض نے دینار کو تلف کر دیا تو مشتری دینار کی قیمت ہزار مین سے لیگا اور باقی کی ایک تہائی لیگا یہ حاوی مین لکھا ہے - پھر امام محمد رح نے مشتری درم کو مریض کے پاس دینار تلف ہو جانے کے بعد اختیار دیا ہے اور اس صورت مین اور دوسری صورت مین کہ جب درم کے خریدار کے پاس ہزار درم تلف ہوگئے اور مریض کے فعل کی وارثون نے اجازت نہ دی امام نے فرق بیان کیا ہے کہ اسمین مشتری درم فسخ اور اجازت مین مختار نہین ہے بلکہ دینار کی قیمت اور ہزار کی تہائی لیگا اور باقی وارثون کو واپس کر دیگا یہ محیط مین لکھا ہے - اور اسی طرح اگر مریض نے سو درم چاندی کے حلیہ کی تلوار کہ فقط تلوار کی قیمت سو درم تھی اور کل کی قیمت بیس دینار ہے بعوض ایک دینار کے فروخت کی اور دونون نے قبضہ کر لیا اور وارثون نے اجازت دینے سے انکار کیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو تلوار اور حلیہ مین سے دینار کی قیمت اور اُسکے بعد تہائی تلوار کامل لے لیوے اور اگر چاہے تو کل کو واپس کر دے اور اپنا دینار لے لیوے اور یہ اور پہلا مسئلہ تخریج مین برابر ہین اور خصوصیت اس مسئلہ مین یہ ہے کہ دینار کی قیمت تلوار اور حلیہ دونون مین سے لیگا اور اگر مریض نے دینار تلف کر دیا تو مشتری کو خیار رہوگا کہ اگر چاہے تو اُسکے مثل

دینار لیوے اور بیع کو پھیر دیوے اور یہ میت کے ترکہ میں سے ہو گا کہ تلوار فروخت کر کے اُسکا دینار ادا کیا جاوے اور اگر چاہے تو تلوار اور حلیہ میں سے دینار کی قیمت اور باقی کی تہائی اُسکو ملیگی اور اگر مشتری نے بھی اپنے مقبوضہ کو تلف کر دیا تو اُسکو اسمیں سے ایک دینار کی قیمت اور باقی کی تہائی جائز ہو گی اور باقی کے دو تہائی وارثون کو دیوے یہ مبسوط میں لکھا ہے

ایک مریض کے پاس نو سو درم ہیں اور اُسکے سوا کچھ مال نہیں ہے پھر اُنکو بعوض ایک دینار کے کہ جسکی قیمت نو درم ہے فروخت کیا اور مشتری نے دینار پر قبضہ کیا اور دوسرے نے سو درم پر قبضہ کیا پھر دونون جدا ہو گئے اور یہ مریض مر گیا اور دینار و درم ویسے ہی قائم ہیں پس یہان وارثون کی اجازت اور نہ اجازت برابر ہے اور یہ درم لینے والے کو سو درم دیے جاوینگے بعوض نوین حصہ دینار کے اگرچہ نوین حصہ دینار سے سو درم کی قیمت زیادہ ہو اور باقی آٹھ سو آٹھ نوان حصہ دینار اُسکو وارث واپس کر دینگے اور اگر درم کے خریدار نے درمون میں سے دو سو یا تین سو درم پر قبضہ کیا تو بھی وارثون کی اجازت یا نہ اجازت برابر ہے اور مشتری کو دو سو درم بعوض دو نوین حصہ دینار کے یا تین سو درم بعوض تین نوین حصہ دینار کے دیے جاوینگے اور اگر درمون کے خریدار نے چار سو درم پر قبضہ کیا تو وارثون کی اجازت کی احتیاج ہے پس اگر وارثون نے اجازت دی تو مشتری کو چار سو درم اور وارثون کو چار نوان دینار دیا جاویگا اور وارثون کو لازم ہے کہ پانچ نوان حصہ دینار مشتری کو واپس کرین اور اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے بیع کو توڑ دے اور درم واپس کر دے اور اپنا دینار لے لے اور اگر چاہے تو درمون میں سے بقدر چار نوین حصہ دینار کے اور کل مال کی تہائی کہ جو تین سو ہوتے ہین لے لیوے اور باقی وارثون کو واپس کر دے اور اگر درمون کے خریدار نے درمون پر قبضہ نہین کیا ہے تو وارث اُسکا دینار واپس کرین اور بعینہ یہی دینار واپس کرنا چاہیے یا نہین اسمین دو روایتین ہین اگر دونون جدا نہوے اور نہ مریض مرا اور مشتری نے آٹھ دینار اور بڑھا دیے اور باہم قبضہ کر لیا تو یہ سب جائز ہے بشرطیکہ ہر دینار کی قیمت دس درم ہوں اور اگر مریض نے کوئی وکیل کیا تھا اور اُسنے یہ درم اسکے ہاتھ ایک دینار کو بیچے پھر باہمی قبضہ سے پہلے مریض مر گیا پھر مشتری نے کہا کہ مین نو سو درم نو دینار مین لیتا ہون تو یہ جائز ہے اگر وکیل راضی ہو جاوے اور مشائخ نے اس مسئلہ کی تاویل اسطرح بیان کی ہے کہ مریض نے اُس شخص کو ان درمون کے بیچنے کا وکیل کر کے اُسی کی رائے پر چھوڑ دیا تھا اور کہا کہ اسمین اپنی رائے سے کام کر یا یہ کہا کہ جو کچھ اسمین تو کریگا وہ سب جائز ہے تاکہ وکیل کی بیع مریض کے حق مین باوجود محاباۃ کے جائز ہووے پس بمنزلہ مریض کی کسی بیع کے ہو گی پھر جب مشتری نے زیادتی کر کے محاباۃ دور کر دی تو بیع جائز ہو گئی اور اگر مریض نے اُسکی رائے پر نہین چھوڑا تو بیع جائز نہو گی دونون مذہبون پر اگرچہ مشتری نے زیادتی کر دی ہو یہ محیط مین لکھا ہے

اگر ایک مریض سے ہزار درم بعوض سو درم کے خریدے اور باہم قبضہ کر لیا پھر مریض اس مرض مین مر گیا تو یہ ربوا ہے اور صحیح و سالم اور مریض سب سے لینا جائز نہین ہے اور جس شخص نے سو درم دیے ہین اُسکو اختیار ہے کہ ہزار مین سے سو درم اپنے سو درم کے عوض لے اور باقی واپس کر دے اور اس صورت مین وصیت اُسکے لیے نہو گی یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ اور مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اُس روایت کے موافق ہے کہ جسمین یہ آیا ہے کہ عقد فاسد کی وجہ سے جو چیز قبضہ مین آئی اُسی کا واپس کرنا متعین نہین ہوتا ہے اور جس روایت مین اُسی کا واپس کرنا متعین آیا ہے اُسکے موافق اس شخص کو چاہیے ہے کہ ہزار درم مقبوضہ میت کے وارثون کو واپس کرے اور اپنے سو درم اُنسے واپس لے

[illegible]

[illegible]

مشتری ٹھیکہ پر بعینہٖ قائم ہون یہ محیط مین لکھا ہے - پس اگر اُسنے سو درم پر ایک کپڑا یا دینار زیادہ دیا تھا تو یہ بیع صحیح ہوجاویگی پھر اگر مریض مرگیا اور وارثون نے اجازت دینے سے انکار کیا تو اس شخص کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو بیع توڑدے اور اگر چاہے تو اُسکو ہزار مین سے سو درم اسکے سو کی جگہ اور دینار اور اسباب کی قیمت بطریق معاوضہ کے اور ہزار کی ایک تہائی بطریق وصیت کے ملیگی بشرطیکہ دینار اور ہزار وارثون کے پاس موجود ہون کذا فی المبسوط اور اگر دونون تلف ہوگئے ہون تو باقی کی تہائی ملیگی یہ محیط مین لکھا ہے - اگر مریض کے پاس سو درم چاندی کی چھاگل کہ جسکی قیمت بیس دینار ہین موجود ہو اور اُسنے اُسکو بعوض سو درم کے کہ جسکی قیمت دس دینار ہے فروخت کیا پھر مریض مرگیا اور وارثون نے اجازت دینے سے انکار کیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے تو بیع واپس کردے اور اگر چاہے تو دو تہائی چھاگل بعوض سو کی دو تہائی کے لیوے اور ایک تہائی وارثون کی ہوگی یہ حاوی مین لکھا ہے -

دوسری فصل اپنے مملوک اور قرابتی اور شریک اور مضارب کے ساتھ بیع صرف کرنے کے بیان مین اور قاضی اور اُسکے امین اور وکیل اور وصی کی یتیم وغیرہ کے مال مین بیع صرف کرنے کے بیان مین -

مالک اور اُسکے غلام کے درمیان مین ربوا نہین ہوتا ہے پس اگر غلام پر قرض ہو تب بھی ربوا نہین ہے ولیکن مالک پر واجب ہے کہ جو اُسنے لیا ہے غلام کو واپس کرے خواہ ایک درم بعوض دو درم کے یا دو درم بعوض ایک درم کے خریدے ہون یہ مبسوط مین لکھا ہے اور یہی حکم ام ولد اور مدبر کا ہے یہ حاوی مین لکھا ہے - اور اگر اپنے مکاتب کے ہاتھ ایک درم بعوض دو درم کے یا دو درم بعوض ایک درم کے بیچا تو جائز نہین ہے اور سود ہوگا اور جس غلام کا تھوڑا حصہ آزاد کیا گیا ہو وہ امام اعظم رح کے نزدیک بمنزلہ مکاتب کے ہے اور صاحبین کے نزدیک بمنزلہ ایسے آزاد کے ہے جسپر قرض ہے یہ محیط مین لکھا ہے - اور والدین اور شوہر و زوجہ اور قرابتی اور شریک العنان ایسی چیزون مین جو دونون کی تجارت سے نہین ربوا مین بمنزلہ اجنبیون کے ہین اور مملوک بمنزلہ احرار کے ہین ولیکن متفاوضین مین اگر ایک نے ایک درم بعوض دو درم کے دوسرے سے خریدا تو یہ بیع نہین ہے بلکہ وہ انکا مال ہمیشہ بیع سے پہلے تھا اب بھی ہوگا یہ مبسوط مین لکھا ہے - اور قدوری نے کہا کہ قاضی اور اُسکے امین کا فعل یتیم کے مال مین اور باپ یا اُسکے وصی کا فعل نابالغ کے حق مین وہی جائز ہوگا جو دو اجنبیون مین جائز ہوتا ہے اور اسی طرح اگر باپ نے اپنے لڑکے کے مال مین سے اپنے واسطے کچھ خریدا یا مضارب نے رب المال کے ہاتھ کچھ بیچا تو فقط اُسی طرح جائز ہوگا جسطرح دو اجنبیون مین جائز ہوتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے - اگر یتیم کے درم ہون اور وصی اُنکو بعوض دینارون کے بازار کے بھاو پر اپنے واسطے بیع صرف کرے تو جائز نہین ہے اور اسی طرح اگر چاندی کا برتن ہو اور اُسکو اُسکے وزن پر اپنے ہاتھ بیچے تو بھی جائز نہین ہے اور اگر اُسکے پرورش مین دو یتیم ہون کہ ایک کے پاس درم ہون اور دوسرے کے پاس دینار ہون پھر وصی نے دونون مین بیع صرف کردی تو جائز نہین ہے یہ حاوی مین لکھا ہے - اگر یتیم کے مال سے کوئی چیز اُسکے واسطے خریدی تو امام نے فرمایا کہ مین اسمین غور کرونگا اگر یتیم کی بہتری ہوگی تو بیع پوری کردونگا ورنہ یہ باطل ہے اور یہ قول امام اعظم رح اور دوسرا قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور پہلا قول انکا اور امام محمد رح کا یہ ہے کہ بسبب اس اثر کے جو حضرت ابن مسعود رض سے ہمکو پہونچا ہے بالکل بیع جائز نہین ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے - اور بیع صرف مین قاضی اور اُسکے وکیل اور امین کا حکم اور دیگر لوگون کا حکم یکسان ہے یعنے

مجلس مین باہمی قبضہ شرط ہی اور اگر اُسنے غائب یا یتیم کے مال مین کچھ تصرف کیا تو باہمی قبضہ اُسکی طرف رجوع کریگا اور اگر یتیم کا مال اپنے ہاتھ فروخت کیا یا اُسکے درم اپنے درم یا دینار کے عوض بیع صرف کرلیے تو جائز نہین ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔

تیسری فصل

صرف مین وکالت کے بیان مین۔ اگر دو وکیلون نے بیع صرف کی تو قبضہ سے پہلے انکو جدا ہونا نہ چاہیے اور اُنکے موکلون کا اُنکے پاس سے غائب ہونا مضر نہین ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ دو شخصون نے بیع صرف کی اور قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیے پھر موکلون کے جدا ہونے سے پہلے اُنھون نے قبضہ کرلیا تو بیع جائز ہی اور موکلون کے جدا ہونے کے بعد جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص نے دو شخصون کو کسی قدر درمون کی بیع صرف کے واسطے وکیل کیا کہ انکی بیع صرف کرین تو ایک کو بدون دوسرے کے صرف کا اختیار نہین ہی اور اگر دونون نے عقد بیع کیا پھر قبضہ سے پہلے ایک چلا گیا تو اُسکا آدھا حصہ باطل ہوجائیگا اور دوسرے کے آدھے کی بیع باقی رہیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر دونون نے رب المال کو قبضہ کرنے یا ادا کرنے کے واسطے وکیل کیا اور دونون چلے گئے تو بیع صرف باطل ہوجاویگی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر کچھ درمون کو دینارون کے عوض بیع صرف کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے بیع صرف کی اور باہم قبضہ کیا اور جس شخص نے درہمون پر قبضہ کیا اُسنے پورا حق پالینے کا اقرار کیا پھر اسمین ایک درم زیف پایا اور وکیل نے اُسکو قبول کرلیا اور اقرار کیا کہ یہ میرے درمون مین سے ہی اور موکل نے انکار کیا تو وہ وکیل کے ذمہ پڑیگا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور اگر وکیل نے انکار کیا کہ میرے درہمون مین سے نہین ہی پھر خریدار نے گواہ پیش کیے کہ انھین مین سے ہی اور اُسنے پورے درم پالینے کا اقرار بھی نہین کیا تھا تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور درم وکیل کو واپس کریگا اور وہ موکل کے ذمہ پڑینگے اور بعض مشائخ نے فرمایا ہی یہ خطا ہی کیونکہ یہ صورت گواہ قائم کرنے کی نہین ہی بلکہ استحسانا درمون کے خریدار کا قول لیا جائیگا جیسا کہ مسلم الیہ اگر زیوف درم لاوے اور دعوے کرے کہ یہ راس المال مین سے ہین اور پورا حق پالینے کا اقرار نہ کیا ہو تو اُسکا قول لیا جاتا ہی اور جیسا کہ کسی اسباب کے بیچنے مین اگر بائع زیوف درم لاکر کہے کہ یہ ثمن مین سے ہین اور پورا حق پالینے کا اقرار نہ کیا ہو تو اُسکا قول استحسانا لیا جاتا ہی پس اسی طرح یہان بھی اُسکا قول لیا جائیگا اور اسی طرف شمس الائمہ سرخسی نے میلان کیا ہی ولیکن شیخ الاسلام خواہر زادہ نے امام محمد رح کے قول کی تصحیح کی ہی اور کہا کہ استحسانا مشتری کا قول اگرچہ لیا جائیگا لیکن قسم کے ساتھ لیا جائیگا پس اُسنے یہ گواہ پیش کرکے قسم اپنے اوپر سے ساقط کی اور قسم ساقط کرنے کے واسطے گواہ مقبول ہوتے ہین مثلاً ودیعت جسکے پاس ہی اگر وہ واپس کردینے یا تلف ہوجانے پر پیش کرے تو مقبول ہین اور امام ابو عبد اللہ ابن الحسن ابن احمد فرماتے تھے کہ کتاب مین یہ مذکور نہین ہی کہ درم کے خریدار کو گواہ پیش کرنے کے واسطے تکلیف دیجاویگی صرف اُسمین یہ ہی کہ اگر اُسنے گواہ پیش کیے تو مقبول ہونگے پس شاید وہ اسواسطے پیش کیے کہ قسم اُسکے اوپر سے جاتی رہی پس اُس شخص کے مانند ہوجائیگا جسکے پاس ودیعت رکھی گئی ہو جیسے امام محمد رح نے فرمایا اور اسی طرح اگر اُسنے وکیل سے قسم لی اور وہ قسم سے باز رہا اور درم اُسکو پھیر دیے گئے تو موکل کے ذمہ پڑینگے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ بھی خطا ہی کیونکہ اس صورت مین وکیل پر قسم نہین آتی ہی اور قسم صرف

مشتری پر آتی ہی کیونکہ شرعًا اسی کا قول معتبر رکھا گیا ہی پس اسی پر قسم آویگی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو واپس کر سکتا ہی ولیکن وکیل سے قسم لینا نہین ہوسکتا ہی پس صحیح حکم یون بیان کرنا چاہیے کہ اگر درمون کے خریدار نے قسم کھالی اور درم وکیل کو واپس کردیے تو یہ بعینہ موکل کو واپس کرنا ہی اور جو مشائخ اہل تحقیق ہین اُنھون نے امام محمدؒ کے قول کی تصحیح کی ہی اور کہا ہی کہ یہ جو مذکور ہوا بطریق استحسان ہی اور امام محمد کا قول بطریق قیاس ہی کیونکہ قیاس یہ چاہتا ہی کہ قسم لیکر وکیل کا قول معتبر ہو جیسا کہ بیع عین مین ہوتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کسی نے وکیل کیا کہ میرے واسطے یہ درم بعوض دیناروں کے بیع کرے اور اُسنے بیع کی تو وکیل کو دیناروں مین تصرف کرنے کا اختیار نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی - اگر کسی نے ایک شخص کو اسلیے وکیل کیا کہ اُسکے لیے چاندی کی چھاگل معین بعوض درمون کے خریدے پھر اُسنے بعوض درمون کے اُسکے حکم کے موافق خریدی اور یہ نیت کی کہ چھاگل میرے واسطے ہی تو موکل کے واسطے ہوگی اور اگر بعوض دیناروں یا اسباب کے خریدی تو چھاگل وکیل کی ہوگی اور اگر چاندی کی معین چھاگل خریدنے کے واسطے ایک وکیل مقرر کیا اور ثمن کا نام اُسکو نہ تبلایا پھر اُسنے درم یا دینار کے عوض خریدی تو چھاگل موکل کی ہوگی اور اگر بعوض اسباب کے یا کیلی یا وزنی چیز کے خریدی تو چھاگل وکیل کی ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر بعینہ چاندی فروخت کرنے کے واسطے کوئی وکیل مقرر کیا اور ثمن کا نام نہ تبلایا پھر اُسنے اس سے زیادہ چاندی کے عوض بیچی تو جائز نہین ہی اور وہ ضامن نہوگا اور اُس سے چاندی کے لینے کا موکل زیادہ حقدار ہی کہ اپنی چاندی کے برابر لے اور وکیل کو چاہیے کہ باقی چاندی اُسکے مالک کو واپس کرے یہ خزانۃ الاکمل مین لکھا ہی - اور مشائخ نے فرمایا کہ امام محمد رحؒ کا یہ قول کہ وکیل کے قبضہ مین جو چاندی ہی اُسکے لینے کا موکل زیادہ حقدار ہی اسطور پر ماول کیا گیا ہی کہ جب موکل اپنی بعینہ چاندی کے لینے پر قادر نہو مثلاً اُسکا قابض غائب ہوگیا یا موجود ہی مگر اُسنے تلف کردی تو ایسی حالت مین موکل کا زیادہ استحقاق ہی کہ اس چاندی مین سے اپنی چاندی کے برابر لیوے اور اگر بعینہ اپنی چاندی کے لینے پر قادر ہو تو سوائے اُسکے اسمین سے نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کسی نے ایک شخص کو چاندی کی مٹی بیچنے کا وکیل کیا اور اُسنے چاندی کے عوض بیچی تو جائز نہین ہی پس اگر مشتری کو معلوم ہوا کہ مٹی مین چاندی ثمن کے برابر ہی اور وہ راضی ہوگیا تو جائز ہی اور اُسکو خیار ہوگا پس اگر اُسنے بلا حکم قاضی واپس کردی تو موکل پر جائز ہوگی اور مشتری کے جاننے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو بیع فاسد ہی یہ حاوی مین لکھا ہی - اور اگر بعوض اسباب کے بیچی اور مشتری نے جانا یعنی مٹی کی چاندی کا ثمن کے برابر ہونا کہ اسمین سونا یا چاندی یا دونون ہین تو امام اعظم رحؒ کے نزدیک بیع جائز ہی اور صاحبین اسمین خلاف کرتے ہین اور اگر یہ نہ جانا کہ اسمین ایک یا دونون ہین اور بعوض اسباب کے بیع کی تو سب کے نزدیک جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر اپنی حلیہ دار تلوار بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اُدھار بیچی تو بیع فاسد ہی اور وکیل ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر اسمین خیار کی شرط کی یا جسقدر اسمین چاندی ہی اس سے کم پر نقد بیچی تو بھی فاسد ہی اور وکیل ضامن نہوگا اگر ایسے زیور کے بیچنے کے واسطے کہ جسمین موتی اور یاقوت ہین وکیل کیا اور اُسنے درمون کے عوض بیچا پھر ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے دونون جدا ہوگئے پس اگر موتی اور یاقوت بلاضرر جدا ہوسکتے ہین تو اُنکی بیع جائز ہوگی اور حصۂ صرف کی بیع باطل ہوگی اور اگر بلاضرر جدا نہین ہوسکتے ہین تو کسی کی بیع جائز نہوگی یہ مبسوط مین لکھا ہی - اور اگر درمون کے عوض کچھ پیسے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے خرید کر قبضہ کیا پھر موکل کے سپرد کرنے سے پہلے وہ کاسد ہوگئے تو یہ موکل کے ذمہ پڑینگے اور اگر وکیل کے

قبضہ سے پہلے وہ کاسد ہوے تو وکیل کو اختیار ہوگا کہ چاہے انکو واپس کرے چاہے لے لے پس اگر اسنے لے لیے تو اُسی کو لازم ہونگے نہ موکل کو مگر اُس صورت مین کہ موکل انکو لے لینا پسند کرے یہ حاوی مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک شخص کو ایک بعینہ سونے کے طوق کو ہزار درم مین خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور ہزار درم اُسکو دیدیے پھر وکیل نے طوق ہزار درم مین خریدا اور ثمن ادا کر دیا پھر طوق کو وکیل کے قبضہ کرنے سے پہلے بائع کے پاس کسی نے توڑ دیا تو وکیل کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو عقد پورا کرکے توڑنے والے کا دامنگیر ہو کر طوق کی قیمت مین ڈھلی ہوئی چیز اُسکی جنس کے برخلاف لیوے اور اگر چاہے تو عقد کو فسخ کرے اور بائع اسکو خواہ بعینہ یہ درم یا انکے مثل واپس کرے پس اگر وکیل نے عقد پورا کر لیا اور توڑنے والے سے طوق کی قیمت لی تو موکل کو یہ اختیار نہین ہی کہ یہ قیمت وکیل سے لے لے صرف وہ درم لیگا جو اُسنے دیے ہین کذا فی المحیط۔ اور وکیل کو چاہیے کہ اس قیمت مین جو زیادتی ہو اُسکو صدقہ کر دے یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک سونے کا طوق بیچنے کے واسطے وکیل مقرر کیا اور اُسنے فروخت کرکے ثمن لے لیا اور طوق مشتری کو دیدیا پھر اُسکے بعد مشتری آیا اور کہا کہ مین نے وہ طوق پیتل کا سونے سے ملمع کیا ہوا پایا ہی اور موکل نے انکار کیا تو اس مسئلہ کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ وکیل نے اس سے انکار کیا اور مشتری نے اُسپر گواہ قائم کیے یا وکیل سے قسم لی اور وہ قسم سے باز رہا اور قاضی نے طوق اُسکو واپس کر دیا تو اس حالت مین طوق موکل کو لازم ہوگا اور دوسری صورت یہ ہی کہ وکیل نے اسکا اقرار کر لیا اور اسکی بھی دو صورتین ہین اگر بدون حکم قاضی کے اسکو واپس دیا گیا تو یہ واپسی وکیل پر ہوگی اور اُسکو گنجایش نہین ہی کہ موکل سے جھگڑا کرے اور اگر قاضی کے حکم سے واپس دیا گیا ہی تو بھی وکیل کو لازم ہوگا ولیکن اُسکو موکل سے جھگڑا کرنے کا استحقاق ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ مسلمان کے حق مین مین مکروہ جانتا ہون کہ وہ ذمی یا حربی کو درم یا دینار کی بیع صرف کے واسطے وکیل کرے اور اگر اُسنے کیا تو جائز رکھونگا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر کچھ درمون کی بیع صرف کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے موکل کے غلام کے ساتھ بیع کی تو اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ غلام پر قرض نہو تو اس صورت مین جائز نہین ہی جیسا کہ اگر موکل خود اُس غلام کے ساتھ بیع صرف کرتا تو جائز نہوتا ولیکن وکیل پر ضمان نہوگی اور اگر اُس غلام پر قرض ہو تو جائز ہی جیسا کہ اس صورت مین اُسکے مالک کا بیع کرنا اُسکے ساتھ جائز ہوتا ہی ولیکن وکیل کو چاہیے کہ جب تک اپنا ثمن پورا نہ حاصل کرے مبیع غلام کو نہ دیوے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ہزار درم کی بیع صرف کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے دیناروں کے عوض بیچا اور اسقدر کم کر دیا کہ جسقدر لوگ ٹوٹا نہین اُٹھاتے ہین تو یہ بیع موکل پر جائز نہین ہی اور اگر وہ درم اُنکے نرخ کے موافق اپنے مفاوض کے ہاتھ یا صرف کے شریک کے ہاتھ یا مضارب کے ہاتھ فروخت کیے تو جائز نہین ہی اور اگر موکل کے مفاوض کے ہاتھ فروخت کیے تو بھی جائز نہین ہی اور اگر موکل کے شریک کے ہاتھ جو مفاوض نہین ہی فروخت کیے تو جائز ہی اور یہی حکم موکل کے مضارب کا ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر ہزار درم کی بیع صرف کے واسطے وکیل کیا اور وہ دونون کوفہ مین موجود تھے اور کوئی جگہ نہ بتلائی تو کوفہ کے جس کنارہ اُنکی بیع کر دیگا جائز ہوگی اور اگر انکو حیرہ (نام شہر) مین لے گیا اور وہان بیع کیا تو جائز ہی اور وکیل ضامن نہوگا ولیکن یہ حکم ایسی چیزون مین ہی جن کی باربرداری اور خرچ نہو اور اگر انکی باربرداری اور خرچ ہو جیسے غلام یا اناج وغیرہ اور انکو کوفہ کے سوا دوسرے شہر مین بیچا اور اُس شہر مین نہین لے گیا تو قیاساً و استحساناً بیع جائز ہی اور اگر دوسرے شہر مین

ف یعنی زبان سے دوسرے شہر مین اسکی فروخت کی لیکن وہ وہان نہین لے گیا ۱۲ منہ

لے گیا تو کتاب الصرف مین ابو سلیمان کی روایت سے منقول ہو کہ اگر مکہ مین لے گیا اور اجرت دی پس اگر ضائع ہو جاوے یا چوری ہو جاوے تو وہ ضامن ہوگا اور اگر وہ چیز بچ گئی اور اُسنے فروخت کر دی تو مین بیع کی اجازت دیتا ہون ولیکن موکل پر کچھ اجرت لازم نہ کرونگا اور ابو حفص کی روایت سے منقول ہو کہ جس جگہ اُسکی بیع کی اجازت دی ہو اگر وہین اُسکے مثل ثمن پر فروخت کرے تو مین بیع کی اجازت دیتا ہون اور یہ مسئلہ کتاب الوکالت مین بھی مذکور ہو اور ابو سلیمان اور ابو حفص رح نے باتفاق روایت کی ہو کہ امام نے فرمایا کہ مین استحسانًا اُس سے ضمان لونگا اور بیع کی اجازت نہ دونگا پس کتاب الصرف مین ابو سلیمان کی روایت سے جو حکم ہو وہ قیاسًا ہو نہ استحسانًا پس حاصل اس مسئلہ کا یہ ہوا کہ جن چیزون مین باربرداری اور خرچ ہو اگر اُنکو وکیل نے دوسرے شہر مین لیجا کر بیچا تو قیاسًا جائز ہو اور موکل پر کچھ اجرت لازم نہ آویگی اور استحسانًا بیع جائز نہین ہو کذا فی الذخیرہ اور یہی اصح ہو کذا فی المبسوط۔ اگر کسی نے دوسرے کو ایک ہزار درم کی بیع صرف کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے ان ہزار کی بیع کر لی پھر وکیل موکل کے گھر آیا اور دوسرے ایک ہزار لیکر بیع کی تو جائز ہو اور اسی طرح اگر پہلے درم باقی ہون اور وکیل نے اُنکے سوا دوسرے لیکر صرف کیے تو جائز ہو اور یہی حکم دینار اور فلوس کا ہو یہ حاوی مین لکھا ہو۔ اور اگر موکل نے یہ درم وکیل کو دیدیے اور اُسکے پاس سے چوری گئے یا تلف ہو گئے تو وکالت باطل ہو جاویگی یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کسی معین چاندی یا معین سونے کے بیچنے کا حکم دیا اور اُسنے اُسکے سوا دوسری بیچ ڈالی تو جائز نہین ہو یہ حاوی مین لکھا ہو۔ اگر کسی کو اسواسطے وکیل کیا کہ اُسکے درم بعوض دینارون کے بیع صرف کرے اور وہ دونون کوفہ مین موجود ہین اور اُسنے کوفیہ مقطعہ دینارون کے عوض صرف کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہو اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح نے کہا کہ جائز نہین ہو مگر جبکہ شامی دینارون کے عوض صرف کرے تو جائز ہو جاننا چاہیے کہ وکالت اسی شہر کے نقد کی طرف پھیری جایا کرتی ہو اور امام ابو حنیفہ رح کے زمانے مین نقد شہر کا کوفیہ مقطعہ اور شامیہ دینار تھے پس انھون نے اپنے زمانے کے موافق فتوے دیا اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے زمانے مین شہر کا نقد فقط شامی دینار تھے تو انھون نے اپنے زمانے کے موافق فتوے دیا ہو پس یہ فی الحقیقت عصر و زمانہ کا اختلاف ہو اگر کوفہ مین کسی شخص کو وکیل کیا کہ ان دینارون کے عوض غلہ کے درم خریدے تو اس سے کوفہ کا غلہ مراد ہوگا بغداد وغیرہ کا نہین اور اگر اُسنے بغداد یا بصرہ کا غلہ خریدا پس اگر کوفہ کے غلہ کے مانند یا اُس سے بڑھکر ہو تو جائز ہو اور اگر اُس سے گھٹکر ہو تو جائز نہین ہو اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ یہ درم بعوض اتنے شامی دینارون کے فروخت کرے اور اُسنے کوفی دینارون کے عوض بیچ ڈالے پس اگر کوفیہ غیر مقطعہ ہون اور اُنکا وزن بھی شامیون کے برابر ہو تو بیع موکل کے واسطے جائز ہوگی ورنہ نہین اور اگر کسی نے وکیل کیا کہ یہ دینار بعوض اتنے درم غلہ کوفہ کے فروخت کرے اور اُسنے غلہ بغداد یا غلہ بصرہ کے عوض فروخت کیے پس اگر بصرہ کا غلہ مثلًا غلہ کوفہ کے مانند ہو تو جائز ہو اور یہ شرط نہین کہ اُنکا وزن بھی برابر ہو اور اگر یہ کہا کہ ان درمون کو بعوض دینارون عتق کے فروخت کرے اور اُسنے شامی کے عوض فروخت کیے تو بیع موکل کے واسطے جائز نہوگی اگر کسی نے دوسرے کو ایک ہزار درم قرض دیے اور قرض لینے والے نے اُنپر قبضہ کیا پھر قرض خواہ نے اُس سے کہا کہ میرے درم جو تجھپر ہین اُنکو

بیع صرف کرے اور یہ نہ بتلایا کہ کس کے ساتھ صرف کرے تو امام اعظم رح کے نزدیک وکیل کرنا صحیح نہین ہی اور یہ بیع قرضدار کے واسطے ہوگی اور صاحبین کے نزدیک وکیل کرنا صحیح ہی اور یہ بیع قرض خواہ کے واسطے ہوگی اور اگر اُسنے صرف یہ کہا کہ انکو بیع صرف کرے اور اسپر کچھ زیادہ نہ کیا تو بالاجماع وکیل کرنا صحیح نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی- ایک شخص پر دوسرے کے ہزار درم آتے ہین اُسنے طالب کو کچھ دینار دیے اور کہا کہ انکو بیع صرف[ف۱] کرکے اپنا حق انمین سے لے لے پھر وہ دینار بیع صرف کرنے سے پہلے طالب کے پاس تلف ہوگئے تو اس شخص کا مال گیا جس نے دیے تھے اور اگر اُسنے بیع صرف کر لی اور درمون پر قبضہ کر لیا اور اپنا حق لینے سے پہلے وہ درم اُسکے پاس تلف ہوگئے تو بھی دینار دینے والے کا مال گیا اور اگر اُسنے اپنا حق انمین سے لے لیا پھر تلف ہوگئے تو یہ طالب کے مال مین شمار ہوگا اور اگر مطلوب نے طالب کو کچھ دینار دیے اور کہا کہ انکو اپنے حق کے ادا کے واسطے لے اور اُسنے لے لیے تو وہ اُسکی ضمانت مین ہوگئے اور اگر مطلوب نے اُسکو دینار دیے اور کہا کہ اپنے حق کے عوض بیچ لے اور اُسنے اپنے حق کے برابر درمون کے عوض اُنکو فروخت کیا تو بعد بیع کے درمون پر قبضہ کرنے سے اپنے حق پر قبضہ کرنے والا شمار ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر زید کو عمرو نے اپنا ایک کنگن بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور بکر نے اُسکو ایک کپڑا بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے دونون کو ایک ہی صفقہ مین بعوض ایک دینار اور دس درم کے اس شرط پر کہ دینار کنگن کا ثمن ہی اور درم کپڑے کے دام ہین فروخت کیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے کنگن دیکر اُسکے ثمن پر قبضہ کر لیا تو بھی جائز ہی اور کپڑے والا اُسکا شریک نہوگا اور اگر دونون کو بیس درم مین بیچا پھر دس درم نقد لیے تو یہ کنگن کے دام ہونگے اور بیع جائز ہوگی اور سب عمرو کو ملینگے اور بکر اُسکا شریک نہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی

چوتھی فصل بیع صرف مین رہن اور حوالہ اور کفالہ واقع ہونے کے بیان مین امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے دوسرے سے دس درم بعوض ایک دینار کے خریدے اور دینار دیدیا اور درم کے عوض رہن لے لیا تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی- پس اگر وہ تلف ہوا حالانکہ دونون مجلس مین موجود ہین تو اسنے معاوضہ مین تلف ہوا اور عقد جائز ہی اور اگر جدائی کے بعد تلف ہوا تو صرف باطل ہو جائیگی اور وہ شخص اپنا حق پورا لینے والا نہ شمار ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی- اور اگر دونون عقد کرنے والے جدا ہو جاوین اور رہن موجود رہے تو جدا ہونے کے سبب سے صرف باطل ہو جائیگی اور اس رہن کا مرتہن ضامن ہوگا بعوض اپنے دام کے کہ جو اُسکی قیمت و دین ان دونون مین سے کم ہو اور اگر مرتہن نے راہن کو قرضہ سے بری کیا تو رہن کی ضمان باطل ہو جائیگی اور اگر کسی نے دوسرے سے ایک حلیہ دار تلوار بعوض ایک دینار کے خریدی اور تلوار پر قبضہ کر لیا اور دینار کے عوض کچھ رہن دیدیا تو وہی حکم ہی جو مسئلہ سابقہ مین ہی یعنی اگر دونون کی جدائی سے پہلے رہن تلف ہوگیا تو بیع صرف باقی رہیگی اور اگر دونون جدا ہوگئے اور رہن موجود ہی تو صرف باطل ہو جائیگی اور وہ رہن اپنی قیمت اور قرضہ دونون مین سے جو کم ہی اُسکے عوض مضمون ہوگا اور اگر یہ صورت واقع ہو کہ مشتری نے دینار دیدیا اور تلوار کے عوض کچھ رہن لے لیا پھر جدا ہونے سے پہلے وہ اُسکے پاس تلف ہوگیا تو تلوار بیچنے والے کو حکم دیا جائیگا کہ تلوار اُسکے خریدار کو دیوے اور وہ رہن کے تلف ہونے سے تلوار کا پانے والا نہوجاویگا اور مرتہن اپنے

ف۱ قولہ بیع صرف یعنی بھنا کر یا تڑوا کر ۱۲

راہن کو تلوار کی قیمت اور رہن مین سے جو کم ہو اُسکی ضمان دیگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور اسی طرح اگر بجاے تلوار کے پیٹی یا زین پوش کہ جسمین چاندی ہی یا چاندی کا برتن یا پتر ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی - اور حوالہ اور کفالہ ثمن صرف کے ساتھ جائز ہی پس اگر دونون عقد کرنے والون کے جدا ہونے سے پہلے کفیل یا حوالہ کرنے والا یا جسپر حوالہ کیا ہی اُسنے اُسی مجلس مین قبول کر لیا تو عقد صحیح ہوگا اور اگر دونون عقد کرنے والے یا ایک جدا ہوگیا اور کفیل یا جس شخص پر حوالہ کیا ہی باقی رہا تو صرف باطل ہو جاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی

پانچوین فصل غصب اور ودیعت مین بیع صرف واقع ہونے کے بیان مین - کسی نے دوسرے کا ایک چاندی یا سونے کا کنگن غصب کیا تو ہمارے نزدیک اُسپر واجب ہی کہ اُسکے جنس کے برخلاف سے اُسکی قیمت مین ڈھالی ہوئی چیز ادا کرے اور وزن اور قیمت کے باب مین قسم لیکر غاصب کا قول معتبر ہوگا یہ مبسوط مین لکھا ہی - اور جب قاضی نے غاصب سے خلاف جنس سے اُسکی قیمت کی ضمان لی تو وہ کنگن اُسکی ملک ہو گیا اور بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر باہم جدا ہونے سے پہلے کنگن کے مالک نے غاصب سے اُسکی قیمت لے لی تو ضمان لینا بالاجماع صحیح ہو گیا اور اگر قیمت لینے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو بھی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ضمان لینا باطل نہوگا اور اسی طرح اگر قیمت پر صلح کی تو بھی جائز ہی اور اگر ایک مہینہ قیمت لینے مین اُسکو مہلت دی تو بھی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور اسی طرح اگر کسی نے دوسرے کا چاندی یا سونے کا پیالہ توڑ ڈالا تو بھی اُسکی برخلاف جنس سے اُسکی قیمت دینی واجب ہوگی خواہ اسمین تھوڑا نقصان آیا ہو یا بہت یہ مبسوط مین لکھا ہی - اور اگر کسی نے دوسرے سے ہزار درم غصب کیے پھر انکو عوض سو دینار کے خریدا اور جدا ہونے سے پہلے اُسنے سو دینار پر قبضہ کر لیا تو خرید جائز ہی اگرچہ خریدنے کے وقت درم اُسکے ہاتھ مین نہون اور اسی طرح اگر اس سے سو دینار پر صلح کی اور جدا ہونے سے پہلے دینارون پر قبضہ کر لیا تو بھی جائز ہی اگرچہ درم اُسکے پاس موجود نہون کذا فی المحیط - اور اسی طرح اگر چاندی کا برتن غصب کیا پھر غاصب نے اُسکو مالک سے خریدا یا اُسی جنس یا برخلاف جنس پر صلح کی اور جدا ہونے سے پہلے مالک نے عوض پر قبضہ کر لیا تو بھی جائز ہی اور اگر عوض پر قبضہ کرنے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو خریدنا قیاساً و استحساناً جائز نہین ہی خواہ غصب کی ہوئی چیز موجود ہو یا تلف ہو گئی ہو اور صلح کی صورت یہ ہی کہ اگر غصب کی ہوئی چیز حقیقۃً تلف کر دی گئی ہو مثلاً غاصب نے اُسکو جلا دیا یا حکماً مثلاً وہ عیب دار ہو گئی اور غاصب نے قسم کھالی اور عوض پر قبضہ ہونے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو قیاس چاہتا ہی کہ صلح باطل ہو اور استحساناً باطل نہوگی اور اگر غصب کی ہوئی چیز غاصب کے پاس موجود ہو اور وہ اسکا اقرار کرتا ہو اور مالک کو اُسکے لینے سے منع نہ کرتا ہو تو صلح قیاساً و استحساناً جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر ایسے شخص نے جسکے پاس ودیعت ہی اُس ودیعت کو بعوض اُسکے خلاف جنس کے خریدا اور ہنوز خریدار نے اُسپر از سر نو قبضہ نہ کیا تھا کہ دونون جدا ہوگئے تو بیع صرف باطل ہو جائیگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - اگر کوئی حلیہ دار تلوار ودیعت رکھی اور اُسنے اپنے گھر مین رکھ لی پھر دونون بازار مین ملے اور اُسنے بعوض ایک کپڑے اور دس درم کے وہ تلوار خریدی اور کپڑا اور دس درم اُسکو دیدیے پھر دونون جدا ہوگئے تو کل بیع ٹوٹ جائیگی اور اسی طرح اگر اُس تلوار کو بعوض ایک حلیہ دار تلوار کے خرید کر اُسکو دیدی اور ودیعت پر نیا قبضہ نہ کیا اور دونون جدا ہوگئے تو بھی بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر جدا ہونے سے پہلے قبضہ کر لیا تو جائز ہی اور ہر ایک کی

چاندی دوسرے کی چاندی کے مقابل اور ہر ایک کی حمائل اور پھل دوسرے کی حمائل اور پھل کے مقابل ہوگی یہ حاوی مین لکھا ہی- پس اگر حلیہ مین کچھ زیادتی ہو تو یہ زیادتی دوسرے کی حمائل اور پھل کے مقابل کردیجائیگی یہ مبسوط مین لکھا ہی- اگر کسی شخص کے دوسرے کے پاس ہزار درم ودیعت تھے پھر اُسنے اُنکے عوض سو دینار خریدے اور ودیعت کے مالک نے دونون کے جدا ہونے سے پہلے خرید کی اجازت دیدی تو جائز ہی اور مالک کے اُس شخص پر جسکے پاس ودیعت ہی ہزار درم واجب ہونگے اور اگر دونون کی جدائی کے بعد اُسنے اجازت دی پس ودیعت کے مالک کو اختیار ہی کہ چاہے اپنے مال کی اُس شخص سے ضمانت لے اور بیع جائز ہوگی یا دینار بیچنے والے سے ضمانت لے اور بیع ٹوٹ جائیگی یہ محیط مین لکھا ہی- اگر درم یا دینار کسی شخص کے پاس ودیعت تھے پھر اُسنے درمون کو بعوض دینار کے یا دینارون کو بعوض درمون کے بیچا اور باہم قبضہ کیا پھر ودیعت کا مالک آیا اور اُسنے اُسکو بائع سے لے لیا پس اگر دونون جدا نہین ہوئے ہین تو اُسپر واجب ہی کہ اُسکے مثل ادا کرے اور اگر دونون جدا ہوگئے ہین تو بیع باطل ہوجائیگی اور اگر مالک نے اُسپر قبضہ نکیا اور بیع کی اجازت دیدی تو ہمارے نزدیک جائز ہی اور اُس شخص پر جسکے پاس ودیعت تھی اُسکے مثل دینا مالک کو واجب ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی

چھٹی فصل دار الحرب مین بیع صرف واقع ہونے کے بیان مین

کوئی مسلمان یا ذمی دار الحرب مین امان لیکر یا بلا امان گیا اور کسی حربی کے ساتھ ایسا عقد کیا کہ جسمین سود ہی مثلاً ایک درم بعوض دو درم کے یا ایک درم بعوض ایک دینار کے کسی مدت معلوم کے اُدھار پر خریدا یا اُنکے ہاتھ شراب یا سور یا مردار یا خون بعوض مال کے فروخت کیا تو یہ سب امام اعظم اور امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی اور قاضی ابو یوسف نے فرمایا کہ مسلمان اور حربی کے درمیان دار الحرب مین وہی جائز ہی جو دو مسلمانون مین جائز ہوتا ہی کذا فی جواہر الاخلاطی- اور صحیح امام اعظم رح اور امام محمد رح کا قول ہی اور مین نے بعض کتابون مین دیکھا ہی کہ یہ اختلاف اُس صورت مین ہی کہ جب اُسنے دو درم بعوض ایک درم کے خریدے اور اگر ایک درم بعوض دو درم کے خریدا تو بالاتفاق جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اگر کوئی حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور اُسکے ہاتھ مسلمان نے اسطرح بیچا تو جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اگر ایک مسلمان نے جو امان لیکر دار الحرب مین گیا ہی ایک شخص کے ساتھ یعنی ایسے عقد کے جسمین سود ہو کہ جو وہین اسلام لایا ہی اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہین کی ہی عقد بیع کیا اور ایک درم بعوض دو درم کے بیچا تو جائز نہین ہی یہ حاوی مین لکھا ہی- اور دو مسلمان تاجرون مین دار الحرب مین وہی جائز ہی جو دار الاسلام مین جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی- دو حربی دار الحرب مین اسلام لائے پھر باہم سود یا شراب یا سور وغیرہ کی بیع کی تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہی مگر مکروہ ہی اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین ہی اور سود واپس کرے اور اگر باہم قبضہ سے پہلے دونون دار الاسلام کی طرف نکل آئے تو عقد باطل ہوجائیگا اور جسمین قبضہ ہوگیا ہی اُسمین صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اگر مسلمانون مین سے ایک تاجر نے اہل حرب مین سے کسی شخص کو ہزار درم بعوض ہزار درم کے اُدھار دیے تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اہل حرب کے تاجر دار الاسلام مین امان لیکر آئے اور ایک نے دوسرے سے ایک درم بعوض دو درم کے خریدا تو امام نے فرمایا کہ مین اُسکی اجازت نہ دونگا صرف وہی جائز رکھونگا جو اہل اسلام مین جائز ہی اور اگر ذمی لوگ ایسا کرین تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی- اور اسی طرح اگر ہمارے دو قیدی یعنے مسلمان دار الحرب مین ایسا کرین تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اور اگر حربی نے دوسرے کے ہاتھ ایک درم بعوض دو درم کے بیچا پھر مسلمان یا ذمی ہوکر دار الاسلام مین آئے اور دونون نے

قاضی کے روبرو جھگڑا پیش کیا پس اگر باہمی قبضہ کے بعد ہی تو قاضی اُسکو باطل نہ کریگا اور اگر اس سے پہلے ہی تو قاضی اُسکو باطل کردیگا اور اسی طرح اگر دونون نے دار الحرب مین سود کا عقد کیا پھر باہمی قبضہ سے پہلے دار الاسلام مین چلے آئے پھر یہان باہمی قبضہ کیا پھر قاضی کے روبرو پیش کیا تو قاضی سب کو توڑ دیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اسی طرح اگر مسلمان نے کسی حربی سے دار الحرب مین ایسی بیع کی پھر حربی مسلمان ہوا اور باہمی قبضہ سے پہلے دار الاسلام مین چلا آیا پس اگر اُس نے قاضی کے سامنے جھگڑا کیا تو قاضی اسکو باطل کردیگا اور اگر دونون نے دار الحرب مین باہم قبضہ کر لیا تھا پھر جھگڑا کیا تو مین اُسمین لحاظ نہ کرونگا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔

چھٹا باب متفرقات مین۔

منتقی مین ہی کہ کسی نے دوسرے کے ہاتھ ایک دینار بعوض بیس درم کے بیچا اور باہم قبضہ کیا پھر مقبوضہ دینار کو اُسنے ایک قیراط کم پایا تو امام نے فرمایا کہ اسکو اختیار ہی کہ ایک درم حصہ قیراط واپس لے کیونکہ ہر دینار مین بیس قیراط ہوتا ہی اور فرمایا کہ اسکو اختیار ہی کہ دینار واپس کر کے اپنے درم پھیر لیوے کیونکہ وہ عیبدار ہوگیا اور اگر چاہے تو رکھ لے اور اُسکو بعینہ دینار کے سوا کچھ نہ ملیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک وہ دینار کا نقصان واپس لے پھر چاہے تو بعینہ دینار رکھ لے ورنہ اُسکو واپس کر دے اور بیس جزون مین سے انیس جزو ایک دینار مین سے لے پس دینار بیچنے والے کو ایک جزو اور اُسکو انیس جزو ملینگے یہ محیط مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے سے دس درم چاندی بعوض دس درم کے خریدی اور اُسپر ایک دانگ بڑھا کر ہبہ کیا اور اُسکو بیع مین شرط نہیں کیا ہی تو یہ جائز ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ دانگ کا ہبہ کرنا صرف اُسی صورت مین صحیح ہی کہ جب درم کو توڑنا مضر ہو اور اگر توڑنا درم کو مضر نہیں ہی تو یہ جائز نہیں ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ ابو سلیمان نے ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر کسی نے درمون کو بعوض دینار کے دوسرے سے بیع کر کے باہم قبضہ کیا اور دونون جدا ہوگئے پھر جس قسم کے درم ٹھہرے تھے اُسکے سوا دوسری قسم کے پائے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اگر شرط سے کمتر ہون تو اُنکو بدل لے اور اگر اس سے بہتر ہون تو نہین بدل سکتا ہی یہ حکم اسوقت ہی کہ یہ درم بھی موافق شرط کے درمون کے ہر شہر اور ہر بیع مین چلتے ہون اور اگر بعض بیع مین یا بعض شہر مین نہ چلتے ہون تو اُنکو بدل سکتا ہی اور چاہے اُنسے چشم پوشی کرے اور امام ابو حنیفہ رح کے قول مین یہ ہی کہ اگر اُنہین یہ نقصان ہو تو بمنزلہ نبہرہ کے ہین اور اگر ایک تہائی سے زیادہ ایسے ہون تو اُنکے حساب سے بیع ٹوٹ جاویگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ ہشام کہتے ہین کہ مین نے امام ابو یوسف رح سے پوچھا کہ کسی نے ایک درم بعوض ایک درم کے بیچا پھر ایک نے دوسرے کو راجح دیا پھر راجح والے نے اُسکے واسطے حلال کر دیا تو فرمایا کہ یہ جائز ہی کیونکہ وہ تقسیم نہیں ہوتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک چاندی کی انگوٹھی کہ جسمین نگینہ ہی بعوض درم یا دینار کے خریدی پھر اُسپر قبضہ کر کے جدا ہونے سے پہلے یا اُسکے بعد نگ اور انگوٹھی کو الگ کیا اور یہ جدا کرنا اُسکو مضر ہی پھر ثمن دینے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو کل بیع فاسد ہی اور مشتری بائع کو نگینہ اور اُسکا نقصان واپس کرے اور اگر اُسکے ساتھ چاندی مین بھی نقصان آیا ہی یا فقط چاندی مین نقصان آیا ہی تو مشتری اُسکو واپس کر سکتا ہی ولیکن اُسکی قیمت سونے کی جنس سے ڈھلی ہوئی دیوے مگر اس صورت مین واپس نہین کر سکتا ہی کہ جب بائع فقط اُسکو واپس لینا چاہے پس مشتری اُسکے ساتھ نقصان نہ دیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک چاندی کی انگوٹھی کہ جسمین یاقوت کا نگینہ ہی بعوض سو دینار کے خریدی پھر نگینہ بائع کے پاس جاتا رہا تو اُسکو اختیار ہی کہ چاہے اُسکو چھوڑ دے یا اُسکا حلقہ سو دینار مین سے لے لے

یہ خزانۃ الاکمل مین لکھا ہی اور اگر اُسنے بعوض درمون کے خریدی تھی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ حلقہ اُسکے برابر چاندی مین لے لیوے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم قرض دیے اور اُنپر ایک کفیل لے لیا پھر کفیل نے طالب سے دس دینار پر صلح کی اور طالب نے اُسپر قبضہ کیا تو یہ جائز ہی اور کفیل اپنے اصیل سے درم یعنی ہزار درم قرضہ کے لیگا اور اگر کفیل نے سو درم پر صلح ٹھہرائی تو اصیل سے بھی فقط سو درم لیگا اور اگر کفیل نے اصیل سے دس دینار پر صلح ٹھہرائی اور اس سے پہلے کہ کفیل طالب کو کچھ ادا کرے یہ صلح واقع ہوئی تو صلح صحیح ہو گی اشبہ۔ بلکہ کفیل اصیل سے دس دینار لیکر اپنے قبضہ مین کر لے پھر کفیل کا اصیل سے صلح کر لینا یہ طالب کے مطالبہ کو ساقط نہین کرتا ہی نہ اصیل سے اور نہ کفیل سے پس طالب کو یہ اختیار ہی کہ چاہے اصیل سے مطالبہ کرے یا کفیل سے پس اگر اُسنے کفیل سے مطالبہ کرکے اس سے ہزار درم لیے تو کفیل اپنے اصیل سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر اُسنے اصیل سے مطالبہ کرکے اس سے لے لیے تو اصیل کو اختیار ہی کہ کفیل سے ہزار درم لے لیوے مگر اس صورت مین نہین لے سکتا ہی کہ جب کفیل یہ چاہیے کہ وہ دینار جو اُسنے اصیل سے لیے ہین اُسکو واپس کر دے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ نوادر مین ہی کہ اگر دس دینار ثابت بعوض بارہ درم ٹوٹے ہوے کے بیچے تو جائز نہین ہی کیونکہ یہ سود ہی اور حیلہ یہ ہی کہ اُس سے بارہ درم ٹوٹے ہوئے قرض لے پھر اُسکو ثابت دس درم ادا کرے اور دو درم معاف کرالے اور اگر ایک کپڑا بعوض ٹوٹے ہوے دس درم کے کسی میعاد پر فروخت کیا پھر جب میعاد آئی تو مشتری ثابت نو درم لایا اور کہا کہ یہ نو بعوض اُن دس کے ہین تو جائز نہین ہی اور اسمین حیلہ یہ ہی کہ یہ نو درم ادا کرے پھر بائع باقی ایک درم اُسکو معاف کر دے پس اگر مشتری کو یہ خوف ہو کہ بائع ایسا نہ کریگا تو اُسکا حیلہ یہ ہی کہ یہ نو درم اور ایک پیسہ یا ایسی کوئی چیز حقیر دیکر صلح کر لے اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر درم بعوض درم کے بیچے اور ایک مین وزن کی راہ سے کچھ زیادتی ہی اور دوسرے کے ساتھ کچھ پیسے ہین تو جائز ہی ولیکن مین اُسکو مکروہ جانتا ہون کیونکہ لوگ اسکی عادت کر لینگے اور ناجائز صورتون مین استعمال کرینگے اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ اسمین کچھ ڈر نہین ہی اور اسکی صحت اسطور پر ہو سکتی ہی کہ زیادتی کو پیسون کے مقابل کیا جاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ منتقی مین ہی کہ کسی نے ایک پٹی سو درم کو اس شرط پر خریدی کہ اس پٹی مین پچاس درم حلیہ ہی اور باہم قبضہ کر لیا اور یہ شرط لگائی تھی کہ اسکے حلیہ کی چاندی سپید ہی پھر بعد توڑنے کے معلوم ہوا کہ وہ سیاہ ہی تو یہ جائز ہی اور کچھ واپس نہین لے سکتا اور اگر کچھ حلیہ رانگ کا پایا تو بیع فاسد ہی اور اگر اُسنے حلیہ کو تلف کر دیا ہو تو سونے کی جنس سے اُسکی قیمت دے اور رانگ کی قیمت دے اور تسمہ واپس کرے اور اگر تسمہ مین نقصان آیا ہو تو اُسکا نقصان بھی دے اور اگر حلیہ مین رانگ نہ پایا ولیکن حلیہ چالیس ہی درم نکلا تو چاہے اُسکو واپس کر دے یا دس درم پھیر لے اور اگر حلیہ ساٹھ درم پایا پس اگر دونون جدا ہو گئے ہین تو بیع فاسد ہی اور اگر جدا نہین ہوئے ہین تو چاہے مشتری دس درم بڑھا دے اور بیع جائز رکھے یا بیع توڑ دے اور اگر ثمن مین دینار ٹھہرے ہون اور دونون جدا ہو جاوین اور مسئلہ یہی ہے تو بیع جائز ہی چنانچہ اگر ایک چاندی کا کنگن اس شرط پر کہ وہ دس درم بھر ہی بعوض ایک دینار کے بیچا پھر وہ بیس درم بھر نکلا تو بیع جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک بیع صرف کرنے والے نے دو ہزار درم بعوض سو دینار کے بیچے اور اُسکے پاس درم نہ تھے تو مین اُسپر جبر کرونگا کہ یا اُسکے لیے خریدے یا جہان سے چاہے دو ہزار قرض لیکر اسکو ادا کر دے اور اسی طرح اگر دوسرے کے پاس دینار نہون تو اُسپر بھی جبر کرونگا

کہ صراف کو سو دینار ادا کرے اور یہ حکم اُسوقت تک ہے کہ دونون متفرق نہوئے ہون اور اگر دونون جدا ہوگئے تو صرف باطل ہوگئی یہ خزانۃ الاکمل مین لکھا ہے۔ کسی نے ایک صراف کے ہاتھ ہزار درم غلہ کے بعوض نوسو درم کھرے اور سو پیسون کے فروخت کیے اور باہم قبضہ کرلیا پھر دونون کے جدا ہونے کے بعد غلہ کے ہزار درم صراف کے پاس سے استحقاق مین لے لیے گئے تو صراف اُس مشتری سے نوسو درم کھرے جو اُسنے دیے ہین اور سو درم غلہ کے دام اُن پیسون کے جو اُسنے دیے ہین واپس لیگا اور اگر دونون جدا نہوے یہانتک کہ اُن درمون کا استحقاق ثابت ہوا تو صراف اُسکے مثل غلہ کے ہزار درم لے لیگا اور اگر دونون کے جدا ہونے کے بعد سو پیسے استحقاق مین لے لیے گئے تو مشتری صراف سے سو پیسے اُسکے مثل کے لیگا اور اگر جدا ہونے کے بعد نوسو کھرے درم کا استحقاق ثابت کیا گیا تو صراف سے کھرے درمون کا ثمن نوسو درم غلہ کے لے لیگا اور اگر دونون کے جدا ہونے کے بعد نوسو درم کھرے اور سو پیسے استحقاق مین لے لیے گئے تو صراف سے نوسو درم غلہ کے اور سو پیسے واپس لے اور اگر اس شخص کے ہاتھ سے کھرے درم اور پیسے سب لے لیے گئے اور صراف کے پاس سے غلہ کے سب درم لے لیے گئے پس اگر دونون کے جدا ہونے کے بعد ہو تو سب کی بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر دونون جدا نہین ہوے تو ہر ایک دوسرے سے اُسکے مثل لے لیگا اور بیع تمام ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ حسن ابن زیاد نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی کہ ایسی ایک انگوٹھی کو جسمین نگینہ ہے بعوض دو انگوٹھیون کے کہ جنمین دو نگینے ہین بیچنے مین کچھ ڈر نہین ہے اور اسی طرح ایک حلیہ دار تلوار کو دو تلوارون کے عوض بیچنے مین کچھ ڈر نہین ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ ابن سماعہ نے امام ابویوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر دس درم دودھیا بعوض دس درم محلہ کے بیچے تو صحیح نہین ہے کیونکہ انمین کمی ہے اور اُسکے محل کا کچھ ثمن نہین ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ جسمین میل ہو اُسکو اگر بیان کردے یا وہ ظاہر معلوم ہوتا ہو تو اُسکے بیچنے مین کچھ ڈر نہین ہے اور یہی قول امام ابویوسف رح کا ہے اور اگر کسی نے تانبے پر چاندی چڑھائی تو جب تک اُسکو بیان نکرے نہ بیچے اور کہا کہ ستوق درمون کو اگر بیان کردے تو اُنکے ساتھ خریدنے مین کچھ ڈر نہین ہے اور بادشاہ کو چاہیے کہ اُنکو تڑوا دے کیونکہ شاید وہ ایسے شخص کے ہاتھ پڑین کہ جو نہ بیان کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ بشر رح نے امام ابویوسف رح سے روایت کی کہ مین مکروہ سمجھتا ہون کہ کوئی شخص زیوف یا نبہرہ یا ستوقہ یا محلہ یا بخاریہ کو کسی کو دیوے اگرچہ یہ بیان بھی کردے اور لینے والا چشم پوشی بھی کرے اس جہت سے کہ انکے رواج سے عوام کو ضرر ہے اور جس سے عوام کو ضرر پہونچے وہ مکروہ ہے اور فرمایا کہ صرف ان دونون لینے دینے والون کا راضی ہونا مفید نہین ہے اس جہت سے کہ شاید جاہل دھوکا کھائے یا فاجر دھوکا دیوے پس جو شی ایسی ہو کہ اُسکا رواج لوگون مین جائز نہو اُسکا رواج توڑ دینا چاہیے اور جو شخص اُسکو جان کر رواج دے اُسکو سزا دینی چاہیے یہ محیط مین لکھا ہے۔

کتاب الکفالۃ

اسمین چند ابواب ہین

باب اوّل کفالت کی تعریف اور اُسکے رکن و شرائط کے بیان مین **قال المترجم** مسائل مین غور کرنے سے پہلے چند الفاظ کا سمجھکر یاد رکھنا چاہیے کفالت اِسکی تعریف آتی ہے کفیل کفالت کرنے والا خواہ کفالت مال کی کرے اُسکو کفیل بالمال کہتے ہین یا ذات کی کفالت کرے وہ کفیل بالنفس ہے یا دونون کا کفیل ہو مکفول عنہ جسکی طرف سے کفیل نے کفالت

کی ہو مکفول لہ جسکے واسطے کفالت کی ہو ضامن ضمانت کرنے والا مضمون بہ جس چیز کی ضمانت کی ہو مضمون عنہ جسکی طرف سے ضمانت کی ہو مضمون لہ جس شخص کے واسطے ضمانت کی ہو محتال علیہ جسپر حوالہ کیا گیا یعنی کچھ حق اُترایا گیا ہو۔ کفالت کی تعریف بعضون نے یہ کہی ہو کہ مطالبہ مین اپنا ذمہ دوسرے کے ذمہ مین ملانا کفالت ہو اور بعضون نے بجاے مطالبہ کے دین کہا ہو یعنی قرض اور اول اصح ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہو۔ اور کفالت کا رکن امام اعظم رح اور محمد رح کے نزدیک ایجاب و قبول ہو اور یہی امام ابو یوسف رح کا پہلا قول ہو حتے کہ فقط کفیل سے کفالت تمام نہین ہوتی ہو خواہ مال کی کفالت کرے یا نفس کی تاوقتیکہ اُسی مجلس مین مکفول لہ کی طرف سے قبول نہ پایا جاوے یا اُسکی طرف سے کوئی اجنبی قبول کرے یا مکفول لہ خطاب کرے یا اُسکی طرف سے کوئی اجنبی خطاب کرے مثلاً طالب دوسرے سے کہے کہ میرے لیے تو فلان شخص کے نفس کا کفیل ہو اور اُسنے کہا کہ مین نے کفالت کی یا کسی اجنبی نے اُسکی طرف سے اس شخص سے کہا کہ تو فلان شخص کے نفس یا مال کا فلان شخص کے واسطے کفیل ہو جا اور اس شخص نے کہا کہ مین نے کفالت کی تو کفالت صحیح ہو گی اور ماسوا مجلس کے کفالت مکفول لہ کی اجازت پر موقوف ہوتی ہو اور جب تک وہ کفالت کی اجازت نہ دے تب تک کفیل کو اختیار ہو کہ اپنے آپ کو کفالت سے نکال لے اور اگر انمین سے کوئی چیز نہ پائی جاویگی مثلاً کفیل نے کہا کہ مین نے زید کے واسطے عمرو کے نفس کی کفالت کی یا جو زید کا قرضہ عمرو پر چاہیے ہو اُسکی مین نے کفالت کی تو یہ موقوف نہین ہو حتے کہ اگر طالب کو اس کفالت کی خبر پہونچی اور اُسنے قبول کی تو صحیح نہو گی پھر امام ابو یوسف رح نے اپنے پہلے قول سے رجوع کیا اور کہا کہ کفالت فقط کفیل سے تمام ہو جاتی ہو خواہ قبول یا خطاب دوسرے کی طرف سے پایا جاوے یا نہ پایا جاوے کذا فی المحیط۔ اور امام ابو یوسف رح کے قول کے معنی مین اختلاف کیا ہو بعضون نے کہا ہو کہ اُنکے نزدیک توقف کے ساتھ جائز ہو یعنی طالب اگر اُسپر راضی ہوا تو نافذ ہو گی ورنہ باطل ہو گی اور بعضون نے کہا کہ نافذ ہونے کے ساتھ جائز ہو اور طالب کا راضی ہونا شرط نہین ہو اور یہی اصح ہو کذا فی الکافی اور یہی اظہر ہو کذا فی فتح القدیر۔ اور نہایہ مین لکھا ہو کہ اسی پر فتوے ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہو۔ اور اگر خطاب یا قبول مکفول عنہ کی طرف سے پایا گیا مثلاً مطلوب نے کسی سے کہا کہ تو فلان شخص کے واسطے میرے نفس کی یا اُس مال کی جو اُسکا مجھپر چاہیے ہو کفالت کر لے یا کسی شخص نے کسی مطلوب کی طرف سے اُسکے نفس یا مال کی کفالت کی اور مطلوب نے قبول کیا پس اگر خطاب یا قبول مطلوب کی طرف سے اُسکی صحت مین پایا گیا تو کفالت امام اعظم رح اور محمد رح کے نزدیک صحیح نہین ہو اور یہی پہلا قول امام ابو یوسف رح کا ہو اور مکفول عنہ کے خطاب یا قبول کا وجود بمنزلہ عدم کے ہو گا اور اگر مطلوب کی طرف سے یہ خطاب اُسکے مرض موت میں پایا جاوے پس اگر اُسنے اپنے وارث کو ایسا خطاب کیا مثلاً کہا کہ تو فلان شخص کے واسطے میری طرف سے جو اُسکا مال مجھپر چاہیے ہو کفیل ہو جا پھر اسی مرض مین مرگیا تو قیاس یہ چاہتا ہو کہ امام اعظم رح اور محمد رح کے نزدیک کفالت صحیح نہو اور استحساناً صحیح ہو حتی کہ اگر مرگیا تو بحکم کفالت وارث پکڑے جاوینگے اگرچہ مکفول لہ غائب ہو کذا فی المحیط اور اگر بلا ترکہ چھوڑے مرگیا تو وارث اُسکے ادا کے واسطے نہ پکڑے جاوینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اور اگر اُسنے کسی اجنبی سے کہا اور اُسنے ضمانت کر لی تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہو بعضون نے کہا کہ یہ ضمان صحیح نہین ہو اسواسطے کہ اجنبی سے اُسکے قرض کا مطالبہ بدون التزام کے نہین کیا جا سکتا ہو پس مریض اور تندرست اسکے حق مین برابر ہونگے

اور بعضون نے کہا کہ یہ ضمانت صحیح ہو کیونکہ مریض نے اس سے پہلے اپنی ذات پر لحاظ رکھا ہو اور اُسپر نرمی کی ہو اور اجنبی نے جب اُسکے حکم سے قرضہ ادا کر دیا تو اُسکے ترکہ سے لے لیگا پس یہ مریض سے صحیح ہو کیونکہ وہ مرنے کی حالت مین ہو اور تنگی کے سبب سے اُسنے اِسکو طالب کا قائم مقام کیا اور ایسا حال تندرست مین نہین پایا جاتا ہو پس اُسمین قیاس [illegible] لیا جائیگا کذا فی الکافی وغیرہ - اور یہی اوجہ ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہو - اور اگر وارثون نے مریض سے یہ کہا کہ جو لوگون کا قرض تجھپر ہو سب کے ہم ضامن ہوئے اور مریض نے اُنسے ایسی ضمانت نہین طلب کی تھی اور قرضخواہ موجود نہ تھے تو یہ صحیح نہین ہو اور اگر انھون نے ایسا کلام اُسکے مرنے کے بعد کہا تو استحساناً کفالت صحیح ہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو - اور کفالت کے شرائط چار قسم مین قسم اول جو کفیل کی طرف رجوع کرتی ہین ازانجملہ عقل اور بلوغ ہو یعنی عاقل اور بالغ ہونا چاہیے اور یہ انعقاد کی شرطون مین سے ہو پس لڑکے اور مجنون کی کفالت منعقد نہوگی مگر جب کہ ولی نے کوئی دین یتیم کے نفقہ مین لیا ہو اور اُسکو ضمان مال کا حکم دیا تو صحیح ہو اور اگر اُسکو اپنی ذات کی کفالت کی اجازت دی تو جائز نہین ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو - اور اگر لڑکے نے نفس یا مال کی کفالت کی پھر بالغ ہو کر کفالت کا اقرار کیا تو وہ اُسمین پکڑا نہ جائیگا کیونکہ اُسنے کفالت باطلہ کا اقرار کیا ہو پس اگر لڑکے کے بالغ ہونے کے بعد اُسمین اور طالب مین جھگڑا ہوا اور طالب نے کہا کہ تونے ایسے حال مین کفالت کی ہو کہ تو بالغ تھا اور لڑکے نے کہا کہ مین نے نابالغی کی حالت مین کفالت کی ہو تو لڑکے کا قول معتبر ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایسی حالت مین کفالت کی ہو کہ مین مجنون تھا یا مجھپر بیہوشی تھی یا مجھے برسام تھا اور طالب نے اُس سے انکار کیا اور کہا کہ تونے صحیح اور تندرست ہونے کی حالت مین کفالت کی ہو پس اگر ایسے امراض اس مقر کو پیدا ہونا معہود ہون کہ اکثر ہوتے رہتے ہون تو اُسکا قول معتبر ہوگا اور اگر معہود نہون تو طالب کا قول لیا جائیگا یہ محیط مین لکھا ہو اور ازانجملہ حریت یعنی آزادی شرط ہو اور یہ اس تصرف کے نافذ ہونے کی شرط ہو پس ایسے غلام کی کفالت جسکو اُسکے آقا نے تصرف سے منع کیا ہو یا ایسا غلام ہو جسکو اُسکے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو جائز نہوگی ولیکن کفالت منعقد ہو جائیگی حتے کہ بعد آزادی کے پکڑا جائیگا اور کفیل کی صحت بدنی شرط نہین ہو پس مریض کا کفالت کرنا تہائی مال سے صحیح ہو یہ بدائع مین لکھا ہو - قسم ثانی وہ شرائط ہین جو اصیل کی طرف رجوع کرتی ہین ازانجملہ یہ ہو کہ کفیل مکفول بہ کے سپرد کرنے پر خواہ خود یا اپنے نائب کے ذریعہ سے امام اعظم رح کے نزدیک قادر ہو پس امام اعظم رح کے نزدیک ایسی میت کی طرف سے جو قاضی کے بیان سے مفلس قرار پایا ہو قرضہ کی کفالت کرنا صحیح نہوگی اور امام ابو یوسف رح اور محمد رح کے نزدیک صحیح ہو کذا فی البدائع اور امام اعظم رح کا قول صحیح ہو کذا فی الزاد اور اگر اُس میت نے کسی قدر مال چھوڑا ہو تو بقدر اُسکے جائز ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور ازانجملہ اُسکا معلوم ہونا چاہیے بشرطیکہ کفالت مضاف ہوئے یہانتک کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ تونے کسی سے بیع کی ہو اُسکا تیرے لیے کفیل ہون تو یہ کفالت باطل ہوگی اور اگر یہ کہا کہ جو کچھ تیرا فلان شخص پر یا دوسرے فلان شخص پر آتا ہو اُسکا مین تیرے لیے کفیل ہون تو یہ جائز ہو اور کفیل کو خیار ہوگا اور یہ کفالت چونکہ مضاف نہین ہو اگرچہ مکفول عنہ مجہول ہو جائز ہو یہ ذخیرہ اور محیط مین ہو اور یہ شرط نہین ہو کہ وہ آزاد عاقل اور بالغ ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو پس اگر کسی شخص نے کسی لڑکے یا مجنون پر کچھ دعوے کیا اور کسی کفیل نے اُسکی ذات کی یا قرض کی اُسکے ولی کی بلا اجازت کفالت کر لی تو یہ صحیح ہو خواہ وہ لڑکا ایسا ہو کہ جسکو تجارت کی

یعنی تبیین وکفایہ ونہایہ وعینی ۱۲

اجازت دی گئی ہو یا ایسا نہو اور خواہ وہ عاقل ہو یا غیر عاقل ہو پس اگر کفیل سے اُسکے حاضر لانیکا مواخذہ کیا گیا پس اگر یہ کفالت اُسکے ولی کی اجازت سے ہوئی تھی اور کفیل نے لڑکے کو حاضر کرنا چاہا تو زبردستی حاضر کیا جائیگا اور اگر لڑکے اور ولی کی بلا اجازت یہ کفالت ہوئی ہو تو لڑکا حاضر ہونے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر خود لڑکے نے اسکو کفیل سے چاہا تھا پس اگر اُس لڑکے کو تجارت کی اجازت دی گئی ہو تو اُسکو حاضر ہونیکا حکم دیا جائیگا اور اگر کفیل نے اُسکی طرف سے مال ادا کر دیا تو اُس سے نہین لے سکتا ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ تیسری قسم کی شرطین وہ ہین کہ جو مکفول لہ سے متعلق ہین ازانجملہ یہ کہ اُسکا معلوم ہونا چاہیے یہ بدائع مین لکھا ہو۔ پس اگر کسی شخص نے دو شخصون سے کہا کہ اس شخص کا جو قرضہ فلان شخص پر ہو مین اُسکے لیے اُسکا کفیل ہوتا ہون یا جو اس دوسرے شخص کا اُسپر ہو اُسکا کفیل ہوتا ہون تو یہ کفالت بسبب اُسکے کہ مکفول لہ معلوم نہین ہو باطل ہو یہ ذخیرہ مین ہو اگر کسی شخص نے ایک قوم سے یہ کہا کہ جو تمنے اور تمھارے غیر نے بیع کیا وہ مجھپر ہو یعنی مین اُسکا کفیل ہون تو یہ اُن لوگون کے حق مین صحیح ہو جن سے خطاب کرتا ہو غیرون کے حق مین صحیح نہین ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اگر ایک شخص نے ایک شخص سے چند لوگ ان کی طرف اشارہ کر کے یہ کہا کہ جو شخص انمین سے تیرے ہاتھ بیع کرے مین تیری طرف سے دامون کا اُسکے لیے کفیل ہون تو یہ جائز ہو کیونکہ مکفول لہ معلوم ہو یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو۔ ازانجملہ صاحبین کے قول پر متفرع ہو کہ مکفول لہ عاقل ہونا چاہیے پس مجنون کا قبول کرنا یا ایسے لڑکے کا جو بے عقل ہو صحیح نہین ہو اور ولی کا اُن دونون کی طرف سے قبول کرنا جائز نہین ہو اور مکفول لہ کا آزاد ہونا شرط نہین ہو یہ بدائع مین لکھا ہو۔ چوتھی قسم کی وہ شرطین ہین جو مکفول بہ کی طرف راجع ہین ازانجملہ یہ کہ وہ چیز اصیل کے ذمہ ضمانت ہو اسطرح پر کہ اصیل اُسکے سپرد کرنے پر مجبور کیا جاوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ پس بیع کی سپرد کرنے کی اور قرضون کی اور ضمانتی چیزون کی جیسے غصب یا مہر یا خلع کا عوض یا عمداً خون کرنیکا عوض صلح یا بیع فاسد کی مبیع کی کفالت جائز ہو اور چکانے کے طور پر جو چیز قبضہ مین لی گئی ہو اگر اُسکا ثمن بیان کر دیا گیا ہو تو اُسکی کفالت بھی جائز ہو ورنہ وہ امانت ہو گی یہ نہر الفائق مین لکھا ہو۔ اور جو چیزین امانت مین ہون اُنکی کفالت جائز نہین ہو جیسے ودیعت یا مال مضاربت وغیرہ نہ بعینہ ان چیزون کی اور نہ انکی سپرد کرنے کی کیونکہ ان چیزون کی ضمانت نہین ہو کذا فی الذخیرہ اور ایسے ہی مرہون اور مستعار اور مستاجر کی بعینہ کفالت صحیح نہین ہو یہ کافی مین لکھا ہو۔ لیکن ودیعت رکھنے والے کو لے لینے پر قادر کرنے کی کفالت کرنا صحیح ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اور اسی طرح قبضہ کے بعد رہن کی سپردگی کی یا جو چیز اجرت پر لی ہو اُسکو مستاجر کے سپرد کرنے کی کفالت صحیح ہو یہ کافی مین لکھا ہو۔ اور عاریت کے سپرد کرنے کی کفالت کی نسبت امام محمد رہ نے جامع مین لکھا ہو۔ کہ اسکی کفالت صحیح ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اور کسی گواہ کے سپرد کرنے کی اسواسطے کہ وہ قاضی کے دربار مین حاضر ہو کر گواہی دے کفالت جائز نہین ہو یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو۔ اور ازانجملہ یہ ہو کہ کفیل کو اُسکے سپرد کرنے کی قدرت ہو اور اسی واسطے ہمنے کہا ہو کہ اگر کسی نے کسی سے ایک گھر بنانے یا کسی زمین جوتنے کو قبول کیا اور اُسپر ایک کفیل دیدیا پس اگر اُسنے مطلقاً کام کی شرط لگائی ہو پس اگر بعینہ اُسی شخص پر لگائی اور صرف اُسی کے کام کی کفالت کی تو جائز نہین ہو اور اگر اُسکے نفس کے سپرد کرنے کی کفالت کی تو جائز ہو اگر کچھ اونٹ ایک شہر سے دوسرے شہر کو لیجانے کے واسطے

کرایہ کیے اور اُس سے کوئی کفیل لے لیا پس اگر وہ اونٹ غیر معین ہین تو کفالت صحیح ہی خواہ اُسنے بار برداری کی کفالت کی ہو یا اونٹون کے سپرد کرنے کی کفالت کی ہو اور اگر وہ اونٹ معین ہون تو سپرد کرنے کی کفالت صحیح ہی اور بار برداری کی کفالت صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ ایسے ہی اگر کسی شخص نے کوئی غلام خدمت کے واسطے مزدور کیا اور کسی نے اُسکی خدمت کرنے کی کفالت کی تو باطل ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور ایسے ہی حدود اور قصاص کی کفالت صحیح نہین ہی اور اسی طرح اگر کسی غائب آدمی کے نفس کی کفالت کی اور اُسکا مکان معلوم نہین تو کفالت صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور از انجملہ یہ ہی کہ وہ قرض صحیح ہو پس بدل کتابت کی کفالت جائز نہو گی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور بدل سعایت اور بدل کتابت یکسان ہین پس اُسکی طرف سے کفالت کرنا امام اعظم رہ کے نزدیک درست نہین ہی کیونکہ وہ مکاتب کے مانند ہی اور صاحبین کے نزدیک وہ ایسا آزاد ہی کہ جسپر قرض ہی تو کفالت صحیح ہو گی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور مقدار معلوم ہونا شرط نہین ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی

باب دوم کفالت کے الفاظ اور اُسکے اقسام اور احکام کے بیان مین اور اسمین چند فصلین مین

فصل اول اُن الفاظ کے بیان مین جن سے کفالت واقع ہوتی ہی اور جن سے واقع نہین ہوتی ضمانت اور کفالت اور حمالت اور زعامت اور غرامت یہ الفاظ کفالت کے ہین یا کہے کہ یہ مجھپر ہی یا میری طرف ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور جو الفاظ کہ عرف وعادت مین ذمہ داری کے معنی دیتے ہین وہ سب کفالت کے الفاظ ہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور مین نے اُسکی طرف سے کفالت کی کہنا صحیح ہی یا ایسا لفظ کہے کہ جس سے حقیقۃً اُسکا بدن مراد لیا جاوے جیسے نفس اور تن یا عرفاً مراد لیا جاوے جیسے اُسکی روح یا سر یا منھ یا آدھا یا تہائی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے اُسکے ہاتھ یا پانون کی کفالت کی یا کوئی ایسا لفظ کہا کہ جسکی طرف طلاق کی نسبت کرنا صحیح نہین ہوتی ہی تو کفالت بھی صحیح نہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر اُسکی عین کی کفالت کی تو اسکا حکم کتاب مین مذکور نہین ہی اور فقیہ ابو بکر بلخی رہ نے کہا کہ کفالت صحیح نہین ہی اور اگر اُسنے عین سے بدن مراد لیا تو نیت صحیح ہی۔ اور بدون نیت کرنے کے صرف آنکھ کے معنی لیے جاوینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر فرج کی طرف نسبت کی تو کتاب الطلاق کے سوائے اس مقام پر امام محمد رہ نے اُسکو ذکر نہین کیا اور مشائخ نے فرمایا کہ جب فرج کی نسبت عورت کی طرف ہو تو کفالت کی نسبت بھی اُسکی طرف صحیح ہونا چاہیے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر کفیل کی طرف کسی جزو کے نسبت کی مثلاً کہا کہ میرے آدھی یا تہائی کی کفالت کرے تو کرخی رہ نے باب الرہن مین ذکر کیا کہ یہ جائز نہین ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر کہا کہ یہ مجھپر ہی کہ مین تجھے اسکو خوب ملا دون تو کفیل ہو جائیگا اور یہ کہنا مثل اس کہنے کے ہی کہ یہ مجھپر ہی کہ مین تجھکو اُسکی ذات سپرد کر دونگا اور یہ کہنا کہ یہ مجھپر ہی کہ مین اُسکو تیرے ساتھ ملا دونگا یا یہ کہنا کہ یہ مجھپر ہی کہ مین اُسکو تیرے پاس لے آونگا برابر ہین اور وہ شخص کفیل ہو جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اجناس ناطفی مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ تیرا یہ شخص میرے پاس ہی یا کہا کہ میرے پاس اسکو چھوڑ دے تو یہ کفالت ہی اور مین نے بعض مقام پر لکھا دیکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین اس شخص کو کل کے روز تجھے نہ پہونچا دون تو یہ مال تیرا میرے پاس ہوگا اور اُسنے اُسے نہ پہونچایا تو مال اُسپر لازم آئیگا کذا فی الذخیرہ اور اگر اُسنے کہا کہ یہ مال تیرا میرے نزدیک ہوگا تو اس صورت مین بھی چاہیے کہ وہ شخص کفیل شمار ہوگا کیونکہ میرے نزدیک اور میرے پاس دونون کے ایک ہی معنی ہین یہ محیط مین لکھا ہی مترجم کہتا ہی

کہ یہ لفظ نزدیک اور پاس محاورہ عرب مین ایسے مقام پر مستعمل ہوے کہ جسمین ملکیت غیر ثابت ہوتی ہو اسی واسطے کہنے والا کفیل ہوگیا مگر ہمارے محاورہ مین اسطرح نہین بولتے ہین لیکن اگر اسکو اسطرح سمجھا جائے کہ یہ تیرا مال میرے پاس ہی اسکے یہ معنی کہ تو مجھسے لینا اور یہ ہوسکتا ہی۔ اگر کسی نے کسی شخص کے نفس کی کفالت کی اور اُسکو طالب کے سپرد کر کے بری ہوگیا پھر طالب نے مطلوب کا دامن پکڑا پس کفیل نے کہا کہ تو اسے چھوڑ دے مین اور مین اپنی کفالت پر ہون یا یون کہا کہ چھوڑ دے مین ویسے ہی اپنی کفالت پر ہون اور اُسنے ایسا ہی کیا تو یہ کفالت اُسپر لازم ہوگی اور وہ اسی طرح جیسے پہلے تھا اُسکے نفس کا کفیل ہوگا اور یہ کفالت از سر نو پیدا ہوئی کیونکہ جب طالب نے اُسکے کہنے سے اُسکا دامن چھوڑا تو دلالۃً سمجھا گیا کہ اُسنے قبول کیا ہکذا فی الذخیرہ اور اگر طالب نے اُسکے کہنے سے مطلوب کو نہ چھوڑا تو یہ شخص کفیل نہو جائیگا کیونکہ کفالت بدون قبول طالب کے صحیح نہین ہوتی ہی اور وہ نہ پایا گیا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک شخص سے کہا کہ جو تو نے فلان شخص کے ہاتھ بیچا وہ مجھپر ہی تو یہ جائز ہی کیونکہ کفالت کی اضافت سبب وجوب کی جانب ہی اور کفالت کو آیندہ وقت کی طرف نسبت کرنا لوگون کے تامل کی وجہ سے جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کسی پر کچھ دعوی کیا اور مدعی علیہ نے اُس سے انکار کیا پھر ایک شخص نے کہا کہ جو تو نے فلان شخص پر دعوے کیا ہی وہ مجھپر ہی یعنی مین اُسکو دونگا تو یہ شخص ضامن ہوجائیگا اور اگر ایسا لفظ کہا کہ جسکے معنی زمانہ آیندہ کے بھی ہو سکتے ہین مثلاً عربی مین صیغہ مضارع کے ساتھ دعوے بیان کیا تو یہ شخص ضامن نہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی سے کہا کہ تو ہر روز فلان شخص کو ایک درم دیدیا کر مین تیرے واسطے ضامن ہوتا ہون اور اُسنے دیدیا یہانتک کہ اُسپر بہت مال ہوگیا پھر حکم دینے والے نے کہا کہ اسقدر مال دیدینا میرا مقصود نہ تھا تو یہ سب مال اُسکو ادا کرنا واجب ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اور اگر یہ کہا کہ یہ مال مجھپر اُسوقت تک ہی کہ جب تک دونون باہم ملاقات نہ کرین یا باہم یکجا نہون یا ایک دوسرے کے پاس نہ پہونچین تو وہ شخص اُسی وقت تک کفیل ہوگا جو اُسنے بیان کیا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر کہا کہ مین اُسوقت تک ضامن ہون کہ جب تک دونون یکجا نہون یا باہم ملاقات نہ کرین تو کفیل نہوگا کیونکہ اُسنے یہ نہ بیان کیا کہ اُسنے نفس کی کفالت کی ہی یا مال کی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ آشنائے فلان برمن۔ تو فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ نفس کا کفیل ہوجائیگا اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ کفیل نہوگا مگر لوگون کا عرف ویسا ہی جیسا فقیہ ابو جعفر نے فرمایا ہی کذا فی فتاوے قاضیخان اور واقعات مین ہی کہ فتوے اسی پر ہی کہ وہ کفیل ہو جائیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر یہ کہا کہ فلان شخص میرا آشنا ہی یا فلان شخص آشنا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ نفس کا کفیل ہوجائیگا کذا فی فتاوے قاضیخان اور کبرے مین ہی کہ اسی پر فتوے دیا گیا ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ مترجم کہتا ہی۔ کہ فلان آشنائے من است یا فلان آشنا است ایسے معنی مین مستعمل ہوتے ہین کہ جس سے کفالت ثابت ہو اور اردو محاورہ مین اُنکا استعمال ایسے معنی پر ثابت نہین ہوتا واللہ اعلم۔ اگر کسی نے کہا کہ مین تیرے واسطے اسکی شناخت کی ضمانت کرتا ہون تو کفیل ہوجائیگا اور یہ کہنا بمنزلہ اسکے ہی کہ کہا کہ مین تیرے لیے اس بات کی ضمانت کرتا ہون کہ مین تجھے اسکا پتہ دونگا یا تجھے واقف کر دونگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ فلان شخص کی شناخت نشاندہی کرا دینا مجھپر ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسپر واجب ہی کہ اُسکا پتہ دے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر کسی نے کہا کہ آنچہ ترا بر فلان است من بدہم یعنی جو کچھ تیرا فلان شخص پر ہی اُسکو مین دونگا تو یہ وعدہ ہی کفالت نہین ہی اور اگر یہ کہا کہ آنچہ ترا بر فلان است من جواب گویم تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ عرف کی راہ سے یہ کفالت ہی

اور امام ظہیر الدین کفالہ نہونے پر فتوے دیتے تھے اور اسی طرح اس قول مین کہ جواب مال تو بر من یا جواب مال تو من بگویم بھی فرماتے تھے کہ کفالت نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ پذیرفتم تو یہ ضمانت صحیح ہی اور اگر کہا کہ قبول کردم تو اسمین متاخرین نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا ہی کہ کفالت نہوگی اور بعضون نے کہا اگر کفالت کا ارادہ کیا تو ہو جائیگی اور اگر نہ ارادہ کیا تو وعدہ ہوگا کفالت نہوگی اور اگر کسی نے کہا ہرچہ ترا بر وے آید بر من تو یہ کفالت نہوگی اور اگر یہ کہا کہ ہرچہ ترا بر فلان بشکند بر من یہ صحیح نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اور اگر یون کہا کہ پذیرفتم فلان را کہ فردا بتو تسلیم کنم تو یہ کفالت مطلقا ہی کیونکہ اسکا یہ کہنا پذیرفتم فلان را پوری کفالت ہی اور یہ کہنا کہ بتو تسلیم کنم یہ کفالت مین داخل نہین ہی بخلاف اس صورت کے کہ اگر اُسنے کہا کہ مین کل کے روز فلان شخص کی ذات کا کفیل ہون تو اس مسئلہ پر قیاس کرکے اگر کہا کہ پذیرفتم تن فلان را کہ ہرگاہ طلب کنی بتو تسلیم کنم یہ کفالت مطلقا ہوگی حتے کہ اگر اُسکے طلب کرنے سے پہلے اُسکے سپرد کر دیا تو بری ہو جائیگا اور اگر یون کہا کہ ہرگاہ طلب کنی فلان را تن او را پذیرفتم تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ قبل اُسکے طلب کرنے کے کفیل نہوگا اور یہ مسئلہ واقع ہوا تھا کہ جسپر فتوے ہو چکا ہی اور اگر یون کہا کہ اگر مال تو بر فلان فرو رود من جواب گویم تو یہ کفالت نہوگی اور اگر کہا کہ اگر فلان ترا آن قدر مال تو نگذارد من جواب گویم یا کہا کہ نتواند گذاردن من جواب گویم تو یہ کفالت صحیح نہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ اور امام علی سغدی سے منقول ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر من فلان را حاضر نتوانم کردن جواب آن مال بر من تو یہ کفالت نہوگی اور فتاوے نسفی مین ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ جو تیرا قرض فلان شخص پر ہی اُسکو مین تجھے دیدونگا یا تیرے سپرد کردونگا یا تجھے ادا کردونگا تو کفیل ہوگا تاوقتیکہ کوئی ایسا لفظ نہ بولے کہ جس سے معلوم ہو کہ اُسنے اپنے اوپر لازم کر لیا ہی اور امام ظہیر الدین فرماتے تھے کہ اگر ان لفظون کو بلا شرط لایا تو کفالت نہوگی اور اگر شرط کے ساتھ لایا اور کہا کہ اگر فلان شخص جو تیرا مال اُسپر ہی نہ ادا کریگا تو مین ادا کردونگا یا مین دیدونگا تو کفیل ہو جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک قوم معین کو مخاطب کیا کہ ہرچہ شما را از فلان آید بر من تو اس ضمانت سے اُسپر کچھ واجب نہوگا کیونکہ از فلان آید مجمل لفظ ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ کسی شخص کا دوسرے پر مال آتا ہی پھر طالب سے ایک شخص نے کہا کہ جو تیرا فلان شخص پر آتا ہی مین تیرے لیے اُسکا ضامن ہون کہ مین اُس سے اپنے قبضہ مین لیکر تجکو دیدونگا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسپر اس ضمان کی وجہ سے یہ واجب نہوگا کہ اپنے پاس سے ادا کرے بلکہ یہ چاہیے کہ تقاضا کرکے اُسکو طالب کو دیدے اور نیز نوادر ابن سماعہ مین ہی کہ اگر کسی نے کسی شخص کے ہزار درم غصب کیے پھر جسکے درم غصب کیے ہین اُسنے اُس سے جھگڑا کیا اور لے لینا چاہا پھر کسی شخص نے اس سے کہا کہ تو اُس سے جھگڑا نہ کر مین اس مال کا ضامن ہون کہ لیکر تجکو دیدونگا تو یہ مال اُسکے ذمہ لازم ہوگا اور یہ قرض کے مشابہ نہین ہی اور اگر غاصب نے وہ ہزار درم تلف کر دیے ہون اور قرض ہو گئے ہون تو یہ ضمانت باطل ہوگی صرف تقاضہ کی ضمانت ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ امام محمد رح سے روایت ہی کہ کسی شخص نے کسی پر دعوے کیا کہ اُسنے غلام غصب کر لیا ہی پھر کسی شخص نے کہا کہ مین اُس غلام کا جس کا کہ تو دعوے کرتا ہی ضامن ہون تو امام محمد رح نے فرمایا کہ وہ ضامن رہیگا یہانتک کہ غلام کو لاوے اور گواہ پیش کرے پس اگر اُسکو نہ لایا اور مدعی نے گواہی سے اُسکا استحقاق ثابت کیا تو وہ اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اگر کسی نے یہ دعوے کیا کہ اُسنے میرا غلام غصب کیا ہی اور وہ اسکے پاس مر گیا ہی پھر کسی نے کہا کہ تو اُسکو چھوڑ دے مین غلام کی قیمت کا ضامن ہون تو وہ ضامن ہو جائیگا اور اُسی وقت اُس سے

مواخذہ ہو سکتا ہو اور گواہی سے ثابت کرنے کی کچھ حاجت نہین ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو

دوسری فصل نفس اور مال کی کفالت کے بیان مین

نفس کی کفالت کرنا جائز ہو کیونکہ کفیل اُسکو سپرد کر سکتا ہو باینطور کہ طالب کو اُسکا مکان بتاوے اور دونون کے درمیان مین موانع سے تخلیہ کر دیوے یہ ہدایہ مین لکھا ہو یا اُسکے دعوے کی موافقت کرے یا حاکم کے دربار مین زبردستی اُسکو حاضر کرے اور اگر اُسپر قادر نہو تو قاضی کے پیادون سے مدد لے یہ تبیین مین لکھا ہو۔ اگر کسی نے کسی شخص سے اُسکے نفس پر کوئی کفیل لیا پھر جاکر اُس سے دوسرا کفیل لیا تو یہ دو کفیل ہوے یہ ہدایہ مین لکھا ہو۔ اور مکفول بہ کے حاضر کرنے کا ضامن ہوتا ہو پس اگر مکفول بہ کا کسی خاص وقت مین حاضر کرنا شرط کیا تو اُسکو اُسی وقت کے طلب کرنے پر حاضر کرنا لازم ہو پس اگر اُسنے حاضر کیا تو خیر اور اگر انکار کیا تو حاکم اُسکو قید کریگا کذا فی الکافی اور یہ حکم اُس وقت ہو کہ اُسکا عجز ظاہر نہوا اور اگر عجز ظاہر ہوا تو قید کرنے کے کوئی معنی نہین ہین مگر ہان طالب اُسکے درمیان حائل نہوگا اور طالب اُس سے مطالبہ کرتا رہیگا مگر اُسکے اشغال مین حرج نہونے دیگا کذا فی التبیین اور اگر اُسکے ساتھ رہنے سے کفیل کو ضرر ہو تو اُس سے کوئی کفیل مضبوطی کے واسطے لیوے یہ نہر الفائق مین لکھا ہو اور اول مرتبہ مین قید نہ کرے بلکہ دو تین مرتبہ کے بعد اور یہ حکم اُس صورت مین ہو کہ جب وہ کفالت کا اقرار کرتا ہو اور اگر انکار کرتا ہو پھر گواہ قائم ہوے یا اُس سے قاضی نے قسم لی اور وہ قسم سے باز رہا تو اول ہی مرتبہ قید کریگا کذا فی الظہیریہ اور یہی ظاہر روایت ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہو اور یہ حکم اسی موقع پر خاص نہین ہو بلکہ عام حقوق مین ایسا ہی ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ اگر مکفول بالنفس روپوش ہوگیا تو حاکم کفیل کو آنے جانے کی مہلت دیگا پس اگر مدت گذر گئی اور حاضر نہ کیا تو اُسکو قید کریگا یہ ہدایہ مین لکھا ہو۔ اور اگر وہ ایسا روپوش ہوا کہ اُسکا پتہ نہین معلوم ہو تو اُس سے مطالبہ نہوگا اور اگر دونون نے اختلاف کیا۔ اور کفیل نے کہا کہ مین اُسکا مکان نہین جانتا ہون اور طالب نے کہا کہ تو جانتا ہو تو لحاظ کیا جاییگا کہ اگر مطلوب مکفول عنہ ہمیشہ کسی مقام پر تجارت کے واسطے جاتا رہتا ہو اور یہ معروف ہو تو طالب کا قول معتبر ہوگا اور کفیل کو حکم دیا جاییگا کہ اُس مقام کو جاوے اور اگر اُسکا اسطرح جانا معروف نہو تو کفیل کا قول معتبر ہوگا اور اگر طالب نے گواہ پیش کیے کہ مکفول عنہ فلان مقام پر ہو تو کفیل کو جانے اور اُسکے حاضر کرنے کے واسطے حکم دیا جاییگا یہ تبیین مین لکھا ہو اگر مکفول بہ مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا تو لحاظ کیا جاییگا کہ اگر کفیل اُسکے واپس لانے پر قادر ہو مثلاً ہمارے اور کافرون کے درمیان یہ عہد ہو کہ اگر کوئی ہم مین سے مرتد ہو کر اُنمین جاییگا تو ہمارے حسب الطلب وہ اُسکو واپس کر دینگے تو کفیل کو آنے جانے کی مہلت دیجاییگی اور اگر اُسکے واپس کرلانے پر قادر نہو مثلاً ہمارے اُنکے درمیان ایسا وعدہ نہوا ہو تو کفیل سے اُسکا مواخذہ نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ واضح ہو کہ جس مقام پر یہ جائز رکھا گیا ہو کہ کفیل کو مہلت دیکر مکفول عنہ کے لانے کے واسطے اجازت دیجاوے وہان طالب کو اختیار ہو کہ اپنی مضبوطی کے واسطے اُس سے اُسکا دوسرا کفیل لیوے تاکہ کفیل غائب نہو جاوے کہ اُسکا حق ضائع ہووے یہ تبیین مین لکھا ہو۔ اور امام اعظم رح کے نزدیک قصاص و حد قذف اور چوری مین کفالت بالنفس جائز ہو ولیکن اُسپر جبر نہ کیا جاویگا بلکہ اگر اُسکا نفس کفیل دینے پر خوش ہو تو لیا جاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ مگر جو حدود خالص اللہ تعالے کے واسطے ہین جیسے شراب خواری کی حد یا حد زنا یا بعضون کے نزدیک چوری کی حد پس اُنمین کفالت بالنفس جائز نہین ہو اگرچہ اُسکا نفس راضی ہو یہ کفایہ مین لکھا ہو۔ اور جبکہ اُسپر کفیل دینے کے واسطے جبر نہ کیا جاویگا تو مدعی اُسکا دامنگیر رہیگا یہانتک کہ اگر قاضی کی کچہری سے اُٹھنے تک اُسنے

گواہ پیش کیے تو خیر ورنہ اُسکی راہ چھوڑ دیگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہو کہ خطا سے مجروح یا مقتول کرنے یا اسی قسم کے اور زخمون مین جنمین قصاص نہین آتا ہو اور کل وہ چیزین جنمین تعزیر واجب ہوتی ہو مطلوب پر جبر کیا جائیگا کہ کفیل دیوے کیونکہ یہ دعوے اور مال کا دعوے یکسان ہو یہ نہایہ مین لکھا ہو۔ اور حدود و قصاص مین قید نہوگا یہانتک کہ دو گواہ کہ جنکا حال پوشیدہ ہو یا ایک گواہ عادل کہ جسکے عادل ہونے کو قاضی جانتا ہو گواہی نہ دین کذا فی الکافی اور مال کی کفالت کرنا جائز ہو خواہ مال معلوم ہو یا مجہول ہو خواہ مکفول عنہ کے حکم سے ہو یا نہو اور طالب مختار ہوگا کہ چاہے اصیل سے مطالبہ کرے یا کفیل سے یہ سراجیہ مین لکھا ہو اور اگر اُسنے ایک سے مطالبہ کیا تو دوسرے سے مطالبہ کر سکتا ہو اور اُسکو یہ اختیار ہو کہ دونون سے مطالبہ کرے کذا فی الہدایہ

تیسری فصل

کفالت سے بری ہونے کے بیان مین۔ ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ کفالت بالنفس جب صحیح ہوگئی ہو تو اُس سے بری ہونا ان تین صورتون مین سے ایک صورت سے ہو سکتا ہو یا تو مکفول عنہ کو طالب کے سپرد کرے یا مکفول لہ اس کفیل کو بری کر دے یا مکفول عنہ مرجاوے یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور جب کفیل نے مکفول عنہ کو لاکر مکفول لہ کو ایسے مقام پر سپرد کر دیا کہ جہان اُس سے خصومت کر سکتا ہو مثلاً شہر ہو کہ جسمین نالش کر سکتا ہو تو کفیل بری ہو جائیگا کذا فی الکافی خواہ طالب اُسکو مان لے یا نمانے یہ فتح القدیر مین لکھا ہو۔ اور اگر کفیل نے مکفول عنہ کو کسی جنگل یا میدان مین مکفول لہ کے سپرد کیا تو بری نہوگا یہ کافی مین لکھا ہو۔ اگر کسی شہر مین کفالت کی اور دوسرے شہر مین اُسکو سپرد کر دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بری ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک بری نہوگا کذا فی الہدایہ اور صاحبین کا قول اوجہ ہو کذا فی فتح القدیر اور یہ حکم اُس صورت مین ہو کہ یہ شرط نہوئی ہو کہ جس شہر مین کفالت واقع ہوئی ہو اُسیمین سپرد کیا جاوے اور اگر یہ شرط ہوئی ہو تو صاحبین کے نزدیک بری نہوگا اور امام اعظم رح کے قول مین مشائخ نے اختلاف کیا ہو یہ کفایہ مین لکھا ہو۔ اگر کسی نے اس شرط پر کفالت کی کہ قاضی کی کچہری مین سپرد کریگا اور اُسنے بازار مین سپرد کیا تو بری ہو جائیگا کذا فی الکافی اور امام سرخسی رح نے فرمایا کہ متاخرین مشائخ کہتے ہین کہ یہ حکم اُس زمانہ کی عادت کے موافق ہو اور ہمارے زمانہ مین جس جگہ سپرد کرنا شرط کیا ہو وہان کے سوا دوسری جگہ سپرد کرنے سے بری نہوگا کذا فی غایۃ البیان اور کبرے مین لکھا ہو۔ کہ اسی پر فتوے ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ اگر کفیل کے ذمہ شرط لگائی کہ اسکو امیر کے پاس سپرد کرے اور اُسنے قاضی کے پاس سپرد کیا یا قاضی کے پاس سپرد کرنے کی شرط لگائی اور اُسنے امیر کے پاس سپرد کیا یا یہ شرط لگائی کہ اس قاضی کے پاس سپرد کرے پھر اُسجگہ دوسرا قاضی مقرر ہوا اور اُسنے اُسکے سامنے سپرد کیا تو بری ہو جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو۔ ابو حامد رح سے پوچھا کہ کسی نے ایک شخص کے نفس کی کفالت کی اور مکفول لہ اپنی برادری کے ساتھ خانقاہ مین بیٹھا تھا پھر کفیل مکفول عنہ کو لیکر آیا اور اس برادری کے سپرد کر دیا اور کفیل نے اُس سے کہا کہ یہی مکفول عنہ ہو اور مکفول عنہ وہان نہ بیٹھا بلکہ چلا اور دوسرے دروازہ سے نکل گیا تو کیا اسقدر سے سپرد کرنا ہو جاتا ہو اُنھون نے فرمایا کہ ہان یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ کسی نے ایک شخص کے نفس کی کفالت اس شرط کے ساتھ کی کہ اگر مین فلان وقت اسکو طالب کے پاس نہ پہنچا دون تو جو مال اُسکا اسپر ہو وہ کفیل پر ہوگا اور کفیل نے کفالت مین یہ بھی شرط کی کہ اگر بڑی مسجد مین اسکو طالب سے ملادے تو وہ کفالت سے بری ہوگا پھر اُسی وقت اُسی جگہ

کے سپرد کرے پھر اُسکو قیدخانہ بھیجدے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو۔ ایک مکفول بہ قرضہ کی وجہ سے قید تھا پھر اُسکو قاضی نے طالب کی خصومت کی وجہ سے نکالا اور کفیل نے کہا کہ مین نے اُسکو تجھے سپرد کیا پس اگر یہ کلام قاضی کے سامنے کہا تو کفالت سے بری ہو گیا اور اگر قاضی کی مجلس کے سوا دوسری جگہ کہا اور اُسپر قاضی کے ایلچی کا پہرہ ہو تو بری نہوگا امام محمد رحہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے نفس کی کفالت کی اور قاضی کی مجلس مین وہ شخص جن لوگون کے ساتھ قید سے لایا گیا ہو طالب کے سپرد کیا تو بری نہوگا اور اگر کفیل کفالت مین قید کیا گیا پس اگر مکفول بہ خون کے باب مین قید ہو تو کفیل پر مواخذہ کرنے کی کوئی راہ نہین ہو اور اگر کفیل قید کیا گیا اور مکفول بہ کا بعض شہرون مین مسافر ہونا معلوم ہوا تو قاضی اُس طالب کو حکم دیگا کہ اِس کفیل کے نفس کا کوئی کفیل لیکر اِسکو قیدخانہ سے نکالے تاکہ وہ مکفول بہ کو لاوے اور اسی طرح اگر کفیل قرضداری کی وجہ سے قید کیا گیا اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اسکا کچھ مال اس شہر مین نہین ہو اور اُسکا مال خراسان مین ہو تو قاضی اُسکو نکالیگا اور اُسکے طالب کو حکم دیگا کہ بقدر دوری کے اسکے نفس پر کوئی کفیل لے لیوے اور اُسکا مال فروخت کرکے اسکا قرضہ ادا کریگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کے نفس کی کفالت کی اور یہ نہ کہا کہ جب مین تیرے سپرد کرون تب بری ہونگا پھر اُسکے سپرد کر دیا تو بری ہو گیا یہ ہدایہ مین لکھا ہو۔ ولیکن اسکی کئی صورتین ہین یا تو اُسکو طالب کی خواہش کے بعد سپرد کیا یا اُس سے پہلے سپرد کیا پس اگر اُسکے طلب کرنے کے بعد سپرد کیا تو بری ہو جائیگا اگرچہ یہ نہ کہا ہووے کہ مین نے کفالت کی راہ سے تیرے سپرد کیا ہو اور اگر بدون طالب کی طلب کے سپرد کیا تو جبتک یہ نہ کہے کہ مین نے کفالت کی راہ سے تجھے سپرد کیا ہو بری نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور اگر کفیل نے مکفول عنہ کو طالب کے سپرد کیا اور اُسنے قبول کرنے سے انکار کیا تو قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا یہ تبیین مین لکھا ہو۔ اگر ایک مہینہ تک کے واسطے کسی کے نفس کی کفالت کی پھر مہینہ سے پہلے اسکو سپرد کیا تو بری ہو جائیگا اگرچہ مکفول لہ قبول کرنے سے انکار کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ اور اگر مطلوب اپنے نفس کو کفالت کی راہ سے خود سپرد کرے تو کفیل بری ہو جاتا ہو اور کفیل کے وکیل اور اُسکے ایلچی کے سپرد کرنے سے بھی بری ہو جاتا ہو یہ کنز مین لکھا ہو۔ اور برائت کی شرط یہ ہو کہ یہ لوگ سب یہ کہین کہ ہمنے کفالت کی راہ سے تیرے سپرد کیا یہ تبیین مین لکھا ہو۔ پھر امام محمد رحہ نے اس مسئلہ مین یہ بھی شرط لگائی ہو کہ اس کفیل کا نام لیا جاوے اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا ہو کہ کفالت کی جہت سے سپرد کرنا لازمی شرط ہو ولیکن فلان شخص کی کفالت سے سپرد کرنے کی اُسوقت احتیاج ہوگی کہ جب اُسکے نفس کے دو کفیل ہون کہ ہر ایک علیحدہ عقد پر کفیل ہو اور اگر اُسکے نفس کا ایک ہی کفیل ہو تو فلان شخص سے ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہین ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کسی اجنبی آدمی نے جسکو سپرد کرنیکا حکم نہین دیا گیا ہو مکفول بہ کو طالب کے سپرد کیا اور کہا کہ مین نے کفیل کی طرف سے سپرد کیا ہو پس اگر طالب نے قبول کر لیا تو کفیل بری ہو گیا اور اگر خاموش رہا اور قبول کا لفظ نہ کہا تو بری نہوگا اور اگر قاضی یا اُسکے امین نے مدعا علیہ سے کوئی کفیل بالنفس مدعی کی خواستگاری سے یا بدون خواستگاری کے طلب کیا اور کفیل نے قاضی کے سپرد کر دیا تو بری ہو جائیگا اور اگر طالب کے سپرد کیا تو بری نہوگا۔ اور یہ حکم اُس صورت مین ہو کہ قاضی یا امین نے یہ کفالت طالب کی طرف منسوب نہ کی ہو اور اگر منسوب کی اور کہا مدعا علیہ سے کہ مدعی تجھسے کفیل بالنفس چاہتا ہو اُسکو دیدے اور کفیل نے قاضی یا اُسکے امین کے سپرد کر دیا تو بری نہوگا اور اگر طالب کے سپرد کیا تو بری ہو جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو۔ اگر طالب نے کسی شخص کو اسواسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے مطلوب سے

کفیل بالنفس لیوے تو اُسکی دو صورتین ہین یا تو وکیل کفالت کو اپنی طرف منسوب کریگا پس اس صورت مین کفیل سے مطالبہ کرنیکا حق وکیل کو ہوگا اور اگر اُسنے کفالت موکل کی طرف منسوب کی تو حق مطالبہ موکل کو ہوگا اور اگر وکیل نے مطلوب کو موکل کے سپرد کر دیا تو استحساناً دونون صورتون مین بری ہو جائیگا کذا فی الذخیرہ اور اگر اُسنے وکیل کے سپرد کیا پس اگر وکیل نے اضافت کفالت اپنی طرف کی تھی تو بری ہوگا ورنہ نہین بری ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اگر ایک جماعت نے ایک شخص کے نفس کی کفالت کی اور سب کی ایک ہی کفالت ہو پھر انمین سے ایک نے اُسکو حاضر کیا تو سب بری ہو گئے اور اگر کفالت سب کی جدا جدا ہو تو باقی لوگ بری نہونگے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اگر مکفول بالنفس مر گیا تو کفیل بالنفس کفالت سے بری ہو گیا کذا فی الہدا خواہ مکفول بہ غلام ہو یا آزاد ہو دونون مین کچھ فرق نہین ہے کذا فی فتح القدیر اور ایسے ہی اگر کفیل مر گیا تو بھی بری ہو گیا یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ کفیل بالنفس نے اگر طالب کو اپنے نفس کا کوئی کفیل دیا پھر اصیل مر گیا تو دونون کفیل بری ہو جائینگے اور اسی طرح اگر پہلا کفیل مر گیا تو دوسرا کفیل بری ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ کسی شخص نے دوسرے کی نفس کی کفالت کی پھر طالب مر گیا تو کفالت بالنفس اپنی حالت پر باقی ہے پھر اگر کفیل نے مکفول بہ کو میت کے وصی کے سپرد کیا تو بری ہو گیا خواہ ترکہ مین قرض ہو یا نہو اور اگر اُسنے مکفول بہ کو وارث میت کے سپرد کیا پس اگر ترکہ مین قرض ہو تو بری نہوگا خواہ وہ قرض تمام ترکہ کو گھیرے ہوے ہو یا نہین اور اگر ترکہ مین قرض نہو تو جسکے سپرد کر دیا ہے خاص اسی کے حصہ سے بری ہوگا اور اگر ترکہ کا مال قرضہ سے زیادہ ہو اور میت نے تہائی مال کی وصیت بھی کی ہو پھر کفیل نے مکفول بہ کسی وارث یا وصی کے سپرد کیا یا قرضخواہ کے سپرد کیا تو بری نہوگا اور اگر ان تینون لوگون کے سپرد کیا تو شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ اصح میرے نزدیک یہ ہے کہ بری نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے پس اگر وارث نے قرضہ اور وصیت ادا کر دی تو کفیل کو وارثون کے سپرد کرنا بھی جائز ہے اور بری ہو جائیگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ کسی شخص نے ایک شخص کے واسطے ایک ہزار درم کی کفالت کی پھر طالب مر گیا اور کفیل اُسکا وارث ہوا تو کفیل کفالت سے بری ہوا اور وہ مال مکفول عنہ پر بحالہ باقی رہا اور اگر کفالت اُسکے بلا حکم تھی تو مطلوب بھی بری ہو جائیگا کیونکہ جب طالب مر گیا تو یہ مال اُسکے وارثون کی میراث ہو گیا اور اگر طالب کے حیات مین کفیل ہبہ وغیرہ سے اس مال کا مالک ہوا تو مکفول عنہ سے لے سکتا ہے بشرطیکہ کفالت اُسکے حکم سے ہو اور اگر اُسکے بلا حکم ہو تو نہین لے سکتا ہے اور ایسے ہی اگر میراث کی وجہ سے مالک ہوا تو بھی یہی حکم ہے یہ سب جو مذکور ہوا اس صورت مین تھا کہ جب طالب مر گیا اور کفیل اُسکا وارث ہوا اور اگر یہ صورت ہو کہ طالب مر گیا اور مکفول عنہ اُسکا وارث ہوا تو کفیل بری ہو گیا کیونکہ جب اصیل وارث ہوا تو مالک ہوا اور بری ہو گیا اور اصیل کی برائت سے کفیل بھی بری ہو جاتا ہے اور اگر مطلوب وارث کے ساتھ طالب کا کوئی دوسرا بیٹا ہو تو کفیل بقدر حصہ مطلوب کے بری ہوگا اور دوسرے بیٹے کے حصہ کے قدر اُسپر باقی رہیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اصیل کے ادا کرنے یا طالب کے اُسکو بری کر دینے سے کفیل بری ہو جاتا ہے کذا فی الکافی اور شرط یہ ہے کہ اصیل اس برائت کو قبول کرے اور قبول کرنے یا انکار کرنے سے پہلے اُسکا مر جانا قائم مقام قبول کرنے کے ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے۔ اور اگر اُسنے اس برائت کو رد کر دیا تو رد ہو جائیگی اور طالب کا قرضہ بحالہ باقی رہیگا اور ہمارے مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ آیا وہ قرضہ پھر کفیل کی طرف عود کریگا پس بعضون نے کہا عود کریگا اور بعضون نے کہا نہین عود کریگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اگر طالب نے مال قرضہ مطلوب کو ہبہ کیا اور قبل انکار کرنے کے مر گیا تو کفیل بری ہو گیا اور اگر نہ مرا اور اُسنے ہبہ سے انکار کیا تو اُسکا انکار صحیح ہے اور مال اُسپر

یعنی میت کا قرضخواہ ۱۲

اور کفیل پر بحالہ باقی رہیگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر بری کرنا یا ہبہ کرنا مطلوب کی موت کے بعد واقع ہوا اور اُسکے وارث قبول کرین تو صحیح ہی اور اگر انھون نے انکار کیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک رد ہو جائیگا اور ابرا باطل ہوگا کیونکہ اُسکے مرنے کے بعد بری کرنا وارثون کے لیے ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ انکے رد کرنے سے رد نہوگا جیسا کہ اگر اُسکی زندگی مین برارت واقع ہوئی پھر وہ کفیل کرنے یا انکار کرنے سے پہلے مرگیا تو وارثون کے انکار سے رد نہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہو۔ اور اگر اُسنے کفیل کو بری کیا تو صحیح ہی خواہ قبول کیا یا نہ کیا اور کفیل اپنے اصیل سے نہین لے سکتا ہی اور اگر قرضہ اُسکو ہبہ کیا یا اُسے صدقہ مین دیدیا تو اُسکے قبول کرنے کی احتیاج ہی اور جب اُسنے قبول کرلیا تو اصیل سے لے سکتا ہی کذا فی غایۃ البیان پس کفیل کے حق مین بری کرنا یا اُسکو ہبہ کرنا مختلف ہی کہ بری کرنے کی صورت مین اُسکے قبول کی احتیاج نہین ہی اور ہبہ اور صدقہ مین اُسکے قبول کرنے کی ضرورت ہی اور اصیل کے حق مین بری کرنے اور ہبہ کرنے اور صدقہ کرنے کی ایک ہی صورت ہی کہ سب مین قبول کرنے کی حاجت ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر مریض نے اپنے وارث کو کفالت بالنفس سے بری کیا تو جائز ہی کیونکہ مرض الموت کا مریض ایسے امور مین جنمین وارثون یا قرضخواہون کا حق متعلق نہو بمنزلہ تندرست کے ہی اور کفالت بالنفس سے ان لوگون کا حق متعلق نہین ہی کیونکہ نفس مال نہین ہی اور اسی واسطے اگر کفیل بالنفس کوئی اجنبی ہو اور اُسکو مریض نے بری کیا تو برارت فقط تہائی ترکہ سے معتبر نہین ہوتی اور اسی طرح اگر کفیل بالنفس سوا وارث کے ہو اور مریض پر اسقدر قرضہ ہو جو تمام ترکہ کو گھیرے ہوئے ہو اور اُسنے کفیل کو بری کیا پھر اسی مرض مین مرگیا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر طالب نے کفیل کو بری کیا تو وہ بری ہوگیا اصیل بری نہوگا اور اگر کفیل نے اُس حق سے جو اُسنے اپنے ذمہ واجب کرلیا ہی صلح کرلی تو اصیل بری نہوگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کفیل یا اصیل نے ہزار درم سے جو اُسپر آتے ہین پانچسو پر صلح کرلی پس صلح مین یا دونون کی برارت ذکر کی تو دونون بری ہو جاوینگے یا اصیل کی برارت ذکر کی تو بھی یہی حکم ہی یا کچھ شرط نہ لگائی تو بھی یہی حکم ہی یا یہ شرط کی کہ کفیل بری ہی نہ دوسرا تو پانچسو سے فقط وہی بری ہوگا اور ہزار درم اصیل پر رہینگے کذا فی التبیین پس طالب اگر چاہے تو پورا قرضہ اپنا اصیل سے لے لیوے یا پانچسو درم اصیل سے اور پانچسو کفیل سے لیوے اور کفیل نے جسقدر ادا کیا ہی اصیل سے لیگا بشرطیکہ صلح اُسکے حکم سے کی ہو اور اگر اُسکے بلا حکم صلح کی تو نہین لے سکتا ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر کفیل نے مکفول لہ کو کسی دوسرے شخص پر حوالہ کردیا کہ اُس سے لیوے اور مکفول لہ اور محتال علیہ نے قبول کرلیا تو کفیل اور مکفول عنہ بری ہوگئے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے نفس کی کفالت کی پھر طالب نے اقرار کیا کہ مکفول بہ کی طرف میرا کچھ حق نہین ہی تو اُسکو یہ اختیار باقی ہی کہ کفیل سے مکفول بہ کے سپرد کرنے کے لیے مواخذہ کرے اور اگر یہ اقرار کیا کہ مکفول بالنفس کی جانب کچھ حق میری طرف سے نہ غیر کی طرف سے نہ وصیت سے نہ ولایت سے نہ وکالت سے کسی وجہ سے نہین ہی تو کفیل کفالت سے بری ہوگیا کذا فی الخلاصۃ اور اگر یہ اقرار کیا کہ میرا کچھ حق کفیل کی طرف نہین ہی تو کفیل بری ہوگیا اور جسقدر حقوق کفیل کی جانب طالب کے لیے ثابت تھے سب اس اقرار سے جاتے رہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے کسی شخص کے لیے فلان پر ہزار درم قرضہ کی ضمانت کی اور فلان اسپر برہان لایا کہ کفالت سے پہلے مین نے یہ قرضہ ادا کردیا ہی تو وہ بری ہوگا نہ کفیل اور اگر اسپر برہان پیش کی کہ کفالت کے بعد ادا کردیا ہی تو دونون بری ہوجاوینگے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر کفیل نے اصیل کو قرضہ طالب کو ادا کرنے سے پہلے بری کیا یا اُسکو ہبہ کردیا تو جائز ہی یہانتک کہ اگر بعد اسکے کفیل نے طالب کو ادا کیا تو اصیل سے نہین لے سکتا ہی یہ امام قاضی خان محبوبی رح نے ذکر کیا ہی یہ نہایہ مین

لکھا ہے۔ امام محمد رح نے کتاب الاصل مین فرمایا کہ کفیل بالنفس نے وہ قرضہ جو مکفول بہ پر آتا ہے اس شرط پر ادا کیا کہ اُسکو کفالت بالنفس سے بری کر دے اور اُسنے ایسے ہی کیا تو ادا کرنا اور بری کرنا دونون جائز ہین یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر مطلوب نے طالب کا قرضہ ادا کر دیا تو کفیل بالنفس بری ہوگا جب کہ طالب مطلوب پر دوسرے حق کا دعوے کرتا ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ کفیل بالنفس نے اگر کسی قدر مال پر کفالت ساقط کرنے کے واسطے صلح کی تو اُس مال کا لینا صحیح نہین ہے اور کفالت ساقط ہوجانے کی دو روایتین ہین ایک یہ ہے کہ ساقط ہوجائیگی کذا فی الفصول الاستروشنیہ و اسی پر فتوے ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر نفس و مال دونون کا کفیل ہو اور اُسنے کفالت بالنفس سے بری ہونے کی شرط پر صلح کر لی تو اُس کفالت سے بری ہوجائیگا یہ فصول استروشنیہ مین لکھا ہے۔ اگر مکفول لہ نے کفیل سے کہا کہ تو نے مال سے میری طرف سے براءت کر لی تو یہ اُسکا اقرار ہے کہ مین نے تمام مال پایا حتےٰ کہ اگر کفیل نے اصیل کے حکم سے کفالت کی ہو تو اُس سے وہ مال لے سکتا ہے اور اگر اُسنے کفیل سے کہا کہ مین نے تجھکو بری کیا تو یہ بری کرنا ہے نہ یہ اقرار ہے کہ مین نے کفیل سے مال لیکر قبضہ مین کیا ہے کہ کفیل کو یہ اختیار نہین ہے کہ اصیل سے لے لیوے اور اگر طالب نے کفیل سے کہا کہ تو نے براءت کر لی اور یہ نہ کہا کہ میری طرف سے تو امام محمد رح کے نزدیک یہ صرف براءت ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ قبضہ کر لینے کا اقرار ہے کذا الکافی اور امام اعظم رح کے نسبت بعضون نے کہا کہ وہ اس مسئلہ مین امام ابو یوسف رح کے ساتھ ہین اور اسی کو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے اور یہی احتمال اقرب ہے یہ غایہ مین لکھا ہے اور یہ سب اُس صورت مین ہے کہ جب طالب غائب ہو اور اگر حاضر ہو تو اُس سے دریافت کیا جائیگا کہ تیرے اس کہنے سے کیا مراد تھی یہ اختیار مین لکھا ہے۔ اور اسمین اختلاف نہین ہے کہ اگر اُسنے نوشتہ مین لکھدیا کہ کفیل نے جسقدر درمون کی کفالت کی تھی اُس سے بری ہوگیا تو یہ قبضہ کا اقرار ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے۔ اگر طالب نے کفیل سے کہا کہ تو مال سے حلت مین ہے تو باجماع ائمہ اربعہ یہ قول بمنزلہ اسکے ہے کہ مین نے تجھکو بری کیا کیونکہ یہ لفظ محاورہ مین صرف براءت کر دینے کے معنی مین آیا ہے نہ یہ کہ قبضہ کر لینے کی وجہ سے براءت ہو یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے۔ اگر ثمن کی کفالت کی پھر مبیع کا کوئی مستحق پیدا ہوا تو کفیل بری ہوگیا اور اسی طرح اگر اسکو عیب کی وجہ سے قاضی کے حکم سے یا بدون حکم قاضی واپس کیا یا خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے واپس کیا تو بھی ایسا ہی ہے۔ اگر مشتری نے ثمن بائع کے کسی قرضخواہ کو دیدینے کی کفالت کر لی پھر مبیع کا کوئی مستحق نکلا تو کفیل بری ہوگیا اور اگر بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے یا بلا حکم واپس کر دی تو بری نہ ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اُسکے مہر کا شوہر کی طرف سے کوئی شخص کفیل ہوگیا پھر دخول واقع ہونے سے پہلے عورت کی طرف سے جدائی واقع ہونے سے تمام مہر ساقط ہوگیا یا دخول سے پہلے طلاق دیدینے کی وجہ سے نصف مہر ساقط ہوگیا تو پہلی صورت مین کفیل تمام مہر سے بری ہوگا اور دوسری صورت مین آدھے مہر سے بری ہوگا اور اگر کسی عورت نے اپنا نکاح کسی شخص سے کیا اور ہزار درم مہر قرار پایا اور اپنے شوہر کو حکم دیا کہ میرے قرضخواہ کے واسطے تو اسکا ضامن ہو یا قرضخواہ کو یہ مہر حوالہ کر دیا یا وہ اُسکا کفیل ہوگیا پھر دخول سے پہلے عورت کی طرف سے جدائی واقع ہوئی کہ جس سے تمام مہر ساقط ہوگیا تو شوہر کفالت سے بری نہ ہوگا اور جب کفالت باقی رہی اور شوہر نے وہ مال ادا کر دیا تو جسقدر ادا کیا ہے اُسکو عورت سے لیگا اور اسی طرح اگر دخول سے پہلے شوہر نے اُسکو طلاق دیدی تو بھی وہ ضامن ہوگا مگر بقدر نصف کے اُسمین سے واپس لے سکتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ کفالت سے بری کرنے کو شرط کے ساتھ تعلیق کرنا جائز نہین ہے

کذافی الہدایہ اور یہی ظاہر ہی کذافی غایۃ البیان اور بعض روایت مین آیا ہی کہ یہ صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور فتح القدیر مین ہی کہ یہی اوجہ ہی- اور عنایہ مین لکھا ہی کہ بعضون نے اختلاف روایتین کی یہ وجہ بیان کی ہی کہ جائز نہونا اُس صورت مین ہی کہ جب شرط محض شرط ہو کہ اُس سے طالب کا کچھ نفع نہو مثلا یون کہے کہ جب کل کا روز آویگا تو تو بری ہی کیونکہ یہ لوگون مین متعارف نہین ہی اور اگر ایسی شرط ہو کہ جسمین طالب کا نفع اور لوگون کا معمول بھی ہی تو صحیح ہی انتہے ملخصاً- اصیل کی برات کی تعلیق شرط کے ساتھ کرنا جائز نہین ہی مثلاً اگر مطلوب سے کہا کہ جب کل کا روز آویگا تو تو قرضہ سے بری ہی پس یہ جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- ایک شخص کا دوسرے پر قرض تھا اور اُسنے قرضدار سے کہا کہ اگر مین تجھسے اپنا مال لیکر قبضہ نہ کرون یہانتک کہ تو مرجاوے تو اُسکی طرف سے حلت مین ہوگا پس یہ برات باطل ہی اور اگر طالب نے یہ کہا کہ اگر مین مرجاؤن تو تو مال سے حلت مین ہی تو یہ جائز ہی کیونکہ یہ وصیت ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی- اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر طالب نے مطلوب سے کہا کہ جب فلان شخص قیدخانہ سے نکلیگا یا اپنے سفر سے واپس آویگا تو تو قرضہ سے بری ہی پس یہ باطل ہی اور اگر مطلوب اُس قیدی کی طرف سے ہزار درم کا کفیل ہو تو بری کرنا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- کسی شخص نے دوسرے کی طرف سے مال کی کفالت کی پھر کفیل نے مکفول لہ سے کہا کہ اگر مین اسکو کل کے روز تجھسے ملا دون تو مین مال سے بری ہون پس یہ جائز ہی کیونکہ لوگون کا اسطرح تعامل ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- ہشام نے ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر بیٹے کی زوجہ کے مہر کا اس شرط پر ضامن ہوا کہ اگر بیٹا یا اُسکی زوجہ باہم خلوت اور دخول سے پہلے مرگیا تو ضامن بری ہی پس یہ ضمان لازم ہوگی اور شرط باطل ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی- اور اگر کفیل بالنفس نے کہا جب اُسکو مکفول عنہ طالب دیکھے یا اُس سے ملاقات کرے تو مین بری ہون پس یہ جائز ہی اور وہ طالب کے دیکھنے کے وقت بری ہو جاویگا یا ایسے موضع مین اس سے ملا جہان اپنا حق اس سے لے سکتا ہی تو بھی بری ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- مجرد مین امام اعظم رح سے روایت ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین تیرے واسطے آج دن بھر کفیل ہون اور جب آج کا دن گذرا تو مین بری ہون پس امام نے فرمایا کہ جب دن گذر گیا تو وہ بری ہی یہ محیط مین لکھا ہی- کسی کی طرف سے کسی کے واسطے مال کی کفالت اس شرط پر کی کہ جب مین مطلوب کا نفس طالب کے سپرد کرون تو مال سے بری ہونگا اور اگر طالب نے ضامن سے نفس مطلوب کے دینے سے پہلے مال لیا ہو تو ضامن واپس نہ لیگا پھر ضامن مطلوب کو لیکر آیا اور طالب کے حوالہ کیا تو جو مال اُسنے دیا ہی واپس لیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- اگر طالب نے کفیل بالنفس کی برات کسی شرط پر معلق کی تو اسکی تین صورتین ہین ایک وجہ مین تو برات جائز اور شرط باطل ہی مثلاً کسی نے دوسرے کے نفس کی کفالت کی اور طالب نے کفیل کو اس شرط پر بری کیا کہ کفیل دس درم مجھے دیوے تو برات جائز اور شرط باطل ہی اور کفیل نے اگر مکفول لہ سے برات کے واسطے کسی قدر مال پر صلح قرار دی تو صلح صحیح نہین ہی اور نہ مال کفیل پر واجب ہوگا اور نہ کفیل کفالت سے بری ہوگا یہ روایت جامع اور ایک روایت حوالہ وکفالہ مین ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ کفالت سے بری ہو جاویگا اور دوسری وجہ مین برات اور شرط دونون جائز ہین اور اسکی یہ صورت ہی کہ کسی نے ایک قرضدار کے قرضہ اور اُسکے نفس کی کفالت کی پھر طالب نے کفیل سے یہ شرط کی کہ مال طالب کے سپرد کرے اور اس سے کفالت بالنفس سے بری ہو جاوے تو برات اور شرط دونون جائز ہین اور تیسری صورت مین دونون

جائز نہین مثلاً کسی نے دوسرے کے نفس کی فقط کفالت کی اور طالب نے اُس سے یہ شرط لگائی کہ مجھے مال ادا کر دے اور اُسی نفس مطلوب سے لے لیوے تو یہ باطل ہی کذا فی قاضیخان **چوتھی فصل** واپس لینے اور رجوع کرنیکے بیان مین۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ فلان شخص کے واسطے تو میری طرف سے ہزار درم کا کفیل ہو یا اُسکو میری طرف سے نقد دیدے یا میری طرف سے ضمان دے ہزار درم یا جو اُسکے ہزار درم مجھپر آتے ہین اُنکا ضامن ہو یا جو اُسکا مجھپر آتا ہی اُسکو تو ادا کر دے یا میری طرف سے اُسے ادا کر دے یا جو ہزار درم اُسکے مجھپر آتے ہین اُسکو دیدے یا میری طرف سے اُسکو ہزار درم دیدے یا اُسکو وفا کر دے یا اُسکی طرف دفع کر اور مامور نے ایسا ہی کیا تو ان مسائل مین روایت اصل کے موافق رجوع کر سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی جس صورت مین کفالت صحیح ہو گئی اگر کفیل نے مال کفالت اپنے پاس سے ادا کر دیا تو مکفول عنہ سے لے گا اور ادا کر دینے سے پہلے نہین لے سکتا ہی اور جب اُسنے ادا کیا تو جسقدر مال کی اُسنے کفالت کی ہی اُسی قدر لے سکتا ہی اور وہ مال نہین لے سکتا ہی جو اُسنے ادا کیا ہی یہانتک کہ اگر اُسنے زیوف درم ادا کر دیے اور کفالت جید درمون کی تھی تو جید واپس لیگا اور اگر بجاے دینارون کے صلح کے طور پر درم یا کوئی کیلی یا وزنی چیز ادا کر دی اور کفالت دینارون کی تھی تو انھین کو مکفول عنہ سے لیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور حکم دینے والے سے رجوع کر کے لے لینا صرف اُسی صورت مین ہو سکتا ہی جب وہ شخص ایسا ہو کہ جسکا قرضہ کا اقرار اپنے نفس پر جائز ہو حتے کہ اگر مکفول عنہ حکم دینے والا لڑکا ہو کہ تصرف سے منع کیا گیا ہی اور اُسنے کسی کو حکم دیا کہ اُسکی کفالت کرے اور کفیل نے اُسکی طرف سے ادا کیا تو اُس سے واپس نہین لے سکتا ہی اور اسی طرح اگر غلام نے کہ جسکو تصرف سے منع کیا گیا ہی کسی کو اپنی طرف سے کفالت کر لینے کا حکم دیا اور اُسنے کفالت کر کے ادا کیا تو اُس سے نہین لے سکتا ہی مگر جبکہ وہ آزاد ہو جاوے اور اگر ایسے لڑکے کی طرف سے جسکو تجارت کی اجازت ہی اُسکے حکم سے کفالت کر کے ادا کیا تو اُس سے لے سکتا ہی یہ عنایہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ اُسکی طرف دفع کر دے یا اُسکی ضمانت کر یعنی دیدے یا اُسکے لیے کفالت کر اور یہ نہ کہا کہ میری طرف سے یا جو اُسکا مجھپر ہی پس اگر یہ کفیل اُسکا خلیط ہو کہ اُس سے لین دین رکھتا ہو اور اپنا مال اُسکے پاس رکھتا ہو یا اُسکے عیال مین سے ہو تو حکم کرنے والے سے لے لیگا ورنہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اصل مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے اپنے دوست ہم پیشہ صراف کو حکم دیا کہ فلان شخص کو ہزار درم میری طرف سے ادائی مین دیدے یا میری طرف سے ادا کرنے کو ذکر نہ کیا اور صراف نے ایسا ہی کیا تو امام اعظم کے نزدیک صراف اُس سے لے لیگا اور اگر وہ اُسکا ہم پیشہ دوست نہو تو بدون اُسکے کہ یہ کہے کہ میری طرف سے ادا کر دے واپس نہین کر سکتا ہی اصل مین ہی کہ ایک نے غیر خلیط سے کہا کہ فلان کو ہزار درم دے۔ اُسنے دیدیے تو حکم کنندہ سے واپس نہین لے سکتا لیکن قبض کنندہ سے پھیر لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک شخص حاضر کی طرف سے اُسکی بلا اجازت سو درم کی کفالت کی اور مکفول عنہ نے کہا کہ مین تیری کفالت سے راضی ہوا پس اگر یہ رضامندی مکفول لہ کے قبول کرنے سے پہلے ہوئی تو کفیل کو اختیار ہوگا کہ جب وہ ادا کرے اپنے مکفول عنہ سے واپس لیوے اور اگر مکفول لہ کے قبول کے بعد پائی گئی تو کفیل اپنے اصیل سے نہین لے سکتا ہی اور نہ اُسکی رضامندی کا اعتبار ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی کسی غلام نے اپنے مالک کی طرف سے کفالت کی پھر وہ آزاد ہوا اور اُسنے ادا کر دیا یا غلام کے مالک نے اُسکی طرف سے کفالت کی اُسکے حکم سے پھر اُسکے آزاد ہونے کے بعد مال کفالت ادا کیا تو کوئی دونون مین سے دوسرے سے نہین لے سکتا ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور عورت اپنے خاوند کے گھر مین رہتی ہی پس وہان اُترا اور اُسکی طرف سے کرایہ کا ضامن ہوا تو اُس سے

نہین لے سکتا ہی خواہ اُسکے حکم سے ہو یا بدون حکم کے ہو اور اسکی نظیر یہ ہی کہ اگر باپ نے اپنے نابالغ لڑکے کی طرف سے مہر ضمانۃً ادا کر دیا تو بھی رجوع نہین کر سکتا ہی اور باپ کے بارہ مین یہ روایت محفوظ ہی کہ اگر اُسنے ضمانت اور ادا کے وقت بیان کیا کہ مین ادا کرتا ہون تا کہ اپنے بیٹے سے لے لونگا تو وہ لے سکتا ہی پس عورت کے مسئلہ مین بھی یہی جواب ہونا چاہیے یعنے شوہر نے ادا کرنے کے وقت اگر یہ شرط کی تو واپس لیگا کذا فی الذخیرہ۔ اگر بائع کے واسطے کوئی شخص ثمن کا کفیل ہوا پھر بائع نے ثمن کفیل کو ہبہ کر دیا اور اُسکو مشتری سے لیکر اُسنے اپنے قبضہ مین کیا پھر مشتری نے مبیع مین کوئی عیب پایا تو امام نے فرمایا کہ بائع کو واپس کرے اور اپنا ثمن اُس سے واپس لیوے اور دونون مین سے کسی کو کفیل سے لینے کی راہ نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کفیل نے بیع سلم کے کپڑے ادا کر دیے تو اُنکی قیمت لیگا۔ اگر بیع سلم مین یہ شرط قرار پائی تھی کہ شہر مین ادا کیا جاوے اور اُس بیع کا کوئی کفیل تھا اور اُسنے مسلم فیہ شہر کے باہر ادا کر دی اور رب السلم راضی ہو گیا تھا تو کفیل اُس سے (یعنی مسلم الیہ سے ۱۲) شہر مین لیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ کسی شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوے کیا اور مدعی علیہ کے حکم سے کوئی اُسکا ضامن ہوا اور اُسنے ادا کر دیے پھر مدعی نے مدعا علیہ کے ساتھ سچا اقرار کیا کہ میرا مدعی علیہ پر کچھ نہین تھا تو جو کچھ اُسنے لیا ہی واپس کرے اور پھر ضامن مدعا علیہ سے لے لیوے اور منتقی مین ہی کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم تھے اور طالب نے مطلوب کو حکم دیا کہ تو میری طرف سے کسی شخص کے لیے ایک ہزار درم نقدی یا میعادی ادھار کا ضامن ہو جا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر وہ ہزار درم جو طالب کے مطلوب پر تھے فی الحال ادا کے تھے (یعنی انکا ادا کرنا فی الحال لازم تھا ۱۲) اور مطلوب نے اُسکی طرف سے ایک ہزار درم میعادی کی ضمانت کی ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ حکم دہندہ سے ہزار درم لے لیوے خواہ میعاد آ گئی ہو یا نہ آئی ہو اور اگر طالب کے ہزار درم میعادی تھے اور مطلوب نے بھی اسی قدر میعاد پر اُسکی طرف سے ضمانت کر لی تو میعاد کے آنے پر اُسکو یہ اختیار نہو گا کہ اُسکا مواخذہ کرے اور ایسے ہی اگر اُسکے پاس ہزار درم ودیعت رکھے ہون اور طالب نے اُسکو حکم دیا کہ میرے قرضخواہ کی ضمانت ایک ہزار کی کرے تو مواخذہ نہین کر سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ عاریت دینے والے نے اگر مستعار چیز کے واپس دینے کے واسطے کوئی کفیل کر لیا یا جس شخص کا مال غصب ہوا ہی اُسنے اُسکے رد کرنے کے واسطے کفیل لیا پھر کفیل نے مکفول بہ کو اُٹھوا کر مالک کو پہونچا دیا تو کفیل کو اختیار ہی کہ عاریت لینے والے اور غصب کرنے والے سے باربرداری کی اجرت اُسکے مثل کے اعتبار سے لے لیوے (یعنی ایسے کام کی اجرت جو اکثر دی جاتی ہو ۱۲) اور یہ استحسان ہی اور اگر عاریت لینے والے یا غصب کرنے والے نے کوئی وکیل کیا کہ اُسکو عاریت دینے والے یا مغصوب منہ کے مکان مین پہونچا دے یا جس جگہ عاریت و غصب واقع ہوا ہی پہونچا دے تو یہ بھی جائز ہی لیکن وکیل پر جبر نہ کیا جاویگا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچا دے اور کفیل پر جبر کیا جاویگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ ابو سلیمان رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی کہ کسی شخص نے دوسرے کے حکم سے اُسکی طرف سے ایک ہزار درم کی کفالت کی پھر اصیل نے اُسکو کفیل کے سامنے ادا کیا پھر طالب اُس سے انکار کر گیا اور قسم کھا لی اور دوبارہ کفیل سے لے لیے تو کفیل اپنے مکفول عنہ سے لے سکتا ہی اور اگر یہ صورت ہوئی کہ کفیل نے اصیل کے سامنے وہ درم طالب کو ادا کر دیے پھر وہ منکر ہو گیا اور قسم کھا لی اور دوبارہ اصیل سے لے لیے تو کفیل اپنے اصیل سے نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر وصی نے میت کا قرضہ ادا کیا تو اُسکے ترکہ مین سے لے لیوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی کسی نے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور مشتری کی طرف سے ایک شخص ثمن کا کفیل ہو گیا پھر کفیل نے

بائع کو ثمن دیدیا اور مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا پھر کفیل مشتری سے اپنے دام لینے سے پہلے غائب ہو گیا پھر ایک شخص نے آیا اور اسنے استحقاق مین وہ غلام مشتری سے لے لیا اور مشتری نے چاہا کہ اپنا ثمن بائع سے لیوے تو بدون کفیل کے حاضر ہونے کے نہین ہو سکتا ہے پھر جب کفیل حاضر ہوا تو وہ مختار ہو گا کہ چاہے اپنا ثمن بائع سے واپس کرے یا مشتری سے لے لیوے اور جب اسنے ایک سے ضمان لینا اختیار کیا تو اسکو یہ اختیار نہو گا کہ دوسرے سے ضمان لیوے پس اگر اسنے بائع سے ضمان لی تو بائع مشتری سے نہین لے سکتا ہے اور اگر اسنے پہلے ہی مشتری سے ضمان لی تو مشتری کو اختیار ہے کہ جو اسنے دیدیا ہے وہ بائع سے واپس لیوے۔ اور اگر کفیل نے ثمن کو ادا کرتے وقت مشتری سے واپس لیا تھا پھر غائب ہو گیا پھر غلام مین استحقاق ثابت ہوا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اپنا ثمن بائع سے واپس کرے اور اگر اس غلام مین استحقاق نہ ثابت ہو بلکہ یہ ظاہر ہوا ہو کہ یہ آزاد یا مکاتب یا مدبر ہے یا باندی کی صورت مین ظاہر ہوا کہ ام ولد ہے تو ان صورتون کا حکم بھی مثل استحقاق کے ہے امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مشتری نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور مشتری کے حکم سے اسکی طرف سے کوئی شخص بائع کے ثمن کا کفیل ہو گیا اور ثمن ادا کر دیا اور غائب ہو گیا پھر وہ غلام بائع کے پاس مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے مر گیا تو مشتری بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے خواہ مشتری سے کفیل نے ثمن لے لیا ہو یا نہ لیا ہو پس اگر غلام نہ مرا لیکن مشتری نے اسمین کچھ عیب پایا اور اسکو قاضی کے حکم سے یا بدون حکم کے واپس کیا یا خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے واپس کیا تو مشتری بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے اور کفیل کو اس سے لینے کی کوئی راہ نہین ہے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم مین خریدا اور کسی نے مشتری کے حکم سے اسکی طرف سے ثمن کی کفالت کر لی پھر کفیل نے بائع سے ان ہزار درم سے پچاس دینار پر صلح کر لی تو کفیل اپنے اصیل سے درم لیگا نہ دینار پس اگر غلام کا کوئی مستحق نکلا اور کفیل غائب تھا تو مشتری بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر کفیل حاضر ہوا تو بائع سے دینار واپس لیگا اور اگر کفیل نے چاہا کہ مشتری سے لیوے تو اسکو یہ اختیار نہو گا بخلاف اس صورت کے کہ اگر کفیل نے درم ادا کیے تو کفیل کو اختیار ہے کہ مشتری سے لے لیوے۔ اور اگر بجائے صلح کے بیع واقع ہوئی مثلاً کفیل نے پچاس دینار بعوض بائع کے ہزار درم کے بیع کر دیے پھر غلام کا استحقاق ثابت ہوا تو بیع اور صلح دونون کا یکسان حکم ہے اور مراد امام محمد رح یکسان ہونے سے یہ ہے کہ جیسے دونون کی جدائی کے بعد غلام کا استحقاق ثابت ہوا تو بیع باطل ہو جائیگی ویسا ہی صلح باطل ہو جاتی ہے اور اگر دونون کا استحقاق اسی مجلس مین ثابت ہوا اور وہ دونون مجلس ہی مین ہین تو بیع باطل نہین ہوتی ہے اور صلح باطل ہو جاتی ہے اگر غلام مین استحقاق ثابت نہوا بلکہ وہ مشتری کے قبضہ سے پہلے بائع کے پاس مر گیا اور کفیل نے پچاس دینار بعوض ہزار درم کے بائع کے ہاتھ فروخت کر دیے تھے اور بائع نے دینارون پر قبضہ کیا تھا تو مشتری بائع سے درم لے سکتا ہے اور کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہین ہے اور اگر بجائے بیع کے صلح ہو مثلاً کفیل نے بائع سے درمون کے عوض پچاس دینار پر صلح کی پھر مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے وہ غلام مر گیا تو بیع کے مانند اسکا بھی حکم ہے مگر صلح اور بیع عہ مین یہ فرق ہے کہ صلح کی صورت مین غلام بیچنے والے کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو پچاس دینار واپس کرے یا ہزار درم واپس کرے اور بیع کی صورت مین اسپر ہزار درم ہی واپس کرنا واجب ہین۔ پھر صلح کی صورت مین اگر بائع نے دینار واپس دینے چاہے تو انکو کفیل اپنے قبضہ مین لائیگا اور اگر درم واپس دینا چاہے تو اس سے مشتری لیگا۔ اگر کفیل مشتری کیطرف سے نامزد ہو کر بائع کو ثمن ادا کرے اور اسنے پچاس دینار بائع کے ہاتھ ثمن کے عوض فروخت کیے

عہ یعنی اس صورت مین
صلح و بیع مین فرق ہے

یا صلح مین دیے تو جائز ہے۔ اور اگر کفیل نے مشتری کی طرف سے بدون اسکے حکم کے کفالت کی پھر کفیل نے بعوض ثمن کے پچاس دینار فروخت کیے یا بائع کے ساتھ صلح کر لی تو بیع کسی صورت مین جائز نہین ہے اور صلح مین اگر یہ تقریر ہے کہ جو ثمن بائع کا مشتری پر آتا ہے وہ اس متبرع یعنے کفیل کا ہو تو صلح بھی باطل ہے اور اگر اس شرط پر صلح کی کہ مشتری ثمن سے بری ہے تو صلح جائز ہے اور اگر بائع کو مطلقاً چھوڑ دیا اور کچھ شرط نہ لگائی تو بھی صلح صحیح ہے پس اگر مشتری کے سپرد کر دینے سے پہلے غلام مر گیا یا اُسکا کوئی حقدار نکلا پس اُس صورت مین کہ صلح مین کوئی شرط نہین مطلقاً ہے مشتری کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہین ہے لیکن کفیل ہی بائع سے واپس لیگا اور بائع کو اختیار ہوگا کہ خواہ درم دیدے یا دینار دیدے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر دوسرے شخص کا نائب اُسکے حکم سے ادا کر دیا تو اُس سے لے گا اگرچہ واپس لینے کی شرط نہ کی ہو جیسا کہ قرض کی صورت مین ہوتا ہے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ جب اُسکو ادا کرنے کے واسطے بدون زبردستی کے حکم دیا ہو اور اگر اُسپر زبردستی کی گئی تو واپس لینے کے باب مین اُسکا حکم دینا کچھ معتبر نہوگا یہ عتابیہ مین لکھا ہے۔ سیر مین مذکور ہے کہ اگر کوئی مسلمان حربیون کے قبضہ مین مقید ہو پھر اُسکو کسی شخص نے حربیون سے خرید کیا پس اگر بدون اُسکے حکم کے خریدا تو اُسپر احسان کیا اور کچھ نہین لے سکتا ہے اور جسکو خرید لایا وہ رہا کر دیا جائیگا۔ اور اگر اُسنے حکم کیا تو قیاس چاہتا ہے کہ مامور اپنے حکم دینے والے سے کچھ نہ لے سکے اور استحسانًا پھیر لیگا خواہ قیدی نے اس سے کہا ہو کہ اس شرط پر کہ تو مجھسے لے لینا یا یہ نہ کہا ہو اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اپنا مال میرے عیال پر خرچ کرے یا میرے مکان کی عمارت مین خرچ کرے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو اُسکو اختیار ہے کہ جسقدر اُسنے خرچ کیا ہے اپنے حکم دینے والے سے لے لے اور اسی طرح اگر قیدی نے کسی شخص کو حکم دیا کہ فدیہ دیکر اس قیدی کو اہل حرب سے چھوڑا لے تو یہ خریدنے کے واسطے حکم دینے کے مانند ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ کسی نے کچھ اونٹ غیر معین کہ جو لاد و اور سواری کے تھے کرایہ پر لیے اور اُنکا کوئی کفیل لے لیا پھر جمال غائب ہو گیا اور کفیل نے لدایا تو ضمانت کے دن کا اجر مثل اُس کرایہ دینے والے سے لے لیوے ایسے ہی اگر سلامتی کی کفالت کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کفیل نے حقدار کو اُسکے دین کے عوض کسی پر حوالہ کر دیا اور حقدار نے اُسکو بری کر دیا تو کفیل کو اختیار ہے کہ اپنے اصیل سے لے لیوے یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور زفر رح کے نزدیک نہین لے سکتا ہے۔ کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درم تھے اور اُسنے کسی کو اپنی طرف سے طالب کے واسطے کفالت کرنے کا حکم دیا پھر اصیل نے ایک شخص سے کہا کہ تو اِس کفیل کی ذات کی کفالت کر اور اُسنے ایسا ہی کیا پھر طالب نے کفیل بالنفس سے مواخذہ کیا تو کفیل کو اُس شخص پر جسنے حکم دیا ہے کوئی راہ نہین ہے اور اگر اُسنے کسی شخص کو حکم دیا کہ اُسنے مال کی کفالت کی پھر طالب نے دوسرے کفیل کو پکڑا اور اُس سے اپنا مال لے لیا تو اُسکو اختیار ہے کہ اپنے حکم دینے والے سے وہ مال لے لے یہ محیط مین لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ فلان شخص کو میری طرف سے ہزار درم ہبہ کر دے اور اُسنے موافق حکم کے کیا تو یہ ہبہ حکم دینے والے کی طرف ہوگا اور یہ مامور اپنے حکم دینے والے سے نہ لیگا اور نہ قبضہ کرنے والے سے لیگا اور حکم دینے والے کو اختیار ہے کہ ہبہ سے رجوع کر لے اور جس نے ادا کیے ہین وہ متبرع ہوگا اور اگر کسی نے کہا کہ ہزار درم فلان شخص کو ہبہ کر دے اس شرط پر کہ مین ضامن ہون اور اُسنے ایسا ہی کیا تو ہبہ جائز ہے اور حکم دینے والا مامور کو ضمانت دیدیگا اور حکم دینے والے کو

اختیار ہی کہ ہبہ سے رجوع کرلے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور اگر کہا کہ اُسکو میری طرف سے قرضہ دے یا میری طرف سے اسکو عطا کر تو ان صورتون مین واپس لیگا اگرچہ یہ شرط نہ لگائی ہو کہ مین ضامن ہون اور اگر اُسنے جس چیز کے دینے کا حکم دیا ہی اسکے سواے دوسری دی تو رجوع نہین کرسکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر اُس سے کہا کہ تو فلان شخص کو ہزار درم قرض دے اور اُسنے قرض دیے تو حکم دینے والا کچھ بھی ضامن نہوگا خواہ اُسکا خلیط ہو یا نہو اور اگر کسی شخص نے کچھ مال کسی اجنبی کو ہبہ کیا پھر جسکو ہبہ کیا ہی اُسنے کسی شخص کو حکم کیا کہ اپنے مال مین سے اس ہبہ کا عوض ہبہ کرنے والے کو دیدے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو جائز ہی اور حکم دینے والے سے رجوع نہین کرسکتا ہی مگر اُس صورت مین کہ اُسنے یہ کہدیا ہو کہ اس شرط پر دے کہ تو مجھسے اسکو لے لینا تو البتہ رجوع کرسکتا ہی اور اسی طرح اگر کسی سے کہا کہ اپنے طعام سے میری قسم کا کفارہ ادا کر یا اپنے مال سے میرے مال کی زکوٰۃ ادا کر یا اپنا دیکر کسی کو میری طرف سے حج کرادے یا میرے کفارہ ظہار سے ایک غلام آزاد کردے تو انمین بھی رجوع نہین کرسکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مجکو ہزار درم ہبہ کر اس شرط پر کہ فلان شخص اُسکا ضامن ہی اور فلان شخص حاضر تھا اُسنے کہا کہ ہان پھر مامور نے اُسکو ہزار درم ہبہ کردیے تو یہ ہبہ ضامن کی طرف سے ہوگا اور یہ مال دینے والے کا ضامن پر قرض ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ امام محمد رحمہ نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض تھے پھر قرضدار نے کسی سے کہا کہ قرضخواہ کو اُسکا مال ادا کردے اور مامور نے کہا کہ مین نے اُسکا مال ادا کردیا اور اب تجھسے لونگا اور قرضدار نے اس بات کی تصدیق کی اور قرضخواہ نے کہا کہ تو نے کچھ بھی ادا نہین کیا ہی تو قسم لیکر قرضخواہ کا قول معتبر ہوگا اور مامور اپنے حکم دینے والے سے کچھ نہین لے سکتا ہی اگرچہ اُسنے اُسکی تصدیق کی ہی اور اسی طرح اگر کسی شخص نے مکفول عنہ کے حکم سے مال کی کفالت کی پھر کفیل نے کہا کہ مین نے قرضخواہ کو اُسکا مال ادا کردیا اور مکفول عنہ نے اُسکی تصدیق کی اور قرضخواہ نے اُسکی تکذیب کی اور قسم کھائی اور اپنا مال مکفول عنہ سے لے لیا تو کفیل مکفول عنہ سے نہین لے سکتا ہی اور اگر حکم دینے والے نے بھی ادا کردینے سے انکار کیا اور مامور نے گواہ پیش کیے کہ مین نے قرضخواہ کو ادا کردیا ہی تو مامور اپنے حکم دینے والے سے لیگا اور یہ گواہی طالب پر بھی مقبول ہوگی اگرچہ طالب غائب ہو۔ اور اگر حکم دینے والے نے مامور سے کہا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین تو اپنا غلام اُسکے عوض فروخت کردے تو یہ جائز ہی پس اگر اُسنے غلام قرضہ کے عوض بیچا پھر دونون نے اختلاف کیا قرضخواہ نے کہا کہ اس نے بیچا تھا مگر ہنوز مین نے قبضہ نہ کیا تھا کہ غلام اسی کے پاس مرگیا اور بائع اور حکم دینے والے نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے قبضہ کرلیا تو قرضخواہ کا قول قسم لیکر معتبر ہوگا پس اگر اُسنے قسم کھالی تو ثابت ہوگا کہ بیع قبضہ سے پہلے تلف ہوئی ہی اور اس سے لازم آتا ہی کہ عقد جڑ سے فسخ ہوجاوے پس حوالہ کرنے کا حکم جاتا رہیگا اور قرضخواہ کو اختیار ہوگا کہ قرضدار کی طرف رجوع کرے اور مامور اپنے حکم دینے والے سے کچھ نہین لے سکتا ہی اگرچہ اُسنے اُسکی تصدیق کی ہو۔ اور اگر حکم دینے والے نے طالب کے قبضہ کرنے سے انکار کیا اور مامور نے گواہ پیش کیے کہ اُسنے وصول کرلیا تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور یہ بھی قضاء علی الغائب ہی اور اگر حکم دینے والے نے اُس سے کہا کہ تو فلان شخص سے ہزار درم سے جو اُسکے مجھپر ہین اپنے اس غلام پر صلح کرلے اور اُسنے صلح کرلی پھر طالب نے کہا کہ مین نے قبضہ نہین کیا تو یہ صورت

یعنی مامور کو اپنے حکم دینے والے سے واپس لینے کا اختیار نہین ہوگا ۱۲

یعنی طالب غائب پر گواہی مال کی صورت مین قبول ہوگی ۱۲

اور پہلی صورت یکسان ہو مگر اس صورت مین غلام کا مالک حکم دینے والے سے غلام کی قیمت لیگا اور بیع کی صورت مین اس سے قرضہ لیگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کسی شخص پر دعوے کیا کہ تو نے ایک شخص کے نفس کی کفالت کی تھی بسبب ہزار درم کے جو مدعی کے اُسپر آتے تھے اگر کل کے روز اسکو نہ پہونچا دے اور اُسپر دو گواہون نے گواہی دی اور یہ بھی گواہی دی کہ مکفول بہ نے کفیل کو اسکا حکم دیا تھا اور کفیل و مکفول عنہ دونون مال سے اور حکم دینے سے انکار کرتے ہین اور قاضی نے اس گواہی کی وجہ سے کفیل پر حکم دیا اور نہ پہونچانے کی وجہ سے مال لے لیا اور ادا کر دیا تو کفیل مکفول عنہ سے لے سکتا ہو اگرچہ اُسکے زعم مین یہ تھا کہ مین اصیل سے نہین لے سکتا ہون اور ان دونون مین کفالت نہ تھی مگر قاضی نے اُسکے زعم کی تکذیب کی یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کے پاس ہزار درم یا ایک غلام ودیعت رکھا اور ودیعت رکھنے والے نے اُسکو اجازت دی کہ ہزار درم ودیعت سے اپنا قرضہ ادا کرے یا اپنے قرضخواہ سے غلام پر صلح کرے پس اُسنے کہا کہ مین نے ایسا ہی کیا اور قرضخواہ نے اُسکی تکذیب کی اور قسم کھا کر اپنا حق مدیون سے لے لیا تو مدیون ودیعت کا ضامن ہو اور اگر غلام کے مالک نے قرضدار کو حکم دیا کہ اپنے قرض مین اسکو فروخت کرے قرضدار ۱۲ اور اُسنے کہا کہ مین نے فروخت کر کے سپرد کر دیا اور قرضخواہ نے اُسکی تکذیب کی اور قسم کھالی تو ودیعت رکھنے والا مدیون سے نہ لیگا یہ کافی مین لکھا ہو۔ اگر زید کے عمرو پر ہزار درم قرض تھے پھر عمرو نے بکر سے کہا کہ تو زید کو ہزار درم دیدے تاکہ اُن ہزار درم کے عوض جو مجھپر آتے ہین قبضہ کرے اس شرط پر کہ مین تیرے لیے اسکا ضامن ہون پھر بکر نے کہا کہ مین نے دیدیے اور عمرو نے اُسکی تصدیق کی اور زید نے اُسکی تکذیب کی تو زید کا قول معتبر ہوگا اور بکر عمرو سے ہزار درم لے لیگا اور اگر عمرو نے بکر سے کہا کہ تو زید کو ہزار درم میرے قرضہ کے ادا مین دیدے اس شرط پر کہ جو تو دیگا مین اُسکا ضامن ہون پھر بکر نے کہا کہ مین نے دیدیا اور عمرو نے اُسکی تصدیق کی اور زید نے اُسکی تکذیب کی اور قسم کھالی اور اپنا قرضہ قرضدار سے لے لیا تو بکر عمرو سے کچھ نہین لے سکتا ہو اور اگر عمرو و زید نے مال ادا کر دینے سے انکار کیا اور بکر نے دیدینے پر گواہ پیش کیے تو مامور یعنی بکر عمرو سے جو اُسنے دیا ہو لے لیگا اور پہلے مسئلہ مین زید عمرو سے اپنا قرضہ لیگا اور دوسرے مسئلہ مین بری ہو جاویگا کذا فی المحیط۔

پانچوین فصل تعلیق اور تعجیل کے بیان مین

کفالت کی تعلیق شرطون کے ساتھ صحیح ہو مثلاً کہا کہ جو تو نے فلان شخص کے ہاتھ بیع کیا وہ مجھپر ہو یا جو تیرا حق اُسپر ثابت ہو وہ مجھپر ہو یا جو تیرا فلان شخص نے غصب کیا وہ مجھپر ہو پھر اگر یہ شرط مناسب ہو مثلاً حق کے واجب ہونے کی شرط ہو جیسے کہ مبیع کے استحقاق پر تعلیق کرنا یا پورا حق لینے سکنے کے واسطے مثلاً کہا کہ جب زید آوے اور زید ہی مکفول عنہ ہو یا حق لینا متعذر ہونے کے وقت کی شرط کرنا مثلاً یہ کہنا کہ وہ جب شہر سے غائب ہو جاوے تو اُسکا قرضہ مجھپر ہو پس یہ صحیح ہو اور اگر یہ شرط مناسب نہو مثلاً یہ شرط لگانا کہ اگر ہوا چلے یا اگر مینھ آوے یا اگر زید گھر مین جاوے تو یہ صحیح نہین ہو اور کفالت ایسی چیز ہو کہ جسکا شرط کے ساتھ مین تعلیق کرنا صحیح ہو پس فاسد شرطون سے مثل طلاق اور عتاق کے باطل نہوگی یہ کافی مین لکھا ہو کسی نے دوسرے سے کہا کہ جب تو نے فلان شخص کے ہاتھ کچھ بیچا تو وہ مجھپر ہو پھر اُسنے اُسکے ہاتھ ایک چیز بیچی پھر دوسری چیز بیچی تو کفیل کو پہلا مال لازم ہوگا دوسرا نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو کسی نے ایک شخص سے کہا کہ تو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر اور جو کچھ تو بیچے وہ مجھپر ہو پس یہ استحساناً جائز ہو۔

اور جب اُسنے کوئی چیز کسی جنس کے عوض اور کسی قدر کو اُسکے ہاتھ فروخت کی تو کفیل کو لازم ہوگی پس اگر کفیل نے انکار کیا کہ تونے کچھ نہین بیچا ہو اور طالب نے کہا کہ مین نے اُسکے ہاتھ ایک مال ہزار درم کو بیچا ہو اور اُسنے مجھسے لیکر قبضہ کیا ہو اور مکفول عنہ نے اُسکی تصدیق کی تو اس صورت مین کفیل پر مال لازم آنے کی دو صورتین ہین اول یہ کہ وہ مال کہ جسکے بیچنے کا دعوے کرتا ہو اُسکے پاس یا مشتری کے پاس موجود ہو پس اسمین قیاس یہ چاہتا ہو کہ کفیل پر کچھ نہ لازم آوے اور ایسا ہی اسد ابن عمروؒ نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کیا ہو اور استحساناً اُسکے ذمہ ثابت ہوگا اور دوسری صورت یہ ہو کہ وہ مال تلف ہو گیا ہو اور اس صورت مین کفیل پر کچھ نہ لازم آویگا تاوقتیکہ طالب بیع ہو جانے پر گواہ پیش نہ کرے اور یہ قیاس اور استحسان ہو اور اگر کفیل نے کہا کہ تونے اُسکو پانسو درم کو بیچا ہو اور طالب نے کہا کہ مین نے اُسکو ہزار درم کو بیچا ہو اور مکفول عنہ نے اسکا اقرار کیا تو استحساناً یہ حکم ہو کہ کفیل سے ہزار درم کا مواخذہ کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ جو کچھ تو اُسکے ہاتھ آج کے روز بیچے وہ مجھ پر ہو پھر اُسنے اُسکے ہاتھ دو چیزین اُسی روز بیچین تو دونون کفیل پر لازم ہونگی اور اسی طرح اگر کہا کہ جب کبھی تونے اُسکے ہاتھ کچھ بیچا تو مین ضامن ہون تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر یا جب کوئی اسباب تونے اُسکے ہاتھ فروخت کیا تو مین اُسکے ثمن کا ضامن ہون پس اُسنے کوئی اسباب دو ٹکڑے کرکے ایک دوسرے کے پیچھے پانسو کے حساب سے فروخت کیے تو کفیل کے ذمہ پہلا مال لازم ہوگا اور دوسرا نہین اور اگر کفیل نے یہ کہا کہ جو تونے زُطی کپڑا بیچا تو وہ مجھ پر ہو پھر اُسنے یہودی کپڑا یا ایک کُر گیہون فروخت کیے تو کفیل پر کچھ نہ لازم آئیگا یہ محیط مین لکھا ہو کسی نے دوسرے سے کہا کہ فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر اس شرط پر کہ جو تجھکو خسارہ ہوگا وہ مجھ پر ہو یا کہا کہ اگر یہ تیرا غلام تلف ہوا تو مین ضامن ہون تو یہ کفالت صحیح نہین ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر کسی نے کہا کہ جو کوئی بیع آج کے دن فلان شخص سے کی مین کفیل ہون پھر اس سے ایک سے زیادہ لوگون نے بیع کی تو کفیل پر کچھ نہ لازم آویگا اور بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی کہ کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنا یہ غلام فلان شخص کے ہاتھ ہزار درم کو اس شرط پر فروخت کر دے کہ مین ان ہزار کا ضامن ہون پھر اُسنے دو ہزار کو فروخت کیا تو کفیل صرف ایک ہزار کا ضامن ہوگا اور اگر اُسکو پانسو درم کو بیچا تو پانسو درم کا ضامن ہوگا اور اگر اسکو اُدھار پانسو درم کو بیچا تو پانسو درم کا ضامن ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور فتاوے عتابیہ مین ہو کہ اگر یون کہا کہ جسقدر تو فلان شخص کو دین مین دیگا وہ مجھ پر قرض اور مبایعت ہو اور اگر اُسنے مبایعت سے پہلے ضمانت سے انکار کیا یا اُسکے ساتھ بیع کرنے سے منع کیا تو ضامن نہ رہیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ اگر یہ کہا کہ جو تونے اُسکو آج کے روز قرض دیا وہ میری ضمانت مین ہو پھر اُسنے اُسکے ہاتھ کچھ مال فروخت کیا تو کفیل کے ذمہ اُسکا ثمن واجب نہوگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کفیل نے کہا کہ جو کچھ تیرا اُسپر ہو مین نے اُسکی کفالت کی پھر اُسپر گواہ قائم ہوئے کہ اُسپر ہزار درم ہین تو کفیل اُسکا ضامن ہوگا اور اگر گواہ نہ قائم ہوئے تو مقدار کی اقرار مین کفیل کا قول قسم لیکر معتبر ہوگا پس اگر مکفول عنہ نے اس سے زیادہ کا اقرار کیا تو یہ اُسکے حق مین حجت ہوگا اُسکے کفیل کے حق مین تصدیق نہ کیا جائیگا یہ کافی مین لکھا ہو۔ بکر نے اپنی صحت مین کہا کہ جو کچھ زید اپنے اوپر عمرو کا قرضہ اقرار کرے وہ مجھ پر ہو پھر کفیل بیمار ہو گیا اور اُسپر اسقدر قرض تھا کہ تمام مال اُسکا گھیرے ہوئے تھا پھر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کا اُسپر ہزار درم قرضہ ہو تو یہ سب مریض کے ذمہ اُسکے تمام مال مین لازم ہوگا اور اسی طرح اگر مکفول عنہ نے کفیل کے مرنے کے بعد یہ اقرار کیا تو بھی اُسکے ذمہ لازم کیا جائیگا اور مکفول عنہ کفیل کے قرضخواہون کا مخاصم ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر کسی نے کہا جو کچھ تیرا فلان شخص پر ثابت ہو

وہ مجھپر ہی یا جو اُسپر حکم کیا جاے وہ مجھپر ہی پھر مطلوب نے کسی قدر مال کا اقرار کیا تو کفیل کے ذمہ لازم ہوگا مگر اس صورت مین کہ جو کچھ اُسپر حکم کیا جاوے اسکا ضامن ہی بدون حکم قاضی کے صرف اقرار سے ضامن نہوگا۔ اور اگر کہا ہو کہ جو کچھ تیرا ہی یا جو کچھ تیرے لیے کل اقرار کیا ہو اور مطلوب نے کہا کہ مین نے اُسکے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا ہو تو کفیل پر لازم نہونگے اور اگر اُسنے کہا کہ جو اقرار کیا پس اُسنے فی الحال اقرار کیا تو لازم ہو جائیگا اور اگر اس بات پر گواہ قائم ہوے کہ اُسنے کفالت سے پہلے اسکے واسطے مال کا اقرار کیا ہو تو کفیل پر لازم نہوگا کیونکہ اُسنے یہ نہین کہا ہو کہ جو کچھ اقرار کیا ہوا تھا اسکا ضامن ہون اور اگر مطلوب نے قسم کھانے سے انکار کیا اور قاضی نے اُسکے ذمہ لازم کیا تو کفیل کے ذمہ لازم ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ جو تیرا حق فلان شخص پر ثابت ہو وہ مجھپر ہی اور طالب اسپر راضی ہوا پھر مطلوب نے طالب سے کہا کہ مجھپر ہزار درم ہین اور طالب نے کہا کہ میرے تجھپر دو ہزار درم ہین اور کفیل نے کہا کہ طالب کا مطلوب پر کچھ بھی نہین ہی تو کتاب الاصل مین مذکور ہی کہ مطلوب کا قول معتبر ہوگا اور ہزار درم کفیل پر واجب ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی کے حکم سے جو کچھ اسپر ثابت ہو اُسکی کفالت کی پھر کفیل کی موت کے بعد مکفول عنہ پر حکم دیا گیا تو کفیل کے ترکہ سے لیا جائیگا اور طالب اُسکے قرضخواہون کے ساتھ شامل کیا جائیگا اگر اصیل مر گیا ہو اور جو باقی رہا ہین اگر اصیل مرگیا ہو تو اُسکے ترکہ مین وارثون کے ساتھ شامل کیا جائیگا اور اگر طالب چاہے تو اصیل کے قرضخواہون مین اُسکے ترکہ مین شامل ہو جاوے پھر جو باقی رہا اُسکے لیے کفیل کے ترکہ مین شامل ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے کسی کی طرف سے اُسکے حکم سے ہزار درم کی کفالت اس شرط پر کی کہ مکفول عنہ یہ غلام رہن مین دے اور طالب پر یہ شرط نہین لگائی پھر مکفول عنہ نے غلام کے دینے سے انکار کیا تو اسکو یہ اختیار ہی اور کفیل کو یہ اختیار نہوگا کہ چاہے کفالت کو تمام کرے یا فسخ کرے اگرچہ اُسکو مشروط نہ دیا گیا کیونکہ یہ شرط فقط اُسکے اور مکفول عنہ کے درمیان ہوئی ہی پس خیار اگر ثابت ہو تو مکفول عنہ کی طرف سے ہوگا اور وہ مالک نہین ہی بخلاف اسکے کہ اگر طالب کے درمیان یہ شرط قرار پائی مثلاً یون کہا کہ مین تیرے لیے اس مال کی کفالت کرتا ہون بشرطیکہ مکفول عنہ مجھے یہ غلام رہن مین دے پس اگر مطلوب دینے سے انکار کرتا تو کفیل کو یہ خیار طالب کی طرف سے جو مالک فسخ ہی حاصل ہوتا۔ اور اسی طرح اگر اُسنے طالب سے کہا کہ مین تیرے لیے اس مال کی کفالت اس شرط پر کرتا ہون کہ مطلوب مجھے اپنا غلام فلان رہن مین دے اور اگر اُسنے نہ دیا تو مین اس مال کی کفالت سے بری ہون پھر مطلوب نے غلام کو رہن مین دینے سے انکار کیا تو وہ کفالت سے بری ہوگا اور اگر مطلوب سے کہا کہ مین تیری طرف سے اس مال کی کفالت اس شرط پر کرتا ہون کہ تو مجھے کفیل دے تو اس صورت مین اُسکو کفالت کے باقی رکھنے اور فسخ کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر اُسنے طالب سے یہ شرط لگائی کہ مین کفالت اس شرط پر کرتا ہون کہ اگر مطلوب نے مجھے کفیل دیا تو مین کفالت کرونگا ورنہ مین بری ہون پھر کفیل دوسرا نہ دیا تو وہ بری ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ امام محمد رہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کی طرف سے ہزار درم کی اس شرط سے کفالت کی کہ یہ مال طالب کو اُس ودیعت سے جو اُسکے پاس مطلوب کی ہی ادا کریگا تو ضمان جائز ہی اور اُسپر جبر کیا جائیگا کہ ودیعت سے دین ادا کرے اور یہ حکم استحسان ہی پس اگر ودیعت تلف ہو گئی تو کفیل پر ضمان نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اسی طرح اگر صاحب ودیعت نے اُس شخص سے جسکے پاس ودیعت ہی یہ

خواہش کی کہ ودیعت کا ضامن ہوتا کہ فلان شخص کو اُسکے قرضہ کے ادا مین دیوے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو جائز ہی اور یہ مسئلہ اور پہلا مسئلہ یکسان ہی اور منتقی مین لکھا ہی۔ کہ اگر اس ضامن نے مال ودیعت اُسکے مالک کو دیدیا یا اُسکے مالک نے اس سے لے لیا تو مال اُسکے ضامن پر رہیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص کے واسطے ہزار درم کا ضامن اس شرط پر ہوا کہ اِسکو اس مکان کے ثمن سے ادا کریگا پھر اُس مکان کو فروخت نہ کیا تو کفیل پر ضمان نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر اس طرح ضمانت کر لی کہ اِس مکان کے ثمن مین سے ادا کریگا پھر وہ مکان کسی غلام کے عوض فروخت کیا تو اُسپر مال لازم نہوگا اور اُسپر جبر نہ کیا جاویگا کہ غلام کو ضمان مین فروخت کرے پس اگر اِسکے بعد اُسنے غلام کو فروخت کیا اور درم اُسکے ثمن مین آئے تو استحساناً اُسپر یہ حکم دیا جائیگا کہ یہ درم ضمانت مین ادا کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی کی طرف سے کسی قدر مال کی ضمانت اس شرط پر کی کہ اس غلام کے ثمن سے ادا کریگا اور وہ غلام کفیل کا ہی پھر فروخت کرنے سے پہلے وہ مر گیا تو ضمان کفیل سے ساقط ہوگئی اور اگر اُسنے غلام کو سو درم کو بیچا اور یہی اُسکی قیمت تھی اور قرضہ ہزار درم تھے تو اُسکے ذمہ صرف بقدر قیمت غلام کے لازم آئیگا۔ اور امام ابو یوسف رحنے فرمایا کہ اگر اس شرط پر ضمانت کی کہ اس غلام کے ثمن سے ادا کرونگا اور غلام اُسکا نہو تو ضمان باطل ہی اور اگر اس شرط پر ضمانت کی کہ اپنے غلام کے ثمن سے ادا کرونگا اور اُسکا کوئی غلام نہین ہی تو ضمان لازم ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ کسی نے کسی کے واسطے سو درم کی ضمانت اس شرط پر کی کہ اُسکے آدھے یہان ادا کریگا اور آدھے رَے مین اور کوئی وقت نہ مقرر کیا تو جہان چاہے اُسکو لینے کا اختیار ہی اور اگر جس شہر کی ضمانت کی ہی اُسکی بار برداری اور خرچ ہی تو شرط کی جگہ لیگا۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ مین نے ہزار درم کی ضمانت تیرے واسطے اس شرط پر کی کہ وہ تجھے نہ ادا کریگا تو یہ باطل ہی اور اگر کہا کہ اس شرط پر کہ میری زندگی مین تجھے نہ دیگا تو جائز ہی پھر مال بعد موت کے اُسکے میراث سے لیا جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے کی کفالت بالنفس مین کہا کہ مین اُسکا ضامن ہون کہ جو مال اُسپر قاضی کوفہ کے حکم سے لازم آوے پھر اُسپر مال کا حکم دوسری جگہ کے قاضی نے کیا تو اُسکے ذمہ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ جو تیرے لیے فلان حکم کے حکم سے اُسپر واجب ہوگا وہ مجھپر ہی پھر اُسپر دوسرے حاکم کے حکم سے واجب ہوا تو اِسکے ذمہ لازم نہوگا۔ اور یہ سب حکم اُس صورت مین ہی کہ دونون قاضی حنفی المذہب ہون اور اگر حنفی مذہب کی شرط تھی اور شافعی مذہب نے حکم دیا تو وہ پکڑا نہ جائیگا اور ہمارے زمانہ مین تعین کا درست ہونا واجب ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ ایک آدمی نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اُسنے میرا ایک کپڑا غصب کر لیا ہی اور مدعی علیہ سے ایک کفیل بالنفس لے لیا اور کفیل سے کہا کہ اگر تو اِسکو کل کے روز مجھے نہ واپس دیگا تو تجھپر کپڑے کے دس درم واجب ہونگے پس کفیل نے کہا نہین بلکہ بیس درم پھر مکفول لہ خاموش رہا تو امام محمد رحنے فرمایا کہ ہمارے اور امام اعظم رح کے قیاس مین فقط اُسپر دس درم واجب ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ کسی کے دوسرے پر سو درم تھے اور ایک شخص نے اگر قرضدار کے نفس کی کفالت اس شرط پر کر لی کہ اگر مین اِسکو کل کے روز نہ طالب سے ملا دون تو قرضہ سو درم مجھپر ہی پھر اگر اُسنے کل کے روز اُسے نہ ملایا تو سو درم کا کفیل ہوگیا اور کفالت بالنفس بھی بحالہ باقی رہی پھر اگر اُسکے بعد یہ سو درم طالب کو دیدیے تو کفالت بالنفس سے بری نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک شخص کے نفس کی کفالت کی اور دوسرا آیا اُسنے کفیل کے نفس کی کفالت اس شرط پر کی کہ اگر مین کفیل کو فلان وقت تجھسے نہ ملا دون تو جو مال طالب کا مکفول بہ پر ہی وہ مجھپر ہوگا تو دونون

کفالتین بلا اختلاف صحیح ہین۔ اگر کفالت بالنفس اس شرط پر کی کہ اگر مین اسکو کل کے روز تجھے نہ پہونچا دون تو ہزار درم جو طالب کے مکفول عنہ پر ہین مجھپر ہونگے اور طالب کا مکفول عنہ پر سو دینار کا دعوے ہے نہ درم کا پھر کفیل نے دوسرے روز نہ پہونچایا تو کفیل پر کچھ مال نہ لازم ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ منتقی مین ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کے نفس کی کفالت اس شرط سے کی کہ اگر مکفول بالنفس طالب سے روپوش ہوجاوے تو کفیل اُسکے مال کا جو اُسپر ہے ضامن ہے پھر مکفول عنہ کوفہ کی طرف چلا گیا اور غائب ہوگیا پھر واپس آیا اور کفیل نے اُسے طالب کو دیدیا تو مال کفیل پر لازم آویگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے کے نفس کی اس شرط پر کفالت کی کہ اگر مین اسکو کل کے روز نہ پہونچا دون تو جو کچھ مطلوب پر ہے وہ کفیل پر ہوگا اور دوسرے روز اُسنے نہ پہونچایا اور طالب نے اُسپر ہزار درم کا دعوے کیا اور مطلوب نے اُسکی تصدیق کی اور کفیل نے انکار کیا تو کفیل سے اُسکے علم پر قسم لیکر اُسی کا قول معتبر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور اگر طالب نے دعوے پر گواہ پیش کیے اور کفیل نے قسم سے انکار کیا تو اُسپر ہزار درم لازم آوینگے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص کے نفس کی کفالت اس شرط پر کی کہ اگر اسکو کل نہ پہونچا دون تو مجھپر اسقدر مال لازم ہوگا جسقدر مطلوب اقرار کرے پھر دوسرے روز اُسنے نہ پہونچایا اور مطلوب نے ہزار درم کا اقرار کیا تو کفیل اسی قدر کا ضامن ہے جسقدر اُسنے اقرار کیا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ قال المترجم اور خلاصہ فرق یہ ہے کہ مسئلہ اقرار مین کفالت کا مضاف الیہ ہر طرح سبب وجوب ہے اور تعامل سے جائز ہے اور مسئلہ دعوے مین مضاف الیہ یعنی دعوے اگرچہ مدعی کے حق مین سبب وجوب ہے مگر مدعا علیہ کے حق مین نہین ہے اور نہ اسمین تعامل ہے اور مجرد دعوے مفید نہین ہے پس دعواے مثبت بالحجۃ مراد لیا گیا تاکہ سبب وجوب من کل وجہ ہو کذا فی الذخیرۃ ملخصا۔ اگر کسی شخص کے نفس کی کفالت اس شرط سے کی کہ اگر مین اسکو کل کے روز تجھسے نہ ملا دون تو جو اسپر ہے وہ مجھپر ہوگا پھر وہ شخص خود طالب سے ملا اور طالب نے اُسکا دامنگیر ہوکر جھگڑا کیا تو مال کفیل پر لازم ہوگا کیونکہ اُسنے اُسکو نہین ملایا اگرچہ آخر روز تک وہ طالب کے پاس رہا اور اگر اس شخص نے طالب سے ملکر کہا کہ مین نے اپنے تئین فلان کفیل کی طرف سے تیرے سپرد کیا تو کفیل مال سے بری ہوگیا خواہ کفالت بالنفس اُسکے حکم سے ہو یا بلا حکم ہو یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اگر کفالت مین یہ شرط کی کہ اگر کل کے روز مین اسکو تیرے پاس نہ پہونچا دون تو جسقدر مال تیرا اسپر ہے وہ مجھپر ہوگا اور مال کی مقدار نہ بیان کی تو دوسری کفالت مال کی بھی صحیح ہے پس اگر اُسنے دوسرے روز نہ پہونچایا پس اگر کسی قدر مال پر دونون نے اتفاق کیا یا اسپر گواہ قائم ہوے تو وہ مقدار کفیل پر لازم ہوگا اور مقدار مال مین کہ جو مکفول عنہ پر ہے دونون نے اختلاف کیا تو کفیل کا قول معتبر ہے کہ وہ زیادتی سے انکار کرتا ہے اگر کفالت بالنفس مین یہ شرط لگائی کہ اگر اسکو کل کے روز نہ پہونچا دون تو مجھپر سو درم ہین اور یہ نہ کہا کہ مجھپر وہ سو درم ہونگے جو مکفول عنہ پر ہین پھر دوسرے روز نہ پہونچایا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کفیل نے اقرار کیا کہ اسکے اسپر سو درم ہین اور اُسکی طرف سے کفالت کی تو یہ شخص کفیل ہوگیا اور یہ ظاہر ہے اور اگر کفیل نے کہا کہ اسکا اُسپر کچھ نہین آتا ہے اور مین نے اپنی طرف سے طالب کو سو درم دینے کا اقرار کیا تھا اور طالب نے کہا میرے سو درم اُسپر آتے ہین اور تو نے شرطیہ کل کے روز نہ پہونچانے پر دینے کا اقرار کیا تھا اور کفالت کی تھی تو قیاس یہ چاہتا ہے کہ کفیل پر کچھ نہ لازم ہو اور کفیل کا قول معتبر ہو اور اسی کو امام محمد رحمہ نے اختیار کیا ہے اور یہی امام ابو یوسف رحمہ کا پہلا قول ہے اور استحساناً کفیل کے ذمہ مال لازم ہوگا اور یہی قول امام اعظم رح کا اور دوسرا قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہے

یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اگر کفیل نے کہا کہ جب تو اُسکو طلب کرے اور مین نہ پہونچادون تو اسپر کے ہزار درم مجھپر ہونگے پھر طالب نے اُسکو طلب کیا اور اُسنے اُسی مکان مین اُسکو سپرد کیا تو مال سے بری ہوگیا اور امام محمدؒ کے اس قول کے معنی کہ اسی مکان مین سپرد کیا شمس الائمہ سرخسی نے یہ بیان کیے ہین کہ اُسی مجلس مین جسمین طلب کیا تھا سپرد کیا اور شیخ الاسلام نے یہ معنی بیان کیے کہ جیسے ہی اُسنے طلب کیا یہ فوراً اُسکے حاضر کرنے اور حاضری کی تدبیر مین مشغول ہوا یہان تک کہ اُسکو حاضر کیا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ عربی محاورہ کے موافق یہ معنی بعید نہین ہین۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر فلان شخص تجھے تیرا مال نہ دیگا تو وہ مال مجھپر ہی پھر طالب نے اس سے تقاضا کیا اور اُسنے تقاضے کے وقت نہ دیا تو استحساناً کفیل پر لازم ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کفیل نے کہا کہ اگر مین اسکو کل کے روز تیرے پاس نہ پہونچادون تو مجھپر سو درم سوائے ان سو درمون کے جو تیرے اس شخص پر ہین لازم ہونگے پھر اُسنے وفا نہ کیا تو یہ مسئلہ امام محمد رح کے قول کے موافق نہین بنتا ہی اور امام اعظم رح اور ابو یوسف رح کے قول کے موافق مشایخ نے بعد جواز کے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ دوسرے قرضدار کی طرف سے کفیل ہوگا اور بعضون نے کہا کہ کفیل ہو جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین اسکو کل کے روز نہ پہونچادون تو جو تیرے سو درم فلان شخص پر ہین وہ مجھپر ہونگے تو دوسرے کا کفیل ہونا بالاتفاق جائز ہی بشرطیکہ یہ دوسرا قرضدار مکفول عنہ کا قرضہ مین شریک ہو مثلاً دونون پر ایک ہی سبب سے قرضہ لازم آیا ہو اور ہر ایک دوسرے کا کفیل ہو۔ اور اگر یہ شخص دوسرا مکفول عنہ سے اجنبی ہو تو امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک دوسری کفالت جائز ہی حتے کہ اگر اُسنے وفا نہ کیا تو مال اُسپر لازم ہوگا۔ اور امام محمد رح کے نزدیک دوسری کفالت باطل ہی بخلاف اس صورت کے کہ مثلاً یون کہا کہ اگر مین اسکو کل تجھے نہ پہونچادون تو جو مال تیرا اسپر ہی وہ فلان شخص پر ہوگا اور وہ فلان شخص موجود تھا اور اُسنے قبول کرلیا تو یہ جائز ہی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر اسکو مین تجھے کل کے روز نہ پہونچادون تو مجھپر وہ سو درم ہونگے جو تیرے اسپر آتے ہین اور طالب نے اُسپر سو دینار کا دعوے کیا ہی نہ سو درم کا پس اگر اُسنے شرط پوری نہ کی تو بلا خلاف اسکے ذمہ مال لازم نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کہا کہ اگر مین تجھے اسکو کل کے روز نہ پہونچادون تو جو مال فلان شخص کا فلان شخص پر ہی وہ مجھپر ہوگا تو دوسری کفالت صحیح نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین اسکو کل تیرے ساتھ نہ ملاؤن تو جسقدر مال فلان شخص کا اس مکفول عنہ پر ہی وہ مجھپر ہوگا تو بلا خلاف دوسری کفالت صحیح نہین ہی۔ اگر کہا کہ کل کے روز زید کو اگر مین تیرے پاس نہ پہونچادون تو مین عمرو کا جسپر طالب کا کچھ حق تھا کفیل بالنفس ہون پس دوسری کفالت جائز ہی حتے کہ اگر اُسنے دوسرے روز زید کو نہ پہونچایا تو عمرو کا کفیل بالنفس ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے ایک شخص کے نفس کی کفالت کی بدین شرط کہ اگر مین اُسکو فلان وقت تیرے پاس نہ پہونچاؤن تو جو مال اُسپر ہی وہ مجھپر ہوگا پھر طالب اُسوقت پر غائب ہوگیا اور کفیل نے اُسکو تلاش کیا اور نہ پایا کہ مکفول عنہ اُسکے سپرد کرے اور اس امر پر گواہ کرلیے تو مال کفیل کے ذمہ لازم ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کوئی خاص مقام شرط کیا اور کفیل لیکر اُس مقام پر آیا اور طالب غائب ہوگیا تو بھی مال کفیل پر واجب ہوگا اور متاخرین کے نزدیک بنا بر قول ابو یوسف رح کے اگر طالب اسوقت یا وہان سے غائب ہو جاوے تو چاہیے کہ یہ امر قاضی کے سامنے پیش کرے کہ قاضی اُسکی طرف سے ایک وکیل مقرر کردے کہ اسکو سپرد کردے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ جامع صغیر مین ہی کہ کسی نے دوسرے کا دامن پکڑا اور اُسپر سو دینار کا دعوے کیا یا مطلق حق یا مال یا

دینار کا دعوے کیا اور مقدار بیان نہ کی پھر کسی شخص نے کہا کہ تو اسکو چھوڑ دے اور مین اسکے نفس کا کفیل ہون اور اگر مین اسکو کل تجھے نہ پہونچا دون تو مجھکو سو دینار تیرے واجبی دینے پڑینگے اور طالب اسپر راضی ہو گیا اور اُسنے دوسرے روز نہ پہونچایا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسپر دونون صورتون مین سو دینار واجب ہونگے بشرطیکہ صاحب حق سو دینار کا دعوے کرے اور یہی قول امام اعظم رح کا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اگر کسی شخص کی کفالت بالنفس اس شرط پر کی کہ اگر اسکو کل کے روز نہ پہونچاؤن تو جو مال طالب کا اسپر ہے مجھپر ہوگا پھر کل کا روز گذرنے سے پہلے مکفول عنہ مر گیا پھر کل کا روز گذر گیا تو وہ شخص مال کا کفیل ہوگا۔ پس اگر مدت گذرنے سے پہلے کفیل مر گیا پس اگر کفیل کے وارثون نے مکفول عنہ کو طالب کے پاس پہونچا دیا تو کفیل پر مال لازم نہوگا یا خود مکفول عنہ نے اپنے آپ کو کفالت کی راہ سے مدت گذرنے سے پہلے طالب کو پہونچا دیا تو بھی کفیل پر مال لازم نہوگا کذا فی الظہیریہ اور اگر وارثون نے اسکو نہ پہونچایا اور کل کا روز گذر گیا تو مال کفیل کے ذمہ واجب ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے واسطے ایک شخص کی کفالت بالنفس اس شرط پر اختیار کی کہ جب تو اسکے سپرد کرنے کے نسبت مطالبہ کریگا تب سپرد کرونگا ورنہ مجھپر اسقدر مال لازم ہوگا جو اسپر ہے پھر مکفول بالنفس مر گیا اور مکفول عنہ نے کفیل سے اُسکی حاضری کا مطالبہ اور وہ عاجز رہا تو کیا اسپر مال لازم ہوگا اس مسئلہ کی کوئی روایت نہین ہے اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے والد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ چاہیے کہ مال لازم نہ آوے کیونکہ بعد موت کے مطالبہ کرنا صحیح نہین ہے پس شرط نپائی گئی کذا فی الظہیریہ۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص سے کہا کہ اگر تجھکو فلان شخص نے قتل کر ڈالا تو مین تیری دیت کا ضامن ہون اور اُسنے رضامندی ظاہر کی تو یہ جائز ہے اور اگر اُسنے کہا کہ اگر اُسنے تیرا زخمی کیا یا ہاتھ کاٹا یا تیرا غلام قتل کیا یا غصب کیا پس مین اُسکی قیمت کا ضامن ہون اور وہ شخص راضی ہوگیا تو جائز ہے۔ اور اگر کہا کہ لوگون مین سے جس نے تجھے قتل کیا یا تجھے غصب کیا تو مین تیری دیت کا ضامن ہون تو یہ باطل ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر کسی کے نفس کی کفالت اس شرط پر کی کہ اگر مین کل اسکو نہ لاؤن تو وکیل خصومت ہون اور جو کچھ اسپر حق ثابت ہوگا اسکا ضامن ہون اور اُسپر مطلوب راضی ہوگیا پس یہ سب جائز ہے اور اگر اُسنے کل کے روز پہونچا دیا تو اس سب سے بری ہوگا اور اگر نہ پہونچایا تو کفیل بالمال اور وکیل بالخصومۃ ہوگا پس اگر بعد اسکے مکفول عنہ کو سپرد کر دیا تو کفالت بالنفس سے بری ہو جائیگا اور اگر سپرد کرتے وقت اُسنے وکالت بالخصومۃ اور کفالت بالمال سے برارت نہین کر لی تو بری نہوگا اور اگر شرط کر لی تو کفالت بالمال سے بری ہوگا اور وکالت بالخصومۃ سے بری نہوگا۔ اگر زید نے عمرو کے نفس کی کفالت اس شرط پر کی کہ اگر مین اسکو کل کے روز نہ حاضر لاؤن تو بکر اسکا وکیل بالخصومۃ ہے اور جو کچھ اسپر قاضی حکم دے اُسکا بکر ضامن ہے اور سب لوگ اسپر راضی ہوگئے تو یہ جائز ہے کیونکہ طالب و مطلوب دونون کفالتون مین متحد مین صرف کفیل مین اختلاف ہے اور یہ مانع جواز نہین ہے۔ اور اگر کسی شخص نے نفس کی کفالت اس شرط پر کی کہ اگر مین اسکو کل نہ پہونچا دون تو اسکا وکیل خصومۃ ہون اور طالب اس سے راضی ہوگیا اور اُسنے دوسرے روز اُسے نہ پہونچایا تو وہ شخص اُسکے ساتھ خصومت کرنے مین وکیل ہو پس اگر قاضی نے اسپر کچھ حکم دیا تو کفیل کے ذمہ نہوگا اور اگر کفیل نے طالب کو اسکا حق ادا کیا تو طالب کو اختیار ہے کہ اُس سے نہ لیوے کیونکہ وہ احسان کرتا ہے اور اگر قبول کیوے تو مطلوب سے نہ لے سکیگا۔ اگر کسی نے نفس کی کفالت میعاد معلومہ تک اس شرط کے ساتھ کی کہ اگر اسکو مدت پر نہ پہونچا دون تو اسکے ساتھ

وکیل بالخصومۃ ہون اور جو کچھ حق اسپر ثابت ہو اُسکا ضامن ہون اور طالب اسپر راضی ہوا پھر طالب نے چاہا کہ کفیل بالنفس سے میعاد سے پہلے مواخذہ کرے تو نہین کرسکتا ہے یہی ظاہر الروایت ہے اور میعاد گذرنے سے پہلے مخاصمہ بھی نہین کرسکتا ہے اگر کسی نے کسی کے نفس کی کفالت کی اور مکفول عنہ نے اُسکو وکیل بالخصومۃ اور ضامن اُس مال کا جو اُسپر ثابت ہووے بنایا اور کفیل راضی ہوگیا پھر کفیل مرگیا تو طالب اور کفیل کے وارثون مین کچھ خصومت نہو گی پس اگر طالب نے مکفول عنہ کو پایا اور قاضی کے سامنے پیش کیا پس جو کچھ مال کا اُسپر حکم دیا جاوے وہ کفیل کے مال مین ہوگا ولیکن طالب کو مطلوب کے ساتھ خصومت کرنے مین یہ ضرور ہے کہ طالب اپنا حق حجت اور قضاے قاضی سے ثابت کرے بعد اسکے اُسکو اختیار ہوگا چاہے مطلوب کا دامن گیر ہو کر کفیل کے ترکہ مین سے لیوے پس اگر اُسنے مطلوب سے اپنا اختیار کیا تو ادا کرنے کے بعد مطلوب اُسکو کسی سے نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر اُسنے ترکہ کفیل سے لیا اور اُسکے وارثون نے ادا کیا تو اُسی قدر مطلوب سے واپس لیوینگے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ اگر تیرا قرضدار ادا سے عاجز ہوگا تو مال مجھپر ہے پس عاجز ہونا قید ہونے سے معلوم ہوگا پس اگر قید کیا گیا اور نہ ادا کیا تو کفیل کو دینا پڑیگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے اگر مطلوب نے طالب سے کہا کہ اگر مین خود اپنے تئین کل کے روز تیرے پاس نہ پہونچاؤن تو مجھپر وہی مال ہوگا جسکا تو دعوے کرتا ہے پھر وہ نہ آیا تو اُسپر کچھ لازم نہوگا۔ شیخ الاسلام نے شرح جامع صغیر مین لکھا ہے۔ کہ کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو اس رستہ چلا جا اگر تیرا مال چھین لیا جایگا تو مین ضامن ہون پس وہ شخص اسی رستہ چلا اور اُسکا مال چھین لیا گیا تو ضمان صحیح ہے اور باوجود اسکے کہ مضمون عنہ مجہول ہے ضمان جائز رکھی ہے اور اگر کسی نے کہا کہ اگر تیرے بیٹے کو بھیڑیے نے کھا لیا یا تیرا مال درندہ نے تلف کیا تو مین ضامن ہون پس یہ ضمان باطل ہے یہ فصول استروشنیہ مین لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے کی طرف سے قرضہ کی کفالت اس شرط پر کی کہ اس مال سے اسقدر کی فلان وفلان دو شخص کفالت کرینگے اور اُن دونون نے کفالت سے انکار کیا تو فقیہ ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ پہلی کفالت لازم ہوگی اور اُسکے ترک کا اختیار نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر طالب نے مطلوب سے کہا کہ تو میرا حق جو تجھپر ہے فلان شخص پر حوالہ کردے بشرطیکہ تو بھی مثل اُسکے ضامن رہے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو جائز ہے اور اُسکو اختیار ہے کہ دونون مین سے جسکو چاہے ماخوذ کرے اور یہ بمنزلہ کفالت کے ہے کیونکہ جب حوالہ مین اصیل کی ضمانت بھی شرط ہو وہ کفالت ہوجاتی ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے کہا مین نے تیرے مال کی جو فلان شخص پر ہے اس شرط سے ضمانت کی کہ مین تجھے فلان شخص دیگر پر حوالہ کردونگا اور طالب راضی ہوگیا پس اگر کفیل نے اُسکو فلان شخص پر حوالہ کیا تو جائز ہے اور اگر اُسنے حوالت قبول کرنے سے انکار کیا تو ضامن جیسا تھا ضامن رہیگا پس طالب کو اختیار ہوگا کہ چاہے اُس سے مطالبہ کرے یا اصیل سے۔ اور اگر کہا کہ مین نے تیرے مال کی جو فلان شخص پر ہے اس شرط سے ضمانت کی کہ مین تجھے فلان شخص پر ایک مہینہ تک حوالہ کردونگا تو وہ جب چاہے اُسکو حوالہ کردیوے اور محتال علیہ پر ایک مہینہ تک ہوگا کذا فی المحیط اور کفالت کی میعاد مقرر کرنا جائز ہے اور میعاد معلوم ہو اور اگر خفیف سی جہالت ہو تو وہ برداشت کیجاتی ہے اور اُسکو خیال نہین کرتے ہین کذا فی التبیین اور تمام مدتین اس باب برابر ہین اور اگر مدت متعارفہ ہو تو ثابت ہو جایگی خواہ ایسی مدت ہو جسکے فی الحال واقع ہوجانیکا وہم ہو یا ایسا وہم نہو چنانچہ اس وقت تک کفالت کی کہ مکفول لہ اپنے سفر سے واپس آوے اور اگر وہ مدت متعارفہ مین سے نہین

اگر اُسکے فی الحال آجانیکا بالکل وہم نہو مثلاً کھیتی کٹنے اور نوروز وغیرہ تک کی شرط ہو تو مدت ثابت ہوجائیگی اور اگر اسکا فی الحال واقع ہونیکا خوف ہو تو ثابت نہوگی مثلاً کسی کی کفالت بالنفس اس شرط پر کی کہ تا وقت ہوا چلنے یا پانی برسنے کے کفالت ہے تو یہ مدت ثابت نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے کسی کے نفس کی کفالت ایک مہینہ یا تین دن تک وعدہ کی مدت پر قرار دی تو یہ جائز ہے اور جب کفالت صحیح ہوئی تو کفیل سے اُسی وقت مطالبہ کیا جاسکتا ہے جب ایک مہینہ گذر جاوے اور فی الحال ہمارے اصحاب سے ظاہر روایۃ مین ہے کہ مطالبہ نہین کرسکتا ہے کذا فی المحیط اور سراجیہ مین ہے کہ یہی اصح ہے اور صغری مین ہے کہ اسی پر فتوے ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے - اگر کسی نے کہا کہ مین نے فلان شخص کی کفالت بالنفس اس ساعت سے ایک مہینہ تک کی تو بلا خلاف یہ کفالت مہینہ کے گذرنے پر ختم ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے فلان شخص کے نفس کی کفالت ایک مہینہ یا تین دن اختیار کی تو امام محمد رح نے اس صورت کو کتاب مین ذکر نہین فرمایا اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ یہ کہنا اور تین روز تک کہنا یکسان ہے اور بعضون نے کہا کہ کفیل سے اس صورت مین مدت کے اندر مطالبہ کیا جاسکتا ہے اور مدت گذرنے پر بری ہوجائیگا اور اسی قول کی طرف امام عبدالواحد شیبانی کا میلان ہے یہ ظہیریہ اور محیط مین ہے امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے مال کی جو فلان شخص پر آتا ہے اس شرط پر کفالت کی کہ جب تو طلب کریگا تو مجھے ایک مہینہ کی میعاد حاصل ہوگی تو یہ جائز ہے پھر جب وہ طلب کریگا تو اُسکو ایک مہینہ کی مہلت ملیگی اور جب مہینہ گذر گیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ پہلی طلب پر جسوقت چاہے اُسکو ماخوذ کرے اور اگر یہ شرط کفالت کے بعد لگائی ہو تو پہلی طلب پر جب چاہے نہین لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اور منتقی مین ہے کہ کسی نے دوسرے کے نفس کی کفالت اس شرط پر کی کہ ہرگاہ تو مجھسے اسکو طلب کرے تو مجھے ایک مہینہ کی مہلت ہوگی پس جب اُسنے طلب کیا تو اُسی دن سے اُسکو ایک مہینہ کی فرصت دیجاویگی اور جب اُسوقت سے ایک مہینہ گذر گیا تو اُسکو اختیار رہے کہ پہلی طلب کے موافق جب چاہے اُسکو ماخوذ کرے اور اُسکو دوسری بار طلب کرنے پر ایک مہینہ کی فرصت نہ ملیگی اور جب اُسنے مکفول عنہ طالب کے حوالہ کیا اور کہا کہ مین نے تجھسے براءت کرلی تو وہ اُسکی کفالت سے آیندہ بری ہے اور اگر اُسنے مکفول عنہ طالب کے سپرد کرنے کے وقت اُس سے براءت نہ طلب کی تو طالب کو اختیار ہے کہ اُس سے دوبارہ طلب کرے اور یہ دیدینا آیندہ کے دیدینے سے بری نہ کریگا - اور جب اُسنے ایک بار اُسکے سپرد کیا اور براءت نہ طلب کی تو پھر دوبارہ طلب کرنے مین بھی کفیل کو ایک مہینہ کی میعاد اُسی روز سے دینا چاہیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - اگر کسی شخص کا دوسرے پر میعادی قرضہ ہو اور کسنے اُس سے کفیل لے لیا تو کفیل پر بھی میعادی ثابت ہوگا اور اگر اُسپر فی الحال ہو اور اُسکی کفالت کسی نے میعادی طور سے کی تو کفالت صحیح ہوگی اور دونون کو تاخیر دیجائیگی مگر اُسصورت مین کہ طالب نے کفالت کے وقت شرط کرلی کہ تاخیر خاصۃً کفیل کے واسطے ہے تو البتہ اصیل سے تاخیر نہوگی یہ خزانۃ المفتیین مین لکھا ہے - اگر کسی شخص کی طرف سے میعادی قرضہ کی کفالت کی اور کفیل مرگیا تو اُسکے ترکہ سے فی الحال لے لیا جائیگا اور اُسکے وارث مکفول عنہ سے ابھی نہین بلکہ میعاد آجانے پر لینگے - اور اگر اصیل مرگیا تو اُسکے حق مین دین فی الحال ہوگیا اور کفیل کے حق مین میعادی باقی رہا حتے کہ اگر مکفول لہ نے کفیل سے لینا چاہا اور اصیل کے وارثون سے نہ لیا تو اُسکو انتظار کرنا چاہیے تا کہ میعاد آجاوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اگر کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درم کسی مبیع کے ثمن کے

فی الحال واجب الادا تھے پھر انکی کسی شخص نے ایک سال کی میعاد تک کفالت کی تو اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ میعاد کی نسبت اپنی طرف کی اور کہا کہ مجھے مہلت دے تو میعاد صرف اسی کے حق مین ثابت ہوگی اور اگر میعاد کو اُسنے اپنی طرف منسوب نہ کیا بلکہ مطلقًا ذکر کی اور طالب اُسپر راضی ہوگیا تو میعاد کفیل اور اصیل دونون کے واسطے ثابت ہوجائیگی اگر کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درم میعادی قرض تھے پھر اُنکی کسی شخص نے میعادی کفالت کی خواہ یہی میعاد رکھی یا اُس سے کم یا زیادہ تو یہ جائز ہے اور کفیل کو مال اُسی میعاد پر دینا واجب ہوگا۔ اور اگر مال اصیل پر فی الحال واجب ہو اور کفیل نے اُس سے موخر کردیا تو یہ تاخیر اُسکے اور کفیل کے حق مین صحیح ہے اور طالب کے حق مین صحیح نہوگی اور اگر طالب نے مطلوب کو تاخیر دی تو اُسکے اور کفیل دونون کے حق مین ہوگی اور اگر کفیل کو کسی قدر تاخیر دی تو خاصۃً اُسکے حق مین درست ہوگی کذا فی المحیط اور اگر کفیل نے تاخیر کو رد کردیا تو رد ہوجائیگی کذا فی خزانۃ المفتیین پس اگر ایسی صورت مین کہ طالب نے کفیل کو خاصۃً تاخیر دی ہے کفیل نے قرضہ مدت سے پہلے ادا کردیا تو جب تک میعاد نہ گذرے اپنے اصیل سے نہ لیگا اسی طرح عامہ روایات مین آیا ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور مبسوط مین ہے کہ اگر مال قرضہ یا ثمن بیع یا غصب ہو اور اسکا کوئی کفیل ہو پھر طالب نے اصیل کو ایک سال کی تاخیر دی اور اُسنے قبول نہ کی تو اُسپر اور کفیل پر مال فی الحال ہوگا جیسا کہ تاخیر دینے سے پہلے تھا یہ نہایہ مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے مال کی کفالت کی اور اُس سے کسی دوسرے نے کفالت کی پھر طالب نے اصیل کو تاخیر دیدی تو دونون کفیلون سے بھی تاخیر ہوگئی اور اگر اُسنے پہلے کفیل کو تاخیر دی تو دوسرے کفیل سے بھی ہوجائیگی اور اصیل پر مال فی الحال رہیگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے کسی سے ہزار درم کی کفالت ایک سال کی میعاد پر کی پھر کفیل نے میعاد سے پہلے قرضہ کے عوض طالب کے ہاتھ ایک غلام فروخت کرکے سپرد کردیا پھر وہ غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو مال کفیل پر اپنے میعاد پر واجب الادا ہوگا۔ اور اسی طرح اگر طالب مشتری نے بحکم قاضی عیب کی وجہ سے اُسکو واپس کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر واپس کردینا بدون حکم قاضی ہو یا دونون بیع کا اقالہ کرلین تو میعاد قرضہ کی عود نہ کریگی۔ اور اگر اُسکے ہاتھ غلام نہ فروخت کیا بلکہ جلدی کرکے اُسکو قبل میعاد قرضہ ادا کردیا پھر اُسنے اُسکو ستوق پایا اور واپس کیا تو مال کفیل پر میعاد پر واجب الادا ہوگا اور اسی طرح اگر اُنکو زیوف یا نبہرہ پایا اور قاضی کے حکم سے یا بلا حکم قاضی واپس کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اُسنے مال ادا کرنے کے وقت آگاہ کیا تھا کہ یہ زیوف ہین اور باین ہمہ اُسنے قبضہ کرلیا تو جائز ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے مال کی کفالت کی اور اصیل نے طالب کے ہاتھ ایک غلام بعوض اس مال کے فروخت کیا اور سپرد کردیا یہانتک کہ اصیل کی براءت کی وجہ سے کفیل بھی بری ہوگیا پھر طالب کے پاس سے غلام استحقاق مین لیا گیا یا عیب کی وجہ سے اُسنے قاضی کے حکم سے واپس کردیا تو مال کفیل کے ذمہ عود کریگا اور اگر بدون قاضی کے حکم کے واپس کردیا تو کفیل کے ذمہ عود نکریگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک قرضہ کی کفالت میعادی طور سے کی تو کفالت جائز ہے اور کفیل پر اُسی میعاد پر ہوگا جو اُسنے بیان کی ہے اور اصیل پر فی الحال واجب ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر کفیل اور اصیل کو ایک مہینہ کی تاخیر دی پھر ایک سال کی تاخیر دی تو مہینہ اُسی سال مین داخل ہوگیا اور ایک زمانہ مین تمام ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور امام محمد رہ نے کتاب الاصل مین لکھا ہے کہ شرط خیار کفالت مین صحیح ہے اور جو امام محمد رہ نے ذکر کیا اُسکی صورت یہ ہے کہ اگر کسی نے اقرار کیا کہ مین نے فلان شخص کے واسطے ہزار درم کی کفالت تین روز کے خیار پر کی ہے پس اگر

طالب نے اُسکی تصدیق کی تو خیار ثابت ہوگا اور اگر تکذیب کی تو جب تک اُسپر گواہ قائم نہوں خیار ثابت نہوگا کذا فی الذخیرہ۔

تیسرا باب ۔ دعوے اور خصومت کے بیان مین ۔ کسی شخص نے دوسرے کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی پھر کفیل نے دعوے کیا کہ جس مال کی مین نے کفالت کی ہے وہ قمار ہے یا شراب کا ثمن یا اسکے مانند کہ جو واجب نہین ہوتا ہے تو اُسکا قول مقبول نہوگا اور اگر مکفول لہ پر اُسنے گواہ پیش کیے اور وہ انکار کرتا ہے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر اُسنے چاہا کہ طالب کو قسم دلاوے تو اُسکی طرف التفات نہ کیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے ۔ اور اگر کفیل نے طالب کے اس اقرار پر کہ یہ قمار یا ثمن خمر وغیرہ ہے گواہ پیش کیے کہ اس نے ایسا اقرار کیا ہے تو اُسکی گواہی کی سماعت نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے ۔ اگر کفیل نے طالب کو مال ادا کر دیا اور چاہا کہ مکفول عنہ سے لیوے اور طالب غائب ہو گیا پھر مکفول عنہ نے کہا کہ یہ مال قمار یا شراب کا ثمن تھا یا مردار کا ثمن تھا اور مکفول عنہ پر گواہ قائم کرنا چاہے تو اُسکی گواہی مقبول نہوگی اور حکم کیا جاویگا کہ کفیل کو مال ادا کرے اور اس سے کہا جائیگا کہ اپنے خصم کو تلاش کر کے اس سے مخاصمہ کرے ۔ پس اگر کفیل کے مال لینے سے پہلے طالب حاضر ہوا اور اُسنے بحضور قاضی اقرار کیا کہ مال خمر کا ثمن یا مثل اسکے ہے تو اصیل اور کفیل دونون بری ہو جائینگے ۔ اور اگر قاضی نے کفیل کو بری کیا پھر مکفول عنہ حاضر ہوا اور اقرار کیا کہ یہ مال قرضہ یا بیع کا ثمن تھا اور طالب نے اُسکی تصدیق کی تو مال مکفول عنہ کے ذمہ لازم ہوگا اور کفیل پر دونون کی تصدیق نہ کیجائیگی اور حوالہ اس صورت مین بمنزلہ کفالت کے ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے ۔ تین شخصون مین سے ہر ایک کے ایک ہزار درم کسی شخص پر بدون باہمی شرکت کے قرض مین پھر دو شخصون نے تیسرے شخص کے واسطے زید پر یہ گواہی دی کہ اسنے مطلوب کے نفس کی کفالت کی ہے تو گواہی قبول ہوگی اور اگر قرضہ اُنمین مشترک ہو تو گواہی مقبول نہوگی یہ کافی مین لکھا ہے ۔ ایک شخص نے دوسرے شخص پر مال یالنفس کے کفیل ہونیکا دعوے کیا اور دو گواہ لایا کہ اُنھون نے گواہی دی مگر زمانہ یا مکان مین اختلاف کیا تو قاضی ایسی گواہی قبول کریگا ۔ اور اگر زمانہ اور مکان مین دونون متفق رہے اور میعاد مین اختلاف کیا اور دعوے مال کی کفالت مین تھا پس ایک نے کہا کہ ایک مہینہ کی میعاد تھی اور دوسرے نے کہا کہ دو مہینہ کی میعاد تھی پس اگر مدعی دونون مدتون مین سے کم مدت کا دعوے کرتا ہے تو قاضی دونون کی گواہی قبول کریگا ۔ اور اگر مدعی زیادہ مدت کا دعوے کرتا ہے تو دونون کی گواہی قبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے ۔ اگر دو گواہون نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے فلان شخص کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی ہے مگر ایک نے قرضہ مین ایک سال کی میعاد تبلائی اور دوسرے نے فی الحال بیان کیا اور طالب بھی فی الحال ہونے کا دعوے کرتا ہے اور کفیل نے کفالت سے انکار کیا یا اقرار کیا اور میعاد کا دعوے کیا تو دونون صورتون مین مال اُسپر فی الحال واجب ہے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے ۔ اور اگر دعوے کفالت بالنفس کا [illegible] اور ایک گواہ نے ایک مہینہ کی مدت بیان کی اور دوسرے نے دو مہینہ کی تو شیخ الاسلام نے اس مسئلہ مین بھی تفصیل سے حکم دیا ہے یعنی اگر مدعی کم مدت کا مدعی ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر زیادہ مدت کا مدعی ہے تو مقبول نہوگی اور شمس الائمہ سرخسی نے بلا تفصیل بیان کیا کہ یہ گواہی مقبول ہے یہ محیط مین لکھا ہے ۔ اگر ایک معاینہ کا گواہ تھا اُسنے کفالت کا واقع ہونا بالمعاینہ بیان کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ کفیل نے کفالت کا اقرار کیا ہے تو دونون کی گواہی مقبول ہوگی ۔ اگر دو گواہون نے ہزار درم کی کفالت واقع ہونے کی

گواہی دی مگر لفظ مین دونون نے اختلاف کیا ایک نے کہا کہ اُسنے کفالت کی اور دوسرے نے کہا کہ اُسنے ضمانت کی یا ایک نے کہا کہ اُسنے کہا کہ یہ میری طرف ہی اور دوسرے نے کہا کہ مجھپر ہی تو گواہی جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے پر مال معین کا دعوے کیا اس سبب سے کہ اُسنے مدعی کے واسطے کسی آدمی کی طرف سے کفالت کی تھی اور مکفول عنہ کا نسب نہ بیان کیا تو کیا یہ دعوے صحیح ہی پس شمس الائمہ اوزجندی نے جواب دیا کہ یہ دعوے صحیح نہین ہی اور اسی طرح ظہیر الدین مرغینانی بھی فتوے دیتے تھے اور امام محمد رح نے فرمایا ہی کہ اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ اس شخص نے اس شخص کے واسطے کسی آدمی کے نفس کی کفالت کی ہی اور اُس آدمی کا ہم نام نہین جانتے ہین ولیکن اُسکی صورت پہچانتے ہین تو یہ جائز ہی اور کفیل سے اسکا مواخذہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر گواہ نے کہا کہ ہم اسکی صورت بھی نہین پہچانتے ہین تو بھی کفیل سے مواخذہ کیا جائیگا اور اُس سے کہا جائیگا کہ اسکو بیان کرے پس اگر کفیل کسی شخص کو لے آیا اور کہا کہ مکفول عنہ یہ ہی اور طالب نے اُسکی تصدیق کی تو خیر ہی اور اُس سے قسم نہ لیجائیگی اور اگر اُسکی تکذیب کی تو اس صورت مین دعوے اور انکار کا حکم معتبر رکھا جائیگا۔ پس یہ مسئلہ جو مذکور ہوا اس امر کی دلیل ہی کہ کفالت کے دعوے مین مکفول عنہ کا نام و نسب ذکر کرنا ضروری نہین ہی۔ اور بعضون نے کہا کہ اس مسئلہ کی وضع یہ ہی کہ کفالت ایک شخص معین سے واقع ہوئی ولیکن گواہ اُسکو نہین پہچانتے ہین اور نہ اُسکا نسب جانتے ہین پس یہ کفالت واقع مین اور فی نفسہ شخص معلوم سے ہی اور جو صورت شمس الاسلام سے مذکور ہی یعنی مدعی نے کہا کہ اس شخص نے کسی آدمی کی طرف سے کفالت کی ہی اور مراد اس سے نکرہ ہی پس یہ کفالت فی نفسہ مجہول ہی پس دعوی صحیح نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر دو گواہون نے کسی شخص پر کفالت بالنفس کی گواہی دی مگر ایک نے کہا کہ مکفول عنہ زید ہی۔ اور دوسرے نے کہا کہ عمرو ہی تو گواہی مقبول نہوگی خواہ طالب نے ایک ہی کی کفالت کا دعوے کیا ہو یا دونون کی۔ اور اگر ایک شخص نے دوسرے پر دو شخصون کی کفالت بالنفس کا دعوے کیا اور دو گواہ پیش کیے اُنھون نے ایک کی کفالت پر گواہی دی اور دوسرے کی کفالت مین اختلاف کیا اسطرح کہ ایک نے اُسکی طرف سے کفالت کر لینے کا بھی اقرار کیا اور دوسرے نے اُسکے حق مین سکوت کیا اور کہا کہ یہ مجھے نہین معلوم کہ یہ وہی ہی یا اور ہی پس کفیل اُسکی کفالت کے باب مین پکڑا جاویگا جسمین دونون متفق ہوئے اور دوسرے کی کفالت کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اگر دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اِسنے ہمارے باپ اور فلان شخص کے واسطے فلان شخص کے نفس کی کفالت کی ہی تو یہ گواہی باطل ہی کیونکہ اُنھون نے ایک ہی گواہی دی اور اُنکی گواہی اُنکے باپ کے حق مین نامقبول ہی پس دوسرے کے حق مین بھی جاتی رہی۔ [illegible] اگر دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے فلان شخص کے واسطے فلان شخص کے نفس کی کفالت اس شرط پر کی ہی کہ اگر مین کل کے روز اسکو نہ پہونچا دون تو جو اسپر ہی وہ مجھپر ہوگا اور وہ ہزار درم ہین تو ایسی گواہی جائز ہی۔ پس اگر دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ اُسنے مکفول عنہ کو اُسی روز پہونچا دیا ہی تو وہ کفالت سے بری ہوگا۔ اگر دونون نے مال مین اختلاف کیا ایک نے کہا کہ ہزار درم تھا اور دوسرے نے پانچسو درم بیان کیے اور دونون کفالت بالنفس پر متفق ہوے تو قاضی کفالت بالنفس پر حکم دیدے کیونکہ اسمین اختلاف نہین ہی اور کفالت بالمال مین دونون نے اختلاف کیا اور امام اعظم رح کے نزدیک گواہون کا مال مین اسطرح گواہی دینا مقبول نہین ہی خواہ مدعی دونون مین سے کم کا دعوے کرتا ہو یا زیادہ کا۔ اور اگر دونون گواہون نے اسطرح اختلاف کیا کہ ایک نے درم کی گواہی دی اور دوسرے نے دینارون کی تو کچھ بھی گواہی جائز نہین ہی خواہ مدعی دونون

قسمون کا دعوے کرتا ہو یا ایک قسم کا۔ اور اگر دونون نے ثمن مین اتفاق کیا کہ ہزار درم ہو مگر اسطرح اختلاف کیا کہ ایک نے کہا کہ قرض ہو اور دوسرے نے کہا کہ ثمن مبیع ہو اور مدعی نے دعوے کیا کہ ثمن مبیع ہو تو ایسی صورت مین کچھ حکم نہ دیا جائیگا مگر جبکہ اسطرح توفیق دیجاوے کہ درحقیقت میرا اُسپر ثمن بیع تھا مگر اُسنے دوسرے گواہ کے سامنے اقرار کیا کہ مجھپر قرض ہو۔ اور یہ حکم اُس صورت مین ہو کہ مدعی نے ایک ہی قسم کا دعوے کیا ہو اور اگر دونون قسمون کا دعوے کیا تو دونون کی گواہی مقبول ہوگی اور ہزار درم کا حکم دیا جاویگا۔ اور اگر دونون شاہد کم مال کے مدعی کے کفیل ہون تو دونون کی گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہو۔ ہشام فرماتے ہین کہ مین نے امام محمد رح سے سوال کیا کہ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اسنے خالد کی کفالت بالنفس کی ہو اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعی نے کفیل پر گواہ پیش کیے کہ اُسنے خالد کے نفس کی کفالت کی ہو تو امام نے فرمایا کفالت اُسکے ذمہ لازم ہوگی پھر اگر کفیل نے گواہ پیش کیے کہ کفالت اُسکے حکم سے کی ہو تو فرمایا کہ گواہی مقبول نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے اُس مال کی جو اُسپر قاضی حکم کرے ضمانت کی پھر مکفول عنہ غایب ہوگیا پھر طالب نے کفیل پر گواہ پیش کیے کہ طالب کے غایب پر ہزار درم ہین تو قاضی اسکا حکم نہ دیگا نہ کفیل پر اور نہ اصیل پر کیونکہ دعوی کفالت غیر لازم ہوا کیونکہ لزوم کا تعلق ہی اصیل پر حکم دینے سے ہوا اور یہ ہنوز ثابت نہین ہوا ہے کہ اگر طالب نے کہا کہ مین نے بعد کفالت کے مطلوب کو فلان قاضی کے سامنے پیش کیا اور ہزار درم کے اُسپر گواہ پیش کیے اور اُسنے میرے لیے اُسکا فیصلہ کیا ہو اور کفیل نے انکار کیا پھر طالب نے اُسپر گواہ پیش کیے تو قاضی اُسپر ہزار درم کا حکم دیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اگر کوئی شخص کسی شخص پر برہان لایا کہ میرے فلان غایب پر ہزار درم ہین اور یہ شخص اُسکی طرف سے اُسکے حکم سے میرا کفیل ہو تو قاضی کفیل اور مکفول عنہ پر حکم کریگا اور چونکہ اسکا حکم ثابت ہوا اسواسطے کفیل نے جو ادا کیا ہو وہ مکفول عنہ سے لے لیگا اور اگر اُسنے کفالت کا دعوے بلا حکم مکفول عنہ کے پیش کیا تو قاضی کفیل پر مال کا حکم دیگا نہ اصیل پر۔ اور اگر یہ دعوے کیا کہ تونے میرے لیے فلان شخص کی طرف سے جو کچھ میرا اُسپر ہو کفالت کی ہو اور اُسپر میرے ہزار درم ہین پھر مال اور کفالت دونون پر اُسنے برہان قایم کی تو کفیل اور غایب دونون پر مال کا حکم دیا جائیگا خواہ اُسنے کفالت کا اُسکے حکم سے دعوے کیا ہو یا نہ کیا ہو ولیکن اگر کفالت مکفول عنہ کے حکم سے واقع ہوئی ہوگی تو کفیل اُس سے یہ جو مال ادا کیا ہو واپس لیگا ورنہ نہین لے سکتا ہو یہ کافی مین لکھا ہو۔ اگر کفالت کے دو گواہون کی گواہی پر دو گواہون نے گواہی دی اور کہا کہ ہم کفیل اور مکفول عنہ کو نہین پہچانتے ہین ولیکن فلان و فلان نے اپنی گواہی پر ہمکو گواہ کیا کہ فلان بن فلان جو فلان نسب کا ہو اُسنے اس شخص کے واسطے فلان بن فلان کے جو فلان نسب کا ہو نفس کی کفالت کی ہو تو دونون کی گواہی مقبول ہوگی پھر بعد اسکے اگر مدعا علیہ نے کفالت کا اقرار کیا کہ وہ فلان بن فلان ہو تو اُس سے مواخذہ کیا جاویگا اور اگر انکار کیا تو مدعی کو دوسرے گواہون کی ضرورت ہوگی کہ یہ گواہی دیوین کہ یہی مدعا علیہ فلان بن فلان فلان نسب کا ہو کذا فی المحیط۔

چوتھا باب۔ دو شخصون کی کفالت کے بیان مین۔

دو شخصون پر کسی شخص کے ہزار درم قرض کے یا کسی مال کے ثمن کے ہین اور پھر ایک نے دونون مین سے دوسرے کی کفالت کی پس جو ایک نے ادا کیا وہ اُسی کی طرف سے ہوگا اور اپنے شریک سے نہین لے سکتا ہو جب تک کہ نصف سے زائد نہ ادا کیا ہو پس اگر جو ادا کیا ہو نصف سے زائد ہو تو بقدر زیادتی کے لے سکتا ہو کذا فی الکافی اور اگر اُسنے کہا کہ یہ اُسمین ہو جو مین نے اپنے شریک کی کفالت کی ہو تو اسکا

قول مقبول نہوگا جبتک کہ یہ مال اسکے حصہ سے زائد نہو یہ محیط مین لکھا ہی اگر ایک شخص پر ہزار درم تھے پھر کسی شخص نے پورے ہزار درم کی کفالت اختیار کی پھر دوسرا آیا اور اُسنے بھی پورے ہزار درم کی کفالت کر لی پھر ہر ایک نے دونون کفیلون مین سے پورے ہزار درم کی دوسرے کی طرف سے کفالت کر لی پس جو ہر ایک ادا کرے وہ دونون سے شائع ادا ہوگا پس اُسکا آدھا اپنے شریک سے لے سکتا ہی کذا فی شرح النافع پھر دونون اپنے اصیل سے لے سکتے ہین اور اگر چاہے تو سب مکفول لہ سے لے اور اگر مکفول لہ نے ایک کو بری کیا تو دوسرا پورے مال کی کفالت مین ماخوذ ہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر دو شخصون پر خرید کی قیمت مین ہزار درم واجب ہوے اور ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی اور دوسرے نے اُسکی طرف سے کفالت نہ کی پھر کفیل نے کچھ ادا کیا اور کہا کہ یہ اُسمین ہی جو مین نے اپنے شریک کی کفالت کی ہی تو اُسکا قول مقبول ہوگا۔ دو شخصون نے ایک شخص سے ایک غلام ہزار درم کو اس شرط پر خریدا کہ ہر ایک دوسرے کا کفیل ہی پھر بائع نے ایک مشتری کو خاصۃً اُس حق سے جو اُسپر ہی تاخیر دی پھر اس شخص نے جسکو تاخیر دی گئی ہی نصف مال ادا کیا اور کہا کہ یہ مال اُسمین سے ہی جو مین نے اپنے شریک کی کفالت کی ہی تو اسکا قول قبول ہوگا کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض تھے یا کسی مبیع کا ثمن تھے اور ایک شخص نے آدھے مال کی کفالت کی اور دوسرے نے باقی آدھے مال کی کفالت کی خواہ یہ دونون کفالتین ایک ہی عقد مین یا جدا واقع ہوئین پھر اصیل نے پانچسو درم ادا کیے اور کچھ نہ کہا تو یہ مال دونون کی طرف سے ہوگا اور اگر اُسنے کہدیا کہ یہ خاص فلان شخص کی کفالت مین سے ہی تو اُسی کا ہوگا۔ اور اسی طرح اگر ہزار درم اصیل پر متفرق طور پر مثلاً دو قرضون مین ہو یا دو مبیع مین یا دونون مال ہون کہ دو مختلف سببون سے واجب ہوے ہون پھر ایک کفیل نے ایک حصہ کی کفالت کی اور دوسرے نے دوسرے کی پھر اصیل نے پانچسو درم ادا کیے اور کہا کہ یہ فلان اور فلان کفیل کی طرف سے ہی تو اُسکے کہنے کے موافق ہوگا۔ اور اگر صرف ایک حصہ کا کوئی کفیل ہو اور اصیل نے کہا کہ یہ اُسکی طرف سے ہی تو قول مقبول ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ہزار درم اُسپر بیع کی وجہ سے واجب ہوے پھر رب المال سے نصف مال کی ایک سال مہلت دی یا نصف مال ابتدا سے ایک سال کی تاخیر پر واجب ہوا اور آدھا فی الحال واجب ہوا اور ہر نصف کا علیحدہ کفیل ہوا پھر اصیل نے پانچسو درم ادا کیے اور کچھ نہ کہا تو یہ اُس کفیل کی طرف سے رکھے جاینگے جسکی کفالت فی الحال کی ہی کذا فی الذخیرہ اور اگر اُسنے کہدیا کہ یہ اُسکی طرف سے ہی جس کے میعادی قرضہ کی کفالت کی ہی تو قول اُسکا مقبول ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر دو شخصون نے ایک شخص کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی اور دونون مین سے ہر ایک دوسرے کی طرف سے کفیل ہی اس شرط پر کفالت کی کہ ایک کے ذمہ ایک برس کے بعد مال واجب الادا ہی اور دوسرے پر دو برس بعد تو یہ جائز ہی پس اگر برس روز والے کی میعاد آگئی اور اُسنے ادا کر دیا تو اصیل سے لیگا دوسرے کفیل سے نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ دو متفاوض جب شرکت سے جدا ہوے تو قرضخواہون کو اختیار ہی کہ تمام قرضہ کے واسطے جسکو چاہین گرفتار کرین اور ایک دوسرے سے نہین لے سکتا ہی یہان تک کہ نصف سے زیادہ ادا کرے پس وہ زیادتی کو لے سکتا ہی جب دو مکاتب ایک ہی کتابت کے ہون تو ایک کو دوسرے کی کفالت کرنا قیاساً صحیح نہین ہی اور استحساناً صحیح ہی پھر اگر ایک نے کچھ ادا کیا تو دوسرے سے اُسکا نصف لے سکتا ہی اور اگر اُسنے کچھ نہ ادا کیا یہانتک کہ مولے نے دونون مین سے ایک کو آزاد کر دیا تو عتق جائز اور نصف سے بری ہو گیا اور باقی آدھے کے واسطے مالک کو اختیار ہی کہ جسکو چاہے ماخوذ کرے پس اگر اُسنے اُسکو پکڑا جو آزاد ہوا ہی تو وہ دوسرے سے بھی لیگا اور اگر اُسنے دوسرے کو پکڑا تو وہ آزاد سے کچھ نہ لیگا یہ شرح جامع صغیر

مین ہی۔ تین شخصون نے ایک شخص کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی پھر ایک نے ادا کر دیے تو سب بری ہو گئے اور کوئی کفیل دوسرے سے نہین لے سکتا ہی اور اگر ہر کفیل بھی دوسرے کفیل کی طرف سے کفیل ہو اور ایک نے ادا کیا تو ادا کرنے والا دونون سے دو ثلث لے لیگا اور رب المال ہر ایک سے ہزار درم لے سکتا ہی یعنی ایک ہی سے لیگا مگر ہر ایک سے مطالبہ کر سکتا ہی۔ اور یہ اُس صورت مین کہ دونون کفیلون پر قابو پایا اور ایک پر اگر قابو پایا تو اُس سے نصف لیگا پھر دونون تیسرے سے ایک تہائی لینگے اور اگر غائب پر قابو پایا تو ہر ایک اُس سے چھٹا حصہ لیگا پھر سب ملکر اصیل سے ہزار درم لینگے اور اگر دوسرے کفیل نے پہلے اصیل پر قابو پایا تو اُس سے کامل ہزار درم لیگا۔ امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا اگر دو شخصون نے کسی شخص کے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا اس شرط پر کہ اس مال کے عوض اسکو اختیار ہی کہ دونون مین سے جس سے چاہے وصول کرے تو یہ بمنزلہ اسکے ہی کہ ہر ایک نے دوسرے کے حکم سے کفالت اختیار کی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی

پانچوان باب ۔ غلام اور ذمی کی کفالت کے بیان مین۔ غلام کے نفس یا مال کی کفالت کرنا بدون مالک کی اجازت کے جائز نہین ہی مگر آزاد ہو کر ماخوذ ہو سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور تجارت کے واسطے اجازت دینا کفالت کی اجازت نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر مالک نے کفالت کی اجازت دی اور اُسنے مالک یا اجنبی کی طرف سے مال کی کفالت کی تو صحیح ہی خواہ اُسکو تجارت کی اجازت ہو یا منع کیا گیا ہو جبکہ اُسپر قرض نہو اور یہی حکم باندی اور مدبرہ اور ام ولد کا ہی کذا فی المحیط اور کفالت کے قرضہ کے عوض خود فروخت کیا جائیگا مگر جب اُسکا مولے فدیہ دیوے تو نہین یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر غلام پر قرض ہو اور اُسنے اپنے مالک یا اجنبی کی طرف سے مال کی کفالت کی اور مالک نے اجازت دی تو جب تک وہ مملوک ہی اُسپر کچھ دینا لازم نہوگا اور جب آزاد کیا گیا تو اُسکے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ مالک کا غلام کی طرف سے کفالت کرنا صحیح ہی خواہ کفالت بالنفس ہو یا بالمال خواہ غلام پر قرض ہو یا نہو یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اور مکاتب کو کسی اجنبی کی کفالت کرنا جائز نہین ہی خواہ مالک نے اُسکو اجازت دی ہو یا نہ دی ہو ولیکن عقد کفالت منعقد ہو جائیگا حتے کہ بعد آزادی کے پکڑا جائیگا اور اگر مکاتب نے مالک کی طرف سے کفالت کی تو جائز ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے غلام کی طرف سے مال کی ضمانت کی تو بعد آزادی کے پکڑا جائیگا پس اگر اُسنے مال تلف کر دینے کا اقرار کیا اور اُسکے مالک نے تکذیب کی یا اُسکے مالک نے اُسکو قرض دیا یا اُسکے ہاتھ فروخت کیا اور وہ تصرف سے باز رکھا گیا ہی اور فی الحال یا میعادی ہونا کچھ نہ بیان کیا تو اسکا کفیل فی الحال ماخوذ ہوگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اسی طرح اگر اُسکو کچھ ودیعت دی اور اُسنے تلف کر دی یا بلا اجازت مالک کے اُسنے شبہہ سے کسی عورت سے وطی کی تو فی الحال اُس سے مواخذہ نہ کیا جاویگا اور اگر اسکی کسی شخص نے ضمانت کی اور فی الحال یا میعادی ہونا نہ بیان کیا تو کفیل پر فی الحال ادا واجب ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی پھر جب اُسکی طرف سے ادا کیا تو بعد آزادی کے اُس سے لیگا بشرطیکہ اُسکے حکم سے ہو یہ تبیین مین لکھا ہی امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا ہی کہ کسی شخص نے غلام پر قرض کا دعوے کیا اور ایک شخص نے غلام کے نفس کی کفالت کی پھر غلام مر گیا تو کفیل بری ہو گیا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر غلام کے قابض سے نفس غلام کا دعوے کیا اور کسی نے غلام کے نفس کی کفالت کر لی پھر غلام مر گیا پھر مدعی نے گواہ پیش کیے کہ وہ غلام میرا تھا تو کفیل اُسکی قیمت کا ضامن ہی اور اگر مدعی کی ملکیت اُس قابض کے اقرار سے یا قسم سے باز رہنے کی وجہ سے ثابت ہوئی ہو اور وہ غلام قابض کے پاس مر گیا تو غلام کی قیمت کا حکم مدعا علیہ پر ہوگا اور کفیل کے ذمہ کچھ لازم نہوگا مگر جبکہ وہ بھی مثل اپنے اصیل کے اقرار

سلہ یعنے غلام کا کفیل اس سے فی الحال واپس نہین لے سکتا مگر جبکہ وہ آزاد ہو جاوے ۱۲

کرے۔ اور امام تمرتاشی نے ذکر کیا ہی کہ غلام کے مرجانے مین قابض کے قول کی تصدیق نہ کیجاویگی اور وہ اور کفیل قید کیے جاوینگے پھر جب دیر ہوگی تو قیمت کی ضمان لیجائیگی یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ جاننا چاہیے کہ کفالت کے احکام مین اہل ذمہ اور اہل اسلام برابر ہین مگر سور اور شراب کے باب مین فرق ہی پس اگر کسی ذمی کی شراب دوسرے پر قرض تھی یا غصب کی تھی اور اُسکی کسی ذمی نے کفالت کی تو جائز ہی۔ پھر اگر انمین سے کوئی مسلمان ہوگیا تو اسکی چند صورتین یا تو طالب مسلمان ہوا اور اس صورت مین آئمہ کے نزدیک بالاتفاق کفیل شراب اور اُسکی قیمت سے بری ہی اور یا مطلوب مسلمان ہوا تو وہ بھی شراب اور اُسکی قیمت سے بری ہوگا اور اُسکی برارت سے کفیل بھی بری ہوگا اور یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہی اور مروی ہی امام ابو حنیفہ رح سے اور زفر رح نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ مطلوب پر شراب کی قیمت ہوگی اور کفیل اپنی کفالت پر ہوگا اور یہی قول امام محمد رح کا ہی اور اگر کفیل خاصتہً مسلمان ہوا تو اُس صورت مین شراب بالکل اُسپر سے ساقط ہو جائیگی کہ اُسکو بدل بھی نہ دینا چاہیے اور یہی قول اخیر امام اعظم رح کا اور قول ابو یوسف رح کا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک طالب کو اختیار ہی چاہے تو اصیل سے عین شراب لیوے یا کفیل سے شراب کی قیمت لیوے۔ اور اگر سب لوگ مسلمان ہوگئے تو بلا بدلے کے شراب ساقط ہو جائیگی اور اسی طرح اگر طالب اور کفیل یا طالب اور اصیل مسلمان ہوے تو بھی بلا بدل ساقط ہوگی اور اگر کفیل اور اصیل مسلمان ہوے تو بھی امام اعظم کے قول اخیر پر اور ابو یوسف رح کے نزدیک بلا بدل ساقط ہو جائیگی اور امام محمد رح کے نزدیک طالب کو اختیار رہی جس سے چاہے مطالبہ کرے۔ اگر خمر کسی مبیع کا ثمن ہوا اور طالب اور مطلوب دونون مسلمان ہوگئے تو کفیل عین شراب اور اُسکی قیمت سے بالاجماع بری ہو جاویگا اور اگر کفیل مسلمان ہوا تو طالب اپنے مطلوب سے عین خمر کا مطالبہ کریگا اور کفیل شراب اور اُسکی قیمت سے بری ہوگا اور یہ آخر قول امام اعظم اور ابو یوسف رح کا ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکے حق مین عین شراب سے بدل کر قیمت کی طرف تحویل ہوگی اور طالب اُس سے قیمت کا مطالبہ کرسکتا ہی۔ اگر شراب بسبب بیع سلم کے واجب ہوئی ہو اور طالب اور مطلوب دونون مسلمان ہوگئے تو سلم باطل ہوگئی اور اسکے بطلان سے اصیل بری ہوا تو کفیل بھی بری ہوگیا۔ اور اگر کفیل مسلمان ہوا تو بلا خلاف بری ہوگیا اور طالب کی شراب مطلوب کی طرف اپنے حال پر باقی ہی کذا فی المحیط اور اصل اور قاعدہ یہ ہی کہ طالب کا مسلمان ہونا جڑ سے شراب کو کھو دیتا ہی کیونکہ سپرد کرنا اسی کی طرف سے ممنوع ہوا ہی۔ اور مطلوب کا مسلمان ہونا بھی امام ابو یوسف رح کے نزدیک ایسا ہی ہی کیونکہ اب اُسکو سپرد کرنا ممنوع ہی۔ اور امام محمد رح کے نزدیک باطل نہین کرتا ہی بلکہ عین سے تحویل کرکے قیمت کی طرف لاتا ہی کیونکہ امتناع حقدار کی طرف سے نہین ہی بلکہ اُسکی طرف سے ہی جسپر حق ہی۔ اور کفیل طالب کے لحاظ سے مطلوب ہی اور مطلوب کی نسبت طالب ہی۔ ایک نصرانی نے دو عورتون نصرانیہ سے شراب پر اس شرط سے خلع کیا کہ ہر ایک عورت دوسرے کی کفیلہ ہی پھر نصرانی مسلمان ہوا یا سب ساتھ مسلمان ہوگئے تو دونون عورتین کفالت سے بری ہوگئین اور جو اُنپر واجب ہی وہ بدل کر قیمت کی طرف آیا اور اگر ایک مسلمان ہوگئی تو اُسکا حصہ قیمت ہوگی اور دوسری عورت پر شراب رہیگی۔ پس اگر مسلمان ہونے والی عورت نے قیمت ادا کر دی تو دوسری سے نہین لے سکتی ہی۔ اور اگر کافرہ نے تمام خمر ادا کر دی تو مسلمہ کے حصہ کی قیمت اُس سے لیگی۔ اگر دونون عورتین ساتھ مسلمان ہوگئین اور نصرانی مسلمان نہوا تو ہر ایک پر جو حق کفالت اور اصالت کی راہ سے ہی تحویل پاکر قیمت

کی طرف رجوع کریگا۔ اور جس عورت نے کل قیمت ادا کردی وہ دوسری سے کچھ نہیں لے سکتی ہو۔ اگر دونون آگے پیچھے مسلمان ہو گئیں تو اُنپر تحویل سے قیمت واجب ہوگی اور اگر دوسری مسلمہ نے سب قیمت ادا کردی تو پہلی سے واپس لیگی اور اگر پہلی عورت مسلمہ نے ادا کی تو اس سے نہیں لے سکتی ہو اور اگر ایک مسلمان ہوئی پھر اسکا شوہر مسلمان ہوا پھر دوسری اسلام لائی توجسقدر حق پہلی عورت پر ہو تحویل ہوکر قیمت کی طرف رجوع کریگا پس جب اُسنے قیمت ادا کی تو دوسری سے کچھ نہیں لے سکتی ہو اور جو دوسری عورت پر ہو اصالۃً تحویل پاکر قیمت ہوگی اور کفالت کی راہ سے زوج کا حق اُسپر نہیں ہو۔ اگر ایک نصرانی نے دو نصرانی عورتون سے ایک خون سے جو اُن دونون پر ہو شراب پر صلح قرار دی اور ہر ایک عورت نے دوسری عورت کی کفالت کی تو اسکی صورتین بلا فرق وہی نکلتی ہین جو خلع مین مذکور ہوئی ہین۔ یہ کافی مین لکھا ہو۔ اگر ایک ذمی نے دوسرے ذمی پر شراب یا سور کا دعوی کیا اور مدعا علیہ کے نفس کی کسی مسلمان نے کفالت کرلی اور اُسکی خصومت کا وکیل اور جو کچھ حکم دیا جاوے اُسکا ضامن بنا یا تو کفالت بالنفس جائز ہو ولیکن مکروہ ہو۔ پھر اگر اُسپر گواہ پیش ہوکر شراب یا سور کا فیصلہ ہوا تو کفیل پر لازم ہونے کے باب مین دو صورتین ہین کہ اگر اپنے شراب اور سور کے تلف ہونے سے پہلے کفالت کی تو کفیل پر کچھ لازم نہوگا اور دونون کے تلف ہونے کے بعد کفالت کی تو شراب مین اُسپر کچھ لازم نہوگا اور خنزیر کی صورت مین اگر قاضی نے اصیل پر اُسکی قیمت مین درم یا دینار کا حکم دیا تو کفیل پر لازم ہونگے اور اگر قاضی نے اُسپر قیمت کا حکم نہ دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک کفیل پر کچھ لازم نہوگا کیونکہ قیمت کی طرف تحویل پانا قاضی کے حکم ہی سے ہو اور وہ یہان پایا نہ گیا اور صاحبین کے نزدیک قاضی کے حکم کی ضرورت نہیں فقط تلف کرنے سے عین شی منتقل ہوکر قیمت ہو جاتی ہو تو وہ قیمت کا کفیل ہوا اور یہ جائز ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ مرتد کی کفالت مانند اُسکے اور تصرفات کے موقوف رہتی ہو اور عورت مرتدہ کی کفالت بالاتفاق جائز ہو جیسے اُسکے اور تصرفات جائز ہین پس اگر وہ دار الحرب مین جا ملی اور گرفتار ہوئی پس اگر کفالت بالنفس تھی تو باطل ہوجائیگی اور اگر کفالت بالمال تھی اور اُسکا مال ہو تو کفالت مال کی طرف منتقل ہوگی۔ کسی حربی نے نفس یا مال کی کفالت کی اور دار الحرب مین جا ملا پھر امان لیکر آیا تو کفالت اُسکو لازم ہوگی۔ کسی مسلمان نے کسی مرتد کے واسطے نفس یا مال کی کفالت کی پھر وہ دار الحرب مین جا ملا تو اُسکی کفالت کے حق پر اُسکے ورثہ ہونگے۔ اور اگر وہ واپس آیا اور اُسکے وارثون نے تمام حق پا لیا ہو تو کفیل بری ہو ورنہ اُسکو اختیار ہوگا کہ کفیل کو ماخوذ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو

متفرقات کفالت بالدرک جائز ہو یعنی مبیع کے مستحق ہوجانے کے وقت ثمن مشتری کو واپس دینے کا التزام کرلینا اگر کفالت بالدرک کی اور مبیع استحقاق مین لی گئی تو کفیل سے مواخذہ نہوگا یہانتک کہ بائع پر ثمن کا حکم دیا جاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اور کفالت بالدرک مین نفس بائع کی کفالت کرنا بھی جائز ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ اور ضمانت عہدہ ظاہر الروایہ کے موافق باطل ہو کذا فی غایۃ البیان اور اُسکی صورت یہ ہو کہ مثلاً ایک غلام کسی شخص سے خریدا پھر اسکے استحقاق مین لیے جانے کے خوف سے مشتری کے لیے ضمان عہدہ کرلی پس ناجائز ہو اور وجہ یہ ہو کہ عہدہ کا لفظ مشترک ہو کبھی قدیمی نوشتہ پر بولا جاتا ہو اور عقد پر اور حقوق عقد پر اور درک ثمن پر اور خیار شرط پر بولا جاتا ہو پس معنی بیان کرنے سے پہلے اُسپر عمل کرنا متعذر رہا پس جہالت کی وجہ سے ضمانت باطل ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہو۔ اور امام اعظم رح کے نزدیک ضمان خلاص بھی باطل ہو کیونکہ خلاص کے معنی اُنکے نزدیک یہ ہین کہ خلاص ضامن یہ ضمانت کرتا ہو کہ مبیع کو اُسکے خداوند سے خلاص کرکے لامحالہ مشتری کے سپرد

سپرد کرونگا اور یہ التزام امر غیر مقدور پر ہے پس باطل ہے اور اگر اسطرح ضمانت کرتا کہ یا مین مبیع کو خلاص کراکے سپرد کردون یا ثمن واپس کرونگا تو صحیح ہوتی کیونکہ اسکو وفا کر سکتا ہے اسطرح کہ اگر مستحق نے اجازت دی تو مبیع سپرد کرے ورنہ ثمن یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے ایک مکان فروخت کیا اور کسی شخص نے بائع کی طرف سے مشتری کے واسطے ضمان درک کرلی تو اُسکی کفالت کے یہ معنی ہین کہ مبیع سپرد کرے اور یہ اقرار ہے کہ میرا کچھ حق اس مکان مین نہین ہے یہانتک کہ پھر اگر اُسنے دعوی کیا کہ مکان مین میری ملکیت ہے یا شفعہ پہونچتا ہے یا اجارہ پر ہے تو اُسکا دعوے قابل سماعت نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر اُسنے حاضر ہو کر مہر کردی اور کفالت نہ کی تو وہ اپنے دعوے پر باقی ہے کذا فی الہدایہ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم ایسی صورت پر محمول ہے کہ جب اُسنے یہ لکھا کہ فلان شخص یعنی خود خرید و فروخت مین حاضر ہوا یا یہ لکھا کہ بیع میرے سامنے واقع ہوئی یا یہ کہ خرید و فروخت کا اقرار میرے پاس ہوا تو البتہ اُسکو دعوے کا اختیار ہے اور اگر اُسنے گواہی مین ایسی بات پیش کی کہ جس سے اس بیع کا صحیح ہونا نافذ ہونا ثابت ہو مثلاً بیعنامہ مین تھا کہ فلان شخص اس مکان کے مالک نے اُسکو فروخت کیا اور اُسنے لکھدیا کہ مین اسپر گواہ ہون تو پھر اسکا دعوے مسموع نہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہے۔ اگر کفیل بالدرک نے کچھ رہن لیا تو باطل ہے اور ضمان نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر ایک شخص کے حکم سے اُسکی طرف سے کسی نے ایک ہزار درم کی کفالت کی پھر اصیل نے ایک حریر کی بیع بالعینہ کا حکم دیا تو خرید کفیل کی اور جو نفع بائع نے لیا ہے اُسکا ہوگا بیع عینہ کی یہ صورت ہے کہ مثلاً کسی تاجر نے دس درم قرض مانگے اُسنے انکار کیا اور ایک کپڑا جو دس درم کا ہوتا ہے پندرہ درم مین اُسکے ہاتھ بیچا تاکہ قرض لینے والا دس درم کو فروخت کرلے اور پانچ درم میرے برداشت کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور یہ مکروہ ہے یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کی طرف سے اُسکے حکم سے ایک ہزار درم قرضہ کی کفالت کی پھر اصیل نے کفیل کو ادا کردیے پس یا تو اُسنے ادا کرنے کے طور پر دیے ہین مثلاً مال دیکر کہا کہ تو اسکو اپنے قبضہ مین لے کہ مجھے اسکا اطمینان نہین ہے کہ طالب اپنا حق تجھسے لیوے پس تو ادا کرنے سے پہلے لے یا اُسنے بطور ایلچی کے دیے ہین مثلاً اصیل نے کفیل سے کہا کہ یہ مال لیکر طالب کو پہونچادے پس اصیل کو دونون صورتون مین واپس کرلینے کا اختیار نہین ہے پس اگر پہلی صورت واقع ہوئی اور کفیل نے اُسمین کچھ تصرف کیا اور نفع اُٹھایا تو نفع اُسکا ہے اُسکو صدقہ کرنا واجب نہین ہے لیکن اگر اصیل نے قرضہ ادا کیا تو امام اعظم رہ کے نزدیک اُسمین ایک طرح کی خباثت ہے اور اگر کفیل ہی نے ادا کیا تو بالاجماع اُسمین کچھ خباثت نہین ہے اور دوسری صورت مین اگر نفع اُٹھایا تو امام اعظم رح اور امام محمد رہ کے نزدیک نفع اُسکو حلال نہین ہے اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک حلال ہے اور اگر کفالت ایسی چیز مین ہو کہ جو متعین ہو سکتی ہے جیسے ایک کر گیہون تھے کہ انکو کفیل نے اصیل سے بطور ادائے قرض کے لیکر قبضہ مین لیے اور اسمین تصرف کرکے نفع اُٹھایا تو نفع اُسکا ہوگا اور امام ابو حنیفہ رہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک بہت پسندیدہ ہے کہ مکفول عنہ کو واپس کرے اور یہی صحیح ہے اور جب اُسکو واپس دیا اور وہ فقیر ہے تو اُسکو حلال ہے اور اگر غنی ہو تو اُسمین دو روایتین ہین اور فخر الاسلام نے فرمایا کہ حق یہ معلوم ہوتا ہے کہ حلال ہے اور اگر متعین چیز کو اُسنے بطور ایلچی ہونے کے لیکر قبضہ کیا تھا تو مثل سابق کے جو غیر متعین مین گذرا امام اعظم رح اور امام محمد رہ کے نزدیک اسکا نفع لے لینا حلال نہین اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک حلال ہے یہ عنایہ مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے چاہا کہ مین کسی

اور بالکل کفیل نہون تو ظاہر الروایۃ کے موافق اُسمین یہ حیلہ ہو کہ کفیل کفالت کے وقت یہ کہے کہ مین نے فلان شخص کے نفس کی کفالت ایک مہینہ تک کی اس شرط پر کہ بعد مہینہ کے مین کفیل نہونگا تو وہ شخص بالکل کفیل نہوگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو۔ مجموع النوازل مین ہو کہ کسی کے دوسرے پر ہزار درم ہین اور اسکا کوئی کفیل ہو اسپر مطلوب نے طالب سے کہا کہ فلان شخص نے تیرے واسطے میری طرف سے اُسکی کفالت کر لی ہو تو مجھے بری کر دے تا کہ تیرا جھگڑا کفیل سے باقی رہجاوے اور مین درمیان مین سے نکل جاؤن اور اُسنے اُسکو بری کر دیا تو کفیل بھی بری ہو گیا کیونکہ اصیل کی برارت سے اُسکی برارت ہوتی ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کی طرف سے اُسکی اجازت سے مال کی کفالت کی اور مکفول عنہ نے اُسکو کچھ رہن دیا تو جائز ہو پس اگر رہن تلف ہو گیا تو کفیل نے اپنا تمام حق جو مکفول عنہ پر چاہیے تھا رہن کے تلف ہونے کی وجہ سے حاصل کر لیا اور اسکا حکم اور حقیقۃً وصول کر لینے کا حکم ایک ہی ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کسی شخص کی کفالت بالنفس اس شرط پر کی کہ اگر اسکو ایک سال تک مین نہ پہونچا دون تو جو مال اسپر ہو وہ مجھپر ہوگا اور وہ ہزار درم تھے پھر مکفول عنہ نے کفیل کو مال کے عوض سال تک کچھ رہن دیا تو باطل ہو۔ اگر کفیل نے طالب سے کفالت کے باب مین کہا کہ اگر مکفول عنہ مر گیا اور اُسنے تجھے مال ادا نہ کیا تو وہ مال مجھپر ہوگا پھر مکفول عنہ نے اُسکو کچھ رہن دیا تو جائز نہین ہو اور اگر طالب نے اُسکو اس کفالت سے بری کیا تو جائز نہین اور اصیل کا بری کرنا جائز ہو اور اصل یہ ہو کہ جس حق کے عوض رہن درست نہین ہو اُس سے بری کرنا بھی درست نہین ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے وکیل کیا کہ موکل کے نفس کے واسطے فلان کفیل کر دے اور جو کچھ موکل پر ثابت ہو اُسکا وہ ضامن ہو پس اُسنے ایک ایسا ہی کفیل دیا پھر موکل پر کسی قدر مال کا حکم دیا گیا تو طالب کو اختیار رہو کہ کفیل کو گرفتار کرے اور کفیل وکیل کو گرفتار نہین کر سکتا ہو کیونکہ وکیل یہان بمنزلہ ایلچی کے تھا کیونکہ اس سے ایجاب و قبول نہین پایا گیا بلکہ صرف اُسنے مطلوب کی طرف سے کفالت کا حکم دیا اور عقد کا حکم دینے والا حقوق عقد مین ماخوذ نہین ہوتا ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ منتقی مین امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ مین فلان شخص کے واسطے فلان شخص کی طرف سے جو اس تحریر مین ہو یا جو قاضی کی تحریر مین ہو ضامن ہوا تو یہ باطل ہو اور اگر کہا کہ جو فلان پر آتا ہو اس تحریر مین اُسکا مین ضامن ہوا تو یہ جائز ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اگر کسی نے کسی کے لیے کپڑا فروخت کیا اور ثمن کا ضامن ہوا یا مضارب نے کسی مال کے ثمن کی ضمانت کی تو باطل ہو اور اسی طرح اگر دو شخصون نے ایک غلام کو ایک ہی صفقہ مین فروخت کیا اور ہر ایک نے دوسرے کے حصہ ثمن کی ضمانت کی تو باطل ہو کذا فی الہدایہ اور اگر دونون نے دو صفقہ مین مثلاً ہر ایک نے ایک نصف علیحدہ عقد کے ساتھ فروخت کیا اور ایک نے دوسرے کے حصہ ثمن کی ضمانت کر لی تو جائز ہو وکیل بالنکاح نے اگر عورت کے مہر کی ضمانت کی یا بیع مین ایلچی نے اگر ثمن کی مشتری کی طرف سے ضمانت کر لی تو ضمانت صحیح ہو یہ کافی مین لکھا ہو۔ اگر کسی عورت کے واسطے اُسکے شوہر کی طرف سے ہر مہینہ کے نفقہ کی ضمانت کی تو جائز ہو اور اُسکو شروع ماہ مین رجوع کرنے کا اختیار نہین ہو اور اگر اجارہ مین ہر مہینہ کے اجارہ کی ضمانت کی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ شروع مہینہ مین ضمانت سے رجوع کر لے اور فرق یہ ہو کہ نفقہ مین ہر مہینہ مین سبب از سر نو شروع نہین ہوتا ہو اور اجارہ مین از سر نو شروع ہوتا ہو پس اُسکو اختیار رہو کہ کفالت آیندہ کو چھوڑ دے کذا فی الاختیار پس اگر کفیل مر گیا اور اسکے بعد مستاجر ایک مہینہ مکان مین رہا تو جسقدر اُسپر لازم آوے کفیل کے ترکہ پر لازم ہوگا اور موت

سے یہ کفالت مثل کفالت درک کے باطل نہین ہوتی ہے بخلاف کفالت بالنفس کے کہ وہ باطل ہوجاتی ہے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے اور اجرت کے کفیل کو ادا کرنے سے پہلے یہ اختیار نہین ہے کہ مستاجر سے مواخذہ کرے اور اگر ادا کر دیا تو مستاجر سے لے سکتا ہے بشرطیکہ کفالت اُسکے حکم سے ہو کسی شخص نے ایسے لڑکے کو جو تصرفات سے باز رکھا گیا ہے دس درم دیے اور کہا کہ اسکو اپنے واسطے صرف کرے پھر ایک شخص نے دینے والے کی ضمانت کی تو صحیح نہین ہے کیونکہ اُسنے لڑکے کی طرف سے ایسی چیز کی ضمانت کی جو مضمون علیہ نہین ہے یعنی لڑکے پر اسکی ضمان لازم نہ تھی ۱۲ اور اگر دیدینے سے پہلے کسی نے اسطرح ضمانت کی کہ تو اسکو دس درم دے اس شرط پر کہ مین تیرے لیے ان دس درم کا ضامن ہون تو یہ صحیح ہے گویا ضامن نے دس درم اُس سے قرض لیے اور حکم دیا کہ اس لڑکے کو دیدے اور لڑکا اُسکی طرف سے قبضہ کا نائب ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر ایسے لڑکے نے جو تصرفات سے منع کیا گیا ہے کوئی چیز فروخت کی اور ثمن پر قبضہ کر لیا پھر ایک شخص نے مشتری کے واسطے ضمان درک کی پس اگر لڑکے کے ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد ضمانت کی تو کفالت صحیح نہین ہے اور اگر اس سے پہلے کفیل ہوا تو صحیح ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص گونگا ہے اور وہ سمجھتا ہے اور لکھتا ہے اور اُسنے نفس یا مال کی کفالت اپنے اوپر لکھی یا اُسکے واسطے کسی نے کسی چیز کی کفالت کی اور اُسنے تحریر سے قبول کیا تو جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ کسی نے رطب یعنی خرماے تر کی کفالت کی اور اصیل پر بوجہ اسکے کہ اُسکا زمانہ منقطع ہو گیا تھا رطب کی قیمت کے واسطے قاضی نے حکم دیا تو کفیل پر رطب باقی رہینگے اور تغیر نہوگا اور اگر اصیل سے قیمت لے لی گئی تو کفیل بری ہو جائیگا اور اگر اُسنے رطب ادا کر دیے تو اپنے اصیل سے قیمت لے لیگا یہ کافی مین لکھا ہے مرض الموت کے مریض نے اگر کسی کی طرف سے مال کی کفالت کی پس اگر اسپر اسقدر قرض ہے جو اُسکے کل مال کو محیط ہے تو کل کفالت باطل ہے اور اگر قرض نہو تو بقدر تہائی مال کے کفالت جائز ہے اور اگر اُسنے کسی وارث کی طرف سے یا کسی وارث کے واسطے کفالت کی تو تہائی سے بھی جائز نہوگی قال المترجم بقولہ علیہ السلام لا وصیۃ لوارث پس جب وصیت وارث کے حق مین نہوئی تو کفالت باطل ہو گئی۔ اگر مریض نے کسی کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی اور اُسپر قرض نہین ہے پھر اُسنے کسی اجنبی کے واسطے اسقدر قرضہ کا اقرار کیا جو اُسکے تمام مال کو محیط ہے پھر کفیل مر گیا تو جسکے لیے قرضہ کا اقرار کیا ہے وہ کفیل کے ترکہ کا اُس سے زیادہ حقدار ہے جسکے لیے کفالت کی ہے۔ اور اگر اُسکا ترکہ اُسقدر قرضہ سے جسکا اقرار کیا ہے زیادہ ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر قرضہ ادا کرنے کے بعد باقی کی تہائی مین سے کفالت نکل سکتی ہے تو کل کفالت صحیح ہے اور اگر کل کفالت اُس سے نہ نکل سکتی ہو تو کفالت بقدر تہائی باقی مال کے جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ امام رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے مال اجارہ کی ضمانت کی پھر اجارہ فسخ ہو گیا اور انہون نے اسی مال پر از سر نو عقد کیا تو فرمایا کہ وہ شخص کفیل نہ رہیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم میعادی قرض تھے اُسنے قرضہ کے واسطے قرضدار سے کوئی کفیل طلب کیا تو ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایہ کے موافق قاضی کفیل دینے کے واسطے اُسپر جبر نہ کریگا اور منتقی مین مذکور ہے کہ اُس سے کفیل دینے کا مطالبہ کریگا اگرچہ قرض میعادی ہو اور اسکے بعد ذکر کیا کہ میعادی قرض مین قاضی نے اگر اس خصم سے جو غائب ہو جانا چاہتا ہے کفیل لیا تو اُسکو نافذ کریگا اس دلیل سے کہ عورت نے اگر اپنے نفقہ کے واسطے اپنے شوہر کے سفر کو جانے کے وقت کفیل طلب کیا تو استحسانًا امام ابو یوسف رح کے نزدیک قاضی اُس سے ایک مہینہ کے

نفقہ کے واسطے کفیل لیگا اور یہ لوگون کے حق مین آسانی کے واسطے ہو اور یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک استحسانا ہو اور صدر الشہید نے اپنے واقعات مین لکھا ہو کہ مسئلہ نفقہ مین لوگون پر نرمی کے واسطے امام ابو یوسف رح کے قول پر فتوی ہو پس اگر اور قرضون مین بھی کسی مفتی نے لوگون پر آسانی کے واسطے ایسا ہی فتوے دیا تو بہتر ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اگر کسی نے دوسرے کی طرف سے جو اُسکے اوپر مال آتا ہو اُسکی کفالت کی پھر مکفول لہ اور مکفول عنہ اور کفیل نے باہم اختلاف کیا اور کفیل نے سو درم کا اقرار کیا اور مکفول لہ نے بیس دینار کا دعوے کیا اور مکفول عنہ نے ایک کر گیہون کا اقرار کیا تو کچھ بھی کفیل اور مکفول عنہ پر نہوگا اور جب ایسا واقع ہوا تو دونون مین سے ہر ایک سے قسم لیجائیگی پس اگر دونون کفیل اور مکفول عنہ نے قسم کھالی تو دونون بری ہوگئے اور اگر ایک نے قسم کھالی اور دوسرے نے انکار کیا تو منکر پر دعوی ثابت ہوگا اور قسم کھانے والا بری ہوگا یہ محیط مین لکھا ہو اگر کسی کفیل نے کہا کہ مین نے تیرے واسطے اُس مال کی جو تیرا فلان شخص پر آتا ہو ایک مہینہ تک کی کفالت کی تھی اور بعد مہینہ کے کفالت نہین بلکہ مین نے مطالبہ کفالت سے براءت کرلی تھی۔ اور مال کے مالک نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے اس شرط سے کفالت کی تھی کہ مین تجھسے ایک مہینہ مطالبہ نہ کرونگا اور بعد مہینہ کے مطالبہ کرون تو مال کے مالک کا قول معتبر ہو اور کفیل کا قول معتبر نہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے فلان شخص کے نفس کی کفالت تیرے واسطے قبول کی اور مکفول لہ اس مکفول عنہ پر کچھ دعوے نہین کرتا تھا تو کفالت جائز ہو اور کفیل کے حق مین مکفول عنہ کا مجلس حکم مین آنا طالب کے لیے مستحق علیہ ہوجائیگا پس یہ کفالت کفیل اور مدعی کے زعم مین اصیل پر حق استحقاقی کے ساتھ واقع ہوئی اور گویا بمنزلہ اُس صورت کے ہوئی کہ کسی شخص نے کسی کی طرف سے مال کی کفالت کی اور مدعا علیہ مال سے انکار کرتا ہو پس اگر کفیل بالنفس پر طالب نے نالش کی اور اُسنے قاضی سے کہا کہ مکفول عنہ پر اسکا کچھ حق نہین ہو تو اسپر التفات نہ کیا جاویگا یہ محیط مین لکھا ہو کسی نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اپنے مال مین سے میرا قرضہ ادا کرے اور اُسنے ادا کرنے سے انکار کیا تو اُسپر جبر نہ کیا جاویگا مگر جبکہ اُسنے کفالت اختیار کی ہو تو اُسپر ادا کرنے کے واسطے جبر کیا جاویگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو منتقی مین ہو کہ کسی شخص نے دوسرے کو ایک ہزار درم ایک تھیلی کے اندر ادا کر دیے پھر اسکو خوف کمی کا ہوا پس دوسرے شخص نے اُسکی کمی کی کفالت کرلی پھر جب اُسنے دیکھا تو پورے پائے مگر وہ زیوف تھے تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر کچھ ضمان نہین ہو اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہزار درم جید کا ضامن ہو اور قرضدار کو زیوف واپس کر دے اگر قرضہ دو شخصون مین مشترک ہو پھر ایک نے دوسرے شریک کے حصہ کی کفالت کی تو باطل ہو۔ اگر ایک عورت کے مہر کے ہزار درم اُسکے شوہر پر تھے اور اُسکے شوہر کی طرف سے ایک شخص نے اُسکی ضمانت کرلی پھر وہ عورت مرگئی اور اُسکا وارث اُسکا شوہر اور ایک بھائی ہو تو کفیل آدھے مال سے بری ہوجائیگا اور بھائی کے حصہ یعنے نصف کا کفیل رہیگا۔ اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان پر کسی قدر مال کا دعوے کیا اور اُسنے انکار کیا اور طالب نے یہ دعوے کیا کہ اسکی طرف سے اسکے حکم سے فلان ذمی نے کفالت کی تھی اور کفیل منکر ہو اور اسپر دو ذمیون نے گواہی دی تو دونون کی گواہی ذمی پر جائز ہوگی اور مسلمان مدعا علیہ پر جائز نہوگی حتے کہ اگر کفیل نے مال ادا کردیا تو بدینوجہ اپنے اصیل سے نہین لے سکتا ہو ایسا ہی عامہ روایات کتاب الاصل مین مذکور ہو اور بعض روایتون مین ہو کہ یہ گواہی بالکل مقبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہو۔ کفیل بالنفس یا مال نے اگر مکفول لہ و مکفول عنہ کے سامنے اپنے آپ کو عہدہ کفالت سے الگ

کرنا چاہا تو بری نہوگا اور کفیل باقی رہیگا۔ اور وکیل نے اگر اپنے تئین موکل کے سامنے الگ کرنا چاہا تو وکالت سے خارج ہو جائیگا۔ اور کتاب الحیل مین اشارہ ہی کہ کفیل بھی کفالت سے نکل سکتا ہی اور اُسکی صورت وہان یہ ذکر کی ہی کہ اگر ایک شخص کا دوسرے پر کچھ میعادی یا قسطوار قرض تھا پھر ایک شخص نے قرضخواہ سے کہا کہ جب تیرے مال کا جو فلان شخص پر ہی وقت آوے تو مین تیرے لیے اُسکے نفس کا کفیل ہون یا ہر قسط کی میعاد پر مین اُسکے نفس کا کفیل ہون پھر مال کی میعاد آنے سے پہلے کفیل نے چاہا کہ مین اپنے تئین الگ کرون تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی پس مسئلہ مین یہ قید لگانا کہ میعاد آنے سے پہلے ایسا نہین ہوسکتا ہی اشارہ ہی کہ اگر مال فی الحال ہوتا تو اُسکو اختیار تھا کہ الگ ہو جاوے کذا فی الذخیرہ **قال المترجم** لعل القید متعلق بالارادۃ فافہم۔ کفالت اور رہن خراج مین جائز ہی کذا فی الہدایہ بعض نے فرمایا کہ خراج سے مراد خراج موظف ہی کذا فی الکفایہ اور نوائب کا حال یہ ہی کہ انمین جسقدر انصاف سے ہین مثلاً سب کے واسطے مشترک نہر کھودنے کا صرف یا محلہ کی چوکیداری یا بیت المال کے خالی ہونے کی صورت مین قیدیون کے فدیہ دینے کے واسطے تحصیل کرنا پس اسکی کفالت بالاجماع جائز ہی اور جو نوائب ایسے ہین کہ انصاف سے نہین ہین جیسے ہمارے زمانہ مین بادشاہ کی طرف سے روزانہ یا ماہواری ٹکس درزیون یا رنگریزون وغیرہ پر بندھا ہی تو یہ ظلم ہی اور اسکی کفالت کے صحیح ہونے مین مشائخ نے اختلاف کیا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور صحیح ہونے پر فتوے ہی یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی۔ اور جو مشائخ صحت کی طرف میلان کرتے ہین اُنمین سے شیخ علی بزدوے بھی ہین کذا فی الہدایہ اور نسفی اور شمس الائمہ قاضی خان نے بھی یہی کہا ہی کیونکہ اسمین مطالبہ سب سے بڑھکر ہی اور باب کفالت مین اسی کا اعتبار ہی اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ جو شخص ان نوائب کی قسط بندی مین کوشش کرے اُسکو ثواب ہی اگرچہ اُسکا لینے والا ظالم ہو یہ معراج الدرایہ مین ہی۔ جن عقود مین کفالت شرط کی گئی تین قسم ہین ایک قسم یہ ہی کہ اگر کفیل غائب ہو خواہ اُسنے کفالت قبول کی یا نہ قبول کی یا حاضر ہو اور اُسنے نہ قبول کی تو قیاساً و استحساناً عقد فاسد ہوگا اور اگر حاضر ہوا اور اُسنے قبول کرلیا تو استحساناً صحیح ہی اور یہ ہر عقد کا حال ہی جو شروط فاسدہ سے باطل ہو جاتا ہی جیسے بیع اور اجارہ اور سلم وغیرہ۔ اور دوسری قسم وہ کہ جسمین شرط کفالت مفسد نہین ہی خواہ کفیل حاضر یا غائب ہو خواہ قبول کرے یا نہ کرے اور یہ ہر عقد کا حال ہی جسمین شروط فاسدہ مفسد نہین ہین جیسے قرض اور عتق علی المال اور نکاح اور صلح عن دم العمد عمداً خون کرنیکی [illegible] ولیکن جب کفیل کی کفالت نہ قبول کرے تو ثابت نہوگی اور اگر قبول کرلی تو ثابت ہوگی اور عقد تو ہر طرح ثابت ہی شرط کفالت سے کسی حال مین فاسد نہوگا۔ تیسری قسم وہ یہ ہی کہ جب کفالت کی شرط لگائی اور کفیل نے قبول کرلی تو صحیح ہی خواہ کفیل حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر اُسنے نہ قبول کی تو صحیح نہین ہی۔ کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درم کسی بیع کا ثمن یا سلم کے فی الحال واجب تھے اُسنے درخواست کی کہ اسکی قسط کردے اس شرط پر کہ فلان شخص کفیل ہی اُسنے منظور کیا پس اگر کفیل نے منظور کیا تو تاخیر درست ہی خواہ حاضر ہو یا غائب ورنہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ دو شخص ایک کشتی پر سوار کسی جگہ کو جہان تھوڑا پانی ہی جاتے تھے پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنا مال اس شرط سے پانی مین پھینک دے کہ میرا مال ہم دونون مین مشترک ہی تو یہ فاسد ہی اور اُسکے مال کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا کذا فی محیط السرخسی اور اُسکا طریقہ یہ ہی کہ یہ شخص اُسکے مال کا جو اُسنے پھینکا یا بعوض نصف مال کے خریدنے والا ہوگیا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دوسرے پر دعوے کیا

کہ دو غلام توکہ بمن بضاعت دادی دلفتی کہ اگر وے خیانتے کند در مال تو کہ ابضاعت گیرندہ من درضامنم وعہدہ آن بر من است ووی چندین از مال من خیانت کردہ است بر تو واجب است کہ بدہی تو یہ دعوی صحیح ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو - اگر مدعی نے مدعا علیہ سے مال دعوے پر کفیل طلب کیا تو دعوے یا مال منقولہ ہوگا یا عقار یا دین - پس اگر منقولہ ہو اور مثلی چیز ہو تو اُسپر کفیل دینے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا کیونکہ اُسپر مال دعوے کا حاضر کرنا ضروری نہین ہو اور اگر مثلی چیز نہو جیسے غلام یا گھوڑا یا کپڑا وغیرہ تو کفیل دینے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر دعوے مین عقار یا دین ہو تو کفیل نہین لے سکتا ہو - یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کی بکری ذبح کرکے کھالی پھر کسی نے اس بکری کی ضمانت کر لی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر اُسکی ضمانت نہوگی کیونکہ اُسپر بکری واجب نتھی بلکہ اُسکی قیمت تھی - اسی طرح اگر کسی نے ف ایک بکری قرض دی اور اُسنے قبضہ کرکے اُسکو تلف کر دیا پھر ایک شخص نے اُسکی طرف سے بکری کی ضمانت کی تو ضمانت لازم نہوگی کیونکہ اُسپر بکری لازم نتھی پس اس قسم کے یہ مسائل امام اعظم رح سے صریح اسکی دلیل ہین کہ غصب کی چیز تلف ہونے کے بعد اُسکا حق اُسکی قیمت سے متعلق ہوتا ہو نہ بعینہ اُس شی سے - اور کتاب الاصل کی صلح مین امام اعظم سے روایت ہو کہ مستہلک علیہ کا حق عین شی سے متعلق ہوتا ہو یہانتک کہ فرمایا کہ غصب کی چیز سے بعد تلف ہو جانے کے اُسکی قیمت سے زیادہ پر صلح کرنا جائز ہو - اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ولیکن میرا یہ قول ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کی بکری غصب کرکے ذبح کر لی اور دوسرے نے اُسکی ضمانت کی تو مین ضمانت اُسپر لازم کرونگا اور قیاس اسمین چھوڑ دونگا اور فرمایا کہ سب حیوان کا یہی حال ہو اور اسی طرح اگر کسی نے ایک غلام غصب کیا اور وہ اُسکے یہان مر گیا اور کسی نے اُسکی ضمانت کر لی تو مین اُسکو ضامن قرار دونگا پس ایسے مسائل امام ابو یوسف سے اس بات کی صریح دلیل ہین کہ غصب کی چیز مین مالک کا حق بعد تلف ہونے کے بعینہ اُس شی سے متعلق ہوتا ہو نہ اُسکی قیمت سے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - اصل مین لکھا ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کا غلام یا باندی یا جانور یا کچھ اسباب غصب کر لیا اور اُسکی کسی نے کفالت کی تو صحیح ہو اور کفیل پر بعینہ اُسکا واپس کرنا جب تک وہ قائم ہو واجب ہو اور اگر تلف ہو جاوے تو اُسکی قیمت پھیرنا واجب ہو جیسا کہ اصیل کی بھی یہی صورت ہو اور اُسکی قیمت کی مقدار مین اگر کفیل اور طالب مین اختلاف ہو تو کفیل کا قول معتبر ہو اور اگر غاصب نے اُس شی کی قیمت کفیل کے بیان سے زیادہ اقرار کی تو اُسکے ذمہ لازم ہوگی اور کفیل پر لازم نہوگی - اور اگر زیادہ قیمت ہونے پر گواہ قائم ہوے تو زیادتی کفیل پر بھی لازم ہوگی - اور کتاب مین یہ صورت نہین مذکور ہو کہ اگر اصیل سے قسم لی گئی اور اُسنے انکار کیا تو جو زیادتی اُسپر واجب ہو گئی وہ کفیل پر بھی لازم ہوگی یا نہین اور مشائخ نے فرمایا کہ اسمین تفصیل ہونی چاہیے اسطرح کہ اگر پہلے اصیل اُس سے قیمت مثلاً پانچسو درم بیان کرتا تھا پھر جب اُس سے قسم لی گئی اور مالک شی نے ہزار درم بیان کیے اور اُسنے قسم نہ کھائی اور اُسپر ہزار درم لازم آئے تو اس صورت مین کفیل پر زیادتی لازم نہوگی اور اگر اصیل پہلے خاموش رہا اور کوئی اقرار برخلاف اُسنے نہین کیا اور اُسپر قسم دلانے سے اور انکار سے ہزار درم واجب ہوے تو کفیل پر بھی واجب ہونگے یہ محیط مین لکھا ہو - قاضی مدعا علیہ سے ایک ثقہ کفیل لیگا جبکہ مدعی اُسکی درخواست کرے اور کہے کہ میرے گواہ شہر مین موجود ہین اور اُسکی مقدار تین دن ہوگی اسیوجہ سے کہ ہر تیسرے روز احکام قضا کے واسطے بیٹھتے تھے - اگر مدعا علیہ نے کفیل دینے سے انکار کیا تو مدعی کو حکم دیگا کہ اُسکا ساتھ نہ چھوڑے

ف اور اسی طرح جو چیزین ایسی ہین کہ لوگون مین باہم انکا معاوضہ جاری نہین ہر تو امام اعظم رح کے نزدیک انکا حکم مثل بکری کے ہی ۱۲

اور مدعا علیہ کو قید نہین کریگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور ثقہ وہ ہے کہ جسکا گھر یا دوکان معلوم ہو اور وہ اپنے آپ کو پوشیدہ نہ کر سکے اور اسکے سوا کفیل کا تاجر ہونا یا اور ایسی چیزون کی طرف قاضی التفات نہ کریگا۔ اور جو شخص کسی گھر یا حجرہ مین کرایہ پر رہتا ہو وہ ثقہ نہین ہے پس اگر اُسنے کہا کہ مجھے کفیل نہین ملتا تو اُسکا قول معتبر ہے اور مدعی کو حکم دیگا کہ اُسکے ساتھ رہے جیسا قرضخواہ قرضدار کا دامنگیر رہتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ دونون گواہ میرے غائب ہین یا ایک گواہ پیش کیا اور کہا کہ دوسرا غائب ہے تو کفیل نہ لیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ یہ حکم اُسوقت ہے کہ مدعا علیہ مقیم شہر ہو اور اگر مسافر ہو تو کفیل دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا ولیکن مجلس قاضی تک اُسے میعاد دیجاویگی کہ اپنے گواہ لاوے اگر مدعی گواہ لایا تو خیر ورنہ اُسکا راستہ چھوڑ دیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر مدعا علیہ نے دعوے کیا کہ مین مسافر ہون اور مدعی نے اس سے انکار کیا تو قول مدعی معتبر ہے کیونکہ شہر مین سکونت کرنا اصل ہے۔ یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر اُسنے کہا کہ مین کل یا پرسون جاؤنگا تو اُسی وقت تک کفالت کریگا اور اگر طالب نے اُسکے باہر جانے سے انکار کیا تو اسکے لباس مسافرت کو دیکھیگا یا اُسکے دوستون کے پاس آدمی بھیجکر دریافت کریگا پس اگر اُنھون نے بیان کیا کہ ہان بے شک اُسنے ہمارے ساتھ چلنے کا سامان کیا ہے تو اُسی وقت تک کفالت لیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ کتاب امام مین کفیل لینے کے واسطے یہ شرط مذکور ہے کہ مدعی اسکو قاضی سے طلب کرے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُس مدعی کے حق مین ہے جو جھگڑے کے معاملات جانتا ہو اور اگر جاہل ہو تو قاضی خود مدعا علیہ کو حکم دیگا کہ کفیل دیوے اگرچہ مدعی نے نہ طلب کیا ہو یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر اُسنے کفیل بنفسہ دیا اور وکیل خصومت دینے سے انکار کیا تو قاضی نہ اُسپر جبر کریگا اور نہ اُسکے ساتھ رہنے کا حکم دیگا اور اگر اُسنے وکیل بالخصومت دیا اور کفیل دینے سے انکار کیا تو اُسپر کفیل دینے کا جبر کریگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ ایک شخص پر قرض ہے اور قرضہ کا کوئی کفیل اور اُسکے عوض رہن ہے اور کفیل قرضدار کے حکم سے ہے پھر کفیل نے اُسکا قرضہ ادا کر دیا پھر قرضخواہ کے پاس رہن تلف ہو گیا تو نوازل مین مذکور ہے کہ کفیل نے جسقدر دیا ہے اصیل سے لے لیگا اور یہ ایسی صورت ہے کہ بائع نے کچھ فروخت کیا اور مشتری سے اسکے حکم سے ایک کفیل لیا اور اُسنے ثمن ادا کر دیا پھر بائع کے پاس مبیع تلف ہو گئی تو کفیل بائع سے مخاصمہ نہ کریگا صرف مشتری سے اپنا مال لیگا اور مشتری پھر بائع سے وہ مال لیگا جو کفیل نے ادا کیا ہے۔ ایک شخص کے ذمہ دوسرے کا قرض ہے اور اسکا کوئی کفیل بھی ہے پھر طالب نے کفیل سے رہن لیا پھر بعد کو اصیل سے بھی رہن لیا اور دونون رہنون سے ہر ایک سے قرضہ ادا ہو سکتا ہے پھر مرتہن کے پاس ایک رہن تلف ہو گیا پس امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر دوسرا رہن تلف ہوا اور دوسرا رہن کرنے والا رہن کے وقت پہلے رہن سے آگاہ تھا تو دوسرا رہن بعوض نصف قرضہ کے تلف ہو گا اور اگر اُسکو پہلے رہن کا حال نہ معلوم ہوا تھا تو بعوض تمام قرضہ کے تلف ہوا اور کتاب الرہن مین لکھا ہے کہ دوسرا رہن بعوض نصف قرضہ کے تلف ہو گا اور رہن آگاہ ہونے اور نہونے کا ذکر نہین کہ پہلے رہن سے آگاہ تھا یا نہ تھا اور کتاب الرہن کی روایت صحیح ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ کتاب الرہن مین لکھا ہے کہ دو نصرانیون مین ایک غلام مشترک تھا دونون نے ایک ساتھ اُسکو مکاتب کر دیا اور شراب مال کتابت رکھی پھر ایک شخص مسلمان ہو گیا تو کل شراب تحویل ہو کر قیمت ہو جائیگی اور کتابت باقی رہیگی اور اسی طرح اگر غلام ایک ہی نصرانی کا ہو اور وہ مر گیا اور وارثون مین سے ایک مسلمان ہو گیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اسی طرح اگر دو غلامون کی ایک ہی کتابت کر دی اور ہر ایک نے

[illegible] ۱۲

دوسرے کی کفالت کی پھر ایک یا دونون مین سے ایک مسلمان ہوگیا تو بھی یہی حکم ہو اور اُسی کی نظیر یہ مسئلہ ہو کہ اگر ایک نے دو غلامون کو یا دو شخصون نے ایک غلام مشترک کو بعوض رطب کے مکاتب کیا اور اُسکا زمانہ منقطع ہوگیا اور قاضی نے ایک پر قیمت کا حکم دیدیا تو جو کچھ دوسرے پر آتا ہو وہ بھی قیمت ہو جائیگا کیونکہ اگر رطب باقی رہے تو تفرق کتابت لازم آتی ہو کذا فی الکافی - اور سفتجہ مکروہ ہو - اور وہ ایسے قرض کو کہتے ہین جس سے قرض دینے والا راہ کے کھٹکے سے بے خوف ہوجاوے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے قرض دینے سے جسمین نفع حاصل ہو منع فرمایا ہو اور اُسکی صورت یہ ہو کہ دس درم کسی تاجر کو دیوے کہ فلان شہر مین میرے دوست کو دیدینا اور اُسکو دینا بطور امانت کے نہین بلکہ بطور قرض کے ہو تاکہ راستے کے خوف سے بیخوف ہو جاوے پس اگر یہ شرط مشروط نہو یا ایسا عرف ظاہر نہو تو کچھ ڈر نہین ہو یہ کافی مین لکھا ہو - اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک سفتجہ فلان مقام کے واسطے لکھدے اس شرط پر کہ مین تجھے یہان چند روز مین دیدونگا تو اسمین بہتری نہین ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - اگر سفتجہ کا خط کسی کے پاس اُسکے شریک یا خلیط کی طرف سے لایا اور اُسکو دیدیا پھر پڑھکر کہا کہ تیرے لیے مجکو لکھا ہو یا خط دینے والے نے کہا کہ اسکو مجھے دے یعنی جو کچھ اسمین لکھا ہو - وہ مجھے دے اُسنے کہا کہ لکھنے والے نے تیرے لیے میرے پاس ٹھیک لگا دیا ہو یا میرے پاس لکھدیا ہو پس یہ باطل ہو کذا فی الذخیرہ اگر چاہے تو مال اُسکو دے ورنہ نہ دے اور طحاوی نے ذکر کیا ہو کہ جب اُسنے کہ جسکو خط دیا گیا ہے لیا اور جو کچھ لکھا ہو پڑھ لیا تو مال اُسپر لازم آویگا اور اعتماد پہلی روایت پر ہو کہ مال اُسپر لازم نہ آئیگا جب تک کہ اُسکی ضمانت نہ کرے یا یہ کہے کہ تیرے واسطے میرے اوپر لکھدیا ہو اور تیرے لیے مال مجھپر ثابت کردیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اور فتوے اُسی پہلی روایت پر ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - امام ابو بکر محمد بن الفضل سے روایت ہو کہ ایک شخص نے اپنا اجیر کسی شہر کو بھیجا پھر اجیر کے شہر سے نکلنے کے بعد اجیر کو کچھ سود و زیان بھیجا پھر اُس شخص نے اپنے اجیر کو ایک سفتجہ کسی آدمی کے نام لکھا اور جب وہ سفتجہ اجیر کے پاس پہونچا تو اُسنے قبول کیا اور کچھ مال دیا اور باقی کے بدلے سفتجہ والے کو ایک خط تحریر کردیا پھر اجیر کے پاس آقا کی طرف سے ایک خط پہونچا کہ جو مین نے فلان آدمی کے نام تجھکو ایک سفتجہ لکھا ہو - اُسکو قبول نہ کرنا اور اگر تونے قبول کرلیا ہو تو مال نہ دینا اور سفتجہ کا خط اُسکو واپس کردے کہ مجکو اس باب مین اپنی رائے مین تبدیلی معلوم ہوئی تو کیا اجیر کو اختیار ہو کہ باقی کے ادا کرنے سے انکار کرے پس امام ابو بکر نے فرمایا کہ اگر سفتجہ والے نے سفتجہ لکھنے والے کو اسقدر مال دیدیا ہو اور اجیر نے اُسکی ضمانت کرلی تو اجیر کو اختیار نہین ہو کہ نہ دے اور ضمان صحیح ہو اور اگر سفتجہ والے نے خط لکھنے والے کو مال نہین دیا ہو تو اجیر کی ضمانت اُسکی طرف سے نہین درست ہو اور اُسکو اختیار ہو کہ باقی نہ دیوے اور جو دیا ہو اُسکو واپس نہین کرسکتا ہو یہ حکم اُس صورت مین ہو کہ اجیر نے سفتجہ والے کے واسطے مال کی ضمانت کرلی اور اگر اُسنے ضمانت نہین کی تو دونون صورتون مین اُسکو اختیار ہو کہ مال کے دینے سے انکار کرے اور یہی فرمایا کہ تحریر کردینا باقی کے واسطے ضمانت نہین ہو ولیکن اگر اُسکے ساتھ زبان سے اقرار کرے یا یہ تحریر کرے کہ فلان شخص کا مجھپر اسقدر مال ہو اور اُسپر گواہی کرادے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - فتاوے فضلی مین ہو کہ ایک شخص نے کسی تاجر کے پاس ایک سفتجہ پیش کیا اور اُسنے کسی قدر مال تمام مال مین سے دیدیا اور کچھ باقی رہگیا پس اگر خط لکھنے والے کا مال مکتوب الیہ

(سفتجہ کا مسئلہ)

کی طرف آتا ہوا اور اُسنے لکھا ہو کہ اس سفتجہ والے کو دیدے اور مکتوب الیہ نے خط کا اقرار کیا اور یہ بھی اقرار کیا کہ مال اُسپر قرض ہے تو باقی کے دیدینے کے واسطے مجبور کیا جائیگا اور اگر اُسنے یہ اقرار نہ کیا ہو تو مجبور نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کاتب کا مکتوب الیہ کی طرف کچھ مال نہو تو بھی مجبور نہ کیا جائیگا مگر جبکہ اُسنے سفتجہ والے کے واسطے ضمانت کر لی ہو تو مجبور کیا جائیگا کذا فی الذخیرہ

کتاب الحوالۃ

اسمین چند ابواب ہین

پہلا باب۔ حوالہ کی تعریف ورکن وشرائط اور احکام کے بیان مین **قال المترجم** حوالہ کی تعریف بیان ہوگی احالہ کسی کو دوسرے پر حوالہ کرنا۔ محیل حوالہ کرنے والا۔ محتال علیہ وہ شخص ہے جسپر حوالہ کیا گیا۔ محتال لہ وہ شخص جسکے واسطے حوالہ واقع ہو۔ محتال بہ جس چیز کا حوالہ واقع ہوا مثلاً زید نے عمرو کو بکر پہ سو درم اتارے تو زید محیل بکر محتال علیہ عمرو محتال لہ سو درم محتال بہ ہین۔ قال فی الکتاب حوالہ کی تعریف یہ ہے کہ قرضہ کو ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ پر نقل کرنا حوالہ ہے اور یہی صحیح ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے۔ اور اسکا رکن ایجاب وقبول ہے۔ ایجاب تو محیل کی طرف سے ہونا چاہیے اور قبول محتال علیہ اور محتال لہ دونون کی طرف سے چاہیے اور محیل کی طرف سے ایجاب کی یہ صورت ہے کہ وہ طالب سے کہے کہ مین نے اسقدر درم لینے کو تجھے فلان شخص پر حوالہ کیا اور محتال علیہ اور محتال لہ کی طرف سے قبول کی یہ صورت ہے کہ ہر ایک انمین سے کہے کہ مین نے قبول کیا یا راضی ہوا یا اور ایسے ہی الفاظ کہ جنسے رضامندی ظاہر ہوتی ہے بیان کرے اور یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ہے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ حوالہ کے شرائط چند قسم ہین بعضے محیل کی طرف راجع ہوتے ہین اور بعضے محتال لہ کی طرف راجع ہوتے ہین وبعضے محتال علیہ کی طرف اور بعضے محتال بہ کی طرف راجع ہوتے ہین۔ پس جو محیل کی طرف راجع ہوتے ہین ازانجملہ یہ ہے کہ عاقل ہو پس مجنون اور لڑکے کا جو عاقل نہین ہے حوالہ صحیح نہین ہے ازانجملہ یہ ہے کہ بالغ ہو اور یہ شرط انعقاد کی نہین بلکہ شرط نفاذ ہے پس حوالہ عاقل لڑکے کا منعقد ہوگا مگر نفاذ اُسکا موقوف رہیگا اُسکے ولی کی اجازت پر۔ اور محیل کا حر ہونا صحت حوالہ کے واسطے شرط نہین ہے حتے کہ غلام کا حوالہ صحیح ہے اور اگر اُسکو تجارت کی اجازت ہو تو محتال علیہ فی الحال اُس سے لے لیگا اگر اُسکی طرف سے ادا کیا تو غلام پر اسکا اُسکے مثل قرض نہوگا بلکہ اسکے رقبہ سے متعلق ہوگا اور اگر غلام کو تصرفات سے منع کیا گیا ہو تو بعد آزادی کے واپس لیگا اور اسی طرح تندرست ہونا صحت حوالہ کے واسطے شرط نہین ہے حتے کہ مریض سے حوالہ درست ہے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اور قرضدار کی رضامندی اور اُسکا حکم شرط نہین ہے حتے کہ اگر کسی نے غیر سے کہا کہ تیرے فلان شخص پر اسقدر درم ہین تو اسکو مجھ پر حوالہ کردے اور قرضخواہ راضی ہوگیا تو حوالہ صحیح ہے پس اگر اُسنے مال ادا کیا تو قرضدار سے نہین لے سکتا ہے اور وہ بری ہوگیا یہ نہایہ مین لکھا ہے۔ جو شرائط محتال لہ کی طرف راجع ہین ازانجملہ عقل ہے کیونکہ اُسکی طرف سے قبول پایا جانا رکن ہے اور غیر عاقل قبول کی اہلیت نہین رکھتا ہے۔ ازانجملہ بلوغ ہے یہ شرط نفاذ ہے نہ شرط انعقاد اور عاقل نابالغ کا حوالہ قبول کر لینا اُسکے ولی کی اجازت پر موقوف رہیگا بشرطیکہ محتال علیہ محیل سے زیادہ غنی ہووے یہ بدائع مین لکھا ہے اور مال یتیم کا حوالہ قبول کر لینا باپ یا اُسکے وصی کو جائز ہے بشرطیکہ دوسرا پہلے سے زیادہ غنی ہو اور اگر غنا مین برابر ہون تو دو قول اختلافی ہین یہ بحر الرائق مین ہے۔ ازانجملہ رضامندی سے قبول کیا ہو اور اگر

زبردستی قبول کیا تو صحیح نہین ہی- ازانجملہ مجلس حوالہ اور یہ شرط امام اعظم رح اور محمد رح کے نزدیک شرط انعقاد ہی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک شرط نفاذ ہی حتے کہ اگر محتال لہ مجلس سے غائب ہو پھر اُسکو خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دیدی تو دونون امامون کے نزدیک نافذ نہوگی اور یہی صحیح ہی کذا فی البدائع مگر اُس صورت مین کہ غائب کی طرف سے کوئی شخص حوالہ کو قبول کرے تو نافذ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- جو شرائط محتال علیہ کی طرف راجع ہین ازانجملہ عقل ہی کہ مجنون اور لا یعقل لڑکے کا حوالہ قبول کرنا صحیح نہین ہی- اور ازانجملہ بلوغ ہی اور وہ بھی شرط انعقاد ہی پس لڑکے کا حوالہ قبول کرنا صحیح نہین ہی اگرچہ سمجھدار ہو خواہ اُسکو تجارت کی اجازت ہو یا منع کیا گیا ہو اور خواہ محیل کے حکم سے قبول کیا ہو یا بدون اُسکے حکم کے- اور اگر اُسکی طرف سے اُسکے ولی نے قبول کیا تو بھی صحیح نہین ہی یہ بدائع مین لکھا ہی ازانجملہ قبول حوالہ مین اُسکی رضامندی چاہیئے خواہ اُسپر حوالہ کرنے والے کا قرض ہو یا نہو یہ ہمارے علما کے نزدیک ہی یہ محیط مین لکھا ہی- محتال علیہ کا حاضر ہونا صحت حوالہ کے واسطے شرط نہین حتے کہ اگر اُسنے ایک شخص غائب کو محتال علیہ بنایا اور اُسنے سنکر قبول کرلیا تو حوالہ صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی- جو شرائط کہ محتال بہ مین ہین ازانجملہ یہ کہ قرضہ لازم ہو پس حوالہ اعیان قائمہ یا دین غیر لازم کا صحیح نہین ہی اور اصل قاعدہ یہ ہی کہ جسکی کفالت صحیح نہین ہی اُس چیز کی حوالہ بھی صحیح نہین ہی یہ بدائع مین لکھا ہی- احکام حوالہ مین سے یہ کہ محیل قرضہ سے بری ہو جاتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- پس اگر محتال علیہ نے محیل کو قرضہ سے بری کیا یا اُسکو ہبہ کیا تو صحیح نہین ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی- اگر راہن نے مرتہن کو قرضہ کا کسی دوسرے پر حوالہ کر دیا تو رہن واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر حوالہ کیا پھر رہن کیا تو صحیح نہین ہی یہ کافی مین لکھا ہی- اگر شوہر نے عورت کو اُسکا مہر حوالہ کر دیا تو عورت اپنے نفس کو روک نہین سکتی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی محتال لہ پھر محیل کی طرف رجوع نہین کرسکتا مگر اُس صورت مین کہ اُسکا حق ڈوب جاوے پھر جب ایسا ہوا تو قرضہ محیل کے ذمہ عود کریگا اور محتال لہ مطالبہ کریگا- اور امام اعظم رح کے نزدیک ڈوب جانا دو طرح سے ہوتا ہی یا تو محتال علیہ حوالہ سے انکار کرے اور قسم کھالے اور محیل و محتال لہ کے پاس گواہ نہون اور یا وہ مفلس مر کہ اُسنے کچھ بھی نچھوڑا نہ مال عین نہ دین نہ کوئی کفیل یہ تبیین مین لکھا ہی خواہ کفالت اُسکے حکم سے ہو یا بغیر حکم کے یعنی کسی طرح کا کفیل نہو یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اور اگر اُسنے طالب کو اصیل پر حوالہ کیا تو ڈوب جانے سے اُسپر عود نہ کریگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی- اگر محتال علیہ اسطرح مفلس مر گیا مگر محتال علیہ نے کچھ رہن کسی سے لیکر محتال لہ کو دیدیا تھا بعوض مال کے یا کسی شخص نے احسانًا محتال عنہ کے پاس کچھ رہن کرکے محتال علیہ کو اُسکے فروخت کرنیکا اختیار دیدیا تھا یا نہ دیا تھا تو مال محیل کے ذمہ عود کریگا کذا فی فتاوے قاضیخان اور اگر رہن کے مالک نے محتال علیہ کے مرنے کے بعد رہن کو واپس نہ لیا یہانتک کہ وہ مرتہن کے پاس تلف ہو گیا تو بعوض اُس مال کے گیا جسکے عوض ضمانت مین تھا اگرچہ محتال علیہ کے مفلس مرنے سے اُس سے رہن ساقط ہو گیا تھا پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر راہن نے احسانًا رہن کیا تھا تو کسی سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر محتال علیہ کے حکم سے رہن کیا یا محتال علیہ نے اُس سے لیکر رہن کیا تو رہن کا مالک محیل سے مال لیگا اور یہ محتال علیہ کا ترکہ ہوگا کہ اُس سے اُسکے قرضخواہون کا قرضہ ادا کیا جائیگا اور راہن بھی منجملہ قرضخواہون کے ہوگا کذا فی المحیط- اگر محتال علیہ مر گیا اور محتال لہ نے کہا کہ مفلس مرا ہی اور محیل نے اُسکے برخلاف بیان کیا تو شافی مین لکھا ہی کہ محتال لہ سے اُسکے

علم پر قسم لیکر اُسی کا قول لیا جائیگا اور ایسا ہی مبسوط مین ہی کذا فی النہایہ اگر میت کا کچھ مال ظاہر ہوا کہ کسی غنی پر اُسکا قرضہ تھا یا کو دیعت تھی یا مدفون تھا کہ قاضی کو اُسکے موت کے روز نہ معلوم ہوا کہ اُسنے بطلان حوالہ کا اور قرضہ محیل کی طرف عود کرنیکا حکم دیدیا تو بعد علم کے قاضی اپنے حکم سے رجوع کرے پھر اگر محتال عنہ نے محیل سے کچھ نہین لیا ہی تو تو اپنا قرضہ اُس مال مین سے جو محتال علیہ کا نکلا ہی لیوے اور اگر کچھ لیا ہو تو اُسکو واپس کر دے - اور اگر قاضی جانتا ہو کہ اس میت کا کچھ قرضہ دوسرے مفلس پر ہی تو امام اعظم رہ کے نزدیک بطلان حوالہ کا حکم نہ دیگا یہ محیط مین لکھا ہی - کسی نے ایک شخص کو بسبب اُسکے قرضہ کے جو اسپر آتا ہی کسی شخص پر حوالہ کر دیا اور محتال علیہ شہر سے غائب ہو گیا اسطرح کہ اُسکا پتہ نہین معلوم ہوتا تھا اور یہ بسبب تنگدستی اور عاجزی کے اُسنے کیا پھر محتال لہ نے چاہا کہ اپنا حق محیل سے لیوے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی جب تک کہ محتال علیہ کا مرنا ثابت نہو یہ جواہر الفتاوے مین لکھا ہی - اگر محیل نے ادا کیا اور محتال لہ نے قبول نہ کیا تو قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا کذا فی الخلاصہ اور وہ شخص احسان کرنے والا نہین یعنی اُسنے ادا کرنے مین احسان نہین کیا کیونکہ احسان کرنے والا وہ شخص ہی کہ دوسرے سے نیکی کا قصد کرے بدون اِسکے کہ اپنے نفس سے ضرر دور کرے اور اسنے ہر چند کہ بری الذمہ ہو گیا تھا یہ قصد کیا کہ وقت تنگی کے اگر عود کرے تو قید اور مطالبہ سے بری ہو کذا فی الکافی اور ازانجملہ یہ ہی کہ محتال علیہ کو محیل پر دامنگیری کا حق اُسوقت حاصل ہو کہ جب محتال لہ محتال علیہ کو گرفتار کرے پس جب محتال لہ اُسکا دامنگیر ہو تو وہ محیل کا دامنگیر ہو تا کہ اپنے آپ کو گرفتاری سے چھوڑ لیوے اور جب وہ اسکو قید کرے تو یہ محیل کو قید کرا لے بشرطیکہ یہ حوالہ محیل کے حکم سے ہو اور محتال علیہ پر اسقدر یعنی بقدر حوالہ کے محیل کا قرض نہو اور اگر حوالہ اُسکے بلا حکم ہو یا محتال علیہ اُسکا اسی قدر قرضدار ہو اور حوالہ مین قرضہ کی قید ہو تو گرفتاری اور حبس مین اُسکو محیل پر یہ حق حاصل نہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی -

دوسرا باب حوالہ کی تقسیم کے بیان مین حوالہ کی دو قسمین ہین ایک حوالہ مطلق دوسرا حوالہ مقید - حوالہ مطلق کی یہ صورت ہی مطلقاً حوالہ کر دے اور کسی چیز کے ساتھ جو محتال علیہ کے پاس اس محیل کی موجود ہی مثلاً ودیعت یا غصب یا قرض کے اپنے حوالہ مین مقید نہ کرے کہ میرے قرضے سے دیدے یا غصب سے حوالہ کر دے یا ودیعت سے حوالہ کرے اور اگر ایسے شخص پر حوالہ کرے جسکے پاس اُنمین سے کوئی چیز نہین ہی تو یہ بھی حوالہ مطلق ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - پس اگر اُسنے مطلقاً حوالہ کیا تو حق محتال لہ کا محیل کے قرضہ یا ودیعت یا غصب سے جو محتال علیہ کے پاس ہی کسی سے متعلق نہوگا بلکہ محتال علیہ کے ذمہ سے متعلق ہوگا اور اُسپر واجب ہوگا کہ محتال لہ کا قرضہ اپنے مال سے ادا کرے اور محیل کو اختیار ہوگا کہ اپنا قرضہ اور ودیعت اور غصب اُس سے لے لیوے اور اِن چیزون کے لینے سے حوالہ باطل نہوگا - اور اگر محیل مر گیا تو جو کچھ اُسکا قرضہ اور ودیعت اور غصب محتال علیہ کے پاس ہی وہ سوائے محتال لہ کے اُسکے تمام قرضخواہون مین تقسیم ہوگا یہ کافی مین لکھا ہی - پھر مطلق حوالہ کی دو قسمین ہین ایک فی الحال دوسرا میعادی پس فی الحال کا حوالہ یہ ہی کہ قرضدار طالب کو کسی شخص پر مثلاً ہزار درم کا حوالہ کر دے تو جائز ہی اور ہزار درم محتال علیہ پر فی الحال واجب ہونگے اور میعادی کی صورت یہ کہ دوسرے پر ہزار درم مبیع کا ثمن ایک سال کی میعاد سے تھا پس اُسپر حوالہ کر دیا اور ایک سال کی میعاد لگائی تو حوالہ جائز ہی اور محتال علیہ پر بھی ایک سال کے وعدہ سے ہوگا - اور امام محمد رہ نے اس صورت مین ذکر نہ فرمایا کہ اگر حوالہ مبہم واقع ہو تو محتال علیہ کو میعاد حاصل ہوگی یا نہوگی اور مشائخ

فرمایا کہ حاصل ہونا چاہیے جیسا کفالت مین ہوتا ہے۔ پس اگر محیل مرگیا تو محتال علیہ پر سردست مال واجب نہوگا اور اگر محتال علیہ میعاد سے پہلے اور محیل دونون مرگئے تھے کہ مال فی الحال محتال علیہ پر دینا واجب ہوگیا یعنی ورثہ ادا کرین پس اگر وفا ہونا ممکن نہو تو محتال لہ کو اصیل کے پاس واپس کیا جاوے کہ ملنے وقت پر قرض کا خواستگار رہے یہ نہایہ مین لکھا ہے۔ اگر قرض کا مال کسی پر فی الحال واجب الادا ہو پھر اسکو کسی شخص پر ایک سال کے وعدہ پر اتار دیا تو جائز ہے اگرچہ اسمین لازم آتا ہے کہ قرضہ مین مدت قرار دی گئی۔ پس اگر محتال علیہ مدت گذرنے سے پہلے مفلس مرگیا تو وہ مال محیل کی طرف پھر فی الحال ادا پر عود کریگا اور اگر بجاے قرضہ کے ثمن بیع یا غصب فی الحال واجب الادا ہوا ور باقی تمام مسئلہ اسیطرح واقع ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ زید کے عمرو پر ہزار درم فی الحال ادا کے قرض ہین اور زید کے بکر پر ہزار درم فی الحال ادا کے قرض ہین پھر زید نے عمرو کو بکر پر حوالہ کردیا اور قید لگا دی کہ بعوض اس مال کے جو میرا تجھپر چاہیے ہے تو حوالہ صحیح ہے۔ پس اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو ایک سال کی تاخیر دی تو محیل کو اختیار نہوگا کہ اپنے قرضدار سے قرض کا تقاضا کرکے لیوے پھر اگر محتال لہ نے تاخیر کے بعد محتال علیہ کو قرضہ حوالہ سے بری کردیا تو محیل کو اختیار ہوگا کہ اپنے قرضدار سے قرضہ فی الحال لے لیوے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے ایک شخص کے ہزار درم دوسرے پر ہین پھر قرضدار نے قرضخواہ کو ایک سال کے وعدہ پر حوالہ کیا پھر محیل نے سال گذرنے سے پہلے وہ مال محتال لہ کو خود ادا کردیا تو اسکو اختیار ہے کہ محتال علیہ سے فی الحال لے لیوے یہ سراجیہ مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے کسی قدر مال کا حوالہ اپنے اوپر قبول کرلیا اور اسمین کسی قدر میعاد ہے پھر اس شخص نے اسی قدر میعاد یا اس سے کم یا زیادہ پر دوسرے شخص پر حوالہ کیا تو محتال علیہ اول کو یہ اختیار نہین ہے کہ اپنے اصیل سے لیوے تاوقتیکہ مال طالب کے قبضہ مین نہ آجاوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اگر لڑکے کے قرضہ کا حوالہ باپ یا وصی نے کسی قدر میعاد پر قبول کرلیا تو جائز نہین ہے اور یہ اسوقت ہے کہ اس قرضہ کا لڑکا وارث ہوا ہو اور اگر دونون کے عقد کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو اسمین میعاد جائز ہے اور یہ امام اعظم رح و ابو یوسف رح کے نزدیک ہے یہ بحرالرائق مین لکھا ہے۔ اور محتال علیہ کو یہ اختیار نہین ہے کہ خود ادا کرنے سے پہلے محیل سے لے لیوے لیکن اگر اسکا ساتھ پکڑا جاوے تو یہ بھی محیل کا دامنگیر ہوسکتا ہے اور اگر قید کیا جاوے تو اسکو اختیار ہے کہ اصیل کو قید کرلے تاکہ وہ اسکو چھوڑا دے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر محتال علیہ نے محتال عنہ کو ادا کردیا یا اسکو ہبہ کیا یا صدقہ مین دیا یا محتال لہ مرگیا اور محتال علیہ اسکا وارث ہوا تو اب سب صورتون مین محیل سے واپس لے سکتا ہے اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو بری کیا تو بری ہو جائیگا اور وہ محیل سے نہین لے سکتا ہے کذا فی الخلاصہ اور اگر اسنے محتال علیہ سے یہ کہا کہ مین نے تیرے واسطے چھوڑا تو محتال علیہ کو اختیار ہے کہ اپنے محیل سے لے لیوے یہ خزانۃ الفتاوے مین لکھا ہے۔ ایک شخص پر دوسرے کا قرض ہے پھر قرضدار نے قرضخواہ کو ایسے شخص پر حوالہ کیا کہ قرضدار کا اسپر کچھ قرض نہ تھا پھر ایک درمیانی آدمی آیا اور اسنے محتال علیہ کی طرف سے احسانًا مال ادا کردیا تو محتال علیہ کو اختیار ہے کہ محیل سے لے لیوے چنانچہ اگر اپنے مال سے ادا کردیتا اور اسپر قرض نہوتا تب بھی یہی صورت تھی۔ اور اگر محتال علیہ پر محیل کا قرض ہو اور اسنے اسی مال کا حوالہ اپنے قرضخواہ کو کیا پھر ایک درمیانی آیا اور اسنے محتال لہ کو محیل کی طرف سے جسپر اصل قرضہ ہے ادا کردیا تو محیل کو اختیار ہے کہ محتال علیہ سے اپنا قرضہ لے لیوے۔ اور اگر

محیل اور محتال علیہ مین سے ہر ایک نے اختلاف کر کے دعوی کیا کہ فضولی یعنی درمیانی آدمی نے میری طرف سے ادا کیا ہی اور خود فضولی نے ادا کرتے وقت کسی کو معین نہ کیا تھا تو اُس سے دریافت کیا جائیگا کہ کسکی طرف سے اُسنے ادا کیا۔ پس اگر فضولی بیان سے پہلے مرگیا یا غائب ہو گیا تو یہ ادا کرنا محتال علیہ کی طرف سے شمار ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور محتال علیہ اپنے محیل سے وہی محتال بہ کو لے سکتا ہی نہ وہ لے سکتا ہی جو اُسنے ادا کیا ہی مثلاً محتال بہ درم تھے اور اُسنے دینار ادا کیے یا بالعکس اور دونون نے باہم بیع صرف کی اور اسکے شرائط مرعی رکھے اور بیع صرف صحیح ہو گئی تو محتال علیہ محیل سے درم لے سکتا ہی نہ دینار۔ اور اسی طرح اگر اُسنے درم کے عوض کوئی مال فروخت کیا تو درم لے سکتا ہی نہ وہ مال جو اسنے ادا کیا ہی اسی طرح اگر اُسنے بجائے جید درمون کے زیوف عطا کیے اور محتال لہ نے اُس سے چشم پوشی کی تو اپنے محیل سے جید درم لیگا اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ سے صلح کر لی پس اگر صلح جنس حق پر واقع ہوئی اور باقی سے اُسنے بری کر دیا تو محیل سے بقدر ادا کیے ہوئے کے لے سکتا ہی کیونکہ اُسنے اسی قدر قرض دیا ہی اسی قدر واپس لیگا اور اگر صلح خلاف جنس پر ٹھہرائی مثلاً درم کی صلح دینار پر یا برعکس قرار دی تو محیل سے پورا قرضہ لے لیگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ حوالہ مقیدہ دو طرح کا ہوتا ہی ایک یہ کہ محیل حوالہ مین اُسی قرضہ کی قید لگائے جو محیل کا اُسپر ہی اور دوسری یہ کہ حوالہ مین اُس عین کی قید لگائے جو محیل کی محتال علیہ کے پاس بوجہ غصب یا ودیعت کے موجود ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ جس حوالہ مین عین شے کی قید ہی اُسکی یہ صورت ہی کہ ایک شخص کے ہزار درم دوسرے کے پاس غصب یا ودیعت ہین۔ اور ودیعت یا غصب کے مالک پر کسی شخص کے ہزار درم قرض ہین۔ پھر صاحب ودیعت یا غصب نے قرضخواہ کو اُسپر حوالہ کیا کہ جسکے پاس ودیعت یا غصب ہی اور ہزار درم اس قید سے ٹھہرائے کہ اُنھین ہزار درم سے جو ودیعت یا غصب ہین ادا کرے پس بعد حوالہ کرنے کے محیل کو یہ اختیار نہین ہی کہ محتال علیہ سے لیوے اور اگر ودیعت کو اپنے پاس رکھنے والے نے اُسکو دیدی تو وہ اُسکا ضامن ہوگا پس اگر محیل نے اپنا مال محتال علیہ سے لے لیا پھر محتال لہ نے اپنا مال اس سے لیا تو محتال علیہ کو اختیار ہی کہ محیل سے واپس لیوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر حوالہ مین ودیعت کی قید ہو اور ودیعت کو اپنے پاس رکھنے والے نے کہا کہ مال ودیعت ضائع ہو گیا تو حوالہ باطل ہو گیا اور اگر غصب سے مقید تھا تو صورت حوالہ باطل نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر ودیعت یا غصب مین استحقاق ثابت ہوا تو حوالہ باطل ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ جو حوالہ کہ مقید ایسے دین کے ساتھ ہو جو محیل کا محتال علیہ پر ہی اُسکی یہ صورت ہی کہ ایک شخص کے ہزار درم قرض ہین اُسکو اسکے قرضدار نے ایسے شخص پر حوالہ کیا کہ جسپر اسکے قرضدار کے ہزار درم ہین اس شرط سے کہ وہی ہزار درم قرضہ کے اسکو ادا کرے یہ نہایہ مین لکھا ہی اگر حوالہ مین ایسے عین کی قید تھی جو محیل کی محتال علیہ کے پاس ہی پھر محتال لہ نے محتال علیہ کو ہبہ کیا تو ملکیت ثابت ہو گئی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو قرضہ سے بری کر دیا اور محیل نے اُسکو اپنے قرضہ کے ساتھ قید لگا کر حوالہ کیا تھا تو اُسکو اختیار رہوگا کہ محتال علیہ سے اپنا قرضہ لے لیوے۔ اگر اُسنے محتال علیہ کو ہبہ کیا تو محیل اُس سے نہین لے سکتا ہی اور ہبہ بمنزلہ تمام حق لے لینے کے ہی۔ اگر محتال علیہ نے محتال لہ کی وراثت مین پایا تو بھی محیل اُس سے نہین لے سکتا ہی۔ اور اگر محیل کا محتال علیہ پر کچھ قرضہ نہو تو ہبہ اور میراث کی صورت مین وہ محیل سے لے سکتا ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر محتال لہ نے اپنا مال تغلب کے طور پر محیل سے لے لیا اور کہا کہ محتال علیہ مفلس ہی اور حوالہ مین یہ قید لگی تھی کہ اُس سے ادا کیا جاوے جو محیل کا محتال علیہ

پر قرض ہی تو صحیح یہ ہی کہ محیل اپنا وہ قرضہ جو محتال علیہ پر ہی لے لیگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اگر ایسی صورت مین کہ حوالہ مین اُس قرضہ کی قید تھی کہ جو محیل کا محتال علیہ پر چاہیے یا اُس عین کی جو اُسکی اُسکے پاس ہی محیل مر گیا اور اُسپر بہت قرضے ہین اور اُسنے سوا اس دین یا عین کے جو محتال علیہ پر ہی کچھ نہ چھوڑا تو محتال لہ کو اس مال کے ساتھ استحساناً زیادہ خصوصیت نہوگی کذا فی الذخیرہ اور وہ بھی محیل کے دوسرے قرضخواہون کے ساتھ یکسان شریک ہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر حوالہ مین اُس ودیعت کی قید ہو جو محیل کی محتال علیہ کے پاس ہی پھر محیل بیمار ہوا اور اُسنے ودیعت محتال لہ کے حوالہ کر دی پھر محیل مر گیا اور بہت قرضے اُسپر ہین تو جسکے پاس ودیعت تھی وہ محیل کے قرضخواہون کے لیے کچھ ضامن نہوگا اور وہ ودیعت فقط محتال لہ کو نہ دیجائیگی بلکہ تمام قرضخواہون مین حصہ رسد تقسیم ہو جاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر ودیعت کو جسکے پاس ودیعت ہی روک لیا اور اُسنے اپنے مال سے ادا کیا تو استحساناً وہ متبرع نہوگا کذا فی الکافی۔ کسی شخص پر ہزار درم قرض ہین اُسنے قرضخواہ کو اپنے ایک ہزار کے قرضدار پر اس شرط سے کہ قرضہ سے ادا کرے حوالہ کیا اور ہنوز اُسنے نہ ادا کیے تھے کہ محیل بیمار ہوا پھر اُسنے ادا کر دیے اور مریض مرض سے مر گیا اور اُسپر بہت قرضے ہین اور سوا اس مال کے جو محتال علیہ پر تھا کچھ مال نہ تھا تو یہ محتال لہ کو دیدیا جائیگا اور قرضخواہون کا اُسمین کچھ حق نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر حوالہ مین ادا کرنے مین قید یہ تھی کہ اُس غلام کے ثمن سے جو محیل کا محتال علیہ پر چاہیے ادا کرے پھر بسبب خیار رویت یا خیار عیب یا خیار شرط کے قبضہ سے پہلے یا اُسکے بعد قاضی کے حکم سے بیع فسخ ہو گئی یا سپرد کرنے سے پہلے غلام مر گیا تو ثمن محتال علیہ کے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور استحساناً حوالہ باطل نہوگا کذا فی فتاوے قاضی خان اور اگر قرضخواہ کی طرف سے بیع مین کچھ استحقاق ثابت ہوا یا جس قرضہ کے ساتھ حوالہ مقید ہی اُسمین استحقاق پیدا ہوا یا یہ بات ظاہر ہوئی کہ غلام مبیع مرد آزاد تھا تو بالاجماع حوالہ باطل ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر مکاتب کے مالک نے کسی اپنے قرضدار کو اُسپر حوالہ کیا پس اگر حوالہ مطلقاً چھوڑا تو جائز نہین ہی اسلیے کہ غلام کی ضمانت باطل ہی اور اگر بدل کتابت کی قید لگائی تو اس صورت مین جائز ہی کہ یہ قرضخواہ اُسکی طرف سے بدل کتابت وصول کرنیکا وکیل ہو جاوے اور بدل کتابت وصول کرنے کا وکیل کرنا جائز ہی اور ادا کر دینے سے پہلے مکاتب آزاد نہو جائیگا اور اگر ادا کرنے سے پہلے مالک مر گیا اور اُسپر بہت قرضے ہین تو جسقدر مکاتب پر ہی اُسکی نسبت تمام قرضخواہون مین سے محتال لہ مخصوص ہو کر پاویگا اور اگر مالک نے مکاتب کو آزاد کر دیا کہ بدل کتابت اُسکے ذمہ سے ساقط ہو گیا تو حوالہ استحساناً باطل نہوگا اور اُسی کو ہمارے آئمہ ثلثہ نے اختیار کیا ہی اور جب حوالہ باطل نہوا اور مکاتب نے بدل کتابت محتال لہ کو ادا کر دیا تو اپنے مولی سے واپس لیگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر مالک نے اپنی ام ولد کو مکاتب کیا پھر بدل کتابت کے واسطے کسی قرضخواہ کو اُسپر حوالہ کیا پھر مالک مر گیا تو ام ولد آزاد ہو گئی اور استحساناً حوالہ باطل نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی مکاتب نے اپنے مالک کو بدل کتابت کے واسطے کسی شخص پر مطلقاً حوالہ کیا تو باطل ہی کذا فی الکافی اور وہ آزاد نہوگا کذا فی محیط السرخسی اور اگر حوالہ کسی قرض یا ودیعت یا غصب کے ساتھ مقید ہو تو صحیح ہی اور یہ محتال لہ کو وکیل کرنا ہی تاکہ مکاتب کے مال سے جو اُسکے پاس ہی بدل کتابت ادا کرے اور جب حوالہ صحیح ہوا تو مکاتب بری ہوا اور آزاد ہو گیا۔ پھر اگر محتال علیہ کے پاس جو کچھ ہی وہ ادا کرنے سے پہلے تلف ہو گیا تو حوالہ باطل ہو گیا اور بدل کتابت

مکاتب کے ذمہ آیا اور عتق باقی رہا یہ کافی مین لکھا ہی - اگر زید قرضخواہ نے اپنے قرضخواہ عمرو کو خالد کفیل پر مال کا حوالہ کیا تو خالد زید کے مطالبہ سے بری ہو گیا اور زید کو اختیار ہی کہ مکفول عنہ کو پکڑے تاکہ اُسکو حوالہ سے چھوڑا دے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر محتال لہ نے پورا مال کفیل سے لے لیا تو مکفول عنہ بری ہو گیا اور جو کفیل نے ادا کیا ہی وہ محیل سے نہین لے سکتا ہی ولیکن مکفول عنہ سے لیگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر مکفول عنہ نے کفیل کے ادا کرنے سے پہلے محیل کو مال ادا کر دیا تو کفیل کو مکفول عنہ سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی ولیکن وہ محیل کو پکڑیگا تاکہ اُسکو حوالہ سے چھوڑا دے اور محتال لہ کے حق سے کفیل بری نہوگا - اور بعد اسکے اگر کفیل نے محتال لہ کو ادا کر دیا تو اُسکو اختیار ہی کہ محیل سے لے لیوے نہ اصیل سے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر طالب نے اپنے قرضخواہ کو مقید حوالہ کے ساتھ اصیل پر حوالہ کیا تو جائز ہی اور محتال لہ کو کفیل سے لینے کی راہ نہین ہی اور اصیل اور کفیل محیل کے مطالبہ سے بری ہو گئے پھر اگر طالب نے چاہا کہ کسی دوسرے قرضخواہ کو اسکے بعد اسی قرضہ کی قید کے ساتھ کفیل پر حوالہ کرون تو جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - زید کے عمرو پر ہزار درم ہین اور خالد اُسکا کفیل ہی اور زید پر دو شخصون مین ہر ایک کے ایک ایک ہزار درم ہین پھر زید نے ایک قرضخواہ کو عمرو پر اسی دین کی قید سے حوالہ کیا اور دوسرے قرضخواہ کو عمرو پر اسی دین کی قید سے حوالہ کیا - پس اسکی دو صورتین ہین اگر دونون حوالے آگے پیچھے واقع ہوے دو وجہ سے یا ابتدائً کفیل پر حوالہ کیا یا ابتدائً اصیل پر حوالہ کیا پس اگر ابتدائً کفیل پر حوالہ کیا تو دونون حوالے صحیح ہین پس اگر کفیل نے کچھ ادا کیا تو مکفول عنہ سے اُسکا مطالبہ نہین کر سکتا ہی ولیکن محیل سے لیگا اور اگر کچھ نہ ادا کیا و لیکن مکفول عنہ نے خود ادا کر دیا تو مکفول عنہ بری ہو گیا اور کفیل بھی مال کفالت سے بری ہو گیا اور یہ حوالہ ہمارے علمائے ثلٰثہ کے نزدیک مطلق تھا - اور اگر کفیل نے مال محتال لہ کو ادا کیا تو مکفول عنہ سے نہین لے سکتا ہی بلکہ محیل سے مطالبہ کرے اور اگر ابتدائً اصیل پر حوالہ ہوا پھر کفیل پر تو اصیل کا حوالہ صحیح ہی اور کفیل کا باطل ہی اور اگر دونون حوالے ایک ساتھ واقع ہوے تو دونون جائز ہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی زید پر عمرو کے درم قرض ہین اور خالد اُسکا کفیل ہی پھر خالد نے عمرو کو بکر پر حوالہ کیا اور اُسنے قبول کر لیا تو اصیل و کفیل دونون بری ہو گئے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی پس اگر محتال علیہ کے مفلس مرنے کی وجہ سے مال ڈوب گیا تو پھر اصیل و کفیل پر عود کریگا اور طالب جس سے چاہے مواخذہ کرے - اگر کفیل نے طالب کو سو درم کا حوالہ اس شرط پر کیا کہ اُسے بری کرے تو اُسکو اختیار ہی کہ اصیل اور محتال علیہ سے مطالبہ کرے اور اگر اس صورت مین محتال علیہ مفلس مر گیا تو طالب کو اختیار رہی کہ کفیل کو بھی ماخوذ کرے اور اگر کسی نے تبرعاً کہا کہ تو اس مال کا حوالہ مجھپر قبول کرے اور اُسنے قبول کیا تو یہ اصیل و کفیل دونون کی طرف سے ہوا یعنی دونون بری ہونگے اور اگر اُسنے حوالہ مین کفیل کی براءت کی شرط کر لی تو اصیل بری نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - ایک شخص نے قرضخواہ کو اُسکے قرضہ کا حوالہ کسی شخص پر کیا اور اس شخص نے قبول کر لیا پھر قرضخواہ نے اسکو ایک شخص قرضدار پر حوالہ کیا اور اُسنے قبول کیا تو پہلا حوالہ دوسرے سے ٹوٹ گیا اور طالب کا اُسپر کچھ باقی نہ رہا اور دوسرے شخص کو اختیار ہی کہ وہ حوالہ کے موافق اپنے قرض کا اس سے مطالبہ کرے یہ خزانۃ المفتین مین ہی کسی دوسرے پر اس شرط سے حوالہ کیا کہ مال حوالہ اس دار کے ثمن سے ادا کرے تو حوالہ جائز ہی اور محتال علیہ اس گھر کے فروخت کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور نہ مال دینے پر مجبور کیا جاوے جبتک اس گھر کو فروخت کرے اور جب اُسنے فروخت کیا تو مال حوالہ کو اسمین سے ادا کرنے پر مجبور کیا جا دیگا اور اگر

اسطرح حوالہ کیا کہ یہ مال محیل کے گھر کے ثمن سے بلا اُسکی اجازت کے ادا کرے تو باطل ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر محیل نے اسکا حکم و اجازت دیدی تاکہ حوالہ جائز ہو گیا تو بھی محتال علیہ پر گھر فروخت کرنے سے پہلے ادا کرنیکا جبر نہ کیا جایگا ولیکن مکان کے فروخت کرنے پر مجبور کیے جانے کے باب مین دیکھنا چاہیے کہ اگر حوالہ مین فروخت کر دینا مشروط ہی تو اُسپر جبر کیا جاویگا اور اگر پہلی صورت مین محتال علیہ نے اپنا گھر اور دوسری صورت مین محیل کا گھر فروخت کرکے مال ادا کر دیا تو پھر ضمانت نہو گی کیونکہ ثمن ادا کرنے کا اُسنے التزام کیا تھا اور وہ پورا ادا کر دیا یہ محیط مین لکھا ہی اگر ایک شخص کے ہزار درم دو شخصون پر تھے اور ہر ایک دوسرے کا کفیل تھا پھر ایک نے اُسکو ہزار درم کسی شخص پر اُترا دیے تو محتال لہ کو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے ہزار درم محتال علیہ سے لے لیوے اور اگر چاہے تو اس سے پانچسو لیوے اور جس نے حوالہ نہین کیا اُس سے پانچسو لیوے اور یہ اُسکو اختیار نہین ہی کہ جس نے حوالہ نہین کیا ہی اُس سے پانچسو سے زیادہ طلب کرے اور محتال علیہ اپنے محیل سے پانچسو درم لیگا اور اگر اُس سے پورے ہزار درم لیے تو ہزار درم لیگا پھر محیل دوسرے سے پانچسو لیگا امام محمد رہ نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم نبہرہ قرض تھے اور قرضدار کے دوسرے شخص پر سو درم جید قرض تھے پھر جسپر نبہرہ تھے اُسنے اُسپر جسپر جید تھے حوالہ کیا کہ بجاے نبہرہ کے کھرے لیوے اور یہ شرط لگائی کہ بعوض اپنے درم نبہرہ کے جید درم لے لیوے اور محتال علیہ غائب تھا پھر اُسکو حوالہ کی خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دی تو حوالہ قیاساً و استحساناً باطل ہی اور اگر محتال علیہ حاضر تھا اور اُسنے حوالہ قبول کیا تو استحساناً جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ محتال عنہ کے محیل سے جدا ہونے سے پہلے اگر اُسنے دیدیے تو جائز ہی ورنہ باطل اور حوالہ ٹوٹ جائیگا اور وہی درم نبہرہ عود کرینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر دونون جدا ہو گئے پھر محتال علیہ نے کھرے ادا کیے تو صحیح ہی کیونکہ حوالہ اگرچہ باطل ہو گیا لیکن ادا کرنے کا حکم باقی ہی اور بدلا ہو جانے کی وجہ سے محتال علیہ بھی محیل کے قرضہ سے بری ہو گیا اور محیل اپنے محتال لہ سے کھرے درم لے لیگا کیونکہ اُسنے بیع صرف باطل ہونے کے بعد قبضہ کیا ہی پھر محتال لہ محیل سے اپنا قرضہ یعنی درم نبہرہ لے لیگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اسی طرح اگر محتال لہ کو محتال علیہ حوالہ اوسے مین کھرے درم ادا کر دیے تو محتال علیہ بری ہو گیا اور محیل کو اختیار رہی کہ محتال لہ سے کھرے درم واپس لے اور نبہرہ اُسکو ادا کر دے اور اگر اس مسئلہ مین محتال علیہ پر سو درم نہوں اور باقی مسئلہ کی یہی صورت ہو تو محتال علیہ کو اختیار رہیگا کہ محیل سے سو درم کھرے لے لیوے یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم کھرے ہین اور اُسپر زیوف ہین پھر زیوف والے نے کسی کو اُس شخص پر جسپر کھرے درم ہین اس شرط سے حوالہ کیا کہ اُسکو کھرے دیوے یا یہ شرط کی کہ زیوف دیوے اور کھرے اُسکے ہوئے تو باطل ہی یہ کافی مین لکھا ہی خواہ محتال علیہ حاضر یا غائب ہو اور اُسنے قبول کیا ہو اور یہی حکم قیاساً و استحساناً ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اُسنے ادا کر دیا تو محیل سے لے لیگا کیونکہ اُسکے حکم سے ادا کیا ہی یا محتال لہ سے پھیر لیگا کیونکہ اُسنے بطریق حوالہ فاسد کے ادا کیے ہین یہ کافی مین لکھا ہی اور جب اُسنے محتال لہ سے نبہرہ لے لیے تو محیل اُس سے کھرے لے سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر محیل نے محتال علیہ سے جیاد سے زیوف پر اس شرط سے صلح قرار دی کہ زیوف والا اُسپر حوالہ کرے تو صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور محتال علیہ جیاد درم سے بری ہو گیا اور اُسپر ہزار درم نبہرہ محتال لہ کے رہ گئے پس اگر اس صورت مین محیل مر گیا اور اُسپر بہت قرضے ہین سواے محتال لہ کے قرضہ کے۔

تو محتال علیہ سے ہزار درم نبہرہ لیکر محتال لہ اور باقی قرضخواہون مین تقسیم ہوگا - اور اگر محتال علیہ کے پاس جید درم غصب یا ودیعت مین ہون اور وہ موجود ہون پھر محیل نے نبہرہ والے کو غاصب کے اوپر یا اُسپر جسکے پاس ودیعت ہی حوالہ کیا اور محیل نے محتال علیہ سے کہا کہ مین نے اِسکو تیرے اوپر جید درم کے واسطے حوالہ کیا کہ بعوض نبہرہ کے اسکو دیدے تو حوالہ جائز ہی بشرطیکہ محتال لہ نے محیل کے جدا ہونے سے پہلے اُسپر قبضہ کرلیا ہو اسی طرح اگر محیل نے محتال لہ سے کہا کہ مین نے تجھکو تیرے درم نبہرہ کے واسطے فلان شخص پر حوالہ کیا کہ وہ تجھکو جید درم دیگا جو اُسکے پاس ہین تو حوالہ جائز ہی بشرطیکہ محیل کے جدا ہونے سے پہلے اُسنے قبضہ کرلیا ہو اور اگر دونون قبضہ سے پہلے جدا ہوگئے تو بیع صرف باطل ہوگئی اور اگر دونون جدا نہوئے ولیکن جسکے پاس ودیعت ہی یا غاصب وہ چلا گیا تو حوالہ جائز رہا کیونکہ وہ عاقد نہین ہی کذا فی المحیط - کسی کے زیوف چاہیے ہین اور اُسپر جید قرض ہین پس اس شرط پر حوالہ کیا کہ زیوف لے لیوے تو صحیح ہی اور اسی طرح اگر محیل نے محتال لہ سے جید کے عوض زیوف پر اس شرط سے صلح کی کہ محیل اُسکو فلان شخص پہ حوالہ کرے تو جائز ہی اور اگر محتال علیہ مرگیا اور مفلس تھا تو محیل سے زیوف لے سکتا ہی - محیل پہ درم قرض ہین اور محیل کا قرضہ دینار رہین پس حوالہ کیا اس شرط پر کہ اُسکو دینار دیوے یا اُسکو دراہم دیوے بعوض اُن دینارون کے جو اُسپر ہین تو باطل ہی مگر اس صورت مین کہ وہ اُسکے پاس ودیعت یا غصب قائم ہون یہ کافی مین لکھا ہی

تیسرا باب حوالہ مین دعوے وشہادت کے بیان مین - مدیون نے زعم کیا کہ اُسنے قرضخواہ کو فلان شخص پر حوالہ کیا اور اُسنے قبول کیا اور قرضخواہ نے انکار کیا پھر قرضدار سے اس حوالہ پر گواہ طلب ہوے پس اگر اُسنے پیش کیے اور محتال علیہ حاضر ہی تو قبول ہونگے اور مدیون بری ہوگا اور اگر غائب ہی تو حق توقیت مین محتال علیہ کے حاضری تک مقبول ہونگے پس اگر حاضر ہوکر مدیون کے قول کا اقرار کیا تو بری ہی ورنہ حکم دیا جائیگا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے اور اگر گواہ غائب ہوگئے یا مرگئے تو محتال علیہ سے قسم لیجائیگی اور اگر مدیون کے پاس گواہ نہون ولُسنے قسم طلب کی تو محتال علیہ قسم کھائیگا کہ واللہ مجھپر فلان شخص نے مال کا حوالہ نہین کیا اور اگر قسم سے منکر ہوا تو مطلوب بری ہی یہ بحرالرائق مین لکھا ہی محیل غائب ہوا اور محتال علیہ نے زعم کیا کہ جو قرضہ محیل پر ہی وہ شراب کا ثمن ہی تو اُسکا دعوے صحیح نہین ہی اگرچہ وہ اس بات پر برہان پیش کرے جیسا کہ باب کفالت مین ہوتا ہی اور اگر محتال علیہ نے مال محتال لہ کو دیدیا اور پھر محیل سے لینا چاہا اور اُسنے کہا کہ وہ مال شراب کا ثمن تھا تو مسموع نہوگا اگرچہ برہان پیش کرے اور محیل سے کہا جائیگا کہ یہ محتال علیہ کو ادا کردے پھر اپنے مخاصم سے جھگڑا کرے پھر اگر اُسنے محتال لہ پر برہان پیش کی کہ یہ ثمن شراب کا تھا تو مقبول ہوگی پھر محتال علیہ کو خیار رہوگا کہ چاہیے محیل سے واپس لے یا محتال لہ سے یہ وجیز کردری مین ہی - اگر محتال لہ نے قاضی کے سامنے اقرار کردیا کہ یہ مال شراب کا ثمن ہی تو اُسکو محتال علیہ کے ساتھ کچھ جھگڑا نہوگا پھر اگر محیل آیا اور کہا کہ نہین بلکہ یہ مال قرض ہی تو مال اُسپر لازم ہوگا بشرطیکہ محتال لہ اُسکی تصدیق کرے ولیکن محتال علیہ کے ذمہ کچھ لازم نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اگر اپنی عورت کو اُسکے مہر کے واسطے کسی سے لے لینے کا حوالہ کیا اور اُسنے قبول کیا پھر شوہر غائب ہوگیا پھر محتال علیہ نے اس امر پر گواہ پیش کیے کہ اُسکا نکاح فاسد ہی اور اُسکی کوئی وجہ بیان کی تو محتال علیہ کے گواہ مقبول نہونگے اور اگر یہ دعوے کیا کہ اُسنے اپنا مہر اپنے شوہر کو معاف کردیا تھا یا زوج نے

اسکو دیدیا ہی یا بعوض مہر کے کوئی شی اسکے ہاتھ فروخت کی ہی اور اسنے قبضہ کر لیا ہی تو اسکے گواہ مقبول ہونگے اور اگر مبیع پر قبضہ نہوا ہو تو مقبول نہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے ہاتھ شراب ہزار درم کو بیچی پھر بائع نے ایک مسلمان کو مشتری پر حوالہ مقید کرکے کہا کہ اُن ہزار درم کے دینے کے واسطے جو تجھپر آتے ہین مین نے فلان شخص کو حوالہ کیا پھر باہم اختلاف کیا کہ مشتری نے کہا کہ یہ ہزار درم وہی ہین جو شراب کا ثمن ہین اور بائع نے کہا کہ مال کا ثمن ہین تو بائع کا قول معتبر ہوگا پھر اگر محتال علیہ نے محیل پر اپنے دعوے کے موافق گواہ قائم کیے تو اسکے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر حوالہ مین قید نہو مثلاً یون کہا کہ ہزار درم کے دینے کے واسطے مین نے تجھپر یہ حوالہ کیا تو حوالہ باطل نہوگا اگرچہ مشتری ثابت کرے کہ یہ ہزار ثمن شراب ہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہین پھر قرضخواہ نے کسی شخص کو قرضدار پر بقید قرضہ کے حوالہ کیا پھر محتال لہ نے محتال علیہ سے مال لیکر قبضہ کیا پھر محیل نے محتال لہ سے کہا کہ تیرا مجھپر کچھ نہین چاہیے تھا مین نے تو تجھکو صرف اسواسطے حوالہ کیا تھا کہ بطور وکیل اُن کے قبضہ کرکے میرے سپرد کرے اور اُسنے کہا کہ نہین بلکہ تجھپر میرے ہزار درم چاہیے تھے اُسکے عوض تونے ہزار درم کا حوالہ کیا ہی تو محیل کا قول معتبر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر محتال علیہ نے قرضہ ادا کیا پھر دونون نے اختلاف کیا اور محیل نے کہا کہ مین نے اپنے مال کا تجھپر حوالہ کیا ہی اور محتال علیہ نے کہا کہ تیرا کچھ قرضہ مجھپر نہین چاہیے تھا مین تجھسے واپس لونگا تو قول محتال علیہ کا معتبر ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر محتال لہ غائب ہوا اور محیل نے چاہا کہ محتال علیہ سے اپنا مال لے لے اور کہا کہ مین نے اُسکو بطور وکالت کے حوالہ کیا ہی اور اُسکا مجھپر کچھ قرض نہین ہی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ مین اُسکی تصدیق نہ کرونگا اور نہ اُسکی دلیل قبول کرونگا کیونکہ یہ قضاء علی الغائب ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ قول کہ مین نے اُسکو وکیل کیا ہی مقبول ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ دو گواہون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اُسنے اپنے مال کا کسی شخص پر حوالہ کیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس شخص نے یعنی محتال علیہ نے بشرط براءة الاصیل اُسکی ضمانت کی ہی یا برارت کا ذکر نہ کیا اور طالب کا دعوے حوالہ کا تھا تو اس صورت مین اصیل بری ہو جائیگا کیونکہ دونون گواہ ضامن ہونے کے شاہد ہین اور اسمین اتفاق ہی اور اصیل کی برارت مدعی کے قول سے کہ حوالہ کا دعوے کرتا ہی ثابت ہوتی ہی۔ اور اگر طالب نے کہا کہ بدون حوالہ کے ضامن ہی تو اصیل بری نہوگا اور طالب جسکو چاہے گرفتار کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر ایک شخص کے دو شخصون پر ہزار درم ہون اور اُن دونون نے ایسے شخص پر جسپر انکا کچھ مال آتا ہی حوالہ کیا پھر طالب نے حوالہ کرنے سے انکار کیا اور اُسپر اُسکے دو بیٹون یا باپ یا دادا نے گواہی دی کہ فلان دو شخص نے اسکو حوالہ کر دیا ہی تو اُن دونون کی گواہی جائز ہی اور اگر مطلوب کے دو بیٹون نے گواہی دی پس اگر دونون مدعی ہین تو مقبول نہین ہی اور اگر منکر ہین تو مقبول ہی

کذا فی المحیط

مسائل متفرقات جس کفالت مین اصیل کی برارت شرط ہو وہ حوالہ ہی اور جس حوالہ مین اصیل سے مطالبہ شرط ہو وہ کفالت ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ قرضخواہ نے اگر کسی شخص کو اپنی قرضدار پر حوالہ کیا اور اس محتال لہ کا اسپر کچھ قرض نہین ہی تو یہ وکالت ہی حوالہ نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر سو من گیہون کا حوالہ کیا اور محیل کا محتال علیہ

کچھ نہین آتا ہی اور نہ محتال لہ کا محیل پر ہی اور محتال علیہ نے اسکو قبول کرلیا تو اُسپر کچھ واجب نہین ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی اگر دلال نے اپنے درم گیہون یا روئی کے ثمن مین دیہاتی کو دیے تاکہ یہ درم مشتری سے پھر واپس کرے پھر مشتری کے افلاس کی وجہ سے دلال اُسکے واپس لینے سے عاجز ہوا تو استحساناً دیہاتی سے واپس کرے اور یہ ہمارے شہرون کا دستور ہی کہ دلال اپنی طرف سے کسان کو دیدیتے ہین پھر مشتری سے لے لیتے ہین اور بخارا کے شہر مین دلال ایک قوم ہین کہ اُنکی دکانین اسی واسطے تیار ہین کہ اُنہین دیہاتی لوگ جو کچھ فروخت کرنا چاہتے ہین لاکر رکھتے ہین اور الگ ہوجاتے ہین کہ دلال اُنکو فروخت کردیتا ہی پھر کبھی دیہاتی جلدی کرتا ہی کہ لوٹ جاوے تو دلال اپنے پاس سے اسکو دام دیتا ہی کہ پھر مشتری سے لے لیوے یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے پر کسی قدر غلہ کا حوالہ کیا ہی پھر محتال لہ نے محتال علیہ کے ہاتھ فروخت کیا اگر اُسنے ثمن پر قبضہ کیا تو صحیح نہین ہی کیونکہ یہ بیع ہی یہ جواہر الفتاوے مین لکھا ہی اگر کسی کے ہاتھ ایک دینار بعوض دس درم کے فروخت کیا اور دینار بیچنے والے نے اُسکو دینار دیدیا اور درمون پر قبضہ نہ کیا حتے کہ اُسکے حکم سے یا بلا حکم کسی نے کفالت کرلی تو جائز ہی۔ پس اگر دونون جدا ہوئے تھے کہ درم والے نے سب درمون سے کفیل و اصیل کو بری کیا تو کفیل بری ہوجائیگا خواہ قبول کرے یا نہ کرے اور مکفول عنہ نے اگر قبول کیا تو بری ہی ورنہ نہین۔ اور اگر کسی نے کفالت نہ کی بلکہ درم بیچنے والے نے درمون کا مشتری کو ۱۲ حوالہ ایک شخص حاضر پر کردیا اور اُسنے قبول کیا تو جائز ہی مگر شرط یہ ہی کہ اُسی مجلس مین قبضہ ہوجاوے اور اگر دونون جدا نہوئے تھے کہ محتال لہ نے محتال علیہ کو درمون سے بری کیا تو بری کرنا صحیح ہی اور بیع صرف ٹوٹ جائیگی خواہ اُسنے براءت قبول کی ہو یا نہ کی ہو اور اگر حوالہ درم کے قرضدار کی بلا اجازت ہو تو ابراء سے محتال علیہ بری ہوجائیگا اور درم بیچنے والے کے حق مین اُسکی رضامندی پر موقوف رہیگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی جن صورتون مین حوالہ فاسد ہی اور محتال علیہ نے مال ادا کردیا تو اُسکو خیار حاصل ہوگا اگر چاہے تو قابض سے لیوے ورنہ محیل سے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر قرضخواہ کو قرضدار پر مال کا حوالہ کردیا اس شرط سے کہ محتال لہ وصول پانے والا ۱۲ کو خیار ہی تو یہ جائز ہی اور اُسکو خیار رہوگا کہ چاہے حوالہ کو باقی رکھے یا محیل سے لے لیوے۔ اور اسی طرح اگر یہ شرط لگائی کہ محتال لہ کو اختیار ہی کہ جب چاہے محیل سے لیوے تو بھی جائز ہی اور اُسکو اختیار رہوگا کہ جس سے چاہے وصول کرے یہ محیط مین ہی اگر اس شرط پر فروخت کیا کہ بائع اپنے کسی قرضخواہ کو مشتری پر حوالہ کریگا تو بیع باطل ہی اور اگر اس شرط پر بیچا کہ ثمن کا اُس سے حوالہ لے لیگا تو صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ بائع نے اگر اپنے قرضخواہ کو اس مال کے واسطے جو ثمن ہی مشتری پر حوالہ کیا تو اس مقید بالثمن حوالہ سے بائع کو یہ اختیار نہ رہا کہ تمام ثمن حاصل کرنے کے واسطے مبیع کو روک سکے اور اگر مشتری نے بائع کو اپنے قرضدار پر حوالہ کیا تو ظاہر الروایۃ کے موافق بائع کو حق حبس باقی ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے ایک چوپایہ سو درم کو خریدا اور اُسپر قبضہ کیا پھر بائع کو ثمن کا کسی شخص پر حوالہ کیا پھر مشتری نے اُسمین کچھ عیب پایا اور قاضی کے حکم سے اُسکو واپس کیا تو مشتری کو اختیار رہوگا کہ یہ درم بائع سے لیوے لیکن بائع اُسکا حوالہ محتال علیہ پر کردیگا خواہ وہ حاضر ہو یا غائب ہو اور اس باب مین قول بائع کا معتبر ہوگا کہ مین نے سو درم محتال علیہ سے نہین لیے ہین اور اسی طرح اگر بدون حکم قاضی واپس کیا تو بھی مال بائع سے نہین لے سکتا ہی اور اگر بیع فاسد ہو کہ اُسکو قاضی نے فسخ کرکے چوپایہ واپس کردیا تو مشتری اپنے قرضہ کو محتال علیہ سے حاصل کریگا یہ فتاوے قاضی خان

مین لکھا ہی۔ اگر محتال علیہ سے بعد قبول کرنے کے کچھ نوشتہ لے لیا پھر محیل سے کہا کہ وہ مفلس ہی پھر محیل نے اُس سے کہا کہ جو خط تحریری تونے اُس سے لیا ہی مجھے بھیجدے اور حوالہ چھوڑدے پھر اُسنے وہ نوشتہ بھیجدیا اور زبان سے کچھ نہ کہا تو حوالہ ٹوٹ جائیگا اور اگر اُسنے نوشتہ واپس کرنے کا کچھ ذکر نہ کیا ولیکن اُسنے محیل کا کچھ مال تغلب سے لے لیا پس اگر محیل نے اپنے اختیار سے ادا کیا ہے تو مال اپنا محتال علیہ سے لے لیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر مشتری نے بائع کو ثمن کا حوالہ کسی شخص پر کردیا اور اسنے قبول کیا ۱۲ تو بائع کو حبس مبیع کا اختیار نہوگا اور اسی طرح اگر راہن نے مرتہن کو حوالہ کیا تو رہن کو روک نہین سکتا ہی یہ بحرالرائق مین لکھا ہی۔ مشتری نے اگر ثمن کا کوئی کفیل دیا پھر کفیل نے مال کے واسطے بائع کو کسی شخص پر حوالہ کیا پھر بائع نے چاہا کہ مال مشتری سے لیوے نہ محتال علیہ سے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی کذا فی الذخیرہ

کتاب ادب القاضی

اور اسمین چند ابواب ہین

باب اول معنی ادب وقضاء کے اور اُسکے اقسام و شرائط کا بیان اور کسکی طرف سے تقلد جائز ہی اور اسکے متصلات کا بیان ✦ ✦ واضح ہو کہ لوگون سے برتاو اور معاملہ کرنے مین اخلاق جمیلہ اور خصائل حمیدہ سے آراستہ ہونے کو ادب کہتے ہین۔ اور قاضی کا ادب یہ ہی کہ جسکو شرع نے اچھا کہا ہی کہ عدل کو پھیلانا اور ظلم کو دور کرنا اور حق سے تجاوز نہ کرنا اور حدود شرع کی حفاظت کرنا اور سنت طریقہ پر چلنا اختیار کرے اور قضا کے معنی لغت مین الزام اور اخبار اور فراغ اور تقدیر کے ہین اور شرع مین ایسے قول کو کہتے ہین جو ولایت عامہ کے حق سے صادر ہو جسکا اختیار کرنا لازم ہو یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اور اصل یہ ہی کہ قضاء فریضہ محکمہ اور سنت متبعہ ہی کہ جسکو صحابہ اور تابعین نے کیا ہی اور صالحین اسی راہ پر گذرے ہین ولیکن فرضیت اُسکی فرض کفایہ ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور قضا پانچ طرح کی ہی ایک وہ جسکا اختیار کرنا واجب ہی وہ یہ ہی کہ کوئی خاص شخص اُسکے واسطے متعین ہو جاوے فی الواقع اور اس کام کا صالح اُسکے سوا دوسرا نہو دوسری مستحب ہی وہ یہ ہی کہ اُسکا صالح دوسرا بھی ہو مگر یہ شخص اُس سے بہتر ہو تیسری مخیر وہ یہ ہی کہ یہ شخص اور اور شخص دونون اسکے لائق اور اُسکی درستی مین برابر ہون تو اُسکو اختیار ہی کہ چاہے قبول کرے یا نہ قبول کرے چوتھی مکروہ ہی وہ یہ ہی کہ یہ شخص اُسکے لائق ہو مگر دوسرا اس سے لائق تر ہو پانچوین حرام ہی وہ یہ ہی کہ اپنے آپ کو اس کام مین عاجز دیکھے اور نامنصف جانے اسطرح پر کہ وہ اپنے باطنی حالت کو جانتا ہی کہ نفس اُسکا ہوا و ہوس کی پیروی کرتا ہی اگرچہ اور لوگ نہ جانتے ہون تو ایسے شخص پر حرام ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ قاضی کی ولایت صحیح نہین ہوتی جب تک کہ اُسکو جامع اوصاف شہادت نہ پاوے [illegible] ۱۲ کذا فی الہدایہ یعنی مسلمان ہو مکلف ہو آزاد ہو اندھا نہو محدود القذف نہو گونگا نہو بہرا نہو اور اطرش ہونا یعنی جو بلند آواز سنتا ہی اور پست نہین سنتا ہی تو اصح یہ ہی کہ اُسکا تولیہ جائز ہی یہ نہرالفائق مین لکھا ہی۔ اور اہل اجتہاد مین سے ہونا چاہیے اور صحیح یہ ہی کہ اہل اجتہاد سے ہونا اولویت کی شرط ہی یعنی قاضی مقرر کرنا ۱۲ کذا فی الہدایۃ حتے کہ اگر جاہل قاضی ہوا یعنی جو مجتہد نہ تھا اور اُسنے غیر کے

فتوے پر فیصلہ کیا تو جائز ہی کذا فی الملتقط لیکن با این ہمہ جاہل کو احکام مین قاضی کرنا نہ چاہیے اور اسی طرح ہمارے نزدیک عدالت بھی جواز تقلید قاضی کے واسطے شرط نہین ہی لیکن یہ شرط کمال کے واسطے ہی پس فاسق کی تقلید جائز ہی اور اُسکے قضایا نافذ ہونگے تاوقتیکہ حد شرع سے اُنہین تجاوز نہو ولیکن فاسق کو قاضی کرنا نچاہیے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر ایک شخص قاضی کیا گیا اور وہ عادل تھا پھر فاسق ہو گیا تو معزول کیے جانے کا مستحق ہی ولیکن اس سے معزول نہوگا اور اسی کو عامۂ مشائخ نے لیا ہی اور سلطان پر واجب ہی کہ اُسکو معزول کرے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر سلطان نے یہ شرط کر دی تھی کہ جب قاضی فسق کو اختیار کرے تو معزول ہی تو معزول ہو جائیگا یہ بزازیہ مین لکھا ہی۔ اور قضا کا عہدہ سلطان عادل اور ظالم دونون کی طرف سے اختیار کرنا جائز ہی مگر ظالم سے اُسوقت جائز ہی کہ قاضی حق فیصلہ کر سکے اور ظالم اُسمین شرع کی نظر سے نہ دیکھے اور اُسکو بعض احکام کے جیسا چاہیے نافذ کرنے مین ممانعت نہ کرے اور اگر حق فیصلہ کرنا ممکن نہو یا ظالم اسمین شرع کی نظر سے دیکھے یا بعض احکام کو جیسا چاہیے جاری نہونے دے تو قضا اختیار کرنا نہ چاہیے اور سغناقی مین لکھا ہی۔ کہ ظلم مین اُسکی اطاعت نہ کرے۔ اور ملتقط مین ہی کہ جس حاکم کی طرف سے عہدہ قضا اختیار کیا اسکا مسلمان ہونا شرط نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اہل بغاوت سے یہ عہدہ لینا جائز ہی چنانچہ کتاب الاصل کے باب خوارج مین لکھا ہی کہ اگر باغی کسی شہر پر قابض ہوے اور اُنھون نے قاضی بنایا اور اُسنے چند قضایا فیصل کیے پھر اہل عدل اُس شہر پر قابض ہوے اور اُنکے قاضی کے سامنے یہ مقدمات پھر پیش ہوے تو جسقدر انصاف سے ہون اُنکو نافذ کریگا اور اسی طرح اگر اُسنے ایسا حکم دیا کہ جو مختلف فیہ ہی مگر کوئی فقیہ اُسطرف گیا ہی تو اُسکو جاری رکھے جیسا اور قاضیون مین حکم ہی اور خصاف رحمہ نے ذکر کیا کہ اگر اہل بغاوت کا قاضی ہوا اور اُسنے فیصلہ کیا تو قاضی اہل عدل اُسکو نافذ نہ کریگا اور اقضیہ مین اشارہ کیا کہ نافذ کریگا چنانچہ یہ لفظ فرمایا ہی کہ وہ بمنزلہ اہل عدل کے فاسق قاضی کے ہی اور فاسق کے حق مین اصح قول یہ ہی کہ قاضی ہونے کی صلاحیت رکھتا ہی اور فقیہ ابو اللیث نے ذکر کیا کہ باغی نے اگر کسی شخص کو شہر کی قضا سپرد کی اور اس قاضی نے کسی مختلف فیہ حکم مین فیصلہ کیا پھر دوسرے قاضی کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا اگر اُسکی راے کے موافق ہی تو نافذ کرے اور مخالف ہو تو باطل کر دے اور فتاوے مین ہی کہ اہل بغاوت کی طرف سے قضا اختیار کرنا صحیح ہی اور فقط باغیون کے تسلط سے اہل عدل کے قاضی معزول نہو جائینگے اور باغی کا معزول کرنا اہل عدل سے صحیح ہی حتے کہ اگر باغی بھاگ گیا تو اُسکے قاضیون کے فیصلہ بعد اُسکے نافذ نہونگے جب تک سلطان عادل اُنکو دوبارہ قاضی نہ کرے اور بھی فتاوے مین لکھا ہی۔ کہ جمعہ کی نماز ایسے باغی کے پیچھے جسکے واسطے بادشاہی فرمان نہو جائز ہی بشرطیکہ اُسکا برتاؤ اُمرا کا ہو کہ والیان حکومت کی طرح اپنی رعیت مین احکام جاری کرتا ہو۔ پھر اہل البغی کا پہچاننا ضرور ہی پس واضح ہو کہ اہل بغاوت وہ لوگ ہین کہ جنھون نے ناحق امام برحق سے نافرمانی کی ہی اور اسکی تفصیل یہ ہی کہ مسلمانون نے جب کسی شخص کی امامت پر اجماع کیا اور اُسکے سبب سے بیخوف ہو گئے اور اُسپر کسی فرقہ مسلمانون نے خروج کیا پس اگر یہ نافرمانی اور لڑائی اس سبب سے تھی کہ امام عادل نے اُنپر ظلم کیا تو وہ لوگ باغی نہین ہین بلکہ اُسپر واجب ہی کہ ظلم کو چھوڑے اور انصاف کرے اور لوگون کو نہین چاہیے کہ اُنکے مقابلہ مین امام کی اعانت کرین کیونکہ

۱ یعنی ناحق

[illegible] ۱۲

معزول نہو جائیگا ۱۲

عہ

۴ جو سلطان اسلام

۵ یعنی وہ لوگ جو ۱۲

یہ ظلم کی اعانت ہی اور نہ اس فرقہ کی اعانت کرین کیونکہ اِس سے وہ لوگ زیادہ خروج کرینگے اور اگر ان لوگون کی نافرمانی اِس سبب سے نہو کہ امام نے اُن پر کچھ ظلم کیا بلکہ وہ لوگ والی ہونے کا اور اپنے حق کا دعوے کرین تو یہ لوگ باغی ہین پس ہر شخص پر جو لڑائی پر قادر ہی واجب ہی کہ امام المسلمین کی مدد کرے اور ان خارجیون کو زیر کرے اسواسطے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنپر لعنت فرمائی ہی اور فرمایا ہی کہ فتنہ سوتا ہی اور جو اُسکو جگا دے اُسپر خدا کی لعنت ہی۔ پس اگر ان لوگون نے کلمات خروج زبان سے نکالے ولیکن خروج کا عزم نہ کیا تو امام کو ان سے تعرض کرنا نہ چاہیے۔ اور ہمارے زمانہ مین غلبہ پر حکم ہی اور عادل اور باغی معلوم نہین ہو سکتے ہین کیونکہ یہ سب دنیا کے طالب ہین یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ قاضی مقرر کرنا فرض ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور یہ کام مسلمانون کے اہم کامون سے ہی اور اُنپر زیادہ واجب ہی پس جو شخص کہ زیادہ عارف ہو اور زیادہ قادر وہیبت والا وزیادہ وجیہ ہو اور جو اُسکو لوگون سے پہونچے اُسپر خوب صبر کرسکتا ہو تو وہ اِس کام کے واسطے اولے ہی اور قاضی بنانے والے کو چاہیے کہ اِس کام کو محض اللہ تعالے کے واسطے کرے اور جو شخص کہ سب سے اولے ہو اسی کو ولایت قضا سپرد کرے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے کوئی کام کسی کے سپرد کیا اور اُسکی رعیت مین اُس سے بہتر موجود ہی تو اُسنے اللہ ورسول اور جماعۂ مسلمین کی خیانت کی کذا فی التبیین **قال المترجم** لم اقف علے الحدیث ولم ادر به فان ثبت فالمراد بالعمل عمل من اعمال الشرع فافہم۔ اور مشایخ نے فرمایا کہ مستحب ہی کہ امام ایسے شخص کو قاضی مقرر کرے کہ جو غنی اور ذی ثروت ہو تاکہ وہ لوگون کے مال مین طمع نہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ قاضی امام ابو جعفر رح نے فرمایا کہ کسی شخص کو فتوے دینا نہ چاہیے مگر جو شخص عادل ہو اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا عالم ہو اور اجتہاد سے واقف ہو لیکن اگر سنا ہوا حکم بیان کیا اور فتوے دیا تو جائز ہی اگرچہ اُسکو دلیل سے نجانتا ہو کیونکہ وہ دوسرے کی حکایت کی پس مثل حدیث کے راوی کے ہوا تو راوی مین عقل اور ضبط اور عدالت اور فہم شرط ہی یہ محیط مین لکھا ہی اصولیین کی رائے اسپر قرار پائی ہی کہ مفتی فقط مجتہد ہوتا ہی اور سوائے مجتہد کے غیر شخص جو مجتہدون کے اقوال یاد رکھتا ہی مفتی نہین ہی اور اُسپر واجب ہی کہ جب کوئی مسئلہ اس سے دریافت کیا جاوے تو بطور حکایت کے کسی مجتہد کا قول مثل امام اعظم رح وغیرہ کے نقل کرے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے زمانہ مین جو فتوے ہوتا ہی یہ فتوے نہین ہی بلکہ کسی مفتی کا کلام نقل کیا جاتا ہی تاکہ مستفتی اُسکو اختیار کرے۔ اور مجتہد کا قول نقل کرنے کی دو صورتین ہین یا تو اُس شخص کو مجتہد تک کوئی سند حاصل ہو۔ یا کسی کتاب مشہور سے جو دست بدست چلی آتی ہی نقل کرے جیسے تصانیف امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ کی کیونکہ یہ بھی بمنزلہ خبر متواتر یا مشہور کے ہین ایسا ہی رازی رح نے ذکر کیا ہی اور اِس بنا پر یہ کہنا چاہیے کہ جو بعض نسخہ نوادر کے ہمارے زمانہ مین دستیاب ہوگئے ہین اور وہ مشہور یا متواتر نہین ہین اُنکے مسائل واحکام امام محمد رح یا ابو یوسف رح کے طرف نسبت نہ کرنا چاہیے ہان اگر اِس نوادر سے کسی معروف کتاب مثل ہدایہ ومبسوط وغیرہ مین کچھ نقل کیا گیا ہو تو مضائقہ نہین مگر یہ اعتماد اِس کتاب معروف پر ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور فقہاء کا اسپر اجماع ہی کہ مفتی کو اہل اجتہاد سے ہونا چاہیے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور ملتقط مین ہی کہ اگر صواب اُسکے خطاے زیادہ ہون تو اُسکو فتوے دینا حلال ہی اور اگر وہ اہل اجتہاد مین سے نہو تو اُسکو فتوے دینا حلال نہین ہی

[illegible]

ہر شہر کے لوگون کی اصطلاح جدا ہو پس ایسے اصطلاح نہ لکھنا چاہیے جو وہ لوگ نہ جانتے ہون یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ پھر فتوے مطلقاً امام کے قول پر ہی پھر امام ابو یوسف رح کے قول پر پھر امام محمد رح کے قول پر پھر امام زفر رح کے قول پر پھر حسن بن زیاد کے قول پر و لبعضون نے کہا کہ اگر امام ایک طرف ہون اور صاحبین ایک طرف ہون تو مفتی کو اختیار ہی ولیکن اول اصح ہی جبکہ مفتی مجتہد نہو اور حاوی قدسی مین ہو کہ اصح یہ ہی کہ اعتبار قوت مدرک پر ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور مفتی اور امام کو جائز ہی کہ ہدیہ قبول کرے اور دعوت خاصہ قبول کرے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ وہ ایک مسئلہ مین فتوے دینے کے واسطے راست درست ہوے چادر اوڑھی اور عمامہ باندھا پھر فتوے دیا اور یہ فتوے کی تعظیم تھی یہ تبیین مین لکھا ہی

دوسرا باب قاضی ہونا اختیار کرنے کے بیان مین

خصاف رح نے آدب القاضی مین چند احادیث قضا کے قبول کرنے کے مکروہ ہونے مین پیش کین اور کچھ اسکی قبولیت مین رخصت ہونے کی پیش کین اور لکھا ہی کہ اسکو صالحین نے اختیار کیا ہو اور صالحین ہی نے اس سے انکار کیا ہو اور نہ قبول کرنا ہی اسلم و اصلح فی الدین ہی۔ اور اس صورت مین کہ ایک شخص مین سب شرطین قضا کی موجود ہین تو اسکو قضا قبول کرنا جائز ہے مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور لبعضون نے کہا کہ مکروہ ہو کذا فی المحیط کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص قضا کے بلا مین پکڑا گیا گویا بغیر چھری ذبح کیا گیا **قال المترجم** قد تکلموا فیہ اور عبد اللہ بن وہب سے روایت ہی کہ انکو قاضی بنانا چاہا پس انھون نے نہ قبول کیا اور اپنے گھر مجنون بن بیٹھے پھر جو انکے پاس جاتا تھا اسکا منھ نوچتا تھا اور اسکے کپڑے پھاڑتا تھا پھر ایک شخص صحابہ مین سے آگے اور کہا کہ ای ابو عبد اللہ اگر تم قضا کو قبول کرتے اور انصاف کرتے تو بہتر تھا پس عبد اللہ بن وہب نے فرمایا ارے یہ تیری سمجھ ہی تو نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہین سنا ہو کہ فرماتے تھے کہ قاضی لوگ سلطانون کے ساتھ حشر مین ہونگے اور عالم لوگ انبیا کے ساتھ ہونگے۔ اور مشہور یہ ہو کہ ابو حنیفہ رح کو قضا اختیار کرنے کی تکلیف دی گئی تھی انھون نے انکار کیا تو ظالم نے نوے کوڑے مارے پھر جب انکو اپنی جان کا خوف ہوا تو اپنے اصحاب سے پوچھا پس قاضی امام ابو یوسف رح نے انکے لیے قضا قبول کرنا تجویز کیا اور کہا کہ اگر آپ قبول کر لیتے تو لوگون کو بہت نفع پہونچاتے پھر امام اعظم رح نے کہا کہ اگر تو مجھے سمندر پیر جانے کو کہتا تو مین اپنے مین اس کام کرنے سے زیادہ قوت و قدرت پاتا اور مین تو تجھے دیکھتا ہون کہ تو قاضی ہو گیا ہو پھر سر نیچا کر لیا اور عمر انکی طرف کبھی نہ دیکھا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اور امام محمد قاضی بنانے کو بلائے گئے اور انکار کیا حتے کہ قید ہوے پھر مجبور ہوے تو اختیار کر لی یہ عنایہ مین لکھا ہی۔ کرخی اور خصاف و علماے عراق نے اسی پہ کہا ہو کہ جب تک اسپر جبر نہ کیا جاوے قبول نہ کرے اور مشائخ ہمارے دیار کے کہتے ہین کہ جو شخص صالح ہو اور بیخوف ہو کہ مجھسے ظلم نہ صادر ہوگا تو اسکو قبول کر لینے مین کچھ ڈر نہین ہو اور جو ایسا نہو اسکو دور رہنا بہتر ہو اور صحابہ اور تابعین نے اسکو بلا اکراہ منظور کر لیا ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہو۔ اور جس شخص کو خوف ہو کہ ظلم صادر ہوگا اسکو مکروہ ہو اور اگر یہ خوف نہو تو مکروہ نہین ہو یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور ینابیع مین ہو کہ عہدہ قضا کو طلب کرنا یا اسکا سوال کرنا نہین چاہیے اور طلب کرنے کی یہ صورت ہو کہ امام سے کہے کہ مجھے

۹ [illegible]

قاضی کرے اور سوال کی یہ صورت ہو کہ لوگون سے کہے کہ اگر امام مجھے فلان شہر کا قاضی کرنا چاہے تو مین قبول کر لون اور یہ اس طمع سے کہ یہ خبر امام کو پہونچے اور وہ اسکو قاضی کر دے اور یہ سب مکروہ ہو - اور بعضون نے کہا کہ جو شخص بلا درخواست اُسکو قبول کرے تو ڈر نہین ہو اور جسنے درخواست کی اُسکو مکروہ ہو اور عامۂ مشائخ کا یہ مذہب ہو کہ قضا کو اختیار کرنا رخصت ہو اور باز رہنا عزیمت ہو اور سراجیہ مین ہو کہ یہی مختار ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو - اور اور عہدہ قضا کو نہ قلب سے طلب کرے اور نہ زبان سے مگر جب کوئی دوسرا اس لائق نہو تو اسپر واجب ہو کہ لوگون مسلمانون کے حقوق کو نگاہ رکھے اور قضا کو قبول کرے یہ شمنی مین ہو - اگر شہر مین چند لوگ ایسے ہون جو قاضی ہونے کے لائق ہین اور ایک نے انکار کیا تو گنہگار نہو گا کذا فی المحیط اور اگر سب نے انکار کیا یہانتک کہ ایک جاہل قاضی کیا گیا تو گناہ مین سب شریک ہونگے یہ غیاثیہ مین لکھا ہو - ینابیع مین ہو کہ اگر دو شخص قاضی ہونے کے لائق ہین مگر ایک زیادہ فقیہ ہو اور دوسرا زیادہ پرہیزگار ہو تو یہ فقیہ سے اولے ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو - اگر سلطان نے ایسے شخص کو قاضی کیا جو صلاحیت نہین رکھتا ہو حالانکہ اُس شہر مین ایسا شخص موجود تھا جو اُسکے لائق ہو تو گناہ سلطان پر ہو گا یہ شرح ادب القاضی للخصاف مین ہو - اگر کوئی شخص رشوت دیکر قاضی ہو گیا تو صحیح یہ ہو کہ وہ قاضی نہ اعتبار کیا جاویگا اور اگر حکم دیگا تو نافذ نہو گا - اور جس نے رشوت یا سفارش سے قضا حاصل کی اور اُسنے کسی مختلف فیہ مین حکم دیا پھر دوسرے قاضی کے پاس پیش ہوا پس اگر اُسکی راے کے موافق ہو تو نافذ کریگا اور اگر مخالف ہو تو باطل کر دیگا اور اصح یہ ہو کہ جو سفارش سے قاضی ہوا اور جسکو خود قاضی کیا گیا یا دونون قضاء مجتہدات کے نافذ ہونے مین برابر مین قاضی نے رشوت لیکر اگر حکم دیا تو اُسکی قضا نافذ نہو گی اور جس مقدمہ مین رشوت نہین لی اُسمین نافذ ہو گی اسی کو سرخسی اور خصاف نے اختیار کیا ہو اور اگر قاضی کے بیٹے یا اُسکے محرر یا بعض یا دون نے رشوت لی پس اگر قاضی کے حکم اور رضامندی سے لی تو یہ اور قاضی کا خود رشوت لینا برابر ہو اور اُسکا فیصلہ مردود ہو اور اگر اُسکے بلا دانستگی ایسا ہوا تو قضا نافذ ہو جائیگی اور رشوت لینے والے پر واجب ہو کہ رشوت واپس کر دے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو ۔

ع

[illegible] ۱۲

تیسرا باب دلائل پر عمل کرنے کی ترغیب - قاضی کو چاہیے کہ کتاب اللہ تعالے کے حکم کے موافق عمل کرے اور جو کتاب مین ناسخ و منسوخ ہو اُسکو پہچانے اور ناسخ مین سے جو محکم یا متشابہ مختلف التاویل ہو جیسے اقراء معلوم کرے پس اگر اُسنے کتاب اللہ تعالے مین نہ پایا تو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق عمل کرے اور چاہیے کہ اُسکے بھی ناسخ و منسوخ معلوم کرے اور اگر احادیث مختلف آئی ہون تو جو حکم حدیث کا اشبہ اور رموافق اجتہاد ہو اُسکو اختیار کرے اور اُسپر واجب ہو کہ اقسام حدیث سے آحاد و مشہور و متواتر کو معلوم کرے اور مراتب رُواۃ جمع راوی ۱۲ کا معلوم کرنا واجب ہو پس بعضے رواۃ فقہ و عدالت مین مشہور ہین جیسے چارون خلفاء راشدین اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ اور بعضے اسمین مشہور ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدت تک ہمنشین رہے اور جو سنا ہو وہ خوب محفوظ رکھتے ہین اور جو فقہ جاننے مین مشہور ہو اُسکی روایت کا لینا اولے ہو بہ نسبت اُسکے جو غیر فقیہ ہو اور اسی طرح جسکی ہمنشینی زیادہ رہی اُسکی روایت کا لینا اُس سے اولے ہو جو زیادہ ہمنشین نہین رہا ہو اگر کوئی واقعہ ایسا پیش آوے کہ جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث نہین آئی ہو تو اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمل کرے کیونکہ اجماع صحابہ پر عمل کرنا واجب ہو اور اگر

صحابہ مین باہم اختلاف ہو تو خود کوشش کر کے بعض کے قول کو بعض پر ترجیح دیوے بشرطیکہ خود اہل اجتہاد سے ہو اور اُسکو یہ روا نہین ہی کہ ایک تیسرا قول نکالکر سب کی مخالفت اختیار کرے کیونکہ اُنھون نے باوجود اختلاف کے اُسپر اتفاق کیا ہی کہ ان دونون قولون کے سوا تیسرا قول نہین ہی اور باطل ہی و خصاف رح کہتے تھے کہ اُسکو تیسرا قول نکالنے کا اختیار ہی کیونکہ اُنکا اختلاف اسکی دلیل ہی کہ اس واقعہ مین اجتہاد کو گنجایش ہی اور صحیح وہی ہی جو ہم نے بیان کر دیا - اگر صحابہ نے کسی حکم پر اجماع کیا اور تابعین مین سے کسی نے اختلاف کیا پس اگر یہ ایسا تابعی ہی جسکو صحابہ کا زمانہ نہین ملا ہی تو اُسکے اختلاف کا اعتبار نہین ہی حتے کہ اگر کسی قاضی نے برخلاف اجماع صحابہ کے اُسکے قول کے موافق فیصلہ کیا تو باطل ہوگا اور اگر ایسا تابعی ہی جس نے صحابہ کا زمانہ پایا ہی اور اُنکی فتاوے سے مزاحم ہوا ہی اور صحابہ نے اُسکے واسطے اجتہاد تجویز کیا ہی جیسے شریح اور شعبی وغیرہ تو اُسکی مخالفت کی وجہ سے اجماع منعقد نہوگا - اگر کوئی حکم بعض تابعین کی طرف سے پہونچا اور اُسکے سوا دوسرون سے اُس باب مین کچھ منقول نہوا تو امام اعظم رح سے اس صورت مین دو روایتین ہین ایک روایت مین ہی کہ مین اُنکی تقلید نہ کرونگا اور یہی ظاہر المذہب ہی اور دوسری روایت نوادر مین ہی کہ امام نے فرمایا کہ اگر انمین سے ایسے ہونگے جنہون نے زمانہ صحابہ مین فتوے دیا ہی اور صحابہ نے اُسکے حق مین اجتہاد جائز رکھا ہی جیسے شریح و مسروق و حسن بصرے تو مین اُنکی تقلید کرونگا یہ محیط مین لکھا ہی - پھر اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جسمین صحابہ سے کچھ روایت نہین ہی اور تابعین کا اجماع ہی تو اس دلیل سے فیصل کرے اور اگر تابعین مین باہم اختلاف ہو تو بعضے قول کو ترجیح دیکر اُسکے موافق حکم کرے اور اگر انمین سے کچھ بھی روایت نہو پس اگر خود اہل اجتہاد سے ہی تو قیاس کرکے اور اجتہاد کرکے و صواب کی خواہش کرکے رائے کے موافق حکم دے اور اگر خود اہل اجتہاد مین سے نہین ہی تو فتوے طلب کرے اور اُسکے موافق حکم دے اور بلا علم حکم نہ دے اور نہ سوال سے شرمندہ ہو - پھر دو باتون کا جاننا ضروری ہی کہ اگر ہمارے اصحاب ابوحنیفہ و ابو یوسف رح و محمد رح کسی بات پر متفق ہون تو قاضی کو نہ چاہیے کہ اپنی رائے سے انکی مخالفت کرے اور دوسری بات یہ ہی کہ اگر انمین اختلاف ہو تو عبد اللہ بن المبارک رح نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کا قول لیا جاویگا کیونکہ وہ تابعین مین سے تھے اور انکے فتوے کے مزاحم ہوتے تھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر ابوحنیفہ رح اور اُنکے اصحاب سے کوئی روایت نہ ملی اور متاخرین سے پائی گئی تو اُنکے موافق حکم دے اور اگر متاخرین مین باہم اختلاف ہو تو کسی کو انمین سے اختیار کرلیوے اور اگر متاخرین سے بھی نہ پائی گئی تو اپنی رائے سے اسمین اجتہاد کرے بشرطیکہ وجوہ فقہ کو جانتا ہو اور اہل فقہ سے اسمین مشاورت لے اور شرح طحاوی مین ہی کہ اگر اُسنے اپنی رائے سے حکم دیا پھر وہ نص صریح کے مخالف ہوا تو اُسکا فیصلہ جائز نہوگا اور اگر نص کے مخالف نہوا بلکہ اُسکے بعد اُسکو دوسری رائے ظاہر ہوئی تو جو کچھ گذرا اُسکو باطل نہ کرے اور آیندہ کے واسطے اس رائے کے موافق عمل کرے اور یہ قول امام اعظم و ابو یوسف رح کا ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اول مرتبہ اُسنے اجتہاد سے فیصلہ کیا پھر دوسری رائے اُس سے بہتر دیکھی تو امام اعظم رح و ابو یوسف رح کے کہنے کے موافق ہوگا پس اگر متقدمین کا اختلاف دو قولون پر ہو پھر اُنکے بعد کسی ایک قول پر اجماع ہوگیا ہو تو یہ اجماع امام اعظم رح اور ابو یوسف کے قول پر پہلے اختلاف کو رفع نہین کرتا ہی اور امام محمد رح کے قول پر رفع کرتا ہی اور شیخ الاسلام شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ یہ

[illegible]

اجماع پہلے اختلاف کو رفع کرتا ہی اور اسمین کچھ اختلاف ہمارے اصحاب مین نہین ہی صرف بعضے علما البتہ ہمارے
مخالف ہین - اگر کسی زمانہ کے لوگ کسی حکم پر متفق ہوئے اور وہ زمانہ گذر گیا اور قاضی نے انکا قول چھوڑ کر دوسری
راے پر حکم دیا بسبب اسکے کہ اُسکو صواب انکے برخلاف معلوم ہوا تو ایسی صورت مین اگر اس اتفاق سے پہلے اختلاف
واقع ہوگیا ہو تو مشائخ نے باہم اختلاف کیا بعضون نے کہا کہ قاضی کو مخالفت کرنا روا نہین ہی اور بعضون نے کہا کہ روا ہی
اور اگر اس اتفاق سے پہلے اختلاف نہ تھا تو بالاتفاق قاضی مخالفت نہین کرسکتا ہی - فتاوے عتابیہ مین ہی
کہ ایک قاضی نے فتوے طلب کیا اور فتوے کے جواب سے اُسکی راے مخالف ہی پس اگر وہ اہل راے مین سے ہو
تو اپنی راے کے موافق عمل کرے اور اگر اُسنے اپنی راے کو ترک کیا اور مفتی کی راے کے موافق عمل کیا
اجتہادی تو صاحبین کے نزدیک جائز نہین ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک نافذ ہوجائیگی - اگر حکم دینے کے وقت قاضی کی
کوئی راے نہ تھی اور اُسنے مفتی کی راے کے موافق فیصلہ کردیا پھر اُسکے برخلاف ایک راے ظاہر ہوئی تو امام محمد رح
نے فرمایا کہ اپنی قضا توڑے اور امام ابو یوسف نے کہا کہ قضا نہ توڑے چنانچہ اس صورت مین کہ اُسنے اپنی راے
سے حکم دیا پھر اُسکو دوسری راے ظاہر ہوئی تو پہلی راے نہ ٹوٹیگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور جب صورت مین
کوئی نص مخالف یا اجماع نہین ہی پس قاضی یا اہل اجتہاد سے ہوگا یا نہوگا پس اگر وہ اہل اجتہاد مین سے ہو اور اُسکی راے
ایک طرف پہونچی تو اُسکو اپنی راے پر عمل کرنا واجب ہی اگرچہ دوسرے اہل اجتہاد کی راے کے مخالف ہو - اور اُسکو
دوسرون کی راے کی تابعداری جائز نہین ہی کیونکہ جسطرف اُسکا اجتہاد پہونچا ہی وہی اللہ تعالے کے نزدیک ظاہر
مین حق ہی اگر اُسکی راے ایک امر کی طرف پہونچی اور وہان کوئی دوسرا مجتہد تھا کہ وہ اُس سے زیادہ فقیہ تھا
اور اُسکی راے اِسکے برخلاف تھی اور اسنے چاہا کہ بلا نظر و غور کے اُسکی راے پر عمل کرے کیونکہ یہ اُسکو زیادہ
فقیہ جانتا ہی تو کتاب الحدود مین مذکور ہی کہ امام اعظم کے نزدیک اُسکو گنجایش ہی اور امام ابو یوسف رح و محمد رح
کے نزدیک نہین بلکہ صرف اپنی راے پر عمل کرے اور بعض روایات مین یہ اختلاف اسکے برعکس مذکور ہی
اور اگر واقعہ کا حکم اُسکے عقل پر مشکل ہوجاوے تو اپنی راے کو کام مین لاوے اور اُسپر عمل کرے اور افضل
یہ ہی کہ اہل فقہ سے اسمین مشاورت کرے اور اگر وے اختلاف کرین تو غور کرکے جسطرف اُسکی راے ظاہر مین پہونچے
اُسپر عمل کرے اور اگر وہ لوگ ایک راے پر متفق ہون اور اُسکی راے اُنکے مخالف ہو تو بھی اپنی راے پر
عمل کرے لیکن چاہیے کہ حکم دینے مین جلدی نہ کرے جبتک حق تامل و کوشش کو پورا کرکے وجوہ
حق کو منکشف نہ کرلے اور جب اُسکی کوشش سے حق کھل گیا تو اپنی راے سے اسمین فیصلہ کرے اور جب اُسنے
اپنی کوشش اسمین اظہار حق کے واسطے صرف کردی تو پھر اپنے فیصلہ سے خوفناک نہو حتے کہ اگر اُسنے جزافا
حکم دیدیا ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے جائز نہین ہی اگرچہ وہ اہل اجتہاد سے ہو مگر جب اُسکا حال دریافت نہو تو محمول
کیا جائیگا کہ اُسنے اپنی راے سے حکم دیا اور جبتک ممکن ہوگا مسلمان کا کام صحت پر محمول کیا جائیگا - یہ سب
اس صورت مین ہی کہ قاضی اہل اجتہاد مین سے ہو اور اگر اہل اجتہاد مین سے نہو پس اگر اُسنے ہمارے
اصحاب کے اقوال کو یاد رکھا اور مضبوطی اور اتقان کے ساتھ حفظ کیا تو جسکا قول حق سمجھتا ہی اُسپر بسبیل تقلید
عمل کرے اور اگر اُنکے اقوال کا حافظ نہین ہی تو جو اُس شہر مین ہمارے اصحاب مین سے اہل فقہ مین سے

[illegible]

ہون آنکے فتوے پر عمل کرے اور اگر شہر مین صرف ایک ہی فقیہ حنفی ہو تو اُسی کا قول اختیار کرے اور مجکو امید ہے کہ اُس سے باز پرس نہوگی یہ بدائع مین لکھا ہے ۔ واضح ہو کہ مقصود حاصل کرنے کے لیے اپنی کوشش کو صرف کرنے کو اجتہاد کہتے ہین اور آدمی کے مجتہد ہو جانے کی شرط یہ ہے کہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلعم سے اسقدر کہ جس سے احکام متعلق ہین جانتا ہو نصائح کا جاننا شرط نہین ہے اور بعضون نے کہا کہ جسکی رائین صواب زائد ہون خطا سے اُسکو اجتہاد حلال ہے اور اول اصح ہے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے ۔ اصح تعریف مجتہد کی یہ ہے جو بعضون نے بیان کی ہے کہ اُسنے علم کتاب اللہ اور اُسکے وجوہ معانی کو جانتا ہو اور علم حدیث کو بھی اُسکے طرق و متون و وجوہ معانی سے پہچانتا ہو اور قیاس مین مُصیب ہو اور عرف الناس کو جانتا ہو یہ کافی مین لکھا ہے ۔ اگر شہر مین کچھ لوگ اہل فقہ ہون تو اُنسے اس بات مین مشورہ لے اور مشورہ مین اگر اُسکی اور اُنکی رائے متفق ہو جائے تو اُسپر حکم کرے اور اگر اختلاف ہوا تو جو قول حق سے قریب معلوم ہو اُسپر نظر ڈالکر اپنے اجتہاد سے عمل کرے بشرطیکہ اسقدر اجتہاد کا صالح ہو ۔ اور اس باب مین بڑی عمر کا آدمی معتبر نہین ہے اور نہ کثرت عدد کا اعتبار ہے بلکہ ایک ہی شخص کو کبھی علاوہ جماعت کے توفیق صواب حاصل ہوتی ہے اور یہ قول امام اعظم رحمہ ہونا چاہیے اور امام محمد رح کے قول پر کثرت عدد کا اعتبار ہے ۔ اور اگر اُسکا اجتہاد کسی امر پر نہ قرار پایا اور وہ حادثہ ویسا ہی مختلف اور مشکل رہگیا تو اس شہر کے سوا جسمین وہ ہے دوسرے شہر کے فقیہون کو لکھے اور خط کے ساتھ مشورت کرنا پرانا طریقہ چلا آیا ہے کہ حوادث شرعیہ مین ایسا ہوتا ہے پس اگر ان لوگون نے جنکے طرف خط بھیجا ہے کسی بات پر اتفاق کیا اور قاضی کی رائے بھی انکی رائے کے موافق ہوئی اور وہ بھی اہل اجتہاد مین سے تھا تو اسی رائے کے موافق اُسپر عمل کرے اور اگر ان لوگون نے بھی اختلاف کیا پس اگر یہ شخص اہل اجتہاد مین سے ہے تو جو قریب حق کے قول معلوم ہو اُسی پر عمل کرے اور اپنی رائے سے عمل کرے اور اگر اس صورت مین قاضی اہل اجتہاد سے نہو تو جو شخص اُسکے نزدیک زیادہ فقیہ اور بہت پرہیزگار ہے اُسکے قول پر عمل کرے ۔ اگر قاضی نے ایک قوم سے مشورہ کیا اور یہ لوگ اہل فقہ تھے اور انکی رائے سے قاضی کی رائے مخالف ہے تو قاضی کو اپنی رائے چھوڑکر اُنکی رائے پر عمل کرنا نہین جائز ہے اور اگر قاضی نے ایک شخص فقیہ سے مشورہ کیا تو کافی ہے مگر چند لوگون سے فقہا مین مشورہ لینا احوط ہے ۔ اگر اس شخص نے ایک رائے کا مشورہ دیا اور قاضی کی رائے اُسکے برخلاف ہے تو قاضی اپنی رائے نہین چھوڑ سکتا ہے ۔ اور اگر قاضی نے اُسکی رائے کو بسبب اِسکے کہ وہ افضل اور افقہ ہے لائق اہتمام و بزرگی جانا تو اس مسئلہ کو کتاب الحدود مین ذکر کیا اور کہا کہ اگر اس شخص کی رائے کے موافق اُسنے فیصلہ کیا تو مجھے امید ہے کہ اُسکو اتنی گنجائش ہوگی اور اگر اُسنے اُسکی رائے کو ایسا لائق اہتمام نہ جانا تو اُسکو اپنی رائے چھوڑکر دوسرے کی رائے پر عمل کرنا نہ چاہیے یہ محیط مین لکھا ہے ۔

چوتھا باب اختلاف علما کا اس بات مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین صحابہ اجتہاد کرتے تھے یا نہین ۔

اس امر مین اختلاف ہے کہ صحابی مجتہد کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اجتہاد کرنا جائز تھا یا نہین بعضون نے کہا کہ نہین جائز تھا اور اکثر عالمون نے کہا کہ جو شخص آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم سے دور تھا اُسکے لیے جائز تھا اور جو نزدیک تھا اُسکے لیے جائز نہ تھا اور یہی اصح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اسمین اختلاف ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن چیزون مین جنمین آپ کو وحی نہین بھیجی گئی تھی اجتہاد کرتے اور حکم دیتے تھے یا نہین پس بعضون نے کہا کہ اجتہاد نہین کرتے تھے بلکہ وحی کا انتظار کرتے تھے۔ اور بعضون نے کہا پہلے انبیا کی شریعت کی طرف رجوع کرتے تھے کیونکہ اُنکی شریعت جبتک اُسکا نسخ نہ ثابت ہو ہمارے واسطے بھی ثابت ہے اور بعضون نے کہا اُسوقت تک اجتہاد نہین کرتے تھے جب تک کہ وحی کی طمع ہوتی اور جب امید منقطع ہوتی تب اجتہاد کرتے پھر وہی ہمارے واسطے شریعت ہو جاتی تھی پس اگر اُسکے برخلاف وحی آتی تھی تو وہ اُسکی ناسخ ہو جاتی تھی کیونکہ سنت کا کتاب سے منسوخ ہونا ہمارے نزدیک جائز ہے اور بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہ فیصلہ جسکو جاری کر دیا ہے نہین توڑتے تھے ہان آیندہ کے واسطے فیصلہ مین دوسرا حکم دیتے تھے یہ محیط مین لکھا ہے۔

پانچوان باب قاضی کو مقرر کرنے اور معزول کرنے کے بیان مین۔ اگر سلطان نے کسی شخص کو کسی خاص شہر کا قاضی کیا تو وہ اس شہر کے سواد کا قاضی نہوگا جب تک کہ فرمان قضا مین شہر مع سواد نہو۔ اور یہ جواب روایت نوادر کے موافق ہے کہ نفاذ قضا کے واسطے مصر شرط نہین ہے **قال المترجم** یعنی نوادر مین آیا ہے کہ حکم قضا کے نافذ ہونے کے واسطے شہر کا ہونا شرط نہین ہے اور بعضون نے کہا کہ یہی مختار ہے۔ ولیکن ظاہر الروایۃ کے موافق نفاذ قضا کے واسطے شہر کا ہونا شرط ہے تو قاضی گانون مین والی نہوگا اگرچہ سلطان نے اپنے فرمان مین لکھدیا ہو۔ اگر سلطان نے امیر بنایا یا قاضی بنایا کسی شرط یا آیندہ وقت پر معلق کیا ہو مثلاً کہا کہ جب تو فلان شہر مین داخل ہو تو تو وہان کا قاضی ہے یا جب تو شہر مکہ مین جاوے تو تو وہان کا امام ہے یا کہا کہ شروع مہینہ سے مین نے تجھے قاضی کیا یا شروع مہینے سے مین نے تجھے امیر بنایا تو یہ جائز ہے کذا فی الملتقط اور اسپر اجماع ہے کذا فی الخلاصہ۔ اور قاضی کے معزول ہونے کو بھی تعلیق کرنا جائز ہے۔ اگر سلطان نے کسی شخص کو ایک دن کا قاضی کیا تو جائز ہے اور اُسکا وقت مقررہ ہوگا اور اگر مکان کی قید لگائی تو بھی جائز ہے اور اُسی مکان کی خصوصیت ہوگی اور اسی بنا پر اگر قاضی نے اپنا نائب کسی خاص مسجد پر معین کیا تو وہ نائب دوسری مسجد مین بیٹھکر وہان کے قضا یا فیصل نہین کرسکتا ہے یہ ملتقط مین لکھا ہے اور کسی شخص کے واسطے دو شخصون کے درمیان فیصلہ کرنے کو معلق کرنا اور اضافہ کرنا آیندہ زمانہ پر صحیح نہین ہے اور اسی پر فتوے ہے۔ اور اسی طرح بعض حکم کو استثنا کرنا مثلاً ہمارے زمانہ مین دعوے تلجیہ کی سماعت نہ کرنا یا خاص کسی کے مقدمہ مین حکم نہ کرنا ایسا استثنا صحیح ہے اور مستثنے مین وہ شخص قاضی نہوگا اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ فلان شخص کے مقدمہ کی سماعت اُسوقت تک نہ کرے کہ مین اپنے سفر سے واپس ہون تو اُسکو نہین جائز ہے کہ سماعت کرے یا اسمین حکم دے جب تک کہ وہ واپس نہو اور اگر اُسنے فیصلہ کیا تو نافذ نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے اگر قاضی نے کسی حادثہ کے حق مین حکم دیا پھر سلطان نے کہا کہ اس مقدمہ کی دوبارہ علماء کے سامنے سماعت کرے تو یہ قاضی پر فرض نہین ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور شہر حکم قضا کے نافذ ہونے کے واسطے شرط ہے اور یہ ظاہر الروایۃ ہے اور نوادر مین ہے کہ شرط نہین ہے اور یہی مختار ہے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے۔ سلطان نے اگر کہا کہ مین نے تجھکو قاضی بنایا اور یہ بیان نہ کیا کہ کس شہر مین۔ تو جس شہر مین ہے اُسکا قاضی ہوگا۔ اور مختار یہ ہے کہ تمام شہرون پر جو سلطان

کے تحت مین ہین قاضی ہوجاینگا یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور یہی ظاہر تر ہی اگر کسی شہر کے لوگون نے جمع ہو کر ایک شخص کو مقرر کیا کہ اُسمین فیصلہ کیا کرے تو قاضی نہو گا اور اگر جمع ہو کر ایک شخص کے ہاتھ پر عقد سلطنت و خلافت قرار دیا تو وہ خلیفہ و سلطان ہو گا یہ محیط مین لکھا ہی - اگر بادشاہ نے کسی سے کہا کہ مین نے تجھکو قاضی بنایا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ دوسرون کو اپنا خلیفہ مقرر کرے مگر اُسوقت مقرر کرسکتا ہی کہ جب سلطان نے اُسے صریحًا اجازت دیدی ہو یا دلالۃً مثلاً کہا کہ مین نے تجھکو قاضی القضاۃ بنایا کیونکہ قاضی القضاۃ اُسی کو کہتے ہین جو قاضیون کے مقرر و معزول کرنے مین تصرف رکھتا ہو یہ ذخیرہ مین مذکور ہی نجم الدین نسفی نے ایک محضر کے نسبت کہا کہ غیر صحیح ہی کیونکہ اُسمین لکھا ہی کہ یہ قاضی القضاۃ کی طرف سے مقرر ہی اور اُسمین یہ نہ تھا کہ قاضی القضاۃ کو سلطان کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی اجازت ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی اور شمس الائمہ اوزجندی فرماتے تھے کہ حاکم کی طرف سے فرمان مین چاہیے کہ خلیفۃ الحکم از جانب فلان و فلان جو خلیفہ گرداننے کی اجازت فلان کی طرف سے بحکم فرمان صحیح حاصل رکھتا ہی تحریر کیا جاوے - اگر سلطان نے کسی شخص سے کہا کہ مین تجکو اپنا نائب قضا رہین اس شرط سے کرتا ہون کہ تو رشوت نہ لے اور نہ شراب پیے اور نہ کوئی امر خلاف شرع کرے تو مقرر کرنا اور شرط کرنا دونون صحیح ہین اور اگر ایمین سے کوئی چیز اُسنے کی تو قاضی نہ رہیگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر قاضی مقرر کر دیا پھر اُسکے ساتھ ملا دیا کہ فلان شخص کے مقدمہ کی سماعت نہ کرے تو اُس شخص کے حق مین معزول ہو گا کذا فی الخلاصہ اور خزانہ مین لکھا ہی - کہ اگر امام نے کسی شخص کو قاضی مقرر کیا اور اُسکو خلیفہ بنانے کی اجازت دیدی پھر قاضی نے کسی کو حکم دیا کہ اس حادثہ مین دعوے اور گواہی سن لے اور گواہون سے سوال کرے اور اقرار کی سماعت کرے اور خود حکم نہ کرے بلکہ قاضی کو لکھے اور اُسکو خبر دے تاکہ قاضی خود حکم کرے تو ایسے خلیفہ کو اختیار نہین ہی کہ کچھ حکم کرے مگر اُسی قدر جسکا قاضی نے حکم دیا ہی اور جب یہ مقدمہ قاضی کے پاس گیا تو قاضی صرف اس گواہی پر فیصلہ نہ کریگا نہ اس اقرار پر حکم دیگا بلکہ مدعی اور مدعا علیہ کو جمع کرکے دوبارہ گواہی ادا کرنے کا حکم دیگا پس اگر گواہون نے دونون کے سامنے یہی گواہی دی تو اُسوقت اِس گواہی پر فیصلہ کر دیگا اور اس مسئلہ مین بہت سے قاضی غلطی کرتے ہین کہ قاضی کسی شخص کو کسی مقدمہ کی گواہی سننے کے واسطے مقرر کرتا ہی پھر خط خلیفہ کے ساتھ اُسکو لکھتا ہی پھر وہ شخص قاضی کو لکھتا ہی کہ گواہون نے میرے پاس اس اس طرح گواہی دی اور اُنکے الفاظ شہادت نقل کر دیتا ہی یا یہ کہ مدعا علیہ نے میرے سامنے ایسا ایسا اقرار کیا پھر قاضی بدون اسکے کہ دوبارہ اپنے پاس گواہ سنے فیصلہ کر دیتا ہی تو ایسی قضا صحیح نہین کیونکہ قاضی نے خود یہ اقرار وغیرہ نہین سنا پھر کیونکر اُسنے اس گواہی اور اقرار پر فیصلہ کر دیا فقط خلیفہ کے خبر دینے سے مگر اُس صورت مین ہوسکتا ہی کہ جب خلیفہ اور ایک دوسرا آدمی اس اقرار و گواہی کی گواہی دیوین اور اس خلیفہ بنانے کا فائدہ یہ ہی کہ خلیفہ دیکھ لے کہ مدعی کے پاس گواہ ہین یا وہ جھوٹا ہی پس شاید اُسکے گواہ ہون مگر عادل نہون اور کبھی گواہون کے الفاظ متفق نہین ہوتے ہین پس قاضی خلیفہ کو سپرد کر دیتا ہی کہ اسمین غور کرے - سلطان نے اگر کہا کہ مین نے فلان شہر کی قضا زید یا عمرو کو دیدی تو یہ سبب جہالت کے صحیح نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اگر قاضی کو خلیفہ کرنے کی اجازت نہو اور اسنے غیر کو خلیفہ کیا تو خلیفہ کا حکم نافذ نہوگا خواہ یہ استخلاف اُسنے اپنی صحت مین کیا ہو یا مرض یا سفر مین - اگر اُسنے امام وقت کی اجازت سے خلیفہ کیا تو یہ خلیفہ امام کی طرف سے قاضی ہوگا یہانتک کہ قاضی کو اُسکے معزول کا اختیار نہین ہے مگر جبکہ امام

قاضی سے کہدیا ہو کہ جسکو تیرا جی چاہے مقرر کر اور جسکو چاہے معزول کر تو اُسکو معزول کرسکتا ہے۔ اور یہ صورت قاضی کی اُس شخص کے برخلاف ہے جو جمعہ کے قائم کرنے کے واسطے مامور ہوا ہے کیونکہ وہ اپنا خلیفہ مقرر کرسکتا ہے اگرچہ امام نے اُسکو اجازت نہ دی ہو۔ قاضی کو اگر خلیفہ بنانے کی اجازت نہو اور اُسنے خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے قاضی کی مجلس مین اُسکے سامنے حکم دیا تو جائز ہے اور اگر اُسنے قاضی کے سامنے حکم نہ دیا بلکہ اُسکے پیچھے حکم کیا اور وہ مقدمہ قاضی کے سامنے پیش ہوا اور اُسنے اجازت دی تو نافذ ہوگا یہ ہمارے نزدیک ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر مجتہدات مین قاضی نے حکم محکم کی اجازت دی تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اگر لڑکے کو قاضی بنانا چاہا پھر وہ بالغ ہوا تو اُسکو اختیار نہین ہے کہ اُس علم کے موافق قاضی ہو۔ اور غلام سے اگر قضا طلب ہوئی پھر وہ آزاد ہوا تو اُس حکم کے موافق قضا کرسکتا ہے۔ فتاوے نسفی مین ہے کہ یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک سلطان نے وفات پائی اور رعیت نے اتفاق کر کے اُسکے چھوٹے لڑکے نابالغ کو سلطان بنایا تو قاضیون اور خطیبون وغیرہ کا کیا حال ہوگا اور چونکہ یہ ولایت نہین رکھتا ہے قاضی وغیرہ کا تقرر کیونکر ہے تو فرمایا کہ رعیت کو چاہیے کہ بڑے آدمی پر اتفاق کرین کہ جو والی ہو اور اُسی کی طرف سے تقرر ہوگا اور وہ اپنے آپ کو سلطان کے بیٹے کا تابع سمجھے اور درحقیقت وہ والی ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ سلطان نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ فلان شہر مین قاضی مقرر کرے اور اُسنے مقرر کیا تو بطور اجازت سلطانی کے صحیح ہے اور اگر اُسنے خود حکم کیا تو صحیح نہین ہے یہ بزازیہ مین لکھا ہے۔ اگر خلیفہ نے کسی والی شہر سے کہا کہ ہر کرا می بایدت قضا تقلید کن یا عربی مین قلد من شئت یا اُردو مین مترجم کہتا ہے کہ جسکو تیرا جی چاہے قاضی مقرر کردے تو صحیح ہے اور اگر کہا کہ کسی را قضا تقلید کن یا قلد احدا یا ایک کو قاضی کردے تو صحیح نہین ہے۔ اگر سلطان نے اپنے کسی امیر کو خطاب کیا کہ فلان ولایت بتو دادم یا ترا دادم تو وہ شخص قاضی مقرر کرنے کا مالک نہین ہے۔ اور اگر اُسکو کسی شہر کا امیر کیا اور خراج اُسکو چھوڑ دیا اور رعیت مین تصرف کا اختیار علی العموم دیدیا جیسا کہ مقتضای امارت ہے تو اُسکو قاضی مقرر کرنے اور معزول کرنے کا اختیار ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ امام اگر عادل نہو تو اُسکے احکام و حکام جائز ہین اور اگر نابالغ ہو تو اُسکا تولیہ جائز نہین ہے۔ اور امام کو قرشی ہونا چاہیے اور ہاشمی ہونا شرط نہین ہے اور اگر قریش مین سے نہ پایا جاوے تو چاہیے کہ عادل و امانت دار ہو کہ قاضی کے شرائط جانتا ہو۔ اگر مقرر کیا ہوا سلطان نابالغ تھا اور وہ پھر بالغ ہوا تو کیا سلطان باقی رہیگا یا از سر نو بیعت چاہیے اور اصح یہ ہے کہ از سر نو بیعت کی حاجت ہے۔ سلطان نے اگر کسی شخص کو ایک شہر کی قضا سپرد کی اور اسمین ایک قاضی تھا کہ اُسکو صریح معزول نہ کیا تو شبہہ ہے کہ پہلا قاضی معزول نہوگا یہ ملتقط مین لکھا ہے۔ اگر سلطان نے ایک طرف کی قضا دو شخصون کے سپرد کی اور فقط ایک نے حکم دیا تو جائز نہین ہے جیسے دو وکیلون کا حکم ہے اور اگر انکو اسطرح مقرر کیا کہ ہر ایک قاضی فیصلہ کرسکتا ہے تو جائز ہے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے۔ سلطان کو اختیار ہے کہ بجائے قاضی کے دوسرا بدل دے خواہ کسی شک کی وجہ سے یا بلا شک کے اور امام اعظم رح سے یہ روایت ہے صحیح ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ ایک سال سے زیادہ قاضی کو قاضی نہ رکھنا چاہیے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اور سلطان کو چاہیے کہ جب ایک سال گذر جاوے تو اس قاضی کی طرف التفات کرے اور کہے کہ تجھمین کوئی فساد نہین ہے ولیکن مجھے خوف ہے کہ تو علم کو بھول جاوے اسلیے چند روز تو علم کا درس دے پھر ہمارے پاس آنا

تاکہ ہم دوبارہ قاضی مقرر کر دینگے یہ نہایہ مین لکھا ہے ۔ سلطان نے اگر کسی قاضی کو معزول کیا تو معزول نہو جائیگا جب تک کہ اُسکو خبر نہ پہونچے حتے کہ اگر اُسنے معزولی کے بعد خبر پہونچنے سے پہلے کچھ قضیہ فیصل کیے تو جائز ہے اور امام ابو یوسف رحہ سے روایت ہے کہ وہ باوجود اپنی معزولی سے آگاہی کی بھی معزول نہوگا جب تک کہ دوسرا اُسکی جگہ مقرر نہو تاکہ بندگان خدا کے حقوق محفوظ رہین اور امام ابو یوسف رح نے اسکو امام جمعہ کی معزولی پر قیاس کیا ہے اور یہ سب جو بیان ہوا اُسوقت ہے کہ جب عزل مطلق ہو اور اگر یہ قید ہو کہ جب یہ حکم فرمان قاضی کو پہونچے تو وہ معزول ہے پس ایسی صورت مین جب تک خط و فرمان نہ پہونچے معزول نہوگا خواہ اُسکو اپنی معزولی کا علم فرمان کے پہونچنے سے پہلے ہوا ہو یا نہوا ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے ۔ اگر خلیفہ کا انتقال ہوگیا اور اُسکے قاضی اور والی تھے تو وہ اپنے حال پر مقرر رہینگے ۔ اور ہدایۃ الناطفی مین لکھا ہے کہ اگر قاضی نے انتقال کیا یا معزول ہوا تو اُسکے خلیفہ جو قاضی ہین معزول ہوجائینگے ۔ اور اگر صوبہ دار مرگیا تو اُسکے قاضی معزول ہوجائینگے بخلاف خلیفہ کے انتقال کے کہ اُس سے معزول نہونگے کذا فی الملتقط ۔ اگر امام کی طرف سے عامل خراسان کو فرمان پہونچا کہ وہان کے فقیہون یا کسی خاص قوم کو لکھا کہ انکو جمع کر کے کہے کہ قاضی کے باب مین غور کرین اگر انکو پسند ہو تو پھر مقرر کر دے ورنہ اُسکو معزول کر دے پھر ان لوگون نے جمع ہو کر ناپسند کیا اور عامل نے رشوت لیکر لکھدیا کہ وہ لوگ راضی ہین اور قاضی کو چھوڑ دیا وہ حکم دیتا رہا تو صحیح ہے کیونکہ وہ معزول نہین ہوا ہے اور اگر ابتدائی تقرری مین ایسا ہوا ہو تو اُسکے قضایا نافذ نہونگے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے ۔ قاضی اگر اندھا ہوگیا پھر بینا ہوگیا تو وہ اپنے عہدہ پر باقی رہیگا جیسے بعد مرتد ہونے کے اسلام لایا ولیکن حالت مرتد ہونے اور اندھے ہونے کے اُسکے فیصلہ نافذ نہونگے ۔ چار چیزین ہین کہ اگر وہ قاضی مین پیدا ہون تو معزول ہوجائیگا آنکھ کی بینائی جاتی رہنی اور ایسے ہی سماعت اور عقل جاتی رہنی اور مرتد ہوجانا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے ۔ قاضی اگر معزول کیا جاوے تو بعض نے کہا کہ اُسکا نائب بھی معزول ہوگا اور اگر مر جاوے تو نہین معزول ہوگا اور فتوی اسپر ہے کہ قاضی کی معزولی سے نائب معزول نہوگا کیونکہ وہ سلطان کی یا عام لوگون کی طرف سے نائب ہے اور نائب قاضی کی معزولی سے قاضی معزول نہوگا یہ بزازیہ مین لکھا ہے ۔ سلطان نے اگر کسی کو مقرر کیا اور قاضی نے اُسکو رد کر دیا پس اگر بالمشافہہ مقرر کیا تو اُسکو نہین پہونچتا ہے کہ رد کرنے کے بعد قبول کرے اور اگر غیبت مین مقرر کیا مثلاً اپنا فرمان اُسکو بھیجا اور اُسنے رد کیا پھر قبول کیا تو جائز ہے ۔ اور اگر تقرری کسی ایلچی کے ذریعہ سے تھی اور اُسنے رد کر دی تو اُسکو اختیار ہے کہ سلطان کو رد کی خبر پہونچنے سے پہلے قبول کرے ۔ قاضی نے جب کہا کہ مین نے اپنے تئین معزول کیا یا مین نے اپنے تئین عہدہ قضا سے الگ کر لیا اور سلطان نے اسکو سن لیا تو معزول ہوگیا اور بدون بادشاہ کے سننے کے معزول نہوگا ۔ اور اسنے اگر بادشاہ کو خط لکھا کہ مین نے اپنے تئین معزول کیا اور یہ خط بادشاہ کے پاس آیا تو قاضی معزول ہوجائیگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے ۔

[illegible]

چھٹا باب سلطان اور امرا کے احکام کے بیان مین اور خود قاضی کے اپنے ذاتی معاملہ کے فیصلہ کے بیان مین

نوازل مین ہے کہ اگر سلطان نے دو شخصون مین حکم دیا تو نافذ نہوگا اور ادب القاضی خصاف رح مین ہے کہ نافذ ہوگا اور یہی اصح ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے ۔ اگر قاضی خلیفہ کی طرف سے ہو امیر کی طرف سے نہو

ہو امیر کو اختیار نہین ہی کہ فیصلہ کرے اور اگر اُسنے قضاء کا فیصلہ کیا تو نافذ نہوگا۔ ہشام کی روایت ہی کہ مین نے امام ابو یوسف سے سنا ہی کہ اگر قاضی خلیفہ کی طرف سے ہو پھر خلیفہ نے انتقال کیا تو امیر کو اختیار نہین ہی کہ قاضی مقرر کرے اگرچہ مع عشر و خراج وہان کا امیر ہو اور اگر اِس امیر نے حکم کیا تو اُسکا حکم جائز نہوگا اور اسی طرح اگر اس امیر نے کوئی قاضی اپنی طرف سے مقرر کیا تو اُسکا حکم بھی جائز نہوگا اور اگر اس قاضی کے پاس جسکو امیر نے مقرر کیا ہی خلیفہ کا خط آیا تو یہ قضاء کا تمام کرنا ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ مجموع النوازل مین ہی کہ شیخ الاسلام ابو الحسن سے دریافت کیا گیا کہ اگر قاضی کی کسی شخص سے خصومت ہی اور اُسنے فیصلہ کے واسطے خلیفہ (یعنی قاضی کا نائب ۱۲) کے سامنے پیش کیا اور اُسنے حکم دیا تو جائز ہی اُنھون نے فرمایا کہ نہین کیونکہ اُسکا حکم قاضی کے حق مین ایسا ہی جیسے اپنے واسطے خود فیصلہ کرکے خود حکم دیدیا ہو اور شیخ ابو الحسن نے فرمایا کہ جو ایسی بلا مین مبتلا ہو تو چاہیے کہ سلطان سے درخواست کرے کہ دوسرا قاضی مقرر کردے کہ اُس سے اپنے مقدمہ کا فیصلہ کرادے یا کسی حاکم محکم کے پاس پیش کرکے دونون راضی ہوجائین پھر وہ حکم دیدیوے تاکہ نافذ ہوجاوے اور بعض مشائخ نے اِسکو جائز رکھا ہی کہ خلیفہ اُسکے واسطے یا اُسکے اوپر فیصلہ کردے۔ اور نوازل مین بھی اسپر دلالت موجود ہی کیونکہ اسمین مذکور ہی کہ کسی نے سلطان پر قاضی کے سامنے نالش کی پھر قاضی مع سلطان کے ایک جگہ بیٹھے اور مدعی زمین پر بیٹھا تو شیخ نے فرمایا کہ چاہیے کہ قاضی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہو اور مدعی کو اپنی جگہ بٹھادے اور خود زمین پر بیٹھے پھر دونون مین فیصلہ کردے۔ اور یہ روایت صحت کو پہونچی کہ زمانہ امام ابو یوسف مین کسی یہودی نے خلیفہ ہارون رشید پر نالش کی اور قاضی ابو یوسف رح نے اُسکی نالش کی سماعت کی۔ اور خصاف رح نے ذکر کیا ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نے شریح کو قاضی کیا۔ اور اپنی ایک نالش اُنکی یہان پیش کی۔ خصاف رح نے کہا کہ اگر قاضی نے اُس امام کے واسطے جس نے اُسے مقرر کیا ہی کوئی فیصلہ کیا یا اُسکے اوپر حکم دیا تو جائز ہی اور اسی طرح اگر امام کے بیٹے یا اُسکے باپ یا اُسکی زوجہ کے واسطے فیصلہ کردیا تو بھی جائز ہی اور اسی طرح اگر قاضی القضاۃ نے اپنے مقرر کیے ہوے قاضی کے سامنے نالش کردی اور اُسنے اُسکے لیے یا اُسکے اوپر فیصلہ کیا تو جائز ہی۔ اسی طرح اگر امام نے مثلاً خراسان پر ایک قاضی مقرر کیا اور حکم دیا کہ اطراف مین اور قاضی مقرر کردے اور اُسنے مقرر کردیے پھر بڑے قاضی نے ان قاضیون مین سے کسی کے پاس مقدمہ پیش کیا تو جائز ہی خواہ اُسپر اُسنے حکم دیا یا اُسکے واسطے حکم کیا ہو۔ اور واضح ہو کہ پہلے قول کی تائید اِس سے نکلتی ہی کہ ہشام نے اپنی نوادر مین ذکر کیا کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک قاضی کا شفعہ جوار کسی شخص کے ذمہ ثابت ہوا اور اُسنے نہ دیا اور انکار کیا اور اُس شہر کا والی ایسا نہین ہی کہ جو قاضی مقرر کرسکے۔ تو امام نے فرمایا کہ والی دونون سے کہیگا کہ تم دونون کوئی حکم مقرر کرلو کہ فیصلہ کردے پھر مین نے کہا کہ اگر وہ شخص اسسے نہ مانے تو فرمایا کہ اُسپر جبر کیا جائیگا۔ پس امام محمد رح نے اِس صورت مین حکم مقرر کرنے کی طرف اشارہ کیا اور یہ نہ کہا کہ خلیفہ قاضی دونون مین فیصلہ کردے اور حکم مقرر کرنا حضرت عمر رض کے اثر سے ثابت ہی کہ اُنھون نے ایک جھگڑے مین جو اُنکے اور ابو ہریرہ رض کے درمیان مین واقع تھا زید بن ثابت کو حکم قرار دیا اور دوسرے مقدمہ مین شریح کو حکم بنایا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی ہشام کہتے ہین کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ شہر کا قاضی مرگیا اور وہان کا والی متولی تقرر قضا نہین ہی تو کیا خصوم پر جبر کیا جائیگا کہ باہم ایک حکم مقرر کرین پس امام رح نے فرمایا کہ جن صورتون مین یہ

[illegible]

احتیاج واقع ہو کہ مقضی علیہ دوسرے سے رجوع کرے تو جائز نہیں ہی اور مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر مثل قرض و غصب کے ہو تو حکم مقرر کرنے کیواسطے جبر کیا جائیگا اور منتقی مین ہی کہ اگر قاضی کے بیٹے نے باپ کے یہان دوسرے پر نالش کی تو قاضی غور کرے کہ اگر فیصلہ اُسکے بیٹے کے اوپر ہوتا ہی تو فیصلہ کر دے اور اگر اُسکے بیٹے کے واسطے فیصلہ ہوتا ہی تو دونون سے کہدے کہ میرے سوا کسی دوسرے کے سامنے پیش کرو یہ محیط مین لکھا ہی۔ قاضی کو اُس امیر کے واسطے جس نے اُسکو قاضی کیا ہی فیصلہ کر دینا صحیح ہی اسی طرح پر نیچے کے قاضی کو اونچے اور نیچے دونون قاضیون کے واسطے فیصلہ کر دینا درست ہی اور قاضی کو اپنی عورت کی ماں کے واسطے فیصلہ کر دینا درست ہی بشرطیکہ اُسکی عورت مرگئی ہو۔ اور یہ جائز نہین ہی جبتک اُسکی ماں زندہ ہو اور اسی طرح اگر والد کی جورو کے واسطے فیصلہ کر دیا تو درست ہی بشرطیکہ والد کا انتقال ہوگیا ہو اور اگر باپ زندہ ہو تو جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی حد القذف اور قصاص اور تعزیر مین امام وقت اپنے علم پر فیصلہ کریگا یہ سراجیہ مین ہی

ساتوان باب۔ قاضی کی نشست اور اُسکے مکان نشست اور متعلقات کے بیان مین۔

قاضی حکم قضا کے واسطے جلوس ظاہری کے طور پر بیٹھے اور مسجد مین تاکہ اُسکا ٹھکانا اکثر مسافرون اور بعض مقیم لوگون پر پوشیدہ نہ رہے یہ عنایہ مین لکھا ہی۔ اور جامع مسجد اولے ہی پھر جس مسجد مین جماعت قائم ہوتی ہی اگرچہ اُسمین جمعہ نہ پڑھا جاوے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور فخر الاسلام علی بزدوی نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جامع مسجد بیچ شہر مین ہو اور اگر شہر کے کنارے ہو تو چاہیے کہ دوسری مسجد جو بیچ شہر مین ہی اختیار کرے تاکہ بعض مقدمے والون کو شہر کے کنارے جانے مین مشقت نہو۔ اور اگر اپنے قوم کی مسجد مین بیٹھا تو کچھ ڈر نہین ہی اور یہی بعض سلف سے روایت ہی اور فخر الاسلام نے فرمایا کہ یہ حکم بھی جب ہی کہ اُسکی مسجد قوم بیچ شہر مین ہووے اور بازار کی مسجد مین بیٹھنا اختیار کرے کیونکہ وہ بہت مشہور ہوتی ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ جب قاضی مسجد مین داخل ہوا تو میرے نزدیک مستحب ہی کہ پہلے دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے اور چار رکعت افضل ہی کہ وہ دن کی نماز ہی پھر اللہ تعالے سے دعا کرے کہ اُسکو توفیق و سداد عطا کرے اور عصیان سے بچاوے پھر حکم دینے کے واسطے بیٹھے۔ اور اگر اپنے ساتھ اہل فقاہت و کرامت کو بٹھانا چاہے تو اپنے قریب بٹھاوے اور ایسے ہی اہل امانت بھی آپ سے قریب ہونگے۔ اور کچھ ڈر نہین ہی کہ تنہا بیٹھے اگر قضایا کا عالم ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر قاضی جاہل ہو تو مستحب ہی کہ اُسکے ساتھ اہل علم بیٹھیں یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور اُن لوگون سے مشاورت کرے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور خصومت کے وقت مشاورت نہ کرے یہ بزازیہ مین لکھا ہی۔ اور جزدان اپنے داہنی طرف رکھے کیونکہ اُسمین سجل اور محضر اور نوشتہ ہوتے ہین اور اُسکا سامنے ہونا چاہیے اور اُسکا کاتب کچھ ہٹکر اُس سے بیٹھے اسطرح کہ قاضی اُسکو دیکھتا رہے تاکہ وہ رشوت لیکر الفاظ شہادت مین زیادتی و کمی نہ کر دے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر اپنے گھر مین بیٹھنا اختیار کیا تو کچھ ڈر نہین ہی اور لوگون کو اُس دار مین آنے کی اجازت دیوے اور جو اُسکے ساتھ بیٹھتے ہون بیٹھین یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اولے یہ ہی کہ دار وسط شہر مین ہو جیسا کہ مسجد کا حکم ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور مبسوط مین مذکور ہی کہ اپنے منزل مین بیٹھکر حکم قضا دیے مین یا جہان اُسکا جی چاہے کچھ ڈر نہین ہی کیونکہ قضا کا کام کسی مکان کے ساتھ مخصوص نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین مذکور ہی اور اگر اپنے بیت مین بیٹھا تو ہمارے نزدیک کچھ ڈر نہین ہی اگر وسط شہر مین ہو یہ بزازیہ مین لکھا ہی۔ اور خانیہ مین ہی کہ

[illegible]

اگر قاضی مسجد یا دار مین بیٹھا تو ایک دربان مقرر کرے کہ خصوم کو ازدحام سے منع کرے - اور بواب کو حلال نہین ہے کہ اُس سے کچھ لیکر آنے کی اجازت دیدیوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے پھر اگر مسجد مین بیٹھا تو حائض اور جنب ہو اسکے واسطے باہر نکلے اور مسجد مین حد نہ مارے اور نہ تعزیر دے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے - اور راستہ مین بیٹھنے مین کچھ ڈر نہین ہے بشرطیکہ راہ چلنے والون پر تنگ نہو یہ تبیین مین لکھا ہے - اگر قاضی مسجد مین آیا تو کچھ ڈر نہین ہے کہ خصوم کو سلام کرے اور ارادہ اُس سے عام سلام ہو پھر مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ اُن پر سلام کرنے مین کچھ ڈر نہین ہے اور نہ کرنے مین بھی کچھ ڈر نہین ہے تاکہ ہیبت باقی رہے اور حشمت زیادہ ہو اور اسی واسطے والی اور امیر لوگون مین رسم ہے کہ جب داخل ہوتے ہین تو سلام نہین کرتے ہین اور بعض مشائخ نے کہا کہ اُسپر سلام کرنا واجب ہے اور ترک کرنے کی گنجایش نہین ہے اور اسی طرح والی اور امیر پر بھی آنے کے وقت سلام واجب ہے اور ترک کرنے کی گنجایش نہین ہے - پھر جب قاضی کسی طرف مسجد مین حکم کے واسطے بیٹھ گیا تو خصوم پر سلام نہ کرے اور نہ وہ لوگ قاضی کو سلام کرین اور بعض مشائخ نے کہا کہ اسی سے یہ رسم جاری ہوئی کہ لوگ جب والی اور امیرون کے پاس جاتے ہین تو سلام نہین کرتے ہین اور نہ وہ انپر سلام کرتے ہین کیونکہ جب قاضی مین یہ حکم ہے تو والی اور امیر مین بدرجہ اولے ہوگا اور یہ امر ایسا صحیح نہین ہے جیسا کہ ان لوگون نے گمان کیا ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ لوگ امرا کو سلام کرین اور امرا لوگون کو بخلاف قاضی کے اور فرق یہ ہے کہ والی و امیر اسواسطے بیٹھا ہے کہ زیارت کرے اور سلام زائرین کا تحیۃ ہے اور قاضی فیصلہ اور حکم دینے کے واسطے بیٹھا ہے نہ زیارت کے واسطے اور اگر باینہمہ لوگون نے اُسکو سلام کیا تو اُسکو جواب دینے مین کچھ ڈر نہین ہے اور اسمین اشارہ ہے کہ اُسپر جواب سلام واجب نہین ہے بلکہ مختار ہے چاہے جواب دے یا نہ دے کذا فی ادب القاضی اور اگر قاضی نے جواب دینا چاہا تو وعلیکم سے زیادہ نہ کرے اور گواہ قاضی کو سلام کرے اور قاضی اُسکو جواب دے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے - اور شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل بخاری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے تلامذہ کے فقہ سکھلانے کو بیٹھا اور کسی آنے والے نے اُسکو سلام کیا تو اُسکو گنجایش ہے کہ اُسکو جواب سلام نہ دیوے اور ایسی اس شخص کے حق مین بھی فرماتے جو ذکر کرنے کے واسطے بیٹھا خواہ کسی طرح کی یاد الٰہی ہو پھر کسی آنے والے نے اُسکو سلام کیا تو گنجایش ہے کہ اسکا جواب نہ دے اور جب قاضی فیصلہ مقدمات کے واسطے بیٹھا تو چاہیے کہ ایک آدمی اُسکے سامنے کھڑا ہو کہ لوگون کو بے وقت آگے بڑھنے سے اور بے ادبی سے منع کرے اور ایسے شخص کو صاحب المجلس کہتے ہین اور اُسکو شرطی اور عریف اور جلواز بھی کہتے ہین اور اُسکے ساتھ ادب کا کوڑا بھی ہونا چاہیے اور چاہیے کہ یہ شخص امین ہو اور طامع نہونا چاہیے کہ رشوت لیکر بعضے خصوم کی طرفداری کرے اور بے ادبی کے وقت اُسکی تادیب نہ کرے - جب دونون مقدمہ والے قاضی کے سامنے بیٹھین اور قاضی نے مصلحت دیکھی کہ صاحب المجلس چلا جاوے تو اُسکو حکم دیوے کہ اُٹھکر دور چلا جاوے تاکہ اُسکو نہ معلوم ہو کہ دونون مقدمہ والے اور قاضی مین کیا ہوتا ہے کہ کسی مقدمہ والے کو اُس سے اطلاع نہ دے اور نہ کسی کو کچھ سکھلاوے پڑھاوے اور قاضی کو ایسا کرنا چاہیے اگرچہ صاحب مجلس مامون ہو اور اگر اپنے قریب رہنے دیا تو کچھ ڈر نہین ہے اور حاصل یہ ہے کہ کل کام جنمین لوگون کی بھلائی اور احتیاط ہو قاضی ملحوظ رکھے اور اس صاحب مجلس کو نچاہیے کہ کسی مقدمہ والے سے خفیہ باتین کرے یہ محیط مین لکھا ہے - اولے یہ ہے

کہ امین کو اپنے بیٹھنے کی جگہ اپنے آنے سے پہلے بھیجدے تاکہ وہ یاد رکھے کہ پہلے کون آیا ہی اور پھر کون آیا ہی اسی ترتیب سے تاکہ اسی طرح مقدم کرے اور کسی کو اُسکی منزلت او سلطنت کی وجہ سے مقدم نہ کرے - اور اگر اُسکی راے مین یہ آیا کہ مسافرون کو مقدم کرے تو کرسکتا ہی - اور اگر وہ لوگ کثرت سے ہون کہ اُنکی طرف توجہ سے اہل شہر رہے جاتے ہون تو اُنکو اپنے مرتبہ پر لوگون کے ساتھ رکھے اور عورتون کو الگ رکھے اور مردون کو الگ اور اگر عورتون کے واسطے ایک روز علحدہ مقرر کرے تو امین اُنکی زیادہ پردہ پوشی ہی یہ حاوی مین لکھا ہی - امام محمدؒ نے فرمایا کہ جو شخص اُسی رات اپنے اہل مین پہونچ جاوے وہ بمنزلہ مقیم کے ہی اور جسکی رات غیرون مین گذرے وہ مسافر کے حکم مین ہی ولیکن جو مسافر ہی اُسکا حال سخت ہوتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر قاضی کو بوجہ غربت اور مسافرت کے مقدم کرنے کی راے معلوم ہووے تو صرف اِس قول مین کہ مین مسافر ہون اور میرا ارادہ اپنے وطن لوٹ جانے کا ہی اُسکی تصدیق نہ کریگا بلکہ اُس سے گواہ طلب کریگا کہ یہ مسافر ہی ایسا ہی امام محمد سے مروی ہی اور عدالت اس شہادت کے واسطے شرط نہین ہی اگر گواہون کا حال مستور ہو تو بھی کفایت کرتا ہی اور بعضے اصحاب حنفیہ نے کہا کہ اُن رفیقون سے دریافت کرے جنکے ساتھ اسکا ارادہ جانیکا ہی کہ یہ لوگ کب جاوینگے اور کیا فلان شخص بھی اُنکے ساتھ جائیگا پس اگر انھون نے کہا کہ ہان تو عذر سفر متحقق ہو جائیگا - اگر قاضی کے دروازے پر ارباب شہود و ایمان جمع ہوے اور مسافر اور عورتین جمع ہوگئین پس اگر قاضی نے ارباب شہود کو مقدم کیا تو ہوسکتا ہی اور اگر مسافرون کو مقدم کیا تو اُسکو اختیار ہی اور اگر عورتون کو مقدم کیا تو ہوسکتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور چاہیے کہ قاضی جب دونون مقدمہ والون کو بلاوے تو برابر بٹھلاوے اور دونون کو اپنے سامنے بٹھلاوے یہ محیط مین لکھا ہی - اور دونون کی طرف لحاظ اور کلام مین مساوات ملحوظ رکھے اور کسی ایک سے خفیہ بات نہ کرے اور نہ اُسکی طرف اشارہ کرے نہ ہاتھ سے اور نہ سر سے اور نہ ابرو سے یہ غایہ مین لکھا ہی - اور کسی ایک کے بالمواجہہ نہ ہنسے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی - اور مجلس حکم مین مزاح سے مطلقاً پرہیز کرے خواہ دونون کے ساتھ یا ایک کے ساتھ یا غیر کے ساتھ ہو اور غیر مجلس حکم مین بھی زیادہ مزاح نہ کرے کیونکہ اُس سے مہابت جاتی رہتی ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اور اسی طرح قاضی کو نہ چاہیے کہ کشادگی کے ساتھ ایک سے کوئی ایسی بات بولے جو دوسرے سے نہین بولا ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر اُسکے قلب کا میلان دونون مخاصمون سے ایک کی طرف ہو اور چاہے کہ اُسکی دلیل غالب ہو تو اُس سے مواخذہ نہوگا کیونکہ یہ بے اختیار امر ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور حاصل یہ ہی کہ قاضی برابر کرنے پر مامور ہی مگر جہانتک برابری ممکن ہو پس جتنی چیزون مین دونون مین برابری کرسکتا ہی اُنکے ترک کرنے سے ماخوذ ہوگا اور جن چیزون مین برابری نہین کرسکتا ہی اُنمین معذور رہیگا اور ماخوذ نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - پس اگر دونون مخاصم مین سے ایک سلطان ہو یا عالم ہو پھر سلطان اُسکے برابر بیٹھا اور خصم زمین مین بیٹھا تو قاضی کو چاہیے کہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہو اور زمین مین بیٹھے اور اُس خصم کو اپنی جگہ بٹھلاوے تاکہ ایک کی دوسرے پر تفصیل نہ لازم آوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور ایک مقدمہ والے کی مہمانداری نہ کرے مگر جبکہ دوسرا بھی اُسکے ساتھ ہو تو جائز ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی - اور ایک کے ساتھ ایسے زبان مین گفتگو نہ کرے کہ جسکو دوسرا نہ جانتا ہو یہ بدائع مین لکھا ہی - اور مختصر خواہر زادہ مین ہی کہ اپنے منزل

مین دونون مین سے ایک کے ساتھ تخلیہ نہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور قاضی کو ایسا فعل نہ کرنا چاہیے کہ جس سے تہمت لگائی جاوے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اور ایک کی طرف سے اپنی گردن پھیر لینا مکروہ ہی اور شرعاً ممنوع ہی اور مکروہ ہی کہ دونون سے ایک کو اپنے مکان مین آنے کی اجازت دیوے۔ اور جبکا مقدمہ نہو اُسکو اجازت دینے کا مضائقہ نہین ہی کہ سلام کرنے یا کسی حاجت کے واسطے آوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور ایک شخص کو داہنی طرف اور دوسرے کو بائین جانب جگہ نہ دے کیونکہ داہنی طرف افضل ہوتی ہی اور ایسی برابری چھوٹے بڑے مین کرے جتنے کہ اُسپر واجب ہی کہ باپ اور بیٹے اور خلیفہ و رعیت اور ذمی و شریف مین بھی مساوات ملحوظ رکھے۔ یہ تبیین مین لکھا ہی۔ صاحب الاقضیہ نے لکھا ہی کہ خصوم کی نشست قاضی سے دو ہاتھ کے فاصلے پر ہونی چاہیے اسطرح کہ دونون کا کلام بدون آواز بلند کرنے کے سننے مین آوے۔ اور جسوقت مجلس مین بیٹھے تو چاہیے کہ محراب سے تکیہ دے اور خصاف رح وغیرہ کے زمانہ مین قبلہ رو ہو کر بیٹھتے تھے اور ہماری رسم بہتر ہی اور قاضی کے پیادے اُسکے رو برو حاضر رہین تاکہ لوگون مین ہیبت ہو مگر اُنکو اتنے دور رکھے کہ جو کچھ مقدمہ والون اور قاضی مین گفتگو ہوتی ہی اُسکو نہ سنین اور بعض مسائل مین قاضی کی رائے نہ معلوم کرین اور اُسکے باطل کرنے کے واسطے حیلہ نہ تلاش کرین یہ محیط مین لکھا ہی۔ جب دونون خصم آگے بڑھین تو مدعی سے اُسکا دعوے دریافت کرے اور یہ خصاف رح اور ابو جعفر رح نے ذکر کیا ہی اور یہ مسئلہ مختلف فیہ ہی بعضون نے کہا کہ قاضی دعوے دریافت نہ کرے بلکہ خاموش رہے اور مدعی کا دعوے سماعت کرے اور بعضون نے کہا کہ دریافت کرے اسی کو خصاف رح اور ابو بکر رح نے لیا اور ایسا ہی محاضر ابن سماعہ اور منتقی مین ہی اور شیخ الاسلام علی البزدوی نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق قاضی دریافت کرے اور امام محمد رح کے نزدیک خاموش رہے اور خانیہ مین لکھا ہی کہ جب خصوم قاضی کے سامنے بیٹھین تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اُنسے دریافت کرے کہ تم مین سے کون مدعی ہی اور جب مدعی معلوم ہوا تو اُس سے کہے کہ کیا دعوے ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ ایسا نہ کرے اور قول امام ابو یوسف کا ارفق ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور جب دونون حاضر ہون تو قاضی کو اختیار ہی کہ چاہے دونون سے گفتگو شروع کرے اور کہے کہ تم دونون کیا چاہتے ہو اور چاہے اُنھین پر گفتگو چھوڑ دے۔ اور یہی بہتر ہی تاکہ وہ جھگڑے کو چھیڑنے والا نگنا جاوے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ پھر اگر اُس سے سوال کیا یا نہ کیا بلکہ اُسنے خود ہی دعوے کیا تو قاضی مدعا علیہ سے جواب دعوے مدعی دریافت کرے یہ صاحب اقضیہ اور خصاف رح نے ذکر کیا ہی قاضی دعوے مدعی کو ایک صحیفہ مین لکھے اور اسمین غور سے دیکھے کہ صحیح ہی یا فاسد ہی اگر فاسد ہو تو مدعی علیہ پر متوجہ نہو لیکن مدعی سے کہے کہ اُٹھ اور اپنے دعوے کی تصحیح کر یہ خصاف نے ایک مقام پر ادب القاضی مین ذکر کیا ہی اور دوسرے مقام پر ذکر کیا کہ ایسا نہ کہے اور اُسی کو ہمارے بعض مشائخ نے اختیار کیا ہی اور یہ کہے کہ تیرے لیے یہ تقریر دعوے فاسد ہی پس مجھپر اسکی سماعت واجب نہین ہی اور یہ تلقین نہین ہی بلکہ دعوے کے فاسد ہونیکا حکم بیان کرتا ہی اور اگر اُسکا دعوے صحیح ہو تو قاضی مدعا علیہ سے دریافت کرے کہ تیرے خصم نے تجھپر ایسا ایسا دعوے کیا ہی پس تو اُسکے جواب مین کیا کہتا ہی۔ ایسا ہی خصاف رح نے ذکر کیا ہی اور یہی کتاب الاقضیہ مین ہی اور اسمین بھی مشائخ کا اختلاف ہی جیسا کہ مدعی سے استفسار مین اختلاف ہی یعنی بعضون کے نزدیک مدعا علیہ سے

جواب طلب کرے بلکہ اُسکی طرف دیکھے کہ وہ کیا جواب دیتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اور جب صاحب دعوے نے گفتگو شروع کی تو دوسرے
کو خاموش کر دے اور صاحب دعوے کی گفتگو سنے کیونکہ اگر دونون نے یکبارگی کلام کیا تو کسی کا کلام سمجھ مین نہ آویگا پھر جب وہ کلام
کر چکا تو اُسکو حکم دے کہ خاموش رہے اور دوسرے سے دریافت کرے اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ دوسرے سے بلادرخواست
مدعی بھی دریافت کرے اور یہی ہمارے نزدیک اصح ہی اور بعض قاضیون نے اختیار کیا کہ بدون درخواست مدعی کے جواب نہ لیگا یہ سغناقی
مین لکھا ہی- اور گواہون کو اسطرح نہ سکھاوے کہ کیا تو اسطرح گواہی دیتا ہی اور امام ابو یوسف رح نے اسکو ان صورتون
مین مستحسن رکھا ہی کہ جنمین تہمت نہو مثلاً وہ شخص امین ہو اور عالم ہو کہ اسکے سکھلانے کی ضرورت نہو اور اکثر ایسا ہوتا ہی
کہ قاضی کے دبدبہ اور ہیبت سے گواہ کی زبان بند ہو جاتی ہی پس اسکی اسطرح پوچھنے سے ایک مسلمان کا حق سرسبز
ہوتا ہی اور قنیہ اور خزانہ مین لکھا ہی کہ جو مسائل قضا سے متعلق ہین اُنمین امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہی
اسلیے کہ انکو تجربہ سے زیادہ علم حاصل ہوا تھا کذا فی شرح ابو المکارم - قاضی کو نہ چاہیے کہ کسی کو دونون خصم مین سے
حجت سکھلاوے مگر جب ایک سے قسم طلب ہوئی اور قسم لینے کا وقت آیا پس اگر مدعی کے گواہ حاضر نہون تو اس سے
دریافت کرے کہ کیا تیرے پاس گواہ ہین - نوازل مین ہی کہ شیخ ابو نصر سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصون نے
قاضی کے سامنے بڑھکر مقدمہ پیش کیا کہ ایک نے کہا کہ میرے اسپر ہزار درم ہین اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا
تو انھون نے فرمایا کہ مدعا علیہ سے اسکا جواب طلب کرے - اور ابو بکر نے فرمایا کہ دو شخص یحیی بن اکثم کے آگے
آئے اور ایک نے کہا کہ میرے اس شخص پر ہزار درم ہین پھر یحیی نے اُس سے کہا کہ تو نے مجھے ایک خبر سنائی
پھر تو کیا چاہتا ہی اور مراد یہ تھی کہ یہ دعوے صحیح نہ تھا جبتک کہ ایک بار یہ نکہے کہ میرا حق دلایا جاوے یا مثل اسکے
کوئی لفظ کہے اور شیخ ابو نصر نے فرمایا کہ یہ ہمارے نزدیک کچھ نہین ہی کیونکہ وہ دونون تو اسی غرض سے
آئے تھے - پھر جب قاضی نے جواب مدعا علیہ کا سن لیا تو اسکو ایک کاغذ پر لکھے یا کاتب سے کہے کہ اُسکے سامنے
تحریر کرے بسم اللہ الرحمن الرحیم فلان بن فلان قاضی کے پاس فلان روز فلان مہینہ کی فلان تاریخ
فلان سنہ مین حاضر ہوا - پھر اگر قاضی مدعا علیہ اور مدعی کو پہچانتا ہی تو انکو ایک رقعہ مین سنانے کے طور پر لکھے
کہ فلان حاضر ہوا اور اپنے ساتھ فلان شخص کو لایا اور اگر نہ پہچانتا ہو تو یون لکھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر بیان کیا
کہ وہ فلان بن فلان ہی یعنی باپ یا دادا کی طرف اُسنے نسبت کی یا مولے تھا تو لکھے فلان شخص مولے فلان بن فلان
کا ہی پھر اگر اسکی کوئی تجارت یا صناعت ہو کہ جس سے پہچانا جاتا ہی تو زیادہ شناخت کے واسطے اُسی کی
طرف نسبت کر دے اور اسی طرح زیادہ شناخت کے واسطے اُسکا حلیہ ذکر کر دے ولیکن حلیہ ایسا ذکر کرے
جس سے اُسکی زینت ہی نہ بُرائی پھر لکھے کہ یہ شخص ایک دوسرے شخص کو لایا کہ یہ فلان بن فلان ہی جیسی صورتین
ہم نے مدعی کی طرف ذکر کی ہین سب لکھے - پھر لکھے کہ اس مدعی فلان بن فلان نے فلان بن فلان مدعا علیہ
پر یہ دعوے کیا ہی اور بدون زیادتی ونقصان کے اُسکا دعوے تحریر کرے - پھر لکھے کہ قاضی نے مدعا علیہ
فلان بن فلان سے جواب اُس دعوے مذکورہ بالا کا جو فلان بن فلان مدعی نے پیش کیا ہی دریافت کیا پس اگر مدعا علیہ نے اُسکا
اقرار کر لیا ہووے تو تحریر کر دے اور خانیہ مین لکھا ہی کہ مدعا علیہ کو حق وفا کر دینے کا حکم دے یہ تاتار
خانیہ مین لکھا ہی - اور اگر اُسنے انکار کیا ہو تو اُسکا انکار تحریر کر دے تاکہ بعد اسکے دریافت ہو کہ اسپر گواہ طلب

کرنا چاہیے تھا یا نہیں اور اس انکار کو بلفظہ لکھنا چاہیے نہ یہ کہ اُسکو زبان عربی مین لیجاوے مگر جبکہ بدون زیادتی و کمی کے لیجانا ممکن ہو اور بدون اسکے کہ اسمین کوئی کلمہ مبہم مشترک داخل کرے کیونکہ انکار کا حکم اُسکے اختلاف انواع کے موافق بدلجاتا ہی مثلاً جسکے پاس ودیعت تھی اگر اُسنے سرے سے ودیعت کے رکھنے سے انکار کیا پھر واپس کرنے یا تلف کرنے کا دعوے کیا تو مسموع نہوگا اور اگر اسطرح منکر ہوا کہ مجھپر تیرے اس مدعویہ مال کا سپرد کرنا واجب نہیں اور نہ اُسکی قیمت واجب ہی پھر اُسکے واپس دینے یا تلف ہونے کا دعوے کیا تو اسکا دعوے مسموع ہوگا پس اسی واسطے چاہیے کہ اُسکی عبارت بلفظہ بدون کمی و زیادتی کے تحریر کرے تاکہ اُسی کی بنا پر حکم دیا جاوے اور یہ جو ذکر ہوا خصاف رح اور ابوجعفر رح کے قاضیون کی رسم تھی اور ہمارے زمانہ کے قاضیون کی رسم اس سے بہتر ہی یعنی مدعی قاضی کے دروازہ کے کاتب کے پاس آتا ہی اور وہ اُسکا دعوے ایک بیاض مین لکھتا ہی اور لکھتا ہی کہ قاضی کے پاس حاضر ہوا اور اس قاضی کا نام لکھتا ہی اور تاریخ کی جگہ چھوڑ دیتا ہی پھر مدعی کا نام اور اُسکا نسب تحریر کرتا ہی پھر مدعا علیہ اور اُسکا نسب تحریر کرتا ہی پھر دعوی مع شرائط تحریر کرتا ہی پھر جواب کی جگہ چھوڑ دیتا ہی پھر جب مدعی یا اُسکا وکیل بیٹھا تو اُسی تحریر کے موافق سوال پیش کرتا ہی اور قاضی مدعا علیہ سے اُسکا جواب طلب کرتا ہی اور جب اُسنے اقرار یا انکار کا جواب دیا تو بیاض اُسنے قاضی کو دی کہ اُسنے تاریخ لکھی اور آخر مین جواب بعبارۃ المدعی علیہ تحریر کیا پھر اگر اُسنے اقرار کر لیا تو قاضی حکم دیگا کہ تو اپنے عہدہ سے نکل گیا اور اگر اُسنے انکار کیا تو مدعی سے کہیگا کہ اِسنے انکار کیا تو کیا چاہتا ہی اور یہ خصاف رح اور ابوجعفر رح نے ذکر کیا اور اسمین اختلاف ہی پس اگر مدعی نے کہا کہ اس سے قسم لیجاوے تو قاضی موافق رائے خصاف رح اور ابوجعفر رح کے اس سے کہے کہ کیا تیرے پاس گواہ ہین اگر اُسنے کہا کہ نہین ہین تو مدعا علیہ سے قسم لیگا اور اگر اُسنے کہا کہ ہان تو قاضی اُنکے حاضر لانے کا حکم دیگا اور گواہون کے نام اور نسب اور حلیہ اور محلہ سب لکھیگا یا کاتب سے لکھوائیگا پھر جب مدعی نے اپنے گواہ پیش کیے تو کاتب فقط اُنکی گواہی کے الفاظ بدون کمی یا زیادتی کے تحریر کریگا پھر جب گواہ قاضی کے سامنے بیٹھے اور گواہی کا وقت آیا تو قاضی بیاض کو لیگا اور اُنکی گواہی دریافت کریگا اور اگر خود قاضی نے اُنکے الفاظ شہادت لکھے تو بہت اوثق اور زیادہ احتیاط ہی پھر قاضی اُنکے الفاظ شہادت دعوے کے ساتھ مقابل کریگا پس اگر دعوے کے موافق ہون اور قاضی نے گواہون کا عادل ہونا بھی معلوم کیا تو مدعا علیہ سے کہیگا کہ تیرے پاس اسکا دفعیہ ہی اگر اُسنے کہا کہ ہان مگر تو مجھے مہلت دے کہ مین اُسے پیش کرون تو اُسکو مہلت دیگا اور اگر اُسنے کہا کہ نہین تو حکم اُسپر جاری ہوگا ۔ اور اگر قاضی نے گواہون کو عادل نہ جانا تو توقف کریگا ۔ اور اگر مدعی نے کہا کہ میرے گواہ حاضر ہین مگر مین مدعا علیہ سے قسم چاہتا ہون پس اگر یہ مراد ہی کہ گواہ اسی مجلس مین حاضر ہین تو قاضی اُسکی استدعا قبول نہ کرے اور نہ مدعا علیہ سے قسم لیگا بالاجماع ایسا ہی قدوری نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی ۔ اور اگر اُسنے کہا کہ شہر مین موجود ہین تو امام اعظم کے نزدیک مدعا علیہ سے قاضی قسم نہ لیگا اور امام ابویوسف رح نے کہا کہ لیگا اور امام محمد رح کا قول مضطرب ہی اور جب یہ مسئلہ مختلف فیہ ہی پس اگر قاضی کے نزدیک حلف لینا روا تھا اور اُسنے حلف لیا اور مدعا علیہ نے قسم کھالی اور پھر قاضی سے طلب کیا کہ مجھے ایک تحریر چاہیے کہ فلان شخص نے فلان شخص پر دعوے کیا اور اُسنے قسم کھالی تاکہ یہ شخص دوبارہ اسی قاضی کے یہان یا دوسرے قاضی کے پاس نالش نہ کرے اور مجھسے قسم نہ لے تو قاضی اُسکو تحریر کر دیگا اور قاضی کو اختیار ہی کہ چاہے علیحدہ رقعہ مین لکھدے یا اسی بیاض مین جسمین دعوے و انکار ہی تاریخ لکھکر دیدیوے

سمجھ واضح ہو کہ دو حال سے خالی نہین یا تو دعوے کسی عین مین واقع ہوگا یا دین مین ۔ پس اگر دعوے دین کا کیا اور مدعی بہ کوئی کیلی چیز ہے تو دعوے جب صحیح ہوگا کہ مدعی اُسکی جنس کہ جو ہے یا گیہون اور نوع کہ سینچی ہوئی پیداوار ہے یا بری اور خریفی ہے یا ربیعی اور صفت کہ جید ہے یا درمیانی یا ردی اور گیہون مین سرخ یا سپید بھی ذکر کرے اور اُسکی مقدار کہ اسقدر قفیز ہے اور قفیز بھی چونکہ فی ذاتہا مختلف ہے فلان قفیز سے بھی ذکر کرے اور اُسکے وجوب کا سبب ذکر کرے کیونکہ قرضہ کے احکام اپنے اسباب کے ساتھ مختلف ہین مثلاً اگر قرضہ بسبب سلم کے ہو تو اُسکا بدلنا جائز نہین ہے اور اُسکے ادا کرنے کی جگہ بیان کرنا بھی چاہیے تاکہ اختلاف سے نکل جاوین اور اگر کسی مبیع کا ثمن ہو تو اُس سے بدلنا جائز ہے اور اُسمین ادا کرنے کے جگہ شرط نہین ہے اور قرض ہووے تو اُسمین میعاد لازم نہین ہے اور اگر سلم ہو تو مع اُسکی شرائط صحت کے ذکر کرنا چاہیے یعنی جنس راس المال اور اُسکا وزن اگر وزنی ہو اور اُسی مجلس مین اُسکا لے لینا تاکہ امام اعظمؒ کے نزدیک صحیح ہو جاوے اور مسلم فیہ کی مدت ایک مہینہ یا زیادہ تاکہ حد اختلاف سے نکل جاوے و ایسے ہی سوا اسکے اور شرطین سلم کی بیان کرے اور قرض مین قبضہ ذکر کرے اور قرض لینے والے کا اپنی حاجت مین صرف کرنا اسواسطے کہ قرضہ امام اعظم کے نزدیک اُسپر قرض نہین ہوتا جب تک اُسکو تلف نہ کرے اور چاہیے کہ دعوے قرض مین بھی یہ لکھے کہ مین نے اسکو اسقدر اپنے مال سے قرض دیا کیونکہ جائز ہو کہ شاید وہ مال قرض دینے مین دوسرے کا وکیل ہو اور وکیل قرض محض سفیر ہوتا ہے کہ اُسکو لینے اور ادا کرنے کے مطالبہ کا حق نہین ہوتا ہے ۔ اسی طرح ہر سبب مین اُسکے شرائط ذکر کرے کیونکہ ہر شخص لینے کے شرائط کو نہین دریافت کر سکتا ہے تو قاضی کے سامنے اسکو بیان کرنا چاہیے تاکہ قاضی اُسمین غور کرے اگر اُسکو صحیح پاوے تو عمل کرے ورنہ واپس کرے ۔ اگر مدعی بہ یعنی جس چیز کا دعوے ہے وزنی ہو تو اُسکی جنس ذکر کرے اگر سونا مضروب ہو تو ذکر کرے کہ اسقدر دینار اور اُسکی نوع ذکر کرے کہ نیشاپوری کل کی یا بخاری کل کی اور اُسکی صفت ذکر کرے کہ جید یا ردی یا درمیانی اور یہی عامہ مشائخ کا مذہب ہے اور فتاوے نسفی مین ہے کہ اگر اُسنے احمر خالص ذکر کر دیا تو جید ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے اور بعض مشائخ کے نزدیک یہ بھی ذکر ضروری ہے کہ کس سکہ کا ہے اور کون والی ملک تھا اور بعضون نے یہ شرط نہین لگائی اور اسمین گنجائش ہے اور مثقال بھی ذکر کرے اور مثقال کی نوع بھی ذکر کرے اور اگر مضروب نہو تو دینار ذکر نہ کرے بلکہ مثقال ذکر کرے پس اگر خالص ہو تو ویسا ذکر کرے اور اگر اسمین کچھ میل ہو تو اسی قدر میل ذکر کر دے ۔ اور اگر مدعی بہ نقرہ ہو اور مضروب ہو تو اُسکی انواع ذکر کرے یعنی مضاف الیہ اور اُسکی صفت کہ جید یا ردی یا وسط ہے اور اُسکی مقدار ذکر کرے کہ وزن سبعہ سے کس قدر مثقال ہے اور اگر غیر مضروب ہو اور خالص ہو تو فضہ خالصہ ذکر کرے اور اُسکی نوع اور صفت اور مقدار ذکر کرے اور اگر مدعی بہ درم مضروب ہون اور اُنمین میل زیادہ ہو پس اگر وزن سے اُنکا معاملہ ہوتا ہو تو اُنکی نوع اور صفت اور مقدار ذکر کرے اور اگر عدد سے اُنمین معاملہ ہووے تو گنتی ذکر کر دے ۔ اور اگر دعوے کسی عین مین ہو پس اگر مدعی بہ مال منقول ہو اور وہ تلف ہو گیا ہے تو فی الحقیقہ دعوے دین مین ہے یعنی اُسکی قیمت مین تو موافق بیان سابق کے اُسکی جنس اور صفت اور قدر و نوع بیان کرنا شرط ہے اور اگر تلف نہین ہوا قائم ہے اور اُسکا حاضر لانا ممکن ہے تو حاضر کرنا ضرور ہے اور دعوی اور گواہی کے وقت اُسکی طرف اشارہ ہونا چاہیے ۔ اور اگر

دعوے کسی عین غائب مین ہو مثلاً کسی نے دعوے کیا کہ ایک کپڑا میرا یا ایک میری باندی اس شخص نے غصب کر لی اور یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ مر گئی یا موجود ہی اور کہان ہی پس اگر ایسی چیز عین کی جنس و صفت اور قیمت بیان کر دی تو اُسکا دعوے مسموع اور گواہی مقبول ہوگی اور اگر قیمت نہ بیان کی تو عامہ کتب مین اشارہ ہی کہ دعوے مسموع ہوگا مثلاً کتاب الرہن مین ہی کہ اگر کسی نے دعوے کیا کہ مین نے اسکے پاس ایک کپڑا رہن کیا اور وہ انکار کرتا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اسکا دعوے مسموع ہوگا اور کتاب الغصب مین ہی کہ ایک شخص نے دعوے کیا کہ اسنے میری ایک باندی غصب کر لی اور اُسپر گواہ پیش کیے تو دعوے مسموع اور گواہی مقبول ہوگی اور بعض مشائخ نے کہا کہ اس صورت مین دعوے مسموع ہوگا کہ جب اُسکی قیمت بیان کر دی اور فقیہ ابوبکر اعمش فرماتے تھے کہ تاویل اس مسئلہ کی یہ ہی کہ گواہون نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے غصب کا اقرار کیا ہی تو حبس اور قضا دونون کے حق مین باندی کا غصب ثابت ہوگا اور عامہ مشائخ اسپر ہین کہ یہی دعوے صحیح ہی اور گواہی مقبول ہی ولیکن حبس کے واسطے فقط اور امام محمد کے اطلاق سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی۔ فخر الاسلام علی بزدوی نے فرمایا کہ جب مسئلہ مین اختلاف ہوا تو قاضی کو چاہیے کہ مدعی کو بیان قیمت کی تکلیف دے اگر وہ بیان نہ کر سکا تو بھی اُسکے دعوے کی سماعت کرے اور یہ اسواسطے کہ کبھی آدمی اپنے مال کی قیمت نہین جانتا ہی پس اگر اسکو بیان قیمت کی تکلیف لازم کیجاوے تو ضرر دینا ہوگا اور اپنے حق کو نہین پہونچ سکتا ہی۔ اور جب بیان قیمت مدعی کے ذمہ سے ساقط ہوا تو گواہون سے بہ درجہ اولے ساقط ہوگا۔ اگر دعوے عقار مین ہو مثلاً دار ہو تو جس شہر مین وہ دار واقع ہی اسکا بیان کرنا ضرور ہی پھر محلہ کو بیان کرے پھر کوچہ کو بیان کرے پہلے عام سے شروع کرے یعنی شہر سے پھر خاص کی طرف یعنی محلہ وغیرہ کی طرف آوے اور بعضون کے نزدیک خاص سے عام کی طرف جاوے اور عامہ اہل علم کے نزدیک اسکو اختیار ہی جس طرح چاہے ذکر کرے ولیکن اسکے بعد حدود کا ذکر کرنا ضرور ہی اور یہ ذکر کرے کہ فلان کے دار سے ملا ہی اور نہ ذکر کرے کہ فلان کا دار ہی کیونکہ اس سے فلان کا دار بھی دعوے مین شامل ہوجائیگا کیونکہ حد اپنی محدود مین داخل ہوتی ہی اور ہمارے نزدیک دونون یکسان ہین۔ پس اگر اُسنے دو حدین ذکر کر دین تو ظاہر الروایت کے موافق کافی نہین ہی اور اگر تین ہی حدین ذکر کر دین تو کافی ہی

یہ محیط مین لکھا ہی۔

یعنی جسکا ٹھکانا نہین معلوم ۱۲

آٹھوان باب قاضی کے افعال وصفات کے بیان مین۔

قاضی کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے اور حق فیصلہ کرے اور ہوا و ہوس کی پابندی سے فیصلہ نہ کرے کہ گمراہ ہو جاوے اور نہ دوسرے کے رغبت پر اور نہ خوف پر فیصلہ کرے بلکہ اپنے پروردگار کی فرمان برداری اختیار کرے اور اُسکے ثواب عظیم کا خواہشمند رہے اور اُسکے عذاب الیم سے بچے اور خطاب فاصل اور حکمت حکیم کی پیروی کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی قاضی کے فتوے دینے مین چند اقوال ہین اور صحیح یہ ہی کہ کچھ خوف نہین ہی خواہ مجلس قضا مین ہو یا اُسکے علاوہ معاملات مین ہو یا دیانات مین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اسپر اتفاق ہی کہ خصوم کے پاس فتوے نہ دے تاکہ وہ اُسکی رائے سے واقف ہو کر تلبیس کی فکر نہ کرین اور ابن سماعہ نے امام ابویوسف رح سے روایت کی کہ دو شخص قاضی کے پاس کسی کام کو آئے اور قاضی کو گمان ہوا کہ اسواسطے آئے ہین کہ معلوم کرین کہ اُسنے کیا حکم دیا ہی

تو انکو اپنے پاس سے اُٹھا دے - امام محمد رحمۃ نے اصل مین لکھا ہی - کہ اُسکو اپنے واسطے مجلس قضا مین خرید و فروخت نہ کرنا چاہیے اور شمس الائمہ سرخسی نے کہا کہ اس لفظ مین کہ اپنے واسطے اشارہ ہی کہ اگر یتیم یا قرضدار میت کے واسطے خرید و فروخت کرے تو کچھ ڈر نہین ہی اور اگر غیر مجلس قضا مین اپنے واسطے خرید و فروخت کرے تو ہمارے نزدیک جائز ہی اور خانیہ مین لکھا ہی - کہ صحیح یہ ہی کہ ایسا نہ کرے نہ مجلس قضا مین اور نہ غیر مجلس قضا مین کیونکہ لوگ اُسکو معاملہ قضا مین سبک سمجھینگے اور چاہیے کہ اسکے واسطے کسی دوسرے ثقہ کو مقرر کرے - اور اُسکو قرض لینا نہ چاہیے مگر ایسے شخص سے جو اُسکا دوست ہو یا قاضی ہونے سے پہلے اُسکا خلیط ہو - اور اسی طرح عاریت لینے کا بھی یہی حکم ہی اور قاضی جنازہ کی مشایعت کرے اور مریض کی عیادت کرے مگر اس مجلس مین زیادہ نہ ٹھہرے اور نہ کسی خصم کو یہ قدرت دے کہ اُس سے کسی مقدمہ مین کچھ کلام کرے اور سغناقی مین لکھا ہی - کہ اُسی مریض کی عیادت کرے جو مخاصم نہووے اور اگر وہ مریض مدعی یا مدعا علیہ ہو تو اُسکی عیادت نچاہیے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور قاضی کو بدخو سخت دل جفاکار لڑاکا نہونا چاہیے اور اُسکی عفت اور صلاحیت اور دانشمندی و عالم حدیث و فقہ ہونے پر لوگون کو اعتماد ہونا چاہیے اور چاہیے کہ امورات شرعیہ مین سخت و شدید ہو مگر نہ بدزبانی کے ساتھ اور لوگون کے ساتھ نرمی کرے مگر نہ ضعف کے ساتھ کذا فی التبیین اور اپنے پیادون کو مہربانی کی تاکید رکھے یہ بزازیہ مین لکھا ہی - ینابیع مین ہی کہ حالت غضب مین اُسکو فیصلہ کرنا مکروہ ہی اور بھی ایسی حالت مین کہ اونگھ مین ہو مکروہ ہی اور بھوکھ پیاس کی حالت مین بھی مکروہ ہی اور یہ حکم کراہت اُسوقت ہی کہ جہت قضا واضح نہو اور اگر صاف اور واضح ہو تو مکروہ نہین ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جس روز فیصلہ کے واسطے کچہری کرنا چاہیے اُسروز نفل روزہ رکھنا اُسکو نہ چاہیے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور ایسی حالت مین کہ اُسکا دل کسی زیادہ خوشی کی طرف ہو یا جماع کی حاجت ہو یا سخت گرمی و سردی سے پریشان ہو یا مدافعہ کی طرف میلان ہو تو فیصلہ نکرے یہ نہرالفائق مین لکھا ہی - اور ایسی حالت مین کہ دل تنگ یا کھانے سے گران بار ہو فیصلہ کے واسطے نہ بیٹھے اور اگر اُسکو غم یا غصہ یا اونگھ لاحق ہو تو رُک جاوے حتے کہ جب موقوف ہو جاوے تو حکم دے بہر حال فیصلہ کے واسطے اُسوقت بیٹھے جب مزاج اعتدال پر ہو - اور اپنی چشم و گوش و فہم و قلب مقدمہ والون کی جانب متوجہ رکھے اور جلدی انکے حق مین نہ کرے اور نہ انکو ڈراوے کیونکہ خوف سے آدمی کی حجت کٹ جاتی ہی کذا فی الحاوی اور عمدہ پوشاک پہنکر باہر آوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور تکیہ دیکر یا چار زانو بیٹھکر فیصلہ کرے یہ بزازیہ مین لکھا ہی ولیکن برابر چار زانو بیٹھکر فیصلہ کا حکم دینا شان قضا کی تعظیم کے مناسب ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اور یہ نچاہیے کہ دیر تک بیٹھکر اپنے نفس کو تعب مین ڈالے بلکہ صبح و شام یا جتنے وقت تک خوشی سے بیٹھ سکے بیٹھے اور یہی حکم فقیہ اور مفتی کو ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر قاضی جوان عمر کا ہو تو چاہیے کہ اپنی اہلیہ سے اپنی حاجت سے فارغ ہو کر مجلس قضا مین بیٹھے یہ سراجیہ مین لکھا ہی - چلتے وقت یا سواری کی حالت مین فیصلہ نہ کرے اور یہی حکم مفتی کے باب مین بھی مشائخ سے منقول ہی کہ چلتے وقت فتوے نہ دے بلکہ کسی جگہ بیٹھکر جب قرار پاوے تو فتوے دے اور بعضون نے کہا کہ اگر مسئلہ واضح ہو تو راستہ مین فتوے دینے مین ڈر نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور عیون مین ہی کہ اگر قاضی کے بھائی یا چچازاد بھائی اُسکے پاس مقدمہ پیش کرین

تو اُنکے درمیان جلد فیصلہ نہ کرے بلکہ تھوڑا اُنکو ٹالے شاید باہم صلح کرلیں اور کبری مین لکھا ہو کہ یہ حکم رشتہ دارون مین خاص نہین ہو بلکہ اجنبیون مین بھی ایسا ہی چاہیے کذا فی التاتارخانیہ

نوان باب قاضی کے روزینہ اور دعوت اور ہدیہ وغیرہ کے بیان مین

اگر قاضی محتاج فقیر ہو تو اولے ہو کہ اپنا رزق بیت المال مین سے لیوے بلکہ اُسپر لینا فرض ہو و اگر غنی ہو تو اُسمین اختلاف ہو اولے یہ ہو کہ بیت المال سے نہ لیوے یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - اور اُسی شہر کے بیت المال سے لیگا جہان فیصلہ کرتا ہو کیونکہ وہین کے لوگون کے واسطے فیصلہ کرتا ہو یہ غیاثیہ مین لکھا ہو جسطرح قاضی کے واسطے بقدر کفایت بیت المال سے دیا جاتا ہو اُوسی طرح اُسکے عیال اور اعوان دمیثت کی بھی خبرگیری بیت المال سے ہوگی - اور تعطیل کے روز روزی کے باب مین امام محمدؒ سے منقول نہین ہو اور متاخرین نے اختلاف کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ اُس دن کی روزی بھی لیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو - اگر قاضی نے بیت المال سے کچھ لیا تو اجرت پر کام کرنے والا نہوگا بلکہ اللہ کے واسطے کام کرتا ہو اور یہی حکم فقہا اور علما اور ان معلمون کا ہو جو قرآن پڑھاتے ہین - اور روایت ہو کہ ابو بکر رض جب خلیفہ ہوئے تو اپنی روزی بیت المال مین سے لیتے تھے اور ایسے ہی عمر رض و علی رض سے مروی ہو اور عثمان رض چونکہ غنی اور صاحب ثروت تھے اسواسطے کچھ نہین لیتے تھے یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور امام کو چاہیے کہ قاضی اور اُسکے عیال پر رزق کی وسعت رکھے تاکہ وہ لوگون کے مال مین طمع نہ کرے اور روایت ہو کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتاب بن اسید کو مکہ کا والی کیا تو اُنکو چارسو درم سالانہ دیا کرتے تھے اور یہی روایت ہو کہ صحابہ نے حضرت ابوبکر رض کے واسطے بھی اسی قدر مقرر کیا تھا اور روایت ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے ایک کاسہ ثرید ہر روز بیت المال مین سے تھا اور یہی روایت ہو کہ حضرت علی رض کے واسطے پانچ سو درم ماہواری تھا یہ بدائع مین لکھا ہو - اور قاضی کے محرر اور قسام کی اجرت کو اگر قاضی کی رائے مین مقدمہ والون پر ڈالنا مصلحت معلوم ہو تو ایسا کرے اور اگر بیت المال سے دینا مناسب جانے اور اُسمین گنجائش ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہو اور علے ہذا القیاس وہ کاغذ جسمین مدعی کا دعوے اور گواہون کی گواہی لکھتا ہو اگر مدعی سے لینا مناسب ہو تو لیوے ورنہ بیت المال سے بھی درصورت گنجائش ہو سکتا ہو - اور نوازل مین ابراہیم سے روایت ہو کہ مین نے امام ابو یوسف رح سے سنا کہ اُنسے کسی نے دریافت کیا کہ اگر قاضی نے تیس درم کاتب اور کاغذ کے صرف مین لیے پھر بیس درم کاتب کو دیے اور دس درم ایک شخص کو جو اُسکے ساتھ کھڑا ہوتا ہو دیے اور صحیفہ و کاغذ کے دام مدعی پر ڈالے تو ایسا ہو سکتا ہو اُنھون نے فرمایا کہ جس طور پر اُسنے نام سے لیے ہین اُسکے سوا دوسرے طور پر صرف کرنا میرے نزدیک اچھا نہین ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو - واضح ہو کہ ہدیہ وہ مال ہو جو دیا جاوے اور اُسمین کچھ شرط نہو اور رشوت وہ مال ہو جو بشرط اعانت دیا جاوے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو - پھر قاضی ہدیہ نہ قبول کرے مگر اپنے ذی رحم محرم سے یا ایسے شخص سے جس سے قاضی ہونے سے پہلے سے عادت جاری ہو اور یہ بھی اُس صورت مین ہو کہ جب رشتہ دار قریب یا ہدیہ والے دوست کا مقدمہ نہو اور حاصل یہ ہو کہ قاضی کا ہدیہ چند طرح کا ہوتا ہو ایک اُس شخص کی طرف سے جسکا مقدمہ ہو تو ایسے ہدیہ کو قبول نہین کرسکتا ہو خواہ قاضی ہونے سے پہلے اُس سے رسم ہدیہ جاری تھی یا نہ تھی اور خواہ اُسین سے

ص
عینی جوہرہ نیرہ
اسکے بیان [illegible]
[illegible]

قرابت ہو یا نہو اور ایک ایسے شخص کی طرف سے جسکا مقدمہ نہین ہی اور اسکی بھی دو صورتین ہین یا تو قاضی ہونے سے پہلے اُس سے ہدیہ کی رسم قرابت یا دوستی کی وجہ سے جاری تھی یا نہ تھی اگر نہ تھی تو اُسکو قبول نہین کرسکتا ہی اور اگر پہلے سے رسم تھی اور اب بھی اُسنے اُسی قدر بھیجا جسقدر پہلے بھیجتا تھا تو قبول کرے اور اگر اُسنے اب زیادتی کی تو زیادتی کو قبول نہ کرے اور فخر الاسلام بزدوی نے کہا کہ اگر بھیجنے والے کا مال بھی اُسی قدر بڑھگیا ہی جس حساب سے اُسنے زیادتی کی ہی تو اُسکے قبول کرنے مین کچھ ڈر نہین ہی۔ پھر اگر قاضی نے ایسا ہدیہ لے لیا جسکا لینا نہ چاہیے تھا تو مشائخ نے اختلاف کیا بعضون نے کہا کہ اُسکو بیت المال مین رکھے اور عامہ مشائخ کے نزدیک اگر صاحبان ہدیہ کو پہچانے تو اُنکو واپس کردے اور سیر کبیر مین بھی اسی طرف اشارہ ہی کذا فی النہایہ اور یہی ہر مال کا حکم ہی کہ جسکا لینا نہ چاہیئے تھا کذا فی الخلاصۃ اور اگر صاحب ہدیہ کو نہین پہچانتا ہی یا پہچانتا ہی مگر بسبب دوری کے واپس کرنا متعذر ہی تو اُسکو بیت المال مین رکھے اور اُسوقت اُسکا حکم لقطہ کا حکم ہی کذا فی النہایۃ اور اگر ہدیہ دینے والے کو پھیرنے سے رنج ہو تو قبول کرے اور اسقدر قیمت اُسکو دیدے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور قاضی اپنے والی سے جسنے اُسکو مقرر کیا ہی ہدیہ قبول کرے اور اگر اُسکا کوئی مقدمہ ہو تو بعد فیصلہ کے قبول کرے یہ عتابیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے کسی واعظ کو کچھ بھیجا تو قبول کرسکتا ہی اور اُسی کا ہو جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور امام اور مفتی کو ہدیہ قبول کرنا جائز ہی اور خاص دعوت بھی قبول کرنا درست ہی اور امام محمد رح نے اصل مین لکھا ہی کہ عام دعوت کے قبول کرنے مین قاضی کو بھی کچھ ڈر نہین ہی اور خاص دعوت نہ قبول کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور صحیح بات یہ ہی کہ جو دعوت ایسی ہو کہ اگر دعوت کرنے والے کو معلوم ہوجاوے کہ قاضی اُسمین نہ آویگا تو وہ دعوت تیار نہ کرے تو یہ خاص دعوت کہلاتی ہی اور پھر بھی تیار کرے تو عام دعوت ہی کذا فی الکافی اور قریب رشتہ دار اور اجنبی کی دعوت خاصہ کی کچھ تفصیل نہین مذکور ہوئی جیسا کہ اجنبی کی صورت مین اگر رسم دعوت سابق سے ہو یا نہو اسکی بھی تفصیل نہ معلوم ہوئی۔ اور قدوری نے ذکر کیا ہی کہ قاضی محرم قرابت والے کی دعوت خاصہ قبول کرے یہ شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہی اور طحاوی نے لکھا ہی۔ کہ امام اعظم رح اور ابو یوسف رح کے نزدیک محرم قرابتی کی دعوت خاصہ قبول نہ کرے اور امام محمد رح کے نزدیک قبول کرے اور شمس الائمہ سرخسی اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ اگر دعوت کرنے والا قاضی ہونے سے پہلے اُسکی دعوت نہین کیا کرتا تھا تو قبول نہ کرے خواہ قریب ہو یا اجنبی ہو اور اگر اس سے پہلے کیا کرتا تھا مگر ہر مہینہ مین ایک بار اور اب ہر ہفتہ مین ایک بار دعوت کرتا ہی تو قبول نہ کرے مگر وہی ہر مہینہ مین ایک بار اور اسی طرح اگر اُسنے اقسام طعام مین زیادتی کردی تو قبول نہ کرے مگر جب اُسکا مال بھی اسی قدر زیادہ ہوگیا ہو جتنی اُسنے کھانے مین زیادتی کی ہی تو قبول کرنے مین ڈر نہین ہی اور یہ سب حکم اُس صورت مین ہی کہ جب دعوت کرنے والے کا کوئی مقدمہ نہو اور اگر ہو تو قبول نہ کریگا خواہ قریب رشتہ دار ہو یا دوست ہو کہ پہلے سے رسم دعوت جاری ہو یا نہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر دعوت بدعت ہو تو قاضی کو اُسمین حاضر ہونا نہ چاہیے کیونکہ جب غیر کو اُسمین حلال نہین تو قاضی کو بدرجہ اولی نہین چاہیے اور اگر دعوت سنت ہو جیسے ولیمہ اور دعوت ختنہ تو اُسمین جاوے اور اسمین کچھ تہمت نہین ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ واضح ہو کہ احکام رشوت بھی اسی سے متصل ہین اور جاننا چاہیے کہ رشوت چند طرح کی ہوتی ہی

ایک یہ کہ کوئی شخص کسی کو کچھ مال دوستی و محبت کی خواہش سے بھیجے اور یہ مہدی اور مہدی الیہ دونون کو حلال ہو اور ایک یہ ہو کہ کچھ مال اس غرض سے دیوے کہ اُسنے اسکو جان یا مال کا خوف دلایا تھا یا سلطان کو اس غرض سے دیوے کہ اُس سے اپنی جان یا مال کا ظلم دفع ہو تو ایسی رشوت لینے والے کو حلال نہین ہو اور اگر لیگا تو جو حکم اس باب مین آیا ہو کہ آتش دوزخ مین جلیگا اُسپر جاری ہوگا اور اسمین اختلاف ہو کہ دینے والے کو دینا جائز ہو یا نہین پس عامہ مشائخ کے نزدیک جائز ہو کیونکہ وہ اپنی جان یا مال کو بچاتا ہو اور ایک یہ صورت ہو کہ کسی کو اس غرض سے دے کہ اُسکے اور سلطان کے درمیان معاملہ ٹھیک رکھے اور وقت حاجت کے مدد کرے اور اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ اُسکی حاجت حرام ہو تو اس صورت مین دینے والے کو دینا نہین جائز ہو اور لینے والے کو لینا بھی نہین جائز ہو اور دوسری یہ کہ اُسکی حاجت مباح ہو اور اسمین بھی دو صورتین ہین ایک یہ کہ دینے مین یہ شرط کر دی کہ مددگاری کے واسطے دیتا ہو تو لینا نہین جائز ہو اور دینے مین اختلاف ہو بعضون کے نزدیک دینا حلال ہو اور بعضون کے نزدیک نہین حلال ہو اور سب کے نزدیک لینا و دینا حلال ہونے کے واسطے حیلہ یہ ہو کہ اُسکو مثلاً ایک رات و دن کے واسطے بعوض اُسقدر مال کے جو دینا چاہیے مزدور مقرر کرے تاکہ اُسکا کام کرے اور اجرت کا مستحق ہو اور یہ مزدور کرنے والا مختار ہو چاہے اُسکو اس کام پر رکھے یا کسی اور کام مین لگا دے اور مشائخ نے کہا کہ یہ حیلہ بھی اُسوقت درست ہوگا کہ جب وہ کام اس لائق ہو کہ جسپر اجرت درست ہوتی ہو کذا فی المحیط اور اگر اجارہ مین مدت نہ مقرر ہوئی تو جائز نہین ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور بدون اس حیلہ کے دینا بعضون کے نزدیک حلال نہین ہو اور بعضون کے نزدیک حلال ہو اور یہی اصح ہو اور یہ اختلاف اُسوقت ہو کہ جب اُسنے کام کی درستی سے پہلے دیا ہو اور اگر کام درست کرنے اور ظلم سے نجات دینے کے بعد ایسا کیا تو دینے والے کو دینا اور لینے والے کو لینا حلال ہو اور یہی اصح ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور یہی صحیح ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اور دوسری صورت یہ کہ جسمین دینے مین یہ شرط صریح نہ لگائی ہو ولیکن غرض یہ ہو کہ میری مدد کرے سلطان کے یہان اور اُس صورت مین بھی اختلاف ہو عامہ مشائخ کے نزدیک مکروہ نہین ہو اور یہ اختلاف اُسوقت ہو کہ دونون مین ہدیہ کی رسم پہلے سے کسی وجہ سے نہو اور اگر پہلے سے اُنمین یہ رسم ہو اور اُسنے موافق رسم کے بھیجا اور اس شخص نے اُسکے کام کی درستی مین کوشش کی تو یہ عمدہ بات ہو کیونکہ احسان کا بدلا احسان ہو اور ایک صورت یہ ہو کہ کسی نے سلطان کو اسواسطے بھیجا کہ اُسکو کوئی کام مثل قضا وغیرہ کے سپرد کرے تو لینا دینا نہ دینے والے کو حلال ہو اور نہ لینے والے کو جائز ہو یہ محیط مین لکھا ہو

دسوان باب - اُن صورتون کے بیان مین جو حکم ہوتی ہین اور جو نہین ہوتی ہین اور جن سے حکم قضا بعد صحت کے باطل ہو جاتا ہو اور جن سے باطل نہین ہوتا ہو - مشائخ نے فرمایا کہ قاضی کو چاہیے کہ جسوقت حکم دینا چاہے تو خصوم سے بیان کرے کہ مین تمہارے درمیان مین حکم کر دون اور یہ احتیاط ہو تاکہ اگر اُسکے قاضی ہونے مین کچھ فتور ثابت ہو تو دونون کے حکم بنانے سے وہ حکم ہو سکتا ہو اور اگر قاضی نے کہا کہ میرے نزدیک ثابت ہوا کہ اس شخص کا اُسپر اسقدر حق ہو تو قاضی امام ابو عاصم عامری کہتے تھے کہ یہ قاضی کی طرف سے حکم ہوگا اور اسی کو شمس الائمہ حلوائی اور صدر الشہید نے اختیار کیا ہو اور خانیہ مین ہو کہ اسی پر فتوے ہو اور قاضی شمس الاسلام

محمود اوزجندی فرماتے تھے کہ ضرور ہی کہ قاضی کہے کہ مین نے یہ حکم قضا دیا یا یہ حکم دیا یا بجبیر قضا نافذ کی اور ایسا ہی ناطفی نے اپنے واقعات مین ذکر کیا ہی اور یہ لکھا ہی کہ اگر ایک شخص نے ایک دار کا جو دوسرے کے قبضہ مین ہی دعوے کیا اور قاضی نے مدعا علیہ سے کہا کہ مین اس دار مین تیرا حق نہین دیکھتا ہون تو یہ حکم نہین ہی اور شیخ الاسلام ظہیر الدین مرغینانی بھی ایسا ہی فتوے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر کسی دار کے حق مین گواہون کی عدالت ظاہر ہوگئی اور قاضی نے مدعا علیہ سے کہا کہ ابن محدود بامن مدعی دہ تو یہ حکم نہوگا اور یون کہنا چاہیے کہ حکم کردم بامن محدود این مدعی را اور صحیح یہ ہی کہ یہ کہنا کہ مین نے حکم کیا یا مین نے قضا نافذ کی شرط نہین ہی بلکہ یہ کہنا کہ میرے نزدیک ثابت ہوا ہی حکم ہونے کے واسطے کافی ہی اور اسی طرح یہ کہنا کہ میرے نزدیک ظاہر یا صحیح ہوا یا مین نے معلوم کیا یہ سب حکم ہین - اگر قاضی نے کسی حادثہ مین حکم دینے کے بعد کہا کہ مین نے اپنے فیصلہ سے رجوع کیا یا مجھے سہوا ہوسکے اور رائے معلوم ہوئی یا مین نے اپنا حکم باطل کر دیا یا مجھے گواہون کے تلبیس معلوم ہوگئی اور اپنا حکم باطل کرنا چاہا تو یہ کلام معتبر نہوگا اور قضا اپنے موقع پر نافذ رہیگی بشرطیکہ دعوے صحیح و گواہی مستقیم و گواہون کی عدالت ظاہر ہوگئی ہو - اور فتاوے نسفی مین ہی کہ ایک غلام نے اپنی آزادی کا دعوے کیا اور غلام کے گواہی پیش کرنے سے قاضی نے اُسکی آزادی کا حکم دیا پھر غلام نے کہا کہ مین نے تو جھوٹ کہا تھا اور مین اس شخص کا غلام ہون تو اس صورت مین قضا باطل ہونے کی کوئی روایت نہین آئی ہی اور شیخ نے فرمایا کہ باطل نہونا چاہیے بخلاف اسکے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے پر کسی قدر مال کا دعوے کیا اور قاضی نے گواہون کی گواہی پر مال کا حکم دیا پھر مدعی نے کہا کہ مین تو اپنے دعوے مین جھوٹا تھا تو قضا باطل ہوجائیگی - اور حکم قضا کے بعد اگر مدعی نے کہا کہ یہ مقضی بہ یعنی مال مثلا میری ملکیت نہین ہی تو قضا باطل نہوگی کیونکہ اب ملک نہونے سے یہ نہین لازم آتا ہی کہ پہلے حکم قضا کے وقت بھی ملکیت نہو بخلاف اسکے کہ اگر کہا کہ کبھی میری ملک نہ تھا تو قضا باطل ہوجائیگی - مقضی لہ یعنی جسکے واسطے فیصلہ ہوا ہی اگر اُسنے کہا کہ جس چیز کا میرے واسطے فیصلہ کیا گیا ہی وہ میرے لیے حرام ہی اور کسی شخص کو حکم دیا کہ مقضی علیہ یعنی مدعا علیہ سے اُسکو میرے واسطے خرید کرے تو اس سے حکم قضا باطل ہوجائیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ مال معین بسبب خرید کے یا ارث کے میری ملکیت ہی پھر کہتا کہ میری ملکیت ہرگز کبھی نہ تھا یا ہرگز کا لفظ نہ کہا تو اُسکے گواہون کی گواہی مقبول نہوگی اور حکم قضا باطل ہوجائیگا اور اگر یون کہا کہ میری ملکیت نہین ہی تو حکم باطل نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - قضا سے پہلے مشہود لہ نے اگر اپنے گواہون کی تکذیب کی اور اُنکو فاسق گردانا تو یہ امر مانع قضا ہی اور اگر بعد حکم قضا کے ایسا کیا تو موافق اشارات کتاب الاصل و جامع کے حکم قضا باطل ہوگا - اور قاضی امام ابو علی نسفی فرماتے تھے کہ بعد حکم قضا کے اگر مشہود لہ نے اپنے گواہون کی تفسیق کی تو قضا باطل نہوگی اور اسکو بعض مشائخ نے گمان کیا کہ اصل اور جامع سے مخالف ہی اور یہ گمان غلط ہی کیونکہ جامع مین جو فاسق گرداننا مذکور ہی اس سے یہ مراد ہی کہ وہ فسق بسبب گواہی جھوٹی دینے کے پیدا ہوا اور اس سے حکم قضا باطل ہوجائیگا اور مراد قاضی ابو علی رحمہ اللہ کی یہ ہی کہ اُسنے محض فاسق گردانا مثلاً یون کہا کہ یہ گواہ زانی ہین یا شراب خوار ہین تو اس سے قضا باطل نہوگی قال المترجم کیونکہ جائز ہی کہ بعد حکم قضا کے وہ لوگ ایسے ہوگئے ہون یا اُسنے لغو کہا یہ ملتقط مین مذکور ہی - امام محمد رہ نے

جامع مین فرمایا کہ اگر مدعی کے گواہ قائم کرنے سے قاضی نے کسی دار کا فیصلہ اُسکے نام کر دیا پھر اُسنے اقرار کیا کہ یہ فلان شخص کا دار ہی میرا اسمین کچھ حق نہین ہی اور فلان شخص نے اُسکی تصدیق کی پھر مدعا علیہ نے اُس سے کہا کہ اس اقرار سے تونے اپنے گواہون کی تکذیب کی اور خطاے قاضی کا مقر ہوا تو اس صورت مین حکم قضا اپنے حال پر باقی رہیگا اور مدعا علیہ کو کوئی راہ نہ دار پر قبضہ کی ہی نہ مدعی پر - اور اگر اُسنے اسطرح اقرار کیا کہ بعد حکم قضا کے کہا کہ یہ گھر فلان شخص کا ہی اور کبھی میرا نہ تھا یا اسکا اولٹا کہا مثلاً یہ دار کبھی میرا نہ تھا اور فلان شخص کا ہی پس اگر اُس فلان شخص نے اِسکی تصدیق کی تو بہر صورت یہ دار مدعا علیہ کو واپس کرے اور فلان شخص کا اس مدعی پر کچھ نہوگا - اور اگر اُس فلان شخص نے اُسکی اس اقرار کی کہ فلان شخص کا ہی تصدیق کی اور یہ کہ کبھی میرا نہ تھا تکذیب کی مثلا یون کہا کہ فی الواقع یہ دار اُسی کا تھا مگر بعد فیصلہ کے اِسنے مجھے ہبہ کیا اور مین نے اسپر قبضہ کر لیا تو اس صورت مین یہ دار اس فلان شخص کو دیدیا جائیگا - اور یہ حکم اُس صورت مین ظاہر ہی کہ جب اُسنے پہلے فلان شخص کے واسطے ہونیکا اقرار زبان سے نکالا پھر اپنی ملکیت نہونے کی نفی کی کیونکہ اقرار کی صحت ظاہری کے بعد وہ بطلان کا مدعی ہی اور فلان شخص نے اُسکے بطلان اقرار کی تکذیب کی تو اُسکا اقرار باطل نہوگا اور اس صورت مین مدعا علیہ کو دار کی قیمت دیدیگا کیونکہ اُسکے زعم مین وہی دار کا مالک ٹھہرا اگر بسبب پہلے اقرار فلان شخص کے واسطے کر لینے کے اُسکے سپرد کرنے سے عاجز ہی تو اُسکی قیمت ادا کرے جیسا کہ دار کے منہدم ہو جانے کی صورت مین قیمت دینی پڑتی - مگر دوسری صورت مین مشکل ہی کہ جب اُسنے پہلے اپنی ملکیت سے نفی کی اور اس صورت مین چاہیے کہ اُسکا اقرار درست نہو کیونکہ جب اُسنے پہلے نفی کی تو اپنے گواہون کو جھٹلایا کہ اُنھون نے اقرار و گواہی دی تھی کہ یہ دار فی الاصل اسی کا ہی اور یہی اُسنے حکم قضا کے باطل ہونے کا اقرار کیا اور یہ کہ دار مدعا علیہ کی ملک ہی پھر جب اُسنے دوسرے کی ملکیت کا اقرار کیا تو اُس اقرار کے بعد ہوا پس چاہیے کہ صحیح نہو ولیکن اس اعتراض کا جواب یہ ہی کہ یہ بوجہ تقدیم و تاخیر کے ہی اور تقدیم اقرار سے اُسکا کلام صحیح ہوتا ہی اور تقدیم و تاخیر شائع ہی لہذا ہم نے اُسکے کلام کی صحت کے واسطے اقرار کو مقدم رکھا کہ صحت کلام اصل ہی ولیکن یہ کہنا اُسکا کہ ولیکن یہ فلان شخص کا ہی کلام سابق سے موصول ہونا چاہیے کیونکہ کلام کی تقدیم و تاخیر مین بعض کو بعض سے ملا ہونا چاہیے - اور مشائخ نے فرمایا کہ فلان شخص نے جو اقرار کیا کہ اِسنے مجھکو ہبہ کیا اور مین نے اُسپر قبضہ کیا ہی یہ کلام ضروری ہی کہ بعد مجلس قضا کے واقع ہوا ہو تاکہ قاضی کو اُسکے ہبہ کی تصدیق کرنا ممکن ہو اور اگر اُسی مجلس حکم مین ہو تو ظاہر ہی کہ اُسمین ہبہ اور قبضہ نہین واقع ہوا تو اُسکا اقرار صحیح نہوگا اور بھی مشائخ نے فرمایا کہ مدعی دار کی قیمت مدعا علیہ کو دیگا یہ قول امام محمد کا ہی اور یہی پہلا قول امام ابو یوسف رح کا ہی اور بعضون نے کہا کہ یہی سب کا قول ہی - اگر مدعی نے کہا کہ یہ دار میرا نہین ہی یہ فلان شخص کا ہی پس یہ کہنا اور یون کہنا کہ یہ دار فلان شخص کا ہی میرا اسمین کچھ حق نہین ہی دونون یکسان ہین کہ قاضی کا حکم باطل نہوگا - جامع مین ہی کہ ایک شخص کے قبضہ مین ایک دار ہی اور دوسرا شخص آیا اور کہا کہ یہ دار میرے باپ کا ہی - اور اُسنے میرے واسطے میراث چھوڑا ہی اور اُسنے گواہ قائم کیے اور قاضی نے اُسکے لیے فیصلہ کر دیا اور پھر ایک شخص دوسرا آیا اور اُسنے دعوے کیا کہ یہ میرا دار ہی مین نے اِسکو اِسکے باپ کی زندگی مین اس سے خریدا تھا اور اس شخص نے اُسکی تصدیق کی تو دار مدعا علیہ کو واپس دیا جائیگا اور قضا باطل ہوگی

اور خریداری کے دعوے کرنے والے سے کہا جائیگا کہ تو مدعا علیہ پر اپنی دلیل و گواہ قائم کر کہ تونے اسکے باپ سے حالت زندگی مین خریدا تھا پھر اگر اُسنے اسطرح گواہ پیش کیے تو اسکے حق مین فیصلہ کیا جائیگا ورنہ نہین یہ محیط مین لکھا ہے۔

گیارھوان باب عدوی اور تسمیر اور ہجوم علے الخصوم کے بیان مین۔

قال المترجم ہر ایک لفظ کے معنی آگے اپنے موقع پر معلوم ہو جائینگے۔ اگر قاضی کے پاس ایک شخص آیا اور کسی شخص پر اپنے حق کا دعوے کیا اور قاضی کو نہین معلوم کہ یہ حق کہتا ہے یا باطل ہے پھر اُسنے عدوے چاہا یعنی قاضی سے طلب کیا کہ اُسکے خصم کو حاضر کرلے پس اسکی صورتین ہین ایک یہ کہ مدعی علیہ شہر مین ہو اور اسمین بھی دو صورتین ہین اول یہ کہ مدعی علیہ مرد تندرست یا عورت تندرست ایسی کہ جو باہر نکلتی ہے اور لوگون سے ملتی ہے تو اس صورت مین قیاس یہ چاہتا ہے کہ عدوی نہ دے اور استحسانا عدوی دیگا ۔ اور عدوی کی دو قسمین ہین ایک یہ کہ قاضی خود جاوے ۔ اور دوسری یہ کہ ایسے شخص کو بھیجے جو اُسکو حاضر کرے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دونون صورتون پر خود عمل فرمایا ہے مگر ہمارے زمانہ مین قاضی خود نجائیگا اور دوسری صورت یہ ہے کہ مدعا علیہ شہر مین بیمار ہو یا عورت پردہ نشین ہو کہ جسکا نکلنا معہود نہین ہے تو قاضی انکے حاضر کرانے مین اُسکی التماس کو قبول نہ کریگا اور مشائخ کا باہم اختلاف ہے کہ کسقدر مرض مین قاضی اُسکو عدوے نہ دیگا بعضون نے کہا کہ ایسا ہو کہ خود بنفسہ حاضر نہو سکتا ہو اگرچہ سواری یا لوگون کے اُٹھا لانے سے بدون مرض کے زیادتی کے آسکتا ہو اور یہی قول ارفق اور اصح ہے پھر جب اُسکو حاضر نہ کرایا تو کیا کرنا چاہیے تو اُسکی دو صورتین ہین اگر قاضی کو خلیفہ کرنے کی اجازت ہو تو خلیفہ کرکے دونون کی طرف بھیجدے کہ وہان مدعی و مدعا علیہ مین فیصلہ کردے اور اگر اُسکو خلیفہ کرنے کی اجازت نہو تو اپنا ایک امین جو فقیہ ہو مع دو گواہون عادل کے بھیجدے تاکہ جو کچھ واقع ہو اُسکی شہادت قاضی کے سامنے گذرے کذا فی الذخیرہ اور ایسے دو گواہ بھیجے جو اُس مریض کو یا عورت کو پہچانتے ہون کذا فی المحیط اور قاضی کو چاہیے کہ جس وقت امین کو بھیجے تو اُسکو قسم لینے کی صورت اور کیفیت بتلاوے تاکہ جب مدعا علیہ انکار کرے تو موافق رائے قاضی کے اُس سے قسم لے اور قسم لینے کی کیفیت مین لوگ مختلف ہین اسی واسطے بیان کردیا اور بتلا دینا اُسکو چاہیے ۔ پھر جب یہ لوگ مدعا علیہ کے پاس گئے اور امین نے اُسکو دعوے کی خبر دی پس اگر اُسنے اقرار کیا تو اُسپر دو گواہ کرے کہ اُس سے کہے کہ اپنا وکیل ساتھ کرے کہ قاضی کی مجلس مین اُسکے سامنے گواہ اس اقرار پر گواہی دین اور قاضی اُسکے وکیل کی حاضری پر فیصلہ کرے اور اگر مدعا علیہ نے انکار کیا تو مدعی سے یون کہے کہ تیرے پاس گواہ ہین اگر اُسنے کہا کہ ہان تو مدعا علیہ سے کہے کہ اپنا وکیل ساتھ کرے کہ اُسکے سامنے گواہ گواہی دین اور اگر اُسنے کہا کہ نہین تو امین مدعا علیہ سے حلف لیگا اگر اُسنے حلف کرلیا تو دونون گواہ قاضی کو خبر دینگے اور قاضی مدعی کو منع کریگا کہ دعوے نہ کرے جب تک کہ اُسکے پاس گواہ نہون اور اگر اُسنے قسم کھانے سے تین مرتبہ انکار کیا تو امین اس سے وکیل طلب کریگا کہ اُسکے سامنے گواہ قاضی کے سامنے گواہی دین کہ اُسنے قسم سے انکار کیا تو قاضی اُسکے انکار پر بحق مدعی فیصلہ کرے ایسا ہی خصاف رحمنے ادب القاضی مین لکھا ہے ۔ اور یہ اُس صورت مین تھا کہ مدعی علیہ اُسی شہر مین موجود ہے اور اگر شہر سے باہر ہو تو اُسکی بھی دو صورتین ہین اول یہ کہ شہر سے قریب ہو اور یہ صورت اور شہر مین ہونے کی صورت

یکسان ہی کہ مجرد دعوے سے استحساناً عدوی دیگا - اور اگر بعید ہو تو عدوی نہ دیگا - اور قریب اسکو کہتے ہین کہ اگر اپنے اہل مین صبح کو موجود ہو پھر اُسکو یہ ممکن ہو کہ مجلس حکم مین حاضر ہو کر اپنے خصم کی جوابدہی کر کے اپنے اہل مین رات گذار سکے - اور اگر اُسکو رات راہ مین گذرے تو بعید ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - پھر اگر مسافت بعید ہو تو اُسوقت قاضی کیا کریگا - اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ مدعی کو اپنے دعوے کے موافق گواہ گذرانے کا حکم دیگا اور یہ گواہی حکم قضا کے واسطے نہو گی بلکہ حاضر کرانے کے واسطے کہ مدعی کا دعوے مع گواہ ہی اور ایسی گواہی مین ایسے گواہ کافی ہین جنکا حال مستور ہو پھر جب اُسنے گواہ پیش کیے تو قاضی کسی آدمی کو حکم کریگا کہ مدعاعلیہ کو حاضر کرے اور جب حاضر ہوا تو مدعی سے دوبارہ گواہی طلب کریگا اور جب گواہون کی عدالت ظاہر ہوئی تو اُسکے موافق فیصلہ کریگا اور بعضون نے کہا کہ مدعی سے قسم لیگا اور اگر اُسنے انکار کیا تو اپنے اجلاس سے اُٹھا دیگا اور اگر قسم کھا گیا تو کسی کو اُسکے خصم کے حاضر کرنیکا حکم دیگا اور اول اصح ہی اور یہی اکثر قاضیون کا مذہب ہی یہ شرح ادب القاضی مین لکھا ہی اگر قاضی نے کسی کو مدعی علیہ کے حاضر لانے کو بھیجا اور اُسنے نہ پایا اور مدعی نے کہا کہ وہ روپوش ہو گیا اور اُسنے درخواست کی کہ اُسکے دروازے پر تسمیر اور ختم لگا دیجاوے یعنی میخون سے بند کر کے مُہر کیجاوے تو قاضی اُس سے گواہ طلب کریگا کہ مدعاعلیہ اپنے گھر مین ہی پس اگر اُسنے دو گواہ پیش کیے کہ انھون نے گواہی دی کہ وہ اپنے گھر مین ہی تو قاضی دریافت کریگا کہ تمنے کہان سے معلوم کیا پس اگر انھون نے کہا کہ ہم نے آج یا کل یا تین روز ہوے جب دیکھا تھا تو قاضی اُنکی گواہی قبول کریگا اور اُسکی دروازہ پر میخین جڑ کر ختم کر دیگا کذا فی المحیط اور اُسکا گھر اُسکے حق مین قید خانہ بنا دیگا اور اُسکے علو و سفل سے راہ روک دیگا تاکہ تنگ ہو کر باہر نکلے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور اگر گواہون نے گواہی زیادہ دنون کے دیکھنے کی دی تو قبول نہ کریگا اور تین روز سے بڑھکر زیادہ دنون مین شمار ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ یہ قاضی کی رائے پر ہی - اور اگر گواہون کی گواہی زیادہ دنون کی نکلی مگر تقادم اسوجہ سے ہوا کہ مدعی دعوے نہ کر سکا کیونکہ اُسکا قرعہ پیچھے نکلا تھا مثلاً قاضی نے خصوم مین قرعہ ڈالا تھا تاکہ ہر ایک کو پیشی کا روز معلوم ہو جاوے اور اُسکا قرعہ پیچھے نکلا تو قاضی گواہی کو قبول کریگا - پھر اگر چند روز گذر گئے اور تسمیر پر بھی مدعاعلیہ نہ برآمد ہوا اور مدعی نے کہا کہ وہ نہ نکلیگا تو اُسکی طرف سے وکیل قائم کر دے کہ مین اُسکے سامنے گواہ پیش کرون تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ قاضی ایک ایلچی دو گواہون کے ساتھ اُسکے دروازہ پر بھیجکر تین روز منادی کرا دیگا اور ہر روز تین بار کہ اے فلان بن فلان تجھکو قاضی حکم دیتا ہی کہ اپنے خصم فلان بن فلان کے مقابل مین نکل اور کچہری مین حاضر ہو ورنہ مین تیری طرف سے ایک وکیل قائم کر کے اُسکے مواجہہ مین گواہی قبول کر لونگا - پھر اگر اُسپر بھی وہ نہ برآمد ہوا تو قاضی اُسکی طرف سے وکیل مقرر کر کے اُسکے مقابلہ مین گواہی سماعت کر کے اُسپر حکم جاری کر دیگا خصاف نے ذکر کیا کہ سوائے ابی یوسف رح کے اور امامون نے فرمایا کہ اُسکی طرف سے وکیل مقرر کرنا میری رائے نہین ہی اور خصاف رح نے غیر ابو یوسف رح کا نام نہ ذکر کیا پس بعض مشائخ نے کہا کہ مراد امام ابو حنیفہ رح ہین کیونکہ امام محمد رح سے امام ابو یوسف رح کے موافق روایت ہی - اور امام ابو علی نسفی فرماتے تھے کہ بعض روایات نوادر مین مین نے دیکھا کہ امام اعظم رح سے بھی موافق قول امام ابو یوسف رح کے روایت ہی اور کبری مین ہی کہ اسمین سب کا اتفاق تھا کہ قاضی اُسکی طرف سے وکیل

مقرر کر کے اُسکے مقابلہ مین سماعت کریگا اور خانیہ مین ہو کہ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اسی طرح اگر قاضی نے کسی دوسرے قاضی کو کسی کے معاملہ مین خط لکھا اور اُس قاضی نے مخاصم پر قابو نہ پایا تو اُسکی طرف سے بھی وکیل مقرر کریگا جیسا کہ ہم نے بیان کیا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ نوادر ہشام مین ہو کہ مین نے امام محمد رح سے پوچھا کہ سلطان پر کسی شخص کا کچھ حق آتا ہو اور وہ اُسکے ساتھ قاضی کے پاس نہین آتا ہو انھون نے مجھے خبر دی کہ امام ابو یوسف رح عدوی دیتے تھے اور یہ قول اہل البصرہ کا ہو اور اُسکی صورت یہ ہو کہ قاضی ایک ایلچی اُسکی طرف بھیجے کہ جو اُسکے یعنی سلطان کے دروازہ پر پکار دے کہ قاضی کہتا ہو کہ حاضر ہونا قبول کرے اسی طرح چند روز پکار دے پھر اگر وہ حاضر ہو گیا تو خیر ورنہ قاضی اُسکی طرف سے ایک وکیل مقرر کر کے اُسکے روبرو فیصلہ کر دے۔ پھر مین نے پوچھا کہ تم بھی ایسا ہی کرتے ہو اُنھون نے فرمایا کہ ہان پھر مین نے کہا کہ یہ قضاء علے الغائب نہو گی فرمایا کہ نہین اور امام ابو حنیفہ رح عدوی پر عمل نہین کرتے تھے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ واضح ہو کہ ہجوم علے الخصوم یعنی جو مدعا علیہ مثلاً روپوش ہو اور اُسپر ہجوم کر کے اندر مکان سے گرفتار کر لیا قال فی الکتاب اور اُسکے صورت یہ ہو کہ مثلاً زید کے عمرو پر کچھ روپیہ قرض ہین اور قرضدار اپنے مکان مین چھپ گیا اور یہ قاضی کو معلوم ہوا تو اپنے دو امینون کو مع اپنی ایک جماعت پیادون کے اور کچھ عورتون کے اُسکے مکان کی طرف ناگاہ بھیجدے کہ وہ اُسکے مکان پر ہجوم کرین اور پیادے دروازہ پر اور گردپیش اور چھت کے راہ سب روک لین تاکہ وہ بھاگ نہ سکے پھر بلا اجازت عورتین اُسکے گھر مین داخل ہون اور اُسکے گھر کی عورتین سے کہین کہ تم ایک گوشہ مین ہو جاؤ پھر قاضی کے پیادے گھر مین داخل ہو کر سب تلاش کرین حتے کہ جب پاوین تو اُسکو نکال لین اور اگر اُنکو نہ ملا تو عورتون سے کہین کہ تم تلاش کرو کیونکہ اکثر اوقات عورتون کے بھیس مین چھپ جاتا ہو پس یہ صورت ہجوم علی الخصوم کی ہو۔ اگر مدعی نے قاضی سے یہ طلب کیا تو خصاف رح نے فرمایا کہ اسکے عمل مین لانے کی گنجایش ہمارے اصحاب کی طرف سے ہو اور بعضون نے کہا کہ مراد اس سے ابو یوسف قاضی ہین کہ وہ اپنے زمانہ مین ایسا ہی کیا کرتے تھے اور ہشام نے امام محمد سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہو۔ اور اصل اس مسئلہ کی یہ ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو شخصون کے گھرون پر ہجوم کیا تھا کہ ایک قریشی تھا اور دوسرا ثقفی تھا اور وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضہ کو خبر پہونچتی تھی کہ ان دونون کے گھرون مین شراب ہو پھر فقط ایک کے گھر مین سے نکلی۔ یہین سے ہمارے اصحاب نے نکالا ہو کہ اگر کسی مفسد سے یہ معلوم ہو کہ وہ امر معروف یا نہی منکر مین فساد کرتا ہو تو بلا اجازت اُسکے گھر پر ہجوم کرنا اور بلا پکارے اُسکے گھر مین چلے جانا جائز ہو کچھ ڈر نہین ہو اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ ظاہر مذہب ہمارے نزدیک یہ ہو کہ ہجوم قاضی کو جائز نہین ہو کذا فی المحیط۔ اگر قاضی نے مدعا علیہ کے حاضر کرنے کے واسطے مدعی کو طین یا خاتم یا قرطاس کا ٹکڑا عنایت کیا تو جائز ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور یہ حکم باہر شہر کے واسطے ہو اور شہر مین لوگون کو بھیجے اور خصاف نے اِسکے برعکس بیان کیا یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ اور قاضی لوگ باہم مختلف ہین کہ بعضون نے طین کو دینا اختیار کیا ہو اور بعضون نے خاتم کو اور بعضون نے قرطاس کے ٹکڑے کو۔ اور اگر قاضی نے اُسکو طین یا خاتم دیدی اور اُسکو مدعا علیہ کے پاس لے گیا اور اُسکو دکھلائی تو چاہیے کہ اُسوقت یہ کہے کہ یہ انگوٹھی فلان قاضی کی ہو کہ وہ تجھکو بلاتا ہو آیا تو اسے پہچانتا ہو اگر اُسنے کہا کہ ہان پہچانتا ہون ولیکن نہین حاضر ہوتا تو مدعی اُسپر دو گواہ کرے کہ وہ قاضی کے سامنے اسکی سرکشی کی گواہی دیوین اور جب انھون نے گواہی دی

تو قاضی ایسے شخص کو بھیجے جو اُسکو حاضر لاوے یا والی شہر سے اس باب مین استعانت طلب کرے اور اس شخص کی اجرت مین مشائخ نے اختلاف کیا بعضون نے کہا کہ بیت المال مین سے دیجاوے اور بعضون نے کہا کہ مدعا علیہ متمرد کے ذمہ ہوگی کذا فی الذخیرہ اور یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور اُس شخص کا خرچ جسکو قاضی نے مدعا علیہ کے نکالنے کے واسطے اُسکے پیچھے لگا دیا ہے تو قاضی صدر الاسلام نے ذکر کیا کہ مدعا علیہ پر ہے اور اُسی کو بعض قاضیون نے اختیار کیا اور بعض مشائخ نے کہا کہ مدعی کے ذمہ ہے اور یہی اصح ہے۔ پھر جب مدعا علیہ مجلس حکم مین حاضر ہوا تو اُسکی سرکشی کے گواہ پھر اُسکے سامنے اُسنے اور اسکی سرکشی اور بے ادبی کی سزا دیگا۔ اور اسی طرح اگر مدعا علیہ نے ابتداءً یہ کہا کہ مین حاضر ہونگا اور پھر نہ آیا تو بھی سزا دیگا مگر پہلی صورت سے کم۔ پھر اس گواہی مین عادل ہونا شرط نہین ہے یعنی سرکشی کی گواہی مین اظہار عدالت شرط نہین ہے صرف مستور الحال ہونا کافی ہے اور یہ خصاف رح کا قول ہے اور امام اعظم رح سے روایت ہے کہ تعدیل شرط ہے اور ایسا ہی امام محمد سے مروی ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور خانیہ مین ہے کہ اسی طرح اگر مدعی کے دیکھنے کے بعد مدعا علیہ خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا تو بھی اُسکا تعنت ظاہر ہونے سے یہی حکم ہے اور فتاوے عتابیہ مین ہے کہ جب حاضر ہو تو اُسکو مارنے یا قید کرنے کی سزا دیگا اور یہ قاضی کی رائے پر اُسکے حسب حال ہوگی۔ اور اگر قاضی نے ابتداءً مدعی سے کہا لیکن امیر مسلمین کے پاس سے لیکر مدعا علیہ کو حاضر کرنے کی تدبیر کرے تو جائز ہے۔ اور فتاوے مین لکھا ہے کہ اگر کسی نے امیر کے دروازے سے اپنا مال حق لینا چاہا اور قاضی کی کچہری مین نہ حاضر ہوا تو اُسپر شرعاً کوئی قید نہین ہے وہ مطلق چھوڑا گیا ہے ولیکن اسپر فتوے نہین ہے اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اُسکو مطلق چھوڑ دیا جانا اُس صورت مین ہے کہ جب وہ پہلے قاضی کے پاس حاضر ہوا اور اپنا تمام حق قاضی کے ذریعہ سے حاصل نہ کر سکا ہو اور اگر پہلے سے اُسنے سلطان کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہا اور قاضی کے پاس نہ گیا تو اُسکو اسی طرح مطلق نہ چھوڑا جائیگا اور اسی پر فتوے ہے۔ اگر یہ شخص بادشاہی دربار مین حاضر ہوا اور چوب دار سے خواہش کی کہ اُسکے مدعا علیہ کو حاضر لاوے اور چوبدار نے مدعا علیہ سے رسم سے زیادہ لیا تو اس زیادتی کو مدعا علیہ مدعی سے لے سکتا ہے یا نہین اسکی دو صورتین ہین اگر مدعی پہلے قاضی کے پاس گیا اور اُسکے ذریعہ سے اپنا حق نہ لے سکا تو مدعا علیہ مدعی سے یہ زیادتی نہین لے سکتا ہے اور اگر پہلے قاضی کے پاس نہین گیا تو لے سکتا ہے۔ اگر قرضدار کسی مکان مین اجرت پر رہتا ہے اور قرضخواہ نے اُس سے مطالبہ کیا کہ قاضی کی کچہری مین چلے اور اُسنے انکار کیا تو ایسے مکان کے تسمیر مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ مسمر کر دیگا اور مجموع النوازل مین ہے کہ اگر کوئی شخص زوجہ کے مکان مین رہتا ہے اور اُسنے قاضی کی کچہری مین جانے سے انکار کیا تو دروازہ بیخ بند کر دیا جاویگا کیونکہ اس باب مین سکونت کا اعتبار ہے کہ اگر معلوم ہو جاوے کہ اُسنے اپنا اسباب وہان سے منتقل کر لیا تو تسمیر نہ کریگا۔ اور جامع صغیر مین ہے کہ ایک مکان چند شریکون مین مشترک تھا اور کسی شخص نے ایک شریک پر دعوے کیا پھر مدعی نے استغاثہ کیا یہان تک کہ سلطان نے اُسکے دار کے دروازہ کی تسمیر کر دی تو ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر باقی شریک استغاثہ کرین کہ دروازہ سے مسمار دور کر دیجاوین تو دور کر دی جاوینگی کیونکہ مشترک مکان مین ایک کی وجہ سے ایسا ہونا انصاف سے بعید ہے اور خانیہ مین لکھا ہے کہ اگر ایسے لڑکے پر جو تصرف سے باز رکھا گیا ہو کسی حق کا دعوے کیا پس اگر اُسکے پاس ثبوت کے گواہ نہون تو قاضی اُسکو حاضر نہ کرائیگا کذا فی التاتارخانیہ۔

بارھوان باب کن صورتون مین قاضی اپنے علم پر فیصلہ کردیگا اور کن صورتون مین اپنی دانستگی پر فیصلہ نہ کریگا اور دو گواہون کی گواہی سے کم پر فیصلہ کردینے کا بیان

اگر قاضی نے ایک حادثہ کو جو اسی شہر مین جسمین وہ قاضی ہی واقع ہونا معلوم کیا اور وہ اُسوقت قاضی تھا اور خود اس سے واقف ہوا پھر وہ قاضی ہنوز وہان کا تھا کہ وہ حادثہ اس کے سامنے پیش ہوا تو حقوق العباد مین قیاساً و استحساناً اپنے علم پر فیصلہ کردیگا - واضح ہو کہ امام ابوجعفر رح نے اس مسئلہ مین ذکر کیا ہی کہ قاضی کو اُسکا علم حالت قاضی ہونے مین اور مجلس قضا مین ہووے اور خصاف رح نے ذکر کیا ہی کہ خواہ مجلس قضا مین ہو یا غیر مجلس قضا مین ہو یہ محیط مین لکھا ہی - اور جو حدود خالص اللہ تعالے کے واسطے ہین جیسے حد زنا و سرقہ انمین قیاس چاہتا ہی کہ اپنے علم پر حکم کرے مگر استحساناً حکم نہ کریگا اور شرح طحاوی مین ہی کہ فقط چوری مین اُسکو چاہیے کہ مال کا حکم دیوے اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور قصاص اور حدالقذف مین اپنے علم پر فیصلہ کرے کذا فی الخلاصہ اگر کوئی مست اگر اُسکے پاس لایا گیا تو اُسکو تعزیر دے کیونکہ اُسمین آثار نشہ کے پائے جانے سے تہمت ہی اور اس سزا سے حد نہوگی اور اگر اُسکو کسی حادثہ کا علم ہوا اور وہ اُسوقت تک قاضی نہ تھا پھر قاضی ہوا اور قاضی ہونے کی حالت مین وہی حادثہ اُسکے پاس پیش ہوا تو امام اعظم رح کے قول پر اس علم پر فیصلہ نہ کریگا اور امام محمد و ابویوسف رح کے قول پر اسی علم پر فیصلہ کردیگا اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ اُنھون نے امام ابوحنیفہ رح کے قول کی طرف رجوع کر لیا - اور اگر وہ کسی حادثہ سے واقف ہوا اور قاضی بھی تھا مگر یہ حادثہ ایسے شہر مین تھا کہ جسمین یہ قاضی نہین ہی پھر اُسی شہر مین آیا جسمین یہ قاضی ہی اور اُسکے سامنے پیش ہوا تو اپنے علم پر فیصلہ کرنے مین اسمین بھی وہی اختلاف گذشتہ ہی - اور اگر کسی حادثہ سے واقف ہوا اور قاضی بھی تھا ولیکن یہ حادثہ اُس شہر کے سواد مین واقع ہوا جسمین یہ قاضی ہی اور اُسکے پاس پھر وہ حادثہ اگر شہر مین پیش ہوا تو صاحبین کے قول کے موافق اپنے علم پر فیصلہ کردیگا ولیکن امام اعظم رح کے قول پر مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ اگر وہ قاضی فقط شہر کا ہی تو اس علم پر حکم اس حادثہ سواد شہر مین نہین دے سکتا ہی اور اگر شہر اور سواد دونون کا قاضی ہی تو فیصلہ کرسکتا ہی - اور یہ اُس مذہب پر ہوسکتا ہی کہ شرط نفاذ قضا مین سے شہر نہین ہی اور یہ امام ابویوسف سے مروی ہی - اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگرچہ وہ قاضی سواد بھی ہو تاہم اس علم پر فیصلہ نہین کرسکتا ہی اور مرجع اس قول کا اسپر ہی کہ نفاذ قضا کے واسطے شہر شرط ہی اور یہی ظاہر روایۃ ہی اور منتقی مین ہی کہ قاضی اگر کسی وجہ سے باہر شہر کے نکلا تھا اور اُسی حال مین اُسنے کسی حادثہ کو سنا اور جانا تو اُس بنا پر حکم نہ دیگا مگر جبکہ وہ عیدین کے واسطے نکلا ہو تو حکم دے سکتا ہی گویا اُسنے مجلس قضا مین سنا ہی اور یہ امام اعظم رح و زفر رح کے قیاس پر ہی اگر اُسنے قاضی ہونے کی حالت مین کسی حادثہ سے وقوف پایا پھر وہ قضا سے معزول ہوگیا پھر اسکے بعد قاضی ہوگیا تو اُسی علم سابق پر فیصلہ کریگا یا نہین پس صاحبین کے نزدیک فیصلہ کریگا اور امام اعظم رح کے نزدیک نہین - اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک حاکم کو خبر ملی کہ فلان شخص نے اپنا غلام آزاد کردیا یا فلان شخص نے اپنی عورت کو تین مرتبہ طلاق دی پس اگر یہ خبر اُسکو دو عادل مخبرون نے دی ہی تو چاہیے کہ اس امر مین کمال کوشش کرے اور مراد یہ ہی کہ اس خبر کی تفتیش کرے کہ فلان شخص نے آزاد کیا مگر غلام سے خدمت غلامی لیتا ہی یا اُسنے عورت کو طلاق دی مگر تین طلاق کے بعد بھی جدا

نہین ہوتا ہی اور اگر خبر دینے والا ایک شخص عادل ہو اور اُسکی راے مین غالباً وہ سچا ہی تو بھی اسکو طلب کرنا افضل ہی اور اگر اُسنے تفتیش و طلب نہ کی تو مجھے امید ہی کہ اسکے لیے گنجایش ہی کذا فی المحیط

تیرھوان باب - اُن چیزون کے احکام مین کہ قاضی نے اپنی کچہری کے دفتر مین کچھ ایسی تحریر پائی کہ اسے یاد نہین ہی یا اپنے فیصلہ کو بھول گیا یا گواہ اپنے گواہی کو لکھا دیکھتا ہی مگر اُسکو یاد نہین ہی -

اگر قاضی نے کوئی فیصلہ کیا اور اُسپر ایک زمانہ گذر گیا پھر مدعی یا جسکے حق کی ڈگری ہوئی ہی اُسکو اُس فیصلہ کی ضرورت ہوئی پھر دو گواہون نے قاضی کے سامنے اُسکی گواہی دی کہ تو نے اس شخص کے واسطے فلان شخص پر اسقدر مال کا حکم دیا ہی اور قاضی کو یہ فیصلہ یاد نہین ہی تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ قاضی اس گواہی کو قبول نہ کریگا اور سواے اپنے حفظ کے کسی پر فیصلہ نہ کریگا اور امام ابو یوسف رح پہلے قائل تھے کہ قبول کریگا پھر رجوع کر کے کہتے تھے کہ نہین قبول کریگا اور اسپر سب کا اجماع ہی کہ اگر انہون نے مقضی علیہ کو یعنی جسپر فیصلہ کا حکم دیا گیا ہی نہ بیان کیا تو قاضی قبول نہ کریگا یہ ملتقط مین لکھا ہی - اگر قاضی نے گواہون کی گواہی کسی خریطہ مین جسپر قاضی کی مہر لگی ہوئی تھی اپنے خط سے یا اپنے کاتب کے خط سے لکھی ہوئی پائی مگر اُسکو یہ گواہی یاد نہین ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اسپر فیصلہ نہ کریگا اور صاحبین کے نزدیک فیصلہ کر دیگا اور اسی طرح اگر قاضی نے کوئی قبالہ کسی خریطہ مین پایا اور خریطہ پر قاضی کی مہر ہی اور قبالہ اُسکے یا اُسکے کاتب کی تحریر سے ہی تو وہ قبالہ قابل عمل در آمد امام اعظم رح کے نزدیک نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک عمل در آمد ہوگا کذا فی المحیط ایک شخص قاضی کے پاس بڑھکر آیا اور دوسرے شخص کو ساتھ لایا اور کہا کہ تو نے میرے حق مین اسقدر مال یا زمین یا کسی حق کا اس شخص پر فیصلہ کیا تھا اور قاضی کو یاد نہ آیا پھر اُسنے چند گواہ عادل قائم کیے کہ قاضی نے بروقت فیصلہ اُن گواہون کو گواہ کر لیا تھا کہ اس شخص کے لیے اس دعوے کا فیصلہ اس شخص پر جو اسکے ساتھ موجود ہی نافذ کیا جاتا ہی تو قاضی اس فیصلہ کو نافذ نہ کریگا اور نہ حکم دیگا اور یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر گواہ نے اپنی گواہی اپنے خط سے لکھی ہوئی پائی اور اُسکو حادثہ یاد نہین ہی تو عامہ مشائخ کے نزدیک اس صورت مین اختلاف مذکورہ جاری ہی اور یہی ظاہر ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک گواہی دینا جائز نہین ہی اور امام محمد رح کے نزدیک گواہی دے سکتا ہی - اور جامع الفتاوے مین ہی کہ بالاجماع گواہی دے سکتا ہی اور ولو الجیہ مین ہی کہ صحیح یہ ہی کہ امام ابو یوسف اس مسئلہ مین امام اعظم کے ساتھ ہین اور امام محمد مخالف ہین - اور نوازل مین ہی کہ ایک شخص کسی شخص کے اقرار پر گواہ تھا اور کہتا تھا کہ مین اپنا خط پہچانتا ہون اور اُس شخص کو پہچانتا ہون فقط مجھے وقت اور مکان [illegible] نہین ہی تو ابو القاسم رح نے فرمایا کہ جب اُسکو معلوم ہی کہ مین اُسپر گواہ ہون اور مقر کو پہچانتا ہی تو وہ گواہی دیوے - اور جامع الفتاوے مین ہی کہ اگر وہ شخص بے پڑھا ہوا ہو اور اُسکو لکھکر دیدیا گیا تو جب تک یاد نہ کرے گواہی دینا جائز نہین ہی اور اسی جنس سے اخبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت بھی ہی کہ مثلاً ایک شخص نے اپنا سماع نسخہ سے لکھا ہوا پایا مگر اُسکو یاد نہین ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکو حلال نہین ہی کہ روایت کرے اور صاحبین کے نزدیک اُسکو روایت کرنا جائز ہی پس امام اعظم رح کے نزدیک روایت کی شرط یہ ہی کہ سننے کے وقت سے ادا کرنے کے وقت تک اُسکو حدیث یاد ہو اور صاحبین رح کے نزدیک یاد ہونا شرط نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - خصاف رح نے ذکر کیا کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کا

محضر قاضی کی کچہری سے جاتا رہا اور اسمین اُسکے کسی حق کے بارہ مین اُسکے گواہون کے گواہیان تھین اور قاضی کو یاد نہین ہے پھر اُسکے دو کاتبون نے گواہی دی کہ قاضی نے گواہون کی گواہی پر فیصلہ کیا ہے تو یہ مقبول نہین ہے اور اس صورت مین اور دوسری صورت مین فرق ہے کہ اگر کسی شخص کا قبالہ کچہری مین سے جاتا رہا اور اُسکے دو کاتبون نے گواہی دی کہ قاضی نے اُسکو امضا رکیا ہے تو یہ مقبول ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی شخص نے دوسرے کے واسطے کچھ اقرار کیا پھر دو کاتبون نے گواہی دی کہ اس شخص نے تیرے پاس اُس شخص کے واسطے اسقدر مال کا اقرار کیا ہے اور ہم نے سنا ہے تو گواہی کو قاضی مقبول کرکے فیصلہ کر دیگا۔ اگر اس قاضی کی جگہ پہلے دوسرا قاضی تھا اور اُسکی کچہری مین کچھ اقرار یا گواہیان موجود تھین تو انمین سے کسی پر عمل نہ کریگا حتے کہ از سر نو مقدمہ اُسکے سامنے پیش کرین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اجماع ہے کہ جو کچھ اُسکو پہلے قاضی کی کچہری مین گواہیان وغیرہ ملین اُنپر عمل نہ کریگا اگرچہ مہری ہون یہ بزازیہ مین لکھا ہے۔ اگر کوئی قاضی معزول کیا گیا پھر اُسی عہدہ پر مقرر کیا گیا تو بالاجماع یہ بات ہے کہ اگر اُسکو اپنی پہلے دیوان کی گواہیان یا حقوق یاد نہون تو اُنپر فیصلہ نہ کرے اور اگر یاد بھی ہون جب بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبین کا اسمین اختلاف ہے لیکن اگر کسی شخص کے حق کے دوسرے پر گواہ اُسکے سامنے قائم ہوے اور حکم دینے سے پہلے وہ معزول ہو گیا پھر وہ قاضی ہو گیا اور اُسکے سامنے وہی مقدمہ پیش ہوا تو مدعی کو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی تاکید کیجاویگی اگرچہ اُسکو یاد ہو یا نہ یاد ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔

چودھوان باب اس بیان مین کہ قاضی نے کسی مقدمہ مین حکم دیا پھر اُسکو اس حکم سے رجوع کر لینا ظاہر ہوا اور ناحق قضا واقع ہونے کے بیان مین

اگر قاضی نے کسی مقدمہ مین کچھ حکم دیا پھر اُسکو معلوم ہوا کہ اُس سے رجوع کرنا چاہیے پس اگر اُس سے حکم مین ایسی خطا واقع ہوئی کہ جس حکم مین فقہا کا اختلاف نہین ہے یعنی بالاتفاق [illegible] بلکہ سب کے نزدیک خطا ہے تو اُس حکم کو لامحالہ رد کر دے اور اگر اسمین فقہا کا اختلاف ہے تو اُسکو لامحالہ جاری کرنے اور اس رائے کو اینده مقدمات مین نافذ کرنے یہ ملتقط مین ہے۔ واضح ہو کہ ایک رائے سے پھر کر دوسری اختیار کرنا ایسی صورتون مین جنمین اجتہاد کیا گیا ہے جائز ہے اگر قضاے قاضی خلاف واقع جاری ہوئی تو دو حال سے خالی نہین ہے یا تو اُس سے حکم قضا مین خطا واقع ہوئی اور یا اُسنے عمداً ظلم کی راہ سے خطا کی اور اسکا اقرار کر دیا پس اگر اُسنے خطا کی اور اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ خطا حقوق اللہ تعالے مین واقع ہوئی یا یہ کہ خطا حقوق العباد مین واقع ہوئی۔ پس اگر اُسنے حقوق العباد مین خطا کی اور اُسکا تدارک ا[illegible]د ممکن ہے مثلاً کسی کے واسطے مال کا یا طلاق یا عتاق کا حکم دیدیا پھر خطا ظاہر ہوئی اسطرح کہ یہ معلوم ہوا کہ گواہ غلام ہین یا کفار ہین یا محدود القذف ہین تو اس صورت مین قضا باطل ہو جائیگی اور لینے والے سے مال واپس دلایا جائیگا اور عورت اُسکے شوہر کو واپس ملیگی اور غلام پھر مملوک ہو جائیگا۔ اور اگر اُسکا تدارک ممکن نہو مثلاً کسی کے قصاص کا حکم دیدیا اور وہ پورا ہو گیا تو اُسکے عوض مقضی لہ یعنی جسکے واسطے فیصلہ دیا گیا ہے قتل نہ کیا جائیگا اگرچہ بالیقین معلوم ہو گیا کہ وہ ناحق قتل ہوا ہے اور یہی حکم قضا مانند شبہہ کے وجوب قصاص سے مانع ہے ولیکن دیت واجب ہوگی کہ مقضی لہ سے دلائی جاویگی اور یہ سب حکم اُسوقت ہے کہ جب قاضی کی خطا سچی گواہی یا مقضی لہ کے اقرار سے ثابت ہو اور

اگر خود قاضی کے اقرار سے ثابت ہو تو مقضی لہ کے حق مین اسکا اثر ظاہر نہوگا اور نہ اُسکے حق مین قضا باطل ہوگی جیسے شاہد مین ہوتا ہی کہ اگر اُسنے اپنی گواہی سے رجوع کیا تو مقضی لہ کے حق مین مضر نہین ہو سکتی کہ قضا باطل نہوگی ولیکن خود گواہ ضامن ہوگا اسی طرح بیان بھی یہی حکم ہوگا - اور اگر قاضی کی خطا حقوق اللہ تعالے مین واقع ہوئی مثلاً حدزنا یا چوری یا شراب خواری کا حکم دیدیا اور رجم کرنا یا ہاتھ کاٹنا (یعنی قاضی ان صورتون مین ضامن نہوگا) یا حد مارنے کا حکم پورا ہوگیا پھر معلوم ہوا کہ گواہ غلام تھے یا کفار یا محدود القذف تھے تو اُسکی ضمانت بیت المال سے ہوگی اور اگر قاضی نے عمداً ظلم کی راہ سے خلاف کیا اور قرار کیا تو ان سب صورتون مین جو مذکور ہوئین ہین اُسکے مال سے ضمانت دلائی جائیگی اور چونکہ اُسنے جرم عظیم کیا ہی اسواسطے اُسکو تعزیر دیجاویگی اور رعہدہ قضائے سے معزول کیا جاویگا کذا فی المحیط

پندرھوان باب قاضی کے اقوال مین اور ان افعال مین جو قاضی کو کرنا چاہیے ہین اور جو نہ کرنا چاہیے ہین -

ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ قاضی کو یہ کہنا جائز نہین ہی کہ فلان شخص نے میرے سامنے ایسا اقرار کیا ہی مثلاً قتل نفس یا مال یا طلاق کا تاکہ قاضی اس اقرار سے اُسپر حکم جاری کرے جب تک کہ قاضی کے ساتھ کوئی گواہ عادل نہو اور بھی امام نے فرمایا کہ مین قاضی کے اس کہنے سے کہ زید نے میرے سامنے ایسا اقرار کیا ہی زید پر یا کوئی ہو حد جاری نہ کرونگا جب تک کہ اُسکے ساتھ ایک گواہ عادل نہو پھر جب قاضی میرے نزدیک عادل ہو اور اُسکے ساتھ کا گواہ بھی عادل ہو تو مجھے حد قائم کرنی چاہیے اور اگر وہ دونون غیر عادل ہون تو اُنکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر اسی حکم دینے والے نے خود ہی اُسکے ہاتھ کاٹنے کا بھی تولیہ اختیار کیا بسبب اُسی اقرار کے جو اُسکے زعم مین حکم کا سزاوار ہی تو قیاس یہ چاہتا ہی کہ مین بھی اُسکے ہاتھ کاٹنے کے قصاص کا حکم دون ولیکن مین اس سے اس شبہہ پر دفع کرتا ہون کہ فقہا کا اس باب مین اختلاف ہی کہ قاضی کا یہ قول کہ فلان شخص نے میرے سامنے اقرار کیا آیا اُسپر نافذ ہی یا نہین اور بھی امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکی دیت مین قاضی کے مال سے دلواونگا ہکذا ذکر بن سماعہ عن محمد رح جاننا چاہیے کہ قاضی کا کسی شخص کے کچھ اقرار سے خبر دینا اس سے خالی نہین کہ یا ایسی چیز سے اقرار کی خبر ہی کہ جس سے رجوع درست ہو مثلاً حد زنا و سرقہ و شراب خواری مین اور ایسی وجہون مین بالاجماع قاضی کا قول مقبول نہوگا اور یا ایسی چیز سے اقرار کی خبر ہی کہ جس سے رجوع نہین صحیح ہوتا ہی جیسے قصاص اور حدقذف اور باقی حقوق عباد اور ایسی صورتون مین ظاہر روایات مین اُسکا قول مقبول ہوگا اور ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کیا کہ نہین مقبول ہوگا - اور شمس الائمہ حلوائی نے بیان کیا کہ ظاہر روایات مین امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح اور پہلا قول امام محمد کا مذکور ہی اور ابن سماعہ کی روایت مین امام محمد کا پچھلا قول ہی اور ابن سماعہ کے بعض نسخون مین ہی کہ اُسکا قول مقبول نہوگا اور یہ حکم مطلقاً ہی اور بعض نسخون مین قید کے ساتھ ہی یعنی اسکا قول مقبول نہوگا تا وقتیکہ اُسکے ساتھ دوسرا گواہ عادل نہو اور یہی نسخہ صحیح ہی اور ہمارے زمانہ مین بہت سے مشائخ نے اسی روایت کو اختیار کیا ہی اور بعضے مشائخ نے امام محمد کا اس سے رجوع کرنا ذکر کیا ہی - اور امام ابو منصور ماتریدی نے اس مسئلہ کی چند صورتین کی ہین کہ اگر قاضی عالم و عادل ہو تو اُسکا قول مقبول ہوگا اور اگر عادل غیر عالم ہو تو اُس سے استفسار کیا جاویگا اگر اُسنے اچھی طرح اسکو بیان کیا ہی تو اُسکا قول مقبول ہوگا اور اگر فاسق جاہل ہو یا فاسق غیر جاہل ہو

لہ [illegible] فاسق ہو جانے سے [illegible] معزول نہیں ہوتا جب تک معزول نہ کیا جاوے ۱۲

ف [illegible] قاضی کی [illegible] ۱۲

تو اُسکا قول مقبول نہوگا مگر اُس صورت مین مقبول ہوگا کہ معائن سبب بھی ہو۔ اور بعضے مشائخ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ باوجود جہل یا فسق کے اُسکا قول بالکل مقبول نہوگا۔ یہ سب جو مذکور ہوا وہ صورت یہ ہی کہ قاضی اقرار سے ثبوت حق کے ساتھ خبر دے اور اگر گواہی اور دلیل سے ثبوت حق کی خبر دی مثلاً یون کہا کہ میرے پاس اسکے گواہ قائم ہوے اور انکی تعدیل ہوئی اور مین نے انکی گواہی قبول کی تو یہ قول اُسکا مقبول ہوگا اور وہ اسکے موافق حکم کرسکتا ہی اور یہ سب صورتین اُسوقت ہین کہ جب قاضی نے اپنے قاضی ہونے کی حالت مین خبر دی ہو اور اگر اُسنے اپنے معزول ہوجانے کے بعد خبر دی مثلاً یہ صورت واقع ہوئی کہ ایک شخص آیا اور اُسنے فی الحال جو قاضی ہی اُسکے پاس نالش کی کہ فلان قاضی معزول نے میرا اسقدر مال فلان شخص کو لیکر ناحق دلادیا ہی یا یہ دعوے کیا کہ اُسنے قضا کے زمانہ مین فلان شخص کو قتل کیا اور میرا حق قصاص تھا اور قاضی معزول نے کہا کہ مین نے کیا ہی اور مین نے اسکے اقرار یا گواہی پر ایسا حکم دیا ہی تو روایۃ ابن سماعہ کے موافق جب اُسکا قول قاضی ہونے کی حالت مین مقبول نہ تھا تو معزولی کی حالت مین بدرجہ اولے مقبول نہوگا ولیکن روایات ظاہرہ کے موافق مسئلہ کی دو صورتین ہین کہ اگر وہ مال معین جسمین دعوے ہی قائم ہو یا تلف ہوگیا ہو اور ان دونون صورتون مین قاضی پر ضمان نہین ہی۔ اور اسی طرح اگر قاضی معزول نے کہا کہ تجھپر مین نے فلان شخص کے ہزار درم کا حکم دیا اور تجھسے لیکر اُسکو دیدیے اور یہ جب مین قاضی تھا واقع ہوا اور اُس شخص نے کہا کہ نہین بلکہ بعد معزولی کے تو نے ظلم کی راہ سے لیے تو روایات ظاہرہ کے موافق قاضی کا قول معتبر ہوگا اور اسمین تفصیل ہی کہ آیا یہ چیز معین اُس شخص سے جسکے قبضہ مین ہی لیجاویگی یا نہین پس اگر وہ چیز بعینہ قائم ہو اور صاحب قبضہ کہتا ہو کہ یہ چیز اصل مین میری ہی مین نے اس شخص سے نہین لی ہی اور نہ قاضی معزول نے میرے لیے اسکا فیصلہ کیا ہی تو اُسکے قبضہ سے نہ لیجاویگی۔ اور اگر وہ کہتا ہو کہ یہ چیز میری ہی اسلیے کہ قاضی بوقت قاضی ہونے کے معزول نے میرے حق مین اسکو لے لینے کا اس شخص سے حکم دیا ہی تو وہ شی اُس سے لے لیجاویگی اور مقضی علیہ کو دیدیجاویگی۔ ادب القاضی مین لکھا ہی کہ قاضی کو جائز ہی کہ یتیمون کا مال قرض دیوے اور یہ ہمارا مذہب ہی کذا فی المحیط اور واجب ہی کہ ثقہ لوگون کو قرض دیوے اور ثقاہت کے واسطے دو چیزین شرط ہین ایک تو تونگری اور لوگون کے معاملہ سے اچھی طرح صاف ہوجانا اور یہ کہ جھگڑالو نہو اور بعضے مشائخ نے ایک تیسری شرط لگائی کہ وہ شہر کا رہنے والا ہو اور اُسکے رہنے کا مکان ہو اور مسافر نہو کہ حجرہ مین رہتا ہو اگرچہ اُسکے پاس مال بہت ہو۔ اور کتاب الاقضیہ مین مذکور ہی کہ قاضی اُسوقت قرض دینے کا اختیار رکھتا ہی کہ جب ایسی چیزین دستیاب نہون جس سے یتیم کے حق مین کمائی حاصل ہووے اور اگر ایسی چیزین دستیاب ہوئین اور انکی خریداری ممکن ہوئی تو قرض نہین دے سکتا ہی بلکہ خریداری متعین ہوگی اور ایسا ہی امام محمد رح سے مروی ہی اور اسی طرح اگر کوئی ایسا شخص ملا کہ جسکے پاس اسکا مال مضاربت کے طور پر دیا جاوے تب بھی قرض نہ دیوے اور ہشام نے ذکر کیا ہی کہ ہم لوگون نے امام محمد رح کے پاس یہ ذکر کیا کہ اگر قاضی کے پاس بہت سا مال یتیمون کا جمع ہوگیا تو قاضی کو ضمانت مین دینا افضل ہی یا ودیعت رکھنا افضل ہی تو انھون نے ہمکو خبر دی کہ امام ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلی اور ابو یوسف رح کی یہ رائے تھی کہ ضمانت مین سپرد کرے اور ایسا ہی امام محمد کا قول ہی کہ جب اُسنے ضمانت مین دیا تو زندگی اور موت دونون مین ادا ہوسکتا ہی کذا فی الذخیرہ۔ اور قاضی کو جائز نہین ہی کہ اپنے واسطے قرض لیوے

اور فتاوے عتابیہ مین ہی اور نہ اپنے واسطے خریدی اور یہ بھی روایت کیا گیا ہی کہ اگر امین بہتری ہو تو جائز ہی اور منتقی مین ہی کہ اگر کسی قاضی نے یتیم کا مال خود فروخت کیا یا ودیعت مین دیا یا اُسکی دانستگی مین اُسکے امین نے کسی کے ہاتھ فروخت کیا پھر یہ قاضی مرگیا اور بجائے اُسکے دوسرا مقرر ہوا اور اُسکے سامنے چند لوگون نے گواہی دی کہ ہمنے پہلے قاضی کو کہتے سنا کہ مین نے فلان یتیم کا مال فلان شخص کے پاس ودیعت رکھا یا فلان شخص کے ہاتھ اتنے کو فروخت کیا ہی اور وہ فلان شخص اس سے انکار کرتا ہی تو دوسرا قاضی اس گواہی کو مقبول کریگا اور مشتری یا مستودع کو ماخوذ کریگا اگرچہ پہلے قاضی نے اس حکم پر انکو گواہ نہ کیا ہو۔ مختصر خواہرزادہ مین ہی کہ اگر قاضی نے یتیم کا مال کسی تاجر کو دیا اور اُسنے انکار کیا تو مال کا حکم اُسپر جاری کرے اور قاضی کی اُسپر تصدیق کی جائیگی۔ اور اسی طرح اگر مال میت کسی کے ہاتھ فروخت کیا اور اُسنے انکار کیا تو قضاءً اُسپر بیع پوری کردے۔ اور اگر قاضی نے یتیم یا غائب کا مال اپنے قبضہ مین لیکر اپنے گھر مین کہین رکھدیا اور اب اُسکو نہین معلوم ہوتا ہی کہ کہان رکھا تو قاضی اُسکا ضامن ہی۔ اور اگر اُسکو معلوم ہی کہ مین نے چند لوگون کو دیدیا ہی اور یہ نہین جانتا ہی کہ کن کو دیا ہی تو ضامن نہین ہی اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ مین نے کسی ولی کو یتیم کے اولیاء مین سے دیدیا ہی اور نہین جانتا کہ کسکو دیا ہی تو بھی ضامن نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر گواہون نے گواہی دی کہ ہم نے قاضی کو کہتے سنا کہ مین نے یتیم کا مال فلان شخص کے پاس ودیعت رکھا یا اُسکے ہاتھ اتنے کو فروخت کیا تو قاضی اس سے مواخذہ کرے اور اگر اُسنے جسکے پاس ودیعت تھی دعوے کیا کہ مین نے ودیعت واپس کردی اور قاضی نے انکار کیا تو اُسپر قسم نہ آویگی اور اسی طرح بیع کی صورت مین اگر مشتری نے عیب کی وجہ سے مبیع کو واپس کرنا چاہا اور قاضی نے ہر عیب سے برارت کرلینے کا دعوے کیا تو بلا قسم اُسکی تصدیق کیجائیگی۔ اگر نابالغ بالغ ہوگیا اور قاضی نے جو کچھ فروخت کیا تھا اُسکا ثمن اُسکو دیدیا تو جائز ہی اور یہی حکم اُسکے امین کا ہی بخلاف وکیل کے کہ حقوق اُسکی طرف راجع ہوتے ہین۔ اور اگر باپ یا وصی نے فروخت کیا اور یتیم کے بالغ ہونے کے بعد قاضی کو یا اُسکو ثمن دیدیا تو جائز نہین ہی یہ فتاوے عتابیہ مین لکھا ہی۔ قنیہ مین ہی کہ اگر قاضی نے صغیر کا مال اپنے مال مین ملادیا تو ضامن نہین ہی اور قاضی کو اختیار ہی کہ اگر صغیر کا باپ مسرف ہو تو اُسکا مال اُس سے لیکر کسی عادل کے پاس رکھدے حتے کہ وہ لڑکا بالغ ہوجاوے یہ شرح ابو المکارم مین ہی۔ ذخیرہ مین ہی کہ قاضی کو لقطہ قرض دینا اسی لقطہ پانے والے کو جائز اور قاضی کو اسکی ولایت حاصل ہی اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ مال غائب کے قرض دینے کا قاضی ولی ہی اور اگر غائب کے مال تلف ہوجانے کا خوف ہو تو اُسکے فروخت کرنیکا بھی ولی ہی بشرطیکہ اُسکی جگہ نہ معلوم ہو کہ غائب کہان ہی اور اگر معلوم ہو تو جائز نہین ہی اور جامع الفتاوے مین ہی کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ قاضی مفقود کا غلام اور مال منقول فروخت کرے اور اُسکا عقار فروخت کرنا نہ چاہیے اور اگر فروخت کیا تو جائز ہی اور قاضی نے اگر یتیم کا مال جو پانچ ہزار کے انداز کا تھا ایک ہزار مین فروخت کیا اور وارثون نے بڑے ہوکر دوسرے قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کیا اور دلیل و گواہ قائم کیے تو بیع فسخ کردیگا اور اگر اُسنے فسخ کردی اور پہلے قاضی نے لکھا کہ فروخت کے دن اُسکی قیمت ایک ہزار تھی تو بعد فسخ کے معتبر نہین ہی اور اگر فسخ سے پہلے ہو اور وہ بھی قاضی ہو تو یہ تحریر مقبول اور پھر یتیمون کے گواہون کی گواہی مقبول نہوگی۔ اور ناصری مین ہی کہ اگر ایک شخص مرگیا اور اُسکا کوئی وارث نہین معلوم ہوتا ہی اور قاضی نے اُسکا گھر فروخت کردیا تو جائز ہی پھر اگر کوئی وارث پیدا ہوا تو بیع پوری رہیگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی

اگر کسی دار کے فروخت کرنے کے واسطے قاضی نے کسی کو وکیل کیا تو اُسکے یا اُسکے باپ یا دادا کی توکیل کا حکم نہ دیگا اور اسی طرح ہر شخص کی جسکی گواہی اُسکے حق مین مقبول نہین ہو توکیل جائز نہین ہو اور حکم قضا اپنے لیے یا اپنے اوپر جائز نہین ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو ۔ منتقی مین ہو کہ قاضی کا طریقہ یہ ہو کہ جھگڑے کا رخ صلح کی طرف پھیر دے جب کہ اُسکو وجہ حکم قضا واضح نہو اور اگر واضح ہو تو شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ حکم قضا جاری کرے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ اگر صلح کی طمع ہو اور جہتہ قضا بھی واضح ہو تا ہم اُنکو صلح کی طرف پھیر دے اور جب تک باہمی صلح سے مایوس نہو حکم قضا جاری نہ کرے اور آخر ادب القاضی مین ہو کہ اگر قاضی کو صلح کی طمع ہو تو کچھ ڈر نہین کہ اُنکو صلح کی طرف پھیر دے اور حکم نافذ نہ کرے اور یہ چاہیے کہ دو مرتبہ سے زیادہ صلح کی طرف نہ پھیرے اور اگر صلح کی طمع نہو تو قضا اُنپر نافذ کرے اگر بدون صلح کی طرف واپس کرنے کے اُسنے حکم قضا نافذ کر دیا حالانکہ صلح کی امید تھی تو بھی اُسکو گنجایش ہو فتاوے نسفی مین ہو کہ اگر قاضی خود ہی تقسیم کرنیکا متولی ہو تو اُسکو اجرت لینا حلال ہو ۔ اور کل نکاح جنکا پڑھنا اُسپر واجب تھا جیسے نابالغ بچون یا لڑکیون کا تو اُسکی اجرت لینا اُسپر حلال نہین ہو اور جس نکاح کا پڑھنا اُسپر واجب نہ تھا اُسکی اجرت لینا جائز ہو یہ محیط مین لکھا ہو اور اجرت مین اختلاف ہو اور فتوے کے واسطے یہ مختار ہو کہ اگر بکر کا نکاح کرے تو ایک دینار اور اگر ثیبہ ہو تو آدھا دینار لیوے اور یہ اُسکو حلال ہو ایسا ہی مشائخ نے ذکر کیا ہو یہ برجندی مین ہو ۔ اگر اُسنے یتیم کی مصلحت کے واسطے اُسکے مال فروخت کرنیکا حکم دیا تو بسبب اس حکم دینے کے اُسکو روا نہین کہ یتیم کے مال سے اُسکی اُجرت لیوے اور اگر اُسنے اجرت لی اور بیع کی اجازت دی تو بیع نافذ نہو گی ۔ ایک مسافر کسی شہر مین مر گیا اور اُسنے بہت سا مال چھوڑا تو قاضی کو چاہیے کہ اتنے دنون تک انتظار کرے کہ اسکے دل مین یہ بات پیدا ہو جاوے کہ اگر اُسکا کوئی وارث ہوتا تو اتنی مدت تک خبر لیتا اور حاضر ہوتا پھر جب اسقدر انتظار کیا اور اسکا کوئی وارث نہ آیا تو اُسکو بیت المال مین رکھدے اور نفقہ یتیمون وغیرہ مین صرف کرے ۔ اور اگر ایسے مصارف مین صرف کرنے کے بعد اُسکا کوئی وارث حاضر ہوا تو اُسکا حق بیت المال سے ادا کرے ۔ اصل مین لکھا ہو کہ اگر قاضی کے دل مین گواہون کی طرف سے شک پڑ جاوے تو اُنکو الگ الگ کر دے اور سوا اُسکے کچھ نہین کر سکتا ہو اور اُنسے یہ بھی دریافت کرے کہ یہ کہان تھا یا وہ کب تھا اور یہ سوال بطور احتیاط کے ہو اگرچہ گواہون پر واجب نہین ہو پھر جب اُسکو جدا کیا اور اسمین اُنھون نے ایسا اختلاف کیا کہ جس سے شہادت فاسد ہوتی ہو تو گواہی رد کر دے اور اگر ایسا اختلاف نہین کیا تو رد نہ کرے اور اگر اُنکو متہم رکھتا ہو تو مجرد تہمت سے گواہی رد نہو گی نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ تہمت کی صورت مین الگ کر دیے جاوینگے اور ایسے اختلاف کی طرف التفات نہ کیا جاویگا کہ انکا لباس کیا تھا یا اُنکے ساتھ مردون یا عورتون مین سے کون کون تھا اور جگہ کے اختلاف مین بھی ایسا ہی ہو بشرطیکہ یہ شہادت قولی ہو اور اگر یہ گواہی فعل ہو تو جگہ کا اختلاف گواہی مین معتبر ہوگا ۔ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر گواہون کی طرف سے میرے دل مین شک ہو اور مجھے گمان ہو کہ یہ جھوٹے گواہ ہین تو مین اُنکو الگ الگ کر کے اُنسے جگہ اور لباس اور اُنکے ساتھ کون کون تھا سب دریافت کرونگا اگر اُنھون نے اسمین اختلاف کیا تو میرے نزدیک گواہی مین اختلاف ہو مین لکھے پر شہادت رد کر دونگا کذا فی المحیط

سولھوان باب قاضی معزول کی کچہری سے محضرون پر قبضہ کرنے کے بیان مین - قدیمی سے جدید یہ سوال کرے یعنی جو شخص قضا پر مقرر ہوا وہ اول ابتدا یہ کام کرے کہ قاضی معزول سے دیوان طلب کرے اور قیدیون کے حال کو دیکھے اور قیدخانہ مین کسی کو بھیجکر قیدیون کے نام و تعداد و اخبار منگوالئے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی بنیا قاضی دو ثقہ آدمیون کو اور ایک کافی ہی بھیجکر قاضی معزول کے دیوان پر قبضہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور دیوان قاضی سے وہ خریطہ مراد ہی کہ جسمین دست آویز اور محضر اور وصیون کی تقرری اور قوام کے تقرری اور نفقات کی مقدار وغیرہ ہوتی ہین یہ محیط مین لکھا ہی پھر جب دونون ثقہ نے قبضہ کیا تو قبالہ و چک و محضر و فرمان تقرری اوصیا و قوام وغیرہ ہر ایک قسم کے کاغذات چھانٹ کر علحدہ علحدہ خریطون مین رکھین اور تھوڑا تھوڑا کرکے قاضی معزول سے دریافت کرلین تاکہ جو اشکال ہو وہ منکشف ہو جاوے اور یہ بھی کہ کب اسکا فیصلہ کیا تاکہ کمی و بیشی سے محفوظ رہے و اگر قاضی معزول حاضر نہ ہوا تو اسپر جبر نہو گا و لیکن انپر دو امین اسواسطے بھیجے کہ قاضی جدید کے دو امیون کو دیوان سپرد کردین اور جدید قاضی کے امین معزول کے امینون سے سب مشکلات حل کرلینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور دیوان پر قبضہ کرنے کے ساتھ ودیعتین اور یتیمون کا مال بھی قبضہ مین لاوین اور یہ جدید قاضی کے پاس رہیگا اور قیدیون کے نام بھی پوچھ لیوین اور جب قاضی نے کسی کو کسی حق مین قید کیا تو چاہیے کہ اُسکا نام اور اُسکے باپ دادا کا نام فہرست مین لکھ لے اور وجہ قید بھی لکھے اور تاریخ قید بھی لکھے اور قاضی کو چاہیے کہ اپنے تذکرہ مین وہ تاریخ لکھے کہ جس وقت سے قاضی معزول نے اُنکو قید کیا ہی نہ اپنی تقرری کے وقت سے - اور یہی دونون شخص قاضی معزول سے قیدیون اور اسباب قید کو دریافت کرینگے اور قیدیون سے بھی قید کا سبب دریافت کرینگے اور اُنکے خصوم کو اُنکے ساتھ جمع کرینگے اور اگر قیدیون مین ایک جماعت ایسی ہو کہ جنکا کوئی خصم نہ آیا اور اُنھون نے کہا کہ ہم ناحق قید ہوے ہین تو قاضی مقرر شدہ اُنکو رہا نہ کریگا بلکہ منادی کرادیگا کہ فلان فلان شخص مقید پائے گئے پس جسکا کچھ حق اُنپر ہو وہ حاضر ہو پس اگر کوئی حاضر ہوا تو بطور فیصلہ کے فیصلہ ہو گا ورنہ اُنکو کفیل لیکر رہا کریگا اور اسکی مدت کہ منادی کتنے دن مین اور رہائی کتنے دن مین قاضی کی رائے پر موقوف ہی اور بعضون نے کہا کفیل لیکر رہائی صاحبین کی رائے پر ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک کفیل نہین ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے کہا کہ اسجگہ کفیل لینا سب کا قول ہی کذا فی المحیط اور صحیح یہ ہی کہ یہان کفیل لیکر چھوڑنا بالاتفاق ہی یہ عنایہ مین لکھا ہی - جاننا چاہیے کہ قید کی چند قسمین ہین - ایک حبس بالدین یعنی قرضہ کے عوض قید ہونا اور اسکی چند صورتین ہین اگر قیدی نے کہا کہ مین قرضہ کے عوض قید ہون کہ مین نے قاضی معزول کے سامنے فلان شخص کے قرضہ کا اقرار کیا تھا تو قاضی جدید اُسکو اور اُسکے خصم کو جمع کریگا پس اگر اُسنے تصدیق کی تو اُسکے خصم کی درخواست سے پھر اُسکو قید کر دیگا اور اگر قیدی نے قرضہ سے انکار کیا کہ یہ شخص ناحق مجھپر دعوی کرتا ہی اور مین ظلم سے قید ہوا ہون اور اُسکا خصم کہتا ہی کہ اسپر میرا حق ہی اور بانصاف سے قید ہوا ہی تو قاضی اُسکے مخاصم سے دوبارہ گواہی طلب کریگا پس اگر قاضی نے گواہون کو عادل جانا تو اُسکو قید رکھیگا اور اگر عادل نجانا تو اُسکے نفس کا کفیل لیکر رہا کریگا اور اگر کسی قیدی نے کہا کہ مین فلان شخص کے قرضہ مین قید ہون

[illegible]

تو اُسکو حکم دے کہ مجھسے کفیل لیکر رہا کرے تو قاضی اُسکے خصم کو حاضر کریگا اگر اُسنے حاضر ہو کر محبوس کے اقرار کی تصدیق کی اور قاضی اُس مقرلہ کو نام و نسب سے پہچانتا ہی یا نہین اور گواہون نے اسکی گواہی دی یا نہین سب صورتون مین قاضی قیدی کو حکم دیگا کہ مال ادا کرے اور رہا نہ کریگا اور ایک منادی کو حکم دیگا کہ وہ بطور مذکور ندا کرے پس اگر اُسکا دوسرا مدعی کوئی شخص حاضر نہوا تو سب صورتون مین رہا کریگا اور خصاف رحمہ نے کفیل لینا پہلی اور دوسری صورت مین ذکر نہین کیا اور تیسری صورت مین ذکر کیا ہی اور بعضے مشائخ نے کفیل سب صورتون مین ذکر کیا ہی اور اگر محبوس مال نہ لایا ولیکن مقرلہ نے کہا کہ مین مہلت دیتا ہون تو اُسکو رہا کرے تو قاضی اُسکو بدون احتیاط کرنے منادی کے اور کفیل لینے کے رہا نہ کریگا اور اگر اُسنے کہا کہ میرا کفیل نہین ہی یا مجھپر کفیل دینا واجب نہین ہی اسواسطے کہ میرا کوئی مدعی نہین ہی کہ جو کفیل طلب کرتا ہو تو قاضی چھوڑنے مین جلدی نہ کرے بلکہ آہستگی کے ساتھ اُسکی منادی کرائے پھر اگر کوئی مدعی نہ پیدا ہوا تو رہا کردے۔ دوسری قسم قید کی یہ ہی کہ خالص حق العباد کی عقوبت مین قید ہو مثلاً قصاص۔ اگر کسی قیدی نے کہا کہ مین اسوجہ سے قید ہون کہ مین نے فلان شخص کے لیے قصاص کا اقرار کیا ہی اور قاضی نے اُسکو اور اُسکے مدعی کو جمع کیا اور اسنے اس اقرار کی تصدیق کی۔ تو اسکی دو صورتین ہین یا قصاص نفس ہوگا یا قصاص عضو۔ پس اگر قصاص نفس ہو تو قاضی بلا تاخیر اُسکو قیدخانہ سے باہر نکالے اور اُسکے مدعی کو اپنا بدلا لینے کا حکم دے اور اگر قصاص عضو ہو تو بھی نکالکر بدلا دلوا دے ولیکن اُسکی رہائی مین جلدی نہ کرے کیونکہ شاید کسی دوسرے کا اُسپر حق نفس ہو کہ اسنے اس مدعی کے واسطے قصاص عضو کا اقرار کرکے اپنی جان بچائی ہو تیسری قسم کی قید جو خالص عقوبت الٰہی مین قید ہو جیسے زنا یا چوری یا شراب خواری کی وجہ سے۔ اگر قیدی نے کہا کہ مین اسواسطے قید ہون کہ مین نے قاضی معزول کے سامنے چار بار چار مجلسون مین زنا کا اقرار کیا پس مجکو حد مارنے کے واسطے قید کیا ہی پس جدید قاضی اس اقرار پر اُسکو حد نہ ماریگا اور اگر چار مجلسون مین چار مرتبہ اُسنے اِسکے سامنے بھی اقرار کیا تو حد ماریگا خواہ دیر گذر گئی ہو یا نہ گذری ہو پس اگر محصن تھا تو اُسکو رجم کریگا ورنہ درہ لگائیگا اور اُسکی رہائی مین جلدی نہ کریگا شاید کوئی اُسکے نفس کا مدعی آوے اور اگر اُسنے اپنے اقرار سے رجوع کرلیا تو رجوع صحیح ہی جیسے قاضی اول کے سامنے صحیح تھا ولیکن قاضی اُسکے رہا کرنے مین جلدی نہ کرے اور اگر اُسنے کہا میرے اوپر زنا کرنے کے گواہ قائم ہوے تھے اسلیے حد مارنے کے واسطے قاضی معزول نے مجھے قید کیا تھا تو وہ گواہ جو قاضی معزول کے سامنے قائم ہوے تھے اس قاضی کے لیے معتبر نہونگے پس حد نہ ماریگا اور اگر اس قاضی کے سامنے بھی اُسکے زنا کے گواہ قائم ہوے تو بھی اگر دیر گذری تو حد نہ ماریگا اور اُسکی رہائی مین جلدی نہ کریگا اور بعد اُسکے کفیل لیکر رہا کریگا۔ اور اگر بعض قیدیون نے کہا کہ مین نے شراب پینے کا اقرار کیا تھا یا مجھپر شراب خواری کے گواہ قائم ہوے تھے اور مجھے حد مارنے کے واسطے قاضی معزول نے قید کیا ہی تو امام اعظم رح اور ابو یوسف رح کے نزدیک یہ قاضی اُسپر حد نہ ماریگا۔ اگر قیدی نے کہا کہ مین نے فلان شخص کے مال کی چوری کا اقرار کیا یا گواہ قائم ہوے تھے اسواسطے قید ہون تو یہ قاضی اس اقرار یا گواہی پر ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیگا اور اُسکو اور اُسکے خصم کو جمع کریگا ولیکن اگر اس قاضی کے سامنے بھی اُسنے اقرار کیا تو اُسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیگا خواہ اس معاملہ کو دیر گذری ہو یا نہ گذری ہو اور اُسکی رہائی مین جلدی

اور اگر دو بارہ اُسپر گواہ قائم ہوئے تو ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیگا بشرطیکہ دیر گذر گئی ہو پس حد زنا اور حد سرقہ اس حکم مین یکسان ہین۔ اور چوتھی قسم کی قید بسبب ایسی عقوبت کے جسمین حق اللہ تعالے وحق العباد ہے اور وہ حد قذف ہے۔ اگر قیدی نے کہا کہ مین اسوجہ سے قید ہون کہ مین نے اس شخص کو زنا کی تہمت لگائی تھی اور اُس شخص نے اسکے اقرار کی تصدیق کی تو یہ قاضی اُسکو حد قذف کی پوری سزا دیگا اور اُسکی رہائی مین جلدی نہ کریگا اور اگر اُسنے اقرار سے رجوع کیا تو صحیح نہین ہے بخلاف اُن حدود کے جنمین خالص اللہ تعالے کا حق متعلق ہے کہ اُنمین اقرار سے رجوع صحیح ہے۔ اگر قاضی معزول نے کہا کہ فلان شخص کے قبضہ مین مین نے اسقدر مال فلان بن فلان کا دیدیا ہے پس اگر قابض مال نے اس سب کی تصدیق کی تو حکم دیا جائیگا کہ مقرلہ کو دیدے اور یہ ظاہر ہے۔ اور اگر اُسنے کہا مجھے فلان قاضی معزول نے اسقدر مال دیا ہے مگر مین نہین جانتا ہون کہ کسکا ہے تو اس صورت مین بھی مقرلہ کو دلایا جائیگا اور اگر مال کے قابض نے قاضی معزول کی سب باتون مین تکذیب کی تو اُسی کا قول معتبر ہوگا اور یہ بھی ظاہر ہے۔ اور اگر مال کے قابض نے کہا کہ مجھے قاضی معزول نے اسقدر مال دیا ہے اور وہ فلان شخص کا ہے سوائے اُس شخص کے جسکا قاضی نے نام لیا تھا اقرار کیا تو اُسکی دو صورتین ہین ایک تو یہی جو مذکور ہوئی اور اسمین اُسی شخص کو دلایا جائیگا جسکا قاضی نے اقرار کیا ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ یون کہا کہ جو مال میرے قبضہ مین ہے وہ فلان شخص کا ہے سوائے اُسکے ایک شخص دوسرے کا نام لیا جسکا قاضی نے اقرار کیا تھا تو قاضی معزول کو دیدے اور وہ اُس شخص کو دیوے جسکے لیے قابض نے اقرار کیا ہے پس اگر پہلے شخص کو بدون حکم قضا دیدیا تو دوسرے کے لیے ضامن ہوگا اور اگر بحکم قضا دیدیا تو بھی امام محمد رح کے نزدیک ایسا ہی ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ضامن نہوگا۔ اگر قاضی معزول نے کہا کہ فلان شخص کے پاس ہزار درم فلان یتیم کے ہین کہ اُسکو اُسکے باپ کے ترکہ مین سے پہونچے تھے اور اُس قابض نے اُسکی تصدیق کی پس اگر کسی شخص نے وارثان میت سے اسمین دعوے نہ کیا تو یہ درم یتیم کے ہونگے اور اگر باقی وارثون نے کہا کہ ہم مین سے کسی نے ترکہ مین سے اپنا حق نہین پایا ہے تو یہ مال تمام وارثون مین مشترک ہوگا اور منجملہ اُنکے یتیم بھی ہوگا ولیکن جدید شدہ قاضی کو چاہیے کہ بنظر یتیم باقی وارثون سے قسم لیوے کہ واللہ تم نے اپنے والد فلان شخص کے ترکہ سے اپنا حق نہین پایا ہے۔ اور اگر قاضی معزول نے کہا کہ یہ ہزار درم فلان یتیم کے ہین اور یہ نہ بیان کیا کہ اُسکے باپ کے ترکہ مین سے پہونچے ہین اور باقی وارثون نے دعوے کیا کہ یہ اُنکے باپ کے ترکہ مین ہین اور ہم لوگون نے اپنا حق نہین پایا ہے تو یہ مال یتیم کا ہوگا کیونکہ قاضی معزول نے ملک یتیم کا اقرار کیا ہے اور میراث کا اقرار نہین کیا ہے تاکہ وارثون کا حق ثابت ہو پس بلا حجت و دلیل ان وارثون کا حق ثابت نہوگا۔ اگر موافق ایک تحریر کے یہ مال کسی شخص پر تھا اور قاضی نے نوشتہ مین سبب اُسکا لکھدیا تھا اور گواہی کرادی تھی کہ یہ فلان یتیم کا ہے اور اُسکو اُسکے فلان والد کے ترکہ مین پہونچا ہے اور باقی وارثون نے اپنا حق لے لیا ہے پس واضح ہو کہ مجرد تحریر حجت نہین ہے اور اسی طرح قاضی کا قول کہ باقی وارثون نے اپنا حق لے لیا ہے حجت نہین ہے اور حجت یہان صرف اسطرح ہے کہ کچھ گواہ گواہی دیوین کہ قاضی نے ان وارثون کے اپنا تمام حق لے لینے پر گواہ کیا تھا یا اس امر کے گواہ ہون کہ ان لوگون نے اپنا تمام حق پا لینے پر اقرار کیا ہے پس ایسے گواہ ہین اور اُنھون نے گواہی دی تو مال یتیم کا ہوگا ورنہ وہ بھی مثل باقی وارثون کے ہوگا۔ اگر قاضی معزول نے بیان کیا کہ میرے نزدیک یہ بات گواہون

یعنی یتیم ۱۲

کی گواہی سے ثابت ہوگئی تھی کہ فلان شخص نے اپنی اسقدر زمین اسطور پر وقف کی ہو اور مین نے اِسکا حکم دیدیا اور فلان شخص کے قبضہ مین رکھی اور اُسکو حکم دیدیا کہ اِسکا محصول و آمدنی وقف کی شرطون کے موافق صرف کرے اور قابض نے اُسکی تصدیق کی پس اگر وقف کرنے والے کے وارثون نے اِسکا اقرار کیا تو قاضی مقرر شدہ اُسکو نافذ کریگا اور اگر وارثون نے وقف سے انکار کیا اور اُنپر گواہ قائم نہوے تو وارثون کے درمیان میراث ہوگی ولیکن وارثون سے اُنکے علم پر قسم لیجائیگی کہ اُنکے مورث کا وقف کرنا اُنکو نہین معلوم ہو پس اگر اُنھون نے قسم کھالی تو میراث ہو اور اگر انکار کیا تو قاضی اُسکے وقف ہونے کا حکم دیدیگا اور اگر وقف ہونے پر گواہ قائم ہون تو وقف ہونے کا حکم دیدیگا چنانچہ وقف کرنے والے کی زندگی مین بھی یہی حکم تھا - اور اگر قاضی معزول نے یہ نہ کہا کہ اُسنے فلان شخص پر وقف کیا ہو بلکہ کہا کہ ارباب پر یا مسجد پر یا کسی اور وجہ خیر کا نام لیا کہ اُسپر وقف کیا ہو تو مقرر شدہ قاضی اُسکو نافذ کردیگا اور اُسکی تفصیل دریافت نہ کریگا - اور ہر جگہ جہان استفسار کرنا مضر ہو قاضی مقرر شدہ اجمال پر کفایت کریگا اور تفصیل دریافت نہ کریگا - اور قاضی کو چاہیے کہ امینون سے ہر ششماہی یا سال مین یتیمون کی آمدنی اور مال کا حساب لیا کرے تاکہ معلوم ہو کہ امین نے امانت کو ادا کیا ہو یا خیانت کی ہو اگر اُسنے امانت داری کی تو مقرر رکھے اور اگر خیانت کی تو موقوف کرکے اُسجگہ دوسرا مقرر کرے اور اسی طرح وقف املاک کے قوام سے بھی حساب کرے اور ماحصل اور مال وقف کی آمدنی مین اُنھین کا قول قبول کرے اور وصی اور قیم اِس باب مین یکسان ہین - اور اصل یہ ہو کہ شرع مین شی مقبوضہ کی مقدار بیان کرنے مین یا یتیم کے نفقہ کی مقدار یا زمین وقف کے مصرف اور مؤنت کی مقدار بیان کرنے مین قابض کا قول معتبر ہوتا ہو ولیکن اگر وصی ہو تو محتمل مین اُسکا قول مقبول ہو اور غیر محتمل مین مقبول نہین ہو ہکذا ذکر الخصاف ؒ اور وصی اور قیم مین فرق ہو وصی وہ ہو جسکی طرف حفظ اور تصرف سپرد ہو اور قیم وہ ہو جسکو حفاظت سپرد ہو اور تصرف سپرد نہین ہو - اور جب یہ فرق معلوم ہوگیا تو جاننا چاہیے کہ اگر وصی نے انفاق کا دعوے کیا تو اپنے ماتحت چیز کے تصرف کا دعوے کیا تو اُسکا قول محتمل مین قبول ہوگا اور اگر قیم نے ایسا ہی دعوے کیا تو اُسنے ایسی چیز کا دعوے کیا جو اُسکے تحت ولایت نہین ہو پس اُسکا قول مقبول نہوگا - اور اکثر مشائخ نے ایسی چیزون مین جنسے زمین کے واسطے چارہ نہین ہو اور ضروری مین وصی اور قیم کو یکسان شمار کیا ہو اور کہا ہو ایسی چیزون مین قیم کا قول مثل وصی کے قبول ہوگا اور اس مسئلہ پر قیاس کیا کہ اگر قیم مسجد یا ایک شخص نے اہل مسجد سے مسجد کے واسطے ضروری چیز خریدی مثلاً بوریہ یا تیل یا چٹائی وغیرہ یا کچھ مسجد کی آمدنی اُسکے خادم کو دیدی تو ضامن نہوگا کیونکہ ان چیزون کے نہ کرنے سے مسجد مین نقصان تھا پس گویا اُسکو دلالۃً اجازت حاصل تھی پس اسی قیاس پر یہان بھی اُنھون نے یہی حکم دیا ہو - اور ہمارے زمانہ کے مشائخ نے فرمایا کہ وصی اور قیم مین کچھ فرق نہین ہو کیونکہ ہمارے زمانہ مین قیم بھی وہ ہو جسکو حفاظت اور تصرف دونون کا اختیار ہو - اگر قاضی نے کسی وصی کو متہم جانا اور جو اُسنے یتیم کے نفقہ مین صرف کرنیکا دعوے کیا ہو یا وقف کے صرف مین دعوے کیا ہو اُسمین اُسکو شک ہوا تو قاضی اُس سے قسم لیگا اگرچہ وہ امین ہو جیسا کہ اُس شخص کا حکم ہو جسکے پاس ودیعت ہو اور اُسنے ودیعت کے تلف ہوجانے یا واپس کردینے کا دعوی کیا تو اس سے حلف لیگا اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ حلف کے واسطے کسی قدر مقدار معلوم کا دعوی ہونا چاہیے کیونکہ قسم دعوے صحیح پر ہوتی ہو اور مقدار مجہول کا دعوے صحیح نہین ہو اور بعضون نے

کہا کہ ہر حال مین قسم لیجاویگی کیونکہ قاضی یتیم کی نظر سے قسم لیتا ہی اور ایسے احتیاط مین ہر طرح قسم لیجاویگی - اگر انھون نے یہ خبر دی کہ ہم نے زمین کے صرف مین یا یتیم کے نفقہ مین زمین کی آمدنی اور مال مین سے اسقدر صرف کیا ہی اور اسقدر ہمارے پاس باقی ہی پس انمین سے جو شخص امانت داری مین مشہور ہو تو قاضی اُس سے اجمال کو قبول کریگا اور تفصیل کے واسطے جبر نہ کریگا اور جو شخص متہم ہو اُس سے اجمال قبول نہ کریگا اور تفصیل کے واسطے جبر کریگا - اور اس مقام پر جبر کے معنی قید کرنے کے نہین ہین صرف یہ ہین کہ قاضی مقرر شدہ اُسکو دو تین دن بلا کر دھمکاوے کہ اُسکی تفصیل بیان کرے اور یہ یتیم کے حق مین احتیاط ہی پس اگر با این ہمہ اُسنے تفصیل نہ بیان کی تو قاضی اُسکی قسم دینے یا قسم سے باز رہنے پر اکتفا کریگا - اگر وصی نے قاضی مقرر شدہ سے کہا کہ قاضی معزول نے مجھسے حساب لے لیا ہی تو بدون گواہی کے اُسکو نہ چھوڑے - اگر وصی یا قیم نے کہا کہ مین نے اپنا اسقدر ذاتی مال یتیم یا وقف کے صرف مین کیا ہی اور قصد کیا کہ واپس لیوے تو بلا حجت اُسکا قول مقبول نہوگا بخلاف اسکے کہ اُسنے مال وقف یا مال یتیم مین سے صرف کرنیکا دعوے کیا تو محتمل مین اُسکا قول مقبول ہوگا - اگر وصی یا قیم نے دعوے کیا کہ قاضی معزول نے میرے واسطے اسقدر ماہواری یا اسقدر سالانہ مقرر کیا تھا اور قاضی معزول نے اُسکی تصدیق کی یا نہ کی تو مقرر شدہ قاضی اُسکو نافذ نہ کریگا اور اگر اسپر گواہی گذری تو قبول کرکے نافذ کریگا پھر اگر قاضی کی راے مین یہ اجرت اُسکے کام کے برابر یا کم ہی تو سب کے نافذ ہونیکا حکم دیگا اور اگر اُسکے کام سے زیادہ ہو تو بقدر اُسکے کام کے دیگا اور باقی کو جو زیادہ ہی باطل کردیگا اور اگر قیم نے زیادتی کو لے لیا ہو تو حکم دیگا کہ یتیم کو واپس کرے - اور اصل مین لکھا ہی کہ مقرر شدہ نے قاضی معزول کے دیوان مین جسقدر گواہیان یا قضا و اقرار پائے سب بیکار ہین اُنپر عمل نہ کریگا ولیکن اگر کسی حکم قضا کے گواہ گذرے کہ اُسنے اسکا فیصلہ کرکے نافذ کیا تھا اور وہ اسوقت تک قاضی تھا تو اُسکو قبول کرے اور عمل کرے کذا فی المحیط -

سترھوان باب اُن صورتون کے بیان مین جنمین جھوٹی گواہی پر فیصلہ واقع ہوگیا اور قاضی کو اسکا علم نہوا - یہ صورت عقد اور فسخ مین واقع ہوسکتی ہی اور اُسمین امام اعظم رح اور ابو یوسف رح کے اول قول کے موافق اختلاف ہی - قاضی کی قضا عقد و فسخ مین جھوٹی گواہون کی وجہ سے ظاہرا و باطنا نافذ ہوتی ہی - اور امام محمد رح اور ابو یوسف رح کے دوسرے قول کے موافق ظاہرا نافذ ہوتی ہی باطن مین نافذ نہین ہوتی ہی عقود مین اس مسئلہ کی بہت سی صورتین ہین از انجملہ ایک شخص نے ایک عورت پر نکاح کا دعوے کیا اور عورت انکار کرتی ہی اور اس شخص نے دو جھوٹے گواہ پیش کیے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا تو امام اعظم رح اور ابو یوسف رح کے پہلے قول کے موافق اس مرد کو اُسکے ساتھ وطی کرنا حلال ہی اور عورت کو جائز ہی کہ اُسکو اپنے اوپر قابو دیوے امام محمد رح کے نزدیک اور امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول آخر کے موافق دونون کو یہ بات حلال نہین ہی - اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ ابتدائی نکاح اس صورت مین ثابت ہو جائیگا اگر حکم قضا گواہون کے حضور مین ہو اور بعضے مشائخ نے کہا کہ اس صورت مین حکم قضا کے وقت گواہون کی حاضری شرط نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور اسپر اجماع ہین کہ اگر کسی غیر کی معتدہ یا منکوحہ کے حق مین حکم قاضی بسبب جھوٹے گواہون کے نکاح کا جاری ہو تو نافذ نہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہی - اور فسخ مین بھی مسئلہ کی بہت صورتین ہین از انجملہ ایک عورت نے

قولہ کسی کی معتدہ یعنی مثلاً ہندہ اپنے خاوند عمرو کی طلاق یا وفات کی عدت مین ہی یا نکاح مین ہی اور زید نے دو جھوٹے گواہ [illegible] ہونا ثابت کیا اور قاضی نے اسکا حکم دیا تو نافذ نہوگا ۱۲

اپنے شوہر پر تین طلاق کا دعوے کیا اور اُسپر جھوٹے گواہ قائم کیے اور قاضی نے دونون مین جدائی کا حکم دیدیا پھر عدت گذرنے کے بعد اُس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کیا تو امام ابو حنیفہ رح اور پہلے قول امام ابو یوسف رح کے موافق پہلے شوہر کو اُسکے ساتھ وطی کرنا ظاہراً و باطناً حلال نہین ہی اور دوسرے شوہر کو ظاہر و باطن اُس سے وطی کرنا حلال ہی خواہ اُسکو یہ حال معلوم ہو کہ پہلے شوہر نے اُسکو طلاق نہین دی مثلاً دوسرا شوہر ایک گواہ مین سے ہو یا اُسکو یہ بات نہ معلوم ہو مثلا یہ شوہر دوسرا اجنبی محض ہو - اور امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول کے موافق اور یہی امام محمد رح کا قول ہی کہ دوسرا شوہر اگر اس حال سے واقف ہی تو اُسکو وطی کرنا حلال نہین ہی اور اگر نہین جانتا ہی تو حلال ہی ہکذا ذکر شیخ الاسلام فی کتاب الرجوع اور امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول مین پہلے شوہر کو اس سے وطی حلال نہین باوجودیکہ باطناً جدائی نہین ہوئی اور شیخ الاسلام نے کہا کہ امام ثانی رح کے دوسرے قول مین باطناً اُس سے وطی کرنا پہلے شوہر کو حلال ہی - اور امام محمد کے نزدیک جبتک دوسرے شوہر نے اُس سے جماع نہین کیا تب تک حلال ہی اور جب اُسنے جماع کر لیا تو پھر حلال نہین ہی خواہ دوسرے کو حقیقت حال معلوم ہو یا نہ معلوم ہوا ور حکم امام محمد رح کا اُس صورت مین کہ دوسرے شخص کو حقیقت حال معلوم نہین ہی ظاہر ہی کیونکہ ثانی شخص نے اس سے ایسی حالت مین نکاح کیا ہی کہ وہ دوسرے کی عورت ہی ولیکن دوسرے کو نہین معلوم ہی تو اُسکا نکاح امام محمد رح کے نزدیک فاسد ٹھہرا پس جب دوسرے نے اُس سے جماع کیا تو اُسپر عدت واجب ہی لہذا اول شوہر کو وطی نہین حلال ہی اگرچہ وہ پہلے شوہر کی جورو ہی جبتک کہ عدت نہ گذرے مگر اُس صورت مین مشکل ہی کہ جب دوسرے شخص کو حقیقت حال معلوم ہووے کیونکہ اُسکو

شوہر دوم ۱۲

معلوم ہو گا کہ یہ دوسرے کی جورو ہی تو اُسکا نکاح باطل ہو گا پس یہ وطی زنا سے واقع ہو گی اور کسی کی منکوحہ اگر زنا کرے تو اُسپر عدت نہین واجب ہوتی ہی اور نہ شوہر پر اُس سے وطی کرنا حرام ہوتی ہی - اور منجملہ فسخ کی صورتون کی ایک یہ ہی کہ ایک لڑکی اور ایک لڑکا مقید کرکے دار الحرب سے آئے پھر جب بالغ ہوے تو آزاد کر دیے گیے پھر دونون نے باہم نکاح کیا پھر ایک حربی مسلمان ہو کر آیا اور اُسنے گواہ پیش کیے کہ یہ دونون اُسکی اولاد ہین اور قاضی نے حکم دیکر دونون کو جدا کر دیا پھر اگر دونون گواہ اپنی گواہی سے پھر جاوین اور معلوم ہو جاوے کہ یہ دونون گواہ جھوٹے تھے تو شوہر کو اُس عورت سے وطی کرنا جائز نہین ہی کیونکہ قاضی نے اُسپر حرام ہونے کا حکم دیا اور قضا ظاہر و باطن نافذ ہو گئی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور امام محمد رح کے نزدیک بھی وطی حلال نہین ہی کیونکہ حقیقت مین گواہون کے جھوٹے ہونے کا حال اُسکو معلوم نہین ہو سکتا ہی - اور منجملہ صورت عقد کے یہ ہی کہ جب قاضی نے جھوٹے گواہون پر بیع ہو جانے کا حکم دیدیا اور اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ دعوے مشتری کی طرف سے ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ تو نے میرے ہاتھ یہ باندی اتنے کو بیچی تھی اور اُسپر جھوٹے گواہ قائم کیے اور قاضی نے وہ باندی مشتری کو دینے کا حکم دیدیا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسکی قضا باطن مین نافذ ہو جاویگی کہ مشتری کو اُس سے وطی کرنا حلال ہی اور امام محمد رح کے نزدیک باطن مین نافذ نہوگی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مسئلہ بیع امام اعظم رح کے نزدیک تفصیل سے ہونا چاہیے یعنی اگر ثمن مذکور قیمت باندی کے برابر یا اسقدر کم ہو کہ جتنا خسارہ لوگ اندازہ مین اُٹھا جاتے ہین تو اُسکا حکم باطن مین نافذ ہوگا اور منتقی مین اسی طرح

صراحتہً امام اعظم رح سے مروی ہی اور اگر اسقدر کم ہو کہ جتنا خسارہ لوگ نہین اُٹھایا کرتے ہین تو قضا باطن مین نافذ نہوگی کیونکہ باطن مین نفاذ قضا کا طریقہ امام کے نزدیک اسطرح صحیح ہی کہ قاضی اپنی قضا مین بسبب ولایت تصرف کے اس تصرف کا پیدا کرنے والا ہوجاتا ہی اور بیع مین اُسکو ولایت تصرف مثل قیمت یا اس قدر کمی کے ساتھ جتنا لوگ خسارہ برداشت کر لیتے ہین حاصل ہی اور اسکے سوا نہین ہی پس تفصیل ضرور ہوئی اور بعض مشائخ نے کہا کہ قضا ہر حال مین نافذ نہوگی کیونکہ بیع اگرچہ غبن کے ساتھ ہو مبادلہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور دوسری صورت یہ ہی کہ دعوے بائع کی طرف سے ہو مثلاً ایک شخص نے دعوے کیا کہ تونے مجھسے یہ باندی خریدی ہی اور اسپر جھوٹے گواہ قائم کیے اور قاضی نے اسکا فیصلہ کر دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مشتری کو باندی سے وطی حلال ہی۔ اور امام محمد رح کے نزدیک اگر مشتری نے ترک خصومت پر عزم کر لیا تو وطی حلال ہی۔ اور مشائخ نے عزم کے معنی مین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ قلب سے عزم کر لے اور بعضون نے کہا کہ زبان سے عزم قلبی پر گواہی دیدے اور فقط قلب کی نیت کافی نہین ہی۔ اور منجملہ عقد کی صورتون کے یہ ہی کہ ایک شخص نے دوسرے پر ہبہ مقبوضہ کا دعوے کیا اور اُسپر جھوٹے گواہ پیش کر دیے اور قاضی نے مدعی کے واسطے فیصلہ کر دیا تو امام محمد رح کے نزدیک ظاہر مین قضا نافذ ہوگی اور باطن مین نہین حتے کہ اُس سے نفع اُٹھانا مدعی کو حلال نہین ہی اور امام اعظم رح سے دو روایتین ہین ایک مین نافذ ہوگی اور دوسری مین نافذ نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی اور صدقہ مین دو روایتین امام اعظم رح سے آئی ہین کذا فی الکافی۔ اور املاک مرسلہ مین اگر یون قضا واقع ہو تو بالاجماع باطن مین نافذ نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور یہ بالاجماع ہی کہ اگر معلوم ہو جاوے کہ گواہ غلام یا محدود القذف یا کفار ہین تو قضا ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نافذ نہوگی اور اسپر بھی اجماع ہی کہ اگر اُسنے تین طلاق کا اقرار کیا پھر انکار کیا اور قسم کھالی اور اُسکے واسطے قاضی نے حکم کر دیا تو اُسکو وطی کرنا حلال نہین ہی کذا فی الخلاصہ۔ نسب کے باب مین جھوٹی گواہی پر قاضی کا حکم بعضون کے نزدیک موافق اختلاف مذکورہ کے ہی اور بعضون کے نزدیک بلا خلاف باطن مین نافذ ہوگا اور صورت مسئلہ کی یہ ہی کہ ایک باندی نے اپنے مالک پر دعوے کیا کہ باندی اُسکی بیٹی ہی اور مالک نے اسکا اقرار کیا ہی اور اسپر اُسنے جھوٹے گواہ پیش کر دیے اور قاضی نے یہ حکم دیدیا تو بعضون نے کہا کہ امام اعظم رح کے نزدیک اس سے وطی کرنا مالک کو حرام ہی اور امام محمد رح کے نزدیک حرام نہین ہی اور بعضون کے نزدیک بالاتفاق حرام نہین ہی۔ پس اگر وہ شخص باپ مر گیا اور میراث چھوڑی تو اُسکو کھانا حلال ہی اور یہ بلا ذکر خلاف کتاب الرجوع عن الشہادۃ مین لکھا ہی۔ اور مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ اسمین ویسا ہی اختلاف ہی اور بعضون نے کہا کہ بلا خلاف اسکا کھانا باندی کو حلال نہین ہی اور بعضون نے کہا کہ اُسکی میراث کا کھانا عورت کو بلا خلاف حلال ہی اور اگر یہ عورت مر گئی تو امام محمد رح نے اس مسئلہ کو کتاب الرجوع مین لکھا ہی اور کہا کہ مرد کو اُسکی میراث کھانا جائز ہی اور شیخ الاسلام نے کہا کہ یہ جواب سب کے قول پر ہی اسواسطے کہ فی الواقع وہ عورت یا اسکی بیٹی تھی یا باندی تھی پس اگر بیٹی تھی تو بالاجماع بیٹی کی میراث اسکو حلال ہی اور اگر باندی تھی تو باندی کی ملک بالاجماع اسکو حلال ہی امام محمد رح نے جامع مین فرمایا اگر دو گواہون نے کسی شخص پر شوال مین یہ گواہی دی کہ اسنے اپنا غلام رمضان مین آزاد کیا ہی اور غلام کی قیمت گواہی کے دن دو ہزار درم تھی اور رمضان مین اُسکی قیمت ایک ہزار درم تھی پھر اُن گواہون کی ہنوز تعدیل نہوئی یہانتک کہ اُسکی قیمت تین ہزار درم ہو گئی پھر اُنکی عدالت ثابت ہو کر اُنکی گواہی پر فیصلہ کیا گیا پھر اُن

دونون نے اپنی گواہی سے رجوع کیا تو غلام کو جس روز قاضی نے آزاد کیا اُس روز کی قیمت یعنی تین ہزار درم کے وہ لوگ ضامن ہونگے کذا فی الذخیرہ اور فتاوے عتابیہ مین ہو اگر قاضی نے ایک باندی کو آزاد کیا پھر گواہون نے رجوع کیا تو باندی آزاد ہوگئی اور گواہون مین ہر ایک کو اختیار ہو کہ ایک اُس سے نکاح کرلے اور منتقی مین موافق قول صاحبین کے یہ شرط لگائی ہو کہ یہ امر اِسکے بعد ہوگا کہ جب دونون گواہون سے قاضی قیمت باندی کی دلوا دے یہ تاتارخانیہ مین ہو - اگر عورت نے اپنے شوہر پر دعوے کیا کہ اُسنے اس عورت کو ایک طلاق یا تین طلاق کے ساتھ بائن کیا ہو اور زوج نے انکار کیا اور قاضی نے اُسکو قسم دلائی اور اُسنے قسم کھالی پس اگر عورت کو یہ بات معلوم ہو کہ میرا کہنا درست ہو تو اُسکو اُسکے ساتھ لبث کرنا جائز نہین ہو اور نہ وہ مرد اُسکی میراث لیوے یہ نہایہ مین لکھا ہو

اٹھارھوان باب حکم قاضی برخلاف اعتقاد محکوم لہ یا محکوم علیہ کے واقع ہونے کے بیان مین

کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تو البتہ طالق ہو اور یہ قول اُسکے گمان مین ایک طلاق ہو کہ جسمین رجعت درست ہو اور اُسنے رجعت کرلی اور اُس عورت نے ایسے قاضی کے سامنے مرافعہ کیا جسکے نزدیک یہ تین طلاق ہین تو اُسنے دونون مین جدائی کردی یا زوج کے نزدیک یہ طلاق ایک طلاق بائنہ تھی کہ اُسنے دوبارہ نکاح کرلیا اور عورت نے مرافعہ کیا اور قاضی نے تین طلاق اعتقاد کرکے دونون مین جدائی کردی تو یہ قضا ظاہراً و باطناً نافذ ہوگی اور مرد کو اُسکے پاس رہنا حلال نہین ہو اور نہ عورت کو اپنے اوپر قابو دینا حلال ہو - اور اگر زوج کی رائے مین یہ تین طلاق تھین اور قاضی کے نزدیک وہ ایک بائنہ یا ایک رجعیہ تھی اور اُسی کے موافق اُسنے حکم دیا تو یہ حکم بھی امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک باطن مین نافذ ہوگا حتے کہ اُسکو جائز ہوگا کہ عورت سے رجعت یا نکاح کرے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک باطن مین نافذ نہوگا - اور حاصل یہ ہو کہ اگر مبتلا بالحادثہ عامی شخص ہو کہ جسکی کچھ رائے نہین ہو تو اُسپر واجب ہو کہ اس حادثہ مین جو قاضی حکم کرے اُسکی اتباع کرے خواہ حکم اُسکے نفع کے لیے ہو مثلاً حلت کا حکم ہو یا حکم اُسکے اوپر ضرر کا ہو مثلاً حرمت کا ہو - اور اگر مبتلا بالحادثہ فقیہ صاحب رائے ہو اور قاضی نے اُسکے برخلاف رائے حکم دیا ہو مثلاً اُسکے اعتقاد مین حلت تھی اور قاضی نے حرمت کا حکم دیا تو بلا اختلاف اُسپر واجب ہو کہ اُسکے حکم کی پیروی کرے اور اپنی رائے کو چھوڑدے اور اگر حکم اُسکے نفع کا ہو مثلاً وہ حرمت کا معتقد تھا اور حکم حلت کا ہوا تو بعض مواضع مین لکھا ہو کہ اپنی رائے کو چھوڑکر اُسکے حکم کی اتباع کرے اور اسمین اختلاف مذکور نہین ہو اور استحسان مین ہو کہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک جس چیز کو خود حرام جانتا ہو اُسمین قاضی کے مباح کرنے کی طرف التفات نہ کرے اور امام اعظم رح و محمد رح کی دلیل یہ ہو کہ اسپر اجماع ہو کہ اگر مبتلا بالحادثہ عامی ہو اور قاضی نے اُسکے واسطے حکم کیا تو باطن مین نافذ ہوجائیگا اور قضا ایک امر ملزم تمام لوگون کے حق مین ہو پس عالم کے حق مین بھی ہوگی پس اگر عالم ہوگا تو اُسکے حق مین بھی باطن مین نافذ ہوگی اور امام ابو یوسف رح فرماتے ہین کہ یہ الزام مقضی علیہ کی طرف ہو اور مقضی لہ کی طرف نہین ہو اسی واسطے بدون اُسکی طلب کے قاضی حکم نہین دیتا ہو اور قاضی اُسکے نزدیک اُس حکم مین مخطی ہو تو اُسکی اتباع نہ کریگا کذا فی المحیط - نوادر ہشام مین امام محمد رح سے روایت ہو کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُسکو جنون مطبق ہوگیا اور اُس شخص کا والد موجود ہو پھر عورت نے

دعوی کیا کہ اس شخص نے نکاح سے پہلے قسم کھائی تھی کہ اگر کوئی عورت نکاح مین لاوے تو اُسپر تین طلاق ہین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ قاضی اُسکے باپ کو مخاصم بناوے اور اگر اُسنے بنایا اور دیکھا کہ یہ تمام قول کچھ نہین ہی اور اُسکو باطل کیا اور نکاح کو باقی رکھا پھر اُسکا شوہر اچھا ہو گیا اور اُسکے نزدیک اس قول سے طلاق واقع ہوتی ہی تو بھی اس عورت کے ساتھ رہنا اُسکو جائز ہی اور امام ابو یوسف رح کے قول پر جائز نہین ہی اور حاوی مین لکھا ہی کہ اگر شوہر عالم تھا اور اُسنے اس قول سے طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو اسکے ساتھ رہنا جائز نہین ہی اور یہ امام ابو یوسف رح کا قول ہی اور امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک عالم اور جاہل اس باب مین برابر ہین ہر ایک کو قاضی کی رائے کی اتباع کرنا چاہیے اور خانیہ مین ہی کہ اُسکے والد کو مخاصم بنانے کے واسطے امام محمد رح کے نزدیک یہ شرط ہی کہ اُسکا جنون مطبق ہو اور جنون مطبق مین روایات مختلف ہین اور ناطفی اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا کہ جنون مطبق امام اعظم رح کے نزدیک ایک مہینہ کا ہی و اسی پر فتوے ہی اور روایات ظاہرہ اس بات مین متفق ہین کہ اگر جنون ایک روز یا دو روز کا ہو تو اُسکا اعتبار نہین ہی اور غیر شخص اُسکی طرف سے خصم نہین ہو سکتا ہی اور مثل اغمائے کے اُسکے تصرفات حالت افاقہ مین نافذ ہوتے ہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اگر ایک فقیہ نے اپنی عورت سے کہا کہ تو البتہ طالق ہی یعنی تجکو البتہ طلاق ہی اور یہ اُسکے نزدیک تین طلاق ہین اور اسی رائے کو اُسنے جاری کیا اور عزم کیا کہ عورت اُسکے لیے حرام ہی پھر اسکے بعد اُسکی رائے اسپر قرار پائی کہ یہ لفظ ایک طلاق رجعی ہو تو اُسی رائے کو جو جاری کر چکا ہی باقی رکھے اور جو رائے بعد کو پیدا ہوئی اُسکے موافق اپنی زوجہ نہ گردانے بخلاف حکم قاضی کے کہ اگر اُسنے برخلاف رائے حکم دیا تو اسکی رائے پر عمل درآمد ہوگا - اور اسی طرح اگر ابتدا اُسکی رائے مین ایک طلاق رجعی تھی اور اُسکے موافق اُسنے عزم کیا کہ وہ اُسکی عورت ہی پھر اسکے بعد اُسکی رائے قرار پائی کہ یہ لفظ تین طلاق ہو تو وہ عورت اُسپر حرام نہوگی اور اگر ابتدا مین ایک طلاق رجعی زعم کرکے اُسکے موافق اُسنے عزم کیا یہانتک کہ اُسکی رائے مین یہ لفظ تین طلاق معلوم ہوئین تو اُسکو جائز نہین ہی کہ اُسکے ساتھ رہے اور اگر ابتدا مین اُسکے نزدیک تین طلاق تھین مگر اُسنے اُسپر عزم نہ کیا اور نہ اپنی رائے پر عمل کیا یہانتک کہ اُسکی رائے مین آیا کہ ایک طلاق رجعی ہی اور اسکے موافق اُسنے عمل کیا تو اُسکو اُسکے ساتھ قیام کرنا جائز ہی اور آئندہ کسی رائے سے حرام نہوگی - اور اول منتقی مین مذکور ہی کہ اگر کسی فقیہ نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہی البتہ یعنی تجکو البتہ طلاق ہی اور یہ اُسکی رائے مین ایک رجعی ہی اور یہ عزم کرکے کہ یہ اُسکی عورت باقی ہی اُس سے مراجعت کر لی پھر کسی دوسری عورت سے کہا کہ تو البتہ طالق ہی یعنی تجھپر طلاق ہی البتہ اور اس روز کہ جس دن کہ دوسری کو طلاق دی اسکی رائے مین یہ لفظ تین طلاق تھین تو اس کہنے سے دوسری عورت اُسپر حرام ہوگئی پس ایک لفظ کے کہنے سے ایک ہی حادثہ مین ایک عورت اُسپر حلال ہی اور دوسری حرام ہوگئی اگر وہ شخص جو حادثہ مین مبتلا ہوا ہی فقیہ صاحب رائے ہو اور اُسنے دوسرے مفتی سے فتوے لیا اور اُسنے اسکی رائے کے برخلاف فتوے دیا تو اُسکو چاہیے کہ اپنی ہی رائے پر عمل کرے اور اگر وہ شخص جاہل ہو تو اُسکو چاہیے کہ افضل عالم کی رائے پر عمل کرے اور یہ عامہ فقہا کے نزدیک ہی اور یہ اُسکے حق مین بمنزلہ اجتہاد کے شمار ہوگا پس اگر وہ شخص جاہل ہی اور اُسکو کسی مفتی نے اس حادثہ مین فتوے دیا اور قاضی نے اس حادثہ مین برخلاف رائے مفتی کے حکم دیا اور وہ حادثہ ایسا ہی کہ جسمین اجتہاد جاری ہوتا ہی پس اگر حکم قضا اُسکے

مع
زعمانے سیفی
بروزن نشمہ
سنے ۱۲۱۲

ضرر پر ہو تو چاہیے کہ قاضی کی رائے پر عمل کرے اور مفتی کے فتوے کی طرف التفات نہ کرے اگرچہ اس حادثہ مین مفتی قاضی سے زیادہ جانتا ہو اور اگر قضا اُسکے نفع کے طور پر ہو تو اُسمین وہی اختلاف مذکور جاری ہی۔ نوادر بن رشید مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص غیر فقیہ اپنی عورت کے حادثہ مین مبتلا ہوا پھر ایک فقیہ سے مسئلہ پوچھا اُسنے مثلاً حرام یا حلال ہونے کا حکم دیا ہی اور اُسنے اُسپر عمل کیا پھر اسی فقیہ نے یا دوسرے فقیہ نے اُسکی دوسری عورت کے حادثہ مین بعینہٖ ایسے ہی حادثہ مین اُسکو دوسرا حکم پہلے کے برخلاف دیا اور اُسنے اُسپر عمل کیا تو دونون حکم اُسکے لیے جائز ہین۔ اگر ایک شخص نے اپنی عورت کے حادثہ مین کسی فقیہ سے کوئی حکم دریافت کیا اُسنے مثلاً حلت یا حرمت کا حکم دیا پھر اُسنے اس حکم پر عمل نہ کیا اور دوسرے فقیہ سے دریافت کیا اُسنے پہلے مفتی کے برخلاف دوسرا حکم دیا اور اُسپر اُسنے عمل کیا اور پہلا حکم پہلے مفتی کا ترک کیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے پہلے مفتی کے قول پر عزم کرکے عمل کیا ہو اور پھر دوسرے مفتی نے اُسکو برخلاف پہلے حکم کے حکم دیا ہو تو اُسکو جائز نہین ہی کہ پہلا حکم کہ جسپر عمل کیا ہی چھوڑ کر دوسرے مفتی کے فتوے پر عمل کرے اور امام محمد رح نے کہا کہ یہ بالاجماع امام ابو حنیفہؒ و ابو یوسف رح کا اور ہمارا قول ہی اور قدوری مین لکھا ہی کہ اگر مرد مبتلا بالحادثہ فقیہ نہو اور وہ کسی حادثہ مین کسی فقیہ سے مستفتی ہوا اور اُسنے حرام یا حلال کچھ فتوے دیا اور اُسپر اُسنے عزم نہ کیا یہانتک کہ دوسرے نے اُسکے برخلاف فتوے دیا اور اُسنے دوسرے کے قول پر عمل کر لیا تو اُسکو چھوڑ کر پہلے کے قول پر عمل کرنا اُسکو جائز نہین ہی کذا فی الذخیرۃ اگر کسی شخص نے ہر عورت کی طلاق پر قسم کھائی اور کسی مفتی سے فتوے طلب کیا اور اُسنے قسم باطل ہونے کا فتوے دیا تو اُسکو جائز ہی کہ عورت کو رہنے دے اور نوازل مین ہی کہ اگر اُسنے اس مفتی کے فتوے کے موافق قسم باطل کرکے اُس عورت کو رہنے دیا پھر دوسری عورت سے نکاح کیا اور دوسرے مفتی سے قسم کا مسئلہ پوچھا اُسنے قسم کو درست کہا تو دوسری عورت کو جدا کر دے کذا فی التاتارخانیہ

انیسوان باب مسائل اجتہادی مین حکم قضا واقع ہونے کے بیان مین

قاضی اول کا حکم یا تو ایسی صورت مین واقع ہوا ہی کہ جسمین کوئی نص مفسر کتاب یا سنت متواتر سے یا اجماع سے موجود ہی یا ایسی صورت مین واقع ہوا کہ جسمین اجتہاد واقع ہوا ہی نصوص ظاہرہ یا قیاس سے پس اگر پہلی صورت ہو اور وہ موافق کتاب و سنت متواتر اور اجماع کے ہی تو دوسرے قاضی کو چاہیے کہ اُسکو نافذ کرے اور اسکا توڑنا اسکو حلال نہین ہی اور اگر مخالف ہو تو رد کرے اور اگر دوسری صورت ہو یعنی مسئلہ مجتہد فیہ مین حکم قاضی واقع ہوا تو یا وہ صورت ایسی ہوگی جسکے مجتہد فیہ ہونے پر اجماع ہی یا اسکے مجتہد فیہ ہونے مین اختلاف ہوگا پس اگر اُسکے مجتہد فیہ ہونے مین اختلاف ہو بلکہ اجماع ہو پس یہ مجتہد فیہ یا تو مقضی بہ ہی یا نفس قضا ہی پس اگر مقضی بہ ہوے اور وہ دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہووے تو دوسرا قاضی اُسکو رد نہ کرے بلکہ نافذ کرے اور اگر دوسرے قاضی نے اُسکو رد کیا اور وہ تیسرے کے سامنے پیش ہوئی تو تیسرا قاضی پہلے کے حکم کو نافذ کرے اور دوسرے کے حکم کو باطل کرے اور اگر نفس قضا مین اجتہاد جاری ہی یعنی اس طور پر مثلاً قضا جائز ہی یا نہین جائز ہی مثلاً حجر الحر یعنی آزاد پر منع تصرف کا حکم یا غائب پر حکم قضا جائز ہی یا نہین ہی تو ایسی صورت مین اگر دوسرے قاضی کے اجتہاد مین پہلے قاضی سے مخالفت ہو تو اُسکو جائز ہی کہ پہلے کے حکم کو رد کر دے۔ اور اگر قضا ایسی صورت مین واقع ہو کہ جسکے محل اجتہاد ہونے مین اختلاف ہی جیسے

ام ولد کی بیع پس ایسی صورت مین امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکی قضا نافذ ہوگی کیونکہ ام ولد کی بیع مین صحابہ رض مختلف تھے کہ جائز ہی یا نہین اور امام محمد رح کے نزدیک نافذ نہوگی کیونکہ اختلاف اگرچہ پہلے تھا مگر بعد ازان صحابہ اور تابعین متفق ہوگئے کہ اُسکی بیع ناجائز ہی تو محل اجتہاد ہونے سے نکل گئی پس ایسی صورت مین اگر دوسرے قاضی کی رائے مین وہ صورت مجتہد فیہ ہو تو پہلے کی قضا کو نافذ کریگا اور رد نہ کریگا اور اگر اُسکی رائے مین متفق علیہ ہوگئی ہو تو اُسکی قضا کو نافذ نہ کریگا بلکہ رد کردیگا یہ بدائع مین لکھا ہے - اور اگر نفس قضا مین اختلاف ہو چنانچہ قاضی نے مثلاً غائب پر یا غائب کے لیے کچھ حکم دیدیا تو اسمین اختلاف ہی اور نہ نافذ ہونے کی روایت صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - ابن سماعہ رح نے اپنی نوادر مین لکھا ہی کہ جس کام کا کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہی اور نہ کرنا اُس کام کا بلکہ دوسرے کام کا کرنا بھی مروی ہی یا کسی صحابی رض سے کوئی فعل روایت ہی اور اسی صحابی رض سے یا دوسرے صحابی رض سے اُسکے خلاف بھی مروی ہی اور لوگون نے دونون کامون سے ایک پر عمل کیا یا دو قولون مین سے ایک کو لیا اور دوسرے فعل یا قول کو نہ لیا اور کسی نے اُسکے موافق حکم نہ کیا تو وہ فعل منسوخ و متروک ہی اور اگر اُسکے موافق کوئی شخص ہمارے زمانہ مین حکم کرے تو جائز نہین ہی اور اس سے ابن سماعہ نے اشارہ کیا کہ اگرچہ اُسنے منصوص کے موافق حکم دیا لیکن اجماع امت سے اُسکا نسخ ثابت ہوا ہی پس منسوخ پر عمل کرنا باطل ہی - پھر ابن سماعہ نے فرمایا کہ صرف مختلف فیہ مین سے اُسکو جائز رکھیگا کہ جسمین لوگون کا اختلاف ہو اور کسی حاکم نے اُسپر حکم لگایا پھر بعضون نے ایک کا حکم لیا اور بعضون نے دوسرے کا اختیار کیا اور اس کلام مین اشارہ ہی کہ مجرد اختلاف علماء سے کوئی شے محل اجتہاد نہین ہوتی ہی جب تک کہ علماء اُسکو محل اعتبار نہ کرین چنانچہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فقہاء صحابہ مین سے تھے اور اُنھون نے نقود کے ربوا مین گفتگو کی تو اُسکو محل اجتہاد نا معتبر رکھا گیا اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالے نے اُسپر بہت انکار کیا پس ایسا اختلاف معتبر نہین ہی حتے کہ اگر کوئی قاضی حکم دیوے کہ ایک درم بعوض دو درم کے بیچنا جائز ہی تو اُسکا حکم جائز نہوگا - اور ابن سماعہ نے جو فرمایا کہ صرف مختلف فیہ مین سے اُسکو جائز رکھیگا کہ جسمین لوگون کا اختلاف ہو - اسمین اشارہ ہی کہ کسی محل کے مجتہد فیہ ہونے مین حقیقۃً اختلاف کا اعتبار ہی اور اسی کو خصاف نے اختیار کیا ہی ولیکن ہمارا اور شافعی کا اختلاف معتبر نہین کیا بلکہ متقدمین کا اختلاف معتبر رکھا اور متقدمین سے صحابہ اور جو لوگ اُنکے ہم عصر تھے اور بعد کے تابعین سلف مراد ہین - اور شیخ علی السغدی نے ایک مسئلہ مین اختلاف شافعی کا اعتبار کیا ہی جو آخر سیر کبیر مین ہی اور صورت اُسکی یہ ہی کہ اگر کسی امام نے مشرکین عرب کو پاکر پکڑ لیا اور مسلمانون مین تقسیم کردیا تو جائز ہی اور اُسکے بعد دوسرے امام کو اُسکے باطل کرنیکا اختیار نہین ہی کیونکہ یہ موضع اجتہاد ہی کیونکہ شافعی کے نزدیک مشرکین عرب کا استرقاق یعنی لونڈی غلام بنانا جائز ہی اور اسی طرح شمس الائمہ سرخسی نے قضاء جامع مین ایک مسئلہ مین شافعی کا اختلاف معتبر رکھا ہی واضح ہو کہ خلع کے بارہ مین قاضی کا حکم دینا کہ وہ فسخ نکاح ہی یا طلاق ہی یہ بھی مثل اور مسائل اجتہادیہ کے ہی کیونکہ اسمین بھی صحابہ مین اختلاف تھا اور منتقی مین ہی کہ بیان اشارہ ہی کہ اختلاف کے بارہ مین اشتباہ دلیل کا اعتبار رہی اور حقیقت مین اختلاف ہونا ضرور نہین ہی اور ایسا ہی امام محمد رح نے جامع مین اور سیر کبیر مین ذکر کیا ہی اور ایسا ہی صاحب الاقضیہ نے ذکر کیا ہی اور سیر کبیر کے مسئلہ کی

یہ صورت ہی کہ اگر کسی مسلمان امام نے یہ اعتقاد کیا کہ مشرکین عرب سے جزیہ لیا جاسکتا ہی اور اُسنے اس اعتقاد پر جزیہ قبول کر لیا تو جائز ہی اگرچہ یہ سب کے نزدیک خطا ہی اور اسواسطے جائز ہی کہ یہ محل اجتہاد ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور مسئلہ جسطرح خود اُسمین اختلاف ہونے سے مجتہد فیہ ہوجاتا ہی اُسی طرح اُسکے مثل مین اختلاف ہونے سے مجتہد فیہ ہوجاتا ہی یہ بزازیہ مین لکھا ہی۔ اور مسائل اجتہادیہ مین حکم قاضی نافذ ہوجاتا ہی مگر یہ چاہیے کہ قاضی مواضع اختلاف کو جانتا ہو اور مخالف کے قول کو چھوڑ دے اور اپنی رائے پر حکم دے تاکہ جمیع علماء کے نزدیک صحیح ہو۔ اور اگر مواضع اختلاف اجتہاد کو نہین جانتا ہی تو اُسکے حکم قضاء کے نافذ ہونے مین دو روایتین ہین اور اصح یہ ہی کہ نافذ ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اگر صلح عن الانکار مین کسی مدعی نے بدل صلح کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے دینا واجب نہین آتا ہی کیونکہ صلح انکار سے تھی اور وہ فاسد ہی اور صحیح نہین ہی اور یہی ابن ابی لیلے اور شافعی کا قول ہی پھر اگر قاضی نے قول مخالف کو باطل کیا اور صحت صلح کو ثابت کیا تو بالاجماع باتفاق روایات اُسکی قضا نافذ ہوگی یہ ظہیر الدین نے ذکر کیا ہی۔ اور شرح طحاوی اور جامع الفتاوے مین مذکور ہی کہ اگر قاضی مجتہد نہو اور اُسنے کسی مجتہد کی تقلید پر حکم دیا پھر معلوم ہوا کہ یہ حکم اُسکے مذہب کے خلاف تھا تو دوسرا اُسکو نہین توڑ سکتا ہی اور وہ خود توڑ سکتا ہی ایسا ہی امام محمد رح سے مروی ہی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ جسکو غیر شخص نہین توڑ سکتا ہی اُسکو وہ خود بھی نہین توڑ سکتا ہی۔ اور اگر قاضی مجتہد ہوا اور اپنی رائے کو جانتا ہی اور اُسنے دوسرے کی رائے پر حکم دیدیا تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ اُسکی قضا نافذ ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ اُسکی قضا نافذ نہوگی یہی مذہب صحیح ہی ۱۲ اور اگر وہ اپنی رائے کو بھول گیا اور دوسرے کی رائے پر حکم دینے کے بعد اپنی رائے یاد آئی تو امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ اُسکی قضا نافذ ہوجائیگی اور صاحبین نے کہا کہ حکم قضا کو رد کر دے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی اور فتوے صاحبین کے قول پر ہی کذا فی الہدایہ اور فتاوے صغری مین لکھا ہی۔ کہ امام ابوحنیفہ کے قول پر فتوے ہی پس فتوے مین اختلاف ہوا اور اس زمانہ کے مناسب یہ ہی کہ صاحبین رح کے موافق فتوے دیا جاوے کیونکہ اپنے مذہب کا عمداً چھوڑنے والا صرف کسی خواہش نفسانی سے چھوڑیگا کوئی غرض عمدہ نہوگی۔

اور یہ سب حکم قاضی مجتہد مین ہی اور اگر قاضی مقلد ہو تو وہ فقط اسواسطے قاضی کیا گیا ہی کہ موافق مذہب امام ابوحنیفہ رح کے مثلاً حکم دیا کرے پس اُسنے اگر مذہب کی مخالفت کی تو اس حکم مین معزول ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اگر کسی قاضی نے مین جو محل اجتہاد ہی اپنی رائے سے حکم دیا پھر ایسا مقدمہ دوبارہ اُسکے سامنے پیش ہوا اور اُسکی رائے بدل گئی تو دوسری رائے پر عمل کرے اور اس سے رائے اول کا توڑنا لازم نہین آتا ہی اور اگر تیسری بار اُسکے سامنے پیش ہوا اور پھر اُسکی رائے بدل کر پہلی رائے پر آئی تو اُسپر عمل کرے اور دوسری رائے کی قضا اس قول سے باطل نہوگی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ صاحب الاقضیہ نے لکھا ہی کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کی ماں سے زنا کیا اور ہنوز اُسنے اس عورت سے دخول نہین کیا ہی پھر قاضی نے اُسکو دُرّے مارے اور اُسکی رائے مین وہ عورت اُسپر حرام نہوئی اور اُسنے دونون کو ساتھ رکھا تو اُسکی قضا نافذ ہوگی۔ اور قدوری نے شرح مین ذکر کیا کہ اگر کسی نے ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جسکے ساتھ اُسکے باپ یا بیٹے نے زنا کیا تھا اور قاضی نے اس نکاح کے نافذ ہونے کا فتوے دیا تو اُسکے نفاذ مین اختلاف ہی امام ابو یوسف کے نزدیک نافذ نہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک

نافذ ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ قاضی نے اگر ایسی عورت کے ساتھ نکاح جائز ہونیکا حکم دیا کہ جسکی مان یا جسکی بیٹی کے ساتھ اس شخص نے زنا کیا ہے تو امام محمد رہ کے نزدیک نافذ ہوگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے۔ اگر کسی قاضی نے ام ولد کی بیع جائز ہونے کا حکم دیا تو نافذ نہوگا۔ واضح ہو کہ ام ولد کی بیع جائز ہونے مین صحابہ مین اختلاف تھا حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما دونون اسکی بیع جائز نہین سمجھتے تھے اور ایسا ہی حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے پھر آخر مین حضرت علی رضہ نے کہا کہ اسکی بیع جائز ہے پھر متاخرین نے اجماع کیا کہ بیع جائز نہین ہے اور قول علی رضہ کو ترک کیا۔ شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ یہ حکم نہ نافذ ہونا امام محمد رہ کے نزدیک ہے اور امام ابو حنیفہ رہ و امام ابو یوسف رہ کے نزدیک نافذ ہو جانا چاہیے او۔ توجیہ اسکی یہ ہے کہ اختلاف متقدمین کے بعد متاخرین نے اگر دونون قولون سے ایک پر اجماع کیا تو امام محمد رح کے نزدیک اختلاف متقدم اٹھ جاتا ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک نہین اٹھتا ہے اسلیے امام محمد رہ کے نزدیک یہ محل مجتہد فیہ نرہا اور ان دونون کے نزدیک باقی رہا تو قضا نافذ ہونی چاہیے اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہے کہ اجماع متاخر سے اختلاف متقدم اٹھ جانے مین اتفاق ہے تو عدم نفاذ کا حکم سب کے نزدیک ہوگا اور خصاف رہ نے ذکر کیا کہ قضا نافذ نہوگی اور کچھ اختلاف ذکر نہین کیا ہے۔ اور باب العمل اقضیۃ الجامع مین ہے کہ ام ولد کی بیع جائز ہونے مین قاضی کا حکم دوسرے قاضی کے جاری کرنے پر متوقف رہتا ہے اور یہی اصح ہے اور اگر دوسرے قاضی نے اسکو جاری کیا تو پھر کسی کو باطل کرنے کا اختیار نہوگا۔ اور اگر دوسرے نے باطل کر دیا تو پھر کسی کو اسکے نافذ کرنیکا اختیار نہوگا۔ اور ایسا ہی حکم ہر اس حادثہ مین ہے جسکے باب مین لوگون مین اختلاف ہے کہ یہ مختلف فیہ ہے یا نہین ہے۔ زیادات مین ہے کہ اگر اہل حرب کو مسلمان نے قید کر کے دار الاسلام مین رکھا پھر انپر مشرکون نے غلبہ کر کے قیدی چھین لیے مگر دار الحرب مین محفوظ نہ کیے پھر انپر دوسرا فرقہ مسلمانون کا غالب ہوا اور انکے ہاتھ سے دار الاسلام مین چھین لیے تو قیدی پہلے فرقہ مسلمانون کو دیدیے جاوینگے خواہ فریق ثانی نے انکو باہم تقسیم کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر فریق ثانی کے امام کی راے مین یہ فعل مشرکون کا احراز اور قبضہ و ملک تام ہوئے تو البتہ فریق ثانی اسکے حقدار ہونگے یہ محیط مین لکھا ہے سیر کبیر مین مذکور ہے کہ اگر مشرکین مسلمانون کے اسباب پر غالب ہوے اور چھین کر اپنے لشکر مین اسکا احراز کیا اور یہ دار الاسلام مین ہے پھر دار الحرب مین لیجانے سے پہلے ایک جماعت مسلمانون کی ان پر غالب ہوئی اور وہ مال چھین لیا تو یہ مال اپنے اپنے مالکون کا ہے۔ اور اگر امام کو اسکا علم نہوا یہانتک کہ اسنے اہل غنیمت کو یہ مال تقسیم کر دیا تو قسمت باطل ہوگی اور مال اسکے مالک کو دیا جائیگا۔ پس اگر امام نے مشرکون کا چھین کر اپنے لشکر مین رکھنا احراز تام اعتقاد کیا ہے اور اس بنا پر اسنے غنیمت کے ساتھ ملا کر اہل غنیمت کو تقسیم کیا پھر یہ مقدمہ کسی دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا اور وہ ایسے قبضہ کو مشرکون کے واسطے احراز نہین سمجھتا ہے تو جو کچھ امام نے حکم دیا جائز ہے اور دوسرا قاضی اسکو بدل نہین سکتا ہے اور اسکی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی نے فاسقون کی گواہی سے غائب پر فیصلہ کیا یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی پر کسی غائب پر نکاح کا حکم دیدیا تو قضا نافذ ہو جائیگی اگرچہ جو شخص قضا علی الغائب کا قائل ہے وہ یہ کہتا ہے کہ نکاح مین عورتون کی گواہی نہین ہوتی ہے اور نہ فاسق کی بالکل گواہی جائز ہے ولیکن چونکہ دونون صورتین مجتہد فیہ ہین اسواسطے قاضی کا اجتہاد دونون مین جاری ہوگا

اور جو سیر کبیر مین مذکور ہی اس باب مین صریح ہی کہ کافر کے مالک ہونے کا حکم صرف غلبہ سے بدون اسکے کہ وہ دار الحرب مین کسی مال مسلمان کو لیجاوے اگر قاضی نے دیدیا تو قضا نافذ ہی اور بعضون نے کہا کہ شرح جامع صغیر مین مذکور ہی کہ نافذ نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی قاضی نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا تو نافذ نہوگا اور کتاب الاستحسان مین مذکور ہی کہ امام ابو حنیفہ رح اور سفیان ثوری کے نزدیک نافذ ہوگا قال المترجم وہو الاصح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نافذ نہوگا اور اقضیۃ الجامع مین ہی کہ ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ متوقف رہتا ہی اگر دوسرے قاضی نے نافذ کیا تو نافذ ہی۔ اگر کسی ذبح کیے ہوئے جانور کے جسپر قصداً ذابح نے بسم اللہ اکبر یعنی اللہ کا نام لینا چھوڑ دیا ہی حلال ہونے کا حکم دیا تو نوادر مین مذکور ہی کہ امام اعظم رح و محمد رح کے نزدیک نافذ ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نافذ نہوگا۔ اگر حد یا قصاص مین ایک مرد۔ اور دو عورتون کی گواہی پر حکم دیا پھر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا کہ جو اُسکی راے کے مخالف تھا تو وہ اسکے حکم کو نافذ کرے اور باطل نہ کرے۔ سیر کبیر مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے ایک گھوڑا خریدا اور اُسپر سوار ہوکر جہاد کیا پھر دار الحرب مین اُسمین کوئی عیب پایا پس اگر بائع لشکر مین اُسکے ساتھ ہو تو اُس سے مقدمہ کرلے اور اگر موجود نہو تو چاہیے کہ اُسپر سوار نہو ولیکن اپنے ساتھ ہانک لاوے یہانتک کہ اُسکو دار الاسلام مین لے آوے اور اگر وہ اپنی حاجت ذاتی کے واسطے سوار ہوا یا اپنا اسباب اُسپر لادا تو واپسی کا حق ساقط ہوجائیگا خواہ اُسکو دوسرا گھوڑا دستیاب ہوا ہو یا نہوا ہو۔ اور اگر وہ شخص امام کے پاس آیا اور اُسکو آگاہ کیا اور اُسنے حکم دیا کہ سوار ہو تو واپسی کا حق باطل ہوگیا۔ اور اگر امام نے اُسکو زبردستی سوار کیا اس جہت سے کہ اُسکے جان کا خوف تھا اور اس سواری سے گھوڑے مین کچھ نقصان بھی نہین آیا تو اُسکو واپس کرنے کا حق حاصل ہی۔ اور اگر امام نے زبردستی نہ کی ولیکن یہ کہا کہ تو سوار ہولے اور تیرا حق واپسی برقرار ہی اور وہ سوار ہوگیا تو حق واپسی جاتا رہیگا پھر اگر اُسکے بعد دونون نے کسی قاضی کے پاس پیش کیا اور قاضی نے بطریق اجتہاد کے امیر لشکر کے کہنے کی وجہ سے اُسکو بسبب عیب کے واپس کیا پھر یہ دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا جسکی راے مین پہلے قاضی کا فعل خطا ہی تو وہ پہلے کا حکم جاری کریگا۔ اگر کسی قاضی نے یہ حکم دیا کہ جس شخص پر طلاق دینے کے واسطے زبردستی کیجاوے اُسکی طلاق باطل ہی تو قاضی کا حکم نافذ ہوگا۔ اگر قاضی نے کسی مختلف فیہ صورت مین حکم دیا اور اُسکو یہ نہین معلوم تھا کہ ایسی صورت ہی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ اُسکی قضا نافذ ہوجائیگی تو اسی کی طرف امام محمد رح نے کتاب الاکراہ مین اشارہ کیا ہی اور ایسا ہی حسن رح نے امام اعظم رح سے روایت کیا ہی اور عامہ مشائخ نے کہا کہ جائز نہین ہی اور اسی کی طرف سیر کبیر مین اشارہ ہی چنانچہ ابواب الفداء مین مذکور ہی کہ ایک شخص مرگیا اور اُسنے ایک غلام چھوڑا اور اُسپر بہت قرضہ ہی پھر قاضی نے اُسکے غلام کو فروخت کیا اور اُسکا قرضہ ادا کیا پھر گواہ قائم ہوے کہ اُسکے مالک نے اُسکو مدبر کیا تھا تو قاضی کی بیع باطل ہوگی اور اگر قاضی اُسکے مدبر کرنے سے واقف تھا پھر اُسنے اُسکا مدبر کرنا توڑ دیا اور اجتہاد کیا اور بیچکر اُسکا قرضہ ادا کیا پھر دوسرا قاضی ہوا کہ اُسنے اس فعل کو خطا تصور کیا تو پہلے قاضی کی قضا نافذ ہوگی۔ اور ایسا ہی کتاب الرجوع عن الشہادات مین مذکور ہی کہ اگر محدود القذف گواہون نے گواہی دی اور قاضی اُنکی کیفیت سے واقف نہوا اور اُسنے اُنکی گواہی پر

فیصلہ کیا پھر واقف ہوا پس اگر اُسکی یہ رائے تھی کہ محدود القذف کی گواہی توبہ کرنے کے بعد مقبول ہوتی ہی تو قضا نافذ ہوگی اور اگر اُسکے اعتقاد مین یہ بات نہ تھی تو اپنی قضا کو رد کریگا۔ اور اگر اُسکو ابتداے شہادت مین شاہد کا محدود القذف ہونا معلوم ہوا پس اگر رائے اجتہادی یہ ہی کہ ایسے گواہ کی گواہی حجت ہی تو قضا نافذ کرے ورنہ نہین۔ پس یہ کلام صریح ہی کہ اگر قاضی کو وہ صورت مجتہد فیہ معلوم ہی تو اُسکی قضا نافذ ہوگی ورنہ نہین اور اسی کی طرف جامع مین بھی اشارہ ہی اور ایسا ہی خصاف رح نے ذکر کیا ہی کذا فی المحیط۔ صورت مجتہد فیہ مین اگر قاضی نے حکم کیا اور اُسکو اسکا علم نہین ہی تو اصح یہ ہی کہ جائز نہین ہی اور صرف اس صورت مین نافذ ہوگی کہ جب اُسکو مجتہد فیہ ہونا معلوم ہو اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ یہی ظاہر المذہب ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اور خلاصہ مین لکھا ہی کہ قاضی کو اُس صورت کا مختلف فیہ ہونا معلوم ہونے کی جو شرط ہی اگرچہ ظاہر المذہب ہی ولیکن فتوے اسکے برخلاف ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور یہان ایک شرط مجتہدات مین نفاذ قضا کے لیے اور بھی ہی یہ کہ حکم حادثہ ایسا ہو جاوے کہ جسمین قاضی کے سامنے ایک خصم کی دوسرے خصم کی طرف خصومت صحیحہ جاری ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر محدود القذف کی شہادت پر توبہ کے بعد قاضی نے فیصلہ کیا اور اُسکی رائے مین اُسکی گواہی حجت ہی تو اُسکی قضا اسواسطے نافذ ہوگی کہ یہ صورت مجتہد فیہ ہی۔ اور اقضیۃ الجامع مین مین نے امام عبد اللہ رح کی روایت سے تعلیقاً نقل کیا ہی کہ اگر محدود القذف کی شہادت پر بعد توبہ کے قاضی نے فیصلہ کیا پھر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا تو دوسرا قاضی اس قضا کو اُسوقت باطل نہ کریگا کہ جب اول قاضی کے نزدیک یہ شہادت حق ہو اور دوسرے قاضی کو بھی معلوم ہو کہ پہلا قاضی اسکو حق جانتا ہی یا اُسکو پہلے قاضی کا حق جاننا یا نہ جاننا کچھ معلوم نہو اور اگر دوسرے قاضی کو معلوم ہو کہ محدود القذف کی گواہی پہلے قاضی کے نزدیک درست نہین ہی مثلاً پہلے قاضی نے اُسکے سامنے کہا کہ یہ قول ابن عباس رض کا کہ محدود القذف کی گواہی اگرچہ وہ توبہ کرلے مقبول نہین صحیح ہی تو دوسرے قاضی کو اختیار ہی کہ پہلے قاضی کے حکم کو باطل کرے کذا فی المحیط۔ اگر کوئی قاضی خود محدود القذف ہی اور اُسنے توبہ کرنے سے پہلے کوئی حکم جاری کیا تو دوسرا قاضی لامحالہ اُسکو باطل کریگا حتے کہ اگر اُسنے نافذ کیا اور تیسرے کے سامنے پیش ہوا تو تیسرے قاضی کو باطل کرنا چاہیے کیونکہ وہ قاضی بالاجماع صلاحیت نہین رکھتا ہی تو دوسرے کا حکم بھی مخالف اجماع و باطل ہوگا۔ لیکن اگر محدود القذف قاضی نے توبہ کے بعد فیصلہ کیا تو بھی ہمارے نزدیک نافذ نہوگا ولیکن دوسرا قاضی اُسکو نافذ کرسکتا ہی اور اگر اُسنے نافذ کیا اور تیسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا تو وہ باطل نہین کرسکتا ہی یہ خصاف رح کے ادب القاضی مین مذکور ہی۔ اور قاضی فاسق نے اگر حکم دیا اور دوسرے قاضی نے اُسکو باطل کیا تو تیسرا قاضی اُسکو نافذ نہین کرسکتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر قاضی اندھا ہو اور اُسنے فیصلہ کیا تو اُسکا نفاذ دوسرے قاضی کے نافذ کرنے پر موقوف ہی اور جب اُسنے نافذ کیا تو تیسرا قاضی اُسکو باطل نہین کرسکتا ہی اور اگر ثانی نے اُسکو باطل کیا اور اُسکی رائے مین بھی باطل ہی تو باطل ہوجائیگا اگر قاضی نے احد الزوجین اور دوسرے شخص کی گواہی پر دوسری زوج کے واسطے فیصلہ کیا یا والد کی گواہی پر اُسکے بیٹے کا فیصلہ کیا یا بیٹے کی گواہی پر باپ کا فیصلہ کیا تو نافذ ہوگا یہانتک کہ دوسرے قاضی کو اُسکے باطل کرنے کا اختیار نہین ہی اگرچہ اُسکی رائے مین یہ باطل ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک عورت نے

میاں اور بی بی دونوں میں رضاعت واقع ہونے کی گواہی دی کہ مین نے دونوں کو مثلاً دودھ پلایا ہی اور قاضی نے تفریق کردی تو اُسکی قضا رد کردیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی **قال المترجم** ہذا الحکم فی ہذہ المسئلۃ مشکل فانہ لو لم یعتبر فیہا مخالفۃ النص فلا اقل من ان تکون مجتہداً فیہا فلیتامل - اور قاضی مطلق نے اگر ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی پر حدود اور قصاص مین فیصلہ کیا اور اُسکی رائے مین یہ جائز ہی تو نافذ ہوگا کیونکہ اختلاف صحت قضا مین ہی اور بعضے لوگ اُسکو جائز رکھتے ہین اور وہ شریح رحمہ اللہ تابعی ہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی فتاوے قاضی ظہیر الدین مین ہی کہ اگر عورتون کی گواہی پر حد یا قصاص مین فیصلہ کیا تو اُسکی قضا نافذ ہوگی اور غیر کو اختیار نہین ہی کہ اُسکو باطل کردے جبکہ اس سے یہ خواہش کیجاے کیونکہ ایسا فیصلہ جائز ہونا شریح رضہ اور ایک جماعت تابعین سے مروی ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی - اگر قاضی نے دو گواہون کی گواہی پر فیصلہ کیا پھر معلوم ہوا کہ دونوں کافر تھے تو فیصلہ رد کردیا جائیگا کیونکہ ظاہر ہوا کہ حکم اُسکا خلاف اجماع ہی - اور اگر ظاہر ہوا کہ دونوں گواہ غلام تھے تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر واضح ہوا کہ دونوں اندھے تھے تو شمس الائمہ سرخسی نے کہا کہ اُسکا حکم محدود القذف کا ہی اور شیخ الاسلام نے کہا کہ غلامون کے مانند ہی اور جو کچھ مختصر مین مذکور ہی ظاہرا اسی پر دلالت کرتا ہی - غلام یا لڑکے یا نصرانی سے قضا طلب کی گئی اور اُسنے کسی مقدمہ مین حکم قضا دیا پھر دوسرے قاضی کے پاس پیش ہوا اور اُسنے جائز رکھا اور جاری کیا تو جائز نہین ہی - اور یہ حکم طفل اور نصرانی کے حق مین ظاہر ہی اور غلام کے حق مین مشکل ہی کیونکہ امام مالک و شریح کے نزدیک غلام گواہی کی صلاحیت رکھتا ہی پس قاضی ہونے کی بھی صلاحیت رکھتا ہی پس جب دوسرے قاضی کا نافذ کرنا اسکے ساتھ ملایا گیا تو اُسکی قضا نافذ ہونی چاہیے جیسا محدود القذف کا حکم ہی - اگر کوئی عورت کسی مقدمہ مین قاضی بنائی گئی تو اُسکا فیصلہ سواے حدود و قصاص کے سب مین درست ہی اور اگر اُسنے حدود و قصاص مین حکم دیا پھر دوسرے قاضی کے پاس اُسکا مرافعہ کیا گیا اور اُسنے جاری کیا تو نافذ ہوجائیگا اور خانیہ مین ہی کہ غیر کو اُسکا باطل کرنا نہین پہونچتا ہی اور شیخ الاسلام علی بزدوی نے ذکر کیا کہ نافذ نہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اگر کسی قاضی نے قسامت مین قتل کا حکم کیا تو نافذ نہوگا اور صورت اُسکی یہ ہی کہ ایک مقتول کسی محلہ مین پایا گیا اور اولیاء مقتول نے کسی شخص پر قتل کا دعوے کیا تو بعض علماء نے فرمایا اور یہی قول امام مالک کا اور قدیم قول شافعی کا ہی کہ اگر مدعی علیہ اور مقتول مین کھلی عداوت تھی اور سواے مدعا علیہ کے اور کسی کے ساتھ اُسکی عداوت ظاہر نہ تھی اور اُسکے محلہ مین آنے اور مقتول کے پائے جانے مین تھوڑی مدت ہی تو قاضی مقتول کے ولی سے اُسکے دعوے پر قسم لیگا پس اگر اُسنے قسم کھالی تو قصاص کا حکم دیگا اور ہمارے نزدیک اس مقدمہ مین دیت اور قسامۃ ہی کذا فی المحیط اور اگر قاضی نے قصاص کا حکم دیدیا اور وہ دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا تو وہ اسکو باطل کردے کیونکہ یہ حکم اجماع کے مخالف ہی کیونکہ امام مالک صحابہ مین موجود نہ تھے پس اُنکا قول معتبر نہوگا یہ خصاف کے ادب القاضی مین ہی ذخیرہ مین ہی کہ شیخ الاسلام ابو الحسن السغدی سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنی عورت کو چھوڑ کر غائب ہوگیا اور غیبت منقطعہ ہی اور عورت کے نفقہ کے واسطے کچھ نہین چھوڑ گیا اور یہ مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کیا گیا پھر اس قاضی نے ایسے عالم کو لکھا کہ جسکے نزدیک نفقہ سے عاجز ہونے کے باعث سے جدائی کرا دینا جائز ہی اور اُسنے

عورت کو الگ کردیا تو کیا یہ جدائی واقع ہوجائیگی انھون نے فرمایا کہ ہان اگر نفقہ سے عجز متحقق ہو تو جدائی ہوجائیگی
پھر دریافت کیا گیا کہ اگر شوہر کی زمین اور املاک یہان موجود ہو تو نفقہ سے عجز متحقق ہوگا انھون نے فرمایا کہ ہان
اگر جنس نفقہ سے نہین ہی تو متحقق ہوگا کیونکہ ان چیزون کا نفقہ مین فروخت کرنا جائز نہین ہی کیونکہ یہ بمنزلہ قضاء علی الغائب
کے ہی - اور صاحب ذخیرہ نے فرمایا کہ اس جواب مین اعتراض ہی اور صحیح یہ ہی کہ یہ قضا صحیح نہین ہی اور اگر دوسرے
قاضی کے سامنے پیش ہوا اور اسنے اجازت دیدی تو صحیح یہ ہی کہ یہ قضا نافذ نہوگی - مجموع النوازل مین مذکور ہی
کہ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ سے دریافت کیا گیا کہ نابالغہ لڑکی کے باپ نے نابالغ لڑکے سے اسکا نکاح کر دیا اور
باپ نے قبول کیا پھر وہ دونون بڑے ہوے اور دونون مین غیبت منقطعہ تھی اور نکاح مین گواہ فاسق تھے تو کیا
قاضی کو جائز ہی کہ شافعی مذہب کے قاضی کے پاس بھیجدے کہ وہ اس نکاح کو باطل کردے اس سبب سے کہ اسکے گواہ
فاسق تھے تو انھون نے فرمایا کہ ہان جائز ہی اور قاضی حنفی کو جائز ہی کہ خود ایسا کرے اور شافعی کا مذہب
لیوے اگرچہ خود اسکا مذہب یہ نہو - اور اسی طرح نکاح بغیر ولی مین اگر اسکو تین طلاق دی پھر دوسری زوج محلل کے
دخول سے پہلے اس سے نکاح کر لیا اگر اس صورت مین امام محمد کا مذہب لیکر اس نکاح کی صحت اور عدم وقوع طلاق کا
حکم دیا ہو تو جائز ہی اور نجم الدین رح فرماتے ہین کہ میرے استاد اسکو روا نہین رکھتے تھے ولیکن اگر شافعی المذہب
کے پاس بھیجدے تاکہ دونون مین عقد کر دے اور صحت کا حکم دیدے تو جائز ہی بشرطیکہ کاتب اور مکتوب الیہ
اسمین رشوت نہ لیوین اور اس قضا سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ پہلا نکاح حرام یا اسمین شبہ تھا ایسا ہی فتاوے
نسفی مین مذکور ہی اور ذخیرہ مین لکھا ہی کہ اگر بلا گواہون کے نکاح جائز ہونیکا حکم دیا تو اسکی قضا نافذ ہو جائیگی
اور ایسا ہی جامع الفتاوے مین لکھا ہی - اور ملتقط مین ہی کہ اگر کسی عورت نے ایک محفل مین کہا کہ یہ میرا شوہر ہی
اور مرد نے کہا کہ یہ میری عورت ہی تو اس نکاح کے انعقاد مین اختلاف ہی اور اگر قاضی نے اسکا حکم دیدیا تو بالاتفاق
نکاح ہوگیا - اگر کسی عورت نے دس دن کے واسطے نکاح کیا اور اسکو کسی قاضی نے جائز رکھا تو جائز ہی کیونکہ امام زفر رح
کے نزدیک اگر کسی عورت سے ایک مہینہ کے واسطے نکاح کیا تو صحیح ہی اور مدت کا ذکر کرنا لغو ہوگا پس اگر اس نکاح
کے جواز کا حکم دیا تو نافذ ہوگا اور اگر عورتون کے متعہ جائز ہونیکا حکم کیا تو جائز نہوگا اور اسکی صورت یہ ہی کہ کسی عورت
سے کہا کہ مین تجھسے اتنے مدت بعوض اس مال کے متعہ کرتا ہون بخلاف اسکے کہ اگر لفظ تزویج و نکاح ذکر کیا
مثلاً کہا کہ مین نے تیرے ساتھ ایک مہینہ تک یا دس دن تک نکاح کیا تو یہ نکاح جائز ہی اگر قاضی اسکے جواز کا
حکم دیدیوے - اور اگر رد نکاح عورت کا حکم بسبب نابینائی یا جنون یا شل اسکے دیدیا تو اسکے قضا نافذ ہوگی
کیونکہ حضرت عمر رض فرماتے تھے کہ پانچ عیوب سے رد کرنا عورت کا درست ہی اور اگر انمین سے ایک عیب کی وجہ سے رد نکاح
کا حکم کیا تو نافذ ہوگا کیونکہ ہمارے اصحاب مین اسمین اختلاف ہی امام محمد رح رد کا حکم دیتے ہین - اگر بلا گواہون کے
مہر باطل ہونیکا حکم دیا یا بدون اقرار کے بطلان مہر کا حکم کیا اور بعض لوگون کا مذہب اختیار کیا کہ نکاح کے
قدیم ہونے سے مہر ساقط ہوتا ہی تو باطل ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ مہر یا ادا کرنے سے ساقط ہوگا یا بری کرنے سے - اگر کسی عنین
کے بارہ مین یہ حکم دیا کہ اسکے لیے مدت نہ دیجائیگی تو قضا باطل ہی - اور صغری مین ہی کہ خلع کے باب مین
قاضی کا حکم کہ وہ فسخ ہی مثل اور مسائل مجتہدات کے ہی کیونکہ شیخ الاسلام خواہر زادہ نے اسمین اختلاف

صحابہ رضہ نقل کیا ہو پس اگر فسخ ہونیکا حکم دیا تو قضا نافذ ہوگی۔ نکاح سے پہلے اگر طلاق باطل ہونیکا حکم کیا یا حیوان مین بیع سلم کا حکم دیا تو جائز ہو یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے بدون عورت کی رضامندی کے رجعت کرلی اور ایسے قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا کہ جسکے نزدیک عورت کی رضامندی رجعت مین موافق مذہب شافعی کے شرط تھی پھر اسنے رجعت کو باطل کردیا تو یہ قضاء بعض کے نزدیک نافذ نہونا چاہیے کیونکہ رجعت مین عورت کی رضامندی ظاہر مذہب شافعی کا نہین ہو اور نہ اُنکی کتابون مین مذکور ہو ہان اصحاب شافعی سوالات مین بطور منع کے پیش کرتے ہین اور فقط اسقدر سے مجتہد فیہ نہین ہوسکتا ہو اور ہمارے اصحاب اجماع کا دعوے کرتے ہین کہ بالاجماع صحت رجعت کے واسطے عورت کی رضامندی شرط نہین ہو پس اُسکا حکم نافذ نہوگا کذا فی الذخیرہ اگر اپنی عورت کو حالت حیض یا حمل مین طلاق دی یا دخول سے پہلے تین طلاق دین پھر کسی قاضی نے حاملہ یا حائضہ کے طلاق باطل ہونیکا حکم دیا یا ایک سے زائد طلاق باطل ہونیکا موافق مذہب بعض کے حکم دیا تو اُسکی قضا نافذ نہوگی اور اسی طرح تین طلاق ایک ہی کلمہ سے دینے کو یا اُس طہر مین جسمین جماع کیا ہو طلاق دینے کو باطل کیا تو اُسکی قضا باطل ہوگی۔ اور اگر باکراہ مجبور کیے گئے شخص کی طلاق دینے کو باطل کیا تو اُسکی قضا نافذ ہوگی اور اگر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا تو پہلے قاضی کے حکم کو نافذ کریگا۔ اور فتاوے رشید الدین مین ہو کہ اگر مست نشہ کی طلاق نہ واقع ہونیکا حکم کیا تو نافذ ہوگا کیونکہ باہم صحابہ رض مین اس مسئلہ مین اختلاف تھا اور بھی فتاوے رشید الدین مین مذکور ہو کہ اگر دوسرے شوہر نے بعد دخول کے طلاق دی پھر دوبارہ اُس عورت سے نکاح کیا اور وہ عدت مین تھی پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دی پھر اُس سے پہلے شوہر نے نکاح کیا اور ہنوز عدت نہ گذری تھی اور کسی حاکم نے اس نکاح کی صحت کا حکم دیا تو اُسکی قضا نافذ ہوگی کیونکہ اجتہاد کو اس صورت مین گنجایش ہو اور وہ زفر رح کا مذہب ہو۔ اگر صغیرہ لڑکی کی طرف سے باپ نے خلع لیا اور اُسکے جائز ہونیکا قاضی نے حکم کیا تو نافذ ہوگا۔ اگر ممتدہ الطہر کی عدت مہینون سے گذرنے کا حکم کیا تو منہاج الشریعہ مین امام مالک سے منقول ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ جس عورت کو اُسکے شوہر نے طلاق دی اور چھ مہینے گذر گئے اور اُسنے خون نہ دیکھا تو اُسکے ایاس کا حکم دیا جائیگا حتے کہ اِسکے بعد اُسکی عدت تین مہینہ کے حساب سے ختم ہوگی اور ابن عمر رض سے بھی ایسا ہی مروی ہو پس اس بنا پر اگر ممتدۃ الطہر کے حد ایاس پر پہونچنے سے کہ پچپن برس ہوتے ہین پہلے پچاس برس یا دو ایک برس پہلے اگر اُسکا خون منقطع ہوگیا تو موافق اختیار شیخ الاسلام برہان الدین کے اگر اُسکے شوہر نے اُسکو طلاق دی اور اُسپر چھ مہینے گذر گئے پھر تین مہینے کی عدت کی شمار کی اور اُسپر کسی قاضی نے حکم کیا تو نافذ ہونا چاہیے کیونکہ یہ مجتہد فیہ ہو اور اِسکا یاد رکھنا چاہیے کیونکہ اکثر ایسا واقع ہوتا ہو اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو قبل دخول کے طلاق دی اور قاضی نے آدھے سامان جہیز دینے کا اُسکے لیے حکم کیا حالانکہ عورت نے مہر پر قبضہ کرلیا اور سامان لے لیا تو اُسکی قضا نافذ نہوگی کیونکہ جمہور کے خلاف ہو اگر ایک شخص نے اپنے غلامون مین سے ایک کو آزاد کیا اور بیان سے پہلے مرگیا اور قاضی نے قرعہ ڈالنے کا حکم کیا تو اُسکی قضا نافذ ہوگی اسلیے کہ مجتہد فیہ ہو مالک رح اور شافعی رح قرعہ ڈالنے کے قائل ہین یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ ایک شخص نے اپنا آدھا غلام آزاد کیا یا غلام دو شخصون مین مشترک تھا کہ ایک نے آزاد کیا اور وہ

شخص تنگدست ہو اور قاضی نے دوسرے کو حکم کیا کہ اپنا حصہ فروخت کرے اور اُسنے فروخت کر لیا پھر دونون نے کسی اور قاضی کے پاس مخاصمہ کیا کہ جسکی یہ رائے نہ تھی تو خصاف رح نے ذکر کیا کہ دوسرا قاضی بیع اور قضا کو باطل کر دیگا اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ یہ قول خصاف رح کا ہو اور اس مسئلہ مین کوئی روایت ہمارے اصحاب سے نہین ہی اور اگر خصاف رح کا قول موجود نہوتا تو ہم کہتے کہ اُسکی قضا نافذ ہوگی کیونکہ اُسنے مجتہد فیہ مین حکم دیا ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہو - اگر مسئلہ مخمسہ مین قاضی نے حکم دیا تو اُسکی قضا نافذ ہوگی کیونکہ یہ مختلف فیہ ہی - شروط ابو نصر دابوسی مین ہو کہ اگر رہن غیر منقسم واقع ہو تو چاہیے کہ کسی حاکم کا حکم لیوے تاکہ صحیح ہو - اگر بائی کی بیع جائز ہونیکا حکم کیا تو دوسرے کو اختیار نہین ہو کہ اُسکو باطل کرے اور اگر اُسنے باطل کیا تو دوسرے کو جائز کرنیکا اختیار نہین ہو - جامع الفتاوے اور سیر کبیر مین ہو کہ اگر کسی ایسی بیع کے جائز ہونیکا حکم کیا جو مدت مجہول کی شرط کی وجہ سے فاسد تھی تو اُسکی قضا نافذ ہوگی جبکہ اس باب مین اُسکے پاس مخاصمہ ہوا ہو اور مشتری کو مبیع اپنے پاس رکھنا جائز ہو - اگر کسی مدبر کی بیع جائز ہونیکا حکم دیا تو اُسکی قضا نافذ ہوگی - اور مکاتب کی بیع اُسکی رضامندی سے جائز ہو اور یہی روایت اظہر ہو - اگر ایک نوع کی تجارت کے ماذون غلام مین حکم دیا کہ اُسکو کل نوع کی اجازت نہین ہو تو نافذ ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہو - اور قاضی لوگ جو یہ فعل کرتے ہین کہ یمین مضاف کو فسخ کرنے یا بیع مدبر وغیرہ مین شافعی مذہب کے سپرد کرتے ہین تو یہ فعل صرف اُسوقت جائز ہو کہ سپرد کرنے والے کی بھی یہ رائے ہو مثلاً اُسکے نزدیک یہ رائے اجتہادی ظاہر ہوا ہو اور اگر اُسکی یہ رائے نہو تو سپرد کرنا صحیح نہین ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ سپرد کرنا درست ہو اگرچہ اُسکی خود یہ رائے نہو اور یہی مختار ہو یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو اور اگر قاضی شافعی مذہب کو اسواسطے سپرد کیا کہ اپنی رائے سے فیصلہ کرے یا موافق حکم شرع کے فیصلہ کرے تو یہ تفویض سب کے نزدیک نافذ ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو اگر ایک دار کے خلاص کرنیکا جو مشتری سے استحقاق مین لے لیا جاوے اور اُسی کے مثل دار کے ضامن ہونیکا کسی قاضی نے حکم دیا کہ جائز ہو پھر وہ دوسرے کے سامنے پیش ہوا تو دوسرا اُسکو باطل کریگا - صورت مسئلہ کی یہ ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک دار فروخت کیا اور بائع یا کوئی اجنبی مشتری کے واسطے خلاص کا ضامن ہوا - اور خلاص کے یہ معنی ہین کہ ضامن نے مشتری سے کہا کہ اگر یہ دار تیرے ہاتھ سے استحقاق مین لے لیا گیا پس مین ضامن ہون کہ اس دار کو بیع یا ہبہ سے خلاص کر کے تیرے سپرد کر دونگا اور اگر اسکے سپرد کرنے سے عاجز ہو گیا اور خلاص نہ کر سکا تو اسکے مثل دوسرا دار خرید کر کے تیرے سپرد کر دونگا پس ایسی ضمانت ہمارے نزدیک باطل ہو - اور بعضون کے نزدیک یہ ضمانت صحیح ہو اور یہ تفسیر ضمان خلاص کی جو مذکور ہوئی - امام اعظم رح کے نزدیک ہو اور اسی کو صاحب الاقضیہ نے اختیار کیا ہو - اور صاحبین کے نزدیک ضمان الخلاص اور عہدہ اور درک ایک ہی ہو یعنی وقت استحقاق کے ثمن واپس دلانے کی ضمانت کرنا ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک یہ تفسیر ضمان درک کے ہو اور ضمان خلاص کی وہ تفسیر ہو جو سابق مذکور ہوئی - اور ضمان عہدہ کے یہ معنی ہین کہ اُس قدیمی نوشتہ کی طرف سے جو بائع کے پاس ہی ضامن ہونا پس صاحبین کے نزدیک جب ضمان خلاص کے معنی ضمان درک ہین تو اُنکے نزدیک صحیح ہوگی - اگر مبیع مشتری کے ہاتھ سے استحقاق مین لے لی گئی تو وہ ضامن سے قیمت لیگا پس ہرگاہ کہ قاضی نے اس ضمان کے صحت کا حکم کیا اور مشتری کے لیے کفیل کے ساتھ حق خصومت ثابت کیا تو یہ قضا نافذ ہوجاویگی اور جب دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوگی تو اُسکو باطل نہ کریگا - اور اگر اُسنے دار سپرد کرنے کے لیے ضمانت کی تو ضمانت صحیح نہین پس قضا صحیح نہوگی - اگر کسی شخص کی جو رسیدنی

[illegible]

یا اُسکی بیٹی نے عمداً خون کرنے سے قاتل کو معاف کیا اور قاضی نے اس معاف کرنے کو باطل جانا کیونکہ اسکی راے مین عورتون کی طرف سے عفو نہین اور نہ اُنکا قصاص مین کچھ حق ہی جیسا کہ بعض علماء کا مذہب ہی اور اُسنے اس شخص کے قصاص مین قتل کیے جانے کا حکم دیدیا اور قتل ہونے سے پہلے یہ مقدمہ لیسے قاضی کے سامنے مرفعہ ہوا جو عورتون کے عفو کرنے کو صحیح جانتا ہی تو دوسرا قاضی قصاص کے حکم کو باطل کر دیگا اور اس عفو کو نافذ کریگا - اور اگر اس شخص کے قتل ہونے کے بعد پیش ہوا تو اُسکا حکم جاری ہوگیا ہی پس دوسرا قاضی اس امر مین کچھ تعرض نہ کریگا ایسا ہی خصاف رح اور صاحب الاقضیہ نے ذکر کیا ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یون کہنا چاہیے کہ جس شخص کے لیے قصاص لینے کا حکم ہی اگر وہ عالم تھا تو اُس سے قصاص لیا جاوے اور اگر جاہل تھا تو اُس سے دیت لیجاوے یہ محیط مین لکھا ہی - خلاصہ مین ہی کہ اگر شی مرہون یا مستاجر کی بیع کی اجازت دیدی تو نافذ ہوجائیگی یہ اور جامع الفتاوے مین ہی کہ اگر قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش ہوے کہ کسی شخص کی باندی اُسکی بیٹی ہی اور اُسنے اسکا حکم دیدیا تو وہ حکم مین اُسکی بیٹی ہی کہ اُس سے وطی کرنا حلال نہین ہی اور اُسکی میراث سے کچھ مال اُسکو کھانا حلال نہین ہی اور یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی اور امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ مال میراث کھانے مین کچھ ڈر نہین ہی - اگر ایک گواہ کی گواہی پر اپنے پسر کے خط ہونیکا حکم دیدیا تو قضا نافذ ہوگی - اور اگر گواہون کی گواہی پر ایک مہری وصیت پر حکم کیا بدون اُسکے کہ وہ وصیت گواہون کے سامنے پڑھی گئی ہو تو دوسرا قاضی اس حکم کو نافذ کر دیگا اور اسی طرح اگر اپنے دیوان کے کسی چیز پر فیصلہ کیا اور وہ خود اُسکو بھولا ہوا ہی یا گواہون کی گواہی پر ایک نوشتہ کا فیصلہ کیا کہ گواہون کو نہین یاد ہی کہ اسمین کیا لکھا ہی ولیکن وہ لوگ اپنا خط اور مُہر پہچانتے ہین تو دوسرا قاضی بھی اسکو نافذ رکھیگا مگر اول قاضی کو یہ کرنا نہ چاہیے تھا اور یہ سب امام اعظم رح اور ابو یوسف رح اور زفر رح کے قیاس پر ہی - خانیہ مین لکھا کہ ایک شخص نے طلاق یا عتاق واقع ہونے کی قسم کھائی کہ اگر وہ شخص گوشت کھاوے تو اُسکی عورت پر طلاق یا اُسکا غلام آزاد ہی پھر اُسنے مچھلی کھائی پھر عورت نے قاضی کے سامنے پیش کیا کہ وہ مچھلی کو گوشت مین شامل جانتا تھا اُسنے دونون مین جدائی کر دی پھر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا کہ اُسکے نزدیک مچھلی گوشت مین شامل نہین ہی تو دوسرا قاضی پہلے کے حکم کو نافذ کریگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اگر قرضدار نے طالب سے کہا کہ اگر مین تیرا قرض آج نہ ادا کرون تو میری عورت پر تین طلاق ہین اور قرضخواہ روپوش ہوگیا اور قرضدار کو خوف ہوا کہ اگر وہ آج نہ ظاہر ہوا تو مین اپنی قسم مین جھوٹا ہونگا یعنی عورت پر طلاق ہو جاویگی اور اُسنے قاضی کو اطلاع دی پھر قاضی نے غائب کی طرف سے ایک وکیل مقرر کیا اور وکیل کو حکم دیا کہ مطلوب سے مال لیوے تاکہ وہ قسم مین جھوٹا نہو اور اسپر دوسرے حاکم نے بھی حکم دیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ جائز نہین ہی کذا فی الاقضیہ اور یہ سب کا قول ہی اگرچہ بالخصوص امام ابو یوسف کو ذکر کیا ہی - اور ناطفی نے ذکر کیا کہ وکیل مقرر کرنے اور اُسکے قبضہ کر لینے سے اُسکی قسم جھوٹی نہوگی اور ناطفی نے کہا کہ اسی پر فتوی ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر امام المسلمین کسی ملک پر غالب آیا اور اہل حرب کے ساتھ جان و مال کا احسان کرنا چاہا تو اُسکو یہ اختیار ہی اور اُنکے جانون پر جزیہ مقرر کرے اور زمین پر خراج مقرر کرے ولیکن زمین کی زیادہ پیداوار کے لحاظ سے حضرت عمر رض کی مقدار مقررہ سے زیادہ خراج نہ مقرر کرے اور یہ امام ابو یوسف رح

کے نزدیک ہو اور امام محمد رح کا اسمین اختلاف ہو اور اسپر اجماع ہو کہ کمی پیداوار کی وجہ سے کم کردے پھر اگر خراج مقررہ سے کم باندھنے کے بعد وہ زمین ایسی ہوگئی کہ جسمین زیادہ پیداوار ہو تو اُسپر وہی وظیفہ مقررہ حضرت عمر رض مقرر کرسکتا ہی اور اگر امام نے اُس زمین پر حضرت عمر رض کا مقررہ خراج باندھا تو بالاجماع اُسکو زیادہ کردینے کی اجازت نہین ہی اگرچہ زمین مین اس سے زیادہ خراج اُٹھا لینے کی طاقت ہو اور اسی طرح اُسکو تحویل خراج کی اجازت نہین ہی مثلاً پہلا خراج درہم تھا تو اب اُسکو بٹائی کر لینا جائز نہین ہی یا اسکا عکس کیا تو بھی روا نہین ہی - پھر اگر اُسنے اس وظیفہ مقررہ حضرت عمر رض پر زیادتی کی یا تحویل خراج کی اور اسکا حکم اُنپر جاری کردیا اور اُسکی یہ رائے اجتہادی تھی پھر بجاے اُسکے دوسرا والی ملک ہوا اور اُسکی راے بر خلاف ہو پس اگر پہلے امام کا فعل اِن ذمیون کی خوشی خاطر سے تھا تو دوسرا والی اُسکو جاری رکھے اور اگر بدون اُنکی خوشی خاطر کے تھا تو دو صورتین ہین ایک یہ کہ وہ زمین بزور شمشیر فتح ہوئی تھی پھر امام المسلمین نے اُنپر احسان کیا تو بھی دوسرا والی پہلے کے فعل کو جاری رکھے اور اگر بطور صلح کے فتح ہوئی اور پھر امام اول نے خراج مقررہ مین بڑھایا یا تحویل کی تو دوسرا والی اُسکا حکم توڑدے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی -

[illegible]

بیسوان باب جسمین قضاے قاضی جائز ہی اور جسمین نہین جائز ہی اُن صورتون کے بیان مین - جاننا چاہیے کہ انسان کو اپنے نفس کا قاضی ہونا نہین جائز ہی پس اگر قاضی نے اپنے واسطے کسی وجہ سے یا کل وجہ سے حکم کیا تو اُسکی قضا نافذ نہوگی ہان اسقدر فرق ہی کہ اگر کل وجہ سے اُسنے اپنے واسطے حکم کیا تو دوسرے قاضی کے نافذ کرنے سے بھی نافذ نہوگی اور اگر ایک وجہ سے حکم کیا تھا تو نافذ ہوگا - اور اگر غیر کے واسطے کل وجہ سے حکم کیا پس اگر قاضی بالیقین قضا کی صلاحیت نہین رکھتا ہی تو قضا نافذ نہوگی اگرچہ دوسرے قاضی نے نافذ کی ہو اور اگر اُسکی صلاحیت مین اختلاف ہو اور دوسرے قاضی نے نافذ کی تو بالاجماع نافذ ہوگی - اور اگر قضاے قاضی مین اختلاف ہوا کہ کل وجہ سے اُسنے غیر کے واسطے حکم دیا ہی یا کسی وجہ سے غیر کے واسطے اور کسی وجہ سے اپنے واسطے حکم کیا ہی تو دوسرے قاضی کے جاری کرنے سے نافذ ہوگی - کتاب الوکالۃ مین ہی کہ اگر قاضی نے اپنے ایک دار کے فروخت کرنے یا اجارہ دینے کے واسطے یا اپنے ہر حق کے جو دوسرے کی طرف آتا ہو نالش کرنے کے واسطے یا دوسرے کی نالش کی جوابدہی کے واسطے کوئی وکیل کیا تو جائز ہی مگر قاضی کو جائز نہین ہی کہ اپنے وکیل یا وکیل الوکیل کے واسطے حکم دے اور اسی طرح اپنے باپ کے وکیل کے واسطے یا دادا پردادا وغیرہ ایسے بزرگون کے وکیل کے واسطے یا بیٹے یا پوتے پروتے وغیرہ ایسے خردون کے وکیل کے واسطے حکم نہین دے سکتا ہی - اور اسی طرح اپنے غلام یا مکاتب یا اپنے ایسے رشتہ دار کے غلام یا مکاتب کے واسطے جسکی گواہی اسکے حق مین مقبول نہین ہی حکم نہین دے سکتا ہی اور اسی طرح اپنے شریک کے واسطے جسکو شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان ہی حکم دینا درست نہین ہی بشرطیکہ خصومت مال شرکت مین ہو یہ محیط مین لکھا ہی - اگر ایسا شخص وکیل ہوا ہو جسکے حق مین قاضی کی گواہی مقبول نہین ہی تو قاضی کو اُسکے واسطے حکم دینا درست نہین ہی جیسے والدین یا اولاد یا زوجہ یا زوج ہمارے نزدیک یہ شرح طحاوی مین ہی - اگر ایک شخص مرگیا اور اُسنے قاضی کے لیے تہائی مال کی وصیت کی اور وصی کسی اور شخص کو کیا تو قاضی کو اس میت کے واسطے کسی شی کی قضا درست نہین ہی اور اسی طرح اگر قاضی میت کے وارثون مین سے ہو تو میت کے واسطے کچھ حکم نہین دے سکتا ہی - اور اسی طرح اگر موصی لہ قاضی کا بیٹا یا اُسکی عورت وغیرہ ایسے شخصون مین سے ہو جنکے

حق مین قاضی کی گواہی مقبول نہین یا اُن لوگون کا غلام ہو تو بھی یہی حکم ہی - اور اسی طرح اگر قاضی وکیل ہو وصی کی طرف سے میراث میت کے باب مین تو بھی یہی حکم ہی کیونکہ ظاہر مین قضا خود قاضی کے لیے ہوگی - اسی طرح اگر قاضی کا قرضہ میت پر آتا ہو تو میت کے لیے کچھ حکم دینا درست نہین ہی - اگر دونون مخاصمون مین سے ایک نے قاضی کے غلام یا مکاتب یا ایسے شخص کو جسکے حق مین قاضی کی گواہی مقبول نہین ہی وکیل کیا تو قاضی کو جائز نہین ہی کہ وکیل کے لیے اُسکے مخاصم پر کچھ حکم کرے کیونکہ ظاہر مین قضا وکیل کے واسطے ہوگی اگر کسی شخص کو خصومت کے واسطے وکیل کیا پھر وکیل قاضی ہو گیا تو اُسکو اختیار نہین ہی کہ اپنی وکالت کے مقدمہ مین کچھ حکم کرے کیونکہ قضا من حیث الظاہر اُسی کے واسطے واقع ہوگی اور اُسکو یہ بھی اختیار نہین ہی کہ اپنے موکل کی طرف سے وکیل قائم کرے کیونکہ اگر اُسنے بحکم قضا وکیل کیا تو قضاء علے الغائب ہی اور اگر بحکم وکالت وکیل کیا تو یہ وکیل ایسا ہوا کہ موکل نے اُس سے یہ نہین کہا تھا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہی اور اگر موکل نے اُس سے یہ کہدیا تھا کہ جو تو کرے وہ جائز ہی پھر اُسنے وکیل مقرر کیا تو جائز ہی مگر قاضی کو یہ اختیار نہین ہی کہ اس وکیل کے واسطے فیصلہ کرے **قال المترجم** اعلم ان فی المسائل کلہا انہ لا یقضی لہ ولیس فی شئ منہا انہ لا یقضی علیہ قال وہذا علے الخلاف الذی قدم فتذکر واللہ اعلم

جامع کبیر مین لکھا ہی کہ ایک شخص مرگیا اور اُسکے مختلف قرضی لوگون پر ہین کچھ قاضی پر ہی اور کچھ قاضی کی جورو یا بیٹے وغیرہ پر جنکی گواہی قاضی کے حق مین مقبول نہین ہی پھر ایک شخص نے اس قاضی کے پاس دعوے کیا کہ میت نے میرے لیے وصیت کی ہی - پس واضح ہو کہ یہان تین مسئلہ مین ایک یہی جو مذکور ہوا اور اس مسئلہ مین یہ حکم ہی کہ اگر قاضی نے اُسکی وصایت کا حکم دیا تو استحساناً درست ہی حتے کہ اگر کسی نے ان قرضدارون مین سے اسی وصی کو قرضہ ادا کیا تو بری ہو جائیگا اور اگر یہ فیصلہ دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا تو جاری رکھیگا اور باطل نہ کریگا اور اگر قاضی نے اُسکی وصایت کا حکم نہ کیا حتے کہ قاضی نے یا کسی دوسرے قرضدار نے قرضہ ادا کیا پھر اُسکے وصی ہونے کا حکم کیا تو اُسکا فیصلہ صحیح نہین ہی حتے کہ وارثون کو اختیار ہی کہ اُس سے اپنے قرض کا مطالبہ کرین اور اگر دوسرے قاضی کے سامنے مقدمہ پیش ہو تو وہ حکم باطل کر دیگا اور اگر اُسنے جاری کیا تو باطل ہوگا اور امام محمد رح نے اس صورت مین قاضی اور اُسکی جورو اور بیٹے کا ایک حکم رکھا ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ جو جواب اُسکے ذاتی حق مین جورو اور بیٹے کے حق مین اُسکے برخلاف ہونا چاہیے - اور بعض مشائخ نے کہا کہ جو جواب اُسکے بیٹے کے حق مین مذکور ہوا وہ امام محمد رح کے قول پر درست ہی اور جورو کے حق مین جو جواب ہی وہ بالکل نامستقیم ہی اور یہ بعض کتاب مین لکھا ہی کہ قاضی کا حکم عورت کے واسطے دوسرے قاضی کے نفاذ پر متوقف ہی - اگر کسی نے وصی ہونے کا دعوے نہ کیا حتے کہ قاضی نے اُسکو وصی مقرر کیا پھر قاضی نے یا بعض قرضدارون نے قرضہ اُسکو دیدیا تو وصی کرنا اور مقرر کرنا جائز اور قرضہ دینا جائز ہی اور اگر پہلے قرضہ دیدیا پھر اپنی رائے سے وصی مقرر کیا تو مقرر کرنا صحیح نہین ہی دوسرا مسئلہ یہ ہی کہ اگر اس صورت مین بجاے وصیت کے کسی نے نسب کا دعوے کیا کہ وہ شخص میت کا بیٹا اور وارث ہو اور اسپر گواہ قائم کیے اور قاضی نے اسکو قرضہ ادا کر دینے کے بعد اُسکے نسب کا حکم دیدیا تو قضا نافذ نہوگی اور اگر ادائے قرضہ سے پہلے حکم دیا تو نافذ ہوگی تیسرا مسئلہ یہ ہی کہ اگر بجاے وصیت یا نسب کے دعوے کے وکالت کا دعوی ہو مثلاً قرضخواہ غائب ہو گیا اور ایک شخص نے آکر وکالت کا دعوے کیا کہ قرضخواہ

نے مجھے قرضہ وصول کرنیکا وکیل کیا ہی اور گواہ پیش کیے اور قاضی نے اُسکے وکیل ہونیکا حکم دیدیا تو جائز نہین ہی خواہ قرضہ ادا کرنے سے پہلے حکم دیا ہو یا اُسکے بعد اور اگر اُسنے وکالت کا حکم دیا پھر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا پس اگر قرضہ ادا کرنے کے بعد اول نے وکالت کا حکم دیا ہی تو لا محالہ رد کریگا اور اگر قرضہ ادا کرنے سے پہلے حکم دیا ہی اور دوسرے قاضی نے اسکو نافذ کیا تو نافذ ہوگا۔ اگر قاضی نے غائب کی طرف سے مسخر مقرر کیا تو جائز نہین ہی اور مسخر اُسکو کہتے ہین جسکو قاضی نے غائب کی طرف سے خصومت کی سماعت کی واسطے مقرر کیا ہو۔ اور اسی طرح اگر ایک شخص نے حاضر ہوکر اُسکی طرف سے خصومت کی سماعت کی اور قاضی جانتا ہی کہ مسخر فی الحقیقت خصم نہین ہی تو قاضی خصومت کی سماعت نہ کریگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے شہادات الجامع مین ذکر کیا کہ زید غائب ہوگیا اور ایک شخص عمرو آیا اور اُسنے خالد پر دعوے کیا اور ذکر کیا یہ خالد زید کا قرضدار ہی اور زید نے مجھے وکیل کیا ہی کہ اسکا تمام قرضہ جو کوفہ مین اُسکے قرضدارون پر ہی وصول کرون اور اُسکی نالش کرون اور خالد اسکی وکالت سے انکار کرتا ہی پھر عمرو نے اپنی وکالت کے گواہ پیش کیے تو قاضی اُسکی وکالت کا حکم دیگا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اسکی دلیل ہی کہ مسخر پر حکم جائز ہی کیونکہ اُسنے کہا کہ مدعی نے ایک شخص پر دعوے کیا اور ذکر کیا کہ یہ اُسکا قرضدار ہی۔ اور یہ نہ کہا کہ ایک شخص پر دعوے کیا جو اُسکا قرضدار تھا کذا فی الذخیرہ۔ متاخرین مشائخ نے فرمایا کہ مسخر پر گواہ قائم کرنا اُسی حالت مین جائز ہی کہ قاضی کو نہ معلوم ہو کہ یہ مسخر ہی اور اگر معلوم ہو تو جائز نہین ہی اور اسی کو برہان الائمہ امام عبد العزیز رح نے اختیار کیا ہی کذا فی التاتارخانیہ اور بعض نے کہا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہونا چاہیے ایک یہ کہ حکم نافذ نہوگا اور دوسرے یہ کہ نافذ ہوگا کیونکہ درحقیقت یہ قضاء علے الغائب ہی اور اسمین دو روایتین ہین اور اسی طرف شیخ الاسلام نے میل کیا ہی اور امام ظہیر الدین رح فرماتے ہین کہ قضاء علے الغائب مین یعنی قضاء علے الغائب ناجائز ہونے پر فتوی ہی۔ پس اگر قاضی نے مسخر پر حکم دیدیا اور دوسرے قاضی نے اُسکو نافذ کردیا تو صحیح ہی اور پھر کوئی اُسکو باطل نہین کرسکتا ہی۔ اگر قاضی نے ایک شی معین کا جو کسی کے قبضہ مین ہی کسی کے لیے حکم کیا اور یہ شی قاضی کی ولایت مین نہین ہی تو قضا صحیح ہی اور تسلیم صحیح نہین ہی اور صورت مسئلہ کی یہ ہی کہ بخارئی شخص نے قاضی بخارا کے پاس ایک سمرقندی پر دعوے کہ وہ دار جو سمرقند مین فلان محلہ فلان کوچہ مین ایسی ہی تمام دعوے بیان کرکے کہا کہ جو اس شخص کے قبضہ مین ہی وہ میری ملک ہی اور اسکے پاس ناحق ہی اور اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو قاضی اس دار کا مدعی کے لیے فیصلہ کریگا اور صحیح ہی کیونکہ مقضی لہ اور مقضی علیہ دونون حاضر ہین ولیکن سپرد کرنا صحیح نہوگا کیونکہ دار اُسکے ولایت مین نہین واقع ہی تو قاضی سمرقند کو قبضہ دلانے کیواسطے تحریر کریگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر قرضخواہ نے گواہون کے غائب ہونے یا مرجانے کا خوف کیا اور چاہا کہ غائب قرضدار پر اپنا حق ثابت کرلے تو بعضون نے اسکی صورت یہ نکالی کہ کسی غیر کو اپنا حق لوگون پر ثابت کرنے کے واسطے وکیل کرے اور جو کچھ غائب پر ثابت کرنا چاہتا ہے خواہ قرض یا طلاق یا عتاق یا بیع اُسکو وکالت مین اس طرح شرط کردے کہ اگر فلان شخص نے یعنی خود اگر فلان شخص غائب کے ہاتھ اپنا غلام فروخت کیا ہی یا غائب نے اپنی عورت کو طلاق دی ہی یا اُسنے اپنا غلام آزاد کیا ہی تو تو میرا وکیل ہی کہ میرے حقوق لوگون پر ثابت کرے پس ایسا ہوگا کہ یہ وکیل مدعا علیہ سے دعوی کریگا کہ فلان غائب نے چونکہ اپنا غلام فروخت کیا ہی مثلاً اور مین اپنے موکل کا وکیل ہوگیا ہون اور میرے موکل کے ہزار درم تجھپر قرض ہین تو مدعی علیہ کہیگا کہ فلان شخص نے مجھے اس شرط پر

وکیل کیا ہی ولیکن مجھے نہین معلوم کہ یہ شرط پائی گئی یا نہین پس وکیل مدعی شرط پائے جانے پر گواہ پیش کریگا پس قاضی شرط پر حکم دیگا۔ ولیکن اس صورت مین مشائخ نے اختلاف کیا ہی کہ ایسی شرط کے اثبات مین جسمین غائب کا حق ہی کوئی شخص خصم قائم ہو سکتا ہی یا نہین اور صحیح یہ ہی کہ نہین ہو سکتا ہی جبکہ ایسی شرط ہو کہ غیر کو اُس سے ضرر پہونچے اور صحیح صورت وہ ہی جو امام محمد رح نے جامع مین ذکر کی ہی کہ جب کوئی شخص غائب پر قرضہ ثابت کرنا چاہے تو ایک شخص کو چاہیے کہ وہ قرضخواہ سے کہے کہ جو کچھ تیرا فلان شخص غائب پر چاہیے مین نے اُسکی کفالت کی پھر قرضخواہ اس کفیل کو قاضی کے حضور مین حاضر کرے اور کہے کہ میرے فلان شخص غائب پر ہزار درم ہین اور یہ شخص میرے تمام حقوق کے جو فلان غائب پر ہین کفالت کرتا ہی اور اسکی کفالت سے پہلے سے میرے اُسپر ہزار درم ہین تو کفیل کفالت کا اقرار کریگا اور مال سے انکار کریگا اور اُسکا انکار صحیح ہی پھر جب مدعی نے گواہ پیش کیے کہ مدعی کے ہزار درم فلان غائب پر اس کفیل کی کفالت سے پہلے سے چاہیے ہین تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور کفالت اور مال دونون کا حکم دیا جاویگا۔ اور اسی طرح اگر یہ کفالت اسطرح پر قاضی کے سامنے واقع ہو تو بھی ایسا ہی ہی۔ اور کفالت غائب کے حکم سے ہونا یا بلا حکم ہونا دونون اس صورت مین یکسان ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک غائب پر ہزار درم کا دعوے کیا اور کہا کہ اس شخص نے غائب کی طرف سے ان ہزار درم کی جو اسپر آتے ہین اُسکے حکم سے میرے واسطے کفالت کی ہی تو یہ صورت اور صورت سابقہ مساوی ہی۔ اور اگر دعوے کیا کہ میرے فلان غائب پر ہزار درم ہین اور اس شخص نے میرے واسطے اُسکی طرف سے جو میرا اُسپر چاہیے ہی اُسکی کفالت کر لی اور یہ نہ کہا کہ اُسکے حکم سے اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو قاضی اس شخص حاضر پر ہزار درم کا حکم دیگا اور یہ قضاء علے الغائب نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ بیان تحریری لینے مین لوگون نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ کسی حال مین اسکو نہ لے اور نہ پڑھے اور بعضون نے کہا کہ جس وقت فیصلہ کے واسطے بیٹھے اُس وقت نہ لیگا اور اگر اپنے مکان یا اُسکے خارج مین ہو تو لے لیوے اور اُسکو پڑھ لے اور یہی ہمارا مذہب ہی کیونکہ خلفاء راشدین بیان تحریری لیتے تھے اور اُنکے بعد کے امیر و خلیفہ بھی لیتے تھے اور یہ اسواسطے ہی کہ یہ ہو سکتا ہی کہ کوئی مخاصم عجمی ہو کہ وہ قاضی کی زبان کو نہ جانتا ہو اور نہ قاضی اُسکی زبان سمجھتا ہو تو ضرور ہی کہ قاضی کو مقدمہ سمجھانے کے واسطے وہ دوسرے سے حال لکھوا کر پیش کر دیگا۔ اور جب قاضی نے بیان تحریری لیا تو اُسکے خصم سے دریافت کرے کہ یہ تیرا بیان ہی اُسنے کہا کہ ہان پھر پوچھے کہ اسی تو نے لکھا ہی۔ اُسنے کہا کہ ہان پھر پوچھے کہ یہ صورت ایسے ہی ہی جیسی اسمین لکھی ہی اُسنے کہا کہ ہان تو اُسکو پڑھے پس اگر اسمین اقرار ہو تو اس اقرار پر فقط فیصلہ نہ کر دے بلکہ اُسکو آگاہ کرے کہ اسمین یہ اقرار ہی پس اگر اُسنے اقرار کیا کہ ہان ایسا ہی ہی تو اُسکے اقرار پر فیصلہ کر دے۔ اور اسی مسئلہ کی نظیر مسئلہ توکیل ہی کہ اگر دونون مین سے ایک خصم نے وکیل کیا پس اگر قاضی کے نزدیک وہ تلبیس یا تدلیس اور تغلب مین متہم ہی تو اُس سے وکالت قبول نہ کرے اور اگر جانے کی وہ خود بیان کرنے سے عاجز ہی تو قبول کرے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ شمس الائمہ اوزجندی رح سے دریافت کیا گیا کہ اگر قاضی نے دعوے کی سماعت کی اور نائب نے گواہی کی سماعت کی تو نائب بدون اعادہ دعوے کے شہادت پر حکم دے سکتا ہی تو اُنھون نے فرمایا کہ نہین مگر جبکہ قاضی اُسکو حکم دیوے کہ اس گواہی پر فیصلہ کر دے

اور دریافت کیا گیا کہ اگر قاضی نے دعوی اور گواہی دونون کی سماعت کی اور اپنے نائب کو حکم دینے کے واسطے کہا اور قاضی کو خلیفہ کرنے کی اجازت بھی ہو تو یہ حکم درست ہی اُنھون نے فرمایا کہ ہان درست ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ ابواب الشہادات مین ہی ایک شہر کے قاضی نے کسی قدر مال کا حکم کسی پر دیا اور نوشتہ لکھدیا پھر یہ قاضی مر گیا اور مدعی نے محکوم علیہ کو دوسرے قاضی کے پاس حاضر کیا اور گواہ پیش کیے کہ فلان بن فلان قاضی نے اِس شخص پر اسقدر مال کا حکم کیا تھا جو اس نوشتہ مین موجود ہی تو دوسرا قاضی اُسپر اداے مال کے واسطے جبر کر سکتا ہی یعنی قید کر سکتا ہی بشرطیکہ پہلا حکم صحیح واقع ہوا ہو اور اگر گواہون نے دوسرے قاضی کے سامنے یہ بیان کیا کہ کسی قاضی نے ہم کو گواہ کیا تھا کہ اِس شخص پر مال چاہیے ہی تو دوسرا قاضی اُسپر قید و جبر نہ کریگا اور ایسا ہی تمام فصلون مین ہی کہ اگر وہ فعل ذکر کیا اور اُسکے فاعل کے نام و نسب سے آگاہ نہ کیا تو گواہی قبول نہوگی کذا فی الخلاصہ

اکیسوان باب جرح و تعدیل کے بیان مین۔ جرح ایسا طعن کرنا جس سے گواہی مقبول نہو تعدیل گواہون کی عدالت ظاہر کرنا کہ جس سے گواہی مقبول ہو۔ شاہد گواہ۔ مشہود لہ جس شخص کے حق مین گواہون نے گواہی دی۔ مشہود علیہ جس شخص پر گواہون نے گواہی دی۔ مزکّی پاک کرنے والا اور مراد جو گواہون کو عیب سے پاک تبلاوے۔ واضح ہو کہ امام اعظم رہ کے نزدیک قاضی گواہون کے حال سے سوال نہ کریگا مگر جبھی کہ خصم اُنمین طعن کرے اور صاحبین کے نزدیک گواہون کو دریافت کریگا اگرچہ خصم نے اُنمین طعن نہ کیا ہو اور فتوی صاحبین ہی کے قول پر ہی اور یہ اختلاف سواے حدود و قصاص کے ہی اور حدود و قصاص مین بالاجماع قاضی گواہون کے حال کو دریافت کریگا اگرچہ خصم نے اُنمین طعن نہ کیا ہو جب خصم نے گواہون مین طعن کیا تو ظاہری عدالت پر قاضی فیصلہ نہ کریگا یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی۔ گواہون نے اگر خصم پر گواہی دی اُسکے بعد خصم نے اُنکی تعدیل کی تو اُسکی چند صورتین ہین اگر اُسنے کہا کہ یہ لوگ عدول ہین جو کچھ انھون نے مجھپر اِس گواہی مین بیان کیا ہی سچ کہا ہی۔ یا یہ لوگ عدول ہین مجھپر انکی گواہی جائز ہی یا اِن لوگون نے مجھپر حق کے ساتھ گواہی دی یا کہا کہ جو کچھ اِنھون نے اس گواہی مین بیان کیا حق ہی۔ تو ان چارون صورتون مین جسکی گواہی گواہون نے دی ہی قاضی اُسکا حکم دیدیگا کیونکہ یہ الفاظ اِس شخص کی طرف سے مال کا اقرار ہین پس فیصلہ اقرار پر ہی نہ گواہی پر اور اگر اُسنے بیان کیا کہ یہ گواہ عدول ہین ولیکن انھون نے خطا کی یا کہا کہ یہ لوگ عدول ہین اور اِس سے زیادہ کچھ نہ کہا۔ پس اگر مشہود علیہ عدل ہو اہل تعدیل سے ہو تو امام اعظم رہ اور ابو یوسف رہ کے نزدیک قاضی دونون گواہون کی گواہی پر بدون اِسکے کہ مزکّی سے انکا حال دریافت کرے فیصلہ کر دیگا اور امام محمد رہ کے نزدیک جب تک مزکی سے دریافت نہ کرے دونون کی گواہی پر فیصلہ نہ کریگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر مدعا علیہ فاسق یا مستور الحال ہو تو اُسکی تعدیل صحیح نہین ہی اور قاضی حکم نہ دیگا اور یہ اقرار خصم کا کہ یہ لوگ عدول ہین اپنی ذات پر حق ثابت ہونیکا اقرار نہ گردانا جائیگا اور جب کہ اُسکی تعدیل صحیح نہوگی کیونکہ وہ فاسق یا مستور الحال تھا تو قاضی دریافت کریگا کہ گواہون نے سچ کہا یا جھوٹ کہا پس اگر اُسنے جواب دیا کہ سچ کہا تو یہ اقرار ہو جائیگا تو قاضی اُسکے اقرار پر فیصلہ کریگا اور اگر اُسنے کہا کہ جھوٹ کہا تو فیصلہ نہ کریگا۔ مشہود علیہ نے اگر گواہی

ع
[illegible]
[illegible]
[illegible]
عدالت [illegible]
عادل قرار دیا
[illegible]
مستور الحال کو
[illegible]
ع
[illegible]
[illegible]
[illegible]

دینے سے پہلے گواہون کی تعدیل کی کہ یہ لوگ عدول ہین اور جب انھون نے اُسپر گواہی دی تو اُس سے انکار کیا اور قاضی سے طلب کیا کہ گواہون کی حالت دریافت کرے تو قاضی اُنکی حالت دریافت کریگا اور اُسکا گواہی دینے سے پہلے یہ کہنا کہ یہ لوگ عدول ہین اِس درخواست کو مضر نہین ہی کیونکہ وہ کہہ سکتا ہی کہ گواہی دینے سے پہلے عادل تھے اور جھوٹی گواہی کی وجہ سے مجروح ہوگئے - ایک شخص پر دو شخصون نے کسی حق کی گواہی دی پس ایک کی تعدیل کی اور کہا کہ وہ عدل ہی مگر اُسنے خطا کی یا اُسے وہم ہوگیا تو قاضی دوسرے گواہ کو اُس سے دریافت کرے پس اگر اُسنے دوسرے گواہ کی تعدیل کی تو قاضی دونون کی گواہی پر فیصلہ کردے اسواسطے کہ یہ کہنا کہ اُسنے خطا کی یا اُسے وہم ہوگیا جرح نہین ہی اور چونکہ دوسرے کی بھی اُسنے تعدیل کی تو دونون عادل ٹھہرے پس دونون کی گواہی پر فیصلہ جائز ہی - اگر کسی شخص پر دو گواہون نے کسی حق کی گواہی دی پھر مشہود علیہ نے گواہی کے بعد کہا کہ جس چیز کی فلان شخص نے مجھپر گواہی دی ہی حق ہی یا کہا کہ جسکی گواہی مجھپر فلان شخص نے دی ہی وہی حق ہی تو قاضی اسی پر فیصلہ کردیگا اور دوسرے گواہ کو دریافت نہ کریگا کیونکہ اُسنے اپنی ذات پر حق کا اقرار کرلیا تو اُسکے اقرار پر فیصلہ کردیگا اور اگر گواہی دینے سے پہلے اُسنے یہ کہا کہ جو کچھ فلان گواہ مجھپر بیان کریگا وہ حق ہی یا کہا کہ جو کچھ یہ شخص مجھپر بیان کریگا وہ حق ہی پھر جب دونون نے گواہی بیان کی تو اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ انکے حال کو دریافت کرے کیونکہ انھون نے میرے حق مین جھوٹ بیان کیا ہی اور مجھے یہ گمان نہ تھا کہ ایسا بیان کرینگے تو قاضی دونون کو دریافت کریگا پس اگر دونون کی تعدیل کی گئی تو انکی گواہی پر حکم دیگا اور اگر تعدیل نہ کی گئی تو فیصلہ نہ کریگا اور دریافت حال سے پہلے حکم دینا جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - تزکیہ کی دو قسمین ہین ایک خفیہ اور ایک ظاہر - پس ظاہر تزکیہ و تعدیل یہ ہی کہ معدل قاضی کے دربار مین حاضر ہو اور قاضی گواہون کے سامنے اُنکا حال اُس سے دریافت کرے پس تعدیل کرنے والا سامنے کہے کہ یہ عدول ہین - اور خفیہ تعدیل یہ ہی کہ قاضی تعدیل کرنے والے سے خفیہ دریافت کرے کہ فلان گواہ کیسا ہی اور وہ یا اُسکی تعدیل کرے یا اُسمین جرح بیان کرے یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی - اور تعدیل کرنے والے کو یہ کہنا ضرور ہی کہ یہ گواہ عادل اور اُسکی گواہی جائز ہی کیونکہ عادل غلام بھی ہوتا ہی اور اُسکی گواہی جائز نہین ہی یہ خزانۃ المفتیین مین لکھا ہی اور ظہیریہ مین ہی کہ اسی پر اعتماد ہی - فتاوے عتابیہ مین ہی کہ یہ کہنا کہ میرے علم کی صورت مین وہ عادل ہی تعدیل نہین ہی اور یہ کہنا کہ میرے علم مین عدل ہی یا مین اُسکو عدل جانتا ہون تعدیل ہی - ادب القاضی مین لکھا ہی کہ یہ کہنا کہ وہ لوگ عدول ہین تعدیل نہین ہی اور اگر تعدیل کرنے والے نے کہا کہ یہ لوگ ثقہ ہین تو تعدیل بالیقین نہین ہی اور قاضی اسی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ یہ لفظ مستور الحال پر بھی بولا جاتا ہی اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ تعدیل ہی اور اگر مزکی نے کہا کہ مین اِس شخص سے سواے خیر کے نہین جانتا ہون تو ادب القاضی مین لکھا ہی کہ یہ تعدیل ہی اور ایسا ہی امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ تعدیل نہین ہی اور راجح یہ ہی کہ یہ تعدیل ہی اور امام محمد رحمہ سے روایت ہی کہ اگر مزکی عالم ہوشیار رہو تو اُس سے اسی لفظ پر اکتفا کیا جائیگا اور اگر عالم نہو تو کفایت نہ کیجائیگی - اور اگر کہا کہ مین اُس شخص سے سواے ایک خصلت کے انواع خیر سے اور کچھ نہین جانتا ہون تو یہ تعدیل نہوگی اور اگر کہا کہ یہ شخص ہمارے علم کی صورت مین عادل ہی تو بعضے علماء نے

ع

قولہ ذکر کریگا [illegible]

[illegible] کا قول [illegible]

بعد گواہی ادا ہونیکے

اقرار ہوگا اور [illegible]

معلق بشرط [illegible]

باطل کالعدم ہوا ۱۲

ع

قولہ [illegible] علم [illegible]

[illegible] اعلم

یعنی [illegible]

ویحتمل المصدریۃ ایضا

وقولہ علی سواء

فتامل ۱۲ م

کہا کہ یہ تعدیل ہی اور ایسا ہی شریح رحہ سے روایت ہی اور اصح یہ ہی کہ تعدیل نہین ہی - اور اگر کہا کہ یہ شخص عادل ہی اگر اُسنے شراب نہ پی ہووے تو یہ تعدیل نہین ہی اور اگر کہا کہ اُسے اللہ تعالے خوب جانتا ہی تو تعدیل نہین بلکہ جرح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور خفیہ تعدیل کی یہ صورت ہی کہ قاضی ایک رقعہ مین گواہون کے نام اور نسب اور اُنکا حلیہ اور قبیلہ اور محلہ اور بازار اگر بازاری ہو لکھکر مزکی کے حوالہ کرے اور مزکی اُنکے پڑوسیون مین سے اہل ثقہ و امانت سے اُنکا حال دریافت کرے اور علانیہ کی یہ صورت ہی کہ قاضی طالب کو حکم دے کہ وہ ایک قوم کو حاضر کرے جو لوگ گواہون کے بلفظ شہادت تعدیل کرتے ہون مگر اُسمین عدد شرط ہی کیونکہ یہ بمعنی شہادت کے ہی اور بدین وجہ ایسے شخص سے یہ تعدیل صحیح نہین ہی کہ جو گواہی کا اہل نہین ہی اگرچہ عادل ہو اور علانیہ تعدیل مین تعدیل کرنے والے اور گواہ کا یکجا جمع ہونا ضرور ہی اور ہمارے زمانہ مین خفیہ تعدیل پر اکتفا کیا جاوے کیونکہ علانیہ تعدیل مین بڑا فتنہ ہی اور بلاے عظیم ہی - اور قاضی کو چاہیے کہ اس دریافت حال کے واسطے ایسے لوگون کو اختیار کرے کہ جو لوگون سے ثقاہت اور امانت مین بڑھکر ہون اور اُنکو آگاہی لوگون سے زیادہ ہو اور تمیزدار ہون اور لوگون مین اسواسطے مشہور نہون کیونکہ اگر لوگ اُنسے واقف ہونگے تو اُنکو ایذا پہونچاوینگے یا دھوکا دینگے اور تعدیل کرنے والے مزکی کو چاہیے کہ گواہون کا حال اُسکے پڑوسیون اور اہل بازار سے دریافت کرے پس اگر اُسکا عدل ہونا ثابت ہو تو رقعہ مین لکھدے کہ میرے نزدیک عادل اور اُسکی گواہی جائز ہی ورنہ لکھدے کہ میرے نزدیک عادل نہین ہی اور رقعہ پر مہر کرکے واپس کردے پس قاضی مدعی سے بیان کریگا کہ تیرے گواہون مین سستی بیان کی گئی اور جرح بیان کی گئی نہین کہنا چاہیے یا بیان کرے کہ تیرے گواہون کی تعریف نہین بیان کی گئی کیونکہ ایسے الفاظ مسلمانون کے پردہ پوشی کے مناسب ہین اور بقدر امکان مسلمان کی پردہ پوشی واجب ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی - اگر قاضی نے تعدیل خفیہ اور تعدیل ظاہر دونون کو جمع کیا تو بہتر ہی اور مراد یہ ہی کہ جب تعدیل کرنے والے نے خفیہ گواہون کی تعدیل کی تو قاضی گواہون اور تعدیل کرنے ولے کو اپنی مجلس مین جمع کرے اور تعدیل کرنے والے سے دریافت کرے کہ انھین لوگون کی تو نے تعدیل بیان کی ہی اور کتاب الاقضیہ مین ہی کہ جو معدل خفیہ طور پر تھا وہی علانیہ ہونا چاہیے اور یہ ہمارے اصحاب کا قول ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر قاضی نے احتیاط کی اور علاوہ پہلے مزکی کے دوسرے سے دریافت کیا تو اُسکے ساتھ بھی وہی برتاؤ کرے جو اُسنے پہلے کے ساتھ کیا ہی اور اُسکو آگاہ نہ کرے کہ مین نے بذریعہ دوسرے کے اُنکا حال دریافت کیا ہی - پس اگر پہلے نے اُنکی جرح کی اور دوسرے نے اُنکی تعدیل کی تو تعارض سے دونون ساقط ہو گئے - پس تیسرے نے اگر اُنکی تعدیل کی تو عدالت اولے ہی اور اگر جرح کی تو جرح اولے ہوگی اور تعریف مثل تعدیل کے ہی اور عورت کی طرف سے بھی دونون درست ہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی - تعدیل علانیہ ایسے شخص کیلیے صحیح نہین جسکی گواہی جائز ہی اور تعدیل ظاہر ہی غلام اور مکاتب اور عورت اور محدود القذف کی صحیح نہین ہی اور تعدیل والدین اور مولودین کی بھی صحیح نہین ہی اور خفیہ تعدیل ان لوگون کی صحیح ہی اور علانیہ تعدیل کے واسطے وہی شرطین ہین جو شہادت کی شرطین ہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور کافر گواہون کے معدل

مسلمان ہونا چاہیے مین پس اگر مسلمانون نے انکو نہ پہچانا تو مسلمانون سے مشرکون سے عادل لوگ دریافت کرے پھر یہ لوگ مشرکون کے گواہون کی حالت دریافت کرین۔ اور مدعی کا خود تعدیل کرنا ہیچ ہی۔ اگر ایک جماعت نے تعدیل کی اور دو شخصون نے جرح کی تو جرح اولے ہی مگر جبکہ انمین باہم تعصب واضح ہو تو ایسا نہین ہی بلکہ انکی جرح مقبول نہوگی۔ اگر کسی گواہ کا فسق ظاہر ہوا اور ایک سال یا زیادہ غائب رہا اور اسکی غیبت منقطع تھی پھر وہ آیا اور اُس سے سوائے صلاحیت کے اور کچھ ظاہر نہین ہوا تو تعدیل کرنے والے کو اُسپر جرح نہ کرنا چاہیے۔ اگر دونون گواہون کی تعدیل انکے مرجانے کے بعد ہوئی تو قاضی اُنکی گواہی پر فیصلہ کر دیگا اور اسی طرح اگر دونون غائب ہوگئے پھر دونون کی تعدیل کی گئی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر دونون گونگے یا اندھے ہوگئے پھر اُنکی تعدیل ثابت ہوئی تو اُنکی گواہی پر فیصلہ نہ کریگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ معدل ایسا ہونا چاہیے کہ فقیر یا طامع نہو کہ اُسکو مال سے فریب دیدیوین اور فقیہ ہونا چاہیے کہ اسباب جرح و تعدیل کو پہچانتا ہو۔ اگر قاضی دو معدل پائے ایک عالم فقیر اور دوسرا غیر عالم غنی تو عالم کو اختیار کرے اور اگر ایسے ثقہ عالم پائے کہ لوگون سے کم ملتا ہی اور دوسرا ثقہ غیر عالم پائے کہ لوگون سے میل رکھتا ہی تو بھی عالم کو اختیار کرے کیونکہ وہ علم کے ذریعہ سے جرح و تعدیل پر قادر ہی اور غیر عالم عادل و غیر عادل کو نہین پہچانتا ہی تو اسوجہ سے عالم بہتر ہی اور اولے یہ ہی کہ مزکی مغفل نہو اور گوشہ نشین نہو کیونکہ ایسے شخص کو کسی کے معاملہ سے خبر نہین ہو سکتی ہی تو اُسکے نزدیک عادل اور غیر عادل کی تمیز نہوگی۔ اور واضح ہو کہ مزکی اور ایلچی جو قاضی کی طرف سے مزکی کے پاس آیا اور مترجم جو دوسری زبان والے کا ترجمہ کرتا ہی ان لوگون مین تعداد کہ دو ہون یا چار کس قدر شرط نہین ہی اور یہ امام اعظم رح اور ابو یوسف رح کے نزدیک ہی اور ایک شخص کافی ہی اور امام محمد رح کے نزدیک عدد شرط ہی اور ایک کافی نہین ہی اگر مشہود بہ ایسا حق ہو جسمین دو گواہون کی گواہی کافی ہی تو دو کافی ہونگے اور اگر ایسا ہو کہ جسمین چار کی ضرورت ہی تو چار کی شرط ہوگی اور عدد کے سوا اجماع ہی کہ سوائے تلفظ بلفظ شہادت کے باقی سب شرطین شہادت کی عدالت اور بلوغ اور بینائی شرط ہین اور یہ شرط ہی کہ محدود القذف نہو اور ظاہر الروایۃ کے موافق آزاد ہونا بالاجماع شرط ہی اور اگر مشہود علیہ مسلمان ہو تو اسلام بالاجماع شرط ہی اور اسپر بھی اجماع ہی کہ لفظ شہادت بولنا شرط نہین ہی۔ اور عدد کا اختلاف خفیہ تعدیل مین ہی اور اگر علانیہ تعدیل ہو تو بالاجماع عدد شرط ہی۔ اور ابو علی نسفی نے جو امام محمد رح سے روایت کی ہی اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ خفیہ تعدیل مین اُنکے نزدیک عدد شرط نہین ہی ترجمان اگر اندھا ہو تو غیر روایۃ الاصول مین امام ابو حنیفہ رح سے مروی کہ اسکا ترجمہ جائز نہین ہی کیونکہ اندھا ہونا جرح ہی اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ جائز ہی۔ اور ایک عورت ثقہ ہو آزاد واعیہ تو اُسکا ترجمہ مثل مرد کے صاحبین کے نزدیک جائز ہی اور یہ حکم اُن چیزون مین ہی از قسم مال وغیرہ کہ جنمین عورت کی گواہی جائز ہی اور جن صورتون مین اُسکی گواہی مقبول نہین ہی تو اُسکا ترجمہ بھی مقبول نہین ہی۔ کتاب الاقضیہ مین ہی کہ اگر مزکی نے شاہدون کی تعدیل کا ارادہ کیا تو چاہیے کہ یہ کہے کہ وہ لوگ عادل ثقہ جائز الشہادۃ ہین اور لکھا ہی کہ یہ الفاظ تعدیل مین ابلغ ہین۔ اور مزکی کو چاہیے کہ ایسے شخصون سے دریافت کرے کہ جنمین وہ اوصاف موجود ہون جو ہم نے مزکی مین شرط کیے ہین اور شمس الائمہ حلوانی نے بیان کیا کہ معدل گواہون کا حال اُنکے پڑوسیون

۴

سے دریافت کرے بشرطیکہ گواہ اور پڑوسیون مین ظاہری عداوت نہو اور نہ اسکا اُن لوگون پر احسان ہو اور اسی کو امام ابو علی نسفی نے اختیار کیا ہی اور اُسکو امام محمد رح سے روایت کیا ہی - اور منجملہ اُن لوگون کے جن سے دریافت کرے ایک گواہ کے رفیق اور اُسکے قرابت دار ہین اور اگر اُسکے پڑوسیون اور بازاریون مین سے کوئی ایسا شخص نہ ملے جس سے تعدیل ہو سکے تو اُسکے اہل محلہ سے دریافت کرے اور اگر سب کو غیر ثقہ پاوے تو تواتر اخبار پر اعتماد کرے اور اگر اُسنے پڑوسیون اور اہل محلہ کے سوا غیر لوگون سے دریافت کیا اور یہ سب غیر ثقہ ہین پھر یہ سب اُسکی تعدیل یا جرح پر متفق ہوے اور اُسکے دل مین پیدا ہوا کہ یہ سچ کہتے ہین تو یہ بمنزلہ تواتر اخبار کے ہوگا اور اگر بعضون نے اُسکی تعدیل کی اور بعضون نے جرح کی تو اسکا حکم مثل مزکّے کے اختلاف کے ہی کہ باہم دو مزکی جرح و تعدیل مین مختلف ہوے - اور اگر گواہ مسافر ہو کہ خفیہ اُسکا حال دریافت کرنے سے کوئی اُسکو نہ پہچانے تو قاضی اُس سے دریافت کرے کہ تیری شناسائی کہان کہان ہی اور جب اُسنے اُنکا نام لیا تو اُسکے شناساؤن کا خفیہ حال دریافت کرے پھر جب دریافت ہو جاوے کہ اُسکے شناسا لوگ لائق تعدیل ہین تو اُنسے گواہ کا حال دریافت کرے اور اُنکی خبر پر جرح و تعدیل مین اعتماد کرے ورنہ اُسمین توقف کرے اور اُس معدل سے جو اُسکے شہر کا یہان موجود ہو دریافت کرے اور اگر موجود نہو تو اُسکا حال دریافت کرنے کے واسطے اُسکے شہر کے قاضی کو لکھے - ہشام رح نے فرمایا کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے گواہی دی اور وہ پچاس فرسخ کا رہنے والا ہی پھر قاضی نے اپنا ایک امین اجرت پر روانہ کیا کہ وہان کے معدل سے دریافت کرکے لاوے تو یہ اجرت کس پر ہوگی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مدعی پر ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ قاضی کو نہ چاہیے کہ گواہ کا حال ایسے شخص سے پوچھے جسکا مشہود لہ پر کچھ مال آتا ہی جبکہ مشہود لہ قاضی کے حکم سے مفلس قرار پایا ہو یا میت ہو کہ اُسکے وصی نے دوسرے پر گواہ قائم کیے ہون - اور نظیر اسکی یہ ہی کہ اگر گواہ کا مشہود لہ پر کچھ مال آتا ہو اور وہ قاضی کے حکم سے مفلس قرار پایا ہو تو اُسکی گواہی اُسکے حق مین اس تہمت کی وجہ سے مقبول نہوگی اور اگر مفلس نہ قرار پایا ہو تو اُسکی گواہی مقبول ہوگی - اگر ایک مسافر ایک قوم مین آکر ٹھہرا اور کسی مقدمہ مین اس گواہ نے گواہی دی پھر اُس قوم سے قاضی یا معدل نے اُسکا حال دریافت کیا اور اُنھون نے اُسکی صلاحیت دریافت کی اور ایسی کوئی چیز نہ پائی گئی جس سے اُسکی عدالت ساقط ہو تو امام ابو یوسف رح پہلے فرماتے تھے کہ اگر چھ مہینے ٹھہرا اور اُسکی صلاحیت کے سوا کچھ ظاہر نہوا تو اُنکو جائز ہی کہ اُسکی تعدیل کرین اور اگر اس سے کم ہو تو اُسکی تعدیل کی گنجایش نہین ہی پھر امام ابو یوسف رح نے اس سے رجوع کیا اور کہا کہ اگر ایک سال تک قیام کیا اور اُنکو سواے صلاحیت کے کچھ ظاہر نہوا تو اُسکی تعدیل کرین ورنہ نہین اور فتاوے صغری مین ہی کہ اسی پر فتوے ہی اور ہشام نے امام محمد رح سے روایت کیا کہ اسکی تقدیر اتنی مدت تک ہی کہ اُن لوگون کے دلون مین اُسکی عدالت سما جاوے اور ابراہیم رح نے امام محمد رح سے روایت کی کہ اُنھون نے فرمایا کہ جس نے عدالت کے واسطے مدت مقرر کی اُسنے خطا کی اور اُسکی میعاد یہ ہی کہ جب تک اُنکے دل مین عدالت کا گمان آجاوے کہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ ایک شخص کی عدالت دو مہینہ مین معلوم ہو جاتی ہی اور کسی کی عدالت ایک سال مین معلوم نہین ہوتی ہی اور یہ قول فقہ سے مشابہ ہی

اور امام اعظم رح کے قیاس پر بھی ایسا ہی ہونا چاہیے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ مین اُسکے واسطے کوئی وقت نہین مقرر کرتا ہون اور اُسکی میعاد یہی ہی کہ جب دل مین اُسکے عدالت آجاوے اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کوئی لڑکا بالغ ہوا اور اُسنے گواہی دی تو اُسکا حکم بھی مثل اُس مسافر کے ہی کہ ایک قوم مین آکر ٹھہرا کہ وہ لوگ اُسکی تعدیل نہ کرین جبتک کہ اُنکے نزدیک اُسکی عدالت ظاہر نہو اور اُسکی مدت بقیاس قول امام ابو یوسف رح مقدر ہی جیسا کہ بیان ہوا اور امام محمد رح کے نزدیک مقدر نہین ہی اُسکی عدالت دل مین آجانا اُسکا وقت ہی۔ اگر ایک نصرانی اسلام لایا پھر اُسنے گواہی دی پس اگر قاضی حالت نصرانیت مین اُسکو عادل جانتا تھا تو بلا تامل اُسکی گواہی قبول کرے اور اگر اُسکو نہین پہچانتا تھا تو اُسکے پہچاننے والے سے حالت نصرانیت مین اُسکی عدالت دریافت کرے اگر عادل ہی تو بلا تامل وہ شخص اُسکی تعدیل کرے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ جو لڑکا بلوغ کو پہونچا اور لڑکپن سے برابر بالغ ہونے تک صلاحیت مین رہا تو اُسکی گواہی مقبول ہی اور معدل کو گنجایش ہی کہ اُسکی تعدیل کرے اور اگر بالغ ہونے تک اُسکی صلاحیت نہ معلوم ہوئی تو اسقدر تامل کرے کہ مثل مسافر کے اُسکی صلاحیت دلون مین آجاوے۔ اور اس قول پر لڑکے اور نصرانی کی عدالت سابقہ یکسان معتبر ہی اور اسی کو ابو علی نسفی رح نے اختیار کیا ہی ولیکن لڑکے کے بارہ مین مشہور وہی ہی جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ کتاب الاقضیہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ دو نصرانیون نے ایک نصرانی پر گواہی دی اور دونون کی نصرانیت مین تعدیل کی گئی پھر مشہود علیہ مسلمان ہوگیا پھر دونون گواہ مسلمان ہوگئے تو قاضی اُس گواہی پر فیصلہ نہ کریگا کیونکہ وہ دونون گواہی دینے کے وقت کافر تھے پھر اگر بعد مسلمان ہونے کے دونون نے دوبارہ گواہی دی تو قاضی معدل سے جو مسلمان ہو اسکا حال عدالت دریافت کرکے فیصلہ کریگا۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایسا کبیرہ گناہ کیا جس سے گواہی سے ساقط ہوگیا پھر اُسنے توبہ کی اور قاضی کے سامنے گواہی دی اور ہنوز کچھ زمانہ نہین گذرا ہی تو معدل کو اُسکی تعدیل نہ کرنی چاہیے تاوقتیکہ اتنا زمانہ نہ گذرے کہ دل مین بیٹھ جاوے کہ اُسکی توبہ صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور بعضے مشائخ نے اس زمانہ کو چھ مہینہ مقرر کیا ہی اور بعضون نے ایک سال اور صحیح یہ ہی کہ یہ مدت قاضی اور معدل کی رائے پر ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر اس فاسق نے گواہی دی اور ہنوز وہ فاسق ہی پھر توبہ کی اور اسپر ایک زمانہ گذر گیا اور وہ اپنی توبہ پر مضبوط رہا تو قاضی اس گواہی پر فیصلہ نہ کریگا بلکہ اُسکے اعادہ کا حکم کریگا پس اگر اُسنے گواہی کا اعادہ کیا اور معدل نے اُسکی تعدیل کی تو قاضی اُسکی گواہی کو قبول کریگا بشرطیکہ اُس گواہی کو جو اُسنے حالت فسق مین ادا کی تھی بسبب فسق کے رد نہ کرچکا ہو۔ اور اگر کوئی فاسق معروف غائب ہوگیا اور غیبت منقطعہ ہی اور ایک سال دو سال غائب رہا پھر آیا اور اُس سے کوئی فعل سوائے صلاحیت کے نہ دیکھا گیا اور اُسنے قاضی کے یہان گواہی دی اور قاضی نے معدل سے اُسکا حال دریافت کیا تو معدل کو نہ چاہیے کہ جو حالت گذشتہ پہلے اُسکی دیکھی تھی اُسکے سبب سے اُسمین جرح کرے اور اُسکی تعدیل بھی نہ کرنی چاہیے حتے کہ اُسکی عدالت ظاہر ہو اور اُسکا حکم بمنزلہ اُس مسافر کے ہی جو ایک قوم مین آکر ٹھہرا اور اُسکا حکم گذر چکا ہی اسی طرح اگر کوئی ذمی مسلمان ہوا اور قبل اسلام کے اُس سے

ایسا فعل سرزد ہوا کہ جو جرح ہی تو اب معدل کو اُس فعل کی وجہ سے جرح نہ کرنی چاہیے اور نہ تعدیل کرنی چاہیے یہانتک کہ اُسکی عدالت ظاہر ہو۔ اگر کوئی شخص عدل مشہور غائب ہو گیا پھر آیا اور اُسنے گواہی دی اور قاضی نے معدل سے اُسکا حال دریافت کیا پس اگر غائب ہونا تھوڑے دن اور مسافت تک ہو تو معدل کو چاہیے کہ اُسکی تعدیل کرے اور اگر غیبت منقطعہ ہو مثلاً چھ مہینہ کے رستہ تک پس اگر وہ شخص عادل ہونے مین مثل امام ابو حنیفہ رح اور ابن ابی لیلی کے مشہور ہو تو اُسکی تعدیل کرنی چاہیے اور اگر ایسا مشہور نہو تو معدل بلا دریافت اُسکی تعدیل نہ کریگا۔ اگر قاضی کے نزدیک گواہون کی تعدیل کی گئی اور اُسنے اُنکی عدالت پہچانی پھر کسی مقدمہ مین اُنھون نے دوبارہ گواہی دی پس اگر پہلے تعدیل اور دوسری گواہی مین کم مدت گذری ہو تو قاضی بدون دریافت کے اُنکی گواہی پر فیصلہ کریگا اور اگر زمانہ دراز گذرا تو پھر قاضی اُنکا حال دریافت کریگا یہ محیط مین ہی اور قریب مدت مین اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ چھ مہینے سے کم قریب مدت ہی اور بعضون نے کہا کہ ایک سال سے کم قریب مدت ہی اور صحیح یہ ہی کہ یہ قاضی کی رائے پر ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر تعدیل کرنے والے نے گواہون کی عدالت معلوم کی مگر اُسکو یہ معلوم ہوا کہ مدعی کا دعوے باطل تھا اور گواہون کو وہم ہوا تو اُسکو چاہیے کہ قاضی کے سامنے بیان کرے کہ مجھے ثابت ہوا ہی کہ گواہ عادل ہین مگر اُنھون نے گواہی مین وہم کیا اور مدعی کا دعوی باطل تھا تو قاضی تعدیل کرنے والے کے خبر کی نہایت تفتیش کریگا پس اگر اُسکو یہ خبر حق معلوم ہووے تو گواہون کی گواہی رد کر دیگا اور اگر اُسکو یہ خبر راست نہ ثابت ہوئی تو گواہی قبول کریگا۔ اگر معدل کے نزدیک گواہون مین کوئی جرح ثابت ہوئی تو اُسکو صراحۃً ذکر نہ کرے بلکہ تعریض یا کنایہ سے بیان کرے مثلاً کہے کہ واللہ اعلم یا مثل اِسکے تاکہ بقدر امکان پردہ مسلمان کا باقی رہے اور بعضے مشائخ نے کہا کہ جرح اور اُسکا سبب ذکر کرنا ضروری ہی تاکہ قاضی اُسمین غور کرے پس اگر وہ واقع مین جرح ہو تو اُنکی گواہی رد کرے ورنہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ **قال المترجم** دونون قولون مین اسطرح توفیق ممکن ہی کہ اگر معدل عالم ہو تو کنایہ اور تعریض کافی ہی اور اگر جاہل ہو تو جرح اور سبب بیان کرے کہ قاضی اسمین غور کرے کہ یہ واقع مین جرح ہی یا نہین ہی واللہ اعلم اگر معدل گواہ کو نہین پہچانتا ہی اور اُسکے سامنے دو عادلون نے اُسکی تعدیل کی تو اُسکو تعدیل کرنا جائز ہی کہ اس صورت مین معدل بمنزلہ قاضی کے ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی فتاوے ابو اللیث مین ہی کہ دو گواہون نے قاضی کے پاس گواہی دی اور وہ ایک کے عادل ہونے سے واقف ہی اور دوسرے کو نہین جانتا ہی پھر عادل نے دوسرے کی تعدیل کی تو نصیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اُسکی تعدیل مقبول نہوگی اور ابن سلمہ رح سے دو روایتین ہین اور فقیہ ابو بکر بلخی سے روایت ہی کہ تین گواہون نے گواہی دی اور قاضی دو گواہون کی عدالت سے واقف ہی اُنھون نے تیسرے کی تعدیل کی تو تعدیل درست ہے مگر اِس گواہی مین مقبول نہوگی دوسری گواہی مین مقبول ہوگی اور یہ قول نصیر رح کے موافق ہی اور اسی پر فتوی ہی۔ نوازل مین ہی کہ اگر تعدیل کرنے والے سے گواہ کا حال دریافت کیا گیا اور وہ خاموش رہا تو یہ جرح ہی اور یہی اُسمین لکھا ہی کہ اگر گواہ خفیہ فسق کرتا تھا اور ظاہر مین عادل تھا اور قاضی نے چاہا کہ گواہی پر فیصلہ کرے پھر اُسنے اپنے حال سے خود خبر کر دی کہ مین عادل نہین ہون تو اُسکا اقرار صحیح ہی مگر اُسکو ایسے وقت مین یہ کلام روا نہین ہی کیونکہ اسمین مدعی کا حق باطل ہوتا ہی اور اپنا پردہ فاش ہوتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر گواہون نے

حد یا قصاص مین گواہی دی تو قاضی اُنکے حال سے خوب شافی بحث کرے کہ اچھی طرح معلوم ہو کیونکہ اکثر ایسی بحث مین کوئی ایسی بات ظاہر ہوتی ہی جس سے حد ساقط ہو جاوے کیونکہ حدود وقوع شبہات سے ساقط ہو جاتے ہین۔ مدعی کو معلوم ہوا کہ معدل نے اُسکے گواہون پر جرح کی اور اُسنے قاضی سے کہا کہ مین اہل ثقہ و اہل امانت ایسے لاتا ہون جو اِن گواہون کی تعدیل کرین یا قاضی سے کہا کہ مین ایسے لوگ تمکو تبلاتا ہون کہ ثقہ ہین اور وہ لوگ ان گواہون کی تعدیل کرینگے تم اُنسے دریافت کرو اور اُسنے ایسے لوگون کے نام لیے جو اِس لائق تھے کہ اُنسے دریافت کیا جاوے تو قاضی اُسکے قول کی سماعت کریگا پھر وہ ایک قوم کو لایا کہ جو عادل تھے اور جب اُن سے گواہون کی کیفیت دریافت ہوئی تو اُنھون نے تعدیل کی تو طعن کرنے والون سے دریافت کرے کہ تم نے کس چیز سے جرح کی ہی کیونکہ ممکن ہی بعض چیزین اُنکے نزدیک جرح ہون اور قاضی کے نزدیک جرح نہون پس اگر اُنھون نے ایسی وجہ بیان کی جو سب کے نزدیک جرح ہی تو جرح مقدم ہوگی ورنہ التفات نہ کریگا اور تعدیل کرنے والون کی تعدیل مقدم ہوگی۔ اگر مشہود علیہ نے کہا کہ یہ دونون گواہ غلام ہین اور اُنھون نے کہا کہ ہم آزاد ہین کبھی مملوک نہین ہوے ہین تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ اگر قاضی اُنکو پہچانتا ہی اور اُنکے آزاد ہونے کو پہچانتا ہی تو مشہود علیہ کے قول پر التفات نہ کریگا اور اگر دونون کو نہین پہچانتا ہی اور دونون مجہول ہین تو مشہود علیہ کا قول قبول کریگا اور اُنکی گواہی قبول نہ کریگا کیونکہ آزادی اگرچہ اصل ہی ولیکن چار جگہ اسکا اعتبار نہین ہوتا ہی منجملہ اُنکے ایک یہ مقام ہی کہ یہان اِس قاعدہ کا اعتبار نہوگا کہ آزادی اصل ہی ولیکن اگر دونون گواہون نے اپنی آزادی پر گواہ پیش کیے تو اُنکی گواہی مقبول ہوگی یا مدعی اُنکے آزاد ہونے پر گواہ لاوے اور اگر گواہون نے قاضی سے کہا کہ تم ہمارا حال دریافت کرلو تو مقبول نہین ہی ولیکن اگر اُسکا حال دریافت کرے اور معلوم ہو جاوے کہ آزاد ہین اور گواہی قبول کرے تو اچھا ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اور شہادات اصل مین ہی کہ اگر قاضی نے صرف آزادی کی خبر دینے پر اکتفا کیا تو اچھا ہی اور اگر گواہی طلب کی تو بہت اچھا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ قاضی کو چاہیے کہ جن گواہون کی تعدیل کی گئی ہی اُنکے نام دفتر مین تحریر کرے اور یہ نہ چاہیے کہ سب گواہون کے نام تحریر کرے پھر جنکی تعدیل ہوئی ہی اُنکو لکھے۔ اور عدل کے یہ معنی ہین کہ ایسے فحش کامون سے جنکے عوض حد ماری جاتی ہی احتراز کرے کذا فی خزانۃ المفتین۔

بائیسوان باب قاضی کو کب عادل کے ہاتھ سپرد کرنا چاہیے اور کب نہ چاہیے

اگر عورت نے اپنے شوہر پر دعوے کیا کہ اُسنے طلاق دی ہی اور قاضی سے درخواست کی کہ مجھے عادل کے ہاتھ مین سپرد کرے تاکہ مین گواہ لاؤن تو قاضی فقط دعوے پر عادل کے سپرد نہ کریگا۔ اور اگر ایک گواہ لاکر یہ درخواست کی کہ عادل کے سپرد کرے تاکہ دوسرا گواہ لاؤن تو لحاظ کیا جائیگا کہ اگر یہ طلاق رجعی ہی تو عورت اور شوہر کے درمیان مین روک نہ کیجائیگی کیونکہ طلاق رجعی سے نکاح نہین زائل ہوتا ہی۔ اور اگر طلاق بائن ہی پس اگر عورت نے کہا کہ میرا دوسرا گواہ غائب ہی اور شہر مین نہین ہی تو بھی یہی جواب ہی کہ دونون مین روک نہ کیجاویگی اور اگر اُسنے کہا کہ دوسرا گواہ شہر مین ہی پس اگر یہ گواہ جو حاضر ہی فاسق ہو تو بھی یہی حکم ہی کیونکہ فاسق کی گواہی حق اللہ اور حق العباد کسی مین مقبول نہین ہی تو اُسکا ہونا یا نہ ہونا یکسان ہی۔ اور اگر یہ گواہ عادل ہو تو قاضی اُسکو تین دن

کی مہلت دیگا اور اگر اُسکے شوہر کے درمیان روک کر دی تو بہتر ہی یہ اصل مین مذکور ہی اور جامع مین اسکے برخلاف
مذکور ہی کہ اگر ایک عادل نے گواہی دی تو قاضی اُسکے شوہر کو اُسکے پاس جانے سے منع کریگا اور یہ استحسان ہی اور
اگر اُسنے دو گواہ قائم کیے کہ ایک نے طلاق بائن یا تین طلاق پر گواہی دی تو یہ صورت اصل مین مذکور نہین ہی اور
جامع مین ہی کہ قاضی اُسکے شوہر کو اُسکے پاس جانے اور اُسکے ساتھ خلوت مین بیٹھنے سے منع کریگا جبتک کہ گواہون کی
عدالت دریافت کرنے مین مشغول ہی اور یہ حکم استحسان ہی اور قاضی اُسکو اُسکے شوہر کے مکان مین سے نہ نکالیگا ولیکن
اُسکے ساتھ ایک امانت دار عورت مقرر کریگا کہ شوہر کو اُسکے پاس آنے سے منع کرے اگرچہ اُسکا شوہر عادل ہو اور
اس امانت دار عورت کا خرچ بیت المال سے ملیگا پھر اگر گواہ عادل قرار پائے تو دونون مین تفریق کر دیگا ورنہ عورت
اُسکے شوہر کو واپس ملیگی ۔ اور اگر مدت دراز ہو گئی اور عورت نے قاضی سے نفقہ طلب کیا یا ماہواری اُسکا کچھ خرچ
مقرر تھا تو قاضی اُسکا نفقہ مقرر کرکے شوہر سے دلائیگا ولیکن صرف بقدر مدت عدت کے نفقہ دلا دیگا پس اگر گواہ عادل
قرار پائے تو جسقدر اُسنے لیا ہی وہ اُسکا ہی اور اگر گواہی مردود ہوئی اور عورت شوہر کو واپس ملی تو جسقدر اُسنے لیا ہی وہ
شوہر واپس لیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی ۔ امام محمد رح نے اصل مین لکھا ہی کہ اگر باندی یا غلام نے دعوے کیا کہ مالک نے
آزاد کیا ہی اور اُنکے گواہ حاضر نہین ہین تو اُنکے اور مالک کے درمیان مین روک نہ کیجاویگی اگرچہ ایک گواہ پیش کرین اور
اور اگر اُنھون نے کہا کہ دوسرا گواہ شہر مین نہین ہی تو بھی یہی حکم ہی ۔ اور اگر اُنھون نے کہا کہ دوسرا گواہ شہر مین ہی پس
اگر یہ گواہ حاضر فاسق ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر عادل ہو تو بھی ذکر کیا ہی کہ روک نہ کیجاویگی اور یہ حکم غلام کے حق
مین صحیح ہی اور باندی کے حق مین اگر بنابر روایت اصل کے کہا جاوے کہ روک کرنا اچھا ہی تو مناسب ہی اور جامع کی روایت
کے موافق روک کیجاویگی ۔ اور اگر دو گواہ مستور الحال قائم کیے تو دونون کے حق مین روک کیجاویگی یہانتک کہ گواہون
کی عدالت کا حال کھلے ۔ اور یہ حکم باندی مین مطلقًا ہی ۔ اور غلام کے حق مین ایسی صورت پر محمول ہی کہ جب مالک خوف
دلاتا ہو کہ ہلاک کریگا اور اسمین مشہور ہو اور اگر ایسا نہو تو غلام مین روک نہ کیجائیگی بلکہ صرف مالک سے اُسکے اور غلام کے
نفس پر کفیل لیا جاویگا ۔ واضح ہو کہ عورت یعنی باندی کے واسطے روک کی یہ صورت ہی کہ ایک عورت ثقہ کے سپرد کیجاوے
اور اُس گھر سے نہ نکالی جاویگی پھر اگر اُسنے نفقہ طلب کیا تو مالک کو حکم دیا جاویگا کہ اُسکو نفقہ دیوے اور اگر اُسنے
ایک مہینہ نفقہ لیا پھر گواہ غیر عادل قرار پائے اور باندی اُسکے مالک کو واپس ملی تو مالک اُس سے نفقہ واپس نہین
لے سکتا ہی اور اگر گواہ عادل قرار پائے پس اگر مولے نے اُسکو نفقہ احسان کے طور پر دیا ہی یا اُسنے مولے کے گھر سے
لیا ہی تو مثل اور احسانون کے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر قاضی نے اُس سے جبرًا دلایا ہی تو مالک واپس لیگا ۔
اور اگر دونون گواہ فاسق ہون تو باندی کے حق مین روک کر دیجاویگی اور غلام کے حق مین روایات مختلف ہین
بعض مین روک کیجاوے اور بعض مین نہین یہ محیط مین لکھا ہی ۔ ایک شخص نے ایک باندی کا جو ایک شخص کے قبضہ
مین ہی دعوی کیا اور باندی نے دعوی کیا کہ وہ اصلی حرہ ہی تو اُسکی تین صورتین ہین یا تو اُسنے کوئی گواہ نہ پیش کیا
یا ایک گواہ پیش کیا یا دو گواہ مستور الحال پیش کیے ۔ پس اگر اُسنے گواہ نہ پیش کیے اور قاضی سے درخواست کی کہ گواہ
حاضر ہونے تک روک کر دیجاوے تو قاضی اس درخواست کو منظور نہ کریگا اور اگر ایک گواہ قائم کیا ہی تو دیکھا جاویگا
کہ اگر اُسنے کہا کہ میرے پاس اُسکے سوا دوسرا گواہ نہین ہی تو باندی اور قابض کے درمیان روک نہ کیجاویگی اور اگر

کہا کہ میرا دوسرا گواہ شہر مین ہی مین دوسری مجلس مین حاضر کرونگی تو قیاساً روک نہ کیجاویگی اور استحساناً روک کیجاویگی بشرطیکہ وہ گواہ عادل ہو۔ اور اگر اُسنے دو گواہ مستور الحال پیش کیے تو قاضی کو چاہیے کہ باندی ایک ثقہ عورت کے سپرد کرے کہ وہ اُسکی حفاظت کرے یہانتک کہ گواہون کی حالت دریافت ہووے اور اُسکے ہاتھ مین نہ چھوڑے جسکے قبضہ مین ہی خواہ وہ مدعا علیہ عادل ہو یا نہو۔ اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ مدعی نے قاضی سے یہ درخواست کی ہو کہ کسی عادل کے پاس سپرد کیجاوے ولیکن بدون اسکی درخواست کی قاضی سپرد نہ کریگا اور یہ حکم بھی اُسوقت ہی کہ باندی کسی مرد کے قبضہ مین ہو اور اگر عورت کے قبضہ مین ہو اور مرد نے دعوی کیا تو کسی عادل کے سپرد نہ کریگا اگرچہ مدعی درخواست کرے۔ اور اسی طرح اگر کسی بیوہ عورت پر نکاح کا دعوے کیا تو قاضی اُسکا کفیل بالنفس لے لیگا اور کسی عادل کے قبضہ مین سپرد نہ کریگا کیونکہ آزاد حرہ سے حرام وطی کا خوف نہین ہی کہ وہ اپنے جان کی مالک ہوتی ہی۔ اور اسی طرح اگر باندی باکرہ اپنے باپ کے گھر ہو تو قاضی علٰحدہ نہ کریگا۔ ایک شخص کے ساتھ ایک عورت ہی کہ دعوی کرتی ہی کہ اسنے بطور نکاح فاسد کے نکاح کیا ہی اور عورت نے گواہ پیش کردیے اور مرد کے گمان مین نکاح درست ہی تو قاضی عورت کو جدا کر کے عادل کے سپرد کردے۔ اسی طرح ایک شخص نے ایک باندی پر جو دوسرے کے قبضہ مین ہی یہ دعوی کیا کہ مین نے یہ باندی اسکے ہاتھ بطور بیع فاسد کے فروخت کی ہی اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض کہتا ہی کہ مین نے صحیح طور پر خریدی ہی یا کہا کہ مین نے اس سے خریدی ہی نہین کی ہی تو قاضی اُسکو جدا کر لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی ایک غلام زید کے پاس ہی اُسکا عمرو نے دعوی کیا کہ میرا غلام ہی اور اس دعوی پر ایسے دو گواہ پیش کیے کہ جن کو قاضی نہین پہچانتا ہی تو مدعا علیہ سے غلام نہ لیگا ولیکن ایک کفیل بالنفس مدعا علیہ اور غلام کا لیگا اور مدعا علیہ کو حکم دیگا کہ اپنے کفیل بالنفس کو وکیل بالخصومۃ کردے تاکہ اگر وہ غائب ہو جاوے اور کفیل اُسکو حاضر نہ کر سکے تو مدعی کفیل کو مخاصم بناوے اور قاضی اُسپر ڈگری کرے۔ ولیکن اگر مدعا علیہ نے وکیل بالخصومۃ دینے سے انکار کیا تو قاضی اُسپر جبر نہ کریگا بخلاف اسکے اگر کفیل دینے سے انکار کیا تو جبر کریگا۔ اگر مدعا علیہ نے کوئی کفیل نہ پایا تو قاضی مدعی سے کہیگا کہ اسکے اور غلام کے ساتھ رہے پس اگر مدعی سے یہ نہو سکا اور مدعا علیہ نے یہ خوف دلایا کہ غلام کو تلف کر دے گا تو قاضی مدعی کا حق نگاہ رکھنے کی غرض سے غلام کسی عادل کے سپرد کر دیگا۔ اور اسی طرح اگر مدعا علیہ فاسق ہو کہ لونڈون کے ساتھ اغلام کرنے مین مشہور ہو تو بھی قاضی اُسکو چھینکر عادل کے سپرد کریگا ولیکن یہ امر ایسی صورت مین کچھ دعوی کرنے پر موقوف نہین ہی بلکہ جب کوئی غلام کا مالک اس حرکت اغلام مین مشہور ہو تو قاضی بطور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اُس سے غلام چھینکر عادل کے سپرد کریگا۔ پھر عادل کے پاس اُس غلام کو حکم دیگا کہ خود کمائے اور خود کھاوے بشرطیکہ وہ کچھ کمائی کر سکتا ہو۔ اور یہ حکم باندی کے واسطے نہین مذکور ہی اور وجہ یہ ہی کہ عورت اس سے عاجز ہوتی ہی ہے کہ اگر عاجز نہو مثلاً باندی نہلانے یا روٹی پکانے مین مشہور ہو تو اُسکو حکم کیا جائیگا کہ ان کامون سے کما کھاوے اگر غلام چھوٹے پن یا مرض سے کمائی نہ کر سکے تو مدعا علیہ کو حکم دیا جائیگا کہ اُسکو نفقہ دیوے اور اس صورت مین غلام اور باندی مین کچھ فرق نہین ہی ایسا ہی فقیہ ابو بکر بلخی رح اور ابو اسحاق الحافظ رحمہ اللہ سے منقول ہی نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ زید کے پاس ایک باندی ہی کہ اسکا عمرو نے دعوی کیا کہ میری ہی اور دعوی پر گواہ پیش کیے اور وہ لوگ عادل قرار پائے۔ اور قاضی نے وہ باندی مدعا علیہ سے لیکر کسی عادل کے پاس رکھی تھی

اور مدعا علیہ بھاگ گیا۔ تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ عادل کو حکم دونگا کہ اُس سے مزدوری کراوے اور اُسکو کھلاوے اور اگر ایسی باندی مزدوری کے لائق نہین ہی تو حکم دونگا کہ قرض اُسکے نفقہ مین لگاوے۔ پھر جب ناامیدی ہو جاوے کہ اُسکا مالک نہ آویگا تو باندی فروخت کرادونگا اور پہلے قرضہ ادا کرونگا پھر باقی وقف کرونگا پھر جب اُسکا قابض آیا تو اُسپر باندی کی قیمت دینے کا حکم دونگا اور اگر مقضی علیہ پر قرض ہو تو باندی کا مستحق اِس ثمن کا زیادہ حقدار ہی کیونکہ وہ بمنزلہ رہن کے عادل کے پاس ہی۔ ایک گھوڑا یا کپڑا کسی شخص کے پاس ہی کہ اُسکا دوسرے نے دعوے کیا اور گواہ پیش کیے اور مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اِسکو عادل کے پاس رکھے تو قاضی یہ درخواست نامنظور کریگا ولیکن کفیل بالنفس مدعا علیہ سے اور اُس چیز کی طرف سے جسمین دعوی ہی لے لیگا او کفیل بالنفس کو وکیل بالخصومۃ بنادیگا بشرطیکہ مدعا علیہ راضی ہو اور ہمارے نزدیک نفقہ دینے کے واسطے قابض پر جبر نہ کیا جائیگا یعنی اس صورت مین بخلاف مملوک کے اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میری طرف سے کوئی کفیل نہین ہوتا ہی تو مدعی سے کہا جائیگا کہ رات و دن اِسکے ساتھ رہا کرے تاکہ اُسکا حق محفوظ رہے پس اگر مدعا علیہ فاسق ہو کہ اُس چیز کے تلف کر دینے کا خوف دلاتا ہو اور کفیل دینے سے اُسنے انکار کیا ہو اور مدعی اُسکے ساتھ نہ رہ سکتا ہو تو قاضی مدعی سے کہیگا کہ مین مدعا علیہ پر گھوڑے کا نفقہ دلانے کے لیے جبر نہین کر سکتا ہون اگر تو چاہتا ہی کہ مین کسی عادل کے پاس رکھون تو اِسکا نفقہ تیرے اوپر ہی ورنہ مین نہ رکھونگا کذا فی الذخیرہ۔ ہشام نے امام محمد رحہ سے روایت کی کہ مین نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس تر چھوارے یا تازہ مچھلی یا مثل اِسکے کوئی چیز ہی کہ اُسکا دوسرے نے دعوی کیا کہ میری ہی اور وہ چیز ایسی ہی کہ اگر رکھی جاوے تو بگڑ جاوے اور مدعی نے کہا کہ میرے گواہ شہر مین ہین مین اُنکو حاضر کرونگا تو امام محمد رحہ نے فرمایا کہ اتنا وقفہ نہین دونگا ولیکن مدعی سے کہونگا کہ اگر تو چاہے تو اس سے قسم لیجاوے پس اگر اُسنے قسم کھالی تو مدعی کو اُسکا پیچھا کرنیکا اختیار نہین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مین آج ہی گواہ حاضر کرونگا تو مین اُسکو قاضی کے قیام تک مہلت دونگا اور مدعی علیہ سے کہونگا کہ قاضی کے اُٹھنے تک یہان سے نہ ٹلنا پھر اگر اِتنے وقت مین یہ چیز بگڑ گئی تو مدعی ضامن نہوگا۔ عمرو بن ابی عمرو نے امام محمد رحہ سے روایت کی ہی کہ کسی نے دوسرے سے مچھلی یا گوشت تازہ تر یا فواکہ وغیرہ ایسی چیزین جنمین جلد فساد آجاتا ہی خریدین پھر بائع نے انکار کیا پھر مشتری نے دو گواہ یا ایک گواہ ایسا قائم کیا کہ جسکے دریافت حال کی ضرورت ہی پھر بائع نے کہا کہ اگر گواہون کے حال دریافت ہونے تک یہ چیز اسی طرح چھوڑی جاوے تو بگڑ جاویگی تو امام محمد رحہ نے فرمایا کہ اگر مدعی نے ایک گواہ پیش کیا اور کہا کہ دوسرا گواہ حاضر ہی تو جب تک بگڑنے کا خوف نہو دوسری گواہی کی مہلت دیجاویگی پس اگر دوسرا گواہ حاضر ہوا ورنہ اُسکی راہ چھوڑ دیجاویگی اور مشتری کو منع کیا جائیگا کہ اُس سے تعرض نہ کرے۔ اور اگر اُسنے دو گواہ قائم کیے تو جب چیز کے فساد اور بگڑ جانے کا خوف ہو تو بائع کو حکم دیا جائیگا کہ مشتری کے حوالہ کرے پس جب مشتری نے قبضہ کر لیا تو قاضی اُسکو لیکر اپنے امین کو دیگا کہ اُسکو بیچکر اُسکے دام عادل کے پاس رکھے پس اگر گواہون کی تعدیل کی گئی تو وہ ثمن مشتری کا ہی اور اگر تعدیل نہوئی تو وہ ثمن بائع کو دیا جاویگا۔ شیخ الاسلام خواہرزادہ رحہ نے ذکر کیا کہ اگر دعوی کسی مال منقولہ مین ہو اور مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اِسکو عادل کے پاس رکھے اور اسپر اکتفا نہ کیا کہ مدعا علیہ اور مال کے واسطے دونون کی طرف سے کفیل بالنفس لے لیا جاوے پس اگر مدعا علیہ عادل ہو تو یہ درخواست منظور نہوگی اور اگر فاسق ہو تو منظور ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر عقار کا جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا اور گواہ پیش کیے تو عادل کے سپرد کرنے یا کفیل لینے کا قاضی حکم دیگا مگر جبکہ دعوی کسی زمین کی بابت ہو اور اسمین درخت ہون اور درختون پر پھل ہون تو کسی عادل کے قبضہ مین

دیجاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی ادب القاضی مین ہی کہ اگر عورت نے قاضی سے کہا کہ مجھے اپنے شوہر سے خوف ہی کہ وہ حالت حیض مین میرے پاس سوئے اسواسطے تم مجھے کسی عادل کے سپرد کر دو تو اسطرف التفات نہ کریگا۔ ایک باندی دو شخصون مین مشترک تھی اور اُسکی بابت ہر ایک کو دوسرے سے بدگمانی تھی۔ پھر ایک نے تجویز کیا کہ ایک دن تیرے پاس اور ایک دن میرے پاس رہے اور دوسرے نے کہا کہ نہین بلکہ ہم کسی عادل کے سپرد کردین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین ہر ایک کے پاس ایک ایک روز رہنے کی اجازت دونگا اور عادل کے پاس نہ رکھونگا۔ مشائخ نے فرمایا کہ فرج کے معاملہ مین سوائے اس مقام کے ہر جگہ احتیاط کیجاتی ہی مثلاً باندیون کی آزادی مین یا عورتون کی طلاق مین خواہ گواہی ہو یا نہو احتیاط کیجاتی ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔

تیئیسوان باب ایک قاضی کے دوسرے قاضی کو خط لکھنے کے بیان مین۔ اگر ایک شخص نے قاضی کے آگے آکر درخواست کی کہ فلان شخص جو فلان شہر مین ہی اُسپر میرا جو حق ہی اُسکے گواہ سن لیوے تا کہ اُس شہر کے قاضی کو گواہون کی سماعت لکھے تو قاضی اُسکے گواہون کی گواہی کو اُس حق کے بارہ مین جسکا دعوی کرتا ہی سنیگا اور خصاف رح نے ادب القاضی مین لکھا ہی کہ قاضی نصف شہادت پر لکھیگا اگر ایک شخص نے قاضی کے سامنے ایک گواہ پیش کیا کہ فلان شخص پر اُسکا حق ہی یا عورت نے گواہی دی یا گواہی پر گواہی ہوئی تو قاضی اسکو لکھیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ جاننا چاہیے کہ قاضی کو قاضی کا خط معاملات مین برخلاف قیاس حجت شرعی ہو گیا ہی اور خلاف قیاس اسواسطے ہی کہ خط کبھی جھوٹا بنا لیا جاتا ہی اور ایک خط دوسرے خط سے مشابہ ہوتا ہی اور مُہر دوسری مُہر سے مشابہ ہوتی ہی ولیکن ہم نے اُسکو بالاجماع حجت گردانا ہی مگر قاضی مکتوب الیہ اُسکو تمام شرطین پائے جانے کے وقت قبول کریگا منجملہ اُنکے یہ ہی کہ جب تک گواہون سے یہ نہ ثابت ہو کہ یہ فلان قاضی کا خط ہی اُسوقت تک قبول نہ کریگا۔ اور جن چیزون مین قیاس کے موافق عمل ہی منجملہ اُنکے حدود و قصاص اور منقولات مثل اسباب و کپڑے و لونڈی و غلام ہین کہ ان چیزون مین امام اعظم رح اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے پہلے قول کے موافق قاضی کے خط کو جائز نہین رکھا ہی پھر امام ابو یوسف رح نے رجوع کر کے فرمایا کہ غلام مین بھاگنے کے باب مین خط جائز ہی اور اَورون مین جائز نہین ہی اور ایک روایت امام ابو یوسف رح سے یہ منقول ہی کہ سب منقولات مین جائز ہی اور بعض مشائخ متاخرین نے اسی کو لیا ہی۔ اور امام اسبیجابی سے روایت ہی کہ وہ قاضی کا خط نکاح اور طلاق اور کل ایسے حکمون مین جنمین قاضی کے خط کے شرائط متحقق ہو سکتے ہین اور مشہود بہ وغیرہ کی تعیین ممکن ہو جائز رکھتے اور فتوے دیتے تھے۔ اور نقلیات یعنی جائداد منقولہ مین امام اعظم رح و محمد رح کے نزدیک اسواسطے قاضی کا خط نہین جائز ہی کہ ان چیزون مین (مشہود بہ) کو اشارہ سے معلوم کرانا چاہیے اور اشارہ خط مین نہین ہو سکتا ہی پس جب دعوی اور گواہی کی صحت اس سے نہوگی خط بھی اس باب مین ناجائز ہوگا یہ ملتقط مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص نے دعوی کیا کہ زینب بنت زید بن عمرو نے جو فلان شہر مین ہی میرے ساتھ نکاح کیا اور اب میرے نکاح سے انکار کرتی ہی اور نکاح کے گواہ یہان موجود ہین پس اُسکو اور گواہون کو جمع کرنا مجھسے ممکن نہین ہوتا ہی تو قاضی سے کہا کہ تم اسبارہ مین مجھے ایک خط لکھدو پس قاضی اُسکے گواہون کی گواہی سنکر خط لکھدیگا۔ اور اسی طرح اگر کسی عورت نے کسی غائب شخص کی عورت ہونیکا دعوی کیا یا کسی غائب کی ولاء آزادی یا ولاء موالاے کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر نسبت کا دعوی کیا مثلاً زید نے کہا کہ عمرو بن خالد میرا باپ ہی اور وہ میرے نسب سے انکار کرتا ہی اور میرے گواہ یہان اس بات کے موجود ہین کہ عمرو بن خالد نے اقرار کیا تھا کہ زید اُسکا بیٹا ہی یا اسبات کے کہ اُسنے زید کی مان سے نکاح کیا اور مین اُسی کے بستر سے پیدا ہوا ہون اور اُسی کی طرف منسوب ہون اور اسپر زید نے گواہ قائم کیے تو قاضی

اُسکو خط لکھدیگا اور اسی طرح اگر کسی نے دعوی کیا کہ مدعی فلان شخص غائب کا باپ ہی اور گواہ پیش کیے اور خط مانگا تو بھی قاضی لکھدیگا۔ اور اگر کسی نے کسی غائب کے بھائی یا چچا ہونے کا دعوی کیا اور خط طلب کیا تو قاضی نہ لکھیگا مگر اُس صورت مین کہ میراث یا نفقہ کا دعوی ہو یا یہ دعوی ہو کہ اِسکے باپ یا بیٹے یا لقیط کی پرورش کی ہی تو گواہی قبول کر لیگا خواہ اُسکی زندگی مین ہو یا بعد موت کے۔ اگر ایک مرد یا عورت نے کسی لڑکے یا لڑکی کا دعوے کیا اور کہا کہ اُسکا نسب ہم دونون سے مشہور ہی اور وہ بالفعل فلان شہر مین فلان بن فلان غائب کے ہاتھ مین ہی اور وہ اُسکو غلام جانتا ہی اور اِسپر دونون نے گواہ پیش کیے اور اس باب مین قاضی کا خط طلب کیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک قاضی اُسکو لکھدیگا اور امام اعظم رح اور محمد رح کے نزدیک مسائل نسب مین اگرچہ قاضی خط لکھتا ہی مگر اس مسئلہ مین نہ لکھیگا اور حاصل یہ ہی کہ اگر فرزندی کے دعوے کے ساتھ غلام بنانے کا دعوے ہو تو نہ لکھیگا مگر جبکہ یہ دعوی کرے کہ وہ میرا بیٹا ہی اور اُسکو فلان شخص نے غصب کر لیا ہی تو بالاتفاق لکھدیگا۔ اور مکان اور عقار کے دعوی مین بالاتفاق سب کے نزدیک لکھیگا خواہ وہ دار مدعا علیہ کے شہر مین ہو یا کسی اور شہر مین ہو جسمین قاضی خط لکھنے والا ہی۔ اگر خط کے گواہ راستہ مین بیمار ہو گئے یا اُنکی رائے واپس آنے کی ہوئی یا کسی دوسرے شہر مین جانیکا ارادہ کیا پس اُنھون نے ایک قوم کو اپنی گواہی پر گواہ کر لیا تو جائز ہی اور اُنکے گواہ کرنے کی یہ صورت ہی کہ یون کہے کہ یہ خط فلان شہر کے قاضی فلان بن فلان کی طرف سے فلان شہر کے قاضی فلان بن فلان کے نام اِس شخص مدعی کے دعوی کے باب مین جو فلان بن فلان پر اُسنے کیا ہی لکھا ہی اور ہمین پڑھکر سنایا ہی اور ہمارے سامنے مہر کی ہی اور ہمکو اِسپر گواہ کیا ہی تو تم لوگ ہماری اس گواہی پر گواہ رہو۔ اور یہ بھی جائز ہی کہ یہ لوگ اور تیسرے لوگون کو گواہ کرین یا چوتھے یا پانچوین اگرچہ دور تک بڑھجاوین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ قاضی کا خط دوسرے قاضی کی طرف سے جائز ہونے کے واسطے پانچ چیزون کا جاننا شرط ہی۔ ایک یہ کہ قاضی کاتب معلوم ہو دوسرے یہ کہ قاضی مکتوب الیہ معلوم ہو تیسرے دعوے معلوم ہو یعنی جس چیز مین دعوے ہی وہ معلوم ہو چوتھے مدعی معلوم ہو پانچوین مدعا علیہ معلوم ہو اب جاننا چاہیے کہ قاضی کاتب کے معلوم ہونے کی یہ صورت ہی کہ اُسکا نام اور اُسکے باپ کا نام اور اُسکے دادا یا قبیلہ کا نام لکھا جاوے اور اگر باپ اور دادا کا نام لکھا تو بالاتفاق پہچان معتبر ہوگی اور اگر باپ کا نام لکھا اور دادا یا قبیلہ کا نام نہ لکھا تو امام اعظم رح کے نزدیک معرفت حاصل نہوگی اور اگر مشہور ہو تو جس نام کے ساتھ مشہور ہی اُسپر اکتفا کیا جاوے اور اسی طرح اگر لکھا کہ یہ خط ابو فلان کی طرف سے ہی تو کافی ہی بشرطیکہ وہ اس کنیت کے ساتھ مشہور ہو جیسے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اسی طرح کافی ہی اگر لکھا کہ ابن فلان کی طرف سے ہی بشرطیکہ وہ اس کنیت سے مشہور ہو جیسے ابن ابی لیلے۔ اور قاضی کے نام اور نسب پر گواہون کی گواہی کے مقبول ہونے کی صورت نہین ہی جب تک کہ خط مین نہ لکھا ہو۔ اور اسی طرح قاضی مکتوب الیہ کے معلوم ہونے کی بھی یہی صورت ہی کہ اُسکا نام اور نسب اسطرح ذکر کرے کہ اُسکی پہچان ہو جاوے اور اگر لکھا نہو تو اُسکے نام و نسب پر صرف گواہی کفایت نہ کریگی اور مدعا علیہ کا معلوم ہونا شرط ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک اُسکے نام اور باپ کے نام سے پہچان نہوگی جب تک اُسکے دادا کا نام مذکور نہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک دادا کا نام ذکر کرنا شرط نہین ہی اور قاضی ابو علی سغدی ابتدائے عمر مین دادا کا نام ذکر کرنا مدعا علیہ کے واسطے شرط نہین کرتے تھے پھر آخر عمر مین اِس سے رجوع کیا اور کہا کہ دادا کا نام بھی ذکر کرنا شرط ہی اور یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوے ہی اور اگر دادا کا نام نہ ذکر کیا بلکہ اُسکو اُسکی قبیلہ کی طرف نسبت کر دیا پس اگر اُسکا قبیلہ چھوٹا سا ہی اور ادنی فخذ ہی کہ

اس سے وہ پہچانا جاتا ہی تو بلا خلاف کافی ہی کیونکہ چھوٹے قبیلہ مین اکثر دو شخص ایسے کم ہوتے ہین جنکے نام اور اُنکے باپ کے نام ایک ہون پس ذکر قبیلہ بجاے دادا کے نام کے ہو جائیگا اور اگر بڑا قبیلہ ہی یا اعلی فخذ ہی تو صرف قبیلہ کی طرف منسوب کرنا کافی نہین ہی جیسے بنی تمیم ایک بڑا قبیلہ ہی اسمین ایسے لوگ نکلینگے جنکے نام اور اُنکے باپ کے نام ایک ہون - اور اگر اسکو کسی شہر کی طرف منسوب کیا مثلاً کہا کوفی ہی یا بغدادی ہی تو بدون دادا کے نام ذکر کرنے کے کافی نہین ہی اور اگر اُسکے پیشہ اور کاریگری کی طرف نسبت کی اور دادا اور قبیلہ کا نام ذکر نہ کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک کافی نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک اگر صناعت اُسکی ایسی ہو کہ جس سے وہ لامحالہ پہچانا جاوے تو جائز ہی - اور اگر اُسکے باپ کا نام اور اُسکا لقب ذکر کیا اور اس لقب سے لامحالہ پہچانا جاتا ہی تو کافی ہی اور اگر ایسا نہو تو کافی نہین ہی اور اگر اُسکا اور اُسکے دادا کا نام ذکر کیا اور اُسکے باپ کا نام نہ ذکر کیا تو کافی نہین ہی - اور اگر یون تحریر کیا کہ فلان شہر کے قاضی فلان بن فلان کی طرف سے فلان شہر کے قاضی فلان بن فلان کو یہ خط ہی تو بعض مشائخ کے نزدیک بلاخلاف ایسی تحریر کافی ہی کیونکہ قاضی ہونا بھی پہچاننے کا سبب ہی کہ اُسکے ذکر سے دادا کا نام ذکر کرنے کی ضرورت نہ رہی اور اگر اسطرح تحریر کیا کہ فلان شہر کے قاضی فلان بن فلان کی طرف سے ہر اس قاضی یا حاکم کی طرف جسکو یہ خط پہونچے تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہی اور امام ابو یوسف رح اور زفر رح کے نزدیک جائز ہی اور امام محمد رح ظاہر امام اعظم رح کے ساتھ ہین اور امام ابو یوسف رح جب قاضی ہوئے اور لوگون کا حال دیکھا تو بہت سے مسائل مین استحسانا وسعت دی از انجملہ یہ مسئلہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی پر آج کل لوگون کا عمل ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر یون کہا کہ فلان شخص کا فلان سندھی پر جو غلام فلان بن فلان ہاشمی کا ہی اسقدر قرض ہی تو جائز ہی کیونکہ مملوک مالک کی طرف نسبت کرنے سے پہچانا جاتا ہی پس جب اُسکو اُسکے مشہور مالک کی طرف نسبت کیا یا اُسکا نام اور اُسکے باپ اور دادا یا قبیلہ کا نام لکھ دیا تو غلام کی شناخت پوری ہو گئی - اگر غلام کا نام ذکر کیا اور اُسکے مالک کا نام اور باپ کا نام ذکر کیا اور اُسکے دادا یا قبیلہ کو ذکر نہ کیا تو شمس الائمہ سرخسی نے لکھا ہی کہ کافی نہین ہی اور شیخ الاسلام نے کہا کہ کافی ہی کیونکہ شناخت تین چیزون کے ذکر سے ہوتی ہی اور وہ پائی گئین ایک غلام کا نام اور ایک مالک کا نام اور ایک اُسکے باپ کا نام - اگر غلام کا نام اور مالک کا نام ذکر کیا اور مالک کو اسکے خاص قبیلہ کی طرف نسبت نہ کیا تو کافی نہین اور اگر نسبت کیا تو شمس الائمہ کے قیاس مسئلہ متقدمہ پر کافی نہین ہی اور موافق شیخ الاسلام کے کافی ہی - اگر یون لکھا کہ فلان شخص کا فلان شخص پر کہ جو سندھی غلام جولاہہ کہ فلان بن فلان کے ہاتھہ مین ہی اسقدر قرض ہی پس اس صورت مین ہاتھہ مین ہونے سے اگر یہ مراد ہی کہ وہ اُسکے گھر مین رہتا ہی تو کافی نہین ہی کیونکہ نسبت مین امر لازمی چاہیے اور وہ ملکیت ہوتی ہی اور صرف ہاتھہ مین ہونا کبھی بلا ملکیت کے ناحق ہوتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور گواہون کے سامنے خط پڑھکر انکو سنا دینا واجب ہی تاکہ اسکے مضمون سے واقف ہو جاوین یا اگر نہ پڑھے تو اُنکو آگاہ کر دے کیونکہ بدون جانے ہوے گواہی نہین ہوتی ہی پھر اُنکے سامنے مہر کرکے اُنکو سپرد کر دے تاکہ تغیر کا وہم نہو اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ہی کیونکہ خط پر حکم کے واسطے یہ شرط کہتے ہین کہ گواہ خط کے مضمون سے واقف ہون اور مہر اُنکے سامنے ہوئی ہو اور اسی طرح ان دونون امامون کے نزدیک خط کے مضمون سننے سے ادا کرنے کے وقت تک یاد رکھنا شرط ہی - اور آخر مین امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اسمین سے کچھ بھی شرط نہین ہی ہان یہ شرط ہی کہ اُنکو اسپر گواہ کر دے کہ یہ میرا خط اور مہر ہی اور ایک روایت مین امام ابو یوسف رح سے ہی کہ مہر بھی شرط نہین ہی پس اسطرح کی آسانی امام ابو یوسف رح نے قاضی ہو کر کر دی کہ لیس الخبر کالمعاینۃ اور شمس الائمہ سرخسی نے امام ابو یوسف کا قول اختیار کیا - یہ کافی مین لکھا ہی خصاف رح نے ذکر کیا ہی کہ آجکل قاضیون کا یہ دستور ہی کہ خط مدعی کے سپرد کرتے ہین اور

اور یہی شمس الائمہ کے نزدیک مختار ہی کذا فی النہایہ - جب امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک خط کے مضمون کی گواہی گواہون پر شرط ٹھہری تو قاضی کو چاہیے کہ خط کی ایک نقل گواہون کو دیدے تاکہ وہ گواہی ادا کر سکین پس قول امام اعظم رح و امام محمد رح کا احتیاط ہے اور امام ابو یوسف رح نے آسانی فرمائی ہے - اور امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک ایک یہ شرط ہے کہ خط بعنوان ہو اسطرح کہ خط کا عنوان یون لکھے کہ یہ خط فلان بن فلان قاضی کی طرف سے فلان بن فلان قاضی کو ہے - اور اگر اُسنے اندر خط کے یہ عنوان نہ لکھا صرف [illegible] وایاکم تو مکتوب الیہ قاضی خط کو قبول نہ کریگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک عنوان شرط نہین ہے صرف یہ شرط ہے کہ گواہ گواہی دین کہ یہ فلان بن فلان قاضی کا خط تیرے نام ہے اور اُسکی مہر ہے جب طرفین کے نزدیک عنوان شرط ٹھہرا تو ہم بیان کرتے ہین کہ اگر عنوان اندر اور باہر ہو تو قاضی ایسے خط پر عمل کریگا اور اگر فقط اندر ہو تو بھی تعمیل کریگا - اور اگر فقط باہر ہو تو اُسپر عمل نہ کریگا اور ہمارے بعض مشائخ متاخرین نے صرف عنوان ظاہر پر اکتفا کیا ہے یہ محیط مین لکھا ہے - اور دونون کے نام ونسب دونون عنوانون مین تحریر کرے اور اگر اندر کے عنوان مین اسکو چھوڑ دیا تو صحیح نہین ہے اور باہر کے عنوان کی صورت ہمارے زمانہ مین یہ ہے کہ بائین ہاتھ کی طرف سے بسم اللہ لکھنے سے پہلے یہ لکھے کہ از جانب فلان بن فلان قاضی شہر فلان فلان اور دائین ہاتھ کی طرف سے بسم اللہ سے اوپر لکھے بسم اللہ الملک الحق المبین بجانب فلان بن فلان قاضی شہر فلان یا ہر شخص کی طرف جسکو یہ خط قاضیون اور حاکمون سے پہونچے ادام اللہ توفیقہ و توفیقہم - اگر اُسنے لکھا کہ فلان شہر کے قاضی کو پہونچے اور اس شہر مین ایک ہی قاضی تھا تو امام علی بن محمد بزدوی نے فرمایا کہ صحیح ہے اور اگر اُس شہر مین دو قاضی ہون تو جائز نہین ہے - پھر باہر خط کے لکھے بائین طرف سے فلان بن فلان قاضی فلان شہر و نواح کے طرف سے پھر داہنی طرف سے بسم اللہ الملک الحق المبین بجانب فلان بن فلان قاضی شہر فلان یا ہر شخص کو قاضیون اور حاکمون مین سے جسکو یہ خط پہونچے ادام اللہ توفیقہ و توفیقہم - پھر بسم اللہ لکھنے کے بعد یون لکھے کہ خط ہے اطال اللہ تعالے بقاء فلان قاضی کو الخ جیسا کہ رسم ہے پھر لکھے اما بعد پھر اگر قاضی مدعی کو شکل اور نام ونسب سے پہچانتا ہو تو لکھے - فلان مدعی میری مجلس قضا مین فلان شہر مین حاضر ہوا اور مین اُسمین مقیم ہون اور فلان بن فلان کی طرف سے نافذ القضا ہون جیسے رسم ہے اور مدعی کا قبیلہ اور حلیہ بیان کر دے یہ نہایہ مین لکھا ہے اور صحیح یہ ہے کہ میری مجلس قضا مین لکھنا شرط نہین ہے صرف یہ لکھنا کہ مجلس حکم مین فلان شہر مین حاضر ہوا کافی ہے مگر اُس صورت مین کہ جب اُس شہر مین دو قاضی ہون ہر ایک ایک طرف کا علیحدہ ہو یہ ملتقط مین لکھا ہے - اور اگر قاضی اُسکو نہ پہچانتا ہو اور اُسنے کہا کہ مین فلان بن فلان ہون تو گواہون سے دریافت کرکے خط مین لکھے کہ مدعی حاضر ہوا کہ فلان بن فلان نام بتلاتا تھا اور مین نے اُسکو نہ پہچانا اور گواہون سے دریافت کر لیا اور گواہون کے نام ونسب وحلیہ ومسکن اگر ذکر کر دے تو بہتر ہے اور اگر نہ ذکر کیا صرف اسپر اکتفا کیا کہ گواہ عادل تھے کہ مجھے اُنکی عدالت معلوم ہوئی تھی یا مین نے دریافت کر لیا اور اُنکی تعدیل کی گئی تو جائز ہے پھر لکھے کہ ان گواہون نے گواہی دی کہ یہ شخص فلان بن فلان ہے اور اُسکی شناخت خوب بیان کرے اور اگر اُسکے قبیلہ کو ذکر کرے تو بہتر ہے ورنہ مضر نہین ہے پھر لکھے بدون کسی مدعا علیہ کے یا نائب مدعا علیہ کے حاضر ہو کر ایک دار کا دعوی کیا جو فلان شہر مین فلان محلہ مین واقع ہے اور اُسکے حدود یہ ہین اور وہ فلان شخص کے قبضہ مین ہے کہ اُسکو فلان بن فلان کہتے ہین اور مدعا علیہ کی اچھی طرح پہچان بیان کر دیوے اور اگر مدعا علیہ مشہور آدمی ہو تو اُسکی ضرورت نہین ہے صرف یہ لکھدے کہ اُسنے فلان بن فلان پر دعوے کیا مگر یہ ضرور لکھے کہ مدعی نے دعوے کیا کہ مدعا علیہ بقدر مسافت سفر کے اس شہر سے دور ہے اور غائب ہے اسواسطے کہ بہت سے مشائخ مسافت سفر سے کم مین قاضی کا خط جائز نہین کہتے ہین جیسا کہ گواہی پر گواہی مین

کہتے ہین یہ نہایہ مین لکھا ہی مسافت سفر سے کم مین قاضی کا خط قاضی کے نام ظاہر روایت مین جائز نہین ہی اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر اسقدر دور ہو کہ اگر وہ صبح کو قاضی کے در دولت پر حاضر ہو تو اُسی روز پھر اپنے گھر واپس نہ جا سکے تو خط قاضی مقبول ہوگا اور اسی پر فتوی ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی پھر لکھے کہ مدعا علیہ کا غائب ہونا عادل گواہون کی گواہی سے میرے نزدیک ثابت ہوگیا تاکہ قاضی مکتوب الیہ کو معلوم ہو کہ پوری شرطون کے ساتھ یہ خط لکھا ہی پھر تحریر کرے کہ آجکل وہ فلان شہر مین مقیم ہی یہ ملتقط مین لکھا ہی پھر لکھے کہ وہ مدعا علیہ اس مدعی کے اس دعوے سے انکار کرتا ہی اور صحت دعوے کے گواہ یہان موجود نہین مدعی کو اُسکا اور گواہون کا جمع کرنا مشکل پڑا ہی پس اُسنے مجھسے درخواست کی کہ مین گواہون کی گواہی سن لون تاکہ جسقدر میرے نزدیک صحت کو پہونچے اُسکو فلان قاضی کو لکھون پس مین نے اُسکی درخواست منظور کی اور اُسنے گواہ پیش کیے اور وہ فلان و فلان ہین۔ پھر ہر ایک کا نام و نسب و قبیلہ و تجارت و مسکن و محلہ تمام لکھے۔ پس ہر ایک گواہ نے مدعی کے دعوی پر گواہی دی و گواہی کے الفاظ و معنی متفق ہین ایسا ہی امام محمد رح سے روایت ہی اور مشائخ نے کہا کہ صرف اسقدر پر اکتفا کرنا نچاہیے بلکہ ہر ایک کی گواہی تفصیل وار بیان کرے اور اُسکی تصحیح کرے اور اگر مدعا بہ یعنی جس چیز مین دعوی کیا گیا ہی عقار ہو تو اُسکی جگہ اور حدود اربعہ لکھے اور اگر غلام ہو تو اُسکا نام اور حلیہ اور صفت اور پیشہ اور اُسکے مالک کا نام اور اُسکے باپ اور دادا کا نام لکھے اور قرضہ مین اُسکی جنس و مقدار اور صفت جیسا معروف ہی تحریر کرے پس اسطرح تحریر کرے کہ گواہون نے یہ گواہی دی کہ اس مدعی کا فلان بن فلان پر کہ جسکا نام و نسب اس خط مین تحریر ہو چکا ہی یہ دعوی ہی اور اُسکی جنس و صفت و نوع تحریر کردے اور مدعا علیہ پر ادا کرنا اس مال کا واجب ہی اور متاخرین نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ قرض کا سبب بیان کرنا شرط نہین ہی تاکہ گواہی دعوی مدعی کے موافق ہو پھر لکھے کہ باقیون نے بھی ایسی ہی گواہی دی اور یہ نہ لکھے کہ اُسکے مثل گواہی دی پھر تحریر کرے کہ گواہون نے گواہی کو علی وجہ الشہادۃ ادا کیا اور گواہی کے طریقہ سے بیان کیا اور مین نے اُسکو سنا اور اپنے دیوان کے دفتر مین لکھ لیا اسکے بعد اگر قاضی گواہون کو پہچانتا ہی تو خط مین لکھدے کہ میرے نزدیک گواہ عدالت مین معروف ہین اور اگر نہ پہچانتا ہو تو ایک مزکی سے دریافت کرنا کافی اور دو سے احتیاط ہی۔ اگر مزکی نے تعدیل کی تو لکھے کہ گواہون کے حال دریافت کرنے مین مین نے اہل تزکیہ و تعدیل سے رجوع کی اور معدل و مزکی فلان و فلان ہین کہ ہمارے نزدیک اُنکی تعدیل مقبول ہی اور اُنہون نے تعدیل کی پھر قاضی کاتب بعد گواہون کی گواہی اور عدالت ظاہر ہونے کے مدعی سے یہ قسم لیوے کہ واللہ مین نے یہ مال مدعا علیہ سے نہین لیا اور نہ مین جانتا ہون کہ میرے وکیل یا ایلچی نے اُس سے لیکر قبضہ کیا ہی۔ پھر جب قاضی کے محرر نے اس خط کو اسطرح جسطرح بیان ہوا تحریر کیا تو آخر خط مین قاضی یون لکھے کہ فلان شہر کا قاضی فلان بن فلان بن فلان کہتا ہی یہ خط میرے محرر نے میرے حکم سے تحریر کیا اور جو ماجرا اسمین ہی وہ میرے سامنے واقع ہوا اور ایسا ہی ہی جیسا اسمین لکھا ہی اور اس خط مین دو عنوان ہین ایک ظاہری اور دوسرا باطنی اور اسمین میری مہر لگی ہی اور میری مہر کا نقش ایسا ایسا ہی اور یہ خط تین ٹکڑے کاغذ پر لکھا ہوا ہی اور اُسپر میری توقیع ہی اسطرح کہ مین نے توقیع صدر پر لکھی ہی اور اُسپر گواہ کر لیے ہین اور وہ فلان بن فلان اور فلان بن فلان بن فلان ہین ہر ایک کے نام و نسب و حلیہ لکھے۔ اور خط مین نے اُنکو پڑھکر سنا دیا اور اُسکے مضمون سے اُنکو آگاہ کر دیا اور اُنکے سامنے اپنی مہر لگا دی اور اس سب پر اُنکو گواہ کر لیا اور یہ چند سطرین اپنے خط سے فلان تاریخ مین اُسکے آخر مین لکھدین اور آخر خط مین انشاء اللہ تعالے نہ لکھے۔ اور دو نسخہ لکھے ایک مہر کرکے بلا زیادتی و نقصان مدعی کو دیدے اور دوسرا گواہون کو دیدے کہ وہ اُسکو موافق شرط امام اعظم رح اور امام محمد رح کے ادا کرین کذا فی فتاوے قاضی خان۔

ف قولہ گواہی [illegible] جہان اشارہ [illegible] اشارہ [illegible] یہ مدعی اسکا فلان بن فلان [illegible] اور [illegible] ۱۲

واس شرط کی مراد یہی ہی کذا فی النہایہ - اگر خط مین تاریخ نہ لکھے تو مقبول نہوگی اور اگر لکھے تو لحاظ کرنا چاہیے کہ وہ اسوقت قاضی تھا یا نہ تھا اور اگر نہ لکھے تو گواہون کی گواہی پر اکتفا نہ کیا جاوے اور ایسا ہی جب لکھا نہو تو صرف گواہون کی گواہی پر کہ یہ قاضی کا خط ہی اکتفا نہ کیا جائیگا اور اگر اصل حادثہ پر انھون نے گواہی دی اور تحریر ہی نہین ہی تو اُسپر عمل درآمد نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی جب یہ خط مکتوب الیہ کے پاس پہونچے تو اُسکو چاہیے کہ مدعی اور اُسکے مدعا علیہ کو جمع کرے اور قاضی کا خط ہونے پر گواہی اُسی وقت قبول کرنا چاہیے کہ جب مدعا علیہ موجود ہو - پھر جب دونون جمع ہوے اور مدعی نے دعوی کیا تو قاضی مدعا علیہ سے اس دعوی کی بابت دریافت کریگا پس اگر اُسنے اقرار کر لیا تو اس اقرار پر فیصلہ ہوا اور خط کی کچھ ضرورت نہ رہی اور اگر اُسنے انکار کیا تو مدعی حجت قائم کرنے کے واسطے قاضی کا خط پیش کرے اور جب پیش کیا تو قاضی دریافت کریگا کہ یہ کیا ہی تو جواب دیگا کہ فلان قاضی کا خط ہی تو یہ قاضی کہیگا کہ اسپر گواہ پیش کر کہ یہ اُس قاضی کا خط ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر بدون مدعا علیہ کی حاضری کے خط قبول کر لیا تو جائز ہی اور اگر اُسکی ناموجودگی مین قاضی کا خط ہونے کے گواہ سن لیے تو جائز نہین ہی پس مدعا علیہ کی حاضری خط کی گواہی قبول کرنے کے واسطے شرط ہی صرف خط کے قبول کرنے کے واسطے شرط نہین ہی پس امام محمد رح نے جو ذکر کیا ہی کہ اگر خط قبول کیا اور مدعا علیہ موجود نہین ہی تو جائز ہی اس سے مراد قبول خط ہی نہ خط کی گواہی کذا فی الملتقط جب گواہون نے کہا کہ یہ فلان قاضی کا خط تمھارے نام ہی اور اُسپر اُسکی مہر لگی ہی تو خط کو قبول کریگا اور دریافت کریگا کہ تمکو پڑھ سنایا اور تمھارے سامنے مہر لگائی ہی پس اگر انھون نے کہا کہ نہین یا ہمارے سامنے پڑھا ہی اور مہر نہین لگائی یا اسکا الٹا کہا تو قبول نہ کریگا اور اگر انھون نے کہا کہ ہان ہمکو پڑھ سنایا اور ہمارے سامنے مہر لگائی اور ہمکو گواہ کیا ہی تو کتاب یعنی خط کو کھولیگا اور یہ کہنا کافی نہین کہ ہمارے نزدیک یا ہماری حضوری مین مہر لگائی ہی کذا فی النہایہ اگر گواہون نے کہا کہ یہ قاضی کا خط اور اُسکی مہر ہی اور خط کے مضمون کی گواہی نہ دی تو طرفین کے نزدیک قبول نہ کریگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک قبول کریگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جب قاضی نے خط کو کھولا تو دیکھے کہ ان گواہون کی گواہی مضمون خط سے موافق ہی یا مخالف اگر مخالف ہو تو رد کر دے اور اگر موافق ہو پس اگر قاضی کاتب نے اسمین گواہون کی عدالت لکھدی ہی یا قاضی مکتوب الیہ اُنکو پہچانتا ہی تو مدعا علیہ پر حق کا فیصلہ جاری کر دیگا اور اگر ایسا نہو تو قاضی گواہون کی عدالت دریافت کریگا پس اگر اُنکی تعدیل کی گئی تو اُنکی گواہی پر فیصلہ کر دیگا کذا فی النہایہ اور اولی یہ ہی کہ خط کو مدعا علیہ کے سامنے کھولے اور اگر بدون اُسکی حاضری کے کھولا تو جائز ہی کذا فی المحیط اور امام محمد رح نے کتاب مین خط کھولنے کے واسطے گواہون کی عدالت ظاہر ہونے کی شرط نہین لگائی ہی کیونکہ اسطرح فرمایا کہ جب گواہون نے گواہی دی کہ یہ فلان قاضی کا خط ہی کہ اُسنے اپنی کچہری مین ہمین سپرد کیا ہی یہانتک کہ فرمایا کہ پھر قاضی نے اُسکو کھولا اور قبول نہ کیا پھر جب گواہون نے گواہی دی اور اُنکی تعدیل کی گئی - پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کھولنے کے واسطے گواہون کی عدالت شرط نہین ہی اور صحیح یہ ہی کہ گواہون کی عدالت ظاہر ہونے کے بعد خط کھولے اور یہ روایت صدر الشہید کی شرح ادب القاضی کے موافق ہی اور جو مغنی مین مختار ہی اُسکے مخالف ہی کیونکہ مغنی مین لکھا ہی کہ خصاف رح نے ادب القاضی مین ذکر کیا کہ قاضی گواہون کی عدالت ظاہر ہونے سے پہلے خط نہ کھولے پھر کہا کہ جو امام محمد رح نے فرمایا ہی وہ اصح ہی یعنی مطلق گواہی پر کہ یہ قاضی کا خط اور اُسکی مہر ہی خط کھولنا جائز ہی بدون اسکے کہ گواہون کی عدالت سے تعرض کرے یہ نہایہ مین لکھا ہی - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ قیاس قول ابی حنیفہ رح پر جب قاضی کا خط لیکر آیا تو قاضی کو چاہیے کہ مدعا علیہ کو حاضر کرے پھر

جب وہ حاضر ہوا تو خط لانے والے سے دریافت کرے کہ یہی وہ شخص ہے جسپر تو دعوی کرتا ہے اگر اُسنے کہا کہ ہان تو پھر دریافت کرے کہ تو خط لانے کا وکیل ہے یا تو ہی خط لایا ہے پس اگر اُسنے کہا کہ مین خود خط لانے والا ہون تو اُس سے گواہ طلب کرے کہ یہ قاضی کا خط ہے اور اگر اُسنے کہا کہ مین مدعی کا وکیل ہون اور میرا فلان بن فلان نام ہے تو گواہون سے دریافت کرے کہ یہ فلان بن فلان ہے اور فلان شخص نے اِسکو وکیل کیا ہے پس اگر وکالت کے گواہ قائم ہو کر حکم ہونے سے پہلے اگر اُسنے خط کے گواہ پیش کیے تو قیاس چاہتا ہے کہ مقبول نہون اور یہی قول امام ابو حنیفہ رح کا ہے اور استحساناً مقبول ہونگے اور یہ قول امام محمد رح کا ہے اور امام ابو یوسف رح سے دو روایتین ہین - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ اگر وکالت اور خط پر قاضی نے گواہ سنے اور گواہون کی عدالت ظاہر ہونے سے پہلے قاضی کاتب معزول ہو گیا پھر گواہون کی عدالت ظاہر ہوئی تو قاضی وکالت اور خط دونون کا حکم دیگا اور اگر وکالت کے گواہون کی تعدیل ہوئی اور خط کے گواہون کی تعدیل نہوئی یہانتک کہ قاضی کاتب معزول ہو گیا پھر وکیل نے چاہا کہ خط اور مہر کے گواہ دوسرے پیش کرے تو مقبول نہونگے اور اگر خط کے گواہون کی تعدیل ہوئی اور وکالت کی نہوئی حتے کہ قاضی معزول ہوا اور وکیل نے دوسرے گواہ پیش کرنا چاہے اور اُنکی تعدیل ہوئی تو گواہی مقبول ہوگی اور وکالت کا حکم دیدیگا اور یہ تفریع امام محمد رح کے قول پر درست ہے اور امام اعظم رح کے قول پر درست نہین ہے پھر جب قاضی نے خط قبول کر لیا اور اُسکو کھولا اور پورے شرائط اُسکے ادا کر دیے تو موافق تحریر خط کے فیصلہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ اگر قاضی کو خود معلوم ہوا کہ خط لانے والا فلان بن فلان فلان قبیلہ کا ہے یا خصم نے اقرار کیا اور گواہون نے گواہی دی کہ یہی خط لایا ہے تو حکم دیگا اور اگر اسمین سے کوئی بات نہو تو گواہون سے دریافت کرے کہ یہ شخص فلان بن فلان ہے اور اگر گواہون سے اس سے پہلے ہی دریافت کرے تو بہت اچھا ہے یہ محیط مین لکھا ہے - خانیہ مین لکھا ہے کہ جب مدعی قاضی کا خط مکتوب الیہ قاضی کے پاس لایا اور اُسنے مدعا علیہ کو بلایا اور اُسکے سامنے گواہون نے قاضی کے خط اور مہر ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے خط کھولا اور خصم کو سنایا اور جو شرطین خط کی ہین سب بجا لایا ولیکن ہنوز حکم نہ دیا تھا کہ مدعا علیہ کسی دوسرے شہر مین غائب ہو گیا اور مدعی نے اس قاضی سے درخواست کی کہ وہان کے قاضی کے نام لکھدے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک وہ نہ لکھیگا اور امام محمد رح اور امام اعظم رح کے نزدیک لکھدیگا - اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس اسکا دفعیہ ہے تو قاضی مکتوب الیہ اُسکی سماعت کریگا اور بجائے خط کے ایلچی بھیجنا جائز نہین ہے اگرچہ پورے شرائط پائے جاوین اور قاضی کو اُس شہر کے امیر سے جس نے اُسکو قاضی کیا ہے خط یا ایلچی کی مدد مانگنا جسکے ساتھ اپنا امین روانہ کرے بدون خط کی شرطون کے جائز ہے اور اگر وہ امیر دوسرے شہر مین ہو تو ایسی مدد مانگنے کے واسطے خط کے شرائط مثل مُہر اور گواہ کے کہ قاضی کا خط ہے معتبر ہونگے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے خصاف رح نے ادب القاضی مین ذکر کیا کہ قاضی کی مُہر جو خط پر تھی اگر وہ منکسر ہو گئی یا خط منشور تھا یا اُسکے تحت اسفل مین مہر تھی تو قاضی مکتوب الیہ خط کو قبول کریگا جبکہ گواہ یہ گواہی دین کہ یہ خط فلان قاضی کا ہے اور اُسنے ہمکو پڑھ کر سنایا ہے خصاف رح نے ان دونون مسئلون کے بعد ذکر کیا کہ یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک جب خط پر مہر نہوگی تو قاضی مکتوب الیہ اُسکو قبول نہ کریگا ولیکن ابو یوسف رح ایسی صورت مین کہ خط پر مہر نہو فرماتے ہین کہ خط پر گواہی درست نہین ہے جب تک کہ خط کے مضمون پر گواہی نہ ادا کرین اور فقیہ ابو بکر رازی رح اور امام شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ خط کو باوجود مہر منکسر ہونے کے قبول کرنا سب کا قول ہے کیونکہ اسمین لوگ مبتلا ہوتے ہین کذا فی الذخیرہ اور صحیح یہ ہے کہ یہ سب کا قول ہے - کبری مین لکھا ہے کہ ایک عورت نے ایک غائب پر جو دوسرے شہر مین ہے وکیل کیا اور ایسے

گواہ کیے اور گواہون نے قاضی شہر کے سامنے گواہی ادا کی تاکہ یہ قاضی وکیل کے شہر کے قاضی کو لکھے کہ وہ وکالت کا حکم دیدے تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اگر مدعی بسبب میراث کے کسی دار کا دعوی کرتا ہو تو قاضی کاتب اپنے خط مین لکھیگا کہ یہ ذکر کیا کہ فلان بن فلان مرگیا اور اُسنے ایک دار کوفہ مین بنی فلان بن فلان مین چھوڑا آخر تک مثل ہماری تحریر سابق کے لکھے پھر لکھے اور یہ دار ملک اور حق فلان بن فلان کا تھا اور اُسکے قبضہ وتحت تصرف مین رہا یہانتک کہ وہ مرگیا اور فلان شخص کو چھوڑا کہ سوائے اسکے اُسکا کوئی وارث نہین ہے اور یہ دار محدودہ اسکے لیے میراث چھوڑا اور یہ نہ چاہیے کہ مدعی کے ذکر پر کہ مین سوائے اپنے اُسکا کوئی وارث نہین جانتا ہون اکتفا کرے پھر یون ذکر کرے کہ فلان مدعی میرے پاس فلان و فلان کو لایا کہ اُنھون نے گواہی دی کہ فلان بن فلان مرا اور اُسنے آخر تک موافق ہمارے ذکر کے لکھے۔ اگر دعوی کسی عقار مین واقع ہوا اور مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکی بابت اُسکو خط لکھدے تو اُسکی دو صورتین ہین یا وہ عقار مدعی کے شہر مین ہوگا اور مدعا علیہ دوسرے شہر مین ہوگا یا عقار مدعی کے شہر کے سوا دوسرے شہر مین ہوگا اور اسکی دو صورتین ہین یا ایسے شہر مین ہوگا جسمین مدعا علیہ موجود ہے یا دوسرے شہر مین ہوگا۔ اور ان سب صورتون مین قاضی اُسکو خط لکھدیگا اسواسطے کہ اس باب مین اعتبار مدعا علیہ کے نائب ہونیکا ہے۔ پھر اگر عقار اُسی شہر مین ہو جسمین مدعا علیہ ہے اور خط پہونچا اور مکتوب الیہ نے اُسپر عمل کیا اور مدعی کے واسطے اُسکے دینے کا حکم کیا اور مدعا علیہ سے کہا کہ اُسکے سپرد کردے پھر اگر اُسنے سپرد کرنے سے انکار کیا تو قاضی خود سپرد کردیگا کیونکہ عقار اُسکی ولایت مین ہے۔ اور اگر عقار اُس شہر مین ہو جسمین مدعی ہو تو قاضی مکتوب الیہ کو اختیار ہے کہ چاہے مدعا علیہ یا اُسکے وکیل کو مدعی کے ساتھ قاضی کاتب کے پاس بھیجدے کہ وہ فیصلہ کرکے عقار مدعی کو سپرد کردے اور اگر چاہے تو حکم خود دیدیوے اور اُسکے لیے ایک تحریر لکھدے اور اُسمین عقار کا فیصلہ مدعی کے نام ہوا اور وہ اُسکے پاس رہے مگر عقار سپرد نہین کرسکتا ہے کیونکہ یہ اُسکی ولایت مین نہین ہے۔ پھر جب مدعی اس فیصلہ کو قاضی کاتب کے پاس لایا اور اُسکے فیصلہ پر گواہ پیش کیے تو قاضی کاتب اسکو قبول نہ کریگا کیونکہ یہ حکم نافذ کرنے کے واسطے ہے اور قضا کا نافذ کرنا بمنزلہ قضا کے ہے پس غائب پر درست نہین ہے ولیکن قاضی مکتوب الیہ کو چاہیے کہ جب اُسنے مدعی کے واسطے فیصلہ کیا اور اُسکو تحریر دیدی تو مدعی علیہ کو حکم دے کہ مدعی کے ساتھ اپنا کوئی امین روانہ کرے کہ وہ عقار کو مدعی کے سپرد کرے پھر اگر مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا تو قاضی مکتوب الیہ کاتب کو ایک خط لکھے اور اُسمین تمام کیفیت خط کی اور پورا ماجرا جو مدعی اور مدعا علیہ مین گذرا اور مدعی کے واسطے عقار کا حکم دینا اور مدعا علیہ کا سپرد کرنے کے واسطے ایک امین دینے سے انکار کرنا سب تحریر کرے پھر لکھے مجھسے مدعی نے ایک خط کی درخواست کی کہ مین اپنے حکم سے جو مین نے اُسکے واسطے فلان شخص پر دیا ہے تجھے آگاہ کرون تاکہ تو یہ عقار اُسکے سپرد کردے پس تو اسپر عمل کر رحمک اللہ وایانا اور اس عقار کو جو اس خط مین مع حدود تحریر ہے اس مدعی فلان بن فلان کو جو میرا خط تیرے پاس لاتا ہے سپرد کردے پس جب یہ خط قاضی کاتب کو پہونچیگا تو وہ عقار کو مدعی علیہ کے ہاتھ سے نکالکر مدعی کے سپرد کردیگا اور اگر عقار اُس شہر کے سوا جسمین مدعا علیہ ہے دوسرے شہر مین ہو تو قاضی مکتوب الیہ کو اختیار ہے کہ چاہے مدعا علیہ یا اُسکے وکیل کو مدعی کے ساتھ کرکے اُس شہر کے قاضی کے پاس روانہ کرے جسمین عقار ہے اور اُسکو ایک خط لکھدے تاکہ وہان کا قاضی مدعا علیہ کے سامنے مدعی کے لیے اُس عقار کا حکم دیدے اور اگر چاہے تو خود فیصلہ کرکے مدعی کو سجل دیدے ولیکن عقار اُسکے سپرد نہین کرسکتا ہے۔ اور اگر قاضی نے کسی بھاگے ہوئے غلام کے باب مین لکھنا چاہا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اُسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص بخاری کا ایک غلام سمرقند کی طرف بھاگا اور کسی سمرقندی نے اُسکو پکڑ لیا اور اُسکے مالک کو خبر لگی

اور اُسکے گواہ سمرقند مین نہ تھے بخارا مین تھے اُسنے قاضی بخارا سے درخواست کی کہ موافق گواہی کے خط لکھدے تو اُسکو منظور کرے اور قاضی سمرقند کو لکھدے جیسا ہم نے قرض مین بیان کیا ہی لیکن فرق یہ ہی کہ غلام مین اُسکا حلیہ اور قد بیان کردے کذافی المحیط اور اُسکا سن اور مقدار قیمت تحریر کردے کذافی النہایہ اور تحریر کرے کہ وہ فلان مدعی کی ملک ہی اور سمرقند کو بھاگ گیا اور آج کل وہ فلان شخص کے قبضہ مین بلاحق سمرقند مین ہی اور اپنے خط پر دو گواہ کرے کہ قاضی سمرقند کے سامنے گواہی دین اور مضمون خط پر اُنکو آگاہ کرے کہ مضمون کی قاضی سمرقند کے سامنے گواہی دین پھر جب یہ خط اُسکو پہونچے تو قاضی سمرقند غلام کو مع اس شخص کے جسکے ہاتھ مین غلام ہی حاضر کرے اور گواہ اس خط پر مع مضمون گواہی ادا کرین تاکہ بالاجماع دونون کی گواہی مقبول کرے پھر جب اُسنے گواہی قبول کی اور دونون کی عدالت اُسکے نزدیک ثابت ہوئی تو خط کو کھولے پس اگر غلام کا حلیہ اُسکے موافق نہ پایا جیسا گواہون نے قاضی کاتب کے سامنے بیان کیا ہی تو خط واپس کردے کیونکہ ظاہر ہوا کہ یہ وہ غلام نہین ہی جسکی گواہی دی ہی اور اگر اُسکے موافق پایا تو خط کو قبول کرے اور بدون اسکے کہ قضا کا حکم دے وہ غلام مدعی کے سپرد کردے اور مدعی سے غلام کے نفس کا کفیل لے لیوے اور غلام کی گردن مین ایک رانگ کی انگوٹھی ڈالدے تاکہ راہ مین چوری کے احتمال سے کوئی اس شخص سے تعرض نہ کرے اور ایک خط قاضی بخارا کو اس مضمون کا لکھے اور اپنے خط اور مُہر اور مضمون خط پر دو گواہ کرے پھر جب خط قاضی بخارا کو پہونچے اور گواہ گواہی دین کہ یہ خط اور مُہر قاضی سمرقند کی ہی تو قاضی مدعی کو حکم دے کہ اپنے اُن گواہون کو جنہون نے پہلی مرتبہ گواہی دی تھی حاضر کرے اور وہ لوگ غلام کے سامنے گواہی دین کہ یہ غلام اس مدعی کی ملک ہی پھر جب گواہون نے یہ گواہی دی تو پھر قاضی بخارا کو جو کچھ کرنا چاہیے اُسکے باب مین امام ابو یوسف رح سے مختلف روایتین ہین بعض روایتون مین ہی کہ قاضی بخارا مدعی کے واسطے غلام کے دینے کا حکم نہ کریگا بلکہ ایک دوسرا خط قاضی سمرقند کو لکھیگا اور اسمین یہ ماجرا تحریر کریگا اور اپنے خط پر اور مُہر اور مضمون خط پر گواہ کرکے مدعی کو غلام کے ساتھ سمرقند کو روانہ کریگا تاکہ قاضی سمرقند مدعا علیہ کے سامنے مدعی کو غلام کے دینے کا حکم دے - پھر جب یہ خط قاضی سمرقند کو پہونچے اور گواہ خط پر اور مُہر اور مضمون پر گواہی ادا کرین اور اُنکی عدالت ظاہر ہو جاوے تو قاضی مدعی علیہ کے سامنے مدعی کے واسطے غلام کے دینے کا حکم جاری کریگا اور مدعی کا کفیل بری ہو جائیگا - اور دوسری روایت مین ہی کہ قاضی بخارا خود غلام کے دینے کا حکم دیگا اور قاضی سمرقند کو لکھیگا کہ وہ مدعی کے کفیل کو بری کردے وبنا براس روایت کے کہ امام ابو یوسف رح نے خط لکھنا باندیون کی بابت بھی تجویز کیا ہو اُسکی صورت مثل غلام کے خط کے ہو صرف یہ فرق ہی کہ اگر مدعی ثقہ مامون نہو تو قاضی مکتوب الیہ باندی اُسکے سپرد نہ کریگا بلکہ مدعی کو حکم دیگا کہ ایک شخص ثقہ مامون لاوے کہ اُسکے ساتھ باندی کو روانہ کریگا کیونکہ فروج کے باب مین احتیاط واجب ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر مکتوب الیہ کے پاس خط پہونچنے سے پہلے قاضی کاتب مرگیا تو ہمارے نزدیک وہ اس خط پر عمل نہ کریگا اور امام ابو یوسف سے امالی مین ہی کہ عمل کریگا اور یہی قول امام شافعی رح کا ہی اور ہمارے نزدیک اگر باین ہمہ اُسنے قبول کرلیا اور اُسکے موافق فیصلہ کیا پھر دوسرے قاضی کے سامنے مرافعہ ہوا اور اُسنے جاری کیا تو جاری ہو جائیگا کیونکہ اُسکا حکم مجتہد فیہ مین واقع ہوا ہی اور اسی طرح اگر خط پہونچنے کے بعد پڑھنے سے پہلے مرگیا تب بھی یہی حکم ہی - اور اگر خط پہونچنے اور پڑھ لینے کے بعد مرگیا تو ظاہر الروایۃ مین آیا ہی کہ عمل کریگا اور یہی صحیح ہی اور اگر قاضی کاتب معزول کیا گیا تو اُسکی بھی یہی صورتین ہین جو مرجانے مین بیان ہوئی ہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر خط پہونچنے سے پہلے قاضی کاتب قاضی ہونے کے لائق نہ رہا تو مکتوب الیہ اُسکو قبول نہ کریگا کذافی الکافی اگر مکتوب الیہ مرگیا یا معزول ہوگیا اور بجاے اسکے دوسرا قاضی مقرر ہوا اور اُسکو خط پہونچا تو اُسکے عمل کرنے کے واسطے یہ

لحاظ رہے کہ اگر اس خط مین یہ لفظ لکھا ہو کہ اور جس قاضی کو قضاۃ مسلمین سے یہ خط پہونچے آوے تو عمل کریگا اور اگر یہ لفظ نہین ہین تو ہمارے نزدیک عمل نہ کریگا۔ کتاب الحوالہ مین امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص قاضی کا خط لیکر دوسرے کے پاس آیا اور وہان اپنے خصم کو نہ پایا اور قاضی سے درخواست کی کہ جو کچھ مین پہلے قاضی کے پاس سے لکھوا لایا ہون تو مجھے اور دوسرے کے واسطے لکھدے تو وہ اُسکا کہنا کریگا بشرطیکہ یہ اُسکے نزدیک ثابت ہو جاوے اور ثبوت کی شرطین وہی ہین جو ہم نے بیان کر دی ہین کیونکہ جب پہلے کے پاس گواہون نے گواہی دی اور اُسنے وہ تمام مقدمہ اس قاضی کو لکھدیا تو وہ گواہی حکماً منتقل ہو کر اسکے پاس آئی پس گویا حقیقت مین اسی کے سامنے گواہی ادا ہوئی ہو پس اگر حقیقت مین اسکے پاس گواہی پیش ہوتی تو اسکو ضرور لکھنا چاہیے تھا ایسا ہی اس صورت مین ہی کہ گویا اسی کے سامنے پیش ہوئی ہے لکھنا چاہیے ولیکن صرف اُسی قدر لکھیگا کہ جسقدر اُسکو ثابت ہوا اور وہ یہ ہے کہ ایک غائب شخص پر حق کے واسطے قاضی کا خط ہے نہ یہ کہ خود حق بھی اسکے نزدیک ثابت ہو گیا پس وہ اپنے خط مین قاضی کا خط نقل کر دیگا یا اگر چاہے تو اُسکو بطور حکایت بیان کرے۔ اور اسی طرح اگر مدعی نے قاضی اول کے سامنے بیان کیا کہ مجھے ایسے گواہ نہین ملتے ہین جو میرے ساتھ مدعا علیہ کے شہر کو جاوین پس تو ایک خط فلان شہر کے قاضی کو لکھدے تا کہ وہ اُس شہر کے قاضی کو لکھے کہ جسمین مدعا علیہ موجود ہے تو قاضی اُسکی درخواست منظور کریگا اور اگر مدعی نے قاضی اول سے درخواست کی کہ قاضی مرو اور نیشاپور کو خط لکھدے کہ مین مرو جاتا ہون اگر وہان مدعا علیہ ملگیا تو خیر ورنہ نیشاپور جاؤنگا تو امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق قاضی یہ درخواست منظور کریگا اور امام ابوحنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک اسطرح نہین لکھیگا۔ اگر مدعی خط لیکر قاضی اول کے پاس لوٹ آیا اور کہا کہ مدعا علیہ اُس شہر مین نہ ملا اور تو مجھے فلان شہر کو لکھدے تو قاضی جب وہ خط اُس سے واپس لے لے تب دوسرا خط اُسکو لکھدیگا۔ اور اگر بدون واپس کرنے کے لکھنا چاہا حالانکہ یہ نہین چاہیے ہے تو اُسکو لازم ہے کہ خط مین یہ حوالہ لکھدے کہ ایک مرتبہ مین نے یہی خط فلان شہر کے قاضی کو لکھا تھا اور مدعی کو مدعا علیہ وہان نہ ملا اور یہ اس غرض سے کہ التباس جاتا رہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر ایسے شخص کے واسطے جو غائب پر قرضہ کا دعوی کرتا تھا قاضی نے خط لکھا اور مہر کر دی پھر مدعی آیا اور کہا کہ خط میرے پاس سے گم ہو گیا اور دوسرے خط کی درخواست کی پس اگر قاضی کے نزدیک وہ متہم ہو تو دوسرا خط نہ دیوے اور اگر متہم نہو تو دیوے مگر دوسرے خط مین قاضی مکتوب الیہ کو لکھدے کہ مین نے تجھے فلان تاریخ اسی معاملہ مین ایک خط لکھا تھا کہ مدعی نے آکر بیان کیا کہ گم ہو گیا اور دوسرا خط طلب کیا اور مین نے یہ خط لکھا اور اُسمین تاریخ لکھدی تا کہ مدعی خطون کے ذریعہ سے دو مرتبہ حق وصول نہ کر سکے اگر خط لکھنے کے بعد مدعی نے کہا کہ مدعا علیہ اُس شہر سے دوسرے شہر مین چلا گیا وہان کے قاضی کو خط لکھدے تو قاضی لکھدیگا اور اس خط مین تحریر کریگا کہ مین نے اسی معاملہ مین ایک خط فلان شہر کے قاضی کو لکھا تھا پھر مدعی نے آکر بیان کیا کہ مدعا علیہ اُس شہر سے فلان شہر مین چلا گیا پھر یہ خط طلب کیا اور یہ تحریر احتیاطاً ہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص کے واسطے جو دوسرے پر حق کا دعوی کرتا ہے ایک خط لکھا اور ہنوز خط اُسکو نہین دیا تھا کہ مدعا علیہ جسکے واسطے اُسنے خط لیا تھا حاضر ہو گیا اور اُسنے قاضی کے سامنے پیش کیا تو قاضی اس گواہی پر فیصلہ نہ کریگا بلکہ دوبارہ اعادہ کرائیگا۔ اگر قاضی نے اُس امیر کو جس نے اُسکو قاضی کیا ہے خط لکھا اور وہ اُسکے ساتھ شہر مین موجود تھا اصلح الامیر اور تمام قصہ اور گواہی بیان کر دی اور ایک ثقہ کے ہاتھ یہ خط بھیجا کہ جسکو امیر پہچانتا ہے پس اگر امیر نے اُسکے موافق حکم دیا تو جائز ہے اگرچہ اُسپر عنوان اور مُہر نہ ہو اور نہ اُسپر دو گواہ ہون اور یہ حکم استحساناً ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ ایسا خط مقبول نہ ہو اور اصل مین ہے کہ روستا اور قریہ کے قاضی اور عامل کا خط مقبول نہوگا صرف ایسے شہر کے قاضی کا خط مقبول ہوگا جہان نماز جمعہ ہو اور یہ حکم بنا بر ظاہر الروایت کے ہے

اور بنا بر اُس روایت کے کہ جسمین نفاذ قضا کے واسطے شہر کی شرط نہین ہی پس قاضی قریہ و رستا اور اسکے عامل کا خط مقبول ہوگا۔ اور اگر ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین تھی اور اُسکا کسی نے دعوی کیا اور اپنی ملکت کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے اُسکے نام فیصلہ کر دیا پھر قابض نے کہا کہ مین نے فلان شخص سے خریدی تھی اور وہ فلان شہر مین ہی اور مین اُسکو قیمت دے چکا ہون تو میرے گواہ سنکر مجھے خط لکھدے تو قاضی اُسکو خط لکھدیگا۔ اگر ایک باندی ایک مرد کے قبضہ مین ہی کہ اُسنے مملوکیت کے اقرار کے بعد اصلی حرہ ہونیکا دعوی کیا اور گواہ پیش کیے اور قاضی نے اُسکے نام ازادی کا فیصلہ کر دیا پس اگر قابض نے گواہ پیش کیے کہ مین نے اُسکو فلان غائب سے اسقدر دامون کو خریدا ہی اور ثمن ادا کر دیا ہی اور قاضی سے خط کی درخواست کی تو منظور کرے کیونکہ وہ ثمن واپس لینا چاہتا ہی اور وہ قرض ہی۔ اور اگر باندی نے اپنی آزادی کے گواہ نہ پیش کیے ولیکن آزادی کا دعوی کیا اور اپنی مملوکیت کے اقرار سے انکار کیا اور قابض کے پاس اُسکے اقرار مملوکیت کے گواہ نہین تھے تو قاضی اُسکو آزاد قرار دیگا اور بلا قسم امام اعظم رح کے نزدیک اُسی کا قول معتبر ہوگا و صاحبین کے نزدیک اُسپر قسم ہی۔ اور اگر قابض نے کہا کہ مین نے اُسکو فلان شخص سے خریدا ہی اور ثمن ادا کر دیا ہی تو میرے گواہون کی سماعت کرے تاکہ اُس سے ثمن واپس کرون تو درخواست منظور نہ کریگا بخلاف پہلی صورت کے۔ اور اسی طرح اگر باندی نے بعد مملوکیت کے اقرار کے اصلی حریت کا دعوے کیا اور قابض نے اُسکی تصدیق کی تو مشتری بائع سے ثمن نہین لے سکتا ہی اور اسی طرح اگر ابتدا سے رقیت سے انکار کیا اور حریت اصلی کا دعوی کیا یہانتک کہ اُسکا قول معتبر ٹھہرا [illegible] تو مشتری کو اختیار نہین ہی کہ بائع سے ثمن واپس کرے۔ اگر مشتری نے ان دونون صورتون مین بائع سے اسطرح قسم طلب کی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اصلی آزاد ہی اور اس سے مراد یہ تھی کہ اُس سے ثمن واپس کرے تو اُسکو اختیار ہی پھر اگر بائع نے قسم کھا لی تو اُسپر کچھ لازم نہین ہوگا اور اگر قسم سے انکار کیا تو دعوی مشتری کا اقرار کیا تو اُسپر لازم ہوگا کہ پورا ثمن واپس کر دے اور اگر مشتری نے ان دونون صورتون مین بائع کو قسم دلانا چاہا ولیکن باندی کے آزاد ہونے پر گواہ پیش کرنے چاہے تاکہ بائع ثمن واپس کرے تو اُسکے گواہون کی سماعت ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر ایک شخص مثلاً ایک شخص پر اپنے حق کے واسطے قاضی کی طرف سے دوسرے قاضی کے پاس خط لایا اور شہر مین پہونچ گیا تھا کہ مطلوب مر گیا پھر طالب نے اُسکے بعض ورثہ کو یا وصی کو حاضر کیا اور خط قاضی کو دیا اور وصی یا وارثون کے سامنے خط کے گواہ پیش کیے تو قاضی خط کو قبول کر کے اور گواہون کی سماعت کریگا اور اُسکو نافذ کریگا خواہ خط کی تاریخ مطلوب کی موت سے پہلے کی ہو یا بعد کی ہو۔ اگر قاضی کا خط دوسرے قاضی کے پاس ایسی صورت مین لکھوا لایا کہ جو اس قاضی کی رائے مین درست نہین ہی اور اسمین اختلاف تھا ہی تو یہ قاضی اُسکو نافذ نہ کریگا اور یہی فرق ہی سجل اور خط مین کہ اگر بعینہ ایسی صورت مین سجل ہو تو قاضی اُسکو جاری اور نافذ کریگا یہ ملتقط مین ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے قاضی کے سامنے قاضی کا خط ایک شخص پر دعوی حق مین پیش کیا اور خط مین مدعا علیہ کا نام اور نسب اور صناعت اور قبیلہ مذکور ہی اور اس صناعت یا اس فخذ مین دو شخص اس نام و نسب کے ہین تو قاضی خط کو قبول نہ کریگا حتے کہ اُسپر گواہ قائم کرے کہ یہی وہ شخص ہی جسکے حق مین خط لکھا گیا ہی اور اگر اس قبیلہ یا صناعت مین دو شخص ایسے نہون تو قاضی حکم اُسپر نافذ کریگا۔ پس اگر مطلوب نے کہا کہ اس قبیلہ یا اس صناعت مین دوسرا شخص اس نام و نسب کا ہی تو بلا گواہ یہ قول مقبول نہوگا اور نہ مقدمہ سے اُسکا چھٹکارا ہوگا۔ اور اگر مطلوب نے کہا کہ مین دوسرا شخص ہونے پر گواہ لاتا ہون تو اسکی دو صورتین ہین ایک یہ ہی کہ کہا کہ مین گواہ قائم کرتا ہون کہ اس قبیلہ یا اس صناعت مین دوسرا شخص اس نام و نسب کا موجود ہی تو یہ گواہی

مقبول ہوگی اور وہ مقدمہ سے چھوٹ جاویگا اور اگر یہ کہا کہ مین گواہ لاتا ہون کہ اس قبیلہ یا صناعت مین دوسرا شخص اس نام ونسب کا تھا اور وہ مرگیا تو یہ گواہی مقبول نہوگی مگر اس صورت مین مقبول ہوگی کہ خط کی تاریخ اور گواہون کی گواہی جو خط مین ہو اسکی تاریخ کے بعد وہ شخص مرگیا ہو۔ اگر وہ خط کسی میت کے اوپر حق کا ہو تو قاضی اسکے بعض وارثون کو حاضر کریگا اور گواہ سنکر خط کو قبول کریگا۔ نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ ایک شخص کا دوسرے غائب پر کچھ مال میعادی قرض ہو اور اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ اس بابت ایک خط لکھدے تو وہ اسکو قبول اور موافق گواہون کی گواہی کے اسمین میعاد مندرج کردیگا۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مطلوب نے دعوے کیا کہ طالب نے مجھے ہر قلیل وکثیر سے بری کردیا ہی یا جو کچھ اسکا مجھپر آتا تھا مین نے ادا کردیا ہی اور اسپر گواہ قائم کیے اور قاضی سے کہا کہ مین اُسی شہر کو جانا چاہتا ہون جسمین طالب ہی اور خوف کرتا ہون کہ طالب مجھے گرفتار کرے اور بری کردینے یا وصول پانے سے انکار کرجاوے اور میرے گواہ یہان موجود ہین تو تو گواہ سن لے اور وہان کے قاضی کو لکھدے تو قاضی اس درخواست کو منظور نکریگا اور نہ گواہ سنے اور نہ لکھیگا اور یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ لکھدیگا اور اسپر اجماع ہی کہ اگر اُسنے یہ دعوی کیا کہ اُسنے ایک مرتبہ وصول پانے سے انکار کیا ہی اور میرے ساتھ جھگڑا کیا ہی اور اب مجھے خوف ہی کہ دوبارہ ایسا کرے پس تو میرے گواہ سنکر اس شہر کے قاضی کو لکھدے تو قاضی اُسکو لکھدیگا غائب شخص پر بری کردینے کے دعوی کے مانند دو اور مسئلے ہین ایک شفعہ کا مسئلہ ہی اور اُسکی صورت یہ ہی کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے ایک دار خریدا اور اُسکا فلان غائب شفیع ہی اور اُسنے شفعہ میرے سپرد کردیا ہی اور مجھے خوف ہی کہ جب مین وہان جاؤنگا تو سپرد کرنے سے انکار کریگا اور شفعہ کا دعوی کریگا اور درخواست کی کہ قاضی شفعہ سپرد کرنے کے گواہ سن لے اور وہان کے قاضی کو لکھدے تو اسمین بھی اختلاف مذکورہ بالا ہی اور دوسرا مسئلہ طلاق کا ہی کہ ایک عورت نے قاضی سے کہا کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاق دین اور وہ فلان شہر مین آج کل موجود ہی اور مین بھی وہان جانا چاہتی ہون اور خوف کرتی ہون کہ وہ طلاق سے انکار کرجاوے تو تو میرے گواہ سن لے اور وہان کے قاضی کو لکھدے تو اسمین بھی ویسا ہی امام ابو یوسف وامام محمد کا باہم اختلاف ہی جیسا بیان کیا گیا ہی۔ پس اگر اس شخص نے جو حاضر ہی قاضی کو ایک مرتبہ کے انکار اور جھگڑنے کی خبر دی تو قاضی اسکے گواہ سنکر اُسکو خط لکھدیگا اور اسمین اختلاف نہین ہی اگر طالب نے قاضی کے سامنے مطلوب کو بری کردیا یا اُسکے سامنے شفعہ سپرد کیا تو قاضی نے جو کچھ سنا ہی لکھدیگا اور یہ امام محمد رح کے اصل پر ظاہر ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ کہ امام ابو یوسف رح کے قیاس پر چاہیے کہ نہ لکھے واضح ہو کہ اگر قاضی نے اپنے علم پر خط لکھنا چاہا تو اُسکا خط لکھنا بمنزلہ اپنے علم پر حکم قضا جاری کرنے کے ہی پس جہان جہان اسکو اپنے علم پر حکم قضا دینا جائز ہو وہان خط بھی لکھنا جائز ہی مگر ایک صورت مین امام اعظم رح کے قول پر مشائخ نے خط لکھنے مین اختلاف کیا ہی وہ یہ ہی کہ حادثہ سے اپنے قاضی ہونے سے پہلے واقف ہوا پھر قاضی ہوا تو بعضون نے کہا کہ اس علم پر خط نہ لکھے اور بعضون نے کہا کہ لکھے۔ امام محمد رح نے کتاب الوکالۃ مین فرمایا کہ ایک شخص نے ایک دار کے واسطے جو اس شہر مین نہین ہی کسی کو اُسکی خصومت یا قبضہ یا اجارہ کا وکیل کیا اور قاضی کا خط طلب کیا تو قاضی اسکی بابت اُسکو لکھدیگا پس اگر قاضی موکل کو پہچانتا ہی تو اُسکی معرفت تحریر کرے اور اگر نہین پہچانتا ہی تو لکھے کہ مین نے گواہون سے دریافت کیا کہ یہ فلان بن فلان ہی الی آخرہ جیسا ہم نے سابق مین بیان کیا ہی پھر لکھے کہ اسنے فلان بن فلان کو تحریر کیا اور وکیل کا نام اور نسب جیسا ہمنے بیان کیا ہی ذکر تحریر کرے پھر اگر قبضہ کے واسطے وکیل کیا ہی تو تحریر کرے کہ فلان دار کے قبضہ کے واسطے جو کوفہ مین بنی فلان مین واقع ہی وکیل کیا اور اگر خصومت کے واسطے وکیل کیا ہو تو لکھے کہ فلان دار کی خصومت کے واسطے جو کوفہ مین واقع ہی وکیل کیا اور حاصل یہ ہی کہ جسکے واسطے وکیل کیا ہی وکالت کے ساتھ اُسکو تحریر کرے اور اگر وکیل حاضر ہو

تو زیادہ پہچان کے واسطے اُسکا حلیہ بھی تحریر کرے اور نہ کرے تو کچھ ضرر نہین ہی اور اگر غائب ہو تو لکھے کہ ایک شخص کو وکیل کیا اور بیان کیا کہ وہ فلان بن فلان فلانے قبیلہ کا ہی اور اس کلام امام محمد رح مین اشارہ ہی کہ غائب کو وکیل کرنا صحیح ہی اور یہی ہمارے علماء کا مذہب ہی لیکن قبول وکالت سے پہلے وکیل کو وکالت لازم نہو گی جیسا حاضر کی صورت مین ہی تاکہ وہ ضرر سے محفوظ رہے - پھر جب خط مکتوب الیہ کو پہونچا تو وہ دار کے قابض کو حاضر کریگا اور اُسکے سامنے خط اور مُہر کے گواہ سنیگا پھر بعد گواہی کے خط کو کھولیگا اور گواہون کے سامنے پڑھیگا تاکہ وہ مضمون پر گواہی ادا کرین اور بعد اسکے پھر وکیل سے گواہ طلب کرے کہ تو فلان بن فلان ہی پھر اگر اُسنے گواہ پیش کیے تو جسکے قبضہ مین دار ہی اُس سے دریافت کریگا پس اگر اُسنے اقرار کیا کہ یہ فلان یعنی موکل کا ہی تو حکم دے کہ اسکو وکیل کے سپرد کر دے اور امام محمد رح کے نزدیک خط کے گواہون سے پہلے اگر وکیل سے گواہ اس بات کے مانگے کہ وہ فلان بن فلان فلانے قبیلہ کا ہی تو بہتر ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے قول پر چاہیے کہ پہلے وکیل سے گواہ طلب کرے پھر اُس سے خط کے گواہ مانگے - اور چوپایون اور غلام اور اسباب اور ودیعت اور قرضہ کی وکالت مین بھی یہی حکم ہی - اور فرمایا کہ دار کی خصومت کے وکیل کو ہر شخص سے جو دار مین جھگڑا کرے خصومت کرنیکا اختیار ہی کیونکہ وکالۃ مطلقہ ہی اور اگر موکل کسی خاص شخص کے ساتھ یہ خصومت کا اختیار دیا ہی تو دوسرے سے خصومت نہین کر سکتا ہی اور وکیل بالاجارہ کو صرف یہ اختیار ہی کہ دار کو اجرت پر دیوے اور جسکو اجرت پر دیا ہی اُسکا مخاصم ہو سکتا ہی - اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر عورت نے اپنے مہر اور نفقہ کے واسطے وکیل کیا اور قاضی سے اس بابت خط طلب کیا تو قاضی کو لکھنا چاہیے کہ عورت نے ذکر کیا کہ اُسکے شوہر فلان بن فلان پر اُسکا اسقدر مہر ہی اور اُسنے فلان بن فلان کو وکیل کیا کہ اس سے مہر وصول کرے - اور اگر وہ انکار کرے تو اُس سے خصومت کرے اور خصومت کرنیکا اختیار صرف اسواسطے تحریر کرے کہ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک قرض پر قبضہ کرنے کے وکیل کو خصومت کا اختیار نہین ہوتا ہی - اور یہ بھی تحریر کرے کہ اُسنے اپنے نفقہ کے طلب کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اگر شوہر انکار کرے تو اُس سے خصومت کرے - پھر جب یہ خط مکتوب الیہ قاضی کو پہونچے تو وہ اُسکے شوہر کو حاضر کرے اور اُس سے مہر کو دریافت کرے اگر اُسنے اقرار کیا تو وکیل کو دیدینے کا حکم کرے اور اگر عورت نے اُسکو مہر کے واسطے وکیل کیا اور نفقہ مین خصومت کے واسطے وکیل کیا تاکہ ہر مہینہ مین کچھ نفقہ مقرر کرے اور ہر سال کچھ کپڑا مقرر کرے پس جب یہ خط مکتوب الیہ قاضی کے پاس پہونچیگا تو وہ گواہون کو اُسکے شوہر کے سامنے ہی سنیگا پھر جب یہ اُسکے نزدیک ثابت ہوا تو مہر کو دریافت کریگا اگر اُسنے اقرار کیا تو اُس سے لے لیگا اور جسقدر اُسکے لائق ہی اسقدر نفقہ اور کپڑا مقرر کریگا یہ محیط مین لکھا ہی - اگر ایک شخص قاضی کا خط لایا اور قبل اسکے کہ قاضی خط ہونے پر گواہ سنے اُسکا مدعا علیہ شہر مین روپوش ہو گیا تو بعضون نے کہا کہ امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کے قول پر قاضی ایک منادی بھیجے کہ وہ اُسکے دروازہ پر تین روز تک ندا کرے کہ تو نکل ورنہ مین تیری طرف سے ایک وکیل قائم کر کے اُسپر ڈگری کر دونگا اور عامہ مشائخ نے اس قول کی تصحیح نہین کی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اُسکے عیب مین خصومت کرنے کے واسطے ایک وکیل کیا اور اسپر قاضی کا خط لیا تو جائز نہین ہی کیونکہ جب تک موکل خود نہ حاضر ہو یعنی مشتری حاضر ہو کر قسم نہ کھائے کہ واللہ مین عیب پر راضی نہین ہو گیا تھا تب تک غلام واپس نہین ہو سکتا ہی - پھر اسی کتاب الاقضیہ مین لکھا ہی کہ وکیل کو واپس کرنیکا اختیار نہین ہی تاوقتیکہ خود مشتری حاضر ہو کر قسم نہ کھاوے کہ واللہ مین عیب پر راضی نہین ہو گیا ہون اگرچہ بائع نے مشتری کی رضامندی کا دعوی نہ کیا ہو ایسا ہی خصاف اور جصاص نے ذکر فرمایا اور ایسا ہی حسن نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہی اور امام محمد رح نے مبسوط

مین ذکر کیا ہی کہ وکیل واپس کر سکتا ہی لیکن اگر بائع مشتری کی رضا مندی عیب کا دعوی کرے تو نہین واپس کر سکتا ہی اور دونون روایتون کی توجیہ اس طرح پر ہی کہ قاضی لوگون کے حق کی حفاظت کے واسطے ہی نہ جھگڑا برپا کرنے کے واسطے پس پہلی صورت مین یہ وجہ ہی کہ جب بائع مرگیا ہو اور اُسوقت واپس کرنا چاہے تو میت کی طرف سے قاضی حافظ حق ہو کر اصل مشتری سے قسم لیگا اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ وکیل واپس کردیگا اور جب بائع نے جو زندہ ہی خود یہ دعوی نہ کیا کہ مشتری عیب پر راضی ہو چکا ہی تو قاضی جھگڑا نہ اُٹھاویگا بلکہ واپس کردیگا کیونکہ زندہ بائع اپنے حقوق کا لحاظ کر سکتا ہی بخلاف پہلی صورت کے فافہم ہذا التلخیص ما فی الذخیرہ۔ مسلمانون کے شہرون مین سے کسی شہر یا صوبہ پر جو کوئی شخص والی مقرر ہوا ہی اگر اُسنے کوئی حکمی خط لکھنا چاہا پس اگر خلیفہ نے اُسکو قضا کا عہدہ دیا ہی تو جائز ہی ورنہ جائز نہین ہی اور اگر اس والی نے کسی کو قاضی کرکے خط لکھنے کی اجازت دی پس دیکھنا چاہیے کہ اگر خلیفہ کی طرف سے اُسکو قاضی مقرر کرنے کی اجازت تھی تو اُسکے قاضی کا خط جائز ہوگا ورنہ نہین۔ اور کتاب الاقضیہ مین مذکور ہی کہ اگر خلیفہ نے کسی قاضی کو کسی حکمی معاملہ مین دو گواہون کی گواہی پر مثل قاضی کے قاضی کو خط لکھنے کے خط لکھا تو بدون ان شرائط کے جو ہم نے ذکر دی ہین مقبول نہوگا و احکام سیاست مین اُنکا خط مثلاً مین نے فلان کو مقرر یا فلان کو معزول کیا بدون ان شرائط کے مقبول ہی اور مکتوب الیہ اُسپر عمل کریگا جبکہ اُسکے ذہن نشین ہو جاوے کہ یہ سچا ہی۔ اصل مین مذکور ہی کہ اگر قاضی نے ایک ذمی کے حق کے واسطے جو دوسرے ذمی پر ہی خط لکھا تو اُسپر اہل ذمہ کی گواہی مقبول نہوگی نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر ایک شخص قاضی کا خط دوسرے قاضی کے پاس لایا اور اُسنے گواہون کی گواہی پر خط قبول کر لیا پھر مدعی کے اصل دعوی کے گواہ اُسی شہر مین آگئے تو قاضی مکتوب الیہ خط پر عمل نہ کریگا اور مدعی کو حکم دیگا کہ اپنے اصل حق کے گواہ حاضر کرے ابراہیم رح نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر باغی خارجی لوگ کسی شہر پر قابض ہوے اور اہل شہر مین سے کسی کو اُنھون نے قاضی بنایا اور اُس قاضی نے اہل عدل کے قاضی کو خط لکھا پس اگر مکتوب الیہ قاضی اہل عدل کو معلوم ہی کہ قاضی کاتب کے پاس جن گواہون نے گواہی دی وہ باغی ہین تو خط کو قبول نہ کریگا اور اگر اُسکے علم مین ہی کہ وہ گواہ اہل عدل مین سے ہین تو قبول کریگا اور اگر نہ معلوم ہوا کہ اہل عدل ہین یا باغی ہین تو خط قبول نہ کریگا کذا فی المحیط۔

چوبیسوان باب حکم مقرر کرنے کے بیان مین۔

تحکیم کے یہ معنی ہین کہ کسی غیر کو مدعی و مدعا علیہ یعنی دونون خصم اپنے درمیان مین حاکم مقرر کرین پس وہ شخص انھین دونون کے درمیان حاکم ہوگا اور غیرون کے حق مین بمنزلہ صلح کے ہوگا جیسے قاضی تمام لوگون کے حق مین حاکم ہوتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ جاننا چاہیے کہ حکم بنانا جائز ہی اور اُسکی شرط یہ ہی کہ وہ شخص حکم بنائے جانے اور حکم دینے کے وقت شہادت کے لائق ہو یعنی جو شرطین شاہد مین چاہیے ہین اُسمین موجود ہون حتے کہ اگر حکم بنائے جانے کے وقت لائق شہادت نہ تھا پھر حکم دینے کے وقت ہوگیا مثلاً پہلے غلام تھا پھر آزاد ہوگیا یا ذمی تھا پھر مسلمان ہوگیا اور حکم کیا تو نافذ نہوگا اور حکم کا حکم اور قاضی کا حکم اسطرح جدا ہی کہ حکم کا حکم دونون مدعی و مدعا علیہ پر اور جو شخص اُسکے حکم پر راضی ہو نافذ ہوتا ہی بخلاف حکم قاضی کے کہ ہر راضی و ناراض پر در صورت حق ہونے کے جاری ہوتا ہی یہ ملتقط مین لکھا ہی کافر اور غلام اور ذمی اور محدود القذف اور فاسق اور نابالغ کا حکم مقرر کرنا جائز نہین ہی اور فاسق نے جب حکم دیدیا تو واجب ہی کہ ہمارے نزدیک جائز ہو اور جب تک اُسنے حکم نہین دیا ہی تو ہر ایک خصم کو اختیار ہی کہ اُسکے حکم بنانے سے رجوع کرلے کذا فی الہدایہ۔ ذمی کی حکومت ناجائز ہونے سے یہ مراد ہی کہ جب وہ دو مسلمانون مین حکم ہو تو جائز نہین ہی اور اگر دو ذمیون مین حکم ہو تو جائز ہی اور مبسوط مین مذکور ہی کہ اگر ذمی نے ذمیون مین حکم دیا تو جائز ہی کیونکہ سوائے مسلمانون کے ذمی اہل ذمہ مین گواہی کے لائق ہوتا ہی اور یہ دونون ذمیون کا اُسکے حکم پر راضی ہونا

بمنزلہ اُسکے ہو کہ سلطان نے اُسے مقرر کیا ہو کیونکہ سلطان کو ذمی کا مقرر کرنا کہ وہ ذمیون مین فیصلہ کرے صحیح ہو اور اگر سلطان نے مسلمانون مین فیصلہ کے واسطے مقرر کیا تو باطل ہو اور یہی حال حکم بنانے کا ہو کذا فی النہایہ ایسے افعال مین جنکو لوگ خود کر سکتے ہین یعنی حقوق العباد مین حکم بنا لینا جائز ہو اور جنکو خود نہین کر سکتے ہین یعنی حقوق اللہ تعالے مین حکم بنا لینا صحیح نہین ہو پس اموال اور طلاق اور عتاق اور نکاح اور قصاص اور چوری کی ضمانت مین حکم بنانا درست ہو اور زنا اور چوری اور تہمت زنا کے حدود مین حکم بنا لینا صحیح نہین ہو اور خصاف رح نے ذکر کیا کہ حکم کا حکم کسی حد اور قصاص مین جائز نہین ہو اور اصل مین مذکور ہو کہ قصاص مین حکم مقرر کرنا صحیح ہو اور تمام اجتہادی مسئلون مین حکم کا حکم نافذ ہوگا جیسے کنایات اور طلاق اور عتاق اور یہی صحیح ہو ولیکن مشائخ نے اس سے امتناع کیا ہو تاکہ عوام کو جرأت نہو اور خطا سے خون کر ڈالنے مین اُسکا حکم جائز نہین ہو کیونکہ عاقلہ مددگار برادری اُسپر راضی نہین اور اُسکا حکم اُنہین مین صحیح ہو جو اُس سے راضی ہون اور قاتل پر اُسکا حکم دینا جائز نہین ہو مگر جبکہ قاتل نے اقرار کر لیا ہو کہ مین نے خطا سے قتل کیا ہو تو جائز ہو دو ذمیون نے ایک ذمی کو حکم دیا پھر ایک خصم مسلمان ہو گیا تو دونون کے درمیان حکم نہ رہا اور مراد یہ ہو کہ مسلمان پر حکم نہین دیسکتا ہو حتے کہ اگر ذمی کے لیے مسلمان پر حکم لگایا تو جائز نہین ہو لیکن اگر مسلمان کے لیے ذمی پر حکم دیا تو جائز ہو اور یہ حکم مبسوط مین چند جگہ صریح مذکور ہو مثلاً مبسوط مین ہو کہ ایک مسلمان اور ذمی نے ایک ذمی کو حکم بنایا تو اُسکا حکم ذمی پر جائز ہو نہ مسلمان پر اور اسی طرح اگر مسلمان اور ذمی نے ایک مسلمان اور ذمی کو حکم ٹھیرایا پس اگر دونون نے مسلمان کے واسطے ذمی پر حکم لگایا تو جائز ہو اور اگر دونون نے ذمی کے لیے مسلمان پر حکم دیا تو جائز نہین ہو چنانچہ اگر ایک غلام اور ایک آزاد کو حکم بنایا تو دونون کا حکم جائز نہین ہو کیونکہ غلام کا حکم ناجائز ہو پس آزاد تنہا رہ گیا حالانکہ دونون خصم دونون کے حکم پر راضی ہوئے تھے پس اکیلے کے حکم پر جواز نہوگا - ایک ذمی نے دو مسلمانون مین حکم لگایا پھر دونون اسپر راضی ہو گئے تو جائز نہین ہو چنانچہ اگر ابتدا مین دونون اُسکو حکم قرار دیتے تو جائز نہ تھا - دو ذمیون نے ایک ذمی کو حکم بنایا پھر حکم فیصلہ کرنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو وہ ویسا ہی حکم باقی ہو - ایک مسلمان اور ایک مرتد نے باہم ایک حکم مقرر کیا اور اُسنے دونون مین حکم لگایا پھر مرتد قتل کیا گیا یا دار الحرب مین جا ملا تو حکم کا حکم اُسپر جائز نہوگا اور اگر مرتد مسلمان ہو گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین رح کے نزدیک ہر حال مین جائز ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو دو مرد اگر اپنے درمیان مین ایک عورت کو حکم قرار دین تو جائز ہو اور مراد یہ ہو کہ سوائے حدود و قصاص کے جائز ہو کیونکہ حکم ہونا گواہی کی لیاقت پر ہو اور عورت کی گواہی حدود اور قصاص مین جائز نہین ہو تو اُسکا حکم ہونا بھی جائز نہین ہو - امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ حکم مقرر کرنے کو معلق بخطر کرنا یا آیندہ وقت کی طرف مضاف کرنا جائز نہین ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ جائز ہو اور فتاوی عتابیہ مین ہو کہ ناجائز اور اسی پر فتوے ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو تعلیق کی صورت یہ ہو کہ کسی غلام سے کہا کہ جب چاند نظر آوے تو تو حکم ہونا - اور اضافت کی صورت یہ ہو کہ کسی شخص سے کہا کہ ہم نے تجھے کل حکم بنایا یعنی آیندہ کل کے روز یا شروع ماہ مین حکم بنایا - اگر کسی شخص کو اس شرط پر حکم کیا کہ فلان فقیہ سے دریافت کرکے حکم دے تو جائز ہو اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ تمام فقیہون سے دریافت کرے اور جس حکم پر سب متفق ہون وہ حکم دیوے تو بھی جائز ہو پس پہلی صورت مین اگر اُس فقیہ سے دریافت کرکے حکم دیا تو جائز ہو اور دوسری صورت مین اگر ایک فقیہ سے دریافت کرکے حکم کیا تو بھی جائز ہو اگر اسطور پر ایک حکم بنایا کہ آج ہی حکم دے یا اسی جلسہ مین حکم دے تو جائز ہو پس اگر وہ دن گذر گیا یا وہ مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو حکم باقی نہ رہا - اگر حکم کا فیصلہ قاضی کے سامنے پیش ہوا تو قاضی اُسمین غور کرے اگر اُسکی رائے کے موافق ہو تو نافذ

کریے ورنہ باطل کرے اگرچہ اس مسئلہ مین فقیہون نے اختلاف کیا ہوے اگر دونون نے ایسے شخص کو حکم بنایا جسکو وہ دونون نہین جانتے ہین ولیکن اُسنے فیصلہ کیا تو جائز ہی اگر دونون ایک غائب شخص کے فیصلہ کرنے پر راضی ہوے اور وہ غائب آ گیا اور اُسنے فیصلہ کیا تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر اسپر دونون راضی ہوے کہ فلان شخص یا فلان ہمارے درمیان مین حکم ہی تو دونون مین سے جس نے حکم دیا تو جائز ہوگا اور اگر کسی ایک کے سامنے دونون نے پیش کیا تو اسی کو فیصلہ کے لیے معین کر لیا پھر دوسرا شخص حکم نرہیگا یہ ملتقط مین لکھا ہی۔ اگر دونون اسپر راضی ہوئے کہ جو شخص سب سے پہلے مسجد مین آوے وہی حکم ہی تو باطل ہی اگر حکم نے سفر کیا یا بیمار ہو گیا یا اُسپر بیہوشی طاری ہوئی پھر سفر سے آگیا یا اچھا ہو گیا اور حکم کیا تو جائز ہی اور اگر اندھا ہو گیا یعنی بینائی جاتی رہی پھر اندھا پن جاتا رہا اور اُسنے حکم دیا تو جائز نہین ہی۔ اگر معیاذاً باللہ اسلام سے مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا اور حکم کیا تو جائز نہین ہی۔ اگر حکم نے بطور روداد مقدمہ کے ایک خصم سے کہا کہ میرے نزدیک جو تجھپر دعوی کیا ہی اُسکی حجت قائم ہو گئی پھر اس خصم نے اُسکو معزول کر دیا پھر بعد اسکے اُسنے اُسپر حکم دیا تو نافذ نہوگا۔ اگر دونون مین سے ایک نے حکم کو اپنا وکیل خصومت کیا اور اُسنے وکالت قبول کر لی تو حکم ہونے سے خارج ہو گیا اور اقضیہ مین ہی کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم امام ابو یوسف رح کے قول پر درست ہی اور طرفین رح کے نزدیک درست نہوگا اور بعضون نے کہا کہ نہین بلکہ یہ سب کا قول ہی۔ اگر حکم نے وہ غلام جسمین جھگڑا ہی خرید لیا یا اُسکے بیٹے یا ایسے شخص نے جسکی گواہی اسکے حق مین مقبول نہین ہی خرید لیا تو حکم نہ رہا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر حکم نے ایک خصم کے نسبت خبر دی کہ تو نے میرے سامنے اس شخص کے واسطے اسقدر مال کا اقرار کیا ہی یا یہ خبر دی کہ تجھپر اسکا اسقدر قرض ہونے کے گواہ میرے نزدیک پیش ہو گئے ہین اور اُنکی تعدیل ہو گئی اور مین نے تجھپر ڈگری کر دی پھر اُس شخص نے انکار کیا کہ مین نے کچھ اقرار نہین کیا ہی یا تجھپر کسی بات کے گواہ نہین قائم ہوئے تو اسکے قول پر التفات نہ کیا جاویگا اور فیصلہ نافذ ہو جائیگا اور اگر حکم نے خبر دی کہ مین نے اسقدر مال کے لیے تجھپر اسکے حق کا حکم کیا تھا تو حکم کی تصدیق نہ کیجاویگی کذا فی الغایہ۔ اگر دو شخصون کو حکم مقرر کیا تو دونون کا یکجا ہونا ضرور ہی حتے کہ اگر فقط ایک نے حکم دیدیا تو جائز نہین ہی اور بعد برخاست مجلس کے اس حکم پر اُنکی تصدیق نہ کیجاویگی جبتک کہ اور دو گواہ گواہی نہ دین جیسے باقی رعایا کا حکم ہی کذا فی النہایہ۔ دو شخصون نے ایک شخص کو حکم بنایا اور قاضی نے اُسکی اجازت دی اور ہنوز اُسنے حکم نہین کیا تھا پھر اُسنے برخلاف رائے قاضی کے حکم کیا تو جائز نہین ہی۔ ایک شخص کو حکم بنایا اور اُسنے کسی ایک کے واسطے فیصلہ کیا پھر دوسرا حکم بنایا پس اگر پہلے کا حکم اُسکے نزدیک جائز ہی تو اُسکو نافذ کرے اور اگر ظلم ہو تو باطل کرے۔ اگر ایک شخص کو حکم بنایا اور اُسنے کچھ حکم دیا پھر دوسرا حکم بنایا اور اُسنے کچھ حکم دیا کہ جو پہلے کے مخالف تھا مگر پہلا معلوم نہ تھا پھر دونون کا مرافعہ قاضی کے سامنے ہوا تو قاضی اپنی رائے سے موافق حکم کو نافذ کریگا اگر ایک شخص کو حکم بنایا اس شرط پر کہ جب تک مجلس مین ہی حکم دیدے پھر یون اختلاف کیا کہ دونون نے کہا کہ تو نے کچھ حکم نہین کیا اور حکم نے کہا کہ مین نے حکم دیدیا تو جب تک وہ مجلس مین موجود ہی اُسکی تصدیق کیجاویگی اور بعد مجلس کے برخاست کے نہین تصدیق ہوگی۔ اگر دونون مین سے ایک نے حکم پر گواہ پیش کیے کہ اُسنے اُسکے واسطے حکم دیدیا ہی اور حکم انکار کرتا ہی تو گواہ مقبول ہونگے۔ اگر حکم نے گواہی دی کہ مین نے فلان شخص پر فلان شخص کے لیے گواہی پر فیصلہ کیا ہی تو یہ جائز ہی۔ اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ حکم نے فلان کے لیے ہزار درم کا فلان شخص پر حکم لگایا اور دو دوسرے گواہون نے گواہی دی کہ حکم نے دعوی کے ہزار درمون سے اُسکو بری کر دیا ہی خواہ حکم حاضر ہو یا غائب ہو خواہ اقرار کرتا ہو یا انکار کرتا ہو تو بری ہونے کا حکم دیا جائیگا۔ اگر ایک دار مین جھگڑا پیش ہوا اور دو گواہون نے کہا کہ حکم نے اسکے واسطے فیصلہ کیا ہی اور دوسرے گواہون نے دوسرے کے واسطے بھی گواہی دی پس اگر وہ دار دونون کے

قبضے مین ہو تو دونون مین مشترک ہونیکا حکم ہوگا اور اگر ایک کے قبضہ مین ہو تو اُسی کے واسطے حکم ہوگا اور اگر کسی ایسے اجنبی کے پاس ہو کہ وہ حکم کے حکم پر راضی نہین ہوا ہی تو اُسی کے قبضہ مین چھوڑ دیا جاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اگر ایک ہزار درم پر دونون مین جھگڑا ہوا اور مدعی نے گواہ پیش کیے کہ سنیچر کے روز حکم نے میرے حق کی ڈگری کر دی ہی اور مدعاعلیہ نے گواہ دیے کہ مین نے اس سے پہلے اُسکو معزول کر دیا ہی تو یہ فیصلہ باطل ہوگا اور اگر مدعی نے گواہ پیش کیے کہ حکم نے مدعی کے واسطے جمعہ کے دن مال کی ڈگری دی ہی اور مدعاعلیہ نے گواہ پیش کیے کہ حکم نے سنیچر کے روز اُسکو بری کیا ہی یا مدعی علیہ نے کہا کہ مجھے جمعہ کے روز بری کیا ہی اور مدعی نے کہا کہ مجھے سنیچر کے روز ڈگری دی ہی تو پہلا حکم نافذ ہوگا اور دوسرا حکم باطل ہوگا اور حکم کا خط قاضی کے نام جائز نہین ہی اور اسی طرح قاضی کا خط حکم کے نام جسکو دو شخصون نے مقرر کر لیا ہی جائز نہین ہی کذا فی المحیط- اگر ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کے نام ہو تو حکم اُسپر حکم نہ کریگا کیونکہ اُسنے حکم کو نہین لکھا ہی ولیکن اگر دونون خصم باہم اُسکے حکم نافذ کرنے پر راضی ہو جاوین تو ابتداءً جائز ہی کیونکہ وہ دونون اُسکے حکم پر راضی ہو گئے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اگر حکم نے کچھ گواہون کی گواہی بسبب تہمت کے رد کر دی پھر انھین گواہون نے قاضی یا دوسرے حکم کے پاس گواہی دی تو وہ اُنکے حال کو دریافت کریگا پس اگر اُنکی تعدیل کی گئی تو گواہی جائز رکھیگا اور اگر جرح کی گئی تو رد کر دیگا صرف حکم کے رد کرنے سے گواہ رد نہونگے بخلاف اسکے کہ قاضی نے اُنکی گواہی رد کی ہو اگر دونون نے کسی کو حکم بنایا اور اُسکے حکم دینے سے پہلے قاضی نے اجازت دی تو یہ قاضی کی اجازت لغو ہی حتےٰ کہ اگر اُسنے قاضی کے برخلاف رائے حکم دیا تو قاضی اُسکو باطل کر سکتا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہ حکم اُس صورت مین صحیح ہی کہ قاضی کو خلیفہ کرنے کی اجازت نہو اور اگر اُسکو اجازت ہو تو یہان اُسکی اجازت جائز ہوگی اور بمنزلہ خلیفہ کرنے کے ہوگی پس بعد اسکے اُسکے فیصلہ کو رد نہین کر سکیگا کذا فی المحیط حکم کو جائز نہین ہی کہ حکومت دوسرے کے سپرد کرے کیونکہ دونون خصم اسپر راضی نہین ہوے ہین کہ وہ غیر کو حکم بناوے پس اگر اُسنے دوسرے کے سپرد کر دی اور اُسنے حکم دیا اور پہلے حکم نے اُس حکم کی اجازت دی تو جائز نہین ہی مگر جبکہ دونون خصم اس حکم پر راضی ہو جاوین اور اجازت دین تو جائز ہی بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ قول کہ پہلے حکم نے اُسکی اجازت دی تو جائز نہین ہی" قرین صحت نہین معلوم ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ اگر پہلے وکیل نے دوسرے وکیل کی بیع کی اجازت دی تو جائز ہو جاتی ہی اور ایسے ہی قاضی کو اگر خلیفہ بنانے کی اجازت نہ تھی پھر اُسنے اپنے خلیفہ کے حکم کی اجازت دی تو جائز ہوتا ہی- اور سیر مین مذکور ہی کہ اگر ایک شخص کے حکم پر کوئی قوم اُتری اور اُنکی بلا رضامندی دوسرے شخص نے حکم دیا تو جائز نہین ہی اور اگر پہلے شخص نے اس حکم کی اجازت دی تو جائز ہی- پس اس قول کی تاویل کہ اُسکی اجازت باطل ہی یہ ہی کہ خود اُسکے حکم بنانے اور دوسرے کو سپرد کرنے کی اجازت باطل ہی کیونکہ یہ ابتداء سے صحیح نہ تھی تو آخر تک صحیح نہوگی ولیکن دوسرے کے حکم کی اجازت دینا پس جائز ہی جیسے اُسنے خود حکم دیدیا- اور بعضے مشائخ نے دونون مین فرق بیان کیا ہی اسطرح پر کہ حکم کا حکم عبارت ہی سے صحیح ہوتا ہی پس یہ ناجائز ہوگا کہ غیر شخص کی عبارت سے دونون پر حکم نافذ ہو بخلاف وکیل کے کہ بیع مین عبارت ہی کی ضرورت نہین ہی جیسے بیع بالتعاطی وغیرہ پس مقصود یہ ہوتا ہی کہ بیع کے وقت وکیل کی رائے شامل ہو پس جب پہلے وکیل نے دوسرے وکیل کی بیع کی اجازت دی تو اُسکی رائے شامل ہو گئی پس عقد صحیح ہو گیا اور قاضی کی صورت مین بھی یہ فرق ہی کہ جو حکم اُسکے خلیفہ نے دیا ہی وہی حکم خود قاضی دونون کی بلا رضامندی دیسکتا تھا تو دونون کی بلا رضامندی غیر کا حکم بھی اُسپر جائز کر سکتا ہی کذا فی محیط السرخسی- اگر ایک شخص نے دو شخصون مین فیصلہ کیا اور اُن دونون نے اُسکو حکم نہین بنایا تھا پھر بعد حکم کے کہا کہ ہم اسکے حکم پر راضی ہوے اور ہم نے اجازت دی تو یہ جائز ہی- اگر دو شخص اسپر راضی ہوے کہ ہر ایک اپنے اپنے لوگون مین سے ایک حکم مقرر کرکے بھیجے تو جائز ہی اور اگر ایک حکم نے ایک خصم پر حکم لگایا اور دوسرے نے دوسرے

پر تو جائز نہین ہی - اگر ایک خصم سے قسم طلب کی اور اُسنے نہ کھائی اور اُسپر حکم لگا دیا پھر اُسنے کہا کہ مین اسکی حکومت کی اجازت نہین دیتا ہون اور مین قسم کھاؤنگا تو حکم اُسکا پورا ہو گیا یعنی رد نہین ہو سکتا ہی - اگر مدعی نے ابتدا سے اپنے دعوی پر گواہ پیش کیے اور اُنکی تعدیل ہوئی اور اُنکی گواہی پر حکم نے مدعا علیہ پر ڈگری کر دی تو جائز ہی پس اگر مدعا علیہ نے حکم سے انکار کیا پس اگر اُسنے حکم بنانے سے انکار کیا اور مدعی نے اسکا دعوی کیا تو مدعی کو اختیار ہی کہ اُسکو قسم کھلاوے پس اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو مدعی کا دعوی اُسپر لازم ہوگا - اور اگر مدعی نے حکم بنانے اور فیصلہ دونون پر گواہ پیش کیے تو دیکھنا چاہیے کہ جن گواہون کی گواہی پر فیصلہ ہوا ہی اگر اُنکے سوا حکم بنانے کے گواہ دوسرے ہین تو اُنکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر وہی گواہ ہین تو گواہی مقبول نہوگی - زیادات مین ہی کہ اگر مسئلہ مجتہد فیہ مین حکم کا فیصلہ قاضی کے سامنے پیش ہوا اور وہ اُسکی راے کے برخلاف تھا باوجود اسکے اُسنے وہ حکم نافذ کیا پھر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا کہ وہ بھی حکم کا حکم لائق رد سمجھا تھا تو دوسرا قاضی اُسکو رد نہین کریگا کذا فی المحیط - ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا اور کہا اسکی طرف سے فلان غائب نے اس مال کی میرے واسطے کفالت کی ہی پھر دونون نے ایک حکم مقرر کیا اور کفیل غائب ہی اور مدعی نے دو گواہ اس بات کے پیش کیے کہ میرا اسقدر مال اسپر ہی اور اسکے حکم سے یا بلا حکم ایک شخص نے کفالت کی ہی پھر اس گواہی پر حکم نے مدعا علیہ کے ذمہ مال کا اور اُسکی طرف سے کفیل ہونیکا حکم دیدیا تو مدعا علیہ پر اس مال کا حکم جائز ہی اور کفیل پر جائز نہین کیونکہ کفیل اسکے حکم مقرر کرنے پر راضی نہین ہوا ہی اور اسی طرح اگر اس صورت مین کفیل موجود ہوا اور حکم بنانے پر راضی ہو جاوے اور مکفول عنہ غائب ہو تو حکم کفیل پر درست ہوگا نہ مکفول عنہ پر کذا فی البحر الرائق - اگر دونون نے ایک شخص کو حکم مقرر کیا اور اُسنے اپنے اجتہاد سے ایک کے واسطے حکم کیا پھر اُس سے رجوع کرکے دوسرے کے واسطے حکم دیا تو پہلا حکم نافذ اور دوسرا باطل ہوگا - اگر دو شخصون نے ایک شخص کو حکم بنایا پھر ایک شخص نے قاضی کے سامنے گواہ پیش کیے کہ حکم نے میری ڈگری اس شخص پر کی تھی یعنی مدعا علیہ پر اور مدعا علیہ خواہ انکار کرتا ہو یا اقرار ہو تو گواہی مقبول ہوگی - اگر دو شخصون نے ایک شخص کو حکم بنایا اور اُسنے تمام دعوی مین سے کسی قدر دعوی کی ڈگری کی پھر باقی دعوی مین مدعا علیہ نے اُسکے حکم بنانے سے انکار کیا تو پہلا حکم نافذ ہوگا اور بعد ازان نافذ نہوگا - اگر ایک حکم مقرر کیا اور مدعی نے کہا کہ میرے اس شخص پر اور اُسکے کفیل پر جو غائب ہی ہزار درم ہین اور دو گواہ پیش کیے پھر مدعی علیہ نے جرح کی کہ یہ گواہ غلام ہین تو حکم کو چاہیے کہ اس طعن کی سماعت کرے او اگر گواہون نے گواہ پیش کیے کہ دونون کے مالکون نے انکو آزاد کر دیا تھا اور یہ آزادی کے گواہ عادل قرار پائے تو مدعا علیہ کے حق مین حکم اُنکی آزادی کا حکم دیگا اور مال کی اُسپر ڈگری کریگا اور کفیل پر نہ کریگا اور حکم کے حکم سے آزادی غلامون کی مالک کے حق مین ثابت نہو جائیگی اور اگر ایسا معاملہ قاضی کے حکم سے ہوتا تو مال بھی کفیل پر ثابت ہو جاتا اور غلامون کی آزادی کا حکم مالک پر بھی جاری ہوتا - پس اگر غلامون کا مالک آیا اور آزادی سے انکار کیا اور دونون کو قاضی کے سامنے لے گیا پس اگر انھین گواہون نے گواہی دی جنھون نے حکم کے سامنے اُنکے آزاد ہونے کی گواہی دی تھی اور قاضی نے فیصلہ کیا تو گواہی جائز ہی اور اگر غلامون کے پاس آزاد ہونے کے گواہ نہین ہین اور قاضی نے اُنکے مملوک ہونیکا حکم دیا تو حکم کا فیصلہ باطل کریگا اگر ایک شخص نے دو شخصون پر کسی کپڑے یا کیلی یا وزنی چیز کے غصب کر لینے کا دعوی کیا پھر ایک دونون مین سے غائب ہو گیا اور دوسرے اور مدعی نے ایک حکم مقرر کیا اور مدعی نے اپنے دعوی کے گواہ پیش کیے تو اس شخص موجود کے ذمہ آدھا مال لازم ہوگا اور اس حکم کے فیصلہ پر غائب کے ذمہ کچھ لازم نہوگا اور اسی طرح اگر کسی میت پر دعوی کیا اور اُسکے تمام وارث غائب ہین فقط ایک شخص موجود ہی اُسنے اور مدعی نے حکم مقرر کیا تو مدعی کی گواہی پر جسقدر حق کا فیصلہ ہو وہ غائبون کے حق مین جاری نہوگا صرف فرق یہ ہی کہ مسئلہ

وراثت مین حکم پورے قرضہ کا حکم اسی حاضر پر دیگا اور جو کچھ اُسکے قبضہ مین ہی اُس سے وصول کر لیگا اور مسئلہ غصب مین حاضر پر نصف مال کا حکم دیگا - اگر دوسرے سے ایک غلام خریدا اور ثمن ادا کر دیا پھر اُسمین عیب لگایا اور دونون نے ایک حکم ٹھہرایا اور اُسنے فیصلہ کیا کہ غلام بائع کو واپس دیا جاوے تو جائز ہی پس اگر بائع نے چاہا کہ اپنے بائع سے اس باب مین مخاصمہ کرے تو جائز نہین ہی اور اگر مشتری اور پہلا بائع اور دوسرا بائع سب ایک حکم بنانے پر متفق ہوے اور اُسنے غلام دوسرے بائع کو واپس کرنیکا حکم دیا اور دوسرے بائع نے پہلے بائع کو واپس کرنا چاہا تو قیاساً اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور استحساناً ہی - اور اگر دوسرے بائع کو غلام واپس دینے کے بعد پہلے بائع نے قصد کیا کہ حکم کو معزول کر دیوے تو صحیح ہی اور جب معزول ہو گیا تو اُسکو اختیار نہین ہی کہ اب وہ غلام پہلے بائع کو واپس کرے - اور اگر اُسکے بعد دوسرے بائع نے پہلے بائع کے ساتھ اسی عیب کی وجہ سے کسی قاضی کے سامنے جھگڑا کیا تو قیاس چاہتا ہی کہ قاضی پہلے بائع کو واپس نہ دیوے اور استحساناً واپس کر دیگا - اگر کسی شخص نے دوسرے کا اسباب اُسکے حکم سے فروخت کیا پھر اُسمین مشتری نے عیب لگایا اور موکل کے حکم سے دونون نے اپنے درمیان ایک حکم مقرر کیا اور حکم نے بسبب اس عیب کے واپس کر دینے کا حکم کیا اس وجہ سے کہ بائع نے اس عیب کا اقرار کیا یا قسم کھانے سے کہ میرے پاس کا عیب نہین ہی انکار کیا یا کوئی دلیل یعنی گواہ قائم ہوئے پس اگر گواہی یا قسم سے انکار کرنے کی وجہ سے وکیل کو واپس کر دیا گیا تو وکیل اپنے موکل کو واپس کر سکتا ہی اور اگر اقرار عیب کی وجہ سے واپس کیا اور وہ عیب ایسا ہی کہ اتنے عرصہ مین نہین پیدا ہو سکتا ہی یا اُسکے مثل پیدا نہین ہو سکتا ہی تو بھی موکل کو واپس کر سکتا ہی اور اگر ایسا عیب ہی کہ پیدا ہو سکتا ہی تو جب تک اسپر گواہ قائم نہ کرے کہ یہ عیب موکل کے پاس کا ہی واپس نہین کر سکتا ہی - اور اگر حکم مقرر کرنا بدون موکل کی رضامندی کے تھا تو موکل پر اُسمین سے کوئی حکم لازم نہوگا سواے اسکے کہ گواہ قائم ہون یا وہ عیب ایسا ہو کہ اُسکے مثل پیدا نہین ہو سکتا ہی - اگر ایک شخص نے دوسرے کے واسطے کوئی چیز اُسکے حکم سے خریدی اور وکیل نے اُسمین عیب لگایا اور موکل کی اجازت سے باہم حکم مقرر کیا اور حکم نے گواہی یا اقرار یا قسم سے انکار کی وجہ سے وہ چیز اُسکے بائع کو واپس کر دی تو موکل کے واسطے بھی یہ حکم لازم ہوگا اور اگر موکل کی بلا رضامندی باہم حکم مقرر کیا اور اُسنے کسی وجہ سے جو مذکور ہوئی ہین واپس کرنیکا حکم دیا تو بھی یہ حکم موکل پر لازم ہوگا یعنی موکل کو بھی ماننا پڑیگا یہ محیط مین لکھا ہی - یتیمیہ مین ہی کہ علی بن احمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ نابالغ کے وصی اور اُسکے باپ کے قرضخواہ نے دونون نے باہم ایک حکم مقرر کیا پھر قرضخواہ نے وصی پر گواہ پیش کیے تو کیا حکم کو اختیار ہی کہ اس گواہی پر نابالغ پر حکم دیدے یا خاص قاضی کو یہ اختیار ہی تو شیخ رہ نے فرمایا کہ اسکو ایسا حکم دینے کا اختیار نہین ہی کہ جسمین نابالغ کو ضرر ہو پس اسی جواب سے ظاہر ہی کہ اگر ایسا نہو تو حکم دینا جائز ہی اور شیخ ابو حامد رحمہ اللہ سے یہی مسئلہ دریافت کیا گیا تو اُنھون نے فرمایا کہ حکم کچھ حکم نہین دیسکتا ہی اور شیخ حمیر ابوبکر رہ سے دریافت کیا گیا تو اُنھون نے فرمایا کہ اگر حکم کے حکم مین نابالغ کی بہتری ہو تو جائز ہونا چاہیے کیونکہ یہ بمنزلہ وصی کے صلح کر لینے کے ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی -

پچیسوان باب وکالت اور وراثت اور قرضہ ثابت کرنے کے بیان مین -

اگر کسی شخص نے دعوی کیا کہ مجھے ایک شخص نے اسواسطے وکیل کیا ہی کہ جو کچھ اُسکا حق کوفہ مین آتا ہی خواہ کسی شخص پر ہو اُسکو طلب کرون اور اُسپر قبضہ کرون اور اگر نہ دے تو اس سے مخاصمہ کرون اور وکالت پر اُسنے گواہ پیش کیے اور موکل حاضر نہ تھا اور مدعی وکالت اپنے ساتھ کسی ایسے شخص کو نہین لایا کہ جسپر موکل کا کچھ حق آتا ہو صرف اپنی وکالت ثابت کرنا چاہی تو قاضی بدون اسکے کہ وہ اپنے ساتھ کسی خصم کو حاضر کرے اسکے گواہون کی سماعت نہ کریگا اگر وہ اپنے ساتھ کوئی ایسا شخص لایا کہ جسپر موکل کے حق کا دعوی کرتا ہی اور مدعا علیہ اس حق کا مقر ہی

یا منکر ہو تو دونون صورتون مین قاضی اُسکی وکالت کے گواہ سنکر اُسکی وکالت کو نافذ کر دیگا۔ پھر اگر اُسنے دوسرے قرضدار کو پیش کرکے اُسپر دعوی کیا تو وکالت ثابت کرنے کے واسطے دوبارہ گواہ پیش کرنے کی حاجت نہین ہو اسی وکالت سے ہر شخص پر جسکی طرف موکل کا کچھ حق آتا ہو قاضی کے سامنے دعوی کریگا اور قاضی سماعت کریگا۔ اور اگر کسی خاص شخص کی طرف جو حق آتا ہو اُسکے طلب کرنے کے واسطے وکیل کیا تو وکالت کی گواہی کو قاضی اسی شخص کے سامنے ہی سنیگا۔ اگر اُسکو کسی خاص شخص کی طرف جو کچھ حقوق ہین ان سب کے طلب کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے حاضر ہو کر کسی خاص شخص پر گواہ قائم کیے پھر حاضر ہو کر وکالت پر گواہ پیش کیے پھر دوسرے شخص کو لایا کہ اُسپر بھی کچھ حق کا دعوی کرتا تھا تو اُس وکیل کو وکالت کے واسطے دوبارہ گواہ قائم کرنے چاہییے ہین بخلاف پہلی صورت کے جو مذکور ہوئی ہو اگر موکل نے خود حاضر ہو کر قاضی کے سامنے بیان کیا کہ مین نے اس شخص کو اپنے تمام حقوق کے طلب کرنے کے واسطے جو کوفہ مین آتے ہین اور اُنمین خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور ان دونون کے ساتھ کوئی تیسرا ایسا شخص نہ تھا کہ جسپر موکل کا کچھ حق ہو پس اگر قاضی موکل کو پہچانتا ہو اور جانتا ہو کہ یہ شخص فلان بن فلان فلانے قبیلہ کا ہو تو قاضی وکالت کو قبول کرکے وکیل کے نام نافذ کر دیگا پھر اگر وکیل نے کسی شخص کو حاضر کرکے اُسپر موکل کا دعوی کیا اور موکل غائب تھا تو وکیل اُسکا مخاصم قرار پاویگا اور اگر موکل کو قاضی نہین پہچانتا ہو تو اُسکے کہنے سے وکالت قبول نہ کریگا کذا فی ادب القاضی للخصاف رح اور خصاف رحنے ادب القاضی مین لکھا ہو کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو قاضی کے سامنے پیش کیا اور یہ دعوی کیا کہ اُسپر ہزار درم فلان بن فلان مخزومی کے نام سے ہین اور حقیقت مین وہ میرا مال ہو اور فلان بن کہ جسکے نام سے وہ مال ہو اُسنے اقرار کیا ہو کہ یہ مال میرا ہو نہ اُسکا اور اُسکا نام صرف رکھدیا گیا ہو اور اُسنے مجھے اس مال پر قبضہ کر لینے اور خصومت کرنیکا وکیل کیا ہو تو قاضی مدعا علیہ سے سوال کریگا اگر اُسنے ان سب باتون کا اقرار کیا تو قاضی حکم دیگا کہ مال مذکور مدعی کو دیدے اسواسطے کہ یہ قرار پاچکا ہو کہ قرضہ درحقیقت مدیون کے مال سے ادا ہوتا ہو اور جب اُسنے اس دعوی پر اقرار کیا تو اپنے مال کے دینے پر خود مقر ہوا پس حکم اقرار اُسپر نافذ ہوگا اور خصاف رحنے اس مسئلہ مین یہ شرط لگائی ہو کہ مدعی دعوی کرے کہ جسکے نام سے مال ہو اُسنے مجھے قبضہ کر لینے کا وکیل کیا ہو اور خصاف رحنے اسکو ظاہر الروایت کہا ہو اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ یہ شرط نہین ہو بلکہ صرف مدعا علیہ کے اس اقرار پر کہ یہ مال جو فلان کے نام سے ہو اس مدعی کا ہو یہ حکم دیدیا جائیگا کہ مدعی کو دیدے۔ پھر اگر مدعا علیہ نے اس دعوی کا اقرار کیا اور اقرار کے موافق قاضی نے مال مدعی کو دلا دیا تو یہ حکم اس شخص غائب پر نافذ نہوگا حتے کہ اگر وہ شخص جسکے نام سے مال بیان کیا گیا ہو حاضر ہو کر مدعی کے وکیل کرنے سے انکار کرے تو اپنا مال مدعا علیہ سے لے سکتا ہو۔ اور اگر مدعا علیہ نے تمام دعوے سے انکار کیا اور مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لیجاوے تو قاضی اس مدعی سے دریافت کریگا کہ تیرے پاس اس دعوی کے گواہ ہین کہ فلان شخص نے کہ جسکے نام سے مال ہو اُسنے اقرار کیا ہو کہ یہ مال تیرا ہو اور اُسنے تجھے اس مال پر قبضہ کرنیکے واسطے وکیل کیا ہو پھر کتاب مین اس دعوی مذکورہ پر گواہ لانا شرط کیا گیا ہو اور واضح ہو کہ خصومت ثابت ہونے کے واسطے یہ شرط نہین ہو کہ نفس مال ہونے کے واسطے بھی گواہ پیش کرے صرف شرط یہ ہو کہ وکالت کے واسطے گواہ پیش کرے پس قاضی مدعی سے وکالت کے گواہ طلب کریگا پھر اسکی دو صورتین ہین اگر اُسنے اپنے وکیل ہونے کے گواہ پیش کیے تو اُسکا خصم ہونا درست ہوگیا پھر قاضی مال کے گواہ موافق دعوی کے طلب کریگا پس اگر اُسنے گواہ پیش کیے تو مال اُس سے لیگا اور یہ حکم اُس شخص غائب پر بھی نافذ ہوگا حتے کہ اگر وہ شخص غائب حاضر ہوا اور وکیل کرنے سے انکار کیا تو اپنا مال مدعا علیہ سے نہین لے سکتا ہو اور اگر مدعی کے پاس مال ہونے کے گواہ نہین تھے اور اُسنے مدعا علیہ سے قسم طلب کی تو قاضی اُس سے اسطرح قسم لیگا کہ واللہ فلان بن فلان مخزومی کا یہ مال کہ جسکو فلان مدعی بیان کرتا ہو مجھپر نہین ہو نہ کچھ اس مال مین سے ہو اور نہ اُسکے نام سے ہو۔ اور یہ حکم اُس صورت مین ہو کہ جب مدعی نے اپنی وکالت

ع
یعنی مدعا علیہ
یہان تک شرح ہوئی

کے گواہ پیش کیے ہون اور اگر اُسکے پاس وکالت کے گواہ نہون اور اُسنے قاضی سے کہا کہ مدعا علیہ جانتا ہو کہ مجھے فلان بن فلان غائب نے اس مال پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو اور مدعا علیہ کو قسم دلائی جاوے تو قاضی اُس سے اسطرح قسم لیگا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ فلان بن فلان مخزومی نے اسکو مال پر قبضہ کرنے کے واسطے موافق اسکے دعوی کے وکیل کیا ہو ایسا ہی خصاف رح نے ادب القاضی مین امام محمد رح و امام ابو یوسف رح کے نام سے ذکر کیا ہو۔ اور مشائخ نے اختلاف کیا بعضون نے کہا کہ یہ قول امام اعظم رح کا بھی ہو ولیکن خصاف رح کو یاد نہ تھا اسواسطے اُسنے صرف صاحبین کو ذکر کیا اور شمس الائمہ حلوائی نے بھی اسی طرف میل کیا ہو اور بعضے مشائخ نے کہا کہ یہ صرف صاحبین کا مذہب ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک یہ ہو کہ مدعا علیہ سے قسم لینا نہ چاہیے اور اسی قول کو شمس الائمہ سرخسی نے مرجح سمجھا ہو۔ پھر جب مدعا علیہ سے قسم لی گئی اور اُسنے قسم کھالی تو جھگڑا ختم ہوا اور اگر اُسنے انکار کیا تو وکالت کا اقرار ہوا پس قاضی موافق اقرار کے وکالت کا حکم دیدیگا۔ پھر مدعا علیہ سے قاضی مال کو دریافت کریگا پس اگر اُسنے موافق دعوے کے اقرار کیا تو اُسکو حکم دیگا کہ مدعی کو دیدے اور اگر اُسنے مال سے انکار کیا تو مدعی کو اُسکے ساتھ قسم لیکر مال لینے کی خصومت ثابت ہوگی اور گواہی سے ثابت کرنیکا حق نہوگا حتے کہ اگر اُسنے مال ثابت کرنے کے گواہ پیش کرنے چاہے تو قاضی گواہی کی سماعت نہ کریگا۔ اور اسی طرح اگر مدعا علیہ نے ابتدا سے مدعی کے وکیل ہونیکا صریح اقرار کیا ولیکن مال کا انکار کیا تو بھی مدعی کو قسم کے ساتھ مال لینے کا حق خصومت حاصل ہوگا نہ یہ کہ گواہ پیش کرے اور مال ثابت کرے۔ اور اس مسئلہ کی نظیر مین یہ مسئلہ ہو کہ جو ہمارے اصحاب نے ذکر فرمایا کہ اگر ایک شخص نے دعوی کیا کہ فلان بن فلان ہاشمی نے مجھے وکیل کیا ہو کہ جو کچھ اُسکا حق زید کی طرف آتا ہو اُسکو طلب کرون اور اُسکے ہزار درم زید پر مین اُنکا مدعی ہون اور مدعا علیہ نے وکیل ہونیکا اقرار کیا مگر مال سے انکار کیا پھر مدعی نے چاہا کہ اُسپر مال ثابت کرنے کے واسطے گواہ پیش کرے تو اُسکو ایسی خصومت کا حق حاصل نہین ہو ولیکن اُس سے قسم لیکر مال لے سکتا ہو یا اقرار سے لے سکتا ہو۔ اور اگر مدعا علیہ نے مال کا اقرار کیا اور وکیل ہونے سے انکار کیا تو قاضی مدعی سے وکالت کے گواہ طلب کریگا پھر اگر اُسنے پیش کیے تو گواہی سے وکالت ثابت ہوگی اور اب اُسکو ہر طرح اُس سے خصومت کا اختیار ہو یعنی اگر مدعا علیہ اقرار کرے تو مال لے سکتا ہو اور اگر انکار کرے تو قسم لے سکتا ہو یا گواہ پیش کر سکتا ہو۔ اور اگر اُسکے پاس گواہ نہون اور اپنے وکیل ہونے کی مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی کہ یہ جانتا ہو تو اُس سے قسم لیگا مگر اسمین وہی اختلاف ہو جو ہم نے سابق مین بیان کیا ہو پس اگر مدعا علیہ نے قسم کھالی تو جھگڑا ختم ہوگیا اور اگر اُسنے انکار کیا تو وکالت ثابت ہوگئی ولیکن مال لینے کے حق مین نہ یہ کہ غائب شخص پر حکم ثابت ہوجاوے اور امام محمد رح نے فرمایا اگر ایک شخص اپنے ساتھ ایک شخص کو قاضی کے پاس لایا اور اُسپر دعوی کیا کہ فلان شخص نے مجھے وکیل کیا ہو کہ جو اُسکا قرض اس شخص پر آتا ہو اُسکو وصول کرون اور اس سے خصومت کرون اور جو اُسکا مال معین اسکے پاس بطور ودیعت کے ہو اسکو لے لون اور مدعی علیہ نے اس سب کی تصدیق کی تو اُسکو حکم دیا جائیگا کہ قرضہ اسکے سپرد کرے اور مال عین کے سپرد کرنے کے واسطے حکم نہ دیا جائیگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ ایک شخص دوسرے کو قاضی کے پاس لایا اور اُسپر دعوے کیا کہ فلان بن فلان مخزومی کے اسپر ہزار درم آتے ہین اور اُسنے مجھے اس مال کے وصول کرنے اور اسمین خصومت کرنیکا اور جو کچھ اُسکا حق آتا ہو سب مین خصومت کا وکیل کیا ہو اور اس سب دعوی پر گواہ پیش کیے تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ جب تک اپنے وکیل ہونے کے گواہ نہ پیش کریگا مین اُسکے مال کے گواہ نہ سنونگا اور اگر وکالت اور مال دونون کے ایک ساتھ گواہ دیے تو وکالت کا حکم دونگا اور مال کی گواہی دوبارہ پیش کرکے سناوے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ دونون کا یعنی وکالت اور مال کا حکم دونگا اور قرضہ پر دوبارہ گواہی کی ضرورت نہین ہو اور امام ابو یوسف رح کا قول مضطرب ہو اور ظاہر ایسا ہوتا ہو کہ اُنکے نزدیک دونون کا حکم دیا جائیگا

ولیکن پہلے وکالت کا حکم دیا جائیگا پھر بدون دوبارہ گواہی کے مال کا حکم دیا جائیگا اور قاضی حکم دینے مین ترتیب کا لحاظ رکھیگا نہ گواہی کے سننے مین اور یہ استحسان ہی اور امام اعظم رح سے روایت ہی کہ انھون نے فرمایا کہ قیاس کی علت ظاہر ہونے کی وجہ سے مین قیاس کو لیتا ہون اور امام محمد رح نے لوگون کی حاجت کی وجہ سے استحسان کو لیا ہی اور اسی قول پر فتوی ہی۔ اور اسی طرح اگر وصی نے قرضہ اور موصی یہ دونون کے ایک ساتھ گواہ پیش کیے یا وارث نے اپنے نسب اور مورث کے مرنے کے اور قرضہ کے ایکبارگی گواہ پیش کیے تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر قرضہ کے وصول کرنیکا وکیل کیا اور اسمین خصومت کرنے سے کچھ تعرض نہ کیا کہ خصومت کرے یا نہ کرے اور مدیون نے وکالت اور مال دونون سے انکار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک وکیل کے گواہ وکالت اور مال دونون پر سنے جائینگے اور صاحبین رح کے نزدیک وکالت کے مقبول ہونگے مال کے مقبول نہونگے۔ امام محمد رح نے زیادات مین فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو اپنے تمام حقوق مین خصومت کرنے کے واسطے جو اُسکے حقوق لوگون پر ہین وکیل کیا پھر وکیل نے ایسے شخص کو جسپر موکل کے حق کا مدعی ہی قاضی کے سامنے پیش کیا اور اُسنے حق کا اقرار کیا مگر وکالت سے انکار کیا یا اُسکے برعکس کیا اور وکیل نے اپنی وکالت کے گواہ پیش کیے پھر ہنوز گواہون کی تعدیل نہوئی تھی کہ وہ شخص غائب ہوگیا تو جبتک وہ حاضر نہو قاضی اُسکی وکالت کا حکم باوجود تعدیل گواہون کے نہ دیگا۔ پس اگر مدعی نے کسی دوسرے شخص کو حاضر کیا کہ اُسپر بھی موکل کے حق ہونے کا دعوی کرتا ہی اور وہ بھی اسکی وکالت سے انکار کرتا ہی اور پہلے گواہون کی گواہی پر قاضی نے اسپر حکم دیدیا تو مدعی علیہ پہلا تمام لوگون کی طرف سے اُسپر گواہی کی سماعت ہونے مین خصم ہوگا اسلیے کہ وکالت کا مدعی سب لوگون پر وکالت ثابت کرنا چاہتا ہی کیونکہ وکالت ایک ہی ہی اور جو شخص حاضر کیا گیا وہ سب لوگون کی طرف سے خصم ہوا اور اسپر گواہی قائم ہونا وہی سب لوگون پر قائم ہونا ہوگی اور کاش اگر سب لوگون پر گواہ قایم کرتا اور اُنمین سے ایک غائب ہوجاتا تو کیا جو لوگ حاضر تھے اُنپر حکم نہ دیا جاتا بلکہ دیا جاتا پس ایسا ہی اس صورت مین بھی دیا جائیگا اور یہی کتاب مین ہی کہ اگر کسی شخص کے وکیل پر گواہ قائم ہوئے اور وہ غائب ہوگیا اور موکل خود حاضر ہوا یا اُسکے برعکس ہوا یا مورث پر اُسکی زندگی مین گواہ قائم ہوے اور وہ مرگیا اور اُسکا وارث حاضر ہوا یا وارث پر قائم ہوے اور وہ غائب ہوگیا اور دوسرا وارث حاضر ہوا تو ان سب صورتون مین جو شخص دوسری مرتبہ حاضر ہوا ہی اسپر حکم پہلے کے گواہون کی گواہی پر دیدیا جائیگا۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کو قاضی کے سامنے پیش کیا اور اُسپر دعوی کیا کہ فلان شخص جو میرا باپ تھا مرگیا اور اُسنے سوائے میرے کوئی وارث نہین چھوڑا اور میرے باپ کا اس شخص پر اسقدر مال ہی تو اس مسئلہ کی دو صورتین ہین ایک یہ ہی کہ قرضہ کا دعوی کرے یا کسی مال معین کا کہ جو مدعا علیہ کے پاس ہی دعوی کرے کہ یہ میرے باپ کا تھا اسنے اُس سے غصب کر لیا تھا یا اسکے پاس اُسنے ودیعت رکھا تھا اور دوسرے یہ کہ کچھ تعرض نہ کرے اور دعوی کرے کہ میرے باپ کا مال ہی کہ اُسنے میرے واسطے میراث چھوڑا ہی اور اُسکا کوئی وارث سوائے میرے نہین ہی تو قاضی مدعا علیہ سے اسکو دریافت کریگا پس اگر تمام دعوی کا اُسنے اقرار کیا تو صحیح ہی اور اُسکو حکم کیا جائیگا کہ قرضہ اور مال معین سب اسکے سپرد کرے اور اگر اُسنے انکار کیا اور مدعی نے اپنے دعوی پر گواہ پیش کیے تو مقبول ہونگے اور مدعی علیہ کو قرضہ اور مال معین سب کے سپرد کردینے کا حکم کیا جائیگا۔ اور واجب ہی کہ پہلے مدعی اپنے باپ کے مرنے اور اپنے نسب ثابت کرنے کے گواہ پیش کرے تاکہ خصومت صحیح ہو پھر مال پر گواہ پیش کرے۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون اور اُسنے مدعا علیہ سے اپنے دعوی پر قسم طلب کی تو خصاف رح نے ذکر کیا ہی کہ ہمارے بعضے اصحاب سے روایت ہی کہ قسم نہ لیجائیگی اور خصاف رح نے فرمایا کہ اسمین ایک روایت قسم لینے کی بھی آئی ہی اور یہ بیان نہ کیا کہ کس نے فرمایا ہی اور بعض مشائخ نے

فرمایا کہ پہلا قول امام اعظم رح کا ہی اور دوسرا امام محمد رح و امام ابو یوسف رح کا ہی اور شیخ علی رازی رح و شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ قسم لینا سب کا قول ہی اور یہی صحیح ہی اور دوسرے مقام پر مذکور ہی کہ امام ابو حنیفہ رح پہلے اسکے قائل تھے کہ قسم نہ لیجاویگی پھر اس سے رجوع کرکے قسم لینے کے قائل ہوئے پھر واضح ہو کہ جب اُس سے قسم لیجاویگی تو حاصل دعوی پر قسم لیجاویگی کہ واللہ مجھپر یہ مال کہ جسکا دعوی یہ شخص کرتا ہی جس وجہ سے دعوی کرتا ہی نہین ہی اور یہی حکم ظاہر الروایت کا ہی۔ اور اگر مدعی نے سوائے مال کے موت اور نسب ثابت کرنے کے واسطے گواہ قائم کیے تو بلا اختلاف مدعا علیہ سے مال پر قسم لیجائیگی اور اگر مال پر سوائے موت و نسب کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے اور اگر نسب پر سوائے موت اور مال کے گواہ پیش کیے تو بھی مقبول نہونگے اور واضح ہو کہ اگر مدعا علیہ نے مدعی کے تمام دعوی کا اقرار کرلیا اور اُسپر حکم جاری کیا گیا کہ قرضہ یا مال معین مدعی کے سپرد کرے تو یہ حکم مدعی کے باپ کے حق مین جاری نہوگا حتے کہ اگر اُسکا باپ زندہ ظاہر ہوا تو وہ مدعا علیہ سے اپنا مال لے سکتا ہی اور مدعا علیہ مدعی کا یعنی بیٹے کا دامنگیر ہوگا اور اگر مدعا علیہ نے مدعی کے باپ کے مرنے اور اُسکے وارث ہونیکا اقرار کیا اور مال سے انکار کیا تو قسم نہ لیجاویگی اور یہ قول امام ابو حنیفہ رح کا ہی جیسا کہ شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہی یا امام اعظم رح کا پہلے یہ قول تھا جیسا کہ شمس الائمہ سرخسی نے دوسرے مقام پر ذکر کیا ہی اور امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک یا امام اعظم رح کے نزدیک موافق دوسرے قول کے جیسا کہ بعض مقام پر مذکور ہی اُس سے قسم لیجاویگی کہ اپنے علم پر قسم کھاوے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص دوسرے شخص کو قاضی کے پاس لایا اور کہا کہ اس شخص کا باپ مرگیا اور میرے اُسپر ہزار درم قرض ہین تو قاضی کو چاہیے کہ مدعی علیہ سے اُسکے باپ کے مرنے کو دریافت کرے اور پہلے اُسکو مدعی کے جواب دعوی کا حکم نہ کرے پھر اگر اُسنے اپنے باپ کے مرنے کا اقرار کیا تو مدعی کا جواب دعوی دریافت کریگا پس اگر اُسنے اقرار کیا کہ میرے باپ پر یہ قرض تھا تو قاضی اُسکے حصہ سے دلوادیگا اور اگر اُسنے انکار کیا اور مدعی نے گواہ قائم کیے تو گواہ مقبول ہونگے اور قرضہ پورے ترکہ مین سے دلوایا جائیگا خاص اس وارث کے حصہ ہی سے متعلق نہوگا و لیکن قاضی اس گواہی پر قرضہ دلوانے کا حکم اُسوقت کریگا کہ جب مدعی پہلے قسم کھالے کہ مین نے یہ قرضہ وصول نہین پایا اور نہ مین نے اُسکو معاف کردیا ہی اگرچہ مدعا علیہ وارث وصول یا معافی کا دعوی نہ کرے بخلاف زندہ شخص پر دعوی کے کہ اُسمین بدون دعوی کے قاضی مدعی سے قسم نہ لیگا ایسا ہی خصاف رح نے ادب القاضی مین لکھا ہی اور اجناس ناطقی مین ہی کہ اگر کسی شخص نے میت کے ترکہ پر قرضہ کا دعوی کیا تو قاضی مدعی سے بدون کسی وارث کے دعوی کرنے کے تمام قرضہ وصول پانے کی قسم نہ لیگا اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی پس جو خصاف رح نے ذکر کیا ہی وہ صاحبین کا قول ہی اور اسی کو خصاف رح نے اختیار کیا ہی پھر قسم دلانے کی یہ صورت ہی کہ واللہ مین نے نہ تمام مال وصول پایا اور نہ اُسمین کچھ وصول پایا اور نہ اُسکے عوض کوئی چیز رہن لی اور نہ اسمین سے کسی قدر کے عوض کچھ رہن لیا اور نہ تمام کو اور نہ کسی قدر اُسنے مجھے کسی پر اترایا اور نہ مین جانتا ہون کہ میرے کسی ایلچی یا وکیل نے تمام مال یا اُسمین سے کچھ وصول کیا ہی اور اگر ان الفاظ کے ساتھ یہ بھی کہلایا جاوے کہ مجھے کسی وجہ سے نہین پہونچا ہی تو زیادہ احتیاط ہی پھر اگر اس مدعی کے پاس گواہ نہون اور اُسنے اس وارث سے قسم لینا چاہی تو ہمارے علما کے نزدیک اُسکی دانستگی کی قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ میرے باپ پر مدعی کا اسقدر مال یعنی ہزار درم یا اسمین سے کسی قدر قرض ہی پس اگر وارث نے قسم کھالی تو جھگڑا ختم ہوگیا اور اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو قرضہ اسی کے حصہ مین سے دلایا جائیگا۔ خانیہ مین ظاہر الروایت کے موافق لکھا ہی کہ اگر اس وارث مدعا علیہ نے اپنے باپ پر قرض ہونیکا اقرار کیا یا جب اُس سے قسم لی گئی تو اُسنے انکار کیا اور اس طرح اقرار ثابت ہوا و لیکن بعد

اس اقرار کے اُسنے کہا کہ مجھے باپ کے ترکہ مین سے کچھ نہین ملا ہو پس اگر مدعی نے اس قول مین اُسکی تصدیق کی تو مدعی کو کچھ نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی اور کہا کہ نہین بلکہ تجھے ہزار درم یا اس سے زیادہ ملے ہین اور قسم طلب کی تو اُس سے قطعی طور پر قسم لیجائیگی کہ واللہ مجھے باپ کے ترکہ مین سے نہ ہزار درم اور نہ اسمین سے کسی قدر بہ کچھ نہین وصول ہوے پس اگر اُسنے قسم کھالی تو اُسپر کچھ نہ لازم ہوگا اور اگر انکار کیا تو اُسکے ذمہ دینا لازم ہوگا - یہ جو مذکور ہوا اس صورت مین ہو کہ مدعی نے پہلے قرضہ ہونے پر قسم لی اور پھر وصول ہونے پر قسم لی ہو اور اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ جب مدعی نے وارث سے قرضہ پر قسم طلب کی تو اُسنے کہا کہ مجھپر قسم نہین آتی ہو کیونکہ مجھے ترکہ مین سے کچھ نہین وصول ہوا ہو اور مدعی نے اسکی تکذیب کی یا تصدیق کی ولیکن باوجود تصدیق کرنے کے قرضہ پر قسم لینا چاہی تو قاضی وارث کے کہنے پر لحاظ نہ کریگا اور اس سے قسم لیگا اور کبری مین لکھا ہو کہ فقیہ ابوجعفر رح ایسی صورتون مین مال ظاہر ہونے سے پہلے گواہی کو مسموع نہین کرتے تھے اور نہ وارث سے قسم لیتے تھے اور اسی کو فقیہ ابو اللیث رح نے اختیار کیا ہو اور اسی پر فتوی ہوگا اگر وارث نے قرضہ سے اور ترکہ مین سے کچھ وصول ہونے سے انکار کیا اور مدعی نے اس سب مین اُسکی تکذیب کی اور قرضہ پر اور ترکہ سے وصول ہونے پر دونون پر قسم طلب کی تو خصاف رحمہ نے یہ صورت کتاب مین نہین لکھی ہو اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہو بعضون نے فرمایا کہ اُس سے ایک ہی قسم اسطرح لیجاویگی کہ واللہ مجھے ہزار درم یا اسمین سے کچھ اپنے باپ کے ترکہ مین سے نہین وصول ہوے اور نہ مین جانتا ہون کہ میرے باپ پر اس مدعی کا یہ قرضہ موافق اسکے دعوے کے ہو پس اس صورت مین قطعی اور علمی دونون طرح کی قسم جمع ہوگی اور یہ جائز ہو جیسا کہ حدیث قسامتہ مین آیا ہو اور عامہ مشائخ کے نزدیک دوبار کرکے قسم لیجائیگی - یہ جو مذکور ہوا اس صورت مین ہو کہ وارث نے باپ کے مرنے کا اقرار کیا ہو اور اگر باپ کے مرنے اور ترکہ وصول ہونے سے انکار کیا تو یہ صورت اس کتاب کے بعضے نسخون مین اس حکم کے ساتھ لکھی ہو کہ وارث سے باپ کے مرنے اور ترکہ وصول ہونے دونون پر ایک قسم لیجاویگی کہ واللہ مجھے نہین معلوم کہ میرا باپ وہان مرگیا اور نہ مجھے ترکہ مین سے کچھ ملا ہو پس موت کی قسم علمی اور وصول ترکہ کی قسم قطعی طور پر ہوگی اور اسی کو بعضے مشائخ نے لیا ہو - اور مشائخ کے نزدیک دوبار کرکے قسم لیجاویگی ایکبار موت پر اُسکے علم کے موافق کہ وہ نہین جانتا ہو اور ایکبار قطعی طور پر ترکہ وصول ہونے مین پس اگر وارث نے اسطرح قسم کھانے سے انکار کیا اور مرنا اور ترکہ کا پہونچنا انکار سے ثابت ہوگیا تو پھر اُسکے علم کے موافق اُس سے اس قرضہ کی قسم لیجاویگی - اور اگر اُسنے قرضہ کا اور موت کا اور ترکہ ہزار درم کا اقرار کیا ولیکن اپنے ساتھ کچھ لوگون کو لایا اور کہا کہ یہ لوگ میرے بھائی ہین تو اس مسئلہ کی دو صورتین ہین اگر اُسنے پہلے یہ اقرار کیا کہ یہ ہزار درم ترکہ ہین پھر کہا کہ یہ لوگ میرے بھائی ہین تو اس صورت مین حکم دیا جائیگا کہ قرضخواہ کے سپرد کرے اور اگر اُسنے ان لوگون کے بھائی ہونیکا پہلے اقرار کیا اور پھر ترکہ اور قرض کا تو اُسنے اُن لوگون کو اپنا شریک ہونیکا اقرار کیا پس ترکہ موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور اسکے بعد اُسنے قرضہ کا اقرار کیا تو اُسکے اقرار کے موافق قرضہ اُسکے حصہ مین سے خاصکر دلایا جائیگا کذا فی التاتارخانیہ اگر ایک شخص مرگیا اور اُسکے وارث نے کسی شخص پر دعوی کیا کہ میرے باپ کے اسپر ہزار درم قرض تھے اور وہ مجھے میراث مین پہونچے ہین اور مدعا علیہ نے اُسکے باپ کے مرنے کا اقرار کیا اور قرض سے انکار کیا اور وارث نے قسم لینا چاہی تو اسطرح قسم لیوے کہ تو قسم کھا کہ واللہ تیرے باپ کے مجھپر تیرے دعوی کے موافق نہ ہزار درم ہین اور نہ اسمین سے کچھ ہو - اگر وارث نے گواہ قائم کیے تو اُس سے قسم نہ لیجائیگی کہ اُسکے باپ نے قرضہ وصول پایا ہو - اور اگر قرضدار نے قرضہ کا اقرار کیا اور دعوی کیا کہ اسکے باپ نے مجھسے وصول کرلیا یا وارث کے دعوی پر معارضہ کیا کہ آدمی پر کبھی قرضہ ہوتا ہو اور پھر نہین رہتا ہو اس باعث سے کہ قرضخواہ اُس سے وصول کرلیتا ہو اور خوف ہے مین کسی چیز کا اقرار کرنا بہتر نہین جانتا ہون کہ میرے ذمہ لازم ہوجاوے اور قرضدار نے چاہا کہ وارث سے

قسم لیوے تو ایسی حالت مین وارث سے اسطرح قسم لیجاویگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ میرے باپ نے یہ قرضہ وصول پایا ہی

امام محمد رح نے زیادات مین فرمایا کہ ایک شخص مرگیا اور دوسرے نے آکر دعوی کیا کہ مین اس میت کا وارث ہون کہ میرے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہی اور فلان شہر کے قاضی نے میرے وارث ہونیکا حکم دیدیا ہی اور دو گواہ پیش کیے کہ انھون نے گواہی دی کہ فلان شہر کے قاضی نے ہم دونون کو اپنے اس حکم پر کہ یہ شخص فلان میت کا وارث ہی کہ اسکے سوا دوسرا اُسکا وارث نہین ہی گواہ کرلیا ہی اور ان گواہون نے یہ بھی کہا کہ ہم کو یہ نہین معلوم کہ کس دلیل سے اُسنے یہ فیصلہ کیا ہی تو دوسرا قاضی بھی اُسکو وارث قرار دیگا اور دوسرے قاضی کو چاہیے کہ مدعی سے دریافت کرے کہ تیرا اس میت سے کیا رشتہ ہی اور یہ دریافت کرنا حکم قضا کے نافذ کرنے کے واسطے کچھ ضروری نہین ہی حتے کہ اگر اُسنے نہ بیان کیا تو بھی قاضی پہلے قاضی کے حکم کو نافذ کریگا لیکن یہ سوال اس احتیاط کی غرض سے ہی کہ اگر شاید دوسرا کوئی وارث پیدا ہو تو قاضی کو معلوم رہے کہ دونون مین سے کون میراث کا زیادہ مستحق ہی۔ پس اگر مدعی نے اپنا کوئی ایسا رشتہ بیان کیا کہ جس سے وارث ہوسکتا ہی تو قاضی میراث اُسکو دیدیگا ولیکن اس رشتہ کا حکم نافذ نہ کریگا پھر اگر کوئی شخص دوسرا آیا اور دعوی کیا کہ مین اس میت کا باپ ہون کہ میرے سوا اُسکا کوئی وارث نہین ہی اور اُسپر گواہ پیش کیے تو قاضی اس بات کا لحاظ کریگا کہ اگر پہلے مدعی نے ایسا رشتہ بیان کیا تھا کہ جس سے باپ کے ہوتے ہوے وہ وارث نہین ہوسکتا ہی تو قاضی تمام میراث دوسرے کو دلادیگا اور اگر ایسا رشتہ بیان کیا کہ باپ کے ہوتے ہوے وارث ہوسکتا ہی مثلاً اُسنے اپنے تئین بیٹا ہونا بیان کیا تو قاضی باپ کو چھٹا حصہ دلوادیگا اور اگر پہلے کے اپنے تئین میت کا باپ بیان کیا اور دوسرے نے بیٹا ہونا ثابت کیا تو قاضی دوسرے کو پانچ چھٹا حصہ میراث دلوادیگا اور اگر پہلے نے اپنے تئین باپ ہونا بیان کیا اور دوسرے نے بھی اپنے باپ ہونے پر گواہ پیش کیے اور قاضی نے دوسرے مدعی کے لیے حکم دیا کہ یہ میت کا باپ ہی تو تمام میراث اُسکا حصہ ہی کیونکہ پہلے شخص کا باپ ہونا صرف اُسکے اقرار سے ثابت ہوا اور دوسرے کا باپ ہونا گواہون سے ثابت ہی اور اگر ایک شخص آیا اور اُسنے کسی میت کے باپ ہونے پر گواہ پیش کیے اور قاضی نے حکم دیا کہ یہ میت کا باپ ہی اور میراث اُسکو دلادی پھر دوسرے شخص نے میت کے باپ ہونے پر گواہ قائم کیے تو قاضی اُسکے گواہ قبول نہ کریگا اور نہ پہلے کے ساتھ شریک کریگا اور کتاب مین مذکور ہی کہ اگر قاضی نے دوسرے شخص کے باپ ہونے پر فیصلہ کیا اور اُسکو میراث دلوادی اُسی وقت پہلے شخص نے کہا کہ مین گواہ لاتا ہون کہ مین میت کا باپ ہون تو اُسپر التفات نہ کیا جاویگا اور اگر پہلے شخص نے اسپر گواہ پیش کیے کہ پہلے قاضی نے میرے باپ ہونیکا حکم دیدیا ہی تو دوسرا قاضی تمام میراث اُسکو دلوادیگا۔ اور اگر قاضی نے ہنوز دوسرے شخص کے باپ ہونیکا حکم نہین دیا تھا کہ پہلے شخص نے اپنے گواہ قائم کیے کہ مین میت کا باپ ہون تو قاضی میراث دونون کو تقسیم کردیگا کیونکہ دونون کا دعوی اور حجت برابر ہی۔ اور مولی العتاقہ کا بھی دعوی مثل باپ ہونے کے دعوی کے ہی مثلاً ایک نے کسی غلام کی نسبت دعوی کیا کہ اس غلام میت کا حق آزادی مجھے پہونچتا ہی کہ صرف مین نے اُسکو آزاد کیا ہی اور قاضی نے اُسکے واسطے حکم کیا اور دوسرے نے بھی یہ دعوی کیا تو ظاہر ہی کہ دو شخص ایک غلام کو تمام وکمال آزاد نہین کرسکتے ہین پس اسکی صورت بھی مثل نسب کے ہوگی یعنے اگر کسی ایک کے واسطے بسبب ولاء آزادی کے میراث کا حکم دیا گیا تو پھر دوسرے کی نسبت نہ دیا جائیگا اور اگر دونون مجتمع ہوے ایک ساتھ تو دونون کو برابر تقسیم ہوگی جیسا کہ ہم نے نسب کی صورت مین بیان کردیا ہی۔ اگر پہلے شخص نے دعوی کیا کہ مین میت کا بیٹا ہون اور قاضی اول نے اُسکے واسطے میراث کا حکم دیدیا اور دوسرے شخص نے بھی اسی دعوی پر گواہ پیش کیے تو دونون میراث مین شریک ہونگے اگرچہ ایک کے واسطے پہلے حکم ہوچکا ہی اور اگر پہلے مدعی نے بیٹا ہونے کا دعوی کیا اور پھر ایک عورت نے میت کی

بیٹی ہونیکا دعوی کیا تو دونون مین میراث کے تین حصہ ہونگے یعنی دو حصہ بیٹے کو اور ایک حصہ اُس عورت بیٹی کو ملیگا اگرچہ پہلے مدعی کے واسطے پہلے حکم ہوچکا ہی۔ اگر پہلے مدعی نے میت کے باپ ہونے یا بیٹے ہونے کا دعوی کیا اور دوسرے نے اپنے بھائی ہونے کے گواہ پیش کیے تو دوسرے کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر پہلے ایک عورت کے واسطے اُسکے دعوے پر کہ وہ میت کی زوجہ ہی حکم دیا گیا تھا پھر کسی مرد نے گواہ قائم کیے کہ مین میت کا بھائی ہون تو چوتھائی سے جسقدر زائد ہی یہ شخص اُس عورت سے وصول کریگا اور اگر دوسرے نے اپنے تئین بیٹا ثابت کیا تو عورت سے سوائے آٹھوین حصہ کے سب لے لیگا۔ اگر پہلا شخص جسکے واسطے حکم جاری کیا گیا ہی معتوہ یا طفل نابالغ ہو کہ اپنا رشتہ بیان نہ کرسکے پھر بعض نے اپنے رشتہ دار ہونے کے گواہ قائم کیے پس اگر دوسرا وارث ایسا ہی کہ مثل بھائی و چچا کے بعضی صورتون مین محروم ہوجاتا ہی تو قاضی اُسکو ساقط کردیگا اور اگر محروم ساقط نہین ہوتا ہی تو قاضی پہلے کو زیادہ اور دوسرے کو کم حصہ دیگا یعنی مثلاً پہلا مذکر ہی تو قاضی اُسکو میت کا بیٹا قرار دیکر دوسرے کو مثلاً باپ ہو تو چھٹا حصہ دیگا اور اگر دوسری مدعیہ ہو یعنی میت کی زوجہ ہونے کی مدعی ہو تو اُسکو آٹھوان حصہ دیگا۔ اگر ایک عورت نے اسکے گواہ پیش کیے کہ فلان شہر کے قاضی نے میرے وارث ہونے کا حکم دیا ہی اور تمام میراث مجھے دلائی ہی تو دوسرا قاضی اُسکو نافذ کریگا جیسا مرد مدعی ہونے کی صورت مین نافذ کرتا ہی پھر اگر اُسکے بعد کسی مرد نے دعوی کیا اور گواہ لایا کہ مین اس میت کا باپ یا بیٹا ہون یا کسی عورت نے میت کی زوجہ ہونے کے گواہ پیش کیے تو قاضی پہلی عورت سے دریافت کریگا کہ تیرا کیا رشتہ ہی پس اگر اُسنے اپنے کو بیٹی قرار دیا تو اُسکے زعم کے موافق تقسیم کریگا اور اگر پہلی عورت جسکے واسطے حکم ہوچکا ہی کم عقل یا نابالغ ہو کہ اپنے رشتہ کو بیان نہ کرسکے تو قاضی عورتون کے حصون مین سے زیادہ حصہ اُسکو دیگا اور اُن لوگون کو جو کم حصہ ہوتا ہی وہ دیگا کذا فی المحیط۔ اگر ایک شخص نے ایک میت کے وارثون پر دعوی کیا کہ انکے باپ پر میرا اسقدر مال قرض تھا اور وہ مرگیا اور اپنی زندگی مین اُسنے میرے قرضہ کا اقرار کیا تھا اور اسمین سے کچھ ادا نہ کیا اور مرگیا اور ترکہ ان وارثون کے ہاتھ مین میرے قرضہ کے ادا کے قدر اور زیادہ بھی آیا ہی مگر اُسنے ترکہ کی چیزین نہ بیان کین تو فتوی کے واسطے یہ مختار ہی کہ ترکہ کی چیزین بیان کرنا قرضہ کے ثابت کرنے کے واسطے شرط نہین ہی ولیکن قاضی وارثون کو قرضہ ادا کرنیکا حکم جب دیگا کہ یہ ثابت ہوجاوے کہ انکو ترکہ وصول ہوا ہی اور اگر انھون نے انکار کیا تو مدعی کو قرضہ ثابت کرنے کے واسطے اسقدر بیان کرنا ترکہ کی چیزون کا ضرور ہی کہ جس سے اُنکے ہاتھ مین ہونا معلوم ہو۔ ایک شخص نے ایک دار پر جو دوسرے شخص کے قبضہ مین ہی اسطرح دعوی کیا کہ یہ دار میرے باپ فلان شخص کا ہی اور وہ مرگیا اور اُسنے میرے واسطے میراث چھوڑا ہی اور میری ایک بہن ہندہ ہی کہ ہم دونون کے سوا اسکا کوئی وارث نہین ہی اور اس دار کے ساتھ کپڑے اور چوپائے وغیرہ میراث مین چھوڑے تھے پھر ہم نے میراث کو تقسیم کیا اور یہ دار میرے حصہ مین آیا اور اس سبب سے اب یہ دار تمام میری ملکیت ہی اور اس مدعی علیہ کے قبضہ مین ناحق ہی پس یہ دعوی اُسکا صحیح ہی ولیکن یہ بیان کرنا ضرور ہی کہ کہے کہ میری بہن نے میراث مین سے اپنا تمام حصہ وصول کرلیا ہی تاکہ مدعی کو تمام دار کے حاصل کرنے کا استحقاق صحیح ہو۔ اور اگر اُسنے اپنے دعوی مین بیان کیا کہ میرا باپ مرگیا اور میرے اور میری بہن کے لیے میراث چھوڑا پھر میری بہن نے تمام دار کا میرے لیے ہونیکا اقرار کیا اور مین نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو صحیح یہ ہی کہ قاضی ایک تہائی دار کے عوض کی سماعت نہ کریگا کیونکہ تہائی دار کی ملکیت کا دعوی اقرار پر ہی اور اقرار بمد ملکیت کا دعوی صحیح نہین ہوتا ہی اور اسی پر عامہ مشائخ کا فتوی ہی یہ ملتقط مین لکھا ہی۔ اگر کسی قرضخواہ کا قرضہ دوسرے شخص پر میعادی ہو اور اُسنے قرضہ ثابت کرنا چاہا تو اُسکو ثابت کرنیکا اختیار ہی اگرچہ فی الحال ادا کردینے کا مطالبہ نہین کرسکتا ہی اور

اسی طرح اگر عورت نے چاہا کہ اپنے باقی مہر کو شوہر کے ذمہ ثابت کرے تو اختیار ہی اگرچہ فی الحال مطالبہ نہین کر سکتی ہی شمس الاسلام قاضی اوزجندی رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک مال عین ایک شخص کے قبضہ مین ہی اسپر دوسرے نے دعوی کیا کہ یہ مال میرے باپ کی ملک تھا وہ مر گیا اور اُسنے میرے واسطے اور فلان بن فلان وارثون کے واسطے میراث چھوڑا مدعی نے تعداد ورثہ بیان کی مگر اپنا حصہ نہ بیان کیا تو قاضی شمس الائمہ نے فرمایا کہ یہ دعوی صحیح ہی اور اگر اُسنے اپنے دعوی پر گواہ سنائے تو سنے جائینگے ولیکن جب سپرد کروانے کا مطالبہ کرے تو حصہ کی مقدار بیان کرنی ضرور ہی اور اگر حصہ بیان کیا ولیکن وارثون کی تعداد نہ بیان کی مثلاً کہا یہ مال معین میرے باپ نے میرے واسطے اور چند اور لوگون کے واسطے میراث چھوڑا ہی اور میرا حصہ اسمین سے اسقدر ہی وہ مجھے دلایا جاوے تو اور وارثون کا بیان کرنا ضرور ہی کیونکہ ممکن ہی کہ اُسکا حصہ اُسکے دعوی سے کم ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ میرے فلان شخص پر ہزار درم قرض ہین اور وہ شخص اداکرنے سے پہلے مر گیا اور تیرے پاس اُسکے ہزار درم ہین اور اسمین سے اپنا قرضہ دلانے کا دعوی کیا تو قاضی اُسکے دعوی کی سماعت نہ کریگا تو مدعی علیہ سے قسم بھی نہ لیگا اور اگر گواہ پیش کیے تو نہ سنے جائینگے یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک نصرانی مر گیا اور اُسکی عورت مسلمان آئی اور دعوی کیا کہ مین اُسکے مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہون اور مجھے میراث پہونچتی ہی اور وارثون نے کہا کہ تو اُسکے مرنے سے پہلے مسلمان ہو گئی ہی پس تجھے میراث نہین پہونچتی ہی تو قول وارثون کا لیا جاویگا اور اگر ایک مسلمان مر گیا اور اُسکی عورت نصرانی تھی پھر اُسکے مرنے کے بعد آئی اور وہ اُسوقت مسلمان تھی اور دعوی کیا کہ مین اُسکے مرنے سے پہلے مسلمان ہوئی ہون اور وارثون نے کہا کہ تو بعد مرنے کے مسلمان ہوئی ہی تو بھی وارثون کا قول لیا جاویگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص مر گیا اور اُسکے چار ہزار درم دوسرے شخص کے پاس ودیعت تھے پھر جسکے پاس ودیعت تھی اُسنے اقرار کیا کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہی اور سوا اُسکے دوسرا وارث نہین ہی تو مال اُسکے سپرد کرنیکا حکم کیا جائیگا بخلاف اسکے کہ اگر اُسنے کسی شخص کے واسطے یہ اقرار کیا کہ یہ شخص ودیعت رکھنے والے کا وکیل قبض ہی یا اُسنے اُس سے خریدا ہی تو اُسکے دیدینے کا حکم نہ کیا جاویگا بخلاف قرضدار کے کہ اگر اُسنے اقرار کیا کہ یہ شخص قرضہ وصول کرنیکا قرضخواہ کی طرف سے وکیل ہی تو حکم کیا جاویگا کہ اُسکو دیدے اور اگر ودیعت کے اپنے پاس رکھنے والے نے کسی دوسرے کے واسطے بھی اقرار کیا کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہی اور پہلے شخص نے کہا کہ سوائے میرے اُسکا کوئی بیٹا نہین ہی تو پہلے کو مال دلایا جاویگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ فوائد ظہیریہ مین فصل ودیعت مین لکھا ہی کہ اگر سپرد کر دینے کا حکم نہ کیا گیا اور بااین ہمہ اُسنے سپرد کر دیا پھر واپس لینا چاہا تو شیخ الاسلام علاء الدین نے فرمایا کہ واپس نہین کر سکتا ہی اور میرے والد رح اپنے استاد شیخ ظہیر الدین مرغینانی سے حکایت کرتے تھے کہ وہ اس مسئلہ کے جواب مین متردد تھے اور یہی فصل ودیعت مین لکھا ہی کہ اگر سپرد کر دینے کا حکم ہوا اور اُسنے سپرد نہ کیا یہانتک کہ اُسکے پاس تلف ہو گیا تو بعضون نے کہا کہ ضامن نہوگا اور ضامن ہونا چاہیے تھا اور جب میراث وارثون مین یا قرضخواہون مین تقسیم ہوئی تو قرضخواہ یا وارث سے کفیل نہ لیگا اور بعضے قاضیون نے اسمین احتیاط کی ہی کذا فی النہایہ اور یہ ظلم ہی اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہی کذا فی الہدایۃ اور صاحبین نے فرمایا کہ جب تک اُنسے کفیل نہ لے مال اُنکو نہ دیگا اور مدعی وارث کو دیدینا اسی وقت صحیح ہی کہ جب وہ ایسا وارث ہو کہ دوسرون کے ہوتے ہوئے محجوب نہین ہوتا ہی اور اگر ایسا ہی کہ محجوب ہو جاتا ہی تو اسکا حکم اسکے برخلاف ہی اور یہ مسئلہ صدر الشہید کی شرح ادب القاضی مین لکھا ہی کہ اگر ایک شخص آیا اور ایک دار پر جو دوسرے کے قبضہ مین ہی دعوی کیا کہ یہ میرے باپ کا ہی اور اُسنے میرے واسطے میراث چھوڑا ہی اور اسپر گواہ قائم کیے اور گواہون نے وارثون کی تعداد پر گواہی نہ دی اور نہ اُنکو پہچانا ولیکن یہ بیان کیا کہ میت نے اپنے وارثون کے واسطے میراث چھوڑا ہی تو یہ گواہی مقبول نہوگی اور نہ کچھ اُسکو دلایا جائیگا جبتک کہ وارثون کی تعداد پر گواہ پیش کرے کیونکہ جب تک

وارث نہ معلوم ہون تب تک اس مدعی کا حصہ نہ معلوم ہوگا اور نامعلوم پر فیصلہ نہین ہوسکتا ہی اور اس مقام پر تین صورتین ہین ایک یہی جو مذکور ہوئی اور دوسری یہ کہ گواہون نے گواہی دی کہ یہ شخص میت کا بیٹا اور وارث ہی اور اسکے سوائے کوئی وارث ہم نہین جانتے ہین تو قاضی بلا توقف تمام ترکہ کا حکم اسکے واسطے دیدیگا اور تیسری صورت یہ ہی کہ گواہون نے کہا کہ یہ شخص فلان شخص کا جو اس دار کا مالک تھا بیٹا ہی اور وارثون کے تعداد کی گواہی نہ دی اور نہ یہ کہا کہ ہم اسکے سوائے دوسرا وارث نہین جانتے ہین تو قاضی چند روز تک توقف کریگا اگر کوئی دوسرا وارث حاضر ہوا تو قاضی میراث دونون مین بانٹ دیگا ورنہ اس مدعی کو دیدیگا اور امام اعظم نے فرمایا کہ اس سے کفیل نہ لیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ لیگا - اور تمام میراث اس وارث کو اسوقت دیگا کہ جب یہ وارث دوسرے وارث کے ہونے سے محجوب نہو جاتا ہو اور اگر اسکا حصہ مختلف ہوتا ہو جیسے شوہر و زوجہ کہ انکے حصہ فرزند کے موجود ہونے اور نہونے کی صورت مین مختلف ہین تو کمتر حصہ اسکے سپرد کردیگا اور امام محمد رہ نے فرمایا کہ زیادہ حصہ دیگا یعنی شوہر کو آدھا اور زوجہ اگر مدعی ہو تو اسکو چوتھائی دیگا اور امام ابو یوسف رہ نے فرمایا کہ کمتر حصہ اسکے سپرد کردیگا یعنی شوہر کو چوتھائی اور زوجہ کو آٹھوان حصہ اور امام اعظم رہ کا قول اس مسئلہ مین مضطرب ہو - اور یہ اختلاف بابت کفیل لینے کے اس صورت مین ہی کہ جب قرضہ اور وارث گواہی سے ثابت ہوا ہو اور اگر اقرار سے ثابت ہوا ہو تو بالاتفاق کفیل لے لیگا یہ نہایہ مین لکھا ہی - اگر ایک دار کسی شخص کے قبضہ مین ہی اسپر دوسرے شخص نے دعوی کیا اور گواہ پیش کیے کہ یہ دار میرے باپ کا ہی اور اُسنے میرے لیے اور میرے فلان بھائی کے لیے جو حاضر نہین ہی میراث چھوڑا ہی تو آدھے دار کا اُسکے لیے حکم دیا جائیگا اور آدھا باقی اُسی کے قبضہ مین چھوڑا جائیگا جسکے پاس ہی اور اُس سے کوئی کفیل نہ لیا جائیگا اور یہ امام اعظم رہ کے نزدیک ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ جسکے قبضہ مین ہی اگر وہ شخص اُس سے منکر ہو تو اُس سے لیکر کسی امانت دار کے سپرد کیا جائیگا اور اگر منکر نہو تو اُسی کے پاس رکھا جاوے - اور اگر دعوی کسی مال منقول مین واقع ہو تو بعضے کہتے ہین کہ بالاتفاق کفیل لیا جائیگا کیونکہ اُسکی حفاظت کی ضرورت ہی اور اسمین نزاع اکثر واقع ہوتا ہی بخلاف عقار کے کہ وہ خود محفوظ ہوتے ہین اور اسی وجہ سے وصی کو وارث بالغ غائب کی طرف سے مال منقول بیچنا جائز ہی اور عقار کا بیچنا جائز نہین ہی اور بعضون نے کہا کہ منقول مین بھی اختلاف ہی اور بسبب ضرورت حفظ کے قول امام اعظم رہ ظاہر ہی اور جب غائب حاضر ہوا تو گواہی دوبارہ لانے کی ضرورت نہین ہی شیخ علی بزدوی نے فرمایا کہ یہی اصح ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی اور اس فیصلہ پر آدھا مکان اُسکے سپرد کردیا جائیگا اگرچہ دوسرے وارث حاضر نہون کیونکہ ایک وارث میت کی طرف سے جو اُسپر آتا ہی یا اُسکا آتا ہی خصم مقرر ہوسکتا ہی اور وہ سب کی طرف سے ہوتا ہی خواہ مال دین ہو یا عین ہو اور اسکی وجہ یہ ہی کہ فی الحقیقت یہ فیصلہ میت کے واسطے یا میت پر ہوتا ہی اور ایک وارث اُسکی طرف سے خلیفہ ہوسکتا ہی بخلاف ایسے اقرار استیفاء کے جو اُس سے متعلق کہ اسمین دوسرے کی طرف سے نائب نہوگا ولیکن واضح ہو کہ کل مال کا استحقاق ایک وارث پر اُسوقت ثابت ہوگا کہ جب کل اُسکے قبضہ مین ہو ایسا ہی جامع مین مذکور ہی کذا فی الهدایہ

چھبیسوان باب قید اور پیچھا پکڑنے کے بیان مین - اگر ایک شخص دوسرے کو قاضی کے پاس لایا اور اُسپر اپنا مال گواہی سے یا اُس کے اقرار سے ثابت کیا تو بدون درخواست مدعی کے قاضی قرضدار کو قید نہ کریگا اور یہی ہمارا مذہب ہی اور اگر مدعی نے درخواست کی تو پہلی مرتبہ اُسکو قید نہ کریگا بلکہ حکم دیگا کہ اُٹھکر مدعی کو راضی کرلے پھر اگر دوبارہ آیا تو قید کردیگا اور کتاب الاقضیہ مین دونون قرضون مین کہ اقرار سے ثابت ہوا ہو یا گواہون سے ثابت ہوا ہو کچھ فرق نہین کیا کہ قید کرنے مین دونون برابر ہین اور اسی کو خصاف رہ نے اختیار کیا ہی اور ہمارا مذہب یہ ہی کہ اگر گواہی سے ثابت ہوا تو اول ہی مرتبہ قید

کردیگا اور اقرار مین اول مرتبہ قید نہ کریگا جب تک کی اُسکی نادہندگی اور دیرکرنا ظاہر نہو اور دوسری بار مین بعضے روایت مین ہی کہ قید کریگا اور بعضے مین ہی کہ نہین بلکہ تیسری بار مین قید کریگا۔ اور جب قید کرنیکا وقت آیا اور قاضی اُسکی آسودگی کو جانتا ہی تو اُسکو قید کردیگا اور اگر نہین جانتا ہی تو اُس سے دریافت نہ کریگا کہ تیرے پاس مال ہی یا نہین اور یہی ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب ہی اور مدعی سے اُسکا حال دریافت کرنے مین ہمارے اصحاب سے ظاہر مذہب یہ ہی کہ نہ دریافت کریگا مگر اُس صورت مین کہ مدعاعلیہ اسکی درخواست کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر قرضدار نے مدعی سے اپنی آسودگی دریافت کرنے کی قاضی سے درخواست کی تو قاضی بالاجماع اُس سے دریافت کریگا پس اگر قرضخواہ نے کہا کہ وہ تنگدست ہی تو قید نہ کریگا کیونکہ اگر بعد قید کردینے کے اُسکی تنگدستی کا اقرار کرتا تو قید سے رہا کیا جاتا پھر پہلے سے اقرار کرنے سے قید نہ کیا جاویگا۔ اگر قرضخواہ نے کہا کہ اسکو بقدر قدرت ہی کہ میرا قرض ادا کردے اور قرضدار نے کہا کہ مین تنگدست ہون تو بعضے مشائخ نے کہا کہ قرضدار کا قول لیا جائیگا اور بعضون نے کہا کہ اگر قرضہ کسی مال کے بدلے واجب ہوا ہی تو جو شخص آسودگی کا مدعی ہی اُسکا قول معتبر ہوگا اور یہ امام اعظم رح سے مروی ہی اور اسی پر فتوی ہی کیونکہ بدل پر وہ قادر تھا تو اب قدرت زائل ہوجانے مین اُسکا قول مقبول نہوگا اور اگر قرضہ کسی مال کے بدلے نہین واجب ہوا تو قرضدار کا قول معتبر ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ جو قرضہ اسکے معاملہ عقد سے واجب ہوا ہو اسمین اُسکا قول کہ مین تنگدست ہون معتبر نہوگا اگرچہ یہ مال کے عوض نہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور جب معلوم ہوگیا کہ اُسی قرضہ کے عوض قید کیا جائیگا جو کسی مال کے عوض واجب ہوا ہی تو جاننا چاہیے کہ مفتی بہ قول کے موافق مہر اور کفالت کے عوض قید نہوگا اور یہ برخلاف اُسکے ہی کہ جو مصنف نے صاحب ہدایہ کی اتباع سے اور طرسوسی نے انفع الرسائل مین لکھا ہی کہ یہی مفتی بہ ہی پس جو اُسنے اپنے عقد سے اپنے اوپر لازم کیا اور عوض مال نہ تھا فتوی مختلف ہی پس اُسپر عمل ہوگا جو متون مین ہی کیونکہ جب متون اور فتاوے مین اختلاف واقع ہو تو متون پر عمل ہوتا ہی کذا فی البحرالرائق۔ امام محمد رح نے کتاب الحوالہ مین فرمایا کہ سب قرضون کے عوض کوئی ہو قید ہوگا خواہ بھائی ہو یا چچا یا بہن یا شوہر یا زوجہ عورت ہو یا مرد مسلمان ہو یا ذمی یا حربی جو امان سے داخل ہوا ہی خواہ تندرست ہو یا اپاہج خواہ لنگڑا ہو یا اُسکا ہاتھ خشک ہوگیا ہو یا ہاتھ کٹا ہوا ہو ولیکن ماں و باپ بیٹے کے قرضہ کی بابت قید نہین ہوتے ہین اور اسی طرح دادی و دادا وغیرہ بزرگ رشتے کے قید نہین ہوتے ہین اور امام ابو یوسف رح سے ایک روایت ہی کہ قید ہونگے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جسپر نفقہ دینا واجب ہو اور وہ انکار کرے تو قید ہوگا خواہ باپ ہو یا ماں یا دادی یا دادا یا شوہر اور رہا مکاتب و غلام تاجر اُنکی قید کی یہی صورت ہی جو ہم نے بیان کردی ہی اور غلام اپنے مالک کے واسطے قید نہین ہوتا ہی اور نہ مالک غلام کے واسطے جبکہ اُسپر قرض نہو اور اگر قرض ہو تو قید ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور آزاد لڑکے کی نسبت بعضے مشائخ کی رائے ہی کہ قید ہو اور انھون نے اُسکو بمنزلہ بالغ کے ٹھہرایا ہی اور بعضون نے فرمایا کہ اگر اُسکا وصی موجود ہو تو تادیباً قید ہوگا کہ پھر ایسا نہ کرے اور اپنے وصی کو مجبور کرے کہ جلد قرضہ ادا کیا کرے اور اگر اُسکا باپ یا وصی نہو تو قید نہوگا اور اگر لڑکا ایسا ہو کہ اُسکو تصرفات سے ممانعت ہو تو بعض مقام پر مذکور ہی کہ اگر اُسکا باپ یا وصی ہی تو باپ یا وصی اُسکے قرضہ کے عوض قید ہوگا اور اگر وصی یا باپ نہو تو قاضی ایک شخص دانستہ کو مقرر کرکے بقدر قرضہ کے اُسکا مال فروخت کراکے قرضہ ادا کریگا یہ ملتقط مین لکھا ہی۔ اور مکاتب اپنے مالک کو قید کراسکتا ہی مگر سوائے اُس قرضہ کے جو مال کتابت کی جنس سے ہو۔ اور مالک اپنے مکاتب کو قید نہین کرائیگا خواہ مال کتابت کے عوض ہو یا غیر مال کتابت کے اور ابن سماعہ رح نے روایت کی ہی کہ مال کتابت کے سوائے مین قید کراسکتا ہی اور پہلا ہی قول صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور مسلمان ذمی کے قرضہ کے عوض اور ذمی مسلمان کے قرضہ کے عوض قید ہوسکتا ہی اور یہی حال اُس حربی کا ہی جو امان لیکر آیا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور

حدود و قصاص مین اگر گواہ قائم ہون تو اُسوقت تک حوالات مین رہیگا جب تک گواہون کی تعدیل ہو اور اگر گواہ نہ قائم ہون تو اُنکے قیام سے پہلے قید نہوگا پس اگر ایک گواہ عادل نے گواہی دی تو امام اعظم رح کے نزدیک قید ہوگا اور صاحبین کے نزدیک حد قذف اور قصاص مین حوالات نہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ دیت اور ارش کے عوض کسی کی مددگار برادری قید نہوگی و لیکن یہ دیت اُنکے عطیات سے وصول کیجائیگی اور اگر اُنکے پاس عطیات نہون کہ جو اُنکو جاگیر و زمین عطیہ مین ملی ہو اور ادا کرنے سے بھی اُنھون نے انکار کیا تو قید کیے جاینگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر قصاص مین مدعی نے قسم طلب کی اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور قسم نہ کھائی تو امام اعظم رح کے نزدیک قید کیا جائیگا اور یہی حکم ہی کہ اگر قسامت مین قسم طلب کی اور اُسنے انکار کیا ہو۔ اور دعار وغیرہ جو لوگ مسلمان کو ڈراتے ہین اور اہل فساد سب قید ہونگے یہانتک کہ وہ توبہ کرین اور ظاہر کرین۔ دعار اُس شخص کو کہتے ہین کہ جو لوگون کے مال یا جان یا دونون کے تلف کرنیکا قصد کرے پس جب اُس سے جان و مال کا خوف ہو تو وہ قید خانہ مین یہانتک پڑا رہے کہ توبہ ظاہر کرے۔ عورتون کا قید خانہ علیحدہ ہونا چاہیے تاکہ فتنہ نہ پیدا ہو اور امام اعظم رح سے روایت ہی کہ عورت عورتون کے قید خانہ مین قید ہو لیکن محافظ اُسکا مرد ہوگا۔ مختصر خواہرزادہ رحمہ اللہ مین ہی کہ کیا کفیل بالنفس بھی قید ہوگا جیسا کہ قرضہ مین قید ہوتا ہی تو فرمایا کہ ہان اور جس شخص نے کسی کے حکم سے اُسکی طرف سے مال کی کفالت کی تھی جب وہ قید ہوا تو وہ اصیل کو قید کرا سکتا ہی جیسا کہ ظاہر ہی کہ جب کفیل سے مطالبہ کیا جاوے تو وہ اصیل سے مطالبہ کریگا اور جب اُسکا پیچھا پکڑا جاوے تو وہ اصیل کا پیچھا پکڑ سکتا ہی اور جب کفیل سے مال لے لیا تو وہ اصیل سے لے لیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور ادا کرنے سے پہلے کفیل اپنے اصیل سے مال نہین لے سکتا ہی اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ قرضخواہ کو اختیار ہی کہ اصیل اور کفیل دونون کو قید کرا دے اور ایسا واقعہ پیش آیا تھا کہ اسپر فتوی طلب کیا گیا ہی اور اسی طرح کفیل کا کفیل بھی قید ہو سکتا ہی اگرچہ اسی طرح بہت سے لوگ کفیل ہوتے چلے گئے ہون سب قید ہو سکتے ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر ایک شخص قرضہ کے معاملہ مین قید ہوا پھر دوسرا شخص آیا اور وہ بھی اسپر قرضہ کا دعوی کرتا ہو تو قاضی اُسکو قید خانہ سے نکالکر مدعی کے ساتھ حاضر کریگا پس اگر اُسنے اقرار کر لیا یا مدعی نے عادل گواہ پیش کیے تو پھر اُسکو قید مین بھیجدیگا اور دفتر مین لکھدیگا کہ اس مدعی کے قرضہ کے عوض بھی قید ہی یہانتک کہ اگر اُسنے ایک شخص کا قرضہ ادا کیا تو دوسرے کے قرضہ کے عوض بھی قید رہیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ دو شخصون کا ایک شخص پر اسطرح قرض ہی کہ ایک کا تھوڑا ہی اور دوسرے کا بہت ہی تو تھوڑے والے کو اُسکے قید کرانے کا اختیار ہی اور اُسکی بلا رضامندی زیادہ مال والے کو قرضدار کے چھوڑ دینے کا اختیار نہین ہی اور اگر دونون اُسکے قید ہو جانے پر راضی ہوے تو پھر ایک کو اُسکی رہائی کا اختیار نہین یہ بزازیہ مین لکھا ہی قاضی کو نہ چاہیے کہ کسی قیدی کو قرضہ وغیرہ کے عوض مارے اور نہ اُسکو جکڑے اور نہ بیڑی ڈالے اور نہ طوق پہناوے اور نہ پھیلا کر اُسکے ہاتھ پانون باندھے اور نہ اُسکو برہنہ کرے اور نہ آفتاب مین کھڑا کرے اور اگر قرضہ کے قیدی پر قاضی کو بھاگ جانیکا خوف ہو تو اُسکو چورون کے قید خانہ مین قید کر دے لیکن اگر اُسکے اور چورون کے درمیان عداوت ہی اور اُسکے جان کا خوف ہو اور معلوم ہو کہ اگر وہان قید کیا جائیگا تو چور اسکی ایذا کا قصد کرینگے تو وہان نہ بھیجا جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور قرضدار کو اُسکے قرضخواہ کے سامنے اہانت کرنے کے واسطے نہ کھڑا کرے کذا فی الخلاصہ اور اگر قیدی ہمیشہ قید خانہ سے بھاگ جاتا ہو تو قاضی اُسکو چند کوڑے مار کر ادب دیگا یہ ملتقط مین لکھا ہی اور جب قاضی نے کسی قیدی کو قید کیا تو اُسکا نام و نسب دفتر مین لکھے اور مدعی کا نام لکھے اور قرضہ کی تعداد لکھے اور اسطرح لکھے کہ فلان بن فلان اسقدر درمون کے عوض فلان روز فلان مہینہ مین فلان سنہ مین مقید ہوا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے کتاب الحوالہ والکفالہ مین فرمایا کہ اگر کوئی شخص قرضہ کے بابت دو تین مہینہ قید رہا تو پھر قاضی خفیہ حال اسکا دریافت کرے اور اگر چاہے تو قید

ہوتے ہی خفیہ دریافت کرے کذافی المحیط اور واضح ہو کہ اس مدت قید مین روایتین مختلف آئی ہین امام محمد رح سے روایت ہی کہ انھون نے دو سے تین مہینہ تک مدت مقرر کی اور انھین سے یہ بھی روایت ہی کہ چار مہینہ ہی اور حسن رح نے امام اعظم رح سے چھہ مہینہ کی روایت کی اور طحاوی نے ایک مہینہ کی روایت کی ہی اور بہت سے مشائخ نے طحاوی کی روایت کو لیا ہی اور بعضے مشائخ نے کہا کہ اگر قاضی قیدی کو دیکھے کہ اسپر فقیرون کا سا لباس ہی اور اسکے بال بچے قاضی کے پاس اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کرتے ہون اور قرضدار مدعی کے جواب مین نرمی کرتا ہو تو ایک مہینہ قید کرکے پھر اسکا خفیہ حال دریافت کرے اور اگر وہ شخص اپنے مدعی سے سختی کرتا ہو اور سرکشی اس سے ظاہر ہوتی ہو اور اسپر مالداری پائی جاتی ہو تو چار مہینہ سے چھہ مہینہ تک قید کرکے پھر اسکا حال دریافت کرے اور اگر ان دونون صورتون سے بیچ کی راہ چلتا ہو اور درمیانی آثار ظاہر ہون تو دو سے تین مہینہ تک قید کرکے پھر اسکا حال دریافت کرے اور اسی پر شیخ ظہیر الدین مرغینانی فتوی دیتے تھے اور ایسا ہی اپنے چچا شمس الائمہ اوزجندی سے روایت کرتے تھے اور بہت سے مشائخ نے فرمایا کہ اس باب مین کوئی میعاد مقررہ لازم نہین ہی کذافی الذخیرہ اور صحیح یہ ہی کہ یہ قاضی کی رائے پر موقوف ہی اگر چھہ مہینے گذر گئے اور پھر بھی اسکی سرکشی ظاہر ہوئی تو برابر اسکو قید رکھیگا اور اگر ایک ہی مہینہ گذرا اور اسکی عاجزی اور تنگدستی ظاہر ہوگئی مثلاً اسکے مفلس ہونے پر لوگون نے گواہی دی تو اسکو رہا کردیگا۔ پھر جب قاضی نے اسکا حال دریافت کرنا چاہا تو اسکے پڑوسیون اور اہل معاملہ سے جو خبردار ہون دریافت کرے کذافی جواہر الاخلاطی اور پڑوسیون اور اسکے دوستون اور بازاریون مین سے جو لوگ ثقہ ہین اُنسے دریافت کرے فاسقون سے دریافت نہ کرے پس اگر انھون نے کہا کہ ہم اسکے پاس کچھ مال نہین جانتے ہین تو یہ کافی ہی لیکن اس سے اسکی رہائی کر دیجاوے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی شیخ امام نے اپنی شرح مین فرمایا کہ قید کرنے کے بعد قاضی کا یہ دریافت کرنا بطور احتیاط کے ہی واجب نہین ہی پھر جب دریافت کیا اور گواہ قائم ہوئے کہ یہ مفلس ہی تو قاضی اسکو قیدخانہ سے نکال دیگا اور اس گواہی مین لفظ شہادت یا گواہی کی ضرورت نہین ہی صرف خبر دینا کفایت کرتا ہی اور اگر ایک ثقہ نے خبر دی تو کافی ہی اور دو مین احتیاط ہی کذافی جواہر الاخلاطی اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر جھگڑے کی حالت نہو مثلاً قرضخواہ و قرضدار مین یہ جھگڑا نہوا ہو کہ مطلوب نے تنگدست ہوجانیکا دعوی کیا ہو اور طالب نے اُسے فراخ دست تبلایا ہو تو ضرور ہی کہ گواہ قائم ہون اور اگر گواہون نے کہا کہ یہ تنگدست ہی تو اسکو چھوڑ دیگا اور یہ گواہی نفی پر نہین ہی کیونکہ بعد فراخی کے تنگدستی پیدا ہوسکتی ہی تو گواہی امر حادث پر ہوئی نہ نفی پر کذافی الذخیرہ۔ اگر قید کرنے سے پہلے ایک عادل یا دو عادلون نے اسکی تنگدستی کی خبر دی تو دو روایتین آئی ہین ایک مین قبول کرے اور قید نہ کرے اور خصاف رح کی روایت مین قبول نہ کرے اور قید کرے اور عامہ مشائخ اسی طرف گئے ہین اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور خانیہ مین ہی کہ جب وہ چھوڑ دیا گیا تو قرضخواہ کو اسکا پیچھا پکڑنے مین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ اسکو پیچھا پکڑنیکا اختیار ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ پیچھا پکڑنے کی صورت مین جتنے قول ہین انمین سے بہتر یہ قول ہی کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ آمد و رفت مین اسکا پیچھا پکڑے اور اسکو اپنے اہل و عیال مین جانے سے منع نہ کرے اور صبح و شام آنے جانے اور وضو و پائخانے سے نہ روکے اور فتاوے عتابیہ مین ہی کہ اسکے گھر کے دروازے پر بیٹھا رہے حتی کہ وہ نکلے اور اُسے یہ اختیار نہین ہی کہ اسکو کسی جگہ قید کرے کہ یہ حق اسکو نہین پہونچتا ہی اور ہشام نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ اگر اسطرح پیچھا پکڑنا قرضدار کے اہل و عیال کو مضر ہو حالانکہ وہ شخص پھیری مین پانی پلا کر کماتا تھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین قرضخواہ کو حکم دونگا کہ اپنا غلام اسکے ساتھ کرے اور اسکے یومیہ روزی کمانے سے منع نہ کرونگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر قرضخواہ چاہے تو اسکو چند روز چھوڑ دے پھر اسکا پیچھا پکڑے پھر مین نے دریافت کیا کہ اگر وہ شخص سقا ہو تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر وہ

ایسا کام ہو کہ باوجود قرضخواہ کے ساتھ چپٹے رہنے کے اُسکو انجام دیسکتا ہو تو اُسکے ساتھ رہے اور جہان بیٹھے وہین وہ اپنا کام انجام دیوے اور اگر ایسا کام کرتا ہو کہ جسمین وہ اودش ہو تو تخلّا طلب کرے پس اگر قرضخواہ کے ساتھ رہنے مین اُسکے اہل وعیال کے رزق مین نقصان آتا ہو تو مین اُس سے کفیل بالنفس لے لونگا اور کہونگا کہ جا کر خداتعالے سے اپنی روزی ڈھونڈھے اور کتاب الاقضیہ مین ہو کہ اگر اُسکی روزی پانی وغیرہ پلانے پر ہو تو قرضخواہ اس سے منع نہین کرسکتا ہو پس اگر خود اُسکا پیچھا پکڑے یا نائب یا غلام کو حکم دے ولیکن اگر اُسکے عیال کی قدر روزی اپنے پاس سے اُسکو دیدے تو اُسکو منع کرسکتا ہو اور یہی کتاب الاقضیہ مین لکھا ہو کہ قرضدار کو صبح وشام کے کھانے اور پائخانے جانے سے بھی منع نہین کرسکتا ہو ولیکن اگر اُسکو کھانا دیدے اور پائخانے کی دوسری جگہ رکردے تو منع کرسکتا ہو اور خانیہ مین لکھا ہو کہ اگر قرضدار نے کہا کہ مین تیرے غلام کے ساتھ نہین بیٹھتا ہون تیرے ساتھ بیٹھونگا تو بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار ہو اور صحیح یہ ہو کہ ساتھ رہنے مین قرضخواہ کو اختیار ہو خواہ خود ساتھ رہے یا دوسرے کو ساتھ کرے اور ذخیرہ مین لکھا ہو کہ قاضی امام ابو علی نسفی رہ نے فرمایا کہ ہمارے مذہب مین یہ ہو کہ مسجد مین قرضدار کی دامنگیر ہو کر نہ بیٹھے کیونکہ مسجدین اسواسطے نہین ہین صرف اللہ تعالے کے ذکر کرنے کے لیے ہین اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی سے منقول ہو کہ قرضخواہ رات مین قرضدار کا پیچھا نہ پکڑے اور اگر وہ شخص رات مین کماتا ہو تو رات مین اُسکے ساتھ رہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو خصاف رہ نے ذکر کیا ہو کہ اگر ایک شخص نے اپنے قرضدار کو قید کرایا پھر خود غائب ہو گیا پھر قاضی نے اُسکا حال دریافت کیا تو تنگدست پایا پس قاضی اُس سے کفیل بالنفس لیکر اُسکو رہا کردیگا کیونکہ اکثر قرضخواہ کا اسطرح غائب ہوجانا قرضدار کے ضرر پہونچانے کی غرض سے ہوتا ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور امام محمد رہ سے روایت ہو کہ اگر قرضدار قرضخواہ کے حق کا اقرار کرتا ہو تو قرضخواہ کو اُسکا پیچھا پکڑنیکا اختیار ہو اگرچہ قاضی نے اُسکے ساتھ رہنے کا حکم نہ کیا ہو اور نہ اُسکو مفلس قرار دیا ہو پس اگر قرضدار نے کہا کہ میرا پیچھا چھوڑدے اور مجھے قید کرادے اور قرضخواہ نے انکار کیا تو اُسکو اختیار ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور قرضخواہ کو یہ اختیار نہین ہو کہ قرضدار کو دھوپ مین یا برف پر یا ایسی جگہ جو اُسکو مضر ہو کھڑا کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ امام محمد رہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر عورت قرضدار ہو تو اُسکا پیچھا پکڑنے کی کیا صورت ہو فرمایا کہ قرضخواہ کو حکم دونگا کہ ایسی عورت مقرر کرے جو ہر وقت اُسکے ساتھ ساتھ اُسکا پیچھا لیے رہے پھر دریافت کیا کہ اگر قرضخواہ کو ایسی عورت نہ ملے تو فرمایا کہ اُسکو حکم دونگا کہ اُسکے ساتھ ایسی عورت کردے جو اُسکے گھر مین ساتھ رہے اور تو اُسکے دروازہ پر بیٹھا رہیگا یا خود قرضدار عورت فقط تنہا اپنے گھر مین رہے اور قرضخواہ اُسکے دروازہ پر رہے پھر امام محمد رہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر عورت کے بھاگ جانیکا خوف ہو تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ مرد کو اس سے زیادہ اختیار نہین ہو کہ اور ابن رستم نے روایت کی ہو کہ جس مقام پر فتنہ کا خوف نہو وہان چاہے مرد کو اُسکے ساتھ کرے خواہ عورت کو اور یہ حکم دن مین ہو مگر رات مین لامحالہ عورت کو ساتھ رکھے اور حاصل یہ ہو کہ عورت کے پیچھا پکڑنے مین ہر طرح فتنہ سے بچنے کا لحاظ رکھا جائیگا۔ ہلال نے کتاب الوقف مین ذکر کیا ہو کہ اگر مدت گذرنے کے بعد گواہون نے اُسکے فقیر ہونے کی گواہی دی تو قاضی اُسکو رہا نہ کریگا جب تک کہ پوشیدہ دریافت نہ کرے اور یہ بہتر ہو پس اگر پوشیدہ خبر اور گواہی مطابق ہوئی تو بھی رہا نہ کریگا جب تک کہ قیدی سے قسم نہ لے پھر رہا کردیگا اور اگر پوشیدہ خبر اور گواہی مین اختلاف ہوا تو عادل کے پوشیدہ خبر کو لیگا یہ محیط مین لکھا ہو اور امام قاضی خان نے جامع صغیر مین لکھا ہو کہ اگر قاضی نے قید کرنے کے بعد مدت گذرنے سے پہلے دریافت کرنا چاہا تو اُسکو یہ اختیار ہو اور اگر گواہی اسوقت پیش ہوئی تو بالاجماع مقبول ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ اگر قیدی نے اپنے افلاس کے گواہ پیش کیے اور مدعی نے اُسکی فراخ دستی کے گواہ پیش کیے تو مدعی کے گواہ مقبول ہونگے اور امام محمد رہ نے افلاس کی گواہی کی کیفیت کسی کتاب مین نہین

بیان فرمائی اور خصاف رحمہ نے یون بیان فرمائی ہو کہ گواہون کو یون گواہی دینا چاہیے کہ ہم اسکے پاس کوئی ایسا مال یا اسباب نہین جانتے ہین کہ جس سے یہ فقیر نہ رہے اور فقیہ ابو القاسم نے اسطرح بیان فرمائی ہو کہ یون گواہی دین کہ یہ مفلس نادار ہی کہ ہمکو سوائے اسکے تن کے کپڑے اور رات کے کپڑے کے اسکے پاس کچھ نہین معلوم ہی اور ہم نے اسکا حال ظاہر اور پوشیدہ دونون طرح دریافت کیا ہی پھر جب اسکی تنگدستی دریافت ہوگئی تو پھر قاضی کو جب تک اسکا کچھ مال دریافت نہو اسکو قید نہ کریگا اور اگر قید کی میعاد گذر گئی اسکے بعد گواہ قائم ہوے کہ مفلس ہی اور قرضخواہ غایب تھا تو قاضی اسکی حاضری کا انتظار نہ کریگا اور کفیل لیکر اسکو رہا کردیگا کذا فی المحیط- اگر قیدی کی مفلسی کے گواہ قائم ہوے اور پہلے اس سے کہ قاضی اسکے افلاس کا حکم دیوے قرضخواہ نے اسکو چھوڑ دیا مگر قیدی نے قاضی سے کہا کہ میرے گواہون پر مدعی کے سامنے میرے افلاس کا حکم دے تو قاضی اسکی درخواست منظور کریگا تاکہ قرضخواہ اسی وقت اسکو پھر قید نہ کرلیوے اور تاکہ دوسرا قرضخواہ اسکو قید نہ کرالیوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- اگر ایک شخص دو شخصون کے قرضہ کی وجہ سے قید ہو پھر اسنے ایک کو ادا کردیا تو جب تک دوسرے کو ادا نہ کردے قید سے رہا نہو گا اور یہ مسئلہ اسکی دلیل ہی کہ قیدی کو اختیار رہی کہ قرض ادا کرنے مین بعضے قرضخواہون کو اختیار کرے یعنی بعض کو دے اور بعض کو نہ دے اور فتاوی نسفی مین صریح لکھا ہو کہ ایک شخص پر تین آدمیون کے ہزار درم قرض ہین ایک کے پانچسو درم اور دوسرے کے تین سو درم اور تیسرے کے دوسو درم ہین پھر قرضخواہون نے جمع ہو کر اسکو قاضی کے یہان قید کرایا اور اسکا مال صرف پانچسو درم ہین تو اسکا مال قرضخواہون نے تقسیم ہونے کی بابت فرمایا کہ اگر قرضدار خود حاضر ہو تو جس طرح چاہے اپنی خالص ملکیت کو تقسیم کرے اور اسکو اختیار ہی کہ بعضے قرضخواہون کو مقدم کرے اور بعض کو اختیار کرے اور بعض کو نہ دے اور اگر وہ شخص حاضر نہو تو قاضی کو اختیار نہین ہو کہ بعضے قرضخواہون کو مقدم کرے وہ صرف انکے حصہ کے موافق تقسیم کریگا- عورت نے اگر اپنے مہر یا قرض کے عوض شوہر کو قید کرایا پس شوہر نے کہا کہ اسکو میرے ساتھ قید کر کیونکہ قید خانہ مین ایسا ٹھکانا ہی تاکہ وہ میرے ساتھ رہے تو خصاف رحمہ نے ذکر کیا ہو کہ اسکے ساتھ قید نہ کریگا اور ہمارے زمانہ کے بعض قاضیون نے فساد زمانہ کی وجہ سے قید کرنا اختیار کیا ہی کیونکہ جب وہ تنہا ہوگی تو جہان چاہیگی جاویگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- نوادر بن سماعہ مین امام محمد رحمہ سے روایت ہی کہ ایک شخص مرگیا اور اسکے وارثون مین بڑے ہین اور چھوٹے ہین اور میت کا کسی شخص پر قرض ہی اسکے عوض بڑے بیٹے نے قید کرایا پھر اسکو رہا کرانا چاہا تو جب تک قاضی نابالغون کی طرف سے اس سے مضبوطی نہ کرلے رہا نہ کریگا- قیدی قید خانہ سے رمضان کا مہینہ آنے کی وجہ سے نہ نکالا جائیگا اور نہ عید کے واسطے اور نہ بقرعید کے واسطے اور نہ جمعہ کے واسطے اور نہ فرض نماز کے واسطے اور نہ حج فرض کے واسطے اور نہ اسکے بعضے رشتہ دارون کے جنازہ کی نماز کے واسطے نکالا جائیگا اگرچہ وہ اپنے نفس کا کفیل دیوے یہ محیط مین لکھا اور نہ مریض کی عیادت کے واسطے نکالا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی اگر قیدی کا والد یا کوئی بچہ مرگیا اور وہان کوئی تجہیز و تکفین کرنے والا نہین ہی تو قیدی کو قاضی قید خانہ سے نکالیگا اور یہی صحیح ہی اور اگر کوئی شخص وہان تجہیز و تکفین کرنے والا ہو تو اسکے نکالنے کی کوئی وجہ نہین ہی اور بعض نے کہا ہی کہ قیدی سے کفیل لیکر اسکو والدین کے اور دادا دادی ایسے بزرگون اور اولاد کی نماز جنازہ کے واسطے باہر نکالا جاوے اور غیرون کے واسطے نہ نکالا جاوے اور اسی پر فتوے ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہو اور کبری مین لکھا ہی کہ بعض نے کہا ہی والدین اور اجداد اور جدات اور اولاد کے جنازہ کے واسطے نکالنے مین ڈر نہین ہی اور انکے سوا کے واسطے نہ نکالا جاوے اور فتوی اسپر ہی کہ قرابتی ناتے کے واسطے کفیل لیکر نکالا جاوے انتہے امام ابوبکر اسکاف رحمہ سے روایت ہی اگر قیدی قید مین مجنون ہوا تو حاکم اسکو باہر نہ نکالے- اور خصاف رحمہ

نے ادب القاضی مین تحریر کیا ہی کہ اگر قیدی مرض مین مبتلا ہوا کہ جس سے وہ بے بس ہوگیا پس اگر اُسکا کوئی خدمت کرنے والا ہو تو قیدخانہ سے نہ نکالا جاوے اور نہ علاج کے واسطے نکالا جاوے اور ایسا ہی امام محمد رہ سے مروی ہو یہانتک کہ مروی ہو کہ اگرچہ مرجاوے یہ بھی امام محمد رہ سے دریافت کیا گیا کذا فی المحیط- اور واقعات ناطفی مین ہو کہ اگر ایسے مرض مین کہ بے بس ہوگیا اور اُسکا کوئی خادم نہین ہو تو قید سے نکالا جاوے ایسا ہی امام محمد رہ سے مروی ہو اور یہ حکم اُس صورت مین ہو کہ گمان غالب مرجانے کا ہو اور امام ابو یوسف رہ سے مروی ہو کہ نہ نکالا جاوے اور قیدخانہ مین اور باہر مرنا برابر ہو اور فتوی امام محمد رہ کی روایت پر ہو کذا فی الخلاصہ- امام محمد رہ نے فرمایا کہ قیدی کو نور دیدیا جاوے اور حمام کے واسطے نہ نکالا جاوے اور اگر اُسکو جماع کی احتیاج ہو تو قیدخانہ مین ایسی جگہ مقرر کرے کہ جسکو کوئی نہ دیکھتا ہو اُسکی زوجہ یا باندی کو بھیجدینے مین کچھ ڈر نہین ہو اور فتاوے عتابیہ مین ہو کہ اگر ایسی جگہ قیدخانہ مین نپاوے تو جماع نہ کرے اور قیدخانہ مین بعضے مشائخ نے کمائی کرنے کی اجازت دی ہو اور بعضون نے اس سے منع کیا ہو اور یہی اصح ہو اور خصاف رہ نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہو اور کبری مین ہو کہ قاضی فخرالدین نے فرمایا کہ آجکل فتوی اسپر ہو کہ کمائی کرنے سے منع نہ کیا جاوے اور قیدی کے پاس اُسکے اہل وعیال وپڑوسی لوگون کو جانے سے منع نہ کیا جاوے ولیکن وہان دیر تک ٹھہرنے کی اجازت نہوگی اور سغناقی مین ہو کہ مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایسا قیدی ہو کہ جسکے پاس مال ہو اور وہ قرضہ ادا کرنے سے انکار کرتا ہو تو اُسکے واسطے چاہیے کہ گھری جگہ قید کیا جاوے کہ فرش وغیرہ کچھ نہو اور نہ کوئی اُسکے پاس جانے پاوے تاکہ اُسکا قلب پریشان ہو پس اگر اُسکے پاس مال ہو اور اُسنے قرض ادا کرنے سے انکار کیا پس اگر اُسکا مال قرضہ کی جنس سے ہو مثلا قرض درم ہین اور مال بھی درم ہین تو بلا اختلاف قاضی اُسکے مال سے قرضہ ادا کردے اور اگر قرض کی جنس سے نہو مثلا قرض درم ہین اور مال اُسکا عروض و دینار و عقار ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک عروض وعقار کو فروخت نہ کرے اور دینار کے فروخت کرنے مین ایک روایت قیاس ہو اور روایت استحسان ہو ولیکن قاضی اُسکو برابر قید رکھے تاکہ وہ خود اُسکو فروخت کرے اور قرضہ ادا کرے اور صاحبین کے نزدیک قاضی اُسکے دینار اور عروض کو فروخت کرے اور اسمین ایک ہی روایت ہو اور عقار کے فروخت کرنے مین دو روایتین ہین اور خانیہ مین لکھا ہو کہ صاحبین کے نزدیک ایک روایت مین مال منقول کو فروخت کردے اور یہی صحیح ہو اور فروخت کرنا ترتیب وار ہوگا کہ پہلے دینارون کو فروخت کرے پھر عروض کو علے ہذا القیاس یہانتک کہ قرض پورا ادا ہوجاوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو کتاب العین والدین مین مذکور ہو کہ دینارون کے قرضخواہ نے اگر قرضدار کے درمون پر قابو پایا یا اُسکے برعکس واقع ہوا تو اُسکو اختیار ہو کہ لیوے اور یہ امام اعظم رہ کا مذہب ہو اور امام ابو یوسف رہ و امام محمد رہ کے نزدیک قاضی اُسکے مال کو فروخت کرے ولیکن پہلے دینارون کو فروخت کرے پھر اگر قرض پورا نہو تو عروض کو فروخت کرے پھر اگر قرض اس سے بھی پورا ادا نہو تو عقار کو فروخت کرے اور بدون اسکے عقار کو فروخت نہ کرے اور یہ قول صاحبین کا بنا بر ایک روایت کے ہو نہ دوسری روایت کے اور بعضون نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک عروض مین بھی پہلے وہ فروخت کرے کہ جسکے تلف ہوجانے کا خوف ہو پھر وہ فروخت کرے جسکے تلف ہونے کا خوف نہین ہو پھر عقار کو فروخت کرے اگر قرضدار کے پاس ایسے کپڑے ہین کہ وہ اس سے گھٹے ہوئے کپڑے پر کفایت کرسکتا ہو تو قاضی اُنکو فروخت کرے اور اُسکا قرضہ اُنکے کچھ درمون مین سے ادا کرے اور باقی درمون سے اُسکے لیے دوسرا کپڑا خریددے اور علے ہذا القیاس اگر اُسکے پاس مکان ایسا ہو کہ اُس سے کمتر پر بسر کرسکتا ہو تو فروخت کرکے اُسمین سے کچھ دامون سے قرضہ ادا کرے اور باقی سے اُسکے لیے کوئی مکان خریددے- اور اسی سے بعضے مشائخون نے کہا ہو کہ قاضی اُسکی ہر چیز کو جسکی بالفعل ضرورت نہین ہو فروخت کرسکتا ہو جیسے کہ گرمیون مین نمدہ اور جاڑون مین نطع فروخت کردے اور اگر اُسکے پاس لوہے یا پیتل کی انگیٹھی ہو تو فروخت کرکے مٹی کی خریددے- پھر کس قدر مال قرضدار کے واسطے چھوڑا جاوے اور کسقدر فروخت

کیا جائے اسکی کوئی روایت امام محمد رح سے کسی کتاب مین نہین آئی ہو اور عمر بن عبدالعزیز رض سے تین روایات ہین ایک روایت مین اُسکے پہننے کے کپڑے اور گھر رہنے کا اور خادم اور سواری چھوڑ دیجاوے کہ انکی ضرورت ہو اور دوسری روایت مین سواری نہین ہو یعنی نہ چھوڑی جائے اور اسی کو بعض قاضیون نے اختیار کیا ہو اور تیسری روایت مین ہو کہ تمام مال اُسکا فروخت کیا جاوے اور مزدوری کرائی جاوے اور مزدوری اُسکے قرضخواہون کو دیجاوے اور ظاہر الروایت مین ہمارے اصحاب سے اُس سے مزدوری نہ کرائی جاوے مگر ایک روایت ابو یوسف رح سے آئی ہو ولیکن اگر اُسنے خود مزدوری کی تو بقدر اُس دن کی روزی کے اُسکے اہل وعیال کے واسطے اُسکو دیجاویگی اور باقی اُسکے قرضخواہون کو دیجاویگی اور بعضے قاضی کہتے ہین کہ اگر وہ شخص گرم ملک مین ہو اور گرمی ہو تو سوائے اُسکے آزار کے باقی سب فروخت کیا جاوے اور سردی کی جگہ مین ہو تو بقدر اسکے کہ سردی سے بچے باقی فروخت کیا جاوے حتے کہ اُسکا جبہ اور عمامہ کے سوا سب فروخت کیا جاوے اور بعض مشائخ نے کہا کہ ایک جوڑا کپڑا اُسکے واسطے چھوڑ دیا جاوے اور باقی فروخت کیا جاوے اور اسی کو شمس الائمہ حلوائی نے اختیار کیا ہو اور بعضے مشائخ نے کہا کہ دو جوڑے کپڑے اُسکے لیے چھوڑے جاوین کہ دوسرا نہا کر بدلے اور اسی کو شمس الائمہ سرخسی نے اختیار کیا ہو۔ حسن نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہو کہ اگر قاضی کے امین نے قرضدار کا اسباب قرضہ مین فروخت کیا اور ثمن پر قبضہ کیا اور وہ تلف ہوگیا پھر مبیع مشتری سے استحقاق مین لی گئی تو مشتری قرضخواہ سے لیوے اور قرضخواہ قرضدار سے لیوے اور مشتری قرضدار سے نہین لے سکتا ہو۔ قیدی کا دوسرے شخص کے واسطے قرضہ کا اقرار کرنا صحیح ہو مگر پہلے اُس سے قسم لیجاوے کہ واللہ یہ بطور تلجیہ کے نہین ہو اور یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہو اور اگر قیدی نے کسی چیز کے فروخت کا اقرار کیا تو مشتری سے اللہ تعالے کی قسم لیجاویگی کہ مین نے اُس سے بطور بیع صحیح کے خریدا ہو اور ثمن دیدیا جاے اور بطور تلجیہ کے نہین ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ قرضدار عورت کا اس غرض سے نکاح نہ کیا جاوے کہ اُسکے مہر سے قرضہ ادا کیا جاوے یہ ملتقط مین لکھا ہو۔ نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہو کہ ایک شخص تنگدست ہو اور اسپر قرض ہو اور اسکا قرض ایک شخص مالدار پر ہو تو اس تنگدست پر جبر کیا جاویگا کہ اپنے قرضہ کا مالدار پر تقاضا کرے پس اگر اُسنے تقاضا کرکے مالدار قرضدار کو قید کرایا تو قاضی اس تنگدست کو قید نہ کریگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر تنگدست کا قرض کسی پر ہو تو قاضی اُسکے قرضدار کو گرفتار کریگا اور اُسکا قرضہ وصول کرکے اُسکے قرضخواہون کو ادا کر دیگا ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ اگر ایک شخص قرضہ کی بابت قید ہو اور معلوم ہوا کہ اسکا مال اس شہر مین نہین ہو بلکہ دوسرے شہر مین ہو تو قرضخواہ سے کہا جاویگا کہ اسکو قید سے نکالکر اس سے ایک کفیل لے لے اور اس سے کہے کہ جاکر اپنا مال فروخت کرکے قرضخواہ کا قرضہ ادا کرے پس اگر اُسکو نکالا اور وہ نہ نکلا اور فروخت کرنے کو وہان نہ گیا تو قید کیا جاوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ واضح ہو کہ قید ہونے کے واسطے کچھ مقدار مال کی مقرر نہین ہو حتے کہ ایک درم اور اس سے کم مین قید ہوسکتا ہو کیونکہ اسکا نہ دینے والا بھی ظالم ہو یہ نہایہ مین مبسوط سے منقول ہو۔ اگر دونون خصم نے قاضی کے سامنے آپسمین گالی گلوج کی اور بے ادبی کی تو چاہیے کہ اُنکو قید کرے یا تعزیر دے تاکہ پھر ایسی حرکت قاضی کے سامنے کوئی نہ کرے اور عفو کرنا بہتر ہو۔ اور اگر ایک نے ایسا کیا تو بدون دوسرے کی درخواست کے قاضی اُسکو تعزیر نہ دے ولیکن اُسکو اس حرکت سے منع کرے۔ اگر ایک شخص لوگون کو گالی دیتا ہو پس اگر ایک مرتبہ ایسا کیا تو سمجھا دیا جاوے اور اگر عادت ہو تو پیٹا جاوے اور قید کیا جاوے یہانتک کہ اس حرکت کو چھوڑ دے

کذافی البزازیہ

ستائیسوان باب کس کس سبب کے ساتھ حکم قاضی رد کیا جاتا ہو اور کب نہین رد ہوتا ہو۔

یہان دو باتون کا لحاظ واجب ہو ایک تو یہ کہ قضای قاضی اگر کسی سبب صحیح کے اعتماد پر واقع ہوئی پھر بعد کو وہ سبب باطل ہوگیا تو حکم قاضی باطل

نہوگا۔ اور اگر ثابت ہوکہ اصل مین کوئی سبب نہ تھا ولیکن ظاہر مین معلوم ہوتا تھا اور اسی بنا پر حکم ہوا تو بھی امام اعظم رح اور امام ابو یوسف کے دوسرے قول کے موافق حکم قاضی باطل نہوگا اور امام ابو یوسف رح کے پہلے قول کے موافق اور یہی قول امام محمد رح کا ہی کہ قضا باطل ہوگی دوسری بات یہ کہ اگر مشتری کے پاس بیع مین استحقاق پیدا ہو تو پہلی بیع متوقف ہوتی ہی یعنی اگر مستحق نے اجازت دی تو جائز ہوجاتی ہی اور پہلی بیع کا فسخ ہو جانا واجب نہین ہی۔ امام محمد رح نے زیادات مین فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خریدی اور ہنوز اُسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ کسی آدمی نے اپنے استحقاق کے گواہ پیش کیے اور بائع اور مشتری دونون سامنے حاضر تھے اور قاضی نے باندی کا مستحق کے واسطے حکم کیا۔ پھر بائع اور مشتری نے دعوی کیا کہ اس مستحق نے یہ باندی اس بائع کے ہاتھ فروخت کی تھی اور اسکے سپرد کردی تھی پھر اس بائع نے مشتری کے ہاتھ فروخت کی تھی اور اُسپر گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول ہوگی۔ پس امام محمد رح نے مستحق کے لیے حکم ہونے کے واسطے بائع اور مشتری کا حاضر ہونا شرط کیا ہی اور یہ شرط لازمی ہی حتے کہ اگر فقط بائع حاضر ہوا یا فقط مشتری حاضر ہوا تو قاضی مستحق کو باندی نہ دلا دیگا۔ اور اگر مشتری اور بائع کے پاس مستحق سے خریدنے کے گواہ نہوے اور مشتری نے بیع فسخ کردینے کی قاضی سے درخواست کی تو قاضی منظور کریگا۔ پھر اگر قاضی نے بیع فسخ کردی بعدازان بائع نے مستحق کے اوپر گواہ قائم کیے کہ مین نے مستحق سے یہ باندی خریدی تھی اور مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے خرید کرکے قبضہ کرلیا ہی تو قاضی وہ باندی بائع کو دلا دیگا اور بائع کو اختیار نہوگا کہ مشتری کے ذمہ لازم کرے اور امام محمد رح کا یہ قول کہ بائع نے مستحق پر گواہ قائم کیے اسمین اشارہ ہی کہ انکے مقبول ہونے کی شرط یہ ہی کہ مستحق پر قائم ہون اور اگر مشتری نے باندی پر قبضہ کرلیا پھر گواہ پیش کرکے کسی نے اُسکا استحقاق ثابت کیا تو مستحق کے واسطے حکم کیا جائیگا اور صرف مشتری کا حاضر ہونا شرط ہی۔ اور ظاہر روایت کے موافق اگر مشتری نے فسخ بیع کی درخواست کی تو قاضی فسخ کردیگا اور مشتری بائع سے اپنا ثمن واپس لیگا۔ پھر اگر اسکے بعد بائع نے مستحق پر گواہ قائم کیے کہ مین نے مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے اسکو مستحق سے خریدا ہی اور قبضہ کرلیا ہی تو قاضی وہ باندی بائع کو دلا دیگا اور پہلا حکم قاضی باطل ہوگا حتے کہ بائع کو اختیار ہوگا کہ باندی مشتری کے ذمہ ڈالے اور یہ امام ابو یوسف رح کا پہلا قول ہی اور یہی قول امام محمد رح کا ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک اور امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول کے موافق قضاء قاضی باطل نہوگی اور نہ بائع مشتری کے ذمہ ڈال سکتا ہی۔ پھر امام محمد رح کے نزدیک جب بائع کو پہونچتا ہی کہ باندی مشتری کے ذمہ ڈالے اور بائع نے انکار کیا تو آیا مشتری بھی اُسکو بائع سے لے سکتا ہی یا نہین اس صورت کو امام محمد رح نے یہان ذکر نہ کیا اور مشائخ نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہونا چاہیے اور اسی باب مین امام محمد رح نے آگے جاکر یہی اشارہ کیا ہی۔ یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ قاضی نے بیع فسخ کردی ہو اور اگر صرف بائع اور مشتری نے باہم ملکر بیع فسخ کرلی جبکہ باندی مشتری کے پاس سے استحقاق مین لے لی گئی پھر بائع نے مستحق پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے اُسکو باندی دلا دی تو بلا اختلاف بائع کو اختیار نہین ہی کہ باندی مشتری کے ذمہ ڈالے۔ اور اگر استحقاق پیدا ہونے کے بعد مشتری نے چاہا کہ بدون حکم قاضی و بلا رضامندی بائع کے بیع فسخ کرے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی پس مذہب یہ قرار پایا کہ یہان فسخ صحیح ہونے کے واسطے قاضی کا حکم یا بائع کی رضامندی ضرور ہی۔ اگر استحقاق ثابت ہونے کے بعد مشتری نے قاضی سے فسخ بیع کی درخواست نہ کی ولیکن بائع سے ثمن واپس کرنا چاہا اور اُسنے پھیر دیا پھر بائع نے موافق مذکورہ بالا کے گواہ قائم کیے اور باندی مستحق سے لے لی تو اسکو اختیار نہوگا کہ مشتری کے ذمہ ڈالے اور اگر مشتری کے کہنے سے بائع نے ثمن اُسکو نہ دیا یہانتک کہ دونون نے قاضی کے پاس جھگڑا کیا اور قاضی نے بیع فسخ کرکے بائع کو حکم دیا کہ ثمن مشتری کو واپس کرے پھر ہنوز مشتری نے ثمن لے لیا تھا یا نہ لیا تھا کہ بائع نے موافق مذکورہ بالا کے مستحق پر گواہ قائم کرکے باندی لے لی تو امام محمد رح کے نزدیک اور امام ابو یوسف رح کے قول اول کے

[illegible]

موافق مشتری کے ذمہ ڈال سکتا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام سو دینار کو خریدا اور قبضہ کرکے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور اُسنے قبضہ کر لیا پھر کسی نے دوسرے مشتری پر غلام کا استحقاق ثابت کیا پھر دوسرے مشتری نے مستحق پر گواہ قائم کیے کہ اُسنے غلام اپنے دامون کو پہلے بائع کے ہاتھ فروخت کیا تھا اور اُسکے سپرد کر دیا تھا اور بائع اول نے میرے بائع کے ہاتھ فروخت کیا اور سپرد کر دیا تو ظاہر روایت کے موافق اُسکی گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر دوسرے مشتری نے گواہ نہ قائم کیے ولیکن جھگڑا کرکے اپنے بائع سے اپنا ثمن حکم قاضی سے لے لیا پھر پہلے مشتری نے گواہ قائم کیے کہ مستحق نے اسکو بائع اول کے ہاتھ فروخت کرکے سپرد کر دیا تھا اُسکے بعد مین نے اُس سے خریدا ہو اور حکم قاضی سے وہ غلام مستحق سے لے لیا تو امام محمد رح کے اور امام ابو یوسف رح کے پہلے قول پر اُسکو اختیار ہو کہ مشتری ثانی کے ذمہ لازم کرے اور امام اعظم رح کے قول اور امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول پر اُسکو اختیار نہین ہو اور اگر مشتری اول نے گواہ نہ پائے اور اپنے بائع اول سے قاضی کے حکم سے ثمن واپس لیا پھر بائع اول نے مستحق پر گواہ قائم کیے اور موافق مذکورہ بالا کے غلام اُس سے لے لیا تو امام محمد رح کے اور امام ابو یوسف رح کے پہلے قول پر اُسکو اختیار ہو کہ غلام پہلے مشتری کے ذمہ ڈالے اور ذکر کیا گیا ہو کہ مشتری اول کو امام محمد رح کے اور امام ابو یوسف رح کے اول قول کے موافق اختیار نہین ہو کہ دوسرے مشتری کے ذمہ ڈالے ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خریدا اور قبضہ کرکے ثمن ادا کیا پھر ایک حقدار آیا اور گواہ قائم کرکے مشتری کے ہاتھ سے اُسنے قاضی کے حکم سے وہ غلام لے لیا پھر مشتری نے مستحق پر گواہ قائم کیے کہ جس بائع سے مین نے خریدا ہو اُسکو اس مستحق نے اس غلام کے بیچنے کا حکم کیا تھا یعنے اُسکو وکیل کیا تھا اور اُسنے اُسکے حکم سے بیچا ہو تو گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر اُسنے گواہ نہ قائم کیے اور بائع سے اپنا ثمن واپس لینا چاہا اور قاضی نے واپس کر دینے کا حکم کیا پھر بائع نے مستحق پر گواہ قائم کیے کہ اُسنے مجھے اس غلام کے فروخت کر دینے کا حکم کیا تھا اُسکے بعد مین نے مشتری کے ہاتھ فروخت کیا ہو تو دیکھا جاویگا کہ جو اُسنے مشتری کو دیا ہو وہی ہو جو اُسنے مستحق سے لیا ہو یا اُسکو رکھ لیا اور اُسکے مثل دیا ہو یا جو لیا ہو اُسکو ضائع کیا اور اُسکے مثل ضمان مین دیا ہو تو اُسکی گواہی مقبول نہوگی اور اگر ثمن وکیل کے پاس تلف ہوا اور وکیل نے مشتری کو اُسکے مثل اپنے مال سے دیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی پس جب اُسکی گواہی مقبول ہوگئی تو جو مال اُسنے مشتری کو دیا ہو پھیر لیگا اور اور مستحق سے غلام لیکر مشتری کو دیدیگا اور یہ امام محمد رح کے اور امام ابو یوسف رح کے پہلے قول کے موافق ہو۔ اور اگر مشتری نے یہ غلام دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اُسکے پاس سے مستحق نے لیا اور اُسنے قاضی کے حکم سے اپنا ثمن مشتری اول سے واپس لیا پھر مشتری اول نے گواہ قائم کیے کہ مستحق نے بائع اول کو بیع کا حکم کیا تھا تو گواہ مقبول ہونگے اور مستحق سے وہ غلام لیکر دوسرے مشتری کے ذمہ ڈالیگا اور یہ امام محمد رح کے اور ابو یوسف رح کے قول اخیر کے موافق ہو۔ اور اگر پہلے مشتری نے اسپر گواہ نہ پائے ولیکن اپنے بائع سے اپنا ثمن خواہ حکم قاضی سے یا بلا حکم قاضی کے واپس لیا پھر بائع اول نے مستحق پر اُسکے حکم دینے کے گواہ قائم کیے تو اسمین وہی صورتین نکلتی ہین جو ہمنے پہلے مسئلہ مین بیان کی ہین یہ محیط مین لکھا ہو۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک باندی بعوض ہزار درم رہن کی اور یہ ہزار درم مرتہن کے اُسپر آتے تھے اور مرتہن نے باندی پر قبضہ کر لیا پھر بلا اجازت مرتہن کے راہن نے وہ باندی لیکر کسی کے ہاتھ فروخت کرکے اُسکے سپرد کر دی پھر مرتہن نے اُسکے رہن ہونے پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور آیا مرتہن اس بیع کو فسخ کر سکتا ہو یا نہین اسمین امام محمد رح سے روایت ہو کہ فسخ کر سکتا ہو اور صحیح یہ ہو کہ فسخ نہین کر سکتا ہو۔ ولیکن مشتری کو اختیار ہو کہ چاہے بیع فسخ کر دے یا اسقدر صبر کرے کہ راہن فک رہن کرے اُسوقت مشتری باندی کو لے لے۔ پس اگر مشتری نے عقد کا فسخ کرنا اختیار کیا اور قاضی نے عقد فسخ کرکے ثمن بائع سے اُسکو دلایا پھر بائع نے مرتہن کو زر رہن دیدیا اور باندی لے لی تو اُسکو اختیار نہین ہو کہ مشتری کے ذمہ ڈالے۔ اور اگر راہن نے زر رہن ادا کر دیا تھا اور باندی لیکر اس مشتری کے ہاتھ فروخت

کی پھر مرتہن نے زر رہن وصول پانے سے انکار کیا اور قاضی نے اُسکے پاس باندی رہن ہونے کا حکم دیدیا اور مشتری نے قاضی سے فسخ بیع کی درخواست کی اور قاضی نے فسخ کرکے ثمن اُسکو دلادیا پھر بائع نے گواہ قائم کیے کہ مین نے زر رہن ادا کرکے باندی پھیر کر مشتری کے ہاتھ فروخت کی تھی اور قاضی کے حکم سے باندی مرتہن سے لے لی اور چاہا کہ مشتری کے ذمہ ڈالے تو کتاب کے بعضے نسخون مین لکھا ہے کہ اگر مشتری نے ہنوز باندی پر قبضہ نہ کیا تھا کہ مستحق نے استحقاق ثابت کرکے باندی لے لی تو اب بائع اُسکے ذمہ نہین ڈال سکتا ہے اور اگر مشتری نے قبضہ کرلیا تھا تو امام محمد رح کے اور امام ابو یوسف رح کے پہلے قول کے موافق اُسکے ذمہ ڈال سکتا ہے بخلاف قول امام اعظم رح کے اور دوسرے قول امام ابو یوسف رح کے۔ اور بعضے نسخون مین لکھا ہے کہ اُسکو اختیار ہے کہ مشتری کے ذمہ ڈالے اور اسمین کوئی تفصیل موافق قول امام محمد اور پہلے قول امام ابو یوسف رح کے نہین فرمائی اور یہی صحیح ہے کذا فی الملتقط۔

اٹھائیسوان باب

گواہی قائم ہونے کے بعد قاضی کے حکم دینے سے پہلے کسی امر کے حادث ہونے کے بیان مین۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ ایک غلام زید کے قبضہ مین تھا پھر عمرو آیا اور دعوی کیا کہ میرا غلام ہے اور زید نے انکار کیا پھر عمرو گواہ لانے گیا پھر زید نے خالد کے ہاتھ وہ غلام بیچکر سپرد کردیا پھر خالد نے زید کے پاس سے ودیعت رکھا اور غائب ہوگیا پھر عمرو زید کو قاضی کے پاس اپنی حق کے گواہ سنانے کو لایا پس اس مسئلہ کی کئی صورتین ہین یا تو قاضی کو زید کے فروخت کردینے کی خبر ہوئی یا خبر نہوئی ولیکن مدعی نے اسکا اقرار کیا اور ان دونون صورتون مین عمرو کو زید کے ساتھ خصومت کا حق نہ رہا اور ایسے ہی اگر زید نے گواہ پیش کیے کہ عمرو نے بیع واقع ہونیکا اقرار کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر اسمین سے کوئی بات نہوئی ولیکن زید نے اپنے فعل پر گواہ قائم کیے اور بیان کیا کہ مقدمہ پیش ہونے کے بعد فروخت کرکے مین نے خالد کی ودیعت مین یہ غلام اپنے پاس رکھا ہے تو قاضی اُسکے گواہون کی سماعت نہ کریگا اور خصومت سے اُسکا پیچھا نہ چھوٹیگا اور جب پیچھا نہ چھوٹا اور قاضی نے عمرو کے گواہون پر اُسکے حق مین فیصلہ کردیا تو پھر اگر مشتری اسکے بعد آیا اور اپنے خریدنے کے گواہ سنائے تو سماعت نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اور اس صورت مین اگر بجائے بیع کے ہبہ یا صدقہ کیا اور قبضہ ہوگیا تو مثل بیع کے ہے یہ کبری مین لکھا ہے۔ اور اگر قاضی نے ہنوز مدعی کے گواہون پر حکم نہ کیا تھا کہ مشتری حاضر ہوگیا اور زید نے غلام اُسکے حوالہ کیا تو قاضی مشتری کو مدعی کا مدعا علیہ بنائیگا اور مدعی کو دوبارہ گواہ سنانے کی تکلیف دیگا اور اگر قاضی نے مشتری پر مدعی کی ڈگری کردی تو جو بیع مشتری اور زید مین واقع ہوئی تھی باطل ہوجائیگی اور مشتری اپنا ثمن زید سے واپس لیگا۔ اور اسی طرح اگر زید پر ایک گواہ نے گواہی دی تھی پھر مشتری آگیا اور اُسنے غلام اُسکے حوالہ کردیا پھر مدعی نے دوسرا گواہ مشتری پر قائم کیا تو گواہون کی گواہی پر غلام اُسکو دلایا جائیگا اور پہلے گواہ کے دوبارہ سنانے کی ضرورت نہوگی۔ اسی طرح اگر زید نے وہ غلام مشتری کے ہاتھ فروخت کرکے اُسکے سپرد نہ کیا تھا کہ مدعی آگیا اور زید نے گواہ پیش کیے کہ مین نے یہ غلام خالد کے ہاتھ فروخت کردیا ہے اور سپرد نہین کیا ہے تو زید کے گواہون کی سماعت نہوگی جیسا کہ پہلی صورت مین جب اُسنے فروخت کرنے اور سپرد کرنے اور ودیعت رکھنے مین گواہ پیش کیے تھے سماعت نہین ہوئی تھی۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص کے پاس غلام ہے پھر دوسرے شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہے مین نے اسی مدعا علیہ سے اسکو خریدا ہے اور ہزار درم ثمن اسکو دیدیے ہین اور اسپر گواہ قائم کردیے اور قابض نے کہا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہے کہ اُسنے میرے پاس ودیعت رکھا ہے تو خصومت سے اُسکا چھٹکارا نہوگا اور مدعی کو غلام دینے کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر ہنوز قاضی نے مدعی کی ڈگری نہ کی تھی کہ وہ شخص جسکے غلام ہونیکا مدعا علیہ نے اقرار کیا ہے حاضر ہوا اور اُسنے مدعا علیہ کے قول کی تصدیق کی تو قاضی مدعا علیہ سے کہیگا کہ غلام اس شخص کے سپرد کرے پھر مدعی کی ڈگری اس شخص پر کردیگا اور دوبارہ گواہ سنانے کی تکلیف مدعی کو نہ دیگا اور اگر مدعی نے کہا کہ مین اس شخص پر دوبارہ گواہ قائم کرکے

سنتا ہوں تو اُسکو اختیار ہے اور اسوقت جسپر ڈگری ہوئی ہے وہی شخص ہوگا نہ قابض اور اگر مدعی نے دوبارہ گواہ نہ قائم کیے تو جسپر ڈگری ہوئی ہے وہ قابض ہوگا نہ یہ شخص- اور اگر قاضی نے ہنوز مدعی کی ڈگری اس شخص پر نہ کی تھی کہ اس شخص نے گواہ سنائے کہ یہ میرا غلام ہے مین نے اسکو قابض کے پاس ودیعت مین رکھا تھا یا ودیعت کے گواہ نہ دیے تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور مدعی خرید کے گواہ باطل ہو جائینگے- پھر اگر مدعی نے غلام کے مالک پر گواہ قائم کیے کہ یہ غلام قابض کا تھا اور مدعی نے اُس سے ہزار درم کو خریدا تھا اور ثمن ادا کر دیا ہے تو اُسکی دو صورتین ہین یا تو اُسنے اپنے گواہ اُسوقت کے بعد قائم کیے کہ جب قاضی نے غلام کے مالک کے گواہوں پر غلام اُسکی ملک ہونیکا حکم دیدیا ہے پس اس صورت مین مدعی کے گواہوں کی سماعت نہوگی اور یا اس سے پہلے قائم کیے پس اس صورت مین جب اُس شخص پر جو ملکیت کا دعوی کرتا ہے اس مدعی نے گواہ قائم کیے تو اسکے گواہ مقبول ہونگے اور اس مقام پر تین مسئلہ ہین پہلا یہی مسئلہ جو ہم نے بیان کیا کہ خریداری کے مدعی نے دو گواہ قائم کیے اور ہنوز اسکے لیے حکم نہوا تھا کہ قابض نے اقرار کیا کہ یہ غلام دوسرے شخص کا ہے اور اُس شخص نے اسکی تصدیق کی اور دوسرا یہ مسئلہ ہے کہ مدعی خرید نے ایک گواہ قائم کیا کہ مین نے قابض سے خریدا ہے اور قابض نے اقرار کیا کہ یہ غلام دوسرے شخص کا ہے اور دوسرے شخص نے حاضر ہوکر اُسکی تصدیق کی تو قابض کو حکم ہوگا کہ غلام اس شخص کو دیدے پھر اگر خرید کے مدعی نے دوسرا گواہ خرید پر سنایا تو قاضی اُسکی ڈگری کر دیگا اور اُسکو یہ تکلیف نہ دیگا کہ اس شخص پر اپنا پہلا گواہ دوبارہ قائم کرے اور اس صورت مین جسپر ڈگری ہوئی ہے وہ وہی قابض ہے نہ یہ شخص جو حاضر ہوا ہے

یعنی جسکے واسطے اقرار کیا تھا ۱۲

اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ خرید کے دعوی کرنے والے نے ہنوز کوئی گواہ قابض پر نہین قائم کیا تھا کہ اُسنے اقرار کیا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہے اُسنے میرے پاس ودیعت رکھا ہے اور اُس شخص نے حاضر ہوکر اسکی تصدیق کی اور قابض نے غلام اُسکے سپرد کر دیا پھر خرید کے مدعی نے اس شخص پر اپنے گواہ قائم کیے اور قاضی نے اُسپر ڈگری کر دی تو اس صورت مین جسپر ڈگری ہوئی ہے وہ یہی شخص ہوگا نہ پہلا قابض- جامع مین مذکور ہے کہ ایک شخص دوسرے کو قاضی کے پاس لایا اور اُسکے قبضہ مین ایک گھر تھا کہ اُسپر دعوی کیا کہ یہ میرا ہے اور قاضی نے اُس سے گواہ طلب کیے پھر دونون قاضی کے پاس سے اُٹھ گئے اور مدعا علیہ نے وہ گھر خالد کے ہاتھ فروخت کر دیا تو یہ بیع صحیح ہے حتے کہ اگر پھر دونون قاضی کے پاس آئے اور مدعی نے اپنے دعوی کے گواہ سنائے اور قاضی کو مدعا علیہ کے فروخت کر دینے کا حال معلوم ہے یا مدعی نے اقرار کیا تو ان دونون مین خصومت واقع نہوگی اگرچہ وہ گھر مدعا علیہ کے قبضہ مین موجود ہو اور اسی طرح اگر مدعی نے ایک گواہ قائم کیا تھا پھر دونون قاضی کے پاس سے چلے گئے پھر مدعا علیہ نے وہ گھر کسی کے ہاتھ فروخت کیا تو بیع صحیح ہے حتے کہ اگر دونون پھر قاضی کے پاس آئے اور مدعی نے دوسرا گواہ سنایا تو اُسکی سماعت نہوگی بشرطیکہ قاضی کو فروخت کر دینے کا علم ہو یا مدعی اُسکا اقرار کرے- اور اگر مدعی نے دونون گواہ قائم کیے اور دونون کی تعدیل ہوگئی اور ہنوز قاضی نے اُنکی گواہی پر حکم نہ کیا تھا کہ دونون اُٹھکر چلے گئے اور مدعا علیہ نے وہ گھر کسی کے ہاتھ فروخت کیا تو بیع صحیح نہین ہے حتے کہ اگر دونون قاضی کے پاس آئے تو قاضی اُسی گواہی پر حکم دیگا اگرچہ فروخت کر دینے کا حال قاضی کو معلوم ہو یا مدعی نے اسکا اقرار کیا ہو اسواسطے کہ ایک گواہ قائم کرنے اور دو گواہ قائم کرنے مین یہی فرق ہے اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ امام ابو یوسف رح نے ایک گواہ کا بھی حکم مثل دو گواہوں کے رکھا ہے اور پہلی صورت مین بھی مدعا علیہ کے بیع کرنے کو باطل کہا ہے ف- امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس ایک غلام تھا کہ اُسکا دو شخصون نے دعوی کیا اور ہر ایک نے اپنے گواہ پیش کیے کہ میرا غلام ہے مین نے اسکے پاس ودیعت رکھا ہے اور قابض نے اس سے انکار کیا یا نہ انکار کیا نہ اقرار کیا بلکہ ساکت رہا پھر قاضی نے گواہوں کی عدالت ظاہر ہونے کے وجہ سے ہنوز کچھ حکم نہ دیا تھا کہ قابض نے دونون مین سے ایک شخص کے لیے اقرار کیا کہ یہ اس

ف قوله باطل کہا ہے یعنی خواہ ایک گواہ قائم ہو کر بیع کی ہو یا دونوں گواہ قائم ہو سکنے کے بعد ہر حال دونوں صورتون مین مدعا علیہ کی بیع اور گواہی کو باطل کہا ہے ۱۲ منہ

خاص شخص کا غلام ہو تو قاضی اس شخص کو دلوا دیگا پھر جب گواہون کی عدالت ثابت ہو جاوے تو دونون مین آدھا آدھا تقسیم کردیگا اور چاہیے تھا کہ تمام غلام اُس شخص کو دلا دیا جاوے جسکے لیے قابض نے اقرار نہین کیا تھا کیونکہ وہ اُسکی ملک ہو گیا تھا اور گواہی اُسی پر پیش ہوئی ہی اور اسپر قیاس کیا جاوے کہ اگر گواہ قائم ہونے سے پہلے قابض نے کسی کے واسطے اقرار کیا ہو پھر ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو تمام غلام اُسکو ملیگا جسکے واسطے قابض نے اقرار نہین کیا ہی پس ایسا ہی یہان بھی ہونا چاہیے اسکا جواب یہ ہی کہ گواہی قائم ہونے سے پہلے اور بعد مین فرق ہی پس جب اقرار گواہ قایم ہونے کے بعد ہو تو گواہون کی عدالت ظاہر ہونے پر استحقاق قبل اقرار کے ظاہر ہوگی تو ثابت ہو گا کہ اقرار باطل تھا کیونکہ غیر مالک سے صادر ہوا اور اُسکے بطلان سے تصدیق باطل ہوئی پس اسکا وجود و عدم برابر ہی اسواسطے دونون مین مساوات رکھی جاویگی - اگر ہر ایک نے دونون مدعیون مین سے ایک ایک گواہ پیش کیا پھر قابض نے ایک کے واسطے غلام کا اقرار کیا تو غلام اُسکے سپرد کر دیا جاویگا اور ہر ایک کا گواہ بیکار نہوگا پھر اگر اُس شخص نے جسکے واسطے اقرار نہین ہوا ہی دوسرا گواہ پیش کیا تو غلام اُسیکا ہوگا یعنی اُسکے واسطے حکم دیدیا جاویگا اور اگر ہنوز غلام اُسکی ملکیت ہونیکا حکم نہوا ہو کہ دوسرے مدعی نے جسکے واسطے غلام کا اقرار ہوا ہی دوسرا گواہ پیش کیا تو غلام دونون مین تقسیم ہوگا ولیکن اگر اُس شخص نے جسکے واسطے غلام کا اقرار نہین ہوا ہی غلام دونون مین تقسیم ہونیکا حکم ہونے سے پہلے یون کہا کہ مین اپنا پہلا گواہ دوبارہ پیش کرتا ہون اور دونون کو ایک ساتھ پیش کرتا ہون تو تمام غلام اُسکو دلا دیا جائیگا اور اگر اُس شخص نے جسکے واسطے غلام کا اقرار نہین ہوا ہی یون کہا کہ میرا دوسرا گواہ مر گیا یا غائب ہی تو اُس سے کہا جائیگا کہ لا دوسرا گواہ پیش کر تمام غلام وہ تجھے دلوایا جائیگا پس اگر اُسنے دوسرا گواہ پیش کیا تو پہلے کے ساتھ ملا کر تمام غلام اُسے دلوایا جائیگا لیکن اگر اُسنے جسکے واسطے غلام کا اقرار کیا گیا ہی دوسرا گواہ پیش کیا یا دو مستقل گواہ لایا تو غلام دونون مین تقسیم ہوگا - ایک غلام زید کے قبضہ مین تھا اُسپر بکر اور خالد دو شخصون نے گواہ پیش کیے کہ ہر ایک مدعی تھا کہ میرا غلام ہی مین نے اسکو زید کے پاس ودیعت رکھا ہی اور زید انکار کرتا تھا یا چپ تھا اور ہر ایک کے واسطے آدھے غلام کا حکم دیا گیا پھر اگر بکر یا خالد نے وہی گواہ دوسرے پر پیش کیے کہ یہ غلام میرا ہی تو اس گواہی پر قاضی حکم نہ دیگا اور کچھ فائدہ نہوگا - اگر ایک کے گواہون کی تعدیل ہوئی اور دوسرے کی نہوئی یا دوسرے نے کوئی گواہی قائم نہ کیا یا ایک ہی گواہ قائم کیا اور غلام اُس شخص کو دلوایا گیا جسکے گواہون کی تعدیل ہوئی ہی پھر دوسرا بھی دو گواہ عادل لایا تو اُسکے لیے حکم کیا جائیگا کہ غلام لے لے - اور اگر خالد نے مثلاً گواہ قائم کیے اور ہنوز اُسکے گواہون کی تعدیل نہوئی تھی یہانتک کہ زید نے اقرار کیا کہ یہ غلام بکر کا ہی اُسنے میرے پاس ودیعت رکھا ہی پھر قاضی نے وہ غلام بکر کو دلوایا پھر خالد کے گواہون کی تعدیل ہوئی اور خالد نے وہ غلام بکر سے لے لیا پھر بکر نے گواہ عادل پیش کیے کہ یہ میرا غلام ہی مین نے اسکو زید کے پاس ودیعت رکھا تھا تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور غلام اُسکو دلا دیا جائیگا - پھر اگر خالد نے کہا کہ میرے گواہ دوبارہ سنے جاوین اور مین بکر پر قائم کرتا ہون تو اُسکی دو صورتین ہین اگر اُسنے بکر کے واسطے حکم دیدینے کے بعد پیش کرنا چاہے تو سماعت نہوگی اور اگر بکر کے گواہون کے اوپر حکم دینے سے پہلے پیش کرنا چاہے تو اُسکے گواہون کی سماعت ہوگی

کذا فی المحیط

۲۹ انتیسوان باب اُن شخصون کے بیان مین جنکا حاضر ہونا خصومت اور گواہون کی سماعت مین شرط ہی اور حکم قاضی اور اُسکے متعلقات کے بیان مین

امام محمد رح نے فرمایا اگر کوئی غلام اپنے مشتری کے پاس سے ملک مطلق کا استحقاق ثابت کر کے قاضی کے حکم سے لے لیا گیا یعنی مستحق نے اپنا استحقاق ثابت کیا اور کہا کہ میری ملکیت ہی اور عادل گواہون

پہر قاضی نے اُسکو دلوایا اور مشتری کے ہاتھ سے نکل گیا اور مشتری نے اپنے بائع سے ثمن واپس کرنا چاہا اور بائع نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام میری ملکیت مین میری باندی سے پیدا ہوا ہی اور مستحق کو قاضی نے ناحق دلوا دیا ہی اور تو مجھسے ثمن واپس نہین لے سکتا ہی تو بائع کے گواہ مقبول ہونگے بشرطیکہ اُسنے مستحق کے سامنے پیش کیے ہون کذا فی الملتقط اور اسی طرح اگر بائع نے گواہ پیش کیے ہون کہ یہ غلام میرے بائع کی ملکیت مین اُسکی باندی سے پیدا ہوا ہی تو بھی گواہ مقبول ہونگے بشرطیکہ مستحق کے سامنے ہواوے اگر کوئی اعتراض کرے کہ ان صورتون مین بائع کے گواہ کیونکر مقبول ہونگے کیونکہ یہ بات ثابت ہوگئی ہی کہ جب قابض پر کسی کے لیے ملک مطلق کا حکم جاری ہو تو یہ حکم اُسپر واقع ہوتا ہی جسکی طرف سے قابض نے ملکیت حاصل کی ہی اور یہان مشتری نے بائع کی طرف سے حاصل کی تھی تو حکم بائع پر بھی جاری رہا پس اُسکی گواہی کیونکر مقبول ہوئی اور خلاصہ جواب یہ ہی کہ بائع نے ملک مطلق کا دعوی نہین کیا بلکہ اپنی ملک مین پیدا ہونیکا مدعی ہی اور اُسپر حکم ملک مطلق کا ہوا ہی نہ ملک مین پیدا ہونیکا پس دوسری جہت سے اُسکی دلیل مقبول ہوگی اور اسکی طرف سیر کبیر مین اشارہ ہی۔ پھر امام محمد رہ نے اس گواہی کے مقبول ہونے مین مستحق کا حاضر ہونا شرط کیا ہی اور بعضے مشائخ نے کہا کہ یہ شرط نہین ہی اور ایسا ہی شمس الائمہ سرخسی سے منقول ہی اور بعضون نے کہا کہ شرط ہی جیسا امام محمد رہ نے اشارہ کیا ہی اور ذخیرہ مین لکھا ہی کہ امام محمد رہ کے قیاس اور ابو یوسف رہ کے دوسرے قول پر شرط ہی اور امام اعظم رہ کے قول اور ابو یوسف رہ کے پہلے قول پر شرط نہین ہی اور یہ قول اظہر ہی۔ اور جو چیز اجرت پر دیگئی اُسمین اجرت پر لینے والے اور دینے والے کا حاضر ہونا شرط ہی کیونکہ اجرت پر دینے والے کی ملکیت ہی اور لینے والا قابض ہی اور اسی طرح دعوی رہن مین راہن اور مرتہن کا موجود ہونا چاہیے کیونکہ راہن مالک ہی اور مرتہن قابض ہی۔ اور اگر شفیع نے شفعہ سے لینا چاہا اور مشتری نے ہنوز قبضہ نہین کیا ہی تو بائع اور مشتری کا حاضر ہونا حکم شفعہ کے واسطے ضرور ہی۔ اور اگر مستعار چیز کو کسی نے استحقاق ثابت کر کے لینا چاہا تو عاریت پر دینے والے اور لینے والے کا حاضر ہونا چاہیے اور زمین کے دعوی مین کاشتکارون کا حاضر ہونا شرط ہی ولیکن مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا شرط ہی اور بعضون نے کہا کہ شرط نہین ہی اور بعضون نے کہا کہ اگر دانہ بیج کا اُنکا ہو تو شرط ہی اور اگر مالک زمین کا ہو تو شرط نہین ہی۔ اگر ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کا دعوی کیا اور اُسکا شوہر دوسرا شخص ظاہر مین موجود ہی تو دعوی اور گواہی کے سننے مین اُسکا حاضر ہونا شرط ہی۔ اگر ایک شخص مرگیا اور ایسی چیزین چھوڑین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہین یعنی مال منقولہ ہین اور اُسپر اسقدر قرض ہی کہ تمام ترکہ اُسمین گھرا ہوا ہی اور اُسکا کوئی وارث یا وصی نہین ہی تو قاضی اُسکا ایک وصی مقرر کریگا کہ اُسکا ترکہ فروخت کرے اور وصی مقرر ہونے کے واسطے ترکہ کا سامنے ہونا ضرور نہین ہی اور ترکہ ثابت کرنے کے واسطے بعضون نے کہا کہ ترکہ سامنے ہو اور بعضون نے یہ شرط نہین لگائی ہی اگر قیدی کے مفلس ہونے کے گواہ قائم ہوے تو قرضخواہ کا حاضر ہونا شرط نہین ہی ولیکن اگر قرضخواہ یا اُسکا وکیل حاضر ہو تو قاضی اُسکے سامنے رہا کریگا اور اگر حاضر نہو تو کفیل لیکر رہا کریگا۔ اور اگر ایسا نابالغ ہو کہ جسکو تصرفات سے منع کیا ہی اُسپر کسی نے دعوی کیا اور اُسکا وصی موجود ہی تو ایسے نابالغ کا حاضر ہونا شرط نہین ہی ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح کتاب القسمۃ مین بالتفصیل لکھا ہی اور دعوی کے دین ہونے یا عین ہونے مین یا یہ دین وصی کے کرنے سے پیدا ہوا ہی یا نہین اُسمین کوئی تفصیل نہین بیان فرمائی اور اجناس ناطفی مین ہی کہ اگر یہ قرضہ اسی وصی کے فعل سے پیدا ہوا ہی تو نابالغ کا حاضر ہونا شرط نہین ہی اور خصاف رہ نے ادب القاضی مین لکھا ہی کہ اگر نابالغ مجور پر دعوی ہوا پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہون تو نابالغ کا حاضر ہونا شرط نہین ہی اور اگر مدعی کے پاس گواہ ہون اور وہ جس چیز کا دعوی کرتا ہی اُسکے تلف کر دینے کا دعوی

[illegible]

کرتا ہی تو وہ نا بالغ کو حاضر کرا سکتا ہی و لیکن اُسکے ساتھ اُسکا باپ آویگا تاکہ اگر نا بالغ کے ذمہ کچھ لازم آوے تو اُسکے حکم سے باپ ادا کرے اور کتاب الاقضیہ مین ہی کہ دعوی مین نا بالغ کا حاضر کرانا شرط ہی اور بعضے مشائخ نے یہ شرط لگائی ہی خواہ نا بالغ مدعی ہو یا مدعا علیہ ہو اور بعضے مشائخ نے اِس سے انکار کیا ہی۔ اگر نا بالغ کا کوئی وصی نہو اور مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اُسکی طرف سے وصی مقرر کرے تو قاضی منظور کریگا۔ اور وصی مقرر کرنے کے وقت اشارہ کے واسطے نا بالغ کا حاضر ہونا شرط ہی اور ہمارے زمانہ کے بعضے مشائخ نے انکار کیا اور کہا کہ اگر نا بالغ جھولے مین ہو تو بھی حاضر کرنا شرط ہی کہ مجلس حکم مین حاضر ہووے اور پہلا قول اقرب الی الصواب و اشبہ بالفقہ ہی کذا فی المحیط۔ اگر دعوی کسی مریض پر یا پردہ نشین عورت پر واقع ہو تو دونون کا حاضر کرنا شرط نہین ہی کذا فی الذخیرہ۔ ماذون کبیر مین ہی کہ اگر غلام تاجر پر تجارت کا قرضہ ہو گیا اور قرضخواہون نے درخواست کی کہ یہ فروخت کیا جاوے تو قاضی بدون اسکے مالک کی موجودگی کے فروخت نہ کریگا اور بھی ماذون کبیر مین لکھا ہی کہ اگر دو گواہون نے غلام تاجر پر گواہی دی کہ اسنے کچھ غصب کر لیا ہی یا ودیعت کو تلف کیا ہی اور غلام نے انکار کیا یا گواہون نے کہا کہ اسنے غصب یا ودیعت کا اسطرح اقرار کیا ہی یا خرید یا فروخت یا اجارہ کی گواہی دی اور غلام نے انکار کیا اور اُسکا مالک حاضر نہین ہی تو گواہون کی گواہی مقبول ہوگی اور مالک کا حاضر ہونا شرط نہین ہی اور اگر بجائے غلام تاجر کے وہ غلام ہو جسکو تصرف کرنے سے اُسکے مالک نے منع کر دیا ہی اور دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے مال تلف کر دیا ہی یا کچھ غصب کر لیا ہی اور غلام نے انکار کیا تو یہ گواہی بدون مالک کی موجودگی کے مقبول نہوگی اور امام محمد رح نے جو اِس مسئلہ مین فرمایا ہی کہ یہ گواہی مقبول نہوگی اِسکے یہ معنی ہین کہ مولی سے غلام کے فروخت کرنے کو نہ کہا جائیگا و لیکن غلام کے حق مین مقبول ہوگی حتے کہ وہ بعد آزادی کے پکڑا جائیگا۔ اگر مالک غلام کے ساتھ موجود ہو پس اگر مدعی نے مال تلف کر دینے یا غصب کا دعوی کیا تو قاضی یہ حکم مالک پر دیگا اور اگر ودیعت تلف کر دینے یا کوئی اسباب بضاعت کر دینے کا دعوی ایسے غلام پر کیا جسکو مالک نے تصرف سے منع کیا ہی تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قاضی اِس گواہی کی سماعت نہ کریگا یعنی مالک پر سماعت نہ کریگا اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ مالک پر سماعت کریگا اور جو نا بالغ ایسا ہو کہ اُسکے باپ نے یا وصی نے تجارت کی اجازت دی ہو وہ بمنزلہ اُس غلام کے ہی جسکو اُسکے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہی اور اگر ایسے غلام پر جسکو تجارت کی اجازت ہی گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسنے عمداً قتل کیا ہی یا کسی عورت کو زنا کی تہمت لگائی ہی یا زنا کیا ہی یا شراب پی ہی اور غلام اِس سے انکار کرتا ہی پس اگر اُسکا مالک موجود ہی تو غلام پر بلا اختلاف اِس گواہی پر حکم دیا جائیگا اور اگر غلام موجود ہی اور مالک حاضر نہین ہی تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قاضی اُسپر کچھ حکم نہ دیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک حد اور قصاص کا حکم دیگا جیسا تجارت کی اجازت سے پہلے اگر گواہی قائم ہو تو حکم دیا جاتا ہی اگر گواہون نے غلام کے اقرار کرنے کی گواہی دی پس اگر ایسے حدود کے اقرار کی گواہی دی جو خالص اللہ تعالے کی ہین جیسے زنا اور شراب خواری تو بالاجماع یہ گواہی مقبول نہوگی اور اگر تہمت لگانے یا عمداً قتل کرنے کے اقرار پر گواہی دی تو مالک کی موجودگی مین مقبول ہوگی اور قصاص اور حد کا حکم دیدیا جائیگا اور اگر مالک موجود نہو تو مسئلہ مین ویسا ہی اختلاف ہی جو مذکور ہوا اگرچہ غلام کے اقرار کرنے کی گواہی گذری ہی۔ اگر کوئی لڑکا ہو کہ جسکو اجازت دیدی گئی ہی یا کم عقل ہو کہ جسکو تصرف کی اجازت ہی اور اُسپر گواہون نے عمداً قتل کرنے یا زنا کی تہمت لگانے یا شراب پینے یا زنا کرنے کی گواہی دی تو سوائے قتل کے باقی مین گواہی مقبول نہوگی خواہ اجازت دینے والا سامنے موجود ہو یا حاضر نہو اور اگر خطا سے قتل کرنے کی گواہی دی پس اگر اجازت دینے والا حاضر ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور مددگار برادری پر دیت دینے کا حکم دیا جائیگا اور اگر اجازت دینے والا غائب ہو

تو یہ گواہی مقبول نہو گی اور بعضون نے کہا کہ اگر ایسے گواہ قائم ہون کہ لڑکے یا کم عقل نے عمداً یا خطاسے کسی کو قتل کیا ہو پس اگر اجازت دینے والا حاضر ہو تو گواہی قبول کیجاویگی اور مددگار برادری پر دیت کا حکم کیا جاویگا اور اگر غائب ہو تو قبول نہو گی۔ اور اگر گواہون نے لڑکے یا کم عقل کے اقرار پر گواہی دی کہ ان چیزون مین سے کسی جرم کا اقرار کیا ہو تو گواہی مقبول نہو گی خواہ اجازت دینے والا حاضر ہو یا غائب ہو۔ اور اگر کسی غلام پر کہ جسکو اجازت ہو گواہی دی کہ اُسنے دس درم یا زیادہ چورلئے ہین اور وہ انکار کرتا ہو پس اگر اُسکا مالک حاضر ہو تو گواہی مقبول اور بالاجماع اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور چوری کا مال اگر اُسنے تلف کر دیا تو اُسکی ضمان مالک کو دینی ہوگی اور اگر موجود ہو تو واپس کیا جاوے۔ اور اگر مالک غائب ہو تو امام اعظم رہ و امام محمد رہ کے نزدیک ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور مال مسروقہ کی ضمانت دیگا اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا جاویگا۔ اور اگر گواہون نے دس درم سے کم چوری کرنے کی گواہی دی تو قاضی مال دلانے کا حکم دیگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیگا خواہ مالک حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر ماذون کے دس درم چوری کرنے کے اقرار پر گواہی دی اور مولی غائب ہو تو امام اعظم رہ و محمد رہ کے نزدیک غلام مال کا حکم دیگا اور ہاتھ کاٹے جانے کا حکم نہ دیگا اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک قطع کا حکم دیدیگا اگرچہ مالک غائب ہو۔ اور اگر کسی ایسے غلام پر دس درم یا زیادہ کی چوری کی گواہی دی جسکو مولی نے تصرفات سے منع کیا تھا پس اگر اُسکا مالک غائب ہو تو قاضی کچھ حکم نہ دیگا نہ مال دینے کا نہ ہاتھ کاٹنے کا اور یہ امام اعظم و محمد رہ کے نزدیک ہو اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ غلام محجور نے اقرار کیا ہو کہ اُسنے چوری کی پس اگر مالک اُسکا حاضر نہین ہو تو قاضی اس گواہی کو بالکل قبول نہ کریگا اور اگر حاضر ہو تو گواہی کی سماعت مالک پر ہو گی یعنی غلام کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور چوری کے مال کے عوض مالک سے اُسکے فروخت کر دینے کا مواخذہ نہ کیا جاویگا ولیکن غلام سے آزاد ہونے کے بعد مواخذہ کیا جاویگا کذا فی المحیط

۳۰ تیسوان باب

قاضی کے وصی اور قیم مقرر کرنے اور قاضی کے پاس وصیت ثابت کرنے کے بیان مین۔ اگر ایک شخص مرگیا اور اسی شہر مین مال چھوڑا جہان مرا ہو اور اُسکے وارث دوسرے شہر مین ہین پھر میت پر شہر کے لوگون نے حقوق کا دعوی کیا تو قاضی کو اُسکی طرف سے وصی مقرر کرنے کے باب مین خصاف رہ نے ذکر کیا ہو کہ اگر اُس شہر اور اِس شہر مین انقطاع ہو یعنی اکثر قافلہ یہان سے وہان نہ جاتا ہو اور نہ وہان سے یہان آتا ہو تو قاضی میت کی طرف سے وصی مقرر کریگا کذا فی الذخیرہ اور اگر اسطرح کا انقطاع نہو تو نہ مقرر کریگا کذا فی البزازیہ خصاف رہ نے ذکر کیا ہو کہ اگر ایک شخص مرگیا اور اُسنے چھوٹی اور بڑی اولاد چھوڑی اور لوگون نے اُسپر قرضہ کا دعوی کیا تو قاضی اُسکے مال کے واسطے وصی مقرر کریگا اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ قاضی تین جگہ مال میت کے واسطے وصی مقرر کریگا ایک یہ کہ میت پر قرضہ ہو یا وارث چھوٹے ہون یا میت نے کچھ وصیتین کی ہون تو وصیتون کے نافذ کرنے کے واسطے وصی مقرر کرے پس انھین جگہون مین قاضی وصی مقرر کرے اور اُنکے ما سوا مقرر نہ کرے اور ظاہر یہ قول اُسکے مخالف ہو جو خصاف رہ نے ادب القاضی مین لکھا ہو ولیکن مخالف نہین ہو اسلیے کہ شمس الائمہ رہ کی مراد یہ ہو کہ ادائے قرض کے واسطے وصی مقرر کرے اور خصاف رہ کی مراد یہ ہو کہ اثبات قرض کے واسطے وصی مقرر کرے۔ اور اگر ایک شخص مرگیا اور اُسنے عروض و عقار چھوڑا اور اُسپر چند قرضے ہین اور اُسکے وارث بڑے ہین اور وارثون نے ترکہ فروخت کرنے اور قرض ادا کرنے سے انکار کیا اور قرضخواہ سے کہا کہ ہم نے ترکہ تجھے سونپا اب تو جان اور تیرا کام پس آیا قاضی اُسکی طرف سے وصی مقرر کریگا یا نہین بعضون نے کہا کہ مقرر کریگا اور بعضون نے کہا کہ نہین اور وارثون کو حکم دیگا کہ ترکہ فروخت کرین پس اگر انھون نے انکار کیا تو قید کریگا تا کہ فروخت کرین اور اگر قید کرنے سے بھی فروخت نہ کیا تو خود فروخت کریگا یا وصی مقرر کریگا کہ قرضہ بقدر ممکن ادا ہو جاوے اور اگر قاضی نے یتیمون کے ترکہ مین وصی مقرر کیا اور یتیم اُسکی ولایت مین ہین اور بر ترکہ

اسکی ولایت مین نہین ہو یا ترکہ اُسکی ولایت مین ہو اور یتیم اُسکی ولایت مین نہین ہین یا بعض ترکہ اُسکی ولایت مین ہو اور بعض نہین ہو تو شمس الائمہ رح سے منقول ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ وصی کرنا ہر صورت مین درست ہو اور تمام ترکہ مین خواہ کہین ہو وہ شخص وصی شمار ہوگا اور امام رکن الاسلام علی سغدی نے فرمایا کہ جو ترکہ اُسکی ولایت مین ہو اُسکا وصی ہوگا اور جو نہین ہو اُسکا نہوگا کذا فی المحیط - قاضی نے اگر وقف کے واسطے متولی مقرر کیا اور نہ مال وقف اور نہ وہ شخص جسپر وقف کیا ہو دونون اُسکی ولایت مین نہین ہین تو شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اگر مطالبہ اِس قاضی کی کچہری مین واقع ہوا تو صحیح ہو اور رکن الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحیح نہین ہو - جن لوگون پر وقف کیا گیا ہو اگر وہ لوگ قاضی کے ولایت مین ہون پس اگر وہ لوگ طالب علم ہین یا گانون والے ہین یا کچھ معدود لوگ ہین یا خان یا رباط یا مسجد ہو اور زمین وقف اُسکی ولایت مین نہین ہو اور اُسنے متولی مقرر کیا تو شمس الائمہ رح نے فرمایا کہ نالش اور مرافعہ معتبر ہو پس مقرر کرنا صحیح ہو اور امام رکن الاسلام نے فرمایا کہ جسپر حکم دیا جاوے اگر وہ حاضر ہو تو صحیح ہو اور اگر حاضر نہو تو صحیح نہین ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - ایک شخص کسی قاضی کے پاس آیا اور کہا کہ میرا باپ فلان مر گیا اور اُسنے عروض و عقار چھوڑا ہو اور اُسپر قرض ہو اور کسی کو وصی نہین کیا اور مین اُسکو فروخت نہین کر سکتا تاکہ اُسکا قرضہ ادا کرون کیونکہ مجھے اُسطرف کے لوگ نہین پہچانتے ہین تو قاضی کو روا ہو کہ اُس سے کہے کہ اگر تو سچا ہو تو مال فروخت کرکے ادا کرے پس اگر وہ سچا ہو تو کام ٹھیک رہیگا اور اگر جھوٹا ہو تو قاضی کا حکم کارآمد نہین ہو - اگر ایک شخص مر گیا اور اُسنے کسی کو وصی مقرر کر دیا تھا اور وصی نے اُسکے زندگی مین یا مرنے کے بعد وصی ہونا قبول کیا اور قاضی کے پاس اپنی وصایت ثابت کرنے کو آیا تو قاضی دیکھیگا کہ اگر وہ شخص لائق وصی ہونے کے ہو تو اُسکے دعوی کی سماعت کریگا بشرطیکہ اپنے ساتھ ایسے شخص کو لاوے جو خصم ہو سکتا ہو حتے کہ اگر مدعی غلام یا طفل ہو تو دعوی کی سماعت نہ کریگا اور غلام اور نابالغ کا تصرف نافذ ہونے مین مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور اصح یہ ہو کہ نافذ نہوگا پس اگر غلام آزاد کیا گیا تو بعد اِسکے قاضی اُسکے دعوی کی سماعت کریگا اور اُسکی وصایت کا حکم دیگا اور اگر لڑکا بالغ ہو گیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک سماعت کریگا اور امام اعظم رح کے نزدیک سماعت نہ کریگا اور ایسے معاملہ مین خصم یا وارث ہوتا ہو یا موصی لہ یا وہ شخص جسپر میت کا قرض ہو یا جسکا میت پر قرض ہو یہ سب کتاب الاقضیہ مین ہو منتقی مین بروایت ابراہیم مذکور ہو کہ ایک شخص مر گیا اور اُسپر قرض ہو اور اُسنے تہائی مال یا کسی قدر گنتی کے درم کی کسی کے واسطے وصیت کی اور موصی لہ نے یہ مال یعنی تہائی یا گنتی کے درم لے لیے پھر قرضخواہ آیا اور وارث خواہ حاضر تھے یا غائب تھے مگر اُسنے موصی لہ کو لیجا کر قاضی کے سامنے دعوی کیا تو موصی لہ اُسکا مدعا علیہ نہین قرار پا سکتا ہو اور اسمین اشارہ ہو کہ اگر وصیت ایک تہائی مین واقع ہو تو موصی لہ بمنزلہ وارث کے نہ قرار پاویگا اور اگر تہائی سے زائد مین وصیت ہو اور وہ صحیح ہو جاوے اسطرح کے وصیت کرنے والے کا کوئی وارث ہی نہو تو ایسی صورت مین موصی لہ بمنزلہ وارث کے قرار پاکر قرضخواہ کا خصم مدعا علیہ ہو سکتا ہو کیونکہ تہائی سے زائد وارث کا حق ہوتا ہو اور وارث پر غریم یعنی قرضخواہ دعوی کر سکتا ہو تو ایسے موصی لہ پر بھی دعوی کر سکیگا اور کتاب الاقضیہ والے نے بدون تفصیل کے موصی لہ کو مدعا علیہ قرار دیا ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ مراد یہ ہو کہ جو موصی لہ تہائی سے زائد مال کا ہووے - پھر جب کسی خصم صالح کے سامنے وصی نے گواہ قائم کیے تو قاضی غور کریگا کہ اگر وصی مرد عادل اور نیک سیرت اور تجارت مین ہوشیار ہو تو قاضی اُسکو وصی بنا دیگا اور اگر فاسق اور خائن معلوم ہوا تو وصایت کا حکم نہ دیگا اور اگر بودی فکر کا آدمی اور کم ہوشیار ہو تو اُسکو وصی بنا دیگا مگر اُسکے ساتھ ایک امین ہوشیار تجارت کے کام مین ملا دیگا تاکہ کار تجارت مین مددگار ہون اور یتیم کا مال تلف نہ کرین اور اگر فسق ظاہر ہوا اور نہ معلوم ہوا لیکن قاضی کے نزدیک متہم ہو تو اپنا مشرف اُسکے ساتھ کریگا یا دوسرا وصی

ساتھ کریگا تاکہ ایک کا منفرد تصرف ہو سکے اور امین قیم کی نگہبانی ہو سکتی ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر گواہی پر وصیت ثابت ہو گئی اور وصیت نامہ مین میت نے چند لوگون کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا ہے اور کچھ لوگون کو وصیت کی ہے اور کچھ خیرات کی وصیتیں ہین پھر بعضے قرضخواہ حاضر ہوے اور انکے حق کا فیصلہ کیا گیا پھر دوسرا آیا تو اسی گواہی پر حکم دینے مین اختلاف ہے کہ خیرات کی وصیت مین ایسی گواہی پر بالاجماع اکتفا کیا جاویگا اور قرض اور وصیتون مین امام اعظم رح کے نزدیک اسی گواہی پر فیصلہ ہوگا اور ابو یوسف رح کے نزدیک ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ کتاب الاقضیہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص قاضی کے پاس آیا اور دعوی کیا کہ میرا بھائی فلان بن فلان مرگیا اور وارثون مین سے باپ فلان بن فلان کو اور مان ہندہ بنت فلان اور بیٹون فلان و فلان کو اور بیٹیون مین سے فلانی و فلانی کو اور فلانی اپنی جورو کو چھوڑا ہے اور انکے سوا اُسکا وارث نہین ہے اور اُسنے اپنی صحت عقل اور جواز تصرف کی حالت مین مجھے تمام ترکہ کا وصی ٹھہرایا ہے اور مین نے اُسکی وصیت قبول کی اور اُسکا متولی ہوا ہون اور میرے اس بھائی کا اس شخص پر جو میرے ساتھ آیا ہے اسقدر قرضہ ہے اور میرا بھائی سب قرضہ یا اُس مین سے کچھ وصول کرنے سے پہلے مرگیا اور اس شخص قرضدار پر واجب ہے کہ مجھے ادا کرے تاکہ مین میت کے حکم کے موافق اُسکے وارثون کے خرچ مین لاؤنگا تو قاضی اسکے دعوی کی سماعت کریگا اور پہلے مدعا علیہ سے اس شخص کے مرنے کو دریافت کریگا اگر اُسنے اقرار کیا تو اب مطالبہ وصی کی طرف سے درست ہوا پھر قرضہ کو دریافت کریگا اگر اُسنے اقرار کیا تو پھر اسکے وصی ہونے کو دریافت کریگا اگر اُسنے اقرار کر لیا تو مال دیدینے کا حکم نہ دیگا جب تک کہ اُسکا وصی ہونا گواہی سے ثابت نہو۔ خصاف رح نے ادب القاضی مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے دعوی کیا کہ فلان شخص مرگیا اور اُسنے مجھے وصیت کی تھی کہ جو اُسکا قرضہ اس شخص پر ہے اور جو مال عین اُسکا اسکے پاس ہے دونون وصول کرون اور مدعا علیہ نے ان سب کی تصدیق کی تو اُسکو حکم دیا جائیگا کہ دین اور عین اسکے سپرد کرے اور جامع کبیر مین ہے کہ پہلا قول امام محمد رح کا یہ تھا کہ مدعا علیہ کو قرض ادا کر دینے کا حکم دیا جائیگا نہ مال عین کا پھر اُنھون نے رجوع کیا اور کہا کہ دونون کا حکم نہوگا پس کتاب الاقضیہ کا قول جامع کے دوسرے قول امام محمد رح کے موافق ہے اگر قرضدار نے اُسکے موت کا اقرار کیا ولیکن مال اور وصیت سے انکار کیا تو مدعی کو پہلے حکم کیا جائیگا کہ وصیت پر گواہ لاوے اور جب گواہی سے وصیت ثابت ہو جاوے تو پھر مال پر گواہ طلب ہونگے اور اسی طرح اگر مدعا علیہ نے سب کا انکار کیا تو پہلے مدعی سے موت اور وصی ہونے پر گواہ طلب ہونگے اور جب گواہ پیش ہو گئے اور ثبوت ہو گیا تب مال کے گواہ طلب ہونگے پس اگر اُسنے پہلے مال کے گواہ پیش کیے پھر وصیت کے گواہ لایا تو مال کے گواہ نامقبول اور دوبارہ قائم کرنے کا حکم دیا جاویگا اور اگر وصیت اور مال اور موت کے ایک ہی گواہ ہون اور ان سب پر ایکبارگی اُسنے یہی گواہ قائم کیے تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ مال کے گواہی نامقبول اور دوبارہ پیش کرنیکا حکم دیا جائیگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ مقبول ہونگے ولیکن قاضی ترتیب وار حکم دیگا یعنے پہلے وصیت کا پھر مال کا یہ خصاف رح نے ذکر فرمایا ہے اور دوسرے مقام پر ذکر کیا ہے کہ امام اعظم رح کے نزدیک مال کے گواہ نامقبول اور امام محمد رح کے نزدیک مقبول ہونگے اور یہان لکھا کہ امام ابو یوسف رح کا قول مضطرب ہے۔ اگر مدعا علیہ نے وصیت اور موت کا اقرار کیا اور مال سے انکار کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہین ہین اور اُسنے مدعا علیہ کو قسم دلانے کی درخواست کی تو قاضی منظور کریگا اور اگر مال اور موت کا اقرار کیا اور وصیت سے انکار کیا تو قاضی کو اختیار ہے کہ وصی مقرر کرے اور اگر اُسنے نہ مقرر کیا تو مدعی کو قسم لینے کا حق نہین پہونچتا ہے اور اگر وصیت اور مال کا اقرار کیا اور موت سے انکار کیا تو یہان قسم لینے کی وہی صورت ہے جو وارث کی نسبت گذر چکی ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ وصی یا قیم

دعوی کیا کہ قاضی معزول نے ہمارا سالانہ یا ماہواری مقرر کیا تھا اور اسقدر ہر ماہ مین مقرر کیا تھا تو قاضی جدید نافذ نہ کریگا اور اگر قاضی معزول نے تصدیق کی تو بھی نافذ نہ کریگا اور اگر اسکے گواہ گذرے کہ جب قاضی معزول قاضی تھا تو اسنے ایسا کیا تھا تو یہ گواہی مقبول ہوگی پھر قاضی غور کریگا کہ یہ اجرت اگر کام کے برابر ہو یا کم ہو تو نافذ کریگا اور اگر زیادہ ہو تو بقدر کام کے رکھیگا اور زیادتی باطل کریگا اور اگر وصی یا قیم نے وصول کر لیا ہو تو زیادتی واپس کر دینے کا حکم کریگا یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے۔ اگر یتیم کا باپ مسرف ہو کہ یتیم کا مال تلف کرتا ہو تو اسکی حفاظت کے واسطے وصی مقرر کریگا۔ اگر وارث نے اپنے مورث سے کوئی چیز خریدی اور اسکے مرنے کے بعد مبیع مین عیب پایا تو قاضی میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا کہ اسکو واپس کر دے۔ اور اسی طرح اگر باپ نے اپنے نابالغ سے کوئی چیز خریدی اور اسمین عیب پایا تو قاضی نابالغ کی طرف سے وصی مقرر کرے کہ باپ اسکو واپس کر دے یہ خزانہ مین لکھا ہے

۳۱ اکتیسوان باب قضاء علی الغائب کے بیان مین اور ایسے حکم قضا کے بیان مین جو دو شخصون پر متعدی ہوتا ہو اور گواہ پیش کرنے مین بعض اہل حق کے دوسرون کی طرف سے قیام کرنے کے بیان مین

[illegible]

۔ واضح ہو کہ جو شخص کچہری مین نہ موجود ہو اور نہ اسکو دعوی مدعی کی اطلاع ہو اسپر حکم دینا قضاء علی الغائب ہے قال فی الکتاب گواہان کی گواہی پر غائب شخص پر حکم دینا یا اسکے لیے فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر اسکی طرف سے کوئی خصم حاضر ہو تو جائز ہے اور جو اسکی طرف سے ہے یا تو وہ قصدا ہے مثلاً غائب نے کسی کو وکیل کر کے بھیجدیا یا حکما ہے اور حکما اس طور سے ہونا چاہیے کہ ایک حاضر شخص پر دعوی ہوا اور جو دعوی غائب پر ہے وہ اس حاضر کے دعوی کا لامحالہ سبب ثبوت ہو یا شرط ہو اور یہ شیخ الاسلام بزدوی نے ذکر کیا ہے اور شمس الاسلام محمود اوزجندی اسی پر فتوی دیتے تھے اور عامہ مشائخ کے نزدیک یہ طور ہے کہ غائب پر جو دعوی کیا گیا ہے وہ حاضر کے دعوی کا لامحالہ سبب ثبوت ہو اور اسی کی طرف امام محمد رح نے کتابون مین جا بجا اشارہ کیا ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور امام خواہرزادہ نے اس صورت کو غائب اور حاضر پر ایک ہی چیز کا دعوی ہو اور اس صورت کو کہ دونون پر دو چیزون کا دعوی ہو یکسان رکھا ہے اور حاضر شخص کے غائب کی طرف سے خصم ہونے مین سبب ہونا دونون مین شرط ہے اور امام ابو زید رح اور عامہ مشائخ نے ذکر کیا کہ سبب ہونا ایسی صورت مین شرط ہے کہ جب دعوی دو چیزون کا ہو اور یہی قول فقاہت کا سا معلوم ہوتا ہے۔ اگر دعوی دونون پر ایک ہی چیز کا ہو تو اس قاعدہ کا بیان و مثال یہ ہے ایک مکان جو عمرو کے ہاتھ مین ہے اسپر زید نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو خالد سے خریدا ہے اور خالد غائب ہے اور وہ اسکا مالک تھا اور مجھسے عمرو نے غصب کر لیا ہے اور عمرو نے کہا کہ یہ مکان میرا ہے پھر زید نے اپنے گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول ہوگی اور یہ حکم عمرو اور خالد دونون پر جاری ہوگا اور حاضر غائب کی طرف سے خصم قرار پاویگا کذا فی الذخیرہ۔ اگر ایک شخص پر دعوی کیا کہ اسنے فلان شخص کی طرف سے اس طور پر کفالت کی ہے کہ جو میرا اسپر حق ثابت ہو اسکا کفیل ہے پھر مدعی علیہ نے کفالت کا اقرار کیا اور حق سے انکار کیا اور مدعی نے گواہ پیش کیے کہ میرے فلان شخص پر ہزار درم ثابت ہوے ہین تو کفیل اور مکفول عنہ دونون پر حکم قضا جاری ہوگا حتے کہ اگر فلان شخص غائب آیا اور اسنے انکار کیا تو التفات نہ کیا جاویگا۔ اگر زید نے ایک گھر کے شفعہ کا جو عمرو کے قبضہ مین ہے دعوی کیا اور عمرو نے کہا کہ یہ گھر میرا ہے مین نے کسی سے خریدا نہین پھر زید نے گواہ قائم کیے کہ عمرو نے یہ گھر خالد سے ہزار درم مین خریدا جو اسکا مالک تھا اور زید اسکا شفیع ہے تو خرید کا حکم عمرو پر اور خالد غائب دونون پر ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے اگر دعوی دو چیزون کا ہو تو اس قاعدہ کا بیان مثال مین یہ ہے۔ اگر دو گواہون نے کسی شخص کے حق کے واسطے

دوسرے پر گواہی دی لیس مدعا علیہ نے طعن کیا کہ یہ دونون فلان شخص کے جو غائب ہی غلام ہین پھر مدعی نے گواہ سنائے کہ فلان غائب ان دونون کا مالک تھا مگر اُسنے بحالِ ملک انکو آزاد کر دیا ہی تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور حاضر اور غائب دونون کے حق مین آزاد ہونا ثابت ہو جائیگا اور یہان دعوی دو چیزون مین ہی یعنی حاضر پر مال کا دعوی اور غائب پر غلامون کے آزاد کرنیکا مگر غائب پر دعوی ثابت ہونا یعنی غلام کا آزاد ہونا باعث ثبوت حاضر کے دعوی کا ہی کہ حاضر پر مال ان گواہون آزاد غلامون کی گواہی پر ثابت ہوگا کذا فی الذخیرہ - اگر زید پر کسی جورو والے آدمی کو زنا کی تہمت لگانے سے حد واجب ہوئی پھر زید نے کہا کہ مین تو غلام ہون مجھپر آدھی حد واجب ہی اُس آدمی نے کہا کہ نہین تجھے اُسنے آزاد کر دیا ہی اور تجھپر پوری حد آویگی اور آزادی پر گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول ہو کر حاضر اور غائب دونون کے حق مین حکم نافذ ہوگا حتے کہ اگر غائب آیا اور آزاد کرنے سے انکار کیا تو التفات نہ کیا جاویگا - اگر ایک شخص قتل کیا گیا اور اُسکے دو وارث ہین کہ ایک غائب ہی پھر حاضر نے دعوی کیا کہ غائب نے قاتل کو معاف کیا اور میری حق کا اسپر مال واجب ہوا اور قاتل نے اُسکے معاف کرنے سے انکار کیا پھر مدعی نے گواہ قائم کیے تو مقبول ہو کر غائب اور حاضر پر حکم دیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر دعوے دو چیزون مین واقع ہو مگر غائب پر جو دعوی ہی ضرور نہین ہی کہ وہ حاضر کے دعوی کے ثبوت کا لامحالہ سبب پڑ جاوے بلکہ کبھی نہین ہوتا ہی تو حاضر شخص غائب کی طرف سے خصم قرار نہ پاویگا اور اسکے بیان کی مثال یہ ہی کہ زید نے ایک شخص غائب کی عورت سے کہا کہ مجھے تیرے شوہر فلان شخص نے وکیل کیا ہی کہ مین تجھے اُسکے پاس پہونچا دون پھر عورت نے کہا کہ وہ تو مجھے تین بار طلاق دیچکا ہی اور اسپر اُسنے گواہ قائم کر دیے تو اُسکی گواہی وکیل پر مقبول ہوگی نہ غائب پر تا کہ طلاق ثابت ہو جاوے حتے کہ اگر غائب آیا اور طلاق دینے سے انکار کیا تو عورت کو دوبارہ گواہ لانے کی ضرورت ہوگی کذا فی الذخیرہ - ایک شخص زید کے غلام کے پاس آیا اور کہا تیرے آقا زید نے مجھے وکیل کیا ہی کہ مین تجھے اُسکے پاس پہونچا دون پھر غلام نے گواہ سنائے کہ زید نے مجھے آزاد کر دیا ہی تو وکیل کے حق مین مقبول ہونگے اور آزادی ثابت نہوگی حتے کہ اگر زید آیا اور اُسنے انکار کیا تو غلام کو دوبارہ گواہ سنانے کی ضرورت ہوگی کذا فی البزازیہ - اگر حاضر و غائب پر دو چیزون کا دعوی ہو اور غائب کا دعوی سبب ثبوت حاضر کے دعوی کا بھی ہو ولیکن اس طرح سبب ہو کہ اگر وہ مدعی باقی ہی تو سبب ہی اور اپنے نفس فی ذات سے سبب ثبوت نہین تو قاضی ایسی گواہی پر التفات نہ کرکے حاضر اور غائب کسی پر حکم نہ دیگا اس قاعدہ کا بیان یہ ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خریدی پھر مشتری نے دعوی کیا کہ میرے خریدنے سے پہلے بائع نے اسکو فلان غائب کے ساتھ بیاہ دیا ہی اور مین نے اُسکو لاعلمی مین خریدا ہی اور بائع نے اس سے انکار کیا اور مشتری نے گواہ قائم کرکے باندی واپس کرنا چاہی تو قاضی یہ گواہی مقبول نہ کریگا نہ حاضر پر اور نہ غائب پر کیونکہ غائب کا نکاح اگر اب تک باقی ہی تو اُسکو واپسی کا حق پہونچتا ہی اور اُسنے نکاح باقی ہونے کے گواہ نہین قائم کیے اور اگر نکاح باقی ہونے کے گواہ قائم کرے تو بھی مقبول نہونگے کیونکہ باقی رہنا نکاح کے بعد ہی اور جب ثبوت نکاح مین خصم قرار نہ پایا تو بقاء نکاح مین بھی قرار نہ پاویگا - اور اسی طرح اگر کسی نے بطور بیع فاسد کے کوئی چیز خریدی پھر دعوی کیا کہ مین نے فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دی ہی اور وہ شخص غائب ہی اور اس سے اُسکی غرض یہ ہی کہ بائع کا حق واپسی جاتا رہے تو حاضر و غائب دونون کے حق مین گواہی قبول نہوگی - اور اسی طرح اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہی اُسکے پہلو مین دوسرا گھر فروخت کیا گیا اُسکو مشتری نے خریدا پھر جسکے قبضہ مین گھر ہی اُسنے فروخت کیے ہوئے گھر کو شفعہ مین لینا چاہا پھر مشتری نے کہا کہ جو گھر تیرے

ف [illegible]

قبضہ مین ہی یہ تیرا نہین فلان شخص کا ہی اور شفیع نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرے قبضہ مین ہی میرا ہی مین نے اُسکو فلان غائب سے خریدا ہی تو اُسکے خریدنے کا حکم حاضر و غائب دونون کے حق مین نہ دیا جاویگا۔ جامع صغیر مین مذکور ہی کہ زید نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر فلان شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی ہو تو تو طالق ہی پھر زید کی عورت نے زید پر دعوی کیا کہ فلان شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی ہی اور فلان شخص غائب ہی اور زید کی عورت نے گواہ پیش کیے تو گواہی مقبول نہوگی اور اُسپر طلاق پڑنیکا حکم نہ دیا جائیگا اور بعضے متاخرین نے طلاق واقع ہونیکا فتوی دیا ہی اور گواہی قبول کی ہی اور انہین بعض متاخرین کی رائے پر ایک حیلہ سابق مین غائب شخص پر حق ثابت کرنیکا مذکور ہوا ہی کہ وکالت کی شرط غائب پر حق کر دیا جاوے اور اصح یہ ہی کہ یہ گواہی نامقبول ہی اور غائب پر حکم نہ دیا جاویگا اور جہان کہین کسی نے اپنے حق کے واسطے کسی غائب کے فعل پر گواہ قائم کیے اور اسمین غائب کا حق باطل ہوتا ہی تو غائب پر حکم نہ دیا جائیگا یہ تلخیص ما فی الذخیرہ۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے ہزار درم کی کفالت اختیار کی اور مکفول عنہ غائب ہو گیا اور کفیل نے قرضخواہ پر دعوی کیا کہ جن ہزار درم کی مین نے کفالت کی تھی وہ شراب کا ثمن ہین اور طالب نے کہا نہین بلکہ غلام کا ثمن ہین پس قول معتبر طالب کی طرف سے ہی پس اگر کفیل نے اسکے گواہ قائم کرنے چاہے تو طالب اُسکا خصم نہوگا اور گواہی نامقبول ہوگی بخلاف اسکے اگر مطلوب حاضر ہوتا اور طالب پر گواہ قائم ہوتے کہ گواہی دیتے کہ جس ثمن کا یہ دعوی کرتا ہی وہ شراب کا ثمن ہی تو گواہی مقبول ہوتی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر دو شخصون پر ایک شخص کے ہزار درم ہین اور دونون مین سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہی پھر دونون نے مال سے انکار کیا پھر مدعی نے ایک پر گواہ قائم کیے اور اُسپر مال اور کفالت دونون کا حکم کیا گیا اور طالب نے اُس سے کچھ وصول نہ کیا یہانتک کہ وہ غائب ہو گیا پھر دوسرے کو لایا تو قاضی اس گواہی پر اُسپر پانچسو درم کا جو اُسپر ہے حکم کریگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی ایک شخص نے دوسرے شخص پر ہزار درم کا اپنے اور غائب کے لیے ہونے کا دعوی کیا کہ یہ غلام یا کسی کپڑے کا ثمن ہی کہ دونون نے اسکے ہاتھ فروخت کیا تھا اور مدعی نے گواہ قائم کیے تو امام اعظم رح کے نزدیک حاضر کے حصہ کی ڈگری کیجاویگی حتے کہ اگر غائب آیا تو اُسکو دوبارہ گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہوگی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ حاضر و غائب دونون کے حق کی ڈگری کیجاویگی صاحب شرح اقضیہ نے فرمایا کہ اسکے بعد جو مذکور ہوا ہی وہ دلالت کرتا ہی کہ امام ابو یوسف رح نے امام اعظم رح کے قول کی طرف رجوع کیا ہی اور امام محمد رح ظاہر ہین اور بنا بر عامۂ روایات کے امام اعظم رح کے ساتھ ہین اور منتقی مین امام محمد رح کو امام ابو یوسف رح کے ساتھ ذکر کیا ہی اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر یہ ہزار درم جنکا دعوی ہی میراث کے ہون تو بلا خلاف غائب کو دوبارہ گواہی دلانے کی ضرورت نہوگی پھر روایت منتقی کے موافق امام محمد رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک جب غائب حاضر ہو گیا اور اُسنے مدعی حاضر کی تصدیق کی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو جسقدر حاضر نے وصول کیا ہی اُسمین شریک ہو جاوے اور پھر دونون باقی کے واسطے مطلوب کا پیچھا پکڑین ورنہ مطلوب کے پیچھے پڑے اور اپنا حق وصول کرلے۔ اور اگر ہنوز غائب شخص نہ حاضر ہوا تھا کہ گواہون نے گواہی سے رجوع کر لیا تو امام اعظم رح کے نزدیک غائب کا حق باطل ہو گیا مگر غائب حاضر کا شریک ہوگا یعنی جسقدر مدعی حاضر نے وصول کیا ہی اُسمین غائب اگر آوے تو اُسکا شریک ہوگا **قلت** و صاحبین کے نزدیک بعد ثبوت قضاء باطل ہوگی **قال** پھر جب غائب آکر حاضر کا شریک ہوا تو حاضر اپنے مطلوب سے کچھ واپس نہ لے سکیگا۔ اگر کسی شخص نے دعوی کیا کہ مین نے و فلان غائب نے یہ گھر اس شخص سے ہزار درم کو خریدا ہی اور ہم دونون نے ثمن ادا کر دیا ہی اور اُسپر گواہ پیش کر دیے تو امام اعظم رح کے قیاس پر مدعی

کے واسطے آدھے گھر کا حکم دیا جاویگا پھر جب غائب آیا تو اُس سے دوبارہ گواہ قائم کرائے جاوینگے اور امام ابو یوسف کے موافق تمام گھر حاضر و غائب کو دلایا جائیگا اور نصف حاضر کو دیا جائیگا اور نصف کسی ثقہ کے پاس رکھا جاویگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ جب تک غائب نہ آجاوے میں تقسیم نہ کرونگا منتقی میں فرمایا کہ اگر غائب نے آکر جزیہ سے انکار کیا تو اُسمیں سے اُسکا حصہ باطل ہوگیا اور حاضر کا باقی رہا اور کہا کہ یہ بلا خلاف ہے اور اصل مسئلہ کو اختلاف کے ساتھ ذکر کیا اور مبسوط میں اس مسئلہ کو ذکر کیا اور کہا کہ یہ گواہی حاضر کے حق میں مقبول ہوگی نہ غائب کے حق میں اور کچھ اختلاف کا ذکر نہ کیا اور خصاف رح نے موافق منتقی کے اختلاف ذکر کیا ہم نے بیان کیا کہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک غائب کا حصہ مدعاعلیہ کے ہاتھ سے نکال لیا جاویگا پس بعض مشائخ نے کہا کہ یہ اُسوقت ہے کہ بائع کو ثمن پہونچ گیا ہو جیسا کہ مسئلہ میں مذکور ہے اور اگر نہ پہونچا ہو تو نہ نکالا جاویگا اور بعضے مشائخ نے کہا کہ مشتری کے دینے کے واسطے ثمن ادا ہونے کی ضرورت ہے اور ہم مشتری کو نہیں دیتے ہیں بلکہ عادل کے قبضہ میں رکھتے ہیں اور اُسکا ہاتھ روک رکھنے میں بائع کے ہاتھ کی نظیر ہے کذا فی المحیط۔ مبسوط میں ہے کہ اگر ایک وارث نے کسی شخص پر قصاص کے دعوی کے گواہ پیش کیے تو تمام وارثوں کے حق میں یہ ثبوت کافی ہے کہ اُنسے دوبارہ گواہی نہ طلب ہوگی اور یہ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک حاضر کے واسطے حق ثابت ہوگا اور غائب کے حق ثابت ہونے کے واسطے دوبارہ گواہی قائم کرنے کی ضرورت ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ مبسوط میں ہے کہ ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے اُسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرے باپ نے انتقال کیا اور یہ گھر میرے اور میرے بھائی کے واسطے جو غائب ہے میراث چھوڑا ہے اور ہم دونوں کے سوا اُسکا کوئی وارث نہیں ہے تو امام اعظم کے نزدیک قاضی حاضر کے حصہ کی ڈگری کرکے مدعاعلیہ سے لیکر اُسکے سپرد کردیگا اور غائب کا حصہ قابض کے قبضہ میں چھوڑ دیگا اور امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک اگر قابض منکر ہو جیسا مسئلہ میں ہے کہ گواہ قائم کرنے کی ضرورت پڑی تو قاضی غائب کا حصہ اُسکے ہاتھ سے نکال کر عادل کے پاس رکھیگا اور اگر مقر ہو تو اُسی کے پاس چھوڑ دے پھر جب اُسی کے پاس چھوڑا اور غائب آیا تو مشائخ نے امام اعظم رح کے قول پر اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ اُس سے دوبارہ گواہ طلب کریگا جیسا قصاص میں گذرا اور بعضوں نے کہا کہ نہیں اور اسمیں اتفاق بیان کیا اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ میراثی قرضہ کا دعوی بھی محتمل ہے کہ مثل قصاص کے اختلافی ہو اور کتاب الاقضیہ والے نے مطلقاً بلا ذکر خلاف بیان کیا و لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ اسی جنس کے مسئلوں سے مسئلہ الہبہ ہے اور اُسکی صورت یہ کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اُسنے مجھے اور فلاں شخص غائب کو چیز ہبہ کرکے سپرد کردی ہے پس اگر وہ چیز تقسیم ہو سکتی ہو تو دعوی صحیح ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی گواہی حاضر کے حق میں مقبول ہوگی نہ غائب کے حق میں اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک مانند مسئلہ جزیہ کے دونوں کے حق میں قبول ہوگی اور اگر وہ چیز مثل گھر کے تقسیم ہو سکتی ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک دعوی صحیح نہیں ہے کیونکہ اُنکے نزدیک گھر دو شخصوں کو ہبہ کرنا درست نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک درست ہے تو دعوی بھی صحیح ہے۔ اور اسی جنس سے مسئلہ رہن ہے اور اُسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ میں نے اور فلاں غائب نے اس شخص سے یہ گھر جو اُسکے قبضہ میں ہے ہم دونوں نے بعوض قرضہ کے جو ہمارا اسپر آتا ہے رہن رکھا ہے پھر یہ شخص اس گھر پر مسلط ہوگیا اور اس دعوی پر گواہ قائم کیے تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ گواہی نامقبول ہے کیونکہ امام اعظم رح کے نزدیک اگر مقبول ہو تو حاضر کے حصہ میں مقبول ہوگی اور مقبول ہونے سے رہن مشاع ہوا جاتا ہے اور وہ امام کے نزدیک ناجائز ہے اور جو چیز تقسیم ہو سکتی اور جو چیز نہیں تقسیم ہو سکتی ہے یہاں دونوں کا ایک حکم ہے اور اسی جنس سے مسئلہ وصیت ہے اُسکی

[illegible]

صورت یہ ہو کہ ایک شخص مر گیا اور اُسنے مختلف لوگون کے لیے مختلف وصیتین ایک وصیت نامہ مین لکھدین پھر بہت لوگون کے لیے وصیت کی ہو اُنمین سے ایک آیا اور کسی وارث کو اپنے ساتھ لایا اور گواہ قائم کیے تو امام اعظم رہ کے نزدیک حاضر کے حق مین ڈگری ہوگی نہ غائب کے حق مین اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک حاضر و غائب سب کے حق مین ڈگری ہوئی حتے کہ اگر غائب آیا تو دوبارہ گواہ لانے کی ضرورت نہین ہی - کتاب الاقضیہ مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر ایک شخص نے دو شخصون پر ایک مال کا جو دستاویز مین تحریر ہی دعوی کیا اور دونون مدعا علیہ مین سے ایک حاضر ہی انکار کرتا ہی اور دوسرا غائب ہی اور مدعی نے گواہ قائم کیے تو امام اعظم رہ نے فرمایا کہ مین حاضر و غائب دونون پر ڈگری کر دونگا اور امام ابو بکر رازی رہ نے فرمایا کہ یہ حکم امام اعظم رہ کے قاعدہ پر ٹھیک نہین پڑتا ہی کیونکہ ایسے مسائل مین اُنکے نزدیک حاضر شخص غائب کی طرف سے خصم نہین ہوتا ہی مصنف کہتا ہی کہ منتقی مین ایک روایت امام اعظم سے مذکور ہی کہ فرمایا کہ حاضر پر نصف مال کی ڈگری کرونگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ تمام مال کی حاضر و غائب پر ڈگری کرونگا - واضح ہو کہ امام محمد رہ نے یہ مسئلہ مبسوط مین لکھا ہی اور جواب دیا کہ امام اعظم رہ کے نزدیک حکم صرف حاضر پر اور حاضر کے واسطے ہوگا اور صاحب اقضیہ نے لکھا کہ ان مسائل مین امام اعظم رہ کے نزدیک حکم صرف حاضر پر ہوگا اور بعض مسائل مین ذکر کیا کہ حکم حاضر پر متعدی ہوگا اور بعض مین ذکر کیا کہ غائب پر متعدی ہوگا اور کبھی ذکر کیا قول ابو یوسف رہ کو موافق ابو حنیفہ رہ کے اور کبھی برخلاف قول ابو حنیفہ رہ کے اور کبھی قول امام محمد رہ کا موافق قول ابو حنیفہ رہ کے ذکر کیا اور کبھی موافق ابو یوسف رہ کے مخالف ابو حنیفہ رہ کے ذکر کیا پس امام اعظم اور ابو یوسف رہ اور امام محمد رہ سے ہر صورت مین دو دو روایتین ہوئین - ایک شخص نے ایک غلام دو شخصون کے ہاتھ ہزار درم کو اس شرط پر فروخت کیا کہ ہر ایک دوسرے کا کفیل ہوئے پھر بائع ایک سے ملا اور اُسپر گواہ پیش کیے کہ میرے اسپر اور فلان غائب پر ایک ہزار درم قرض ہین اور ہر ایک دوسرے کا اُسکے حکم سے کفیل ہی تو حاضر پر ہزار درم کا حکم کیا جائیگا پھر اگر حاضر سے وصول کرنے سے پہلے غائب حاضر ہوا تو مدعی اس حاضر سے سوائے پانچسو درم کے جو اسپر اصلی ہین نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی - ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہین اور اُنکا ایک شخص قرضدار کے حکم سے کفیل ہی پھر قرضخواہ کفیل سے ملنے سے پہلے اصیل سے ملا اور دعوی کیا کہ تجھپر میرے ہزار درم ہین اور تیرے حکم سے اُسکا فلان کفیل ہی اور گواہ قائم کیے تو ہزار درم کا حکم کیا جائیگا اور یہ حکم کفیل پر جاری نہوگا حتے کہ اگر کفیل سے ملا تو بدون دوبارہ گواہ قائم کرنے کے اُس سے نہین لے سکتا ہی کذا فی الملتقط اگر اصیل کے ملنے سے پہلے کفیل سے ملا اور اُسپر دعوی کیا کہ میرے فلان شخص پر ہزار درم ہین اور تو اُسکے حکم سے اُسکا کفیل ہی اور گواہ قائم کیے تو کفیل غائب کی طرف سے خصم ہوگا اور ہزار درم کا حکم دونون پر جاری ہوگا اور اصیل اپنے کفیل کی طرف سے خصم نہین ہوتا ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی - اگر ایک شخص نے ایک شخص پر دعوی کیا کہ تو نے و فلان شخص غائب نے فلان شخص کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی ہی اور تم دونون باہم ایک دوسرے کے کفیل ہو اور اسپر گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ پر ہزار درم کی ڈگری کی گئی پھر غائب حاضر ہوا تو اُسکو اختیار ہی کہ غائب سے ہزار درم لے کیونکہ جب حاضر پر حکم دیا گیا تو اس وجہ سے کہ وہ مطلوب اور اس کفیل غائب کی طرف سے کفیل ہی کیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر دونون کی طرف سے کفیل نہ کیا جاوے تو وہ اصیل سے کیونکر لے سکیگا - نوادر بشر بن الولید مین امام ابو یوسف رہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ایک گھر کے چند لوگون سے خریدنے کا دعوی کیا اور وہ گھر انھین لوگون کے قبضہ مین ہی اور اُنمین سے بعضے حاضر ہین اور بعضے غائب ہین اور حاضر لوگ غائبون کے حصہ دار ہونے کے مقر اور بیع واقع ہونے کے منکر ہین پھر

مدعی نے اپنے دعوی کے گواہ قائم کیے تو قاضی صرف حاضر وارثون کے حصہ مین ڈگری کریگا اور یہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی اور اگر حاضر لوگ غایبون کے حصہ دار ہونے سے منکر ہون تو قاضی تمام گھر کی ڈگری مدعی کے نام کردیگا اور اگر دو شخصون کی طرف سے ہبہ یا صدقہ یا رہن کا دعوی کیا اور ایک شخص غائب ہی اور دوسرا حاضر ہی اور گھر اُسی کے قبضہ مین ہی اور مدعی نے ہبہ اور قبضہ یا صدقہ اور قبضہ یا رہن اور قبضہ کے دعوے کے گواہ پیش کیے تو امام اعظم کے نزدیک رہن کی صورت مین یہ گواہی مقبول نہوگی کیونکہ اُنکے نزدیک حکم صرف حاضر کے حصہ پر دیا جائیگا اور وہ ممکن نہین کیونکہ رہن مشاع ہوا جاتا ہی اور وہ باطل ہی اور ہبہ کی صورت مین اگر مدعی بہ محتمل قسمت نہین ہو تو گواہی حاضر کے حق پر قبول ہوگی نہ غائب کے حق پر اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک رہن کی صورت مین گواہی بالکل مقبول ہی اور ہبہ اور صدقہ کی صورت مین اگر وہ چیز جسمین دعوی ہو قسمت کو محتمل نہین ہی تو حاضر و غائب دونون پر حکم ہوگا اور اگر وہ چیز مدعی بہ تقسیم ہوسکتی ہو تو قاضی تمام چیز کے ہبہ کا حکم دیگا مگر آدھے مین فی الحال نافذ کریگا اور آدھے مین غائب کے حاضر ہونے تک توقف ہوگا جب وہ حاضر ہوا تو نافذ کریگا ۔ ابن سماعہ رح نے امام محمد رح سے روایت کیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعوی کیا اور مدعی کے گواہون پر قاضی نے مدعا علیہ پر ڈگری کردی پھر مدعا علیہ غائب ہوگیا یا مرگیا اور اُسنے وارث چھوڑے اور مدعا علیہ کا لوگون پر شہر مین مال ہی کہ وہ لوگ اقرار کرتے ہین کہ مدعا علیہ کا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین یہ مال مدعی کو نہ دلاؤنگا جب تک کہ مدعا علیہ خود حاضر ہو اگر وہ غائب ہوگیا یا اُسکے وارث حاضر ہون اگر وہ مرگیا ہی اس احتمال سے کہ شاید مدعا علیہ نے ادا کردیا ہو یا وارثون نے ادا کردیا ہو کذا فی المحیط ۔ نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر مدعی کے گواہ قائم کرنے کے بعد مدعا علیہ غائب ہوگیا یا مرگیا اور گواہون کا پوشیدہ و ظاہر عادل ہونا ثبوت ہوگیا تو قاضی حکم نہ دیگا جب تک کہ غائب یا اُسکا نائب حاضر ہو یا میت کے وارث حاضر ہون اور جب انمین سے کوئی حاضر ہوا تو قاضی اسی گواہی پر فیصلہ کریگا دوبارہ گواہ لانے کی ضرورت نہین ہی اور اگر مدعا علیہ نے دعوی مدعی کا اقرار کیا پھر غائب ہوگیا تو قاضی اُسکی غیبت مین اُسکے اقرار پر حکم دیدیگا پھر جس چیز کا اُسنے اقرار کیا ہی اگر مال عین ہو تو جسکے قبضہ مین ہی اگر وہ شخص اقرار کرتا ہی کہ یہ مدعا علیہ کا ہی تو اُسکو حکم دیگا کہ مدعی کے حوالہ کرے ۔ اور اگر مال غیر معین درم و دینار ہی اور مدعی نے اُسکے جنس حق مین سے قابو پایا تو حکم دیگا کہ لیلے اور قرضہ کے عوض عروض و عقار کو فروخت نہ کریگا اور یہ امام اعظم رح اور امام محمد رح کا قول ہی اور امام محمد رح نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف رح کہتے ہین کہ گواہی اور اقرار دونون صورتون مین جب تک غائب حاضر نہو قاضی حکم نہ دیگا ۔ امام محمد رح نے تو امام ابو یوسف رح کا قول اسی طرح ذکر کیا ہی ولیکن عامہ کتب مین محفوظ روایت امام ابو یوسف رح سے یہ ہی کہ گواہی کی صورت مین بدون مدعا علیہ کی حاضری کے قاضی حکم نہ دیگا اور اقرار کی صورت مین حکم دیگا پھر جب عہدہ قضا اُنکے سپرد ہوا تو کہتے تھے کہ دونون صورتون مین حکم دیگا اور یہ استحسان ہی تاکہ لوگون کے مال و حقوق محفوظ و مصئون رہین کذا فی الذخیرہ ۔ امام محمد رح نے زیادات مین ذکر کیا ہی کہ ایک باندی ایک شخص عبد اللہ کے قبضہ مین تھی پھر ایک شخص ابراہیم نامے نے خالد نامے سے کہا کہ اے خالد یہ باندی جو عبد اللہ کے پاس ہی میری باندی تھی مین نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کرکے تیرے سپرد کی تھی ولیکن عبد اللہ نے مجھسے غصب کرلی اور خالد نے اس سب کی تصدیق کی اور عبد اللہ اس سب کا انکار کرتا ہی اور کہتا ہی کہ باندی تیری ہی تو باندی کے باب مین عبد اللہ کا قول معتبر ہی ولیکن خالد پر حکم کیا جائیگا کہ ہزار درم ثمن ابراہیم کو دیوے کیونکہ دونون نے بیع واقع ہونے کی باہم تصدیق کی ہی اور سپرد کردینے کا اقرار کیا ہی اور ایسا اقرار دونون کا دونون پر حجت ہوگا ۔ پھر

ابراہیم سے ثمن وصول کر لینے کے بعد اگر کسی نے عبد اللہ کے ہاتھ مین سے استحقاق ثابت کر کے باندی لے لی اور خالد نے اپنا ثمن واپس کرنا چاہا کہ باندی مشتراۃ پر استحقاق ثابت ہوا ہو تو التفات نہ کیا جاویگا کیونکہ حکم استحقاق صرف عبد اللہ تک مقصور ہو اُس سے تجاوز کرکے خالد تک نہ پہونچیگا اور اصل اس باب مین یہ ہو کہ قابض پر ملک مطلق کا حکم قضا قابض کے ساتھ اسپر بھی جسکے طرف سے قابض نے ملکیت پائی ہو دونون پر جاری ہوتا ہو اور تمام لوگون پر جاری نہین ہوتا ہو اور یہان قابض یعنی عبد اللہ نے خالد کی طرف سے ملکیت حاصل کرنیکا دعوی نہین کیا ہو پس حکم قضا خالد پر جاری نہوا اور جب اُسپر جاری نہوا تو وہ ثمن واپس نہین کریگا اور عدم اُسپر جاری ہونے کی دلیل یہ ہو کہ مثلاً اگر خالد اپنے گواہ مستحق پر قائم کرے کہ یہ باندی میری ہی باندی ہو مین نے ابراہیم سے خریدی ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر اُسپر حکم قضا جاری ہوتا تو مقبول نہین ہو سکتی تھی اور اسی طرح اگر مستحق ملک مطلق کے دعوی سے نہ لیوے بلکہ دعوی کرے کہ یہ باندی میری باندی سے میری ملکیت مین پیدا ہوئی ہو اور گواہی پر قاضی اُسکے لیے دلانے کا حکم دے تو بھی خالد اپنا ثمن ابراہیم سے نہین لے سکتا ہو اگرچہ مستحق کی گواہی سے ثابت ہوا کہ ابراہیم نے غیر کی باندی فروخت کی تھی کیونکہ مستحق کا دعوے کہ میری ملکیت مین پیدا ہوئی ہو بلا ضرورت ہو کیا تو نہین دیکھتا ہو کہ اگر ملک مطلق کا دعوی ہوتا تو گواہی مقبول تھی پس ملکیت مین پیدا ہونیکا دعوے بے اعتبار ہو صرف ملک مطلق کا دعوی معتبر رہگیا اور ملک مطلق کے دعوی مین خالد پر حکم قضا جاری نہوا تھا اسی طرح اس صورت مین بھی جاری نہوگا پس حکم قضا صرف عبد اللہ تک رہا۔ پھر امام محمد رہ نے فرمایا اور اگر خالد گواہ لاوے کہ یہ باندی میری ہی مین نے ابراہیم سے خریدی ہو تو مستحق پر قائم کرنے سے باندی اُسکو دلا دیجاویگی پھر اگر مستحق نے خالد پر گواہ قائم کیے کہ یہ باندی میری ہی میری ملکیت مین پیدا ہوئی ہو تو یہ گواہی زیادہ مثبت ہو خالد کی گواہی پر اسکو ترجیح دیکر پھر باندی مستحق کو دلائی جاویگی پھر اس صورت مین خالد پر حکم قضا جاری ہوا پس وہ اپنا ثمن ابراہیم سے واپس لیگا۔ اگر باندی کا کوئی مستحق نہوا بلکہ باندی نے عبد اللہ پر گواہ قائم کیے کہ مین اصلی حرہ یعنی آزاد ہون اور قاضی نے اُسکی آزادی کا حکم دیا تو آزادی کا حکم تمام لوگون پر جاری ہوتا ہو خلاصہ ہر شخص پر آزاد شخص لائق گواہی دینے کے ہوتا ہو اسواسطے خالد پر بھی جاری ہوگا اور خالد اپنا ثمن ابراہیم سے واپس لیگا۔ اور اسی طرح اگر باندی نے گواہ قائم کیے کہ مین عبد اللہ کی باندی تھی مگر اُسنے مجھے آزاد کر دیا ہو اور قاضی نے اُسکی ڈگری کی تو خالد اپنا ثمن ابراہیم سے لیگا اور اصلی آزادی کا دعوی اور یہ دعوی یکسان ہو کذا فی المحیط۔ زمین وقف کا حکم قضا بالوقف اگر قابض پر جاری ہو تو شمس الائمہ حلوائی اور رکن الاسلام سے منقول ہو کہ دونون نے اسکو قضاء حریت کے ساتھ لاحق کر کے تمام لوگون پر جاری کیا ہو اور فتاوے ابو اللیث مین ہو کہ تمام لوگون پر جاری نہین ہوتے کہ اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ یہ زمین میری ملک تو اسکی سماعت ہوگی اور قضاء بملک مطلق کے مثل اُسکا حکم رکھا ہو اور اسی کو صدر الشہید نے اختیار کیا ہو یہ ملتقط مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک گھر پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہو دعوی کیا کہ میرا باپ مر گیا اور یہ گھر میرے اور میرے فلان بھائی کے واسطے میراث چھوڑا ہو اور اسکا بھائی دعوی سے انکار کرتا ہو اور گھر مین سے اپنا حق نہین جانتا ہو پھر مدعی نے گواہ قائم کیے اور اسکو آدھا گھر دلا دیا گیا پھر اُسکے بھائی نے رجوع کر کے مدعی کی تصدیق کی تو اُسکو کچھ نہ دلایا جائیگا پس اسکے بعد اگر میت کا کوئی قرضخواہ آیا اور وارث کے سامنے اُسنے میت پر قرضہ ثابت کیا اور درخواست کی کہ قاضی تمام گھر کا میت کے نام فیصلہ کرے تو قاضی دوبارہ از سر نو تمام گھر میت کے نام پر پہلی گواہی پر ثابت کر کے فیصلہ کر دیگا اور گھر فروخت کر کے اُسکے ثمن سے قرضہ ادا کیا جائیگا پھر جو بڑھا اُسکا آدھا مدعی وارث کو ملیگا اور باقی آدھا مدعا علیہ کو واپس دیا جائیگا اور مدعی کے بھائی کو جو انکار کرتا ہو کچھ نہ ملیگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کسی مال معین پر میت کے ترکہ مین سے کسی نے دعوی کیا تو وہ وارث اسکا خصم قرار پا سکتا ہو جسکے قبضہ مین یہ مال معین ہو اور

جسکے قبضہ مین نہین ہی اگر اُسکو مدعی نے حاضر کیا تو دعوی مسموع نہوگا اور قرضہ کے دعوی مین کوئی وارث ہو میت کی طرف سے خصم قرار پاویگا اگرچہ اُسکو ترکہ مین سے کچھ وصول نہوا ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ تونے میرے واسطے فلان کی طرف سے اُسکے حکم سے ہزار درم کی کفالت کی تھی جو ہزار درم کہ میرے اُسپر آتے ہین اور مدعا علیہ نے کفالت سے انکار کیا پھر مدعی نے اپنے دعوے کے گواہ سنائے تو قاضی کفیل پر مال کی ڈگری کر دیگا حتے کہ اگر اصیل آیا اور اُسنے مدعی کے دعوی سے انکار کیا تو کفیل بدون دوبارہ گواہ سنانے کے اصیل سے وہ مال جو اُسنے ادا کیا ہی لے لیگا۔ پس اگر کفیل کے مال ادا کرنے سے پہلے اصیل آگیا تو مدعی مختار ہی چاہے اصیل سے مطالبہ کرے یا کفیل سے۔ اور جسوقت کفیل نے ادا کر دیا اپنے اصیل سے لے لیگا اور گواہ دوبارہ سنانے کی ضرورت نہین ہی اور اصیل کو اختیار ہوگا کہ کفیل کی کفالت اور اپنے حکم سے انکار کرے۔ اور اگر مدعی نے صرف کفیل کی کفالت کا دعوی کیا اور کفالت اصیل کے حکم سے ہونیکا دعوی نہ کیا اور قاضی نے کفیل پر حکم جاری کیا اور اصیل حاضر ہوا تو اصیل سے لینے کی راہ نہ مدعی کو ہی اور نہ کفیل کو تاوقتیکہ اُسپر دوبارہ گواہ قائم نہون۔ اور اگر طالب نے کفیل سے جھگڑا کیا اور بخلاف مذکورۂ بالا کے کفالت مبہم رکھی مثلاً دعوی کیا کہ جو کچھ مال میرا فلان شخص پر آتا ہی اُسکی تونے کفالت کی تھی اور مال کی تعیین اور تقدیر نہ بتلائی بلکہ مبہم چھوڑ دیا اور کفیل نے انکار کیا اور مدعی نے اپنے دعوی پر گواہ سنائے کہ میرے فلان شخص پر ہزار درم کفالت سے پہلے کے ہین تو گواہی مقبول اور کفیل پر ڈگری کر دیجائیگی اور یہ حکم غائب یعنی مکفول عنہ پر بھی جاری ہوگا حتے کہ اگر مکفول عنہ آیا تو اس سے مطالبہ کر سکتا ہی خواہ اُسکے حکم سے کفالت کا دعوی کیا ہو یا بدون حکم کے صرف فرق یہ ہی کہ اگر مدعی نے بدون حکم مطلوب کے کفالت کا دعوی کیا ہی تو کفیل نے جو کچھ ادا کیا وہ اصیل سے نہین لے سکتا ہی اور اگر مطلوب کے حکم سے کفالت کا دعوی کیا تو کفیل بھی اُس سے لے لیگا۔ اور جو حکم تفصیلی کفالت کے باب مین بیان ہوا وہی حوالہ مین ہی۔ اگر کفیل اور مکفول عنہ مین جھگڑا ہوا اور قرضخواہ غائب ہی۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیری طرف سے ہزار درم کی کفالت تیرے حکم سے فلان شخص کے واسطے کی اور مین نے اُسے ادا کر دیا اب مین تجھسے لونگا اور مدعا علیہ نے سب دعوی سے انکار کیا یا کفالت بحکم کا اقرار کیا اور مال ادا کر دینے سے انکار کیا اور مدعی نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو قاضی بعد ثبوت کے مکفول عنہ پر کفیل کی ڈگری کر دیگا اور یہ حکم طالب پر بھی متعدی ہوگا حتے کہ اگر وہ حاضر ہوا اور اُسنے وصول پانے سے انکار کیا تو التفات نہ کیا جاویگا۔ اور یہی حکم جو کفالہ مین مذکور ہوا ایسا ہی حوالہ مین بھی ہی یعنی اگر محیل علیہ غیر مدیون محیل کی طرف سے ادا کر دے تو بعد اثبات محیل سے لے لیگا وہذا ظاہر۔ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ فلان شخص نے بیچا یا الیع دین کیا یا قرض دیا اُسکی تو ضمانت میری طرف سے کر لے اور اُسنے کر لی پھر مکفول عنہ غائب ہو گیا پھر مکفول لہ نے گواہ قائم کیے کہ مین نے مکفول عنہ کے ہاتھ بعد کفالت کے فروخت کیا یا قرضہ دیا ہی اور کفیل اس سے انکار کرتا ہی تو قاضی کفیل پر مال کی ڈگری کریگا اور یہ مکفول عنہ پر بھی متعدی ہوگا حتے کہ اگر اُسنے حاضر ہوکر دعوے سے انکار کیا تو مال اُسکے ذمہ لازم ہوگا بدون اسکے کہ مکفول لہ کو دوبارہ گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہو۔ اگر مکفول لہ غائب ہو گیا اور کفیل نے مکفول عنہ پر دعوی کیا کہ مین نے مکفول لہ کو ہزار درم ادا کیے ہین کیونکہ تجھکو اُسنے ہزار درم قرض دیے تھے اور مین نے تیرے حکم سے تیری کفالت کر لی تھی اور اصیل نے اس سب سے انکار کیا یا مکفول لہ کے قرض دینے کا اقرار کیا ولیکن کفیل کے ادا کر دینے سے انکار کیا اور کفیل نے گواہ قائم کیے تو قاضی مکفول عنہ پر کفیل کے مال کی ڈگری کر دیگا کیونکہ عادل گواہون سے ثبوت ہوا کہ کفیل نے کفالت کا مال جو مکفول لہ نے مکفول عنہ کو قرض دیا تھا ادا کیا ہی اور یہ حکم مکفول لہ پر بھی متعدی ہوگا یعنی اگر اُسنے اکر وصول پانے سے انکار کیا تو سماعت نہوگی کذا فی الذخیرہ۔ فتاوے رشید الدین مین مذکور ہی کہ

[illegible]

کہ اگر قرضخواہ نے کفیل سے مطالبہ کیا اور کفیل نے کہا کہ قرضدار ادا کرچکا ہے اور قرضدار غائب ہے پھر کفیل نے قرضدار کے ادا کردینے پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور کفیل غائب کی طرف سے خصم قرار پاویگا کیونکہ بدون اسکے قرضخواہ کا جھگڑا دور نہین ہوسکتا ہے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے ہشام نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک کاریز ایک قوم مین ہے کہ جنمین سے بعضے حاضر اور بعضے غائب ہین اور بعضے چھوٹے اور بعضے بڑے ہین پھر مدعی نے گواہ قائم کیے اور بعضون کو حاضر کرکے کہا کہ یہ لوگ بہت ہین مین سب کو جمع نہین کرسکتا ہون اور گواہون نے گواہی اُسکے دعوے پر دی کہ ان لوگون نے یہ کاریز میری زمین مین غصب کی راہ سے کھودلی ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین سب کی طرف سے ایک وکیل مقرر کرکے اُسپر ڈگری کردونگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک غلام کا آدھا سو دینار کو فروخت کیا اور آدھا اُسکے پاس ودیعت رکھا پھر بائع غائب ہوگیا پھر ایک شخص آیا اور گواہ قائم کیے کہ اس غلام کا آدھا میرا ہے تو اُسکے اور مشتری کے درمیان کچھ خصومت نہین ہے اسلیے کہ تمام جہان مین جتنے بائع ہین جب فروخت کرینگے تو بیع صرف اُنکی ملکیت سے متعلق ہوگی نہ اُنکے شریک کی ملکیت سے اور یہان ظاہر ہوا کہ مدعی شریک بائع کا ہے پس استحقاق اُس نصف پر آیا جو بائع نے ودیعت رکھا ہے اور جسکے پاس ودیعت ہے رکھا جاتا ہے وہ خصم نہین قرار پاتا ہے پس یہان بھی خصم قرار نہ پاویگا بشرطیکہ مشتری جو کچھ بائع کے ساتھ معاملہ ہوا ہے اُسپر گواہ قائم کرے کذا فی الفصول العمادیہ۔

فصل متفرقات اگر بالاخانہ ایک شخص کا ہو اور نیچے کا مکان دوسرے کا ہو تو نیچے کے مکان کے مالک کو میخ گاڑنے یا اسمین روشندان بنانیکا بدون اوپر کے مالک کی رضامندی کے اختیار نہین ہے اور اوپر کے مکان کے مالک کو بالاخانہ پر عمارت بنانے کا اختیار نہین ہے نہ اُسپر کسی شہتیر رکھنے کا جو پہلے نہ تھا نہ کسی پاخانہ بنانے کا اختیار ہے جب تک کہ نیچے کے مالک کی رضامندی نہ حاصل کرلے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ ہر ایک کو اختیار ہے کہ جو چاہے کرے لیکن اُسمین دوسرے کا ضرر نہو اور بعضون نے کہا کہ یہ کلام قول امام اعظم رح کی تفسیر ہے یعنی امام اعظم نے اسی وجہ سے منع کیا ہے کہ اسمین دوسرے کا ضرر ہے پس جسمین ضرر نہو وہ فعل بالاجماع جائز قرار پاویگا اور بعضون نے کہا کہ یہ تفسیر نہین ہے بلکہ صاحبین کے نزدیک اصل اباحت ہے کیونکہ اُسنے اپنی ملک مین تصرف کیا اور وہ مباح ہے تو منع نہوگا مگر بسبب دوسرے کے ضرر کے پس جب ضرر نہوا تو بالاتفاق منع نہوگا اور اس اختلاف کا نتیجہ اس صورت مین پیدا ہوگا کہ جس فعل مین عدم ضرر اور ضرر مشتبہ رہے اور شک ہو کہ مباح ہے یا نہین تو صاحبین کے نزدیک منع نہوگا کیونکہ جواز تصرف یقینی ہے پس شک سے زائل نہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک اصل خطر ہے کیونکہ تصرف ایسے محل مین ہے کہ جس سے حق غیر متعلق ہے اور غیر وہ بالاخانہ کا مالک ہے لہذا ڈھا دینے سے بالاتفاق منع کیا جائیگا اور حق غیر متعلق ہونے سے تصرف منع ہوتا ہے جیسے مرہون و مستاجر مین مالک کو تصرف منع ہے پس جب ضرر و عدم ضرر مشتبہ ہو تو منع زائل نہوگا کیونکہ وہ یقینی ہے کذا فی العنایہ اور فتوے کے واسطے یہی مختار ہے کہ جب ضرر و عدم ضرر مشتبہ ہو تو اُسکو اختیار ہے اور جب ضرر یقینی ہو تو منع کیا جاویگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر کوئی زائغہ مستطیلہ ہو کہ غیر نافذہ ہو اور اُس سے دوسری زائغہ مستطیلہ پھوٹی ہو اور وہ بھی غیر نافذہ ہو تو پہلے زائغہ والون کو دوسری مین دروازہ پھوڑنے کا اختیار نہین ہے کیونکہ دوسری اسی کے لوگون کے لیے خاص ہے اسی وجہ سے اُسمین اگر فروخت ہو تو اورون کو شفعہ نہین پہونچتا ہے بخلاف زائغہ نافذہ کے کیونکہ اُسمین عام کی گذرگاہ ہے بعضے مشائخ نے کہا کہ ممانعت صرف اُسمین راستہ چلنے سے ہے نہ دروازہ بنانے سے کیونکہ دروازہ کھولنا اپنی دیوار توڑنا ہے وہ نہین منع ہوسکتا ہے اور اصح یہ ہے کہ دروازہ کھولنا منع ہے کیونکہ دروازہ کھولنے کے بعد ہر وقت گذرنے سے روک نہین ہوسکتی اور اگر زائغہ مستدیرہ ہو تو وہ لوگ بھی اُسمین دروازہ

مقبول ہوسکتے ہین کیونکہ وہ ایک میدان اُسی کا ہی ہر ایک کا اُسمین گذارا ہی اسی واسطے اگر کوئی گھر اُسکا فروخت ہو تو اُن لوگون کا بھی شفعہ پہونچتا ہی - اگر ایک شخص نے ایک مکان پر دعوی کیا اور قابض مکان نے انکار کیا پھر صلح کر لی تو جائز ہی اور انکار پر صلح ایسے ہی یہ بھی مسئلہ ہی اور جس چیز کا دعوی ہی اگرچہ وہ مجہول ہو تو بھی ہمارے نزدیک معلوم چیز پر مجہول سے صلح ہوسکتی ہی - اگر ایک گھر ایک شخص کے قبضہ مین ہی اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ اُسنے مجھے ہبہ کر دیا ہی فلان وقت پھر جب اُس سے گواہ طلب ہوے تو اُسنے کہا کہ اُسنے ہبہ سے انکار کر دیا پھر مین نے اُس سے خریدا ہی اور مدعی نے ہبہ سے پہلے خریدنے کے گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول نہوگی کیونکہ دونون قولون مین صریح تناقض ہی کیونکہ وہ ہبہ کے بعد خریدنے کا مدعی ہی اور گواہ ہبہ سے پہلے خریدنے کی گواہی دیتے ہین اور بعد کو خریدنے کی گواہی دیتے تو قبول کیجاتی - اور اگر ہبہ سے پہلے خریدنے کے گواہ سنائے مگر یہ نہین کہا تھا کہ اُسنے ہبہ سے انکار کر دیا پھر مین نے اُس سے خرید لیا تو بھی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ ہبہ کا دعوی کرنا ہمارے نزدیک ہبہ کرنے والے کی ملک قائم ہونیکا اقرار کرتا ہی اور جب ہبہ سے پہلے خریدنے کے گواہ قائم کیے تو اُس سے رجوع کیا پس تناقض نہ پایا گیا - کسی نے دوسرے سے کہا کہ تونے مجھسے یہ باندی خریدی ہی اور اُسنے انکار کیا پس اگر بائع نے جھگڑا نکرنے پر عزم کر لیا تو اُسکو باندی سے وطی کرنا روا ہی - جس شخص نے اقرار کیا کہ مین نے فلان شخص سے دس درم وصول پائے پھر دعوی کیا کہ زیوف ہین تو تصدیق کیجائیگی بخلاف اسکے کہ اگر جید وصول پانے یا اپنا حق یا ثمن وصول پانیکا اقرار کیا تو صریحًا کھرے درم یا دلالۃً کھرے درم پانیکا اقرار ہی پس تصدیق نہ کیجائیگی اور نبہرہ کا حکم زیوف کے مانند ہی اور ستوق مین تصدیق نہوگی کیونکہ وہ درم کی جنس سے نہین ہین واضح ہو کہ زیف وہ درم ہی جسکو بیت المال نے کھوٹا ٹھہرایا ہی اور نبہرہ وہ ہی جسکو تاجر پھیر دیتے ہین اور ستوق وہ ہی جسمین میل زائد ہوتا ہی - کسی نے دوسرے سے کہا کہ مجھپر تیرے ہزار درم ہین اُسنے کہا کہ میرا تجھپر کچھ نہین ہی پھر وہین اُسنے کہا بلکہ تیرے مجھپر ہزار درم ہین تو اس اقرار کرنے والے پر کچھ نہین ہی کیونکہ پہلا قول اسکا اقرار تھا اور جب دوسرے نے اُسکو رد کیا تو رد ہوگیا اور دوسرا قول دعوی ہی بلا حجت یا تصدیق خصم کے ثابت نہوگا بخلاف ایجاب خرید کے کہ اُسکے انکار کی تصدیق پھر ہوسکتی ہی - اگر ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعوی کیا اُسنے کہا کہ تیرا ہرگز مجھپر کچھ نہ تھا پھر مدعی نے ہزار درم ہونے پر گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے ادا کر دینے پر گواہ قائم کیے تو گواہ مقبول ہونگے اور ایسے ہی اگر معاف کر دینے کے گواہ قائم کیے تو بھی مقبول ہونگے اور اسی طرح اگر مدعا علیہ نے کہا تھا کہ تیرا مجھپر ہرگز کچھ نہین ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یون کہا کہ تیرا ہرگز مجھپر کچھ نہ تھا اور مین تجھے نہین پہچانتا ہون تو اُسکے گواہ ادا کر دینے یا معاف کر دینے کے مقبول نہونگے اور قدوری نے کہا کہ مقبول ہونگے کیونکہ روپوش یا پردہ نشین اپنے دروازہ پر غل غپاڑے سے پریشان ہوکر اپنے وکیلون کو حکم دیتا ہی کہ راضی کر کے ٹال دو اور اگرچہ نہین پہچانتا ہی پھر پہچانتا ہی لہذا توفیق دونون قولون مین ممکن ہوئی - ایک نے دوسرے پر دعوی کیا کہ تونے یہ باندی میرے ہاتھ بیچی ہی اُسنے کہا کہ مین نے ہرگز تیرے ہاتھ نہین بیچی ہی پھر مدعی نے گواہ قائم کر کے لے لی پھر اُسکی ایک اُنگلی زائد پائی یعنی عیب نکالا اور بائع نے گواہ قائم کیے کہ مین نے عیبون سے برارت کر لی تھی تو بائع کے گواہ نامقبول ہونگے - ایک یاد داشت حق کے نیچے لکھا گیا کہ جو شخص اس یاد داشت حق کے کام کے واسطے کھڑا ہو تو جو کچھ اسمین ہی وہ اُسکا ولی ہی انشاء اللہ تعالے یا آخر مین لکھا کہ فلان شخص پر اُسکا خلاص کرنا اور سپرد کر دینا واجب ہی انشاء اللہ تعالے تو امام اعظم رح کے نزدیک سب یاد داشت باطل ہی اور صاحبین کے نزدیک انشاء اللہ تعالے قیام اور خلاص سے متعلق ہی اور یہ استحسان ہی اور اگر دونون عبارتون مین کچھ جگہ خالی ہی تو مشائخ نے کہا کہ عبارت سے ملحق نہوگا کذا فی الہدایہ - کسی نے اپنے گھر مین ہمیشہ روٹی پکانے کا تنور گاڑا کہ جیسا

دکانون مین ہوا کرتا ہو یا پسٹ کی چکی یا کندی کرنے والون کی کوٹنی تو جائز نہین ہو اسلیے کہ اس سے ہمسایون کو کھلا ضرر پہونچیگا کہ اس سے بچاو نہین ممکن ہو اور حمام بنا وے تو جائز ہو کیونکہ اسکا ضرر کمی ہو اور اُس سے بچاؤ اسطرح ہو سکتا ہو کہ ہمسایہ کی دیوار اور حمام کے بیچ مین کچھ کی دیوار بنا وے اور صدر الشہید نے فرمایا کہ ان صورتون مین قیاساً جواز ہو کہ اپنی ملک مین تصرف ہو ولیکن قیاس چھوڑ کر استحسان اختیار کیا گیا کہ اسمین مصلحت ہو اور کہا کہ میرے والد رح نے فرمایا ہو کہ جس صورت مین کھلا ضرر ہو تو ممانعت کیجاویگی اور اسی پر فتوے ہو۔ امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ کسی نے اپنے گھر مین حمام بنایا اور اُسکے دھوئین سے پڑوسیون کو ایذا پہونچی تو وہ ممانعت کرسکتے ہین الا جبکہ اُسکا دھوان اُنکے گھرون کے دھوئین کے برابر ہو تو نہین منع کرسکتے ہین۔ اگر کسی نے اپنے گھر مین بکریون کا حظیرہ بنایا اور مینگنیون کی بدبو سے پڑوسیون نے ایذا پاکر منع کرنا چاہا تو شرعاً ممانعت نہین ہوسکتی ہو۔ اگر اپنے گھر مین کنوان کھودا کہ جس سے پڑوسی کی دیوار نمناک ہوتی ہو تو منع نہین کرسکتا ہو اور بعضون نے کہا کہ اگر ایسا ہونا یقیناً جانتا ہو تو منع کرسکتا ہو اور یہ قول ہمارے اصحاب کے قول کے مخالف ہو۔ دو گھرون کی بیچ کی دیوار گر گئی اور ایک کے یہان پردہ ہو اُسنے دوسرے سے اُسکے بنانے مین مدد چاہی تو ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ اسپر جبر نہ کیا جاویگا اور فقیہ رح نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ مین جبر کیا جاویگا اور بعض نے کہا کہ اگر چڑھنے سے پڑوسی کے اندر گھر مین نظر پڑتے ہی تو چڑھنے سے منع کیا جاوے اور اگر پڑوسی کی چھت پر پڑتی ہو تو منع نہین ہو یہ نہایہ مین منقول ہو شافعی مذہب کا آدمی اگر قاضی کے پاس آیا اور جوار کی راہ سے شفعہ کا دعوی کیا تو یہ مسئلہ کسی کتاب مین مذکور نہین ہو اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہو بعضون نے کہا کہ قاضی حکم نہ دیگا اور بعضون نے کہا کہ حکم دیگا اور بعضون نے کہا کہ اگر قاضی کے پاس آیا تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ جوار کی وجہ سے شفعہ واجب ہونیکا تیرا اعتقاد ہو اگر اُسنے کہا کہ ہان تو حکم دیگا اور اگر کہا کہ نہین تو وہان سے اُٹھا دیگا اور اُسکا کلام نہ سنیگا اور شیخ شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ یہ اچھا قول ہو فتاوی مین مذکور ہو کہ مثلاً بغداد مین تین قاضی ہین ہر ایک کی ایک حد مقرر ہو اور ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا اور دونون مین اختلاف ہوا کہ کس قاضی کے پاس مقدمہ پیش کرین پس اگر دونون کا گھر ایک ہی جگہہ ہو تو جو وہان کا قاضی ہو اُسی کے پاس پیش کرین اور اگر دونون کا گھر جدا جدا ہو ایک اسطرف رہتا ہو دوسرا اُسطرف رہتا ہو تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ مدعی کو اختیار ہو جہان چاہے نالش کرے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ مدعا علیہ کو اختیار ہو جسکے پاس چاہے جاوے اسی طرح اگر ایک خصم لشکر کے چھاونی مین رہتا ہو اُسنے کہا کہ ہم چھاونی کے قاضی کے پاس چلینگے اور دوسرا شہر مین رہتا ہو اُسنے کہا کہ شہر کے قاضی کے پاس چلینگے تو اسمین بھی اختلاف مذکور جاری ہو کذا فی المحیط۔ اگر قاضی نے کسی شخص سے کہا کہ میرے نزدیک بالضرور ثابت ہوگیا کہ اُسنے چوری کی ہو تو اسکا ہاتھ کاٹ ڈال یا کہا کہ اُسنے زنا کیا ہو اسکو حد مار دے یا کہا کہ اسپر قصاص واجب ہوا ہو اسکو قتل کردے تو شیخین کے نزدیک اُسکو روا ہو کہ حدود اور قصاص جاری کردے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکو ایسا کرنا روا نہین ہو جب تک کہ قاضی اُسکے نزدیک عادل نہو اور قاضی کے ساتھ دوسرا شخص گواہی نہ دے اگر کسی حق کے مقدمہ مین ہو تو دونون کی گواہی قبول کرے اور اگر زنا کے مقدمہ مین ہو تو قاضی کے ساتھ تین شخص اور چاہیے ہین۔ اور ہمارے بعض اصحاب نے فرمایا کہ اسکی تین صورتین ہین یا تو قاضی عالم عادل ہوگا یا عالم ظالم ہوگا یا عادل جاہل ہوگا۔ پس اگر عالم عادل ہو تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک بدون استفسار کے اُسکا کہنا قبول کرے اور اگر عالم ظالم ہو تو اُسکی فرمانبرداری نہ کرے خواہ استفسار کیا ہو

یا نہ کیا ہو اور اگر عادل جاہل ہو تو بدون استفسار کے اُسکے کہنے پر عمل نہ کرے کیونکہ وہ اکثر خطا کرتا ہو تو حجت دریافت کرے اور مسئلہ جو مذکور ہوا ہی وہ عالم عادل کو فرض کرکے ہی - اسی طرح اگر قاضی نے کہا کہ میرے سامنے اس شخص نے اس شخص کے ہزار درم قرض کا اقرار کیا ہی اور اقرار کرنے والا انکار کرتا ہی تو شیخین کے نزدیک مقبول ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسپر قبول کرنا لازم نہین ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی ۔ اگر اصل قاضی کے پاس علم خلیفہ ثابت کرنا چاہا تو خلیفہ قاضی اصل کے سامنے کہے کہ فلان شخص نے فلان شخص کے واسطے اسقدر مال کا اقرار کیا اور مین نے فلان شخص پر فلان کے واسطے یہ حکم دیا پس فلان شخص کا اقرار اور خلیفہ کا حکم اور جو کچھ خلیفہ نے بیان کیا سب ثابت ہو گیا کیونکہ خلیفہ وہین قاضی ہی جہان قاضی اصل قاضی ہو اور قاضی کا قول اپنے مقام قضا مین مقبول ہوتا ہی کذا فی الذخیرہ - اگر قاضی نے غائب کے وکیل یا میت کے وصی کے سامنے فیصلہ کیا تو غائب اور میت پر حکم ہوگا نہ وکیل اور وصی پر اور قاضی اپنی سجل مین تحریر کریگا کہ قاضی نے غائب اور میت پر حکم دیا ولیکن اُسکے وکیل یا وصی کے سامنے - خصاف رح نے ادب القاضی مین ذکر کیا ہی کہ اگر قاضی نے کسی شخص کو مدعا علیہ کے پیچھے لگایا کہ اُسکا مال نکالے تو اُسکی مزدوری مدعا علیہ پر ہوگی ایسا ہی قاضی صدر الاسلام نے ذکر کیا اور اسکو بعض قاضیون نے اختیار کیا ہی اور بعضے مشائخ نے کہا کہ مدعی پر ہوگی اور یہی اصح ہی کیونکہ اُسکا نفع مدعی کو پہونچتا ہی - اگر ایک شخص دوسرے شخص کے واسطے مال کا اقرار کرکے مرگیا پھر اُسکے مرنے کے بعد اُسکے وارثون نے اُس شخص سے جسکے واسطے اقرار کیا تھا کہا کہ ہمارے باپ نے جو کچھ اقرار کیا وہ جھوٹ طور پر اقرار کیا اور تجھے معلوم ہی اور وارثون نے اُس سے قسم لینا چاہی تو اُنکو قسم لینے کا حق نہین پہونچتا ہی - اگر قرضدار نے کہا کہ مین اپنا یہ غلام فروخت کرکے قرضہ ادا کیے دیتا ہون تو شارح مختصر العصام نے ذکر کیا کہ قاضی اُسکو قید نہ کریگا بلکہ دو یا تین روز تک مہلت دیگا کسی نے دوسرے پر مال کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اسکا انکار کیا پھر دوسری مجلس مین اُسپر دعوی کیا کہ تو نے مجھسے مال ادا کرنے کی مہلت لی تھی اور مال کا اقرار کیا تھا تو قاضی اُس سے مال پر یا مہلت لینے پر قسم لیگا اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ صرف مال پر قسم لیگا کیونکہ مہلت لینے پر قسم لینے سے اقرار مال ثابت ہوتا ہی اور اقرار مدعی کی حجت ہی اور مدعی کی حجت پر مدعا علیہ سے قسم نہین لیجاتی ہی - نوادر بن رستم مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین پھر اس مدعا علیہ نے کہا کہ اگر تو قسم کھائیگا کہ یہ تیرے مجھپر ہین تو مین تجھے ادا کر دونگا پھر مدعی نے قسم کھالی اور مدعا علیہ نے اُسے ادا کر دیے پس اگر مدعا علیہ نے اسی شرط پر ادا کیے ہین جو شرط بیان کی ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ جو اُسنے دیا ہی واپس لیوے - ایک شخص نے دوسرے کے نام کا اقرار نامہ نکالا کہ اس نے اقرار کیا ہی اور تحریر کر دیا ہی پھر مقر نے کہا کہ مین نے تیرے لیے اس مال کا اقرار کیا تھا ولیکن تو نے میرا اقرار رد کر دیا تو مقر لہ یعنی جسکے لیے اقرار کیا تھا اُس سے قسم لیجائیگی جیسے اس صورت مین کہ ایک شخص نے دوسرے پر بیع کا دعوی کیا اور بائع نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تھا مگر تو نے مجھسے اقالہ کر لیا ہی تو خرید کے دعوی کرنے والے سے قسم لیجاویگی - ایک شخص نے ایک عورت اور اُسکی بیٹی سے دو عقدون مین نکاح کیا اور کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ مین نے کس سے پہلے نکاح کیا ہی تو صاحبین کے نزدیک ہر ایک کے واسطے اُس سے قسم لیجاویگی کہ مین نے اسکو دوسری عورت سے پہلے اپنے نکاح مین نہین لیا ہی اور قاضی کو اختیار ہی جس سے چاہے پہلے شروع کرے پس اگر ایک سے قسم دلائی اور اُسنے قسم کھالی تو دوسری کا نکاح ثابت ہوگیا اور اگر انکار کیا تو اسکا نکاح ثابت ہوا اور دوسرے کا باطل ہوگیا اور امام اعظم رح کے نزدیک نکاح کے معاملہ مین قسم کافی نہین ہی - اگر ایک شخص پر

کسی گھر کا دعوی کیا گیا اور اُسنے کہا کہ یہ گھر مین نے بنایا ہی اور مدعی اسکو جانتا ہی اور مدعی سے قسم طلب کی تو مدعی سے قسم نہ لیجاویگی کیونکہ جائز ہی کہ بنانے والا مدعا علیہ ہو ولیکن عمارت ملکیت مدعی کی ہو اسطرح کہ مدعی کے حکم سے مدعا علیہ نے تیار کی ہو حتے کہ اگر مدعا علیہ نے یون بیان کیا کہ مین نے یہ گھر اپنی ذات خاص کے واسطے بدون حکم مدعی کے بنایا ہی تو مدعی سے قسم لیجاویگی - اگر محکم یعنے حکم نے مدعا علیہ سے قسم لی اور اُسنے قسم کھالی پھر قاضی کے سامنے مرافعہ ہوا تو قاضی اُس سے دوبارہ قسم نہ لیگا کذا فی المحیط اگرچہ حَکَم فاسق ہو یہ ہمارے نزدیک ہی کذا فی فتاوے قاضیخان - ایک گھر کسی کے قبضہ مین تھا اُسپر کسی نے دعوی کیا کہ یہ میرا ہی اُسنے مجھسے غصب کر لیا ہی اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ گھر میرا تھا مین نے اسکو اِس اِس طرح وقف کر دیا ہی اور مدعی نے اُسکو قسم دلانا چاہی تو امام محمد رح کے نزدیک اسکو قسم دلائی جاویگی اور آئمہ شیخین رح نے خلاف کیا ہی اور بناء خلاف یہ ہی کہ گھر کا غصب امام محمد رح کے نزدیک متحقق ہوتا ہی اور قسم دلانے مین یہ فائدہ ہی کہ اگر اُسنے انکار کیا تو اُسپر قیمت دینے کا حکم کیا جائیگا اور اگر مدعی نے اس غرض سے قسم دلائی کہ مین بعینہ وہ گھر لون تو بالاتفاق قسم نہ دلائی جاویگی کیونکہ وہ گھر وقف مین جاتا رہا ہی اور فتوی امام محمد رح کے قول پر ہی اور یہ مثل اُسکے ہی کہ زید کے قبضہ مین ایک غلام ہی اُسنے کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہی اُسنے خالد سے غصب کر لیا ہی تو زید کے اس اقرار کی کہ یہ عمرو کا ہی تصدیق کیجاویگی اور اسکی تصدیق نہ کیجاویگی کہ عمرو نے خالد سے غصب کر لیا ہی اور اُسکا اقرار اُسپر حجت ہو گا حتے کہ اُسکی قیمت عمرو کو دلائی جاویگی - ایک شخص کے قبضہ مین ایک زمین ہی اور اسکے زعم مین اُسکے دادا نے یہ زمین اپنے بیٹون اور بیٹیون کی اولاد پر خاصۃً وقف کی ہی پھر ایک شخص آیا کہ اس زمین کے وقف کرنے والے نے اسکو اپنی تمام اولاد پر وقف کیا ہی اور مین بھی اُسکی اولاد مین سے ہون اور قابض سے اُسنے قسم لینا چاہی تو اُس سے قسم نہ لیجاویگی ولیکن اگر قابض کے پاس زمین کا کچھ حاصل ہو تو قسم لیجاویگی کیونکہ مدعی اس حاصل کو اپنی ملکیت خیال کرتا ہی اور قابض منکر ہی تو قسم دلایا جاویگا اور یہ حکم اُس شخص کے قول پر ٹھیک ہی جو کہتا ہی کہ جسپر وقف کیا جائے اُسکو خصومت کا حق ہوتا ہی اور جس شخص کے نزدیک نہین ہوتا ہی اُسکے نزدیک یہ حکم ٹھیک نہو گا اور چاہیے کہ دعوی متولی کی طرف سے ہو تاکہ مدعا علیہ سے قسم لیجاوے - چھاونی کے قاضی کو سواے چھاونی کے ولایت حاصل نہین ہی اور سواے اہل چھاونی کے اُسکا حکم کسی پر نافذ نہو گا مگر جبکہ تقرری کے وقت اُسنے شرط کر لی ہو تو نافذ ہو گا - اگر کوئی شخص چھاونی کا ہو اور وہ بازار مین کام حرفہ کرتا ہو تو وہ چھاونی کا شمار ہو گا - شمس الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کچھ زمین علما خورقند پر وقف کی اور متولی کے سپرد کر دی پھر متولی پر فساد وقف کا بسبب شیوع کے دعوی کیا اور قاضی خورقند کے سامنے پیش کیا اور اُسنے صحت وقف کا حکم دیا اور قاضی خورقند بھی علمای خورقند مین سے ہی تو اُنھون نے فرمایا کہ اُسکی قضا نافذ ہی کیونکہ وہ اسمین گواہ ہو سکتا ہی تو قاضی ہو سکتا ہی اور گواہ ہونے کی دلیل یہ ہی کہ ہلال نے ذکر کیا ہی کہ اگر کسی نے اپنے پڑوسی فقیرون پر کچھ وقف کیا اور بعض فقیرون نے انہین سے وقف پر گواہی دی تو مقبول ہو گی - قاضی نابالغون کے نکاح کر دینے کا مختار نہین ہی مگر جبکہ اُسکے منشور مین یہ لکھ دیا گیا ہووے - اگر قاضی اپنا رزق بیت المال سے پورا پورا لینے سے پہلے مرگیا تو ساقط ہو جائیگا یہ شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہی - فتاوی نسفی مین ہی کہ قاضی کرخ اور قاضی خیبر سے ملاقات ہوئی پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلان شخص نے فلان کے واسطے یہ اقرار کیا ہی تو دوسرا اسپر فیصلہ نہ کریگا جب تک وہ اسکے پاس کتاب القاضی الی القاضی کے طریقہ پر خط نہ بھیجے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ خبر دینے کے وقت ہر ایک ایسی جگہ نہو جہان وہ قاضی ہی اور اگر ایسی جگہ ہو تو اس خبر پر فیصلہ کرنا چاہیے کیونکہ زبانی خبر کا اعتبار خط سے زیادہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی - قاضی نے یتیم کا مال خود کسی کے ہاتھ فروخت کیا گیا

ودیعت رکھا یا اُسکے حکم سے اُسکے امین نے فروخت کیا اور قاضی اسکو جانتا ہو پھر یہ قاضی مرگیا اور لوگون نے دوسرے قاضی کے پاس جو بجاے اُسکے مقرر ہوا ہو گواہی دی کہ ہم نے پہلے قاضی کو کہتے سنا تھا کہ مین نے اس یتیم کا مال فلان کے ہاتھ فروخت کیا تو یہ گواہی مقبول ہو اور مشتری سے مال کا مواخذہ کیا جاویگا اور یہی حکم ودیعت کا ہی - ملتقط مین ہو کہ اگر کوئی شخص مرگیا اور اُسکا کوئی وارث معلوم نہین ہوتا ہو اور قاضی نے اُسکا گھر فروخت کر دیا تو جائز ہو اور اگر پھر اُسکا کوئی وارث ظاہر ہوا تو بیع تمام ہوچکی یعنی بیع واپس نہو سکیگی یہ فتاوے خلاصہ مین ہو - ایک شخص نے دوسرے پر درم و دینار و زمین وغیرہ کے متفرق دعوی کیے تو سب دعوی یکجا کرکے مدعا علیہ سے سب پر ایک قسم لیجاویگی ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعی نے ایک اقرار نامہ مدعا علیہ کا لکھا ہوا کہ اسقدر مال کا اُسنے اقرار کیا اور تحریر کیا تھا نکالا اور کہا کہ یہ تحریر مدعا علیہ کی ہو اور مدعا علیہ نے اپنی تحریر ہونے سے انکار کیا پھر اُس سے لکھوایا گیا تو دونون خطون مین صاف مشابہت تھی تو اسمین اختلاف ہو بعضون نے کہا کہ قاضی مدعا علیہ پر اس مال کی ڈگری کرے اور بعضون نے کہا کہ نہ کرے اور یہی صحیح ہو اور اگر مدعا علیہ نے اپنی تحریر ہونیکا اقرار کیا ولیکن مال سے انکار کیا کہ مجھپر نہین ہو پس اگر وہ خط عنوان کے ساتھ مصدر ہو تو مدعا علیہ کے قول کی تصدیق نہوگی اور اُسپر مال کی ڈگری کیجاویگی - اور صراف اور دلال کا خط عرفاً حجت ہو اور اگر یہ خط مصدر معنون نہو ولیکن بطور تمسک کے ہو پس اگر اپنے نفس پر اُسکے مضمون کا اقرار کیا تو مال اُسپر لازم ہوگا - اور اگر گواہون کے سامنے خط لکھکر اُنکو پڑھ سنایا تو گواہون کو گواہی دینا حلال ہو اگرچہ کاتب نے اُنکو گواہ نہ کرلیا ہو - اور اگر گواہون کے سامنے لکھا اور اُنکو پڑھکر نہ سنایا ولیکن کہا کہ جو کچھ اسمین ہو اُسکی تم مجھپر گواہی دو تو گواہون کو روا ہو کہ گواہی دین بشرطیکہ اُسکے مضمون سے آگاہ ہون اور اگر نہ آگاہ ہون تو اُنکو گواہی دینا حلال نہین ہو عیون مین لکھا ہو کہ ایک شخص مرگیا اور اُسنے اپنے ایک غلام کو ہزار درم پر مکاتب کر دیا ہو اور میت پر کسی کے ہزار درم چاہیے ہین پھر مکاتب نے بدون حکم قاضی کے قرضخواہ کو میت کی طرف سے اُسکے قرضہ کے عوض ہزار درم دیدیے تو قیاساً باطل ہو اور مکاتب آزاد نہوگا جب تک قاضی اُسکو آزاد نہ کرے یہ خانیہ مین ہو کہ ایک شخص نے ایک غلام کا جو دوسرے کے قبضہ مین ہو دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور اُس سے قسم طلب ہوئی پس اُسنے انکار کیا پھر قاضی نے بسبب اُسکے اقرار کے اُسپر ڈگری کر دی پھر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے اُنھون نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے یہ غلام مدعی سے خریدا تھا تو گواہی مقبول ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہو - اگر کسی نے کہا کہ میرا مال مسکینون پر صدقہ ہو تو اُن لوگون پر صدقہ ہوگا جنمین زکوۃ تقسیم ہوتی ہو - اور اگر تہائی مال کے صدقہ کی وصیت کی تو ہر شے کی تہائی لیجاویگی اور زمین عشری امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسمین شامل ہو اور امام محمد رح کے نزدیک شامل نہوگی اور بالاجماع زمین خراجی داخل نہین ہو اور اگر کہا کہ جسکا مین مالک ہون مسکینون پر صدقہ ہو تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ ہر مال کو شامل ہو کیونکہ یہ لفظ اعم ہو لفظ مال سے اور مفید ایجاب شرعی ہو اور وہ مخصوص لفظ مال کے ساتھ ہو اور یہان کوئی مخصص نہوا تو عام باقی رہا اور صحیح یہ ہو کہ یہ دونون لفظ یکسان ہین - پھر اگر اُسکے سوا اُسکا کچھ مال دوسرا نہو تو اسمین سے بقدر روزینہ کے رکھ لے پھر جب کچھ اُسکے پاس آجاوے تو پھر اسقدر صدقہ کردے اور کس قدر رکھ لے اسکی مقدار مقرر نہین ہو کیونکہ یہ ہر شخص کی لیاقت پر ہو اور بعضون نے بیان کیا کہ حرفہ والا ایک روز کی روزی رکھ لے اور کرایہ والا ایک مہینہ کی اور زمیندار ایک سال کی اور اسی طرح تجارت والا اتنے دنون کی روزی رکھ لے کہ جب اُسکا مال اُسکے پاس آجاوے - اگر کسی کو وصیت کی گئی اور اُسکو وصیت کا علم نہوا یہان تک کہ اُسنے ترکہ مین سے کچھ فروخت کیا تو وہ وصی

ہوگا اور بیع جائز ہی اور وکیل کی بیع جب تک اُسکو وکالت معلوم نہو جائز نہیں ہی اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہی کہ وصیت کی صورت مین بھی جائز نہین ہی۔ اور اگر کسی نے لوگون مین سے اُسکو آگاہ کردیا تو روا ہی اور وکالت سے ممانعت نہوگی جب تک کہ اُسکے پاس دو یا ایک عادل گواہی نہ دیوے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ تصرف کرنا اور تصرف سے ممانعت دونون کا ایک حکم ہی یعنی تصرف روا ہونے کے واسطے عدالت کی اور دو کی شرط نہین ہی ایسے ہی تصرف سے ممانعت کے واسطے بھی شرط نہین ہی اگر قاضی نے یا اُسکے امین نے کوئی غلام قرضخواہون کے واسطے فروخت کیا اور ثمن لے لیا اور وہ ضائع ہوگیا پھر غلام استحقاق ثابت کرکے مشتری سے لے لیا گیا تو قاضی یا امین ضامن نہوگا اور مشتری اپنا ثمن قرضخواہون سے لیگا اور اگر قاضی نے وصی کو اس غلام کے بیچنے کا حکم کیا کہ قرضخواہون کے واسطے فروخت کرے پھر قبضہ سے پہلے مرگیا یا استحقاق ثابت ہوکر مشتری سے لے لیا گیا تو مشتری وصی سے ثمن واپس لیگا اور وصی قرضخواہون سے لے لیگا پھر اگر میت کا کچھ مال ظاہر ہوا تو قرضخواہ اپنے قرضہ کو اُس سے لے لیگا اور مشائخ نے فرمایا کہ جائز ہی کہ یہ کہا جاوے کہ وہ سو دینار بھی لے لیگا جو اُسنے ڈانڈ دیے ہین کیونکہ یہ بھی اُسکو میت کے کام مین دینے پڑے ہین۔ اگر وارث کے واسطے کوئی چیز میت کے فروخت کی گئی تو اُسکا حکم بھی قرضخواہ کا حکم ہی واللہ اعلم بالصواب کذا فی الہدایہ

کتاب الشہادات

اور اسمین چند باب ہین

باب اول شہادت کی تعریف اور اُسکے رکن و سبب ادا اور حکم و شرائط و اقسام کے بیان مین۔ شہادت یعنی گواہی کی تعریف یہ ہی کہ مجلس قضا مین گواہی کے لفظ کے ساتھ حق ثابت کرنے کے واسطے سچی خبر دینے کو شہادت کہتے ہین یہ فتح القدیر مین ہی اور ہر ایسا لفظ جو خبر کے معنی مین ہو نہ قسم کے معنی مین اسکا رکن ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ گواہی ادا کرنے کا سبب یا تو مدعی کی درخواست ہو کہ گواہی ادا کرے یا مدعی کی حق تلفی کا خوف ہو جبکہ مدعی کو اسکی گواہی نہ معلوم ہو۔ اور اسکا یعنی گواہی کا اثر و حکم یہ ہی کہ حاکم کو اُسکے موافق حکم دینا پڑے کذا فی الغایہ۔ گواہی کی شرطین دو طرح کی ہین ایک گواہی اُٹھانے کی شرطین اور دوسرے اُس گواہی کو ادا کردینے کی شرطین۔ گواہی اُٹھانے کے شرطون مین سے ایک یہ ہی کہ اُسوقت عاقل ہو پس مجنون یا ایسے لڑکے کا جو بے عقل ہی گواہی اُٹھانا صحیح نہین ہی۔ اور ایک یہ ہی کہ آنکھون والا ہو پس اندھے کا گواہ ہونا صحیح نہین ہی اور ایک یہ کہ جس چیز کی گواہی برداشت کی ہی اُسکو خود دیکھا ہو نہ یہ کہ دوسرے کے دیکھنے پر گواہی کا تحمل ہوا ہو مگر چند چیزون خاص مین لوگون سے سن لینے سے گواہ ہوسکتا ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور گواہی برداشت کرنے کے واسطے بالغ اور آزاد اور مسلمان اور عادل ہونا شرط نہین ہی حتے کہ اگر گواہی برداشت کرنے کے وقت عاقل لڑکا یا کافر یا فاسق ہو پھر جب اس گواہی کے ادا کرنے کا وقت ہوا اُسوقت لڑکا بالغ ہوگیا یا مسلمان پر گواہی دینے کے وقت کافر مسلمان ہوگیا یا فاسق نے توبہ کرلی اور قاضی کے سامنے گواہی ادا کی تو اُنکی گواہی مقبول ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور گواہی ادا کرنے کی شرطین چند طرح کی ہین ازانجملہ خود گواہ مین یہ شرط ہی کہ عاقل اور بالغ اور آزاد اور بینا اور ناطق ہو اور ہمارے نزدیک تہمت لگانے مین اُسکو حد نہ ماری گئی ہو اور فقط خالص اللہ تعالے کے واسطے گواہی دے اور اُسکو

کچھ حصول منفعت یا دفع مضرت کے غرض نہو اور خود مخاصم نہو اور امام اعظم رح کے نزدیک جس چیز پر گواہی دیتا ہی اُسکو بیان کر یاد رکھتا ہو اور صاحبین کے نزدیک یہ شرط نہین ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور عدالت گواہ کی قاضی کے قبول کرنے کے واسطے شرط ہی ادا کرنے کے واسطے شرط نہین ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور شرط ظاہری عدالت ہی نہ حقیقی کہ جو تعدیل کرنے والون سے گواہون کا حال دریافت کرنے سے ہوتی ہی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور امام ابو یوسف و امام محمد رح سے روایت ہی کہ حقیقی شرط ہی کذا فی البدائع اور فتوی اس زمانہ مین صاحبین کے قول پر ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور عدل کی تفسیرون مین عمدہ تفسیر وہ ہی جو امام ابو یوسف رح سے منقول ہی کہ گواہی مین وہ شخص عادل ہی کہ جو کبیرہ گناہون سے دور رہے اور صغیرہ پر اصرار نہ کرے اور اُسکی صلاحیت فساد سے زائد اور اُسکے افعال صواب خطا سے زیادہ ہون یہ نہایہ مین ہی۔ کبیرہ گناہ کی تفسیر مین اختلاف ہی اور اصح وہ ہی جو شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہی کہ جو فعل مسلمانون مین شنیع ہو اور اُسکے کرنے مین ہتک حرمت دین اللہ تعالے ہو وہ کبائر مین سے ہی اور اسی طرح جسمین مروت اور کرم کا دور کر دینا لازم آتا ہی وہ کبائر مین سے ہی اور اسی طرح فسق و فجور پر اعانت کرنا اور ان گناہون پر برانگیختہ کرنا بھی کبائر مین سے ہی اور انکے ماسوا صغیرہ ہین کذا فی المحیط۔ اور از انجملہ نفس گواہی مین یہ شرط ہی کہ حقوق عباد پر جو گواہی قائم ہوئی اُسمین مدعی یا اُسکے نائب کی طرف سے دعوی ہونا شرط ہی اور یہ کہ گواہی دعوی کے موافق ہو اور جن چیزون پر مرد مطلع ہو سکتے ہین عدد شرط ہی۔ اور دونون گواہون مین اتفاق شرط ہی اور حدود پر گواہی دینے مین مذکر ہونا شرط ہی اور جسپر گواہی قائم ہوئی ہی اگر وہ مسلمان ہو تو گواہ کا مسلمان ہونا شرط ہی اور تمام حدود پر گواہی دینے مین سوائے حد قذف کے یہ شرط ہی کہ مدت زیادہ نہ گذر گئی ہو ورنہ مقبول نہو گی بخلاف اقرار کے اور یہ کتاب الحدود مین مذکور ہو چکا ہی اور حدود و قصاص مین گواہ اصالۃً گواہی ادا کرے کذا فی البدائع اور گواہی پر گواہی ادا کرنے مین اصالۃً حاضر ہونا متعذر ہی یہ بحر الرائق مین ہی از انجملہ جس چیز کی گواہی دیتے ہین اُسکا معلوم ہونا شرط ہی اگر مجہول ہو گی تو گواہی مقبول نہو گی اسواسطے کہ قاضی کے حکم قضا کے صحیح ہونے کے واسطے جس چیز کی گواہی دیتے ہین قاضی کو اُسکا علم ہونا ضرور ہی اور اسی سے نکلتا ہی کہ اگر دو شخصون نے قاضی کے پاس گواہی دی کہ فلان شخص اس میت کا وارث ہی اُسکے سوا کوئی اُسکا وارث نہین ہی تو گواہی نامقبول ہونا اسوجہ سے ہی کہ اُنھون نے مجہول کی گواہی دی کہ سبب وراثت مجہول ہی کذا فی البدائع۔ اقسام شہادت کے پس زنا پر گواہی ہی اور اسمین چار مرد معتبر ہوتے ہین اور باقی حدود و قصاص پر گواہی اور اُسمین دو مردون کی گواہی مقبول ہوتی ہی اور ان دونون قسمون مین عورتون کی گواہی مقبول نہین ہوتی ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ از انجملہ ولادت اور بکارت اور عورتون کے ایسے عیبون پر گواہی کہ جسپر مرد مطلع نہین ہو سکتے ہین اور اسمین ایک مسلمان آزاد عادلہ عورت کی گواہی مقبول ہی اور دو ہون تو زیادہ احتیاط ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور مشائخ بلخ اور مشائخ بخارا نے لفظ شہادت کو شرط کیا ہی اور مشائخ عراق نے کہا کہ لفظ شہادت شرط نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور قدوری نے پہلے قول پر اعتماد کیا اور اسی پر فتوی ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ جسجگہ ایک عورت کی گواہی مقبول ہی اگر ایک مرد نے گواہی دی مثلاً کہا کہ ناگہان میری نظر اُس عورت پر پڑ گئی تو جواب یہ ہی کہ ایسے مواضع مین اُسکی گواہی قبول ہونا چاہیے کذا فی المبسوط اور صحیح یہ ہی کہ عدد شرط نہین کیونکہ جب ایک عورت کی گواہی مقبول ہی تو مرد کی گواہی اُس سے قوی ہی مقبول ہونی چاہیے یہ نہایہ مین ہی۔ از انجملہ گواہی سوائے حدود و قصاص کے اور سوائے اُن چیزون کے جسپر مرد مطلع نہین ہوتے ہین ایسی گواہی مین دو مرد یا ایک مرد دو عورتین ہونا شرط ہی خواہ وہ مال ہو یا مال نہو مثل

نکاح اور طلاق اور عتاق اور وکالت اور وصیت وغیرہ یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور احصان بھی اسی قسم سے ہو سکتے کہ ہمارے نزدیک ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے کذا فی المحیط

دوسرا باب گواہی کو برداشت کرنے اور ادا کرنے اور انکار کرنے کے بیان مین

کچھ ڈر نہین ہے کہ انسان گواہی کے برداشت کرنے اور قبول کرنے سے انکار کرے۔ واقعات مین ہے کہ ایک شخص سے اپنی گواہی لکھنے کو یا گواہ ہونے کو کہا گیا اور اُسنے انکار کیا پس اگر طالب کو دوسرا شخص ملتا ہے تو اسکا انکار جائز ہے ورنہ جائز نہین ہے کذا فی الذخیرہ اور ایسا ہی حال تعدیل کا ہے کہ اگر کسی سے حال گواہ دریافت کیا جاوے اور وہان دوسرا معدل دستیاب ہو سکتا ہے تو اُسکو نہ قبول کرنے کی گنجایش ہے ورنہ روا نہین ہے کہ سچی بات نہ کہے تاکہ کسی کا حق باطل کرنے والا نہ ٹھہرے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر مدعی نے اسکی گواہی طلب کی تو ادا کرے ورنہ چھپانے سے گنہگار ہوگا اور جب وہ گنہگار ہوگا کہ اُسکو معلوم ہو کہ قاضی میری گواہی قبول کریگا اور اسی پر ادا کرنا ٹھہر جاوے اور اگر جانتا ہے کہ قاضی نہ قبول کریگا یا وہان ایک جماعت ہے کہ بعضون نے گواہی دیدی اور وہ قبول ہوئی تو گنہگار نہوگا اور بعضون کی گواہی مقبول نہوئی اور دوسرے لوگ گواہ لائق قبولیت کے موجود ہین تو جو نہ ادا کریگا گنہگار ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور اگر یہ شخص ایسا ہو کہ بہ نسبت دوسرون کے اسکی گواہی جلد قبول ہووے تو اُسکو گواہی ادا کرنے سے انکار کرنا روا نہین ہے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے۔ اگر قاضی کی کچہری سے گواہ کا گھر دور ہو کہ وہ گواہی ادا کرکے اُسی روز اپنے گھر نہین پہونچ سکتا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ گنہگار نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ خلف رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک غیر عادل قاضی کے پاس مقدمہ پیش ہوا اور ایک شخص کے پاس گواہی ہے تو کیا اُسکو جائز ہے کہ یہان نہ ادا کرے اور چھپاوے اور قاضی عادل کے پاس ادا کرے تو فرمایا کہ ہان جائز ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ حدود کی گواہی مین گواہ کو چھپانے اور ظاہر کرنیکا اختیار ہے اور چھپانا افضل ہے ولیکن مال کی گواہی چوری مین ظاہر کرنا واجب ہے پس یون کہے کہ اسنے لیا ہے اور یہ نہ کہے کہ اسنے چرایا ہے کذا فی الہدایہ۔ گواہیان کہ جنکو گواہ برداشت کرتا ہے دو طرح کی ہین ایک وہ کہ بدون گواہ کرنے کے ثابت ہوتے ہین جیسے بیع اور اقرار اور حکم حاکم اور غصب اور قتل پس جب گواہ نے بیع یا اقرار یا حکم حاکم کو سنا یا غصب یا قتل کو دیکھا تو اُسکو گواہی دینا روا ہے اگرچہ گواہ نہ کیا گیا ہو اور یون بیان کرے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ اُسنے فروخت کیا اور یہ نہ کہے مجھے اسنے بیع مین گواہ کیا تاکہ جھوٹا نہ ٹھہرے اور دوسری قسم وہ کہ بلا گواہ کرنے کے ثابت نہین ہوتی ہین جیسے گواہی پر گواہی پس اگر کسی نے کسی گواہ کو گواہی دیتے سنا تو اسکو روا نہین ہے کہ اُسکی گواہی پر گواہی دیوے ولیکن جبکہ گواہ کیا جاوے تو جائز ہے یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر پردہ کے اندر سے اقرار سنا تو روا نہین ہے کہ کسی شخص پر گواہی دے کیونکہ غیر کا احتمال ہے اسلیے کہ آواز مشابہ ہوا کرتی ہے مگر جبکہ اندر وہی شخص فقط ہو اور گواہ نے جا کر دیکھ لیا ہو کہ کوئی غیر نہین ہے پھر رستہ پر آنکر بیٹھا ہو اور وہان جانے کا دوسرا رستہ بھی نہو پھر اُسنے اقرار کیا اور اُسنے سنا تو روا ہے اور قاضی کو چاہیے کہ اگر وہ تفصیل وار بھی بیان کرے تو قبول کرے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ جو عورت نقاب ڈالے ہو اُسکی طرف سے گواہی برداشت کرنے مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ بدون اُسکا چہرہ دیکھے تحمل شہادت صحیح نہین ہے اور بعضون نے کہا کہ پہچان بتلانے پر گواہی برداشت کرنا روا ہے اور پہچان بتلانے کے واسطے ایک کافی ہے اور دو شخصون مین احتیاط ہے اور اسی قول کی طرف شیخ الاسلام خواہرزادہ نے میل کیا ہے اور پہلے قول کی طرف شیخ الاسلام اوزجندی اور امام مرغینانی نے میل کیا ہے اور عقل بھی اسی کو چاہتی ہے کیونکہ ہمارا اجماع ہے کہ عورت کے چہرہ کی طرف گواہی کے واسطے دیکھ لینا روا ہے

پھر امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک اگر دو عادلون نے گواہ کو خبر دی کہ یہ فلان عورت ہے تو کافی ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک نسب پر گواہی دینے کے واسطے اسقدر جماعت چاہیے کہ جنکے ہم جھوٹ بولنے کو عقل روا نہ رکھتی ہو کہ سب کے سب جھوٹ بولے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور فقیہ ابو بکر اسکاف رح اس مسئلہ مین صاحبین کے قول پر فتوے دیتے تھے اور اسی کو نجم الدین نسفی رح نے اختیار کیا ہے اور اسی پر فتوی ہے پس اگر اُس عورت کا نام و نسب دو عادلون نے پہچنوایا تو چاہیے کہ دونون گواہون کو اپنی گواہی پر گواہ کر لین تا گواہ قاضی کے پاس اسم و نسب کے بارے مین اُن دونون کی گواہی پر گواہی دین اور اصل حق پر اصالۃً گواہی دین تو یہ بلا خلاف جائز ہے کذا فی المحیط - فقیہ ابو اللیث فرماتے تھے کہ اگر ایک عورت نے پردہ کی آڑ سے اقرار کیا اور دو شخصون نے اُسکے پاس سے گواہی دی کہ یہ فلان عورت ہے تو جس سے اُسکا اقرار سنا اُسکو اُسکے اقرار کی گواہی دینا جائز نہین مگر جبکہ حالت اقرار مین اُسکی ہیئت شخصیہ کو دیکھے تو جائز ہے اور فقیہ نے اُسکی ہیئت شخصی کا دیکھنا شرط کیا نہ اُسکے چہرہ کا دیکھنا کذا فی الذخیرہ اگر کسی عورت نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا کہ مین فلان عورت فلان شخص کی بیٹی ہون تو گواہون کو پہچنوانے والون کی ضرورت نہین ہے پس اگر مرجاوے تو دو گواہون کی ضرورت ہو گی کہ گواہی دین کہ وہ فلان فلان عورت فلان شخص کی بیٹی تھی - اور اگر اُسنے اپنا چہرہ نہ دکھایا اور دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ فلان عورت فلان شخص کی بیٹی ہے تو مقدمہ کے گواہون کو حلال نہین ہے کہ گواہی دین کہ فلانی عورت نے اقرار کیا صرف یہ جائز ہے کہ یون گواہی دین کہ ایک عورت نے یہ اقرار کیا اور ہمارے سامنے دو گواہون نے بیان کیا تھا کہ یہ فلانی عورت ہے یہ ملتقط مین لکھا ہے - اگر گواہون نے ایک عورت پر گواہی دی اور اُسکا نام و نسب بیان کیا اور وہ عورت کچہری مین حاضر تھی پس قاضی نے گواہون سے کہا کہ تم اُس عورت مدعا علیہا کو پہچانتے ہو اُنہون نے کہا کہ نہین تو یہ گواہی مقبول نہین ہے اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم نے ایک عورت پر گواہی دینا برداشت کیا تھا کہ اُسکا نام و نسب یہ ہے اور یہ ہم نہین جانتے ہین کہ وہ عورت یہی ہے یا نہین تو اُنکی گواہی اس نام کی عورت پر درست ہے اور مدعی پر لازم ہے کہ گواہ لاوے کہ یہ وہی عورت ہے کہ جسکا نسب گواہون نے بیان کیا ہے کذا فی المحیط - ایک عورت کا پہچنوانا ایسے شخص سے درست ہے جسکی گواہی اُسکے حق مین نامقبول ہے جیسے باپ یا بیٹا مثلاً خواہ یہ گواہی جسمین پہچنوائی جاتی ہے اُس عورت کے لیے ہو یا اُس عورت کے اوپر گواہی ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر گواہی اُسکے لیے ہو تو درست نہین ہے اور نجم الدین نسفی رح نے پہلا قول اختیار کیا ہے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے - ابن احمد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے دو شخصون کے سامنے اقرار کیا کہ مین نے یہ باندی آزاد کر دی اور دونون شخصون نے آزاد کرنے والی کا منھ نہین دیکھا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ گواہی دینا نہین جائز ہے جب تک اُسکا منھ نہ دیکھین - اگر دونون گواہ جب سے اُس عورت نے باندی کو آزاد کیا ہے اُس سے جدا نہین ہوئے تو اُنکو جائز ہے کہ اُسکے آزاد کرنے کی گواہی دین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے - اگر ایک شخص کا دوسرے پر قرضہ آتا ہے اور قرضدار خفیہ مین اُس سے اقرار کرتا ہے اور علانیہ انکار کرتا ہے اور حقدار اپنے حق وصول کرنے سے عاجز ہوا اور اُسنے حیلہ کیا کہ چند عادل لوگون کو اُسنے گھر مین چھپا دیا پھر اُسکو بلایا اور اپنا قرضہ اُس سے طلب کیا اور اُسنے اقرار کیا اور چلا گیا اور گواہون نے سن لیا تو ہمارے علما کے نزدیک اُنکو گواہی دینا حلال ہے اور بعض نے کہا کہ حلال نہین ہے کہ اسمین تدلیس اور غدر ہے ولیکن صرف اس صورت مین جائز ہے کہ جب گواہ اُسکا چہرہ دیکھتے ہون اور اگر اُسکا چہرہ نہین دیکھتے تھے ولیکن کلام سنتے تھے تو گواہی دینا حلال نہین ہے اور اگر گواہی دی اور تفسیر کر دی تو گواہی مقبول نہوگی مگر جبکہ اُنکو

علم آگیا ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے- اگر ملک کو دیکھا مالک کو نہ دیکھا مثلاً ایک ملکیت محدودہ کو دیکھا کہ فلان بن فلان کے نام سے منسوب ہے اور مالک کو نہ شکل سے پہچانا اور نہ نسب سے واقف ہوا تو اصح مذہب یہ ہے کہ گواہی دیوے اور قبول ہو گی یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے- اور اگر ملکیت اور مالک دونوں کو نہ دیکھا مگر لوگوں سے سنا کہ فلان شخص کی فلان گانون میں زمین ہے کہ اُسکی چہ حدی یہ ہے اور یہ شخص نہ اس زمین کو پہچانتا ہے اور نہ اس شخص کا قبضہ اُسپر جانتا ہے تو اُسکو ملکیت کی گواہی دینا حلال نہیں ہے- اور اگر مالک کو دیکھا مثلاً ایک شخص کو اچھی طرح پہچانتا ہے اور ملک کو نہ دیکھا مگر لوگوں سے سنا کہ اُسکی فلان گانون میں زمین ہے اور یہ شخص اس زمین کو خاص کر نہیں پہچانتا ہے تو اُسکو گواہی دینا نہیں روا ہے یہ کافی میں لکھا ہے- اگر گواہ نے مالک اور ملکیت دونوں کو دیکھا مثلاً مالک کو شکل سے اور نام اور نسب سے پہچانتا ہے اور ملکیت کو مع حدود و حقوق پہچانتا ہے اور اس ملکیت کو اُسکے قبضہ میں دیکھا کہ مالکانہ تصرف کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میری ہے اور گواہ کے دل میں یقین آگیا کہ اسی کی ہے تو اُسکو حلال ہے کہ اس شخص کی ملکیت کی گواہی دے یہ محیط میں لکھا ہے- منتقی میں لکھا ہے کہ اگر تو نے کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی اسباب یا گھر دیکھا اور تیرے دل میں سمایا کہ یہ اسی کا ہے پھر اسکے بعد تو نے اُسکو دوسرے کے ہاتھ میں دیکھا تو تجھے گنجایش ہے کہ تو گواہی دے کہ یہ چیز پہلے شخص کی ہے- اور جب تو نے پہلے شخص کی ملکیت ہونے کی گواہی دینی چاہی اُسوقت تجھسے دو عادلوں نے کہا کہ یہ چیز اسی کی ہے جسکے ہاتھ میں آج کل ہے اسنے پہلے شخص کے پاس ہمارے سامنے ودیعت رکھی تھی تو تجھے پہلے شخص کی ملکیت ہونے کی گواہی دینا حلال نہیں ہے بخلاف اسکے کہ ایک عادل نے گواہی دی ہو ولیکن اگر تیرے دل کو یقین ہو جاوے کہ یہ ایک شخص سچا ہے تو بھی یہی حکم ہے- واضح ہو کہ جامع صغیر میں اس مسئلہ میں یہ نہیں مذکور ہے کہ اُسکے دل میں یقین آگیا کہ یہ چیز اسی کی ہے اور نہ تصرف مع قبضہ مذکور ہے اور صحیح یہی ہے جو منتقی میں ہے- اور ایسے ہر امر ظاہر میں کہ جسمیں لوگوں سے سنکر گواہی دینا جائز ہے جیسے موت و نکاح وغیرہ جب تیرے دل میں سنکر یقین آجاوے کہ یہ خبر صادق ہے پھر تیرے پاس دو عادل اُسکے برخلاف گواہی دیں جو تیرے دل میں سمایا ہے تو تجھے روا نہیں ہے کہ جو تیرے دل میں یقین آگیا ہے اُسکے موافق تو گواہی دے ولیکن جبکہ تجھے یقین ہو کہ یہ دونوں جھوٹے ہیں تو جائز ہے اور اگر ایک عادل نے اُسکے برخلاف گواہی دی تو تجھکو روا ہے کہ وہی گواہی دے جو تیرے دل میں ہے یعنی پہلا امر ولیکن جبکہ تیرے دل کو یقین ہو جاوے کہ یہ شخص سچا ہے تو تو اُسکی گواہی جو پہلے سے تیرے دل میں تھا نہیں دیسکتا ہے یہ فتاوے قاضیخان میں لکھا ہے- اور چاہیے کہ جس طور سے گواہ نے علم حاصل کیا ہے قبضہ کا دیکھنا مثلاً اُسکو بیان کرے اور اگر اُسنے بیان کردیا تو گواہی رد کردیجائیگی یہ کافی میں لکھا ہے- اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا اگر کوئی شے کسی شخص کے قبضہ میں دیکھی کہ وہ اُسمیں تصرف کرتا ہے اور لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ اسی کی ملکیت ہے ولیکن دیکھنے والے کے دل میں آیا کہ یہ دوسرے کی ملکیت ہے اور یہ شخص دوسرے کے حکم سے اسمیں تصرف کرتا ہے تو دیکھنے والے کو حلال نہیں ہے کہ ملکیت کی گواہی دیوے اور اسی پر بہت سے مشائخ کا فتویٰ ہے یہ محیط میں لکھا ہے- اگر ایک غلام یا باندی کو دیکھا کہ ایک شخص کے قبضہ میں اُسکی خدمت کرتے ہیں پس اگر وہ شخص دیکھنے والا دونوں کو مملوک جانتا ہے تو اُسکو جائز ہے کہ گواہی دے کہ یہ دونوں اس شخص کے مملوک ہیں خواہ دونوں چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں اور اگر یہ دیکھنے والا دونوں کے مملوک ہونے کو نہیں جانتا ہے پس اگر وہ دونوں ایسے چھوٹے ہوں کہ اپنے آپ کو بیان نہیں کرسکتے ہیں تو بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ دونوں بڑے ہیں کہ اپنے آپ کو بتلاسکتے ہیں خواہ لڑکے عاقل ہوں یا بالغ ہوں تو اُسکو روا نہیں ہے کہ گواہی دے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے- ادعات

مین لکھا ہی کہ اگر دونون گواہون کو معلوم ہو کہ یہ گھر مدعی کا ہو پھر دونون کے سامنے دو شخصون عادل نے گواہی دی کہ مدعی نے یہ گھر اسی شخص کے ہاتھ کہ جسکے قبضہ مین ہی فروخت کر دیا ہو تو امام محمد رح نے فرمایا کہ موافق اپنے علم کے گواہی دین اور بیع کے گواہون کے کہنے پر گواہی نہ دین یہ محیط مین لکھا ہی۔ ناطفی نے ذکر کیا ہو کہ دو شخصون نے نکاح یا بیع یا قتل واقع ہونیکا مشاہدہ کیا پھر جب دونون نے گواہی دینا چاہی تو دو عادلون نے اُنکے سامنے گواہی دی کہ اُس شخص نے عورت کو تین طلاق دی۔ یا بائع نے بیع سے پہلے غلام کو آزاد کر دیا تھا یا ولی نے قاتل کو بعد قتل کے معاف کر دیا تو اُن دونون کو نکاح وغیرہ کسی کی گواہی دینا حلال نہین ہی اور اگر ایک ہی عادل نے یہ گواہی دی تو دونون مین کسی کو گواہی نہ دینا حلال نہین ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ زید نے عمرو کے سامنے اقرار کیا کہ خالد کا کچھ مال ہی پھر انکار کیا اور خالد نے عمرو کی گواہی طلب کی اور دو عادلون نے گواہی دی کہ یہ مال جسکا زید نے اقرار کیا تھا وہ بیع یا ہبہ کی وجہ سے اُسی کا ہوگیا تو گواہ اُسکی گواہی دے کہ جو کچھ وہ جانتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی زید نے ایک قوم کے سامنے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین پھر دو عادل یا تین عادل ان گواہون کے پاس آئے اور کہا کہ تم لوگ عمرو کے واسطے زید پر قرضہ کی گواہی نہ دینا کہ اُسنے جو کچھ قرضہ اُسپر تھا سب ادا کر دیا تو گواہون کو اختیار ہو چاہین گواہی نہ دین اور چاہین گواہی دین اور قرضہ قاضی کے سامنے بیان کر دین تاکہ قاضی جھوٹے دعوی پر حکم نہ کرے ایسا ہی امام محمد رح سے روایت ہی اور ایک روایت مین امام محمد رح سے آیا ہو کہ گواہ یہ گواہی دین کہ اسپر قرضہ تھا اور یہ گواہی کہ اسپر قرضہ ہو نہ دین امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اقرار کے سُنے ہوے گواہون کے سامنے دو عادلون نے گواہی دی کہ قرضخواہ نے اپنا قرضہ پورا وصول کر لیا یا اُسنے قرضدار کو معاف کر دیا تو دونون گواہون کو قرضہ کے اقرار کرنے کی گواہی سے باز رہنا روا نہین ہی مگر جبکہ دونون قرضخواہ کا معاف کرنا یا وصول پانا کانون سے سن لین تو گواہی نہ دین ایسا ہی امام ابو یوسف رح سے روایت ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور ہمارے زمانہ کے بعض مشائخ نے ان مسائل مین یہ اختیار کیا ہو کہ اگر گواہ کے سامنے دو گواہون نے گواہی دی اور اُسکے دل مین یقین آیا کہ یہ دونون سچے ہین تو اصل حق پر اُسکو گواہی دینا نہین جائز ہی اور اگر اُسکے سامنے دو عادلون نے گواہی دی مگر اُسکے دل مین یقین نہ آیا تو اُسکو جائز ہی کہ اصل مین جو حق اُسکو معلوم ہی اُسپر گواہی دے کذا فی الذخیرہ۔ اگر شوہر نے اپنی بی بی کے طلاق دینے یا مالک نے اپنے غلام کے آزاد کرنے کا گواہ کے سامنے اقرار کیا پھر اسکو نکاح یا بیع کی گواہی کے واسطے بلایا تو باز رہے اور اُسکو گواہی دینا حلال نہین ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ ابن مقاتل سے دریافت کیا گیا کہ ایک جماعت کے سامنے دو شخصون نے بیٹھکر ساب کیا اور دونون نے لوگون سے کہدیا کہ جو کچھ تم ہم سے سُنتے ہو اُسکی گواہی ہم پر نہ دینا پھر ایک نے دوسرے کے حق کا اقرار کیا تو گواہ کو جائز ہی کہ جو اقرار اُسنے سنا ہی اُسکی گواہی دیوے اور یہ قول ابن سیرین رح کا ہی اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ یہی قول امام اعظم رح سے مروی ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص نے دو گواہون کے سامنے کسی قدر مہر معین پر ایک عورت سے نکاح کیا اور اسپر چند برس گذر گئے اور اُسکی چند اولاد پیدا ہوئین اور چند سال گذرے پھر شوہر مر گیا پھر اُس عورت نے گواہی طلب کی کہ اُس مقدار معلوم مہر پر گواہی دین اور گواہون کو یاد ہی تو اُنکو گواہی دینا روا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص نے دیکھا کہ جانور دوسرے کے پیچھے ہی اور اُسکا دودھ پیتا ہی تو اس دیکھنے والے کو حلال ہو کہ گواہی دیوے کہ دودھ پینے والا جانور اُسی جانور کا بچہ اور جانور کے مالک کی ملک ہی کذا فی المحیط اور بچہ ہونے کی گواہی کی یہ صورت ہو کہ کہے کہ یہ بچہ فلان اس ناقہ کے پیچھے پیچھے چلتا تھا اور پیدا ہونے کی گواہی دا

شرط نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین منقول ہی۔ ایک عورت نے اپنے باپ یا بھائی کے واسطے مال کا اقرار کرلیا اور اسکی مراد یہ ہی کہ باقی وارثون کو ضرر پہونچے اور گواہ اسکو جانتے ہین تو مشائخ نے فرمایا کہ گواہون کو روا ہی کہ اس اقرار کی گواہی کو برداشت کرین اور گواہی ادا کرین ولیکن اُس عورت کو ایسا کرنا مکروہ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے بادشاہی نوکر کے واسطے اقرار کیا پھر اقرار کرنے والے نے کہا کہ مین نے اُسکے خوف سے اقرار کردیا پس اگر گواہ اُسکے خوف سے واقف ہوا تو گواہی نہ دے اور اگر خوف سے واقف نہوا تو گواہی دے اور قاضی کو آگاہ کردے کہ یہ ایک سلطانی سپاہی کے قبضہ مین تھا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ ابو القاسم رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے نخاس کا بازار سلطان سے بطور ٹھیکہ کے بالمقطع کچھ درم معلوم ہر مہینہ دینے کے اقرار پر لیا اور اسکو تحریر کردیا تو کیا یہ جائز ہی اور گواہون کو اسکی گواہی دینا جائز ہی تو اُنھون نے فرمایا کہ ٹھیکہ لینے والا اور دینے والا دونون راہ راست سے گمراہ ہین اور اگر گواہون نے اسپر گواہی دی تو اُنپر لعنت برسے پھر اُن سے دریافت کیا گیا کہ اگر گواہون نے ٹھیکہ دار کے درمون کے اقرار پر گواہی دی اور سبب کو وہ پہچانتے ہین تو گواہی آیا جائز ہی تو شیخ نے فرمایا کہ اگر سبب پہچاننے کے بعد اُنھون نے گواہی دی تو وہ ملعون ہین اور ایسے معاملات مین گواہی جائز نہین ہی کذا فی النوازل اور ایسے ہی ہر اقرار پر گواہی دینا کہ جسکا سبب حرام و باطل ہو جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر گواہون نے ایک قاضی کو سنا کہ ایک شخص سے کہتا تھا کہ مین نے تجھپر اس شخص کی اتنے مال کی ڈگری کی ولیکن قاضی نے اُنکو اپنے حکم پر گواہ نہین کرلیا اور دوسرے قاضی کے سامنے اُنھون نے اسی طرح بیان کردیا تو اس سے اُنکی گواہی مین خلل نہین آتا ہی اور اگر دونون نے یہ بیان کیا کہ ہم نے قاضی سے اُس شہر کے سوا کہ جہان وہ قاضی ہی دوسری جگہ ایسا سنا تو اُنکی گواہی نامقبول ہی اور اُنکو گواہی نہ دینا چاہیے کذا فی الذخیرہ۔ علی بن احمد رح و ابو حامد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک قاضی نے اسپر گواہون کو گواہ کیا کہ مین نے فلان کے اسقدر مال کی ڈگری فلان شخص پر کردی ہی اور یہ گواہ اُسکے مجلس حکم مین حکم دینے کے وقت حاضر نہ تھے پس اگر اُن گواہون نے دوسرے قاضی کے سامنے گواہی دی تو کیا ایسی گواہی مقبول ہی پس علی بن احمد نے فرمایا کہ یہ گواہی باطل ہی اسکا اعتبار نہین ہی اور ابو حامد رح نے بھی فرمایا کہ یہی حکم ہی۔ اور فرمایا کہ گواہ کرنے کی شرط یہ ہی کہ اُسوقت ہو کہ جس وقت حکم دیتا ہی۔ یہ تاتارخانیہ مین منقول ہی اگر گواہ نے اپنا خط دیکھا اور واقعہ اُسکو یاد نہین ہی یا گواہی لکھنا یاد ہی اور مال نہین یاد ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکو گواہی دینا روا نہین ہی اور امام محمد رح کے نزدیک روا ہی شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ امام محمد کے قول پر فتوی دیا جاتا ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ نوازل مین ہی کہ گواہ نے اپنا خط پہچانا اور تحریر اُسکے نزدیک محفوظ ہی اور اُسے گواہی لکھنا یاد نہین تو امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک گواہی دینا جائز ہی اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ خلاصہ مین ہی اور اگر تحریر مدعی کے پاس ہو تو گواہ کو گواہی دینا جائز نہین ہی اور یہی مختار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور ہمارے اصحاب متاخرین نے فرمایا کہ اگر گواہ کو اپنے خط مین شبہہ نہو تو گواہی دینا جائز ہی اگرچہ اُسکو حادثہ یاد نہو خواہ نوشتہ تحریری خصم کے پاس ہو یا دوسرے کے پاس ہو اور اسی پر فتوی ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ پھر بنا بر قول مفتی بہ کے اگر گواہ نے اپنے خط پر اعتماد کرکے گواہی دی تو چاہیے کہ قاضی دریافت کرے کہ تو اپنے علم پر گواہی دیتا ہی یا خط پر پس اگر اُسنے کہا کہ اپنے جاننے پر گواہی دیتا ہون تو قبول کرے اور اگر کہا کہ خط پر تو نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ گواہ اگر اپنا خط پہچانتا ہو اور اقرار کرنے والے کا اقرار بھی یاد ہو اور مقرلہ کو بھی پہچانتا ہو ولیکن وقت اور مکان اُسے یاد نہین ہو تو اُسکو

گواہی دینا حلال ہی یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ ایک شخص نے وصیت نامہ لکھا اور گواہوں سے کہا کہ جو کچھ اسمین ہی اُسپر گواہ رہو اور وصیت نامہ اُنکو پڑھکر نہ سنایا تو ہمارے علمانے فرمایا کہ گواہوں کو جو کچھ اسمین ہی اُسکی گواہی دینا جائز نہین ہی اور یہی صحیح ہی اور صرف اُسوقت گواہی حلال ہی کہ جب تین باتون مین سے کوئی پائی جاوے یا تو اُسنے وصیت نامہ اُنکو پڑھکر سنایا ہو یا غیر نے لکھا ہو اور گواہون کے سامنے اُسکو سنایا ہو اور اُسنے گواہون سے کہا کہ تم اسکے مضمون پر گواہ رہو یا خود اُسنے گواہون کے سامنے لکھا اور گواہ جانتے ہین جو کچھ اسمین لکھا ہی پھر وہ کہے کہ تم گواہ رہو۔ اور اگر اُسنے گواہون کے سامنے لکھا اور گواہ جانتے ہین جو کچھ اُسمین لکھا ہی مگر اُسنے نہ کہا کہ تم اُسکے مضمون پر گواہ رہو تو گواہون کو گواہی دینا روا نہین ہی۔ امام ابو علی نسفی نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ تحریر نقش کے ساتھ نہو اور اگر تحریر نقش کے ساتھ ہو یعنی جیسے دوات کی روشنائی سے حروف نقش کرکے لکھے ہین اور گواہون کے سامنے لکھا اور گواہون کو اُسکا مضمون معلوم ہی تو اُنکو گواہی دینا روا ہی اگرچہ اُسنے نہ کہا ہو کہ تم اسکے مضمون پر گواہ رہو اور یہ قول اچھا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ واضح ہو کہ تحریر چند وجہ سے ہوتی ہی ایک یہ کہ نقوش ظاہر ہون اور وہ یہ ہی کہ ایک کاغذ پر مصدر بعنوان جیسے غائب کو لکھتے ہین لکھے پس اگر اُسنے کہا کہ میری مراد اس سے مثلاً طلاق یا اقرار نہ تھی تو دیانتہً فیما بینہ وبین اللہ تعالے اُسکی تصدیق ہو سکتی ہی ولیکن حکم قضا مین اُسکی تصدیق نہو گی حتے کہ گواہ کو جائز ہی کہ اُسکے مضمون پر گواہی دے اگرچہ اُسنے نہ کہا ہو کہ تو اُسکے مضمون پر گواہ رہ یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ منتقی مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو ایک خط بھیجا اور لکھا کہ فلان بن فلان کی طرف سے فلان بن فلان کو سلام علیک اما بعد تو نے مجھے لکھا تھا اور ہزار درم کا جو تیرے میری طرف آتے تھے تقاضا کیا تھا اور حال یہ ہی کہ تو نے پانچسو درم اسمین سے وصول کر لیے تھے اور مجھپر تیرے پانچسو درم باقی ہین۔ پس جو شخص اس سے آگاہ ہو اُسکو جائز ہی کہ گواہی دے اگرچہ اُسنے گواہ نہ کر لیا ہو یہ محیط مین لکھا ہی اور وہ تحریر کہ جو نقش دار نہین ہی یعنی مثل روشنائی کے نقش کے نہین ہوتے ہین مثلاً زمین پر یا کپڑے پر یا تختی پر یا بدون سیاہی کے کاغذ پر لکھا مگر وہ ظاہر ہوتے ہین اور گواہون سے کہا کہ تم گواہ رہو تو اُنکو گواہی دینا جائز ہی ورنہ نہین جائز ہی۔ اگر ایک قوم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُسنے ایک حق کے اقرار کی یادداشت ایک شخص کے نام سے لکھی اور ان لوگون کو گواہ نہ کیا تو یہ لازمی نہین ہی اور نہ ان لوگون کو گواہی دینا جائز ہی کیونکہ احتمال ہی کہ اُسنے مشق کے طور پر لکھی ہووے بخلاف اُس خط کے جو مرسوم ہی اور بخلاف صراف اور دلال کی تحریر کے کہ وہ حجت ہی۔ پس اگر اُسنے تحریر سے انکار کیا اور گواہ پیش ہوے کہ اسی نے لکھی ہی تو جائز ہی جیسا کہ اقرار کرکے اگر کوئی مکر جاوے تو گواہ قائم ہونگے اور ایسا ہی اور تصرفات کا حکم ہی بخلاف حدود و قصاص کے کہ اُسمین خواہ تحریری مرسوم ہو یا غیر مرسوم سب ایک ہین اور اگر مرسوم و منقوش تحریر مین کسی نے چوری کا اقرار کیا تو مال دلوایا جائیگا اور ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ اور اگر ایسی تحریر ہو کہ ظاہر نہین ہوتی ہی جیسے پانی یا ہوا پر لکھا پھر لوگون سے کہا کہ مجھپر گواہ رہو تو اُنکو گواہی دینا روا نہین ہی اگرچہ اُنکو معلوم ہو جاوے کہ کیا لکھا ہی کیونکہ جو تحریر ظاہر نہو وہ ایسی بات کے مثل ہی کہ جو سمجھ مین نہ آوے۔ اور عورت و مرد اور مسلمان و ذمی اسمین یکسان ہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اگر دو امیون کے سامنے ایک خط بھیجنے کو لکھا اور وہ دونون نہ پڑھ سکتے ہین اور نہ لکھ سکتے ہین اور خط اُنہین کو دیدیا اور دونون نے اُسکی گواہی دی تو طرفین رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہین ہی اور قاضی امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ ایک نے کوئی چیز خریدی اور بائع پر عیب کا دعوی کیا اور ثابت نہوا پھر مشتری نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کی اور دوسرے نے اُسپر اسی عیب کا دعوی کیا اور اُسنے انکار کیا تو جن لوگون نے اسکا پہلا دعوی سنا تھا اُنکو اب حلال ہی کہ فی الحال

گواہی دین یہ خلاصہ مین لکھا ہو- اگر غیر شخص کا گھی یا زیتون کا تیل کسی نے گواہون کے سامنے زمین پر بہا دیا اور کہا کہ اسمین چوہا مر گیا تھا تو پاک چیز کے تاوان دینے سے انکار کرنے مین قسم لیکر اسکا قول معتبر ہوگا اور گواہون کو روا نہین ہو کہ یہ گواہی دین کہ اسنے پاک چیز تلف کردی اور اگر کسی شخص نے عمداً گوشت کے چھابے گواہون کے سامنے تلف کر دیے اور تمام گوشت تلف ہوگیا اور کہا کہ یہ مردار کا تھا تو اسکا قول معتبر ہوگا اور گواہون کو جائز ہو کہ گواہی دین کہ ذبح کیا ہوا تھا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو شہرت پر اور لوگون سے سنکر گواہی دینا چار جگہ بالاجماع مقبول ہو یعنی نکاح اور نسب اور موت اور حکم قضا مین کذا فی محیط السرخسی پس اگر کسی نے لوگون سے سنا کہ یہ فلان بن فلان ہو یا کسی کو دیکھا کہ ایک عورت پاس آتا جاتا ہو اور لوگون سے سنا کہ یہ عورت فلان شخص کی جورو ہو یا ایک شخص کو دیکھا کہ اسنے ایک شخص کے واسطے فیصلہ کیا اور لوگون سے سنا کہ یہ اس شہر کا قاضی ہو یا لوگون سے سنا کہ فلان شخص مر گیا دیکھا کہ لوگ اسکے ساتھ مردون کا برتاو کرتے ہین تو اسکو گواہی دینا جائز ہو اگرچہ اسنے نہ دیکھا ہو کہ فلان شخص فلانہ کی ہم بستری سے پیدا ہوا ہو یا عقد نکاح مین حاضر نہوا ہو یا امام وقت کو قاضی مقرر کرتے نہ دیکھا ہو یا مرنے کے وقت حاضر نہوا ہو یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہو- اسی طرح اگر ایک مرد و عورت کو دیکھا کہ ایک گھر مین رہتے ہین اور ہر ایک دوسرے کے ساتھ کشادہ پیشانی و خوشدلی کے ساتھ جورو خصم کی طرح ملتا ہو تو اسکو روا ہو کہ گواہی دے کہ یہ ایک شخص کی عورت ہو کذا فی الہدایہ- اور وقف کے باب مین صحیح یہ ہو کہ لوگون سے سنکر اصل وقف پر گواہی جائز ہو نہ اسکی شرائط پر یہ کافی مین لکھا ہو اور جس چیز پر وقف کا صحیح ہونا موقوف ہو وہ اصل مین شمار ہو اور جس پر صحیح ہونا موقوف نہین ہو وہ شرطون مین سے ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو امام ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا کہ وقف مین یہ بیان کرنا ضرور ہو کہ اسنے مسجد یا مقبرہ وغیرہ کس پر وقف کیا تھے کہ اگر گواہی مین یہ بیان نہ کیا تو مقبول نہوگی یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہو- اور لوگون سے سنکر جورو خصم کے دخول پر گواہی دینا جائز ہو یہ خصاف کی ادب القاضی کی شرح مین اور ہدایہ اور کنز اور کافی مین ہو اسواسطے کہ یہ امر ایسا ہو کہ مشہور ہوجاتا ہو اور اس سے چند احکام مشہورہ مثل نسب اور مہر اور عدت وغیرہ کے تعلق ہین یہ نہایہ مین لکھا ہو- شہرت پر اور لوگون سے سنکر مہر پر گواہی دینا منتقی مین لکھا ہو کہ جائز ہو کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو- اور شہرت پر اور لوگون سے سنکر آزادی پر گواہی دینا ہمارے نزدیک حلال نہین ہو کذا فی المحیط- اور ولاء آزادی پر لوگون سے سنکر گواہی دینا امام ابوحنیفہ رح اور محمد رح کے نزدیک مقبول نہین ہو اور یہی پہلا قول امام ابو یوسف رح کا تھا پھر رجوع کرکے فرمایا کہ مقبول ہو اور صحیح حکم ظاہر الروایۃ کا ہو یہ بدائع مین لکھا ہو اور چاہیے کہ ادائے شہادت کو مطلق چھوڑدے اور تفسیر نہ کرے اور اگر قاضی کے سامنے تفسیر کردی کہ مین سنکر گواہی دیتا ہون تو گواہی مقبول نہوگی یہ کافی مین لکھا ہو- اور اگر قاضی کے سامنے گواہی دی کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ فلان شخص مر گیا اور ہمکو ایسے شخص نے خبر دی ہو کہ جسکی ہم توثیق کرتے ہین تو گواہی جائز ہو اور یہی اصح ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو- اگر گواہون نے ایسی چیز کی گواہی دی کہ جسمین سنکر گواہی دینا جائز ہو اور کہا کہ ہم نے آنکھون سے نہین دیکھا ہو ولیکن ہم مین مشہور ہو تو انکی گواہی جائز ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو- اور فتاوے رشید الدین مین ہو کہ وقف کے معاملہ مین سنکر گواہی دی تو مقبول ہوگی اگرچہ صاف بیان کر دیا ہو کہ ہم نے سنکر گواہی دی ہو اور اسی کی طرف امام ظہیر الدین مرغینانی نے اشارہ کیا ہو یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو فتاوے صغری مین ہو کہ نسب وغیرہ مین شہرت پر گواہی دینا دو طرح پر ہو ایک حقیقی دوسرے حکمی- حقیقی یہ ہو کہ ایک جماعت کثیر سے سنا کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا خیال مین نہین آتا ہو- اور ایسی گواہی مین نہ عدالت شرط ہو اور نہ لفظ شہادت بلکہ تواتر ہونا چاہیے اور حکمی یہ ہو کہ اسکے پاس دو شخص مرد یا ایک شخص مرد اور دو عورتین کہ سب عادل ہون

گواہی دین مگر لفظ شہادت کے ساتھ یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ دونون نے بدون اُس شخص کی گواہی طلب کرنے کے گواہی دی ہو اُسکو امام محمد رح نے ذکر کیا ہی اور فرمایا کہ اگر اِس شخص نے دو گواہ قائم کیے اور اُنھون نے اِسکے پاس گواہی دی تو اُسکو گواہی دینا روا نہین ہی- اور اگر ایک شخص ایک قوم مین آکر اُترا اور وہ لوگ اُسکو نہین پہچانتے ہین اور اُسنے کہا کہ مین فلان بن فلان ہون تو لوگون کو اُسکے نسب کی گواہی دینی جائز نہین ہی جب تک نہ اُسکے شہر کے دو آدمیون سے ملاقات ہو اور وہ دونون عادل اِس بات کی گواہی نہ دین کہ یہ فلان بن فلان ہی اور جصاص نے شرح مین لکھا کہ یہی صحیح ہی اور بعض نے کہا کہ موت کی گواہی مین ایک مرد یا ایک عورت کی گواہی کافی ہی اور لفظ شہادت بالاتفاق شرط نہین ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی- اگر کسی نے کہا کہ مین فلان شخص کے دفن مین شریک تھا یا مین نے اُسکے جنازہ کی نماز پڑھی تو یہ معائنہ ہی اور اگر قاضی کے سامنے تفسیر سے بیان کیا تو قبول کریگا یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر ایک شخص کے مرنے کی خبر آئی پس اُن لوگون نے وہ افعال کیے جو مرنے مین کرتے ہین تو کسی کو گواہی دینا مرنے کی جائز نہین ہی جب تک کہ ایک ثقہ آدمی گواہی نہ دے کہ ہم نے اُسکا مرنا آنکھون دیکھا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اگر کسی کے مرنے کو ایک شخص نے دیکھا اور اگر وہ شخص گواہی دیتا ہی تو فقط اُسکی گواہی پر قاضی حکم نہ دیگا پھر وہ یہ کرے کہ ایک شخص ثقہ کو خبر دے پس جب اُسنے سن لیا تو دونون ملکر قاضی کے سامنے گواہی دین کہ دونون کی گواہی پر قاضی فیصلہ کردیگا کذا فی النہایہ-

تیسرا باب گواہی ادا کرنے اور اُسکی سماعت کی صورت کے بیان مین- حاضر پر گواہی دینے مین یہ ضرورت ہی کہ مدعا علیہ اور مدعی کی طرف اشارہ کرے اور جس چیز پر گواہی دیتا ہی اگر وہ مال منقولہ ہو تو اُسکی طرف اشارہ کی ضرورت ہی اور اُس چیز کو مشہود بہ کہتے ہین اور میت یا غائب پر گواہی دینے مین درحالیکہ اُسکا وکیل یا وصی حاضر ہو گواہون کو چاہیے کہ میت یا غائب کا نام لیوین اور اُن دونون کے باپ اور دادا کا نام لیوین اور خصاف رح نے دادا کا نام لینا شرط کیا ہی اور ایسا ہی شروط مین مذکور ہی- اور بعضے مشائخ نے کہا کہ یہ امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک ہی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک باپ کا نام ذکر کردینا کافی ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ دادا کی طرف نسبت کرنا ضرور ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر قاضی نے بدون دادا کے نام ذکر کرنے کے فیصلہ کردیا تو نافذ ہوگا کیونکہ یہ صورت مجتہد فیہ ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی- اور اگر وہ شخص فقط نام سے مشہور ہو جیسے ابو حنیفہ رحمہ اللہ تو صرف اُسکا نام کافی ہی باپ دادا کی ضرورت نہین ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی جس شخص نے دادا کا نام ذکر کرنے کی شرط لگائی ہی اُسکے نزدیک صناعت ذکر کردینا دادا کے نام کے قائم مقام نہوگا مگر جبکہ وہ صناعت ایسی ہو کہ اُس سے لامحالہ پہچانا جاوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- اور اگر اُسکا نام اور اُسکے باپ کا نام اور اُسکا قبیلہ اور پیشہ ذکر کیا اور اُسکے محلہ مین کوئی اِس نام اور پیشہ کا نہین ہی تو کافی ہی اور اگر اِسکے مثل دوسرا ہووے تو کافی نہین ہی جب تک کہ اِسکے ساتھ کوئی اور شی ایسی ذکر نہ کرے کہ جس سے تمیز پوری حاصل ہو جاوے یہ ادب القاضی مین مذکور ہی اور حاصل یہ ہی کہ پہچان ہو جانا معتبر ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی اگر گواہون نے ایک شخص کے ایک محدود چیز خریدنے یا فروخت کرنے کے اقرار پر گواہی دی تو ضرور ہی کہ گواہی مین بیان کرین کہ اُسنے خود خریدنے یا فروخت کرنیکا اقرار کیا ہی کذا فی الذخیرہ- فتاوے ابو اللیث مین ہی کہ اگر کسی نے دعوی کیا کہ زید نے میرے اسقدر چوپایہ ہلاک کر ڈالے ہین اور گواہ قائم کیے تو گواہون کو چاہیے کہ نر و مادہ کی تفصیل بیان کرین اور اگر یہ بیان نہ کیا تو فقیہ ابو بکر فرماتے ہین کہ مجھے گواہی باطل ہونیکا خوف ہی اور مدعی کو شاید کچھ نہ دلایا جاوے اور نر و مادہ بیان کردیے تو رنگ بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی اور گواہی جائز ہی اور شیخ کے نزدیک باوجود نر و مادہ کے قسم بیان کرنا

کہ گھوڑا ابلق ہے بیان کرنا ضروری ہے صرف یوں یا یہ کہ گھوڑا کافی نہوگا اور بعض مشائخ نے اس سے انکار کیا اور اول اصح ہے کذا فی المحیط
اگر قاضی نے گواہوں سے رنگ دریافت کیا اور اُنھوں نے بیان کر دیا پھر دعوے کے وقت گواہی دی اور اُسکے برخلاف صفت
بیان کی تو گواہی مقبول ہوگی اور غیر محتاج چیز میں اختلاف مضر نہیں ہے کذا فی الخلاصہ۔ اگر بیان کیا کہ یہ فلانی عورت اس
مدعی علیہ پر تین طلاقوں سے حرام ہے اسپر اُس سے الگ رہنا واجب ہے تو اس گواہی میں خلل ہے چاہیے کہ فعل طلاق مدعا علیہ
کی طرف نسبت کر کے یوں گواہی دیں کہ اُسنے تین طلاق اسکو دی ہیں۔ اسی طرح گواہ کا بیان کہ اسنے عورت کی طلاق کی
قسم کھائی تھی اور اُسمیں جھوٹا پڑا کافی نہیں ہے جب تک کہ قسم اور اُسکے ٹوٹنے کی تفسیر نہ بیان کرے یہ تاتارخانیہ
میں لکھا ہے۔ افلاس کی گواہی اسطرح دینی چاہیے کہ ہم اسکا کچھ مال سوائے رات و دن کے پہننے کے کپڑوں کے نہیں جانتے ہیں
یہ سراجیہ میں ہے ایک شخص دوسرے کے پاس آیا اور اُس سے کپڑا چکایا اور بائع کو درم دیدیے اور کپڑے لیا اور بدون زبانی
بیع کی گفتگو کرنے کے دونوں جدا ہوگئے تو جائز ہے پھر اگر دونوں میں جھگڑا ہوا اور گواہوں کی ضرورت ہوئی تو گواہوں
کو یہ بیان کرنا چاہیے کہ اسنے درم دیکر کپڑے لیا اور بیع پر گواہی نہ دیں مگر جبکہ دونوں میں پہلے سے کچھ ایسی باتیں پیش آئی
ہوں کہ جس سے گواہوں کو لین دین بطور بیع کے ثابت ہو اور قاضی بھی بیع بالتعاطی کو جائز جانتا ہو یہ فتاوے قاضیخان میں لکھا ہے اگر بیع
بالتعاطی واقع ہو تو گواہوں کی گواہی دینے کی یہ صورت ہے کہ لین دین پر گواہی دیں اور بیع پر گواہی نہ دیں اور بعضوں نے کہا کہ اگر بیع
گواہی دی تو جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے اگر گواہوں نے گواہی دی کہ این شیٔ ملک این مدعی است اور یہ نہ کہا کہ در دست این مدعا علیہ بناحق است تو اسمیں
مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اگر مدعی نے قاضی سے ملکیت طلب کی ہے تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور اگر سپرد کرنے کی درخواست
کی ہے تو جب تک گواہ یہ نہ بیان کریں کہ اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہے تب تک صحیح نہیں ہے یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہے اور
یہی اشبہ و اقرب الی الصواب ہے اور اسی قائل کا قول ہے کہ اگر قاضی نے گواہوں سے دریافت کیا کہ یہ چیز اس مدعی علیہ کے
قبضہ میں ناحق ہے اور اُنھوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں تو یہ گواہی ملکیت کے دعوی پر قبول ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے
اگر گواہوں نے کہا کہ یہ مال معین اس مدعی کی ملکیت ہے اور اس مدعا علیہ کے پاس ناحق ہے اور یہ نہ کہا کہ مدعا علیہ پر واجب ہے
کہ مدعی کے سپرد کرے تو ابو الحسن سغدی رح سے منقول ہے کہ اسمیں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ سپرد کرنے کے واسطے
یہ کہنا ضرور ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسکی ضرورت نہیں ہے اور گواہی مقبول ہوگی اور مدعی کی درخواست پر مدعا علیہ سے جبرًا
اُسکے سپرد کرائی جاویگی اور اسی مذہب پر ہم نے بہت سے مشائخ کو پایا اور شیخ الاسلام نے کہا کہ یہ تو ہے ولیکن میں فتوے
دیتا ہوں کہ گواہی میں قصور ہے کذا فی المحیط۔ فتاوے نسفی میں ہے کہ گواہ کو یوں کہنا چاہیے کہ یہ مال معین اس مدعی
کی ملک ہے اور اُسکا حق ہے تا کہ اسمیں نہیں ملانے کی گنجایش نہ رہے **اقول** لفظ نفی فارسی میں ملانے کی گنجایش ظاہر ہے
اگر کہا جاوے کہ این عین ملک این مدعی است و حق وے۔ کہ فارسی والے اکثر ربط کا حرف حذف کرتے ہیں اور اردو میں ایسا
محاورہ نادر ہے اور کم فافہم۔ اور امام فخر الاسلام علی بزدوی فرماتے تھے کہ اگر مدعی نے کہا کہ فلاں چیز میری ملکیت ہے اور میرا حق
تو اسقدر پر اکتفا نہ کیا جاویگا اور یوں کہنا چاہیے کہ میرا حق ہے اور کہتے تھے کہ فلاں کے قبضہ میں ناحق۔ اسمیں یوں کہنا چاہیے
کہ فلاں کے قبضہ میں ناحق ہے تا کہ ایسے الفاظ میں کلمہ نفی نہ ملایا جا سکے اور فرمایا کہ اسمیں احتیاط ہے اور یہ احتیاط سپرد کرنے
کے دعوی میں ہے کذا فی الذخیرہ۔ شمس الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ اگر گواہوں نے فارسی میں کہا کہ ما
گواہی دہیم کہ این عین مدعی بملک این مدعی ہست تو انکی گواہی مقبول ہوگی یا نہیں فرمایا کہ ہاں۔ اور بعض نے کہا کہ نامقبول

[illegible]

ہونا چاہیے کیونکہ ما گواہی دہیم عرف مین استقبال یعنی آیندہ زمانہ کے واسطے آتا ہی اور حال کے واسطے ما گواہی میدہیم آتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ فتاوی نسفی مین ہی کہ شیخ امام رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ہر ایک گواہ کی گواہی کے یہ الفاظ ہین ما گواہی میدہیم کہ فلان چیز آن فلان است پس کیا یہ کہنا بمنزلہ اس کہنے کے ہی کہ فلان چیز فلان شخص کی ملک ہی تو فرمایا کہ ہان اور امام ظہیر الدین مرغینانی فرمایا کرتے تھے کہ قاضی کو دریافت کرنا چاہیے کہ آن فلان است کہنے سے تم نے ملکیت مراد لی ہی یا کچھ اور مراد ہی پس جو کچھ وہ بیان کرین اُسی کو لینا چاہیے اور اگر کچھ بیان نہ کیا یہانتک کہ غائب ہو گئے یا مر گئے تو قاضی اُنکی ملکیت کی گواہی پر فیصلہ کریگا کذا فی الذخیرہ۔ شمس الاسلام اوزجندی کے فتاوے مین ہی کہ اگر گواہون نے گواہی دی کہ یہ مال معین اس مدعی کا حق ہی اور یہ نہ کہا کہ اُسکی ملک ہی تو اُنکی گواہی مقبول ہو گی اور بعض نے کہا کہ نہ مقبول ہو گی اور بعض نے کہا کہ قاضی کو دریافت کرنا چاہیے کہ حق سے تم نے ملکیت مراد لی ہو یا کچھ اور پس جو کچھ بیان کرین اُسپر عمل کرے اور اگر مدعی نے دعوی کیا کہ یہ گھر میرا حق ہی اور ملک ہی نہ کہا تو اس دعوی کی صحت مین بھی اختلاف ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک گواہ نے گواہی دی اور جیسا چاہیے گواہی ادا کر دی پھر دوسرے نے گواہی ادا کرنے مین کہا کہ مین بھی اُسی گواہ کے مثل گواہی دیتا ہون تو قاضی قبول نہ کریگا جب تک کہ ہر ایک گواہ اپنی اپنی گواہی نہ دے اور شمس الائمہ حلوانی نے بیان کیا کہ یہ احتیاط ہی کہ گواہ سے اجمال گواہی مین قبول نہو اور ہمارے نزدیک اگر ایک گواہ نے گواہی دی اور دوسرے نے کہا کہ مین بھی یہی گواہی دیتا ہون جو اُسنے ادا کی ہی تو کافی ہی۔ پھر شمس الائمہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مختار یہ ہی کہ اگر گواہ فصیح ہو کہ گواہی کو خوب بیان کر سکتا ہی تو اُس سے اجمالاً مقبول نہو گی اور اگر گنوار غیر فصیح ہی تو اجمال مقبول ہی بشرطیکہ ایسی حالت ہو کہ اگر قاضی کی کچہری کا رعب اُسپر نہو تو وہ خوب بیان کر سکے اور اگر ایسا نہو تو اُس سے بھی اجمال مقبول نہین ہی۔ اور امام ابو بکر محمد بن ابی سہل سرخسی نے فرمایا کہ مختار یہ ہی کہ اگر قاضی گواہ کی طرف سے کسی قسم کی جھوٹی گواہی دینے کی خیانت کا چرچا ہو تو ہر ایک گواہ کو علیحدہ گواہی دینے کی تکلیف دے اور اگر ایسا نہو تو نہین یہ صدر الشہید کی شرح ادب القاضی مین ہی۔ شمس الاسلام اوزجندی نے فرمایا کہ گواہ کی طرف سے مجمل گواہی بصورت اسطرح مقبول ہی کہ جب اُسنے گواہی دی کہ اس مدعی کا اس مدعا علیہ پر ایسا ہی کہ جیسا اُس گواہ نے بیان کیا اور یہی فتوی ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی پھر فرمایا کہ یہ اقوال ایسی صورت مین ہین کہ جب گواہ نے کہا کہ جو پہلے گواہ نے گواہی دی مین بھی وہی گواہی دیتا ہون یا جو پہلے نے گواہی دی مین بھی اُسی کے مثل گواہی دیتا ہون و لیکن اگر گواہ نے کہا کہ مین پہلے گواہ کی گواہی پر گواہی دیتا ہون تو بالاجماع مقبول نہین ہی کیونکہ یہ گواہی پر گواہی ہی نفس دعوی اور حق پر گواہی نہین ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ مین پہلے گواہ کے مثل گواہی پر گواہی دیتا ہون تب بھی یہی حکم ہی یہ صدر الشہید نے شرح ادب القاضی مین لکھا ہی اگر گواہ کی گواہی ایک کاغذ پر لکھی گئی پھر اُسکو یہ کاغذ پڑھکر سنایا گیا اور اُسنے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ جو کچھ اس تحریر مین نام لیا گیا اور وصف کیا گیا ہی اس مدعی کا اس مدعا علیہ پر واجب ہی یا یون کہا کہ یہ مال دعوی جو پڑھا گیا یہ چیز اس مدعی علیہ کے قبضہ مین ناحق ہی پس اسپر واجب ہی کہ اس مدعی کے سپرد کرے پس یہ گواہی صحیح ہی۔ اور شیخ الاسلام سرخسی سے منقول ہی کہ ایک شخص نے ایک گھر کا دعوی کیا جو ایک قبالہ مین تحریر ہی اور وہ پڑھا گیا پھر گواہون نے جو بیٹھے ہین کہا کہ ہم بھی اس مدعی کے واسطے اس مدعا علیہ پر ایسا ہی گواہی دیتے ہین تو اُنکی گواہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک گواہ نے ایک تحریر کی گواہی دی جسکو اُسنے اپنی زبان سے پڑھا پھر دوسرے شخص نے پڑھا اور دوسرا گواہ اُسکے ساتھ ساتھ پڑھتا جاتا ہی تو یہ صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ علی بن احمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ جس زمین یا گھر کا دعوی کیا گیا ہی اُسکے حدود کو جب مدعی قبالہ مین دیکھتا ہی تو بیان

کرتا ہو اور بدون دیکھے جیسا چاہیے نہین بیان کر سکتا ہو تو اُسکی گواہی مقبول ہی یا نہین پس فرمایا کہ اگر دیکھکر اُسکو یاد کر لیتا ہو تو مقبول نہین ہی اور اگر اُس سے کسی قسم کی مدد لیتا ہو جیسے حافظ قرآن مصحف سے لیتا ہو تو مقبول ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر کسی نے دوسرے پر دس درم کا دعوی کیا اور گواہ نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ اس مدعی کے اس مدعا علیہ پر مبلغ دس درم ہین تو گواہی مقبول ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر فارسی مین دوازدہ درم کا دعوی کیا اور گواہ نے گواہی مین دہ دوازدہ درم کہا تو مقبول نہین ہی اور اسی طرح اگر دہ دوازدہ درم یعنی دس بارہ درم کا دعوی کیا تو دعوی صحیح نہین ہی اور اسی طرح اگر دعوی مین بیان کیا کہ یہ چیز دس یا بارہ برس سے میری ملکیت ہی تو دعوی کی سماعت نہوگی اور اسی طرح اگر گواہون نے اسطرح گواہی دی تو مقبول نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر مدعی نے کسی شخص پر کسی چیز کے قبضہ کر لینے کا دعوی کیا اور گواہ نے بیان کیا کہ اس مدعا علیہ نے یہ کہا کہ اس مدعی نے یہ چیز میرے پاس بھیجدی تو گواہی مقبول نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ تین شخصون نے ایک معاملہ مین گواہی دی پھر حکم دینے سے پہلے ایک نے کہا کہ استغفر اللہ مین اپنی گواہی مین جھوٹ بولا اور قاضی نے اسکو سنا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ کس گواہ نے کہا پھر قاضی نے اُن سے دریافت کیا تو سب نے کہا کہ ہم اپنی گواہی پر قائم ہین تو مشائخ نے فرمایا کہ قاضی اس گواہی پر فیصلہ نہ کریگا اور سب کو اپنے پاس سے اُٹھا دیگا پھر اگر مدعی دوسرے روز انہین سے دو شخصون کو لایا اور اُنھون نے گواہی دی تو جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر دعوی سے پہلے کسی معاملہ مین گواہی دی پھر دعوی ہونے کے بعد گواہی دی تو اُسکی گواہی مقبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے گواہی دی اور ہنوز اپنی جگہ سے نہین ہلا ہی کہ اُسنے کہا کہ مین گواہی کی بعض باتون مین وہم مین پڑ گیا یعنی جسکا ذکر کرنا واجب تھا وہ چھوڑ گیا اور جو نچاہیے تھا اُسے بیان کر گیا پس اگر غیر عادل ہی تو قاضی اُسکی گواہی کو مطلقاً رد کر دیگا خواہ اُسنے مجلس مین بیان کیا ہو یا بعد مجلس کے خواہ شبہہ کی بات مین کہتا ہو یا غیر شبہہ کی بات مین کہتا ہو اور اگر عادل ہی تو سوائے شبہہ کی بات کے مقبول ہوگی مثلاً نام مدعی یا مدعا علیہ کا یا دونون کی طرف اشارہ کرنا چھوڑ گیا تو مقبول ہی خواہ مجلس قضا مین واقع ہوا یا دوسری جگہ اور اگر ایسی بات مین کہتا ہی کہ جسمین تلبیس کا شبہہ ہی پس اگر مجلس قضا مین کہا تو مقبول ہی اور بعض مشائخ کے نزدیک جو اُسنے پہلے بیان کیا تھا مثلاً پہلے ہزار درم بیان کیے تھے پھر کہا کہ پانسو درم مین مین نے غلطی سے بیان کیا تو پہلے بیان پر قاضی حکم دیگا اور دوسرے مشائخ کے نزدیک جو اُسنے دوبارہ کمی یا زیادتی بیان کی ہی اُسپر حکم دیگا اور اسی طرف شمس الائمہ سرخسی نے میل کیا ہی۔ اور اگر مجلس سے چلے جانے کے بعد گواہ عادل نے ایسا بیان کیا تو مقبول نہین ہی اور اسی طرح اگر دعوی کی شی محدود کے حدود مین غلطی کی مثلاً شرقی حد کو غربی اور غربی کو شرقی بیان کر گیا یا نسب مین غلطی کی مثلاً محمد بن علی بن عمر کی جگہہ غلطی سے محمد بن احمد بن عمر بیان کر گیا پس اگر چلے جانے سے پہلے مجلس قضا مین اُسکا تدارک کر لیا تو مقبول ہی ورنہ نہین۔ اور امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رح سے روایت کیا گیا ہی کہ غیر مجلس قضا مین بھی اُس سے یہ سب باتین قبول کیجائینگی اور ظاہر وہی ہی جو ہم نے پہلے بیان کیا یہ عنایہ اور کافی اور بحر الرائق مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام ابویوسف رح روایت کی کہ اگر دو گواہون نے کسی شخص پر مال کی گواہی دی پھر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دو شخصون نے گواہون پر گواہی دی کہ دونون گواہون نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا پس اگر رجوع کی خبر دینے والے کو قاضی پہچانتا ہی اور عادل جانتا ہی تو توقف کریگا اور اُنکی گواہی کو نافذ نہ کریگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے ایک گھر کا دعوی کیا اور گواہ لایا اور قاضی نے اُسکے گواہ باطل قرار دیے پھر اُسنے بیس برس کے بعد اُس گھر کی دوسرے شخص کی ملکیت ہونے کی گواہی دی تو مقبول نہوگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ گھر زید کا ہی میرا اسمین کچھ حق نہین ہی

پھر گواہی دی کہ یہ عمرو کا ہو مثلاً تو گواہی باطل ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو- اگر مدعی نے قاضی سے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں ہین اور اُسکی درخواست سے قاضی نے مدعا علیہ سے قسم لی پھر مدعی گواہ لایا تو حسن بن زیاد رح سے روایت ہو کہ گواہی مقبول ہوگی اور امام محمد رح سے روایت ہو کہ مقبول نہوگی اسی طرح اگر مدعی نے کہا جو گواہ مین لاؤنگا سب جھوٹے ہین پھر گواہ لایا تو اسمین بھی وہی اختلاف ہو کہ حسن بن زیاد رح نے جو روایت کیا اُسکے موافق مقبول اور امام محمد رح سے جو روایت ہو اُسکے موافق نامقبول ہین اور اسی طرح اگر مدعی نے کہا کہ زید کے پاس مثلاً اسکی گواہی جو مین دعوی کرتا ہون نہیں ہو پھر جب قاضی نے مدعا علیہ سے قسم لے لی تو مدعی زید کو لایا کہ وہ گواہی دیتا تھا تو اسمین بھی وہی اختلاف ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ فلان وفلان کے پاس میرے مقدمہ کی گواہی نہیں ہو بعد اسکے دونون کے پھر گواہ ہونیکا مدعی ہوا تو اسمین بھی اختلاف ہو یہ محیط مین لکھا ہو- اگر مدعی نے کہا کہ جس گواہی کو مین قائم کراؤنگا وہ باطل ہو پس اگر اُسنے گواہی قائم کرائی تو بالاجماع مسموع نہوگی اور شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رح سے اس باب مین مختلف روایات ہین اور مشہور یہی قول ہو جیسا حسن بن زیاد رح کی روایت ہو اور امام ابو علی نسفی کہتے تھے کہ آج کل ہمارا مسلم امام محمد رح کی روایت پر ہو کہ مقبول نہوگی اور امام فخر الدین قاضی نے فرمایا کہ فتوی مقبول ہونے پر ہو یہ غیاثیہ مین لکھا ہو- دو شخصون نے کہا کہ فلان شخص کی گواہی ہمارے پاس نہیں ہو پھر دونون نے اُسکی طرف سے گواہی دی تو منتقی مین مذکور ہو کہ اُنکی گواہی جائز ہو اور امام محمد رح سے نوادر مین ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ کسی امر مین فلان شخص کی گواہی میرے پاس نہیں ہو یا کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہو پھر اسکے بعد گواہی دی تو جائز ہو- اسی طرح اگر دو شخصون نے کہا کہ ہم فلان کی طرف سے فلان شخص پر جو گواہی دیوین وہ جھوٹی ہو پھر آنکر گواہی دی اور کہا کہ اُسوقت ہمین یاد نہ تھی پھر یاد ہوئی تو گواہی جائز ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو- ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہو اُسپر ایک شخص کا دعوی ہو اور اُسکے گواہ موجود ہین پھر ایک گواہ نے مدعا علیہ کے ایک غلام کی نسبت قاضی کے سامنے کہا کہ یہ وہ غلام نہیں ہو جسمین مدعی نے دعوی کیا ہو پھر مدعی نے بعینہ اُسی غلام مین دعوی کیا اور اُسی گواہ نے جسنے قاضی کے سامنے وہ بات کہی تھی گواہی دی تو بعض نے کہا کہ اُسکی گواہی نہ قبول کرنا واجب ہو اور بعض نے کہا کہ قبول کرنا واجب ہو یہ محیط مین لکھا ہو- ایک شخص نے دوسرے پر ایک غلام کا دعوی کیا جو اُسکے قبضہ مین ہو اور کہا کہ تو نے میرے ہاتھ اسکو ہزار درم کو فروخت کیا تھا اور مین نے ثمن ادا کر دیا ہو اور مدعا علیہ نے بیع واقع ہونے اور ثمن لینے سے انکار کیا اور دو گواہون نے مدعی کی طرف سے گواہی دی کہ بائع نے بیع کا اقرار کیا ہو اور ہم غلام کو نہیں پہچانتے ہین ولیکن بائع نے ہمسے بیان کیا تھا کہ میرا غلام زید ہو اور دوسرے دو گواہون نے بیان کیا کہ اس غلام کا نام زید ہو یا بائع نے اقرار کیا کہ اسکا نام زید ہو تو اس گواہی سے بیع تمام نہوگی اور بائع سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم کھائی تو ثمن واپس کریگا اور اگر انکار کیا تو انکار سے بیع لازم ہو جائیگی- اور اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ بائع نے اقرار کیا کہ مین نے اپنا غلام جسکا نام زید ہو فروخت کیا اور گواہون نے زید کی طرف حُلیہ یا عیب وغیرہ کوئی ایسی چیز کی نسبت کی جس سے اُسکی شناخت ہوتی ہو اور یہ سب اس غلام مین پورے ہین تو امام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پہلی صورت اور یہ صورت قیاس مین برابر ہین ولیکن مین استحساناً دوسری صورت مین بیع کی اجازت دیتا ہون اور یہی حکم باندی کا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو- منتقی مین ہو کہ دو گواہون نے گواہی دی کہ اس شخص کا حصہ اس گھر مین ہزار گز ہو پھر جو دیکھا گیا تو گھر فقط پانسو گز ہو یا گواہی دی کہ اسکا حصہ اس قراح مین دس جریب ہو پھر دیکھا گیا تو قراح فقط پانچ جریب ہو پس گواہی باطل ہو اور اگر مدعا علیہ نے خود اُسکا اقرار کیا ہو تو مدعی کل گھر لے لیگا- اور اگر دونون گواہون نے

یعنی گواہی دی کہ اس مدعی کا گھر اس مدعا علیہ کے گھر میں سے ہے اور اُسکی حد نہ بیان کی کہ کہاں سے کہاں تک ہے تو گواہی باطل ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر گواہوں نے بیان کیا کہ یہ عورت اس مدعی کی جورو ہے اور اسپر حلال ہے اور نکاح کا ذکر نہ کیا تو مختار یہ ہے کہ جائز ہے یہ خزانۃ المفتیین میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دعوی کیا کہ میرے پاس اسنے ایک کپڑا رہن کیا ہے یا امانت مجھسے غصب کر لیا ہے اور گواہوں نے اسکی گواہی دی اور کہا کہ ہم کپڑے کو شناخت نہیں پہچانتے ہیں تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور کپڑے کا بیان کرنا غاصب اور مرتہن کے ذمہ ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص پر گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہے کہ اسکے قبضہ میں یہ مال عاریت ہے اور در اصل یہ مال فلان مدعی کا ہے تو یہ جائز ہے کذا فی الملتقط

چوتھا باب اُن لوگون کے بیان میں جنکی گواہی مقبول ہے اور جنکی گواہی نہیں مقبول ہے اور اسمین چند فصلیں ہیں

فصل اول

اُن لوگون کے بیان میں جنکی گواہی اس سبب سے نہیں مقبول ہے کہ وہ گواہی کے لائق نہیں ہیں ہمارے علما کے نزدیک گونگے کی گواہی جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اندھے کی گواہی نہیں مقبول ہے خواہ وہ گواہی برداشت کرنے کے بعد اندھا ہوگیا ہو یا اُس سے پہلے خواہ گواہی ایسی چیزون میں ہو جنمین سنکر گواہی دینا جائز ہوتی ہے یا ایسی چیز میں نہو اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ ایسی چیزون میں جائز ہے کہ جنمین سنکر گواہی دینا جائز ہے اور جن چیزون میں فقط سننا گواہی کے واسطے کافی نہیں ہے اُنمین بھی اگر گواہی برداشت کرنے کے وقت آنکھون والا تھا اور گواہی ادا کرنے کے وقت اندھا ہوگیا تو جائز ہے بشرطیکہ اُسکے نام و نسب سے واقف ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ جس چیز میں گواہی دیتا ہے اُسکی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت نہو اور اگر ایسی چیز ہو جسکی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت ہے تو بالاجماع ناجائز ہے یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اگر ادا کرنے کے بعد حکم قضا جاری ہونے سے پہلے اندھا ہوگیا تو حکم دینا ممتنع ہوگا یہ امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اندھے نے اگر گواہی دی اور گواہی رد کردی گئی پھر وہ بینا ہوگیا اور اسی حادثہ میں اُسنے پھر گواہی ادا کی تو قبول ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ لڑکون اور مجنونون کی گواہی مقبول نہیں ہے اور بیوقوف مثل مجنون کے ہے۔ اگر ایک شخص کبھی مجنون ہوجاتا ہے اور کبھی اچھا ہوجاتا ہے اور اُسنے افاقہ کی حالت میں گواہی دی تو مقبول ہوگی۔ اور شمس الائمہ حلوائی نے بیان کیا کہ اگر ایک شخص دو دن مجنون رہتا ہو یا اس سے کم پھر اسی قدر افاقہ رہتا ہو اور اُسنے افاقہ کی حالت میں گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ فقط عورتون کی گواہی مقبول نہیں ہوتی ہے مگر دائی کی گواہی پیدا ہونے میں نسب کے باب میں مقبول ہوگی نہ میراث کے باب میں یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور جو معاملہ کھیل میں باہم لڑکون میں واقع ہوتا ہے اُسکا بھی یہی حکم ہے۔ اور جو حمام میں واقع ہو اُسمین عورتون کی گواہی نامقبول ہے اگرچہ حاجت پڑے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور ایسے ہی قیدیون میں جو باہم قیدخانہ میں واقع ہو ایک کی دوسرے کی گواہی نامقبول ہے۔ اور اکیلی عورتون کی گواہی بچہ کی ماں کے پیٹ سے جدا ہونے کے وقت رونے میں یا اُسوقت اُسکے کسی عضو کی جنبش کرنے میں اُسپر نماز پڑھی جانے کے واسطے بالاجماع مقبول ہے اور میراث کے واسطے مقبول ہونے میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ قبول نہوگی اور دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین ہونی چاہییں اور صاحبین رح نے فرمایا کہ ایک عورت عادلہ ہو تو صرف اُسی کی گواہی مقبول ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور یہی اصح ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے اور عورتون کی گواہی ماں کے پیٹ سے جدا ہونے سے پہلے جنبش کرنے پر صاحبین کے نزدیک اور ایک مرد دو عورتون کی گواہی جدا ہونے سے پہلے بچہ

حرکت کرنے پر یا جدا ہونے کے وقت حرکت کرنے پر بالاجماع نہین مقبول ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ چوری کے معاملہ مین ہاتھ کاٹنے کے واسطے عورتون کی گواہی مقبول نہین ہی اور مال کی ضمانت کے واسطے مقبول ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر مین شراب پیون تو یہ میرا غلام آزاد ہی پھر ایک مرد اور دو عورتون نے اُسکے شراب پینے پر گواہی دی تو اُسکا غلام آزاد ہوجائیگا اور اس گواہی پر حد نہ ماری جاویگی اور اسی طرح اگر چوری کرنے کی شرط لگائی تو بھی غلام آزاد ہوگا اور ہاتھ نہ کاٹا جاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ مملوک کی گواہی خواہ وہ محض غلام ہو یا مدبر ہو یا مکاتب یا ام ولد ہو مقبول نہین ہی اور جس غلام یا باندی کا کچھ حصہ آزاد کیا گیا ہو اُسکا بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی جس شخص کی گواہی بسبب مملوک ہونے یا کفر یا بچپن کی رد کر دیگئی پھر یہ باتین جاتی رہین اور اُسنے ادا کی تو مقبول ہوگی اور اگر بسبب فسق کے یا میان بی بی ہونے کے یا غلام کی گواہی اپنے مالک کے واسطے یا مالک کی گواہی اپنے غلام کے واسطے تھی اور رد کر دیگئی پھر یہ سبب جاتا رہا تو گواہی ادا کرنے سے مقبول نہوگی اور اگر غلام نے اپنے مالک کے واسطے گواہی کو اُٹھایا یا میان و بی بی مین سے ایک نے دوسرے کی گواہی برداشت کی پھر بعد آزاد ہونے یا جدائی ہوجانے کے ادا کی تو مقبول ہوگی اور اسی طرح اگر حالت مملوکیت یا کفر یا بچپن مین گواہی کا تحمل کیا پھر ان چیزون کے زائل ہونے کے بعد گواہی ادا کی تو مقبول ہوگی اسواسطے کہ ادا کرنے کی حالت کا اعتبار ہی اور اسوقت کوئی مانع نہین پایا جاتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے اپنی جورو کے معاملہ مین اُسکی طرف سے گواہی دی اور ہنوز قبول نہوئی تھی اور نہ رد ہوئی تھی کہ دونون مین جدائی واقع ہوگئی تو امام محمد رح نے یہ صورت ذکر نہین کی ہی اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ قاضی اس گواہی پر حکم نہ دیگا مگر جبکہ دوبارہ ادا کرے یہ محیط مین لکھا ہی

دوسری فصل اُن لوگون کے بیان مین جنکی گواہی بسبب فسق کے مقبول نہین ہی۔ جو شخص اعلان کے ساتھ کبیرہ گناہ کرے اُسکی گواہی مقبول نہونے پر اتفاق ہی اور یہی اگر صغیرہ گناہ مین فسق کے طور پر اعلان کرے کہ اُسکی شناعت سے لوگ فاسق نام رکھتے ہین تو اُسکی گواہی نامقبول ہی اور اگر ایسا نہو پس اُسکی صلاحیت فساد سے زیادہ اور خطا سے زیادہ صواب ہو اور سادہ دل نہو عادل ہو اُسکی گواہی مقبول ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ اگر فاسق لوگون کی نظر مین وجیہ ذی مروت ہو تو اُسکی گواہی مقبول ہی اور اصح یہی ہی کہ نہین مقبول ہی یہ کافی مین ہی۔ سود کھانے والے کی گواہی جو سود کھانے مین مشہور اور اُسپر جما ہوا ہو مقبول نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ جو شخص حرام کھانے مین مشہور ہو اُسکی گواہی مقبول نہین ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ یتیم کا مال کھانے والے کی گواہی ایک بار کھانے سے رد کر دیجاویگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ دائمی شراب خوار کی گواہی جائز نہین ہی یعنی اگر کسی نے ایک مرتبہ شراب پی اور اُسکی نیت مین ہی کہ اگر پھر پاونگا تو پیونگا تو وہ دائمی شراب خوار ہی اُسکی گواہی جائز نہین ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ اُسکے ساتھ یہ بھی شرط ہی کہ لوگون پر ظاہر کرے یا نشہ مین باہر نکلے کہ اُس سے لڑکے مسخرہ پن کرین اور بدون اس شرط کے ایسا نہین ہی حتے کہ پوشیدہ شراب پینا عدالت کو ساقط نہین کرتا ہی اور اصل مین مذکور ہی کہ ہمیشہ نشہ مین رہنے والے کی گواہی ناجائز ہی اور اس سے مراد شراب کے سوا باقی نشہ مین یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر دوا کی غرض سے نشہ پیا تو عدالت کو ساقط نہین کرتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جو شخص بدکارون اور بیباکون اور شراب خوارون کی مجلس مین بیٹھتا ہو اگرچہ شراب نہ پیتا ہو اُسکی گواہی مقبول نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ جو شخص ایسے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جسمین حد ماری جاتی ہی تو اُسکی گواہی بسبب فسق کے مقبول نہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ جس فرض چیز کا وقت معین ہی جیسے روزہ و نماز جب اُسمین بلا عذر تاخیر کریگا عدالت ساقط ہوجائیگی اور جس فرض کا

وقت معین نہین ہی جیسے زکوۃ و حج تو ہشام رحمہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ انکی تاخیر سے عدالت ساقط نہین ہوتی ہی اور اسی کو محمد رحمہ بن مقاتل نے لیا ہی اور بعضون نے کہا کہ بلا عذر تاخیر کرنے سے عدالت ساقط ہو جاتی ہی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا ہی اور امام فخر الدین نے فرمایا کہ فتوی اسپر ہی کہ بلا عذر زکوۃ کی تاخیر سے عدالت ساقط ہوتی ہی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے لیا ہی اور حج کی تاخیر کرنے سے ساقط نہین ہوتی ہی خصوصا ہمارے زمانہ مین یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اور صحیح یہ ہی کہ زکوۃ کی تاخیر سے عدالت نہین باطل ہوتی ہی۔ اور اگر جمعہ کو تین دفعہ ترک کیا تو فاسق ہو گیا ایسا ہی بعض مواضع مین مذکور ہی اور اسی کو شمس الائمہ سرخسی نے لیا ہی اور بعض مقام پر ہی کہ اس سے عدالت جاتی رہتی ہی اور تقدیر اور عدد کا ذکر نہین ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ اسی پر فتوی ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جب جمعہ کو بیباکی اور بے رغبتی سے ترک کیا ہو کہ اسمین کچھ عذر نہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر عذر سے ترک کیا مثلا بیمار رہا یا شہر سے دور ہو یا اس تاویل سے کہ وہ امام جمعہ کو فاسق کہتا ہی علے ہذا تو اسکی گواہی مردود نہو گی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے جماعت کی نماز اس وجہ سے ترک کی کہ عام لوگون کے مانند جماعت کی عظمت اسکے دل مین نہین ہی یا بیباکی یا فسق کی وجہ سے ترک کی تو اسکی گواہی جائز نہین ہی اور اگر اس تاویل سے ترک کی کہ امام جماعت مرد فاسق ہی اسکی اقتدا مکروہ ہی اور اسکا بدلنا اسکے اختیار مین نہین ہی اسلیے اسنے تنہا اپنے گھر مین پڑھ لی یا امام کو گمراہ کہتا ہو اور اسکی اقتدا جائز نہ سمجھتا ہو تو اس سے عدالت ساقط نہو گی کذا فی المحیط۔ دو شخصون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے اپنی عورت کو اپنی بیماری مین طلاق دی تھی اور ہم کو اس سے پہلے گواہ کر لیا تھا ولیکن کہا تھا کہ تم پوشیدہ رکھو پس ہم نے گواہی کو چھپایا تو دونون کی گواہی مقبول نہین ہی کیونکہ دونون نے گواہی چھپانے کا خود اقرار کیا اور فاسق ہوئے اور فاسق کی بات کا کچھ اعتبار نہین ہی یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ ابو القاسم سے روایت ہی کہ ایک عورت کی طلاق یا باندی کی آزادی پر دو شخصون نے گواہی دی اور کہا کہ یہ شروع سال مین واقع ہوا تو گواہی جائز ہی اور تاخیر سے انکی گواہی مین خرابی نہین ہوتی ہی اور مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خرابی آنی چاہیے کیونکہ جب انکو معلوم ہوا کہ باوجود طلاق و عتاق کے یہ شخص عورت کو بطور بی بی یا باندی کے رکھیگا تو گواہی ادا کرنی فی الفور چاہیے تھی کیونکہ ایسی گواہی کے واسطے دعوی شرط نہین ہی اور جب انہون نے تاخیر کی تو فاسق ٹھہرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ شیخ الاسلام خواہرزادہ نے فرمایا کہ حقوق العباد مین اگر مدعی نے گواہ سے گواہی طلب کی اور اسنے بدون کسی ظاہری عذر کے تاخیر کی پھر اسکے بعد گواہی دی تو اسکی گواہی قبول نہ ہو گی کیونکہ وہ بلا عذر تاخیر کرنے سے فاسق ہو گیا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ جواری کی گواہی خواہ اسنے شطرنج سے جوا کھیلا یا کسی اور چیز سے مقبول نہین ہی اور اگر شطرنج بدون جوے کے کھیلے پس اگر ایسی لت ڈالی کہ اسکی نماز بھی غفلت مین جاتی رہتی ہی یا شطرنج مین جھوٹی قسم کھاتا ہو تو اسکی گواہی مقبول نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی قنیہ مین ہی کہ جو شخص سہواً شطرنج کھیلتا ہی اسکی گواہی مقبول نہین ہی کذا فی العینی۔ اور جو شخص نرد یعنی چوسر کھیلتا ہی وہ ہر حال مین مردود الشہادۃ ہی۔ اگر کوئی شخص کسی لہو مین مبتلا ہی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر یہ کھیل اسکو فرائض و واجبات سے باز نہین رکھتا ہی پس اگر لوگ اسکو برا جانتے ہین جیسے بانسری اور طنبورہ وغیرہ تو اسکی گواہی ناجائز ہی اور اگر لوگ اسکو برا نجانتے ہون جیسے خوش آوازی وغیرہ تو گواہی جائز ہو لیکن اگر اسکے ساتھ فحش ہوتا ہو مثلا لوگ ناچتے ہون تو کبیرہ گناہ مین داخل ہو گا اور عدالت ساقط ہو جائیگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ جو شخص گیند بلا کھیلتا ہی اسکی گواہی جائز ہی یہ ملتقط مین لکھا ہی ناچنے والے اور مسخرے کی گواہی مقبول نہین ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ جو شخص کبوتر اڑاتا ہی اسکی گواہی مقبول نہین ہی مگر جو شخص کبوتر دل کو انسیت کے

اور رفع وحشت کے واسطے پالتا ہو اور اُڑانے کی اُسکی عادت نہین ہو تو وہ عادل اور مقبول الشہادۃ ہو یہ مبسوط اور کافی اور فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو لیکن اگر یہ کبوتر دوسرے کے کبوترون کو اپنے ساتھ لگا لاتے ہون اور وہ اُنکے گھوسلون مین انڈے دین اور یہ شخص اُنکو کھاوے اور فروخت کرے تو گواہی مقبول نہین ہو۔ اور جو شخص لوگون کے واسطے گاتا اور اُنکو سُناتا ہو اُسکی گواہی مقبول نہین ہو ولیکن اگر آپنے آپ کو سنانے کے لیے ہو تا کہ اُس سے وحشت زائل ہو بدون اسکے کہ دوسرے کو سناوے تو ڈر نہین ہو اور صحیح قول کے موافق اُسکی عدالت ساقط نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہو۔ اور ایسی عورت کی گواہی جو دوسرون کو اپنا گانا سناوے اگرچہ اُنکے لیے نہ گاوے مقبول نہین ہو یہ شرح ابو المکارم مین لکھا ہو۔ اور ایسی عورت کی گواہی جو دوسرون کی مصیبت مین نوحہ سے روتی ہو اور یہ اُسنے اپنی کمائی مقرر کر لی ہو مقبول نہین ہو کذا فی المحیط اور جو عورت اپنی مصیبت مین نوحہ کرتی ہو پس اُسکی گواہی مقبول ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو۔ اور اُس مخنث کی گواہی کہ جو بُرے کام کراتا ہو اور عمدًا اپنی آواز کو نرم بناتا ہو مقبول نہین ہو اور اگر کسی کی آواز مین پیدایشی نرمی ہو اور پیدایشی اُسکے اعضا مین تکسُّر ہو یعنی ڈھیلا پن ہو اور خود مکڑ کر نہ چلے اور اُس سے کسی قسم کے بُرے افعال مشہور نہوے ہون تو اُسکی گواہی مقبول ہو یہ تبیین مین لکھا ہو۔ اور داعر کی گواہی مقبول نہین ہو اور داعر اُسکو کہتے ہین جو فاسق ہو اور ہتک حرمت کرے اور اپنے افعال کی کچھ پروا نکرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو **قال المترجم** پہلے گذرا ہو کہ داعر وہ شخص ہو جس سے لوگون کے مال وجان کا خوف ہو اور یہان جو تعریف مذکور ہوئی دونون کا حاصل ایک ہو۔ جو شخص غافل شدید ہو اُسکی گواہی نامقبول ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ جو شخص جھوٹ بولنے مین مشہور ہو اُسکی کچھ عدالت نہین ہو اور نہ اُسکی گواہی مقبول ہو اور یہ ہمیشہ کے واسطے ہو اگرچہ اُسنے توبہ کر لی ہو بخلاف ایسے شخص کے جو سہو سے جھوٹ بولا یا ایک بار اُسمین مبتلا ہوا پھر توبہ کر لی یہ بدائع مین لکھا ہو۔ جو شخص عادل مشہور ہو اگر اُسنے جھوٹی گواہی دی پھر توبہ کر لی تو بعد کو اُسکی گواہی قبول ہوگی اور اسی قول پر اعتماد ہو یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو۔ فاسق نے اگر توبہ کی تو اُسکی گواہی فی الحال مقبول نہوگی جب تک کہ اسقدر زمانہ نگذر جاوے کہ توبہ کا اثر دکھلے اور اس زمانہ کی مقدار مین صحیح قول یہ ہو کہ قاضی کی رائے پر ہو اور غیر عادل نے اگر جھوٹی گواہی دی پھر توبہ کر لی تو اُسکی گواہی جائز ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ جس شخص کو زنا یا چوری یا شراب خواری مین حد ماری گئی ہو پھر اُسنے توبہ کر لی تو بالاجماع اُسکی گواہی مقبول ہوگی یہ بدائع مین لکھا ہو۔ اور جس شخص کو زنا کی تہمت لگانی مین حد ماری گئی ہو اُسکی گواہی نامقبول ہو اگرچہ اُسنے توبہ کر لی ہو یہ بدائع مین لکھا ہو اور صحیح مذہب ہمارے نزدیک یہ ہو کہ حد مارے جانے کے بعد اگر چار گواہون نے اُسکے سچ بولنے پر گواہی دی تو مقبول ہوگی اور وہ شخص مقبول الشہادۃ ہو جائیگا یہ مبسوط مین لکھا ہو۔ اگر کسی کو تھوڑی حد ماری گئی تھی کہ تمام ہونے سے پہلے وہ بھاگ گیا تو ظاہر الروایت کے موافق پوری حد مارے جانے سے پہلے اُسکی گواہی مقبول ہو۔ اگر زنا کی تہمت لگانے مین کافر کو حد ماری گئی پھر وہ مسلمان ہو گیا تو اُسکی گواہی مقبول ہوگی بخلاف غلام کے کہ اُسکو حد ماری گئی پھر وہ آزاد ہو گیا تو اُسکی گواہی مقبول نہین ہو ولیکن اگر حالت کفر مین اُسنے زنا کی تہمت لگائی اور حالت اسلام مین اُسکو حد ماری گئی تو ہمیشہ کے واسطے اُسکی گواہی مردود رہی اور اگر تھوڑی حد حالت کفر مین ماری گئی پھر باقی حد حالت اسلام مین تو ظاہر الروایت کے موافق ہمیشہ کے واسطے اُسکی گواہی مردود ہوگی حتے کہ اگر اُسنے توبہ کر لی تو گواہی مقبول ہوگی کذا فی الجوہرۃ النیرۃ اور یہی حکم ظاہر الروایت کا ٹھیک ہو یہ بدائع مین لکھا ہو۔ شاعر اگر ہجو کیا کرتا ہو تو اُسکی گواہی مقبول

نہین ہی اور اگر مدح کرتا ہی اور اکثر مدح اسکی سچی ہوتی ہی تو مقبول ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - مرد صالح نے اگر ایسا شعر پڑھا کہ جسمین فحش ہی تو اسکی عدالت باطل نہوگی کیونکہ اُسنے غیر کا کلام پڑھا اور جو شخص عرب کے شعرون کی تعلیم کرتا ہی اگر زبان عرب سکھلانے کی غرض سے پڑھاتا ہی تو اسکی عدالت باطل نہوگی اگرچہ اُسکا مضمون فحش ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - ایک شخص اپنے اہل و عیال و مملوکون کو گالی دیتا ہی پس اگر کبھی اُس سے ایسا امر یعنی بُرا کہنا صادر ہوا تو اسکی عدالت ساقط نہوگی کیونکہ کمتر انسان اِس سے خالی بچتا ہی اور اگر اُسکی عادت ہی تو عدالت ساقط ہوگی یہ وقعات حسامیہ مین لکھا ہی اور یہی حکم اُس شخص کا ہی جو اپنے جانور مثلاً گھوڑے کو گالیان دیتا ہووے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جو شخص سلف کو اور وہ صحابہؓ اور تابعین رحمہم اور ابوحنیفہؒ اور اُنکے اصحاب ہین بُرا کہتا ہو و ظاہر مین کہتا ہو اُسکی گواہی مقبول نہوگی یہ نہایہ اور فتح القدیر مین لکھا ہی - فرمایا کہ اگر کسی شخص کا حال تعدیل کرنے والون سے دریافت کیا گیا اور اُنھون نے کہا کہ ہم اُسکو اسمین متہم جانتے ہین کہ وہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بد کہتا ہی تو مین قبول نہ کرونگا اور اُسکی گواہی کو جائز رکھونگا اور اگر اُنھون نے کہا کہ ہم اُسکو فسق و فجور مین متہم جانتے ہین اور گمان غالب ہی مگر ہم نے اُسکو کبھی نہین دیکھا تو قبول کرونگا اور اُسکی گواہی کو جائز نہ رکھونگا یہ محیط مین لکھا ہی مسلمانون مین جو فرقہ ہین اُنمین سے سواے فرقہ خطابیہ کے باقی گمراہون کی گواہی مقبول ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اہل ہوائی جو دین مین بدعت کے پابند ہین اُنکی گواہی مقبول ہی بشرطیکہ اُسکی بدعت کفر نہو اور وہ شخص بیباک نہو اور اپنے لین دین مین عادل ہو اور یہی صحیح ہی کذا فی المحیط اور جو شخص پاجی کام کرتا ہو جیسے رستہ پر پیشاب کرنا یا کھانا تو اُسکی گواہی مقبول نہین ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور جو شخص بازار مین لوگون کے درمیان مین کھاتا ہی اُسکا بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جس شخص نے سیری سے زائد کھانا کھایا اکثرون کے نزدیک اُسکی عدالت ساقط ہوائی یہ زاہدی مین ہی - مناقب ابوحنیفہؒ مین لکھا ہی کہ بخیل کی گواہی نامقبول ہی یہ محیط مین ہی کرخی نے ذکر کیا ہی کہ جو شخص فقط پائجامہ پہنے ہوے راہ مین چلتا ہی اُسکی گواہی نامقبول ہی کذا فی النہایہ جو شخص حمام مین ننگا بے لنگی باندھے جاتا ہی اگر اِس حرکت سے اُسکا باز آنا نہ معلوم ہو تو اُسکی گواہی مقبول نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ابوالحسن رحہ سے منقول ہی کہ اگر کوئی بُڈھا لوگون کے مجمع مین نوجوانون سے کشتی کرے اُسکی گواہی نامقبول ہی یہ غایۃ البیان شرح ہدایہ مین ہی - جو بزرگ صلاحیت مین مشہور ہی اگر اُسنے مکہ معظمہ کے راستے مین اپنے بیٹے سے نفقہ کا حساب کیا تو عدالت ساقط ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی - طفیلی اور گزاف بکنے والے اور مسخرہ کی گواہی بلا اختلاف نامقبول ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی **قال المترجم** طفیل ایک شخص کوفہ کا شاطر تھا کہ بے بلائے مہمانی مین جاتا تھا اور طفیلی اُسی کی طرف منسوب ہی کفن بیچنے والے کی گواہی مقبول نہین ہی شمس الائمہؒ نے فرمایا یعنی جب وہ صبح کو اسی کام مین مشغول ہو اور خریدارون کا انتظار کرے اور اگر وہ کپڑے بیچتا ہی اور اس سے کفن بھی خریدے جاوین تو گواہی جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی جو کوئی شخص تصویرون کے کپڑے فروخت کرتا یا بنتا ہی اُسکی گواہی نامقبول ہی یہ محیط مین اقضیہ سے لایا ہی اگر کوئی امیر نواب وغیرہ کسی شہر مین داخل ہوا اور لوگ نکلکر راہون پر اُسکے دیکھنے کو بیٹھے خلفؒ نے کہا کہ اگر بدون اعتبار حاصل کرنے کی غرض کے ایسا کیا تو عدالت جاتی رہیگی ورنہ نہین اور فتوے اسپر ہی کہ اگر وہ اسواسطے نہین نکلے کہ جو تعظیم کے لائق ہی اُسکی تعظیم کرین یا عبرت پیدا کرین تو اُنکی عدالت باطل ہوگی یہ ظہیریہ اور فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی جس شخص نے ختنہ کرانے کو حقیر جانکر نہ کرایا اُسکی گواہی مقبول نہین ورنہ مقبول ہی یہ ہدایہ مین ہی - خصی کی گواہی مقبول ہی یہ محیط مین لکھا ہی - ولد الزنا کی گواہی زنا وغیرہ مین مقبول ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی خنثے مشکل کی گواہی جائز ہی اور وہ عورتون کے حکم مین ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور

خفیف الشکل کی گواہی حدود و قصاص مین عورتون کے مانند مقبول نہونا چاہیے یہ غایۃ البیان مین ہی۔ عامل لوگ اگر عادل ہون لوگون کا مال ناحق نہ لیتے ہون تو اُنکی گواہی مقبول ہی اور اگر عادل نہون لوگون سے ناحق لیتے ہون تو نامقبول ہی اور یہی صحیح ہی کذا فی المحیط۔ قبالہ نویسون کی گواہی مقبول ہی اور یہی صحیح ہی اگر غالباً اُنکی حالت صلاحیت کی ہو یہ ذخیرہ اور غیاثیہ و فتح القدیر مین ہی۔ ایسے رئیس و رجابی کے گواہی جو شہر مین سے جبایت وصول کرتا ہی نامقبول ہی اور جس صراف کے پاس جمع کرتا ہی اور وہ خوشی سے لے لیتا ہی اُسکی بھی گواہی نامقبول ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ جو لوگ ذلیل پیشہ کرتے ہین جیسے جولاہہ و حجام وغیرہ اصح یہ ہی کہ اُنکی گواہی مقبول ہی کیونکہ بعض صالحین نے اسکو کیا ہی پس جب تک کوئی طعن کی وجہ ظاہر نہو تو فقط ظاہر پیشہ پر حکم نہوگا اور یہی حکم نخاسیون اور دلالون کا ہی کذا فی فتح القدیر۔

تیسری فصل

اُن لوگون کے بیان مین جنکی گواہی بسبب تہمت کے نامقبول ہی یا تناقض کلام یا حکم قضا کے نقض لازم آنے سے مقبول نہین ہوتی ہی والدین کی گواہی اپنے بیٹے یا پوتے پڑوتے وغیرہ کے واسطے مقبول نہین ہی اور نہ اولاد کی گواہی اپنے باپ اور مان یا دادا دادی وغیرہ کے واسطے جو والدین کی طرف سے ہون مقبول ہی **قال المترجم** والدین کی طرف سے یہ مراد ہی کہ باپ کی طرف سے دادا دادی یا پردادا وغیرہ اور مان کی طرف سے نانا نانی وغیرہ سب کو شامل ہی۔ اور مرد کی گواہی اپنی جورو کی لیے نامقبول ہی اگرچہ وہ مملوکہ ہو اور جورو کی گواہی اپنے شوہر کے لیے اگرچہ مملوک ہو نامقبول ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ مرد کی گواہی ایسی جورو کے حق مین جسکو اُسنے طلاق بائن دی اور وہ عدت مین بیٹھی ہی نامقبول ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر ایک شخص نے ایک عورت کے واسطے کسی حق مین گواہی دی پھر اُس سے نکاح کر لیا تو گواہی باطل ہو گئی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر رضاعی یعنی دودھ پلائی کے رشتہ سے اولاد یا مان باپ ہون تو اُنکے حق مین گواہی دینا جائز ہی یہ حاوی مین ہی۔ ربیب کی گواہی مقبول ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ بھائی کی گواہی اپنی بہن کے واسطے مقبول ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ بھائی کی گواہی اپنے بھائی کے واسطے اور اُسکی اولاد کے واسطے اور چچا اور اُسکی اولاد کے واسطے اور ماموں کے واسطے اور خالہ اور پھوپھی کے واسطے جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر اپنی ساس یا خسر یا داماد یا سوتیلی مان یا سگی سالی کے واسطے گواہی دی تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے اپنی پوتے کی طرف سے اپنی بیٹے پر گواہی دی تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص نے اپنی عورت سے تہمت لگا کر لعان کیا اور دونون مین جدائی ہو گئی اور اُس سے لڑکا پیدا ہوا تو اُس لڑکے کی گواہی یا اُسکی ام ولد کا لڑکا جو اُسکے فراش سے پیدا ہوا اگر اُسنے اُس سے انکار کیا اُسکی گواہی اُس شخص پر جائز نہین ہی کیونکہ اس لڑکے کا نسب شوہر یا مالک باندی سے لعان اور انکار سے پہلے ظاہر مین ثابت تھا اور لعان یا انکار سے اگرچہ میراث یا نفقہ کے احکام مین جاتا رہا و لیکن دوسرے بعض احکام مین لحاظ کیا جائیگا مثلاً گواہی ناجائز ہی یا اُس سے نکاح حرام ہی یا اُسکو زکوۃ دینی ناجائز ہی یا اگر کوئی شخص اُسکو اپنی طرف نسبت کرے تو صحیح نہین ہی اگرچہ یہ اُسکی تصدیق کرے اور اگر لعان کرنے والا یا منکر اُسکو اپنی طرف منسوب کرے تو نسب ثابت ہو جائیگا اور ان احکام مین ہم نے نسب کو امر حرمت کے احتیاط کے واسطے باقی رکھا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور ملاعن کے لڑکے کی اولاد کی گواہی بھی اُسکے حق مین جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور لعان کرنے والے کی گواہی اس لڑکے کے حق مین جس سے اُسنے انکار کیا ہی نامقبول ہی کذا فی فتح القدیر۔ ایک شخص نے دو جوڑیا لڑکون مین سے ایک کو فروخت کیا پھر اُسکے مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا پھر اُسنے بائع کی طرف سے گواہی دی تو مقبول ہو گی۔ پھر اگر بائع نے دوسرے لڑکے جوڑیا کے نسب کا اپنی طرف دعوی کیا یعنی یہ میرا لڑکا ہی

تو دونون کا نسب بائع سے ثابت ہوگا اور بیع اور آزاد کرنا اور حکم قضا سب باطل ہو جائیگی یہ کافی مین لکھا ہو - کسی شخص کی گواہی اپنی مملوک اور مدبر اور مکاتب اور ام ولد کے واسطے جائز نہین ہو یہ حاوی مین لکھا ہو اجیر کی گواہی اپنے اُستاد کی طرف سے جائز نہین ہو اور اجیر سے وہ اجیر مراد ہو جو اُسکے ساتھ کھاتا پیتا ہو اور اُسکی پرورش مین ہو اور اُسکی کوئی اجرت مقرر نہین ہو ولیکن اگر اجیر مشترک ہو اور اُسنے مستاجر کے لیے گواہی دی تو مقبول ہو - اور جو اجیر ایسا ہو کہ اُسکو روزانہ یا ماہواری یا سالانہ پر مقرر کیا ہو اور اجرت ٹھہری ہوئی ہو تو استحساناً اُسکی گواہی مقبول نہین ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو - استاد اور مستاجر کی گواہی مقبول ہو یہ فتح القدیر مین ہو - جو شی اجرت پر لی ہو اُسکی گواہی مستاجر کو اجرت پر دینے والے کی طرف سے یا مانگے لینے والے کو مانگے دینے والے کی طرف سے دینا مقبول نہین ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو - منتقی مین مذکور ہو کہ اگر ایک شخص نے ایک گھر ایک مہینہ کی اجرت پر لیا اور پورا مہینہ اُسمین رہا پھر ایک مدعی پیدا ہوا اور مستاجر نے اور اُسکے ساتھ دوسرے شخص نے قاضی کے سامنے گواہی دی تو قاضی مدعی سے اجارہ کو دریافت کریگا کہ تیرے حکم سے تھا یا نہ تھا اگر اُسنے کہا کہ میرے حکم سے تھا تو مستاجر کی گواہی مقبول نہوگی کیونکہ اُسنے اجرت کی چیز کی گواہی اجرت پر دینے والے کی طرف سے ادا کی اور اگر اُسنے کہا کہ میرے حکم سے نہ تھا تو مقبول ہوگی کیونکہ اُسکے حق مین وہ مستاجر نہین ہو - اور اگر پورا مہینہ نہین رہا ہو تو اُسکی گواہی نامقبول ہو اگرچہ مدعی نے اپنے حکم سے اجارہ کا دعوی نہ کیا ہو - اگر دو مستاجرون نے یون گواہی دی کہ یہ اجرت کی چیز اسی کی ہو جسنے دونون کو اجرت پر دی ہو اور اس سے غرض اجارہ کا ثابت کرنا ہو یا دوسرے شخص کی طرف سے کہا کہ اسکی ہو اور اس سے غرض اجارہ کا فسخ کرنا ہو تو امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ گواہی جائز ہو خواہ کرایہ ہلکا ہو یا بھاری ہو اور امام ابویوسف نے فرمایا کہ فسخ کی صورت مین گواہی نادرست ہو کیونکہ دونون گواہ اپنے اوپر سے کرایہ کو دفع کرنا چاہتے مین اور اگر دونون بلا کرایہ گھر مین رہتے ہون تو جائز ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - اگر اجیر نے اپنے اُستاد کی طرف سے گواہی دی اور وہ ماہواری کا اجیر تھا پھر ہنوز نہ اُسکی گواہی رد ہوئی تھی اور نہ قبول ہوئی تھی یہانتک کہ مہینہ گذر گیا پھر اُسکی تعدیل ہوئی تو مقبول ہوگی چنانچہ اسی طرح اگر کسی مرد نے اپنی عورت کی طرف سے گواہی دی اور رد و تعدیل سے پہلے اُسنے عورت کو طلاق دی تو گواہی مقبول نہو جائیگی - اگر ایک شخص نے گواہی دی اور وہ اُسوقت اجیر نہ تھا پھر حکم قضا سے پہلے وہ اجیر ہوگیا تو گواہی باطل ہو جائیگی اگر اجیر نہ تھا اور اُسنے گواہی دی اور گواہی رد نہوئی تھی کہ وہ اجیر ہوگیا پھر اجارہ کی مدت گذر گئی تو اِس گواہی پر فیصلہ نہوگا اگرچہ گواہی یا قضا کے وقت وہ اجیر نہین ہو - اور اگر قاضی نے اُسکی گواہی ہنوز نہ رد کی اور نہ قبول کی کہ اُسنے دوبارہ گواہی ادا کی یعنی اجارہ کی مدت گذر جانے کے بعد دوبارہ ادا کی تو گواہی جائز ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو شرکت کی چیز مین ایک شریک کی گواہی دوسرے شریک کی طرف سے مقبول نہین ہو کیونکہ یہ گواہی ایک طرح سے اپنے واسطے ہو اور اگر شریک کی چیز نہو تو مقبول ہوگی کیونکہ اسمین تہمت نہین ہو یہ کافی مین لکھا ہو - ایسے ہی اگر ایک شریک کے اجیر نے دوسرے کی طرف سے گواہی دی تو اُسکا بھی یہی حکم ہو یہ مبسوط مین لکھا ہو - امام محمد رح نے اصل مین فرمایا کہ اگر دو شخصون نے یہ گواہی دی کہ ہم دونون کا اور عمرو کا زید پر قرضہ ہزار درم ہین پس اسکی کئی صورتین ہین اول یہ ہو کہ شرکت کو صاف اسطور سے بیان کرین کہ ہمارے اور فلان شخص کے یعنی عمرو کے ہزار درم زید پر مشترک قرض ہین اور اِس صورت مین گواہی مقبول نہوگی اور دوسری صورت یہ کہ شرکت نہونے کو صاف اسطرح بیان کرین کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ عمرو کے اسپر پانچ سو درم علٰحدہ سبب سے قرض ہین اور ہمارے پانچسو درم اُسپر علٰحدہ سبب سے قرض ہین اور اِس صورت مین اُسکی گواہی عمرو کی طرف سے

مقبول ہے اور تیسری صورت یہ کہ گواہی مطلق چھوڑ دین کچھ تصریح نہ کرین اور اس صورت مین اُنکی گواہی بالکل مقبول نہوگی۔ زید کے تین شخصون پر ہزار درم قرض ہین انمین سے دو شخصون نے گواہی دی کہ زید نے ہمکو اور تیسرے کو قرضہ معاف کر دیا پس اگر بعض بعض کا کفیل ہو تو گواہی بالکل مقبول نہین ہے۔ اور اگر بعض بعض کا کفیل نہو پس اگر اُنھون نے یہ گواہی دی کہ ہمکو اور تیسرے کو زید نے ایک ہی کلمہ سے معاف کر دیا تو گواہی نامقبول ہے اور اگر گواہی دی کہ ہم کو علیحدہ معاف کیا اور فلان شخص ثالث کو علیحدہ معاف کیا ہے تو ثالث کے حق مین گواہی مقبول ہوگی۔ اور اس مسئلہ کی نظیر وہ مسئلہ ہے جو کتاب الحدود مین مذکور ہے کہ اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ زید نے ہم دونون کی ماں کو اور ہندہ کو ایک ہی کلمہ سے زنا کی تہمت لگائی ہے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر کہا کہ ہماری ماں کو علیحدہ تہمت لگائی اور اس عورت ہندہ کو علیحدہ تو ہندہ کی طرف سے اُنکی گواہی مقبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ تین شخصون کے ایک شخص پر ہزار درم قرض ہین پھر دو شخصون نے اُنمین سے تیسرے پر گواہی دی کہ اُسنے قرضدار کو معاف کر دیا ہے پھر گواہی دی کہ اُسنے اپنا حصہ معاف کر دیا ہے تو اُنکی گواہی مقبول نہین ہے اور اسی طرح اگر دونون نے کسی قدر قرضہ اپنا وصول کر کے پھر گواہی دی کہ اُسنے اپنا حصہ معاف کر دیا ہے تو نامقبول ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے وکیل کی گواہی بعد معزول ہونے کے موکل کی طرف سے اگر اُسنے مخاصمہ کیا تو مقبول نہین ہے اور اگر اُسنے نہ مخاصمہ کیا تو مقبول ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رح کا ہے کذا فی الذخیرہ۔ اگر قاضی کے سامنے کسی نے ایک شخص کو اسواسطے وکیل کیا کہ جسقدر حق موکل کا فلان شخص کی طرف آتا ہے اُسمین مخاصمہ کرے اور اُسنے ہزار درم کی نالش اُسپر دائر کی پھر معزول ہو گیا پھر اگر اُسنے اسی ہزار درم کی بابت گواہی دی تو رد کر دیجاویگی اور اگر دوسرے قرضہ مین گواہی دی تو رد نہ کیجائیگی۔ اور اگر قاضی اُسکی وکالت کو نہین جانتا ہے اور مدعا علیہ نے وکالت سے انکار کیا اور اُسنے گواہی پیش کر کے وکالت ثابت کی پھر معزول ہو گیا اور گواہی دی تو جسقدر حقوق موکل کے وکیل کرنے کے وقت ثابت تھے اُنمین اُسکی گواہی رد کر دیجاویگی اور جو حق کہ بعد تاریخ وکالت کے ثابت ہوا اُسمین اُسکی گواہی مقبول ہوگی یہ کافی مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے قاضی کے سامنے دعوی کیا کہ مجھے فلان شخص نے اسواسطے وکیل کیا ہے کہ جو حق اُسکا اس مدعا علیہ پر اور فلان و فلان پر آتا ہے اُسمین خصومت اور نالش دائر کرون اور موافق دعوی اُسنے وکالت کے گواہ پیش کیے اور قاضی نے ثبوت حکم دیا تھا یا نہ دیا تھا کہ موکل نے اُسکو معزول کر دیا پھر اس معزول نے موکل کی طرف سے اس مدعا علیہ پر یا باقی دونون شخصون پر گواہی دی تو مقبول نہین ہے مگر جبکہ ایسے حق کی گواہی دی جو تاریخ وکالت کے بعد اُنپر ثابت ہوا ہے یا ان تینون کے سوا دوسرے پر گواہی دی تو مقبول ہوگی۔ اگر کسی نے اپنے ہر حق کے نالش کرنے اور وصول کرنے کے لیے وکیل کیا خواہ تمام لوگون سے یا کسی خاص شہر کے لوگون سے اور وکیل نے ایک شخص کو حاضر کر کے وکالت کے گواہ پیش کیے اور قاضی نے اُسکو خصم ٹھہرایا پھر موکل نے اُسکو معزول کر دیا تو اس وکیل کی گواہی موکل کی طرف سے نہ اس شخص پر جسکو حاضر لایا ہے اور نہ دوسرے کسی شخص پر جسپر موکل کا حق آتا ہے خواہ وہ حق وکالت کے روز کا ہو یا اُسکے بعد پیدا ہوا ہو اُسوقت تک کے حقوق مین کہ جس روز اُسکو معزول کیا ہے مقبول نہین ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور بعد معزول ہونے کے جو حق پیدا ہوا اُسمین گواہی مقبول ہے یہ محیط مین ہے جو شخص قرضہ وصول کرنیکا وکیل ہے اُسکی گواہی قرضہ کی بابت مقبول ہے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے تین شخصون کو ایک مقدمہ مین وکیل کیا اور کہا جو شخص تم سے نالش کریگا وہی اُس مقدمہ مین وکیل ہے پھر دو شخصون نے تیسرے کے واسطے گواہی دی تو اُنکی گواہی سے وہ شخص خصم نہ قرار پاویگا اور اگر ہر ایک کو نالش کرنے اور وصول کرنے کا علیحدہ علیحدہ وکیل کیا پھر دو نے تیسرے کی طرف سے گواہی دی تو نالش اور وصول کرنے دونون کی بابت گواہی مقبول ہوگی۔

دو شخصون نے کسی شخص پر گواہی دی کہ اسنے ہم دونون سے اور زید سے کہا تھا کہ جو شخص تم سے میری جورو کو طلاق دیدے جائز ہی یا یہ کہا کہ اسنے کہا تھا کہ اس عورت کا اختیار تمھارے ہاتھ مین ہی جو شخص تم سے طلاق دے جائز ہی اور شوہر اس سے انکار کرتا ہی تو انکی گواہی جائز نہین ہی۔ اور اگر شوہر نے اپنے کہنے کا اقرار کیا اور دو شخصون نے تیسرے کی طرف سے گواہی دی تو اس باعث سے جائز نہین ہی کہ وہ سب وکالت مین شریک ہین اور شرکت مین نہ اسپر گواہی جائز ہی اور نہ اسکی طرف سے جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ بیع کے دو وکیلون نے اور دو دلالون نے کہا کہ ہم نے یہ چیز فلان کے ہاتھ فروخت کی تو گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ دو گواہون نے بیان کیا کہ فلان شخص نے ہمکو حکم کیا تھا کہ ہم فلان عورت سے اُسکا نکاح کو دین یا اسکی فلان عورت سے خلع کرا دین یا اُسکے لیے کوئی غلام خرید دین اور ہم نے ایسا ہی کیا پس یا تو موکل حکم دینے اور عقد واقع ہونے دونون سے منکر ہی یا حکم کا اقرار کرتا ہی نہ عقد واقع ہونیکا یا دونون کا اقرار کرتا ہی اور ہر ایک کی دو صورتین ہین یا تو خصم وکیلون کے ساتھ عقد واقع ہونیکا اقرار کرتا ہی یا انکار کرتا ہی۔ پس اگر موکل منکر ہی تو گواہی سب صورتون مین نامقبول ہی اور اگر موکل دونون کا اقرار کرتا ہی اور خصم عقد واقع ہونیکا اقرار کرتا ہی تو اسکے اقرار پر فیصلہ کیا جاویگا نہ گواہی پر اور اسمین نکاح اور بیع اور خلع سب برابر ہین اور اگر خصم عقد سے انکار کرتا ہی تو نکاح اور بیع کا حکم نہ دیا جائیگا اور خلع کا حکم دیدیا جائیگا یعنی طلاق بلا مال کا حکم دیا جائیگا کیونکہ زوج نے اقرار کیا اور انکی گواہی پر حکم نہوگا اور اگر موکل نے حکم کا اقرار کیا ولیکن عقد واقع ہونے سے انکار کیا پس اگر خصم نے عقد کا اقرار کیا تو سب صورتون مین حکم وقوع دیا جائیگا مگر نکاح مین امام اعظم رح کے نزدیک نہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ امام ابو یوسف رح سے نوادر مین روایت ہی کہ اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ فلان شخص نے ہمکو حکم دیا تھا کہ ہم زید کو خبر پہونچا دین کہ اُسنے زید کو اپنے غلام فروخت کرنیکا وکیل کیا ہی اور ہم نے اسکو پہونچا دی یا ہم کو یہ حکم دیا تھا کہ ہم اُسکی عورت کو یہ خبر پہونچا دین کہ اُسنے تیرا کام تیرے ہاتھ سپرد کیا اور اُسکو ہم نے پہونچا دی اور اُسنے طلاق اختیار کر لی تو دونون کی گواہی جائز ہی اور اگر دونون نے یہ گواہی دی کہ اُسنے ہم سے یہ کہا تھا کہ تم میری جورو کو اختیار دو اور ہم نے اُسکو اختیار دیا اور اُسنے طلاق لے لی تو گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ وکیل کے دو بیٹون کی گواہی وکالت پر مقبول نہوگی اور ایسے ہی اُسکے والدین یا دادا وغیرہ کی گواہی مقبول نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر وکیل کے دو بیٹون نے وکیل کے عقد کرنے پر گواہی دی پس اگر وکیل اور موکل دونون حکم دینے اور عقد کرنے کا اقرار کرتے ہین پس اگر خصم بھی دونون کا اقرار کرتا ہی تو قاضی سب عقود کا حکم دیدیگا ولیکن باہمی اقرار پر نہ گواہی پر اور اگر خصم انکار کرتا ہی تو امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک انکی گواہی مقبول نہوگی اور کسی عقد کا نکاح اور بیع مین سے حکم نہ کیا جائیگا ہان خلع کی نسبت فرمایا کہ شوہر یعنی موکل کے اقرار پر بلا مال طلاق کا حکم دیا جائیگا نہ انکی گواہی پر اور اگر وکیل و موکل دونون اس سب سے انکار کرتے ہین پس اگر خصم بھی منکر ہو تو اس گواہی کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور اگر خصم دعوی کرتا ہو تو دونون کی گواہی بالاجماع مقبول ہوگی اور اگر وکیل حکم اور عقد دونون کا مقر ہی اور موکل اپنے حکم دینے کا اقرار کرتا ہو اور عقد واقع ہونے سے منکر ہو پس اگر خصم ان سب کا مدعی ہی تو قاضی سب عقود کا حکم دیگا سوائے نکاح کے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک سب کا حکم دیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے اپنی جورو کی طلاق یا عدم طلاق کو کسی اجنبی کے سپرد کر دیا اور اُسنے طلاق دیدی پھر طلاق دینے والے کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ اس عورت کے شوہر نے اپنی جورو کے امر مین اُسکے باپ کو اختیار دیا تھا اور اسنے طلاق دیدی اور باپ اُسکا زندہ موجود ہی اور اُسکا مقر ہی یا مر گیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک

اُنکی گواہی مقبول نہیں ہے اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اُسکا غائب ہونا بمنزلہ مرجانے کے ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر موکل کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے اپنا قرضہ وصول کرنے کے لیے اس شخص کو وکیل کیا ہے تو گواہی مقبول نہوگی جب کہ قرضدار وکالت سے انکار کرے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی خاص گھر کی نالش اور اُسپر قبضہ کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا پھر وہ غائب ہو گیا پھر اُسکے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے اس شخص کو اس گھر کی نالش کرنے اور اُسپر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا ہے تو گواہی مقبول نہوگی خواہ مدعا علیہ وکالت کا اقرار کرے یا انکار کرے۔ یہ صورت تو طالب کے وکیل کرنے کی ہے اور اگر موکل خود مطلوب ہو اور طالب نے گھر کا دعوی کیا اور موکل مطلوب کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے اس شخص کو خصومت کرنیکا وکیل کیا ہے پس اگر وکیل نے وکالت سے انکار کیا تو یہ گواہی مقبول نہوگی کیونکہ دعوی سے خالی ہے اور اگر وکیل نے وکالت کا دعوی کیا تو بھی یہ گواہی مقبول نہوگی خواہ طالب نے وکالت کا اقرار کیا ہو یا انکار کیا ہو کیونکہ یہ گواہی غیر خصم پر قائم ہوئی یہ محیط میں ہے اگر دو شخصوں نے ایک شخص سے کچھ کپڑا خریدا خواہ ثمن ادا کر دیا یا نہیں ادا کیا پھر ایک شخص نے آکر کپڑے کا دعوی کیا اور دونوں خریداروں نے گواہی دی کہ یہ کپڑا مدعی کا ہے یا یہ کہ بائع نے اقرار کیا ہے کہ یہ کپڑا مدعی کا ہے تو دونوں کی گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی المحیط۔ اگر دو خریداروں نے جنھوں نے بطور بیع فاسد کے چیز خریدی ہے بعد قبضہ کے یہ دعوی کیا کہ یہ مدعی کی ہے تو مقبول نہوگی اور ایسے ہی اگر قاضی نے عقد کو فسخ کر دیا یا دونوں نے رضامندی سے فسخ کیا اور وہ چیز دونوں کے قبضہ میں ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر دونوں نے بائع کو واپس کر دی پھر گواہی دی تو مقبول ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی بطور بیع صحیح کے خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر دونوں نے بیع کا اقالہ کر لیا یا مشتری نے بسبب عیب کے بلا حکم قاضی واپس کر دی اور بائع نے اُسکو قبول کر لیا پھر ایک شخص آیا اور دعوی کیا کہ باندی میری ہے اور مشتری نے دوسرے شخص کے ساتھ ملکر مدعی کی طرف سے گواہی دی تو اُنکی گواہی باطل ہے خواہ باندی مشتری کے پاس ثمن وصول کرنے کی غرض سے روکی گئی ہو یا اُسنے بائع کو واپس کر دی ہو اور اگر عیب کی وجہ سے قبضہ کے بعد بحکم قاضی واپس کی یا قبضہ سے پہلے بلا حکم قاضی واپس کی یا خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے واپس کی پھر مشتری نے مدعی کے واسطے گواہی دی تو گواہی جائز ہے اور اگر اُسکو ثمن کے عوض روک لیا ہے تب بھی یہی حکم ہے اگر ثمن کے عوض اُسکو روکا پھر وہ مشتری کے پاس مر گئی پھر مدعی کی طرف سے گواہی دی تو گواہی باطل ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی بعوض غلام کے خریدی اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا پھر باندی میں کچھ عیب پایا اور اُسکو بحکم قاضی واپس کیا اور غلام کو قبضہ میں لانے کے واسطے روک لیا پھر ایک شخص آیا اور بائع کے سامنے باندی کا دعوی کیا اور مشتری نے اور ایک شخص نے گواہی دی کہ یہ باندی مدعی کی ہے تو مشتری کی گواہی نامقبول ہے اور اگر بائع کو دیدینے کے بعد گواہی دی تو جائز ہے اور اگر باندی بیچنے والے کے پاس غلام مر گیا پھر باندی کے خریدار نے اُسمیں کچھ عیب پایا اور قبضہ کے بعد بحکم قاضی وہ باندی بائع کو واپس کر دی تو واپس کرنا صحیح ہے اور بائع سے غلام کی قیمت لیگا پس اگر ایک شخص آیا اور اس حالت میں باندی کا دعوی کیا اور مشتری نے اور دوسرے شخص نے اُسکی طرف سے گواہی دی تو جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے ایک غلام دوسرے کے ہاتھ بیچا اور اُسکے تمام عیبوں کی برات کر لی پھر مشتری نے اُسکو دوسرے کے ہاتھ بیچا اور عیب کو چھپایا پھر دوسرے مشتری نے پہلے سے اس عیب کی بابت جھگڑا کیا اور بائع اول اور ایک دوسرے شخص نے اُسکی طرف سے گواہی دی کہ یہ عیب اُسکے پاس کا ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ میں پہلے مشتری کو واپس کرنے کے واسطے یہ گواہی قبول کرونگا اور اس بارہ میں قبول نکرونگا

کہ بائع اول نے برأت کر لی ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے ایک غلام فروخت کیا اور مشتری کے سپرد کر دیا پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو مشتری سے خریدا ہی اور مشتری نے انکار کیا پھر بائع نے مدعی کے واسطے خریدنے کی گواہی دی تو مقبول نہو گی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر مشتری نے دعوی کیا کہ مین نے زید کے ہاتھ اسے فروخت کیا ہی اور زید انکار کرتا ہی اور بائع نے اسکی طرف سے گواہی دی تو مقبول نہو گی یہ محیط مین ہی۔ بائع نے اگر دوسرے کی طرف سے اُس چیز کی گواہی دی جو فروخت کی ہی تو مقبول نہین ہی اور یہی حکم مشتری کا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک باندی زید کے قبضہ مین ہی کہ اسکا عمرو نے دعوی کیا کہ مین نے خالد سے سو دینار کو خریدی ہی اور خالد نے تجھسے اسکو ہزار درم کو خریدی تھی قبل اسکے کہ میرے ہاتھ فروخت کرے اور قبضہ کر لیا تھا اور زید اور خالد نے اس سے انکار کیا۔ پھر زید کے دو بیٹون نے اسکی گواہی دی تو اُنکی گواہی اُنکے باپ اور مشتری اول پر مقبول ہو گی کہ بیع واقع ہوئی اور جب مقبول ہوئی تو زید کے واسطے خالد پر ہزار درم کا حکم دیا جائیگا اور خالد کے لیے عمرو دوسرے مشتری پر سو دینار کا حکم دیا جائیگا اور اگر زید اسکا مدعی ہو اور خالد منکر ہو تو گواہی مقبول نہو گی اور باندی دوسرے مشتری کی ہو گی اور زید کے واسطے خالد پر کچھ حکم نہ دیا جائیگا اور زید کو یہ اختیار نہو گا کہ عمرو کو باندی دینے سے روکے تاکہ قیمت وصول کرے خواہ عمرو نے خالد سے باندی وصول پانے کا دعوی کیا ہو اور زید نے اُسکی تصدیق کی ہو یا نہ دعوی کیا ہو۔ اور اگر عمرو نے دعوی کیا کہ ایک ہزار پانچسو کو خریدی ہی تاکہ دونون ثمن ایک ہی جنس کے ٹھہرے اور خالد اس سے انکار کرتا ہی اور زید نے عمرو کے قول تصدیق کی پس اگر عمرو نے خالد سے باجازت باندی لیکر قبضہ کر لینے کا دعوی کیا اور زید نے اُسکی تصدیق کی تو زید کو باندی روکنے کا اختیار نہو گا اور نہ مشتری ثمن مین سے اُسکو کچھ دیگا ولیکن اگر عمرو نے خالد اور ثمن کے درمیان تخلیہ کیا تاکہ خالد اُسپر قابض ہو گیا تو زید و عمرو کے باہمی تصادق سے زید کو اُسکے لینے کا اختیار ہو گا اور اگر تخلیہ نہ کیا تو تخلیہ کا حکم نہ کیا جائیگا۔ اور اگر عمرو نے اقرار کیا کہ اُسنے باندی پر قبضہ نہین کیا ہی تو استحسانًا زید کو روکنے کا حق حاصل ہی تاکہ ہزار درم وصول کرے اگر دوسرے مشتری نے اُسکو ہزار درم کو خریدا ہی یا ایک ہزار پانچسو کو خریدا ہی اور اگر پانچسو کو خریدا ہی تو اُسکو پانچسو درم وصول کرنے تک روکے اور اگر زید و خالد نے پہلے مشتری کے خریدنے اور اُسکے سپرد کر دینے کا اقرار کیا لیکن دونون نے دوسرے مشتری کے خریدنے سے انکار کیا اور اُنسے زید کے دونون بیٹون کو گواہ کیا تو اُنکی گواہی مقبول ہو گی اور دوسری بیع ثابت ہو جائیگی پھر اگر دوسرا مشتری قبضہ کا دعوی کرتا ہی تو باندی لے لیگا اور زید کو روکنے کا اختیار نہو گا اور اگر قبضہ کا دعوی نہین کرتا ہی پس اگر دونون ثمن ایک جنس کے نہون تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ایک ہی جنس کے ہون تو استحسانًا اُسکو روکنے کا حق حاصل ہو گا یہ محیط مین لکھا ہی ایک شخص نے دو غلام خریدے اور اُنکو آزاد کر دیا پھر بائع و مشتری مین ثمن کی بابت اختلاف ہوا بائع نے ہزار درم کا دعوی کیا اور مشتری نے پانچسو درم کا دعوی کیا اور دونون آزاد غلامون نے گواہی دی کہ ہزار درم ثمن ہی تو نامقبول ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اسی طرح اگر بیع فاسد مین قبضہ کے روز کی قیمت مین اختلاف ہوا اور ان دونون غلامون نے بعد آزادی کے اپنی قیمت اُس دن کی گواہی مین بتلائی تو گواہی نامقبول ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر بائع اور مشتری مین ثمن مین اختلاف نہوا ولیکن مشتری نے ادا کر دینے کا دعوی کیا اور دونون آزادون نے مشتری کی گواہی دی یا یہ گواہی دی کہ بائع نے ثمن اُسکو معاف کر دیا ہی تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر ایک شخص نے دو غلام خریدے اور قبضہ کر کے اُنکو آزاد کر دیا اور چاہا کہ ایسے عیب کا نقصان کہ جسکو بائع انکار کرتا ہی واپس لیوے اور دونون غلامون نے گواہی دی کہ یہ عیب ہم دونون مین تھا تو گواہی مقبول نہین ہی اور اسی طرح اگر دونون نے گواہی

دی کہ ہم دونون مین سے آدھا فلان شخص کا تھا تو بھی نامقبول ہو اور ایسے ہی اگر کہا کہ مشتری نے ہم دونون کو آزاد کرنے سے پہلے نصف فلان شخص کو ہبہ کیا تھا تو بھی نامقبول ہو اسی طرح اگر کسی کی ام ولد تھی وہ شخص اُسکو چھوڑ کر مر گیا یا آزاد کر دیا پھر اُسنے اور ایک عورت و ایک مرد نے گواہی دی کہ یہ ام ولد اس شخص میت اور دوسرے کے درمیان مشترک تھی تو گواہی مقبول نہو گی یہ محیط مین لکھا ہو - ایک غلام فروخت کرکے مشتری کے سپرد کر دیا پھر غلام نے دعوی کیا کہ مشتری نے مجھے آزاد کر دیا ہو اور مشتری نے انکار کیا اور بائع نے غلام کی گواہی دی تو مقبول نہین ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے یہ باندی اس شخص کے ہاتھ فروخت کر دی یا کہا کہ یہ غلام فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا ہو پس اگر انکا باپ اسکا مدعی ہو تو گواہی مقبول نہو گی ولیکن غلام آزاد ہوگا اور حق ولاء یعنی حق آزادی موقوف رہیگا اور اگر باپ نے انکار کیا اور مشتری نے بھی انکار کیا اور باندی نے دعوی کیا تو گواہی جائز ہو یہ محیط مین لکھا ہو - اگر ایک شخص کے باندی کے دو آزاد لڑکون نے جو مسلمان ہین یہ گواہی دی کہ باندی کے مالک نے اُسکو ہزار درم پر آزاد کر دیا ہو - پس اگر مالک نے یہ اقرار کیا تو آزادی اُسکے اقرار پر واقع ہوئی اور محض یہ گواہی مال کی نسبت ہوئی اور مقبول ہوئی اور اگر مالک نے انکار کیا اور باندی نے دعوی کیا تو گواہی نامقبول ہو اور اگر باندی نے انکار کیا تو مقبول ہو اور اگر مالک کے دو بیٹون نے یہ گواہی دی اور مولے نے اسکا اقرار کیا تو نامقبول ہو اور اگر انکار کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر بجاے باندی کے غلام فرض کیا جاوے اور مالک کے دو بیٹون نے یہ گواہی دی اور مالک اور غلام نے اس سے انکار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مقبول نہوگی اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ زید نے ایک غلام عمرو نامے خریدا اور اُسکو آزاد کیا پھر عمرو نے ایک خالد نامی غلام خریدا اور اُسکو آزاد کیا پھر خالد نے ایک بکر نامی غلام خریدا اور اُسکو آزاد کیا پھر خالد مر گیا اور زید و عمرو زندہ ہین پھر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ خالد میرا غلام ہو اور اُسکا ترکہ لینا چاہا پھر زید کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ عمرو نے خالد کو فلان شخص سے خریدا اور وہ اُسکا مالک تھا پھر آزاد کر دیا ہو تو گواہی جائز ہو اور اگر عمرو بھی مر گیا اور اُسنے سوائے زید کے کوئی وارث نچھوڑا پھر زید کے دونون بیٹون نے ایسی گواہی دی تو مقبول نہو گی اور اگر پہلے عمرو نے انتقال کیا پھر خالد بھی مر گیا اور سوائے ایک دختر اور زید کے کوئی وارث نچھوڑا اور ایک شخص نے دعوے کیا کہ خالد میرا غلام تھا اور گواہ لایا اور اُسکی دختر نے دعوی کیا کہ وہ آزاد تھا اور عمرو نے آزاد کیا ہو اور زید اس سے منکر تھا پھر زید کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ عمرو نے اُسکو فلان سے خرید کیا اور وہ اُسکا مالک تھا پھر آزاد کیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین گواہی قبول کرکے عمرو کی طرف سے اُسکو آزاد قرار دونگا اور میراث اُسکی بیٹی اور زید کے درمیان مین آدھی آدھی تقسیم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہو نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہو کہ ایک شخص کی طرف سے دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اِسنے یہ گھر اس شخص کے ہاتھ فروخت کیا شرط یہ ہو کہ ہم دونون مشتری کے لیے ضامن ہین یعنی ضمان الدرک ہم پر ہو تو فرمایا کہ اگر ضمان اصل بیع مین ہو تو گواہی جائز نہین ہو اور اگر اصل بیع مین نہو تو گواہی جائز ہو کذا فی الذخیرہ - دو شخصون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اِسنے اپنا یہ گھر اس مدعی کے ہاتھ ہزار درم کو اس شرط پر فروخت کیا ہو کہ ہم دونون ثمن کے کفیل ہین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ضمانت اصل بیع مین ہو تو دونون کی گواہی مقبول نہین ہو کیونکہ بیع دونون کی ضمانت کے ساتھ تمام ہوتی ہو پس گویا دونون نے فروخت کیا اور اگر ضمانت اصل بیع مین نہو تو گواہی جائز ہو - ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور دو شخص درک کے ضامن ہوئے پھر دونون نے گواہی

دی کہ بائع نے ثمن لے لیا ہی تو گواہی نامقبول ہی اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ بائع نے مشتری کو ثمن معاف کر دیا ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے دوسرے کے واسطے ضمانت کی جو کچھ تو فلان کے کے ہاتھ فروخت کرے اُسکا ضامن ہوا اور پھر طالب نے کہا کہ مین نے فلان کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا اور ضامن نے اس سے انکار کیا پھر اُسپر اُسکے دو بیٹون نے گواہی دی کہ اُس نے ہزار درم کو بیع کی ہی تو دونون کی گواہی جائز ہی اور اسی طرح اگر ضامن نے انکار کیا اور اُسکے دو بیٹون نے گواہی دی کہ فلان شخص نے تجھے حکم کیا تھا کہ تو اُسکی طرف سے ضمانت کرے اور تو نے ضمانت کر لی تھی اور اُسنے ہزار درم کو اُسکے ہاتھ بیع کی ہی تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ گواہی جائز ہی اور ہزار درم اس سے لے لیے جائینگے اور وہ اُس شخص سے لیگا جس نے اُسکو ضمانت کرنے کا حکم دیا تھا یہ محیط مین لکھا ہی - دو شفیعون نے اگر مشتری کی طرف سے بائع پر گواہی دی پس اگر دونون شفعہ کے طالب ہین تو بائع منکر پر اُنکی گواہی جائز نہین ہی اور اگر دونون نے شفعہ کا حق دیدیا تو مشتری کے واسطے اُنکی گواہی جائز ہی - اگر مشتری نے خریدنے سے انکار کیا اور بائع نے دعوی کیا تو بھی اُنکی گواہی جائز نہین ہی اگر وہ دونون شفعہ کے طالب ہین ملان وہ دونون بائع کے اقرار سے لیلینگے اور شفیع کے باپ یا بیٹے کی گواہی اس باب مین بمنزلہ شفیع کے گواہی کے ہی - اور اگر شفیع کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ اُسنے شفعہ دیڈالا ہی تو جائز ہی - مالک کی یا اُسکے بیٹے یا باپ کی گواہی غلام اور مکاتب کی طرف سے بیع واقع ہونے پر جائز نہین ہی جبکہ غلام و مکاتب شفعہ کو طلب کرتے ہون اور شفعہ کا حق دیڈالنے پر اگر یہ لوگ گواہی دین تو جائز ہی یہ حاوی مین لکھا ہی اصل مین مذکور ہی کہ اگر بائع کے واسطے اُسکی اولاد نے گواہی دی کہ شفیع نے مشتری سے شفعہ طلب کیا اور مشتری انکار کرتا ہی اور گھر مشتری کے قبضہ مین ہی تو اُنکی گواہی مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی نوادر بن سماعہ مین امام محمد رحمہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ایک گھر فروخت کیا اور ہنوز مشتری نے اُسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ شفیع آیا اور شفعہ مین جھگڑا کیا پھر بائع کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ مشتری نے گھر شفعہ سے شفیع کے سپرد کر دیا پھر اُس سے دامون کو خریدا ہی تو دونون کی گواہی مقبول نہوگی اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ شفیع نے شفعہ دیڈالا تو بھی نامقبول ہی اور یہ اُس صورت مین ہی کہ اُن دونون کا باپ یعنی بائع اسکا اقرار کرتا ہو اور یہی دعوی کرتا ہو اور اگر انکار کرتا ہو تو گواہی مقبول ہی - اور اگر مشتری نے بائع سے گھر لیکر اپنے قبضہ مین کر لیا پھر بائع کے دو لڑکون نے یہ گواہی دی کہ مشتری نے شفعہ کی وجہ سے وہ گھر شفیع کے سپرد کر دیا تو دونون بیٹون کی گواہی مقبول نہوگی خواہ بائع اُنکی گواہی کے موافق دعوی کرتا ہو یا انکار کرتا ہو یہ محیط مین لکھا ہی - ابن سماعہ رحمہ نے روایت کی ہی کہ اگر بائع کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ شفیع نے شفعہ دے ڈالا تو جائز ہی - اور اگر بائع نے یہ گواہی دی تو جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر ایک شخص نے ایک گھر فروخت کیا اور اُسکا غلام ماذون کہ جسپر قرض ہی وہی اُسکا شفیع ہی پھر مالک کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ غلام ماذون نے مشتری کو شفعہ دیڈالا تو دونون کی گواہی نامقبول ہی جبکہ وہ گھر بائع کے قبضہ مین ہو - اسی طرح اگر غلام ماذون قرضدار نے فروخت کیا اور اُسکا مالک اُسکا شفیع ہی پھر مالک کے دو بیٹون نے غلام پر گواہی دی کہ مشتری نے شفعہ سے گھر مالک غلام کے سپرد کیا تو گواہی مقبول نہوگی یہ حاوی مین لکھا ہی - اگر گھر کی بیع مالک نے کی اور اُسکا مکاتب شفیع ہی پھر اگر مالک کے دو بیٹون نے یہ گواہی دی کہ مکاتب نے شفعہ مشتری کو دیڈالا تو دونون کی گواہی باطل ہوگی بعض نے کہا کہ اس مسئلہ کی تاویل یہ ہی کہ گھر بائع کے قبضہ مین ہی بعد ازانکہ پہلے مشتری کے قبضہ مین تھا تو گواہی بسبب تہمت سے خالی ہونے کے مقبول ہی - اور اگر مکاتب فروخت کرنے والا ہو اور اُسکا مولے شفیع ہو اور گھر مکاتب کے قبضہ مین ہی پس اگر مولے کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ مولے نے شفعہ مشتری کو دیڈالا تو گواہی جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی اگر ایک گھر کے دو شفیع ہون پھر دو گواہ نے بیان کیا کہ ایک نے شفعہ دیڈالا اور یہ نہین جانتے

دی کہ ہم دونون مین سے آدھا فلان شخص کا تھا تو بھی نامقبول ہو اور ایسے ہی اگر کہا کہ مشتری نے ہم دونون کو آزاد کرنے سے پہلے نصف فلان شخص کو ہبہ کیا تھا تو بھی نامقبول ہو اسی طرح اگر کسی کی ام ولد تھی وہ شخص اُسکو چھوڑ کر مر گیا یا آزاد کر دیا پھر اُسنے اور ایک عورت و ایک مرد نے گواہی دی کہ یہ ام ولد اس شخص میت اور دوسرے کے درمیان مشترک تھی تو گواہی مقبول نہو گی یہ محیط مین لکھا ہو - ایک غلام فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا پھر غلام نے دعوی کیا کہ مشتری نے مجھے آزاد کر دیا ہو اور مشتری نے انکار کیا اور بائع نے غلام کی گواہی دی تو مقبول نہین ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے یہ باندی اس شخص کے ہاتھ فروخت کر دی یا کہا کہ یہ غلام فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا ہو پس اگر انکا باپ اسکا مدعی ہو تو گواہی مقبول نہو گی ولیکن غلام آزاد ہوگا اور حق ولاء یعنی حق آزادی موقوف رہیگا اور اگر باپ نے انکار کیا اور مشتری نے بھی انکار کیا اور باندی نے دعوی کیا تو گواہی جائز ہو یہ محیط مین لکھا ہو - اگر ایک شخص کے باندی کے دو آزاد لڑکون نے جو مسلمان ہین یہ گواہی دی کہ باندی کے مالک نے اُسکو ہزار درم پر آزاد کر دیا ہو - پس اگر مالک نے یہ اقرار کیا تو آزادی اُسکے اقرار پر واقع ہوئی اور محض یہ گواہی مال کی نسبت ہوئی اور مقبول ہوئی اور اگر مالک نے انکار کیا اور باندی نے دعوی کیا تو گواہی نامقبول ہو اور اگر باندی نے انکار کیا تو مقبول ہو اور اگر مالک کے دو بیٹون نے یہ گواہی دی اور مولے نے اسکا اقرار کیا تو نامقبول ہو اور اگر انکار کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر بجاے باندی کے غلام فرض کیا جاوے اور مالک کے دو بیٹون نے یہ گواہی دی اور مالک اور غلام نے اس سے انکار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مقبول نہوگی اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ زید نے ایک غلام عمرو نامے خریدا اور اُسکو آزاد کیا پھر عمرو نے ایک خالد نامی غلام خریدا اور اُسکو آزاد کیا پھر خالد نے ایک بکر نامی غلام خریدا اور اُسکو آزاد کیا پھر خالد مر گیا اور زید و عمرو زندہ ہین پھر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ خالد میرا غلام ہو اور اُسکا ترکہ لینا چاہا پھر زید کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ عمرو نے خالد کو فلان شخص سے خریدا اور وہ اُسکا مالک تھا پھر آزاد کر دیا ہو تو گواہی جائز ہی اور اگر عمرو بھی مر گیا اور اُسنے سواے زید کے کوئی وارث نچھوڑا پھر زید کے دونون بیٹون نے ایسی گواہی دی تو مقبول نہوگی اور اگر پہلے عمرو نے انتقال کیا پھر خالد بھی مر گیا اور سواے ایک دختر اور زید کے کوئی وارث نچھوڑا اور ایک شخص نے دعوے کیا کہ خالد میرا غلام تھا اور گواہ لایا اور اُسکی دختر نے دعوی کیا کہ وہ آزاد تھا اور عمرو نے آزاد کیا ہو اور زید اس سے منکر تھا پھر زید کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ عمرو نے اُسکو فلان سے خرید کیا اور وہ اُسکا مالک تھا پھر آزاد کیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین گواہی قبول کر کے عمرو کی طرف سے اُسکو آزاد قرار دونگا اور میراث اُسکی بیٹی اور زید کے درمیان مین آدھی آدھی تقسیم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہو نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہو کہ ایک شخص کی طرف دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اُسنے یہ گھر اس شخص کے ہاتھ فروخت کیا بشرطیکہ ہم دونون مشتری کے لیے ضامن ہین یعنی ضمان الدرک ہم پر ہو تو فرمایا کہ اگر ضمان اصل بیع مین ہو تو گواہی جائز نہین ہو اور اگر اصل بیع مین نہو تو گواہی جائز ہو کذا فی الذخیرہ - دو شخصون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اُسنے اپنا یہ گھر اس مدعی کے ہاتھ ہزار درم کو اس شرط پر فروخت کیا ہو کہ ہم دونون ثمن کے کفیل ہین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ضمانت اصل بیع مین ہو تو دونون کی گواہی مقبول نہین ہو کیونکہ بیع دونون کی ضمانت کے ساتھ تمام ہوئی ہو پس گویا دونون نے فروخت کیا اور اگر ضمانت اصل بیع مین نہو تو گواہی جائز ہو - ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور دو شخص درک کے ضامن ہوئے پھر دونون نے گواہی

دی کہ بائع نے ثمن لے لیا ہی تو گواہی نامقبول ہی اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ بائع نے مشتری کو ثمن معاف کر دیا ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ ایک شخص نے دوسرے کے واسطے ضمانت کی جو کچھ تو فلان کے کے ہاتھ فروخت کرے اُسکا ضامن ہوا اور پھر طالب نے کہا کہ مین نے فلان کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا اور ضامن نے اس سے انکار کیا پھر اُسپر اُسکے دو بیٹون نے گواہی دی کہ اُس نے ہزار درم کو بیع کی ہی تو دونون کی گواہی جائز ہی اور اسی طرح اگر ضامن نے انکار کیا اور اُسکے دو بیٹون نے گواہی دی کہ فلان شخص نے تجھے حکم کیا تھا کہ تو اُسکی طرف سے ضمانت کرے اور تو نے ضمانت کر لی تھی اور اُسنے ہزار درم کو اُسکے ہاتھ بیع کی ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ گواہی جائز ہی اور ہزار درم اس سے لے لیے جائینگے اور وہ اُس شخص سے لے لیگا جس نے اُسکو ضمانت کرنے کا حکم دیا تھا یہ محیط مین لکھا ہی۔ دو شفیعون نے اگر مشتری کی طرف سے بائع پر گواہی دی پس اگر دونون شفعہ کے طالب ہین تو بائع منکر پر اُنکی گواہی جائز نہین ہی اور اگر دونون نے شفعہ کا حق دیدیا تو مشتری کے واسطے اُنکی گواہی جائز ہی۔ اگر مشتری نے خریدنے سے انکار کیا اور بائع نے دعوی کیا تو بھی اُنکی گواہی جائز نہین ہی اگر وہ دونون شفعہ کے طالب ہین [illegible] وہ دونون بائع کے اقرار سے لینگے اور شفیع کے باپ یا بیٹے کی گواہی اس باب مین بمنزلہ شفیع کے گواہی کے ہی۔ اور اگر شفیع کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ اسنے شفعہ دیڈالا ہی تو جائز ہی۔ مالک کی یا اسکے بیٹے یا باپ کی گواہی غلام اور مکاتب کی طرف سے بیع واقع ہونے پر جائز نہین ہی جبکہ غلام و مکاتب شفعہ کو طلب کرتے ہون اور شفعہ کا حق دیڈالنے پر اگر یہ لوگ گواہی دین تو جائز ہی یہ حاوی مین لکھا ہی اصل مین مذکور ہی کہ اگر بائع کے واسطے اُسکی اولاد نے گواہی دی کہ شفیع نے مشتری سے شفعہ طلب کیا اور مشتری انکار کرتا ہی اور گھر مشتری کے قبضہ مین ہی تو اُنکی گواہی مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ایک گھر فروخت کیا اور ہنوز مشتری نے اُسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ شفیع آیا اور شفعہ مین جھگڑا کیا پھر بائع کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ مشتری نے گھر شفعہ سے شفیع کے سپرد کر دیا پھر اُس سے دامون کو خریدا ہی تو دونون کی گواہی مقبول نہوگی اور اسیطرح اگر یہ گواہی دی کہ شفیع نے شفعہ دیڈالا تو بھی نامقبول ہی اور یہ اس صورت مین ہی کہ اُن دونون کا باپ یعنی بائع اسکا اقرار کرتا ہو اور یہی دعوی کرتا ہو اور اگر انکار کرتا ہو تو گواہی مقبول ہی۔ اور اگر مشتری نے بائع سے گھر لیکر اپنے قبضہ مین کر لیا پھر بائع کے دو لڑکون نے یہ گواہی دی کہ مشتری نے شفعہ کی وجہ سے وہ گھر شفیع کے سپرد کر دیا تو دونون بیٹون کی گواہی مقبول نہوگی خواہ بائع اُنکی گواہی کے موافق دعوی کرتا ہو یا انکار کرتا ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ ابن سماعہ رح نے روایت کی ہی کہ اگر بائع کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ شفیع نے شفعہ دے ڈالا تو جائز ہی۔ اور اگر بائع نے یہ گواہی دی تو جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص نے ایک گھر فروخت کیا اور اُسکا غلام ماذون کہ جسپر قرض ہی وہی اُسکا شفیع ہی پھر مالک کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ غلام ماذون نے مشتری کو شفعہ دیڈالا تو دونون کی گواہی نامقبول ہی جبکہ وہ گھر بائع کے قبضہ مین ہو۔ اسی طرح اگر غلام ماذون قرضدار نے فروخت کیا اور اُسکا مالک اُسکا شفیع ہی پھر مالک کے دو بیٹون نے غلام پر گواہی دی کہ مشتری نے شفعہ سے گھر مالک غلام کے سپرد کیا تو گواہی مقبول نہوگی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر گھر کی بیع مالک نے کی اور اُسکا مکاتب شفیع ہی پھر اگر مالک کے دو بیٹون نے یہ گواہی دی کہ مکاتب نے شفعہ مشتری کو دیڈالا تو دونون کی گواہی باطل ہوگی بعض نے کہا کہ اس مسئلہ کی تاویل یہ ہی کہ گھر بائع کے قبضہ مین ہی بعد ازانکہ پہلے مشتری کے قبضہ مین تھا تو گواہی بسبب تہمت سے خالی ہونے کے مقبول ہی۔ اور اگر مکاتب فروخت کرنے والا ہو اور اُسکا مولے شفیع ہو اور گھر مکاتب کے قبضہ مین ہی پس اگر مولے کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ مولے نے شفعہ مشتری کو دیڈالا تو گواہی جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر ایک گھر کے دو شفیع ہون پھر دو گواہ نے بیان کیا کہ ایک نے شفعہ دیڈالا اور یہ نہین جانتے

کہ وہ کون ہے تو گواہی باطل ہے۔ اگر تین شخص شفیع ہوں پھر دو نے تیسرے پر گواہی دی کہ اس نے شفعہ دیدیا اور کہا کہ ہم نے بھی اس کے ساتھ دیدیا تو گواہی مقبول ہے اور اگر کہا کہ ہم دونوں شفعہ کے طالب ہیں تو باطل ہے اور اسی طرح اگر دونوں نے یہ کہا کہ ہم نے شفعہ دیدیا ولیکن انہیں سے ایک شخص کا بیٹا یا باپ یا مکاتب یا اُسکی جورو شفیع ہے تو دونوں کی گواہی باطل ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ ایک وارث نے اگر قرضہ کا اقرار کیا پھر اسنے اور ایک دوسرے شخص نے گواہی دی کہ قرضہ میت پر تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور اس اقرار کرنے والے کی گواہی کی سماعت ہوگی یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے۔ امام محمد رہ نے فرمایا کہ میت کی طرف سے وصی کی گواہی قرضہ وغیرہ میں باطل ہے خواہ وارث نابالغ ہوں یا بالغ ہوں کذا فی المحیط اور اگر اُسنے میت پر قرضہ ہونے کی گواہی دی تو ہر حال میں گواہی جائز ہے کذا فی فتاوے قاضی خان اور اگر بعض وارثوں کی طرف سے میت پر گواہی دی پس جسکی طرف سے گواہی دی ہے اگر وہ نابالغ ہے تو بالاتفاق جائز نہیں ہے اور اگر بالغ ہے تو بھی امام اعظم رہ کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور اگر بڑے بالغ وارث کی طرف سے کسی اجنبی پر گواہی دی تو ظاہر الروایت کے موافق مقبول ہے۔ اور اگر بالغ اور نابالغ دونوں طرح کے وارثوں کی طرف سے میراث کے سوا دوسرے حق میں گواہی دی تو جائز نہیں ہے۔ اگر دو وصیوں نے ایک بالغ وارث کی طرف سے گواہی دی کہ میت نے اقرار کیا کہ یہ خاص گھر اُسکی ملک ہے تو مقبول ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ وصی جب معزول ہوگیا اور اُسنے یتیم کی طرف سے یا میت کی طرف سے گواہی دی تو مقبول نہوگی اگرچہ خصومت نہ واقع ہووے یہ ادب القاضی کی شرح صدر الشہید میں ہے۔ اگر وصی نے وصی ہونا نہ قبول کیا اور نہ رد کیا یہانتک کہ قاضی کے سامنے گواہی ادا کی تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ تو وصی ہونا قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے پس اگر اُسنے قبول کیا تو گواہی باطل ہوگئی اور اگر رد کردی تو گواہی باقی رہیگی اور اگر خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا تو قاضی اُسکی گواہی میں توقف کریگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ دو قرضداروں نے جنپر میت کا قرضہ ہے اگر وصایت یا وصیت یا وراثت کی گواہی دی پس اگر خصم منکر ہے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر خصم اسکا مدعی ہے تو گواہی قبول ہوگی خواہ موت ظاہر ہو یا ظاہر نہو اور اگر ایسے دو قرضداروں نے جنکا میت پر قرض ہے وراثت یا وصایت یا وصیت کی گواہی دی پس اگر موت ظاہر نہو تو مقبول نہوگی اور اگر موت ظاہر ہو پس جسکی طرف سے گواہی دی ہے اگر وہ اسکا مدعی نہو تو بھی گواہی مقبول نہوگی اگر وہ اسکا مدعی ہو تو استحساناً مقبول ہوگی اور اگر دو وارثوں نے موصی الیہ یعنی وصی ہیں کی گواہی دی اور موت ظاہر نہیں ہے تو گواہی قبول نہوگی خواہ وہ شخص اسکا مدعی ہو یا منکر ہو اور اگر موت ظاہر ہو اور وہ شخص بھی اس امر کا مدعی ہو تو استحساناً مقبول ہوگی۔ اگر دو وصیوں نے اپنے ساتھ تیسرے شخص کے وصی ہونے کے واسطے گواہی دی پس اگر موت ظاہر نہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر موت ظاہر ہو اور تیسرا شخص اسکا مدعی ہو تو استحساناً مقبول ہوگی۔ ایسے دو شخصوں نے جنکے لیے کسی چیز کی وصیت کی گئی ہے اگر کسی شخص کے وصی ہونے کی گواہی دی پس اگر موت ظاہر ہو اور وہ شخص اسکا دعوی کرتا ہو تو گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر موت ظاہر نہو تو گواہی مقبول نہوگی نوادر بن سماعہ میں امام محمد رہ سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے گواہی دی کہ میت نے ہمارے باپ کو وصی بنایا ہے اور میت کے وارث اسکا اقرار کرتے ہیں یا انکار کرتے ہیں پس اگر دونوں کا باپ وصی ہونے کا مدعی ہے تو گواہی نامقبول ہے اور اگر منکر ہے تو مقبول ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ میت نے اسکو وصی کیا ہے اور قاضی کے یہاں سے اُسکا حکم ہوگیا پھر دو قرضداروں یا دو وارثوں یا دو ایسے شخصوں نے جنکے لیے کچھ وصیت ہے دوسرے شخص کے وصی ہونے کی گواہی دی اور وہ اسکا مدعی ہے تو مقبول نہوگی کذا فی الکافی اور اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے یہ گواہی دی کہ میت نے پہلے کے وصی کرنے سے رجوع کرکے اُس دوسرے کو وصی کیا ہے اور دوسرا شخص دعوی بھی کرتا ہے تو قاضی اُنکی گواہی قبول کریگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص مرگیا اور اُسنے تین غلام برابر برابر قیمت کے

چھوٹے پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ میت نے اِس غلام کو اِس شخص کو دیدینے کی وصیت کی تھی اور قاضی نے اسکے دیدینے کا حکم دیدیا پھر وارثون نے دوسرے غلام کو دوسرے شخص کو دیدینے کی وصیت کی گواہی دی تو مقبول نہوگی رد کردیجائیگی اسواسطے کہ وصیت تہائی سے زائد مین جاری نہین ہو اور اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے اُنھون نے گواہی دی اور یہ بیان کیا کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کرلیا تو غلام دوسرے کو دلایا جائیگا اور پہلے کو کچھ نہ ملیگا اور اگر میت کا رجوع کرلینا نہ بیان کیا تو ہر ایک کو آدھا آدھا غلام ملیگا اور یہ حکم اُس صورت مین ہو کہ دونون نے دوسرے کے لیے دوسرے غلام کی وصیت کرنے کی گواہی دی اور اگر بعینہ اُسی غلام مین اس وصیت کی گواہی دی پس اگر پہلے کے واسطے قاضی کے حکم دینے کے بعد گواہی دی اور پہلے کے واسطے وصیت سے میت کا رجوع کرلینا بیان کیا تو رجوع کرلینے کے باب مین گواہی رد کردیجائیگی اور وصیت مقبول ہوگی اور اگر رجوع کرلینا نہ بیان کیا تو رد نہوگی اور دونون صورتون مین غلام آدھا آدھا دونون مدعیون کو ملیگا - اور یہ حکم اس صورت مین ہو کہ دونون نے دوسرے شخص کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی ادا کی ہو اور اگر پہلے شخص کے واسطے غلام یا تہائی مال کی وصیت کا حکم ہوجانے کے بعد دونون نے آزاد کرنے کی گواہی دی تو رد کردیجائیگی خواہ اسی غلام کی آزادی کی گواہی دی یا دوسرے کی خواہ وصیت سے رجوع کرنا بیان کیا یا نہ بیان کیا کذا فی الکافی ولیکن غلام آزاد ہوجائیگا اور اُسپر واجب ہوگا کہ سعی کرکے مال ادا کرے یہ محیط مین لکھا ہو اگر دو گواہون نے زید کے واسطے تہائی مال کی وصیت ہونے کی گواہی دی پھر دو وارثون نے پہلے کے واسطے پہلی وصیت کا حکم ہوجانے کے بعد دوسرے شخص کے لیے تہائی مال کی وصیت ہونے کی گواہی دی اور پہلی وصیت سے رجوع کرنا نہ بیان کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر پہلی وصیت سے رجوع کرنا بیان کیا تو وصیت کے بارہ مین مقبول ہوگی اور رجوع کے بارہ مین رد کردیجائیگی اور قاضی کا تقسیم کرکے دیدینا بمنزلہ حکم قاضی کے ہو حتے کہ اگر دونون گواہون وارثون نے پہلی وصیت سے رجوع کرنا نہ بیان کیا ولیکن اُسوقت گواہی دی کہ جب قاضی نے مال میت کے وارثون اور موصی لہ کے درمیان تقسیم کردیا ہو تو گواہی رد کردیجاویگی کیونکہ قاضی کا تقسیم کرنا بمنزلہ حکم کے ہو پس گواہی کے قبول کرنے مین حکم کا توڑنا لازم آتا ہو - اسی طرح اگر وارث نے اقرار کیا کہ میت نے یہ غلام یا تہائی مال فلان شخص کو دیدینے کی وصیت کی تھی اور اسپر حکم ہوگیا پھر اس وارث نے دوسرے گواہ کے ساتھ یہ گواہی دی کہ میت نے اسی غلام کو یا دوسرے کو یا تہائی مال کو فلان شخص کے دینے کی وصیت کی ہو تو مقبول نہوگی اسی طرح اگر وارث نے میت پر کسی شخص کے قرض ہونیکا اقرار کیا اور اُسپر حکم ہوگیا پھر دوسرے گواہ کے ساتھ دوسرے شخص کا میت پر قرض ہونے کی گواہی دی اور دونون قرضون کا ترکہ مین پورا نہین پڑتا ہو تو مقبول نہوگی حتے کہ اگر پہلے کے واسطے گواہون کی گواہی پر حکم ہوا ہو تو دوسرے کے قرضہ کی گواہی مقبول ہوگی اور باہم تقسیم کرلینگے اور اگر پہلے کے واسطے حکم ہونے سے پہلے دوسرے کے گواہ پیش ہوے تو سب صورتون مین مقبول ہوگی مگر جبکہ وارث نے پہلے کے واسطے تہائی مال یا غلام یا قرضہ کا اقرار کیا اور اُسقدر پہلے کے سپرد کیا گیا پھر دوسرے کے واسطے بھی گواہی دی تو مقبول نہوگی اور ایسے ہی دوسرے کے واسطے گواہی اُسوقت بھی مقبول نہوگی کہ جب قاضی نے خود تقسیم وتسلیم کی ہو کذا فی الکافی - اگر وارث نے اجنبی کے ساتھ تہائی مال کی کسی کے واسطے وصیت ہونیکا اقرار کیا پھر تہائی مال کی دوسرے کے واسطے وصیت ہونے کی گواہی دی تو قاضی دونون گواہیون کو قبول کریگا خواہ پہلے کے واسطے قاضی کے حکم دینے کے بعد گواہی دی یا پہلے گواہی دی ہو - دو شخصون نے یہ گواہی دی کہ میت نے اِس شخص کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہو پھر دو وارثون نے یہ گواہی دی کہ میت نے اس وصیت سے رجوع کرلیا اور فلان وارث کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی اور ہم نے اور سب وارثون نے بعد موت کے اسکی اجازت

دیدی ہو تو وارثون کی گواہی جائز ہو اور تہائی مال امام ابو یوسف رح کے پہلے قول کے موافق ایسی ہی دیا جائیگا اور دوسرے قول کے موافق اور یہی قول امام محمد رح کا ہو کہ وارثون کی گواہی صرف وصیت سے رجوع کرنے مین قبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہو امام محمد رح سے روایت ہو کہ ایک شخص مر گیا اور اُسنے مال اور ایک بھائی چھوڑا اور ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین میت کا بیٹا ہون اور گواہ قائم کیے اور اُنھون نے گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہو کہ ہم اسکے سوا وارث نہین جانتے ہین اور اُس مدعی کے واسطے تمام مال ترکہ دیدینے کا حکم کیا گیا پھر بیٹے نے اقرار کیا کہ میرے باپ نے ان گواہون کو تہائی مال دینے کی وصیت کی تھی یا انکے قرضہ کا اقرار کیا تھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ گواہی باطل نہوگی کیونکہ اسنے بعد حکم قاضی کے اقرار کیا ہو اور اگر گواہون کی گواہی کے بعد قاضی کے حکم دینے سے پہلے یہ اقرار کرے تو گواہی باطل ہوگی یہ حاوی مین لکھا ہو۔ ایک شخص مر گیا اور اپنے پڑوسی فقیرون کے واسطے کسی قدر مال کی وصیت کی اور وارثون نے وصیت سے انکار کیا پھر وصیت پر پڑوس کے ایسے دو آدمیون نے گواہی دی کہ جنکی اولاد بھی فقیر ہو تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اُنکی گواہی بالکل مقبول نہوگی جیسا کہ اس صورت مین کہ دو آدمیون نے اس امر پر گواہی دی کہ فلان شخص نے ہماری مان اور اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی ہو مقبول نہین ہو۔ اگر اپنے پڑوس کے فقیرون پر وقف کیا پھر پڑوس کے دو فقیرون نے اسپر گواہی دی تو دونون کی گواہی جائز ہو یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو۔ فخر الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فتوی اسپر ہو کہ وصیت مین ایسے پڑوسی کی گواہی جسکی اولاد بھی فقیر ہو اُسوقت مقبول ہوگی کہ جب پڑوسی گنتی کے لوگ ہون اور وقف کے بارہ مین جو مذکور ہو اُسکی تاویل یہ ہو کہ یہ حکم اُسوقت ہو کہ جب پڑوسی فقیر گنتی کے لوگ نہون یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ میت نے تہائی مال کی اپنے گھرانے کے فقیرون کے واسطے وصیت کی ہو اور دونون گواہ بھی اسی کے گھرانے کے فقیر آدمی ہین یا انکا کوئی بچہ گھرانے مین فقیر ہو تو گواہی ناجائز ہو اور اگر یہ دونون غنی ہون اور اُنکی کوئی اولاد بھی فقیر نہو تو گواہی مقبول ہو یہ محیط مین لکھا ہو ایک شخص نے کچھ مال ایک گانون کے مدرسہ اور وہان کے مدرس پر وقف کیا پھر ایک شخص نے یہ وقف غصب کر لیا پھر بعض گانون والون نے کہ جنکی اولاد اس مدرسہ مین نہین ہو گواہی دی کہ یہ زمین فلان بن فلان نے اس مدرسہ پر وقف کی ہو اور مصرف بیان کیا تو اُنکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر انکے لڑکے بھی مکتب مین ہون تب بھی اصح یہ ہو کہ مقبول ہوگی اسی طرح اگر بعض اہل محلہ نے مسجد کے وقف پر گواہی دی تو جائز ہو۔ اسی طرح فقیہون کی گواہی کسی وقف کی نسبت کہ مدرسہ فلان پر اسطرح وقف ہو اور یہ گواہ بھی اسی مدرسہ کے ہین اور اسی طرح اگر گواہی دی کہ یہ مصحف مجید اس مسجد پر وقف ہو سب مقبول ہو کذا فی الخلاصہ۔ اگر اپنے مال مین سے کسی قدر اپنے محلہ کی مسجد کے واسطے دینے کی وصیت کی اور وارثون نے اس سے انکار کیا اور بعض اہل مسجد نے اسکی گواہی دی تو جائز ہو اور اسی طرح اگر مسجد جامع یا مسافرون کے لیے وقف کی گواہی دی اور دونون گواہ بھی مسافرون مین سے ہین تو بھی جائز ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر گانون کے بعضے لوگون پر خراج زیادہ ہونے کی بعض نے گواہی دی تو مقبول نہوگی اور اگر ہر زمین کا خراج مقرر ہو یا گواہون کے ذمہ کچھ خراج نہو تو گواہی مقبول ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہو فتاوے نسفی مین ہو کہ اگر گانون والون نے یا کسی کوچہ غیر نافذہ کے رہنے والون نے کسی قدر زمین کی گواہی دی کہ یہ ہمارے گانون یا ہمارے کوچہ مین ہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر کوچہ نافذ ہو پس اگر اپنی ذات کے واسطے حق ثابت کرنا چاہتا ہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر کہا کہ مین نہین لونگا تو مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہو امام محمد رح نے فرمایا کہ دو شخصون کے پاس ایک شخص کا مال ودیعت ہو اور ایک شخص نے اُسکا دعوی کیا اور دونون نے جنکے پاس ودیعت ہو اُسکی طرف سے

گواہی دی تو جائز ہے۔ اور اگر مدعی نے سوا ان دونون کے دو گواہ پیش کیے پھر ان دونون نے اس بات پر گواہی دی کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ یہ مال ودیعت رکھنے والے کا ہے تو یہ گواہی مقبول نہوگی خواہ عین مال ودیعت تلف ہوگیا ہو یا باقی ہو اور اگر دونون نے پہلے اُس مال ودیعت کو ودیعت رکھنے والے کو واپس کر دیا ہو اور پھر یہ گواہی دی ہو تو گواہی قبول ہوگی منتقی مین ہے کہ جسکے پاس ودیعت ہے اگر اُسنے گواہی دی کہ ودیعت رکھنے والے نے اقرار کیا کہ یہ غلام ہے تو جائز ہے اور یہی حکم عاریت مین ہے۔ اور اگر یہ گواہی دی کہ جسنے اس باندی کو ودیعت رکھا یا عاریت دیا ہے اُسنے اس مدعی کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے تو گواہی جائز نہین ہے اگر غلام دو شخصون کے پاس ودیعت ہے اور دونون نے گواہی دی کہ اسکے مالک نے اسکو مدبر یا مکاتب یا آزاد کر دیا ہے اور غلام بھی اسکا دعوی کرتا ہے تو گواہی جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ دو شخصون کے پاس دو شخصون کی چیز کوئی رہن ہے پھر ایک شخص نے اگر اُس چیز کا دعوی کیا اور دونون مرتہنون نے مدعی کی گواہی دی تو گواہی جائز ہے اور اگر دونون راہنون نے رہن کی چیز اپنے سوا دوسرے کی ملک ہونے کی گواہی دی اور دونون مرتہنون نے انکار کیا تو گواہی ناجائز ہے ولیکن دونون راہن چیز مرہون کی قیمت مدعی کو دینگے۔ اگر کوئی باندی رہن ہو اور وہ دونون مرتہنون کے پاس ہلاک ہو گئی اور اُسکی قیمت قرضہ کے برابر یا کم یا زیادہ ہے پھر دونون نے مدعی کی ملکیت ہونے کی گواہی دی تو رہن کرنے والون پر اُنکی گواہی مقبول نہوگی اور دونون مرتہن بسبب اپنے اقرار کے باندی کی قیمت مدعی کو دینگے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر دونون مرتہنون نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ شی مرہون راہن کی ملک ہے تو مقبول نہوگی خواہ شی مرہون تلف ہو گئی ہو یا باقی ہو ولیکن جبکہ مرہون چیز رہن کرنے والے کو واپس کرکے گواہی دین تو مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہے۔ اگر دو غصب کرنے والون نے شی مغصوب کے مدعی کی ملکیت ہونے کی گواہی دی تو مقبول نہوگی اور اگر غصب کی چیز جس سے غصب کی تھی اُسکو واپس کر کے یہ گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور اگر شی مغصوب غاصبون کے پاس ہلاک ہوگئی پھر دونون نے مدعی کی ملکیت ہونے کی گواہی دی تو مقبول نہوگی خواہ قاضی نے مغصوب منہ کے واسطے غاصب پر قیمت ادا کرنے کی ڈگری کر دی ہو یا نہ کی ہو اور خواہ دونون نے قیمت ادا کر دی ہو یا نہ کی ہو یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر دو قرض لینے والون نے مال قرض مدعی کی ملکیت ہونے کی گواہی دی تو مقبول نہین ہے نہ ادا کرنے سے پہلے نہ اُسکے بعد اور ایسے ہی اگر بعینہ قرضہ ادا کر دیا جب بھی مقبول نہین ہے۔ اور اگر دو قرضدارون نے گواہی دی کہ جو قرض ہم پر ہے وہ مدعی کا ہے تو مقبول نہین ہے اور اگر قرضہ ادا کر دیا پھر گواہی دی تو بھی یہی حکم ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ ایک غلام جسکو تجارت کی اجازت ہو گئی تھی اور اُسپر قرضہ تھا اُسکی نسبت دو گواہون نے جنکا اُسپر قرض ہے یہ گواہی دی کہ اسکے مالک نے اسکو آزاد کر دیا ہے اور مالک انکار کرتا ہے پس یا دونون گواہ اسکو اختیار کرینگے کہ مالک سے اُسکی قیمت کی ضمان لین یا یہ اختیار کرینگے کہ غلام کوشش کر کے کمائی سے قیمت ادا کرے پس اگر اُنسے ضمانت لینا اختیار کیا تو گواہی باطل ہوگئی اور اگر غلام کی قیمت سے مالک کا پیچھا چھوڑا اور غلام سے قرضہ وصول کرنا چاہا تو دونون کی گواہی مقبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ قرضخواہ کی گواہی قرضدار کی طرف سے اُس جنس مین جائز ہے جس جنس کا قرضہ ہے قال جب جنس قرض مین جائز ہے تو خلاف جنس مین بدرجہ اولے جائز ہے۔ اگر قرضدار کے مرنے کے بعد اُسکی طرف سے مال کی گواہی دی تو جائز نہین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ دو شخص اگر تقسیم کرنے کے واسطے مقرر ہوے تو اُنکو اپنی تقسیم کرنے کی گواہی دینی جائز ہے یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور یہی امام ابو یوسف رح کا دوسرا قول ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ بانٹنے والے اگر قاضی کی طرف سے مقرر ہون یا دوسرے ہون دونون برابر ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہے بانٹنے والون نے اگر زمین کی جریب کی اور تقویم کی پھر اسکو قاضی کے روبرو پیش کیا پھر وارث لوگ حاضر ہوے اور تحریر اور تقسیم کا اقرار

کیا اور قاضی نے انھین قرعہ ڈالا پھر دونون تقسیم کرنے والون نے تقسیم کی گواہی دی تو اُنکی گواہی بلا خلاف مقبول ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر ایک شخص مر گیا اور اُسنے دو شخصون پر اپنا مال چھوڑا اور ایک بھائی چھوڑا پھر دو شخصون نے ایک لڑکے کے واسطے جو میت کے بیٹے ہونے کا دعوی کرتا ہی گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہی ہم اِسکے سوا میت کا وارث نہین جانتے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین دونون گواہون کی گواہی جائز رکھونگا یہ محیط مین لکھا ہی - ایک شخص مرا اور اُسکے دو شخصون پر ہزار درہم قرض ہین پھر دونون قرضدارون نے گواہی دی کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہی ہم اِسکے سوا کوئی وارث نہین جانتے ہین اور دوسرے دو شخصون نے ایک دوسرے شخص کی یہ گواہی دی کہ یہ میت کا بھائی ہی اور وارث ہی اِسکے سوا کوئی وارث ہم نہین جانتے ہین تو قرضدارون کی گواہی پر ڈگری کیجائیگی اور اگر بھائی کے گواہون پر قاضی پہلے فیصلہ کر چکا ہی پھر قرضدارون نے ایک شخص کے بیٹے ہونے کی گواہی دی تو قرضدارون کی گواہی مقبول نہوگی اور اسی طرح اگر قرضدارون نے قاضی کے حکم سے یا بلا حکم بھائی کو قرضہ ادا کر دیا پھر ایک شخص کے بیٹے ہونے کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور اسی طرح اگر قرضدارون نے بھائی کے ساتھ قرضہ کی بیع صرف کر لی یا بھائی نے وہ مال عوض لیکر ہبہ کیا یا دونون نے اُس بھائی سے کوئی باندی میت کے ترکہ مین سے خریدی تھی یا بھائی نے عوض لیکر اُنپر صدقہ کر دیا پھر دونون نے کسی کے بیٹے ہونے کی گواہی دی تب بھی مقبول نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر بجاے قرضہ کے ان دونون کے پاس غلام تھا کہ اُسکو میت سے غصب کر لیا تھا اور بھائی کو دینے سے پہلے گواہی دی کہ یہ اس بیٹے کا ہی تو مقبول نہوگی اور اگر بھائی کو دیکر پھر یہ گواہی دی تو مقبول ہوگی اور اگر یہ غلام میت کی طرف سے دونون کے پاس ودیعت تھا اور بیٹے کے واسطے گواہی دی تو جائز ہی خواہ غلام اُنھون نے بھائی کو دیدیا ہو یا نہ دیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر ایک شخص مر گیا اور اُسنے ایک حقیقی بھائی ماں باپ دونون کی طرف سے چھوڑا اور اُسکا ایک شخص پر قرض ہی پھر بھائی نے قرضدار کو قرضہ سے بری کیا یا کوئی مال معین ترکہ مین سے اُسکو ہبہ کر دیا پھر اس قرضدار نے دوسرے شخص کے ساتھ ملکر ایک شخص کی طرف سے گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہی تو مقبول ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی - نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ کسی قدر مہر معلوم پر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس نکاح کرنے والے نے دوسرے شخص کے ساتھ گواہی دی کہ یہ عورت مثلاً اس شخص زید کی باندی ہی اور زید اُسکا دعوے بھی کرتا ہی تو قاضی شوہر کی گواہی قبول نہ کریگا خواہ مدعی یہ کہتا ہو کہ مین نے باندی کو نکاح کر لینے کی اجازت دی تھی یا نہ کہتا ہو خواہ شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ مہر اُسکو دیدیا ہو یا نہ دیا ہو اور اگر مدعی نے کہا کہ مین نے باندی کو نکاح کی اجازت دیدی تھی اور مہر لینے کے واسطے حکم دیدیا تھا پس اگر شوہر نے اُسکو مہر نہین دیا ہی تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر دیدیا ہو تو مقبول ہوگی - اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ مہر مثل پر یا اس سے زیادہ پر نکاح ہوا ہو اور اگر کم پر اور اسقدر کم پر نکاح ہوا کہ جتنا خسارہ لوگ نہین اُٹھاتے ہین تو باندی نے مالک کی مخالفت کی پس نکاح صحیح نہوا تو چاہیے کہ گواہی مقبول نہو پھر واضح ہو کہ یہ جو مذکور ہوا احتمال ہی کہ امام محمد رح وابو یوسف رح کا قول ہووے نہ امام اعظم رح کا کیونکہ امام اعظم رح کے نزدیک وکیل بالنکاح کو اختیار ہوتا ہی کہ جس مہر پر چاہے نکاح کر دے اور صاحبین کے نزدیک مہر مثل کی قید ہوتی ہی اور اگر یہ قول سب کا ہووے تو امام اعظم رح کے نزدیک غیر کو وکیل کرنے اور اپنی باندی وغلام کو وکیل کرنے مین فرق بیان کرنے کی ضرورت ہی اور فرق یہ ہی کہ وکیل نے اگر کھلا ہوا خسارہ اُٹھایا تو موکل کی طرف سے اُسوقت جائز ہوگا کہ جب وکیل پر تہمت آتی ہو اور وکیل بالنکاح مین تہمت نہین آتی ہی کیونکہ اُسکو کچھ نفع نہین ہی اور غلام وباندی مین تہمت ہی کہ شاید انھون نے اپنے

کسی نفع کی غرض سے یہ کام کیا ہووے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو- ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دوسرے کے ساتھ گواہی دی کہ اس عورت نے اقرار کیا ہو کہ مین فلان مدعی کی باندی ہون تو قبول نہوگی مگر اُسوقت مقبول ہوگی کہ جب اُسکو اُسکا مہر ادا کر دیا ہو اور مدعی کہتا ہو کہ مین نے اسکو نکاح کر لینے اور مہر لینے کی اجازت دیدی تھی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو- دو شخصون نے اپنی بہن کے مہر کی گواہی دی اور کہا کہ ہم دونون نے ہزار درم پر اسکا نکاح کر دیا ہو اور شوہر نکاح سے انکار کرتا ہو یا کہتا ہو کہ مہر پانچسو درم تھے تو دونون کی گواہی مقبول نہوگی اور اگر زوج نے مہر اور نکاح کا اقرار کیا اور معافی یا ادا کر دینے کا دعوی کیا اور دونون نے زوج کی طرف سے گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہو- ایک شخص نے اپنے دو بیٹون کے سامنے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور دونون نے شوہر کے انکار نکاح اور باپ کے دعوی کے وقت گواہی دی تو رد کر دیجائیگی اور امام محمد رح کے نزدیک اگر لڑکی بالغ ہو تو قبول ہوگی یہ کافی مین لکھا ہو- ایک مرد اور دو عورتون نے دو عورتون کی طرف سے اُنکے شوہر پر گواہی دی کہ اس شخص نے اپنی عورتون کے واسطے کہا تھا کہ تم سب کو طلاق ہو تو گواہی نہ ان دونون عورتون کے حق مین جائز ہوگی اور نہ دوسری عورتون کے واسطے جائز ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو- امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ دو شخصون نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے ہماری مان کو طلاق دی پس اگر انکا باپ طلاق کا مدعی ہو تو گواہی کی حاجت نہین ہو اور اگر منکر ہو پس اگر مان مدعی ہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر وہ بھی منکر ہو تو مقبول ہوگی اور فتاوی مولانا شمس الدین مین ہو کہ اگر مان مدعی ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور یہی اصح ہو اور مولانا علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک جو جامع مین مذکور ہو وہی اصح ہو یہ محیط مین لکھا ہو- اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی پھر دوبارہ اُس سے نکاح کیا پھر اُسکے دو بیٹون نے گواہی دی کہ اُسنے اس عورت کو پہلی مرتبہ تین طلاق دی تھی اور حلالہ کرانے سے پہلے اس سے نکاح کر لیا پس اگر دونون کا باپ اسکا مدعی ہو اور عورت تصدیق کرتی ہو تو دونون کے اقرار سے جدائی کرا دی جاویگی اور تمام مہر ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت نے تکذیب کی تو گواہی قبول نہوگی اور اگر دونون کا باپ انکار کرتا ہو تو دونون کی گواہی قبول ہوگی خواہ عورت اقرار کرتی ہو یا انکار کرتی ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو- اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ ہمارے باپ کی جورو اسلام سے مرتد ہو گئی اور عورت اس سے انکار کرتی ہو پس اگر دونون کی مان زندہ ہو اور اُنکے باپ کے نکاح مین ہو تو گواہی مقبول نہوگی خواہ باپ اُسکے مرتد ہونیکا مدعی ہو یا منکر ہو اور اگر دونون کی مان مر گئی ہو اور باپ اُسکا دعوی کرتا ہو تو بھی مقبول نہوگی اور اگر باپ منکر ہو تو قبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہو- اگر دو شخصون نے یہ گواہی دی کہ ہمارے باپ نے ہماری مان سے اسپر خلع کیا کہ تمام مہر باپ کو ملے پس اگر باپ کا یہی دعوی ہو تو گواہی غیر مقبول ہو اور اگر باپ منکر ہو اور مان اسکا دعوی کرتی ہو تو بھی گواہی نا مقبول ہو اور اگر مان بھی انکار کرتی ہو تو گواہی مقبول ہوگی- اور اگر دونون نے یہ گواہی دی کہ ہمارے باپ نے اپنی جورو سے خلع کیا ہو اور دونون کی مان مر چکی ہو پس اگر باپ اُسکا مدعی ہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو- نوادر بن سماعہ رح مین امام اعظم سے بروایت امام ابو یوسف رح کے مذکور ہو کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو ان دو شخصون کے گھر مین داخل ہوا یا ان دونون کا تو نے کپڑا چھوا تو تو آزاد ہو اور غلام نے ایسا ہی کیا اور دونون نے آکر اُسکی گواہی دی تو جائز ہو بخلاف اسکے کہ اگر اُن دونون سے کہا کہ اگر تم دونون نے میرے غلام سے کلام کیا یا اُسکا کپڑا چھوا تو وہ آزاد ہو پھر دونون نے آکر گواہی دی کہ ہم نے ایسا ہی کیا تو گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہو- اگر دو شخصون نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے

کہا تھا کہ تجھکو طلاق ہو اگر تونے فلان و فلان سے کلام کیا اور دونون نے گواہی دی کہ ہم دونون سے اُسنے کلام کیا ہو تو دونون کی گواہی باطل ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ زید نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تجھسے فلان شخص نے کلام کیا تو تو آزاد ہو پھر فلان نے دعوی کیا کہ مین نے غلام سے کلام کیا ہو اور اسکے دو بیٹون نے گواہی دی تو گواہی مقبول نہوگی اور یہ امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ دو شخصون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے کہا تھا کہ اگر مین تم دونون کے باپ کے ساتھ کلام کرون تو میرا غلام ہو اور اسنے ہمارے باپ سے کلام کیا ہو۔ پس اگر دونون کا باپ خواہ غائب ہو یا حاضر اس امر کا اقرار کرتا ہو تو دونون کی گواہی باطل ہو اور اگر باپ منکر ہو تو گواہی جائز ہو اور اسی طرح اگر مارنے کی شرط لگائی تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ دو شخصون سے کہا کہ اگر تم دونون اس گھر مین داخل ہو تو میرا غلام آزاد ہو پھر دونون مر گئے اور دونون کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ ہمارے باپ اس گھر مین داخل ہوے تھے تو امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک گواہی نامقبول ہو اور اگر دونون کے باپ زندہ ہون اور داخل ہونے سے انکار کرتے ہون تو بلا خلاف لڑکون کی گواہی مقبول ہوگی۔ اور یہی حکم سب چیزون کی بابت گواہی دینے مین ہو کہ جس مین بیٹون کی گواہی سے کوئی فعل نکاح و طلاق و بیع وغیرہ کا ثابت ہو پس اگر باپ زندہ ہو اور مدعی ہو یا مر گیا ہو تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک گواہی غیر مقبول ہو اور اگر زندہ اور منکر ہو تو بلا خلاف مقبول ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ عیون مین لکھا ہو کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی اسطرح کہ اگر مین ان دونون شخصون کو مارون تو میری عورت پر تین طلاق ہین پھر اُسنے مارا تو گواہون کو جائز ہو کہ اُسکی عورت پر تین طلاق کی گواہی دین اور کیفیت سے خبر نہ کرین اور اگر انھون نے کیفیت سے خبر دی تو گواہی مقبول نہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ کسی نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہو۔ اگر مین تم دونون کو مارون پھر اُن دونون کے سوا دو شخصون نے گواہی دی کہ اسنے دونون کو مارا ہو تو گواہی ناجائز ہو اور اسی طرح اگر مشہود علیہ نے مارنے کا اقرار کیا اور قسم کھانے سے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ کسی نے کہا کہ اگر میرے اس گھر مین کوئی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہو پھر تین یا چار آدمیون نے گواہی دی کہ ہم داخل ہوئے ہین تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر انھون نے گواہی مین بیان کیا کہ ہم داخل ہوئے اور ہمارے ساتھ وہ بھی تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر دو ہون تو مطلقاً مقبول نہوگی۔ دو شخصون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے کہا تھا کہ اگر مین تم دونون کا بدن چھوؤن تو میری عورت کو طلاق ہو یا میرا غلام آزاد ہو اور اُسنے ہم دونون کو چھوا ہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر یہ گواہی دی کہ اسنے کہا تھا کہ اگر مین تم دونون کا کپڑا چھوؤن تو ایسا ہو اور اسنے چھوا ہو تو مقبول ہوگی۔ اور فتاوے مین لکھا ہو کہ ان مسائل مین اگر گواہ گواہی دینا چاہین تو بدون بیان سبب کے طلاق و عتاق کی گواہی دین یہ وجیز کردری مین لکھا ہو۔ اسی طرح اگر ایک شخص کی ایک میت کی وصیت نامہ پر گواہی ہو اور تحریر مین اسکے لیے بھی وصیت ہو تو ابو بکر بلخی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یون بیان کرنا چاہیے کہ مین اس تمام تحریر پر سواے اس فقرہ کے یعنی جسمین اسکے لیے وصیت ہو ہاتھ رکھکر کہ اسکے سواے گواہی دیتا ہون۔ اور امام ابو القاسم سے روایت ہو کہ اگر ایک عورت نے شوہر کے وارثون پر مہر کا دعوی کیا اور وارثون نے نکاح سے انکار کیا اور گواہ خود متولی نکاح ہو تو فرمایا کہ نکاح کی گواہی دے اور اپنے متولی ہونے کی گواہی نہ دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے دو شخصون سے کہا کہ اگر تم دونون رمضان کا چاند دیکھو تو میرا غلام آزاد ہو پھر دونون نے چاند دیکھنے کی گواہی دی تو امام ابو یوسف رح نے

فرمایا کہ مین انکی گواہی آزادی کے باب مین قبول نہ کرونگا اور روزہ رکھنے کے واسطے قبول کرونگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے کسی نے کہا کہ اگر مجھے فلان وفلان نے اس گھر مین گھستے دیکھا تو میرا یہ غلام آزاد ہے پھر انھون نے گواہی دی کہ ہم نے اسکو گھستے دیکھا تو مقبول نہوگی جب تک ان دونون کے سواے دو شخص گواہی نہ دین تین شخصون نے ایک شخص کو عمدًا قتل کر ڈالا پھر کہا کہ ہمکو اسنے معاف کر دیا ہے تو جائز نہین ہے اور اگر انہین سے دو شخصون نے گواہی دی کہ ہم اور اس تیسرے کو اسنے عفو کر دیا ہے تو اس تیسرے کی بابت قبول ہوگی اور یہی قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے حسن بن زیاد رحمہ نے روایت کی کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر مین کبھی قرض لون تو میرے مملوک سب آزاد ہین پھر دو شخصون نے گواہی دی کہ ہم نے اسکو قرض دیا ہے تو گواہی قبول نہوگی اور اگر یہ گواہی دی کہ اسنے مانگا تھا اور ہم نے قرض نہ دیا تو قبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر مین فلان شخص سے درم قرض لون تو میرا غلام آزاد ہے پھر فلان شخص نے اسپر قرض کا دعوی کیا اور اسپر غلام کے باپ اور دوسرے شخص کی گواہی گذری تو نوازل مین لکھا ہے کہ مدعی کے واسطے مال کی ڈگری کیجائیگی اور آزادی کا حکم نہ دیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ قسم کھائی کہ اگر ان دونون کو قرض دون تو میرا غلام آزاد ہے پھر دونون نے گواہی دی کہ ہم کو اسنے قرض دیا تو گواہی جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے یہ قسم کھائی کہ مین ان دونون کا گھر نہ گراؤنگا یا انکا ہاتھ نہ کاٹونگا پھر دونون نے گواہی دی کہ اسنے ہمارے ساتھ ایسا کیا ہے تو گواہی جائز نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ اسنے اپنا یہ غلام آزاد کر دیا ہے اور اسنے ہمارے ایک کی آنکھ پھوڑ دی ہے اور مالک اسکے آزاد کرنے سے انکار کرتا ہے تو گواہی نامقبول اور جسکی آنکھ پھوڑی ہے اسکا کچھ حق نہین ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک گھر پر جو دوسرے کے قبضہ مین ہے دعوی کیا اور دو آدمیون نے اسکی طرف سے گواہی دی اور یہ بھی کہا کہ مدعی نے ہمکو اسکی عمارت کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تھا تو گواہی جائز ہے اور اگر کہا کہ مدعی نے ہمکو اسکے ڈھا دینے کے واسطے مزدور کیا تھا تو ملکیت کی گواہی نامقبول اور دونون گواہ مدعا علیہ کو عمارت کی قیمت کی ضمانت دین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ ایک شخص کے ہاتھ مین ایک بکری تھی کہ اسطرف سے ایک شخص گذرا اور بکری والے نے اس سے کہا کہ اسکو ذبح کر دے اسنے ذبح کر دی پھر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ یہ میری بکری ہے اس قابض نے غصب کر لی ہے اور اسپر دو گواہ قائم کیے کہ ایک وہی ذبح کرنے والا تھا تو مقبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر گواہ بڑھاپے کی وجہ سے چلکر حاضر نہو سکتا ہو اور اسکے پاس نہ سواری ہو نہ سواری کا کرایہ ہو اور مشہود لہ نے اسکو گواہی ادا کرنے کے واسطے سواری بھیجکر بلایا تو گواہی باطل نہوگی۔ اور اگر چل سکتا ہو یا سواری موجود ہو پھر مدعی نے سواری بھیجکر بلایا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ گواہی مقبول نہوگی اور اگر مشہود لہ کا کھانا کھایا تو گواہی رد نہوگی اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اگر مدعی نے گواہون کے واسطے کھانا تیار نہ کرایا بلکہ موجود تھا جب وہ لوگ آئے تو اسنے پیش کر دیا اور انھون نے کھا لیا تو گواہی رد نہوگی اور اور اگر انکے واسطے تیار کرایا تو مقبول نہوگی۔ یہ حکم اسوقت ہے کہ گواہی ادا کرنے کے واسطے ایسا کیا ہو اور اگر گواہی کرانے کے واسطے لوگون کو جمع کیا اور انکے واسطے کھانا تیار کرایا یا سواری بھیجکر انکو شہر سے نکالا اور وہ سوار ہوے یا کھانا کھایا تو اسمین اختلاف ہے امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا ہے کہ سواری کے باب مین پھر انکی گواہی مقبول نہوگی اور کھانے کی صورت مین مقبول ہوگی اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ دونون صورتون مین مقبول نہوگی اور فتوے امام ابو یوسف کے قول پر ہے کیونکہ لوگون مین ایسی عادت جاری ہے خصوصًا نکاح مین شربت وچھوارے وغیرہ مہیا کرنے مین اور کھلاتے ہین

ہین اگر ایسا ہوتا کہ گواہی مین خرابی آتی تو نکاح وغیرہ مین ایسا نہ کہتے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - اگر ایک شخص دعوی اور مقدمہ لڑانے کو خوب نہین جانتا ہو اور قاضی نے دو شخصون سے کہا کہ اسکو دعوی اور خصومت سکھلادو پھر انھین دونون نے اسکے دعوی پر گواہی دی تو جائز ہو بشرطیکہ دونون عادل ہون اور قاضی کو اس طرح تعلیم کرانے مین کچھ ڈر نہین ہو خصوصاً امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - خلاصہ مین صاف لکھا ہو کہ لشکریون کی گواہی امیر کے واسطے مقبول نہین ہو بشرطیکہ وہ معدود ہون اور اگر غیر معدود ہون تو مقبول ہو اور صیرفی مین صاف لکھا ہو کہ سو لشکری یا اس سے کم معدود کہلاتے ہین اور اگر اس سے زیادہ ہون تو غیر معدود ہین یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی - امام محمد رح نے زیادات مین لکھا ہو کہ اگر کوئی سریہ قیدیون کو پکڑ کر دار الاسلام مین واپس آیا اور قیدیون نے کہا کہ ہم اہل اسلام مین سے ہین یا ذمی ہین کہ یہان لوگون نے دار الاسلام مین پکڑ لیا ہو اور اہل سریہ کہتے ہین کہ ہم نے انکو دار الحرب مین سے گرفتار کیا ہو تو قیدیون کا قول معتبر ہو پس اگر سریہ کے سپاہیون نے گواہ قائم کیے اور گواہ تاجر لوگ ہین تو معتبر ہو اور اگر سریہ کے لوگون سے ہین تو معتبر نہین ہو اور اگر یہی مسئلہ سریہ مین نہین بلکہ لشکر مین واقع ہوا اور بعض لشکر نے گواہی دی تو جائز ہو کیونکہ سریہ کے لوگ معدود ہوتے ہین پس بعض کا گواہی دینا گویا اپنے واسطے گواہی دینا ہو بخلاف لشکر کے کہ وہ ایک جماعت عظیم ہو کہ جسمین یہ اعتبار گواہی کے باب مین نہین ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہو

پانچوان باب محدود چیز کی گواہی کے بیان مین - محدود چیز کی گواہی مین حدود کا ذکر کرنا ضرور ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور اگر عقار سامنے موجود ہو تو حدود کے بیان کی حاجت نہین ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اگر گواہون نے تین حدود بیان کر دین تو گواہی قبول ہو یہ محیط مین ہو - اگر عقار سامنے نہو اور گواہون نے تین حدون کی گواہی دی اور کہا کہ چوتھی ہم نہین جانتے ہین تو استحساناً گواہی جائز ہو اور مدعی کی ڈگری کیجاویگی اور تیسری حد پہلی حد کے محاذی گردانی جاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - اگر ایک زمین ثلث کا دعوی کیا اور دعوی مین صرف دو حدین ذکر کین اور گواہون نے صرف دو حدین ذکر کین تو دعوی اور گواہی دونون جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہو - اور اگر دعوی مین چارون حدین ذکر کین ولیکن ایک حد مجہول ہو تو مضر نہین ہو یہ امر اور اسکا ترک کر دینا دونون برابر ہین اور اگر گواہ نے ایک حد مین غلطی کی تو مقبول نہین ہو ایسا ہی صدر الشہید مین مطلقاً ذکر کیا ہو اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ بعضون کے نزدیک مقبول اور بعضون کے نزدیک مقبول نہو گی اور فتوی صدر الشہید کے قول کے موافق عدم قبول پر ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور گواہ کی غلطی کا ثبوت اسطرح ہوتا ہو کہ مین نے غلطی کی یا اسکا اقرار کرے - لیکن اگر مدعا علیہ نے دعوی کیا کہ گواہ نے جملہ حدود یا بعض مین غلطی کی تو دعوی مسموع نہو گا اور اگر اسپر گواہ قائم کیے تو گواہی کی سماعت نہو گی ایسا ہی شیخ سرخسی و اوزجندی سے منقول ہو اسی طرح اگر مدعا علیہ دعوی کرے کہ مدعی نے اقرار کیا کہ گواہ نے غلطی کی تو سماعت نہو گی اور شمس الائمہ سرخسی سے منقول ہو کہ اگر گواہ نے غلطی کی پھر اسی مجلس یا دوسری مجلس مین اسکا تدارک کیا اور ٹھیک بیان کیا تو مقبول ہو گی بشرطیکہ توفیق ممکن ہو اور توفیق کی یہ صورت ہو کہ فلان شخص مثلاً چوتھی حد کا مالک تھا مگر اسنے اپنا گھر فلان کے ہاتھ فروخت کیا اور ہمکو یہ معلوم نہ تھا یا یون صورت ہو کہ فلان شخص اسکا مالک تھا مگر یہ نام اسکا پیچھے رکھا گیا اور ہمکو معلوم نہوا علے ہذا القیاس یہ محیط مین لکھا ہو گواہون نے کسی شی محدود کی بابت کسی شخص پر گواہی دی اور حدود بیان کر دین اور کہا کہ ہم حقیقۃً انکو پہچانتے ہین اور وہ شی محدود کسی گانون مین ہو پھر قاضی نے مدعا علیہ سے درخواست کی کہ گواہون کو اس گانون مین جانے کا حکم دے تاکہ اسکے حدود معائنہ کر کے بیان کرین تو قاضی گواہون کے ذمہ یہ لازم نہ کریگا اور یہی صحیح ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - اگر گواہون نے کسی کی طرف سے ایک گھر کی گواہی دی اور کہا کہ ہم گھر کو اور اسکے حدود کو پہچانتے

جبکہ ہم اُسکے پاس جاوین واقف کردین لیکن ہم اُسکے حدود کے نام نہین جانتے ہین تو قاضی اسکو قبول کریگا بشرطیکہ گواہون کی تعدیل ہوگئی ہو اور گواہون کو مع مدعی ومدعا علیہ کے اور اپنے دو امینون کے بھیجیگا تاکہ امینون کے سامنے گواہ اُسکے حدود پر واقف ہون پھر جب واقف ہوے اور کہا کہ یہ اُس گھر کی حدین ہین جسکی ہم نے گواہی دی ہو کہ یہ اس مدعی کا ہو تو قاضی کے پاس لوٹ آوینگے اور دونون امین گواہی دینگے کہ انھون نے گھر اور اُسکے حدود پر واقف کیا تو قاضی دونون کی گواہی پر اُس گھر کی ڈگری مدعی کے واسطے کردیگا اور یہی حکم گانون اور دکانون اور زمین کے باب مین ہو یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو اور یہی اظہر ہو یہ محیط مین لکھا ہو- اگر دو گواہون نے بیان کیا کہ جو گھر فلان شہر کے فلان محلہ مین فلان بن فلان عثمانی کے گھر سے ملحق ہو اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ہو وہ اس مدعی کا ہو ولیکن ہم اُسکے حدود نہین پہچانتے ہین پس مدعی نے قاضی سے کہا کہ مین دو دوسرے گواہ لاتا ہون کہ جو اُسکے حدود کو پہچانتے ہین اور دو گواہ لایا کہ جنھون نے گواہی دی کہ اُسکے حدود یہ ہین تو اس مسئلہ کے حکم مین اختلاف ہو بعضے نسخون مین لکھا ہو کہ قاضی اسکو قبول کرکے مدعی کی ڈگری کردیگا اور بعض مین ذکر کیا کہ قبول نہ کریگا اور نہ مدعی کی ڈگری کریگا اور یہی اختلاف گانون اور زمین اور دکانون اور تمام عقارات مین ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہو- اور ظہیر الدین مرغینانی نے اس مسئلہ کو ذکر کرکے فرمایا کہ اس مسئلہ مین روایات مختلف ہین اور اظہر یہ ہو کہ قبول ہوگی کیونکہ اکثر گواہی کو برداشت کرنا اسی صورت سے ہوا کرتا ہو کیونکہ شہر کے اندر بائع جب کسی زمین یا باغ کی بیع پر جو سواد شہر مین واقع ہو گواہی کراتا ہو تو بیشتر گواہ اُسکے حدود پر حقیقۃً واقف نہین ہوتے اور نہ پہچانتے ہین ولیکن حدود کا ذکر سنتے ہین پس انھین حدود کی گواہی دیتے ہین اگرچہ درحقیقت اُنکو نہین پہچانتے ہین کذا فی الفصول العمادیہ اور یہی اصح ہو کذا فی القنیہ اور یہی صحیح ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو- اگر مدعی ایسے دو گواہون کو نہ لایا کہ جو اُس گھر کے حدود کی گواہی ادا کرین اور قاضی سے درخواست کی کہ میرے ساتھ اپنے دو امین بھیجدے کہ گواہ اُسکے حدود اور پڑوسیون کے نام سے واقف ہون تو قاضی اس درخواست کو منظور کریگا پھر جب قاضی نے دونون امینون کو بھیجدیا اور انھون نے گھر کی حدین اور اُسکے پڑوسیون کے نام پہچان لیے پس اگر امینون کے بیان مین اور اُن حدون مین جو گواہون نے بیان کی ہین مطابقت ہو تو قاضی اس گھر کی ڈگری اس گواہی پر مدعی کے واسطے کردیگا یہ محیط مین لکھا ہو- یہ سب اُسوقت ہو کہ یہ گھر مشہور نہو اور اگر کسی کے نام سے مشہور ہو جیسے عمرو بن حریث کا مکان کوفہ مین اور زبیر بن العوام کا گھر بصرہ مین مشہور ہو اور گواہون نے ایسے گھر کی بابت کسی کی طرف سے گواہی دی اور حدود کا ذکر نہ کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک قبول نہوگی اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہوگی اور زمین بھی اگر مشہور ہو تو اُسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو اگر گواہون نے بیان کیا کہ فلان شہر کے فلان محلہ مین فلان مسجد کے ملاصق جو مکان ہو وہ اس مدعی کی ملکیت ہو ولیکن ہم پڑوسیون کے نام نہین جانتے ہین پھر مدعی نے کہا کہ مین دو گواہ لاتا ہون جو حدون کی گواہی ادا کرین تو قاضی اسپر التفات نہ کریگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو- گواہون نے اگر حدود کو نہ پہچانا اور ثقہ لوگون سے دریافت کرکے حاکم کے نزدیک تفصیل کے ساتھ بیان کیا تو قبول ہوگی- گواہون نے مدعا علیہ کے اقرار کرنے کی گواہی دی اور گھر کی حدین اپنی طرف سے بیان کردین اور یہ نہ بیان کیا کہ مدعا علیہ نے حدود کا بھی اقرار کیا ہو تو بھی مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہو- اگر گواہ نے بیان کیا کہ ایک حد اُسکی میان دیہی زمین سے ملاصق ہو تو اس سے شناخت نہ حاصل ہوگی کذا فی الخلاصہ کیونکہ میان دیہی مجہول ہو جن زمینون کے مالک غائب ہوجاتے ہین یا مرجاتے ہین اور کوئی وارث نہین ہوتا ہو اُنکو میان دیہی بولتے ہین اسی طرح جس زمین کو اُسکا مالک گانون والون

ف ۱ [illegible] بیان کردیا کہ [illegible] لوگون سے [illegible] حدود معلوم [illegible] گواہی دی ہو ۱۲

ف ۲ یعنی مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ محدود اس مدعی کا ہی ۱۲

کے پاس خراج کے عوض چھوڑتا ہے وہ بھی بیان دیہی کہلاتی ہے اسی طرح جو اراضی چوپایون کے چرانے کے واسطے چھوٹی ہو اور تقسیم مین نہ آئی ہو سیان دیہی کہی جاتی ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور مختار یہ ہے کہ قابض کا نام و نسب ذکر کر دینا کافی ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر گواہ نے کہا کہ ایک حد اس زمین کی فلان شخص کے وارث کی زمین سے ملاصق ہے حالانکہ ہنوز ترکہ مین تقسیم واقع نہین ہوئی ہے تو بعضون نے کہا کہ قبول ہوگی اور اصح یہ ہے کہ قبول نہوگی اور اگر بیان کیا کہ زمین وقف سے ملاصق ہے تو وقف کا مصرف بیان کرنا ضرور ہے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے۔ اور اگر بیان کیا کہ فلان حد اُسکی زمین مملکت سے لی ہوئی ہے پس اگر امیر مملکت دو شخص ہون تو جسکی مملکت ہے اُسکا نام و نسب بیان کرنا چاہیے یہ خلاصہ مین لکھا ہے دو شخصون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے فلان شخص کے باغ کی دیوار توڑ ڈالی ہے پس اگر دیوار کی حدین اور طول و عرض بیان کیا تو گواہی جائز ہوگی اگرچہ قیمت کا ذکر نہ کیا ہو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ مٹی کی تھی یا لکڑی کی و اُسکی جگہ بیان کرنا بھی ضرور ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اگر ایک شخص کے احاطہ مین دوسرے کا دروازہ ہے اُسنے چاہا کہ اس دروازہ سے اپنے احاطہ مین جاوے اور دوسرے مالک نے منع کیا۔ تو دروازہ کا مالک اس بات کا مدعی قرار دیا جائیگا کہ دوسرے کے احاطہ مین دروازہ سے راستہ کا دعوی کرتا ہے پس چاہیے کہ دلیل سے یعنی گواہی سے ثابت کرے اور احاطہ کا مالک منکر ہے پس قسم سے اسی کا قول معتبر ہوگا اور دروازہ کشادہ ہونے سے اُسکو کچھ استحقاق حاصل نہوگا۔ پس اگر مدعی نے یہ گواہ پیش کیے کہ میتن اپنے احاطہ مین اس دروازہ سے جایا کرتا تھا تو اس گواہی سے کچھ استحقاق حاصل نہوگا مگر جبکہ گواہی مین یہ بیان ہو کہ مدعی کے واسطے ادھر سے پورا راستہ حاصل ہے تو یہ ثبوت بمنزلہ مدعا علیہ کے اقرار کے ہوگا اور اگر یہ بیان کیا کہ اس مدعی کے واسطے اس دروازہ سے احاطہ تک کامل راستہ ہے تو گواہی قبول ہوگی اگرچہ راستہ کی حدین اور طول و عرض نہ بیان کیا ہو۔ اور ہمارے اصحاب مین سے بعضون نے بیان کیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر گواہون نے مدعا علیہ کے اقرار پر گواہی دی اور حدود و طول و عرض مجہول رہے تو اقرار صحیح ہے ولیکن اگر قطعی طور پر گواہی دی تو گواہی مقبول نہوگی اور اصح یہ ہے کہ مقبول ہوگی اور راستہ کا چوڑان بقدر چوڑائی دروازہ کے اور طول احاطہ تک مقرر کیا جاویگا کذا فی المبسوط۔ اور اسی طرح اگر ایک کوچہ کی دیوار مین اُسکے احاطہ کا دروازہ ہو اور اہل کوچہ ممانعت کرتے ہون تو بھی یہی صورت ہے اور اگر ایک شخص کا پرنالہ دوسرے کے احاطہ مین گرتا ہو تو بھی یہی صورت ہے اسی طرح اگر کسی دوسرے کی زمین مین نہر ہو اور دونون نے اختلاف کیا تو بھی یہی صورت ہے ولیکن اگر اختلاف کے وقت اسمین پانی جاری ہو تو پانی والے کا قول معتبر ہوگا اور ایسے ہی اگر اُسوقت جاری نہو ولیکن معلوم ہوتا ہو کہ اس سے پہلے اس شخص کی زمین کی طرف اسمین سے پانی بہکر جاتا تھا تو بھی پانی والے کا قول معتبر ہوگا اور اسی طرح اگر پرنالہ مین اختلاف کے وقت پانی جاری ہو تو اختلاف کے وقت اُسی کا قول معتبر ہوگا جسکا پانی جاری ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اگر گواہون نے گواہی دی کہ اس مدعی کے لیے پرنالہ سے پانی احاطہ مین بہنے کا راستہ ہے تو گواہی قبول ہے پس اگر کہا کہ مینھ کے پانی کا راستہ ہے تو مینھ کے پانی کا ہوگا۔ اور اگر کہا شست و شو کے پانی کا راستہ ہے تو اُسکا ہوگا اور اگر کچھ نہ بیان کیا اور مطلق چھوڑ دیا تو قسم لیکر گھر کے مالک کا قول معتبر ہوگا یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ اور فقیہ ابو اللیث نے متاخرین سے نقل کیا ہے کہ انھون نے استحساناً یہ حکم دیا کہ اگر پرنالہ والے کی چھت اسطرف ڈھال ہو اور قدیمی ایسی ہی بنی ہوئی ہے تو اُسکے واسطے پانی بہنے کا حق ثابت ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اگر دعوی یا گواہی مین یون ذکر کیا کہ اس دعوے کی زمین کی

ایک حد فلان شخص کی زمین سے ملاصق ہو حالانکہ اس شخص کی گانون مین جابجا متفرق زمین ہو تو دعوی اور گواہی صحیح ہو اگرچہ اسمین ایک طرح کی جہالت ہو ولیکن ضرورت کی وجہ سے برداشت کی گئی یہ محیط مین ہو۔ اگر کسی زمین کی ملکیت کی گواہی دی اور اُسکے حدود بیان کر دیے اور کہا کہ اسمین پانچ من بیج مثلاً پڑتے ہین اور مدعی اسکا دعوی کرتا ہو مگر گواہون نے حدود ٹھیک بیان کیے اور بیج کی مقدار بیان کرنے مین خطا کی مثلاً اسمین تین ہی من بیج پڑتے تھے تو شمس الاسلام ابو الحسن سغدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دعوی اور گواہی باطل نہوگی اور اُنکے زمانہ مین بعض مشائخ نے دعوی و گواہی کے باطل ہونیکا حکم دیا ہو اور بعضون نے کہا کہ اسکے حکم مین تفصیل ہونا چاہیے کہ اگر زمین کے سامنے موجود ہونے کی صورت مین گواہی دی اور اُسکی طرف اشارہ کیا تو مقبول ہو اور سامنے نہ تھی تو گواہی سے وہ زمین ملکیت مین ثابت نہوگی جسمین پانچ من بیج مثلاً پڑتے ہین اور بعضون نے کہا کہ گواہی ہر حال مین مقبول نہوگی اور یہی اظہر ہو یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو

چھٹا باب میراثون مین گواہی ادا کرنے کے بیان مین۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین فلان میت کا وارث ہون اور دو گواہ لایا جنھون نے گواہی دی کہ یہ فلان میت کا وارث ہو کہ اسکے سوا اُسکا وارث نہین ہو تو قاضی وارث ہونے کے سبب کو دریافت کریگا اور قبل دریافت کے حکم نہ دیگا کیونکہ اسباب میراث مختلف ہونے سے معلوم ہونگے پس حکم دینا متعذر ہوگا پس اگر دریافت کرنے سے پہلے گواہ مر گئے یا غائب ہوگئے تو کچھ حکم نہ دیا جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اگر گواہون نے بیان کیا کہ یہ اُسکے بیٹے کا بیٹا ہو یعنی پوتا ہو یا اُس میت کا بھائی ہو یا دادا یا دادی ہو یا اُسکا مولی ہو تو بدون بیان کے رد کر دیجائیگی اور بیان اس طور سے کرنا چاہیے کہ پوتا وارث ہو یا بھائی اُسکا حقیقی مان باپ کی طرف سے ہو یا صرف باپ کی طرف سے یا صرف مان کی طرف سے ہو اور دادا اُسکے باپ کا باپ ہو یا نانا اُسکے مان کا باپ ہو یا نانی اُسکی مان کی مان ہو یا دادی اُسکے باپ کی مان ہو اور مولی اُسکا آزاد کرنے والا یا آزاد کرنے والی اور وارث ہو کہ اسکے سواے ہم میت کا کوئی وارث نہین جانتے ہین یہ کافی مین لکھا ہو۔ اسی طرح اگر کہا کہ اُسکا چچا ہو یا چچا کا بیٹا ہو تو بھی جائز نہین ہو یہان تک کہ میت و وارث کا نسب نہ بیان کرین اور بیان کرین کہ چچا یا اُسکا بیٹا مان باپ دونون رشتون سے یا فقط باپ یا مان کے رشتہ سے چچا ہو کہ اسکے سواے اُسکا کوئی وارث نہین ہو یہ خزانۃ الفتاوے مین لکھا ہو اور بیٹا یا بیٹی یا مان یا باپ کی گواہی مین وارث ہونے کی گواہی دینے کی ضرورت نہین ہو کذا فی الکافی اور اسی پر فتوی ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو میت کا نام ذکر کرنا الفاظ مین ضرورت نہین ہو حتے کہ اگر گواہی دی کہ یہ میت کا دادا باپ کا باپ ہو اور وارث ہو اور میت کا نام نہ لیا تو مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہو۔ اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ فلان شخص نے اس میت کو آزاد کیا تھا اور یہ شخص مدعی اُس آزاد کرنے والے کا عصبہ ہو تو گواہی نامقبول ہوگی جب تک کہ سبب عصبہ ہونیکا کہ بیٹا ہو یا باپ یا بھائی ہو وغیرہ نہ بیان کرین یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر گواہون نے ایک شخص کے وارث ہونے کی گواہی دی اور سبب وارث ہونیکا بیان کر دیا اور کچھ زیادہ نہ کہا تو گواہی مقبول مگر قاضی فی الحال اُسکو مال نہ دیگا بلکہ چندروز اسکا انتظار کریگا کہ شاید کوئی دوسرا وارث ایسا پیدا ہو کہ جو اس وارث کا مزاحم یا اس سے مقدم ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور اگر گواہون نے کسی کے وارث ہونے کی گواہی دی اور سبب بیان کر دیا اور یون کہا کہ ہم اسکے سواے دوسرا وارث اسکا نہین جانتے ہین تو یہ گواہی مقبول ہو اور قاضی بلا انتظار کے مال اُسکے حوالہ کر دیگا اور یہ کہنا کہ ہم اسکے سواے دوسرا وارث میت کا نہین جانتے مین عین گواہی مین سے نہین ہو بلکہ یہ انتظار کے ساقط کرنے کے واسطے ہو یہ محیط

مین لکھا ہو اور اگر یہ کہا کہ اسکے سواے دوسرا وارث میت کا نہین ہو تو استحساناً مقبول ہو اور اسکے معنی یہی لیے جائینگے کہ ہم نہین جانتے ہین یہ حاوی مین لکھا ہو۔ اور اگر گواہون نے کہا کہ اس زمین مین اُسکا کوئی وارث نہین ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک مقبول ہو اور صاحبین نے اسمین اختلاف کیا ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہو اگر گواہون نے ایک شخص کے وارث ہونے کی گواہی دی اور اُسکا سبب بیان کیا اور یہ شخص ایسا ہو کہ تمام مال کا مستحق ہو اور کسی دوسرے کی وجہ سے محجوب نہین ہوسکتا ہو جیسے بیٹا وغیرہ پس اگر گواہون نے بیان کیا کہ اسکے سوا دوسرا وارث نہین جانتے ہین تو بلا توقف قاضی تمام مال اُسکو دیگا یہ محیط مین لکھا ہو اور اگر یہ گواہی دی کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہو اور اس سے زیادہ نہ بیان کیا تو قاضی اُسکو تمام مال نہ دیگا اور یہانتک توقف کریگا کہ قاضی کی راے مین یہ آجاوے کہ اگر اسکا کوئی اور وارث ہوتا تو اتنی مدت مین ظاہر ہوتا یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اگر گواہون نے بیان کیا کہ یہ شخص اس عورت میت کا شوہر ہو یا یہ عورت اس مرد میت کی جورو ہو اور اسکے سوا کوئی وارث ہم نہین جانتے ہین تو قاضی نصف مال مرد کو اور چوتھائی عورت کو دیگا اور اگر یہ نہ بیان کیا کہ کوئی دوسرا وارث ہم نہین جانتے ہین تو بالاجماع بڑا حصہ مدعی کو نہ دیگا جب تک کہ تھوڑا انتظار نہ کرے اور جب اسقدر انتظار کیا کہ دوسرے وارث پیدا ہونے کا غالب گمان جاتا رہا تو امام محمد رح کے نزدیک بڑا حصہ اُسکو دیدیگا یعنی اگر مرد مدعی ہو تو آدھا حصہ اُسکی جورو کے مال سے یا جورو ہو تو چوتھائی مال ترکہ شوہر سے دلائیگا اور امام ابو یوسف رہ نے فرمایا کہ چھوٹا حصہ دلائیگا اگر مرد ہو تو چوتھائی اور اگر عورت ہو تو آٹھوان حصہ اور طحاوی رح نے اپنی مختصر مین امام ابوحنیفہ کا قول ابو یوسف رہ کے ساتھ لکھا ہو اور خصاف رہ نے امام محمد رہ کے ساتھ ذکر کیا ہو یہ محیط مین لکھا ہو دو شخصون نے ایک شخص کی بابت یہ گواہی دی کہ میت کا ماں و باپ کی طرف سے بھائی ہو اسکے سواے کوئی وارث ہم نہین جانتے ہین اور قاضی نے اُسکے لیے میراث کا حکم دیدیا پھر انھین دونون نے دوسرے کے واسطے گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہو تو مقبول نہوگی اور جو کچھ مال بھائی نے لیا ہو وہ دونون گواہ بیٹے کو ضمان دینگے اور اگر دوسرے کے واسطے یہ گواہی دی کہ میت کا ماں و باپ کی طرف سے بھائی ہو پہلے شخص اور اسکے سواے ہم وارث نہین جانتے ہین تو مقبول ہوگی اور پہلے بھائی کے ساتھ شریک کیا جائیگا اور گواہون پر پہلے شخص کے واسطے اور نہ دوسرے کے واسطے ڈانڈ نہ آویگی۔ دو گواہون نے ایک شخص کے ماں و باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور کہا کہ اسکے سواے ہم وارث نہین جانتے ہین اور اُسکے لیے میراث کا حکم ہوگیا پھر دوسرے دو شخصون نے دوسرے کے واسطے گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہو تو پہلے شخص کے واسطے وراثت کا حکم ٹوٹ جائیگا پس اگر مال بھائی کے پاس موجود ہو تو بیٹے کو واپس دے اور اگر تلف ہوگیا ہو تو بیٹے کو اختیار ہو چاہے بھائی سے ضمان لے یا گواہون سے پس اگر بھائی سے ضمان لی تو وہ کسی سے نہین لے سکتا ہو اور اگر گواہون سے لی تو وہ بھائی سے واپس لینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو دو شخصون نے ایک کی طرف سے یہ گواہی دی کہ یہ میت کا دادا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا اور پھر ایک شخص آیا اور گواہ لایا کہ مین میت کا باپ ہون تو اُسکی ڈگری کیجائیگی اور وہی میراث کا مستحق تر ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور وہ دادا اس شخص مدعی کا جو باپ ہونیکا دعوی کرتا ہو باپ قرار دیا جائیگا۔ پس اگر باپ نے کہا کہ یہ شخص جو دادا ہونیکا دعوے کرتا ہو میرا باپ نہین ہو اسکو دوبارہ گواہ لانے کا حکم ہو تو قاضی اسکو منظور نہ کریگا یہ محیط مین لکھا ہو اگر دو گواہون نے قاضی کے سامنے بیان کیا کہ اس شخص کو فلان قاضی نے فلان شہر مین فلان میت کا وارث قرار دیا ہو کہ اسکے سواے دوسرا وارث نہین ہو تو قاضی اُسکی وراثت کا حکم دیگا نہ نسب کا خواہ نسب بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو پس اگر کسی دوسرے نے گواہ قائم کیے اور ایسا نسب قائم کیا جس سے وہ شخص پہلا محجوب ہوتا ہو یا یہ مدعی اُسکا شریک ہوتا ہو تو گواہی مقبول ہوگی ور

مجحوب یا شریک کیا جائیگا حتے کہ اگر پہلے نے بیٹا ہونے کے گواہ سنائے تھے اور دوسرے نے بھی بیٹے ہونے کے گواہ دیے تو دونون شریک ہونگے اور اگر دوسرے نے باپ ہونے پر برہان پیش کی تو اُسکو چھٹا حصہ میراث کا ملیگا اور پہلے کو باقی میراث ملیگی اور اگر پہلے نے اپنے تئین دادا ہونا بیان کیا اور دوسرے نے باپ ہونا ثابت کیا تو تمام میراث دوسرے کو ملیگی اور اگر پہلے نے باپ ہونا بیان کیا اور دوسرے نے بیٹا ہونا ثابت کیا تو پہلے کو چھٹا حصہ اور دوسرے کو پانچ چھٹا حصہ میراث ملیگی اور اگر دوسرے نے بھی اپنے تئین باپ ہونا ثابت کیا تو تمام میراث دوسرے کو ملیگی اور آزاد کرنیکا حق ثابت کرنا مثل باپ کے مسئلہ کے ہی اور دوسرے شخص کے واسطے جب حکم ہو چکا تو پھر پہلے نے اگر گواہ سنائے تو رد کر دیے جاوینگے لیکن اگر اول نے ایسے گواہ سنائے کہ پہلے قاضی نے اسکے باپ ہونیکا حکم دیدیا تھا تو وہ مقدم ہی اور دوسرے کا نسب باطل ہوگا اور اگر دوسرے کے واسطے حکم نہوا ہو کہ پہلے نے گواہ سنائے تو دونون میراث مین شریک ہونگے حتے کہ اگر ایک مرگیا تو دوسرا شخص باپ ہونے کے واسطے متعین ہوگا اور ولاء کا مسئلہ بھی اسی تفصیل سے ہی اور اگر پہلا شخص معتوہ یا نابالغ ہو کہ بیان پر قادر نہین ہی تو قاضی اُسکو بیٹا قرار دیگا اگر مذکر ہی پس اگر دوسرے نے باپ ہونا ثابت کیا تو اُسکو چھٹا حصہ میراث دیا جائیگا اور اگر بھائی ہونا ثابت کیا تو پہلے کے ساتھ مجحوب کیا جائیگا اور اگر پہلا مذکر نہو بلکہ مونث ہو تو قاضی اُسکو بیٹی قرار دیگا اور بطریق حصہ فرضی اور باقی رد کرنے کے تمام مال اُسی کو دلا دیگا پھر اگر دوسرے نے آکر بھائی ہونا ثابت کیا تو نصف اُسکو دلا دیگا اور اگر دوسرے نے بیٹا ہونا ثابت کیا تو دو تہائی مال دلا دیگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے گواہ سنائے کہ یہ شخص میت کا چچا ہی اور وارث ہی کہ اسکے سوائے ہم دوسرا وارث نہین جانتے ہین پھر دوسرے نے گواہ سنائے کہ یہ شخص میت کا بھائی وارث ہی کہ اسکے سوائے دوسرا وارث ہم نہین جانتے ہین پھر تیسرے نے گواہ سنائے کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہی اور ہم اسکے سوائے وارث نہین جانتے ہین اور سبھون نے ایکبارگی گواہ سنائے تو میراث بیٹے کو دلا دی جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ ایک شخص مرگیا اور دوسرے نے گواہ سنائے کہ مین فلان بن فلان بن فلان مخزومی مثلاً ہون اور یہ میت فلان بن فلان مخزومی ہی اور دونون ایک قبیلہ سے ایک دادا کی اولاد ہین اور مین میت کا عصبہ اور اُسکا وارث ہون کہ گواہ اسکے سوائے دوسرا وارث نہین جانتے ہین تو میراث کا حکم اُسکے واسطے دیا جائیگا پھر اگر دوسرا شخص آیا اور گواہ لایا کہ یہ میت کا عصبہ ہی پس اگر دوسرے نے بھی مثل اول کے ثابت کر دیا کہ مین فلان بن فلان بن فلان مخزومی ہون اور میت فلان بن فلان مخزومی کہ دونون ایک قبیلہ سے ایک دادا کی اولاد ہین تو اُسکی گواہی قبول ہوگی اور اگر دونون دو قبیلون سے ہون مثلاً پہلے نے دعوی کیا کہ مین عرب سے ہون اور دوسرے نے دعوی کیا کہ مین عجم مین سے ہون تو دوسرے کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر دوسرے نے پہلے سے دور کا رشتہ ثابت کیا مثلاً دوسرے نے ثابت کیا کہ وہ میت کے چچا کے بیٹے کا بیٹا ہی تو قاضی اُسپر التفات نہ کریگا اگرچہ دونون کسی دادا مین شریک ہون اور ایک قبیلہ سے ہین اور اگر دوسرے نے پہلے سے بڑھکر نسب ثابت کیا مثلاً دوسرے نے دعوی کیا کہ میت میرا بیٹا ہی میرے فراش پر پیدا ہوا ہی اور مین اُسکا باپ ہون کہ میرے سوا کوئی وارث نہین ہی تو اُسکی دو صورتین ہین کہ اگر باپ نے اسی قبیلہ سے جسکا ابن عم دعوی کرتا ہی رشتہ ملایا تو اُسکی گواہی مقبول ہوگی اور پہلا حکم ٹوٹ جاویگا یعنی میراث نہ ملیگی اور نسب باقی رہیگا حتے کہ اگر یہ باپ مرجاوے تو یہ ابن عم وارث ہوگا بشرطیکہ اس سے زیادہ قریب کا رشتہ دار کوئی دوسرا نہو اور اگر دوسرے نے دوسرے قبیلہ سے اپنا نسب باپ ہونیکا ثابت کیا تو بھی اُسکی گواہی قبول ہوگی اور پہلے کے واسطے

[illegible]

جو حکم ہوا تھا وہ میراث اور نسب دونون کے حق مین ٹوٹ جاویگا یہ محیط مین لکھا ہے اگر ایک دار کا جو دوسرے کے قبضہ مین ہے دعوی کیا کہ میرا ہے مین نے اپنے باپ کی میراث سے پایا ہے اور گواہ لایا کہ جنھون نے گواہی دی کہ یہ گھر مرتے دم تک اسکے باپ کا تھا اور بعد مرنے کے اسکے واسطے میراث چھوڑ گیا کہ ہم اسکے سوا دوسرا وارث اُسکا نہین جانتے ہین یا یہ گواہی دی کہ مرتے دم تک اسکے باپ کا رہا ہے تو قاضی یہ گواہی قبول کریگا اور مدعی کی ڈگری کر دیگا اگرچہ گواہون نے یہ نہ بیان کیا کہ اسکے واسطے میراث چھوڑ گیا ہے اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ یہ گھر مرتے دم تک اسکے باپ کے قبضہ مین تھا یا اسکے باپکے قبضہ مین تھا جب ان [illegible] تو قاضی ایسی گواہی قبول کریگا اور مدعی کی ڈگری کریگا اور یہی ظاہر الروایت اور اصح ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اگر یہ گواہی دی کہ اسکا باپ مرا درحالیکہ اُسی گھر مین رہتا تھا تو مقبول ہے یہ محیط مین ہے اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکا باپ اس گھر مین مرا یا اسکا باپ اس گھر مین تھا یہانتک کہ اسمین مرگیا تو قبول نہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ اسکا باپ اسمین داخل ہوا اور مرگیا تو قبول نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسکا باپ مرگیا حالانکہ وہ اس قمیص کو پہنے تھا یا اس انگوٹھی کو پہنے تھا تو یہ گواہی قبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے امام محمد رہ نے انگوٹھی کی صورت مین مطلقاً حکم دیا ہے اور قاضی ابو الہیثم نے تینون قاضیون سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ اس صورت مین تفصیل کرتے تھے کہ گواہون نے اگر خنصر یا بنصر مین موت کے دن انگوٹھی پہنے ہونیکا ذکر کیا تو گواہی قبول ہوگی اور اگر سبابہ مین ہونیکا بیان کیا تو نامقبول ہوگی یا درمیان کی اُنگلی یا انگوٹھے مین بیان کی تو بھی قبول نہوگی لیکن صحیح یہ ہے کہ حکم مطلقاً جاری کیا جاوے جیسا کہ امام محمد رہ نے ذکر فرمایا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اگر بیان کیا کہ اسکا باپ مرگیا حالانکہ وہ اس کپڑے کو اپنے بدن پر لادے ہوے تھا تو مقبول ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر گواہی دی کہ اسکا باپ مرا اور وہ اس گھوڑے کا سوار تھا تو وارث کو دلایا جائیگا اور اگر گواہی دی کہ اسکا باپ مرا حالانکہ وہ اس بستر پر بیٹھا تھا یا سویا تھا تو قبول نہوگی اور اگر گواہی دی کہ اسکا باپ مرا اور یہ کپڑا اسکے سر پر تھا اور یہ نہ کہا کہ وہ حال تھا تو گواہی مقبول نہوگی اور وارث کو نہ دلایا جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اور اگر بیان کیا کہ مرنے کے دن اسکا باپ یہ کپڑا اپنے سر پر ڈالے ہوے تھا تو گواہی مقبول ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر گواہی دی کہ یہ گھر اسکے باپ کی ملکیت تھا یا وہ اسمین رہا کرتا تھا یا اسکا مالک تھا پس اگر اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ اُسنے اس مدعی کے لیے میراث چھوڑا ہے تو گواہی مقبول اور بالاتفاق مدعی کو دلایا جائیگا اور اگر میراث چھوڑنیکا ذکر نہ کیا تو امام اعظم رہ کے نزدیک قبول نہوگی اور امام ابو یوسف رہ کے دوسرے قول مین مقبول ہوگی اور اگر مدعا علیہ نے اسمین سے کسی بات کا اقرار کیا تو وہ مدعی کی ملکیت کا اقرار ہوگا اور قاضی اُسکو حکم دیگا کہ مدعی کے سپرد کرے یہ فتاوے قاضیخان و محیط مین لکھا ہے اور اگر یہ گواہی دی کہ یہ گھر اُسکے باپ کا تھا وہ اسمین مرا ہے تو بھی اختلاف ہے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے۔ اور اگر یہ گواہی دی کہ یہ اُسکے باپ کا تھا اور یہ نہ کہا کہ وہ مرگیا اور اُسکی واسطے میراث چھوڑا پس بعضون نے کہا کہ اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور بعضون نے کہا کہ ایسی صورت مین بالاجماع مقبول نہین ہے اور اسی کو امام فضلی رہ نے اختیار کیا ہے اور یہی اصح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے ایک شخص مرگیا اور اُسکے وارث نے گواہ سنائے کہ یہ گھر میرے باپ کا تھا اُسنے اس قابض کو مانگے یا اجرت پر یا ودیعت دیا تھا تو مدعی کو وہ دلایا جائیگا اور اسکی تکلیف نہ دیجائیگی کہ اسکے گواہ سناوے کہ وہ مرگیا اور میرے واسطے میراث چھوڑا یہ کافی مین لکھا ہے اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ فلان شخص مرگیا اور یہ گھر اپنے فلان بیٹے کے واسطے میراث چھوڑا ہے اور ہم اسکے سواے دوسرا وارث نہین جانتے ہین حالانکہ گواہون نے فلان میت کے زمانہ مین اُس سے نہین ملاقات پائی تو اُنکی گواہی باطل ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ مدعی کا نسب میت سے مشہور ہو اور اگر مشہور نہو اور انھون نے ایسی

گواہی دی اور میت سے ملاقات نہین پائی تھی تو یہ صورت منتقی مین اسطرح مذکور ہی کہ نسب کے بارہ مین گواہی جائز اور میراث کے حق مین باطل ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک گھر کے بارہ مین جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی یہ گواہی دی کہ یہ فلان شخص اس مدعی کے دادا کا تھا اور اسی کی ملک تھا اور گواہون نے اُسکے دادا کی ملاقات پائی تھی اور مدعی یہ دعوی کرتا تھا کہ یہ میرے باپ کا تھا پس اگر گواہون نے میراث کا ذکر کیا کہ یہ گھر اس مدعی کے دادا کا تھا اور وہ مرگیا اور اس مدعی کے باپ کے واسطے میراث چھوڑا اور باپ بھی مرگیا اور اس مدعی کے واسطے میراث چھوڑا تو گواہی مقبول ہوگی اور گھر مدعی کو دلایا جائیگا اور اگر میراث کا ذکر نہ بیان کیا پس اگر باپ سے پہلے دادا کا مرنا نہ معلوم ہو تو بالاجماع گھر مدعی کو نہ دلایا جائیگا اور اگر معلوم ہو تو بھی امام اعظمؒ و امام محمدؒ و اول قول امام ابو یوسفؒ کے موافق یہی جواب ہی اور بعضے مشائخ نے کہا کہ بلاخلاف اس صورت مین گواہی مقبول ہوگی اور اگر گواہون نے مدعا علیہ کے اقرار کرنے کی گواہی دی کہ اُسنے اقرار کیا کہ یہ گھر مدعی کے دادا کا تھا اور میراث کا بیان نہ کیا تو قاضی وہ گھر مدعی کو دلائیگا بشرطیکہ اُسکا کوئی دوسرا وارث نہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر یون گواہی دی کہ یہ گھر اس مدعی کے دادا کا ہی اور یہ نہ کہا کہ اس مدعی کے دادا کی ملکیت تھا پس اگر میراث کا تذکرہ کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور گھر مدعی کو دلایا جائیگا اور اگر نہ ذکر کیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک گواہی مقبول نہوگی ولیکن امام ابو یوسفؒ کے دوسرے قول کے موافق مشائخ مین اختلاف ہی بعضون نے کہا مقبول ہوگی اور بعضون نے کہا کہ مقبول نہوگی یہ محیط مین ہی کتاب الاقضیہ مین ہی کہ ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہی اور ایک شخص نے گواہ سنائے کہ میرے باپ نے اس سے ہزار درم کو خریدا ہی اور میرا باپ مرگیا اور بائع اس سے انکار کرتا ہی تو مین اُسکو اُسکی تکلیف نہ دونگا کہ اس بات پر گواہ سنائے کہ میرا باپ مرگیا اور میرے واسطے میراث چھوڑا ہی ولیکن اسکے گواہ طلب کرونگا کہ جو اسکے سوائے دوسرا وارث نجانتے ہون پس اگر ایسے گواہ قائم کیے تو مدعا علیہ کو حکم دونگا کہ یہ گھر اُسکے حوالہ کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر وہ گھر سوائے بائع کے دوسرے کے قبضہ مین ہو تو دونون باتون کے گواہون کے واسطے تکلیف دیا جاویگا یعنی باپ کی موت اور میراث چھوڑنے کے اور سوائے اُسکے دوسرا وارث نہین جانتے ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی کتاب الاصل مین ہی کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ مین ہی پس اُسکا بھتیجا آیا اور گواہ سنائے کہ یہ گھر میرے دادا کا تھا وہ مرگیا اور اُسنے میرے باپ اور اس چچا قابض کے درمیان آدھون آدھ میراث چھوڑا ہی اور پھر میرا باپ مرگیا اور اُسنے اپنا حصہ میرے واسطے میراث چھوڑا تو قاضی یہ گواہی قبول کریگا اور گھر اُسکے اور اُسکے چچا کے درمیان نصف نصف تقسیم کردیگا پس اگر ہنوز قابض کے بھتیجے کے گواہون پر قاضی نے حکم نہ دیا تھا کہ قابض نے گواہ سنائے کہ میرا بھائی یعنی اس مدعی کا باپ میرے والد کے انتقال سے پہلے انتقال کرگیا اور میرے باپ نے اُس سے چھٹا حصہ میراث پایا پھر میرا باپ مرا اور مین نے تمام گھر اُسکی میراث مین پایا تو اُسکی دو صورتین ہین اول یہ ہی کہ بھتیجے کے قبضہ مین اپنے باپ کے میراث مین سے کچھ نہو اور اس صورت مین بھتیجے کی گواہی اولے ہی اور دوسری صورت یہ ہی کہ اُسکے قبضہ مین باپ کی میراث مین سے کچھ ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو اس صورت مین دادا کی تمام میراث مدعی کے چچا کو ملیگی اور مدعی کے باپ کی تمام میراث مدعی کو ملیگی اور ان دونون کی موت گویا ایک ساتھ قرار دیجائیگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک گھر ایک شخص اور اُسکے بھتیجے کے قبضہ مین ہی اور ہر ایک نے دعوی کیا کہ میرا باپ مرگیا اور اسکو میرے واسطے میراث چھوڑا ہی کہ میرے سوائے وارث نہین ہی تو دونون کو آدھا آدھا دلایا جائیگا پس اگر چچا نے کہا کہ میرے باپ اور بھائی کے درمیان آدھا آدھا تھا اور بھتیجے نے اُسکی تصدیق کی ولیکن چچا نے کہا

کہ میرا بھائی میرے باپ کے انتقال سے پہلے مرگیا تھا پس اسکا حصہ میرے اور تیرے دادا کے درمیان چھہ حصون مین تقسیم ہوگیا تھا پھر تیرا دادا مرگیا اور اُسکا چھٹا حصہ بھی مجھے ملا ہی پھر بھتیجے نے کہا کہ دادا نے پہلے انتقال کیا اور دادا کا حصہ میرے باپ اور تیرے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگیا پھر میرے باپ نے انتقال کیا اور وہ حصہ بھی مجھے ملا پس اگر دونون نے یا ایک نے گواہ نہ قائم کیے تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیجائیگی پس اگر دونون نے قسم کھا لی تو دونون چھوٹ گئے اور جیسا پہلے حال تھا وہی بعد قسم کے رہیگا اور قبل قسم کے گھر دونون مین نصف نصف تھا اور اگر ایک نے قسم سے انکار کیا تو قسم کھا لینے والے کے واسطے ڈگری کردیجائیگی اور اگر ایک نے گواہ قائم کیے تو اُسکے موافق اُسکی ڈگری کردیجائیگی اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو آدھا آدھا تقسیم ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ دو شخصون نے گواہ علحدہ علحدہ قائم کیے کہ یہ گھر جو زید کے قبضہ مین ہی وہ ان دونون مدعی مین سے ہر ایک کے باپ کا تھا کہ اُسنے مرنے کے بعد اسکے واسطے میراث چھوڑا ہی اور ہم اسکے سوا کوئی وارث نہین جانتے ہین اور ان دونون مدعیون مین سے ایک مدعی اُس قابض کا بھتیجا ہی اور وہ وارث ہی کہ اسکے سواے اُسکا کوئی وارث نہین ہی پھر ہنوز گواہون کی تعدیل نہوئی تھی کہ زید مرگیا اور وہ گھر اس مدعی کے قبضہ مین آگیا جو اُسکا بھتیجا تھا اور قابض نے کسی کو وصیت بھی نہین کی تھی یعنی وصی نہین بنایا تھا پس اگر فریقین گواہون کی تعدیل ہوگئی تو دونون مین نصف نصف تقسیم ہوگا اگرچہ بھتیجا قابض ہوگیا ہی پس اگر دوسرے مدعی اجنبی نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہی مین نے اپنے باپ سے میراث مین پایا ہی تو سماعت نہوگی اور اگر زید کی موت کے بعد ایک کے گواہون کی تعدیل ہوئی اور دوسرے کی نہوئی اور قاضی نے سب گھر کی ڈگری اسکی کردی پھر دوسرے کے گواہون کی تعدیل ہوئی تو اُسکے لیے کچھ حکم نہ دیا جائیگا مگر جبکہ وہ ان گواہون کو دوبارہ سنادے یا دوسرے گواہ لاوے اور اُنکی تعدیل ہو اور وہ گواہی دین کہ یہ گھر بسبب میراث کے اسی کا ہی تو تمام گھر اُسکو دلایا جائیگا پھر اگر اُس شخص نے جسکے واسطے پہلی ڈگری ہوئی تھی یہ کہا کہ مین دوبارہ گواہ لاتا ہون کہ یہ گھر میرا ہی تو اُسکی سماعت نہوگی۔ اگر اجنبی نے زید کی زندگی مین گواہ قائم کیے اور اُسکے بھتیجے نے اُسکے مرنے کے بعد گواہ سنائے اور دونون فریق گواہون کی تعدیل ہوئی تو وہ گھر دونون مین آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور اگر بھتیجے نے گواہ قائم نہ کیے یہان تک کہ اجنبی کے واسطے ڈگری کردی گئی پھر بھتیجے نے اجنبی پر گواہ قائم کیے تو بھتیجے کو دلا دیا جائیگا اور اگر بھتیجے نے چچا کی زندگی مین گواہ قائم کیے اور اجنبی نے مرنے کے بعد قائم کیے اور دونون گواہون کی تعدیل ہوگئی تو اجنبی کی ڈگری کیجائیگی اور اگر ہر ایک نے زید کی زندگی مین ایک ایک گواہ قائم کیا پھر زید مرگیا اور بھتیجا اُسکا جو مدعی ہی وارث ہوا پھر ہر ایک نے دوسرا گواہ قائم کیا اور گواہون کی تعدیل ہوگئی تو دونون مین آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور بعد آدھا آدھا حکم ہونے کے اگر کسی نے دونون مین سے کہا کہ مین دوسرے پر گواہ قائم کرتا ہون تو التفات نہ کیا جاویگا اگر ہر ایک نے زید پر ایک ایک گواہ قائم کیا پھر جب زید مرگیا تو مدعی اجنبی نے دوسرا گواہ قائم کیا اور اُنکی تعدیل ہوگئی اور قاضی نے اجنبی کی ڈگری تمام گھر پر کردی پھر بھتیجا دوسرا گواہ لایا تو اُسکی طرف التفات نہ کیا جاویگا اور اگر بھتیجے نے دونون گواہ دوبارہ اجنبی پر قائم کیے تو بھتیجے کی ڈگری کردیجائیگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک شخص مرگیا اور دو شخصون نے اسکی میراث کا دعوی کیا کہ ہر ایک دعوی کرتا ہی کہ میت میرا آزاد کیا ہوا غلام ہی اور میرے سواے اُسکا کوئی وارث نہین ہی اور دونون نے گواہ قائم کیے اور آزاد کرنیکا کوئی وقت مقرر نہ کیا تو میراث دونون مین آدھی آدھی تقسیم ہوگی اور اگر آزاد کرنیکا وقت مقرر کیا تو جسکا وقت مقدم ہی وہی اولے ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی نوادر بشر مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی

کہ دو شخص باپ کی طرف سے بھائی ہین اور دونون کے ہاتھ مین ایک گھر ہو کہ ایک نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میری مان کا تھا اُسنے انتقال کیا اور میرے اور میرے باپ کے درمیان چار حصون پر تقسیم ہو کر مجھے میراث مین ملا یعنی تین چوتھائی مجھے ملا اور ایک چوتھائی میرے باپ کو پھر میرے باپ نے انتقال کیا اور یہ حصہ چہارم میرے اور تیرے درمیان رہا اور دوسرے نے دعوی کیا کہ یہ گھر میرے باپ کا ہو اُسنے بعد مرنے کے میرے اور تیرے درمیان میراث چھوڑا ہو تو امام ثانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مین اُسکی گواہی قبول کرونگا جو مین چوتھائی کا دعوی کرتا ہو اور دوسرے کے گواہ قبول نہ کرونگا یہ محیط مین لکھا ہو

ساتوان باب دعوی اور گواہی مین اختلاف واقع ہونے کے بیان مین اور کن صورتون مین اپنے گواہون کو جھٹلانا ہوتا ہو اور کن صورتون مین نہین ہوتا ہو

واضح ہو کہ مشہود لہ وہ شخص جسکی طرف سے گواہی دی مشہود علیہ وہ شخص جسپر گواہی دی۔ مشہود بہ وہ چیز جسکی بابت گواہی دی۔ گواہی اگر دعوی کے موافق ہو تو مقبول ہوگی ورنہ نہین یہ کنز مین لکھا ہو اور موافق ہونا لفظ مین معتبر نہین ہو صرف معنی مین موافق ہونا چاہیے حتے کہ اگر غصب کا دعوی کیا اور گواہون نے مدعا علیہ کے غصب کا اقرار کرنے کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ غایۃ البیان مین لکھا ہو۔ اور موافق ہونے مین یا تو ٹھیک مطابق دعوے کے ہو یا اُس سے کم ہو اور اگر دعوی سے زیادہ ہو تو موافقت نہوگی یہ فتح القدیر مین ہو اور اس باب مین چند فصلین ہین۔

فصل اول دین یعنی مال غیر معین درم و دینار و قرض کے دعوی کے بیان مین۔ اگر مدعی نے ڈیڑھ ہزار کا دعوی کیا اور گواہون نے پانچسو کی گواہی دی تو بدون اسکے کہ مدعی دونون قولون مین توفیق کا دعوی کرے یا گواہ کے بیان سے توفیق ثابت ہووے پانچ سو کی ڈگری کر دیجاویگی اسی طرح اگر ایک ہزار کا دعوی کیا اور پانچسو کی گواہی دی تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر مدعی نے پانچسو درم کا دعوی کیا اور گواہون نے ہزار درم کی گواہی دی تو گواہی قبول نہوگی مگر جبکہ دونون قولون مین اسطرح توفیق دے کہ واقعی میرے ہزار درم اُسپر قرض تھے ولیکن اُسنے پانچسو درم مجھے ادا کر دیے یا مین نے اُسکو معاف کر دیے تھے اور گواہون کو یہ بات معلوم نہ تھی تو گواہی قبول ہوگی اور پانچسو درم کی ڈگری کیجاویگی اور جس طرح توفیق دی ہو اُسپر گواہ لانے کی ضرورت نہین ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر پانچسو درم کا دعوی کیا اور گواہون نے ایک ہزار کی گواہی دی پس مدعی نے کہا کہ صرف میرے پانچسو درم اُسپر ہین اور ہزار درم پہلے میرے اُسپر تھے ولیکن مین نے پانچسو درم وصول کر لیے اور اس کلام کو ملا کر بیان کیا یا جدا کر کے تو گواہی جائز ہو اور پانچسو درم دلائے جاوینگے اور اگر یہ بیان کیا کہ میرے صرف پانچسو درم ہی تھے تو گواہی باطل ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر قرضدارون نے دعوی کیا کہ قرضخواہ نے یعنی مالک مال نے مجھے بری کر دیا ہو یا مجھے حلال کر دیا ہو اور چند گواہ لایا کہ اُنہون نے گواہی دی کہ مالک مال نے بھر پانے کا اقرار کیا تو قاضی قرضدار سے دریافت کریگا کہ بری کرنا یا تحلیل کسطور سے تھی کیا اُسنے ساقط کر دیا تھا یا قرضہ بھر پایا تھا پس اگر اُسنے کہا کہ بھر پایا تھا تو گواہی قبول ہوگی اور اگر کہا کہ اُسنے ساقط کر دیا تھا تو قبول نہوگی اور اگر خاموش رہا تو امام محمد رح نے اصل مین لکھا ہو کہ قاضی اُسپر جبر نہ کریگا ولیکن گواہی قبول نہ کریگا جب تک کہ بیان کر کے توفیق نہ دیوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ قرضدار نے ادا کر دینے کا دعوی کیا اور گواہون نے گواہی دی کہ مالک مال نے بری کیا ہو تو جائز ہو اور قاضی بدون دریافت کرنے کے براءت کا حکم دیدیگا اور قاضی کے حکم سے قرضدار کی براءت معاف کر دینے کی ثابت ہوگی نہ یہ براءت کہ اُسنے تمام مال ادا کر دیا ہو اس وجہ سے بری ہو گیا ہو یہانتک کہ اگر یہ قرضدار کسی کی طرف سے اُسکے حکم سے کفیل تھا اسوجہ سے قرضدار تھا اور اُسنے ادا کر دینے کے گواہ سنائے اور گواہون نے بری کر دینے کی گواہی دی تو صاحب مال کو اختیار باقی رہیگا کہ اپنا تمام مال اصیل

سے لیوے اور کفیل کو اختیار نہوگا کہ اصیل سے کچھ مال وصول کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر قرضدار نے ادا کر دینے کا دعوی کیا اور گواہون نے یہ گواہی دی کہ طالب نے اسکو ہبہ یا صدقہ کر دیا یا یہ حلال ہو گیا یا حلال کر دیا یا مدعی نے ہبہ یا صدقہ وغیرہ کا دعوی کیا اور گواہون نے بھر پانے کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے منتقی مین لکھا ہے کہ گواہون نے یہ گواہی دی کہ زید کے عمرو پر ہزار درم ہین کہ اُسمین سے اسنے سو درم وصول پائے ہین اور طالب نے کہا کہ مین نے کچھ وصول نہین پایا ہے تو امام اعظم رح و ابو یوسف رح نے فرمایا ہے کہ ہزار درم قرضہ کا حکم دیا جائیگا اور سو درم وصول پانیکا فیصلہ کیا جائیگا کہ اُسنے سو درم وصول پائے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ عیون مین لکھا ہے کہ اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ اسکے زید پر ہزار درم قرض ہین اور اسنے پانچسو درم وصول پائے ہین اور اُسنے ادا کر دیے ہین اور طالب نے بیان کیا کہ میرے اُسپر ہزار درم ہین اور مین نے کچھ وصول نہین پایا ہے اور گواہون نے ہزار درم قرض ہونا راست بیان کیا اور پانچسو درم وصول پانے مین انکو وہم ہوا ہے تو گواہون کی گواہی اگر عادل ہین قبول ہو گی اور اگر طالب نے یون بیان کیا کہ گواہون کی گواہی قرضہ کی بابت صحیح ہے اور پانچسو درم ادا کر دینے کی بابت دروغ اور جھوٹ ہے تو گواہی قبول نہوگی کیونکہ اُسنے اپنے گواہون کو خود فاسق ٹھہرایا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسکے زید پر ہزار درم تھے ولیکن اُسنے اسکو بری کر دیا ہے اور مدعی نے کہا کہ مین نے بری نہین کیا ہے۔ اور مشہود علیہ نے کہا کہ مجھپر کچھ نہین تھا اور نہ اُسنے مجھے بری کیا ہے۔ تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر گواہی براءت متروک نہ کرتا تو مین ہزار درم کا حکم مدعا علیہ پر جاری کرتا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص پر ہزار درم ہونے کی گواہی دی اور مدعی اسکا دعوی کرتا ہے اور یہ بھی گواہی دی کہ مدعا علیہ کے مدعی پر سو دینار ہین اور مدعی اس سے انکار کرتا ہے تو گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ اسنے اپنا گھر مجھے کرایہ پر دیا تھا اور مال کرایہ دے لیا تھا اور پھر مر گیا تو اجارہ ٹوٹ گیا اب مجھے اپنا مال ملنا چاہیے پھر گواہون نے گواہی دی کہ اجارہ دینے والے نے مال اجارہ وصول پانیکا اقرار کیا ہے تو گواہی قبول ہوگی اگرچہ عقد اجارہ واقع ہونے کی گواہی نہ دی یہ خلاصہ مین لکھا ہے گواہون نے ایک شخص کی طرف سے گواہی دی کہ اسکے ہزار درم باندی کے مول کے زید پر آتے ہین اور مشہود لہ نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے ان گواہون کو اسی بات پر گواہ کیا تھا اور درحقیقت میرے ہزار درم اُسپر ایک اسباب کی قیمت کے آتے ہین تو گواہی جائز ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ جب گواہون نے یہ گواہی دی کہ مدعا علیہ نے ہزار درم باندی کے دام لینے اوپر قرض ہونیکا اقرار کیا ہو وے کیونکہ یہ مسئلہ جو بیان کیا جاتا ہے اسطرح محفوظ ہے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم ایک اسباب کے درم قرض ہونیکا دعوی کیا اور گواہون نے بیان کیا کہ وہ ایک باندی کی قیمت ہے جو اسنے اس مدعی سے غصب کر لی تھی اور ہلاک ہو گئی تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر صورت مسئلہ یہی رہی اور اقرار مدعا علیہ پر گواہی دین تو مقبول ہوگی یہ محیط اور خلاصہ اور ذخیرہ مین لکھا ہے اور اگر مدعی نے بیان کیا کہ اُسنے انکو گواہ نہین کیا تھا تو قبول نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے ایک شخص نے دوسرے پر سو قفیز گیہون بسبب بیع سلم ہونے کے دعوی کیا کہ سب شرطین سلم صحیح ہونے کی موجود تھین اور گواہون نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے اپنے اوپر سو قفیز قرض ہونے کا اقرار کیا ہے اور اس سے زیادہ نہ بیان کیا تو بعضون نے کہا کہ گواہی قبول نہوگی اور بعضون نے کہا قبول ہونی چاہیے اور اول اصح ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے ایک شخص نے دوسرے پر قرضہ کا دعوی کیا اور گواہی گذری کہ مدعی نے اُسکو دس درم دیے ہین اور یہ نہ کہا کہ مدعا علیہ نے قبضہ کیا تو قبضہ مدعا علیہ کا ثابت ہوگا اور اگر وہ کہے کہ مین نے بطور امانت کے قبضہ کیا ہے تو قول اسی کا لیا جاویگا پھر اگر مدعی نے یہ دعوی کیا کہ بطور قرض کے اُسنے قبضہ کیا ہے تو اسکے گواہ لانے کی ضرورت ہو گی یہ

خزانۃ المفتین مین لکھا ہی دینارون کا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ مدعی نے مدعا علیہ کو دینار دیے ہین تو گواہی نامقبول ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی قرض کا دعوی کیا اور گواہون نے مدعا علیہ کے مال کا اقرار کرنے کی گواہی دی تو بدون سبب بیان کرنے کے مقبول ہوگی اور اگر دس دینار قرض کا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ او را دادنی است یعنی مدعا علیہ کو دینا چاہیے ہین تو اس سے قرضہ ثابت نہوگا اور اگر کہا کہ دادنی است بسبب قرض یعنی بسبب قرض کے دینا چاہیے ہین تو مقبول ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی - اگر ایک شخص نے دوسرے پر قرض کا دعوی کیا اور سبب نہ بیان کیا اور گواہون نے سبب بیان کیا تو گواہی جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی - محیط مین لکھا ہی کہ اگر قرض کا دعوی کیا اور گواہون نے مطلق درم و دینار کی اُسکے ذمہ ہونے کی گواہی دی تو شمس الاسلام اوزجندی فرماتے تھے کہ ایسی گواہی قبول نہوگی اور فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ قبول ہوگی اور اگر ہزار درم کا دعوی کیا اور کہا کہ پانچسو درم ایک غلام کے دام ہین جو اسنے مجھسے خرید کر قبضہ کیا تھا اور پانچسو درم کسی اسباب کے دام ہین جو اُسنے مجھسے خرید کر قبضہ کیا تھا اور گواہون نے صرف پانچسو درم کی مطلق گواہی دی کوئی سبب نہ بیان کیا تو گواہی پانچسو کی مقبول ہوگی اور سبب کا بیان کرنا ضرور نہین ہی اور یہ مسئلہ صریح اس بات کی دلیل ہی کہ دین کے دعوی مین اگر سبب بیان ہو اور گواہون نے مطلقاً گواہی دی تو مقبول ہوتی ہی اور سبب بیان کرنا شرط نہین ہی اور امام ظہیر الدین مرغینانی اسی پر فتوے دیتے تھے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی -

دوسری فصل املاک کے دعوی کے بیان مین - اگر مدعی نے لفظ دار کے ساتھ دعوی کیا اور گواہون نے لفظ بیت کے ساتھ اُسکی طرف سے گواہی دی تو بعضون نے کہا کہ ہمارے محاورۂ عرف کے موافق قبول ہونا چاہیے اور یہی اظہر ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر مدعی نے تمام گھر کا دعوی کیا اور گواہون نے آدھے گھر کی گواہی دی تو جائز ہی اور آدھے گھر کی ڈگری مدعی کو دیجائیگی اور کچھ توفیق کی ضرورت نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر کسی ملک کا مطلقاً دعوی کیا اور گواہون نے کسی سبب معین کے ساتھ گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی - مگر قاضی کو چاہیے کہ مدعی سے دریافت کرے کہ کیا تو اسی سبب سے ملک کا دعوی کرتا ہی جسکی گواہون نے گواہی دی ہی یا کسی اور سبب سے دعوی کرتا ہی پس اگر گواہون کے بیان کیے ہوے سبب سے دعوی کرنا ظاہر کیا تو اُسکے لیے ملکیت کا حکم دیدیگا اور اگر کسی دوسرے سبب سے دعوی کرنا بیان کیا یا کہا اس سبب سے دعوے نہین کرتا ہون تو اُسکے گواہون کی گواہی قبول نہ کریگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر کسی نے مطلقاً ملک کا دعوی کیا اور گواہون نے کسی سبب سے ملکیت کی گواہی دی پھر مطلقاً ملکیت کی گواہی دی تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر پہلے مطلقاً ملکیت کی گواہی دی پھر کسی سبب سے ملکیت کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی - اگر کسی نے دعوی کیا کہ یہ چیز میری ملکیت کی چیز سے میری ملک مین پیدا ہوئی ہی اس سبب سے مین اسکا مالک ہون اور گواہون نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول ہوگی اور اگر مطلقاً ملک کا دعوی کیا اور گواہون نے ملکیت مین ملک سے پیدا ہونے کے سبب سے ملک کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اگر مدعی نے کسی شخص کے پاس ایک گھوڑے پر دعوی کیا اور کہا کہ میری ملکیت مین ملک سے پیدا ہونے کے سبب سے اور گواہون نے بیان کیا کہ اسنے قابض سے خرید کیا اسواسطے اسکا ہی تو مقبول نہوگی ولیکن اگر یون توفیق دی کہ واقعی میری ملکیت مین پیدا ہوا تھا پھر مین نے اسکو مدعا علیہ کے ہاتھ فروخت کیا پھر اس سے خرید لیا ہی پس جبتک اسطرح توفیق کا دعوی نہ کرے تب تک گواہی قبول نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر ملک مطلق کا دعوی کیا اور گواہون نے

بیان کیا کہ اِسنے اسکو اپنے باپ کی میراث مین پایا ہی یا فلان شخص سے خرید اہی اور وہ اسکا مالک تھا اور یہ نہ کہا کہ وہ اسکا فی الحال مالک ہی تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور وہ شی معین مدعی کو دلائے جاویگی ولیکن قاضی کو روا ہی کہ گواہون سے دریافت کرے کہ تم جانتے ہو کہ اُسکی ملک سے نکل گئے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دعوی کیا کہ یہ چیز مجھے اپنے باپ کی میراث مین ملی ہی اور اُسکے گواہون نے بیان کیا کہ یہ چیز اِسکو اور اِسکے بھائی کو اِسکے باپ کی میراث سے ملی ہی تو گواہی جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ منتقی مین لکھا ہی کہ ایک شی پر کسی شخص نے مطلقا ملک کا دعوی کیا اور اُسکی تاریخ بیان کی اور کہا کہ مدعا علیہ نے مجھسے ایک مہینہ ہوا کہ لیکر قبضہ کر لیا ہی اور گواہون نے ملک مطلق کا بلا تحریر تاریخ گواہی دی تو نامقبول ہوگی اور اگر اسکا عکس ہو تو مقبول ہوگی اور یہی مختار ہی اور میراث کے سبب سے ملک کا دعوی بمنزلہ ملک مطلق کے دعوی کے ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اگر ایک گھر پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی یہ دعوی کیا کہ ایک سال سے یہ میرا ہی اور گواہون نے گواہی دی کہ بیس برس سے اسکا ہی تو گواہی باطل ہی اور اگر مدعی نے بیس برس سے ملکیت کا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ ایک سال سے اسکا ہی تو گواہی مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی کسی مال معین پر اپنی ملکیت کا دعوی کیا اور کہا کہ اِس شخص قابض نے مجھسے ایک مہینہ سے لیکر قبضہ کر لیا ہی اور ناحق لیکر قبضہ کر لیا ہی اور گواہون نے اُسکی ملکیت کی گواہی دی اور قبضہ کی مدت نہ بیان کی کہ کب سے لیکر اُسنے قبضہ کیا ہی تو گواہی قبول نہوگی۔ اسی طرح اگر مدعی نے بلا میعاد مدعا علیہ کے قبضہ کر لینے کا دعوی کیا یعنی دعوی مین اُسنے کچھ مدت نہ بیان کی اور گواہون نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے ایک مہینہ سے قبضہ کر لیا ہی تو بھی مقبول نہوگی ولیکن اگر مدعی نے اسطرح توفیق دی کہ میری یہی مراد تھی کہ ایک مہینہ سے اُسنے قبضہ کر لیا ہی تو مقبول ہوگی اور بعضون نے کہا کہ بدون توفیق دینے کے ایسی گواہی مقبول ہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی مدعی نے دعوی کیا کہ اِسنے اسقدر میرا مال ایسی وجہ سے اپنے قبضہ مین کیا ہی کہ اسپر واپس کرنا ضرور ہی اور گواہون نے مطلقاً قبضہ کر لینے کی گواہی دی اور یہ نہ کہا کہ مدعا علیہ نے ایسی وجہ سے قبضہ کیا ہی کہ اسکو واپس کر دینا واجب ہی تو اصل قبضہ کے باب مین گواہی مقبول ہوگی پس واپس دینا واجب ہوگا کذا فی البحر الرائق اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ مدعا علیہ نے قبضہ کر لینے کا اقرار کیا ہی تو بھی مقبول ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اگر دعوی کیا کہ اِسنے میرے اسقدر مال پر قبضہ کیا اور ناحق قبضہ کیا ہی اور اُسکے گواہون نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے بطریق سود لینے کے قبضہ کیا ہی تو گواہی قبول ہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی اور اگر مدعی نے غصب کی راہ سے قبضہ کر لینے کا دعوی کیا اور گواہون نے سود کی وجہ پر قبضہ کر لینے کی گواہی دی تو مقبول نہوگی۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ تو نے میرے مال سے ایک اونٹ ناحق اپنے قبضہ مین کر لیا ہی اور اُسکی قیمت اور رنگ ذکر کر دیا اور گواہون نے گواہی دی کہ اِس قابض نے فلان شخص کا اونٹ اپنے قبضہ مین کر لیا ہی یعنی مدعی کے سوائے دوسرے کا نام لیا تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہانتک کہ جبراً حاضر لانے کا حکم کیا جاویگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اگر گواہون نے بیان کیا کہ اِس شخص نے فلان شخص کا غلام غصب کر لیا تھا مگر پھر اُسے واپس دیا اور وہ اپنے مالک کے پاس مرگیا اور مغصوب منہ نے کہا کہ مجھے اُسنے واپس نہین دیا اور اُسی کے پاس مرگیا ہی اور مشہود علیہ نے کہا کہ نہ مین نے غصب کیا اور نہ میرے پاس مرگیا اور نہ ہمین کوئی چیز واقع ہوئی تو فرمایا ہی کہ مین اُسکی قیمت مدعی کو دلاؤنگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اسی طرح اگر گواہون نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے غصب کیا اور اُسکے مالک نے اُس غلام کو غاصب کے پاس مار ڈالا ہی اور مغصوب منہ نے بیان کیا کہ میرے پاس سے اُسنے غصب کر لیا ہی مگر مین نے اُسکے پاس غلام کو قتل نہین کیا اور وہ اُسی کے پاس مرگیا ہی اور مشہود علیہ نے بیان کیا کہ مین نے کوئی غصب نہین کیا اور نہ مدعی نے کوئی اپنا غلام میرے پاس مار ڈالا ہی

تو اس صورت میں بھی مدعا علیہ پر غلام کی قیمت واجب ہے یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے اگر مدعی نے دعوی کیا کہ مدعا علیہ نے ہلاک کر ڈالا ہے اور گواہوں نے مدعا علیہ کے قبضہ کر لینے کی گواہی دی تو قبول ہوگی۔ مدعی نے دعوی کیا کہ اسنے میرے مال میں سے اسقدر اسباب تلف کیا اور اسپر اسکی قیمت واجب ہے اور گواہوں نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے اسکو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر کے سپرد کر دیا ہے تو گواہی مقبول ہے اور اگر فقط بیع کر دینا ذکر کیا اور سپرد کرنا نہ ذکر کیا تو یہ گواہی تلف کر دینے پر درست نہوگی یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہے۔ اگر دعوی کیا کہ اسنے میرا گدھا غصب کر لیا ہے اور گواہوں نے گواہی دی کہ گدھا مدعی کی ملک ہے اور اس شخص کے قبضہ میں ناحق ہے تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے۔ اگر دس من آٹا مع بھوسی ملے ہوئے کا دعوی کیا اور گواہوں نے آٹے کی بدون بھوسی کے گواہی دی تو مقبول نہوگی اور اسی طرح اگر چھنے ہوئے آٹے کا دعوی کیا اور گواہوں نے بے چھنے ہوئے کی گواہی دی تو مقبول نہوگی اور اگر مدعی نے کھری چاندی کا دعوے کیا اور وزن بیان کر دیا اور گواہوں نے چاندی اور وزن کی گواہی دی اور کھری وغیرہ صفت کا بیان نہ کیا تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور ردی چاندی دلوائی جاویگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ منتقی میں مذکور ہے کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ میں ہے اسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ گھر میرے اور قابض کے درمیان نصف نصف ہے کہ مجھے باپ کی میراث میں ملا ہے اور قابض نے اسکا انکار کیا اور کہا کہ سب میرا ہے پھر مدعی گواہ لایا کہ جنھوں نے گواہی دی کہ یہ گھر اس مدعی کے باپ کا ہے اور وہ مر گیا اور اسنے اس مدعی کے واسطے میراث چھوڑا ہے اور اسکے سوا اسکا کوئی وارث نہیں ہے پس امام محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر پہلے مدعی نے یہ دعوی نہیں کیا کہ اسمیں سے آدھا قابض کو نکل گیا ہے تو اسکے گواہوں کی یہ گواہی باطل ہوگی اور اگر مدعی نے کہا کہ میں نے اسکا آدھا مدعا علیہ کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا تھا تو قاضی اسکو بیع کر دینے کے دعوے میں صادق نہ جانیگا اور نہ اسکو اپنے گواہوں کا جھٹلانے والا گردانیگا اور آدھے گھر کی ڈگری اسکے نام میراث کی وجہ سے کر دیگا۔ اور اگر وہ اسکے گواہ لایا کہ میں نے آدھا گھر مدعا علیہ کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر دیا ہے یا اسنے اس شرط پر مدعا علیہ سے صلح کر لی ہے کہ آدھا گھر اسکے سپرد کر دے تو گواہی قبول ہوگی اور تمام گھر کی ڈگری اسکے نام کر دیگا اور آدھا گھر مدعا علیہ کے ہاتھ فروخت ہونے کا حکم دیگا بشرطیکہ مدعی نے بیع کا دعوی کیا ہو اور مدعا علیہ پر ثمن واجب ہوگا اور اگر صلح کر لینے پر اسنے گواہ قائم کیے تھے تو صلح باطل کر کے تمام گھر مدعی کے حوالہ کیا جاویگا یہ محیط میں لکھا ہے منتقی میں لکھا ہے کہ کسی نے یہ دعوی کیا کہ اس گھر میں سے آدھا بے بانٹا ہوا میرا ہے اور وہ گھر دو شخصوں کے قبضہ میں تھا کہ دونوں نے اسکو تقسیم کر لیا تھا اور ایک غائب ہو گیا تھا اور مدعی نے حاضر سے جھگڑا کیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ مدعی کا ہی آدھا ہے جو اس حاضر کے قبضہ میں ہے تو گواہی مقبول نہوگی [illegible] یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اگر ایک مال معین کسی شخص کے قبضہ میں تھا اسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے پھر مدعی نے کہا کہ یہ مال ہرگز کبھی میرا نہ تھا تو گواہی باطل اور نامقبول ہوگی اور اگر حکم قاضی ہو چکا تھا تو باطل ہو جائیگا اور اسی طرح اگر ہرگز کا لفظ نہ کہا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک غلام پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہے دعوی کیا اور گواہ پیش کیے کہ جنھوں نے یہ گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہے کہ یہ غلام مدعی کی ملک ہے تو گواہی قبول ہوگی اور اگر گواہوں نے کہا کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہے کہ میں نے مدعی سے خریدا ہے اور مدعی نے کہا کہ اسنے یہ اقرار کیا ولیکن میں نے اسکے ہاتھ نہیں فروخت کیا ہے تو مدعی غلام کو لے لیگا اسی طرح اگر قبضہ بطور چکانے کے واقع ہونیکا اقرار کیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہے کہ مدعی نے مجھے کو ہبہ کر دیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر گواہی دی کہ مدعا علیہ نے کہا کہ تو نے میرے

ہاتھ اتنے داموں کو فروخت کیا ہی یا یہ گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہی کہ مدعی نے میرے پاس ودیعت رکھا ہی تب بھی یہی حکم ہی اور اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ مدعی نے مجھے دیا ہی تو قبول نہوگی اور اگر یہ گواہی دی کہ مدعا علیہ نے غصب کر لینے کا اقرار کیا یا یہ اقرار کیا کہ مدعی نے میرے پاس رہن کیا ہی تو قبول ہوگی اور غلام مدعی کو دلایا جائیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی ایک شخص نے ایک باندی پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا اور کہا کہ یہ باندی میری تھی اور گواہون نے گواہی دی کہ یہ باندی اسکی ہی تو یہ مسئلہ کسی کتاب مین مذکور نہین اور مشائخ نے ایسی گواہی مین اختلاف کیا بعضون نے کہا کہ قبول ہوگی اور بعض نے کہا کہ مقبول نہوگی اور یہی اصح ہی یہ محیط و ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر دعوی کیا کہ یہ باندی میری تھی اور گواہون نے گواہی دی کہ یہ اسکی تھی تو مقبول نہوگی یہ خزانۃ المفتیین مین لکھا ہی - اگر مدعی نے دعوی کیا کہ یہ میری ہی اور گواہون نے گواہی دی کہ یہ اسکی تھی تو مقبول ہوگی - اگر ایک شخص نے ایک گھر پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا اور گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ گھر اس مدعی کے قبضہ مین تھا تو ظاہر الروایت کے موافق گواہی نامقبول اور ڈگری نہوگی یہ محیط مین ہی - اگر ایک گھر کا دعوی کیا اور اسمین سے ایک کوٹھری اور اسکے جانے کا راستہ اور تمام حقوق و مرافق کو نکال دیا پھر گواہون نے اسکے واسطے گھر کی گواہی دی اور جو کچھ مدعی نے نکال ڈالا تھا اسکا استثنا نہ کیا تو مقبول نہوگی ولیکن اگر مدعی نے توفیق اسطرح دی کہ سب گھر میرا تھا ولیکن جو کچھ مین نے نکالا ہی وہ اسکے ہاتھ بیچ ڈالا تھا تو مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی - اگر گواہون نے ایک دار کی کسی کی ملکیت ہونے کی گواہی دی اور مشہود لہ نے کہا کہ اسمین سے فلان بیت سوائے مدعا علیہ کے فلان شخص کا ہی میرا نہین ہی تو اسنے اپنے گواہون کی تکذیب کی پس اگر اسنے قاضی کے حکم دینے سے پہلے یہ بیان کیا تو اسکے لیے اور دوسرے مقرلہ کے لیے کسی چیز کی ڈگری نہوگی اور اگر حکم دینے کے بعد بیان کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ فلان شخص کے واسطے جو اقرار کیا ہی وہ جائز رکھونگا اور فلان شخص کو دلاونگا اور باقی دار مدعا علیہ کو واپس دلاؤنگا اور یہ مدعی اُس بیت کی قیمت جو اُسنے دوسرے فلان شخص کے واسطے اقرار کیا ہی مشہود علیہ کو ڈانڈ دیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی ایک شخص نے ایک دار کا دعوی کیا اور گواہ لایا اور عمارت کا حکم تبعًا دیدیا گیا پھر مدعی نے کہا کہ عمارت مدعا علیہ کی ہی یا مدعا علیہ نے اسپر گواہ پیش کیے تو عمارت اُسکو دلا دیجاویگی اور زمین کی بابت جو حکم ہوا ہی وہ باطل نہوگا اور اگر گواہون نے اپنی گواہی مین عمارت کو بھی صاف ذکر کیا تھا اور حکم قضا اُسکے ساتھ بھی متعلق ہوا تھا پھر مدعی نے اقرار کیا کہ عمارت مدعا علیہ کی ہی تو حکم قضا باطل ہوگا پھر اگر مدعا علیہ نے گواہ پیش کیے کہ عمارت اُسکی ہی تو کچھ حکم نہ دیا جائیگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی - منتقی مین ہی کہ اگر گواہون نے کسی شخص کی طرف سے ایک دار کی گواہی دی پھر جب انکی تعدیل ثابت ہوگئی تو مدعا علیہ نے کہا کہ عمارت میری ہی مین نے بنوائی ہی اور اسپر گواہ پیش کرنے چاہے پس اگر مدعی کے گواہ حاضر ہون تو قاضی اُنسے دریافت کریگا کہ عمارت کس کی ہی پس اگر اُنھون نے کہا کہ مدعی کی ہی تو مدعا علیہ کے قول کی طرف التفات نہ کریگا اور اگر اُنھون نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ عمارت کسکی ہی ہان اسکی ہم گواہی دیتے ہین کہ زمین مدعی کی ہی تو عمارت مدعا علیہ کو دلائی جائیگی بشرطیکہ گواہ قائم کرے اور حکم دیا جائیگا کہ عمارت گرا کر زمین مدعی کے سپرد کرے اور اگر مدعا علیہ گواہ نہ لایا تو قاضی مدعی کی گواہی پر اُسکے واسطے زمین کی ڈگری کردیگا اور عمارت زمین کی تابع ہوگی بعد ازان اگر مدعا علیہ گواہ لایا کہ عمارت میری ہی تو لے لیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - منتقی مین ہی کہ اگر گواہ مدعی دار کی گواہی دیکر غائب ہوگئے اور مدعی کو یہ قدرت نہ رہی کہ پھر انکو حاضر

کرے پھر ایک شخص آیا اور اُسنے دعوی کیا کہ اس دار کی عمارت میری ہی اور اُسکے دو گواہون نے اسپر گواہی دی تو قاضی دار کے مدعی کے واسطے زمین کی ڈگری کر دیگا اور عمارت دونون مدعیون مین نصف نصف تقسیم ہوگی پھر اگر مدعا علیہ نے حکم قاضی سے پہلے یا بعد اسکے گواہ پیش کیے کہ عمارت میری ہی تو مقبول نہین ہی اور اگر مدعی کے گواہون نے بیان کیا کہ زمین مدعی کی ہی اور ہم نہین جانتے ہین کہ عمارت کسکی ہی تو مدعی کے واسطے زمین کی ڈگری کیجائیگی اور عمارت کی ڈگری خاص اسکے مدعی کے لیے ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - اور جس زمین مین خرما وغیرہ کے درخت ہون اور گواہ درختون اور زمین کی تفصیل نہ بیان کرین تو اُسکا حکم مثل دار کے ہی اور قاضی زمین کی ڈگری مدعی کے واسطے کریگا اور درخت اسکے تابع ہونگے نہ یہ کہ گواہی درختون پر معتبر ہوگی - اور اسی طرح اگر گواہون نے کہا کہ یہ انگوٹھی یا یہ تلوار فلان مدعی کی ہی اور نگینہ اور حلیہ کا ذکر نہ کیا تو قاضی مدعی کے واسطے انگوٹھی مع نگینہ اور تلوار مع حلیہ کے ڈگری کر دیگا بدون اسکے کہ نگینہ اور حلیہ کی نسبت گواہی کے وجہ سے حکم دینا معتبر ہو اور اسی وجہ سے اگر مدعا علیہ نے نگینہ یا حلیہ اپنی ملکیت ہونے کے گواہ پیش کیے تو اُسکے لیے حکم ہو جائیگا خواہ قاضی نے تلوار کے لیے مدعی کے واسطے پہلے حکم دیدیا ہو یا نہ دیا ہو یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی - ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین ہی اور اُسکی لڑکی دوسرے کے قبضہ مین ہی پھر ایک مدعی نے باندی کے قابض پر نالش کی کہ یہ میری ہی اور قاضی نے اُسکی ڈگری کر دی تو اُسکو باندی کی لڑکی لینے کا اختیار اسی حکم سے حاصل نہوگا اسی طرح اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک درخت ہی اور اُسکے پھل دوسرے کے پاس ہین پھر ایک مدعی نے درخت کے قابض پر گواہ پیش کر کے قاضی کے حکم سے درخت لے لیا تو اس حکم سے اُسکو پھل لے لینا کا اختیار نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین منقول ہی اگر گواہون نے ایک باندی کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی یہ گواہی دی کہ یہ باندی اس مدعی کی ہی اور اُسکی ڈگری ہو گئی پھر گواہ غائب ہو گئے یا مر گئے اور معلوم ہوا کہ اس باندی کی کوئی اولاد مشہود علیہ کے پاس ہی کہ جسکو گواہون نے نہین دیکھا تھا تو مدعی اُسکو لے لیگا اور اسی طرح اگر مدعا علیہ کے پاس باندی کی اولاد ہونا معلوم ہو مگر گواہون نے صرف باندی کی گواہی دی تو بھی مدعی باندی مع اولاد حکم قاضی سے لے لیگا اور اگر قابض نے کہا کہ مین اسکے گواہ پیش کرتا ہون کہ یہ اولاد میری ہی تو قاضی التفات نہ کریگا اور باندی مع اولاد مدعی کو دلاویگا پھر جب قاضی نے ایسا حکم دیدیا پھر گواہ حاضر ہوے اور کہا کہ اولاد مدعی کی نہین ہی مدعا علیہ کی ہی تو قاضی اُسکو نہ دلاویگا اگرچہ گواہ لاوے - اور اگر حکم دینے سے پہلے گواہ حاضر تھے اور قاضی نے اُنسے دریافت کیا کہ اولاد کس کی ملک ہی اُنھون نے کہا کہ مدعا علیہ کی ہی یا کہا کہ ہم نہین جانتے ہین تو قاضی اولاد کی نسبت کچھ حکم نہ دیگا اور باندی مدعی کو دلاویگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - ایک شخص نے ایک گھر کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا اور گواہ سنائے اور قاضی نے ڈگری کر دی پھر مدعی نے اقرار کیا کہ یہ گھر سواے مدعا علیہ کے فلان شخص کا ہی میرا حق اسمین نہین ہی اور فلان شخص نے خواہ اُسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو اس سے حکم قضا باطل نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر مدعی نے کہا کہ یہ گھر میرا نہین ہی یہ تو فلان شخص کا ہی اور فلان شخص نے اُسکی تصدیق کی تو گھر اُسکا ہی اور مدعی اپنے مدعا علیہ کو کچھ ضمان نہ دیگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر مدعی نے بعد حکم قضا کے یہ بیان کیا کہ یہ گھر فلان شخص کا ہی میرا ہرگز کبھی نہین تھا پس یا تو اُسنے پہلے دوسرے کے واسطے اقرار کیا پھر اپنی ملک سے نفی کی یا پہلے اپنی ملک ہونے سے نفی کی پھر دوسرے کے واسطے اقرار کیا پس اگر فلان شخص نے اُسکی تمام باتون مین تصدیق کی تو وہ گھر پھر مدعا علیہ کو واپس دیا جائیگا اور اُس فلان شخص کو کچھ نہ ملیگا اور اگر فلان شخص نے

مدعی کے اس قول کی کہ میرا کبھی نہ تھا تکذیب کی اور اقرار کی تصدیق کی اور کہا کہ یہ گھر اس مدعی کا تھا پھر اُسنے مجھے اُسکا مالک کر دیا اور آپ فی الحال میری ملکیت ہی تو گھر فلان شخص کو دلایا جائیگا اور مدعی اُسکی قیمت کی ڈانڈ مدعا علیہ کو بھریگا خواہ اُسنے پہلے اقرار کیا پھر نفی کی ہو یا اسکا عکس ہو کذا فی الجامع اور مشائخ نے اس مسئلہ مین فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اول نفی کی ہو اور پھر اقرار کیا ہو مگر کلام متصل ہو تو اقرار صحیح ہوگا اور اگر بات کو توڑ کر دوبارہ اقرار کیا یعنی نفی اور اقرار مین جدائی کر دی تو اقرار صحیح نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر قاضی نے ہنوز مدعی کے واسطے دار کی ڈگری نہین کی تھی اور اُسنے بیان کیا کہ یہ گھر فلان شخص کا ہی اسمین میرا کچھ حق نہین ہی یا کہا کہ یہ گھر میرا نہین ہی فلان شخص کا ہی تو قاضی اُسکے واسطے گھر کی ڈگری نہین کریگا ولیکن اگر مدعی نے اس صورت مین کہ یہ فلان شخص کا گھر ہی یہ بیان کیا کہ مین نے گواہون کی گواہی کے بعد فلان شخص کے ہاتھ اسکو بیچڈالا ہی یا اُسکو ہبہ کر دیا ہی اور مجلس قضا سے غائب ہونے کے بعد اُسنے قبضہ کر لیا ہی اور یہ کلام اُسنے اپنے کلام سے ملا کر بیان کیا تو قاضی گھر کی ڈگری اُسکے واسطے کر دیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک گھر کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے کہا میرے قبضہ مین نہین ہی پھر مدعی کے گواہون نے بیان کیا کہ یہ گھر مدعا علیہ کے پاس اور اُسکی ملکیت ہی تو قاضی مدعی سے دریافت کریگا اگر اُسنے بیان کیا کہ ہان ایسا ہی ہی جیسا گواہون نے بیان کیا کہ گھر مدعا علیہ کے قبضہ اور ملکیت مین ہی تو مدعی نے گھر مدعا علیہ کی ملکیت ہونے کا اقرار کیا اور اگر اُسنے بیان کیا کہ گواہ سچے ہین کہ گھر اُسکے قبضہ مین ہی اور مین اسکی تصدیق نہین کرتا ہون کہ اُسکی ملکیت ہی تو ہو سکتا ہی اور مدعا علیہ اُسکا مخاصم قرار دیا جائیگا کذا فی فتاوے قاضی خان۔

یہ اُسوقت ہی کہ یہ گواہ از جانب مدعی نہ تھے ۱۲ م

تیسری فصل

اُن صورتون کے دعوی کے بیان مین جنمین کسی عقد کا دعوی ہی یا کسی ایسے سبب کا دعوی ہی جو ملک کا سبب ہوتا ہی۔ اگر میراث یا خرید کے سبب سے کسی گھر کا دعوی کیا اور گواہون نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ تبیین اور ذخیرہ اور محیط مین ہی اور مشہور یہ ہی کہ میراث کا دعوی مثل ملک مطلق کے دعوے کے ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اقضیہ مین ہی کہ اگر خرید کے سبب ملک کا دعوی کیا اور گواہون نے ملک مطلق کی گواہی دی تو نامقبول ہوگی بشرطیکہ دعوی مین کسی شخص معروف سے خریدنے کو ذکر کیا اور اُسکے نام شناخت ذکر کر دی ہو اور اگر کسی غیر معروف سے خریدنے کو ذکر فرمایا اور گواہون نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی ایک شخص مشہور سے خریدنے کا دعوی کیا اور اُسکو اُسکے باپ دادا کی طرف نسبت کر دیا مگر خرید نامع قبضہ کے ذکر کیا اور گواہون نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے ایک گھر کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا کہ مین نے سوائے قابض کے فلان شخص سے خریدا ہی اور دو گواہ لایا کہ جنھون نے یہ گواہی دی کہ فلان شخص نے اسکو ہبہ کیا ہی اور اُسنے اُس سے قبضہ کیا ہی اور وہ اسکا مالک تھا تو ایسی گواہی قبول نہوگی ولیکن اگر یون توفیق دی کہ مین نے اُس سے خریدا تھا مگر اُسنے انکار کیا پھر مجھے ہبہ کر دیا اور اسپر گواہ پیش کر دیے تو مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی ایک شخص نے ایک گھر کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی یہ دعوی کیا کہ اُسنے مجھے ہبہ کیا ہی اور مجھپر صدقہ نہین کیا ہی اور صدقہ کے دو گواہ سنائے اور کہا کہ مجھے کبھی ہبہ نہین کیا ہی حالانکہ قاضی کے سامنے ہبہ کا دعوی کیا تھا تو یہ اپنے گواہون کو جھٹلانا اور اپنے کلام مین تناقض ہی پس نہ دعوی مسموع ہوگا اور نہ گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر اُسنے ہبہ کا دعوی کیا اور یہ نہ کہا کہ مجھے کبھی صدقہ مین نہین دیا ہی پھر بعد اسکے بعد صدقہ کے گواہ لایا اور بیان کیا کہ اُسنے مجھے

ع [illegible] ۱۲م

ہبہ کرکے دینے سے انکار کیا تو مین نے اُس سے صدقہ مین مانگا پس اُسنے صدقہ دیدیا تو مین اس گواہی کو جائز رکھونگا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر کسی کے پاس ودیعت رکھنے کا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ مدعا علیہ نے مدعی کی ودیعت رکھنے کا اقرار کیا ہی تو قبول ہوگی جیسے غصب کی صورت مین مقبول ہوتی ہی اور یہی حکم عاریت کا ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی اور اگر شروع ایک سال سے خرید لینے کا دعوی کیا اور گواہون نے خرید کی گواہی دی اور تاریخ کا ذکر نہ کیا تو مقبول ہوگی اور اگر اُسکا الٹا ہو تو نہین مقبول ہوگی اگر مدعی نے تاریخ خرید ایک ماہ ذکر کی اور گواہون نے اسکا آدھا ذکر کیا تو مقبول ہی اور اگر اُسکا اُلٹا ہو تو غیر مقبول ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہی اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ قابض نے مجھے ایک سال ہوا کہ صدقہ مین دیا ہی اور مین نے قبضہ کیا ہی اور قابض نے انکار کیا پھر مدعی گواہ لایا کہ اُنھون نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے دو سال سے اُسے خریدا ہی تو مقبول نہوگی ولیکن اگر اسطرح توفیق دی کہ پہلے مین نے اُس سے خریدا پھر اُسی کے ہاتھ فروخت کیا پھر اُسنے ایک سال ہوا کہ مجھے صدقہ مین دیدیا اور اس توفیق پر گواہون نے بیع کی گواہی اور پھر صدقہ کی گواہی دی تو مقبول ہوگی۔ اور اگر پہلے ہی قابض سے خریدنے کا ابتدائی ایک سال سے دعوی کیا اور گواہون نے دو سال کی تاریخ سے صدقہ مین دیدینے کی گواہی دی تو مقبول نہوگی لیکن اگر یہ بیان کیا کہ ابتدائی دو سال سے اُسنے مجھے صدقہ مین دیا پھر مین نے اُسکے ہاتھ فروخت کیا پھر ایک سال ہوا کہ مین نے خرید لیا اور اسپر گواہ بھی پیش کیے تو مقبول ہونگے۔ اور اگر ایک سال سے صدقہ کا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ ایک مہینہ ہوا کہ اسنے خریدا ہی تو مقبول نہوگی لیکن اگر بیان کیا کہ سال بھر ہوا کہ اسنے صدقہ مین دیا تھا پھر کسی سبب سے اُسکے پاس پہونچ گیا اور اُسنے صدقہ سے انکار کر دیا پھر ایک مہینہ ہوا کہ مین نے خرید لیا ہی اور اسکو گواہی سے ثابت کر دیا تو مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر مدت ایک سال سے خریدنے کا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ ایک مہینہ ہوا کہ اسنے صدقہ مین دیدیا ہی تو گواہی مقبول نہوگی ولیکن جبکہ دونون قولون مین موافقت ثابت کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر دعوی کیا کہ مین نے ایک سال سے اپنے باپ کی میراث مین پایا ہی اور گواہون نے کہا کہ قاضی کے پاس سے اُٹھ جانے کے بعد اُسنے قابض سے خریدا ہی تو قبول نہوگی لیکن اگر اسطرح توفیق دی کہ اسنے میری میراث سے مجھے روک دیا پھر اب مین نے اس سے خرید لیا ہی تو گواہی مقبول ہوگی بشرطیکہ دوبارہ گواہی کا اعادہ کرے۔ اگر ایک باندی پر جو ایک شخص کے ہاتھ مین ہی یہ دعوی کیا کہ مین نے اسکو اپنے اس غلام کے عوض خریدا ہی اور اسکو ایک مہینہ ہوا اور بائع نے اس سے انکار کیا اور مدعی کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے اس باندی کو اس مدعا علیہ سے ایک ہزار درم کو قاضی کے پاس سے اُٹھ جانے کے بعد خریدا ہی تو گواہی مقبول نہوگی لیکن اگر توفیق اسطرح بیان کی کہ پہلے مین نے ایک مہینہ ہوا کہ جب بعوض غلام کے خریدی تھی پھر جب اسنے انکار کیا تو مین نے اب ایک ہزار درم کے عوض خریدی ہی پس اگر اسپر گواہ پیش کیے تو گواہی خرید کی مقبول ہوگی۔ اور اگر پہلے دعوی کیا کہ مین نے ایک مہینہ ہوا کہ غلام کے عوض یہ باندی خریدی پھر اُسنے جو گواہ سنائے اُنھون نے بیان کیا کہ اسنے ایک سال ہوا یا اس سے زیادہ کہ اسے خرید کیا ہی تو مقبول نہوگی لیکن اگر بیان کیا کہ موافق گواہون کے بیان کے پہلے ایک سال ہوا کہ مین نے خریدا تھا پھر اسکے ہاتھ بیچ ڈالا پھر ایک مہینہ ہوا کہ اس سے خرید لیا ہی اور بعد اس بیان کے گواہون نے خرید فروخت کی گواہی دی تو توفیق درست ہوگی اور اُسکی ڈگری کر دیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے ایک غلام پر جو ایک شخص

کے قبضہ مین ہے دعوی کیا کہ مین نے اسکو قابض سے خریدا ہے اور قابض منکر ہے پھر مدعی کے گواہون نے بیان کیا کہ اس قابض نے مدعی کے ہاتھ یہ غلام فروخت کیا ہے مگر ہم نہین جانتے ہین کہ یہ بائع کا ہے یا نہین ہے تو گواہی جائز ہے اور اگر مدعی نے ایسے دو گواہ لایا کہ جنہون نے یہ گواہی دی کہ غلام ہمارا ہے مگر اس مدعا علیہ نے اس مدعی کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے تو قاضی اُنکی گواہی پر مدعی کو دلا دیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے - ایک شخص نے دوسرے سے ایک گھر خریدنے کا دعوی کیا اور گواہون نے اسکے وکیل سے خریدنے کی گواہی دی یا یہ گواہی دی کہ فلان دربانی نے فروخت کیا اور اس مدعا علیہ نے بیع کی اجازت دیدی تو گواہی قبول ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے - اگر مدعی نے کہا کہ یہ عورت اس سبب سے میری جورو ہے کہ مین نے اسقدر مہر پر اس سے نکاح کر لیا ہے اور گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ عورت مدعی کی منکوحہ ہے اور نکاح کرنیکا ذکر نہ کیا تو مقبول ہے اور مہر مثل دلا دیا جائیگا لیکن بشرطیکہ مہر مثل اُس مقدار کے برابر ہو جو مدعی نے بیان کیا یا کم ہو اور اگر زائد ہو تو زیادتی کا حکم نہوگا یہ محیط سرخسی و نہایہ مین لکھا ہے - ایک شخص نے ایک عورت پر یہ دعوی کیا کہ اسنے اپنے تئین میرے ساتھ پچاس دینار پر بیاہ دیا ہے اور گواہون نے نکاح کی گواہی دی اور مہر کا ذکر نہ کیا تو گواہی مقبول ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر کسی نے کہا کہ یہ میری عورت ہے یا یہ میری منکوحہ ہے اور گواہون نے کہا کہ اسنے اس عورت سے نکاح کیا تھا اور فی الحال جورو ہونیکا کچھ ذکر نہ کیا کہ اب اُسکی منکوحہ ہے تو بھی گواہی مقبول ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے اگر مدعی نے ایک عورت پر نکاح کا دعوے کیا اور گواہون نے کہا کہ اسنے کبری سے نکاح کیا ہے و لیکن ہم کبری کو نہین پہچانتے ہین تو قاضی مدعی سے گواہ طلب کریگا کہ یہی جو دعوی کرتا ہے یہی کبری ہے - دو گواہون نے گواہی دی کہ اس عورت نے اس مرد کے ساتھ نکاح کیا تھا اور ہم نہین جانتے ہین کہ اب یہ اُسکی عورت ہے یا نہین یا گواہون نے گواہی دی کہ اسنے یہ شی معین اسکے ہاتھ فروخت کی تھی مگر ہم نہین جانتے ہین کہ اب اسکی ملک ہے یا نہین ہے تو بدلیل استصحاب فی الحال نکاح اور ملکیت کا حکم دیا جائیگا اور نکاح کا گواہ فی الحال کا گواہ ہے یہ وجیز کردری مین ہے ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرے مالک نے مجھے آزاد کر دیا اور گواہون نے گواہی دی کہ وہ حرہ ہے تو مقبول نہوگی اور بعض نے کہا کہ مقبول ہے اور اگر باندی نے دعوی کیا کہ فلان شخص نے مجھے آزاد کیا اور گواہون نے گواہی دی کہ یہ حرہ ہے تو مقبول ہے اور اگر غلام نے اصلی آزادی کا دعوے کیا اور گواہون نے اُسکی طرف سے گواہی دی کہ فلان شخص نے اُسے آزاد کیا ہے تو بعض نے کہا مقبول نہین ہے اور بعض نے کہا مقبول ہے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے -

آٹھوان باب گواہون کے اختلاف کے بیان مین

امام اعظم رح کے نزدیک گواہون مین لفظاً و معنیً اتفاق ہونا معتبر ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ صرف معنی مین اتفاق ہونا معتبر ہے اور لفظ مین متفق ہونے سے یہ مراد ہے کہ بطریق وضع کے نہ بطریق تضمن کے دونون کے الفاظ کے ایک معنی پیدا ہون یہ تبیین مین لکھا ہے - حتے کہ اگر غصب کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے غصب کی گواہی دی اور دوسرے نے اقرار غصب کی گواہی دی تو مقبول نہوگی اور اگر ودیعت کا دعوی کیا اور ایک نے ودیعت رکھنے کی گواہی دی اور دوسرے نے اقرار ایداع کی گواہی دی تو مسئلہ غصب کے قیاس پر مقبول نہونا چاہیے اور مسئلہ قرض کے قیاس پر مقبول ہونا چاہیے کذا فی الفصول العمادیہ اور گواہون کے الفاظ ایک معنی کو بطور وضع کے مفید ہون خواہ بعینہ الفاظ ہون یا مرادف الفاظ ہون حتے کہ اگر ایک نے ہبہ کی اور دوسرے نے عطیہ کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اگر ایک نے نکاح کی گواہی دی اور دوسرے نے تزویج

کی گواہی دی تو مقبول ہے اسکو محیط مین ذکر کر کے کچھ اختلاف نہین بیان کیا یہ تبیین مین لکھا ہے - اور طلاق کی کنایات مین اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے کہا تھا کہ تو خلیہ ہے اور دوسرے نے کہا کہ تو بریتہ ہے تو سب کے نزدیک مقبول نہین ہے اسی طرح اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے کہا تھا کہ تجھکو مین نے طلاق دی اگر تو اس گھر مین داخل ہو اور یہ عورت داخل ہو گئی اور دوسرے نے گواہی دی کہ تجھکو طلاق ہے اگر تو فلان شخص سے کلام کرے اور اُسنے کلام کیا تو سب کے نزدیک مقبول نہو گی اور اسی طرح اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ اسنے تین طلاق دی ہین اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے کہا تھا کہ تو مجھپر حرام ہے اور تین طلاق کی نیت کی تھی تو سب کے نزدیک غیر مقبول ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے ایک گواہ نے ایک ہزار قرضہ کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو امام اعظم رح کے نزدیک کسی قدر کے واسطے مقبول نہین ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک ہزار درم کی گواہی مقبول ہو گی بشرطیکہ مدعی دو ہزار کا دعوی کرتا ہووے اور علے ہذا سو درم اور دو سو درم یا ایک طلاق اور دو طلاق یا تین طلاق مین اگر یہ صورت واقع ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور امام اعظم رح کا قول اس مسئلہ مین صحیح ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے - اور اگر پندرہ کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے پندرہ کی اور دوسرے نے دس کی گواہی دی تو امام اعظم رح کے نزدیک کسی قدر کی ڈگری نہ کیجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے - اگر ایک نے ہزار کی اور دوسرے نے ڈیڑھ ہزار کی گواہی دی اور مدعی ڈیڑھ ہزار کا دعوی کرتا ہے تو گواہی ایک ہزار پر مقبول ہو گی اور اسکی نظیر ایک طلاق اور ڈیڑھ طلاق ہے یہ ہدایہ مین ہے اور اگر مدعی نے کہا کہ فقط ایک ہزار تھے اس سے زیادہ نہ تھے تو جس نے ڈیڑھ ہزار کی گواہی دی اُسکی گواہی باطل ہے اور اسی طرح اگر سواے ہزار کے دعوے کے ساکت رہا تب بھی یہی حکم ہے اور اگر مدعی نے اسطرح توفیق دی کہ اصل حق میرا ڈیڑھ ہزار درم تھے جیسا کہ گواہ نے گواہی دی ولیکن پانچسو درم مین نے وصول کر لیے یا اسکو معاف کر دیے اور گواہ کو معلوم نہ ہوا تو گواہی مقبول ہو گی یہ کافی مین لکھا ہے - اگر ایک نے بیس پر اور دوسرے نے پچیس پر گواہی دی تو بالاجماع بیس کی گواہی مقبول ہو گی اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ مدعی پچیس کا دعوی کرتا ہو اور اگر بیس کا دعوی کرتا ہو تو بالاجماع غیر مقبول ہے اور اگر مدعی نے اس مسئلہ مین یا ایک ہزار اور دو ہزار کے مسئلہ مین اسطرح توفیق دینا چاہی کہ واقعی اُسپر میرے دو ہزار درم آتے تھے مگر مین نے اُسکو ایک ہزار درم معاف کر دیے تو مقبول ہو گی یہ خلاصہ مین لکھا ہے - اگر دو گواہون نے ایک شخص پر ہزار درم قرض ہونے کی گواہی دی مگر ایک گواہ نے دودہیا درم بیان کیے اور دوسرے نے کالی چاندی کے بیان کیے حالانکہ دودہیا درم کی چاندی اس سے کھری ہوتی ہے پس اگر مدعی سیاہ چاندی کے درم کا دعوی کرتا تھا تو گواہی بالکل مقبول نہو گی لیکن اگر اسطرح توفیق دی کہ واقعی دودہیا درم تھے جیسا کہ اس گواہ نے بیان کیا مگر مین نے اسکو اس جید درم ہونے کی صفت سے معاف کر دیا تھا اور اس گواہ کو معلوم نہوا دوسرے گواہ کو معلوم ہوا تو یہ گواہی سیاہ درم پر مقبول ہو گی اور اگر دودہیا درم کا دعوے کرتا ہے تو سیاہ درم پر گواہی مقبول ہو گی کیونکہ اقل پر دونون گواہ لفظاً و معنیً متفق ہین یہ محیط مین لکھا ہے - اسی طرح یہ حکم تمام جگہون مین جاری ہے کہ جب ایک جنس کے قدر یا وصف پر دونون گواہ متفق ہوے اور اس سے زیادہ مین اختلاف ہوا تو گواہی بقدر اتفاق کے مقبول ہو گی بشرطیکہ مدعی افضل کا دعوی کرتا ہو اور اگر قدر یا وصف مین اتفاق سے کمتر کا دعوی کرتا ہو تو گواہی بالکل مقبول نہو گی اور اگر جنس مین اختلاف کیا مثلاً ایک نے ایک کر گیہون کے اور دوسرے

نے ایک کرجہ کی گواہی دی تو خواہ کسی کیفیت سے اختلاف واقع ہو گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - اگر دونون نے ہزار درم کی گواہی دی اور ایک نے کہا کہ انمین سے مدعا علیہ نے پانچسو درم ادا کر دیے ہین تو ہزار درم کا حکم دیا جائیگا اور گواہ کی پانچسو درم ادا کرنے کی گواہی قبول نہوگی مگر جبکہ اُسکے ساتھ دوسرا گواہ بھی اِسکی گواہی دے تو مقبول ہوگی اور جب اُسکو معلوم ہوگیا کہ مدعا علیہ نے پانچسو درم ادا کر دیے ہین تو جب تک مدعی یہ اقرار نہ کرے کہ اپنے پانچسو درم ادا کر دیے ہین تب تک اُسپر واجب ہو کہ ہزار درم کی گواہی مدعی کی طرف سے نہ دے تاکہ ظلم پر اعانت کرنے والا نہ شمار ہو یہ تبیین اور کافی مین لکھا ہو - ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم قرض کا دعوی کیا اور دونون گواہون مین سے ایک نے قرض پر اور دوسرے نے قرض ہونے اور قرضدار کے ادا کر دینے پر گواہی دی تو دونون کی گواہی قرض ہونے پر قبول ہوگی اور ادا کر دینے پر ظاہر روایت کے موافق گواہی قبول نہوگی اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ قرض ہونے پر بھی یہ گواہی مقبول نہوگی اور ظاہر روایت مین جو حکم مذکور ہوا وہ صحیح ہو یہ بدائع مین لکھا ہو - اگر قرضدار نے ادا کر دینے کا دعوی کیا پھر ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ قرضخواہ نے اقرار کیا ہو کہ مین نے بھر پایا اور دوسرے نے بری کر دینے کی گواہی دی تو مقبول نہوگی اور اگر بری کر دینے کے گواہ نے یہ بیان کیا کہ قرضخواہ نے یون اقرار کیا ہو کہ قرضدار نے میری جانب سے مال کی براءت کر لی تو دونون کی گواہی مقبول ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - ایک شخص پر دوسرے کے ہزار درم ہین اُسنے دعوی کیا کہ مین نے اُسکا قرضہ ادا کر دیا اور دو گواہون مین سے ایک نے ادا کر دینے کی گواہی دی اور دوسرے نے قرضخواہ کے بھر پانے کے اقرار کی گواہی دی تو قبول نہوگی اگر قرضدار نے ادا کر دینے کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے قرضخواہ کے بھر پانے کے اقرار کی گواہی دی اور دوسرے نے ہبہ کر دینے یا صدقہ کر دینے و تحلیل کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو قرضدار نے براءت کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے یہی گواہی دی اور دوسرے نے کہا کہ قرضخواہ نے اُسکو ہبہ کر دیا یا صدقہ مین دیدیا یا عطیہ دیا یا اُسکو حلال کر دیا تو گواہی قبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہو قرضدار نے براءت کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے ہبہ کی اور دوسرے نے صدقہ کی گواہی دی تو قبول نہوگی اور اگر قرضدار نے ہبہ کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے ہبہ کی اور دوسرے نے صدقہ کی گواہی دی تو قبول نہوگی اور اگر ایک نے براءت کی اور دوسرے نے عطیہ یا تحلیل و احلال کی گواہی دی تو مقبول ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - اگر قرضدار نے وفا کر دینے کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ قرضخواہ نے اُسکو فلان شہر مین بری کر دیا اور دوسرے نے دوسرے شہر مین بری کرنے کی گواہی دی تو گواہی جائز ہو اگر کفیل نے ہبہ کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے ہبہ کی اور دوسرے نے براءت کی گواہی دی تو جائز ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو فتاوے رشید الدین مین ہو کہ ایک عورت نے طلاق کے بعد مہر کا دعوی کیا اور شوہر نے دعوی کیا کہ اِسنے مہر ہبہ کر دیا ہو اور دو گواہ لایا کہ ایک نے ہبہ کی گواہی دی اور دوسرے نے بری کر دینے کی تو مقبول ہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو شرح جامع صغیر مین ہو کہ ہبہ جب ہو کہ عقد کا دعوی نہ کیا پس اگر یہ دعوی عقد مین ہو تو یہ آٹھ مسئلہ ہین بیع اور اجارہ اور کتابت اور رہن اور مال کے عوض آزادی اور خلع اور عمداً خون کرنے کی صلح اور نکاح یہ خلاصہ مین لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے یہ گواہی دی کہ اِسنے فلان شخص کا غلام ہزار درم کو خریدا ہی اور دوسرے نے ڈیڑھ ہزار کے خریدنے کی گواہی دی تو باطل ہو اور اسی طرح اگر مدعی بائع ہو تو بھی یہی حکم ہو اور کچھ فرق نہین ہو خواہ

مدعی دونون گواہون کے بیان سے کمتر مال کا دعوی کرتا ہو یا زیادہ کا اور اسی طرح کتابت مین اگر غلام خود مدعی ہو تو ظاہر ہی اور اگر مالک غلام مدعی ہو تو بھی ایسا ہی ہی کیونکہ ادا کر دینے سے پہلے عتق ثابت نہو گا پس مقصود سبب کا ثابت کرنا ٹھہریگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اگر شفیع نے شفعہ طلب کیا اور ایک گواہ نے ایک ہزار درم کو خریدنے کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کے خریدنے کی گواہی دی اور مشتری کہتا ہی کہ مین نے تین ہزار کو خریدا ہی تو گواہی قبول نہوگی اور اسی طرح اگر ایک گواہ نے ہزار درم کو خریدنے کی گواہی دی اور دوسرے نے سو دینار کو خریدنے کی گواہی دی تو بھی نامقبول ہی اور اسی طرح اگر ایک نے ایک شخص سے خریدنے کی گواہی دی اور دوسرے نے دوسرے سے خریدنے کی گواہی دی تو بھی غیر مقبول ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اجارہ مین اگر اول مدت مین دعوی ہو تو مثل بیع کے ہی خواہ اجرت پر دینے والا مدعی ہو یا لینے والا اور اگر مدت کے گذرنے کے بعد دعوی ہو اور بعد تسلیم کے خواہ منفعت بھر پائی ہو یا نہ پائی ہو پس اگر اجرت پر دینے والا مدعی ہو تو یہ مال کا دعوی ہی اور اگر لینے والا مدعی ہو تو بالاجماع یہ عقد کا دعوی ہی اور رہن مین اگر راہن مدعی ہو تو غیر مقبول ہی اور اگر مرتہن ہو تو مثل قرض کے دعوے کے ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر خلع یا طلاق بمال یا مال کے عوض آزادی یا عمداً خون کرنے کے عوض مال پر صلح کا دعوی ہو پس اگر شوہر یا مالک یا ولی قصاص مدعی ہو تو یہ مال کا دعوی ہی اور اگر مدعی غلام ہو یا عورت یا قاتل ہو تو یہ عقد کا دعوی ہی پس بالاجماع مقبول نہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور نکاح کے باب مین امام اعظم رح کے نزدیک کمتر مال مین مقبول ہی خواہ شوہر مدعی ہو یا جورو مدعیہ ہو اور امام ابو یوسف رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ گواہی باطل ہی اور بعض مشائخ رح نے کہا کہ یہ اختلاف صرف اسی صورت مین ہی کہ عورت مدعی ہو اور اگر شوہر مدعی ہو تو اُسکے گواہون کی گواہی بالاجماع مقبول نہوگی اور پہلا قول اصح ہی اور وہ استحساناً ہی یہ تبیین اور ہدایہ اور کافی مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ اسنے اپنا غلام اجارہ پر دیا ہی اور مالک غلام انکار کرتا ہی پھر مدعی نے دو گواہ قائم کیے کہ ایک نے یہ گواہی دی کہ اسنے پانچ درم کو اجرت پر دیا اور مدعی چار درم یا پانچ درم کی اجرت کا دعوی کرتا ہی اور دوسرے نے چھ درم کی اجرت کی گواہی دی تو گواہی باطل ہی مستاجر نے یہ دعوی کیا کہ مین نے ایک ٹٹو بغداد تک دس درم پر سوار ہونے اور اسباب لادنے کے واسطے کرایہ کیا تھا اور دو گواہ قائم کیے کہ ایک نے یہ گواہی دی کہ اسنے سواری کے واسطے دس درم پر کرایہ کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اسنے دس درم پر سواری کے واسطے اور یہ اسباب لادنے کے واسطے کرایہ کیا تو گواہی باطل ہی اور اگر یہ گواہی دی کہ اسنے یہ ٹٹو اجرت معلومہ پر بغداد تک کرایہ کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اسنے یہ اسباب لادنے کے واسطے بغداد تک دس درم پر کرایہ کیا تو یہ گواہی مقبول نہوگی خواہ مستاجر مدعی ہو یا ٹٹو والا مدعی ہو اور اسی طرح اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے سواری کے واسطے کرایہ کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے لادنے کے واسطے کرایہ کیا تو بھی مقبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر دعوی کیا کہ مین نے رنگریز کو کپڑا دیا ہی اور رنگریز نے انکار کیا پھر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اسنے اسکو سرخ رنگنے کے واسطے دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے زرد یا سیاہ رنگنے کے واسطے دیا ہو تو یہ گواہی مقبول نہوگی اور اسی طرح اگر رنگریز مدعی ہو اور کپڑے کا مالک منکر ہو تو بھی ایسی گواہی نامقبول ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ اسنے مع عیب خریدا ہو اور دوسرے نے بائع کی بیع عیب دار ہونے کے اقرار کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے فلان کے واسطے فلان شخص کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی ہی مگر ایک گواہ نے ایک مہینہ کی میعاد ذکر کی اور دوسرے نے فی الحال دینے کی کفالت بیان کی اور طالب نے فی الحال کی کفالت کا دعوی کیا اور کفیل مشہود علیہ نے اس سب سے

انکار کیا یا کفالت کا اقرار کیا اور دینار کا دعوی کیا تو دونوں صورتوں میں فی الحال اسپر مال دینا واجب ہو اگر ایک گواہ اس دعوی پر قائم کیا کہ فلاں شخص نے مجھکو اس شخص پر ہزار درم اترا دیے ہیں اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اُسنے اسپر سو دینار اُترائے ہیں تو دونوں کی گواہی نامقبول ہوگی اور اگر ایک نے ہزار درم کی اور دوسرے نے ہزار درم اور سو دینار کی گواہی دی تو دونوں کی گواہی ہزار درم پر مقبول ہوگی بشرطیکہ مدعی درم اور دینار دونوں کا دعوی کرتا ہو اور اگر صرف درموں کا مدعی ہو تو گواہی قبول نہوگی یہ محیط میں لکھا ہو اگر کفالت کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے کفالت کی اور دوسرے نے حوالہ کی گواہی دی تو کفالت کے ثابت ہونے میں گواہی مقبول ہوگی اور کفالت کا حکم دیا جائیگا یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہو ایک گواہ نے یوں کفالت کی گواہی دی کہ اگر فلاں شش ماہ را این مال فلاں ندہد من ضمان کردم این مال را بدہم اور دوسرے نے کہا کہ گواہی میدہم کہ فلاں چنین گفت کہ این مال را ضمان کردم این فلان بن فلاں را تا شش ماہ تو ایسی گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو -

اصل میں ہو کہ اگر وکالت کے دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ موکل نے اُسکو فلاں شخص کے ساتھ خصومت کرنے کے واسطے اس گھر کی بابت وکیل کیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ اُسنے اُس گھر کی بابت اور دوسری چیز کی بابت فلاں شخص کے ساتھ خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو تو دونوں کی گواہی اس گھر کی بابت خصومت کرنے میں جائز ہو اور اگر دونوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ موکل نے اُسکو فقط زینب کی طلاق کے واسطے وکیل کیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ موکل نے اسکو زینب کی طلاق اور ہندہ کی طلاق کے واسطے وکیل کیا ہو تو زینب کی طلاق میں یہ گواہی مقبول ہوگی اور اسی طرح کے مسئلہ میں فتوی طلب لیا گیا تھا کہ دونوں میں سے ایک نے ایک شخص کی طرف سے گواہی دی کہ فلاں شخص نے اسکو فلاں چیز معین کی بابت وکیل کیا یا اسمیں خصومت کرنے کا فلاں شخص کے مقابلہ میں وکیل کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ موکل نے اسکو مطلقاً تمام تصرفات کے واسطے وکیل کیا ہو تو جواب دیا گیا کہ وکالت معینہ ثابت ہونی چاہیے یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہو - اگر مدعی وکالت نے دو گواہ قائم کیے کہ ایک نے یہ گواہی دی کہ غائب نے اسکو فلاں شخص سے اپنا قرضہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو اور دوسرے نے بیان کیا کہ غائب نے اسکو اس معاملہ میں جری کیا ہو یا اس شخص سے قرضہ وصول کرنے کے واسطے مسلط کیا ہو یا اسکو اپنی زندگی میں وصی بنایا ہو تو دونوں کی گواہی جائز ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک وصول کرنے اور خصومت کرنیکا وکیل ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک صرف قرضہ وصول کرنیکا وکیل ہوگا اگر ایک شخص نے یہ گواہی دی کہ اُسنے اس مدعی کو اپنا قرضہ وصول کرنیکا وکیل کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اپنا قرضہ لینے کے واسطے ارسال کیا ہو یا فلاں سے قرضہ لینے کا اُسکو حکم دیا ہو یا قرضہ وصول کرنے میں اپنے قائم مقام کیا یا اپنا نائب بنایا ہو تو گواہی جائز ہو اور یہ وکیل خصومت سب کے نزدیک نہوگا - اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ اُسنے وکیل کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اُسنے وصی بنایا ہو اور زندگی کا لفظ نہ کہا یا ایک نے کہا کہ اُسنے اپنی زندگی میں وصی بنایا ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسکو وصی بنایا ہو اور زندگی کا لفظ نہ کہا تو ایسی گواہی مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہو نوادر ابن سماعہ میں امام محمد رح سے روایت ہو کہ دو شخصوں نے ایک شخص کے وصیت کرنے پر یوں گواہی دی کہ ایک گواہ نے بیان کیا کہ اُسنے کہا کہ میرے مرنے کے بعد تمام میرا مال فلاں شخص کے واسطے ہو اور دوسرے نے بیان کیا کہ اُسنے کہا کہ میرے مرنے کے بعد میرا تمام مال فلاں شخص کے لیے صدقہ ہو اور یہ ایک جلسہ یا دو جلسوں میں واقع ہوا تو گواہی جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر دو گواہوں نے وکالت کی گواہی دی اور ایک نے اسقدر بڑھا کر بیان کیا کہ موکل نے اُسکو معزول بھی کر دیا تو وکالت کی گواہی مقبول ہوگی اور معزول کرنے کی مقبول نہوگی یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہو - ایک شخص نے ایک غلام کے مالک پر یہ دعوی

کیا کہ اپنے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی تھی اور دو گواہ لایا کہ ایک نے بیان کیا کہ مالک نے اجازت دی اور دوسرے نے بیان کیا کہ مولی نے غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھا اور منع نہ کیا تو گواہی مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ امام محمد رح نے ماذون کبیر مین لکھا ہے کہ اگر غلام پر قرضہ ہو گیا پس اُسکے مالک نے کہا کہ میرا غلام محجور علیہ ہے یعنی تصرفات سے منع کر دیا گیا ہے اور قرضخواہ نے کہا کہ ماذون ہے یعنی تجارت کی اجازت ہے تو مالک کا قول لیا جائیگا پس اگر اُسنے دو گواہ سنائے کہ ایک نے بیان کیا کہ مالک نے اسکو کپڑے خریدنے کی اجازت دی ہے اور دوسرے نے کہا کہ اناج خریدنے کی اجازت دی ہے تو گواہی جائز ہے اور اسی طرح اگر ایک نے بیان کیا کہ مالک نے اس سے کہا کہ کپڑے خرید کر کے فروخت کر اور دوسرے نے بیان کیا کہ اناج خرید کر کے فروخت کر تو گواہی مقبول ہے یہ محیط مین لکھا ہے دو گواہون نے ایک چیز کی گواہی دی اور وقت مین یا مکان مین یا انشا و اقرار مین اختلاف کیا پس اگر مشہود بہ محض قول ہو جیسے بیع و اجارہ و طلاق و عتاق و صلح و ابراء وغیرہ مثلاً ہزار درم کے خرید کا دعوی کیا اور دونون گواہون نے ہزار درم کے عوض خریدنے کی گواہی دی مگر دونون نے شہر یا ایام مین اختلاف کیا یا ایک نے بیع کی گواہی دی اور دوسرے نے اقرار بیع کی گواہی دی تو گواہی جائز ہے اور ایسی طلاق کے باب مین اگر ایک نے گواہی دی کہ آج ایک طلاق دی اور دوسرے نے کہا کہ کل دی تھی یا ایک نے یہ گواہی دی کہ اُسنے آج ایک ہزار درم کا اقرار کیا اور دوسرے نے کہا کہ کل اقرار کیا تھا تو گواہی جائز ہے ولیکن اگر گواہ یہ بیان کرین کہ ہم طالب کے ساتھ ایک جگہ ایک ہی روز تھے پھر دن اور جگہ اور شہر مین باہم اختلاف کرین تو امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ مین گواہی جائز رکھونگا اور گواہون پر گواہی کی یاد داشت واجب ہے نہ وقت کی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ بات تو یہی ہے جو امام اعظم رح نے فرمائی از روے قیاس کے ولیکن مین استحساناً اس گواہی کو تہمت کی وجہ سے باطل کرتا ہون لیکن اگر ایک ہی روز کے اندر ساعتون مین کسی قدر اختلاف ہو تو روا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے فتاوے رشید الدین مین ہے کہ مدعی نے دعوی کیا کہ اُسنے بشرط وفا بیچا پس قابض نے انکار کیا پھر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اُسنے بشرط وفا بیچا اور دوسرے نے گواہی دی کہ مشتری نے اقرار کیا کہ مین نے بشرط وفا خریدا ہے تو گواہی مقبول ہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے۔ دو گواہون نے گواہی دی کہ فلان شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی پس ایک نے کہا کہ اُسنے جمعہ کے دن بصرہ مین طلاق دی اور دوسرے نے کہا کہ اُسنے خاص اُسی روز کوفہ مین طلاق دی تو گواہی باطل ہے کیونکہ ہمکو یقین ہے کہ ایک ہی آدمی ایک ہی روز کوفہ مین اور بصرہ مین نہین موجود ہو سکتا ہے قلت خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز عادۃً محال ہو اُسمین اختلاف مبطل شہادت ہے۔ بخلاف اسکے کہ اگر ایک نے کوفہ مین اور دوسرے نے بصرہ مین طلاق دینے کی گواہی دی اور وقت مقرر نہ کیا تو گواہی مقبول ہو سکتی ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ اگر کوفہ اور مکہ مین طلاق دینا دونون نے دو دن متفرق مین بیان کیا کہ جن دونون مین اتنا زمانہ ہے کہ آدمی کوفہ سے مکہ مین جا سکتا ہے تو گواہی مقبول ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ صلح کے دو گواہ پیش کیے اور قاضی نے اُنسے خواہ مخواہ تاریخ دریافت کی پس ایک نے کہا کہ سات مہینے ہوے اور دوسرے نے کہا کہ میرے گمان مین تین برس یا کچھ زائد ہوئے ہین تو بسبب اسقدر فاش اختلاف کے گواہی مقبول نہوگی اگرچہ دونون پر تاریخ کا بیان کرنا ضروری نہ تھا یہ قنیہ مین لکھا ہے۔ اگر مشہود بہ ایسا قول ہو کہ اُسمین انشا اور اقرار کے صیغہ مثل قذف کے یکسان نہ ہوتے ہون تو امام محمد رح نے کتاب الحدود مین ذکر فرمایا ہے کہ اگر ایک گواہ نے زنا کی تہمت لگانے کی گواہی دی اور دوسرے نے تہمت لگانے کے اقرار کی گواہی دی تو بلا اختلاف آئمہ رح گواہی مقبول نہوگی۔ اور اگر تہمت لگانے کی گواہی مین اتفاق ہو ولیکن زمانہ یا مکان مین اختلاف ہو تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ ایسی گواہی مقبول ہوگی اور امام

ابو یوسف رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ مقبول نہوگی یہ محیط مین ہی اور اگر اختلاف ایسے فعل مین ہی جو قول سے ملحق ہی جیسے قرض تو اُسکا حکم مثل طلاق کے ہی یہ خلاصہ مین ہی - اگر مشہود بہ حقیقۃً یا حکماً فعل ہو جیسے غصب وغیرہ اور گواہون نے زمان و مکان یا انشا و اقرار مین اختلاف کیا یعنی ایک نے اُس فعل کے کرنے کی گواہی دی اور دوسرے نے اُس فعل کرنے کے اقرار کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر غصب کی ہوئی چیز تلف ہو گئی پس ایک گواہ نے اُسکی قیمت ایک ہزار بیان کی اور دوسرے نے بیان کیا کہ غاصب نے اقرار کیا کہ اُسکی قیمت ایک ہزار درم تھی تو گواہی مقبول نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر ایک نے قتل کی گواہی دی اور دوسرے نے قاتل کے قتل کرنے کے اقرار کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی اگر دونون نے قاتل کے اقرار کی دو وقتون یا دو مکانون مختلف مین گواہی دی تو جائز ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی - اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے لاٹھی سے قتل کیا اور دوسرے نے تلوار سے قتل کرنے کی گواہی دی تو گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر ایک نے گواہی دی کہ اُسنے عمداً قتل کیا اور دوسرے نے کہا کہ خطا سے قتل کیا ہی تو مقبول نہوگی اور اگر ایک نے کہا کہ تلوار سے قتل کیا اور دوسرے نے کہا کہ مجھے یاد نہین کہ کس چیز سے قتل کیا ہی تو گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر مشہود بہ ایسا قول ہو کہ بدون فعل کے تمام نہین ہو سکتا ہی جیسے نکاح اور گواہون نے مکان و زمان یا انشا و اقرار مین اختلاف کیا تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر ایسے عقد مین اختلاف کیا کہ جسکا حکم بدون قبضہ کے ثابت نہین ہوتا ہی جیسے ہبہ یا صدقہ یا رہن پس اگر اُنھون نے قبضہ واقع ہونیکا معائنہ بیان کیا اور دن اور شہر مین اختلاف کیا تو امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک گواہی جائز ہوگی اور اگر رہن یا ہبہ یا صدقہ کرنے والے کے قبضہ واقع ہونے کے اقرار کی گواہی دی تو بالاتفاق جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر رہن کے دعوی مین ایک نے قبضہ مین معائنہ کی گواہی دی اور دوسرے نے راہن کے اقرار کی کہ قبضہ ہو گیا ہی گواہی دی تو مقبول نہوگی اور اس صورت مین رہن مثل غصب کے ہی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی - اگر طالب کے کپڑون اور سواری مین اختلاف کیا یا ایک نے کہا کہ ہمارے ساتھ فلان شخص تھا اور دوسرے نے کہا کہ وہ نہ تھا تو کتاب الاصل مین مذکور ہی کہ یہ گواہی جائز ہی باطل نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر غصب کی گواہی دی اور گای کے رنگ مین اختلاف کیا تو مقبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر دو گواہون نے ایک شخص پر چوری کی گواہی دی کہ اُسنے گای چرائی ہی اور اُسکے رنگ مین اختلاف کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکا ہاتھ کاٹا جاویگا اور صاحبین نے اختلاف کیا ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ اختلاف اُس صورت مین ہی کہ جب دونون رنگ متشابہ ہون جیسے سیاہی و سرخی یا سرخی و زردی نہ ایسی صورت مین کہ دونون متشابہ نہون جیسے سیاہی و سپیدی کہ اسمین اجماعاً ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور صحیح بات یہ ہی کہ اختلاف سب رنگون مین ہی یہ کافی مین لکھا ہی جسکا مال چرایا گیا ہی اگر اُسنے مسروق کا رنگ معین کر دیا پھر ایک گواہ نے سیاہ رنگ تبلایا تو بالاجماع ہاتھ نہ کاٹا جاویگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اور ایسا ہی کپڑے مین بھی اگر یون اختلاف کیا کہ ایک نے ہروی بیان کیا اور دوسرے نے مروی تو امام کے نزدیک قبول اور صاحبین کے نزدیک غیر مقبول ہو پس اگر زمانہ یا مکان مین اختلاف کیا تو گواہی غیر مقبول ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر ایک نے گواہی دی کہ اُسنے گای چرائی ہی اور دوسرے نے کہا کہ بیل چرایا ہی یا ایک نے کہا کہ گای چرائی اور دوسرے نے کہا کہ گدہا چرایا ہی تو مقبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر ملک مطلق کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے ملک کسی سبب سے بیان کی اور دوسرے نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول ہوگی اور اگر مدعی نے کسی سبب کے ساتھ ملک کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے ملک بسبب کی گواہی دی

یعنی جس چیز سے قتل ہوا اسمین آلہ مین اختلاف کیا ۱۲

اور دوسرے نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ رشید الدین نے ذکر کیا ہی اگر ایک گواہ نے ملک کی تاریخ بیان کی اور دوسرے نے بلا تاریخ گواہی دی پس اگر دعوی مین ملک کی تاریخ بیان ہوئی ہی تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر دعوی مین ملک بلا تاریخ مذکور رہی تو مقبول ہوگی اور ملک تاریخی کی ڈگری دیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی - اگر کسی ملک کا دعوی کیا پس ایک گواہ نے ملک کی گواہی دی اور دوسرے نے کہا کہ مدعا علیہ نے یہ اقرار کیا ہی کہ یہ شے مدعی کی ملک ہی تو مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی بخلاف قرض کے کہ اگر ایک نے قرض کی گواہی دی اور دوسرے نے اقرار قرض کی گواہی دی تو قبول ہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی - اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ قابض غلام نے اقرار کیا ہی کہ یہ غلام مدعی کا ہی اور دوسرے گواہ نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی کہ مدعی نے یہ غلام میرے پاس ودیعت رکھا ہی تو گواہی مقبول ہوگی اگر ایک نے قابض غلام کے اقرار کی کہ یہ غلام مدعی کا ہی اور دوسرے نے قابض کے اقرار کی کہ یہ غلام مدعی کا ہی اور اسنے اس قابض پاس ودیعت رکھا ہی تو مدعی کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ قابض نے اقرار کیا کہ یہ غلام مدعی کا ہی اور دوسرے نے کہا کہ قابض نے اقرار کیا کہ یہ غلام مدعی نے مجھے دیا ہی تو مقبول نہین ہی اور غلام مدعی کی ملکیت ہونیکا حکم نہوگا ولیکن قابض کو حکم دیا جائیگا کہ مدعی کے سپرد کردے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی ایک شخص نے ایک باندی پر جو دوسرے کے ہاتھ مین ہی دعوی کیا اور اسکے ایک گواہ نے بیان کیا کہ یہ باندی اس مدعی کی ہی اس سے قابض نے غصب کر لی ہی اور دوسرے نے صرف یہ گواہی دی کہ یہ باندی اس مدعی کی ہی تو گواہی قبول ہوگی اور اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ یہ اسکی باندی ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ یہ اسکی باندی تھی تو بھی گواہی مقبول ہوگی بخلاف اسکے کہ اگر ایک نے کہا کہ یہ باندی اسکے قبضہ مین تھی اور دوسرے نے کہا کہ اسکے قبضہ مین ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک ایسی گواہی نامقبول ہی یہ محیط مین لکھا ہی ایک گواہ نے قابض کے اقرار کی کہ یہ غلام مدعی کا ہی گواہی دی اور دوسرے نے کہا کہ اسنے مدعی سے خرید کا اقرار کیا ہی اور مدعی نے کہا کہ قابض نے گواہ سے ایسا اقرار کیا ہی ولیکن مین نے اسکے ہاتھ کچھ فروخت نہین کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور غلام مدعی کو دلایا جائیگا اور اگر مدعی نے کہا کہ قابض نے دونون اقرارون مین سے جو گواہون نے بیان کیے ایک اقرار کیا ہی تو گواہی مقبول نہوگی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی - امام ابو یوسف رح سے منقول ہی کہ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا پس ایک گواہ نے کہا کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی کہ مجھپر مدعی کے ہزار درم قرض ہین اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی کہ مجھپر مدعی کے ہزار درم ایک اسباب کی قیمت کے آتے ہین جو مین نے اس سے خرید کر کے قبضہ مین کیا ہی اور طالب نے کہا کہ صرف میرا مال اسپر قرضہ کا ہی اور اسنے فقط قرضہ ہونے پر گواہ کر دیے تھے پس اسنے اپنے اس گواہ کو جھٹلایا جسنے اسباب کے درم ہونے کی گواہی دی تھی - اور اگر مدعی نے یہ کہا کہ اس شخص نے ان دونون مختلف گواہیون پر گواہ کرا دیے تھے ولیکن اصل مال میرا اسپر قرض ہی تو مدعا علیہ پر ہزار درم کا حکم دیدیا جائیگا اور اگر یہ کہا کہ اصل مال میرا اسپر ایک اسباب کے دام ہین کہ مین نے اسکے ہاتھ فروخت کیا تھا اور اسنے قبضہ کر لیا تھا اور جو کچھ گواہون نے بیان کیا ان دونون طور پر اسنے گواہ کر دیے تھے تو اسپر کچھ ڈگری نہ کیجائیگی تاوقتیکہ مدعی ایک دوسرا گواہ نہ لاوے کہ جو مثل اس گواہ کے گواہی دے جسنے اسباب کے دام ہونے کی گواہی دی ہی اور جب مدعی نے اقرار کیا کہ اصل مال میرا ایک اسباب کے دام مین تو دو گواہ چاہیے ہین کہ قبضہ ہوجانے کی گواہی ادا کرین یہ محیط مین لکھا ہی اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی کہ مجھپر مدعی کے ہزار درم قرض ہین - اور دوسرے نے کہا کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ مجھپر ہزار درم ایک ضمانت کے سبب سے قرض ہین جو مین نے اسکے لیے ایک شخص کی طرف سے اسکے حکم سے ضمانت کر لی تھی پس اگر طالب نے بیان

کہا کہ مدعا علیہ نے ان دونون باتون پر گواہ کر دیا تھا ولیکن میرا اصل مال اسپر قرض ہی تو مال کی ڈگری کر دیجائیگی اور اگر کہا کہ اصل مال میرا ضمانت کا ہی تو کچھ ڈگری نہوگی جبتک کہ دوسرا ضمانت کا گواہ نہ لاوے اور ضمانت اور بیع اس مین یکسان ہین ولیکن امام اعظم رح کے قول کے قیاس پر دونون صورتون مین مال مدعا علیہ پر لازم ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے ایک غلام پر جو دوسرے کے ہاتھ مین ہی دعوی کیا اور گواہ لایا اور ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی کہ مین نے یہ غلام مدعی کو ہبہ کر دیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی کہ مدعی نے مجھسے یہ غلام سو دینار کو خریدا ہی تو مدعی وہ غلام لے لیگا اور اسی طرح اگر ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ اسنے مجھسے سو دینار کو خریدا ہی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا کہ مدعی نے مجھسے یہ غلام ہزار درم کو خریدا ہی تو بھی مدعی لے لیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ قابض نے اقرار کیا کہ مدعی نے یہ غلام مجھے ہبہ کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ مدعی نے مجھے صدقہ مین دیدیا ہی اور مدعی نے بیان کیا کہ قابض نے ان دونون باتون کا اقرار کیا ہی ولیکن مین نے نہ اسکو ہبہ کیا اور نہ صدقہ مین دیا ہی تو غلام مدعی کو دلایا جائیگا اور اسی طرح اگر ایک نے مدعا علیہ کا اقرار بیان کیا کہ مین نے مدعی سے دس درم کی اجرت پر لیا ہی اور دوسرے نے اسکا اقرار بیان کیا کہ ہزار درم کو اس سے مول لیا ہی یا ایک گواہ نے بیان کیا کہ مین نے سنا کہ مدعا علیہ کہتا تھا مدعی سے کہ یہ غلام مجھے ہبہ کر دے اور دوسرے نے کہا کہ مین نے سنا کہ مدعی سے کہتا تھا کہ مجھے صدقہ مین دیدے یا ایک نے بیان کیا کہ مدعا علیہ کو مین نے سنا کہ مدعی سے کہتا تھا کہ ہزار درم کو میرے ہاتھ فروخت کر دے اور دوسرے نے کہا کہ مین نے کہتے سنا تھا کہ سو دینار کو میرے ہاتھ فروخت کر دے اور مدعی نے کہا کہ قابض نے یہ سب اقرار کیا ہی ولیکن نہ مین نے بیع کیا اور نہ اجرت پر دیا ہی تو قاضی ان سب صورتون مین غلام مدعی کو دلاویگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ قابض نے اقرار کیا کہ غلام مدعی کا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا کہ مین نے مدعی سے اجرت پر لیا یا رہن لیا یا غصب کر لیا تو غلام مدعی کو دلایا جائیگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جب مدعی نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے ان سب باتون کا اقرار کیا ہی مگر مین نے بیع و رہن وغیرہ کچھ نہین کیا اور نہ غصب واقع ہوا ہی تاکہ کسی گواہ کا جھٹلانا لازم نہ آوے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ اگر قابض نے بیان کیا کہ غلام مدعی کا ہی اور دعوی کیا کہ مدعی نے مجھے صدقہ مین دیا ہی اور دو گواہ لایا ایک نے گواہی دی کہ مدعی نے اقرار کیا ہی کہ مین نے مدعا علیہ کو صدقہ مین دیا اور دوسرے نے کہا کہ مدعی نے کہا تھا کہ مین نے مدعا علیہ کو یہ غلام ہبہ کیا تو قاضی یہ گواہی قبول نہ کریگا مگر جبکہ دوسرا گواہ اس مضمون کا لاوے کہ مدعی نے ہبہ یا صدقہ کا اقرار کیا ہی اور یہ حکم برخلاف اسکے ہی کہ اگر ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے ہبہ اور قبضہ کا اقرار کیا اور دوسرے نے کہا کہ مدعی نے اقرار کیا کہ مین نے قابض کو عطیہ دیا اور اسنے قبضہ کیا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام مدعی سے لیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ یہ غلام مدعی کا ہی تو مقبول نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام فلان شخص سے لیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہی تو مشہود لہ کے واسطے کچھ ڈگری نہ کیجائیگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو فلان شخص سے لیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا کہ مجکو فلان شخص نے ودیعت رکھنے کو دیا ہی تو گواہی اس باب مین جائز ہوگی کہ مدعا علیہ کو حکم دیا جائیگا کہ غلام مدعی کے سپرد کر دے ولیکن مدعی کی ملکیت کا حکم نہ دیا جائیگا اور

اسی طرح اگر ودیعت کے گواہ نے ودیعت کا نام نہ لیا بلکہ صرف یہ کہا کہ اِسنے اقرار کیا کہ مدعی نے مجھے دیا تھا تو بھی حکم ہوگا کہ مدعی کو واپس کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ قابض نے اقرار کیا ہی کہ مین نے مدعی سے اسکو غصب کر لیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اِسنے اقرار کیا کہ اس مدعی نے اسکو میرے پاس ودیعت رکھا ہی یا یہ اقرار کیا کہ مین نے اسکو اس مدعی سے لیا ہی تو گواہی مقبول ہوگی اور مدعی علیہ کو حکم دیا جائیگا کہ مدعی کے سپرد کردے ولیکن مدعی کے مالک ہونیکا حکم نہ دیا جائیگا اور مدعا علیہ کو ملک مین جھگڑا کرنے کی گنجایش باقی رہیگی حتے کہ اگر اسکے بعد مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام میری ملکیت ہی تو قاضی اُسکی ملکیت کا حکم دیدیگا۔ اور منتقی مین بھی غلام کا مسئلہ مذکور ہی اور بجاے غلام کے کپڑا فرض کرکے یون بیان کیا ہی کہ اگر ایک گواہ نے یون گواہی دی کہ قابض نے اقرار کیا کہ مین نے یہ کپڑا مدعی سے غصب کر لیا ہی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا کہ مدعی نے میرے پاس ودیعت رکھا ہی بعد اسکے منتقی مین مذکور ہی کہ مدعی نے کہا کہ قابض نے جو کچھ گواہون نے بیان کیا اُسکا اقرار کیا ہی ولیکن اُسنے واقع مین مجھسے غصب کر لیا ہی تو گواہی قبول کرونگا اور قابض کو مدعی کے مالک ہونیکا اقرار کرنیوالا قرار دونگا اور قابض سے اسکے بعد کپڑے کی ملکیت پر گواہی نہ قبول کرونگا پھر منتقی مین فرمایا کہ اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ مین نے اسکو مدعی سے غصب کر لیا ہی اسکا مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے یہ اقرار کیا کہ مین نے مدعی سے اسکو لیا ہی تو مین مدعی کو دلا دونگا ولیکن مدعا علیہ اپنی حجت پر باقی رہیگا پھر منتقی مین فرمایا کہ اگر ایک گواہ نے کہا کہ اِسنے اقرار کیا ہی کہ مین نے اسکو مدعی سے لے لیا ہی اور دوسرے نے کہا کہ یہ اقرار کیا ہی کہ میرے پاس اسنے ودیعت رکھا ہی اور مدعی نے کہا کہ مدعا علیہ نے دونون باتون کا اقرار کیا ولیکن مین نے اُسکے پاس ودیعت رکھا ہی تو یہ گواہی مقبول نہوگی اور اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ قابض نے اقرار کیا کہ یہ مدعی کا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہی کہ مدعی نے میرے پاس ودیعت رکھا ہی تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور غلام مدعی کو دلایا جائیگا یہ محیط اور ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ مجھپر مدعی کے ہزار درم قرض ہین اور دوسرے نے گواہی دی کہ اِسنے اقرار کیا کہ مدعی نے میرے پاس ہزار درم ودیعت رکھے ہین تو گواہی مقبول ہوگی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب مدعی نے مطلقاً ہزار درم کا دعوی کیا ہو اور اگر اُسنے دعوی مین قرض یا ودیعت مین سے کوئی سبب ذکر کیا ہو تو اُسنے ایک گواہ کو جھٹلایا پس گواہی مقبول نہوگی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اقرار پر گواہی دونون نے دی اور صرف سبب مین اختلاف کیا اور اگر یون گواہی دی کہ ایک نے کہا کہ اس مدعی کے مدعا علیہ پر ہزار درم قرض ہین اور دوسرے نے کہا کہ مدعی کے مدعا علیہ کے پاس ہزار درم ودیعت ہین تو گواہی قبول ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اگر مدعی نے خرید کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے اسقدر ثمن پر بیع ہونے کی گواہی دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ بائع ازین مشتری بہاے این بندہ طلب میکرد دہ دینار) یعنی بائع اس مشتری سے دس دینار اس غلام کے دام مانگتا تھا تو ایسی گواہی قبول ہوگی۔ ایک عورت نے ایک زمین کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے بیان کیا کہ یہ زمین اس عورت کی ملک ہی کیونکہ اسکے فلان شوہر نے مہر کے عوض اسکو یہ زمین دیدی ہی اور دوسرے نے کہا کہ یہ زمین اسکی ملک ہی اسلیے کہ اسکے شوہر نے اقرار کیا کہ یہ زمین اسکی ملکیت ہی تو گواہی مقبول ہوگی اور بعض نے کہا کہ مقبول نہوگی اور اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ اسکے شوہر نے یہ زمین اسکو بجہت مہر کے دیدی ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسکے شوہر نے اقرار کیا ہی کہ مین نے یہ زمین اسکو بجہت مہر کے دیدی ہی تو گواہی مقبول ہوگی یہ فصول عمادیہ مین

لکھا ہے۔ ایک عقار پر اپنے باپ سے میراث پانے کا دعوی کیا پس ایک گواہ نے گواہی دی کہ یہ عقار اسکی ملک ہے اور دوسرے نے کہا کہ یہ زمین اسکی ملک ہے تو گواہی مقبول نہوگی کیونکہ عقار ایسی زمین کو کہتے ہیں جسپر عمارت بھی ہو اور زمین مطلق ہے میدان کو بولتے ہیں اسی طرح اگر عقار کے دعوی میں بستان کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے۔

نواں باب نفی پر گواہی کے بیان میں اور بعضی گواہیاں بعض کو دفع کرتی ہیں۔ دو گواہوں نے کسی شخص پر ایسے فعل یا قول کی گواہی دی کہ جس سے کوئی اجارہ یا کتابت یا بیع یا قصاص یا مال یا طلاق یا عتاق کسی مقام یا روز میں جسکو گواہوں نے بیان کیا ہے مشہود علیہ پر لازم آتا ہے پس مشہود علیہ نے اس کے گواہ قائم کیے کہ میں اس مقام پر موجود نہ تھا یا اس روز اس مقام پر موجود نہ تھا تو یہ گواہی مقبول نہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر مشہود علیہ کے گواہوں نے یہ بیان کیا کہ مشہود علیہ اس دن فلاں مقام پر سوائے اس مقام کے جسکو مدعی کے گواہوں نے بیان کیا ہے موجود تھا تو بھی یہ گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اسی طرح ہر گواہی جو اس امر کی مثبت ہو کہ فلاں شخص نے یہ نہیں کہا یا نہیں کیا یا نہیں اقرار کیا مقبول نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اسی طرح اگر گواہوں نے بیان کیا کہ یہ شے اسکی نہ تھی یا یہ بیان کیا کہ فلاں شخص کا زید پر قرضہ نہ تھا یا کسی مدعی کی ڈگری اسکی گواہوں کی گواہی پر کسی شخص پر کر دیگئی پھر مدعا علیہ نے کہا کہ میں گواہ لاتا ہوں کہ یہ شے میری ہے تو یہ گواہی مقبول نہوگی یہ مبسوط میں لکھا ہے ایسی دو گواہیاں کہ اگر ایک حال میں جمع ہوں تو بسبب ایک میں کذب لازم آنے کے دونوں ساقط ہو جاویں اگر ایک گواہی پر حاکم نے حکم دیدیا تو دوسری گواہی جھوٹ ہونے کے واسطے متعین ہو جائیگی اور اسکی مثال یہ ہے کہ اگر دونوں نے یہ گواہی دی کہ زید نے اپنی جورو کو عید کے دن کوفہ میں طلاق دی اور دوسرے دو گواہوں نے بیان کیا کہ اُسنے اپنی دوسری عورت کو اُسی روز مکہ میں طلاق دی تو گواہی باطل ہے اور اگر حاکم نے ایک گواہی پر حکم دیدیا پھر دوسری گواہی قائم ہوئی تو دوسری گواہی مقبول نہوگی اور اگر دونوں مقدمہ کے گواہوں نے دن طلاق کا جدا جدا بیان کیا اور دونوں دنوں میں اسقدر فرق ہے کہ آدمی کوفہ سے مکہ میں جا سکتا ہے تو دونوں مقبول ہونگی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ زید نے اپنی عورت کو عید قربان کے دن منی میں طلاق دی اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ زید نے اسکے بعد اپنے غلام کو کوفہ میں آزاد کیا ہے۔ تو قاضی پہلی گواہی پر حکم دیگا پھر اسکے بعد دیکھا جاوے گا کہ اگر کم سے کم مدت جسمیں وہ مکہ سے آکر کوفہ میں موجود ہو سکتا ہے اسقدر مدت یہاں ہے جو گواہوں نے تاریخ بیان کی ہے تو یہ گواہی بھی مقبول ہوگی ورنہ دوسری گواہی باطل ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک عورت نے یہ گواہی قائم کی کہ میت نے مجھے عید قربان کے دن مکہ میں اپنے نکاح میں لیا ہے اور قاضی نے اُسکی ڈگری کر دی اور دوسری عورت نے گواہی قائم کی کہ میت نے مجھے اُسی روز خراسان میں نکاح کیا ہے تو اُسکی گواہی مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضیخان میں لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے بیان کیا کہ زید نے عمرو کو عید قربان کے دن مکہ میں قتل کیا اور دوسرے گواہوں نے بیان کیا کہ زید نے اُسکو اُسی روز کوفہ میں قتل کیا اور دونوں گواہیاں حاکم کے پاس یکجا جمع ہو کر گذریں تو کوئی قبول نہوگی اور اگر ایک گواہی سابق گذری اور اسپر حکم ہوا تو دوسری مقبول نہوگی یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر یہ گواہ قائم کیے کہ اُسنے مجھے عید قربان کے روز مکہ میں زخمی کیا اور یہ زخم ہے اور اسپر حکم دیدیا گیا پھر مدعا علیہ نے کسی گواہ پر یہ گواہی قائم کی کہ اُسنے مجھے اُسی روز کوفہ میں زخمی کیا اور گواہ پیش کیے تو اسکی گواہی مقبول نہوگی اور اگر پہلی گواہی پر حکم نہوا تھا کہ [illegible] دونوں گواہیاں جمع ہوگئیں تو دونوں باطل ہیں یہ محیط میں لکھا ہے۔ نوادر میں روایت ہے کہ ایک شخص

دوسرے پر یہ گواہ قائم کیے کہ اسنے میرے باپ کو عید قربان کے روز مکہ مین قتل کیا اور دوسرے بیٹے نے یہ گواہ قائم کیے کہ اس دوسرے نے میرے باپ کو عید قربان کے روز کوفہ مین قتل کیا تو دونون گواہیان مقبول ہونگی اور دونون کے واسطے آدھی دیت کا حکم دیدیا جائیگا اور اگر مقتول دو ہون اور قاتل ایک ہو تو گواہی باطل ہوگی اور اس مسئلہ کی نظیر جامع مین کور ہی کہ اگر بڑے بیٹے نے یہ گواہ قائم کیے کہ منجھلے نے میرے باپ کو قتل کیا ہی اور منجھلے نے یہ گواہ قائم کیے کہ چھوٹے نے میرے باپ کو قتل کیا ہی اور چھوٹے نے یہ گواہ پیش کیے کہ بڑے نے میرے باپ کو قتل کیا ہی تو یہ گواہیان مقبول ہین اور ہر ایک کو دوسرے پر تہائی دیت کا حق حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر ایک گھر کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی یہ گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرے باپ کا ہی اور وہ فلان روز مرگیا اور مین اسکا وارث ہون اور گواہون نے بیان کیا کہ اسکے سوا اُسکا کوئی وارث نہین ہی اور ایک عورت نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ اس مدعی کے باپ نے مجھسے فلان روز نکاح کیا یعنی اُس روز کے بعد جسدن مدعی نے اپنے باپ کا مرنا بیان کیا اور یہ اولاد اس سے پیدا ہوئی پھر اسکے بعد وہ مرگیا اور مجھے میراث اور مہر چاہیے ہی تو قاضی میراث اور مہر کی ڈگری کریگا خواہ بیٹے مدعی کی ڈگری کرچکا ہو یا نہ کی ہو پھر اگر ایک دوسری عورت نے پہلے عورت کی گواہی پر حکم ہونے کے بعد یہ گواہ قائم کیے کہ میت نے مجھسے اسوقت کے بعد نکاح کیا ہی تو اُسکی گواہی بھی قبول ہوگی۔ اور اگر وارث نے کسی شخص پر گواہ قائم کیے کہ اسنے میرے باپ کو فلان روز قتل کیا ہی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر ایک عورت نے گواہ قائم کیے کہ اسکے باپ نے میرے ساتھ اس روز کے بعد نکاح کیا ہی تو گواہی قبول نہوگی اس لیے کہ قتل کا دن قاضی کے حکم مین مقرر ہوچکا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی کے لڑکے نے یہ گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے میرے باپ کو بیس برس ہوے کہ عمداً تلوار سے قتل کرڈالا ہی اور میرے سوا کوئی وارث نہین ہی۔ اور ایک عورت نے گواہ سنائے کہ اسکے باپ نے پندرہ برس ہوے کہ میرے ساتھ نکاح کیا ہی کہ یہ بچے اُسکی اولاد مجھسے ہین اور یہ اسکے وارث ہین پس امام اعظم رح نے فرمایا کہ عورت کے گواہون کی گواہی استحساناً مقبول ہوگی اور نسب ثابت ہوگا اور بیٹے کے گواہون کی گواہی قبول نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور عورت نے اگر نکاح کے گواہ سنائے اور کوئی اولاد ساتھ نہ لائی تو بیٹے کے گواہ مقبول ہونگے اور میراث فقط اُسی کو ملیگی اور قاتل قتل کیا جائیگا اور استحسان صرف نسب مین ہی اور یہی قول امام ابو یوسف اور امام محمد رح کا ہی یہ محیط مین ہی۔ اصل مین لکھا ہی کہ اگر ایک شخص نے یہ گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے میرے باپ کو عمداً ربیع الاول مین قتل کیا اور مدعا علیہ نے گواہ سنائے کہ ہمنے اسکے باپ کو اسکے بعد زندہ دیکھا ہی یا یہ کہا کہ اسکا باپ زندہ تھا اور گواہ کو اسنے ہزار درم قرض دیے اور وہ قرض گواہ پر موجود ہی یا یہ صورت واقع ہوئی کہ مدعی نے یہ گواہ پیش کیے کہ مین نے مدعا علیہ کے باپ کو کل ہزار درم قرض دیے ہین اور وہ اُسپر قرض ہین اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میرا باپ اس سے پہلے مرگیا یا ایک عورت نے دو گواہ سنائے کہ فلان شخص نے اپنی عورت کو عید قربان کے دن کوفہ مین طلاق دی اور فلان شخص نے گواہ سنائے کہ مین اس دن منی مین حاجیون مین شریک تھا تو مدعی کے گواہ معتبر ہونگے مدعا علیہ کے گواہون پر التفات نہ کیا جائیگا ولیکن اگر عام لوگ آکر گواہی دین تو ان سب کی گواہی لیجائیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر یہ گواہ قائم کیے کہ اسنے میرے باپ کو سال گذشتہ مین عمداً قتل کرڈالا ہی اور مدعا علیہ نے گواہ سنائے کہ اسکے باپ نے کل کے روز ایک غلام ہزار درم کو فروخت کیا ہی تو امام ابو یوسف رح نے امام اعظم رح سے روایت کی ہی کہ قصاص کا حکم دیا جائیگا نہ بیع کا اور یہی قول امام ابو یوسف رح کا ہی یہ محیط سرخسی مین

لکھا ہے۔ اگر چار آدمیون نے ایک مرد و عورت پر زنا کی گواہی دی پھر دوسرے چار آدمیون نے گواہون پر گواہی دی کہ یہ لوگ زانی ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ باطل ہے اور صاحبین کے نزدیک پہلا فریق دوسرے فریق کی گواہی سے حد مارا جائیگا اور پہلا شہود علیہ بالاتفاق حد سے رہا ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے اگر ایک شخص نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ جو تم مین سے یہ گردہ روٹی کا کھا گئی وہ طالق ہے پس دو گواہون نے گواہی دی کہ اس عورت نے یہ گردہ کھایا اور دوسرے دو گواہون نے بیان کیا کہ دوسری عورت نے کھایا تو دونون کی گواہی غیر مقبول ہوگی اور اگر ایک فریق کی گواہی پر حکم ہو چکا ہو تو دوسرے فریق کی گواہی قبول نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر قاضی نے گواہون کو رد کر دیا پھر ایک فریق مرگیا اور دوسرے فریق نے پھر وہی گواہی دی جو پہلے ادا کی تھی اور گواہی کا اعادہ کیا تو گواہی مقبول نہوگی پس اگر دوسری عورت دوسرے دو گواہ لائی تو انکی گواہی قبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ اس شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین اپنے اس مرض مین مرگیا تو تو آزاد ہے اور ہم یہ نہین جانتے کہ اسی مرض مین مرا یا نہین مرا اور غلام نے کہا کہ اسی مرض مین مرا ہے اور وارثون نے کہا کہ اس مرض مین نہین مرا ہے تو قسم لیکر وارثون کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو غلام کے گواہ معتبر ہونگے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے کہا کہ اگر مین اس مرض مین مرا تو فلان غلام آزاد ہے اور اگر اچھا ہوگیا تو دوسرا فلان آزاد ہے پھر پہلے غلام نے کہا کہ اسی مرض مین مرگیا اور وارثون نے کہا کہ اچھا ہوگیا تو قسم لیکر وارثون کا قول لیا جائیگا اور تمام مال سے دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا پھر اگر غلام اول نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ وہ اسی مرض مین مرگیا تو گواہی مقبول ہوگی اور دو تہائی اسکا آزاد ہوگا اور ایک ثلث کے واسطے وہ سعی کرکے قیمت ادا کریگا جبکہ میت کا کچھ مال سواے ان دو غلامون کے نہو اور دونون کی قیمت برابر ہو۔ اور اگر دونون نے اپنے اپنے گواہ سنائے تو مین پہلے غلام کے گواہ جو اس مرض سے انتقال کرنیکا مدعی ہے قبول کرونگا اور دوسرے کے رد کرونگا پھر اگر وارثون نے کہا کہ اچھے ہونے سے پہلے اسی مرض مین مرگیا تو تہائی مال سے غلام مقرلہ دوسرے کی آزادی کے بعد آزاد ہوجائیگا پس ایک تہائی مفت آزاد ہوگا اور دو تہائی کے واسطے وہ سعی کرکے قیمت ادا کریگا بشرطیکہ سواے دونون غلامون کے میت کا کچھ مال نہو یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ فلان شخص نے اقرار کیا تھا کہ مین نے اپنا فلان غلام مدبر کیا اگر مین قتل کیا جاؤن اور وہ قتل کیا گیا اور دوسرے دو گواہون نے گواہی دی کہ وہ اپنی موت سے مرگیا تو مین تہائی مال سے عتق جائز رکھونگا۔ اور اسی طرح اگر یون گواہی دی کہ اسنے کہا تھا کہ مین نے فلان غلام آزاد کیا اگر مجھے اس سفر یا مرض مین کوئی حادثہ پیش آوے اور حال یہ گذرا کہ وہ اس سفر یا مرض مین مرگیا اور دوسرے دو گواہون نے گواہی دی کہ وہ اس سفر سے واپس آکر اپنے اہل وعیال مین مرا ہے تو مین آزادی کے گواہون کی گواہی قبول کرونگا اور اگر دوسرے دو گواہون نے یہ بیان کیا کہ اسنے کہا تھا کہ اگر مین اپنے سفر سے واپس ہوکر اپنے اہل وعیال مین مرون تو فلان غلام میرا آزاد ہے اور وہ سفر سے آکر اپنے اہل وعیال مین مرا ہے تو مین پہلے گواہون کی گواہی جائز رکھونگا اور دوسرون نے کی گواہی قبول نہ کرونگا یہ مبسوط مین لکھا ہے اگر ایک عورت نے یہ گواہ سنائے کہ میرے شوہر نے مجھے عید قربان کے دن قریب بصرہ کے بقیع مین طلاق دی ہے اور اسکے غلام نے گواہ سنائے کہ اسنے مجھے اسی روز منی مین آزاد کر دیا ہے اور وہ شخص مشہود علیہ دونون سے انکار کرتا ہے اور دونون گواہیان ایک ساتھ پیش ہوئین تو دونون باطل ہین اور د علیہ نے کسی گواہی کی تصدیق کی اور دوسرے سے انکار کیا تو اسپر طلاق دینی اور آزاد کرنے دونون کا حکم

دیا جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ سنائے کہ مدعی کے گواہ محدود القذف ہین یعنی جھوٹی تہمت زنا کی لگانے سے انکو فلان شہر کے فلان قاضی نے فلان وقت مین حد ماری ہی اور ایسا وقت بیان کیا کہ جب وہ قاضی تھا اور جسپر حد قذف واقع ہونے کی گواہی دی اُسنے کہا کہ مین گواہ لاتا ہون کہ اُس قاضی نے اقرار کیا کہ مین نے حد قذف جاری نہین کی ہی پس قاضی محدود القذف ہونیکا حکم دیگا اور بسبب گواہی اقرار کے محدود القذف ہونیکا حکم دینے سے باز نہ رہیگا۔ پس اگر حد قذف کے گواہون نے کوئی خاص وقت مقرر کیا اور کہا کہ فلان قاضی نے اسکو سنہ ۵۵ھ ہجری مین حد قذف ماری ہی اور مشہود علیہ نے گواہ سنائے کہ یہ قاضی سنہ ۵۰ھ مین مرگیا یا وہ سنہ ۵۵ھ مین اُس شہر کے سوائے فلان شہر مین تھا تو بھی قاضی اُسکے محدود القذف ہونیکا حکم دیگا اور اسکی گواہی پر التفات نہ کریگا لیکن اگر قاضی کا مرنا ایسا مشہور ہو کہ اُسکو ہر کس و ناکس جانتا ہو تو البتہ محدود القذف ہونیکا حکم نہ دیگا اور مشہود علیہ پر مال کی ڈگری کردیگا۔ اور اسی مسئلہ سے نکالکر ایک مسئلہ کے جواب مین حکم دیا جائیگا اور وہ فتوی یہ تھا کہ ایک نے دوسرے پر دعوی کیا کہ میرے باپ کے سو دینار تجھپر آتے ہین اور اُسنے کچھ وصول نہ کیا یہانتک کہ مرگیا اور میرے سوا بے کوئی اُسکا وارث نہین ہی مجھے ادا کردے اور مدعا علیہ نے کہا کہ واقعی سو دینار تیرے باپ کے آتے تھے اُسمین سے اُسنے اپنی زندگی مین اسی دینار وصول کرلیے اور میرے مکان پر سمرقند مین مجھسے یہ اقرار کیا کہ جو سو دینار میرے تجھپر آتے تھے اُسمین سے اسی دینار مین نے وصول پائے اور میرے تجھپر سوائے بیس دینار کے کچھ باقی نہین ہین اور اسکے گواہ پیش کردیے اور مدعی نے کہا کہ جس دن کا تو اقرار بیان کرتا ہی اُسدن میرا باپ سمرقند مین نہ تھا وہان سے دوسرے شہر مین چلا گیا تھا اور اسکے گواہ پیش کردیے تو بعض مشائخ نے جواب دیا کہ مدعی کی گواہی مقبول نہوگی ولیکن اگر اسکے باپ کا سمرقند سے چلا جانا ایسا مشہور ہو کہ اُسکو ہر کس و ناکس جانتا ہو تو البتہ اُسکے گواہون کے گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین امسال حج نہ کرون تو میرا غلام آزاد ہی۔ اور کہا کہ مین نے حج کرلیا پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ عید قربان کے روز کوفہ مین موجود تھا تو غلام آزاد نہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ آزاد ہوجائیگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ اور امام محمد رح کا قول اوجہ ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین آج گھر مین نہ داخل ہون تو تو آزاد ہی اور غلام نے گواہ سنائے کہ وہ آج گھر مین نہین داخل ہوا تو گواہی مقبول ہوگی بعض نے کہا کہ علے ہذا اگر اپنی عورت کے ہاتھ مین اُسکا کام سپرد کردیا بشرطیکہ اُسکو بے جرم مارے پھر اُسکو مارا اور کہا کہ جرم پر مین نے مارا ہی اور عورت نے گواہ سنائے کہ اُسنے بے جرم مارا ہی تو عورت کی گواہی قبول ہونی چاہیے اگرچہ اُسنے نفی پر قائم کی کیونکہ شرط پر گواہ قائم کیے ہین کسی نے قسم کھائی کہ اگر میری ساس آج رات مین نہ آئی یا مین نے اُس سے فلان معاملہ مین کلام نہ کیا تو میری جورو پر تین طلاق ہین پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ اُسنے یہ قسم کھائی تھی اور اسکی ساس آج رات نہین آئی یا اس معاملہ مین اس سے کلام نہین کیا اور اس قسم کی وجہ سے اُسکی عورت پر طلاق ہوگئی تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ اسلام لایا اور اسلام مین انشاء اللہ تعالے کہا اور دوسرون نے یہ گواہی دی کہ اُسنے انشاء اللہ تعالے نہین کہا تو دوسرون کی گواہی قبول ہوگی مشائخ بخارا سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے دعوی کیا کہ میری زمین خراجی نہین ہی اور اسپر گواہ سنائے اور گواہون نے کہا کہ اسکی زمین آزاد ہی تو اکثرون نے اسکے قبول کرنیکا حکم دیا اور بعضون نے کہا کہ قبول نہوگی کیونکہ اسکا قصد خراج کی نفی کرنا ہی پھر سب مفتیون نے اسی قول کی طرف رجوع کیا

اور سب نے اتفاق کیا کہ گواہی غیر مقبول ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ کسی نے دعوی کیا کہ یہ میری عورت ہے اُسنے کہا کہ مین اسپر بسبب تین طلاق کے حرام ہون کہ اسنے کہا تھا کہ اگر فلان روز گذر جاوے اور وہ اسباب مین تیرے پاس نہ لاؤن تو تجھپر تین طلاق ہین اور وہ روز گذر گیا اور یہ شخص وہ اسباب میرے پاس نہ لایا اور اسپر اُسنے گواہ قائم کر دیے تو اُس سے شوہر کی خصومت دور کر دیجائیگی۔ رب السلم نے دعوی کیا کہ بیع سلم صحیح قرار پائی اور مسلم الیہ نے کہا کہ بسبب مدت نہ ذکر کرنے کے فاسد قرار پائی ہے اور گواہ سنائے تو گواہی قبول ہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے۔ اگر ملکیت مین پیدا ہونیکا دعوی کیا اور کہا کہ یہ اونٹ میری ملک ہے اور میری ملک مین پیدا ہوا ہے اور برابر میری ملک مین رہا اور کسی سبب سے میری ملک سے نہین نکلا تو بعض نے کہا کہ غیر مقبول اور بعض نے کہا کہ مقبول ہے اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہین یہ جواہر الفتاوے مین ہے اگر دودھ پلائی سے شرط کی کہ خود دودھ پلاوے پس اُسنے بکری کا دودھ پلایا تو اُسکو کچھ اجرت نہ ملیگی پس اگر اسنے انکار کیا کہ مین نے کسی چوپایہ کا دودھ نہین پلایا بلکہ اپنا دودھ دیا ہے تو استحساناً قسم لیکر اُسی کا قول معتبر ہوگا اور اگر لڑکے والون نے اپنے دعوے پر گواہ سنائے تو دودھ پلائی کو اجرت نہ ملیگی شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ تاویل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ گواہون نے یہ گواہی دی کہ اس دودھ پلائی نے بکری کا دودھ پلایا اور اپنا دودھ نہین پلایا اور اگر صرف اسقدر کہا کہ اسنے اپنا دودھ نہین پلایا تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر دونون نے گواہ سنائے تو دودھ پلائی کے گواہ معتبر ہونگے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے اگر دو گواہون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ ہم نے سنا کہ یہ کہتا تھا المسیح بن اللہ اور یہ نہین کہا کہ یہ قول نصاری کا ہے پس اسکی عورت بائن ہوگئی اور وہ شخص کہتا ہے کہ مین نے یہ لفظ بھی ملایا کہ نصاری کا قول ہے تو گواہی قبول ہوگی اور اُسمین اور اُسکی جورو مین جدائی کرائی جاویگی اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم نے سنا کہ یہ شخص کہتا تھا المسیح بن اللہ اور اسکے سوائے ہم نے نہین سنا تو یہ گواہی غیر مقبول ہوگی یہ خزانۃ الفتاوے مین لکھا ہے ایک شخص نے دعوی کیا کہ اس شخص نے ایک لڑکے کو حکم دیا کہ میری گدھے کو مار کر اپنے باغ سے نکال دے پھر لڑکے نے اسکو یہانتک مارا کہ وہ مر گیا اور اسپر گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ سنائے کہ یہ گدھا زندہ ہے تو گواہی مقبول نہوگی کیونکہ بنظر مقصود وہ نفی پر قائم ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے۔

دسوان باب کافر کی گواہی کے بیان مین۔ کافر کی گواہی مسلمان پر مقبول نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اہل ذمہ مین سے بعض کی گواہی بعض پر مقبول ہے بشرطیکہ عادل ہون۔ اگرچہ ملتین مختلف ہون یہ بدائع مین لکھا ہے۔ جو حربی کافر امان لیکر آتے ہین اگر ذمی اُنپر گواہی دین تو جائز ہے بخلاف اسکے کہ اہل حرب جو امان لیکر آئے ہین اگر ذمیون پر گواہی دین تو ناجائز ہے بعض حربی امان والے اگر بعض پر گواہی دین پس اگر ایک ہی ملک کے ہین تو مقبول ہے اور اگر جدا جدا ملک کے ہین تو مقبول نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ مرتد مرد یا عورت کی گواہی مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ کافرون پر مقبول ہے اور بعض نے کہا کہ مرتد پر مقبول ہے اور اصح یہ ہے کہ ہر صورت مین غیر مقبول ہے یہ محیط مین لکھا ہے اگر دو کافرون نے دو مسلمانون کی گواہی پر گواہی دی اور دو مسلمانون کی گواہی ایک کافر کی جانب سے دوسرے کافر پر کسی حق مین تھی یا کسی قاضی مسلمین کے حکم پر جو کسی مسلمان یا کافر کے حق مین تھا گواہی تھی تو دونون کی گواہی ناجائز ہے۔ اور اگر دو مسلمانون نے دو کافرون کی گواہی پر گواہی دی تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے ایک کافر کے قبضہ مین ایک باندی تھی کہ اُسکو اُسنے مسلمان سے خریدا ہے پھر اُسپر دو کافرون نے یہ گواہی دی کہ یہ

یہ باندی مسلمان یا کافر کی ہو تو گواہی جائز نہو گی اسی طرح اگر وہ باندی اُسکے پاس کسی مسلمان کی طرف سے ہبہ یا صدقہ مین ہو تو بھی یہی حکم ہے اور یہ قول امام اعظم و امام محمد رح کا اور پہلا قول امام ابو یوسف رح کا ہے پھر امام ابو یوسف رح نے رجوع کیا کہ مین اہل گواہی پر خاصکر کافر پہ حکم کرونگا نہ غیر پہ یہ حاوی اور مبسوط مین ہے۔ اگر دو ذمی ایک ذمی پر یہ گواہی دین کہ یہ اسلام لایا ہے تو قبول نہو گی کیونکہ اُنکی زعم مین وہ مرتد ہو گیا اور اہل ذمہ کی گواہی مرتد پہ باطل ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر ایک مرد اور دو عورتون نے اہل اسلام مین سے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ یہ اسلام لایا ہے اور وہ انکار کرتا ہے تو امام وقت اُسکو اسلام کے واسطے جبر کریگا اور قید کریگا اور قتل نہ کریگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ ایک ذمی مر گیا اور اُسپر دس نصرانیون نے گواہی دی کہ وہ اسلام لایا تھا تو اُنکی گواہی سے اُسپر نماز نہ پڑھی جاویگی اور اسی طرح اگر فاسق مسلمانون نے یہ گواہی دی تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر اس میت کافر کا کوئی ولی مسلمان ہو اور باقی اولیاء کافر اسکے دین کے ہون پھر مسلمان ولی نے دعوی کیا کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور مجھے وصیت کی ہے اور میراث لینا چاہتا ہے اور اہل کفر مین سے دو آدمیون نے اُسکی گواہی دی تو اُنکی گواہی سے مسلمان ولی اُسکی میراث نہ لیگا اور ولی مسلم اُسپر نماز پڑھیگا اگر وہ عادل ہے اور اگر سوائے ولی مسلم کے اُسکے اسلام کے کسی نے گواہی نہ دی تو ولی مسلم کے کہنے سے اُسپر نماز پڑھی جاویگی اور میراث اُسکو نہ ملیگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے دو مرد کے ساتھ ملکر یہ گواہی دی کہ میری عورت نعوذ باللہ مرتد ہو گئی ہے اور وہ عورت انکار کرتی ہے اور اسلام کا اقرار کرتی ہے تو دونون مین جدائی کرائی جاویگی اور آدھا مہر اُسکو دلایا جاویگا اگر مرد نے اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہے اور عورت کا انکار مرتد ہونا اور اقرار اسلام توبہ کرنا شمار ہوگا۔ اور اگر دونون نے گواہی دی کہ وہ مسلمان ہو گئی اور وہ منکر ہے اور اصل دین اُسکا نصرانیہ تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور اُسکا انکار مرتد ہونے مین شمار ہوگا۔ اور اُسکا شوہر آدھے مہر سے بری ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے عمرو بن ابی عمرو نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ ایک ذمی مر گیا پھر ایک مسلمان مرد یا عورت نے جو عادل ہے یہ گواہی دی کہ موت سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا اور اُسکے اولیاء نے انکار کیا تو تمام میراث اُسکے ولیون کو اہل ذمہ مین سے ملیگی اور مسلمانون کو چاہیے کہ اُسکو غسل دیکر کفن دین اور اُسپر نماز پڑھین اسی طرح اگر محدود القذف مسلمان نے گواہی دی اور اب وہ عادل ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ ایک نصرانی مر گیا اور اُسکے دو لڑکے ہین ایک نصرانی اور ایک مسلمان پھر مسلمان نے دو نصرانی گواہ پیش کیے کہ وہ مسلمان مرا ہے نصرانی نے دو مسلمان گواہ دیے کہ وہ نصرانی مرا ہے تو مسلمان کے لیے میراث کا حکم دیا جائیگا کذا فی محیط السرخسی اسی طرح اگر اُسنے دو نصرانی پیش کیے تو بھی یہی حکم رہیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اور میت پر نماز پڑھنا اُسکے مسلمان بیٹے کے کہنے سے ہے نہ نصرانیون کی گواہی سے اور اگر مسلمان بیٹے نے کہا کہ میرا باپ موت سے پہلے اسلام لایا ہے اور مین اُسکا وارث ہون اور نصرانی نے کہا کہ میرا باپ مسلمان نہین ہوا تو میراث کے باب مین نصرانی کا قول معتبر ہوگا اور اُسکے مسلمان بیٹے کے کہنے سے اُسپر نماز پڑھی جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ منتقی مین ہے کہ اگر مسلمان بیٹے نے ہنوز اُسکے مسلمان مرنے پر گواہ نہ قائم کیے تھے کہ ایک شخص نے اُسپر قرض کا دعوی کیا اور نصرانی گواہ پیش کیے تو مال کا حکم اُسپر دیا جائیگا پھر مسلمان بیٹے نے اُسکے مسلمان ہونے کے گواہ نصرانی سنائے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر قرضخواہ مسلمان تھا تو مین اُسکے قرض کی بابت جو حکم ہو چکا ہے باطل نہ کرونگا اور اگر قرضخواہ ذمی ہے تو حکم قضا باطل کرکے تمام

میراث اُسکے مسلمان بیٹے کو دلاؤنگا اور اگر میت نے کچھ مال نہ چھوڑا اور اُسکے بیٹے مسلمان نے نصرانی گواہ اُسکے مسلمان مرنے پر قائم کیے اور چھوٹے بھائیون کو لینا چاہا تو گواہی اسلیے مقبول نہوگی اور یہ حکم اسی مقام پر مخصوص نہین ہی بلکہ جہان کہین میت نے کچھ مال نچھوڑا ہو کہ جسکے لیے اُسکے اسلام کی گواہی قائم کیجائے تو اُسکے اسلام کی گواہی مقبول نہوگی اور نہ اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا یہ ذخیرہ اور محیط مین لکھا ہی- ابن سماعہ نے فرمایا کہ مین نے امام محمد رح سے پوچھا کہ اگر مسلمان قرضخواہ کے گواہ مسلمان ہون اور نصرانی بیٹے کے سامنے اُنکی گواہی پر ڈگری کی گئی پھر مسلمان بیٹا ذمی گواہ لایا کہ میرا باپ مسلمان مرا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جو کچھ نصرانی میت کا مال تھا اُسکا وارث اُسکا مسلمان بیٹا ہی اور قرضخواہ پر واپسی وغیرہ کا کچھ حکم نہوگا - پھر ابن سماعہ نے کہا کہ مین نے امام محمد رح سے کہا کہ اگر قرضخواہ نے اور مسلمان بیٹے دونون نے ذمی گواہ پیش کیے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر دونون گواہ معاینہ ہون تو مدعا علیہ مسلمان وارث قرار پاویگا کیونکہ اُسکے گواہون سے اُسکا وارث ہونا ثابت ہوا اور جب وہ وارث قرار پایا تو قرضخواہ کے ذمی گواہون کی گواہی اُسپر مقبول نہوگی پس قرضخواہ کو ایسی گواہی پیش کرنے سے کچھ استحقاق حاصل نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی- اگر ایک لڑکے نے کہا کہ میرا باپ مسلمان تھا اور مین بھی اور دوسرے نے کہا بلکہ مین بھی اُسکے مرنے سے پہلے اسلام لایا ہون اور دوسرے نے اُسکی تکذیب کی تو میراث اُسکو ملیگی جسکے مسلمان ہونے پر باپ کی زندگی مین اتفاق ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اگر مسلمان بیٹے نے کہا کہ ہمیشہ میرا باپ مسلمان تھا اور نصرانی نے کہا کہ ہمیشہ میرا باپ نصرانی تھا تو مسلمان کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مسلمان کے گواہ بھی معتبر ہونگے - اور اگر مسلمان بیٹے نے مسلمانون مین سے دو گواہ باپ کے مسلمان ہونے پر کہ اپنے مرنے سے پہلے مسلمان تھا قائم کیے تو مین قبول نہ کرونگا جب تک کہ اسلام کی تفصیل نہ بیان کرین کہ کیا ہی اور امام رکن الاسلام علی سغدی رح نے بیان کیا کہ اگر گواہ فقیہ ہو تو اُسکی گواہی بدون اسلام کے تفصیل بیان کرنے کے مقبول ہوگی اور اگر جاہل ہو تو جب تک اسلام کی تفصیل اور اُسکا وصف نہ بیان کرے مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- ایک مسلمان عورت نے بیان کیا کہ میرا شوہر مسلمان تھا اور اُس شخص کی اولاد کافر نے بیان کیا کہ نہین بلکہ کافر تھا اور اُس شوہر مسلمان کا ایک بھائی مسلمان تھا کہ وہ اس عورت کی تصدیق کرتا تھا تو میراث اُس بھائی اور عورت کے درمیان تقسیم ہوگی - اور اگر ایک بیٹا کافر اور ایک بیٹی مسلمان چھوڑی پھر بیٹی نے کہا کہ میرا باپ مسلمان مرا ہی اور بھائی مسلمان نے اُسکی تصدیق کی اور بیٹا کافر کہتا ہی کہ کافر مرا ہی تو لڑکی کا قول معتبر ہوگا اور اگر جورو نہو اور بیٹا اور بھائی ہو اور بھائی اُسکے مسلمان ہونیکا دعوی کرتا ہی اور بیٹا منکر ہی تو بیٹے کا قول لیا جائیگا اور میراث اُسی کو ملیگی- ایک بیٹی اور ایک بھائی ہی اور دونون نے اختلاف کیا تو مدعی اسلام کا قول لیا جائیگا اور یہی حکم بیٹا اور باپ موجود ہونے مین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر ایک شخص مرگیا اور اُسنے ایک گھر چھوڑا پس میت کے لڑکے نے جو مسلمان تھا کہا کہ میرا باپ مسلمان مرا ہی اور یہ گھر میرے واسطے میراث چھوڑا ہی اور میت کا بھائی جو ذمی تھا آیا اور کہا کہ میرا بھائی میرے دین پر کافر مرا ہی تو بیٹے کا قول لیا جائیگا اور اسی کو میراث ملیگی اور اگر دونون نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو بیٹے کے گواہ لیے جاوینگے اور اگر بھائی نے ذمی لوگ گواہ قائم کیے اور مسلمان بیٹے کے گواہ نہین ہین تو بھائی کے گواہ ناجائز ہونگے ولیکن اگر بھائی نے اپنے دعوے پر مسلمان گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور میراث بھائی کو ملیگی یہ محیط اور ذخیرہ مین لکھا ہی- امام ابو یوسف رح

نے فرمایا کہ ایک نصرانی مرگیا اور دو بیٹے چھوڑے پھر ایک اُسکے مرنے کے بعد مسلمان ہو گیا پھر ایک نصرانی نے اس امر کے نصرانی گواہ قائم کیے کہ مین بھی میت کا بیٹا ہون تو نسب کی گواہی قبول ہوگی اور میراث مین نصرانی بیٹے کا شریک کیا جائیگا اور مسلمان بیٹے کی میراث کے حصہ مین شریک نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اسی طرح اگر ایک نصرانی بیٹا چھوڑا اور وہ باپ کے مرنے کے بعد مسلمان ہو گیا پھر ایک نصرانی آیا اور نصرانی گواہ اس امر کے لایا کہ مین نصرانی میت کا بیٹا ہون تو نسب کی گواہی مقبول ہوگی اور جو کچھ مال میراث کا مسلمان بیٹے کے ہاتھ مین ہو اُس مین سے کچھ نہ دلا یا جائیگا پس اگر میت کا کچھ مال برآمد ہوا تو سب مسلمان بیٹے کو ملیگا پس اگر مسلمان بیٹا ذمی باپ کی زندگی مین مرگیا تو اُسکی میراث اُسکے ذمی بیٹے کو ملیگی ۔ اور ابن سماعہ نے فرمایا کہ اس صورت مین ذمی بیٹے کو مسلمان بیٹے کی مزاحمت کا حق اُسوقت نہین حاصل ہوتا ہو کہ جب ذمی بیٹے کے نسب ثابت ہونے سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا ہو اور اگر مسلمان ہونے سے پہلے اُسکا نسب ثابت ہو گیا تو ذمی اُس مسلمان کا مزاحم و شریک ہوگا یہ محیط مین لکھا ہو ۔ ایک نصرانی مرگیا اور اُسکی مسلمان عورت نے بیان کیا کہ مین اُسکے مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہون مجھے میراث چاہیے ہو اور وارثون نے کہا کہ بلکہ تو پہلے مسلمان ہوئی ہو اور تجھے میراث نہ ملیگی تو وارثون کا قول لیا جائیگا اسی طرح اگر کوئی مسلمان نصرانی عورت کو چھوڑ کر مرگیا اور جھگڑے و نالش کے دن وہ مسلمان تھی پس کہا کہ اُسکے مرنے سے پہلے مین مسلمان ہوئی ہون اور وارثون نے کہا کہ بعد مرنے کے مسلمان ہوئی ہو تو وارثون کا قول معتبر ہوگا یہ تمرتاشی مین ہو ۔ اگر ایک گھر کی نسبت جو ایک ذمی کے قبضہ مین ہو ایک مسلمان اور ذمی نے دعوی کیا اور دونون نے میراث کا دعوی کیا اور دلیل پیش کی تو دونون مین آدھا آدھا تقسیم ہوگا بشرطیکہ ذمی کے گواہ مسلمان ہون ورنہ مسلمان کے واسطے ڈگری کر دیجائیگی اگرچہ اُسکے گواہ کافر ہون یہ محیطین مین لکھا ہو ۔ ہر گواہی جو ایک ذمی نے دوسرے ذمی پر دی ہو ۔ اور ہنوز حاکم نے اسکی گواہی پر حکم نہین دیا ہو یہانتک کہ مشہود علیہ مسلمان ہو گیا تو گواہی باطل ہوجائیگی پس اگر مشہود علیہ حکم کے بعد مسلمان ہوا تو حکم سابق باقی رہیگا اور تمام حقوق مین سوائے حدود کے مواخذہ کیا جائیگا اور قصاص نفس یا مادون النفس مین قیاس چاہتا ہو کہ قاضی نافذ کرے اور استحسانًا نافذ نہ کریگا ۔ اور چوری مین اگرچہ حکم قضا کے بعد ہاتھ کاٹنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو قاضی اس سے مال دلوادیگا اور ہاتھ کاٹنا دفع کر دیگا اور اگر مشہود علیہ پہلے مسلمان ہوا پھر دونون گواہ مسلمان ہوگئے یا پہلے گواہ مسلمان ہوئے پھر مشہود علیہ مسلمان ہوا پس اگر انھون نے از سرنو گواہی نہ ادا کی تو تمام حقوق مین ڈگری نہوگی اور اگر پہلی صورت مین بعد دونون کے مسلمان ہونے کے اور دوسری صورت مین بعد مشہود علیہ کے مسلمان ہونے کے دونون نے از سرنو گواہی دی تو مالون اور قصاص اور حد القذف کے دعوی مین ڈگری کر دیجاویگی اور جو حدود خالص اللہ تعالے کے واسطے ہین اُنمین نہ کیجائیگی یہ شرح ادب القاضی مین لکھا ہو ۔ اگر ایک نصرانی پر چار نصرانیون نے گواہی دی کہ اسنے مسلمان باندی کے ساتھ زنا کیا ہو پس اگر انھون نے یہ گواہی دی کہ اسنے زبردستی زنا کیا ہو تو فقط مرد کو حد ماری جائیگی اور اگر انھون نے یہ گواہی دی کہ اُس مسلمان باندی نے اس سے برضامندی سے زنا کرایا تو دونون سے حد دفع کیجائیگی اور باندی مسلمان کے حق کے عوض گواہون کو سزا دیجائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو ۔ ابن سماعہ نے امام محمد رہ سے روایت کی ہو کہ دو نصرانیون نے ایک مسلمان و نصرانی پر یہ گواہی دی کہ ان دونون نے ایک مسلمان کو عمدًا قتل کر ڈالا ہو تو فرمایا کہ مسلمان پر گواہی اُنکی قبول نہ کرونگا اور نصرانی

کیونکہ انھون نے
مسلم کا حق تلف کیا اور
اسکی گواہی اس مسلمہ پر
جائز نہین تو زنا ثابت
نہوا اور رضا ثابت
ہوگی پس انکو تعزیر
دیجائیگی ۱۲

سے قصاص نہ لونگا مگر اُسپر اسی کے مال سے دیت دینا لازم کرونگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ ابن سماعہ رح نے فرمایا کہ مین نے امام محمد رح سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ایک مسلمان نے عمداً ایک نصرانی کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور کہا کہ مین ایک نصرانی کا غلام ہون اور ہاتھ کٹے ہوے نے دعوی کیا کہ یہ آزاد ہے اور ایک مرد اور دو عورت مسلمانون کو گواہ لایا کہ اسکے مالک نے ایک سال سے اسکو آزاد کر دیا ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین اُسکو آزاد قرار دیکر ہاتھ کا قصاص لونگا اور اگر ہاتھ کٹے ہوے نے دو نصرانی گواہ پیش کیے کہ ایک سال سے اسکے مالک نے اسکو آزاد کیا ہے تو مین اُسکی آزادی کے بارہ مین یہ گواہی قبول کرونگا اور قصاص نہ لونگا اور مشائخ نے فرمایا کہ آزادی کی گواہی مسموع ہونا صاحبین کے نزدیک ہونا چاہیے نہ امام اعظم رح کے نزدیک کیونکہ امام اعظم رح کے نزدیک بدون غلام کے دعوے کے آزادی کی گواہی مقبول نہین ہوتی ہے اور اس مقام پر وہ منکر ہے نہ مدعی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک مسلمان نے اگر کہا کہ اگر فلان نصرانی نے اپنی عورت کو طلاق دی تو میرا غلام آزاد ہے پھر دو نصرانیون نے گواہی دی کہ فلان نصرانی نے اس قول کے بعد اپنی عورت کو طلاق دی تو مین نصرانی کی عورت کے طلاق ہونے کے بارہ مین گواہی قبول کرونگا اور مسلمان کا غلام آزاد نہ کرونگا محیط مین ہے۔ ایک مسلمان نے کہا کہ اگر میرا غلام اس دار مین داخل ہوا تو وہ آزاد ہے اور ایک نصرانی نے کہا کہ میری جورو کو تین طلاق ہین اگر یہ غلام اس دار مین داخل ہو پھر دو نصرانیون نے گواہی دی کہ غلام اس گھر مین داخل ہوا ہے پس اگر غلام مسلمان ہو تو دونون کی گواہی باطل ہے اور اگر نصرانی ہو تو نصرانی کی عورت پر طلاق ہونے مین گواہی جائز ہے اور آزادی غلام کے بارہ مین ناجائز ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ ایک نصرانی کے ہاتھ مین ایک چادر تھی پھر ایک مسلمان و ایک نصرانی نے ہر ایک نے اسکے گواہ نصرانی پیش کیے کہ نصرانی نے اقرار کیا ہے کہ یہ چادر مدعی کی ہے تو فرمایا کہ مین مسلمان کی ڈگری کرونگا یہ محیط مین لکھا ہے ایک نصرانی مرد نے ایک نصرانی عورت پر اس امر کے گواہ سنائے کہ مین نے اس عورت سے فلان وقت نکاح کیا ہے تو فرمایا کہ مین نصرانی عورت کے مدعی کی جورو ہونے کی ڈگری کرونگا پھر ایک مسلمان نے گواہ سنائے کہ مین نے اسوقت کے بعد اُس سے نکاح کیا ہے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکی ڈگری نہو گی اور امام اعظم رح کے نزدیک ہو گی اور اگر دونون نے ثقاۃ گواہ سنائے تو امام اعظم رح کے نزدیک مسلم کی ڈگری ہو گی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نصرانی کی ڈگری ہو گی۔ ایک نصرانی مرگیا اور اُسپر ایک مسلمان کا قرضہ نصرانی کی گواہی سے ہے اور اُسپر ایک نصرانی کا قرضہ نصرانی کی گواہی سے ہے تو امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح و زفر رح نے فرمایا کہ مسلمان کے قرضہ سے شروع کیا جائیگا یعنی پہلے مسلمان کا قرضہ ادا کرنا شروع ہو گا کذا فی محیط السرخسی پس اگر کچھ بچ رہا تو وہ نصرانی کے قرضہ مین دیا جائیگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر ایک نصرانی کے قبضہ مین ایک غلام ہے کہ اُسپر ایک مسلمان اور ایک نصرانی نے ہر ایک نے دعوی کیا اور ہر ایک نے دو نصرانی گواہ پیش کیے تو بالاجماع مسلمان کی ڈگری ہو گی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ ایک ذمی سو درم چھوڑ کر مرگیا پھر ایک مسلمان نے دو گواہ ذمی اپنے سو درم قرضہ کے پیش کیے اور ایک دوسرے مسلمان اور ایک ذمی نے اپنے دو گواہ سو درم قرضہ کے پیش کیے تو سو کی دو تہائی اگلے مدعی مسلمان کو ملیگی اور ایک تہائی دونون شریکون کو ملیگی اور اگر کسی ذمی قرضخواہ نے دو ذمی گواہ اور ایک مسلمان اور ایک ذمی نے دو ذمی گواہ سنائے تو سو درم ترکہ مین سے ہر ایک کو ایک تہائی ملیگا اسی طرح اگر اس صورت مین دونون شریکون نے دو مسلمان

گواہ سنائے تو بھی ذمی قرضخواہ کو تہائی اور دونون شریکون کو دوتہائی ملیگا اور اگر ذمی قرضخواہ نے دو گواہ مسلمان سنائے اور دونون شریکون نے خواہ مسلمان یا ذمی گواہ سنائے تو سو درم کا نصف ذمی کو اور باقی آدھا دونون شریکون کو ملیگا یہ کافی مین لکھا ہے۔ ایک نصرانی مرگیا اور دو سو درم چھوڑے اور دو بیٹے نصرانی چھوڑے پھر ایک مسلمان ہو گیا پھر ایک شخص آیا اور اُسنے میت پر سو درم کا دعوے کیا اور دو گواہ نصرانی قائم کیے تو قاضی اس قرضہ کا حکم وارث نصرانی کے حصہ مین سے دیگا اور نصرانی مسلمان کا شریک نہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک نصرانی مرگیا اور ایک مملوک چھوڑا پھر وہ مملوک اُسکے مرنے کے بعد مسلمان ہو گیا پھر اُسکی طرف سے دو نصرانیون نے یہ گواہی دی کہ اُسکے مالک نے اُسکو آزاد کر دیا ہے اور مالک کا سواے اس غلام کے کچھ مال نہ تھا اور ایک مسلمان نے دو نصرانی گواہ اس امر پر قائم کیے کہ میرے ہزار درم اس میت پر قرض ہین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین دونون کی گواہی قبول کرونگا پس غلام کو آزاد کرونگا اور وہ قرضخواہ کے واسطے سعی کر کے مال ادا کریگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ امام محمد رح نے کتاب الرہن مین فرمایا کہ ایک ذمی مرگیا اور دوسرے ذمی نے اُسکے بعض اسباب کے رہن کا دعوی کیا اور اہل ذمہ مین سے گواہ قائم کیے اور ایک مسلمان نے اُسپر قرض کا دعوی کیا اور ذمی یا مسلمانون مین سے گواہ قائم کیے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین مسلمان کی گواہی قبول کر کے اُسکا قرضہ دلوانا شروع کرونگا پھر بعد پورا ہو جانے کے اگر کچھ مال باقی رہا تو وہ ذمی کو ملیگا پھر فرمایا رہن جائز نہوگا جب تک کہ مسلمان اپنا قرضہ پورا نہ لیوے پس اگر ذمی کے گواہ مسلمان ہون اور مسلم کے گواہ ذمی یا مسلمان ہون تو ذمی کو اپنے رہن سے لینے کا زیادہ استحقاق ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر ایک مسلمان نے کافر پر مال کا دعوی کیا اور دعوی کیا کہ ایک مسلمان فلان شخص اسکا کفیل ہے اور کافرون مین سے گواہ قائم کیے تو اس گواہی سے اصیل پر مال ثابت ہوگا نہ کفیل پر۔ اسی طرح اگر اصل مال کافر پر ہو پھر دو کافرون نے ایک کافر و مسلم پر یہ گواہی دی کہ ان دونون نے اُسکی طرف سے اس مال کی کفالت کی تھی اور ایک دوسرے کا بھی کفیل ہے تو یہ گواہی اصیل پر اور کفیل کافر پر جائز ہے اور مسلمان کفیل پر جائز نہین اگر ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان پر مال کا دعوی کیا اور مطلوب نے انکار کیا اور طالب نے دعوی کیا کہ اس ذمی نے مطلوب کے حکم سے اُسکی طرف سے اس مال کی کفالت کی ہے اور کفیل نے انکار کیا پھر دو ذمیون نے مدعی کی طرف سے گواہی دی تو گواہی کفیل پر جائز ہوگی نہ اصیل مسلم پر یہانتک کہ اگر کفیل نے ادا کیا تو اُسکو مسلمان سے لینے کا اختیار نہوگا۔ اور اسی طرح اگر دونون پر مال دستاویز مین ہے اور مسلمان کے نام دستاویز ہے اور ذمی اُسکے نیچے کفیل ہے یا دستاویز دونون کے نام ہے اور ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے تو بھی یہ گواہی کافر پر حجت ہوگی نہ مسلم پر یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی مسلمان نے کافر کے لیے ہزار درم کی ضمانت کر لی اور کافر اصیل نے کہا کہ مین نے اپنی طرف سے ضمانت کرنیکا حکم اُسکو نہین دیا تھا پھر مسلمان دو گواہ کافر لایا کہ اُنھون نے گواہی دی کہ اس مسلمان نے اس کافر کے حکم سے اسکی طرف سے ضمانت کر لی تھی اور طالب نے اقرار کیا کہ مین نے اس کفیل سے مال پھر لیا ہے تو کفیل کو اختیار ہوگا کہ اصیل سے مال وصول کرے۔ اور اگر کسی مسلمان نے کسی ذمی کے جان کی یا مال کی جو اُسپر کسی مسلمان یا کافر کا ہے کفالت کی اور اہل ذمہ اُسپر گواہ ہوئے پس اگر مسلمان نے اس سے انکار کیا تو اُنکی گواہی اُسپر جائز نہوگی اور اگر اقرار کیا تو اُسکے اقرار کی وجہ سے جائز ہوگی نہ گواہی کی وجہ سے پس اگر اُسنے مال ادا کر دیا اور ذمیون نے گواہی دی کہ اُسنے ذمی کے حکم سے کفالت کی تھی تو وہ ذمی سے وصول کریگا یہ محیط مین لکھا ہے

کافرون کی گواہی مکاتب کافر یا غلام ماذون کافر پر روا ہی اگرچہ اُسکا مولی مسلمان ہو یہ مبسوط مین ہی اگر ایک غلام ماذون نصرانی پر جو مسلمان کا مملوک ہی دو نصرانیون نے گواہی دی کہ اُسنے اس شخص کو یا اُسکی گھوڑے کو قتل کر ڈالا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک قتل کرنے کی گواہی جائز نہین ہی اور گھوڑے مار ڈالنے کی گواہی جائز ہی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک قصاص کے واسطے مقبول ہوگی اور خطا مین مال لینے کے واسطے مقبول نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر غلام ماذون مسلمان ہو اور اُسکا مالک کافر ہو تو کافرون کی گواہی غلام پر مقبول نہوگی یہ مبسوط مین لکھا ہی ۔ اگر کسی کافر نے کسی مسلمان کو خرید و فروخت کا وکیل کیا تو کافرون کی گواہی وکیل پر جائز نہوگی اور اگر مسلمان نے کسی کافر کو وکیل کیا تو کافرون کی گواہی وکیل پر جائز ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی ۔ اگر ایک کافر مر گیا اور اُسنے مسلمان کو وصی بنایا پھر ایک شخص نے میت پر قرضہ کا دعوی کیا اور کافر گواہ قائم کیے تو استحسانًا جائز ہی اگرچہ وصی مسلمان ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی ۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ ایک مسلمان نے دعوی کیا کہ فلان نصرانی مر گیا اور اُسنے مجھے وصی بنایا ہی اور نصرانی گواہ سنائے پس اگر کسی نصرانی قرضدار کو حاضر کیا تو قیاسًا و استحسانًا گواہی اُسپر قبول ہوگی اور غیر کی طرف متعدی بھی ہوگی اور اگر کسی مسلمان قرضدار کو لایا تو قیاسًا اُسپر گواہی مقبول نہوگی اور یہی پہلا قول امام محمد رح کا ہی اور استحسانًا مقبول ہوگی اور اسی طرح اگر نصرانی نے نصرانی گواہ قائم کیے کہ فلان شخص مر گیا اور مین اُسکا بیٹا ہون اور وارث ہون اور گواہ سوائے اُسکے کوئی وارث نہین جانتے ہین اور میت کا کوئی کافر قرضدار حاضر کیا تو قیاسًا و استحسانًا گواہی مقبول ہوگی ۔ اور اگر کوئی مسلمان قرضدار حاضر کیا تو قیاسًا مقبول نہوگی اور استحسانًا مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی ۔ اگر ایک مسلمان نے کسی نصرانی کی طرف سے وکالت کا دعوی کیا کہ جو کچھ اُسکا حق کوفہ مین ہی اُسکے لینے کے لیے اُسنے مجھے وکیل کیا ہی اور ایک مسلمان قرضدار کو حاضر کیا اور اُسپر دو نصرانی گواہ قائم کیے تو قبول نہوگی اور اگر نصرانی کو حاضر کیا تو گواہی قبول ہوگی ۔ اور جب قاضی نے یہ گواہی قبول کی اور اُسکی وکالت کا حکم دیدیا تو یہ حکم سب قرضدارون پر خواہ کافر ہون یا مسلمان ہون جاری ہوگا حتی کہ اگر اسکے بعد کوئی مسلمان قرضدار کو لایا اور اُسنے اُسکی وکالت سے انکار کیا تو قاضی اُسکو دوبارہ وکالت کے گواہ لانے کے واسطے تکلیف نہ دیگا یہ محیط مین لکھا ہی ۔ ایک مسلمان نے اپنا غلام نصرانی کے ہاتھ فروخت کیا پھر کسی نصرانی نے اُسکے پاس سے دو نصرانی گواہ قائم کرکے لینا چاہا تو ڈگری نہ کیجائیگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک نصرانی نے مسلمان سے ایک غلام خریدا اور اُسکو کسی نصرانی کے ہاتھ قبضہ کرنے کے بعد فروخت کر دیا پھر دوسرے مشتری نے قبضہ کے بعد اُسمین عیب پایا اور دو گواہ نصرانی اس امر کے لایا کہ یہ عیب بائع مسلمان کے پاس تھا قبل اُسکے کہ اُسکو نصرانی مشتری کے ہاتھ فروخت کرے تو اُسکو اختیار حاصل ہوگا کہ اپنے بائع نصرانی کو واپس کر دے اگرچہ اُسکے بائع کو یہ اختیار نہوگا کہ اس گواہی پر اپنے بائع مسلمان کو واپس کرے یہ ذخیرہ مین ہی منتقی مین ہی کہ ایک نصرانی نے دوسرے نصرانی کے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا پھر دوسرے مشتری نے اُسکو تیسرے مشتری کے ہاتھ اور تیسرے نے چوتھے کے ہاتھ اسی طرح دست بدست دس نصرانیون کے ہاتھ فروخت ہوا پھر ایک اُنمین سے مسلمان ہوگیا پھر غلام نے دعوی کیا کہ مین اصلی آزاد ہون اور اُسپر نصرانی گواہ سنائے تو امام زفر رح نے فرمایا کہ اُسکی گواہ مقبول نہونگے خواہ اول بائع مسلمان ہوا ہو یا درمیانی یا آخر کا جبتک کہ مسلمان گواہ نہ سنائے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر آخر کا مسلمان ہوا ہی تو گواہی مسموع نہوگی اور اگر درمیانی مسلمان ہوا ہی تو مقبول

پھر وہ اپنا ثمن اپنے
مسلمان بائع سے
واپس لیوے بسبب
اسی گواہی کے ۱۲

ہوگی باہم اپنا اپنا ثمن واپس لیتے جاوینگے یہانتک کہ مسلمان بائع تک نوبت پہونچے پس اُس سے ثمن نہ لے سکینگے اور نہ اُسکے پہلے والے فروخت کرنے والون سے واپس کر سکینگے اور اگر غلام نے آزاد ہونیکا دعوی کیا پس اگر یہ دعوے کیا کہ پہلے بائع نے مجھے آزاد کیا ہو اور وہی مسلمان ہو گیا ہو اور گواہ نصرانی ہین تو گواہی مقبول نہو گی اور اگر درمیانی مسلمان ہوا ہو تو گواہی اُسکے آزاد کر دینے پر مقبول نہوگی اور نہ اُسکے بعد کی کسی بائع پر آزاد کر دینے کی گواہی مقبول ہو گی اور نہ اُسکے پہلے کسی بائع کے آزاد کر دینے پر گواہی قبول ہو گی اور یہ امام اعظم رح و زفر رح کا قول ہو اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ مسلمان بائع کے پہلے یا بعد جس بائع سے آزاد کر دینے کے یہ گواہ قائم ہونگے مقبول ہونگے ہان اگر خود مسلمان بائع پر قائم ہون تو مقبول نہونگے اور جب غیر مسلمان پر یہ گواہی قائم ہوئی تو باہم ایک دوسرے سے ثمن واپس کرتے چلے جائینگے یہانتک کہ مسلمان بائع تک نوبت پہونچے پس نہ اُس سے اور نہ اُسکے پہلے والون سے ثمن واپس نہین لے سکتے ہین مگر اُس صورت مین کہ مسلمان بائع خود اقرار کرے تو واپس کرینگے یہانتک کہ آزاد کرنے والے تک پہونچکر ختم کرینگے کذا فی المحیط

گیارہوان باب - گواہی پر گواہی دینے کے بیان مین - گواہی پر گواہی دینا ایسے ہر حق مین جائز ہو جو شبہہ سے ساقط نہین ہوتا ہو اور یہ حکم استحساناً ہو پس ایسے حقوق مین جو شبہہ سے ساقط ہوتے ہین مثل حدود و قصاص کے مقبول نہوگی یہ ہدایہ مین ہو - کتاب الاصل مین ہو کہ اگر دو گواہون نے دو گواہون کی گواہی پر گواہی دی کہ فلان شہر کے قاضی نے فلان شخص کو حد قذف ماری ہو تو جائز ہو اور یہی کتاب الدیہ مین اسی اصل مین لکھا ہو کہ یہ جائز نہین ہو یہ محیط مین لکھا ہو - نوادر بن رستم مین امام محمد رح سے روایت ہو کہ گواہی پر گواہی دینا تعزیر مین جائز ہو یہ فتح القدیر مین ہو جیسے ایک درجہ مین جائز ہو ویسا ہی چند درجون تک جائز ہو یہانتک کہ فروع کے گواہون پر گواہیان ایک بعد دوسرے کے جائز ہین تاکہ حقوق تلف ہونے سے محفوظ رہین یہ کافی مین لکھا ہو - اور ایک شخص کی گواہی پر کم دو شخصون یا ایک مرد اور دو عورتون سے گواہ ہونا چاہیے اور ایسا ہی ایک عورت کی گواہی کا حکم ہو اور یہ ہمارے نزدیک ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اگر دو شخص نے دو مرد گواہون کے گواہی یا ایک قوم کی گواہی پر گواہی دی تو ہمارے نزدیک جائز ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - اگر ایک شخص نے اپنی گواہی خود ادا کی اور دوسرے گواہ کی گواہی پر دو آدمیون نے گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہو - اگر دو شخصون نے ایک شخص کی گواہی دی جو خود ادا کرتا ہو وہی گواہی دی تو جائز نہین ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - اور گواہ کر لینے کا طریقہ یہ ہو کہ اصل گواہ فرع سے یون کہے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ زید کا بکر پر اسقدر قرض ہو تو میری اس گواہی پر گواہی دے یا یون کہے کہ تو میری اس گواہی پر گواہی دے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلان بن فلان نے میرے پاس ایسا اقرار کیا یا یون کہے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے سنا کہ فلان شخص زید کے اسقدر حق کا اقرار کرتا تھا پس تو میری اس گواہی پر گواہی دے اور یہ نکہے کہ تو اُسکی گواہی دے اور یہ بھی نہ کہے کہ تم دونون میری گواہی کی گواہی دو اور یون گواہی ادا کرے جیسے مجلس قاضی مین گواہی دینا ہو تاکہ بجنسہ مجلس قضا مین نقل کیجاوے اور اصل کو یہ بیان کرنا ضرور نہین ہو کہ فلان شخص نے مجھے اپنے اوپر گواہ کر لیا ہو یہ کافی مین لکھا ہو - اور دو اصل گواہون نے دو شخصون سے کہا کہ گواہی دو کہ ہم نے سنا ہو کہ فلان شخص اپنے اوپر زید کے واسطے ہزار درم کا اقرار کرتا تھا پس دونون ہماری گواہی دو پس دونون فرع نے اُسکی گواہی دی تو مقبول

نہوگی اور اسی طرح اگر دو اصل گواہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ فلان شخص نے اقرار کیا کہ زید کے اُسپر ہزار درم قرض ہین پس تم گواہی دو کہ ہم ایسی گواہی دیتے ہین یا کہا کہ تم اُسپر گواہی دو کہ ہم اُسپر اسکی گواہی دیتے ہین یا کہا کہ ہم پر گواہی جو ہم نے گواہی دی یا یون کہا کہ فلان کے فلان شخص پہ ہزار درم ہین پس گواہی دو کہ ہم نے اسپر یہ گواہی دی ہو یا یون کہا گواہی دو اسپر کہ ہم نے گواہی دی یا اصل گواہ نے فرع سے کہا کہ تو گواہی دے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلان شخص نے فلان شخص کے واسطے اسقدر درم کا اقرار کیا تو ان سب صورتون مین گواہ کر لینا درست نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر غیر کو اپنی گواہی پر گواہ کرنا چاہا تو چاہیے کہ طالب و مطلوب کو حاضر کر کے دونون کی طرف اشارہ کرے اور اگر دونون کی غیبت مین گواہ کرنا چاہا تو اُسکا نام و نسب بیان کرے ولیکن اگر مشہود علیہ غائب ہو تو گواہ کر لینے کے واسطے نام و نسب ذکر کر دینا کافی ہی اور حکم قضا کے واسطے اسقدر کافی نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور جب فرع اصل گواہ کی گواہی ادا کرنا چاہے تو یون بیان کرے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلان شخص نے مجھکو اپنی گواہی پر گواہ کیا کہ فلان شخص نے اُسکے نزدیک اس حق کا اقرار کیا ہی اور اُسنے مجھسے کہا کہ تو میری اس گواہی پر گواہی دے کیونکہ ضرور ہی کہ وہ اپنی گواہی ذکر کرے اور اصل گواہ کی گواہی اور اُسکی طرف سے برداشت کرنا ذکر کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ زاہدی مین ہی - اور اگر فروع نے گواہی دی اور یہ نہ کہا کہ ہم اُسکی گواہی پر گواہی دیتے ہین تو اُنکی گواہی مقبول نہوگی یہ خزانۃ الفتاوے مین ہی - اور فرع کو چاہیے کہ اصل گواہ کے نام کو اور اُسکے باپ دادا کے نام کو ذکر کرے اور اگر اُسنے ترک کیا تو قاضی فرع کی گواہی قبول نہ کریگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور فروع کی گواہی قبول نہوگی مگر جبکہ اصلی گواہ مرجاوین یا اسقدر بیمار ہو جاوین کہ مجلس قاضی مین حاضر نہو سکین یا تین رات دن کے قدر یا زیادہ دور چلے جاوین تو مقبول ہوگی کذا فی الکافی اور یہی ظاہر الروایت ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر اصل گواہ اتنی دور ہو کہ اگر صبح کو گواہی ادا کرنے کے واسطے آوے تو اُسکو اپنے اہل و عیال مین رات گذارنا میسر نہو سکے تو گواہ کر لینا درست ہی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے لیا ہی یہ زاہدی و ہدایہ مین لکھا ہی اور بہت سے مشائخ نے اس روایت کو لیا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوے سراجیہ مین لکھا ہی - نوادر ہشام مین ہی کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک قوم کی معیت مین نکلا اور اُسکا ارادہ مکہ جانے کا یا کسی دوسرے سفر کا تھا کہ اُسکو اُسنے بیان کر دیا پھر قوم نے اُسکو چھوڑ دیا اور پلٹ آئے پھر ایک قوم نے اُسکی گواہی پر گواہی دی اور مشہود علیہ نے دعوی کیا کہ وہ حاضر ہی اور گواہون نے موافق بیان کے گواہی دی اور کچھ زیادہ نہ بیان کیا تو کیا یہ گواہی پر گواہی دینا اُس شخص کے نزدیک جو حاضر کے باب مین ایسا قبول نہین کرتا ہی قبول ہی یا نہین ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ ہان مقبول ہی کیونکہ غیبت ایسی ہی ہوتی ہی پس اگر اُسنے قوم کو وداع کر دیا اور اپنے گھر ہی مین رہا اور اُسکو نکلتے نہین دیکھا تو گواہی قبول نہ کرونگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - صدر الشہید حسام الدین نے فرمایا کہ امیر یا سلطان کی طرف سے اگر دونون شہر مین موجود ہون تو گواہی پر گواہی دینا درست نہین ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی بیٹے کو باپ کی گواہی پر گواہی دینا درست ہی اُسکی قضا پر نہین درست ہی اور صحیح یہ ہی کہ دونون پر بیٹے کی گواہی درست ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اگر اصل گواہ شہر مین قید ہو اور اُسنے اپنی گواہی پر گواہ کر لیے تو فرع کو اُسکی گواہی پر گواہی دینا جائز ہی یا نہین اور قاضی اُسپر عمل کریگا یا نہین اور اس مسئلہ کا ذکر کسی کتاب مین

نہین ہی اور مشائخ زمانہ نے اختلاف کیا بعضون نے کہا کہ اگر اصل قاضی کے قیدخانہ مین قید ہو تو جائز نہین ہی اور اگر والی ملک کے قیدخانہ مین ہو اور نکالنا ممکن نہو تو جائز ہی اور بعض نے کہا کہ جائز نہونا چاہیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی عورت پردہ دار ہو تو اُسکو اپنی گواہی پر گواہ کرلینا درست ہی اور جو عورت اپنے گھر سے مانند قضاے حاجت حمام وغیرہ کے واسطے نکلتی ہو وہ پردہ دار ہی بشرطیکہ مردون سے مخالطت نہ کرتی ہو یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اگر اصل گواہ نے اعتکاف کیا ہو تو فروع کی گواہی جائز نہین ہی خواہ اعتکاف نذر ہو یا نذر نہو یہ قاضی بدیع الدین نے فرمایا ہی کذا فی التاتارخانیہ۔ اپنی گواہی پر گواہ کرلینا درست ہی اگرچہ اصل گواہون کو کچھ عذر نہو حتے کہ اگر اُنکو کچھ عذر درپیش آیا مثلاً سفر یا مرض یا موت تو فروع گواہی ادا کرینگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر فروع نے گواہی ادا کی پھر حکم قضا سے پہلے اصول حاضر ہوئے تو فروع کی گواہی پر حکم نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اصل گواہ نے دوسرے کو اپنی گواہی پر گواہ کیا اور اُسنے گواہی کو برداشت نہ کیا اور کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو چاہیے کہ وہ گواہ نہ قرار پائے یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی گواہی پر گواہ کیا پھر اُسکو منع کردیا کہ میری گواہی پر گواہی نہ دیوے تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک منع کرنا صحیح نہین ہی حتے کہ اگر بعد ممانعت کے اُسنے گواہی پر گواہی دی تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر دو گواہون کی گواہی پر دو گواہون نے گواہی دی کہ فلان نے اپنا غلام آزاد کردیا ہی پھر اُنکی گواہی پر ہنوز حکم نہوا تھا کہ اصل گواہ حاضر ہوے اور فروع کو گواہی دینے سے منع کیا تو عامہ مشائخ کے نزدیک صحیح ہی اور بعضون نے کہا کہ منع صحیح نہین ہی اور پہلا قول اظہر ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اگر اصل گواہون نے گواہی سے انکار کیا تو فروع کی گواہی مقبول نہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر دو فرع نے ایک اصل کی گواہی پر گواہی دی پھر اصل گونگا یا اندھا ہوگیا یا مرتد یا فاسق ہوگیا یا اُسکی عقل جاتی رہی اور ایسی حالت مین ہوگیا کہ اُسکی گواہی روا نہین ہی تو فروع کی گواہی بھی جاتی رہیگی اگر کسی فرع نے اصل کی گواہی پر گواہی دی اور اُسکی گواہی بسبب اصل کے فاسق ہونے کے رد کردی گئی تو اُسکے بعد دونون مین سے کسی کی گواہی مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضیخان و مبسوط و خلاصہ مین ہی۔ اگر ایک مرد نے دوسرے کو اپنی گواہی پر گواہ کرلیا پھر اصل گواہ کی ایسی حالت ہوگئی کہ اُسکی گواہی جائز نہین ہی پھر بدلکر اُسکی ایسی حالت ہوگئی کہ اُسکی گواہی جائز ہی مثلاً فاسق ہوکر اُسنے توبہ کرلی پھر فرع نے اُسکی گواہی پر گواہی دی تو سب کی گواہی جائز ہی اگر دو شخصون نے دو شخصون کو اپنی گواہی پر گواہ کیا اور دونون فرع عادل شخص ہین پھر فاسق ہوگئے پھر دونون عادل ہوگئے اور گواہی دی یا اپنی گواہی پر دوسرون کو گواہ کرلیا تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر دو فرع گواہون نے قاضی کے پاس گواہی دی اور قاضی نے دونون پہلون مین کچھ تہمت پاکر گواہی رد کردی تو پھر یہ گواہی اُسکے بعد نہ فروع سے قبول ہوگی اور نہ اصول سے اور اگر دونون فرع مین کچھ تہمت پاکر گواہی رد کردی تو اصول کی گواہی اگر عادل ہین تو جائز رہیگی اور اگر اصول نے دوسرے دو عادل فرع کو گواہ کرلیا تو اُنکی گواہی بھی جائز رہیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر دو گواہون نے دو غلامون یا دو مکاتبون یا دو کافرون کی گواہی پر ایک مسلمان پر گواہی دی اور انھین وجھون سے قاضی نے گواہی رد کردی پھر دونون غلام آزاد ہوگئے یا دونون مکاتب آزاد ہوگئے یا دونون کافر مسلمان ہوگئے اور گواہی ادا کی یا اپنی گواہی پہلے دونون آدمیون کو یا دوسرون کو گواہ کردیا تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر گواہ اصل گواہ کرلینے کے

وقت فاسق ہو پھر توبہ کرے تو فرع گواہی نہ دے لیکن اگر دوبارہ اُسی گواہی پر گواہ کرے تو پھر ادا کرنا جائز ہے یہ فتاوے عتابیہ مین لکھا ہے۔ اگر دونون اصل گواہ مرتد ہوگئے پھر دونون مسلمان ہوگئے تو فرع کو اُنکی گواہی پر گواہی دینا جائز نہین ہے اور اگر دونون اصل گواہون نے بعد مسلمان ہونے کے خود گواہی ادا کی تو اُنکی گواہی مقبول ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اگر فروع نے بیان کیا کہ ہمکو اصول نے اپنی گواہی پر جو فلان بن فلان کی طرف سے فلان شخص پر اسقدر مال کی بابت تھی گواہ کر لیا تھا ولیکن ہم فلان مدعا علیہ کو نہین پہچانتے ہین تو قاضی اُنکی گواہی قبول کریگا اور مدعی کو حکم دیگا کہ اس امر پر گواہ لاوے کہ جس شخص کو اُسنے حاضر کیا ہے یہ وہی فلان بن فلان مدعا علیہ ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور دو فرع نے دو اصل گواہون کی گواہی پر گواہی دی پس اگر قاضی فروع و اصول دونون فریق کو عادل جانتا ہے تو اُنکی گواہی پر حکم دیدیگا اور اگر اصول کو عادل جانتا ہے اور فروع کو نہین پہچانتا ہے تو اُنکا حال دریافت کریگا اور اگر فروع کو عادل جانتا ہے اور اصول کو نہین پہچانتا ہے تو خصاف رہ نے ذکر کیا کہ فروع سے اُنکے اصول کا حال دریافت کریگا اور قبل دریافت کے حکم نہ دیگا پس اگر اُنھون نے اصول کی تعدیل کی تو ظاہر روایت مین اُنکی تعدیل ثابت ہو جائیگی اور امام محمد رہ سے روایت ہے کہ فروع کی تعدیل کرنے سے اصول کی صداقت ثابت نہوگی اور ظاہر روایت صحیح ہے اور اگر فروع نے وقت دریافت کے کہا کہ ہم اصول کے حال سے آگاہ نہین کرتے ہین تو قاضی اُنکی گواہی قبول نہ کریگا پس اگر مدعی نے کہا کہ مین ایسے لوگ لاتا ہون جو اصول کی تعدیل کرینگے تو امام محمد رہ کے قول کے موافق قاضی التفات نہ کریگا اور اس گواہی پر فیصلہ نہ کریگا کذا فی فتاوے قاضیخان اور اگر مدعی نے قاضی سے کہا کہ اصول کا حال دریافت کرلے کہ وہ لوگ عادل ہین تو قاضی اسکو قبول نہ کریگا اور یہ ظاہر روایت ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر فروع نے کہا کہ ہم اصول کو نہین پہچانتے ہین کہ آیا وہ عادل ہین یا نہین تو شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ قاضی اُنکی گواہی رد نہ کرے اور اصل گواہون کا حال دوسرون سے دریافت کرے اور یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور ایسا ہی امام ابو یوسف رہ سے روایت ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط اور ذخیرہ مین لکھا ہے اگر فرع نے قاضی سے کہا کہ مین اصل گواہ کو گواہی مین متہم جانتا ہون تو قاضی فرع سے اُنکی گواہی پر گواہی قبول نہ کریگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اگر فروع نے تعدیل اصول سے سکوت کیا تو صحیح ہے اور قاضی اصول کی تعدیل دوسرے لوگون سے جو تعدیل کرنے کے لائق ہین دریافت کریگا اور یہ امام ابو یوسف رہ کے نزدیک ہے اور امام محمد رہ کے نزدیک گواہی قبول نہ کریگا یہ کافی مین لکھا ہے۔ ہشام رہ نے امام محمد رہ سے روایت کی ہے کہ ایک عادل نے اپنی گواہی پر دو گواہ کر لیے پھر خود غائب ہوگیا کہ پتا نہ ملا مثلاً بیس برس تک غائب رہا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ اپنی عدالت پر قائم ہے یا نہین اور فروع نے یہ گواہی ادا کی اور حاکم نے کسی ایسے شخص کو نہ پایا کہ جس سے اُسکی عدالت دریافت کرے پس اگر اصل گواہ ایسا مشہور ہو جیسے ابو حنیفہ رہ و سفیان ثوری رہ تو اُنکی گواہی پر حکم دیدیگا اور اگر غیر مشہور ہو تو فروع کی گواہی پر حکم نہ دیگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ جامع مین مذکور ہے کہ اگر دو گواہون نے دو گواہون کے قتل خطا کی گواہی پر گواہی دی اور قاضی نے مددگار برادری پر دیت کا حکم دیدیا پھر جسکے مقتول ہونے کی گواہی دی ہے وہ زندہ نکلا تو گواہون فروع پر ضمان لازم نہ آویگی ولیکن ولی مدعی نے جو کچھ لیا ہو وہ واپس کرے اور اگر اصل گواہ آگئے اور اُنھون نے گواہی سے انکار کیا تو اُنکا اقرار

یعنی قاتل کی مددگار برادری ۱۲

زدع کے حق مین صحیح نہوگا اور نہ اُنپر ضمان واجب ہوگی اور اصلی گواہون پر بھی ضمان نہ آویگی اور اگر اصلی گواہون نے کہا کہ ہم نے اِن دونون کو ایک باطل چیز کی گواہی پر گواہ کرلیا تھا اور ہم جانتے ہین کہ ہم اُسوقت جھوٹ بولتے تھے تو بھی امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ضامن نہونگے اور امام محمد رح کے نزدیک مددگار برادری کو اختیار ہوگا کہ چاہے اصلی گواہون سے ضمان لے یا ولی سے ضمان لے پس اگر اصلی گواہون سے ضمان لی تو یہ گواہ ولی سے اُسقدر مال لے لینگے اور اگر ولی سے ضمان لی تو وہ کسی سے نہین لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی

بارھوان باب جرح و تعدیل کے بیان مین - قاضی کو ضرور چاہیے کہ تمام حقوق مین پوشیدہ و ظاہر گواہون کا حال دریافت کرے خواہ خصم نے اُنمین طعن کیا ہو یا نہ کیا ہو اور یہ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مسلمان مین ظاہری عدالت پر اکتفا کریگا لیکن اگر خصم نے طعن کیا تو دریافت کریگا ہان حدود و قصاص مین بالاجماع خفیہ دریافت کرے اور ظاہر مین اُنکا تزکیہ کرے خواہ خصم نے طعن کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اِس زمانہ مین صاحبین کے قول پر فتوے ہی یہ کافی مین لکھا ہی - اور اگر خصم نے گواہون مین طعن نہ کیا بلکہ تعدیل کی مثلاً یون کہا کہ یہ لوگ عادل ہین جو کچھ انھون نے مجھپر گواہی دی وہ سچ کہا یا کہا کہ یہ لوگ عادل ہین اِنکی گواہی میرے واسطے یا میرے اوپر جائز ہی تو قاضی اِسکے اقرار حق پر حق مدعی کی ڈگری کردیگا گواہون کا حال دریافت کرنے کی ضرورت نہین ہی اور اگر مدعا علیہ نے صرف اسقدر کہا کہ یہ عادل ہین یا کہا کہ عادل ہین مگر گواہی مین انھون نے خطا کی پس اگر مدعا علیہ عادل ہو کہ جسکی تعدیل معتبر ہو سکتی ہی تو دیکھا جائیگا کہ جواب دعوے کے وقت اگر اُسنے مدعی کے دعوی سے انکار نہین کیا بلکہ سکوت کیا یہانتک کہ گواہون نے اُسپر گواہی دی پھر اُسنے کہا کہ گواہ عادل ہین تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ قاضی اُنکی گواہی پر مدعی کی ڈگری کردیگا اور اُنکا حال دریافت نہ کریگا خواہ دعوی ایسے حق مین ہو کہ باوجود شبہہ کے ثابت ہوتا ہی یا شبہہ کے ساتھ ثابت نہوتا ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ قاضی بدون اُنکے حال دریافت کرنے کے حکم نہ دیگا اور اگر مدعا علیہ نے دعوے مدعی سے انکار کیا پھر جب گواہون نے اُسپر گواہی دی تو اُسنے گواہون کی نسبت کہا کہ یہ عدول ہین تو بعض روایات مین ہی کہ اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہی جیسا مذکور ہوا یعنی امام محمد رح کے نزدیک بدون دریافت حال کے حکم نہ دے اور اُنکے نزدیک حکم دے اور بعض روایات مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ قاضی مدعا علیہ سے اُنکی اس گواہی مین صدق و کذب کو دریافت کرے اگر اُسنے کہا کہ انھون نے سچ کہا تو اُسنے دعوی کا اقرار کرلیا پس اقرار پر حکم دیدے اور اگر اُسنے کہا کہ انھون نے جھوٹ کہا تو بدون دریافت کے حکم نہ دے اور جامع صغیر مین مذکور ہی کہ اِس صورت مین مدعا علیہ کی تعدیل امام محمد رح و امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح نہین ہی اور اُسکی تعدیل بمنزلہ عدم کے ہی اور اگر مدعا علیہ فاسق یا مستور الحال ہو تو اُسکی تعدیل صحیح نہین ہی اور نہ اُسپر قاضی فیصلہ کریگا اور نہ اُسکا یہ کہنا کہ گواہ عادل ہین اپنے اوپر حق کے اقرار کرنے مین شمار ہوگا اور اگر قاضی نے اُس سے دریافت کیا کہ گواہون نے سچ کہا یا جھوٹ اور اُسنے کہا کہ سچ کہا تو یہ دعوی کا اقرار ہی پس اقرار پر حکم دیدیگا اور اگر اُسنے کہا کہ گواہون نے جھوٹ کہا تو قاضی حکم نہ دیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر

مدعا علیہ پر گواہی دینے سے پہلے اُسنے گواہون کی تعدیل کی پھر گواہون نے گواہی دی اور اُسنے مشہود بہ سے انکار کیا تو قاضی اُسکی تعدیل کرنے پر اکتفا نہ کریگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص پر دو گواہون نے گواہی دی اور اُسنے ایک کی تعدیل کی اور کہا کہ یہ عادل ہے ولیکن اِسنے غلطی کی یا اسکو وہم ہوا تو قاضی اُس سے دوسرے گواہ کا حال دریافت کریگا پس اگر اُسنے دوسرے کی تعدیل کی تو دونون کی گواہی پر قاضی ڈگری کر دیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ گواہون نے مدعا علیہ پر گواہی دی اسکے بعد اُسنے کہا کہ فلان شخص نے جو کچھ مجھپر گواہی دی ہے حق ہے تو قاضی بدون دوسرے گواہ کے حال دریافت کرنے کے مدعی کا دعوی جو کچھ گواہ نے بیان کیا ہے قاضی اُسپر لازم کریگا اور اگر گواہی ادا کرنے سے پہلے اُسنے کہا کہ فلان گواہ جو کچھ مجھپر گواہی دیگا وہ حق ہے یا وہی سچ ہے پھر جب گواہی ادا کی تو اُسنے قاضی سے کہا کہ انکا حال دریافت کیا جاوے اور مجھے یہ گمان نہ تھا کہ ایسی جھوٹی گواہی دینگے تو قاضی اُنکا حال دریافت کریگا اگر عادل ہوئے تو فیصلہ کریگا ورنہ گواہی مقبول نہوگی یہ شرح ادب القاضی مین ہے فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہے کہ کسی قاضی کے پاس دو گواہون نے گواہی دی اور ایک کو قاضی عادل جانتا ہے اور دوسرے کو نہین پہچانتا ہے کہ عادل ہے یا نہین پھر جسکی عدالت کو قاضی جانتا ہے اُسنے دوسرے کی تعدیل کی تو نصیر رح نے فرمایا کہ اُسکی تعدیل کرنا مقبول نہین ہے اور ابو سلمہ رح سے دو روایتین ہین اور فقیہ ابو بکر رح سے روایت ہے کہ ایک قاضی کے پاس تین آدمیون نے گواہی دی اور اُسکو تیسرے گواہ کا حال معلوم نہین ہے پس دونون گواہون عادلون نے جنکو وہ پہچانتا ہے اُس تیسرے کی تعدیل کی تو دوسرے مقدمہ اور گواہی مین یہ تعدیل مقبول ہوگی اور اسی گواہی مین مقبول نہوگی اور یہ قول نصیر رحمہ اللہ کے قول کے موافق ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص تعدیل کر سکتا ہے اور تعدیل کرنے والے کے پاس قاضی کے طرف سے ایلچی ہو سکتا ہے اور گواہ کے قول کا مترجم ہو سکتا ہے اور یہ امام اعظم رح اور ابو یوسف رح کے نزدیک ہے اور دو شخصون کا ہونا افضل ہے اور یہ حکم خفیہ تعدیل کرنے مین ہے اور ظاہری تعدیل کے واسطے بالاجماع عدد شرط ہے یہ کافی مین لکھا ہے۔ اور اجماع ہے کہ عدالت اور بلوغ اور آزادی اور بینائی جو گواہ مین شرط ہے وہی ظاہری تعدیل کرنے والے مین بھی شرط ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور پوشیدہ تعدیل کرنا امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک غلام اور اندھے اور نابالغ اور محدود القذف سے مقبول ہوتی ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور ترجمان اگر اندھا ہو تو امام اعظم رح سے روایت ہے کہ جائز نہین ہے اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ ایک عورت اگر آزاد ہو اور ثقہ ہو تو اُسکا مترجم ہونا امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک مثل مرد کے جائز ہے اور یہ حکم اُن صورتون مین ہے جنمین عورت کی گواہی مثل مال وغیرہ کے دعوے کے جائز ہے اور جس صورت مین عورت کی گواہی جائز نہین ہے اُسمین اُسکا مترجم ہونا بھی جائز نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ پوشیدہ تعدیل باپ اور فاسق سے امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک صحیح ہوتی ہے کذا فی فتاوے قاضیخان اسی طرح ہر اُس شخص سے جسکی گواہی اسکے حق مین مقبول نہین ہے اگر پوشیدہ تعدیل کرے تو مقبول ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر عورت اپنے شوہر وغیرہ کی تعدیل کرے تو مقبول ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر عورت اپنے شوہر وغیرہ کی تعدیل کرے تو مقبول ہے بشرطیکہ وہ بے پردہ ہو اور لوگون سے خلط ملط اور معاملہ کرتی ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اسپر اجماع ہے کہ اگر مشہود علیہ مسلمان ہو

[illegible]

تو اُسکے تعدیل کرنیوالے کا مسلمان ہونا شرط ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور علانیہ تعدیل کے واسطے بالاجماع لفظ شہادت شرط نہین ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اور قاضی کو چاہیے کہ گواہون کا حال دریافت کرنے کے واسطے ایسے شخص کو اختیار کرے جو عادل اور لوگون کے حال سے خبردار ہو اور طامع نہو اور فقیہ ہو کہ جرح وتعدیل کے اسباب سے واقف ہو اور غنی ہو اور اگر ایک عالم فقیر اور دوسرا غیر عالم غنی اور ثقہ پایا یا ایک عالم ثقہ کہ لوگون سے نہ ملتا ہو اور دوسرا ثقہ غیر عالم کہ لوگون سے خلط ملط رکھتا ہو پایا تو تعدیل کے واسطے عالم کا اختیار کرنا اولی ہو اور اولی یہ ہو کہ تعدیل کرنے والا مغفل نہو اور نہ گوشہ نشین کہ لوگون سے نہ ملتا ہو یہ محیط مین لکھا ہو - اور جو معدل پوشیدہ ہو وہی علانیہ کے واسطے ہونا چاہیے اور یہی ہمارے اصحاب کا قول ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور علانیہ تعدیل کرانے کی یہ صورت ہو کہ قاضی تعدیل کرنے والے اور گواہ کو جمع کرے اور کہے کہ اسی کی تونے تعدیل کی ہو یا کہے کہ یہی لوگ عادل مقبول الشہادۃ ہین یہ کفایہ مین لکھا ہو اور خفیہ تعدیل کرانے کی یہ صورت ہو کہ قاضی تعدیل کرنے والے کے پاس کسی ایلچی کو بھیجے یا ایک خط لکھے کہ اُسمین گواہون کے نام اور نسب اور حلیہ اور محلہ اور بازار تحریر کرے تاکہ معدل اُسکو پہچان سے پھر اُسکے پڑوسیون اور دوستون آشناؤن سے اُسکا حال دریافت کریگا یہ نہایہ مین لکھا ہو اور لپٹ امین کے ہاتھ اس خط کو روانہ کریگا اور اُسپر اپنی مہر لگا دیگا اور کسی کو مطلع نہ کریگا تاکہ حال معلوم ہوجانے سے دھوکا نہ دیوین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو پھر قاضی کو اختیار ہو چاہے تعدیل ظاہری وباطنی دونون دریافت کرے یا صرف تعدیل پوشیدہ پر کفایت کرے اور ہمارے زمانہ مین ظاہری تعدیل کرانے کو ترک کیا گیا ہو کذا فی فتاوے قاضی خان اور پہلے زمانہ مین صرف تعدیل ظاہری تھی اور اس زمانہ مین فتنہ سے بچنے کے واسطے پوشیدہ تعدیل پر کفایت کی گئی اور امام محمد رح سے مروی ہو کہ ظاہری تعدیل بلا اور فتنہ ہو یہ ہدایہ مین ہو اور تعدیل کرنے والے کو بھی چاہیے کہ خود دریافت کرنے کے واسطے ایسے شخص کو اختیار کرے جسمین وہ اوصاف موجود ہون جو تعدیل کرنے والے مین بیان کیے گئے ہین یہ نہایہ مین ہو اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اُسکے پڑوسیون سے اُسکا حال جبھی دریافت کرے کہ اُس سے اور اُنسے ظاہری عداوت نہو اور نہ وہ اُنپر احسان کرنے والا ہو کہ مثلاً انکی طرف سے چوکیداری وغیرہ ادا کردیتا ہو اور اسی کو ابو علی نسفی نے اختیار کیا ہو اور اسکو امام محمد رح سے روایت کیا ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور اگر پڑوسیون یا بازار والون مین ایسا شخص نہ ملا جو تعدیل کی لیاقت رکھتا ہو تو اُسکے اہل محلہ سے دریافت کرے اور اگر سب غیر ثقہ ہین تو تواتر اخبار پر اعتماد کرے اور اسی طرح اگر اُسکے پڑوسیون اور اہل محلہ سے دریافت کیا حالانکہ سب غیر ثقہ ہین اور اُنھون نے اُسکی جرح یا تعدیل پر اتفاق کیا اور اُسکے دل مین آیا کہ سچ کہتے ہین تو یہ بھی بمنزلہ خبر متواتر کے ہو یہ محیط مین لکھا ہو - اگر معدل گواہ کو نہین پہچانتا ہو اور اُسکے سامنے دو معدلون نے اُسکی تعدیل کی اور وہ دونون ثقہ ہین تو اُسکو روا ہو کہ گواہ کی تعدیل کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - پھر جب گواہ کو اُسنے عادل معلوم کیا تو چاہیے کہ قاضی کے خط مین اُس گواہ کے نام کے نیچے لکھدے کہ عادل ہو اسکی گواہی جائز ہو کذا فی النہایہ اور یہ تعدیل ہو اور اسی قول پر اعتماد کیا گیا ہو کذا فی فتاوے قاضی خان اور امام محمد رح سے روایت ہو کہ قاضی کے خط مین اُسکے نام کے نیچے یون لکھنا چاہیے کہ یہ گواہ میرے نزدیک عادل و پسندیدہ اور اسکی گواہی جائز ہو اور اسی کو ہمارے علما نے لیا ہو اور بعض نے کہا کہ یہ تعدیل ہی نہین اسلیے کہ میرے نزدیک کہنے سے وہم پیدا ہوتا ہو کیا تو نہین دیکھتا ہو کہ اگر گواہ نے کہا کہ میرے

نزدیک اس مدعی کا حق ہے تو گواہی باطل ہوتی ہے کذا فی الظہیریہ اور فقیہ ابو اللیث نے اس قول کو ضعیف کیا ہے اور کہا کہ میرے نزدیک یہ قول صحیح ہے اسلیے کہ حقیقت کا جاننے والا صرف اللہ تعالے ہے اور دوسرے لوگون سے صرف یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ تجھکو کیا معلوم ہے اور تیری کوشش سے کیا معلوم ہوا یہ محیط مین لکھا ہے اور جس گواہ کا فاسق ہونا اُسکے نزدیک ثابت ہو تو اُسکے نام کے نیچے کچھ نہ لکھے کہ ہتک حرمت ہو یا لکھدے کہ واللہ اعلم لیکن اگر دوسرون نے اُسکی تعدیل کی ہو اور یہ جانتا ہو کہ اگر مین نے تصریح بیان نہ کیا تو قاضی اسکی گواہی پر حکم کردیگا اور حق تلفی ہوگی تو بیان کردیوے یہ جنایہ مین لکھا ہے - اور جب گواہ کی عدالت یا جرح کچھ نہ معلوم ہوئی تو اُسکے نام کے نیچے لکھدے کہ اسکا حال نہین کھلا پھر اُس خفیہ خط کو قاضی کے امین کے ساتھ پوشیدہ قاضی کو بھیجدے تاکہ ظاہر نہو جاوے اور تعدیل کرنے والا کو اذیت پہونچے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اور تعدیل یقینی طور سے کرنی چاہیے اور یہ نہ کہے کہ وہ میرے نزدیک عادل ہین اسلیے کہ ثقات نے مجھے اُنکے عادل ہونے کی خبر دی ہے - اور اگر یہ بیان کیا کہ سوائے بہتری کے مجھے اُن سے کچھ ثابت نہین ہوا تو اصح یہ ہے کہ یہ تعدیل ہے - اور اگر یہ کہا کہ جس امر مین ان سے معلوم کیا انہین عادل ہین تو اصح یہ ہے کہ یہ تعدیل نہین ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے - ادب القاضی مین ہے کہ اگر معدل نے کہا کہ وہ عدول ہین تو یہ تعدیل ہوئی اور اگر کہا کہ یہ ثقات ہین تو بھی قاضی اسپر اکتفا نہ کریگا اور اگر کہا کہ اسکی تعدیل کی گئی تو کافی ہے اور اگر کہا کہ مین نے اس سے سوائے ایک نیک خصلت کے کچھ نہین جانتا ہون تو یہ تعدیل نہین ہے یہ محیط مین لکھا ہے - اور بعض نے کہا کہ اس کہنے پر کہ وہ عادل ہے اکتفا کرنا چاہیے اور یہی اصح ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے - اور اگر کہا کہ اگر شراب نہ پیتا ہو تو عادل ہے تو یہ تعدیل نہین ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - اگر معدل کو معلوم ہوا کہ گواہ عادل ہین مگر اُسکو معلوم ہوا کہ مدعی کا دعوی باطل ہے کچھ گواہی مین گواہون کو وہم ہوا تو اُسکو چاہیے کہ سب معاملہ قاضی کے سامنے بیان کردے پھر قاضی معدل کے بیان کی نہایت تفتیش کریگا اور بعد بہت تفتیش اگر یہی ثابت ہوا جو معدل نے بیان کیا ہے تو گواہون کی گواہی رد کردیگا ورنہ قبول کرلیگا یہ محیط مین لکھا ہے - ایک مسافر نے قاضی کے سامنے گواہی دی تو قاضی دریافت کریگا کہ تیری جان پہچان کے یہان کون لوگ ہین پس اگر اُسنے ایسے لوگون کو بیان کیا کہ جو تعدیل کرنے کی لیاقت رکھتے ہین تو اُنسے خفیہ دریافت کریگا پس اگر تعدیل کی تو علانیہ دریافت کریگا پس اگر علانیہ تعدیل کی تو اُسکی گواہی قبول کریگا بشرطیکہ قاضی کو تعدیل خفیہ و علانیہ دونون جمع کرنا منظور ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور اگر یہ لوگ تعدیل کرنے کی لیاقت نہین رکھتے ہین تو جو اُسکے شہر کا معدل موجود ہے اور قاضی کی تحت ولایت مین ہے اُس سے دریافت کریگا اور اگر نہو تو مسافر کے شہر کے قاضی کو لکھیگا اور اُسکا حال دریافت کریگا یہ محیط مین لکھا ہے ایک شخص نے قاضی کے سامنے گواہی دی اور وہ قاضی کے شہر سے پچاس فرسخ کا رہنے والا ہے پس قاضی نے ایک امین اُسکے دریافت حال کے واسطے اجرت پر بھیجا تو اجرت مدعی کے ذمہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اگر گواہون نے کسی حد یا قصاص مین گواہی دی تو قاضی اُسکے دوستون اور آشناؤن سے دریافت کریگا اور خوب چھان پھٹک کریگا کیونکہ خوب دریافت کرنے مین کبھی کوئی ایسی بات دریافت ہوتی ہے جس سے حد کا ساقط کرنا لازم آتا ہے یہ شرح ادب القاضی مین ہے - اگر وہ خط جو اُسنے معدل کے پاس بھیجا تھا تعدیل ہو کر واپس آیا اور احتیاطا قاضی کو دوسرے سے دریافت کرنا منظور ہوا تو دوسرے کو بھی گواہون کے نام وغیرہ لکھ بھیجے اور یہ نہ لکھے

[illegible]

رمین نے دوسرے سے انکا حال دریافت کر لیا ہو پس اگر دوسرے نے بھی ایسا ہی لکھا جیسا پہلے نے لکھا تو تعدیل و جرح ہونا فذ کرے کذا فی محیط السرخسی اور اگر ایک نے تعدیل کی اور دوسرے نے جرح کی تو امام ابوحنیفہ رح و امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ جرح مقدم رکھے چنانچہ بالاتفاق اگر دو شخصون نے تعدیل کی اور دو نے جرح کی تو جرح مقدم ہی اور اگر ایک نے جرح کی اور دو شخصون نے تعدیل کی تو بالاتفاق عدالت ثابت ہو جائیگی اور اگر دو شخصون نے جرح کی اور دس نے تعدیل کی تو جرح مقدم ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر قاضی نے گواہون کی کیفیت دریافت کی اور انکی جرح کی گئی تو قاضی کو یہ نہ چاہیے کہ مدعی سے صاف کہدے کہ تیرے گواہون کی جرح کی گئی ہو بلکہ یون بیان کرے کہ تیرے گواہون کی مدح نہ بیان کی گئی یہ محیط مین لکھا ہو - پس اگر مدعی نے کہا کہ مین ایسے ثقہ لوگ لاتا ہون کہ جو انکی تعدیل کرین یا ایسے لوگ تبلاتا ہون جنسے استفسار کیا جاوے اور ایسے لوگون کا نام لیا جو ثقہ اور تعدیل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہین تو قاضی اسکی سماعت کریگا پھر اگر خود وہ لایا یا قاضی نے موافق اُسکے تبلانے کے دریافت کیا اور اُن لوگون نے گواہون کی تعدیل کی تو قاضی طعنہ کرنے والون سے دریافت کریگا کہ تم نے کس وجہ سے اُنکو مجروح کہا ہو کیونکہ جائز ہو کہ ایسی وجہ سے اُنھون نے جرح نکالی ہو کہ جو قاضی اور تعدیل کرنے والون کے نزدیک جرح نہین ہو پھر اگر اُنھون نے ایسی وجہ بیان کی کہ جو انھین کے نزدیک فقط جرح ہی اور قاضی وغیرہ کے نزدیک نہین ہو تو قاضی اُسپر التفات نہ کریگا اور اگر ایسی وجہ بیان کی کہ جو سب کے نزدیک جرح ہو تو جرح مقدم رہیگی یہ شرح ادب القاضی مین لکھا ہو - وکذا فی فتاوے قاضی خان و الظہیریہ والواقعات والمحیط نقلاً عن العیون - اسی طرح اگر معدل نے گواہون کی تعدیل کی اور مشہود علیہ نے اُنپر طعن کیا اور کہا کہ انکا حال فلان و فلان شخص کچھ صالح لوگون کا نام لیا کہ اُنسے دریافت کیا جاوے تو قاضی اُنسے دریافت کریگا پس اگر اُنھون نے جرح معقول بیان کی تو جرح مقدم ہوگی کذا فی فتاوے قاضی خان - نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہو کہ قاضی مشہود لہ کو یہ حکم نہ کریگا کہ ایسے لوگون کو لاوے کہ جو اُسکے گواہون کی تعدیل کرین یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - اگر چند گواہون نے قاضی کے سامنے گواہی دی اور انکی عدالت ثابت ہو کر حکم ہو گیا پھر دوسرے مقدمہ مین اُنھون نے گواہی دی پس اگر تھوڑے ہی دن بعد دوسرے مقدمہ مین گواہی دی ہو تو اُنکی تعدیل کرانے کی ضرورت نہین ہو اور اگر دیر گذرگئی تو تعدیل کی ضرورت ہو اور نزدیک اور دیر زمانہ مین اختلاف ہو اور صحیح اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ چھ مہینہ ہون اور دوسرے یہ کہ یہ قاضی کی رائے پر ہی کذا فی محیط السرخسی اور اصح یہ ہو کہ یہ قاضی کی رائے پر ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو گواہون نے گواہی دی اور مر گئے پھر انکی تعدیل ہوئی یا غائب ہو گئے پھر اُنکی تعدیل ہوئی تو قاضی اس گواہی پر فیصلہ کر دیگا اور اگر گونگے یا اندھے ہو جانے کے بعد انکی تعدیل ہوئی تو فیصلہ نہ کریگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اگر ایک شخص عادل جو عادل متقی مشہور تھا غائب ہو گیا پھر آیا اور گواہی دی اور معدل سے اُسکا حال دریافت کیا گیا پس اگر تھوڑے دن غائب رہا ہو تو معدل کو اُسکی تعدیل کر لی چاہیے اور اگر چھ سات مہینے کی راہ غائب رہا پس اگر وہ شخص مثل ابوحنیفہ رح و ابن ابی لیلے کے مشہور ہو تو اُسکی تعدیل کرے اور اگر ایسا نہو تو فی الفور اُسکی تعدیل نہ کریگا یہ محیط مین لکھا ہو - ایک شخص ایک قوم مین آکر اُترا کہ

وہ لوگ اُسکو پہچانتے تھے پھر وہ وہان رہا اور لوگون کو سواے خوبی اور نیکو کاری کے کوئی بُری حرکت اُسکی نہ معلوم ہوئی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین اُسکی تعدیل کے واسطے کوئی وقت مقرر نہین کرتا ہون جب تک کہ اُنکے دلون مین اسکا عادل ہونا سما جاوے وہی وقت ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اور اگر کسی لڑکے نے بعد بالغ ہونے کے گواہی ادا کی تو اُسکا حکم بھی اسی سافر کا ہو جو کسی قوم مین آکر اُترا ہو اور اگر ایک نصرانی مسلمان ہوا اور گواہی ادا کی پس اگر نصرانی ہونے کی حالت مین قاضی اُسکو عادل جانتا تھا تو بلا توقف اُسکی گواہی قبول کرے اور اگر عادل نہین جانتا تھا تو ایسے شخص سے دریافت کرے جو اُسکو نصرانیت مین عادل جانتا تھا اور اُسکو جائز ہو کہ بلا درنگ اُسکی تعدیل کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو امام محمد رح سے روایت ہو کہ دو نصرانیون نے ایک نصرانی پر گواہی دی اور نصرانیت مین اُن دونون کی تعدیل کی گئی تھی پھر مشہود علیہ مسلمان ہو گیا پھر دونون گواہ مسلمان ہو گئے تو قاضی اس گواہی پر فیصلہ نہ کریگا پھر اگر دونون نے بعد اسلام کے دوبارہ گواہی ادا کی تو قاضی مسلمان معدل سے اُسکا حال دریافت کریگا اور اگر پہلے تعدیل مسلمان معدلون نے کی ہو تو قاضی اُسکی گواہی پر فیصلہ کر دیگا کیونکہ تعدیل معتبر ہوئی یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کسی گواہ کا فاسق ہونا ثابت ہوا پھر وہ دو سال دو سال کے واسطے غائب ہو گیا کہ اسکا پتہ نہ لگا پھر آیا اور اُس سے سواے نیکو کاری اور خوبی کے کوئی جرم ثابت نہین ہوتا ہو تو معدل کو وہی جرح اُسپر نہ کرنی چاہیے یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور یہ بھی نہ چاہیے کہ اُسکی تعدیل کرے یہانتک کہ اُسکا عادل ہونا کھلجاوے اسی طرح اگر ایک ذمی مسلمان ہوا اور مسلمان ہونے سے پہلے اُسکا مجروح ہونا معلوم ہوا تھا تو معدل کو اُسکی جرح کرنی نہ چاہیے اور نہ اُسکی تعدیل کرنی چاہیے جب تک کہ بعد اسلام کے اُسکی عدالت یا جرح ثابت نہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک شخص نے کوئی کبیرہ گناہ کیا کہ جس سے اُسکی عدالت ساقط ہوتی ہو اور اسکو کوئی زمانہ نہ گذرا کہ اُسنے توبہ کے بعد کسی مقدمہ مین گواہی دی تو معدل کو اُسکی تعدیل نہ کرنی چاہیے یہانتک کہ اُسپر اسقدر زمانہ گذر جاوے کہ دل مین اُسکی توبہ صحیح ہونیکا یقین ہو جاوے یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کوئی گواہی کسی گواہ کے جرح پر حق شرع یا حق عباد سے خالی ہو تو قاضی اُسکی سماعت نہ کریگا مثلاً یون گواہی دی کہ شہود فاسق ہین یا زانی ہین یا سود خوار ہین یا شراب خوار ہین یا گواہون کے اقرار کی گواہی دی کہ انھون نے اقرار کیا کہ ہمنے جھوٹ گواہی دی یا ہمنے گواہی سے رجوع کیا یا رشوت لی یا مدعی کا دعوی باطل یا ہماری گواہی مدعا علیہ پر اس معاملہ مین نہین ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہو۔ اور اگر مدعی علیہ نے گواہ کے مجروح ہونے مین گواہی ایسی جرح پر قائم کی جس سے کوئی حق حقوق عباد سے یا حق شرع متعلق ہو مثلاً اسکے گواہ قائم کیے کہ گواہون نے زنا کیا ہو اور زنا کا حال بیان کر دیا یا شراب پی ہو یا میرا مال چورایا ہو اور عرصہ نہین گذرا یا یہ سب غلام ہین یا ایک غلام ہو یا مدعی کا شریک ہو حالانکہ مال مین دعوی واقع ہوا ہو یا اُسنے کسی کو زنا کی تہمت لگائی ہو حالانکہ وہ شخص قذف کا دعوی بھی کرتا ہو یا ان لوگون کو حد قذف کے سزا دی گئی ہو یا مدعی نے اقرار کیا ہو کہ مین نے انکو اجرت پر گواہ مقرر کیا ہو تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ کافی مین لکھا ہو اگر مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مدعی کے گواہ محدود القذف ہین تو قاضی ان گواہون سے حد کا حال دریافت کریگا کذا فی الاصل اسواسطے کہ اگر سلطان یا اسکے نائب نے حد جاری کی تو گواہی باطل ہوگی اور اگر کسی رعایا نے حد ماری ہو تو گواہی

باطل ہوگی اسلیئے دریافت کرنا ضرور ہو پھر اگر گواہون نے بیان کیا کہ فلان شہر کے قاضی نے اسکو حد قذف کی سزا دی ہو تو امام نے یہ ذکر نہ کیا کہ قاضی وقت کو دریافت کریگا یا نہین اور کتاب الاقضیہ مین لکھا ہو کہ دریافت کریگا تاکہ معلوم ہو کہ وہ قاضی اسوقت مین وہان کا قاضی تھا یا نہ تھا یہ محیط مین لکھا ہو - پس اگر مدعی نے کہا کہ مین اس امر کے گواہ لاتا ہون کہ اُس قاضی نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو حد قذف کی سزا نہین دی ہو یا وہ قاضی اسوقت سے پہلے مرگیا ہو یا اُس قاضی نے اقرار کیا کہ مین اسوقت مین اُس شہر مین موجود نہ تھا تو یہ سب مقبول ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہو - اور اگر مدعا علیہ کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے انکو دس درم کی اجرت پر گواہ مقرر کیا تھا اور جو میرا مال اُسپر تھا اُسی مین سے اُسکو دیا ہو یا مین نے گواہون سے اسقدر مال پر صلح کی تھی کہ تم لوگ مجھپر جھوٹ گواہی نہ دو اور انہون نے گواہی دی پس میرا مال صلح دلوا دیا جاوے یا اِن گواہون نے اقرار کیا ہو کہ ہم لوگ اُس مجلس مین جسمین یہ معاملہ واقع ہوا حاضر نہ تھے یا مدعی نے مانند اُسکے اقرار کیا کہ یہ لوگ فاسق ہین تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہو نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے ایک گھر کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ مین ہو دعوی کیا اور اسپر گواہ قائم کیے اور مشہود علیہ نے اس کے گواہ سنائے کہ مدعی کا یہ گواہ بھی اِس گھر کا دعوی کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا ہی پس اگر اُسکے گواہون کی تعدیل کیجاوے تو یہ گواہی مدعی کے گواہ مین جرح ہوگی اور اسی طرح اگر اِس امر کے گواہ قائم کیے کہ یہ گواہ شرکت کا دعوی کرتا تھا تو بھی جرح ہو یہ محیط مین لکھا ہو - اور اگر مشہود علیہ نے اِس امر کے گواہ عادل قائم کیے کہ مدعی نے اپنے اس گواہ کو گواہی دینے سے پہلے اس مقدمہ کی خصومت کے واسطے وکیل کیا تھا اور اُسنے مخاصمت کی ہو تو گواہی مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - اگر مشہود علیہ نے کہا کہ یہ دونون گواہ غلام ہین اور اُن دونون گواہون نے کہا کہ ہم آزاد ہین کبھی مملوک نہین ہوئے پس اگر اُن دونون کو قاضی پہچانتا ہو اور انکی آزادی کو جانتا ہو تو مشہود علیہ کی بات پر التفات نہ کریگا اور اگر نہین پہچانتا ہو تو مشہود علیہ کا قول قبول کرکے گواہی نامقبول رکھیگا جب تک کہ مدعی یا خود دونون گواہ اپنی آزادی پر گواہ نہ قائم کرین اور اگر انہون نے درخواست کی کہ ہمارا حال دریافت کیا جاوے تو قاضی منظور نہ کریگا اور اگر منظور کرکے دریافت کیا اور معلوم ہوا کہ آزاد ہین اور گواہی قبول کی تو یہ بہتر ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو اور اگر اِس امر پر گواہ طلب کیے تو زیادہ بہتر ہو پھر اسکے بعد اگر ایک شخص نے آکر اِس گواہ کے مملوک ہونیکا دعوی کیا کہ میرا مملوک ہو تو اِس مسئلہ کا ذکر کسی کتاب مین نہین ہو اور فخر الاسلام علی بزدوی نے فرمایا کہ اگر آزادی کے گواہ نہین قائم ہوئے ہین تو اِس دعوی کی سماعت کرے ورنہ نہین یہ محیط مین لکھا ہو - اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم غلام تھے ولیکن آزاد ہوگئے تو قاضی اِسکو بھی بدون گواہی کے قبول نہ کریگا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہو اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم اصلی آزاد ہین اور تعدیل کرنے والون نے کہا کہ مملوک تھے مگر آزاد ہوگئے ہین تو اسکو بھی بدون آزاد ہونے کے گواہون کے قبول نہ کریگا اور اگر مشہود لہ نے مشہود علیہ پر اِس امر کے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام فلان کے مملوک تھے اُسنے آزاد کردیا ہو اور قاضی نے آزادی کا حکم دیدیا ہو تو یہ حکم آزادی پر نافذ ہوگا اور مشہود علیہ غلامون کے مالک کی طرف سے خصم قرار پاویگا یہ محیط مین ہو متصلات

ف ۱ [illegible]

ف ۲ [illegible]

صاحب اقضیہ نے فرمایا کہ جھوٹا گواہ ہمارے نزدیک وہ ہی کہ جو اقرار کرے کہ مین نے یہ عمدًا جھوٹی گواہی دی۔ کسی شخص کے مقتول ہونے کی یا مرجانے کی گواہی دی پھر وہ شخص زندہ موجود ہوا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور گواہی اگر دعوے کے مخالف ہو یا دوسرے گواہ کے مخالف ہو یا مدعی خود اُسکی تکذیب کرے تو اس سے گواہ جھوٹا نہ ٹھہرایا جائیگا کذا فی فتح القدیر اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے غلط کیا یا خطا کی یا تہمت کی وجہ سے اُسکی گواہی رد کردی گئی تو بھی جھوٹا گواہ نہ قرار دیگا یہ نہایہ مین ہی جھوٹے گواہ کو اجماعًا سزا دی جائیگی خواہ اُسکی گواہی پر فیصلہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور امام اعظم رح نے فرمایا کہ سزا اُسکی فقط اُسکا مشہور کردینا ہی یہ کافی مین لکھا ہی پس شہرت کی صورت یہ ہی کہ اگر وہ بازاری آدمی ہی تو جسوقت بازار مین ہجوم اور لوگون کے جماؤ کا وقت ہو اُسکو وہان بھیجدے اور اگر بازاری نہو تو اہل محلہ کے پاس بھیجدے اور امین قاضی اُنکو جمع کرکے یہ بیان کرے کہ قاضی تم لوگون کو سلام کہتا ہی اور کہتا ہی کہ ہم نے اسکو جھوٹا گواہ پایا ہی پس تم لوگ اس سے بچتے رہو اور لوگون کو اس سے بچاؤ یہ محیط مین لکھا ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک اُسکو سزاے ضرب نہ دیوے اور اسی پر فتوے ہی اور صاحبین نے کہا کہ اسکو سزاے ضرب دیجاوے اور ادب کے واسطے قید کیا جاوے یہ سراجیہ مین ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک بھی مشہور کیا جائیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور حاکم امام ابو محمد رح نے فرمایا کہ اگر بطور توبہ اور ندامت کے اُسنے رجوع کیا تو بلا خلاف اُسکو سزا نہ دیجاویگی اور اگر بطور اصرار رسانی کے رجوع کیا تو بلا خلاف اُسکو سزاے ضرب دیجائیگی اور اگر کچھ معلوم نہوا تو اسمین اختلاف ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی عورتین اور مرد اور ذمی لوگ جھوٹی گواہی مین برابر ہین کذا فی التبیین

ع [illegible]

کتاب الرجوع عن الشہادۃ

گواہی دیکر اُس سے رجوع کرنے کے بیان مین

اسمین چند ابواب ہین

باب اول اُسکی تفسیر اور رکن اور حکم اور شرط کے بیان مین۔ گواہی سے رجوع کرنا اسکو کہتے ہین کہ جو ثابت کیا ہو اسکی نفی کرے یہ محیط سرخسی مین ہی اور اُسکا رکن یہ ہی کہ گواہ یہ کہے کہ مین نے جس امر کی گواہی دی اُس سے رجوع کیا یا مین نے جھوٹی گواہی دی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور شرط یہ ہی کہ قاضی کے سامنے رجوع کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی خواہ وہی قاضی ہو جسکے پاس گواہی ادا کی تھی یا دوسرا ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور قاضی کے سامنے رجوع کرنے کی شرط کا یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اگر قاضی کے سامنے مشہود علیہ نے یہ دعوی کیا کہ قاضی کی کچہری کے علاوہ دوسری جگہ گواہ نے رجوع کیا ہی اور گواہ نے انکار کیا اور مشہود علیہ نے اُسپر اپنے گواہ قائم کرنا چاہے یا گواہ سے قسم لینا چاہی تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اسی طرح اگر مشہود علیہ نے دعوی کیا کہ گواہ نے رجوع کیا ہی اور مطلقًا دعوی کیا تو بھی گواہی کی سماعت نہوگی اور نہ گواہ سے قسم لیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر اس امر کے گواہ لایا کہ اسنے فلان قاضی کے سامنے رجوع کیا اور مجھے مال دیدیا ہی تو گواہی مقبول ہوگی یہ ہدایہ

اور کافی مین لکھا ہی۔ اگر دونون گواہون نے دوسرے قاضی کے سامنے رجوع کیا تو وہ اُسے ضمان لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر گواہ نے قاضی کے سامنے اپنے رجوع کرنیکا اقرار کیا کہ مین نے دوسرے قاضی کے سامنے رجوع کیا ہی تو اُسکا اقرار صحیح ہی اور از سرنو رجوع کرنیکا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر دوسرے قاضی کے سامنے رجوع کیا اور مال کی ضمانت کی اور اپنے نام کا ایک تمسک لکھدیا اور اُس تحریر مین [illegible] سے لکھا کہ جس وجہ سے وہ واجب الادا تھا پھر قاضی کے پاس رجوع سے انکار کیا تو قاضی اس مال کی ڈگری اُسپر کریگا اور اسی طرح اگر رجوع کا اقرار کسی حاکم یا ایسے شخص کے سامنے کیا کہ جسکو پہلے قضا کی اجازت نہین ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون نے [illegible] اقرار کیا کہ [illegible] اسی سبب سے ہی تو بھی قاضی دونون پر ضمان مال لازم نہ کریگا یہ خزانۃ المفتین [illegible] رجوع کرنیکا یہ ہی کہ ہر حال مین اُسکو سزا دی جائیگی اور اگر اُسکی گواہی پر مال کی [illegible] ساتھ اس مال کی ضمان بھی اُسپر لازم ہوگی اگر اُسکا ازالہ بلا عوض ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر مشہود بہ مال نہ ہو مثلاً نکاح یا قصاص تو ہمارے علما کے نزدیک اُسپر ضمان نہوگی اگرچہ [illegible] ہوا ہو اور اسی طرح اگر اُسکی گواہی سے تلف مال ایسے عوض کے ساتھ لازم آیا ہو کہ جو عوض اُسکے برابر ہی تو بھی ضمان نہین ہی اور اگر عوض اُسکے برابر نہو تو بقدر عوض کے ضمان نہوگی اور بقدر زیادتی کے ضمان لازم آویگی یہ محیط مین لکھا ہی اور ضمان اُسوقت ادا کرنی واجب ہوگی کہ جب مدعی نے وہ مال خواہ شی معین ہو یا قرض ہو وصول کر لیا ہو یہ ہدایہ اور کافی مین لکھا ہی اور ذخیرہ اور مبسوط مین لکھا ہی کہ اگر مشہود بہ مال معین ہو تو مشہود علیہ کو اختیار ہی کہ گواہ سے بعد رجوع کرنے کے اُسکی ضمان لیوے خواہ مشہود لہ نے وصول کیا ہو یا نہ کیا ہو بخلاف مال دین کے کہ اُسمین قبضہ سے پہلے ضمان نہین ہی کذا فی الکافی اور نزاری رح نے کہا کہ فتوی اس امر پر ہی کہ اگر اُسکی گواہی پر حکم دیدیا گیا تو ضمان لازم آویگی خواہ مشہود لہ نے وصول کیا ہو یا نکیا ہو اسی طرح عقار مین بھی بعد ڈگری ہو جانے کے اگر رجوع کرے تو ضمان واجب ہی کذا فی فتح القدیر اور دیکھا جائیگا کہ حکم قضا کے دن مشہود بہ کی کیا قیمت تھی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر گواہون نے حکم قضا جاری ہونے سے پہلے رجوع کیا تو قاضی اُنکی گواہی پر حکم نہ دیگا اور نہ اُنپر ضمان واجب ہوگی اور اگر اُنکی گواہی پر حکم ہو گیا پھر دونون نے رجوع کیا تو حکم نہ ٹوٹیگا یہ کافی مین لکھا ہی جس قاضی کے سامنے گواہی دی تھی اگر اُسکے سواے دوسرے کے سامنے رجوع کیا اور اس امر کے گواہ قائم ہوئے کہ اُسنے رجوع کیا اور اُس قاضی نے اسپر ضمان کا حکم دیا ہی تو یہ قاضی اُسپر یہ حکم نافذ کریگا اور حکم دیگا کہ ضمان ادا کرے اور اگر قاضی کے سامنے دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ اُسنے فلان قاضی کے سامنے رجوع کرنیکا اقرار کیا ہی اور اُسنے اسپر ضمان لازم کی ہی تو پہلا قاضی بھی اس گواہی کو مقبول کرکے اُسپر ضمان لازم کریگا کذا فی المحیط

دوسرا باب بعض گواہون کے رجوع کرنے کے بیان مین۔ اگر دو گواہون مین سے ایک نے رجوع کیا تو اُسپر آدھی ضمان واجب ہوگی اور ضمان کی تقسیم مین اعتبار باقی گواہون کا ہی نہ اُنکا جنھون نے رجوع کیا ہی پس اگر تین گواہون نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کیا تو ضمان نہوگا اور اگر دوسرے نے رجوع کیا

تو دونون آدھے کے ضامن ہونگے کذا فی الکافی۔ اگر دو مرد اور ایک عورت نے گواہی دی پھر سب نے رجوع کیا تو عورت پر ضمان نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر دو مردون اور دو عورتون نے گواہی دی اور پھر دونون عورتون نے رجوع کیا تو عورتون پر ضمان نہوگی اور اگر دونون مردون نے رجوع کیا تو آدھے مال کے ضامن ہونگے اور اگر ایک مرد نے رجوع کیا تو اُسپر کچھ نہین ہی اور اگر ایک مرد اور ایک عورت نے رجوع کیا تو دونون پر چوتھائی مال لازم ہوگا اور اس چوتھائی کے تین حصہ کرکے دو حصہ مرد کو اور ایک حصہ عورت کو دینا پڑیگا اور اگر سب نے رجوع کیا تو تمام ضمانت کے تین حصہ کرکے دو حصہ مردون کو اور ایک حصہ دونون عورتون کو دینا پڑیگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر ایک مرد اور دو عورتون نے گواہی دی پھر ایک عورت نے رجوع کیا تو اُسپر چوتھائی مال واجب ہوگا اور اگر دونون عورتون نے رجوع کیا تو نصف مال دونون پر لازم ہی اور اگر فقط مرد نے رجوع کیا تو اُسپر آدھا مال واجب ہوگا اور اگر ایک مرد اور ایک عورت نے رجوع کیا تو تین چوتھائی مال لازم ہوگا آدھا مرد پر اور ایک چوتھائی عورت پر اور اگر سب نے رجوع کرلیا تو آدھا مال مرد پر اور باقی آدھا دونون عورتون پر لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہی اگر ایک مرد اور تین عورتون نے گواہی دی اور پھر سب نے رجوع کیا تو مرد پر آدھا اور باقی آدھا تین عورتون پر لازم ہوگا اور یہ صاحبین کے نزدیک ہی اور امام اعظم رہ کے نزدیک دو پانچوین حصہ مرد پر اور تین پانچوین حصے تین عورتون پر لازم ہین اور اگر ایک مرد اور ایک عورت نے رجوع کیا تو صرف مرد پر آدھا مال صاحبین کے نزدیک واجب ہوگا اور عورت پر کچھ نہین لازم ہوگا اور امام کے نزدیک مرد اور عورت پر مال تین تہائی واجب ہی کذا فی التبیین اور اگر ایک مرد اور دس عورتون نے گواہی دی پھر آٹھ عورتون نے رجوع کرلیا تو انپر کچھ ضمان نہین ہی پھر اگر ایک اور نے رجوع کیا تو سب پر چوتھائی حق کی ضمانت لازم ہی اور اگر مرد و عورتون نے رجوع کیا تو امام اعظم رہ کے نزدیک مرد پر چھٹا حصہ اور عورتون پر پانچ چھٹے حصے لازم ہونگے اور صاحبین کے نزدیک مرد پر آدھا اور سب عورتون پر آدھا لازم ہوگا اور اگر تمام عورتون نے رجوع کیا تو بالاتفاق اُنپر آدھا حق لازم ہوگا یہ ہدایہ مین ہی اور اگر مرد کے ساتھ آٹھ عورتون نے رجوع کیا تو مرد پر آدھا حق لازم ہوگا اور عورتون پر کچھ نہین ضمان ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مرد نے رجوع کیا تو اُسپر آدھا مال بالاجماع لازم ہی اور اگر ایک مرد اور ایک عورت نے رجوع کیا تو دونون پر نصف مال کے تین حصہ کرکے دو حصہ مرد پر اور ایک حصہ عورت پر لازم کیا جائیگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی

تیسرا باب مال کے حق مین گواہی دیکر اُس سے رجوع کرنے کے بیان مین۔ جامع مین مذکور ہی کہ چار شخصون نے ایک شخص پر چار سو درم مال کی گواہی دی اور ڈگری ہوگئی پھر ایک نے سو درم سے رجوع کیا اور دوسرے نے ان سو درم اور دوسرے سو درم سے یعنی دو سو درم سے رجوع کیا اور تیسرے نے ان دو سو درم اور تیسرے سو درم سے یعنی تین سو درم سے رجوع کیا تو سب رجوع کرنے والون پر پچاس درم تین حصہ کرکے تقسیم ہوگا پھر اگر چوتھے نے سب سے رجوع کیا تو سو درم کے چار حصہ کرکے تقسیم ہوگا اور سوائے پہلے شخص کے پچاس درم کے تین حصہ کرکے باقیون کو دینا چاہیے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ منتقی مین لکھا ہی کہ ایک شخص مرگیا اور ہزار درم

چھوڑے پھر دو شخصون نے ہر ایک نے میت پر سو درم کا دعوی کیا اور دو گواہ وارث کی حاضری مین قائم کیے اور قاضی نے دونون مین سے ہر ایک کی ڈگری کر دی اور سو درم کا ترکہ دونون مین آدھا آدھا تقسیم ہو گیا پھر ایک کے دونون گواہ نے پچاس درم سے رجوع کیا اور کہا کہ صرف میت پر پچاس درم کا قرضہ تھا تو دوسرے قرضخواہ کو پچاس کی تہائی یعنی سولہ درم اور دو تہائی درم ڈانڈ بھرینگے - اور یہی منتقی مین لکھا ہے اگر ایک شخص مر گیا اور ہزار درم ترکہ چھوڑا پھر دو شخصون نے ہر ایک نے میت پر ہزار درم کا دعوی کیا اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے اور قاضی نے ہزار درم ترکہ دونون مین نصف نصف تقسیم کرا دیا پھر سب گواہون نے رجوع کیا تو ہر دو گواہ پانچ سو درم ڈانڈ بھرین اور اگر دونون مدعیون مین سے ایک کے دونون گواہ نے رجوع کیا تو وارثون کو کچھ ڈانڈ نہ دینگے اور کتاب مین یہ مذکور نہین ہے کہ دوسرے قرضخواہ کو کچھ بھرینگے یا نہین پس مسئلہ مذکورہ بالا کے قیاس پر ڈانڈ بھرنا چاہیے پھر اگر اسکے بعد دوسرے کے گواہون نے بھی رجوع کیا تو ایکبارگی رجوع کرنے کی صورت اور یہ صورت یکسان ہے یہ محیط مین لکھا ہے - ایک مرد اور دو عورتون نے ہزار درم پر گواہی دی اور ایک مرد اور دو عورتون نے ان ہزار درم کی اور سو دینار کی گواہی دی اور قاضی نے ڈگری کر دی پھر ایک مرد اور دو عورتون نے سو دینار کے سوائے ہزار درم سے رجوع کیا تو کچھ ضامن نہ ہونگے اور اگر سب نے درم اور دینار سب سے رجوع کیا تو دینارون کی ضمانت بالخصوص انہین کی گواہی دینے والون پر ہوگی اور درمون کی ضمانت امام اعظم رح کے نزدیک سب پر چار حصون مین تقسیم ہو کر ہر دو عورت پر چوتھائی اور ہر مرد پر چوتھائی ہوگی اور صاحبین کے نزدیک تین حصون مین تقسیم ہو کر ہر مرد پر تہائی اور سب عورتون پر ایک تہائی ہوگی یہ مبسوط مین لکھا ہے - اگر چار گواہون مین سے دو گواہون نے پانچسو درم کی اور دوسرے دو گواہون نے ہزار درم کی گواہی دی اور قاضی نے سب کی گواہی پر حکم دیدیا پھر ہزار کے گواہون مین سے ایک نے رجوع کیا تو اسپر ہزار کی چوتھائی ڈانڈ پڑیگی اور اگر اسکے ساتھ پانچسو کے دونون گواہون نے رجوع کیا تو اکیلے اسپر ہزار کی چوتھائی اور اسپر اور پانچ سو درم کے دونون گواہون پر ہزار کی چوتھائی تین تہائی کر کے تقسیم ہو کر ڈانڈ پڑیگی اور اگر پانچسو والے دونون گواہون مین سے ایک یا دونون نے رجوع کیا تو انپر کچھ تاوان نہ ہوگی اور اگر سب گواہون نے رجوع کیا تو ہزار کے گواہون پر بالخصوص پانچسو درم کی ضمانت لازم ہوگی اور باقی پانچسو درم کی ضمانت دونون فریق پر چار حصہ کر کے تقسیم ہوگی اور اگر پانچ سو درم والا ایک گواہ اور ہزار والے دونون گواہون نے رجوع کیا تو ہزار والون پر پانچسو کی ضمان اور ہزار کی چوتھائی کی ان دونوپر اور پانچ سو درم والون پر تین حصہ کر کے تقسیم ہوگی اور اگر پانچسو والے ایک گواہ اور ہزار والے ایک گواہ نے رجوع کیا تو ہزار والے ایک گواہ پر ہزار کا چہارم لازم ہوگا اور پانچسو والے پر کچھ ضمان نہ ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے - اگر ایک شخص کا دوسرے پر کچھ قرض ہے پس دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اسکو ہبہ یا صدقہ کر دیا یا بری کر دیا ہے پھر حکم قاضی کے بعد دونون نے رجوع کیا تو ضامن ہونگے یہ خلاصہ مین لکھا ہے - اسی طرح اگر گواہی دی کہ اسنے ادا کر دیا ہے پھر بعد حکم کے دونون نے رجوع کیا تو ضامن ہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا اور دو گواہ قائم کیے اور مشہود علیہ

نے اِس امر کے دو گواہ قائم کیے کہ مدعی نے اِسکو اِس سے بری کیا ہی یا ہر قلیل وکثیر سے جسکا دعوی کرتا ہی بری کیا ہی پھر سب گواہون کی تعدیل ہوئی اور دونون فریقون کے گواہ قاضی کے پاس مجتمع ہوئے تو جن گواہون نے مال کی گواہی دی ہو اُنکی سماعت نہ کرنا چاہیے۔ پس اگر برارت کے گواہون کی گواہی مقبول کر کے حکم دیدیا پھر اُنھون نے رجوع کیا پس اگر اُنکو ضامن کرنا چاہے تو مدعی اپنے گواہ دوبارہ سناوے اور گذشتہ کا اعتبار نہو گا پس اگر اُسنے دوبارہ گواہ سنائے تو اسوقت مین اُسکا خصم یعنی مدعا علیہ وہی برارت کے گواہ جنھون نے رجوع کیا ہی قرار پاوینگے پس اگر اُنکو قرضہ کے گواہون نے بیان کیا کہ ہزار درم اصل مین مدعا علیہ پر ہین تو حکم ادا کا برارت کے گواہون پر کیا جائیگا اور یہ گواہ برارت اُسکو اُس شخص سے جسکے واسطے برارت کی گواہی دے چکے تھے واپس نہ لینگے اور واضح ہو کہ جب برارت کے گواہون نے رجوع کیا تو قاضی مال کے گواہ سنانے کا حکم مدعی مال کو اسطرح دیگا کہ دونون رجوع کرنے والے گواہون کے سامنے اپنے گواہ سناوے کیونکہ پہلے مال کی گواہی ایسی حالت مین ادا ہوئی تھی کہ اُسوقت ان گواہون پر مال واجب نہ تھا اور اب رجوع کرنے کے بعد واجب ہوا ہی کذا فی المبسوط اور اگر دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے اِسکو ایک سال کی مدت ادا کرنے مین دی ہی پھر میعاد آنے سے پہلے یا بعد اِس سے رجوع کر لیا تو طالب کو وہ مال دینا پڑیگا اور میعاد پر وہ مال مطلوب سے واپس لے سکتے ہین یہ خلاصہ مین ہی پھر یہ حکم ایسی صورت مین کہ گواہون نے میعاد آنے سے پہلے رجوع کیا ہو متضح ہی اور اگر میعاد آنے کے بعد انھون نے رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہی کیونکہ گواہون پر ضمان اسی سبب سے واجب ہوئی کہ انھون نے اپنی گواہی سے طالب کا حق قبضہ فوت کر دیا اور میعاد آنے سے یہ ظاہر نہوا کہ یہ اتلاف نہ تھا لہذا اُسکو گواہون پر رجوع کا حق حاصل ہوا پھر اُسکو اختیار ہی چاہے مطلوب کو پکڑے اور چاہے گواہون کا دامنگیر ہو کذا فی المبسوط پس اگر مطلوب کے حکمی مفلس ہو جانے کی وجہ سے وہ مال ڈوب گیا تو دونون گواہ طالب سے واپس نہین لے سکتے ہین یہ خلاصہ مین ہی اور اگر مدیون نے میعاد کو ساقط کر دیا تو دونون ضامن نہونگے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر گواہون نے اپنے مرض مین رجوع کیا اور قاضی نے اُنپر ڈانڈ دینے کا حکم کیا تو یہ بمنزلہ اقرار قرضہ مرض الموت ہی حتے کہ اگر اُسی مرض مین مر گئے اور اُن دونون پر حالت صحت کے بہت قرضے ہین تو انھین قرضون کا ادا کرنا شروع کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر ایک غلام پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی یہ گواہی دی کہ یہ اِس مدعی کا ہی اور قاضی نے ڈگری کر دی اور اُس غلام کی آنکھ مین سپیدی تھی پھر وہ سپیدی جاتی رہی یا مدعی کے پاس گیا پھر دونون گواہون نے رجوع کر لیا تو جس روز ڈگری ہوئی ہی اُسدن جو کچھ غلام کی قیمت تھی وہی ڈانڈ دینگے اور قیمت کے باب مین دونون کا قول معتبر ہوگا کذا فی الحاوی

چوتھا باب بیع اور ہبہ اور رہن و عاریت و ودیعت و بضاعت و مضاربت و شرکت و اجارہ کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان مین۔ اگر کسی چیز کے مثل قیمت یا زیادہ پر بیع ہونے کی گواہی دی پھر رجوع کیا تو ضمان نہ دینگے اور اگر قیمت سے کم پر بیع ہونے کی گواہی دی تو بقدر نقصان کے ضامن ہونگے خواہ بیع قطعی ہو یا اسمین بائع کا خیار ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ اِسنے اپنا غلام اُسکے ہاتھ ہزار درم کو بیع کیا ہو اور بائع کے واسطے تین روز کی شرط خیار ہی اور غلام کی قیمت دو ہزار درم ہین اور بائع نے انکار کیا اور قاضی نے گواہی پر بیع کا حکم دیدیا پھر دونون گواہون نے رجوع کر لیا پس اگر بائع نے تین روز کے اندر بیع کو فسخ کر دیا یا اجازت دیدی تھی تو گواہون پر ضمان نہین ہی اور اگر تین روز گذرنے کی وجہ سے

بیع لازم ہو گئی تھی تو دونون پوری قیمت کم یعنی ہر گواہ ایک ہزار کا ضامن ہوگا یہ مضمرات مین ہے۔ اگر کسی شخص پر کسی چیز کے خریدنے کی گواہی دی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونون نے رجوع کیا پس اگر مثل قیمت یا کم پر خریدنے کی گواہی دی تھی تو مشتری کو کچھ ضمان نہ دینگے اور اگر زائد پر خریدنے کی گواہی دی تھی تو بقدر زیادتی کے مشتری کو ڈانڈ دینگے۔ اور اسی طرح اگر مشتری کے واسطے شرط خیار کے ساتھ خریدنے کی گواہی دی اور بسبب تین روز گذر جانے کے خرید لازم ہو گئی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مشتری نے خود اس عرصہ مین اجازت دی تو ضامن نہونگے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص کی ایک باندی ہے کہ اسکی قیمت سو درم ہین اور گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسنے اسکو فلان شخص کے ہاتھ پانچ سو درم کو فروخت کرکے درم لے لیے ہین اور بائع انکار کرتا ہے اور مشتری مدعی ہے اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونون نے رجوع کیا تو بائع کو سو درم اسکی قیمت ادا کرینگے اور اگر پہلے بیع کی گواہی دی تھی اور اسکا حکم ہوگیا پھر ثمن پر قبضہ کرنے کی گواہی دی اور اسکا حکم ہوگیا پھر دونون گواہون نے رجوع کیا تو پانچ سو درم ثمن ادا کرینگے یہ کافی مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین نے اسکا غلام دو ہزار درم کو ایک سال کے وعدہ پر خریدا ہے اور قیمت اسکی ہزار درم ہین اور گواہون نے اسکی گواہی دی پھر دونون نے رجوع کیا تو بائع کو اختیار ہے چاہے مشتری سے دو ہزار درم سال بھر کے وعدہ سے وصول کرے یا گواہون سے فی الحال ہزار درم لے لے اور جس سے ضمانت لینا اختیار کریگا اسکے سوائے دوسرا بری ہو جائیگا پس اگر اسنے گواہون سے ہزار درم لے لیے تو میعاد آنے پر وہ لوگ مشتری سے دو ہزار درم لے لینگے مگر ایک ہزار انکو حلال ہین اور باقی صدقہ کر دین یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ پس اگر مشتری نے غلام مین کچھ عیب پا کر بغیر حکم قاضی کے واپس کر دیا تو یہ بمنزلہ از سر نو بیع ہونے کی ہے پس بائع سے دو ہزار درم لے لیگا اور گواہون سے لینے کی اسکو کوئی راہ نہین ہے اور اگر قاضی کے حکم سے واپس کیا تو بائع سے گواہ ایک ہزار درم لے لینگے اور گواہون سے مشتری دو ہزار درم لیگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اگر کسی ایسے غلام کی بیع کا جسکی قیمت پانچسو درم ہین بعوض ایک ہزار درم فی الحال ادا کرنے کے بیع کی گواہی دی اور قاضی نے بیع کا حکم دیدیا پھر یہ گواہی دی کہ بائع نے مشتری کو ایک سال یعنی میعاد کی مہلت دی ہے اور قاضی نے اسکا حکم بھی دیدیا پھر دونون گواہون نے دونون گواہیون سے رجوع کیا تو بائع کو ہزار درم ڈانڈ دینگے اور اگر مدت کی گواہی اور عقد بیع کی گواہی ایک ہی دفعہ ہو اور قاضی نے حکم دیدیا ہو تو بائع کو اختیار ہے چاہے گواہون سے پانچ سو درم فی الحال لے لے کہ جو غلام کی قیمت ہے یا مشتری سے ہزار درم ایک سال کے وعدہ پر سال گذرنے کے وقت لے لے یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر پانچسو درم پر بیع ہونے کی گواہی دی اور حکم ہوگیا پھر گواہی دی کہ بائع نے دام لینے مین ایک سال کی مہلت دی ہے اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونون گواہیون سے رجوع کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک پانچسو درم ثمن کے ڈانڈ دینگے اور یہی امام ابو یوسف رح کا پہلا قول ہے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے اور اگر یہ گواہی دی کہ بائع نے ہر قلیل و کثیر سے جو اسکا مشتری کی طرف آتا تھا اسکو بری کر دیا ہے اور حکم ہوگیا پھر گواہی دی کہ اس سے پہلے اسنے غلام اسکے ہاتھ فروخت کیا تھا اور قبضہ ہوگیا تھا پس اگر بیع کی گواہی سے رجوع کیا تو غلام کی قیمت کے ضامن ہونگے اور اگر برارت کی گواہی سے رجوع کیا تو ثمن کے ضامن ہونگے یہ عتابیہ مین ہے

لکھا ہے۔ اور اگر یہ گواہی دی کہ بائع نے ہر قلیل و کثیر سے جو اُسکا مشتری کی طرف آتا تھا اُسکو بری کر دیا ہے پھر گواہی دی کہ اس سے پہلے اُسنے یہ غلام اُسکے ہاتھ فروخت کیا تھا اور قبضہ ہو گیا تھا پس اگر بیع کی گواہی سے رجوع کیا تو غلام کی قیمت کے ضامن ہونگے اور اگر برأت کی گواہی سے رجوع کیا تو ثمن کے ضامن ہونگے یہ عتابیہ مین لکھا ہے۔ اگر گواہوں نے بائع کی طرف سے یہ گواہی دی کہ اسنے اپنا غلام فلان کے ہاتھ دو ہزار درم کو فروخت کیا اور مشتری اس سے انکار کرتا ہے اور قاضی نے اسکا حکم دیدیا مگر غلام کے قبضہ وغیرہ کا حال معلوم نہوا پھر دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا پس مشتری پر دو ہزار درم ادا کرنیکا حکم دیا گیا پھر سب گواہوں نے رجوع کیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے قبضہ کے گواہوں سے ثمن کی ضمان لے اور بیع کے گواہ بری ہو جائینگے یا بیع کے گواہوں سے ایک ہزار درم غلام کی قیمت لیکر قبضہ کے گواہوں سے دو ہزار درم سے اور ہزار اُسکو دیے جاوین اور ایک ہزار بیع کے گواہوں کو واپس کیے جاوین اور اگر دونوں گواہوں پر ایکبارگی حکم ہو جاوے یا پہلے بیع کی گواہی پر حکم دیا جاوے تو بھی یہی حکم ہے یہ شرح جامع کبیر مین لکھا ہے۔ پس اگر خصومت کے وقت مبیع مر گیا تو بیع کے گواہوں پر کچھ ضمان نہین ہے ولیکن اگر انکی گواہی پر پیچھے حکم ہوا تو زیادتی کے ضامن ہونگے یہ کافی مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین نے اپنی یہ باندی اسکے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کی اور مشتری اس سے انکار کرتا ہے پھر مدعی کے دونوں گواہوں پر قاضی نے بیع لازم کر دی اور مشتری جانتا ہے کہ مین نے اسکو نہین خریدا ہے پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا تو بیع ٹوٹ جانے کے واسطے اُنکی تصدیق نکیجاویگی اور امام اعظم رح کے نزدیک مشتری کو اس سے وطی کرنا حلال ہے اور امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول اور امام محمد رح کے قول کے موافق اُس سے وطی حلال نہین ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ دو گواہوں نے گواہی دی کہ زید نے اپنا غلام عمرو کو ہبہ کیا اور اُسنے قبضہ کر لیا پھر بعد حکم قاضی کے دونوں نے رجوع کیا تو غلام کی قیمت کے ضامن ہونگے پس اگر مدعی علیہ نے ضمان لے لی تو ہبہ سے رجوع نہین کر سکتا ہے اور اگر حکم کے روز اُسکی آنکھ مین سپیدی تھی پھر زائل ہو گئی پھر گواہوں نے رجوع کیا تو وہ قیمت ادا کرینگے جو آنکھ کی سپیدی کے ساتھ تھی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر مدعا علیہ نے گواہوں سے قیمت نہ لی تو قاضی کے حکم سے اُسکو اختیار رہے کہ ہبہ سے رجوع کرے یہ مبسوط مین ہے۔ اور صدقہ کا حکم بھی یہی ہے ولیکن صدقہ کی صورت مین مثل ہبہ کے رجوع نہین کر سکتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک غلام پر جو زید کے ہاتھ مین ہے یہ دعوی کیا کہ اسنے مجھے ہبہ کر کے سپرد کر دیا ہے اور گواہ پیش کر دیے اور دوسرے نے بھی یہی دعوی کیا ہے اور اُسکی طرف سے بھی دو گواہوں نے گواہی دی اور تاریخ معلوم نہین ہوتی ہے کہ کسکو پہلے ہبہ کیا اور کسکے گواہ پیچھے کی گواہی دیتے ہین تو دونوں مین نصف نصف تقسیم ہوگا پھر اگر دونوں فریقوں نے رجوع کیا تو ہر فریق ہبہ کرنے والے کو آدھی قیمت دیگا اور دوسرے کو کچھ نہ دیگا یہ کافی مین لکھا ہے۔ اور اگر ایسی صورت مین ایک فریق گواہ نے رجوع کیا تو آدھی قیمت ہبہ کرنے والے کو اور آدھی موہوب لہ کو دینگے یہ عتابیہ مین ہے ایک شخص کے *دوسرے پر ہزار درم قرض ہین اُسنے دعوی کیا کہ قرضدار نے اپنا غلام کہ اُسکی قیمت بھی ایک ہزار درم میرے پاس رہن کیا ہے۔ اور قرضدار قرض کا اقرار کرتا ہے پھر دو گواہوں نے رہن کی گواہی دی پھر دونوں کیا تو ضامن نہونگے۔ اور اگر قرض سے اُسکی زیادتی ہو تو بھی جبتک غلام زندہ ہے ضامن نہونگے اور

تھی ۔
نے رجوع ہ

اگر مرتہن کے پاس مرگیا تو بقدر زیادتی کے ضامن ہونگے اور اگر راہن نے رہن کا دعوی کیا اور مرتہن نے انکار
کیا تو زیادتی کے ضامن نہونگے اور بقدر قرضہ کے مرتہن کو ڈانڈ بھرینگے اور اگر انہون نے اسطرح رجوع کیا کہ
کہ اسنے غلام سپرد کر دیا تھا اور رہن نہین کیا تھا تو ضامن نہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ ایک شخص کے دوسرے
پر ہزار درم قرض ہین اور وہ اقرار کرتا تھا اور قرضخواہ کے قبضہ مین ایک کپڑا ہی جو سو درم کے برابر قیمت کا ہی اور
وہ کہتا ہی کہ یہ میرا ہی اور قرضدار نے دو گواہ اس مضمون کے قائم کیے کہ مین نے یہ کپڑا اسکے مال کے عوض اُسکو رہن مین
دیا ہی اور قاضی نے اسکا حکم دیدیا پھر وہ کپڑا تلف ہو گیا اور سو درم قرضہ مین سے کم ہو گئے پھر دونون گواہون نے رجوع
کیا تو سو درم قرضخواہ کو دینگے اور اگر قرضخواہ اقرار کرتا ہو کہ یہ کپڑا قرضدار کا ہی مگر اُسنے مجھے ودیعت رکھنے کو دیا ہی اور قرضدار
نے کہا کہ نہین تیرے پاس رہن ہی اور دو گواہون کی گواہی پر قاضی نے رہن کا حکم دیدیا پھر وہ تلف ہو گیا پھر گواہون
نے رجوع کیا تو اُنپر ضمان نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی اگر دو گواہون نے ایک شخص کے پاس ودیعت ہونے کی گواہی
دی اور وہ شخص مدعا علیہ انکار کرتا ہی پھر قاضی نے اُسپر قیمت دینے کا حکم دیا پھر دونون گواہون نے رجوع کیا تو وہ
ضامن ہونگے اور بضاعت و عاریت کا بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی مضارب نے آدھے نفع کا دعوی کیا اور دو گواہون نے
اُسکی گواہی دی اور رب المال تہائی نفع کا اقرار کرتا ہی پھر گواہون نے رجوع کیا اور ہنوز نفع پر قبضہ نہین کیا گیا
تو گواہ ضامن نہونگے اور اگر مضارب و رب المال نے نفع موافق گواہی اور حکم قاضی کے آدھا آدھا بانٹ لیا پھر دونون
گواہون نے رجوع کیا تو چھٹے حصے نفع کے ضامن ہونگے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ حکم ہر اُس نفع پر ہی جو رجوع کرنے سے
پہلے حاصل ہوا اور اگر رجوع کے بعد حاصل ہوا اور راس المال عروض مین سے ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر نقد ہی
تو رب المال کو فسخ کا اختیار تھا اور جب اُسنے فسخ نہ کیا تو گویا وہ نفع پر راضی ہوا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر یہ گواہی
دی کہ رب المال نے اسکو تہائی پر دیا ہی تو اس صورت مین اُنپر ضمان نہو گی اور اگر راس المال تلف ہو گیا تو دونون
صورتون مین ضمان نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ ایک شخص کے قبضہ مین کچھ مال ہی پس ایک شخص کی طرف سے دو
گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ بطور شرکت مفاوضہ کے اسکا شریک ہی پس آدھے کی ڈگری اُسکے لیے کی گئی پھر
دونون نے گواہی سے رجوع کیا تو یہ آدھا مال مشہود علیہ کو دینگے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر یہ گواہی دی
کہ یہ دونون باہم شریک ہین اور راس المال ہر ایک کا ہزار درم ہی اور شرط یہ ہی کہ نفع دونون مین تہائی مشترک ہو
اور تہائی والا نصف نفع کا دعوی کرتا ہی اور گواہی سے پہلے دونون نے نفع اُٹھایا ہی پس قاضی نے بنا بر گواہی کے
تین تہائی کا حکم دیا پھر دونون نے گواہی سے رجوع کیا تو تہائی والے کو وہ زیادتی جو تہائی اور آدھے مین ہی دینا پڑیگی
اور بعد گواہی کے جو کچھ نفع اُٹھایا ہی اُسکی ضمان اُن گواہون پر نہو گی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دوسرے
پر یہ دعوی کیا کہ مین نے اپنا گھر دس درم ماہواری پر اسکو کرایہ دیا ہی اور مستاجر نے انکار کیا پس دو گواہون نے
اسکی گواہی دی پھر دونون نے گواہی سے رجوع کیا پس اگر شروع میعاد مین یہ جھگڑا واقع ہوا تو دیکھا جائیگا کہ ایسے
گھر کی جسقدر اجرت ہوتی ہی اگر اُسی قدر کی گواہی دی تو دونون ضامن نہونگے اور اگر اجرت کم ہو تو بقدر
زیادتی کے ضامن ہونگے اگر مدت گذر جانے کے بعد دعوی ہوا ہو تو تمام کرایہ کے ضامن ہونگے یہ شرح طحاوی مین ہی
اگر ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین نے یہ ٹٹو فلان شخص سے دس درم پر کرایہ لیا ہی اور ایسے ٹٹو کی اجر المثل سو درم ہی

اور فلان شخص کو راس سے انکار کرتا ہی پھر دو گواہون کی گواہی پر قاضی نے کرایہ کا حکم دیدیا پھر دونون نے رجوع کیا تو اجرت پر دینے والے کے واسطے کچھ ضامن نہونگے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص ایک اونٹ پر سوار ہو کر مکہ گیا اور وہ اونٹ راستہ مین تھک کر مر گیا پس اونٹ والے نے کہا کہ تو نے مجھسے غصب کر لیا تھا اور سوار ہونے والے نے کہا کہ مین نے تجھسے کرایہ پر لیا تھا اور اسکے دو گواہ قائم کر دیے اور قاضی نے اسکو ضمانت سے بری کر کے کرایہ دلادیا پھر دونون گواہون نے رجوع کیا تو اونٹ کی قیمت ان دونون کو دینی پڑیگی سوائے اسقدر دامون کے جو اجرت مین دلائے گئے ہین اور اگر پہلے دن سواری کے اونٹ کی قیمت دو سو درم تھی اور جسدن تھک کر مرا ہی اُسدن تین سو درم تھی اور کرایہ پچاس درم تھا تو ہلاک ہونے کے دن کے حساب سے ڈھائی سو درم دینے پڑینگے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ صاحبین کے نزدیک ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک پہلے دن کی قیمت کے حساب سے دینا پڑیگی اور اصح یہ ہی کہ یہ بالاجماع سب کا قول ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔

پانچوان باب نکاح اور طلاق اور دخول اور خلع کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان مین

اگر ایک عورت نے ایک شخص پر نکاح کا دعوی کیا اور گواہ سنائے اور نکاح کا حکم ہو گیا پھر گواہون نے رجوع کیا پس اگر مہر مثل اُسی قدر ہی جتنا بیان ہوا یا اُس سے زیادہ تو کچھ ضامن ہونگے اور اگر مہر مثل اس سے یعنی مہر مسمی سے ۱۲ کم ہو تو بقدر زیادتی کے شوہر کو ضمان دینگے یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر ایک مرد نے کسی عورت پر نکاح کا دعوی کر کے گواہ سنائے اور قاضی نے نکاح کا حکم دیدیا اور عورت منکر ہی پھر دونون نے گواہی سے رجوع کیا تو عورت کو کچھ ضمان نہ دینگے خواہ مہر مثل بقدر مسمے ہو یا کم ہو یا زیادہ ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ایک مرد نے ایک عورت پر سو درم پر نکاح کا دعوی کیا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور اُس عورت کا مہر مثل بھی ہزار درم ہی جسپر دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ سو درم مہر پر نکاح کیا ہی اور قاضی نے یہی حکم دیدیا پھر دونون نے رجوع کیا پس اگر نکاح باقی ہونے کی حالت مین یا بعد دخول کے طلاق ہونے کی صورت مین رجوع کیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک نو سو درم عورت کو ڈانڈ دینگے اور اگر قبل دخول کے طلاق ہو جانے کی صورت مین رجوع کیا تو بالاجماع کچھ ضمان نہ دینگے پھر دونون امامون کے نزدیک متعہ کے باب مین حکم مقرر کرنا واجب ہی پس اگر زیادہ قرار پایا تو پچاس سے زیادتی کی ضمانت دینگے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر گواہون نے گواہی دی کہ اُسنے عورت کو ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور مہر مثل اُسکا پانچسو درم ہی اور یہ گواہی دی کہ اسنے ہزار درم وصول کر لیے ہین اور وہ عورت انکار کرتی ہی اور قاضی نے گواہی پر حکم دیدیا پھر دونون نے رجوع کیا تو عورت کو مہر مثل ڈانڈ دینگے نہ وہ جو مقرر ہوا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور اگر پہلے ہزار درم پر نکاح کی گواہی دی اور قبضہ مہر کی گواہی نہ دی پھر ہزار درم وصول کر لینے کی گواہی دی اور حکم ہو گیا پھر دونون گواہون سے رجوع کیا تو مہر مسمے یعنی ہزار درم دینا پڑینگے یہ کافی مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا اگر دو گواہون نے ایک عورت کی طرف سے مرد پر یہ گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے دو ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور اسکا مہر مثل ہزار درم ہی اور قاضی نے حکم دیدیا اور عورت نے دو ہزار درم وصول کر لیے پھر دوسرے دو گواہون نے گواہی دی کہ مرد نے عورت کے ساتھ وطی کی اور اسکو تین طلاق دیدی ہین اور مرد

[illegible]

شکر ہو پس قاضی نے دونون مین تفریق کردی پھر سب گواہان نے رجوع کر لیا تو عورت کو اختیار ہی کہ چاہے نکاح کے گواہون سے ہزار درم لے یا دخول و طلاق والون سے دو ہزار درم وصول کرلے پس اگر اُسنے طلاق و دخول کے گواہون سے دو ہزار درم لے لیے تو نکاح کے گواہون سے تاوان نہین لے سکتا ہو اور نہ طلاق و دخول کے گواہ نکاح کے گواہون سے کچھ لے سکتے ہین اور اگر اُسنے نکاح کے گواہون سے ہزار درم ڈانڈ لیے تو طلاق و دخول کے گواہون سے ایک ہزار درم اور ڈانڈ لے لیگا اور نکاح کے گواہون کو اختیار ہی کہ طلاق و دخول کے گواہون سے واپس لیوین اور اِن ہزار درم کے قبضہ کی صورت مین روایات مختلف ہین مبسوط مین ہی کہ نکاح کے گواہ خود وصول کر لینگے اور جامع مین مذکور ہی کہ شوہر وصول کر کے نکاح کے گواہون کو دیدیگا۔ اور اگر نکاح اور طلاق کے دونون فریق گواہون نے اکٹھا یکبارگی قاضی کے سامنے گواہی دی تو حکم قضا کے ترتیب کا لحاظ ہوگا پس اگر پہلے نکاح کے گواہون کی تعدیل ہوئی تو یہ صورت اور پہلی صورت مذکورہ برابر ہی اور اگر طلاق والون کی پہلے تعدیل ہوئی مثلاً اُنھون نے یہ گواہی دی کہ اِس شخص نے اِس عورت سے کل کے روز بحکم نکاح وطی کی اور طلاق دیدی ہی اور دوسرے دو گواہون نے گواہی دی کہ اِس شخص نے اسی عورت سے اس سے پہلے ہزار درم پر نکاح کیا تھا پھر پہلے دونون گواہون کی تعدیل ہوگئی اور قاضی نے مہر مثل یعنی ہزار درم دینے کا حکم دیدیا پھر نکاح والون کی تعدیل ہوئی اور قاضی نے ہزار درم دیگر کی ڈگری کر دی پھر سب گواہون نے رجوع کیا تو طلاق و دخول کے گواہ فقط ہزار کے ضامن ہونگے اور گواہ نکاح کے بھی اور ہزار درم کے ضامن ہونگے اور ہر فریق دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر دونون فریق کی ایک ساتھ تعدیل ہوئی اور قاضی نے دونون کی گواہی پر حکم دیدیا تو یہ صورت اور پہلے نکاح والون کی گواہی پر حکم ہونے کی صورت یکسان ہی اسی طرح اگر دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ اِس شخص نے اقرار کیا ہی کہ مین نے اس عورت سے نکاح کیا اور اس سے وطی کی او تین طلاق دیدی اور قاضی نے مہر المثل کا حکم دیا پھر اِسکے بعد عورت دوسرے دو گواہ لائی کہ شوہر نے اقرار کیا ہی کہ مین نے دو ہزار درم پر اس سے نکاح کیا ہی اور قاضی نے عورت کے لیے زیادتی کی ڈگری کر دی پھر سب گواہون نے گواہی سے رجوع کیا تو یہ اقرار کی صورت اور معائنہ نکاح و طلاق کی صورت یکسان ہی پس اگر نکاح اور دخول و طلاق کے گواہون کی ایک ساتھ تعدیل و معاً حکم ہوا پھر نکاح کے گواہون نے رجوع کیا تو اُنسے ہزار درم کی ضمان لیجاویگی اور یہ ہزار درم وہ ہین جو مہر مثل سے زائد ہین پھر اگر اِسکے بعد دخول کے گواہون نے رجوع کیا تو اُنسے دو ہزار درم ڈانڈ لیے جاوینگے ایک ہزار اسمین سے شوہر کو ملینگے اور ایک ہزار شوہر نکاح والے گواہون کو دیدیگا اور اگر دخول کے گواہون نے پہلے رجوع کیا تو اُنسے دو ہزار درم کی ضمان لیگا پس اگر ہنوز شوہر نے اُسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ نکاح کے گواہون نے رجوع کیا تو نکاح والے گواہ شوہر کو کچھ ڈانڈ نہ دینگے۔ ایک مرتد عورت نے کسی شخص پر یہ دعوی کیا کہ اسنے مجھسے مسلمان ہونے کی حالت مین ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور وطی کی ہی پھر طلاق دیدی ہی پھر عورت مدعیہ مرتد ہوئی ہی اور شوہر نے ان سب باتون سے انکار کیا اور اِس عورت کا مہر مثل ہزار درم ہی پھر اُسکی طرف سے دو گواہون نے دو ہزار درم پر نکاح ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اور دوسرے دو گواہون نے یہ گواہی

یعنی جو پہلے واپس دیئے

دی کہ اِسنے کل کے روز اس سے وطی کی اور طلاق دی اور آج کے روز یہ مرتد ہو گئی اور قاضی نے اسپر حکم دیدیا پھر سب گواہون نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو نکاح کے گواہ شوہر کو کچھ ڈانڈ نہ دینگے اور طلاق کے گواہ دو ہزار درم ضمان دینگے اور اگر دونون فریق گواہون کی گواہی پر ایک ساتھ فیصلہ کیا گیا تو یہ صورت اور پہلی صورت یعنی جب نکاح کے گواہون پر پہلے حکم ہوا ہووے یکسان ہی اور اگر قاضی نے پہلے دخول و طلاق کے گواہون پر حکم دیا پھر نکاح کے گواہون پر حکم دیا پھر سبھون نے گواہی سے رجوع کیا تو دخول کے گواہ مہر مثل کے ضامن ہونگے اور نکاح کے گواہ اور ایک ہزار کے ضامن ہونگے کہ جو مہر مثل سے زائد ہین اور ایک فریق دوسرے فریق سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اِسنے اپنی عورت کو طلاق دیدی اور شوہر اس سے انکار کرتا ہی پھر قاضی کے حکم دینے کے بعد دونون نے رجوع کیا پس اگر طلاق بعد دخول کے ہو اور شوہر دخول کا اقرار کرتا ہو تو گواہون پر کچھ ڈانڈ نہین ہی اور اگر دخول سے پہلے طلاق واقع ہونیکا حکم ہوا اور نصف مہر یا متعہ کا حکم قاضی نے دیا ہی تو بعد رجوع کے گواہ یہی مقدار شوہر کو ڈانڈ دینگے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُس سے وطی نہین کی تھی کہ دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ اِسنے اُس عورت کو طلاق دیدی ہی اور قاضی نے دونون مین جدائی کر دی اور آدھے مہر کا حکم دیا پھر شوہر مر گیا اور گواہون نے گواہی سے رجوع کر لیا تو دونون گواہ شوہر کے وارثون کو آدھا مہر ڈانڈ دینگے اور عورت کے منافع بضع کی کچھ ضمان نہین دینی پڑیگی اور نصف مہر سے زیادہ کی ضمان عورت کو نہ دینگے اور عورت کو میراث نہ ملیگی اور مرد خواہ صحیح ہو یا مریض یہ حکم برابر اسی طرح رہیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر شوہر کے مرنے کی بعد یہ گواہی دی کہ اُسنے اُس عورت کو اپنی زندگی مین وطی کرنے سے پہلے طلاق دی تھی پھر دونون نے رجوع کر لیا تو وارثون کے واسطے کسی چیز کے ضامن نہونگے اور عورت کو نصف مہر اور میراث کی ڈانڈ دینگے یہ کافی مین لکھا ہی اگر ایک مرد اور دو عورتون نے ایک عورت کی طلاق پر گواہی دی اور دوسرے ایک مرد اور دو عورتون نے یہ گواہی دی کہ اُس مرد نے اس سے وطی کی تھی پس قاضی نے مہر اور طلاق دونون کی ڈگری کر دی پھر سب گواہون نے رجوع کیا تو وطی واقع ہونے کے گواہون پر تین چوتھائی مہر ڈانڈ پڑیگا اور طلاق کے گواہون پر چوتھائی مہر ڈانڈ پڑیگا اور اگر اکیلے ایک مرد گواہ دخول نے رجوع کیا تو چوتھائی مہر کا ضامن ہوگا اور اگر اکیلے مرد طلاق کے گواہ نے رجوع کیا تو کچھ ضامن نہوگا اور اگر دخول کے سب گواہون نے رجوع کیا تو آدھے مہر کے ضامن ہونگے اور اگر طلاق ہی کے گواہون نے رجوع کیا تو کچھ ضمان نہ دینگے اور اگر طلاق کے گواہون کی ایک عورت اور دخول کے گواہون کی ایک عورت نے رجوع کیا تو دخول کے گواہون کی عورت پر آٹھوان حصہ مہر ڈانڈ پڑیگا اور طلاق کی گواہ عورت پر کچھ ضمان نہوگی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور اگر دو مردون نے طلاق پر اور دو مردون نے دخول پر گواہی دی اور حکم ہو گیا پھر دخول کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو چوتھائی مہر کا ضامن ہوگا پھر اگر اِسکے بعد طلاق کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو کچھ ضمان نہ دیگا اور اگر طلاق کے دونون گواہون نے اور دخول کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو سب آدھے مہر کے ضامن ہونگے آدھا اسمین سے دخول کے دونون گواہون پر اور باقی تینون گواہون پر تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا یہ حاوی مین

لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنی عورت کو ایک طلاق دی ہے اور دو دوسروں نے یہ گواہی دی کہ تین طلاق دی ہیں اور اُس سے وطی نہیں کی تھی پس قاضی نے دونوں کے جدا کر دینے اور نصف مہر دلانے کا حکم کیا پھر سب گواہوں نے رجوع کیا تو آدھے مہر کی ضمان تین طلاق والے گواہوں پر ہوگی اور ایک طلاق والوں پر کچھ ضمان نہوگی یہ ظہیریہ میں لکھا ہے۔ اگر دو شخصوں نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے سال گذشتہ میں رمضان کے مہینہ میں اپنی عورت کو طلاق دی اور اُس سے وطی نہیں کی تھی پس قاضی نے بنابر اس گواہی کے نصف مہر اُسپر لازم کیا پھر دونوں گواہوں نے رجوع کیا اور قاضی نے ہنوز اُنسے نصف مہر کی ضمان دلائی تھی یا نہ دلائی تھی کہ دوسرے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسنے اپنی عورت کو قبل وطی کے سال گذشتہ کے ماہ شوال میں طلاق دی ہے تو دوسرے فریق کی گواہی مقبول نہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر شوہر نے اس امر کا اقرار کر لیا تو جو ڈانڈ گواہوں سے لیا ہے اُنکو واپس دیگا اور بعض نے کہا کہ یہ امام کے نزدیک نہیں ہے بلکہ صاحبین کے نزدیک ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور اگر فریق ثانی نے پہلے فریق کے وقت سے طلاق کا وقت مقدم بیان کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور پہلے فریق سے ضمان ساقط ہو جائیگی یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے طلاق پر اور دو گواہوں نے دخول پر گواہی دی اور عورت کا مہر مقرر نہیں ہوا تھا اور اسپر حکم ہو گیا پھر سب گواہوں نے رجوع کیا تو طلاق کے دونوں گواہ نصف متعہ کے ضامن ہونگے اور دخول کے گواہ باقی مہر کے ضامن ہونگے یہ حاوی میں لکھا ہے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا ہے اور اُسکا مہر مثل بھی ہزار درم ہے اور شوہر نے کہا کہ بدون مہر مقرر ہونے کے نکاح کیا ہے اور قاضی نے گواہی پر حکم دیدیا پھر شوہر نے اُسکو طلاق دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو اُنپر متعہ اور پانسو درم کے درمیان میں جو زیادتی ہے اُسقدر ضمان دینی ہوگی اور اگر دوسرے دو گواہوں نے دخول واقع ہونے پر گواہی دیکر رجوع کیا تو دخول کے گواہوں پر بالخصوص پانچ سو درم کی ضمان لازم ہوگی اور باقی متعہ اور پانسو درم کے درمیان کی زیادتی دونوں فریقوں پر آدھی آدھی واجب ہوگی اور اگر دوسرے دو گواہوں نے طلاق کی گواہی دی پھر سبھوں نے رجوع کیا تو دخول کے گواہوں پر بالخصوص پانسو درم کی ضمان لازم ہوگی اور متعہ اور نصف مہر کے درمیان کی زیادتی دخول اور نکاح دونوں فریق گواہوں پر نصف نصف لازم ہوگی اور تینوں فریقوں پر مقدار متعہ کے تین حصہ کر کے واجب ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسنے ہزار درم پر اس عورت سے نکاح کیا ہے اور شوہر انکار کرتا ہے اور عورت کا مہر مثل پانسو درم ہے اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ قبل دخول کے اسنے اُسکو طلاق دیدی ہے اور قاضی نے حکم دیدیا پھر سبھوں نے رجوع کیا تو نکاح اور طلاق کے دونوں فریقوں پر ڈھائی ڈھائی سو درم واجب ہونگے اور اگر ان دونوں فریق کے رجوع کرنے سے پہلے دو گواہوں نے دخول کی گواہی دی اور قاضی نے شوہر پر ہزار درم واجب کیے پھر سبھوں نے رجوع کیا تو نکاح کے گواہوں پر پانسو درم جو مہر مثل سے زائد ہیں واجب ہونگے اور باقی پانسو درم کی تین چوتھائی دخول کے گواہوں پر اور ایک چوتھائی طلاق کے گواہوں پر واجب ہوگی یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اُسنے قسم کھائی تھی کہ میں اس سے عید قربان کے روز وطی نکرونگا اور دو دوسروں نے گواہی دی کہ اسنے عید قربان کے روز اُسکو طلاق دیدی پس قاضی نے اُسکو جدا کر دیا اور اسکے ساتھ وطی نہیں کی تھی پس قاضی نے اُسپر آدھا مہر لازم کیا پھر سبھوں نے رجوع کیا تو ضمان مہر طلاق کے

گواہوں پر لازم ہوگی نہ ایلاء کے گواہوں پر یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ ایسی عورت کی نسبت جس سے اسکے شوہر نے وطی نہیں کی تھی دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنے شوہر سے خلع کرا لیا ہے اس شرط پر کہ اپنا مہر اسکو معاف کر دیا ہے اور عورت انکار کرتی ہے اور شوہر مدعی ہے اور قاضی نے دونوں کی گواہی پر حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو آدھا مہر عورت کو ڈانڈ دینگے اور اگر اس مسئلہ میں اس عورت سے شوہر نے وطی کی ہو تو تمام مہر کے ضامن ہونگے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اگر شوہر کے دعوے پر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس عورت نے اس سے ہزار درم پر خلع کرا لیا ہے اور عورت منکر ہے پھر گواہوں نے رجوع کیا تو عورت کو ہزار درم کی ضمان دینگے اور اگر خود عورت ہی مدعی ہو تو کچھ ضمان نہ دینگے یہ مضمرات میں لکھا ہے

چھٹا باب آزاد کرنے اور مدبر کرنے اور مکاتب کرنے کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان میں

اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے غلام کو آزاد کر دیا ہے اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو غلام کی قیمت ڈانڈ دیں خواہ خوش حال ہوں یا تنگ دست ہوں اور غلام کی ولاء آزاد کرنے والے کو ملیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اگر دو گواہوں نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنی یہ باندی آزاد کر دی ہے اور قاضی نے گواہی پر حکم دیدیا اور باندی نے اپنا نکاح کیا پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا تو مالک کو اسکی قیمت کی ڈانڈ دینگے اور مالک کو اس سے وطی کرنا حلال نہیں ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے شوال میں کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے رمضان میں اپنا غلام آزاد کر دیا ہے اور گواہی کے روز غلام کی قیمت دو ہزار درم تھی اور رمضان میں اسکی قیمت ہزار درم تھی پھر گواہوں کی تعدیل ہونے تک غلام کی قیمت تین ہزار درم ہو گئی پھر تعدیل ہو گئی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو غلام کی اس قیمت کے ضامن ہونگے جو قاضی کی آزادی کا حکم دینے کے روز ہے یعنی تین ہزار درم کذا فی المحیط اور اس غلام پر حدود و جزاء جرم کا حکم رمضان سے آزاد کرنے کے وقت تک آزادوں کے مانند ہوگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے رمضان میں اپنا غلام آزاد کر دیا اور قاضی نے گواہی پر یہ حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو دونوں پر ضمان واجب ہوگی پھر اگر دونوں نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اسنے شعبان میں آزاد کیا ہے تو امام کے نزدیک ضمان ساقط نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک ساقط ہوگی اور اگر اس امر کے گواہ سنائے کہ اسنے شوال میں آزاد کیا ہے تو بالاتفاق ضمان ساقط نہ ہوگی یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اگر گواہی دی کہ اسنے اپنا غلام مدبر کر دیا ہے اور قاضی نے حکم دیدیا ہے پھر رجوع کیا تو جسقدر مدبر کرنے سے نقصان آیا اسکے ضامن ہونگے پس اگر مولے مر گیا اور یہ غلام اسکے تہائی مال سے نکلتا ہے تو آزاد ہو جائیگا اور دونوں گواہ اسکے مدبر ہونے کی حالت کی قیمت ادا کریں اور اگر مولے کے پاس سوائے اسکے کچھ مال نہ تھا تو تہائی آزاد ہوگا اور اپنی دو تہائی مدبر ہونے کی قیمت کے لیے سعی کرے اور دونوں گواہ تہائی قیمت کی ضمان دیں بشرطیکہ غلام دو تہائی قیمت فی الحال ادا کرے اور یہ تہائی قیمت غلام سے نہیں لے سکتے ہیں اور اگر غلام نے دو تہائی قیمت معجل نہ ادا کی اور عاجز ہوا تو وارثوں کو اختیار ہے کہ گواہوں سے لیں اور گواہ غلام سے وصول کریں یہ مبسوط میں لکھا ہے اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسنے البتہ اپنا غلام آزاد کر دیا ہے اور دوسرے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسنے مدبر کر دیا ہے اور قاضی نے انکی گواہی پر حکم دیدیا پھر سب نے رجوع کر لیا تو آزادی کے گواہوں پر ضمان لازم ہوگی نہ مدبر کرنے کے گواہوں پر۔ اور اگر مدبر کرنے کے گواہوں نے پہلے گواہی دی اور قاضی نے انکی گواہی پر حکم دیدیا پھر دو گواہوں نے

آزاد کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر سب نے رجوع کیا تو مدبر کرنے کے گواہ وہ نقصان ادا کرین جو مدبر کرنے سے غلام مین پیدا ہوا ہے پھر آزادی کے گواہ اُس غلام کی قیمت مدبر ہونے کی حالت کی ادا کرین یعنی مدبر ہونے کی حالت مین جو اُسکی قیمت ہو وہ ادا کرین اور اگر آزادی کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ اُسنے مدبر کرنے سے پہلے اُسکو آزاد کر دیا ہی اور قاضی نے یہ گواہی قبول کر لی پھر رجوع کیا تو مدبر کرنے کے گواہ بری ہین اور آزادی کے گواہون پر قیمت لازم ہوگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ صاحبین کے قول کے موافق ہونا چاہیے ورنہ امام اعظمؒ کے نزدیک آزادی کی گواہی مقبول ہونا چاہیے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اُسنے اپنے غلام کو ایک ہزار درم پر ایک سال کی میعاد پر مکاتب کیا ہی اور اسکا حکم ہوگیا پھر دونون نے گواہی سے رجوع کیا اور وہ غلام ایک ہزار درم کا ہے یا دو ہزار درم قیمت کا ہی تو گواہ اُسکی قیمت ادا کرین اور قسطوار غلام سے وصول کرین اور بدون ادا کرنے کے وہ غلام آزاد ہوگا اور ولاء اُسکی اُسی کو ملیگی جسپر کتابت کی گواہی دی تھی اور اگر وہ غلام مال ادا کرنے سے عاجز ہوا اور پھر غلام کردیا گیا تو اُسکے مالک کو ملیگا اور مالک نے جو کچھ گواہون سے لیا ہی اُنکو واپس کر دیگا یہ حاوی مین لکھا ہی اور اگر دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اُسنے اپنے غلام کو ایک ہزار درم پر مکاتب کیا ہی اور ایک سال کی میعاد ہی اور غلام کی قیمت پانچسو درم ہین اور قاضی نے کتابت کا حکم دیدیا پھر سب نے گواہی سے رجوع کیا تو قاضی اُسکے مالک کو اختیار دیگا پس اگر اُسنے گواہون سے ڈانڈ لینا چاہا تو مکاتب سے یہ کبھی نہین لے سکتا ہی اور جب گواہون نے اُس سے ہزار درم وصول کیے تو اُنکو اُنمین سے پانچسو درم حلال ہین اور باقی حلال نہین ہین اور یہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک ہی اور اگر اُسنے مکاتب سے تقاضا کیا یا لینا اختیار کیا تو پھر گواہون سے کبھی نہین لے سکتا ہی خواہ اُسکو گواہون کے رجوع کرنے کا علم ہوا ہو یا نہوا ہو ولیکن اگر مال کتابت اُسکی قیمت سے کم ہو تو بقدر کمی کے اُنسے مطالبہ کر سکتا ہی (یعنی اپنی ادا کی ہوئی قیمت سے کمی کی) یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اُسنے اپنا غلام پانچ سو درم پر آزاد کر دیا ہی اور قیمت غلام کی ہزار درم ہین پس قاضی نے گواہی پر اُسکو آزاد کر دیا پھر دونون نے رجوع کیا تو مشہود علیہ کو اختیار ہی چاہے گواہون سے ہزار درم وصول کرلے اور گواہ غلام سے پانچسو درم وصول کر سکتے ہین یا غلام سے پانچسو درم لے لے اور جس سے اُسنے ضمان لینا اختیار کیا اُسکے بعد پھر دوسرے سے کچھ کبھی نہین لے سکتا ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر ایک غلام نے یہ دعوی کیا کہ میرے مالک نے مجھے ہزار درم پر مکاتب کیا ہی اور یہی اُسکی قیمت ہی اور مالک نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو دو ہزار درم پر مکاتب کیا ہی اور اسپر گواہ پیش کیے پس قاضی نے غلام پر دو ہزار درم دینے کی ڈگری کر دی اور غلام نے ادا کر دیے پھر گواہون نے رجوع کیا تو مکاتب کو ہزار درم ڈانڈ دینے پڑینگے اور اگر مولے نے کہا کہ مین نے دو ہزار درم پر تجھکو مکاتب کیا ہی اور مکاتب نے انکار کیا اور مولے نے اسپر گواہ قائم کیے تو قاضی اس گواہی پر حکم نہ دیگا اور قاضی غلام سے کہیگا کہ چاہے تو کتابت پوری کر یا غلام رہ جا اور اگر مکاتب نے دعوی کیا کہ مین آزاد ہون پھر مولے دو گواہ لایا کہ اسنے دو ہزار درم پر غلام کو مکاتب کیا ہی اور قاضی نے ڈگری کر دی اور غلام نے مال ادا کر دیا پھر گواہون نے رجوع کیا تو مکاتب کو دو ہزار درم ڈانڈ دیوین اگرچہ اسکی قیمت اس سے کم ہو یہ محیط مین ہی

ساتوان باب ولاء اور نسب اور ولادت اور اولاد اور میراث کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان مین

اگر ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ مین تیرا بیٹا ہون اور وہ انکار کرتا ہی پھر بیٹے نے گواہ سنائے اور قاضی نے

قال المترجم [illegible] ۱۲ م

اسکے بیٹے ہونیکا حکم دیدیا پھر گواہون نے رجوع کیا تو باپ کو کچھ ضمان نہ دینگے خواہ باپ کی زندگی مین رجوع کیا ہو یا بعد مرنے کے اور اگر بعد مرنے کے اس بیٹے نے ورثہ پایا تو بعد رجوع کرنے کے تمام وارثون کو اس میراث کی ضمان بھی نہ دینگے۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے دوسرے شخص کی ولاء کا دعوی کیا اور کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا ہی اور وہ منکر ہی پھر مدعی نے گواہ سنائے پھر گواہون نے رجوع کیا تو گواہ مدعا علیہ کو کچھ ضمان نہ دینگے خواہ اُسکی زندگی مین رجوع کیا ہو یا بعد مرنے کے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر یہ گواہی دی کہ یہ شخص اس مقتول کا بیٹا ہی کہ اسکے سوائے کوئی اُسکا وارث نہین ہی اور قاتل عمداً قتل کرنیکا اقرار کرتا ہی پس قاضی نے قصاص کا حکم دیدیا اور بیٹے نے اسکو قتل کر ڈالا پھر گواہون نے رجوع کر لیا تو قصاص کی ضمان اُنپر نہو گی اور جو کچھ اس وارث بیٹے نے مقتول کے ترکہ مین سے لیا ہی وہ اُسکے معروف وارثون کو ڈانڈ دینگے اور گواہون کو تعزیر دیجائیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر آزاد کیے ہوئے کی ولاء کی گواہی اُسکے مرنے کے بعد ادا کی پھر گواہی سے رجوع کیا تو جو کچھ آزاد کرنے والے مدعی نے ولاء کے حق مین لیا ہی وہ اُس آزاد کیے ہوئے کے معروف وارثون کو ڈانڈ دینگے اگر ایک عورت کے نکاح کی گواہی دی اور قاضی کے حکم دینے کے بعد اُسکا شوہر مر گیا پھر گواہون نے رجوع کیا یا شوہر کی زندگی مین گواہون نے رجوع کیا تو اُنپر کچھ ضمان نہین ہی اور اگر شوہر کے مرنے کے بعد نکاح کی گواہی دی پھر رجوع کیا تو جو کچھ عورت نے میراث کا حصہ لیا ہی وہ باقی وارثون کو ڈانڈ دینگے یہ محیط مین لکھا ہی اگر ایسے مسلمان کی طرف سے جسکا باپ کافر تھا یہ گواہی دی کہ اسکا باپ مسلمان مرا ہی اور میت کا ایک بیٹا کافر ہی پس قاضی نے میت کا مال اُسکے بیٹے مسلمان کو دلایا پھر گواہون نے گواہی سے رجوع کیا تو کافر بیٹے کو تمام مال میراث ڈانڈ دینگے یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر ایک کافر مسلمان ہو گیا پھر مر گیا اور اُسکے دو بیٹے مسلمان ہین کہ ہر ایک اُنمین سے دعوی کرتا ہی کہ مین اپنے باپ کے مرنے سے پہلے مسلمان ہوا ہون اور اسپر گواہ سنائے پس قاضی نے دونون کو وارث گردانا پھر ایک کے گواہون نے رجوع کیا تو کچھ اس بیٹے نے میراث مین پایا ہی سب دوسرے کو ڈانڈ دینگے اسی طرح اگر ایک شخص مر گیا اور اُسکا ایک بھائی معروف ہی پس ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین میت کا بیٹا ہون اور دو گواہون نے اُسکی طرف سے گواہی دی اور قاضی نے اسکو میراث دلادی پھر گواہون نے رجوع کیا تو تمام میراث کی ضمان اُسکے بھائی کو دینگے۔ اور اگر ایک شخص کے پاس ایک لڑکا ہی کہ یہ نہین معلوم ہوتا کہ آزاد ہی یا غلام ہی پھر دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے یہ اقرار کیا ہی کہ یہ میرا بیٹا ہی پس قاضی نے اُسکا نسب ثابت کر دیا پھر وہ شخص مر گیا اور اُسکی میراث اُس لڑکے کو بحکم قاضی دلائی گئی پھر گواہون نے رجوع کیا تو کچھ ضامن نہونگے یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر ایک لڑکی اور ایک لڑکا قید کر کے دار الحرب سے لائے گئے اور بڑے ہو کر آزاد ہوئے اور باہم دونون نے نکاح کیا پھر ایک حربی مسلمان ہو کر آیا اور گواہ لایا کہ یہ دونون میری اولاد ہین اور قاضی نے گواہی کے موافق اُسکی اولاد قرار دی اور دونون مین جدائی کر دی پھر گواہون نے رجوع کیا تو رجوع کرنا مقبول نہوگا اور شوہر سے منع کیا جاوے گا کہ اُس سے وطی نہ کرے اگرچہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انھون نے جھوٹی گواہی دی تھی اور ہمارے نزدیک گواہون پر ضمان نہین ہی اور اگر ایک شخص کے پاس ایک لڑکی تھی کہ وہ اُسکو اپنی باندی گمان کرتا تھا پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہی کہ یہ میری لڑکی ہی اور قاضی نے اسکی بیٹی ہونیکا حکم دیدیا تو مالک کو اُس باندی سے وطی کرنا حلال نہین ہی اگرچہ معلوم ہو جاوے

اور انھون نے جھوٹی گواہی دی ہی پس اگر گواہون نے رجوع کیا تو اُسکی قیمت کی ضمان دینگے اور اگر وہ عورت مرگئی اور اُسنے میراث چھوڑی تو اس شخص کو اُسکی میراث کھانی جائز ہی اور اسی طرح اگر وہ شخص مرگیا تو اس عورت کو اُسکی میراث کھانی جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی ایک شخص مرگیا اور اُسنے دو غلام اور ایک باندی اور اموال چھوڑے پھر دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ شخص اس میت کا ماں باپ کی طرف سے حقیقی بھائی ہی اور وارث ہی ہم اسکے سوا وارث نہین جانتے ہین اور قاضی نے اُسکو دونون غلام و باندی و مال دینے کا حکم کیا پھر دو گواہون نے خاص ایک غلام کی طرف سے یہ گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہی اور قاضی نے اُنکی گواہی جائز رکھکر تمام میراث اُسکو دلادی اور بھائی کو محروم کردیا پھر دوسرے دو گواہون نے دوسرے غلام کی طرف سے یہ گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہی اور قاضی نے اسکو جائز رکھا اور پہلے کے ساتھ اسکو وارث بنایا اور مال ان دونون کو آدھا آدھا تقسیم کردیا پھر گواہون نے یہ گواہی دی کہ میت نے اس باندی کو آزاد کرکے اپنی زندگی مین اس سے نکاح کیا تھا پس قاضی نے نکاح اور مہر کا حکم دیدیا اور آٹھوان حصہ میراث اُسکو دلادیا اور ان وارثون مین سے ہر ایک دوسرے کے وارث ہونے سے انکار کرتا ہی پھر پہلے بیٹے کے دونون گواہون نے رجوع کیا تو تمام قیمت پہلے پسر کے آٹھ حصہ کرکے سات حصہ دوسرے بیٹے کو اور ایک حصہ عورت کو ڈانڈ دینگے اور جو کچھ اُسنے میراث مین پایا ہی وہ سب دوسرے بیٹے کو دینگے نہ عورت کو اور نہ بھائی کو بھی کچھ نہ دینگے اور اسی طرح اگر دوسرے بیٹے کے دونون گواہون نے رجوع کیا تو بھی یہی صورت ہی اور اگر عورت کے گواہون نے رجوع کیا تو عورت کی قیمت اور مہر اور میراث دونون بیٹون کو آدھی آدھی ڈانڈ دینگے اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ ہر ایک دوسرے کے وارث ہونے کی تکذیب کرتا ہو اور صرف اپنے آپ کو وارث جانتا ہو اور اگر ہر ایک دوسرے کے وارث ہونے کی تصدیق کرتا ہو تو گواہون پر کسی صورت مین ضمان نہین ہی اسی طرح اگر سب وارثون کی وراثت دو گواہون کی گواہی پر ثابت ہوئی ہو خواہ ایک ہی وقت مین دونون نے سب کی وراثت کی گواہی دی ہو یا اوقات مختلف مین شہادت ادا کی ہو لیکن ہر ایک بیٹے کے نسب کی علیحدہ دعوی کی گواہی ہو اسطرح کہ میت نے اسکو اپنا بیٹا کہا اور پھر اسکو اپنا بیٹا کہا اور قاضی نے حکم دیدیا اور پھر دونون گواہون نے رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر گواہ ایک فریق ہو یا چند فریق ہون تو بیٹون اور عورت کو ضمان دینے مین کچھ فرق نہین ہی اور فرق صرف بھائی کے ضمان دینے مین ہی پس اگر سب گواہ چند فرقے ہون تو بھائی کو کچھ ضمان نہ دینگے اگرچہ اُسکے وارث ہونیکا اقرار کرین اور اگر ایک ہی فرقہ ہو تو بھائی کے لیے ضامن ہونگے اگر اُسکے وارث ہونے کا اقرار کرتے ہون یہ محیط مین لکھا ہی - اگر ایک شخص کے پاس ایک نابالغ غلام اور ایک باندی ہو پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہی کہ یہ میرا بیٹا ہی اور دو دوسرے دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسنے اس باندی کو آزاد کیا اور ہزار درم پر اس سے نکاح کیا ہی اور وہ شخص منکر ہی پھر ان سب باتون کا قاضی نے حکم دیدیا پھر وہ شخص دو بیٹے سوائے اس لڑکے کے چھوڑ کر مرگیا پس عورت کے واسطے مہر کا حکم ہوا اور میراث کے طور پر سب مال انہین تقسیم کیا گیا پھر گواہون نے رجوع کیا تو بیٹے ہونے کے گواہ اُسکی قیمت کے سوا اُسکے حصہ کے ضامن ہونگے اور ایسے ہی باندی کے گواہ اُسکی قیمت کے سوائے میراث کے ضامن ہونگے ولیکن اگر مہر اُسکے مہر مثل سے زائد ہو تو بقدر زیادتی کے ضامن ہونگے مگر حصہ میراث اسمین سے کم کردیا جائیگا یہ مبسوط مین لکھا ہی ایک شخص کی دو باندیان ہین کہ ہر ایک اُسکی ملک مین ایک بچہ جنی ہی پھر دو گواہون نے ایک بچہ کی نسبت گواہی دی کہ اس شخص نے اسکو اپنا بیٹا کہا ہی اور وہ شخص انکار کرتا ہی اور دوسرے دو گواہون نے دوسرے بچہ کی نسبت بھی یہی

گواہی دی پس قاضی نے دونون بچون کی نسبت اُسکے بیٹے ہونے اور باندی کی نسبت ام ولد ہونیکا حکم دیدیا پھر سبھون نے رجوع کیا پس اگر گواہی اور رجوع کرنا اس شخص کی حیات مین واقع ہوا تو ہر فریق گواہ اُس بیٹے کی قیمت جسکی گواہی دی تھی اور ام ولد کا نقصان قیمت اُس شخص کو ادا کرین پس جب ڈانڈ دیدیا اور اُس شخص نے تلف کردیا پھر مرگیا اور سوائے اُن دونون لڑکون کے اُسکا کوئی وارث نہین ہے اور ہر ایک دوسرے سے انکار کرتا ہے تو ہر فریق گواہ اُس لڑکے کی مان کی آدھی قیمت جسکی نسبت بیٹے ہونے کی گواہی دی تھی دوسرے لڑکے کو ادا کرین کذا فی محیط السرخسی اور ہر فریق اس لڑکے کی قیمت جسکی نسبت گواہی دی تھی دوسرے کو نہ دینگے کذا فی المحیط اور ہر فریق نے جو کچھ اُس شخص کو حالت زندگی مین لڑکے کی گواہی مین ڈانڈ دیا ہے اس لڑکے کی میراث کے حصہ سے جو اُسنے باپ کی میراث سے پایا ہے لے لینگے کذا فی محیط السرخسی اور ہر فریق اس لڑکے سے اسقدر مال جو دوسرے لڑکے کو اُسکی مان کی قیمت مین بعد نقصان کے دیا ہے نہین لے سکتا ہے اور نہ اس مال کی ضمان جو مشہود لہ لڑکے نے میراث مین حاصل کیا ہے دوسرے کو دینگے اور اگر دونون لڑکے وارث ہونے مین ایک دوسرے کی تصدیق کرین تو گواہون پر کچھ ضمان ان لڑکون کے لیے نہ دینا پڑیگی اور ہر فریق اپنے مشہود لہ لڑکے سے اس مال مین سے جو اُسنے اپنے باپ کی میراث سے حاصل کیا ہے اُسقدر مال واپس لیگا جو اُسنے اُسکے باپ کو اُسکی قیمت اور اُسکے مان کے نقصان قیمت کے عوض دیا ہے کذا فی المحیط اور اگر اُس شخص کی زندگی مین گواہی واقع ہوئی اور رجوع کرنا بعد وفات کے واقع ہوا تو ہر فریق گواہ دوسرے لڑکے کو مشہود لہ لڑکے کی آدھی قیمت اور اُسکے مان کی آدھی قیمت ادا کریگا اور ہر فریق مشہود لہ سے وہ مال نہین لے سکتا ہے جو اُسنے دوسرے کو ادا کیا ہے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ ہر لڑکا دوسرے کے وارث ہونے سے انکار کرتا ہو اور اگر ایک دوسرے کی تصدیق کرتا ہو تو گواہ کسی کے واسطے ضامن نہونگے کذا فی المحیط اور اگر گواہی اور رجوع دونون بعد موت کے واقع ہوئی ہون اور میت کا ایک بھائی مان و باپ کی طرف سے موجود ہو تو ہر فریق گواہ دوسرے کو مشہود لہ کی قیمت ڈانڈ دیگا اور اُسکی مان کی قیمت بھی جو باندی ہونے کی حالت مین تھی وہ ضمان دیگا اور جو کچھ دونون کو میراث مین ملا ہے وہ بھی دیگا اور بھائی کو ڈانڈ مین کچھ نہ دیگا کذا فی المحیط السرخسی اور جو کچھ ضمان مین ادا کیا ہے وہ مشہود لہ کے حصہ میراث سے نہ لیگا اور اگر دونون گواہیان ایک ہی فریق نے ادا کی ہون مثلاً یون کہا کہ مولےٰ نے بکلمہ واحد کہا تھا کہ یہ دونون میرے بیٹے ان دونون باندیون سے ہین اور دونون لڑکے بڑے ہین کہ باندیون کے ساتھ اسکے مدعی ہین اور قاضی نے حکم دیدیا پھر سبھون نے رجوع کیا پس اگر مالک کی حیات مین رجوع و گواہی واقع ہوئی تو گواہ دونون بیٹون کی قیمت اور نقصان ام ولد ہونیکا ادا کرین اور جب مالک نے اُسکو لیکر تلف کردیا پھر مرگیا تو جو کچھ بیٹون کو میراث ملی ہے اُسمین سے بقدر ڈانڈ کے گواہ دونون لڑکون سے وصول کرینگے اور اگر میت کا کوئی بھائی ہو تو اُسکو کچھ ضمان میراث نہ دینگے اور اگر گواہی مالک کے زندگی مین اور رجوع اُسکے مرنے کے بعد واقع ہوا تو گواہ بیٹون یا بھائی کو کچھ ڈانڈ نہ دینگے اور اگر گواہی و رجوع دونون بعد وفات مالک کے واقع ہوئین تو بیٹون کو کچھ ضمان نہ دینگے مگر بھائی کو باندیون اور بیٹون کی قیمت اور بیٹون کی میراث ڈانڈ دینگے اور اگر گواہ ایک ہی فریق ہون اور لڑکے گواہی کے وقت چھوٹے ہون تو اُنکے بالغ ہونیکا انتظار کیا جاویگا پس اگر بالغ ہوکر اُنھون نے گواہون کی گواہی مین تصدیق کی تو یہ صورت اور وہ صورت کہ حالت بالغ ہونے مین

گواہی کے وقت گواہون کی تصدیق کی یکسان ہی اور اگر بعد بالغ ہونے کے ہر ایک نے اسقدر کی تصدیق کی جو اُسکے واسطے گواہی دی ہی اور جسقدر دوسرے کے واسطے گواہی دی اُسکی تکذیب کی تو یہ صورت اور وہ صورت کہ ہر ایک کے واسطے ایک فریق گواہ نے علیحدہ گواہی دی اور ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی ہو یکسان ہی اور یہ صورت امام محمد رہ نے ذکر نہین فرمائی کہ گواہ فریق واحد مین اور ہر ایک پسر نے گواہون کی اسقدر گواہی مین جتنی اُسکے واسطے ہو تصدیق کی اور دوسرے کی تکذیب کی تو یہ گواہی مقبول ہوگی یا نہین پس امام ابو علی نسفی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مقبول نہوگی اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ مقبول ہوگی اور چھوٹے اور بڑون کا ایک حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک شخص پر دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ اپنے اقرار کیا ہی کہ یہ میرا بیٹا اس باندی سے ہی اور وہ شخص انکار کرتا ہی اور قاضی نے یہ حکم دیدیا پھر مشہود علیہ مر گیا پھر اسکے مرنے کے بعد دو گواہون نے ایک لڑکے کی نسبت جو اُسکی باندی سے اُسکے قبضہ مین تھا یہ گواہی دی کہ میت نے اس لڑکے کی نسبت اپنی حین حیات مین ہمارے سامنے اقرار کیا کہ یہ لڑکا اس باندی سے میرا بیٹا ہی تو قاضی پہلے بیٹے کے ساتھ اس گواہی کو قبول کریگا اور نسب ثابت ہوگا اور اُسکی مان تمام مال سے آزاد ہو جائیگی اور جو کچھ پہلے بیٹے کے قبضہ مین ہی اُسمین سے آدھا اسکو دلا دیگا پھر اگر دونون فریق گواہون نے رجوع کیا تو دوسرے کے گواہ دوسرے کی تمام قیمت اور اُسکی مان کی تمام قیمت اور تمام میراث پہلے بیٹے کو ڈانڈ دینگے اور پہلے بیٹے کے گواہ اُسکی اور اُسکی مان کی نصف قیمت دوسرے بیٹے کو دینگے اور میراث کی کچھ ضمان نہ دینگے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ بدائع مین ہی کہ دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ مولے نے یہ اقرار کیا ہی کہ یہ باندی مجھسے یہ بچہ جنی ہی اور وہ شخص منکر ہی پس قاضی نے یہ حکم دیدیا پھر دونون نے رجوع کیا پس اگر اسکے ساتھ بچہ نہو اور مالک کی زندگی مین رجوع کیا تو نقصان قیمت کی ضمان دینگے یعنی باندی کی قیمت سے ام ولد ہو جانے مین جسقدر نقصان ہوا وہ ادا کرین پس اگر مالک مر گیا تو آزاد ہو گئی اور باقی قیمت وارثون کو ڈانڈ بھرینگے اور اگر اُسکے ساتھ بچہ بھی ہو اور مالک کی زندگی مین رجوع کیا تو نقصان قیمت کے ساتھ بچہ کی قیمت بھی ادا کرینگے پس اگر اسکے بعد مالک مر گیا اور بچہ کا میراث مین کوئی شریک نہین ہی تو اُسکو کچھ ضمان نہ دینگے اور جو کچھ بابت تاوان لے لیا ہی وہ اس سے واپس لینگے بشرطیکہ ترکہ موجود ہو ورنہ لڑکے پر ضمان نہوگی اور اگر لڑکے کے ساتھ میت کا بھائی ہو تو باقی قیمت کا نصف اُسکو ڈانڈ دینگے اور بیٹے سے اُسی قدر لینگے جو باپ نے وصول کیا ہی نہ وہ جو بھائی کو ڈانڈ دیا ہی اور لڑکے نے جو میراث لے لی وہ بھائی کو ڈانڈ نہ بھرینگے پس اگر بعد وفات مالک کے رجوع کیا پس اگر لڑکے کا کوئی شریک نہو تو گواہون پر ضمان نہین ہی ورنہ بھائی کو باندی کی باقی نصف قیمت اور لڑکے کی نصف قیمت کی ضمان دینگے اور میراث کی ضمان نہ دینگے اور اس صورت مین لڑکے سے واپس نہ لینگے۔ اور اگر یہ صورت ہوئی کہ مولے نے انتقال کیا اور ایک لڑکا اور ایک غلام اور ایک باندی چھوڑی اور ترکہ چھوڑا پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ غلام اس باندی سے اسکے مالک سے پیدا ہوا ہی اور غلام اور باندی نے اُسکی تصدیق کی نہ اُسکے بیٹے نے اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونون نے رجوع کیا تو غلام و باندی کی قیمت اور نصف میراث کے ضامن ہونگے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ عیسے بن ابان نے اپنی نوادر مین ذکر کیا ہی کہ ایک شخص مر گیا اور باپ کی طرف سے ایک بھائی چھوڑا کہ اُسکے سوا کوئی وارث نہین معلوم ہوتا ہی پھر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ مین مان و باپ کی طرف سے میت کا بھائی ہون اور دو گواہون نے اُسکی طرف

سے یہ گواہی دی کہ یہ باپ کی طرف سے میت کا بھائی ہی اور دو گواہون نے یہ گواہی کہ یہ مان کی طرف سے اُسکا بھائی ہی تو قاضی یہ حکم دیگا کہ یہ مدعی مان باپ کی طرف سے اُسکا بھائی ہی پس اگر سب گواہون نے رجوع کیا تو جنھون نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی وہ دو تہائی میراث کے اور جنھون نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی ہی ایک تہائی میراث کے ضامن ہونگے یہ ظہیریہ و محیطین مین لکھا ہی اور اگر باپ کی طرف سے بھائی ہونے کے ایک گواہ نے رجوع کیا اور مان کی طرف سے بھائی ہونے کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو آدھے کے ضامن ہونگے اور تین تہائی دونون پر تقسیم ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ باپ کی طرف سے بھائی ہی پس قاضی نے حکم دیکر آدھی میراث یعنی مال متروکہ ۱۲ اُسکو دلوا دی پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ مان کی طرف سے بھائی ہی پس قاضی نے حکم دیکر باقی آدھی بھی اُسکو دلوائی پھر سب نے رجوع کیا تو ہر فریق نصف مال کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر دو گواہون نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے چھٹا حصہ میراث اُسکو دلوا دیا پھر دوسرے دو گواہون نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے باقی میراث اُسکو دلوائی پھر سب نے رجوع کیا تو پہلے فریق پر چھٹے حصہ کی اور دوسرے پر پانچ چھٹے حصہ کی ضمان لازم ہوگی - اسی طرح اگر معاً دونون نے گواہی دی مگر ایک فریق کی تعدیل ہوئی اور اُسپر حکم ہوگیا پھر دوسرے فریق کی تعدیل ہوئی اور اُسپر حکم ہوا پھر رجوع کیا تو ترتیب حکم کے موافق ہر فریق اسقدر کا ضامن ہوگا جسقدر اُسکی گواہی پر دلایا گیا ہی اگر ایک نے دعوی کیا کہ مین مان و باپ کی طرف سے بھائی ہون پس اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ یہ مان و باپ کی طرف سے بھائی ہی اور دوسرے نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور تیسرے نے گواہی دی کہ باپ کی طرف سے بھائی ہی اور قاضی نے میراث اُسکو دلا دی پھر پہلے نے رجوع کیا تو اُسپر نصف میراث کی ضمان ہی اور اگر فقط تیسرے نے رجوع کیا تو اُسپر تہائی مال کی ضمان ہی اور اگر دوسرے نے رجوع کیا تو اُسپر چھٹا حصہ ضمان ہی اور اگر سبھون نے یکبارگی رجوع کیا تو سب پر اسی طرح ضمانت لازم آویگی یہ محیط مین لکھا ہی - نوادر عیسے بن ابان مین ہی کہ ایک شخص مرگیا اور اُسنے بھائی معروف اور دو غلام اور ایک باندی چھوڑی پھر دو گواہون نے ایک غلام کی نسبت یہ گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہی اور دوسرون نے دوسرے کے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہی اور دوسرون نے باندی کے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ میت کی بیٹی ہی اور قاضی نے یہ گواہی مقبول کی اور میراث سبھون مین تقسیم کر دی پھر گواہون نے رجوع کیا تو بھائی کے واسطے ضامن ہونگے اور ہر فریق گواہ اپنے مشہود لہ کی قیمت اور میراث دوسرون کو ڈانڈ دینگے - اور اگر میت نے ایک بھائی معروف اور ایک غلام اور ایک باندی چھوڑی پھر غلام کی نسبت دو گواہون نے بیٹے ہونے کی اور دوسرون نے باندی کی نسبت بیٹی ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے گواہی پر بیٹے و بیٹی کے درمیان میراث تقسیم کر دی پھر گواہون نے رجوع کیا تو بیٹے کے گواہ بھائی کو نصف میراث اور نصف قیمت غلام کی اور بیٹی کو چھٹا حصہ اور نصف قیمت غلام کی ڈانڈ دینگے اور بیٹی کے گواہ باندی کی قیمت اور میراث خاصۃً بیٹے کو ڈانڈ دینگے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور بھی نوادر بن ابان مین ہی کہ ایک شخص مرگیا اور ایک بیٹی اور ایک بھائی باپ کی طرف سے چھوڑا پس قاضی نے بھائی کو آدھا اور بیٹی کو آدھا دلا دیا پھر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ مین میت کا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہون پھر ایک گواہ نے اُسکی مان و باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور دوسرے نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی اور

تیسرے نے ماں کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے آدھی میراث اُسکو دلادی پس اگر اُس گواہ رجوع کیا جس نے ماں و باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی تھی تو جسقدر میراث اُسکو پہونچی ہی اُسکے آدھے کا ضامن ہوگا اور اگر باپ کی طرف سے بھائی ہونے کے گواہ نے رجوع کیا تو اُسکی میراث کے تین آٹھوین حصہ کا ضامن ہی اور اگر ماں کی طرف سے بھائی ہونے کے گواہ نے رجوع کیا تو آٹھوین حصہ میراث کا ضامن ہوگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رحسے روایت ہی کہ ایک شخص مر گیا اور اُسنے ایک چچا زاد بھائی چھوڑا اور اُسکے قبضہ مین اُسنے ہزار درم چھوڑے پھر ایک شخص نے گواہ سنائے کہ مین میت کا بھائی ہون اور قاضی نے اُسکو ہزار درم دلادیے پھر ایک شخص نے گواہ سنائے کہ مین میت کا بیٹا ہون اور قاضی نے اُسکو وہ ہزار درم دلادیے پھر بھائی کے گواہون نے رجوع کیا تو چچا زاد بھائی کو اُن سے ضمان لینے کا اختیار نہین ہو پھر اگر اسکے بعد بیٹے کے گواہون نے رجوع کیا تو بھائی اُنسے ہزار درم کی ضمان لے سکتا ہی اور جب لے لیے تو چچا زاد بھائی بھی بھائی کے گواہون سے ہزار درم لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ ایک شخص مر گیا اور اُسنے ایک بیٹا چھوڑا اور اُسنے میراث لے لی پھر دوسرے نے آکر میت کے بیٹے ہونیکا دعوی کیا اور بیٹے معروف النسب نے اسکے نسب سے انکار کیا اور اس سے بھی انکار کیا کہ مجھے میراث سے کچھ وصول ہوا ہی پھر مدعی دو گواہ لایا کہ یہ میت کا بیٹا ہی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دو گواہ لایا کہ اس معروف النسب بیٹے کو میراث میت سے اس اس قدر ملا ہی پس قاضی نے اسمین سے نصف مال مدعی کو دلایا پھر نسب کے گواہون نے رجوع کیا تو جسقدر مال مدعی کو پہونچا ہو اُسکی ضمان دینگے پس اگر ضمان ادا کرنے کے بعد دوسرے گواہون نے بھی رجوع کیا تو نسب کے گواہ اُنسے واپس لینگے اور اگر سبھون نے یکبارگی رجوع کیا تو معروف بیٹے کو اختیار ہو چاہے نسب کے گواہون سے ضمان لے اور وہ مال کے گواہون سے لے لینگے یا مال کے گواہون سے وصول کرے یہ محیط مین لکھا ہی جامع مین روایت ہو کہ ایک شخص کی ہزار درم کی ودیعت ایک شخص کے پاس ہی اور وہ اقرار کرتا ہو پس وہ شخص مر گیا پھر ایک شخص نے دو گواہ سنائے کہ مین میت کا ماں و باپ کے رشتہ سے چچا ہون اور گواہون نے بیان کیا کہ ہم سوائے اسکے اور کوئی وارث نہین جانتے ہین پس قاضی نے حکم دیدیا پھر دوسرا آیا اور اُسنے گواہ سنائے کہ مین ماں و باپ کی طرف سے میت کا بھائی ہون پس قاضی نے حکم دیدیا اور چچا سے مال واپس کراکے اُسکو دلادیا پھر اگر دوسرے نے یہ گواہ سنائے کہ مین میت کا بیٹا ہون کہ گواہ میرے سوائے وارث نہین جانتے ہین تو بھائی سے واپس کرکے مال اُسکو دلادیا جائیگا پس اگر سب نے رجوع کیا تو بیٹے کے گواہ بھائی کو ضمان دینگے اور بھائی کے گواہ چچا کو ضمان نہ دینگے اور چچا کے گواہ اُس شخص کو جسکے پاس ودیعت تھی ضمان نہ دینگے اسی طرح اگر سب نے یکبارگی گواہی دی اور رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ ایک شخص مر گیا اور اُسنے ایک لڑکی اور ایک ماں و باپ کی طرف سے بھائی چھوڑا پس بیٹی نے آدھا مال لے لیا اور آدھا مال بھائی نے لے لیا پھر ایک شخص نے گواہ سنائے کہ وہ میت کا ماں و باپ کی طرف سے بھائی ہی اور قاضی نے اُسکو بھائی معروف النسب کے ساتھ نصف نصف کا شریک کر دیا پھر دونون گواہون نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے یا ماں کی طرف سے بھائی ہونے ایک سے انکار کیا اور دوسرے پر ثابت رہے تو جسقدر میراث اُسکو ملی ہی اُسکے نصف کے ضامن ہونگے یعنی دو حصہ یکنصف [illegible] اسی طرح اگر ایک گواہ نے اُسکے باپ کی طرف سے بھائی ہونے اور دوسرے نے ماں کی طرف سے بھائی ہونے کی

گواہی سے انکار کیا تو ہر ایک گواہ چوتھائی میراث کا ضامن ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی ایک شخص مرگیا اور اُسنے دو بھائی مان کی طرف سے اور ایک بھائی باپ کی طرف سے چھوڑا پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین مان و باپ کی طرف سے اُسکا بھائی ہون اور دو گواہون نے گواہی دی کہ باپ کی طرف سے اور دو گواہون نے گواہی دی کہ مان کی طرف سے اُسکا بھائی ہی اور قاضی نے حکم دیا پس اُسنے باپ کی طرف سے بھائی کے پاس جو مال تھا اُسکی دو تہائی لے لی پھر گواہون نے رجوع کیا تو جنھون نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی تین چوتھائی اُس مال کا اور جنھون نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی ہی ایک چوتھائی ڈانڈ بھرین اور اگر مان کی طرف سے دو بھائی کے بجاے ایک ہی بھائی اپنے چھوڑا ہو اور پھر ایک شخص نے مان و باپ کی طرف سے بھائی ہونے کا دعوی کیا اور دو گواہون نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی اور دو نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور اُسنے پانچ چھٹے حصہ میراث کو لیا پھر گواہون نے رجوع کیا تو باپ کی طرف سے بھائی ہونے کے گواہون پر تین چھٹے حصہ کی اور چوتھائی حصہ ششم کی ضمان اور دوسرون پر چھٹا حصہ اور ایک چھٹے کی تین چوتھائی کی ضمان واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ ایک شخص مرگیا اور اُسنے دو بھائی مان کی طرف سے چھوڑے اور ایک بھائی باپ کی طرف سے چھوڑا پس قاضی نے اُن دونون بھائیون کو تہائی دیا اور علاتی بھائی کو دو تہائی دیا پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین مان و باپ کی طرف سے میت کا بھائی ہون پس دو گواہون نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور مدعی نے کہا کہ باپ کی طرف سے بھائی ہونے کے میرے دونون گواہ غائب ہین تو قاضی مان کی طرف سے بھائی ہونیکا حکم دیدیگا اور اُسکو اُن دونون اخیافی بھائیون کے ساتھ شامل کرسکتا ہی پس اگر اُسنے شامل کردیا پھر دونون غائب گواہ حاضر ہوے تو قاضی اُنکی گواہی پر اُسکو مان و باپ کی طرف سے بھائی قرار دیگا اور اخیافی بھائیون سے جو اُسنے لیا ہی وہ علاتی بھائی سے وصول کرکے تہائی پوری کرلینگے اور باقی دو تہائی مال اُسکو دلایا جائیگا پس اگر اُسکے بعد گواہون نے رجوع کیا تو جنھون نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی ہی ضامن نہونگے اور جنھون نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی ہی وہ دو تہائی مال اُس بھائی کو جو باپ کی طرف سے معروف ہی ضمان دینگے اور اگر اُسنے پہلے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کے گواہ سنائے اور قاضی کے حکم سے اُسنے باپ کی طرف سے بھائی کے حصہ سے آدھا لے لیا پھر مان کی طرف سے بھائی والے گواہ حاضر ہوے اور اُنکی گواہی پر اُسنے باقی آدھا بھی لے لیا پھر سب گواہون نے رجوع کیا تو ہر فریق پر نصف ضمان لازم ہوگی کذافی المحیط

آٹھوان باب وصیت کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان مین۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ میت نے مجھے تہائی ہر مال کی وصیت کی ہی پس گواہون کی گواہی پر قاضی کے حکم سے اُسکو تہائی مال ہر چیز سے ملگیا پھر اگر گواہون نے رجوع کیا تو سب تہائی مال کے ضامن ہونگے اسی طرح اگر گواہون نے زندگی مین تہائی مال کی وصیت کی گواہی دی اور بعد موت کے حاصل ہوا تو بھی یہی صورت ہوسکتی ہی اور یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر بعد موت کے گواہون نے گواہی دی کہ میت نے اِس مدعی کے واسطے اِس باندی کی وصیت کی تھی اور وہ باندی تہائی مال ہی اور حکم ہوگیا اور مدعی نے اُسکو ام ولد بنالیا پھر گواہون نے گواہی سے رجوع کیا تو جس روز قاضی نے حکم دیا ہی اُسدن جو قیمت اُس باندی کی ہو ادا کرین اور عقر اور بچہ کی قیمت کے ضامن نہونگے اور اِسی طرح اگر اِس شخص کے گولے دوسرے

بچہ جنی تب بھی وارثون کے لیے عقر اور بچہ کی قیمت کے ضامن ہونگے یہ مبسوط مین ہے۔ پس اگر حکم قاضی کے روز کی قیمت مین کہ باندی کی اُس روز کیا قیمت تھی گواہون اور وارثون مین اختلاف ہوا اور گواہون نے کہا کہ اُسدن اُسکی قیمت ہزار درم تھی اور وارثون نے کہا نہین بلکہ دو ہزار درم تھی پس اگر باندی مرگئی ہو تو گواہون کا قول لیا جائیگا اور اگر زندہ موجود ہو تو زمانہ حال کے موافق اگر اُسکی قیمت دو ہزار ہو تو وارثون کا قول اور اگر ایک ہزار ہو تو گواہون کا قول لیا جائیگا اور اگر فی الحال اسکی قیمت دو ہزار ہو اور گواہون کے گواہون نے گواہی دی کہ حکم قضا کے روز اُسکی قیمت ہزار درم تھی تو گواہی مقبول ہوگی اسی طرح اگر فی الحال اُسکی قیمت ہزار درم ہو اور وارثون کے گواہون نے حکم قضا کے روز دو ہزار درم ہونا بیان کیا تو اُنکی گواہی مقبول ہوگی پس اگر دونون فریق نے اپنے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو وارثون کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص تین ہزار درم اور ایک بیٹا چھوڑ کر مرگیا پھر دو شخصون نے یہ گواہی دی کہ میت نے اس شخص کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہے اور دوسرے دو گواہون نے دوسرے شخص کے واسطے ویسی ہی گواہی دی اور تیسرے دو گواہون نے تیسرے شخص کے واسطے ایسے ہی گواہی دی اور میت کا بیٹا اس سے انکار کرتا ہے اور تینون موصی لہم مین بھی ایک دوسرے کا انکار کرتا ہے پس قاضی نے تہائی مال تینون کو تقسیم کر دیا پھر سب گواہون نے رجوع کیا تو بیٹے کو کچھ ضمان نہ دینگے کذا فی محیط السرخسی اور ہر فریق گواہ دوسرے دونون موصی لہما کے واسطے سوا اُسکے جسکی طرف سے گواہی دی تھی تہائی کی تہائی مال کے ضامن ہونگے اور اسی طرح اگر ایک کے گواہون کی پہلے تعدیل ہوئی اور اُسکے لیے تہائی مال کا حکم ہوگیا پھر دوسرے کے گواہون کی تعدیل ہوئی اور اُسکے لیے اُسمین سے آدھے مال کا حکم ہوا پھر تیسرے کے گواہون کی تعدیل ہوئی اور اُسکے لیے بھی دونون کے حصہ سے تہائی دلایا گیا پھر سب گواہون نے رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر ایک کے واسطے وصیت کا گواہی پر حکم ہوا پھر دوسرے گواہون نے گواہی دی میت نے اُسکی وصیت سے رجوع کرکے اس زید کے واسطے وصیت کی ہے پس قاضی نے پہلے سے مال واپس کرکے زید کو دلا دیا پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ زید کی وصیت سے رجوع کرکے میت نے عمرو کے واسطے وصیت کی ہے اور قاضی نے دوسرے سے لیکر تیسرے کو دلا دیا پھر سب گواہون نے رجوع کیا تو عمرو کے گواہ زید کو کامل تہائی دینگے اور زید کے گواہ پہلے کو تہائی کا نصف دینگے اور پہلے کے گواہ کچھ ضمان نہ دینگے اور نہ وارثون کے لیے ضامن ہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر گواہون نے رجوع نہ کیا ولیکن دوسرے کا گواہ ایک غلام نکلا تو تہائی مال پہلے اور تیسرے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص مرگیا اور تین ہزار درم چھوڑے اور تہائی مال کی ایک شخص کے واسطے وصیت کی اور اُسکو دیدیا گیا پھر دو شخصون نے یہ گواہی دی کہ میت نے اس وصیت سے رجوع کر لیا تھا پس وہ مال وارثون کو دلایا گیا پھر انھین دونون گواہون نے گواہی دی کہ میت نے دوسرے شخص کے واسطے یہ وصیت کی تھی پس اُسکو دلا دیا گیا پھر دونون گواہون سے رجوع کیا تو تہائی مال کے دو مرتبہ ضامن ہونگے ایک بار وارثون کو ڈانڈ دینگے اور ایک مرتبہ پہلے موصی لہ کو ڈانڈ بھرینگے اور اگر وصیت اول سے رجوع کرنے کی اور دوسرے کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی دی اور بعد حکم قاضی کے رجوع کیا یا فقط پہلی وصیت سے رجوع کرنے کی گواہی دی اور ہنوز اسکا حکم نہوا تھا کہ دوسرے کے واسطے تہائی کی وصیت کی گواہی دی اور یہ صورت مسئلہ واقع ہوئی تو صرف پہلے موصی لہ کو ڈانڈ دینگے نہ وارثون کو اور اگر معًا رجوع وصیت کی گواہی دی اور حکم ہوگیا پھر دوسری وصیت کی گواہی سے رجوع کیا اور پہلے کی وصیت سے رجوع کرنے کی گواہی سے رجوع

نہ کیا تو اُنسے دریافت کیا جائیگا کہ رجوع وصیت کی گواہی سے رجوع کرتے ہو یا نہین پس اگر سکوت کیا یا گواہی رجوع پر ثابت رہے تو ایک تہائی وارث کو دینگے پھر اگر پہلے وصیت کی گواہی سے رجوع کرنے کی گواہی سے بھی رجوع کیا تو دوبارہ ایک تہائی پہلے موصی لہ کو ڈانڈ دینگے اور اگر وقت دریافت کرنے کے اُنھون نے بیان کیا کہ پہلے رجوع کی گواہی سے بھی ہم نے رجوع کیا تو صرف ایک تہائی مال موصی لہ کو دینگے نہ وارث کو اور اگر پہلے فقط وصیت سے رجوع کرنے کی گواہی سے رجوع کیا اور دوسرے کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی سے رجوع نہ کیا تو پہلے موصی لہ کو تہائی مال کے آدھے کی ضمان دینگے پھر اگر دوسرے کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی سے بھی رجوع کیا تو باقی مال بھی پہلے موصی لہ کو دینگے یہ کافی مین لکھا ہے۔ ایک شخص تین غلام مساوی قیمت کے چھوڑ کر مر گیا پس دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ اُسنے اس غلام کی قیمت زید کے واسطے وصیت کی ہے اور حکم ہو گیا پھر دوسرے دو گواہون نے اس وصیت سے رجوع کرنے اور دوسرے غلام کی عمرو کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی دی اور حکم ہو گیا اور پہلا غلام وارثون کو واپس دلایا گیا۔ پھر دو گواہون نے وصیت ثانی سے رجوع کرنے کی اور تیسرے غلام کی بکر کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی دی اور یہ حکم ہو گیا پھر سبھون نے رجوع کیا تو پہلے کے گواہون پر کسی کو ضمان دینا لازم نہین ہے۔ اور دوسرے کے گواہ آدھی قیمت پہلے کو دینگے اور دوسرے کو تیسرے کے گواہ غلام کی قیمت ڈانڈ دینگے اور وارث کسی سے ضمان نہین لے سکتا ہے اور اگر سبھون نے ایکبارگی گواہی دی اور ایکبارگی تعدیل ہوئی اور تیسرے کے واسطے حکم دیا گیا پھر سبھون نے رجوع کیا تو تیسرے کے گواہ وارثون کو ضمان دیوین اور پہلے اور دوسرے کے گواہون پر کچھ ڈانڈ نہین ہے پس اگر دوسرے نے تیسرے کے گواہون سے ضمان لینی چاہی تو وصیت کے گواہ اُنپر قائم کر کے لے سکتا ہے پھر گواہ وارثون سے واپس لینگے پھر اگر پہلے نے دوسرے کے گواہون سے ضمان لینا چاہی تو دوسرے کے گواہون پر گواہ وصیت قائم کر کے لے سکتا اور غلام کی نصف قیمت کا حکم اُنپر کیا جائیگا کہ اول کو ادا کرین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر اُسنے دو غلام چھوڑے کہ ہر ایک کی قیمت ایک ہزار درم ہے اور اُسکا تہائی مال ایک ہزار درم ہے پس ہر فریق گواہ نے ایک غلام کی ایک شخص کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی دی اور ہر ایک کے واسطے آدھے غلام کا حکم ہو گیا اور دونون فریق گواہون نے رجوع کیا تو وارث کے واسطے اُنپر ڈانڈ نہوگی اور ہر فریق دوسرے موصی لہ کو غلام کی نصف قیمت ادا کریگا اور اگر دونون غلام میت کے تہائی مال سے نکلتے ہون تو ہر فریق وارث کو اُس غلام کی قیمت دیگا جس کی نسبت اُسنے گواہی ادا کی ہے اور اگر اُسکا تہائی مال ڈیڑھ ہزار ہووے اور ہر ایک کے واسطے تین چوتھائی غلام کا حکم دیا گیا پس اگر رجوع کیا تو ہر فریق پانچسو درم وارثون کو تاوان دینگے اور ہر فریق دوسرے موصی لہ کو ڈھائی سو درم چوتھائی قیمت غلام کی ڈانڈ دینگے اور اگر تہائی مال دو ہزار درم ہو اور قیمت ایک غلام کی دو ہزار درم ہو اور دوسرے کی ایک ہزار درم ہو تو ہر ایک کے واسطے اُسکے غلام کی دو تہائی کا حکم دیا جائیگا پس اگر رجوع کیا تو دو ہزار والا فریق ایک ہزار وارثون کو اور تہائی ہزار دوسرے موصی لہ کو ڈانڈ دیگا اور ہزار والا فریق دو تہائی ہزار کی دو ہزار والے موصی لہ کو دیگا اور وارثون کی ضمانت اُسپر نہین ہے اور اگر ہر ایک غلام ہزار کی قیمت کا ہے اور تہائی مال ہزار درم ہے اور دوسرے فریق نے یہ گواہی دی کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کر کے دوسرے کو وصیت کی ہے تو بعد رجوع کے پہلے موصی لہ کو اُسکے غلام کی قیمت کی ضمان دینگے اور وارثون کا کچھ حق پہلے یا دوسرے

فریق پر نہین ہی اور اگر دونون غلام تہائی مال سے نکلے اور تہائی مال دو ہزار درم ہی تو دوسرے کے گواہ پہلے کو اُسکے غلام کی قیمت اور وارثون کو دوسرے کی قیمت ڈانڈ دینگے اور اگر تہائی مال ڈیڑھ ہزار ہو تو دوسرے کے گواہ پہلے کو اُسکے غلام کی قیمت اور وارثون کو دوسرے کی آدھی قیمت کی ڈانڈ دینگے یہ کافی مین لکھا ہی اگر یہ گواہی دی کہ میت نے اپنے ترکہ مین سے اس شخص کے واسطے وصیت کی تھی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونون نے رجوع کیا پس اگر وصی نے اُسمین سے کچھ تلف کیا تو دونون گواہون پر کچھ ضمان نہین ہی صرف ضمان وصی پر ہوگی

کذا فی الحاوی

نوان باب حدود اور جرمون کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان مین - اگر دو گواہون نے ایک شخص پر ہزار درم معین کی چوری کی گواہی دی اور اُسکا ہاتھ کاٹا گیا پھر دونون نے رجوع کیا تو اُسکے ہاتھ کی دیت اپنے مال سے دیوین اور دونون پر قصاص ہمارے نزدیک نہین ہوگا اور ہزار کی ضمان بھی دین کیونکہ مشہود علیہ کا مال ضمان کیا ہی اسی طرح نفس یا مادون النفس مین ہر جگہہ یہی حکم ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی اور اگر اُسپر دو چوریون کی گواہی دی اور اُسکا ہاتھ کاٹا گیا پھر ایک گواہی سے رجوع کیا تو اُنپر ضمان نہین آتی ہی یہ عتابیہ مین لکھا ہی - چار آدمیون نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی اور دو گواہون نے اُسکے محصن ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے گواہیان قبول کرکے اُسکے رجم کرنیکا حکم دیا پھر سبھون نے رجوع کیا تو زنا کے گواہ دیت کی ضمان دینگے اور ہمارے علماء ثلثہ کے نزدیک اُنکو حد قذف ماری جائیگی اور محصن ہونے کے گواہون پر ضمان نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر چار گواہون نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی اور وہ محصن نہین ہی پس امام رہ نے اُسکو درّے مارے اور وہ زخمی ہوا پھر گواہون نے رجوع کیا تو امام اعظم رہ کے نزدیک اُنپر زخمون کی ضمانت نہوگی اور صاحبین کے نزدیک اُنمین خلاف ہی اور اگر درّون سے وہ زخمی نہین ہوا تو بالاتفاق اُنپر ضمان نہوگی اور ایسا ہی اختلاف حد قذف اور حد شراب خواری اور تعزیر مین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی اگر حکم سے پہلے ایک گواہ نے رجوع کیا تو سبکو حد ماری جاویگی اور اگر بعد حکم ہونے کے قبل اسکے کہ حد ماری جاوے ایک گواہ نے رجوع کیا تو امام محمد رہ کے نزدیک اُسی کو حد ماری جاویگی اور امام محمد رہ و امام ابو یوسف رہ کے نزدیک سب کو حد ماری جاویگی اور اگر بعد حد مارے جانے کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو خاص اُسی کو حد ماری جائیگی یہ حاوی مین لکھا ہی - اگر چار آدمیون نے ایک شخص پر زنا کرنے و محصن ہونے کی گواہی دی پس قاضی نے اُسکے رجم کرنیکا حکم کیا پھر گواہون نے رجوع کیا اور وہ شخص زندہ تھا مگر پتھرون نے اُسکو زخمی کردیا تھا تو قاضی اُس سے حد دفع کریگا اور گواہ اُسکے زخمون کی دیت کے ضامن ہونگے یہ مبسوط مین لکھا ہی - اگر دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اُسنے اپنا غلام آزاد کیا ہی اور اس غلام پر چار آدمیون نے زنا کرنے اور محصن ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے گواہیان قبول کرکے اُسکو آزاد کرکے رجم کیا پھر گواہون نے رجوع کیا تو آزادی کے گواہون پر مالک کو اُسکی قیمت دینی پڑیگی اور زنا کے گواہون پر دیت لازم ہوگی پس اگر غلام کا کوئی وارث عصبات مین سے نہو تو یہ دیت مالک کو ملیگی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر چارون گواہون مین سے ایک گواہ آزادی کا ہو تو دیت کے حصہ کے ساتھ قیمت کا حصہ بھی دینا اُسکو پڑیگا یہ حاوی مین لکھا ہی اگر چار شخصون نے آزادی اور زنا اور محصن ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر آزادی سے رجوع کیا تو قیمت کے ضامن ہونگے اور اگر دو گواہون نے آزادی سے اور دو گواہون نے زنا سے رجوع کیا تو آزادی سے رجوع کرنے والون پر کچھ نہین اور زنا

[illegible]

سے رجوع کرنے والون پر آدھی دیت اور حد قذف لازم آویگی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر گواہون نے اپنے مورث پر یعنی باپ یا بھائی یا چچا وغیرہ پر زنا کی گواہی دی اور وہ محصن ہی تو وہ رجم کیا جاویگا اور اس تہمت کی وجہ سے اسنے جلدی سے میراث لینے کے واسطے یہ گواہی دی ہو معتبر نہوگی پس اگر وہ رجم کیا گیا اور یہ لوگ اُسکے مقتل مین نہ پہنچے پھر ایک نے رجوع کیا تو چوتھائی دیت ادا کرے اور وارث ہوگا اور اگر مقتل مین پہونچے اور ایک نے رجوع کیا اور رجوع مین دوسرون نے اُسکی تکذیب کی تو ڈانڈ نہ دیگا اور وارث ہوگا اور اگر یہ کہا کہ تو نے جھوٹی گواہی دی کیونکہ تو نے اُسکے زنا کرنے کو نہین دیکھا تھا اور ہم نے دیکھا تھا تو اُسکی چوتھائی دیت ڈانڈ دیگا اور وارث ہوگا اور اگر سب نے اُسکی گواہی کی تکذیب کی اور رجوع کرنے مین اُسکی تصدیق کی تو مقتول مرجوم کی دیت سب ادا کرین اور سب کو حد قذف ماری جائیگی اور میراث سے محروم رہینگے اور جو کوئی اُسکا قریب تر رشتہ دار ہوگا اُسکو میراث دلائی جائیگی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر قصاص کی گواہی دی پھر بعد قتل کر دینے کے رجوع کیا تو دیت کے ضامن ہونگے اور اُنسے قصاص نہ لیا جائیگا یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر یہ گواہی دی کہ اُسنے فلان کو خطا سے قتل کیا ہی پھر رجوع کیا تو اپنے مال سے دیت ادا کرین اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ اُسنے خطا سے فلان کا ہاتھ کاٹ ڈالا ہی اور قاضی نے حکم دیا پھر رجوع کیا تو ہاتھ کی دیت کے ضامن ہونگے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ تین آدمیون نے عمداً قتل کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے ولی کو قصاص لینے کا حکم دیدیا اور اُسنے ضرب سے اُسکا ہاتھ کاٹا پھر ایک نے رجوع کیا تو قصاص کا حکم بحالہ باقی رہیگا پھر اگر ولی نے قتل کیا اور دوسرے نے رجوع کیا تو ولی پر ضمان نہ آویگی اور پہلا رجوع کرنے والا ہاتھ کی چوتھائی دیت اپنے مال سے اسطرح ادا کرے کہ دو تہائی پہلے سال مین اور ایک تہائی دوسرے سال مین اور دوسرا رجوع کرنے والا جان کی آدھی دیت اپنے مال سے تین سال مین ادا کرے ہر سال مین تہائی دیت دیوے پھر اگر اسکے ساتھ تیسرے نے بھی رجوع کیا تو وہ باقی نصف دیت تین سال مین ہر سال ایک تہائی دیت ادا کرے اور پہلا راجع چوتھائی دیت دست سے تہائی تک کی زیادتی ادا کرے پس اگر تیسرا گواہ غلام نکلا تو کامل دیت ہاتھ کی پہلے اور دوسرے پر لازم ہوگی اور جان کی دیت ولی کی مددگار برادری پر تین سال مین واجب ہوگی۔ تین آدمیون نے عمداً قتل کرنے کی گواہی دی اور حکم کے بعد ولی نے قاتل کا ایک ہاتھ قطع کیا پھر ایک گواہ نے رجوع کیا اور ولی نے اُسکا پانون کاٹ دیا پھر دوسرے گواہ نے رجوع کیا تو عامہ روایات کے موافق قصاص باطل ہوگیا۔ پس اگر دونون زخمون سے اچھا ہوگیا تو پہلے پر چوتھائی دیت اور دوسرے پر چوتھائی دیت اور آدھا جرمانہ پانون کا واجب ہوگا پس اگر تیسرا گواہ غلام ہو تو پانون کی دیت ولی پر ہوگی۔ اور اگر دونون زخمون سے مرگیا اور تیسرا گواہ غلام ہی تو دونون پر آدھی دیت اور آدھی ولی کی مددگار برادری پر ہوگی۔ پس اگر تیسرے نے رجوع کیا اور اُسکا غلام ہونا معلوم ہوا پس اگر دونون زخمون سے اچھا ہوگیا تو ہاتھ کی دیت سب پر تین حصہ ہوکر برابر تقسیم ہوگی اور پانون کی دیت دوسرے اور تیسرے پر دو حصہ کرکے تقسیم ہوگی اور اگر مرگیا تو دیت سب پر تین حصہ ہوکر تقسیم ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرے ولی کا ہاتھ خطا سے کاٹ ڈالا ہی اور وہ اس زخم سے مرگیا اور گواہ لایا جنھون نے گواہی دی کہ اسنے اسکے ولی کا ہاتھ خطا سے کاٹ ڈالا ہی اور اس زخم سے مرجانے کی گواہی نہین دی اور وہ دوسرے دو گواہ لایا کہ انھون نے ہاتھ کے زخم سے مرجانے کی گواہی دی اور ہاتھ کاٹنے کی گواہی نہین دی پس قاضی نے اُسکی مددگار برادری پر دیت دینے کا حکم کیا پھر ہاتھ کاٹنے کے گواہون نے ہی خاصکر

رجوع کیا تو پوری دیت کے ضامن ہونگے پھر اگر موت کے گواہون نے رجوع کیا تو ہاتھ کاٹنے کے گواہ اُن سے واپس لینگے اسی طرح اگر ایک شخص نے یہ دعوی کیا کہ اسنے جوڑ پر سے میری اُنگلی کاٹ دی خطا سے اور میرا ہاتھ شل ہو گیا اور مدعی علیہ نے اس سے انکار کیا پس مدعی دو گواہ اس امر کے لایا کہ اسنے اُنگلی کاٹی مگر شل ہو جانے کی گواہی نہ دی پھر دو گواہ لایا کہ انھون اُنگلی کٹنے سے شل ہونے کی گواہی دی پس قاضی نے اُنگلی کاٹنے والے کی مددگار برادری پر ہاتھ کی دیت دینے کا حکم کیا پھر اُنگلی کاٹنے کے گواہون نے رجوع کیا تو وہ تمام جرمانہ کے ضامن ہونگے پھر اگر شل ہونے کے گواہون نے رجوع کیا تو پہلے گواہ ان گواہون سے تمام جرمانہ واپس لینگے سوائے ایک اُنگلی کے جرمانہ کے کہ وہ خاصۃً انھین پر رہیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی گواہون نے یہ گواہی دی کہ اس شخص کے غلام نے خطا سے ایک شخص کو قتل کیا ہی اور دوسرے دو گواہون نے اس غلام کے آزاد کردینے کی گواہی دی خواہ دونون گواہیان معاً گذرین یا قتل کی پہلے گذری اور حکم معاً ہوا یا قتل کا پہلے ہوا پھر گواہون نے رجوع کیا تو قتل کے گواہ اسکی ہزار درم قیمت کے ضامن ہونگے اور آزادی کے گواہ دس ہزار درم قیمت کے اور نو ہزار دیت کی ضمان دینگے پس اگر پہلے آزادی کے گواہ گذرے اور حکم ہو گیا پھر دوسرے گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسنے آزاد ہونے سے پہلے قتل کیا ہی اور مالک اُسکو جانتا ہی پھر گواہون نے رجوع کیا تو آزادی کے گواہ اُسکی قیمت کے ضامن ہونگے اور قتل کے گواہ دس ہزار کے ضامن ہونگے کذا فی الکافی۔ اگر عتق معلق کی گواہی دی مثلاً یون کہا کہ اسکے غلام نے زید کے ولی کو کل سے پہلے قتل کیا ہی اور دوسرون نے گواہی دی کہ اس شخص نے کل کہا تھا کہ اگر میرا غلام گھر مین داخل ہوا تو وہ آزاد ہی اور تیسرے فریق نے گواہی دی کہ اسکا غلام آج گھر مین داخل ہوا پس قاضی نے نے حکم دیدیا پھر گواہون نے رجوع کیا تو قسم کے گواہ جرمانہ کے ضامن ہونگے اور جرم کے گواہ ہزار درم دینگے اور گھر مین داخل ہونے کے گواہون پر کچھ ضمان نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی امام محمد رح سے املاء روایت ہی کہ دو گواہون نے مثلاً زید کے اوپر یہ گواہی دی کہ اسنے اس شخص بکر کے بیٹے کو عمداً قتل کر ڈالا ہی اور انھین دونون گواہون نے اسی زید پر یہ گواہی دی کہ اسنے عمرو کے بیٹے کو بھی عمداً قتل کیا ہی اور دونون مقتولون کے باپ مدعی ہین اور سوائے باپون کے کوئی وارث بھی نہین ہی پس قاضی نے قصاص کا حکم کیا اور اُس شخص کو دونون کے باپون نے قتل کیا پھر گواہون نے ایک بیٹے کے قتل سے رجوع کیا کہ اسکے بیٹے کو اُسنے قتل نہین کیا ہی تو آدھی دیت کے ضامن ہونگے اور اگر انھون نے گواہی سے رجوع نہ کیا بلکہ ایک بیٹا زندہ موجود ہوا تو مقتول کے ولی کو اختیار ہی کہ چاہے گواہون سے نصف دیت لیوے اور چاہے اس لڑکے کے باپ سے لیوے جو زندہ نظر آیا ہی اور اگر دونون لڑکے ایک ہی شخص کے ہون اور قاضی نے قصاص کا حکم کیا اور باپ نے دونون بیٹون کے عوض زید کو قتل کیا پھر گواہون نے ایک بیٹے کے قتل کرنے سے رجوع کیا تو دونون پر کچھ ضمان نہوگی کذا فی المحیط

دسوان باب

گواہی پر گواہی دیکر رجوع کرنے کے بیان مین۔ امام محمد رح نے اصل مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر دو گواہون نے دو گواہون کی گواہی پر گواہی دی پھر اصول و فروع دونون گواہون نے رجوع کیا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اصول پر ضمان نہین ہی صرف فروع پر ضمان ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ مشہود علیہ کو اختیار ہی چاہے اصول سے ضمان لیوے یا فروع سے کذا فی الذخیرہ پس اگر اُسنے فروع سے ضمان لی تو فروع اپنے اصول سے نہین لے سکتے ہین اور اگر اصول سے لی تو وہ فروع سے نہین لے سکتے ہین یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر فقط فروع نے رجوع کیا تو بالاتفاق

اونھین پر ضمان لازم ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر فروع گواہون نے کہا کہ اصل گواہون نے جھوٹ کہا یا گواہی مین غلط کیا تو اسطرف التفات نہ کیا جائیگا اور اگر فروع گواہون نے کہا کہ ہم نے اپنی گواہی سے رجوع کیا اور اصل گواہون نے کہا کہ ہم نے اپنی گواہی مین غلطی کی تو فروع گواہون پر ضمان لازم ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اگر فروع گواہون نے قاضی سے کہا کہ اصل گواہون نے ہمکو اپنی اس گواہی پر گواہ کیا تھا ولیکن اُن دونون نے اس گواہی سے رجوع کیا ہی یا یون بیان کیا کہ ان دونون نے ہمکو اس امر کی خبر دی تھی کہ ہم نے اپنی اس گواہی سے رجوع کیا تو فروع پر کچھ ضمان نہوگی یہ شرح ادب القاضی مین ہی - اور اگر اصول نے رجوع کیا اور کہا کہ ہم نے فروع کو اپنی گواہی پر گواہ نہین کیا تھا تو بالاجماع اصول پر ضمان نہوگی اور اگر یہ کہا کہ ہم نے انکو غلطی سے گواہ کیا تھا یا ہم نے اس سے رجوع کیا تو بھی امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہی جواب ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اس صورت مین ضامن ہونگے یہ عنایہ مین لکھا ہی - اگر چار شخصون کی گواہی پر دو شخصون نے گواہی دی اور دو گواہون نے دو گواہون کی گواہی پر گواہی دی اور حق ایک ہی ہی اور حکم ہوگیا پھر سب نے رجوع کیا تو چار کے گواہون پر دو تہائی اور دو کے گواہون پر ایک تہائی امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے قول پر واجب ہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ دونون فریق آدھے آدھے کے ضامن ہونگے یہ مبسوط مین ہی اور اگر یہ صورت ہو کہ دو گواہون نے دو شخصون کی گواہی پر اور چار گواہون نے دو گواہون کی گواہی پر گواہی دی اور قاضی نے حکم دیدیا تو بالاجماع بعد رجوع کرنے کے دونون فریق پر نصف نصف ضمان ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر دو گواہون نے دو گواہون کی گواہی پر ایک شخص پر ہزار درم کی گواہی دی اور دوسرے دو گواہون نے ایک گواہ کی گواہی پر بعینہ انھین ہزار کی گواہی دی اور قاضی نے دونون گواہیون پر حکم دیدیا پھر پہلے فریق کے ایک گواہ نے اور دوسرے فریق کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو پہلے والے پر ایک چوتھائی اور دوسرے والے پر ایک آٹھوان حصہ ضمان لازم ہوگی اور اگر فقط پہلے والے ایک نے رجوع کیا تو اسپر ایک چوتھائی ضمان ہوگی اور اگر ایک پہلے والے کے ساتھ دونون دوسرون نے رجوع کیا تو چوتھائی مال پہلے والے پر اور ایک چوتھائی دوسرے دونون پر لازم ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور اگر ہر فریق نے دو دو گواہون کی گواہی پر گواہی دی پھر ایک نے پہلے فریق سے اور ایک نے دوسرے فریق سے رجوع کیا تو جامع مین لکھا ہی کہ ایک چوتھائی اور نصف کے ضامن ہونگے اور مبسوط مین صرف نصف لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ مبسوط مین حکم قیاسی مذکور ہی اور جامع مین حکم استحسانی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر تعدیل کرنے والون نے تعدیل سے رجوع کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک ضامن ہونگے اور صاحبین نے کہا کہ اُنپر ضمان نہین ہی اور امام اعظم رح کا قول صحیح ہی

كذا في المضمرات

گیارھوان باب متفرقات کے بیان مین - اگر ایک عورت نے اپنے شوہر پر یہ دعوی کیا کہ اسنے میرے نفقہ کے عوض دس درم ماہواری پر صلح کی ہی اور شوہر نے کہا کہ مین نے پانچ درم پر صلح کی ہی پس دو گواہون نے دس درم پر صلح کی گواہی دی اور قاضی نے حکم کردیا پھر دونون نے رجوع کیا پس اگر ایسی عورت کا نفقۃ المثل دس درم یا اس سے زیادہ ہوا کرتا ہی تو اُنپر ضمان نہوگی اور اگر کم ہوتا ہی تو گذشتہ مہینون سے بقدر زیادتی کے شوہر کو ضمان دینگے یہ مبسوط مین لکھا ہی اور اگر قاضی نے شوہر پر عورت کا نفقہ کسی قدر ماہواری مقرر کیا اور اسپر ایک سال گذر گیا پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ مرد نے اسکو نفقہ سب ادا کردیا ہی اور قاضی نے اس گواہی کو جائز رکھا پھر دونون نے رجوع کیا تو

عورت کو اس نفقہ کی ضمان دینگے اور ایسا ہی حکم والد اور ہر ذی رحم محرم کا ہے جسکے لیے قاضی نے کچھ نفقہ مقرر کر دیا ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اگر کسی نے اپنی عورت کو قبل دخول کے طلاق دی اور اسکا مہر نہین ٹھہرا تھا پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ شوہر نے متعہ کے عوض اپنے غلام دینے پر صلح کر کے غلام عورت کو دیدیا اور اسنے قبضہ کر لیا ہے اور عورت اس سے انکار کرتی ہے پس قاضی نے اسپر حکم دیدیا پھر گواہون نے رجوع کیا تو عورت کو مال متعہ کی قیمت دینگے نہ غلام کی قیمت بخلاف اسکے اگر غلام دینے پر صلح کرنے کی گواہی دی اور قبضہ کی گواہی نہ دی اور قاضی نے عورت کو غلام پر قبضہ کرنے کا حکم دیا پھر دونون نے گواہی سے رجوع کیا تو عورت کو غلام کی قیمت ڈانڈ دینگے یہ محیط مین لکھا ہے اگر یہ گواہی دی کہ اسنے عمداً خون کرنے سے ہزار درم پر صلح کر لی ہے پھر رجوع کیا تو ضامن نہونگے خواہ مدعی و مدعا علیہ مین سے کوئی منکر ہو اور اگر بیس ہزار درم پر صلح کرنے کی گواہی دی اور قاتل انکار کرتا ہے پھر گواہون نے رجوع کیا تو دیت سے زیادہ کے ضامن ہونگے اور ہر جگہ مادون النفس مین بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے اگر دو گواہون نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اپنے خطا کے خون سے یا خطاء یا عمداً زخم سے کہ جسمین جرمانہ واجب ہوتا ہے قاتل کو یا جارح کو معاف کیا ہے اور قاضی نے گواہی قبول کر لی پھر دونون نے رجوع کیا تو دیت کے یا زخم کے جرمانہ کے ضامن ہونگے اور دیت تین برس مین ادا کرنی واجب ہوگی اور زخم کا جرمانہ اگر پانچ سو درم سے تہائی دیت تک ہو تو ایک سال مین اور اس سے زیادہ دو تہائی تک دوسرے سال مین واجب الادا ہے اور اگر جرمانہ پانچسو درم سے کم ہو تو فی الحال ادا کرینگے اور اگر دیت ایسی ہو کہ فی الحال واجب ہوتی اور اسنے نہ وصول کی یہانتک کہ دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسنے معاف کر دیا ہے اور بری کر دینے کا حکم ہو گیا پھر دونون نے رجوع کیا تو فی الحال ضامن ہونگے یہ حاوی مین لکھا ہے دو گواہون نے مال کی گواہی دی پس قاضی نے مدعی و مدعا علیہ کو صلح کے واسطے طلب کیا اور فہمائش کی کہ صلح کر لین پس کسی قدر اس مال پر صلح کر لی پھر ایک گواہ نے رجوع کیا تو کچھ ضمان نہ دیگا یہ قنیہ مین لکھا ہے۔ اور اگر دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ یہ اس مدعی کا غلام ہے اور قاضی نے حکم دیدیا پھر مدعی نے کسی قدر مال پر اسکو آزاد کر دیا پھر دونون نے گواہی سے رجوع کیا تو مشہود علیہ کے واسطے کچھ ضمان نہ دینگے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ دو گواہون نے کسی غلام کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے یہ گواہی دی کہ یہ غلام اس مدعی کا ہے اور قاضی نے یہ حکم دیدیا پھر مشہود علیہ نے وہ غلام مشہود لہ سے سو دینار کو خریدا پھر گواہون نے رجوع کیا پس اگر مشہود علیہ نے یہ تصدیق نہین کی تھی کہ انکی گواہی حق ہے تو گواہون سے سو دینار وصول کر لیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر دو گواہون نے ایک غلام کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے یہ گواہی دی کہ یہ اس مدعی کا ہے اور قاضی نے ڈگری کر دی اور قابض اس سے انکار کرتا ہے پھر دونون نے گواہی سے رجوع کیا اور قاضی نے انپر قیمت کی ضمان واجب کی پس ہنوز انھون نے قیمت ادا کر دی تھی یا نہین ادا کی تھی کہ مشہود لہ نے وہ غلام مشہود علیہ کو ہبہ کر دیا اور اسنے قبضہ کر لیا تو گواہ ضمانت سے بری ہو جاینگے اور اگر انھون نے قیمت ادا کر دی ہو تو واپس لینگے پھر اگر ہبہ کرنے والے نے ہبہ پھیر لیا اور غلام پر قبضہ کر لیا تو مشہود علیہ ڈانڈ کا مال گواہون سے واپس لیگا۔ اور اگر مشہود لہ مر گیا اور مشہود علیہ نے وہ غلام وراثت مین پایا تو گواہ اس سے وہ مال قیمت جو انھون نے ڈانڈ دیا ہے واپس لینگے کذا فی الحاوی اسی طرح اگر کسی دین یا عین کی گواہی دی اور مشہود لہ کے واسطے حکم ہو گیا پھر گواہون نے رجوع کیا پھر مشہود لہ مر گیا اور مشہود علیہ نے وراثت مین وہ چیز حاصل کی تو گواہ ضمانت

ف [illegible]

سے بری ہو گئے کذا فی المحیط اسی طرح اگر غلام قتل کیا گیا اور مشہود لہ نے اُسکی قیمت وصول کی اور مشہود علیہ نے اس سے میراث مین یہ قیمت پائی اُسکے مثل حاصل کی تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر مشہود علیہ کے ساتھ دوسرا وارث ہو مگر جسقدر مشہود علیہ کو میراث ملی ہے اُسمین قیمت غلام کی وفا ہو تو بھی ضمان ساقط ہو گی یہ حاوی مین لکھا ہے نوادر عیسیٰ بن ابان مین ہے کہ ایک شخص نے ایک باندی کا جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے اور ایک اُس باندی کی لڑکی کا دعوی کیا کہ یہ دونون میری باندیان ہین اور قابض نے اس سے انکار کیا کہ یہ باندی مدعی کی ہے یا یہ لڑکی اس باندی کی ہے پھر مدعی دو گواہ لایا کہ یہ باندی مدعی کی ہے اور دوسرے دو گواہ لایا کہ یہ لڑکی اسی باندی کی ہے پس قاضی نے وہ باندی اور اُسکی لڑکی مدعی کو دلا دی پھر باندی کے گواہون نے رجوع کیا تو قاضی اُنسے باندی اور اُسکی لڑکی کی قیمت ڈانڈ دلوائیگا جیسا کہ ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام تاجر کثیر المال ہے وہ غلام مر گیا اور اُسنے مال کثیر چھوڑا پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ غلام میرا تھا اور تمام مال لینے کا قصد کیا اور قابض نے انکار کیا کہ یہ غلام مدعی کا نہین ہے اور نہ یہ مال غلام کا ہے پس مدعی نے دو گواہ سنائے کہ یہ غلام مدعی کا ہے اُسنے قابض کے پاس ودیعت رکھا تھا اور بہت سے گواہ اس امر کے لایا کہ یہ مال اسی غلام کا ہے پس قاضی نے غلام اور مال کا حکم مدعی کے واسطے دیدیا پھر غلام کے گواہون نے یعنی جنھون نے غلام مدعی کی ملک ہونے کی گواہی دی تھی رجوع کیا تو وہ لوگ اس مال کے بھی جو غلام کا تھا ضامن ہونگے۔ پھر اگر اُن گواہون نے جنھون نے لڑکی کو باندی کی بیٹی ہونے کی گواہی دی تھی رجوع کیا تو باندی کے گواہ اُنسے بچہ کی قیمت ڈانڈ لینگے۔ منتقی مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے ایک باندی کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے اپنی ملک ہونیکا دعوی کیا اور قاضی نے وہ باندی اُسکو دلا دی اور باندی کی ایک لڑکی مدعا علیہ کے پاس تھی کہ اُسکا حال قاضی کو معلوم نہ تھا پھر مدعی نے اس امر کے گواہ سنائے کہ یہ باندی کی بیٹی ہے تو قاضی اُسکو بھی دلا دیگا پھر اگر اسکے بعد باندی کے گواہون نے رجوع کیا تو وہ لوگ باندی اور اُسکی بیٹی کی قیمت کے ضامن ہونگے یہ محیط مین ہے ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہے پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ زید کا ہے اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دو گواہون نے زید پر گواہی دی کہ یہ عمرو کا ہے اور قاضی نے اُسکی ڈگری کر دی پھر دو گواہون نے عمرو پر گواہی دی کہ یہ غلام بکر کا ہے اور قاضی نے حکم دیدیا پھر سب گواہون نے رجوع کیا تو ہر فریق مشہود علیہ کو غلام کی پوری قیمت ادا کریگا یہ کافی مین لکھا ہے ایک شخص نے ہزار درم کو ایک گھر خریدا اور یہی اُسکی قیمت ہے اور ثمن ادا کر دیا پھر دو گواہون نے زید کی طرف سے یہ گواہی دی کہ چونکہ اسکا گھر اس گھر سے ملا ہوا ہے اس واسطے زید اُسکا شفیع ہے اور قاضی نے شفعہ کا حکم دیدیا پھر دونون نے رجوع کیا تو اُنپر ضمان نہو گی اور اگر مشتری نے اُسمین کچھ عمارت بنائی تھی اور قاضی نے اُسکے توڑ دینے کا حکم کیا تو وقت رجوع کرنے کی گواہ اُس عمارت کی قیمت کے ضامن ہونگے اور وہ عمارت شکستہ گواہون کی ہو گی یہ حاوی مین لکھا ہے منتقی مین ہے کہ دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اُسنے اس مدعی کے واسطے ہزار درم قرض کا کل کے روز اقرار کیا ہے اور قاضی کے حکم سے مدعی نے اُسکو وصول کر لیا پھر دونون نے رجوع کیا پھر جب قاضی نے اُنسے ضمان لینے کا ارادہ کیا تو اُنھون نے کہا کہ ہم گواہ لاتے ہین کہ مدعی علیہ نے ایک سال سے اس قرضہ کا اقرار کیا ہے تو قبول نہو گی اور گواہ ان درمون کی ضمان دینگے اور اگر ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے ایک مہینہ سے اپنا غلام آزاد کرنے کا اقرار کیا ہے اور دوسرے نے ایک سال سے آزاد کر دینے کے اقرار کی گواہی دی اور قاضی نے غلام کی آزادی کا حکم دیدیا پھر دونون نے رجوع کیا پھر جب اُنسے غلام کی قیمت کی ضمان لینا چاہی تو اُنھون نے

کہا کہ ہم اِس امر کے گواہ لاتے ہین کہ اِسنے اقرار کیا ہی کہ مین نے یہ غلام دس برس سے آزاد کر دیا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ استحساناً مقبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر دو گواہون نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اُسنے اِس شخص کو اسواسطے اپنا وکیل کیا ہی کہ زید سے میرا قرضہ وصول کرے اور زید اُسکے قرضدار ہونے کا اقرار کرتا ہی پس قاضی نے وکیل کی ڈگری کر دی اور اُسنے وصول کرکے تلف کیا پھر موکل حاضر ہوا اور اُسنے وکالت سے انکار کیا پھر گواہون نے رجوع کیا تو اُنپر ضمان نہوگی اور وکیل اُس مال کا ضامن ہوگا اسی طرح اگر ودیعت وصول کرنے یا کرایہ یا میراث وغیرہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کرنے کی گواہی دی اور یہ صورت واقع ہوئی تب بھی یہی حکم ہی یہ حاوی مین لکھا ہی اگر ایک ذمی کی طرف سے دوسرے ذمی پر دو ذمیون نے مال یا شراب یا سور کی گواہی دی اور حکم ہوگیا پھر گواہی سے رجوع کیا تو مال کے مثل کے اور سور کی قیمت کے ضامن اور شراب کی مثل کے ضامن ہونگے اور اگر دونون گواہ مسلمان ہوگئے پھر رجوع کیا تو سور کی قیمت کے ضامن ہونگے اور شراب مین اختلاف ہی امام محمد رح کے نزدیک اُسکی قیمت دینگے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک کچھ نہ دینگے اور اگر گواہ مسلمان نہوے بلکہ مشہود علیہ مسلمان ہوا تو بعد رجوع کرنے کے سور کی قیمت دینگے اور شراب کے ضامن نہونگے یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ اُسنے اپنے غلام کو یہ کہا تھا کہ اگر تو گھر مین گھسا تو تو آزاد ہی یا اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو گھر مین گھسی تو تجھپر طلاق ہی اور وہ عورت ایسی ہی کہ ہنوز اُس سے وطی نہین کی اور دوسرے دو گواہون نے شرط پائی جانے کی گواہی دی پھر حکم ہونے کے بعد گواہون نے رجوع کیا تو پہلے فریق پر ضمان لازم ہوگی یعنی غلام کی قیمت یا آدھا مہر اور وجود شرط کے گواہون پر ضمان نہوگی اور اگر فقط شرط پائی جانے کے گواہون نے رجوع کیا تو صحیح یہ ہی کہ کسی حال مین اُنسے ضمان نہ لیجائیگی اور اگر دونون گواہون نے یہ گواہی دی کہ مرد نے اپنی عورت کے ہاتھ مین طلاق دینا تفویض کیا یا غلام کے ہاتھ مین آزاد کر لینا سپرد کیا پھر دوسرے دو گواہون نے عورت کے اپنے تئین طلاق دے لینے یا غلام کے آزاد کر لینے کی گواہی دی تو یہ تفویض بھی بمنزلہ شرط کے ہی یعنی اُسکے وجود کے گواہون کا بھی یہی حکم ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر غلام کے تئین یہ حکم دیا کہ تو اپنا آزاد کرنا کسی شرط پر معلق کرلے اسکی گواہی دی اور دو مردون نے یہ گواہی دی کہ اُسنے معلق کر دیا اور تیسرے فریق نے شرط پائی جانے کی گواہی دی تو تعلیق کے گواہون پر ضمان لازم ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر دو گواہون نے کسی شخص کے محصن ہونے کی گواہی دی پھر رجوع کیا تو ضامن نہونگے یہ ہمارے نزدیک ہی کذا فی الکافی

کتاب الوکالت

اسمین چند ابواب ہین

پہلا باب وکالت کے شرعی معنی اور اُسکے رکن اور شرط و الفاظ اور حکم و صفت کے بیان مین

وکالت شرعی یہ ہی کہ کوئی آدمی کسی کو کسی تصرف معلومہ کے واسطے بجاے اپنے قائم کرے اور اگر تصرف معلوم نہو تو وکیل کو ادنی تصرف یعنی حفاظت ثابت ہوجائیگی اور مبسوط مین لکھا ہی کہ ہمارے علمانے فرمایا کہ اگر کسی نے

دوسرے کو اسطرح کہکر وکیل کیا کہ مین نے تجھے اپنے مال کا وکیل کیا تو اس لفظ سے وکیل کو صرف حفاظت کا اختیار حاصل ہوگا یہ کفایہ مین لکھا ہے۔ اور رکن وکالت کے وہ الفاظ ہین کہ جن سے وکالت ثابت ہوتی ہے مثلاً مین نے تجھے اس غلام کے فروخت کرنے یا خریدنے کا وکیل کیا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ وکیل کا وکالت قبول کرنا استحساناً وکالت کی صحت کے واسطے شرط نہین ہے ولیکن اگر وکیل نے رد کر دی تو وکالت رد ہوجائیگی ایسا ہی امام محمد رہ نے اصل مین لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ چاہے تو اسطرح فروخت کر دے اور وہ خاموش رہا اور اُسنے فروخت کیا تو جائز ہوئی اور اگر کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو باطل ہوئی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو اپنی عورت کے طلاق کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے قبول وکالت سے انکار کیا پھر طلاق دیدی تو صحیح نہین ہے اور اگر انکار نہ کیا اور نہ صراحتہ قبول کیا ولیکن طلاق دیدی تو استحساناً صحیح ہے کیونکہ دلالۃً اُسنے قبول کیا یہ محیط مین ہے اور اگر کسی شخص غائب کو وکیل کیا اور اُسکو کسی نے وکالت کی خبر دی تو وہ وکیل ہوجائیگا خواہ خبر دینے والا عادل ہو یا فاسق ہو خواہ اپنی طرف سے خبر دی ہو یا بطور ایلچی کے خبر کی ہو خواہ وکیل نے اُسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ وکالت کی شرطین چند قسم کی ہین بعضی موکل سے متعلق ہین یعنی اُسکی ذات کی طرف راجع ہین پس یہ شرط ہے کہ موکل جس فعل کے واسطے وکیل کرتا ہے اُسکے کرنے کا خود مالک ہو پس مجنون یا محض لایعقل لڑکے کی طرف سے وکیل مقرر کرنا درست نہین ہے اور عاقل لڑکے سے ان کامون مین جنھین خود تصرف نہین کر سکتا ہے وکیل کرنا بھی درست نہین ہے جیسے طلاق و عتاق و ہبہ و صدقہ وغیرہ جنمین محض ضرر ہے اور جن تصرفات مین نفع ہے جیسے ہبہ و صدقہ وغیرہ قبول کر لینا تو بلا اجازت ولی کے درست ہے اور جن چیزون مین نفع و ضرر دونون ہو سکتے ہین جیسے خرید و فروخت وغیرہ پس اگر اسکو تجارت کی اجازت ہے تو وکیل کرنا درست ہے اور اگر اجازت نہین ہے تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے یا ولی کے تجارت کی اجازت دینے پر موقوف ہے یہ بدائع مین ہے یتیم نے وکیل کیا اور وصی نے اجازت دی تو جائز ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے جو مجنون کبھی جنون مین رہتا ہے اور کبھی افاقہ ہو جاتا ہے اگر اُسنے حالت جنون مین وکیل تو صحیح نہین ہے اور اگر اُسنے افاقہ کی حالت مین وکیل کیا تو جائز ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ اُسکے افاقہ کا کوئی وقت معلوم ہو تاکہ اُسکا جنون اور افاقہ وقت سے پہچانا جاوے اور اگر ایسا نہو تو جائز نہین ہے اور مرد معتوہ مغلوب نے اگر کسی کو خرید و فروخت کے واسطے وکیل کیا تو جائز نہین ہے یہ محیط مین لکھا ہے جس غلام کو تجارت سے ممانعت ہے اسے وکیل کرنا درست نہین ہے یہ بدائع مین ہے جو امر ماذون و مکاتب کو خود کرنا جائز ہے اُسکے کرنے کے واسطے وکیل کرنا بھی جائز ہے اور غلام ماذون کو نکاح کرنے یا اپنے غلام کو مکاتب کرنیکا اختیار نہین ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے اگر ماذون غلام نے اپنے مولے کو خرید و فروخت وغیرہ کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہے اور ولی کو دوسرے کا وکیل کرنا اس امر مین جائز نہین ہے اور اگر وکیل کیا اور وکیل نے اُسکو نافذ کیا تو جائز ہے بشرطیکہ غلام پر قرضہ نہو اور اگر ہو تو جائز نہین ہے کذا فی الحاوی۔ اور غلام کو یہ اختیار نہین ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ خصومت کرنے کے لیے وکیل کرے جو اُسکی ذات کی ملکیت کا دعوے کرتا ہو یا کسی زخم کا دعوی کرتا ہے جو غلام کی طرف سے اُسکو پہونچا ہے یا اُسنے غلام کو پہونچایا ہے اور نہ ان صورتون مین صلح کے واسطے وکیل کرنا درست ہے کیونکہ ان صورتون مین مخاصم اُسکا مالک ہے اور جو چیزین ایسی ہون کہ خود غلام نے حاصل کی ہین اُنمین مخاصمت وغیرہ کے واسطے وکیل کر سکتا ہے کذا فی المبسوط ایک غلام دو شخصون مین مشترک تھا کہ ایک نے اپنا حصہ بغیر شریک کی اجازت کے مکاتب کر دیا پھر مکاتب نے خرید و فروخت و خصومت مین

کسی کے وکیل کیا گیا تو مکاتب کنندہ کے حصہ مین جائز ہی پھر اگر دوسرے نے بھی اُسکو مکاتب کر دیا تو استحساناً دونون حصون مین جائز ہی اور اگر دونون کا مکاتب ہو اور کسی معاملہ مین وکیل کیا گیا پھر ایک حصہ سے عاجز ہوا اور اس کام کو کیا تو دونون حصون مین جائز ہی کذا فی الکافی اگر دو شخصون کا مکاتب ہو اور اسکو ایک نے دوسرے سے اپنا قرضہ وصول کر لینے کے واسطے وکیل کیا یا کسی غیر سے قرضہ وصول کرنے یا دوسرے کے ہاتھ خرید و فروخت یا غیر کے ہاتھ خرید و فروخت کرنے کا وکیل کیا تو جائز ہی اسی طرح اگر اُس مکاتب کو ایک نے اپنا غلام دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنے یا غیر کے ہاتھ فروخت کرنے یا دوسرے شخص یا غیر کے اوپر نالش کرنے کا وکیل کیا تو جائز ہی اسی طرح اگر مکاتب اور اُسکے دونون مولیٰ کے درمیان خصومت ہو اور اُسنے دونون مین سے ایک کے بیٹے یا غلام یا مکاتب کو اس معاملہ مین یا خرید و فروخت مین وکیل کیا تو مثل اجنبیون کے جائز ہی کذا فی المبسوط مرتد کا وکیل کرنا موقوف رہتا ہی اگر پھر مسلمان ہو گیا تو نافذ ہوگا ورنہ اگر قتل ہوا یا مر گیا یا دار الحرب مین جا ملا تو امام اعظم رح کے نزدیک باطل ہو جاتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر مرتد دار الحرب مین جا ملا پھر مسلمان ہو کر پھر آیا پس اگر قاضی نے اُسکے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم جاری کر دیا تھا تو اُسکا وکیل وکالت سے نکل گیا اور اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے وہ آ گیا تو وکیل اپنی وکالت پر باقی رہیگا یہ حاوی مین ہی - اگر دار الحرب مین ایک مرتد نے کسی کو اپنا مال کہ جو دار الاسلام مین ہی فروخت کرنیکا وکیل کیا تو جائز نہین ہی کذا فی المبسوط و لیکن مرتدہ عورت کا اسطرح وکیل کرنا بالاجماع جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اسی طرح اگر اُس عورت نے مرتد ہونے سے پہلے وکیل کیا تو بعد مرتد ہونے کے وکالت باقی رہیگی ولیکن اگر اُسنے مرتد ہونے کی حالت مین اپنے کو نکاح کر دینے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو باطل ہی حتے کہ اگر وکیل نے مرتد ہونے کی حالت مین اُسکا نکاح کر دیا تو جائز نہوگا اور اگر نکاح نہ کیا یہانتک کہ وہ مسلمان ہوئی پھر اُسکا نکاح کیا تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر عورت نے حالت اسلام مین کسی کو نکاح کرا دینے کے واسطے وکیل کیا پھر مرتد ہو گئی پھر مسلمان ہوئی پھر اُسنے نکاح کرا دیا تو جائز نہین ہی یہ حاوی مین لکھا ہی - اور ذمی کی طرف سے وکیل کرنا مثل مسلمان کے جائز ہی کذا فی البدائع - اگر کسی ذمی نے مسلمان کو اسواسطے وکیل کیا کہ جو شراب اُسکی فلان ذمی پر قرض ہی اُسکو وصول کر لے تو مسلمان کو وصول کر لینا مکروہ ہی و با این ہمہ اگر اُسنے وصول کر لی تو قرضدار بری ہو جائیگا کذا فی الحاوی - اگر کسی ذمی نے مسلمان کو اسواسطے وکیل کیا کہ کوئی چیز بعوض شراب کے ذمی پاس رہن کر دے یا شراب کو بعوض درمون کے رہن کر دے پس اگر وکیل نے بطور ایلچی کے مرتہن کو خبر دی اور عقد رہن موکل کی طرف سے ہوا تو صحیح ہی اور اگر اپنی طرف منسوب کیا اور کہا کہ مجھے قرض دے تو جائز نہین اور رہن نہوگا یہ مبسوط مین لکھا ہی - اگر باپ نے کسی کو اپنے نابالغ لڑکے کی کوئی چیز خریدنے یا فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا یا خصومت مین وکیل کیا تو جائز ہی اور باپ کا وصی اس معاملہ مین بمنزلہ باپ کے ہی یہ محیط مین ہی - یتیم کا وصی یتیم کے معاملات مین جو کام خود کر سکتا ہی اُسمین اُسکو دوسرے کا وکیل کرنا درست ہی کذا فی السراجیہ پس اگر یتیم کے دو وصی تھے اور ہر ایک نے کسی معاملہ مین علحدہ علحدہ وکیل کیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ہر وکیل بجاے اپنے موکل کے قائم ہوگا سواے گنتی کی چند چیزون کے کہ انمین ایسا نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی - منجملہ شرطون کے بعضی وکیل کی طرف راجع ہوتی ہین پس وکیل کا عاقل ہونا شرط ہی اور اسی وجہ سے مجنون یا لڑکے ناسمجھ کا وکیل ہونا صحیح نہین ہی اور بالغ اور آزاد ہونا وکالت کے صحیح ہونے کے واسطے شرط نہین ہی پس عاقل لڑکے اور غلام کا وکیل ہونا خواہ دونون ماذون ہون یا محجور ہون صحیح ہی

١ [illegible]

٢ [illegible]

٣ [illegible]

یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی لڑکے یا غلام کو اپنا غلام مال کے عوض یا بلا مال آزاد کر دینے یا مکاتب کرنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی اگر وکیل کی عقل شراب نبیذ کی وجہ سے مختلط ہو گئی مگر وہ خریدنا اور قبضہ کرنا پہچانتا رہا تو وکیل باقی رہیگا اور اگر بنگ پینے کی وجہ سے اختلاط عقل ہو گیا تو اُسکی وکالت بمنزلہ معتوہ کے جائز نہو گی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ توکیل کا فی الجملہ علم ہونا بلا خلاف شرط ہی خواہ وکیل کو ہو یا اُس شخص کو ہو جس سے معاملہ کرنا ہی یہانتک کہ اگر ایک شخص کو اپنا غلام فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے وہ غلام کسی کے ہاتھ اپنے جاننے یا اِس شخص سے توکیل کے علم ہونے سے پہلے فروخت کیا تو بیع جائز نہو گی تاوقتیکہ موکل اِس بیع کی اجازت نہ دے یا وکیل بعد علم کے اجازت نہ دے لیکن علی الخصوص وکیل کو توکیل کا علم ہونا پس زیادات مین لکھا ہی کہ شرط ہی اور وکالت مین ہی کہ شرط نہین ہی یہ بدائع مین ہی اگر کسی شخص نے کہا کہ میرا یہ کپڑا فلان شخص کے پاس لیجا تاکہ وہ فروخت کر دے یا فلان شخص کے پاس جا تاکہ تیرے ہاتھ وہ شخص میرا کپڑا جو اُسکے پاس ہی فروخت کر دے تو یہ جائز ہی پس اگر مخاطب نے اُس شخص کو مالک کے اِس کہنے سے آگاہ کیا تو بیع جائز ہی یہ ایک ہی روایت ہی اور اگر آگاہ نہ کیا تو اسمین دو روایتین آئی ہین اور اگر کہا کہ یہ کپڑا کندی کرنے والے کے پاس لیجا تاکہ وہ کندی کر دے یا درزی کے پاس لیجا تاکہ وہ قمیص سیدے تو یہ قول اُسکا کندی کرنے والے اور درزی کو اجازت ہو پس ہر ایک اپنا کام کرنے کے بعد ضامن نہو گا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر اپنے غلام سے کہا کہ فلان شخص کے پاس جا تاکہ تجھکو آزاد کر دے یا تجھکو مکاتب کر دے پس اُس شخص نے اُسکو آزاد کیا تو جائز ہی اور فلان شخص آزاد کرنے کا وکیل ہو جائیگا خواہ اُسکو علم ہوا ہو یا نہوا ہو یہ ذخیرہ مین ہی اسی طرح اگر اپنی عورت سے کہا کہ فلان شخص کے پاس جا کہ وہ تجھکو طلاق دیدے پس فلان نے اُسکو طلاق دیدی اور جانتا نہ تھا تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی وکیل کا وکالت سے واقف ہونا وکالت کا کام کرنے کے واسطے شرط ہی یہانتک کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کو اپنا غلام فروخت کرنے یا اپنی عورت کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل جانتا نہ تھا اور اُسنے بیع کی یا طلاق دی تو دونون جائز نہین ہین ایسا ہی امام محمد رح نے جامع صغیر مین ذکر کیا ہی یہ محیط و ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی کو وکیل کیا تو جاننے سے پہلے وہ شخص وکیل نہو جائیگا اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی اگر مسلمان نے کسی حربی کو جو دار الحرب مین ہی وکیل کیا اور مسلمان دار الاسلام مین ہی تو وکالت باطل ہی اسی طرح اگر حربی نے جو دار الحرب مین ہی کسی مسلمان کو جو دار الاسلام مین ہی وکیل کیا تو باطل ہی اور اگر حربی نے کسی مسلمان یا ذمی یا حربی کو اپنے قرضہ کے تقاضی کے واسطے جو اُسکا دار الاسلام مین ہی وکیل کیا اور اسپر دو گواہ مسلمان کر دیے پس اُسکا وکیل دار الحرب سے اِس کام کے واسطے نکلا تو جائز ہی اسی طرح اگر خرید و فروخت یا ودیعت وصول کرنے یا اُسکے مانند کامون کے واسطے وکیل کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مسلمان یا ذمی نے کسی حربی کو جو امان لیکر آیا ہی خرید و فروخت یا نالش وغیرہ مین وکیل کیا تو جائز ہی اور جب وہ حربی دار الحرب مین جا ملا تو اُسکی وکالت باطل ہو گئی کذا فی الحاوی اور اگر مسلم نے مرتد کو وکیل کیا تو جائز ہی اور اگر وکیل ہونے کے وقت مسلمان ہو پھر مرتد ہو گیا تو بھی وکیل باقی ہی ولیکن اگر دار الحرب مین جا ملا تو وکالت باطل ہو گئی یہ بدائع مین لکھا ہی نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر مضارب نے کسی غلام کو جو اُسنے مال مضاربت سے خریدا تھا کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مشتری نے رب المال کو اُسپر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز نہین ہی اسی طرح اگر مشتری نے بائع کے شریک کو قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا اور وہ اُسکا مفاوض ہو یا شریک عنان کو قبضہ کا وکیل کیا

اور یہ غلام دونون کی تجارت مین سے ہو تو بھی جائز نہین ہو اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ جن لوگون کا یہ غلام بیچنا جائز ہو انکا قبضہ کے واسطے وکیل ہونا مشتری کی طرف سے جائز نہین ہو یہ محیط مین ہو اگر مستامن نے دوسرے مستامن کو کسی خصومت مین وکیل کیا اور خود دار الحرب مین چلا گیا اور وکیل یہین خصومت مین رہا پس اگر وہ وکیل حربی کی طرف سے حق کا دعوی کرتا ہو تو مقبول ہو اور اگر وہ حربی مدعا علیہ ہو تو قیاس چاہتا ہو کہ اسکے دار الحرب مین جانے سے وکالت منقطع ہو جائیگی اور اسی قیاس کو ہم لیتے ہین اور اگر مستامن نے کسی ذمی کو اپنا اسباب فروخت کرنے یا قرض کا تقاضا کرنے کے واسطے سوائے خصومت کے وکیل کیا پھر خود دار الحرب مین چلا گیا تو جائز ہو یہ مبسوط مین ہو اور منجملہ شرطون کے وہ شرطین ہین جو موکل بہ کی طرف یعنی اُس چیز کی طرف جسکے واسطے وکیل کیا ہو راجع ہوتی ہین۔ واضح ہو کہ حقوق دو قسم کے ہین ایک حق اللہ دوسرے حق العبد پھر حق اللہ کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ جسمین دعوی شرط ہو جیسے حد قذف و حد سرقہ پس اس قسم کے اثبات کی واسطے امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک وکیل کرنا جائز ہو خواہ موکل حاضر ہو یا غائب ہو اور اس قسم کے استیفاء یعنی پورا لے لینے کے واسطے وکیل کرنا بھی جائز ہو بشرطیکہ موکل حاضر ہو اور اگر غائب ہو تو جائز نہین ہو اور دوسری قسم جسمین دعوی شرط نہین ہو جیسے حد زنا اور حد شراب خواری پس اس قسم کے ثابت کرنے یا استیفا کے واسطے وکیل کرنا درست نہین ہو پھر واضح ہو کہ اختلاف صرف حد کے ثابت کرنے مین ہو اور اس مال کے ثابت کرنے مین جو چوری مین گیا ہو تو اسمین توکیل بالاجماع مقبول ہو یہ سراج الوہاج مین ہو حقوق العباد کی دو قسمین ہین ایک جسکا استیفاء باوجود شبہہ کے جائز نہین ہو جیسے قصاص تو اسکے اثبات کے واسطے وکیل کرنا امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک جائز ہو اور اسکے استیفاء کے واسطے وکیل کرنا اگر ولی حاضر ہو تو جائز ہو اور اگر غائب ہو تو جائز نہین ہو دوسری قسم وہ کہ جسکا استیفاء باوجود شبہہ کے جائز ہو جیسے قرضے و مال عین و باقی حقوق تو ان حقوق کے اثبات مین سوائے قصاص کے بمقابلہ خصم وکیل کرنا بلا خلاف جائز ہو اور تعزیرات کے اثبات و استیفاء دونون کے واسطے وکیل کرنا بالاتفاق جائز ہو اور وکیل کو اختیار ہو کہ سزائے تعزیر پوری کرلے خواہ موکل حاضر ہو یا غائب ہو یہ بدائع مین لکھا ہو۔ خرید و فروخت و اجارہ اور نکاح و طلاق و عتاق و خلع و صلح و عاریت دینے اور عاریت لینے و ہبہ و صدقہ و ودیعت رکھنے و قبض حقوق و خصومات اور تقاضائے دیون اور رہن کرنے اور رہن رکھنے ان سب کے واسطے وکیل کرنا جائز ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو مباحات مین وکیل کرنا جیسے گھاس لانا یا لکڑی یا پانی لانا یا کانون سے جواہر نکالنے کے واسطے وکیل کرنا صحیح نہین ہو پس اگر وکیل کیا اور اُسنے ان چیزون مین سے کچھ حاصل کیا تو اُسی کی ہو ایسے ہی توکیل [illegible] ہو کما فی قاضی خان۔ قرض لینے کے واسطے وکیل کرنا درست نہین ہو اور جو کچھ وکیل قرض لیگا اُسمین موکل کی ملکیت ثابت نہوگی ولیکن اگر بطور ایلچی کے اُسنے پیغام پہونچایا کہ فلان شخص نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہو اسقدر قرض مانگتا ہو تو البتہ جو قرض لیا اُسمین موکل کی ملک ثابت ہوگی اور جو کچھ قرض لیا وہ وکیل کا ہو اُسکو اختیار ہو کہ موکل کو نہ دے اور اگر تلف ہو جاوے تو وکیل کا مال گیا کذا فی الکافی شفعہ طلب کرنے اور عیب کی وجہ سے واپس کرنے اور بٹوارہ اور ہبہ مانگنے کے واسطے وکیل کرنا صحیح ہو یہ بدائع مین لکھا ہو۔ ہبہ کرنے کے وکیل کو ہبہ واپس لینے کا اختیار نہین ہو اور نہ یہ اختیار ہو کہ جسکے پاس ودیعت ہو اُسکو وصول کرے یا مستعیر سے عاریت کی چیز لے لے یا قرضدار سے قرضہ وصول کرلے یا مرتہن سے رہن کی چیز وصول کرلے اور اگر ایسی وکالت اُس شخص کی طرف سے ہو جو ان چیزون کو مالک سے چاہتا ہو مثلاً ایک شخص نے وکیل کیا کہ یہ چیز فلان شخص

[illegible]

کے پاس اُسکے قرضہ کے عوض رہن کردے یا میرے لیے عاریت مانگے یا ہبہ مانگے تو وکیل کو چاہیے کہ ان صورتون مین موکل کی طرف سے عاریت یا ہبہ وغیرہ طلب کرے کہ فلان شخص یعنی موکل تجھسے یہ چیز عاریت مانگتا ہی یا ہبہ مانگتا ہی اور اگر اُسنے اپنی طرف نسبت کرکے یون کہا کہ یہ چیز مجھے عاریت دے یا ہبہ کردے یا قرض دے تو وکیل کی ہوگی اور موکل کی ملکیت اُسمین ثابت نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی

وکالت کے الفاظ وہ ہین جو علی الاطلاق اسپر دال ہون جیسے مین نے تجھکو وکیل کیا یا خواہش کی یا پسند کیا یا راضی ہوا یا چاہا یا ارادہ کیا اور اگر یہ کہا کہ مین تجھے اپنی عورت کو طلاق دینے سے منع نہین کرتا ہون تو توکیل نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر کہا کہ موافقت کی میری عورت کے طلاق دینے مین تو یہ توکیل اور امر دونون ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کسی سے کہا کہ مین نے تجھکو اپنا غلام فروخت کرنے کی اجازت دی تو توکیل صحیح ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر کہا کہ تو میرا وکیل ہی اس قرضہ کے وصول کرنے مین تو وکیل ہوجائیگا اسی طرح تو میرا زندگی مین وصی ہی تو وکیل ہی اور یہ کہنا کہ تو میرا وصی ہی توکیل نہین ہی اور اگر کہا کہ تو میرا ہر چیز مین وکیل ہی تو فقط مال کی حفاظت کرنے مین وکیل ہوگا اور یہی صحیح ہی اور تو میرا ہر قلیل و کثیر مین وکیل ہی یہی حکم رکھتا ہی اور اگر کہا کہ تو میرا ہر چیز مین وکیل ہی تیرا حکم جائز ہی تو تمام تصرفات مالیہ مین مثل خرید و فروخت و ہبہ و صدقہ کے وکیل ہوجائیگا اور اعتاق و طلاق و وقف مین وکیل ہوجانے مین اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ انمین وکیل نہوگا مگر جبکہ سابق کلام وغیرہ اسپر دال ہو اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے لیا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر کہا کہ مین نے تجھے اپنے جمیع امور مین وکیل کیا پس وکیل نے کہا کہ مین نے تیری عورت کو طلاق دی اور تیری سب زمین وقف کردی تو اصح یہ ہی کہ جائز نہین ہی اگر وکیل نے اپنا مال موکل کی عمارت مین صرف کیا اور اُسکے عیال کو نفقہ مین دیا تو بعض نے کہا کہ وہ مال موکل سے لے سکتا ہی بشرطیکہ موکل نے اُس سے کہا ہو کہ جو تو کرے جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی کسی نے کہا کہ مین نے تجھے اپنے جمیع امور مین وکیل کیا اور بجاے اپنے قائم کیا تو یہ وکالت عامہ نہین ہی اور اگر کہا کہ اپنے تمام امور مین جنمین وکالت جائز ہی وکیل کیا تو وکالت عام ہوگی بیع و نکاح سب کو شامل ہی اور پہلی صورت مین جب عام وکالت نہوئی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اسکے امور مختلف ہین اور کوئی صناعت اسکی معروف نہین ہی تو وکالت باطل ہی اور اگر کوئی تجارت اسکی معروف ہو تو یہ وکالت اسی معاملہ مین رکھی جائیگی۔ ایک شخص کے چند غلام ہین اُسنے ایک شخص سے کہا کہ میرے غلامون کے معاملہ مین جو تو کرے جائز ہی پھر اُسنے سب کو آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز نہین ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر سلطان نے کسی شخص پر اپنی عورت کے طلاق دینے کے واسطے زبردستی کی پس اس بیچارے نے کسی سے کہا کہ تو میرا وکیل ہی پھر وکیل نے اُسکی عورت کو طلاق دیدی اور شوہر نے کہا کہ میری مراد اس سے طلاق نہ تھی تو اُسکی عورت کو طلاق ہوجائیگی بخلاف اسکے کہ اگر پہلے ہی کہا کہ مین نے تجھے وکیل کیا اور مراد میری اس سے طلاق دینا نہین ہی کذا فی المحیط۔ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو میری طرف سے وکیل ہی جو چاہے وہ کر پس عورت نے کہا کہ اگر مین تیری طرف سے وکیل ہون تو مین نے اپنے تئین تین طلاق دیکر الگ کیا پس شوہر نے کہا کہ میری مراد اس سے طلاق نہ تھی پس اگر پہلے کوئی بات ایسی نہوئی کہ جسکا یہ جواب ہوسکے تو مرد کا قول معتبر ہوگا اور اُسکی قسم پر عورت کو اُسکی تصدیق کرنی جائز ہی اور اگر پہلے کوئی ایسی بات ہوچکی ہو تو ایک طلاق رجعی پڑیگی اگر وہ عورت مدخولہ ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ ایک طلاق جب پڑیگی کہ پہلے کلام سے تین طلاق مراد نہوسکتی ہون اور یہ صاحبین کا قول ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک اگر پہلے کلام سے تین طلاق مراد نہوسکتی ہون تو کوئی طلاق نہ پڑیگی اور اگر پہلے کلام سے تین طلاق مراد ہوسکتی

ہون تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی کسی نے ایک اجنبی عورت سے کہا کہ مین تیرے شوہر سے خلع کرادون اُسنے کہا کہ توجان ۔ یا یون کہا کہ مین نے فلانے سے تیرا نکاح کرادون یا کسی سے کہا کہ تیرا اسباب فلان کے ہاتھ فروخت کردون اُسنے کہا کہ توجان تو یہ قول اجازت اور خلع اور نکاح اور بیع کی توکیل ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی کسی نے دوسرے سے کہا کہ یہ مال لے اور جو کچھ مصلحت دیکھ وہ توکر تو یہ توکیل نہین ہی اور اگر کہا کہ جو کچھ مصلحت ہو وہ کر روا ہی تو یہ توکیل ہی پس مال بضاعت دینے وغیرہ کا مختار ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے غصہ مین کہا کہ اَن کرنی کرتی ہون مرد نے کہا کہ تو کیا کرسکتی ہی عورت نے کہا کہ تیری اجازت سے کرتی ہون اور مرد نے کہا کہ اچھا کر پس عورت نے کہا کہ مین نے تین طلاق اپنے کو دین تو عورت کو طلاق نہوگی کیونکہ اس سے عرف مین طلاق مراد نہین ہوتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ ہزار درم کو ایک باندی خرید یا کہا ایک باندی خرید تو وکیل نہوگا اور اگر یون کہا کہ ایک باندی ہزار درم کو خرید اور تجھکو اس کام پر ایک درم ملیگا تو یہ وکیل ہوجائیگا اور اُسکو اجر المثل ملیگا مگر ایک درم سے زیادہ نہ ملیگا ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ جسقدر تجھپر ہی اُتنے کو میرے لیے ایک باندی خرید تو امام اعظم رح کے نزدیک توکیل صحیح نہین ہی اور اگر یون کہا کہ جسقدر میرا تجھپر ہی میرے لیے اُسکی یہ باندی یا فلان شخص کی باندی خرید تو توکیل ہی بالاتفاق اسی طرح اگر کہا کہ جو تجھپر ہی وہ فلان چیز کی بیع سلم مین دیدے تو امام اعظم رح کے نزدیک توکیل نہین ہی اور اگر کہا جو میرا مال تجھپر ہی وہ اسطرح بیع سلم مین فلان شخص کو دیدے تو بالاتفاق توکیل ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے میرا غلام فروخت نہ کیا تو میری عورت کو طلاق ہی تو یہ شخص بیع کا وکیل ہوجائیگا یہ ذخیرہ مین ہی اگر دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھکو اس کام پر مسلط کیا تو بمنزلہ اس کہنے کے ہی کہ مین نے تجھکو وکیل کیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اگر دوکانون کے مالک نے مثلاً کسی سے کہا کہ مین نے ان دوکانون کا معاملہ تیرے سپرد کیا اور اُسنے دوکانین کسی کو کرایہ پر دی تھین تو وکیل کو اجرت کے تقاضے اور وصول کرنیکا اختیار ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ مین نے اپنے قرضون کا معاملہ تیرے سپرد کیا تو بھی یہ اختیار ہی اور اگر کسی سے کہا کہ مین نے اپنے چوپاؤن اور مملوکون کا کام تیرے سپرد کیا تو وکیل کو انکی حفاظت اور چرانے اور چارہ دینے اور روٹی دینے کا اختیار ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے اپنی عورت کا معاملہ تیرے سپرد کیا تو اُسکو طلاق دینے کا اختیار ہی مگر اُسی مجلس مین فقط بخلاف اسکے اگر کہا کہ مین نے تجھے اپنی عورت کے معاملہ کا مالک کیا تو اُسی مجلس مین موقوف نہین ہی بلکہ غیر مجلس مین بھی طلاق کا مختار ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ وکالت کا حکم یہ ہی کہ جس چیز کے واسطے وکیل کیا ہی اُسمین وکیل بجاے موکل کے ہی اور اُس چیز کے حاضر لانے کے واسطے وکیل پر جبر نہین ہوسکتا ہی ولیکن اگر ودیعت دینے کے واسطے وکیل کیا مثلاً کہا کہ یہ کپڑا فلان شخص کو دینا اور وکیل نے قبول کیا پھر موکل غائب ہوگیا تو وکیل پر جبر کیا جائیگا کہ حاضر کرے یہ محیط سرخسی مین ہی اگر آزاد کرنیکا وکیل کیا اور اُسنے قبول کیا پھر آزاد کردینے سے انکار کیا تو اُسپر جبر نہ کیا جاویگا یہ حاوی مین لکھا ہی۔ وکیل کو یہ اختیار نہین ہی کہ جس امر مین وہ وکیل ہوا ہی اُسمین دوسرے کو وکیل کرے ولیکن اگر موکل نے اُسکو مطلقاً اجازت دی یا جسمین وکیل کیا ہی اُسمین اختیار دیا ہو تو اختیار ہی یہ شرح طحاوی مین ہی اگر خصومت مین کسی کو وکیل کیا اور کہا کہ جو توکرے وہ جائز ہی پھر وکیل نے دوسرے کو وکیل کیا تو جائز ہی اور دوسرا وکیل موکل کیطرف سے وکیل ہوگا نہ وکیل کی طرف سے یہانتک کہ اگر پہلا وکیل مرگیا یا موکل نے اُسے معزول کیا یا مجنون ہوگیا یا مرتد ہوکر دار الحرب مین جاملا تو دوسرا وکیل معزول نہوگا اور اگر موکل پر موت وغیرہ امور مذکورہ طاری ہوئے تو دونون معزول ہوجائینگے

اور اگر پہلے وکیل نے دوسرے کو معزول کر دیا تو جائز ہی اور اگر وکیل نے دوسرے کو وکیل کر کے کہا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہی تو دوسرے کو تیسرا وکیل کرنا جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ غلام تاجر نے اپنے مالک کو اپنے قرضے وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا تو مالک کو اختیار نہین ہی کہ دوسرے کو وکیل کرے پس اگر باوجود اُسکے مالک نے وکیل کیا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر غلام پر قرض نہین ہی تو جائز ہی اور اگر قرض ہی تو جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی صفت وکالت یہ ہی کہ وکالت عقد جائز غیر لازم ہوتا ہی کہ ہر ایک وکیل اور موکل کو ہر دون دوسرے کے چھوڑ دینے کا اختیار ہی یہ نہایہ مین ہی۔ اور وکیل کے پاس جو کچھ ہی وہ امین امانت دار ہی مثل ودیعت لینے والے کے پس جن صورتون مین ودیعت لینے والے پر ضمان ہوتی ہی امین اسپر بھی ہوگی اور جنمین بری ہوتا ہی امین بری ہوگا اور اپنے اوپر سے ضمان دفع کرنے مین اُسی کا قول لیا جائیگا۔ اگر موکل نے اُسکو مال دیا کہ اسکو فلان کو میرے قرضہ کے عوض دیدے پھر وکیل نے کہا کہ مین نے ادا کر دیا اور قرضخواہ نے اُسکی تکذیب کی تو بری الذمہ ہونے مین وکیل کا قول معتبر ہوگا اور قرضخواہ کا قول عدم قبضہ مین معتبر ہوگا پس اُسکا قرض ساقط نہوگا کذا فی البحر الرائق اور دونون پر قسم واجب نہوگی صرف قسم اُسپر ہوگی جسنے اُسکی تکذیب کی نہ اُسپر جسنے تصدیق کی پس اگر اُسنے وکیل کی تصدیق کی کہ اُسنے دیدیا تو دوسرے سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے وصول نہین پایا پس اگر اُسنے قسم کھائی تو قرضہ ساقط نہوگا اور نہ قبضہ ظاہر ہوگا اور اگر انکار کیا تو قبضہ ثابت ہوگا اور موکل کے ذمہ سے قرضہ ساقط ہوگا اور اگر موکل نے عدم قبض کی تصدیق کی تو وکیل سے بالخصوص قسم لیجائیگی کہ مین نے اُسکو دیدیا ہی پس اگر اُسنے قسم کھائی تو بری ہوگیا ورنہ ضامن ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ واضح ہو کہ تھوڑی سی جہالت باب وکالت مین برداشت کرلیجاتی ہی اور وکالت فاسد شرطین لگانے سے باطل نہین ہوتی ہی خواہ کوئی شرط ہو اور وکالت مین شرط خیار روا نہین ہوتی ہی کذا فی فتاوی قاضی خان اگر کسی نے کہا کہ تو میری عورت کے طلاق دینے کے واسطے میرا وکیل ہی اس شرط پر کہ مجھے یا عورت کو تین روز تک خیار حاصل ہی تو وکالت جائز ہوگی اور شرط باطل ہی یہ محیط مین ہی۔ وکالت کو اضافت کرنا صحیح ہی مثلاً زمان و مکان کی قید لگائی تو جائز ہی پس اگر ایک شخص نے کہا کہ اس غلام کو تو کل کے روز فروخت کردے تو آج بیچنا جائز نہین ہی اور اگر کہا کہ میرے اس غلام کو یا میری عورت کو کل کے روز آزاد یا طلاق دیدے تو وکیل آج کچھ نہین کرسکتا ہی اور اگر کہا کہ میرا غلام آج فروخت کردے یا آج میرے لیے غلام خرید دے یا میرے غلام کو آج آزاد کردے پس وکیل نے کل یہ سب کیا تو دو روایتین ہین اور مشائخ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ وکالت آج کے روز کے بعد باقی نہ رہیگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر اپنے شام کے قرضہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا تو کوفہ کا قرضہ وصول نہین کرسکتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی وکالت کو معلق کرنا صحیح ہی اگر کسی نے کہا کہ جب میرے مال کا وقت آجاوے تو تو وصول کرلے یا جب فلان شخص آوے تو تو تقاضا کر یا اگر مین نے اُسکو کوئی چیز دی تو تو اُسکے وصول کرنیکا وکیل ہی یا جب حاجی لوگ آوین تو تو میرے قرضے وصول کر تو ایسی وکالت صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور ہر عقد جسمین موکل کی طرف نسبت کرنے کی احتیاج وکیل کو نہین پڑتی ہی جیسے خرید و فروخت و اجارہ وغیرہ تو اُسکے حقوق وکیل کی طرف راجع ہوتے ہین اور ایسے حقوق مین وکیل مثل مالک کے ہوگا اور مالک مثل اجنبی کے ہوتا ہی جیسے مبیع کا سپرد کرنا یا قبضہ کرنا یا ثمن کا مطالبہ کرنا اور قبضہ کرنا اور وقت استحقاق مبیع کے ثمن کو واپس لینا وغیرہ یہ بدائع مین لکھا ہی اور موکل کو بواسطہ نیابت وکیل کے ملک پہلے ہی سے ثابت ہوجاتی ہی اور یہی صحیح ہی حتی کہ اگر وکیل نے کسی اپنے ذو رحم کو خریدا تو وہ وکیل کی طرف سے آزاد نہوجائیگا اسلیے کہ ملک موکل کی ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور حقوق اُن صورتون کے جنکی اضافت وکیل نے اپنی طرف کی ہی وکیل کی زندگی تک موکل کی طرف راجع نہ ہونگے اگرچہ وکیل غائب ہو یہ بحر الرائق مین ہی

[illegible]

وکیل بائع نے اگر کوئی چیز فروخت کی تو اسی سے سپرد کرنیکا مطالبہ کیا جائیگا جبکہ مشتری ثمن ادا کر دے اور بائع سے اسکا مطالبہ نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہو اور اگر موکل نے مشتری سے ثمن طلب کیا تو اُسکو اختیار ہو کہ انکار کرے اور اگر دیدیا تو جائز ہو اور وکیل دوبارہ اُس سے طلب نہین کرسکتا ہو یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہو۔ اور اگر مبیع استحقاق ثابت کر کے مشتری کے پاس سے لے لیگئی تو مشتری اپنا ثمن وکیل سے وصول کر لیگا اگر اُسنے وکیل کو ادا کیا ہو اور اگر موکل کو دیا ہو تو اُس سے پھیر لیگا اور اگر مشتری نے مبیع مین عیب پا کر واپس کرنا چاہا تو وکیل سے مخاصمہ کریگا اور عیب ثابت کرنے کے بعد بحکم قاضی جب اُسنے واپس کیا تو اپنا ثمن وکیل سے لیگا اگر وکیل کو دیا ہو یا اگر موکل کو دیا ہو تو اُس سے واپس لیگا۔ اسی طرح جو خرید کا وکیل ہو اُسی سے ثمن کا مطالبہ کیا جائیگا نہ موکل سے اور وہی بائع سے مبیع لیکر قبضہ کریگا نہ موکل اور جب مبیع مین استحقاق ثابت ہوا تو وہی ثمن واپس لیگا نہ موکل یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو۔ اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین ایلچی ہون اور بائع نے کہا کہ یہ وکیل ہو اور ثمن کا مطالبہ کیا تو مشتری کا قول لیا جائیگا اور گواہ لانا بائع کے ذمہ ہو ایک غلام نے کسی سے کچھ چیز خریدی بائع نے کہا کہ تجھکو تصرفات خرید و فروخت وغیرہ کی ممانعت ہو اس لیے مین تجھے مبیع نہ دونگا اور غلام نے کہا کہ مین ماذون ہون مجھے اجازت ہو تو اُسکا قول لیا جائیگا اور اگر بائع نے اس امر کے گواہ سنائے کہ غلام نے خرید کے بعد یہان مجلس مین آنے سے پہلے یہ اقرار کیا کہ مین مجحور ہون یعنی مجھے ممانعت ہو تو گواہی مقبول نہوگی ایک غلام نے دوسرے کے ہاتھ کچھ فروخت کیا پھر کہا کہ یہ جو مین نے فروخت کیا میرے مالک کا ہو اور مین مجحور ہون اور مشتری نے کہا کہ نہین بلکہ تو ماذون ہو تو مشتری کا قول لیا جائیگا جو شخص اجارہ کا وکیل ہو اُسکو اجارہ ثابت کرنے مین خصومت کرنے اور کرایہ وصول کرنے اور کرایہ کے واسطے جو شی کرایہ پر ہو روک رکھنے کا اختیار ہو اور اگر اجرت پر دینے والے نے لینے والے کو ہبہ یا بری کر دیا تو جائز ہو اگر وہ معین نہو اور اگر معین ہو تو نہین جائز ہو یہ بحر الرائق مین ہو اور ہر عقد کہ جسکی اضافت موکل کی طرف ہوتی ہو تو اُسکے حقوق موکل کی طرف رجوع کرینگے جیسے نکاح و طلاق بمال اور اعتاق بمال و خلع و صلح خون عمداً وغیرہ کے کذا فی البدائع۔ شوہر کے وکیل سے مہر کا مطالبہ نہوگا اور نہ عورت کے وکیل سے عورت کے سپرد کرنیکا مطالبہ ہوگا اور نہ عورت کا وکیل مہر پر قبضہ کرسکتا ہو اور اسی طرح کتابت کے وکیل کو کتابت کے معاوضہ پر جو غلام دیگا قبضہ کرنیکا اختیار نہین ہو اور خلع کا وکیل اگر شوہر کی طرف سے ہو تو خلع کے بدل پر قبضہ نہین کرسکتا اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو وہ بدل خلع کے عوض گرفتار نہین ہوسکتا ہو ولیکن اگر ضمانت کرے تو پکڑا جائیگا کذا فی السراج الوہاج اور یہ سب اُس صورت مین ہو کہ وکیل اہل عہدہ مین سے ہو کذا فی البدائع اگر کسی مجحور لڑکے کو کوئی اپنی چیز فروخت کرنے یا اپنے لیے خریدنے کا وکیل کیا اور اُسنے خرید و فروخت کی تو جائز ہو بشرطیکہ لڑکا سمجھدار ہو اور لڑکے پر عہدہ نہین ہو عہدہ اُسکے حکم دینے والے پر ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اور ظاہر روایت کے موافق مشتری یا بائع کسی کو خیار نہوگا خواہ اُس لڑکے کے مجحور ہونیکا علم ہو یا نہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اور اگر لڑکا ماذون ہو پس اگر فی الحال یا میعادی ثمن پر فروخت کرنیکا وکیل ہو اور اُسنے فروخت کیا تو جائز ہو اور عہدہ اُسی پر ہوگا اور اگر خریدنے کا وکیل ہو پس اگر اُدھار میعادی داموں سے خریدنیکا وکیل ہو تو قیاساً و استحساناً عہدہ اُسپر نہین ہو بلکہ موکل پر ہو یہانتک کہ بائع موکل سے ثمن طلب کریگا نہ اُس لڑکے وکیل سے اور اگر نقد داموں سے خریدنیکا وکیل ہو تو قیاساً عہدہ اُسپر نہوگا اور استحساناً ہوگا یہ ذخیرہ مین ہو اگر کسی آزاد نے کسی غلام ماذون کو اسواسطے وکیل کیا کہ

موکل کے واسطے غلام یا باندی یا کھانا وغیرہ ہزار درم نقد کو خرید دے اور یہ ہزار درم خواہ اسکو دیدے یا نہ دیوے تو غلام ماذون کا خریدنا موافق حکم موکل کے جائز ہی اور عہدہ اسی غلام ماذون پر ہی اور اگر موکل نے غلام کو ادھار خریدنیکا حکم دیا تھا اور اُسنے اُدھار خریدا تو تمام مبیع اُس غلام کی ہوگی نہ موکل کی اگر غلام ماذون نے کسی کو اپنی مقبوضہ چیز فروخت کرنے یا کچھ خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہی اور وہ غلام بمنزلہ آزاد کے ہی اور اگر مامور وکیل مرتد آدمی ہو تو اُسکی بیع جائز ہی لیکن امام کے نزدیک حکم عہدہ کا توقف رہیگا اگر وہ مسلمان ہو گیا تو اُسی پر ہوگا ورنہ موکل پر ہوگا کذا فی السراج الوہاج

فصل وکالت کے اثبات کرنے اور اُسپر گواہی دینے اور متعلقات کے بیان مین

قاضی خوارزم کی مجلس مین ایک شخص نے حاضر ہو کر کسی کو اپنے تمام حقوق خوارزم وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا پس اگر قاضی موکل کو نام و نسب سے پہچانتا ہی تو وکیل بنا دیگا پس اگر اسی حاکم کے پاس اس وکیل نے کسی کو حاضر کر کے موکل کے حق کا دعوی کیا تو قاضی گواہی پر ڈگری کر دیگا اور وکالت ثابت کرنے کی احتیاج نہوگی اور اگر قاضی موکل کو نہین پہچانتا ہی تو وکیل نہ بناویگا اور اگر موکل نے اس امر کے گواہ دینے چاہے کہ مین فلان بن فلان چغتائی ہون تو قبول نہونگے کیونکہ کوئی خصم حاضر نہین ہی اور اگر اس غرض سے گواہ سنائے کہ یہ قاضی دوسرے قاضی وشت کو یہ لکھدے کہ فلان بن فلان چغتائی نے فلان بن فلان چغتائی کو اس امر مین وکیل کیا ہی تو قبول کر کے لکھدیگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ مجھے فلان شخص نے اسواسطے وکیل کیا ہی کہ مین اُسکے تمام حقوق جو کوفہ مین ہین وصول کرون اور نالش کرون اور وکالت کے گواہ لایا اور موکل غیر حاضر ہی اور کسی ایسے شخص کو نہ لایا کہ جسپر موکل کا کچھ حق آتا ہو تو قاضی سماعت نہ کریگا اور اگر کسی مدعا علیہ منکر یا مقر کو لایا تو سماعت کر کے اُسکے وکیل ہونیکا حکم دیدیگا پھر اگر اسکے بعد کوئی دوسرا مدعا علیہ لایا تو دوبارہ وکالت کے گواہ سنانے کی ضرورت نہوگی اور اگر کسی خاص شخص کی طرف سے حق ہونیکا دعوی کر کے اُسکے وصول کرنیکا اپنے آپ کو وکیل قرار دیا تو خاص اُس شخص کا حاضر کرنا وکالت کی گواہی سنانے کے واسطے ضرور ہی اور جب اُسکے سامنے وکالت ثابت ہو گئی اور پھر دوسرا مدعا علیہ لایا تو دوبارہ گواہ سنانے کی ضرورت ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر کسی خاص شخص سے حق موکل وصول و خصومت کرنے کی وکالت کا دعوی کیا پھر اسی پر موکل کے دوسرے حق کا دعوی کیا تو دوبارہ گواہ سنانے کی ضرورت نہین ہی ہان اگر دوسرے موکل کی طرف سے وکالت کا دعوی کرے تو اُسکے گواہ سنانے ضرور ہین یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ فلان موکل نے مجھے اور اس شخص فلان بن فلان کو اس مال کے وصول کرنے کے واسطے جو اُسکا اس مدعا علیہ پر آتا ہی وکیل کیا ہی اور قرضدار نے قرض کا اقرار کیا ولیکن اُسکی وکالت سے انکار یا دونون سے انکار کیا پھر وکیل نے وکالت اور قرضہ دونون کے گواہ سنائے تو قاضی دونون وکیلون کی وکالت کا حکم دیدیگا اور اس وکیل حاضر کو بدون دوسرے وکیل کے تنہا قرضہ وصول کرنیکا اختیار نہین ہی اور جب وہ حاضر ہو تو دونون قبض کرین اور اُسکو اپنی وکالت کے ثابت کرنے کے واسطے گواہ سنانے کی ضرورت نہوگی یہ محیط مین ہی۔ وکیل نے دعوی کیا کہ مین فلان شخص کی طرف سے اس مدعا علیہ حاضر پر قرضہ کے وصول کرنیکا وکیل ہون اور وکالت اور قرضہ پر ایک ہی گواہ سنائے تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ وکالت کا حکم دیا جائیگا پھر قرضہ کے واسطے دوبارہ گواہون کو سناوے کذا فی الوجیز للکردری اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر دونون پر یکبارگی گواہ سنائے تو دونون کا حکم دیا جائیگا اور دوبارہ سنانے کی احتیاج نہین ہی اور

بہ استحسان ہو او فتوی امام اعظم رہ کے قول پر ہی جو ابراخلاطی مین لکھی ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنے کسی مال معین کے فروخت کے واسطے وکیل کیا پھر وکیل نے یہ قصد کیا کہ اپنی وکالت اس طور سے قاضی پاس ثابت کرے کہ اگر موکل انکار کرے تو اسکے انکار پر التفات نہ کیا جاوے پس اسکی چند صورتین ہین ایک یہ ہی کہ وہ مال معین کسی شخص کو دیدے پھر اُسپر دعوی کرے کہ مین فلان کی طرف سے اس مال کو وصول کر کے فروخت کرنیکا وکیل ہون اور وہ شخص کہے کہ مین تیرے وکیل ہونے کو نہین جانتا ہون پس وکیل اس امر کے گواہ سناوے تو قاضی اُس شخص کو حکم دیگا کہ اسکے سپرد کرے پس وکیل اُسکو فروخت کرے پھر اگر موکل نے انکار کیا تو التفات نہ کیا جائیگا اور دوسری صورت یہ ہی کہ کسی سے کہے کہ یہ فلان شخص کی ملک ہی مین اسکو تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہون اور جب فروخت کر دیا تو اُس سے کہے کہ اسپر قبضہ کرلے پھر مشتری کہے کہ مین تجھسے لیکر قبضہ کرونگا کیونکہ شاید مالک نے تیری وکالت سے انکار کیا اور اگر میرے پاس پیر تلف ہوجاتی ہی یا اسمین نقصان آجاتا ہی تو مجھے خواہ مخواہ ضمان دینی پڑیگی پس وکیل اس امر کے گواہ سناویگا کہ مین اسکی طرف سے فروخت کر دینے اور سپرد کر دینے کا وکیل ہون پس اسپر قبضہ کرنیکا جبر کرے۔ اور تیسری صورت یہ ہی کہ ایک شخص نے دعوی کیا کہ جو گھر تیرے قبضہ مین ہی وہ فلان شخص کی ملک ہی اور تو اسکی طرف سے فروخت کرنیکا وکیل ہی اور تو نے میرے ہاتھ فروخت کر دیا پس یہ وکیل یون کہے کہ ہان مین نے فروخت کر دیا ولیکن مین فلان کی طرف سے وکیل نہین ہون اور مجھے بیع کے واسطے وکیل نہین کیا ہی پھر خریداری کے مدعی نے اسکے وکیل بیع ہونے کے گواہ سنائے تو گواہی مقبول ہوکر اسکے وکیل بیع ہونیکا حکم دیا جائیگا یہ بحرالرائق مین لکھا ہی ایک شخص نے دوسرے کو اپنا قرضہ فلان سے وصول کرنے اور اسمین خصومت کرنیکا وکیل کیا پس وکیل نے قرضدار کو حاضر کیا اور اُسنے وکالت کا اقرار کیا مگر قرض سے انکار کیا پس وکیل نے قرضہ ہونے پر گواہ سنائے تو مقبول ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی ایک شخص نے دوسرے پر کسی غائب کا حق ہونیکا دعوی کیا اور گواہ پیش کیے کہ غائب نے مجھے اپنا حق وصول کرنے اور خصومت کرنیکا وکیل کیا ہی پس مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ موکل نے اسکو حضوری یا بلاحضوری مین وکالت سے برطرف کر دیا ہی تو یہ گواہی قبول ہوگی اور وکالت باطل ہوجائیگی اسی طرح اگر وکیل کے اس اقرار کے گواہ دیے کہ اسنے اقرار کیا ہی کہ موکل نے مجھے وکالت سے برطرف کر دیا تو بھی وکالت باطل ہوگی اسی طرح اگر یہ گواہ سنائے کہ موکل نے اقرار کیا ہی مین نے وکیل کو نہین مقرر کیا ہی تو بھی گواہی قبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر قرضدار نے مال وکیل کو دیدیا پھر قرضدار نے گواہ دیے کہ یہ وکیل نہین ہی یا اسنے اقرار کیا ہی کہ قرضخواہ نے مجھے وکیل نہین کیا ہی تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر اس امر پر اُسنے قسم لینا چاہی تو نہ لیجائیگی اور اگر اس امر کے گواہ سنائے کہ قرضخواہ نے وکالت سے انکار کر کے اپنا قرضہ مجھسے وصول کر لیا تو گواہی مقبول ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی۔ قرضہ وصول کرنے کے وکیل نے اگر قرضہ ہونے پر گواہ سنائے اور قاضی نے قرضدار پر یہ حکم دیدیا کہ وکیل کو دیدے اور وکیل نے وصول کر کے ضائع کر دیا پھر قرضدار نے یہ گواہ سنائے کہ مین نے موکل کو ادا کر دیا ہی تو وکیل سے لینے کی اُسکو کوئی راہ نہین ہی بلکہ موکل سے وصول کریگا یہ محیط مین لکھا ہی ایک شخص نے دوسرے کو ہر شخص سے خصومت کرنیکا وکیل کیا پھر وکیل نے ایک شخص کو حاضر کر کے اُسپر موکل کے کچھ مال کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے وکالت کا اقرار کیا پھر وکیل نے کہا کہ مین اپنی وکالت کے گواہ سنائے دیتا ہون تاکہ دوسرون پر حجت ہو تو قاضی سماعت کر کے اُسکو مقر اور غیر مقر سب پر وکیل قرار دیگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ تو فلان شخص کی طرف سے خصومت کا وکیل ہی اور میرا اُسپر اسقدر چاہیے ہی پس مدعا علیہ نے کہا کہ فلان شخص نے مجھے

خصومت کا وکیل نہین کیا ہی اور مدعی نے دعوی کے گواہ سنائے تو مقبول ہونگے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر دو گواہون نے کسی شخص کی وکالت کی گواہی دی اور وکیل کو نہین معلوم کہ مین وکیل ہوا ہون یا نہین اور کہا کہ مجھے گواہون نے خبر دی کہ موکل نے مجھے وکیل کیا ہی اسلئے مین طلب کرتا ہون تو یہ جائز ہی اور اگر گواہون کی گواہی پر اُسنے انکار کیا پس اگر طالب کا وکیل ہی تو اس گواہی پر حق وصول نہین کر سکتا ہی کیونکہ اُسنے اپنے گواہون کی تکذیب کی اور اگر مطلوب کا وکیل ہی پس اگر گواہون نے یہ بیان کیا کہ اسنے وکالت قبول کی تو اُسپر وکالت لازم ہوگی اور اگر گواہون نے قبول کی گواہی نہ دی تو اسکو قبول کرنے اور نہ قبول کرنیکا اختیار ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی اور اگر مطلوب غائب ہی اور طالب نے اُسکے گھر مین اپنے حق کا دعوی کیا اور مطلوب کے دو بیٹون نے یہ گواہی دی کہ مطلوب نے اس شخص کو وکیل خصومت کیا ہی اور وکیل یا طالب انکار کرتا ہی تو وکالت باطل ہو گی اور مطلوب نے اگر کسی کو مال دیدیا اور دعوی کیا کہ یہ طالب کا وکیل ہی اُسنے قبضہ کرنیکا وکیل کیا ہی پھر طالب نے اگر انکار کیا اور مطلوب کی طرف سے طالب کے دو بیٹون نے وکالت کی گواہی دی تو جائز ہی اور اگر طالب کا وکیل وکالت کا دعوی کرتا ہی اور مطلوب انکار کرتا ہی پس طالب کے دو بیٹون نے وکالت کی گواہی دی تو مقبول نہوگی خواہ وکالت خصومت ہو یا وصول قرض یا وصول شی معین ہو۔ اگر مطلوب نے قرض کی وکالت مین اقرار کیا تو اُسکو حکم کیا جائیگا کہ قرض اسکو دیدے کیونکہ خود مقر ہی اور اگر وکیل خصومت کا اقرار کیا تو جائز نہین ہی کیونکہ احتمال ہی کہ دونون مین سمجھوتا ہوگیا ہو کہ وکیل جا کر اقرار کر دے کہ موکل کا کچھ حق نہین ہی اور اگر مال معین وصول کرنے کی وکالت مین مطلوب نے اقرار کیا تو ظاہر روایت کے موافق صحیح نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر مسلمان کے قبضہ مین ایک گھر ہی اُسپر ایک ذمی نے دعوی کیا اور ذمیون کی گواہی سے ایک وکیل کیا تو اُنکی گواہی وکالت پر جائز نہوگی خواہ مسلمان نے وکالت کا اقرار کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو فلان شخص سے اپنا قرضہ وصول کرنیکا وکیل کیا پھر وکیل نے گواہی سے وکالت ثابت کرنا چاہی پس گواہون نے ایسی ہی گواہی ادا کی تو امام اعظم رہ نے فرمایا کہ قرضہ وصول کرنے اور خصومت دونون کا وکیل ہو جائیگا اور اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ قرضخواہ نے اسکو قرضہ وصول کرنے کو بھیجا ہی تو بالاتفاق وکیل خصومت نہوگا اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ اُسنے اپنا قرضہ فلان سے لینے کا اسکو حکم کیا ہی تو بھی وکیل خصومت نہوگا اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ موکل نے اسکو بجاے اپنے قرض وصول کرنے مین مقرر کیا ہی تو بھی وکیل خصومت نہوگا اور اگر یہ گواہی دی کہ موکل نے اس سے کہا کہ مین نے تجھکو فلان سے اپنا قرضہ وصول کرنے پر مسلط کیا یا اپنی حیات مین تجھے وصی کیا کہ فلان سے قرضہ وصول کرے تو امام اعظم رہ کے نزدیک وصول کرنے اور خصومت کرنے دونون کا وکیل ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اُسنے قرضہ وصول کرنیکا اسکو وکیل کیا ہی اور دوسرے نے کہا کہ اسکو حکم دیا ہی کہ قرضہ وصول کرے یا قبضہ کرنے کے واسطے بھیجا ہی اور مطلوب قرضہ کا اقرار کرتا ہی تو وکیل اُس سے وصول کر سکتا ہی خصومت نہین کر سکتا ہی۔ اگر وہ انکار کرے یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ قبضہ کرنیکا وکیل کیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ تقاضاے قرض اور طلب کرنیکا وکیل کیا ہی تو گواہی جائز ہی اور جو ہمارے اصحاب نے استحسان لیا ہی اسکے موافق گواہی مقبول ہونی چاہیے یہ شرح ادب القاضی مین لکھا ہی اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ فلان نے اسکو یہ غلام فروخت کرنیکا وکیل کیا ہی مطلقاً بیع بیان کی اور دوسرے نے کہا کہ فروخت کرنیکا حکم کیا ہی اور کہا ہی کہ بدون میری راے لینے کے فروخت نہ کر دینا پھر وکیل نے

فروخت کردیا تو جائز ہی۔ اور اگر ایک نے کہا کہ موکل نے اسکو غلام فروخت کرنیکا وکیل کیا ہی اور دوسرے گواہ نے گواہی دی کہ اُسنے اسکو اور اس دوسرے شخص کو غلام فروخت کرنیکا وکیل کیا ہی تو دونون یا ایک اُسکو فروخت نہین کر سکتے ہین اور یہی حکم ایسی صورت مین ہی جب مال عین وصول کرنیکا ہی اور اگر وکیل خصومت ہو تو جس شخص پر اتفاق کیا ہی وہ خصومت کرسکتا ہی ولیکن جب قاضی۔ نے ڈگری کر دی تو یہ وکیل تنہا وصول نہین کرسکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ موکل نے اس سے کہا کہ تو میرا وکیل بقبضہ دین ہی اور دوسرے نے کہا کہ تو میری طرف سے اُسکے وصول کی لیاقت رکھتا ہی وکیل ہی تو وکالت بالقبض کا حکم دیا جائیگا اور یہی حکم خصومت اور مال عین کے قبضہ کا ہی۔ اور اگر ایک نے گواہی مین وکیل کہا اور دوسرے نے وصی کہا تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر زندگی کا وصی مقرر کرنا بیان کیا تو مقبول ہوگی اور اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ موکل نے اسکو اس شہر مین خصومت اپنے کو فلان شہر کے قاضی کے پاس حکم دیا ہی اور وکیل کیا ہی اور دوسرے گواہ نے دوسرے شہر کے قاضی کا نام لیا تو یہ حکم ہوگا کہ یہ وکیل وکیل خصومت ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور اگر یہ صورت حکم مقرر کرنے کی دو فقیہون مین ہو تو اسمین اختلاف سے گواہی مقبول نہوگی اسی طرح اگر ایک گواہ نے قاضی شہر کو ذکر کیا اور دوسرے نے کسی فقیہ کو حکم بنانے کے واسطے ذکر کیا تو بھی نامقبول ہی۔ اگر ایک گواہ نے یہ ذکر کیا کہ اسکو فلان عورت کے طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا ہی اور دوسرے نے اس عورت اور دوسری عورت کے طلاق کے واسطے وکیل کرنا ذکر کیا تو پہلی عورت کے طلاق کے واسطے وکیل ہونیکا حکم دیا جائیگا اور ایسی ہی بیع اور کتابت اور آزادی کی صورتون مین بھی یہی حکم ہی اور اگر ایک نے قبضہ کرنیکا وکیل کرنا اور دوسرے نے قبضہ کرنے پر مسلط کرنا بیان کیا تو ایک ہی معنی مین کذا فی المحیط۔ دونون نے وکیل کرنے کی گواہی دی پھر ایک نے بیان کیا کہ موکل نے اُسے معزول کر دیا ہی تو وکالت ثابت ہوگی نہ معزولی یہ مبسوط مین ہی اگر دونون گواہون نے کسی کی وکالت کی گواہی دی اور حکم ہوگیا پھر دونون نے رجوع کیا تو وکالت کا حکم قضا باطل نہوگا اور نہ گواہ ضامن ہونگے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر گواہی کے ساتھ کسی کو اپنے تقاضاے قرض کا وکیل کیا پھر غائب ہوگیا پھر طالب کے دو بیٹون نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے اسکو وکالت سے معزول کر دیا ہی اور مطلوب نے اُنکی گواہی کا دعوی کیا تو گواہی جائز ہی اور اگر مطلوب نے اُنکی گواہی نہ طلب کی تو جبراً مال وکیل کو دلاؤنگا اور یہی حکم دو اجنبیون کی گواہی کا اس باب مین ہی پھر اگر مال دیدینے کے بعد طالب آیا اور کہا کہ مین نے اُسکو وکالت سے برطرف کر دیا تھا پس اگر دونون گواہ طالب کے دونون بیٹے ہون تو اُسکو ضمان لینے کا اختیار نہوگا اور اگر گواہ اجنبی ہون تو معزول ہونا ثابت ہوا اور طالب کو اختیار ہوگا کہ مطلوب سے مال کی ضمان لیوے یہ مبسوط مین لکھا ہی اور اگر طالب کے دونون بیٹون نے اپنے باپ کے آنے سے پہلے یہ گواہی دی کہ ہمارے باپ نے پہلے وکیل کو معزول کرکے اسکو وکیل کیا ہی پس اگر مطلوب نے انکار کیا تو یہ گواہی نہ پہلے کے معزول ہونے اور نہ دوسرے کے مقرر ہونے کسی پر مقبول نہوگی اور پہلا وکیل برقرار رہیگا اور حکم ہوگا کہ مال اُسکو دیوے اور اگر مطلوب نے اقرار کیا تو معزول ہونا گواہی سے ثابت ہوگا اور حکم ہوگا کہ مطلوب دوسرے وکیل اقراری کو مال دیدیوے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی وکیل نے یہ دعوی کیا کہ یہ گھر جو اس شخص کے قبضہ مین ہی میرے موکل کا ہی اور قابض نے دعوی اور وکالت دونون سے انکار کیا پھر قابض کے دو بیٹون نے یہ گواہی دی کہ موکل نے اسکو خصومت کے واسطے وکیل کیا ہی تو مقبول ہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر وکیل کے دو بیٹون نے یہ گواہی دی کہ موکل نے ہمارے باپ کو معزول کرکے اس شخص کو وکیل قبضہ کیا ہی تو جائز ہی اور اگر یہ دونون گواہ دوسرے وکیل کے بیٹے ہون تو دوسرے وکیل سے

وکالت کے باب مین یہ گواہی مقبول نہوگی اور پہلے کے معزول ہونے کے واسطے مقبول ہوگی یہ محیط مین لکھا ہو اگر طالب ایک ذمی ہو اور دو مسلمانون نے یہ گواہی دی کہ اسنے اس مسلمان کو اپنا قرضہ فلان شخص سے وصول کرنیکا وکیل کیا ہو اور مطلوب اقرار کرتا ہو اور دو ذمیون نے یہ گواہی دی کہ موکل نے اس وکیل کو معزول کیا ہو اور اس دوسرے کو وکیل کیا ہو تو یہ گواہی پہلے وکیل مسلمان پر مقبول نہوگی اور اگر پہلا وکیل ذمی ہو تو مقبول ہوگی کذا فی المبسوط

دوسرا باب

خریدنے کی واسطے وکیل کرنے کے بیان مین قاعدہ یہ ہو کہ اگر وہ چیز جسکے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اسطرح مجہول ہو کہ وکیل سے فرمانبرداری ممکن نہوسکے اور وہ چیز معلوم نہوسکے تو وکالت صحیح نہین ہوسکتی ہو ورنہ صحیح ہو یہ تبیین مین لکھا ہو جہالت تین طرح کی ہوتی ہو ایک جہالت نہایت مرتبہ کی اور وہ جہالت جنس ہو مثلاً کپڑے یا چوپائے یا رقیق کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو وکالت صحیح نہین ہو اگرچہ دام بیان کردیے ہون اور دوسری ادنی مرتبہ کی جہالت اور وہ جہالت نوع ہو مثلاً گدھے یا خچر یا گھوڑے یا کپڑے ہروی یا مروی کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو وکالت صحیح ہو اگرچہ مول نہ بیان کیا ہو تیسری جہالت درمیانی ہو یعنی نوع اور جنس کے درمیان کی جہالت جیسے غلام یا باندی یا گھر خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اگر دام یا نوع بیان کردی تو صحیح ہو اور اگر دام یا نوع نہ بیان کی تو صحیح نہین ہو یہ کفایہ مین لکھا ہو۔ اگر ہروی کپڑے یا گھوڑے یا خچر کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو صحیح ہو خواہ مول بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو اور اگر غلام خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہو بشرطیکہ مول بیان کیا ہو اور اگر مول نہ بیان کیا تو جائز نہین ہو اور اگر کپڑا یا چوپایہ خریدنیکا وکیل کیا تو صحیح نہین ہو اگرچہ مول بیان کردیا ہو اور یہ سب اسی صورت مین ہو کہ وکالت کی دلالت عموم پر نہو ورنہ اگر وکیل سے کہا کہ جو تیری رائے مین آوے میرے لیے خرید کرے تو وکالت جائز ہو یہ تبیین مین لکھا ہو اسی طرح اگر یہ کہا کہ میرے ہزار درم کے کپڑے یا چوپائے یا کچھ خریدین جو کچھ تیری رائے مین آوے یا تجھے پسند ہو یا جو کچھ تیرے ساتھ آوے یا جو تجھے ملے خریدے تو وکالت صحیح ہو اسی طرح اگر کہا کہ میرے واسطے خریدے مگر ہزار درم سے نہ بڑھانا یا فرض کرکے یا بضاعت دے تو بھی صحیح ہو کیونکہ وکیل کے سپرد کردیا یہ کافی مین ہو اسی طرح اگر کہا جو کپڑا تیرا جی چاہے یا جو چوپایہ تیرا جی چاہے یا جو تجھے ملے خرید لے تو صحیح ہو یہ بدائع مین لکھا ہو۔ اور اگر کہا میرے لیے کپڑون یا چوپاؤن کو خرید کر تو صحیح نہین ہو کیونکہ کپڑون کا لفظ جمع ہو اور جہالت بھی اسمین بہت ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور اگر کہا کہ میرے واسطے ایک گھر خرید کر تو جبتک مول نہ بیان کرے صحیح نہین ہو اور بعد بیان ثمن کے اُسی شہر کا گھر مراد ہوگا جسمین وہ دونون ہین اور بعض نے کہا کہ باوجود بیان ثمن کے محلہ بیان کرنا ضرور ہو کذا فی فتاوے قاضیخان اور اگر کہا کہ میرے واسطے ایک گھر کوفہ مین ہزار درم کو خرید کر تو بالاتفاق صحیح ہو اور اگر کہا ایک گھر کوفہ مین فلان موضع مین اور موضع جہان ذکر کیا اسجگہ کا بعض بعض سے قریب قریب ہین تو جائز ہو خواہ ثمن ذکر کیا یا نہ کیا۔ بلخ مین ایک گھر خریدنے کا وکیل کیا اور اسنے بلخ سے خارج خریدا پس اگر موکل شہری لوگون سے ہو تو جائز نہین ہو اور اگر دیہاتی ہو تو جائز ہو یہ بحرالرائق مین ہو اگر کہا کہ میرے لیے ایک گھر شام مین ہزار درم کو خرید کر تو فاسد ہو کذا فی المحیط اور اگر کہا کہ میرے واسطے ایک دانہ موتی یا یاقوت سرخ رنگ کا نگینہ خرید کردے اور مول بیان نہ کیا تو جائز نہین ہو اور اگر وکیل نے خریدا تو اُسی کا ہوگا نہ موکل کا یہ سراج الوہاج مین ہو اگر گیہون یا کوئی مقداری چیز خریدنیکا وکیل کیا اور مقدار و ثمن کا ذکر نہ کیا تو صحیح نہین ہو اور اگر کوئی پیمانہ معروف ذکر کیا تو صحیح ہو یہ وجیز کردری

مین ہی وکیل خرید کو جائز ہی کہ مثل قیمت پر اور اسقدر زیادتی پر کہ جتنا خسارہ اپنی انداز مین لوگ برداشت کر لیتے ہین خریدے اور شیخ الاسلام خواہرزادہ نے فرمایا کہ یہ حکم اُن چیزون مین ہی کہ جنکی قیمت شہر والون مین کھلی ہوئی معلوم نہو اور جنکی قیمت شہر والون کو معلوم ہی جیسے روٹی و گوشت وغیرہ مثلاً اگر اُنمین زیادتی کر دی تو موکل کے ذمہ لازم نہوگی خواہ زیادتی قلیل ہو یا کثیر ہو یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی اگر کہا کہ میرے واسطے ایک حبشی یا ہندی باندی خرید کرے اور اُسکا ثمن نہ بیان کیا تو صفت مذکورہ کے ساتھ اُسکا خرید لینا جائز ہی بشرطیکہ ثمن مثل پر خریدی ہو یہ سراج الوہاج مین ہی - اگر دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے ایسی ایسی جنس کی ایک باندی خرید دے اور ثمن ذکر نہ کیا تو یہ اُسطور سے جائز ہی کہ جیسا لوگون کا معمول اس جنس مین خریدنیکا ہی خرید کرے اور اگر کوئی شیئ کثیر الثمن کہ عام لوگون مین ایسا معاملہ نہین رائج ہی خرید لایا تو موکل پر لازم نہوگی - اگر کہا کہ میرے واسطے خز کا کپڑا کوفہ کا خرید دے اور ثمن ذکر نہ کیا تو جائز ہی اسی طرح اگر کہا کہ خز کا کپڑا سو درم کو میرے واسطے خرید دے اور جنس بیان نہ کی تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر ایک دیہاتی نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ میرے لیے حبشی باندی خرید دے اور ثمن نہ بیان کیا تو وکیل کو اختیار ہی کہ اُس قسم کے ثمن مثل پر خرید کر دے کہ جیسے دیہاتی خریدتے ہین اور اگر اس سے بھی تجاوز کیا کہ دیہاتی بھی نہین خریدتے ہین تو جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - ایک دلال کو ہزار درم دیے کہ ہمکو چیز خرید دے پس اگر وہ دلال کسی چیز کی خریداری مین مشہور ہی تو یہ وکالت اُسی شیء سے متعلق ہوگی ورنہ فاسد ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی خریداری کے وکیل کرنے مین اگر کوئی قید ہو تو بالاجماع اُس قید کا لحاظ کیا جاویگا خواہ وہ قید مشتری سے متعلق ہو یا ثمن سے متعلق ہو یہانتک کہ اگر وکیل نے اُس قید سے مخالفت کی تو خریداری اُسکے ذمہ پڑیگی ولیکن اگر خلاف کرنے مین موکل کی بہتری ہو تو موکل کو لازم ہوگی - اگر کسی وکیل سے کہا کہ میرے واسطے ایسی باندی خرید کر دے کہ مین اُس سے وطی کرون یا ام ولد بناؤن پھر اُسنے ایک مجوسی باندی یا موکل کی رضاعی بہن یا مرتد باندی خرید دی تو بیع موکل پر نافذ نہوگی وکیل پر نافذ ہوگی یہ بدائع مین لکھا ہی اگر کہا کہ میرے واسطے اسقدر دامون کو ایک باندی خرید دے کہ مین اُس سے وطی کرون پس وکیل نے موکل کی عورت کی بہن یا پھوپھی یا خالہ رضاعی یا نسبی خرید دی تو موکل کے ذمہ نہوگی بلکہ وکیل کے ذمہ پڑیگی اسی طرح اگر شوہر دار باندی یا طلاق بائن یا رجعی یا وفات سے عدت مین بیٹھنے والی باندی خرید دی تو بھی موکل کے ذمہ لازم نہوگی یہ وجیز کردری و فتاوی قاضیخان مین ہی اگر ایسی باندی خرید دی کہ جسکے رتق کا عارضہ تھا پس اگر وکیل کو معلوم نہوا تو موکل کے ذمہ ہوگی مگر واپس کرنیکا اختیار ہی اور اگر وکیل کو معلوم تھا تو موکل کے ذمہ لازم نہوگی اسی طرح اگر وکیل کو معلوم نہ تھا مگر بائع نے اُس سے ہر عیب سے برات کر لی تو بھی موکل کو لازم نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک باندی خرید دے کہ مین اس سے وطی کرون پس وکیل نے ایک لڑکی کہ جو وطی کرنے کے قابل نہین ہو خرید دی تو موکل کے ذمہ لازم ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی اور یہودیہ یا نصرانیہ خرید دی تو موکل کے ذمہ پڑیگی اور صاحبین و امام اعظم رح کے قیاس پر موکل کے ذمہ ہوگی اور اگر ایسی باندی کی بہن خرید دی جو موکل کے پاس موجود ہی اور موکل نے اس سے وطی کی ہی تو موکل کو لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر کہا کہ مجھے دو باندیان خرید دے کہ مین دونون سے وطی کرونگا پس ایک ہی عقد بیع مین دو بہنین خریدین یا ایک باندی اور دوسری اُسکی پھوپھی یا خالہ رضاعی یا نسبی ایک ہی عقد مین خرید دی

تو ہمارے نزدیک موکل کو لازم نہوگی اور اگر دو عقد بیع مین خریدین تو ائمہ کے نزدیک موکل کے ذمہ پڑیگی اور منتقی مین لکھا ہے
کہ اگر ایسے وکیل نے اُسکے واسطے ایک باندی اور اُسکی بہن خریدی تو موکل کے ذمہ پڑیگی کیونکہ وہ ایک کے وطی پر قادر ہے اور
دوسری اُسپر بعد ایک کے وطی کے حرام ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کہا کہ میرے واسطے ایک باندی خدمت کے
واسطے خرید دے یا روٹی پکانے کے واسطے خرید دے یا کوئی غلام خدمت کے واسطے یا کسی کام کے واسطے خرید دے پس اُسنے اندھی
یا دونون ہاتھ کٹی یا دونون پانون کٹی باندی خرید دی تو بالاجماع موکل کے ذمہ نہ پڑیگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے
اگر اسواسطے وکیل کیا ہو کہ ایک گھوڑا میری سواری کے واسطے خریدے پس اندھا یا بچہ یا ہاتھ کٹا خرید دیا تو موکل کے ذمہ لازم ہوگا
[illegible] ۱۲
یہ وجیز کردری مین لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کو اسواسطے وکیل کیا کہ ایک باندی مجھے اسواسطے خرید دے کہ مین اُسکو
کفارہ ظہار سے آزاد کرونگا پھر اُسنے اندھی یا دونون ہاتھ کٹی یا پانون کٹی خرید دی اور موکل کو معلوم نہوا تو موکل کے ذمہ
ہوگی مگر واپس کر دینے کا اُسکو اختیار ہے اور اگر وکیل نے جانکر خریدی تو موکل کے ذمہ نہ پڑیگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے
اگر موکل نے کہا کہ میرے واسطے ایک ترکی باندی خرید دے اور اُسنے حبشی خرید دی تو موکل کے ذمہ نہوگی اور وکیل کے ذمہ
لازم ہوگی یہ بدائع مین لکھا ہے اگر اسواسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک یہودی کپڑا خرید دے کہ مین اُسکی قمیص بناؤن پس
اُسنے اسقدر کپڑا خریدا کہ قمیص نہین بن سکتی ہے تو موکل کے ذمہ لازم نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اور اگر وکیل سے خریدنے کو کہا کہ
میرے واسطے تین روز کی خیار کی شرط کرے اور اُسنے بدون شرط خیار کے خریدا تو وکیل کے ذمہ بیع لازم ہوگی یہ
بدائع مین لکھا ہے۔ اگر کہا کہ میرے واسطے ہزار درم کو ایک باندی خرید دے یا ایک باندی ہزار درم کو میرے مال سے
یا ان ہزار درم سے یعنی اپنے مال کی طرف اشارہ کیا خرید دے تو یہ صورت وکیل بنانے کی ہے اور اگر وکیل نے خرید دی
تو موکل کے ذمہ لازم ہوگی اور اگر یون کہا کہ باندی ہزار درم کو خرید یا یہ باندی ہزار درم کو خرید تو توکیل نہین ہے
اور اگر خریدی تو اُسی کے ذمہ پڑیگی نہ کہنے والے کے ذمہ اور اگر دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک باندی ان
ہزار درم کو خرید اور اشارہ دینارون کی طرف کیا تو یہ وکالت دینارون سے خریدنے کی ہوگی حتے کہ اگر اُسنے درمون
سے خریدی تو اُسی کے ذمہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ وکیل نے اگر جنس کی قید مین مخالفت کی تو یہ
خریداری موکل کے ذمہ نہوگی اگرچہ جو کچھ اُسنے خریدا ہے اُسمین بہتری ہو مثلاً اُسنے اپنا غلام ہزار درم پر فروخت کرنے کو
کہا اور وکیل نے ہزار دینار کو فروخت کیا تو مخالفت ناجائز ہے اور اگر مخالفت وصف یا قدر مین ہو پس اگر وکیل کے کام مین
بہتری ہو تو موکل پر نفاذ ہوگا اور اگر ضرر ہو تو موکل پر نفاذ نہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ میرے واسطے ایک باندی
ہزار درم کو خرید دے پس اُسنے ہزار سے زیادہ کو خرید دی تو وکیل کے ذمہ پڑیگی نہ موکل کے اور اگر کہا کہ میرے واسطے
ہزار درم یا سو دینار کو ایک باندی خرید دے پس اُسنے درم یا دینار کے سوائے دوسری چیز کے عوض خریدی تو بالاجماع
موکل کے ذمہ نہ پڑیگی اور اگر ہزار درم اُدھار پر خریدنے کو کہا اور اُسنے نقد ہزار کو خریدی تو موکل کے ذمہ پڑیگی اور اگر
ہزار درم نقد کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے ہزار درم اُدھار پر خریدی تو وکیل کے ذمہ لازم ہوگی یہ بدائع مین ہے
اگر ہزار درم کو ایک باندی خریدنیکا وکیل کیا پس اُسنے آٹھ سو درم کو خریدی اور ایسی باندی ہزار درم کو آتی ہے تو موکل کے
ذمہ پڑیگی یہ ینابیع مین لکھا ہے۔ اگر ایک خاص باندی سو دینار کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے اسقدر درمون
کو خریدی جنکی قیمت سو دینار ہین تو مشہور روایت کے موافق سب کے نزدیک موکل کے ذمہ نہ پڑیگی اور حسن رح نے امام ابو حنیفہ رح

[illegible]

سے روایت کی کہ موکل کے ذمہ لازم ہوگی یہ حاوی مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو زید کا غلام خریدنے کے واسطے وکیل کیا پھر اُس غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا پھر وکیل نے خرید کیا تو موکل کے ذمہ لازم نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اگر ایک باندی خریدنے کے واسطے اُسکو وکیل کیا اور جنس و ثمن اُسکا بیان کر دیا پس اُسنے اندھی باندی یا دونون ہاتھ یا دونون پاؤن کٹی یا لنجی باندی خریدی یا مجنونہ خریدی تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک ناجائز ہے اور اگر کانی یا ایک ہاتھ یا ایک پاؤن کٹی ہوئی خریدی تو بالاتفاق جائز ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر ایک ہاتھ اُسکا کٹا ہے اور دوسری طرف سے اُسکا ایک پاؤن کٹا ہے تو موکل کے ذمہ پڑیگی یہ بدائع مین ہے اگر کہا کہ میرے واسطے ایک رقبہ خرید دے تو بالاجماع اندھی یا دونون ہاتھ یا دونون پاؤن کٹی جائز نہین ہے اور اگر کانی یا ایک پاؤن کٹی ہوئی خریدی تو بالاجماع موکل کے ذمہ پڑیگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور ثمن و جنس بیان کر دی پس وکیل نے موکل کی ذی رحم محرم خریدی یا ایسی باندی خریدی جسکی نسبت موکل نے قسم کھائی تھی کہ اگر مین اُسکا مالک ہون تو آزاد ہے تو خریدنا صحیح ہے اور وہ آزاد ہو جائیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اگر کسی کو ایک نوخیز وضعدار عورت کے خریدنے یا فروخت کا وکیل کیا پھر وہ بڑھیا ہو گئی اور وکیل نے خریدی یا فروخت کی تو جائز ہے اسیطرح گائے بکری کا بچہ اگر بڑا ہو جاوے تو یہی حکم ہے کذا فی الظہیریہ والمحیط۔ کہا کہ میرے واسطے ایک خادم ہزار درم کو خرید دے تو یہ غلام و باندی دونون کو شامل ہے کذا فی الذخیرہ **قلت** اُردو زبان مین صرف غلام پر بولا جائیگا والمذکور اطلاق العرب۔ اگر اسواسطے وکیل کیا کہ ایک درم کا گوشت خرید دے پس اُسنے بھیڑ یا گائے یا اونٹ کا گوشت خرید دیا تو موکل کے ذمہ ہوگا اور اگر اوجھ یا تلی یا سری یا پائے یا نمک دار گوشت یا چڑیون کا گوشت یا وحشی جانورون کا گوشت یا زندہ بکری یا ذبح کی گئی بے صاف کی ہوئی بکری خرید دی تو موکل کے ذمہ نہوگی اور اگر ذبح کی ہوئی صاف بکری خرید دی، تو موکل کے ذمہ ہوگی ولیکن اگر ثمن قلیل دیا ہو تو نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر یہ حکم دیا کہ ایک درم کا گوشت خرید دے پس اُسنے پیٹ یا چکتی کی چربی خریدی یا چکتی کا حکم دیا تھا اور اُسنے چربی خرید دی یا چربی کا حکم دیا تھا اور اُسنے چکتی خرید دی تو موکل کے ذمہ لازم نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر گوشت خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے بھنا ہوا یا پکا ہوا خرید دیا تو موکل کو لازم نہوگا ولیکن اگر مسافر سراے مین اُترا ہو تو اسی پر محمول ہے اور ایک درم کی مچھلی خریدنیکا وکیل کیا تو یہ وکالت بڑی تازی مچھلی سے متعلق ہے اور اگر سری خریدنیکا حکم کیا تو صرف بکری کی سری پر محمول ہے نہ گائے و اونٹ وغیرہ پر اور بعضی پر نہین ہے یہ سراج الوہاج مین ہے **قلت** اُردو اطلاق مین بھیڑی و بکری دونون کو شامل ہے اور کچی پر محمول ہے الا یہ کہ کسی خاص مقام کا رواج مثل مذکور کتاب کے ہو واللہ اعلم۔ انڈے خریدنے کے واسطے وکیل کرنے مین صرف خاص مرغی کے انڈے مراد ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر دودھ خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو جو دودھ شہر مین متعارف ہو بکری گائے بھینس وغیرہ کا مراد ہوگا اور یہی حکم چربی کا ہے اور اگر سب دودھ برابر بکتے ہون یعنی سب متعارف ہون تو سب پر محمول ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہے اور اگر تیل خریدنے کا وکیل کیا تو ہر تیل پر جو بازار مین بکتا ہے محمول ہے اور یہی حکم فواکہ کا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر کسی کو درم دیکر طعام خرید دینے کا حکم کیا تو کتاب امام محمد رح مین لکھا ہے کہ گیہون اور اُسکا آٹا مراد ہوگا اور شیخ الاسلام خواہرزادہ نے فرمایا کہ اگر درم اسقدر زیادہ ہون کہ اُنسے گیہون ہی خریدے جایا کرتے ہین تو آٹے اور روٹی پر حمل نہ کیا جائیگا

اور اگر تھوڑے ہون کہ اُن سے آٹا یا گیہون نہین خریدے جاتے ہین تو فقط روٹی مراد ہوگی اور اگر اوسط درجہ مین ہون تو گیہون اور آٹا مراد ہوگا نہ روٹی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اُنکے عرف کے موافق ہو ولیکن ہمارے عرف مین طعام کا لفظ پختہ چیز پر مثل گوشت پختہ یا بھنے ہوئے کے یا جو روٹی کے ساتھ کھایا جاتا ہو بولتے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہو اور صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہو اور اگر اُسکو درم نہ دیے اور کہا کہ طعام خرید دے تو موکل کے ذمہ نہ پڑیگا کیونکہ اُسنے کیلی چیز خریدنیکا حکم کیا اور مقدار نہ تبلائی یہ تبیین مین لکھا ہو اگر کبش خریدنیکا حکم کیا اور اُسنے نعجہ خریدی تو موکل اُسکا مالک نہوگا اور اگر عناق خریدنیکا وکیل کیا اور اُسنے جدی خریدی تو موکل کی نہوگی یہ بدائع مین ہو اگر گھوڑا یا برذون خریدنے کا وکیل کیا اور ثمن بیان کر دیا پس وکیل نے گھوڑون یا برذونون کی مادہ خریدی تو شہری موکل پر نافذ نہوگی اور دیہاتیون کے واسطے جو مادیان پالتے ہین نافذ ہوگی اور خچرون مین اگر مادہ خرید دے تو شہری و دیہاتی دونون موکلون کے واسطے جائز ہو مگر آنکہ موکل نے نر کہا اور وکیل نے مخالفت کر کے مادہ خریدی یا بالعکس تو البتہ ناجائز ہو یہ سراج الوہاج مین ہو۔ اور بقر کی وکالت اور بروایۃ الجامع بقرہ کی وکالت نر و مادہ دونون پر واقع ہوگی اور یہی صحیح ہو قال المترجم اُردو مین گای کے نام سے مادہ اور بیل کے نام سے نر مراد ہوگا نہ مادہ واللہ اعلم۔ وجاج نر و مادہ دونون کو شامل ہو اور دجاجہ یعنی مرغی صرف مادہ پر بولی جائیگی اور بعیر کی وکالت صرف اونٹ پر اور ناقہ کی وکالت صرف اونٹنی پر واقع ہوگی اور بقر کی وکالت جاموس یعنی بھینس پر واقع نہوگی اگرچہ جاموس اُسی جنس سے ہو کذا فی البدائع اگر کسی فالیزی نے دوسرے کو ایک گدھا خریدنیکا وکیل کیا اور اُسنے سواری کا خچر جو شہر والون کے کام آتا ہو اور کام کاج مین نہین چلایا جاتا ہو خرید دیا تو موکل کے ذمہ نہوگا پس اگر ثمن تبلا دیا اور وکیل نے اِس ثمن سے ایک گدھا خریدا کہ جسکی قیمت ثمن کے برابر یا کم ہو یا اسقدر زیادہ ہو کہ جسقدر خسارہ لوگ اکثر اُٹھا لیتے ہین تو موکل کے ذمہ ہوگا اور اگر اسکے برخلاف ہو تو وکیل کے ذمہ پڑیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اور اگر قربانی کے جانور خریدنیکا وکیل کیا تو یہ وکالت ایام قربانی تک مقید ہوگی یعنی ان تین دن تک خرید دیا تو موکل کا ہو ورنہ وکیل کا ہو اور کوئلہ اور برف خریدنے کی وکالت اُسی سال کے اپنے اپنے موسم کے ساتھ مقید ہوگی یعنی برف مثلاً گرمیون کے دنون تک ہوگا اور اگر دوسرے سال اُسکے موسم مین خرید دیا تو جائز نہین ہو اور اگر قربانی کی گای سیاہ خریدنیکا وکیل کیا اور اُسنے سپید یا سُرخ خرید دی تو موکل کے ذمہ پڑیگی اور اگر مادہ گای کا حکم کیا اور اُسنے نر خریدا تو نہین اور یہی حکم بکری کا ہو اور اگر صرف بقر کا لفظ کہا اور نر بقر مادہ نہ کہا تو موکل کے ذمہ پڑیگی اور اگر سینگون دار مینڈھا قربانی کے واسطے خریدنیکا حکم کیا اور اُسنے بے سینگون والا خرید دیا تو موکل کے ذمہ نہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہو۔ ایک شخص کو دس درم دیکر حکم کیا کہ اسکے گیہون بونے کے واسطے خرید دے اور اُسکو درم دیدیے تاکہ بو دیوے پس وکیل نے گیہون خریدے مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے گیہون بونے کے دنون مین خریدے اور اُنکو بے وقت بویا تو خریداری موکل کے ذمہ ہوگی اور وکیل پر اسی قدر گیہون لازم ہونگے اور اگر وکیل نے بے وقت گیہون خریدے تو اُسنے اپنے واسطے خریدے اور موکل کے درم اُسکو واپس دے یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اگر کسی کو اپنے واسطے ایک گدھا خریدنیکا حکم کیا تو یہ حکم ایسے گدھے کی نسبت سمجھا جاتا ہو جسپر حکم دینے والا سوار ہوتا ہو پس اگر حکم دینے والا مثلاً قاضی ہو اور وکیل نے دم کٹا اور کان کٹا خچر خرید دیا تو جائز نہین ہو اور اگر فالیزی ہو تو جائز ہو یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو اگر حبشی غلام خریدنے کا کوئی شخص

وکیل ہوا اور اُسنے غلام کے دام اپنے صرف مین کر لیے اور غلام اپنے پاس سے خرید دیا تو غلام وکیل کا ہوگا اور یہی مختار ہے اور اگر غلام خرید کے موکل کو دیدیا پھر بائع کو وہ دام اپنے خرچ مین لانے کے بعد دوسرے درم ادا کر دیے تو جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر کسی کو ایک خاص گھر خریدنے کا وکیل کیا پس اُسنے آدھا خریدا پھر موکل نے باقی آدھا خریدا تو وکیل کا آدھا موکل کے ذمہ لازم نہین ہوسکتا ہے اور اگر موکل نے پہلے آدھا گھر خریدا پھر باقی آدھا وکیل نے خرید دیا تو جائز ہے پھر اگر وہ آدھا جو موکل نے پہلے خریدا تھا استحقاق ثابت کر کے لے لیا گیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ باقی آدھا وکیل کا خریدا ہوا واپس کر دے اور اگر موکل سب گھر وصول لیوے پھر آدھا استحقاق مین لیا جاوے تو باقی واپس کر سکتا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے - اگر کسی خاص غلام کے خریدنے کا وکیل کیا گیا اور اُسنے آدھا خرید کیا تو خرید موقوف رہیگی اگر خصومت سے پہلے اُسنے باقی آدھا بھی خرید دیا تو ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک موکل کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر موکل نے وکیل سے خصومت کی اور وکیل نے ہنوز باقی نہین خریدا ہے اور قاضی نے وکیل کے ذمہ لازم کیا پھر وکیل نے باقی خریدا تو بالاجماع وکیل کے ذمہ پڑیگا اور یہی حکم ہر چیز مین ہے جسکے ٹکڑے کرنے مین ضرر یا عیب آجاتا ہے جیسے باندی غلام کپڑا وغیرہ اور اگر ایسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا کہ جسکے ٹکڑے کرنے مین ضرر یا عیب نہین ہے پس وکیل نے آدھی چیز خریدی تو موکل کے ذمہ لازم ہوگی اور باقی کے خریدنے کے وقت تک توقف نہوگا مثلاً سو درم ایک کر گیہون کے واسطے دیے اور وکیل نے آدھا کر پچاس درم کو خرید دیا تو جائز ہے اور اگر ایک ہزار درم دو غلامون کے خریدنے کے واسطے دیے پس ایک پانسو درم کو خریدا تو بالاجماع موکل کے ذمہ لازم ہوگا - اسی طرح اگر ایک جماعت غلامون کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے ایک خریدا تو بھی یہی حکم ہے یہ بدائع مین لکھا ہے - اور اگر دو معین غلامون کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا کہ ہزار درم کو خرید دے پھر اُسنے ایک غلام چھ سو درم کو خریدا تو موکل کو لازم نہوگا بشرطیکہ ہزار کے حصہ سے زیادہ کو خریدا ہو اور اگر موافق حصہ کے یا کم پر خریدا ہو تو موکل کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر باقی غلام باقی درمون کو خرید دیا تو دونون موکل کو لینے پڑینگے یہ حاوی مین لکھا ہے - ایک شخص کو ایک گھر ہزار درم پر خریدنے کے واسطے حکم کیا پس وکیل نے ایسے گھر کا آدھا خریدا جسکا موکل اپنے بھائی کے ساتھ وارث ہوا تھا تو جائز ہے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے اگر ایک شخص کو حکم کیا کہ غیر مقسوم گھر کا آدھا ہزار درم کو میرے واسطے خرید دے پس مشتری نے خرید کیا اور بائع کے ساتھ بٹوارہ کر لیا تو خرید جائز ہے اور قسمت باطل ہے اور اگر ایسی چیز مین وکالت ہو جو ناپی یا تولی جاتی ہے تو خریدنا اور بانٹنا سب جائز ہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے - اگر کسی نے ایک دار خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اُسنے ایسا دار جسمین عمارت نہ تھی خرید لیا تو جائز ہے اسواسطے کہ دار میدان زمین کا نام ہے اور یہ حکم اسصورت مین ہے کہ ایسا میدان خریدا جو دراصل بنا ہوا تھا پھر خراب ہوگیا اور میدان ہوگیا اور اگر ایسا میدان خریدا جسپر کبھی عمارت ہی نہ تھی تو جائز نہین ہے کیونکہ وہ دار نہین کہلاتا ہے **قلت** اور ہمارے عرف کے موافق دونون صورتون مین موکل کے ذمہ لازم نہوگا کیونکہ میدان ہمارے عرف مین کسی صورت مین دار نہین کہلاتا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر دس رطل گوشت ایک درم کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے بیس رطل ایک درم کو خریدا حالانکہ ویسا گوشت دس رطل ایک درم کو بکتا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک اسمین سے دس رطل آدھے درم کو موکل کو لینا پڑیگا اور اگر اس گوشت کے دس رطل ایک درم کو نہ بکتے ہون تو بالاجماع کل گوشت وکیل کو لینا پڑیگا اور صاحبین نے کہا کہ بیسون رطل موکل کو لازم ہونگے یہ سراج الوہاج مین ہے ایک شخص کو ایک کھرا درم دیکر حکم کیا کہ اسمین سے کچھ کی روٹی اور کچھ کا گوشت خرید دے تو مشائخ نے فرمایا کہ اسصورت مین حیلہ یہ ہے قصاب سے کہے کہ تو اپنے واسطے

آدھے درم کی روٹی خرید لا پھر یہ وکیل اُس سے آدھے درم کی روٹی اور آدھے درم کا گوشت خرید کرکے پورا درم اُسکو دیدے یا روٹی والے کو آدھے درم کا گوشت اپنے واسطے خریدنے کا حکم کرے پھر اسی طور سے اُس سے خریدلے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دس درم کو ایک ہروی کپڑے کے خریدنے کے واسطے دوسرے کو وکیل کیا اور اُسنے دو ہروی کپڑے دس درم مین خریدے کہ ہر ایک دس درم کا ہوتا ہے تو امام اعظم رہ کے نزدیک کوئی دونون مین سے موکل کو لینا لازم نہوگا اور اگر اُسکو کسی خاص کپڑے معین کے خریدنے کا حکم کیا اور باقی مسئلہ یہی ہے تو موکل کو وہ کپڑا اپنے حصہ ثمن کے عوض لازم ہوگا اور اگر کسی خاص گیہون کے خریدنے کا حکم کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ ان مسائل مین جبکو کسی چیز کے خریدنے کا حکم کیا گیا ہے اگر اُسکو ثمن اشارہ کرکے اور نام لیکر دونون طرح تبلایا اور مشار الیہ اسکے برخلاف نکلا جو اُسنے نام لیا تھا پس یا تو دونوں مشار الیہ کے حال سے جاہل تھے یا ایک جاہل تھا یا دونون واقف تھے مگر ہر ایک دوسرے کے واقف ہونے سے خبردار نہ تھا یا دونون خبردار تھے پس پہلی تین صورتون مین وکالت اُس قسم سے متعلق ہوگی جو ثمن اُسنے نام رکھکر تبلایا ہے تاکہ دونون یا ایک فریب سے بچ جاوے اور چوتھی صورت مین مشار الیہ سے متعلق ہوگی کیونکہ اشارہ مین پہچان زیادہ ہوتی ہے اور اگر مشار الیہ وہی جنس ہو جو اُسنے نام لیا ہے تو وکالت مشار الیہ سے متعلق ہوگی ولیکن اگر اسمین وکیل کا ضرر ہو مثلاً بدون اسکی رضامندی کے ثمن اُسکے ذمہ متقرر ہوا جاتا ہو تو ایسا نہوگا۔ دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک باندی بعوض اسکے جو اس تھیلی مین ہے ہزار درم سے خرید دے اور تھیلی وکیل کو دیدی اُسنے ہزار درم کو ایک باندی خریدی پھر تھیلی کو جو دیکھا تو اسمین ہزار دینار یا ہزار پیسے نکلے یا تو سو درم نکلے تو یہ خرید موکل کے ذمہ ہوگی اگر دونون ناواقف تھے کہ تھیلی کے اندر کیا ہے یا ایک ناواقف تھا یا دونون واقف تھے مگر ہر ایک یہ نہین جانتا تھا کہ دوسرا جانتا ہے اسی طرح اگر وکیل نے تھیلی کی چیز کو دیکھکر باندی خریدی تو بھی خرید موکل کے ذمہ ہوگی کیونکہ وکالت جب پائی گئی تو اُس سے متعلق ہوئی تھی جو اُسنے نام لیا تھا یعنی ہزار درم سے اسی طرح اگر تھیلی مین ڈیڑھ ہزار درم نکلے اور موکل نے باندی ہزار درم کو خریدی تو موکل کے ذمہ پڑیگی اسی طرح اگر یون کہا کہ میرے لیے ایک باندی ہزار درم کو نقد بیت المال سے جو اس تھیلی مین ہے خرید دے پس موافق حکم کے اُسنے خریدی پھر جو دیکھا تو تھیلی مین ہزار درم غلہ کے نکلے یا یون کہا کہ میرے واسطے ہزار درم غلہ کے عوض جو اس تھیلی مین ہے خرید دے اور اُسنے اسی طرح خریدی پھر جو دیکھا تو ہزار درم نقد بیت المال تھیلی مین نکلے تو بھی خریداری موکل کے ذمہ لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر موکل نے ہزار درم وکیل کے سامنے تول دیے اور وکیل دیکھ رہا تھا اور کہا کہ ان سو دینار کے عوض میرے واسطے ایک باندی خرید دے پس وکیل نے موافق بیان موکل کے باندی خریدی تو خریداری اُسکی ذات کے واسطے ہوگی اور اگر انھین درمون کے عوض خریدی تو موکل کے ذمہ پڑیگی اور اگر وکیل کو اُسنے ایک تھیلی حوالہ کی اور کہا کہ میرے واسطے ایک باندی ہزار درم کو جو اس تھیلی مین ہین خرید دے پھر تھیلی مع جو کچھ اُسمین تھا وکیل کے ہاتھ سے تلف ہوگئی پھر وکیل نے ہزار درم کو ایک باندی موکل کے واسطے خریدی اور دونون نے باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ یہ درم ستوق یا رصاص تھے تو خریداری موکل کے ذمہ ہوگی اور یہ اُس صورت مین ہے کہ دونون تھیلی دینے کے وقت ناواقف تھے کہ اسمین کیا ہے یا ایک نہین واقف تھا یا دونون واقف تھے مگر ایک کو دوسرے کے وقوف کا علم نہ تھا اور اگر دونون واقف تھے کہ اسمین کیا ہے اور ہر ایک کو دوسرے کے جاننے کا وقوف تھا تو وکالت مشار الیہ کے ساتھ متعلق ہوگی یہانتک کہ اگر اُسنے مشار الیہ کے تلف ہونے کے بعد خریدی تو خریداری اُسکی ذات کے واسطے ہوگی اور اگر دونون مین سے ایک نے

اپنے جاننے سے انکار کیا یا دوسرے کے وقوف سے خبردار ہونے سے انکار کیا تو اُسی کا قول لیا جائیگا اور اگر دونون نے راست بازی سے کہا کہ درم زیوف یا نبہرہ تھے اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہے پس اگر دونون کو تھیلی دینے کے وقت وقوف نہو یا صرف ایک نے جانا یا دونون نے جانا مگر ہر ایک کو دوسرے کے وقوف سے آگاہی نہ تھی تو خریداری وکیل کے ذمہ پڑیگی اور اگر زیوف درم موکل کے پاس بعینہ قائم ہون پھر اُسنے ایک باندی ہزار درم کھرے دیکر خریدی تو خریداری موکل کے ذمہ ہوگی ولیکن اگر دونون نے تھیلی دینے کے وقت جانا اور ہر ایک کو دوسرے کے جاننے کی خبر ہے تو وکالت مشارٌ الیہ سے متعلق ہوگی اور اگر بعد تلف ہونے مشارٌ الیہ کے اُسنے باندی خریدی تو وکیل کے ذمہ پڑیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے دوسرے سے کہا کہ یہ غلام خرید لے اور مال دیدیا تو عرف مین یہ وکیل کرتا ہے اگرچہ اُسنے یہ نہ کہا کہ میرے واسطے خرید دے یا اِس مال کے عوض خرید دے اور وکیل کو اپنے واسطے خریدنا روا نہین ہے اور اگر اپنے واسطے نسبت کر لی تو بھی موکل کے واسطے ہوگا یہ قنیہ مین لکھا ہے اگر کسی غلام معین یا باندی معین کی خریداری کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے بعینہ مکیل و موزون کے عوض یا کسی اسباب کے عوض خریدا تو بلا خلاف جائز نہین ہے اور اگر مکیل یا موزون غیر معین کے عوض خرید کیا تو یہ صورت کتاب الاصل مین مذکور نہین ہے اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے یہ محیط مین ہے اگر کسی نے دوسرے کو کسی خاص غلام کے خریدنے کے واسطے کسی قدر دامون معین کے عوض حکم کیا اور وکیل نے وکالت قبول کر لی پھر خریداری کے وقت گواہ کر لیے کہ مین اپنے واسطے خریدتا ہون پھر غلام کو مثل اِس ثمن مسمی کے عوض خریدا تو وہ موکل کے واسطے ہوگا اور اگر اِس ثمن سے زیادہ کو یا دوسری جنس ثمن کے عوض خرید کیا تو اُسی کے واسطے ہوگا اور اگر اس وکیل نے دوسرے کو خریدنے کا وکیل کیا اور اُسنے خریدا تو بھی پہلے موکل کا ہوگا دوسرے کے واسطے نہوگا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ دوسرے وکیل نے وکالت بدون پہلے موکل کی موجودگی کے قبول کی ہو اور اگر پہلا موکل موجود ہو پس اگر دوسرے موکل نے کوئی دوسرا ثمن بیان کیا مثلاً پہلے نے ہزار درم پر خریدنے کو کہا اور دوسرے نے سو دینار پر خریدنے کو بیان کیا اور دوسرے وکیل نے سو دینار کو خریدا تو دوسرے موکل کے واسطے ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر موکل نے کسی معین غلام کے خریدنیکا حکم کیا اور ثمن بیان نہ کیا پس اگر وکیل نے درم یا دینار سے خریدا تو موکل کے واسطے ہوگا اگرچہ اپنے لیے نیت کی یا تصریح کر دی ہو اور اگر سوائے درم و دینار کے اور کسی چیز کے عوض خریدا تو ہمارے علماء کے نزدیک اسی کے واسطے ہوگا اور اگر وکیل نے کسی دوسرے کو اسی شی کے خریدنیکا وکیل کیا پس اگر دوسرے وکیل نے اسکو پہلے وکیل کے واسطے خریدا تو پہلے کے واسطے ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ پہلے کے واسطے ہونے کی اس صورت مین یہی صورت ہوسکتی ہے کہ پہلا وکیل دوسرے سے یہ کہدے کہ میرے واسطے خرید کر یا یہ خرید کر اور اگر یون کہا کہ میرے موکل فلان کے واسطے خرید کر اور دوسرے وکیل نے خریدا تو دوسرے وکیل کے واسطے ہوگا نہ پہلے وکیل کے واسطے اور اگر پہلے وکیل نے دوسرے کے حضور مین خریدا پس اگر مثل اُس ثمن کے عوض خریدا جو پہلی توکیل مین ہے یا اُس سے کم پر خریدا تو یہ خریداری پہلے موکل کے واسطے ہوگی اور اگر پہلے ثمن سے زائد پر یا دوسری جنس کے عوض خریدا تو پہلے وکیل کے واسطے ہوگی اور اگر پہلے موکل نے اپنے وکیل سے کہا تھا کہ اپنی رائے سے کام کر پس پہلے نے دوسرے کو وکیل کیا اور اُسنے پہلے کی غیبت مین مثل ثمن مذکور کے عوض خریدا تو پہلے موکل کے واسطے ہوگا پہلے وکیل کے واسطے نہوگا یہ محیط مین لکھا ہے کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے فلان شخص کی باندی خرید دے اُسنے ہان یا نہین کچھ نہ کہا اور جا کر خرید لی پس اگر کہا کہ مین نے موکل کے لیے خریدی تو اُسکے لیے ہوگی اور اگر کہا کہ اپنے لیے خریدی تو اپنے لیے ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے خریدی اور موکل کے لیے یا اپنے لیے کچھ نہ کہا پھر کہا کہ فلان موکل کے لیے خریدی ہے

پس اگر یہ قول باندی کے ہلاک ہونے یا اُسمین عیب پیدا ہونے سے پہلے کہا تو تصدیق کیجائیگی اور اگر ہلاک یا عیب پیدا ہونے کے بعد کہا تو تصدیق نہ کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی کسی شی معین کے خریدنے کے وکیل نے اگر اُسکو خرید ا پھر موکل نے اُسکے بعد خواہش نہ کی تو بیع لازم ہوگی اور واپس نہو سکیگی یہ جواہر الفتاوے مین ہی - ایک شخص کو حکم دیا کہ فلان غلام میرے اور اپنے درمیان مشترک خریدے پس وکیل نے کہا کہ اچھا پھر وکیل نے جاکر خرید ا اور گواہ کر لیے کہ مین نے اپنے ہی واسطے خرید ا ہی تو موافق شرط کے دونون مین مشترک ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلان شخص کا غلام میرے اور اپنے درمیان مشترک خریدے پھر وکیل نے کہا کہ اچھا پھر دوسرے شخص نے وکیل سے ملکر یہی کہا اور وکیل نے قبول کر لیا پھر تیسرا شخص وکیل سے ملا اور اُسنے بھی مثل پہلے کے اُس سے کہا اور اُسنے قبول کر لیا پھر وکیل نے وہ غلام خرید ا پس اگر تیسرے کی وکالت کو وکیل نے دونون پہلے موکلون کے سامنے قبول کیا تھا تو یہ غلام وکیل اور تیسرے کے درمیان مشترک ہوگا اور پہلے دونون کو کچھ نہ ملیگا اور اگر بدون پہلے دونون کی موجودگی و علم کے خرید ا تو فقط پہلے دونون مین نصف نصف مشترک ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر ایک معین غلام کو پانچ سو درم کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا پھر وکیل نے دوسرے غلام کے ساتھ اُسکو ملاکر ہزار درم کو ایک ہی صفقہ مین خرید ا تو امام اعظم رح کے نزدیک دونون وکیل کے ہونگے اور موکل کے ذمہ کوئی لازم نہوگا اور صاحبین رح نے فرمایا کہ موکل کے ذمہ دونون مین وہ ہوگا جسکا اُسنے معین کر دیا تھا بشرطیکہ اُسکا حصہ ثمن پانچسو درم یا کم ہو اور یہ اختلاف اُسوقت ہی کہ موکل نے وکیل کرتے وقت ثمن بیان کر دیا ہو اور اگر بیان نہ کیا ہو تو بالاجماع جائز ہی بشرطیکہ جو غلام موکل کے واسطے خرید ا ہی اُسکا حصہ ثمن اُسکی قیمت کے ساوی یا اتنا زائد ہو کہ جسقدر خسارہ ایسے معاملہ مین لوگ برداشت کر لیتے ہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر کسی شخص کو وکیل کیا کہ میرے واسطے فلان شی معین اسقدر ثمن کو خریدے اُسنے اُسی قدر ثمن کو خرید دی یہانتک کہ خرید موکل کے واسطے ہوگئی پھر اُسمین کوئی عیب پاکر بائع کو واپس کر دی پھر چاہا کہ اپنے واسطے خریدے پس اگر واپس کرنا قبضہ کے بعد یا قبضہ سے پہلے بحکم قاضی یا بدون حکم قاضی کے ہوا تو وکیل اپنے واسطے نہین خرید سکتا ہی ہان اگر دوسری جنس کے عوض خریدے یا اُس ثمن سے کچھ زیادہ دیکر خریدے تو ہو سکتا ہی اور اگر واپس کرنا قبضہ کے بعد بدون حکم قاضی کے ہوا تو اپنے واسطے جس ثمن سے چاہے خریدے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - ایک شخص نے دوسرے کو ایک خاص حیتم ہزار درم کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے ایک ہزار ایک سو درم کو خرید ا پھر بائع نے سو درم ثمن مین سے کم کر دیے تو غلام مشتری کا ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی

فصل غیر معین چیز خریدنے کے واسطے وکیل کرنے اور وکیل و موکل مین اختلاف واقع ہونے کے بیان مین

ایک نے دوسرے کو ایک غلام خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور ایک دوسرے موکل نے بھی اُسکو اسی واسطے وکیل کیا اور دونون نے اُسکو دام دیدیے پس اُسنے ایک غلام خرید ا اور کہا کہ مین نے فلان شخص کی نیت سے اُسکو خرید ا ہی تو اُسکا قول مقبول ہوگا - دو شخصون مین سے ہر ایک نے ایک شخص کو ایک خاص غلام مین آدھا خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اُسنے خرید ا اور دونون ثمن ایک ہی جنس کے ہین اور اُسنے کہا کہ مین نے فلان کے واسطے نیت کی ہی تو اُسکا قول لیا جائیگا اور اگر ثمن دو جنسون سے ہو مثلاً ایک نے ہزار درم کو اور دوسرے نے سو دینار کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے آدھا غلام سو دینار کو درم والے موکل کی نیت سے خرید ا تو خریداری وکیل کی ذات کے واسطے ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر غیر معین چیز کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اُسنے کوئی غلام خرید ا پس یا تو عقد بیع مین ثمن معین کی طرف اضافت کی یا مطلق ثمن بیان کیا پس اگر ثمن معین

بیان کیا تو مبیع اس ثمن والے کو ملیگی اگرچہ نیت اسکی برخلاف ہو اور اگر مطلق ثمن بیان کیا پس یا تو نقد دینا قرار پایا یا ادھار میعادی ہو پس اگر نقد فی الحال ہو تو اس صورت مین یا کسی کے واسطے نیت کرنیکا یا عدم نیت کا دونون نے سچا اقرار کیا یا دونون نے اختلاف کیا پس اگر کسی کے واسطے نیت کرنیکا دونون نے اقرار کیا تو مبیع اسی کو ملیگی اور اگر نیت مین اختلاف کیا تو جسکا مال نقد دیا ہی اسی کے واسطے ہوگی اور اگر عدم نیت پر اتفاق کیا تو امام محمد رح کے نزدیک عقد کرنے والے کو ملیگی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک مال جو ادا کیا ہی وہی حاکم ہو جائیگا پس جسکا مال ادا کیا اسی کو ملیگی اور اگر ثمن میعادی ہو تو مبیع وکیل کو ملیگی۔ اگر کسی غیر معین غلام کے خریدنیکا وکیل کیا اور وکیل نے غلام کو خریدا کہ اسکو موکل نے کبھی دیکھا ہی اور وکیل نے دیکھا نہین ہی تو وکیل کے واسطے خیار رویت باقی رہیگا اور اگر غیر معین غلام خریدنیکا وکیل کیا گیا پس اُسنے ایسا غلام خریدا کہ جسکو اسنے دیکھا ہی تو وکیل و موکل دونون کے واسطے خیار رویت حاصل نہوگا یہ محیط مین ہی۔ کسی نے ہزار درم کو ایک باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور دام دیدیے پس وکیل نے خریدی اور موکل نے کہا کہ تونے پانچسو درم کو خریدی ہی اور وکیل نے کہا کہ مین نے ہزار درم کو خریدی ہی تو وکیل کا قول لیا جائیگا بشرطیکہ باندی ہزار کی قیمت کی ہو اور اگر پانچسو درم قیمت کی ہو تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر موکل نے اسکو دام نہین دیے ہین اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہی تو موکل کا قول لیا جائیگا اور باندی وکیل کے ذمہ پڑیگی مگر پہلے دونون ایک دوسرے کے دعوے پر قسم کھاوینگے یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر کسی معین باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اُسنے خریدی پھر وکیل اور موکل مین اختلاف پڑا کہ وکیل نے کہا کہ تونے ہزار درم کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا تھا اور مین نے تیرے حکم کے موافق خریدی اور موکل نے کہا کہ مین نے پانچسو درم کو خریدنے کے واسطے حکم کیا تھا اور تونے ہزار درم کو اپنے واسطے خریدی ہی تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور باہم دونون سے قسم نہ لیجائیگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر خاص اس غلام کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور ثمن نہ بیان کیا پس وکیل نے خریدا پس وکیل نے کہا کہ مین نے ہزار درم کو خریدا ہی اور بائع نے اسکی تصدیق کی اور موکل نے کہا کہ پانچسو درم کو خریدا ہی تو دونون سے قسم لیجائیگی اور اسی کو شیخ ابو منصور رح نے اختیار کیا ہی اور بعض نے کہا کہ قسم نہ لیجائیگی اور اسی کو فقیہ ابو جعفر رح نے اختیار کیا ہی اور ظاہر پہلا ہی قول صحیح ہی یہ کافی مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنے لیے اپنا بھائی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے خریدا پس موکل نے کہا کہ یہ میرا بھائی نہین ہی تو قسم لیکر اسکا قول لیا جائیگا اور مبیع وکیل کے ذمہ پڑیگی اور غلام آزاد ہو جائیگا کیونکہ اسکے اقرار پر موکل کا بھائی اور اسکی طرف سے آزاد ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر دوسرے کو ایک ہندی غلام خریدنیکا وکیل کیا اور وکیل نے موافق حکم موکل کے ہندی غلام خریدا پس موکل کے پاس اسکو لایا اور موکل نے کہا کہ یہ تو میرا غلام ہی مجھسے فلان شخص نے غصب کر لیا تھا اور وکیل نے کہا کہ یہ فلان شخص کا غلام ہی مین نے تیرے واسطے خریدا ہی پس اسکی دو صورتین ہین اگر وکیل کو ثمن دیا گیا ہی تو موکل کا قول قبول نہوگا اور اگر نہین دیا ہی تو اسکا قول لیا جائیگا کہ وکیل کو یہ اختیار نہین ہی کہ جبتک اپنے دعوے پر گواہ نہ لاوے موکل سے ثمن لے لیوے اور اگر اسنے گواہ سنائے تو اسکا دعوی مقبول ہوگا اور اگر موکل نے بھی غلام اپنی ملک ہونے کے گواہ سنائے تو وکیل کی گواہی مقدم رکھی جائیگی۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم کسی غلام کے خریدنے کے واسطے دیے پھر وکیل ایک غلام لایا اور کہا کہ مین نے اسے ہزار درم کو خریدا ہی اور موکل نے کہا کہ تونے اسکو نہین خریدا ہی اور مین نے تجھکو وکالت سے برطرف کر دیا پس میرے واسطے کوئی چیز نہ خریدنا تو وکیل کا قول مقبول ہی اسی طرح اگر یون کہا کہ مین نے تیرے لیے اس شخص سے ایک غلام خریدا اور قبضہ کر لیا تھا پھر وہ مر گیا تو جائز ہی اور ہزار درم اسکو دلائے جاوینگے

اور اگر وکیل نے کہا کہ مین نے تیرے لیے ہزار درم کو ایک غلام ایک شخص سے خریدا اور کسی ایسے شخص کو نہ بتلایا جو پہچانا جاوے پس موکل نے کہا کہ تو نے میرے واسطے کچھ نہین خریدا ہی اور مین نے تجھکو وکالت سے برطرف کیا تو وکالت سے خارج ہو جائیگا پھر اگر اسکے بعد کسی خاص شخص کا نام لیا تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی۔ نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے یہ غلام ہزار درم کو فلان شخص کے مال سے خریدا ہی اور فلان شخص نے کہا کہ مین نے تجھے اسواسطے حکم کیا تھا پھر اُسنے کہا کہ تو نے مجھے حکم نہین کیا تھا بلکہ مین نے تیرے ہزار درم غصب کر کے اسکا یہ غلام خرید دیا تو درمون کے مالک کا قول لیا جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی ایک شخص نے دوسرے کو ایک باندی ہزار درم کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اُسنے دو ہزار درم کو خرید کر موکل کے پاس بھیجدی اور اُسنے اسکو ام ولد بنا یا پھر وکیل نے کہا کہ مین نے دو ہزار درم کو خریدی تھی پس اگر وکیل نے اسکو بھیجدینے کے وقت یہ کہا کہ یہ وہی باندی ہی جسکے خریدنے کے واسطے تو نے مجھے وکیل کیا تھا اور مین نے تیرے لیے خرید کر دی ہی پھر کہا کہ دو ہزار کو خریدی ہی تو اُسکے بات کی تصدیق نہ کیجائیگی اور اگر گواہ پیش کیے تو سماعت نہو گی اور اگر وقت ارسال کے کچھ نہین کہا تھا پھر دو ہزار درم پر خریدنیکا دعوی کیا تو اُسکا قول لیا جائیگا اور اُسکو اختیار ہو گا کہ چاہے باندی مع عقر اور بچہ کی قیمت کے موکل سے واپس کر لے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک باندی خریدنے کے واسطے ہزار درم دیے اور کہدیا کہ اپنے پاس سے پانسو درم تک زیادہ بڑھا دے پھر وکیل نے کہا کہ مین نے ڈیڑھ ہزار درم کو خریدی ہی اور موکل نے کہا کہ ایک ہزار کو تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجائیگی اور پہلے وکیل کی طرف سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو باندی کی ایک تہائی وکیل کی اور دو تہائی موکل کی ہو گی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر وکیل نے کہا کہ مین نے یہ چیز موکل کے واسطے خریدی ہی اور موکل نے کہا کہ تو نے اپنے واسطے خریدی ہی پس اگر کسی خاص معین غلام کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا ہو اور وکیل نے اُسکے خریدنے کی خبر دی ہو اور غلام زندہ موجود ہو تو بالاجماع وکیل کا قول لیا جائیگا خواہ ثمن نقد دیا ہو یا نہ دیا ہو اور اگر خبر دینے کے وقت غلام مر چکا ہو اور کہا کہ بعد خریدنے کے غلام مر گیا اور وکیل نے انکار کیا پس اگر ثمن نقد ادا نہین کیا ہی تو موکل کا قول لیا جائیگا اور اگر نقد دیا ہو تو قسم لیکر وکیل کا قول لیا جائیگا۔ اور اگر غلام غیر معین خریدنیکا وکیل کیا اور غلام زندہ موجود ہو پس وکیل نے کہا کہ مین نے تیرے واسطے خریدا ہی اور موکل نے کہا کہ بلکہ تو نے اپنے واسطے خریدا ہی پس اگر ثمن نقد دیا تو وکیل کا قول اور اگر نہین دیا تو موکل کا قول امام اعظم رح کے نزدیک لیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک وکیل کا قول لیا جائیگا اور اگر غلام مر گیا ہو پس اگر ثمن نقد دیا ہی تو وکیل کا قول اور اگر نہین دیا ہی تو موکل کا قول لیا جائیگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر کسی شخص کو ہزار درم دیے اور حکم کیا کہ اسکی باندی یا کوئی چیز معین خرید دے پس وہ دام وکیل کے پاس تلف ہو گئے پھر اُسنے خریدی تو وکیل کے ذمہ ہو گی اور اگر بعد خریدنے کے دام دینے سے پہلے تلف ہو گئے پس اگر وکیل کے پاس تلف ہو گئے تو موکل کے ذمہ پڑیگی اور اسی قدر موکل سے لیگا اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ خریداری سے پہلے یا بعد تلف ہو جانے پر دونون مین اتفاق ہو اور اگر اختلاف ہو تو موکل کا قول اُسکی دانست پر قسم لیکر مقبول ہو گا اور اگر درم تلف ہوئے یہانتک کہ وکیل نے ادا کر دیے پھر ایک نے استحقاق ثابت کر کے بائع کے قبضے سے لیے تو بائع وکیل سے اور وکیل موکل سے پھر اسی قدر وصول کر لینگے اور اگر بعد خریداری کے وکیل کے پاس تلف ہو گئے اور اُسنے موکل سے پھر وصول کر لیے پھر دوسری بار بھی وہ وکیل کے قبضہ مین تلف ہوئے تو موکل سے پھر وصول نہین کر سکتا ہی اسی طرح اگر خریدنے کے بعد بھی اُسنے موکل سے ہزار درم ابتدا مین وصول کیے اور وہ وکیل کے پاس تلف ہو گئے تو موکل سے

نہین لے سکتا ہو اور بائع کو اپنے پاس سے ادا کریگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہو ایک شخص کو ہزار درم دیے اور حکم کیا کہ ہمکو ایک غلام خرید دے پھر وکیل درمون کو اپنے گھر رکھکر بازار گیا اور جا کر موکل کے لیے ایک غلام خرید کے اپنے گھر بائع کے ساتھ لایا تاکہ بائع کو وہ درم دیدے جا کر دیکھا تو درم کوئی شخص چرا لے گیا تھا اور غلام اُسکے گھر مین مر گیا پھر بائع نے اُس سے دام مانگے اور موکل نے غلام مانگا تو شیخ نے فرمایا کہ وکیل موکل سے دام لیکر بائع کے سپرد کرے اور پہلے دام اور غلام وکیل کے پاس امانت مین ضائع ہوئے اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ یہ حکم اُس صورت مین ہو کہ گواہون سے یہ بات ثابت ہو جاوے کہ اُسنے غلام خریدا تھا اور وہ مر گیا اور اگر صرف اُسکے کہنے سے یہ بات معلوم ہوئی تو اس امر مین اُسکی تصدیق کیجائیگی کہ آپ ضامن نہین ہو اور اسکی تصدیق نکیجائیگی کہ موکل دوبارہ دام دیوے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو- ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم ایک باندی خریدنے کے واسطے دیے اور اُسنے خریدی پھر وکیل نے وہ درم زیوف یا نبہرہ یا ستوق یا رصاص پائے اور بائع کو دینے لایا اور اُسنے نہ لیے پھر وہ وکیل کے پاس ضائع ہوگئے تو موکل کا مال گیا اور وکیل موکل سے ہزار درم کھرے لیکر بائع کو دیگا اور اگر بائع نے وہ درم وکیل سے لیکر ایسے پائے اور وکیل کو پھیر دیے اور وہ وکیل کے پاس تلف ہوئے پس اگر اُسنے زیوف یا نبہرہ پاکر واپس کیے تھے تو تلف ہونا وکیل کے ذمہ ہوگا پھر وہ ہزار درم کھرے اپنے پاس سے ادا کریگا اور موکل سے نہین لے سکتا ہو اور اگر ستوق یا رصاص پاکر واپس کیے تو تلف ہونا موکل کے ذمہ پڑیگا اور وہ موکل سے ہزار درم کھرے لیکر بائع کو دیگا اور اگر پھر لینے کے بعد اُسکے پاس تلف ہوگئے تو وکیل کا مال گیا پھر موکل سے نہین لے سکتا ہو یہ محیط مین لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک باندی ہزار درم کو خرید دے اور وکیل نے خریدی اور ہنوز نہ اُسپر قبضہ کیا تھا اور نہ درم دیے تھے کہ موکل نے اُسکو دام دیے کہ جا کر ادا کر دے پھر وکیل نے ثمن تلف کر دیا اور وہ تنگدست ہو تو بائع کو اختیار ہو کہ ثمن وصول کرنے کے عوض باندی کو روک رکھے اور یہ اختیار نہین ہو کہ موکل سے مواخذہ کرے اور وکیل موکل سے نہین لے سکتا ہو اور اگر موکل نے دوبارہ ثمن دیدیا حالانکہ اُسپر دینا ضروری نہین ہو تو وہ باندی لے لیگا اور بائع انکار نہین کر سکتا ہو پھر موکل وکیل سے اپنے درم واپس کریگا اور اگر موکل نے درم نہ دیے تو بالاتفاق قاضی اُس باندی کو درمون کے عوض فروخت کریگا اگر بائع اور موکل راضی ہون اور اگر دونون یا موکل راضی نہوا تو بھی امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک یہی حکم ہو اور جب قاضی نے اُسکو فروخت کیا اور دوسرے ثمن مین بہ نسبت پہلے کے زیادتی ہو تو وہ موکل کو ملیگی اور اگر نقصان ہو تو بائع اپنا نقصان وکیل سے لے لیگا نہ موکل سے پھر موکل بائع سے اپنے درم جو اُسنے دیے ہین واپس لیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے اِن ہزار درمون کی ایک باندی خرید دے اور درم دکھلا کر اُسکو دیدیے نہین ہین یہانتک کہ وہ درم چوری گئے پھر وکیل نے باندی خریدی تو موکل کے ذمہ پڑیگی اسی طرح اگر چوری نہ گئے ولیکن موکل نے اُسکو اپنی ضرورت مین خرچ کر ڈالا تو بھی یہی حکم ہو- اور اگر موکل نے وکیل کو دیدیے اور اُسکے پاس سے چوری گئے تو اُسپر ضمان نہین ہو پھر اگر اسکے بعد وکیل نے باندی خریدی تو وکیل کے ذمہ پڑیگی خواہ وکیل کو درم تلف ہونے کی خبر یا خبر نہوا اور اگر اُسکو ہزار درم دیکر باندی خریدنیکا حکم کیا پھر انمین سے پانچسو درم وکیل کے پاس تلف ہوگئے اور پانچسو باقی رہے پھر وکیل نے ایک باندی خریدی اور ہزار درم ثمن ہو تو وکیل کی ہوگی اور اگر پانچسو درم کو خریدی پس اگر پانچسو درم قیمت کی ہو تو وکیل کی ہوگی اور اگر ہزار درم قیمت کی ہو یا اسقدر رقم ہو کہ لوگ اُتنا خسارہ اُٹھا لیتے ہین تو موکل کی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو- دوسرے کے غلام سے کہا کہ تو اپنے آپ کو میرے واسطے اپنے مالک سے خرید لے

اور غلام نے قبول کیا پھر اپنے مالک کے پاس جاکر اپنے آپ کو خریدا پس اگر اُسنے یہ کہا کہ مجھے میرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کردے اُسنے فروخت کیا اور غلام نے قبول کیا تو وہ آزاد ہی اور اُسپر ہزار درم واجب ہونگے اور اُسکی ولا اُسکے مالک کو ملیگی اسیطرح اگر غلام کو مطلق چھوڑا کہ مجھے فروخت کردے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کہا کہ مجھے فلان شخص کے واسطے ہزار درم پر فروخت کردے اُسنے فروخت کیا اور غلام نے خریدا تو وکالت صحیح اور بیع موکل کی ہوگی اور مال غلام کی گردن پر ہوگا کہ اُسکو موکل سے لے لیگا اور اگر بائع نے ثمن کے عوض غلام کو روکنا چاہا تو اُسکو یہ اختیار نہوگا پس اگر موکل نے اسمین عیب پاکر بائع سے جھگڑا کرنا چاہا پس اگر یہ عیب خرید کے روز غلام کو معلوم تھا تو واپس نہین ہوسکتا ہی اور اگر غلام اس عیب کو نہین جانتا تھا تو واپس کرسکتا ہی اور وہی والی خصومت اس غلام کا ہی اور غلام کو اختیار تھا کہ بدون موکل کی رائے دریافت کرنے کے واپس کرے اور اگر اپنے آپ کو مالک سے موکل کے واسطے ہزار درم کو عطیہ وصول ہونے کے وعدہ پر خریدا تو عقد فاسد ہی اور اگر عقد بیع کے بعد غلام مرگیا تو موکل اُسکی قیمت جہانتک پہونچتی ہو ادا کریگا اور اگر غلام نہ مرا ولیکن بائع نے اُسکو اپنے کسی کام مین لگایا تو یہ نقض بیع ہی یہانتک کہ اگر یہ مرگیا تو بائع کا مال گیا اور اگر غلام نے اپنے نفس کو موکل کے واسطے ایک ہزار دس درم کو بوعدہ عطیہ یعنی میعاد مجہول کے ایسی میعاد معروف کے خریدا اور موکل نے ہزار کا حکم دیا تھا تو بیع کے وقت سے آزاد ہی یہ محیط مین ہی اگر غلام نے کسی کو اپنی ذات کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا کہ ہزار درم کو اُسکے مالک سے خریدے اور وکیل کو ہزار درم دیدیے پس وکیل نے خریدنے کے وقت اُسکے مالک سے کہا کہ مین تیرا غلام تجھسے اُسی کے واسطے خریدتا ہون اور اُسنے فروخت کردیا تو وہ آزاد ہوگیا اور اُسکی ولا اُسکے مالک کو ملیگی اور اگر خریدنے کا نام لیا اور کسی کو بیان نہ کیا تو غلام وکیل کی ملک ہوگا اور ہزار درم جو وکیل سے لیے ہین مولے کو مفت ملینگے اور مشتری یا غلام پر ہزار درم ثمن یا بدل عتق کے واجب ہونگے اور اس صورت مین کہ وکیل نے کسی کو بیان نہ کیا تو مالک مشتری سے ہزار درم لیگا کیونکہ وہی عاقد مالک غلام ہوا اور اگر بیان کردیا کہ غلام کے واسطے اُسکو خریدتا ہون تو امام محمد رح نے فرمایا کہ غلام آزاد ہوجائیگا اور مال غلام پر واجب ہوگا نہ وکیل پر اور یہی صحیح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر ایسا غلام مدبر ہو تو وہ خریدنے کے وقت سے آزاد ہوجائیگا خواہ وکیل نے مطلقاً خریدا ہو یا اپنی طرف نسبت کیا ہو یا مدبر کی طرف منسوب کیا ہو اور اگر مال کو عطیہ وصول ہونے تک اُدھار رکھا ہو تو اُسی وقت ملیگا اور سب صورتون مین مال غلام آزاد پر ہوگا اور کسی صورت مین وکیل پر نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی خریداری کے وکیل نے اگر مبیع مین کچھ عیب پایا تو بدون دریافت رائے موکل کے واپس کرسکتا ہی بشرطیکہ وہ چیز اُسی کے قبضہ مین موجود ہو یہ خلاصہ مین ہی خریداری کے وکیل نے اگر مبیع موکل کے سپرد کردی پھر بائع کے پاس آکر عیب مین جھگڑا کیا تو واپس نہین کرسکتا ہی ولیکن اس امر کے گواہ سنائے کہ موکل نے واپس کرنیکا حکم دیا ہی تو واپس کرسکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر موکل نے مبیع پر قبضہ کیا یہانتک کہ وکیل نے اسمین عیب پایا پھر واپس کرنیکا حکم موکل نے اُسکو دیا پس وکیل عیب پر راضی ہوگیا اور بائع کو اُس عیب سے بری کردیا تو موکل کو اختیار ہی چاہے مبیع کو اُس عیب کے ساتھ قبول کرلے اور کچھ اُسکو نہ ملیگا یا وکیل کے ذمہ ڈالے اور اپنا ثمن واپس کرلے پس اگر موکل نے ہنوز باندی کا لینا یا موکل کے ذمہ ڈالنا کچھ نہین اختیار کیا تھا یہانتک کہ باندی وکیل کے پاس مرگئی تو اُسکا مال گیا اور موکل وکیل سے بقدر حصہ عیب کے واپس لیگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر باندی نہ مری ولیکن کانی ہوگئی تو موکل کے ذمہ پڑیگی اور اُسکو اختیار ہوگا کہ وکیل سے اُسقدر حصہ نقصان عیب کی قیمت جسپر وہ راضی ہوگیا ہی واپس لے اور اگر کانی نہوئی اور موکل نے وکیل کے ذمہ ڈالنا اختیار کیا اور اُسکے ذمہ ڈالی اور ثمن وصول کرلیا پھر وکیل نے اسمین سوائے اُس عیب کے جسپر وہ راضی ہوا ہی دوسرا عیب پایا اور یہ عیب بائع کے پاس کا ہی تو اس عیب کی وجہ سے

اُسکا نہ موکل نہ بائع کسی کو واپس نہیں دے سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ خریداری کے وکیل نے اگر مبیع میں عیب پاکر اُسپر راضی ہو کر قبضہ کیا پس اگر وہ عیب مثلاً اندھے ہونے وغیرہ کے قبل استہلاک نہیں ہے تو موکل کے ذمہ پڑیگی اور اگر ایسا عیب ہے کہ بمنزلہ ہلاک کے شمار ہو کہ ویسا نقصان لوگ نہیں برداشت کرتے ہیں تو موکل کے ذمہ نہ پڑیگی اور وکیل کے ذمہ ڈال سکتا ہے اور یہ صاحبین کا قول ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک دونوں صورتیں یکسان ہیں اور اگر بایں ہمہ عیب اُسکی قیمت اسقدر ہو کہ جتنے کو خریدی ہے یا اتنا نقصان ہو کہ اُسے برداشت کر لیتے ہیں تو موکل کے ذمہ لازم ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے حکم سے اُسکے لیے ایک خادم خریدا اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر اُسمیں عیب پایا اور بائع کو اِس عیب سے بری کر دیا پس موکل نے کہا کہ چونکہ تو نے عیب سے بری کر دیا اس لیے میں نے اسکو تیرے ذمہ ڈالا اور وکیل نے قبول نہ کیا تو بدون حکم قاضی اُسکے ذمہ نہ پڑیگا اور اگر قاضی نے حکم دیدیا تو ایسا ہے گویا اُسنے موکل سے اُسکو خریدا ہے پھر اگر اُسنے دوسرا عیب پایا تو بدون اسکے کہ پہلے موکل کو واپس کرے بائع کو واپس نہیں کر سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے اگر خریداری کے وکیل کے پاس خریدی ہوئی باندی موجود ہے اور اُسنے عیب کی وجہ سے واپس کر دینی چاہی اور بائع نے دعوی کیا کہ موکل اِس عیب پر راضی ہو گیا ہے تو بدون گواہی کے مقبول نہوگی اور اگر یہ قسم دلانا چاہے کہ موکل کے راضی ہونیکو وکیل جانتا ہے تو بائع کو یہ اختیار نہیں ہے پس اگر بائع کے پاس موکل کے عیب پر راضی ہونے کے گواہ نہوں اور وکیل نے باندی واپس کر دی پھر موکل نے حاضر ہو کر رضامند ہونیکا دعوی کیا اور باندی لینا چاہی اور بائع نے انکار کیا اور کہا کہ قاضی نے بیع توڑ دی اب تو نہیں لے سکتا ہے تو قاضی اِس قول کی طرف التفات نہ کر کے باندی موکل کو دلائیگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ قول صرف امام محمد رح کا ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں سب کا یہی قول ہے اور یہی اصح ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اگر وکیل نے باندی واپس کر کے ثمن لے لیا اور وہ اُسکے پاس تلف ہو گیا تو وکیل کا مال گیا اور وہ اُسی قدر مال موکل کو ڈانڈ دیگا پھر اگر بائع کی تصدیق موکل نے اِس امر میں کی کہ میں عیب سے راضی ہوا اور باندی پر قبضہ کر لیا تو بائع کو اپنے پاس سے ثمن دیگا اور خود ہی ثمن ادا کریگا اور باندی پر قبضہ کریگا اور موکل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بائع سے کہے کہ ایک مرتبہ تو نے وکیل سے ثمن وصول کرنیکا اقرار کیا ہے اور دوسری بار مجھسے لے نہیں سکتا ہے پھر اگر موکل نے اُسمیں دوسرا عیب پایا تو خود ہی خصومت کرنے اور واپس کرنیکا متولی ہوگا اور اگر بعد قاضی کے بیع فسخ کرنے اور وکیل کے باندی واپس کرنے کے وکیل نے اقرار کیا کہ موکل عیب پر راضی ہو گیا تھا تو بائع کو اختیار ہے کہ چاہے باندی رہنے دے یا وکیل کو پھیر دے اور اگر موکل نے اقرار کیا کہ میں عیب پر راضی ہو گیا ہوں تو باندی موکل کی ہوگی کہ وکیل بائع سے لیکر اُسکے سپرد کر دے اور بائع کا ثمن وکیل پر ہوگا اگر وکیل نے باندی واپس کرتے وقت بائع سے ثمن وصول کر لیا ہووے اور اگر باندی میں دوسرا عیب نکلا تو وہی اُسکا مخاصم ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی کو ایک باندی خریدنیکا حکم دیا اور وکیل نے خریدی اور قبضہ نہ کیا یہانتک اُسکے کسی عیب پر مطلع ہوا اور موکل اِس عیب پر راضی ہو گیا تو یہ جائز ہے اور اگر موکل نے عقد بیع کو توڑ دیا تو اُسکے توڑنے سے کچھ کام نہیں چلتا ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ خریداری کے وکیل نے اگر ہزار درم کو ایسا غلام خریدا جسکی قیمت تین ہزار درم ہے پھر اُسمیں عیب پایا تو واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر خیار رویت یا خیار شرط میں ایسا ہوا تو واپس کر سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی غیر معین غلام خریدنے کے وکیل نے اگر ایسا غلام خریدا کہ جسمیں ایک عیب ہے کہ جسکو موکل جانتا ہے اور وکیل کو اسکا علم نہیں ہے تو وکیل اُسکو واپس کر سکتا ہے یہ محیط میں ہے خریداری کا وکیل اگر مر گیا پھر موکل نے مبیع میں کچھ عیب پایا تو وکیل کا وارث یا وصی اُسکو واپس کرے اور اگر اُسکا وارث

یا وصی نہو تو موکل خود واپس کریگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی خریداری کے وکیل سے ثمن کا مطالبہ اُسکے ذاتی مال سے کیا جائیگا اگرچہ ہنوز موکل نے اُسکو نہ دیا ہو اور وکیل کو اختیار ہی کہ موکل سے ثمن لے لیوے اگرچہ اپنے مال سے اُسنے ہنوز ادا نہ کیا ہو اور اُسکو اختیار ہی کہ جسقدر دام اُسنے دیے ہین اُنکو وصول کرنے کے واسطے مبیع کو موکل کو دینے سے روک لے اور اگر روک لینے سے پہلے مبیع وکیل کے پاس ہلاک ہوگئی تو موکل کا مال گیا اور وکیل پر ضمان نہین ہی اور اگر بعد روکنے کے تلف ہوئی تو ثمن کے عوض گئی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور امام محمد رح نے کسی کتاب مین یہ صورت ذکر نہین فرمائی کہ اگر وکیل نے دام نہ ادا کیے اور بائع نے اُسکو مبیع سپرد کردی تو اس صورت مین بھی وکیل کو روکنے کا اختیار رہیگا کہ موکل کو دام لینے سے پہلے نہ دیوے اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ اسکو یہ اختیار ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی خرید کے وکیل نے اگر ثمن اپنے پاس سے ادا کردیا پھر موکل اُسکو دوسرے شہر مین ملا اور مبیع اُسکے پاس نہین ہی اور موکل سے ثمن طلب کیا اور اُسنے بغیر مبیع لیے ثمن دینے سے انکار کیا پس اگر پہلے ایسا ہوا ہو کہ جب مبیع دونون کے سامنے موجود تھی اُسوقت موکل نے مانگی ہو اور وکیل نے بدون ثمن لیے دینے سے انکار کیا ہو تو اب اُسکو اختیار ہی کہ بدون مبیع لیے ثمن دینے سے انکار کرے اور اگر ایسا نہین ہوا ہی تو انکار نہین کرسکتا ہی کیونکہ ثمن اُسکے ذمہ قرض ہوگیا ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اگر ہزار درم کو ایک باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے ہزار کو خرید کر دام دیکر اُسپر قبضہ کرلیا اور موکل کو دینے سے منع نہین کیا یہانتک کہ موکل نے اُسکو پانچسو درم دیدیے پھر باندی طلب کی اور اُسنے روکی اور اُسکے ہاتھ مین مرگئی تو وکیل کو وہ پانچسو درم جو اُسنے قبضہ کیے ہین دیے جائینگے اور باقی طلب کریگا اور اگر اُسنے پہلے ہی سے روک لی ہو تو اُسپر قبضہ کیے ہوے درم بھی واپس کردینا واجب ہین یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر بعد روکنے کے اُسکی ایک آنکھ جاتی رہی تو ثمن مین سے کچھ ساقط نہوگا اور موکل کو اختیار ہی چاہے پورے ثمن مین لے ورنہ چھوڑ دے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی وکیل نے اگر ہزار درم کو ایک غلام ایک سال کے وعدہ پر خریدا اور قبضہ کیا اور موکل نے اُسپر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ میعاد آگئی اور بائع نے وکیل کو مال کے واسطے پکڑا پھر وکیل نے چاہا کہ ثمن وصول کرنے کے واسطے موکل کو دینے سے روکے تو اُسکو اختیار نہوگا اور اگر روکا تو ضامن ہوگا اور اگر موکل نے اُسپر قبضہ کرلیا پھر وکیل نے آکر موکل کی بلا موجودگی اُسکو لے لیا اور یہ نہ کہا کہ جبتک ثمن نہ دیگا نہ دونگا اور وہ وکیل کے پاس مرگیا تو موکل سے ثمن ساقط ہوگیا اور وکیل کا لے لینا گویا موکل کو بدون ثمن لیے دینے سے منع کرنا شمار ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اگر موکل نے وکیل کو حکم دیا کہ دو باندیان ہر ایک ہزار درم کی یا دونون ہزار درم کی خرید دے پھر وکیل نے خرید کرکے دونون پر قبضہ کیا پھر موکل نے خاص ایک اُسمین سے طلب کی اور وکیل نے انکار کیا یہانتک کہ مرگئی تو فقط اُسی کا ثمن باطل ہوگیا پھر اگر موکل نے کہا کہ مجھے دوسری کی ضرورت نہین ہی تو اُسکے کہنے پر التفات نہ کیا جائیگا اور بقدر حصہ کے موکل کو لازم ہوگی اور اگر وہ نہ مری جسکے دینے سے وکیل نے انکار کیا تھا بلکہ دوسری مرگئی تو باقی اُسکو لینی پڑیگی اور دونون کے دام اُسکو دینے پڑینگے اور اگر موکل نے یہ حکم دیا کہ میرے واسطے دو باندیان ایک ہی صفقہ مین ایک باندی ہزار درم نقد کو اور دوسری ایک ہزار درم اُدھار ایک سال کے وعدہ پر خرید دے اور اُسنے موافق حکم کے خرید دین اور قبضہ کرلیا اور موکل نے طلب کین پس اُسنے دونون کے دینے سے انکار کیا یعنی ثمن لیکر دونگا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور

چاہیے کہ وہ باندی جو ایک سال کے وعدہ پر ہے اُسکو دیدے ہان نقد قیمت والی داموں کے لینے کے واسطے روک سکتا ہے اور اگر اُدھار باندی کو اُسنے روکا اور وہ مرگئی تو وکیل کو اُسکی قیمت دینی پڑیگی اور اگر نقد داموں والی کو روکا یہانتک کہ مرگئی پھر موکل نے کہا کہ مجھے دوسری اُدھار والی کی ضرورت نہین ہے تو اُسکا کہنا مقبول نہوگا اسی طرح اگر اُسنے دونون کو دو ہزار درہم نقد دینے پر خریدنے کے واسطے حکم دیا اور اُسنے اسی طرح خریدین اور موکل کو دینے سے منع کیا یہانتک کہ بائع نے مشتری کو ایک باندی کے داموں کے واسطے پکڑا تو یہ صورت اور پہلی صورت سب باتون مین جو ہم نے بیان کردین یکسان ہین یہ محیط مین ہے اگر خریداری کے وکیل نے اپنے مال سے دام ادا کر دینے کا دعوی کیا اور موکل نے اُسکی تصدیق کی اور بائع نے تکذیب کی تو وکیل موکل سے نہین لے سکتا ہے یہ بحر الرائق مین ہے وکیل خریدنے اگر کوئی شی معین جسکے خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا تھا خریدی اور ثمن نہ دیا یہانتک کہ بائع نے اسکو کچھ مہلت دیدی تو صحیح ہے اور یہ مہلت موکل کے واسطے بھی ثابت ہوگی اور وکیل کو اختیار نہوگا کہ موکل سے میعاد آنے سے پہلے مواخذہ کرے اور اگر بائع نے وکیل سے کچھ دام گھٹا دیے تو وہ موکل سے گھٹا کر لیوے اور اگر بائع نے سب دام وکیل کے ذمہ سے گھٹا دیے تو یہ موکل کے حق مین ثابت نہوگا یہانتک کہ وکیل کو اختیار ہوگا کہ موکل سے سب دام لیوے اور اگر کچھ ثمن ہبہ کر دیا ہے تو موکل سے بھی اُسی قدر دام کم ہوجاوینگے اور اگر کل دام ہبہ کیے تو یہ موکل کے حق مین ثابت نہوگا اور اگر بائع نے سب دام سے بری کر دیا تو سب ہبہ کرنے کے مانند حکم ہے یہ محیط مین ہے اور اگر بائع نے وکیل کو پہلے پانسو درم ہبہ کر دیے پھر باقی پانسو درم بھی ہبہ کر دیے تو وکیل اپنے موکل سے پہلے پانسو درم نہین لے سکتا ہے اور دوسرے پانسو درم لے لیگا اور اگر نوسو درم پہلے ہبہ کر دیے پھر سو درم تو وکیل فقط سو درم موکل سے لے سکتا ہے اور یہ سب امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے کذا فی فتاوے قاضی خان

تیسرا باب بیع کرنے کے واسطے وکیل کرنے کے بیان مین

وکیل بیع کو تھوڑے یا بہت دام یا اسباب کے عوض مبیع فروخت کر دینا جائز ہے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ اسقدر خسارہ کے ساتھ بیچنا کہ لوگ برداشت نہین کرتے ہین جائز نہین ہے اور سواے درم و دینار کے دوسری چیز کے عوض بیچنا بھی جائز نہین ہے یہ ہدایہ مین ہے اور صاحبین کے قول پر نفیس چیز ہو یا خسیس ہو فتوی ہے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے اور یہ اختلاف مطلقاً وکالت مین ہے ورنہ اگر موکل نے کہدیا کہ ہزار درم کو یا سو دینار کو فروخت کر دے تو کم پر بیچنا بالاجماع جائز نہین ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر کسی غلام کو بعوض کسی اسباب کے جسکا وصف بیان کر دیا گیا ہے فروخت کر دینے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے بعوض اسباب کے کھلا خسارہ اُٹھا کر فروخت کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - وکیل بیع کو اُدھار بیچنے کا اختیار ہے اور منتقی مین ہے کہ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ حکم تجارت مین ہے اور اگر حاجت کے واسطے ہو مثلاً ایک عورت نے اپنا سوت بیچنے کو دیا تو یہ وکالت نقد بیچنے کے واسطے ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ خلاصہ مین ہے بیع مطلق کے واسطے جو شخص وکیل ہے اگر اُسنے اسباب کو کسی میعاد کی اُدھار پر فروخت کیا پس اگر یہ مدت ایسے اسباب مین تاجرون مین معروف ہے تو ہمارے علما کے نزدیک جائز ہے اور اگر یہ مدت تاجرون مین متعارف نہین ہے مثلاً پچاس برس کے وعدہ پر فروخت کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین ہے **قلت** اس زمانہ مین صاحبین کے قول پر فتوی ضرور ہے مشائخ نے فرمایا اُدھار بیچنا اُسوقت جائز ہے کہ اُس شخص کے فروخت کرنے مین یعنی وکالت مین کوئی ایسا لفظ نہو جو نقد بیچنے پر دلالت کرتا ہو اور اگر ہوگا تو اُدھار بیچنا جائز نہوگا مثلاً کسی سے کہا کہ یہ غلام فروخت کر کے میرا قرض ادا کر دے یا کہا کہ جا اس غلام کو فروخت کر دے

کہ بعض خواہ میری جان کھائے جاتے ہین یا مجھے اپنے بال بچون کے کھانے پینے کی ضرورت ہی تو ان صورتون مین اُدھار بیچنا جائز نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اُدھار بیچنے کے واسطے وکیل کرنا ایک مہینہ اور اُس سے زیادہ اُدھار کے واسطے لیا جائیگا اور اگر ایسے وکیل نے نقد بیچ ڈالا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہی شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اُسنے نقد اُسی قدر دامون کو دیا جتنے کو اُدھار بکتا تھا تو جائز ہی اور اگر اُس سے کم کو بیچا تو جائز نہین ہی اور دوسرے مشائخ نے کہا کہ مطلقاً جائز ہی اسی طرح اگر کہا کہ مت بیچ مگر نقد تو بھی یہی حکم ہی اگر کسی ایسی چیز کے بیچنے کے واسطے جسپر خرچہ اور بار برداری پڑتی ہی وکیل کیا تو وہ اسی شہر تک ہوگی جسمین وکیل اور موکل دونون موجود ہین اور اگر موکل اُسکو دوسرے شہر مین لے گیا اور چوری ہوگئی یا ضائع ہوگیا تو وکیل ضامن ہوگا اور اگر وکیل اُسکو دوسری جگہ نہ لے گیا اور خود جاکر وہان فروخت کیا جس جگہ بیع واقع ہوئی ہی اسی جگہ سپرد کرنا اُسپر واجب ہوگا اور اگر ایسی چیز نہو جسکی باربرداری یا خرچہ پڑتا ہی تو وکالت اسی شہر کے واسطے مخصوص نہوگی یعنی اگر دوسرے شہر مین لیجاوے اور چوری ہو تو وکیل ضامن نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی بیع مطلق کے وکیل نے اگر بطور بیع فاسد کے بیچا تو بیع او تسلیم سے ضامن نہوگا اور وکیل واپس لے سکتا ہی اور جو شخص بیع فاسد کے واسطے وکیل ہی اگر اُسنے صحیح طور سے بیع کیا تو استحساناً جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ وکیل بالبیع مبیع کو اپنے واسطے نہین خرید سکتا ہی کیونکہ ایک ہی شخص مشتری اور بائع نہین ہوسکتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی اور اگر موکل نے حکم دیا کہ اپنے ہاتھ فروخت کر دے تو بھی نہین جائز ہی اسی طرح اگر وکیل نے اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی جائز نہین ہی اور اگر اپنے مکاتب یا غلام کے ہاتھ فروخت کیا تو بالاجماع جائز نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی وکیل بیع نے اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جسکی گواہی وکیل کے حق مین درست نہین ہی پس اگر قیمت سے زیادہ کو فروخت کیا تو بلا خلاف جائز ہی اور قیمت سے کم پر غبن فاحش کے ساتھ فروخت کیا تو بالاجماع جائز نہین ہی اور اگر غبن بہت زیادہ نہو کم ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر مثل قیمت کے عوض فروخت کیا تو امام اعظم رح سے دو روایتین ہین اور ظاہر روایت یہ ہی کہ ناجائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر موکل نے وکیل کو ایسے لوگون کے ہاتھ فروخت کرنیکا حکم دیا یا اسطرح اجازت دی کہ جسکے ہاتھ تیرا جی چاہے فروخت کر دے تو بالاجماع ایسے لوگون کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہی ولیکن اگر اپنے ہاتھ خود فروخت کر دے یا اپنے نابالغ لڑکے یا اپنے اپنے غلام کے ہاتھ جسپر قرض نہین ہی فروخت کر دے تو قطعاً جائز نہین ہی اگرچہ موکل نے صراحتاً ان لوگون کے ہاتھ فروخت کرنے کی اجازت دی ہو اور یہی حکم خرید کے وکیل کا ہی جبکہ ان لوگون سے خرید کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر وکیل نے موکل کے باپ یا بیٹے یا مکاتب یا غلام ماذون کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہی اسی طرح اگر غلام کے وکیل نے اُسکو اُسکے مالک کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اپنا اسباب بیچنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے کہا کہ کتنے کو فروخت کرون پس موکل نے کہا تو جان یا اسکو اور اسکے مول کو تو جان پس اُسنے ناچیز دامون کو فروخت کر دیا تو اُسکو واپس کر دینے کا اختیار ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی موکل نے اگر وکیل سے کوئی شرط کی اور شرط مین ہر وجہ سے مقید کیا مثلاً یون کہا کہ تو اسکو اسطرح فروخت کر دے کہ مجھکو ہر وجہ سے نفع ہو تو وکیل کو ہر طرح اسکا لحاظ رکھنا چاہیے خواہ نفی کے ساتھ تاکید لایا ہو یا نہ لایا ہو چنانچہ اگر کہا کہ اسکو خیار کے ساتھ فروخت کر دے اُسنے بلاخیار فروخت کیا تو جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص کو اپنا غلام

فروخت کرنیکا وکیل کیا اور کہا کہ تین روز تک میرے واسطے خیار کی شرط کرے یہ بھی حکم دیا پس اُسنے بلا شرط خیار فروخت کیا تو بیع جائز نہین ہی اور اگر فروخت کرنے مین موکل کے واسطے خیار کی شرط کی تو خیار وکیل اور موکل دونون کے واسطے ثابت ہو جائیگا اور اگر موکل نے مطلقاً بیع کے واسطے حکم کیا اور وکیل نے فروخت مین موکل یا اجنبی کے واسطے خیار کی شرط کی تو صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر موکل نے ایسی شرط لگائی کہ جو اُسکے حق مین بالکل نافع نہین ہی بلکہ مضر ہی تو وکیل پر اُسکا لحاظ رکھنا واجب نہین ہی خواہ نفی سے تاکید کی ہو یا نہ کی ہو چنانچہ اگر یون کہا کہ اسکو ہزار درم اُدھار پر فروخت کردے یا یون کہا کہ نہ فروخت کر مگر ہزار درم اُدھار پر پھر وکیل نے ہزار درم نقد پر فروخت کیا تو موکل کی طرف سے جائز ہوگی اور اُسپر نافذ ہوگی اور اگر ایسی شرط لگائی کہ ایک وجہ سے اُسکے حق مین نافع ہی اور ایک طرح سے نافع نہین ہی پس اگر نفی کے ساتھ اُسکی تاکید کی تو لحاظ رکھنا واجب ہی چنانچہ اگر کہا کہ اس بازار مین فروخت کر اُسنے دوسری بازار مین فروخت کیا پس اگر نفی کے ساتھ نہ موکد کیا تو موکل پر نافذ ہوگی اور اگر موکد کیا ہی تو یہ بیع اُسپر نافذ نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر موکل نے کہا کہ میرا یہ غلام فروخت کر اور گواہ کر لینا اُسنے فروخت کیا اور گواہ نہ کر لیے تو جائز ہی اور اگر کہا کہ بدون گواہ کرنے کے فروخت نکرنا اور اُسنے بدون گواہ کے فروخت کیا تو جائز نہین ہی اسی طرح اگر یون کہا کہ مین نے تجھکو اس غلام کے فروخت کرنیکا اس شرط سے وکیل کیا کہ تو اُسکے فروخت کرنے پر گواہ کرے پھر اُسنے بدون گواہ کیے فروخت کیا تو جائز نہین ہی اور اسی طرح اگر یون کہا کہ گواہون کے ساتھ اسکو فروخت کر تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ بیع کے واسطے وکیل کیا اور منع کر دیا کہ فروخت نہ کرے مگر جبکہ فلان شخص موجود ہو تو بدون اُسکی موجودگی کے فروخت نہ کرے یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ اگر یہ حکم دیا کہ اس غلام کو رہن یا کفیل لیکر فروخت کرے پس وکیل نے بدون رہن یا کفیل کے فروخت کیا تو جائز نہین ہی خواہ موکل نے نفی کے ساتھ تاکید کی ہو یا نہ کی ہو یعنی یون کہا ہو کہ فروخت کرنا مگر رہن یا کفیل لیکر یا نہ کہا ہو اور اگر یون کہا ہو کہ ایسا رہن لیکر فروخت کرے کہ جسمین مضبوطی ہی تو بیع نہین جائز ہی مگر جبکہ ایسی چیز رہن لی ہو جسکی قیمت سے مبیع کے دام پورے حاصل ہو سکتے ہون یا صرف اسقدر کمی پڑتی ہو کہ جسقدر لوگ برداشت کر لیتے ہین تو جائز ہی اور اگر موکل نے مطلقاً رہن لیکر کہدیا تو تھوڑا سا رہن لیکر فروخت کرنا بھی جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اسکو فروخت کردے اور کفیل لے لے یا یون کہا کہ اسکو فروخت کردے اور رہن لے لے تو بھی بدون کفیل یا رہن لیے جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ پھر اگر وکیل و موکل نے وکالت مین کسی قسم کی شرط ہونے یا نہونے مین اختلاف کیا تو موکل کا قول لیا جائیگا اسی طرح اگر بغیر اس ثمن کے فروخت کرنیکا حکم دینے کا دعوی کیا تو بھی موکل کا قول لیا جائیگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اگر ہزار درم کو فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے زیادہ کو بیچا تو بیع نافذ ہوگی اور اگر کم کو بیچا تو نافذ نہوگی اور اگر سواے درم کے کسی چیز کے عوض بیچا تو بھی نافذ نہوگی اگرچہ اسکی قیمت ہزار درم سے زیادہ ہو یہ سراج الوہاج مین ہی کسی نے دوسرے کو اپنا ایک غلام ہزار درم کو بیچنے کا حکم دیا اور اُسنے آدھا ہزار درم کو بیچا پھر باقی آدھا سو دینار کو تو پہلے آدھے کی بیع جائز اور دوسرے کی ناجائز ہی اور اگر پورا غلام ہزار درم اور سو دینار کو بیچا تو کل کی بیع جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر آدھا غلام ایک درم کم ایک ہزار درم اور ایک کر گیہون کے عوض بیچا تو باطل ہی اور اگر غلام بعوض ہزار درم اور ایک کر معین

گیہون کے بیچا تو موکل کو اختیار ہی چاہے کل بیع باطل کردے یا اجازت دے اور کُر وکیل کا ہوگا اور اُسپر بقدر اُسکے حصہ قیمت کے واجب ہوگا کہ غلام کی قیمت مین ادا کرے اور اگر اُسکو ہزار درم پر بیچا پھر مشتری نے ایک کر معین یا غیر معین زیادہ کیا تو بالاختیار بیع جائز ہی اور کُر موکل کو ملیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اگر اپنا غلام بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے نصف یا کوئی حصہ معلومہ کسی کے ہاتھ بیچا تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع جائز ہی خواہ باقی اُس مشتری کے ہاتھ بیچا ہو یا نہ بیچا ہو اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی مگر جبکہ باقی بھی فروخت کردے اور یہی حکم ہر ایسی چیز مین جاری ہی جسکے ٹکڑے کرنے مین ضرر اور ٹکڑے ہونا اسمین عیب شمار کیا جاتا ہی اور اگر یہ دونون باتین نہون جیسے کیلی اور وزنی چیزین انکی وکالت مین اگر تھوڑی فروخت کردی تو بالاتفاق جائز ہی اسی طرح اگر چند ایسی چیزین جو گنتی سے بکتی ہین اور باہم قریب برابر کے ہین اُنکے بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے ایک فروخت کردی تو بالاتفاق جائز ہی کذا فی شرح الطحاوی اگر حکم دیا ہو کہ یہ غلام فلان شخص کے ہاتھ قرض فروخت کردے اُسنے دوسرے شخص کے ہاتھ قرض بیچڈالا تو جائز نہین ہی اور اگر اُسنے فلان شخص اور دوسرے شخص دونون کے ہاتھ بیچا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُس نصف کی بیع جو دوسرے کے ہاتھ بیچا ہی جائز نہین ہی اور جو نصف فلان شخص کے ہاتھ بیچا ہی اُسکی بیع جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی مگر جبکہ باقی بھی فروخت کردے کذا فی الذخیرہ- اگر ہزار درم مین دو باندیان فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے ایک باندی پانچسو درم یا کم یا زیادہ کو فروخت کردی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز نہین ہی مگر جبکہ دوسرے کو بھی فروخت کرکے ہزار درم پورے کردے یا زیادہ کردے تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اگر موکل نے کہا کہ یہ غلام فروخت کردے اور فلان کے ہاتھ فروخت کردے تو اُسکو دوسرے شخص کے ہاتھ بیچڈالنے کا اختیار ہی اور اگر کہا کہ فلان شخص کے ہاتھ فروخت کردے اور وکیل نے دوسرے کے ہاتھ بیچا تو جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر موکل نے کہا کہ یہ غلام ہزار درم کو ایک سال کی اُدھار پر فروخت کردے اور وکیل نے ہزار یا زیادہ کو نقد بیچا تو جائز ہی اور اگر ہزار درم سے کم نقد پر بیچا تو جائز نہین ہی اور اگر دو ہزار درم کو ایک سال و ایک ماہ کی اُدھار پر بیچا تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی بیع کے واسطے مطلقاً وکیل کیا پھر کہا کہ آج اسکو نہ بیچنا پھر دوسرے روز وکیل نے بدون تجدید وکالت کے فروخت کردیا تو جائز ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی ایک شخص کو اپنا غلام فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور غلام دیدیا اور منع کردیا کہ بعد بیع کے جب تک ثمن نہ لے غلام نہ دے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ ممانعت باطل ہی اور اگر بعد بیع کے وہ غلام مشتری کے پاس مرگیا تو مشتری کا مال گیا اور وکیل ہی دام وصول کرنے کا متولی ہوگا اور موکل کو اختیار ہوگا کہ وکیل سے دامون کی ضمانت لے یہ محیط مین ہی اور اگر وکیل نے دام لینے سے پہلے سونپ دیا اور وہ دام ڈوب گئے تو وکیل پر ڈانڈ نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اگر موکل نے غلام وکیل کو دیدیا اور کہا کہ جب تک دام نہ لے لے مشتری کے ہاتھ غلام نہ بیچے اور اُسنے دام لینے سے پہلے فروخت کیا تو بیع باطل ہی مبیع مشتری سے پھیر لے اور اگر غلام وکیل کو نہین دیا اور اُسنے موکل کے ہاتھ مین ہونے کی حالت مین ہزار درم نقد فی الحال مین بیچڈالا تو جب تک دام نہ لے لے غلام سپرد کرنے کا اُسکو اختیار نہین ہی خواہ موکل نے دام لینے سے پہلے دینے سے منع کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر ہزار درم کو ایک مہینے کی اُدھار پر بیچا اور غلام موکل کے ہاتھ مین ہی تو بیع صحیح ہی اور موکل کو مشتری کو نہ دینے کا اختیار نہین ہی کیونکہ یہ بھی موکل کے تحت حکم داخل ہی پس گویا خود اُسی نے فروخت کیا اور خود اُدھار فروخت کرنے پر سپرد

کرنے کے واسطے مجبور کیا جاتا ہی ہکذا فی المحیط اگر غلام فروخت کرنیکا وکیل کیا اور غلام دیدیا پھر وکیل نے اُسکو فروخت کیا اور
ہنوز مشتری کے سپرد نہ کیا تھا کہ موکل نے وکیل کے گھر سے اُسکو لے لیا اور وکیل کو دام لینے سے پہلے دینے سے منع کر دیا تو صحیح ہی
اور وکیل کو اختیار ہوگا کہ موکل کے گھر سے لیکر دام لینے سے پہلے مشتری کو دیدے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اگر اپنا غلام
بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور غلام موکل کے پاس ہی اور موکل نے وکیل کو نہ لینے کا حکم دیا اور نہ اس سے منع کیا پس وکیل نے
فروخت کیا پھر اُسکو موکل کے گھر مین سے مشتری کو دینے کے واسطے لے لیا اور اُسکے ہاتھ مین مشتری کو دینے سے پہلے مرگیا
تو وکیل پر تاوان نہین ہی کیونکہ دام ادا ہونے کے وقت سپرد کرنے کے لیے وکیل کو ضرورت ہی کہ غلام پر قبضہ کرے تاکہ سپرد
کرسکے ولیکن اگر موکل منع کر دے تو البتہ نہین لے سکتا ہی اور یہان موکل نے منع نہین کیا اور اگر غلام نہین مرا اور درم لینے
سے پہلے وکیل نے مشتری کو دیدیا تو موکل کو اختیار ہی کہ تاوقتیکہ دام نہ ادا ہون مشتری سے لے لے اور اگر موکل نے
غلام پھیر لیا پھر مشتری دام لایا تو موکل غلام کو وکیل کے سپرد کر دیگا اور حکم دیگا کہ مشتری کے حوالہ کرے اور وہ ثمن
لے لیگا کذا فی المحیط پس اگر اُسنے ثمن نہ لیا یہانتک کہ غلام مشتری کے پاس مرگیا تو موکل کسی وکیل یا مشتری سے قیمت کی ڈانڈ
نہین لے سکتا ہی ولیکن وکیل مشتری سے دام لیکر موکل کو دیدیگا کذا فی فتاوے قاضی خان اور اگر اُسکو بیچنے کا حکم دیا اور
قبضہ کرنے سے منع کیا اور اُسنے بیع سے پہلے قبضہ کر لیا اور بیع کرنے سے پہلے اُسکے پاس مرگیا تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا
پس اگر غلام نہین مرا ہی جسوقت اُسنے فروخت کیا تو بیع صحیح ہوگی اگرچہ اُسپر غلام کی ضمانت ہی اور اگر نہ مرا یہانتک کہ اُسنے مشتری
کے سپرد کر دیا اور اُسکے پاس مرگیا تو وکیل قیمت کا ضامن نہین ہی اگرچہ بیع سے پہلے قبضہ کر لینے سے غاصب ٹھہرا ہی کیونکہ بعد
غصب کے بھی بیع کا حکم باقی ہی اور امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک وکیل دامون کا ضامن نہوگا بلکہ مشتری سے لیکر موکل
کو دیدیگا اور اگر غلام مشتری کے پاس نہ مرا یہانتک کہ موکل نے آکر مشتری سے لے لیا پھر دام ادا ہونے سے پہلے وکیل نے
موکل کے گھر مین سے مشتری کو دینے کے واسطے اُسکو لے لیا اور دینے سے پہلے وکیل کے پاس مرگیا تو وکیل ضامن
نہین ہی کیونکہ وہ بیع کے بعد قبضہ کر سکتا ہی اور بیع ٹوٹ گئی یہ محیط مین لکھا ہی اگر ایک شخص کو اپنا غلام بیچنے کا حکم
دیا اور ثمن پر قبضہ کرنے سے منع کیا مگر فلان شخص کے سامنے یا گواہ کر کے قبضہ کرے تو اُسکا منع کرنا صحیح نہین ہی اور
وکیل کو اختیار ہی کہ بدون فلان شخص یا بدون گواہون کے وصول کرے اور اگر موکل نے خود ہی غلام بیچا اور
وکیل کو ثمن پر قبضہ کرنے کے واسطے مقرر کیا پھر منع کر دیا کہ بدون فلان شخص یا گواہون کے وصول نہ کرے تو بیع صحیح ہی
یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر مکاتب نے ایک شخص کو اپنا غلام فلان شخص کے ہاتھ فروخت کرنیکا حکم کیا اور اُسنے غیر کے ہاتھ بیچا
اور وکیل نہین ہی تو جائز نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی ایک شخص نے دوسرے کو اپنا غلام سو دینار کو بیچنے کے واسطے
وکیل کیا اور اُسنے ہزار درم کو فروخت کیا اور موکل کو معلوم نہوا کہ کتنے کو فروخت کیا ہی اور وکیل نے کہا کہ مین نے
غلام بیچ ڈالا اور موکل نے کہا کہ مین نے اجازت دی تو بیع ہزار درم کو جائز ہوگی کذا فی الخلاصہ اور اگر موکل نے کہا کہ
مین نے جسطرح تجھے حکم دیا تھا اسی بیع کی اجازت دی تو درمون سے بیچنا جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی
دینارون کے بیچنے کے وکیل نے اگر دینار خود رکھ لیے اور اپنے دینار بیچے تو جائز نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی اگر غلام وکیل
یعنی درمون کے عوض ۱۲
کو دیا اور کہا کہ اسکو ہزار درم کو سات مثقالی وزن کے درمون سے فروخت کر دے اور وکیل نے دو ہزار پنج مثقالی درمون
کو بیچا تو جائز ہی کیونکہ اُسنے جسقدر دامون کو موکل نے کہا تھا اُسی جنس کے زیادہ دامون کو بیچا ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی

ف
[illegible]

ایک شخص کو اسواسطے وکیل کیا کہ میرا غلام ہزار درم کو فروخت کرے اور قیمت اسکی ہزار درم ہے پھر بھاؤ بدل گیا اور اُسکی قیمت دو ہزار درم ہو گئی تو وکیل کو ہزار درم مین بیچنے کا اختیار نہین ہے اور اگر وکیل نے اپنی خیار پر فروخت کیا پھر خیار کے اندر اُسکی قیمت بڑھکر دو ہزار درم ہو گئی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکو اپنی بیع تمام کر دینے کا اختیار ہے اور اُسپر قائم رہنے اسمین خلاف کیا ہے اور اگر وکیل نے بیع تمام نہ کی بلکہ خاموش رہا یہانتک کہ مدت خیار گذر گئی تو امام محمد رح کے نزدیک بیع باطل ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہے کذا فی الخلاصہ اسی طرح اگر حاملہ باندی شرط خیار پر بیچی گئی اور مدت مین بچہ جنی اور بچہ ہزار درم کا ہے اور اسی طرح اگر درخت مین پھل آگئے تو بھی یہی اختلافی حکم ہے یہ محیط مین لکھا ہے اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ میرا غلام ہے اور غلام کے عوض اِسکو فروخت کردے یا اِسکے عوض کوئی غلام خرید دے پس اگر خریدنے کا وکیل کیا اور اُسنے غیر معین غلام خریدا تو جائز نہین ہے اور اگر معین خریدا پس اگر اُسکی قیمت اُس غلام کی قیمت کے برابر یا اسقدر کم ہے کہ جسقدر خسارہ لوگ اُٹھا لیتے ہین تو جائز ہے اور اگر اسقدر کم ہے کہ لوگ اُتنا خسارہ نہین اُٹھاتے ہین تو جائز نہین ہے اور اگر بیع کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے غلام غیر معین کے عوض بیچا تو جائز نہین ہے اور اگر معین کے عوض بیچا پس اگر قیمت اِس غلام کی مثل قیمت اس غلام کے ہے یا اسقدر کم ہے کہ لوگ برداشت کر لیتے ہین تو جائز ہے اور اگر اسقدر کم ہے کہ لوگ نہین برداشت کرتے ہین تو جائز نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے اگر یہ حکم دیا کہ میرا یہ غلام بعوض ایک کُر گیہون یا بعوض دس ہروی کپڑون کے فروخت کرے تو وکیل کو یہ اختیار ہے کہ مسمی کے عوض مسمی کو بیان کرکے ذمہ ٹھہرا کر میعادی اُدھار پر فروخت کردے اور شرط یہ ہے کہ اُس غلام مبیع کی قیمت کے برابر ہو یہ محیط مین ہے اگر اناج بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ ہر کُر بعوض پچاس درم کے بیچے اور وکیل نے سب معًا بیچ ڈالا تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے اور اگر یون کہا کہ ہر کُر اسقدر کو بیچے جتنے کو فلان شخص نے بیچا ہے اور فلان شخص نے کہا کہ مین نے کُر چالیس درم کو بیچا ہے اور وکیل نے اِسی حساب سے بیچا پھر معلوم ہوا کہ فلان شخص نے پچاس کے حساب سے بیچا ہے تو بیع واپس ہو جائیگی کیونکہ اُسنے اسواسطے وکیل کیا ہے کہ جتنے کو فلان نے بیچا ہے فروخت کرے نہ جو فلان شخص خبر دے اُتنے کو فروخت کرے اور اگر فلان نے کوئی کُر چالیس کو اور کوئی کُر پچاس کو بیچا ہے اور وکیل نے سب اناج چالیس کے حساب سے بیچا تو استحسانًا جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر ہراتی کپڑون کی گٹھری بیچنے کو دی اور دونون کوفہ مین موجود ہین تو کوفہ کے جس بازار مین فروخت کردے تو جائز ہے اور اگر بصرہ مین لے گیا تو استحسانًا مخالف شمار ہوگا حتے کہ اگر وہان گٹھری تلف ہو جاوے تو ضامن ہوگا اور اگر تلف نہوئی یہانتک کہ اُسنے بصرہ مین فروخت کردی تو وکالت الاصل مین ہے کہ موکل پر بیع نافذ نہوگی اور کتاب الصرف مین بروایۃ ابو سلیمان یہ ہے کہ بیع جائز ہوگی اور بعض مشائخ نے کہا کہ کتاب الوکالت کی روایت بحکم استحسانی ہے اور یہی قول امام اعظم رح کا ہے اور بعضے مشائخ نے کہا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور اسی طرف شیخ الاسلام کا میلان ہے اور اگر موکل نے قید لگائی ہو کہ کوفہ مین فروخت کرے پھر وہ بصرہ مین لے گیا تو قیاسًا و استحسانًا ضامن ہوگا اور اگر اُسنے بصرہ مین بیچا تو مشائخ عامہ کے نزدیک بیع موکل پر نافذ و جائز نہوگی کذا فی الذخیرہ اور یہی اصح ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی کو وکیل کیا کہ یہ ہروی یا زطی کپڑون کی گٹھری فروخت کردے پس اگر اُسنے پوری گٹھری ایک ہی صفقہ مین بعوض مثل قیمت کے یا اسقدر کم کو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہین فروخت کی تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر اسقدر کمی پر بیچی کہ لوگ نہین برداشت کرتے ہین

تواختلاف ہی اور اگر اُسنے ایک ایک کپڑا کرکے سب گٹھری بیچڈالی پس اگر ایک ایک کپڑے کی قیمت الا اگر اسی قدر ہوجاتی ہی جتنی کل گٹھری کی قیمت ہو اگر کل گٹھری یکبارگی فروخت کردیتا یا صرف اسقدر کم ہو کہ لوگ برداشت کرلیتے ہین تو بالاتفاق جائز ہی اور اگر صفقات متفرقہ کی فروخت گٹھری کی فروخت کو نہین پہونچتی اور اسقدر کمی رہتی ہو کہ لوگ اُسکو نہین برداشت کرتے ہین تو امام اعظم رہ کے قول پر جائز ہی اور صاحبین کے مذہب پر مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ نہین جائز ہی اور بعضون نے کہا کہ جائز ہی اور اگر اُسنے صرف ایک کپڑا فروخت کردیا اور باقی نہین تو امام اعظم رہ کے قول کے موافق جواز ذکر کیا گیا ہی خواہ باقی کے حق مین ایسا ضرر ہو کہ لوگ اُٹھالیتے ہین یا نہین اُٹھاتے ہین اور صاحبین کے قول کے موافق اگر باقی کو ضرر نہ پہونچے یا ایسا ضرر ہو کہ لوگ برداشت کرسکتے ہین مثلاً ایسے اندازہ کرنے والے اتنے کو بھی اندازہ کرتے ہین تو جائز ہی اور اگر ایسا ضرر ہو کہ لوگ نہین برداشت کرتے ہین تو جائز نہین ہی اور یہ حکم مذکور کپڑون کی بابت ہی اور اگر کسی کیلی یا وزنی چیز کی بیع کے واسطے جو ایک برتن مین ہی وکیل کیا اور اُسنے تھوڑی سی فروخت کردی اور باقی رہنے دی تو بالاتفاق جائز ہی یہ محیط مین ہی اگر کسی نے دوسرے کو اپنے غلام کو ہزار درم مین بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور غلام کی قیمت ہزار درم یا پانچسو درم ہین اور اُسنے ہزار درم کو بوعدہ عطا کے بیع کردیا اور مشتری کے سپرد کردیا اور وہ مشتری کے پاس مرگیا یا اُسنے آزاد کردیا تو وکیل پر ضمان نہین ہی اور مشتری پر قیمت واجب ہوگی اور قیمت پر قبضہ کرنیکا حق وکیل کو ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک نے دوسرے کو حکم دیا کہ میرا غلام ہزار درم کو فروخت کردے اور وکیل نے پانچسو درم کو بوعدہ عطا کے فروخت کیا اور اُسکی قیمت ہزار یا پانچسو درم ہین اور مشتری نے قبضہ کیا تو مالک نہوگا اور اگر مشتری کے ہاتھ مین مرگیا تو موکل کو اختیار ہوگا چاہے مشتری سے قیمت لے یا وکیل سے پس اگر اُسنے مشتری سے لی تو وہ غیر سے نہین لے سکتا ہی اور اگر وکیل سے لی تو مشتری سے لے گا۔ اگر اسواسطے وکیل کیا کہ میرا غلام ہزار درم کو اول عطا کے وعدہ پر بیچڈالے اور اُسنے دوسری عطا کے وعدہ پر فروخت کیا اور مشتری نے قبضہ کیا اور اُسکے ہاتھ مین مرگیا تو موکل پر نافذ نہوگی اور اگر کسی میعاد معین کے وعدہ پر سوائے وعدہ عطا کے بیچا تو موکل پر نافذ ہوگی یہانتک کہ وکیل ضامن نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر اپنا غلام ہزار درم کو بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے ہزار درم اور ایک رطل شراب غیر معین کے عوض بیچا اور غلام مشتری کے پاس مرگیا تو مشتری قیمت کا ضامن ہی اور وکیل پر ضمان نہین ہی اور اگر ہزار درم اور ایک رطل شراب معین کے عوض بیچا اور غلام مشتری کے پاس مرا تو امام اعظم رہ کے قول پر چاہے موکل مشتری سے غلام کی قیمت ضمان لے اور وہ وکیل سے نہین پھیر سکتا ہی یا وکیل سے ضمان لے اور اس صورت مین غلام ہزار درم اور شراب کی قیمت پر تقسیم ہوگا پس جسقدر ہزار درم کے پڑتے مین پڑے اُسکا ضامن فقط مشتری ہوسکتا ہی اور شراب کی قیمت کے پڑتے مین جسقدر پڑے اُسمین موکل کو اختیار ہو چاہے وکیل سے اسقدر لے یا مشتری سے سب قیمت لے لے پس اگر اُسنے بائع سے ضمان لی تو وہ مشتری سے پھیر لیگا اور یہ سب امام اعظم رہ کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک موکل کو اختیار ہی چاہے وکیل سے سب قیمت لے یا مشتری سے سب قیمت لے لے اور اگر ہزار درم اور معین یا غیر معین سور کے عوض بیچا تو اسکا حکم ویسا ہی ہی جیسا ہزار درم اور معین شراب کے عوض بیچنے کا ہی اور اگر ہزار درم اور مردار یا خون یا ایسی چیز کے عوض جسکی قیمت نہین ہی فروخت کیا اور وہ مشتری کے پاس مرگیا تو بالاتفاق بائع پر ضمان نہین ہی اور مشتری پر قیمت واجب ہوگی اور وکیل ہی قیمت لیکر موکل کو دیگا اور اگر ایک کر گیہون سو درم مین بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے سو درم و ایک رطل شراب معین کے عوض بیچا اور اناج مشتری کے پاس تلف ہوا تو بالاتفاق وہی حکم ہی جو امام اعظم رہ کے نزدیک غلام کو ہزار درم و معین شراب کے عوض

[illegible]

فروخت کریگا یہ محیط مین ہی۔ اگر اپنا غلام سو رطل شراب کے عوض بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے سور کے عوض بیچا یا سور کے عوض بیچنے کے وکیل نے سو رطل شراب کے عوض بیچا تو مشتری اُسکا مالک نہوگا حتی کہ اگر بعد قبضہ کے اُسنے آزاد کیا تو عتق نافذ نہوگا اور اگر مشتری کے پاس مرگیا تو موکل مختار ہو چاہے بائع سے قیمت لے اور وہ مشتری سے پھیر لیگا یا مشتری سے قیمت لے اور وہ کسی سے نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی ایک شخص کو وکیل کیا کہ میرا غلام فروخت کر دے اور مشتری نے قبضہ سے پہلے اُسمین عیب پایا اور وکیل نے اُسکو پھیر دیا اور اُسنے قبول کر لیا تو موکل کو لازم ہوگا اور اگر بعد قبضہ کے عیب پاکر پھیرا اور وکیل نے قبول کر لیا تو وکیل کے ذمہ پڑیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ وکیل بیع اگر مرگیا اور مشتری نے مبیع مین عیب پایا تو وکیل کے وصی یا وارث کو واپس کرے اور اگر وصی یا وارث نہو تو موکل کو واپس کرے اور فتاوے صغری مین ہی۔ کہ وکیل اگر غائب ہو تو جب تک زندہ ہی تب تک حقوق موکل کی طرف راجع نہونگے کذا فی الخلاصہ ایک نے دوسرے کو اپنا غلام بیچنے کا حکم کیا اور اُسنے ایک شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور سپرد کر دیا اور ثمن خود وصول لیا تھا یا نہ کیا تھا یہانتک کہ مشتری نے اُسمین عیب پایا کہ اُسکے مثل عیب پیدا نہین ہوتا ہی جیسے انگلی یا دانت کا زیادہ ہونا اور گواہون پر قاضی کے حکم یا قسم یا وکیل کے اقرار کی وجہ سے اُسنے واپس کیا تو وکیل کو اختیار ہی کہ موکل کو پھیر دے اور اگر ایسا عیب ہی کہ اُسکے مثل پیدا ہو سکتا ہی پس اگر گواہی پر واپس کیا تو موکل کو لازم ہوگا اور اگر قسم سے باز رہنے کی وجہ سے واپس کیا تو بھی اور اگر وکیل کے اقرار عیب پر واپس کیا تو وکیل کے ذمہ پڑیگا اور اگر مشتری نے بدون حکم قاضی واپس کیا اور عیب ایسا ہی کہ پیدا ہوجانیکا احتمال رکھتا ہی تو وکیل کے ذمہ پڑیگا اور کسی حال مین موکل سے مخاصمہ نہین کر سکتا ہی اور اگر عیب ایسا ہو کہ پیدا نہین ہو سکتا ہی اور واپسی بدون حکم قاضی کے وکیل کے اقرار سے واقع ہوئی تو ایک روایت مین باخصومت موکل کے ذمہ لازم ہوگا اور عامہ روایات مین یہ ہی کہ موکل سے خصومت نہین کر سکتا ہی اور وکیل کے ذمہ لازم ہوگا یہ کافی مین ہی ایک شخص نے ایک وکیل اپنی زمین بیچنے کے واسطے مقرر کیا اور اُسنے فروخت کر دی اُسمین ایک قطعہ زمین وقف نکلی اُسکو مشتری نے وکیل کو پھیرنا چاہا اور وکیل نے اقرار کیا تو مشتری وکیل کو واپس کر سکتا ہی پھر وکیل موکل کو واپس نہین دے سکتا ہی۔ اور اگر گواہون کی گواہی پر وکیل کو واپس دی گئی تو موکل کو واپس دے سکتا ہی اور باقی کی عقد بیع کی نسبت عامہ مشائخ نے فرمایا کہ عقد بیع باقی فاسد نہوگا یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی وکیل بیع نے اگر موافق حکم موکل کے ہزار درم کو غلام فروخت کر دیا اور باہمی قبضہ کے بعد ثمن وکیل کے پاس تلف ہوگیا یا اُسنے موکل کو دیدیا پھر مشتری نے اُسمین ایسے عیب کا دعوی کیا جسکے مثل پیدا ہو سکتا ہی اور وکیل نے انکار کیا اور موکل نے اقرار کر لیا تو اُسکے اقرار سے بیع نہ ٹوٹیگی اور اُسکے اور وکیل کے ذمہ کچھ لازم نہوگا۔ اسی طرح اگر مشتری کے پاس اُسمین دوسرا عیب پیدا ہوگیا اور اُسنے عیب سابق کا نقصان لینا چاہا اور باقی صورت یون ہی واقع ہوئی جیسی بیان ہوئی تو بھی یہی حکم ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر وکیل نے اقرار کیا اور موکل نے انکار کیا تو مشتری وکیل کو واپس کریگا اور اُسکا اقرار اُسکے حق مین صحیح ہی نہ موکل کے حق مین۔ مگر وہ عیب اگر ایسا ہو کہ اتنی مدت مین اُسکے مثل نہین پیدا ہو سکتا ہی تو موکل کے حق مین بھی صحیح ہوگا کیونکہ یہ عیب یقیناً اسی کے پاس کا ہوگا اور اگر اس مدت مین اُسکے مثل پیدا ہو سکتا ہی تو موکل کو بدون دلیل اس بات کے کہ یہ عیب موکل کے پاس کا ہی واپس نہین کر سکتا یا اُس سے قسم لے پس اگر قسم سے باز رہا تو واپس کر دے ورنہ وکیل کے ذمہ پڑیگا اور اُسی کو واپس ہوگا جب تک زندہ عاقل موجود ہی پس اگر وکیل مرگیا ہی اور کوئی خلیفہ نہ چھوڑا یا لائق لزوم عہدہ کے نہین ہی مثلاً محجور ہو تو موکل کو واپس کرے اور موکل کو وکیل سے مخاصمہ کی گنجائش

نہوگی یہ وجیز کردری مین ہی اور اگر مبیع استحقاق مین لے لی گئی تو اپنا ثمن مشتری وکیل سے لیگا اگر اُسکو دیا ہی اور اگر موکل کو ادا کیا ہی تو اُس سے لیگا اور اگر استحقاق مین نہ لی گئی ولیکن مشتری نے اسمین عیب پایا تو وہ موکل سے مخاصمہ کر سکتا ہی اور جب بمقابلہ اُسکے عیب ثابت ہو گیا تو بحکم قاضی اُسکو واپس کرے اور اپنے دام وکیل سے لیوے اگر اُسکو دیے ہین اور اگر موکل کو دیے ہین تو اسی سے واپس لیوے یہ شرح طحاوی مین ہی اگر مشتری نے خرید کا وکیل پر دعوی کیا اور وکیل نے اس سے انکار کیا اور موکل نے اقرار کر لیا کہ وکیل سے خریدا ہی اور قاضی نے عہدہ موکل کے اوپر رکھا اور دونون نے باہم قبضہ کر لیا پھر وکیل نے دونون کی تصدیق کی تو عہدہ موکل سے اُٹھکر وکیل پر آجائیگا اور موکل اس سے بری ہو جائیگا پھر اگر مشتری نے کسی عیب کا دعوی کیا کہ اُسکو بائع نے چھپا ڈالا تھا اور بائع نے چھپا ڈالنے سے انکار کیا اور قسم کھالی اور موکل نے مشتری کی عیب کے دعوی مین تصدیق کی تو مشتری اور موکل کے درمیان کچھ خصومت قرار نہ پاویگی یہ محیط مین لکھا ہی وکیل بیع اپنے مال سے ثمن ادا کرنیکا مطالبہ نہین کیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور تقاضا کرنے اور ثمن پورا وصول کرنے کے واسطے اُسپر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر اُسنے تقاضا کرکے وصول کیا تو بہتر ورنہ اُس سے کہا جائیگا کہ موکل کو مشتری پر اُترا دے یا اُسکو تقاضا کرنے کے واسطے وکیل مقرر کردے پھر اگر وکیل بیع نے کہا کہ مین تقاضا کرونگا اور موکل نے کہا مین تقاضا کرونگا تو تقاضا کرنا وکیل کے اختیار مین رہیگا اور موکل کو مشتری پر حوالہ کر دینے کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ بلا اجرت وکیل قرار پایا ہو اور اگر مثل دلال وغیرہ کے اجرت پر وکیل ہو تو ثمن پورا وصول کرنے کے واسطے اُسپر جبر کیا جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی اور موکل مالک نہوگا اگرچہ اُسکے نام کا تمسک لکھدیا جاوے یہ ذخیرہ مین ہی وکیل بیع نے اگر فروخت کرکے مشتری کی طرف سے دامون کی کفالت کر لی تو کفالت صحیح نہین ہی اور دام وصول کرنے کے وکیل نے اگر مشتری کی طرف سے دامون کی کفالت کی تو صحیح ہی اور اگر وکیل نے مشتری کو ثمن سے بری کر دیا تو بری کرنا صحیح نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر موکل نے احتیال ثمن وکیل پر کیا تو حوالہ باطل ہی اور اگر موکل نے اُن دامون سے جو مشتری پر آتے ہین وکیل کے کسی معین غلام پر صلح کر لی یا مشتری کی طرف سے وکیل نے دام دیدیے تو جائز ہی اور مشتری بری ہو جائیگا اور غلام موکل کا ہو جائیگا اور وکیل کسی سے یعنی موکل یا مشتری سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر وکیل نے باندی کو موکل کے ہاتھ اُن دامون کے عوض جو موکل کے مشتری پر ہین فروخت کیا تو بیع باطل ہی اسی طرح اگر وکیل نے موکل سے اپنی باندی دیکر اس امر پر صلح کی کہ جو دام موکل کے مشتری کے ذمہ ہین وہ وکیل کے ہونگے تو بھی باطل ہی۔ اسی طرح اگر وکیل نے موکل کو دام اس شرط پر ادا کیے کہ جو اُسکے دام مشتری پر آتے ہین وہ وکیل کے ہونگے تو بھی باطل ہی اور اگر مشتری پر اس ثمن کو اُترا دیا اور مشتری راضی ہو گیا تو صحیح ہی اور یہ وکالت ہی حوالہ نہین ہی پس اگر موکل نے مشتری سے دامون کا مطالبہ کیا تو اُسکو ادا کرنے کے واسطے مشتری پر جبر کیا جائیگا اور اگر وکیل نے مطالبہ کیا تو بھی ادا کرنے کے واسطے مجبور کیا جائیگا اور اگر وکیل نے مشتری کو منع کر دیا کہ موکل کو نہ دے تو ممانعت صحیح ہی حتی کہ مشتری پر موکل کو دینا واجب نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی وکیل بیع نے اگر مشتری کو دام ادا کرنے مین تاخیر کر دی یا دامون سے بری کیا یا حوالہ قبول کیا یا زیوف درم لے لیے اور چشم پوشی کر لی تو امام اعظم رہ کے قول مین جائز ہی اور وکیل کو موکل کو ثمن دینا ہوگا

اور اس بات پر اجماع ہے کہ اگر ثمن مال عین ہو اور وکیل نے مشتری کو ہبہ کر دیا تو صحیح نہیں ہے اور اسی طرح اگر ثمن دین ہو اور وکیل نے وصول کر کے پھر مشتری کو ہبہ کیا تو بالاجماع صحیح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے اگر وکیل نے بیع کا اقالہ کر لیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک صحیح ہے اور ثمن کا ضامن ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اقالہ کرنے سے وکیل خود خریدنے والا شمار ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے ایک شخص نے وکیل کو باندی دیکر فروخت کرنے کا حکم کیا اور وکیل نے ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کی کہ جسکا موکل پر قرضہ ہزار درم آتا ہے اور باندی اسکو دیدی تو بیع جائز ہے اور بالاتفاق قرضہ ثمن کا بدلا ہو جائیگا اور اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کی جسکا وکیل پر ہزار درم کا قرضہ ہے تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک وکیل کے قرضہ کا بدلا ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر ایسے وکیل نے مبیع کو سپرد نکیا یہانتک کہ اسکے پاس تلف ہو گئی تو بدلا باطل ہو گیا اور وکیل پر موکل کے لیے ڈانڈ نہیں آتی ہے یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر اس وکیل نے ایسے کے ہاتھ بیچا جسکا موکل و وکیل دونوں پر قرضہ آتا ہے تو موکل کے قرضہ کے عوض بدلا ہو جائیگا وکیل کے قرضہ کے عوض بدلا نہوگا اور موکل وکیل سے کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے قاعدہ یہ ہے کہ وکیل بیع نے اگر موکل پر ایسی چیز کا اقرار کیا کہ جو مشتری کے واسطے داموں سے موجب براءت کا ہے اور موکل نے اسکی تکذیب کی پس اگر مقر بہ ایسی شے ہے کہ اگر اپنے نفس پر اقرار کرتا تو صحیح ہوتا اور مشتری ثمن سے بری ہو جاتا اور موکل کے واسطے کچھ ضمان نہ دیتا تو جب موکل کی ذات پر ایسا اقرار کریگا تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر مقر بہ ایسی چیز ہو کہ اگر اسکا اپنی ذات پر اقرار کرتا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک صحیح ہوتا اور مشتری ثمن سے بری ہو جاتا اور موکل کو اسکی مثل ضمان دیتا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک بری نہوتا تو جب موکل پر ایسا اقرار کریگا تو بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ وکیل نے ایسے امر کا جسکا خود مالک ہے دوسرے کی طرف نسبت کر کے اقرار کیا اور انسان کا اقرار ایسی چیز کا جسکا خود مالک ہے دوسرے کی طرف نسبت کر کے حالانکہ دوسرا ابھی اسکا مالک ہے بمنزلہ اپنی ذات پر اقرار کرنے کے ہوتا ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک غلام خریدا پھر اقرار کیا کہ بائع نے اسکو بیع سے پہلے آزاد کیا ہے تو بمنزلہ اسکے ہے کہ اسنے اقرار کیا کہ میں نے فی الحال اسکو آزاد کیا ہے پس ایسا ہی یہاں بھی ہے یہ محیط میں ہے غلام بیچنے کے وکیل نے اگر فروخت کیا پھر اقرار کیا کہ موکل نے مشتری سے درم وصول کر لیے ہیں تو قسم لیکر اسکا قول لیا جائیگا اور مشتری داموں سے بری ہو جائیگا پس اگر وکیل نے قسم کھالی تو اسپر ضمان نہیں ہے اور اگر باز رہا تو موکل کے واسطے ثمن کا ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے اور اگر وکیل نے اقرار کیا کہ موکل نے مشتری سے خریداری سے پہلے ہزار درم قرض لیے یا غصب کر لیے ہیں تو مشتری ثمن سے بری ہو جائیگا اور وکیل اسکے لیے ثمن کا ضامن ہوگا اور یہ قول امام اعظم رح و امام محمد رح کا ہے پھر ان دونوں اماموں کے نزدیک موکل سے قسم لیجائیگی اگر باز رہا تو وکیل بری ہو گیا اور اگر قسم کھالی تو وکیل ضمان ادا کرے اور اگر یہ اقرار کیا کہ موکل نے بعد خرید کے مشتری سے ہزار درم قرض لیے یا غصب کر لیے ہیں تو قسم سے اسکا قول لیا جائیگا - اسی طرح اگر اقرار کیا کہ موکل نے مشتری کو خریدنے کے ایسا پہلے عمداً اسطرح زخمی کیا ہے کہ ایک ہزار درم اسکا جرمانہ حالاً موکل پر لازم ہے تو یہ مثل بری کر دینے کے اقرار کے ہے اور اسی طرح اگر مشتری کوئی عورت تھی اور وکیل نے اقرار کیا کہ موکل نے اس سے ثمن کے برابر ہزار درم مہر پر نکاح کیا اور وطی کر لی ہے اور عورت نے اسکا اقرار کیا اور موکل نے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر اقرار کیا کہ موکل نے مشتری کو ثمن کے برابر داموں پر مزدور کیا اور اسنے کام پورا کر دیا یہانتک کہ ثمن مزدوری کے عوض بدلا ہو گیا تو بھی یہی حکم ہے

اسی طرح اگر یہ اقرار کیا کہ موکل نے مشتری سے سو دینار بعوض ثمن کے خریدے ہین اور وصول کر لیے ہین تو بھی ایسا ہی حکم ہے یہ محیط مین ہے زید و عمرو مین ایک باندی مشترک ہے زید نے عمرو کو اُسکے بیچنے کا وکیل کیا اور اُسنے ہزار درم مین بیچا پھر زید نے اقرار کیا کہ عمرو نے درم وصول کر لیے اور عمرو نے انکار کیا تو مشتری زید کے حصہ سے بری ہوا اور عمرو کو آدھا ثمن دیدیگا کیونکہ زید کا اقرار اُسکے حق مین صحیح ہے پھر زید عمرو سے قسم لیگا کہ واللہ مین نے دام جسطرح مدعی دعوی کرتا ہے وصول نہین پائے ہین پس اگر قسم کھالی تو اُسپر کچھ نہین اور اگر نہ کھائی تو زید کا حصہ دینا اُسپر لازم ہوگا اور اگر خود عمرو نے اقرار کیا کہ زید نے دام وصول کر لیے ہین اور مشتری نے اُسکی تصدیق کی اور زید نے انکار کیا تو بھی مشتری آدھے دامون سے بری ہوگیا اور باقی نصف مشتری سے عمرو وصول کریگا اور خاصۃ اُسی کو نہ ملیگا بلکہ زید کی شرکت مین ملیگا اور ہر ایک موکل و وکیل سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیجائیگی اور یہی صحیح ہے یہ محیطین مین ہے۔ وکیل بیع سے اگر موکل نے یہ نہ کہا کہ جو تو کرے وہ جائز ہے تو اُسکو دوسرا وکیل کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر دوسرا وکیل کیا اور اُسنے پہلے وکیل کے سامنے بیچا تو جائز ہے اور اصل مین مذکور ہے کہ حقوق دوسرے وکیل کی طرف راجع ہونگے اور یہی صحیح ہے کذا فی فتاوے قاضیخان اور اگر پہلا وکیل حاضر نہو تو جائز نہین ہے اور اگر وکیل کے سوائے کسی نے فروخت کیا اور وکیل کو خبر پہونچی اور اُسنے مبیع سپرد کردی تو جائز ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کرکے کہا کہ اپنی رائے سے کام کر اور وکیل نے دوسرا وکیل کرکے کہا کہ اپنی رائے سے کام کر تو دوسرے کو تیسرے وکیل کرنیکا اختیار نہین ہے یہ محیط مین ہے اگر بیع کے واسطے وکیل کیا اور دام تبلا دیے اور وکیل نے دوسرے کو حکم دیا اور دام تبلا دیے تو جائز ہے کیونکہ دام تبلادینے سے پہلے وکیل کی رائے موجود رہی اور یہی غرض تھی یہ محیط سرخسی مین ہے عدل نے بیع رہن کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے سامنے فروخت کیا تو جائز ہے اور اگر عدل حاضر نہو تو بدون اُسکی اجازت کے جائز نہین ہے اور اگر عدل نے ثمن مقرر کردیا اور اُسکے وکیل نے سامنے بیچا تو جائز ہونا ظاہر ہے اور اگر وہ موجود نہو تو کتاب الوکالۃ کی روایت کے موافق بسبب اُسکی رائے موجود ہونے کے جائز ہے اور اسکے سوائے روایت مین جائز نہین ہے جبتک اجازت نہو یہ وجیز کردری مین ہے نوادر ابن سماعہ مین ہے کہ ایک شخص نے اپنا غلام بیچنے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا اور اسکے کام کو اس باب مین جائز رکھا اور اُسکو وکیل کرنیکا اختیار دیدیا اور وکیل نے دوسرے کو وکیل کیا پھر پہلے وکیل نے دوسرے سے غلام خرید لیا تو جائز ہے کیونکہ دوسرا بھی موکل کا وکیل ہوگیا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے بلا حکم اُسکا غلام فروخت کیا پھر غلام کے مالک نے مشتری سے کہا کہ مین نے تجھے اس غلام کے بیچنے کا وکیل کیا اور جسکو تیرا جی چاہے وکیل کردے اور مشتری نے کسی کو غلام بیچنے کا وکیل کیا اور اس بیع کی اجازت دیدی تو جائز ہے یہ محیط مین ہے وکیل بیع یا نکاح یا ہر ایسے عقد کا جو معاوضہ ہے اگر وکیل کے سامنے دوسرے کے اس کام کے کردینے کے بعد اجازت دیدی تو جائز ہوگا اور اگر وہ موجود نہو اور دوسرا اس کام کو کرے تو جائز نہین ہے اور طلاق و عتاق بلا معاوضہ کے وکیل نے اگر بدون موجودگی وکیل کے دوسرے نے یہ کام کیا پھر وکیل نے اجازت دی تو بھی جائز نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے حکم کیا تھا کہ میرا غلام نقد فروخت کردے اور تو نے اُدھار بیچڈالا اُسنے کہا کہ تو نے مجھے بیچنے کا حکم کیا تھا اور کچھ نہین کہا تھا تو موکل کا قول لیا جائیگا اور اگر دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے اپنا غلام اپنی شرط خیار پر فروخت کرنیکا حکم کیا تھا اور وکیل نے کہا کہ تو نے خیار کی شرط کرنیکا مجھے حکم نہین دیا تھا تو وکیل کا قول لیا جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ مین نے بیع فاسد کے طور پر بیچنے کا حکم کیا تھا تو بھی وکیل ہی کا قول لیا جائیگا یہ محیط مین ہے ایک شخص کو حکم کیا کہ میرا غلام فروخت

روپے اور غلام اسکو دیدیا اُسنے کہا کہ مین نے فلان شخص کے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اور دام وصول کر لیے اور وہ میرے پاس تلف ہو گئے یا مین نے موکل کو دیدیے اور موکل نے بیع سے انکار کیا یا بیع کا اقرار کیا اور دام وصول کرنیکا انکار کیا تو وکیل کا قول لیا جائیگا اور اُسپر قسم نہین ہو کذا فی الذخیرہ اور مبیع مشتری کو دیجائیگی اور ثمن وکیل پر ہو گی نہ مشتری پر پس اگر وکیل نے اپنے قول پر قسم کھائی تو وہ بھی بری ہو گیا اور اگر انکار کیا تو موکل کو ثمن ڈانڈ دیگا پھر اگر مشتری سے غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو اپنے دام وکیل سے واپس لے اور وکیل موکل سے اگر قبض ثمن مین اُسکی تصدیق نہین کی ہو تو واپس نہین لے سکتا ہو کیونکہ وکیل کی تصدیق اُسپر سے ڈانڈ اُٹھانے مین ہو نہ موکل سے واپس لینے مین اور وکیل کو یہ اختیار ہو کہ موکل سے قبضہ کے عدم علم پر قسم لے پس اگر قسم سے انکار کیا یا قبضہ کا اقرار اور دینے اور تلف ہونے سے انکار کیا تو جو وکیل نے ڈانڈ دیا ہو وہ موکل سے واپس لے اور یہ اُس صورت مین ہو کہ مشتری نے وکیل کے قبضہ کا اقرار کیا اور اگر موکل کے قبضہ کا اقرار کیا تو مشتری وکیل اور موکل کسی سے نہین لے سکتا ہو اور اگر مشتری نے مبیع مین کوئی عیب پاکر بحکم قاضی وکیل کو واپس کیا پس اگر موکل نے دام وصول پانیکا اقرار کیا ہو تو اُس سے واپس کرلے اور وکیل اپنے موکل سے لے لیگا بشرطیکہ موکل نے ثمن وصول کرنے مین اُسکی تصدیق کی ہو اور مبیع موکل کی ہو گی اور اگر موکل نے اُسکی تکذیب کی ہو تو رجوع نہین کر سکتا ہو ولیکن موکل سے اُسکے علم پر قسم لیگا پس اگر قسم کھالی تو نہین لے سکتا ہو اور اگر قسم سے انکار کیا تو دام واپس لیگا اور پہلی صورت مین غلام فروخت کرکے دامون کو پورا کر لیگا اور اگر کچھ بڑھا تو اُسکو موکل کو دیدیگا اور اگر کم پڑا تو وکیل ڈانڈ بھریگا اور یہ ڈانڈ کسی سے واپس نہین لے سکتا ہو کذا فی الوجیز للکردری اور یہی صحیح ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور اگر موکل کے مشتری سے دام وصول کرنیکا اقرار کیا تو وقت واپسی کے وکیل اور موکل کسی سے نہین لے سکتا ہو اور موکل سے یقینی قسم لیگا اگر اُسنے انکار کیا تو دام اُس سے پھیر لیگا اور مبیع اُسکو دیگا اور اگر قسم کھا گیا تو نہین لے سکتا ہو اور غلام فروخت کرکے اُس سے دام پورے کریگا جیسا کہ مسئلہ مذکورہ بالا مین گذرا ہو یہ وجیز کردری مین ہو اور اگر موکل نے وکیل کو باندی دی اور اُسنے دعوی کیا کہ مین نے فروخت کرکے دام وصول کر لیے ہین اور وہ تلف ہو گئے یا مین نے موکل کو دیدیے اور موکل نے انکار کیا تو اُسکو اختیار ہو کہ دام وصول ہونے تک اُسکو روک لے اور مشتری سے کہا جائیگا کہ اگر تیرا جی چاہے تو اُسکو دوسرے ہزار درم دے یا بیع توڑ دے کذا فی الخلاصہ پس اگر اُسنے ہزار درم دیکر موکل سے باندی لے لی تو وکیل سے اپنے پہلے ہزار درم واپس لیگا یہ محیط مین ہو پس اگر موکل مرگیا اور وارثون نے کہا کہ تو نے غلام فروخت نہین کیا ہو اور وکیل نے کہا کہ مین نے فروخت کیا اور دام لے لیے اور وہ میرے پاس تلف ہو گئے اور مشتری نے اُسکی تصدیق کی پس اگر غلام موجود ہو تو وکیل کا قول لیا جائیگا اور یہ حکم استحساناً ہو اور اگر غلام تلف ہوا تو بدون اس امر کے گواہون کے کہ اُسنے موکل کی زندگی مین غلام فروخت کیا تھا وکیل کی تصدیق نہ کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہو ایک شخص کو حکم دیا کہ میرا غلام فروخت کردے اور غلام دیدیا پھر وہ غلام کسی شخص کے ہاتھ مین پایا گیا اور وکیل نے کہا کہ مین نے اسکے ہاتھ فروخت کردیا ہو اور اُسنے وکیل کی تصدیق کی مگر موکل نے دونون کی تکذیب کی تو اُسکو اختیار ہو کہ غلام لے لے اور اگر غلام اسکے بعد اس شخص کے پاس مرگیا تو وکیل سے ضمان لینے کی بابت اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی اگر ایک شخص کو اپنا غلام فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے کہا کہ مین نے تجھے وکالت سے برطرف کیا اور وکیل نے کہا کہ مین نے یہ غلام کل کے روز فروخت کر دیا ہو تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی حالانکہ

وکیل وکالت سے خارج ہوگیا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُس صورت مین ہو کہ وہ شی بعینہ قائم ہو اور اگر تلف ہوگئی ہو تو قسم کے ساتھ وکیل کا قول لیا جائیگا۔ وکیل بیع نے اگر موکل کے مرنے کے بعد دعوی کیا کہ مین نے وہ شی فروخت کر دی تھی اور وارثون نے انکار کیا پس اگر وہ شی بعینہ قائم ہو تو وارثون کا قول لیا جائیگا اور اگر تلف ہوگئی ہو تو وکیل کا قول معتبر ہوگا یہ محیط مین لکھا ہو عقد صرف مین اور عقد سلم مین رب السلم کی طرف سے وکیل کرنا درست ہو ولیکن مسلم الیہ کی طرف سے وکیل کرنا جائز نہین ہو اور اگر وکیل دوسرے سے قبضہ ہونے سے پہلے جدا ہوگیا تو عقد باطل ہو جائیگا اور موکل کا جدا ہونا اگر وہ بعد بیع کے قبضہ سے پہلے آیا ہو تو معتبر نہین ہو ولیکن اگر مجلس عقد مین آگیا تو حقوق عقد اُسکی طرف منتقل ہو جائینگے اور اُسکی جدائی معتبر ہوگی اور بیع صرف ایلچی کے ساتھ درست نہین ہو اگر دو شخصون نے بیع صرف قرار دی پھر دونون مین سے ہر ایک نے ایک شخص کو دام کی تنقید کا حکم کیا پھر ایک شخص حکم دینے والا مجلس سے اُٹھکر چلا گیا تو بیع صرف باطل ہو جائیگی اگرچہ وکیل مع دوسرے کے حاضر رہے اور اگر وکیل اُٹھ گیا تو بیع صرف باطل نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے کو ایک چاندی کی چھاگل جو معین تھی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور دام نہ تبلائے پس وکیل نے بوزن اُسکے درم یا دینار سے خریدی تو جائز ہو اور اگر چاندی کی چھاگل کو درمون سے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے دینارون سے خریدی تو وکیل کی ہوگی اگر کسی شخص کو سوناری کی مٹی فروخت کرنیکا وکیل کیا اور اُسنے درم و دینار کے سوائے کسی چیز کے عوض فروخت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک موکل پر نافذ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہو اور اگر موکل نے ہزار درم معین کی بیع صرف کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اُن پر قبضہ کرنے سے پہلے دوسرے ہزار درم موکل کے مال سے لیکر بیع صرف کر دی تو جائز ہو اور اگر ہزار درم معین پر قبضہ کرکے پھر دوسرے ہزار درم لیکر اُنکی بیع صرف کی تو جائز نہین ہو۔ ڈھلی ہوئی چاندی کی چیز معین فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے دوسری فروخت کی تو جائز نہین ہو اور پتھر کی بابت دو روایتین آئی ہین اُنمین سے ایک روایت مین یہی حکم اُسکا بھی ہو کوفہ مین دینارون کو بعوض درمون کے فروخت کرنے کا حکم کیا اُسنے کوفی درمون کے عوض فروخت کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین ہو اور اگر کہا کہ ان درمون کو شامی دینارون کے عوض فروخت کرے اُسنے کوفی دینارون کے عوض بیچے حالانکہ شامی اور کوفی دینار وزن مین برابر ہوتے ہین تو جائز ہو۔ اور اگر وکیل نے موکل کے غلام کے ساتھ بیع صرف کی تو ضامن نہوگا خواہ غلام پر قرض ہو یا نہو خواہ اُسکو معلوم ہو کہ یہ موکل کا غلام ہو یا نہین اور اگر موکل کے مفاوض کے ساتھ یا وکیل یا شریک وکیل یا مضارب کے ساتھ بیع صرف کی تو جائز نہین ہو اور اگر موکل کے شریک غیر مفاوض کے ساتھ بیع صرف کی تو جائز ہو اور اگر اُسکی مان یا باپ یا لڑکے یا جورو کے ساتھ بیع صرف یا سلم قرار دی تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز نہین ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو۔ اگر فلوس خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور بعد قبضہ کے وہ کاسد ہوگئے تو موکل کے ذمہ پڑینگے اور اگر قبضہ سے پہلے کاسد ہوئے پھر بھی اُسنے قبضہ کر لیا تو وکیل کے ہونگے کیونکہ کاسد ہونا بمنزلہ تلف ہونے کے ہو پس بیع ٹوٹ گئی اور جب وکیل نے قبضہ کیا تو دونون مین از سر نو بیع تعاطی منعقد ہوگئی تو اُسکو موکل کو نہ دینے کا اختیار ہو۔ اور اگر اُسنے موکل کو دیدیے تو باہم بیع جدید منعقد ہو جائیگی ایک شخص کو اسواسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے دس درم ایک کر گیہون کی بیع سلم مین دیدے تو جائز ہو اور اگر اپنے پاس سے ادا کیے تو موکل سے لے سکتا ہو اور اگر اُسکو حکم کیا کہ میرے واسطے دس درم حاج کے عوض

لے لے اور وکیل نے لے لیے تو وکیل کے ذمہ پڑینگے کیونکہ اُسنے ایسی چیز کی بیع کے واسطے وکیل کیا جو اُسکے پاس نہین ہی کہا کہ جو میرا تجھ پر ہی اسکو ایک کر گیہون کی سلم مین دیدے تو امام اعظم رح کے نزدیک موکل پر نافذ ہوگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ جو میرا تجھ پر ہی اسکو فلان شخص کو سلم مین دیدے تو بالاجماع موکل پر بیع نافذ ہوگی۔ مضارب نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ میرے واسطے بیع سلم کردے تو جائز ہی۔ ایک شخص کو دو شخصون نے وکیل کیا ہر ایک نے کچھ درم دیدیے کہ میرے واسطے بیع سلم ٹھہرادے پس اُسنے دراہم خلط کردیے تو اُسنے مال تلف کیا اسواسطے وکیل نہ رہا اور اگر خلط نہ کیے اور ایک ہی عقد مین سب دیدیے تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر سونے کی انگوٹھی یاقوت کا نگینہ جڑی ہوئی بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے چاندی کے عوض یا انگوٹھی کے سونے سے زیادہ سونے کے عوض یا بعوض سونے کی انگوٹھی کے جسمین سونا اس سے زیادہ اور نگینہ نہ تھا فروخت کردی تو جائز ہی اور اگر ایسی سونے کی انگوٹھی کے عوض جسمین سونا زیادہ یا کم تھا اور نگینہ جڑا ہوا تھا فروخت کردی اور باہم قبضہ کرلیا تو جائز ہی اور اگر وکیل کو دس درم کسی کپڑے کی بیع سلم مین دیدے اور کپڑے کی جنس نہ بتلائی تو جائز نہین ہی اور اگر وکیل نے اُنکو کسی کپڑے کی جنس بیان کرکے اُسکے سلم مین دیدیا تو بیع سلم وکیل کی ہوگی پھر موکل کو اختیار ہی چاہے وکیل سے ضمان لے یا مسلم الیہ سے پس اگر وکیل سے ضمان لی تو سلم وکیل کے حق مین جائز رہیگی اور اگر بعد افتراق کے مسلم الیہ سے ضمان لی تو سلم باطل ہوجائیگی۔ اور اگر موکل نے کپڑا یہودی بیان کردیا تو جنس بیان کرنے کی وجہ سے توکیل جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی بیع سلم کے وکیل کو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک اقالہ کا اختیار ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی

فصل ہبہ کے واسطے وکیل کرنے کے بیان مین ہبہ کرنے والے کو اختیار ہی کہ ہبہ کرنے کے واسطے وکیل کرے اور موہوب لہ یعنی جسکو ہبہ کیا گیا ہی اُسکو اختیار ہی کہ قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کرے اور یہی حکم صدقہ مین ہی واہب کے وکیل کو ہبہ سے رجوع کرنیکا اختیار نہین ہی اسیطرح اگر وکیل نے بحکم موکل ہبہ کیا ہو تو بھی رجوع نہین کرسکتا ہی اور اگر ہبہ کرنے والے نے ہبہ سے رجوع کرنا چاہا وحالیکہ وہ شی موہوب لہ کے وکیل کے ہاتھ مین ہی تو رجوع نہین کرسکتا ہی اور یہ وکیل اُسکا مخاصم نہین ہوسکتا ہی یہ حاوی مین ہی اگر ایک ذمی نے دوسرے کو شراب یا سور ہبہ کی اور موہوب لہ نے اُسپر قبضہ کرنے کے واسطے کسی مسلمان کو وکیل کیا یا ذا نے موہوب لہ کو دینے کے واسطے کسی مسلمان کو وکیل کیا تو جائز ہی اگر موہوب لہ نے ہبہ پر قبضہ کرنے کے واسطے دو شخصون کو وکیل کیا اور ایک نے قبضہ کیا تو جائز نہین ہی اور اگر واہب نے دینے کے واسطے دونون کو وکیل کیا اور ایک نے دیدیا تو جائز ہی و علے ہذا اگر وکیل نے دوسرے کو دینے کے واسطے وکیل کیا تو بھی جائز ہی اور اگر موہوب لہ کے وکیل نے دوسرے کو قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز نہین ہی لیکن اگر موکل نے اس سے کہدیا تھا کہ جو کچھ تو کرے وہ روا ہی تو اُسکو دوسرے کو وکیل کرنا جائز ہی اگر ایک شخص کو اسواسطے وکیل کیا کہ یہ کپڑا فلان شخص کو عوض لیکر ہبہ کردے اور عوض اُس سے وصول کرلے پس وکیل نے ایسا ہی کیا مگر عوض اُس سے قیمت مین کم ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین ہی مگر جبکہ عوض اُسکے برابر یا اسقدر کم ہو کہ لوگ اتنی کمی برداشت کرلیا کرتے ہین تو جائز ہی۔ اگر وکیل سے کہا کہ اپنے مال مین سے میری طرف سے عوض اس شرط پر دیدے کہ مین اُسکا ضامن ہون اور وکیل نے دیدیا تو جائز ہی اور وکیل اُس سے اُسکے مثل لے لیگا اگر عوض مثلی تھا یا اُسکی قیمت لے لیگا اگر مثلی نہین تھا اور اگر عوض دینے کا حکم دیا کہ عوض اپنے مال سے دیدے اور اپنے ضامن ہونے کی شرط نہ کی تو وکیل بعد عوض دینے کے اُس سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی واہب کو اختیار ہی کہ ہبہ سے رجوع کرنے کے واسطے

وکیل مقرر کیا ہے اگر دو شخصون نے ایک شخص کو ایک غلام یا گھر ہبہ کیا پھر دونون نے ایک شخص کو دیدینے کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہے اسی طرح اگر دو شخصون کو وکیل کیا یا ہر ایک نے ایک شخص کو علیحدہ وکیل کیا تو بھی جائز ہے پس اگر دونون وکیلون مین سے ایک نے موہوب لہ کو دیدیا یا خود اُسنے قبضہ کر لیا تو جائز ہے یہ حاوی مین لکھا ہے موہوب لہ نے عوض دینے کے واسطے وکیل کیا اور عوض کو معین نہ کیا پس وکیل نے عوض دیا تو جائز نہیں ہے اور اگر کہا کہ اپنے مال سے میری طرف سے جو چاہے عوض دیدے تو جائز ہے کیونکہ جب اُسکی رائے پر چھوڑا تو جسقدر عوض دیگا اُسکی نسبت موکل یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ اسقدر میری مراد نہ تھی محیط سرخسی مین ہے اگر دو شخصون کو ہبہ سے رجوع کرنے کے واسطے وکیل کیا تو ایک بدون دوسرے کے تنہا نہیں کر سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے

یعنی بدون وکیلون کے دیئے ۱۲

چوتھا باب اجارہ وغیرہ کی وکالت کے بیان مین اور اسمین تین فصلین ہین

فصل اول اجارہ دینے اور اجارہ لینے اور کھیتی اور معاملہ کی وکالت کے بیان مین۔ گھر کو اجارہ پر دینے کا وکیل اجارہ کے ثابت کرنے اور کرایہ وصول کرنے اور گھر کو بسبب کرایہ کے روک لینے مین خصم قرار پاویگا کیونکہ یہ اُسکے حقوق متعدے ہین۔ اگر وکیل اجارہ نے اجارہ لینے والے کو کرایہ معاف کر دیا پس اگر کرایہ مال عین ہو تو بری کرنا صحیح نہیں ہے اور اگر مال دین ہو پس اگر بعد مال واجب ہو جانے کے بری کیا مثلاً مدت گذر گئی یا تعجیل شرط تھی تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک جائز ہے اور اُسکے مثل موکل کو ضمان دے اور اگر واجب ہو جانے سے پہلے معاف کر دیا تو ظاہر الروایت مین مذکور ہے کہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک جائز ہے یہ محیط مین ہے جو شخص گھر کے قیام و اجارہ پر دینے اور کرایہ وصول کرنے کے واسطے وکیل مقرر ہوا ہو اُسکو کچھ عمارت بنانے یا اسمین مرمت کا اختیار نہیں ہے اور اسکی خصومت کے واسطے وکیل نہ شمار ہوگا اور اگر اسمین سے کسی نے کوئی بیت گرا دیا تو اُسکے باب مین مخاصم ہو سکتا ہے کیونکہ اُسکے قبضہ کی چیز اُسنے تلف کی اسی طرح اگر کسی کو اُسنے کرایہ دیا اور اُسنے انکار کیا تو اُسپر اجارہ ثابت کرنے کے واسطے خصم قرار پاویگا۔ اور کرایہ دینے کے واسطے دوسرے کو وکیل کرنا اُسکو جائز نہیں ہے اور وکیل نے اگر ایسے شخص کو جو اُسکی پرورش مین نہین ہے کرایہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہے اور کرایہ لینے والا بری ہو جائیگا اور جس وکیل نے کرایہ پر دیا ہے وہی کرایہ کا ضامن ہوگا کیونکہ اُسی کے وکیل نے وصول کیا ہے یہ حاوی مین لکھا ہے اجارہ کے وکیل کو اختیار ہے کہ اسباب یا لونڈی غلام کے عوض کرایہ پر دیدے۔ اگر ایسی زمین کرایہ دینے کے واسطے وکیل کیا گیا کہ جسمین بیوت اور عمارات ہین اور موکل نے اُسکی تفصیل نہ بیان کی تو اُسکو اختیار ہے کہ زمین کو مع بیوت کے کرایہ پر دیدے۔ اسی طرح اگر اسمین پن چکی ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر زمین کو درمون پر کرایہ دینے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے دینارون کے عوض کرایہ دی یا آدھے کی بٹائی پر کھیتی کے واسطے دیدی تو جائز نہیں ہے اسی طرح اگر کرایہ دینے کے واسطے حکم کیا اور عوض ذکر نہ کیا اور وکیل نے آدھی بٹائی پر کھیتی کے واسطے دیدی تو بھی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر آدھے کی بٹائی پر دینے کے واسطے حکم کیا اور وکیل نے درم یا دینارون کے عوض کرایہ پر دیدی تو بھی جائز نہیں ہے اور اگر گیہون یا جو ایسی چیزون کے عوض جو زمین سے پیدا ہوتی ہین کرایہ پر دی تو اس باب مین مذکور ہے کہ جائز نہیں ہے اور باب مزارعت مین لکھا ہے کہ جائز ہے بشرطیکہ جسقدر گیہون پر اجارہ دیا ہے وہ اُس صنف کے برابر ہون جو اس زمین سے پیدا ہوتے ہین کذا فی الذخیرہ۔ اجارہ لینے کا وکیل درم و دینار و کیلی و وزنی کے عوض اجارہ لے سکتا ہے بشرطیکہ غیر معین ہو اور اسباب معین یا کیلی و وزنی معین کے ساتھ اجارہ نہیں لے سکتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر موکل کے بیان درم سے زیادہ درم پر اجارہ دیا تو جائز ہے اسی طرح اگر وکیل مقرر ہوا کہ اس مدت معلومہ تک اسقدر درم پر

[illegible] ۱۲

پر اجارہ لیوے اور اُسنے کم پر اجارہ لیا تو بھی جائز ہی یہ مبسوط مین ہی اگر برس روز کے واسطے کرایہ لینے کا وکیل ہوا اور اُسنے دو برس کے واسطے کرایہ لیا تو پہلا سال موکل کا اور دوسرا سال وکیل کا ہوگا اور اگر وکیل کے قبضہ سے پہلے یا بعد کسی قدر مکان گر گیا پھر موکل نے کہا کہ یہ مجھے پسند نہین ہی تو مکان موکل کے ذمہ لازم نہوگا بلکہ وکیل کے ذمہ پڑیگا یہ حاوی مین لکھا ہی کسی شخص کو خاص زمین کے اجارہ لینے کا وکیل کیا پھر موکل نے وکیل کے اجارہ لینے کے بعد اُسکے مالک سے خرید لی اور اُسکو اجارہ کا حال نہین معلوم ہی پھر معلوم ہوا تو واپس نہین کر سکتا ہی اور کرایہ پر اُسکے [illegible] ایک شخص کو حکم کیا کہ میرے واسطے ایک ٹٹو دس درم کو کوفہ تک کرایہ کر دے اُسنے پندرہ درم کو کرایہ کیا اور موکل کے پاس لایا اور کہا کہ مین نے دس درم کو کرایہ کیا ہی وہ سوار ہو گیا تو موکل پر کچھ کرایہ نہین واجب ہوگا اور ٹٹو والے کا کرایہ وکیل پر ہوگا ایک شخص کو حکم کیا کہ میرا گھر دس درم کرایہ کو دیوے اُسنے پندرہ درم مین دیدیا تو اجارہ فاسد ہی اور اگر درم لے لیے ہین تو پانچ درم صدقہ کر دے یہ خلاصہ مین ہی ایک شخص کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک مکان سال بھر تک کے واسطے سو درم مین کرایہ پر لے اور وکیل نے کرایہ لیکر قبضہ کر لیا اور موکل کو دینے سے انکار کیا کہ جبتک کرایہ نہ وصول کرے نہ دیگا پس اگر اجارہ مطلقاً ہو تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی پس اگر وکیل نے یہانتک روکا کہ سال گذر گیا تو بحکم عقد کرایہ وکیل پر لازم ہوگا پھر وکیل موکل سے لیگا اسی طرح اگر کرایہ بوعدہ ایک سال کے ہو تو بھی یہ صورت اور پہلی صورت یکسان ہی ایسا ہی یہ مسئلہ بعض روایات مین مذکور ہی اور بعض روایتون مین آیا ہی کہ وکیل استحساناً موکل سے کرایہ نہین لے سکتا ہی اور قاضی امام جمال الدین رح نے فرمایا کہ یہی صحیح ہی اسی طرح اگر موکل نے وکیل سے لیکر قبضہ کیا پھر وکیل نے اُسپر زبردستی کر کے گھر اُسکے قبضہ سے نکال لیا یہانتک کہ سال گذر گیا تو کرایہ پر دینے والے کو وکیل سے کرایہ کے مطالبہ کا اختیار رہی پھر وکیل موکل سے لیگا اور اگر وکیل کی سکونت مین مکان منہدم ہو گیا تو اُسپر ضمان نہین ہی اور اگر وکیل نے گھر موکل کو دینے سے روکا پھر ایک اجنبی آیا اور اُسنے وکیل کے پاس سے وہ گھر غصب کر لیا اور وکیل موکل کو نہ دے سکا یہانتک کہ سال گذر گیا تو کرایہ وکیل اور موکل دونون سے ساقط ہو گیا اور اگر وکیل نے اجرت کی تعجیل کی شرط کر لی تھی تو اُسپر اور موکل پر صحیح ہو گئی پس اگر وکیل نے گھر پر قبضہ پایا اور کرایہ خواہ دیا یا نہ دیا تو اُسکو اختیار ہی کہ جب تک پوری اجرت نہ لیوے گھر کو موکل کے سپرد نہ کرے پس اگر منع کیا اور روکا یہانتک کہ سال گذر گیا اور گھر وکیل کے قبضہ مین ہی تو کرایہ وکیل پر واجب ہوگا اور اس صورت مین وکیل موکل سے نہین لے سکتا ہی اور اگر موکل نے گھر طلب نہ کیا یہانتک کہ سال گذر گیا تو کرایہ وکیل پر واجب ہوگا اور وہ موکل سے لیگا اور اگر آدھا سال گذر گیا پھر موکل نے طلب کیا اور وکیل نے روکا یہانتک کہ سال پورا ہو گیا تو سب کرایہ وکیل پر واجب ہوا اور وکیل آدھے سال کا کرایہ یعنی حصہ بقدر عدم طلب مین گذرا ہی وہ موکل سے لیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اجارہ لینے کے وکیل کو اختیار ہی کہ خود ادا کر دینے سے پہلے موکل سے مواخذہ کرے کہ کرایہ مجھے ادا کر دے یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اجارہ دینے کے وکیل کو اختیار ہی کہ کھلے خسارہ کے ساتھ کرایہ پر دیدے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اجارہ دینے کے وکیل نے اگر موکل کے باپ یا بیٹے کو اجارہ دیا تو مثل بیع کے جائز ہی اور اگر اپنے باپ یا بیٹے یا ایسے شخص کو جسکی گواہی اُسکے حق مین مقبول نہین ہی اجارہ پر دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہی اور اجارہ فاسد مین وکیل ضامن نہوگا اور اجر مثل مستاجر کو دینا پڑیگا۔ اجارہ دینے کے وکیل سے اجارہ کا مال فسخ اجارہ کے وقت طلب کیا جائیگا اگر وکیل کو اجرت مین تاخیر دی گئی یا معاف کر دی گئی تو صحیح ہی اور وکیل کو اختیار ہی کہ موکل سے لے لیوے یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر زمین چند لوگون مین مشترک ہی پھر ایک نے اپنے حصہ کے اجارہ دینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے انھین سب کے ہاتھ اجارہ پر دیا تو جائز ہی اور اگر ایک کے ہاتھ اجارہ پر

[illegible]

دیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک نہین جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک جائز ہی یہ حاوی مین ہی اور اگر کسی اجنبی کو کرایہ پر دیا تو امام اعظم رحمہ
کے نزدیک نہین جائز اور صاحبین کے نزدیک جائز ہی یہ مبسوط مین ہی اجارہ دینے کے وکیل نے اگر تمام منفعت حاصل کرنے سے
پہلے مستاجر سے اجارہ توڑ لیا تو توڑنا صحیح ہی خواہ کرایہ مال دین ہو یا عین ہو لیکن اگر وکیل نے کرایہ وصول کیا ہو تو نہین صحیح ہی کیونکہ مقبوض
ملک موکل ہو گیا و بواسطہ وکیل اُسپر موکل کا قبضہ ہو گیا اور وصول ہونے سے پہلے اگر کرایہ مال عین ہو تو نفس عقد سے ملک
موکل ثابت نہوئی اور تعجیل کی شرط بہ موکل کا قبضہ ثابت نہوا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر وکیل مستاجر نے زمین کے مالک
سے اجارہ توڑ لیا حالانکہ زمین اجرت پر دینے والے کے قبضہ مین ہی تو جائز ہی پس اگر اُسکو موکل یا وکیل کو دیدیا ہو تو
استحساناً جائز نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ کھیتی کے واسطے زمین دینے کے وکیل نے اگر ایسے شخص کو زمین دی جو اُسمین دانہ کی چیز
گیہون وغیرہ بوتا ہی تو جائز ہی اور اگر ایسے شخص کو دی جو اُسمین درخت لگاتا ہی تو جائز نہین اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ
زمین ایسے شخص کو دے جو اُسمین خرما کے درخت لگاوے اُسنے ایسے کو دی جو اُسمین دوسرے قسم کے درخت لگاتا ہی یا اُسکے
برعکس ہو تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی ایک شخص نے وکیل کیا کہ میری زمین بٹائی کھیتی پر دیدے اُسنے اسقدر خسارہ پر دی
کہ جو اندازہ نہین کیا جاتا ہی تو جائز نہین ہی اور جو کچھ پیدا ہو وہ کاشتکار اور وکیل کے درمیان اُنکے شرط کے موافق
تقسیم ہوگا اور زمیندار کو اُسمین کچھ نہ ملیگا اور صاحبین کے نزدیک زمیندار دونون مین سے جس سے چاہے زمین کا
نقصان لے اور امام اعظم رحمہ کا قول اسکے خلاف ہی اور اگر کھیتی سے کچھ نقصان نہین آیا ہو تو امام محمد رحمہ نے اسکو صاف
صریح ذکر نہین کیا ہی عامہ مشائخ نے فرمایا کہ مزارعت جائز ہی اور پیداوار وکیل اور کاشتکار کے درمیان تقسیم ہوگی اور
اُسمین موکل کو کچھ نہ ملیگا اور اگر اسقدر خسارہ پر دیا کہ جو اندازہ مین آتا ہی تو جائز ہی اور پیداوار موکل اور کاشتکار
کے درمیان موافق شرط کے تقسیم ہوگی اور حصہ موکل کا وکیل کو اپنے قبضہ مین لینا جائز ہی اور اگر بیج زمیندار کا ہو اور
وکیل نے اسقدر خسارہ پر زمین دی جو برداشت ہو سکتا ہی تو روایت مزارعت کے موافق زمیندار ہی اپنے حصہ پر قبضہ
کرنیکا متولی ہوگا اور ایسا ہی معاملہ مین درخت کا مالک خود ہی اپنے حصہ پر قبضہ کریگا اور روایت وکالت مین یہ ہی کہ
وکیل کو اُسکے حصہ پر قبضہ کرنیکا حق ہی اور اگر اسقدر نقصان کے ساتھ دی کہ جو برداشت نہین ہوتا ہی تو وکیل بیج
اور زمین کا غاصب ہی اور زمیندار کو نقصان زمین لینے کا اختیار ہی اور کاشتکار کو جو کچھ ملا اُسمین صدقہ نہ کریگا اور
وکیل زیادتی صدقہ کریگا یہ محیط السرخسی مین لکھا ہی مزارعت و معاملت کے وکیل کو اختیار ہی کہ حاصلات مین سے مالک
کا حصہ وصول کرے اور اگر عامل کو ہبہ کیا یا اُسکو بری کر دیا تو جائز نہین ہی اُس شخص کے قول مین جو مزارعت و معاملت
کو جائز رکھتا ہی یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر اپنی زمین مزارعت و کاشتکاری بٹائی پر دینے کے واسطے وکیل کیا اور
وکیل کو وقت نہ بتلایا تو پہلے سال و پہلی کھیتی کے واسطے جائز ہی پس اگر وکیل نے اس سے زیادہ کے واسطے
یا سوا اسکے اس سال کے دی اور اِس سال نہ دی تو استحساناً جائز نہین ہی اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے
یہ زمین اِس سال کے واسطے اِس شرط پر لیوے کہ بیج موکل کی طرف سے ہی پس وکیل نے اسطرح لی کہ جسمین نقصان
اسقدر ہی کہ لوگ برداشت کر لیا کرتے ہین تو جائز ہی اور اگر اسقدر نقصان کے ساتھ لی کہ لوگ نہین برداشت کرتے ہین
تو جائز نہین ہی ولیکن اگر موکل راضی ہو جاوے اور اُسمین زراعت کرے تو جائز ہی اور وکیل ہی سے مالک زمین
کے حصہ کا مواخذہ ہو تا کہ اُسکو سپرد کرے پس اگر وکیل نے اسقدر نقصان سے لی کہ لوگ برداشت نہین کرتے ہین

اور موکل نے اجازت اُس وقت تک نہ دی کہ اُسنے زراعت کی اور وکیل نے اُسکو زراعت کی اجازت دی تو جو کچھ پیداوار ہوئی وہ موکل کی ہی اور وکیل پر زمین کے مالک کو اُس زمین کے مثل کی پیداوار کے موافق دینا لازم ہی اور مالک زمین کا موکل پر کچھ نہین ہی اور کاشتکار پر زمین کا نقصان اُسکے مالک کو دینا واجب ہی اور اگر اُسنے اجازت نہ دی اور زراعت کے واسطے کاشتکار کو بھی حکم نہ کیا تو جسقدر پیداوار ہو وہ کاشتکار کی ہی اور وکیل پر زمیندار کا کچھ حق نہین ہی اور کاشتکار اُسکو نقصان زمین دیگا اور وکیل سے واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر وکیل کو حکم کیا کہ کوئی زمین تہائی پر یا کوئی درخت ساجھے پر لیوے اور بیان نہ کیا تو جائز نہین ہی اور اگر زمین بیان کردی اور بیج نہ بیان کیے تو جائز ہی اور اگر وکیل کو زمین بٹائی پر یا درخت ساجھے پر دینے کا حکم کیا اور وہ شخص بیان نہ کیا جسکو دیجاوے تو جائز ہی۔ ایک شخص کو حکم دیا کہ زمین کھیتی بٹائی پر دیدے اور اُسنے ایک کر گیہون درمیانی پر کرایہ دیدی تو جائز ہی۔ اور کاشتکار کو اختیار ہی کہ جو کچھ اُسکا جی چاہے گیہون کی قسم سے یا جو اس سے کم مضر ہو اُسمین بووے اور اگر سواے گیہون کے کسی چیز کے عوض دی تو جائز نہین ہی اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ تہائی بٹائی پر دیدے اور اُسنے ایک کر گیہون وسط کے عوض اجرت پر دیدی تو اُسنے خلاف کیا اور مستاجر نے اگر اُسمین بویا تو پیداوار اُسی کی ہوگی اور اُسپر ایک کر گیہون درمیانی اجرت پر دینے والے کو دینا واجب ہونگے اور مالک زمین کو نقصان دیگا اور اجرت پر دینے والے سے واپس لیگا اور اگر مالک زمین چاہے تو اجرت پر دینے والے سے نقصان زمین وصول کرے اور وہ اُسی کر مین سے جو اُسکو اجرت مین ملا ہی یہ نقصان ادا کریگا اور باقی کو جو زیادہ ہی صدقہ کردیگا ایک شخص کو اسواسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے یہ زمین تہائی بٹائی پر لیوے اور وکیل نے ایک کر گیہون درمیانی کے عوض لی تو جائز نہین ہی ولیکن اگر موکل راضی ہو تو جائز ہی اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ یہ خرما کا درخت میرے واسطے معاملت پر لیوے اور اُسنے اس شرط پر لیا کہ جو کچھ پھل پیدا ہوں وہ مالک درخت کے ہین اور عامل کو کھرے فارسی چھوہارے خشک ایک کر ملینگے تو جائز ہی اور اگر دقل چھوہارے کی شرط کی پس اگر درخت مین ناکارہ دقل پیدا ہوتے ہین تو جائز ہی ورنہ نہین جائز ہی۔ اور اگر ایک کر گیہون کی شرط کی تو جائز نہین ہی اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے فلان شخص کا درخت خرما تہائی کے ساجھے پر لیوے اور اُسنے ایک کر خشک چھوہارے فارسی کی شرط پر لیا تو موکل کے ذمہ لازم نہوگا ولیکن اگر یہ معلوم ہوجاوے کہ ایک کر تہائی سے کم یا برابر ہی تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔

فصل دوسری مضارب و شریک کو وکیل کرنے کے بیان مین۔

قاعدہ یہ ہی کہ جو ایسی تجارت ہی کہ اگر اُسکو مضارب عمل مین لاوے تو رب المال پر صحیح ہوتی ہی جب ایسے معاملہ مین وکیل کریگا تو بھی رب المال پر صحیح ہوگا اور مضارب کو خرید و فروخت اور قبضہ اور خصومت مین وکیل کرنا جائز ہی۔ مضارب نے قرضہ کے خصومت کے واسطے دوسرے کو وکیل کیا اور وکیل نے اقرار کردیا کہ مضارب نے وصول کرلیا ہی تو جائز ہی پھر اگر مضارب نے کہا کہ مین نے وصول نہین کیا ہی تو وکیل پر ضمان نہوگی اور قرضدار بری ہوگیا چنانچہ اگر مطلوب سے وصول کرنیکا اقرار کیا اور مضارب نے انکار کیا تو بھی ایسا ہی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ مضارب کو ایک غلام مضاربت سے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے رب المال کا بھائی خریدا تو خریداری مضارب پر جائز ہوگی نہ رب المال پر اور اگر مضارب نے لیا پس اگر اُسمین زیادتی نہین ہی تو مضاربت مین جائز ہی اور اگر زیادتی ہو تو خاصۃً مضارب کے حق مین جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مضاربت کا مال رب المال سے وصول کرنے یا اُسکو دینے کے واسطے مضارب نے کسی کو وکیل کیا تو جائز ہی۔ اور اگر رب المال نے مضارب کو اپنے اہل و عیال کو نفقہ دینے کا حکم کیا

اور مضارب نے نفقہ دینے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو جائز ہے پس اگر وکیل نے کہا کہ مین نے سو درم ان لوگون پر خرچ کیے اور اتنی مدت مین اسقدر درم اتنے لوگون پر خرچ ہو سکتے ہین۔ اور مضارب نے کہا کہ دو سو درم خرچ کیے اتنی مدت مین کہ اسقدر درم اتنی مدت مین اتنے لوگون پر خرچ ہو سکتے ہین اور رب المال نے کہا کہ تو نے کچھ نہین خرچ کیا ہے تو مضارب کا قول لیا جائیگا حالانکہ مال مین سے دو سو درم جاتے رہے ہین اور وکیل کچھ ضامن نہوگا اور مضارب کے قول کی تصدیق اسی وجہ سے کیجاتی ہے کہ مال اُسکے قبضہ مین ہے۔ اسی طرح ہر وکیل کہ جسکو کچھ مال دیا جاوے کہ اسکو فلان چیز مین صرف کرے تو بطریق معروف اسکی اس بارہ مین تصدیق کیجاویگی یہ حاوی مین ہے۔ اگر مضاربت کے غلامون کی خوراک کے واسطے مضارب نے کسی کو وکیل کیا اور اسکو کچھ مال نہ دیا پھر وکیل نے کہا کہ مین نے ان پر اس اس قدر خرچ کیا ہے اور مضارب نے اسکی تکذیب کی تو وکیل کی تصدیق نکیجاویگی۔ اسی طرح اگر اپنی ذاتی چیز پر صرف کرنے کے واسطے وکیل کیا تو یہ صورت بھی مثل صورت سابقہ کے ہے اور اگر مضارب نے مضاربت کے غلامون مین سے کسی غلام کو فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر رب المال نے مضارب کو بیع سے منع کر دیا اور مضاربت توڑ دی پھر وکیل نے اسکو فروخت کیا اور اسکو ممانعت کا علم ہے یا نہین ہے تو اُسکی بیع جائز ہے کیونکہ مال عروض ہو جانے کے سبب مضارب کے لیے اُسکی بیع کی ممانعت کرنیکا اختیار رب المال کو نہین ہے اسی طرح اگر رب المال مرگیا پھر وکیل نے بیچا یا مضارب نے اُسکی موت کے بعد وکیل کیا اور اُسنے بیچا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے اگر دو متفاوضون مین سے ایک نے کسی کو ایسی چیز کے بیچنے کے واسطے جسکا وہ ولی ہے وکیل کیا پھر دونون جدا ہوگئے اور اپنا اپنا مال بانٹ لیا اور گواہ کر لیے کہ ہم دونون مین شرکت نہین رہی پھر وکیل نے جس کام کے واسطے وکیل ہوا تھا اُسکو پورا کیا اور اُسکو اسکا علم ہے یا نہین ہے تو دونون کے حق مین یہ کام جائز ہوگا اسی طرح اگر دونون نے وکیل کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ حاوی مین ہے۔ اگر دو شریک عنان مین سے ایک نے کسی شریک کی چیز کی بیع کے واسطے وکیل کیا تو دونون پر استحسانا جائز ہے اسلیے کہ ہر ایک دوسرے کے حق مین بمنزلہ وکیل مختار عام کے ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی چیز کی بیع یا خرید یا اجارہ یا قرض کے تقاضے کے واسطے وکیل کیا اور دوسرے شریک نے اُسکو وکالت سے برطرف کیا تو سب چیزون سے سوائے تقاضائے قرض کے برطرف ہو جائیگا اسلیے کہ اگر ادانت موکل ہی کی طرف سے تھی تو دوسرے کا نکالنا باطل اور اگر نہین تھی تو وکالت ناجائز ہے کذا فی الحاوی دونون متفاوضون مین سے ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اُسمین عیب پایا پس اُسکی واپسی کے واسطے ایک وکیل مقرر کیا اگر اُسکا شریک وہی مخاصم ہو تو ضرور ہے کہ جس نے خریدا ہے وہ حاضر ہو تاکہ اُس سے قسم لیجاوے کہ وہ عیب پر راضی ہوا ہے یا نہین اور اگر خریدار خود حاضر ہو تو وہی مخاصم قرار پاویگا اور بائع کو اختیار نہین ہے کہ اُسکے شریک سے عیب پر راضی ہونے کی قسم لے دونون شریکون مین سے ایک نے ایک غلام مین خصومت کے واسطے جسکو فروخت کیا تھا وکیل کیا اور مشتری نے اُسمین عیب لگایا اور موکل غائب ہوگیا تو وکیل پر قسم نہین آتی ہے اور اگر مشتری نے دوسرے شریک سے جھگڑا کرنا چاہا اور اُسکے علم پر اس سے قسم لینی چاہی تو ہو سکتا ہے کیونکہ متفاوضہ کا ہر ایک شریک مدعا علیہ ہونے مین بجائے دوسرے کے ہے یہ مبسوط مین ہے۔

فصل تیسری بضاعت کے بیان مین۔ اگر ایک نے دوسرے کو ہزار درم بضاعت دیے اور کہا کہ اسکے عوض میرے لیے کپڑے کو یا کپڑون کو یا تین کپڑون کو خرید دے تو جائز ہے اسی طرح اگر ہزار درم بضاعت دیکر کہا کہ میرے لیے

اسکی کوئی چیز خرید دے تو بھی جائز ہی اور اگر کہا کہ اپنے مال سے میرے واسطے ہزار درم بضاعت قرار دیکر اسکی کچھ چیز خرید دے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو جائز ہی اور جو کچھ خرید یگا وہ حکم دینے والے کی ہوگی اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم بضاعت کے لیے تو جائز ہی اور خریداری کی اجازت اُسکو اسی کلمہ سے حاصل ہو گئی۔ اگر کہا کہ یہ کپڑا الضاعت مین لے تو جائز ہی اور فروخت کی اجازت اسکو حاصل ہوگی پھر کپڑے کے صورت مین امام اعظم رح کے نزدیک ہر عوض کے عوض اور جس ثمن کو فروخت کر دیگا بیع نافذ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک صرف درم و دینار سے جائز اور اگر خسارہ ہو تو بقدر اتنے خسارہ کے جائز ہوگی کہ لوگ برداشت کر سکتے ہین اور درمون کی صورت مین اُسکی خریداری موکل پر نافذ نہوگی الا مثل قیمت کے عوض یا اسقدر کمی سے کہ لوگ برداشت کر لیا کرتے ہین اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم بضاعت لے اور میرے لیے کچھ خرید و فروخت کر شاید اللہ تعالے مجھے کچھ نفع نصیب کرے تو جائز ہی اور اُسکو خریدنے اور فروخت کرنیکا اختیار ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین شہر مین جایا چاہتا ہون کہ کپڑے اور غلام خریدون پس اُسنے کہا کہ میرے یہ ہزار درم بضاعت لے یا کہا کہ میرے لیے اپنے مال سے ہزار درم بضاعت کرے تو جائز ہی اور اُسکو غلام و کپڑے خریدنے کی اجازت حاصل ہوئی اور اگر یون کہا کہ یہ ہزار درم لیے یہ بضاعت مین نے کپڑے کے واسطے یا غلام کو کہا یا اناج کے واسطے کہا پھر اُس شخص نے جسکو حکم کیا تھا تمام مال سے وہ شی جسکا حکم کیا تھا خریدی پھر اُسکو لدوا لایا اور اپنے مال سے خرچ کیا یہانتک کہ مالک کے پاس لایا تو اس خرچ مین وہ احسان کرنے والا شمار ہوگا اور خریداری رب المال کے واسطے جائز ہوگی اور اگر تھوڑے مال سے وہی چیز خریدی اور تھوڑا کرایہ مین خرچ کرکے لایا تو جائز ہی۔ اور اگر رب المال نے حکم کیا کہ جس شہر مین رہتا ہون یہین خرید دے پھر اُسنے تھوڑے مال سے چیز خریدی اور تھوڑا باقی کرایہ مین خرچ کیا تو جائز ہی اور اگر تمام مال سے اُسی شہر مین وہ چیز خریدی اور اپنے پاس سے خرچ کرکے اُسکے گھر تک پہونچائی تو استحسانا رب المال سے واپس لیگا اور اگر اُس شخص نے جسکو حکم کیا ہی تھوڑے مال سے یہ چیزین خریدین اور باقی مال خرچ کرایہ وغیرہ کے واسطے رکھا اور وہ خرچ نہوا یہانتک کہ رب المال مر گیا پھر باقی اُسنے خرچ کیا پس اگر اُسکو رب المال کے مرنیکا علم تھا تو جسقدر خرچ کیا ہی اُسکا ضامن ہی اور اگر علم نہ تھا تو استحسانا ضامن نہین ہی اور جب تک اُسکو علم نہو معزول نہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر اُس شخص نے مال سے کچھ چیز نہ خریدی یہانتک کہ رب المال مر گیا پھر اُسنے خریدی تو ضامن ہوگا خواہ مرنے کا علم ہوا ہو یا نہوا ہو پھر واضح ہو کہ مسئلہ بضاعت مین اگر تھوڑے سے مال سے غلام خرید چکا ہی پھر اُسکو رب المال کے مرنیکا حال معلوم ہوا یا اُسکے منع کرنیکا حال معلوم ہوا اور اُسکو خوف ہی کہ اگر غلامون کو کھانا نہین دیتا ہی تو مر جاوینگے تو چاہیے کہ قاضی کے سامنے اس معاملہ کو پیش کرے تاکہ قاضی کو جو کچھ مصلحت معلوم ہو یعنی بیع کر دینا اور اُسکا ثمن رکھ لینا یا باقی مال سے اُنکو نفقہ دینا وہ اُسکو حکم کرے ولیکن جب تک گواہ نہ قائم ہون قاضی حکم نہ دیگا اور اگر اُسکے پاس گواہ نہوئے اور قاضی کی راے مین آیا کہ یون گواہ کرلے کہ اس شخص نے ایسا ایسا بیان کیا ہی پس اگر اُسنے سچ کہا تو مین نے اسکو نفقہ دینے یا بیع کر دینے کی اجازت دی تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر اُس شخص نے تھوڑے مال سے خریدا پھر رب المال مر گیا پھر باقی مال سے خریدا یا نفقہ و کرایہ وغیرہ مین صرف کیا تو خریدنے کی صورت مین ضامن ہوگا خواہ رب المال کے مرنیکا حال معلوم ہو یا نہو اور نفقہ کی صورت مین اگر معلوم تھا تو ضامن ہوگا اور اگر نہ معلوم ہوا تو ضامن نہوگا اور یہ حکم استحسانا ہی کذا فی الصغری۔ ایک شخص کو ہزار درم بضاعت کسی خاص چیز کے خریدنے کے لیے جسکو بیان کر دیا ہو دیے اور اختیار دیا

کہ جسکو چاہے وکیل کر لے پس اس وکیل نے دوسرے کو دیکر حکم دیا کہ جس اسباب کے خریدنے کے واسطے رب المال نے حکم کیا ہے وہ خرید کرے اور اُسنے خریدا تو پہلے وکیل کو اختیار ہے کہ مشتری سے متاع اپنے قبضہ مین لے اور اگر پہلا وکیل مر گیا تو دوسرے کی وکالت باطل نہوگی اور اگر درم دینے کے وقت کہا کہ مین نے تجھکو فلان شخص کے واسطے وکیل کیا کہ تو اُسکے واسطے ان ہزار درم کی فلان متاع خرید دے تو یہ شخص رب المال کا وکیل ہوگا اور جس نے درم دیے ہین اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ اس مشتری سے متاع لیکر قبضہ کرے اسی طرح اگر درم دوسرے کو دیے اور کہا کہ مین نے تجھے وکیل کیا کہ ان درمون کی فلان شخص کے واسطے فلان چیز خرید دے اور یہ نہ کہا کہ فلان شخص کے واسطے وکیل کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تجھے وکیل کیا کہ ان درمون کے عوض فلان چیز خرید دے پھر باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ یہ دراہم فلان شخص کے تھے اور اُسنے فقط اسواسطے وکیل کیا تھا کہ فلان مالک کے واسطے خرید دے اور فلان شخص نے اسکو حکم دیا تھا کہ جسکو چاہے وکیل کرے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم بضاعت کسی متاع کے خریدنے کے واسطے دیے اور اس شخص نے جسکو درم دیے گئے ان درمون کو ایک دلال کو دیا اُسنے متاع خرید کر کے وکیل کے پاس روانہ کی اور وہ رستہ مین ضائع ہوئی تو وکیل اُسکے لیے ضامن نہوگا اور اگر درم والے نے یہ نہین کہا تھا کہ بضاعت ہین اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہے تو ضامن ہوگا مگر دلال نے اُسکے سامنے اگر خریدا تو ضامن نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔

پانچوان باب رہن کے معاملہ مین وکیل کرنے کے بیان مین۔ اگر ایک شخص کو اسباب دیا اور کہا کہ اسکو میرے واسطے فروخت کر دے اور داموں کے لیے رہن لے لینا اور اُسنے ایسا ہی کیا تو جائز ہے اور اگر رہن داموں سے اسقدر کم ہو کہ لوگ اندازہ مین اُسقدر خسارہ نہین اُٹھاتے ہین تو بھی امام اعظم رہ کے نزدیک جائز ہے اور اگر کہا کہ اسکو فروخت کرکے مضبوطی کے لائق رہن لے اُسنے ایسا رہن لیا جو داموں سے اسقدر کم ہے کہ لوگ برداشت کر لیتے ہین تو جائز ہے اور اگر اسقدر کم ہے کہ لوگ اتنا خسارہ نہین برداشت کرتے ہین تو نہین جائز ہے۔ اگر وکیل نے رہن لیکر پھر راہن کو پھیر دیا تو واپس کرنا جائز ہے اور موکل کے واسطے ضامن نہوگا اور بیع اپنے حال پر رہیگی۔ اور اگر وکیل نے رہن کو کسی عادل کے قبضہ مین رکھا تو جائز ہے اور موکل کو اُسپر قبضہ کرنیکا اختیار نہین ہے۔ اگر کسی کو کچھ درم دیے اور کہا کہ اسکو فلان شخص کے پاس لیجا اور کہہ کہ فلان شخص نے تجھے اس شرط پر قرض دیا ہے کہ تو اسکے عوض رہن دے اور مجھے رہن پر قبضہ کرنیکا حکم کیا ہے پس اُسنے ایسا ہی کیا اور رہن پر قبضہ کیا تو جائز ہے اور موکل کو اختیار ہے کہ رہن وکیل سے لیکر اپنے قبضہ مین کرے اور اگر رہن وکیل کے پاس تلف ہوا تو موکل کا مال گیا۔ اور اگر یون کہا کہ یہ دراہم لے اور ان کو قرض دے اور انکے عوض رہن لے لے اُسنے ایسا ہی کیا تو راہن وکیل سے رہن نہین لے سکتا ہے اور اگر وکیل کے پاس تلف ہوا تو موکل کا مال گیا یہ حاوی مین ہے۔ اگر ایک شخص کو ایک کپڑا جو دس درم کے اندازہ کا ہے دیا اور حکم دیا کہ دس درم میرے واسطے قرض لیکر اسکو رہن کر دے پس اگر موکل نے کلام ایلچی بھیجنے کے طور پر کہا کہ فلان کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ فلان شخص تجھسے دس درم قرض چاہتا ہے اور یہ کپڑا تجھے رہن دیتا ہے پھر اگر وکیل نے بھی بعد اسکے بطور ایلچی کے کلام کیا کہ قرض و رہن کو موکل کی طرف نسبت کیا اور درم لیکر رہن دیدیا تو قرض موکل کا ہوگا یہانتک کہ اُسکو اختیار ہے کہ جو درم ایلچی نے لیے ہین اُنکو ایلچی سے لے لے اور قرض دینے والے کا مطالبہ ایلچی سے نہوگا ایلچی بھیجنے والے سے ہوگا اور وہی فک رہن کرادیگا اور اگر وہ دراہم ایلچی کے وصول کر لینے کے بعد اُسکے پاس تلف ہو گئے تو بھیجنے والے کا مال گیا۔ اور اگر ایلچی نے وکیلون کی طرح کلام کیا یعنی قرض و رہن کو اپنی طرف نسبت کیا اور کہا کہ مجھے دس درم قرض دے اور یہ کپڑا رہن مین سے

پس قرض دینے والے نے دیئے اور رہن لے لیا تو ایلچی اپنی ذات کے واسطے قرض لینے والا شمار ہوگا اور بھیجنے والا اس سے درم نہین لے سکتا ہے اور جو کپڑا اُسنے قرض دینے والے کو دیا ہے اُسکا ضامن ہے اور اگر قرض دینے والے کے پاس وہ کپڑا تلف ہوا تو مالک کو اختیار ہے کہ جو کچھ اُس کپڑے کی قیمت ہو اُسکو چاہے قرض دینے والے سے لیوے یا قرض لینے والے سے جس نے کپڑا دیا ہے لیوے پس اگر اُسنے ایلچی سے ضمان لی تو رہن جائز رہا اور قرضخواہ کا قرضہ ساقط ہوا اور اگر قرض دینے والے سے ضمان لی تو وہ ایلچی سے اپنا قرضہ اور کپڑے کی قیمت لے لیگا۔ اور اگر موکل نے وکالت کے طور پر کلام کیا یعنی وکیل کرکے بھیجا اور یون کہا کہ مین نے تجھے اسواسطے وکیل کیا کہ تو میرے واسطے فلان شخص سے دس درم قرض لے اور یہ کپڑا اُسکو رہن دیدے پھر اگر وکیل نے اسکے بعد ایلچیون کے مانند کلام کیا اور اُس شخص سے جاکر کہا کہ فلان شخص نے مجھے تیرے پاس دس درم اپنے واسطے قرض لینے کو بھیجا ہے اور یہ کپڑا اُسکے رہن مین دیا ہے اور قرض دینے والے نے اُسپر عمل کیا تو جو کچھ اُسنے قرض لیا وہ موکل کا ہے حتے کہ وکیل اُسکو لینے سے منع نہین کرسکتا ہے اور رہن موکل کی طرف سے جائز ہوگا یہانتک کہ اگر تلف ہو تو وکیل اُسکا ضامن نہوگا اور فک رہن کرانا موکل کے ذمہ ہوگا۔ اور اگر وکیل نے وکیلون کی طرح جاکر کلام کیا یعنی جاکر کہا کہ مجھے دس درم قرض دے اور یہ کپڑا میری طرف سے رہن لے تو قرض کے درم وکیل کے ہونگے اور اُسکو اختیار ہے کہ موکل کو نہ دے اور کپڑے کا ضامن نہوگا اگرچہ اُسنے اپنے قرض مین دیا ہے اور اگر مرتہن کے پاس وہ تلف ہوگیا تو وکیل کپڑے کی قیمت اور قرض مین سے جو کم ہو اُسکا ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے اگر ایک شخص کو ایک کپڑا دیا اور حکم کیا کہ اسکو قرض درمون کے عوض رہن کردے اور درمون کی تعداد بتلا دی پھر وکیل نے اس تعداد سے زیادہ یا کم درم لیے پس اگر موکل نے بطور ایلچی بھیجنے کے کلام کیا تھا یعنی فلان شخص کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ فلان شخص نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے کہ یہ کپڑا رہن رکھ لے اور دس درم قرض دے پھر اگر وکیل نے بطور ایلچی کے کلام کیا اور قرض و رہن کو موکل کی طرف نسبت کیا ولیکن تعداد مین درم زیادہ یا کم لیے تو خلاف کرنے والا شمار ہوگا اور جو اُسنے قرض لیا اُسی کا ہوگا موکل کو اُسکے لینے کی کوئی راہ نہین ہے اور یہ رہن کا ضامن ہوگا اور کپڑے کے مالک کو اختیار ہے کہ جہان تک اُس کپڑے کی قیمت ہو خواہ تعداد جو اُسنے بیان کی تھی اُس سے کم ہو یا زیادہ ہو اُسکو ایلچی سے لیوے یا مرتہن سے لیوے پس اگر اُسنے ایلچی سے ضمان لی تو رہن صحیح رہا اور اگر مرتہن سے ضمان لی تو مرتہن اُسکی قیمت اور اپنا قرضہ ایلچی سے پھیر لیگا اور اگر وکیل نے وکیلون کی طرح کلام کیا۔ یا زیادہ یا کم تعداد بیان کی تو مخالف شمار ہوگا اور کپڑے کا ضامن ہوگا اور اگر موکل نے بطور وکالت کے کلام کیا یعنی مین نے تجھے فلان سے دس درم قرض لینے کے واسطے وکیل کیا اور یہ کپڑا رہن کردے پس اگر وکیل نے وکیلون کی طرح کلام کیا اور کہا کہ مجھے درم قرض دے اور یہ کپڑا رہن لے اور تعداد مین کمی یا زیادتی کی تو جو اُسنے قرض لیا اسی کا ہوگا اور بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا اور کپڑے کے مالک کو اختیار ہے کہ اگر کپڑا تلف ہوجاوے تو چاہے وکیل سے ضمان لے یا مرتہن سے پس اگر وکیل سے ضمان لی تو رہن صحیح ہوگیا اور جو ضمان دی وہ مرتہن سے نہین لے سکتا ہے اور اگر اُسنے مرتہن سے ضمان لی تو مرتہن اپنے قرضہ و کپڑے کی قیمت کو وکیل سے پھیر لیگا۔ اور اگر اُسنے تعداد سے کمی کی پس اگر قرضہ کپڑے کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو ضامن نہوگا اور اگر کپڑے کی قیمت سے کم ہو تو ضامن ہوگا اور کپڑے کے مالک کو اختیار ہے چاہے قرض دینے والے سے ضمان لے یا کپڑا رہن دینے والے سے ضمان لے اور اگر وکیل نے ایلچیون کی طرح کلام کیا اور تعداد مین کمی یا زیادتی کی تو ہر حال مین ضامن ہوگا پھر اگر وکیل موکل کے پاس بقدر اُسکی تعداد بیان کیے ہوئے کے درم لایا اور اُسکو دیدیے تو یہ وکیل کا قرضہ اُسپر ہوا اور کپڑا رہن نہوگا

اور مرتہن کو اختیار ہی کہ جو وکیل نے اُس سے وصول کیا ہی اُسکو پھیرے یہ محیط و ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مرتہن نے اُسکے ایلچی ہونے مین تصدیق کی تو وکیل امانت دار ہی پس اگر اُسکے ہاتھ مین درم تلف ہو گئے تو مرتہن کو کچھ ڈانڈ نہ دیگا پس اگر وکیل نے کہا کہ مین نے کپڑے کے مالک کو دیدیے تو اُسپر سے ضمان دفع کرنے کے حق مین اُسکا قول لیا جائیگا اور کپڑے کے مالک پر ضمان لازم ہونے کے واسطے اس قول کا اعتبار نہین ہی۔ اگر وکیل نے کہا کہ مجھے تو نے پندرہ درم مین رہن کرنے کے واسطے حکم کیا تھا اور کپڑے کے مالک نے کہا کہ دس یا بیس درم مین رہن کے واسطے حکم دیا تھا تو دونون صورتون مین قسم لیکر موکل کا قول لیا جائیگا پس اگر قسم کھائی تو یہ اور صورت سابقہ یکسان ہوگی اور اگر کچھ رہن کرنے کے واسطے یعنی کوئی چیز دیدی ۱۲ وکیل کیا اور اس چیز رہن کو نہ تبلایا تو جو چیز رہن کرے جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ وکیل رہن کو دوسرے کو وکیل کر دینا جائز نہین ہی اور نہ مرتہن کو اُسکی بیع کا اختیار دینا جائز ہی۔ اور اگر موکل نے وکیل سے کہدیا کہ جو تو کرے سب جائز ہی تو یہ روا ہی پس اگر وکیل نے دوسرے کو رہن کرنیکا حکم دیا تو جائز ہی اور وکیل نے اگر خود رہن کیا اور مرتہن کو اُسکے بیچنے کی قدرت دیدی تو بھی جائز ہی یہ حاوی مین ہی۔ اگر کسی نے کسی قدر تعداد معلوم درمون پر رہن کرنے کے واسطے ایک کپڑا دیا اور وکیل نے اپنے پاس ہی رہن کر لیا اور وہ درم موکل کو دیدیے اور اُس سے بیان نہ کیا تو کپڑا رہن نہوگا اور وہ اُس کپڑے کا امانت دار ہی اگر تلف ہو جاوے تو ضامن نہوگا اور وہ درم اُسکے موکل پر قرض ہین اسی طرح اگر اپنے چھوٹے نابالغ لڑکے کے پاس رہن کیا۔ یا کسی اپنے غلام کے پاس جسپر قرض نہین ہی رہن کیا تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر اپنے بالغ بیٹے یا مکاتب یا اپنے غلام تاجر قرضدار کے پاس رہن کیا تو جائز ہی اور اگر وکیل اس معاملہ مین غلام تاجر یا مکاتب یا لڑکا ہو پس اگر اُسنے یہ کہا کہ فلان شخص تجھسے کہتا ہی کہ مجھے اسقدر قرض دے اور یہ کپڑا رہن کرے یعنی رہن ہوگیا ۱۲ تو جائز ہی اور اگر کہا کہ مجھے قرض دے اور یہ رہن لے تو لڑکے اور غلام مجحور کی صورت مین جائز نہین ہی اور دو مردون کی وکالت سے جائز ہی۔ اور اگر غلام تاجر ہو اور قرضدار ہو اور اُسنے اپنے مالک کے پاس رہن کیا تو جائز ہی اور اگر قرضدار نہو پس اگر اُسنے کہا کہ فلان شخص کو قرض دے اور یہ رہن لے تو جائز ہی اور اگر کہا کہ مجھے قرض دے اور یہ رہن لے تو جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر اسواسطے وکیل کیا کہ میرا غلام ہزار درم مین رہن کر دے پھر وکیل نے کہا کہ مین نے اُسکو فلان کے یعنی رہن نہوگا ۱۲ پاس رہن کیا اور مال اُس سے لے لیا اور رہن دیدیا اور مال میرے پاس تلف ہو گیا اور رہین نے اُس سے کہا تھا کہ فلان شخص کو قرض دے کہ اُسنے مجھے تیرے پاس بھیجا ہی اور موکل نے اُس سے یون ہی کہا تھا اور مرتہن نے اُسکی تصدیق کی اور موکل نے کہا کہ تو نے یہ قرض میرے واسطے نہین وصول کیا اور نہ غلام رہن کیا ہی تو قسم لیکر موکل کا قول لیا جاویگا یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر وکیل نے خود ہی مال قرض لیا اور غلام رہن کر دیا اور مالک غلام نے یون ہی حکم کیا تھا تو یہ مال وکیل پر قرض ہوگا نہ موکل پر یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ رہن کے واسطے وکیل کیا اُسنے رہن کر کے بیعنامہ لکھدیا اور وکیل و مشتری دونون اقرار کرتے ہین کہ اُسنے رہن رکھا ہی اور بیعنامہ دکھلانے سنانے کو لکھدیا ہی تو استحسانًا یہ رہن ہی کیونکہ دونون نے ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ رہن کیا اور بیعنامہ دکھانے سنانے کو تھا اور ظاہر ہی کہ عقد دونون کا حق ہی دوسرے کی طرف تجاوز نہین کریگا تو کیفیت عقد مین انھین کا قول لیا جائیگا اور جو اُنکے قول سے ثابت ہوا مثل معائنہ کے ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر وکیل نے مرتہن کو رہن پر سواری لینے یا خدمت لینے کی اجازت دی اور اُسنے ایسا ہی کیا تو وہ ضامن ہی اور رہن کا کھانا و چارہ موکل پر ہی۔ اور اگر وکیل نے مال اپنے واسطے قرض لیا تو مرتہن سے کہا جائیگا یا تو نفقہ دے اور نفع اُٹھا یا اُسکے مالک کو واپس کر دے کہ وہ نفقہ دے۔ اسی طرح باغ کا پانی

دینا اور بکریون کی چرائی موکل پر ہے بخلاف اجرت نگہبان و مکان حفاظت کے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔

چھٹا باب ان عقود مین جنمین وکیل سفیر محض ہوتا ہے اور حقوق اسکی طرف راجع نہین ہوتے اور (مانند نکاح و طلاق وغیرہ) اسمین دو فصلین ہین

فصل اول وکالت بالنکاح کے بیان مین۔ کسی شخص کی منکوحہ نے دوسرے سے کہا کہ مین اپنے شوہر سے خلع کرانا چاہتی ہون جب خلع کراؤن اور عدت گذر جاوے تو تو مجھے فلان شخص کے ساتھ نکاح کرد ے تو صحیح ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ نکاح کرانے کے وکیل کو دوسرے کا وکیل کرنا روا نہین ہے اور اگر اُسنے دوسرے کو وکیل کیا اور اسنے پہلے کے سامنے نکاح کرایا تو جائز ہے۔ ایک شخص نے وکیل کیا کہ دو عورتین ایک عقد مین نکاح کرا دے اُسنے تین عورتون سے اسطرح نکاح کردیا تو بعض روایات مین مذکور ہے کہ یہ اجازت پر متوقف رہیگا اسی طرح اگر ایک کی جگہ دو اور تین کی جگہ چار عورتین کردین اور بعض روایات مین ہے کہ یہ جائز نہین ہے اور یہی ظاہر ہے۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ ایک عورت سے نکاح کرادے پھر اُسنے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کرا دیا کہ امر عورت اُس عورت کے اختیار مین ہے یعنی طلاق دے لینا اُسکے اختیار مین ہے تو نکاح جائز اور شرط باطل ہے۔ عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ اُسکا نکاح کرادے اور کہدیا کہ جو تو کرے وہ جائز ہے پھر وکیل نے ایک شخص کو اُسکے نکاح کرانے کی وصیت کر دی اور مر گیا تو وصی کو اُسکے نکاح کرا دینے کا اختیار ہے اور یہی حکم تمام وکالتون مین ہے۔ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلان شہر یا فلان قبیلہ سے ایک عورت نکاح کرادے اور اُسنے دوسرے شہر یا قبیلہ سے بیاہ دی تو جائز نہین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ غلام مجور نے اپنے نکاح کے واسطے وکیل کیا پھر مالک نے اُسکو نکاح کی اجازت دیدی یا غلام آزاد ہو گیا تو وکیل وکیل ہو گیا اور اگر اُسنے کسی عورت سے نکاح کرا دیا تو جائز ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ کسی خاص عورت سے نکاح کرا دینے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا پھر وکیل نے دعوی کیا کہ مین نے حالت اسلام مین اُسکا نکاح کرایا تھا اور وارثون نے اور موکل نے جب مسلمان ہو کر آ گیا تو اس سے انکار کیا تو وکیل اور عورت کا قول معتبر نہوگا کیونکہ وکیل ایسی چیز کی خبر دیتا ہے کہ موکل کے مرتد ہونے سے معزول ہو کر اسکی استیناف کا مالک نہین ہے اور اگر دونون فریق نے گواہ سنائے تو عورت کے گواہون کی گواہی معتبر رکھی جائیگی۔ اور اگر دونون کے پاس گواہی نہو تو وارثون سے اُنکے علم پر قسم لیجائیگی کیونکہ اگر انھون نے عورت کے دعوی پر اقرار کیا تو اُنپر دعوی لازم ہوگا پس اگر وارثون کے قسم کھا لینے کے بعد قاضی نے میراث کا حکم اُنکے واسطے دیدیا پھر موکل مرتد مسلمان ہو کر واپس آیا اور عورت نے اُس سے بھی قسم لینا چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہے کیونکہ وہ مہر اُسکے ذمہ قرضہ ہونیکا دعوی کرتی ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔

دوسری فصل طلاق و خلع کے واسطے وکیل کرنے کے بیان مین۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کو سنت طریق پر اپنی عورت کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا اور وہ عورت ایسی ہے کہ اُسکو حیض آتا ہے اور توکیل حالت حیض مین یا ایسے طہر مین جسمین وطی ہو چکی ہے واقع ہوئی پس وکیل نے حالت حیض مین یا اسی طہر مین طلاق دی تو طلاق واقع نہوگی کذا فی المحیط اور اُسکی وکالت باطل نہوگی یہانتک کہ اگر اسوقت کے بعد اُسنے وقت سنت پر اُسکو طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور اگر اسی حالت حیض مین اُس عورت سے کہا کہ تجھکو طلاق سنت طلاق ہے یا جب طاہر ہو تو طلاق ہے یا دوسری صورت مین یعنی جماعی طہر کی توکیل مین کہا کہ تجھکو طلاق ہے جب تجھکو حیض آوے

اور تو طاہر ہو جاوے تو طلاق واقع نہوگی اور پہلی صورت مین جب پاک ہو گئی یا دوسری صورت مین جب حیض آ کر پاک ہو گئی اور وکیل نے طلاق دی تو واقع ہو جائیگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری عورت کو بطور سنت تین طلاق دیدے پس وکیل نے اُس عورت سے ایسے طہر مین جسمین وطی نہین ہوئی ہے کہا کہ تجھپر بطور سنت تین طلاق ہین تو فی الحال ایک طلاق واقع ہو گی اور پھر بعد حیض سے پاک ہونے کے بدون از سر نو طلاق واقع کرنے کے کچھ واقع نہو گی ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری عورت کو بطور سنت طلاق دیدے اور ایک دوسرے شخص سے بھی یہی کہا پس دونون نے ایسے طہر مین جسمین جماع نہین ہوا ہے سکا اُسکو طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہو گی اور شوہر کو آئین خیار رہیگا پھر دوسرے طہر مین جب تک دونون طلاق نہ دین طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر وکیل اور شوہر نے معًا ایک طہر مین اُسکو طلاق دی پھر وکیل نے دوسرے طہر مین اُسکو طلاق دی تو ایک دوسری طلاق واقع ہو گی ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری عورت کو بطور سنت طلاق بائن دیدے اور دوسرے سے کہا کہ اسکو بطور سنت ایک طلاق رجعی دیدے پس دونون نے ایک ہی طہر مین اُسکو طلاق دی تو اُسپر ایک طلاق واقع ہو گی مگر شوہر کو اختیار ہے کہ چاہے بائن مقرر کرے یا رجعی متعین کرے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر وکیل کو طلاق دینے کا حکم دیا پھر شوہر نے اُسکو طلاق دی تو جب تک وہ عورت عدت مین ہے وکیل کی طلاق اُسپر واقع ہو جائیگی اور اگر عدت گذر گئی پھر اُس سے نکاح کیا پھر وکیل نے طلاق دی تو وکیل کی طلاق اُسپر واقع نہوگی اور اگر عورت مرتد ہو گئی یا شوہر مرتد ہو گیا تو جب تک وہ عورت عدت مین ہے وکیل کی طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر شوہر مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا پھر وکیل نے حالت عدت مین عورت کو طلاق دی تو واقع نہوگی اسی طرح اگر مسلمان ہو کر آیا اور اُس سے نکاح کر لیا تو بھی پھر وکیل کی طلاق واقع نہوگی یہ حاوی مین ہے۔ ایک شخص کو ایک طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے دو طلاق دی تو امام اعظم رح کے نزدیک کوئی نہ واقع ہو گی اور صاحبین نے فرمایا کہ ایک واقع ہو گی ایک نے دوسرے سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دیدے وکیل نے تین طلاق دی پس اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی تھی تو واقع ہو جائیگی ورنہ کوئی واقع نہوگی اور یہ قول امام اعظم رح کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک واقع ہو گی۔ ایک شخص کو ایک طلاق بائن دینے کے واسطے وکیل کیا اُسنے ایک رجعی طلاق دی تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی اسی طرح اگر رجعی ایک طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے بائن دی تو ایک رجعی واقع ہو گی اور یہ اُس صورت مین ہے کہ وکیل نے کہا کہ مین نے اُس عورت کو ایک طلاق بائن دی اور اگر یون کہا کہ مین نے اُسکو بائن کر دیا تو کوئی طلاق واقع نہو گی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم دونون اپنے آپ کو تین طلاق دو پس ایک نے اپنے آپ کو اور دوسری کو تین طلاق دی تو دونون کو طلاق ہو جائیگی لیکن چاہیے کہ آپ کو اُسی مجلس مین جسمین شوہر نے یہ الفاظ کہے مین طلاق دیوے پھر دوسری عورت کا طلاق دیدینا اُس مجلس اور غیر مجلس مین جائز ہے۔ اگر ایک شخص کو اپنی عورتون کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا پس اُسنے اُسمین ایک خاص عورت کو طلاق دی تو صحیح ہے اور شوہر کو یہ اختیار نہین ہے کہ اِس عورت کے سوائے دوسری عورت کی طرف یہ طلاق پھیر دے اور اگر ایک غیر معین کو اُسنے طلاق دی تو بھی صحیح ہے اور معین کرنیکا اختیار شوہر کو ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر اسطرح وکیل کیا کہ میری عورت کو طلاق دیدے اور اُسکی چار عورتین ہین اور کسی کو معین نہ کیا پس اگر اُسنے ایک کو طلاق دیدی تو جائز ہے اور اگر سب کو طلاق دی تو بھی ایک عورت پر جائز ہو گی اور شوہر کو اختیار ہے کہ جسکو چاہے معین کرے یہ حاوی مین ہے اگر دو عورتون سے کہا کہ اگر چاہو تو تم دونون اپنے آپ کو تین طلاق دو پس ایک نے طلاق دی تو واقع نہوگی تا وقتیکہ دونو

قلت لعلہ سقط لفظ الا [illegible] ۱۲

اسی مجلس مین تین طلاق پر مجتمع نہون یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اگر کہا کہ تو میری عورت کے طلاق دینے کے واسطے میرا وکیل ہی بشرطیکہ وہ عورت چاہے یا پسند کرے یا خواہش کرے تو یہ شخص وکیل نہوگا جب تک کہ وہ عورت اس طلاق کو اسی مجلس مین پسند نہ کرے اور اگر اُسنے پسند کیا تو وکیل ہو گیا اور طلاق دینے سے پہلے اگر وکیل مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو وکالت باطل ہو گئی اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو میری عورت کے طلاق دینے کے واسطے وکیل ہی پس اگر اُسنے اُسی مجلس مین چاہا تو جائز ہی اور اگر قبل چاہنے کے مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو وکیل نہین ہی یہ حاوی مین ہی ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ جب مین فلان عورت سے نکاح کرون تو اُسکو طلاق دیدے پس اُسنے نکاح کیا اور وکیل نے طلاق دیدی تو صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی- وکیل طلاق نے اگر دوسرے کو وکیل کیا تو صحیح نہین ہی اور اگر غیر کو وکیل کیا اور اُسنے پہلے وکیل کے سامنے طلاق دی یا کسی اجنبی نے طلاق دی پھر وکیل نے اجازت دیدی تو اجنبی کی طلاق واقع نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- ایک شخص نے غیر کی عورت سے کہا کہ جب تو اس گھر مین داخل ہو تو تجھکو طلاق ہی پس شوہر نے اُسکی اجازت دیدی اور بعد اجازت ہو جانے کے وہ اُس گھر مین گئی تو طلاق ہو جائیگی اور اگر قبل اجازت ہو جانے کے گئی تو طلاق نہ پڑیگی پھر اگر دوبارہ بعد اجازت ہونے کے گئی تو طلاق پڑ جائیگی یہ محیط مین ہی اگر اپنے غلام کو اپنی عورت کے طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا پھر غلام کو فروخت کیا تو وہ اپنی وکالت پر باقی ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دیدے یہ امر مین نے تیرے سپرد کیا تو اس امر کا قبول کرنا فقط اسی مجلس تک رہیگا- ایک شخص کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اپنی وکالت کے علم سے پہلے اُس عورت کو طلاق دی تو واقع نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی- وکیل طلاق نے اگر مال پر خلع کیا پس اگر وہ عورت ایسی ہی کہ شوہر نے اُس سے وطی کر لی ہی تو وکیل نے بری مخالفت کی اور اگر ایسی ہی کہ اُس سے وطی نہین کی ہی تو مخالفت اچھی ہی اور یہی مذہب اکثر مشائخ کا ہی- اور اسی کو صفار رح نے اختیار کیا ہی اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ اُس عورت مین بھی جس سے وطی نہین کی ہی نہین جائز ہی کیونکہ یہ بھی اُسکی بری مخالفت ہی یہ وجیز کردری مین ہی ایک شخص کو وکیل کیا کہ تین طلاق عورت کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر دے پس وکیل نے ایک طلاق تہائی ہزار درم کو بیچی تو کوئی طلاق واقع نہوگی ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ توجسقدر دامون کو چاہے اپنی طلاق مجھسے خریدے مین نے تجھے اس معاملہ کا وکیل کیا اُسنے کہا کہ اسقدر کو مین نے خریدا تو یہ باطل ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اگر کسی کو وکیل کیا کہ میری عورت کو بعوض ہزار درم کے یا ہزار درم پر تین طلاق دیدے اُسنے ایک یا دو طلاق دی تو واقع نہوگی اور اگر ہزار درم یا زیادہ پر طلاق دی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی اور اگر خلع کے واسطے وکیل کیا تو وکیل کو اختیار ہی کہ اس عورت سے اس مجلس یا غیر مجلس مین جب تک معزول نہو خلع کرائے یہ حاوی مین ہی وکیل خلع کو بدل پر قبضہ کا اختیار نہین ہی کذا فی فتاوی قاضی خان- خلع مطلق کے وکیل کو امام اعظم رح کے نزدیک قلیل وکثیر پر خلع کرنیکا اختیار ہی اور صاحبین کے نزدیک مہر مثل سے کم پر خلع کرنا نہین جائز ہی کذا فی التاتارخانیہ- اگر کسی شخص کو خلع کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ اگر خلع لینے سے انکار کرے تو طلاق دیدے پس اُسنے خلع سے انکار کیا اور وکیل نے طلاق دیدی پھر عورت نے کہا کہ مین خلع کرتی ہون پس اگر عدت مین اس سے خلع کیا اور طلاق رجعی تھی تو جائز ہی کذا فی الحاوی- ایک شخص کو وکیل کیا کہ میری عورت سے خلع کرائے پھر شوہر نے خود اُس سے خلع کیا یا کسی اور وجہ سے وہ بائن ہو گئی پھر عدت مین یا اُسکے بعد اُس سے نکاح کیا تو وکیل خلع نہین کرا سکتا ہی- اگر کوئی شخص دونون طرف سے خلع کا وکیل ہو تو دو روایتون مین ایک روایت یہ ہی کہ وہ دونون طرف سے عقد کا متولی نہین ہو سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- وکیل خلع نے اگر ہزار درم پر اس شرط

یعنی خلاف [illegible] اسی مجلس مین رہی [illegible]

سے خلع کیا کہ مین ضامن ہون تو صحیح ہو اگرچہ عورت نے اُسکو ضمانت کا حکم نہ دیا ہو اور جب وکیل نے ادا کیا تو عورت سے پھیر لیگا اسی طرح ادا کرنے سے پہلے بھی لے سکتا ہو یہ سراجیہ مین ہو۔ اگر مرد نے اپنی عورت کو وکیل کیا کہ اپنی ذات کا مجھسے خلع کرا لے پس عورت نے مال یا عوض (یعنی سوائے مہر کے) پر خلع کر لیا تو جائز نہین ہو ولیکن اگر شوہر راضی ہو تو جائز ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو مجھسے ہزار درم پر خلع کرے تو یہ توکیل ہو اسلیے اگر عورت شوہر کو اس سے ممانعت کر دے تو صحیح ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اگر ایک ذمی عورت نے کسی مسلمان کو اپنے شوہر سے شراب یا سور پر خلع کرانیکا وکیل کیا تو جائز ہو اور اگر شوہر و زوجہ دونون مین سے کوئی مسلمان ہو اور وکیل کافر ہو تو خلع جائز ہو اور جُعل باطل ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری عورت سے مال پر خلع کرا دے یا بلا مال اُسکو تین طلاق دیدے پھر شوہر مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا یا مر گیا اور وکیل نے عورت کو خلع دیا یا طلاق دی پس عورت نے کہا کہ تو نے یہ فعل میرے شوہر کے مرنے کے بعد یا دار الحرب مین جا ملنے کے بعد کیا ہو اور وکیل و وارثون نے کہا کہ یہ اُسکی زندگی اور اسلام مین ہوا ہو تو عورت کا قول لیا جائیگا اور طلاق باطل اور اُسکا مال اُسی کو پھیر دیا جاویگا۔ اور اُسکو میراث ملیگی یہ مبسوط مین ہو۔ عتق کے واسطے وکیل کرنا جائز ہو خواہ عتق مال پر ہو یا بغیر مال ہو اور جب وکیل نے آزاد کیا تو اُسکو مال پر قبضہ کرنیکا اختیار نہین ہو اور صرف اُسی مجلس تک یہ توکیل مقصور نہین ہو۔ اعتاق مطلق کا وکیل مدبر کرنے یا مکاتب کرنے یا مال پر آزاد کرنیکا اختیار نہین رکھتا ہو اور ایسے ہی تعلیق[۱] بالشرط اور اضافۃ الی الاوقات کا بھی مختار نہین ہو پس مالک کے مدبر کر دینے سے توکیل بعتق باطل نہوگی یہ محیط مین ہو۔ اگر اپنا غلام آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا پس اُسنے قرضہ یا مال پر آزاد کیا یا شرط لگائی اور کہا کہ اگر تو چاہے تو تو آزاد ہو تو جائز نہین ہو کذا فی محیط السرخسی۔ اگر نصف غلام آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے کل آزاد کر دیا تو جائز نہین ہو اور کچھ آزاد نہوگا اور صاحبین رحمہ نے فرمایا کہ جائز ہو اور کل[۲] آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر کسی کو پورا غلام آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے آدھا آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک آدھا آزاد ہو جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک کُل آزاد ہو جائیگا کذا فی الذخیرہ۔ دو شخصون مین سے ہر ایک کا ایک غلام ہو اور ایک ہی شخص کو دونون نے اپنا اپنا غلام آزاد کرنے کے واسطے علیحدہ وکیل کیا پھر وکیل نے کہا کہ مین نے دونون مین سے ایک کو آزاد کیا پھر وہ بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو قیاساً کوئی آزاد نہوگا اور استحساناً دونون آزاد ہو جائینگے اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے سعی کریگا کذا فی فتاوے قاضیخان۔ اگر کسی نے کسی شخص کو اپنا غلام معین آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے کہا کہ مین نے اُسکو کل کے روز آزاد کر دیا ہو تو بدون گواہی کے اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر اپنی باندی آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا اور باندی قبل آزاد کرنے کے بچہ جنی تو وکیل اُسکے بچہ کو آزاد نہین کر سکتا ہو اور اگر اپنے غلام کو جُعل پر آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے شراب یا سور پر آزاد کیا تو عتق جائز ہو اور غلام کو اپنی ذات کی قیمت دینا واجب ہو اور اگر مردار یا خون کے عوض آزاد کیا تو جائز نہین ہو۔ اور اگر موکل نے کہا کہ غلام کو اس غلام کے عوض آزاد کر دے اُسنے اسی طرح آزاد کیا پھر یہ غلام آزاد نکلا تو عتق جائز ہو اور غلام آزاد شدہ پر اپنی قیمت واجب ہو اور اگر اُسکو کسی غلام پر آزاد کیا اور وہ غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو عتق جائز اور غلام پر اپنی قیمت واجب ہو اور یہ امام اعظم رح کا دوسرا قول ہو اور یہی قول امام ابو یوسف رح کا ہو کذا فی الحاوی اور اگر اُسکو ذبح کی ہوئی بکری کے عوض آزاد کیا پھر وہ بکری مردار ثابت ہوئی تو جائز نہین ہو اور اگر اُسکو جُعل پر آزاد کرنیکا حکم کیا اُسنے ہزار درم پر آزاد کر دیا تو جائز ہو بلاشبہ لیکن

[۱] تعلیق بالشرط [illegible] مثلاً کہا کہ [illegible] آزاد [illegible]

[۲] [illegible] نصف [illegible] صاحبین [illegible] اور امام کے نزدیک نہین [illegible]

ایسا غلام لینے پر آزاد ہوتا ہو ورنہ حکم استحساناً ہی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے - اگر اپنے غلام سے کہا کہ اپنے کو آزاد کر جس عوض
پر چاہے اُسنے درموں پر آزاد کیا تو جائز ہی لیکن اگر مالک [illegible] راضی ہو کیونکہ جب بدل کی تعداد و بیان نہو تو ایک ہی شخص جانبین
سے وکیل نہیں ہوتا ہو اور ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہو کہ [illegible] اور بیان نہوا تو [illegible] مشائخ نے
اس روایت کی تصحیح کی ہو - اور اگر اس صورت میں بدل کی تعداد بیان ہو اور غلام نے کہا کہ میں نے اسقدر پر اپنے کو آزاد کیا
تو جائز ہو پھر مالک کی رضامندی شرط نہیں ہو گی یہ ذخیرہ میں ہو کہ اگر مال پر آزاد کر دے اُسنے ایک درم پر آزاد کر دیا تو
امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین رحمہ نے خلاف کیا ہو یہ محیط سرخسی میں ہو اور اگر وکیل کیا کہ [illegible] کے عوض آزاد
کر دے تو جسقدر پر [illegible] مال میں سے آزاد کرنے پر جائز ہو اور اگر وکیل [illegible] اسکی مقدار [illegible] کیا تو
مالک کا قول لیا جائیگا یہ مبسوط میں ہو - ایک شخص نے کسی کو اپنے غلام کے مکاتب کرنے اور بدل کتابت وصول کرنے کے
واسطے وکیل کیا پس وکیل نے کہا کہ میں نے مکاتب کیا اور بدل وصول کر لیا اور مالک نے انکار کیا تو مکاتب کرنے میں وکیل کا
قول لیا جائیگا نہ بدل وصول کرنے میں - اور اگر مکاتب کیا پھر کہا کہ میں نے بدل لیکر تجھے دیدیا ہو تو اسکی تصدیق کیجاویگی یہ
خلاصہ میں ہو اگر مکاتب کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے مکاتب کر دیا تو اُسکو بدل کتابت وصول کرنیکا اختیار نہیں ہی
اور اگر مکاتب نے اُسکو دیدیا تو مکاتب بری نہوگا - اور اگر مکاتب کرنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے اسقدر مال پر مکاتب کیا کہ لوگ
اسقدر خسارہ نہیں اُٹھاتے ہیں تو امام اعظم رحمہ کے قول پر جائز ہو اور اگر غیر نقد یا وزنی یا کسی قسم کے کپڑوں یا مکیل یا موزون پر
مکاتب کیا تو جائز ہی یہ مبسوط میں ہو - اور اگر اپنے دو غلام مکاتب کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے ایک کو مکاتب کیا تو جائز
اور اگر [illegible] وکیل کیا کہ دونوں کو ایک [illegible] میں مکاتب کرے اور ہر ایک کو دوسرے کا کفیل بنا دے اور اُسنے
ایک کو مکاتب کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ غلام کو مکاتب کرے یا بیع کرے پھر غلام نے کسی کو خطا سے قتل کر ڈالا
پھر وکیل نے یہ فعل کیا اور اسکو اس جرم کا علم ہی یا نہیں ہی تو وکیل کا فعل جائز ہی کیونکہ ایسے جرم کے غلام کا مستحق ہوجانا
موکل کے تصرف سے نہیں روکتا ہو خواہ بطور بیع یا [illegible] ہو اور وکیل کا معزول ہوجانا بھی اس سے [illegible] نہیں
مالک پر اُسکی قیمت واجب ہوگی یہ مبسوط میں ہو - اور اگر کہا کہ میرے اس غلام کو فروخت کر دے یا مکاتب کر دے یا مال
پر آزاد کر دے تو جو فعل ان میں سے وکیل کریگا جائز ہوگا اور اگر کہا کہ اسکو یا اسکو مکاتب کر دے تو وکیل جسکو چاہے مکاتب
کر دے یہ حاوی میں ہو اور اگر وکیل نے ہر ایک کو علیحدہ مکاتب کیا تو پہلے کی کتابت جائز ہی اور اگر ایک ساتھ مکاتب کیا تو
کتابت باطل ہو اور اگر وکیل کیا کہ جمعہ کے روز میرے غلام کو مکاتب کر دے پھر وکیل نے سنیچر کے روز کہا کہ میں نے وکالت کے بعد
اسکو کل اسقدر مال پر مکاتب کر دیا اور مالک نے اُسکی تکذیب کی تو قیاساً مالک کا قول معتبر ہو ولیکن استحساناً اقرار وکیل
جائز ہو کیونکہ جس کام پر اسکو مسلط کیا تھا اسکو اسی وقت معلوم پر عمل میں لانے کی اُسنے خبر دی - اگر مکاتب کرنے
کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے کہا کہ مجھے تو نے کل وکیل کیا تھا اور میں نے بعد وکالت کے آخر دن میں اسے مکاتب
کر دیا اور مالک نے کہا کہ میں نے تجھے آج وکیل کیا تو مالک کا قول معتبر ہوگا یہ مبسوط میں ہو - اور اگر کہا کہ ان دو شخصوں میں سے
ایک [illegible] غلام [illegible] کر دیا تو جو شخص دونوں میں سے مکاتب کر دے جائز ہو - اور اگر ایک شخص کو غلام مکاتب
کرنے کے واسطے وکیل کیا اور غلام نے قبول سے انکار کیا پھر اسکو قبول کرنا مصلحت معلوم ہوا اور وکیل نے مکاتب کر دیا
تو جائز نہ ہوگا یہ [illegible] میں ہو - اگر کسی کو اپنے غلام کے مکاتب کرنے یا مال کے عوض یا بلا مال آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا

پھر موکل مرتد ہو گیا اور دار الحرب مین جا ملا یا مر گیا پس وکیل نے کہا کہ مین نے اسکی حالت اسلام مین ایسا کیا ہے اور وارثون نے اسکی تکذیب کی تو وارثون کا قول لیا جائیگا کیونکہ غلام پر انکی ملکیت ثابت ہو گئی ہے اور وکیل ایسے امر کی خبر دیتا ہے جو انکی ملکیت کو باطل کرے اور ایسے امر کے ایجاد کرنیکا اسکو کسی حال مین اختیار نہین ہے پس اسکا قول قبول نہوگا

کذا فی المبسوط

ساتوان باب خصومت و صلح وغیرہ مین وکیل کرنے کے بیان مین خصومت کے واسطے وکیل کرنا بدون خصم کی رضامندی کے لازم نہین ہو جاتا ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ لازم ہو جاتا ہے پھر امام کے قول پر مشائخ نے اختلاف کیا بعضون نے کہا کہ توکیل کی صحت کے واسطے خصم کی رضامندی شرط نہین ہے بلکہ اسکے لازم ہونے کے واسطے شرط ہے اور یہی صحیح ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے حتے کہ خصم پر وکیل کے مقابلہ مین حاضر ہونا اور جوابدہی لازم نہین ہے کذا فی المحیط اور فقیہ ابو اللیث نے فتوی کے واسطے صاحبین کا قول اختیار کیا ہے کذا فی خزانۃ المفتین — اور عتابی نے کہا کہ یہی مختار ہے اور اسی کو صفار رحمہ نے لیا ہے یہ بحر الرائق مین ہے اور اس مسئلہ مین جو حکم مختار ہے وہ یہ ہے کہ اگر قاضی کو یہ ثابت ہو کہ مدعی ازراہ سرکشی توکیل سے انکار کرتا ہے تو اسکو یہ قدرت نہ دے اور خصم سے توکیل قبول کرے اور اگر یہ ثابت ہو کہ موکل اس توکیل مین خصم کی ضرر رسانی چاہتا ہے تو بدون اسکی رضامندی کے قبول نہ کرے کذا فی المبسوط اور اسپر اجماع ہے کہ اگر موکل بقدر ادنی مسافت سفر کے غائب ہو یا شہر مین موجود ہو مگر مریض ہو کہ اپنے پاؤن سے قاضی کے دروازہ تک نہین حاضر ہو سکتا ہے تو اسکو وکیل کر دینے کا اختیار ہے خواہ وہ مدعی ہو یا مدعا علیہ ہو اور اگر ایسا ہو کہ اپنے پاؤن نہین چلسکتا ہے ولیکن چوپایہ یا آدمی کی پیٹھ پر سوار ہو کر حاضر ہو سکتا ہے پس اگر اسطرح آنے سے اسکے مرض مین زیادتی ہو تو وکیل کر دینا جائز ہے اور اگر زیادتی نہوتی ہو تو اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ توکیل جائز ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی فتاوی قاضی خان اور یہی قول [illegible] ہے کذا فی المحیط اور اگر کہا کہ مین سفر کا ارادہ رکھتا ہون تو توکیل اسکی طرف سے لازم ہوگی خواہ طالب ہو یا مطلوب ہو وکیل مطلوب اپنا کفیل دیدے تاکہ طالب اپنا قرضہ وصول کر سکے۔ اور اگر خصم نے اسکے ارادہ سفر مین اسکو جھوٹا بتلایا۔ تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ قاضی اس سے ارادہ سفر پر قسم لیگا۔ اور اسی کو خصاف رحمہ نے اختیار کیا ہے اور بعضون نے کہا کہ اسکے رفیقون سے پوشیدہ دریافت کریگا۔ اگر قاضی مسجد مین بیٹھکر فیصلہ کرتا ہو تو منجملہ عذرون کے ایک حیض و نفاس کا عذر ہے اور اس مسئلہ کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ وہ عورت طالبہ ہو دوسری یہ کہ مطلوبہ ہو پس اگر وہ عورت معذورہ طالبہ ہو تو توکیل اس سے مقبول ہوگی اور اگر مطلوبہ ہو پس اگر طالب نے اسکو اسقدر تاخیر دی کہ قاضی [illegible] باہر آوے تو توکیل اسکی طرف سے مقبول نہوگی اور اگر اسقدر تاخیر نہ دی تو قبول کرلیگا۔ اور اگر موکل اسی قاضی کے قیدخانہ مین قید ہو کہ جسکے سامنے مقدمہ پیش ہوا ہے تو توکیل قبول نہ کریگا اور اگر حاکم شہر والی ملک کے قیدخانہ مین ہو کہ وہ اسکو قید سے باہر نکلنے کی اجازت نہین دیتا ہے تو اسکی طرف سے توکیل قبول کرلیگا یہ ظہیریہ مین ہے اور پردہ دار عورت سے توکیل [illegible] ہے خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اور پردہ دار وہ عورت ہے کہ جو کبھی مردون سے مخالط نہین ہوئی ایسا ہی ابوبکر رازی نے ذکر کیا ہے اور عامہ مشائخ نے اسی کو لیا ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اگر قاضی کو ثابت ہوا کہ موکل خود مقدمہ مین بیان کرنے سے عاجز ہے تو اسکی طرف سے توکیل قبول کریگا یہ نہایہ مین ہے **قال المترجم** اور یہی قاضی خان مین بھی ہے۔ اگر عورت نے اپنی طرف سے وکیل خصومت مقرر کیا اور اسپر قسم واجب ہوئی اور اسکا نکلنا معلوم نہین ہوا

تو حاکم اُسکے پاس تین آدمی عادل بھیجیگا کہ ایک اُس سے قسم لیوے اور دو اُسکی قسم کے گواہ ہون اسی طرح مریض معذور کا جو حاضر نہین ہوسکتا ہی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر اُسکے پردہ نشین ہونے مین اختلاف کیا پس اگر وہ اشراف کی بیٹی ہی تو خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اسی کا قول لیا جائیگا کیونکہ اُسکے حال سے یہی بات ظاہر ہی کہ پردہ نشین ہی اور اگر درمیانی لوگون سے ہو تو اگر باکرہ ہی تو اُسکا قول لیا جائیگا اور نیچے ادنے لوگون مین اُسکا قول کسی صورت مین مقبول نہوگا اور ضرورت کے واسطے نکلنا اُسکی پردہ داری مین قادح نہین ہی جب تک وہ عورت اکثر نہ نکلتی ہو یعنی بلا حاجت بھی نکلتی ہو یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص اشراف کا مقدمہ ایک وضیع کے ساتھ پیش ہوا اور اُسنے چاہا کہ مین خود نجاؤن اور اپنا وکیل بھیجدون تو مشائخ نے اختلاف کیا فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ ہماری راے ہی کہ ہم وکالت قبول کرلین خواہ موکل شریف ہو یا وضیع ہو یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ ایک عورت مستورہ اپنے شوہر کے گھر مین ہی کہ اسکو کوئی ایسی علت ہی کہ شوہر کے گھر سے اُسکا نکلنا بن نہین پڑتا ہی اُسپر ایک شخص نے بدون گواہون کے کچھ دعوی کیا تو اس مدعی کو اُسکے شوہر سے خصومت کا اختیار نہین ہی اور شوہر کو بھی اختیار نہین ہی کہ مدعی کو عورت کے وکیل یا عورت سے خصومت کرنے سے منع کرے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر کہا کہ مین نے فلان شہر کے لوگون پر اپنے تمام حقوق مین خصومت کے واسطے تجھے وکیل کیا تو وہ شخص تمام حقوق مین جو توکیل کے روز مین یا پیدا ہون استحساناً اُسی شہر کے لوگون سے خصومت کرسکتا ہی اور اگر کہا کہ فلان شخص پر اپنے حق کی خصومت کے واسطے وکیل کیا تو ہر حق مین جو فقط توکیل کے روز موجود ہی خصومت کرسکتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کہا کہ مین نے تجھکو خصومت کے واسطے وکیل کیا اور اس سے زیادہ نہ کہا تو وکیل نہوگا اور اگر کہا کہ جو ہمارے درمیان جھگڑا ہی اُسکے واسطے تجھے وکیل کیا یا ہمارے درمیانی جھگڑے کی خصومت کے واسطے توکیل ہی یا اسکے مشابہ بیان کیا تو شیخ الاسلام خواہرزادہ و امام احمد طواویسی نے فرمایا کہ وکیل ہو جائیگا اور شمس الائمہ نے ذکر کیا کہ نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر مال عین پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا تو بالاتفاق وہ وکیل خصومت نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ شفعہ کے طلب کرنے اور بسبب عیب کے واپس کرنے اور بٹوارہ کے واسطے جو وکیل ہو وہ بالاجماع وکیل خصومت ہی کذا فی الحاوی یہانتک کہ وکیل شفعہ کو لیگا اور اگر مشتری نے دعوی کیا کہ موکل نے شفعہ دیدیا ہی اور وکیل پر اس امر کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اسی طرح اگر مشتری نے مبیع مین عیب پایا اور ایک شخص کو واپس کرنیکا وکیل کیا اور بائع نے کہا کہ مشتری عیب پر راضی ہوگیا ہی اور وکیل نے انکار کیا اور بائع نے اسکی رضامندی کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اسی طرح ہبہ واپس کرنے کے وکیل پر اگر موہوب لہ نے گواہ قائم کیے کہ واہب نے عوض لے لیا ہی یا ہبہ مین زیادتی ہوگئی ہی تو مقبول ہونگے اور ایسے ہی وکیل تقسیم سے اگر ایک شریک نے جسنے اسکو وکیل نہین کیا ہی کہا کہ میرے شریک نے اپنا حصہ لے لیا اور وکیل نے انکار کیا پھر مدعی نے اپنے دعوے کے گواہ سنائے تو مقبول ہونگے یہ سراج الوہاج مین ہی۔ قرضہ وصول کرنے کے لیے وکیل کرکے طالب غائب ہوگیا اور مطلوب پر قرضہ کے گواہ قائم ہوگئے اُسنے کہا کہ مین طالب سے اس امر کی قسم لینا چاہتا ہون کہ اُسنے مجھسے وصول نہین پایا تو اسکو وکیل کو ادا کردینا لازم ہوگا اسی طرح اگر شفعہ طلب کرنے کے وکیل کا حکم ہی کہ اگر شفیع پر دعوی ہو کہ اُسنے شفعہ دیدیا تو حکم ہوگا کہ وکیل کو گھر سپرد کیا جاوے پھر جب شفیع حاضر ہوگا تو اُس سے قسم لیجائیگی اسی طرح استحقاق ثابت کرنیوالے کے وکیل کا حکم ہی کہ یہ دعوی ہو اگر مشتری نے کہا کہ مستحق نے اجازت دیدی ہی تو اُسکو حکم کیا جائیگا کہ مبیع وکیل کے سپرد کرے پھر جب مستحق حاضر ہو تو مشتری اُس سے قسم لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی قرضہ وصول کرنیکا وکیل

امام اعظم رح کے نزدیک وکیل خصومت ہوتا ہے حتے کہ اگر اُسپر اِس امر کے گواہ پیش ہون کہ موکل نے وصول کر لیا یا مطلوب کو معاف کر دیا تو امام کے نزدیک مقبول ہونگے اور صاحبین نے فرمایا کہ وہ خصم نہین قرار پائیگا اور اِسکو حسن رح نے امام اعظم رح سے بھی روایت کیا ہے کذا فی الہدایہ اور اگر قرضدار نے قرضہ سے انکار کیا اور قرضہ وصول کرنے کے وکیل نے قرضہ ثابت کرنے کے واسطے گواہ سنائے تو امام اعظم رح کے قول پر مقبول ہونگے اور صاحبین کے قول پر مقبول ہونگے اور قاعدہ اِس قسم کے مسائل مین یہ ہے کہ اگر توکیل ایسی چیز کے وصول کے واسطے ہو جو موکل کی ملک ہے تو وکیل اُسکے اثبات کے واسطے خصم قرار پاویگا اور اگر ایسی چیز کے واسطے ہو جو ہر وجہ سے غیر کی ملک ہے اور توکیل اُسپر حق موکل کی وجہ سے ہے تو اثبات کے واسطے وکیل خصم قرار دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ قاضی نے اگر غائب شخص کے قرضون کے وصول کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو آئمہ رح کے نزدیک ایسا وکیل وکیل خصومت نہین ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر خصومت کے واسطے کسی کو وکیل مقرر کیا تو اِسکی چند صورتین ہین اوّل یہ کہ اُسکو خصومت کے واسطے وکیل کر دے اور کسی دوسری چیز سے تعرض نہ کرے اور اِس صورت مین بالاجماع انکار کا وکیل ہے اور تینون امامون کے نزدیک اقرار کا بھی وکیل ہے۔ پھر ہمارے علماء رح نے اختلاف کیا کہ امام اعظم و امام محمد رح نے فرمایا کہ توکیل خصومت مجلس حکم مین توکیل اقرار ہے حتے کہ اگر مجلس حکم مین اپنے موکل پر کسی امر کا اقرار کیا تو صحیح ہے اور اگر غیر مجلس حکم مین اقرار کیا تو صحیح نہین ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ مجلس حکم و غیر مجلس حکم دونون مین اُسکا اقرار صحیح ہے مگر ان دونون امامون کے نزدیک اگر غیر مجلس حکم مین اقرار کیا اور اُسکا اقرار صحیح نہ ٹھہرا تو وہ شخص وکیل نہ باقی رہیگا یہانتک کہ اِسکے بعد خصومت کرنے سے منع کر دیا جائیگا کذا فی الذخیرہ اور اگر وکیل خصومت نے حد قذف و قصاص کا اقرار کیا تو صحیح نہین ہے کذا فی التبیین۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایسی خصومت کا جو جائز الاقرار نہین ہے وکیل کرے اور اِس صورت مین انکار کا وکیل ہوگا۔ اور تیسری صورت یہ ہے کہ خصومت مین بلا جواز انکار وکیل کرے اور اِس صورت مین اقرار کا وکیل ہوگا اور استثناء ہر روایت مین صحیح ہے اور چوتھی یہ کہ خصومت مین بجواز اقرار وکیل کرے اور اِس صورت مین خصومت اور اقرار کا وکیل ہوگا حتے کہ اگر اُسنے موکل پر اقرار کیا تو ہمارے نزدیک صحیح ہے اور پانچوین یہ ہے کہ وکیل سے کہا کہ مین نے تجھے خصومت کا وکیل بلا جواز اقرار و انکار مقرر کیا اور اِس صورت مین متاخرین نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ یہ توکیل اصلا صحیح ہی نہین اور قاضی امام صاعد نیشاپوری سے منقول ہے کہ توکیل صحیح ہے اور یہ وکیل وکیل سکوت ہے تاکہ مجلس حکم مین حاضر ہو کر گواہون کو سنے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اقرار کے واسطے وکیل کرنا جائز ہے اور موکل فقط وکیل کرنے سے مقر نہو گا اور اقرار کے واسطے وکیل کرنے کے معنی یہ ہین کہ وکیل سے یون کہے کہ مین نے تجھے خصومت کا اور اپنے اوپر سے مذمت دفع کرنیکا وکیل کیا پس جب تو دیکھے کہ انکار سے مجھپر مذمت آتی ہے اور اقرار کرنا تیری راے مین صواب معلوم ہو تو تو مجھپر اقرار کر دے کہ مین نے تجھے اِسکی اجازت دیدی۔ اور اگر خصومات اور اپنے حقوق لوگون سے لینے کے واسطے اِس شرط پر وکیل کیا کہ موکل پر جو دعوے ہون اُنمین وکیل نہین ہے تو جائز ہے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے پس اگر وکیل نے موکل کے واسطے مال ثابت کیا پھر مدعا علیہ نے اُسکا دفعیہ کرنا چاہا تو وکیل پر اُسکی سماعت نہو گی ایسا ہی صدر الشہید برہان الدین رح کا فتوی ہے کذا فی المحیط کتاب الاقضیہ مین ہے کہ اگر خصومت کے واسطے وکیل مقرر کرنے والا مطلوب ہو اور اُس نے طالب سے خصومت کے واسطے ایک شخص کو وکیل مقرر کیا مگر یہ شرط کی کہ اِسکا اقرار صحیح نہین ہے تو امام ابو یوسف رح کے قول مین یہ جائز ہے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مطلوب نے ایسا وکیل مقرر کیا اور

اور طالب نے کہا کہ مجھے سوا اسکے پسند نہین ہی کہ تو میری خصومت کے واسطے اپنے قائم مقام کوئی شخص مقرر کر کہ اسکا
اقرار مثل تیرے اقرار کے جائز ہو یا خود حاضر ہو کر روبکاری کر تو مطلوب سے کہا جائیگا کہ یا ایسا شخص مقرر کر یا خود حاضر ہو اسی طرح
اگر موکل طالب ہو اور اُسنے ایسا وکیل کیا اور مطلوب نے کہا کہ مین راضی نہین ہون مگر اسصورت مین کہ یا خود تو روبکاری کر یا ایسے
شخص کو مقرر کر کہ میری حجت کی اُسپر سماعت ہو اور تیرے مال وصول پانیکا اُسکا اقرار مثل تیرے صحیح ہو تو اُسکو یہ اختیار ہی بشرطیکہ
طالب حاضر ہو اور اگر غائب ہو اور اُسنے ایسا وکیل کر دیا جسکا اقرار صحیح نہین ہی تو مطلوب کو یہ اختیار نہین ہی کہ وکیل سے
خصومت کرنے سے انکار کرے اور کہے کہ مین تجھسے اُسوقت تک روبکاری نہ کرونگا کہ جبتک تیرا اقرار تیرے موکل پر جائز نہو جاوے یہ ذخیرہ
مین ہی ایک شخص پر کسی کا دعوی اور نالش دائر تھی اسنے طالب کے موافق مدعا علیہ نے قاضی کے سامنے کسی کو وکیل خصومت کیا اور
وکیل حاضر ہو پس اسنے قبول کیا پھر جب قاضی کے پاس سے دونون باہر آئے تو مدعا علیہ نے مدعی سے کہا کہ مین نے اسکو وکالت سے
برطرف کیا اور فلان بن فلان مخزومی کو وکیل خصومت مقرر کیا اور یہ فلان شخص غائب ہی تو طالب کو اختیار ہی کہ یہ
وکالت قبول نہ کرے۔ کسی نے ایک شخص کو ایک شخص کی نالش مین وکیل کیا پھر موکل مع وکیل قاضی کے پاس آیا اور ایک
دوسرے شخص کو ساتھ لایا اور قاضی سے موکل نے کہا کہ مین نے فلان شخص کی نالش مین اسکو وکیل کیا تھا اور یہ سفر کو جانا چاہتا ہی
اور مجھے اسکی طرف سے بدگمانی ہی کہ شاید مجھپر کسی چیز کا اقرار کر دے کہ میرے ذمہ لازم ہو جاوے اسلیے مین نے اسکو وکالت
سے برطرف کر کے اس دوسرے کو وکیل کیا تو قاضی بدون خصم کے حاضر ہونے کے اپنے علم سے اسکو قبول نہ کریگا اور اپنے
پیادون مین سے کسی کو خصم کی طلبی کے واسطے مقرر کریگا پس اگر انھون نے خصم کو نہ پایا تو اسوقت پہلے کو برطرف کر کے
دوسرے کو وکیل مقرر کر دیگا اور مدعا علیہ سے مضبوطی کر لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر کسی کو اپنے حقوق طلب
کرنے اور وصول کرنے اور نہین خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا بشرطیکہ وکیل کی صلح یا کسی گواہ کی تعدیل جو ایسے امر
کی اسپر گواہی دے جس سے حق باطل ہوتا ہی جائز نہین ہی تو وکالت اس شرط کے ساتھ جائز ہی پس اگر وکیل نے اقرار کیا
کہ قرضخواہ موکل نے یہ قرضہ قرضدار سے وصول کر لیا ہی تو جائز نہین ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے یہ قرضہ قرضدار سے وصول
کیا اور وہ ضائع ہو گیا یا مین نے طالب کو دیدیا تو اقرار صحیح ہی اور قرضدار بری ہو گیا یہ ادب القاضی مین ہی۔ اگر اپنی نالش
مین ایک وکیل کیا پھر چاہا کہ اُسکا اقرار مستثنی کر دے پس اگر طالب کی حاضری مین ایسا کیا تو جائز ہی اور اگر وہ حاضر نہین ہی
تو بھی امام محمد رح کے نزدیک ایسا ہی ہی بخلاف امام ابو یوسف رح کے اور ایسا ہی اختلاف ہی اس صورت مین کہ اگر مطلوب نے
اپنے وکیل کو وکیل کرنے کی اجازت دی پھر چاہا کہ اس اجازت سے اسکو روک دے تاکہ وکیل کوئی دوسرا وکیل نہ کر سکے
تو امام محمد رح کے نزدیک صحیح ہی اگرچہ بدون موجودگی طالب کے ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر اپنے گھر کی بابت نالش دائر کرنے اور اسپر
قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا پس قابض نے وہ گھر فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کیا تو وکیل کو مشتری سے
مخاصمت کا اختیار ہی اور اگر خاص فلان شخص سے اس گھر کی بابت نالش کرنیکا وکیل تھا اور اُسنے دوسرے کے ہاتھ
فروخت کر دیا تو دوسرے سے خصومت نہین کر سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قابض نے خصومت کے واسطے وکیل
کیا اور وہ گھر فروخت نہین کیا تو اس وکیل کو اختیار ہی کہ قابض کے وکیل سے مخاصمہ کرے اور اگر کہا کہ فلان شخص سے
گھر کی بابت مخاصمہ کرے پھر وہ گھر دوسرے شخص کے قبضہ مین نکلا تو وکیل دونون مین سے یعنی فلان شخص اور دوسرے
شخص ہر دو سے مخاصمہ نہین کر سکتا ہی اور اگر موکل نے کسی کا نام نہین لیا تو جسکے قبضہ مین گھر پایا جاوے وکیل اُس سے

مخاصمہ کرسکتا ہی اور اگر وہ گھر کسی غلام کے قبضہ مین تھا اور اُسنے کسی کو خصومت کے واسطے کہ فلان مدعی سے خصومت کرے وکیل کیا پھر دوسرے شخص نے اسپر دعوی کیا تو غلام کا وکیل اِس دوسرے مدعی سے خصومت نہین کرسکتا ہی بلکہ پہلے مدعی اور اُسکے وکیل سے خصومت کرسکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر فلان قاضی کے پاس خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا تو اُسکو دوسرے قاضی کے پاس خصومت کا اختیار ہی اور اگر فلان فقیہ کے پاس خصومت پیش کرنیکا وکیل کیا تو دوسرے فقیہ کے سامنے پیش کرنیکا اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ کل جو زمین میری خراسان مین ہی اُسکی خصومت کے واسطے تو میرا وکیل ہی اور جسکے قبضہ مین زمین تھی وہ خراسان سے کوفہ مین آیا تو اُسکو کوفہ مین خصومت کا اختیار ہی اور اگر وکالت قرضہ کی بابت ہو تو کوفہ مین مخاصمت نہین کرسکتا ہی اور اگر کہا کہ میرا ہر قرضہ جو کوفہ مین ہی پھر چند لوگ خراسان سے کوفہ مین آئے اور موکل کا اُنپر قرضہ ہی تو وکیل اُنسے کوفہ مین مخاصمہ کرسکتا ہی۔ ایک شخص نے اپنے ہر حق کے طلب کے واسطے اور اُسمین خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر ایک شخص نے ایک دار موکل کے قبضہ سے غصب کرلیا تو وکیل اُسمین خصومت کرسکتا ہی اور اگر کوئی گھر فروخت ہوا اور اُسمین موکل کا حق شفعہ ہی تو یہ وکیل اُسکو طلب نہین کرسکتا ہی ہان اُسکو یہ اختیار ہی کہ جب شفعہ کی نسبت موکل کے واسطے حکم قاضی ہو گیا ہو اسپر قبضہ کرے کذا فی الحاوی۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہی کہ کہتا ہی کہ مین فلان شخص کا غلام ہون اُسکی ملکیت مین پیدا ہوا ہون اور اُسنے مجھے اپنے نفس کی بابت تجھسے خصومت کرنیکا وکیل کیا ہی تو قابض کو یہ اختیار نہین ہی کہ غلام کو [illegible] کرے بشرطیکہ غلام کے پاس وکالت کے گواہ موجود ہون۔ اور اگر غلام نے کہا کہ مجھے فلان شخص نے تیرے ہاتھ فروخت کردیا اور ثمن پر قبضہ نہین کیا اور مجھے دام وصول کرنیکا وکیل کیا ہی تو قابض کو اختیار ہی کہ خصومت سے منع کرے کیونکہ اِس صورت مین وہ قابض کی ملکیت کا اقرار کرتا ہی اور پہلی صورت مین منکر ہی کذا فی فتاوی قاضیخان۔ مطلوب نے فلان مدعی کے دعوی مین خصومت کے واسطے کسی کو وکیل کیا اور اجازت دی کہ جسکو اُسکی رائے مین آوے وکیل کرے تو یہ جائز ہی اور اگر پہلے وکیل نے دوسرے کو وکیل کیا اور طالب نے اُسپر کوئی حق ثابت کیا یا نہ کیا یہانتک کہ اول نے دوسرے کو وکالت سے برطرف کردیا تو جائز ہی خواہ طالب موجود ہو یا نہو اور اگر پہلے وکیل نے طالب کی موجودگی مین کسی کو مطلوب کی طرف سے اِس طالب کے ساتھ خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور دوسرے نے وکالت قبول کرلی پھر پہلا وکیل مرگیا تو دوسرا وکیل اپنے حال پر وکیل باقی ہی یہ ادب القاضی مین ہی۔ اگر کسی کو خصومت مین وکیل کیا اس شرط کے ساتھ کہ جسکو وکیل چاہے وکیل کرے پھر مدعا علیہ نے بدون موجودگی مدعی کے گواہ کردیے کہ مین نے وکیل سے دوسرے وکیل کرنیکا اختیار نکال لیا تو جائز ہی اور یہ امام محمد رح کے نزدیک ہی اور اسی پر فتوی ہے کذا فی فتاوی قاضی خان۔ منجملہ وکیل خصومت کے احکام کے یہ ہی کہ جب حق موکل پر ثابت ہوجاوے تو اُسپر لازم نہوگا اور نہ وہ قید کیا جائیگا اگرچہ عام وکیل ہو کیونکہ ادا کرنا اور ضمان دینا اِس سے انتظام نہین پاتا ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک شخص کو خصومت کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ جو تو کرے وہ جائز ہی پس وکیل نے دوسرے کو اِس کام کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہی اور دوسرا وکیل پہلے وکیل کا وکیل نہین بلکہ موکل کا وکیل ہوگا اور اگر پہلا وکیل مرگیا یا مجنون ہوگیا یا معزول ہوگیا یا مرتد ہوکر دار الحرب مین جا ملا تو دوسرا وکیل معزول نہوگا۔ اور اگر موکل اول مرگیا یا مجنون ہوا یا مرتد ہوکر دار الحرب مین جا ملا تو دونون وکیل معزول ہوجاوینگے اور اگر پہلے وکیل نے دوسرے کو معزول کیا تو جائز ہی کذا فی فتاوی قاضیخان

فصل تقاضاے قرض اور اُسکے وصول کرنے کے وکیل کے احکام مین۔ اگر کسی شخص کو اپنے تقاضاے قرض کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہی خواہ مطلوب راضی ہو یا نہو خواہ موکل حاضر ہو یا غائب ہو خواہ صحیح ہو یا مریض ہو۔ مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ مطلوب قرض کا اقرار کرتا ہو اور اگر منکر ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک اگر موکل صحیح حاضر ہو تو بدون رضامندی خصم کے وکیل کرنا صحیح نہین ہی اور اسی قول کی طرف شمس الائمہ حلوائی نے میلان کیا ہی اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ ہر حال مین توکیل صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ تقاضے کا وکیل وصول کرنیکا بھی وکیل ہوتا ہی کیونکہ تقاضا بروزن تفاعل ماخوذ اقتضا سے ہی جسکے معنی وصول کرنے کے ہین پس تقاضے کی توکیل وصول کرنے کی توکیل صریح ہی۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ تقاضے کے وکیل کو وصول کرنیکا اختیار نہین ہی کیونکہ ہمارے ملک مین اُسکے برخلاف عادت جاری ہی۔ اور اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی کہ اسکو خصومت کرنیکا اختیار ہی یا نہین ہی اور بعض نے فرمایا کہ امام اعظم رہ کے نزدیک اُسکو خصومت کا اختیار حاصل ہونا ضرور ہی اور یہی اصوب اشبہ ہی کیونکہ امام محمد رہ نے اس مسئلہ کے بعد کتاب الوکالت مین ذکر کیا کہ تقاضے کا وکیل خصومت کا وکیل ہوتا ہی اور جس شخص پر کسی کا مال آتا ہی اُسکی ملازمت اور پیچھا پکڑنے کے واسطے اگر کوئی وکیل کیا تو وہ وکیل قبضہ کرنیکا وکیل نہین ہوتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی خصومت کے واسطے وکیل مقرر کرنا ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک قرض وصول کرنیکا وکیل مقرر کرنا ہی اور امام زفر رہ نے فرمایا کہ قرضہ وصول کرنیکا وکیل نہوگا اور صدر الشہید نے جامع صغیر مین لکھا کہ اس مسئلہ مین ہمارے اصحاب کے قول پر فتوی نہین ہی بلکہ امام زفر رہ کے قول پر فتوی ہی اور نوازل مین ہی کہ فقیہ ابو اللیث نے یہ اختیار کیا ہی کہ اسکو وصول کرنیکا اختیار نہین ہی اور ایسا ہی متاخرین نے اختیار کیا ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر اُسکو ہر قرض کے تقاضے کے واسطے وکیل کیا یا اُسکو اپنے ہر حق کے واسطے جو لوگون پر ہی وکیل کیا یا اُسکو اپنے ہر حق کے طلب کے واسطے جو فلان شہر مین پائے جاتے ہین وکیل کیا تو یہ توکیل اُن حقوق سے جو موجود ہین اور اُن حقوق سے جو پیدا ہون استحسانًا متعلق ہوگی اور اگر اُسکو اپنے قرضہ کے وصول کرنے کے واسطے جو فلان شخص پر ہی یا کل قرضہ کے واسطے جو فلان و فلان شخصون پر ہی وکیل کیا تو زیادات مین مذکور ہی کہ یہ توکیل موجودہ قرضہ سے متعلق ہی اور جو آیندہ پیدا ہو اُس سے متعلق نہین ہی نہ قیاسًا اور نہ استحسانًا یہ ذخیرہ مین ہی اگر کسی نے کہا کہ تو میرے ہر قرضہ وصول کرنیکا وکیل ہی اور اُسکا آج کے روز کچھ کسی پر قرض نہ تھا پھر اُسکا قرض ہو گیا تو یہ وکیل اُسکے وصول کرنیکا وکیل ہوگا کذا فی الحاوی۔ اگر کسی کو وکیل کیا کہ میرے ہر حق کے وصول کرنے مین جو پیدا ہو اور اسمین خصومت کے واسطے تو وکیل ہی اور تیرا فعل جائز ہی تو اسمین قرض اور ودیعت اور عاریت اور ہر حق کہ جسکا موکل مالک ہی داخل ہی ولیکن نفقہ منجملہ اُن حقوق کے ہی کہ اُسکا مالک نہین ہی کذا فی البحر الرائق۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنے ہر حق وصول کرنے کے واسطے جو لوگون پر آتا ہی اور اُنکے پاس ہی اور اُنکے ساتھ اور اُنکے قبضہ مین ہی اور جو حق آیندہ پیدا ہو اور شریکون مین باہمی تقسیم کے واسطے اور جس چیز کا روکنا مصلحت جانے روک دے یا جسکو دیا اُسکی رسے مین آوے اُس سے روک اُٹھا دے اِن سب کے واسطے وکیل کیا اور اِسکی ایک تحریر لکھدی اور آخر مین تحریر کر دیا کہ یہ وکیل خصومت کرنے والا اور خصومت کیا گیا دونون ہو سکتا ہی پھر ایک قوم نے موکل کی طرف اپنے مال کا دعوی کیا اور موکل غائب ہی اور وکیل نے قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ مین اُسکا وکیل ہون اور مال سے انکار کیا پس مدعیون نے اپنے گواہ موکل پر قائم کیے تو اُنکو وکیل کے قید کرانیکا اختیار نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر ایک مکاتب دو شخصون مین مشترک ہی

پھر ایک نے اُسکو اپنا قرضہ دوسرے شریک یا غیر سے وصول کرنے کے واسطے یا دوسرے سے خرید و فروخت یا غیر سے خرید و فروخت کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہی اسی طرح اگر ایک نے اُسکو ایک غلام دوسرے کے ہاتھ یا غیر کے ہاتھ بیچنے یا شریک یا غیر کے ساتھ خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا تو بھی جائز ہی۔ اسی طرح اگر اُسکے اور اُسکے دونون مالکون کے درمیان جھگڑا ہو اور اُسنے ایک کے بیٹے یا غلام یا مکاتب کو اِس خصومت کے واسطے وکیل کیا یا خرید و فروخت کے لیے وکیل کیا تو بھی جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ قرضہ وصول کرنیکے وکیل کو اختیار نہین ہی کہ قرضدار نے اگر کسی پر اُترادیا تو یہ حوالہ قبول کرے کذا فی الخلاصۃ۔ وکیل قبض دین کو قرضہ قرضدار کو ہبہ کر دینے یا مدت مین تاخیر دینے یا اُسکو بری کردینے یا رہن لے لینے کا اختیار نہین ہی اور اگر اُسنے مال کا کفیل لے لیا تو جائز ہی اور اگر کفیل اس شرط پر لیا کہ قرضدار بری ہی تو براءت جائز نہین ہی اور اگر طالب نے قرضدار سے کفیل لے لیا تو وکیل کفیل سے تقاضا نہین کر سکتا ہی کذا فی الحاوی۔ اگر رہن وکیل کے پاس تلف ہو گیا تو اسکی دو صورتین ہین ایک یہ ہی کہ وکیل نے کہا کہ مجھے طالب نے رہن لے لینا کا حکم کیا اور مطلوب نے اُسکو رہن دیدیا تو اِس صورت مین مطلوب کو اختیار ہی کہ وکیل سے قیمت رہن یا قرض سے جو کم ہو اُسقدر ضمان لے یہ مسئلہ اصل مین مطلقاً مذکور ہی اور شیخ الاسلام نے اسکی شرح مین فرمایا کہ اگر مطلوب نے وکالت مین اُسکی تکذیب کی یا ساکت رہا یا تصدیق کی اور پھر ضمان کی شرط ہونا بیان کیا تو ضمان لینے کا اختیار ہوگا اور اگر تصدیق کے ساتھ ضمان کی شرط نہ بیان کی تو ضمان نہین لے سکتا ہی اور دوسری صورت یہ ہی کہ وکیل نے کہا کہ مجھے موکل نے رہن لینے کا حکم نہین کیا باوجود اسکے مطلوب نے اسکو رہن دیدیا اور وہ وکیل کے پاس تلف ہوا تو وکیل پر ضمان نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص کا قرضہ واجب ہوا کسی وجہ سے واجب ہوا ہو پس اُسنے اسکے وصول کرنے کے واسطے ایک وکیل کیا تو جائز ہی اور جب اُسنے وصول پا لیا تو قرضدار بری ہو گیا اور جو کچھ وکیل نے وصول پایا وہ موکل کی ملک ہی اور وکیل کے پاس امانت ہی پس جس صورت مین ودیعت مین ضمان آتی ہی اسمین بھی آویگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اگر اسواسطے وکیل کیا کہ فلان شخص سے میرا قرضہ لیکر فلان شخص کو میری طرف سے ہبہ کردے تو جائز ہی اور اگر قرضدار نے کہا کہ مین نے فلان شخص کو دیدیا اور موہوب لہ نے اسکی تصدیق کی تو جائز ہی اور اگر تکذیب کی تو قرضدار کی تصدیق نہ کیجاویگی اور اگر قرضدار سے وصول کرنے اور فلان شخص کو ہبہ کر دینے کے واسطے وکیل کیا پس قرضدار نے کہا کہ مین نے وکیل کو دیا اور وکیل نے تصدیق کی پھر وکیل نے کہا کہ مین نے موہوب لہ کو دیدیا تو قرضدار اور وکیل دونون بری ہین قرضدار تو وکیل کی تصدیق سے اور وکیل اداے امانت سے ولیکن وکیل کی اس بارہ مین تصدیق نہوگی کہ موہوب پر ثبوت ہبہ ہو یعنی ہبہ کرنے والا اس سے اس ہبہ کو واپس کر سکے۔ اسی طرح اگر کسی نے وکیل کیا کہ جو کچھ میرا میرے مکاتب پر ہی اسکو وصول کرکے فلان شخص کو ہبہ کردے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ قرضہ وصول کرنے کے وکیل نے اگر قرضہ وصول کیا پھر دوسرا وکیل قرضہ وصول کرنیکا آیا تو اُسکو پہلے وکیل سے لے لینے کا اختیار نہین ہی اور اگر یہ دوسرا وکیل ہر چیز موکل کی قبضہ کرنے کے واسطے وکیل ہو تو اسکو اختیار ہی کہ پہلے وکیل سے لیکر اپنے قبضہ مین کر لے اور پہلا وکیل کو دوسرے وکیل سے کوئی چیز لے لینے کا اختیار نہین ہی کذا فی الخلاصہ۔ اگر مسلمان نے کسی مرتد کو اپنا قرضہ وصول کرنیکا وکیل کیا پس اُسنے وصول کیا یا وصول کرکے تلف ہو جانے کا اقرار کیا پھر مرتد اپنے مرتد ہونے کے جرم مین قتل کیا گیا تو اُسکا وصول کر لینا جائز ہوگا اسی طرح اگر وکیل حربی تھا اور اُسنے وصول کیا پھر دار الحرب مین جا ملا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر قرضدار غلام کو کسی نے وکیل کیا کہ اپنے مالک سے میرا قرضہ جو مالک پر آتا ہی وصول کر دے تو جائز ہی اور اگر ایسے غلام نے

وصول کرنے اور تلف ہوجانیکا اقرار کیا تو مالک بری ہوجائیگا اور اگر کسی نے اپنے قرضدار غلام کے مالک کو وکیل کیا کہ اپنے غلام سے قرضہ وصول کر دے تو وکیل کرنا اور وصول کرنا دونوں جائز نہیں ہیں یہ بحر الرائق میں لکھا ہے محتال نے اگر محیل کو وکیل کیا کہ محتال علیہ سے قرضہ وصول کر دے تو صحیح نہیں ہے اور اسی طرح اگر قرضخواہ نے قرضدار ہی کو وکیل کیا کہ اپنی ذات سے میرا قرضہ وصول کر دے تو بھی صحیح نہیں ہے نوادر بشر میں روایت ہے اگر مال کا کوئی شخص کفیل ہو اور طالب نے اُسکو مطلوب سے وصول کرنیکا وکیل کیا اور اُسنے وصول کیا تو جائز نہیں ہے اور اگر اُسکے پاس تلف ہو گیا تو ضمان نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ غلام قرضدار کو اُسکے مالک نے آزاد کیا حتی کہ قرضخواہوں کو اُسکی قیمت کی ضمان دی اور جمیع قرض کا مطالبہ غلام سے ہے اگر طالب نے اُسکو غلام سے مال وصول کرنیکا وکیل کیا تو باطل ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ نوادر ابن سماعہ میں امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص کے دو شخصوں پر ہزار درم قرض ہیں اور ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے پس قرضخواہ نے خاص ایک قرضدار سے وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے دوسرے سے وصول کیا تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض ہیں اور اُسکا ایک کفیل ہے پس طالب نے ایک شخص کو اصیل سے وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے کفیل سے وصول کیا تو جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص کو اپنا قرضہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے قبول کرنے سے انکار کیا پھر اُسکے بعد وکیل نے جاکر قرضہ قرضدار سے وصول کیا تو قرضدار بری نہوگا اور قرضہ بحالہ باقی رہیگا اور اُسکا وصول کر لینا مثل اجنبی کے وصول کرنے کے ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ کسی کو اپنے قرضہ وصول کرنیکا وکیل کیا اور وکیل نے قرضدار سے وصول کیا اور اُسکو زیوف یا ستوقہ یا نبہرہ یا رصاص پایا اور واپس کر دیا تو قیاساً ضامن ہوگا اور استحساناً ضامن نہوگا اور صحیح یہ ہے کہ یہ قیاس اور استحسان ایسی صورت میں ہے کہ قرض کو زیوف یا نبہرہ پاکر واپس کرنا چاہا تو قیاس چاہتا ہے کہ بدون رائے لینے موکل کے واپس نہ کرے اور اگر اُسکو آگاہ نہ کیا اور واپس کر دیا تو ضامن ہوگا اور استحساناً بدون رائے لینے موکل کے واپس کر سکتا ہے اور جب واپس کیا تو ضامن نہوگا اور ستوق و رصاص کی صورت میں بدون آگاہی رائے موکل کے واپس کر سکتا ہے اور واپس کرکے قیاساً و استحساناً ضامن نہوگا یہ محیط میں ہے۔ قرضہ وصول کرنے کے وکیل نے اگر قرضدار سے عروض لے لیے اور موکل راضی نہیں ہے اور عروض نہیں لیتا ہے تو وکیل کو اختیار ہے کہ قرضدار کو عروض واپس کر دے اور اس سے قرض کا مطالبہ کرے یہ جواہر الفتاوی میں لکھا ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم کھرے ہیں اُسنے اُنکے وصول کرنے کے واسطے ایک شخص کو وکیل کیا اور اُسکو آگاہ کر دیا کہ درم کھرے ہیں پس وکیل نے ہزار درم غلہ کے جان بوجھکر وصول کر لیے تو موکل پر جائز نہیں ہونگے اور اگر ضائع ہوگئے تو وکیل ضامن ہوگا موکل پر کچھ ضمان نہیں ہے اور اگر بدون جانے ہوئے قبضہ کر لیا تو قبضہ جائز ہے اور ضامن نہوگا اور واپس کر سکتا ہے اور کھرے لے سکتا ہے اور اگر اُسکے ہاتھ میں تلف ہوئے تو گویا موکل کے پاس تلف ہوئے اور امام اعظم رح کے نزدیک کچھ واپس نہیں کر سکتا ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُنکے مثل واپس کرکے کھرے لے سکتا ہے کذا فی الحاوی قرضہ وصول کرنے کے وکیل نے اگر کہا کہ میں نے قرضہ وصول کیا اور وہ میرے پاس تلف ہوا یا میں نے موکل کو دیدیا اور موکل نے اُسکی تکذیب کی تو قرضدار کی برارت کے باب میں اُسکی تصدیق کیجائیگی اور اس باب میں تصدیق نہ کیجائیگی کہ استحقاق ثابت ہونے کی صورت میں موکل سے کچھ لیا جاوے یعنی مقبوضہ وکیل میں کسی نے اپنا استحقاق ثابت کیا اور وکیل سے ضمان لے لی تو وکیل اپنے موکل سے نہیں لے سکتا ہے کذا فی المحیط۔ قرضدار نے اگر قرضخواہ کو کوئی مال عین دیا اور ز

کہا کہ اسکو فروخت کر کے اپنا حق اسمین سے لے لے اُسنے فروخت کیا اور دام وصول کر لیے اور وہ اُسکے پاس تلف ہو گئے تو قرضدار کا مال گیا تا وقتیکہ قرضخواہ اُسپر اپنی ذات کے واسطے قبضہ نہ کرے اور اگر کہا کہ اسکو بعوض اپنے حق کے فروخت کر اُسنے فروخت کیا اور دام وصول کیے تو اپنے حق کا قابض ہو گا حتے کہ اگر اسکے بعد تلف ہو جاوے تو قابض کا مال گیا۔ اگر قرضدار نے قرضہ سے اپنی جان چھڑائی کے واسطے وکیل کیا تو صحیح ہی اور مجلس تک وکالت مقصور نہو گی کذا فی فتاوی قاضی خان۔ اگر قرضدار نے کہا کہ میرے دس درم جو تجھپر آتے ہین میری طرف سے فقیرون کو صدقہ کر دے یا کہا کہ جو میرا تجھپر ہی اُس سے میری قسم کا کفارہ ادا کر دے یا کہا کہ میرے دس درم سے جو تجھپر آتے ہین میرے مال کی زکوۃ دیدے تو بالاجماع وکالت صحیح ہی ایسا ہی شمس الائمہ نے ذکر کیا ہی اور کتاب الاجارات مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے ایک جانور ایک شہر سے دوسرے شہر جانے کے واسطے کرایہ کیا پھر کرایہ پر دینے والے نے کرایہ کرنے والے سے کہا کہ کرایہ سے ایک غلام خرید دے کہ اسکو چلا دے تو وکالت صحیح ہی اور اسمین کسی کا خلاف ذکر نہین کیا اور اسی مقام پر یہ بھی مذکور ہی کہ اگر کوئی گھر کرایہ لیا پھر کرایہ پر دینے والے نے کرایہ لینے والے سے کہا کہ کرایہ جو تجھپر چڑھا ہی اس سے اسکی مرمت کر دے تو وکالت صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھکو فلان شخص نے اُس مال کے وصول کرنے کے واسطے جو اُسکا تجھپر قرض ہی وکیل کیا ہی تو تین حال سے خالی نہین یا تو قرضدار اسکی تصدیق کریگا یا تکذیب کریگا یا خاموش رہیگا پس اگر اُسکی تصدیق کی تو اُسکو ادا کر دینے کے واسطے مجبور کیا جائیگا اور اسکے بعد اُس سے پھیر لینے کا اُسکو اختیار نہین ہی اور اگر تکذیب کی یا خاموش رہا تو ادا کر دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا ولیکن باوجود اسکے اگر اُسنے ادا کر دیا تو پھر واپس نہین لے سکتا ہی پھر اگر موکل آیا اور اُسنے وکالت کا اقرار کیا تو یہ جو گذرا پورا ہو گیا کذا فی الخلاصۃ اور اگر وکالت سے انکار کیا اور قرضدار سے اپنا قرض لینا چاہا اور قرضدار نے اُسپر دعوی کیا کہ اُسنے وصول کرنے والے کو وکیل کیا تھا اور گواہ سنا لئے یا قسم لی اور اُسنے انکار کیا تو توکیل ثابت اور قرضدار بری ہو گیا اور اگر قسم کھالی اور مال قرضدار سے لے لیا تو قرضدار کو وکیل سے ضمان لینے کا اختیار نہین ہی لیکن جو اُسنے وکیل کو دیا ہی اگر باقی ہو تو واپس کر لے یہ کافی مین ہی اور اگر وکیل نے خود تلف کر دیا تو اُسکے مثل ڈانڈ دے۔ اور اگر اُسکے پاس تلف ہو گیا پس اگر قرضدار نے وکیل کی تصدیق کی تھی تو اُس سے واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر اُسکی تصدیق کی اور ضمان کی شرط کر لی یا تکذیب کی یا ساکت رہا تو واپس لے سکتا ہی اور دوبارہ وکیل سے نہین لے سکتا ہی اور اگر قرضدار نے موکل سے یہ قسم لینا چاہی کہ واللہ مین نے اس شخص کو وکیل نہین کیا تھا تو اُسکو یہ اختیار حاصل ہو گا اور اگر سکوت کے ساتھ دیدیا ہی تو موکل سے قسم نہین لے سکتا ہی مگر جبکہ تصدیق کی طرف عود کرے اور اگر انکار کے ساتھ قرض ادا کیا ہی تو طالب سے قسم لینے کا اختیار اُسکو کسی حال مین حاصل نہو گا خواہ تصدیق وکیل کی طرف عود کرے یا نہ کرے ولیکن وکیل سے واپس لیگا اور وکیل کو اختیار ہی کہ قرضدار سے انکار اور سکوت کی صورت مین یون قسم لے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ قرضخواہ نے اسکو وکیل کیا ہی پس اگر قرضدار نے یہ قسم کھالی تو جو کچھ معاملہ گذرا وہ ٹھیک ہی اور اگر انکار کیا تو وکیل پر ضمان نہین ہی۔ اور اگر چاہے تو قرضدار سے قسم نہ لے بلکہ طالب سے قسم لے کہ واللہ مین نے اسکو وکیل نہین کیا ہی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو وکیل پر ڈانڈ آگیا اور اگر منکر ہوا تو وکیل طالب سے لے لیگا۔ یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ اُسنے وکیل ہونیکا دعوی کیا ہو اور اگر یون کہا کہ اُسنے مجھے وکیل تو نہین کیا ولیکن تو مجھے قرضہ دیدے وہ میرے وصول کرنیکو عنقریب جائز کر دیگا اور مجھپر اُسکی ضمان ہی تو اُسکو دیدینا نہین لازم ہی اور اگر دیدیا تو ضامن قرار پاویگا اور جسکو دیدیا ہی اُس سے

واپس نہین لے سکتا ہے اگرچہ اُسپر ضامن ہونے کی شرط کر دی تھی کذا فی الخلاصہ اور اگر موکل حاضر نہوا اور اُسکا انکار کرنا معلوم نہوا یہانتک کہ مرگیا اور قرضدار ہی اُسکا وارث ہوا اور وکیل سے کہا کہ اُسنے تجھے وکیل نہین کیا تھا اور اب مین اسکا وارث اور اُسکے قائم مقام ہوا ہون اور وہ تجھکو جھوٹا کہہ سکتا تھا پس مین بجاے اُسکے تجھے جھوٹا کہتا ہون اور تجھسے ضمان لونگا تو اُسکو یہ اختیار حاصل نہوگا اور اگر قرضدار نے وکیل سے یہ قسم لینی چاہی کہ واللہ فلان شخص نے مجھے وکیل کیا تھا تو یہ بھی اختیار نہین ہے اور اگر وکیل نے قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ مجھے فلان شخص نے وکیل نہین کیا تھا تو اُسکا اقرار صحیح ہے اور قرضدار اوس سے مال کی ضمان لے سکتا ہے اور اگر قرضدار نے کہا کہ مین اس امر کے گواہ لاتا ہون کہ فلان شخص نے اسکو وکیل خصومت نہین کیا تھا یا اس امر کے کہ وکیل نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے یہ کذا فی المحیط اور اگر موکل نے قرضدار کو قرضہ ہبہ کر دیا اور وہ وکیل کے ہاتھ مین موجود ہے تو سب صورتون مین اس سے لے لیگا کیونکہ اُسکی ملک ہے اور اگر تلف ہوگیا تو ڈانڈ بھر لیگا مگر جس صورت مین کہ اُسکی وکالت کی تصدیق کی ہو تو نہین ڈانڈ لے سکتا ہے کذا فی التبیین اور اگر موکل مرگیا اور قرضدار اور ایک دوسرا شخص دونون اُسکے وارث ہین تو اجنبی کے آدھے حق کی نسبت وہی حکم ہے جو صورت طالب کے حاضر ہونے اور وکالت سے انکار کرنے کے تھا پس آدھا قرض قرضدار سے لے لیگا اور وہ وکیل سے لیگا اور قرضدار اسکے آدھے حصہ کی نسبت وہی حکم ہے جو ہم نے ذکر کر دیا اور اگر قرضدار ہی اکیلا وارث ہو تو وکیل سے واپس نہین لے سکتا ہے مگر جبکہ مال وکیل کے ہاتھ مین موجود ہو تو اُس سے لے لیگا پس اگر وکیل نے تلف ہونیکا دعوی کیا اور یہ امر صرف اُسکے کہنے سے معلوم ہوتا ہے اور قرضدار نے دعوی کیا کہ تلف نہین ہوا ہے تو اُسکو وکیل سے قسم لینے کا اختیار ہے پس اگر قسم کھالی تو بری ہوگیا اور اگر انکار کیا تو یہ آدھا اُسکے ذمہ لازم ہوگا اور اگر موکل نہ مرا اور نہ قرضدار کو مال ہبہ کیا ولیکن حاضر ہوکر وکالت سے انکار کیا اور ہنوز قرضدار کو قاضی کے پاس تک نہین لایا تھا کہ مرگیا اور قرضدار ہی اُسکا وارث ہے یا مال اُسکو ہبہ کر دیا پس قرضدار نے قاضی کے سامنے موکل کے وکالت سے انکار کرنے کے گواہ پیش کیے تو اُسکی طرف سے مقبول نہونگے اور اُسکو وکیل سے ضمان لینے کا حق نہوگا اور اگر اُن چیزون مین سے جو اُس نے وکیل کو دی تھین کوئی چیز بعینہ اُسکے پاس موجود پائی تو اُسکو لے سکتا ہے اور اگر موکل نے قاضی کی مجلس مین وکالت سے انکار کیا اور قاضی نے قرضدار پر اُسکی کچھ حکم نہ کیا یہانتک کہ وہ مرگیا تو قرضدار کو اختیار ہے کہ وکیل سے لیوے اور اُسپر واجب ہے کہ قرضدار کو پھیر دیوے بشرطیکہ وہ بعینہ قائم ہو اور اگر تلف ہوگئی ہو تو اُسکی قیمت واپس دے اور اگر اسکے بعد موکل مرگیا اور قرضدار اُسکا وارث ہوا یا اُسنے قرضدار کو ہبہ کیا یا اُسکو بری کر دیا تو قرضدار کو اختیار ہے کہ مال کے واسطے وکیل کو پکڑے جیسا کہ قبل موت کے حکم تھا ولیکن قرضدار سے قسم لیگا کہ واللہ وہ نہین جانتا ہے کہ طالب نے اُسکو قبضہ مال کا وکیل کیا ہے اور اگر قرضدار نے وکالت کے دعوی مین وکیل کی تصدیق کی اور ضمان کی شرط پر مال اُسکو دیدیا پھر موکل حاضر ہوا اور وکیل کرنے سے انکار کیا اور قسم کھالی اور قاضی نے قرضدار پر مال کی اُسکی ڈگری کر دی پھر وصول کرنے سے پہلے موکل مرگیا اور قرضدار اُسکا وارث ہوا یا اُسنے قرضدار کو مال ہبہ کر دیا تو قرضدار وکیل سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر موکل نے حاضر ہوکر قرضدار سے مال لے لیا تھا اور قرضدار نے بحکم کفالت وکیل سے واپس لیا پھر موکل مرگیا اور قرضدار اُسکا وارث ہوا تو وکیل کو اختیار ہے کہ موکل کی میراث سے جسقدر اُسنے ڈانڈ بھرا ہے لیوے اور اگر دو شخص اُسکے وارث ہوے کہ ایک اُنمین سے وہی قرضدار ہو تو وکیل کو قرضدار سے

حصہ میراث مین سے لینے کا اختیار ہی اور اگر طالب نہین مرا اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہی اور طالب نے قرضدار کو ہزار درم
ہبہ کیے اگر وہی ہزار درم ہبہ کیے جو اُسنے قرضدار سے لیے تھے تو جو کچھ اُسنے ادا کیا ہی قرضدار سے پھیر لیگا اور اگر دوسرے ہزار درم
دیے تو کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر طالب مرگیا اور قرضدار کے واسطے ہزار درم کی وصیت کرگیا تو وکیل قرضدار سے پھیر لیگا یہ محیط
مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے اپنے مال وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور قرضدار نے دعوی کیا کہ صاحب مال نے مجھسے سب وصول
کرلیا ہی تو قرضدار وکیل کو مال ادا کرے اور رب المال کا دامنگیر ہوکر اُس سے قسم لیوے اور وکیل سے قسم نہین لے سکتا ہی یہ
سراج الوہاج مین ہی۔ اگر کسی کو فلان شخص سے اپنا مال وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے اُسمین سے کچھ وصول کیا
پھر وکیل نے قرضدار سے خصومت کی اور قرضدار نے کچھ مال ادا کردینے کا دعوی کیا اور وکیل منکر ہوا اور قرضدار کے پاس اُسکے
گواہ نہین ہین اور وکیل نے اُس سے سب مال وصول کرلیا پھر موکل حاضر ہوا پھر قرضدار نے ادا کردینے کے گواہ سنائے تو اُسکو
موکل سے مواخذہ کرنیکا اختیار ہی مگر اس صورت مین کہ یہ مال قرض بعینہ وکیل کے ہاتھ مین موجود ہو تو وکیل سے لیویگا اور
اگر وکیل کے ہاتھ مین ضائع ہوچکا ہی یا وکیل نے کہا کہ مین نے طالب کو دیدیا ہی تو اُسکو طالب سے مطالبہ کرنیکا اختیار ہی۔
اسی طرح اگر طالب نے اقرار کیا کہ مین نے اُس سے وصول کرلیا ہی تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر بعد وصول حق کے اُسکو وکیل کیا
تو وکیل سے اُسکو واپس لیگا بشرطیکہ اس امر کے گواہ لاوے کہ مین نے طالب کو وکیل کرنے سے پہلے اُسکا حق ادا کردیا ہی
اور بالاتفاق طالب پر کچھ لازم نہین آتا ہی اور اگر طالب نے اس امر کا اقرار کیا تو کسی سے کچھ نہین لے سکتا ہی مگر اس صورت مین
وکیل سے لے سکتا ہی کہ یہ مال بعینہ اُسکے ہاتھ مین موجود ہو۔ اگر فلان شخص سے اپنا مال وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور
دستاویز اُسکو دیدی حالانکہ اس سے پہلے وصول کرچکا ہی اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہی تو واپس لے سکتا ہی خواہ طالب
سے یا وکیل سے پس اگر وکیل سے واپس لیا تو وکیل طالب سے پھیر لیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر قرضخواہ نے قرضدار کے کسی شخص
پر اترانے کو قبول کرلیا تو وکیل قبض کو محتال علیہ سے وصول کرنیکا اختیار نہین اور نہ محیل یعنی قرضدار سے لے سکتا ہی پھر
اگر محتال علیہ پر دام ڈوب گئے اور قرضہ عود کرکے محیل پر آگیا تو وکیل کو اُس سے طلب کرنیکا اختیار حاصل ہوا اسی طرح اگر
موکل نے مطلوب سے بعوض مال قرض کے کوئی غلام خریدا کیا اور اُسکے ہاتھ سے استحقاق مین لے لیا گیا یا بعد قبضہ کے بحکم قاضی
یا قبل قبضہ کے خود ہی بسبب عیب یا خیار کے واپس کیا تو وکیل اپنی وکالت پر باقی ہی۔ اسی طرح اگر خود درم وصول کرلیے اور
اُنکو زیوف پایا تو بھی یہی حکم ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ دو قرضخواہون مین سے ایک نے اگر کسی اجنبی کو وکیل کیا کہ میرا حصہ
وصول کرلے اور اُسنے وصول کیا تو صحیح ہی یہانتک کہ اُسکے پاس تلف ہوا تو موکل کا مال گیا ولیکن اگر تلف نہو بلکہ اُسکے پاس
موجود ہو تو شریک کو اُسمین شرکت کا اختیار ہی جیسا کہ اگر ایک شریک نے خود وصول کیا ہو تو دوسرے کو شرکت کا اختیار ہوتا ہی اور
اگر تلف ہوا تو خاصۃً اُسی کا حصہ جاتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص سے قرضہ وصول کرنیکا وکیل ہوا اور وکیل پر قرضدار کا بعض
قرض سے کچھ حق واجب ہوا تو بدلا ہوجائیگا کذا فی الخلاصہ۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنے قرضے وصول کرنے اور قرضدار
کو قید کرانے کے واسطے اپنا وکیل مقرر کیا جو خصومت کرنے والا اور مدعا علیہ ہوسکے پس وکیل نے کسی قرضدار کو موکل کے واسطے
قید کرایا پھر اُسکو قید سے رہا کراکے اُسکی ذات کے واسطے کفیل لے لیا پھر وکیل مرگیا پھر صاحب مال نے کفیل کو گرفتار کرنا چاہا تو
اُسکو اختیار ہی کہ قاضی سے درخواست کرے کہ کفیل کو حکم دے کہ مکفول عنہ کو حاضر کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک
شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض مین پھر قرضخواہ نے قرضدار سے کہا کہ انکو فلان شخص کو دیدے پھر اُس سے کہا

کہ فلان فلان شخص کو نہ دینا اور قرضدار نے کہا کہ مین نے اُسے دیدیے اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی تو یہ جائز ہے اور قرضدار بری ہوگیا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر کچھ درم قرض ہین اُسنے دوسرے سے کہا کہ میرے مال کی زکوٰۃ اُس مال سے جو میرا فلان شخص پر قرض ہے وصول کرلے اُسنے بجاے درمون کے دینار وصول کیے تو جائز نہین ہے اور اگر قرضخواہ نے کہا کہ مین نے تجھکو وہ مال جو میرا فلان شخص پر قرض ہے ہبہ کیا تو اُس سے وصول کرلے اُسنے بجاے درم کے دینار وصول کیے تو جائز ہے کذا فی فتاوے قاضیخان

فصل ایک شخص کا دوسرے پر قرض آتا ہے اُسنے قرضدار کے پاس ایک ایلچی بھیجا کہ میرا جو کچھ قرض تجھپر ہے وہ بھیجدے پس اگر اُسنے ایلچی کے ہاتھ بھیجدیا تو وہ قرضخواہ کا مال ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ قرضدار سے کہا کہ مال قرض فلان شخص کے ہاتھ یا میرے بیٹے یا اپنے بیٹے یا میرے غلام یا اپنے غلام کے ہاتھ بھیجدے اور اُسنے ایسا ہی کیا اور وہ ضائع ہوا تو مطلوب کا مال گیا کیونکہ یہ شخص مطلوب کا ایلچی تھا اور قرضخواہ کا یہ کہنا کہ فلان کے ہاتھ بھیجدے توکیل نہین ہے اور اگر یون کہا کہ میرے بیٹے یا اپنے بیٹے یا میرے غلام یا اپنے غلام کو دیدے کہ وہ مجھے پہونچا دیگا تو یہ توکیل ہے اور اگر ضائع ہوا تو طالب کا مال گیا یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر سو درم قرض ہین پس اُسکے پاس ایک آدمی سو درم وصول کرنے کے واسطے بھیجا اور مطلوب نے اُسکو ایک ہی صفقہ مین دو سو درم تول دیے اور ایلچی نے اُنپر قبضہ کرلیا اور وہ ضائع ہوگئے تو قرضدار پر مال جیسا تھا ویسا ہی باقی ہے اور ایلچی پر کچھ واجب نہوگا اور اگر ایلچی کو ایک سو درم علیحدہ اور دیے اور اُسنے دونون کو ملا دیا تو وہ ایک سو درم کا ضامن ہوگا اور مطلوب ایک سو درم سے بری ہوگیا یہ محیط مین لکھا ہے اگر یہ کہا کہ جو کچھ میرا تجھپر قرض ہے وہ فلان شخص کے ایلچی کو دیدینا پھر قرضدار نے کہا کہ مین نے اُسکو دیدیا اور ایلچی نے تصدیق کی کہ مین نے وصول پایا تھا مگر وہ ضائع ہوگیا اور موکل نے دیئے اور پانے دونون کی تکذیب کی تو قرضدار بری ہوجائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر ایک شخص کے پاس قرض لینے کے لیے ایلچی بھیجا اُسنے کہا کہ مین نے قرض وصول کیا تھا مگر میرے پاس تلف ہوگیا تو اُسکی تصدیق کیجائیگی اور اُسپر ضمان نہوگی اور ضمان بھیجنے والے مستقرض پر ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کسی بزاز کے پاس ایک ایلچی بھیجا کہ فلان کپڑا اِس اِس دام کا بھیجدے پس بزاز نے اپنے ایلچی یا دوسرے کے ہاتھ بھیجا اور راہ مین تلف ہوا اور طلب کرنے والے تک نہ پہونچا اور اِس امر کی سبنے باہم تصدیق کی اور اقرار کیا تو ایلچی پر کچھ ضمان نہین ہے اور اگر بزاز نے بھیجنے والے کے ایلچی کے ہاتھ بھیجا تو بھیجنے والے پر ضمان لازم ہوگی اور اگر بزاز کا ایلچی ہو تو جب بھیجنے والے کے پاس کپڑا پہونچگیا تو بھیجنے والا ضامن ہوگا اور اگر کسی شخص نے ایک ایلچی کے ہاتھ کسی شخص کو خط بھیجا کہ میرے پاس فلان کپڑا فلان دامون کا بھیجدے اُسنے ایسا ہی کیا اور جو شخص خط لایا تھا اُسکے ہاتھ روانہ کیا تو جب تک خط بھیجنے والے کے پاس نہ پہونچیگا وہ ضامن نہوگا کیونکہ وہ شخص فقط خط پہونچانے کا ایلچی تھا اور یہی حکم قرض اور قرض وصول پانیکا ہے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تیرا ایلچی میرے پاس آیا اور پیغام پہونچایا کہ تونے کہلا بھیجا ہے کہ فلان کپڑا اسقدر دامون کا میرے پاس بھیجدے مین نے بھیجدیا پس اُسنے کپڑا اپنے پاس پہونچنے سے انکار کیا اور ایلچی نے کہا کہ مین نے پہونچا دیا ہے تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر بھیجنے والے نے اقرار کیا کہ ایلچی نے کپڑا وصول کیا اور اپنے پاس پہونچنے سے انکار کیا تو کپڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر ایلچی کے وصول کرنے سے انکار کیا تو قول اُسی کا لیا جائیگا اور اُسپر ضمان نہین ہے۔ ایک شخص دوسرے کی طرف سے ایک شخص کے پاس ایلچی بنکر اسواسطے آیا کہ مجھے پانسو درم دیدے اُسنے کہا کہ جب تک مجھے اور

بھیجنے والے سے ملاقات نہوگی اور وہ خود تجھسے نہ کہیگا مین تجھے نہ دونگا پھر ایلچی سے کہا کہ مین اُس سے ملا تھا اُسنے مجھے دینے کا حکم کیا ہی پھر دینے سے انکار کیا یا کہا کہ اِسکے بعد اُسنے مجھے تجھکو دینے سے منع کر دیا ہی تو اُسکو اس امر کا اختیار ہی ولیکن اگر یہ مال اُسپر قرض ہو تو منع کر دینے کے باب مین اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی کذا فی فتاوی قاضی خان

فصل ۔ اگر کسی شخص کو اپنا قرضہ ادا کرنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہی اور وکیل نے جسقدر ادا کیا وہ موکل سے لیگا اور اگر کسی سے کہا کہ میری قسم کے کفارہ مین محتاج کھلادے یا میری زکوۃ ادا کردے تو اُس سے واپس نہین لے سکتا ہی مگر درصورتیکہ موکل نے یہ کہدیا ہو کہ اس شرط پر کہ مین ضامن ہون تو لے سکتا ہی کذا فی الحاوی ۔ اگر کسی سے کہا کہ فلان شخص کو ہزار درم دیدے تا کہ اُسکا قرض ادا ہو یا صرف یہی کہا کہ فلان شخص کو ہزار درم ادا کردے اور یہ نہ کہا کہ میری طرف سے یا اس شرط پر کہ مین ضامن ہون یا اس شرط پر کہ وہ درم تیرے مجھپر ہونگے پس وکیل نے موافق حکم کے اُسکو دیدیے پس اگر وکیل اس موکل کا شریک یا خلیط ہو تو بالاجماع اُس سے لے سکتا ہی اور خلیط اُسکو کہتے ہین کہ بازار کے معاملات مین دونون مین لین دین جاری ہو اور ایک دوسرے کے پاس رکھ دیتا ہو جب دوسرے کا ایلچی آوے تو اُسکے ہاتھ بیع کرے یا قرض دے ۔ اور یہی حکم ہی اگر وکیل اُن لوگون مین سے ہو کہ اُسکی عیال مین موکل کے عیال ہین یا وکیل موکل کے عیال کو نفقہ دینے کے واسطے مقرر ہو پس ان صورتون مین بالاجماع واپس لے سکتا ہی اگرچہ اُسنے ضامن ہونے کی شرط نہ بیان کی ہو کیونکہ ایسے مین عرف معتبر ہی اور اگر ان صورتون مین سے کوئی صورت نہ پائی جاوے تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک واپس نہین لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی ۔ اگر دوسرے سے کہا کہ فلان شخص کو میری طرف سے ہزار درم نقد دیدے یا ادا کردے یا دیدے یا عطا کردے اور میری طرف یہ لفظ ذکر کیا یا یہ نہ کہا ولیکن یون کہا کہ وہ ہزار درم جو اُسکے مجھپر آتے ہین اور وکیل نے ایسا ہی کیا تو وکیل کو موکل سے واپس لینے کا اختیار ہی اگرچہ واپس لینا یا ضمان کی شرط نہین کی تھی ۔ اگر دوسرے سے کہا کہ میری طرف سے میرے مال کی زکوۃ دیدے یا میری طرف سے دس مسکین کھلادے یا میری طرف سے دس درم صدقہ کردے یا میری طرف سے فلان شخص کو دس درم ہبہ کردے اُسنے ایسا ہی کیا تو بدون شرط ضمان کے اُس سے واپس نہین لے سکتا ہی محیط مین ہی اگر کہا کہ میری طرف سے یہ درم زید یا عمرو کو قرضہ ادا کردے تو جسکو ادا کردیگا جائز ہی یہ حاوی مین ہی ۔ امام نے فرمایا کہ اگر کسی کو اپنے قرض ادا کردینے کے واسطے وکیل کیا پھر وکیل نے آنکر بیان کیا کہ مین نے ادا کردیا اور موکل نے اُسکی تصدیق کی پھر جب وکیل نے جو کچھ دیا تھا اُسکے لینے کا مطالبہ کیا تو موکل نے کہا کہ مجھے خوف ہی کہ قرضخواہ آوے اور میرے وکیل کے ادا کردینے سے انکار کرکے دوبارہ مجھسے وصول کرے تو موکل کے اس کلام کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور حکم دیا جائیگا کہ وکیل کا حق اُسکو ادا کرے پھر اگر قرضخواہ نے آکر موکل سے قرضہ لیا تو موکل وکیل سے جسقدر دیا ہی واپس لیگا اگرچہ ادا کردینے مین اُسکی تصدیق کی ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی ۔ اور اگر موکل نے وکیل کے ادا کردینے سے انکار کیا پھر وکیل نے ادا کردینے کے گواہ سنائے تا کہ موکل سے مال وصول کرے اور قرضخواہ غائب ہو تو اُسکی گواہی مقبول ہوگی حتی کہ اگر قرضخواہ نے حاضر ہو کر وصول پانے سے انکار کیا تو التفات نہ کیا جائیگا کذا فی المحیط اور یہ جائز نہین ہی کہ ایک ہی شخص مطلوب کی طرف سے ادا کردینے کا اور طالب کی طرف سے وصول کرلینے کا وکیل ہو یہ مبسوط مین لکھا ہی ۔ اور اگر قرض ادا کرنے کے وکیل نے بلا گواہون کے مال ادا کردیا اور شبہ نہ لگائی تو اُسپر ضمان نہین ہی ولیکن اگر موکل نے اُس سے کہدیا تھا کہ بدون گواہون کے نہ دینا پھر اُسنے بدون گواہون کے دیدیا تو ضامن ہوگا ۔ پس اگر وکیل نے کہا کہ مین نے گواہ کرلیے تھے اور طالب نے انکار کیا اور وکیل کے پاس گواہ نہین ہین

تو وکیل ضمان سے بری ہوگا بشرطیکہ اس بات پر قسم کھالے اور اگر موکل نے کہا کہ بدون موجودگی فلان شخص کے نہ دینا اُسنے بدون اُسکی موجودگی کے دیدیا تو ضامن ہوگا یہ حاوی مین ہے۔ قرضدار نے اگر اپنا مال کسی شخص کو دیا تاکہ اُسکا قرضہ ادا کردے اور اُس سے کہدیا کہ یہ مال فلان شخص کو اُس قرضہ کے ادا مین دیدے جو اُسکا مجھپر آتا ہے اور تمسک لے لے اُسنے دیکر تمسک نہ لیا تو ضامن نہین ہے اور اگر یہ کہا تھا کہ جبتک تمسک نہ لیوے نہ دے اُسنے بدون تمسک لینے کے دیدیا تو ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر ایک شخص کو ہزار درم دیدیے کہ اسکو میرے قرض کے ادا کے واسطے فلان شخص کو دیدے تاکہ میری طرف سے ادا ہوجاوے پھر وکیل نے اُنکو رکھ لیا اور اُنکے سوائے دوسرے درم دیدیے تو قیاس چاہتا ہے کہ جو درم اُسنے رکھ لیے ہین موکل کو واپس کرے اور قرضہ ادا کرنے مین وکیل نے موکل پر اپنی طرف سے احسان کیا یعنی موکل پر واجب نہین ہے کہ اُسکو دیوے اور استحسانًا یہ حکم نہین ہے اور وجہ استحسان کی یہ ہے کہ موکل کا مقصود اپنی جان چھڑانا ہے اور یہ مقصود دونون طرح سے حاصل ہوتا ہے خواہ وکیل وہی ہزار درم جو موکل نے دیے ہین ادا کرے یا اُسکے مثل ادا کرے یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو کچھ درم اسواسطے دیے کہ میری طرف سے فلان شخص کا قرضہ ادا کرے پھر طالب اسلام سے مرتد ہوگیا اور وکیل نے اُسکے مرتد ہونے کی حالت مین ادا کردیا اور طالب اسی حالت مین مرا پس اگر وکیل کو فقہ سے خبر تھی کہ اس مرتد کو اسکا دینا جائز نہین ہے تو جسقدر درم وکیل کو دیے گئے تھے وکیل اُسکا ضامن ہے اور اگر یہ بات اُسکو نہین معلوم تھی تو ضامن نہین ہے اور اسکا جہل ہی عذر ہوگا کیونکہ یہ بات اکثر فقیہون پر مشتبہ ہے تو عام لوگون پر کیونکر مشتبہ نہوگی یہ واقعات مین ہے۔ نوادر بن سماعہ مین امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو اپنے قرضہ ادا کرنیکا حکم کیا پھر موکل نے خود ہی قرضخواہ کو ادا کردیا پھر وکیل نے ادا کیا تو وکیل اپنے مال کو اُس سے لیوے جسکو دیا ہے موکل سے نہین لے سکتا ہے کیونکہ جب موکل نے خود ادا کیا تو وکیل معزول ہوا کیونکہ خود ادا کرنا وکیل کو معزول کرتا ہے اور وکیل کا علم ہونا کہ موکل نے ادا کیا ہے شرط نہین ہے اور یہ مسئلہ وکالۃ الاصل مین مذکور ہے اُسمین وکیل کا علم شرط ہے اور اگر وکیل نے اس امر کے گواہ سنالیے کہ مین نے حکم دینے کے بعد موکل کے ادا کرنے سے پہلے ادا کیا ہے تو اُسکو اختیار ہے چاہے موکل سے واپس لے یا قابض سے یہ محیط مین ہے۔ جو شخص ادائے قرض کے واسطے وکیل ہوا اور اُسنے جس قسم کا قرض ادا کرنیکا حکم تھا اُس سے جید ادا کیا تو ویسا ہی لے سکتا ہے جیسا حکم کیا گیا تھا اور اگر ردی ادا کیا تو جیسا ادا کیا ویسا ہی موکل سے لے سکتا ہے کذا فی الذخیرہ۔ نوادر ہشام مین امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم دیے اور حکم دیا کہ یہ درم میرے قرضخواہ کو دیدے اُسنے سوائے اُنکے دوسرے درم اپنے پاس سے دیے یا اُسکے ہاتھ ان دامون کو کوئی غلام فروخت کردیا یا وکیل کے اُسپر ہزار درم آتے تھے اُنکے عوض بدلا کرلیا تو یہ سب جائز ہے اور وہ احسان کرنے والا شمار نہوگا یعنی یہ نہوگا کہ موکل کے ہزار درم واپس کرے اور یہ جو اُسنے ادا کیا اُسمین اُسنے احسان کیا اور اگر وکیل کو کوئی غلام دیا کہ اسکو فروخت کرکے اُسکے دامون سے فلان شخص کا قرض جو مجھپر آتا ہے ادا کردین پس وکیل نے غلام فروخت کرنے سے پہلے اُسکے دامون کے برابر دام اپنے پاس سے لیکر موکل کی طرف سے قرضہ ادا کردیا تو اس صورت مین احسان کرنے والا شمار ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے حکم کیا کہ فلان شخص کا قرض جو مجھپر آتا ہے تو ادا کردے اُسنے ادا کردیا پھر موکل کے پاس جسقدر اُسنے ادا کیا ہے اُسکو لینے آیا پس موکل نے اُس سے کہا کہ اُس شخص کا مجھپر قرض ہی نہ تھا اور نہ مین نے تجھے ادا کرنیکا حکم دیا ہے اور نہ تو نے کچھ ادا کیا ہے اور قرضخواہ غائب ہے پس وکیل نے قرضہ ہونے اور ادا کرنیکا حکم دینے کے گواہ سنالیے تو قاضی قرضخواہ غائب کا موکل پر قرضہ ہونیکا حکم دیگا اور وکیل کے موکل سے واپس لینے کا حکم دیگا

اگرچہ قرضخواہ غائب ہو یہ فتاوی صغری مین ہو۔ اگر ایک شخص نے کسی کو دینے کے واسطے مال وکیل کو دیا اُسنے کہا کہ مین نے دیدیا مگر موکل اور اُس شخص نے جسکو دینے کے واسطے حکم کیا تھا دونون نے اُسکی تکذیب کی تو وکیل کا قول اُسکی برات کے واسطے لیا جائیگا اور قرضخواہ کا قول قبضہ نہ کرنے مین لیا جائیگا اور قرض ساقط نہوگا اور دونون پر قسم نہین آتی ہو صرف اُسپر واجب ہوگی جسنے تکذیب کی نہ اُس شخص پر جسنے تصدیق کی اور اگر وکیل کے دینے مین تصدیق ہوئی تو دوسرا قسم کھاوے کہ واللہ مین نے وصول نہین پایا پس اگر قسم کھا لی تو اُسکا قرضہ ساقط نہوگا اور اگر قسم سے باز رہا تو ساقط ہوگا اور اگر دوسرے کی تصدیق کی کہ اُسنے وصول نہین پایا تو وکیل سے قسم لیگا کہ اُسنے دیدیا ہو پس اگر قسم کھالی تو بری ہو ورنہ ضامن ہوگا۔ اور اگر کسی کے پاس کوئی مال مضمون ہو مثلاً مال مغصوب غاصب کے پاس یا قرض پس صاحب قرض یا مغصوب منہ نے اسکو حکم کیا کہ فلان شخص کو دیدے اور وکیل نے کہا کہ مین نے ایسا کیا اور فلان شخص نے کہا کہ مین نے قبضہ نہین پایا تو وکیل کی تصدیق واقع پر بدون گواہون کے نہ کیجائیگی اگر اُس صورت مین کہ دینے مین موکل نے اُسکی تصدیق کی ہو تو اس وقت مین ضمان سے بری ہوجائیگا لیکن قابض پر دونون کی تصدیق نہ کیجائیگی اور عدم قبضہ مین اُسی کا قول لیا جائیگا مگر قسم کے ساتھ۔ اور اگر وکیل کی موکل نے تکذیب کی کہ اُسنے نہین دیا ہو اور وکیل نے اُس سے قسم طلب کی تو اُسکے علم پر قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اُسنے دیا ہو پس اگر قسم کھالی تو وکیل سے ضمان لیگا اور اگر انکار کیا تو ضمان ساقط ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہو۔ اگر دو شخصون کے مکاتب نے کسی کو وکیل کیا کہ ایک شخص کا حصہ اسکو دیدے اور غائب ہوگیا تو دوسرا شخص وکیل سے کچھ نہین لے سکتا ہو کیونکہ وکیل اسکے حصہ کے دینے کی بابت اُسکی طرف سے وکیل نہین ہو۔ اور اگر مکاتب نے اپنے قرض ادا کرنیکا وکیل کیا اور مال قرض وکیل کو دیگیا پھر اسکے دونون مولی یا غیرون نے وکیل سے اُسکو لینا چاہا تو انکو یہ اختیار حاصل نہوگا کذا فی المبسوط

فی باب وکالۃ العبد الماذون والمکاتب

فصل مال عین پر قبضہ کرنے کے وکیل کے احکام مین۔

مال معین پر قبضہ کرنے کے وکیل کو خصومت کا اختیار نہین ہوتا ہو حتے کہ اگر کسی نے اپنے غلام پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا اور قابض حال نے گواہ سنائے کہ موکل نے میرے ہاتھ اسکو فروخت کیا ہو تو موکل کے حاضر ہونے تک توقف کیا جائیگا اور یہ استحسان ہو یہانتک کہ اگر غائب حاضر ہوا تو بیع کے گواہ دوبارہ پیش کیے جاوینگے۔ اسی طرح اگر وکیل نے بیان کیا کہ عورت کے شوہر یا باندی یا غلام کے مالک نے مجھے وکیل کیا ہو کہ مین اُسکی عورت یا باندی یا غلام کو اُسکے پاس پہونچادون پس عورت نے گواہ سنائے کہ اُس نے مجھے طلاق دیدی یا باندی و غلام نے آزاد کردینے کے گواہ سنائے تو استحساناً وکیل کا ہاتھ روکنے کی بابت مقبول ہونگے اور طلاق و عتاق کی بابت مقبول نہونگے یہ سراج الوہاج مین ہو۔ کسی مال معین پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر ایک شخص نے آکر قبضہ کرنے سے پہلے اُسکو تلف کردیا تو وکیل اُس سے قیمت لینے کے واسطے خصومت نہین کرسکتا ہو اور اگر بعد قبضہ کے تلف کی تو کرسکتا ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر ایک شخص نے اسواسطے وکیل کیا کہ میری امانت فلان شخص سے لے لے اور فلان شخص نے کہا کہ مین نے موکل کو دیدی تو اُسکا قول لیا جائیگا اسی طرح اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے وکیل کو دیدی تو بھی اُسی کا قول لیا جائیگا کہ دیدی ہو کذا فی الحاوی۔ ایک شخص نے دوسرے کے پاس ہزار درم ودیعت رکھے پھر جسکے پاس ودیعت رکھے تھے اُسکی غیبت مین کہا کہ مین نے فلان شخص کو حکم کیا کہ میری ودیعت جو فلان شخص کے پاس ہو وصول کرے اور وکیل کو یہ بات معلوم نہوئی ولیکن اُسنے ودیعت

وصول کر لی اور وہ ضائع ہو گئی تو بعد حسب وعدہ [illegible] سے یا ودیعت والے سے ضمان لے۔ اور اگر ودیعت پاس رکھنے والے کو توکیل کا علم ہوا اور وکیل کو نہوا پس جسکے پاس ودیعت ہے اُسنے وکیل کو دیدی تو جائز ہے اور دونوں میں سے کسی پر ضمان نہوگی اور اگر دونوں میں سے ایک کو وکالت کا علم نہوا اور وکیل نے کہا کہ فلان شخص کی ودیعت مجھے دیدے کہ میں اُسکے مالک کو پہونچا دوں یا مجھے دیدے کہ میرے پاس اُسکی ودیعت رہیگی اُسنے دیدی اور وہ ضائع ہو گئی تو ودیعت کے مالک کو اختیار ہے جس سے چاہے دونوں میں سے ضمان لے یہ قول امام ابو یوسف و امام محمد رح کا ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اگر کسی کو ودیعت پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے تھوڑی ودیعت پر قبضہ کیا تو جائز ہے۔ ولیکن اگر اُسنے یہ کہا تھا کہ قبضہ نہ کرے مگر سب ودیعت پر تو اسکو تھوڑی ودیعت پر قبضہ نہیں جائز ہے اور ضمان ہوگا اور اگر بعض مقبوضہ ودیعت کے تلف ہونے سے پہلے اُسنے باقی پر قبضہ کر لیا تو یہ قبضہ موکل پر جائز ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ ایک غلام ایک شخص کے پاس ودیعت ہے اُسکے قبضہ کے واسطے وکیل کیا اور وہ غلام خطا سے قتل کیا گیا تو جسکے پاس ودیعت ہے وہی اُسکی قیمت لے سکتا ہے وکیل نہیں لے سکتا ہے اسی طرح اگر غلام پر کسی نے کوئی ایسا جرم کیا جسکے عوض جرمانہ حاصل ہوا تو وکیل کو غلام پر قبضہ کرنیکا اختیار ہے جرمانہ پر قبضہ نہیں کر سکتا ہے اور یہی حال باندی کے مہر یا زردہی کا ہے اور اگر وکیل نے غلام پر قبضہ کیا پھر وہ اُسکے قبضہ میں خطا سے قتل ہوا تو اسکو قیمت لینے کا اختیار ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی باندی یا بکری پر قبضہ کرنیکا وکیل ہوا پھر وہ بچہ جنی تو وکیل بچہ کو مع ان کے اپنے قبضہ میں لے سکتا ہے اور اگر وکیل کرنے سے پہلے وہ بچہ جنی تو وکیل کو بچہ پر قبضہ کرنیکا اختیار نہیں ہے اور باغ کے پھلون کا حکم بچہ کے مانند ہے اور درختوں کے پھل اگر مالک زمین کے حکم سے ودیعت ہوں تو وکیل قبضہ نہیں کر سکتا ہے اور یہی حکم باندی کے بچہ کا ہے کذا فی [illegible]۔ اگر اپنی ودیعت پر قبضہ کرنے کے واسطے جو کسی کے پاس رکھی ہے وکیل کیا پھر خود ہی وصول کر لی پھر اُسکے پاس ودیعت رکھی تو وکیل اُس سے وصول نہیں کر سکتا ہے خواہ اس معاملہ سے واقف ہوا ہو یا نہوا ہو اسی طرح اگر وکیل نے پہلے اُسکو وصول کیا اور موکل کو دیدیا پھر موکل نے دوبارہ اُسی کے پاس رکھی تو وصول نہیں کر سکتا ہے اور اگر وصول کیا اور ضائع ہو گئی تو مالک ودیعت کو اختیار ہے چاہے جس سے ضمان لے پس اگر اُسنے وکیل سے ضمان لی تو وکیل کسی سے نہیں لے سکتا ہے اور اگر مستودع سے ضمان لے تو وہ وکیل سے پھیر لیگا اور یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ دوبارہ اُسکے وکیل ہونے کی تصدیق نہ کی ہو یہ مبسوط میں ہے کسی نے اپنی ودیعت کے وصول کرنیکا وکیل کیا اور اُسکو کسی نے تلف کر دیا تھا اور اُسکے مثل مستودع نے تلف کرنے والے سے لے لی تھی تو استحساناً وکیل اُسکو وصول کر لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اگر آج کے روز کسی ودیعت پر قبضہ کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو اُسکو اختیار ہے کہ کل کے روز وصول کر لے اور اگر کل کے روز قبضہ کرنیکا وکیل کیا تو آج کے روز وصول نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ ابھی ساعت وصول کر لے تو اس ساعت کے بعد وصول کر سکتا ہے اور اگر کہا کہ فلان شخص کی موجودگی میں وصول کر لے اُسنے بدون اُسکی موجودگی کے وصول کیا تو جائز ہے اسی طرح اگر کہا کہ گواہوں کے سامنے وصول کر لے اُسنے بدون گواہوں کے قبضہ کیا تو جائز ہے بخلاف اسکے اگر کہا کہ بدون فلان شخص کی موجودگی کے قبضہ نہ کرے اور اُسنے قبضہ کر لیا حالانکہ فلان شخص موجود نہ تھا تو جائز نہیں ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں فلان کی طرف سے تجھ سے ودیعت وصول کرنیکا وکیل ہوں اور مدعا علیہ نے وکالت اور ودیعت دونوں کی تصدیق کی پھر دینے سے انکار کیا تو اُسپر جبر نہ کیا جائیگا کذا فی السراجیہ اگر ایک شخص نے کسی کی

ودیعت وصول کی پھر مالک ودیعت نے مستودع سے کہا کہ میں نے اسکو وکیل نہیں کیا تھا اور اپنا مال اُس سے لے لیا پس اگر مستودع نے دیا تھا تو وہ قبضہ کرنے والے سے لیگا بشرطیکہ بعینہ اُسکے پاس قائم ہو اور اگر اُسنے کہا کہ میرے پاس تلف ہو گیا یا میں نے موکل کو دیدیا پس اگر وکالت میں اُسکی تصدیق کرچکا ہو تو اُس سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر تصدیق نہیں کی یا تکذیب کی یا کچھ تصدیق یا تکذیب نہیں کی یا بشرط ضمان تصدیق کی ہو تو اُس سے ضمان لے سکتا ہے اور اگر پھیر دینے کا حکم نہیں کیا گیا تھا لیکن اُسنے پھیر دیا یا بعد دینے کے اُس سے لے لیا تو یہ اختیار اسکو نہوگا کیونکہ وہ اس کام کو توڑنا چاہتا ہے جسکو اُسنے خود تمام کیا ہے اور اگر بعد انکار کے ودیعت اُسکے پاس تلف ہو گئی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ ضامن نہوگا اور چاہیے یہ ہے کہ ضامن ہو کیونکہ مودع کے وکیل سے انکار کرنا اُسکے زعم میں بمنزلہ مودع سے انکار کرنے کے ہے یہ نہایہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے پاس کوئی متاع ودیعت رکھی پھر کسی کو اُسپر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا اور مستودع نے بدلے متاع موکل کے دوسری متاع وکیل کو دیدی اور وکیل نے موکل کو دیدی اور موکل کے پاس تلف ہو گئی تو اُسکا ضامن موکل ہوگا۔ یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک چوپایہ کسی سے مستعار لیا اُسپر قبضہ کرنے کے واسطے ایک وکیل کیا اُسنے قبضہ کر کے سواری لی تو وہ ضامن ہے اگر مرجاوے اور موکل سے رجوع نہیں کر سکتا ہے کیونکہ موکل کی طرف سے سواری کے واسطے مامور نہ تھا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ چوپایہ ایسا ہو کہ بدون سواری کے بآسانی چلا جاتا ہے اور اگر ایسا ہے کہ بدون سوار ہونے کے نہیں قابو میں آتا ہے تو موکل گویا اُسکی سواری پر راضی ہو چکا ہے کذا فی المبسوط اگر قرضدار کی کسی شخص کے پاس ودیعت ہو اُس شخص نے قرضدار سے کہا کہ اپنی ودیعت کو قرضخواہ کے قرض میں ادا کر دے اور عنقریب وہ میرے قبضہ کو جائز کر دیگا قرضدار نے ایسا ہی کیا اور اپنے قرضہ میں دی اور اُسی شخص کو جسکے پاس تھی قرضخواہ کی طرف سے قبضہ کرنے کا حکم کیا پھر قرضخواہ آیا اور اس معاملہ کو جائز رکھا پھر ودیعت کے مالک نے اُس شخص کو جسکے پاس ہے منع کیا کہ قرضخواہ کو نہ دے اور نہ اُسپر اُسکا قبضہ کرے تو ممانعت صحیح ہے بشرطیکہ اُس شخص نے جسکے پاس ودیعت ہے قرضخواہ کی طرف سے قبضہ نہ کیا ہو اگرچہ اُسنے مستودع سے لیکر قبضہ کیا ہو اور اگر مستودع نے قرضخواہ کی طرف سے قبضہ کر لیا ہو تو وہ ودیعت قرضخواہ کی ہو گئی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اگر مستودع نے ودیعت کسی شخص کو دیدی اور دعوی کیا کہ میں نے صاحب ودیعت کے حکم سے دی ہے اور صاحب ودیعت نے انکار کیا تو اسی کا قول کہ میں نے حکم نہیں دیا ہے قسم سے معتبر ہوگا۔ کذا فی البدائع۔ اپنا غلام فلاں شخص کو دینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اُسکے پاس آکر کہا کہ مالک غلام نے غلام تیرے پاس ودیعت رکھا ہے اُسنے قبول کیا اور وکیل کو واپس دیا پھر وہ وکیل کے پاس مرگیا تو مالک غلام کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے۔ اور اگر وکیل نے کہا کہ مالک نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس سے خدمت لے یا فلاں شخص کو دیدے اور اُسنے ایسا ہی کیا اور وہ مرگیا تو وکیل ضامن نہیں ہے کیونکہ وکیل سے فقط جھوٹا قول فریب پایا گیا اور فریب دہندہ پر فقط فریب سے بدون کسی معاوضہ لینے کے ضمان واجب نہیں ہوتی ہے اور ضمانت لینے والا ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے پرائے غلام سے بدون اُسکی اجازت کے خدمت لی کذا فی محیط السرخسی

فصل وکیل صلح کو خصومت کا اختیار نہیں ہوتا ہے اور نہ وہ دوسرے کو صلح کے واسطے وکیل کر سکتا ہے پس اگر اُسنے وکیل کر دیا اور دوسرے نے صلح کی پس اگر موکل کے مال سے درم دیے تو موکل اُس سے لیگا اور اگر اپنے پاس سے دیے ہیں تو پہلے موکل پر کچھ لازم نہیں آئیگا اور یہ صلح پہلے وکیل پر جائز ہو گی اور اُسنے احسان کیا

اسی طرح اگر دو آدمیون کو صلح کے واسطے وکیل کیا پھر ایک نے اپنے مال سے صلح کرلی تو اسی پر جائز ہوئی اور اسکا احسان ہوا اسی طرح اگر ہزار درم پر صلح کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ مال کی ضمان دے اُسنے دو ہزار درم یا سو دینار پر صلح کی اور اپنے پاس سے ادا کردیے یا کسی عروض یا کیلی یا وزنی چیز پر اپنے پاس سے دیکر صلح کی تو صلح جائز ہی اور موکل سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر ہزار سے کم پر صلح کی اور مال دیدیا تو یہ صلح موکل پر جائز ہوگی۔ اور ہر صورت مین کہ وکیل کو جس چیز پر صلح کرنیکا حکم کیا گیا تھا اُسکے جنس یا وصف مین خلاف کیا تو صلح وکیل پر جائز ہوگی موکل پر نہین کذا فی الحاوی اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری طرف سے فلان شخص سے جس نے اُسپر کسی عین یا دین کا دعوی کیا تھا صلح کردے اور اس معاملہ مین اپنی رائے پر عمل کرے پس وکیل نے سو درم پر صلح کی تو جائز ہی اور مال موکل پر ہوگا نہ وکیل پر یہ مبسوط مین ہی۔ مدعا علیہ کی طرف سے جو شخص وکیل صلح ہو اگر اُسنے بدل صلح دیدیا یا مال صلح کو اپنی طرف نسبت کیا تا کہ اُسپر لازم ہوگیا اگر اُسنے ادا کردیا تو موکل سے پھیر لیگا اگرچہ ضمان بدون حکم موکل ہو۔ قتل عمد مین مطلوب کی طرف سے جو شخص وکیل صلح مقرر ہوا وہ بمنزلہ خرید نفس کے وکیل کے ہی اگر اُسنے اسقدر عوض پر صلح ٹھہرائی جو قیمت نفس کے برابر یا اُس سے کم ہی یا اسقدر زیادتی ہی کہ لوگ برداشت کرلیتے ہین تو بلا اختلاف جائز ہی اور اگر اسقدر زیادتی پر صلح ٹھہرائی کہ لوگ اتنا خسارہ برداشت نہین کرتے ہین تو بلا اختلاف ناجائز ہی۔ اور قتل عمد مین طالب کی طرف سے جو شخص وکیل صلح ہو وہ بمنزلہ کسی نفس کے فروخت کرنے کے وکیل کے ہی اگر اُسنے اسقدر عوض پر صلح ٹھہرائی جو قیمت نفس کے برابر یا اسقدر کم ہی کہ لوگ برداشت کرسکتے ہین تو بلا اختلاف جائز ہی اور اگر اسقدر کمی پر صلح کرلی کہ لوگ اتنا خسارہ نہین اٹھاتے ہین تو اُسکے جواز مین اختلاف ہی یہ محیط مین ہی اگر ایک قتل عمد سے جسکا اُسپر دعوی کیا گیا ہی کسی کو صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے اگر کسی ایسی جنس پر جو دیت مین دیجاتی ہی صلح کی خواہ کوئی چیز ہو تو موکل پر جائز ہوگی اور اگر اسمین اسقدر زیادتی کی کہ لوگ اتنا خسارہ نہین برداشت کرتے ہین اور مال صلح دیدیا تو وکیل پر جائز ہوئی نہ موکل پر۔ اور اگر طالب قصاص نے صلح کے واسطے وکیل کیا پس وہ جس جنس پر اجناس دیت سے صلح کرے جائز ہی پس اگر اُسنے دیت سے کم پر صلح کرلی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک موکل پر جائز ہوگی اور صاحبین کے نزدیک جائز نہوگی مگر جبکہ کمی صرف اسقدر ہو کہ لوگ برداشت کرلیتے ہین کذا فی الحاوی۔ اگر کسی کو وکیل کیا کہ ایک کر گیہون پر صلح کرے اُسنے ایک کر جو یا درمون پر صلح کی تو وکیل پر جائز ہوئی نہ موکل پر۔ اور اگر کسی معین غلام پر صلح کرنیکے واسطے وکیل کیا پس اُسنے اس شرط پر صلح کی کہ یہ وکیل کا ہی تو صلح وکیل پر جائز ہوئی خواہ ضمان دے یا اُسکو دے اور موکل پر جائز نہوگی۔ اور اگر مدعا علیہ نے اسواسطے وکیل کیا کہ اس دار کے فلان بیت معین پر صلح کرے اُسنے اُسی بیت پر صلح کی اور صلح مین کہا کہ دوسرا بیت نہ لیگا تو یہ جائز ہی کیونکہ اُسنے ایک اچھی بات کہدی ہی۔ اور اگر [illegible] وکیل کیا کہ اس بیت کے دعوی سے سو درم پر صلح کرلے اُسنے اس بیت اور ایک دوسرے بیت سے سو درم پر صلح کی اور دینے مدعا علیہ کی طرف سے ہی تو یہ صلح بقدر اس بیت کے حصہ کے جائز ہی کذا فی المبسوط۔ اگر وکیل کو حکم کیا کہ اس کر گیہون معین پر صلح کردے اُسنے اسکے سوا اسی صنف کے ایک کر گیہون پر جو اس سے کھرے ہین صلح کی اور دیدیے تو صلح وکیل پر جائز ہوئی نہ موکل پر اور اگر ایک کر درمیانی گیہون پر صلح کی اور معین نہ کیے اور جو کر وکیل کو دیا گیا ہی وہ بھی درمیانی ہی تو استحسانًا جائز ہی اور اگر کسی دار کے دعوے مین صلح کے واسطے وکیل کیا اور جسپر صلح کیجاوے اسکا نام نہ لیا پس وکیل نے مال کثیر پر صلح ٹھہرائی اور اسکو دیدیا تو وکیل پر لازم ہوا پھر اسمین لحاظ کیا جائیگا اگر اسقدر زیادتی

کی ہو اور جسکو لوگ برداشت کر لیتے ہین تو صلح موکل پر جائز ہوگی اور اگر اس سے زیادہ ہی تو اُسپر جائز نہوگی کذا فی الحاوی پس اگر وکیل مدعی کی طرف سے ہو اور اُسنے تھوڑی سی چیز پر صلح کر لی تو امام اعظم رح کے نزدیک صلح مدعی پر جائز ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک نہین مگر جبکہ ایسا ہو جاوے کہ لوگ اتنا خسارہ اُٹھا سکتے ہین اور اگر دعوی ایسا ہو کہ اُسمین مدعی کے پاس حجت نہو اور مدعا علیہ خصم انکار کرتا ہو تو صلح ہر حال مین جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی خون کے مقدمہ مین اگر مطلوب مدعا علیہ کے وکیل نے قاضی کے سامنے اقرار کر دیا کہ مدعی میرے موکل سے سچے حق کا مطالبہ کرتا ہی تو قیاساً اقرار جائز ہی اور استحساناً جائز نہین ہی - اسی طرح اگر کوئی چیز خریدی اور اسمین عیب لگایا اور عیب سے صلح کے واسطے کوئی وکیل مقرر کیا اُسنے اقرار کر دیا کہ مشتری نے عیب باطل کر دیا اور راضی ہو گیا تھا تو اسکا اقرار موکل پر روا نہوگا - اگر مطلوب کے وکیل نے مطلوب کے کسی غلام پر صلح ٹھہرائی اور مطلوب نے صلح کی چیز معین نہین کی تھی تو جائز ہی اور مطلوب کو اختیار ہوگا چاہے وہی غلام دیدے یا اُسکی قیمت دے اور یہی حکم ہر مال معین مین جسکا مثل نہین ہی جاری ہی اور اگر ایسے مال معین پر صلح ٹھہرائی جسکا مثل موجود ہی تو مطلوب کو اختیار ہی چاہے وہی مال معین دے یا اُسکا مثل دے - پس اگر کسی شخص نے کسی مال معین پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا اور مدعا علیہ نے کسی شخص کو مدعی کے ساتھ صلح کرنے کے واسطے مقرر کیا اور اُسکو ضمان دینے کا حکم کیا پس اُسنے مدعی سے کسی قدر مال پر میعادی اُدھار پر صلح کی تو وکیل بھی موکل سے اسی میعاد پر لیگا اور اگر نقد دینے کی شرط پر صلح کی اور دیدیا تو موکل سے بھی فی الحال لے لیگا اور اُسکو اختیار ہی کہ چاہے ادا کر دینے سے پہلے موکل سے مطالبہ کرے اور اگر وکیل نے طالب سے کسی قدر مال پر اس شرط سے صلح کی یہ مال وکیل کے سوائے موکل پر ہی تو جائز ہی اور اگر طالب نے کسی کو صلح اور قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا تو اُسکو مال صلح پر قبضہ کرنیکا اختیار رہی - اور اگر طالب نے کسی کو وکیل کیا کہ مطلوب سے صلح کرے اور مطلوب نے وکیل کیا کہ طالب سے صلح کرے پھر دونون وکیلون سے ملاقات ہوئی اور باہم صلح کر لی تو جائز ہی - اور اگر خون کا حق ہو اور چند وارث اُسکے ولی ہون پھر ایک نے اپنے حصہ سے صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے چند درمون پر صلح کر کے درم وصول کر لیے تو باقی وارثون کو اختیار ہی کہ بقدر اپنے اپنے حصہ کے اسمین شریک ہو جاوین اور اگر یہ مال وکیل کے پاس تلف ہو گیا تو گویا موکل کے پاس تلف ہوا اور وارث اُس وکیل سے مطالبہ نہین کر سکتے ہین ہان موکل سے بقدر حصہ کے لے سکتے ہین کیونکہ گویا اسی نے وصول کیا تھا اور اگر دیت مین اونٹون کا حکم ہوا اور طالب نے کسی کو اُنپر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے قبضہ کر کے انکو دانہ چارہ دیا تو یہ اُسکا احسان ہی اور اگر دیت مین کسی جنس کے مال دینے کا حکم ہوا اور وکیل نے علاوہ اُس جنس کے دوسری جنس کا مال وصول کر لیا تو بسبب مخالفت کرنے کے جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی - اگر مطلوب نے کسی شخص کو خصومت کے واسطے وکیل کیا اُسنے اپنے پاس سے مال ادا کر دیا تو موکل سے نہین لے سکتا ہی اور اگر مطلوب نے دیت مین کچھ درم دو شخصون کو دیے اور کہا کہ میری طرف سے تم دونون ادا کر دو پس دونون نے طالب سے دینار یا عوض پر صلح ٹھہرائی تو جائز ہی اور اگر دونون نے سوائے اُن درمون کے جو دیے گئے تھے دوسرے ادا کر دیے تو قیاس چاہتا ہی کہ اُن درمون کو واپس کرین اور استحساناً اُن دونون کو اُن درمون کے مثل دینا چاہیے یہ مبسوط مین ہی - اگر کسی شخص پر دعوی ہوا کہ اسنے سر مین زخم ڈالا ہی اُسنے کسی کو وکیل کیا کہ صلح کرے اور مال صلح کا ضامن ہو پس

وکیل نے پانسو درم سے زیادہ پر صلح قرار دی پس اگر وہ زخم خطا سے ڈالا ہی تو صلح پانسو پر جائز ہی اور زیادتی باطل ہی اور اگر عمداً زخمی کیا ہو تو زیادتی بقدر اسکے جائز ہی کہ لوگ برداشت کرتے ہین اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بالاجماع جائز نہین ہی اور اگر وہ شخص جسکے سر مین زخم آیا تھا مر گیا تو صلح دونون صورتون مین باطل ہو گئی یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی پس اگر وکیل نے جرم سے صلح کی پھر زخم اچھا ہو گیا تو امام کے نزدیک صلح باطل ہوئی اور اگر مر گیا تو صلح خاصۃ وکیل پر جائز ہو گی اگر ضامن ہوا ہی۔ سر زخمی کے وکیل نے اگر موضحہ زخم سے صلح مین پانسو درم سے کم لیا ہی تو صلح بالاجماع جائز ہی بشرطیکہ اسقدر کمی ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہین اور اگر اس سے زیادہ کمی ہو تو نہین جائز ہی اور اگر وکیل نے اس زخم اور دوسرے زخم سے جو اُسکے مثل ہی صلح کی تو موکل پر آدھے کی صلح جائز ہو گی بشرطیکہ دونون کے ارش برابر ہو اور اگر ارش مین اختلاف ہو تو بحساب اُسکے لازم ہو گی اور زیادتی وکیل کے ذمہ ہی اگر اُسنے ضمان دی ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر موضحہ زخم سے اور جو کچھ اُس سے نقصان پیدا ہوا صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے دو موضحہ زخمون اور اُنکے نقصانون سے صلح کی اور ضامن ہوا تو آدھی موکل پر اور آدھی وکیل پر جائز ہوئی خواہ وہ شخص زندہ رہے یا مر جاے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی سر کے زخم کا ایک شخص پر دعوی کیا گیا اُسنے ایک شخص کو صلح کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ بدل کی ضمانت کر لے اُسنے وصیف غیر معین یا دس بکریون یا پانچ اونٹون پر صلح کی تو جائز ہی اور وکیل پر اوسط مرتبہ کے واجب ہونگے جیسا موکل کے خود صلح کرنے مین درمیانی واجب ہوتے اگر مطلوب نے کسی سر کے زخم سے جو اُسنے عمداً زخمی کیا ہی صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے موکل کے غلام کی دس برس خدمت کرنے پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر شراب یا سور پر صلح قرار دی تو یہ عفو ہی اور وکیل یا موکل پر کچھ واجب نہوگا اور اگر وکیل نے کہا کہ مین تجھسے اس غلام یا اس سرکہ پر صلح کرتا ہون پھر وہ غلام آزاد نکلا اور سرکہ شراب نکلی تو وکیل پر زخم کا ارش واجب ہوگا اور اگر دو غلامون پر صلح کی پھر ایک غلام آزاد نکلا تو صلح کرنے والے کے واسطے سواے باقی غلام کے اور کچھ نہین ہی اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور اگر کسی غلام پر صلح کی اور وہ مدبر یا مکاتب نکلا یا کسی باندی پر صلح کی اور وہ ام ولد نکلی اور وکیل نے اُسکے سپرد کرنے کی ضمانت کی ہی تو اپنے مال سے اُسکی قیمت ادا کرے اور موکل سے واپس لے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر دو شخصون نے ایک شخص کے سر مین موضحہ زخم ڈالا اور دونون نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ ہماری طرف سے صلح کرے اُسنے ایک معین کی طرف سے سو درم پر صلح کی تو جائز ہی اور دوسرے پر آدھا ارش واجب ہوگا اور اگر کسی ایک کی طرف سے صلح کی اور اُسکو معین نہ کیا تو جائز ہی اور معین کرنا اُسی کے بیان پر ہی۔ اسی طرح اگر دو شخصون کے سر مین زخم ڈالا اور وکیل کیا کہ دونون سے صلح ٹھہرائی پھر اُسنے ایک معین سے صلح کی تو جائز ہی اور اگر کسی ایک سے صلح کی اور بیان نہ کیا تو بھی جائز ہی اور بیان کرنا اُسی پر ہی۔ اور اگر ایک آزاد اور ایک غلام نے کسی کا زخمی کیا اور زخم موضحہ ہی پھر آزاد اور مالک غلام نے کسی کو صلح کے واسطے مقرر کیا اُسنے دونون کی طرف سے پانسو درم پر صلح ٹھہرائی تو مالک غلام پر نصف اور آزاد پر نصف درم لازم ہونگے اگرچہ غلام کی قیمت پچاس درم کیون نہو یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے ایک آزاد اور ایک غلام کو قتل کیا پھر مالک غلام نے اور ولی آزاد نے کسی کو قاتل کے ساتھ صلح کرنے کے واسطے مقرر کیا پس اگر عمداً قتل کیا اور غلام کی قیمت پانسو درم ہی اور صلح گیارہ ہزار درم

پر واقع ہوئی تو بدل صلح دونون مین تقسیم ہوگا آزاد کے وارثون کو دس ہزار درم اور مالک غلام کو پانچسو درم دیے جائینگے تو اکیس حصہ ہونگے اور اگر دونون خون خطا سے ہون تو آزاد کے وارثون کو دس ہزار درم اور باقی غلام کے مالک کو ملیگا اور اگر غلام کا خون عمدًا اور آزاد کا قتل خطا سے ہو تو بھی یہی حکم ہی کہ وارثان آزاد کو کل ہزار درم اور باقی مالک غلام کو ملیگا اور اگر غلام کا قتل خطا سے اور آزاد کو عمدًا قتل کیا ہی تو اسکا حکم وہ ہی جو دونون عمدًا ہونے کی صورت مین مذکور ہوا یہ مبسوط مین ہی اگر کوئی غلام خطا سے مقتول ہوا اور مالک نے کسی کو صلح کے واسطے مقرر کیا اُسنے دس ہزار درم پر صلح کی تو جائز ہی اور مالک دس درم واپس کردے اور اگر اُسکی آنکھ پھوڑ دی گئی اور چھ ہزار درم پر صلح ہوئی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور اگر بجاے آنکھ پھوڑنے کے سر مین موضحہ زخم کیا ہی اور ہزار درم پر صلح ہوئی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور اگر دس ہزار درم پر صلح ہوئی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسمین سے دس درم کم کیے جاوینگے اور امام محمد رح کے نزدیک آنکھ پھوڑنے مین سواے پانچ درم کم پانچ ہزار درم کے واجب نہین ہوتے ہین اور موضحہ زخم مین سواے نصف درم کم پانچ سو درم کے واجب نہین ہوتے ہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر مکاتب پر کسی جرم کا یا اُسکے غلام پر کسی جرم کا دعوی ہوا اور اُسنے کسی کو صلح کے واسطے وکیل کیا پھر مکاتب عاجز ہوا اور غلام ہوگیا اور وکیل کو معلوم نہ تھا اُسنے صلح کی اور بدل صلح کی ضمانت کرلی تو مکاتب کی ذات پر یہ صلح جائز نہین ہی پس وکیل سے مطالبہ کیا جائیگا کیونکہ اُسنے ضمانت کرلی ہی اور جب مکاتب آزاد ہوجاوے تو اُس سے پھیر لیگا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی کے سر مین زخم ڈالا گیا اُسنے کہا کہ مین نے تجھکو اپنے سر کے زخم مین وکیل کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو وکیل کو صلح کرنے یا عفو کرنے یا خصومت کرنیکا اختیار نہین ہی۔ اور اگر زخم کا پورا ارش لے لیا پس اگر زخم خطا سے آیا ہی تو استحسانًا جائز ہی اور اگر عمدًا ہوا ہی تو اُسکو ارش پر قبضہ کرنیکا اختیار نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر مشجوع نے کہا کہ جو کچھ تو میرے اس زخم کی بابت کرے وہ جائز ہی اُسنے صلح کرلی تو استحسانًا جائز ہی اور اگر زخم ڈالنے والے کو بری کردیا تو جائز نہین ہی اور اگر کہا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہی تو بری کرنا اور صلح وغیرہ سب کرنا جائز ہی

کذا فی المبسوط

آٹھوان باب۔ دو شخصون کو وکیل کرنے کے بیان مین ۔ اگر دو شخصون کو وکیل کیا تو ایک کو بدون دوسرے کے اُسمین تصرف کرنیکا اختیار نہین ہی اور یہ اُسوقت ہی کہ ایک ہی کلام سے دونون کو وکیل کیا مثلًا کہا کہ مین نے تم دونون کو اپنے اس غلام کے فروخت کے واسطے وکیل کیا اور اگر دونون کو علحدہ علحدہ وکیل کیا تو جس شخص نے دونون مین سے اُسکو فروخت کیا جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ ایک شخص کو ایک عورت سے نکاح کرادینے کے واسطے وکیل کیا اور دوسرے کو بھی اسی واسطے وکیل کیا پھر ہر ایک نے ایک ایک عورت سے نکاح کرادیا پھر دونون عورتین بہنین نکلین پس اگر دونون نکاح آگے پیچھے واقع ہوئے تو پہلا نکاح جائز اور دوسرا باطل ہوا اور اگر دونون معًا واقع ہوے تو دونون نکاح باطل ہوے۔ دو شخصون کو ایک عورت سے نکاح کرانے کے واسطے وکیل کیا یا ایک عورت نے دو وکیلون کو اسی واسطے مقرر کیا پھر ایک وکیل نے ایسا کیا تو جائز نہین ہی اگرچہ موکل نے مہر مقرر کردیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ طلاق وعتاق کے دو

وکیلوں میں سے ایک منفرد ہو سکتا ہے بشرطیکہ بغیر مال کے ہو اور ایسے ہی ودیعت اور عاریت اور غصب اور مبیع بیع فاسد کے واپس کرنے میں دو وکیلوں کا بھی یہی حکم ہے کذا فی الخلاصہ۔ اگر دو شخصوں کو اپنی عورت کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور ایک شخص نے طلاق دی اور دوسرے نے انکار کیا تو جائز ہے کیونکہ ایقاع طلاق کے واسطے رائے کی حاجت نہیں ہے اور یہی حکم غلام کے آزاد کرنے میں ہے۔ اور اگر طلاق کے واسطے دو شخص وکیل مقرر کر کے کہا کہ ایک بدون دوسرے کے ہرگز طلاق نہ دے پس ایک نے بدون دوسرے کے طلاق کے طلاق دی یا ایک نے طلاق دی اور دوسرے نے فقط اجازت دی تو جائز نہیں ہے۔ اور یہی حکم عتق کے دو وکیلوں کا ہے۔ اور اگر کہا کہ تم دونوں عورت کو تین طلاق دو پس ایک نے ایک طلاق دی پھر دوسرے نے دو طلاقیں دیں تو کچھ واقع نہ ہوگی جبتک کہ تین طلاقوں پر اجتماع نہو۔ اور اگر دونوں کو ایک غیر معین عورت کے طلاق کے واسطے وکیل کیا یا غیر معین غلام کے آزادی کے واسطے وکیل کیا تو طلاق یا عتاق دونوں کا جب تک کہ مجتمع نہوں جائز نہیں ہے کذا فی النہایہ۔ اگر خلع کے واسطے دو شخصوں کو وکیل کیا پھر ایک نے خلع کرایا تو جائز نہیں ہے اور اگر بدل خلع معین کر دیا ہو تو بھی ایسا ہی ہے کذا فی الذخیرہ۔ اسی طرح اگر ایک نے خلع کیا اور دوسرے نے اجازت دیدی تو بھی جائز نہیں ہے جبتک کہ دوسرا یہ نہ کہے کہ میں نے اس عورت سے خلع کیا کذا فی فتاوے قاضی خان۔ ایسے مسائل میں قاعدہ یہ ہے کہ جس تصرف میں رائے کی احتیاج ہے اگر اسمیں دو شخص کو وکیل کیا اور ایک نے وہ کام کیا دوسرے نے نہ کیا تو جائز نہیں ہے اور جس تصرف میں رائے کی ضرورت نہیں ہے اسمیں ایک کے تصرف سے بدون دوسرے کے جواز ہو جائیگا۔ اگر اپنی عورت کا کام دو شخصوں کے ہاتھ میں دیا یعنی اسکو طلاق دیں یا نہ دیں پس فقط ایک نے طلاق دی تو جائز نہیں ہے۔ اگر دو شخصوں کو ہزار درم بضاعت کسی شخص کو دینے کے واسطے کیا اور ہزار درم دونوں کو دیدیئے پس ایک نے بدون دوسرے کے وہ درم اس شخص کو دیدیے تو قیاس چاہتا ہے کہ ضامن ہو اور استحساناً ضامن نہوگا اور اگر دونوں وکیلوں نے کسی کو اسواسطے وکیل کیا کہ جسکو مالک نے کہا ہے اسکو یہ درم دیدے پس اسنے دیدیے تو قیاس چاہتا ہے کہ دونوں ضامن ہوں اور استحساناً ضامن نہونگے کیونکہ جو شخص اس مال پر قبضہ کرنے کے واسطے مالک کی طرف سے بیان کیا گیا تھا اسکو مال پہونچ گیا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دو شخصوں کو اپنا قرضہ فلان شخص سے وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور موکل غائب ہو گیا اور ایک وکیل بھی غائب ہو گیا پھر دوسرا وکیل جو حاضر ہے قرضدار کے پاس آیا اور قرضدار نے قرض کا اقرار کیا مگر وکالت سے انکار کیا پس وکیل نے گواہ سنائے کہ اس شخص کو فلان شخص نے اپنا قرضہ وصول کرنے کے واسطے جو اس مدعا علیہ پر ہے وکیل کیا ہے تو قاضی دونوں کی وکالت کا حکم دیدیگا حتے کہ اگر غائب وکیل آوے تو اسکو اپنی وکالت کے واسطے دوبارہ گواہ سنانے کی ضرورت نہوگی کذا فی الذخیرہ۔ اگر دو شخصوں کو ایک قرض کے دعوی میں خصومت کرنے اور قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا تو ایک کو بدون دوسرے کی خصومت کا اختیار ہے۔ ولیکن ایک بدون دوسرے کے قبضہ نہ کریگا پس اگر ایک نے قبضہ کیا تو قرضدار بری نہوگا جبتک دوسرے وکیل کے ہاتھ میں بھی یا موکل کے پاس نہ پہونچے کذا فی الحاوی نوادر بن سماعہ میں امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ میں ہے اسپر ایک شخص نے دعوی کیا اور اسمیں خصومت کے واسطے دو شخصوں کو اور اسپر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا پس دونوں نے مخاصمہ کیا پھر ایک وکیل مر گیا تو امام رح نے فرمایا کہ میں زندہ وکیل سے گھر کے مقدمہ میں گواہ قبول کرونگا اور موکل کی ڈگری کر دونگا ولیکن گھر اسکے قبضہ میں دینے کا حکم نہ دونگا بلکہ مردہ وکیل کے ۱۰

طرف سے ایک وکیل اس وکیل کے ساتھ مقرر کرکے دونون کے قبضہ مین گھر سپرد کرنیکا حکم دونگا- اسی طرح اگر ایک ہی وکیل مقرر ہوا ہو اور اُسنے گواہ سنائے اور مین نے موکل کی ڈگری کر دی پھر وہ وکیل مرگیا تو اُسکی طرف سے ایک وکیل مقرر کرکے مدعا علیہ کو حکم دونگا کہ گھر اُسکے قبضہ مین سپرد کرے اور مدعا علیہ غاصب کے ہاتھ مین چھوڑ دونگا کذا فی الذخیرہ - اگر دو شخصون کو بیع کے واسطے وکیل کیا اور ایک انمین غلام مجبور ہے تو اکیلا دوسرا بیع نہین کر سکتا ہے کیونکہ موکل ایک کی رائے پر راضی نہین ہے پس اگر ایسا وکیل مرگیا یا اُسکی عقل جاتی رہی تو دوسرا اُسکو فروخت نہین کر سکتا ہے- اگر دو شخصون کو ایک غلام فروخت کرنے یا خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس ایک نے بدون دوسرے کے یہ کام کیا تو جائز نہین ہے جب تک کہ موکل یا دوسرا وکیل اجازت نہ دے خواہ دام مقرر کر دیے ہون یا نہ مقرر کیے ہون اور خواہ دوسرا وکیل غائب ہو یا حاضر ہو ولیکن خرید اور فروخت مین ایک فرق ہے وہ یہ ہے کہ اگر اکیلے نے خریدا تو خریداری اُسکے ذمہ بلاتوقف پڑجائیگی بخلاف بیع کے کہ یہ موکل یا دوسرے وکیل کی اجازت پر موقوف رہیگی- اسی طرح مکاتب کر دینے یا مال لیکر آزاد کر دینے کے دونون وکیلون مین اگر ایک نے کیا دوسرے نے نہ کیا تو جائز نہین ہے جبتک کہ موکل یا دوسرا وکیل اجازت نہ دے- اور اگر کسی کچھ ہبہ کیا اور اُسکی سپرد کرنے کے واسطے دو وکیل کیے اور ایک نے بدون دوسرے کے سپرد کیا تو ہبہ صحیح ہوگیا اور اگر ادائے قرض کے واسطے دو وکیل کیے اور قرض اُنکو دیا- یا پھر ایک نے بدون دوسرے کے قرض ادا کیا تو جائز ہے یہ سراج الوہاج مین ہے- ایک شخص نے دو شخصون کو وکیل کیا کہ میری دونون عورتون کو اسقدر مال پر خلع کرا دو یا میرے دونون غلامون کو اسقدر دامون پر فروخت کر دو پھر دونون نے ایک عورت سے خلع کیا یا ایک غلام کو ثمن معلوم پر فروخت کیا تو جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے- اگر دو شخصون کو وکیل کیا کہ دونون یہ مال معین ہبہ کر دو اور موہوب لہ کو متعین نہ کیا تو سب کے نزدیک ایک منفرد ہو سکتا ہے کذا فی البحر الرائق- رہن کے دو وکیلون مین سے ایک منفرد نہین ہو سکتا ہے یہ حاوی مین لکھا ہے- اگر دو وکیلون کو کوئی گھر یا زمین اجارے پر لینے کے واسطے وکیل کیا پس ایک نے اجارے پر لیا تو یہ عقد اُسی کے لیے ہوا اور اگر اُسنے موکل کو دیا تو دست بدست دونون مین از سرنو اجارہ منعقد ہوا کذا فی المحیط- اگر دو شخصون کو اپنی ودیعت پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا پس ایک نے بدون دوسرے کے قبضہ کیا تو وہ ضامن ہے اور اگر دونون نے ایک ساتھ قبضہ کیا تو جائز ہے اور ہر ایک کو دوسرے کے پاس ودیعت رکھدینے کا اختیار ہے اور دونون کو اختیار ہے کہ ایک کے عیال کے پاس ودیعت رکھدین کذا فی الحاوی- ایک شخص نے دو شخصون سے کہا کہ مین نے دونون مین سے ایک کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک باندی ہزار درم کو خرید دے پس ایک نے خرید دی پھر دوسرے نے خریدی تو دوسرا اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہوگا اور اگر دونون نے ایک ہی وقت مین موکل کے واسطے باندی خریدی تو دونون کی دونون باندی موکل کی ہونگی اور اسی پر فتوی ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے- اگر کسی شخص کو اپنا غلام بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور دوسرے کو بھی اسی غلام کے بیچنے کے واسطے وکیل کیا پس اُسنے ایک شخص کے ہاتھ بیچا اور دوسرے نے دوسرے کے ہاتھ بیچا پس اگر پہلا مشتری معلوم ہو تو غلام اُسی کا ہوگا اور اگر اول نہ معلوم ہو تو ہر ایک کو آدھا غلام ملیگا اور آدھے دام دینے پڑینگے اور ہر ایک اس سے خدمت لیگا اور اگر غلام کسی ایک وکیل کے قبضہ مین ہو یا موکل کے قبضہ مین ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی مشتری کے قبضہ مین ہو تو وہ اولے شمار ہوگا اور اُسی کو ملیگا ولیکن اگر دوسرے مشتری نے اپنے خریدنے کی تاریخ اس سے مقدم لکھی دکھائی تو ایسا نہین ہے اور ایک یہ صورت

ہو سکتی ہے کہ ایک وکیل نے ایک شخص کے ہاتھ اور خود موکل نے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا یا ایک ہی وکیل تھا اُسنے ایک کے ہاتھ اور موکل نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور یہ صورت کتاب میں مذکور نہیں ہے اور شک نہیں ہے کہ اگر اول معلوم ہو تو وہی اولے ہوگا اور اگر معلوم نہ ہو تو جیسا امام محمد رح نے ہم سے روایت کی ہے کہ موکل کی بیع اولے ہوگی اور ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ غلام دونوں مشتریوں کے درمیان آدھا آدھا مشترک ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر دو شخصوں کو ہزار درم اسواسطے دیے کہ فلان شخص کو دیدیں پھر ایک نے اسکو دیے تو قیاساً وہ نصف کا ضامن ہوگا ولیکن استحساناً ضامن نہوگا کیونکہ غیر کو مال پہونچا دینے میں رائے کی ضرورت نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے کہا کہ میری طرف سے یہ ہزار درم فلان یا فلان کو ادا کر دے اسنے دونوں میں جسکو چاہا ادا کر دیا تو جائز ہے کذا فی الحاوی۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک غلام معین کی بیع کے واسطے وکیل کیا اور اسی غلام کی بیع کے واسطے دوسرا وکیل کیا پھر ایک نے اسکو فروخت کیا پھر دوسرے نے مشتری کے ہاتھ اس سے زیادہ داموں کو فروخت کیا تو امام ابوبکر بلخی نے فرمایا کہ دوسرے کی بیع جائز ہے کیونکہ پہلے کے فروخت کرنے سے دوسرا وکالت سے خارج نہیں ہوا اور دوسرے کی بیع اُسی مشتری کے ہاتھ پہلی بیع کے واسطے فسخ بھی نہیں ہے تاکہ جائز نہو یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اگر دو شخصوں کو دو غلاموں کو ہزار درم میں فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا پس ایک نے ایک غلام چار سو درم کو بیچا پس اگر یہ دام ہزار درم میں سے اُس غلام کا حصہ ہو تو جائز ہے کیونکہ دونوں غلاموں کے جدا بیچنے میں موکل کا ضرر نہوا اسی طرح اگر اُس حصہ سے زیادہ داموں کو بیچا تب بھی موکل کا نفع ہے اور اگر کم داموں کو دیا تو جائز ہے نہیں۔ اور کتاب میں مذکور نہیں ہے کہ تھوڑا اور بہت نقصان یکسان ہے اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر نقصان خفیف ہو تو جائز ہے اور اگر زیادہ ہو تو جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ دو شخصوں کو رہن کرنے کے واسطے وکیل کیا اور حکم دیا کہ مرتہن کو رہن کی بیع کے واسطے قابو دیدیں پس دونوں نے رہن کیا اور ایک نے مرتہن کو بیع کے واسطے اختیار دیا تو مرتہن کو بیع کا اختیار حاصل نہوگا کیونکہ ایک اسکی بیع کا اختیار علیحدہ نہیں رکھتا ہے تو دوسرے کو بھی بیع کا اختیار نہیں دے سکتا ہے پس اگر دونوں نے کہا کہ فلان شخص مجھسے قرض مانگتا ہے اور دونوں نے اُسکو رہن دیدیا پھر ایک نے کہا کہ ہمکو بھیجنے والے نے حکم دیا تھا کہ ہم مرتہن کو بیع کا اختیار دیدیں اور دوسرا انکار کرتا ہے تو مرتہن کو اختیار حاصل ہو جائیگا کیونکہ ایک اپنی بیع کے واسطے منفرد ہو سکتا ہے تو بیع کا اختیار دیدینے میں بھی منفرد ہو سکتا ہے یہ ذخیرہ میں ہے

نوان باب ۔ ان صورتوں کے بیان میں جنسے وکیل وکالت سے باہر ہو جاتا ہے ازانجملہ یہ ہے کہ جس امر کے واسطے وکیل کیا تھا اُسمین وکیل کے تصرف سے پہلے خود موکل تصرف کرے مثلاً اپنا غلام بیچنے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے خود بیچا یا ہبہ کر دیا یا مکاتب کر دیا تو وکیل وکالت سے خارج ہوا اسی طرح اگر اُسمین استحقاق ثابت ہوا یا پہلی آزادی تو بھی وکالت سے خارج ہوا کذا فی البدائع۔ اور اگر بیع کے واسطے وکیل کیا پھر غلام یا باندی کو ہبہ یا صدقہ کیا یا اس سے وطی کی اور ام ولد بنایا تو وکیل وکالت سے خارج ہوا اور اگر وطی کی اور ام ولد نہ بنایا یا خدمت لی یا تجارت کی اجازت دی تو وکالت باقی رہیگی اور اگر رہن کیا یا کرایہ پر دیا یا سپرد کیا تو ظاہر الروایۃ میں ہے کہ وکالت سے باہر نہوگا۔ اگر موکل یا وکیل نے غلام فروخت کیا پھر بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس دیا گیا تو وکیل اُسکو فروخت کر سکتا ہے اور اگر موکل نے

فروخت کیا اور اپنے واسطے تین روز کی خیار کی شرط کی پھر بیع توڑ دی تو وکیل فروخت کر سکتا ہے اگرچہ موکل واپس کرنیکا مختار رہے جبکہ خیار اُسکے واسطے ہو کذا فی المحیط۔ اگر اپنے غلام کو آزاد کرنے یا مکاتب کرنیکا وکیل کیا پھر مالک نے اُسکو فروخت کر دیا تو وکیل وکالت سے خارج ہو گیا پھر اگر وہ غلام مالک کی ملک میں آ گیا پس اگر وہ ایسے سبب سے آیا کہ جو اصل سے بیع کے واسطے فسخ ہے تو اُسکی قدیمی ملک عود کر آئی پس وکیل بھی اپنی وکالت پر ہے اور اگر ایسے سبب سے اُسکی ملک میں آیا جو از سر نو ملکیت پیدا کرتی ہے جیسے بعد قبضہ کے بدون حکم قاضی کے عیب کی وجہ سے واپس لیا یا اقالہ یا میراث کی وجہ سے ملا تو وکالت عود نہ کریگی۔ اور اگر اہل حرب نے اُسکو قید کیا اور اپنی ملک میں لے گئے پھر موکل نے اُسکو خریدا اور از سر نو ملکیت حاصل ہو لی تو وکالت عود نہ کریگی اور اگر اہل حرب نے خریدنے والے سے لیا یا اس شخص سے لیا جسکے حصہ میں مال غنیمت میں آیا تھا اور قیمت ادا کر دی تو وکیل اپنی وکالت پر رہیگا۔ اور اگر اپنی باندی آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر اُسکو مالک نے آزاد کیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی اور پھر قید ہوئی اور موکل اُسکا مالک ہوا تو اُسکو وکیل کا آزاد کرنا جائز نہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر اپنا غلام ہبہ کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے خود ہبہ کر دیا پھر ہبہ سے رجوع کر لیا تو وکالت عود نہ کریگی حتے کہ وکیل کو ہبہ کر دینے کا اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی چیز کی خریداری کے واسطے وکیل کیا اور خود خرید لی تو بھی ایسا ہی ہے یہ بدائع میں ہے۔ اگر کسی کو معین ستو گیہوں کے خریدنے یا فروخت کرنیکا وکیل کیا پھر وہ آٹا پسا یا ستو بنا ڈالے گئے تو وکالت سے نکل گیا کذا فی الخلاصہ۔ اگر کسی دار معین کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا حالانکہ وہ بے پٹ زمین تھی پھر اُسپر عمارت بنائی گئی پھر وکیل نے اُسکو خریدا تو جائز نہیں ہے اور اگر عمارت بنی ہوئی تھی اُسمیں ایک دیوار تعمیر کی گئی یا پتہ کی گئی یا کہگل لگائی گئی اور وکیل نے خرید دیا تو موکل کے ذمہ پڑیگا اسی طرح بیع کی وکالت میں بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ میرے واسطے یہ بے پٹ زمین یا یہ قراح خرید دے یا کہا کہ فروخت کر دے پھر اسمیں خرما کے درخت یا اور درخت لگائے گئے یا دار یا حمام یا حانوت بنائی گئی یا باغ چہار دیواری کا کر دیا گیا تو اُسکی قیمت یا فروخت موکل کے ذمہ نہیں پڑیگی اسی طرح اگر گیہوں کی کھیتی یا انگور کے تاک لگائے گئے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر کسی کو مال اسواسطے دیا کہ میرا قرضہ ادا کر دے پھر موکل نے خود ادا کر دیا پھر وکیل نے ادا کیا پس اگر وکیل کو موکل کے فعل کی خبر نہ تھی تو ضامن نہو گا اور موکل قرضخواہ سے وہ مال جو وکیل نے دیا ہے واپس لیگا اور اگر خبر تھی تو ضامن ہو گا اور خبر نہونے میں قسم کے ساتھ وکیل کا قول لیا جائیگا کذا فی الحاوی۔ اگر اپنا غلام مکاتب کرنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے مکاتب کر دیا پھر وہ عاجز ہو کر غلام ہو گیا تو وکیل کو دوبارہ مکاتب کرنیکا اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ایک عورت سے نکاح کرا دینے کا وکیل کیا اُسنے ایک عورت سے نکاح کرا دیا پھر موکل نے اُسکو بائن کر دیا تو وکیل دوبارہ نکاح نہیں کرا سکتا ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر موکل نے اس عورت کی ماں یا ذات رحم محرم سے نکاح کر لیا یا اُسکی سواے چار عورتوں سے نکاح کر لیا تو وکیل معزول ہو گیا کذا فی الخلاصہ۔ اگر اپنی عورت کو خلع کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر اُسکو خود خلع دیدیا یا خلیہ کر دیا تو وکیل معزول ہو گیا کیونکہ وہ خلع کا محل نہیں رہی کذا فی البدائع۔ اگر کسی خاص عورت سے نکاح کرا دینے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے خود اس عورت سے نکاح کر لیا پھر اُسکو طلاق دیدی پھر وکیل نے اُسکے ساتھ نکاح کرا دیا تو جائز نہیں ہے ایک عورت نے کسی کو اپنا نکاح کرا دینے کے واسطے وکیل کیا پھر عورت نے خود ہی نکاح کر لیا تو وکیل وکالت سے نکل گیا خواہ اُسکو خبر ہو یا نہو

ع [illegible]

کذا فی المحیط - ایک شخص کو اپنی عورت کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے اپنی عورت کو بائن یا رجعی طلاق دی اور اُسکی عدت گذر گئی پھر وکیل نے طلاق دی تو واقع نہو گی - اسی طرح اگر اسکے بعد پھر موکل نے اُس سے نکاح کیا تو وکیل اُسکو طلاق نہین دے سکتا ہی - اور اگر موکل نے بعد توکیل کے ایک طلاق دی پھر عدت مین وکیل نے اُسکو طلاق دی تو طلاق پڑ جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر اپنی عورت کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا پھر خود اس سے خلع کر لیا تو جب تک وہ عدت مین ہی وکیل کی طلاق اُسپر پڑ جائیگی کیونکہ شوہر کی طلاق اس حالت مین اُسپر واقع ہو سکتی ہی پس وکیل اپنی وکالت پر باقی ہی یہ تبیین مین ہی - اگر کسی کو رہن کے واسطے وکیل کیا پھر خود ہی رہن کیا پھر فک رہن کر لیا تو وکیل رہن نہین کر سکتا ہی اور اگر ایک دوسرے شخص کو رہن کے واسطے وکیل کیا اور پہلے وکیل نے رہن کر دیا ہی پھر اُسنے فک رہن کیا تو دوسرا رہن کر سکتا ہی کیونکہ جب اُسنے پہلے وکیل کے رہن کے بعد وکیل کیا تو یہ دلیل ہی کہ بعد انفکاک رہن کے اسکو رہن کا اختیار ہی بخلاف اسکے کہ اگر دوسرے کو پہلے کے رہن کرنے سے پہلے وکیل کیا پھر پہلے وکیل نے رہن کیا کیونکہ اس صورت مین دوسرے کو رہن کرنے کی اجازت فی الحال حاصل ہوئی تو گویا رہن کے واسطے دو وکیل ہوئے ہر جس نے رہن کر دیا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ادائے زکوۃ کے وکیل نے اگر موکل کے خود ادا کر دینے کے بعد ادا کی تو امام اعظم رح کے نزدیک ضامن ہوگا خواہ اُسکو موکل کا ادا کر دینا معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اور صاحبین رح کے نزدیک اگر معلوم ہو تو ضامن ہوگا ورنہ نہین یہ محیط مین ہی - از انجملہ خود موکل کے معزول کرنے سے معزول ہو جاتا ہی اور عزل کے صحیح ہونے کی دو شرطین ہین ایک یہ ہی کہ وکیل کو اسکا علم ہو جاوے کیونکہ معزول کرنا ایک عقد کا فسخ کرنا ہی پس مثل فسخ کے اسکا حکم بدون علم کے ثابت ہوگا پس اگر وکیل کی موجودگی مین اُسکو معزول کیا تو صحیح ہی اور اگر غائب ہی اور اُسکو ایک خط لکھ بھیجا اور وہ خط اسکو پہونچا اور اُسکے مضمون سے واقف ہوا تو معزول ہو گیا اسی طرح اگر ایک ایلچی بھیجا اور ایلچی نے پیغام معزولی پہونچا دیا کہ فلان شخص نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہی کہتا ہی کہ مین نے تجھے وکالت سے معزول کیا تو معزول ہو جائیگا خواہ ایلچی عادل ہو یا غیر عادل آزاد ہو یا غلام صغیر ہو یا کبیر ہو بشرطیکہ پیغام اسی طور سے پہونچا دے جیسا ہم نے بیان کیا اور خط یا ایلچی نہ بھیجا ولیکن وکیل کو دو شخصون نے خواہ عادل ہون یا غیر عادل یا ایک شخص نے یہ خبر دی کہ تو معزول ہو گیا تو بالاتفاق معزول ہو جائیگا خواہ وکیل نے اُسکی تصدیق کی ہو یا نہ کی ہو بشرطیکہ یہ خبر سچی ثابت ہو کیونکہ ایک شخص کی خبر معاملات مین مقبول ہوتی ہی اگرچہ عادل نہو - اور اگر ایک شخص غیر عادل نے اُسکو خبر دی پس اگر اُسنے تصدیق کی تو بالاجماع معزول ہوگا اور اگر تکذیب کی تو معزول نہوگا اگرچہ خبر کا صدق ہونا ظاہر ہوا ہو اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور صاحبین رح کے نزدیک اگر خبر کا صدق ظاہر ہو تو معزول ہوگا اگرچہ تکذیب کی ہو اور اگر موکل نے اُسکو معزول کیا اور اسکی معزولی پر گواہ کر لیے اور اُسکو برطرف کرنے کی خبر کسی نے نہ دی تو معزول نہوگا اور بعد معزول ہونے کے خبر پہونچنے سے پہلے اُسکا تصرف ویسا ہی جائز ہوگا جیسا معزول ہونے سے پہلے جائز تھا کسی ہین احکام مین سے فرق نہوگا - دوسری شرط یہ ہی کہ وکالت سے دوسرے کا حق متعلق نہو اور اگر دوسرے کا حق متعلق ہو تو بدون حضور اُسکی رضامندی کے اُسکا معزول کرنا صحیح نہین ہی چنانچہ اگر مدعا علیہ نے مدعی کی درخواست سے ایک شخص کو اپنی خصومت کے واسطے وکیل کیا پھر بدون مدعی کی موجودگی کے اُسکو معزول کیا تو معزول نہوگا یہ بدائع مین ہی ایک شخص کو اپنا غلام بیچنے کے واسطے وکیل کیا پھر اسکو وکالت سے باہر کیا اور اسکو معلوم نہین ہوا پس اُسنے غلام فروخت کیا اور ثمن پر قبضہ کر لیا اور وہ اسکے ہاتھ مین تلف ہو گیا اور غلام بھی سپرد کرنے سے پہلے اُسی کے پاس مر گیا تو

مشتری کو اختیار ہو کہ ثمن وکیل سے لیوے اور وکیل کو اختیار ہو کہ موکل سے لیوے۔ اسی طرح اگر مالک غلام نے اسکو مدبر یا مکاتب یا بیع کیا اور وکیل کو معلوم نہوا۔ اسی طرح اگر اُسمین استحقاق ثابت ہوا یا ظاہر ہوا کہ وہ اصلی آزاد ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ حاوی مین ہو۔ ایک شخص نے اپنی کسی مال معین کے فروخت کے واسطے وکیل کیا پھر اُسکو وکالت سے باہر کرنا چاہا تو اُسکو اختیار ہو مگر اس صورت مین اختیار نہوگا کہ اُس سے وکیل کا حق متعلق ہو مثلاً اُسکو حکم دیا کہ یہ مال فروخت کرکے اُسکے دامون سے اپنا قرض لے لے کذا فی الذخیرہ۔ اگر خصم کی غیر حاضری مین وکیل معزول ہو پس یا یہ وکیل طالب کا تھا تو معزول کرنا صحیح ہو اگرچہ مطلوب حاضر نہو یا مطلوب کا وکیل تھا پس یا توکیل بدون کسی کے التماس کے تھی اور اس صورت مین بھی معزول کرنا صحیح ہو اگرچہ طالب غائب ہو یا قاضی یا طالب کے التماس سے تھی پس اس صورت مین اگر توکیل کے وقت وکیل غائب تھا اور اُسکو توکیل کی خبر نہوئی تو ہر حال مین اُسکا معزول کردینا صحیح ہو اور اگر وکیل حاضر تھا یا غائب تھا مگر اُسکو توکیل کا علم ہوا اور اُسنے رد نہ کیا پس اگر طالب کے التماس سے یہ توکیل تھی تو اُسکی غیبت مین معزول کرنا صحیح نہین ہو اور اُسکی موجودگی مین صحیح ہو خواہ وہ خوش ہو یا ناخوش ہو اور اگر قاضی کے التماس سے توکیل تھی اور طالب غائب تھا تو قاضی کے سامنے اُسکا معزول کرنا صحیح ہو اگرچہ طالب غائب ہو اور اگر طالب کے سامنے معزول کیا تو بھی صحیح ہو یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا اُسکی عورت نے کہا کہ اگر تو فلان مدت تک نہ آوے تو میری طلاق کے واسطے کسی کو وکیل مقرر کردے کہ مجھے اُسوقت پر طلاق دیدے اُسنے ایسا ہی کیا پھر اُسنے وکیل کو لکھا کہ مین نے تجھے وکالت سے خارج کردیا تو نصیر بن یحییٰ رہ نے فرمایا کہ معزول کرنا صحیح ہو اور محمد بن سلمہ رہ نے فرمایا کہ معزول کرنا صحیح نہین ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ ازانجملہ موکل کے مرجانے سے معزول ہوجاتا ہو کیونکہ توکیل موکل کے حکم سے تھی اور مرجانے سے حکم دینے کی اہلیت باقی نہ رہی پس وکالت باطل ہوگئی خواہ وکیل کو اُسکے مرنے کی خبر ہوئی یا نہو یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر طالب مرگیا اور طالب کے مرنے کی خبر مطلوب کو نہوئی اُسنے وکیل کو مال دیدیا تو بری نہوگا اور اُسکو واپس کرلینے کا اختیار ہو اور اگر موکل کے مرنے کے خبر تھی تو وکیل سے ضمان نہین لے سکتا ہو اگر اُسکے پاس ضائع ہوجاوے کذا فی الخلاصۃ۔ وکیل نے بطور بیع الوفا کے فروخت کیا پھر اُسکا موکل مرگیا تو اُسکے مرنے سے وکیل معزول نہوگا کذا فی البحر الرائق۔ ایک شخص پر دعویٰ کیا گیا کہ اُسنے سر زخمی کردیا ہو اُسنے ایک شخص کو صلح کے واسطے وکیل کیا پھر موکل مرگیا تو وکالت باطل ہوگئی پس وکیل نے صلح کی اور اپنے مال سے ضمانت دی تو خاصۃً وکیل پر صلح جائز ہوگی اور اگر موکل نہ مرا اور طالب مرگیا اور وکیل نے طالب کے وارثون سے صلح کی تو جائز ہو کیونکہ طالب کے وارث بجاے اُسکے قائم ہوئی مطالبہ کرسکتے ہین کذا فی المبسوط۔ ازانجملہ موکل کا مجنون ہوجانا وکالت کو باطل کرتا ہو بشرطیکہ جنون مطلق ہو کیونکہ اُس سے اہلیت حکم باقی نہین رہتی ہو کذا فی البدائع۔ اور جنون مطلق امام ابو یوسف رہ کے نزدیک ایک مہینہ ہو اور امام محمد رہ کے نزدیک ایکسال کامل ہو اور یہی صحیح ہو کذا فی الکافی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جنون مطلق کا جو حکم ذکر کیا وہ ایسی وکالت کے حق مین محمول کیا جاتا ہو کہ جو لازمی نہو کہ ہر ساعت موکل اُسکو معزول کرسکتا ہو جیسے طالب کی طرف سے وکیل خصومت ہوتا ہو اور اگر وکالت لازمہ ہو کہ موکل ہر ساعت اُسکو معزول نہ کرسکتا ہو مثل عدل کے کہ بیع رہن پر مسلط ہو اور مسلط کرنا عقد رہن مین مشروط ہو تو موکل کے جنون کی وجہ سے وکیل معزول نہوگا اگرچہ جنون مطلق ہو اور اگر وکیل کو جنون مطلق ہوا اور ایسا ہوگیا کہ نیابت اور خرید و فروخت کو نہین سمجھتا ہو تو وکالت سے باہر ہوجائیگا حتے کہ اگر اس حالت مین خر

و فروخت کی تو جائز نہین ہی اور اگر ایسی حالت ہو کہ نیابت و خرید و فروخت سمجھتا ہو تو وکیل باقی رہیگا اور معزول نہوگا پس اگر خرید و فروخت کی تو اصل مین مذکور ہی کہ جائز ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ جو اصل مین مذکور ہی وہ ایسی صورت مین گمان کیا جاتا ہی کہ جب موکل اُس سے راضی ہو اور اگر موکل پسند نہ کرے تو اُسکا تصرف موکل پر نافذ نہوگا کذا فی المحیط - ازانجملہ موکل کا مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملنا وکیل کو وکالت سے خارج کرتا ہی اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین خارج کرتا ہی - اور اگر موکل عورت ہو - اور مرتد ہو گئی تو وکیل اپنی وکالت پر رہیگا یہانتک کہ عورت مر جاوے یا دار الحرب مین چلی جاوے اور یہ بالاجماع ہی کیونکہ عورت کا مرتد ہونا مانع نفاذ تصرف نہین ہی یہ بدائع مین ہی - اگر وکیل نے کہا کہ یہ فعل مین نے اُس عورت کی حیات مین کیا ہی تو خرید و فروخت و تقاضاے قرض و اداے قرض وغیرہ کے ایسی چیزون مین جو تلف ہو چکی ہین اُسکی تصدیق کیجائیگی اور جو بعینہ قائم ہی اُسمین اُسکی تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ مین نے اُس عورت کا قرض فلان شخص سے وصول کیا تو بدون گواہون کے اُسکی تصدیق نہوگی اگرچہ بعینہ قائم ہو یہ حاوی مین ہی - اور اگر کہا کہ مجھے جو مال فلان عورت نے دیا اُسکو مین نے وصول کیا اور موکل عورت نے اُسکو اسکا حکم کیا تھا تو اُسکی تصدیق کیجاویگی بشرطیکہ مال بعینہ قائم نہو یہ مبسوط مین ہی - اگر کسی کو وکیل کیا کہ اس عورت سے میرا نکاح کرا دے پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملی پھر قید ہو کر اسلام لائی پھر وکیل نے موکل سے اُسکا نکاح کرا دیا تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر ایک شخص کو دو شخصون نے وکیل کیا کہ ہم دونون کے واسطے فلان باندی خرید دے پھر دونون مین سے ایک مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا پھر وکیل نے وہ باندی خریدی تو وکیل کے ذمہ آدھی اور آدھی دوسرے موکل کے ذمہ پڑیگی اگر مرتد کے وارثون نے کہا کہ تو نے ہماری مورث کے مرتد ہونے سے پہلے خریدی ہی اور وکیل نے اُنکی تکذیب کی تو قسم لیکر اُسی کا قول لیا جائیگا اور اگر وکیل نے مرتد کا مال بائع کو دیا ہو تو وارثون کا قول لیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ سنائے تو وارثون کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر وکیل نے کہا کہ مین نے باندی مرتد کے دار الحرب مین جا ملنے سے پہلے خریدی ہی اور وارثون نے تکذیب کی تو وارثون کا قول لیا جائیگا بشرطیکہ مال وکیل کو دیا گیا ہو اور وہ مال بعینہ اُسکے یا دوسرے کے ہاتھ مین قائم نہو اور اگر مال نہین دیا گیا ہو تو وارثون کا قول لیا جائیگا اگر وہ مال بعینہ وکیل یا بائع کے پاس قائم ہو یہ مبسوط مین لکھا ہی - ازانجملہ موکل کے عاجز یا مجبور ہو جانے سے وکیل معزول ہوتا ہی مثلاً مکاتب نے کسی کو وکیل کیا پھر وہ عاجز ہو گیا یا ماذون نے کسی کو وکیل کیا پھر وہ مجبور ہو گیا تو وکالت باطل ہو گئی کذا فی البدائع - اگر مکاتب نے کسی کو وکیل کیا پھر وہ عاجز ہو گیا یا ماذون نے وکیل کیا پھر مجبور ہوا تو وکالت باطل ہو گئی خواہ وکیل کو خبر ہو یا نہو اور مستصفی مین لکھا ہی کہ عاجز یا مجبور ہوتے سے فقط خرید و فروخت کے وکالت باطل ہوتی ہی اور اگر تقاضے یا اداے قرض کا وکیل ہو تو وکالت باطل نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی - ازانجملہ دو شریکون کے جدا ہو جانے سے وکالت باطل ہوتی ہی اگرچہ وکیل کو علم نہو کیونکہ یہ عزل حکمی ہی اور عزل حکمی مین علم شرط نہین ہی کذا فی التبیین - ازانجملہ خود وکیل کا مر جانا یا جنون مطبق ہو جانا مبطل وکالت ہی اور اگر مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا تو اُسکا تصرف جائز نہین ہی مگر اس صورت مین جائز ہوگا کہ مسلمان ہو کر عود کرے ولیکن جب تک اُسکے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم نہو جاوے تب تک اُسکا کام موقوف رہیگا اگر مسلمان ہو کر عود کر آیا تو گویا مرتد نہین ہوا اور اگر اُسکے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم ہو گیا پھر وہ مسلمان ہو کر عود کر آیا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ وکالت عود نہ کریگی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ عود کریگی اور اگر وکیل مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا پھر مسلمان ہو کر واپس آیا تو ظاہر الروایت مین وکالت عود نہ کریگی یہ بدائع

مین ہی۔ اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کو طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وہ مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا پھر مسلمان ہو کر آیا تو اپنی وکالت پر باقی ہیگا کذا فی الحاوی اور معزول ہونے کی صورتون مین سے ایک اُس غلام کا مرجانا ہی جسکی بیع یا ہبہ یا مدبر یا مکاتب کرنے کے واسطے مثلاً وکیل ہوا تھا کیونکہ محل تصرف کے ہلاک ہوجانے کے بعد تصرف متصور نہین ہوسکتا ہی کذا فی البدائع۔ از انجملہ جس چیز کی وکالت کے واسطے مقرر ہوا تھا وہ متغیر ہوجاوے مثلاً فلان شخص کے درخت خرما کے کفری بیچنے کے واسطے وکیل کیا گیا پھر وہ کفری گدر یا پختہ یا خشک چھوہارے ہوگئے اور اسکا نام کفری نہ رہا بلکہ بسر یا رطب یا تمر ہوگیا پس وکالت باطل ہوگئی ایسے ہی اگر بسر پک کر رطب ہوگئے تو خرید و فروخت کی وکالت باطل ہوگئی اور اگر بعض بسر پک کر رطب ہوگئے تو خرید و فروخت کی وکالت اسی قدر مین باطل ہوئی ولیکن اگر قلیل بسر سے رطب ہوے مثلاً دو یا تین تو وکالت کل کی باقی رہیگی اور اگر رطب خشک ہو کر تمر ہوگئے تو خرید و فروخت کی وکالت استحساناً باطل نہوگی بخلاف عنب کے اگر وہ زبیب ہوجاوے تو یہ حکم نہین ہی اور چھوٹا بسر بڑا ہوجاوے تو بیع و شرا کی وکالت باطل نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر انڈون کے خرید و فروخت کے واسطے وکیل ہوا پھر اُسمین سے چوزے نکل آئے یا خرما کے بور بیچنے کے واسطے وکیل ہوا اور وہ بڑھکر تمر ہوگئے یا عصیر یا عنب کی بیع کے واسطے وکیل ہوا اور وہ سرکہ یا زبیب یا عصیر ہوگیا یا دودھ بیچنے کے واسطے وکیل ہوا اور وہ مکھن یا گھی ہوگیا تو وکیل وکالت سے خارج ہوگیا۔ ابن سماعہ رح نے امام محمد رح سے روایت کی کہ اگر مرغی کے انڈے تین روز کی شرط خیار پر فروخت کیے پھر انھین تین دن مین انمین سے چوزے پیدا ہوگئے تو بیع باطل ہوگئی اور یہی ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی کہ اگر ابھی دودھ ۱۲ حلیب معین خریدنے کے واسطے وکیل کیا پھر وہ ترش ہوگیا پھر وکیل نے خریدا تو موکل پر جائز نہین ہی اور اگر حلیب کا نام نہ لیا تو جائز ہی کیونکہ دودھ اُسکو بھی کہتے ہین قلت فرق فی الاصطلاح۔ اور اگر تازہ شیرین دودھ بیچنے کے واسطے وکیل کیا پھر وہ ترش ہوگیا پھر فروخت کیا تو جائز ہی کیونکہ محل مقصود نہین ہوا اسلیے کہ مقصود بیع سے درم حاصل کرتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی ذمی نے دوسرے ذمی کو شراب معین پر قبضہ کرنیکا وکیل کیا اور وہ سرکہ ہوگئی تو اُسکو قبضہ کرنیکا اختیار ہی کذا فی الحاوی۔ اسی طرح اگر مسلمان نے دوسرے مسلمان کو شیرہ انگور معین پر قبضہ کرنیکا وکیل کیا پھر وہ سرکہ ہوگیا تو قبضہ کرسکتا ہی اور اگر شراب ہوجاوے تو اُسکا حکم کتاب مین ذکر نہین کیا اور صحیح یہ ہی کہ قبضہ کرسکتا ہی یہ مبسوط مین ہی اگر خاص ستوؤن کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا پھر وہ گھی یا روغن زیتون مین لتھ کیے گئے یا شکر یا شہد مین شیرین کیے گئے تو اُسکی خریداری موکل پر جائز نہوگی اور بیچنا جائز ہی اور اگر معین تلون کے خریدنے کے واسطے وکیل ہوا پھر وہ تل بنفشہ یا خیرے مین بسائے گئے تو خریداری موکل پر ناجائز اور بیع جائز ہی اور اگر معین سپید کپڑے کے خریداری کا وکیل کیا پھر وہ سرخ رنگا گیا تو خریداری موکل پر ناجائز اور بیع جائز ہی اسی طرح اگر سفید کو زبان سے نہ کہا ولیکن اشارے سے بتلایا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر تازہ تر مچھلی معین خرید کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر وہ مچھلی نمکین کی گئی تو خریداری موکل پر ناجائز اور بیع جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر غلام نے اپنے قرض کے تقاضے کے واسطے وکیل کیا پھر مالک نے اُسکو باجازت قرضخواہ کے فروخت کیا تو وکیل وکالت سے خارج ہوگیا خواہ اُسکو اسکا علم ہوا یا نہو خواہ غلام پر قرض ہو یا نہو اور اگر اُسپر قرض نہو تو مالک اُسکا تقاضا نہ کرے اور اگر قرض ہو تو قاضی اُسکی طرف سے ایک وکیل تقاضاے قرض کے واسطے مقرر کرے تاکہ اُس سے قرضخواہون کا قرض ادا کرے۔ اور اگر مالک نے اُسکو

آزاد کر دیا تو وکیل اپنی وکالت پر باقی رہا اسی طرح اگر قرضخواہون کی اجازت سے اسکو مکاتب کر دیا تو بھی یہی حکم ہے اگر مکاتب نے اپنی ہبہ پر قبضہ کرنے کے واسطے کوئی وکیل کیا اور وکیل نے مکاتب کے عاجز ہونے یا آزاد ہونے کے بعد قبضہ کیا تو جائز ہے کذا فی المبسوط - اگر غلام تاجر نے خرید یا فروخت وغیرہ کے واسطے وکیل کیا پھر مولے نے وکیل کو وکالت سے خارج کیا تو کچھ نہین ہے خواہ غلام پر قرض ہو یا نہو یہ حاوی مین ہے - اگر دو شخصون کا مکاتب ہے اسنے خرید یا فروخت یا خصومت کے واسطے وکیل کیا پھر ایک کے حصہ ادا کرنے سے عاجز ہوا اور وکیل نے وہ کام کیا تو دونون کے حصہ مین جائز ہوگا

کذا فی المبسوط

متفرقات - عزل وغیرہ کے اگر عورت کو وکیل کرنے کے بعد تین طلاق دیدے تو معزول نہوگی کذا فی البحر الرائق - اگر اپنے غلام کو فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر غلام اور موکل دونون مرگئے اور وکیل کو معلوم نہوا اسنے فروخت کرکے دام وصول کرلیے اور اسکے پاس تلف ہوگئے تو وکیل ثمن کا ضامن ہوگا اور موکل سے نہین لے سکتا ہے اگر غلام مرگیا ہے اور موکل کے ترکہ سے نہین لے سکتا ہے اگر موکل مرگیا ہو کذا فی المحیط - اگر حربی نے دوسرے حربی کو دار الحرب مین وکیل کیا پھر دونون مسلمان ہوگئے یا ایک مسلمان ہوا تو وکالت باطل ہے یہ مبسوط مین ہے - وکیل نے اگر وکالت رد کر دی تو رد ہو جائیگی اور یہ اسوقت ہے کہ موکل کو معلوم ہوا اور اگر معلوم نہو تو رد نہوگی حتے کہ اگر کسی غائب کو وکیل کیا اور اسکو خبر پہونچی اسنے قبول نہ کی بلکہ رد کر دی مگر موکل کو خبر نہوئی تھی کہ اسنے پھر قبول کر لی تو صحیح ہے اور وکیل ہو جائیگا اسی طرح اگر وکالت کرے پھر موکل نے اس سے کہا کہ وکالت رد کر دے اسنے کہا کہ مین رد کر دی تو وکالت سے باہر ہو جائیگا یہ محیط مین ہے - اگر موکل نے وکالت سے انکار کیا اور کہا کہ مین نے اسکو وکیل نہین کیا ہے تو یہ معزول کرنا نہوگا اسی طرح اگر کہا کہ گواہ رہو کہ مین نے اسکو وکیل نہین کیا ہے تو یہ کذب ہے اور وہ شخص وکیل رہا معزول نہوا اور بعض مشائخ نے کہا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور یہی صحیح ہے کذا فی الذخیرہ - باپ نے اگر کسی کو لڑکے کا مال فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر باپ یا وصی مرگیا تو وکیل معزول ہوگیا جبکہ باپ لڑکے کا وارث ہوا اور یہ ہمارے علمائے ثلثہ کے نزدیک ہے کذا فی الخلاصہ - اور اگر وکیل کے کسی فعل کے کرنے سے پہلے لڑکا بالغ ہوگیا تو وکیل معزول ہوگیا اور باپ کا وکیل اور وصی کا وکیل ایک حکم رکھتا ہے - اگر کسی کو خصومت کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ جب مین تجھکو معزول کرون تو میرا خصومت کے مقدمہ مین وکیل ہے تو وکالت متقبلہ پس مشائخ نے ایسی وکالت کی جواز مین اختلاف کیا ہے عامہ مشائخ نے فرمایا کہ جائز ہے جسطرح ہو اور ایسا ہی ابوزید شروطی فرماتے تھے یہ محیط مین ہے پھر جب اس شرط سے وکالت جائز ٹھہری اور موکل نے وکالت سے خارج کرنا چاہا تو جس لفظ سے خارج کرے اسمین اختلاف ہے بعض نے کہا کہ موکل یون کہے کہ مین نے اپنی اس قول سے کہ جب مین تجھے وکالت سے خارج کرون تو تو میرا وکیل ہے رجوع کرلیا تو رجوع صحیح ہوا پھر اسکے بعد کہدے کہ مین نے تجھے اس وکالت سے معزول کیا پس جب وکالت منجزہ سے خارج کر دیا تو وکیل نہوگا اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ میرے نزدیک اصح یہ ہے کہ یون کہے کہ مین نے تجھے ان وکالتون سے برطرف کیا تاکہ معلق و منجز دونون کو شامل ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اگر کسی کو کسی شرط پر معلق کرکے وکیل کیا پھر وجود شرط سے پہلے اسکو معزول کیا تو امام ابو یوسف رہ کے نزدیک صحیح نہین ہے اور امام محمد رہ کے نزدیک صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے - اگر کہا کہ جب مین تجھے معزول کرون تو تو میرا وکیل ہے پھر کہا کہ جب تو میرا وکیل ہوجاوے تو مین نے تجھے معزول کیا اسمین بھی مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور مختار یہ ہے کہ وکیل کی موجودگی مین اسکو وکالت سے

خارج

برطرف کرنیکا اختیار رکھتا ہو مگر سواے طلاق وعتاق وسواے اُس توکیل کے جو بدرخواست خصم واقع ہوئی ہو اور روایت کہے کہ مین نے تجھے وکالات مطلقہ سے معزول کیا اور وکالتون معلقہ سے رجوع کیا اور اسی پر فتوی ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ اگر مطلوب نے خصومت کے واسطے اس شرط پر کوئی وکیل کیا کہ وکیل کو دوسرا وکیل کرنیکا اختیار ہو پھر بدون موجودگی طالب کے وکیل کو دوسرا وکیل کرنے کے اختیار سے ممنوع کیا یا یون کہا کہ مین نے تجھکو اقرار سے منع کیا اگر تو اقرار کردے تو تیرا اقرار مجھپر روا نہوگا تو امام محمدؒ کے نزدیک ایسی ممانعت صحیح ہو اور امام ابو یوسف رحؒ کے نزدیک بدون موجودگی طالب کے صحیح نہین ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم دیے اور حکم کیا کہ اسکی ایک باندی خرید دے اور کہا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہو پس وکیل نے اس کام کے واسطے دوسرا وکیل کیا پھر موکل نے وکیل اول کو معزول کیا پھر دوسرے وکیل نے باندی خریدی تو جائز ہو خواہ وکیل ثانی کو پہلے وکیل کا معزول ہونا معلوم ہو یا نہ معلوم ہو خواہ اسنے دوسرے وکیل کو دام دیے ہون یا نہ دیے ہون اسی طرح اگر پہلا وکیل مرگیا پھر دوسرے نے خریدی تو خریداری موکل پر جائز ہوگی اور اگر موکل نے دوسرے وکیل کو وکالت سے برطرف کیا تو صحیح ہو خواہ وکیل اول زندہ ہو یا مرگیا ہو اور اگر وکیل اول نے اپنے معزول ہونے اور دوسرے وکیل کے خریدنے سے پہلے باندی خریدی تو خریداری موکل پر روا ہو پس اگر اسکے بعد دوسرے وکیل نے خریدی تو اسکی ذات کے واسطے ہوگی خواہ اُسکو پہلے وکیل کے خریدنے کا علم ہوا ہو یا نہو خواہ اُسکو دام دیدیے گئے ہون یا نہین اور اگر دونون نے ایک ایک باندی علیحدہ علیحدہ ایکساتھ ہی وقت مین خریدین تو دونون موکل کی ہونگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اگر مضارب نے کسی کو ایک غلام خریدنیکا وکیل کیا اور مال دیدیا پھر رب المال مرگیا یا مجنون ہوگیا پھر وکیل نے خریدا تو خاص مضارب کے ذمہ ہوگا چنانچہ اگر غلام خریدنیکا وکیل کرکے مال دیدیا پھر عقد مضاربت ٹوٹ گیا اور وکیل بے خبر ہو اُسنے خریدا تو خاص مضارب کے ذمہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ ایک شخص پر دوسرے کا قرض ہو پھر قرضدار نے ایک شخص کو مال دیکر وکیل کیا کہ قرضخواہ کو دیدے پھر طالب نے قرضہ قرضدار کو ہبہ کردیا تو وکیل دینے سے ضامن ہوگا اور اگر یہ حال اُسکو معلوم نہوا تو ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو غلام نے ایک شخص کو اپنی ودیعت وصول کرنے کے واسطے جو اُسکے آقا یا غیر کے پاس ہو وکیل کیا پھر مالک نے غلام کو آزاد یا بیع کردیا یا باندی تھی کہ اُسکو ام ولد بنایا تو وکیل اپنی وکالت پر باقی ہو کیونکہ جو معاملہ پیش آیا یہ ابتدائی توکیل کے منافی نہین ہو تو بدرجہ اولی بقاے توکیل مین منافی نہوگا یہ مبسوط مین لکھا ہو۔ اگر غلام نے کسی کو خصومت یا بیع یا خرید مین وکیل کیا پھر غلام بھاگ گیا تو وکیل وکالت سے خارج ہوگیا اور اگر وکیل غلام تھا اور بھاگ گیا تو اپنی وکالت پر باقی رہیگا ہان اُسپر عہدہ کسی چیز کا نہوگا کذا فی المبسوط

دسوان باب متفرقات کے بیان مین

خریداری کے وکیل نے اگر کوئی مال چکانے کے طور پر بائع سے لے لیا اور دام بیان کردیے اُسکو موکل نے ادا کردیا پھر موکل اس سے راضی نہوا اور ناپسند کرکے واپس کیا اور وہ وکیل کے پاس تلف ہوا تو وکیل بائع کے واسطے اسکی قیمت کا ضامن ہوگا پس اگر موکل نے اُسکو چکانے کے طور پر لینے کا حکم کیا تھا تو وکیل اُس سے بھر لیگا اور اگر حکم نہین کیا تھا تو نہین لے سکتا ہو یہ محیط مین ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو میرا قرض وصول کرنے مین وکیل ہو اور جسکو چاہے وکیل کردے پس وکیل نے اس کام کے واسطے ایک وکیل کیا تو اسکو اختیار ہو کہ جب چاہے اس وکیل کو خارج کردے۔ اور اگر کہا کہ تو میرے قرض وصول کرنے مین

وکیل ہو اور فلان شخص کو وکیل کر دے اُسنے وکیل کر دیا تو یہ وکیل اُسکو معزول نہین کر سکتا ہی اگر کہا کہ فلان شخص کو اگر تیرا جی چاہے وکیل کر دے اُسنے وکیل کیا تو معزول کر سکتا ہی کذا فی الحاوی - ایک شخص نے غلام خریدا اور گواہ کر لیے کہ مین فلان شخص کے واسطے خریدتا ہون اور فلان شخص نے کہا کہ مین راضی ہون تو مشتری کو اختیار ہی کہ چاہے اُسکو نہ دے پس اگر مشتری نے اُسکو دیکر دام اس سے لے لیے تو یہ دونون مین بیع تعاطی ہو گئی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی جس شخص کے دوسرے پر ہزار درم آتے ہین اُسنے حکم دیا کہ انکے عوض یہ غلام خرید دے اُسنے خرید دیا تو جائز ہی اور اگر حکم کیا کہ انکے عوض غیر معین غلام خرید دے اُسنے خریدا پھر موکل کے قبضہ سے پہلے اسی کے ہاتھ مین مر گیا تو مشتری کا مال گیا اور اگر موکل نے قبضہ کر لیا تو اُسکا ہو گا اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین رح کے قول مین وہ موکل کا ہی جسوقت کہ وکیل نے اُسپر قبضہ کیا کذا فی الہدایہ - ایک شخص نے دوسرے کو ایک دینار فروخت کرنے کے واسطے دیا اُسنے اپنا دینار موکل کے واسطے بیچا اور موکل کا اپنے واسطے رکھ چھوڑا تو امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ جائز نہین ہی اور اگر اُسکو ایک دینار کپڑا خریدنے کے واسطے دیا اُسنے اپنے پاس کے دینار سے خرید دیا تو خریداری موکل کے واسطے ہو گی اور دینار وکیل کا ہی یہ بھی امام ابو یوسف رح سے ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر غیر کے دینار سے خریدا اور موکل کا دینار ادا کیا تو خریداری وکیل کے واسطے ہو گی اور موکل کو اُسکے دینار کی ضمان دے کذا فی الخلاصہ - وکیل خرید نے اگر خریدا اور اپنے مال سے درم دیے اور قبضہ کر کے موکل کو دیدیا اور اُس سے درم لے لیے پھر مبیع موکل کے ہاتھ سے استحقاق مین لے لی گئی پھر موکل نے قصد کیا کہ اپنے دام وکیل سے قبل اسکے کہ وکیل بائع سے لیوے وصول کر لے تو اسکو یہ اختیار نہو گا اور اگر موکل نے دام نہ دیے ہون تو وکیل کو اختیار ہی کہ داموں کا اس سے مواخذہ کرے پھر جب بائع سے وصول کرے تو اُسکو واپس کر دے - ایک شخص نے دوسرے کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک کپڑا جسکا وصف بیان کر دیا بعوض دراہم کے جو اُسکو دیدیے ہین خرید دے پس وکیل نے خریدا اور درم ادا کر دیے پھر بائع نے یہ درم یہ کہکر کہ زیوف ہین وکیل کو واپس کر دیے اور وکیل نے اُسکی تصدیق کی یا تکذیب کی اور موکل نے یہ درم اپنے درم ہونے سے انکار کیا تو وکیل کو اختیار ہی کہ موکل کو پھیر دے اور اس باب مین بائع کا قول لیا جائیگا اور یہی حکم دینارون کا ہی مگر عروض کا یہ حکم نہین ہی کذا فی المحیط ایک کے قبضہ مین دوسرے کا غلام ہی قابض نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ یہ غلام اُسکے مالک سے خرید دے پھر وکیل نے کہا کہ مین نے یہ غلام خریدا اور دام اپنے پاس سے دیدیے اور موکل نے اُسکی تصدیق کی تو موکل کو حکم دیا جائیگا کہ دام وکیل کو ادا کرے اور اسکے اس عذر پر کہ مجھے خوف ہی کہ غلام کا مالک آکر بیع سے انکار کر کے غلام مجھسے واپس لے التفات نہ کیا جائیگا کذا فی الذخیرہ - ایک شخص کی جورو کسی شخص کی باندی ہی اُسنے ایک شخص کو وکیل کیا کہ میری جورو اُسکے مالک سے مجھے خرید دے پس وکیل نے خرید دی پس اگر شوہر نے اُس سے وطی نہین کی ہی تو نکاح باطل ہو گیا اور مہر شوہر سے ساقط ہو گیا کیونکہ یہ جدائی ایسے شخص کی طرف سے ہوئی جو مہر کا مالک تھا اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب مالک کو یہ بات معلوم ہو کہ وکیل اُسکے شوہر کے واسطے خریدتا ہی اور اگر مالک نے کسی کے ہاتھ فروخت کر دی پھر شوہر نے اُس سے خریدی اور ہنوز اُس باندی سے وطی نہین کی ہی تو آدھا مہر دینا پڑیگا کیونکہ مالک مہر کی طرف سے فرقت پیدا نہین ہوئی ہی - اور یہ اُسوقت ہی کہ مولی اقرار کرتا ہو کہ مشتری اُسکے شوہر کی طرف سے وکیل تھا یا یہ امر گواہون سے ثابت ہو اور اگر صرف وکیل کے اقرار سے خریدنے کے بعد

وکالت ثابت ہوئی ہی تو اس باب مین بائع کا قول اُسکے علم پر قسم لیکر معتبر رکھا جائیگا مگر اس صورت مین نہین کہ جب شوہر وکیل کرنے کے گواہ قائم کرے - ایک شخص نے وکیل کیا کہ اپنے غلام کے عوض میرے واسطے فلان شخص کا غلام خرید دے اُسنے خرید دیا تو وہ غلام موکل کا ہوگا اور موکل پر وکیل کے غلام کی قیمت واجب ہوگی اور توکیل صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور خریدنے سے پہلے یا بعد اس امر کے گواہ کر لیے کہ مین نے فلان شخص کے واسطے اسکے حکم سے خریدا ہی پھر اس امر کے گواہ کر لیے کہ مین نے فلان شخص دیگر کے واسطے اُسکے حکم سے خریدا ہی اور اُسکے مال سے خریدا ہی پھر وہی دوسرا شخص آیا اور پہلا نہ آیا تو اُسی کے واسطے بیع کا حکم دیا جائیگا ولیکن پہلا شخص اپنی حجت پر باقی ہی پھر اگر وہ آیا اور اُسنے دعوی کیا تو اُسکی ڈگری کر دیجاویگی اسی طرح اگر پہلے شخص کے گواہ ہون تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر اسواسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک باندی اتنے دامون کو خرید دے اُسنے خریدی اور وہ استحقاق مین لے لی گئی تو وکیل ضامن نہوگا اور ایک باندی خریدی اور ظاہر ہوا کہ وہ حُرہ ہی تو ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر آٹا خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور دام دیدیے پھر ایک شخص نے وکیل کو چونا دکھلایا اور وکیل نے گمان کیا کہ یہ آٹا ہی پس اس نے اس بات پر کہ یہ آٹا ہی چونا خرید لیا اور دام دیدیے تو وکیل دامون کا ضامن ہوگا اسی طرح ہر چیز مین بھی یہی حکم ہی جسمین مخالفت واقع ہوئی اگرچہ نہین جانتا ہی کذا فی المحیط - اگر ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک کر گیہون خرید دے اُسنے اُسکے واسطے خریدے اور ایک اونٹ کرایہ کر کے اُسپر لاد لائے پس اگر اسطرح وکیل کیا تھا کہ جس شہر مین دونون موجود ہین اسی کے نواح مین گیہون یا اناج خرید دے تو قیاس یہ چاہتا کہ بار برداری مین وکیل احسان کرنے والا شمار ہو اور اجرت اُسکو نہ ملے اور استحساناً وہ ڈانڈ نہ دیگا اور کرایہ لے لیگا - اور اگر اسطرح وکیل کیا تھا کہ جس شہر مین دونون موجود ہین اُسکے کسی گانون مین خرید دے تو وکیل احسان کرنے والا شمار ہوگا اور قیاساً و استحساناً کرایہ نہین لے سکتا ہی - اور اگر کسی دوسرے شہر مین خریدنے کے واسطے وکیل کیا تھا تو بھی قیاساً و استحساناً کرایہ نہین لے سکتا ہی - اور اگر موکل نے اسطرح وکیل کیا کہ میرے واسطے اناج خرید دے اور ایک درم کو ایک اونٹ اجارہ کر لے اُسنے ڈیڑھ درم کو اجارہ لیا تو کرایہ مستاجر پر ہوگا اور اگر موافق حکم کے ایک ہی درم کو کرایہ کرتا تو موکل پر جائز ہوتا اور اجرت کے عوض اناج روک لینے کا اُسکو اختیار نہین ہی جیسا کہ کرایہ کے واسطے روک سکتا تھا کذا فی الذخیرہ - ایک معین باندی خریدنے کے واسطے وکیل کر دیا اُسنے اسی کے واسطے خرید کر کے اس سے وطی کی تو حد نہ ماری جائیگی اور نسب ثابت ہوگا اور باندی اور اُسکا بچہ موکل کا ہوگا اور یہ کتاب مین مذکور نہین کہ عقر لازم آئیگا اور مشائخ نے فرمایا کہ دیکھا جاوے کہ اگر ثمن کے واسطے روک لینے سے پہلے ایسا کیا تو عقر لازم ہوگا اور اگر اُسکے بعد ایسا کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک عقر لازم نہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک ثمن باندی اور اُسکے عقر پر تقسیم کیا جاوے پس جسقدر دام عقر کے پرتے مین پڑین وہ ساقط اور جو باندی کے پرتے مین پڑین وہ باقی رہینگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اُسکو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک غلام ہزار درم کو خرید دے اُسنے بعوض ہزار درم کے بوعدہ عطا خریدا اور غلام وکیل کے ہاتھ مین مر گیا تو وکیل پر قیمت واجب ہوگی پھر جسقدر قیمت ڈانڈ دی ہی وہ موکل سے لے لیگا اگرچہ ہزار درم سے بڑھ جاوے اور اگر غلام نہین مرا یہانتک کہ موکل نے اُسے آزاد کر دیا تو صحیح ہی اور اگر وکیل نے آزاد کیا تو صحیح نہین ہی اور اگر وکیل نے ایک ہزار دس درم کو بوعدہ عطا خریدا اور باقی مسئلہ اپنے

حال پر ہی تو جو کچھ قیمت وکیل نے دا نڈ دی ہو وہ موکل سے نہیں لے سکتا ہی کیونکہ اُسکی واسطے نہیں خریدا ہو یہانتک کہ اگر مرنے سے پہلے موکل نے اُسے آزاد کیا تو صحیح نہیں ہو اور اگر وکیل نے آزاد کیا تو صحیح ہی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک غلام ہزار درم کو خرید دے پس وکیل نے ہزار درم میں ایسا غلام جسکی قیمت ہزار درم تھی خریدا اس شرط پر کہ وکیل کو تین روز کے اندر خیار رہے اور پھر اُسکی قیمت گھٹکر پانچسو درم رہ گئی اور وکیل نے غلام کا لینا اختیار کیا تو امام محمد رح کے نزدیک وہ وکیل کے ذمہ ہوگا اور ایسا ہی قیاس قول امام اعظم رح ہی یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے غلام خریدا اور ہنوز دام نہ دیے تھے کہ اُسکے آزاد کرنے کے واسطے ایک وکیل کیا اُسنے آزاد کردیا تو ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہی منتقی میں بروایت بشیر کے امام ابو یوسف رح سے آیا ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو کسی چیز کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُس چیز کو بیان کردیا اور اُسکی جنس و صفت بتلادی اور موکل کی ملکیت میں وکیل کرنے کے دن ایسی کوئی چیز موجود تھی پھر اُسنے فروخت کردی پھر وکیل نے اُسکو موکل کے واسطے خریدا تو جائز نہیں ہو اور اگر وکیل کی ملکیت میں تھی اور اُسنے فروخت کردی پھر موکل کے واسطے خرید دی تو جائز ہو یہ محیط میں ہی ایک شخص کو فلان شخص کا غلام ہزار درم میں خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس وکیل بائع کے پاس آیا اور بیع کی درخواست کی اُسنے کہا کہ میں نے اپنا یہ غلام فلان شخص یعنی موکل کے ہاتھ ہزار درم کو بیچا وکیل نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو یہ بیع موکل کے ذمہ لازم نہوگی اور صحیح یہ ہو کہ وکیل اس صورت میں درمیانی فضولی ہوگیا پس بیع کا تمام ہونا موکل کی اجازت پر موقوف رہا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کو ایک باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسکی جنس بیان کردی ثمن نہ بیان کیا پس وکیل نے ایک باندی خرید کرکے موکل کے پاس بھیجدی اُسنے اُس سے وطی کی اور اُسکو حمل رہگیا پس وکیل نے کہا کہ میں نے تیرے واسطے نہیں خریدی تھی تو اُسی کا قول لیا جائیگا اور موکل کا نسب ثابت ہوگا اور ام ولد بنانا ثابت نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہی۔ ایک شخص کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک کر گیہون سو درم کو خرید دے اور اپنے پاس سے دام دیدے اُسنے ایسا ہی کیا پھر موکل پر اُسکو قابو نہ ملا یعنی اُسنے موکل کو نہ پایا اور قاضی کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا تو قاضی گیہون فروخت کرکے اُسکے دام وکیل کے پاس موکل کی طرف سے ودیعت رکھدیگا اور یون نہ دیگا کہ جس ثمن کو اُسنے گیہون خریدے ہیں یہ اُسکے دام ہیں یہ محیط میں ہی ایک شخص کو حکم کیا کہ میرے واسطے ایک کر طعام سو درم کو خرید دے اُسنے ایسا ہی کیا اور سو درم ادا کردیے پھر وکیل نے بائع کو پچاس درم اس شرط پر دیے کہ بائع ایک کر طعام زیادہ کردے اُسنے ایسا ہی کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ پہلا کر موکل کا ہوگا اور دوسرا کر وکیل کا ہوگا اور وکیل موکل کو پچیس درم ضمان دیگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ اگر حکم کیا کہ کسی قدر معین طعام مسمی کی بیع سلم میں کچھ درم معین میرے واسطے لیوے اُسنے لیے اور موکل کو دیدیے تو طعام سلم وکیل پر لازم ہوگا اور موکل پر اُسکے درم قرض ہونگے کذا فی النہایہ۔ ایک شخص کے پاس ہراتی کپڑون کی ایک گٹھری تھی اُسنے دو شخصون سے کہا کہ جو تم میں سے فروخت کردے جائز ہو تو جو شخص فروخت کردیگا جائز ہو اسی طرح اگر کہا کہ جس کسی نے ان درمون میں سے بیچا جائز ہو پس جو فروخت کردے جائز ہو اور اگر کہا کہ میں نے اِسکو اور اِسکو اِسکے بیچنے کے واسطے وکیل کیا تو جو شخص اکیلا فروخت کردے جائز ہو اور یہ حکم استحساناً ہو یہ محیط میں ہو اگر کسی سے کہا کہ جو شخص میرا یہ غلام تیرے ہاتھ فروخت کردے اُسکو میں نے اجازت دی

تو وہ وکیل نہین ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے ہاتھ یہ غلام فلان شخص کے واسطے فروخت کردے اُسنے فروخت کردیا پھر انکار کیا کہ مجھے فلان شخص نے حکم نہین کیا تھا تو فلان شخص اُسکو لے سکتا ہی کیونکہ قول سابق سے وکالت کا اقرار ثابت ہی اور اگر فلان شخص نے کہا کہ مین نے حکم نہین دیا تھا تو نہین لے سکتا ہی مگر مشتری اسکو سپرد کردے تو بیع تعاطی ہوجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہی کسی نے کہا کہ یہ غلام فروخت کردے یا مکاتب کردے یا آزاد کردے تو نہین سے جو کام وکیل کر گذرے جائز ہی اور قاعدہ یہ ہی کہ جسکی تعلیق شروط سے جائز ہی وہ مجہول مین بھی منعقد ہوجاتی ہی کیونکہ وہ بیان سے معلوم مین منعقد ہوسکتی ہی پس مجہول مین انعقاد ہونے سے فائدہ متصور ہی اور جسکی تعلیق شروط سے جائز نہین ہی وہ مجہول مین منعقد نہین ہوتی ہی کیونکہ مفید نہین ہی۔ وکیل کیا کہ یہ غلام یا وہ غلام فروخت کردے یا اس عورت یا اُس عورت سے نکاح کرادے اُسنے دونون کو معًا ایک ہی دامون یا مختلف دامون مین فروخت کیا یا معًا دونون عورتون سے نکاح کرادیا تو ایک مین بھی جائز نہین ہی کیونکہ ایسی جہالت موجب فساد ہی کہ جس سے جھگڑا پیدا ہوتا ہی۔ اگر دو عورتون مین سے ایک کی طلاق یا دو عورتون مین سے ایک کے آزاد کرنے کے لیے وکیل کیا اُسنے دونون کو مال پر یا بلا مال طلاق دیا یا آزاد کیا تو ایک مین جائز ہی اور موکل مختار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے کیونکہ اسکی تعلیق شروط سے جائز ہی پس تعلیق بشرط بیان بھی جائز ہی اور ایسا ہی خلع مین بھی ہوسکتا ہی۔ اگر دو عورتون مین سے کسی ایک کے خلع کے واسطے وکیل کیا اُسنے دونون کا ایک مال یا دو مالون پر معًا خلع کردیا تو بعض نے فرمایا کہ ایک کا خلع جائز ہی اور شوہر بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ اگر کہا کہ اس غلام یا اس غلام کو مکاتب کردے اُسنے دونون کو معًا مکاتب کردیا تو جائز نہین ہی اگر ایک نجم مین ہون ورنہ ایک مین جائز ہی جسکو چاہے اختیار کرے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ دو شخصون نے ایک غلام کی آزادی پر گواہی دی اور بسبب تہمت کے قاضی نے دونون کی گواہی رد کردی پھر مالک نے ایک کو اس غلام کی بیع کے واسطے وکیل کیا اُسنے دوسرے گواہ کے ہاتھ فروخت کیا تو صحیح ہی اور مشتری کی جانب سے آزاد ہوجائیگا اور بائع ثمن کا ضامن ہی اور مشتری امام اعظم رہ و امام محمد رہ کے نزدیک ثمن سے بری ہی اور اگر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو صحیح ہی اور دام لے لیگا اور غلام آزاد نہوگا اور اگر بائع کے دام وصول کرلینے کے بعد مشتری نے اسکی تصدیق کی تو بری ہوجانا صحیح ہوا اور غلام آزاد ہوگیا اور بائع اپنے مال سے مشتری کو دام ادا کرے اور اگر بائع کے دام وصول کرنے سے پہلے تصدیق کی تو مشتری بری ہوگیا اور امام اعظم رہ و امام محمد رہ کے نزدیک بائع موکل کو دام ڈانڈ دے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی کو وکیل کیا کہ میرے غلام کو اُسی کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کردے اُسنے بوعدہ عطا یا حصاد یا دیاس کے ان دامون کو فروخت کیا اور غلام نے قبول کیا تو جائز ہی اور غلام آزاد ہوگیا اور مولے خود ہی دام وصول کرنیکا متولی ہوگا اور اُسی میعاد پر ملینگے یہ محیط مین ہی۔ اگر وکیل نے غلام فروخت کیا اور مالک نے اُسے قتل کر ڈالا تو بیع باطل ہوگئی علے ہذا اگر مالک نے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو بھی مگر مشتری کو اختیار ہی چاہے آدھے دامون مین اسکو لے لے یہ محیط مین ہی۔ اگر وکیل نے غلام فروخت کیا پھر خود اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا اور ہنوز مشتری نے قبضہ نہین کیا ہی تو مشتری کو اختیار ہی چاہے پورا ثمن دیکر غلام لے لے اور وکیل سے اُسکی آدھی قیمت بھر لے ورنہ بیع فسخ کردے اور وکیل موکل کو آدھی قیمت دیگا اور وہ زیادتی صدقہ کردیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم مین اپنا غلام فروخت کرنیکا وکیل کیا اُسنے فروخت کیا اور دام وصول کرلیے اور غلام مشتری کو دیدیا پھر وکیل نے مشتری کو ایک کپڑا بڑھا دیا

تو جائز ہی اور گھر و غلام مشتری کا ہوگا اور اس زیادتی مین وکیل احسان کرنے والا شمار ہوگا و شفیع کو اختیار ہوگا کہ اس گھر کو ہزار درم مین جسقدر اُسکا حصہ پڑتا ہو خرید لے اور اگر گھر استحقاق مین لے لیا گیا تو مشتری وکیل سے بقدر حصہ اس گھر کے واپس لیگا اور وکیل موکل سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر غلام استحقاق مین لیا گیا تو وکیل پورے ہزار درم موکل سے لیگا پھر مشتری کو اُسمین سے بقدر حصہ غلام کے دیگا اور گھر کا حصہ وکیل کے واسطے بچ رہیگا۔ وکیل بیع نے اگر فروخت کیا پھر مشتری سے اپنے واسطے خریدا اور مشتری قبضہ کر چکا ہی پھر مبیع مین استحقاق ثابت ہوا تو وکیل مشتری سے لیگا پھر مشتری وکیل سے پھر وکیل موکل سے لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ وکیل بیع نے اگر کہا کہ مین نے غلام ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور سپرد کر دیا اور مین اُسکو پہچانتا نہین ہون اور دام مجھے وصول نہوے کہ مجھے اس سے وصول کرنے کی قدرت نہین ہی تو وکیل ضامن ہوگا۔ وکیل بیع نے اگر مبیع کسی شخص کو دی کہ فروخت کرنے کے واسطے جسکو چاہے دکھلا دے پھر وہ شخص بھاگ گیا اور مبیع لے گیا یا اُسکے پاس تلف ہو گئی تو وکیل ضامن ہی کذا فی خزانۃ المفتین اور یہی اصح ہی اور میرے والد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جسکو دی ہی اگر وہ ثقہ ہو تو وکیل ضامن نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک طشت دیا کہ اسکو فروخت کر دے اُسنے توڑ ڈالا اور پھر فروخت کیا پس اگر اسطرح توڑا ہی کہ جس سے یہ حکم دیا جاتا کہ وکیل موکل کو نقصان ادا کرے تو بیع جائز ہی اور اگر اسقدر توڑ ڈالا ہی کہ یہ حکم دیا جاتا کہ یہ طشت وکیل کے حوالہ کر دے اور اس سے اپنی قیمت لے لے تو یہ بیع بھی موکل کی طرف سے جائز نہو گی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ کپڑا فروخت کرنے کے وکیل نے اگر گندی کرنے والے کو کپڑا دیا تو ضامن ہوگا پھر اگر کپڑا اُسکے پاس آگیا تو ضمان سے چھوٹ گیا حتے کہ اگر پھر اُسکے پاس تلف ہو جاوے تو ضامن نہوگا اور اگر وکیل نے اسکے بعد فروخت کر دیا تو جائز ہی اور تمام دام موکل کے ہونگے اور اسکو اختیار نہوگا کہ گندی کی اجرت موکل سے لے سکے اور نہ اُسکے مقابلہ مین کچھ اجرت نہو گی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک کپڑا دیا اور کہا کہ میرے واسطے اسکو فروخت کر دے اُسنے فروخت کیا اور دام وصول نہ کیے یہانتک کہ موکل سے ملا اور کہا کہ مین نے تیرا کپڑا فلان شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور مین اُسکی طرف سے تجھے ادا کرتا ہون پس اُسکی طرف سے سب دام دیدیے تو اُسنے احسان کیا اور مشتری سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر یون کہا کہ مین تجھے اس شرط سے ادا کرتا ہون کہ جو تیرا مال مشتری پر ہی وہ میرا ہوگا تو جائز نہین ہی اور جو اُسنے ادا کیا ہو وہ موکل سے پھیر لے اور مشتری پر وہ دام بحالہ باقی رہے کہ وکیل اُس سے لیکر موکل کو دے اور اگر وکیل نے کپڑے کے مالک کے ہاتھ کوئی اسباب اُسی قدر داموں کو جو اُسکے مشتری پر آتے ہین فروخت کیا اور کہا کہ ان داموں کا اُن داموں سے بدلا کر لے اور یہ نہ کہا کہ اس شرط پر کہ جو مال تیرا مشتری پر ہی وہ میرا ہی تو جائز ہی اور اُسنے مشتری پر احسان کیا کذا فی الذخیرہ باندی فروخت کرنے کے وکیل نے اگر اُسکو ہزار درم مین فروخت کیا جیسا کہ موکل نے حکم کیا تھا اور باہم قبضہ ہو گیا پھر مشتری نے دعوی کیا کہ مین نے اس شرط پر خریدی تھی کہ وہ لکھنا جانتی ہی یا روٹی پکانا جانتی ہی یا اس شرط پر کہ باکرہ ہی اور اب مین نے اُسکو ایسا نہین پایا او اور بائع نے اُسکی تکذیب کی اور موکل نے تصدیق کی تو موکل کی تصدیق سے بیع نہ ٹوٹیگی اور اگر مشتری نے دعوی کیا کہ بائع نے اپنے واسطے تین دن کی شرط خیار کی کر لی تھی اور اُسنے تین دن کے اندر بیع توڑ دی اور بائع نے انکار کیا مگر موکل نے اقرار کیا تو قاضی حکم دیگا کہ باندی موکل کو واپس دیجاوے اور مشتری اپنے دام موکل سے لے لیگا اسی طرح اگر مشتری نے باندی پر قبضہ کرنے سے پہلے دعوی کیا کہ مین نے باکرہ ہونے کی شرط کر لی تھی اور اب مین نے

اُسے عیب پایا پس مجھے اُسکے لینے کی کچھ ضرورت نہین اور مین نے بیع توڑ دی اور بائع نے یہ شرط ہونے سے انکار کیا مگر موکل نے تصدیق کی تو قاضی حکم دیگا کہ باندی موکل کو دیجاوے اور مشتری اپنے دام موکل سے لے لیگا اسی طرح اگر قبضہ سے پہلے یہ شرط بیان کی کہ مین نے اس شرط سے خریدی تھی کہ وہ روٹی پکانا جانتی ہو یا لکھنا جانتی ہو اور اب مین نے اُسے ایسا نہ پایا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک ہراتی کپڑون کی گٹھری فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے فروخت کردی اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر خیار رویت کی وجہ سے بائع کو واپس کردی اور موکل نے کہا کہ یہ میری گٹھری نہین ہی تو وکیل کا قول لیا جائیگا۔ اور اگر وکیل نے اُنمین سے ایک کپڑا فروخت کیا اور باقی نہ فروخت کیے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ جائز نہین ہی بشرطیکہ اس سے پوری گٹھری مین نقصان آتا ہو یہ مبسوط مین ہی۔ وکیل نے اگر موکل کے حکم سے ایک قمقمہ کسی شخص کو درست کرنے کے واسطے دیا پھر اُسکو یاد نہ رہا کہ مین نے کسکو دیا ہی تو ضامن نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو دس درم دیکر حکم کیا کہ اُنکو صدقہ کر دے پس وکیل نے اُنکو خرچ کر ڈالا پھر اپنے مال سے دس درم موکل کی طرف سے صدقہ کر دیے تو جائز نہین ہی اور دس درم کا ضامن ہوگا اور اگر وہ درم قائم ہون اور وکیل نے اُنکو رکھ لیا اور بجاے اُنکے دس درم اپنے پاس سے صدقہ کر دیے تو استحساناً جائز ہی اور یہ دس درم اُسکے دس درم کے عوض اُسکے ہوگئے۔ ایک شخص کو کچھ مال دیکر حکم کیا کہ اسکو صدقہ کردے اُسنے موکل کے بالغ بیٹے کو صدقہ مین دیدیے تو بالاتفاق جائز ہی۔ ایک شخص نے اپنے وکیل کو حکم دیا کہ جو گیہون میرے تیرے پاس ہین اُنمین سے اسقدر قفیز فلان شخص یعنی زید کو مثلاً دیدے اور زید نے اُسی کو وکیل کیا کہ اُنکو میری طرف سے فروخت کردے اُسنے فروخت کردیے تو بیع کا تمام ہونا موکل کی اجازت پر موقوف رہا اور زید کے وکیل کرنے سے وہ شخص وکیل نہوگا کیونکہ قبضہ سے پہلے صدقہ کا وہ مالک نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر ایک شخص نے وکیل کیا کہ تو میرا خرچ اُٹھا اُسنے اُٹھایا تو موکل سے پھر لیگا اگرچہ لینے کی شرط نہ کی ہو۔ اسی طرح اگر کہا کہ میری اولاد کا خرچ اُٹھا تو بدون شرط کرنے کے جو صرف کرے وہ اُس سے لے لیگا۔ نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رحمہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے اہل وعیال کو دس درم ماہواری خرچ دے اُسنے کہا کہ مین نے اسیقدر خرچ کیا ہی اور موکل نے تکذیب کی اور وکیل نے اس سے قسم لینا چاہی تو قاضی یون قسم لیگا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اُسنے میرے اہل وعیال پر اسقدر ماہواری خرچ کیا ہی یہ محیط مین لکھا ہی قرض لینے کے وکیل نے کہا کہ مین نے قرض دینے والے سے ایک ہزار قرض لیے ہین اور قرض دینے والے نے اُسکی تصدیق کی مگر موکل نے انکار کیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ موکل کا قول لیا جائیگا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اس باب مین وکیل کا قول لیا جائیگا۔ ایک شخص نے وکیل کیا کہ میرے غلام کو مکاتب کرکے اُسکا بدل کتابت وصول کرے اور وکیل نے کہا کہ مین نے ایسا ہی کیا ہی اور موکل نے انکار کیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مکاتب کرنے مین وکیل کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اُسکو کچھ فائدہ نہین ہی اور بدل کتابت وصول کرنے مین معتبر نہوگا کیونکہ امین متہم ہو سکتا ہی۔ اور اگر مکاتب کردیا پھر کتابت ثابت کرکے کہا کہ مین نے بدل کتابت وصول کر لیا ہی اور تجھکو دیدیا ہی تو اُسکی تصدیق کیجائیگی اسلیے کہ وہ امین قرار دیا گیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک مریض کی موت قریب آئی اُسنے کہا کہ یہ دراہم لیجا کر میرے بیٹے اور بھائی کو دیدے اور اسکے سوا کچھ نہ بیان کیا تو یہ شخص وکیل ہی اور اُسکو حلال نہین ہی کہ وارثون کو دے بلکہ قرضخواہون کو ادا کرے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ منتقی مین مذکور ہی کہ وکیل کو حکم کیا کہ میرے قرضدار سے ہزار درہم لیکر صدقہ کردے

اُسے ہزار درم صدقہ کر دیئے تاکہ مدیون سے خود وصول کر لے تو استحسانًا جائز ہی یہ بحر الرائق مین ہی معلے رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو آزاد کرنے کے واسطے غلام دیا اُسنے آزاد نہ کیا یہانتک کہ غلام کے مالک نے دریافت کیا تو اُسنے انکار کیا کہ تو نے مجھے کوئی غلام نہین دیا ہی پھر اُسکو آزاد کیا تو اعتاق باطل ہی یہ ظہیریہ مین ہی- ایک اونٹ کرایہ کیا اور اُسپر بار برداری لاد کر بلخ تک بھیجا اور حمال کو حکم دیا کہ اسکو وکیل کے سپرد کرکے اُس سے کرایہ وصول کر لے اُسکے وکیل نے قبول کیا اور کچھ کرایہ دیا اور باقی کے دینے سے انکار کیا پس اگر کرایہ کرنے والے کا وکیل پر قرضہ آتا ہی اور وہ اقرار کرتا ہی کہ مجھپر قرضہ ہی اور موکل نے کرایہ دینے کا حکم کیا ہی تو باقی دینے کے واسطے اُسپر جبر کیا جائیگا- اور اگر موکل کے حکم سے اُسنے انکار کیا تو حمال اُس سے قسم لے سکتا ہی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اُسنے وصول کرنیکا حکم دیا ہی اور اگر وکیل پر اُسکا قرضہ نہو تو باقی ادا کرنے کے واسطے اُسپر جبر نہ کیا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی- وکیل نے اگر وکالت قبول کرنے کے بعد یون کہا کہ لعنت بر وکیلے باد یا کہا کہ مین ایسی وکالت سے بری ہون یا کہا کجا افتادم بوکیلے اور موکل اُسکا حاضر ہی تو وکالت سے خارج نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی

کتاب الدعوے

اِسمین چند ابواب ہین

باب اول دعوی کی تفسیر شرعی اور رکن اور شروط جواز اور حکم اور انواع اور مدعی کو مدعا علیہ سے پہچاننے کے بیان مین- دعوی کی تفسیر شرعی یہ ہی کہ جھگڑے کی حالت مین کسی شی کو اپنی طرف منسوب کرے اور یہی اسکا رکن ہی مثلاً یون بیان کرے کہ یہ مال میرا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- دعوی صحیح ہونے کی شرطون مین سے ایک یہ ہی کہ مدعی اور مدعا علیہ عاقل ہو پس مجنون اور لڑکے غیر عاقل کا دعوی صحیح نہین ہی حتے کہ جوابدہی لازم نہین ہی اور گواہون کی سماعت نہوگی- اور ایک یہ ہی کہ خصم حاضر ہو پس بدون موجودگی خصم کے دعوی اور گواہون کی سماعت نہوگی لیکن اگر حکم قضا کے واسطے حکمی خط کی درخواست کی تو قاضی منظور کریگا اور دوسرے قاضی کو جو کچھ اسکا دعوی اور گواہی سنی ہی خط لکھکر اسکے ہاتھ مین دیدیگا تاکہ دوسرا قاضی اسکے موافق حکم کرے یہ بدائع مین ہی- اور ایک یہ ہی کہ مدعی بہ کوئی چیز معلوم ہو اور اُس سے کوئی حکم مطلوب سے متعلق ہوتا ہو حتے کہ اگر مدعی بہ مجہول ہو یا مطلوب پر کوئی حکم لازم نہ آتا ہو مثلاً یون دعوی کیا کہ مین اس خصم کے کامون مین سے کسی کام کا وکیل ہون اور خصم نے انکار کیا تو قاضی ایسے دعوی کی سماعت نہ کریگا کذا فی النہایہ- اور ایک یہ کہ قاضی کی کچہری مین دعوی ہو پس سوائے قاضی کی کچہری کے اگر دعوی کیا تو صحیح نہین ہی حتے مدعا علیہ پر جوابدہی واجب نہین ہی کذا فی الکافی- اور ایک یہ ہی کہ امام اعظم رح کے نزدیک اگر مدعی کو کچھ عذر نہین اور وہ معذور نہین ہی تو خود اپنی زبان سے دعوی کرے ولیکن اگر مدعا علیہ دوسرے کو وکیل خصومت کرنے پر راضی ہوجاوے تو جائز ہی اور صاحبین رح کے نزدیک یہ شرط نہین ہی پس اگر مدعی نے بلا عذر کسی کو نالش کرنے کے واسطے وکیل کیا اور مدعا علیہ راضی نہین ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک دعوی صحیح نہین ہی پس جوابدہی لازم نہوگی اور گواہون کی سماعت نہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک دعوی صحیح ہی اور جوابدہی لازم اور گواہون کی سماعت ہوگی

یہ بدائع مین ہے۔ اگر مدعی اپنے دعوی کو تہ دل سے بیان کرنے سے عاجز ہو تو اپنا دعوی تحریر کر کے پیش کرے کہ اُسکی سماعت ہوگی اور اگر مدعی کی زبان قاضی کی زبان سے جدا ہو تو درمیان مین کوئی مترجم مقرر کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ دعوی مین تناقض نہو سوائے نسب اور حریت کے دعوی کے اور تناقض کی یہ صورت ہے کہ پہلے اُس سے کوئی ایسی بات نہو چکی ہو کہ جو اُسکے دعوے کے مناقض ہو مثلاً اپنی ملکیت ذاتی کا اقرار کیا پھر مدعا علیہ سے خریدنیکا اس سے پہلے دعوی کیا اور اگر بعد یا مطلقاً خرید کا دعوے کیا تو تناقض نہین رہا یہ بحرالرائق مین ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ جس چیز کا دعوی کرتا ہے وہ ثابت ہو سکتی ہو حتے کہ اگر کسی نے ایک ایسے شخص پر اپنا بیٹا ہونیکا دعوی کیا کہ جو اس مدعی سے پیدا ہونیکا احتمال نہین رکھتا ہے تو اُسکے دعوی کی سماعت نہوگی یہ بدائع مین لکھا ہے اور دعوے کا حکم یہ ہے کہ خصم پر جوابدہی ہان یا نہین کہنا لازم ہوتی ہے پس اگر اُسنے اقرار کر لیا تو دعوی ثابت ہو گیا اور اگر انکار کیا تو قاضی مدعی سے دریافت کریگا کہ تیرے پاس گواہ ہین پس اگر اُسنے کہا کہ نہین ہین تو اُس سے کہیگا کہ تو اس سے قسم لے سکتا ہے اور اگر مدعا علیہ نے ہان یا نہین کچھ جواب نہ دیا تو قاضی اُسکو منکر شمار کر کے مدعی کے گواہون کی سماعت کریگا اگر اُسنے گواہ پیش کیے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ دعوی دو قسم ہے ایک صحیح دوسرا فاسد دعوی صحیح وہ ہے جسکے ساتھ اُسکے احکام مثل خصم کا حاضر کرنا اور مطالبہ جواب اور اُسپر جوابدہی واجب ہونا وغیرہ متعلق ہون اور فاسد وہ ہے جسکے ساتھ یہ احکام متعلق نہون یہ کافی مین ہے۔ اگر دعوی غیر صحیح ہو اور مدعا علیہ نے دفع کا دعوی کیا تو کیا اُسکی سماعت ہوگی اور بدون تصحیح دعوے کے اُسکی دفعیہ کا اثبات ممکن ہے یا نہین پس اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور کتاب الرجوع عن الشہادات مین جو مذکور ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دفعیہ کے مدعی سے تصحیح دعوی کا مطالبہ کیا جائیگا پھر اُسکے دعوے کا اثبات ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ مدعی کو مدعا علیہ سے پہچاننے کی یہ صورت ہے کہ جو شخص خصومت کے واسطے اگر ترک کر دے تو مجبور نہ کیا جائیگا وہ مدعی ہے اور مدعا علیہ وہ ہے جو خصومت کے واسطے مجبور کیا جاوے اور یہ تعریف عام سب کو شامل ہے اور صحیح ہے اور امام محمد رح نے کتاب الاصل مین فرمایا کہ مدعا علیہ وہ ہے جو منکر ہو اور یہ صحیح ہے مگر اسکی شناخت اس اعتبار سے اُن لوگون کو ہو سکتی ہے جو معرفت فقہ مین نہایت ہوشیار ہین کیونکہ ظاہری انکار سے مدعا علیہ نہوگا بلکہ اعتبار معانی کا ہوتا ہے پس اگر ودیعت رکھنے والے نے مثلاً کہا کہ مین نے ودیعت واپس کر دی تو قسم سے اُسی کا قول لیا جاتا ہے حالانکہ ظاہر مین اُسنے واپس کر دینے کا دعوی کیا ہے ولیکن حقیقت مین وہ ضمانت اور ڈانڈ دینے سے انکار کرتا ہے ہذا

حاصل ما فی الہدایہ

دوسرا باب۔ اُن چیزون کے بیان مین جنمین بیچ کے ساتھ دعوی صحیح ہے اور جنمین نہین مسموع ہوتا ہے

اور اسمین تین فصلین ہین

فصل اول دین اور قرض کے دعوے کے بیان مین۔ اگر مدعی بہ دین ہو تو مذکور ہے کہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کذا فی الکافی اور دعوی قرض کا صحیح نہین ہوتا ہے مگر قدر جنس و صفت کے بیان کر دینے کے بعد صحیح ہوتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ پس اگر کیلی چیز ہو تو دعوی اُسوقت صحیح ہوتا ہے کہ جب مدعی اُسکی جنس ذکر کر دے کہ گیہون ہے یا جو ہے پس اگر ذکر کیا کہ گیہون ہے تو اُسکے ساتھ اُسکی قسم ذکر کرے کہ سقی ہے یا بری ہے خریفی ہے یا ربیعی ہے اور اُسکی صفت ذکر

کہ گندم سفیدہ ہی یا سرخہ ہی اور جید ہین یا درمیانی ہین یا ردی ہین اور پیمانہ سے اُسکی مقدار ذکر کرے کہ اسقدر قفیز ہین اور یہ بھی ذکر کرے کہ فلان قفیز سے اسقدر قفیز ہین کیونکہ قفیزین فی ذاتہا متفاوت ہوتی ہین کذا فی الذخیرہ قلت یہ صورتین جو قسم اور صفت مین بیان کی گئی ہین موافق رسم اُس ملک کے ہین اور ہمارے ملک مین ہمارے ملک کے موافق قسم اور صفت اور مقدار ذکر کرنا چاہیے۔ اور سبب وجوب کا بھی ذکر کرے کہ کیون واجب ہوئے یہ محیط مین ہی اگر دس قفیز گیہون قرض ہونیکا دعوی کیا اور یہ نہ ذکر کیا کہ کس سبب سے واجب ہوئے تو سماعت نہوگی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اور بیع سلم مین اُسکے صحیح ہونے کی شرطین بھی ذکر کرے اور اگر دعوی مین کہا کہ بسبب سلم صحیح کے واجب ہوے اور اُسکی شرائط صحت نہ بیان کین تو امام شمس الاسلام اوزجندی اس دعوے کو صحیح کہتے تھے اور دوسرے مشائخ اسکو صحیح نہین کہتے ہین اور اگر بیع کے دعوے مین کہا کہ بسبب بیع صحیح کے واجب ہوئے تو بلاخلاف صحیح ہی و علےٰ ہذا ہر ایسے سبب مین جنکے شرائط بہت ہین دعوی مین عامہ مشائخ کے نزدیک اُن شرائط کا ذکر کرنا ضروری ہی اور جس سبب کی شرطین کم ہین اُسمین صرف سبب صحیح کہدینا کافی ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور قرض کے دعوے مین قبضہ کرنا اور مستقرض کا اپنی ضرورت مین صرف کرنا بھی ذکر کرے تاکہ بالاجماع یہ مال اُسپر قرض ہوجاوے اور یہی دعوے قرض مین یہ بیان کرے کہ مین نے اپنے ذاتی مال سے اسقدر قرض دیا کذا فی الذخیرہ۔ صدر الاسلام نے فرمایا کہ قرض مین مکان ایفاء اور تعین مکان عقد بیان کرنا ضرور نہین ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرا اس مدعا علیہ پر اسقدر مال بسبب باہمی حساب کے جو ہمارے درمیان ہی واجب ہی تو یہ صحیح نہین ہی کیونکہ حساب کچھ مال واجب ہونیکا سبب نہین ہوتا ہی کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر دعوی ونقد چیز مین ہو تو صحت کے واسطے جنس بیان کرنا مثلاً چاندی ہی یا سونا ہی ضرور ہی پس اگر سونا بیان کیا اور وہ مضروب ہی تو اشرفی جیپوری یا کلدار وغیرہ بیان کرنا چاہیے اور بیان کرے کہ اسقدر اشرفیان تھین کذا فی المحیط اور دیناروں کے دعوی مین وہ دہی یا دہ تھی بیان کرنا ضرور ہی کذا فی الخلاصہ اور مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی صفت کہ جید یا وسط یا ردی ہی بیان کرنا چاہیے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور یہ دعوی اگر بسبب بیع کے ہو تو صفت ذکر کرنے کی حاجت نہین ہی بشرطیکہ شہر مین ایک ہی نقد رائج و معروف ہو مگر اُس صورت مین بیان کرنا چاہیے کہ جب وقت بیع سے دعوے کے وقت تک اسقدر زمانہ گذر گیا کہ معلوم نہین کہ شہر مین کون نقد رائج ہی پس اسطرح بیان کرے کہ خوب شناخت مین آجاوے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر شہر مین نقود مختلف چلتے ہون اور سب کا رواج یکسان ہو کوئی زیادہ نہ چلتا ہو تو بیع جائز ہی اور مشتری کو اختیار ہی چاہے جس نقد کو ادا کرے ولیکن دعوی مین کسی نقد کا تعین ضرور ہی اور اگر سب کا رواج برابر ہو ولیکن بعض کا بعض پر زیادہ صرف ہو جیسے ہمارے ملک مین غطریفی اور عدالی مین تھا تو بدون بیان کے بیع جائز نہین ہی اور نہ بدون بیان کے دعوی صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک نقد زیادہ رائج ہو اور دوسرا اس سے افضل ہو تو بیع جائز او زنقد رائج ملیگا اور مین نے استروشنی کے ہاتھ کی تحریر دیکھی کہ اگر شہر مین چند نقود کا رواج ہو اور ایک زیادہ رائج ہو تو دعوی بدون بیان کے صحیح نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر دعوی بسبب قرض اور تلف کردینے کے ہو تو ہر حال مین صفت بیان کرنا ضرور ہی یہ نہایہ مین ہی۔ اگر یون ذکر کیا کہ اسقدر دینار نیشاپوری منتقد اور جید ہین گر نہ کیا تو مشائخ نے

اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ جید کی ضرورت نہین ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر جید ذکر کیا اور منتقد نہ کہا تو بھی دعوے صحیح ہی کذا فی المحیط۔ اور نیشاپوری یا بخاری ذکر کرنے کے بعد احمر ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہی کیونکہ سواے احمر کے وہان دوسرے نہین ہوتے ہین ہان جید ذکر کرنا ضرور ہی اور یہی عامہ مشائخ کا مذہب ہی اور فتاوے نسفی مین ہی کہ اگر احمر خالص ذکر کیا تو جید بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی اور بعضے مشائخ کے نزدیک یہ بیان کرنا ضرور ہی کہ کس بادشاہ کے وقت کا سکہ ہی اور بعضون کے نزدیک یہ شرط نہین ہی صحیح یہی ہی کہ اسمین وسعت ہی اور ذکر کرنے مین زیادہ احتیاط ہی کذا فی الذخیرہ۔ اگر سونا مضروب نہو تو دینار نہ کہے بلکہ مثقال کے وزن سے بیان کرے اور اگر میل نہو تو بیان کردے اور اگر اُسمین میل ہو تو دہ نہی یا دہ ہشتی وغیرہ بیان کردے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر چاندی ہو اور مضروب ہو تو اُسکی نوع یعنی جس طرف منسوب ہو اور اُسکی صفت کہ جید ہی یا درمیانی یا ردی اور اُسکا وزن مثلاً وزن سبعہ سے اسقدر درہم ہین بیان کردے کذا فی المحیط اور اگر چاندی مضروب ہو اور اُسمین میل غالب ہو پس اگر لوگون مین وزن سے اُسکا معاملہ ہوتا ہی تو اُسکی نوع و صفت و وزن ذکر کرے اور اگر شمار سے معمول ہین تو گنتی ذکر کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر چاندی غیر مضروب ہو اور اُسمین میل نہین ہی تو خالص ہونا اور اُسکی قسم ذکر کردے مثلاً نقرہ فرنگ یا روس یا طمغاجی اور صفت کہ جید ہی یا ردی ذکر کرے اور بعض نے کہا کہ طمغاجی ذکر کرنے کے بعد جید و ردی ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہی اور سفید چاندی ذکر کرنا کافی نہین ہی تاوقتیکہ طمغاجی یا کلیجی ذکر نہ کرے کذا فی الوجیز للکردری اور درم سے اُسکی مقدار بیان کرے کذا فی المحیط اگر گیہون یا جو کا منون سے دعوی کیا تو فتوے کے واسطے مختار یہ ہی کہ مدعی سے دریافت کیا جاوے اگر اُسنے بسبب قرض و تلف کردینے کے دعوی کیا ہی تو دعوے کی صحت کا فتوی نہ دیا جاوے اور اگر بسبب اپنے مال معین فروخت کرنے کے یا بسبب سلم کے دعوی کیا ہی تو دعوی صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر گیہون مین پیمانہ کے انداز سے دعوی کیا حتے کہ بلا خلاف دعوی صحیح ٹھہرا اور گواہ لایا کہ مدعا علیہ نے اسقدر گیہون یا جو کا اقرار کیا ہی اور اقرار مین صفت کا ذکر نہین ہی تو گواہی اس باب مین مقبول ہوگی کہ اُس سے بیان صفت کے واسطے جبر کیا جاوے نہ یہ کہ حق ادا مین جبر کیا جاویگا یہ محیط مین ہی۔ اور گنتی اور ماپ مین عرف معتبر ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر آٹے کا دعوے کیا اور قفیز کے ساتھ اُسکا وزن بیان کیا تو صحیح نہین ہی۔ اور جب وزن بیان کردیا تا کہ دعوی درست ہوگیا تو اُسکے ساتھ خشک آٹا شستہ بیان کرنا اور پختہ یا ناپختہ بیان کرنا اور جید یا وسط یا ردی بیان کرنا چاہیے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر ایک نے دوسرے پر سو عدالی کے غصب کرلینے کا دعوے کیا اور عدالی دعوے کے وقت مفقود ہین تو اُنکی قیمت کا دعوی کرنا چاہیے اور امام اعظم رہ کے نزدیک دعوی و خصومت کے روز کی قیمت لگائی جاوے اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک غصب کے روز کی قیمت اور امام محمد رہ کے نزدیک اُسروز کی قیمت کہ جب وہ مفقود ہوئے ہین اور ایسی صورت مین درمون کے واجب ہونیکا سبب بیان کرنا ضرور ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر میت پر قرض کا دعوے کیا اور کہا کہ اس قرضہ مین سے کچھ ادا نہین کرنے پایا تھا کہ وہ مرگیا اور ان وارثون کے ہاتھ مین اسقدر ترکہ چھوڑ گیا ہی کہ یہ قرض ادا ہوجاوے اور کچھ بچ رہے اور ورثہ کے اموال معینہ بیان نہ کیے تو فتوی یہ ہی کہ دعوی کی سماعت ہوگی ولیکن وارث پر اداے قرض کا حکم جبتک اُسکے پاس ترکہ نہ پہونچے نہ کیا جائیگا پس

اگر اُسنے وصول ترکہ سے انکار کیا اور مدعی نے اثبات کرنا چاہا تو جبتک کہ مال معینہ ترکہ کے اسطرح بیان نہ کیے کہ اُس سے آگاہی حاصل ہو جاوے تب تک اُسپر قادر نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - اگر مدیون نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو اسقدر درم بھیجے ہین یا میرے بلا حکم فلان شخص نے اسکو قرضہ ادا کر دیا ہی تو دعوی صحیح ہی اور قسم لیجائیگی - اگر اُسپر ہزار درم قرض کا دعوی کیا اور کہا کہ تیرے ہاتھ مین فلان شخص کے ہاتھ سے پہونچے ہین اور وہ میرا مال ہی تو اُسکے دعوے کی سماعت نہو گی جیسے عین مین غیر مسموع ہی کذا فی الخلاصہ - اور اگر بسبب کفالت کے مال کا دعوی کیا تو بیان سبب ضرور ہی اور اسی مجلس کفالت مین مکفول عنہ کا قبول کر لینا بیان کرے - اور اگر بیان کیا کہ مکفول لہ نے اپنی مجلس مین قبول کیا تو صحیح نہین ہی - اسی طرح اگر عورت نے اپنے شوہر کی وفات کے بعد وارثون پر مال کا دعوی کیا تو بدون بیان سبب کے صحیح نہین ہی - اور مشائخ نے فرمایا کہ بیع یا اجارہ وغیرہ کے سبب سے مال لازم ہونے کے دعوے مین یہ بھی بیان کرے کہ یہ عقد خوشی خاطر سے اُس حال مین کہ اُسکے تصرفات اُسکے نفع و نقصان کی راہ سے نافذ ہوتے تھے واقع ہوا تا کہ دعوی وجوب صحیح ہو جاوے یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر اجارہ بسبب اجارہ دینے والے کی موت کے فسخ ہو گیا اور مال کا دعوی کیا پس اگر اجرت درم یا عدالی ہین تو یون بیان کرنا چاہیے کہ اسقدر درم یا عدالی کہ وقت عقد سے وقت فسخ تک رائج رہے ہین کذا فی الذخیرہ - ایک شخص نے قاضی کے پاس دوسرے پر دس درم کا دعوی کیا اور کہا کہ میرے اسپر دس درم ہین اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ دعوی صحیح ہی اور بعضون نے کہا کہ جب تک ایک بار بھی قاضی سے نہ کہے کہ مجھے اس سے دلائے جاوین تب تک صحیح نہین ہی اور نوازل مین ہی کہ شیخ ابو نصر رح نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ دعوے کی سماعت ہو گی یہ خلاصہ مین ہی - اگر کسی شخص پر دعوی کیا کہ اسنے مبیع پر قبضہ کر لیا مجھے ثمن دلایا جاوے اور مبیع کو بیان نہ کیا یا محدود کے حدود بیان نہ کیے تو جائز ہی اور یہی اصح ہی اسی طرح کرایہ مکان کے دعوے مین جسکا اجارہ فسخ ہو گیا ہی اُس مکان کے حدود بیان کرنا شرط نہین ہی - اور اگر دعوی کیا کہ اس شخص نے مجھے فلان چیز کی کہ جسکا یہ وصف ہی حفاظت کے واسطے اسقدر ماہواری پر مزدور کیا تھا اور مین نے اسقدر مدت اُسکی حفاظت کی پس مجھے مزدوری ماہواری چاہیے اور یہ چیز معین اُس مجلس دعوے مین موجود نہین ہی تو بھی دعوی صحیح ہونا چاہیے - اگر مبیع غیر مقبوض کے ثمن کا دعوی کیا تو مجلس قضا مین مبیع کو حاضر کرنا چاہیے تا کہ قاضی کے سامنے بیع ثابت ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ میرے وصی نے میری صغیر سنی مین تیرے ہاتھ میرا فلان و فلان مال اس اس قدر دامون کو تیرے ہاتھ فروخت کیا اور اُسنے کچھ دام نہین پائے تھے کہ وہ مر گیا تو وہ دام تو مجھے ادا کر دے پس بعض مشائخ نے کہا کہ یہ دعوی صحیح نہین ہی کیونکہ وصی کے مرنے کے بعد دام وصول کرنیکا حق اُسکے وارث یا وصی کو ہی اور اگر اُسکا کوئی وصی نہو تو قاضی اُسکی طرف سے مقرر کریگا - شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو مشائخ یہ فرماتے ہین کہ وکیل بیع کے انتقال کے بعد ثمن وصول کرنیکا استحقاق موکل کو حاصل ہو جاتا ہی تو اُنکے موافق یہان بھی لکھنا چاہیے کہ لڑکے کے بالغ ہونے کے بعد اُسکو دام وصول کرنیکا حق حاصل ہو جاتا ہی پس دعوے صحیح ہوگا یہ محیط مین ہی

دوسری فصل دعوی عین منقول کے بیان مین جس مال معین منقول پر مدعی دعوی کرتا ہی - اگر مجلس قضا مین حاضر ہو تو اُسکی طرف ہاتھ سے اشارہ کرے کہ یہ میرا ہی اور سر سے اشارہ کرنا کافی نہین ہی مگر اُس صورت مین کہ اُسکے

اسطرح اشارہ سے وہی چیز معلوم ہو جاوے جسپر دعوی کرتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر وہ چیز مدعا علیہ کے قبضہ مین ہو تو اُسکے حاضر لانے کے واسطے حکم کیا جائیگا تاکہ دعوے مین پیش گواہی وغیرہ کے اُسکی طرف اشارہ کرے کذا فی الکافی۔ اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ بعضے منقولات کا قاضی کے سامنے حاضر لانا ممکن نہین ہی جیسے اناج کی ڈھیری یا بکریون کا گلہ تو امین قاضی کو اختیار ہی اگر اُس سے ممکن ہو تو خود اس مقام پر چلا جاوے ورنہ اگر اُسکو خلیفہ کرنے کی اجازت ہی تو اپنا خلیفہ وہان بھیجدے یہ محیط مین ہی۔ اگر مدعا علیہ منکر ہوا اور دعوے کیا کہ جس چیز مین دعوی ہی حاضر کرے تو یون چاہیے کہ کہے کہ اس مدعا علیہ کو لازم ہی کہ وہ چیز حاضر کرے تاکہ مین حجت پیش کرون اور اگر مدعا علیہ منکر نہوا اقرار کرتا ہو تو حاضر کرانا کچھ ضرور نہین ہی بلکہ مقر لہ اُس سے لے سکتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک مال معین ہی اُسپر دعوی کیا اور مجلس قضا مین اُسکو حاضر کرانا چاہا اور مدعا علیہ نے وہ مال اپنے ہاتھ مین ہونے سے انکار کیا پھر مدعی دو گواہ لایا کہ اُنھون نے گواہی دی کہ آج سے ایک سال پہلے وہ مال اُسکے پاس تھا تو سماعت ہوگی اور مدعا علیہ پر جبر کیا جاویگا کہ حاضر لادے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر ایسے مال معین پر دعوی کیا کہ جو غائب ہی اور اُسکی جگہ معلوم نہین ہی مثلاً کسی پر ایک کپڑے یا باندی غصب کر لینے کا دعوی کیا اور معلوم نہین کہ وہ موجود ہی یا ضائع ہوگئی پس اگر جنس اور صفت اور قیمت بیان کردی تو دعوی مسموع اور گواہی مقبول ہوگی اور اگر قیمت نہ بیان کی تو تمام کتابون مین اشارہ کیا کہ دعوی مسموع ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر مدعی بہ ضائع ہو تو دعوی بدون بیان جنس و سن وصفت وحلیہ قیمت کے صحیح نہین ہی کیونکہ بدون ان چیزون کے بیان کے اُسکا علم نہین ہو سکتا ہی اور قیمت کا بیان کرنا خصاف رح نے شرط کیا ہی اور بعضے قاضیون کے نزدیک قیمت بیان کرنا شرط نہین ہی کذا فی محیط السرخسی۔ ادب القاضی مین ہی کہ فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ بیان قیمت کے ساتھ مذکر و مونث بیان کرنا چاہیے کذا فی الکافی اور چوپائے کے دعوے مین رنگ وہیئت کا ذکر کرنا ضرور نہین ہی حتے کہ اگر ایک شخص نے ایک گدھا غصب کر لینے کا دعوی کیا اور اُسکی ہیئت بیان کردی اور موافق دعوے کے گواہ سنائے پس مدعا علیہ نے ایک گدھا حاضر کیا اور مدعی نے کہا کہ مین نے اسی گدھے کا دعوی کیا ہی اور گواہون نے بھی یہی کہا پھر جو دیکھا گیا تو بعض ہیأت مین اُنکے بیان سے اختلاف ہی مثلاً گواہون نے اُسکو کان پھٹا ہوا بیان کیا تھا اور اسکا کان ایسا نہ تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ امر مدعی کی ڈگری کردینے کا مانع نہین ہی اور اس سے اُنکی گواہی مین خلل نہین آتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ امام ظہیر الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر ایک ترکی غلام غصب کر لینے کا دعوے کیا اور اُسکی صفات بیان کردین اور درخواست کی کہ غلام حاضر کرایا جاوے پھر جب حاضر ہوا تو بعضی صفتون مین مدعی کے بیان سے اختلاف پایا گیا اور مدعی نے گواہ قائم کردیے پس جن صفات مین اختلاف پایا گیا اگر ایسے ہین کہ اُنمین تغیر و تبدل کا احتمال نہین ہی اور مدعی نے کہا کہ مین نے اسی غلام کا دعوی کیا ہی تو دعوی مسموع نہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ یہ میرا غلام ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو دعوی مسموع اور گواہی مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے چند معین چیزون کا جنکی جنس و نوع وصفت مختلف ہی دعوی کیا اور سب کی اکٹھا قیمت بیان کردی اور ہر ایک کی قیمت کی علیحدہ تفصیل نہ کی تو دعوی صحیح ہی اور تفصیل بیان کرنا شرط نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ خزانۃ المفتین وفتاوی قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے کسی شخص پر ہزار دینار کا اس سبب سے دعوی کیا کہ اسنے میری چند معین چیزین تلف کردی

ہین تو ضرور ہی کہ جہان تلف کردی ہین وہان کی قیمت بیان کرے اور اعیان کو بھی بیان کرے کیونکہ بعضی اعیان سے مثلی ہوئی ہین اور بعضی قیمت والی ہوتی ہین یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے رفوگر کے پاس اپنا عمامہ تلمیذ کے ہاتھ روانہ کیا کہ اسکو درست کردے پھر رفوگر نے عمامہ وصول پانے سے انکار کیا اور تلمیذ مرچکا ہی یا غائب ہی پھر عمامہ والے نے دعوے کیا کہ یہ میرا عمامہ ہی مین نے فلان تلمیذ کے ہاتھ تیرے پاس بھیجا ہی تو ایسے دعوی کی سماعت نہوگی جب تک یہ نہ کہے کہ تو نے اُسکو تلف کیا اور قیمت کا دعوے کرے اور اگر یون کہا کہ مین نے تیرے پاس بھیجا ہی تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر انگور موجودہ یا بقول کا دعوی کیا تو اشارہ کردے اور اوصاف و وزن و نوع بیان کرنے کی حاجت نہین ہی اور قرض مین اور فصل موجود ہی تو مقدار و نوع و صفت بیان کرے اور جید و ردی ہونا بیان کرے اور اگر ایسا ہو کہ جب بازار مین بکتے تھے وہان سے منقطع ہو چکے ہون تو حاکم دریافت کریگا کہ تو کیا چاہتا ہی اگر اُسنے کہا کہ انگور چاہتا ہون تو سماعت نہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ قیمت چاہتا ہون تو اُسکو سبب وجوب بیان کرنیکا حکم کریگا کیونکہ اگر یہ دام مبیع کے ثمن ہین تو بسبب منقطع ہوجانے کے بیع ٹوٹ گئی اور اگر بسبب سلم یا تلف کردینے یا قرض کے ہین تو مطالبہ کرسکتا ہی اگر انگورون کی فصل تک انتظار نہ کرے ایسا ہی امام ظہیر الدین نے فرمایا ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ اگر دو قسم کے انگور علائی و دختی درمیانی شہر پر سومن کا دعوی کیا تو تفصیل بیان کرنا چاہیے کہ علائی کسقدر اور دختی کسقدر تھے کذا فی المحیط اور انار و سیب کے دعوے مین وزن اور ترش و شیرین و صغیر یا کبیر بھی ذکر کرے اور گوشت کے دعوے مین سبب بیان کرنا ضرور ہی کذا فی الخلاصہ پس اگر یون بیان کیا کہ مین اس سبب سے دعوی کرتا ہون کہ اسنے مبیع کا ثمن قرار دیا تھا تو دعوی صحیح ہی اگر اُسکا وصف اور موضع بیان کردے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کسی پر سومن کوک کا دعوی کیا تو صحیح نہین ہی مگر جبکہ سبب بیان کردے کیونکہ روئی کے سلم مین اور قرض لینے مین اختلاف ہی اور تلف کردینے کی صورت مین قیمت واجب ہوگی اور اگر سبب یہ بیان کیا کہ مبیع کا ثمن ہی تو دعوی صحیح ہی ولیکن بیان کرنا چاہیے کہ کیسے آٹے کے بنی ہوئی ہین اور سپیدی مائل یا زعفرانی ہین اور اُسپر تل لگے ہوئے ہین یا نہین یہ ظہیریہ مین ہی۔ برف کا دعوی جب وہ منقطع ہوچکا ہو تو صحیح نہین ہی کیونکہ اُسکے مثل دیا نہین جاسکتا ہی تو اُسکو چاہیے خصومت کے روز کی قیمت لگا کر دعوے کرے کہ میری اسقدر قیمت چاہیے ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور تیل وغیرہ ایسی چیزون کے دعوے مین اگر بیع کا سبب ہو تو اشارہ کے واسطے حاضر لانا ضرور ہی اور اگر بسبب قرض یا تلف کردینے یا ثمن قرار دینے کے ہو تو موجود کرنے کی ضرورت نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص پر دیباج کا دعوی کیا پس اگر وہ مال عین ہی تو اُسکا حاضر کرانا اور اُسکی طرف اشارہ کرنا شرط ہی اور وزن و تمام اوصاف بیان کرنے چاہیے ہین اور اگر بسبب سلم کے دین ہو تو اس صورت مین وزن ذکر کرنے کی شرط ہونے مین مشائخ کا اختلاف ہی عامہ مشائخ کے نزدیک شرط ہی اور یہی صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص کے ذمہ ایک خرگاہ بسبب مہر کے واجب ہونیکا دعوی پیش ہوا تو مشائخ نے صحیح ہونیکا فتوی دیا کیونکہ اسمین زیادہ جہالت نہین ہی اور باب مہر مین جہالت اُسکی مانع نہین ہوتی ہی کہ اُسکے ذمہ واجب ہو یہ محیط مین ہی۔ بعض مشائخ نے ذکر کیا کہ کسی نے زندنیجی کا دعوی کیا اور اُسکا طول خوارزم کے گزون سے کسی قدر

بیان کیا پھر جب وہ پائی گئی تو زائد یا کم نکلی اور یہ گواہ گواہی موافق دعوے کے دے چکے ہین تو دعوی و گواہی دونون باطل ہین جیسا کہ چوپایہ کے دانتون کے اختلاف مین ہوتا ہی۔ ایک شخص نے کسی قدر لوہے پر دعوے کیا اور اُسکا وزن دس من بیان کیا پھر وہ بیس من یا آٹھ من نکلا تو دعوی و گواہی مقبول ہو گی کیونکہ جس چیز کی طرف اشارہ کیا اُسکا وزن بیان کرنا لغو ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ روئی کے دعوے مین یہ بیان کرنا کہ کہان کی ہی ترقابی ہی یا بیہقی یا جاجر ہی ضرور ہی کذافی خزانۃ المفتین۔ اور فتوے اسپر ہی کہ اتنے من اسقدر روئی سے گالا نکلتا ہی بیان کرنا شرط نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ قمیص کے دعوے مین جب نوع و جنس و صفت و قیمت بیان کی تو اُسکے ساتھ مردانہ یا زنانہ چھوٹے یا بڑے بیان کرنا چاہیے یہ خزانۃ المفتین مین ہی کپڑا چاک کر ڈالنے یا چوپایہ کے زخمی کرنے کے دعوے مین چوپایہ یا کپڑے کا حاضر کرنا شرط نہین ہی کیونکہ مدعی یہ حقیقت مین وہ جزو ہی جو فوت ہو گیا کذافی الخلاصۃ۔ اگر گوہر کا دعوے کیا تو اُسکا وزن بیان کرنا چاہیے اگر غائب ہو اور مدعا علیہ اپنے پاس ہونے سے انکار کرتا ہو یہ سراجیہ مین ہی۔ اور موتی کے دعوے مین اُسکا دور و چمک و وزن بیان کرے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر چند سوئیون یا سلون کا دعوی کیا تو اُسکا سبب بیان کرے کیونکہ اسکا حاضر کرنا لازم ہی اگر عین ہو اور اگر دین ہو بسبب سلم یا ثمن بیع کے تو جہالت رفع کرنے کے واسطے نوع و صفت بیان کرنا ضرور ہی اور تلف کر دینے سے انکا مثل واجب نہین ہوتا ہی کیونکہ یہ قیمت والی شمار ہین نہ مثلی اور قرض کے سبب سے وجوب نہین ہوتا ہی کیونکہ انکا قرض جائز نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کسی قدر حنا کا دعوے کیا تو جید و وسط و ردی بیان کرے اور ذکر کرے کہ برگ حنا یا سودہ یا کوفتہ کیسی تھی اور اگر کسی قدر توتیا کا دعوے کیا تو کوفتہ و ناکوفتہ ذکر کرے و بدون اسکے دعوی صحیح نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک طاحونہ کا دعوی کیا اور حدود طاحونہ اور ادوات کو بیان کر دیا ولیکن اُسنے ادوات کو مسمی نہ کیا اور نہ اُنکی کیفیت بیان کی تو بعض نے کہا کہ دعوی صحیح نہین ہی اور یہی اصح ہی یہ محیط مین ہی۔ فتاوی رشید الدین مین ہی ودیعت کے دعوے مین یون کہنا چاہیے کہ میری اس شخص کے پاس اسقدر ودیعت اس قیمت کی ہی پس مین اُسکے پیش کرنیکا خواستگار ہون تا کہ مین اس امر کے گواہ سناؤن کہ یہ میری ملک ہی بشرطیکہ وہ منکر ہو اور اگر مقر ہو تو تخلیہ کرے کہ میرے قبضہ مین آوے اور یہ نہ کہے کہ رد کرنیکا حکم ہو یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ودیعت کے دعوے مین موضع ایداع کو کہ کس شہر مین واقع ہوا بیان کرے خواہ ودیعت ایسی چیز ہو کہ اُسکی بار برداری و صرف ہی یا ایسی نہو اور دعوی غصب مین اگر مغصوب ایسی چیز نہو جسکی بار برداری ہی تو موضع غصب کا بیان کرنا ضرور نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر گیہون غصب کرنیکا دعوی کیا اور شرائط بیان کر دیے تو غصب کی جگہ بیان کرنا ضرور ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ غیر مثلی کے غصب و استہلاک مین غصب کے روز کی قیمت بیان کرنا چاہیے یہی ظاہر الروایت ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ دعوی تخارج مین بیان انواع ترکہ و تحدید زمین و بیان متاع و حیوانات و اُسکی قیمت ضرور ہی تا کہ معلوم ہو سکے کہ اُسکے حصہ سے زیادہ پر صلح نہین واقع ہوئی کیونکہ اگر ترکہ کو بعض وارثون نے تلف کر دیا پھر غیر متلف کے ساتھ اُسکے حصہ کی قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی چنانچہ بعد غصب و اتلاف کے قیمت سے زیادہ پر صلح کرنے کے مسئلہ مین ایسا ہی ہے

یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کسی نے دوسرے پر دعوی کیا کہ فلان مشترک مال میرے اور اسکے درمیان تھا اُسے فروخت کیا اور جب مجھے بیع کی خبر پہونچی تو مین نے اجازت دیدی پس اُسپر آدھے ثمن کا مجھے سپرد کرنا واجب ہی تو یہ دعوی صحیح نہین ہی جب تک دعوے مین یہ ذکر نہ کرے کہ یہ مال وقت اجازت کے مشتری کے ہاتھ مین قائم تھا اور ضرور ہی کہ وقت اجازت کے ثمن کا رائج ہونا بھی بیان کرے اور یہ بھی بیان کرے کہ بائع نے مشتری سے ثمن وصول کر لیا اور قاضی مدعی سے دریافت کریگا کہ یہ مال معین تم دونون مین ملکی شراکت کے طور پر تھا یا عقدی شرکت تھی پس اگر اُسنے کہا کہ ملکی شرکت تھی تو ان شرطون کا بیان کرنا ضرور ہی اور اگر کہا کہ عقدی شرکت تھی تو وقت اجازت کے یہ عین مشتری کے پاس قائم ہونے کی شرط بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی ولیکن ثمن پر قبضہ کرنے کا بیان شرط ہی تاکہ نصف ثمن کا مطالبہ درست ہو یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ مال شرکت کی تجہیل سے مرجانے کے دعوے مین یہ بیان کرنا چاہیے کہ مال شرکت کی تجہیل کے ساتھ مرا ہی یا جو چیز مال شرکت سے خریدی گئی تھی اُسکی تجہیل کے ساتھ مرا ہی کیونکہ مال شرکت کی ضمان مثلی ہی اور جو چیز اُس سے خریدی گئی اُسکی قیمت کے ساتھ ضمان ہوتی ہی اور مطالبہ کا ذکر رد و تسلیم کے ساتھ واجب نہین ہی کیونکہ مودع پر تخلیہ واجب ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ دعوی البضاعت و ودیعت مین بسبب تجہیل وغیرہ کے مرنے کے بیان کرنا چاہیے کہ موت کے روز اُسکی کیا قیمت تھی ایسا ہی مال مضاربت کے دعوے مین اگر مضارب تجہیل سے مطلقا مرگیا تو بیان کرنا چاہیے کہ اُسکے مرنے کے روز مال مضاربت نقد تھا یا عروض یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر دوسرے شخص پر دعوے کیا کہ اُسنے اسقدر قفیز گیہون مجھسے امانتہ لیکر قبضہ مین کیے اُسپر اُنکا واپس کر دینا واجب ہی اگر قائم ہین تو اُسکی قیمت اور اگر تلف ہوگئے ہین یا تلف کر دیے ہین تو اُسکے مثل واپس کرے پس یون دعوے مین کہنا چاہیے کہ اگر قائم ہین تو اُسپر تخلیہ یعنی قبضہ دلا دینا واجب ہی اور اگر تلف ہوگئے ہین تو بیان کرنا چاہیے کہ بعد انکار کے تلف ہوے ہین اور اگر تلف کر دیے ہین تو بیان کرنا چاہیے کہ اسکی طرف سے تلف ہوے ہین یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر دعوی کیا کہ اسنے مجھسے اسقدر دریان جنکا یہ طول یہ عرض یہ قیمت تھی چکھانے کے طور پر لیکر قبضہ مین کر لی ہین پس اسپر واجب ہی کہ اُنکو واپس دے اگر بعینہ قائم ہین اور اگر تلف ہو گئی ہین تو اُنکی قیمت ادا کرے تو یہ دعوے صحیح نہین ہی جبتک یون نہ کہے کہ چکھانے کے طور پر لیکر قبضہ مین کر لی تھین تاکہ اگر پسند آوین تو اسقدر دامون کو خرید لے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ راہن نے اگر مرہون واپس سپرد کر دینے کا مرتہن پر دعوی کیا پس جاننا چاہیے کہ طحاوی رح نے ذکر کیا ہی کہ مرہون راہن کو واپس دینے مین جو خرچ ہو وہ راہن کے ذمہ ہی اور اس بنا پر دعوی صحیح نہین ہی اور بعضون نے کہا کہ وہ خرچ مرتہن پر ہوتا ہی اور اس قول کے موافق اگر مرتہن پر واپس تسلیم کرنیکا دعوی کیا تو مثل مستعیر کے صحیح ہی کذا فی المختار۔ فی شرح الجامع کذا فی خزانۃ المفتین۔ ایک شخص نے کوئی مال معین فروخت کیا اور بائع غلام ہی اور اُسکا مولی حاضر ہی پھر مولے نے اُس مال کا جسکو غلام نے فروخت کیا ہی اپنے واسطے دعوی کیا پس اگر غلام ماذون ہی تو دعوی صحیح نہین ہی اور اگر مجبور ہی تو صحیح ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ مجھپر بیع کے واسطے زبردستی کی گئی اور چاہا کہ واپس کر لون تو صحیح نہین ہی جبتک یہ نہ کہے کہ مین نے بیچا و سپرد کیا اور دونون حالتون مین مجھپر زبردستی کی گئی تھی اور اگر دام پر قبضہ کیا ہو تو ذکر کرنا چاہیے کہ مین نے ثمن پر بھی مجبوری سے قبضہ کیا اور سب پر برہان پیش کرے اور اگر اُس شخص نے جسپر زبردستی کی گئی یہ دعوی کیا کہ یہ چیز میری ملک ہی اور مشتری کے قبضہ مین ناحق ہی تو دعوی صحیح

نہین

نہین ہے کیونکہ اُسکی بیع کے ساتھ اگر قبضہ متصل ہو تو ملک ثابت ہوتی ہے اور علے ہذا اگر بیع فاسد کہ جسمین قبضہ ہو گیا ہو یون دعوی کیا کہ یہ مبیع میری ملک ہے اور مشتری کے قبضہ مین ناحق ہے تو صحیح نہین یہ وجیز کردری مین ہے۔ فتاوائے رشید الدین مین ہے کہ اگر بائع نے اپنے اوپر بیع زبردستی ہونیکا دعوی کیا تو زبردستی کرنے والے کے تعین کی ضرورت نہین ہے چنانچہ اگر بسبب سعایت کے کسی مال کا دعوی کیا تو جن سپاہیون نے لیا ہے اُنکی تعین کی ضرورت نہین ہے اور یہی اصح ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ منتقی مین ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ اسنے فلان شخص کو حکم کیا اسنے مجھسے اسقدر روپے لیا ہے پس اگر حکم کرنے والا بادشاہ وقت ہو تو دعوی صحیح ہے اور اگر سوائے بادشاہ کے کوئی شخص ہو تو اُسپر کچھ نہین ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اگر مامور پر ضمان کا دعوی کیا پس اگر حکم کنندہ سلطان ہو تو مامور پر دعوی صحیح نہین ہے اور اگر سلطان نہین ہے تو مامور پر دعوی صحیح ہے اور مجرد حکم امام کا اکراہ ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور سعایت کے دعوے مین قابض مال کا نام و نسب ذکر کرنے کی حاجت نہین ہے ولیکن سعایت کو بیان کرے۔ اگر یون کہا کہ فلان شخص نے مجھے دبوچ لیا تاکہ ظالمون نے میرا نقصان کر دیا تو فقط اس کہنے سے دعوی صحیح نہین ہے۔ اسی طرح اگر یون کہا کہ فلان شخص نے ناحق میرا خسارہ کرا دیا تو بھی صحیح نہین ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ اسنے میرا اسقدر نقصان کرایا بسبب اسکے کہ بادشاہی آدمیون کو لیکر ناحق مجھپر سعایت کی اور گواہون نے گواہی دی کہ اس شخص نے بادشاہی آدمیون کو لیکر ناحق اس مدعی پر سعایت کی اور بادشاہی آدمیون نے ناحق اس مدعی سے بسبب اس مدعا علیہ کے سعایت کی اسقدر مال موصوف لے لیا تو ایسا دعوی اور گواہی دونون صحیح ہین اگرچہ قابض مال کو معین کرکے ذکر نہ کیا اور سعایت کی تفسیر ضرور چاہیے تاکہ دیکھا جاوے کہ آیا اُسپر مال واجب ہوتا ہے یا نہین پس اگر ایک شخص بادشاہی آدمیون کے پاس آیا اور کہا کہ میرا اسپر واجبی حق چاہیے ہے اُنھون نے اُسکو ادا کر دینے کے واسطے پکڑا اور اپنا حق لے لیا تو ایسی سعایت موجب ضمان نہین ہے کیونکہ یہ حق پر ہے اسی طرح اگر سعایت کی اور کہا کہ وہ میرے پاس آتا ہے پس سلطان نے اُسکو پکڑا اور اس سبب سے مال اُس سے لے لیا تو یہ موجب ضمان نہین ہے اور جس سعایت سے ضمان واجب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایسی بات دروغ بیان کر دے جو مال لیے جانیکا باعث ہو جاوے مثلاً بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ فلان شخص نے مال پایا ہے اور درحقیقت اُسکو مال ملا ہو مگر بادشاہ اُس سے ظاہر مین اس کہنے سے مال لے لیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر دعوے کیا کہ اسنے مجھسے رشوت لی ہے تو بھی بدون تفصیل کے صحیح نہین ہے پس اگر علے وجہ تفصیل کی تو سماعت ہوگی ورنہ نہین کذا فی الخلاصہ

تیسری فصل ۔ عقار کے دعوے کے بیان مین ۔ اگر مدعی بہ عقار ہو تو اُسکی چارون حدین ذکر کرے اور اُنکے مالکون کے نام بیان کرے اور اُنکے باپ و دادا تک بیان کرے کذا فی الاختیار شرح المختار اور دادا کا ذکر کرنا امام اعظم رح کے نزدیک ضرور ہے اور یہی صحیح ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ وہ شخص مشہور نہو اور اگر معروف ہو تو بالاجماع باپ و دادا کے ذکر کی ضرورت نہین ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ حاکم امام ابو نصر احمد بن محمد سمرقندی نے اپنی شروط مین بیان کیا ہے کہ اگر دعوے عقار مین واقع ہو تو اس شہر کا جسمین گھر ہے پھر محلہ پھر کوچہ کا کرنا ضرور ہے پس پہلے شہر کا پھر محلہ کا پھر کوچہ کا اسی طرح عام سے خاص کی طرف اُترتا چلا جاوے جیسا کہ امام محمد کا مذہب ہے اور ابو زید بغدادی نے بیان کیا کہ خاص سے عام کی طرف چلے کہ یہ گھر فلان کوچہ فلان محلہ فلان شہر مین

واقع ہی اور قول امام محمد رح کا احسن ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی اور یہ ذکر کرے کہ وہ مدعا علیہ کے قبضہ مین ہی اور عقار مین مدعی و مدعا علیہ کے تصادق سے قبضہ ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ گواہی سے یا قاضی کے علم سے موافق مذہب صحیح کے قبضہ کا ثبوت ہوتا ہی یہ کافی مین ہی اور بیان کرے کہ مین مدعا علیہ سے اسکا مطالبہ کرتا ہون کیونکہ اسکا حق مطالبہ ہی پس مطالبہ کرنا ضرور ہی اور ایک احتمال یہی تھا کہ شاید مرہون ہو یا ثمن کے عوض اُسکے پاس محبوس ہو وہ مطالبہ کرنے سے دفع ہو گیا ہو اور اسی سے مشائخ نے کہا کہ منقولات مین یہ کہنا واجب ہی کہ اُسکے قبضہ مین بلاحق ہی کذا فی الہدایہ- ایک جماعت نے اہل شروط سے بیان کیا کہ حدود مین لزیق دار فلان بیان کرنا چاہیے صرف دار فلان نہ کہے اور ہمارے نزدیک دونون لفظ یکسان ہین جو کہے بہتر ہین کذا فی المحیط اگر تین حدود بیان کردین اور چوتھی بیان کرنے سے خاموش رہا تو مضر نہین ہی اور اگر خاموش نہوا بلکہ چوتھی بیان کرنے مین خطا کی تو دعوے صحیح نہین ہوتے کہ اگر مدعا علیہ نے بیان کیا کہ یہ محدود میرے قبضہ مین نہین ہی یا اس محدود کا تسلیم کرنا مجھپر واجب نہین ہی تو یہ خصومت اُسپر نہ چلیگی اور اگر یہ کہا کہ یہ محدود میرے قبضہ مین ہی مگر تو نے اسکی حدود مین خطا کی تو اسکے کہنے پر التفات نہ کیا جائیگا ولیکن اگر دونون خطا ہونے پر متفق ہون تو دوبارہ نالش پیش ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- ایک گھر کا دعوی کیا اور اُسکی ایک حد پر زید کا گھر بیان کیا پھر دوبارہ دعوی کیا اور اس حد پر عمرو کا گھر بیان کیا تو مقبول نہین ہی اگرچہ مدعا علیہ اُسکی تصدیق کرے کہ اُسنے غلط کیا یا نہین- ایک شخص نے دوسرے پر ایک باغ انگور کا دعوی کیا اور اُسکی حدود بیان کردین اور اُسکی بعض حد چہارم عمرو بن احمد بن یوسف کے تاک انگور سے ملی ہوئی ہی اور انھون نے عمرو بن احمد بن عمرو کے تاک سے پیوستہ لکھی ہے اور یہی دعوے کیا اور گواہون نے بھی یہی گواہی دی اور قاضی نے حکم کیا تو یہ حکم اس مدعا علیہ کے قبضہ کے تاک انگور کے حق مین صحیح نہین ہی چونکہ بعضے حدود کو غلط بیان کیا ہی اور مدعی کو اُسمین تصرف کرنا جائز نہین ہی کذا فی خزانۃ المفتین

قال المترجم ہکذا ظہر لی واللہ اعلم بمراد عبادہ- اور اگر حد چہارم مین بیان کیا کہ زقہ یا زقاق سے متصل ہی اور اسی طرف مدخل یا دروازہ ہی تو یہ کافی نہین ہی کیونکہ زقہ سبب ہوتے ہین الا کسی کی طرف منسوب کرنا چاہیے تاکہ معلوم ہو اور اگر کسی طرف منسوب نہو تو محلہ یا قریہ یا ناحیہ کا ذکر بیان کرے کہ اس سے ایک طرح کی پہچان ہو سکتی ہی یہ فصول عمادیہ و ذخیرہ مین ہی- اگر دو حدین ذکر کین تو ظاہر الروایت کے موافق کافی نہین اور یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ہی اور اگر تین حدین ذکر کین تو کافی ہی اور اس صورت مین حد چہارم کے حکم کی تکمیل صورت مین خصاف رح نے بیان کیا کہ بمقابلہ حد ثالث کے لیکر ابتدا سے حد اول تک ختم کر دیجاویگی کذا فی المحیط- اگر حد چہارم دو شخصون کی ملکیت سے متصل ہو اور ہر ایک کی زمین علیحدہ ہو یا کسی کی زمین اور مسجد سے ملحق ہو اور مدعی نے بیان کیا کہ حد چہارم فلان شخص کی زمین سے پیوستہ ہی اور دوسرے شخص یا مسجد کو بیان نہ کیا تو صحیح ہی اور بعض نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ دونون صورتون مین دعوی صحیح نہونا چاہیے یہ فصول عمادیہ مین ہی- اگر کسی محدود کا دعوے کیا اور اُسکی ایک حد یا تمام حدین مدعی کی ملک سے ملحق ہین تو حد فاصل بیان کرنے کے حق مین بعض مشائخ نے کہا کہ ضرورت نہین ہی اور اگر مدعا علیہ کی ملک سے متصل ہو تو فاصل ذکر کرنے کی ضرورت ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر مدعا بہ زمین ہو تو یہی حکم ہی اور اگر بیت یا منزل یا دار ہو تو فاصل

ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہی اور دیوار فاصل ہوتی ہی یہ محیط مین ہی اور درخت نہین فاصل ہوتا ہی اور مسناۃ یعنی بند آب فاصل ہونیکی صلاحیت رکھتا ہی اور شجر اگر تمام مدعی بہ کو محیط ہو تو فاصل ہو سکتا ہی یہ خلاصہ مین ہی اور راستہ حد ہو سکتا ہی اور اصح یہ ہی کہ اُسکے طول وعرض بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی اور نہر حد نہین ہو سکتی ہی اور اصح یہ ہی کہ نہر مثل خندق کے حد ہو سکتی ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اصح یہ ہی کہ نہر کے طول وعرض بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی یہ خزانۃ الفتاوے مین ہی۔ اگر عام راستہ حد قرار دیا گیا تو طریق قریہ یا طریق شہر بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی کذا فی المحیط۔ اور ظاہر مذہب یہ ہی کہ چہار دیواری حد ہو سکتی ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی اور یہی اصح ہی یہ خزانۃ الفتاوے مین ہی۔ اور مقبرہ اگر ٹیکرا ہو تو حد ہو سکتا ہی ورنہ نہین یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر دس گھر زمین کا دعوی کیا اور نو کے حدود بیان کیے ایک کے نہ بیان کیے پس اگر یہ زمین ان سب کے زمینون کے درمیان مین ہو تو حد مین آگئی پس حجت سے ثابت ہونے کے وقت سب کا حکم دیا جا سکتا ہی اور اگر ایسی ایک کی زمین ایک کنارے ہو تو بدون حدود ذکر کرنے کے معلوم نہین ہو سکتی ہی پس ڈگری نہو گی یہ خزانۃ المفتین و ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اگر کہا کہ زمین وقف سے پیوستہ ہی تو مصرف بیان کرنا ضرور ہی اور اگر زمین مملکت سے پیوستہ بیان کی تو امیر مملکت کا نام و نسب بیان کرنا چاہیے اگر دو امیر ہون کذا فی الخلاصۃ اور اگر حد مین یہ بیان کیا کہ فلان کے وارثون کی زمین سے پیوستہ ہی تو یہ کافی نہین ہی یہ محیط مین ہی اور اگر لکھا کہ فلان کے وارثون کی ملک سے ملحق ہی تو کافی نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور مین نے ایسے شخص کی تحریر دیکھی جسپر مجھے اعتماد ہی کہ اگر یون لکھا کہ فلان شخص کے ترکہ کے گھر سے پیوستہ ہی تو صحیح ہی اور یہ نہایت عمدہ ہی اور اگر حد مین بیان کیا کہ زمین میان دیہی سے پیوستہ ہی تو کافی نہین ہی اور اگر اُسکی کوئی حد مین ایسی زمین بیان کر دین جنکے مالک کا پتہ نہین ملتا ہی تو کافی نہین ہی تاوقتیکہ یہ نہ ذکر کرے کہ کسکے قبضہ مین ہین اور اگر کسی حد مین بیان کیا کہ اراضی مملکت سے پیوستہ ہی تو صحیح ہی اگرچہ یہ بیان نہ کرے کہ کسکے قبضہ مین ہین ولیکن فاصل بیان کرنا ضرور ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور مستثنات مثل طریق و مقبرہ و حوض کے حدود بیان کرنے کی شرط ہونے کے باب مین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے شرط کیا ہی اور بعضون نے نہین اور مستثنے کی تحدید اسطرح ضرور ہی کہ امتیاز حاصل ہو جاوے اور جسطرح ہمارے زمانہ مین لکھتے ہین کہ حدود اربعہ مستثنے اُس زمین سے پیوستہ ہین جو اس دعوے مین داخل ہی یا اس بیع مین آئی ہی یہ صحیح نہین ہی کیونکہ اس سے امتیاز حاصل نہین ہوتا ہی پس اسطرح ذکر کرے کہ امتیاز حاصل ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور امام ظہیر الدین مرغینانی فرماتے تھے کہ اگر مقبرہ کوئی ٹیکرہ ہو تو اُسکے حدود بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی ورنہ ضرورت ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی امام نسفی نے بیان کیا کہ امام سرخسی خالصۃ گانون کے خریدنے مین مسجدون اور مقبرون و عام راستون و حوضون وغیرہ کے حدود و مقدار طول وعرض بیان کرنے کی شرط کرتے تھے اور جن محضرون اور سجلات و دستاویزون مین ان چیزون کی استثنا بدون بیان حدود کے مذکور ہوتی تھی اُنکو رد کر دیتے تھے اور امام سید ابو شجاع نہین شرط کرتے تھے امام نسفی نے فرمایا کہ ہم بھی مسلمانون پر آسانی کرنے کے واسطے ایسا ہی فتوے دیتے ہین یہ خلاصہ مین ہی۔ اور جو ہمارے زمانہ مین تحریر کرتے ہین کہ دو ذات عقد کرنے والے

اس تمام مبیع کو پہچانتے وجانتے ہیں جسپر عقد واقع ہوا ہو پس اسکو بعض مشائخ نے رد کر دیا ہو اور یہی مختار ہو کیونکہ گواہی کے وقت اس سے قاضی کو مبیع معلوم نہیں ہو سکتی ہو پس تعین کرنا ضرور ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو ایک شخص نے ایک دار مقبوضہ غیر پر دعوی کیا قاضی نے دریافت کیا کہ تو اسکے حدود پہچانتا ہو اُسنے کہا کہ نہیں پھر اُسنے دعوی کیا اور حدود بیان کر دیں تو سماعت نہو گی - اور اگر کہا کہ میں اہل حدود کے نام سے واقف نہیں ہوں پھر دوبارہ دعوی میں بیان کیے تو سماعت ہو گی اور توفیق کی حاجت نہیں ہو یہ خلاصہ میں ہو - اور اگر اُسنے کہا کہ میں حدود نہیں جانتا ہوں پھر دوبارہ دعوی کر کے بیان کر دیں اور کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ مجھے اہل حدود کے نام نہیں معلوم ہیں تو یہ توفیق مقبول ہو کر دعوے کی سماعت ہو گی یہ ذخیرہ میں ہو - ایک شخص نے ایک محدود کا دعوی کیا اور حدود بیان کر دیں اور یہ بھی بیان کیا کہ اُسمین درخت ہیں پھر معلوم ہوا کہ اُسکے حدود تو یہی ہیں جو اُسنے بیان کیے ہیں ولیکن اُسمین درخت نہیں ہیں تو دعوی باطل نہو گا اسی طرح اگر سوائے درختوں کے احاطہ ذکر کیے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مدعی نے بیان کیا کہ اُسمین کوئی درخت نہیں ہو نہ کوئی احاطہ پھلواری ہو پھر معلوم ہوا کہ اُسمین بڑے بڑے درخت ہیں کہ جنکا پیدا ہو جانا بعد دعوے کے متصور نہیں ہو سکتا ہو تو دعوی باطل ہو گا اگرچہ حدود اُسکے موافق دعوے کے ہوں اگر کسی زمین کا دعوی کیا اور حدود بیان کر دیں اور کہا کہ دس جریب ہو اور اس سے زیادہ نکلی تو دعوی باطل نہو گا یا کہا کہ اُسمین دس من دانہ بویا جاتا ہو اور وہ اس سے زیادہ یا کم ہو مگر جو حدود بیان کر دیں ہیں وہ موافق دعوے کے ہیں تو دعوی باطل نہو گا کیونکہ اس اختلاف میں احتمال توفیق ہو اور محتاج الیہ نہیں ہو یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہو اگر کسی محدود کا دعوی کیا کہ فلاں موضع میں ہو اور حدود بیان کر دیں اور محدود کا نام نہ لیا کہ انگور کا باغ ہو یا زمین ہو یا دار ہو اور گواہوں نے بھی ایسی ہی گواہی دی تو شمس الائمہ سرخسی کا فتوے منقول ہو کہ دعوی و گواہی صحیح نہیں ہو اور شمس الاسلام اوزجندی کا فتوی منقول ہو کہ مدعی نے اگر شہر و محلہ و موضع و حدود بیان کر دیں تو دعوی صحیح ہو اور محدود کا بیان چھوڑ دینے سے مدعا میں جہالت نہیں آتی ہو اور امام ظہیر الدین مرغینانی جواب فتوے میں تحریر کرتے تھے کہ اگر کسی قاضی نے ایسا دعوی سنا تو جائز ہو اور بعض نے کہا کہ شہر و گانوں و محلہ کا ذکر کرنا لازم نہیں ہو اور رشید الدین نے بیان کیا کہ یہ بیان کرنا ضرور ہو کہ کس جگہ ہو تاکہ جہالت مرتفع ہو اور یہی ذکر کیا کہ اگر کسی زمین کا قبالہ لکھا تو ضرور لکھنا چاہیے کہ یہ کس گانوں میں ہو اور کس جگہ ہو کیونکہ حدود اگرچہ اُسنے بیان کر دیں مگر موضع بیان نہ کرنے سے جہالت باقی رہیگی اور میں کہتا ہوں کہ اہل شروط کے باہمی اختلافات کہ عام سے خاص کی طرف بیان کرتے ہوئے آنا چاہیے یا خاص سے عام کی طرف بایں ہمہ اجماع ہو کہ بیان کرنا شرط ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو - اگر کسی شخص کے گھر میں اپنے پانی بہنے کے راستہ کا دعوی کیا تو ضرور بیان کرنا چاہیے کہ مینہ کے پانی بہنے کی نالی ہو یا دھوون اُس نالی سے بہتا ہو کذا فی خزانۃ المفتین اور یہ بھی بیان کرے کہ مقدم بیت میں یہ نالی ہو یا موخر میں کذا فی المحیط کسی نے دوسرے کی زمین سے اپنے پانی کا بہا جاری ہونیکا دعوی کیا یا کسی کے گھر سے اپنا راستہ ہونیکا دعوی کیا تو بعض روایات میں مذکور ہو کہ بدون جگہ و طول و عرض بیان کرنے کے دعوے کی سماعت نہو گی اور اصل میں مذکور ہو کہ دعوی

ف اور واضح ہو کہ [illegible]

سموع اور گواہی مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص پر نالش کی کہ اسنے میری زمین مین نہر کھود کر اس سے اپنی زمین مین پانی لے گیا تو ضرور ہو کہ جس زمین مین نہر کھودی اُسکو بیان کرے اور نہر کی جگہ کہ بائین طرف ہو یا داہنی طرف ہو اور نہر کا طول و عرض و عمق بیان کرے بعد ازان اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا تو دعوی ثابت باقرار ہوا اور اگر انکار کیا تو قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے اس شخص کی زمین مین نہر نہین کھودی ہو جسکا یہ دعوی کرتا ہو اسی طرح اگر اپنی زمین مین عمارت بنا لینے کا دعوے کیا تو التفات نہوگا جبتک کہ زمین کو اور عمارت کے طول و عرض کو اور یہ کہ لکڑی کی ہو یا مٹی کی ہو نہ بیان کرے اور اگر اپنی زمین مین درخت لگا دینے کا دعوی کیا تو بھی ایسا ہی ہو پس اگر مدعا علیہ نے عمارت بنانے یا درخت بو دینے کا اقرار کیا تو عمارت ڈھا دینے اور درخت اُکھاڑ ڈالنے کا حکم کیا جائیگا اور اگر انکار کیا تو قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے اسکی زمین مین عمارت نہین بنائی یا درخت نہین لگائے پس اگر قسم سے باز رہا تو عمارت گرا دینے اور درخت اُکھاڑ ڈالنے کا حکم کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اور اگر کسی شخص پر ایک گھر کے دس حصون مین سے تین حصون کا دعوی کیا اور کہا کہ اس گھر کے دس حصون مین سے تین حصہ میری ملک و حق ہین اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہین اور یہ نہ بیان کیا کہ پورا گھر اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ہو اور گواہون نے بھی اسکو نہ بیان کیا تو یہ دعوی و گواہی مقبول ہو یہ محیط مین ہو نصف دار مشاع کے غصب کے دعوے مین یہ بیان کرنا کہ تمام دار مدعا علیہ کے قبضہ مین ہو بعض مشائخ کے نزدیک شرط ہو کیونکہ نصف دار مشاع کے غصب مین تمام دار اُسکے قبضہ مین نہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ نصف دار مشاع کا غصب یون متصور ہو کہ دار دو شخصون کے قبضہ مین ہو اُسنے ایک کے قبضہ سے غصب کر لیا تو نصف دار مشاع کا غصب ہوا یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اگر یہ دعوی کرے کہ یہ چیز میری ہو اس سبب سے کہ میرے حصہ مین پڑی ہو تو ضرور بیان کرنا چاہیے کہ تقسیم باہمی رضامندی سے تھی یا بحکم قاضی تھی کذا فی الوجیز للکردری۔ ایک شخص نے دوسرے کا دار فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا اور مالک نے آکر بائع پر دار کا دعوی کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے دار کے لینے کا دعوی کیا تو صحیح نہین ہو اور اگر بسبب غصب کے ضمان لینے کا دعوی کیا تو حکم بنا بر اسی اختلاف مشہور کے ہو کہ عقار کا غصب موجب ضمان ہوتا ہو یا نہین اور بیع کر کے سپرد کر دینے سے ضمان واجب ہونے مین امام اعظم رح سے دو روایتین آئی ہین کذا فی المحیط اور اصح روایت یہ ہو کہ بیع کر کے سپرد کر دینے سے ضمان عقار واجب ہوتی ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اور اگر مالک نے اس دعوی مین بیع کی اجازت دینے اور دام لینے کا ارادہ کیا تو دعوے صحیح ہو کذا فی المحیط۔ اپنے باپ کے ترکہ مین سے ایک دار کا دعوی کیا کہ مین نے اپنے باپ کے مرض مین یہ دار اُس سے خریدا تھا اور باقی وارثون نے اس سے انکار کیا تو بعض نے کہا کہ یہ دعوی صحیح نہین ہو اور بعض نے کہا کہ صحیح ہونا چاہیے یہ ذخیرہ مین ہو۔ ایک شخص نے ایک عقار فروخت کیا اور اُسکا بیٹا یا جورو یا بعضے اقارب وقت بیع کے حاضر تھے اسکو جانتے تھے اور باہمی قبضہ ہو گیا اور مشتری نے ایک زمانہ تک اُسمین تصرف کیا پھر بعضے حاضرین نے دعوی کیا کہ یہ ہماری ملک ہو اور بیع کے وقت بائع کی ملک نہ تھی تو متاخرین مشائخ سمرقند کا اتفاق ہو کہ یہ دعوی صحیح نہین ہو اور اُسوقت خاموش رہنا گویا یہ اقرار کرنا ہو کہ یہ بائع کی ملک ہو اور مشائخ بخارا نے اس دعوے کے صحیح ہونیکا فتوی دیا ہو صدر الشہید نے اپنے واقعات مین فرمایا کہ مفتی نے اگر مدعا نظر کر کے جو احوط ہو اُسپر فتوی دیا تو بہتر ہو اور اگر ایسی نظر نہین رکھتا ہو تو مشائخ بخارا کے قول پر فتوے دے اور اگر وہ شخص جو بیع کے وقت حاضر ہو یا مشتری کے پاس ثمن کا تقاضا کرنے کو آیا پس اگر اسکو بائع نے بیچا ہو تو پھر اپنی ملک ہونیکا دعوی

مسموع نہوگا اور تناقض کے وجہ سے اُسنے گویا بیع کی اجازت دی پھر اپنی ملک ہونیکا دعوی کرنا صحیح نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعوی کیا کہ مین نے اسکو تیرے وصی سے تیری نابالغی مین خریدا ہی تو صحیح ہو جبکہ وصی کا نام ونسب ذکر کردے ایسا ہی اگر کہا کہ مین نے تیرے وکیل سے خریدا ہی تو بھی صحیح ہی اور اگر کہا کہ تجھسے میرے وکیل نے خریدا ہی تو صحیح نہین ہی کذا فی الخلاصہ۔ ایک شخص نے ایک دار پر جو دوسرے کے قبضہ مین ہی یہ دعوی کیا کہ یہ دار میرے باپ فلان شخص کا ہی وہ مرگیا اور اُسنے اسکو میرے اور میری بہن کے واسطے میراث چھوڑا کہ ہم دونون کے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہی اور بھی چوپائے اور کپڑے میراث چھوڑے ہین ہم نے میراث کو تقسیم کیا اور یہ گھر میرے حصہ مین آیا اور اب یہ تمام دار اس سبب سے میری ملک ہی اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہی تو یہ دعوی صحیح ہی ولیکن یہ بیان کرنا ضرور ہی کہ میری بہن نے اپنا حصہ میراث مین سے لے لیا تاکہ مدعا علیہ سے یہ دعوی کرنا کہ تمام دار مجھے سپرد کرے صحیح ہو اور اگر مدعی نے اپنے دعوی مین یون بیان کیا کہ میرا باپ مرا اور یہ دار میرے اور میری بہن کے واسطے میراث چھوڑا پھر میری بہن نے میرے واسطے تمام کا اقرار کر دیا اور اُسکی بہن نے اس اقرار کی تصدیق کی تو شیخ الاسلام اوزجندی سے منقول ہی کہ دعوی صحیح ہی اور صحیح یہ ہی کہ تہائی مین یہ دعوی صحیح نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ شمس الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر کسی مال معین کا دعوی کیا اور کہا کہ یہ میرے باپ کی ملک ہی اُسنے بعد موت کے میرے اور فلان وفلان کے واسطے میراث چھوڑا ہی پس وارثون کے نام بیان کر دیے اور اپنا حصہ نہ بیان کیا تو یہ دعوی صحیح ہی ولیکن جب سپرد کرنے کے مطالبہ کا وقت آوے تو اپنا حصہ بیان کرنا چاہیے اور اگر اپنا حصہ بیان کیا مگر وارثون کی تعداد نہ بتلائی مثلاً کہا کہ میرا باپ مرا اور اُسنے یہ مال میرے اور سوائے میرے ایک جماعت کے واسطے میراث چھوڑا اور میرا حصہ اُسمین سے اسقدر ہی اور سپرد کر دینے کا مدعی علیہ سے مطالبہ کیا تو دعوی صحیح نہین ہی اور وارثون کی تعداد بیان کرنا ضرور ہی کذا فی الذخیرہ۔ اگر کسی دار پر اپنے باپ یا مان سے میراث پہونچنے کا دعوی کیا لیکن مورث کا نام ونسب نہ بیان کیا تو شمس الاسلام اوزجندی سے منقول ہی کہ دعوی مسموع نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی مال معین پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا کہ یہ میرا ہی کیونکہ قابض نے میرا ہونیکا اقرار کیا ہی یا درمون کے دعوے مین کہا کہ میرے اسپر ہزار درم ہین کیونکہ اسنے میرے واسطے انکا اقرار کیا ہی یا یون بیان کیا کہ اس شخص نے اقرار کیا ہی کہ یہ مال معین میرا ہی یا میرے اسپر اسقدر درم ہین تو عامہ مشائخ کے قول پر یہ دعوی صحیح نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ذخیرہ سے منقول ہی صدر الشہید نے شرح ادب القاضی مین لکھا ہی کہ اگر مدعی نے دعوی کیا کہ اس مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی کہ یہ شی میری ہی پس اسکو حکم کیا جاوے کہ میرے سپرد کرے اور یہ دعوی نہ کیا کہ یہ میری ملک ہی تو عامہ علماء کے نزدیک سماعت ہوگی اور قاضی حکم کریگا کہ مدعا علیہ مدعی کے سپرد کرے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ مال معین میری ملک ہی اور ایسا ہی قابض نے اقرار کیا ہی یا کہا کہ میرے اسپر ہزار درم قرض ہین اور ایسا ہی مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی تو بالاجماع دعوی صحیح ہی اور اقرار کے گواہ سنے جائینگے کذا فی الذخیرہ اور اس صورت مین اگر اُسنے انکار کیا تو کیا اُس سے اقرار پر قسم لیجا سکتی ہی یا نہین پس فتوی اس بات پر ہی کہ اقرار پر قسم نہ لیجائیگی بلکہ مال پر قسم لیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور جسطرح بسبب اقرار کے مال کا دعوی صحیح نہین ہی اسی طرح نکاح کا دعوی بھی بسبب اقرار کے صحیح نہین ہوتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر اپنے دعوے مین بیان کیا کہ قابض نے کہا کہ یہ مال معین تیرا ہی تو اسکی سماعت ہوگی کیونکہ یہ ہبہ کا

دعوی ہی اور یہ ملک کا سبب ہوتا ہی کذا فی الذخیرہ۔ اگر مدعا علیہ کی طرف سے دفعیہ کا دعوی اقرار اسطرح ہو کہ مدعی نے اقرار کیا کہ میرا مدعا علیہ پر کچھ حق نہین ہی یا یہ اقرار کیا ہی کہ یہ شی مدعا علیہ کی ملک ہی اور گواہ سنائے تو ایسے دعوے اقرار کی سماعت مین اختلاف ہی عامہ مشائخ کے نزدیک دفعیہ کی جہت سے دعوی اقرار صحیح ہی کذا فی الفصول العمادیہ

تیسرا باب قسم کے بیان مین اور اسمین تین فصلین ہین۔

فصل اول استحلاف ونکول کے بیان مین استحلاف کے معنی معلوم ہونے کے واسطے قسم اور اسکی تفسیر و رکن و شرط و حکم کا جاننا ضرور ہی۔ واضح ہو کہ یمین یعنی قسم عبارت ہی قدرت قوت سے و مراد قدرت سے یہان یہ ہی کہ انکار دعوی پر قسم کھانے والا اس امر کی قوت حاصل کرتا ہی کہ فی الحال مدعی کا دعوی دفع کرے اور رکن اسکا اللہ تعالے کا نام مقرون بخیر ذکر کرنا ہی اور منکر کا انکار اسکی شرط ہی۔ اور حکم یہ ہی کہ بعد قسم کے خصومت کا انقطاع ہوجاتا ہی اور جھگڑا ختم ہوجاتا ہی اگر مدعی کے پاس اپنے دعوے کے گواہ نہون حسن بن زیاد رحمہ نے امام اعظم رح سے روایت کی ہی کہ اگر کسی شخص کو دعوے مین شک ہو تو چاہیے کہ اپنے خصم کو راضی کرے اور قسم کے واسطے جلدی نہ کرے اور اس سے صلح کرلے اور اگر شبہ ہو پس اگر غالب رائے مین اسکا دعوی صحیح ہی تو اسکو قسم لینے کی گنجایش نہین ہی اور اگر غالبا باطل ہی تو قسم لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ استحلاف صحیح دعوون مین جاری ہی نہ فاسد مین یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر دعوی صحیح ہو تو مدعا علیہ سے دریافت کرے اگر اسنے اقرار کیا تو بہا ورنہ اگر انکار کیا اور مدعی نے دلیل پیش کی تو اسکے موافق حکم کرے ورنہ مدعی کی درخواست پر اس سے قسم لیوے یہ کنز الدقائق مین ہی اگر منکر پر قسم عائد ہو تو چاہیے قسم کھاوے اگر سچا ہی یا مال دیکر اپنی قسم کا فدیہ اوتار دے یہ محیط سرخسی مین ہی اگر مدعی کے کہنے سے مدعا علیہ نے قاضی کے سامنے قسم کھالی اور قاضی نے قسم نہین دلائی ہی تو یہ تحلیف نہین ہی کیونکہ تحلیف قاضی کا حق ہی یہ قنیہ و بحر الرائق مین ہی۔ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ قاضی چار چیزون مین بدون خواست مدعی کے مدعا علیہ سے قسم لیگا۔ ایک یہ کہ شفیع نے اگر قاضی سے شفعہ کا حکم طلب کیا تو قاضی اس سے قسم لیگا کہ واللہ مین نے شفعہ طلب کیا جسوقت مجھے خریداری کی خبر معلوم ہوئی اگرچہ مشتری اس قسم لینے کی درخواست نہ کرے اور امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قاضی یہ قسم نہ لیگا۔ دوسرے یہ کہ عورت باکرہ نے بالغ ہو کر اگر نکاح سے جدائی اختیار کی اور قاضی سے تفریق کی درخواست کی تو قسم لیگا کہ تو نے وقت بالغ ہونے کے ہی جدائی اختیار کرلی اگرچہ شوہر اس قسم لینے کی درخواست نہ کرے۔ تیسرے یہ کہ مشتری نے اگر عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا ارادہ کیا تو قاضی اس سے قسم لیگا کہ جب سے تونے دیکھا تب سے تو عیب پر راضی نہین ہوا اور نہ بیع کے واسطے پیش کیا چوتھے یہ کہ عورت نے اگر قاضی سے اپنے نفقہ کی درخواست کی کہ اسکے شوہر غائب کے مال سے اسکے واسطے نفقہ مقرر کردے تو اس سے قسم لیگا کہ شوہر نے اسکو جاتے وقت اسکو نفقہ نہین دیا ہی اور واجب ہی کہ مسئلہ نفقہ مین اتفاقی سبکا قول ہو یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور صورت استحقاق مین امام ابو یوسف رح کے نزدیک بدون طلب خصم کے مستحق سے قسم لیگا کہ واللہ مین نے نہ اسکو فروخت کیا اور نہ ہبہ کیا ہی اور امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک بدون درخواست خصم کے پھر قسم نہ لیگا یہ خلاصہ و وجیز کردری مین ہی۔ اور بالاجماع جو شخص میت پر

قرضہ کا دعویٰ کرے اُس سے قاضی قسم لیگا بدون درخواست وصی و وارث کے کہ واللہ مین نے مدیون میت سے اپنا قرضہ پھر نہین پایا اور نہ کسی نے مجھے اُسکی طرف سے ادا کیا اور نہ میری طرف سے کسی نے قبضہ کیا اور نہ مین نے اُسکو کل قرضہ یا کسی قدر سے بری کیا اور نہ مجھے کل قرضہ یا کسی قدر کو کسی پر اُترا دیا اور نہ میرے پاس تمام قرضہ یا کسی قدر کے عوض رہن ہو کذا فی الخلاصۃ اور باوجود دلیل یعنی گواہون کے قسم نہ لیجائیگی مگر چند مسئلون مین ایک یہ کہ میت پر قرض کے دعوی کرنے والے نے اگر گواہ پیش کیے تو اس سے قسم لیجائیگی اور کچھ خصوصیت قرض کے دعوی کی نہین ہو بلکہ جس حق کا ترکہ میت مین دعوی ہوا اور گواہون سے اُسکو ثابت کرے تو بدون درخواست خصم کے اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے اپنا حق نہین پھر پایا اور اسی مثل حقوق اللہ تعالےٰ کے بدون دعوے کے قسم لیجاتی ہو۔ دوسرے یہ کہ مبیع مین گواہون سے استحقاق ثابت کرنے والے سے مستحق علیہ کو قسم لینے کا اختیار ہو کہ واللہ مین نے اُسکو فروخت نہین کیا اور نہ ہبہ کیا اور نہ صدقہ کیا اور نہ یہ عین میری ملک سے خارج ہوئی ہو۔ تیسرے یہ کہ جو شخص کسی بھاگے ہوے غلام کا گواہون سے دعوے کرے اس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ غلام میری ملک مین ابتک باقی ہو بیع کر دینے یا ہبہ کرنے کی وجہ سے خارج نہین ہوا ہو یہ بحر الرائق مین ہو۔ اگر مدعی نے کہا کہ اس مقدمہ کے گواہ میرے شہر مین موجود ہین اور مدعا علیہ سے قسم کی درخواست کی تو امام اعظم رح کے نزدیک قسم نہ لیجائیگی ولیکن اُس سے کہا جائیگا کہ تین دن کے واسطے اپنی ذات کا کفیل دے تاکہ تو غائب نہ ہو جاوے کہ مدعی کا حق برباد ہو اور یہ واجب ہو کہ کفیل ثقہ ہو اور گھر اُسکا معروف ہو تاکہ کفیل لینے کا فائدہ حاصل ہو کذا فی الکافی۔ اور اگر کہا کہ گواہ نہین ہین یا غائب ہین یا بیمار ہین تو مدعا علیہ سے قسم لیجائیگی ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر مدعی نے کہا کہ میرے گواہ غائب یا بیمار ہین تو مدعا علیہ سے اُسوقت قسم لیجائیگی کہ جب قاضی اپنا کوئی شخص امین اس محلہ مین جہان مدعی اپنے گواہون کے نام و نشان تبلاتا ہو بھیجکر دریافت کرائے کہ گواہ غائب یا بیمار ہین اور بدون اسکے موافق اُس شخص کے قول کے جسکے نزدیک گواہون کے شہر مین موجود ہونے کی صورت مین استحلاف نہین جائز ہو مدعا علیہ سے قسم نہ لیگا یہ محیط مین ہو۔ اگر مدعا علیہ نے قسم سے انکار کیا تو بسبب اسکے انکار کے ہمارے نزدیک مدعی کے مال کی ڈگری مدعا علیہ پر کر دیجاویگی اور یہ ضرور ہو کہ یہ انکار قسم مجلس قضا مین واقع ہو کذا فی الکافی اور مدعی پر قسم رد نہ کیجائیگی کذا فی الہدایہ اور قاضی کو چاہیے کہ یون کہے کہ مین تجھپر تین مرتبہ قسم پیش کرتا ہون اگر تو نے قسم کھالی تو خیر ورنہ دعوے کی ڈگری تجھپر کر دونگا پس اگر مکرر تین بار پیش کیا اور اُسنے انکار کیا تو ڈگری کر دیگا کذا فی الکافی اور یہ تکرار خصاف رح نے زیادہ احتیاط اور دفع عذر کے مبالغہ کے واسطے ذکر کی ہو اور مذہب یہ ہو کہ اگر ایک بار پیش کرنے کے بعد انکار قسم سے اُسنے مدعی کی ڈگری کر دی تو جائز ہو اور یہی صحیح ہو اور اول اولی ہو کذا فی الہدایہ اور اگر تین مرتبہ اُسپر قسم پیش کی گئی اور اُسنے نہ کھائی پھر اگر اُسپر ڈگری کر دی گئی پھر اُسنے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون تو التفات نہ کیا جائیگا اور اگر ہنوز ڈگری نہوئی تھی کہ اُسنے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون تو قبول کیا جائیگا۔ اور بعض مشائخ کے نزدیک شرط یہ ہو کہ حکم قضا بطور انکار قسم کے ہو اور خصاف رح کے نزدیک یہ شرط نہین ہو اور اسی پر فتوی ہو کذا فی الفصول العمادیہ اور اگر قاضی نے اُسپر ایک بار قسم پیش کی اُسنے کہا کہ مین نہین کھاتا ہون پھر جب دوبارہ پیش کی تو کہا کہ کھاتا ہون

پھر سبب اُس سے کہا کہ کہہ کہ واللہ مین نے پس اُسنے کہا کہ مین نہین کھاتا ہون پھر جب تیسری بار اُسپر قسم پیش کی تو اُسنے انکار کیا تو اُسپر ڈگری کردیجائیگی اور اگر قاضی کے دو مرتبہ قسم پیش کرنے پر مدعا علیہ نے تین روز کی مہلت مانگی پھر تین روز بعد آیا اور کہا کہ مین قسم نہین کھاتا ہون تو قاضی اُسپر ڈگری نہ کریگا یہانتک کہ تین مرتبہ وہ قسم سے انکار کرے اور از سر نو تین مرتبہ قسم پیش کیجاوے اور مہلت سے پہلے کا انکار معتبر نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے قسم سے انکار کبھی حقیقۃً ہوتا ہے جیسے کہا کہ مین قسم نہین کھاتا ہون اور کبھی حکماً ہوتا ہے مثلاً خاموش رہا اور اُسکا اور اول کا حکم ایک ہے بشرطیکہ یہ معلوم ہوجاوے کہ اسکے کان بہرے یا گونگا نہین ہے یہی صحیح ہے کذا فی الکافی ۔ اگر مدعا علیہ سے قاضی نے دعوی مدعی کا جواب طلب کیا وہ خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا اور جب قاضی نے دریافت کیا اُسنے سوائے خاموشی کے کچھ جواب نہ دیا تو قاضی مدعی کو حکم دیگا کہ اسکا کوئی کفیل لے تاکہ اسکا حال دریافت کیا جاوے کہ اسکو کوئی مرض تو نہین ہے کہ جس سے بول نہین سکتا یا نہین سنتا ہے پس اگر ثابت ہوا کہ کوئی مرض نہین ہے اور دوبارہ مجلس قاضی مین پیش ہوا اور اُس سے جواب طلب ہوا اور اُسنے سکوت کیا تو قاضی تین مرتبہ اُسپر قسم پیش کریگا اگر خاموش رہا تو قسم سے انکار کے سبب سے ڈگری کردیگا اور اگر یہ بولا کہ مین نہ اقرار کرتا ہون نہ انکار کرتا ہون تو امام اعظم رح کے نزدیک قسم نہ لیجائیگی بلکہ قید کیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک منکر قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ اگر قاضی کو معلوم ہوا کہ اسکی زبان مین کوئی مرض ہے کہ بول نہین سکتا ہے مثلاً گونگا معلوم ہوا تو حکم کریگا کہ اشارہ کرے اور اُسکے اشارہ پر عمل کریگا پس اگر اُسنے اقرار کا اشارہ کیا تو اقرار ہوگیا اور اگر انکار کا اشارہ کیا تو قسم پیش کریگا پس اگر قبول کا اشارہ کیا تو قسم ہوگئی اور اگر انکار کا اشارہ کیا تو قسم سے باز رہا پس بسبب انکار قسم کے ڈگری کردیگا کذا فی الذخیرہ ۔ ایک شخص نے اپنی عورت پر دعوی کیا کہ مین نے اس سے نکاح کیا ہے اُسنے انکار کیا یا عورت نے نکاح کا دعوی کیا اور مرد نے انکار کیا یا طلاق وانقضاء عدت کے بعد مرد نے دعوی کیا کہ مین نے عدت مین اس سے رجوع کیا ہے اور عورت نے انکار کیا یا عورت نے ایسا دعوی کیا اور مرد نے انکار کیا یا مدت ایلاء کے گذرجانے کے بعد مرد نے دعوی کیا کہ مین نے مدت ایلاء مین اس سے وطی کر لی ہے اور عورت نے انکار کیا یا عورت نے ایسا دعوی کیا اور مرد نے انکار کیا یا کسی مجہول پر دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہے یا کسی مجہول نے اُسپر یہ دعوی کیا یا اسی طرح ولاء عتاق یا ولاء موالاۃ مین ایسا جھگڑا پیش ہوا یا کسی شخص پر دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا یا باپ ہے یا عورت نے اپنے مالک پر دعوی کیا کہ مجھسے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے یا دعوی کیا کہ مجھسے اسکے ایک اولاد ہوئی تھی وہ مرگئی اور مین اسکی ام ولد ہون پس ان ساتون مسئلون مین امام اعظم رح کے نزدیک منکر سے قسم نہ لیجائیگی اور صاحبین کے نزدیک لیجائیگی اور قسم سے انکار پر ڈگری کردیجائیگی کذا فی النہایہ اسی طرح اگر دعوی نکاح پر راضی ہونے یا نکاح کے حکم مین ہو تو صاحبین کے نزدیک قسم منکر پر عائد ہوگی یہ خزانۃ المفتیین مین ہے اگر مالک نے ام ولد بنانیکا دعوی کیا تو اُسکے اقرار سے ثابت ہوگا اور باندی کا انکار لائق التفات نہوگا پس ان مسائل مین طرفین سے دعوی متصور ہے مگر ام ولد بنانے مین ایسا نہین ہے یہ جوہرہ نیرہ مین ہے قاضی فخر الدین نے جامع صغیر مین فرمایا کہ صاحبین کے قول پر فتوی ہے اور بعض نے کہا کہ قاضی کو چاہیے کہ مدعا علیہ کے حال کو دیکھے اگر اسکی طرف سے تعنت ظاہر ہو تو صاحبین کا قول اختیار کرکے اُس سے قسم لے اور اگر مظلوم نظر آوے تو امام رح کے قول کے موافق قسم نہ لے یہ کافی مین ہے ینابیع مین لکھا ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کو قاضی کے پاس لے گئی اور اُسنے نکاح سے انکار کیا تو قاضی اُس سے قسم لیگا پس اگر وہ قسم کھا گیا تو قاضی کہیگا کہ مین نے تم دونون

مین جدائی کرادی ایسا ہی خلف بن ایوب نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی اور بعض نے کہا کہ قاضی یون کہے کہ اگر یہ تیری عورت ہی تو اُسکو طلاق ہی پس شوہر کہدے کہ ہان یہ سراج الوہاج مین ہی پھر امام اعظم رح کے قول کے موافق جب نکاح مین استحلاف جاری نہین ہوتا ہی اور عورت نے نکاح کا دعوی کیا اور قاضی سے کہا کہ مین بکلی نہین کرسکتی ہون کیونکہ یہ میرا شوہر موجود ہی اور نکاح سے انکار کرتا ہی پس اسکو حکم دے کہ مجھے طلاق دیدے تاکہ مین کسی سے نکاح کرون اور شوہر اُسکو طلاق نہین دیسکتا ہی کیونکہ طلاق دینے سے وہ نکاح کا مقر قرار پاتا ہی تو ایسی صورت مین قاضی کو کیا کرنا چاہیے تو فخر الاسلام علی بزدوی نے فرمایا کہ شوہر سے کہے کہ تو اس عورت سے کہدے کہ اگر تو میری عورت ہی تو تجھے طلاق ہی یہ محیط مین ہی اور اگر دعوی شوہر کی طرف سے ہو اور اُسنے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اسکی بہن سے نکاح کرون یا اسکے سواے چار عورتون سے نکاح کرون تو قاضی اُسکو یہ اختیار نہ دیگا کیونکہ وہ اقرار کرتا ہی کہ یہ میری عورت ہی پس حکم دیگا کہ اگر تیرا یہ ارادہ ہی تو اسکو طلاق دیدے پھر تجھے اختیار ہی کذا فی البدائع - اور مجرد نسب مین صاحبین کے نزدیک اُسوقت استحلاف ہوسکتا ہی کہ جب اُسکے اقرار سے ثابت ہوسکتا ہو یہ ہدایہ مین ہی مرد کا اقرار پانچ مین صحیح ہی والدین و ولد و زوجہ اور مالک کیونکہ اُسنے ایسی شی کا اقرار کیا جو اُسکو لازم ہی اور ماسواے انکے اقرار صحیح نہین ہی اور عورت کا اقرار چار مین صحیح ہی والدین اور شوہر اور مولے ولد کا اقرار اوسکا صحیح نہین ہی کیونکہ اسمین غیر پر نسب کا بار ڈالتا ہی ولیکن اگر شوہر نے اُسکے اقرار ولد کی تصدیق کی یا ولادت ولد کی شہادت گذری تو صحیح ہی یہ نہایت البیان مین ہی - یہ سب اُس صورت مین ہی کہ مدعی نے ان اشیاء کے دعوے کے ساتھ مال کا دعوی نہین کیا اور اگر مال کا دعوی ہی مثلاً عورت نے دعوی کیا کہ اس شخص نے مجھے اسقدر مہر پر نکاح مین لیا اور قبل وطی کے طلاق دی اور نصف مہر کا دعوی کیا یا طلاق کا دعوی نہ کیا بلکہ نفقہ کا دعوے کیا تو بلا خلاف قاضی شوہر سے وقت انکار کے قسم لیگا یہ فتاوے صغری مین ہی - اگر مدعی نے کہا کہ مین باپ کی طرف سے مدعا علیہ کا بھائی ہون اور ہمارا باپ مرگیا اور جو مال چھوڑا وہ اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ہی یا مجبوریت کا دعوی کیا مثلاً کہا کہ یہ نابالغ جسکو لقطہ کے طور پر لایا ہی میرا بھائی ہی مجھے اُسپر مجبور کرنیکا اختیار حاصل ہی اور قابض نے انکار کیا یا مدعی نے کہا اور وہ لنجا ہی کہ مین مدعا علیہ کا بھائی ہون میرے واسطے اسپر نفقہ مقرر کرو اور مدعا علیہ نے بھائی ہونے سے انکار کیا یا واہب نے ہبہ سے رجوع کرنیکا ارادہ کیا پس موہوب لہ نے کہا کہ مین تیرا بھائی ہون تو مدعا علیہ سے وقت انکار کے دعوی نسب پر قسم لیجائیگی اور یہ بالاجماع ہی ولیکن اگر قسم سے باز رہا تو سواے نسب کے مال یا حق کا ثابت ہوجائیگا یہ کافی مین ہی - سرقہ کے سواے باقی حدود پر قسم نہ لیے جانے پر اجماع ہی لیکن چوری کا دعوی اگر کسی پر کیا اور اُسنے انکار کیا تو قسم لیجائیگی پس اگر قسم سے باز رہا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا مگر مال کا ضامن ہوگا اسی طرح لعان مین بھی بالاجماع قسم نہ لیجائیگی کیونکہ لعان حد کے معنی مین ہی پس اگر عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ اسنے مجھے زنا کی تہمت لگائی ہی اور قسم طلب کی تو قاضی اُس سے قسم نہ لیگا یہ سراج الوہاج مین ہی - اور صدر الشہید نے ذکر کیا ہی کہ حدود مین بالاجماع استحلاف نہین ہی مگر اُس صورت مین کہ کسی حق کو متضمن ہو تو حدود مین قسم لیجائیگی مثلاً اپنے غلام سے کہا اگر مین زنا کرون تو تو آزاد ہی پھر غلام نے دعوی کیا کہ اس شخص نے زنا کیا ہی اور گواہ موجود نہین ہین تو مالک سے قسم لیجائیگی پس اگر قسم سے باز رہا تو عتق ثابت ہوجائیگا زنا ثابت نہوگا یہ تبیین مین ہی پھر جب مولی سے موافق مذہب مختار کے اس مقام پر قسم لیجاوے تو سبب پر قسم لیجائیگی کہ واللہ

یعنی انکار نکاح کے ۱۲

مین نے جب سے اپنے زنا پر غلام آزاد ہوجانے کی قسم کھائی ہی اُسکے بعد سے زنا نہین کیا ہو کذا فی فتاوے قاضی خان ۔ اگر کسی نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اِسنے مجھے یا منافق اے زندیق اے کافر کہا یا اِسنے مجھے مارا یا تھپڑ مارا یا ایسے ہی امور کا دعوی کیا جنمین تعزیر واجب ہوتی ہو اور قسم کی درخواست کی تو قاضی مدعا علیہ سے قسم لیگا پس اگر اُسنے قسم کھالی تو کچھ نہین ورنہ اگر قسم سے باز رہا تو اُسپر تعزیر ہوگی اور اسمین تحلیف حاصل پر ہوگی یہ محیط مین ہی ۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر قصاص کا دعوی کیا اور اُسنے انکار کیا تو بالاجماع اُس سے قسم لیجائیگی یہ ہدایہ مین ہی ۔ پس اگر اُسنے قسم کھالی تو بری ہوگیا یہ سراج الوہاج مین ہی ۔ اگر نفس کے دعوے سے ماسوائے مین قسم سے باز رہا تو قصاص لازم ہوگا اور اگر نفس کے دعوے مین قسم سے باز رہا تو قید کیا جائیگا یہانتک کہ اقرار کرے یا قسم کھاوے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین ارش واجب ہوگا کذا فی الہدایہ

ے
یعنی جس جگہ دعوی
اگر تصدیق دعوی
جا نہو [illegible]

دوسری فصل کیفیت یمین اور استحلاف کے بیان مین ۔ جس شخص پر قسم عائد ہو قاضی اُس سے اللہ تعالے کی قسم لیگا اور غیر اللہ تعالے کی قسم نہ لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اگر مدعی نے درخواست کی کہ اِس سے قسم لیجاوے کہ اپنی جورو کی طلاق یا باندی و غلام کے آزاد ہوجانے کی قسم کھاوے یعنی اگر ایسا ہو جیسا مدعی کہتا ہو تو اُسکی جورو کو طلاق ہی تو موافق ظاہر الروایت کے قاضی اِسکو منظور نہ کریگا کیونکہ طلاق و عتاق وغیرہ کے مانند کی قسم کھانا حرام ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر قسم مین تغلیظ کرنا ہو تو اللہ تعالے کے اوصاف بڑھاوے کہ کہ قسم ہی اُس اللہ پاک کی کہ جسکے سوائے کوئی معبود نہین ہی اور وہ ظاہر و پوشیدہ سے واقف ہو وہی رحمن و رحیم ہی اور پوشیدہ کو اسطرح جانتا ہی جسطرح علانیہ کو جانتا ہو کہ مجھ پر یا میری طرف یہ مال فلان شخص کا جسکا وہ دعوی کرتا ہو یعنی اِس اِس قدر یہ نہین ہی اور نہ اسمین سے کچھ ہو ۔ اور اسکو اختیار رہو کہ تغلیظ مین اِسپر زیادہ کردے یا کم کردے اور اگر احتیاط کرے تو لفظ و یا اور کو ذکر نہ کرے تاکہ مکرر قسم اُسپر نہوجاوے اور اگر چاہے تو قاضی تغلیظ نہ کرے صرف واللہ یا باللہ کھلاوے کذا فی الکافی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ قاضی اگر مدعا علیہ کی صورت سے نیکون اور صالحین کے آثار پاوے اور اپنے نزدیک اُسکو متہم نہ ٹھہراوے تو صرف اللہ تعالے کے نام کی قسم کافی ہی اور اگر اسکے برخلاف ہو تو تغلیظ کرے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مال کو دیکھے اگر مال کثیر ہو تو تغلیظ کرے ورنہ فقط اللہ تعالے کے نام کی قسم دلاوے پھر مال عظیم کی تعداد بعضون نے یہ بیان کی کہ بقدر نصاب زکوۃ کے ہو اور بعضون نے بقدر نصاب سرقہ کے مال کثیر کہا ہی ۔ اگر یہودی پر تغلیظ منظور ہو تو یون قسم دلاوے کہ قسم اُس اللہ تعالے کی جسنے موسیٰ پر توراۃ نازل فرمائی اور اگر نصرانی پر تغلیظ ہو تو یون قسم دلاوے کہ قسم اُس اللہ پاک کی کہ جسنے عیسیٰ پر انجیل نازل فرمائی ہو کذا فی المحیط ۔ اور کسی خاص مصحف کی طرف اشارہ کرکے قسم نہ دلاوے یعنی قسم اُس اللہ تعالے کی جس نے یہ انجیل یا یہ توراۃ نازل فرمائی ہی کیونکہ جب دونون مین سے کسی قدر کی تحریف ثابت ہوئی تو اِس سے مامون نہین کہ اشارہ محرف کی طرف واقع ہو پس اُسکی قسم دلانا تغلیظ کے ساتھ تغلیظ ایسی چیز کے ساتھ ہو گی جو اللہ تعالے عزوجل کا کلام نہین ہی کذا فی البدائع ۔ اور مجوسی کو اگر تغلیظ کی ساتھ قسم دلاوے تو یون دلاوے کہ قسم اُس اللہ تعالی کی جس نے آگ کو پیدا کیا ہو ایسا ہی امام محمد رح نے کتاب الاصل مین ذکر کیا ہی کذا فی الہدایہ و کنز الدقائق اور ظاہر الروایت مین امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح سے اسکا خلاف منقول نہین ہو ولیکن نوادر

مین امام اعظم رح سے مروی ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ قسم خالص اللہ تعالے کے سوائے نہ لیجاوے اسی طرح بعض مشائخ نے فرمایا کہ قسم کے وقت آگ کا ذکر نہ کرنا چاہیے یہ مبسوط مین ہو اور سوائے مجوسیون کے اور مشرکین سے صرف اللہ تعالے کی قسم لیجائیگی اور یون نہ قسم لیجائیگی کہ قسم اُس اللہ تعالے کی جس نے وثن اور صنم کو پیدا کیا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو اور مشرکون سے اُنکے عبادت خانون مین قسم نہین لیجائیگی کذا فی الاختیار شرح المختار۔ اور مسلمان پر تغلیظ قسم زمانی یا مکانی کے ساتھ واجب نہین ہو یہ کافی مین ہو۔ گونگے کا قسم دلانا اسطور سے ہو کہ قاضی اُس سے کہے کہ تجھپر اللہ تعالے کا عہد ہو اگر اس شخص کا تجھپر یہ حق ہو اور گونگا اپنا سر ہلا وے یعنی ہان۔ اور یون قسم نہ لے کہ واللہ تجھپر اس شخص کے ہزار درم نہین ہین اور وہ سر ہلا وے کہ ہان یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر مدعی گونگا ہو اور اُسکے اشارے سمجھ مین آتے ہین اور معروف ہین اور اُسکا خصم صحیح سالم ہو تو قاضی گونگے کی درخواست سے اُس سے قسم لیگا کہ قسم اللہ پاک کی جسکے سوائے کوئی معبود نہین ہو جیسا دونون کے صحیح سالم ہونے کی صورت مین تھا اور اگر مدعا علیہ گونگے ہونے کے باوجود بہرا بھی ہو اور قاضی اُسکو بہرا جانتا ہو تو لکھکر اُس سے جواب طلب کریگا کہ تحریری جواب دے اور اگر وہ لکھنا نہین جانتا ہو اور اُسکے اشارے سمجھے جاتے ہین اور معروف ہین تو اُسکو اشارے سے بتلانے کا حکم دیگا اور مثل گونگے کے اُسکے ساتھ برتاؤ کریگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر قرض کا دعوی کیا اور کوئی سبب اُسکا نہ بیان کیا تو حاصل پر قسم لیگا کہ واللہ اس شخص کا مجھپر یا میری طرف یہ مال جسکا دعوی کرتا ہو اور وہ اس اس قدر ہو نہین اور نہ اسمین سے کچھ ہو اسی طرح اگر کسی ملک یا حق کا مال معین خاص مین دعوی کیا اور کوئی سبب نہ بیان کیا تو بھی یون قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ مال معین فلان بن فلان کا نہین ہو اور نہ اسمین سے کچھ ہو۔ احتیاطاً جزو و کل کو جمع کرے یہ محیط مین ہو۔ اگر کسی قدر درم یا دینار کا بسبب قرض یا خرید کے دعوی کیا یا کسی ملک کا بسبب بیع یا ہبہ کے دعوی کیا یا غصب یا عاریت کا دعوی کیا تو ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایت یہ ہو کہ حاصل دعوے پر قسم لیجاوے اور سبب پر قسم نہ لیجاوے یعنی یون قسم نہ دلائی جاوے کہ واللہ مین نے اُس سے یہ مال قرض نہین لیا یا یہ کل مال معین مین نے غصب نہین کیا یا میرے پاس ودیعت نہین رکھا یا مین نے نہین خریدا ہو یا مین نے یہ مال معین اسکے ہاتھ نہین بیچا ہو خواہ مدعا علیہ کچھ عرض کرے یا نہ کرے ولیکن ماسوائے ودیعت کے یون قسم لیجاوے کہ واللہ مجھپر یا میری طرف یہ مال کہ جسکا دعوی کرتا ہو نہین ہو اور نہ اسمین سے کچھ ہو اور ودیعت مین یون قسم دلائی جاوے کہ واللہ میرے ہاتھ مین یہ ودیعت کہ جسکا دعوی کرتا ہو نہین ہو اور نہ اسمین سے کچھ ہو اور نہ میری طرف اسمین سے کوئی حق ہو اسواسطے کہ مدعی نے اگر ودیعت تلف کر دی یا کسی چور کو اُسکا پتہ بتلایا تو مدعا علیہ کے ہاتھ مین نہو گی ولیکن اُسکا ضامن ہوگا اسلیے یون ہی قسم لیجاوے جسطرح ہم نے بیان کیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ پھر واضح ہو کہ حاصل دعوی پر قسم دلایا جاتا بھی امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک اصل ہو جبکہ ایسے سبب سے ہو کہ رفع واقع سے مرتفع ہوتی ہو اور اگر اسمین مدعی کے حق پر نظر ناجا رہا ہو تو بالاجماع سبب پر قسم لیجائیگی مثلاً کسی عورت مطلقہ نے جسکو طلاق بتہ دیگئی ہو نفقہ کا دعوی کیا اور شوہر کے مذہب مین یہ ہو کہ نفقہ نہین ملنا چاہیے یا جوار کے سبب سے شفعہ کا دعوی کیا اور مشتری کے نزدیک شفعہ جوار نہین ہوتا ہو اسلیے کہ مثلاً وہ شافعی مذہب ہو تو اس صورت مین حکم مذکور جاری رہیگا کذا فی الکافی اور امام ابو یوسف رح و امام محمد رح سے روایت ہو کہ اگر مدعی نے مال کا مطلقاً

دعوی کیا تو مال پر قسم لیجاویگی اور اگر سبب ذکر کرکے دعوی کیا تو مال پر اس سبب کے ساتھ قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے اس سے یہ مال مثلاً قرض نہین لیا ہو مگر اس صورت مین ایسا ہوگا کہ جب قاضی سے مدعا علیہ عرض کرے کہ مجھے اسطرح قسم نہ دلائی جاوے کیونکہ آدمی مال اکثر قرض لیتا ہو ولیکن دعوے کے وقت اُسپر یہ مال نہین ہوتا ہو کیونکہ وہ ادا کردیتا ہو یا بری ہوجاتا ہو تو اس صورت مین قاضی حاصل دعوی پر قسم لیگا اور اسی کو بعض مشائخ نے اختیار کیا ہو اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ مدعا علیہ کا جواب دیکھنا چاہیے اگر اُسنے کہا کہ مین نے اس سے کچھ قرض نہین لیا اور نہ غصب کیا ہو تو سبب پر قسم لیجاویگی اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مجھپر یہ مال جسکا دعوی کرتا ہو نہین ہو تو حاصل پر قسم لیجاویگی کہ واللہ مجھپر یا میری طرف یہ مال جسکا دعوی کرتا ہو نہین ہو اور نہ اسمین سے کچھ ہو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قول میرے نزدیک بہت عمدہ ہو اور اسی کو اکثر قاضیون نے اختیار کیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اگر سبب ایسا ہو کہ رفع کرنے سے مرتفع نہو تو بالاجماع سبب پر قسم لیجاویگی مثلاً غلام مسلمان نے اگر اپنے مالک پر دعوی کیا کہ اسنے آزاد کیا ہو کیونکہ اُسپر دوبارہ رقیت مکرر نہین ہوتی ہو بخلاف باندی یا کافر غلام کے کیونکہ باندی پر مرتد ہوکر دار الحرب مین جا ملنے سے دوبارہ رقیت آسکتی ہو ایسا ہی کافر پر عہد توڑ کر دوبارہ دار الحرب سے پکڑے جانے سے رقیت آجائیگی کذا فی الہدایہ مشتری نے اگر خرید کا دعوی کیا پس اگر ثمن ادا کردینے کا ذکر کرتا ہو تو مدعا علیہ سے یون قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ غلام یا کچھ اسمین سے مدعی کی ملک اس سبب سے نہین ہو جس سبب سے دعوی کرتا ہو اور یون قسم نہ دلائی جاویگی کہ واللہ مین نے فروخت نہین کیا ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اور اگر چاہے تو یون قسم دلاوے کہ واللہ میرے اور اسکے درمیان بیع جسکا دعوے کرتا ہو اسوقت بیع قائم نہین ہو یا یون کہے کہ واللہ یہ گھر بعوض اُس ثمن کے جسکا دعوی کرتا ہو اسوقت خرید مین نہین ہو یا واللہ یہ بیع کہ جسکا مجھپر اس گھر کے بارہ مین دعوی کرتا ہو بعوض اس ثمن کے اسوقت قائم نہین ہو جیسا کہ اُسنے دعوی کیا ہو اور اگر چاہے تو یون قسم دلاوے کہ واللہ مجھپر اس زمین کا سپرد کرنا بجہت اس بیع کے جسکا دعوی کرتا ہو نہین واجب ہو خواہ مدعا علیہ قاضی سے کچھ عرض کرے یا نہ کرے کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اور اگر مدعا علیہ نے دام ادا کردینا ذکر نہ کیا تو قاضی اُس سے کہیگا کہ دام حاضر کر پھر جب وہ دام لایا تو قاضی قسم دلاویگا کہ واللہ مجھپر ان دامون کا لینا اور اس بیع کا دینا جس وجہ سے مدعی دعوی کرتا ہو واجب نہین ہو اور اگر چاہے تو یون قسم دلاوے کہ واللہ میرے اور اُسکے درمیان یہ خریداری اس دم قائم نہین ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اگر بائع نے بیع کا دعوی کیا اور مشتری نے انکار کیا پس اگر اُسنے یہ دعوی کیا کہ مین نے بیع سپرد کردی اور دام نہین وصول پائے ہین تو مشتری سے قسم لیجائیگی کہ واللہ میری طرف نہ یہ دار ہو اور نہ اسکے دام ہین اور اگر اُسنے یہ دعوی کیا کہ اُسنے مبیع نہین دی اور نہ دام لیے ہین تو یون قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ دار میرا نہین ہو اور نہ یہ دام جو اُسنے بیان کیے ہین مجھپر واجب ہین یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور مال عین وثمن دونون پر قسم لیجائیگی جیسا دعوی خرید مین ہوتا ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اور نکاح مین یون قسم لیجاویگی کہ ہم دونون مین فی الحال نکاح نہین ہو کذا فی الہدایہ۔ اگر عورت نے نکاح و مہر کا دعوی کیا تو صاحبین سے ظاہر الروایت مین مروی ہو کہ حاصل دعوے پر قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ عورت میری جورو نہین اُس نکاح سے کہ دعوی کرتی ہو اور نہ مجھپر یہ مہر کہ جسکا دعوی کرتی ہو واجب ہو اور نہ مہر اس قدر ہو اور نہ اسمین سے کچھ مجھپر واجب ہو اور اگر مدعی اس امر کا مرد ہو تو عورت سے قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ میرا شوہر نہین جیسا کہ دعوی کرتا ہو

یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر ایک طلاق رجعی دینے کا دعوی کیا تو قسم لیجائیگی کہ واللہ اس عورت پر میری طرف سے اس ساعت طلاق واقع نہین ہی اور اگر بائن طلاق کا دعوی کیا تو قسم لیجائیگی کہ واللہ اس ساعت یہ عورت میری طرف سے ایک طلاق یا تین طلاق کے ساتھ علی حسب دعوی بائن نہین ہی یا واللہ مین نے ایک طلاق یا تین طلاق کے ساتھ اس نکاح مین بائن نہین کیا ہی اور یون قسم نہ لیجائیگی کہ واللہ مین نے اسکو تین طلاق مطلقاً نہین دی ہین یہ وجیز کردری مین ہی۔ اسی طرح اگر عورت نے ایسا دعوی نہ کیا ولیکن ایک شخص عادل نے یا فاسقون کی ایک جماعت نے قاضی کے سامنے اسطرح گواہی دی تو قاضی احتیاط کرکے قسم لیگا کیونکہ حرمت فرج حق شرع ہی پس قاضی پر ایسی صورت مین احتیاط لازم ہی یہ محیط مین ہی عورت نے دعوی کیا کہ مین نے شوہر سے طلاق کی درخواست کی تھی پس اُسنے مجھسے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین ہی پس مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی طلاق لے لی اور مین اُسپر حرام ہوگئی پس شوہر نے اپنے حکم دینے اور اُسکے اختیار کرنے دونون سے انکار کیا یعنی مین نے نہین کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین ہی اور نہ اسنے اختیار کیا ہی تو قاضی بلا خلاف حاصل دعوی پر قسم نہ لیگا بلکہ سبب پر قسم لیگا اور مرد کے واسطے احتیاط کریگا اور قسم لیا جائیگا کہ واللہ مین نے اسکا کام اسکے اختیار مین نہین دیا بعد اسکی درخواست طلاق کے جب سے کہ آخر تزویج اسکے ساتھ کی ہی اور نہ مین جانتا ہون کہ اس تفویض کے ساتھ اسنے مجلس تفویض مین اپنے نفس کو اختیار کیا ہی یہ وجیز کردری مین ہی اور اگر اقرار کیا کہ مین نے کہا تھا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین ہی اور انکار کیا کہ اُسنے نفس کو اختیار نہین کیا ہی تو شوہر سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اسنے اپنے نفس کو اُس مجلس مین جسمین اختیار دینے کا دعوی کرتی ہی اختیار کیا ہی اور اگر اقرار کیا کہ اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا ولیکن مین نے اسکا امر اسکے ہاتھ مین نہین دیا تھا تو قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے اپنی اس عورت کا کام اسکے قبضہ مین قبل اسکے کہ جس مجلس مین اپنے نفس کو اختیار کیا ہی نہین دیا تھا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ اسنے میرے ساتھ ایلاء کیا اور ایلاء کی مدت گذر گئی پس ہم دونون مین جدائی واقع ہوگئی اور قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لیجاوے اور قاضی کو آگاہ کیا کہ اسکا مذہب یہ ہی کہ ایلاء کرنے والا بعد چار مہینے کے موقوف ہوتا ہی پس یہ شخص قسم کھائیگا کہ یہ عورت مجھسے بائن نہین ہی اور نہ مین جانتا ہون تو قاضی اُس سے سبب پر قسم لیگا کہ واللہ مین نے اس سے نہین کہا تھا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا اتنے دنون بنا بر دعوی عورت کے پس اگر اُسنے قسم سے نکول کیا تو عورت کے حال پر لحاظ کرکے اُسکو ایک طلاق کے ساتھ بائن قرار دیگا اگرچہ اسمین شوہر کے واسطے ضرر کا احتمال ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ پس اگر شوہر نے ایلاء کا اقرار کیا مگر دعوی کیا کہ مین نے مدت کے اندر اس سے قربت کرلی ہی اور عورت نے اس سے انکار کیا تو قسم لیکر عورت کا قول لیا جائیگا اور حاصل دعوی پر قسم لیجائیگی کہ واللہ آج کے روز مین اسکی جورو نہین ہون بسبب اسکے کہ جو دعوی کیا ہی اور یہ قسم دلجاویگی کہ واللہ اس مرد نے چار مہینے گذرنے سے پہلے مجھسے قربت نہین کی ہی اور کتاب الاستحلاف مین ہی کہ بشر رح نے فرمایا کہ مین نے امام ابو یوسف رح سے سنا کہ فرماتے تھے کہ یون قسم لیجاویگی کہ واللہ چار مہینے گذرنے سے پہلے اس مرد نے مجھسے قربت نہین کی اور احتیاط انکے قول کے موافق اسمین ہی کہ قسم مین زیادہ کہا جاوے کہ واللہ چار مہینے گذرنے سے پہلے اس دن سے مجھسے قربت نہین کی اس نکاح کے ساتھ جسکا یہ شخص مدعی ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر عورت نے اپنے مہر کے عوض مرد سے خلع کرایا اور

شوہر نے انکار کیا تو اُسکا قول لیا جائیگا اور ظاہر الروایت کے موافق حاصل دعوے پر قسم لیجائیگی اور امام ابو یوسفؒ کے قول پر سبب پر قسم لیجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ اسنے قسم کھائی تھی کہ اگر اس دار مین داخل ہو تو اس میری عورت پر تین طلاق ہین اور بعد اس قسم کھانے کے یہ شخص اس دار مین داخل ہوا پس اگر شوہر نے قسم اور دار مین داخل ہونیکا اقرار کیا تو طلاق کا اقرار کیا اور اگر دونون باتون سے انکار کیا تو موافق ظاہر الروایۃ کے حاصل دعوے پر قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ عورت مجھسے تین طلاق کے ساتھ بائن نہین ہی جیسا کہ یہ دعوی کرتی ہی اور اگر قسم کا اقرار کیا مگر بعد قسم کے دار مین جانے سے انکار کیا تو یون قسم لیجائیگی کہ واللہ اسکی طلاق کے قسم کھانے کے بعد مین اس دار مین نہین گیا اور اگر اس زمانہ مین دار کے اندر جانیکا اقرار کیا اور قسم کھانے سے انکار کیا تو یون قسم لیجائیگی کہ واللہ اس دار مین داخل ہونے سے پہلے مین نے یہ قسم نہین کھائی تھی کہ اگر مین اس دار مین داخل ہون تو میری عورت کو تین طلاق ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور ایسا ہی عتاق کی صورت مین ہو کہ اگر غلام یا باندی نے اپنے مالک پر دعوی کیا کہ اسنے قسم کھائی تھی کہ اگر مین اس دار مین داخل ہون تو یہ آزاد ہی اور پھر یہ شخص داخل ہوا تو اسی طرح قسم لیجائیگی اور اگر مالک یا شوہر نے ان قسمون مین قاضی سے کچھ عرض کیا تو یون قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ عورت میری طرف سے تین طلاق کی بائن بسبب اس قسم کے جسکا دعوی کرتی ہو نہین ہی اور نہ یہ باندی بسبب اس قسم کے جسکا دعوی کرتی ہی مجھپر حرام ہی پس اگر اسطرح قسم کھالی تو اُسکی مراد حاصل ہی یہ شرح ادب القاضی مین ہی۔ اگر کسی نے دعوی کیا کہ مین نے تیرے پاس اسقدر مال ودیعت رکھا ہی اُسنے کہا کہ تونے فلان شخص کے ساتھ رکھا ہی پس سب مین تجھے نہ دونگا تو مدعا علیہ سے قسم لیجائیگی کہ واللہ سب تجھے واپس کرنا مجھے واجب نہین ہی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو خصومت دفع ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی ایک باندی غصب کرلی اور اُسکو غائب کر دیا پس مالک نے گواہ سنائے کہ اسنے میری باندی غصب کرلی ہی تو مدعا علیہ قید کیا جائیگا یہانتک کہ اُسکو لاکر مالک کو دیدے اور بسبب ضرورت کے یہ دعوی صحیح ہی باوجود جہالت کے اور اگر مالک کے پاس گواہ نہون تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ نہ اس شخص کی باندی مجھپر چاہیے اور نہ اُسکی قیمت یعنے اسقدر درم اور نہ اس سے کم یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اجارہ اور مزارعت و معاملت مین یون قسم لیجائیگی کہ واللہ میرے اور اسکے درمیان اس گھر کا اجارہ یا اس زمین کی مزارعت اسوقت سے اور جسوقت تک کا مدعی دعوی کرتا ہی بعوض اسقدر اجرت کے جو مدعی نے بیان کی لازم قائم نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مدعی نے گھر کے کرایہ کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو قاضی یون قسم لیگا کہ واللہ میری طرف اسکا یہ کرایہ جو اس گھر کے کرایہ کا وقت کرایہ دینے سے دعوی کرتا ہی نہین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر قاضی چاہے تو یون قسم لے کہ واللہ میری طرف اسکا یہ کرایہ جو بیان کیا اس سبب سے جو دعوے مین بیان کیا نہین چاہیے ہی یا جس وجہ سے دعوی کیا ہی نہین چاہیے ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر مال یا عروض کی کفالت کا دعوی کیا تو حاصل دعوے پر قسم لیجائیگی ولیکن اُسوقت قسم لیجائیگی کہ جب کفالت صحیحہ کا دعوی کرے خواہ تنجیز ہو یا کسی شرط متعارف پر معلق ہو اور بیان کرے کہ کفالت اسکے حکم سے تھی یا مجلس کفالت مین اس کفالت کی اُسنے اجازت دی تھی اور بدون اسکے کفالت صحیح کا دعوی نہوگا پس تحلیف اُسپر مترتب نہوگی اور قسم یون لیجائیگی کہ واللہ میری طرف یہ ہزار درم بسبب اس کفالت کے جسکا یہ دعوی کرتا ہی نہین ہین اور اس کفالت کا ذکر اسواسطے ہی کہ دوسری کفالت کو شامل نہوجاوے اسی طرح اگر کفالت کسی عروض کی ہو تو یون

قسم لیجائیگی کہ واللہ میری طرف یہ کپڑا بسبب اِس کفالت کے نہین ہی اور کفالت نفس مین یون قسم لیجاوے کہ واللہ میری طرف یہ واجب نہین ہی کہ بسبب اِس کفالت کے جسکا یہ دعوی کرتا ہی فلان شخص کے نفس کو اسکے سپرد کرون یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرے گھر کے پہلو مین ایک گھر خریدا ہی اور مین اپنے گھر کی وجہ سے اُسکا شفیع ہون اور قسم طلب کی تو قاضی سبب پر قسم لیگا کہ واللہ مین نے یہ دار کہ جسکو یہ شخص بیان کرتا ہی اور اسکے یہ حدود ہین نہین خریدا ہی اور نہ اسمین سے کچھ خریدا ہی۔ اور اگر مدعا علیہ نے خریدنے اور مدعی کے جوار ہونیکا اقرار کیا ولیکن اُسنے کہا کہ مدعی کو جب خرید کا حال معلوم ہوا تو اُسنے شفعہ نہین طلب کیا اور شفیع نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے طلب کیا تو قسم سے شفیع کا قول لیا جائیگا اور بدرخواست مدعا علیہ شفیع سے یون قسم لیجائیگی کہ واللہ جب مجھے اِس دار کے فروخت کی خبر پہونچی تو مین نے شفعہ طلب کیا اور کسی بائع یا مشتری یا دار کے حضور مین طلب شفعہ کے گواہ کر لیے ایسا ہی کتاب الاستحلاف مین مذکور ہی ولیکن اُسوقت ٹھیک ہوسکتا ہی کہ مدعی نے دعوی کیا ہو کہ مجھے اِس دار کے فروخت کی خبر ایسے وقت پہونچی کہ مین آدمیون کے مجمع مین تہا اور اگر اُسوقت کوئی اُسکے پاس نہ تہا اور اسکو بیع کی خبر پہونچی تو فی الحال گواہ نہ کر لینے سے اسکا شفعہ باطل نہوگا اور اُس سے یون قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے جسوقت بیع کی خبر پائی اُسوقت اپنا شفعہ طلب کیا اور بوقت امکان گواہون کی تلاش مین نکلا اور کسی بائع یا مشتری یا دار کے حضور مین شفعہ طلب کرکے گواہ کر لیے اور اگر مدعی نے دعوی کیا کہ مجھے رات مین بیع کی خبر پہونچی اور صبح مین نے شفعہ طلب کیا اور گواہ کر لیے تو قاضی یون قسم لیگا کہ واللہ مجھے سوائے اُسوقت کے جسکا مین دعوی کرتا ہون بیع کی خبر نہین پہونچی اور بیع کے وقت مین نے شفعہ طلب کرکے گواہ کر لیے یہ محیط مین لکھا ہی۔ جو عورت بخیار بلوغ مختار ہو اُسکا حکم اپنے نفس کے اختیار کرنے مین یعنی اپنے آپکو طلاق دینے مین مثل شفیع کے ہی طلب شفعہ مین اور اُسکا استحلاف بھی مثل استحلاف شفیع کے ہی پس اگر اُسنے قاضی سے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا جبھی مجھے بلوغ ہوا یا کہا کہ جبھی مین بالغ ہوئی مین نے فرقت اختیار کی تو قسم سے اُسکا قول معتبر ہوگا اور اگر یون کہا کہ مین کل بالغ ہوئی اور مین نے فرقت طلب کی تو بدون گواہون کے اُسکا قول مقبول نہوگا اور اگر شفیع نے ایسا کہا کہ مین کل کے روز بیع سے واقف ہوا اور شفعہ طلب کیا تو بھی یہی حکم ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اُسنے میری چاندی کی ابریق یعنی چھاگل جسکو فارسی مین آبریز کہتے ہین توڑ ڈالی اور ابریق کو ناہموار کیا یا یون دعوی کیا کہ اسنے میرے کہانے مین یا اناج مین پانی ملاکر اُسکو برباد کر دیا ہی پس اگر مدعا علیہ نے اسکا اقرار کیا تو ابریق یا اناج کے مالک کو اختیار ہی چاہے ابریق و اناج کو اپنے پاس رکھے اور اُسکو کچھہ نہین ملیگا یا مدعا علیہ کو دیکر اور ابریق کی قیمت مین اُسکی جنس کے خلاف لے لے اور اناج مین اُسکے مثل لے لے اور نقصان کی ضمان نہین لے سکتا ہی اور اگر مدعا علیہ نے انکار کیا تو قاضی قیمت ابریق و مثل طعام پر اُس سے قسم لیگا یعنی واللہ مجھپر قیمت ابریق یا مثل طعام واجب نہین ہی علی الوجہ الاتم اور اگر مدعی نے قاضی کو آگاہ کر دیا کہ اسکا مذہب یہ ہی کہ ایسی صورت مین ضمان قیمت واجب نہین ہوتی ہی بلکہ ضمان نقصان واجب ہوتی ہی تو قاضی اُس سے سبب پر قسم لیگا کہ واللہ مین نے یہ فعل جسکا مدعی دعوی کرتا ہی نہین کیا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرا کپڑا پھاڑ ڈالا ہی اور کپڑے کو مع اُس شخص کے حاضر کرکے قسم طلب کی تو قاضی سبب پر قسم نہ لیگا کہ واللہ مین نے یہ کپڑا نہین پھاڑا ہی بلکہ پھٹنے کو دیکھیگا اگر اِس قسم کا شگاف ہو کہ جس سے نقصان دینا پڑے اور مدعی کو خیار حاصل

نہو تو اُس کپڑے کو ثابت اندازہ کرادے اور اس خرق کے ساتھ اندازہ کرادے پس جسقدر نقصان ہو وہ دلادے مگر اُسوقت دلاویگا کہ اُس سے قسم لے کہ واللہ اس شخص کے مجھپر اتنے درم نہین چاہیے ہین پس اگر قسم کھا لی تو چھوٹ گیا ورنہ یہ نقصان ادا کرے اور بعض خرق ایسا ہوتا ہی کہ جسمین مدعی کو اختیار ہوتا ہو کہ چاہے کپڑا اسکے لے اور اسکا نقصان لے لے یا اُس کپڑے کو مدعا علیہ کے حوالے کرے اور اُسکی پوری قیمت لے لے اور یہ خرق وہ ہی کہ جو بہت ہو اور تھوڑے خرق مین نقصان لے سکتا ہی جیسا کہ بیان ہوا اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ کپڑا حاضر ہو اور اگر کپڑے کو نہ لایا اور آکر دعوی کیا کہ اس مدعا علیہ نے میرا کپڑا پھاڑ ڈالا ہی تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ اس خرق سے تیرا کسقدر نقصان ہوا ہی اُسکو بیان کرتا کہ مدعی علیہ سے اُتنے کی قسم لیجاوے اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ خرق تھوڑا سا ہو کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف - اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر خرق زیادہ ہو کہ جس سے تمام کپڑے کی قیمت واجب ہوتی ہی تو سبب پر قسم لیگا کہ واللہ مین نے یہ فعل خرق جسطرح مدعی دعوی کرتا ہو نہین کیا ہی اسمین مدعی کے حق کا لحاظ ہی اگرچہ مدعا علیہ کے حق مین ضرر متصور ہو کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف للصدر الشہید - اگر کسی نے دعوی کیا کہ اسنے میری دیوار ڈھادی یا توڑ ڈالی ہی اور مقدار دیوار اور موقع شکست اور نقصان کو بیان کر دیا اور قاضی سے نقصان کی درخواست کی تو قاضی اُس شخص سے حاصل دعوی پر قسم لیگا کہ واللہ مجھپر اس مدعی کے اسقدر درم یا کچھ اسمین سے نہین واجب ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور ایسا ہی خصاف رحمہ نے ذکر کیا ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے بیان کیا کہ سبب پر قسم لینی چاہیے حاصل دعوے پر نہ لینی چاہیے اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر کسی نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میری بکری یا گاے ذبح کر ڈالی یا میرے غلام کی آنکھ پھوڑ دی اور وہ سواے اسکے اور کسی وجہ سے مرگیا یا میرے چوپایہ کی آنکھ پھوڑ دی یا میرے کسی مال مین نقصان کر دیا اور یہ چیز حاضر نہین ہی تو قاضی دریافت کریگا کہ اسکا نقصان کسقدر ہو پس اُسی پر قسم لیگا اور سبب پر قسم نہ لیگا کیونکہ سبب پر قسم لینے سے مدعا علیہ کا ضرر ہی اور حاصل دعوے پر قسم لینے سے مدعی کا نقصان نہین ہی کذا فی شرح ادب القاضی - ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میری دیوار پر اپنی بلی رکھ لی یا میری چھت پر پانی بہایا یا میرے گھر مین پرنالہ جاری کیا یا میری چہار دیواری مین دروازہ نکالا ہی یا میری دیوار پر عمارت بنائی ہی یا میری زمین مین مٹی یا بالو ڈالی یا کوئی مردہ جانور ڈال دیا ہی یا میری زمین مین درخت لگا دیے یا کوئی فعل کیا ہی کہ جس سے زمین مین نقصان آتا ہی اور زمین کے مالک کو اُسکے دور کرنے کی ضرورت ہی اور اپنے صحت دعوی کے واسطے دیوار کا طول و عرض و موضع بیان کر دیا اور زمین کے حدود و موضع کو بیان کر دیا پس اگر مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا تو قاضی سبب پر قسم لیگا - اور اگر یہ صورت ہو کہ دیوار پر بلی رکھنے والا مدعی ہو اسطرح کہ میری ایک بلی اس شخص کے دیوار پر تھی وہ گر گئی یا مین نے درست کرنے کے واسطے اسکو اکھاڑا تھا اب یہ شخص مجھے رکھنے نہین دیتا ہی تو بدون تصحیح دعوے کے سماعت نہوگی اور تصحیح اسطرح ہوگی کہ بلی کی جگہ بیان کرے اور یہ بیان کرے کہ مجھے ایک دو بلیان رکھنے کا حق تھا اور بلی کی موٹائی بیان کرے پھر جب دعوی صحیح ہوا اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو قاضی حاصل دعوے پر قسم لیگا کہ واللہ اس شخص کو ایسی ایسی بلی رکھنے کا اس دیوار پر جیسا اسنے بیان کیا حق واجب حاصل نہین ہی پس اگر اُسنے انکار کیا تو اُسپر ڈگری ہو جائیگی اور اگر کسی شخص پر دعوی کیا کہ اسنے میری زمین مین ایک گڈھا کھود دیا کہ جس سے زمین مین نقصان ہوا اور نقصان کی درخواست دی پس اگر زمین کے حدود اور

گدھے کا مقام و مقدار اور نقصان بیان کیا تو قاضی مدعا علیہ سے حاصل دعوے پر قسم لیگا کہ واللہ اس شخص کا اسقدر نقصان مجھپر نہین واجب ہی کہ جسکا یہ دعوی کرتا ہی اور سبب پر قسم نہ لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر کسی پر دعوے کیا کہ میرا حق ہی کہ اسکے گھر سے میرے گھر کا پانی بہے یا اسکے گھر سے میرا راستہ ہی تو حاصل دعوے پر قسم لیجائیگی کہ واللہ اس گھر مین اس شخص کو یہ حق جسکا دعوی کر رہا ہی حاصل نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کسی شخص پر دعوی کیا کہ اسنے عمداً میرے بیٹے یا غلام یا ذمی کو ایسے آلہ سے قتل کیا جس سے قصاص واجب ہوتا ہی اور قصاص کا دعوی کیا یا یہ دعوی کیا کہ اسنے میرا ہاتھ یا میرے نابالغ بیٹے کا ہاتھ عمداً کاٹ ڈالا ہی یا سر کے زخم یا جراحت کا دعوی کیا کہ جسمین بدلا واجب ہوتا ہی اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو اس سے قسم لے سکتا ہی پھر قتل پر قسم لینے مین دو روایتین ہین ایک روایت مین آیا ہی کہ حاصل دعوے پر قسم لیجاوے کہ واللہ مجھپر اسکے فلان بیٹے یا فلان غلام یا فلان ولی کا خون نہین ہی اور نہ میری جانب کوئی حق ہی بسبب اسکے کہ جو یہ دعوی کرتا ہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ سبب پر قسم لیجاوے کہ واللہ مین نے فلان بن فلان اس شخص کے ولی کو عمداً قتل نہین کیا ہی اور ما سوائے قتل کے زخم و جراحت وغیرہ مین جنمین قصاص آتا ہی یہ ہی کہ حاصل دعوے پر قسم لیجاوے کہ واللہ مجھپر اسکے اس زخم کا بدلا نہین ہی اور نہ اس وجہ سے میری طرف اسکا کوئی حق ہی پس اگر اسنے قسم کھالی تو بری ہو گیا اور اگر انکار کیا تو قتل کی صورت مین صاحبین رح کے نزدیک دیت دینے کا حکم کیا جائیگا اور امام اعظم رح کے نزدیک قید کیا جائیگا یہانتک کہ قسم کھاوے یا اقرار کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر کسی پر دعوی کیا کہ اسنے میرے بیٹے یا ولی کو خطا سے قتل کیا یا خطا سے اسکا ہاتھ کاٹا یا خطا سے سر زخمی کیا یا کوئی ایسے فعل کا دعوی کیا جسمین دیت یا ارش لازم آتا ہی تو حاصل پر قسم لیجاوے کہ واللہ اس شخص کا مجھپر یہ ارش یا دیت جسکا دعوی کرتا ہی جس جہت سے دعوی کرتا ہی نہین ہی اور نہ اسمین سے کچھ ہی - اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ جو حق غیر مدعی علیہ پر واجب ہو مثل قتل خطا کہ اسکی دیت مددگار برادری پر ہی اور وہ جرم کہ جسکے عوض ارش واجب ہوتا ہی تو اُسمین اسطرح سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے اس شخص کے فلان بیٹے کو قتل نہین کیا اور واللہ نہ اسکو یہ زخم دیا ہی اور جس جرم کا عوض اسی مدعا علیہ پر واجب ہو اُسمین حاصل دعوے پر قسم لیجائیگی یہ شرح ادب القاضی مین ہی - اگر غلام پر دعوی ہو پس اگر نفس کے جرم کا دعوی ہو اور عمداً ہو تو خصم اس باب مین تو یہی غلام ہی اُس سے قسم لیجائیگی اور خطا سے جرم نفس کا دعوی ہو تو خصم اُسکا مالک ہی اُسپر قسم آویگی ولیکن قسم علم پر لیجائیگی اور اگر نفس سے کم کا جرم ہو تو خصم اُسکا مالک قرار پاویگا خواہ عمداً ہو یا خطاءً ہو ولیکن اُس سے علم پر قسم لیجاویگی یہ محیط مین ہی - اگر دعوی ہر وجہ سے فعل مدعا علیہ کا ہو تو اُس سے علے البتات یعنی قطعی طور سے قسم لیجاویگی علم پر قسم نہ لیجائیگی مثلاً دعوے کیا کہ تونے میری یہ چیز چرائی ہی یا غصب کر لی ہی اور اگر ہر وجہ سے فعل غیر مدعا علیہ کا دعوی ہو تو علم پر قسم لیجائیگی مثلاً اگر کسی میت پر دین کا دعوی اسکے وارث کی حاضری مین بسبب استہلاک کے کیا یا یہ دعوی کیا کہ تیرے باپ نے میری یہ چیز چرائی یا غصب کر لی ہی تو وارث سے اسکے علم پر قسم لیجاویگی اور یہی ہمارا مذہب ہی کذا فی الذخیرہ اور شمس الائمہ حلوائی رح نے فرمایا کہ یہ قاعدہ ہر جگہ ٹھیک پڑتا ہی سوائے رد بالعیب کے مثلاً مشتری نے دعوی کیا کہ یہ غلام بھگوڑا ہی اور بائع سے قسم لینی چاہی تو قطعی قسم لیجائیگی حالانکہ بھاگنا غیر کا فعل ہی اور قطعی اسواسطے لیجاتی ہی کہ بائع ضامن ہوا ہی کہ مبیع کو تمام عیبون سے پاک سپرد کر دے تو یہ قسم اُسکی ضمان کی طرف راجع ہی اور اسواسطے کہ فعل غیر پر علمی قسم اُسوقت لیجاتی ہی کہ جب منکر نے کہا کہ مجھے اسکا علم نہین ہی اور جب بائع کے علم کا دعوے کیا تو

اُس سے قطعی قسم لیجائیگی کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر مودع نے کہا کہ مالک ودیعت نے ودیعت پر قبضہ کر لیا ہے تو اس سے قسم قطعی لیجاتی ہے اور یہی وکیل سے جب دعوی کیا کہ موکل نے ثمن پر قبضہ کر لیا ہے تو اس سے قطعی قسم لیجاتی ہے کیونکہ مدعی علم ہے کذا فی التبیین - اگر دعوے ایسے فعل پر ہوا جو ایک وجہ سے مدعا علیہ کا فعل ہے اور ایک وجہ سے فعل غیر ہے مثلاً کہا کہ تو نے مجھ سے خریدی یا قرض لی یا کرایہ لی تو قطعی قسم لیجائیگی کذا فی المحیط - اگر ایک شخص دوسرے کو قاضی کے پاس لایا کہ اسکے باپ نے انتقال کیا اور میرے اُسپر ہزار درم چاہیے ہین تو قاضی کو چاہیے کہ مدعا علیہ سے دریافت کرے کہ تیرا باپ مرگیا اگر اُسنے کہا کہ ہان تو مدعی کے دعوے کو دریافت کرے پس اگر اقرار کیا کہ میرے باپ پر اسکا قرضہ ہے تو اُسکے حصہ مین سے لیکر مدعی کو دلادے اور اگر انکار کیا اور مدعی نے گواہ سنائے تو مقبول ہونگے اور مال ڈگری تمام ترکہ مین سے وصول کرا دیا جائیگا نہ خاص اس وارث کے حصہ مین سے اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون اور اُسنے استحلاف کی درخواست کی تو اس مدعا علیہ وارث سے علے العلم قسم لیجائیگی یہی ہمارے علماء کا قول ہے یعنی واللہ مین نہین جانتا ہون کہ میرے باپ پر اس مدعا علیہ کا ہزار درم قرض یا اسمین سے کچھ ہے جیسا کہ یہ دعوی کرتا ہے پس اگر اُسنے قسم کھالی تو بری ہو گیا ورنہ اسکے حصہ ترکہ سے دلایا جائیگا پس اگر اُسنے کہا کہ مجھے باپ کے ترکہ سے کچھ نہین ملا ہے پس اگر مدعی نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو وارث سے قطعی قسم لیجائیگی کہ واللہ مجھے باپ کے ترکہ سے ہزار درم یا اسمین سے کسی قدر کچھ نہین ملا ہے پس اگر قسم نہ کھائی تو اُسپر ڈگری ہوجائیگی اور اگر قسم کھالی تو اُسپر کچھ نہین ہے یہ حکم اُسوقت ہے کہ پہلے قرضہ پر قسم دلائی پھر وصول مال پر قسم دلائی اور اگر پہلے وصول پر قسم دلائی اور مدعی اُس سے قرضہ ہونے کی قسم نہین لے چکا ہے پھر قرضہ پر قسم لینا چاہی اور وارث نے کہا کہ مجھے قسم نہین آتی ہے تو یہ قول مقبول نہوگا اور علم پر قسم لیجائیگی - اور اگر پہلے اُس سے قرضہ پر قسم لینی چاہی پس وارث نے کہا کہ مجھے میراث مین سے کچھ نہین ملا ہے اور مجھے قسم نہین آتی ہے پس اگر مدعی نے باوجود اسکے تصدیق کرنے کے قرضہ پر قسم لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہے اور اگر تکذیب کی اور قرضہ پر اور ترکہ ملنے دونون پر قسم لینی چاہی تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور عامہ مشائخ کے نزدیک دو مرتبہ اُس سے قسم لیجائیگی ایک مرتبہ ترکہ وصول نہونے پر قطعی قسم لیجائیگی اور دوسری بار قرضہ پر علمی قسم لیجائیگی یہ حکم اُسوقت ہے کہ اُسنے اپنے باپ کے انتقال کا اقرار کیا اور اگر انکار کیا اور قرضخواہ نے اُس سے اسطرح قسم طلب کی تو عامہ مشائخ کے نزدیک دو بار قسم لیجائیگی ایک مرتبہ باپ کے مرنے پر علم پر قسم لیجائیگی اور دوسری مرتبہ ترکہ وصول نہونے پر قطعی قسم لیجائیگی پس اگر وہ قسم سے باز رہا یہانتک کہ موت ثابت ہوگئی تو قرضہ پر علم پر قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو اُسپر کچھ نہین ہے اور اگر قسم سے باز رہا تو اُسپر ڈگری ہوگی کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف - ایک شخص نے ایک مال معین پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے دعوی کیا اور مدعا علیہ سے قسم طلب کی پس اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ مال میرے قبضہ مین میراث سے آیا ہے اور قاضی اسکو جانتا ہے یا نہین جانتا ہے اور مدعی نے اسکا اقرار کیا یا نہین کیا ولیکن مدعا علیہ نے اسکے گواہ سنائے تو ان سب صورتون مین علم پر قسم دلائی جاویگی اسطرح کہ مدعا علیہ قسم کھاوے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ مجھپر اس مال معین کا سپرد کرنا اس مدعی کو واجب ہے اور اگر قاضی کو حقیقت حال معلوم نہوئے اور نہ مدعی نے اسکا اقرار کیا اور نہ مدعا علیہ نے اسپر گواہ قائم کیے تو قاضی اُس سے قطعی قسم لیگا پس اگر مدعا علیہ نے درخواست کی کہ مدعی سے قسم لیجاوے کہ اسکو میراث سے نہین ملی ہے تو قاضی مدعی سے اسکے علم پر یون قسم لیگا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اسکو میراث سے

ملی ہو پس اگر مدعی نے اسطرح قسم کھالی تو مدعا علیہ کو میراث کی جہت سے وصول ہونا منتفی ہو گیا اُسوقت اُس سے قطعی قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم سے نکول کیا تو اس بات کا مقر ہو گیا کہ اسکو میراث سے ملی ہو اسوقت مدعا علیہ سے علم پر قسم لیجائیگی یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ مال عین مجھے فلان شخص کی طرف سے خریدنے یا ہبہ یا صدقہ کی وجہ سے ملا ہو تو اُس سے قطعی قسم لیجائیگی کہ واللہ مجھپر یہ مال عین اس مدعی کو سپرد کرنا واجب نہین ہو اور اگر مدعا علیہ نے اپنی ملک مطلق ہونیکا دعوی کیا تو بھی اُس سے قطعی قسم لیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہو اُسپر ایک شخص نے آکر دعوی کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو اور قابض کہتا ہو کہ مین نے فلان شخص سے خریدا ہو اور اپنے قبضہ مین لے لیا ہو تو موافق ظاہر الروایت کے مدعی سے حاصل دعوی پر قسم لیجاویگی کہ واللہ یہ مال عین اس قابض کا نہین ہو یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی یا دوسری چیز خریدی پھر ایک شخص نے اُسپر دعوی کیا کہ مین نے یہ باندی بائع سے اس شخص کے خریدنے سے پہلے خریدی ہو تو قابض سے سبب پر علمی قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ یہ باندی میرے خریدنے سے پہلے بائع سے اس مدعی نے خریدی ہو یہ محیط سرخسی مین ہو پس اگر مدعا علیہ نے قاضی سے عرض کیا کہ آدمی کبھی کوئی چیز خریدتا ہو پھر اقالہ وغیرہ کی وجہ سے باہم بیع ٹوٹ جاتی ہو اور وہ اس خوف سے اقرار نہین کر سکتا ہو کہ اسکے ذمہ کچھ لازم آجاوے تو قاضی مدعا علیہ سے یون قسم لیگا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ ان دونون مین اس باندی کی بیع اس ساعت قائم ہو اور امام رکن الاسلام علی سغدی سے منقول ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ پورا لحاظ تو اسطرح قسم لینے مین ہو کہ واللہ یہ شے اس مدعی کی جسکی وجہ سے دعوی کرتا ہو نہین ہو۔ پھر جو کچھ مذکور ہوا امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق ہو سکتا ہو ولیکن ظاہر الروایت کے موافق تو ہر حال مین حاصل دعوے پر قسم لیجائیگی یہ محیط مین ہو۔ اگر مرتہن کے قبضہ مین رہن ہو پھر راہن و مرتہن سے کسی دوسرے شہر مین ملاقات ہوئی اور مرتہن نے راہن سے اپنا قرضہ طلب کیا تو مرتہن کو اُسکا مال دینے کا حکم راہن کو کیا جائیگا پس اگر راہن نے دعوی کیا کہ رہن اسکے پاس تلف ہو گیا ہو اور مرتہن نے اس سے انکار کیا تو اُس سے قطعی قسم لیجائیگی کہ واللہ رہن تلف نہین ہوا ہو اور اگر دونون نے رہن کسی عادل کے ہاتھ مین رکھوا دیا تھا اور دونون نے اُسکے تلف ہونے مین اختلاف کیا تو مرتہن سے اُسکے علم پر قسم لیجائیگی کذا فی الفصول العمادیہ۔ ایک شخص کے پاس ایک چوپایہ ودیعت رکھا وہ اُسپر سوار ہو گیا پھر چوپایہ ہلاک ہو گیا پس مستودع نے کہا کہ جب مین اُسپر سے اُتر آیا ہون تب ہلاک ہوا ہو اور مودع نے کہا نہین تیرے اُترنے سے پہلے مرا ہو تو قسم لیکر مودع کا قول لیا جائیگا اور قسم علم پر ہوگی اسطرح کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اسکے اُتر آنے کے بعد مرا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر دو شخصون نے آج کے روز کی خریدی چیزون مین یا اس مہینہ کی خریدی چیزون مین یا اس سال کی خریدی چیزون مین شرکت کی اور خصوصیت تجارت کی کر دی خواہ وقت بیان کیا یا نہ کیا تو ایسی شرکت جائز ہو پس اگر ایک نے کہا کہ مین نے ایک متاع خریدی تھی وہ تلف ہو گئی اور دوسرے شریک سے آدھا ثمن لینا چاہا اور شریک نے انکار کیا تو شریک مدعی کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور خرید کے منکر سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اسنے یہ مال خریدا تھا اور حاکم ابو محمد رحمہ اللہ کہتے تھے کہ اس قسم مین اسقدر زیادہ کرنا واجب ہو کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اسنے ہم دونون کی شرکت مین یہ چیز خریدی تھی یہ محیط مین ہو۔ واضح ہو کہ جب مقام پر

قطعی قسم آتی ہو اور اسنے علم پر قسم کھالی تو معتبر نہو گی اور نہ نکول پر ڈگری کیجائیگی اور نہ قسم اُس سے ساقط ہو گی اور جس مقام پر علم پر قسم آوے اور اُسنے قطعی قسم کھالی تو قسم معتبر ہوگی یہانتک کہ قسم اُس سے ساقط ہو جائیگی اگر اُسنے نکول کیا کیونکہ قسم قطعی زیادہ موکد ہی پس مطلقاً معتبر ہوگی بخلاف عکس کے یہ تبیین مین ہی

تیسری فصل جنپر قسم آتی ہی اور جنپر نہین آتی ہی اور جنکو قسم پر اقدام حلال ہی اور جنکو نہین حلال ہی اُن لوگون کے بیان مین

- ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ مدعا علیہ نے اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح حالت صغر مین میرے ساتھ کر دیا ہی اور مدعا علیہ یعنی دختر کے باپ نے انکار کیا ہی اور مدعی نے اُس سے قسم طلب کی پس اگر خصومت کے وقت لڑکی نابالغ ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک باپ سے قسم نہین لیجا سکتی ہی اور صاحبین رح کے نزدیک لیجا سکتی ہی اور اگر اسوقت لڑکی بالغ ہی تو بالاتفاق قسم باپ سے نہ لیجائیگی اور صاحبین کے نزدیک عورت سے مدعی کے دعوے پر قسم لیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اگر ایک شخص پر دعوی کیا کہ اسنے اپنی باندی میرے ساتھ بیاہ دی ہی تو صاحبین رح کے نزدیک مالک سے قسم لیجائیگی اگرچہ وہ باندی بالغ ہو یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص پر مال کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے پس مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ مدعی سے اس امر کی قسم لے کہ وہ حق پر ہی یا اس امر کی قسم لے کہ اسکے گواہون نے حق گواہی دی تو یہ قسم نہ لیجائیگی اسی طرح ہر جگہ جہان خلاف شرع درخواست قسم ہو منظور نہو گی اور اگر گواہ سے یہ قسم طلب کی کہ والله مین نے حق گواہی دی ہی تو یہ قسم نہ لیجائیگی کذا فی الخلاصۃ - اگر مدعا علیہ نے کہا کہ (این شاہد مقر آمدہ است پیش ازین گواہی کہ این محدود ملک من است) اور گواہ و مدعی سے قسم لینی چاہی تو قسم نہ لیجائیگی اسی طرح اگر گواہ نے گواہی سے انکار کیا تو قاضی اُس سے قسم نہ لیگا - اسی طرح اگر کہا کہ (این شاہد این محدود را دعوی کردہ است بر من پیش ازین گواہی) اور اُس سے و مدعی سے قسم لینی چاہی تو قسم نہ لیجائیگی اسی طرح اگر مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ مدعا علیہ سے یہ قسم لے کہ مین نے یہ قسم سچی کھائی ہی تو قاضی منظور نہ کریگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی باپ جو کچھ اپنے نابالغ لڑکے پر دعوی کرے اُس مین اُسپر قسم نہین آتی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک شخص کی مقبوضہ زمین کی نسبت دعوی کیا کہ یہ میری ہی اور قابض نے کہا کہ یہ فلان نابالغ لڑکے کی ہی تو مدعا علیہ سے قسم نہ لیجائیگی اور اگر قسم طلب کی گئی اور اسنے نکول کیا تو نکول صحیح نہین ہی پس اگر مدعی نے کہا کہ اسنے میرا گھر تلف کیا بسبب اسکے کہ اسنے اپنے نابالغ لڑکے کی ملک ہونیکا اقرار کیا پس نکول کے وقت ضامن ہو گا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُس سے حلف نہ لیا جائیگا اور امام محمد رح کے نزدیک قسم لیجائیگی کیونکہ انکے نزدیک غصب سے عقار کی ضمان ہوتی ہی - اور امام ابو بکر محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے اقرار کر دینے سے قسم اُس سے ساقط نہو گی اور امام ابو علی نسفی نے فرمایا کہ نابالغ کے واسطے اقرار کرنے سے قسم اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگی خواہ یہ نابالغ اُسکا بیٹا ہو یا غیر کا ہو - اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ دار میرے بالغ بیٹے فلان غائب کا ہی تو یہ صورت اور کسی اجنبی کی ملک ہونیکا اقرار کرے تو یہ صورت دونون یکسان ہین کہ اس سے قسم اُس سے ساقط ہو جائیگی پس اگر اُس سے قسم لی گئی اور اسنے انکار کیا تو دار مدعی کو دلا یا جائیگا پھر اگر غائب حاضر ہوا اور اُسکی تصدیق کی کہ یہ گھر میرا ہی تو وہ اس گھر کو لے سکتا ہی کیونکہ اُسکی ملک ہونیکا اقرار سابق ہی ایسا ہی نابالغ لڑکے کی ملک ہونیکا اقرار کرنے مین جنکے نزدیک قسم ساقط نہین ہوتی قسم لیجائیگی اگر اُسنے قسم سے نکول کیا تو گھر مدعی کو دیا جائیگا پھر جب وہ نابالغ لڑکا

بالغ ہوا اور اُسنے دعوی کیا تو اُسکو دلا دیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی کسی نے شفعہ جوار کا دعوی کیا اور قاضی نے مدعا علیہ سے جواب مانگا تو اُسنے کہا کہ یہ دار میرے اس نابالغ لڑکے کا ہی تو اقرار صحیح ہی پس اگر شفیع نے کہا کہ اس سے قسم لیجاوے کہ مین اسکا شفیع نہین ہون تو قاضی اُس سے قسم نہ لیگا اور اگر شفیع نے خرید واقع ہونے پر گواہ قائم کرنیکا ارادہ کیا تو لڑکے کا باپ اُسکا خصم قرار پاویگا اور گواہی اُسکے مقابلہ مین سنی جاویگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک غلام دوسرے کے قبضہ مین ہی اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرا ہی پس قابض نے کہا کہ یہ غلام فلان غایب کا ہی اُسنے میرے پاس ودیعت رکھا ہی پس اگر اپنے دعوے پر گواہ نہ قائم کیے یہانتک کہ خصم قرار پایا تو مدعی کو اس سے قسم لینے کا اختیار ہی پس اگر اُسنے دعوی پر قسم کھالی تو خصومت سے بری ہوگیا اور اگر قسم سے باز رہا تو مدعی کی ڈگری کردیجائیگی پس اگر مقر لہ یعنی جسکے واسطے مدعا علیہ نے اقرار کردیا ہی حاضر ہوا تو وہ غلام کو مدعی سے لے سکتا ہی ولیکن مدعی سے کہا جائیگا کہ تجھکو اس مقر لہ پر نالش کرنیکا اختیار ہی پس اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہی تو لے لیگا اور اگر اُسکے پاس گواہ نہون تو اس مقر لہ مدعا علیہ سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو مدعی کے دعوے سے بری ہوگیا اور اگر قسم سے باز رہا تو مدعی کی ڈگری غلام کی اُسپر کردیجائیگی اور یہ اس صورت مین ہی کہ مدعا علیہ نے مقر لہ کے ملک ہونیکا اقرار کیا پھر مدعی کے واسطے قسم سے نکول کیا اور اگر کچھ نہ کہا یہانتک کہ مدعی نے اس سے قسم لی اور اُسنے نکول کیا اور مدعی کی ڈگری کردیگئی پھر اُسنے کسی غیر کی ملک ہونیکا اقرار کیا تو اقرار صحیح نہین ہی اور اس غیر کے واسطے کچھ ضامن نہوگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہی اُسنے کہا کہ مجھے فلان غایب نے ودیعت رکھنے کو دی ہی اور اسکے گواہ سنا دیے مگر مدعی نے کہا کہ تیرے پاس ودیعت رکھنے کے بعد اُسنے فروخت یا ہبہ کردی ہی اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ اُسنے تیرے ہاتھ فروخت نہین کی یا تجھے ہبہ نہین کی ہی یہ وجیز کردری مین ہی - لڑکا اگر مجحور ہو پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہون تو اُسکو قاضی کے دروازہ پر اُسکے حاضر کرنیکا استحقاق حاصل نہین ہی کیونکہ اُسپر قسم آتی ہی نہین ہی کیونکہ اگر وہ قسم سے باز رہا تو اسکے نکول سے اُسپر ڈگری نہین ہوتی ہی اور اگر مدعی کے پاس گواہ ہون اور اُسنے دعوی کیا کہ اس لڑکے نے تلف کردیا ہی تو اُسکو لڑکے کے حاضر کرانیکا استحقاق حاصل ہی کیونکہ لڑکے سے اُسکے افعال کا مواخذہ ہوتا ہی اور گواہ اُسکی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت رکھتے ہین ولیکن اُسکے ساتھ اُسکا باپ حاضر ہوگا تاکہ اگر لڑکے پر کوئی چیز لازم کیجاوے تو باپ کو اُسکے ادا کرنیکا حکم ہوگا کہ اُسکے مال سے ادا کرے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور جو لڑکا ماذون ہو یعنی تصرفات کی اجازت اُسکو حاصل ہی وہ مثل بالغ کے قسم دلایا جائیگا اور ہم اسی کو لیتے ہین اور ایسے ہی مکاتب اور غلام تاجر کا حکم ہی اور غلام مجحور قسم دلانے جانے کے حق مین مثل غلام ماذون کے ہی پھر اگر مال بسبب تلف کردینے کے اُسکے ذمہ ثابت ہوا تو اُسکی وجہ سے فروخت کیا جائیگا اور اگر ایسا مال ثابت ہوا جسکا مواخذہ اُس سے بعد آزاد ہونے کے ہوگا جیسے بلا اجازت مالک کے اُسنے نکاح کرلیا اور اُسکا دین مہر واجب ہوا یا بلا اجازت مالک کے اُسنے کفالت کرلی تو قسم دلائی جاویگی اگر اُسنے قسم کھالی تو بری ہوگیا اور اگر نکول کیا یا اقرار کیا تو بعد آزاد ہونے کے اُس سے مواخذہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - میعادی قرض کے دعوے مین مشایخ نے اختلاف کیا ہی کہ قسم کسوقت لیجائیگی اور اصح یہ ہی کہ میعاد آجانے سے پہلے اُس سے قسم نہ لیجاویگی کذا فی الخلاصہ - اگر زید نے دعوی کیا کہ عمرو مرگیا اور اُسنے بکر یعنی اس مدعا علیہ کو وصی مقرر کیا ہی اور بکر نے کہا کہ مجھے وصی نہین مقرر کیا ہی تو اُس سے قسم نہ لیجائیگی ایسے ہی اگر کسی پر دعوی کیا کہ یہ فلان شخص کا وکیل ہو تو بھی یہی حکم ہی - اسی طرح

اگر کاریگر نے کسی پر دعوی کیا کہ اس شخص نے مجھسے کہا تھا کہ یہ چیز مجھے بنادے تو مدعا علیہ سے قسم نہ لیجائیگی کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف - ایک شخص نے کسی شخص سے کوئی چیز بنوائی پھر اُس شی مصنوع مین دونون نے اختلاف کیا بنوانے والے نے کہا کہ جیسی مین نے کہی تھی ویسی تو نے نہین بنائی ہی اور کاریگر نے کہا کہ ویسی ہی بنائی ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ دونون مین سے کسی سے دوسرے کی درخواست پر قسم نہ لیجائیگی کذا فی فتاوے قاضی خان - کسی نے میت کے ترکہ پر قرض کا دعوی کیا اور وصی کو قاضی کے پاس لایا اور اُسکے پاس گواہ نہین ہین پس اگر وصی وارث ہی تو اُس سے قسم لیجائیگی ورنہ نہین لیجائیگی کذا فی الذخیرہ - زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اسپر ہزار درم بنام بکر بن خالد مخزومی کے ہین اور یہ مال میرا ہی اور بکر بن خالد مخزومی نے بھی اقرار کیا ہی کہ یہ مال جو اُسکے نام سے ہی میرا ہی اور اُسکا نام تمسک مین عاریۃً ہی اور بکر بن خالد جسکے نام سے یہ مال ہی اُسنے مجھے یہ مال وصول کرنے اور اُسمین خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا ہی پس اگر مدعا علیہ نے اُسکے دعوے کی تصدیق کی تو حکم دیا جائیگا کہ یہ مال اِسکو دیدے اور یہ قضا علے الغائب نہو گی حتے کہ اگر بکر بن خالد جو غائب ہی حاضر ہوا اور اُسنے وکالت سے انکار کیا تو مدعا علیہ سے اپنا مال لے لیگا اور یہ شخص زید سے واپس لے لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر مدعا علیہ نے تمام دعوے سے انکار کیا پس قاضی سے مدعی نے درخواست کی کہ اِس سے قسم لیوے تو قاضی مدعی کو حکم دیگا کہ اپنے دعوے پر گواہ لاوے کہ بکر نے مال کا اقرار کیا ہی اور مدعی کو اُسکے وصول کرنیکا وکیل کیا ہی اور شرط یہ ہی کہ اسکے گواہ سناوے کہ مین بکر بن خالد کا وکیل ہون تاکہ اسکا خصم ہونا ثابت ہو پس اگر اُسنے قائم کیے تو اُسکا خصم ہونا ثابت ہو گیا پھر اسکے بعد اگر مال پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور عمرو سے مال لے سکتا ہی اور یہ حکم غائب پر جاری ہو جائیگا حتے کہ اگر بکر بن خالد غائب آیا اور اُسنے انکار کیا تو عمرو سے اپنا مال نہین لے سکتا ہی اور اگر زید کے پاس مال کے گواہ نہون اور اُسنے عمرو سے قسم طلب کی تو قاضی اُس سے یون قسم لیگا کہ واللہ مجھپر بکر بن خالد مخزومی کا یا اُسکے نام سے یہ مال کہ جسکو زید بن نعیم بیان کرتا ہی اور وہ ہزار درم ہین نہین ہی اور نہ اِس سے کم ہی اور اگر مدعی کے پاس وکیل کرنے کے گواہ بھی نہون اور اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ عمرو جانتا ہی کہ مجھے بکر بن خالد نے کہ جسکے نام سے مال ہی اِس مال کے وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا ہی پس اِس سے اِس امر پر قسم لے تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اِس زید کو بکر بن خالد مخزومی نے موافق اِسکے دعوے کے وکیل کیا ہی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو جھگڑا دفع ہوا اور اگر قسم سے باز رہا تو وکالت کا مقر اور مال کا منکر قرار پاویگا - اور اگر مدعی نے یعنے زید نے اِس امر کے گواہ دیے کہ بکر بن خالد نے یہ مال میری ملک ہونیکا اقرار کیا ہی اور توکیل کے گواہ اسکے پاس نہین ہین تو زید و عمرو کے درمیان خصومت قائم نہین ہو سکتی ہی پس اگر اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لیوے تو جیسا ہمنے بیان کیا اُسی طرح قسم لیگا پس اگر اُسنے قسم کھالی تو جھگڑا دور ہوا اور اگر قسم سے باز رہا تو مقر وکالت اور منکر مال قرار پاویگا اور اگر صریح یا قسم سے نکول کے ضمن مین وکالت کا اقرار کیا اور مال سے انکار کیا تو مال پر قسم لینے اور اُس سے وصول کرنے کے حق مین مدعی اُسکا خصم قرار پاویگا اور حق خصومت مین خصم نہوگا حتے کہ اگر مدعی نے مدعا علیہ پر مال ثابت کرنے کے واسطے مال پر قسم دلائی جانے سے پہلے یا بعد گواہ قائم کرنے چاہے تو سماعت نہو گی اور نظیر اسکی یہ مسئلہ ہی کہ ہمارے اصحاب رح نے فرمایا کہ اگر زید نے دعوی کیا کہ مجھے بکر بن خالد مخزومی نے اپنے ہر حق کے طلب کرنے کے واسطے جو اُسکا اِس عمرو پر آتا ہی وکیل کیا ہی اور اُسکے اُسپر

ہزار درم ہین پس مدعا علیہ نے وکالت کا اقرار کیا اور مال سے انکار کیا پس مدعی نے کہا کہ مین گواہ قائم کرتا ہون کہ اُسپر اسکا یہ مال ہی تو اس اثبات مین خصم قرار نہ پاویگا - اور اگر کسی شی کا اُسنے اقرار کر لیا تو قاضی اُسکو حکم کریگا کہ وکیل کو دیدے اور اگر کچھ اقرار نہ کیا اور وکیل نے استحلاف کا ارادہ کیا تو قاضی اُسکو قسم دلاویگا پس اگر غائب اسکے بعد آیا اور وکالت سے انکار کیا تو اُسی کا قول لیا جائیگا پس ایسا ہی مسئلہ سابقہ مین ہی ولیکن اگر مال کا اقرار کیا اور وکالت سے انکار کیا پس اگر وکالت پر اُسنے گواہ قائم کردیے تو مطلقاً خصم قرار پاویگا اور مدعا علیہ کو حکم کیا جائیگا کہ مال اِسکے سپرد کردے اور اگر اسکے پاس گواہ نہون اور قسم لینے کا ارادہ کیا تو قسم لیجائیگی جیسا کہ ہمنے بیان کیا پس اگر مدعا علیہ نے قسم کھالی تو جھگڑا دفع ہوا اور اگر نکول کیا تو وکالت مال لینے کے حق مین ثابت ہوگی نہ حق خصومت مین اور نہ قضاء علی الغائب مین ہکذا فی شرح ادب القاضی للصدر الشہید - ایک شخص کو کسی نے لینے شفعہ کے طلب کے واسطے وکیل کیا پس مشتری نے وکیل پر دعوی کیا کہ اسکے موکل نے مجھے شفعہ سپرد کردیا ہی اور قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لیجاوے تو قاضی وکیل سے قسم نہ لیگا اور اگر یہ دعوی کیا کہ وکیل نے سپرد کیا ہی تو پس اگر غیر مجلس حکم مین سپرد کرنیکا دعوی کیا تو وکیل سے قسم نہ لیجائیگی اور اگر مجلس حکم مین سپرد کردینے کا دعوی کیا اور وکیل انکار کرتا ہی تو امام اعظم رح و امام ابویوسف رح کے نزدیک اُس سے قسم لیجائیگی اور امام محمد رح کے نزدیک نہین لیجائیگی یہ محیط مین ہی ہر جگہ جہان اقرار کرنے سے اُسکے ذمہ حق لازم ہوتا ہو جب انکار کریگا تو اُس سے قسم لیجائیگی مگر تین مسئلون مین ایک یہ کہ وکیل خرید نے اگر مبیع مین عیب پایا اور بسبب عیب کے واپس کرنا چاہا اور بائع نے چاہا کہ اُس سے یون قسم لے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ موکل عیب پر راضی ہوگیا ہو تو قسم نہ لیجاویگی اگرچہ ایسا ہو کہ اگر وکیل رضائی موکل کا اقرار کرے تو بیع اُسکو لازم ہو اور واپس کرنیکا حق باطل ہوجاے دوسرے یہ مسئلہ ہو کہ اگر موکل پر رضامندی کا دعوی ہوا تو قسم اُس سے نہ لیجائیگی اگرچہ ایسا ہو کہ اگر اقرار کرے تو اُسکے ذمہ لازم ہوجاوے اور تیسرے یہ مسئلہ ہو کہ قرض وصول کرنے کے وکیل پر اگر قرضدار نے دعوی کیا کہ موکل نے مجھے قرض سے بری کردیا ہی اور وکیل سے اُسکے علم پر قسم طلب کی تو اُسکو قسم دلائی جاویگی اگرچہ ایسا ہو کہ اگر اقرار کرے تو اُسکے ذمہ لازم ہو۔ کذا فی الخلاصہ۔ اگر مسلمان نے کسی ذمی پر شراب معین کا دعوی کیا تو صحیح ہو اور اگر اُسنے انکار کیا تو قسم لیجائیگی اور اگر ذمی پر شراب تلف کردینے سے دعوی کیا تو اُس سے قسم نہ لیجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہو ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پھر دوسری مجلس مین پھر دعوی کیا کہ تو نے مجھ سے اس مال کے بارے مین مہلت لی تھی اور مال کا اقرار کر لیا تھا اور مدعا علیہ مال اور مہلت لینے دونون سے انکار کرتا ہے تو مال پر قسم لیجائیگی مہلت لینے پر قسم نہ لیجائیگی کیونکہ مہلت لینے پر قسم سے وہ مال کا مقر قرار پاتا ہی اور اقرار مدعی کی دلیل ہی اور مدعا علیہ سے مدعی کی دلیل پر قسم نہین لیجاتی اسلیے اسطرح اس سے قسم نہین لیجاتی ہو کہ واللہ مدعی کے پاس دلیل و گواہ نہین ہین - اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہو کہ آدمی سے صرف اُسکے خصم کے حق پر یا سبب حق پر قسم لیجائیگی اور یہ قول امام ابویوسف رح کا ہی اور جہت خصم پر قسم نہ لیجائیگی کذا فی الذخیرہ - ایک شخص پر بحکم شرکت مال کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس شرکت کی وجہ سے تیرا اس قدر مال تھا ولیکن مین نے تجھے دیدیا پس مدعی نے

دینے اور وصول پانے سے انکار کیا پس اگر مدعا علیہ نے شرکت سے اور اپنے قبضہ مین مال ہونے سے بالکل انکار کیا مثلاً کہا کہ میرے اور تیرے درمیان بالکل شرکت نہ تھی اور نہ بحکم شرکت مین نے تجھسے کچھ لیا تھا تو مدعی سے وصول پانے پر قسم نہ لیجاویگی اور اگر مدعا علیہ نے وقت انکار کے کہا کہ مال شرکت سے میرے پاس کچھ نہین ہی تو مدعی سے قسم لیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر مضارب یا شریک نے مال دیدینے کا دعوی کیا اور رب المال یا شریک نے وصول پانے سے انکار کیا تو مضارب یا اس شریک سے جسکے قبضہ مین مال تھا قسم لیجائیگی - اگر مدعی نے ثمن ادا کر دینے کا دعوے کیا اور بائع نے انکار کیا تو قاضی بائع سے اُسوقت قسم لیگا کہ جب مشتری اسکا دعوی کرے اور اگر قاضی نے بدون درخواست مشتری کے اُس سے قسم لی پھر مشتری نے دوبارہ اُس سے قسم لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار حاصل ہوگا پھر اگر بائع نے یہ قسم کھالی کہ مین نے دام نہین وصول پائے اور مشتری نے کہا کہ مین اس امر کے گواہ لاتا ہون کہ اسنے دام وصول پائے ہین تو قاضی مشتری کو ادائے ثمن پر مجبور نہ کریگا بلکہ تین روز کی مہلت دیگا بشرطیکہ گواہ لانیکا دعوی کرے اور اگر یون کہا کہ میرے گواہ غائب ہین تو اُسکو حکم کریگا کہ مال ادا کردے اور مہلت نہ دیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - مال شرکت یا مضاربت یا ودیعت کا دعوی کیا پس کسنے کہا کہ رسانیدہ ام تو قسم کے ساتھ اُسکا قول مقبول ہوگا اور اگر رب المال یا مودع یا دوسرے شریک نے یہ قسم کھالی کہ نیافتہ ام تو اسکا اعتبار نہوگا - اور اگر ثمن بیع یا قرض کا دعوے کیا اور اُسنے کہا کہ رسانیدہ ام تو اُسکا قول مقبول نہوگا اور بائع اور مقرض کی قسم معتبر ہوگی کہ مین نے نہین پایا ہی پس حاصل یہ ہی کہ جہان مدعا علیہ کے ہاتھ مین مال امانت ہو تو دیدینے کے باب مین قسم سے اُسکا قول معتبر ہوگا اور ایسے اُسی کی گواہی بھی مقبول ہوگی اور اگر مدعا علیہ پر ضمانت ہو تو ادا کردینے پر گواہی اسی کی لیجائیگی مگر قول اُسکا قسم سے معتبر نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرا مال تلف کر دیا اور قاضی سے قسم دلانے کی درخواست کی تو قاضی اُس سے قسم لیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ میرا شریک ہی اور اسنے نفع مین خیانت کی اور مین نہین جانتا ہون کہ کسقدر خیانت کی تو اسپر التفات نہ کیا جائیگا - اسی طرح اگر کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہی کہ فلان بن فلان نے میرے لیے کچھ وصیت کی تھی اور مجھے اُسکی مقدار نہین معلوم اور قاضی سے درخواست کی کہ وارث سے قسم لیجاوے تو قاضی منظور نہ کریگا اسی طرح اگر قرضدار نے کہا کہ کچھ قرض مین نے ادا کردیا ہی اور مجھے نہین معلوم کہ کسقدر ادا کیا ہی یا مین اُسکی مقدار بھول گیا اور چاہا کہ طالب سے قسم لیجاوے تو اُسپر التفات نہ کیا جاویگا - شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ جہالت قدر جسطرح قبول بینہ کی مانع ہی اسی طرح قبول استحلاف کی بھی مانع ہو لیکن اگر قاضی کے نزدیک وصی یتیم یا قیم وقف متہم ہو اور اُسپر کسی شی معلوم کا دعوی نہو تو بلحاظ وقف و یتیم کی اُس سے قسم لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص کی مقبوضہ منزل پر دوسرے نے دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہی اُسنے غصب کر لی اور وہ مجھکو میری ملک سے منع کرتا ہی پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ منزل بجہت معلوم وقف ہی تو وہ وقف ہو جائیگی اور مدعا علیہ پر قسم آویگی اگر قسم کھالی تو بری ہو گیا ورنہ اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور منزل اُسکو نہ دیجائیگی - اسی طرح اگر مدعا علیہ نے گواہ سنائے کہ یہ بجہت معلوم پر وقف ہی اور وقف کرنے والے کو ذکر نہ کیا تو قسم اُس سے مندفع نہوگی اور اُسکے اقرار سے وقف ہو جائیگی اور گواہ پیش کرنا ایک امر زائد ہی کہ اُسکی کچھ حاجت نہین ہی - یہ حکم اُسوقت ہی کہ کہا کہ یہ وقف ہی اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے اسکو وقف کیا ہی و مدعی نے اُس سے قسم طلب کی تو امام محمد رح کے

نزدیک بخلاف امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے اُس سے قسم لیجائیگی اور اگر اسواسطے قسم دلانی چاہی کہ مین اس منزل ہوے ہون تو بالاتفاق قسم نہ لیجائیگی اور فتوے امام محمد رح کے قول پر ہی کذا فی الخلاصۃ۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک کپڑا غصب کر لینے کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اسکا اقرار کیا پھر دونون نے اسکی قیمت مین اختلاف کیا پس مدعی نے کہا کہ میرے کپڑے کی قیمت سو درم ہین اور غاصب نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ اُسکی کیا قیمت ہی ولیکن اتنا جانتا ہون کہ سو درم نہین ہی تو قسم کے ساتھ غاصب کا قول مقبول ہوگا اور بیان کے واسطے حکم کیا جائیگا پس اگر اُسنے بیان نہ کی تو اُس سے مغصوب منہ کے دعوے پر جو زیادتی کا دعوی کرتا ہی قسم لیجائیگی اگر اُسنے اسکی قسم کھائی اور مغصوب منہ کا دعوے ثابت نہوا تو کتاب الاستحلاف مین مذکور ہی کہ مغصوب منہ سے یہ قسم لیجائیگی کہ اُسکی قیمت سو درم تھی یہ محیط مین ہی۔ بائع نے اگر ثمن پر قبضہ کرنیکا اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے وصول نہین پایا اور مشتری سے قسم طلب کی تو استحساناً تصدیق کرکے اُس سے قسم لیجائیگی اور یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی اور امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قیاساً قسم نہ لیجاویگی اور اس مقام پر پانچ مسائل ہین ایک تو یہی جو مذکور ہوا دوسرا یہ کہ ایک شخص نے اپنا گھر فروخت کرنیکا اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے بیع کا اقرار کیا ولیکن فروخت نہین کیا اور مشتری سے قسم طلب کی تیسرا یہ کہ مشتری نے مبیع پر قبضہ کرنیکا اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے نہین قبضہ کیا چوتھا یہ کہ قرضدار نے کہا کہ مین نے قرضہ پر قبضہ کرنیکا اقرار کیا ولیکن قبضہ نہین کیا تھا پانچوان یہ کہ واہب نے کہا کہ مین نے ہبہ کردینے کا اقرار کیا ولیکن ہبہ نہین کیا اور موہوب لہ سے قسم طلب کی پس ان سب مسائل مین ایسا ہی اختلاف ہی اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ اُنھون نے امام ابو یوسف رح کے قول کی طرف رجوع کیا امام سرخسی نے فرمایا کہ امام ابو یوسف رح کا قول لینے مین احتیاط ہی اور ہمارے مشائخ نے اُن مسائل مین جو قضا سے متعلق ہین امام ابو یوسف کا قول لیا ہی کذا فی الخلاصۃ قرضخواہ نے اگر قرضدار سے قرضہ وصول پانیکا اقرار کیا اور گواہ کرلیے پھر قبضہ سے انکار کیا اور قرضدار سے قسم طلب کی تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قاضی اُس سے قسم نہ لیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک قسم لیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ مین نے یہ مال معین فلان شخص کو ہبہ کردیا اور اُسنے قبضہ کرلیا پھر دعوی کیا کہ اُسنے مجھسے لیکر قبضہ نہین کیا اور مین نے قبضہ کا اقرار جھوٹ کیا تھا اور موہوب لہ سے قسم طلب کی تو شیخ الاسلام خواہرزادہ نے کتاب المزارعۃ مین لکھا کہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قسم نہ لیجائیگی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک لیجائیگی اور ایسا ہی ہر جگہ ہی جہان اپنے اقرار مین دعوے کیا کہ مین نے جھوٹ اقرار کیا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کے اقرار کا ایک اقرارنامہ نکالا پس مقر نے کہا کہ مین نے تیرے واسطے اس مال کا اقرار کیا تھا ولیکن تو نے میرا اقرار رد کردیا تو مقر لہ سے قسم لیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کے وارث پر مال کا دعوی کیا اور ایک اقرارنامہ اُسکے مورث کے اقرار مال کا نکالا پس وارث نے دعوی کیا کہ مدعی نے اُسکا اقرار رد کردیا تھا اور اُس سے قسم طلب کی تو اُسکو قسم دلانیکا اختیار ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر اقرار کرنے والا مرگیا اور اُسکے وارثون نے دعوی کیا کہ اُسنے تلجیہ کے طور پر اقرار کیا تھا تو مقر لہ سے قسم لیجائیگی کہ والد نے میرے واسطے صحیح اقرار کیا تھا ایسا ہی زعفرانی نے بیان کیا ہی اور اگر مقر لہ مرگیا تو کیا اُسکے وارث سے قسم لیجائیگی یا نہین پس بعض مشائخ بخارا کی تعلیق مین ہی کہ وارث سے علم پر قسم لیجائیگی اور مین نے اپنے والد رح سے سنا کہ نہین لیجائیگی اور یہ مسائل ر

کے ہے کہ جنمین مورث سے قسم لیجاتی ہے اور وارث سے نہین لیجاتی ہے چنانچہ اگر اُس شخص نے جسکے پاس ودیعت تھی ودیعت واپس کر دینے یا اُسکے تلف ہو جانیکا دعوی کیا اور قبل قسم لیے جانے کے مر گیا تو اُسکے وارث سے قسم نہ لیجائیگی یہ جامع کبیر مین صریح مذکور ہے یہ وجیز کردری مین ہے اگر کسی شخص نے دوسرے کے واسطے مال کا اقرار کیا اور مر گیا پس وارثون نے کہا کہ ہمارے باپ نے مال کا جھوٹا اقرار کیا تھا پس اقرار صحیح نہین ہے اور مقر لہ سے کہا کہ تجھکو یہ بات معلوم ہے اور اُس سے قسم لینے کا قصد کیا تو اُسکو اختیار نہین ہے کہ اُس سے قسم لیوین یہ محیط مین ہے - اگر بائع نے بیع اور ثمن وصول کر لینے پر گواہ کر لیے پھر دعوی کیا کہ یہ بیع تلجیۃ تھی تو کتاب الاستحلاف مین مذکور ہے کہ بائع کی درخواست سے مشتری سے بالاجماع قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے شرط نہین کی تھی کہ یہ بیع جو ہم دونون مین واقع ہوئی ہے تلجیۃ ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے - ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ غلام پر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہے مین نے سات روز ہوے کہ اسکو فلان شخص سے خریدا ہے اور مدعا علیہ نے کہا کہ میری ملک ہے مین نے دس روز ہوئے کہ اُسی سے خریدا ہے پس مدعی نے کہا کہ جو بیع تم دونون مین واقع ہوئی تھی وہ تلجیۃ تھی تو اُسکو اختیار ہے کہ قسم دلاوے یہ خلاصہ و وجیز مین ہے - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کے گھر کے پہلو مین دوسرے کا گھر تھا اُسنے وہ دیوار جو پڑوسی کے گھر سے متصل تھی کسی شخص کو صدقہ دیدی پھر جسکو صدقہ دی تھی اُسنے باقی گھر اُس سے خرید لیا تو پڑوسی کو اُسمین شفعہ نہین پہونچتا ہے پس اگر پڑوسی نے بائع یا مشتری سے یہ قسم طلب کی کہ واللہ مین نے دیوار کو ضرر رسانی یا شفعہ سے فرار کے واسطے بروجہ تلجیہ و ابطال شفعہ نہین فروخت کیا ہے تو قاضی اسطور سے قسم لیگا اور مراد امام محمد رح کی اس قول سے واللہ اعلم یہ معلوم ہوتی ہے کہ پڑوسی نے کہا کہ دیوار کا صدقہ کرنا تلجیۃ کے طور پر تھا اور تو نے درحقیقت تمام گھر فروخت کیا ہے اور مشتری سے خصومت کی خواہ گھر اُسکے قبضہ مین ہو یا نہ ہو یا بائع سے خصومت کی بشرطیکہ گھر اُسکے قبضہ مین ہو اور بائع یا مشتری سے اس امر کی قسم لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہوگا پس اگر اُسنے قسم کھالی تو دیوار صدقہ کرنے مین تلجیۃ ثابت نہوا اور خصومت منقطع ہو گئی اور اگر نکول کیا تو تلجیہ ثابت ہوا اور پڑوسی کو شفعہ پہونچیگا یہ محیط مین ہے - اگر ایک نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو فلان سے خریدا ہے اور دوسرے نے دعوی کیا کہ میرے پاس اُسنے رہن کی ہے یا بعوض ہزار درم کے اجارہ پر دی ہے اور مدعا علیہ نے پہلے رہن کرنے یا اجارہ دینے کا اقرار کیا پس مدعی خرید نے کہا کہ اس سے قسم لیجاوے کہ اُسنے میرے ہاتھ فروخت نہین کی تو اُس سے قسم لیجائیگی اگر اُسنے قسم کھالی تو جھگڑا ختم ہوا اور اگر نکول کیا تو بیع ثابت ہوگی اور مشتری کے واسطے خیار ثابت ہوگا اگر چاہے تو فک رہن یا فسخ اجارہ تک صبر کرے یا بیع فسخ کر دے - اور اگر اُسنے پہلے مدعی خرید کے ہاتھ فروخت کرنیکا اقرار کیا پھر مرتہن یا مستاجر نے کہا کہ اس سے قسم لیجاوے کہ مین نے اسکو رہن نہین کیا یا اجارہ پر نہین دیا ہے تو اُسپر قسم نہ آویگی - اسی طرح اگر دونون اجارے کے مدعی ہون اور مدعا علیہ نے ایک کے واسطے اقرار کر دیا تو دوسرے کے واسطے اُس سے قسم نہ لیجائیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر یا اسباب یا حیوان ہے اُسکو دو شخص قاضی کے پاس لائے اور ہر ایک نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو مالک سے اتنے کو خریدا ہے پس مدعا علیہ نے ایک شخص خاص کے واسطے دونون مین سے اقرار کیا کہ مین نے اسکے ہاتھ فروخت کیا ہے اور دوسرے سے انکار کیا پس اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ میرے ہاتھ بیچنے کے واسطے اس سے قسم لیجاوے تو قسم نہ لیجاویگی اسی طرح اگر

مدعاعلیہ نے دونون کے دعوے سے انکار کیا اور قاضی نے ایک کے واسطے قسم لی اور اُسنے نکول کیا اور بسبب نکول کے ڈگری کردی گئی پھر دوسرے نے کہا کہ میرے واسطے قسم لیجاوے تو نہ لیجاویگی - ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر یا اسباب ہو اُسکو دو شخص قاضی کے پاس لائے اور ہر ایک نے دعوی کیا کہ قابض نے مجھے ہبہ کر دیا اور قبضہ دیدیا ہو پس قابض نے ایک معین کے واسطے اقرار کیا اور دوسرے نے اُسکی قسم طلب کی تو قسم نہ لیجاویگی اسی طرح اگر قاضی نے اُس سے ایک کے واسطے قسم لی اور اُسنے نکول کیا تو پھر دوسرے کے واسطے قسم نہ لیجاویگی - اسی طرح اگر ہر ایک نے دعوی کیا کہ اسنے بعوض ہزار درم کے میرے پاس رہن کر کے قبضہ کرا دیا ہو اور اُسنے ایک کے واسطے اقرار کیا یا ایک کے واسطے قسم لیا گیا اور اُسنے قسم سے نکول کیا تو دوسرے کے واسطے قسم اُس سے نہ لیجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - ایک شخص کے قبضہ مین باندی یا غلام یا کوئی اسباب ہو پھر دو شخصون نے دعوی کیا ہر ایک کہتا ہو کہ قابض نے میرے پاس سے غصب کر لیا ہو یا یہ میری ہو مین نے اسکو ودیعت دی ہو اور قاضی نے اُس سے دریافت کیا پس اگر اُسنے کسی کے واسطے اقرار کیا تو اُسکو دیدینے کے واسطے حکم کیا جائیگا پھر اگر دوسرے نے اُس سے قسم طلب کی تو اُسکی کوئی راہ نہین ہو بلکہ اُسکی خصومت مقرلہ کے ساتھ ملک مطلق کے دعوے مین ہوگی پس اگر دوسرے نے کہا کہ مدعاعلیہ نے اس شخص کے واسطے اسواسطے اقرار کر دیا ہو کہ مجھسے قسم دفع ہو پس میرے واسطے اس سے قسم لینی چاہیے تو صورت یہ ہو کہ قسم نہ لیجاویگی اور ایسا ہی ودیعت مین امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہو اور غصب مین قسم لیجائیگی اور امام محمد رح کے نزدیک ودیعت مین بھی ایسا ہی ہو اور اگر اُسنے دونون کے واسطے اقرار کیا تو دونون کو دیدینے کا حکم کیا جائیگا اور کسی کے واسطے کچھ ضامن نہوگا - پس اگر ایک نے یا ہر ایک نے دونون مین سے یہ درخواست کی کہ حلف مین میری ملکیت ذاتی کے واسطے ملک مطلق کے دعوے مین اس سے قسم لیجاوے تو قسم نہ لیجاویگی اور ایسا ہی ودیعت مین امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہو اور غصب مین قسم لیجاویگی اور امام محمد رح کے نزدیک ودیعت مین بھی لیجائیگی - اور اگر دونون کے دعوے سے اُسنے انکار کیا اور ہر ایک نے قاضی سے اُسکے قسم کی درخوست کی تو قاضی اُس سے یون قسم نہ لیگا کہ واللہ یہ غلام اِن دونون کا نہین ہو ولیکن ہر ایک کے واسطے اُس سے قسم لیگا پھر مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعضون نے کہا کہ دونون کے واسطے ایک ہی قسم اسطرح سے لیگا کہ واللہ یہ غلام اِن دونون کا نہین ہو نہ اسکا ہو اور نہ اُسکا ہو اور ہر ایک کے واسطے علیحدہ قسم نہ لیگا اور بعضون نے کہا کہ ہر ایک کے واسطے علیحدہ علیحدہ قسم لیگا اور قاضی کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اپنی رائے کے موافق کسی سے شروع کرے یا دونون کے نام قرعہ ڈال کر جسکے نام پہلے نکلے اُس سے قسم لیوے تا کہ دونون کا دل خوش رہے اور قاضی کی طرف کسی طرح تہمت کا شبہہ نہو - پھر اگر ہر ایک کے واسطے قاضی نے علیحدہ قسم لے تو مسئلہ کی تین صورتین ہین اول یہ کہ ہر ایک کے واسطے قسم کھا گیا کہ اسکا نہین ہو اور اس صورت مین دونون کے دعوے سے بری ہو گیا اور یہ ظاہر ہو دوسرے یہ کہ ایک کے دعوے پر قسم کھالی اور دوسرے سے نکول کیا تو پہلے کے دعوے سے بری ہوا اور دوسرے کے واسطے پوری چیز کی ڈگری کر دیجائیگی گویا نہ تھا اُسی نے دعوے کیا تھا اور اگر پہلے کے دعوے سے نکول کیا تو قاضی پہلے کے واسطے ڈگری نہ کریگا بلکہ دوسرے کے واسطے قسم لیگا کہ اُسمین کیا حال ہوتا ہو اور اگر قاضی نے پہلے کی قسم سے نکول پر پہلے کے واسطے ڈگری کر دی حالانکہ اُسکو ایسا کرنا نہ چاہیے

یعنی ملک مطلق مین
دعوی کیا ہو

تو حکم قاضی نافذ ہو جائیگا اور اگر دونون کے دعوے سے یکبارگی نکول کیا مثلاً قاضی نے بعض مشائخ کے قول کے موافق اُس سے ایک ہی قسم لی اور اُسنے نکول کیا یا دونون کے دعوے سے قسم دینا آگے پیچھے نکول کیا مثلاً قاضی نے موافق بعض مشائخ کے علیحدہ علیحدہ قسم لی اور اُسنے نکول کیا تو دونون صورتون مین ایک ہی حکم ہو ملک مطلق کے دعوے مین مال عین کا دونون مین مشترک ہونیکا حکم ہوگا اور دعوے غصب مین مال عین دونون مین و قیمت دونون مین مشترک ہونیکا حکم ہوگا اور دعوے ودیعت مین مال عین دونون مین مشترک ہونیکا حکم ہوگا و امام ابو یوسف رح کے نزدیک کچھ قیمت کی ڈگری نہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک قیمت کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہے ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہے کہ اُسکو اپنے باپ سے میراث ملا ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ غلام میرا ہے مین نے اُسکے باپ کے پاس ودیعت رکھا تھا اور قابض نے انکار کیا تو قابض سے اُسکے علم پر اس دعوے کی قسم لیجائیگی اگر قسم کھا لی تو بری ہو گیا اور اگر نکول کیا تو اُسپر ڈگری کر کے حکم کیا جائیگا کہ غلام مدعی کے سپرد کرے پھر بعد سپرد کر دینے کے اگر مدعا علیہ پر دوسرے شخص نے مثل پہلے شخص کے دعوی کیا اور قسم لینی چاہی تو اُسپر قسم دینے کا حکم نہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ وارث کے ہاتھ مین باپ کے ترکہ سے سوائے اس غلام کے کچھ نہو اور اگر سوائے اسکے اور بھی کچھ مال ہو تو دوسرے مدعی کے واسطے بھی قسم لیجاویگی پس اگر نکول کیا تو اُسپر ڈگری کر دیجائیگی اور اگر ایسا دعوی غصب مین ہو تو بھی دوسرے کے واسطے قسم نہ لیجائیگی جبکہ اُسکے قبضہ مین ترکہ سے سوائے اس غلام کے کچھ نہو اور اگر ہو تو قسم لیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے اگر دو شخص نے ایک عورت سے نکاح کا دعوی کیا اور اُسکو قاضی کے پاس لائے پس ایک کے واسطے اُسنے اقرار کیا اور دوسرے کے واسطے انکار کیا پس دوسرے نے کہا کہ میرے واسطے اس سے قسم لیجاوے تو قاضی قسم نہ لیگا اور یہ بالاتفاق ہے کذا فی فتاوے قاضی خان اور شوہر مقرلہ سے استحلاف ہونے مین فخر الاسلام بزدوی نے ذکر کیا کہ مشائخ کا اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ استحلاف نہوگا اور بعضون نے کہا کہ استحلاف ہوگا پس اگر اُسنے قسم کھائی تو پھر عورت سے قسم نہ لیجائیگی اور اگر نکول کیا تو اُسوقت عورت سے قسم لیجائیگی اگر عورت نے بھی نکول کیا تو دوسرے کے نکاح کی نسبت حکم کیا جاویگا اور نکاح اول کا باطل ہوگیا کذا فی المحیط اگر عورت نے دونون کے دعوے سے انکار کیا پس قاضی نے ایک کے واسطے موافق قول امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے قسم لی اور عورت نے نکول کیا اور اُسکے نکاح کا حکم ہوگیا تو بالاتفاق دوسرے کے واسطے قسم نہ لیجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور دونون نے باہم قبضہ کر لیا پھر بسبب عیب کے بائع کو بسبب اسکے کہ بائع نے قسم سے نکول کیا قاضی نے واپس کرادی پھر بائع نے آکر دعوی کیا کہ یہ باندی مجھے واپس دی گئی حالانکہ وہ حمل سے تھی پس اگر مشتری نے اقرار کیا تو اُسکے ذمہ ڈالیجائیگی اور بائع سے پہلے عیب کا نقصان واپس لیگا اور اگر انکار کیا تو قاضی باندی کو عورتون کو دکھلاویگا اگر عورتون نے کہا کہ یہ حاملہ ہے تو مشتری سے قسم لیگا کہ واللہ یہ حمل میرے پاس نہین پیدا ہوا ہے پس اگر اُسنے قسم کھائی تو جھگڑا دفع ہوا اور اگر نکول کیا تو بائع کو اختیار ہے چاہے باندی کو رہنے دے اور مشتری سے کچھ نہ مانگے یا باندی مع نقصان عیب اول مشتری کو پھیر دے کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر مشتری نے قاضی سے کہا کہ یہ حمل بائع کے پاس تھا تو بائع سے قسم لیجائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یون قسم لینی چاہئے کہ واللہ مین نے یہ باندی بحکم

اس بیع کے مشتری کو سپرد کر دی درحالیکہ اُسمین یہ عیب نہ تھا - اور اگر باندی مشتری کے پاس ہو اور اُسنے بائع سے عیب کی بابت جھگڑا کیا پھر جب حاکم نے باندی بائع کو واپس کر دینے کا حکم کیا تو بائع نے کہا کہ یہ حاملہ ہو اور یہ حمل مشتری کے پاس پیدا ہوا ہو اور مشتری نے کہا کہ نہین بلکہ بائع کے پاس کا ہو تو قاضی بائع کو اسکی قسم دلاویگا مشتری کو نہین دلاویگا یہ محیط مین ہو - ایک شخص پر قسم آئی اُسنے کہا کہ مدعی نے مجھسے فلان شہر کے قاضی کے پاس اسی دعوی مین قسم لے لی ہو اور چاہا کہ مدعی سے اس امر پر قسم لیجاوے تو قاضی مدعی سے قسم لیگا کہ واللہ مین نے اُسکو قسم نہین دلائی ہو پس اگر نکول کیا تو اُسکو مدعا علیہ سے قسم لینے کا اختیار نہوگا اور اگر قسم کھالی تو مدعا علیہ سے مال پر قسم لے سکتا ہو کذا فی فتاوے قاضی خان - اگر مدعا علیہ نے دعوی کیا کہ اسنے مجھے اس دعوے سے بری کر دیا ہو اور قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لیجاوے کہ اسنے مجھے اس دعوے سے بری نہین کیا ہو تو قاضی اس سے قسم نہ لیگا اور حکم دیگا کہ اپنے خصم کی جواب دہی کرے پھر جو چاہے اُسپر دعوی کر اور یہ بخلاف اُسکے ہو کہ مدعا علیہ نے کہا کہ اسنے مجھے ان ہزار درمون سے بری کر دیا ہو کیونکہ اس صورت مین مدعی سے قسم لیجائیگی اور مشائخ مین سے بعض نے کہا کہ صحیح یہ ہو کہ دعوے سے بری کر دینے کے دعوے پر قسم لیجائیگی جیسا کہ قسم دلا چکنے کے دعوے پر قسم لیجاتی ہو اور اسی طرف شمس الائمہ حلوائی نے میل کیا ہو اور اسی پر ہمارے زمانہ کے قاضیون کا معمول ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو - ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے مدعی نے اس دعوے سے بری کیا ہو پس حاکم کو توہم ہوا کہ یہ قول مدعا علیہ کی طرف سے مال کا اقرار ہو پس مدعی سے برارت کے دعوے پر قسم لے اور اُسنے قسم کھالی تو کیا مدعا علیہ سے پھر بعد کو مال پر قسم لیجائیگی یا نہین پس خصاف اور امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ مدعا علیہ سے قسم لیجائیگی اور اُسکا یہ کہنا کہ مدعی نے مجھے اس دعوے سے بری کر دیا ہو مال کا اقرار نہین ہو - اور قاضی پر واجب تھا کہ مدعی سے دریافت کرتا کہ تیرے پاس مال کے گواہ ہین پس اگر وہ مال کے گواہ قائم کرتا تو اسکے بعد مدعی سے قسم لیتا کہ تو نے مدعا علیہ کو موافق اُسکے دعوے کے بری نہین کیا ہو اور اگر مدعی کے پاس مال کے گواہ نہوتے تو پہلے مدعا علیہ سے مدعی کے دعوے پر قسم لیتا اور اُسکا قول کہ مجھے مدعی نے بری کیا ہو اقرار مال نہین ہو پس اگر مدعا علیہ قسم کھا لیتا تو بری ہو گیا اور اگر نکول کرتا تو پھر مدعی سے قسم لیتا کہ تو نے مدعا علیہ کو بری نہین کیا ہو - اور ہمارے اصحاب متقدمین نے فرمایا کہ مدعا علیہ کا یون دعوی کرنا کہ مجھے مدعی نے دعوے سے بری کر دیا ہو مال کا اقرار نہین ہو اور یہی اصح ہو - امام اجل ظہیر الدین نے فرمایا کہ پہلے مدعی سے برارت پر قسم لینی چاہیے یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - اگر وارثون پر قسم آوے تو ایک شخص کا قسم کھا لینا سب کا قائم مقام نہوگا جسے کہ سب سے قسم لیجائیگی - اور اگر اُنکی طرف سے دوسرون پر قسم آئی تو ایک کا قسم لے لینا مثل سب کے قسم لے لینے کے ہو اور صورت مسئلہ کی یہ ہو کہ اگر ایک شخص نے میت پر کسی حق کا دعوی کیا اور وارثون پر قسم آئی تو سب وارثون سے قسم لیجائیگی ایک وارث کی قسم پر کفایت نہ کیجائیگی پس اگر وارثون مین سے بعض نابالغ اور بعض غائب ہون اور میت پر حق کا دعوی ہوا تو باقی وارثان حاضرین سے قسم لیجائیگی اور نابالغ کو تاخیر دیجائیگی کہ بالغ ہو جاوے اور غائب کو تاخیر دیجائیگی کہ حاضر ہو جاوے پھر ان دونون سے قسم لیجائیگی - اور اگر وارثون نے کسی شخص پر میت کے حق کا دعوی کیا اور ایک وارث نے اُس شخص سے قسم لے لی تو باقی وارث

اُس سے قسم نہین لے سکتے ہین یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر دو شریک عنان یا دو شریک مفاوضہ مین سے ایک شریک نے کسی شخص پر حق شرکت کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے قسم کھا لی تو دوسرا شریک اُس سے قسم نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کسی شخص نے دو شریکون مین سے ایک پر حق شرکت کا دعوی کیا تو وہ دونون شریکون سے قسم لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر ایک جماعت نے دوسرے پر خرید کا دعوی کیا اور ایک نے مدعا علیہ سے قسم لی تو باقی مدعی لوگ اُس سے قسم لے سکتے ہین یہ خزانۃ المفتین مین ہی - بن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے ایک عورت اور اُسکی لڑکی سے دو عقدون مین نکاح کیا پھر کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ پہلی کون سی ہی تو ہر ایک کے واسطے اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ قبل دوسری کے مین نے اس عورت سے نکاح نہین کیا ہی اور قاضی کو اختیار ہی کہ جس عورت سے چاہے شروع کرے اور اگر چاہے تو دونون مین قرعہ ڈالے پس اگر ایک عورت کی نسبت یہ قسم کھا لی تو دوسری عورت کا نکاح ثابت ہو گیا اور اگر پہلی عورت کے قسم سے نکول کیا تو اُسی کا نکاح لازم ہوا اور دوسری کا نکاح باطل ہو گیا بشرطیکہ ہر ایک دونون عورتون سے دعوی کرتی ہو کہ میرا نکاح پہلے واقع ہوا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک شخص نے اپنے باپ کی میراث کی زمین ہبہ کر کے موہوب لہ کے سپرد کر دی پھر میت کی جورو نے آکر موہوب لہ پر دعوی کیا کہ یہ زمین میری ہی اسلیے کہ وارثون نے بعد زمین تجھے ہبہ کرنے کے ترکہ تقسیم کیا تو یہ زمین میرے حصہ مین آئی ہی اور موہوب لہ نے دعوی کیا کہ یہ زمین میری ہی کیونکہ ہبہ کرنے سے پہلے وارثون نے ترکہ تقسیم کر لیا تھا اور یہ زمین واہب کے حصہ مین آئی تھی اور موہوب لہ گواہ قائم نکر سکا اور عورت نے اس امر پر قسم کھا لی تو اُسکو باقی وارثون سے قسم لینے کا اختیار نہین ہی اور حکم کیا جائیگا کہ زمین واپس کر دے یہ ذخیرہ مین ہی - مدعی نے کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین پس مدعا علیہ نے کہا کہ اگر تو اس بات کی قسم کھالے کہ تیرے مجھپر اسقدر درم ہین تو مین تجھے دیتا ہون پس اُسنے قسم کھالی اور مدعا علیہ نے اُسے ادا کر دیے پس اگر اس شرط پر جو بیان کی گئی ہی ادا کیے تو اُسکو اختیار ہی کہ یہ درم مدعی سے واپس کر لے یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ایک شخص کے قبضہ مین ایک اسباب ہی کہ وہ یقینًا جانتا ہی کہ اسمین کسی کا حق نہین ہی پھر ایک شخص نے آکر اس اسباب مین دعوی کیا تو قابض کو گنجایش اس قطعی قسم کی ہی کہ واللہ اسکا اسمین کچھ حق نہین ہی اور اگر مدعی و مدعا علیہ ساتھ ہون پھر دونون نے دعوی مدعی سے باہمی صلح چند درمون پر کر لی پھر مدعا علیہ نے حق مدعی سے انکار کیا تو اُسکو اسطرح قسم کی گنجایش نہین ہی کہ اسکا میری طرف کچھ حق نہین ہی جبتک کہ اُسکو یہ بات یقینی معلوم ہو جاوے کہ اس شی مین اسکا کچھ حق نہین ہی - ایک شخص نے اپنے کسی قرضدار کو جسکے ہزار درم قرض مین کسی پر اُتر لیے پھر محتال لہ محیل کو قاضی کے پاس لایا اور اُسکے نزدیک حوالہ موجب برارت اصیل نہین ہوتا ہی اور یہ فعل قبل اسکے کہ محتال علیہ انکار کرے یا مفلس قرار دیا جاوے اُسنے کیا تو محیل کو حلال ہی کہ یون قسم کھالے کہ اسکا مجھپر کچھ حق نہین ہی بشرطیکہ اُسکے مذہب مین حوالہ موجب براوت اصیل ہو اور اگر قاضی نے یہ حکم دیا کہ محتال لہ محیل سے مطالبہ کرے اور حوالہ بمنزلہ کفالت کے قرار دیا گیا پھر محیل نے اپنے بری ہونے پر قسم کھانی چاہی تو اُسکو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص پر دوسرے کا قرض ہی اور اُسکا رہن اسقدر ہی کہ قرض کو وفا کرتا ہی پھر قرضخواہ نے رہن سے انکار کیا اور قسم کھا لی تو مدعا علیہ یعنی راہن کو جائز ہی کہ یون قسم کھالے کہ واللہ اسکا مجھپر یہ قرض جسکا دعوی کرتا ہی نہین ہی یہ فتاوے

قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص سے سو درم قرض لیے اور اُسکے پاس کچھ رہن کر دیا اور اُسکو یہ خوف ہی کہ اگر قرض کا اقرار کرون اور مرتہن رہن سے انکار کرے تو ڈانڈ پڑ جائیگا پس قاضی سے درخواست کرے کہ اس سے دریافت کیا جاوے کہ ان سو درم کے عوض جسکا دعوی کرتا ہی کچھ رہن بھی ہی یا نہین ہی پس اگر اُسنے رہن کا اقرار کیا تو خود مال کا اقرار کر دے اور اگر رہن سے انکار کیا تو قسم کھاے کہ مجھپر ایسا کچھ قرض نہین ہی کہ جسکے عوض رہن نہو پس بلا حنث قسم ممکن ہی کذا فی الوجیز للکردری واللہ اُسکا میری طرف کچھ نہین ہی کذا فی المحیط۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا اور مدعا علیہ جانتا ہی کہ یہ قرضہ اُدھار ہی مگر خوف کرتا ہی کہ اگر قرض کا اقرار کرے اور میعاد کا دعوے کرے تو اگر میعاد سے انکار کرکے فی الحال مطالبہ قائم ہو جاتا ہی تو حیلہ یون ہی کہ قاضی سے درخواست کرے کہ اس سے دریافت کیا جاوے کہ یہ درم نقد ہین یا اُدھار ہین پس اگر مدعی نے کہا کہ نقد ہین تو مدعا علیہ کو بوقت استحلاف جائز ہی کہ یون قسم کھالے کہ واللہ مجھپر اسکے یہ درم جسکا دعوی کرتا ہی نہین ہین اور اگر یون قسم کھالی کہ واللہ مجھپر ان درمون کا ادا کرنا جسکا دعوی کرتا ہی نہین واجب ہی تو بھی اپنے قسم مین سچا ہوگا اور اگر وہ تنگدست ہو اور اُسپر یہ درم فی الحال ادا کرنے مین تو یون قسم نہین کھا سکتا ہی کہ واللہ اسکے مجھپر یہ ہزار درم جنکا دعوی کرتا ہی نہین ہین حتے کہ اگر طلاق پر اسطرح قسم کھالی کہ مجھپر یہ ہزار درم نہین ہین حالانکہ وہ تنگدست ہی تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہی اُسکے زعم مین یہ ہی کہ اسمین سے یکچند میرا ہی خواہ اُسکی مقدار اُسکو معلوم ہی یا نہین معلوم ہی پھر ایک شخص نے اُسمین اپنے حق معلوم مثلاً ثلث یا ربع کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ مین جانتا ہون کہ مدعی کا اسمین حق ہی ولیکن مین اُسکی مقدار نہین جانتا ہون تو جسقدر چاہے اُسکو دلاوے تو قاضی کو نہ چاہیے کہ اُسمین کچھ تعرض کرے ولیکن مدعا علیہ سے مدعی کے دعوے پر قسم لے پس اگر قسم سے نکول کیا تو اس مقدار کا مقر یا باذل ٹھہرا اور جو کچھ اسمین کہتے ہو وہ حجت ہی اور اگر اس مقدار معین پر وہ قسم کھا گیا یعنی اسقدر نہین ہی تو قاضی مدعی کو مدعا علیہ کے ساتھ اُس گھر مین بسا دیگا کیونکہ اُسنے اقرار کیا ہی کہ مدعی کا اسمین کچھ حق ہی کذا فی المحیط

باب چہارم۔ باہم تحالف یعنی باہم ایک دوسرے کے دعوے پر قسم کھانے کے بیان مین۔ اگر دونون خرید و فروخت کرنے والون نے مقدار ثمن یا مبیع مین باہم اختلاف کیا مثلاً مشتری نے کسی قدر ثمن کا دعوی کیا اور بائع نے اُس سے زیادہ کا دعوی کیا یا بائع نے کسی قدر مقدار مبیع کا اقرار کیا اور مدعی نے اُس سے زیادہ کا دعوی کیا یا شوہر و زوجہ نے باہم اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ مین نے ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور زوجہ نے کہا کہ دو ہزار درم پر نکاح کیا ہی۔ پس جو شخص گواہ قائم کرے اُسکی ڈگری کیجائیگی اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو زیادتی کی ثابت کرنے والی گواہی اولے ہی۔ اور اگر ثمن و مبیع دونون مین اختلاف کیا مثلاً ایک ہی حالت مین جسقدر ثمن کا مشتری اقرار کرتا ہی اُس سے زیادہ کا بائع مدعی ہی اور جسقدر مبیع کا بائع اقرار کرتا ہی اس سے زیادہ کا مشتری مدعی ہی تو بائع کے گواہون کی گواہی ثمن مین اولے اور مشتری کی گواہی مبیع مین اولے ہی اور اگر دونون مین سے کسی کے پاس گواہ نہون تو مشتری سے کہا جائیگا کہ یا اسقدر دامون پر جو بائع کہتا ہی تو راضی ہو ورنہ ہم بیع فسخ کر دینگے اور بائع سے کہا جائیگا کہ یا تو اسقدر مبیع پر جو مشتری دعوی کرتا ہی راضی ہو ورنہ ہم بیع فسخ کر دینگے پس اگر دونون راضی نہوے

تو قاضی ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیگا اور صحیح قول کے موافق مشتری کی قسم سے شروع کرے اور یہی امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح سے مروی ہی اور یہی امام محمد رح و زفر رح کا قول ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ مال عین بعوض دین کے فروخت کیا ہو اور اگر مال عین بعوض عین کے یا ثمن بعوض ثمن کے فروخت کیا ہو تو قاضی قسم لینا جس سے چاہے شروع کرے کذا فی الکافی۔ اور قسم اسطرح لیجاوے کہ بائع قسم کھاوے کہ واللہ مین نے اسکو ہزار درم کو نہین بیچا ہی اور مشتری قسم کھاوے کہ واللہ مین نے اسکو دو ہزار درم کو نہین خریدا ہی اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین ہی پس اگر دونون نے قسم کھالی تو قاضی بیع فسخ کردیگا بشرطیکہ دونون یا ایک اسکی درخواست کرے اور یہی صحیح ہی اور جو شخص دونون مین سے قسم سے باز رہا اسپر دوسرے کا دعوی لازم ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر دونون کا اختلاف قصداً بدل مین نہو بلکہ دوسری شی کے ضمن مین ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کسی قدر گھی جو ایک مشک مین ہی خریدا اور اسکا وزن سو رطل ہی پھر مشک کو لیکر آیا کہ واپس کردے اور اسکا وزن بیس رطل ہی پس بائع نے کہا کہ یہ میری مشک نہین ہی اور مشتری نے کہا کہ یہی تیری مشک ہی تو مشتری کا قول مقبول ہوگا خواہ ہر رطل کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ تبیین مین ہی۔ اور باہمی قسم نہ لیجائیگی اگر میعاد مین اختلاف کیا خواہ اصل میعاد ہونے مین اختلاف ہو یا مقدار میعاد مین کہ کسقدر مدت ہی اختلاف ہو۔ ایسا ہی اگر شرط خیار مین اصل یا مقدار مین اختلاف ہو تو بھی باہمی قسم نہوگی اسی طرح اگر ثمن و مبیع پر قبضہ واقع ہونے مین اختلاف کیا یا دام گھٹا دینے یا بری کردینے مین اختلاف کیا یا مسلم فیہ کے سپرد کرنے کی جگہ مین اختلاف کیا تو بھی تحالف نہین ہی ولیکن ان صورتون مین جو شخص منکر ہو اسی سے قسم لیجاویگی کذا فی شرح ابی المکارم للنقایہ۔ اگر اصل بیع مین اختلاف کیا تو باہم قسم نہ لیجائیگی اور منکر بیع کا قول معتبر ہوگا کذا فی الکافی۔ اگر جنس عقد مین اختلاف کیا مثلاً ایک نے عقد بیع کا دعوی کیا اور دوسرے نے ہبہ واقع ہونیکا دعوی کیا یا جنس ثمن مین اختلاف کیا کہ ایک نے مثلاً درم اور دوسرے نے دینار کا دعوی کیا تو امام محمد رح نے جامع مین ذکر فرمایا کہ باہم قسم نہ لیجائیگی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو جامع مین مذکور ہی امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کا قول ہی اور امام محمد رح کے نزدیک باہم قسم لیجائیگی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مبیع تلف ہوگئی پھر دونون نے اختلاف کیا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک باہم قسم نہ لیجاویگی اور مشتری کا قول معتبر ہوگا اور ایسا ہی اگر مبیع مشتری کی ملک سے نکل گئی یا ایسی صورت ہوگئی کہ اسکو بسبب عیب کے واپس نہین کرسکتا ہی تو بھی تحالف نہوگا اور قول مشتری مقبول ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ ثمن دین ہو اور اگر ثمن مال معین ہو تو باہم قسم لیجاویگی پھر اگر مبیع مثلی ہی تو اسکا مثل اور اگر مثلی نہین ہی تو اسکی قیمت واپس کیجاویگی یہ ہدایہ مین ہی۔ ایک شخص نے دو غلامون کو ایک ہی صفقہ مین خریدا اور دونون پر قبضہ کرلیا پھر ایک غلام مرگیا پھر دونون نے ثمن مین اختلاف کیا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا الا اس صورت مین کہ بائع چاہے کہ زندہ غلام کو لے لے اور کچھ اسکو نہ ملیگا اور مشائخ نے اس قول کے معنی مین کہ (اور کچھ نہ ملیگا) اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ مرے ہوئے غلام کی قیمت جسقدر مشتری نے اقرار کی اس سے زیادہ بائع کو کچھ نہ ملیگا اور یہی صحیح ہی اور مشائخ نے اسمین بھی کلام کیا ہی کہ یہ استثنا باہمی قسم لیے جانے کی طرف راجع ہی یا مشتری کی قسم کی طرف راجع ہی پس بعضون نے فرمایا کہ تحالف

کی طرف راجع ہے اور معنی یہ ہیں کہ دونوں سے باہمی قسم نہ لیجاویگی الا اس صورت میں کہ بائع زندہ غلام کو لینا چاہے تو اسوقت دونوں سے باہم قسم لیجائیگی کیونکہ زندہ غلام اسوقت میں تمام معقود علیہ ہوگیا کذا فی شرح الجامع الصغیر اور یہی اظہر ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور کفایہ میں لکھا ہے کہ یہی عامہ مشائخ کا قول ہے کذا فی شرح ابن الملک علی مختصر الوقایہ۔ اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ استثناء مشتری کے قسم کی طرف راجع ہے اور معنی یہ ہیں کہ قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہوگا الا اس صورت میں کہ بائع زندہ غلام کو لینا چاہے تو اسوقت مشتری سے قسم نہ لیجائیگی اور یہی صحیح ہے کیونکہ جو کچھ مذکور ہے وہ مشتری کی قسم مذکور ہے ترک تحالف مذکور نہیں ہے اور استثناء کا قاعدہ یہ ہے کہ مذکور کی طرف راجع ہوتا ہے کذا فی شرح الجامع الصغیر۔ اگر ایک غلام خریدا اور بعد قبضہ کرنے کے اسکا نصف فروخت کر دیا پھر بائع اول سے مشتری اول سے غلام کے ثمن میں اختلاف کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک باہم قسم نہ لیجائیگی بلکہ قسم لیکر مشتری کا قول معتبر ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اس نصف میں جو مشتری کی ملک میں باقی ہے باہم قسم لیجائیگی بشرطیکہ بائع اس نصف کے قبول کرنے پر راضی ہو اور امام محمد رح کے نزدیک سب میں تحالف ہوگا۔ اور جب دونوں نے باہم قسم کھائی تو مشتری بائع کو آدھے غلام کی قیمت اور آدھا غلام جو اسکی ملکیت میں ہے واپس دیگا بشرطیکہ اس نصف کو وہ قبول کرے اور اگر بسبب عیب شرکت کے قبول نہ کرے تو اس نصف کی بھی قیمت دیگا کذا فی الکافی۔ ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور اسپر قبضہ کر لیا پھر دونوں نے بیع کا اقالہ کیا پھر دونوں نے ثمن میں اختلاف کیا تو دونوں سے باہم قسم لیجائیگی اور پہلی بیع عود کریگی اور اگر بائع نے بعد اقالہ کے مبیع پر قبضہ کر لیا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک تحالف نہوگا کذا فی الہدایہ۔ ایک شخص نے دوسرے کو دس درم ایک کر گیہوں کی سلم میں دیے پھر دونوں نے اقالہ کیا پھر دونوں نے راس المال میں اختلاف کیا تو مسلم الیہ کا قول مقبول ہوگا اور سلم عود نہ کریگی کذا فی شرح الجامع الصغیر۔ ایک شخص نے دو غلام ایک صفقہ یا دو صفقہ میں خریدے ایک کے دام ہزار درم نقد اور دوسرے کے ہزار درم ایک سال تک ادھار قرار پائے پھر ایک کو بسبب عیب کے واپس کیا پھر مشتری نے کہا کہ اسی کے دام نقد ٹھہرے تھے اور بائع نے کہا کہ اسکے دام ادھار تھے تو بائع کا قول مقبول ہوگا باہم قسم نہ لیجائیگی۔ اسی طرح اگر دونوں کو سو درم میں ایک صفقہ میں خریدا اور دونوں پر قبضہ کیا پھر ایک مرگیا اور دوسرے کو بسبب عیب کے واپس کیا اور واپس کیے ہوئے کی قیمت میں اختلاف ہوا تو بائع کا قول مقبول ہوگا اور تحالف نہوگا اور اگر ایک کے دام درم ہوں اور دوسرے کے دینار ہوں اور بائع نے دونوں کے دام وصول کر لیے پھر مشتری نے ایک کو بسبب عیب کے واپس کر دیا پھر باقی کے داموں میں اختلاف ہوا مشتری نے کہا کہ باقی کے دام درم ہیں پس تو مجھے دینار واپس کر دے اور بائع نے اسکے برعکس دعوے کیا تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول مقبول ہوگا بشرطیکہ دونوں مرگئے ہوں اور بائع و مشتری دونوں سے باہم قسم نہ لیجائیگی بخلاف امام محمد رح کے کہ انکے نزدیک تحالف ہے اور اگر دونوں غلام قائم موجود ہوں تو بالاجماع باہم قسم لیجائیگی اسی طرح اگر صفقہ میں اختلاف کیا پس بائع نے اتحاد ثمن کا دعوی کیا اور مشتری نے ثمن جدا جدا ہونیکا دعوے کیا تو مشتری کا قول مقبول ہوگا کذا فی الکافی۔ اگر اس امر میں اختلاف کیا کہ ثمن مال عین ہے یا مال دین ہے پس ایک نے کہا کہ عین ہے اور دوسرے نے کہا کہ دین ہے یعنی درم و دینار میں سے ہے پس اگر عین ہونیکا مدعی بائع ہو چنانچہ اسنے کہا کہ میں نے یہ باندی اپنی بعوض تیرے اس غلام کے بیچی ہے اور مشتری کہتا ہے کہ میں نے تجھ سے ہزار درم کو

خریدی ہے تو پس اگر باندی قائم موجود ہو تو باہم قسم لیجائیگی اور باہم ایک دوسرے کو واپس کر دین اور اگر باندی مشتری کے پاس مر گئی ہو تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک تحالف ساقط ہو گیا اور مشتری کا قول لیا جائیگا اور امام محمد رح کے نزدیک باہم قسم لیجائیگی اور اگر ثمن مال عین ہونیکا مدعی مشتری ہو مثلاً کہا کہ مین نے تیری یہ باندی بعوض اپنے اس غلام کے خریدی ہے اور بائع نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ہزار درم یا سو دینار کو فروخت کی ہے پس اگر باندی قائم ہو تو باہم قسم لیجاویگی اور ایک دوسرے کو واپس کر دینگے اور اگر باندی مر گئی ہو تو بھی بالاجماع باہم قسم کے بعد قیمت ایک دوسرے سے واپس کرین یہ شرح طحاوی مین ہے - ایک باندی خریدی اور وہ بعد قبض کے اسکے مر گئی پس مشتری نے کہا کہ مین نے ہزار درم اور اس وصیف کے عوض جسکی قیمت پانچسو درم مین خریدی ہے اور بائع نے کہا کہ دو ہزار درم مین خریدی ہے تو دو تہائی باندی مین مشتری کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور ایک تہائی باندی مین جو بمقابلہ وصیف کے ہے دونون سے باہم قسم لیجائیگی اور [illegible] تمام باندی پر قسم لیجائیگی پس مشتری سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے یہ باندی دو ہزار درم مین نہین خریدی ہے اور بائع سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے یہ باندی بعوض ہزار درم اور اس وصیف کے نہین فروخت کی ہے پس بعد قسم کے مشتری ہزار درم کے ساتھ باندی کی تہائی قیمت ملا کر دیدیگا اور وصیف کو لے لیگا اور امام محمد رح کے نزدیک تمام باندی پر باہم قسم لیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر بائع نے دعوی کیا کہ مین نے یہ باندی تیرے ہاتھ ہزار درم اور اس وصیف کے عوض بیچی ہے اور مشتری نے دعوی کیا کہ مین نے دو ہزار درم کو خریدی ہے اور باندی مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی ہے تو قسم سے مشتری کا قول مقبول ہوگا اور کسی قدر مین بھی باہم قسم نہین لیجائیگی - اور اگر بجائے وصیف کے کوئی کیلی یا وزنی چیز ہو تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الکافی - اگر بائع نے دو ہزار درم بعوض مبیع کا دعوی کیا اور مشتری نے سو دینار و وصیف پر دعوی کیا تو باندی سو دینار و وصیف پر تقسیم ہوگی [illegible] مین قسم سے مشتری کا قول مقبول ہوگا اور حصہ وصیف مین دونون سے باہم قسم لیجائیگی [illegible] سو دینار کے ساتھ [illegible] قیمت ملا کر مشتری ادا کریگا مشتری نے ہزار درم و سو دینار سے خریدنے کا دعوی کیا اور بائع نے دو ہزار درم کے عوض بیچنے کا دعوی کیا تو قسم لیکر مشتری کا قول مقبول ہوگا اسی طرح اگر دراہم کے ساتھ کوئی کیلی یا وزنی یا عددی غیر معین ملا دی تو وہ بھی بمنزلہ ثمن کے ہوگی اور اگر معین ہو تو وہ مبیع ہے تو بائع سے اسکی مقدار پر بالاجماع قسم لیجاویگی یہ محیط سرخسی مین ہے - ایک غلام کا ہاتھ کاٹا گیا اور وہ بائع کے پاس تھا پس بائع نے کہا کہ بیع سے پہلے مشتری نے اسکا ہاتھ کاٹا ہے اور اسپر میری آدھی قیمت چاہیئے اور پورا ثمن چاہیئے اور مشتری نے کہا کہ بعد بیع کے بائع نے اسکا ہاتھ کاٹا ہے اور مجھے خیار حاصل ہو چکا ہے اسکو آدھے ثمن مین لے لون یا ترک کر دون اور دونون کے پاس گواہ نہین ہین تو دونون سے باہم قسم لیجاویگی پس اگر دونون نے قسم کھالی تو اسکو مشتری پورے داموں مین لے لیگا یا ترک کر دیگا اور اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو مشتری کے گواہ اولے ہونگے اور اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کیا کہ ہاتھ کاٹنے والا بائع ہے یا مشتری ہے یا کوئی اجنبی ہے ولیکن بائع نے قبل بیع کے ہاتھ کٹنے کا دعوی کیا اور مشتری نے بعد بیع کے دعوی کیا تو قول بائع کا معتبر ہوگا اور گواہ مشتری کے مقبول ہونگے کذا فی الکافی - اگر بائع نے کہا کہ وہ باندی جو مین نے فروخت کی ہے اس شخص کی ملک تھی اسنے مجھے اسکے فروخت

کرنے کے واسطے وکیل کیا تھا اور اُس شخص یعنی مقر لہ نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ سو دینار کو فروخت کی تھی اور تو نے اُسپر قبضہ کر لیا تھا پھر اپنے واسطے تونے فروخت کی ہی تو باندی مشتری کی ہوگی پس اگر وہ باندی مقر لہ کی مشہور نہو تو دونون سے باہم قسم لیجاویگی اور مقر کی قسم سے شروع کیا جاویگا پس اگر دونون نے قسم کھالی تو مقر اُسکی قیمت ڈانڈ بھریگا اور اگر باندی مقر لہ کی مشہور ہو تو صحیح یہ ہی کہ مقر سے قسم لیجاویگی نہ مقر لہ سے اور امام محمد رح نے آخر اس باب مین صریح فرمایا ہی کہ مقر اُسکی قیمت ڈانڈ نہ بھریگا اور اگر وہ چاہے تو دام لے لے ورنہ وہ بائع کے پاس مقر لہ کی تصدیق کرنے تک متوقف رہیگی پس جسوقت اُسکی تصدیق کریگا تو ثمن لے سکتا ہی اور اگر باندی ہلاک ہو گئی ہو تو مقر لہ کو قیمت دینی لازم ہوگی خواہ وہ باندی اُسکی مشہور ہو یا نہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اس باندی کو مکاتب یا آزاد یا مدبر کر دیا یا ام ولد بنایا پھر مقر اور مقر لہ سے باہم قسم لی گئی پس اگر وہ باندی مقر لہ کی مشہور نہ تھی تو مقر اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر مشہور تھی تو سب صورتون مین ضامن نہوگا اور کتابت یعنی مکاتب کرنا بسبب ادا کر دینے سے عاجز ہونے کے باطل ہو جائیگی اور اگر ام ولد بنایا تو مقر کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی اور مقر لہ کے مرنے سے آزاد نہوگی اور اگر مدبرہ ہو گئی تو آزاد ہو جائیگی خواہ کوئی انمین سے مرے مقر یا مقر لہ اور اگر آزاد ہوئی ہو تو ولا موقوف رہیگی۔ اور اگر مقر نے کہا کہ میرے پاس اسکی ودیعت تھی اسنے مجھے اُسکے فروخت کی اجازت دی اور وہ مر گئی یعنی مشتری کے پاس مر گئی تو مقر ہر حال مین اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے خود اس تعدی کا یعنی ودیعت غیر کو سپرد کرنیکا اقرار کیا کذا فی الکافی۔ اگر معقود علیہ کے حاصل کر لینے سے پہلے اجارہ مین اختلاف کیا تو باہم قسم لیجائیگی اور ایک دوسرے کو واپس کر دینگے پس اگر اجرت مین اختلاف ہوا تو مستاجر سے قسم شروع کیجائیگی اور اگر منفعت مین اختلاف ہوا تو اجرت پر دینے والے سے قسم شروع کیجاویگی اور جو شخص دونون مین سے قسم سے نکول کریگا اُسپر دوسرے کا دعوی لازم ہوگا اور جو شخص دونون مین سے گواہ لاوے اُسکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر دونون نے گواہ سنائے تو اجرت پر دینے والے کے گواہون کی گواہی اولے ہے بشرطیکہ اجرت مین اختلاف ہو اور اگر منفعت مین اختلاف ہو تو مستاجر کی گواہی اولی ہوگی۔ اور اگر دونون باتون مین اختلاف ہو تو ہر ایک کے گواہ زیادتی کے دعوے مین مقبول ہونگے مثلاً یہ ایک مہینہ کی اجرت بحساب دس درم ماہواری کے دینے کا دعوی کرتا ہی اور مستاجر کہتا ہی کہ پانچ درم پر دو مہینے کے واسطے مین نے کرایہ لیا ہی تو دو مہینے کے واسطے دس درم اجرت پر ہونیکا حکم کر دیا جائیگا۔ اور اگر معقود علیہ حاصل کر لینے کے بعد اختلاف کیا تو باہمی قسم نہ لیجاویگی اور مستاجر کا قول مقبول ہوگا اور اگر کچھ معقود علیہ حاصل کرنے کے بعد اختلاف ہوا تو باہم قسم لیجاویگی اور ما بقی مین عقد فسخ ہوگا اور گذشتہ مین مستاجر کا قول مقبول ہوگا کذا فی الہدایہ۔ اگر مولی اور مکاتب نے بدل کتابت کی مقدار مین اختلاف کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک باہم قسم نہ لیجاویگی اور قسم سے غلام کا قول مقبول ہوگا اور صاحبین رح نے فرمایا کہ باہم قسم لیجاویگی اور کتابت فسخ کر دیجائیگی کذا فی الکافی۔ اور اگر ایک نے اپنے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور اگر دونون نے قائم کیے تو مولے کے گواہ اولے ہونگے ولیکن اگر اُسنے اسقدر مال مولے کو ادا کیا جسپر گواہ قائم کیے ہین تو آزاد ہو جائیگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر شوہر و جورو نے مہر مین اختلاف کیا پس شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور عورت نے

کہا کہ مجھسے دو ہزار درم مہر پر اسنے نکاح کیا ہی پس دونون مین جو اپنے گواہ سناوے مقبول ہونگے اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو عورت کی گواہی اولی ہوگی بشرطیکہ اسکا مہر مثل اُسکے دعوے سے کم ہو اور اگر دونون کے پاس گواہ نہون تو امام اعظم رح کے نزدیک باہم قسم لیجاویگی اور نکاح فسخ نہوگا ولیکن مہر مثل کا حکم کیا جائیگا پس اگر مہر مثل اسقدر ہو کہ جتنا شوہر دعوے کرتا ہی یا اس سے کم ہو تو شوہر کے قول پر ڈگری ہوگی اور اگر مہر مثل عورت کے دعوے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو عورت کے دعوے کی ڈگری ہوجائیگی اور اگر مہر مثل شوہر کے اقرار سے زیادہ اور عورت کے دعوے سے کم ہو تو مہر مثل کی ڈگری ہوگی پہلے تحالف کا ذکر کیا پھر تحکیم کا ذکر کیا ہی اور یہی کرخی کا قول ہی کذا فی الہدایہ اور رازی رح کے قول مین تحلیف سوائے ایک صورت کے نہین ہی اور وہ یہ صورت ہی کہ مہر مثل کسی کے قول کے موافق نہو اور باقی صورتون مین قسم سے شوہر کا قول معتبر ہوگا بشرطیکہ مہر مثل اُسکے قول کے برابر یا کم ہو یا قسم سے عورت کا قول معتبر ہوگا اگر مہر مثل اُسکے دعوے کے برابر یا زیادہ ہو اور نہایہ مین لکھا ہی کہ یہی اصح ہی اور بعض شروح مین ہی کہ ہمارے فرمایا کہ کرخی ہی کا قول صحیح ہی کذا فی العنایہ اور امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک شوہر کی قسم سے شروع کیا جاویگا اگر شوہر نے اس غلام پر نکاح کا دعوی کیا اور عورت نے اس باندی پر دعوی کیا یعنی مہر مین یہ باندی قرار پائی ہی تو یہ مسئلہ مثل مسئلہ سابقہ ہی ولیکن اگر باندی کی قیمت اگر مہر مثل کے برابر ہو تو عورت کے واسطے باندی کی قیمت واجب ہوگی بعینہ باندی واجب نہوگی کذا فی الہدایہ

باب پنجم

ان لوگون کے بیان مین جو دعوے کے ساتھ خصم ہونے کی صلاحیت رکھتے ہین اور جو نہین رکھتے ہین اور دعوے اور دعوے کے بعد حکم قضا سے پہلے جو امر پیدا ہو اُسکی سماعت کے واسطے کن لوگون کا حاضر ہونا شرط ہی اور کن کا شرط نہین ہی۔ اگر رہن معین پر دعوی ہو تو راہن اور مرتہن کا حاضر ہونا شرط ہی اور عاریت اور اجارہ مثل رہن کے ہی اور زمین کے دعوے مین کاشتکار کے حاضر ہونیکا یون حکم ہی کہ اگر بیج کاشتکار کا ہو تو وہ مثل مستاجر کے ہی اُسکا حاضر ہونا شرط ہی اور اگر بیج کاشتکار کا نہو پس اگر کھیتی اُگی ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر نہین اُگی تو شرط نہین ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ زمین پر ملک مطلق کا دعوی ہو اور اگر کسی پر یہ دعوی کیا کہ اسنے میری یہ زمین غصب کرلی ہی اور وہ کاشتکار کے ہاتھ مین ہی تو اُسکا حاضر ہونا شرط نہین ہی کیونکہ مدعی اُسپر فعل کا دعوے کرتا ہی اور اگر بعد بیع کے بائع کے قبضہ مین ہی پھر کسی مستحق نے آکر دعوی کیا تو اُسکی ڈگری بدون بائع و مشتری کی موجودگی کے نہوگی کذا فی الخلاصہ بطور بیع فاسد کے اگر کسی نے کوئی چیز خریدی اور اُسپر قبضہ کرلیا تو مشتری مدعی کا مخاصم قرار پاسکتا ہی اور بدون قبضہ کے مخاصم صرف بائع ہوگا۔ اور اگر کوئی چیز بشرط خیار خریدی اور اُسپر کسی مدعی نے دعوی کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بائع و مشتری کا حاضر ہونا شرط ہی اور جس نے کوئی چیز بطور بیع باطل کے خریدی وہ کسی طرح مستحق کا مخاصم نہین ہوگا فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہی اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرے اور فلان بن فلان غائب کے درمیان شرکت عنان ایک ہزار درم مین ہی اُسنے مال شرکت سے یہ باندی خریدی پس آدھی میری ہی اور آدھی اُسکی ہی پس قابض نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ اسنے مال شرکت سے خریدی اور آدھی تیری اور آدھی اُسکی ہے ولیکن اس فلان غائب نے مجھے حکم دیا ہی کہ مین یہ باندی بغداد لیجا کر فروخت کرون تو امام ظہیر الدین رح نے فرمایا کہ مدعی اسکو بغداد لیجانے سے منع نہین کرسکتا ہی اسی طرح اگر وہ غائب مدعی کا مضارب ہو تو بھی ایسا ہی حکم ہے اور ہر وہ شخص

اسکو حق تصرف حاصل ہو اسی حکم مین شامل ہو اور اگر باہم دونون مین شرکت ملک ہو نہ شرکت عقد تو مدعی کو اختیار ہو کہ مدعا علیہ کو باندی کے ساتھ سفر کرنے اور باہمین تصرف کرنے سے منع کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص نے تین ٹٹو کرایہ پر لیے پھر ٹٹو والے نے ایک ٹٹو کسی دوسرے کو کرایہ دیا اور دوسرا عاریت دیا اور تیسرا ہبہ کیا یا بیع کیا پس مستاجر نے ٹٹو انکے ہاتھون مین دیکھے پس اگر ٹٹو والے نے بسبب عذر کے فروخت کیا تو بیع جائز ہو اور اگر بلا عذر بیچا تو مستاجر کو اختیار ہو کہ لے لے اور جب اسنے لے لیا تو مشتری کو اختیار ہو چاہے اسقدر صبر کرے کہ اجارہ کی مدت گذر جاوے پھر اسکو لے لیوے یا بیع فسخ کردے اور اگر ٹٹو والے نے اسکو کسی غیر کو مانگے دیدیا یا ہبہ کیا یا کرایہ دیا پس اگر پہلا کرایا دینا معروف ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ ان لوگون سے لے لے اور اگر پہلا اجارہ معروف نہو اور گواہ قائم کرنے چاہے پس اگر موہوب لہ کے پاس ہو تو اسکو اختیار ہو کہ گواہ قائم کرکے اسکو لے لے اگرچہ ہبہ کرنے والا غائب ہو پس اگر مستاجر نے لے لیا اور اجارہ کی مدت گذر گئی تو موہوب لہ کو لے لینے کا اختیار نہین ہو اسی طرح اگر ٹٹو مشتری کے قبضہ مین ہو تو مشتری خصم قرار پاویگا پس مستاجر کو اختیار ہو کہ اسپر گواہ قائم کرے اور اگر دوسرے مستاجر یا مستعیر کے قبضہ مین ہو اور مستاجر نے چاہا کہ ان دونون پر گواہ قائم کرے اور دوسرے کو اجارہ دینا یا عاریت دینا خواہ ظاہر ہو یا نہین ظاہر ہو اور دوسرے مستعیر یا مستاجر نے اپنی عاریت یا اجارہ لینے کے گواہ قائم کیے اور ٹٹو والا غائب ہو تو پہلے مستاجر کے گواہ ان دونون پر مقبول نہونگے یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ ایک ٹٹو کرایہ لیا اور اسپر قبضہ کر لیا اور مالک غائب ہوگیا پھر دوسرے شخص نے دعوی کیا کہ مین نے اس سے پہلے کرایہ لیا ہو اور گواہ پیش کیے تو فخر الاسلام بزدوی نے فتوی دیا کہ گواہ مقبول ہونگے اور یہی قریب بصواب ہو اور بعض نے کہا کہ یہ مستاجر مدعا علیہ نہین ہو سکتا ہو تاوقتیکہ اسپر کسی فعل کا دعوی نہو مثلا یون کہے کہ ٹٹو والے نے میرے سپرد کیا تھا اور تونے مجھسے لیکر اپنا قبضہ کرلیا اور اگر یون کہا کہ مالک نے دوسرے اجارہ پر تیرے سپرد کیا میرے سپرد نہین کیا تو گواہی مقبول نہوگی اور اسی پر امام ظہیر الدین نے فتوے دیا ہو امام سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ وہ خصم قرار نہین پاویگا جیسا کہ مالک سے عاریت لینے والا نہین قرار پاتا ہو اور اسی طرح رہن و عاریت کے دعوے مین مستاجر خصم نہین قرار پایگا اور مشتری اور موہوب لہ ہر ایک سکے واسطے مدعا علیہ خصم قرار پاسکتے ہین اور اسی طرف امام ابوبکر رحمۃ اللہ کا میلان پایا جاتا ہو یہ وجیز کردری مین ہو۔ اگر ایک شخص نے ایک گھر پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہو۔ دعوے کیا کہ یہ میرے کرایہ مین ہو مجھے فلان شخص نے کرایہ پر دیا ہو اور قابض نے کہا کہ یہ میرے اجارہ مین ہو مجھے فلان شخص نے ایک دوسرے شخص کا نام لیا کہ اسنے کرایہ پر دیا ہو تو مدعی کے دعوے کی سماعت ہوگی اور قابض اسکا خصم قرار پایگا بخلاف اسکے اگر مدعی نے ملک مطلق کا دعوی کیا اور قابض نے اجارہ کا دعوے کیا تو سماعت نہوگی اور اگر مستاجر نے بدون موجودگی اجرت دہندہ کے دعوی کیا تو سماعت ہوگی یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ گھر فلان غائب زید کا تھا اس سے اس شخص نے جو قابض ہو یعنی عمرو نے خریدا اور قبضہ کر لیا اور مین اسکا شفیع ہون شفعہ طلب کرتا ہون اور عمرو کہتا ہو کہ یہ گھر میرا ہو مین نے اس سے نہین خریدا ہو یا یون کہا کہ یہ تیرا گھر ہو تونے فلان کے ہاتھ فروخت کیا اور اسکے سپرد نہین کیا ہو اور مین شفعہ طلب کرتا ہون تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک مقبول نہوگا جبکہ پہلی صورت مین بائع حاضر ہو اور دوسری صورت مین مشتری حاضر ہو تو مقبول ہوگا اور امام ابو یوسف رح نے قابض کو خصم قرار دیا اور اسپر شفعہ کا حکم دیدیا

[illegible]

اور اس حکم کو جو قابض کر لیا ہی بائع پر اور مشتری پر حکم شفعہ قرار دیا ہی اور ثمن لینے اور اسکو عادل کے پاس رکھنے کا حکم کیا۔ اور اگر مشتری حاضر ہو کہ خرید سے انکار کرتا ہی تو امام محمد رح نے شفیع کے واسطے شفع کا حکم کیا اور عہدہ مشتری پر رکھا اور ثمن اسکو دلا دیا کذا فی الذخیرہ ملکہ دی۔ گھر خریدنے کے وکیل نے اگر اسکو خرید کر قبضہ کر لیا پھر شفیع آیا اور وکیل سے اپنے گھر کو شفعہ مین لے لینا چاہا تو لے سکتا ہی موکل کا حاضر ہونا شرط نہین ہی اور اگر وکیل نے گھر پر قبضہ نہین کیا تو شفیع اسکو نہین لے سکتا ہی تاوقتیکہ موکل یا اسکا وکیل یا بائع یا اسکا وکیل حاضر نہو اور علی ہذا اگر مبیع مین وکیل کے قبل استحقاق ثابت ہوا تو مستحق کی ڈگری ہونے کے واسطے موکل کا حاضر ہونا شرط نہین ہی صرف وکیل کا حاضر ہونا کافی ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنا گھر کرایہ دیکر سپرد کر دیا پھر مستاجر سے کسی غصب کرنے والے نے غصب کر لیا تو بدون موجودگی مستاجر کے غاصب پر ملکیت کا دعوی صحیح نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر ایک گھر خریدا اور اسپر ہنوز قبضہ نہین کیا تھا کہ بائع کے پاس سے کسی نے غصب کر لیا پس اگر مشتری نے ثمن دیدیا یا ثمن کی میعاد مقرر تھی تو خصم مشتری ہوگا ورنہ بائع خصم ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ مشتری نے ہنوز دام نہین دیے تھے کہ بائع نے مبیع کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا تو موافق ظاہر الروایت کے پہلے مشتری کا دعوے دوسرے مشتری پر مسموع ہوگا کیونکہ وہ اپنی ملک ہونیکا مدعی ہی اور قابض اسکو روکتا ہی ولیکن بدون دام ادا کر دینے کے اسکو قابض کے ہاتھ سے نہین لے سکتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی ہزار درم کو خریدی اور دام نہین دیے اور بلا اجازت بائع کے اسپر قبضہ کر لیا اور دوسرے شخص کے ہاتھ سو دینار کو فروخت کر دی اور باہم قبضہ کر لیا اور پہلا مشتری غائب ہو گیا اور اسکا بائع حاضر ہوا اسنے دوسرے مشتری سے واپس کرنی چاہی پس اگر دوسرے مشتری نے اقرار کیا کہ بات یہی ہی جو پہلا بائع بیان کرتا ہی تو پہلے بائع کو اس سے واپس لے لینے کا اختیار ہی اور اگر دوسرے مشتری نے بائع اول کی تکذیب کی یا یہ کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ یہ سچ کہتا ہی یا جھوٹ کہتا ہی تو ان دونون مین خصومت نہوگی تاوقتیکہ پہلا مشتری حاضر نہو یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرے غلام کی آنکھ پھوڑ دی اور غلام زندہ موجود ہی تو بدون غلام کی موجودگی کے دعوی اور گواہی کی سماعت نہوگی۔ اور اگر غلام زندہ نہین ہی تو دعوے کی سماعت ہوگی اور گواہی پر آنکھ پھوڑنیکا ارش اسکو دلایا جاویگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر غلام نابالغ ہو کہ اپنے حال کو بیان نہین کر سکتا ہی تو اسکا موجود ہونا شرط نہوگا قاضی مدعی کے واسطے جرمانہ کی ڈگری آنکھ پھوڑنے والے پر کر دیگا اور اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ مین نے غلام کی آنکھ پھوڑ دی اور وہ غلام اسی مدعی کا ہی حالانکہ غلام غائب ہی تو قاضی اسپر ارش کی ڈگری مدعی کے واسطے کر دیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اسنے میری ولیی گھوڑی کی آنکھ پھوڑ دی تو گواہی مقبول ہوگی اور دعوی کے صحت کے واسطے گھوڑا قاضی کو دکھلانا شرط نہین ہی حتی کہ اگر حاضر ہو تو واجب ہی کہ قاضی کو دکھلا دے کہ اسنے آنکھ پھوڑی ہی یا نہین پھوڑی ہی اور اگر ایک شخص آنکھ پھوٹا ہوا گھوڑا لایا اور کہا کہ یہ گھوڑا میرا ہی تو ارش کی ڈگری نہوگی جبتک کہ اس امر کے گواہ نہ قائم کرے کہ یہ میری ملک ہی اور مدعا علیہ نے اسکی آنکھ پھوڑ دی اور اسپر وہ بھی یہ میری ملک ہی تو اسکا ارش لے سکتا ہی پس اگر مالک نے اسکی گواہ سنائے کہ یہ میری ملک ہی اور میری ملک ہونے کی حالت مین مدعا علیہ نے اسکی آنکھ پھوڑ دی اور پہلے مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا گھوڑا ہی اور قابض نے اسکی آنکھ پھوڑ دی ہی تو اسکے گواہون کی گواہی اولے ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی

اگر کسی چوپایہ کے زخم دینے یا کپڑے میں خرق کر دینے کا دعوی کیا تو گواہی کی سماعت کے واسطے چوپایہ اور کپڑے کا حاضر کرنا شرط نہیں ہی یہ خزانۃ المفتین میں ہی۔ ایک شخص مرگیا اور اُسنے تین ہزار درم چھوڑے اور ایک وارث چھوڑا پس ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہی اور وارث نے انکار کیا تو قاضی اُسکی گواہی کی وارث پر سماعت کریگا اور وصیت کی ڈگری کر دیگا پس اگر وارث نے تہائی مال موصی لہ کو دیدیا پھر دوسرے شخص نے آکر دعوی کیا کہ میت نے میرے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہی اور وارث غائب ہو گیا تھا پس مدعی نے موصی لہ کو قاضی کے پاس حاضر کیا تو قاضی موصی لہ کو خصم قرار دیگا اُسکے مقابلہ میں گواہوں کی سماعت کریگا اور حکم دیگا کہ نصف مال اس دوسرے مدعی کو دے پس اگر پہلے موصی لہ کے پاس کچھ نہو مثلاً جو کچھ اُسکو ملا تھا اُسنے تلف کر دیا یا تلف ہو گیا اور وہ بالکل نادار ہی اور دوسرے موصی لہ نے وارث کو قاضی کے سامنے حاضر کیا اور وارث کے پاس سے لینا چاہا اور وارث نے اُسکی وصیت سے انکار کیا تو دوسرے مدعی کو دوبارہ گواہ سنانے کی ضرورت نہو گی اور وہ وارث سے جو کچھ وارث کے پاس ہی اُسکا پانچواں حصہ لے سکتا ہی پھر دوسرا مدعی اور وارث دونوں پہلے موصی لہ کے دامنگیر ہو کر نصف اُس مال کا جو اُسنے لیا ہی وصول کرینگے اور وصول کر کے پانچ حصہ کرینگے ایک حصہ موصی لہ ثانی کو اور چار حصہ وارث کو ملینگے اور جس قاضی کے پاس پہلے موصی لہ نے نالش کی تھی اُسکے پاس نالش کرنا یا دوسرے قاضی کے پاس نالش کرنا یکسان ہی اور اگر پہلا موصی لہ غائب ہو اور دوسرے مدعی نے وارث کو حاضر کیا تو قاضی وارث پر ڈگری کر دیگا اور وارث پر ڈگری کرنا پہلے موصی لہ پر ڈگری کرنا شمار ہو گی۔ اور اگر قاضی نے پہلے موصی لہ کے واسطے ڈگری کر دی اور ہنوز وارث نے اُسکو کچھ نہیں دیا تھا کہ دوسرے مدعی نے دعوی کیا اور وارث غائب ہی پس اگر اسی قاضی کے پاس جس نے پہلے مدعی کی ڈگری کر دی ہی نالش کی تو یہ قاضی پہلے موصی لہ کو خصم قرار دیگا اور اگر دوسرے قاضی کے پاس نالش کی تو وہ موصی لہ کو خصم قرار نہ دیگا۔ اور اگر پہلا موصی لہ غائب ہو اور وارث حاضر ہو اور پہلے موصی لہ کو قاضی نے کچھ نہیں دلایا ہی تو وارث دوسرے موصی لہ کا خصم ہو گا اگرچہ دوسرے قاضی کے پاس نالش کرے اور جبکہ اُسکی حقیقت ہو کہ پہلے موصی لہ نے اقرار کیا کہ جو مال میرے پاس ہی وہ میت کی وصیت سے ملا ہی یا قاضی کو خود معلوم ہوا اور اگر انہیں سے کوئی بات نہو اور پہلا موصی لہ کہتا ہی کہ یہ میرا مال ہی میں نے اپنے باپ کی میراث سے پایا ہی اور میت نے مجھے کچھ وصیت نہیں کی تھی اور میں نے اُسکے مال سے کچھ لیا ہی تو یہ شخص دوسرے موصی لہ کا خصم قرار پاویگا اور اگر پہلے مدعی نے کہا کہ یہ مال میرے پاس فلاں میت کی ودیعت ہی جسکی طرف سے دوسرا مدعی وصیت کا دعوی کرتا ہی یا کہا کہ میں نے اُس سے غصب کر لیا ہی تو ان دونوں میں کچھ خصومت نہیں قائم ہو سکتی ہی اور اگر یوں کہا کہ یہ میرے پاس فلاں شخص کی ودیعت ہی یعنی سوائے میت کے دوسرے کا نام لیا یا کہا کہ میں نے فلاں شخص سے غصب کر لیا ہی تو وہ خصم قرار دیا جائیگا ولیکن اگر اپنے قول پر گواہ لاوے تو خصم قرار نہ پاویگا یہ محیط میں ہی۔ ایک شخص مر گیا اور اُسنے مال اور ایک وارث چھوڑا پس ایک شخص نے گواہ قایم کیے کہ میرے میت پر ہزار درم قرض ہیں پس قاضی نے وارث پر اُسکی ڈگری کر دی اور وارث نے اُسکو یہ مال دیدیا اور وارث غائب ہو گیا پھر دوسرا قرضخواہ ہزار درم کا آیا اور اُسنے میت پر دعوی کیا تو پہلا قرضخواہ اُسکا خصم نہیں ہو گا اور اگر پہلا قرضخواہ غائب ہو اور دوسرے نے وارث کو حاضر کیا تو وہ اُسکا خصم قرار پاویگا پس اگر قاضی نے وارث پر دوسرے قرضخواہ کی ڈگری کر دی اور حال

یہ گذرا کہ جو کچھ وارث کو ملا تھا سب تلف ہو گیا تو دوسرا قرضخواہ پہلے قرضخواہ کو پکڑیگا اور جو کچھ اُسنے لیا ہی اسمین سے آدھا وصول کر لیگا پھر دونون اپنے باقی مال کے واسطے وارث کے پیچھے پڑینگے اور اگر پہلا شخص جس نے ہزار درم وصول کیے ہین قرضخواہ نہو بلکہ موصی لہ ہوا اور اُسنے مال وصیت لیکر قبضہ کر لیا پھر ایک شخص نے میت پر ہزار درم قرض کا دعوی کیا اور وارث غائب ہی تو موصی لہ اُسکا خصم نہین ہو سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک میت کے وارث پر گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے واسطے بعینہ اس باندی کی وصیت کی ہی اور وہ باندی اُسکا تہائی مال ہی اور قاضی نے اُسکی ڈگری کر کے اُسکو دلا دی اور وارث غائب ہو گیا اور دوسرے نے پہلے موصی لہ پر گواہ قائم کیے کہ میت نے اس باندی کی میرے واسطے وصیت کی تھی پس اگر گواہون نے یہ بیان کیا کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کر لیا تھا تو قاضی تمام باندی دوسرے کو دلا دیگا اور اگر گواہون نے یہ نہ ذکر کیا تو آدھی باندی دوسرے کو دلا دیگا اور یہ ڈگری وارث پر بھی نافذ ہوگی خواہ وہ حاضر ہو یا غائب ہو حتے کہ اگر پہلے موصی لہ نے اپنا حق خود باطل کر دیا تو پوری باندی دوسرے مدعی کو ملیگی پس اگر قاضی نے باندی پہلے کو دلا دی اور وہ غائب ہوا اور وارث حاضر ہی تو دوسرے موصی لہ کا خصم وارث نہوگا خواہ پہلے قاضی کے پاس نالش ہو یا کسی دوسرے قاضی کے پاس ہو اور اگر قاضی نے پہلے مدعی کے واسطے باندی کا حکم دیدیا اور ہنوز دی نہین گئی تھی کہ دوسرے نے وارث پر دعوی کیا پس اگر پہلے قاضی کے پاس نالش کی تو وہ اُسکو خصم نہ بنا دیگا اور اگر دوسرے کے پاس نالش کی تو خصم قرار دیگا پھر اس صورت مین اگر قاضی جب دوسرے مدعی کے گواہ وارث پر سنے تو دوسرے کے واسطے آدھی باندی کی ڈگری کر دیگا خواہ اسکے گواہون نے پہلی وصیت سے رجوع کرنا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو پس جب پہلا مدعی حاضر ہوا پس اگر دوسرے مدعی نے پہلی وصیت سے رجوع کرنے کے گواہ سنائے تو کل باندی لے لیگا ورنہ آدھی لیگا۔ اور اگر پہلے نے گواہ قائم کیے کہ میت نے تہائی مال کی مجھے وصیت کی تھی اور قاضی نے اُسکو دلا دیا پھر دوسرے نے پہلے پر گواہ قائم کیے کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کر کے دوسرے مدعی کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہی تو قاضی پہلے مدعی سے تہائی مال لیکر دوسرے کو دیدیگا اور اگر وارث ہی حاضر ہو تو قاضی دوسری وصیت کا حکم کر دیگا اور پہلی وصیت سے رجوع کرنیکا حکم نہ دیگا۔ اور اگر پہلے کے واسطے ایک معین غلام کی وصیت کی تھی اور وہ بحکم قاضی اُسکو دیدیا گیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے واسطے اپنے مال سے سو درم کی وصیت کی ہی تو جسکو غلام دینے کی وصیت کی تھی وہ اسکا خصم نہین قرار پاویگا اور اگر وارث حاضر ہوا اور پہلا موصی لہ غائب ہی تو وارث دوسرے کا خصم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض یا غصب یا ودیعت ہین اور وہ بعینہ غاصب یا مستودع کے پاس قائم ہین پس ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص مر گیا جسکا یہ مال ہی اور میرے لیے اس مال کی وصیت کر گیا ہی اور وہ شخص جسکے پاس مال ہی مال کا مقر ہی ولیکن یہ کہتا ہی کہ مین نہین جانتا ہون کہ فلان شخص مالک مال مر گیا ہی یا نہین مرا ہی تو دونون مین خصومت قرار نہ دیگا تا وقتیکہ میت کا کوئی وارث یا وصی حاضر نہ کرے اور اگر قابض مال نے کہا کہ یہ مال میرا ہی اور میرے پاس میت کا کچھ مال نہین ہی تو مدعی کے واسطے خصم قرار دیا جائیگا اور جو کچھ مدعا علیہ کے پاس ہی اُسکی تہائی کی ڈگری مدعی کے واسطے کر دیگا ولیکن اگر مدعی نے اس امر کے گواہ دیے کہ میت نے سوا اس ہزار درم کے دو ہزار درم اور چھوڑے ہین اور وارث نے اُنکو وصول کر لیا ہی تو اُسوقت قاضی پورے ہزار درم کی ڈگری اِسکو دیدیگا پھر اگر اسکے بعد وارث نے آکر کہا کہ مین نے

مال میت سے کچھ نہین پایا تو اُسپر التفات نہوگا اور اگر بجاے موصی لہ کے کوئی قرضخواہ ہو تو جسکی طرف مال آتا ہو وہ اس قرضخواہ کا خصم قرار نہ پاویگا خواہ قابض مال مقر ہو یا منکر ہو پس اگر اس مدعی نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص مرگیا اور کوئی وارث یا وصی نہین چھوڑا تو قاضی اُسکی گواہی مقبول کرکے میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا اور اُسپر مدعی کے گواہون کی گواہی کی سماعت کریگا پس جب اُسنے ایسا کیا تو قرض پر اُسکی گواہی مقبول کریگا اور جسکی طرف مال آتا ہو اُسکو حکم دیگا کہ قرضخواہ کو مال ادا کردے بشرطیکہ جسکی طرف مال آتا ہو وہ اس مال کا مقر ہو کذا فی الذخیرہ۔ اگر موصی لہ نے گواہ سنائے کہ فلان شخص مرگیا اور کوئی وارث نہین چھوڑا اور میرے واسطے ان ہزار درم کی جو فلان شخص کی طرف اُسکے غصب یا ودیعت کی وجہ سے آتی ہین وصیت کردی ہو یا گواہون نے کہا کہ ہم کوئی وارث نہین جانتے ہین اور جسکی طرف مال ہو وہ مال کا اقرار کرتا ہو تو قاضی موصی لہ کے واسطے مال کی ڈگری کردیگا یہ محیط مین ہو۔ اور خصم اثبات وصایت مین میت کا وارث ہوتا ہو یا موصی لہ یا قرضدار کہ جسپر میت کا کچھ قرض ہو یا قرضخواہ کہ جسکا میت پر کچھ قرض ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ ایک شخص مرگیا اور اُسکے دو بیٹے ہین ایک اُنمین سے غائب ہو پس حاضر نے دعوی کیا کہ میرا میرے باپ پر ہزار درم قرضہ ہو اور میت کا ایک شخص پر ہزار درم کے سواے کچھ مال نہین ہو تو امام رح نے فرمایا کہ اجنبی پر مال ثابت کرنے کے واسطے اُس بیٹے کی گواہی قبول کرونگا اور اُسکے باپ پر اُسکا قرضہ ثابت کرنے کے واسطے قبول نہ کرونگا اور اُن ہزار درم مین سے جو مین نے اجنبی پر ڈگری کیے ہین اس لڑکے کے واسطے کچھ دینے کا حکم نہ دونگا اور توقف کرونگا یہانتک کہ اُسکا بھائی جو غائب ہو حاضر ہو جاوے کذا فی المحیط۔ ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر دعوی کیا کہ فلان شخص غائب نے تجھسے میرے واسطے خریدا ہو اور قابض نے بیع سے انکار کیا تو مدعا علیہ کی گواہی مقبول ہو گی اسی طرح اگر مشتری حاضر ہو اور خرید سے انکار کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہو اور یہ بمنزلہ اُسکے ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ گھر پر دعوی کیا کہ مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہو اور فلان شخص نے تجھسے خریدا تھا۔ اور منتقی کے کتاب الدعوے مین ہو کہ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر قابض نے کہا کہ مین نے فلان شخص کے ہاتھ جسکو تو اپنا وکیل بتلاتا ہو فروخت کیا تھا اور فلان شخص غائب ہو تو مدعی اور قابض مین خصومت نہین ہو گی اسی طرح اگر کہا کہ مین نے فلان شخص کے ہاتھ جس سے خریدنا تو گمان کرتا ہو فروخت کیا تھا اور ثمن وصول ہونے تک یہ میرے قبضہ مین ہو یا کہا کہ میرے پاس ودیعت ہو تو بھی ان دونون مین خصومت نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ عمرو کا روپیہ بکر پر چاہیے اُسکے نام کا تمسک زید و بکر کے پاس لایا اور کہا کہ جو روپیہ اس تمسک مین عمرو کے نام سے تجھپر ہو اُس روپیہ کا عمرو نے میرے واسطے اقرار کیا ہو اور اُسکے گواہ میرے پاس ہین پس اگر مدعا علیہ نے کہا کہ فلان غائب یعنی بکر کا کچھ روپیہ مجھپر نہین چاہیے تو وہ خصم قرار پاویگا اور اس مدعی زید کی گواہی بکر پر سنی جاویگی اور ڈگری کردیجائیگی اور اگر بکر نے عمرو کا روپیہ ہونیکا اقرار کیا تو جبتک عمرو حاضر نہو زید کے گواہون کی گواہی بکر پر سنی نہ جائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو حکم کیا کہ میرے واسطے دس دینار سو درم کو خرید دے اُسنے ایسا ہی کیا اور درم دیکر دینار لیلیے پھر ایک شخص نے آکر دینارون پر دعوی کیا تو مشتری اُسکا خصم ہو گا اور مشتری کی یہ دلیل کہ فلان شخص نے مجھے حکم کیا تھا اور مین نے اُسکے واسطے خریدے ہین مقبول نہوگی اور اگر دینارون کے مدعی نے اسکا اقرار کرلیا تو ان

دونون مین خصومت نہوگی یہ محیط مین ہے۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اُسنے یہ غلام اُسکے مالک بکر کے حکم سے فروخت کیا اور بیا اُسکے ہاتھ مین بضاعت تھا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے بلا حکم اسکے مالک کے فروخت کیا ہے تو وہ خصم قرار دیا جائیگا اور حکم ہوگا کہ غلام مشتری کو دیدے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک مملوک کا دعوے کیا اور زعم کیا کہ میرا ہے اور کہا کہ آج وہ میرے قبضہ مین نہین ہے اور مملوک نے کہا کہ مین فلان شخص غائب کا غلام ہون پس اگر مملوک اپنے دعوے پر گواہ لایا تو اُسکے اور مدعی کے درمیان خصومت نہوگی اور اگر گواہ نہ لایا تو مدعی کے گواہون کی اُسپر سماعت ہوگی اور مدعی کی ڈگری کر دیجاویگی پھر اگر مقرلہ اسکے بعد آیا تو اُسکو غلام لینے کی کوئی راہ نہوگی پس اگر اُسنے گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول ہوگی اور پہلے مدعی پر اُسکی ڈگری کر دیجائیگی کذا فی المحیط۔ اگر ایک شخص نے ایک غلام پر دعوی کیا کہ اسکے قبضہ مین جو غلام ہے وہ میرا ہے یا اُسپر کچھ قرض کا دعوی کیا یا اُس سے کوئی چیز خریدنیکا دعوی کیا تو غلام مدعی کا خصم ہوگا ولیکن اگر مدعی اقرار کردے کہ یہ غلام مجور ہے تو ان دونون مین خصومت نہوگی کذا فی الذخیرہ۔ منتقی مین ہے کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ فلان شخص کا گھر ہے اور اُس شخص نے ایک مہینہ ہوا کہ میرے پاس یہ گھر بعوض اُن ہزار درم کے جو میرے اُسپر آتے ہین رہن کیا اور مجھے دیدیا مین نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر اُسنے مجھسے مستعار مانگا مین نے اُسے دیدیا اور اسپر گواہ قائم کرکے سنا دیے اور گھر کا مالک غائب ہے اور قابض نے یہ گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہے مین نے اسکو کل کے روز اُسی غائب سے جس سے مدعی رہن کا دعوی کرتا ہے خریدا ہے یا کہا کہ دس روز ہوے کہ اُس سے خریدا ہے تو مدعی رہن اُسکا مستحق ہے اور خرید کے مدعی کو جب تک بائع غائب ہے بیع توڑنیکا اختیار نہین ہے اوسی طرح اگر بجاے رہن کے اجارہ لینے کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر بجاے مرتہن و مستاجر کے کوئی شخص ملک کا مدعی ہو کہ مین نے اسکو ایک مہینہ ہوا جب سے مالک سے خریدا ہے اور اُسکی خرید قابض کی خرید سے پہلے واقع ہوئی تو اُسکے نام گھر کی ڈگری کر دیجائیگی اور دوسری بیع ٹوٹ جائیگی اور مدعی سے دام لے لیے جائینگے اور امانت رہینگے اور گھر اُسکے سپرد کر دیا جائیگا بشرطیکہ مدعی کے گواہون نے یہ گواہی نہ دی کہ بائع نے دام وصول کر لیے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ہشام رحمہ نے فرمایا کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے ایک باندی خریدی اور دام دیدیے اور اُسپر قبضہ کر لیا اور مجھسے ایک شخص نے استحقاق ثابت کرکے قاضی کے حکم کی ڈگری کرا لی پس مین نے اُس شخص کو جسنے فروخت کی تھی حاضر کیا اُسنے کہا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہین کہ جس نے تجھسے استحقاق مین لی ہے اُسی نے میرے ہاتھ فروخت کی یا میری ملک ہونیکا اقرار کیا ہے تو قاضی مشتری کو اختیار دیگا چاہے خود متولی خصومت ہو یا رد کرکے بائع سے اپنا ثمن لے لے اور اگر مشتری نے کہا کہ مین اپنے کام مین توقف کرتا ہون اور بائع بذاتہ خصومت کرے تو یہ اختیار اُسکو نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک غلام معین کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے اور اُنکا ہنوز تزکیہ ہوا تھا یا نہین ہوا تھا کہ قابض نے اقرار کر دیا کہ وہ حر ہے یا دوسرے کے ہاتھ فروخت یا ہبہ کر دیا تو مدعی کے حق مین آزاد کرنا صحیح نہوگا ولیکن مقر کے حق مین سب تصرفات صحیح ہین حتے کہ اگر گواہون کا عادل ہونا ثابت نہوا تو اُسکے اقرار پر عمل کیا جائیگا اور اگر مدعی نے ایک ہی گواہ ہنوز قائم کیا تھا کہ مدعا علیہ نے ایسے تصرفات کیے تو بھی مدعی کے حق مین جائز نہونگے جیسے دو گواہ قائم کرنے کی صورت مین

جائز نہ تھی اور اگر مدعا علیہ نے یہ تصرفات دیکے ولیکن مدعی کے گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کر دیا کہ یہ غلام مدعی کا ہی تو کتاب الاقضیہ مین لکھا ہو کہ قاضی اُسکے اقرار پر حکم کر دیگا اور جامع کبیر مین لکھا ہو کہ گواہوں پر حکم کریگا یہ خلاصہ مین ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ مال معین پر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرا ہو اور مدعا علیہ نے انکار کیا پس ہنوز مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم نہین کیے تھے کہ مدعا علیہ نے اُسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا اور گواہ کر لیے پھر جب مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے اُسکی ڈگری کر دی تو مشتری نے اسپر گواہ قائم کیے کہ یہ میری ملک ہو اور اسکے قبضہ مین ناحق ہو پس اُسکی ڈگری ہو گئی پھر اُسنے یعنی مشتری نے اپنے بائع کے ہاتھ فروخت کر دی یا ہبہ کر دی تو یہ جائز ہو اور یہ ایک حیلہ ہو کہ اسکو لوگ کیا کرتے ہین تا از ظلم بے بچین ولیکن یہ حیلہ اسوقت صحیح ہو کہ مشتری نے پہلے مدعا علیہ سے خریدنیکا دعوی نہ کیا بلکہ صرف ملک مطلق کا دعوی کیا اور اگر خریدنیکا دعوے کیا تو مشتری کی سماعت نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو کتاب الاقضیہ مین ہو کہ ایک شخص کے نصف دار مقبوضہ پر ایک شخص نے دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اُسکی ملک ہونیکا اقرار کر دیا اور دیا نہین اور غائب ہو گیا پھر ایک دوسرے شخص نے اسی نصف پر دعوی کیا تو پہلا مدعی اُسکا خصم نہوگا اور اگر پہلا مدعی غائب ہو گیا اور مدعا علیہ حاضر رہا تو وہ اس دوسرے مدعی کا خصم ہوگا یہ خلاصہ مین ہو ایک شخص نے ایک دار مقبوضہ کی نسبت اقرار کیا کہ یہ فلان شخص کا ہو اور یہ شخص غائب ہو اور اُسکی غیبت منقطعہ اور اُسنے ایک شخص کے قبضہ مین حفاظت کرنے کے واسطے دیا تھا اس شخص نے میرے قبضہ مین دیا ہو اور وہ مرگیا تو یہ شخص قابض ہر شخص کا جو اس دار کا دعوے کریگا خصم قرار پاویگا مگر اس صورت مین قرار نہ پاویگا کہ جب غائب کو خوب شناخت کرا دے کہ وہ فلان بن فلان ہو اُسنے یہ گھر اس شخص کے قبضہ مین جو مرگیا ہو دیا تھا اور اُسنے مجھے دیا تھا پھر اصل مالک غائب ہو گیا پس جب اسطرح اُسنے گواہ قائم کیے تو اسکے اور مدعیون کے درمیان خصومت نہوگی اور امام محمد رہ کے قول مین وہ وصی نہ کیا جائیگا مگر خاصتہً اسی دار کے حق مین اور بقیاس قول امام اعظم رہ کے ہر چیز مین وصی ہونا چاہیے۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرے فلان شخص پر ہزار درم ہین اور وہ مجھے یہ درم ادا کرنے سے پہلے مرگیا اور اسکے تیرے پاس ہزار درم ہین اور مطالبہ کیا کہ اس مال سے میرا قرض ادا کر دے تو قاضی اسکے دعوے و گواہی کو مقبول نہ کریگا اور اگر قاضی سے درخواست کی کہ مدعا علیہ سے قسم لے تو قاضی اس سے قسم نہ لیگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر مال مضاربت مین استحقاق ثابت ہوا اور اُسمین نفع بھی ہو تو نفع مین مضارب خصم ہوگا اور رب المال کا حاضر ہونا شرط نہین ہو اور اگر نفع نہین ہو تو رب المال خصم قرار پاویگا یہ وجیز کردری مین ہو۔ ہشام رہ نے فرمایا کہ مین نے امام محمد رہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مسلمانون کے راستون مین سے کسی راستہ مین جو نافذ ہو عمارت بنا لی یا اُسمین کھیتی لگا دی پھر نکلکر ایک شخص کو دیدی پھر راستہ والون نے اگر جھگڑا کیا پس قابض نے گواہ قائم کیے کہ مجھے فلان شخص نے وکیل کرکے میرے قبضہ مین دیدی ہو پس اگر وہ رستہ ایسا مشتبہ ہو کہ بدون گواہوں کے معلوم نہوتا ہو کہ یہ رستہ ہو تو ان دونون مین خصومت نہین ہو اور اگر مشتبہ نہو بلکہ رستہ معلوم ہو تو قابض خصم قرار پاویگا یہ ذخیرہ مین ہو اور ابن سماعہ رہ نے امام محمد رہ سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے ایک غلام آزاد کیا اور وہ شخص مرگیا پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ غلام

اُس میت کا جس نے اسکو آزاد کیا ہو بیٹا ہی اور اُس میت کا کوئی وصی نہین ہی پس کیا یہ غلام آزاد خصم قرار دیا جائیگا یا نہین تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر حالت مرض مین آزاد کیا ہی تو خصم ہوگا اور اگر حالت صحت مین آزاد کیا ہی تو خصم نہین ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خریدا اور باہم قبضہ نہین کیا تھا کہ ایک شخص نے اُسپر دعوے کیا اور مدعی بیع کا اقرار کرتا ہی پس اُسنے بائع و مشتری کو حاکم کے پاس حاضر کیا اور کہا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین پس حاکم نے دونون سے قسم لی پس بائع قسم کھا گیا اور مشتری نے نکول کیا تو مشتری غلام کو ثمن کے عوض لے لیگا اور جب اُسنے ثمن ادا کر دیا تو غلام مدعی کو دلایا جائیگا اور اگر مشتری نے قسم کھائی اور بائع نے نکول کیا تو بائع کو اُسکی تمام قیمت مدعی کو دینی پڑیگی ولیکن اگر مدعی نے بیع کی اجازت دیدی تو صرف ثمن دینا ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہی اور وہ اقرار کرتا ہی کہ یہ فلان شخص کا ہی وہ مر گیا اور اُسنے فلان فلان وارث چھوڑے اُنمین سے بعض غائب ہین اور غائبون سے اُنکے حقوق خرید لینے کا دعوی کیا اور درخواست کی کہ اُن لوگون کے حاضر ہونے تک میرے قبضہ مین چھوڑ دیا جاوے تو نہ چھوڑا جاویگا پس اگر اپنے خریدنے کے گواہ سنائے تو اُنکی سماعت نہوگی ولیکن بیع غائب پر نافذ نہوگی اور نہ غائب پر ڈگری ہوگی ولیکن گھر اُسکے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا اور غائب کے آنے تک اُس سے کفیل لے لیا جائیگا اور جب غائب آیا تو دوبارہ مقدمہ پیش ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دو شخصون کو ایک شخص کی خصومت کے واسطے وکیل کیا پس مدعی نے ایک وکیل پر ایک گواہ اور دوسرے پر دوسرا گواہ قائم کیا تو یہ جائز ہی اسی طرح اگر ایک وکیل پر ایک گواہ اور موکل پر دوسرا گواہ قائم کیا تو بھی جائز ہی اسی طرح اگر زندہ پر ایک گواہ اور دوسرا گواہ بعد موت کے اُسکے وارثون پر قائم کیا تو بھی جائز ہی کذا فی الذخیرہ۔ ہشام رح نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہی پس قابض نے ایک شخص سے کہا کہ یہ گھر تیرا ہی تو نے اپنے فلان بھائی سے ورثہ پایا ہی اور مقرلہ نے کہا کہ نہین یہ گھر فلان شخص کا ہی اُسنے اپنے بھائی سے میراث پایا ہی تو دوسرے مقرلہ کی ڈگری کر دیجائیگی بشرطیکہ مقرلہ کا کلام مقر کے کلام سے ملا ہوا ہو پس اگر پہلا مقرلہ غائب ہو گیا اور دوسرا مقرلہ قابض کے پاس آیا اور گواہ قائم کیے کہ تو نے فلان غائب کے واسطے اقرار کیا اور اُس غائب نے میری ملک ہونیکا اقرار کیا ہی تو اُسکے گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر کوئی چیز بعوض مردار یا خون یا شراب یا سور کے خریدی اور مشتری نے قبضہ کر لیا پھر اُس مبیع کو کسی شخص نے گواہ قائم کر کے استحقاق مین لے لیا تو مردار و خون کے خریدنے کی صورت مین مشتری خصم نہوگا اور نہ اُسپر گواہی کی سماعت ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور شراب و سور کے عوض خریدنے کی صورت مین مشتری خصم قرار پاویگا اور گواہی اُسپر سنی جائیگی کذا فی المحیط۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک چاندی کی ابریق بعوض دو دینار کے خریدی اور ابریق پر قبضہ کر لیا اور ایک دینار ادا کیا پھر دوسرا دینار دینے سے پہلے دونون جدا ہو گئے یہانتک کہ آدھی ابریق کی بیع فاسد ہو گئی تو یہ فساد باقی آدھی مین متعدی نہوگا پھر کسی نے آکر دعوی کیا کہ آدھی ابریق میری ہی تو مشتری اُسکا خصم قرار دیا جائیگا پھر اگر بائع اُسوقت حاضر ہوا کہ جب مستحق نے آدھی ابریق اپنی ملک ہونے کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے آدھی کی ڈگری اُسکو دیدی تو مشتری بائع پر چوتھائی ابریق واپس کر دیگا اور بائع مشتری کو آدھا حصہ اسقدر کا کہ جسکا وہ سبب صحیح کے ساتھ مالک ہوا ہی واپس دیگا اور مشتری کو خیار ثابت نہوگا اگرچہ بائع ابریق مین اُسکا شریک ہوا۔ اسی طرح اگر کسی شخص سے ایک غلام ایک ہی صفقہ مین یون خریدا کہ

نصف غلام سو دینار نقد کو اور نصف غلام باقی بعوض سو دینار کے بوعدہ عطا کے لیا اور مشتری نے غلام پر قبضہ کرلیا اور بائع غائب ہو گیا پھر ایک شخص نے حاضر ہو کر گواہ قائم کیے کہ آدھا غلام میرا ہی تو اُسکا بھی یہی حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کسی نے آدھا غلام بیچا اور آدھا اُسکے پاس ودیعت رکھا اور غائب ہو گیا پھر ایک شخص نے آدھے غلام کا دعوی کیا تو مشتری اُسکا خصم نہوگا اور اگر مشتری کے ہاتھ آدھا غلام فروخت کیا اور آدھا اُسکے پاس دوسرے نے ودیعت رکھا پھر آدھے غلام مین استحقاق ثابت ہوا تو چوتھائی غلام کی ڈگری کردیجائیگی اور وہ خریدے ہوئے کا آدھا ہوگا اور مشتری بائع سے آدھا ثمن واپس کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے آدھا غلام خریدا پھر باقی آدھا بھی خریدا لیکن ایک بیع صحیح اور دوسری فاسد ہی یا دونون صحیح ہین یا دونون فاسد ہین پھر ایک شخص نے آکر مشتری پر آدھے غلام کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے تو مشتری اُسکا خصم ہوگا اور اُس آدھے کی ڈگری کردیجائیگی جو بیع ثانی سے خریدا ہی اور اگر پہلی بیع صحیح ہو اور دوسری بیع بعوض مردار یا خون یا شراب کے ہو تو مستحق اور مشتری مین خصومت نہوگی یہانتک کہ بائع حاضر ہو کیونکہ جو چیز بعوض خون یا مردار یا شراب کے خریدی جاوے وہ بالاتفاق مملوک نہین ہوتی ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اُسنے میرے غلام کا ہاتھ خطا سے کاٹ ڈالا اور اُسپر آدھی قیمت یعنی پانچسو درم واجب ہین یا یہ دعوی کیا کہ اُسنے میری باندی فلان کے ساتھ اپنے غلام کا نکاح کیا اور اُسپر مہر واجب ہی اور غلام اور باندی دونون زندہ ہین اور غائب ہین پس مدعا علیہ نے کہا کہ ہان ولیکن مین تجھے ارش یا مہر اس خوف سے نہ دونگا کہ غلام اور باندی حاضر ہون پس تیرے مملوک ہونیکا انکار کرین اور مجھسے ضمان لے لین تو قاضی اُسکے اقرار سے مہر و ارش اُسکے ذمہ لازم کریگا اور اگر مہر عروض مین سے ہو تو بھی یہی جواب ہی اور اگر غلام کے ہزار درم اس شخص کے پاس ودیعت ہون یا اُسنے غصب کر لیے ہون یا قرض یا بیع کے ہون پس جس شخص کے پاس مال ہی اُسنے اقرار کیا کہ جسنے مجھے مال دیا ہی وہ اس مدعی کا غلام ہی اور مدعی نے اُسکی تصدیق کی تو مدعی کو اس مال لینے کی کوئی راہ نہین ہی اسی طرح اگر اُس شخص نے جسکے پاس مال ہی یہ اقرار کیا کہ یہ مال اس مدعی کا ہی اُسکے غلام نے اس سے غصب کر کے میرے پاس دیدیا ہی اور مقرلہ یعنی مدعی نے اُسکی تصدیق کی تو بھی مال نہین لے سکتا ہی اسی طرح اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس شخص نے اپنے غلام کو اپنی باندی بیچنے کا حکم کیا تھا اُسنے میرے ہاتھ فروخت کردی اور دام نہین لیے ہین اور غلام کے مالک نے اُسکی تصدیق کی تو اس شخص پر جبر نہ کیا جائیگا کہ دام مولے کو دیدے یہ سب اس صورت مین ہی کہ مال مقر کے پاس قائم ہو اور اگر تلف کر دیا ہو تو مقرلہ کو اُسکے ماخوذ کرنیکا اختیار رہیگا پس اگر غائب آیا اور اُسنے فلان کا غلام ہونے سے انکار کیا یا اس سے انکار کیا کہ مین نے اُسکی کچھ چیز غصب نہین کی ہی تو اُسکو اختیار رہوگا کہ مقر سے اسقدر مال کی ضمان لے جیسا اُسنے اقرار کیا ہی پھر مقر اپنے مقرلہ سے لے سکتا ہی یا نہین پس اس صورت مین کہ مقرلہ نے مقر سے ارش یا مہر لیا ہی پھر غائب نے آکر مقرلہ کے مملوک ہونے سے انکار کیا تو مقر اس سے واپس لیگا اور باقی صورتون مین واپس نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مقر نے ان سب مسئلون مین یہ کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ غائب تیرا غلام ہی یا نہین ہی تو مولی کی گواہی اس امر پر کہ غائب میرا غلام ہی مقبول نہوگی اور مقر پر اُسکی کچھ ڈگری نہوگی یہانتک کہ غلام حاضر ہو اور مدعا علیہ سے دعوی مدعی پر کہ غائب میرا مملوک ہی قسم نہ لیجائیگی اور ارش اور مہر مین قسم لیجائیگی کہ واللہ جس ارش یا مہر کا دعوی کرتا ہی میری طرف نہین چاہیے ہی اور مال کے دعوی

مین کسی سے قسم نہ لیجاویگی مگر جبکہ مدعی یہ دعوی کرے کہ میرے غلام نے ہزار درم لیکر اس شخص کو قرض دیے ہین یا اُسنے مجھے ہزار درم لیے تھے اُس سے اس شخص نے غصب کر لیے اور تلف کر دیے پس اگر مدعی نے یہ دعوے کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے فلان شخص نے ہزار درم قرض دیے یا مین نے اُسکے غصب کر لیے اور تلف کر دیے اور مین نہین جانتا ہون کہ وہ اس شخص کا غلام ہے یا نہین ہے تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ تیری طرف یہ مال نہین چاہیے جبکہ یہ دعوی کرتا ہے - اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ ہزار درم جو میرے قبضہ مین ہین تیرے ہین کیونکہ مین نے تیرے غلام سے غصب کر لیے ہین اسواسطے کہ تیرے غلام کا مال تیرا مال ہے یا اسواسطے تیرے ہین کہ تیرے غلام نے مجھے ودیعت دیے ہین اور مولے نے کہا کہ ہزار درم میرے ہین اور نہ تونے میرے غلام سے غصب نہین کیے ہین تو وہ درمون کو لے لیگا مگر اُس صورت مین نہین لے سکتا ہے کہ مقر نے غصب و ودیعت کے گواہ قائم کیے پس اگر اُسکے پاس گواہ نہوئے اور مولے نے مال پر قبضہ کر لیا پھر غلام آیا اور اُسنے مقر لہ کے مملوک ہونے سے انکار کیا اور مولے کے پاس گواہ نہین ہین تو وہ مقر غلام کے واسطے ہزار درم کا ضامن ہوگا بشرطیکہ غصب کا اقرار کیا ہے اور اگر ودیعت کا اقرار کیا ہے تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ کچھ ضامن نہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ دونون صورتون مین ضامن ہوگا - اور اگر اُس شخص نے جسکے قبضہ مین مال ہے کہا کہ یہ ہزار درم میرے پاس تیرے غلام نے ودیعت رکھے ہین یا مین نے اُس سے غصب کر لیے ہین اور یہ تیرے ہین کیونکہ تیرے غلام کا مال تیرا ہے تو مولے اُن درمون کو لے لیگا مگر پہلے قسم کھالیگا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ فلان شخص نے اسکو ودیعت دیا ہے یا اُسنے اُس سے غصب کر لیا ہے پھر اگر غائب حاضر ہوا اور اُس شخص کے غلام ہونے سے انکار کیا تو ہزار درم مولے سے لے لیگا اور مولے کو حکم کیا جائیگا کہ اگر تیرا حق ہے تو گواہ قائم کر اور مقر کچھ ضامن نہوگا - اور اگر مقر نے کہا کہ یہ ہزار درم تیرے غلام فلان شخص کے میرے ہاتھ مین غصب یا ودیعت کے طور پر ہین اور مولے نے کہا کہ وہ فلان میرا غلام ہے اور درم میرے ہین تو مقر سے نہین لے سکتا ہے مگر اُس صورت مین لے سکتا ہے کہ گواہ قائم کرے - اگر ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوے کیا کہ میری باندی کا مہر اُسپر چاہیے یا میرے غلام کا ارش اُسکے ذمہ ہے یا میرے غلام کی ودیعت یا غصب وغیرہ اُسکے قبضہ مین ہے پس کہا کہ غلام مر گیا ہے اور مدعا علیہ نے اُسکی تصدیق کی تو حکم کیا جائیگا کہ یہ مدعی کو دیدے پس اگر مدعا علیہ نے کہا کہ غلام پر میرا قرض ہے تو التفات نہ کیا جائیگا - اسی طرح اگر مدعا علیہ نے اسمین سے کچھ اقرار نہ کیا اور مدعی نے اسپر گواہ قائم کیے تو بھی یہی حکم ہے کذا فی مختصر الجامع الکبیر - ایک شخص کے قبضہ مین مال ہے اُس قابض سے ایک شخص نے کہا کہ مجھسے تیرے غلام نے یہ مال غصب کر کے تیرے پاس ودیعت رکھا ہے اور قابض نے کہا کہ تونے سچ کہا ولیکن مین تجھے اسواسطے نہ دونگا کہ مبادا میرا غلام میرے غلام ہونے سے انکار کر جاوے تو اُسکے قول پر التفات نہ کیا جائیگا اور اُسپر جبر کیا جائیگا کہ مال مقر لہ کے حوالہ کرے پھر جب اُسنے دیدیا پھر غائب آیا اور مقر لہ کے غلام ہونے سے انکار کیا تو اُسی کا قول لیا جائیگا اور جو مال مقر لہ لے لیا ہے وہ اُسکو دلانیکا حکم کریگا بشرطیکہ وہ قائم ہو الا یہ کہ مقر لہ فی الحال اُس بات کے گواہ قائم کرے کہ یہ مال میرا ہے اور اگر مقر لہ نے یہ مال تلف کر دیا اور غائب نے اُس مقر سے جسکے قبضہ مین مال تھا ضمان لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہوگا - اور اگر مقر نے کہا

کہ یہ مال میرے پاس میرے فلان غلام نے ودیعت رکھا ہے اور یہ مین نہین جانتا ہون کہ یہ مال تیرا ہے یا نہین ہے پس مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا مال ہے تو اُسکی گواہی مقبول ہوگی اور مال اُسکو دلایا جائیگا پس اگر غائب حاضر ہوا اور مقر کے غلام ہونے سے انکار کیا تو اپنا مال لے لیگا اور مدعی سے کہا جائیگا کہ اپنے گواہ دوبارہ پیش کرو ورنہ تیرا حق نہین ہے - اور اگر مقر قابض مال نے کہا کہ یہ مال تیرا ہے تیرے واسطے میرے پاس فلان شخص نے ودیعت رکھا ہے اور فلان شخص میرا غلام نہین ہے پس مدعی نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص تیرا غلام ہے تو اُن دونون مین خصومت نہوگی اور گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے - ایک شخص نے دوسرے کے غلام کو کوئی چیز ہبہ کر دی پھر واپس لینی چاہی اور غلام کا مالک غائب ہے پس اگر اُس غلام کو تصرفات کی اجازت ہو تو واپس کر دینے کی اُسپر ڈگری کر دیجائیگی اور اگر اُسکو تصرفات کی اجازت نہو تو بدون موجودگی مالک کے اُسپر واپسی کی ڈگری نہ کیجائیگی پس اگر غلام نے کہا کہ مین محجور ہون اور واہب نے کہا کہ نہین تو ماذون ہے تو قسم کے ساتھ واہب کا قول مقبول ہوگا اور اگر غلام نے اپنے محجور ہونے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے پس اگر مالک حاضر ہوا اور غلام غائب ہوا اور جو چیز ہبہ کی گئی ہے وہ غلام کے پاس ہو تو مالک خصم قرار نہ پاویگا اور اگر وہ چیز مالک کے قبضہ مین ہو تو خصم قرار پاویگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اگر مولے نے کہا کہ مجھے میرے فلان غلام نے یہ ودیعت رکھنے کو دی ہے اور مین نہین جانتا ہون کہ آیا اُسے ہبہ کر دی گئی ہے یا نہین پس مدعی نے ہبہ پر گواہ قائم کیے تو مالک اُسکا خصم ہوگا پھر جب قاضی نے واہب کے واسطے باندی دینے کی ڈگری کر دی اور واہب کے پاس وہ موٹی ہو گئی پھر موہوب لہ آیا اور غلام ہونے سے انکار کیا تو اُسی کا قول مقبول ہوگا اور باندی کو واپس لے سکتا ہے پھر واہب کو یہ اختیار نہوگا کہ ہبہ پھیر لے اور اگر باندی واہب کے پاس مر گئی تو موہوب لہ کو اختیار ہوگا کہ چاہے مستودع سے ضمان لے یا واہب سے ضمان لے پس اگر اُسنے مستودع سے قیمت ڈانڈ بھر لی تو مستودع واہب سے نہین لے سکتا ہے اور اگر واہب سے ضمان لے لی تو واہب بھی مستودع سے نہین لے سکتا ہے اور اگر مولے نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو نے یہ باندی اُس شخص کو ہبہ کر دی جسنے میرے پاس ودیعت رکھی ہے ولیکن وہ شخص میرا غلام نہین ہے اور مدعی نے گواہ قائم کیے کہ فلان غائب اسکا غلام ہے تو ایسی گواہی مقبول ہوگی بشرطیکہ غلام زندہ ہو اور اگر واہب نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین ولیکن مستودع سے قسم طلب کی تو قاضی اُس سے اسطرح قسم لیگا کہ واللہ فلان غائب میرا غلام نہین ہے پس اگر قسم کھا گیا تو جھگڑے سے بری ہو گیا اور اگر قسم سے باز رہا تو جھگڑا اُسکے پیچھے لازم رہا - اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مولے نے اقرار کیا ہے کہ فلان شخص میرا غلام ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور واپس کر دینے کی ڈگری کر دیجائیگی اور اگر مدعی نے اُسکے گواہ قائم کیے کہ غائب اس شخص کا غلام تھا اور وہ مر گیا تو گواہی مقبول ہوگی اور قابض حال اُسکا مخاصم قرار پائیگا - اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ غائب اس شخص کا غلام تھا اور اُسنے اُس غلام کو فلان شخص کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا تو گواہی مقبول نہوگی اور ہبہ سے رجوع نہین کر سکتا ہے اور اگر اس امر کے گواہ سنائے کہ قابض باندی نے اقرار کیا ہے کہ مین نے فلان غائب کو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور گواہون نے یہ گواہی نہ دی کہ اُسنے اقرار کیا ہے کہ غائب میرا غلام تھا تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا

اپنی تو لائق خصم قرار نہ دیگا یہ محیط مین لکھا ہے ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہو کہ وہ اپنے غلام ہونیکا اقرار کرتا ہے پھر اس نے دعوی کیا کہ فلان غائب نے مجھکو میرے اس مالک سے ہزار درم مین خرید لیا اور دام دینے کے واسطے مجھے وکیل کیا ہے تو اسکا قول مقبول نہوگا اور اگر یہ دعوی کیا کہ فلان غائب نے مجھے میرے آقا سے خرید لیا ہے اور مجھے خصومت کرنے اور اپنی ذات کے قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا ہے تو اسکے گواہون کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ غلام اپنی ذات کے قبضہ کرنے کے واسطے خصم ہو سکتا ہے اور اگر غلام نے کہا کہ مین فلان شخص کا غلام تھا اسنے مجھے [illegible] ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور مجھے دام وصول کرنیکا وکیل کیا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے تو مقبول ہے [illegible] مالک کو اختیار ہے کہ اسکو خصومت کرنے سے ممانعت کردے اور اگر منع نہ کیا تو وکالت جائز ہے اور دام وصول کرسکتا ہے اور مالک اسکے درم لے لینے سے بری ہو جائیگا - اور اگر غلام نے کہا کہ مین فلان شخص کا غلام ہون اسنے مجھے اپنی ذات کے بارہ مین مجھے خصومت کے واسطے وکیل کیا ہے اور گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول ہوگی کذا فی

فتاوے قاضی خان

چھٹا باب کن صورتون مین دعوی مدعی دفع کیا جاتا ہے اور کب دفع نہین ہوتا ہے

ایک شخص نے دوسرے پر مال یا حق کا دعوے کیا اور گواہ قائم کیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس دفعیہ ہے تو قاضی اُسکو مہلت دیگا کہ دوسری مجلس مین حاضر ہو اور اُسپر ڈگری نہ کردیگا اور اسکا یہ کلام مدعی کے واسطے اقرار نہوگا اور مولانا رضی الدین [illegible] نے فرمایا کہ قاضی کو چاہیے کہ دفعیہ کو دریافت کرے اگر صحیح ہو تو اُسکو مہلت دے اور اگر فاسد ہو تو مہلت نہ دے اور نہ اُسپر التفات کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ایک شخص کے غلام مقبوضہ پر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرا ہے پس قابض نے کہا کہ یہ فلان غائب کا ہے میرے پاس ودیعت یا عاریت یا اجارہ یا رہن یا غصب کی وجہ سے ہے اور اُسکے گواہ قائم کیے یا اس امر کے گواہ سنائے کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ یہ فلان شخص کا غلام ہے تو مدعی کی خصومت اس سے دفع ہو جائیگی - اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر قابض مرد صالح ہو تو گواہ قائم کرنے سے خصومت اس سے دفع کیجائیگی اور اگر حیلہ بازی مین مشہور ہو تو دفع نہوگی امام ابو یوسف رح نے اس قول کی طرف اُسوقت رجوع کیا کہ جب قاضی مقرر ہوئے اور لوگون کا حال دیکھا تو کہا کہ حیلہ گر آدمی کبھی کسی کا مال لیکر پوشیدہ کسی کے پاس رکھدیتا ہے اور اُس سے کہدیتا ہے کہ شہر سے غائب ہو جاوے پھر گواہ لاکر مجھے ودیعت دیدے تاکہ جب مالک آکر اپنی ملکیت ثابت کرنی چاہے تو قابض گواہ پیش کر دیتا ہے کہ فلان شخص نے مجھے ودیعت دی ہے پس مالک کا حق باطل ہو جاتا ہے اور اسکی خصومت دفع ہو جاتی ہے کذا فی الکافی - اور اگر گواہ نہ قائم ہوئے تو ظاہر الروایت کے موافق وہ خصم ہوگا کذا فی المحیط پس اگر قاضی نے مدعی کی ڈگری کردی اور غائب حاضر ہوا اور گواہ لایا کہ مین اسکا مالک ہون مین نے قابض کو ودیعت دی تھی تو قاضی اس حاضر کی ڈگری کردیگا یہ محیط مین ہے - اور اگر قاضی نے مدعی کے گواہون پر اسکی ڈگری نہ کی یہانتک کہ مقرلہ حاضر ہوا اور اُسنے قابض کے قول کی تصدیق کی اور قابض نے غلام اُسکو دیدیا اور قاضی نے مدعی کے گواہون پر اُسکی ڈگری کردی تو یہ فیصلہ قابض پر نافذ ہوگا پھر اگر مقرلہ نے مدعی پر اپنے گواہ اس امر کے قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے مین نے قابض کے پاس ودیعت رکھا تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور اُسکی ڈگری ہو جائیگی اور مدعی کی گواہی باطل ہوگی ایسا ہی امام محمد رح نے جامع مین ذکر فرمایا ہے اور قاضی ابو الہیثم نے قضاۃ ثلثہ سے

نقل کیا ہے کہ یہ حکم مذکور صحیح نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ غلام آدھا آدھا اس مقرلہ اور مدعی کے درمیان مشترک ہونیکا حکم دیا جائیگا اور قاضی ابو الہیثم نے یہ بھی ذکر کیا کہ ابن سماعہ رح نے امام محمد رح کو یہ مسئلہ لکھا اور حکم دریافت کیا تو امام محمد رح نے لکھ بھیجا کہ غلام دونوں میں مشترک ہونیکا حکم ہوگا۔ پھر جب مقرلہ نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے اور مدعی کے گواہ باطل ٹھہرے تو قاضی مدعی سے کہیگا کہ اپنے گواہ دوبارہ حاضر پیش کرو ورنہ تیرا حق نہیں ہے یہ محیط میں ہے اگر قابض کے گواہوں نے کہا کہ اسکے پاس ایک شخص نے ودیعت رکھا ہے کہ ہم اُسکو بالکل نہیں پہچانتے ہیں تو قاضی ایسی گواہی مقبول نہ کریگا اور بالاجماع مدعی کی خصومت اس سے دفع نہوگی کذا فی الکافی اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم ودیعت رکھنے والے کو صورت سے پہچانتے ہیں اُسکا نام ونسب نہیں جانتے ہیں تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُنکی گواہی جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مدعا علیہ کے گواہوں نے بیان کیا کہ ہم ودیعت رکھنے والے کو نام ونسب سے پہچانتے ہیں اسکی صورت سے نہیں پہچانتے ہیں تو اس صورت کو امام محمد رح نے ذکر نہیں فرمایا اور مشائخ نے باہم اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ ایسی گواہی سے خصومت دفع نہوگی اور بعضوں نے کہا کہ دفع ہو جائیگی اور ایسا ہی کتاب الاقضیہ میں مذکور ہے کہ قاضی مدعی سے دریافت کریگا کہ کیا اُسکا یہی نام ونسب ہے پس اگر اُسنے کہا کہ نہیں تو ظاہر ہوگا کہ وہ مودع نہیں ہے کذا فی المحیط اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکی شناخت کے واسطے تینوں طور پہچاننا ضرور ہیں اور آئمہ رح نے امام محمد رح کے قول پر اعتماد کیا ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے فلان شخص نے ودیعت دیا ہے ایک معروف ومشہور آدمی کا نام لیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ اسکو ایک آدمی نے ودیعت رکھنے کو دیا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ ایسی گواہی غیر مقبول ہے کذا فی المحیط اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے ودیعت دیا ہے کہ میں اُسکو نہیں پہچانتا ہوں پھر گواہوں نے گواہی دی کہ اسکو ایک شخص نے ودیعت دیا ہے اور وہ دونوں بھی اُسکو نہیں پہچانتے ہیں تو قابض مدعی کا خصم قرار دیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے ودیعت دیا ہے کہ میں اُسے نہیں پہچانتا ہوں اور گواہوں نے گواہی دی کہ اسکو فلان بن فلان نے ودیعت رکھنے کو دیا ہے تو خصاف رح نے ذکر کیا کہ قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا اور قابض کے ذمہ سے جھگڑا دفع نہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر مدعی نے اقرار کیا کہ ایک شخص نے اسکو دی ہے اور مدعی اُسکو نہیں پہچانتا ہے تو ان دونوں میں خصومت نہوگی اسی طرح اگر قابض کے گواہوں نے گواہی دی کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ مدعا علیہ کو ایک شخص نے دی ہے کہ میں اسکو نہیں پہچانتا ہوں تو قاضی مدعا علیہ کو خصم قرار نہ دیگا یہ خزانۃ المفتیین میں ہے اور اگر گواہوں نے کہا کہ اسکو ایسے شخص نے ودیعت دی ہے کہ جسکو ہم تینوں طریقوں سے پہچانتے ہیں ولیکن ہم اُسکو نہ بتلاوینگے اور نہ گواہی دینگے تو خصومت دفع نہوگی اور اگر اس امر پر برہان لایا کہ مجھے ایک شخص معروف نے دی ہے ولیکن گواہوں نے دینے والے کی ملک ہونا صاف نہ بیان کیا تو خصومت دفع ہوجائیگی اور اگر گواہوں نے کہا کہ اسکو فلان شخص نے ودیعت دی ہے ولیکن ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہ چیز کس کی ہے یا یوں کہا کہ یہ چیز فلان شخص کے قبضہ میں تھی جو غائب ہے ولیکن یہ نہیں معلوم کہ اُسنے اس شخص کو دی ہے یا نہیں اور قابض نے کہا کہ اُسنے مجھے دی ہے تو خصومت دفع ہوجائیگی یہ وجیز کردری میں ہے۔ اگر مدعا علیہ کے گواہوں نے بیان کیا کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ یہ چیز فلان شخص غائب کی ہے اور مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت دی ہے یا گواہوں نے مدعی کے اس اقرار کی گواہی دی اور مدعا علیہ نے نہ کہا کہ

فلان غائب نے ودیعت دی ہی تو مشائخ نے کہا کہ خصومت اُس سے دفع ہوجائیگی اسی طرح اگر مدعی نے قاضی کے پاس اقرار کردیا کہ فلان غائب نے اسکو دی ہی تو قابض کے ذمہ سے خصومت دفع ہوجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ چیز فلان غائب کے ہاتھ مین تھی پھر مین نہین جانتا ہون کہ اُسنے اسکو دی ہی یا نہین اور قابض نے کہا کہ مجھے اُسی نے دی ہی تو ان دونون مین خصومت نہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ گواہون نے گواہی دی کہ مدعی نے اقرار کیا ہی کہ یہ چیز فلان غائب کی پاس تھی مین نہین جانتا ہون کہ اُسنے اسکو دی ہی یا نہین تو ان دونون مین خصومت نہوگی۔ اگر قابض کے گواہون نے گواہی دی کہ یہ باندی فلان غائب کی ہی اور یہ گواہی نہ دی کہ فلان شخص نے اس قابض کو ودیعت دی ہی تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا اور نہ خصومت اُس سے دفع ہوگی اور اگر مدعی نے بطور قابض کے گواہی دفع کرنے کے یہ گواہ سنائے کہ قابض نے اس باندی پر اپنی ملک ہونیکا دعوے کیا تھا تو قابض سے ودیعت رکھنے کے گواہ اصلا مقبول نہونگے یہ محیط مین ہی۔ اگر گواہون نے کہا کہ یہ گھر فلان غائب کا ہی اُسنے اس مدعا علیہ کو اسمین بسایا اور ہمکو گواہ کرلیا اور اُسروز یہ گھر اُس غائب کے قبضہ مین تھا یا کہا کہ مدعا علیہ کے قبضہ مین تھا یا کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ اُسروز یہ گھر کسکے قبضہ مین تھا لیکن ہم جانتے ہین کہ آج اس لینے والے کے قبضہ مین ہی یا بالکل اسکا ذکر نہ کیا کہ اُسروز گھر کسکے قبضہ مین تھا تو گواہی مقبول اور خصومت دفع ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی اور اگر گواہون نے کہا کہ گھر اُسروز کسی ثالث کے قبضہ مین تھا تو خصومت دفع نہوگی چنانچہ اگر یون کہین کہ فلان شخص نے اسکو بسایا ولیکن قبضہ اسکو کسی دوسرے نے دیا تو غیر مقبول ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مدعی برہان لایا کہ جسروز ان گواہون کو گواہ کیا تھا اُسدن یہ گھر لینے والے اور بسانے والے دونون کے سوائے تیسرے کے قبضہ مین تھا اور وہ فلان شخص ہی تو گواہی غیر مقبول ہی اور اگر یہ فلان شخص آیا اور مدعی نے اسطرح گواہ پیش کیے تو بھی غیر مقبول ہونگے اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ہی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک مقبول ہونگے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ آدھا گھر میرا ہی اور آدھا میرے پاس فلان شخص کی ودیعت ہی اور اسپر گواہ قائم کیے تو خصومت کل گھر سے دفع ہوجائیگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اگر قابض نے ودیعت کا دعوی کیا اور اسکا اثبات اُس سے ممکن نہوا یہانتک کہ قاضی نے مدعی کی ڈگری کردی تو اُسکا حکم نافذ ہوجائیگا پھر اسکے بعد اگر اُسنے ودیعت کے گواہ قائم کرنے چاہے تو مقبول نہونگے ولیکن اگر غائب حاضر ہوا تو وہ اپنی حجت پر باقی ہی اور اگر قابض نے ودیعت پر گواہ پیش نکیے یہانتک کہ خصم ٹھہرایا گیا اور مدعی نے ایک گواہ سنایا یا دونون سنائے مگر قاضی نے ہنوز حکم نہین دیا پھر قابض نے اپنے دعوے کے گواہ پائے تو مقبول ہونگے کیونکہ حکم قضا سے پہلے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ شخص مدعا علیہ مخاصم نہین ہی کذا فی جامع الاسبیجابی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعوی کیا اور قابض نے کہا کہ فلان نے مجھے ودیعت رکھنے کو دیا ہی پس مدعی نے کہا کہ فلان شخص نے تیرے پاس ودیعت رکھا تھا ولیکن پھر اُسنے تجھے ہبہ کردیا یا تیرے ہاتھ فروخت کردیا تو قاضی مدعا علیہ سے قسم لیگا کہ اُسنے مجھے ہبہ نہین کیا اور نہ میرے ہاتھ بیع کیا پس اگر قسم سے باز رہا تو خصم قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مدعی نے گواہ سنائے کہ فلان شخص نے اسکے ہاتھ فروخت کردیا ہی تو مقبول ہونگے اور مدعا علیہ خصم ٹھہرایا جائیگا اور اگر مدعا علیہ نے ودیعت کا دعوے کیا اور مدعی نے اُسکی قسم طلب کی تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ واللہ

میرے پاس فلان شخص نے ودیعت رکھا ہی اور قسم قطعی لیجائیگی نہ علم پر اگرچہ یہ قسم فعل غیر پر ہی ولیکن اوس فعل کا تمام ہونا اِسکے فعل سے ہی یعنی قبول کرنا پس قطعی قسم لیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص کے پاس کسی کی ودیعت ہی اسکے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ مین ودیعت وصول کرنے کے واسطے مودع کا وکیل ہون اور اسکے گواہ قائم کیے اور مستودع نے گواہ سنائے کہ صاحب ودیعت نے اسکو وکالت سے برطرف کر دیا ہی تو گواہی مقبول ہوگی اسی طرح اگر اِس امر کے گواہ قائم کیے کہ وکیل کے گواہ غلام ہین تو بھی مقبول ہونگے یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے دوسرے پر ایک گھر کا دعوی کیا قابض نے کہا کہ میرے پاس یہ فلان شخص کی ودیعت ہی اور اسکے گواہ سنا دیے حتے کہ خصومت اُس سے دفع ہوگئی پھر غائب حاضر ہوا اور اِس شخص نے ودیعت اُسکے سپرد کردی پھر مدعی نے دوبارہ اپنا دعوے پیش کیا اُسنے یہی جواب دیا کہ یہ میرے قبضہ مین بھی فلان شخص کی ودیعت ہی اور گواہ قائم کیے تو مثل پہلے شخص کے اِس شخص سے بھی خصومت دفع ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعوی کیا اور قابض نے اقرار کیا کہ یہ مدعی کا تھا پھر اِسکے بعد کہا کہ یہ مجھے فلان شخص نے ودیعت رکھنے کو دیا ہی یا اِسکے برعکس کہا یعنے پہلے ودیعت رکھنے کو کہا پھر دوبارہ اقرار کیا پس اگر ودیعت رکھنے کے گواہ قائم کیے تو خصومت اُس سے دفع ہوجائیگی اور اگر اُسکے پاس گواہ نہوں پس اگر پہلے مدعی کے واسطے اقرار کیا ہی پھر ودیعت رکھنے کا دعوے کیا تو مدعی کو دینے کا حکم دیا جائیگا پس اگر غائب حاضر ہوا اور اُسکی تصدیق کی تو مدعی کے ہاتھ سے گھر نہ نکالا جائیگا کیونکہ اُسکا حق سابق ہی ولیکن مقرلہ سے کہا جائیگا کہ اِس امر کے گواہ لاوے کہ تمام گھر اُسکا ہی اور اگر پہلے ودیعت رکھنے کا دعوی کیا اور پھر اقرار کیا تو گھر مدعی کے سپرد کرنیکا حکم دیا جائیگا کیونکہ مدعی کا حق ثابت ہوا اور غائب کا حق موہوم ہی کیونکہ مدعی کی اُسنے تصدیق کی اور شاید غائب اُسکی تکذیب کرے اور تکذیب کی صورت مین غائب کا حق ثابت نہوگا اور اگر قابض نے ودیعت رکھنے پر گواہ قائم نکیے ولیکن قاضی کو معلوم ہوا کہ غائب نے اِسکے پاس ودیعت رکھا ہی تو دونون مین خصومت نہ قرار دیگا ایسا ہی اگر مدعی نے اِسکا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر قاضی کو یہ معلوم ہوا کہ یہ مدعی کا ہی اور قابض نے گواہ دیے کہ فلان غائب نے میرے پاس ودیعت رکھا ہی تو اِن دونون مین خصومت نہوگی یہانتک کہ غائب حاضر ہو اور اگر قاضی کو معلوم ہوا کہ غائب نے اِس مدعی سے غصب کر لیا ہی اور قابض جسکے پاس ودیعت رکھا ہی تو قابض سے لیکر مدعی کے سپرد کردیگا اور باب الیمین مین مذکور ہی کہ اگر قابض نے کہا کہ میرے پاس غائب نے ودیعت رکھا ہی اور اُسکے پاس گواہ نہین ہین تو قسم لیجائیگی اگر اُسنے قسم کھالی تو بری ہوگیا اور اگر نکول کیا تو دعوے لازم ہوگا اور اگر پہلا مقرلہ آیا تو وہ مدعی سے لے سکتا ہی پھر دوسرے مقرلہ سے کہا جائیگا کہ تو پہلے مقرلہ پر نالش کر سکتا ہی اگر اُسنے گواہ قائم کیے تو لے لیگا اور اگر گواہ نہوے تو قسم لیجائیگی اگر پہلا مقرلہ قسم کھا گیا تو بری ہوگیا اور اگر نکول کیا تو اُسکے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے یہ گھر غائب سے خریدا ہی تو خصم قرار دیگا یہ ہدایہ مین ہی - ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ گھر پر ملک مطلق کا دعوی کیا یا ایک سال سے خریدنے کا دعوی کیا یا شفعہ کا دعوی کیا پس قابض نے کہا کہ یہ گھر میرا تھا مین نے اِسکو فلان شخص کے ہاتھ فروخت یا ہبہ کرکے اِسکے سپرد کردیا پھر اُسنے میرے پاس ودیعت رکھا ہی تو وہ خصومت سے بری نہوگا ولیکن اگر مدعی اُسکی تصدیق کرے تو بری ہوگا یا قاضی کو یہ بات معلوم ہوجاوے کہ یہ شخص سچ کہتا ہی تو خصومت اُس سے

جا

[illegible]

دفع ہو جائیگی پس اگر ہمین سے کوئی بات نہو و لیکن قابض نے بیع کے گواہ سنائے تو مقبول نہونگے پس اگر اسپر ڈگری ہوگئی پھر غائب آیا اور قابض سے خریدنے کے اپنے گواہ لایا تو مقبول نہونگے اور اگر ملک مطلق کے گواہ لایا تو مقبول ہونگے اور اگر غائب نے مدعی کی ڈگری ہونے سے پہلے ملک مطلق کے گواہ دیئے تو وہ مدعی کے ساتھ شامل دو مدعیون کے ہوگیا کہ دونوں نے گواہ قائم کیے پھر اگر غائب نے قابض سے ایک مدت سے خریدنیکا دعوی کیا تو مدعی کی گواہی کے ابطال کے واسطے مقبول ہونگے اور مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر تجھے منظور ہو تو مقرلہ پر اپنے گواہ دوبارہ پیش کر اور اگر مدعی نے کہا کہ یہ فلان شخص کے ہاتھ مین تھا و لیکن مجھے معلوم نہین ہے کہ اُسنے اسکو دیا ہے یا نہین اور قابض نے کہا کہ مجھے فلان شخص نے دیا ہے تو ان دونوں مین خصومت نہوگی کذا فی الکافی ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ غلام پر اپنے ملک ہونیکا دعوے کیا پس اُس سے گواہ طلب کیے گئے پس جب دونوں مدعی و مدعا علیہ قاضی کے پاس سے چلے گئے تو قابض نے غلام کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور باہم قبضہ ہوگیا پھر مشتری نے بائع کے پاس ودیعت رکھا اور غائب ہوگیا پھر مدعی گواہ لایا پس اگر قاضی کو قابض کی یہ حرکت معلوم ہوگئی یا مدعی نے اسکا اقرار کر دیا تو قابض پر مدعی کے گواہوں کی سماعت نہوگی۔ اگر قاضی کو علم نہوا اور نہ مدعی نے اسکا اقرار کیا تو مدعی کے گواہوں کی سماعت ہوگی اور اگر قابض نے اپنے اس فعل کے گواہ سنائے تو مسموع نہونگے و لیکن اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے اسکا اقرار کیا ہے تو سماعت ہوگی اور قابض سے خصومت دفع کیجائیگی۔ اور ہبہ کے ساتھ اگر قبضہ ہوگیا اور صدقہ اسباب مین بمنزلہ بیع کے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اگر ایک گھر پر دعوے کیا اور ایک گواہ سنایا پھر دونوں قاضی کے پاس سے چلے گئے پھر دیر کے بعد قاضی کے پاس آئے اور مدعی دوسرا گواہ لایا اور قابض نے اس امر کے گواہ دیئے کہ قاضی کے پاس سے اٹھکر مین نے یہ گھر فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا یا ہبہ کر دیا اور اسکے سپرد کر دیا ہے پس اگر مدعی نے اسکا اقرار کیا یا قاضی اس سے آگاہ ہوا یا قابض کے گواہوں نے گواہی دی کہ مدعی نے اسکا اقرار کیا ہے تو ان دونوں مین خصومت نہوگی اور اگر ہمین سے کوئی بات نہو اور قابض نے اپنے فعل کے گواہ دیئے تو قاضی سماعت نہ کریگا اور خصومت اس سے دفع نہوگی۔ اور اگر مدعی نے دعوے کے وقت دونوں گواہ قائم کیے اور انکی تعدیل ہوگئی پھر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دونوں قاضی کے پاس سے اُٹھے پھر دیر کے بعد قاضی کے پاس جاکر قابض نے دعوے کیا کہ مین نے یہ گھر قاضی کے پاس سے جاکر فلان شخص کے ہاتھ فروخت یا ہبہ کرکے اُسکے سپرد کر دیا پھر اُسنے میرے پاس ودیعت رکھا ہے اور غائب ہوگیا ہے پس مدعی نے اسکا اقرار کیا یا قاضی کو اسکا علم ہوا تو قابض سے خصومت دفع نہوگی یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کی مقبوضہ غلام پر دعوے کیا اور گواہ قائم کر دیے اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے اسکو فلان شخص غائب کے ہاتھ فروخت کیا ہے تو اسکا دعوے باطل ہوگیا اسی طرح اگر کہا کہ فلان شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور فلان نے میرے ہاتھ فروخت کیا اور فلان کا اسکے ہاتھ بیع کرنا اس سے ثابت نہو سکا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الخلاصہ۔ اگر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ اسنے اقرار کیا ہے کہ مین نے فلان کے ہاتھ فروخت کیا یا یہ فلان شخص کی ملک ہے تو مقبول ہونگے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص کے دار مقبوضہ پر ایک شخص نے دعوی کیا اور مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے کے دفعیہ مین کہا کہ مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا اور تو نے اس بیع کی اجازت دی ہے تو یہ مدعا علیہ کی ملک کا اقرار نہین ہے اور نہ اس سے مدعی کا دعوے

دفع ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے اگر کسی نے ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر اپنے ملک ہونیکا دعوے کیا اور گواہ قائم کیے پس قابض نے گواہ سنائے کہ یہ دار فلاں غائب کا ہے اُسنے مدعی سے خریدا ہے اور مجھے اسکا وکیل کیا ہے تو منتقی میں مذکور ہے کہ قابض کی گواہی مقبول ہوگی اور وہ وکیل قرار دیا جائیگا اور اُس سے خصومت دفع کیجائیگی اور غائب کے ذمہ خریداری لازم کیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہے کہ اُسنے خریدا ہے اور شفیع نے شفعہ طلب کیا پس مشتری نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کے واسطے خریدا ہے اور گواہ قائم کیے اور اس امر کے گواہ دیے کہ فلاں شخص نے مجھے اُسکے خریدنے کے واسطے ایک سال سے وکیل کیا ہے تو فرمایا کہ میں اُسکے گواہوں کی گواہی قبول کرونگا یہ محیط میں ہے - اگر کسی مال معین کے تلف ہونے کے بعد اُسمیں دعوے واقع ہوا اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ چیز میری پاس ودیعت یا رہن تھی یا بطور مضاربت یا شرکت کے تھی تو مدعا علیہ کی گواہی قبول نہوگی پھر جب مدعا علیہ پر مدعی کے واسطے قیمت کی ڈگری کردیگئی اور اُسنے قیمت لے لی پھر جب غائب حاضر ہوا اور مدعا علیہ کے قول کی تصدیق کی تو ودیعت اور رہن و اجارہ و مضاربت و شرکت کی صورت میں جو مدعا علیہ نے ضمان دیا ہے وہ غائب سے لیگا اور عاریت و غصب و سرقہ کی صورت میں نہیں لے سکتا ہے اور اگر غائب نے قابض کے اقرار کے کہ مجھے ان وجوہات مذکورہ سے پہونچی ہے تکذیب کی تو قابض اُس غائب سے کچھ نہیں لے سکتا ہے تا وقتیکہ اجارہ یا ودیعت یا رہن یا شرکت یا مضاربت میں سے جسکا دعوی کیا ہے اُسکے گواہ قائم نہ کرے - اور اگر غلام بھاگ گیا پھر مدعی نے اُس شخص پر جسکے ہاتھ سے بھاگا ہے دعوے کیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے ان وجوہ مذکورہ سے اپنے قبضہ میں ہونیکا دعوی کیا تو اسکا حکم مثل مال معین تلف ہوجانے کے حکم کے ہے - پھر اگر غلام لوٹ کر آگیا تو ودیعت و رہن و اجارہ و شرکت و مضاربت کی صورت میں غائب کی ملک میں واپس آویگا اور چوری و غصب و عاریت کی صورت میں اُس شخص کی ملک میں آویگا جسکے قبضہ میں تھا کیونکہ ڈانڈ اُسپر مقصود نہیں ہے کذا فی خزانۃ المفتین اور اگر غلام قائم ہو اور اُسکی ایک آنکھ جاتی رہی اور اُسکا ارش لے لیا اور گواہ قائم کیے کہ فلاں شخص نے میرے پاس ودیعت رکھا ہے تو غلام اور ارش میں خصومت نہیں ہوسکتی ہے کذا فی الکافی - اور اگر باندی تھی وہ بچہ جنی پھر وہ مرگئی پھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میری باندی ہے میری ملک میں جنی ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ قبل بچہ جننے کے میرے پاس فلاں غائب نے ودیعت رکھی ہے تو مدعی کے واسطے باندی کی قیمت کی ڈگری کیجائیگی اور بچہ کی بابت کچھ حکم نہوگا یہانتک کہ غائب حاضر ہو یہ محیط سرخسی میں ہے - ایک شخص کے غلام مقبوضہ پر دعوے کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ غلام فلاں شخص کی طرف سے میرے پاس ودیعت ہے پس مدعی نے کہا کہ غلام مجھے دے اور اُس شخص کو حاضر کر تا کہ میں اُسپر گواہ پیش کروں پس غلام دیدیا اور فلاں شخص کو بلانے گیا پس غلام مدعی کے قبضہ میں مرگیا پھر وہ شخص غائب آیا اور گواہ لایا کہ غلام میرا ہے میں نے قابض کے پاس ودیعت رکھا تھا اور مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے تو غائب کی گواہی معتبر ہوگی اور اگر غلام زندہ ہوتا تو مدعی کو حکم کیا جاتا کہ غلام اس غائب کے سپرد کرے پھر اُسپر گواہ قائم کرے یہ محیط میں ہے - ایک شخص کے ہاتھ میں ایک باندی تھی اُسکو ایک غلام نے قتل کیا پس اُسکے عوض دیا گیا اور ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ باندی میری تھی اور قابض نے ودیعت کے گواہ سنائے تو مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر تو غلام طلب کرتا ہے تو تجھکو حق خصومت نہیں ہے اور اگر قیمت مانگتا ہے

یعنی اس مدعا علیہ کے ساتھ [illegible] ۱۲

تو خصومت کرسکتا ہی یہ کافی مین ہی- اگر قاضی نے قابض پر باندی کی قیمت کی ڈگری کر دی اور مدعی نے قابض سے وصول کر لی پھر غائب آیا اور اُسنے ودیعت کا اقرار کیا تو غلام قابض سے لے لیگا اور قابض غائب سے وہ مال لے لیگا جو اُسنے مدعی کو ڈانڈ دیا ہو یعنی باندی کی قیمت - اور اگر باندی کو غلام نے قتل نہین کیا بلکہ اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا اور غلام اُسکے عوض دیدیا گیا تو جبتک غائب حاضر نہو قابض و مدعی مین خصومت نہو گی نہ غلام مین اور نہ باندی مین یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر قابض پر اُسکے فعل کا دعوی کیا مثلاً یون کہا کہ تو نے میرے پاس سے باندی غصب کر لی یا مین نے تجھے اجارہ پر دی یا ہبہ کی ہی اور قابض نے کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت رکھنے کو دی ہی یا عاریت دی ہی یا مثل اسکے کوئی امر بیان کیا اور اسپر گواہ قائم کیے تو خصومت اُس سے دفع نہو گی پس اگر غائب حاضر ہوا اور اُسنے اس امر پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی- اسی طرح اگر قابض نے گواہ اپنے دعوے پر نہ قائم کیے اور یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہو گا کذا فی المحیط - ایک شخص نے ایک دار پر اپنی ملک کا دعوے کیا اور کہا کہ قابض نے میرے قبضہ سے غصب کر لیا ہی اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میرے باپ کا ہی میرے پاس ودیعت ہی تو خصومت اُس سے دفع نہو گی پس اگر مدعی نے اپنے گواہ قائم کیے اور پھر مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ دیے کہ یہ میرے باپ کا ہی اُسنے مدعی سے خریدا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ مدعا علیہ کے گواہ قبول نہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اگر مدعی نے کہا کہ تو نے میرے پاس سے چرا لیا ہی یا اُسنے چرا لیا ہی تو بھی خصومت دفع نہو گی اگرچہ قابض نے ودیعت پر گواہ دیے ہون پھر اگر اُسپر ڈگری کر دی گئی اور غائب حاضر ہوا اور اپنی ملک پر گواہ لایا تو مقبول ہونگے یہ کافی مین ہی اور جس صورت مین کہ مدعی نے کہا کہ اُسنے میرے پاس سے چرائی ہی تو قیاس یہ چاہتا ہی کہ قابض سے خصومت دفع ہو جاوے بشرطیکہ اپنے دعوے پر گواہ قائم کرے اور یہی قول امام محمد رہ کا ہی اور استحساناً دفع نہو گی اور یہی قول امام اعظم رہ و امام ابو یوسف رہ کا ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اگر مال معین کا دعوی کیا اور کہا کہ اُسنے غصب کر لیا یا میرے پاس سے لے لیا ہی اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ میرے پاس فلان غائب کی طرف سے پہونچا ہی تو بالاجماع خصومت دفع ہو جاویگی یہ فصول عمادیہ مین ہی- ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہی اُسنے گواہ سنائے کہ مین اسی قابض کا غلام تھا اُسنے مجھے آزاد کر دیا ہی اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ فلان شخص کا غلام ہی اُسنے میرے پاس ودیعت رکھا ہی تو قاضی غلام کی آزادی کا حکم دیگا اور مدعا علیہ سے اس گواہی قائم کرنے سے جو اُسنے قائم کی ہی خصومت دفع نہو گی یہ ذخیرہ مین ہی پھر اگر مدعا علیہ پر ڈگری ہو گئی پھر غائب آیا اور دعوی کیا تو التفات نہ کیا جائیگا کیونکہ قضا دونون پر نافذ ہو گئی کذا فی الکافی و المحیطین ذخیرہ کے دعوے العتق مین لکھا ہی کہ ایک غلام نے ایک شخص پر دعوی کیا کہ مین اسکی ملک تھا اُسنے مجھے آزاد کر دیا ہی پس مالک نے کہا کہ مین نے جسوقت اُسکو آزاد کیا اُسوقت یہ میری ملک نہ تھا کیونکہ مین نے اسکو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا پھر اُس سے خرید لیا ہو اور آزاد کرنے سے پہلے بیع کرنے کے گواہ قائم کر دیے تو گواہی مقبول نہو گی اور اگر یون جھگڑا پیش ہوا کہ مالک نے کہا کہ مین نے خریدنے سے پہلے تجھے آزاد کر دیا ہی اور غلام نے کہا کہ نہین بعد خریدنے کے آزاد کیا ہی تو غلام کا قول مقبول ہو گا یہ محیط مین ہی- اگر قابض پر ایسے فعل کا دعوے کیا کہ جسکے احکام پورے نہین ہوئے ہین مثلاً اُس سے ہزار درم مین خریدنیکا دعوی کیا اور درم دیدیا اور قبضہ کر لینا بیان نہ کیا پس قابض نے گواہ دیے کہ یہ فلان غائب کا ہی مجھے اُسنے ودیعت دیا ہی یا مین نے غصب کر لیا ہی

تو بالاتفاق خصومت اُس سے دفع نہوگی اور اگر ایسے عقد کا دعوے کیا کہ جسکے احکام پورے ہو چکے ہین مثلاً خرید کے دعوے مین دام دیدینا اور مبیع پر قبضہ کرلینا بیان کردیا پھر مدعا علیہ نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام فلان غائب کا ہو اُسنے مجھے ودیعت دیا ہو تو اسمین اختلاف ہو بعض نے کہا کہ خصومت دفع ہو جائیگی اور یہی صحیح ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر دعوے کیا کہ مین نے اسکو قابض سے خریدا ہو اور گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیے کہ مجھے فلان شخص نے ودیعت دیا ہو تو خصومت اُس سے دفع ہوگی پھر اگر قاضی نے ہنوز مدعی کی ڈگری نہ کی تھی کہ مدعا علیہ کا مقرلہ یعنی غائب حاضر ہوا اور قابض کی تصدیق کی تو قاضی غلام اُسکو دلوادیگا پھر اُسپر مدعی کی ڈگری کردیگا اور مدعی سے دوبارہ گواہ پیش نہ کرائیگا کہ مقرلہ پر دوبارہ پیش کرے اور اگر مالک غلام نے اُسکے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو مین نے اسکو ودیعت دیا تھا یا ودیعت دینا نہ کہا تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور مدعی کے گواہ باطل ہو جائینگے۔ پس اگر مالک غلام نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہو اور مدعی نے مالک غلام پر گواہ قائم کیے کہ یہ غلام قابض کا تھا مین نے اُس سے اُتنے کو خریدا اور دام دے دیے ہین پس اگر مالک غلام کی ڈگری ہونے کے بعد مدعی نے یہ گواہ پیش کیے تو مقبول نہونگے اور اگر ڈگری ہونے سے پہلے پیش کیے تو مقبول ہونگے یہ خلاصہ مین ہو اگر مدعی خرید نے قابض سے خریدنے پر ایک گواہ پیش کیا اور قابض نے اقرار کیا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہو اُسنے مجھے ودیعت دیا ہو پھر ہنوز مدعی نے دوسرا گواہ قائم نہ کیا تھا کہ فلان شخص غائب حاضر ہوا اور اُسنے قابض کی تصدیق کی اور قاضی نے قابض کو حکم دیا کہ غائب کے سپرد کردے پھر مدعی نے خرید کرنیکا دوسرا گواہ قائم کیا تو اُسکی ڈگری کردیجائیگی اور فلان شخص پر پہلا گواہ دوبارہ پیش کرنے کی تکلیف اُسکو نہ دیجائیگی اور اس صورت مین جسپر ڈگری ہوئی وہ قابض ہوگا نہ یہ شخص غائب جو حاضر ہوا ہو یہ محیط مین ہو۔ مدعی خرید نے اگر قابض پر گواہ نہ قائم کیے یہانتک کہ قابض نے اقرار کیا کہ یہ فلان غائب کا ہو پھر مقرلہ حاضر ہوا اور اُسکے قول کی تصدیق کی اور غلام اُسکو دلایا گیا پھر خرید کے مدعی نے مقرلہ پر گواہ قائم کیے اور ڈگری ہوگئی تو اس صورت مین جسپر ڈگری ہوئی وہ وہ مقرلہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہو ایک شخص نے ایک شخص پر ایک کپڑے کا جو اُسکے ہاتھ مین ہو دعوی کیا کہ یہ میرا ہو میرے پاس سے فلان غائب نے چرالیا ہو اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ میرے پاس فلان غائب کی ودیعت ہو تو قابض سے خصومت دفع نہوگی اور مدعی کی ڈگری کردیجائیگی اور یہ حکم استحساناً ہو یہ ذخیرہ مین ہو ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ کپڑے پر دعوی کیا کہ یہ میرا کپڑا ہو مجھسے فلان غائب نے غصب کرلیا ہو اور اسپر گواہ پیش کیے اور قابض نے کہا کہ میرے پاس اسی فلان غائب نے ودیعت رکھا ہو تو ان دونون مین خصومت نہوگی اگرچہ قابض نے اپنے پاس ودیعت ہونے کے گواہ نہ پیش کیے ہون یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین نے یہ غلام فلان شخص سے خریدا ہو اور قابض نے کہا کہ مجھے اسی فلان شخص نے ودیعت دیا ہو تو صرف اُسکے قول سے بدون گواہون کے خصومت دفع ہوگئی ولیکن اگر مدعی گواہ لاوے کہ اُس فلان شخص نے مجھے اسکے وصول کرنیکا وکیل کیا ہو تو ہوسکتا ہو پس اگر مدعی نے قابض سے ودیعت رکھنے پر قسم طلب کی تو قطعی قسم لیجائیگی اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے فلان شخص کے وکیل نے ودیعت دیا ہو تو بدون گواہون کے اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ کافی مین ہو۔ اگر گواہون نے گواہی دی کہ عمرو نے یہ باندی اسکے پاس ودیعت رکھی ہو اور کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ عمرو کو کس نے دی ہو

[illegible]

اور قابض نے کہا کہ باندی عبد اللہ نے دی ہے تو مدعی و مدعا علیہ میں خصومت نہوگی اور قابض پر قسم نہ آویگی اور اگر گواہوں نے کہا کہ باندی عبد اللہ نے عمرو کو دی ولیکن ہم نہیں جانتے ہیں کہ اس قابض کو کس نے دی ہے اور قابض نے کہا کہ مجھے عمرو نے دی ہے تو خصومت دفع نہوگی پس اگر اُسنے کہا کہ مدعی سے قسم لیجاوے کہ مجھے عمرو نے نہیں دی ہے تو علم پر قسم لیجاویگی اور اگر مدعی نے درخواست کی کہ مدعا علیہ سے قسم لیجاوے کہ عمرو اسکو نہ دی ہو تو اُس سے قطعی قسم لیجاویگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر غلام نے گواہ قائم کیے کہ فلاں شخص نے مجھے آزاد کر دیا ہے اور قابض نے کہا کہ مجھے کہ اسی شخص مذکور نے ودیعت رکھنے کو یہ غلام دیا ہے تو مقبول ہونگے اور غلام کی گواہی باطل ہو جائیگی اور قیاساً غلام و قابض کے درمیان حیلولہ نہ کیجائیگی اور استحساناً فرق کیا جائیگا اور غلام سے اُسکے نفس کا کفیل لیا جائیگا تاکہ بھاگ نجاوے اور جب غائب حاضر ہوا اور غلام نے دوبارہ اُسپر گواہ پیش کیے تو آزاد ہو جائیگا ورنہ وہ غلام کا غلام رہیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اسی طرح اگر قابض نے گواہ سنائے کہ مجھے فلاں دوسرے شخص نے ودیعت رکھنے کو دیا ہے تو بھی وہی حکم ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر غلام نے دعوے کیا کہ میں اصلی آزاد ہوں تو غلام کا قول معتبر ہوگا پس اگر قابض نے گواہ پیش کیے کہ یہ مملوک ہے اور فلاں شخص نے میرے پاس ودیعت رکھا ہے تو مقبول ہونگے اور اگر فقط ودیعت رکھنے کے گواہ سنائے تو مقبول نہونگے بخلاف گھر کی صورت کے کہ اگر ایسا اختلاف ہو تو اسکے برخلاف حکم ہے اور اگر قابض نے مملوک ہونے اور ودیعت رکھنے کے گواہ دیے اور غلام نے اصلی آزاد ہونے کے گواہ دیے تو غلام سے کفیل لیکر دونوں میں بیچ جدائی کر دیجاویگی یہ کافی میں ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہے پس ایک شخص نے دعوی کیا کہ اسنے میرے ولی کو خطا سے قتل کیا ہے اور قابض نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام فلاں شخص کا ہے اُسنے مجھے ودیعت دیا ہے تو خصومت اس سے دفع ہو جائیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر ایک شخص پر دعوے کیا کہ میں نے تجھ سے یہ غلام اتنے داموں کو خریدا ہے اور بائع بیع سے انکار کرتا ہے پس مدعی نے خرید پر گواہ قائم کیے پس بائع نے دفعیہ میں کہا کہ تو نے یہ غلام بسبب عیب کے مجھے واپس کر دیا اور اسپر گواہ قائم کیے تو ایسا دفعیہ اسکی طرف سے صحیح ہے اور اسکے گواہوں کی سماعت ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اسنے میرے ہاتھ یہ باندی فروخت کی اُسنے کہا میں نے تیرے ہاتھ ہرگز نہیں فروخت کی پس مشتری نے خریدنے کے گواہ قائم کیے پھر اُسکی ایک اُنگلی زائد پائی اور واپس کرنا چاہی پس بائع نے گواہ قائم کیے کہ میں نے تمام عیب سے برارت کر لی ہے تو بائع کے گواہ مقبول ہونگے اور خصاف رح نے آخر ادب القاضی میں یہ مسئلہ ذکر کرکے کہا کہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک مقبول ہونگے کذا فی شرح الجامع للصدر الشہید۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک محدود چیز ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا اور کہا کہ یہ میری ملک ہے میرے باپ نے تیرے ہاتھ میرے بالغ ہونے کی حالت میں فروخت کی ہے اور قابض نے کہا کہ تیری نابالغی کی حالت میں فروخت کی ہے تو مدعی کا قول معتبر ہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے اپنے سے ایک گھر خریدا اور اسکے گواہ کر لیے اور لڑکا بالغ ہوا اُسکو نہیں معلوم کہ باپ نے کیا کیا ہے پھر باپ نے یہ گھر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکے سپرد کر دیا پھر اس لڑکے نے یہ گھر مشتری سے کرایہ پر لیا پھر اُسکو معلوم ہوا کہ باپ نے میرے واسطے خریدا تھا پس مشتری پر ملک کا دعوی کیا اور کہا کہ میرے باپ نے میری نابالغی میں میرے واسطے یہ گھر اپنے سے خرید دیا تھا اور یہ میری ملک ہے اور اسکے گواہ سنا دیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا دعوے

یعنی خود بائع ہوا اور میری طرف سے بطریق نیابت و ولایت کے مشتری ہوا پس وہی بائع و مشتری ہوا ۱۲ م

دلوتا ہو کہ تو نے مجھسے کرایہ پر لیا ہو اور تیرا مجھسے کرایہ پر لینا یہ اس امر کا اقرار ہو کہ گھر تیرا نہین ہو پھر اپنی ملک ہونیکا دعوی کرنا تناقض ہو پس یہ مسئلہ ایسا ہو کہ فتوے کے واسطے پیش ہوا تھا اور ایسا واقعہ واقع ہوا تھا پس جواب مفتیون کے باہم مختلف ہوئے اور صحیح یہ ہو کہ استفسار سے مدعی کا دعوی دفع نہوگا اور دعوے صحیح ہو اگرچہ تناقض ثابت ہوتا ہو مگر ایسی چیز مین تناقض ہو کہ جسمین خفا ہو کذا فی الذخیرہ - ایک گھر پر بسبب فلان شخص سے خریدنے کے ملک کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے بھی اسی فلان شخص سے خریدا ہو اور گواہ قائم کیے ولیکن مدعی کی تاریخ خرید اُس سے سابق ہو پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا دعوے باطل ہو کیونکہ جس تاریخ تو نے خریدنیکا دعوی کیا ہو اُسوقت یہ فلان شخص کے پاس رہن تھا اور وہ تیرے خریدنے پر راضی نہین ہوا اور نہ اجازت دی اور میرا خریدنا صحیح ہوا اسلیے کہ اسکے بعد جب فک رہن ہو گیا تب مین نے خریدا ہو اور گواہ قائم کیے تو یہ دفعیہ صحیح نہین ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو - اگر مدعی نے کہا کہ یہ مال معین فلان شخص کا ہو اُسنے اسقدر درمون کو میرے پاس رہن کیا اور مین نے اُسپر قبضہ کر لیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اُس سے اسکو خریدا ہو اور دام دیے ہین تو یہ اس دعوے رہن کا دفعیہ ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - مجموع النوازل مین ہو - کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اُسنے مجھسے باندی خریدی اور وہ ایسی ایسی تھی اتنے دامون کو خریدی اور اُسپر قبضہ کیا اور اُسکو ہلاک کر دیا اور اُسپر دام ادا کردینا واجب ہین اور یہ اقرار کر چکا ہو اور گواہون نے مدعا علیہ پر اُسکے انکار کے بعد ایسی ہی گواہی دی پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ تو جھوٹا ہو کہ ہلاک کرنیکا دعوے کرتا ہو حالانکہ وہ باندی زندہ فلان شہر مین فلان شخص کے پاس موجود ہو اور گواہ قائم کیے کہ انھون نے گواہی دی کہ ہم نے اُس باندی کو زندہ فلان شہر مین موجود دیکھا ہو تو فرمایا کہ اس سے دفعیہ نہین ہو سکتا ہو یہ ذخیرہ مین ہو - ایک شخص نے دوسرے پر نسبت ایک دار کی جو اُسکے قبضہ مین ہو بشرائط خرید خریدنیکا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے کے دفعیہ مین کہا کہ مین نے اس دار کو اس مدعی سے خریدا تھا پس مدعی نے اسکے دفعیہ مین بیان کیا کہ جو بیع میرے اور اسکے درمیان قرار پائی تھی ہم نے اُسکا اقالہ کر لیا تو یہ دفعیہ صحیح ہو - اسی طرح اگر مدعی نے ابتدا سے مدعا علیہ قابض پر ملک مطلق کا دعوے کیا اور باقی مسئلہ کی یہی صورت ہوئی تو بھی دفعیہ صحیح ہو اور اسی طرح اگر مدعی نے مدعا علیہ کے جواب مین کہا کہ تو نے اقرار کیا ہو کہ تو نے مجھسے نہین خریدا تو بھی دفعیہ صحیح ہو کذا فی المحیط - ایک شخص نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر اپنی ملک کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے مدعی سے خریدا ہو اور میرے پاس اسکے گواہ موجود ہین تو امام محمد رحنے استحسانًا فرمایا کہ مدعا علیہ کے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا اور کفیل لے لیا جائیگا اور تین دن کی مہلت دیجائیگی پس اگر مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو خیر ورنہ حکم اُسپر دیدیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - ایک شخص کی دار مقبوضہ پر دعوی کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ تو نے اس سے پہلے اقرار کیا ہو کہ تو نے دار میرے ہاتھ فروخت کیا ہو اور مدعی سے قسم لینے کا قصد کیا تو اُسکو اختیار ہو اور اگر مدعی کے اس اقرار پر گواہ دیے تو بھی مقبول ہونگے اور دعوی مدعی مندفع ہوگا یہ ذخیرہ مین ہو - ایک دار پر دعوے کیا کہ یہ میری ملک ہو کیونکہ مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہو پس قابض نے کہا کہ نہین میری ملک ہو کیونکہ مین نے بھی اُسی سے خریدا ہو پس مدعی نے کہا کہ تم دونون کی بیع فسخ ہو گئی تھی پھر مین نے اسکے بعد خریدا ہو اور گواہ قائم کیے

یعنی فلان بائع و قابض کے درمیان جو بیع واقع ہوئی تھی ۱۲ م

توسماعت ہوگی اور اگر یہ دعوے مال منقول مین ہو تو بعد بیع کے فسخ ہونے کے دوسری بیع کے واسطے قبضہ شرط ہے۔ اگر ایک مال معین کا جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے دعوی کیا کہ مین نے سات روز ہوئے کہ فلان شخص سے خریدا ہے اور قابض نے کہا کہ میری ملک ہے مین نے دس روز ہوئے کہ جب سے اسی شخص سے جس سے مدعی خریدنیکا دعوے کرتا ہے خریدا ہے اور گواہ قائم کیے تو یہ چیز معین اُس شخص کی ہوگی جسکی تاریخ سابق ہو اور اگر پچھلی تاریخ والے نے اُس سے کہا کہ تیری بیع بطور تلجیہ تھی اور میری بیع بعد اُسکے صحیح ہے اور دوسرا اس سے انکار کرتا ہے تو اُسکو قسم لینے کا اختیار ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص برہان لایا کہ یہ چیز میرے باپ سے مجھے میراث ملی ہے پس مطلوب برہان لایا کہ اسکے باپ نے زندگی مین اقرار کیا کہ اُسکا اسمین کچھ حق نہین ہے یا مدعی سے اس اقرار کے گواہ لایا کہ اسنے اپنے باپ کی زندگی یا موت کے بعد اقرار کیا کہ یہ چیز میرے باپ کی نہ تھی تو مدعی کا دعوی و برہان باطل ہوگی اسی طرح اگر مطلوب نے برہان پیش کی کہ مدعی نے قبل اپنے دعوے کے اقرار کیا کہ یہ اُسکی نہین ہے یا اُسکی نہ تھی یا اقرار کیا کہ اُسکا اسمین کچھ حق نہین ہے یا کبھی اُسکا حق نہ تھا اور وہان اُس چیز کا مدعی موجود ہے تو مدعی کی گواہی باطل ہوگی اور اگر وہان کوئی دعویدار نہو تو باطل نہو گی یہ وجیز کردری مین ہے ایک دار پر اپنے باپ سے میراث پہونچنے کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرے باپ نے اپنی زندگی اور صحت مین فلان شخص کے ہاتھ اسکو بیچا ہے اور مین نے اسی شخص سے خریدا ہے اور گواہ قائم کیے تو بعض مشائخ نے کہا کہ صحیح ہے اور یہی اصح ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے دار مقبوضہ پر میراث یا ہبہ کی وجہ سے دعوی کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ اسطرح کیا کہ مین نے اسکو مدعی سے خرید لیا ہے اور مدعی نے اسطور سے دفعیہ کیا کہ ہم نے اقالہ کر لیا ہے تو دفعیہ کا دفعیہ صحیح ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک دار ہے اُسپر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ اُسکا باپ مرگیا اور یہ دار اُسکے واسطے میراث چھوڑا ہے اور گواہ قائم کیے انھون نے گواہی دی کہ اس مدعی کا باپ مرا در حالیکہ یہ گھر اُسکے قبضہ مین تھا پھر اس مدعا علیہ نے اُسکی وفات کے بعد اُسکے ترکہ سے لے لیا یا اُسکی زندگی مین لے لیا اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ وارث یا اُسکے باپ نے اقرار کیا کہ یہ دار اُسکا نہین ہے تو قاضی حکم دیگا کہ گھر اس وارث کو دیا جاوے یہ محیط مین ہے قال المترجم عفا اللہ تعالے عنہ اس مسئلہ مین گواہون نے مدعی کے باپ کے موت کے وقت خالی اسکا قبضہ بیان کیا اور ملک نہین کہی لہذا وارث کو دلانا شاید قبضہ کا حکم ہوگا نہ ملک کا واللہ اعلم ایک شخص کے قبضہ مین ایک چیز معین ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرے باپ کی تھی اسنے انتقال کیا اور میرے واسطے میراث چھوڑی اور قابض نے کہا کہ تیرے باپ نے مجھے ودیعت دیا ہے اور مین نہین جانتا ہون کہ تیرا باپ مرگیا یا نہین تو منتقی مین مذکور ہے کہ خصومت دفع نہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین ایک شخص نے دوسرے پر زمین کا دعوے کیا اور یون کہا کہ یہ زمین فلان شخص کی تھی وہ مرگیا اور میری فلان بہن کے واسطے میراث چھوڑی پھر وہ بہن میری مرگئی اور مین اُسکا وارث ہون اور گواہ قائم کیے تو سماعت ہوگی پس اگر مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ فلان عورت اُس شخص مورث سے پہلے مرگئی ہے تو دفعیہ صحیح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے عورت نے اپنے شوہر کے وارثون پر میراث اور مہر کا دعوے کیا پس وارثون نے اُسکے دعوے

کے دفعیہ مین کہا کہ ہمارے باپ نے اپنی موت سے دو برس پہلے اسکو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور عورت نے اُنکے دفعیہ مین کہا کہ شوہر نے اپنی مرض الموت مین اقرار کیا ہے کہ مین اُسپر حلال ہون تو یہ دفعیہ صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک عورت نے ایک شخص کے بیٹے پر دعوے کیا کہ مین اسکے باپ کی جورو تھی اُسکے مرتے دم تک اُسکے نکاح مین رہی اور میراث طلب کی اور بیٹے نے انکار کیا پس عورت نے اپنے نکاح کے گواہ قائم کیے پھر لڑکے نے گواہ قائم کیے کہ میرے باپ نے اسکو تین طلاق دیدی تھین اور اُسکے مرنے سے پہلے اُسکی عدت گذر گئی تو اسمین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ بیٹے کی گواہی مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ غیر شخص پر دعوی کیا کہ میرے باپ کا اسپر اسقدر مال تھا اُسنے اسمین سے کچھ نہین لیا اور مرگیا اور یہ سب مال میری میراث مین آیا کیونکہ میرے سوا اُسکا کوئی وارث نہین ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ قرضہ جسکا تو دعوی کرتا ہے مجھپر تیرے باپ کا فلان شخص کی طرف سے کفالت کرنے کی وجہ سے تھا اور فلان شخص نے تیرے باپ کی زندگی مین تمام قرض اُسکو ادا کردیا اور مدعی نے تصدیق کی کہ قرضہ فلان شخص کی طرف سے کفالت کرنے کی وجہ سے تھا ولیکن فلان شخص کے قرض ادا کردینے سے انکار کیا پس مدعا علیہ نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے، تو یہ دفعیہ صحیح ہے اسی طرح اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے تیرے باپ نے اپنی زندگی مین کفالت سے باہر کردیا تھا یا تو نے اُسکے مرنے کے بعد مجھے کفالت سے خارج کیا اور اس قول پر گواہ لایا تو مدعی کا دعوی دفع ہوگا یہ محیط مین ہے۔ دوسرے شخص پر دعوی کیا کہ میرے باپ کا تجھپر اس قدر مال تھا اُسنے اسمین سے کچھ وصول نہین کیا تھا کہ مرگیا اور یہ سب مجھے میراث مین ملا اسواسطے کہ میرے باپ کا سوائے میرے کوئی وارث نہین ہے اور مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ تیرے باپ نے اپنی زندگی مین فلان شخص کو مجھپر اُترا دیا تھا اور مین نے حوالہ قبول کرلیا اور جو کچھ مجھپر تھا وہ مین نے محتال لہ کو دیدیا اور محتال لہ نے اس سب کی تصدیق کی تو خصومت دفع نہوگی جبتک حوالہ کے گواہ قائم نہ کرے پھر جب گواہ قائم کرنے کے دعوی وخصومت دفع ہوجائیگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر کسی قدر دینار کا دعوے کیا اسوجہ سے کہ میرے باپ نے تجھے اجارہ مین یہ مال دیا تھا پھر اجارہ فسخ ہوگیا اور میرے باپ نے تجھسے مال وصول نہین کیا اور مرگیا و مجھے میراث ملا ہے پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ تو نے اپنے باپ کی موت کے بعد اقرار کیا ہے کہ تیرے باپ نے مجھسے یہ مال وصول کرلیا ہے اور گواہ قائم کیے پس گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہے کہ میرے باپ نے یہ مال بھر پایا ولیکن بعد موت کے یہ اقرار کرنا بیان نہ کیا تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اپنی جورو کے ترکہ سے میراث کا دعوی کیا اور کہا کہ اپنے مرتے دم تک وہ میری جورو تھی اور عورت کے وارث نے اس امر کے گواہ سنائے کہ مدعی نے یون کہا کہ اگر یہ عورت جو مرگئی میری جورو ہوتی تو مین اسکا وارث ہوتا تو یہ دفعیہ صحیح ہے اور اگر وارثون نے یون کہا کہ اسنے اس عورت کو طلاق دیدی تھی تو دفعیہ صحیح نہین ہے کیونکہ احتمال ہے کہ طلاق رجعی ہو اور رجعی طلاق سے زوجیت قطع نہین ہوتی ہے پس وارث ہوسکتا ہے یہ وجیز کردری وخلاصہ مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر مہر مقرر کا دعوی کیا اور شوہر نے دفعیہ مین کہا کہ اس عورت نے اقرار کیا ہے کہ نکاح بدون مہر کے واقع ہوا تو دفعیہ صحیح ہے کذا فی الخلاصہ قلت لانہا ادعت المہر المسمے۔ ایک شخص کے باپ کی جورو کے قبضہ

اور اگر مطلقاً مہر کا دعوے کرتی تو صحیح نہوتا فافہم ۱۲م

مین ایک گھر ہو اُسپر دعوی کیا کہ یہ میری باپ کا ترکہ ہو اور عورت نے کہا کہ یہ تیرے باپ کا ترکہ ہو ولیکن قاضی نے میرے ہاتھ بعوض میرے مہر کے فروخت کیا ہو اور تو نابالغ تھا تو یہ دفعیہ صحیح ہو بشرطیکہ گواہوں سے یہ امر ثابت ہو یہ محیط مین ہو ایک شخص مرگیا اور مال اور ایک بیٹی چھوڑی پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ وہ اُسکا غلام تھا اُسے اُسنے آزاد کر دیا تھا پس میت کی ولاء اُسکو پہونچتی ہو اور بیٹی گواہ لائی کہ یہ شخص اصلی آزاد ہو تو ولاء الاصل مین مذکور ہو کہ لڑکی کی گواہی مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص مرگیا اور دو نابالغ لڑکے چھوڑے اور ہر لڑکے کا قیم علیحدہ ہو اور ایک قیم کے قبضہ مین ایک گھر ہو کہ اُسکے زعم مین یہ گھر اُس نابالغ کا ہو جو اُسکی ولایت مین ہو۔ اُسپر دوسرے نابالغ کے قیم نے دعوی کیا کہ یہ دار جو تیرے قبضہ مین ہو اُسکا آدھا اس نابالغ کا ہو جسکا مین قیم ہوں بسبب اسکے کہ یہ سب گھر ان دونو نابالغوں کے باپ کا تھا وہ مرگیا اور دونوں کے واسطے میراث چھوڑا ہو پس تو آدھا میرے حوالہ کر تا کہ مین اپنے نابالغ کی طرف سے اُسکی حفاظت کروں پس قیم مدعا علیہ نے گواہ پیش کیے کہ ان دونوں نابالغوں کے باپ نے اپنی زندگی مین اقرار کیا کہ یہ گھر سب اسی نابالغ کی ملک ہو جسکا مین متولی ہوں تو مدعی کا دعوی دفع ہو جائیگا پھر اگر مدعی قیم نے دفعیہ مین اس امر کے گواہ پیش کیے کہ تو نے اس سے پہلے آدھے گھر کا اپنے نابالغ کے واسطے بسبب میراث کے دعوی کیا تھا اور اب تمام گھر کا اُسکے واسطے اور وجہ سے دعوی کرتا ہو تو بسبب تناقض کے مدعا علیہ قیم کا دعوی دفع ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ نجم الدین نسفی رح سے دریافت کیا گیا کہ چچازاد اولاد نے عصبہ ہونے کی جہت سے کسی میت کی میراث کا دعوی کیا اور دادا تک نام بنام نسب ذکر کرکے اسکے گواہ پیش کیے اور نسب و میراث کے منکر نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ میت کا دادا فلاں شخص ہو علاوہ اُسکے جسکو مدعی نے ثابت کیا ہو تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر مدعی کی گواہی پر حکم قاضی ہو چکا ہو تو نافذ ہو جائیگا اور مدعی کی گواہی باطل ہوگی اور نہ دعوی دفع ہوگا اور اگر حکم نہیں ہوا ہو تو بسبب تعارض کے قاضی کسی گواہی پر فیصلہ نہ کریگا یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص نے میت کی میراث کا دعوی کیا اور بیان کیا کہ مدعی میت کے باپ کی طرف سے چچا کا بیٹا ہو اور جد اعلے تک نام نسبی ذکر کیے پس مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مدعی کا باپ اپنی زندگی مین کہتا تھا کہ مین فلاں شخص کا ماں کی طرف سے بھائی ہوں نہ باپ کی طرف سے تو مدعا علیہ کی گواہی مقبول نہوگی ولیکن اگر مدعا علیہ اس امر کے گواہ قائم کرے کہ کسی قاضی نے ماں کا نسب سوائے اُس شخص کے جسکو مدعی کہتا ہو دوسرے سے ثبوت کا حکم کیا ہو تو حکم اسکے برخلاف ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو ایک شخص نے کسی دار پر اپنے باپ سے ارث پہونچنے کی وجہ سے دعوی کیا پھر کسی قدر مال معین پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے دعوی کیا کہ میرے بائع نے یہ گھر تیرے باپ سے خریدا ہو تو سماعت نہوگی یہ خلاصہ مین ہو۔ ایک انگور کا باغ جو ایک شخص کے قبضہ مین ہو اُسپر دعوی کیا کہ یہ میری ماں کو میرے نانا سے میراث پہونچا ہو اور کہا کہ میرا نام محمد ہو اور میری ماں کا نام حرہ ہو اور اُسکا باپ محمد بن الحارث بن سالع ہو پس مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ پہلے اس سے مدعی کہتا تھا کہ مین عائشہ بنت علی بن الحسین کا بیٹا ہوں تو شمس الاسلام اوزجندی ایسے مسائل مین یہ فتوے دیتے تھے کہ اس سے مدعی کا دعوی مندفع نہوگا اور مدعا علیہ کی گواہی اُسکے دعوے پر غیر مقبول ہوگی اور انکے زمانہ کے بعض مشائخ نے انکی تبعیت کی ہو اور ایسا ہی ظہیر الدین مرغینانی فتوے دیتے تھے اور یہی ہمارے نزدیک صواب ہو یہ فصول عمادیہ و محیط و ذخیرہ مین ہو اور علے ہذا اگر کسی

شخص نے دعوی کیا کہ میرے باپ علی بن قاسم بن محمد کا تجھپر اس قدر مال تھا اور اُسنے اُسمین سے کچھ نہین وصول کیا اور مرگیا اور جو کچھ تجھپر تھا وہ سب مجھے میراث پہونچا اور مدعا علیہ نے کہا کہ تو جھوٹا ہی تیرے زعم مین قاسم کا باپ محمد ہی اور درحقیقت قاسم کا باپ احمد ہی تو یہ مدعی کے دعوے کا دفعیہ نہوگا اور اسی کو شمس الاسلام اور اُنکے زمانہ کے بعض مشائخ نے اختیار کیا ہی اور یہ مسئلہ واقعہ فتوے ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اپنے بھائی پر ایک گھر کی نسبت جو اُسکے قبضہ مین ہی شرکت میراث پدری کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور کہا کہ میرے باپ کا اس گھر مین کچھ حق نہ تھا پھر مدعا علیہ نے دعوی کیا کہ مین نے یہ گھر اپنے باپ سے خریدا ہی یا یہ دعوی کیا کہ باپ نے یہ گھر میری ملک ہونیکا اقرار کیا ہی تو اُسکا دعوی صحیح ہی اور گواہی مسموع ہی اور اگر کہا کہ یہ میرے باپ کا کبھی نہ تھا یا کبھی اُسکا اسمین حق نہ تھا تو پھر اُسکا دعوی کہ مین نے اپنے باپ سے خریدا ہی مسموع نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر دعوی کیا کہ یہ میرے باپ کی میراث ہی پس مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے کے دفعیہ مین کہا کہ مین نے تیری نابالغی مین باطلاق قاضی اسکو خریدا ہی تو یہ دفعیہ صحیح ہی بشرطیکہ یہ ثابت ہوجاوے کہ یہ بیع نابالغ کی ضرورت یا میت کے قرض ادا کرنے کے واسطے تھی یہ محیط مین ہی - ایک گھر پر دعوے کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تیری نابالغی مین یہ گھر تیرے وصی سے اسقدر داموں کو خریدا ہی اور وصی کا نام نہ لیا یا فلان شخص نے تیری نابالغی مین باطلاق قاضی میرے ہاتھ فروخت کیا ہی اور قاضی کا نام نہ لیا تو اُسکی دفعیہ ہونے مین مشائخ کا اختلاف ہی اور اگر قاضی یا وصی کا نام لے لیا تو بالاتفاق دفعیہ صحیح ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر مدعی نے میراث کے دعوے مین کہا کہ میرے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہی اور مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا بھائی اور بہن موجود ہی اور تو نے کہا کہ میرے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہی تو قاضی شمس الاسلام اوزجندی کا فتوی منقول ہی کہ اگر مدعی نے اسکا اقرار کیا تو دعوی اور گواہی دونون باطل ہوگئی اور اگر مدعا علیہ نے اسکو گواہون سے ثابت کرنا چاہا تو گواہون کی سماعت نہوگی اور کتاب الجنایات مین مذکور ہی کہ سماعت ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی فتاوائے رشید الدین مین مذکور ہی کہ ایک گھر پر اپنے باپ سے میراث پانے کی وجہ سے ملک کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ تیرے باپ نے اپنی زندگی مین اقرار کیا تھا کہ یہ گھر میری یعنی مدعا علیہ کی ملک ہی تو اس دفعیہ کی سماعت ہوگی پس اگر مدعی نے گواہ دیے کہ تو نے اقرار کیا ہی کہ یہ گھر تیرے باپ کی ملک اور اُسکا حق ہی تو اس دفعیہ کی بھی سماعت ہوگی اور دونون دفعیے جب معارض ٹھہرے تو میراث کی گواہی بلا معارض قبول ہوگی اور اگر مدعا علیہ نے مورث کے اقرار مین تاریخ کا ذکر کیا اور مدعی نے مدعا علیہ کے اقرار مین تاریخ کا ذکر نہین کیا تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی ایک شخص نے ایک محدود پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا کہ یہ محدود مجھے اور میرے فلان بھائی کو جو غائب ہی باپ کے ترکہ سے میراث پہونچی ہی پس مدعا علیہ نے مدعی کے دفعیہ مین کہا کہ تیرے مورث فلان شخص نے اپنی زندگی مین اقرار کیا تھا کہ یہ میری یعنی مدعا علیہ کی ملک ہی تو بعض نے کہا کہ یہ دفعیہ صحیح ہی اور یہی اصح ہی یہ ذخیرہ مین ہی - پھر اگر مدعی کا بھائی غائب آیا اور جو دفعیہ مدعا علیہ نے پیش کیا تھا اُسکو اسطور سے دفع کیا کہ مدعا علیہ نے ہمارے باپ کے مرنے کے بعد اقرار کیا ہی کہ یہ شی محدود ہمارے باپ کا ترکہ ہی تو یہ مدعا علیہ کے دعوے کا دفعیہ ہی - اور اگر مدعا علیہ نے ابتدا سے مورث کا اقرار اپنے ملک ہونیکا دعوی نہ کیا بلکہ یہ دعوی کیا کہ وارث نے یہ محدود میری ملک ہونیکا اقرار

کیا ہی تو اسکے حکم مین بھی اختلاف ہی بعض مشائخ کے نزدیک یہ دفعیہ ہی اور بعضون نے کہا کہ اسمین تفصیل ضرور ہی یعنی اگر یون کہا کہ تونے میری ملک ہونیکا اقرار کیا اور مین نے تیری تصدیق کی تو دفعیہ صحیح ہی اور اگر یہ کہا کہ مین نے تیری تصدیق کی تو دفع صحیح نہین ہی پھر اگر دوسرا بھائی غائب آیا اور دعوی کیا کہ مدعا علیہ نے ہمارے باپ کے مرنے کے بعد اقرار کیا کہ یہ شی محدود ہمارے باپ کا ترکہ ہی تو اس دفعیہ کی سماعت نہو گی یہ محیط مین ہی ایک عورت نے دعوی کیا کہ مین اس میت کی بیٹی ہون مجھے اسکے ترکہ مین سے اسقدر پہونچتا ہی پس میت کے وارثون نے کہا کہ تو جھوٹی ہی تونے میت کے مرنے کے بعد اقرار کیا کہ (بندہ این مردہ بودم وے مرا آزاد کردہ است) تو یہ دفعیہ صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- ایک شخص کے قبضہ مین ایک زمین ہی اُسپر ایک شخص نے دعوے کیا کہ تونے مجھسے یہ زمین خریدی ہی اور مین اسکی بیع اور سپرد کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور اسپر گواہ قائم کرکے زمین واپس لینی چاہی پس مدعا علیہ نے کہا کہ بات یہی تھی جو تونے کہی ولیکن جب یہ اکراہ وزبردستی دور ہوگئی تو تونے یہ مبیع میرے ہاتھ اسقدر درامون کو خوشی و رضامندی سے فروخت کردی اور اسپر گواہ قائم کیے تو قاضی مدعا علیہ کے گواہون پر ڈگری کردیگا اور مدعی کا دعوی دفع ہوجائیگا یہانتک کہ وہ واپس نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی- ایک شخص نے دوسرے پر ایک زمین کا دعوی کیا کہ مین نے اس سے خریدی ہی اور آخر دعوے مین کہا کہ ایسا ہی مدعا علیہ نے میرے ہاتھ فروخت کرنیکا اقرار کیا ہی اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مین اس اقرار بیع مین مجبور کیا گیا تھا تو یہ دفعیہ صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی- اور ایسا ہی امام ظہیر الدین مرغینانی فتوے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسمین احتمال ہی کہ خوشی سے اُسنے بیع کی ہو اور بیع کے اقرار مین مجبور کیا گیا ہو اور مجبوری اگر بیع کے اقرار مین ہو تو اس سے خوشی سے بیع مین کچھ خلل نہین آتا ہی حتے کہ اگر اُسنے بیع اور اقرار دونون مین مجبور کیے جانے کے گواہ دیے تو قبول ہونگے اور دفعیہ صحیح ہوگا یہ محیط مین ہی- اگر مجبوری سے بیع و سپرد کرنیکا دعوی کیا پس مشتری نے اُسکے دفعیہ مین کہا کہ تونے مجھسے دام خوشی سے لے لیے یا یہ مین زبردستی واکراہ کا دعوی کیا ہی موہوب لہ نے کہا کہ تونے عوض ہبہ مجھسے بخوشی لے لیا تو دفعیہ صحیح ہی کذا فی الذخیرہ مجمع النوازل مین ہی کہ شیخ الاسلام عطا بن حمزہ سُغدی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر یہ بات ثابت کی کہ تونے خوشی سے میرے واسطے اسقدر مال میری ملک ہونیکا اقرار کیا ہی اور مدعا علیہ نے اسکے دفعیہ مین گواہ دیے کہ مین نے مجبوری سے اقرار کیا تھا تو شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ دفعیہ صحیح ہی اور مجبوری کے گواہون کا قبول ہونا اولی ہی یہ محیط مین ایک شخص نے دوسرے پر قرض کا دعوی کیا پھر کہا کہ ایسا ہی مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی اور مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے مجبوری سے اقرار کیا تو یہ دفعیہ صحیح ہی اور مجبور کرنے والے کا نام و نسب ذکر کرنا شرط نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی اگر خوشی سے اقرار کرنیکا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ اس تاریخ میرا اقرار مجبوری سے تھا تو مدعا علیہ کی گواہی مقبول ہو گی اور اگر دونون نے تاریخ نہ لکھی یا لکھی مگر دونون مین تفاوت ہی تو مدعی کی گواہی مقبول ہو گی یہ تاتارخانیہ مین ناصری سے منقول ہی ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی بسبب اسکے کیا کہ اُسنے فلان شخص کی طرف سے اُسکے حکم سے یا بلاحکم کفالت کی تھی دعوی کیا پھر اصیل آیا اور دعوی کیا کہ یہ مال مجھپر واجب نہین ہی کیونکہ مین اس مال کے اقرار کرنے پر مجبور کیا گیا تھا تو اس دفعیہ کی سماعت نہو گی ولیکن اگر کفیل نے دعوی کیا کہ اصیل نے یہ مال ادا کر دیا یا مدعی نے اسکو بری کر دیا ہی تو یہ دفعیہ صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ کی طرف سے ایک شخص نے کفالت کر لی پھر کفیل نے

گواہ سنائے کہ جن ہزار درم کا مکفول عنہ پر دعوی کیا تھا وہ شراب کے دام ہین تو قبول ہونگے اور اگر اسکے گواہ پیش کئے کہ مکفول لہ نے ایسا اقرار کیا ہی حالانکہ وہ انکار کرتا ہی تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر طالب سے قسم لینی چاہی تو التفات نہ کیا جائیگا اور کفیل نے اگر مال ادا کر دیا پھر مکفول عنہ سے لینا چاہا اور طالب غائب ہو اور مکفول عنہ نے کہا کہ یہ مال قمار یا شراب کے دام یا مردار کے دام یا مانند اسکے تھا اور کفیل پر اسکے گواہ قائم کرنے چاہے تو گواہی قبول نہوگی اور کفیل کو مال ادا کردینے کا حکم مطلوب کو دیا جائیگا اور اس سے کہا جائیگا کہ اپنے خصم کو تلاش کر اور اس سے تدارک کرلیں اگر طالب کفیل سے مال لینے سے پہلے حاضر ہوا اور قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ یہ مال شراب کے دام یا اسکے مثل تھا تو کفیل و اصیل دونوں بری ہوجائینگے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر مدعا علیہ نے قرض کے دعوے مین کہا کہ مین دفعیہ پیش کرونگا پس قاضی نے کہا کہ دفع یا تو ابراء سے ہوتا ہی یا ایفاء سے تو اسمین سے کسکا دعوی کرتا ہی اُسنے کہا کہ دونوں کا تو شیخ نجم الدین نسفی رہ سے منقول ہی کہ اسمین تناقض نہین ہو لیکن بشرطیکہ توفیق کی وجہ بیان کردے اور وجہ توفیق کی یہ ہی کہ یون کہے کہ تھوڑا مین نے ادا کیا اور تھوڑا اُسنے مجھے معاف کردیا یا یون کہے کہ مین نے اسکو سب ادا کر دیا تھا پس یہ انکار کر گیا تو مین نے سفارش اُٹھوائی پس اسنے مجھے بری کر دیا یا یون کہے کہ اسنے مجھے بری کر دیا تھا پھر انکار کر گیا تو مین نے اسکو ادا کر دیا اور بعض نے کہا کہ اسمین تناقض نہین ہی دعوی باطل نہوگا اگرچہ توفیق نہ بیان کرے کذا فی الذخیرہ۔ اگر عورت نے شوہر کے وارثون پر مہر مسمے کا دعوی کیا اور گواہ پیش کیے اور وارثون نے اُسکے دفعیہ مین کہا کہ تو نے اقرار کیا تھا کہ نکاح بلا تقرر مہر ہوا تھا اور مہر مثل واجب ہوا اور اب تو مہر مسمے کا دعوی کرتی ہی ان دونوں مین تناقض ہی تو بعض مشائخ نے کہا کہ یہ دفع صحیح نہین ہی اور یہی اصح ہی یہ محیط مین ہی فتاوے رشید الدین مین ہی کہ شوہر کے وارثون پر عورت نے مہر کا دعوے کیا اور وارثون نے اصل نکاح سے انکار کے بعد خلع واقع ہونیکا دعوی کیا تو سماعت نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا کچھ مجھپر نہ تھا یا تیری کوئی چیز مجھپر نہین تھی پس مدعی نے مال پر گواہ دیے پھر مدعا علیہ نے ابراء یا ایفاء کا دعوی کیا تو سماعت ہوگی پس اگر اسکے گواہ دیے تو ثبوت ہوجائیگا اور اگر یون کہا کہ تیرا کبھی کچھ مجھپر نہ تھا اور مین تجھے نہین پہچانتا ہون اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہی تو اس دفعیہ کی سماعت نہوگی اور قدوری نے ہمارے اصحاب سے روایت کیا کہ سماعت ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر قرض کا دعوے کیا پس مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پس مدعی نے گواہ قائم کیے کہ تو نے مجھسے اس مال کے واسطے دس روز کی مہلت لی تھی اور یہ امر تیرے طرف سے اس مال کا اقرار ہی اور مدعا علیہ نے کہا کہ تو نے بیس روز ہوئے کہ مجھے اس مال سے بری کر دیا ہی اور اسپر گواہ قائم کیے تو یہ دفعیہ نہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دس دینار کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے دفع کیا کہ اُسنے کہا کہ (مرا جز سہ دینار در خواست نیست) تو اس دفعیہ کی سماعت نہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر سو درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تجھے اسمین سے پچاس درم دیدیے ہین تو یہ دفعیہ نہوگا جبتک گواہ گواہی نہ دین کہ اسنے یہ پچاس درم دیے ہین یا ادا کر دیے ہین یہ جواہر الفتاوے مین ہی۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ جس مال کا تو مجھپر دعوے کرتا ہی وہ مال قمار یا ثمن شراب ہی تو سماعت ہوگی اور اگر گواہ دیے تو مقبول ہونگے یہ خلاصہ مین ہی۔ کسی دوسرے پر کسی قدر دینار یا درمون کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے ادا کر دینے کا دعوے کیا اور گواہ لایا کہ جنھون نے یہ گواہی دی کہ اس مدعا علیہ

مدعی کو اس اسقدر درم دیے ہین ولیکن یہ ہمین نہین معلوم کہ کس وجہ سے دیے ہین تو ہمارے بعض مشائخ سے روایت ہی کہ اس سے مدعی کا دعوی دفع ہو گا اور قاضی اسکو قبول کریگا اور یہی اشبہ واقرب الی الصواب ہی یہ محیط مین ہی ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تجھے سمرقند کے بازار مین ادا کر دیے ہین اور جب اس سے گواہ طلب ہوئے تو اُسنے کہا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین پھر بعد اسکے کہا کہ مین نے فلان گانوَن مین ادا کیے ہین اور اسکے گواہ سنائے تو مقبول ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ کیا کہ مدعی نے مجھے اس دعوے سے بری کیا ہی اور اسکے گواہ دیے پھر مدعی نے دوبارہ دعوی کیا کہ اسنے میرے بری کر دینے کے بعد پھر مال کا اقرار کیا ہی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر مدعا علیہ نے یون کہا کہ تو نے مجھے اس دعوے سے بری کیا اور مین نے تیری برارت کرنے کو قبول کیا یا تصدیق کی تو پھر مدعی سے دفع الدفع صحیح نہین ہی یعنی دوبارہ مدعا علیہ کے اقرار کا دعوی صحیح نہین ہی اور اگر مدعا علیہ نے یہ نہین کہا کہ مین نے برارت قبول کر لی تھی تو مدعی سے دوبارہ دعوی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - ایک شخص پر گواہ پیش کیے کہ مین نے اسکو دس درم دیے تھے اُسنے کہا کہ اسواسطے دیے تھے کہ مین فلان شخص کو دیدون پس مین نے فلان شخص کو دیدیے تو یہ دفعیہ صحیح ہی - یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص نے دوسرے پر پچاس دینار کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ مدعی نے اقرار کیا ہی کہ مدعا علیہ نے ہر دینار کے عوض پچاس عدالی کے حساب سے عدالی دیے لیکن مین نے خط بعوض دیناروں کے لے لیا تو دفعیہ صحیح ہی اسی طرح اگر کہا کہ مجھے تو نے تمام دعووں سے فلان سنہ مین بری کر دیا ہی تو بھی دفعیہ صحیح ہی یہ محیط مین ہی - ایک ترکہ مین قرضہ کا دعوے کیا پس وارث نے کہا کہ اسنے کچھ ترکہ نہین چھوڑا ہی پس مدعی برہان لایا کہ فلان مال معین ترکہ کے اموال معینہ مین سے اسکے قبضہ مین ہی پس وارث نے برہان پیش کی کہ میرے باپ نے اسکو فلان شخص غائب کے ہاتھ فروخت کر دیا ہی تو دفعیہ صحیح ہی اگرچہ مشتری کا نام ونسب ذکر نہ کیا ہو یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص نے میت کے ترکہ مین دعوی کیا اور گواہ قائم کیے پھر جبکہ گواہ قائم کیے تھے اُسکے سوائے دوسرے وارث نے مدعی سے بعض دعوی پر صلح کر لی مثلاً دعوی سو دینار کا تھا اور صلح بیس دینار پر ہوئی پھر جب بدل صلح کا مطالبہ کیا تو اُسنے کہا کہ مین گواہ دیتا ہون کہ میرے مورث نے تجھے وہ مال ادا کر دیا ہی پس تیرا دعوی صحیح نہین باطل ہی پس اگر دفعیہ کا مدعی سوائے اس شخص کے ہی جس نے صلح ٹھہرائی تھی تو سماعت ہوگی اور اگر وہی ہی جس نے صلح کی تھی تو سماعت نہوگی یہ خلاصہ مین ہی - ایک شخص وصی میت کو لایا اور دعوی کیا کہ میرے پچاس درم میت پر ہین اور میت نے اپنی زندگی مین میرے پچاس درم قرض لازم ہونیکا اقرار کیا تھا پس وصی میت نے اس امر کے گواہ دیے کہ مدعی نے اقرار کیا کہ میرے پچاس درم میت پر اس سبب سے ہین کہ مین نے اسکے ہاتھ اپنے سو درم جو کسی شخص ثالث پر تھے فروخت کیے تھے تو وصی کی برہان قبول ہوگی اور یہ دعوی مدعی کا دفعیہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ تیرے باپ نے میرے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہی اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پس مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ دیے پس مدعی علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ میرے باپ نے اپنی زندگی مین اس وصیت سے رجوع کیا یا یون کہا کہ میرے باپ نے اپنی زندگی مین کہا کہ مین نے ہر وصیت سے جو مین نے وصیت کی تھی رجوع کر لیا

تو بعض مشائخ نے کہا کہ اسکی سماعت ہوگی اور یہی صحیح ہی اسی طرح اگر اس امر کے گواہ دیے کہ میرے باپ نے زندگی مین اس وصیت سے انکار کیا ہی تو موافق روایت مبسوط کے یہ دفعیہ ہی اور جامع مین مذکور ہی کہ وصیت کا انکار کرنا وصیت سے رجوع کرنا نہین ہوتا ہی پس بعض مشائخ نے کہا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور بعض نے کہا کہ جو جامع مین مذکور ہی وہ قیاس ہی اور روایت مبسوط کی استحسان ہی یہ محیط مین ہی- ترکہ میت مین اپنے نابالغ کے واسطے تہائی مال کی وصیت کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے پس قاضی نے میت کے وارثون پر ڈگری کر دی پھر وارثون نے بطریق دفع کے مدعی پر گواہ قائم کیے کہ اسنے حکم قاضی سے پہلے اقرار کیا ہی کہ میت پر اسقدر قرض ہی کہ تمام ترکہ کو گھیرے ہوے ہی تو یہ دفعیہ صحیح ہی اور قاضی کا حکم و فرمان باطل ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی- ایک شخص نے اپنے لڑکے کے دو لڑکون کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی اور ایک بالغ ہی اور دوسرا نابالغ ہی اور دونون کا باپ زندہ ہی پھر وصیت کرنے والا مر گیا پس نابالغ کے باپ نے وارث موصی پر دعوی کیا کہ میت نے اسکے واسطے وصیت کی ہی اور بالغ نے خود وصیت کا دعوی کیا اور وارث نے دونون کی وصیت سے انکار کیا اور دونون کے دعوے کے دفعیہ مین کہا کہ اس بالغ نے میت کے مرنے کے بعد اقرار کیا ہی کہ میت نے کچھ وصیت نہین کی اسی طرح اس نابالغ کے باپ نے اقرار کیا ہی کہ میت نے میرے نابالغ کے واسطے کچھ وصیت نہین کی تھی پس بعض نے فرمایا کہ یہ بالکل دفعیہ نہین ہی اور یہی اظہر و اشبہ بالفقہ ہی یہ محیط مین ہی- اگر کسی چوپایہ پر بسبب نتاج کے دعوے کیا یعنی یہ میری ملک مین بچہ پیدا ہوا ہی پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ تو جھوٹا ہی اسلیے کہ تو نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہی تو یہ دعوی مدعی کا دفعیہ ہی کذا فی الذخیرہ- ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ مین نے فلان شخص سے فلان محدود اجارہ طویلہ پر کرایہ لی اور اسپر قبضہ کر لیا اور حدود بیان کر دیے اور بعد قبض کے مدعا علیہ کے ہاتھ بالمقطعہ اجارہ پر دی اور شرائط ذکر کیے اور اس سے مال اجارہ کے درخواست کی پس مستاجر مدعا علیہ نے دفع کیا کہ مین نے یہ محدود دوسرے سے بخیار خریدی ہی اور مدت گذرنے کی وجہ سے بیع نافذ ہو گئی اور اجرت ساقط ہو گئی تو کرایہ پر دینے والے کی غیبت مین یہ دفعیہ صحیح نہین ہی یہی مختار ہی کذا فی الخلاصۃ- تاک انگور کے دعوے مین اگر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مین نے مدعی کو اس باغ مین کام کرنے کے واسطے مزدور کیا تھا تو دفعیہ صحیح ہی اور یہ مدعی کی طرف سے اقرار ہوگا کہ میری ملک یہ تاک نہین اسی طرح اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے یہ گھر مجھسے کرایہ لیا یا یہ زمین کھیتی کے واسطے لی اور گواہ قائم کیے کہ اسنے کہا کہ (اینخانہ رابمن اجارہ دہ تا بگیرم) یا اسنے کہا کہ (این زمین رابمن برزگری دہ) تو یہ دفعیہ ہو سکتا اور یہ اس بات کا اقرار ہوگا کہ اسمین مدعی کی کچھ ملک نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی- ابن سماعہ رحمہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے مجھسے اسقدر مال لے لیا ہی اور اسکو اس طرح بیان کیا کہ شناخت ہو گئی پس مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ مدعی نے اقرار کیا ہی کہ یہ مال مجھسے فلان شخص دوسرے نے یعنی سواے مدعا علیہ کے کسی نے لے لیا ہی اور مدعی اس سے انکار کرتا ہی تو یہ دعوی مدعی کا ابطال نہین ہی اور نہ اسکے گواہون کا اکذاب ہی اور اگر مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ دیے کہ اس مدعی نے اقرار کیا ہی کہ فلان وکیل مدعا علیہ نے مجھسے یہ مال لیا ہی تو یہ دعوی مدعی کا ابطال اور اسکے گواہون کا اکذاب ہی مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین وکیل سے مراد وہ وکیل ہی جو موکل صاحب قدرت کی طرف سے نہو ورنہ اگر موکل صاحب قدرت ہی تو ضمان مال موکل پر آویگی اور وہی مدعا علیہ ہی پس وکالت سے مراد امر ہی نہ حقیقت وکالت

کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میری باندی کے پیٹ مین مارا اور وہ اس ضرب سے مر گئی پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ وہ باندی بعد مارنے کے بازار کی طرف نکلی تھی تو دفعیہ صحیح نہین ہے ہان اگر یہ امر گواہون سے ثابت کیا کہ بعد مارنے کے وہ صحت پا گئی تھی تو صحیح ہے اور اگر اسنے اسکے صحت پانے کے اور اسنے بعد ضرب کے مرجانے کے گواہ قائم کیے تو گواہان صحت کا قبول ہونا اولی ہے کذا فی الخلاصہ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرے باپ کو لات ماری اور وہ اس سے مر گیا اور اسکے گواہ سنائے اور ضارب نے گواہ سنائے کہ وہ اس ضرب سے اچھا ہو گیا تھا تو یہ دعوی مدعی کا دفعیہ صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ اسمین تفصیل ہونا واجب ہے یعنی اگر مدعی نے یہ دعوی کیا تھا کہ اسنے ایک لات ماری اور اس لات کے ضرب سے وہ مر گیا اور گواہون نے بھی ایسے ہی گواہی دی تو یہ دفعیہ مدعا علیہ کا صحیح ہے اور اگر اُسنے یون دعوی کیا کہ اسنے اسکو لات ماری اور لات کے ضرب سے وہ مر گیا تو یہ دفعیہ مدعا علیہ کا صحیح نہین ہے اور اُسپر ضمان یعنی دیت کا حق ۱۲ کا حکم کیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرا بیچ کا اوپر کا دانت توڑ دیا ہے پس مدعا علیہ نے دفع کیا کہ اسکا یہ دانت تھا ہی نہین تو اسکی سماعت نہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک معین مال ہے اُسپر ایک شخص نے ملک مطلق کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے یون دفع کیا کہ یہ معین مال میری ملک ہے اور تو نے مجھسے اسکو خریدا تھا پھر ہم نے بیع کا اقالہ کر لیا اور اب آج کے روز یہ میری ملک ہے اور اسپر گواہ قائم کیے تو یہ دفعیہ نہین ہے کیونکہ مدعی نے ملک مطلق کا دعوی کیا ہے اور ایسی صورت مین مدعی کے گواہون کی گواہی مقبول ہوتی ہے یہ محیط مین ہے ایک شخص ایک مملوک کو لایا اور کہا کہ یہ میری ملک ہے مگر اُسنے تمرد اختیار کیا ہے اور مملوک نے کہا کہ مین فلان غائب کی ملک ہون تو منتقی مین مذکور ہے کہ اگر غلام اپنے قول پر گواہ لایا تو اُسکے اور مدعی کے درمیان خصومت نہوگی اور اگر گواہ نہ لایا تو مدعی کے گواہون کی سماعت ہوگی اور اُسکی ڈگری ہو جائیگی پھر اگر غائب آیا تو اُسکو غلام لینے کی کوئی راہ نہوگی ولیکن اگر اُسنے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے تو پہلے مدعی پر جسکی ڈگری ہو چکی ہے اس غائب کی ڈگری کر دیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرا اس شخص پر سو من تلی کا تیل بسبب صحیح واجب ہے پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ تو جھوٹا ہے مین نے تجھکو اس تیل کے عوض مین ایک دینار سرخ کھرے سونے بخاری سکہ کا دیا ہے تو یہ دفعیہ نہوگا جبتک کہ تیل واجب ہونیکا سبب معلوم نہو کیونکہ جائز ہے کہ تیل بسبب سلم کے واجب ہوا ہووے پھر جب اُسکے عوض دینار دیا تو مسلم فیہ کا معاوضہ قبضہ سے پہلے کیا اور یہ جائز نہین اور اگر تیل مبیع ہو اسطرح کہ یہ مقدار معین تیل خریدا ہووے پس جب اُسکے عوض دینار سونے کا دیا حالانکہ وہ بعینہ قائم ہے تو گویا مبیع کو قبضہ سے پہلے فروخت کیا اور یہ بھی جائز نہین ہے پس دفعیہ صحیح نہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تجھکو فلان وقت نفقہ نہ پہونچے تو تیرا کام ایک طلاق مین تیرے اختیار مین ہے یعنی ایک طلاق تو اپنے آپ کو دے سکتی ہے پھر شوہر نے کہا کہ مین نے اُسوقت تک اسکو نفقہ پہونچا دیا ہے اُسنے دفعیہ کیا کہ اسنے اقرار کیا ہے کہ اس عورت کو نفقہ نہین پہونچا تو سماعت ہوگی اور اگر عورت نے دفع کیا کہ اسنے اقرار کیا ہے کہ مین نے نہین دیا تو سماعت نہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ فتاوے نسفی مین ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ مین نے تیرے پاس فلان شی معین کہ جسکا نام و وصف یہ ہے اتنے کو رہن کی تھی اور

درخواست کی کہ یہ شی معین حاضر کرے تاکہ مین قرض ادا کرکے اپنے مال کو لے لون اور مدعا علیہ رہن رکھنے اور رہن کرنے دونون سے انکار کرتا ہی پس مدعی دو گواہ رہن کے لایا اور مدعا علیہ دو گواہ لایا کہ انھون نے گواہی دی کہ مدعی نے اسکے ہاتھ یہ شی معین اسقدر دامون کو فروخت کی اور دام وصول کرکے مبیع اسکے سپرد کردی تو شیخ رح نے فرمایا کہ یہ دعوی مدعی کا دفیعہ ہی اور قابض کی گواہی پر حکم ہوگا کیونکہ وہ زیادہ مثبت ہی بسبب اسکے کہ خرید کرنا رہن سے زیادہ موکد ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کا چوپایہ لے لیا وہ اسکے قبضہ مین مرگیا پس چوپایہ کا مالک قاضی کے پاس آیا اور لینے والے پر دعوی کیا کہ اُسنے میرا چوپایہ ناحق لے لیا اور وہ اُسکے پاس مرگیا اور لینے والے نے دفع کیا کہ مین نے چوپایہ حق سے لیا کیونکہ وہ میری ملک تھا اور اسکے قبضہ مین ناحق تھا تو یہ دفیعہ صحیح ہی اور اگر چوپایہ مرا نہو بلکہ قائم ہو اور مدعی نے مثل مذکور کے دعوی کیا اور لینے والے نے گواہ سنائے کہ مین نے اُسے لے لیا اسواسطے کہ وہ میری ملک ہی تو گواہی قبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ مین بسبب تین طلاق کے اسپر حرام ہون اور اسکے گواہ پیش کیے پس شوہر نے دفع کیا کہ اس عورت نے خود اقرار کیا ہی کہ مجھے اسنے تین طلاق دین اور میری عدت گذر گئی اور مین نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور اُسنے میرے ساتھ وطی کی پھر اُسنے طلاق دی اور پھر مین نے اسکے ساتھ نکاح کیا ہی اور اب یہ میرے واسطے حلال ہی تو صحیح قول یہ ہی کہ اسطرح کا دفیعہ صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک عورت کے نکاح کا دعوی کیا اور گواہ سنائے اور عورت نے دفیعہ کے طور پر گواہ سنائے کہ مین نے اس سے خلع کرالیا تو یہ دفع صحیح ہی اگر دونون نے تاریخ نہ بیان کی یا ایک نے تاریخ نہ بیان کی ہو اور اگر دونون نے تاریخ بیان کی پس اگر خلع کی تاریخ پیشتر ہو تو یہ دفیعہ صحیح نہین ہی اور عورت کی گواہی رد کردیجائیگی۔ اور اگر کسی عورت کے نکاح کا دعوی کیا اور وہ دعوے کرتی ہی کہ مدعی نے اقرار کیا ہی کہ یہ عورت مجھپر حرام ہی تو دفیعہ صحیح ہی۔ اسی طرح اگر عورت نے نکاح کا دعوے کیا اور مرد نے خلع کے دعوے سے دفیعہ کیا تو صحیح ہی۔ اگر کسی عورت سے نکاح کا دعوی کیا اور عورت نے دفع کیا کہ مین فلان غائب کی منکوحہ ہون تو یہ دفیعہ نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر ایک عورت نے کسی مرد پر نکاح کا دعوی کیا اور مرد نے کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہین پھر جب عورت نے نکاح کے گواہ قائم کیے تو مرد نے گواہ سنائے کہ مجھسے اسنے خلع کرالیا ہی پس اُسکے گواہ مقبول ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ عورت نے نکاح کا دعوی کیا اور مرد نے اصل نکاح سے انکار کیا پھر عورت نے گواہ دیے اور نکاح کا حکم ہوگیا پھر اسکے بعد مرد نے گواہ دیے کہ اسنے خلع کرالیا ہی تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عورت کا دعوی دفع نہوگا اسلیے کہ مرد کے کلام مین تناقض ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ قاضی نے شوہر پر نفقہ فرض کیا اُسنے کہا کہ یہ عورت مجھپر حرام تھی جبوقت کہ نفقہ فرض ہوا ہی تو یہ غیر مسموع ہی اور اگر مرد نے مہر پر خلع کا دعوی کیا اور نفقہ عدت کا دعوی ہوا تو مسموع ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور قبضہ کرلیا پھر ایک شخص نے ملک مطلق کے دعوے پر گواہ پیش کرکے استحقاق مین لے لیا تو مشتری اپنے بائع سے دام واپس کرسکتا ہی پھر قبل اسکے کہ قاضی دام واپس کردینے کا حکم کرے بائع نے گواہ دیے کہ یہ میرا ہی تو بائع کا دعوی مسموع نہوگا۔ اور اگر بائع نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مین نے مستحق سے خرید کر پھر مشتری کے ہاتھ فروخت کیا یا اس امر کے کہ یہ غلام میری ملک مین پیدا ہوا ہی تو لحاظ کیا جائیگا کہ اگر مستحق پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور حکم قاضی جو مستحق کے واسطے ہوچکا ہی باطل ہوجائیگا اور اگر مشتری پر قائم کیے نہین

پس اگر اُسوقت قائم کیے کہ جب قاضی نے مشتری کے واسطے ثمن کی ڈگری کردی ہو تو یہ گواہی بائع کی مقبول نہوگی اور اگر اُسوقت قائم کیے کہ مشتری نے بائع سے دام لے لیے مگر قاضی نے حکم نہیں دیا ہو تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔ اگر غیر مجلس قاضی میں اقرار کیا کہ یہ شی معین میری ملک ہو بسبب اسکے کہ میں نے فلان شخص سے خریدی ہی پھر قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے دفع کیا کہ اسنے ایکبار اقرار کیا ہی کہ میں نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہی تو دفعیہ صحیح ہی پس اگر گواہ دیدیے یا یہ امر قاضی کے نزدیک ثابت کردے تو مدعی کا دعوی دفع ہوگا یہ محیط میں ہی۔ ایک شخص نے قاضی کے سامنے ایک شی معین کا دعوی ایسے سبب سے کیا جسکو وہ ثابت نہ کرسکا پھر مدعا علیہ نے یہ شی فروخت کرکے مشتری کے سپرد کردی پھر ایک زمانہ کے بعد مدعی نے اسی شی معین کا دعوی مشتری پر اُسی قاضی یا دوسرے قاضی کے سامنے ملک مطلق کے ساتھ کیا پس مشتری نے دفعیہ کیا کہ تو نے میرے بائع پر اس شی معین کا دعوی بسبب خرید کے کیا تھا اور اب ملک مطلق کا دعوی کرتا ہی تو یہ دفعیہ صحیح ہی یہ ذخیرہ میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک شی معین کا دعوی بسبب ملک مطلق کے کیا اور مدعا علیہ نے اُسکے دفعیہ میں کہا کہ تو نے اس شی معین کا دعوی اس سے پہلے سبب کے ساتھ کیا تھا اور اب ملک مطلق کا دعوی کرتا ہی پس مدعی نے کہا کہ اب بھی میں اسی سبب کے ساتھ دعوی کرتا ہوں اور ملک مطلق کے دعوے کو ترک کرتا ہوں تو دوبارہ اسکا دعوی مسموع ہوگا اور مدعا علیہ کا دفعیہ دور ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہی۔ شفعہ کے دعوے میں اگر مشتری نے گواہ سنائے کہ جس ملک کی وجہ سے مدعی شفعہ کا دعوی کرتا ہی وہ فلان شخص کی ملک ہی تو سماعت ہوگی اور اگر اس امر کے گواہ سنائے کہ اسنے اقرار کیا ہی کہ وہ فلان شخص کی ملک ہی تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہی۔ ایک شخص نے ایک گھر پر دعوی کیا کہ یہ میرا ہی اور مدعا علیہ کے موروث نے ناحق اسپر اپنا قبضہ کیا پھر مر گیا اور اسنے اس وارث مدعا علیہ کے قبضہ میں چھوڑ گیا اور اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے پھر مدعا علیہ نے گواہ سنائے کہ میرے موروث فلان نے اس مدعی سے یہ گھر اسقدر داموں کو قطعی بیع کے ساتھ خریدا تھا اور یہ بھی قبضہ ہو گیا تھا پھر وہ مر گیا اور مجھے میراث ملا ہی پھر مدعی نے اسکا یوں دفعیہ کیا کہ موروث مدعا علیہ نے اقرار کیا تھا کہ میرے اور مدعی کے درمیان جو بیع ہوئی تھی وہ بیع وفا تھی جب دام واپس کرے تو مبیع واپس دینی چاہیے اور اسکے گواہ قائم کیے تو امام اجل ظہیر الدین نے فرمایا کہ اس دفعیہ کی سماعت نہوگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہی بائع سے ہبہ مانگنا یا مول مانگنا اصح قول کے موافق بائع کی ملک کا اقرار ہی اور زیادات میں لکھا ہی کہ اقرار نہیں ہی اور یہی صحیح ہی کذا فی خزانۃ المفتین۔ زیادات قاضی علاء الدین میں ہی کہ روایت جامع کی تصحیح یہ ہی کہ مول مانگنے یا ہبہ یا ودیعت یا اجارہ مانگنے پر اقدام کرنا باتفاق الروایات اس امر کا اقرار ہی کہ اسمین اسکی ملک نہیں ہی یہ فصول عمادیہ میں ہی۔ ایک شی معین جو کسی کے قبضہ میں اُسپر دعوے کیا کہ یہ میری ہی اور قابض نے میرے واسطے اسکا اقرار کیا ہی پھر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ اسنے مجھسے یہی شی معین ہبہ میں طلب کی تھی تو یہ دفعیہ دعوی مدعی کا ہوگا کذا فی المحیط اور جامع میں مذکور ہی کہ اگر مشہود علیہ نے گواہ سنائے کہ مدعی نے دعوے سے پہلے یہ شی مجھسے خریدنے کے طور پر چکائی تھی تو گواہ مقبول ہونگے اور مدعی کی گواہی باطل ہو جائیگی کیونکہ اسطرح چکانا بائع کی ملک کا اقرار ہی اور چکانے والے کا اقرار ہی کہ میری اسمین ملکیت نہیں ہی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی اور اگر مدعی نے اسطرح توفیق دینی چاہی کہ یہ شی میری ملک تھی ولیکن اسنے اسپر قبضہ کر لیا اور مجھے نہ دی پس میں نے

اس سے خریدنے کے واسطے چکائی تو اسکی سماعت نہوگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ پس اگر مدعی نے مدعا علیہ کے اسطرح گواہ قائم کرنے کے بعد یوں گواہ قائم کیے کہ قابض نے مدعی سے یہ چیز مول لینے کے واسطے چکائی تھی تو یہ گواہی قبول ہوگی اور پہلا دفعیہ باطل ہو جائیگا کیونکہ جامع کی روایت میں چکانا اس شخص کے ملک کا اقرار دیتا ہے جس سے چکاوے یعنی مدعی نے اس دفعیہ میں یہ دعوی کیا کہ مدعا علیہ قابض نے اقرار کیا ہے کہ یہ مدعی کی ملک ہے اور تناقض تصدیق خصم کی وجہ سے باطل ہو گیا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے اقرار کی تاریخ لکھی ہو اور اگر نہ لکھی ہو تو بھی ہر ایک کا اقرار دوسرے کے اقرار سے مندفع ہوگا پس مدعی کی گواہی ملک مطلق پر باقی رہیگی اور اس روایت کے موافق کہ اسمیں چکانا اس امر کا اقرار ہے کہ اسمیں میری ملک نہیں ہے تو بھی دفع صحیح ہے کیونکہ قابض کا اقرار ہوا کہ میری ملک نہیں ہے اور کوئی اپنے ملک کا مدعی نہیں ہے پس مدعی کی ملک کا اقرار ہوا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ غیر مدعا علیہ سے مول مانگنا اس باب میں کہ یہ مدعی کا اقرار ہے کہ میری ملک نہیں ہے مدعا علیہ سے مول مانگنے کی نظیر ہے جیسے کہ اگر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ مدعی نے اسکو فلاں شخص سے مول مانگا تھا تو دفعیہ ہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک کپڑا استعارہ لیا پھر دعوی کیا کہ میرے نابالغ بیٹے کا ہے تو امالی میں امام ابو یوسف رح سے مذکور ہے کہ دعوے کی سماعت ہوگی اور گواہی مقبول ہوگی اور مولف کہتا ہے کہ یہ اس روایت کے موافق ہے کہ مستعار لینا جس سے لیا ہے اسکی ملک کا اقرار نہیں ہوتا ہے صرف اس امر کا اقرار ہوتا ہے کہ لینے والے کی ملک نہیں ہے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ نخل پر دعوی کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ میں کہا کہ اپنے اس درخت کے پھل مجھسے خریدنا چاہتے تھے تو یہ دفعیہ نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور عقار کے دعوے میں اگر مدعا علیہ نے ایک یا دو بار انکار کیا پھر کہا کہ یہ زمین جو میرے قبضہ میں ہے اسکی یہ حدیں نہیں ہیں تو یہ دفعیہ صحیح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ محدود پر دعوے کیا اور اسکی حدود بیان کردیں پس مدعا علیہ نے کہا (این محدود کہ مدعی دعوی میکند باین حدود ملک من است و حق من است) پھر مدعی نے دوسری مجلس میں بعینہ ان حدود کے ساتھ دوبارہ دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا (در حدود خطا کردہ و این محدود کہ در دست من است باین حدود نیست کہ دعوی کردہ) پھر مدعی نے تیسری بار تیسری مجلس میں دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا (آن محدود کہ تو دعوے میکنی بفلان فروختہ بودی پیش از انکہ دعوی میکردی و من از ان فلان خریدہ ام) پس بعض نے کہا کہ یہ قول دعوی مدعی کا دفعیہ نہیں ہے اور اسکا تیسرا قول اسکے دوسرے قول سے ٹوٹتا ہے اور دوسرا کلام اسکا تیسرے کلام کے توڑنے کے واسطے معتبر ہے اگرچہ دعوی مدعی کے دفع کے واسطے معتبر نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک گھوڑا مستعار لیا اور وہ مستعیر کے نیچے مر گیا اور اسکے مالک نے عاریت دینے سے انکار کیا اور مستعیر نے مال دیکر صلح کر لی تو جائز ہے پھر اگر مستعیر نے اسکے بعد عاریت دینے کے گواہ سنائے تو مقبول ہونگے اور صلح باطل ہو جائیگی اور اگر اسنے عاریت دینے والے سے قسم لینی چاہی تو اسکو اختیار ہے۔ اور منتقی میں چند مسائل مذکور ہیں کہ جو عدم قبول گواہی پر دلالت کرتے ہیں از انجملہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار پر اپنے باپ سے میراث پہونچنے کا دعوے کیا پھر کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے یہ گھر مدعی کے باپ سے اسکی زندگی میں خریدا تھا یا اس امر کے گواہ دیے کہ اسکے باپ سے فلاں شخص نے خریدا ہے اور میں نے فلاں شخص سے خرید لیا ہے

تو گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور منتقی مین ہی کہ اگر کسی مدعا علیہ نے کپڑے کے دعوے سے دس درم دیکر صلح کرلی پھر گواہ لایا کہ مدعی نے اقرار کیا ہی کہ میرا اس کپڑے مین کچھ حق نہین ہی پس اگر گواہون نے صلح سے پہلے اسکے اس اقرار کی گواہی دی تو گواہی باطل اور صلح جائز ہی اور اگر مدعا علیہ کے گواہون نے بعد صلح کے اسکا یہ اقرار بیان کیا کہ میرا کپڑے مین کچھ حق نہ تھا تو صلح باطل ہوگی یعنی اگر قاضی کو یہ بات معلوم ہو کہ اس شخص نے میرے پاس اقرار کیا تھا صلح سے پہلے کہ یہ کپڑا میرا نہین ہی تو صلح باطل ہی اور قاضی کا علم اس مقام پر بمنزلہ صلح کے بعد اسکے اقرار کرنے کے ہی بشرطیکہ دعوی ملک واحد سے ہو اگر مثلاً قاضی کے پاس اقرار کیا کہ یہ کپڑا ہرگز میرا نہ تھا اور نہ مین نے اپنے باپ سے میراث پایا پھر بعد اسکے آیا اور اپنے باپ سے میراث پانیکا اقرار کیا اور دعوے سوائے وراثت کے کسی طرح ملک کا کیا تو قاضی اس اقرار کی وجہ سے صلح باطل نہ کریگا یہ خلاصہ مین ہی - ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوے کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ ہرگز تیرے مجھپر ہزار درم نہ تھے اور تو نے مجھپر ان ہزار درم کا دعوی کیا تھا پس مین نے تجھے کل کے روز دیدیے پس مدعی نے کہا کہ تجھپر میرے ہزار درم ہین اور مین نے کچھ نہین وصول کیا پس اُسنے دعوی سے پانچسو درم پر صلح کرلی پھر مدعا علیہ نے اسکے بعد گواہ قائم کیے انھون نے گواہی دی کہ ہم نے دیکھا کہ مدعا علیہ نے کل کے روز مدعی کو ہزار درم دیے تو گواہی پر التفات نہ کیا جائیگا کیونکہ صلح جو واقع ہوئی قسم کا فدیہ ہوا اگر مدعا علیہ نے مدعی سے وقت دعوے کے کہا کہ تو نے سچ کہا تیرے ہزار درم مجھپر تھے ولیکن مین نے تجھے کل کے روز ادا کردیے پس مدعی نے کہا کہ تو نے کچھ نہین ادا کیا ہی پس مدعا علیہ نے ہزار درم اُسکو دیدیے یا ہزار سے پانچسو درم پر صلح کرلی پھر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ انھون نے گواہی دی کہ اسنے ہزار درم کل اسکو دیئے ہین تو گواہی جائز ہی اور صلح باطل ہوگئی اور مدعی نے جو دوبارہ لیا ہی وہ واپس ہوے کیونکہ اس صورت مین جب صلح سے پہلے ادا کرنیکا دعوی کیا تو قسم مدعی پر آویگی اور صلح مدعی کی طرف سے قسم کا فدیہ نہ تھی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی مال وصول کرنے کے وکیل نے اگر گواہی سے وکالت ثابت کی اور قاضی نے وکالت کا حکم دیدیا پھر مطلوب نے دعوی کیا کہ طالب اس وکیل کے دعوی کرنے سے پہلے مرگیا اور یہ وصول نہین کرسکتا ہی تو یہ دفعیہ صحیح ہی اگر گواہ قائم ہون تو دعوی مدعی مندفع ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ فلان بن فلان کا تیرے پاس اسقدر مال ہی اور وہ نابالغ ہی اور قاضی نے فلان بن فلان کو اس لڑکے کا وصی مقرر کیا ہی اور وہ لڑکا اسی قاضی کی ولایت مین ہی پھر اس وصی نے مجھے تجھسے نابالغ کا مال وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا ہی اور وہ مال اسیقدر ہی اور قاضی نے مدعی کے وکیل ہونے کا بشرائط حکم دیدیا اور مدعی نے مال وصول کرلیا پھر اسکے بعد مدعا علیہ نے ایک روز اس وکیل پر دعوی کیا کہ وہ لڑکا اب بالغ ہوگیا اور اُسنے مجھے وکیل کیا ہی کہ مین تجھسے وہ مال وصول کرون جو تو نے وصول کیا ہی پس اُس وکیل نے کہا کہ مین نے وہ مال وصی کے پاس بھیجدیا تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی - ایک شخص کے قبضہ سے ایک دوکان گواہون سے استحقاق ثابت کرکے لے لی گئی اور مشتری نے اپنے بائع سے گواہ پیش کرکے اپنے دام لے لیے پھر بائع نے اُسکے اور مستحق کے سامنے گواہ پیش کیے کہ مستحق نے اقرار کیا ہی کہ یہ دوکان بائع کے باپ کی ہی وہ مرگیا اور بائع کے واسطے میراث چھوڑی کہ اسکے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہی اور اسکے باپ نے اپنی زندگی وصحت مین کہا کہ یہ تمام دوکان بسبب صحیح میری ملک ہی اور مستحق نے اقرار کیا

کہ میرے قبضہ مین اجارہ کی وجہ سے ہے کچھ میری ملک اسمین نہین ہے اور مین نے تیرے اقرار کی تصدیق کی تھی پھر مین نے اس مشتری کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا اور حکم قاضی مستحق کے واسطے باطل واقع ہوا ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے اور اگر بائع نے یہ نہ کہا بلکہ یون کہا کہ مدعی نے دوکان پر دعوے کرنے سے پہلے کہا تھا کہ یہ دوکان جو فلان کے قبضہ مین ہے فلان بن فلان کی ملک ہے اور اب تو دوکان پر اپنی ملک کا دعوے کرتا ہے اور یہ تناقض ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے کذا فی الذخیرہ۔ بائع نے مشتری سے دام طلب کیے اُسنے کہا کہ تیرا دعوی جھوٹا ہے کیونکہ تونے آزاد کو فروخت کیا ہے کیونکہ تونے قسم کھائی تھی کہ جب مین کوئی غلام خریدون تو وہ آزاد ہے پھر تونے قسم کے بعد یہ غلام خریدا پس وہ آزاد ہے حالانکہ تونے میرے ہاتھ فروخت کیا پس اگر گواہون سے یہ ثابت ہو تو یہ دفعیہ صحیح ہے اسی طرح اگر یون کہا کہ تونے یون قسم کھائی تھی کہ ہر غلام کہ جو مین خریدون پس وہ آزاد ہے پھر تونے قسم کے بعد یہ غلام خریدا اور وہ آزاد ہوگیا پھر تونے میرے ہاتھ فروخت کیا اسی طرح اگر کہا کہ تونے اس غلام کو میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے آزاد کر دیا ہے تو بھی دفعیہ صحیح ہے اور پچھلی صورت کو زیادات مین بلا ذکر خلاف بیان کیا ہے اور دوسرے مقام پر امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح سے نقل کیا کہ بائع پر مشتری کی یہ گواہی مقبول نہو گی یہانتک کہ بائع سے ثمن واپس نہین لے سکتا ہے ولیکن غلام مشتری کے اس اقرار کی وجہ سے اُسکی طرف سے آزاد ہوجائیگا یہ محیط مین لکھا ہے

ساتوان باب ان صورتون کے بیان مین جو مدعا علیہ کی طرف سے جواب شمار ہوتی ہین اور جو نہین ہوتی ہین

ایک شخص نے دعوے کیا کہ یہ زمین میری ملک ہے پس مدعا علیہ نے جواب دیا کہ تامل کنم و نگاہ کنم۔ تو یہ جواب نہین ہے قاضی اُسکو جوابدہی پر مجبور کریگا کذا فی المحیط۔ اور اگر کہا کہ بہ بینم یا کہا کہ مرا علم نیست یا کہا کہ نہین جانتا ہون کہ میری ملک ہے یا نہین یا ندانم این مدعی بحق من است ترا در دعوی حق نیست یہ سب جواب نہین ہین کذا فی الخلاصہ اور اگر کہا کہ نہین جانتا ہون کہ یہ چیز ملک اس مدعی کی ہے تو یہ جواب نہین ہے قاضی اسکو جوابدہی پر مجبور کریگا اگر اُسنے جواب نہ دیا تو اُسکو منکر قرار دیگا اور اُسپر گواہی کی سماعت کریگا کذا فی المحیط اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ این محدود مرا تو سپردنی نیست یا کہا بتو تسلیم کردنی نیست پس بعض مشائخ کے نزدیک یہ جواب ہے اور یہی اصح ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ ایک زمین جو دو شخصون کے قبضہ مین ہے اُسکا دعوے کیا اُن دونون نے کہا کہ دو تیر از سہ تیر از این ضیاع ملک ماست و در دست ماست و یک تیر ملک فلان غائب است در دست ما امانت است پس یہ جواب تام ہے ولیکن غائب کے حصہ کی خصومت اُن سے دفع نہو گی جبتک کہ ودیعت پر گواہی قائم نہ کرین جیسا کہ معلوم ہوا یہ محیط مین ہے عقار کے دعوے مین اگر کہا کہ یہ محدود میری ملک ہے اور یہ نہ کہا کہ مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہے تو مدعا علیہ پر جواب دینا لازم نہین ہے اور اگر کہا کہ میری ملک ہے اور مدعا علیہ کے قبضہ مین مدعی کی ملک اُسی کے واسطے ہے پس مدعا علیہ نے جواب دیا کہ این محدود ملک تو نیست پس اسکی دو صورتین ہین یا یون کہا کہ در دست من است و ملک تو نیست تو یہ جواب ہے اور اگر یہ نہ کہا کہ در دست من است تو بعض نے کہا کہ یہ جواب ہے اور یہی اشبہ بالفقہ ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا کہ میری ملک ہے مجھسے اس قابض نے غصب کر لیا ہے پس قابض نے کہا کہ ملکی این خانہ در دست من است بسببے شرعی و مرا بااین مدعی

سپردنی نیست تو یہ جواب اُسکا غصب کے حق مین پورا ہی اور حق ملک مین پورا نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک منزل پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ عرصہ ملک من است تو یہ جواب نہوگا جبتک یہ نہ کہے کہ این عرصہ من است اسی طرح اگر گواہون نے کہا کہ عرصہ اُسکی ملک ہی تو یہ کافی نہین ہی جبتک یون نہ کہین کہ یہ عرصہ اُسکی ملک ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے ایک دار پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میرا دار ہی پھر کہا کہ یہ وقف ہی تو یہ جواب تام ہی مدعا علیہ کی گواہی مقبول ہوگی اسی طرح اگر ابتدا مین کہا کہ یہ دار وقف ہی اور میرے قبضہ مین تولیت کے طور پر ہی تو بھی جواب پورا ہی یہ محیط مین ہی۔ قرض کے دعوے مین اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مرا تو چیزے دادنی نیست پس بعض مشائخ کے نزدیک یہ جواب ہی اور یہی اشبہ بالفقہ ہی اور اگر قرض کے دعوے مین جواب دیا کہ مرا علم نیست مرا چیزے نیست تو یہ جواب نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر بیع یا کسی ایسے سبب سے قرضہ کا دعوی کیا اور جواب مین مدعا علیہ نے کہا کہ مرا این مبلغ بدین سبب دادنی نیست تو بعض نے کہا کہ یہ جواب نہین ہی اور بعض نے کہا کہ یہ اصل قرضہ کا انکار ہی پس اصل قرض کے باب مین خصم قرار پاویگا یہ محیط مین ہی۔ اگر رب المال کے وارث نے مضارب پر قاضی کے پاس دعوی کیا پس مضارب نے جواب دیا کہ مرا بدین دعوی کہ وے میکند بوے و بمورثان وے چیزے دادنی نیست تو یہ جواب کافی ہی اور قاضی کو اُسپر بیان کے واسطے جبر کرنیکا اختیار نہین ہی پس اگر وارثون نے گواہ قائم کیے کہ ہمارے مورث نے اسکو اسقدر مال مضاربت دیا ہی اور اسنے قبضہ کیا ہی تو اُسپر کچھ لازم نہوگا اسی طرح ہر امین کا حال ہی مثل مستودع و مستعیر و مستاجر و وکیل و مستبضع کے لیکن اُسوقت ایسا نہوگا کہ جب ایسی چیز کا دعوی کرے کہ امین پر اُسکی ضمان واجب ہوگئی ہی یہ ملتقط مین ہی۔ ایک شخص نے ایک عورت پر نکاح کا دعوی کیا اُسنے کہا کہ من زن این مدعی نیم پس اگر عورت نے اس مدعی کی طرف اشارہ کیا تو جواب ہی ورنہ نہین اور بعض نے کہا کہ جواب ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے دس دینار اپنی بیٹی کے مہر معجل کا دعوی کیا پس شوہر نے کہا آنچہ بودہ است دادم تو یہ جواب نہین ہی کیونکہ مدعی نے مقدار معین کا دعوی کیا ہی لیکن قاضی کو شوہر سے کہنا چاہیے کہ جسقدر تو نے ادا کیا ہی اُسکے گواہ لا پس جب گواہ لاویگا تو مقدار بیان کرنے کی ضرورت ہوگی تاکہ گواہی صحیح ہو اسی طرح اگر مبیع کے دام کا دعوی کیا پس مشتری نے کہا آنچہ بودہ است دادہ ام تو اُسکا بھی یہی حکم ہی کذا فی الفصول العمادیہ

آٹھوان باب

ان امور کے بیان مین جنسے دعوے مین تناقض پیدا ہوتا ہی اور جنسے نہین ہوتا ہی۔ اگر حاکم کے نزدیک مدعی کی طرف سے دو قول متعارض متناقض ثابت ہوے تو دعوے کی سماعت ممنوع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی تناقض کی وجہ سے جسطرح اپنے واسطے دعوے صحیح نہین رہتا ہی اسیطرح غیر کے واسطے بھی صحیح نہین ہوتا ہی مثلاً اگر کسی نے کوئی مال معین زید کے واسطے ہونیکا اقرار کر دیا پھر جسطرح اپنی ملک ہونیکا دعوی نہین کر سکتا ہی اسیطرح عمرو کے واسطے وکالت وغیرہ کے وسیلہ سے دعوی نہین کر سکتا ہی اور یہ اُسوقت ہی کہ اس شخص سے کوئی ایسا قول پایا جاوے جس سے زید کی ملکیت اُس شی پر ثابت ہوتی ہو اور اگر اسنے زید کو تمام دعوون سے بری کیا پھر عمرو کی طرف سے وکالت یا وصایت کی وجہ سے دعوی کیا تو سماعت ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک شخص کے مقبوضہ مال معین پر اپنی ملک کا دعوی کیا پھر اسکے بعد دعوی کیا کہ یہ فلان شخص کا ہی اُسنے مجھے اس مال کی خصومت کے واسطے وکیل کیا ہی اور اسپر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور تناقض نہین ہی اور اگر پہلے دعوی کیا کہ یہ چیز فلان شخص کی ملک ہی اُسنے مجھے اسکی خصومت کے واسطے وکیل کیا ہی پھر دعوی کیا کہ یہ میری ہی اور اسکے گواہ قائم کیے تو تناقض ہوگا اور گواہی مقبول نہوگی لیکن

اُسنے ہزار درم صدقہ کر دیے تاکہ مدیون سے خود وصول کرلے تو استحسانًا جائز ہو یہ بحر الرائق مین ہی معلّے رہ نے امام ابو یوسف رہ سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو آزاد کرنیکے واسطے غلام دیا اُسنے آزاد نہ کیا یہانتک کہ غلام کے مالک نے دریافت کیا تو اُسنے انکار کیا کہ تونے مجھے کوئی غلام نہین دیا ہو پھر اُسکو آزاد کیا تو اعتاق باطل ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ ایک اونٹ کرایہ کیا اور اُسپر بار برداری لاد کر بلخ تک بھیجا اور حمال کو حکم دیا کہ اسکو وکیل کے سپرد کرکے اُس سے کرایہ وصول کرلے اُسکے وکیل نے قبول کیا اور کچھ کرایہ دیا اور باقی کے دینے سے انکار کیا پس اگر کرایہ کرنے والے کا وکیل پر قرضہ آتا ہو اور وہ اقرار کرتا ہو کہ مجھپر قرضہ ہو اور موکل نے کرایہ دینے کا حکم کیا ہو تو باقی دینے کے واسطے اُسپر جبر کیا جائیگا۔ اور اگر موکل کے حکم سے اُسنے انکار کیا تو حمال اُس سے قسم لے سکتا ہو کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اُسنے وصول کرنیکا حکم دیا ہو اور اگر وکیل پر اُسکا قرضہ نہو تو باقی ادا کرنے کے واسطے اُسپر جبر نہ کیا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو۔ وکیل نے اگر وکالت قبول کرنے کے بعد یون کہا کہ لعنت بر وکیلے باد یا کہا کہ مین ایسی وکالت سے بری ہون یا کہا کجا افتادم بوکیلے اور موکل اُسکا حاضر ہو تو وکالت سے خارج نہوگا یہ ظہیریہ مین ہو

کتاب الدعوے

اسمین چند ابواب ہین

باب اول

دعوی کی تفسیر شرعی اور رکن اور شروط جوازہ اور حکم اور انواع اور مدعی کو مدعا علیہ سے پہچاننے کے بیان مین۔ دعوی کی تفسیر شرعی یہ ہو کہ جھگڑے کی حالت مین کسی شی کو اپنی طرف منسوب کرے اور یہی اُسکا رکن ہو مثلًا یون بیان کرے کہ یہ مال میرا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ دعوی صحیح ہونے کی شرطون مین سے ایک یہ ہو کہ مدعی اور مدعا علیہ عاقل ہو پس مجنون اور لڑکے غیر عاقل کا دعوی صحیح نہین ہو حتے کہ جوابدہی لازم نہین ہو اور گواہون کی سماعت نہوگی۔ اور ایک یہ ہو کہ خصم حاضر ہو پس بدون موجودگی خصم کے دعوی اور گواہون کی سماعت نہوگی لیکن اگر حکم قضا کے واسطے حکمی خط کی درخواست کی تو قاضی منظور کریگا اور دوسرے قاضی کو جو کچھ اسکا دعوی اور گواہی سنی ہو خط لکھکر اسکے ہاتھ مین دیدیگا تاکہ دوسرا قاضی اسکے موافق حکم کرے یہ بدائع مین ہو۔ اور ایک یہ ہو کہ مدعی بہ کوئی چیز معلوم ہو اور اس سے کوئی حکم مطلوب سے متعلق ہوتا ہو حتے کہ اگر مدعی بہ مجہول ہو یا مطلوب پر کوئی حکم لازم نہ آتا ہو مثلًا یون دعوی کیا کہ مین اس خصم کے کامون مین سے کسی کام کا وکیل ہون اور خصم نے انکار کیا تو قاضی ایسے دعوی کی سماعت نہ کریگا کذا فی النہایہ۔ اور ایک یہ کہ قاضی کی کچہری مین دعوی ہو پس سواے قاضی کی کچہری کے اگر دعوی کیا تو صحیح نہین ہو حتے مدعا علیہ پر جوابدہی واجب نہین ہو کذا فی الکافی۔ اور ایک یہ ہو کہ امام اعظم رہ کے نزدیک اگر مدعی کو کچھ عذر نہین ہو اور وہ معذور نہین ہو تو خود اپنی زبان سے دعوی کرے ولیکن اگر مدعا علیہ دوسرے کو وکیل خصومت کرنے پر راضی ہوجاوے تو جائز ہو اور صاحبین رہ کے نزدیک یہ شرط نہین ہو پس اگر مدعی نے بلا عذر کسی کو نالش کرنے کے واسطے وکیل کیا اور مدعا علیہ راضی نہین ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک دعوی صحیح نہین ہو پس جوابدہی لازم نہوگی اور گواہون کی سماعت نہوگی اور صاحبین رہ کے نزدیک دعوی صحیح ہو اور جوابدہی لازم اور گواہون کی سماعت ہوگی

یا گھر فلان شخص کا ہی ایک ایسی شخص کو بتلایا جو سوائے قابض کے ہی پھر گواہ قائم کئے کہ یہ میرا ہی مین نے اسکو قابض سے قبل اقرار کے خریدا ہی تو گواہ مقبول نہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اگر کہا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہی میرا اسمین کچھ حق نہین ہی یا اُسکا چلا آتا ہی میرا اسمین حق نہین ہی پھر کچھ مدت بعد اُس سے خرید لینے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے ولیکن اگر گواہون نے بیان کیا کہ بعد اقرار کے خریدا ہی تو مقبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ تیرا غلام ہی اور مقر لہ نے کہا کہ میرا نہین ہی پھر کہا کہ یہ میرا ہی تو اصل مین مذکور رہی کہ اُسکا نہین ہی اور اگر گواہ پیش کیے تو مقبول نہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین اپنا حق نہین جانتا ہون مگر بجہت پھر حق کا دعوی کیا یا حجت لایا تو مقبول ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر قابض نے کہا کہ یہ میری نہین ہی یا میری ملک نہین ہی یا نہ اسمین میرا حق ہی یا میرا اسمین حق نہین یا میری نہ تھی یا مثل اسکے کہا اور اسوقت مین اسکا کوئی جھگڑا کرنے والا نہین ہی پھر ایک شخص نے اس چیز پر دعوی کیا پس قابض نے کہا کہ یہ میری ہی تو صحیح ہی اور اُسی کا قول لیا جائیگا اور اگر قابض کے یہ الفاظ کہتے وقت کوئی متنازع تھا تو روایت جامع کے موافق یہ الفاظ کہنا متنازع کی ملکیت کا اقرار ہی اور روایت اصل کے موافق متنازع کے ملک کا اقرار نہین ہی ولیکن قاضی اس سے دریافت کریگا کہ کیا یہ مدعی کی ملک ہی پس اگر اقرار کیا تو سپرد کر دینے کا حکم دیگا اور اگر انکار کیا تو مدعی کو گواہ قائم کرنیکا حکم کریگا۔ اور اگر سوائے قابض کے کسی شخص نے ایسا اقرار کیا تو شیخ الاسلام نے شرح الجامع مین ذکر کیا کہ یہ قول اُسکا کہ یہ میری ملک نہین ہی یا یہ میری ملک کبھی نہ تھی آیندہ اسکو دعوی کرنے سے مانع ہی کیونکہ تناقض لازم آتا ہی اور یہ کہنا قابض کو اسواسطے دعوی ملک کا مانع نہوا کہ اُسکا قبضہ موجود تھا شرح جامع مین یون مذکور رہی کہ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا اور مدعا علیہ [illegible] نے مدعی کے اس اقرار کے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میری ملک نہین ہی یا میرا نہ تھا تو مدعی کی گواہی دفع ہو جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ شوہر نے کہا کہ یہ لڑکا میرا نہین ہی اُسکی نفی کی پھر قاضی نے دونون سے لعان کرایا اور نسب لڑکے کا ملاعن سے منقطع ہوگیا پھر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی تو اُسکی تصدیق کیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی جامع مین ہی کہ وارث نے اقرار کیا کہ یہ شی معین میرے مورث کی ملک نہ تھی بلکہ اُسکے پاس فلان شخص کی ودیعت تھی پھر برہان لایا کہ یہ میرے مورث کی ہی اُسکے مرنے کے بعد یا زندگی مین اس مدعا علیہ نے لے لی ہی تو وارث کو دلائی جائیگی بشرطیکہ وہ امین ہو یہانتک کہ ودیعت رکھنے والا آوے ورنہ کسی عادل کے قبضہ مین دیجائیگی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ کسی معلوم کی ملک ہونیکا اقرار کیا ہو اور اگر یون کہا کہ یہ شی میرے مورث کی نہین ہی پھر اپنے مورث کی ملکیت ہونیکا اقرار کیا تو وارثنگی کے بعد مورث کو دیجائیگی جبکہ اُسکا کوئی مطالبہ کرنے والا نہ پیدا ہو یہ وجیز کردری مین ہی ہشام رح نے امام محمد رح سے روایت کی کہ ایک شخص نے کہا کہ صوبہ رے مین کسی دار یا زمین مین [illegible] میرا کچھ حق نہین ہی پھر رے کے کسی گھر پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا کہ یہ میرا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ گواہ مقبول ہونگے اور اگر یون کہا کہ رے کے فلان گانون مین فلان شخص کے قبضہ مین میرا کوئی دار یا زمین نہین ہی اور نہ میرا حق اور نہ دعوی ہی پھر گواہ قائم کیے کہ یہ چیز اُسی گانون مین اُسی شخص کے قبضہ مین میری ہی تو گواہ مقبول نہونگے ولیکن اسوقت مقبول ہونگے کہ گواہ یہ گواہی دین کہ اُس شخص نے اپنے اقرار کے بعد اس سے یہ چیز لے لی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ میرا فلان شخص کے قبضہ مین نہ کوئی گھر ہی نہ حق ہی نہ بیت ہی اور کسی گانون یا قصبہ کی طرف نسبت نہ کیا پھر دعوی کیا کہ میرا اسی شخص کی طرف رے کے فلان گانون مین حق ہی تو گواہی مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی نوادر ہشام مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے کہا کہ میرا اس دار مین نہ حق ہی نہ خصومت نہ مطالبہ ہی

پھر آیا اور بیان کیا کہ مین فلان شخص کی طرف سے اِس دار کے دعوے کا وکیل ہون تو مقبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص پر دوسرے نے دعوی کیا کہ اِس گھر مین میرا حق شرکت ہی کیونکہ یہ باپ کی وراثت ہی پس مدعا علیہ نے انکار کیا اور کہا کہ میرے باپ کا اِسمین کچھ حق نہ تھا پھر خود دعوی کیا کہ مین نے اِسکو اپنے باپ سے خرید لیا ہی یا باپ نے میرے ملک ہونیکا اقرار کیا ہی تو دعوی صحیح اور گواہی مسموع ہوگی کیونکہ وہ کہہ سکتا ہی کہ بعد میرے خرید لینے کے میرے باپ کا اِسمین کچھ حق نہ تھا اور اگر یون کہا تھا کہ یہ میرے باپ کا کبھی نہ تھا تو پھر باپ سے خریدنیکا دعوی مسموع نہوگا کیونکہ اِسمین تناقض ہی اور باپ نے اُسکے لیے اقرار کیا یہ دعوی مسموع ہوگا کہ اِسمین تناقض نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ایک نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اِسکے قبضہ مین اِس قدر مال شرکت ہی پھر مدعا علیہ نے شرکت سے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے یہ مال مدعی کو دیدینے کا دعوی کیا پس اگر بالکل شرکت سے انکار کیا تھا کہ ہمارے اِسکے شرکت بالکل نہ تھی اور نہ مین نے کچھ مال اِسکو دیا ہی تو پھر مال دیدینے کا دعوے بسبب تناقض کے مسموع نہوگا اور اگر فی الحال شرکت مال سے انکار کیا کہ ہمارے تیرے شرکت نہین اور نہ میرے پاس تیرا مال شرکت موجود ہی تو پھر مال دیدینے کا دعوے مسموع ہوگا کیونکہ یہان تناقض نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک شخص پر دوسرے نے دعوی کیا کہ مین تیرا بھائی ہون اور اُسپر نفقہ کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی نہین ہی پھر مدعی مر گیا اور مدعا علیہ نے میراث کا دعوی کیا اور کہا کہ وہ میرا بھائی تھا تو یہ مقبول نہوگا اور اگر بجاے بھائی کے دعوی کے بیٹے ہونیکا دعوی ہو یا باپ ہونیکا دعوی ہو تو مقبول ہوگا اور میراث کا حکم دیا جائیگا یہ فتاوے صغری مین ہی۔ اگر مدعی نے کہا کہ مین نے قابض کے باپ سے یہ دار خریدا تھا اور قابض نے کہا کہ میرے باپ کا اُسمین کچھ حق نہ تھا پھر جب مدعی نے میت سے یہ دار خریدنے کے درحالیکہ میت مالک تھا گواہ سنائے تو قابض نے اپنے باپ سے یہ دار خریدنے کے گواہ سنائے تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور اگر قابض نے یون کہا تھا کہ یہ میرے باپ کا کبھی نہ تھا یا کبھی اسمین اُسکا حق نہ تھا اور پھر مدعی کے گواہ پیش کرنے پر موافق مذکور کے اپنے بھی خریدنے کے گواہ پیش کیے تو اِسکے گواہ مقبول نہونگے اور اگر اِسکے گواہون نے یہ گواہی دی کہ اِسکے باپ نے اِسکے ملک ہونیکا اپنی زندگی مین اقرار کیا ہی تو مقبول ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوے کیا اُسنے کہا کہ تیرا ہرگز مجھپر کچھ نہ تھا پھر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ مین نے اِسکو ادا کر دیا تو مقبول ہونگے اور اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کسی شی مین کچھ معاملہ نہ تھا تو ادا کر دینے کے گواہ مقبول نہونگے۔ اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کوئی معاملہ نہین پڑا ولیکن میرے اِن گواہون نے مجھے خبر دی کہ اُسنے تجھپر حق کا دعوی کیا پھر کہا کہ گواہ رہو کہ مین نے اُسکو بری کیا اور میرے اُسکے درمیان کوئی معاملہ نہین پڑا تو مقبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مدعا علیہ نے اولاً کہا کہ اُسکا مجھپر کچھ ہرگز نہ تھا اور نہ مین اُسکو پہچانتا ہون پھر جب مدعی نے گواہ مال قائم کیے تو اُسنے ادائے مال کے گواہ دیے تو موافق ظاہر الروایت کے مقبول نہونگے کذا فی فتاوے قاضی خان۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اُسنے میرے ہاتھ یہ باندی ہزار درم کو بیچی اور قابض نے کہا کہ مین نے ہرگز نہین بیچی پھر مدعی نے گواہ خرید قائم کرکے ڈگری کرائی پھر اُسکی ایک انگلی زائد پاکر بائع کو پھیرنا چاہی پس اُسنے کہا کہ مین نے ہر عیب سے بریت کر لی ہی تو اِس امر پر اُسکی گواہی قبول نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر ایک عورت نے کسی شخص پر نکاح کا دعوی کیا پس مرد نے کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہین ہی پھر جب عورت نے نکاح کے گواہ دیے تو مرد نے خلع کر لینے کے گواہ دیے تو مرد کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر مرد نے اپنے انکار مین یون کہا کہ ہمارے درمیان کبھی نکاح نہ تھا۔

یا کہا کہ مین نے اس سے ہرگز کبھی نکاح نہین کیا پھر جب عورت نے نکاح کے گواہ دیے تو اُسنے خلع کرا لینے کے گواہ دیے تو مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مثل بیع کے اسکا حکم ہونا چاہیے چنانچہ بیع مین ایسے انکار کے بعد برائت عیب کے گواہ نامقبول تھے اسی طرح خلع بھی ہمارے نزدیک طلاق ہی اور طلاق چاہتا ہی کہ سابق مین نکاح ہو پس بعد انکار اصل نکاح کے خلع کا دعوی کرنا تناقض ہی مسموع نہوگا کذا فی فتاوے قاضی خان - ایک عورت نے مرد پر دعوے کیا کہ اسنے مجھسے نکاح کیا ہی اور مرد نے انکار کیا پھر مرد نے اُس سے نکاح کا دعوی کیا اور گواہ دیئے تو قبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر عورت نے خلع کے بعد تین طلاق دیدینے کے گواہ سنائے تو اسکو بدل خلع پھیر لینے کا اختیار ہوگا اگرچہ دعوی مین تناقض ہی اسی طرح اگر مرد نے اپنی جورو کے بھائی سے اُسکی میراث تقسیم کرالی اور بھائی نے اقرار کیا کہ یہ شخص اس عورت کا وارث ہی پھر بھائی نے گواہ دیے کہ اسنے عورت کو تین طلاق دیدی تھین تو مقبول ہونگے اور جو کچھ مرد نے لیا ہی وہ عورت کا بھائی واپس لیگا - اسی طرح اگر باندی مکاتبہ نے بدل کتابت دیدیا پھر گواہ دیے کہ مالک نے کتابت سے پہلے اُسکو آزاد کر دیا تھا تو مقبول ہونگے اور یہی حکم غلام مکاتب کا ہی - اسی طرح عورت نے اگر وارثان شوہر سے میراث تقسیم کرالی اور وہ سب بالغ ہین اُنھون نے اقرار کیا ہی کہ یہ عورت میت کی زوجہ ہی پھر اُنھون نے گواہ پائے کہ مرد نے اپنی صحت و زندگی مین اسکو تین طلاق دی تھین تو وہ لوگ عورت سے تمام حصہ میراث جو اُسنے لیا ہی واپس لینگے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی چند لوگون نے اپنے باپ کی میراث مین ایک گھر پایا اور باہم رضامندی سے بانٹ لیا پھر ایک نے انمین سے دعوی کیا کہ باپ نے اسقدر گھر مجھے صدقہ کردیا یا میرے نابالغ لڑکے کو صدقہ دیا تھا اور وہ نابالغ مرگیا اور مین اُسکا وارث ہوا تو اُسکا دعوی و گواہی باطل و مردود ہی اور اگر اپنے باپ پر قرضہ کا اسطرح دعوی کیا تو دعوی صحیح و گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اگر وارثون نے گھر تقسیم کرلیا اور عورت اسکی مقر ہی اور اُسکو آٹھوان حصہ پہونچا پس اُسکے واسطے کچھ زمین جدا کردی پھر عورت نے دعوے کیا کہ شوہر نے اپنی صحت مین مجھے یہ زمین صدقہ دی یا مین نے اپنے مہر کے عوض اُس سے خرید لی ہی تو اُسکی گواہی نامقبول ہی اسی طرح اگر وارثون نے زمین تقسیم کرلی اور ہر ایک کو کسی قدر زمین ملی اور یہی تمام میراث اُنکے باپ کی ہی پھر ایک نے دوسرے کے حصہ مین کسی درخت یا عمارت کا دعوی کیا اور زعم کیا کہ مین نے ہی اسکو بنایا یا بویا ہی اور اسکے گواہ دیے تو قبول نہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر کسی ایک وارث نے اقرار کیا کہ یہ شی محدود ہمارے باپ کی میراث ہی پھر دعوی کیا کہ باپ نے میرے فلان لڑکے کے واسطے اسکی وصیت کردی ہی اور اسکے گواہ دیے تو بعض نے کہا گواہی نامقبول ہی اور وہ متناقض ہوگا اور یہی اظہر یہ ظہیریہ مین ہی - اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ فلان شخص مرگیا اور یہ دار یا زمین میراث چھوڑی پھر بعد اسکے دعوی کیا کہ میرے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہی اور گواہی گذرانی تو مقبول ہوگی اور میراث کے اقرار کرنے سے وصیت کے دعوے سے باہر نہوگا اسی طرح اگر میت کی طرف کچھ قرض کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہی - اسی طرح اگر سب وارثون نے اقرار کیا کہ یہ مواضع ہمارے درمیان ہمارے باپ کی طرف سے میراث ہین پھر ایک نے دعوی کیا کہ اسمین سے تہائی کی باپ نے میرے فلان نابالغ بیٹے کے واسطے وصیت کی ہی اور گواہ اسکے دیے تو مقبول ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ایک شخص نے دوسرے سے باجارہ طویلہ مرسومہ ایک شی محدود اجارہ پر لی اور دوسرے کو بالمقطع اجارہ پر دی اور دوسرے مستاجر نے قبضہ کا اقرار کیا پھر پہلے مستاجر اور دوسرے مستاجر نے باہم اجارہ ثانیہ فسخ کرلیا اور پہلے مستاجر نے دوسرے سے مال بالمقطع جو بر اجارہ قرار پایا تھا طلب کیا پس دوسرے مستاجر نے کہا کہ یہ محدود دوسرے اجارہ سے آج تک پہلے مستاجر کے قبضہ مین رہے مجھپر مال

مقطع واجب نہین ہی اور گواہ قائم کیے تو صحیح مذہب یہ ہی کہ یہ دعوی غیر صحیح اور گواہی غیر مقبول ہوگی کیونکہ تناقض واقع ہوا ہی اور اگر پہلے مستاجر نے دوسرے مستاجر کے اس محدود پر قبضہ کرنے کے گواہ دیے اور دوسرے نے اس امر کے گواہ دیے کہ پوری مدت یہ چیز پہلے مستاجر کے قبضہ مین رہی ہے تو پہلے مستاجر کے گواہ اولے ہین - شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک میت کے ترکہ مین قرض کا دعوی کیا اور وارث نے تصدیق کر کے ایفاے قرض کی ضمانت کر لی پھر وارث نے اُسکے بعد دعوی کیا کہ میت نے اپنی زندگی مین یہ مال ادا کر دیا ہی اور اُسکو گواہون سے ثابت کرنا چاہا تو شیخ رح نے فرمایا کہ دعوی صحیح ہی اور گواہی غیر مسموع ہی یہ محیط مین لکھا ہی - امام ظہیر الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے خلع کیا اور اُسی مجلس مین کہا کہ مرا اندرین خانہ ہیچ چیزے نیست پھر کسی شے کا متاع بیت یا قماش سے دعوے کیا تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر مدعی کہتا ہی کہ وقت اقرار کے یہ چیز اس گھر مین تھی تو دعوی کی سماعت نہوگی اور اگر کہتا ہی کہ نہین تھی تو سماعت ہوگی - جامع مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین قلیل و کثیر و غلام و متاع سے ہی سب فلان شخص کی ہی تو اقرار صحیح ہی پھر اگر مقرلہ آیا اور کسی غلام کو مقر کے ہاتھ سے لینا چاہا اور دونون مین اختلاف ہوا مقرلہ نے کہا کہ اقرار کے وقت تیرے ہاتھ مین تھا اور مقر نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے بعد اقرار کے اُسکو خریدا ہی تو مقر کا قول لیا جائیگا الا اُس صورت مین کہ مقرلہ اُسکے گواہ لاوے کہ اُسکے ہاتھ مین اقرار کے وقت تھا اور موافق روایت جامع کے مذکور ہی کہ جو کچھ میری دوکان مین ہی فلان شخص کا ہی پھر بعد چند روز کے دوکان مین کسی شے کا دعوی کیا کہ مین نے اسکو بعد اقرار کے دوکان مین رکھ دیا ہی تو تصدیق کیجائیگی اور بعض روایت مین ہی کہ تصدیق نہ کیجائیگی مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ روایت جامع کی روایت کے مخالف ہی اور مشائخ نے اس دوسری روایت کی تاویل یون بیان کی ہی کہ یہ اُس صورت مین ہی کہ اقرار کے بعد صرف اتنا عرصہ گذرا کہ ایسی چیز اتنے عرصہ مین یقیناً دوکان مین نہین لا کر رکھ سکتا ہی تو اس دعوے مین اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی اور اور مسئلہ جامع مین ہی کہ اگر مقر نے اسقدر زمانے مین اپنی ملک پیدا ہو جانیکا دعوے کیا کہ اتنے دیر مین ملک پیدا ہوجانا متصور نہین ہی تو اُسکا یہ قول کہ مین بعد اقرار کے مالک ہوا ہون مقبول نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر دعوی کیا کہ یہ چیز میری ہی اور کچھ نہ کہا تو دعوے کی سماعت ہوگی جبکہ اُسکا دعوی اس مجلس مین نہو مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جامع کبیر مین مذکور رہے کہ ایک شخص نے کہا کہ فلان شخص کی طرف میرا کچھ حق نہین ہی یا کہا کہ فلان شخص کے قبضہ مین میرا کچھ حق نہین ہی پھر اُسنے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام جو مقرلہ کے قبضہ مین ہی وہ اُسنے مجھسے غصب کر لیا ہی یا اُسپر قرض کا دعوی کیا تو گواہی مقبول نہوگی جبتک کہ گواہ یہ گواہی ندین کہ اسنے اقرار کے بعد غصب کیا یا اقرار کے بعد قرض پیدا ہوا ہی اسی طرح اگر کسی نے دوسرے کو برارت نامہ لکھدیا کہ میرا کچھ حق تیری طرف کسی عین یا دین یا حزید مین نہین ہی پھر گواہ قائم کیے کہ مین نے یہ غلام اس شخص سے خریدا ہی یعنی اُسی شخص کا نام لیا جسکو بری کیا تھا یا اُسپر ہزار درم قرض کا دعوی کیا تو مقبول نہونگے مگر جبکہ اقرار کے بعد کی تاریخ مین ایسا ہونیکا دعوے کرے مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علیٰ ہذا چاہیے کہ شوہر کا دعوی بعد اقرار کے مسموع نہو مگر جبکہ یہ دعوے کرے کہ یہ متاع اقرار کے وقت گھر مین موجود نہ تھی ولیکن اگر مطلقاً دعوی کرے تو سماعت نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین ہی قلیل و کثیر سب فلان شخص کا ہی پھر چند روز توقف کیا پھر فلان شخص اُسکو حاضر لایا تا کہ جو کچھ اُسکے ہاتھ مین ہی سب لے لے پس مدعا علیہ نے ایک غلام پر جو اُسکے قبضہ مین ہی اپنی ملک ہونیکا دعوی کیا کہ بعد اقرار کے مین اُسکا مالک ہوا ہون اور

مدعی نے کہا کہ اقرار کے وقت تیرے قبضہ مین تھا تو مدعا علیہ کا قول لیا جائیگا اور غلام اُسی کا ہو گا مگر اُس صورت مین کہ مدعی گواہ دے کہ یہ غلام اسکے قبضہ مین اقرار کے وقت موجود تھا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اقرار کیا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین پھر کہا کہ مین نے قبل اقرار کے اُسکو ادا کر دیے ہین اور اُسپر گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے اور اگر اپنے اقرار کے ساتھ ملا کر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے قبل اقرار کے ادا کر دیے ہین تو استحساناً گواہی مقبول ہو گی یہ محیط مین ہی اگر کہا کہ اُسکے مجھپر ہزار درم تھے پھر اقرار سے ملا کر یا الگ یہ دعوے کیا کہ مین نے قبل اقرار کے ادا کر دیے ہین اور اُسپر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک شخص پر دس ہزار درم کا دعوی کیا گیا تھا اُسنے انکار کیا پھر مدعی سے حاکم نے دریافت کیا کہ تو نے کچھ اسمین سے وصول کیا ہی پس اُسنے دس ہزار درم وصول کرنیکا اقرار کیا پس حاکم نے مدعا علیہ کو دس ہزار درم سے بری کیا پھر جب دونون حاکم کے پاس سے نکلے تو مطلوب نے کہا کہ واللہ تو نے مجھسے یہ درم وصول نہین کیے ہین پھر طالب نے اُسکے اس کلام کے گواہ لا کر پیش کیے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ طالب کی گواہی قبول کرونگا اور مطلوب پر اُسکے ہزار درم کی ڈگری کرونگا اور اگر طالب نے مال ثابت کرنے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے اور اگر مطلوب نے کہا کہ مین نے تو صرف یہ کہا ہے کہ تو نے مجھسے وصول نہین کیے اور مین گواہ دیتا ہون کہ تو نے میرے وکیل سے وصول کیے ہین تو گواہی مقبول نہو گی اور اگر مطلوب نے اسکے گواہ سنائے کہ ایک شخص اجنبی نے یہ مال مطلوب کی طرف سے بدون اُسکے حکم و وکالت کے احسان کر کے تجھے ادا کر دیا ہی تو یہ گواہی مقبول ہو گی اور اگر مطلوب نے کہا کہ اسکو فلان شخص نے وصول نہین کیا ہی تو یہ قول مطلوب کی ذات اور وکیل اور اجنبی سب کو شامل ہی اور پھر اسکے گواہ مقبول نہونگے کہ اجنبی سے اُسنے وصول کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے پھر گواہ قائم کرنے کے بعد کہا کہ مین نے اس مال سے اسقدر وصول کر لیا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے کہا کہ مین نے اس مال سے اسقدر وصول پایا ہی یا فارسی مین کہا کہ چندین یافتہ بودم تو اسکے گواہون کی گواہی باطل ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر گواہ قائم کیے کہ میرے فلان شخص پر چار سو درم ہین پھر مدعی نے اقرار کیا کہ مدعا علیہ کے مجھپر سو درم ہین تو ابو القاسم رح کے نزدیک منکر سے تین سو درم ساقط ہو جائینگے اور احمد بن عیسی بن نصیر کے نزدیک ساقط نہونگے اور اسی پر فتوی ہی کذا فی الملتقط۔ ایک شخص نے دوسرے پر دس درم فی الحال ادا کرنے کا جو قرض ہی دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مارا بتو این دہ درم باید دادن ولیکن مارا از تو ہزار درم می باید حال تو یہ دعوے ثانیہ صحیح نہین ہی جبکہ دونون مال ایک ہی جنس کے ہون کذا فی الذخیرہ۔ اگر مدعا علیہ نے جسپر قرض کا دعوے ہوا ہی یون کہا کہ این مبلغ مال کہ دعوی میکنی بتو رسانیدہ ام پھر کہا کہ فلان شخص پر مین نے اُترا دیے تھے اُسنے دیدیے ہین تو بعض مشائخ نے کہا کہ دوسرا قول مسموع نہوگا اور بعض نے کہا کہ مسموع ہو گا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار کو چکایا پھر برہان لایا کہ مین نے فلان شخص مالک دار سے اسکو خریدا ہی تو گواہ نا مقبول ہونگے ولیکن جبکہ بعد چکانے کے خریدنیکا دعوی کرے یا جس سے چکایا ہی اُسکو فلان کی طرف سے وکیل بیع ثابت کرے یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک کپڑا خریدا یا اُسکو چکایا یا ہبہ طلب کیا پھر دعوی کیا کہ قبل خریدنے یا چکانے یا ہبہ طلب کرنے کے یہ میری ملک تھا یا یہ دعوی کیا کہ چکانے کے دن یہ کپڑا میرے باپ کی ملک تھا وہ مر گیا اور میرے واسطے میراث چھوڑا ہی یا ہبہ کر دیا ہی تو دعوے کی سماعت نہو گی ولیکن اگر چکانے کے وقت تصریح کر کے یون بیان کرے کہ یہ کپڑا میرے باپ کی ملک ہی اُسنے مجھے فروخت کرنیکا وکیل کیا ہی

پس میرے ہاتھ فروخت کردے پھر دونون مین بیع نہوئی پھر اپنے باپ سے میراث پانیکا دعوی کیا تو دعوے مقبول ہوگا کیونکہ تناقض نہین ہی اسی طرح اگر دعوے کے وقت کہا کہ یہ میرے باپ کا تھا اُسنے بائع کو اُسکے بیع کے واسطے وکیل کیا تھا مین نے اس سے خرید لیا پھر میرا باپ مرگیا اور اُسکا ثمن میرے واسطے میراث چھوڑا تو سماعت ہوگی اور ثمن کا اُسکے واسطے حکم ہوجائیگا کیونکہ تناقض نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ اگر ایک طیلسان کا دعوی کیا اور اُسکو چکایا ہی پھر اپنے ایک بھائی کے ساتھ دعوی کیا کہ خریدنے اور چکانے سے پہلے اُسکا مالک تھا) یا یون دعوی کیا کہ چکانے کے روز میرے باپ کی ملک تھی وہ مرگیا اور ہم دونون کے واسطے میراث چھوڑی ہی تو اُسکے حصہ کا دعوے مسموع نہوگا اور اُسکے ساتھی کے حصہ مین مسموع ہوگا اور آدھی طیلسان مین اُسکو خیار حاصل ہوگا کیونکہ صفقہ متفرق ہوگیا ہی اور اگر فقط اُسی نے خریدی خواہ قبضہ کیا یا نہین یا نہین خریدی ولیکن چکائی تھی پھر اُسکا باپ آیا اور دعوی کیا کہ طیلسان میری ہی تو سماعت ہوگی اور مشتری بائع سے اپنے دام لے لیگا اسی طرح اگر باپ کے واسطے ڈگری ہوگئی مگر اُسنے ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ مرگیا اور بیٹے کے واسطے میراث چھوڑی تو طیلسان اُسکو دیدیجائیگی اور اپنے دام بائع سے واپس لیگا ولیکن اگر قاضی نے کچھ حکم نہین دیا یہانتک کہ اُسکا باپ مرگیا تو بیٹے کے واسطے یہ ڈگری نہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک کپڑا خریدنیکا دعوی کیا اور دو گواہون نے مدعا علیہ سے خریدنے کی اُسکی طرف سے گواہی دی اور ہنوز ڈگری ہوئی تھی یا نہین کہ اُنمین ایک گواہ نے زعم کیا کہ یہ کپڑا میرا ہی یا میرے باپ کا ہی کہ مجھے اُس سے میراث پہونچا ہی تو اُسکی سماعت نہوگی اور اگر اس گواہ نے گواہی کے وقت یہ کہا کہ بائع نے اُسکے ہاتھ بیچا ہی مگر یہ میرا ہی یا میرے باپ کا ہی کہ مجھے اُس سے میراث پہونچا ہی تو بیع کی ڈگری کردیجائیگی اور گواہ کے دعوے کی سماعت ہوگی پھر اگر اُسنے اپنے دعوے کے گواہ دیے تو بسبب عدم تناقض کے اُسکی ڈگری ہوجائیگی اور اگر دونون گواہون نے کلام کیا اور وہ کلام گواہی ادا کرنے مین شمار نہین ہی پھر گواہ نے دعوی کیا کہ میرا ہی یا میرے باپ کا ہی اُسنے مجھے اسکی طلب کا وکیل کیا ہی تو گواہ کے گواہون کی گواہی مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ دوسرے کی مقبوضہ باندی کے بچہ یا درخت کے پھل یا زمین کے درختون کو چکایا پھر گواہ قائم کیے کہ یہ باندی یا درخت یا زمین میری ہی تو سواے بچہ اور پھل اور درخت کے ان چیزون کی اُسکی ڈگری کردیجائیگی اور اگر باندی مع بچہ یا درخت مع پھل یا زمین مع درخت کا دعوے کیا تو درخت و پھل و بچہ کا دعوی مسموع نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اسی طرح اگر باندی حاملہ تھی پس اُسکے قبضہ مین جنی پھر بعد گواہ قائم کرنے کے قبل اُسکے کہ باندی کی اُسکی ڈگری ہوجاوے بچہ کو چکایا تو بھی یہی حکم ہی اسی طرح اگر گواہون نے کہا کہ بچہ مدعا علیہ کا ہی یا ہمکو نہین معلوم کہ کسکا ہی تو بھی ایسا ہی حکم ہوگا اور اسی طرح اگر مدعی کے پاس گواہ نہون اور مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ باندی بدون بچہ کے مدعی کی ہی تو بھی ایسا ہی حکم ہوگا کذا فی الذخیرہ۔ اگر مجلس قضا مین اپنے وکیل سے چکانے کے گواہ پیش کردیے تو وکیل اور موکل دونون خصومت سے بری ہوگئے اور اگر غیر مجلس قضا مین ایسا ہوا تو وکیل فقط بری ہوا اور اگر موکل نے گواہ دیے کہ مین نے وکیل کو اسطرح وکیل کیا تھا کہ اسکا اقرار مجھپر جائز نہین ہی پس مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ وکیل نے اقرار کیا ہی تو موکل اپنے دعوے پر باقی ہی اور وکیل خصومت سے خارج ہوا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر ایک باندی جسکے چہرہ پر نقاب پڑی ہوئی تھی خریدی پھر جب اُسنے نقاب اُٹھایا تو مشتری نے کہا کہ یہ تو میری باندی ہی مین نے نقاب کی وجہ سے

اُسکو نہین پہچانا تو اُسکا دعوی و گواہی مقبول نہو گی اور اگر کوئی متاع جو تھیلے مین بھری ہوئی تھی یا کوئی کپڑا جو رومال مین لپٹا ہوا تھا خریدا پھر جب اُسکو نکالا تو کہا کہ یہ میری متاع ہی مین نے اسکو نہین پہچانا تھا تو دعوی و گواہی مقبول ہو گی امام محمد رح نے فرمایا کہ جو چیز چکاتے وقت پہچانی جاسکتی ہی جیسے نقاب ڈالی ہوئی باندی اُسکے سامنے کھڑی ہو تو اُسمین نہ پہچاننے کا دعوی صحیح نہو گا اور جس چیز کا چکاتے وقت پہچاننا نہین ہوسکتا ہی جیسے کپڑا رومال مین لپٹا ہوا ہو یا باندی اسطرح چادر ڈھانپی ہوئی بیٹھی ہو کہ اُسکا کچھ نظر نہین آتا ہی تو اسمین نہ پہچاننے کا دعوی و گواہی مقبول ہو گی یہ محیط سرخسی مین ہی غلام ماذون نے اگر کوئی غلام خریدا و قبضہ کیا پھر اقرار کیا کہ یہ غلام مین نے جس سے خریدا ہی اُسنے فروخت سے پہلے اسکو آزاد کر دیا ہی مین نے اسکو ازادی کی حالت مین خریدا ہی اور بائع نے انکار کیا تو وہ غلام علی حالہ غلام ہی اور ماذون کے اقرار کی تصدیق بائع پر نہو گی اور اگر ماذون نے ایسا اقرار نہ کیا بلکہ یہ اقرار کیا کہ بائع نے میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے یہ غلام فلان شخص کے ہاتھ فروخت کیا ہی اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی مگر بائع نے تکذیب کی تو ماذون کے اقرار کی بائع پر تصدیق نہو گی حتے کہ دام اُس سے واپس نہین لے سکتا ہی و لیکن اپنے حق مین تصدیق کیجائیگی حتے کہ حکم کیا جائیگا کہ یہ غلام فلان شخص کو دیدے اور اگر ماذون کے دعوی کا بائع نے اقرار کیا تو ماذون اپنے دام بائع سے واپس کریگا اسی طرح اگر ماذون نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے یا بائع کو قسم دلائی اور اُسنے نکول کیا تو ماذون اپنا ثمن بائع سے واپس لیگا پس امام محمد رح نے تین صورتون مین یعنی بائع نے دعوے ماذون کا اقرار کیا یا ماذون نے گواہ قائم کیے یا بائع کو قسم دلائی اور اُسنے نکول کیا ان تینون صورتون مین یہ حکم دیا کہ بائع سے دام واپس لیگا اور یہ حکم اقرار کی صورت مین تو ظاہر ہی و لیکن گواہ قائم کرلے یا قسم لینے کی صورت مین اشکال ہی اور چاہیے یہ تھا کہ گواہی مقبول نہوتی اور قسم دلانے کا حق ماذون کو حاصل نہوتا اور اسی مسئلہ کو امام محمد رح نے زیادات اور جامع مین بجاے ماذون کے آزاد آدمی کو فرض کر کے بیان کیا ہی اور ذکر کیا کہ اگر مشتری نے گواہ دیے کہ بائع نے میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے اسکو غیر کے ہاتھ بیچا ہی تو دعوی کی سماعت نہو گی اور اگر بائع سے قسم لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار نہو گا پس ماذون مین جو مذکور ہی اسکو بعض مشائخ نے صحیح نہین کہا ہی اور بعض نے تصحیح کی ہی اور باہم اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین جامع اور زیادات کی روایت مین گواہی غیر مسموع اور بائع کو قسم نہین دلاسکتا ہی اور ماذون کی روایت کے موافق گواہی مسموع اور قسم دلاسکتا ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ زیادات و جامع کی روایت موافق قیاس ہی اور ماذون کی روایت موافق استحسان ہی یہ محیط مین ہی ایک شخص ایک شہر مین آیا اور ایک مکان کرایہ لیا اور کسی نے اُس سے کہا کہ یہ تیرے باپ کا گھر ہی اُسنے تیرے واسطے میراث چھوڑا ہی اُسنے کہا کہ مین اسکو نہین جانتا تھا پھر گھر پر اپنی ملک کا دعوی کیا تو بسبب تناقض کے سماعت نہو گی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہی اُس سے دوسرے نے کہا کہ مجھے دیدے مین اسمین رہونگا اُسنے دینے سے انکار کیا پھر سائل نے دعوی کیا کہ یہ میرا گھر ہی تو دعوی کی سماعت ہو گی اسی طرح اگر کہا کہ مجھے یہ گھوڑا دیدے مین اسپر سوار ہونگا یا یہ کپڑا مجھے دے مین اسکو پہنونگا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یون کہا کہ مجھے اس گھر مین بسا دے یا عاریت دے یا یہ کپڑا یا گھوڑا عاریت دے پھر اپنی ملک کا دعوی کیا تو سماعت نہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ نوادر ہشام مین ہی کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دعوی کیا کہ مین نے اسکو ایسے شخص سے خریدا ہی

پھر اسکا مالک تھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین اس امر پر اُسکی گواہی قبول نہ کرونگا جب تک گواہ یون نہ بیان کرین کہ اُسنے نکاح کرنے کے بعد اُسکو ایسے شخص سے خریدا ہی جو اسکا مالک تھا یہ محیط مین ہی۔ منتقی مین ہی کہ بشر نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنی عورت کو تین طلاق دی اور قاضی نے انکی گواہی قبول کر لی اور حکم نافذ کر دیا پھر ایک گواہ نے دعوی کیا کہ یہ میری عورت ہی مین نے اسکو طلاق دینے والے سے پہلے اپنے نکاح مین کیا ہی اور میرے پاس اسکے گواہ نہین اور عورت اس سے انکار کرتی ہی تو یہ دعوی مقبول نہوگا اسی طرح اگر دونون نے یہ گواہی نہ دی کہ یہ اسکی عورت ہی بلکہ یون کہا کہ اسنے اس عورت کو تین طلاق دی ہین تو بھی یہی حکم ہی اور ایسا ہی یہ حکم عتق و بیع وغیرہ مین جاری ہی جبکہ بائع گواہ کے دعوے سے انکار کرے اور کہے کہ یہ متاع میری ہی۔ اسی طرح اگر گواہ نے کہا کہ ہم نے اسکو بیع کا حکم کیا تھا خواہ بائع منکر بیع ہو یا مشتری منکر خرید ہو تو بھی ایسا ہی ہی اور اگر دونون نے گواہی دی اور حاکم نے اُنکی گواہی رد کر دی پھر دونون نے اپنی ملک ہونیکا دعوی کیا یا اپنی ذات کے واسطے دعوی کیا تو اِن دونون کا دعوی نہین چل سکتا ہی پس اگر حاکم کے پاس انکی گواہی نہ ادا کی ولیکن بیعنامہ یا کاغذ خرید پر گواہی یا مہر کر دی اور کچھ اقرار زبانی نہین کیا تو بھی انکا دعوی نہین چل سکتا ہی اور بھی منتقی مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اس عورت کو طلاق دی ہی اور یہ گواہی نہ دی کہ یہ اسکی عورت ہی اور قاضی نے اسکی گواہی جائز رکھی پھر گواہ نے دعوی کیا کہ یہ میری عورت ہی اور کہا کہ مین نے اُسکو نہین پہچانا تھا اور مین نے اُس سے وطی نہین کی تھی تو گواہی قبول ہوگی اور اسی طرح اگر دونون گواہون نے عورت کے اقرار پر کہ مین اس شخص کی جورو ہون گواہی دی اور یہ گواہی نہ دی کہ یہ عورت اسکی جورو ہی اور قاضی نے اُسکے اقرار کو جائز کرکے اس شخص کی جورو ہونیکا حکم کیا پھر گواہ نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس عورت سے ایک سال سے نکاح کیا ہی اور مین نے اسکو پہچانا نہین تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور حکم قاضی باطل ہو جائیگا اور وہ عورت اس گواہ کو واپس دیجائیگی پس اس مسئلہ مین امام محمد رح و امام ابو یوسف رح مین اختلاف ثابت ہوا یہ ذخیرہ مین ہی۔ دوسرے کے مقبوضہ مال مین پر ملک مطلق کا دعوی کیا پھر دوسرے وقت اسی شخص پر اسی قاضی کے یہان اس عین کا بسبب ملک حادث کے دعوی کیا تو دعوی صحیح ہی اور اگر پہلے کسی سبب سے ملک کا دعوی کیا پھر اسی شخص پر اسی قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعوی کیا تو دعوی صحیح نہین ہی یہ محیط مین ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی اور اگر ایک چوپایہ پر اس سبب سے دعوی کیا کہ یہ میری ملک مین پیدا ہوا ہی پھر اسکے بعد اسی قاضی کے پاس کسی سبب حادث سے ملک کا دعوی کیا تو دوسرا دعوی صحیح نہونا چاہیے بخلاف اسکے اگر پہلے ملک مطلق کا دعوی کیا پھر اسی قاضی کے پاس کسی سبب سے دعوی کیا تو صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر نصف دار معین کا دعوی کیا پھر بعد اسکے سب دار کا دعوی کیا تو سماعت نہوگی اور اگر اسکے برعکس ہو تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور صواب اور صحیح یہ ہی کہ دونون صورتون مین سماعت ہوگی ولیکن اگر آدھے کے دعوے کے وقت یہ کہا کہ سوائے اس نصف کے میرا کچھ حق نہین ہی تو اسوقت اُسکے دعوی کی بالکل سماعت نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی کے دار مقبوضہ پر بسبب خرید کے دعوی کیا اور ظاہر ہوا کہ دعوے کے روز جس گھر پر دعوی کیا ہی وہ مدعا علیہ کے قبضہ مین نہ تھا بلکہ غیر کے قبضہ مین تھا پھر مدعی نے دوسری مجلس مین اسی دار کا قابض پر ملک مطلق کی وجہ سے دعوی کیا تو بعض نے کہا کہ سماعت نہوگی اور یہی اصح ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ پہلے خرید کا دعوی کیا اور قبضہ ذکر نہ کیا اور اگر خرید مع قبضہ کے بیان کیا پھر بعد

اسکے اس شخص پر اسی قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعوی کیا تو بعض نے کہا کہ اسمین بھی اختلاف مشائخ ہونا چاہیے چنانچہ اگر خرید مع قبضہ کا دعوی کیا اور گواہون نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مشائخ کا اختلاف ہی کذا فی الفصول العمادیہ - ایک شخص کے قبضہ مین ایک دار ہی کہ وہ زعم کرتا ہی کہ مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہی پھر ایک شخص نے آکر غیر قاضی کے پاس دعوی کیا کہ یہ گھر میرا ہی مجھے اس شخص نے جسنے قابض کے ہاتھ بیچا ہی صدقہ مین دیا ہی پھر ایک مہینہ یا ایک برس کے بعد اس مدعی نے جسکے قبضہ مین گھر ہی قاضی کے پاس مرافعہ کیا کہ یہ گھر میرا ہی مین نے اس شخص سے خریدا ہی جس سے قابض اپنا خریدنا بیان کرتا تھا پس اگر خریدنے کی تاریخ صدقہ کی تاریخ سے پہلے بیان کی تو گواہی قبول نہوگی اور اگر بعد تاریخ صدقہ کے تاریخ خرید بیان کی تو مقبول ہوگی یہ کتاب الاقضیہ مین مذکور ہی اور اگر تاریخ ذکر نہ کی تو گواہون کی گواہی مقبول ہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ صدقہ مین خواہ قبضہ بیان کرے یا نہ کرے کچھ پروا نہین ہی امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر بعد تاریخ خرید کے صدقہ کا دعوی کیا تو بائع سے دام نہین واپس کرسکتا ہی یہ ذخیرہ و محیط مین ہی - اگر اپنے باپ سے گھر خریدنیکا دعوی کیا پھر میراث کا دعوی کیا تو سماعت ہوگی اور اگر پہلے میراث کی وجہ سے دعوی کیا پھر خریدنے کا دعوی کیا تو مقبول نہین اور تناقض ثابت ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی عورت نے مہر مثل کا دعوی کیا پھر مہر مسمی کا دعوی کیا تو دوسرے دعوی کی سماعت ہوگی اور اگر پہلے مہر مسمے کا دعوی کیا پھر مہر مثل کا دعوی کیا تو دوسرے دعوی کی سماعت نہوگی یہ محیط مین ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا پس شوہر نے ایکبار کہا کہ مین نے اسکو ادا کردیا ہی پھر کہا کہ مین نے اسکے باپ کو ادا کردیا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ تناقض نہین ہی یہ فصول استروشنیہ مین ہی فتوی اسطرح طلب ہوا مردے زنے را کہ خدمت او میکرد بشوہرے داد بعد ازان دعوی میکند کہ آن زن در نکاح من بودہ است و من طلاق ندادہ ام تو استروشنی نے فرمایا کہ اسکی سماعت نہونی چاہیے کیونکہ تناقض ظاہر ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک عورت نے ایک انگور کا باغ فروخت کردیا پس اسکے نابالغ لڑکے نے دعوی کیا کہ یہ میرا ہی مجھے اپنے باپ کی میراث مین ملا ہی اور عورت فروشندہ نے اسکی تصدیق کی اور کہا کہ مین وصیہ نہین تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وقت بیع کے اسنے وصیہ ہونیکا دعوی کیا تھا تو پھر بعد اسکے اسکا قول کہ مین وصیہ نہ تھی مقبول نہوگا اور اسپر نابالغ کے واسطے قیمت باغ کی لازم آویگی کیونکہ خود اسنے اقرار کیا کہ مین نے بیع و تسلیم کرکے اسکو تلف کیا ہی اور نابالغ کے گواہون کی گواہی بدون اجازت اس شخص کے جو اسکا ولی ہی مقبول و مسموع نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - ایک شخص کے قبضہ مین ایک دار ہی اسپر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ یہ میرا گھر ہی مین نے ایک سال سے اپنے باپ سے میراث پایا ہی اور گواہ دیے کہ مین نے دو برس سے قابض سے خریدا ہی اور مدعی بھی ایسا ہی کہتا ہی جیسا گواہون نے بیان کیا تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا لیکن اگر مدعی نے اسطرح توفیق دی کہ مین نے دو برس ہوے کہ قابض سے خریدا تھا جیسا گواہون نے بیان کیا پھر مین نے اپنے باپ کے ہاتھ فروخت کیا پھر ایک سال سے اپنے باپ سے میراث پایا ہی اور گواہون نے گواہی دی تو گواہی مقبول ہوگی اور مدعی کے واسطے گھر کی ڈگری ہوجائیگی اسی طرح اگر ہبہ یا صدقہ کا بجاے خرید کے دعوی کیا تو مثل خرید کے حکم کے اسکا بھی حکم ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر ایک سال سے صدقہ کا دعوی کیا پھر دو مہینہ سے خریدنیکا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے ولیکن اگر توفیق دی کہ اسنے مجھے صدقہ مین دیا تھا اور مین نے قبضہ کیا پھر کسی سبب سے اسکے ہاتھ مین پہونچا اور اسنے صدقہ سے انکار کردیا پس مین نے خرید لیا اور بیان

[illegible]

کر دیا کہ صدقہ تو سبب ہی اور خرید لینا اپنی ملک کی تخلیص کے واسطے ہی تو گواہی مقبول ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر ایک سال سے صدقہ کا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ ایک مہینہ سے اسنے خریدا ہی تو گواہی مقبول نہو گی لیکن اگر اسطرح توفیق دی کہ مجھے اسنے ایک سال سے صدقہ مین دیا تھا اور مین نے قبضہ کر لیا پھر اسکے ہاتھ کسی سبب سے پہونچ گیا اور اسنے صدقہ سے انکار کیا تو ایک مہینہ ہوا کہ مین نے خرید لیا اور اسکو گواہون سے ثابت کیا تو گواہی مقبول ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر ایک شخص کے دار مقبوضہ پر دعوی کیا کہ اسنے مجھے ہبہ کر دیا ہی اور صدقہ مین نہین دیا ہی اور گواہ صدقہ دینے پر قائم کیے اور کہا کہ کبھی مجھے ہبہ نہین کیا ہی حالانکہ قاضی کے سامنے ہبہ کا دعوی کیا تھا تو اسنے اپنے گواہون کو جھٹلایا پس گواہی مقبول نہو گی اسی طرح اگر دعوی کیا کہ میراث مین ملا ہی مین نے ہرگز نہین خریدا ہی پھر اسکے بعد آکر بیان کیا کہ مین نے اسکو خریدا ہی ہرگز مجھے میراث مین نہین ملا ہی پھر ایک سال سے خریدنے پر دو گواہ لایا تو دعوی باطل ہی۔ پس اگر ہبہ کا دعوی کیا اور نہ کہا کہ مجھے کبھی صدقہ مین نہین دیا ہی پھر صدقہ کے گواہ لایا اور کہا کہ جب اسنے ہبہ سے انکار کیا تو مین نے درخوست کی کہ مجھے صدقہ دیدے اسنے ایسا ہی کیا تو جائز ہی یہی طرح اگر کہا کہ مین اسکا بسبب میراث کے مالک ہوا تھا اسنے میراث سے انکار کیا پھر مین نے اس سے خرید لیا اور خریدنے کے دو گواہ لایا تو جائز ہی اور اگر پہلے خرید کا دعوی کیا پھر اسکے گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اپنے باپ سے میراث پایا ہی تو اسکا حکم اسکے برخلاف ہی یہ مبسوط مین ہی اگر دعوی کیا کہ مین نے یہ گھر اپنے باپ سے میراث پایا ہی پھر دوسرے کے ساتھ دعوی کیا کہ ہم دونون نے اپنے باپ سے میراث پایا ہی اور دونون نے گواہ پیش کیے تو مقبول ہونگے یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک لڑکے کے چند عقار موروثی مین اسنے اپنے کسی عقار کا بعد بالغ ہونے کے مشتری پر دعوی کیا کہ میرے وصی نے اسکے ہاتھ مجبوری و زبردستی سے فروخت کر کے سپرد کیا تھا پس اسکو واپس کرنا چاہا پھر دوبارہ اسی عقار کا دعوی کیا کہ میرے وصی نے اسکو نہایت خسارہ سے فروخت کیا ہی تو قاضی اول سے دوسرے دعوی کی سماعت کریگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خریدا پھر بائع نے دعوی کیا کہ مین اس بیع مین فضولی تھا اور مشتری سے غلام واپس کرنا چاہا اور مشتری نے انکار کیا یا مشتری نے دعوی کیا کہ بائع اس بیع مین فضولی تھا اور دام واپس لینے کا قصد کیا تو دعوی صحیح نہین ہی اور اگر اپنے گواہ پیش کرنے چاہے تو سماعت نہو گی اسیطرح اگر گواہ نہون اور دوسرے سے قسم لینا چاہی کہ وہ فضولی تھا تو قسم نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ چیز میری ہی پھر دعوی کیا کہ مجھپر وقف کی گئی ہی تو سماعت ہوگی اور اگر پہلے وقف کا دعوی کیا پھر اپنی ملک کا دعوی کیا تو سماعت نہو گی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے ایک زمین بیچی پھر دعوی کیا کہ یہ مجھپر اور میری اولاد پر وقف کی گئی ہی تو بسبب تناقض کے سماعت نہو گی اور اگر مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی تو قسم نہین لے سکتا ہی اور اگر گواہ قائم کیے تو قبول ہونگے اور بعض نے کہا کہ نہ قبول ہونا اصوب و احوط ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اجناس مین ہی کہ زمین کے مشتری نے اگر اقرار کیا کہ یہ زمین خریدی ہوئی مقبرہ یا مسجد ہی اور قاضی نے اسکے مخاصم کے سامنے اسکے اقرار کو نافذ کیا پھر مشتری نے بائع پر دام پھیر لینے کے واسطے گواہ قائم کیے تو قبول ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اگر مشتری نے بائع پر دعوی کیا کہ جو زمین تو نے میرے ہاتھ فروخت کی وہ فلان مسجد پر وقف ہی تو فقیہ ابو جعفر رحمہ نے فرمایا کہ مقبول ہی اور بیع ٹوٹ جائیگی اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ مقبول نہین اور اول اصح ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی اگر مدعا علیہ کے قبضہ مین کسی مال کا بسبب شرکت کے دعوی کیا پھر اسپر یہی قرض ہونے کا دعوی کیا تو سماعت ہوگی اور اسکے برعکس سماعت نہو گی کیونکہ مال شرکت کبھی بسبب انکار کے قرض ہو جاتا ہی اور قرض کبھی مال شرکت نہین ہو جاتا ہی یہ فصول استروشنیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ تجھپر فلان شخص کا اتنا

[illegible]

مال تھا اور وہ مر گیا اور وہ مال مجھے میراث مین چاہیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے یہ مال تو اُسکو ادا کر دیا ہی اور گواہ لانے گیا مگر نہین لایا پھر مدعی نے دوسری مجلس مین اپنے دعوی کا اعادہ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے تیرے وارث ہونیکا علم نہین ہی تو اُسکی سماعت ہوگی یہ محیط مین ہی- ایک شخص نے ایک عورت پر دعوی کیا کہ مین نے اُس سے نکاح کیا ہی اور اُسنے انکار کیا پھر وہ شخص مر گیا پھر عورت نے آکر اُسکی میراث کا دعوی کیا تو اُسکو میراث ملیگی یہ محیط فصل نہم مین ہی اگر عورت نے نکاح کا دعوی کیا اور مرد نے انکار کیا پھر عورت مر گئی پس مرد نے اُسکی میراث طلب کی اور زعم کیا کہ مین نے اُس سے نکاح کیا تھا تو اُسکو میراث ملیگی ایسا ہی امام ابو یوسف رحمہ سے نوادر مین مذکور ہی کذا فی فتاوے قاضیخان- اگر ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ اُسنے مجھے تین طلاق دی ہین اور شوہر نے اُسکا انکار کیا پھر شوہر مر گیا اور عورت نے اُسکی میراث طلب کی تو میراث نہ ملیگی اسی طرح اگر اُسنے اپنے کو جھٹلایا اور کہا کہ مجھے قبل موت کے اُسنے طلاق نہین دی تھی تو بھی میراث نہ ملیگی یہ محیط مین ہی- ایک شخص کے قبضہ مین ایک مملوک ہی اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرا مملوک ہی اور قابض اس سے انکار کرتا ہی اور کہتا ہی کہ میرا ہی پس قاضی نے اُس سے قسم لی کہ واللہ یہ اس مدعی کا نہین ہی پس اُسنے قسم سے انکار کیا پس قاضی نے بسبب نکول کے اُسپر ڈگری کر دی پس قابض نے کہا کہ مین نے خصومت سے پہلے یہ مملوک مدعی سے خریدا تھا اور اسکے گواہ دیے تو مقبول ہونگے اور غلام کا اسکے واسطے حکم ہوگا اور اُسکا قسم سے باز رہنا اپنے گواہون کا اکذاب نہوگا اور اگر اُسنے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہی میری ملک مین پیدا ہوا ہی پھر گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو فلان شخص سے سواے مدعی کے خریدا ہی تو گواہ مقبول نہونگے یہ ذخیرہ مین ہی- نوادر عیسی بن ابان مین ہی کہ تین شخصون نے ایک شخص پر کسی مال کے واسطے گواہ قائم کیے کہ یہ ہمارے باپ کی میراث سے ہمکو چاہیے ہی اور قاضی نے اُنکی ڈگری کر دے پھر اُنمین سے ایک نے کہا کہ یہ مال جو قاضی نے ہمکو دلایا ہی اُسمین میرا کچھ حق نہین ہی یہ صرف دونون میرے بھائیون کا ہی تو اس کہنے سے مدعا علیہ سے کچھ کم نہوگا ولیکن اگر یون کہا کہ اصل مین میرا اسمین کچھ کچھ نہین ہی صرف میرے دونون بھائیون کا ہی تو بقدر اُسکے حصہ کے باطل ہوجائیگا اور اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے اُسنے کہا کہ میرا اس مال مین کچھ حق نہین ہی یہ صرف میرے دونون بھائیون کا ہی تو اُس سے دریافت کیا جائیگا کہ تم سب نے میراث پدر کا دعوی کیا ہی پھر کیا وجہ ہی کہ تیرا نہین ہی اور انکا ہوگیا پس اگر ایسی کوئی وجہ معقول بیان کی کہ جس سے اُسکو مخرج ہو سکتا ہی تو مقبول ہوگی اور اگر یہ کہکر وہ مر گیا تو قاضی دو تہائی دونون بھائیون کو دلا دیگا اور اسکا حصہ چھوڑ دیگا اور اگر ایسا ہو کہ جن لوگون نے گواہ قائم کیے ہین وہی لوگ باہمی معاملہ رکھتے ہین اور میراث کی وجہ سے مال کا دعوی نہ کیا بلکہ کسی شی کے فروخت کرنے کا دعوی کیا پھر ایک نے کہا کہ میرا اسمین کچھ حق نہین ہی یہ صرف انھین دونون کا ہی تو تمام مال اُن دونون کو دلایا جائیگا مدعا علیہ سے کچھ کم نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی

نوان باب دو شخصون کے دعوے کے بیان اور اُسمین چار فصلین ہین

فصل اول مال عین مین ملک مطلق کے دعوے کے بیان مین

امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الاصل مین ذکر فرمایا ہی کہ ایک نے دوسرے کے مقبوضہ دار یا عقار یا کسی مال منقول پر دعوی کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے تو ہمارے علماے ثلثہ کے نزدیک غیر قابض کے گواہون پر ڈگری کیجائیگی یہ حکم اُسوقت ہی کہ دونون نے تاریخ ذکر نہ کی اور اگر دونون نے تاریخ ذکر کی پس اگر دونون کی تاریخ ایک ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ایک کی تاریخ سابق ہو تو امام اعظم رحمہ

اور دوسرے قول امام ابو یوسف رح کے موافق اُسکی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ پہلے ہو اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے نے نہ بیان کی تو دونون کی ڈگری امام اعظم رح کے نزدیک کیا ہوگی یہ محیط مین ہے - ایک شخص کے قبضہ مین ایک دار ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین اس دار کا ایک سال سے مالک ہوا ہون اور قابض نے گواہ دیے کہ مین نے دو برس ہوے کہ اسکو فلان شخص سے خریدا ہے درحالیکہ وہ اسکا مالک تھا اور مین نے قبضہ کر لیا ہے تو مدعی کی ڈگری کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہے اگر مدعی نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہے مین نے اسکو ہزار درم پر مکاتب کیا ہے اور اسکے گواہ سنائے اور قابض نے کہا میرا غلام ہے مین نے اسکو ہزار درم پر مکاتب کیا ہے اور اسکے گواہ دیے تو غلام دونون مین مکاتب قرار دیا جائیگا کہ دونون کو مال کتابت ادا کرے یہ ذخیرہ مین ہے - اگر ایک نے کہا کہ مین نے اسکو مدبر کیا ہے اور مین اسکا مالک ہوا ہون اور اسپر گواہ سنائے اور دوسرے نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو مکاتب کیا ہے اور مین اسکا مالک ہون تو مدبر کرنے کے گواہ اولی ہین کذا فی المحیط اگر دو شخصون نے تیسرے کی مقبوضہ چیز پر ملک مطلق کا دعوی کیا اور دونون نے تاریخ نہ کہی یا ایک ہی تاریخ کہی تو دونون مین نصف نصف کی ڈگری ہوگی کذا فی الخلاصہ و اگر دونون نے تاریخ کہی اور ایک کی تاریخ سابق ہے تو موافق ظاہر الروایت کے امام اعظم رح اور دوسرے قول امام ابو یوسف رح و اول قول امام محمد رح کے اسی کی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ سابق ہے اور اگر ایک نے تاریخ کہی اور دوسرے نے نہ کہی تو ظاہر الروایت امام اعظم رح سے دونون مین برابر ڈگری ہوگی اور یہی صحیح ہے اور صاحبین سے روایات مختلف ہین اور شیخ الاسلام خواہر زادہ رح نے کہا کہ صحیح بنا بر اول قول امام ابو یوسف رح و دوسرے قول امام محمد رح کے یہ ہے کہ مثل قول امام اعظم رح کے دونون مین نصف نصف کی ڈگری ہوگی فتاوی قاضیخان مین ہے ایک دار یا مال منقول دو شخصون کے قبضہ مین ہے اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعوی کے گواہ سنائے پس اگر دونون نے تاریخ نہ کہی یا برابر ایک ہی تاریخ کہی تو دونون مین نصفا نصف ہونیکا حکم ہوگا اور اگر دونون مین سے ایک کی تاریخ پہلی ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک و موافق دوسرے قول امام ابو یوسف اور اول قول امام محمد رح کے جسکی تاریخ پہلے ہے اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ نہ کہی اور دوسرے نے کہی تو امام اعظم رح کے نزدیک دونون مین نصف نصف کی ڈگری ہوگی اور صاحبین کے نزدیک موافق اس روایت کے کہ تاریخ معتبر نہین رکھتے ہین ایسا ہی حکم ہے اور موافق اس قول کے کہ تاریخ کا اعتبار کرتے ہین پس امام ابو یوسف رح کے نزدیک تاریخ کہنے والے کی ڈگری اور امام محمد رح کے نزدیک نہ کہنے والے کی ڈگری ہوگی کیونکہ جسنے نہ کہی اُسی کی تاریخ سابق ہے کذا فی المحیط - ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرا غلام ہے مجھسے اسنے غصب کر لیا یا کرایہ لیا یا مستعار لیا یا رہن لیا ہے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے مین نے اسکو آزاد یا مدبر کیا ہے یا باندی تھی کہ قابض نے گواہ دیے کہ مین نے اسکو ام ولد بنایا ہے تو مدعی کی گواہی اولی ہے اُسی کے واسطے غلام کی ڈگری ہوگی کذا فی الذخیرہ ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہے اُسپر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے اور دوسرے مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا ہے مجھسے اس دوسرے مدعی نے غصب کر لیا ہے تو جسکے گواہون نے غصب کی گواہی دی ہے اُسی کی ڈگری ہوگی اسی طرح اگر بجاے دعوی غصب کے ودیعت رکھنے کا دعوی ہو تو بھی ایسا ہی ہے یہ محیط مین ہے - بکر نے ایک گھر پر جو سعد و زید کے ہاتھ مین ہے دعوی کیا کہ میرا ہے اور اُن دونون مین سے ہر ایک نے گواہ گذرانے کہ میرا ہے تو آدھا بکر کو ملیگا اور آدھا اُن دونون کو ملیگا اور اگر بکر نے سعد پر غصب یا ودیعت کا دعوی کیا تو چوتھائی زید کو اور باقی بکر کو ملیگا اور قاعدہ یہ ہے کہ غیر قابض دو مدعیون نے اگر ایک مال معین مین تنازع کیا اور ایک نے دوسرے پر غصب کا دعوی کیا اور دونون نے گواہ گذرانے -

تو قاضی غصب کے دعوی کرنے والے کی ڈگری کریگا اور مدعا علیہ کی ڈگری اُنکے گواہون پر نہ کریگا ایسا ہی اس مقام پر ہے اور اگر بکر نے سعد پر غصب کا دعوی کیا اور سعد نے اُسپر یہی دعوی کیا اور زید نے ملک مطلق کا دعوی کیا تو آدھا بکر کا ہوگا اور آدھا اُن دونون میں ہوگا اور اگر ایسا سعد پر اور سعد نے زید پر دعوی کیا اور زید نے ملک مطلق کا دعوی کیا تو دو تہائی زید کا اور باقی بکر کا ہوگا اور اگر ایسا سعد پر اور سعد نے زید پر اور زید نے بکر پر دعوی کیا تو زید کو وہ آدھا ملیگا جو سعد کے قبضہ مین ہے اور جو زید کے قبضہ مین ہے وہ بکر کو ملیگا اور اگر دونون نے بکر پر غصب کا دعوی کیا اور بکر نے سعد پر تو زید کو وہ آدھا ملیگا جو سعد کے قبضہ مین ہے اور جو زید کے قبضہ مین ہے وہ بکر و سعد کے درمیان تقسیم ہوگا کذا فی الکافی۔ اگر سعد نے گواہ دیے کہ یہ گھر میرا ہے زید نے مجھ سے غصب کر لیا ہے اور زید نے گواہ دیے کہ میرا ہے مجھ سے سعد نے غصب کر لیا ہے اور بکر نے گواہ دیے کہ میرا ہے مجھ سے سعد و زید نے غصب کر لیا ہے تو اگر گھر دونون کے قبضہ مین ہے تو نصف نصف تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہے

فصل ثانی مال عین مین بسبب ارث یا خرید یا ہبہ یا اسکے مثل سبب سے ملک کا دعوی کرنے کے بیان مین۔

ایک دار ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسپر دو شخصون نے دعوی کیا ہر ایک دعوی کرتا ہے کہ مین نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے پس اگر دونون نے تاریخ نہ بیان کی یا دونون کی تاریخ یکسان ہے تو دار دونون کو نصف نصف دلایا جائیگا اور اگر دونون نے تاریخ ذکر کی مگر ایک کی تاریخ دوسرے سے پہلے ہے تو موافق قول امام اعظم رح کے جیسا کہ متفق مین ہے اور موافق قول آخر امام ابو یوسف رح کے جیسا کہ اصل مین ہے اور موافق اول قول امام محمد رح کے جیسا کہ ابن سماعہ نے اُنسے روایت کی ہے اُس شخص کی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ سابق ہے کذا فی الذخیرہ اسی طرح اگر ملک مورثین کی تاریخ ذکر کی تو بالاجماع اُسیکی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ سابق ہے کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر ایک نے تاریخ ذکر کی اور دوسرے نے ذکر نہین کی تو بالاجماع دونون مین دو حصہ برابر ہونگے کذا فی الکافی۔ اور اگر ایک کے قبضہ مین ہو تو وہ اُسی کو ملیگا ولیکن جبکہ تاریخ قابض کی سابق ہو تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک وہی اولی ہے اور امام محمد رح کے نزدیک مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ کہی اور دوسرے نے نہ کہی تو وہ بالاجماع مدعی کا ہے اور اگر دونون کے قبضہ مین ہو تو دونون مین بالاجماع برابر تقسیم ہوگا ولیکن اگر ایک کی تاریخ سابق ہو تو وہ اولی ہے کذا فی الخلاصہ۔ اگر دونون نے دو شخصون سے خریدنے کا دعوی کیا ہر ایک نے دعوی کیا کہ فلان شخص سے مین نے خریدا اور وہ اسکا مالک تھا اور دوسرے نے کہا کہ مین نے فلان دوسرے سے خریدا اور وہ مالک تھا اور گواہ قائم کیے تو قاضی دونون مین برابر تقسیم کر دیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے خواہ دونون نے خرید کی تاریخ بیان کی ہو یا نہ بیان کی ہو یہ محیط مین ہے اور اگر دونون نے وقت بیان کیا تو ظاہر الروایت کے موافق پہلے وقت والا اولے ہے اور اگر ایک نے بدون دوسرے کے تاریخ بیان کی تو بالاتفاق دونون مین برابر تقسیم ہوگا کذا فی فتاوے قاضی خان۔ اور اگر دونون نے ایک ہی سے خریدنے کا دعوی کیا اور تاریخ نہ کہی یا ایک ہی تاریخ ذکر کی تو دونون پر برابر تقسیم ہوگا کذا فی الکافی اور ہر ایک کو خیار حاصل ہوگا پھر اگر قاضی نے ہر ایک کو خیار دیا پس ایک نصف پر راضی ہوا دوسرا نہوا تو رضامند کو آدھے سے زیادہ نہ ملیگا کذا فی المحیط اور اگر دونون نے تاریخ ذکر کی اور ایک کی تاریخ سابق ہے تو بالاتفاق اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ ذکر کی اور دوسرے نے ذکر نہ کی تو بالاتفاق تاریخ کہنے والے کو ملیگا اور اگر مال معین دونون کے قبضہ مین ہو تو دونون مین تقسیم ہوگا ولیکن اگر دونون نے تاریخ ذکر کی اور ایک کی تاریخ سابق ہے تو سابق والے کو ملیگا اور اگر ایک کے قبضہ مین ہو تو قابض کا ہے خواہ اُسنے تاریخ کہی ہو یا نہ کہی ہو ولیکن اگر دونون نے تاریخ ذکر کی اور مدعی کی تاریخ قابض سے پہلے ہے تو اُسکو دلایا جائیگا

کذا فی الکافی - ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام اور دار ہی اُسپر دو شخصون نے گواہ قائم کیے ہر ایک نے گواہ دیے کہ مین نے اس سے یہ دار بعوض اس غلام کے جو اسکے پاس ہی خریدا ہی اور قابض دونون کے دعوے سے منکر ہی تو قاضی دار کے دونون مین برابر اور غلام کے دونون مین برابر ہونیکا حکم کریگا اور ان دونون کو خیار ہوگا پس اگر دار کا لینا اختیار کیا تو دار دونون مین اور غلام دونون مین برابر کر دیگا اور اگر فسخ کرنا اختیار کیا تو غلام دونون مین اور قیمت غلام دونون مین برابر لگا دیگا اور اگر ایک نے تمام دار لینے کا قصد کیا حالانکہ قاضی دونون مین برابر کی ڈگری کر چکا ہی تو اسکو یہ اختیار نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اگر دار دونون مدعیون کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ایک مدعی کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو دار قابض کا ہوگا اور اُسکو خیار نہوگا اور تمام غلام دوسرے کا ہوگا کذا فی المحیط اور اگر دار اُسکے قبضہ مین نہو لیکن اُسکے گواہون کے بیان سے ثابت ہوا کہ اسنے دار پر قبضہ کیا ہی تو قاضی دار کی ڈگری اسی کے نام کر دیگا کذا فی فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر مدعا علیہ نے قابض سے کہا کہ دار کا عوض مجھے سپرد نہین ہوا بلکہ دوسرے خصم کے گواہون سے اُسمین استحقاق پیدا ہو گیا پس مین تجھسے دار واپس لونگا تو اسپر التفات نہ کیا جائیگا کیونکہ غلام مین اسطرح استحقاق ثابت ہوا کہ جو قابض کے لیے حجت نہین ہی کیونکہ قابض کی حجت کو دوسرے پر ترجیح ہی پس استحقاق قابض کے حق مین ظاہر نہوا بلکہ ایسا ہوا کہ گویا مدعا علیہ کے اقرار سے استحقاق پیدا ہوا ہی یہ حکم اُسوقت مین ہی کہ دونون نے مطلقاً خرید کا دعوی کیا اور اگر دونون نے تاریخ بیان کر کے دعوی کیا اور گواہ دیے اور ایک کی تاریخ سابق ہی تو غلام دوسرے کو دلایا جائیگا کذا فی المحیط اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہ بیان کی اور دار مدعا علیہ کے قبضہ مین ہی تو تاریخ والے کے واسطے گھر کی اور دوسرے کے واسطے غلام کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ کہی ہو اور دوسرے کا قبضہ یا معائنہ ہو گیا ہو یا گواہون سے ثابت ہو تو ڈگری پانے کے واسطے یہی اولے ہوگا کذا فی الکافی اگر اُسکے گواہون نے جس نے تاریخ نہین ذکر کی ہی یہ گواہی دی کہ بائع نے اسکے خریدنے اور قبضہ کرنیکا اقرار کیا ہی تو تاریخ بیان کرنے والے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک کا قبضہ گواہون سے ثابت ہوا اور دوسرے کا قبضہ معائنہ ہوا ہو تو یہی اولے ہی کذا فی المحیط اور اگر دار دونون کے قبضہ مین ہو پس ایک نے تاریخ کہی اور دوسرے نے چھوڑ دی تو دار و غلام دونون مین برابر تقسیم ہونے کی ڈگری ہوگی کذا فی الکافی اور اگر ہر ایک کے گواہون نے خریدنے اور قبضہ کے معائنہ کی گواہی دی یا قبضہ مین بائع کے اقرار کرنے کی گواہی دی اور ایک نے تاریخ قبضہ بیان کی ہی اور دوسرے نے نہین بیان کی ہی پس اگر دار بائع کے قبضہ مین ہو تو تاریخ والا اولے ہی اور اگر اُسکے قبضہ مین ہو جسکے گواہون نے تاریخ نہین بیان کی ہی تو وہ اولے ہی جسکے گواہون نے قبضہ و معائنہ کی گواہی ادا کی ہی مگر تاریخ کی گواہی نہین دی ہی اور اگر دار مشتری کے قبضہ مین ہو اور دونون نے گواہ قائم کیے جنھون نے خریدنے اور قبضہ کے معائنہ کی گواہی دی یا بائع کے قبضہ ہونے کے اقرار پر گواہی دی اور ایک کے گواہون نے تاریخ قبضہ بیان کی اور دوسرے کے گواہون نے نہین بیان کی تو دار دونون مین برابر تقسیم ہونے کی ڈگری ہوگی اور غلام بھی دونون مین ہوگا اور دونون کو خیار بھی ہوگا اور امام محمدرح نے فرمایا کہ قبضہ کی تاریخ یہان بمنزلہ تاریخ خرید کے ہی حتے کہ اگر گھر بائع کے قبضہ مین ہو اور ہر ایک کے گواہون نے خرید اور قبض کی گواہی دی اور قبضہ کی تاریخ بدون تاریخ خرید کے بیان کی اور ایک کی تاریخ پہلی ہی تو جسکی تاریخ قبضہ سابق ہی اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر گھر پچھلی تاریخ قبضہ والے کے قبضہ مین ہو تو بھی پہلے تاریخ والے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے

تاریخ قبضہ بیان کی دوسرے نے نہ بیان کی اور دار بائع کے قبضہ مین ہی تو تاریخ والے کی ڈگری ہوگی اور اگر دار اسکے قبضہ مین ہو جس نے تاریخ نہین بیان کی تو وہی اولی ہی قلت ینبغی ان یکون فی مثل ہذا اختلاف ادا امام الثانی۔ یہ سب اُس صورت مین ہی کہ غلام مدعا علیہ کے قبضہ مین ہو اور اگر غلام دونون مدعیون کے قبضہ مین ہو اور دار مدعا علیہ کے قبضہ مین ہی اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو دار و غلام دونون مین برابر اور دونون کو خیار ہوگا پس اگر بیع تمام کردین تو دار دونون مین برابر تقسیم ہوگا اور اگر بیع فسخ کردین تو غلام دونون مین برابر تقسیم ہوگا اور مدعا علیہ غلام کی قیمت دونون کو ڈانڈ نہ دیگا کذا فی المحیط۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہی اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین نے یہ غلام اس قابض کے ہاتھ بعوض ہزار درم و ایک رطل شراب کے فروخت کیا ہی اور مین مالک ہون اور دوسرے نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو قابض کے ہاتھ بعوض ہزار درم و ایک سور کے فروخت کیا ہی حالانکہ مین مالک غلام ہون اور قابض دونون کے دعوے سے انکار کرتا ہی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ غلام دونون مدعیون کو نصفا نصف واپس کیا جائیگا اور قابض ہر ایک کو آدھی قیمت غلام کی ڈانڈ دیگا اور اگر ہر ایک مدعی نے یہ گواہ دیے کہ مین نے اس قابض کے ہاتھ بطور بیع فاسد فروخت کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر غلام مشتری کے ہاتھ مین مر گیا تو اُسپر دو قیمتین واجب ہونگی یہ محیط مین ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ اس امر کے گواہ سنائے کہ قابض نے ایسا اقرار کیا ہی اور اگر ہر ایک نے بیع کے معائنہ اور قبضہ کے گواہ دیے پس اگر غلام بعینہ قائم ہی تو غلام لیکر دونون کو برابر دیدیا جائیگا اور سوا اسکے اُنکو کچھ نہ ملیگا اور اگر غلام مستہلک ہی تو غلام کی ایک قیمت دونون کو برابر ملیگی اور سوائے اسکے کچھ نہ ملیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر دو شخصون نے دعوی کیا اور ہر ایک نے گواہ دیے کہ مین نے اس مشتری قابض کے ہاتھ سو دینار کو اس شرط پر فروخت کیا ہی کہ مشتری کے واسطے ایک وقت معلومہ تک خیار رہی اور قابض دونون کے دعوے سے انکار کرکے اپنی ملک کا دعوی کرتا ہی تو قابض کو خیار ہوگا کہ غلام دونون مین سے جسکو چاہے دیدے اور دوسرے کو دام دینے پڑینگے یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہی اُسپر دو شخصون نے دعوی کیا ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی مین نے اسکو قابض کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا ہی کہ مجھے تین روز تک خیار ہی پس اگر دونون نے بیع تمام کردی یا ایک نے تمام کی اور دوسرا راضی ہوگیا تو مشتری کو لینا پڑیگا اور ہر ایک کو ہزار درم دینے پڑینگے اور اگر ایک نے بیع تمام کی اور دوسرے نے توڑ دی تو اجازت دینے والے کو آدھا ثمن اور دوسرے کو پورا غلام ملیگا اور اگر دونون نے بیع تمام نہین کی تو غلام لیکر آدھا آدھا کرلین اور اسکے سوائے کچھ نہ ملیگا اور اگر دونون نے گواہ قائم نہ کیے مگر قابض نے دونون کی تصدیق کی اور یہ معلوم نہین کہ پہلا کون ہی پس اگر دونون نے بیع تمام کردی تو ہر ایک ہزار درم لے لیگا اور اگر تمام نہ کی اور مدت گذر گئی تو غلام دونون مین برابر شریک ہوگا اور مشتری ہر ایک کو آدھی قیمت ڈانڈ دیگا اور اگر ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے نہ دی تو اجازت دینے والا پورے ہزار درم لے لیگا اور دوسرے کو پورا غلام ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی نوادر ہشام مین ہی کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہی اسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین نے قابض سے ایک سال سے ہزار درم کو خریدا ہی اور دوسرے نے دعوی کیا کہ مین نے قابض سے پانچ مہینہ سے سو دینار کو خریدا ہی اور قابض کہتا ہی کہ مین نے سو دینار والے کے ہاتھ بیچا ہی پس قاضی نے ہزار درم والے کی ڈگری کردی اور غلام اُسکے سپرد کیا پھر مشتری نے اُسمین عیب پاکر مدعا علیہ کو بحکم قاضی واپس کردیا اور سو دینار والا آیا اور کہا کہ مین غلام لیے لیتا ہون کیونکہ تو نے

میرے ہاتھ بیچنے کا اقرار کیا ہے اور قابض انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قاضی نے میرے تیرے درمیان کا عقد فسخ کر دیا تو مالک غلام کے قول پر التفات نہ کیا جائیگا اور ہزار والے کی ڈگری کر دینے سے سو دینار والے کی بیع فسخ کا حکم نہوا اور سو دینار والے کو اختیار ہے کہ بائع کے اقرار کی وجہ سے کہ میں نے سو دینار والے کے ہاتھ بیچا ہے ہزار درم والے کے ہاتھ نہیں بیچا ہے اُس غلام کو لے لے اور اگر بائع نے سو دینار والے سے کہا کہ غلام تو لے لے اُسنے انکار کیا تو بائع اُسکے ذمہ لازم کر سکتا ہے اور اگر سو دینار والے نے ہزار والے کی ڈگری ہونے کے وقت مجلس قاضی سے اُٹھکر کہا کہ میں نے بیع فسخ کر دی تو بیع فسخ نہوگی مگر اُس صورت میں فسخ ہو جائیگی کہ بائع قبول کرے یا قاضی دونوں کی بیع فسخ کر دے یہ محیط میں ہے۔ اگر مدعی اور قابض نے کسی سبب سے ایک ہی وجہ سے ملکیت حاصل کرنیکا دعوی کیا اور دونوں نے تاریخ نہ کہی یا دونوں نے ایک ہی تاریخ کہی یا صرف ایک نے تاریخ کہی تو قابض اولے ہے اور اگر دونوں نے تاریخ کہی اور ایک کی تاریخ سابق ہے تو وہی اولے ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر دار ایک شخص کے قبضہ میں ہو پھر مدعی نے دعوی کیا کہ میں نے زید سے یہ دار خریدا ہے۔ اور اسکے گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ میں نے زید سے خریدا ہے اور مدعی کی تاریخ سابق ہے تو اُسی کی ڈگری ہوگی پس بعد ڈگری کے اگر دونوں کا ثمن ادا کر دینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہوا تو مدعی کو گھر سپرد کر دیا جائیگا اور قابض کو اختیار نہوگا کہ اپنے دام وصول کرنے تک دار کو روک سکے اور اگر کسی کا ثمن ادا کرنا اسطرح ثابت نہوا تو قاضی مدعی کو گھر نہ دیگا یہانتک کہ اُس سے دام وصول کرلے اور اگر ایک شخص کا ثمن ادا کر دینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہوا پس اگر مدعی کی طرف سے ثابت ہوا تو گھر اُسکو دیدیا جائیگا اور اگر قابض کا ثمن دیدینا ثابت ہوا اور مدعی کا نہ ثابت ہوا تو قاضی مدعی کو گھر نہ دیگا جب تک کہ دام وصول نہ کرلے اور اگر دونوں دام دو جنس مختلف کے ہوں تو جو کچھ مدعی سے وصول کیا اُسمیں سے قابض کو کچھ نہ دیگا کیونکہ بائع اگر حاضر ہوا تو قابض کو بدون اُسکی رضامندی کے اُسکے منسے لینا روا نہیں ہے اسی طرح جب غائب ہو تو قاضی اُسکو نہیں دے سکتا ہے اور اگر ایک ہی جنس کے ہوں تو جو مدعی سے وصول ہوا ہے اُسمیں سے قابض کا پورا حق دیدیگا پھر اگر اُسمیں سے کچھ بچ رہا تو بائع کے لیے رکھ لیگا اور اگر کم پڑا تو بائع کے ذمہ پڑیگا اگر حاضر ہے تو اُسکا پیچھا پکڑا جائیگا۔ یہ اُسوقت ہے کہ قابض کا ادا کر دینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہوا اور اگر قابض نے اپنے ثمن ادا کر دینے پر گواہ قائم کرنے چاہے تو سماعت نہوگی۔ اور اگر یہ دار قابض کے پاس ہبہ یا صدقہ کی وجہ سے ہو یا بیع کی وجہ سے ہو کہ دام نہیں ادا کیے ہیں اور مدعی نے گواہ دیے کہ میں نے اس سے پہلے زید سے خریدا ہے تو مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اور دام لیکر بائع کو دیے جائینگے اور مدعی کو گھر دیا جائیگا اور قابض کو کچھ نہ ملیگا یہ محیط میں ہے اور اگر دونوں نے دو شخصوں کی طرف سے ملک حاصل کرنیکا دعوی کیا تو مدعی کی ڈگری کیجائیگی کذا فی المحیط والذخیرہ۔ اگر قابض و مدعی سے ایک کی طرف سے ملک حاصل ہونیکا دعوی کیا اور دونوں نے تاریخ نہ کہی یا ایک ہی تاریخ کہی یا ایک نے بدون دوسرے کے کہی تو دونوں میں دار کے برابر ڈگری ہوگی اور اگر ایک کی تاریخ دوسرے سے پہلے ہے تو اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دو کی طرف سے ملک حاصل کرنیکا دعوی کیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے کذا فی الذخیرہ مدعی و قابض نے اگر دو شخصوں سے خریدنے کا دعوی کیا اور دونوں نے تاریخ بیان کی مگر ایک کی تاریخ میں جہالت ہے مثلاً مدعی نے کہا کہ میں نے ایک سال سے زید سے خریدا ہے اور گواہ دیے اور قابض نے گواہ سنائے کہ میں نے ایک سال سے زیادہ سے عمرو سے خریدا ہے اور گواہوں کو زیادتی یاد نہیں ہے تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی اسی طرح

اگر مدعا علیہ کے گواہون نے کہا کہ اسنے عمرو سے ایک سال یا دو سال ہوے خریدا ہی اور گواہون نے اسمین شک کیا تو بھی
مدعی کی ڈگری ہو گی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہی اسپر مدعی نے دعوی کیا کہ مین نے قابض سے
خریدا ہی اور قابض نے دعوی کیا کہ مین نے مدعی سے خریدا ہی اور دونون نے گواہ قائم کیے اور تاریخ کسی کے پاس نہین ہی
تو دونون گواہیان ساقط کر دیجائینگی خواہ قبضہ کی گواہی دی ہو یا نہ دی ہو اور بلا حکم قاضی قابض کے قبضہ مین وہ دار چھوڑ
دیا جائیگا اور یہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی پھر اگر دونون فریق گواہون نے دام ادا کر دینے کی گواہیان دین
تو دونون مین اولا بدلا ہو جائیگا اور اگر یہ نہ دی تو امام محمد رح کے نزدیک بسبب وجوب ثمن کے بدلا ہو جاتا ہی کذا فی الکافی اگر دونون فریق
گواہون نے عقار مین وقت بیان کیا اور قبضہ نہ ثابت کیا اور مدعی کا وقت سابق ہی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے
نزدیک قابض کی ڈگری ہو گی اور اگر قبضہ ثابت کیا تو قابض کی ڈگری ہو گی اور اگر قابض کی تاریخ سابق ہو تو دونون وجہون مین
مدعی کی ڈگری ہو گی کذا فی الہدایہ - ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہی اسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرا گھر ہی مین نے
قابض کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہی اور اسکے گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا ہی مین نے مدعی کے ہاتھ
ہزار درم کو فروخت کیا ہی تو بر قیاس قول امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے دونون گواہیان ساقط ہو جائینگی یہ محیط
مین ہی ایک گھر زید کے قبضہ مین ہی اسپر عمرو برہان لایا کہ مین نے بکر کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہی اور بکر برہان
لایا کہ مین نے عمرو کے ہاتھ سو دینار کو فروخت کیا ہی اور زید نے ان سب سے انکار کیا تو دونون مدعیون مین دار کی
ڈگری ہو جائیگی اور دونون ثمنون کی کچھ ڈگری نہو گی کذا فی الکافی - ایک گھر محمد نامے کے قبضہ مین ہی بکر نامے ایک مدعی نے
گواہ قائم کیے کہ مین نے اس عورت سے ہزار درم کو خریدا ہی اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ مین نے بکر سے ہزار درم کو
خریدا ہی اور قابض نے بکر سے ہزار درم کو خریدنے کے گواہ دیے اور گواہون نے قبضہ و تاریخ نہ ذکر کی تو محمد کی گواہی مقبول
ہی اور حکم کیا جائیگا کہ اسنے بکر سے خریدا ہی اور امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک بکر اور عورت کی گواہیان باطل ہین
اور اگر گھر بکر کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک محمد کی ڈگری ہو گی اور یہ
بکر و عورت کی گواہیان ساقط ہونگی اور اگر عورت کے قبضہ مین ہو تو دونون اماموں کے نزدیک کچھ حکم نہوگا اور دار اُسی کے
قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر گواہون نے عقد و قبضہ کی گواہیان دین اور گھر محمد کے قبضہ مین ہی
اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک محمد کے خریدنے کی ڈگری ہو گی اور عورت و بکر کی گواہیان
ساقط ہونگی اور اگر بکر کے قبضہ مین ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر عورت کے قبضہ مین ہو تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک
بکر و محمد کی گواہیان مقبول ہونگی اور عورت کی مقبول نہوگی یہ محیط مین ہی - ایک آزاد کے قبضہ مین ایک غلام ہی اسپر ایک
مکاتب نے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام میرا ہی مین نے اس عورت کے ہاتھ ہزار درم کو بیچا ہی اور عورت نے مکاتب کے ہاتھ
دس کر گیہون کے عوض بیچنے کے گواہ دیے اور حُر نے مکاتب سے اسی طرح خریدنے کے گواہ دیے اور قبضہ ذکر کیا تو امام
اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک حُر کی ڈگری ہو گی اور مکاتب و عورت کی گواہیان باطل ہونگی اور اگر غلام مکاتب
کے قبضہ مین ہو تو بھی امام اول و ثانی کے نزدیک یہی حکم ہی اور یہی امام محمد رح کے نزدیک ہی اور اگر عورت کے قبضہ مین
ہو تو امام اول رح و امام ثانی رح کے نزدیک کچھ حکم نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر گواہون نے عقد و قبض کی گواہی
دی اور وہ غلام آزاد کے قبضہ مین ہی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک عورت و مکاتب کی گواہیان باطل ہین

اور حُرّہ کی گواہی مکاتب پر مقبول ہی اور اگر غلام مکاتب کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر غلام عورت کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو دونون امامون کے نزدیک مکاتب کی گواہی عورت پر باطل ہی اور عورت و آزاد کی گواہیان مکاتب پر جائز ہین کذا فی المحیط اور اگر آزاد دعوی کرتا ہی کہ سو دینار کو مکاتب کے ہاتھ فروخت کیا ہی اور غلام آزاد کے قبضہ مین ہی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی اور گواہون نے قبضہ ذکر نہ کیا تو دونون امامون کے نزدیک آزاد کے بیچ کرنے کا حکم ہوگا اور ایسا ہی امام محمد رہ کے نزدیک ہی اور اگر مکاتب کے قبضہ مین ہو تو بھی دونون امامون کے نزدیک یہی حکم ہی اور اگر عورت کے قبضہ مین ہو تو حکم ہوگا کہ حُرّہ نے مکاتب کے ہاتھ فروخت کیا ہی اور اگر گواہون نے قبضہ ذکر کیا اور غلام حُرّ کے قبضہ مین ہی تو دونون امامون کے نزدیک یہ حکم ہوگا کہ مکاتب کے ہاتھ آزاد نے فروخت کیا اور اُسکو دلایا جائیگا اور اگر مکاتب کے قبضہ مین ہو تو بھی دونون امامون رہ کے نزدیک یہی حکم ہی اور اگر عورت کے قبضہ مین ہو تو اُسکے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا اور عورت و مکاتب کی گواہیان ساقط ہونگی اور یہ ڈگری ہوگی کہ مکاتب ثمن آزاد کو ادا کر دے اور یہ دونون امامون کے نزدیک ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ دو شخصون نے ایک عورت کے نکاح کا دعوی کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے تو کسی کی ڈگری نہوگی مگر جبکہ عورت کسی کے ساتھ اقرار کر دے اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ دونون نے تاریخ نہ بیان کی یا ایک ہی تاریخ بیان کی اور اگر ایک کی تاریخ دونون مین سے پیشتر ہو تو وہ اولے ہوگا اور اگر دونون کی تاریخ ایک ہی ہی مگر ایک کا اُسپر قابو ہی تو وہی اولے ہی اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے نے نہ بیان کی تو تاریخ والا اولے ہی اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے کا قابو ہی تو جسکا قابو ہو وہی اولی ہی اور اگر عورت نے ایک کے واسطے اقرار کیا اور دوسرے نے تاریخ بیان کی تو جسکے لیے اقرار کیا ہی اُسکی ڈگری ہوگی اور یہ سب حکم عورت کی زندگی مین ہی اور اگر وہ مر گئی پس اگر ایک کی تاریخ سابق ہو تو اُسکی ڈگری ہوگی اور اگر دونون کی تاریخ برابر ہو یا تاریخ ہی نہو تو دونون مین نکاح کی ڈگری ہوگی اور ہر ایک پر نکاح کے وجہ سے آدھا مہر واجب ہوگا اور دونون کو ایک شوہر کی میراث ملیگی اور اگر بچہ پیدا ہوا تو دونون سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور ہر ایک سے اُسکو پورے بیٹے کی میراث ملیگی اور اُن دونون کو لڑکے کے مال سے ایک باپ کی میراث ملیگی کذا فی الخلاصہ مدعی و قابض نے ہر ایک سے اگر بلا تاریخ کے گواہ نکاح پیش کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یعنی جسکے قابو مین عورت ہی اُسکی ڈگری ہوگی اور اگر قاضی نے مدعی کے گواہون پر اُسکی ڈگری کر دی پھر قابض نے گواہ پیش کیے تو اُنکی سماعت مین مشائخ کا اختلاف ہی بعضون کے نزدیک سماعت نہوگی اور بعضون کے نزدیک ہوگی اور سماعت ہونے پر اگر پھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ مین نے قابض سے پہلے اس عورت سے نکاح کیا ہی تو اُسکی ڈگری ہو جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی ایک عورت پر نکاح کا دعوی کیا اور وہ دوسرے کے پاس ہی پس عورت نے مدعی کے واسطے اقرار کر دیا پھر دونون نے بدون تاریخ کے گواہ پیش کیے تو بعض مشائخ نے کہا کہ بسبب اقرار کے مدعی کی ڈگری ہوگی اور بعض نے کہا کہ قابض کی ڈگری ہوگی یہ فصول استروشنیہ مین ہی۔ اگر ایک عورت پر نکاح کا دعوی کیا اور وہ عورت کسی ایک کے قبضہ مین نہین ہی اور اُسنے ایک کے واسطے اقرار کر دیا تو مقرلہ کو ملیگی پھر اگر دوسرے نے اپنے نکاح پر گواہ قائم کیے تو وہی اولی ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے حالانکہ وہ ایک کے واسطے اقرار کر چکی ہی پس اگر دونون کے گواہون مین تاریخ ہی تو جسکی تاریخ سابق ہو وہ اولی ہی اور اگر تاریخ بیان نہ کی تو جسکی گواہی کی تعدیل ہو جاوے وہ اولی ہی اور اگر دونون کے گواہ عادل

نہ ٹھہرے یا عادل ٹھہرے تو بعض مشائخ کے نزدیک جسکے واسطے سابق مین نکاح کا اقرار کیا ہو اُسکی ڈگری ہوگی اور یہی قیاس ہو اور بعضون کے نزدیک کسی کی ڈگری نہوگی اور اسی طرف کتاب ادب القاضی مین باب الشہادت علے النکاح مین اشارہ کیا ہو کذا فی الفصول العمادیہ اگر ایک عورت کے نکاح کا دو مدعیون نے دعوی کیا اور وہ کسی کے پاس نہین ہو اور دونون نے بلا تاریخ گواہ پیش کیے اور عورت سے دریافت کیا گیا اُسنے کسی کے واسطے اقرار نہ کیا یہانتک کہ دونون گواہیان ساقط ہوگئین پھر ایک مدعی اس امر کے گواہ دیے کہ میرے ساتھ نکاح کرنے کا اس عورت نے اقرار کیا ہو تو اُسکی ڈگری ہوجائیگی جیسا کہ اگر بعد گواہیان پیش کرنے کے وہ کسی ایک کے ساتھ نکاح کا اقرار ظاہر کرتی تو بھی یہی حکم تھا اور اگر دونون نے ایک عورت کے نکاح کا دعوی کیا حالانکہ وہ عورت انکار کرتی ہو اور کسی کے پاس بھی نہین ہو پھر ایک نے نکاح کے گواہ دیے اور دوسرے نے نکاح کے اور اس امر کے کہ عورت نے میرے ساتھ نکاح کا اقرار کیا ہو دونون کے گواہ دیے تو عورت کے اقرار کرنے کے گواہون کو دوسرے پر ترجیح ہوگی فصول استروشنیہ مین ہو اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے پھر ایک مر گیا اور عورت نے اقرار کیا کہ میرا نکاح میت کے ساتھ ہوا تھا تو اقرار صحیح ہو اور اُسکے لیے مہر اور میراث کی ڈگری ہوجائیگی اور اگر دونون نے نکاح اور دخول کے گواہ قائم کیے پھر عورت نے ایک کے واسطے اقرار کیا کہ اسنے مجھسے پہلے وطی کی ہو تو وہی اولی ہو اور اگر عورت نے اقرار نہ کیا تو دونون مین جدائی کرا دیجائیگی اور ہر ایک پر بسبب دخول کے مہر مسمی اور مہر مثل سے جو کم ہو وہ واجب ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو اور اگر ایک نے تنہا دعوی کیا اور عورت منکر ہو پس اُسنے گواہ قائم کیے اور وہ ڈگری ہوگئی پھر دوسرے نے دعوی کیا اور ایسے ہی گواہ قائم کیے تو اُسکی ڈگری نہوگی لیکن اگر دوسرے کے گواہون نے تاریخ سابق بیان کی تو اُسکی ڈگری ہوگی۔ اسی طرح اگر عورت ایک شوہر کے پاس ہو اور اُسکا نکاح ظاہر ہو تو دوسرے مدعی کے گواہ مقبول نہونگے مگر اسی صورت مین مقبول ہوسکتے ہین کہ تاریخ سابق بیان کرین یہ ہدایہ مین ہو۔ اگر دو مدعیان نکاح مین سے ایک کے گواہون نے بیان کیا کہ اسنے اس عورت سے دخول کیا ہو تو وہ اولی ہوگا اور اگر عورت کسی ایک کے گھر مین ہو یا ایک کے گواہون نے دخول کی گواہی دی اور دوسرے کے گواہون نے بیان کیا کہ اسنے اُس سے پہلے نکاح کیا ہو تو سابق اولی ہو۔ اور اگر دو بہنین ہین کہ ہر ایک دعوی کرتی ہو کہ اس مرد نے مجھسے نکاح کیا ہو اور وہ مرد انکار کرتا ہو پس ایک بہن نے گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے اقرار کیا ہو کہ مین نے اس عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور دوسری بہن نے گواہ دیے کہ اسنے اقرار کیا ہو کہ مین اس سے سو دینار پر نکاح کیا ہو اور اس سے دخول کیا ہو پھر دونون فریق گواہون کی تعدیل ہوگئی تو قاضی دونون مین جدائی کرا دیگا اور جسقدر مال کے گواہون نے مرد کے اقرار کی گواہی دی وہ استحساناً ہر ایک عورت کو دلا دیگا اور اگر ایک عورت نے دونون بہنون مین سے اس امر کے گواہ دیے کہ اس شخص نے نکاح و دخول کا اس عورت کے ساتھ اقرار کیا اور دوسرے نے صرف نکاح کے گواہ دیے دخول کے گواہ نہ دیے اور مرد سب سے منکر ہو تو قاضی اُس عورت کے نکاح کے صحت کا حکم دیگا جسکے ساتھ دخول کی گواہی گذری ہو کیونکہ دخول دلیل ہو کہ نکاح اُسکا سابق ہوا اور جسقدر گواہون نے مہر بیان کیا اُسکی ڈگری کر دیگا اور اگر دونون مین سے کسی نے اقرار دخول یا نفس دخول کے گواہ قائم نہ کیے تو قاضی مرد اور ان دونون بہنون مین جدائی کر دیگا اور نصف مال کی ڈگری دونون کے واسطے کر دیگا کہ درم کے مہر کے دعوی کرنے والی کو چوتھائی مہر درم دلائے جاوین اور دینار کے مہر کے دعوی کرنے والی نے جتنے دینار مہر کے ٹھہرے ہین انکی چوتھائی دلائی جاوے یہ فتاوے قاضی خان مین ہو ایک عورت نے کہا کہ مین نے زید سے نکاح کیا بعد اسکے کہ مین نے عمرو سے نکاح کیا اور زید و عمرو دونون نکاح کے مدعی ہین تو وہ زید کی عورت ہوگی اور یہ امام ابو یوسف رحمہ

نزدیک ہی اور اسی پر فتوی ہی کذا فی الفصول العمادیہ اور یہی صحیح ہی کیونکہ اسکا یہ کہنا کہ مین نے اُس عورت سے نکاح کیا یہ اقرار نکاح ہی پس اقرار صحیح ہو گیا پھر جو اُسنے کہا کہ بعد اسکے کہ مین نے عمرو سے نکاح کیا اس سے اُسکی غرض یہ ہو کہ پہلے اقرار کو باطل کر دے اور یہ اُسکو اختیار نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک عورت پر دو شخصون نے دعوی کیا ہر ایک نے یہ گواہ دیے کہ اس عورت نے اقرار کیا کہ مین نے اس شخص سے ہزار درم پر خلع کرایا ہی اور دونون گواہون نے وقت بیان نہ کیا تو عورت پر واجب ہی کہ ہر ایک کو اسکا مال دعوی ادا کرے اور اگر وقت بیان کیا تو پہلے وقت والے کا مال ادا کرنا واجب ہی اور دوسرے کا مال باطل ہو جائیگا ولیکن اگر دونون وقتون مین اسقدر وقت کا فاصلہ ہو کہ پہلے سے خلع کرانے کے بعد عدت گذر جاوے اور دوسرے سے نکاح کرے تو البتہ اُسپر دونون کا مال واجب ہوگا اور اگر اُسکے ساتھ کسی ایک نے دخول نہ کیا تو دونون مال لازم ہونگے خواہ وقت بیان کرین یا نہ کرین یہ محیط مین ہی۔ فتاوی نجم الدین نسفی مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے ایک عورت پر دعوی کیا کہ میری یہ عورت حلالہ ہی اور عورت دعوی کرتی ہی کہ مین اسکی عورت تھی ولیکن اسنے طلاق دیدی اور عدت گذر گئی اور مین نے اس دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کر لیا اور وہ اسی دوسرے کے پاس ہی اور دوسرا شوہر دعوی کرتا ہی کہ مین نے اس سے نکاح کیا اور پہلے کے نکاح و طلاق سے انکار کرتا ہی تو عورت سے کہا جائیگا کہ طلاق کے گواہ لاوے پس اگر گواہ لانے سے عاجز ہوئی تو پہلے شوہر کو طلاق پر قسم دلائی جائیگی اور عورت و دوسرے شوہر مین جدائی کرا دیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُس سے کہا کہ تجھسے پہلے تیرا ایک شوہر تھا اُسنے تجھے طلاق دیدی اور عدت گذر گئی پھر مین نے تجھسے نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ مجھے پہلے نے طلاق نہین دی ہی تو دونون مین جدائی نہ کرائی جاویگی پھر اگر غائب اسکے بعد حاضر ہوا اور طلاق سے انکار کیا تو عورت اُسی کی ہوگی اور اگر پہلے نے نکاح اور طلاق کا اقرار کیا اور عورت نے طلاق مین اُسکی تکذیب کی تو اُسوقت سے اُسپر طلاق واقع ہوگی اور اسی وقت سے عدت مین بیٹھی گی اور اُسکے اور دوسرے شوہر کے درمیان جدائی کرا دیجائیگی اور اگر عورت نے اُسکے تمام قول کی تصدیق کی تو دوسرے شوہر کی عورت قرار پاویگی اور اگر اُسنے پہلے شوہر کے نکاح و طلاق کے اقرار سے انکار کیا تو دوسرے کی قرار پاویگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر مرد نے کہا کہ مجھسے پہلے تیرا دوسرا شوہر تھا اُسنے تجھے طلاق دی اور تیری عدت گذر گئی اور عورت نے طلاق سے انکار کیا پھر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ مین ہی اُسکا پہلا شوہر ہون اور دوسرے شوہر نے انکار کیا تو دوسرے شوہر کا قول لیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ یہ میری عورت ہی پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیری عورت تھی ولیکن تو نے دو برس سے اُسکو طلاق دیدی اور اُسکی عدت گذر گئی پھر مین نے اُس سے نکاح کیا اور مدعی نے طلاق دینے سے انکار کیا تو مدعی کے سپرد کر دینے کا حکم دیا جائیگا اور اگر مدعی نے کہا کہ ہان طلاق دیدی تھی ولیکن پھر مین نے اُس سے نکاح کر لیا اور مدعا علیہ باز خواستن وے بدا منکر است قلت یعنی مدعا علیہ اُسکے دوبارہ نکاح مین لانے کا انکار کرتا ہی تو عورت مدعا علیہ کے قبضہ مین چھوڑ دیجائیگی اور اگر مدعی نے طلاق کا انکار کیا اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ اسنے دو برس ہوے کہ اُس عورت کو طلاق دیدی اور مین نے اُس سے نکاح کیا اور قاضی نے طلاق کا حکم کیا تو عورت کی عدت طلاق کے وقت سے ہوگی یہ فصول استروشنیہ مین ہی ایک عورت ایک شخص کے گھر مین ہی وہ کہتا ہی کہ یہ میری عورت ہی اور ایک مدعی دعوی کرتا ہی کہ یہ میری عورت ہی اور عورت مدعی کی تصدیق کرتی ہی تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جسکے گھر مین ہی اُسی کا قول مقبول ہوگا یہ فصول عمادیہ

مین ہے۔ ایک مدعی نے گواہ پیش کیے کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے اور اس شخص کے پاس بلاحق ہے اور قابض کہتا ہے کہ یہ میری عورت ہے اور عورت بھی قابض کی تصدیق کرتی ہے تو مدعی کی ڈگری کیجائیگی اور اگر قابض نے بدون تاریخ کے نکاح کے گواہ قائم کیے تو اُسی کی گواہی مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ تجھے تیرے باپ نے میرے ساتھ بیاہ دیا اور تو نابالغ تھی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ جب بیاہ دیا ہے تو مین بالغ تھی اور مین راضی نہ تھی تو عورت کا قول مقبول ہوگا اور گواہی مرد کی مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضیخان و محیط مین ہے عورت بالغہ نے اگر گواہ پیش کیے کہ مین نے بالغ ہوتے ہی نکاح رد کردیا اور شوہر نے گواہ پیش کیے کہ بعد بالغ ہونے کے خاموش رہی تو عورت کی گواہی مقبول ہوگی یہ فصول استروشنیہ مین ہے۔ اگر جورو و شوہر نے بعد بچہ پیدا ہوجانے کے نکاح کے صحیح ہونے و فاسد ہونے مین جھگڑا کیا پس شوہر نے فساد کا دعوی کیا اور جورو نے صحیح ہونے کا دعوی کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے تو فساد کے دعوی کرنے والے کے گواہ مقبول ہونگے اور جب فساد کے گواہ مقبول ہوے تو عورت کا نفقہ ساقط ہوجائیگا اور بچہ کا نسب ہر صورت مین ثابت ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک مرد و عورت دونون کے قبضہ مین ایک دار ہے پس عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرا ہے اور یہ مرد میرا غلام ہے اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرا ہے اور یہ عورت میری جورو ہے مین نے ہزار درم پر اس سے نکاح کیا ہے اور اسکو دیدیے ہین اور اسکے گواہ نہ دیے کہ مین حر ہون تو عورت کی ڈگری ہوجائیگی اور گھر اُسی کو ملیگا اور مرد اُسکا غلام ہوگا اور اگر مرد نے گواہ قائم کیے کہ مین اصلی آزاد ہون اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو عورت اُسکی جورو ہوگی اور وہ آزاد قرار دیا جائیگا اور گھر کی ڈگری عورت کے نام ہوگی اور اگر دونون کے پاس گواہ نہون تو گھر مرد کا ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ بشر نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ ایک مرد و عورت نے عورتون کے زیور وغیرہ مین اختلاف کیا عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ متاع میری ہے اور یہ شخص میرا غلام ہے اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ متاع میری ہے اور یہ عورت میری جورو ہے مین نے اس سے ہزار درم پر نکاح کر کے اسکو مہر دیدیا ہے تو عورت کی ڈگری کیجائیگی کہ متاع عورت کی اور یہ شخص عورت کا غلام ہے پس اگر مرد نے اپنے اصلی آزاد ہونے کے گواہ قائم کیے تو حکم دیا جائیگا کہ عورت اسکی جورو ہے اور متاع مرد کی ہے ایسا ہی مشائخ نے ذکر کیا ہے اور مسئلہ دار پر قیاس کر کے چاہیے کہ متاع کی عورت کے واسطے ڈگری کیجاوے اور اگر اسمین اختلاف کیا اور یہ متاع عورت کے قبضہ مین ہے اور مثل اسکے مرد کے قبضہ مین ہے تو نکاح کی ڈگری ہوجائیگی اور مرد آزاد ہوجائیگا اور حکم دیا جائیگا کہ جو ہر ایک کے قبضہ مین ہے وہ دوسرے کا ہے خواہ عورتون کا اسباب ہو یا مردون کا ہو یا دونون کا ہو اور اگر متاع صرف ایک کے قبضہ مین ہو دوسرے کے قبضہ مین نہو تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ابن شجاع نے نوادر مین ذکر کیا کہ اگر مرد نے گواہ دیے کہ یہ دار میرا ہے اور یہ عورت میری باندی ہے اور عورت نے گواہ سنائے کہ گھر میرا ہے اور یہ شخص میرا غلام ہے اور گھر دونون کے قبضہ مین نہین ہے تو دونون مین آدھے آدھے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک کے قبضہ مین ہو تو اُسی کے ہاتھ مین چھوڑا جائیگا اور دونون کی آزادی کا حکم ہوگا اور کسی کی طرف سے دوسرے کے مملوک ہونے کی گواہی مقبول نہوگی قال رضی اللہ عنہ کہ جب دار ایک کے قبضہ مین ہو تو مدعی کی ڈگری ہونی چاہیے کیونکہ قابض کی برہان ملک مطلق مین مدعی کی برہان کی معارض نہین ہوتی ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت پر اپنی جورو ہونیکا دعوی کیا اور دوسرے شخص نے اپنی باندی ہونیکا دعوی کیا اور عورت نے گواہ دیے کہ یہ دونون میرے غلام ہین

تو قیاس چاہتا ہی کہ دونون پر عورت کی گواہی مقبول ہو اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے گواہ نہ قائم کیے تو قسم نہ لیجاویگی اور نہ قسم سے باز رہنے پر ڈگری کیجاویگی یہ جواہر الفتاوی مین ہی۔ اگر ایک شخص کے غلام نے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا پھر دعوی کیا کہ مالک نے مجھے نکاح کی اجازت نہین دی تھی اور عورت نے کہا کہ اجازت دی تھی تو دونون مین جدائی کرادیجائیگی اور غلام کی تصدیق مہر کے باطل کرنے مین نہوگی اگر اُسکے ساتھ وطی کرلی ہی تو غلام پر سعی کرنا واجب ہوگی اور جب تک عورت عدت مین ہی اُسکا نفقہ واجب ہوگا اور اگر وطی نہین کی تھی تو آدھا مہر لازم ہوگا اور اگر کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ مجھے مالک نے اجازت دی تھی یا نہین دی تھی تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الفصول العمادیہ **مسائل متصلہ** ایک شخص نے ایک عورت پر دعوی کیا کہ مین نے اس سے نکاح کیا ہی اور اسپر گواہ قائم کیے اور عورت نے ایک دوسرے شخص پر گواہ قائم کیے کہ اسنے مجھسے نکاح کیا ہی اور وہ منکر ہی تو مرد مدعی کی گواہی مقبول ہوگی کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے ایک عورت پر نکاح کرنے کے گواہ قائم کیے اور عورت کی بہن نے اس مرد پر گواہ قائم کیے کہ اسنے مجھسے نکاح کیا ہی تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ مرد کی گواہی مقبول ہوگی اور عورت کی مقبول نہوگی اور اگر عورت کے گواہون نے تاریخ بیان کی اور مرد کے گواہون نے نہ بیان کی تو مرد کا دعوی جائز ہی اور اُس عورت سے نکاح ثابت ہوگا جسکا مرد دعوی کرتا ہی اور عورت مدعیہ کا دعوی باطل ہوگا اور شوہر پر عورت کا آدھا مہر واجب ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی ایک عورت پر نکاح کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ میری بہن اس مدعی کی جورو ہی اور مرد انکار کرتا ہی اور کہتا ہی کہ وہ میری جورو نہین ہی تو قاضی حکم دیگا کہ یہ عورت جو حاضر ہی مدعی کی جورو منکوحہ ہی اور غائب عورت کے نکاح کی ڈگری نہ کریگا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اسی طرح اگر حاضر عورت نے مدعی کے اس اقرار کے گواہ دیے کہ غائب عورت سے مین نے نکاح کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ قاضی توقف کریگا اور حاضر عورت کے نکاح کی ڈگری نہ کریگا یہ فصول عمادیہ مین ہی اگر ایک عورت سے نکاح کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے پس عورت نے دعوی کیا کہ اسنے میری ماں یا بیٹی سے نکاح کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ صورت اور بہن سے نکاح کرنے کے دعوی کی صورت یکسان ہی اور اگر حاضر عورت نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے میری ماں سے نکاح کیا اور اُس سے وطی کی یا بوسہ لیا یا شہوت سے اُسکا مس کیا یا شہوت سے اُسکی فرج کی طرف نظر کی ہی تو قاضی اس حاضر عورت اور مدعی کے درمیان جدائی کردیگا اور غائب عورت کے ساتھ نکاح ہونے کی ڈگری نہ کریگا یہ فصول استروشنیہ مین ہی ایک شخص کی صغری و کبری دو بیٹیان ہین پس ایک نے اُسپر گواہ قائم کیے کہ اسنے اپنی کبری بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کردیا ہی اور باپ نے گواہ قائم کیے کہ مین نے صغری کا نکاح اُسکے ساتھ کیا ہی تو شوہر کی گواہی مقبول ہوگی کذا فی المحیط اگر ایک عورت نے کہا کہ مین نے اس شخص سے کل کے روز نکاح کیا ہی پھر کہا کہ مین نے اس دوسرے شخص سے ایک سال سے نکاح کیا ہی تو یہ عورت اُسکی ہوگی جسکے واسطے کل کے روز نکاح کا اقرار کرچکی ہی اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے دونون کے ساتھ ایکبارگی نکاح کا اقرار کیا ہی اور وہ عورت منکر ہی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ مین گواہون سے دریافت کرونگا کہ کس کے ساتھ اقرار شروع کیا تھا اُسی کی ڈگری کرونگا اور اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے دونون سے نکاح کیا اس سے کل کے روز اور دوسرے سے ایکسال سے تو کل کے روز والے کی جورو قرار دیجائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی ایک عورت کے نکاح کا دعوی کیا اُسنے انکار کیا اور ایک دوسرے مرد حاضر کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا اور اُس شخص نے عورت کے اقرار کی تصدیق کی تو مدعی کو

گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہوگی پس اگر گواہ قائم کیے اور ثبوت ہوگیا تو مقرلہ کو ضرورت ہوگی کہ اس شخص مدعی پر عورت کے سامنے گواہ قائم کرے پس اگر اُسنے قائم کیے تو بسبب اسکے کہ گواہ بھی ہین اور عورت بھی اقرار کرتی ہی وہی اولی اور اُسی کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی اگر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اِس عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ اِسنے مجھسے سو دینار پر نکاح کیا ہی اور عورت کے باپ نے جو شوہر کا غلام ہی یہ گواہ قائم کیے کہ اِسنے میرے رقبہ پر اِس سے نکاح کیا ہی اور عورت کی ماں نے جو شوہر کی باندی ہی یہ گواہ قائم کیے کہ اِسنے میرے رقبہ پر اِس سے نکاح کیا ہی تو باپ اور ماں کے گواہ مقبول ہونگے اور دونون کی آدھے آدھے رقبہ پر نکاح جائز ہوگا اور اگر قاضی نے عورت کے لیے سو دینار مہر کی ڈگری کردی پھر باپ نے گواہ قائم کیے اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو قاضی پہلا حکم باطل کرکے یہ حکم دیگا کہ باپ کی آزادی اِسکا مہر ہی اور باپ اسی عورت کے مال سے آزاد ہوگا اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس عورت سے اِسکے باپ کے رقبہ پر نکاح کیا ہی اور باپ نے اِس امر مین اِسکی تصدیق کی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر عورت نے گواہ قائم کیے کہ اِسنے مجھسے سو دینار مہر پر نکاح کیا ہی تو گواہی مقبول ہوگی اور سو دینار عورت کو دلائے جاوینگے اور باپ جو آزاد ہوا وہ شوہر کے مال سے آزاد ہوا اور اُسکی ولاء شوہر کو ملیگی اور اگر باپ نے گواہ قائم کیے کہ اِسنے عورت سے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہی اور عورت نے گواہ دیے کہ سو دینار پر اور مرد نے گواہ دیے کہ ہزار درم پر نکاح کیا ہی تو باپ کی گواہی پر حکم ہوگا اور اپنے بیٹی کے مال سے آزاد قرار دیا جائیگا پھر اگر عورت کی ماں نے گواہ قائم کیے کہ میری گردن پر نکاح کیا ہی تو مقبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی اگر دو بہنون نے ہر ایک نے ایک ہی مرد پر دعوی کیا کہ اِسنے مجھسے اولاً نکاح کیا ہی تو یہ شوہر کے اختیار مین رہا اگر اُسنے ایک سے پہلے نکاح ہونے اور اپنی جورو ہونے کی تصدیق کی تو وہی اُسکی جورو ہوگی اور دوسری کے گواہ باطل ہونگے اور اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا بشرطیکہ دوسری کے ساتھ دخول نہین کیا ہی اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے دونون مین سے کسی کے ساتھ نکاح نہین کیا ہی یا دونون کے ساتھ نکاح کیا ہی اور پہلی مجھے معلوم نہین ہی تو کتاب مین مذکور ہی کہ دونون سے شوہر سے جدائی کرا دیجائیگی اور دونون کو آدھا مہر ملیگا اگر کسی کے ساتھ اُسنے وطی نہین کی ہی اور مشائخؒ نے کہا کہ یہ حکم اُسوقت مین ہی کہ شوہر نے کہا کہ مین نے دونون سے نکاح کیا ہی اور پہلی مجھے معلوم نہین ہی اور اگر کہا کہ مین نے کسی سے نکاح نہین کیا ہی تو کچھ مہر واجب نہونا چاہیے اور اصح یہ ہی کہ یہ حکم دونون صورتون مین یکسان ہی کذا فی فتاوے قاضی خان اگر ایک عورت نے کسی مرد پر نکاح کا دعوی کیا اور مرد نے انکار کیا پھر باہم دونون نے رستی کے ساتھ کہا کہ نکاح واقع تھا تو نکاح ثابت نہوگا چنانچہ ابتداء مین اگر دونون راستی سے کہتے کہ مازن وشوئیم تو نکاح ثابت نہوتا یہ فصول استروشنیہ مین ہی مرد نے عورت پر نکاح کی برہان قائم کردی عورت نے کہا کہ میرا شوہر فلان بن فلان بغدادی ہی تو عورت کے قول پر التفات نہوگا مرد کے گواہون پر ڈگری ہوجائیگی یہ وجیز کردری مین ہی - اگر کسی نے ایک عورت کے نکاح کا دعوی کیا اور عورت نے انکار کیا ولیکن کسی دوسرے کے ساتھ اقرار نہین کیا پھر دوسری مجلس مین قاضی کے سامنے اسی مدعی کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا تو صحیح ہی اور سماعت ہوگی اور اگر کسی دوسرے کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا پھر مدعی کے ساتھ اقرار کیا تو سماعت نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک عورت نے ایک شخص پر نکاح کا دعوی کیا پس مرد نے کہا کہ مین نے ایسا نہین کیا پھر کہا کہ ہان کیا ہی تو جائز ہی یہ محیط مین ہی ایک عورت نے ایک مرد سے نکاح کرنے کا دعوی کیا اور اُس شخص نے انکار کیا پھر اُس شخص نے اِسکے بعد نکاح کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے

تو مقبول ہونگے ایک مرد نے ایک عورت پر دعوی کیا کہ مین نے اس سے ہزار درم پر نکاح کیا ہے عورت نے انکار کیا پس مرد نے دو ہزار درم پر نکاح کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور دو ہزار درم پر نکاح کی ڈگری ہوجائیگی اور اگر خاص غلام پر نکاح ہونے کے گواہ قائم کیے تو بھی مقبول ہونگے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ مرد نے ایک عورت پر نکاح کا دعوی کیا پس عورت نے کہا کہ مین نے اس سے نکاح کیا تھا ولیکن مجھے اسکی وفات کی خبر ملی پھر مین نے عدت بیٹھنے کے بعد اس مرد سے نکاح کرلیا تو وہ مدعی کی جورو قرار دیجاویگی اور اگر عورت نے کہا کہ مین اس شخص کی جورو ہون ولیکن پہلے مین اس مدعی کی جورو تھی اور قصہ بیان کیا تو وہ دوسرے شخص کی جورو قرار پاویگی یہ وجیز کردری مین ہے واضح ہو کہ موت کا دن حکم قاضی مین داخل نہین ہوتا ہے مثلاً ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرا باپ فلان روز مرگیا اور قاضی نے حکم دیا تو موت کا حکم ہوگا یہ دن داخل حکم نہوگا پھر اگر کسی عورت نے دعوی کیا کہ اس میت نے مجھسے بعد اس روز کے نکاح کیا ہے تو سماعت ہوگی اور نکاح کا حکم ہوجائیگا اور قتل کا روز حکم قضا مین داخل ہوتا ہے حتے کہ اگر کسی نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرے باپ کو فلان روز قتل کیا ہے اور قاضی نے ڈگری کردی پھر کسی عورت نے دعوی کیا کہ اسکے باپ نے مجھسے اس تاریخ کے بعد کسی دن نکاح کیا تو سماعت نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک عورت پر نکاح کا دعوی کیا اور کہا کہ تیرے فلان شوہر نے تجھے طلاق دی تیری عدت گذر گئی پھر مین نے تجھسے نکاح کیا پس عورت نے کہا کہ میرے فلان شوہر نے مجھے طلاق نہین دی پس مدعی نے فلان شخص کے طلاق دینے کے گواہ قائم کیے تو نامقبول ہونگے پھر اگر شوہر آیا اور مدعی نے اسکے طلاق دینے کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر گواہون نے عدت کے بعد نکاح کی گواہی دی تو نکاح ثابت ہوگا کذا فی الفصول الاستروشنیہ اگر دو شخصون نے ایک چوپایہ کے اپنی ملک مین پیدا ہونے کے گواہ دیے اور تاریخ دونون نے بیان کی تو اسکی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ چوپایہ کے سن کے موافق ہو خواہ چوپایہ دونون کے قبضہ مین ہو یا ایک کے یا تیسرے شخص کے قبضہ مین ہو کیونکہ معنی مختلف نہین ہوتے ہین بخلاف اسکے اگر پیدائش کا دعوی بلا تاریخ ہو تو جسکے قبضہ مین ہے اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون کے قبضہ مین ہے تو دونون کی ڈگری ہوگی اور اگر تیسرے کے قبضہ مین ہو تو بھی دونون کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون تاریخون سے چوپایہ کے سن کے موافقت مین اشکال ہو تو دونون کی ڈگری ہوگی اگر چوپایہ دونون کے قبضہ یا تیسرے کے قبضہ مین ہو کذا فی التبیین اور اگر معلوم ہو کہ چوپایہ کا سن ایک مدعی کی تاریخ سے مخالف ہے اور دوسرے کی تاریخ سے موافق کرنے مین اشکال ہے یعنے مشتبہ ہے تو جسکی تاریخ سے اشتباہ ہے اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ نہ کہی اور دوسرے نے تاریخ کہی مگر اسکی تاریخ چوپایہ کے سن سے مشتبہ ہے تو اگر تیسرے کے قبضہ مین ہے تو دونون کے درمیان مشترک ہونے کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون کے قبضہ مین ہے تو انھین کے قبضہ مین چھوڑا جائیگا یہ محیط مین ہے اور اگر ایک کے قبضہ مین ہے تو قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر چوپایہ کا سن دونون تاریخون سے مخالف ہو تو دونون کی گواہیان باطل ہونگی اور قابض کے پاس چھوڑ دیا جائیگا کذا فی التبیین عامہ مشائخ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے کذا فی المحیط اور اصح یہ ہے کہ دونون کی گواہیان باطل نہونگی بلکہ دونون کی ڈگری ہوگی بشرطیکہ دونون غیر قابض ہون یا قابض ہون اور اگر ایک قابض ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی کذا فی التبیین خواہ قابض نے اپنے دعوے کے گواہ غیر قابض مدعی کی ڈگری ہونے سے پہلے قائم کیے ہون یا بعد کو قائم کیے ہون کذا فی المحیط اور اگر غیر قابض مدعی نے گواہ دیے کہ یہ غلام میرا ہے مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہے اور یہ میرے بائع کی ملک مین پیدا ہوا ہے اور قابض نے گواہ سنائے کہ

یہ غلام میرا ہے مین نے اسکو فلان دوسرے شخص سے خریدا ہے اور یہ اسی کی ملک مین پیدا ہوا ہے تو قابض کی ڈگری ہوگی اسی طرح اگر غیر قابض مدعی نے اپنے بائع کی ملک مین پیدا ہونے کے گواہ سنائے اور قابض نے اپنی ملک مین پیدا ہونے کے گواہ سنائے تو قابض اولی ہے اسی طرح اگر قابض کے وارث یا وصی پر گواہ قائم کیے کہ یہ غلام مجھے ایک شخص سے ہبہ ملا اور مین نے قبضہ لیا اور یہ اسی شخص کی ملک مین پیدا ہوا ہے تو بھی ایسا ہی حکم ہوگا یہ مبسوط مین ہے ایک بکری ایک شخص کے قبضہ مین ہے اسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ بکری میری ہے میری ملک مین پیدا ہوئی ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ میری ہے مین فلان کی طرف سے اسکا مالک ہوا ہون اور یہ بکری اسی فلان شخص کی ملک مین پیدا ہوئی ہے تو قابض کیلیے اسکا حکم قضا ہوگا کذا فی الذخیرہ اور اصل مین مذکور ہے کہ قاضی مدعی دوم کے واسطے حکم منسوخ کرکے پہلے کی ڈگری کردیگا اور یہی صحیح ہے کذا فی المحیط اور اگر دونون مین سے ایک نے ملک کے اور دوسرے نے نتاج کے گواہ دیے تو نتاج والا اولی ہے کوئی ہو اسی طرح اگر دو شخص غیر قابض ایسا دعوی کرین تو نتاج والے مدعی کی گواہی اولی ہے اور اگر قابض نے نتاج کا دعوی کیا اور اسکی ڈگری ہوگئی پھر تیسرے نے نتاج کے گواہ دیے تو اسکی ڈگری ہوجائیگی مگر نہ اس صورت مین کہ قابض اپنی ملک مین پیدا ہونے کے گواہ دوبارہ پیش کرے کذا فی الکافی اور اگر قابض کو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی قدرت نہوئی اور قاضی نے تیسرے کی ڈگری کردی پھر قابض نے گواہ سنائے کہ یہ غلام میرا ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے تو اسکی ڈگری ہوگی غلام اسکو ملیگا اور اگر قابض دوبارہ گواہ نہ لایا بلکہ چوتھے نے حاضر ہوکر گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے تو قاضی تیسرے سے کہیگا کہ اپنے اس امر کے گواہ لا کہ یہ میرا غلام ہے تیری ملک مین پیدا ہوا ہے اس شخص چوتھے کے سامنے دوبارہ پیش کرے پس اگر تیسرے نے گواہ پیش کیے تو وہی چوتھے سے زیادہ حقدار ہوگا پھر اگر پہلا مدعی حاضر ہوا اور گواہ لایا کہ یہ میرا غلام ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے تو اسکی گواہی مقبول نہوگی کیونکہ ایک مرتبہ اسپر اسی غلام کی ڈگری ہوچکی ہے اسواسطے پھر اسکے گواہ اس غلام کی بابت کسی پر مقبول نہونگے اور یہ قول امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کا ہے اور یہی قیاس قول امام اعظم رح ہے کذا فی المحیط ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہے اسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام میرا ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے اور ایک دوسرے مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے اور قاضی نے دونون مدعیون کے درمیان نصف نصف غلام کی ڈگری کردی پھر تیسرا شخص آیا اور اسنے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو تمام غلام کی ڈگری اسکے نام کردیجائیگی اگر پہلے دونون مدعیون ڈگریدارون نے دوبارہ اپنی ملک نتاج کے گواہ نہ پیش کیے پس اگر ایک نے بدون دوسرے کے دوبارہ گواہ پیش کیے تو جس نے نہین پیش کیے اسکے آدھے کی ڈگری تیسرے کے نام ہوجائیگی اور جس نے دوبارہ پیش کیے ہین اسمین تیسرے کا حق نہوگا پھر اگر پہلے مدعا علیہ نے جسپر ڈگری ہوچکی اور جسکے قبضہ مین غلام تھا یہ گواہ پیش کیے کہ غلام میرا ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے اور قاضی کے سامنے پیش کیے تو اسکی ڈگری ہوجائیگی کیونکہ اگر وہ پہلے روز اس امر کے گواہ دیتا تو اسکی گواہی اولے تھی ایسا ہی اگر بعد اسکے پیش کیے تو اسکے گواہ اولی ہین کذا فی الذخیرہ - اگر قابض و غیر قابض نے ملک مطلق کے دعوے پر گواہ قائم کیے اور قابض پر ملک مدعی کی ڈگری ہوگئی پھر اس قابض نے جسپر ڈگری ہوئی ہے ملک نتاج کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور پہلا حکم قضا باطل ہوگا یہ کافی مین ہے ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہے اسنے گواہ دیے کہ میرا غلام ہے مین نے اپنی ملک مین اسکو آزاد کردیا ہے اور دوسرے نے گواہ دیے کہ میرا غلام ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے تو ملک مین پیدا ہونے کے گواہ اولے ہین کذا فی فتاوے قاضی خان قابض اور غیر قابض دونون نے اگر غلام کے نتاج کے گواہ پیش کیے اور خارج کے دعوے مین آزاد کرنا بھی ہے

تو وہی اولے ہے اسی طرح اگر دونون مدعیون نے دعوی کیا درحالیکہ غلام تیسرے کے قبضہ مین ہے اور ایک مدعی آزاد کرنے کا بھی دعوی کرتا ہے تو وہی اولی ہے کیونکہ نتاج مع عتق کی گواہی زیادہ مثبت ہے کہ اسپر استحقاق اصلا نہیں ہو سکتا ہے اور گواہی قابض مثبت ملک ہے اگرچہ دیگر ایسا استحقاق اُسپر آسکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر غیر قابض مدعی نے نتاج کے ساتھ مدبر کرنے کا دعوی کیا اور قابض نے فقط نتاج کا دعوی کیا تو اس صورت مین روایات مختلف ہین ابو سلیمان کی روایت مین ہے کہ غیر قابض مدعی کی ڈگری ہوگی اور مدبر کرنے کو بمنزلہ آزاد کرنے کے شمار کیا اور ابو حفص کی روایت مین بمنزلہ مکاتب کرنے کے شمار کیا اور قابض کی ڈگری کی کذا فی المحیط اور اگر مدعی نے نتاج کے ساتھ مدبر کرنے یا ام ولد بنانے کا دعوے کیا اور قابض نے نتاج کے ساتھ قطعی آزاد کرنے کا دعوی کیا تو قابض کی گواہی اولی ہے اور اگر قابض نے نتاج کے ساتھ مدبر کرنے یا ام ولد بنانے کا دعوی کیا اور مدعی نے عتق قطعی کا دعوی کیا تو مدعی اولی ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر قابض نے نتاج کا دعوی کیا اور مدعی نے دعوی کیا کہ میری ملک ہے مجھسے قابض نے غصب کر لیا ہے تو مدعی کی گواہی اولی ہے اور اسی طرح اگر قابض نے نتاج کا دعوی کیا اور مدعی نے کہا کہ میری ملک ہے مین نے اسکو اجرت پر یا عاریت یا ودیعت دی ہے تو مدعی کی گواہی اولی ہے یہ محیط مین ہے ایک باندی پر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ باندی میری ہے میرے واسطے فلان شہر کے قاضی نے اس شخص پر جسکے قبضہ مین ہے ڈگری کر دی ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ میری ہے میری ملک مین پیدا ہوئی ہے پس اگر مدعی کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ اس قاضی نے مدعی کی ڈگری ایسے گواہون پر کر دی جنہون نے اُسکے پاس یہ گواہی دی کہ مدعی نے قابض سے اسکو خریدا یا قابض نے اسکو صدقہ یا ہبہ مقبوضہ دیا ہے یا یہ گواہی دی کہ اس قاضی نے اس مدعی کی ڈگری کر دی اور کوئی سبب نہ بیان کیا تو یہ قاضی بھی اس حکم کو نافذ کر کے باندی مدعی کو دلا دیگا اور اگر یہ گواہی دی کہ مدعی کے گواہون نے اُس قاضی کے سامنے گواہی دی تھی کہ یہ باندی مدعی کی ہے اسکی ملک مین پیدا ہوئی ہے اس سبب سے قاضی نے اسکی ڈگری کر دی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ قاضی بھی اس حکم کو نافذ کریگا اور امام محمد رح کے نزدیک توڑ دیگا اور اگر مدعی کے گواہون نے قاضی کے سامنے یہ گواہی دی کہ ہمارے سامنے قاضی فلان نے یہ اقرار کیا ہے کہ مین نے اس باندی کی ڈگری اس مدعی کے نام اس سبب سے کر دی کہ میرے پاس اسکے گواہون نے گواہی دی کہ یہ باندی مدعی کی ہے اسکی ملک مین پیدا ہوئی ہے تو شیخ الاسلام رح نے فرمایا ہے کہ دوسرا قاضی بالاجماع اسکو توڑ دیگا یہ ذخیرہ مین ہے اگر باندی ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ فلان شہر کے قاضی نے قابض باندی کی اُسکے نام ڈگری کر دی ہے اور گواہون نے سبب قضا بیان نہ کیا اور دوسرے مدعی نے نتاج کے گواہ پیش کیے تو قاضی کے حکم والا اولی ہے اور اگر پہلے مدعی کے گواہون نے بیان کیا کہ فلان قاضی نے اس سبب سے ڈگری کر دی ہے کہ اسکے سامنے گواہون نے گواہی دی تھی کہ یہ باندی مدعی کی ہے اور دوسرے مدعی نے نتاج کے گواہ دیے تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک حکم قضا والا اولی ہے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ نتاج کا مدعی اولی ہے کذا فی المحیط اگر مدعی خارج نے گواہ دیے کہ یہ باندی میری ہے میری ملک مین یہ غلام جنی ہے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ دیے تو مدعی کی ڈگری باندی کی ہوگی کیونکہ باندی مین دونون ملک مطلق کا دعوی کرتے ہین پس مدعی کی ڈگری ہوگی پھر غلام باندی کی تبعیت مین باستحقاق اُسی کے پاس جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے ایک شخص کے قبضہ مین ایک بکری ہے اُسپر ایک مدعی نے دعوی کیا اور گواہ دیے کہ یہ میری ہے اور میری ملک مین یہ صوف اس بکری سے حاصل ہوئی ہے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ دیے تو بکری و صوف مدعی کو قضاءً دلائے جائینگے یہ ذخیرہ مین ہے اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہے اُسنے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے میری ملک مین میری

باندی و غلام سے پیدا ہوا اور ایک مدعی نے اسپر ایسے گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے [illegible] غلام جو قابض کے [illegible] کے واسطے غلام کی ملک کا ہوا ہے یہ ملک و نسب دونون مین ہے یعنی یہ غلام قابض کی باندی و غلام کے نسب سے قرار پایا و بیگانہ مدعی کے غلام و باندی کے نسب سے ہے تلخیص ما فی المحیط ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر ایک مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے میری اس باندی اور اس غلام سے میری ملک مین پیدا ہوا ہے اور دوسرے مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو دونون کی ڈگری نصف نصف کی ہوگی اور یہ غلام قضاءً دونون غلامون اور دونون باندیون کے نسب سے قرار پائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر ایک شخص نے دعوی کیا اور گواہ دیے کہ یہ غلام ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے اور باندی کا نام نہ لیا اور دوسرے مدعی نے دعوی کیا کہ میری ملک ہے اور میری اس باندی [illegible] سے پیدا ہوا ہے اور گواہ دیے تو اسی دوسرے کی ڈگری ہوگی پس اگر قابض نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے میری ملک مین میری اس باندی حریرہ سے پیدا ہوا ہے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہے کبری مین ہے کہ دو شخصون مین سے ہر ایک کے قبضہ مین ایک بکری ہے ہر ایک نے گواہ سنائے کہ جو بکری دوسرے کے ہاتھ مین ہے وہ میری ہے میری اس بکری سے جو میرے قبضہ مین ہے پیدا ہوئی ہے تو دعوی الاصل مین مذکور ہے کہ دونون کی گواہیان مقبول ہو کر ہر ایک کی ڈگری دوسرے کی مقبوضہ بکری پر ہوگی اور اسی پر فتوی ہے کذا فی المضمرات اور دونون گواہیان اسوقت مقبول ہونگی کہ جب بکریون کے سنون مین ایسا اشتباہ پڑا ہو کہ ہر ایک بکری دوسری بکری کی مان ہونے کا احتمال رکھتی ہو اور اگر ایک بکری دوسرے کی مان نہو سکتی ہو تو دونون گواہیان یکبارگی مقبول نہونگی اور اگر یون گواہ قائم کیے کہ میرے قبضہ کی بکری میری ہے میری ملک مین پیدا ہوئی ہے اور دوسرے کی بکری کو اسکے پاس کی بکری نے جنا ہے اور دوسرے نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے اسکی مقبوضہ بکری کی ڈگری ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے ہر وہ سبب جو مکرر نہو وہ نتاج کے معنی مین ہے جیسے مثلاً اس کپڑے کے حق مین جو صرف ایک مرتبہ بنا جاتا ہے جیسے روئی کے کپڑے اور روئی کا تنا اور دودھ دوھنا یا چیتہ بنانا اور نمدہ بنانا اور مرعزی تیار کرنا اور پشم کاٹنا اور جو سبب مکرر ہوتا ہے وہ نتاج کے معنی مین نہین ہے تو ایسے سبب مین مثل ملک مطلق کے دعوے کے مدعی غیر قابض کی ڈگری ہوگی مثل زراعت گندم و حبوب و بناء عمارت وغیرہ اور اگر اشتباہ و اشکال واقع ہو جاے تو اس کام کے خبردارون سے دریافت کیا جائیگا کذا فی الکافی ایک شخص کے مقبوضہ کپڑے پر دعوی کیا کہ میرا ہے مین نے اسکو بنایا ہے یا تلوار کے پھل کا دعوی کیا کہ میرا ہے مین نے اسکو ڈھالا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی ایسے گواہ قائم کیے پس اگر قاضی کو قطعاً معلوم ہے کہ ایسا کپڑا یا پھل صرف ایک بار کے سوائے نہین تیار ہوتا ہے تو قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر قطعاً معلوم ہوا کہ بار بار بنتا ہے تو مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر قاضی کو اشکال و اشتباہ پیش آیا تو اسکے جاننے والون سے جو عادل ہین دریافت کرے اور ایک کافی ہے اور اگر دو ہون تو احتیاط زیادہ ہے اور اگر جاننے والون مین بھی باہم اختلاف پڑا یہانتک کہ اشکال ویسا ہی رہا تو دو روایتین مین ایک روایت یہ ہے کہ مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط اسی طرح اگر اہل صناعت مختلف ہون تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الوجیز للکردری اگر دو عورتون نے روئی کے سوت مین جھگڑا کیا ہر ایک کہتی ہے کہ مین نے اسکو کاتا ہے تو قابضہ کی ڈگری ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر بجاے اسکے صوف کے سوت مین ایسا جھگڑا ہوا تو عورت مدعیہ کی ڈگری اولے ہے کذا فی الظہیریہ ایک شخص کے مقبوضہ کپڑے پر جھگڑا

ہو اور قابض نے گواہ دیے کہ اسکا آدھا میں نے بنا ہو اور دوسرے مدعی نے گواہ دیے کہ اسکا آدھا میں نے بنا ہو تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر دونوں آدھے پہچان پڑتے ہیں تو ہر ایک کو اُسکا بنا ہوا آدھا دیا جاوے اور اگر نہیں پہچانے جاتے ہیں تو سب کپڑا مدعی کا ہو یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ اگر ایک شخص کے پاس بکری کی اون ہو وہ کہتا ہو کہ میں نے اپنی بکریوں سے کاٹی ہو اور اسکے گواہ قائم کیے اور ایک مدعی نے خود دعوی کیا اور ایسے ہی گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی الذخیرہ اگر ایک شخص کے مقبوضہ گھی یا روغن زیتون یا تلی کے تیل پر دعوی کیا کہ میرا ہو میں نے اسکو متھا یا پیرا ہو اور گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی مثل اسکے گواہ دیے تو قابض کی ڈگری ہوگی اور یہی حکم آٹے اور ستو میں ہو کذا فی المحیط اگر چستہ میں جھگڑا ہوا اور مدعی اور قابض میں سے ہر ایک نے گواہ دیے کہ یہ چستہ میرا ہو میں نے اسکو اپنی ملک میں بنایا ہو تو وہ قابض کا ہوگا اسی طرح اگر دودھ کے حلاب میں جھگڑا ہوا اور اسی طرح ہر ایک نے گواہ پیش کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی الکافی اور اگر ہر ایک نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ جس دودھ سے یہ چستہ بنا ہو وہ میرا تھا تو مدعی کی ڈگری ہوجائیگی اور اگر ہر ایک نے اس امر کے گواہ دیے کہ دودھ میری بکری سے میری ملک میں دوہا گیا ہو اور اس سے یہ چستہ بنایا گیا ہو تو قابض کے لیے چستہ کا حکم ہوگا اور اگر ہر ایک نے یہ گواہ دیے کہ جس بکری سے دودھ دوہکر یہ چستہ بنا ہو وہ میری ملک ہو تو مدعی کے لیے حکم ہوگا اور اگر ہر ایک نے یہ گواہ پیش کیے کہ جس بکری سے دودھ دوہکر دودھ سے یہ چستہ بنایا گیا ہو وہ میری بکری سے پیدا ہوئی ہو تو چستہ کے قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط اور اگر مدعی قابض نے کہا کہ یہ چستہ میرا ہو میں نے اسکو اپنی بکری کے دودھ سے بنایا ہو اور غیر قابض مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو بکری کی ڈگری غیر قابض کے واسطے ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہو اگر کسی زیور کا دعوی کیا کہ میرا ہو میں نے اسکو اپنی ملک میں ڈھالا ہو تو یہ دعوی نتاج نہیں ہو اسی طرح اگر دعوی کیا کہ یہ گیہوں میرے ہیں میں نے خود انکو بویا ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ ظہیریہ میں ہو اگر ایک دار ایک شخص کے قبضہ میں ہو اُسپر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرے دادا کا گھر ہو میں نے اسکو میراث میں پایا ہو اور تمام صورت میراث کو بیان کیا یہانتک کہ حصہ کس تک پہنچا اور قابض نے بھی اسی طرح گواہ دیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط۔ اگر زمین و درخت خرما ایک شخص کے مقبوضہ میں اُسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین و درخت میرے ہیں اور میں نے یہ درخت اس زمین میں لگائے ہیں اور قابض نے اسکے مثل گواہ قائم کیے تو مدعی خارج کی ڈگری ہوگی اور ایسے ہی تاک انگور اور دوسرے درختوں کا حکم ہو کذا فی الکافی۔ اگر زمین میں کھیتی ہو اور قابض و مدعی میں سے ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ زمین میری ہو اور کھیتی اسمیں میں نے لگائی ہو تو زمین اور کھیتی کی ڈگری مدعی کو دیجائیگی کذا فی المحیط اسی طرح اگر عمارت میں اختلاف کیا اور ہر ایک نے گواہ دیے کہ میں نے اپنی زمین میں عمارت بنائی ہو تو بھی مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی محیط السرخسی اگر کسی کے پاس قباء بھرتی کی ہو اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میری ہو میں نے اسکو اپنی ملک میں قطع کیا اور سیا اور بھروایا ہو اور قابض نے بھی اسکے مثل گواہ قائم کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہو ایسے ہی جو جبہ بھرا ہوا ہو اور پوستین اور ہر چیز کپڑے کی جو قطع کیجاتی ہو اور بچھونے فرش اور دسترخوان اور تکیے۔ ایسے ہی عصفر یا زعفران یا ورس سے رنگے ہوئے کپڑے میں اگر مدعی و قابض نے اسطرح گواہ قائم کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی الظہیریہ بزیادۃ التوضیح ایک کھال ایک شخص کے پاس ہو اُسپر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری ہو میں نے اپنی ملک میں اسکو کھینچا ہو اور قابض نے گواہ اسکے مثل قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہو اگر ذبح کی ہوئی کھال کھینچی ہوئی ایک بکری ایک شخص کے قبضہ میں ہو اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میری ہو میں نے اسکو ذبح کیا اور کھال کھینچی اور اسکے گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہو اگر ایک

دودھ دوہنے میں

نے دونون مین سے یہ گواہ پیش کیے کہ بکری میری ہی میری ملک مین پیدا ہوئی ہی مین نے اسکو ذبح کیا ہی اور اسکا سر و کھال و سقط میرا ہی تو کل کے قابض کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط مین ہی اگر قابض و مدعی نے بھُنے ہوئے گوشت یا بھُنی ہوئی مچھلی مین جھگڑا کیا ہر ایک نے دعوی کیا کہ مین نے اپنی ملک مین اسکو بھونا ہی تو مدعی کی ڈگری ہوگی اور ایسا ہی مصحف مین ہر ایک نے اگر گواہ قائم کیے کہ میرا ہی مین نے اپنی ملک مین لکھا ہی تو مدعی کی ڈگری ہوگی کیونکہ کتابت متکرر نہین سے کہ مکتوب و محو پھر مکتوب ہوتی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر پیتل کا کوزہ یا طشت یا برتن لوہے یا تانبے یا پیتل کا ہو یا برنجی یا رانگ کا ہو یا دونون کو اٹرسا کھوکے ہون یا پیالے یا تابوت یا تخت یا محجلہ یا قبہ یا موزہ یا ٹوپی ہو تو مدعی غیر قابض کی ڈگری ہوگی بشرطیکہ مکرر مصنوع ہوتے ہون ورنہ قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی الخلاصہ اگر ایک شخص کی مقبوضہ کچی اینٹون پر دعوی کہ میری ہین مین نے انکو اپنی ملک مین تیار کیا ہی اور اسکے گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو غیر قابض مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر بجائے کچی اینٹون کے پکی اینٹین یا گچھ یا چونا ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط ایک کھال کھینچی ہوئی بکری ایک شخص کے قبضہ مین ہی اور اُسکی کھال اور سقط دوسرے کے قبضہ مین ہی پس بکری کے قابض نے گواہ دیے کہ بکری اور کھال اور سقط سب میرا ہی اور کھال اور سقط کے قابض نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے اُسکی مقبوضہ چیز کی ڈگری کردیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی اگر ایک شخص کے قبضہ مین کبوتر یا مرغی یا کوئی ایسا پرند جانور جو انڈے سے نکلتا ہی اور اُسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرا ہی میری ملک مین پیدا ہوا ہی اور قابض نے اسکے مثل گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری کردیجائیگی کذا فی الذخیرہ اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ وہ انڈا کہ جسمین سے یہ مرغی پیدا ہوئی ہی میرا تھا تو اُسکے نام مرغی کی ڈگری نہ کیجائیگی ولیکن مرغی کے مالک پر اُسکے مثل ایک انڈا انڈے کے مالک کو دینے کا حکم ہوگا یہ مبسوط مین ہی غصب کی ہوئی مرغی نے دو انڈے دیے ایک انڈے کو مرغی نے اپنے نیچے رکھکر سیا اور اسمین سے بچہ نکلا اور دوسرے انڈے کو غاصب نے دوسری مرغی کے نیچے بٹھلاکر بچہ نکلوایا تو مرغی اور جو بچہ اُسکے نیچے نکلا ہی وہ مغصوب منہ کو دلایا جائیگا اور جو بچہ غاصب نے نکلوایا ہی وہ اُسی کو ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی صوف و درخت کے پتے اور پھل بمنزلہ نتاج کے ہین اور درخت کی شاخین اور گیہون بمنزلہ نتاج کے نہین ہین یہانتک کہ اگر مدعی نے گواہ پیش کیے کہ یہ صوف میری بکری کا ہی یا یہ پھل یا پتے میرے درخت کے ہین اور یہ شاخین میرے درخت کی ہین اور یہ گیہون اُس گیہون کے ہین جو مین نے اپنی زمین مین بوئے تھے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ دیے تو شاخ اور گیہون کی صورت مین مدعی کی ڈگری ہوگی اور صوف اور پھل اور پتے کی صورت مین قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط اگر ایک شخص کے مقبوضہ کپڑے پر دعوی کیا کہ یہ میرا ہی مین نے اسکو بنا ہی اور گواہ قائم کیے مگر گواہون نے اُسکے بننے کی گواہی دی اور اُسکی ملک ہونے کی گواہی نہ دی تو مدعی کی ڈگری نہوگی اسی طرح اگر چوپایہ مین یہ گواہی دی کہ یہ اسی کے پاس پیدا ہوا ہی یا یہ باندی اسی کے پاس پیدا ہوئی ہی اور یہ گواہی نہ دی کہ اسی کی ملک ہی تو بھی مدعی کی ڈگری نہوگی اسی طرح اگر یون گواہی دی کہ یہ باندی اسکی باندی کی بیٹی ہی مگر ملکیت بیان نہ کی تو بھی مدعی کی ڈگری نہوگی اسی طرح اگر کپڑے مین یون گواہی دی کہ یہ کپڑا فلان شخص کے سوت کا ہی مگر ملک کی گواہی نہ دی تو فلان کے واسطے حکم نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر انھون نے بیان کیا کہ اسنے فلان شخص کی ملک روئی سے سوت کاتا اور اُس سے یہ کپڑا بُنا ہی تو غصب کرنے والے پر اسکے مثل روئی دینی پڑیگی اور کپڑا غاصب کا

ہوگا ولیکن اگر مالک یون کرے کہ مین نے اسکو کاتنے اور بننے کا حکم کیا تھا تو بعینہ وہی کپڑا لے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر گواہون نے گواہی دی کہ یہ چھوہارے اس مدعی کے درخت کے ہین تو چھوہارون کی ڈگری مدعی کے نام ہو جائیگی یہ محیط مین ہے اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ گیہون اُس کھیتی کے ہین جو فلان شخص کی زمین مین لگی تھی یا یہ چھوہارے اُس درخت کے ہین جو فلان شخص کی زمین مین تھا یا یہ انگور خشک فلان شخص کی زمین کے تاک کے ہین تو اس فلان شخص کی ڈگری نہوگی ولیکن اگر قابض نے فلان شخص کی ملک ہونیکا اقرار کر دیا تو اسکے اقرار پر وہ فلان شخص کو دلائے جائینگے اور اگر یون گواہی دی کہ یہ غلام فلان شخص کی باندی نے جنا ہے تو غلام مالک کنیز کا ہوگا اور اگر گواہی دی کہ یہ گیہون اس شخص کی کھیتی کے ہین تو گیہون اُسکو دلائے جائینگے اسی طرح اگر گواہی دی کہ یہ انگور خشک فلان شخص کے تاک کے ہین تو انگور کی ڈگری فلان شخص کے نام ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر گواہی دی کہ زید نے یہ آٹا عمرو کے گیہون سے پیسا ہے اور عمرو اُسکا مالک تھا تو زید پر ان گیہون کے مثل گیہون کے دینے کی ڈگری ہوگی اور اگر عمرو نے کہا کہ مین نے زید کو پیسنے کا حکم کیا تھا تو آٹا لے لیگا کذا فی المبسوط۔ ایک شخص کے ہاتھ مین ایک عصفر کا رنگا ہوا کپڑا ہے اُسپر گواہون نے گواہی دی کہ یہ عصفر جس سے یہ کپڑا رنگا ہے اس مدعی کا ہے اس سے مدعا علیہ نے یہ رنگا ہے اور رنگنے والا دعوی کرتا ہے کہ کپڑے کے مالک نے خود رنگا ہے اور مالک اس سے منکر ہے تو مالک کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین ہے اور اسکی بیٹی دوسرے کے قبضہ مین ہے اُسپر ایک مدعی نے دعوی کیا کہ یہ باندی میری ہے اور گواہ قائم کیے اور قاضی نے باندی کی ڈگری اُسکے نام کر دی تو یہ باندی کی بیٹی کو نہین لے سکتا ہے اگرچہ باندی کو ملک مطلق کے استحقاق سے لے لیا ہے اور اگر باندی کی بیٹی مدعا علیہ کے قبضہ مین ہو تو باندی مع بیٹی کے لے سکتا ہے اور اگر ایک شخص کے قبضہ مین چھوہارے کا درخت ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کر کے اپنے نام ڈگری کرا لی اور اس درخت کے چھوہارے دوسرے کے قبضہ مین ہین تو وہ چھوہارے بھی لے لیگا اور پھلون خرما کا حکم بچہ کے مانند نہین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ہشام رح کہتے ہین کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک زمین ہے اسمین گیہون کی کھیتی بوئی ہے ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین میری ہے اور گواہون نے بیان کیا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ یہ کھیتی کسکی ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جب کھیتی کا حال معلوم نہو تو وہ زمین کے تابع کیجائیگی پھر مین نے پوچھا کہ اگر قابض نے کہا کہ کھیتی مین نے بوئی ہے اور اسکے گواہ دیے تو کیا کھیتی اسکو دلائی جائیگی کہا کہ ہان پھر مین نے کہا کہ اگر کھیتی کاٹی یا روندی ہوئی ہو اور گواہون نے کھیتی کی نسبت کسی کی ملکیت کی گواہی دی تو فرمایا کہ کھیتی اسکی ہوگی جسکے ہاتھ مین زمین ہے کذا فی المحیط اگر مدعی نے ملک مطلق کے گواہ دیے اور قابض نے اُس سے خریدنے کے گواہ دیے تو قابض کی گواہی اولے ہے کذا فی الہدایہ اگر دو مدعیون مین سے ایک نے ہبہ مع قبضہ کا اور دوسرے نے خرید کا ایک ہی شخص کی طرف سے دعوی کیا اور یہ مال معین تیسرے کے قبضہ مین موجود ہے اور دونون نے تاریخ نہ کہی یا تاریخ برابر ایک ہی کہی تو خرید کی گواہی اولی ہے اور اگر ایک نے تاریخ کہی دوسرے نے نہ کہی تو تاریخ بیان کرنے والا اولی ہے خواہ کوئی ہو اور اگر دونون نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہے تو وہی اولی ہے اور اگر وہ شی معین دونون مین سے ایک کے قبضہ مین ہو تو وہ اولے ہے الا یہ کہ دونون کی تاریخ بیان کرنے مین مدعی غیر قابض کی تاریخ سابق ہو تو اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر وہ چیز دونون کے قبضہ مین ہو تو دونون مین مشترک ہوگی الا اس صورت مین کہ دونون کی تاریخ مین سے ایک کی تاریخ سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے صدقہ مع قبضہ کا اور دوسرے نے خرید کا دعوے

کیا تو اُسکا بھی حکم اسی طرح ہے یہ محیط مین ہے ایک شخص کے قبضہ مین ایک شی معین ہے اُسپر ایک مدعی نے دعوی کیا کہ مین نے زید سے ہزار درم کو خریدی ہے دوسرے نے دعوی کیا کہ بکر نے مجھے ہبہ کر کے قبضہ دی تو دونون مین مشترک کا حکم ہوگا اسی طرح اگر تیسرے نے پدر سے میراث کا اور چوتھے نے خالد سے صدقہ کا دعوی کیا تو سب مین چار حصون پر تقسیم ہوگی اور اگر مال معین ان مین سے ایک کے قبضہ مین ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی ولیکن اگر کسی کی تاریخ سابق ہو تو اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون کے قبضہ مین ہو تو دونون کی ڈگری ہوگی ولیکن اگر کسی کی تاریخ سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی اور یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ وہ شی ایسی ہو کہ جسکے تقسیم سے ٹکڑے نہین کیے جاتے ہین جیسے گھوڑا و غلام وغیرہ اور اگر ایسی چیز ہو کہ جسکے ٹکڑے کیے جاتے ہین جیسے دار وغیرہ تو خرید کے مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی محیط السرخسی اور صحیح یہ ہے کہ جو غیر منقسم کہ محتمل قسمت ہے اور جو نہین ہے اس حکم مین یکسان ہے کذا فی المحیط والذخیرہ ہبہ و صدقہ کے دعوی مین اگر دونون مین قبضہ ہو تو یکسان ہین اور یہ حکم ایسی چیزون مین جو محتمل قسمت نہین ہین بلا خلاف ہے اور جو محتمل قسمت ہین اُنمین اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ صحیح نہین ہے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ دونون فریق گواہون نے وقت بیان نہ کیا اور کسی کا قبضہ بھی نہین ہے اور اگر دونون نے وقت بیان کیا تو سابق الوقت اولے ہے اور اگر دونون نے وقت نہ بیان کیا ولیکن ایک کا قبضہ ہے تو وہی اولے ہے ایسے ہی اگر قابض مدعی نے وقت بیان کیا تو بھی وہی اولی ہے کذا فی التبیین اور اگر ایک کے گواہون نے وقت بیان کیا تو وہ اولے ہے کذا فی المحیط ایک شخص کے مقبوضہ مال عین پر دو مدعیون نے دعوی کیا ایک نے زید سے خریدنیکا اور دوسرے نے زید سے رہن رکھکر قبضہ کرنیکا دعوی کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے اور دونون نے تاریخ بیان نہ کی یا ایک ہی تاریخ بیان کی تو خرید اولے ہے اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے نے نہ بیان کی تو تاریخ والا اولی ہے کوئی ہو اور اگر دونون نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہے تو وہی اولے ہے اور اگر مال عین کسی ایک کے قبضہ مین ہو تو وہ اولی ہے ولیکن اگر دونون نے تاریخ بیان کی اور مدعی غیر قابض کی تاریخ سابق ہے تو غیر قابض کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر قابض کی طرف سے ایک نے رہن و قبضہ کا اور دوسرے نے ہبہ و قبضہ کا دعوی کیا اور دونون نے گواہ دیے مگر کسی کے گواہون نے تاریخ یا قبضہ نہ بتلایا تو رہن اولی ہے اور یہ استحسان ہے کذا فی التبیین اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ دونون کا دعوی ایک ہی شخص کی طرف سے ملک کا ہو اور اگر دو شخصون کی طرف سے ہو تو دونون برابر ہین یہ سراج الوہاج مین ہے پس اگر تاریخ یا قبضہ کی سبقت کی وجہ سے ترجیح رکھتا ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے یہ حکم اُسوقت ہے کہ ہبہ بشرط عوض نہو اور اگر بشرط عوض ہو تو یہ اولے ہے کذا فی السراج والہدایہ۔ اگر مدعی نے غلام کی نسبت خریدنیکا دعوی کیا اور مدعا علیہ کی جورو نے دعوی کیا کہ میرا نکاح اسپر ہوا ہے تو دونون مدعی یکسان ہین غلام کی ڈگری دونون مین نصف نصف ہوگی یہ اُس صورت مین کہ دونون نے تاریخ نہ کہی یا تاریخ ایک ہی کہی ہو اور یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور امام محمد رح کے نزدیک خرید اولی ہے اور اگر دونون کی تاریخ مین ایک کی تاریخ سابق ہے تو سابق التاریخ اولی ہے یہ غایۃ البیان مین ہے پھر ابو یوسف رح کے نزدیک عورت کو آدھا غلام ملیگا اور آدھے کی قیمت شوہر پر واجب ہوگی اور مشتری کو آدھا غلام اور آدھے غلام کا ثمن آدھا بائع سے مل سکتا ہے اگر چاہے ورنہ بیع فسخ کر دے اور امام محمد رح کے نزدیک عورت کو تمام غلام کی قیمت شوہر سے ملیگی یہ تبیین مین ہے۔ اگر نکاح اور ہبہ اور رہن و صدقہ جمع ہون تو نکاح اولی ہے کذا فی المحیط۔ دو گواہون نے قرض کی گواہی دی اور دو گواہون نے مضاربت کی تو مدعی قرض کی گواہی اولے ہے کذا فی محیط السرخسی

متفرقات منتقی مین ہی کہ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر ایک شخص نے دعوی کیا اور گواہ دیئے کہ مین نے اس دار کا دعوی کیا تھا اور قابض نے مجھسے سو درم پر صلح کر لی تھی اور قابض نے گواہ دیے کہ مدعی نے مجھکو اس دار کے دعوے مین اپنے حق سے بری کر دیا تھا تو صلح کے گواہ اولے ہین کذا فی الذخیرہ - ایک شخص نے دوسرے کی مقبوضہ باندی پر دعوی کیا کہ مین نے یہ باندی اس قابض سے ہزار درم کو خرید کے آزاد کر دی ہی اور اسپر گواہ قائم کیے اور دوسرے نے قابض پر گواہ قائم کیے کہ مین نے یہ باندی قابض سے ہزار درم کو خریدی اور آزاد کرنیکا ذکر نہ کیا تو آزاد کرنے والے کے گواہ اولے ہین اور یہ ذکر نہین کیا کہ اگر مدعی خرید نے قبضہ ذکر کیا تو کیا حکم ہی پس اگر اُسنے قبضہ کر لیا ہی تو وہ اولے ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص کا غلام ہی غلام نے اپنے مولے پر گواہ قائم کیے کہ اسنے مجھے آزاد یا مدبر کر دیا ہی اور ایک مدعی نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو اسکے مالک سے ہزار درم کو خریدا ہی پس اگر مشتری نے قبضہ نہین کیا تو غلام کے گواہ اولی ہین اور اگر قبضہ کر لیا ہی تو مشتری کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر دونون نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہی تو سابق التاریخ اولی ہی یہ ذخیرہ مین ہی - ایک باندی نے اپنے مولے پر دعوی کیا کہ میری اس سے اولاد ہوئی ہی اور اسکے گواہ قائم کیے اور دوسرے مدعی نے گواہ دیے کہ مین نے یہ باندی اسکے مالک سے خریدی ہی تو باندی کے گواہ اولے ہین خواہ باندی مشتری کے قبضہ مین ہو یا نہو اور اگر مشتری کے گواہون نے بچہ جننے سے تین برس پہلے خریدنیکا وقت بیان کیا تو مشتری کے گواہ اولے ہونگے یہ محیط مین ہی - ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین ہی اسنے گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو مدبر کر دیا درحالیکہ اُسکا مالک ہون اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ مجھسے میری ام ولد ہو گئی ہی اور مین اسکا مالک ہون اور تیسرے نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اگر غلام نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے مجھے آزاد کر دیا ہی اور فلان شخص اس سے منکر ہی یا مقر ہی اور دوسرے مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی تو اس دوسرے مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اسی طرح اگر غلام کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ فلان شخص نے اسکو آزاد کیا درحالیکہ یہ اُسکے قبضہ مین تھا یا یہ کل کے روز اُسکے قبضہ مین تھا تو بھی یہ گواہی مقبول نہو گی کذا فی المبسوط اور اگر غلام کے گواہون نے گواہی دی کہ فلان شخص نے اسکو آزاد کیا درحالیکہ وہ اسکا مالک تھا اور مدعی کے گواہون نے گواہی دی کہ یہ مدعی کا غلام ہی تو آزادی کے گواہون پر ڈگری ہوگی کذا فی المحیط اور اگر مولی نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہی مین نے اسکو آزاد کیا اور دوسرے نے کہ یہ اسکا غلام ہی تو آزادی کے گواہون پر حکم ہوگا اسی طرح اگر غلام کے گواہون نے گواہی دی کہ اسکو فلان شخص نے مدبر کر دیا ہی درحالیکہ وہ اسکا مالک ہی اور ایک مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہی تو مدبر کرنے کے گواہون کی ڈگری ہوگی چنانچہ اگر خود مولی نے مدبر کرنے کے گواہ دیے اور مدعی نے اپنے غلام ہونے کے گواہ سنائے تو مولی کے گواہون پر حکم ہوگا کذا فی الذخیرہ اور اگر غلام نے گواہ سنائے کہ فلان شخص نے اسکو مکاتب کیا ہی درحالیکہ وہ اسکا مالک ہی اور دوسرے نے گواہ سنائے کہ یہ میرا غلام ہی تو اس دوسرے کے گواہون پر غلام ہونے کی ڈگری ہوگی اور اگر قابض نے گواہ سنائے کہ میرا غلام ہی مین نے اسکو مکاتب کیا ہی اور دوسرے مدعی نے گواہ سنائے کہ میرا غلام ہی تو دوسرے مدعی کے غلام ہونے کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہی ایک غلام زید کے قبضہ مین ہی عمرو نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہی مین نے اسکو آزاد کیا ہی اور بکر نے گواہ سنائے کہ یہ اصلی حُر ہی اور مین نے اس سے عقد موالات کی ہی تو بکر کے گواہون پر ڈگری ہوگی کذا فی الذخیرہ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہی قابض نے گواہ سنائے کہ مین نے اسکو آزاد کیا ہی درحالیکہ مین اسکا مالک تھا اور ایک مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ سنائے پس اگر غلام نے ایک کی تصدیق کی تو اسی کی ڈگری [illegible] گی اور اگر دونون کی تکذیب کی تو حکم کیا جائیگا کہ غلام کی ولاء دونون مین نصف نصف منقسم ہی

یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے اس امر کے گواہ دیے کہ مین نے اسکو ہزار درہم پر آزاد کر دیا ہی درحالیکہ مین اسکا مالک تھا تو غلام کی تصدیق کرنے اور تکذیب کرنے پر لحاظ نہ کیا جائیگا اور ڈگری ہو جائیگی کہ غلام کی ولاء دونون مین منقسم اور ہر ایک کے اسپر ہزار درہم واجب ہین اور اگر ایک فریق گواہون نے مال ذکر کیا اور دوسرے فریق نے ذکر نہ کیا تو گواہی مدعی مال کی مقبول ہو گی اور اسی کی ولاء ہو گی اور غلام کی تصدیق یا تکذیب کرنے کی پروا نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہی اسپر اسکے بیٹے نے دعوی کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرے باپ نے مجھے صدقہ دیا ہی حالانکہ وہ لڑکا صغیر اسکی پرورش مین ہی اور غلام نے گواہ دیے کہ اسکے باپ نے مجھے آزاد کر دیا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ غلام کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے بالغ فقیر لڑکے کو غلام صدقہ یا ہبہ کیا ہی اور اسنے قبضہ کیا اور ہمنے اسکے قبضہ کو معائنہ کیا اور غلام کے گواہون نے گواہی دی کہ باپ نے اسکو آزاد کیا ہی اور وقت بیان نہ کیا تو صدقہ جائز رکھونگا اور عتق باطل کر دونگا۔ منتقی مین ہی کہ ایک شخص نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے غلام کو آزاد کر دیا ہی درحالیکہ وہ مریض تھا اور وارث نے کہا کہ گواہون کے سننے کے وقت وہ ہذیان بکتا تھا اور وارث نے آزاد کر دینے کا اقرار نہ کیا تو فرمایا کہ وارث کا قول مقبول ہوگا جب تک گواہ یہ گواہی نہ دین کہ وہ شخص اسوقت صحیح العقل تھا اور اگر وارث نے آزاد کرنیکا اقرار کیا مگر دعوی کیا کہ وہ ہذیان بکتا تھا تو غلام کا قول مقبول ہوگا جبتک کہ وارث اس امر کے گواہ قائم نہ کرے کہ ہذیان بکتا تھا کذا فی المحیط۔ ایک شخص نے ایک باندی آزاد کی اور اسکا ایک بچہ ہی پس باندی نے دعوی کیا کہ مجھے تونے قبل ولادت کے آزاد کیا ہی پس بچہ آزاد ہی اور مولے نے کہا کہ نہین بلکہ بعد ولادت کے آزاد کیا ہی اور بچہ غلام ہی تو عیون مین مذکور ہی کہ بچہ اگر باندی کے پاس ہو تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ بچہ اگر دونون کے قبضہ مین ہو تو بھی باندی کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو باندی کے گواہ مقبول ہونگے اور یہی حکم مکاتب کرنے کے دعوے مین ہی ولیکن مدبر کرنے کے دعوی مین مولی کا قول قبول ہوگا۔ منتقی مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر بچہ خود اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہی تو اسی کا قول لیا جائیگا اور اگر نہین بیان کر سکتا ہی تو جسکے قبضہ مین ہی اسکا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو باندی کے گواہ اولے ہین اور یہی حکم کتابت مین ہی اگر اپنی باندی آزاد کر دی پھر کچھ دنون بعد اسکے بچہ مین جھگڑا کیا باندی نے کہا کہ مین بعد آزاد ہونے کے جنی تھی مگر تونے مجھسے لے لیا اور مولے نے کہا کہ قبل آزادی کے جنی تھی اور مین نے تجھسے لے لیا اور بچہ کچھ بیان کرنے کے لائق نہین ہی تو مولے پر واجب ہی کہ بچہ اسکی مان کو واپس کرے اور یہی حکم ہی مکاتب کرنے مین اور مدبر کرنے اور ام ولد مین مولے کا قول قبول ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہی کہ وہ حریت کا دعوی کرتا ہی اور قابض نے کہا کہ یہ میرا غلام ہی پس اگر غلام اپنی ذات سے تعبیر نہین کر سکتا ہی تو قابض کا قول لیا جائیگا کیونکہ غلام مثل متاع کے ہی اور اگر تعبیر کر سکتا ہی یا بالغ ہی تو غلام کا قول لیا جائیگا اور اگر ہر ایک نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو غلام کے گواہ مقبول ہونگے یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص ایک شہر مین آیا اور اسکے ساتھ مرد اور عورتین اور لڑکے ہین کہ اسکی خدمت کرتے ہین اور سب اسکے قبضہ مین ہین پس اسنے دعوی کیا کہ یہ سب میرے مملوک ہین اور انھون نے دعوی کیا کہ ہم سب آزاد لوگ ہین تو انھین لوگون کا قول لیا جائیگا جبتک خود یہ لوگ اسکی ملکیت کا اقرار کلام یا بیع سے نہ کرین یا وہ شخص اپنے لیے ملک کے گواہ قائم نہ کرے اگرچہ ہند یا سند یا ترک یا روم کے کیون نہون اور مشائخ نے اسکی تاویل یون فرمائی یعنے انکو

مقہور کرکے نہ لایا ہو اور اگر کسی وجہ سے وہ لوگ مقہور کرکے نہ لائے گئے ہون تو اُنکا قول کہ ہم آزاد لوگ ہین مقبول نہوگا کذا فی المحیط ایک شخص نے اصلی آزاد ہونے کا دعوی کیا اور اپنے ماں و باپ کا نام اور اُنکی حیثیت کو بیان نہ کیا تو جائز ہے کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص مرگیا اور اُسپر قرضے ہین اور کچھ ترکہ چھوڑا سواے ایک باندی کے کہ اُسکی گود مین لڑکا ہے پس باندی نے دعوی کیا کہ مین میت کی ام ولد ہون اور یہ لڑکا میت کا ہے تو اُسکا قول مقبول نہوگا جبتک اُسکے گواہ نہون کہ میت نے اپنی زندگی مین اقرار کیا تھا کہ یہ باندی میری ام ولد ہے اور اگر وارثون نے گواہی دی کہ یہ اُسکی ام ولد ہے تو اُنکی گواہی مقبول ہوگی اور قرضخواہون کو اس باندی کے لینے کی کوئی راہ نہوگی کذا فی المحیط۔ ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر دو شخصون نے گواہ قائم کیے ہر ایک دعوی کرتا ہے کہ مین نے اسکو ودیعت دیا ہے پس اُسنے ایک کے واسطے اقرار کیا تو اتنی صورتون سے خالی نہین یا تو دونون کے گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کیا یا پہلے یا ہر ایک کے ایک ایک گواہ قائم کرنے کے بعد یا ایک کے دونون گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کیا پس اگر سماعت کے بعد قبل اسکے کہ گواہون کی گواہی پر حکم ہو کسی کے واسطے اقرار کیا تو غلام اُسکو دیا جائیگا اور اگر دونون فریق گواہون کی تعدیل ہوگئی تو دونون مین نصف نصف کی ڈگری ہوگی اور مقرلہ کی گواہی باطل نہوگی اور اگر قبل گواہ قائم کرنے کے ایک کے واسطے اقرار کیا پھر گواہ قائم ہوے تو غیر مقرلہ کی ڈگری ہوگی اور اگر ہر ایک کے ایک گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کیا تو مقرلہ کو دیا جائیگا اور دوسرے سے کہا جائیگا کہ دوسرا گواہ قائم کر پس اگر اُسنے قائم کیا تو اُسکی ڈگری ہوجائیگی اور اگر ہنوز ڈگری نہوئی تھی کہ مقرلہ دوسرا گواہ لایا تو دونون کی ڈگری ہوگی اور اگر ہنوز ڈگری نہوئی تھی کہ غیر مقرلہ نے پہلے گواہ کا اعادہ کیا یا دو مستقل گواہ قائم کیے تو تمام غلام کی اُسی کے نام ڈگری ہوگی پھر اگر مقرلہ نے غیر مقرلہ پر اپنے پہلے گواہ کا اعادہ کیا یا مستقل گواہ سنائے خواہ اُسکے نام ڈگری ہوگئی ہے یا نہین ہوئی تو سماعت نہوگی اور اگر غیر مقرلہ نے کہا کہ میرا پہلا گواہ مرگیا یا غائب ہے تو اُس سے کہا جائیگا کہ دوسرا گواہ لا پھر اگر بجاے اُسکے دوسرا لایا تو کل غلام کی اُسکے نام ڈگری ہوگی ولیکن اگر مقرلہ دوسرا گواہ لایا یا دو مستقل گواہ لایا تو دونون کی ڈگری ہوگی اور ایک روایت مین ہے کہ یا غیر مقرلہ اگر دو مستقل گواہ لایا تو کل غلام کی اُسکے نام ڈگری ہوگی۔ اور اگر قابض نے کسی کے واسطے اقرار نہ کیا یہانتک کہ دونون کے نام ڈگری ہوگئی پھر ایک نے گواہ دیے کہ میرا غلام ہے تو سماعت نہوگی اور اگر ایک کے گواہون کی تعدیل نہوئی یا گواہی قائم نہوئی یہانتک کہ دوسرے کی ڈگری ہوگئی پھر اُسنے جسکی ڈگری نہین ہوئی گواہ عادل قائم کیے کہ غلام میرا ہے تو جسکی ڈگری ہوچکی ہے اُسپر اسکی ڈگری کیجائیگی اور اگر ایک نے گواہ قائم کیے اور دوسرے نے قائم نہین کیے اور قابض نے اس دوسرے کے واسطے جسنے گواہ نہین قائم کیے ہین اقرار کردیا تو اُسی کو دیدیا جائیگا اور غیر مقرلہ کے گواہون پر ڈگری کردیجائیگی بدون اسکے کہ اسکو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی تکلیف دیجاوے اور یہ ڈگری مقر پر ہوگی مقرلہ پر نہوگی حتے کہ اگر مقرلہ نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام میرا ہے مین نے اس مقر کے پاس ودیعت رکھا تھا تو اُسکے نام ڈگری ہوجائیگی اور اگر اُسکے نام ڈگری نہونے پائی تھی کہ غیر مقرلہ نے اپنے گواہون کا اعادہ کیا تو مقرلہ کے گواہ باطل ہونگے اور دوسرے کے واسطے غلام کی ڈگری ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک دار ہے اُسپر دو شخصون نے دعوی کیا ہر ایک دعوی کرتا ہے کہ یہ میرا ہے مین نے قابض کو دس درم ماہواری پہ کرایہ دیا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض اُسمین ایک مہینہ رہا ہے اور وہ ان دونون کے دعوے سے منکر ہے تو دونون کے نام اُس دار کی ڈگری نصف نصف ہوگی اور بیس درم لیکر نصف نصف باہم تقسیم کرلینگے یہ محیط مین ہے نوادر بشر مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خرید کر اُسپر قبضہ کرلیا اور دام دیدیے پھر اسکے بعد

بائع کے واسطے ہونے کا غلام کا اقرار کر دیا اور کہا۔ یا کہ یہ غلام فلان شخص یعنی بائع کا ہے اور بائع نے اُسپر قبضہ کر لینا چاہا اور کہا کہ غلام میرا ہے پس مقر یعنی مشتری نے کہا کہ مین نے تو تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا ہے تو اسی کا قول قبول ہوگا اسی طرح ایک شخص زید نے کل ایک غلام کا عمرو کے واسطے اقرار کر دیا اور آج عمرو نے اسی غلام کا زید کے واسطے اقرار کر دیا پس زید نے کہا کہ یہ غلام میرا ہے پس عمرو نے اُس سے کہا کہ مین نے آج تیرے واسطے تو اسوجہ سے اقرار کر دیا کہ مین نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا ہے اور تیرے ہی پاس سے مجھے پہونچا تھا تو عمرو ہی کا قول مقبول ہوگا اور زید اسکو بلا ثمن نہین لے سکتا ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ نوادر ہشام مین ہے کہ ایک شخص کے قبضہ مین ایک کپڑا ہے اُس سے دوسرے نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ پچاس درم کو یہ کپڑا بیچا ہے اُس قابض نے کہا کہ تو نے تو مجھے ہبہ کر دیا ہے تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور اسپر پچاس درم لازم نہونگے کذا فی المحیط

تیسری فصل ایک قوم و رہط کے دعوی کرنے کے بیان مین درحالیکہ انکا دعوی مختلف ہے

اقول الرہط دس سے کم – القوم جماعت۔ اگر ایک دار ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسپر دو شخصون نے دعوی کیا ایک نے کل دار کا دوسرے نے نصف دار کا دعوی کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے تو کل والے کو تین چوتھائی اور نصف والے کو ایک چوتھائی امام اعظم رح کے نزدیک ملیگا اور صاحبین کے نزدیک تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا کذا فی الہدایہ۔ اور اگر دونون مدعیون کے پاس گواہ نہون تو قابض سے قسم لیجائیگی پس اگر ہر ایک کے دعوے پر اُسنے قسم کھالی تو دونون کی خصومت سے بری ہوگیا اور دار اسی کے قبضہ مین جیسا تھا ویسا ہی چھوڑ دیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر دار دو شخصون کے قبضہ مین ہو اور ایک نصف کا دعوی کرتا ہے اور دوسرا کل کا۔ پس اگر دونون کے پاس گواہ نہون تو کل کے مدعی پر قسم نہین ہے اور نصف کے مدعی سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو دار اُن دونون کے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا اور آدھا آدھا دونون کا ہوگا اور اگر نکول کیا تو دوسرے کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو کل کے مدعی کے لیے کل دار کی ڈگری ہوجائیگی آدھا تو گواہون کی گواہی پر اور آدھا دوسرے کے اقرار پر دلایا جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہے۔ نوادر ہشام مین ہے کہ مین نے امام محمد رح سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ایک گھر دو بھائیون کے قبضہ مین ہے ایک بھائی تو کل گھر کا دعوی کرتا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ یہ ہم دونون مین باپ کی میراث ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ کل کے مدعی کو تین چوتھائی دلایا جائیگا آدھا وہ جو اُسکے قبضہ مین ہے اور آدھا اُسمین سے جو اُسکے بھائی کے قبضہ مین ہے اور دوسرے کو چوتھائی دلایا جائیگا اور اگر دونون نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو جو نصف کہ مدعی تمام کے ہاتھ مین ہے وہ میراث ہوگا اور دونون مین برابر تقسیم ہوگا اور مدعی نصف کے قبضہ مین جسقدر ہے وہ مدعی کل کو ملیگا پس مدعی کل کو تین چوتھائی سب ملا اور مدعی نصف کو ایک چوتھائی ملا پھر اگر کسی شخص نے آکر یہ گھر استحقاق ثابت کر کے لے لیا پھر مدعی تمام کو ہبہ کر دیا تو مدعی میراث کو اُسمین سے کچھ نہ ملیگا اور اگر مدعی میراث کو ہبہ کیا تو دوسرا بھائی اُسمین سے آدھا لے لیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر مدعی میراث کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ گھر اِن دونون مین آدھا آدھا ہے اِن دونون نے اسکو فلان شخص سے نصفا نصف خریدا ہے اور دوسرے کے گواہون نے تمام گھر کی گواہی دی تو گھر دونون مین مساوی تقسیم ہوگا کذا فی محیط السرخسی۔ ایک گھر زید کے قبضہ مین ہے اُسپر عمرو نے کل کا دعوی کیا اور بکر نے دو تہائی کا اور خالد نے نصف کا اور سب نے گواہ قائم کیے تو امام اعظم رح کے نزدیک عمرو کو بارہ حصون مین سے سات حصے اور بکر کو تین اور خالد کو دو حصے بطریق منازعت کے تقسیم ہونگے اور صاحبین کے نزدیک بطریق عول و مضاربت کے تیرہ ١٣ حصہ ہو کر عمرو کو چھ اور بکر کو چار اور خالد کو تین حصے ملینگے اور اگر گھر ان سب کے قبضہ مین ہے اور کسی کے پاس گواہ نہین مین تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجائیگی پس اگر سب نے قسم کھالی تو تینون مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور اگر عمرو نے قسم کھالی اور باقی دونون

ف قولہ [illegible]
دونون اصل بعضی النسخ
ایک [illegible] قبضہ ہوگا
[illegible] مدعی نصف کی
[illegible]
[illegible]

نکول کیا تو کُل گھر عمرو کو ملیگا اور اگر بکر نے قسم کھا لی اور باقی دونون نے نکول کیا تو بکر تہائی اپنے قبضہ کا اور چھٹا عمرو سے اور چھٹا خالد سے لیگا اور اگر خالد نے قسم کھالی اور دونون نے نکول کیا تو اپنے قبضہ کے تہائی کے ساتھ بارہوان حصہ عمرو سے اور بارہوان بکر سے لیگا اور اگر دو شخصون نے قسم کھالی اور ایک نے نکول کیا پس اگر عمرو و بکر نے قسم کھالی اور خالد نے نکول کیا تو اُسکے قبضہ کا گھر امام اعظم رہ کے نزدیک بطریق منازعت کے چار حصون مین تقسیم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک بطور عول و مضاربت کے تین حصہ ہوکر دو عمرو کو اور ایک بکر کو دیا جائیگا اور اگر بکر نے نکول کیا اور دونون نے قسم کھالی تو امام اعظم رہ کے نزدیک بکر کے مقبوضہ کے آٹھ حصے ہوکر سات عمرو کو اور ایک خالد کو دیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک پانچ حصے ہوکر ایک خالد کو اور چار عمرو کو ملینگے اور اگر عمرو نے نکول کیا اور اُن دونون نے قسم کھالی تو اسکے مقبوضہ کے چار حصے ہوکر خالد کو ایک اور دو بکر کو دیے جائینگے اور ایک حصہ عمرو کے پاس بلا منازعت باقی رہجائیگا اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ اُنکے پاس گواہ نہون یا نکول کیا ہو اور اگر سب نے گواہ قائم کیے یا سب نے نکول کیا تو خالد کو آٹھوان اور بکر کو چوتھائی اور عمرو کو پندرہ حصے چوبیس حصون مین سے ملینگے اور یہ قول امام اعظم رہ کا ہی اور صاحبین کے نزدیک ایکسو اسّی حصہ ہوکر خالد کو ستائیس حصے اور بکر کو پچاس حصے اور عمرو کو ایکسو تین حصے ملینگے کذا فی محیط السرخسی۔ اگر دار تین شخصون کے قبضہ مین ہو پس عمرو نے اُسمین سے آدھے کا اور بکر نے تہائی اور خالد نے چھٹے حصہ کا دعوی کیا اور ایک نے دوسرے کے دعوے سے انکار کیا پس اگر ہر ایک کے قبضہ مین تہائی ہو تو خالد کے مقبوضہ مین سے آدھا اُسکا اور آدھا موقوف رہیگا پھر اگر عمرو نے گواہ قائم کیے تو باقی دونون سے بارہوان بارہوان حصہ لیگا کذا فی المبسوط ایک دار مین سے ایک منزل عمرو کے قبضہ مین ہی اور دوسری منزل بکر کے قبضہ مین ہی پس عمرو نے دعوی کیا کہ کل دار میرا ہی اور بکر نے دعوی کیا کہ ہم دونون مین نصف نصف ہی اور کسی کے پاس گواہ نہین ہین تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیجائیگی پس اگر دونون نے قسم کھالی تو جو منزل عمرو کے قبضہ مین ہی وہ اسی کے قبضہ مین چھوڑ دیجائیگی اور بکر کی آدھی اُسکو دلائی جائیگی اور آدھی بکر کے قبضہ مین چھوڑ دیجائیگی اور میدان صحن دونون مین مشترک رکھا جائیگا کہ دونون برابر تصرف کرین اور اگر اسی صورت مین دونون نے گواہ قائم کیے تو ہر ایک کی گواہی دوسرے کے مقبوضہ پر مقبول ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک کے قبضہ مین ایک بیت ہو اور دوسرے کے قبضہ مین چند بیت ہین اور صحن دونون کے قبضہ مین ہی اور ہر ایک کل کا مدعی ہی اور دونون پاس گواہ نہین ہین اور دونون نے قسم کھالی تو ہر ایک کا مقبوضہ اُسکے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا اور صحن دونون مین مشترک ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے مقبوضہ کی ڈگری دوسرے کے نام ہوگی اور صحن دونون مین برابر تقسیم ہوگا کذا فی شرح الطحاوی ایک دار کا نیچے کا مکان عمرو کے قبضہ مین ہی اور بالاخانہ بکر کے قبضہ مین ہی اور بالاخانہ کا رستہ صحن مین ہی پھر ہر ایک نے دعوی کیا کہ دار میرا ہی تو نیچے کے مالک کو دار ملیگا سواے بالاخانہ اور اُسکے رستہ کے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر بالاخانہ زید کے قبضہ مین ہو اور نیچے کا مکان عمرو کے قبضہ مین اور صحن دونون کے قبضہ مین ہو اور ہر ایک کل کا مدعی ہو اور دونون کے پاس گواہ نہین ہین اور دونون نے قسم کھالی تو بالاخانہ زید کے اور نیچے کا مکان عمرو کے قبضہ مین چھوڑا جائیگا اور صحن ایک روایت مین عمرو کو ملیگا مگر زید کو اُسمین مرور کا حق حاصل ہوگا اور ایک روایت مین صحن دونون مین برابر تقسیم ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو بالاخانہ عمرو اور نیچے کا مکان زید کو دیا جائیگا اور میدان صحن نیچے والے کو یعنی زید کو دلایا جائیگا کذا فی شرح الطحاوی ایک گھر زید کے قبضہ مین ہی اُسپر عمرو نے دعوی کیا کہ میرا ہی اور بکر نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہی اور زید کا ہی ہم دونون نے خالد سے خرید کر قبضہ کیا ہی درحالیکہ خالد اسکا مالک تھا تو گھر کی ڈگری دونون مدعیون کے نام اسطرح ہوگی کہ دو تہائی عمرو کے نام اور

ایک تہائی بکر کے نام ڈگری دیجائیگی اور اگر کسی اجنبی نے کل گھر کا دعوی کیا اور قابض کے بھائی نے کہا کہ ہمارا باپ مرگیا اور ہمارے دونون بھائیون کے درمیان میراث چھوڑ گیا ہو اور دونون مدعیون نے گواہ قائم کیے تو اجنبی کے نام تین چوتھائی اور بھائی مدعی کے نام ایک چوتھائی کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ پس اگر قابض نے چاہا کہ اپنے بھائی کے چوتھائی مین شریک ہون اور کہا کہ تو نے اقرار کیا ہو کہ باپ کا حصہ ہم دونون مین مشترک ہو پس حسبقدر پر استحقاق ثابت ہوکر نکل گیا وہ سب کا گیا اور جو باقی رہا وہ سب کا باقی رہا تو اُسکو یہ اختیار نہوگا کذا فی المحیط۔ اور اگر قابض نے بعد دونون کے گواہ قائم کرنے اور وراثت کے انکار کرنے کے یون اقرار کیا کہ مین نے باپ سے وراثت پایا ہو تو عدم اقرار کی صورت کا اور اسکا حکم یکسان ہو تین چوتھائی اجنبی کو اور چوتھائی بھائی مدعی کو دیا جائیگا اور اگر اقرار وراثت دونون کے گواہ قائم کرنے سے پہلے ہوا پھر گواہ قائم کیے تو کل دار کی ڈگری اجنبی کے نام ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر قابض نے ابتدا سے اقرار کیا اور دعوی کیا کہ یہ دار میرے باپ کا ہو وہ مرگیا اور میرے اور میرے فلان غائب بھائی کے درمیان میراث چھوڑا پس کسی اجنبی مدعی کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ دار اس اجنبی کا ہو اسنے اپنے باپ سے میراث پایا ہو اور قاضی نے اجنبی کے گواہون پر دار کی ڈگری کردی پھر قابض کا بھائی حاضر ہوا اور گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرے باپ کا تھا وہ مرگیا اور اُسنے میرے اور میرے بھائی قابض کے درمیان میراث چھوڑا تو قاضی اُسکی گواہی مقبول نہ کریگا۔ اور اگر قابض نے اُسوقت میراث کا اقرار کیا کہ میرے اور میرے فلان بھائی کے درمیان مشترک میراث ہو جبکہ اجنبی گواہ قائم کرچکا ہو کہ مین نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا اور قاضی نے کل گھر کی اجنبی کے نام ڈگری کردی پھر قابض کے بھائی نے اگر گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرے باپ کا تھا اور وہ مرگیا اور میرے اور میرے بھائی قابض کے درمیان میراث چھوڑا تو قاضی اُسکی گواہی مقبول کریگا کذا فی المحیط

فصل چوتھی قبضہ مین تنازع واقع ہونے کے بیان مین۔

دو شخصون نے ایک گھر کی بابت جھگڑا کیا ہر ایک کہتا ہو کہ یہ میرے قبضہ مین ہو پس اگر قاضی کو کسی کے قبضہ مین ہونا معلوم ہو تو اسی کو قابض قرار دیگا اور اگر نہین معلوم ہو مگر یہ معلوم ہو کہ ان دونون کے سوائے تیسرے کے قبضہ مین نہین ہو تو ہر ایک دونون مین مدعی و مدعا علیہ ہو پس اگر دونون نے اپنے اپنے قبضہ کے گواہ قائم کیے تو دونون کے نام گھر کی ڈگری ہوگی اور گھر دونون کے قبضہ مین کردیا جائیگا اور اگر قاضی نے وہ گھر تیسرے کے قبضہ مین پایا تو ان دونون کی درخواست پر اُسکے قبضہ سے نکال لیگا اور قبل درخواست کے نہ نکالیگا اور اگر ایک ہی کے گواہ قائم ہوے تو اسی کے قبضہ کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون یا ایک کے پاس گواہ نہون تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیجائیگی پس اگر دونون نے قسم کھالی تو ہر ایک دوسرے کے دعوے سے بری ہوگیا اور قاضی حقیقت حال ظاہر ہونے تک گھر کو موقوف رکھیگا کسی کے قبضہ مین نہ دیگا اور اگر ایک نے قسم سے نکول کیا اور دوسرے نے قسم کھالی تو قسم کھانے والے کے قبضہ مین نہ دیگا ولیکن نکول کرنے والے کو گھر مین تعرض کرنے سے منع کردیگا اور اگر قاضی نے تیسرے کے قبضہ مین پایا تو اُسکے قبضہ سے نہ نکالیگا کذا فی المحیط اگر ایک شی معین پر دو شخصون نے جھگڑا کیا اور ہر ایک نے اپنے قبضہ کے گواہ دیے یہانتک کہ دونون کے قبضہ مین قرار دیگئی پھر ایک نے گواہ دیے کہ یہ شی معین میری ملک ہو تو اُسکے نام اُس آدھے کی ڈگری ہوگی جو دوسرے کے قبضہ مین ہو اور جو اُسکے قبضہ مین ہو وہ بحالہ چھوڑ دیجائیگی ایسا ہی بعض مواضع مین مذکور ہو اور بعض مواضع مین لکھا ہو کہ اگر دونون نے قبضہ کے گواہ قائم کردیے پھر ایک نے گواہ دیے کہ یہ شی معین میری ملک ہو تو اُسکے نام کل شی کی ڈگری ہوجائیگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ امام محمد رح نے سیر مین لکھا ہو کہ اگر ایک مسلمان دارالحرب سے نکلا اور اُسکے ساتھ ایک مستامن ہو اور دونون

کے قبضہ مین ایک خچر ہی کہ اُسپر مال لدا ہوا ہی پھر ہر ایک نے دعوی کیا کہ یہ میرا مال ہی اور میرے قبضہ مین ہی اور ایک کے دعوی پر مسلمان گواہ قائم کیے تو قاضی اسی کے نام مال کی ڈگری کر دیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی کتاب الاقضیہ مین لکھا ہی کہ دو شخصون نے ایک گھر کی بابت جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہی کہ یہ میرے قبضہ مین ہی اور گواہ قائم کیے پھر ایک نے کہا کہ مین اس سے بڑھکر دعوی پر گواہ لاتا ہون مین اس امر کے گواہ دیتا ہون کہ میرا باپ مرگیا اور اسکو میرے واسطے میراث چھوڑا اور میرے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہی اور اسپر گواہ لایا تو مقبول ہونگے پس یہ ڈگری اُسپر ہوگی جس نے اس سے خصومت کی تھی اور یہ جو کتاب مین ہی کہ مین اس سے بڑھکر دعوی پر گواہ لاتا ہون یہ پہلے گواہون سے اعراض ہی حتے کہ یہ شخص مدعی غیر قابض قرار پا گیا پس اسکے گواہ ملک مقبول ہونگے کذا فی المحیط امام ظہیر الدین مرغینانی سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصون نے ایک گھر کی نسبت جھگڑا کیا ایک دعوی کرتا ہی کہ یہ میری ملک اور میرے قبضہ مین ہی اور دوسرا کہتا ہی کہ میرے قبضہ مین ہی اور مین دوسرون سے اسکا استحقاق زیادہ رکھتا ہون کیونکہ فلان شخص کی طرف سے میرے پاس کرایہ پر تھا اور وہ مرگیا پس بعوض مال کرایہ کے میرے پاس رُکا ہوا ہی تو امام موصوف رح نے فرمایا کہ دونون کے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا اور اُنکے زمانہ کے بعض مشائخ نے فتوی دیا ہی کہ اجارہ کے مدعی کے قبضہ مین دیا جائیگا کذا فی الظہیریہ۔ کتاب الاقضیہ مین ہی کہ دو شخصون نے ایک گھر کی بابت نزاع کیا ہر ایک کہتا ہی کہ میرے قبضہ مین ہی پھر ایک نے گواہ دیے کہ انھون نے میرے جانورون اور غلامون کو اسمین آتے جاتے دیکھا ہی تو قاضی ایسی گواہی پر قبضہ کا حکم نہ دیگا جبتک کہ یہ بیان نہ کرین کہ یہ جانور اور غلام اسمین رہتے تھے اور اگر یہ گواہی دی تو اسی کے قبضہ کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ دو فریقون نے اجمہ یا غیضہ مین جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہی کہ میری ہی اور میرے قبضہ مین ہی اور گواہون نے ایک فریق کے واسطے یہ گواہی دی کہ اسکے قبضہ مین ہی یا دونون فریق کے واسطے یہ گواہی دی کہ دونون کے قبضہ مین ہی پس اگر قاضی نے گواہون سے تفسیر دریافت نہ کی اور اُنھون نے اس سے زیادہ بیان نہ کیا تو گواہی مستقیم ہی اور اگر تفسیر دریافت کی تو اوثق و احسن ہی پھر فرمایا کہ غیضہ پر قبضہ اسطرح پہچانا جاتا ہی کہ اُسکے درخت کاٹکر فروخت کرے یا اُس سے نفع مناسب اُٹھاوے اور اجمہ مین اسطرح کہ نرکل کاٹکر اپنی ذاتی حاجت کے صرف مین لاوے یا فروخت کر دے یا اسی کے مانند تصرف کرے کذا فی الظہیریہ۔ دو شخصون نے ایک غلام مین جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہی کہ یہ میرا غلام ہی اور وہ دونون کے قبضہ مین ہی پس اگر غلام اسقدر چھوٹا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر نہین کر سکتا ہی تو قاضی کسی کی ملک ہونیکا حکم نہ دیگا جب تک گواہ قائم نہون ولیکن دونون کے قبضہ مین قرار دیگا اور اگر غلام بالغ ہو کہ کلام کرتا اور اُسکو سمجھتا ہو عقل رکھتا ہو یا نابالغ ایسا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو اور اُسنے کہا کہ مین آزاد ہون تو اسی کا قول لیا جائیگا اور قاضی اُن دونون کے واسطے ملک یا قبضہ کسی کی ڈگری نہ کریگا تاوقتیکہ اسکے گواہ قائم نہون اور اگر اُسنے کہا کہ مین دونون مین سے ایک کا غلام ہون تو اسکی تصدیق نہ کیجائیگی اور وہ دونون کا غلام ہوگا کذا فی المحیط۔ اگر غلام نے قابض کے سوائے کسی دوسرے کی نسبت کہا کہ مین اُسکا غلام ہون حالانکہ یہ غلام ایسا ہی کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہی پس قابض نے کہا کہ یہ میرا غلام ہی تو قابض ہی کا غلام قرار پاویگا کذا فی الکافی۔ اگر ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہی اور وہ اپنی ذات سے تعبیر نہین کر سکتا ہی اور اور قابض نے کہا کہ میرا غلام ہی تو اُسی کا قول معتبر ہوگا اور اُسی کی ملک ہونے کی ڈگری ہو جائیگی پھر اگر غلام نے بالغ ہو کر کہا کہ مین اصلی آزاد ہون تو بلا حجت اسکی تصدیق نہوگی کیونکہ وہ چاہتا ہی کہ جس ملک کے واسطے حکم قضا جاری ہو چکا ہی

[illegible]

اُسکو باطل کرے اسی طرح اگر کہا کہ مین لقیط ہون تو یہ مثل اصلی آزادی کے دعوے کے ہی پھر اگر قابض نے اپنے غلام ہونے کے گواہ دیے اور غلام نے اپنی اصلی آزادی کے گواہ دیے تو غلام کی گواہی اولی ہی کذا فی الذخیرہ۔ قاضی امام شمس الاسلام محمود اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک زمین زید کے قبضہ مین ہی عمرو نے بطریق تغلب کے اُسپر اپنا قبضہ کر لیا پھر زید نے گواہ قائم کیے کہ زمین میری ہی عمرو نے بطور تغلب کے مجھسے چھینکر اپنا قبضہ کر لیا ہی تو شمس الاسلام نے فرمایا کہ اُسکی گواہی قبول کرونگا اور زمین کی اُسکے نام ڈگری کر کے عمرو سے چھینکر اُسکے سپرد کر دونگا اور اگر زید کے پاس گواہ نہوے اور اُسنے عمرو سے یہ قسم لینی چاہی کہ واللہ یہ زمین اس مدعی کے قبضہ مین نہ تھی اور نہ مین نے بطور تغلب کے اُس سے لی ہی تو فرمایا کہ اُسکو یہ قسم لینے کا اختیار ہی اسی طرح اگر عمرو کے اقرار کا دعوی کیا کہ اسنے اقرار کیا ہی کہ یہ زمین زید کے قبضہ مین تھی اور اسپر عمرو سے قسم لینی چاہی تو بھی فرمایا کہ اُسکو اختیار ہی کذا فی المحیط فوائد شمس الاسلام مین ہی کہ اگر زید نے گواہ قائم کیے کہ یہ شی محدود میرے قبضہ مین دس برس سے ہی عمرو نے اب اُسپر اپنا قبضہ کر لیا تو زید کی ڈگری ہو جائیگی اور قاضی عمرو کو حکم دیگا کہ اسکے سپرد کر دے ولیکن مدعا علیہ عمرو مقضی علیہ قرار نہ پاویگا حتے کہ اگر اُسنے اسکے بعد گواہ قائم کیے کہ یہ محدود میری ملک ہی تو گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر مدعی نے یہ گواہ قائم کیے کہ یہ محدود میرے قبضہ مین دس برس سے تھی یا دس برس کا نام نہ لیا تو اس سے کچھ استحقاق ثابت نہوگا اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ ایسی گواہی مقبول ہوگی اور بالاجماع اگر گواہوں نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی کہ کل کے روز یہ زمین مدعی کے ہاتھ مین تھی تو قاضی مدعا علیہ کو حکم دیگا کہ مدعی کو واپس دے اسی طرح اگر گواہوں نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے مدعی سے لی ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ واقعات ناطفی مین ہی کہ اگر ایک شخص کے مقبوضہ غلام کے واسطے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام تمہارے پاس دس برس سے تھا یہانتک کہ اسنے جو قابض ہی غصب کر لیا اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ بیس برس سے میرا غلام ہی تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہی عیون مین ہی کہ ایک شی مین دو شخصون نے جھگڑا کیا ایک شخص نے گواہ دیے کہ یہ شی میرے پاس ایک مہینہ سے تھی اور دوسرے نے گواہ دیے کہ میرے ہاتھ مین اسدم موجود ہی تو اُسی کی ڈگری ہوگی کیونکہ پہلے کا قبضہ منتقض ہوا اور قبضہ منتقضہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک غیر معتبر ہی اور اگر ایک نے گواہ دیے کہ ایک مہینہ سے میرے پاس تھی اور دوسرے نے کہا کہ میرے پاس جمعہ سے ہی تو اُسی کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط۔ ایک شخص زید کے قبضہ مین عمرو کی زمین ہی زید نے اسکو اجرت پر دیدیا ہی پس عمرو نے کہا کہ تو نے میرے حکم سے دی ہی اور اجرت میری ہی اور زید نے کہا کہ مین نے تجھسے غصب کر لی تھی پھر خود اجرت پر دی ہی پس اجرت میری ہی تو عمرو کا قول معتبر ہوگا اور اگر زید نے اُس زمین مین عمارت بنائی پھر اجارہ پر دی پس عمرو نے کہا کہ مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ زمین میرے لیے عمارت بنا کر کرایہ دیدے اور زید نے کہا کہ مین نے غصب کر کے پھر عمارت بنائی پھر کرایہ پر دی تو اجرت یون لگائی جاوے کہ زمین کو ایک مرتبہ عمارت بنائی ہوئی فرض کرین اور ایک مرتبہ بغیر عمارت فرض کرین اور اجرت دونون پر تقسیم کرین تو جسقدر عمارت کے پرتے مین پڑے وہ زید کو ملیگی اور جو زمین کے پرتے مین پڑے وہ عمرو کو ملیگی اور اگر عمرو نے کہا کہ تو نے عمارت بنی ہوئی مجھسے غصب کر لی تھی تو اسی کا قول لیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو غاصب کے گواہ اولے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تیرے ایک ہزار درم غصب کر لیے ہین اور اسمین دس ہزار کا نفع اُٹھایا اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تجھے اسکا حکم کیا تھا تو عمرو کا قول مقبول ہوگا اور اگر عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے ہزار درم اور دس ہزار درم غصب کر لیے تو زید کا قول مقبول ہوگا اور اگر زید نے کہا کہ مین نے تیرا کپڑا غصب کر لیا اور بلا حکم تیرے اُسکو قطع کرا کے قمیص سلائی اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے قمیص غصب کی تھی اور مین نے

تجھے سلانے کا حکم کیا تھا تو عمرو کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہی قصار نے چار ٹکڑے کرباس کے اُنکے مالک کے پاس اُسکے تلمیذ کے
ہاتھہ روانہ کیے وہ تین ٹکڑے لایا اور قصار نے کہا کہ مین نے تجھکو چار ٹکڑے دیے تھے اور تلمیذ نے کہا کہ دیے تھے مگر مجھے نہین گن
دیے تھے تو مالک سے کہا جاویگا کہ جسکی چاہے تصدیق کر پس اگر اُسنے ایلچی کی تصدیق کی تو وہ بری ہوگیا اور کندی
کرنے والے پر قسم آئی اگر اُسنے قسم کھائی تو بری ہوگیا اور اگر نکول کیا تو ضامن ہوگا اور قصار بھی مالک کرباس سے اجرت کی
قسم لے سکتا ہو پس اگر مالک نے قسم کھالی تو اس ٹکڑے کی اجرت سے بری ہوگیا- اسی طرح اگر مالک کرباس نے قصار کی تصدیق
کی تو وہ بری ہوگیا اور قسم ایلچی پر آئی اور اُسپر قصار کی اجرت ہوگی اگر قصار نے اُسپر قسم کھالی یا کرباس کے مالک نے اُسکی
تصدیق کی یہ وجیز کردری مین ہی- ایک شخص کا چہار دیواری کا باغ ہی اور اُسکے کچھ درخت نہر کے کنارے لگے ہوئے تھے اُنکی
جڑون سے دوسرے طرف نہر کے کچھ درخت اُگے اور اس دوسری طرف ایک شخص کا انگور کا باغ ہی اور تاک اور نہر کے
درمیان رستہ ہی پس تاک کے مالک نے ان درختون کا دعوی کیا اور دوسرے نے دعوی کیا کہ یہ میرے درختون کی جڑون
سے نکلے ہین میرے ہی ہین پس اگر یہ معلوم ہوا ہو کہ اِسی کے درختون کی جڑون سے پیدا ہوے ہین تو اُسی کے ہونگے اور
اور اگر یہ معلوم نہو اور نہ اُسکا کوئی بونے والا معلوم ہو تو ان درختون کا کوئی مالک نہین ہی ان دونون مین سے کوئی مستحق
نہوگا یہ خلاصہ مین ہی اگر کسی کی زمین مین بغیر کسی کے تخم اگائے کھیتی جمی تو مالک زمین کی ہوگی بخلاف ایسے شکار کے
جو کسی کی زمین مین گھس جاوے تو وہ پکڑنے والے کا ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی- زید نے عمرو پر کسی قدر زمین مع اشجار
کا بسبب میراث کے دعوی کیا اور گواہ قائم کرکے ڈگری کرالی پھر مقضی لہ یعنی زید اور مقضی علیہ یعنی عمرو مین باہم درختون اور
گھرون کی بابت اختلاف ہوا اور کسی کے پاس گواہ نہین ہین کہ یہ کسکے ہین تو بعض نے کہا کہ عمرو کا قول اور بعض نے کہا کہ زید کا
قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہی- جامع صغیر مین ہی کہ ایک شخص زید کی نہر ہی اُسکے پہلو مین بند آب ہی اور بند آب کے پیچھے
دوسرے شخص عمرو کی زمین ملی ہوئی ہی اور بند آب دونون مین سے کسی کے قبضہ مین نہین ہی مثلاً نہ تو عمرو کے اُسکے کنارے
درخت ہین اور نہ زید کی اُسکے کنارے مٹی پڑی ہوئی ہی اور دونون نے اُسکا دعوی کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک عمرو کی ہی
اور صاحبین رح نے فرمایا کہ حریم زید کی ملک کیچڑ مٹی پھینکنے و چلنے وغیرہ کے واسطے ہوگا اور اس اختلاف کا فائدہ دو مقام پر
ظاہر ہوتا ہی ایک یہ کہ اگر بند آب کے کنارے ایسے درخت ہون کہ انکا بونے والا معلوم نہو تو امام رح کے نزدیک عمرو کے ہونگے
اور صاحبین کے نزدیک نہر کے مالک کے ہونگے اور دوسرے یہ کہ بند آب پر درخت لگانے کا اختیار امام کے نزدیک زمین کے
مالک کو ہی اور صاحبین کے نزدیک نہر کے مالک کو ہی اور کیچڑ مٹی پھینکنے مین بعض نے کہا کہ یہی اختلاف ہی اور بعض نے کہا کہ
نہر کے مالک کو یہ اختیار ہی جبتک کہ مضر نہو اور یہی صحیح ہی اور اگر نہر کے مالک نے اُسپر مُرور کا قصد کیا تو بعض نے کہا کہ امام کے
نزدیک ایسا نہین کرسکتا ہی مگر شبہ یہ ہی کہ اگر اسمین ضرر نہو تو ممانعت نہ کیجاوے گی فقیہ ابوجعفر رح نے فرمایا کہ درخت لگانے کی
صورت مین ہم امام کا قول لیتے ہین اور کیچڑ پھینکنے کے حکم مین صاحبین کا قول لیتے ہین کذا فی الکافی فی کتاب احیاء الموات
سیل اگر مٹی یا کیچڑ بہا لائی اور کسی کی زمین یا نہر مین لا ڈالی تو وہ زمین یا نہر کے مالک کی ہوگی کذا فی الخلاصہ اور جو طاحونہ مین
پیسنے کی وجہ سے آٹا گرکر جمع ہو جاوے وہ طاحونہ کے مالک کی ہی اور اصح یہ ہی کہ وہ اُس شخص کا ہی جسکے ہاتھ مین پہلے ہو جاوے
اور یہی حکم ہر اُس چیز مین ہی جو اجزاے زمین سے نہو جیسے راکھ اور گوبر وغیرہ- ایک گلی کے لوگ راکھ و گوبر ایک شخص کی
زمین مین پھینکتے ہین وہان گھورا جمع ہوگیا تو وہ اسکا ہی جس نے لے لیا اسی طرح اگر ایک شخص نے مربط یا اصطبل بنایا کہ اسمین جانور

[illegible]

جمع ہوتے ہیں وہ بان کو برانٹھا ہوا تو جو چاہے لے لے اُسی کا ہوگا اور بعض نے کہا کہ اسمین اعتبار جگہ مقرر کر دینے کا ہے اور ایسا ہی امام ابو یوسف ؒ سے دیادہ ولیمکی چیز سے منقول ہے کہ دلہون مین جو چیز لٹائی گئی اور ایک آدمی کی گود مین گری اور دوسرے نے اسکو لے لیا پس اگر اول نے اپنا دامن یا گود اسی واسطے تیار کی ہو تو لینے والے سے واپس کر لے ورنہ نہین و لیکن دامن یا گود لٹائی چیز گرنے کے لیے مہیا نہ کرنے کی صورت مین اگر چیز اسکے دامن مین گری اور اُسنے احراز کر لی بایں طور کہ مثلاً پھیلا ہوا دامن بعد اس چیز کے گرنے کے بقصد احراز سمیٹ لیا پھر دوسرے نے لی تو بھی واپس لے سکتا ہے اور اسی کے موئد ہے وہ مسئلہ جو فتاوی مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنا دار کرایہ دیا پس مستاجر نے اپنے اونٹ اسمین رکھے کہ جنکی مینگنیان وہان جمع ہوتی ہین تو یہ لید جو جمع ہو گئی اُسکے ہو جائیگی جسکا ہاتھ پہلے اُسپر پہونچ جاوے و لیکن اگر کرایہ دینے والے نے یہ قصد کیا تھا کہ اُس دار مین لید مینگنیان جمع کراوے تو یہ اسی کو ملینگی یہ ذخیرہ مین ہے ایک شخص مر گیا اُسنے ایک لڑکی اور ایک بھائی اور اسباب چھوڑا پس لڑکی نے کہا کہ تمام اسباب میرا ہے میری اجازت سے میرے مال سے میرے باپ نے خریدا ہے اور بھائی کہتا ہے کہ تمام اسباب میت کا ہے تو بھائی کا قول معتبر ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے ایک چوپایہ یا قمیص مین دو آدمیون نے جھگڑا کیا اور ایک اُسپر سوار یا اُسکو پہنے ہوئے ہے اور دوسرا اُسکی لگام یا آستین پکڑے ہوئے ہے تو قابض ہونے کے حق مین سوار یا پہننے والا اولے ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر ایک زین پر سوار ہو اور دوسرا اُسکی ردیف مین بیٹھا ہو تو زین سوار اولی ہے بخلاف اسکے کہ اگر دونون زین پر سوار ہون تو دونون کے قبضہ کا حکم ہوگا کذا فی الہدایہ۔ اگر ایک شخص چوپایہ کا قائد ہے اور دوسرا سائق ہے تو قائد کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک اُسکی لگام پکڑے ہو اور دوسرا دم تو مشائخ نے فرمایا کہ لگام پکڑنے والے کی ڈگری ہونی چاہیئے کذا فی المحیط اگر دو آدمیون نے ایک اونٹ مین جھگڑا کیا اور ایک کا اُسپر بوجھ لدا ہوا ہے تو بوجھ والا اولے ہے کذا فی الہدایہ۔ اگر ایک گھوڑے مین دو شخصون نے جھگڑا کیا ایک کا اُسپر بوجھ لدا ہے اور دوسرے کا کوزہ یا توبڑا اسمین لٹکا ہوا ہے تو بوجھ والا اولے ہے کذا فی الکافی ایک شخص ایک قطار اونٹون کا قائد ہے اسمین سے ایک اونٹ پر ایک شخص سوار ہے پھر سوار و قائد دونون مین سے ہر ایک نے تمام اونٹون کا دعوی کیا پس اگر اونٹ پر سوار کا بوجھا لدا ہوا ہو تو سب اونٹ سوار کے ہونگے اور قائد مزدور ہوگا اور اگر ننگی پیٹھ ہو تو سوار کا وہی اونٹ ہوگا جسپر وہ سوار ہے اور باقی قائد کے ہونگے کذا فی الذخیرہ ہشام نے امام محمدؒ سے روایت کی کہ ایک قطار اونٹون کی ہے انمین سے اول اونٹ پر ایک سوار ہے اور ایک شخص درمیان مین سوار ہے اور ایک شخص آخر کے اونٹ پر سوار ہے پھر ہر ایک شخص نے تمام اونٹون کا دعوی کیا تو ہر ایک کو وہ اونٹ ملیگا جسپر وہ سوار ہے اور پہلے اور بیچ کے درمیان کے اونٹ اول سوار کو ملینگے اور درمیانی اور اخیر کے درمیان کے اونٹ اول سوار اور درمیانی سوار کے درمیان نصف نصف تقسیم ہونگے اور اخیر سوار کو سوائے اُسکے جسپر سوار ہے کچھ نہ ملیگا اور اگر سب نے گواہ قائم کیے تو ہر ایک کی سواری کا اونٹ دونون پچھلون مین نصف نصف اور پہلے و درمیانی کے درمیان کے اونٹ درمیانی و اخیر کے درمیان نصف نصف اور درمیانی و اخیر کے درمیان کے اونٹ آدھے اخیر کو اور آدھے اول و درمیانی کے درمیان نصف نصف تقسیم ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کپڑا ایک کے قبضہ مین اور اُسکا کوئی کنارہ دوسرے کے ہاتھ مین ہو تو دونون مین برابر تقسیم ہوگا کذا فی الہدایہ۔ قدوری مین ہے کہ اگر کوئی درزی کسی کے گھر مین کپڑا سیتا ہو اور کپڑے مین دونون نے اختلاف کیا تو گھر والے کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر درزی اور کپڑے کے مالک نے اختلاف کیا یعنی مالک نے کہا کہ مین نے اسکو سیا ہے اور درزی نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے سیا ہے پس اگر کپڑا درزی کے پاس ہو تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور کپڑے کے مالک پر سلائی واجب ہوگی اور اگر مالک کے پاس ہو تو اُسی کا قول لیا جائیگا اور اگر دونون کے قبضہ مین ہو تو قسم سے درزی کا قول مقبول ہوگا اور مالک پر اجرت ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ کپڑا اینچنے یا سینے کے واسطے ایک مزدور کیا پس مزدور نے اپنے قبضہ

[illegible]

کے کپڑے پر دعوی کیا کہ یہ میرا ہی اور مستاجر نے کہا کہ میرا ہی پس اگر مستاجر کے دوکان مین ہو تو قسم سے اُسی کا قول مقبول ہوگا اور اگر محلہ یا مزدور کے گھر مین ہو تو مزدور کا قول مقبول ہوگا خواہ وہ آزاد ہو یا غلام ماذون ہو یا مکاتب ہو کذا فی الوجیز للکردری۔ ماذون کبیر مین ہی کہ اگر اپنا غلام کندی کرنے والے یا نانوائی وغیرہ کو اجرت پر دیا پھر مالک نے رستہ مین اُسکے پاس متاع پائی اُس متاع مین مالک و مستاجر نے اختلاف کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر یہ متاع مستاجرہ کی ساخت سے ہو تو اُسی کا قول مقبول ہوگا اور اگر اُسکی صناعت سے نہو تو مولی کا قول لیا جائیگا اور اگر مستاجر کے منزل مین ایسا واقع ہوا تو دونون صورتون مین اسی کا قول مقبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک شخص دوسرے کے گھر سے نکلا اُسکی گردن پر کچھ متاع لدی ہوئی تھی اُسکو ایک قوم نے دیکھا پس اُنھون نے گواہی دی کہ ہم نے اِسکو دیکھا کہ اِسکے گھر سے نکلا اور اُسکی گردن پر یہ متاع لدی ہوئی تھی اور گھر کے مالک نے کہا کہ متاع میری ہی اور نکلنے والا اپنی ملک ہونے کا مدعی ہو پس اگر یہ شخص اُٹھانے والا ایسی چیزون کے فروخت کرنے مین معروف ہو مثلاً بزاز وغیرہ ہو تو وہ حمال کی ہوگی اور اگر معروف نہو تو وہ گھر کے مالک کی ہوگی یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی ایک شخص دوسرے کے گھر مین گیا پھر اُسکے پاس کچھ مال نکلا گھر کے مالک نے کہا کہ میرا ہی تو نے میرے گھر سے اُٹھا لیا ہی تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ گھر کے مالک کا قول لیا جائیگا اور لیکر جانے والا کسی قول مین تصدیق نہ کیا جائیگا کہ مین نے نہین لیا مگر اُن کپڑون مین جو پہنے ہو بشرطیکہ وہ پہننے کے ہون اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر جانے والا کسی چیز کی صناعت مین معروف ہو مثلاً زیتون کا تیل لیے پھرتا ہو اور وہ کُپا تیل کا لیے ہوے اُسکے گھر مین گیا یا پنیر والا ہو کہ اُسکو بیچا کرتا ہی یا بازارون مین اسباب لیے بیچتا پھرتا ہی تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور مالک مکان کی تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہی۔ ہشام رح نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر ایک جھاڑو دینے والا دو شخصون کے گھر مین ہی اور اُسکی گردن پر کملی وغیرہ پڑی ہی اُسپر دونون نے دعوی کیا تو یہ اُسکی ہوگی جسکی منزل مین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی ایک حمال پر کارہ ہی اور وہ ایک شخص کے گھر مین ہی پس گھر والے نے دعوے کیا کہ کارہ میرا ہی اور حمال نے کہا کہ نہین بلکہ میرا ہی تو حمال کا قول مقبول ہوگا بشرطیکہ حمال کپڑے اُٹھاتا ہو اور کارہ ایسا ہو کہ اُسکے اُٹھائے جانے کا احتمال ہو یہ واقعات حسامیہ مین ہی اگر ایک بساط مین دو شخصون نے دعوی کیا ایک اُسپر بیٹھا ہوا ہی اور دوسرا اُسکو پکڑے ہی یا دونون اُسپر بیٹھے ہین تو وہ دونون مین مشترک ہی مگر نہ بطریق حکم قضا کے یہ عنایہ مین ہی۔ ایک دار مین دو شخص بیٹھے ہین اور ہر ایک اُسپر اپنا دعوی کرتا ہی تو دونون مین حکم نہ دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ ایک کشتی پر ایک شخص سوار ہی دوسرا اُسکے سکان کو پکڑے ہوے ہی تیسرا جاذف ہی اور چوتھا اُسکو کھینچتا ہو سب نے اُسپر دعوی کیا تو کشتی سوار و سکان اور جاذف کو ملیگی اور کھینچنے والے کو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک مالدار آدمی کے غلام کی گردن مین ایک موتی پڑا ہی کہ اُسکی قیمت موتی سکے برابر ہی اور یہ غلام ایک مفلس کے گھر مین کہ جو سوائے بوریا کے کسی چیز کا مالک نہین ہی موجود ہی اُسنے دعوی کیا کہ یہ موتی میرا ہی اور مالک غلام نے کہا کہ میرا ہی تو مالک غلام کا قول مقبول ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ دو آدمی ایک کشتی مین ہین اور کشتی مین آٹا رکھا ہی پس ہر ایک نے کشتی کا اور جو کچھ اُسمین ہی دعوی کیا اور ایک اُنمین سے آٹا فروخت کرنے مین مشہور ہی اور دوسرا ملاح مشہور ہی تو آٹا اُس شخص کا جو اُسکے بیع مین مشہور ہی اور کشتی ملاح کی ہوگی۔ امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کے دار سے ایک پرند شکار کیا پس اگر اِس پر اتفاق کیا کہ یہ اپنی اصلی اباحت پر ہی تو وہ پرند شکاری کا ہی خواہ ہوا سے شکار کیا ہو یا درخت سے اور اگر اختلاف کیا

پس گھر والے نے کہا کہ مین نے تجھ سے پہلے شکار کیا ہے یا وارث ہوا ہون اور شکاری نے انکار کیا پس اگر اسکو ہوا سے پکڑا ہے تو شکاری کا ہوگا اور اگر مالک مکان کے درخت یا مکان سے پکڑا ہے تو مالک مکان کا قول مقبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اگر مستاجر دوکان نے دوکان کا سکنہ کسی کے ہاتھ فروخت کیا اور مشتری نے اسپر قبضہ کر لیا پھر دوکان کے مالک نے آکر مشتری سے بذریعہ استحقاق ثابت کر کے لے لیا پس اگر سکنہ عمارت دوکان سے متصل ہو اور وہ آلات صناعت مستاجر سے نہیں ہے تو قسم سے مالک دوکان کا قول مقبول ہوگا اور جب اسنے قسم کھائی تو مشتری مستاجر سے ثمن سکنہ واپس وصول کر لیگا اور اگر آلات صناعت مستاجر سے ہے تو مستاجر کا قول قبول ہوگا اور مالک دوکان کو سکنہ لینے کی کوئی راہ نہوگی یہ محیط مین ہے

دسوان باب دیوار کے دعوے کے بیان مین ۔ اگر دو دارون کے بیچ مین ایک دیوار ہو اسپر دونون کے مالک زید و عمرو دعوی کرتے ہین پس اگر وہ دیوار دونون کی عمارت سے بطور تربیع یا ملازقہ کے متصل ہو تو دونون مین مشترک ہونے کا حکم دیا جائیگا کیونکہ دونون کا قبضہ مساوی ہے اور اگر ایک کی عمارت سے بطور تربیع اور دوسرے کی عمارت سے بطور ملازقہ متصل ہو تو صاحب تربیع اولے ہے کیونکہ اسکو باوجود اتصال کے ایک طرح کا استعمال حاصل ہے اور اگر ایک کی عمارت سے بطور تربیع یا ملازقہ متصل ہو اور دوسرے کی عمارت سے اتصال نہو تو صاحب اتصال اولے ہے اور اگر ایک کی عمارت سے اتصال ہو اور دوسرے کے شہتیر اسپر ہون پس اگر اتصال بطور تربیع کے ہے تو وہی اولے ہے اور شہتیر والے کو فقط موضع شہتیر ملیگا اور اگر اتصال بطور ملازقہ کے ہو تو شہتیر والا اولے ہے اور اتصال تربیع کی صورت یہ ہے کہ اینٹ بعض اندر بعض داخل ہو اگر دیوار خام ہے اور پختہ مین یہ صورت ہے کہ اس دیوار کی ایک اینٹ دوسری دیوار مین داخل ہو اگرچہ ایک کا راس ساحت دوسرے کی ساحت سے مرکب ہو اور اگر نقب کر کے اینٹ پرو دیجاوے تو تربیع نہیں ہے اور ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اتصال تربیع یہ ہے کہ دیوار متنازع فیہ کی دونون طرفین دو دیوارون سے موصول ہون کہ وہ دونون دیوار دار سے متصل ہون قلت کرخی رحمہ اللہ نے تربیع سے تربیع ساحت مراد لی ہے نہ تربیع خشت ۔ اور اگر اتصال ایک طرف سے ہو تو صاحب جذوع اولے ہے اور طحاوی نے ذکر کیا کہ اگر ایک ہی طرف سے اتصال ہو تو بھی اسی کو ترجیح ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ روایت طحاوی ہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ اور اگر دیوار دونون کی عمارت سے متصل نہو اور نہ کسی کے اسپر شہتیر وغیرہ ہون تو دونون کے قبضہ مین چھوڑ دینے کا حکم ہوگا بشرطیکہ دونون کے قبضہ مین ہونا معلوم ہو اور اگر دونون کے قبضہ مین ہونا معلوم نہو اور ہر ایک نے اپنی ملک ہونے اور اپنے قبضہ مین ہونے کا دعوی کیا تو دونون کے قبضہ مین کر دیجائیگی یہ محیط مین ہے اور اگر ایک شخص کے اسپر حرادی یا بواری پڑے ہون اور دوسرے کا کچھ نہو تو دونون مین مشترک ہونیکا حکم ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے ۔ اور اگر دونون کے حرادی یا بواری اسپر ہون تو دونون مین مشترک ہونے کا حکم ہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر ایک کا اسپر ایک شہتیر ہو اور دوسرے کے حرادی و بواری ہون یا کچھ نہو تو صاحب جذع کو ملیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اگر ایک کے اسپر جذوع ہون اور دوسرے کے حرادی ہون تو صاحب جذوع کی ڈگری ہوگی مگر حرادی دور کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ اگر ایک کے اسپر جذوع ہون اور دوسرے کا اسپر سترہ یا دیوار ہو تو نیچے کی دیوار متنازع فیہ صاحب جذوع کی اور سترہ صاحب سترہ کا ہوگا اور سترہ والے کو اسکے دور کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا ولیکن اگر مدعی دیوار اپنا استحقاق گواہون سے ثابت کرے تو البتہ سترہ والے کو اسکے دور کر دینے کا حکم کیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور اگر دیوار اور سترہ دونون مین جھگڑا کیا تو دونون صاحب جذوع کے ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ اور

اگر ایک کا سترہ ہو اور دوسرے کا حراوی تو صاحب ستر کی دیوار ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک مدعی کا دیوار متنازع فیہ پر چھپر یا پکی اینٹوں کا اُنّچ بنا ہو تو وہ بمنزلہ سترہ کے ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک کی دیوار پر دس لکڑیاں ہوں اور دوسرے کی تین سے زیادہ ہوں دس تک تو دیوار دونوں میں مشترک ہوگی اور یہ ظاہر الروایت کا حکم ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی المحیط اور اگر ایک کا اُسپر ایک یا دو شہتیر ہیں یعنے تین سے کم ہوں اور دوسرے کے تین یا زیادہ جذوع ہوں تو نوازل میں مذکور ہے کہ دیوار تین یا زیادہ والے کی ہوگی اور کم والے کو مواضع جذوع ملینگے اور فرمایا کہ یہ استحسان ہے اور یہی دوسرا قول امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کا ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ قیاس چاہتا ہے کہ دیوار دونوں میں نصف نصف ہو اور امام اعظم رح بھی اول میں ایسا ہی کہتے تھے پھر دونوں نے استحسان کی طرف رجوع کیا اور شمس الائمہ سرخسی نے دعوی الاصل میں ذکر کیا ہے کہ اگر ایک کی دیوار پر دس لکڑیاں رکھی ہوں اور دوسرے کی ایک ہی ہو لکڑی تو ہر ایک کو اپنی لکڑی کے نیچے کی جگہ ملیگی اور دیوار دونوں میں برابر تقسیم نہوگی اور استحسان ایسا ایک یا دو لکڑیاں کی صورت میں ہے اور ایسا ہی صلح الاصل میں مذکور ہے اور کتاب الاقرار میں مذکور ہے کہ تمام دیوار دس لکڑیوں والے کو ملیگی سوائے ایک لکڑی رکھنے کی جگہ کے کہ وہ اسکو ملیگی اور یہ لکڑی دور کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ ان لکڑیوں کی درمیانی جگہ کا حال کتاب میں مذکور نہیں ہے ہمارے بعضے اصحاب نے فرمایا کہ اُسکے گیارہ حصے کیے جائینگے دس حصہ دس لکڑیوں والے کو اور ایک حصہ ایک والے کو ملیگا پس درمیانی جگہ کا حکم وہی ہے جو ہر لکڑی کے نیچے کی دیوار کا حکم ہے حتے کہ اگر دیوار گر جاوے تو اُسکی زمین تقسیم کر لینگے اور اکثر اصحاب نے فرمایا کہ دس لکڑیوں والے کو دلائی جاویگی سوائے بقدر ایک لکڑی کی جگہ کے کہ یہ موضع اُس ایک لکڑی والے کی ملک ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے اگر دیوار طویل ہو اور دونوں میں سے ہر ایک کی کچھ کچھ دیوار اس سے متصل ہے اور جذوع رکھے ہیں تو ہر ایک کے نام اسقدر دیوار کی ڈگری ہوگی جو اسکے ساخت کے متوازی ہے اور جذوع کی تعداد پر لحاظ نہ کیا جائیگا اور اسی پر قاضی عبداللہ ضمیری فتوے دیتے تھے اور جو جگہ دونوں کے درمیان ہے وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے امام اسبیجابی رح نے شرح طحاوی میں فرمایا کہ اگر دیوار کا رُخ ایک کی طرف ہو اور پشت دوسرے کی طرف تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگی اور رُخ والے کی ڈگری نہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ اس صورت میں اُسی کی ڈگری ہوگی جسکی طرف دیوار کا رُخ ہے بشرطیکہ اصل عمارت کے وقت یہ رُخ رکھا گیا ہو اور اگر بعد بنانے کے نقش یا کہگل سے اسطرف رُخ کر دیا گیا ہو تو بالاجماع اس سے دیوار کا استحقاق نہوگا کذا فی غایۃ البیان۔ دو دار کے درمیان ایک خُص ہے کہ اُسکا قمط ایک کی طرف ہے اور دونوں مالک دار اُسکے مدعی ہیں تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ دونوں میں خص مشترک ہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ جسکی طرف قمط ہے اُسی کی ڈگری ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک دروازہ میں جو دو داروں کی دیوار کے درمیان لگا ہوا ہے جھگڑا کیا اور دروازہ کا غلق ایک کی طرف ہے تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ غلق اور دروازہ کی دونوں میں برابر ڈگری ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ جسکی طرف غلق ہے اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں طرف غلق ہو تو بالاجماع دونوں کی ڈگری ہوگی یہ غایۃ البیان شرح طحاوی میں ہے۔ اگر ایک دیوار دو شخصوں میں مشترک ہے پس کسی مدعی نے ایک شخص پر گواہ قائم کیے کہ اس مدعا علیہ نے اقرار کیا ہے کہ دیوار میری ہے تو اُسکے نام حصہ دیوار کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے کچھ جذوع ایک شخص کے گھر کی طرف نکلے ہوئے ہیں تو گھر والے کو اُسپر چھانہ بنانیکا اختیار بدون مالک دار کی رضامندی کے نہیں ہے اور اگر انہیں

ف [illegible]

عمارت بنا ناممکن ہو تو مالک دیوار کو انکا قطع کرنا بھی جائز نہین ہی اور اگر ممکن نہو مثلاً جذوع صغار یا ایک ہی جذع ہی تو لحاظ کیا جائیگا کہ اگر اُسکا کاٹ ڈالنا باقی جذوع کو کمزور کر دے تو قطع نہین کر سکتا اور اگر مضر نہین ہی تو مالک سے اُسکے قطع کرا لینے کا مطالبہ کرے اور اگر صاحب دیوار نے اِن شہتیرون کے کنارون پر کوئی چیز معلق کرنی چاہی تو اُسکو اختیار نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک دیوار دو شخصون کے درمیان ہی کہ ہر ایک کا اُسپر کچھ بوجھ ہی اگر ایک کا بوجھ ثقیل ہی تو دیوار کی عمارت دونون مین ساوی ہوگی اور اگر ایک کا اُسپر بوجھ ہی اور دوسرے کا نہین ہی حالانکہ دیوار دونون مین مشترک ہی تو فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ دوسرے کے مثل یہ بھی اُسپر بوجھ رکھ سکتا ہی بشرطیکہ دیوار اُسکی متحمل ہو جاسے آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ ہمارے اصحاب نے کتاب الصلح مین فرمایا کہ اگر ایک کے جذوع زائد ہون تو دوسرا بھی انکے برابر بڑھا سکتا ہی بشرطیکہ دیوار متحمل ہو اور اسمین قدیم وجدید کا کچھ ذکر نہین کیا ہی کذا فی الخلاصۃ۔ اگر دونون کی اُسپر لکڑی نہو پھر ایک نے رکھنی چاہی تو رکھ سکتا ہی اور دوسرا اُسکو منع نہین کر سکتا ہی اُس سے کہا جائیگا کہ اگر تیرا جی چاہے تو بھی اسی طرح رکھ لے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر دیوار پر ایک کے جذوع ہون دوسرے کے نہون مگر اُسنے رکھنے چاہے اور دیوار دونون کے جذوع کی متحمل نہین ہو سکتی ہی اور دونون اِس بات کے مقر ہین کہ دیوار ہم دونون مین مشترک ہی تو جذوع والے سے کہا جائیگا کہ یا تو اسپر سے جذوع دور کر دے کہ تم دونون برابر ہو جاؤ یا اسقدر کم کر لے کہ دوسرے کو رکھنا ممکن ہو کہ دیوار اُٹھا سکے یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہی اُسپر ایک کی عمارت ہی اُسنے چاہا کہ اپنے جذوع کی جگہ بدلے پس اگر بائین سے داہمین یا داہمین سے بائین بدلنی چاہی تو یہ اختیار نہین ہی اور اگر جذوع نیچے کرنے چاہے تو کر سکتا ہی اور اگر اونچے کرنے چاہے تو نہین کر سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ایک دیوار دونون مین مشترک اور دونون کے جذوع اُسپر ہین تو نیچے جذوع والے کو اختیار ہی کہ دوسرے کے جذوع کے برابر اونچے کر لے بشرطیکہ دیوار کو ضرر نہو اور اگر ایک نے اپنے جذوع اُکھاڑنے چاہے تو کر سکتا ہی بشرطیکہ دیوار کو ضرر نہو یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر ایک کے جذوع اونچے اور دوسرے کے نیچے رکھے ہین پس اُسنے چاہا کہ دیوار مین نقب کر دے تاکہ اُس سے لکڑی اُتر آوے تو بعض نے کہا کہ ایسا نہین کر سکتا ہی اور ابو عبد اللہ جرجانی فتوی دیتے تھے کہ کر سکتا ہی اور بعض نے کہا کہ اگر دیوار کمزور عتیق ہو تو نہین کر سکتا ہی ورنہ کر سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہی ایک نے چاہا کہ کچھ عمارت بڑھا دے تو نہین بڑھا سکتا ہی خواہ شریک کو ضرر ہو یا نہو ولیکن اگر شریک اجازت دے تو ہو سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ابو القاسم رح نے فرمایا کہ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک تھی اُسکا ایک کونا گر گیا اور کھلا کہ یہ دیوار دو طاقین متلاصقین ہی پس ایک نے اپنی دیوار اِس زعم پر دور کرنی چاہی کہ باقی ہم دونون مین پردہ کے واسطے کافی ہی اور دوسرے نے زعم کیا کہ اگر ایک ہی تہ باقی رہی تو ڈھلکر منہدم ہو جائیگی پس اگر اِس امر کے ظاہر ہونے کے پہلے کہ یہ دیوار دوہری تھی اُن دونون نے کوئی اقرار کیا تھا کہ یہ دیوار ہم دونون مین مشترک ہی تو دونون دیوارین مشترک ہونگی کسی ایک کو بدون دوسرے کی اجازت کے اُسمین کوئی فعل کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر یہ اقرار کیا کہ ہر ایک اپنی اپنی دیوار کا مالک ہی تو ہر ایک کو اپنی دیوار مین اختیار ہی جو چاہے کرے یہ فتاوے صغری مین ہی۔ دو شخصون کی درمیانی دیوار مشترک ڈھل گئی پس ایک نے اُسکی اصلاح کرنی چاہی اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا تو چاہیے کہ اُس سے کہدے کہ مین فلان وقت دیوار اُٹھواؤنگا تو اپنے بار کو ستون پر روک لے اور اِس امر پر گواہ کر لے پس اگر اُسنے ایسا کیا تو خیر ورنہ یہ شخص دیوار کو اُٹھا دے اگر اُسکا بار گر جاویگا تو یہ ضامن نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ امام ابو القاسم رح سے منقول ہی کہ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہی ایک کا اُسپر بار ہی دوسرے کا کچھ نہین ہی پس دیوار اُسکی طرف جھکی جسکا کچھ بار نہین ہی

پہلے اُسنے گواہون کے سامنے [illegible] دوسرے کو کہا اسنے اسکے بعد باوجود دور کرنا ممکن ہونے کے دور نہ کیا یہانتک کہ دیوار گر پڑی اور کچھ نقصان ہوا تو امام ابو القاسم نے فرمایا کہ اگر گواہ کرنا اور وقت گواہ کرنیکے تفاوت ثابت ہوئی تو شاہد علیہ نصف قیمت اُس شے کی جو کہ ٹوٹ گئی یا فاسد ہوگئی یا نقصان ہو گیا ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہے ایک شخص کا اسپر غرفہ ہے اور دوسرے کی بیت ہے پس وہ دیوار نیچے سے ڈھ گئی اور دونون نے اوپر والون سے اٹھا لیا پھر دونون نے اتفاق کر کے اسکو بنایا پھر جب دیوار اس شخص کی چھت تک پہونچی تو اسکے بعد چھت والے کو اختیار ہے چاہے اور زیادہ اونچی کرانے مین ساتھ دے یا نہ دے اور اسپر ہاتھ دینے کا جبر نہ کیا جائیگا قالہ ابو القاسم کما فی الصغریٰ ایک شخص کا بیت ہے اور بیت کی دیوار اسکے اور پڑوسی کے درمیان مشترک ہے پس صاحب بیت نے چاہا کہ اپنے بیت پر ایک غرفہ بناوے اور اس دیوار پر کوئی لکڑی نہ رکھے تو ابو القاسم نے فرمایا کہ اگر دیوار مشترک پر لکڑی نہ رکھی اپنی ذاتی حد مین بنانا چاہی تو پڑوسی منع نہیں کر سکتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ایک شخص کا ساباط ہے اس ساباط کے کڑیون کے ایک سرے دوسرے کے گھر کی دیوار پر رکھے ہین پس دونون نے اس رکھنے مین اختلاف کیا گھر کے مالک نے کہا کہ تیری کڑیان میری دیوار پر بلا حق ہین انکو دور کر دے اور ساباط والے نے کہا کہ بحق واجب ہین تو شیخ المتقی نے کتاب الحیطان مین ذکر کیا کہ قاضی اُسکو کڑیان دور کرنے کا حکم کریگا صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہوگا اور اگر دیوار مین جھگڑا کیا تو ظاہر مذہب اصحاب حنفیہ کے موافق صاحب دار کی ڈگری ہوگی کیونکہ دیوار ملک صاحب دار سے متصل ہے اور اتصال سے قبضہ ثابت ہوتا ہے ولیکن یہ اسی صورت مین ہو سکتا ہے کہ اتصال تربیع ہو اور اگر اتصال ملازقہ ہو تو صاحب ساباط اولے ہے یہ محیط مین ہے دو گھرون کے درمیان کی دیوار منہدم ہو گئی اور ایک شخص کی لڑکیاں وعورتیں ہیں اُسنے اسکا بنانا چاہا اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا بعضون نے کہا کہ اُسپر جبر نہ کیا جائیگا اور فقیہ ابو اللیث نے کہا منکر پر ہمارے زمانہ مین جبر کیا جائیگا کیونکہ دونون مین پردہ ہونا ضرور ہے و مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جواب مین اسطرح تفصیل ہونا چاہیے کہ اگر اصل دیوار محتمل قسمت ہو کہ ہر ایک اپنے حصہ مین سترہ بنا سکتا ہے تو منکر پر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر محتمل قسمت اسطور سے نہین ہے تو منکر کو بنانے کا حکم دیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اگر ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہے وہ گر گئی پس ایک نے عرصہ دیوار کی تقسیم چاہی اور دوسرے نے انکار کیا یا ایک نے بدون درخواست قسمت کے ابتداء سے بنانا ہی چاہا پس اگر اُسپر کسی کا بار بالکل نہو اور ایک نے عرصہ حائط کو تقسیم کرنا چاہا اور دوسرے نے انکار کیا تو بعض مواضع مین مطلقاً مذکور ہے کہ مجبور کیا جائیگا اور اسی کو بعض مشائخ نے لیا ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ قاضی کی رائے مین سوائے قرعہ کے تقسیم نہین ہو سکتی ہے تو تقسیم نہ کریگا اور اگر بدون قرعہ کے تقسیم اُسکا مذہب ہے تو دونون مین تقسیم کر دے بشرطیکہ عرصہ دیوار اسقدر چوڑا ہو کہ جسقدر ہر ایک کے حصہ مین آئیگا وہ دیوار بنانے کے لائق ہوگا اور ہر ایک کا حصہ اُسکے دار کے متصل کرے تاکہ اُسکو نفع کامل حاصل ہو اور بعض نے فرمایا کہ اگر عرصۂ دیوار عریض ہو تو قاضی انکو بہر حال مین تقسیم کے واسطے جبر کریگا اور اسی طرف خصاف رحمہ نے اشارہ کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر بدون درخواست تقسیم کے ابتداءً ایک نے دیوار بنانے کا قصد کیا اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا پس اگر عرصہ دیوار اتنا چوڑا ہو کہ تقسیم سے ہر ایک کے حصہ مین اسقدر آجاوے کہ وہ اپنی دیوار بنا سکے تو دوسرا مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر عریض نہو تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ مجبور کیا جائیگا اور اسی طرف امام جلیل ابو بکر محمد بن الفضل و امام اجل شمس الائمہ نے میل کیا ہے اور یہی اصح ہے اور اگر اسمین سے کچھ نہو ولیکن ایک نے بدون اذن دوسرے کے دیوار بنائی تو آیا دوسرے

سے کچھ لے سکتا ہی یا نہیں اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ ہر حال مین کچھ نہیں لے سکتا ہی ایسا ہی کتاب الاقضیہ مین ہی اور ایسا ہی فقیہ ابو اللیث نے نوازل مین ہمارے اصحاب سے ذکر کیا ہی اور بعض نے کہا کہ اگر عرصہ دیوار عریض ہو جیسا بیان کیا تو کچھ نہیں لے سکتا ہی ورنہ لے سکتا ہی۔ اگر دیوار پر کسی کا بار ہو پس اگر دونون کی اُسپر کڑیان ہون اور ایک نے تقسیم کی درخواست کی تو بدون دونون کی رضامندی کے تقسیم نہوگا اگرچہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہو اور اگر ایک نے دیوار بنانی چاہی اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا تو شمس الائمہ سرخسی نے بدون تفصیل ذکر کیا کہ مجبور کیا جائیگا اور اسی پر فتوی ہی اور اگر ایک نے بدون دوسرے کے اذن کے بنا لی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہو تو دوسرے شریک سے قیمت بناء سے کچھ نہیں لے سکتا ہی اور بنانے مین متطوع شمار ہوگا ایسا ہی خصاف نے نفقات مین ذکر کیا ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ متطوع نہوگا اور اسی طرف کتاب الاقضیہ مین اشارہ ہی اور ایسا ہی ابن سماعہ نے بھی نوادر مین روایت کی ہی یہی اصح ہی کذا فی المحیط اور اگر باجازت اُسکے بنائی تو اُسکو تصرف سے منع نہین کر سکتا ہی ولیکن جو خرچ کیا ہی اُسکا آدھا لے لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر ایک کا دیوار پر بار ہو اور اُسی نے تقسیم کی درخواست کی اور دوسرے نے انکار کیا تو منکر مجبور کیا جائیگا بشرطیکہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہو یہی صحیح ہی اسی پر فتوی ہی۔ اور اگر اُس شخص نے جسکا دیوار پر بار ہی بنانے کا ارادہ کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو صحیح یہ ہی کہ اُسپر جبر کیا جائیگا اور اگر صاحب بار نے بنالی تو صحیح یہ ہی کہ وہ دوسرے سے حصہ رسد لے لیگا اور اگر دوسرے نے بنائی حالانکہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہی تو متبرع شمار ہوگا۔ پھر جن صورتون مین بنانے والا متبرع نہین ہوتا ہی مثلاً اُسکا یا دونون کا اُسپر بار ہو تو بنانے والے کو اختیار ہی کہ دوسرے کو دیوار سے نفع اُٹھانے سے ممانعت کرے یہانتک کہ جو خرچ ہوا ہی وہ دے یا قیمت بنا ادا کرے بنا بر اختلاف مشائخ کے اس امر مین۔ پس اگر دوسرے نے کہا کہ مین اس بناء دیوار سے نفع نہ لونگا تو آیا اس صورت مین بنانے والا اُس سے لے سکتا ہی یا نہیں مشائخ نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ نہین لے سکتا ہی اسی طرف قاضی امام ابو عبد اللہ دامغانی نے شرح کتاب الحیطان مین اور امام خواہر زادہ نے میل کیا ہی اور بعض نے کہا کہ لے سکتا ہی اسی طرف امام جلیل ابو بکر محمد بن الفضل نے میل کیا ہی اور اسی کو صدر الشہید نے اختیار فرمایا ہی پھر اگر اُسنے لیا تو کیا لیگا قاضی اسبیجابی نے شرح مختصر الطحاوی مین مسئلہ علو و سفل کتاب الصلح مین بیان کیا کہ صاحب علو بنی ہوئی سفل کی قیمت صاحب سفل سے لیگا نہ جو اُسنے خرچ کیا ہی ایسا ہی شیخ امام نے شرح کتاب المزارعت مین ذکر کیا ہی اور فتاوے فضلی مین دیوار مشترک مین ذکر کیا کہ آدھا خرچ لیگا اور علو و سفل مین صاحب علو صاحب سفل سے لیگا اور بعض متاخرین مشائخ نے استحساناً فرمایا کہ اگر بحکم قاضی بنائی تو خرچ لے لیگا اور اگر بلا حکم قاضی بنائی تو قیمت بناء لیگا پھر جس صورت مین قیمت بناء لیتا ہی تو وہ قیمت لیگا جو بنانے کے دن تھی یا وہ جو واپس لینے کے روز ہی پس بعض نے کہا کہ واپسی کے روز کی قیمت لیگا اور اسی پر امام ابو عبد اللہ دامغانی فتوے دیتے تھے اور بعض نے کہا کہ بنانے کے روز کی قیمت لیگا اور اسی پر صدر الشہید حسام الدین فتوے دیتے تھے۔ یہ سب اُس صورت مین ہی کہ دیوار گر گئی ہو اور اگر دونون نے گرا دی تو بھی سب صورتون مین یہی حکم ہی جو مذکور ہوا اور اگر ایک نے گرائی تو وہ بنانے پر مجبور کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ صلح النوازل مین ہی کہ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہی اور ہر ایک کا اُسپر بار ہی وہ گر گئی اور ایک غائب ہی دوسرے نے اُسکو بنایا اگر پہلے دیوار کے ٹوٹن سے بنایا تو متطوع شمار ہوگا اور دوسرے غائب کو اُسپر بار رکھنے سے منع نہیں کر سکتا ہی اور اگر اینٹ لکڑی اپنے پاس سے لگائی تو جبتک غائب سے نصف قیمت نہ لے لے اُسکو تصرف سے منع کر سکتا ہی

[illegible]

یہ خلاصہ مین ہی فتاوی فضلی مین ہی کہ اگر ایک شریک نے مشترک دیوار کو توڑنا چاہا اور دوسرے نے روکا پس اُسنے کہا کہ جو کچھ تیرے بیت مین سے منہدم ہوجائیگا مین اُسکا ضامن ہون پس ضمانت کر لی پھر شریک کی اجازت سے دیوار توڑی تو مضمون لہ کو ضمان اُسکی منہدم کی کچھ نہ دینا پڑیگی چنانچہ اگر کہا کہ جو تیرا مال تلف ہو مین اُسکا ضامن ہوا تو نہین دینا پڑتا ہے یہ فتاوے صغری مین ہی دو شخصون کی مشترک دیوار منہدم ہوگئی اور ایک غائب ہی پس دوسرے نے اپنی ملک مین لکڑی کی دیوار بنالی اور دیوار کی جگہ چھوڑدی پھر غائب آیا اور بجاے دیوار قدیم دیوار بنانی چاہی اور دوسرے نے اسکو منع کیا تو فقیہ ابوبکر نے فرمایا کہ اگر اُسنے موضع دیوار کی متصل طرف بنانی چاہی تو جائز ہی اور اگر یہ قصد کیا کہ دیوار کی نیو کا میدان اپنی طرف کرلے تو یہ اختیار نہین ہی اور اگر یہ قصد کیا کہ جیسی دیوار پہلے تھی ویسی ہی بنادے یا اُس سے باریک کہ دونون طرف کچھ کچھ برابر چھوڑدے تو اُسکو اختیار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ دو شخصون کے دو باغ انگور کے بیچ کی دیوار منہدم ہوگئی پس ایک نے اُسکو بنانے کا قصد کیا مگر سبب دوسرے نے انکار کیا تو اُسنے سلطان سے استعدا کی پس سلطان نے ایک معمار کو برضاوستودی۔ حکم کیا کہ دیوار او دونون سے مزدوری لیکر بنادے اُسنے بنائی تو دونون سے مزدوری لے سکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی کتاب الاقضیہ مین ہی کہ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہی ایک نے دیوار کو توڑنا چاہا اور دوسرے نے انکار کیا پس اگر دیوار کے حال سے گرنے کا خوف نہو تو اُسپر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر گرنے کا خوف ہو تو امام ابوبکر محمد بن الفضل سے روایت ہی کہ مجبور کیا جائیگا۔ اگر دونون نے گرادی اور ایک نے بنانی چاہی اور دوسرے نے انکار کیا پس اگر نیو دیوار کی چوڑی ہی کہ بعد تقسیم کے وہ اپنے حصہ مین دیوار بناسکے تو شریک پر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر نہ بناسکے تو جبر کیا جائیگا ایسا ہی امام ابوبکر محمد بن الفضل سے منقول ہی اور اسی پر فتوی ہی اور جبر سے یہان یہ معنی مراد ہین کہ اگر شریک بنانے مین اتفاق نہ کرے تو یہ شخص اُسکو بنادے اور جو کچھ خرچ پڑے اُسکا آدھا شریک سے لے لے یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر مشترک دیوار کو دونون نے گرایا پھر ایک نے اپنے خرچ سے اُسکو بنوایا اور دوسرے نے اُسکو خرچ نہ دیا اور کہا کہ مین اس دیوار پر اپنا بار نہ رکھونگا تو بنوانے والا اُس سے آدھا خرچ لے لیگا اگرچہ وہ اپنا بار نہ رکھے یہ فتاوے صغری مین ہی اگر دیوار گرنے کا خوف ہوا اور ایک نے گرادی تو شریک پر بنانے کا جبر نہ کیا جائیگا اور اگر دیوار درست ہو پھر ایک نے شریک کی اجازت سے اُسکو گرایا تو بلاشک نہ بنانے والا بنانے پر مجبور کیا جائیگا اگر دوسرا بناء کا قصد کرتا ہی جیسا دونون کے گرادینے کی صورت مین تھا۔ اور اگر بلا اجازت شریک کے گرایا پس اگر مٹی کی کوئی قیمت نہو اور زمین کی قیمت دیوار بنانے سے نہ بڑھتی ہو تو شریک کے حصہ دیوار کی قیمت کا جسقدر ہو ضامن ہوگا اور اگر مٹی کی قیمت ہو تو حصہ شریک سے مٹی کی قیمت منع کریگا الا اُس صورت مین کہ وہ اختیار کرے کہ مٹی اُسکے پاس چھوڑدے اور اُسکی قیمت کی ضمان لے تو اسوقت مین بقدر حصہ قیمت خاک کی رفع نہ کریگا اور اگر زمین کی قیمت بناء حائط سے زائد ہوجاتی ہو تو زمین دیوار مع بناء کے اندازہ کیجاویگی پھر اُس سے بقدر زمین کے بدون بناء کے رفع کیجاویگی پس حصہ شریک مین باقی بناء کا ضامن ہوگا کذا فی الخلاصہ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہی ہر ایک کے اُسپر بار ہین وہ ڈھل گئی پس ایک نے اُسکو اُٹھایا اور اور اپنے مال سے بنوایا اور دوسرے کو موافق سابق کے بار رکھنے سے منع کیا تو فقیہ ابوبکر اسکاف نے فرمایا کہ دیکھا جائیگا اگر عرض موضع دیوار ایسا ہو کہ بعد تقسیم کے ہر ایک کے حصہ مین اسقدر آتا ہی کہ وہ اپنی دیوار بناکر اُسپر بار اسطرح رکھ لے جیسا کہ قدیم مین تھا تو بنانے والا متبرع ہوگا دوسرے کو بار رکھنے سے ممانعت نہین کرسکتا ہی اور اگر تقسیم سے اسقدر نہین پہونچتا ہی تو اُسکو منع کرنے کا اختیار ہی جبتک کہ شریک اُسکو نصف خرچہ ادا نہ کرے اور شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل

نے فرمایا کہ اگر بحکم قاضی بنایا ہی تو نصف خرچ لیگا ورنہ نصف قیمت عمارت لے لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ۔ شروط النوازل مین ہی کہ ابو بکر رح نے فرمایا کہ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہی کہ ایک کا بیت اسفل ہی اور دوسرے کا ایک یا دو گز اعلے ہی پس اگر دیوار گر گئی پس اونچے والے نے نیچے والے سے کہا کہ میرے واسطے میرے بیت کی دیوار پھر میرا بیت سب بنا دے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی بلکہ دونون ملکر نیچے سے اوپر تک بناوین فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اگر ایک کا بیت بقدر چار گز یا اسکے مثل کہ جتنے مین دوسرا بیت بن سکتا ہی نیچا ہو تو اسکی اصلاح صاحب اسفل پر ہی یہانتک کہ دوسرے بیت کی جگہ پر پہونچ جاوے کیونکہ وہ بمنزلہ دو دیوار کے نیچے اوپر سے ہی اور بعض نے کہا کہ دونون پر ہی اور یہی قول ابو القاسم کا ہی پھر اس سے رجوع کیا اور کہا کہ وہان تک بناوے جہانتک اُسکی ملک اُسپر ہی پھر آیندہ دونون شریک ہون یہ فصول عمادیہ مین ہی نیچے والے نے اگر اپنا اسفل مکان گرا دینا چاہا تو ایسا نہین کر سکتا ہی اگرچہ سفل خالص اُسکی ملک ہو حتے کہ اگر فروخت کرے تو تمام ثمن اُسکا ہو کذا فی المحیط ۔ بالاخانہ ایک شخص کا ہی اور نیچے کا مکان دوسرے کا تو نیچے والے کو اختیار نہین ہی کہ بدون بالاخانہ والے کی رضامندی کے اُسمین کوئی میخ گاڑے یا روشندان بناوے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک جبتک بالاخانہ والے کو مضر نہو تب تک کر سکتا ہی یہ کافی مین ہی بالاخانہ ایک شخص کا اور سفل دوسرے کا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ بالاخانہ والے کو اختیار نہین ہی کہ بدون رضامندی صاحب سفل کے اُسپر کوئی عمارت بناوے یا میخ گاڑے اور مختار فتوے کے واسطے یہ ہی کہ اگر نیچے والے کو ضرر پہونچنا یقینی ہو تو ممانعت کیجائیگی اور اگر مشتبہ ہو تو ممانعت نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی سفل اور علو دونون گر پڑے تو صاحب سفل پر بنانے کا جبر نہ کیا جائیگا اور بالاخانہ والے کو سفل بنا دینے کا اختیار ہی اور صاحب سفل کو اُسمین رہنے سے روک دے جبتک کہ وہ قیمت نہ دے اور جب قیمت دیدی تو عمارت کا مالک ہی اور طحاوی سے روایت ہی کہ جبتک خرچ نہ دے اور بعضے متاخرین نے استحساناً فرمایا کہ اگر بحکم قاضی بنایا ہو تو خرچ لے سکتا ہی اور اگر بغیر حکم قاضی بنایا ہو تو عمارت کی قیمت لے سکتا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی پھر جب بالاخانہ والے کو اختیار ہوا کہ قیمت عمارت نہ دینے تک سفل والے کو نیچے رہنے سے منع کر سکتا ہی جیسا کہ ظاہر الروایت مین ہی پس اگر سفل والے نے قیمت دینے سے انکار کیا تو اُسپر جبر نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی اور اگر صاحب سفل نے خود ہی گرا دیا تو بنانے پر مجبور کیا جائیگا بخلاف اسکے اگر کسی اجنبی نے گرا دیا تو وہ بنانے پر مجبور نہ کیا جائیگا بلکہ سفل و علو کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر علو و سفل والون نے جذوع سفل و حرادی و بواری و طین وانج مین خلاف کیا تو یہ سب صاحب سفل کو ملیگی اور صاحب علو کو اُسپر چلنے اور علو رکھنے کا اختیار رہی اور اگر چھت یا چھت کی بالائی دیوار مین جھگڑا کیا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ دیوار صاحب سفل کو ملیگی اور بعض نے کہا کہ صاحب سفل کے نام دیوار کی ڈگری نہو گی اور اسی پر فتوی ہی اور اگر سفل مین کوئی روشندان ہو اور بالاخانہ والے کا اُسپر راستہ ہو پس دونون نے روشندان مین جھگڑا کیا تو روشندان نیچے والے کا اور راہ پر والا اُسپر سے گذر سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی تین شخص ہین ایک کا سفل دوسرے کا علو تیسرے کا علو پر علو ہی پھر سب گر گیا پھر ہر ایک نے دوسرے پر دعوی کیا کہ علو میرا اور سفل تیرا ہی پس اگر کسی کے پاس گواہ ہون تو اُسکے گواہون پر ڈگری کر دیجائیگی اور اگر دو شخصون کے پاس ہون تو دونون کی ڈگری ہو گی اور علو مع حصہ زمین کے دونون پر برابر تقسیم ہوگا اور اگر کسی کے پاس گواہ نہون تو ہر ایک دوسرے کے دعوی پر قسم کھاوے پھر کیفیت قسم مین اختلاف ہی صاحب کتاب الحیطان نے فرمایا کہ ہر ایک یون قسم کھاوے کہ قسم اُس اللہ پاک کی جسکے سوا کوئی معبود

نہین ہی کہ مجھپر اِس سفل کا بنانا کہ جسکے بنا پر علو اسکا قائم ہو واجب نہین ہی اور دوسرے اصحاب حنفیہ رہ نے سوائے صاحب کتاب الحیطان کے فرمایا کہ یون قسم لیجاوے کہ قسم اُس اللہ پاک کی جسکے سوائے کوئی معبود نہین ہی کہ یہ زمین میری ملک نہین ہی اور نہ مجھپر اسکی عمارت واجب ہی صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہی اور صحیح میرے نزدیک وہ ہی جو امام عتابی نے ذکر کیا کہ ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر یون قسم لیجاوے کہ واللہ اس شخص کا میرے جانب یہ حق نہین ہی کہ اگر میرا سفل بنا ہو تو یہ اُسپر اپنا علو بنا وے پھر جب سب نے قسم کھالی تو ہر ایک سے کہا جائیگا کہ اگر تیرا جی چاہے کہ سفل کو بنا دے تو بنا لے پھر جو اُسپر تو دعوی کرتا ہی یعنے علو وہ بنانا اور دوسرے کو انتفاع سے منع کرنا جب تک تیرا خرچہ ادا نہ کرے ورنہ چھوڑ دے

یہ فصول عمادیہ مین ہی

گیارھوان باب طریق و مسیل کے دعوے کے بیان مین

قلت طریق خاص راستہ مسیل پانی بہنے کا راستہ علی العموم۔ زید نے عمرو پر حق مرور کا دعوی کیا اور ممر یعنے راستہ کا رقبہ عمرو کی دار مین ہی تو صاحب دار کا قول لیا جائیگا اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ مین اس دار مین ہو کر گذرتا تھا تو اس سے کوئی استحقاق ثابت نہوگا کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ زید کا اس دار مین راستہ ہی تو گواہی جائز ہی اگرچہ راستہ کو محدود نہ کیا ہو اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ بعض روایات مین مذکور ہی کہ جبتک گواہ نہ بیان کرین کہ راستہ مقدم دار مین ہی یا موخر مین اور طول راستہ کا و عرض ذکر نہ کرین گواہی مقبول نہوگی اور فرمایا کہ یہی صحیح ہی اور یہ جو بعض روایت مین آیا ہی کہ گواہی مقبول ہوگی اگرچہ راستہ کو محدود نہ کرین یہ اُس صورت مین رکھی جائیگی کہ جب مدعا علیہ نے راستہ کا اقرار کیا ہو اور گواہون نے اُسکے اس اقرار کی گواہی دی ہو اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ گواہی مقبول ہوگی اگرچہ موضع طریق و اُسکی مقدار مذکور نہ کرین کیونکہ جہالت مانع قبول شہادت اسی صورت مین ہی کہ حکم قضا جہالت سے متعذر ہو اور اس مقام پر متعذر نہین ہی کیونکہ بڑے دروازہ کا چوڑان اس راستہ کی مقدار پہچاننے مین حکم ہی کذا فی فتاوے قاضی خان۔ و الاصح یہ ہی کہ یہ گواہی ہر حال مین مقبول ہی یہ محیط مین ہی اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسکا باپ مرگیا اور یہ راستہ اسکے واسطے میراث چھوڑا تو گواہی جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر کسی شخص کے دار کا دروازہ کسی زقاق کی دیوار مین مفتوح ہو اور اہل زقاق منکر ہوے کہ ہمارے زقاق مین اسکو گذرنے کا حق حاصل نہین ہی تو اُنکو ممانعت کا اختیار ہی ولیکن اگر مدعی کے گواہ قائم ہون کہ مدعی کا راستہ زقاق مین ہو کر ثابت ہی تو نہین منع کرسکتے ہین یہ محیط مین ہی اگر ایک پرنالہ کسی شخص کے دار کی طرف نصب ہو اور دونون مین اختلاف ہوا کہ پانی جاری کرنے کا حق حاصل ہی یا نہین پس اگر حالت ایسی ہی کہ پانی جاری نہین ہی اور اختلاف کیا تو پانی بہانے کا حق بدون گواہون کے قائم کرنے کے حاصل نہوگا کذا فی محیط السرخسی اور دار والے کو بھی پرنالہ توڑ دینے کا اختیار نہین ہی کذا فی المحیط اور فقیہ ابو اللیث نے نقل کیا کہ مشائخ نے استحسان کیا ہی کہ پرنالہ اگر قدیمی ہو اور چھت کا رخ بھی مدعا علیہ کے دار کی طرف ہو اور معلوم ہو کہ یہ چھجا و چھت کا بھی قدیمی ہی نیا نہین ہی تو اُسکو پانی بہانے کا حق دیا جائیگا اور اگر پانی بہنے کی حالت مین اختلاف کیا تو بعض مشائخ نے کہا کہ پرنالہ والے کا قول مقبول ہوگا اور پانی جاری کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور بعضون نے کہا کہ مستحق نہوگا اور اگر پانی بہانے کے استحقاق پر گواہ قائم کیے اور اُنھون نے بیان کیا کہ یہ مینھ کے پانی بہنے کا پرنالہ ہی تو مینھ کے پانی کے واسطے قرار دیا جائیگا اور غسل و وضو کا پانی اُس سے نہین بہا سکتا ہی اور اگر وضو و غسل کے پانی کے واسطے بیان کیا تو وہ اسی واسطے ہوگا مینھ کا پانی نہین بہا سکتا ہی اور اگر فقط پانی بہانے کے حق کی گواہی دی اور تفصیل نہ بیان کی تو صحیح ہی اور ابن ام

ہین کہ مینھ کے پانی کے واسطے ہے یا غسل کے پانی کے واسطے ہے صاحب دار کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ ایسی گواہی مسیل کے بارہ مین مقبول نہوگی اور رستہ کے باب مین مقبول ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مدعی کے پاس اصلا گواہ نہون تو صاحب دار سے قسم لیجاویگی اگر اُسنے نکول کیا تو نکول پر ڈگری حق مدعی ہوجائیگی کذا فی الحاوی نوادر ہشام مین ہے کہ مین نے امام محمد رہ سے دریافت کیا کہ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ میرے پانی کا مجرا اسکی بستان مین ہے جو ار خصومت کے روز اسمین سے پانی جاری نہین ہے پس دو گواہون نے گواہی دی کہ اسکے بستان سے ہو کر کل کے روز پانی جاری تھا تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ امام ابو یوسف رہ ایسی گواہی جائز رکھتے تھے اور امام ابو حنیفہ رہ نہین جائز رکھتے تھے تاوقتیکہ ملک وحق کی گواہی نہ دین اور یہی قول امام محمد رہ کا ہے اور اگر گواہون نے مدعاعلیہ کے ایسے اقرار کی گواہی دی تو بالاتفاق جائز ہے کذا فی المحیط۔ زید نے دعوی کیا کہ عمرو کے نہر پر کل میرا ناوق رکھا تھا اسنے آج اسکو اکھاڑ کر پھینکدیا تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ اگر گواہون نے ایسی گواہی دی تو اعادہ ناوق کا حکم دونگا جیسا رکھا تھا پھر اگر اُسنے پانی بہانے کا قصد کیا اور نہر والے نے اُسکو منع کیا اور انکار کیا کہ اسکو پانی بہانے کا حق حاصل نہین ہے تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ منع کرسکتا ہے تاوقتیکہ گواہ گواہی نہ دین کہ زید کو یہ حق حاصل ہے پھر امام محمد رہ سے دریافت کیا گیا کہ مخالفت مین کیا کرے فرمایا کہ صاحب نہر کو اسمین پانی بہانے کے واسطے چاہیے تو دور مقرر کرلے اور یہ جائز ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک نہر زید کی زمین مین ہے کہ اُس سے پانی جاری ہے اسمین اختلاف کیا تو پانی والے کا قول مقبول ہوگا ولیکن اگر مالک زمین گواہ لاوے کہ نہر میری ملک ہے تو اسکی ڈگری ہوگی اسی طرح اگر وقت خصومت کے پانی جاری نہو ولیکن معلوم ہو کہ اس نہر سے اس شخص کی زمین مین پانی جاری تھا تو پانی والے کا قول مقبول ہوگا اور اُسکی ڈگری ہوگی ولیکن اگر زمین کا مالک گواہ دے کہ نہر میری ملک ہے تو نہین اور اگر وقت خصومت کے پانی اس شخص کی زمین کیطرف جاری نہو و نہ اسکا جاری ہونا اس سے پہلے معلوم ہو تو زمین کے مالک کی ڈگری ہوگی مگر اُس صورت مین نہوگی کہ پانی والا گواہ لاوے کہ نہر میری ملک ہے یہ محیط مین ہے منتقی مین ہے کہ ہشام کہتے ہین کہ مین نے امام محمد رہ سے دریافت کیا کہ ایک بڑی نہر چند گانون والون کے شرب کے واسطے ہے کہ ان لوگون کی تعداد گنتی کی نہین ہے اُس نہر کو چڑھاو کی طرف سے ایک قوم نے نیچے والون سے روک لیا اور کہا کہ یہ ہماری ہے ہمارے قبضہ مین ہے اور نیچے والون نے کہا کہ یہ سب ہماری ہے تمہارا اسمین کچھ حق نہین ہے تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ اگر خصومت کے روز وہ نہر نیچے والون کی طرف بہتی تھی تو جیسے جاری تھی ویسے ہی اپنے حال پر چھوڑ دیجائیگی اور سب اسمین سے سینچین جیسے سینچتے تھے اور چڑھاو والون کو اُسکے بند کرنے کا اختیار نہین ہے اور اگر اُس روز پانی جاری نہو مگر معلوم ہو کہ پہلے نیچے والون کی طرف جاری تھا اُسکو اوپر والون نے روک دیا ہے یا نیچے والون نے گواہ دیے کہ نہر پہلے ہماری طرف جاری تھی پھر اوپر والون نے روک دی تو اوپر والون کو حکم ہوگا کہ روک دور کردین یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک گھر کوچہ غیر نافذہ مین واقع ہے اُس کوچہ مین ایک نہر ہے پس صاحب دار نے چاہا کہ اسکا پانی اپنے دار مین داخل کرکے اپنے بستان مین جاری کرے تو پڑوسی لوگ اُسکو منع کرسکتے ہین اور وہ بھی پڑوسیون کو ایسی حرکت سے منع کرسکتا ہے اور جس نے پہلے جاری کرلیا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ قدیمی نہین ہے تو اُسکو بھی منع کرسکتے ہین اور اگر یہ امر قدیمی ہو تو منع نہین کرسکتے ہین یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک دار مین چند وارث شریک ہین بعض نے اقرار کیا کہ فلان شخص کا اسمین رستہ یا پانی کی مسیل ہے تو وہ شخص مرور نہین کرسکتا اور نہ پانی بہا سکتا ہے تاوقتیکہ سب متفق نہون ولیکن دار تقسیم کیا جائیگا پس اگر تقسیم مین وہ رستہ

ف ناوق معرب ناوہ
اور وہ لکڑی کا نالا مجوف ہوتا ہے
جس مین پانی ہو کر جاتا ہے

ومسیل کا اقرار اقرار کنندہ کے حصہ مین پڑا تو مقرلہ اسکو تمام مین لا سکتا ہی اور اگر غیر اقرار کنندہ کے حصہ مین پڑا تو مقرلہ اقرار لینے والے کے حصہ مین قیمت راہ و جائے مسیل بانٹ کر شریک ہوگا اور مقر کو اپنے حصہ مین سوائے اس قیمت کے سب ملیگا اسیطرح وہ حالت دونون مین مشترک ہوگی کیونکہ مقر نے اس شخص کے واسطے حق مرور و تسییل کا اقرار کیا ہی رقبہ مسیل و طریق کا اقرار نہین کیا ہی اور اگر رقبہ کا اقرار کرے تو مقرلہ اور بقدر ذراع کے شریک ہوگا شرکت ہوگی اور مقر اپنے حصہ کے حساب سے گز ناپ کے ملینگے سوائے اس راستہ کے گزون کے کہ استقدر منہا کیے جائینگے اور یہ حکم واجب ہی کہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے قول پر ہو اور امام محمد رح کے قول پر مقرلہ کو نصف طریق و مسیل کی شرکت ہوگی اور مقر کو اپنے حصہ کی تمام قیمت کی شرکت ہوگی سوائے قیمت نصف طریق و مسیل کے جو اسنے دوسرے کے واسطے اقرار کیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اگر ایک شخص کا پانی کا راستہ دوسرے کے دار مین ہو کر کاریز کے طور پر تھا اسنے کاریز کو پرنالہ بنانا چاہا تو بدون رضامندی صاحب دار کے نہین بنا سکتا ہی اور اگر پہلے پرنالہ تھا پھر اسکو کاریز بنانا چاہا پس اگر اسمین صاحب زمین و دار کو ضرر ہو تو ایسا نہین کر سکتا ہی الا برضا مالک دار اور اگر ضرر نہو تو روا ہی اور اگر دونون صورتون مین ضرر یکسان ہو تو کرخی نے ذکر کیا کہ کاریز کو میزاب و میزاب کو کاریز بنا لے سکتا ہی اور بعض متاخرین مشائخ نے کہا کہ امام محمد رح نے جو کتاب مین لکھا ہی اس صورت پر محمول ہی کہ جب اس شخص کو صرف پانی بہانے کا حق حاصل ہو اور اگر وہ جگہ جسمین سے پانی بہتا ہی اسی کی ملک ہو تو اسکو اختیار ہی جیسی چاہے ویسی بنا دے قال فی الکتاب پس اگر پرنالہ ہوا مین ہو تو قنات نہین بنا سکتا ہی اور اسمین ضرر و عدم ضرر کی تفصیل جو سابق مین ہی بیان نہین فرمائی اور اگر یہ چاہا کہ اپنے پرنالہ کو لانبا یا چوڑا یا چھوٹا پرنالہ بنا دے یا دوسری چھت کا پانی اس پرنالہ سے بہاوے تو بدون رضامندی مالک دار کے نہین بنا سکتا ہی کذا فی المحیط اور اگر اہل دار نے چاہا کہ ایک دیوار بنا کر اسکا پانی کا بہاؤ روک دین یا میزاب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ کر دین یا اونچا یا نیچا کر دین تو نہین کر سکتے ہین اور اگر دار والون نے ایک چٹان بنا دی کہ پرنالہ اسی پر بہے تو انکو اختیار ہی کذا فی البدائع اور اگر ایک شخص کا راستہ دوسرے کے دار مین ہی پھر دار والون نے چاہا کہ میدان صحن مین ایسی چیز بنا دین کہ جس سے اسکا راستہ بند ہو جاوے تو نہین بنا سکتے ہین اور لازم ہی کہ ساحت دار مین بقدر عرض باب دار کے چھوڑ دین کذا فی الخلاصۃ منتقی مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک کاریز جاری ہی کہ اُس سے بعض آبار کسی شخص کے دار مین یا کسی شخص کی زمین مین کھودے گئے ہین کہ انکو ایک دیوار محیط ہی پھر کاریز والے نے دعوی کیا کہ روے زمین آبار کی میری ہی اور مالک دار یا زمین نے اپنی ملک ہونے کا دعوی کیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جو آبار دار مین ہون انکی زمین صاحب دار کی ہی اور جو زمین مین ہون وہ صاحب کاریز کی ہی بشرطیکہ اُسکا قابض معلوم نہو اور اگر صاحب زمین نے اسمین کھیتی کر کے اُسکو کام مین لیا تو وہ قابض قرار پائیگا کیونکہ زراعت سے اُسکا قبضہ ثابت ہو گیا کذا فی الحاوی ایک شخص کی خالصہ کاریز ہی اُسپر ایک قوم کے درخت لگے ہوئے ہین اور کاریز والے نے چاہا کہ اپنی کاریز اس نہر سے ہٹا کے دوسری جگہ کھودے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور اگر کاریز والے نے کاریز کو فروخت کیا تو درختون کے مالک کو شفعہ جوار پہونچیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی

بارھوان باب دعوی دین کے بیان مین۔ اگر عورت نے اپنے شوہر پر بقیہ مہر ثابت کرنا چاہا تو اُسکو اختیار ہی اگرچہ اُسکو فی الحال باقی مہر کے مطالبہ کا اختیار نہو۔ اسی طرح جس شخص کا قرضہ میعادی ہی اگر اُسنے ثابت کرنا چاہا تو اختیار ہی اگرچہ فی الحال مطالبہ نہ کر سکتا ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک عورت نے وارث شوہر پر اپنے مہر مثل سے زائد کا دعوے کیا

پس اگر وارث نکاح کا اقرار کرتا ہو تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ کیا اسکا مہر اسی قدر ہے یعنے مہر مثل سے زائد پس اگر وارث نے کہا کہ نہین تو دریافت کریگا کہ کیا اسقدر ہے یعنی مہر مثل سے زائد مگر پہلے مرتبہ سے کم کرکے پوچھے پھر اگر اُسنے کہا کہ نہین تو اُسے کم کرکے دریافت کرے یہانتک کہ مہر مثل تک نوبت پہونچے پس اگر اُسنے مہر مثل پر بھی کہا کہ نہین تو قاضی مہر مثل اُسپر لازم کریگا اور زیادتی پر قسم لیگا اور یہ حکم اس صورت مین ہے کہ قاضی کو اُسکا مہر مثل معلوم ہو اور اگر نہ معلوم ہو تو امینون کو مہر مثل دریافت کرنے کے واسطے مقرر کریگا کہ جبکو معلوم ہے اس سے دریافت کرلادین یا عورت سے اُسکے دعوے پر گواہ طلب کریگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ عورت نے اپنے شوہر کے ترکہ سے مہر کا دعوی کیا اور وارثون نے نکاح سے انکار کیا پس عورت نے مہر و نکاح دونون کے گواہ دیے تو دونون ثابت ہونگے پھر اگر وارثون نے گواہ سنائے کہ اسنے شوہر کو مرنے سے پہلے مہر سے بری کر دیا ہے تو بسبب تناقض کے دعوی قبول نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے ایک عورت نے زید کو قاضی کے دربار مین حاضر کیا اور کہا کہ میرے فلان بن فلان شوہر پر اسقدر مہر باقی تھا اور تونے اُسکی طرف سے اس مہر کی ضمانت کرلی تھی کہ تو ضامن ہے اگر وہ مجھے تین طلاق دیکر اپنے اوپر حرام کرلے اور مین نے تیری ضمانت کی اجازت دیدی تھی اور اب مجھے اُسنے تین طلاق دیدی ہین پس باقی مہر مجھے بسبب ضمانت کے وقوع فرقت کے بعد واجب الادا ہوا ادا کرانے کا مطالبہ کیا پس مدعا علیہ نے ضمانت کا اقرار کیا ولیکن انکار کیا کہ مین اس حرمت طلاق سے واقف نہین ہون پس عورت کے گواہون نے گواہی دی کہ عورت کو اُسنے تین طلاق دی ہین تو قاضی مال کی ڈگری زید پر اور وقوع حرمت کے احکام غائب پر نافذ کریگا یہ خزانة المفتین مین ہے۔ ہشام رحمہ نے اپنے نوادر مین لکھا ہے کہ مین نے امام محمد رحمہ سے کہا کہ میرے زید پر ہزار درم آتے ہین اور زید کے ایک عورت پر ہزار درم ہین پس اُن دونون نے جھگڑا کیا اور میری غیبت مین عورت نے دو گواہ سنائے کہ مین نے اقرار کیا ہے کہ میرے جو درم زید پر آتے ہین وہ سب اس عورت کے ہین میرا اسمین سے کچھ نہین ہے اور میرے نام اس سبب سے ہین کہ مین نے اُس عورت کے واسطے اُسکا ایک غلام فروخت کیا تھا اور زید کو جو عورت سے مطالبہ کرتا ہے وہ میرے ہزار درم کے قرضدار ہونیکا مقر ہے یا منکر ہے پس عورت نے گواہ سنائے کہ میرے یعنی ہشام کے زید پر ہزار درم ہین اور مین نے اقرار کیا ہے کہ یہ درم اُس عورت کی ملک ہین میرا نام اُسمین عاریتًا ہے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ یہ امر جائز ہے اور گواہی قطعی ہے یہ محیط مین ہے۔ وارث یا وصی کی حاضری مین میت پر قرضہ ثابت کرنا جائز ہے اگرچہ ان دونون کے قبضہ مین ترکہ مین سے کچھ نہو یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک وارث کی حاضری مین میت پر قرضہ کا دعوی کیا پس اس وارث نے اقرار کر لیا تو صحیح ہے اور تمام قرض اُسی کے حصہ میراث سے دلایا جائیگا اور شمس الائمہ رحمہ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ اس وارث کے اقرار کے ساتھ حکم قاضی بھی موافق اسکے اقرار کے جاری ہوا ہو اور اگر محض وارث کا اقرار ہے تو اُسکے حصہ مین قرضہ لازم نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے فتاوے فضلی مین ہے کہ بعض نے وارثون مین سے مورث پر قرض کا دعوی کیا اُسکے بعضے وارثون نے تصدیق کی اور بعضون نے تکذیب کی تو فرمایا کہ تصدیق کرنے والون کے حصہ میراث سے یہ قرضہ پورا ادا کیا جائیگا مگر اس مدعی کے حصہ کا قرضہ اسمین سے طرح دیدیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک وارث کو حاضر کرکے میت پر قرضہ کا دعوی کیا اور گواہ دیے تو سب کے حق مین قرضہ ثابت ہوگا اسی طرح اگر کسی وارث نے میت کا قرضہ کسی شخص پر ثابت کیا اور گواہ دیے تو سب کے حق مین ثبوت ہوگا اور وہ قرضہ لیکر قاضی تقسیم کرکے اس مدعی حاضر کا حصہ اُسکو دیدیگا اور غائبون کا حصہ اُسکو نہ دیگا بلکہ مدعا علیہ کے پاس چھوڑ دیگا اور [illegible]

نے فرمایا کہ ایک عادل کے پاس رکھوا دیگا اور اگر قابض قرضدار قرض کا اقرار کرتا ہو تو بالاجماع غائبون کے حصے اسکے پاس سے نہ لیگا اور یہ عقار مین ہے اور مال منقول مین اگر منکر ہو تو لیکر عادل کے پاس رکھیگا اور اگر مقر ہو تو اُسی کے پاس رہنے دیگا اور جب غائب لوگ حاضر ہون تو اُنکو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہوگی یہی اصح ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ کتاب الاقضیہ مین ہے زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ میرے خالد پہ ہزار درم ہین اور ثابت کیا کہ عمرو کو حکم دیا تھا کہ یہ ہزار درم جو تیرے پاس ودیعت ہین وہ زید کو دیدے اور عمرو نے اس حکم سے انکار کیا پس مدعی نے ہزار درم ودیعت ہونے اور زید کو دینے کے گواہ سنائے اور قاضی نے مدعی کی ڈگری کر دی تو یہ حکم غائب یعنی خالد پہ بھی جاری ہوگا اور عمرو اُسی طرح سے حکم ہزار درم دیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص مرگیا اور اُسپر چند قرضے ہین اور اسکا ترکہ ہزار درم اور ایک بیٹا ہے پھر بیٹے نے کہا کہ یہ ہزار درم میرے باپ کے پاس زید کے ودیعت ہین پھر زید آیا اُسنے دعوی کیا اور قرضخواہون نے زید کی اس امر کی تصدیق کی کہ اسی کے ہین یا تکذیب کی کہ میت کے ہین یا تصدیق و تکذیب کچھ نہ کی کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ یہ درم کسکے ہین تو قاضی یہ ہزار درم میت کی طرف سے قرضخواہون کو ادا کر دیگا اور مدعی ودیعت کے لیے قرار نہ دیگا ولیکن صورت دوسرے مین قرضخواہون نے جبکہ تصدیق کی ہے کہ یہ ہزار درم زید کے ہین زید بعد ڈگری ہونے کے قرضخواہون سے بسبب انکے اقرار کے واپس لیگا یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ بیٹے نے اقرار کیا اور ایسے ہی اگر انکار کیا اور کہا کہ یہ ہزار درم میرے باپ کے ہین یا اقرار و انکار کچھ نہ کیا اور کہا کہ مین نہین جانتا ہون کسکے ہین تو یہ صورت و صورت اول یکسان ہین اور اگر مدعی ودیعت نے انکار کی صورت مین بیٹے سے قسم طلب کی تو اُسپر قسم نہین آتی ہے۔ اور جو کچھ ودیعت مین معلوم ہوا وہی مضاربت رہنا مضاربت اجارہ عاریت و رہن مین ہے جبکہ میت کے پاس کوئی مال عین تھا اور وارثون نے کسی امر کا انمین سے اقرار کیا کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اگر میت پر قرض کا دعوی کیا درحالیکہ وارثان بالغ غائب ہین اور نابالغ حاضر ہے تو قاضی کو چاہیے ہے کہ نابالغ کی طرف سے ایک وکیل مقرر کرے کہ جسپر دعوی دائر ہو پھر اگر وکیل پر کچھ ڈگری ہوئی تو سب وارثون پر یہ حکم جاری ہوگا ایسا ہی رشید الدین نے ذکر کیا ہے مین کہتا ہون کہ قرضخواہ کو اگر بالغون کے حصہ سے اپنا قرضہ وصول کرنے کی قدرت نہوئی تو نابالغ کے حصہ سے سب وصول کر لیگا پھر جب بالغ وارث حاضر ہوے تو نابالغ اُنسے بقدر حصہ رسد کے واپس کر لیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے اور اگر وارث حاضر بالغ ہو اُسنے اپنے مورث پر قرضہ کا اقرار کر لیا پھر مدعی نے باوجود اقرار کے گواہ قائم کرنے چاہے تاکہ تمام ترکہ مین اُسکا حق ثابت ہو جاوے تو قاضی مقر پر اُسکے گواہون کی سماعت کریگا اور ڈگری کر دیتا اور یہ حکم جو بمقابلہ وارث مقر کے ہوا ہے سب وارثون پر جاری ہوگا۔ اسی طرح اگر وصی میت یا وکیل خصومت نے بعد اقرار کے گواہ قائم کرنے چاہے تو مدعی کے گواہون کی سماعت ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اگر میت پر قرضہ کا دعوی کیا پس تمام وارثون نے اقرار کر لیا پھر مدعی نے گواہ قائم کرنے چاہے تو مقبول ہونگے کیونکہ مدعی کو اپنا قرضہ ثابت کرنے کی وارثون وغیر وارثون کے حق مین ضرورت ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میت کا کوئی دوسرا قرضخواہ آیا اور اُسکا حق قرض ظاہر ہوئی اور اس مدعی کا قرض جسکا وارثون نے اقرار کر دیا ہے دوسرے قرضخواہ کے حق مین ظاہر نہوگا اس باعث سے اُسکی گواہی مقبول ہوتی اسی طرح اگر سب وارثون نے وصیت کا اقرار کیا و باوجود اقرار کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے یہ فصول عمادیہ مین ہے ایک شخص زید کو لایا کہ وہ مدعی ہے کہ مین عمرو غائب کی طرف سے وکیل خصومت ہون اس وکیل پر دعوی کیا کہ میرا عمرو پر اسقدر قرض ہے پھر مدعا علیہ نے وکالت کا اقرار کیا تو زید کا اقرار صحیح نہین ہے حتے کہ اگر مدعی نے عمرو پر

اپنا قرضہ ہونے کے گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے اور اسی طرح اگر میت پر قرضہ کا دعوی کیا بمقابلہ ایک مرد کے جس نے اقرار کیا کہ مین میت کا وصی ہون تو بھی گواہان مدعی نامقبول ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اگر وکیل حاضر ہوا اور دعوی کیا کہ مین فلان بن فلان کی طرف سے وکیل اسواسطے مقرر ہوا ہون کہ اس مدعاعلیہ سے وہ قرضہ جو موکل کا اسپر ہے اور وہ مال عین جو اسکا اسکے پاس ودیعت ہے وصول کرون اور مدعاعلیہ نے اس سب کی تصدیق کی تو مدعاعلیہ کو قرض کا مال دیدینے کا حکم ہوگا اور مال عین ودیعت دینے کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر وصی نے حاضر ہوکر دعوی کیا کہ فلان بن فلان میت کا مین وصی ہون اُسنے مجھے وصیت کی تھی کہ اس مدعاعلیہ کے ذمہ جو اُسکا قرض ہے اور جو مال معین ودیعت ہے سب وصول کرون اور مدعاعلیہ نے اسکی تصدیق کی تو مدعاعلیہ کو دونون چیزون کے دیدینے کا حکم دیا جائیگا کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اور اگر اُسنے قرضدار پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور اُس سے مال قرض نہین لے سکتا ہے ولیکن اگر قاضی کے نزدیک میت کے ترکہ مین قرض ثابت ہے اور کسی نے قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ میت کا مجھپر اسقدر قرض ہے تو اُسکو رب الدین کو دیدینے کے واسطے حکم کریگا اور عیون مین ہے کہ اگر اس شخص نے جسپر میت کے ہزار درم ہین بعوض اُس قرض ہزار درم کے جو میت پر آتا ہے ادا کردیے بلاحکم وصی کے جو میت کا ہے تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ اگر اُسنے ادا کرنے کے وقت کہا کہ یہ ہزار درم مین وہ ادا کرتا ہون جو میت کے مجھپر چاہیے تھے بعوض اُن ہزار درمون کے جو تیرے میت پر آتے ہین تو جائز ہے اور اگر یہ نہ کہا بلکہ میت کی طرف سے ادا کردیے تو احسان کرنے والا شمار ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر وارثون مین اطفال و بالغ ہون پس بالغون نے اپنے باپ پر قرض کا اقرار کرلیا تو قرضخواہ کو نابالغون پر قرض ثابت کرنے کے واسطے گواہ پیش کرنے چاہیے ہین یہ فصول عمادیہ مین ہے ایک شخص نے وارث کی حاضری مین میت پر قرض کا دعوی کیا اور کہا کہ میت نے اس قرض کی جنس سے وارث کے قبضہ مین اسقدر چھوڑا ہے کہ جس سے یہ قرض ادا کرسکتا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے تو اسمین شک نہین ہے کہ اسقدر اس امر کے واسطے کافی ہے کہ وارث کو حکم کیا جاوے کہ یہ مال حاضر کرے تاکہ موجودگی مین گواہ گواہی دین کہ یہ میت کا مال ہے اور اگر ڈگری کرنے کے واسطے اسی قدر پر اکتفا کیا جاوے تو جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ گواہ لایا کہ میت پر قرضہ ہے اور ترکہ اسقدر ہے کہ ادا ہوسکتا ہے تو ضرور ہے کہ ترکہ کو بیان کرے اگر عقار ہے تو حدود بیان کرنا چاہیے اور اگر وارثون کے اقرار کے گواہ لایا کہ ترکہ سے قرض ادا ہوسکتا ہے تو بیان ترکہ کی حاجت نہین ہے اور اصح یہ ہے کہ خصومت بلا بیان ترکہ مقبول ہوگی اور اسی پر فتوی ہے اور اگر قرضخواہ میت نے وفای ترکہ کے گواہ دیے اور ترکہ بیان کیا اور استیفا کیا پھر دوسرے قرضخواہ نے قرض کو ثابت کیا تو بلا خلاف اثبات ترکہ و وفا کے لائق ہونے کے اثبات کی حاجت نہین ہے اور اگر وارثون نے دوسرے قرضخواہ کے قرض سے انکار کیا اور پہلے قرضخواہ نے اسکی تصدیق کی تو دوسرا پہلے کا شریک ہوگا کیونکہ اُسنے خود شرکت کا اقرار کیا ہے یہ جیز کردری مین ہے۔ اگر ایک شخص مرگیا پھر ایک قوم قاضی کے پاس آئی اور کہا کہ فلان شخص مرگیا اور ہمارے اموال اُسپر ہین اور اُسنے جو کچھ مال چھوڑا ہے اسپر وارثون نے قبضہ کیا اور وہ لوگ اُسکو متفرق و تلف کیے ڈالتے ہین اور قاضی سے درخواست کی کہ ترکہ ابھی بٹنے سے موقوف رکھا جاوے تاکہ ہم اپنے حقوق قاضی کے سامنے ثابت کرین تو قاضی پر واجب نہین ہے کہ وارثون کے مقبوضہ سے تعرض کرے پس اگر قوم نے کہا کہ ہمارے گواہ حاضر ہین ہم اسی مجلس مین یا دوسری مجلس مین پیش کرینگے اور وارث کی ذات سے اسراف بیجا اور تلف کرنے کا خوف ہے یا یہ مشہور ہے کہ فلان شخص مرگیا اور اُسکے

[illegible]

قرضخواہ بہت ہین یا قاضی کو مدعی لوگ صالح اور نیک بخت معلوم ہوے یا اُسکے دل مین آیا کہ یہ لوگ سچے ہین اور وارث کی ذات سے خوف اسراف و اتلاف ہی تو اچھا تا کچھ مضائقہ نہین ہی کہ چند روز ترکہ متوقف رکھا جاوے - اسی طرح اگر کسی نے میت کی طرف سے اپنے حق مین کسی قدر وصیت کرنے کا دعوی کیا اور یہ صورت پیدا ہوئی تو اسکی بھی یہی راہ نکلتی ہی کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف - اگر تین آدمیون کا مشترک قرض کسی پر ہو پھر دو شخص غائب ہو گئے اور تیسرا حاضر رہا اُسنے اپنا حصہ قرضدار سے طلب کیا تو قرضدار دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر زید عمرو کو قاضی کے پاس لایا اور کہا کہ میرا باپ فلان مر گیا اور کوئی وارث میرے سواے نہین چھوڑا اور اُسکا اس عمرو پر اس قدر مال ہی تو قاضی مدعا علیہ سے اسکو دریافت کریگا پس اگر اُسنے سب دعوی کا اقرار کر لیا تو اقرار صحیح ہی اور حکم کیا جائیگا کہ یہ مال دین و عین اسکے سپرد کرے اور اگر اُسنے انکار کیا پس اگر مدعی نے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور مدعا علیہ کو حکم دیا جائیگا کہ سب دین و عین اسکے سپرد کرے اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون اور اُسنے اپنے دعوی پر مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی تو خصاف نے ذکر کیا کہ بعض اصحاب سے روایت ہی کہ قسم نہ لیجائیگی اور ایک قول یہ بھی روایت ہی کہ لیجائیگی یہ محیط مین ہی - قطب الدین نے اگر گواہ پیش کیے کہ وارثون نے ترکہ مین سے ایک غلام فروخت کیا حالانکہ ترکہ قرض مین ڈوبا ہوا تھا پس وارثون نے اس امر کے گواہ دیے کہ ہمارے باپ نے اپنی زندگی مین یہ غلام فروخت کر کے ثمن لیا ہی تو بائعین کے گواہ اولی ہین یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ترکہ اگر قرض مین ڈوبا ہوا ہو اور کسی دوسرے قرضخواہ نے اگر گواہون سے اپنا قرض ثابت کیا تو اُسکے گواہ وارث پر مقبول ہونگے نہ دوسرے قرضخواہ پر ولیکن وارث سے قسم نہ لیجائیگی ایسا ہی تمام کتب مین مذکور ہی اور کسی کتاب مین نہین مذکور ہی کہ وارث کا اقرار اپنے حق مین صحیح ہی یا نہین ہی تاکہ اگر میت کا کوئی اور مال ظاہر ہو تو اس وارث مقر کے حصہ سے یہ قرض وصول کیا جاوے تو لایق یہ ہی کہ صحیح ہو ولیکن اقرار نفعی کے واسطے قسم نہ لیجائیگی کہ یہ فائدہ محض موہوم ہی یہ محیط مین ہی فتاوے رشید الدین مین مذکور ہی کہ ترکہ اگر غیر مستغرق ہو اور قرضخواہ نے کسی ایک وارث پر اپنا قرضہ ثابت کیا تو حاضر اپنے حصہ کو فروخت کرے اور جسقدر قرض اُسکے حصہ رسد پڑتا ہی اُسکو ادا کر دے اور دوسرون کے حصے فروخت کرنے کا وہ والی نہین ہی تاکہ قرضہ پورا ادا کر دے اور اگر ترکہ قرض مین ڈوبا ہوا ہو تو بدون رضامندی قرضخواہون کے اُسکو فروخت نہین کر سکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر ترکہ تین ہزار ہو اور قرض ایک ہزار ہو اور ترکہ تین بیٹون مین تقسیم ہو گیا تو قرضخواہ ہر ایک بیٹے سے تہائی ہزار لے لیگا بشرطیکہ سب پر قاضی کے حضور مین قابو پا گیا اور اگر کسی ایک شخص پر قابو پایا تو اُس سے سب جو اُسکے ہاتھ مین ہی وہ لے لیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - وارثون کو قرض ادا کر کے ترکہ چھوڑا لینے کا اختیار ہی اور ایسے ہی ایک کو بھی اگرچہ باقی انکار کرین اور اگر سب نے ترکہ چھوڑا لینے اور قرض ادا کرنے سے انکار کیا تو مجبور نہ کیے جائینگے ولیکن قاضی میت کی طرف سے وصی مقرر کریگا یہ خلاصہ مین ہی - اگر میت کے ایک وارث پر وارثون مین سے دعوی کر کے قرض ثابت کیا اور ترکہ کسی اجنبی کے قبضہ مین ہی تو مدعا علیہ کو اجنبی سے ترکہ طلب کرنے کا اختیار ہی کذا فی القنیہ - ایک شخص ایک شہر مین مر گیا وہین ایک اجنبی کے پاس اُسکا مال و ترکہ ہی اور اُسکے وارث دوسرے شہر مین ہین پس ایک قوم نے اُسپر اپنے حقوق و اموال کا دعوی کیا پس اگر وہ شہر جسمین وارث ہین اس شہر سے منقطع ہو یعنے غالب آمد و رفت منقطع ہو تو قاضی میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا کہ اُسکی حاضری مین وہ لوگ اپنے حقوق ثابت کرینگے اور اگر انقطاع نہو تو قاضی

اُس کا وصی مقرر نہ کریگا بلکہ مدعیون کے گواہون کی سماعت کرکے جو کچھ امور اُسکے نزدیک ثابت ہونگے وہ اُس شہر کے قاضی کو لکھیگا جسمین وارث موجود ہین تاکہ وہ حکم کرے پھر وہ قاضی اِس قاضی کاتب کو تحریر کریگا تاکہ ترکہ سے قرضہ مدعیون کے سپرد کرادے کذا فی السراجیہ اگر میت نے کوئی وصی نہین مقرر کیا اور اُسکے وارث نابالغ ہین ایسا کوئی نہین ہی جو قیام امور وحجت کے لائق ہو تو قاضی اُسکی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا کہ ان نابالغون کے کامون مین درستی کرے پس اگر قرضخواہون نے اِس وصی کی حاضری مین اپنے حقوق ثابت کیے اور درخواست کی کہ اسکو حکم دیا جاوے کہ میت کے مال سے ہمارے حقوق ادا کرے تو قاضی کو چاہیے کہ ہر ایک سے قرض ادا کرنے سے پہلے قسم لے کہ واللہ مین نے اِس مال سے جو میرا فلان کی طرف ثابت ہوا کچھ وصول نہین کیا اور نہ مجھے اُسکی طرف سے کسی نے ادا کیا اور نہ میرے حکم سے کسی نے وصول کیا اور نہ مین نے اِس مال سے بری کیا اور نہ اسمین سے کچھ مال سے بری کیا اور نہ مجھے یہ مال یا اسمین کچھ کسی پر اُترایا اور نہ مین نے فلان میت سے اِس مال یا اسمین سے کچھ مال کے عوض کچھ رہن لیا - اگرچہ وصی اِس قسم کی درخواست نہ کرے پس جب قسم کھا جاوے تو اُسکو اُسکا قرض دینے کا حکم کرے اور اگر نکول کرے تو اُسکو کچھ دینے کا حکم نہ کرے اسی طرح اگر کوئی مرگیا اور کوئی وصی نہین مقرر کیا اور نہ کوئی وارث چھوڑا اور اُسپر ایک قوم نے اموال وحقوق کا دعوی کیا تو قاضی اُسکی طرف سے وصی مقرر کریگا اور مدعیون کے گواہون کی سماعت کرکے اگر حق ثابت ہوا تو دینے سے پہلے اسی طور سے جو مذکور ہوا قسم لیگا کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف - ایک شخص نے برہان پیش کی کہ میرا میت پر اسقدر مال ہی تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے یہ مال یا اسمین سے کچھ نہین پایا اگرچہ وارث اُسکے بھر پانے کا دعوی نہ کرین اور فتاوے مین ہی کہ اگرچہ وارث لوگ قسم دلانے سے انکار کرین تو بھی قسم لیجائیگی یہ وجیز کردری مین ہی اگر زید وعمرو دونون کے بکر پر ہزار درم قرض ہین اور دونون اسمین شریک ہین اور بکر قرض سے انکار کرتا ہی پھر زید حاضر ہوا اور دونون کے قرضہ کے گواہ قائم کیے اور عمرو غائب ہی تو منتقی مین مذکور ہی کہ امام اعظم رہ کے نزدیک پانچسو درم کی حاضر کی ڈگری کیجائیگی اور جب عمرو آوے تو دوبارہ گواہ پیش کرنے کا حکم دیا جائیگا اور زید حاضر عمرو کی طرف سے کسی وجہ سے خصم نہین ٹھہرایا جائیگا مگر درصورتیکہ یہ ہزار درم دونون مین ایک شخص کی میراث مشترک ہو اور اگر عمرو آیا اور گواہون کے پیش کرنے پر قادر نہوا تو جسقدر اُسکے شریک نے پانچسو لیا ہی اُسمین شریک ہوجاویگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - زید کا عمرو وبکر دونون پر کچھ مال دستاویز مین تحریر ہی اُسکا زید نے دعوی کیا اور گواہ قائم کیے اور ایک غائب ہی اور دوسرا مدیون حاضر ہی اور وہ حاضر منکر ہی تو موافق مختار کے حاضر پر نصف مال کی ڈگری ہوگی مگر درصورتیکہ یہ حاضر بحکم غائب اُسکی طرف سے کفیل ہو تو حاضر پر کل مال کی ڈگری کیجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ایک شخص دوسرے پر قرض کا دعوی کرتا ہی اور مدعا علیہ نے دو وکیل خصومت کے واسطے مقرر کیے پس مدعی نے ایک گواہ ایک وکیل کے سامنے پیش کیا اور دوسرا گواہ دوسرے کے سامنے پیش کیا تو جائز ہی اسی طرح اگر ایک گواہ موکل پر اور دوسرا گواہ وکیل پر پیش کیا تو بھی جائز ہی یا ایک گواہ مدعا علیہ پر اور دوسرا اُسکے وصی یا وارث پر قائم کیا یا میت کے واسطے دو وصی تھے پس ایک وصی پر ایک گواہ اور دوسرے پر دوسرا گواہ قائم کیا تو بھی جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی وصی نے اگر ترکہ پر قرض کا دعوی کیا تو قاضی دوسرا وصی مقرر کریگا تاکہ اُسپر دعوی دائر ہو یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص مرا اور دو بیٹے چھوڑے پس ایک بیٹے نے دعوی کیا کہ ہمارے باپ کے اُسپر ہزار درم بیع کے ثمن ہین اور دوسرے نے دعوی کیا کہ یہ درم قرض کے ہین اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے پانچسو درم کی ڈگری

ہو گی اور ایک کو دوسرے کے مال مقبوضہ مین شرکت نہین پہونچتی ہی کہ جو کچھ اُسنے وصول کیا ہی اُسمین شریک ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ کتاب الاملاء مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص مرگیا اور اُسنے دوسرے کے قبضہ مین اپنا مال درہم یا دینار یا عقار یا رقیق وغیرہ چھوڑا پس زید نے دعوی کیا کہ یہ مال میرا حق ہی کہ مین نے اسکو میت کے پاس ودلیعت رکھا تھا یا اُسنے مجھسے غصب کر لیا ہی اور قابض مال نے اسکی اس قول مین تصدیق کی اور یہ کہا کہ نہین معلوم میت نے کوئی وارث نابالغ چھوڑا ہی یا بالغ چھوڑا ہی کہ وہ غائب ہی تو قاضی قابض کی تصدیق سے مدعی کو کچھ نہ دیگا اور بعد انتظار کے بیت المال مین داخل کر دیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر تقسیم کر لینے والے وارثون مین سے بعض نے میت پر قرض کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور تقسیم ٹوٹ جاویگی اور تقسیم کرنا قرض سے بری کر دینے مین شمار نہوگا بخلاف اسکے اگر مال معین کا اعیان ترکہ مین سے دعوے کیا تو دعوی مقبول نہوگا کذا فی الصغری

تیرھوان باب وکالت وکفالت وحوالہ کے دعوے کے بیان مین۔

قاضی کے وکیلون مین سے ایک وکیل نے قاضی سے دعوی پیش کیا کہ مین فلان بن فلان غائب کی طرف سے لوگون پر اُسکے حقوق و قرضے ثابت کرنے کے واسطے وکیل ہون اور اُس غائب موکل کے اس مدعا علیہ پر دس درم قرض ہین پس اسکو حکم دے کہ مجھے سپرد کرے پس مدعا علیہ نے کچھ جواب نہ دیا ولیکن باب القاضی کے ایک دوسرے وکیل نے مدعا علیہ کی حاضری مین جواب دیا کہ میرا موکل کہتا ہی کہ مجھپر یہ درم دس قرض نہین ہین اور نہ مین اس وکالت کو جانتا ہون پس وکیل نے دو گواہ توکیل کے قائم کیے اور قاضی سے حکم کی درخواست کی قاضی نے اُسکی وکالت ثابت ہونے کی ڈگری کر دی اور مدعا علیہ ہنوز خاموش ہی کوئی اُسنے جواب نہین دیا ہی اور جسنے اُسکی طرف سے جواب دیا ہی اُسکا وکیل مقرر کرنا مدعا علیہ کی طرف سے ثابت نہین ہی تو کیا یہ حکم صحیح ہی اور توکیل ثابت ہو گی یا نہین پس بعض مشائخ نے فرمایا کہ نہین اور اسی پر امام ظہیر الدین فتوے دیتے تھے اور یہ واقعہ عموماً ہوتا ہی پس یاد رکھنا چاہیے یہ محیط مین ہی۔ زید نے دعوی کیا کہ مین عمرو کی طرف سے بکر سے قرضہ وصول کرنے کا وکیل ہون اور اُسکو مجلس حکم مین لایا پس مدیون بکر نے دعوی کیا کہ مجھے عمرو نے بری کر دیا یا مین نے ادا کر دیا ہی اور وکیل نے کہا کہ مجھے موکل نے معزول کر دیا ہی پس اگر یہ توکیل خصم کے التماس سے تھی تو اس دعوے کی سماعت نہوگی کیونکہ موکل اُسکے معزول کرنے کا اختیار نہین رکھتا ہی اور اگر توکیل خصم کی التماس سے نہ تھی تو سماعت ہو گی ولیکن عزل اُسوقت ثابت ہوگا کہ عزل پر گواہ لاوے اور بدون گواہون کے ثابت نہوگا اور اگر اسطرح نہ کہا بلکہ یون کہا کہ مین وکیل نہین ہون اور خصم نے اُسکی تصدیق کی تو صحیح نہین ہی اور اثر اسکا یہ ہی کہ اگر اُسنے خصم سے صلح کر لی پھر کہا کہ مین وکیل نہین ہون اور جو دیا ہی اُسکو پھیرنا چاہا اور خصم نے تصدیق کی تو سماعت نہوگی کذا فی الخلاصۃ۔ ایک شخص نے اپنا قرض یا ودلیعت وصول کرنے کا وکیل کیا اور ودلیعت رکھنے والے یا قرضدار نے وکیل کی تصدیق کی باوجود اسکے وکیل نے اپنی وکالت پر گواہ سنائے تو ہو سکتا ہی اور فائدہ اسکا یون ظاہر ہوگا کہ اگر اُسنے زید کو حاضر کرکے گواہون سے اپنی وکالت ثابت کی پھر عمرو کو حاضر لایا تو دوبارہ گواہ وکالت لانے کی ضرورت نہین ہی اور اگر خاص حق پر اپنی وکالت کے واسطے گواہ پیش کیے پھر وکیل غائب ہوا اور موکل یا دوسرا اُسکا وکیل اسی حق کے طلب کرنے کے واسطے آیا تو دوبارہ گواہ لانے کی ضرورت نہین ہی اسی طرح اگر ایک گواہ اس قرضدار پر پیش کیا اور دوسرا دوسرے قرضدار یا اُسکے وارث پر قائم کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص مجلس قضا مین حاضر ہوا اور دوسرے کو اپنے ہر حق

کے واسطے جو شہر بخارا میں ہو وصول کرنے اور خصومت کرنے کا وکیل کیا اور ان دونوں کے ساتھ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس پر موکل کا کچھ حق آتا ہو پس اگر قاضی موکل کو نام و نسب سے پہچانتا ہو تو وکالت قبول کر لے گا یہانتک کہ اگر بعد غیبت موکل کے وکیل نے کسی شخص کو حاضر کیا اور اسپر موکل کے حق کا دعوی کیا تو سماعت کریگا اور وکیل کو وکالت پر گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہ دیگا اور اگر موکل کو نام و نسب سے نہیں پہچانتا ہو تو وکالت قبول نہ کریگا پس اگر موکل نے کہا کہ میں گواہ پیش کرتا ہوں کہ میں فلان بن فلان ہوں تاکہ آپ میرے اس شخص کے وکیل کرنے کو قبول کریں تو قاضی گواہوں کی سماعت نہ کریگا یہ فتاوے صغری میں ہے۔ زید عمرو کو قاضی کے پاس لایا اور کہا کہ فلان بن فلان پر ایک ہزار درم ہیں اور اسنے مجھے ان درموں اور تمام حقوق میں خصومت کرنے اور وصول کرنیکا وکیل کیا ہے اور اس سب پر گواہ قائم کیے تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ میں مال کے گواہ قبول نہ کرونگا جبتک کہ اپنی وکالت کے گواہ نہ لاوے اور اگر وکالت و قرض پر الگ گواہ قائم کیے تو وکالت ثابت ہونے کا حکم ہوجاویگا اور قرض کے گواہ دوبارہ پیش کرے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر سب پر گواہ پیش کیے تو سب کا حکم ہوجائیگا اور قرض کے واسطے دوبارہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ استحسان ہے اور امام محمد رحمہ نے استحسان ہی کو بسبب لوگوں کی ضرورت کے لیا ہے اور اسی پر فتوی ہے اسی طرح وصی میں کہ اگر اسنے قرض و وصی ہونے دونوں پر گواہ قائم کیے اور اسی طرح وارث میں کہ اگر اسنے نسب و موت مورث و دین پر گواہ قائم کیے تو ایسا ہی اختلاف ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے زید نے عمرو پر یہ گواہ قائم کیے کہ بکر بن خالد نے مجھے اور ربیعہ بن زبیر کو وہ مال وصول کرنے کے واسطے جو بکر کا عمرو پر آتا ہے وکیل کیا ہے پس عمرو نے قرض و وکالت دونوں کا یا فقط وکالت کا انکار کیا پس زید نے وکالت و قرض دونوں پر الگ گواہ سنائے تو امام محمد رحمہ کے نزدیک دونوں وکیلوں کی وکالت اور قرض سب کا حکم ہوجائیگا اور گواہی قبول ہوگی اور امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک گواہی نامقبول ہوگی۔ اور جب اسنے وکالت و قرض ثابت کر لیا تو جب تک دوسرا وکیل غائب حاضر نہو تب تک قرض وصول نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر اس وکیل نے گواہ قائم کیے کہ صاحب مال نے مجھے اور فلان غائب کو فلان شخص پر نالش کرنے یا اس سے قرض وصول کرنے کا وکیل کیا ہے اور جو کچھ ہر ایک ہم میں سے کرے اسکو جائز رکھا ہے تو حاضر کی وکالت کا حکم ہوگا اور غائب کے واسطے نہوگا اور اگر وصی نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے مجھے اور فلان غائب کو وصی کیا ہے تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک اسکے اور غائب کے وصی ہونے کا حکم ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک فقط اسی کے وصی ہونے کا حکم کیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر وکیل نے وکالت پر گواہ قائم کیے پھر قبل اسکے کہ گواہان وکالت کی تعدیل ہو قرضدار پر قرض کے گواہ پیش کیے تو سماعت ہوگی اور اسوقت ڈگری ہوگی کہ جب گواہان وکالت کی تعدیل ہو کر وکالت پہلے ثابت ہوجاوے اور تمام اہل بلد کے حق میں وکیل شمار کیا جائیگا بشرطیکہ وکالت عام ہو اسی طرح اگر وصی یا وارث نے وصایت یا وراثت پر گواہ قائم کیے پھر گواہوں کی تعدیل ہونے سے پہلے حق کے گواہ پیش کیے پھر پہلے گواہوں کی تعدیل ہو گئی تو صحیح ہے اور اگر وکالت یا وصایت کے گواہوں کی تعدیل نہوئی تو حق کے گواہ بھی باطل ہوگئے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک ایک شخص پر دعوی کیا کہ تو نے مال اجارہ کی کفالت بتعلیق فسخ قبول کر لی تھی اور ہم نے اجارہ فسخ کیا پس تجھپر مال اجارہ لازم ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور اجارہ دینے والا غائب ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور یہ حکم غائب پر جاری ہوگا اور یہ کفیل اسکی طرف سے خصم قرار پاویگا اور جب کفیل نے مال اجارہ ادا کر دیا تو اجارہ دینے والے سے واپس لیگا بشرطیکہ کفالت اسکے حکم سے ہو اور اگر اسکے بلا حکم تھی تو واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر اجارہ دینے والا قبل اسکے کہ مدعی کفیل سے کچھ لیوے

ف قولہ تعلیق فسخ [illegible] یعنی اگر [illegible] [illegible]

حاجت ہو گیا اور فسخ اجارہ سے انکار کیا تو اُسکی انکار پر التفات نہ کیا جائیگا اور فسخ کا حکم جاری رہیگا یہ محیط میں ہے - اس امر پر گواہ لایا کہ میرے فلان شخص پر ہزار درہم ہیں اور یہ شخص اُسکی طرف سے کفیل ہے پس اگر کفالت مبہمہ کا دعوی کیا مثلاً کفیل سے کہا کہ تو نے بالمال کفالت کی تھی کہ جو کچھ تیرا فلان شخص پر ہو تو اُسکا میں کفیل ہوا اور میرے اُسپر ہزار درہم ہیں اور گواہوں نے بھی ایسے ہی گواہی دی اور صریح بیان کیا کہ اس شخص نے اس کفالت کو قبول کر لیا ہے تو حاضر و غائب دونوں پر ڈگری ہوگی مدعی جس سے چاہے مطالبہ کرے اور اگر اصیل کے حاضر ہونے کے بعد اُس سے مطالبہ کرے تو گواہ دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کفالت کو مقید کیا اور کہا کہ اس نے میرے ہزار درہم کی جو غائب پر ہیں کفالت کی تھی اگر بیان کیا کہ اُسکے حکم سے تھی اور اُسکے گواہ پیش کیے تو موافق مذکورہ بالا کے دونوں پر ڈگری ہوگی اور اگر اصیل کے حکم سے ہونا بیان نہ کیا اور گواہ دیے تو فقط اسی کفیل ہی پر ہوگی پھر اگر غائب حاضر ہوا تو گواہ دوہرانا ضرور ہونگے یہ وجیز کردری میں ہے - دوسرے شخص پر دعوی کیا کہ اُسنے میرے لیے کفالت کی تھی کہ اگر فلان شخص تیری ودیعت کی تجہیل کے ساتھ مرا اور وہ ودیعت اسقدر ہے تو اُسکی ضمان مجھپر ہے اور اب فلان شخص تجہیل ودیعت کے ساتھ مرگیا اور اسپر گواہ قائم کیے تو بعض نے کہا کہ اس دعوے کی سماعت ہوگی اور دعوی کفالت میں ضرور یون کہنا چاہیے کہ مجلس کفالت میں میں نے اُسکی کفالت کی اجازت دی تھی اور اسی پر امام ظہیر الدین رح فتوے دیتے تھے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ شرط نہیں ہے دعوی کفالت متضمن ذکر اجازت ہے چنانچہ دعوی بیع متضمن شرا ہے یہ محیط میں ہے - اگر ایک کو حاضر کرکے اسپر گواہ پیش کیے کہ میرے اسپر اور فلان غائب پر ہزار درم ہیں اور یہ شخص اُس غائب کی طرف سے اُسکے حکم سے کفیل ہے تو دونوں پر ہزار درم کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر یہ دعوی کیا کہ غائب اس حاضر کی طرف سے کفیل ہے تو فقط حاضر کے حصہ کی اُسپر ڈگری ہوگی اور اگر اس امر کے گواہ دیئے کہ ہر ایک دوسرے کی طرف سے کفیل ہے تو حاضر پر پانچسو درم اصالۃً اور پانچسو درم کفالۃً ثابت ہونگے اور غائب پر پانچسو فقط اصالۃً ثابت ہونگے اور حاصل یہ ہے کہ کفالت غائب پر نہیں ثابت ہوتی ہے اصالت ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ کفالت حاضر پر غائب کی طرف سے اُسکے حکم سے ثابت ہو اور اگر بدون حکم ثابت ہو تو نہیں یہ تاتارخانیہ میں ہے - دو شخصوں کے ہاتھ کوئی متاع فروخت کی اور ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے اُسکے حکم سے کفالت کر لی پھر بائع کو ایک ملا اُسپر اُسنے دعوی کرکے گواہ پیش کیے تو اُسپر ہزار درم کی ڈگری آدھے کی اصالۃً اور آدھے کی کفالۃً کر دیجائیگی اور اگر ہنوز اس سے کچھ وصول نہ کیا تھا کہ دوسرے مشتری کو پایا تو بلا اعادہ گواہوں کے اُس سے مطالبہ کر سکتا ہے یہ وجیز کردری میں ہے - زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اُسنے اور بکر نے میرے لیے خالد کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کر لی اور ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے اور گواہ قائم کیے تو حاضر پر ہزار کی ڈگری ہو جائیگی اور دونوں میں جس سے چاہے مواخذہ کرے اور اگر غائب کو پایا تو اُسپر گواہ دوہرانے کی ضرورت نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے - عمرو پر دعوی کیا کہ یہ بکر کی طرف سے میرے لیے ہزار درم کا کفیل ہے اور ڈگری ہو گئی پھر کفیل کو کفالت سے بری کر دیا پھر معلوم ہوا کہ دعوی و حکم میں فساد تھا پس چاہا کہ صحیح طور پر اسی کفیل پر دعوی کا اعادہ کرے تو صحیح نہیں ہے یہ وجیز کردری میں ہے - ایک عورت نے زید پر دعوی کیا کہ اُسنے میرے مہر کے دیناروں کی میرے فلان شوہر کی طرف سے اس شرط پر کفالت کی تھی کہ اگر میرے اور شوہر کے درمیان فرقت ہو جاوے تو زید ان دیناروں کا جو شوہر پر آتے تجھے ضامن ہے اور فرقت واقع ہو گئی کیونکہ شوہر نے مجھے اختیار دیا تھا کہ جب شوہر مجھسے ایک مہینہ کی غیبت اختیار کرے تو میرا کام میرے ہاتھ میں ہے یعنے مجھے اپنے کو طلاق دینے کا اختیار ہے اور وہ ایک مہینہ غائب رہا پس میں نے اُسی مجلس اختیار میں اپنے آپ کو طلاق

دیدی اور کفیل کے سامنے اُسنے شوہر کے غائب ہونے اور اسکو اختیار دینے اور طلاق لے لینے کے گواہ قائم کردیے تو مقبول ہونگے اور اگر شوہر اُسوقت بھی غائب ہو تو کفیل اُسکی طرف سے خصم قرار پاویگا کذا فی الخلاصہ۔ ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور بائع کی اجازت سے اُسپر قبضہ کرلیا اور بائع نے ثمن طلب کیا اور مشتری نے کہا کہ مین نے تو تجھے فلان شخص پر اُترا دیا تھا حالانکہ یہ فلان شخص غائب ہے اور اُسکے گواہ پیش کیے تو گواہ مقبول ہونگے اور یہ حکم غائب کی طرف متعدی ہوگا اور ایسی صورتون مین غائب کی طرف سے حاضر خصم ہوجاتا ہے کذا فی المحیط

چودھوان باب دعوے نسب کے بیان مین اور اسمین پندرہ فصلین ہین۔

فصل اول۔ مراتب نسب و اُسکے احکام و انواع دعوت کے بیان مین۔ ثبوت نسب کے واسطے تین مرتبے ہین اول نکاح صحیح کے ساتھ یا جو اسکے ہم معنی یعنی نکاح فاسد کے ساتھ اور ایسی صورت مین نسب ثابت ہوجاتا ہے کچھ دعوت کی ضرورت نہین ہے اور مجرد نفی کرنے سے منتفی نہین ہوتا ہے ہان اگر نکاح صحیح مین سوائے فاسد کے نفی کے ساتھ لعان واقع ہو تو نسب منتفی ہوجاتا ہے یعنی بحکم قاضی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور وہ نفی واسطے اُسوقت تک کرسکتا ہے کہ صریح نسب کا اقرار نہ کیا ہو یا اُس سے کوئی ایسا فعل ظاہر نہوا ہو جو اقرار مین شمار ہو مثلاً تہنیت قبول کرلینا یا زچہ کی ضروریات چیزون کو خریدنا یا باوجود ولادت سے آگاہی کی طول مدت ہوجاوے یا انکار نسب سے بے پروائی ہوجاوے یا اسکے نسبت ایسا کوئی حکم واقع ہو کہ جو شکست یا باطل نہین ہوسکتا ہے مثلاً اس بچہ نے کوئی جرم کیا اور قاضی نے عاقلہ پدر پر یعنی باپ کے مددگار برادری پر ارش کا حکم کیا تو باپ اس بچہ کے نسب سے انکار نہین کرسکتا ہے کیونکہ یہ حکم شکست و بطلان کے قابل نہین ہے اور طول مدت کا پہچاننا عرف و عادت پر ہے مثلاً اسقدر مدت گذر گئی کہ نسب سے انکار کرنے والون کی عادت سے معلوم ہے کہ اگر انکار کرتے ہین تو اسی مدت کے اندر کر گذرتے ہین اور اُسنے انکار نہ کیا تو پھر اسکے بعد انکار نہین کرسکتا ہے اور یہ ایک روایت امام اعظم رح سے ہے اور دوسری روایت اُنسے یہ ہے کہ قاضی کی رائے پر ہے اور امام ابو یوسف رح و امام محمد رح سے روایت ہے کہ دونون نے مدت طویلہ کے مقدار ایک چلہ بیان کی ہے اور بعد چلہ کے انکار نسب صحیح نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنی عورت کے لڑکے کے نسب سے انکار کیا حالانکہ وہ مرچکا ہے یا زندہ تھا مگر لعان سے پہلے مرگیا تو وہ بچہ اُسی کا ہوگا اُسکے نسب سے انکار نہین کرسکتا ہے اسی طرح اگر قتل کیا گیا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص کی عورت ایک بچہ جنی اُسنے نسب سے انکار کیا اور ہنوز لعان نہوا تھا کہ کسی اجنبی نے عورت کو بچہ کے نسبت قذف و تہمت لگائی پھر اُس اجنبی کو حد قذف کی سزا دی گئی تو نسب ثابت ہوجائیگا اور دونون مین لعان نہوگا یہ محیط مین ہے مرتبہ دوم ام ولد کے بچہ کا نسب ہے اور اُسکا حکم یہ ہے کہ بدون دعوت کے ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ ایسی صورت ہو کہ مولی کو اُس سے وطی کرنا حلال ہو اور اگر ایسی حالت ہو کہ مولے کو اُس سے وطی حلال نہین ہے تو بدون دعوت کے نسب ثابت نہوگا کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر مالک نے اُسکو مکاتب کردیا پھر اُسکے بچہ ہوا تو بدون دعوت مولے کے مالک سے اُسکا نسب ثابت نہوگا اور مالک کو اُسکے نسب سے انکار کا اختیار ہے جب تک کہ باوجود ولادت سے آگاہی کے طول مدت نہوجاوے اور نہ صریح اقرار کیا ہو اور نہ اُسکے انکار کرنے سے بے پروائی ہوگئی ہو اور نہ اُس بچہ کی نسبت کوئی ایسا حکم ہوگیا ہو جو شکست و بطلان کے قابل نہین ہے کذا فی المحیط۔ ایک شخص کی باندی کے بچہ ہوا اُسنے انکار نسب نہ کیا یہانتک کہ بچہ مرگیا تو اُسکا نسب اس شخص سے ثابت ہے اُسکے نسب سے انکار کی مجال نہین رکھتا ہے پس اس مسئلہ کی تاویل یہ ہے کہ باندی سے مراد ام ولد ہے اسی طرح اگر اُسنے کوئی ایسا جرم کیا کہ عاقلہ پدر پر قاضی نے عوض جرم کا حکم کیا تو پھر اُسکی نفی نہین کرسکتا ہے

اسی طرح اگر اُسپر ایسا جرم ہوا کہ جسمین قصاص یا ارش کا حکم ہوا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی المبسوط اور ام الولد مین مبارکبادی قبول کرنے کی صورت مذکور نہین ہے اور شک نہین ہے کہ مبارکبادی قبول کرنا اقرار ہے اور فتاوی نسفیہ مین مذکور ہے کہ اگر مولے کو باندی کے بچہ کی مبارکبادی دی گئی اور وہ خاموش رہا تو مبارکبادی قبول کرنیوالا قرار ہے اگر کسی شخص نے اپنی ام ولد کو دوسرے کے ساتھ بیاہ دیا پھر اُسکا شوہر مر گیا یا طلاق دیدی اور عدت گذر گئی پھر عدت گذرنے سے چھ مہینے مین بچہ پیدا ہوا تو وہ مالک کا بیٹا ہوگا اور اُسکو اختیار ہے کہ نسب سے انکار کرجاوے تاوقتیکہ ان باتون مین سے کوئی بات جو بیشتر مذکور ہوئی ہین نہ پائی گئی ہو کذا فی المحیط اور اگر اس باندی کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا یا قسم کھالی تھی کہ مین اس سے قربت نہ کرونگا تو بھی اُسکے بچہ کا نسب اسکو لازم ہوگا جبتک کہ انکار نہ کرے یہ محیط سرخسی مین ہے ابن سماعہ نے اپنے نوادر مین امام ابو یوسف و امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ ایک ام ولد نے اپنے مالک کے بیٹے کا بوسہ لیا پس مالک نے اسکو آزاد کر دیا پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو مالک کو لازم نہوگا مگر اُس صورت مین کہ چھ مہینے سے کم مین جب سے حرام ہوئی ہے پیدا ہو یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مسلمان کی ام ولد مجوسی یا مرتد ہو تو اُسکا بچہ اسکو لازم نہین ہے مگر درصورتیکہ اُسکا دعوی کیا یا بعد مرتد ہونے کے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا ہو تو لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہے اور اگر حیض یا نفاس یا صوم یا احرام کی وجہ سے حرام ہوئی ہو تو اُسکا نسب مالک سے ثابت ہوگا اور اگر مولے نے اُسکا نکاح کر دیا پھر بچہ ہوا تو شوہر کا ہوگا اور اگر مالک نے اُسکا دعوی کیا تو بھی اس سے نسب ثابت نہوگا اسی طرح اگر نکاح فاسد ہوا اور شوہر نے وطی کر لی تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الحاوی ام الولد وہ باندی ہے کہ مرد نے بملک یمین اس سے استیلاد کیا یا ملک نکاح سے بچہ اُسکو خرید لیا یا کسی اور سبب سے اُسکا مالک ہوا یا بشبہہ اس سے استیلاد کیا پھر اُسکو خرید لیا یا کسی دوسرے سبب سے مالک ہوا۔ اگر کسی کی باندی کے پیٹ گرا کہ اُسکی پوری خلقت یا بعض خلقت ظاہر ہوتی ہے تو وہ اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر کچھ خلقت ظاہر نہین ہوتی ہے تو نہوگی اور امام ابو یوسف رح سے روایت کہ اگر کسی نے کہا کہ میری اس باندی کا بچہ پیٹ گرا ہے تو یہ اس امر کا اقرار ہے کہ یہ میری ام ولد ہے یہ محیط ہے۔ اور اگر اقرار کیا کہ میری باندی مجھسے بچہ جنی یا ایسا پیٹ ڈال گئی جسکی خلقت ظاہر تھی پھر بعد چھ مہینے کے وہ باندی بچہ جنی اور یہ شخص غائب یا مریض ہے تو جبتک اُسکی نفی نہ کرے نسب اُس سے ثابت ہوگا اور اگر نفی کی تو فقط انکار کرنے سے ہمارے نزدیک نفی ہو جائیگی یہ مبسوط مین ہے۔ ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہے اُسکے بچہ ہوا اور دونون نے دعوی کیا تو دونون سے اُسکا نسب ثابت ہوگا پھر دوسرا جنی تو بدون دعوت لازم نہوگا اور اگر ایک نے دعوی کیا تو اُسکو لازم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک مان و بچہ دونون سے حصہ شریک کا ضامن ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک نہین یہ محیط سرخسی مین ہے۔ تیسرا مرتبہ باندی ہے اور اسکے بچہ کا نسب بدون دعوت مالک کے ثابت نہین ہوتا ہے خواہ اُسکے بچہ کا نسب کا دعوی بعد پیدائش کے کرے یا پیٹ مین ہونے کی صورت مین مدعی ہو کہ اسکے پیٹ کا بچہ میرا ہے دونون برابر ہین۔ اصل مین ہے کہ ایک شخص کی باندی حاملہ ہے اُسنے کہا کہ اگر اسکے پیٹ کا بچہ لڑکا ہے تو میرا ہے اور اگر لڑکی ہے تو فلان کی ہے یا میری نہین ہے پھر چھ مہینے سے کم مین باندی لڑکا و لڑکی دونون جنی تو دونون کا نسب اس سے ثابت ہوگا یہ محیط مین ہے ایک شخص نے اپنی باندی سے ماسوائے فرج کے مباشرت کی اور اُسکو انزال ہو گیا پس باندی نے اُسکی منی کسی چیز مین لیکر اپنی فرج مین داخل کر لی اور اُسکو پیٹ رہگیا تو امام اعظم رح سے روایت ہے کہ بچہ اُسی مرد کا ہوگا اور یہ باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی کذا فی فتاوے قاضی خان قلت کان الائمۃ احصوا لصیانۃ النسب صوراً یمکن العلوق بہا علی دلالۃ الشرح و ان خالفتم فی ذلک شرذمۃ

من الاطباء واللہ اعلم۔ اگر باندی کے بچہ پیدا ہوا اور مولے کو مبارکی دی گئی وہ چپ ہو رہا تو یہ قبول نہین ہی کذا فی الذخیرہ اور اگر مولے نے مبارکی قبول کی تو اقرار نسب ہی کذا فی المحیط۔ اگر مولے نے اپنی باندی کو محفوظ رکھا اور اُس سے وطی کی پھر اُس سے بچہ پیدا ہوا تو مستحب ہی کہ اسکے نسب کا دعوی کرے کیونکہ ظاہر اُسی کا ہی ولیکن جب تک دعوی نہ کیا تب تک نسب اُس سے ثابت نہو گا اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اُسکو معلوم نہو کہ حقیقت مین میرا ہی اور اگر یہ معلوم ہو تو اُسپر واجب ہی کہ اُسکا دعوی کرے اور انکار و نفی نہ کرے اور اگر باندی کو محفوظ نہین کیا ہی تو چاہے انکار کرے یہ محیط مین ہی۔ ابراہیم نے امام محمد رح سے روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے اپنی باندی سے وطی کی اور اُسکو کسی گھر مین نہین بسایا اور نہ محفوظ کیا تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ اُسکے بچہ سے انکار اور اُسکو فروخت کر سکتا ہی اور میرے قول مین مستحب یہ ہی کہ باندی کے بچہ کو آزاد کر دے اور باندی سے نفع اُٹھاوے جب مرے تو باندی کو آزاد کر دے یہ محیط مین ہی۔ ایک باندی بچہ جنی اور دعوی کیا کہ مولے نے اسکا اقرار کیا ہی مگر مولے نے انکار کیا پس ایک گواہ نے گواہی دی کہ مولے نے اقرار کیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ یہ بچہ اسی شخص کے بستر سے پیدا ہوا ہی تو گواہی مقبول نہو گی کذا فی المبسوط اور اگر دونون گواہون نے بالاتفاق گواہی دی کہ مولے نے اقرار کیا ہی کہ مجھسے پیدا ہوا ہی تو مقبول ہو گی اسی طرح اگر اُسکے بستر سے پیدا ہونے کی گواہی گواہون نے دی تو بھی قبول ہو گی یہ محیط مین ہی۔ اگر مولے ذمی ہو اور باندی مسلمان ہو پس باندی کے دعوے پر دو ذمیون نے اُسکے اقرار کی گواہی دی تو جائز ہی اور اگر ذمی مدعی ہو اور باندی منکر ہو تو ذمیون کی گواہی باندی مسلمہ پر جائز نہین ہی اور مراد اس مسئلہ مین یہ ہی کہ باندی ذمی کے مملوک ہونے سے انکار کرتی ہی کیونکہ اگر مملوک ہونے کی مقر ہی تو مولے کو دعوت نسب مین تنہا حق حاصل ہی باندی کی تکذیب کا اعتبار نہو گا اور اگر دونون مسلمان ہین اور مولے منکر ہی پس مولے کے باپ نے تنہا گواہی دی تو جائز نہین ہی اور اگر مولے کے دو بیٹون نے گواہی دی درحالیکہ مولے منکر ہی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ دعوت یعنے نسب کو اپنی طرف منسوب کرنا تین طرح کی ہوتی ہی دعوت استیلاد و دعوت تحریر یعنے دعوت ملک اور دعوت شبہہ ملک پس دعوت استیلاد یہ ہی کہ دعوی کرے کسی ایسے بچہ کے نسب کا کہ اُسکا اصل نطفہ قرار پانا معلوم ہی کہ اسکی ملک مین واقع ہوا اور یہ ملک وغیر ملک مین صحیح ہی اور وقت علوق نطفہ کی طرف مستند ہو گا اور جو عقود درمیان مین عمل مین آئے ہین اُنکے فسخ کی یہ دعوت موجب ہی بشرطیکہ بچہ محل نسب ہو اور محل فسخ عقد ہو اور یہ مدعی اس امر مین مقر قرار دیا جائیگا کہ وقت علوق نطفہ سے اسنے اپنی باندی سے وطی کی ہی اور باندی کا ام ولد ہونا بسبب ثبوت نسب بچہ کے بالتبع ثابت ہو جائیگا۔ اور دعوت تحریر یہ ہی کہ ایسے بچہ کے نسب کا دعوی کرے کہ اُسکا نطفہ قرار پانا اسکی ملک مین نہ تھا اور یہ صرف ملک مین صحیح غیر ملک مین نہین صحیح ہی اور مدعی وطی کا مقر شمار نہو گا اور نہ اس سے فسخ عقد واجب ہوتا ہی اور جن صورتون مین عتق کا ثابت کرنا ممکن ہی وہان یہ دعوی صحیح ہی ورنہ نہین حتے کہ اگر کوئی حاملہ باندی خریدی پھر مشتری نے بچہ کا دعوے کیا تو یہ دعوت تحریر مین داخل ہی اور دعوت شبہہ ملک یہ ہی کہ اپنے بیٹے کی باندی کے بچہ کا دعوے کرے یہ محیط سرخسی مین ہی اور اس دعوے کی شرط صحت یہ ہی کہ باپ کے واسطے اپنے لڑکے کی باندی کی وقت نطفہ قرار پانے سے وقت دعوی تک کوئی تاویل ملک ہو اور یہی اُسوقت سے اسوقت تک ولایت ملک حاصل ہو اور باندی بھی ایسی ہو کہ ایک ملک سے دوسری ملک مین منتقل ہو سکتی ہو کذا فی المحیط۔ اگر دو قسم کے دعوے مجتمع ہون تو دعوت استیلاد اولے ہو دعوت تحریر سے اور اگر دعوت تحریر سابق ہو تو وہی اولے ہی اور دعوت تحریر اولے ہی دعوت شبہہ

ملک سے اور دعوت نکاح خواہ صحیح ہو یا فاسد سب سے اولے ہی یہ محیط سرخسی مین ہی

فصل ثانی - مشتری و بائع کے دعوت کے بیان مین - ایک باندی بیچی وہ مشتری کے پاس بچہ جنی پس اگر وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین جنی اور بائع نے بچہ کا دعوی کیا یا دو گواہون نے گواہی دی کہ بائع نے اسکو اپنے نطفہ سے ہونے کا اقرار کیا ہی تو نسب اُسکا بائع سے ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور بیع ٹوٹ جائیگی اور مشتری کے دام اسکو واپس کرے یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مشتری نے دعوی کیا تو صحیح ہی اور نسب مشتری سے ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور مشتری کی دعوت دعوت تحریر ہوگی یہانتک کہ مشتری کی ولاء ولد پر ہوگی کذا فی المحیط اور اگر دونون نے معاً اُسکا دعوے کیا تو دعوت بائع اولے ہی اور اگر آگے پیچھے دعوی کیا تو سابق اولے ہی کوئی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر وقت بیع سے چھ مہینے یا زیادہ دو برس تک بچہ جنی اور یہ معلوم ہی پس اگر فقط بائع نے بچہ کا دعوی کیا تو صحیح نہین ہی الا یہ کہ اُسکے ساتھ مشتری اُسکے تصدیق کرے اور اگر فقط مشتری نے اُسکا دعوی کیا تو صحیح ہی اور واجب ہی کہ مشتری کی دعوت دعوت استیلاد ہو یہانتک کہ بچہ اصلی آزاد ہوگا اور مشتری کو ولاء کا حق ہی نہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر اس صورت مین ایک ساتھ یا آگے پیچھے دونون نے دعوی کیا تو مشتری کی دعوت صحیح ہی بائع کی صحیح نہین ہی اور اگر دو برس سے زیادہ مین بچہ جنی تو بائع کی دعوت صحیح نہین ہی مگر مشتری کی تصدیق کے ساتھ صحیح ہی پس اگر مشتری نے تصدیق کی تو بائع سے نسب ثابت ہوگا اور بیع نہ ٹوٹیگی اور نہ باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور بچہ مشتری کی ملک باقی رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر فقط مشتری نے اُسکا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہی اور یہ دعوت دعوت استیلاد ہی کذا فی المحیط - اور اگر دونون نے ایک ساتھ یا آگے پیچھے دعوی کیا تو مشتری کی دعوت صحیح ہی اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ جب مدت ولادت معلوم ہو اور اگر بعد بیع کے مدت ولادت معلوم نہو پس اگر مدت مین اختلاف کیا تو دعوت بائع کی بدون تصدیق مشتری کے صحیح نہین ہی اور مشتری کی دعوت صحیح ہی اور اگر دونون نے ایک ساتھ دعوی کیا تو کسی کی دعوت صحیح نہین ہی اور اگر مشتری نے پہلے دعوی کیا تو اُسکی دعوت صحیح ہی اور اگر بائع نے سبقت کی تو کسی کی دعوت صحیح نہوگی خواہ بائع ذمی یا مکاتب ہو اور مشتری آزاد یا مسلمان ہو اور اگر بائع نے قبل ولادت کے دعوی کیا تو دعوت موقوف رہیگی پس اگر زندہ بچہ پیدا ہوا تو اُسوقت نافذ ہوگی اور اگر اصل حمل بائع کے پاس نہو مثلاً اُسنے حاملہ خریدکر فروخت کردی تھی تو اُسکی دعوت صحیح نہین ہی اور اس باب مین کہ حمل کسکے پاس کا ہی بائع کا یہ قول لیا جائیگا کہ میرے پاس کا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کسی شخص کی ملک مین ایک باندی حاملہ ہوئی اُسنے فروخت کردی پھر مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم مین وقت بیع سے بچہ جنی پس بائع نے بچہ کے نسب کا دعوی کیا حالانکہ مشتری اُسکے ماں کو آزاد کرچکا ہی تو یہ بچہ بائع کا بیٹا ہوگا اور اُسکی آزادی کا حکم کیا جائیگا اور باندی کے حق مین دعوت صحیح نہین ہی حتے کہ وہ اُسکی ام ولد قرار نہ دیجائیگی اور اگر مشتری نے بچہ کو آزاد کردیا ہی تو بائع کی دعوت بچہ یا ماں کسی کے حق مین صحیح نہین ہی اور جس صورت مین کہ ماں کو آزاد کیا ہی اُس صورت مین صاحبین کے نزدیک بچہ کا حصہ ثمن واپس کرے اور امام کے نزدیک صحیح روایت کے موافق کُل ثمن واپس کرے اور مبسوط مین ہی کہ بالاتفاق بچہ کا ثمن بدون ماں کے ثمن کے واپس کرے یہ کافی مین ہی اور اگر مشتری نے باندی کو مدبر یا ام ولد بنایا پھر بائع نے بچہ کا دعوے کیا تو بلاخلاف بائع پر واجب ہی کہ بچہ کا حصۂ ثمن واپس کرے ماں کا حصۂ ثمن واپس نہ کریگا اور اگر مشتری نے بچہ کو مدبر کردیا تو بائع کی دعوت صحیح نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر ماں مرگئی پھر بائع نے بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو دعوت

صحیح ہے اور امام اعظم رح کے قول مین بائع تمام ثمن واپس کردیگا اور اگر مشتری نے باندی کو فروخت یا ہبہ یا رہن کیا یا اجرت پر دیا یا مکاتب کیا تو یہ سب عقود باطل کرکے بائع کو واپس کردیجائیگی یہ مبسوط مین ہے اور اگر بچہ مشتری کے پاس مر گیا یا قتل کیا گیا اور مشتری نے اُسکی قیمت وصول کر لی پھر بائع نے دعوے کیا تو دعوی باطل ہے اسی طرح اگر مشتری نے اپنی ملک سے اُسکو باہر کردیا اور جسکے پاس گیا اُسنے اُسکو آزاد دیا مدبر کیا یا اُسکے پاس مر گیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مشتری نے اُسکو بیع یا رہن یا اجرت پر دیا یا مکاتب کیا تو یہ عقود نقض کرکے نسب ثابت رکھا جائیگا کذا فی الحاوی اگر بچہ کا ہاتھ کاٹا گیا پس مشتری نے اُسکی نصف قیمت لے لی پھر بائع نے دعوی کیا تو دعوت صحیح ہے ولیکن ارش بالکل مشتری کے پاس رہیگا پس باندی مع بچہ کے بائع کو واپس دیگا اور تمام ثمن سوائے حصہ ہاتھ کے واپس لیگا اسی طرح اگر ہاتھ کاٹنا باندی مین واقع ہوا ہو تو بھی یہی حکم ہے کذا فی المبسوط اور اگر بچہ کی دونون آنکھین پھوڑ دی گئین پس مشتری نے اُسکو دیکر اُسکی قیمت بھر لی پھر بائع نے دعوی کیا تو صحیح ہے اور تمام ثمن واپس کرے اور آنکھ پھوڑنے والا مشتری سے اپنی قیمت لے لے گا اور امام اعظم رح کے نزدیک مجرم پر ارش نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر ایک باندی کسی شخص کے پاس حاملہ ہوئی اُسنے فروخت کر دی اور دام لے لیے پھر چھ مہینے سے کم مین مشتری کے پاس جنی پس بائع نے دعوی کیا اور مشتری نے تکذیب کی پھر اسکے بعد وہ بچہ قتل کیا گیا یا عمداً یا خطاءً اُسکا ہاتھ کاٹا گیا تو مجرم پر اس صورت مین وہی دیت آویگی جو آزادون پر جرم کرنے سے آتی ہے اور اگر اس بچہ کی ماں پر کوئی جرم کیا تو مجرم پر وہ حکم ہوگا جو ام ولد عورتون پر جرم کرنے کی سزا ہوتی ہے اور اگر بچہ نے خود جرم کیا تو مثل جرم آزادون کے قرار دیا جائیگا اور اُسکی ماں کا جرم مثل ام ولد کے جرم کرنے کے ہوگا اگرچہ قاضی نے اُسکی آزادی و ام ولد ہونے کا حکم نہ کیا ہو اور اگر قبل دعوت بائع کے ان دونون سے جرم صادر ہوا تو یہ بائع پر پڑیگا مشتری پر نہوگا اور وہ مختار ہوگا اگر اس سے آگاہ ہو کذا فی الحاوی۔ اگر باندی مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی اور وہ بچہ بڑا ہوا اور مشتری کے پاس اُسکے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر پہلا لڑکا مر گیا اور اُسکے بیٹے کا بائع نے دعوی کیا تو صحیح نہین ہے اور جس عورت سے شوہر سے لعان واقع ہو اُسکا لڑکا اگر جوان ہوا اور ایک لڑکا چھوڑ کر مر گیا پھر شوہر ملاعن نے اسکا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہے یہ محیط مین ہے اگر باندی مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ بائع نے اس بچہ کے نسب کا وقت پیدائش کے دعوی کیا ہے اور بائع انکار کرتا ہے پس اگر مشتری اسکا مدعی ہو تو گواہی مقبول ہے اور اگر مشتری مدعی نہین ہے پس اگر یہ بچہ مونث ہے تو بھی یہی حکم ہے کہ گواہی مقبول ہوگی اور اگر مذکر ہے تو بھی امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک یہی حکم ہے ولیکن امام اعظم رح کے قول کے موافق مقبول نہونی چاہیے نہ حق ولد مین اسلیے کہ غلام کی آزادی پر گواہی بدون دعوے کے امام کے نزدیک مقبول نہین ہوتی ہے اور نہ باندی کے حق مین کیونکہ باندی کا حق آزادی اس باب مین بچہ کا تابع ہے اور اسی طرف بعض مشائخ نے میل کیا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ گواہی امام کے نزدیک بھی مقبول ہوگی کیونکہ یہ گواہی اگرچہ غلام کی آزادی پر قائم ہوئی ولیکن حرمت فرج کی متضمن ہے حتے کہ اگر باندی مر گئی ہو تو امام کے نزدیک مقبول نہوگی اور اسی طرف شیخ الاسلام خواہر زادہ نے میل کیا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ گواہی امام اعظم رح کے نزدیک مقبول ہے اگرچہ باندی مر گئی ہو کیونکہ غلام کی آزادی اس سے مقصود نہین ہے بلکہ صرف ثبوت نسب مقصود ہے اور آزاد ہو جانا اُسپر مبنی ہوتا ہے اور یہ جائز ہے کہ نسب گواہی سے بدون دعوے کے ثابت ہو اور اسی طرف شمس الائمہ حلوائی نے میل کیا ہے یہ ذخیرہ مین ہے اگر باندی کسی کے پاس حاملہ ہوئی اُسنے فروخت کر دی پھر قبل پیدا ہونے کے پیٹ کے بچہ کا دعوی کیا اور مشتری نے کہا کہ اسکو پیٹ نہین ہے پھر دائیون کو دکھایا اُنھون نے کہا کہ حاملہ ہے تو بائع کی دعوت کی جب تک وضع حمل ہو

اجازت نہوگی اسی طرح اگر مشتری نے حمل ہونے کی تصدیق کی ولیکن کہا کہ تیرا نہین ہی تو بھی جب تک وضع حمل نہو دعوت کی تصدیق نہوگی پس اگر چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا تو اُسکا بیٹا ہی اور اگر زیادہ مین پیدا ہوا تو تصدیق نہ کیجائیگی کذا فی الحاوی اور اگر وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا پس مشتری نے کہا کہ اصل حمل تیری ملک مین نہین قرار پایا بلکہ تونے حاملہ خریدی تھی اور بائع نے کہا کہ نہین اصل حمل میری ملک مین قرار پایا ہی تو بائع کا قول لیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ دیے تو بائع کی گواہی اولی ہی اور بلاشک یہ قول امام ابو یوسف رہ کے موافق ہی اور امام محمد رہ کے موافق مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ اُنکا قول بھی یہی ہی اور بعض نے کہا کہ اُنکے موافق مشتری کی گواہی اولے ہی اور اسکی اصل اس صورت مین ہی کہ دونون نے تاریخ خریدین اختلاف کیا اور باندی بعد بیع کے دوسرے روز مشتری کے پاس بچہ جنی پس بائع نے اُسکا دعوی کیا کہ میرالنسب ہی اور مشتری نے کہا کہ تیرے پاس حاملہ نہین ہوئی تونے بیچنے سے ایک مہینہ پیشتر حاملہ خریدی تھی اور بائع نے کہا کہ نہین ایک سال پیشتر خریدی تھی تو بائع کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ دیے تو امام ابو یوسف رہ کے نزدیک بائع کی گواہی مقبول ہوگی اور امام محمد رہ کے نزدیک مشتری کی گواہی مقبول ہی یہ محیط مین ہی- اگر اپنی باندی فروخت کی پس وہ مشتری کے پاس بچہ جنی پس بائع نے کہا کہ ایک مہینہ سے مین نے تیرے ہاتھ فروخت کی ہی بچہ میرا ہی اور مشتری نے کہا کہ چھ مہینے سے زیادہ ہوے کہ تونے میرے ہاتھ فروخت کی ہی بچہ تیرا نہین ہی تو بالاتفاق مشتری کا قول لیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو امام ابو یوسف رہ کے نزدیک مشتری کے گواہ مقبول اور امام محمد رہ کے نزدیک بائع کے مقبول ہونگے یہ کافی مین ہی- ایک شخص نے ایک باندی خریدی بعد چند روز کے اُسکے پیٹ ظاہر ہوا پس بائع سے جھگڑا ہوا پس بائع نے اُس سے کہا کہ اپنے پاس رہنے دے اگر ثابت ہو تو میرا ہی اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ ثمن مشتری کو واپس کر کے اُس سے باندی لے لے پھر بعد اس قول کے چار ماہ سے کم مین باندی بچہ ڈال گئی کہ جسکی خلقت ظاہر تھی تو بچہ بائع کا نطفہ ہی اور باندی اُسکی ام ولد ہوگئی واپس کیجائیگی اور بائع کو دام پھیر دینا واجب ہی یہ واقعات حسامیہ مین ہی اگر بیع سے چھ مہینے سے کم مین باندی ایک دختر جنی پھر وہ دختر ایک لڑکا جنی اور مشتری نے یہ لڑکا آزاد کر دیا پھر بائع نے دختر کے نسب کا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہی اور جب دختر کے حق مین دعوت صحیح ٹھہری تو لڑکے کے حق مین بھی صحیح ہوئی حتے کہ حق مشتری باطل ہوگیا کذا فی المحیط ایسے ہی اگر دختر دوسری دختر جنی تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر باندی بائع کے پاس دختر جنی پھر دختر کے لڑکا ہوا پھر لڑکے کو بیچا اور مشتری نے اُسے آزاد کیا پھر بائع نے دختر کے نسب کا دعوی کیا تو بیع وعتق باطل ہوگئی اور اگر بائع نے دختر کو فروخت کیا اور مشتری نے آزاد کیا پھر بائع نے دختر پر نسب کا دعوی کیا تو صحیح نہین ہی اور دختر کا لڑکا جو اُسکے پاس ہی وہ آزاد ہو جائیگا اگرچہ نسب بائع سے ثابت نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اگر باندی حاملہ ہوئی اور اپنے مالک کے پاس جنی پھر مالک نے اُسکو فروخت کیا اور مشتری نے اپنے غلام سے اُسکا نکاح کر دیا اور اُس سے اولاد ہوئی پھر غلام مر گیا پس مشتری نے اُس سے استیلاد کیا پھر بائع نے اُس بچے کا دعوی کیا جو اُسکے پاس ہی تو نسب بائع سے ثابت ہو جائیگا اور مشتری کو غلام کا بیٹا اُسکے حصہ ثمن مین واپس دیگا اور اگر مشتری نے باندی سے استیلاد نہ کیا تو دونون اُسکو واپس لیے جاینگے اور انقسام ثمن مین باندی کی قیمت وقت بیع کی اور دوسرے بچہ کی قیمت وقت انفصال کی معتبر ہوگی اور بائع کے مرنے کے وقت اُسکے جمیع مال سے آزاد ہوگا اور اگر بائع نے غلام کے بیٹے کو کہا کہ میرا بیٹا ہی تو آزاد ہو جائیگا مگر نسب بائع سے ثابت نہوگا یہ مبسوط مین ہی- اگر باندی کو حاملہ ہونے کی حالت مین فروخت کیا پھر مشتری کے پاس بیع کے دوسرے دن جنی پھر دوسرا بچہ ایک سال بعد جنی بعد دن کسی شہر کے پھر بائع

وشتری نے ایک ساتھ دونون بچون کے نسب کا اپنی طرف دعوی کیا تو دونون بائع کے اولاد ہونگے اور اگر مشتری نے ابتداءً دوسرے بچہ کا دعوی کیا تو وہ اُسکا بیٹا قرار دیا جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی پھر اگر اسکے بعد بائع نے پہلے بچہ کا دعوی کیا تو اُسکا نسب بائع سے ثابت ہو کر اُسکے حصہ ثمن کے عوض بائع کو دیا جائیگا اور اگر دونون مین سے کسی نے کچھ دعوی نہ کیا یہانتک کہ بائع نے فقط دوسرے بچہ کا دعوی کیا تو تصدیق نہ کیجائیگی اسی طرح اگر اول بچہ مر گیا پھر دونون کا بائع نے دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الحاوی - امام محمد رہ نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص کی باندی حاملہ ہوئی اُسنے کسی کے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری کے پاس ایک بچہ جنی اُس بچہ کا بائع کے باپ نے دعوی کیا اور مشتری نے تکذیب کی اور بائع نے تکذیب خواہ تصدیق کی تو دعوت باطل ہے اور نسب بائع کے باپ سے ثابت نہوگا اور اگر مشتری نے تصدیق کی اور بائع نے تکذیب کی تو دعوت صحیح ہے ولیکن مشتری بائع سے ثمن واپس نہین کر سکتا ہے اور بائع کا باپ بائع کو باندی کی قیمت مین کچھ ضمان نہ دیگا اور مشتری کی بائع کے باپ پر نہ باندی کی کچھ قیمت ہے اور نہ اسکے بچہ کی اور اگر دونون نے بائع کے باپ کی تصدیق کی تو باندی اُسکی ام ولد ہو گئی اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہو گیا اور مشتری اپنا ثمن بائع سے لیگا اور بائع کو بائع کا باپ باندی کی قیمت کی ضمان دیگا یہ محیط مین ہے - ایک شخص کی باندی کے جوڑیا دو بچہ پیدا ہوے پس مالک نے ایک کو فروخت کر دیا اور بائع کے باپ نے دونون بچون کے نسب کا دعوی کیا اور بائع و مشتری نے اُسکی تکذیب کی تو دعوت صحیح ہے اور دونون بچون کا نسب اسی سے ثابت ہوگا اور بائع کے قبضہ والا بچہ بلا قیمت آزاد ہو جائیگا اور جو مشتری کے قبضہ مین ہے وہ ویسا ہی غلام رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر باندی کو مع ایک بچہ کے فروخت کیا پھر بائع کے باپ نے دونون بچون کے نسب کا دعوی کیا اور بائع و مشتری نے اُسکی تکذیب کی پس امام محمد رہ کے قول پر دعوت باطل ہے اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک یہ دعوت باندی کے حق مین صحیح نہین اور نہ وہ ام ولد ہوگی ولیکن بائع کے باپ کی دعوت دونون بچون کے حق نسب کی راہ سے صحیح ہے مگر آزادی کی راہ سے صحیح نہین ہے پس جو لڑکا فروخت ہوا ہے اُسکی آزادی کا حکم نہوگا بلکہ وہ مشتری کا غلام رہیگا اور باقی بچہ قیمت سے آزاد ہو جائیگا اور اگر مشتری نے اُسکی تصدیق اور بائع نے تکذیب کی تو بلاخلاف باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اُسپر اپنی بیٹے یعنے بائع کو قیمت دینی واجب ہوگی اور بلاخلاف دونون بچون کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور بکا ہوا بچہ بلاخلاف بغیر قیمت کے آزاد ہو جائیگا اور باقی بچہ امام ابو یوسف رہ کے نزدیک بقیمت آزاد ہوگا اور امام محمد رہ کے نزدیک بلا قیمت آزاد ہوگا - اور اگر بائع نے اپنے باپ کے دعوے کی تصدیق کی اور مشتری نے تکذیب کی تو امام ابو یوسف رہ کے نزدیک بائع کے باپ سے دونون بچون کا نسب ثابت ہوگا اور امام محمد رح کے قول پر ثابت نہونا چاہیے اور صحیح یہ ہے کہ یہی سب کا قول ہے - پھر امام محمد رہ نے کتاب مین اس صورت مین بچہ کا حکم ذکر کیا اور ماں کا حکم ذکر نہ کیا اور قاضی امام ابو حازم و قاضی امام ابو الہیثم بر قیاس قول امام اعظم رہ فرماتے تھے کہ بائع مدعی کو یعنے باپ کو باندی کی قیمت ام ولد کی حالت کی دیگا اور باپ اُسکا بائع کو مملوک محض کی حالت کی قیمت دیگا اور اکثر مشائخ نے فرمایا کہ بالاتفاق باپ و بیٹے مین سے کوئی کسی کو کچھ ضمان نہ دیگا یہ محیط مین ہے اور اگر مبیعہ باندی ایک پیٹ سے جوڑیا دو بچے چھ مہینے سے کم مین جنی پس بائع نے ایک کا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہے اور دونون کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور جو کچھ بیع و عتق اُسمین واقع ہوا سب باطل ہو جائیگا اسی طرح اگر ایک بعد بیع کے چھ مہینے سے کم مین اور دوسرا زیادہ مین جنی مگر پیٹ ایک ہی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مشتری نے پہلے دونون کا دعوی کیا پھر بائع نے تو بائع کی تصدیق نہوگی

بائع کے باپ کی اس دعوے مین تصدیق نہ کرنے کے سبب سے ۱۲

اور دونون مشتری کے نطفہ سے قرار دیے جائینگے اور اگر ایک بچہ پر کچھ جرم کیا گیا اور مشتری نے اُسکا ارش جرمانہ لے لیا پھر دونون کا بائع نے دعوی کیا کہ میرے نسب سے ہین تو صحیح ہے اور ارش ملک مشتری کا ہوگا اور اگر ایک قتل کیا گیا اور مشتری نے اُسکی قیمت لے لی تو قیمت مقتول کی اُسکے وارثون کی ہوگی اور دیت کی طرف تحویل نہوگی اور اگر مشتری نے ایک کو آزاد کیا پھر وہ قتل ہوا اور میراث چھوڑ گیا اور مشتری نے اُسکی دیت و میراث و ولاء مین لے لی پھر بائع نے دونون کا دعوی کیا تو صحیح ہے اور دیت و میراث مشتری سے لے لیگا اور ولاء باطل ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے اگر ایک شخص کے پاس ایک باندی دو بچہ ایک ہی پیٹ سے جنی پس ایک کو اُسنے فروخت کیا اور مشتری نے خریدے ہوے بچہ کا دعوی کیا کہ میرے نسب سے ہے تو دعوی صحیح ہے اور دونون بچون کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور دوسرا بچہ آزاد نہوگا اور نہ باندی اُسکی ام ولد ہوگی یہ محیط مین ہے جوڑیا دو بچون مین سے ایک فروخت کیا اور دوسرے کے نسب کا دعوی کیا تو دونون کا نسب مدعی سے ثابت ہوا اور اگر مشتری نے اُسکو آزاد کیا ہو تو عتق باطل ہوگا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ اصل علوق بائع کی ملک مین ہوا ہو اور اگر اصل نطفہ قرار پاتا بائع کی ملک مین نہوا اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو بھی دونون کا نسب بائع سے ثابت ہوگا ولیکن وہی آزاد ہوگا جو بائع کے پاس ہے اور مشتری کا آزاد کرنا باطل نہوگا اور بیع بھی باطل نہوگی یہ کافی مین ہے ایک شخص نے دو غلام جوڑیا دوسرے کی ملک مین پیدا ہوے تھے خریدے پھر ایک کو فروخت کر دیا پھر دونون کے نسب کا دعوی کیا تو دونون کا نسب مشتری سے ثابت ہوگا ولیکن دوسرے کی بیع نہ ٹوٹیگی اسی طرح اگر مشتری سے خریدنے والے نے دونون کے نسب کا دعوی کیا تو مشتری ثانی سے دونون کا نسب ثابت ہوگا ولیکن جو مشتری اول کے پاس ہے وہ ویسا ہی مملوک رہیگا جیسا تھا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص کی باندی تھی وہ اُسکے پاس حمل سے ہوئی اور ایک بچہ جنی وہ بالغ ہوا اور مالک نے اپنی ایک باندی سے اُسکا نکاح کر دیا اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور مولے نے اس بچہ کو فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسے آزاد کر دیا پھر بائع نے بالغ لڑکے کے نسب کا دعوی کیا تو نسب ثابت ہو جائیگا اور بیع و عتق باطل ہوگی اور اُسپر ثمن واپس کرنا لازم ہوگا اور اگر بائع نے بڑے لڑکے کے نسب کا دعوی دعوی نہ کیا بلکہ دوسرے کے نسب کا جسکو فروخت کیا ہے دعوی کیا تو سماعت نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے اگر ایک شخص نے ایک باندی اور اُسکا بچہ یا باندی حاملہ خریدی پھر باندی کو فروخت کیا پھر اسی شخص یا دوسرے سے اُسکو خریدا اور اُسکے بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو دعوت جائز ہے بشرطیکہ دعوے کے دن بچہ اُسکی ملک مین ہو اور کوئی بیع یا عقود جو اسمین یا اُسکے مان مین جاری ہو چکے ہون فسخ نہونگے اور اگر اصل حمل اسی شخص کے پاس واقع ہوا ہو تو سب بیع و عقد جو واقع ہوے ہون باطل شمار ہونگے کذا فی الحاوی ایک شخص نے ایک غلام اور اُسکے باپ نے اس غلام کا دوسرا بھائی جو جوڑیا ہوا ہے خریدا پس ایک کے نسب کا اُسکے قابض نے دعوی کیا تو دونون کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور دوسرے کا قبضہ والا غلام بھی بسبب قرابت کے آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کوئی باندی تین روز کی شرط خیار پر خریدی پھر تیسرے روز اُسکے پاس وہ بچہ جنی اُسکا مشتری نے دعوی کیا تو دعوت صحیح ہے اور اگر خیار بائع کا ہو اور مشتری نے بچہ کا دعوی کیا تو بائع کو خیار باقی ہے اگر اُسنے بیع کی اجازت دی تو مشتری سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا جیسا بعد اجازت کے از سر نو دعوی کرنے مین ثبوت ہوتا اور اگر بائع نے بیع توڑ دی تو مشتری کی دعوت نسب باطل ہوگئی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے دو باندیان عمرو سے اس شرط پر لین کہ مجھے خیار ہے دونون مین جسکو چاہونگا ہزار درم کو لے لونگا اور دوسری کو واپس کر دونگا پھر دونون اُسکے پاس بچہ جنین اور زید نے اقرار کیا کہ دونون بچے میرے نسب سے ہین ولیکن اُسنے یہ معین نہ کیا کہ پہلے کس سے وطی کی تھی تو اُسکا اقرار ایک کے بچہ مین

[illegible]

صحیح ہی اور یہ وہی ہوگی جسپر بیع واقع ہوا ور مشتری کے اختیار سے متعین ہو جاوے پس حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے جبتک زندہ ہی اور اگر بیان سے پہلے مرگیا تو بیان کرنا وارثون پر رکھا جائیگا پس اگر انھون نے کہا کہ ہمارے باپ نے پہلے اس باندی سے وطی کی ہی تو اسی باندی کے بچہ کا نسب میت سے ثابت ہوگا اور وارثون کے ساتھ وارث ہوگا اور یہی باندی میت کی ام الولد ہو جائیگی اور اُسکے مرجانے کے وجہ سے آزاد ہو گی اور وارثون پر اسکے دام بائع کو دینے واجب ہونگے اور میت کے ترکہ سے ادا کرین اور دوسری باندی مع اُسکے عقر کے بائع کو واپس کرین پس یہ باندی بائع کی ہوگی جیسا کہ میت کے بیان کے بعد واپس کرنے سے بائع کی باندی ہوتی اور اگر بعضے وارثون نے کہا کہ پہلے اس سے وطی کی اور دوسرون نے کہا کہ بلکہ پہلے اس سے وطی کی تو جسکی نسبت پہلے بعضون نے کہا کہ اس سے اول وطی کی ہو وہی ام ولد ہونے کے واسطے متعین ہوگی اور دوسری واپس ہوگی اور اگر وارثون نے اتفاق کیا کہ ہم نہیں جانتے ہین کہ پہلے کس سے وطی کی ہی تو کسی کا نسب میت سے ثابت نہوگا ولیکن دونون بچون اور دونون باندیون مین سے ہر ایک کا آدھا آدھا آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنے آدھے کے واسطے نصف قیمت کی سعی کریگی اور وارث لوگ بائع کو ہر ایک باندی کا نصف ثمن اور نصف عقر ترکہ میت سے ادا کرین اور اگر مشتری نے انتقال نہ کیا اور دونون بچون کے نسب کا دعوی کیا اور بائع نے بھی دونون کے نسب کا دعوی کیا تو اسکی دو صورتین ہین اول یہ ہی کہ بائع کی دعوت بعد دعوت مشتری کے ہو پس اس صورت مین بائع کی دعوت اُس بچہ مین اور اسکی مان مین صحیح ہوگی جو اسکو واپس دیا جاوے خواہ دونون باندیان وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین جنی ہون یا زیادہ مین۔ دوم یہ کہ دونون نے ایک ساتھ دونون بچون کا دعوی کیا پس اگر بیع سے چھ مہینے مین بچے پیدا ہوے تو جو بچہ بائع کو واپس ملے اُسمین دعوت نسب صحیح ہوگی اور جو مشتری کا ہوگا اُسمین صحیح نہین ہی اور اگر چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوے تو دونون بچون مین بائع کی دعوت اولے ہی یہ محیط مین ہی ایک شخص نے اپنی ام ولد فروخت کردی اور مشتری جانتا ہی کہ یہ بائع کی ام ولد ہی پھر اُسکے بچہ ہوا اور مشتری نے دعوی کیا تو صحیح نہین ہی اور وہ بائع کا بچہ ہوگا اور اگر بائع نے اُسکی نفی کی تو استحسانا مشتری سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور بائع کے حق مین بمنزلہ اُس بچہ کی مان کے ہوگا اسی طرح اگر مشتری کو نہین معلوم کہ یہ بائع کی ام ولد ہی تو بھی یہی حکم ہی ولیکن بچہ آزاد ہو جائیگا جبکہ بائع نے اُسکی نفی کی اور مشتری نے دعوی کیا یہ محیط سرخسی مین ہی

فصل تیسری کسی شخص کا اپنے لڑکے کی باندی کے بچہ پر دعوی کرنے کے بیان مین۔

زید کی باندی بچہ جنی اُسکے بچہ کا زید کے باپ نے دعوی کیا اور وقت حمل زید کے پاس نہ تھا اور زید نے تکذیب کی تو دعوت صحیح نہین ہی ولیکن اگر زید تصدیق کرے تو صحیح ہی مگر باندی کا مالک نہوگا جیسا کہ ایک اجنبی کے دعوے کرنے مین ہوتا ہی ولیکن زید کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر زید کی مدبرہ باندی کے بچہ کا یا اسکی ام ولد کے ایسے بچہ کا جسکا زید نے انکار کیا ہی یا اُسکی مکاتبہ کے بچہ کا جو حالت کتابت مین یا اُس سے پہلے پیدا ہوا ہی باپ نے دعوی کیا تو بدون تصدیق زید کے صحیح نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر زید نے ایک حاملہ باندی خریدی اور قبل جننے کے اُسکو فروخت کیا پھر وہ جنی اور زید کے باپ نے نسب کا دعوی کیا تو دعوت صحیح نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص کی باندی اُسکی ملک مین حاملہ ہوئی اُسنے اُسکو حالت حمل مین فروخت کیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کرلیا پھر بائع نے اُسکو خریدا اور چھ مہینے سے کم مین اُسکا وضع حمل ہوا پھر بائع اول کے باپ نے نسب کا دعوی کیا اور بائع نے یعنے بیٹے نے اُسکی تکذیب کی تو باپ کی دعوت باطل ہی اور اگر بیٹے نے تصدیق کی تو باندی اُسکی ام ولد

بقیمت ہو جائیگی اور بچہ کا نسب ثابت اور بلا قیمت آزاد ہوگا اور اگر مشتری نے اُسکو بائع کے ہاتھ فروخت نہ کیا ولیکن بسبب عیب کے بحکم قاضی یا بدون حکم قاضی یا بخیار الشرط یا بخیار رویت یا بسبب فساد بیع کے بعد قبضہ کرنے کے بائع کو واپس کر دی پھر بائع کے باپ نے بچہ کا دعوی کیا تو یہ صورت اور صورت اولے دونون یکسان ہین یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص کی باندی ہے اُسنے باندی سے وطی کی ہے پھر اسکے بعد اُسکے بچہ پیدا ہوا اور اُس شخص کے باپ نے دعوی کیا تو دعوت نسب باطل ہے کذا فی الحاوی۔ اگر باپ نے اقرار کیا کہ مین نے اپنے بیٹے کی باندی سے جماع کیا حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ مجھپر حرام ہے تو دعوت صحیح اور نسب بچہ کا ثابت ہوگا جیسا نہ جاننے کی صورت مین ہوتا ہے یہ محیط مین ہے اگر اپنے بیٹے کی باندی کے بچہ کا دعوی کیا اور باندی کی قیمت بیٹے کو ضمان دی پھر اس باندی کو کسی نے استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو وہ باندی اور اُسکا عقر اور بچہ کی قیمت باپ سے لیگا پھر باپ اپنے بیٹے سے باندی کی قیمت جو اُسنے لی ہے واپس لیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر بیٹے نے بچہ کا دعوی کیا پھر باپ نے دعوی کیا یا دونون نے ایک ساتھ دعوی کیا تو بیٹا اولے ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اگر زید نے اپنے بیٹے کی باندی کے بچہ کا دعوی کیا حالانکہ بیٹا حر مسلم ہے اور زید غلام یا مکاتب یا کافر ہے تو زید کی دعوت صحیح نہین ہے اور اگر باپ مسلمان اور بیٹا کافر ہو تو دعوت نسب ٹھیک ہے اور یہی قول صحیح ہے اور اگر دونون ذمی ہین مگر دونون کی ملت مختلف ہے تو باپ کی دعوت صحیح ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی کی باندی اُسکی ملک مین حاملہ ہوئی اور بچہ جنی پس دادا نے اُسکے نسب کا دعوی کیا حالانکہ باپ زندہ ہے حقیقةً یا اعتبارًا مثلاً وہ آزاد مسلمان ہو تو دادا کی دعوت باطل ہے اور اگر باپ نصرانی اور دادا و پوتا دونون مسلمان ہون یا باپ غلام یا مکاتب اور دادا و پوتا دونون آزاد ہون تو دادا کا دعوے نسب صحیح ہے اور اگر باپ مرتد اور دادا و پوتا دونون مسلمان ہون تو امام اعظم رح کے نزدیک دادا کی دعوت نسب متوقف رہیگی اگر باپ مسلمان ہو گیا تو باطل ہو جائیگی اور اگر حال ارتداد مین مر گیا یا قتل کیا گیا تو صحیح ہوگی اور اگر سب آزاد مسلمان ہین پھر باندی کے حاملہ ہونے کی حالت مین باپ مر گیا اور اُسکے مرنے سے چھہ مہینے سے کم مین باندی کے بچہ ہوا اور دادا نے نسب کا دعوی کیا تو صحیح نہین ہے اسی طرح اگر باپ نصرانی تھا اور دادا پوتا دونون مسلمان پھر باپ مسلمان ہو گیا اور باندی حاملہ تھی پس چھہ مہینے سے کم مین بچہ جنی تو دادا کی دعوت نسب باطل ہے اسی طرح اگر والد مکاتب تھا اور دادا کے دعوے سے پہلے بدل کتابت ادا کرکے آزاد ہو گیا یا غلام تھا کہ قبل دعوت جد کے آزاد کیا گیا تو دادا کی دعوت نسب باطل ہے کذا فی المحیط۔ اگر باپ وقت علوق سے دعوت نسب تک معتوہ ہے تو دادا کی دعوت صحیح ہے اور اگر معتوہ کو افاقہ ہو گیا پھر دادا نے دعوی کیا تو باطل ہے کذا فی الحاوی۔ اور اگر دادا نے نسب کا دعوے نہ کیا یہان تک کہ باپ کو افاقہ ہو گیا اور فقط باپ نے بعد افاقہ کے بچہ کا دعوی کیا ہے تو استحسانًا صحیح ہے کذا فی المحیط

فصل چہارم مشترک باندی کے بچہ کے نسب کا دعوے کرنے کے بیان مین۔

اگر دو شخصون کی مشترک باندی دونون کی ملک مین حاملہ ہوکر بچہ جنی اور ایک نے نسب کا دعوی کیا تو ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور شریک کے حصہ کا بقیمت مالک ہوگا خواہ تنگدست ہو یا فراخ حال ہو اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور بچہ کی قیمت مین کچھ ضمان نہ دیگا یہ حاوی مین ہے پس اگر مدعی نے دوسرے شریک سے کہا کہ یہ باندی مجھسے بچہ جنے سے پہلے تجھسے ایک بچہ جن چکی ہے اور تو نے اُسکا دعوی کیا ہے اور تیری ام ولد ہو چکی ہے اور شریک نے اُسکی تصدیق کی مگر باندی نے

جنے

تکذیب کی تو باندی اور بچہ پر دونون کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی یہانتک کہ دونون کے حقوق جو مدعی کی طرف ثابت ہوئے ہین باطل ہوجائینگے و مدعی سے ضمان باطل نہوگی ولیکن مقر نصف قیمت باندی کی ام ولد ہونے کی حالت کی ادا کریگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ قول صاحبین کا ہے ولیکن امام اعظم رح کے نزدیک مقر اپنے قول کے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ یہ بالاتفاق سب کا قول ہے اور قول اول اشبہ و اقرب الی الصواب ہے پھر اگر باندی نے کسی ہنر سے کچھ کمایا اور باندی یا اسکا بچہ قتل کیا گیا اور عوض مال ملا تو یہ سب مقر کا ہوا اور اگر مدعی نے شریک سے کہا کہ تو نے باندی کو مجھسے بچہ جننے سے پہلے آزاد کر دیا ہے اور شریک نے تصدیق کی تو باندی آزاد ہوگی اور وطی کرنے والے پر نصف قیمت و نصف عقر کی ضمان نہوگی۔ دو شخصون کی مشترک باندی ہے ایک نے کہا کہ یہ میری ام ولد اور تیری ام ولد ہے یا ہم دونون کی ام ولد ہے پس اگر دوسرے نے تصدیق کی تو باندی دونون کی ام ولد ہوجائیگی اور کوئی دوسرے کو کچھ ضمان نہ دیگا جیسے ایک ساتھ دونون کے دعوے کرنے کی صورت مین ہے اور اگر دوسرے نے اسکی تکذیب کی تو مقر اپنے شریک کو اسکی نصف قیمت خواہ تنگ دست ہو یا خوشحال ہو ادا کرے اور نصف عقر بھی ادا کرے پھر نصف باندی مقر کی ام ولد ہوگی اور آدھی موقوف رہیگی بمنزلہ ام ولد کے پھر اگر شریک نے مقر کے اقرار کی تصدیق کی تو باندی دونون کی ام ولد ہوجائیگی اور جو اسنے ضمان لی ہے وہ واپس کرے اور اگر تصدیق نہ کی تو آدھی باندی مقر کی ام ولد اور آدھی موقوف بمنزلہ ام ولد کے ہے کہ ایک روز مقر کی خدمت کرے اور ایک روز موقوف رہے پس اگر ایک مر گیا تو تصدیق کرنے کی صورت مین باندی آزاد ہوجائیگی خواہ کوئی مر جاوے اور باندی ام ولد پر دوسرے زندہ کے واسطے سعی کرنی نہوگی یہ قول امام اعظم رح کا ہے اور صاحبین کے نزدیک زندہ کے واسطے سعایت کرے اور تکذیب کرنے کی صورت مین بھی کوئی مر جاوے باندی آزاد ہوجائیگی اور منکر کے واسطے سعی نہ کریگی اور اگر منکر مر گیا تو بھی آزاد ہوجائیگی اور امام اعظم رح کے نزدیک زندہ مقر کے واسطے سعی نہ کریگی بخلاف قول صاحبین کے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر باندی تین یا چار یا پانچ مین مشترک ہو اور سب نے ایک ساتھ اسکے بچہ کا دعوی کیا تو وہ سب کا بیٹا قرار دیا جائیگا سب سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور باندی سب کی ام ولد ہوگی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ دو سے زیادہ سے ثابت نہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ تین سے زیادہ سے ثابت نہوگا کذا فی البدائع اور اگر حصے ہر ایک کے مختلف ہون تو بچہ کے حق مین حکم مختلف ہوگا ولیکن استیلاد ہر ایک کے حق مین بقدر اسکے حصہ کے ثابت ہوگا کذا فی الحاوی۔ بچہ کے دعوت نسب مین اگر دعوت استیلاد کا اعتبار متعذر ہو تو دعوت تحریر کا اعتبار کیجائیگی امام محمد رح نے زیادات مین فرمایا کہ ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہے انکے مالک ہونے کے وقت سے چھ مہینے یا زیادہ مین وہ بچہ جنی اور اس بچہ کی ولادت سے چھ مہینے یا زیادہ مین دوسرا بچہ جنی پس دونون مولے مین سے ایک نے کہا کہ چھوٹا میرا بچہ ہے اور بڑا میرے شریک کا ہے پس اگر شریک نے اسکی تصدیق کی تو چھوٹے بچہ کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد ہوگی اور آدھی قیمت باندی کی خواہ تنگدست ہو یا فراخ حال ہو اپنے شریک کو ادا کریگا اور آدھا عقر بھی دیگا اور قیمت ولد مین کچھ نہ دیگا اور بڑے بچہ کا نسب بڑے کے مدعی سے ثابت ہوگا اور یہ مدعی بڑے کا آزاد کرنے والا شمار ہوگا درحالیکہ وہ دونون مین مشترک ہے پس بڑے کے مدعی پر بڑے کے نصف قیمت شریک کو دینی واجب ہوگی اگر خوشحال ہے اور اگر تنگدست ہے تو بڑا بچہ سعی کر کے نصف قیمت اپنی ادا کرے اور باندی بڑی کے مدعی کی ام ولد نہوگی اور بڑے کا مدعی نصف عقر بھی اپنے شریک کو ادا کرے اور یہ حکم استحسانا ہے

کہ شریک نے چھوٹے کے مدعی کی تصدیق کی ہے اور اگر تکذیب کی تو چھوٹے بچہ کے مدعی کے حق مین وہی حکم سابق جو مذکور ہوا اس صورت مین بھی جاری ہوگا اور بڑے بچہ کا نسب کسی سے ثابت نہوگا ولیکن بڑا آزاد ہوجائیگا گویا ایسا واقعہ ہوا کہ ایک غلام دو شخصون مین مشترک تھا ایک نے گواہی دی کہ دوسرے نے اسکو آزاد کردیا ہے حالانکہ دوسرا منکر ہے یہ سب اسوقت مین ہے کہ ایک نے کہا کہ چھوٹا میرا ہے اور بڑا بچہ میرے شریک کا ہے اور اگر یون بیان کیا کہ بڑا بچہ میرے شریک کا ہے اور چھوٹا میرا ہے پس اگر شریک نے اس قول مین اسکی تصدیق کی تو بڑے بچہ کا نسب شریک مصدق سے ثابت ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد ہوجائیگی اور چھوٹے بچہ کے مدعی کو باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر خواہ تنگدست ہو یا خوشحال ہو ادا کریگا اور بچہ کی قیمت مین کچھ نہ دیگا اور استحسانًا چھوٹے بچہ کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور وہ اس بچہ کی پوری قیمت اپنے شریک کو ادا کریگا اور باندی کا پورا عقر بھی دیگا اور کتاب الدعوے مین مذکور ہے کہ نصف عقر دیگا اور اگر شریک نے اسکے قول کی تکذیب کی تو چھوٹے بچہ کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد ہوجائیگی اور اپنے شریک کو باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر ادا کریگا اور بچہ کی قیمت مین کچھ نہ دیگا اور بڑے بچہ کا نسب شریک سے ثابت نہوگا کذا فی المحیط- دو شخصون نے ایک باندی خریدی وہ چھ مہینے مین بچہ جنی پس ایک نے نسب ولد کا اور دوسرے نے اسکی مان کا دعوی کیا تو دعوت صاحب ولد کی معتبر ہوگی اور باندی اسی کی ام ولد ہوگی اور بچہ حر ہوگا اور شریک کو آدھی قیمت باندی کی اور آدھا عقر دیگا- اور اگر خریدنے سے چھ مہینے سے کم مین جنی اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہے تو ہر ایک کی دعوت نسب صحیح ہے اور باندی کا مدعی اپنے شریک کے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور نہ باندی اسکے حق کے واسطے سعی و مشقت کریگی یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک نصف قیمت کا ضامن ہوگا اگر خوشحال ہے ورنہ باندی سعی کریگی اگر تنگدست ہے اور آدھے عقر کا ضامن نہوگا اور نہ مدعی اول دوسرے کو بچہ کی قیمت دیگا اور نہ باندی کی قیمت اور نہ اسکا عقر- پس اگر باندی چھ مہینے بعد لڑکی جنی اور لڑکی کے بچہ ہوا پس ایک نے اول بچہ کا اور دوسرے نے دوسرے بچہ کا ایک ساتھ دعوی کیا خواہ نانی یعنی باندی زندہ ہے یا مرگئی ہے تو ہر ایک کی دعوت صحیح ہے پس باندی پہلے کی ام ولد ہوگئی اور اسپر باندی کی نصف قیمت و نصف عقر لازم آیا اور بچہ کی قیمت کچھ نہ دیگا اور دوسرے بچہ کا مدعی بڑی لڑکی کو اسکا آدھا عقر دیگا اور یہی اصح ہے اور بڑے کا مدعی نانی کی نصف قیمت و نصف عقر کا ضامن ہوگا اور بڑے کی قیمت کا کچھ ضامن نہوگا پس اگر نانی یعنی باندی قتل کرڈالی گئی اور ہنوز کسی نے نسب کا دعوی نہین کیا ہے اور دونون نے اسکی قیمت لیکر باہم برابر تقسیم کرلی پھر دونون نے دعوی کیا تو باندی کی قیمت مین سے کچھ ضامن نہوگا اور بڑے بچہ کا مدعی دوسرے کو باندی کا آدھا عقر بسبب اقرار وطی کے دیگا اور اور مان کی قیمت مین کچھ نہ دیگا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک مان کی آدھی قیمت دیگا اگر خوشحال ہے اور چھوٹے بچہ کے مدعی پر کچھ ضمان نہین ہے اور بڑا بچہ یعنی لڑکی اپنے مدعی کی ہوگی اور دوسرے مدعی کی ام ولد نہو جائیگی- اور اگر نانی چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو بڑے بچہ کی دعوت باطل اور چھوٹے بچہ کی دعوت صحیح ہے اور اس بچہ کی مان ام ولد ہوجائیگی اور بڑے بچہ یعنے لڑکی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر اپنے شریک کو دے اور یہ اسکی ام ولد ہوگئی اور بڑی لڑکی کا مدعی باندی کی آدھی قیمت اپنے شریک کو دے اور وہ اسکی ام ولد ہوجائیگی اگر زندہ ہے ورنہ اگر مرگئی تو نہین ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے- دو شخصون نے ایک باندی خریدی پس اسنے ان دونون کی ملک مین چھ مہینے سے کم مین ایک بچہ جنا پس بچہ کا ایک نے دعوے کیا تو صحیح ہے اور باندی اسکی ام ولد ہوگی اور شریک کو آدھی قیمت جو دعوے کے روز باندی کی تھی ادا کرے خواہ تنگدست ہو یا خوشحال ہو اور اسکا عقر کچھ نہ دیگا پس بچہ کا حکم مثل اس غلام کے ہے

بچہ دو شخصون مین مشترک ہو کہ اُسکو ایک نے آزاد کر دیا یہ محیط مین ہے۔ اگر باندی دو شخصون مین مشترک ہو اور اُسکے دو بچہ پیدا ہوئے پس ہر ایک نے ایک ایک بچہ کا دعوی کیا پس اگر ایک پیٹ سے دونون پیدا ہوئے ہین اور ایک مدعی نے بڑے کا اور دوسرے نے چھوٹے کا دعوی کیا اور معًا دونون کی زبان سے دعوی نکلا تو دونون کا نسب دونون سے ثابت ہوگا اور اگر ایک نے دعوت مین سبقت کی تو دونون کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور دونون آزاد ہو جائینگے اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور باندی کی آدھی قیمت و آدھا عقر دوسرے شریک کو ادا کریگا اور اگر دونون بچے دو پیٹ سے پیدا ہوئے اور ایک نے بڑے کا دعوی کیا اور دوسرے نے چھوٹے کا اور دونون کا کلام ساتھ ہی زبان سے نکلا تو بڑے کا نسب اُسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور آزاد ہو جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور باندی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر شریک کو ادا کریگا اور چھوٹے کا نسب اُسکے مدعی سے ثابت ہوگا استحسانًا اور اسکو بڑے بچے کے مدعی کو عقر دینا پڑیگا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ دونون کا کلام ایک ساتھ زبان سے نکلا۔ اور اگر مدعی نے بڑے بچہ کا دعوی پہلے کیا تو نسب اُسکا ثابت ہو جائیگا اور وہ آزاد ہو جائیگا اور باندی ام ولد ہو جائیگی اور اُسکو آدھی قیمت باندی کی اور آدھا عقر دوسرے شریک کو دینا پڑیگا پھر اسکے بعد اگر دوسرے نے چھوٹے بچہ کا دعوی کیا تو دوسرے کی ام ولد کے بچہ کا دعوے کیا پس دوسرے کی تصدیق کی حاجت ہوگی۔ اگر اُسنے تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا اور مثل ام ولد کے قرار دیا جائیگا اور اگر تکذیب کی تو نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر ایک نے پہلے چھوٹے بچہ کا دعوی کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور مدعی سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور باندی مدعی کی ام ولد ہو جائیگی اور آدھی قیمت اور آدھا عقر باندی کا دوسرے شریک کو ملیگا اور بڑا بچہ دونون مین مشترک غلام ہوگا اور اگر اسکے دوسرے نے بڑے کا دعوی کیا تو ایسا ہے کہ گویا ایک مشترک غلام کو ایک نے آزاد کر دیا یعنی مدعی کا حصہ آزاد ہوگا اور نسب ثابت ہوگا اور دوسرے کو اختیار ہے چاہے یون ہی آزاد کرے یا اپنے حصہ کے واسطے سعی کراوے اور اگر چاہے تو آزاد کرنے والے سے ضمان لے بشرطیکہ وہ خوشحال ہو اور اگر تنگدست ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکو سعایت اور آزادی مین اختیار ہے اور صاحبین کے نزدیک اُسکو ضمان لینے کا اختیار ہے اگر خوشحال ہو اور اگر شریک تنگدست ہو تو سعی کرا سکتا ہے اور کچھ نہین یہ شرح طحاوی مین ہے۔ ایک شخص مر گیا اور دو بیٹے اور باندی چھوڑی اُسکو حمل ظاہر ہوا پس ایک بیٹے زید نے کہا کہ حمل ہمارے باپ سے ہے اور دوسرے عمرو نے کہا کہ مجھسے ہے اور زید و عمرو دونون سے معًا دعوی واقع ہوا تو حمل عمرو کا قرار دیا جائیگا اور عمرو باندی کی نصف قیمت و نصف عقر زید کو ادا کریگا اسی طرح اگر عمرو نے دعوے مین سبقت کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر زید کی طرف سے سبقت ہوئی تو اُسکے اقرار سے باپ کا نسب ثابت نہ ہوگا ولیکن باندی اور اُسکے پیٹ کا بچہ اسکی طرف سے بقدر اسکے حصہ کے آزاد ہوگی یہ مبسوط مین ہے اور زید دوسرے بھائی کو باندی یا اُسکے بچہ کی کچھ ضمان نہ دیگا یہ محیط مین ہے۔ اور عمرو کا دعوی کرنا النسب کا جائز ہے اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور باندی کی قیمت کی کچھ ضمان نہ دیگا مگر نصف عقر کا ضامن ہوگا اگر زید طلب کرے یہ مبسوط مین ہے ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہے ایک اپنے حصہ کا ایک مہینہ سے مالک ہوا ہے اور دوسرا عمرو چھ مہینے سے مالک ہوا ہے اُسکے ایک بچہ ہوا پس دونون نے دعوی کیا تو عمرو کو ملیگا اور عمرو نصف قیمت و نصف عقر کا ضامن ہوگا اور کتابت مین مذکور نہین ہے کہ کسکو ضمان دیگا اور چاہیے یہ ہے کہ بائع کو ضمان دے نہ شریک کو اور بائع کو واجب ہے کہ زید کو پورا ثمن واپس کرے اور مشائخ نے فرمایا کہ زید کو چاہیے کہ تمام عقر کی ضمان شریک کو دے کیونکہ زید نے دوسرے کی ام ولد سے وطی

کرنیکا اقرار کیا ہو یہ محیط سرخسی مین ہے یہ حکم اسوقت ہو کہ دونون مالکون کی ملک کا حال معلوم ہو یعنی ایک کی ملک مقدم ہو اور اگر معلوم نہو تو نسب دونون سے ثابت ہوگا اور باندی دونون کی ام ولد ہوگی اور کسی کا دوسرے پر عقر نہین ہو اور نصف عقر کی ضمان دونون بائع کو ادا کرین اور اسی طرف شیخ الاسلام نے میل کیا ہو اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ کسی پر دونون مین سے بالکل عقر دینا لازم نہین آتا ہو اور اسی طرف شمس الائمہ سرخسی نے میل کیا ہو اور قول اول ہمارے اصحاب کے اصول کے موافق اشبہ ہو کذا فی المحیط۔ ایک باندی ایک شخص زید و دوسرے نابالغ مین مشترک ہو اُسنے بچہ جنا پس زید و نابالغ کے باپ نے دعوی کیا تو مالک رقبہ سے نسب ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہو اُسکے ایک بچہ ہوا اُنکا ایک شخص نے اپنے مرض موت مین دعوی کیا تو دعوت صحیح ہو اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی اور بعد مرنے کے اُسکے تمام مال سے آزاد ہوجائیگی اور یہ حکم اُسوقت ہو کہ بچہ ظاہر ہوا ور اگر ظاہر نہو تو تہائی مال سے آزاد ہوگی یہ محیط مین ہو۔ اگر ایک باندی باپ و بیٹے مین مشترک ہو اور اسکے بچہ پر دونون نے معاً دعوی کیا تو استحساناً باپ کا نطفہ قرار دیا جائیگا اور وہ نصف قیمت و نصف عقر باندی کا ضامن ہوگا اور بیٹا بھی نصف عقر کا ضامن ہوگا پس عقر مین بدلا ہوجائیگا اور یہی حکم دادا کا ہو اگر باپ مرگیا ہو اور اگر بھائی یا چچا یا اجنبی ہو تو سب کا حکم مثل اجنبیون کے ہو کذا فی الحاوی اور اگر دادا و پوتے مین باندی مشترک ہو اور دونون نے معاً دعوی کیا حالانکہ باپ زندہ موجود ہو تو دونون سے نسب ثابت ہوگا کذا فی شرح الطحاوی۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے ایسی باندی سے جو اُسکے بیٹے اور اجنبی مین مشترک ہو وطی کی اور اُس سے بچہ ہوا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسپر بیٹے کے واسطے نصف قیمت باندی کی اور دوسرے کے واسطے آدھی قیمت باندی آدھا عقر واجب ہوگا کذا فی المحیط۔ امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ ایک باندی بیٹے اور باپ اور دادا مین مشترک ہو اُسکے بچہ پیدا ہوا اور سب نے معاً دعوی کیا تو دادا اولے ہو اور ان دونون پر پورا عقر دادا کو دینا واجب ہوگا اگر دادا نے تصدیق کی کہ ان دونون نے اس سے وطی کی ہو اور اگر تصدیق نہ کی تو کچھ نہین دینا پڑیگا اور یہ باندی دادا کو حلال نہین ہو اگرچہ دونون کے وطی کرنے کی تکذیب کی ہو پس یہ صورت ایسی نہین ہو کہ بیٹے نے باپ کی باندی سے وطی کرنے کا دعوی کیا اور باپ نے تکذیب کی کیونکہ باپ پر حرام نہین ہوتی ہو یہ حاوی مین ہو۔ اگر مکاتب و حر مین ایک باندی مشترک ہو اور اُسکے بچہ ہوا پس مکاتب نے نسب ولد کا دعوی کیا یہانتک کہ اس بچہ کا نسب ثابت ہوگیا تو اپنے شریک کو باندی کی قیمت و نصف عقر تاوان دے اور اگر آزاد و غلام تاجر مین مشترک ہو اور بچہ جنی اور غلام تاجر نے نسب کا دعوی کیا یہانتک کہ نسب اُس سے ثابت ہوگیا تو وہ باندی کی قیمت مین شریک کو کچھ ضمان نہ دیگا یہ محیط مین ہو اور اگر باندی حر و مکاتب کے درمیان ہو تو حر اولے ہو کذا فی الحاوی۔ باندی ذمی و مسلمان کے درمیان مشترک ہو اُسکے بچہ ہوا اُسپر دونون نے دعوی کیا تو ہمارے نزدیک مسلمان کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور اگر ذمی مسلمان ہوگیا پھر باندی کے بچہ ہوا اور دونون نے دعوی کیا تو دونون کا بیٹا قرار دیا جائیگا دونون سے میراث لیگا اور دونون اُسکے وارث ہونگے خواہ باندی مین نطفہ قرار پانا ذمی کے اسلام سے پہلے ہو یا بعد ہو۔ اور اگر باندی دو مسلمان مین مشترک ہو پس ایک مرتد ہوگیا پھر باندی کے بچہ پیدا ہوا اور دونون نے دعوی کیا تو مسلمان کا بچہ قرار دیا جائیگا خواہ دوسرے کے مرتد ہونے سے پہلے نطفہ قرار پایا ہو یا اُسکے بعد اور جب بچہ مسلمان کا قرار پایا تو باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور مرتد کو اُسکے مثل قیمت کی ضمان دیگا اور عقر مین دونون کا بدلا ہوجائیگا کذا فی المحیط۔ اور اگر باندی مسلم و ذمی مین مشترک ہو اور مسلم مرتد ہوگیا پھر دونون نے باندی کے

بچہ کا دعوی کیا تو وہ بچہ مرتد کا قرار دیا جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو گی اور نصف قیمت اور نصف عقر باندی کا ذمی کو دے اور ذمی نصف عقر مسلمان کو ادا کرے اور اگر ان سب صورتون مین کوئی شریک نے دعوت مین سبقت کی تو وہی اولے ہوگا خواہ کوئی ہو کذا فی الحاوی ایک باندی مسلم و مرتد مین مشترک ہے دونون نے نسب کا دعوی کیا تو بچہ مسلمان کا قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مجوسی و کتابی مین مشترک ہو تو استحساناً کتابی کا نطفہ قرار دیا جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہے۔ ایک باندی مسلمان و ذمی و مکاتب و مدبر و غلام مین مشترک ہے اور سب نے اُسکے بچہ کا دعوی کیا تو آزاد مسلم اولے ہے اور ہر ایک مدعی پر بقدر حصۂ شرکت کے عقر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اگر باندی ایک مجوسی آزاد اور ایک مکاتب مسلمان کے درمیان مشترک ہو اُسکے بچہ پر دونون نے دعوی کیا تو مجوسی کا بیٹا قرار پاویگا یہ محیط مین ہے۔ ایک ذمی کی باندی ہے اُسنے آدھی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دی پھر باندی چھ مہینے سے پہلے بچہ جنی اور دونون نے اُسپر دعوی کیا تو ذمی کا بیٹا ہوگا اور بیع باطل ہو گی یہ مبسوط مین ہے اگر باندی دو شخصون مین مشترک ہو اُسکے نطفہ قرار پایا پھر ایک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کیا پھر چھ مہینے سے کم مین وہ بچہ جنی اور مشتری نے اُسکا دعوی کیا تو نسب اُس سے ثابت ہو جائیگا اور بیع باطل ہو گی اور ثمن واپس لیگا اور بائع کو اُسکا حصہ قیمت و عقر دیگا اسی طرح اگر بائع نے اُسکا دعوے کیا ہو تو بھی ایسے ہی احکام جاری ہونگے کذا فی الحاوی اور اگر دونون نے دعوی کیا تو دونون کا بیٹا قرار پائیگا کذا فی المحیط

پانچوین فصل غیر قابض و قابض کے اور دو غیر قابضون کی دعوت نسب کے بیان مین

ایک بچہ نابالغ جو بولتا نہین ہے ایک شخص کے قبضہ مین ہے وہ دعوی کرتا ہے کہ میرا بیٹا ہے تو استحساناً اُس سے نسب ثابت ہوگا بشرطیکہ اپنی ذات سے تعبیر نہ کر سکتا ہو اور اگر دوسرے نے دعوی کیا کہ میرا بیٹا ہے تو نسب ثابت ہوگا خواہ قابض تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور یہ استحسان ہے قیاساً ثابت نہوگا اور اگر اُسپر قابض اور دوسرے شخص نے دعوی کیا تو قابض اولی ہے اور اگر کسی نے دعوت مین سبقت کی تو سابق اولی ہے یہ محیط سرخسی مین ہے امام محمد رحہ نے کتاب الاصل مین فرمایا کہ اگر ایک آزاد مسلمان کے قبضہ مین ایک طفل ہے وہ دعوی کرتا ہے کہ یہ میرا لڑکا ہے پھر ایک آزاد مسلمان یا ذمی یا غلام آیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور قابض کے پاس نسب کے گواہ نہین ہین تو مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ بچہ ان صورتون مین آزاد ہوگا اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ سوائے غلام کی صورت کے سب صورتون مین آزاد ہوگا اور یہی اشبہ ہے کذا فی المحیط غیر قابض و قابض دونون نے بیٹے ہونے کے گواہ قائم کیے تو قابض اولے ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر ہر ایک قابض و غیر قابض نے گواہ دیے کہ یہ بچہ میری اس عورت سے میرا بیٹا ہے تو قابض کے نسب کی ڈگری ہو گی اسی عورت سے اگرچہ یہ عورت اس سے انکار کرتی ہو اسی طرح اگر عورت مدعی ہو اور باپ منکر ہو تو بھی ایسا ہی ہوگا کذا فی المحیط۔ اگر ایک بچہ کسی شخص کے قبضہ مین ہے اُسپر ایک شخص نے گواہ دیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میری اس باندی سے چھ مہینے سے زیادہ ہوتا ہے کہ پیدا ہوا ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے میری اس باندی سے ایک سال ہوا کہ پیدا ہوا ہے اور بچہ کے سن مین اشکال ہے تو قابض کی گواہی قبول ہو گی یہ محیط مین ہے۔ دو جورو خصم مملوک ہین اور دونون کے قبضہ مین ایک طفل ہے دونون گواہ قائم کرتے ہین کہ یہ ہمارا بیٹا ہے اور ایک آزاد ذمی یا مسلمان نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری اس آزادہ جورو سے میرا بیٹا ہے تو آزاد کی ڈگری ہو گی یہ محیط سرخسی مین ہے اگر ایک بچہ ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا میری اس عورت سے ہے اور یہ دونون آزاد ہین اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے اور اُسکی ماں کی طرف منسوب نہ کیا

تو مدعی کی ڈگری ہوگی اسی طرح اگر ماں مدعیہ ہو تو بھی ایسا ہی ہی یہ مبسوط مین ہی- ایک بچہ ذمی کے قبضہ مین ہی اُسپر ایک مسلمان نے مسلمانون یا ذمیون مین سے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہی میری فراش سے پیدا ہوا ہی اور ذمی نے بھی ایسے دعوے پر ذمی گواہ پیش کیے تو مسلم کی ڈگری ہوگی اور اگر ذمی کے گواہ مسلمان ہون تو اُسی کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی- امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک باندی کے دو بیٹے ہین وہ باندی مع ایک بچہ کے ایک شخص زید کے قبضہ مین ہی اور دوسرا بچہ عمرو کے قبضہ مین ہی پس ہر ایک نے دونون مین سے دعوی کیا کہ باندی میری ہی اور دونون بیٹے میرے ہین میری اسی باندی سے پیدا ہوے ہین تو جس شخص کے قبضہ مین باندی ہی اسی کے نام باندی اور دونون بچون کی ڈگری ہوگی خواہ دونون بچے ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوے ہون یا مختلف پیدا ہوے ہون- اور اگر ہر ایک نے باندی کا مع فقط اُس بچہ کے جو اُسکے قبضہ مین ہی دعوی کیا پس اگر دونون بچہ ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوے ہین تو یہ صورت اور پہلی دونون یکسان ہین اور اگر دو پیٹون سے پیدا ہوے ہین پس اگر بڑا چھوٹا نہ معلوم ہو تو قابض کے نام باندی کی اور ہر ایک کے نام اُسکے مقبوضہ بچہ کی ڈگری ہوگی اور اگر چھوٹا بڑا معلوم ہوتا ہی اور بڑا قابض باندی کے قبضہ مین ہی تو اُسکے نام باندی اور بڑے بچہ کی ڈگری ہوگی اور چھوٹے کی نہوگی اور اگر بڑا غیر قابض باندی کے قبضہ مین ہو تو ہر ایک کے نام اُسکے مقبوضہ بچہ کی ڈگری ہوگی اور کتاب مین مذکور ہی کہ باندی کی ڈگری بڑے بچہ کے قابض کے نام ہوگی یہ محیط مین ہی- ایک غلام و باندی ایک شخص کے قبضہ مین ہی ایک دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ باندی میری ہی میرے فراش پر مجھسے اِسکے یہ بچہ پیدا ہوا ہی اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہی یہ بچہ میرے فراش پر اِس سے پیدا ہوا ہی تو قابض کے گواہ مقبول ہونگے اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ یہ غلام نابالغ ہو یا بالغ ہو مگر قابض کی تصدیق کرتا ہو اور اگر بالغ ہو اور مدعی کی تصدیق کرتا ہو تو مدعی کی نام غلام و باندی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط باب الولاء والشہادہ مین ہی امام محمد رح نے فرمایا کہ آزاد عورت کے ایک لڑکا ہی اور دونون کسی مرد کے قبضہ مین ہین اور دوسرے مرد نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اِس سے نکاح کیا اور اُسکے میرے فراش پر یہ بچہ اس سے پیدا ہوا ہی اور قابض نے اِسکے مثل گواہ قائم کیے تو بچہ کی ڈگری قابض کے نام ہوگی خواہ لڑکے نے قابض کے بیٹے ہونے کا دعوی کیا ہو یا مدعی خارج کے بیٹے ہونے کا دعوی کیا ہو- اور اگر قابض ذمی ہو اور اُسکے گواہ مسلمان ہون اور مدعی مسلمان اور اُسکے گواہ مسلمان ہون اور عورت بھی ذمی ہو تو عورت و بچہ کی ڈگری قابض کے نام ہوگی اور اگر عورت مسلمان ہو تو مدعی کی ڈگری ہوگی خواہ قابض کے گواہ مسلمان ہون یا ذمی ہون کذا فی المحیط اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اِس سے فلان وقت نکاح کیا ہی اور قابض کے گواہون نے اِس سے پیچھے وقت نکاح کی گواہی دی تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط مین ہی اگر قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ عورت میری جورو ہی مین نے اِس سے نکاح کیا ہی اور مجھسے میرے فراش پر اِسکے یہ بچہ پیدا ہوا ہی اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہی میرے فراش پر اِسکے یہ غلام میری ملک مین پیدا ہوا ہی تو بچہ کی ڈگری شوہر کے نام اور باندی کی ملک کی ڈگری مدعی کے نام ہوگی اور بچہ اور باندی دونون مدعی کی ملک تھے مگر بچہ باقرار مدعی آزاد ہوگا اور باندی بھی اُسکے اقرار سے اُسکی ام ولد ہو جائیگی و لیکن اگر مدعی کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ اِس باندی نے اِسکو دھوکھا دیا اور اپنے آپ کو آزاد کہکر نکاح کیا ہی تو اُسوقت بچہ البتہ بقیمت آزاد ہوگا یہ محیط مین ہی- اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہی اور اُسکے ایک بچہ ہی اُسپر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرے باپ کی باندی ہی اُسی کے فراش سے یہ بچہ اِس باندی کے پیدا ہوا ہی

اور باپ مدعی کا مرچکا ہی اور دوسرے گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ اسی قابض کی باندی ہی اسی کی ملک و فراش پر یہ بچہ جنی ہی اور وہ اسکا بیٹا ہی تو غیر قابض کے باپ میت کا بیٹا ہونے کی ڈگری ہوگی اور باندی آزاد کیجائیگی اور اُسکی ولاء میت کو پہونچیگی اور قابض کے نام اسمین سے کچھ ڈگری نہوگی کذا فی الحاوی اگر بچہ کسی شخص کے قبضہ مین ہو اُسپر ایک عورت نے گواہ قائم کیے کہ میرا بچہ ہی تو اُسکے نسب سے ہونے کا حکم ہو جائیگا اور اگر قابض اسکا مدعی ہو تو یہ حکم نہوگا اور اگر عورت نے صرف ایک عورت گواہ قائم کی کہ یہ بچہ اس مدعیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا ہی پس اگر قابض دعوی کرتا ہی کہ یہ میرا بیٹا یا غلام ہی تو عورت کے نام کچھ ڈگری نہوگی اور اگر کچھ دعوی نہین کرتا ہی تو عورت کے نام صرف ایک عورت کی گواہی پر ڈگری ہوجائیگی اور یہ استحسان ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک بچہ ایک عورت کے قبضہ مین ہی اُسپر دوسری عورت نے دعوی کیا کہ یہ میرا بچہ ہی اور اسپر گواہ ایک عورت قائم کی اور قابضہ نے بھی اسی دعوے پر ایک عورت گواہ دی تو قابضہ کی ڈگری ہوگی اور اگر ہر ایک کے واسطے دو مردون نے گواہی دی تو قابضہ کی ڈگری ہوگی اور اگر قابضہ کی ایک عورت نے اور مدعیہ غیر قابضہ کی دو مردون نے گواہی دی تو مدعیہ کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ مین ہی وہ کچھ دعوی نہین کرتا ہی پس ایک عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہی مین نے اسکو جنا ہی اور ایک مرد نے گواہ قائم کیے کہ میرا بیٹا ہی میرے فراش سے پیدا ہوا ہی اور اُسکی مان کا نام نہ لیا تو اس مرد مدعی اور عورت مدعیہ کے نسب سے قرار دیا جائیگا اسی طرح اگر عورت کے قبضہ مین ہو تو بھی یہی حکم ہوگا اور دونون مین فراش کا حکم بالاقتضا ہی کذا فی المبسوط۔ امام اعظم رح نے فرمایا کہ دو غیر قابض مدعیون مین ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہی میرے فراش پر میری اس عورت سے پیدا ہوا ہی تو وہ دونون مردون اور دونون عورتون کے نسب سے قرار دیا جائیگا اور صاحبین نے کہا کہ فقط[ع] دونون مردون کے نسب سے قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک بچہ ایک شخص کے قبضہ مین ہی دو شخص آئے اور ہر ایک نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی اور دونون نے گواہ دیے کہ یہ میرا بیٹا ہی تو دونون کے نسب سے ہونے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک فریق گواہ نے دوسرے سے پہلے وقت بیان کیا تو لڑکے کا سن دیکھا جائیگا پس اگر ایک کے وقت سے موافقت رکھتا ہو دوسرے سے مخالف ہو تو موافق کے نام ڈگری ہوگی اور اگر ایک کے وقت سے یقیناً مخالف ہو اور دوسرے کے وقت سے اشکال و اشتباہ ہو تو مشتبہ کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون کے وقت مین اشتباہ ہو مثلاً ایک فریق نے نو برس دوسرے نے دس برس بیان کیے اور سن دونون کو محتمل ہی تو صاحبین کے نزدیک وقت کا اعتبار ساقط اور[ع] دونون کے نام ڈگری ہوگی یہ روایات متفق ہین اور شمس الائمہ حلوائی نے شرح مین ذکر کیا ہی کہ امام اعظم رح سے عامہ روایات مین مذکور ہی کہ دونون کی ڈگری ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی ایک لقیط پر دو شخصون نے دعوی کیا ایک نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہی اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری بیٹی ہی پھر جو دیکھا تو وہ خنثے نکلا پس اگر مردون کے پیشاب کے سوراخ سے پیشاب کرتا ہی تو وہ لڑکے کے مدعی کا ہی اور اگر عورتون کے سوراخ سے پیشاب کرتا ہی تو بیٹی کے مدعی کا ہی اور اگر دونون سوراخ سے پیشاب کیا تو جس سوراخ سے پہلے نکلا اُسی کے مدعی کا ہوگا اور اگر دونون سے ایک ساتھ پیشاب کیا اور کوئی آگے پیچھے نہ ہوا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ مجھے علم نہین پس دونون مین کیا حکم کیا جاوے اور صاحبین نے فرمایا کہ کہ جس سے زیادہ پیشاب خارج ہو اُسکے مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون سے برابر نکلا تو بالاتفاق مشکل ہی اور مشتبہ ہی یہ شرح منظومہ مین ہی اگر مسلمان غلام نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی میرے فراش سے اس باندی سے پیدا ہوا ہی اور

ایک ذمی نے دعوی کیا کہ میرا بیٹا ہی میری اِس عورت سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہی تو آزاد ذمی کے نام حکم ہوگا یہ مبسوط مین ہی ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ مین ہی اُسکے نسب کا دو غیر قابضون نے ایک مسلمان اور ایک ذمی نے دعوی کیا اور ہر ایک نے مسلمان گواہ اِس امر کے قائم کیے کہ میرا بیٹا ہی تو مسلمان کے نسب کی ڈگری ہوگی اور بسبب اسلام کے اُسکو ذمی پر ترجیح دیجائیگی یہ محیط مین ہی اور اگر یہودی و نصرانی و مجوسی مین ہر ایک نے اِس امر کے گواہ دیلے تو یہودی و نصرانی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط مین ہی- ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ مین ہی اُسپر ایک آزاد مسلمان نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا میری اِس عورت سے پیدا ہوا ہی اور غلام یا مکاتب نے بھی ایسا ہی دعوی کیا تو آزاد مسلمان کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک غلام نے دعوی کیا کہ میرا بیٹا ہی میری اِس باندی سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہی اور دوسرے مکاتب نے اُسپر دعوی کیا کہ میری اِس مکاتبہ سے پیدا ہوا ہی تو مکاتب کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہی

چھٹی فصل - جورو و مرد کے دعوے کرنے کے بیان مین درحالیکہ بچہ دونون یا ایک کے قبضہ مین ہو- اگر لڑکا ایک مرد اور اُسکی عورت کے قبضہ مین ہو پس مرد نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اِس عورت کے سواے دوسری سے ہی اور عورت نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اِس مرد کے سواے دوسرے سے ہی تو وہ لڑکا دونون کا شمار کیا جائیگا یہ اُسوقت ہی کہ نکاح دونون مین ظاہر ہو اور اگر ظاہر نہو تو دونون مین نکاح کا حکم ہوجائیگا کذا فی شرح الطحاوی اور اگر بچہ شوہر کے ہاتھ مین ہو اُسنے کہا کہ یہ میرا بیٹا دوسری عورت سے ہی اور جورو نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھسے ہی تو شوہر کا قول مقبول ہوگا اور اگر عورت کے قبضہ مین ہوا اُسنے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھسے پہلے میرے شوہر کا ہی اور شوہر نے کہا کہ میرا بیٹا تجھسے ہی تو بھی شوہر کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر شوہر نے پہلے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اِس عورت کے سواے دوسری میری عورت سے ہی اور وہ اُسکے قبضہ مین ہی تو دوسری عورت سے نسب ثابت ہوجائیگا پھر اِسکے بعد اگر اِس عورت نے دعوی کیا تو اِن دونون سے نسب ثابت نہوگا اور اگر پہلے عورت نے دعوی کیا کہ یہ بچہ میرا بیٹا اِس مرد کے سواے دوسرے سے ہی اور بچہ دونون کے قبضہ مین ہی پھر اِسکے بعد مرد نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اِس عورت کے سواے دوسری سے ہی پس اگر دونون مین نکاح ظاہر ہو تو دونون کا قول قبول نہوگا اور دونون کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور اگر دونون مین نکاح ظاہر نہو تو عورت کا قول قبول ہوگا اور اُسی سے نسب ثابت ہوگا جبکہ مرد نے عورت کی تصدیق کی ہی اور یہ اُسوقت ہی کہ بچہ اپنی ذات سے تعبیر نہین کرسکتا ہی اور اگر تعبیر کرسکتا ہی اور وہان کوئی رقیت ظاہر نہین ہوتی ہی تو بچہ کا قول معتبر ہوگا جسکی اُسنے تصدیق کی اُسی سے اُسکا نسب اُسکی تصدیق سے ثابت ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی- عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا تجھسے ہی اور بچہ عورت کے پاس ہی اور ایک عورت نے ولادت کی گواہی دی اور شوہر نے جورو کی تکذیب کی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جب عورت کو لازم ہوا تو مرد کو بھی لازم ہوا یہ وجیز کردری مین ہی- ایک عورت کا شوہر موجود ہی اُسنے ایک لڑکے کا دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اِس شوہر سے ہی اور شوہر نے تکذیب کی تو دعوت صحیح نہین ہی جبتک کہ ایک عورت گواہی نہ دے کہ یہ عورت اِسکو جنی ہی اور اگر عورت معتدہ ہو اور شوہر پر نسب کا دعوی کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک پوری حجت کی ضرورت ہی اور اگر معتدہ و منکوحہ نہو تو نسب بدون حجت کے ثابت ہوگا اور اگر شوہر نے اُسکی تصدیق کی تو دونون کا بیٹا قرار پائیگا اگرچہ کسی عورت نے ولادت کی گواہی نہ دی ہو یہ شرح جامع صغیر صدر الشہید مین ہی- اگر شوہر بچہ کا مدعی ہی اور عورت نے اُسکی تکذیب کی اور ایک عورت نے ولادت کی گواہی دی تو شوہر کی تصدیق نہ کیجائیگی اور جنائی کی گواہی سے اُسوقت

[illegible]

ثبوت ہوتا ہی جب عورت ولادت کی مدعیہ ہو یہ وجیز کردری مین ہی- ایک لڑکا ایک مرد و عورت کے قبضہ مین ہی عورت نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اسی مرد سے ہی اور مرد نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا دوسری عورت سے ہی تو وہ مرد کا بیٹا قرار پائیگا نہ عورت کا- اور اگر کسی عورت نے آکر عورت کی طرف سے ولادت کی گواہی دی تو لڑکا مرد کی طرف سے عورت کا ہوگا اور اس گواہی سے وہ عورت اُسکی زوجہ ہوگی اور اگر لڑکا مرد کے قبضہ مین ہو نہ عورت کے اور عورت اُسکی آزاد جورو ہی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی پھر ایک عورت نے ولادت کی گواہی دی تو یہ لڑکا عورت کا اس مرد سے قرار نہ دیا جائیگا اور مرد کا بیٹا قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اگر مرد و عورت حرہ نے ایک لڑکے کی نسبت جو دونون مین سے ایک کے قبضہ مین ہی باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ یہ ہمارا بیٹا ہی پس وہ دونون کا بیٹا ہی اور عورت مرد کی جورو ہی پس اگر عورت اپنا آزاد ہونا نہین جانتی ہی اور کہتی ہی کہ مین تیری ام ولد ہون اور یہ میرا بیٹا ہی تجھسے پیدا ہی اور مرد نے کہا کہ نہین اور تو میری جورو ہی تو وہ دونون کا بیٹا ہی ولیکن عورت نے رق کا اقرار کیا اور مرد نے اُسکی اس امر کی تکذیب کی پس عورت کی رقیت ثابت نہوئی اور مرد نے اُس سے نکاح کا دعوی کیا مگر عورت نے اُسکی تکذیب کی پس دونون مین نکاح نہ قرار پایا اسی طرح اگر عورت نے دعوی کیا کہ مین اسکی جورو ہون اور مرد نے کہا کہ یہ میری ام ولد ہی تو یہ صورت اور صورت اول دونون یکسان ہین یہ مبسوط مین ہی- اگر مرد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھسے نکاح جائز سے پیدا ہی اور عورت نے کہا کہ یہ بیٹا میرا تجھسے نکاح فاسد سے ہی تو بچہ دونون کا بیٹا ہی- اسی طرح اگر عورت نے مرد سے کہا کہ یہ میرا بیٹا نکاح جائز سے تجھسے پیدا ہی اور مرد نے کہا کہ میرا بیٹا تجھسے نکاح فاسد سے پیدا ہی تو دونون کا بیٹا قرار پائیگا اور مدعی جواز کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر شوہر نے فساد نکاح کا دعوی کیا تو اُس سے وجہ فساد دریافت کیجاویگی اور دونون مین جدائی کر دیجائیگی اور یہ تفریق حق مہر و نفقہ مین تفریق بطلاق ہوگی حتے کہ اُسکے ذمہ مہر و نفقہ لازم ہوگا اور اگر عورت مدعی فساد ہو تو تفریق نکیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی

فصل ساتوین - غیر کی باندی کے بچہ کا بحکم نکاح دعوی کرنے کے بیان مین

- ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہی اُس سے اُسکا ایک لڑکا ہی پس گواہ قائم کیے کہ یہ باندی زید کی ہی مجھسے اسنے نکاح کیا ہی پھر مجھسے یہ بچہ جنی اور زید نے گواہ قائم کیے کہ جو باندی اسکے قبضہ مین ہی اسنے میرے ساتھ نکاح کر دیا ہی اور مجھسے اسکے یہ ایک دوسرا بیٹا ہی تو ہر ایک کے واسطے اُسکے مقبوضہ بیٹے کی ڈگری ہوگی اور قابض کے ہاتھ مین باندی متوقف رکھی جائیگی کوئی اُس سے وطی نہین کرسکتا ہی اور دونون مین سے اگر کوئی مرگیا تو آزاد ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی ایک باندی مع بچہ کے دوسرے کے قبضہ مین ہی پس اُسپر ایک مرد نے دعوی کیا کہ قابض نے میرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا و اولاد ہوئی اور قابض نے دعوی کیا کہ یہ باندی مدعی کے قبضہ مین تھی اُسنے میرے ساتھ نکاح کر دیا اور اولاد میری ہی تو بچہ کا نسب دونون سے ثابت ہوگا اور آزاد ہوگا اور باندی کا حکم متوقف رہیگا دونون مین سے کوئی اُس سے وطی نہ کریگا اور جب کوئی مرگیا تو باندی آزاد ہوجائیگی یہ تاتارخانیہ مین خزانہ سے منقول ہی- اگر زید کے قبضہ مین ایک باندی ہی اور اُسی کے قبضہ مین اُسکا بچہ ہی اور عمرو نے دعوی کیا کہ زید یعنے مالک کی بلا اجازت اس باندی نے مجھسے نکاح کیا اور میرے فراش سے اسکے یہ بچہ جو زید کے قبضہ مین چھ مہینے بعد پیدا ہوا ہی اور اسپر گواہ قائم کیے اور مالک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہی میرے فراش پر میری اسی باندی سے پیدا ہوا ہی تو بیٹے کی ڈگری شوہر کے نام اور اُس سے

اُسکا نسب ثابت اور وارث ہوگا اور اقرار سے آزاد ہوگی اور باندی بمنزلہ ام ولد قرار دیجائیگی اور مالک کے مرنے پر آزاد ہوگی کذا فی الحاوی۔ ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین ہے اسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور اسکے قابض نے دعوی کیا پھر ایک دوسرے شخص سے کہا کہ یہ تیری باندی ہو تو نے میرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تھا اور دوسرے نے اسکی تصدیق کی اور اصل مین ثبوت نہین ہوتا ہو کہ یہ باندی دوسرے کی تھی تو بچہ آزاد ہوگا اور قابض سے اسکا نسب ثابت اور باندی اُسکی ام ولد قرار دیجائیگی ولیکن مقرلہ کو باندی کی قیمت دیگا اور اگر اصل مین معلوم ہوتا ہو کہ مقرلہ کی باندی تھی تو قابض سے نسب ثابت اور بچہ و باندی دونون مقرلہ کے مملوک ہونگے اور اگر اصل مین مقرلہ کا باندی ہونا معلوم ہوا ولیکن مقرلہ نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا ہو اور قابض نے کہا کہ تو نے میرے ساتھ نکاح کر دیا ہو بچہ میرا ہو تو قابض باندی کی قیمت اُسکو دیگا اور عقر نہ دیگا اسی طرح اگر قابض نے کہا کہ یہ باندی تو نے میرے ہاتھ فروخت کر دی اور مقرلہ نے کہا کہ نہین بلکہ تیرے نکاح مین دی تو یہ صورت و صورت اولے یکسان ہین اور اگر اصل مین معلوم ہو کہ یہ باندی مقرلہ کی تھی تو مقرلہ سب صورت مین بچہ و باندی کو اپنی ملک مین لے لیگا سوائے ایک صورت کے کہ جب مقرلہ نے اقرار کر دیا کہ مین نے اسکو تیرے ہاتھ فروخت کر دیا ہو تو مقرلہ باندی کو نہین لے سکتا ہو اور نہ قابض اُسکو قیمت دیگا ولیکن قابض پر عقر واجب ہوگا اور باندی بمنزلہ ام ولد کے موقوف رہیگی یہ مبسوط مین ہو امام محمد رہ نے فرمایا کہ زید نے عمرو کی مقبوضہ باندی پر دعوی کیا کہ مین نے اس سے نکاح کیا ہو اور مجھسے یہ بچہ اسکے پیدا ہوا ہو اور عمرو نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا اور یہ بچہ تجھسے ہو تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ یہ بچہ مستولد کے نسب سے ثابت النسب ہوگا اور آزاد ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور موقوف رہیگی کہ کسی کی خدمت نہ کریگی اور نہ کوئی اُس سے وطی کر سکتا ہو اور شوہر پر ادائے ثمن کے واسطے مہر واجب ہوگا اور اگر مستولد نے خرید کا دعوی کیا اور مولے نے اُسکے ساتھ نکاح کر دینے کا اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو بچہ ثابت النسب اور باندی مع بچہ کے مولے کے دونون مملوک ہونگے اور مستولد کو اُس سے وطی حلال نہین ہو اور مولے کو حلال ہو یہ محیط مین ہو

آٹھوین فصل ولدالزنا اور جو اسکے حکم مین ہو اُسکی دعوت نسب کے بیان مین۔ اگر کسی نے کسی عورت سے زنا کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا اور زانی نے اُسکا دعوی کیا تو نسب ثابت نہوگا ولیکن عورت سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اسی طرح اگر کسی نے ایک بچہ غلام پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہو دعوی کیا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہو تو اُس سے نسب ثابت نہوگا خواہ مالک نے اُسکی تکذیب کی یا تصدیق کی ہو اور اگر مدعی اس بچہ کا کسی سبب سے مالک ہو جاوے تو اُسکے پاس سے آزاد ہو جاویگا اور اگر اُسکی مان کا مالک ہو تو وہ اُسکی ام ولد نہوگی یہ بدائع مین ہو۔ اسی طرح اگر مدعی نے کہا کہ یہ فجور سے میرا بیٹا ہو یا مین نے عورت سے فجور کیا پس وہ یہ بچہ جنی ہو یا بدون رُشد کے یہ میرا بچہ ہو تو بھی یہی حکم ہو اسی طرح اگر ایسا بچہ مدعی کے باپ یا ماموں یا کسی ذی رحم محرم کے نسب سے ہو تو مدعی سے اسکا نسب ثابت نہوگا جبکہ اُسنے کہدیا ہو کہ یہ زنا سے ہو اور ان لوگون کے مالک ہونے سے یہ بچہ انکے پاس سے آزاد نہو جائیگا اور یہ صورت بخلاف اس صورت کے ہو کہ اگر یہ بچہ مدعی کے بیٹے کا ہو تو مدعی سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اگرچہ مدعی کا بیٹا کہتا ہو کہ یہ زنا سے ہو کذا فی المحیط - اگر مدعی نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہو حالانکہ یہ باپ نہین ہو اور نہ کہا کہ زنا سے ہو پھر اُسکا مالک ہوا تو نسب ثابت ہوگا اور آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ یہ میرا بیٹا نکاح فاسد یا خرید فاسد سے ہو یا شبہہ کا دعوی کیا یا کہا کہ یہ باندی مین اُسکے مالک کے پاس لیے جاتا تھا یعنے رستہ مین میرے جماع سے یہ بچہ ہوا ہو اور مولے نے اُسکی تکذیب کی تو جب تک دوسرے کا

ثابت ہو نسب ثابت نہوگا اور جب وہ اُسکا مالک ہو تو نسب ثابت ہوگا آزاد ہو جائیگا اور اگر باندی کا مالک ہو تو اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ حاوی مین ہے۔ ایک مرد نے اقرار کیا کہ مین نے آزاد عورت سے زنا کیا اُس سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے اور عورت نے اُسکی تصدیق کی تو نسب دونون مین کسی سے ثابت نہوگا لیکن دائی نے اگر ولادت کی گواہی دی تو عورت سے ثابت ہوگا مرد سے ثابت نہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مرد نے کسی عورت حرہ یا مملوکہ سے زنا کا اقرار کیا اور کہا کہ یہ بیٹا میرا اس سے زنا سے ہے اور عورت نے نکاح فاسد یا باندی کا دعوی کیا تو نسب مرد سے ثابت نہوگا اگرچہ بچہ کا مالک ہو جاوے ولیکن وقت مالک ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور مرد پر حد جاری نہوگی ولیکن عقر اُسکو دینا پڑیگا اسی طرح اگر عورت نے ایک گواہ قائم کیا تو بھی مرد سے نسب ثابت نہوگا اگرچہ گواہ عادل ہو اور مرد پر عقر واجب ہوگا اور عورت پر عدت دونون صورتون مین لازم ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر ایک عورت کے مقبوضہ لڑکے پر دعوی کیا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے اور عورت نے کہا کہ نکاح سے ہے تو نسب ثابت نہوگا پھر اگر اِسکے بعد کہا کہ نکاح سے ہے تو ثابت ہو جائیگا اسی طرح اگر عورت نے زنا سے اور مرد نے نکاح سے دعوی کیا تو نسب نہ ثابت ہوگا پھر اگر عورت نے تصدیق مرد کی طرف عود کیا تو مرد سے نسب ثابت ہو جائیگا کذا فی الحاوی۔ اگر مرد نے نکاح کا اور عورت نے زنا کا دعوی کیا پس اگر لڑکا مرد کے پاس ہے تو نسب مرد سے ثابت ہو جائیگا اور اگر عورت کے پاس ہے تو مرد سے ثابت نہوگا اور اگر مرد اُسکا مالک ہوا تو نسب ثابت ہوگا اور اگر اُسکی مان کا مالک ہوا تو اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور مرد پر حد جاری نہوگی عقر واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مرد نے ایک گواہ نکاح پر پیش کیا تو مرد سے نسب ثابت نہوگا جبکہ بچہ عورت کے پاس ہو اسی طرح اگر دو گواہ پیش کیے مگر انکی تعدیل نہوئی یا دونون محدود القذف یا اندھے تھے تو نسب ثابت نہوگا ولیکن مہر و عدت واجب ہوگی یہ محیط مین ہے اگر کسی شخص کی جورو اُسکے فراش پر بچہ جنی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے زنا کیا اور مجھسے یہ بچہ اسکے پیدا ہوا اور عورت نے اُسکی تصدیق کی تو مرد سے نسب اُسکا ثابت ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کسی شخص کی جورو کے اُسکے فراش سے لڑکا ہوا شوہر نے کہا کہ مجھسے فلان شخص نے زنا کیا اور یہ بچہ اُسی کا ہے اور عورت نے تصدیق کی اور فلان شخص نے بھی اسکا اقرار کیا تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہے یہ مبسوط مین ہے

نوین فصل مالک کی اپنی باندی کے بچہ کے دعوے نسب کے بیان مین۔ امام محمد رح نے فرمایا اگر مرد نے اپنی باندی اپنے غلام سے بیاہ دی پھر چھ مہینے یا زیادہ کے بعد اُسکے بچہ ہوا تو شوہر کا بچہ ہوگا اور اگر شوہر نے اُسکی نفی کی تو اُسکے نفی کرنے سے نفی نہوگی پس اگر مولے نے دعوی کیا کہ میرا بیٹا ہے تو دعوت صحیح نہین ہے اور نہ اُس سے نسب ثابت ہوگا ولیکن اُسکے اقرار کی وجہ سے بچہ آزاد ہو جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر اسی صورت مسئلہ مین مولے نے کہا کہ یہ بچہ اسی باندی سے زنا سے میرا بیٹا ہے تو باندی اُسکی ام ولد نہوگی۔ اور اگر نکاح کے وقت سے چھ مہینے سے پہلے باندی کے بچہ ہوا تو اُسکے شوہر سے نسب ثابت نہوگا پھر اگر مولے نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو اُس سے نسب ثابت ہو جائیگا اور نکاح فاسد ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنی باندی کو دوسرے کے غلام سے باجازت اُسکے مالک کے یا کسی آزاد سے بیاہ دیا اور چھ مہینے یا زیادہ مین اُسکے بچہ ہوا تو مولے کے دعوے سے اُسکا نسب مولے سے ثابت نہوگا خواہ شوہر اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے ولیکن مولے کے اقرار کی وجہ سے آزاد ہو جائیگا اگرچہ ثبوت نسب نہین ہے اور باندی بمنزلہ اُسکی ام ولد کے ہوگی اور نسب شوہر سے ثابت ہوگا یہ مبسوط مین ہے اور آیا فساد نکاح کا حکم دیا جائیگا یا نہین

پس درصورتیکہ شوہر نے تکذیب کی تو شک نہین کہ فساد نکاح کا حکم نہ دیا جائیگا ولیکن تصدیق کی صورت مین بعض مشائخ نے فرمایا کہ حکم فساد دیا جائیگا اور بعض نے کہا کہ نہ دیا جائیگا مگر جبکہ شوہر نے یون اقرار کیا ہو کہ یہ بچہ مولے کا ہی باندی نکاح سے پہلے اُس سے حاملہ ہو گئی تھی تو فساد نکاح کا حکم ہو گا- اگر زید نے اپنی باندی عمرو کے ساتھ بیاہ دی پھر اُسکو فروخت کیا پھر وقت نکاح سے چھ مہینے یا زیادہ مین یا وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین اُسکے بچہ ہوا پس مولے نے اُسکا دعوی کیا تو حق نسب مین تصدیق نہ کیجائیگی اور نہ بچہ آزاد ہوگا اور نہ بیع ٹوٹیگی اور بچہ اپنی مان کے خاوند کا بحالہ رہیگا اور اگر مشتری نے اُسکا دعوی کیا تو حق نسب مین دعوت صحیح نہین ہی ولیکن آزاد ہو جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ محیط مین ہی- اگر کسی کی باندی نے بلا اجازت مالک کے نکاح کر لیا پھر چھ مہینے مین بچہ جنی پس شوہر و مولے نے دعوی کیا تو شوہر کا بیٹا ہوگا اور مولے کے دعوی سے آزاد ہو جائیگا اسی طرح کسی کی ام ولد نے بلا اجازت مالک کے نکاح کر لیا اور شوہر نے اُس سے وطی کی پھر چھ مہینے مین بچہ ہوا پھر دونون نے اُسکا دعوی یا دونون نے نفی یا ایک نے دعوی اور دوسرے نے نفی کی تو ہر حال مین شوہر کا بیٹا قرار دیا جائیگا یہ حاوی مین ہی- ایک باندی کے مالک نے ایک بچہ کے نسب پر گواہ قائم کیے کہ یہ لڑکا میری باندی سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہی اور دوسرے نے دعوی کیا کہ بدون اجازت مالک کے اُسنے مجھسے نکاح کیا ہی اور میرے فراش سے اُسکے یہ بچہ ہوا ہی جو مالک کے قبضہ مین ہی تو شوہر کے نام بچہ کی ڈگری ہو گی اور مالک کے اقرار کی وجہ سے بچہ فی الحال آزاد ہو جائیگا اور اُسکی مان بعد موت مالک کے آزاد ہو گی یہ محیط سرخسی مین ہی- امام محمد رہ نے ذکر فرمایا کہ ایک شخص کی باندی ہی اُسکے چند اولاد ہین کہ انکو مختلف پیٹون سے کئی بار جنی ہی حالانکہ اُسکا شوہر کوئی نہین ہی پس مالک نے اپنی صحت مین فرمایا کہ انمین سے ایک میرا بیٹا ہی پس جبتک مولے زندہ ہی بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا پھر اگر بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو بالاجماع نسب ثابت نہو گا حتے کہ کوئی انمین سے میت کا وارث نہین ہو سکتا ہی اور بالاجماع ام الاولاد یعنے باندی آزاد ہو جائیگی اور اولاد کی آزادی مین اختلاف ہی امام ابو حنیفہ رہ نے فرمایا کہ ہر ایک مین سے تہائی آزاد ہوگا اور دو تہائی قیمت کے واسطے سعی کرینگے اور امام محمد رہ نے کہا کہ چھوٹا کل آزاد ہوگا اور درمیانی کا نصف آزاد اور نصف قیمت کے واسطے وہ سعایت کرے اور بڑے مین سے تہائی آزاد اور دو تہائی کے واسطے سعی کرے اور کتاب مین امام ابو یوسف رہ کا قول مذکور نہین ہی اور فقیہ ابو احمد عیاضی امام ابو یوسف رہ سے روایت کرتے تھے کہ انہون نے فرمایا کہ جسکی آزادی کا مجھے یقین ہوگا وہ پورا آزاد کردونگا جیسا قول امام محمد رہ کا ہی اور جسمین یقین نہوگا اسمین میرا قول مثل قول امام اعظم رہ کے ہی فعلی ہذا انکے قول کے موافق چھوٹا بالکل آزاد اور درمیانی و بڑے مین سے ہر ایک کا تہائی آزاد ہوگا کذا فی المحیط- اگر باندی نے بلا شوہر ایک بچہ جنا اور مولے نے اُسکا دعوی نہ کیا یہانتک کہ بڑا ہو گیا اور مولی کی کسی باندی سے اُسکے ایک بچہ ہوا پھر پہلا لڑکا مر گیا پھر مولے نے کہا کہ ان دونون مین ایک میری اولاد ہی یعنی میت یا میت کا بچہ پس بلا اختلاف چھوٹا مستقل کل آزاد ہو جائیگا اور اُسکی مان آدھی قیمت کے واسطے سعی کریگی اور نانی اُسکی بھی آدھی قیمت کے واسطے سعی کریگی یہ مبسوط مین ہی- ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین ہی اُسکے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی کے لڑکی پیدا ہوئی پس مولے نے اپنی صحت زندگی مین کہا کہ ان تینون مین سے ایک میری اولاد ہی اور بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو چھوٹی یعنے نتنی کل اور درمیانی کل آزاد ہو جائیگی اور بڑی یعنے نانی آدھی آزاد اور آدھی قیمت کے واسطے سعی کریگی یہ محیط مین ہی ایک باندی ایک لڑکا بدون شوہر کے جنی پھر دو بیٹیان جوڑیا ایک پیٹ سے بدون شوہر کے جنی پھر ایک دوسرا بیٹا بدون شوہر کے جنی پھر مولے نے بڑے لڑکے اور دونون جوڑیا مین سے ایک کو دیکھکر کہا کہ ان دونون مین سے ایک میری اولاد ہی اور قبل بیان کے

مرگیا تو کسی کا نسب مولے سے ثابت نہوگا اور بڑا لڑکا آدھا اور ہر ایک لڑکی آدھی آدھی آزاد ہو جائیگی اور آدھی قیمت کے واسطے سعی کرینگے اور چھوٹا لڑکا کُل آزاد ہو جائیگا اور اُسکی ماں کُل آزاد ہو جائیگی اور یہ امام اعظم رہ کے نزدیک ہی اور صاحبین رہ کے نزدیک دونون فریق سب آزاد ہو جائینگے اور اگر بڑے لڑکے اور چھوٹے لڑکے کو دیکھکر کہا کہ انمین سے ایک میرا بیٹا ہی تو بڑے مین سے نصف آزاد اور نصف کے واسطے سعی کرے اور اُنکی ماں آزاد اور دونون بیٹیون مین نصف آزاد اور نصف کے واسطے دونون سعی کرین اور یہ امام اعظم رہ کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک بڑے کا آدھا آزاد اور آدھے کے واسطے سعی کرے اور چھوٹا کُل آزاد اور دونون لڑکیون مین سے نصف آزاد ہو جائینگی یہ محیط سرخسی مین ہی ایک شخص مرگیا اور ایک باندی چھوڑی جسکے تین بچے ہین اور ہر ایک بچہ کو علٰحدہ پیٹ سے جنی ہی پس باندی نے گواہ قائم کیے کہ میت نے اقرار کیا ہی کہ یہ بڑا لڑکا میرا ہی میرے نسب سے اس باندی سے پیدا ہوا ہی تو وہ مولے کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور باقی دونون بمنزلہ اپنی ماں کے ہونگے پس اگر گواہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ مولے نے بڑے لڑکے کی نسبت اپنی بیٹے ہونے کا اقرار باقی دونون لڑکون کے پیدا ہونے سے پہلے کیا ہی تو باقی دونون بھی اُسکے بیٹے قرار پاوینگے اور امام محمد رہ نے فرمایا کہ اگر بڑے لڑکے کی نسبت بیٹے ہونے کے اقرار سے چھ مہینے یا زیادہ بعد اُسنے دوسرا جنا تو دوسرا بھی اُسی کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر چھ مہینے سے کم مین جنا تو اسکو لازم نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک شخص کی ایک منکوحہ آزاد جورو اور دوسری باندی ہی پھر ہر ایک کے دونون مین سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر منکوحہ اور باندی مرگئی پس مرد نے کہا کہ ان دونون مین ایک میرا بیٹا ہی مگر مین نہین پہچانتا ہون کہ ان دونون مین کون میرا بیٹا ہی تو کسی کا نسب ثابت نہوگا اور ہر ایک مین سے نصف آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہی اگر ایک کے دو غلام ہون اُسنے کہا کہ دونون مین سے ایک میرا بیٹا ہی یا کہا کہ یہ یا وہ میرا بیٹا ہی تو کسی کا نسب ثابت نہوگا لیکن ایک غیر معین آزاد ہوگیا اور بسبب موت کے بیان نہونے کی وجہ سے عتق دونون مین پھیل جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ ایک باندی کے تین اولاد بطون مختلفہ سے پیدا ہوئین پس تین شخصون نے گواہی دی ایک نے یہ گواہی دی کہ جب اول یہ بیٹا پیدا ہوا تو مولے نے اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ جب دوسرا پیدا ہوا تو مولے نے اپنے بیٹے ہونے کا اقرار کیا اور تیسرے نے تیسرے کی نسبت یہ گواہی دی کہ جب اسکے تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو مولے نے اپنے بیٹے ہونے کا اقرار کیا اور مولے اس سب سے انکار کرتا ہی تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ بڑا لڑکا اُسکا غلام ہی فروخت کرسکتا ہی اور دوسرا ام ولد کے بچہ کے حکم مین ہی اگرچہ اُسکا نسب ثابت نہین ہوا اور تیسرے کا نسب ثابت ہوا ولیکن اگر نفی کرے تو ثابت نہوگا کذا فی فتاوے قاضیخان

دسوین فصل بچہ کے نسب کا کسی دوسرے کے واسطے اقرار کرنے کے بعد اپنے نسب کے دعوت کرنے کے بیان مین۔

اگر ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین بچہ جنی پس مولے نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا اسکے شوہر آزاد یا غلام کا ہی کہ جسکے ساتھ اسکو بیاہ دیا تھا پھر اسکے بعد اپنے نسب کا دعوی کیا پس اگر مقر لہ نے اُسکے قول کی تصدیق کرلی تو پھر مولے کی دعوت اپنے واسطے صحیح نہین ہی ولیکن اُسکے اقرار پر غلام اُسکے پاس سے آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر مقر لہ نے اُسکی نہ تصدیق کی اور نہ تکذیب کی بلکہ خاموش رہا تو بھی دعوت نسب اصلا صحیح نہین ہی۔ اسی طرح اگر مقر لہ غائب یا میت ہو کہ اُسکی تصدیق و تکذیب کا حال نہ معلوم ہو تو مولے کی دعوت نسب صحیح نہین ہی اور اگر مقر لہ نے مولے کے قول کی تکذیب کی پھر مولے نے خود دعوت نسب کی تو امام اعظم رہ نے فرمایا کہ صحیح نہین ہی کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر مولے نے انمین سے کسی بات کا اقرار نہ کیا ولیکن اجنبی نے کہا کہ یہ لڑکا مولے کا بیٹا ہی ولیکن مولے نے انکار کیا پھر اجنبی نے اُسکو خرید لیا یا اُسکے وارث نے خرید لیا پھر بیٹے ہونے کا دعوی کیا تو آزاد

ہوجائیگا اور نسب اُس سے ثابت نہوگا یہ قول امام اعظم رح کا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایک عورت نے ایک مرد پر دعوی کیا کہ اسنے مجھسے نکاح کیا اور یہ لڑکا جو میرے پاس ہی میرا بیٹا اسی مرد سے ہی اور شوہر اس سے منکر ہی اور دو گواہون نے عورت کی طرف سے مرد پر یہ گواہی دی اور قاضی نے کسی سبب سے اُنکی گواہی رد کر دی پھر ایک گواہ نے اس لڑکے پر اپنے نسب کا دعوی کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک عورت نے گواہی دی کہ یہ لڑکا اس عورت کا ہی اور اُسکی گواہی نسب پر مقبول نہوئی پھر گواہی دینے والی عورت نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی اور اسپر دو گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے اور اگر لڑکے نے بڑے ہونے کے بعد دو گواہ قائم کیے کہ مین اس عورت کا بیٹا ہون تو قاضی اُسکے نسب سے ہونے کا حکم کریگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایک مرد نے کسی عورت کے پاس کے لڑکے پر نسب کا دعوی کیا اور عورت منکر ہی اور مرد نے دو گواہ قائم کیے اور قاضی نے اُنکی گواہی پر حکم نہ دیا پھر ایک گواہ نے دو گواہ اس دعوے پر قائم کیے کہ یہ لڑکا میرا بیٹا اور یہ عورت میری جورو ہی تو قاضی اس گواہی کو قبول نہ کریگا اور اگر عورت نے دعوی کیا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا اس مرد سے پیدا ہی اور یہ مرد میرا شوہر ہی اور اسپر دو گواہ قائم کیے تو اُسکی طرف سے قاضی گواہون کی سماعت کریگا یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک عورت کے پاس کے بچہ پر دو مردون نے دعوی کیا ہر ایک کہتا ہی کہ یہ میرا بیٹا اسی عورت سے نکاح سے پیدا ہوا ہی اور عورت منکر ہی پھر عورت نے کسی دوسرے پر دعوی کیا کہ اُسنے مجھسے نکاح کیا اور یہ لڑکا اُس سے ہی اور اس امر کی گواہی اُنھین دونون شخصون نے دی جنھون نے خود لڑکے کا دعوی کیا تھا تو اُنکی گواہی مقبول نہوگی اسی طرح اگر کسی عورت کے پاس کے لڑکے پر ایک شخص نے گواہی دی کہ یہ فلان شخص کا لڑکا ہی اور قاضی نے اُسکی گواہی رد کر دی پھر اُسنے اور دوسرے نے قاضی کے سامنے کسی دوسرے شخص کے نسب سے ہونے کی گواہی دی تو گواہی قبول نہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی عورت مکاتبہ کے نسبت اقرار کیا کہ یہ میری مکاتبہ اپنے شوہر سے بچہ جنی ہی پھر خود دعوی نسب کیا تو تصدیق نہ کیجائیگی ولیکن آزاد ہوجائیگا اور مدبرہ و ام ولد کے بچہ کا بھی یہی حکم ہی کذا فی الحاوی۔ اگر کسی شخص کی حاملہ باندی ہی پس اقرار کیا کہ اسکا حمل اسکے شوہر کا ہی جو مرگیا ہی پھر اپنے نسب کا دعوی کیا اور چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا تو آزاد ہوگا ولیکن اس سے نسب اُسکا ثابت نہوگا اور اگر مولے نے بعد اپنے اقرار کے ایک سال توقف کیا پھر کہا کہ یہ مجھسے حاملہ ہی پس وقت اقرار سے چھ مہینے سے پہلے بچہ جنی تو وہ مولے کا بیٹا ثابت النسب ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے اپنی باندی کسی غائب شخص کے ساتھ جو زندہ ہی بیاہ دی ہی اسکے چھ مہینے بعد اُسکے بچہ پیدا ہوا اور مولے نے اُسکا دعوی کیا تو تصدیق نہ کیجائیگی یہ مبسوط مین ہی اگر دو مردون کی مشترک باندی کے بچہ ہوا پھر ایک نے کہا کہ یہ دوسرے شریک کا نطفہ ہی اور دوسرے نے کہا کہ اُس شریک کا بیٹا ہی پھر دونون مین سے ایک نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی پس اگر دوسرے نے دعوی کیا تو بلا خلاف صحیح نہین ہی اور اگر اول نے دعوی کیا تو امام رح کے نزدیک دعوت صحیح نہین ہی اور صاحبین رح نے اسمین خلاف کیا ہی اور بچہ آزاد ہوگا کیونکہ دونون نے اُسکی حریت کی باہم تصدیق کی ہی اور باندی ام ولد موقوفہ ہوگی جب دونون مین سے کوئی مرا تو آزاد ہوجائیگی

کذا فی الذخیرہ

گیارہوین فصل تحمیل النسب علی الغیر اور اُسکے مناسبات کے بیان مین۔ اگر کسی نے اپنا نسب اپنے باپ سے ثابت کرنا چاہا اور باپ مرچکا ہی تو قاضی اُسکے گواہون کی سماعت نہ کریگا مگر جبکہ خصم کو حاضر کرے خواہ میت کا وارث ہو یا قرضدار ہو کہ اُسپر میت کا کچھ حق آتا ہو یا قرضخواہ ہو کہ میت پر اسکا حق ہو یا موصی لہ ہو پھر جب کسی شخص کو حاضر کرکے اُسپر اپنے باپ سے ہونیکا دعوی کیا تو خواہ یہ شخص حق کا مقر ہو یا منکر مدعی اپنے نسب کو ثابت کر سکتا ہی اور قاضی اس خصم کے مقابلہ مین گواہون

کی سماعت کریگا کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف - ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ یہ میرا ماں و باپ کی طرف سے بھائی ہی پس اگر اس سے میراث طلب کرنا مقصود ہی یا نفقہ تو دعوے کی سماعت ہوگی اور بھائی ہونے کی ڈگری ہوگی اور یہ حکم تمام بھائیون و وارثون پر جاری ہوگا اور اگر اس سبب سے مال کا دعوی مقصود نہین ہی تو بھائی ہونے کا اثبات ممکن نہین ہی اور اگر مدعی علیہ نے اُسکے بھائی ہونے کا اقرار کیا تو صحیح نہین ہی اسی طرح اگر دعوی کیا کہ میرا پوتا یعنی بیٹے کا بیٹا ہی حالانکہ بیٹا غائب یا مرچکا ہی اسی طرح اگر دادا ہونے کا دعوی کیا کہ باپ کا باپ ہی حالانکہ باپ غائب یا میت ہی پس اگر اس سبب سے مال کا نفقہ وغیرہ کا دعوی مقصود ہی تو غائب کی طرف سے خصم قرار پاسکتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی دوسرے شخص پر دعوی کیا کہ میرا چچا ہی یا کسی عورت پر کہ یہ میری بہن یا پھوپھی ہی اور کسی میراث یا حق کا دعوی نہ کیا تو صحیح نہین ہی یہ سراجیہ مین ہی - اگر کسی شخص پر دعوی کیا کہ یہ میرا باپ ہی یا بیٹا ہی یا کسی عورت پر دعوی کیا کہ میری جورو ہی یا جورو نے دعوی کیا کہ یہ میرا شوہر ہی یا کسی غلام نے کسی عربی پر دعوی کیا کہ اسنے مجھے آزاد کیا ہی اور یہ میرا مولے ہی یا عربی نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام تھا مین نے اسے آزاد کیا ہی یا ولاء موالات کا دعوی کیا اور مدعا علیہ ان امور سے منکر ہی پس مدعی نے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے خواہ ان چیزون کے سبب سے مال کا دعوی ہو یا نہو یہ خلاصہ مین ہی - اگر کسی عورت نے دعوی کیا کہ یہ شخص میرا بیٹا ہی یا اسنے دعوی کیا کہ یہ میری ماں ہی پس مدعی نے گواہ قائم کیے تو قاضی سماعت کریگا اور نسب مدعی کا ثابت ہو جائیگا ایسا ہی صاحب کتاب نے اس مقام پر ذکر کیا اور ایسا ہی امام محمد رہ نے جامع مین لکھا ہی اور جو امام محمد رہ نے جامع مین لکھا ہی وہ استحسان ہی کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک بچہ اسقدر چھوٹا ہی کہ اپنی ذات سے تعبیر نہین کرسکتا ہی اور مرد قابض کے زعم مین وہ ملتقط ہی اور ایک عورت اصلی حرہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ بچہ میرا ماں و باپ کی طرف سے بھائی ہی تو عورت کی ڈگری ہوکر اُسکے بھائی ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اُسکو دیدیا جائیگا اسی طرح اگر قابض شخص اسکے غلام ہونے کا دعوی کرتا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو عورت کی ڈگری ہوگی اور اُسکی آزادی کا حکم ہوگا اگر کسی شخص پر عورت نے دعوی کیا کہ یہ میرے بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا ہی تو یہ صورت اور بھائی ہونے کے دعوے کی صورت یکسان ہی لیکن اگر باوجود اسکے کسی حق مستحق کا دعوے کیا تو گواہی مقبول ہوگی ورنہ نہین - ایک شخص مرگیا اور تین مولے کہ جنھون نے اُسے آزاد کیا تھا چھوڑے اور ایک دار چھوڑا پس اُسکے مولاؤن نے گواہ قائم کیے کہ ہم نے اسکو آزاد کیا تھا ہمارے سواے اسکا کوئی وارث نہین ہی اور قاضی نے دار کی ڈگری انکے نام تین تہائی کردی پھر ایک مولے مرگیا پھر ایک نے گواہ قائم کیے کہ مین اُسکا ماں باپ کی طرف سے بھائی ہون میرے سواے اُسکا کوئی وارث نہین ہی پس قاضی نے اُسکے نام مولاے میت کے حصہ کی ڈگری کرکے غیر منقسم اُسکے سپرد کردیا پھر بھائی نے اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کرکے سپرد کردیا پھر مشتری نے جو کچھ خریدا ہی وہ کسی شخص کو ودیعت دیکر غائب ہوگیا پھر ایک شخص آیا اور اُسنے میت دوم کے بھائی کے مقابلہ مین گواہ قائم کیے کہ مین دوسرے میت کا بیٹا ہون اور وارث ہون میرے سواے کوئی وارث نہین ہی اور دار کے دونون شریکون نے بھی اسکی تصدیق کی تو قاضی بیٹے کے نسب کی ڈگری کردیگا اور آیا اُس تہائی کی ڈگری بھی جو بھائی کے نام ہوچکی ہی اسکے نام کریگا یا نہین پس اگر بیٹے کے نسب کی ڈگری کرنے والا وہی قاضی ہی جسکے سامنے بھائی کا مقدمہ پیش ہوکر ڈگری ہوئی تھی تو بیٹے کے نام اُس تہائی حصہ میت کی ڈگری جو بھائی کے نام ہوچکی ہی کردیگا اور اگر وہ قاضی نہین بلکہ دوسرا ہی تو بیٹے کے نام حصہ ترکہ کی ڈگری نہ کریگا اور تاویل اس مسئلہ کی یہ ہی کہ قاضی ثانی کو اُس حصہ کا ودیعت ہونا معلوم ہی مثلاً قاضی ثانی کے سامنے مشتری نے مستودع کے پاس ودیعت رکھا ہی

یا مستودع نے ودیعت کے گواہ پیش کیے اس سے قاضی کو معلوم ہوا اور اگر قاضی ثانی کو ودیعت ہونا معلوم نہو تو دوسرا قاضی بیٹے کے حصہ کی ڈگری بیٹے کے نام کر دیگا اور بیٹا ان دونوں تصدیق کرنے والے شریکوں کے حصہ میں داخل نہو گا پھر اگر مشتری اسکے بعد آیا تو قاضی مشتری سے وہ حصہ لیکر میت کے بیٹے کو دیدیگا ایسا ہی امام محمد رح نے کتاب میں ذکر فرمایا اور مشائخ نے کہا کہ تاویل اسکی یہ ہے کہ بیٹے کے واسطے مشتری سے واپسی حصہ کا حکم اسوقت دیگا کہ بیٹے نے مشتری پر دوبارہ گواہ پیش کیے یا خود مشتری نے اقرار کیا کہ میں نے یہ حصہ میت کے بھائی سے خریدا اور اسنے میت سے ورثہ پایا تھا ولیکن بدون اسکے حصہ میت کی ڈگری بیٹے کے نام نہوگی یہ محیط میں ہے منتقی میں ہے کہ ایک لنجے نے ایک شخص پر گواہ قائم کیے کہ یہ میرا باپ ہے تاکہ قاضی اسپر نفقہ مقرر کر دے اور مدعا علیہ نے ایک دوسرے شخص پر گواہ قائم کیے کہ یہ لنجے کا باپ ہے اور یہ دوسرا شخص منکر ہے اور لنجا بھی منکر ہے تو لنجے کے گواہ مقبول ہونگے اور اسکا نسب اسی سے ثابت ہوگا جسپر اسنے گواہ قائم کیے ہیں اور اسی پر نفقہ فرض کیا جائیگا اور دوسرے کے گواہوں پر التفات نہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور بعض فتاوے میں ہے کہ مجہول النسب نے اگر کسی پر دعوی کیا کہ میں تیرا بیٹا ہوں اور اسنے تصدیق کی تو اس سے نسب ثابت ہوگا اور اگر تکذیب کی پس اگر مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں پھر اگر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ یہ مدعی فلان شخص کا بیٹا ہے تو مدعی کے گواہ باطل ہونگے ولیکن فلان شخص سے اسکے نسب کی ڈگری نہوگی پس جو بعض فتاوے میں ہے وہ مذکور منتقی کے مخالف ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ بیٹا میرا فلان عورت میت سے ہے اور میرا اس عورت کی میراث میں حق ہے اور بیٹے نے گواہ قائم کیے کہ میں دوسرے مرد کا بیٹا اسکی جورو سے ہوں اور وہ دوسرا منکر ہے تو مدعی میراث کے گواہوں پر ڈگری ہوگی اور لڑکے کا نسب اسی سے ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک مرد محتاج نے ایک مالدار لڑکے پر دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تاکہ قاضی اسپر محتاج کا نفقہ مقرر کر دے اور اسپر گواہ قائم کیے اور لڑکا اسکا منکر ہے اور اسنے گواہ قائم کیے کہ میں فلان دوسرے کا بیٹا ہوں اور وہ فلان شخص منکر ہے تو باپ کے گواہ مقبول ہونگے اور اسکے واسطے نفقہ کی ڈگری لڑکے پر ہوجائیگی اور لڑکے کے گواہ دوسرے پر باطل ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ دو جوڑیا لڑکوں میں سے ایک مرگیا اور مال چھوڑا اور دوسرا لنجا محتاج ہے پس ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ میں ان دونوں کا باپ ہوں تاکہ میراث لیوے اور لنجے نے کسی دوسرے پر گواہ پیش کیے کہ ہمارا باپ یہ ہے اور اس سے نفقہ طلب کیا اور دونوں مدعیوں کے گواہ ساتھ پیش ہوئے تو بلا ترجیح دونوں لڑکوں کا حصہ دونوں شخصوں سے جو باپ قرار دیے گئے ہیں ہونے کا حکم کیا جائیگا یہ وجیز کردری میں ہے۔ اگر عورت نے کسی پر گواہ قائم کیے کہ یہ میرا چچا ہے تاکہ اسپر نفقہ مقرر ہو اور چچا نے دوسرے پر گواہ قائم کیے کہ یہ عورت کا بھائی ہے تو چچا نفقہ دینے سے بری ہوگا اور بھائی پر مقرر کیا جاویگا اگر عورت کو منظور ہو یہ تاتارخانیہ میں ہے ایک بالغ لڑکے نے ایک مرد و عورت پر گواہ قائم کیے کہ میں ان دونوں کا بیٹا ہوں اور دوسرے ایک مرد و عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ لڑکا ہمارا بیٹا ہے تو لڑکے کے گواہ اولے ہیں اور اسکا نسب انھیں دونوں سے ثابت ہوگا جبکہ وہ دعوی کرتا ہے اسی طرح اگر لڑکا نصرانی ہو اسنے ایک مرد نصرانی و عورت نصرانیہ پر مسلمان گواہ قائم کیے کہ میں ان دونوں کا بیٹا ہوں اور ایک مسلمان مرد و مسلمان عورت نے اسی امر پر گواہ دیے یعنی یہ ہمارا بیٹا ہے تو لڑکے کے گواہ مقبول ہونگے اور انکو ترجیح ہوگی اور اگر لڑکے کے گواہ نصرانی ہوں تو مسلمان کے گواہ مقبول ہونگے اور لڑکے پر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ دونوں ماں باپ دراصل مسلمان ہوں

یا کافر ہون مگر اسلام لائے ہون اور لڑکا نابالغ ہو ولیکن لڑکا قتل نہوگا اگر اُسنے اسلام سے انکار کیا کذا فی المحیط- اگر لڑکے نے دعوی کیا کہ مین زید کا بیٹا ہون اُسکے فراش سے اُسکی باندی فلانہ سے پیدا ہوا ہون اور زید کہتا ہی کہ میری باندی سے میرے فلان غلام کے فراش سے جسکے ساتھ مین نے باندی بیاہ دی تھی پیدا ہوا ہی اور وہ غلام زندہ ہی اُسکی تصدیق کرتا ہی تو وہ لڑکا اُسی غلام کا قرار دیا جائیگا اور اگر لڑکا مدعی ہی کہ مین فلان غلام کا بیٹا ہون اور گواہ دیے اور مولے کہتا ہی کہ میرا بیٹا ہی تو غلام کا بیٹا قرار دیکر آزاد کیا جائیگا کذا فی الحاوی اگر غلام نے گواہ دیے کہ یہ لڑکا میرا ہی میری اس باندی زوجہ سے پیدا ہوا ہی اور مالک نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہی اسی باندی سے پیدا ہوا ہی تو غلام کے گواہ مقبول ہونگے اور اُسی کا بیٹا قرار دیا جائیگا مگر آزاد کیا جائیگا اور باندی بمنزلہ مالک کی ام ولد کے ہوگی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر غلام مرگیا ہو یا زندہ ہو مگر بچہ کے نسب اور نکاح کا مدعی نہوا اور مولے بھی مرگیا ہو مدعی اس امر کے صرف وارث لوگ ہون اور اس امر پر گواہ قائم کرتے ہون تو لڑکے کے نسب کی قضا مولے سے کیجائیگی اور تمام وارثون کے ساتھ وارث ہوگا کذا فی المحیط اگر ایک شخص مرگیا اور مال چھوڑا پس غلام نے گواہ دیے کہ مین میت کا بیٹا اُسکی فلان باندی سے ہون کہ اسکی ملک مین مجھے یہ باندی جنی ہی اور اُسنے ایسا اقرار کیا ہی اور دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی میری فلان باندی سے پیدا ہوا جسکو مین نے اپنے فلان غلام سے بیاہ دیا تھا اُسکے فراش سے پیدا ہوا ہی اور وہ فلان غلام زندہ ہی اسکا دعوی کرتا ہی تو غلام کے واسطے نسب کی ڈگری ہوگی اور مال کی ڈگری مدعی کے نام ہوگی اگر زندہ موجود ہی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر فلان غلام مرگیا ہو یا زندہ ہو مگر اُسنے نکاح کا انکار کیا ہو تو غلام کا نسب اُسی میت سے جسپر اُسنے گواہ قائم کیے ثابت ہوگا اور اُسی سے میراث پاویگا اور باندی کی ڈگری میت کے نام ہوگی اور اُسی کی ام ولد ہوگی اور بسبب اُسکے مرنے کے اُسکی آزادی کا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہی

بارھوین فصل طلاق دی ہوئی عورت کے بچہ اور وفات سے عدت مین بیٹھی ہوئی عورت کے بچے کے نسب کے بیان مین

اگر مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی اور طلاق رجعی ہی پھر اُسکے دو برس سے کم مین ایک ہی روز کم تھا دو لڑکے پیدا ہوے اور وہ عدت گذر جانے کا اقرار نہین کر چکی ہی پس مرد نے ایک بچہ کی ولادت پر اُسکی نفی کی پھر دوسرا جنی تو دونون اُسکے بیٹے ہونگے اور مرد پر حد نہ آویگی اور نہ لعان ہوگا اور اگر دو برس سے زیادہ مین جنی اور دونون کی اُسنے نفی کی تو دونون مین لعان کرایا جائیگا اور دونون کا نسب اُس مرد سے منقطع ہوگا- اور اگر اول کی نفی کی پھر دوسرے کا اقرار کیا تو وہ دونون اُسکے بیٹے ہونگے اور اُسپر حد قذف ماری جائیگی اور اگر ایک بچہ دو برس سے کم مین جنی اور دوسرا دو برس سے زیادہ مین جنی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ صورت اور پہلی صورت یکسان ہین- اور اگر طلاق بائن یا تین طلاق ہون اور دو برس سے کم مین جنی تو نفی کرنے سے اُسپر حد ماری جائیگی اور دونون اُسکے بیٹے ہونگے اور اگر دو برس سے زیادہ مین جنی تو دونون کا نسب اس مرد سے ثابت نہوگا اور اگر دونون کی نفی کی تو اُسپر حد و لعان نہوگا اور اگر ایک کو دو برس سے ایک دن کم اور دوسرا دو برس سے ایک روز زیادہ مین جنی تو شیخین رح کے نزدیک یہ صورت اور صورت اولے یکسان ہین یہ مبسوط مین ہی- اگر مرد نے اپنی عورت کو ایک طلاق بائن دی اور اُس سے وطی کر چکا ہی پھر دوبارہ نکاح کیا اور اس نکاح سے چھ مہینے سے کم مین اُسکے لڑکا ہوا اُسنے نفی کی تو دونون مین لعان کرایا جائیگا اور جدائی کرا دیجائیگی اور بچہ کا نسب باپ سے ثابت رہیگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ مین پیدا ہوا تو لعان لیا جائیگا اور نسب بھی قطع کیا جائیگا یہ محیط مین ہی ایک معتدہ عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور اُسنے وطی بھی کر لی پھر دونون مین جدائی کرا دی گئی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا کہ دونون سے متصور ہو سکتا ہی تو پہلے شوہر کا قرار دیا جائیگا بعض مشائخ نے کہا کہ یہ قول امام اعظم رح کا ہی ولیکن صاحبین کے نزدیک دوسرے سے اُسکا

نسب ثابت نہوگا اور اگر پہلے مرد سے ہونا متصوّر نہو تو دوسرے کا ہے اور اگر دونون سے ہونا متصوّر نہو تو دونون سے نہونے کا حکم کیا جائیگا صورت اُسکی یہ ہے کہ پہلے کے طلاق دینے سے دو برس سے زیادہ مین اور دوسرے کے وطی کرنے سے چھہ مہینے سے کم مین پیدا ہوا تو کسی سے نہین ہو سکتا ہے اور ام الولد اگر دو برس یا زیادہ مین بچہ جنی تو اُسکا حکم مثل حُرہ کے حکم کے ہے اور بالغہ اگر وفات شوہر سے عدت مین بیٹھی ہے تو دو برس تک نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور صغیرہ اگر وفات شوہر سے عدت مین ہو اور عدت وفات گذرنے کے بعد چھہ مہینے سے کم مین اُسکے بچہ ہوا تو نسب ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی سے نکاح کیا پھر اُسکو طلاق دیدی پھر اُسکو خریدا اور وقت خریدنے سے چھہ مہینے سے کم مین لڑکا جنی تو اُسکو لازم ہوگا اور اگر چھہ مہینے مین جنی تو لازم نہین ہے یہ حکم اُسوقت ہے کہ طلاق ایک ہو اور اگر دو طلاق دی ہین تو وقت طلاق سے دو برس تک نسب ثابت ہوگا کذا فی فتاوے قاضی خان۔

تیرھوین فصل مان و باپ مین سے ایک کے بچہ کے نفی کرنے اور دوسرے کے دعوی کرنے کے بیان مین۔ اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وقت نکاح سے چھہ مہینے مین اُسکے بچہ ہوا اور عورت و مرد دونون آزاد مسلمان ہین پس ایک نے اُسکے بیٹے ہونے کا دعوی کیا اور دوسرے نے تکذیب کی تو وہ دونون سے بیٹا قرار پاویگا۔ اُسی طرح اگر شوہر نے کہا کہ یہ بچہ مجھسے پہلے کے شوہر کا ہے اور عورت نے کہا بلکہ وہ تیرا ہے تو اسی شوہر کا قرار دیا جائیگا اور دونون مین لعان نہین ہوگی اور نہ شوہر پر حد قذف ماری جائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اسکو زنا سے جنی ہے پس اگر عورت نے اُسکی تصدیق کی تو مرد کا بیٹا قرار پاویگا اور اگر انکار کیا تو دونون مین لعان واجب ہوئی اور لعان سے بچہ کا نسب منقطع کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر عورت نے دو بچہ ایک ہی پیٹ سے جنے اور مرد نے اول کا اقرار کیا اور دوسرے کی نفی کی تو دونون مرد کے نسب سے قرار دیے جاوینگے اور قطع نکاح کے واسطے دونون سے لعان لیا جائیگا۔ پس اگر اول کی نفی پھر دوسرے بچہ کا اقرار کیا تو حد قذف کی سزا دیجائیگی اور دونون اُسکے نسب سے ہونگے اور اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے دو بچہ پیدا ہوے اور شوہر نے اُنکی نفی کی اور قاضی نے لعان کا حکم کیا پھر ایک بچہ لعان سے پہلے مر گیا تو دونون شوہر کے نسب سے قرار پاوینگے اور لعان واسطے قطع نکاح کے لیا جائیگا اسی طرح اگر کوئی بچہ مرا نہین ولیکن جورو و شوہر مین سے کوئی لعان سے پہلے مر گیا تو دونون بچہ شوہر سے ثابت النسب ہونگے۔ اسی طرح اگر دونون نے قاضی کے سامنے لعان کر لیا مگر ہنوز قاضی نے دونون مین فرقت اور نہ بچون کو مان کی طرف لازم کرنے کا حکم نہ کیا تھا کہ اتنے مین کوئی مرد یا جورو مر گیا تو دونون لڑکے ان دونون سے ثابت النسب ہونگے۔ اگر عورت ایک بچہ جنی اور شوہر نے اُسکی نفی کی اور قاضی نے دونون مین لعان کیا اور فرقت کردی اور بچہ کو مان کی طرف لازم کیا پھر دوسرا بچہ اسی پیٹ سے جنی تو دونون بچہ شوہر کے نسب سے اُسکو لازم ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دو بچون کو جوڑیا جنی اور شوہر کو ایک کا علم ہوا اُسنے نفی کی اور لعان کیا اور قاضی نے بچہ اُسکی مان کی طرف لازم کیا اور دونون مین فرقت کردی پھر دوسرے کا علم ہوا تو دونون بچہ شوہر کے نسب سے ہونگے اور اگر قبل جدائی کے دوسرے بچہ سے واقف ہوا اور اُسکی بھی نفی کی تو دوبارہ لعان کرایا جاوے اور بعد لعان کے دونون بچہ مان کی طرف لازم کیے جائینگے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر شوہر ملاعن نے اپنی تکذیب کی اور بچہ کے نسب کا دعوی کیا بعد ازانکہ قاضی نے دونون مین جدائی کرکے بچہ کو مان کی طرف لازم کر دیا ہے پس اگر بچہ زندہ ہو تو اُسکا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور شوہر کو حد قذف ماری جائیگی خواہ عورت زندہ ہو یا مر گئی ہو یہ محیط مین ہے اور اگر بچہ مر گیا ہو اور اسنے میراث چھوڑی پھر باپ نے

اُسکے نسب کا دعوی کیا تو تصدیق نہ کیجاویگی ولیکن اگر اُس بچہ نے کوئی اولاد مذکر یا مونث چھوڑی ہو تو تصدیق کیجائیگی پھر جب اقرار صحیح ہو جاوے تو ملاعن کو حد ماری جائیگی اور میراث لے لیگا اور اگر وہ بچہ جسکی نفی کی ہی مونث ہو اور وہ کوئی لڑکا چھوڑ کر مرگئی پھر ملاعن نے اپنی تکذیب کی تو امام اعظم رہ کے نزدیک تصدیق نہ کیا جائیگا اور نہ وارث ہوگا اور صاحبین کے نزدیک تصدیق کیجائیگی اور حد ماری جائیگی اور وارث ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے باندی سے لعان کیا اور قاضی نے اُسکے بچون کو مان کی طرف لازم کیا پھر ملاعن کے بیٹے نے چاہا کہ مین اس باندی سے نکاح کرون تو نہین جائز ہی اور دونون مین جدائی کرا دیجائیگی اسی طرح اگر ملاعن نے خود دعوی کیا کہ مین نے اس باندی سے وطی نہین کی تھی پس اُسکی لڑکی نے نکاح کرنا چاہا تو دونون مین جدائی کرا دی جائیگی یہ محیط مین ہی۔ اگر اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا پھر اُس سے نکاح کیا پھر چھ مہینے یا زیادہ مین اُسکے بچہ ہوا پس اگر اُسکی نفی کی تو لعان لیا جائیگا اور بچہ مان کی طرف لازم ہوگا اور اگر چھ مہینے سے کم مین وقت نکاح سے بچہ ہوا ہی تو نفی پر لعان کرے اور بچہ باپ کی طرف لازم ہوگا اور تاویل مسئلہ یون ہی کہ جب یہ صورت وقت اعتاق سے دو برس سے کم مین ہو تا کہ نسب مولے سے ثابت ہو کذا فی المبسوط **قلت** یعنی وقت اعتاق سے بچہ کی پیدائش تک دو برس سے کم مین نہ ہوا اگرچہ نکاح سے چھ مہینے سے کم ہی تو بچہ مولے کے نسب سے ثابت النسب ہی۔ اگر کسی کی منکوحہ باندی ہی کہ اُسکے بچہ پیدا ہوا پس اگر چھ مہینے سے کم مین وقت نکاح سے بچہ ہوا پس اگر شوہر نے دعوی کیا تو بدون تصدیق مولے کے اس سے نسب ثابت نہوگا اور اگر نفی کی تو اُسکو لازم نہ کیا جائیگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ مین بچہ ہوا تو شوہر سے اُسکا نسب ثابت ہوگا خواہ دعوی کرے یا نہ کرے اور اگر نفی کی تو دونون مین لعان نہوگا اور نہ نسب بچہ کا منتفی ہوگا اور نہ مرد پر حد ماری جائیگی اور اگر مولے نے باندی کو آزاد کر دیا پھر بچہ پیدا ہوا پس اگر وقت آزادی سے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا پس اگر شوہر نے بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو اس سے نسب ثابت ہو جائیگا خواہ باندی نے آزادی کے بعد قبل مرد کے دعوی النسب کے یا بعد اسکے اپنی ذات کو اختیار کر لیا ہو یعنی شوہر سے جدائی اختیار کر لی ہو یا اپنے شوہر کے پاس رہنا اختیار کیا ہو اور اگر شوہر نے بچہ کی نفی کی پس اگر باندی نے شوہر کو اختیار کیا تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور قطع نکاح کے واسطے دونون سے لعان لیا جائیگا اور اگر اپنے نفس کو اختیار کیا پس اگر شوہر کے بچہ کے نفی کرنے سے پہلے ایسا کیا پھر شوہر نے بچہ کی نفی کی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت رہیگا اور باہم لعان نہ لیا جائیگا اور شوہر پر حد قذف واجب ہوگی اور اگر بعد نفی کرنے کے اپنے نفس کو اختیار کیا اور ہنوز لعان نہین واقع کی گئی ہی تو بچہ ثابت النسب ہوگا اور کچھ لعان یا حد لازم نہوگی اور اگر وقت آزادی سے چھ مہینے یا زیادہ کے بعد باندی بچہ جنی پس اگر شوہر نے اسکا دعوی کیا تو نسب اس سے ثابت ہوگا اور سب صورتون مین حد و لعان کچھ نہوگا اور اگر نفی کی پس اگر باندی نے بعد آزادی کے اپنے شوہر کو اختیار کیا ہی تو دونون مین لعان کرایا جائیگا اور استحسانًا نسب ولد قطع کیا جائیگا اور اگر نفی ولد سے پہلے اپنے نفس کو باندی نے اختیار کیا یعنی شوہر سے جدائی اختیار کر لی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوا اور لعان نہوگی ولیکن حد واجب ہوگی اور اگر بعد نفی کے لعان واقع ہونے سے پہلے اُسنے شوہر سے جدائی اختیار کی تو بچہ ثابت النسب ہوگا اور باہم لعان اور کسی پر حد واجب نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر باندی کو شوہر نے خریدا پس وقت خرید سے چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے نفی کی تو نفی صحیح نہین ہی بچہ اُسکو لازم ہوگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ مین پیدا ہوا اور شوہر نے نفی کی تو فقط نفی کرنے سے منتفی ہو جائیگا اور مرد کے ذمہ لازم نہوگا ولیکن اگر اقرار کرے تو لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی ایک شخص کی جورو ایک باندی ہی اُسنے باندی کے مالک سے اُسکو خریدا اور آزاد کر دیا پھر اُسکے بچہ ہوا پس اگر وقت عتق سے چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا اور اُسنے نسب کا دعوی کیا تو نسب اس سے ثابت ہو جائیگا خواہ باندی سے اپنے وطی

کی ہو یا نہ کی ہو اور باندی اُسکی ام ولد ہو گی اور اگر اُسکی نفی کی پس اگر وقت خرید سے چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا ہو تو نسب منتفی نہو گا اور نہ دونون مین لعان واجب ہو گی اور حد قذف واجب ہو گی اور اگر وقت خرید سے چھ مہینے زیادہ مین بچہ ہوا تو بچہ کا نسب مرد سے ثابت نہو گا اور اُسپر لعان وحد بھی واجب نہو گی۔ اور اگر وقت آزادی سے چھ مہینے سے دو برس تک بچہ ہوا پس اگر شوہر نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو نسب اُس سے ثابت ہو جائیگا خواہ عورت سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور اگر نفی کی پس اگر عورت سے وطی نہین کی ہو تو بالاجماع مرد سے نسب ثابت نہو گا اور اگر عورت سے وطی کی ہو پھر بچہ کے نسب سے انکار کیا یا نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا بلکہ خاموش رہا تو اسمین اختلاف ہو امام ابو یوسف رح کے نزدیک شوہر سے نسب ثابت نہو گا اور نہ اُسکو حد ماری جائیگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ شوہر سے نسب ثابت ہو گا اور اگر نفی کی تو حد ماری جاویگی اور اگر وقت آزادی سے دو برس سے زیادہ مین جنی پس اگر شوہر نے دعوی کیا تو نسب ثابت ہو گا اور اگر نفی کی تو بالاتفاق نسب ثابت نہو گا اور اگر اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور وقت خرید شوہر سے چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی تو نسب شوہر یعنی بائع سے ثابت ہو گا خواہ دعوی کرے یا خاموش ہو رہے اور بیع باطل ہو جائیگی اور اُسپر واجب ہو گا کہ دام مشتری کو واپس کر دے اور اگر نسب سے انکار کیا تو اسکے انکار سے بھی نفی نہو گی اور اگر وقت خرید شوہر سے فقط چھ مہینے مین بچہ جنی اور شوہر نے بچہ کا دعوی کیا تو اس صورت کا حکم مثل اسکے ہو کہ جب وقت خرید شوہر سے چھ مہینے سے کم مین اُسکے بچہ پیدا ہوا تھا۔ اور اگر شوہر کے خریدنے سے چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی پس اگر شوہر کے فروخت کر دینے سے چھ مہینے سے کم گذرے ہین اور شوہر نے اُسکا دعوی کیا تو بدون تصدیق مشتری کے شوہر سے اُسکا نسب ثابت ہو گا اور بیع باطل ہو جائیگی اور اگر اس صورت مین شوہر نے نسب سے انکار کیا تو نسب ثابت نہو گا اور بیع بحالہ باقی رہیگی اور اگر وقت بیع کر دینے شوہر سے چھ مہینے سے دو برس تک بچہ جنی اور شوہر یعنے بائع نے دعوی کیا پس اگر عورت سے وطی نہین کی ہو تو بدون تصدیق مشتری کے اُس سے نسب ثابت نہو گا اور اگر مشتری نے تصدیق کی یہانتک کہ نسب ثابت ہوا تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر عورت باندی سے وطی کر لی ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو امام ابو یوسف رح پہلے فرماتے تھے کہ بدون تصدیق مشتری کے دعوت صحیح نہین ہو اور یہی قول امام محمد رح کا ہو اور یہ حکم دعوی نسب کی صورت مین ہو اور اگر نفی کی تو بالاتفاق نسب ثابت نہو گا اور اگر وقت بیع سے دو برس سے زیادہ مین جنی پس اگر شوہر نے دعوی کیا تو بالاجماع بدون تصدیق مشتری کے نسب ثابت نہو گا اور اگر نفی کی تو بالاجماع منتفی ہو جائیگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر مشتری ثانی نے یعنی جس نے شوہر یعنی مشتری اول سے خریدی ہو بچہ کو آزاد کر دیا پھر مشتری اول نے دعوی کیا پس اگر مشتری اول کے خریدنے کے بعد چھ مہینے یا زیادہ مین جنی تو نسب اُسکو لازم نہو گا اور اگر چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا ہو تو دعوت صحیح ہو اور بیع باطل ہو گی اور عتق ٹوٹ جائیگا اسی طرح اگر اس صورت مین دوسرے مشتری نے باندی مع بچہ کے آزاد کر دی ہو تو بیع باطل اور دونون کا عتق توڑ دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہو اور اگر مشتری نے بچہ کو آزاد نہین کیا بلکہ اُسکی ماں کو آزاد کیا ہو پس اگر شوہر کے خریدنے سے چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا ہو تو اُسکا دعوی نسب بچہ کی بابت اور ماں کے حق مین بھی صحیح ہو اور اگر چھ مہینے یا زیادہ مین وقت خرید سے جنی ہو پس اگر وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین جنی تو بدون دعوت کے نسب ثابت نہو گا اور جب دعوی کیا تو دعوت بچہ کے حق مین صحیح اور ماں کے حق مین صحیح نہو گی اور اگر وقت بیع سے چھ مہینے سے زیادہ مین جنی تو امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول کے موافق بدون تصدیق مشتری کے دعوت نسب صحیح نہین ہو اور امام محمد رح کے نزدیک دو برس تک بدون تصدیق

یعنی نفی کرے ۱۲

مشتری کے صحیح ہی بشرطیکہ عورت سے وطی کی ہو اور یہی امام ابو یوسف رح کا پہلا قول ہی اور اگر وقت خرید سے دو برس سے زیادہ مین جنی پس وقت بیع سے خواہ دو برس سے کم یا زیادہ مین بچہ جنی ہو بدون تصدیق مشتری کے شوہر کی دعوت نسب صحیح نہین ہی ولیکن فرق اسقدر ہی کہ اگر دو برس تک وقت بیع سے جنی اور مشتری نے تصدیق کی تو بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر وقت بیع سے دو برس سے زیادہ مین جنی تو بیع نہ ٹوٹیگی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک طلاق بائن دیدی اور وہ عورت باندی تھی پھر آزاد کردی گئی پس اگر وقت طلاق سے دو برس تک بچہ جنی تو نسب اُسکا شوہر سے ثابت ہوگا اُسکے انکار سے منتفی نہوگا اور انکار پر اُسکے حد قذف ۱۲ ماری جائیگی اور اس بچہ کی ولاء اُسکی ماں کے مولاؤن کو ملیگی اور اگر باپ مرگیا اور اُسکے مرنے سے دو برس کے درمیان باندی کے بچہ ہوا اور اُسکے ایک دن بعد وہ آزاد ہوگئی ہی تو بچہ ثابت النسب اور ولاء اُسکی ماں کے مولاؤن کو ملیگی کذا فی المبسوط۔ اور اگر کسی شخص کی جورو باندی ہو اور وہ اُس سے بچہ جنی اور باندی کو اُسکے شوہر نے خریدا اور اُسکو آزاد کر کے نکاح کیا اور وقت نکاح سے چھ مہینے یا زیادہ مین اُسکے دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور اُسنے اِسکے نسب کا انکار کیا تو قاضی دونون کے درمیان لعان کرائیگا اور بچہ ماں کی طرف لازم کریگا اور اگر وقت دوسرے نکاح سے چھ مہینے سے کم مین یا زیادہ مین پیدا ہوا ہی تو لعان نہ کرایا جائیگا اور بچہ شوہر کے نسب سے قرار پائیگا اور اگر وقت خرید سے چھ مہینے سے کم مین اُسکے بچہ ہوا تو وقت انکار کے باہم دونون سے لعان کرایا جائیگا اور بعد لعان کے بچہ ماں کی طرف لازم کیا جائیگا اور اگر ام ولد مسلمان ہو تو انکار پر مرد کو حد قذف ۱۲ ماری جاویگی اور اگر عورت نے مرد کی تصدیق کی کہ یہ بچہ تجھسے نہین ہی تو بچہ کے حق مین دونون کی تصدیق نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُس سے نکاح نہین کیا تو وقت عتق سے دو برس تک بچہ مرد کو نسباً لازم ہوگا اور اگر اُسکی نفی کی تو

حد مارا جائیگا کذا فی المبسوط

چودھوین فصل غلام تاجر و مکاتب کے دعوت نسب کے بیان مین۔ اگر عبد ماذون نے کوئی باندی خریدی اور اُس سے وطی کی اُس سے بچہ ہوا اور اُس بچہ کا دعوی کیا تو نسب اُس سے ثابت ہوگا اور غلام کو اس بچہ اور اُسکی ماں کے فروخت کرنے کا اختیار رہیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مولے نے اس باندی کو کسی غلام سے بیاہ دیا تو صحیح ہی جیسا کسی دوسری باندی کا نکاح کردینا صحیح ہی۔ اور اگر بچہ جنی تو اُس سے نسب ثابت ہوگا اسی طرح اگر بدون اجازت مولے کے اُس باندی سے غلام نے نکاح کرلیا تو نسب بچہ کا اُس سے ثابت ہوگا اگر اِسکا اقرار کرے یہ مبسوط مین ہی غلام ماذون اگر قرضدار ہو اُسنے باندی خرید کر اُس سے وطی کی اور اُس سے بچہ ہوا اور غلام نے اپنے نسب سے دعوی کیا اور مولے نے اُسکی تکذیب کی تو دعوت صحیح اور نسب غلام سے ثابت ہوگا اِسی طرح اگر دعوی کیا کہ مولے نے یہ باندی میرے واسطے حلال کردی تھی اور مولے نے اُسکی تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر غلام ماذون نے مولے کی ایسی باندی کے بچہ کا جو اِسکی تجارت مین سے نہین ہی دعوی کیا اور کہا کہ مولے نے اِسکو میرے اوپر حلال کر دیا یا مجھسے بیاہ دیا تھا پس اگر مولے نے اس امر مین اُسکی تکذیب کی تو نسب اُس سے ثابت نہوگا ولیکن اگر مولے نے اُسکو آزاد کردیا اور یہ غلام اُسکا مالک ہوا تو دعوی نکاح مین قیاساً و استحساناً نسب ثابت ہوگا اور حلال کردینے کے دعوے مین استحساناً ثابت ہوگا اور اگر مولے نے اِسکی تصدیق کی تو اس سے نسب ثابت ہوگا مگر نکاح مین خاصة تصدیق نکاح کی ضرورت ہی اور حلال کرنے کے دعوت مین ایک حلال کردینے کی اور دوسری کہ یہ بچہ باندی کے اسی سے پیدا ہوا ہی دونون باتون کی تصدیق کی حاجت ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر اپنے مالک کے سوائے کسی دوسرے کی باندی کے بچہ کا نکاح فا [illegible] جائز سے غلام نے دعوی کیا اور اُس باندی کے مالک نے تصدیق کی تو نسب اس سے ثابت ہوگا

کذافی الحاوی۔ غلام نے ایک لقیط پر دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی سے ہی جو میری جورو ہی اور باندی نے اسکی تصدیق کی اور مولے نے کہا کہ یہ میرا غلام ہی تو وہ مولے کا غلام اور ان دونون کا بیٹا ہی اور یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہی اور امام محمد رح نے کہا کہ وہ ان دونون کا بیٹا ہی اور آزاد ہی اور امام محمد رح کا قول اظہر ہی کذافی محیط السرخسی۔ و منتقی مین لکھا ہی کہ غلام نے ایک لقیط پر دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی سے ہی جو میری جورو ہی تو نسب اُسکا غلام سے ثابت اور آزاد ہوگا اور باندی سے ثابت نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر مکاتب کی باندی نے بچہ جنا اور مکاتب نے اُسکا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہی خواہ مولے نے مکاتب کے قول کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور یہ بچہ بھی مکاتب ہو جائیگا نہ اُسکو فروخت کرے اور نہ اُسکی ماں کو یہ محیط مین فصل دعوت النسب مین ہی۔ اگر مکاتب نے کسی لڑکے کے نسب کا دعوی کیا کہ یہ میری اس آزاد جورو سے میرا بیٹا ہی خواہ نکاح جائز سے ہو یا فاسد سے اور عورت نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکا بیٹا قرار دیا جائیگا کذافی الحاوی۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کی باندی کے لڑکے پر نکاح یا ملک سے نسب کا دعوی کیا اور اس شخص نے تکذیب کی تو مثل آزاد کے مکاتب کی تصدیق نہ کیجائیگی پس اگر وہ آزاد کیا گیا اور کسی روز بھی اُسکا مالک ہوا تو مکاتب سے اُسکا نسب ثابت ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مکاتب نے کوئی باندی خریدی وہ اُسکے پاس چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی پس مکاتب نے اُسکا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہی اور اگر مکاتب غلام ماذون ہو تو دعوت صحیح نہین ہی یہ محیط مین ہی اگر مکاتب نے کوئی باندی فروخت کی پس چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی اور اُسنے دعوی کیا تو دعوت صحیح ہی اور بچہ مع ماں کے اُسکو واپس ملیگا کذافی المبسوط۔ اور اگر غلام ماذون نے دعوی کیا اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو دعوت صحیح نہین ہی کذافی المحیط۔ اگر مکاتب نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اور بیٹا آزاد ہی یا عقد علیحدہ سے مکاتب ہی تو اگر بچہ پیدا ہو تو مکاتب کے دعوے سے اُسکا نسب ثابت نہوگا اگر بیٹا اُسکی تکذیب کرے کذافی المبسوط پس اگر مکاتب آزاد کیا گیا اور اس لڑکے کا مع باندی کے کبھی ایک روز بھی مالک ہو تو لڑکے کا نسب مکاتب سے ثابت ہو جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر مکاتب کا یہ بیٹا جسکی باندی سے وطی کی ہی مکاتب ہونے کی حالت مین پیدا ہوا تھا یا مکاتب نے اُسکو خریدا تھا پس اُسکی باندی نے یہ بچہ جنا اور مکاتب نے اُسکا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہی اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور مہر یا قیمت کا ضامن نہوگا کیونکہ جو کچھ کتابت کی حالت کے پیدا ہوئے بیٹے کی یا خریدی ہوئی بیٹے کی کمائی ہو وہ بمنزلہ اُسکی کمائی مال کے ہوتا ہی اُسمین اسکا تصرف نافذ ہوگا کذافی المحیط اگر اپنی مکاتبہ کے بچہ کا دعوی کیا تو نسب ثابت ہوگا خواہ مکاتبہ اسکی تصدیق کرے یا نہ کرے اور مولی پر بچہ کی قیمت کی ضمان نہین ہی عقر واُسپر واجب ہی اگر کتابت کے روز سے چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی ہو اور اگر چھ مہینے سے کم مین جنی ہو تو عقر بھی نہین واجب ہی یہ حاوی مین ہی اور مکاتبہ کو اختیار دیا جائیگا چاہے کتابت کو باقی رکھے اور تمام کردے یا فسخ کردے کذافی المحیط۔ اور اگر مکاتبہ کا شوہر ہو اور مولے کی اُسنے تصدیق کی تو بچہ آزاد ہوگا اور نسب ثابت نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اگر مکاتبہ کی باندی کے بچہ کا دعوی کیا تو بدون تصدیق مکاتبہ کے دعوت صحیح نہین ہی اور یہ حکم ظاہر الروایت کا ہی اور اگر مکاتبہ نے مولے کی تصدیق کی تو نسب اُس سے ثابت ہو جائیگا اور بچہ بقیمت آزاد ہوگا کہ مولے بچہ کی قیمت مکاتبہ کو ادا کریگا اور مکاتبہ کو باندی کا عقر بھی دیگا اور بچہ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو ولادت کے روز تھی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ مکاتبہ کے یہ باندی خریدنے سے چھ مہینے مین باندی کے بچہ ہوا ہو اور اگر چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا اور مولے نے دعوی کیا تو بدون تصدیق مکاتبہ کے نسب ثابت نہوگا اور اگر مکاتبہ نے تصدیق کی یہانتک کہ نسب ثابت ہوا تو آزاد نہوگا ویسا ہی غلام باقی رہیگا کذافی المحیط۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مکاتب نے کوئی نابالغ غلام خریدا اور مولے نے اُسکا دعوی کیا تو جائز نہین ہی اور اگر مکاتب نے اُسکی تصدیق کی

اور امام محمد رح سے ۱۲

یعنی مکاتبہ کے خریدنے کے وقت سے چھ ماہ سے کم میں ۱۲

تو مولے سے نسب ثابت ہوگا اور آزاد نہوگا یہ حاوی مین ہی ایک شخص نے ایک غلام خرید کر مکاتب کر دیا پھر مکاتب نے اپنی ایک باندی کو مکاتب کیا پھر مکاتبہ نے بچہ جنا پس مولائے مکاتب نے اُسکا دعوی کیا پس اگر مکاتبہ نے اُسکی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا اور مکاتبہ کے واسطے اسکا عقر اسپر واجب ہوگا اگر وقت کتابت سے چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی ہی اور اگر چھ مہینے سے کم مین جنی ہی تو اُسکا عقر مکاتب کو ملیگا پھر یہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ مکاتب ہوگا پس اگر ماں نے بدل کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیگی اور اُسی کے ساتھ بچہ بھی اُسکی تبعیت مین آزاد ہو جائیگا اور اگر عاجز ہوئی اور پھر مملوک ہو گئی تو مولے دونون کو بقیمت لے لیگا اور مکاتب کی تصدیق کی ضرورت نہوگی اگرچہ مولے کا استحقاق دعوت نسب کے روز صاحب تصدیق کی تصدیق سے ثابت ہوا ہی اور بچہ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو مکاتبہ کے عاجز ہونے کے روز تھی اور اگر مکاتبہ نے اُسکی تکذیب کی اور مکاتب نے تصدیق کی تو نسب ثابت نہوگا اور بچہ اپنی ماں کے ساتھ مکاتب ہوگا اگر ماں نے بدل کتابت ادا کر دیا تو دونون آزاد ہو جائینگے اور اگر وہ عاجز ہو کر پھر مملوک ہو گئی تو مولے سے نسب ثابت ہوگا اور بچہ بالقیمت آزاد ہوگا مگر قیمت روز ولادت کی اُسوقت معتبر ہوگی جبکہ روز کتابت سے چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوا ہو اور اگر روز کتابت سے چھ مہینے مین بچہ ہوا ہی تو عاجز ہونے کے روز کی قیمت معتبر ہوگی اور اگر دونون نے مولے کی تکذیب کی تو بچہ کا نسب ثابت نہوگا اور بچہ اور اُسکی ماں دونون مکاتب کے مکاتب قرار پاوینگے پس اگر مکاتبہ نے مال کتابت ادا کر دیا تو دونون آزاد ہو جائینگے اور اگر عاجز ہوئی تو دونون مکاتب کے مملوک ہونگے اور نسب مولے سے ثابت نہوگا اور اگر دونون نے مولے کی تصدیق کی تو نسب ثابت ہو جائیگا پس اگر روز کتابت سے چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا ہی یہانتک کہ ثابت ہوا کہ نطفہ کا قرار پانا مکاتب کی ملک مین ہوا ہی تو بچہ بالقیمت آزاد ہوگا اور بچہ کی قیمت مکاتب کو ملیگی اور ولادت کے روز کی قیمت معتبر ہوگی اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین پیدا ہوا ہی تو بچہ اُس مکاتبہ کے ساتھ مکاتب ہوگا جب تک کہ مکاتبہ عاجز نہین ہوئی ہی اور جب عاجز ہو گئی تو مولے اُس بچہ کو عاجز ہونے کے روز کی قیمت پر لیویگا۔ پھر جس صورت مین کہ مکاتب نے تصدیق اور مکاتبہ نے تکذیب کی حتی کہ نسب ثابت نہوا اور مکاتبہ ہنوز عاجز نہوئی اور مکاتب نے اپنا بدل کتابت ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا پس اگر مکاتبہ نے وقت کتابت سے چھ مہینے سے کم مین بچہ جنا تو مولے سے نسب ثابت ہوگا اور بچہ بالقیمت آزاد ہوگا اور یہ قیمت مکاتب کو ملیگی اور یہ اُسوقت ہی کہ بچہ ایسا نابالغ ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر نہ کر سکتا ہو اور اگر بڑا ہو گیا ہی اور مولے نے دعوی کیا اور مکاتب نے اُسکی تصدیق کی تو لڑکا آزاد ہوگا اور حق نسب مین لڑکے کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اور اگر وقت کتابت سے چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی تو بچہ آزاد نہوگا بلکہ اپنی ماں کے ساتھ مکاتب ہوگا اور مولے سے اُسکا نسب بھی ثابت نہوگا پھر اگر اسکے بعد مکاتبہ عاجز ہوئی اور مملوک ہو گئی تو بچہ بقیمت آزاد اور مولے سے ثابت النسب ہوگا۔ اور اگر عاجز نہوئی بلکہ بدل کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو گئی اور بچہ بھی اُسکے ساتھ آزاد ہو گیا اور مولے سے نسب اُسکا ثابت نہوگا ولیکن اگر لڑکے نے بڑے ہو کر مولی کی تصدیق کی تو اُسکی تصدیق سے نسب ثابت ہوگا پس قیمت مولے پر لازم نہ آئیگی یہ محیط مین ہی اگر مکاتب اول نے بدل کتابت ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا پھر مکاتبہ نے وقت عتق سے چھ مہینے سے کم اور وقت کتابت سے چھ مہینے مین بچہ جنا تو حکم وہ دیا جائیگا کہ جو قبل عتق کے مکاتبہ کے جننے کا حکم تھا اور اگر وقت عتق سے چھ مہینے یا زیادہ مین بچہ جنی اور مولے نے زعم کیا کہ عتق کے بعد کی وطی سے یہ بچہ پیدا ہوا ہی تو نسب ثابت نہوگا اور اگر تصدیق پائی گئی تو زانی شمار ہوگا چنانچہ اگر بعد عتق مکاتب کے نکاح کا دعوی کیا پس اگر مکاتبہ نے تصدیق کی تو شبہ نکاح ثابت ہوگا پس نسب ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا اور اگر مکاتب آزاد نے نکاح کی تصدیق کی اور مکاتبہ نے

تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا ولیکن اگر مکاتبہ عاجز ہو کر پھر مملوک ہو گئی تو مکاتب آزاد شدہ کا اقرار نکاح اُسوقت اُسپر نافذ ہوگا اور نسب مولے سے ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا اور اگر دعوی کیا کہ یہ بچہ عتق مکاتب سے پہلے کی وطی سے پیدا ہوا ہے تو مولے کی تصدیق نہ کیجاویگی پس اگر مکاتب آزاد اور مکاتبہ دونون نے اسکی تصدیق کی تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا پس اگر مکاتبہ نے مال کتابت ادا کر دیا تو مع بچہ کے آزاد ہو جائیگی اور اگر عاجز ہو گئی تو بچہ بقیمت آزاد ہوگا اور اگر مکاتبہ نے اسکی تصدیق کی اور مکاتب آزاد نے تکذیب کی تو نسب ثابت ہوگا اور بچہ غلام ہوگا پس اگر مکاتبہ عاجز ہوئی تو وہ اور اُسکا بچہ دونون مکاتب آزاد کے مملوک ہونگے اور اگر مکاتب نے تصدیق کی کہ قبل عتق کے مولے کی وطی سے پیدا ہوا ہے اور مکاتبہ نے تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا ولیکن اگر عاجز ہو گئی تو عاجز ہونے کے روز کی قیمت پر بچہ آزاد ہوگا۔ اسی طرح اگر مکاتب نے مال کتابت ادا نہ کیا ولیکن ادا کے لائق مال چھوڑ کر مر گیا اور بدل کتابت ادا کر دیا گیا پھر مکاتبہ عاجز ہو گئی تو بچہ بقیمت آزاد ہے اور اُسکی مان وارثان مکاتب کی مملوک ہوگی کذا فی شرح الزیادات

پندرھوین فصل متفرقات کے بیان مین۔ اگر ایک شخص مر گیا اور اُسنے عورت و ام ولد چھوڑی اور وارث نے اقرار کیا کہ اُسنے یہ لڑکا میت کے نطفہ سے جنا ہے پس اگر وہان مقر سے کوئی جھگڑا اور رد کرنے والا نہو تو لڑکے کا نسب میت سے ثابت ہو جائیگا اور وہ وارث ہوگا اور اقرار کرنے والون مین کچھ تعداد یا لفظ گواہی شرط نہین ہے اور اگر مقر کا کوئی منازع موجود ہو جو اُسکے اقرار مین نزاع کرتا ہے تو باتفاق الروایات اقرار کرنے والون کی تعداد شرط ہے اور باتفاق الروایات انکی عدالت یعنی عادل ہونا شرط نہین ہے اور مقر کا بلفظ شہادت اقرار کرنا شرط ہونے مین دو روایتین ہین یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص ایک ام ولد چھوڑ کر مر گیا اور مرنے سے دو برس تک کے درمیان مین اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور وارثون نے نسب سے انکار کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک میت سے اُسکا نسب ثابت نہوگا اور دائی کی گواہی سے وارث نہوگا جب تک کہ دو گواہ گواہی نہ دین ولیکن اگر مولے نے اپنی زندگی مین اقرار کیا تھا کہ یہ ام ولد مجھسے حاملہ ہے تو دائی کی گواہی سے نسب ثابت ہوگا اور اگر وارثون نے اقرار کیا تو مثل اقرار میت کے شمار ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک باندی ہے اُسنے اُس سے وطی کی اور وہ اس سے بچہ جنی پھر اُسکے بچہ کا دعوی کیا پھر کہا کہ یہ فلان شخص کی ام ولد تھی اُسنے میرے ساتھ نکاح کر دیا تھا اس سے میرے لئے یہ بچہ ہوا ہے اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی اور باندی نے دونون کے قول کی تصدیق کی یا تکذیب کی ولیکن مقر کی ام ولد ہونیکا علم ہونے سے پہلے اُسنے دونون کی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو مقر لہ کی ام ولد قرار دیجائیگی اور اُسکے بچہ کا حکم مثل اسکے حکم کے ہو جانے ہوگا جب مقر لہ مرے تو دونون آزاد ہو جائینگے پھر اگر اسکے بعد بچہ بڑا ہوا اور اُسنے باندی ام ولد کے اقرار کی تکذیب کی تو اُسکی تکذیب کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے مقر کے قول کی نہ تکذیب کی اور نہ تصدیق کی یہانتک کہ مر گئی تو مقرلہ مقر لہ کی تصدیق کیجائیگی حتے کہ یہ بچہ مقر لہ کا غلام قرار دیا جائیگا پس اگر بچہ بالغ ہوا اور اُسنے مقر لہ کے غلام ہونے سے انکار کیا تو التفات نہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے دونون کی تکذیب کی اور اسی پر قائم رہی تو قاضی اُسکو مقر کی ام ولد قرار دیگا اور مقر پر اُسکے ام ولد کے اعتبار سے قیمت مقر لہ کے واسطے واجب ہوگی بعض مشائخ نے کہا کہ یہ موافق صاحبین رحمہ کے ہے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک مقر کو قیمت اور نہ عقر کچھ دینا نہ پڑیگا اور اگر باندی نے دونون کی تکذیب کی پس ہنوز قاضی نے حکم نہ دیا تھا کہ باندی مر گئی تو بچہ کی بابت حکم دینے مین تا بلوغ توقف کیا جائیگا پس اگر بڑے ہو کر اُسنے مقر کے قول کی تصدیق کی تو مقر لہ کا غلام قرار دیا جائیگا اور اُسکی مان مقر لہ کی ام ولد ہوگی اور اگر تکذیب کرتا رہا تو قاضی اسکو مقر کی طرف سے آزاد کریگا اور

اُسکی ماں مقرلہ کی ام ولد ہوگی اور اگر باندی زندہ ہو اور بچہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پس ماں نے مقر کی تصدیق کی اور بچہ نے تکذیب کی تو بچہ آزاد اور باندی مقر کی ام ولد ہوگی اسی طرح اگر ماں نے مقر کی تکذیب اور بچہ نے تصدیق کی تو بھی ایسا ہی ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور ایک بیٹا چھوڑا پس ایک عورت نے آکر دعوی کیا کہ یہ میت سے میرا بیٹا ہے پس لڑکے نے اُسکی تصدیق کی اور عورت نے اس امر کے گواہ پیش کیے تو قاضی اُسکے نسب کی ڈگری کریگا اور میت و عورت میں زوجیت کا حکم دیگا اور عورت میت کی وارث ہوگی کذا فی الحاوی۔ اگر دو عورتوں نے ایک بچہ کے نسب کا دعوی کیا اور ہر ایک عورت نے دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں گواہ قائم کیں تو امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک کسی سے اُسکا نسب ثابت نہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک دونوں سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے ایک عورت گواہ پیش کی تو موافق روایت ابو سلیمان کے امام اعظم رح کے نزدیک اس حجت سے کسی کی ڈگری نہوگی اور موافق روایت ابو حفص کے دونوں کے نام نسب کی ڈگری ہوگی۔ اور اگر دونوں کے پاس حجت نہو تو بلا خلاف کسی کی ڈگری نہوگی۔ مجموع النوازل میں ہے کہ اگر دو بچوں میں ایک مذکر اور دوسرا مونث ہے اور دونوں عورتوں میں سے ہر ایک نے مذکر کا دعوی کیا اور مونث کی نفی کی تو دونوں عورتوں کا دودھ تولا جائیگا جسکا بھاری ہوگا اسی کے نام مذکر کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر زید کی باندی کے بچہ ہوا پس اُسکے بھائی نے کہا کہ یہ شبہ کے نکاح سے میرا بیٹا ہے اور زید نے انکار کیا تو مدعی کی تصدیق نہوگی اور یہی حکم چچا و ماموں و باقی اہل قرابت کا ہے پس اگر مدعی اُسکا کسی روز مالک ہوا اور نکاح صحیح یا فاسد یا ملک سے نسب کا دعوی کر چکا ہے تو نسب ثابت ہوگا۔ اسی طرح اگر بیٹے ہونے کا دعوی کیا اور یہ نہ کہا کہ میں نے اس باندی سے نکاح کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ماں کا بچہ کے ساتھ یا بدون اسکے مالک ہوا تو اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر مدعی کا باپ جو مدعی کے قول سے منکر ہے اس بچہ کا مالک ہوا تو مدعی سے نسب ثابت نہوگا اور نہ بچہ آزاد ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید کی باندی بچہ جنی اُسکے بیٹے نے اس بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو بدون باپ کی تصدیق کے دعوت صحیح نہیں ہے اسی طرح اگر بیٹے نے نکاح کا دعوی کیا تو بھی بدون تصدیق باپ کے صحیح نہیں ہے۔ اور اگر بیٹے نے باپ کی رضامندی سے یا باختیار ولی نکاح کر لینے کے گواہ قائم کیے تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت اور آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک غلام نابالغ کو آزاد کیا پھر دعوی کیا کہ میرا بیٹا ہے تو صحیح ہے خواہ اسکے پاس پیدا ہوا ہو یا نہیں اور اگر بڑا ہو تو دیکھا جائیگا اگر اُسنے انکار کیا تو اسکا اقرار باطل ورنہ جائز ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی آزاد کی اُسکا ایک بچہ ہے پھر بچہ کا دعوی کیا بعد ازانکہ باندی کو آزاد کر چکا ہے تو نسب اسکو لازم ہوگا اور باندی آزاد ہے پر عدت واجب ہوگی کذا فی المحیط۔ ایک غلام صغیر دو شخصوں میں مشترک ہے اُسکو ایک نے آزاد کر دیا پھر دوسرے نے اُسکے بیٹے ہونے کا دعوی کیا تو صحیح ہے یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور وہ دونوں کا آزاد کردہ شمار ہوگا بشرطیکہ دعوت مدعی دعوت تحریر ہو کہ اُسکی ملک میں نہ پیدا ہوا ہو اور اگر دعوت استیلاد ہو کہ علوق اسکی ملک میں قرار پایا ہو تو آزاد کرنے والے کے لیے آدھی ولاء ہوگی اور مدعی کو کچھ ولاء نہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک کُل غلام آزاد کرنے والے کی طرف سے آزاد ہوا اور دوسرے نے ایسے نابالغ آزاد کے نسب کا دعوی کیا جسکا نسب معروف نہیں ہے تو استحسانًا اُسکی دعوت صحیح ہوگی۔ اور اگر خود آزاد کرنے والے نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بدون دوسرے کی تصدیق کے دعوت صحیح نہیں ہے اور صاحبین رح کے نزدیک استحسانًا صحیح ہے اور اگر بچہ بڑا ہوا کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہے پس اگر اُسنے اس امر کا اقرار کیا تو مدعی سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر انکار کیا تو آزاد کرنے والے کی دعوت صحیح نہیں ہے اور دوسرے کی دعوت صحیح ہے اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک

کسی کی دعوت بدون اُسکی تصدیق کے صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی- اگر دو بچہ جوڑیا ہون ایک کو آزاد کرکے دوسرے کے نسب کا دعوی کیا تو دونون کا نسب ثابت اور عتق باطل ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی- نوادر ابن سماعہ مین ہی کہ زید نے ایک باندی آزاد کی اُسنے عمرو سے نکاح کیا اور وقت نکاح سے چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی اور زید وعمرو دونون نے دعوی کیا تو جسکی باندی آزاد تصدیق کرے اُسی کا ہوگا پس اگر شوہر کی تصدیق کی اور اُسنے نکاح فاسد یا وطی بشبہہ کا دعوی کیا تو نسب اُسکو لازم ہوگا اسیطرح زید کو بھی بدون اُسکی تصدیق کے کچھ دعوت کا حصول نہین ہی یہ محیط مین ہی- ایک عورت کے پاس اُسکے شوہر کے مرنے کی خبر آئی اُسنے بعد عدت کے نکاح کیا اور بچہ جنی پس پہلا شوہر زندہ موجود ہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک ہر طرح بچہ پہلے شوہر کا ہی اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ اگر نکاح ثانی سے وقت ولادت تک چھ مہینے سے کم ہون تو پہلے شوہر کا اور اگر زیادہ ہون تو دوسرے کا ہی اور امام محمد رح نے کہا کہ اگر دوسرے کے وطی کے وقت سے ولادت تک دو برس سے کم ہون تو پہلے شوہر کا اور اگر زیادہ ہون تو دوسرے شوہر کا ہی کذا فی الکافی اور فقیہ ابو اللیث نے اپنی شرح دعوت مبسوط مین لکھا کہ امام محمد رح کا قول اصح ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین یہ فصول عمادیہ مین ہی- اور ابو عصمہ سعد بن معاذ مروزی نے اسمعیل بن حماد سے اُنھون نے عبد الکریم جرجانی سے اُنھون نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ امام نے اس قول سے رجوع کرکے کہا کہ اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی کذا فی المحیط- ایک شخص اپنی عورت کو چھوڑ کر غائب ہوگیا اور وہ نوجوان دس برس کی ہی مثلاً پس اُسنے نکاح کر لیا اور چند اولاد ہوئین تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ سب اولاد پہلے شوہر کی ہونگی یہانتک کہ دوسرے شوہر کو جائز ہی کہ انکو زکوۃ دے اور اُنکی گواہی اُسکے حق مین مقبول ہی اور عبد الکریم نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ اُنھون نے اس قول سے رجوع کیا اور کہا کہ اولاد دوسرے شوہر کی ہی اور اسی پر فتوی ہی کذا فی الواقعات الحسامیہ اور بالاجماع اگر پہلا شوہر آیا تو عورت اُسکو واپس کرا دیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر کوئی عورت گرفتار ہوگئی اور اُس سے کسی حربی نے نکاح کیا اور چند اولاد ہوئین تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی کذا فی المبسوط اور اگر ایک عورت نے طلاق کا دعوی کیا اور عدت مین بیٹھکر بعد کو دوسرے سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی اور شوہر اول نے طلاق سے انکار کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی کذا فی محیط السرخسی مجموع النوازل مین ہی کہ شیخ نجم الدین نسفی رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک نابالغہ سے اُسکے باپ کے نکاح کر دینے سے نکاح کیا پھر باپ مر گیا اور شوہر غائب ہوا اور لڑکی جوان ہوئی اور اُسنے دوسرے سے نکاح کر لیا پس غائب آیا اور اُسنے دعوی کیا اور عورت انکار کر گئی اور شوہر کے پاس گواہ نہین تھے یہانتک کہ اُسکی ڈگری نہوئی بلکہ دوسرے کی ڈگری ہوئی اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور پہلے شوہر کا ایک بیٹا دوسری جورو سے ہی تو اس بیٹے اور اس دختر مین نکاح جائز ہی یا نہین تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر لڑکا نابالغ ہو تو جائز نہین ہی کیونکہ لڑکے کے باپ کے زعم مین ہی کہ لڑکی کی ماں میری جورو ہی اور لڑکی اُسکے فراش سے ہوئی ہی پس اُسکی بیٹی ہی ولیکن اگر لڑکا جوان ہوا اور خود اُسنے اس لڑکی سے نکاح کیا تو جائز ہونا چاہیے کیونکہ اقرار پسر دوسرے پر نافذ نہوا یہ فصول عمادیہ مین ہی- اگر کسی نے دوسرے کی جورو سے نکاح کیا اور وہ بچہ جنی پس ایک نے دعوی کیا کہ نکاح کو ایک مہینہ ہوا اور دوسرے نے ایک برس کا دعوی کیا تو ایک سال کے مدعی کی ڈگری ہوگی اور دونون سے اثبات نسب کا حکم ہوگا اور اگر دونون نے تصدیق کی کہ اُسنے ایک مہینہ سے نکاح کیا ہی تو نسب ثابت نہوگا اور اگر باہمی ایک ماہ کی تصدیق کی بعد اُسنے گواہ دیے کہ ایک سال سے نکاح کیا ہی تو گواہ مقبول ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی- ایک شخص نے اپنے مرض مین کہا کہ یہ لڑکا میری ان دونون باندیون مین سے ایک سے میرا بیٹا ہی پھر مر گیا

تو امام محمد رح نے فرمایا کہ غلام جمیع مال سے آزاد اور ہر باندی اپنے نصف قیمت کے واسطے سعی کرے اور نصف اُسکا تہائی مال سے آزاد ہوگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا میری اس باندی سے میرا بیٹا ہی پھر مر گیا پس اُسکے دوسرے بیٹون نے گواہ قائم کیے کہ ہمارے باپ نے اس باندی کو اس لڑکے کے پیدا ہونے سے تین برس پہلے اس غلام کے ساتھ بیاہ دیا تھا پس یہ لڑکا اس غلام کے فراش سے پیدا ہوا اور غلام و باندی دونون منکر ہین تو اُنکے گواہ مقبول نہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر لڑکا و باندی اسکے مدعی ہون تو اُن دونون کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ اُن دونون کی غرض اس گواہی پیش کرنے سے یہ ہی کہ اپنا حق یعنی نکاح ہونا میت پر ثابت کرین اور لڑکا آزاد ہو جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی پھر اگر یہ اقرار مولے سے اُسکی صحت مین صادر ہوا تو لڑکا تمام مال سے آزاد ہوگا اور اگر مرض مین ہوا تو تہائی مال سے آزاد ہوگا اسی طرح اگر لڑکے نے ایسا دعوی کیا تو بھی گواہ مقبول ہونگے اور حکم اُسکا مثل حکم لڑکے و باندی دونون کے دعوی کرنے کے ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر باندی نے یا لڑکے نے نکاح کا دعوی کیا تو تزویج کے گواہ مقبول ہونگے کیونکہ یہ اثبات نسب کے واسطے ہونگے کیونکہ نسب حق لڑکے کا ہی پس جب اُسنے گواہون سے نکاح ثابت کر دیا کہ غلام سے ہوا ہی تو اپنے حق کا ثابت کرنے والا شمار ہوگا یعنی نسب کا پس نکاح باندی و غلام مین ثابت ہوا اور یہ حق باندی کا ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر وارثون کے گواہ قائم کرنے کی حالت مین غلام غائب ہو تو اُسکے حاضر ہونے کے وقت تک اس گواہی کے حکم مین توقف کیا جائیگا کذا فی المحیط - اگر کسی شخص کی عورت کے بچہ ہوا اور اُسنے دعوی کیا کہ یہ بیٹا میرا اسی شخص سے ہی اور شوہر اس سے منکر ہی پس اس شخص پر اسکے بیٹے یا بھائی نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہی کہ یہ میرا بیٹا ہی تو گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر شوہر کے اس اقرار پر عورت کے باپ یا دادا نے گواہی دی تو گواہی مقبول نہوگی خواہ عورت مدعی ہو یا منکر ہو اسی طرح اگر شوہر کے باپ یا دادا نے اس اقرار کی گواہی دی تو بھی قبول نہوگی خواہ شوہر مدعی ہو یا منکر ہو یہ محیط مین ہی

پندرھوان باب دعوی استحقاق اور جو اُسکے معنی مین ہی اُسکے دعوے کے بیان مین اگر مشتری نے بائع پر دعوی کیا کہ مبیع مین استحقاق ثابت ہو گیا یعنی کسی دوسرے نے مجھپر استحقاق ثابت کر کے لے لی اور بائع سے اپنے دام واپس کرنے چاہے تو ضرور ہی کہ استحقاق کی تفسیر اور اُسکا سبب بیان کرے پھر جب اُسنے سبب استحقاق بیان کر دیا اور دعوی صحیح ہو گیا اور بائع نے اس مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا اور مشتری نے بیع کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور اپنے دام واپس کر سکتا ہی اور اس گواہی کی سماعت کے واسطے مبیع کا حاضر کرنا شرط نہین ہی یہ بعض مشائخ کے نزدیک ہی اور اسی پر ظہیر الدین مرغینانی فتوی دیتے تھے بلکہ اگر مبیع کے رنگ و اوصاف کو ذکر کر دیا اور مقدار ثمن بیان کی تو کافی ہی پھر جب مشتری کے گواہ مقبول ہوے اور اُسنے بحکم قاضی بائع سے اپنے دام واپس لیے اور بائع نے اپنے بائع سے اپنے دام واپس لینے چاہے تو ہو سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر بائع نے مشتری کو ثمن سے بری کیا یا اُسکو ہبہ کیا پھر مشتری کے پاس سے مبیع استحقاق مین لے لی گئی تو وہ اپنے بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہی اسی طرح باقی بائع بھی ایک دوسرے سے کچھ نہین لے سکتے ہین یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر مبیع مشتری کے پاس سے استحقاق مین لی گئی اور ہنوز اُسنے دام نہین دیے ہین یا کچھ دام دیے ہین تو جبراً اُس سے کل دام یا باقی دلوائے جاوینگے کیونکہ شاید قاضی مستحق کے گواہون پر ڈگری نکرے یا مستحق بیع کی اجازت دیدے یہ محیط مین ہی مشتری نے جب بائع سے دام طلب کیے اُسنے دام واپس دینے کا وعدہ کیا پھ

اگر استحقاق ثابت ہونے مین مشتری کی تصدیق کرچکا اور اسنے سجل قاضی قبول کرلیا ہو تو دام پھیر دینے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر استحقاق کا اقرار نہین کیا صرف وعدہ کرکے وعدہ خلافی کی تو مجبور نہ کیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر مشتری نے اپنے بائع سے دام لینے چاہے اُسنے تھوڑے دامون پر مشتری سے صلح کرلی تو بائع اپنے بائع سے پورے دام لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے ایک دار بعوض ایک غلام کے خریدا اور باہم قبضہ کیا پھر نصف دار استحقاق مین لیا گیا تو مشتری کو اختیار ہی چاہے باقی دار نصف کو آدھے غلام مین لیوے یا ترک کردے اور غلام خریدنے والے کو خیار نہوگا اگرچہ صفقہ کا متفرق ہونا اور باقی کا شرکت کی وجہ سے عیب دار ہونا اُسکے پاس بھی لازم آتا ہی اور ایسے ہی اگر نصف غلام مین استحقاق ثابت ہوا نہ نصف دار مین تو مشتری دار کو خیار نہوگا اور اگر نصف غلام اور نصف دار دونون استحقاق مین لیے گئے تو کتاب مین مذکور ہی کہ ہر ایک کو خیار ہی چاہے ترک کردے یا لیوے اور ماخوذ و متروک کی مقدار کتاب مین مذکور نہین ہی ہمارے بعض اصحاب نے فرمایا کہ چاہے چوتھائی کو چوتھائی کے عوض لے یا ترک کردے اور بعض اصحاب نے فرمایا کہ چاہے نصف کو نصف کے عوض لے یا ترک کردے اور اگر ہنوز کسی نے کچھ اختیار نہ کیا تھا کہ مستحق نے نصف غلام مین اجازت دیدی یا مشتری کو ہبہ یا صدقہ مین دیکر سپرد کردیا تو مشتری غلام کا خیار باطل ہوگا مشتری دار کا باقی رہا یہ محیط مین ہی۔ زید نے عمرو سے غلام خریدا اور بکر کے ہاتھ فروخت کیا پھر زید نے دوبارہ خریدا اور اسکے ہاتھ سے استحقاق مین لے لیا گیا تو عمرو سے دام واپس کرسکتا ہی ایسا ہی شمس الاسلام محمود اوزجندی کا فتوی منقول ہی اور یہ حکم اس روایت کے موافق صحیح ہوسکتا ہی کہ جسمین مذکور ہی کہ استحقاق کے ثبوت سے تمام بیع جسقدر واقع ہوئی ہون فسخ ہوجاتی ہین ولیکن موافق ظاہر الروایت کے اگر مستحق کے مالک ہونے کا حکم کیا جاوے تو تمام بیعون کا فسخ ہونا واجب نہین پس زید کا فروخت کرنا اور دوبارہ خریدنا بحالہ باقی ہی پس عمرو سے واپس نہین کرسکتا ہی بلکہ بکر سے واپس کرے پھر بکر اس سے واپس کرے پھر یہ عمرو سے واپس کرے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے ایک گھر خریدا اور اُسپر قبضہ کیا اور اُس سے استحقاق مین لے لیا گیا پس مستحق نے مشتری سے کہا کہ جو دام تونے بائع کو دیے ہین وہ مجھسے لے لے آسنے لے لیے پھر مستحق نے چاہا کہ جو کچھ مشتری کو دیا ہی اُسکو واپس کرے تو بعض مشائخ نے کہا کہ وجہ ہی کہ اُسکو یہ اختیار نہو بنابراس روایت کے جسمین مذکور ہی کہ مستحق کے واسطے ملک کا حکم ہونے سے تمام بیع فسخ ہوجاتی ہین اور موافق ظاہر الروایت کے واپس لے سکتا ہی۔ اور اگر مشتری نے بائع سے اپنے دامون کا مطالبہ کیا اور مستحق نے مشتری سے کہا کہ مجھسے اپنے دام لے لے اُسنے لے لیے پھر مستحق نے واپس کرلینے کا قصد کیا تو باتفاق الروایات ایسا نہین کرسکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ امام محمد رح نے زیادات مین ذکر کیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خریدا اور اُسپر قبضہ کرلیا اور ایک شخص نے مشتری کے لیے ضمان درک کرلی کہ جو کچھ آیندہ پیدا ہو از قسم استحقاق وغیرہ تو مین تیرے واسطے ثمن کا ضامن ہون پھر مشتری نے زید کے ہاتھ فروخت کیا اور دیدیا پھر زید نے عمرو کے ہاتھ فروخت کرکے سپرد کردیا پھر کسی مستحق نے عمرو پر گواہ پیش کرکے ڈگری کرائی تو یہ حکم اس مشتری عمرو اور تمام بائعون پر جاری ہوگا حتے کہ اگر عمرو یا کسی بائع نے مستحق پر اپنی ملک مطلق کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے اور ہر دو مشتری اپنے اپنے بائع سے بدون اعادہ گواہون کے دام واپس کرسکتے ہین ولیکن جبتک کسی بائع سے دام واپس نہ کیے جادین تب تک وہ اپنے بائع سے واپس نہین کرسکتا ہی چنانچہ جبتک زید سے عمرو واپس نہ کرے تب تک زید اپنے بائع سے نہین واپس لے سکتا ہی اور نہ زید کا بائع یعنی مشتری اول اپنے بائع سے قبل رجوع درمیانی مشتری کے واپس لے سکتا ہی اور نہ مشتری اول ضامن درک کفیل سے لے سکتا ہی اور آیا ہر مشتری کو اس امر کے گواہ وقت ثمن واپس کرنے کے پیش کرنے چاہییے ہین کہ مجھسے ثمن واپس لیا گیا یا نہین پس دیکھنا چاہیے

کہ اگر قاضی کو معلوم نہین کہ اِس سے دام وصول کر لیے گئے ہین مثلاً کسی دوسرے قاضی کے پاس اُس سے دام واپس لیے گئے تو گواہ لانا ضرور ہے اور اگر قاضی کو معلوم ہو تو ضرورت نہین ہو اور اگر اِس صورت مین غلام استحقاق مین لیا گیا بلکہ اُسنے عمرو پر اپنی اصلی آزادی کے گواہ قائم کر کے حکم آزادی حاصل کر لیا تو ہر ایک مشتری اپنے بائع سے اپنے دام قبل اپنے مشتری کو واپس دینے کے لے سکتا ہو اسی طرح مشتری اول بھی کفیل سے قبل اِسکے کہ خود دام واپس کرے دام بھر لے سکتا ہو اور اگر اِس صورت مین غلام نے اصلی آزادی کے گواہ نہ دیے بلکہ یون دعوی کیا کہ مین فلان شخص کا غلام تھا اُسنے مجھے ایک سال سے آزاد کیا اور اِس امر کے گواہ پیش کیے یا خود کسی شخص نے یہی گواہ پیش کیے کہ میرا غلام تھا مین نے اِسکو ایک سال سے آزاد کیا ہو اور تاریخ آزادی کی سب فروخت کی تاریخون سے سابق ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو ہر مشتری اپنے بائع سے قبل دام واپس دینے کے لے سکتا ہو اسی طرح اگر تاریخ معلوم نہوتی ہو تو بھی یہی حکم ہو - اسی طرح اگر غلام نے یا کسی شخص نے یہ گواہ قائم کیے کہ میرا غلام تھا مین نے اِسکو مدبر کر دیا ہو - اِسکو ایک سال کا عرصہ ہوا یا بجاے غلام کے باندی تھی کہ اُسنے گواہ قائم کیے کہ مین فلان شخص کی ایک سال سے ام ولد ہون یا کسی شخص نے اِس امر کے گواہ قائم کیے اور تدبیر یا استیلاد کی تاریخ سب فروخت کی تاریخون سے سابق ہو یا تاریخ بالکل معلوم نہین ہوتی ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو بھی یہی حکم ہو کہ ہر مشتری اپنے واپس دینے سے پہلے دام واپس لے سکتا ہو - اور اگر مدبر کرنے یا آزاد کرنے یا ام ولد بنانے کی تاریخ سب فروخت کی تاریخون سے بعد ہو مثلاً غلام یا باندی نے اخیر کے مشتری پر گواہ پیش کیے کہ مین فلان کا غلام یا اُسکی باندی ہون کہ اُسنے مجھے اِس مشتری اخیر کے خریدنے کے بعد آزاد کیا یا مدبر یا ام ولد بنایا ہو یا کسی شخص نے اس امر کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے اِسپر ڈگری کر دی تو یہ حکم اور ملک مطلق کی ڈگری دونون یکسان ہین - اور اگر اس غلام کی عتق کی تاریخ بیع کی تاریخون کے بیچ مین واقع ہو کہ بعض تاریخ عتق سے پہلے اور بعض بعد ہین تو قبل عتق مین ہر مشتری اپنے بائع سے اپنے دام قبل اپنے واپس دینے کے نہین لے سکتا ہو اور جو بعد عتق کے بیع واقع ہوئی اُسمین ہر مشتری اپنے بائع سے اپنے واپس کرنے سے پہلے اپنے دام واپس لے سکتا ہو اعتبار البعض بالکل یہ محیط مین ہو - امام محمد رح نے زیادات مین فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر ایک مستحق نے گواہون سے استحقاق ثابت کر کے باندی لے لی تو مشتری اپنے بائع سے دام واپس کریگا یہ ذخیرہ مین ہو - اور اگر مشتری نے مستحق کی ملک ہونے کا اقرار کر دیا یا قسم لی گئی اور اُسنے انکار کیا اور مستحق کی ڈگری ہو گئی پھر اپنے بائع سے دام واپس لینے چاہے تو اُسکو یہ اختیار نہین اور اگر گواہ قائم کیے کہ بائع نے اقرار کیا ہو کہ یہ مبیع مستحق کی ملک ہو تو واپس لے سکتا ہو اور اگر اُسکے پاس گواہ نہون اور چاہا کہ بائع سے اس امر کی قسم لے کہ مین نے مستحق کی ملک ہونے کا اقرار نہین کیا ہو تو قسم لے سکتا ہو کذا فی الخلاصہ پس اگر بائع نے قسم سے نکول کیا تو ثمن واپس کریگا کذا فی الوجیز للکردری اور اگر مشتری نے اپنے اقرار یا نکول کے بعد اِس امر کے گواہ قائم کرنے چاہے کہ یہ مبیع مستحق کی ملک ہو اور مراد اُسکی یہ ہو کہ بائع سے دام واپس کرے تو سماعت نہوگی - اور اگر باندی کا کوئی مستحق نہ پیدا ہوا بلکہ اُسنے اپنی اصلی آزادی کا دعوی کیا اور مشتری نے اِسکی اصلی آزادی کا اقرار کیا یا قسم سے انکار کیا اور قاضی نے باندی کی اصلی حرہ ہونے کی ڈگری کر دی تو اپنے بائع سے دام واپس نہین لے سکتا ہو اور اگر بائع نے مقولہ مشتری سے انکار کیا اور مشتری نے کہا کہ مین اصلی آزادی کے گواہ دیتا ہون تو مقبول ہونگے - اور اگر مستحق نے مشتری پر یہ دعوی کیا کہ یہ باندی میری ہو مین نے اِسکو آزاد یا مدبر یا ام ولد بنایا ہو اور مشتری نے اِسکا اقرار کیا یا قسم سے نکول کیا تو بھی اپنے دام بائع سے نہین لے سکتا ہو پس اگر مشتری نے بائع پر اِس امر کے گواہ قائم کرنے چاہے تاکہ ثمن واپس کرے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسکے گواہون نے عتق مطلق کی بدون تاریخ کی گواہی دی یا ایسی تاریخ بیان کی کہ خرید کی تاریخ سے پہلے ہو تو گواہی

مقبول اور اپنے دام واپس لیگا اور اگر بعد خرید کے عتق واقع ہونے کی تاریخ بیان کی تو گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین ہو امام محمد رح نے زیادات مین فرمایا کہ ایک باندی عبد اللہ کے پاس ہو پس ابراہیم نے محمد سے کہا کہ ای محمد یہ باندی جو عبد اللہ کے پاس ہو میری باندی تھی مین نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کرکے تیرے سپرد کردی تھی اور تو نے دام نہین دیے تھے ولیکن عبد اللہ نے تجھپر غلبہ پاکر تجھسے غصب کرلی اور محمد نے اُسکے سب قول کی تصدیق کی اور عبد اللہ اس سب سے منکر ہو اور کہتا ہو کہ میری باندی ہو تو عبد اللہ کا قول باندی کے باب مین معتبر ہوگا اور ثمن کی ڈگری ابراہیم کے نام محمد پر ہوگی یہ محیط مین ہو۔ پھر اگر اُس باندی کو عبد اللہ سے کسی شخص نے ملک مطلق یا ملک نتاج کے گواہ پیش کرکے لے لیا تو محمد کچھ دام ابراہیم سے واپس نہین کر سکتا ہو اور اگر محمد نے مستحق پر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہو مین نے ابراہیم سے خریدی ہو درحالیکہ وہ اسکا مالک تھا اور مین نے اسپر قبضہ کرلیا تو اُسکے نام باندی کی ڈگری ہوجائیگی پھر اگر مستحق نے محمد پر نتاج کے گواہ پیش کیے تو محمد پر مستحق کے نام ڈگری ہوگی اور محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس کرلیگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر باندی کا کوئی مستحق نہ پیدا ہوا ولیکن باندی نے عبد اللہ پر گواہ قائم کیے کہ مین اصلی آزاد ہون اور قاضی نے یہ حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا۔ اسی طرح اگر عبد اللہ نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ میری باندی تھی مین نے اسکو آزاد یا مدبر یا ام ولد بنایا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا اور اسی طرح اگر باندی نے عتق یا تدبیر یا استیلاد کے گواہ بدون تاریخ کے پیش کیے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر تاریخ بیان کی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر ابراہیم و محمد کے درمیان بیع واقع ہونے کی تاریخ عتق وغیرہ کے بعد ہو تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا اور اگر عتق یا تدبیر یا استیلاد مثلاً ایک سال سے واقع ہونے کا دعوی کرتی ہو اور گواہ یہی گواہی دیتے ہین اور اُن دونون کی بیع واقع ہونے کی تاریخ دو برس ہو یعنی اس سے پہلے ہو تو دام واپس نہین کر سکتا ہو۔ اور اگر باندی نے عبد اللہ پر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اسنے مجھے مکاتب کردیا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے نہین لے سکتا ہو ولیکن اگر باندی نے بدل کتابت ادا کردیا اور آزاد ہوگئی تو اُسوقت محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس کر سکتا ہو کذا فی المحیط۔ اور اگر عبد اللہ نے اقرار کیا کہ مین نے یہ باندی محمد سے سو دینار کو خریدی اور قبضہ کیا اور دام دیدیے ہین اور محمد نے اُسکی تصدیق کی پھر باہمی تصدیق کے بعد عبد اللہ کے پاس سے یہ باندی استحقاق مین لے لی گئی تو عبد اللہ اپنے دام محمد سے اور محمد اپنے دام ابراہیم سے لے لیگا اور اگر عبد اللہ کے پاس سے باندی استحقاق مین لیے جانے کے بعد اسطرح باہمی تصدیق کی تو عبد اللہ اپنے دام محمد سے لے سکتا ہو اور محمد اپنے دام ابراہیم سے نہین لے سکتا ہو اسی طرح اگر عبد اللہ نے محمد سے خریدنے کا اقرار کیا اور محمد حاضر یا غائب تھا اور ہنوز اُسکی طرف سے کوئی تصدیق یا تکذیب نہین پائی گئی پھر عبد اللہ کے ہاتھ سے باندی استحقاق مین لی گئی پھر محمد نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر محمد نے کہا کہ مین ابراہیم پر اس امر کے گواہ قائم کرتا ہون کہ عبد اللہ نے مجھسے وہ باندی خریدی تھی اور مراد اُسکی یہ ہو کہ ابراہیم سے ثمن واپس کرے تو گواہ مقبول ہونگے۔ اسی طرح اگر محمد نے اس امر کے گواہ دیے کہ ابراہیم نے قبل اسکے کہ عبد اللہ کے پاس سے باندی استحقاق مین لے لیجاوے عبد اللہ نے مجھسے خریدنے کے دعوے کی تصدیق کی ہو تو بھی گواہ مقبول اور اپنے دام ابراہیم سے واپس کر سکتا ہو اور اگر محمد و عبد اللہ نے باہمی تصدیق کی کہ محمد نے باندی عبد اللہ کو ہبہ کرکے سپرد کردی یا صدقہ کرکے سپرد کردی تو صورت ثانی و ثالث مین محمد اپنے دام ابراہیم سے نہین لے سکتا ہو اور صورت اول مین لے سکتا ہو کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے ہزار درم کو ایک باندی خریدی اور دام دیدیے اور باندی پر ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ کسی شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہو اور مشتری و بائع دونون حاضر ہین اور قاضی نے مستحق کی ڈگری کردی پھر بائع یا مشتری نے

دعوی کیا کہ بائع نے مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے یہ باندی اسی مستحق سے خریدی تھی اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے - اور اگر مشتری نے بعد استحقاق ثابت ہونے کے قاضی سے درخواست کی کہ بائع سے کہا جاوے کہ مبیع میرے سپرد کر دے یا بیع توڑ دیجاوے تو قاضی بیع توڑ دیگا اور مشتری اپنے دام بائع سے وصول کریگا - پھر اگر قاضی کے بیع فسخ کر دینے کے بعد بائع کو اس امر کے گواہ دستیاب ہوے کہ مین نے قبل فروخت کرنے کے مستحق سے یہ باندی خریدی تھی تو فسخ بیع اپنے حال پر ویسا ہی باقی رہیگا کیونکہ وہ ظاہر و باطن مین نافذ ہو چکا ہی اور اگر دونون مین سے کسی نے بیع کی اجازت دینی چاہی تو نہین ہو سکتا ہی اور اور اگر مشتری نے باندی پر قبضہ کر لیا پھر اسکے ہاتھ سے استحقاق مین لے لی گئی اور مشتری نے بائع سے ثمن لے لیا پھر بائع نے مستحق سے خریدنے کے گواہ پائے اور مستحق پر پیش کر کے اپنی ڈگری کرالی پھر چاہا کہ باندی مشتری کے ذمہ ڈالے تو صاحبین کے نزدیک اسکو یہ اختیار ہی اور بقیاس قول ابو حنیفہ رح اسکو یہ اختیار نہین ہی اور بیع عود نہ کریگی اور یہ حکم موقوف ہی کہ قاضی نے مشتری کے نام بائع سے ثمن واپس لینے کا حکم کر دیا پھر بائع کو مستحق سے خریدنے کے گواہ دستیاب ہوے اور اگر ہنوز مشتری کے نام یہ حکم نہین کیا تھا کہ بائع نے مستحق سے قبل فروخت کے خریدنے کے گواہ قائم کر کے اپنے نام باندی کی ڈگری کرالی تو باندی مشتری کو ملیگی پھر اگر قاضی نے بائع پر دامون کی ڈگری کر دی پھر بائع نے گواہ قائم کیے تو ویسا ہی اختلاف مذکور جاری ہوگا - اگر مشتری نے باندی لینی چاہی اور باندی نے انکار کیا تو دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر بائع نے اسکے ذمہ لازم کرنے کا قصد کیا تو اسکو اختیار ہی اور اگر مشتری نے بائع سے خصومت نہ کی ولیکن اس سے دام طلب کیے اسنے دیدیے یا فسخ قبول کیا پھر بائع نے مستحق سے خریدنے کے گواہ پیش کیے اور باندی کی اسکے نام ڈگری ہوئی تو دونون مین سے کسی کو اختیار نہین ہی کہ باندی دوسرے کے ذمہ ڈالے اور اگر بائع نے مستحق سے خریدنے کے گواہ نہ قائم کیے بلکہ اس امر کے گواہ دیے کہ یہ میری ملک مین پیدا ہوئی تھی تو یہ صورت اور مستحق سے خریدنے کی صورت یہان یکسان ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک باندی خریدی وہ بچہ جنی یا درخت خریدا کہ اسمین پھل آئے اور ہنوز پھل اسی پر تھے کہ گواہ پیش کر کے ایک شخص نے اسکا استحقاق ثابت کیا اور بچہ مشتری کے قبضہ مین ہی تو باندی و درخت کی ڈگری مین بچہ و پھل بھی تابع ہونگے اور اسمین اختلاف ہی کہ پھل و بچہ کی نسبت علیحدہ خاص حکم ہونا چاہیے یا نہین پس بعض نے کہا کہ اصل کی ڈگری ہونا وہی فرع کی ڈگری ہی اور صدر الشہید نے فرمایا کہ فرع کا حکم بھی ہونا ضرور ہی چنانچہ اس صورت مین کہ پھل یا بچہ مشتری کے پاس ہی بلکہ دوسرے کے قبضہ مین ہو تو فرع کا حکم علیحدہ ہونا شرط ہی اور اگر باندی مشتری سے بچہ جنی تو بچہ خصومت کے روز کی قیمت پر آزاد ہوگا اور اسقدر قیمت بائع سے واپس لیگا اور اگر بچہ مر گیا تو مشتری پر کچھ واجب نہوگا اور اگر قتل کیا گیا اور قاتل سے دس ہزار درم لیے تو مستحق کو صرف اسکی قیمت دیگا اور اگر مر گیا اور مال کثیر چھوڑ گیا تو سب مشتری کا ہی اور بائع کو کچھ ڈانڈ نہ دیگا اور مشتری پر عقر واجب ہوگا اور اگر باندی نے کچھ مال کمایا یا کچھ اسکو ہبہ کیا گیا تو مستحق اسکو مع اس کمائی کے لے لیگا اور مشتری بائع سے صرف ثمن وصول کر سکتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی - اگر کسی سے انگور کے درخت خریدے یا زمین و درخت خرما سب خریدے اور قبضہ کر لیا پھر فقط میدان زمین کا استحقاق ثابت کیا گیا تو مشتری کو اختیار ہی کہ درخت بائع کو واپس کر کے پورا ثمن اس سے واپس لیوے یہ ذخیرہ مین ہی - ایک گھوڑا مع زین کے خریدا وہ استحقاق مین لے لیا گیا تو پورا ثمن واپس کر لے اور اگر بدون زین کے استحقاقا لیا گیا تو بقدر حصہ کے واپس لے جیسا زین کے ضائع ہو جانے کی صورت مین حکم ہی اور اگر زین باقی ہو اور مشتری نے اسکا واپس کرنا اور پورا ثمن واپس لینا چاہا اور بائع نے انکار کیا تو اسکو یہ اختیار ہی یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص نے زمین خریدی اور اسمین درخت بوئے وہ درخت اگے پھر زمین استحقاق مین لے لی گئی تو مشتری سے کہا جائیگا کہ اپنے درخت اکھاڑے اور اگر اسکا

اکھاڑنا زمین کو مضر ہو تو مستحق سے کہا جائیگا کہ تجھکو اختیار ہے چاہے ان درختون کو رہنے دے اور مشتری کو درختون کی قیمت اکھڑے ہوئے کے حساب سے دیدے اور یہ درخت تیرے ہو جائینگے یا اُسکو اکھاڑنے کی اجازت دیدے اور جو کچھ تیری زمین کو نقصان ہوگا وہ نقصان مشتری دیدیگا پس اگر اُسنے درخت اُکھاڑنے کا حکم کیا اور مشتری نے اکھاڑ ڈالے پھر بائع پر قابو پایا تو مشتری اُس سے اپنا پورا ثمن واپس لیگا اور درختون کی قیمت یا جو کچھ نقصان زمین ادا کیا ہو اُس سے نہین لے سکتا ہے - اور اگر مستحق نے مشتری کو درختون کی قیمت دینا پسند کیا اور قیمت دیکر درخت اپنے واسطے رہنے دیئے پھر مشتری نے بائع کو پایا تو بائع سے اپنے دام وصول کریگا اور درختون کی قیمت نہین لے سکتا ہے اور مستحق کو بھی بائع یا مشتری کسی سے نقصان زمین لینے کا اختیار نہین ہے یہ سب امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کا قول ہے - اور اگر زمین کا کوئی مستحق ظاہر نہوا یہان تک کہ درختون مین پھل آگئے خواہ پک گئے یا نہین پکے پھر ایک مستحق نے آکر زمین کا استحقاق ثابت کیا اور مشتری سے درخت اُکھاڑ لینے کا مطالبہ کیا تو اُسکو اختیار ہے پس اگر زمین کا بائع حاضر ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ بائع سے درختون کی قیمت زمین مین جمے ہوئے کے حساب سے لے لے اور اُسی طرح بائع کے سپرد کردے اور پھلون کی قیمت نہین لے سکتا ہے اور مشتری پر پھل توڑ لینے کے واسطے جبر کیا جائیگا خواہ پکے ہون یا کچے ہون اور بائع پر جبر کیا جائیگا کہ درخت اکھاڑے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - بائع نے ایک شخص کو مشتری پر ثمن کے واسطے حوالہ کیا اور مشتری نے محتال لہ کو ثمن ادا کردیا پھر یہ گھر جسکا ثمن ادا کیا ہے مشتری کے پاس سے استحقاق مین لے لیا گیا تو مجموع النوازل مین شیخ الاسلام علی سغدی سے منقول ہے کہ مشتری بائع سے اپنے دام وصول کرے پھر شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ اگر بائع کو نہ پاوے تو محتال لہ سے وصول کرے فرمایا کہ نہین اور جامع مین ہے کہ مشتری کو اختیار ہے چاہے قابض سے وصول کرے یا بائع سے - اگر کوئی چیز وکیل سے خریدی تو وقت استحقاق ثابت ہونے کے مشتری وکیل سے دام لیگا بشرطیکہ مشتری نے وکیل کو ثمن ادا کیا ہو اور اگر موکل کو دیا ہے تو وکیل سے کہا جائیگا کہ اپنے موکل سے وصول کرکے مشتری کے سپرد کرے یہ ذخیرہ مین ہے - مجموع النوازل مین ہے کہ دو شخصون مین ایک باندی کی بیع واقع ہوئی پھر بحکم قاضی وہ باندی استحقاق مین لے لی گئی اور مشتری نے بائع سے دام وصول کرلیے پھر امامون کے فتوے سے ظاہر ہوا کہ حکم قضا فاسد تھا پس بائع نے مستحق سے وہ باندی لے لی تو مستحق علیہ یعنے مشتری یا اُسکے قائم مقام کو وہ باندی واپس کرلینے کا اختیار نہین ہے کذا فی الخلاصہ - ایک نے دوسرے سے قراطیس کسی قدر ثمن معلوم کو خریدی اور مشتری نے ایک جامہ معین قراطیس کے دامون مین مشتر کو دیا جسکی قیمت چالیس ہے پس اگر قراطیس مین استحقاق ثابت ہو تو مشتری اپنے بائع سے مشتر وصول کریگا یہ فصول عمادیہ مین ہے - ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خرید کر قبضہ کیا پھر ایک شخص نے آکر باندی کا دعوی کیا اور مشتری نے اقرار کیا کہ یہ مدعی کی ہے اور بائع نے مشتری کی اس امر مین تصدیق کی کہ یہ اسی مدعی کی ہے اور مشتری نے بائع سے دام وصول کرنے چاہے پس بائع نے کہا کہ وہ باندی مدعی کی اسوجہ سے ہوگئی کہ تو نے اُسکو ہبہ کردی تھی تو بائع کا قول قبول ہوگا اور مشتری اُس سے دام نہین لے سکتا ہے یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر مشتری سے دو گواہون کی گواہی پر لی گئی اور خود مشہود علیہ یعنی مشتری نے گواہون کی تعدیل کی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ مین گواہون کا حال دریافت کرونگا اگر انکی تعدیل ہوگئی تو مشہود علیہ یعنے مشتری یا اُسکا قائم مقام بائع سے اپنے دام وصول کرلیگا اور اگر تعدیل نہوئی تو مشہود علیہ پر اُنکی گواہی سے ڈگری ہو جائیگی کیونکہ خود اُسنے اُنکی تعدیل کی ہے ولیکن مشہود علیہ اپنے بائع سے دام وصول نہین کرسکتا ہے اور یہ صورت بمنزلہ خود اقرار کرنے کے قرار دیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے -

امام محمد رہ نے جامع کبیر مین فرمایا ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور مشتری کے حکم سے کسی کفیل نے اسکی طرف سے ثمن کی ضمانت کر لی اور کفیل نے بائع کو دام ادا کر دیے اور غائب ہو گیا اور غلام مشتری کے پاس سے استحقاق مین لے لیا گیا یا وہ آزاد یا مدبر یا مکاتب نکلا یا باندی تھی کہ ام ولد ثابت ہوئی پس مشتری نے اپنے بائع سے ثمن واپس لینا چاہا تو دیکھا جائیگا کہ اگر کفیل نے جو کچھ دیا تھا وہ مشتری سے لے لیا ہے تو مشتری بائع سے لے سکتا ہے اور اگر مشتری سے نہین لیا ہے تو مشتری بائع سے نہین لے سکتا ہے پھر جب کفیل حاضر ہوا تو اسکو اختیار ہے چاہے بائع سے یعنی جو اسنے ادا کیا ہو ۱۲ وصول کرے یا مشتری سے لیوے پس اگر اسنے بائع سے لے لیا تو بائع مشتری سے نہین لے سکتا ہے اور اگر مشتری سے لیا تو مشتری بائع سے واپس لیگا۔ اور اگر کفیل کے حاضر ہونے کے بعد مشتری نے بائع کا پیچھا پکڑنا چاہا قبل اسکے کہ کفیل مشتری سے لینا اختیار کرے تو مشتری کو یہ اختیار نہین ہے اور اگر کفالت نہو بلکہ ادا کے ثمن کا حکم کیا ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو سب صورتون مین بمنزلہ کفالت کے ہے۔ اور اگر ان اسباب مین سے جو ہم نے کفالت مین ذکر کیے کوئی نہو ولیکن قبضہ سے پہلے غلام مر گیا اور کفیل دام ادا کر کے غائب ہو گیا ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ بائع سے ثمن وصول کرے خواہ کفیل نے مشتری سے لیا ہو جو ادا کیا ۱۲ یا نہ لیا ہو۔ اور اگر اس صورت مین کفیل حاضر ہوا یا کفیل موجود ہی ہو تو کفیل کو اختیار نہین کہ بائع سے دام واپس کرے۔ اور اگر غلام نہین مرا بلکہ کسی سبب سے دونون مین بیع فسخ ہو گئی پس اگر ایسے سبب سے فسخ ہوئی کہ وہ ہر وجہ سے فسخ ہے مثلاً بعد قبضہ کے بسبب عیب کے بحکم قاضی یا قبل قبضہ کے بحکم قاضی یا بلا حکم قاضی واپس کیا یا خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے واپس کیا تو اسکا حکم مثل قبضہ سے پہلے غلام کے مر جانے کی صورت کے حکم کے ہے اسی طرح اگر مشتری نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری طرف سے دام ادا کر دے اسنے ادا کر دیے پھر مشتری کو سپرد کرنے سے پہلے بائع کے پاس غلام مر گیا تو سب صورتون مین مشتری ہی بائع سے دام وصول کریگا۔ اور اگر کفالت بدون حکم مشتری کے ہو پھر دونون مین ہر وجہ سے بیع فسخ ہو گئی تو کفیل کو اختیار ہے کہ بائع سے ثمن وصول کر لے اور کفیل کو مشتری سے لینے کی کوئی راہ نہین ہے۔ اور اگر فسخ بیع ان دونون کے حق مین ہوئی اور حق ثالث مین بیع جدید قرار پائی جیسے اقالہ یا بعد قبضہ کے بسبب عیب کے بدون حکم قاضی واپس کرنا تو کفیل کو بائع سے واپس لینے کا کچھ اختیار نہین ہے اور حق القبض مشتری کو پہونچتا ہے اور جو قبضہ کیا اور وصول کیا ہے وہ کفیل کا ہے نہ مشتری کا۔ اور اگر کفالت نہو بلکہ بدون حکم مشتری کے کسی شخص نے ثمن ادا کر دیا تو تمام صورتون مین وہی جواب ہوگا جو بلا حکم مشتری کفالت کرنے کی صورت مین ہم نے ذکر کیا ہے۔ اگر کفالت بحکم مشتری ہو پس کفیل نے پچاس دینار پر بائع سے ثمن کے عوض صلح کر لی تو کفیل کو اختیار ہے کہ مشتری سے درم لیوے نہ دینار۔ پھر اگر غلام استحقاق مین لیا گیا اور کفیل غائب ہے پھر حاضر ہوا تو اسکو بائع کا پیچھا کرنا دینارون کے واسطے راہ ہے اور کفیل کو مشتری کی طرف کوئی راہ نہین ہے خواہ یہ استحقاق اسی مجلس مین ہو یا مجلس سے افتراق کے بعد ہو دونون برابر ہین اور ایسے ہی اگر بائع نے کفیل کے ہاتھ وہ درم جنکی اسنے کفالت کی ہے دینارون کے عوض فروخت کر دیے پھر غلام مین استحقاق ثابت ہوا تو بیع باطل ہو گئی۔ اور مراد امام محمد رہ کی بیع و صلح کے درمیان مساوات سے یہ ہے کہ دونون کے مجلس سے جدا ہونے کے بعد ہی نہین اور اگر دونون کے مجلس مین موجود رہنے کی حالت مین استحقاق ثابت ہوا تو بیع باطل نہو گی اور صلح باطل ہو جائیگی اور اگر غلام مین استحقاق ثابت نہوا ولیکن بائع کے قبضہ مین مر گیا حالانکہ کفیل بائع کے ہاتھ درمون کے عوض پچاس دینار کو فروخت کر چکا ہے اور بائع نے اس سے لیکر وصول کر لیے ہین تو مشتری کو اختیار ہے کہ بائع سے ہزار درم وصول کرے اور کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہین ہے اسی طرح اگر کفیل نے بائع سے پچاس دینار پر صلح کی ہو تو بھی ایسا ہی ہے مگر صلح مین بائع کو اختیار ہے

چاہے پچاس دینار واپس کرے یا ہزار درم پھیر دے اور بیع مین بلا خیار ہزار درم واپس کریگا۔ پھر صلح مین اگر بائع نے ہزار درم واپس کرنا اختیار کیا تو مشتری ہی اُسکو وصول کر لیگا اور اگر پچاس دینار واپس کرنے چاہے تو خود کفیل اُنکو وصول کر لیگا اور کفیل کو مشتری سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی۔ اگر مشتری نے کسی شخص کو حکم کیا کہ میری طرف سے بدون کفالت کے ثمن ادا کرے پس اس شخص نے پچاس دینار بعوض ثمن کے بائع کے ہاتھ فروخت کیے تو جائز ہی اسی طرح اگر پچاس دینار پر صلح کی تو بھی جائز ہی۔ اور اگر کفیل نے بدون حکم مشتری کے ثمن کی کفالت کر لی پھر کفیل نے بائع کے ہاتھ ثمن کے عوض پچاس دینار فروخت کیے یا اسقدر دینارون پر صلح کر لی پھر مشتری کے قبضہ سے پہلے غلام مر گیا یا اُسمین استحقاق ثابت ہوا تو مشتری کو بائع سے واپس کرنے کی کوئی راہ نہین ہی ولیکن کفیل بائع سے واپس کریگا اور صلح کی صورت مین بائع مختار ہوگا چاہے درم واپس کرے یا دینار دے اور بیع مین خیار نہوگا اور اگر کفالت بھی نہو اور نہ ادائے قرض کا حکم کیا ہو ولیکن اُس شخص نے احسان کی راہ سے آکر اپنے دینار بعوض اس ثمن کے جو مشتری پر ہی بائع کے ہاتھ فروخت کیے یا ثمن کے عوض صلح کر لی تو ہر حال مین بیع باطل ہی ولیکن صلح مین اگر یہ شرط لگائی کہ اس شرط پر دینار پر صلح کرتا ہون کہ جو تیرا ثمن مشتری پر ہی وہ میرا ہو تو باطل ہی اور اگر یہ شرط لگائی کہ اس شرط پر صلح کی کہ مشتری ثمن سے بری ہو تو جائز ہی اور اگر صلح کو مطلقاً چھوڑا اُسمین مشتری کے بری ہونے یا ثمن کا اپنے تئین مالک کرانے کی کوئی تصریح نہ کی تو بھی جائز ہی پھر اگر غلام مین استحقاق ثابت ہوا تو بائع پر دینارون کا واپس کرنا مصالح کو واجب ہوگا اور اگر غلام مر گیا تو بائع کو اختیار ہی چاہے کفیل کو دینار واپس کرے یا درم ہکذا فی المحیط۔ اور اگر کفیل نے جید درمون کی کفالت کی اور نبہرہ ادا کیے تو مشتری سے جید لیگا اور اگر غلام استحقاق مین لیا گیا تو بائع یا مشتری سے نبہرہ لے سکتا ہی اور اگر نبہرہ کی کفالت کی اور جید ادا کیے تو نبہرہ لے سکتا ہی اور اگر غلام مین استحقاق ثابت ہوا تو بائع سے جید درم واپس لے سکتا ہی اور مشتری سے نبہرہ لے سکتا ہی اور مشتری بائع سے جید لیگا کذا فی الکافی۔ اور اگر غلام مین استحقاق ثابت نہوا ولیکن قبضہ سے پہلے غلام مشتری کے پاس مر گیا اور کفیل نے جسکا التزام کیا تھا اُس سے ناقص ادا کر چکا ہی تو کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی ولیکن مشتری سے ہزار درم نبہرہ لے لیگا اور اگر کفیل نے جسکا التزام کیا تھا اُس سے جید ادا کیے ہین پھر غلام بائع کے قبضہ مین مر گیا تو کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہوگی ولیکن کفیل مشتری سے وہ درم لے سکتا ہی جسکی اُسنے کفالت کی ہی اور مشتری بائع سے ویسے درم لیگا جو کفیل نے بائع کو دیے ہین یعنی جید درم لیگا اور اگر مشتری نے کسی شخص کو حکم دیا کہ میری طرف سے بلا کفالت ثمن ادا کر دے پس اُس شخص نے مامور بہ سے افضل درم ادا کیے تو مشتری سے ویسے ہی لے سکتا ہی جیسے ادا کرنے کے واسطے اُسنے حکم کیا ہو اور اگر مامور بہ سے ردی ادا کیے تو جیسے ادا کیے ہین ویسے ہی واپس لے سکتا ہی پس اگر غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو اُس شخص کو اختیار ہی چاہے مشتری کا پیچھا کرے یا بائع کا پیچھا کرے پس اگر بائع سے واپس کرنا چاہے تو ویسے ہی لے سکتا ہی جیسے اُسنے وصول کیے ہین اور اگر مشتری سے لینا چاہے تو مثل ادا کیے ہوے کے لیگا بشرطیکہ ادا کیے ہوے درم مامور بہ سے ردی ہون اور اگر جید ہون تو جیسے ادا کرنے کا حکم تھا ویسے واپس لے سکتا ہی پھر مشتری بائع سے ویسے لے سکتا ہی جیسے اُسنے مامور سے وصول کیے ہین۔ اور اگر غلام مین استحقاق ثابت نہوا بلکہ قبضہ سے پہلے مر گیا تو شخص مامور کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی ولیکن مشتری بائع سے جیسے شخص مامور نے ادا کیے ہین ویسے واپس لیگا بشرطیکہ مامور بہ سے ردی ادا کیے ہون اور اگر جید ادا کیے ہین تو بائع سے ویسے واپس لے سکتا ہی جیسے ادا کرنے کا حکم کیا تھا یہ محیط مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے مشتری کے واسطے اسطرح ضمانت کی کہ اگر استحقاق ظاہر ہو تو مین ثمن کا ضامن ہون تو جائز ہو ولیکن جب مستحق نے

بحکم قاضی مبیع مشتری سے لے لی تو کفیل سے اسکو درم وصول کرنا اُسوقت ممکن ہوگا کہ جب بائع پر ثمن واپس کرنا واجب ہوجاے اور بائع پر فسخ بیع پر ثمن واجب ہوگا اور فسخ اسطور سے ہوگا کہ مشتری بائع سے ثمن واپس طلب کرے پس قاضی دونون مین بیع فسخ کردیگا اور ثمن بائع پر واجب ہوگا اور اُسوقت مشتری کو خیار ہوگا چاہیے بائع سے وصول کرے یا کفیل سے پس اگر کفیل سے لیا اور کفالت بلاحکم تھی تو کفیل بائع سے نہین لے سکتا ہے ولیکن بائع بعد استحقاق ظاہر ہوکر ڈگری ہوجانے کے اپنے بائع سے ثمن لے سکتا ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے- اگر مدعی نے مدعاعلیہ کو کوئی چیز دیدی اور گھر لے لیا پھر اُس شی مین جسمین دعوی واقع ہوا ہے استحقاق ظاہر ہوا تو دینے والا دی ہوئی چیز کو واپس نہین لے سکتا ہے یہ وجیز کردری مین ہے- اگر دینارون کے حق سے درم پر صلح کرلی اور قبضہ کرلیا پھر انمین بعد جدائی کے استحقاق ظاہر ہوا تو دینار واپس لیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے- اگر سو درم سے اُسکے نصف پر صلح کرلی اور بدل لے لیا پھر بدل مین استحقاق ظاہر ہوا تو اُسکے مثل واپس لیوے اور تمام قرضہ اول واپس نہین لے سکتا ہے یہ وجیز کردری مین ہے اور اگر درمون سے ایک کر گیہون پر صلح کی تو جائز ہے پھر اگر گیہون مین استحقاق ثابت ہوا یا عیب پاکر اُسکو واپس کردیا تو اپنا اصل حق لے سکتا ہے یعنے درم جو اُسپر اصلی ہین واپس لے سکتا ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے

سولھوان باب دعوے غرور کے بیان مین-

اگر کسی شخص نے کوئی باندی بطور فاسد یا جائز خریدی یا ہبہ یا صدقہ یا وصیت سے اُسکا مالک ہوا پھر اُس شخص سے اُسکے چند اولاد ہوئین پھر اُسپر کسی شخص نے استحقاق ثابت کیا تو مستحق کے نام باندی مع اولاد کی ڈگری ہوجائیگی مگر جبکہ یہ ثابت ہو کہ اُس شخص مستولد نے دھوکا کھایا اور اُسکے ثبوت کے واسطے خرید یا ہبہ وغیرہ کے گواہ ہونا ضرور ہین اور جب اُسنے گواہ قائم کیے تو مستولد کا دھوکا کھانا ثابت ہوجائیگا تو اُسوقت قاضی مستحق کے نام باندی اور بچہ کی قیمت اور باندی کے عقر کی ڈگری کریگا اور مشتری ہمارے نزدیک اُس شخص سے جسنے اسکو مالک کیا ہے خواہ بائع ہو یا واہب ہو عقر واپس نہین لے سکتا ہے اور خرید کی صورت مین بچہ کی قیمت البتہ واپس لے سکتا ہے اور درصورت ہبہ و اُسکے نظائر مین واپس نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین ہے- اور روز خصومت کی قیمت اولاد کی معتبر ہوگی اور جو اولاد روز خصومت سے پہلے مرگئی اُسکی قیمت کا مستولد بالکل ضامن نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے- اور غرور اسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص باندی خریدے یا بذریعہ ہبہ و وصیت وغیرہ اسباب ملک کے اُسکا مالک ہو اور ام ولد بنادے پھر گواہون سے ظاہر ہو کہ یہ دوسرے کی ملک ہے تو ان مسئلون مین بچہ بقیمت آزاد ہوگا یہ کافی مین ہے- ایک باندی نے ایک شخص کے پاس آکر بیان کیا کہ مین آزاد ہون سنے ہی پر اُس سے نکاح کرلیا اور ایک بچہ ہوا پھر باندی کے مالک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے اور ڈگری ہوگئی تو بچہ کی ڈگری بھی مالک کے نام ہوگی ولیکن اگر شوہر اس امر کے گواہ قائم کرے کہ مین نے اس سے اسی بنا پر نکاح کیا تھا کہ یہ آزاد ہے تو ایسے گواہون سے اولاد کی سبب آزادی یعنی غرور ثابت ہوگا اور آزادی کی صورت مین اسکے ملک کی ڈگری ہونے کی کوئی راہ نہین ہے مگر باپ پر اُسکی قیمت اپنے مال سے فی الحال وقت حکم قاضی واقع ہونے کی واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہے- اور جو اولاد خطا سے قتل ہوئی اور باپ نے اُسکی دیت بحکم قاضی لے لی تو درصورت استحقاق روز قتل کی قیمت معتبر ہوگی اور اگر دیت مین سے کچھ نہین لیا ہے تو اُسپر بچہ کی قیمت کی ڈگری نہوگی اور اگر دیت مین سے بقدر قیمت لے لی تو قیمت کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہے- اور اگر اس مقتول لڑکے کا کوئی لڑکا ہو کہ اُسنے بسبب میراث باپ کے ساتھ لے لی اور دیت مین سے بقدر قیمت یا کم کچھ مال برآمد ہوا تو باپ پر اسی قدر کی ڈگری باپ کے مال سے کیجاویگی اور دیت اور ترکہ پسر مین سے قیمت کی ڈگری نہوگی یہ حاوی مین ہے- اور اگر خود باپ نے قتل کیا تو اُسکی قیمت ڈانڈ دیگا کذا فی الہدایۃ - اور اگر مستولد مرگیا

اور اسپر جتنے قرضے ہین تو مستحق بھی قرضخواہون مین شامل کیا جائیگا اور لڑکے کی ولا ر باندی کے مولے کو نہ ملیگی اگرچہ آزادی اُسکے مولے کی طرف سے اعتبار کی گئی اسواسطے کہ آزادی مستحق کی طرف سے اعتبار کرنا صرف اسواسطے ہی کہ مستولد پر ضمانت واجب ہونا ممکن ہو مگر باقی احکام مین لڑکے کا حکم مثل آزادون کے ہی اور اسی سے ہم نے کہا کہ مستولد سے مستحق کو قیمت ولد کی ضمان لینے کا اختیار ہی ولیکن اگر مستحق اس بچہ کا کوئی ذو رحم محرم ہو تو بسبب قرابت کے یہ اعتبار نہین ہو سکتا ہی کہ مستحق کی طرف سے بچہ آزاد ہوا لہذا ضمان نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر باپ کے پاس اس امر کے گواہ نہون کہ مین نے باندی سے اس بنا پر نکاح کیا کہ یہ حرہ ہی اور مستحق سے علم پر قسم طلب کی تو مستحق سے قسم لیجاویگی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو خبر دی کہ یہ عورت حرہ ہی اُسنے اسی بنا پر اُس سے نکاح کر لیا اور خبر دینے والے نے نکاح کرایا اور اولاد ہوئی پھر ایک شخص نے عورت پر اپنی باندی ہونے کا استحقاق ثابت کیا اور قاضی نے بچہ کو بقیمت آزاد کیا اگر شوہر نے بشرط آزادی اُس سے نکاح کیا تھا۔ تو مستولد بچہ کی قیمت خبر دینے والے سے پھیر لیگا۔ اور اگر خبر دینے والے نے اُس سے نکاح نہین کرایا بلکہ عورت نے خود اُس سے نکاح کر لیا اس بنا پر کہ وہ حرہ ہی تو مستولد اس باندی سے بعد آزاد ہونے کے بچہ کی قیمت لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی اگر کسی شخص بکر کو ایک باندی نے دھوکا دیا کہ مین زید کی باندی ہون اس پر زید سے بکر نے خرید لی اور ام ولد بنایا پھر عمرو نے استحقاق ثابت کر کے لے لی تو بکر اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت زید سے لیگا نہ باندی سے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے ایک باندی خریدی اور قبضہ کر کے عمرو کے ہاتھ فروخت کر دی اور عمرو سے اُسکے اولاد ہوئی پھر بکر نے استحقاق ثابت کر کے لے لی تو عمرو اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت اپنے بائع سے لے سکتا ہی اور دوسرا بائع اپنے بائع سے بچہ کی قیمت نہین لے سکتا ہی یہ امام اعظم رح کا قول ہی کذا فی فتاوی قاضیخان از زید و عمرو نے ایک باندی خریدی پھر ایک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کو ہبہ کر دیا اور باندی کے اُس سے اولاد ہوئی اور بکر نے استحقاق ثابت کر کے باندی لے لی اور اولاد کی قیمت لے لی تو جس نے ام ولد بنایا ہی وہ آدھا ثمن اور آدھی قیمت اولاد کی بائع سے پھیر لیگا اور ہبہ کرنے والے سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور واہب اپنے بائع سے آدھا ثمن لے سکتا ہی اور اولاد کی کچھ قیمت نہین لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہی اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پس ایک شخص نے اُسکا دعوی کیا اور باندی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر اپنے شریک کو دیدیا پھر کسی شخص نے استحقاق ثابت کر کے باندی اور بچہ کی قیمت اور عقر لے لیا تو مستولد اپنے بائع سے آدھا ثمن اور آدھی قیمت اور شریک سے باندی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر واپس لیگا اور شریک سے اولاد کی قیمت مین کچھ نہین لے سکتا ہی اور شریک اپنے بائع سے آدھا ثمن واپس لیگا یہ مبسوط مین ہی۔ دو شخصون نے ایک یتیم کے وصی سے ایک باندی خریدی اور ایک نے اُسکو ام ولد بنایا پھر باندی استحقاق مین لے لی گئی تو بچہ بقیمت آزاد ہوگا اور مستولد وصی سے بچہ کی آدھی قیمت لے لیگا اور آدھی باقی قیمت بچہ کی اپنے شریک سے نہین لے سکتا ہی اگرچہ باقی آدھے کو اُسنے شریک سے خریدا ہی پھر وصی مال ضمان کو یتیم سے لے لیگا۔ اسی طرح اگر نابالغ کے باپ نے فروخت کیا ہو تو مال یتیم سے لے لینے مین دونون برابر ہین۔ (یعنی وصی ہو یا باپ ۱۲) اسی طرح اگر فروخت کرنے والا وکیل یا مستبضع ہو تو اُس سے واپس کر سکتا ہی جسکے واسطے بیع قرار پائی ہی اسی طرح اگر بائع مضارب ہو اور باندی مین ربح نہو تو جو کچھ اسکو بچہ کی قیمت دینی پڑی ہی وہ رب المال سے لیگا اور اگر باندی کے فروخت مین نفع ہوا ہی تو رب المال سے بچہ کی قیمت مین بقدر راس المال اور رب المال کے حصہ نفع کے واپس کریگا یہ محیط مین ہی۔ ایک باندی ایک مرد سے بچہ جنی پھر اُسمین استحقاق ثابت ہوا پس وطی کرنے والے نے کہا کہ مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہی اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی اور مستحق نے دونون کی تصدیق نہ کی تو بچہ مستحق کا غلام قرار دیا جائیگا مگر پہلے مستحق سے اس امر کی قسم لیجاویگی کہ واللہ

میں نہیں جانتا ہوں کہ اُسنے باندی کو فلاں شخص سے خریدا ہے اور اگر مستحق نے اقرار کیا اور بائع نے انکار کیا تو بچہ آزاد اور باپ پر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور بائع سے واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر مستحق نے اقرار کیا اُن دونوں نے اقرار نہ کیا تو اسکے اقرار پر بچہ بلاقیمت آزاد ہوجائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر مکاتب یا غلام نے مولے کی اجازت سے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا اُس سے اولاد ہوئی پھر عورت میں استحقاق ثابت ہوا اور مستحق کے نام اسکی ڈگری ہوگئی تو امام اعظمؒ کے قول اور امام ابو یوسفؒ کے دوسرے قول کے موافق بچہ غلام ہے اسیطرح اگر مکاتب نے اُس باندی کی خرید میں دھوکا کھایا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی کی ام ولد یا مدبرہ یا مکاتبہ کو کسی اجنبی سے خریدا اور اُس سے جماع کیا پس اُس سے بچہ پیدا ہوا تو مستولد پر بچہ کی قیمت اور عقر مدبرہ کے اور ام ولد کے مالک کو دینا واجب ہوگی اور مکاتبہ کو عقر اور بچہ کی قیمت دینا پڑیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک مکاتبہ نے اپنے آپ کو ظاہر کیا کہ میں آزاد ہوں اسی پر دوسرے شخص سے نکاح کیا پھر معلوم ہوا کہ یہ مکاتبہ ہے تو امام ابو یوسفؒ کے دوسرے قول کے موافق مستولد اُس مکاتبہ کے واسطے ضامن ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ مکاتب یا غلام ماذون نے ایک باندی فروخت کی اور مشتری نے اُسکو ام ولد بنایا پھر وہ استحقاق میں لے لی گئی تو مستولد بچہ کی قیمت بائع سے پھیر لیگا یہ مبسوط میں ہے۔ مورث نے اگر وارث کے ہاتھ باندی فروخت کی اُسنے ام ولد بنایا تو وقت استحقاق ثابت ہونے کے وارث مورث سے بچہ کی قیمت لے سکتا ہے یعنی اگر مورث مر گیا تو وارث اُسکے مال سے ماسوائے حصہ میراث کے یہ مال لے سکتا ہے اور جس شخص کے واسطے باندی کی وصیت کر دی وہ وصیت کرنے والے کے بائع سے ام ولد بنانے اور استحقاق ثابت ہونے کے بعد بچہ کی قیمت نہیں لے سکتا ہے نہ بسبب عیب کے اسکو واپس کر سکتا ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر مریض نے اپنے مرض موت میں اقرار کیا کہ یہ باندی فلاں شخص کی میرے پاس ودیعت ہے پھر وارث نے اُسکے مرنے کے بعد باندی سے وطی کی اور اُس سے بچہ ہوا حالانکہ وارث کو اقرار مورث کا علم ہے پھر باندی پر استحقاق ثابت ہوا تو مستحق کے نام باندی اور بچہ دونوں کی ڈگری ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص کو ایک باندی باپ سے میراث ملی اُسنے ام ولد بنائی پھر اُسمیں استحقاق ثابت ہوا تو بچہ بقیمت آزاد ہوگا پھر ثمن اور بچہ کی قیمت مورث کے بائع سے واپس لیگا بخلاف موصی لہ کے کہ اگر اُسنے باندی کو ام ولد بنایا پھر اُسمیں استحقاق ثابت ہوا تو وصیت کرنے والے کے بائع سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ ایک شخص مر گیا اور ایک بیٹا اور باندی چھوڑی اور اُسکا ترکہ قرض میں ڈوبا ہوا ہے پھر بیٹے نے باندی سے وطی کی اُسکے بچہ ہوا تو باندی قرضہ میں فروخت کیجاویگی اور بیٹا باندی کا عقر اور بچہ کی قیمت قرضخواہوں کو ڈانڈ بھریگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے تو اُسکے نام باندی و عقر و بچہ کی قیمت کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر قرضہ محیط نہو تو باندی کی قیمت اور اسکے عقر کا ضامن ہوگا اور اُس سے قرضہ ادا کیا جائیگا اور باقی میراث رہیگا اور بچہ کی قیمت کا ضامن نہوگا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ قرضہ باندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو اور اگر کم ہو تو بقدر قرض کے ضامن اور عقر کی ڈانڈ دیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک شخص نے غصب کی ہوئی باندی خریدی حالانکہ جانتا ہے کہ بائع غاصب ہے یا ایسی عورت سے نکاح کیا جو کہتی ہے کہ میں حرہ ہوں حالانکہ اُسکو معلوم ہے کہ یہ جھوٹی ہے اور اُسکو ام ولد بنایا تو بچہ غلام ہوگا یہ مبسوط میں ہے اور اگر باندی خریدی حالانکہ جانتا ہے کہ یہ باندی غیر کی ہے پس بائع نے کہا کہ اِسکے مالک نے مجھے اسکے فروخت کرنے کا وکیل کیا ہے یا وہ مر گیا اور مجھے وصی کر گیا ہے اِس بنا پر اسکے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری نے اُسکو ام ولد بنایا پھر مالک نے حاضر ہو کر وکالت سے انکار کیا تو اُسکو اختیار ہے کہ باندی کو اور بچہ کی قیمت کو لے لے پھر مشتری اپنے بائع سے اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت واپس لیگا یہ ذخیرہ میں ہے اگر کسی کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک باندی خرید دے اُسنے خرید دی اور موکل کے مال سے دام دیدیے اور موکل نے اُسکو

ام ولد بنایا پھر باندی مین استحقاق ثابت ہوا تو مستحق اُس باندی کو اور بچہ کی قیمت اور باندی کا عقر موکل سے لے لیگا نہ وکیل سے اور موکل اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت بائع سے لے لیگا ولیکن اس باب مین بائع سے خصومت کرنا وکیل کے ذمہ ہی پس اگر بائع نے مستولد کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا اور مستولد نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے میرے حکم سے یہ باندی اس سے خریدی اور میرے مال سے دام دیے ہین تو مشتری بائع کی طرف سے دھوکا کھانے والا شمار ہوگا اور بائع سے ثمن اور بچہ کی قیمت لے سکتا ہی اور وکیل ہی اس باب مین والی خصومت ہوگا اور اگر مستولد کے گواہون نے خرید کی گواہی دی اور یہ گواہی نہ دی کہ مستولد نے مشتری کو خریدنے کا حکم کیا تھا صرف یہ گواہی دی کہ مشتری نے اقرار کیا کہ مین نے اس باندی کو فلان شخص کے واسطے اُسکے حکم سے خریدا ہی پس اگر گواہون نے گواہی دی کہ مشتری نے خرید سے پہلے یا حالت خرید مین ایسا اقرار کیا کہ مین اسکو فلان شخص کے واسطے خریدتا ہون تو مستولد بائع کی طرف سے دھوکا کھانے والا شمار ہوگا اور اُسکو بائع سے بچہ کی قیمت لینے کا اختیار ہی اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ مشتری نے یہ اقرار خریدنے کے بعد کیا ہی تو مستولد بائع سے ثمن اور بچہ کی قیمت نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے نفع کی مضاربت پر دیے اُسنے ان درمون سے ایک باندی خریدی جو دو ہزار درم کے انداز کی ہی پس مضارب نے اسکو ام ولد بنایا پھر وہ استحقاق مین لے لی گئی تو بچہ بقیمت آزاد ہی پھر مضارب اپنے دام بائع سے لے لیگا اور وہ ثمن مثل سابق کے مال مضاربت ہوگا اور یہی بائع سے بچہ کی چوتھائی قیمت لیگا اور وہ خاصۃً مضارب کی ہوگی مضاربت کے مال مین نہوگی اور اگر باندی مین زیادتی نہو تو مستحق بچہ کو مع باندی کے لے لیگا اور مضارب سے اُسکا نسب ثابت نہوگا۔ اور اگر رب المال نے خود اُسکو ام ولد بنایا پس اگر باندی مین زیادتی نہو تو بچہ آزاد ہوگا اور رب المال پر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور بائع سے ثمن اور بچہ کی قیمت واپس لیگا اور اس باب مین خصومت کرنے والا مضارب ہوگا پس ثمن مال مضاربت مین داخل ہوگا اور بچہ کی قیمت رب المال کو ملیگی اور اگر باندی دو ہزار درم کے برابر ہو تو بائع سے تین چوتھائی بچہ کی قیمت مین سے لیجاویگی اور ثمن واپس لیا جائیگا کہ وہ مال مضاربت مین داخل ہوگا یہ مبسوط مین ہی ایک شخص نے دوسرے کو ایک باندی خریدنے کا حکم کیا اُسنے اُسکے واسطے خریدی پھر موکل نے اُسکو ہبہ کر دی وہ اُس سے ایک بچہ جنی پھر اُسمین استحقاق ثابت ہوا اور باندی اور عقر اور بچہ کی قیمت لے لی گئی تو وطی کرنے والا بائع سے کچھ نہین واپس کر سکتا ہی کیونکہ وہ غیر کے واسطے خریدنے والا تھا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک شخص نے باندی خریدی اُسکو آزاد کر کے دوسرے سے نکاح کر دیا اور شوہر کو خبر دی کہ یہ آزاد ہی یا باندی ہی ولیکن شوہر کو اُسکا خریدنا اور آزاد کرنا معلوم ہی پھر شوہر نے اُس سے وطی کی اور بچہ پیدا ہوا پھر اُسمین استحقاق ثابت ہوا تو شوہر پر واجب ہی کہ مستحق کو اُسکا عقر اور بچہ کی قیمت ادا کرے پھر شوہر اُس نکاح کر دینے والے سے بچہ کی قیمت واپس نہین لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی ایک باندی خریدی اور ام ولد بنائی پھر آزاد کر کے اُس سے نکاح کیا پھر اُس سے وطی کی اور بچہ ہوا پھر اسمین استحقاق

یعنی اس سے ایک بچہ ہوا ۱۲

پیدا ہوا اور مستحق نے باندی مع عقر اور دونون بچون کی قیمت لے لی تو مستولد بائع سے فقط پہلے بچہ کی قیمت واپس لیگا اور مستولد سے ایک ہی عقر لیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی شخص پر مال کا دعوی کیا اُسنے ایک معین باندی دیکر صلح کر لی اور باندی پر مدعی نے قبضہ کر لیا اور اُسکو ام ولد بنایا پھر ایک مستحق نے آکر باندی مین استحقاق ثابت کیا تو وہ باندی کو مع عقر اور بچہ کی وقت خصومت کی قیمت لے لیگا پھر اگر بچہ کی قیمت کی ڈگری ہونے سے پہلے بچہ مر گیا تو اُسپر بچہ کی قیمت کی ڈگری نہوگی پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر صلح بعد اقرار مدعا علیہ کے تھی تو جسقدر مال کا دعوے

تھا وہ مال اور جو کچھ ضمان دیا ہی یعنی بچہ کی قیمت سب مدعا علیہ سے بھر لیگا اور اگر صلح انکار مدعا علیہ یا سکوت پر تھی تو فقط اپنے دعوی پر رجوع کرے پھر اگر اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے یا مدعا علیہ سے قسم لی اور اُسنے نکول کیا تو اپنا مال دعوی اور جو ڈانڈ دیا ہی یعنی بچہ کی قیمت سب بھر لیگا اور سب صورتون مین عقر نہین لے سکتا ہی۔ اور اگر مال کا دعوی نہ کیا بلکہ نفس یا نفس سے کم کے قصاص کا دعوی ہی پس مدعا علیہ نے ایک باندی دیکر صلح کی اُسنے ام ولد بنا لی پھر اُسمین استحقاق پیدا ہوا پس اگر صلح بعد اقرار مدعا علیہ کے تھی تو باطل نہوگی ولیکن مدعا علیہ سے باندی کی قیمت اور جو ڈانڈ دیا ہی یعنی بچہ کی قیمت واپس لیگا اور عقر واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر صلح بعد انکار مدعا علیہ یا سکوت پر تھی پھر اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے یا قسم لی اور مدعا علیہ نے نکول کیا تو اسوقت باندی کی قیمت اور جسقدر بچہ کی قیمت ڈانڈ دی ہی واپس لیگا پس اگر قسم لی اور اُسنے قسم کھا لی تو کچھ نہین لے سکتا ہی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ ایک شخص کی مقبوضہ باندی کی نسبت دعوی کیا اُسنے ایک دوسری باندی دیکر انکار یا سکوت کے بعد صلح کر لی اور ہر ایک نے دونون مدعی و مدعا علیہ سے اپنی باندی کو ام ولد بنایا پس جو باندی مدعی کے پاس تھی اُسمین استحقاق ثابت ہوا اور مستحق نے باندی اور عقر اور بچہ کی قیمت لے لی تو مدعی اپنے دعوے کی جانب رجوع کرے اور بچہ کی قیمت فی الحال نہین لے سکتا ہی ولیکن اگر اپنے حق پر گواہ قائم کیے تو اُسوقت اُس باندی کی قیمت جسپر دعوی کیا تھا اور بچہ کی قیمت دونون لے لیگا اور اگر وہ باندی جو مدعا علیہ کے پاس ہی استحقاق ثابت کر کے لے لی گئی اور مستحق نے وہ باندی مع عقر اور بچہ کی قیمت کے لے لی تو مدعا علیہ دوسری باندی کی قیمت مدعی سے بھر لے اور بچہ کی قیمت نہین لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر دونون نے اس شرط پر صلح کر لی کہ مدعی مدعا علیہ سے دوسری باندی لے یا وہی باندی لے جسمین دعوی واقع ہوا ہی پھر ہر ایک نے اپنی اپنی باندی کو ام ولد بنایا پھر ایک باندی استحقاق ثابت کر کے لے لی گئی تو جسپر استحقاق ثابت ہوا وہ دوسرے سے اُس باندی کی قیمت جو اُس سے لی گئی اور بچہ کی اسقدر قیمت جو مستحق کو ڈانڈ بھری ہی واپس کر لے یہ ذخیرہ مین ہی۔ مستولد سے نسب ثابت ہونے اور بچہ بقیمت آزاد ہونے مین مغرور اور مفتر دونون کی اولاد برابر ہی فرق اس امر مین ہی کہ ولد مغرور اپنے مالک کرنے والے سے قیمت بچہ کی واپس لیگا جو اُسنے مستحق کو دی ہی اور ولد مفتر کی صورت مین واپس نہین لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اہل ذمہ و اہل اسلام باب غرور مین ایک حکم رکھتے ہین کذا فی المحیط

سترھوان باب متفرقات کے بیان مین۔

اگر کسی پر بیٹے ہونے کا دعوی کیا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی یہ نہ کہا کہ میرے فراش سے پیدا ہوا ہی تو یہ دعوی صحیح ہی اگر گواہ قائم کیے تو سماعت ہوگی اور بیٹے ہونے کی ڈگری ہو جائیگی یہ محیط مین ہی۔ زید کی مقبوضہ چیز پر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہی قابض نے اُسپر اپنا قبضہ ناحق پیدا کر لیا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ دعوی غصب نہین ہی اسی طرح اگر مدعی نے کہا کہ یہ چیز میری ملک ہی میرے قبضہ مین تھی اور قابض نے ناحق اپنا قبضہ پیدا کر لیا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یون کہا کہ یہ میری ملک ہی میرے قبضہ مین رہی یہانتک کہ مدعا علیہ نے ناحق اسپر اپنا قبضہ پیدا کر لیا ہی تو یہ قابض پر دعوی غصب ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ باندی کی آزادی اور تین طلاق اور طلاق بائن واقع ہونے کا اگر قاضی حکم لگا دے تو اُسکے حکم صحیح ہونے کے واسطے انکا دعوی ہونا شرط نہین ہی اور یہ مسئلہ معروف و مشہور ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ طلاق رجعی کے حکم کے واسطے بھی دعوی شرط نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر مدعی نے دو مالون کا دعوی کیا ایک کو جیسا بیان کرنا چاہیے بیان کیا اور دوسرے کو نہ بیان کیا اور گواہون نے ایسے ہی گواہی دی تو دونون مالون کی ڈگری نہوگی اور اگر گواہون نے صرف مال معلوم کی گواہی دی تو صحیح ہی چنانچہ

مین ہی۔ زید کے مقبوضہ گدھے پر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہی کیونکہ مین نے اسکو فلان شخص سے اسقدر دامون کو خریدا ہی اور تیرے قبضہ مین ناحق ہی پس تجھپر واجب ہی کہ مجھے سپرد کر دے تو ایسا دعوی مسموع نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ خلف بن ایوبؒ کہتے ہین کہ مین نے شداد رہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرگیا اور دو سو درم چھوڑے پس ایک شخص زید نے میت پر سو درم کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے زید کی ڈگری کر دی پھر دوسرا شخص عمرو آیا اور اُسنے بھی میت پر سو درم کا دعوی کیا اور وارثون نے اس سے انکار کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہین ہین پس زید نے اس دوسرے یعنی عمرو کے واسطے مال کا اقرار کیا تو شدادؒ نے فرمایا کہ جسقدر زید نے وصول کیا ہی وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا خلف کہتے ہین کہ ہم اسی کو لیتے ہین اور یہ مسئلہ کتابون مین مسطور ہی یہ محیط مین ہی۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ مین نے تجھپر فلان زمین کا دعوی کیا تھا اُسمین میرے تیرے درمیان باہمی صلح شرعی واقع ہوئی ہی اور صلح صحیح کے گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے صلح فاسد واقع ہونے کے گواہ دیے تو صلح صحیح کے گواہ مقبول ہونگے یہ جواہر الفتاوی مین ہی۔ ایک شخص مرگیا اور تین غلام مساوی قیمت کے چھوڑے کہ اُنکے سوائے اسکا کچھ مال نہین ہی اور ایک بیٹا چھوڑا کہ اُسکے سوائے دوسرا وارث نہین ہی پھر ایک شخص زید نے گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے لیے اس سالم نام غلام کی وصیت کی ہی اور وارث نے انکار کیا اور کہا کہ فقط اس دوسرے شخص عمرو کے نام اس بدھو غلام کی وصیت کی ہی اور عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو قاضی زید کے نام سالم غلام کی ڈگری کریگا اور عمرو کے نام کچھ بھی ڈگری نہ کریگا اور اگر وارث نے سالم کو بعوض بدھو کے خریدا تو جائز ہی۔ اسی طرح اگر ہزار درم کو خریدا ہی تو بھی جائز ہی ولیکن پہلی صورت مین وارث بدھو کی قیمت عمرو کو ڈانڈ بھریگا اور دوسری صورت مین حکم کیا جائیگا کہ بدھو کو عمرو کے سپرد کر دے۔ ایک شخص مرگیا اور ایک غلام ہزار درم کی قیمت کا چھوڑا کہ اُسکے سوائے اُسکا کچھ مال نہین ہی پھر وارث نے اقرار کیا کہ میت نے فلان شخص زید کے واسطے اس غلام کی وصیت کی ہی اور مین نے اُسکے مرنے کے بعد اُسکی وصیت کو جائز رکھا پھر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرے میت پر ہزار درم قرض ہین اور وارث نے انکار کیا تو قاضی اُس غلام کو فروخت کر کے اُسکے ثمن سے قرض ادا کریگا پھر اگر وارث نے وہ غلام خریدا یا ہبہ یا وصیت یا میراث سے اُسکی ملک مین آیا اور زید نے چاہا کہ موافق اقرار وارث کے مین اس سے لے لون تو کوئی راہ نہین ہی اور اگر یہ ظاہر ہوا کہ قرض کے گواہ سب غلام تھے تو قاضی بیع کو باطل نہ کریگا بلکہ موصی لہ کو دام دیدیگا اور اگر قرضخواہ دام وصول کرنے کے بعد مرگیا اور پہلے میت کا وارث اسکا بھی وارث ہوا پس اگر بعینہ انھین ہزار درم کا وارث ہوا تو مقرلہ اُس سے لے سکتا ہی اور اگر کسی اور مال کا سوائے ان ہزار درم کے وارث ہوا تو اسمین سے بقدر ہزار درم کے فروخت کر کے مقرلہ کو دام دیدیے جاوین اور اگر میت کا وارث اُسکا وارث نہوا ولیکن قرضخواہ نے مرتے وقت وصیت کی کہ یہ ہزار درم بعینہ وارث مقر کو دیدیے جاوین تو وارث مقر پر واجب ہوگا کہ مقرلہ کو دیدے اور اگر سوائے ان ہزار درم کے کسی اور مال کی وصیت کی تو اُسمین سے بقدر ہزار درم کے فروخت کر کے مقرلہ کو دلائے جاوینگے۔ اور اگر انمین سے کوئی بات نہوئی ولیکن قرضخواہ نے بعینہ یہی ہزار درم یا دوسرے ہزار درم مقر وارث کو ہبہ کر دیے پس اگر ہبہ حالت مرض مین اُسنے کیا تو اُسکا حکم وہی ہی جو وصیت مین مذکور ہی اور اگر حالت صحت مین اُسنے ہبہ کیا پس اگر بعینہ یہی ہزار درم ہبہ کیے تو مقرلہ کو دلوائے جاوینگے اور اگر دوسرے ہزار درم ہین تو نہ دلوائے جاوینگے۔ اور اگر قاضی نے یہ غلام کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت نہ کیا بلکہ قرضخواہ کو دیکر کہا کہ یہ غلام تیرے ہاتھ بعوض تیرے قرضہ کے بیع ہو یا مین نے اسکو بعوض تیرے قرضہ کے تیرا کر دیا اور قرضخواہ نے اسی طرح سے لیا پھر وارث نے اُسکو خریدا یا ہبہ یا صدقہ مین پایا تو زید کو اُسکے لینے کی کوئی راہ نہین ہی

اور اگر قاضی نے قرضخواہ کے ہاتھ فروخت نہ کیا بلکہ یون دیا کہ یہ غلام تیرے قرضہ سے صلح مین دیا اور اُسکے سپرد کر دیا پھر کبھی وہ غلام وارث کی ملک مین آیا تو مقرلہ کو دلوایا جائیگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص مرگیا اور اُسنے تین غلام مساوی قیمت کے چھوڑے پھر وارث نے زید کے واسطے کسی خاص غلام کی وصیت ہونے کا اقرار کیا اور زید نے تصدیق کی اور گواہون نے گواہی دی کہ میت نے اس دوسرے غلام کی وصیت اس عمرو کے نام کی ہی اور وارث نے انکار کیا پس زید نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا پس اگر گواہون کی گواہی پر حکم ہونے سے پہلے آزاد کیا تو اُسکا آزاد کرنا نافذ ہو جائیگا پھر اگر عمرو کے گواہون کی گواہی پر عمرو کے نام ڈگری ہو گئی تو زید اپنے غلام کی قیمت وارث کو ڈانڈ بھریگا اور اگر زید نے گواہون کی گواہی پر حکم ہونے کے بعد آزاد کیا تو آزادی نافذ نہو گی - پھر اگر وارث کبھی اس غلام کا جسکی عمرو کے نام ڈگری ہوئی ہی مالک ہوا تو جس غلام کا زید کے واسطے اقرار کیا ہی وہ اُسکو دلایا جائیگا اور اُسکی آزادی نافذ نہو گی یہ محیط سرخسی مین ہی - نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص مرگیا اور دو بیٹے اور دو دار چھوڑے پس ایک شخص نے ایک دار کی نسبت یہ دعوی کیا کہ ان دونون کے باپ نے مجھسے غصب کر لیا ہی اور دونون سے قسم لی پس ایک نے قسم کھائی اور دوسرے نے نکول کیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مدعی کے نام آدھے دار کی ڈگری ہو گی بقدر حصہ اُس بیٹے کے جس نے قسم سے نکول کیا ہی اور مدعی دوسرے دار مین سے بھی نکول کرنے والے کا آدھا حصہ فروخت کر کے لے لیگا پس گویا کل دار اُسکو ملا جسکا اُسنے دعوی کیا تھا - اور اگر مدعی نے غصب کا دعوی نہ کیا بلکہ صرف یہ دعوی کیا کہ یہ دار میرا ہی تو مدعی کو نکول کرنے والے کا دوسرے گھر کا حصہ نہ ملیگا یہ محیط مین ہی - امام رح سے روایت ہی کہ اگر گھر وارثون کے قبضہ مین ہو اور ایک اُنمین سے غائب ہی پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین نے غائب کا حصہ غائب سے خریدا ہی اور اسپر گواہ پیش کیے پس اگر باقی وارث حصہ غائب کا اقرار کرتے ہون تو گواہ مقبول نہونگے اور اگر منکر ہون تو مقبول ہونگے اور خرید غائب پر ثابت ہو جائیگی حتے کہ اگر غائب حاضر ہوا اور انکار کیا تو التفات نہ کیا جائیگا یہ وجیز کردری مین ہی - اگر ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک باندی فروخت کی پھر مشتری غائب ہو گیا اور معلوم نہوا کہ وہ کہان ہی پس قاضی کے پاس مرافعہ کیا اور درخواست کی کہ باندی فروخت کر کے میرا ثمن ادا کیا جاوے تو بدون گواہ قائم کرنے کے قاضی اس درخواست کو منظور نہ کریگا پس اگر اسپر گواہ قائم کیے تو مذکور ہی کہ قاضی باندی کو فروخت کریگا اور یہ بیع مشتری کے نام واقع ہو گی اور بائع کو دام ادا کر کے اُس سے ایک ثقہ کفیل لے لیگا پھر اگر ان درمون مین ثمن سے کمی پڑی تو مشتری پر رہی اور اگر زیادتی ہوئی تو مشتری کے واسطے رہی پھر اس مسئلہ کو باندی کے حق مین اسی طرح بیان کیا ہی گھر کے حق مین اسطرح بیان نہین کیا اور واجب ہی کہ اگر بجاے باندی کے گھر فرض کیا جاوے تو یون کہا جاوے کہ قاضی تعرض نہ کریگا اور گھر کو فروخت نہ کریگا - اور اگر مشتری کا مکان اور اُسکی جگہ معلوم ہو تو قاضی کو باندی فروخت کرنے کا اختیار نہین ہی - اگرچہ بائع اپنی درخواست پر گواہ قائم کرے - اور یہ حکم مذکور اُسوقت ہی کہ مشتری جب آیا تو اُسنے اقرار کیا اور اگر آکر انکار کیا تو بائع کو دوبارہ مشتری پر خرید کرنے کے گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہو گی یہ محیط مین ہی زید نے عمرو کے ایک مقبوضہ گھر پر دعوی کیا کہ میری ملک ہی میرے باپ نے تیرے پاس رہن کیا تھا اُسنے انکار کیا پس گواہون نے گواہی دی کہ یہ ملک زید کی ہی عمرو کے پاس ناحق ہی تو گواہی مقبول ہو گی اور عمرو کا قبضہ ناحق ہو جائیگا کیونکہ اُسنے رہن سے انکار کیا ہی یہ خلاصہ مین ہی - زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ یہ گھر میری ملک ہی مین نے تیرے باپ فلان بن فلان کے پاس اسقدر پر رہن کیا تھا پھر تیرا باپ مرگیا اور تیرے قبضہ مین چھوڑ گیا پس تجھپر واجب ہی کہ اپنا قرض مجھسے وصول کر لے اور گھر میرے سپرد کر دے پس عمرو نے انکار کیا اور زید

کے گواہون نے اُسکے دعوے کے موافق گواہی دی ولیکن اسقدر زیادہ کیا کہ آج کے روز اس مدعی کی ملک اور اسکا حق ہو اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہو تو یہ گواہی مقبول ہو گی یہ قنیہ مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کی مقبوضہ باندی پر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہے اور اسکے قبضہ مین ناحق ہے تو اُسکا دعوی صحیح ہے اگرچہ اپنے دعوے مین یہ بیان نہ کیا کہ جس دن قابض نے مجھسے لی ہے اُسدن میری ملک تھی۔ اور اگر یون دعوی کیا کہ اسنے مجھسے یہ باندی غصب کر لی تو دعوی صحیح ہے اگرچہ بیان نہ کیا کہ میری ملک ہے اور اگر گواہ قائم کیے کہ قابض نے مدعی سے غصب کر لی ہے تو قاضی قابض کو حکم دیگا کہ مدعی کے سپرد کر دے اور مدعی کی ملک کی ڈگری نہ کریگا یہ محیط مین ہے۔ زید کے قبضہ مین ایک گھر ہے اُس گھر کو عمرو نے زید کے سواے دوسرے سے بعوض ایک غلام کے خریدا اور غلام اُسکے سپرد کر دیا پھر عمرو نے قابض سے گھر کی نسبت جھگڑا کیا اور اس سے بطور ہبہ یا صدقہ یا خرید یا ودیعت یا غصب یا اسکے مثل کے لے لیا تو اُسکو غلام لینے کی کوئی راہ نہین ہے۔ پھر اگر قابض آیا اور مشتری سے وہ گھر واپس لیا مثلاً مشتری کے پاس بسبب غصب یا ودیعت کے تھا اُسنے واپس لیا تو مشتری بائع سے غلام واپس لیگا اور اگر بجاے گھر کے باندی ہو اور اُسکو بعوض غلام کے خریدا اور وہ باندی مشتری کے پاس ان اسباب مین سے کسی سبب سے پہونچ گئی اور اُسکے پاس ہلاک ہو گئی تو اُسکو غلام لینے مذکورہ بالا ۱۲ کی کوئی راہ نہین ہے مگر ایک صورت مین وہ یہ ہے کہ باندی اگر مشتری کے پاس غصب ہو اور قابض نے آکر بحکم غصب اُس سے قیمت کی ضمان لی تو وہ بائع سے غلام واپس لے سکتا ہے اسی طرح اگر باندی مشتری کے پاس بطور غصب کے ہو اور وہ بھاگ گئی پس قابض آیا اور مشتری سے اُسکی قیمت کی ضمان لی تو مشتری بائع سے غلام واپس لیگا پھر اگر وہ باندی بھاگنے سے لوٹ آئی تو غاصب کی ملک مین عود کریگی اور وہ مشتری ہے یہ ہمارے مذہب سے معلوم ہوا ہے اور وہ غلام خریدار باندی کے سپرد کیا جاویگا باندی کے بائع کو غلام لینے کی کوئی راہ نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ زید نے عمرو سے ایک گھر بعوض ایک غلام کے خریدا اور گھر عمرو کے سواے دوسرے کے قبضہ مین ہے یعنی مثلاً بکر کے قبضہ مین ہے اور بکر مدعی ہے کہ یہ گھر میرا ہے پس زید نے بکر سے خصومت کی مگر اُسکے نام کچھ ڈگری نہوئی اور مشتری نے قاضی سے درخواست کی کہ ہم دونون مین بیع فسخ کر دیجاوے تو قاضی منظور کریگا پس اگر قاضی نے عقد فسخ کر دیا اور بائع کو حکم دیا کہ مشتری کو غلام واپس کر دے پھر کبھی کسی سبب سے وہ گھر مشتری کے ہاتھ آگیا تو فسخ بیع اپنے حال پر باقی رہا یعنی ہو چکا یہانتک کہ مشتری کو یہ حکم نہ کیا جائیگا کہ غلام بائع کو واپس دے اور آیا یہ حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر بائع کے سپرد کرے یا نہین پس دیکھنا چاہیے کہ اگر مشتری نے وقت خرید کے صریح اقرار کیا کہ یہ بائع کا ہے تو حکم دیا جائیگا اور اگر صریح اقرار نہین کیا تو اس مقام پر مذکور ہے کہ یہ حکم نہ دیا جائیگا۔ یہ محیط مین ہے۔ ایک زمین زید کے قبضہ مین ہے اُسپر عمرو نے دعوی کیا کہ یہ زمین بکر کی طرف سے مصرف معلوم پر وقف ہے اور زمین اُسکا متولی ہون اور شرائط ذکر کر کے گواہون سے ثابت کیا اور قاضی نے وقف ہونے کا حکم دیدیا پھر خالد نے آکر دعوی کیا کہ یہ زمین میری ملک وحق ہے تو سماعت ہو گی یہ خلاصہ مین ہے۔ شیخ نجم الدین نسفی رح سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمرو کی مقبوضہ زمین پر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہے اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میری ملک نہین ہے یہ تو اس مصرف پر وقف ہے اور زمین اسکا متولی ہون پس قاضی نے مدعا علیہ سے اُسکے قول پر گواہ طلب کیے اور اُس سے اس قول پر گواہ لانے ممکن نہوئے پس قاضی نے مدعا علیہ کو حکم دیا کہ یہ زمین مدعی کے سپرد کرے تاکہ جبتک تو اپنے مقولہ پر گواہ لاوے یہ مدعی کے قبضہ مین رہے پس آیا یہ ٹھیک ہے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سب خطا ہے قاضی کو نہ چاہیے کہ مدعا علیہ سے اُسکے مقولہ پر گواہ طلب کرے اور نہ مدعی علیہ کو حکم دے کہ زمین مدعی کے سپرد کر دے صرف

مدعی کو حکم کرے کہ مدعا علیہ پر اپنی ملک کے دعوے کے گواہ قائم کرے اور ایسے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط مین ہے منتقی مین ہے کہ زید کے قبضہ مین ایک مکان ہے اُسپر عمرو نے دعوی کیا کہ میرا ہے مین نے اسکو قابض سے ہزار درم مین خریدا ہے اور بکر نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو عمرو سے ہزار درم کو خریدا ہے اور دونون کے پاس گواہ نہین ہین تو گھر قابض کا قرار دیا جائیگا - اور اگر دونون نے اس مقولہ سے انکار کیا اور دو گواہون نے انکے ایسے اقرار کی گواہی دی اور دونون گھر کا دعوے کرتے ہین ہر ایک اپنی ملک کا مدعی ہے اُس مقولہ سے منکر ہے جسکی گواہون نے گواہی دی تو گھر کی ڈگری متکلم اول کے نام یعنی مدعی غیر قابض کے نام ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے ہشام رہ فرماتے ہین کہ امام محمد رہ سے مین نے دریافت کیا کہ ایک شخص زید کے قبضہ مین ایک گھر ہے اُسپر عمرو نے دعوی کیا اور زید کو قاضی کے پاس لایا پس زید نے اقرار کیا کہ مین نے یہ گھر اس مدعی سے خریدا ہے اور دعوی کیا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہین تو کیا زید سے اس اقرار کی وجہ سے کہا جائیگا کہ گھر مدعی کے سپرد کر دے پس امام محمد رہ نے فرمایا کہ قیاس کی روسے کہا جائیگا کہ ہان ولیکن استحسانًا مین زید کے قبضہ مین چھوڑونگا اور کفیل اُس سے لونگا اور تین روز کی مہلت دونگا پس اگر اپنے گواہ لایا تو خیر ورنہ اُسپر ڈگری کر دونگا یہ محیط مین ہے منتقی مین ہے کہ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ یہ طیلسان جو تیرے اوپر پڑی ہے مین نے تیرے ہاتھ اسقدر دامون کو بیچی ہے اور عمرو نے انکار کیا اور کہا کہ یہ میری طیلسان ہے مین نے تجھے ودیعت رکھنے کو دی تھی تو نے مجھے واپس کر دی تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجاویگی اور طیلسان زید کو واپس دیجائیگی اور پہلے مدعا علیہ سے قسم شروع کیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہے - ابن سماعہ نے امام محمد رہ کو لکھا کہ زید نے عمرو کے مقبوضہ غلام پر دعوی کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ غلام بکر بن خالد غائب کا ہے اور اُسنے اقرار کیا ہے کہ یہ زید کا ہے اور عمرو اس دعوے سے منکر ہے اور اپنی ملک کا دعوی کرتا ہے اور زید کہتا ہے کہ گواہون نے سچ کہا اور درحقیقت بکر نے میرے واسطے اقرار کیا تھا ولیکن مین اور وجہ سے ہبہ یا صدقہ یا خرید سے اسکا مالک ہوا ہون تو امام محمد رہ نے جواب دیا کہ اس سے اُسکو کچھ استحقاق حاصل نہوگا جبتک کہ ہبہ یا صدقہ یا خرید بہ ثمن معلوم کے گواہ قائم نہ کرے اور اگر اُسکے گواہ قائم کیے تو قاضی نقد دام لیکر اُسکے نام غلام کی ڈگری کر دیگا اسی طرح اگر زید نے کہا کہ گواہون نے سچ بیان کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور ہبہ وخرید کا دعوی نہ کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مقر حاضر ہو اور غلام اُسکے قبضہ مین ہو پس مدعی نے کہا کہ یہ غلام اسی شخص کا تھا جسکے قبضہ مین ہے اور اسنے غلام کا میرے واسطے اقرار کیا اور قابض نے کہا کہ اسنے سچ کہا تو اس سے مقر لہ کو کچھ استحقاق حاصل نہوگا جبتک کہ اقرار کرنے والا ہبہ وقبضہ وغیرہ کا اقرار نہ کرے یہ محیط مین ہے - ایک نے دوسرے کے مقبوضہ غلام پر دعوی کیا کہ تو نے میرے ہاتھ ہزار درم کو یہ غلام فروخت کیا اور مین نے تجھے دام ادا کر دیے پس مدعا علیہ نے بیع سے اور دام وصول کرنے سے انکار کیا پس مدعی کی طرف سے دو گواہون نے گواہی دی کہ بائع نے اقرار کیا ہے کہ مین نے فروخت کیا اور دام وصول کر لیے اور کہا کہ ہم غلام کو نہین پہچانتے ہین ولیکن ہم سے بائع نے کہا تھا کہ بدھو میرا غلام ہے اور دو گواہون دوسرون نے گواہی دی کہ اس غلام کا نام بدھو ہے یا خود بائع نے اقرار کیا کہ اسکا نام بدھو ہے تو ایسی گواہی سے بیع تمام نہوگی اور بائع سے قسم لیجائیگی اگر اُسنے قسم کھالی تو دام واپس کرے اور اگر نکول کیا تو بیع لازم ہوگی اور اگر دو گواہون نے یون گواہی دی کہ بائع نے اقرار کیا کہ مین نے اپنا غلام بدھو فروخت کیا اور بدھو کے ساتھ کوئی کام یا صناعت یا حلیہ یا عیب ایسا ذکر کیا جس سے اُسکی شناخت ہو سکتی ہے اور وہ اس غلام سے مقابلہ کرنے مین موافق نکلا تو فرمایا کہ یہ گواہی اور پہلی دونون قیاسًا یکسان ہین ولیکن استحسانًا مین کہتا ہون کہ اگر کسی معروف شناخت کی چیز کی طرف نسبت کی تو بیع جائز ہے اور یہی حکم باندی مین ہے کذا فی فتاوے قاضیخان - اور اگر کسی معین غلام کی نسبت اقرار

کرنے کی گواہی دی اور اُسکا نام لیا اور وصف بیان کیا اور کہا کہ ہم کو اُسنے اُسدن دکھا دیا تھا اور نام بتا دیا تھا ولیکن ہم اُسکو آج کے روز بعینہ نہین پہچانتے ہین تو ایسی گواہی باطل ہے اس جہت سے کہ دونون اُسکی شناخت پر گواہ ہوے پھر اپنی گواہی بھول گئے یہ محیط مین ہے- نوادر بشر مین امام ابو یوسف رحسے روایت ہے کہ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اسنے یہ گھر مجھے صدقہ مین دیا اور مین نے قبضہ کر لیا یا مین نے اُسکو ہزار درم کو عمرو سے خرید کرکے قبضہ کیا یا عمرو نے مجھے بعوض ہزار درم کے ہبہ کیا اور مین نے قبضہ کر لیا اور عمرو نے اس سے انکار کیا پھر زید نے گواہ قائم کیے کہ عمرو قابض نے اقرار کیا کہ یہ گھر اس مدعی زید کا ہے تو فرمایا کہ اس گواہی کو قبول کرکے گھر مدعی کا قرار دونگا پھر اگر مدعا علیہ نے ثمن یا عوض کا جسکا زید نے اُسکے لیے اقرار کیا ہے دعوی کیا تو اُسکو دینا پڑیگا اور اگر یہ دعوی نہ کیا تو مدعا علیہ کا اُسمین کچھ حق نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے- اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ زمین جسپر دعوی ہوا ہے میرے قبضہ مین نہین ہے اور مدعی نے اُس سے قبضہ کی قسم لینی چاہی تو اُسکو اختیار ہے تاکہ اقرار سے قبضہ ثابت ہو پھر جب قبضہ کا اقرار کیا تو قاضی یون قسم لیگا کہ واللہ یہ زمین اس مدعی کی ملک نہین ہے تاکہ ملک کا مقر قرار پاوے اور جب ملک کا اقرار کیا تو قاضی اُسکو حکم دیگا کہ اس زمین سے تعرض نہ کرے یہ محیط مین ہے- اگر زید نے دعوی کیا کہ مین نے عمرو سے یہ گھر یا قریہ یا زمین خریدی اور حدود بیان نہ کیے پس مدعا علیہ نے مدعی کے واسطے اسکا اقرار کر دیا اور حدود پر دونون متفق ہوے تو قاضی مدعا علیہ پر بسبب اُسکے اقرار کے اسکی ڈگری کر دیگا- اور اگر مدعا علیہ نے خرید کا اقرار کیا مگر حدود مین دونون نے اختلاف کیا مدعی نے کہا کہ یہ حدود ہین اور مدعا علیہ نے کہا کہ نہین یہ حدود ہین اور مدعا علیہ کے حدود سے اُسمین کمی آتی ہے بہ نسبت حدود مدعی کے اور مشتری کے پاس شناخت حدود کے گواہ نہین ہین تو ہر ایک دوسرے کے دعوی پر قسم کھاوے اور باہم واپس کرلین اسی طرح اگر دو گواہون نے اُنکے خریدنے کے اقرار کرنے پر گواہی دی اور حدود بیان نہ کیے پس اگر دونون نے حدود پر اتفاق کیا تو یہ گواہی دونون پر نافذ ہوگی اور اگر اختلاف کیا اور مشتری کے پاس حدود کے پہچاننے والے گواہ نہین ہین تو دونون باہم قسم کھاوین اور بیع توڑ دین اور اگر دونون نے قسم کھالی تو قاضی دونون کے درمیان بیع نہ توڑیگا یہانتک کہ دریافت کرے پھر اگر مشتری نے انکار کیا تو مبیع کو اُسی حدود سے لیوے جو بائع نے بیان کیے ہین اور بائع کی تصدیق کی طرف رجوع نہ کیا جائیگا اور اگر بائع نے نقض بیع کی درخواست کی تو قاضی کچھ انتظار کریگا اگر مشتری کو کوئی ایسی حجت دستیاب ہوئی جس سے اُسکا دعوی ثابت ہو تو خیر ورنہ بیع توڑ دیگا- اور اگر مشتری نے بیعنامہ کوئی بائع کے نام اپنے حقوق کا تحریر کیا ہوا پیش کیا اور اُسمین حدود مذکور ہین اور گواہون نے اس خرید پر دونون کے اقرار کرنے کی گواہی دی تو قاضی بائع کے ذمہ اسکو لازم کرکے اُس سے مواخذہ کریگا کہ یہ مشتری کے سپرد کرے پھر اگر حدود مین دونون نے اختلاف کیا تو باہم قسم کھاوین اور بیع توڑ دین ولیکن اگر مشتری نے حدود کے گواہ پیش کیے انھون نے موافق دعوی مشتری کے گواہی دی تو قاضی بیع لازم کرکے بائع پر لازم کریگا کہ مبیع موافق دعوی مدعی کے اُسکے سپرد کرے کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف- زید نے عمرو پر اُسکے مقبوضہ دار کا دعوی کیا کہ مین نے یہ دار اس سے ایک مہینہ پہلے خریدا ہے اور عمرو نے انکار کیا پس مدعی نے اپنے دعوے کے گواہ قائم کیے پھر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ دار میرا تھا ولیکن تین مہینہ ہوئے کہ مین نے اپنی عورت کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا اور عمرو کی جورو نے اسکی تصدیق کی اور کہا کہ مین نے عمرو سے تین مہینہ ہوئے کہ یہ دار خریدا ہے اور مدعی پر اپنے اس دعوے کے گواہ قائم کیے حالانکہ ہنوز مدعی کے نام ڈگری نہین ہوئی تو عورت کے گواہ مقبول نہونگے اور اگر شوہر پر یعنی مدعا علیہ پر قائم کیے تو مقبول ہونگے اور عورت کے نام دار کی ڈگری ہوجائیگی اگرچہ شوہر نے عورت کے واسطے اقرار کیا ہے یہ محیط مین ہے

فتاوی ابو اللیث مین ہے کہ زید کے قبضہ مین نصف دار ہے عمرو نے اگر دعوی کیا کہ مین نے یہ سب دار وقف کیا ہے اور وقف کرنے کے دن یہ سب میرا تھا اور گواہون نے عمرو کے تمام دار وقف کرنے کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے لڑکے کا ایک عورت سے نکاح کیا اور گھر کے ایک منزل کا اُسکے نام مہر مقرر کیا اور عورت کے ہاتھ اُسکو بطور بیع صحیح کے فروخت کیا پھر یہ شخص مرگیا اور اسکے وارثون نے دعوی کیا کہ ہمارے باپ نے یہ منزل فلان شخص کے ہاتھ اس عورت کے نام تسمیہ کرنے سے پہلے فروخت کردی ہے تو وارثون کی تصدیق نہ کیجائیگی اور منزل اُسی عورت کی ہے ولیکن اُس شخص کو چاہیے کہ اپنے گواہ قائم کرے کہ مین نے اس عورت کے خریدنے سے پہلے اسکو خریدا ہے اور اس باب مین وارثون کی گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین ہے۔ ایک بالغہ عورت کے باپ نے اُسکا نکاح کردیا اور شوہر مرگیا اُسنے میراث کا دعوی کیا پس اگر کہا کہ مین نے اپنے باپ کو اپنے نکاح کا حکم دیا تھا تو نکاح ثابت اور وارث ہوگی اور اگر کہا کہ حکم نہین کیا تھا ولیکن جب مجھے نکاح کی خبر پہونچی تو مین نے اجازت دیدی تو اُسپر گواہ لانے واجب ہونگے اور یہی حکم بیع مین ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اگر زید نے گواہ قائم کیے کہ فلان شہر کے قاضی شیخ الاسلام حمزہ نے میرے نام اس عمرو پر ہزار درم کی ڈگری کی ہے اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ اس قاضی نے عمرو کے نام ان ہزار درم سے بریت کی ڈگری کی ہے تو قاضی حاکم عمرو کے گواہون پر حکم دیگا مدعی کے گواہون پر نہ دیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک مرد کی منزل مین وہ مرد و عورت دونون رہتے ہین مرد اُس سے وطی کرتا ہے اور عورت کے اُس سے اولاد ہے پھر عورت نے انکار کیا کہ مین اسکی جورو نہین ہون تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر عورت نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ اسی مرد سے ہے تو یہ اُسکی جورو ہے اور اگر کوئی اولاد نہو تو عورت کا قول مقبول ہوگا اگرچہ مرد کے ساتھ اس حالت سے رہتی ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اگر زید نے عمرو پر نصف دار کا جو اُسکے قبضہ مین ہے دعوی کیا اور قاضی نے گواہون کی گواہی پر اُسکے نام یہ ڈگری کردی اور اس مدعی کے دو بھائی ہین ہر ایک بعد اسکے دعوی کرتا ہے کہ یہ نصف دار میرا ہے پس اگر مدعی نے اُسپر قبضہ کرلیا ہے تو ان دونون بھائیون کے نام آدھے آدھے کی ڈگری اُسکی کردیجائیگی اور اگر قبضہ نہین کیا ہے تو تینون کو تین حصہ ہوکر تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہے ایک شخص مرگیا اور دو بیٹے چھوڑے پس اگر بیٹے نے عمرو پر دعوی کیا کہ میرے باپ کے اسپر ہزار درم قرض ہین اور اسپر گواہ قائم کیے اور دوسرے بیٹے نے بھی اسی عمرو پر دعوی کیا کہ میرے باپ کے اسپر ہزار درم ایک باندی کا ثمن ہین جو اسکے ہاتھ فروخت کی تھی اور اسپر گواہ پیش کیے اور دونون نے باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ باپ کے اسپر سواے ہزار درم کے زیادہ نہین ہین تو ہر ایک کے واسطے پانچسو درم کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے پانچسو درم وصول کرلیے تو اسمین دوسرا شریک نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے قرض کی وجہ سے جو شخص قید ہے اگر اُسنے گواہ قائم کیے کہ مین مفلس ہون اور رب الدین نے گواہ دیے کہ یہ مالدار ہے۔ تو قاضی قرضخواہ کے گواہ مقبول کریگا اگرچہ اُسکی مقدار ملک بیان نہ کی ہو یہانتک کہ قرضخواہ کے گواہون پر اُسکو برابر قید مین رہنے دیگا کذا فی المحیط

کتاب الاقرار

اس کتاب مین چند ابواب ہین

باب اول اقرار کے شرعی معنی اور رکن اور شرط جواز و اُسکے حکم کے بیان مین۔ غیر کے حق کے اپنے امر ثابت ہونے کی خبر دینے کو اقرار کہتے ہین کذا فی الکافی۔ اقرار کا رکن مثلاً یون کہنا کہ زید کے مجھپر اسقدر درم ہین یا مثل اسکے بیان کرے کیونکہ اس سے حق کا ظہور یا انکشاف ہوتا ہے پس شرط خیار اسی سے اسمین جائز نہین ہے مثلاً کسی نے کہا کہ زید کا مجھپر اسقدر دین یا یہ عین ہے بشرطیکہ مجھے تین روز تک خیار ہے تو خیار باطل ہوگا اگرچہ مقر لہ یعنے زید مثلاً اُسکی تصدیق کرے اور مال لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین

ہر شرط اقرار میں سے عقل و بلوغ بلا خلاف شرط ہیں ولیکن آزاد ہونا پس بعض چیزوں کے اقرار میں شرط ہے اور بعض میں نہیں کذا فی النہایۃ پس اگر غلام مجور نے مال کا اقرار کیا تو یہ اقرار اسکے حق میں نافذ نہو گا اور اگر قصاص کا اقرار کیا تو صحیح ہے کذا فی محیط السرخسی اور مال کا اقرار صحیح تو ہے مگر اُسکا نفاذ اُسوقت ہوگا کہ جب یہ غلام آزاد ہوجاوے- اور غلام ماذون کا اقرار ان چیزوں میں جو اسباب تجارت میں سے نہیں ہیں متاخر ہوگا یعنی اسوقت تک اُسکا نفاذ ٹھہرے گا مثلاً اسنے عورت سے بلا اجازت مالک کے نکاح کرلیا اور اُس سے وطی کی اور مہر کا اقرار کیا یا کسی ایسے جرم کا جسکے عوض مال لازم آتا ہے اقرار کیا تو یہ اقرار بالفعل لازم نہو گا بخلاف حدود و قصاص کے اقرار کے کہ بالفعل لازم ہوگا کذا فی التبیین- اور اسی طرح بطوع خود ہونا بھی ہونا شرط ہے حتے کہ جسپر زبردستی کی گئی اُسکا اقرار صحیح نہیں ہے کذا فی النہایہ- و مست نشہ کا اقرار اگر بطریق ممنوع ہو تو صحیح ہے سوائے حد زنا و شراب خواری کے کہ رجوع کرنا قبول نہو گا اور اگر بطریق مباح ہو تو صحیح نہیں ہے کذا فی البحر الرائق و علے الخصوص اقرار کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ مقر بہ یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہے وہ ایسی ہو کہ مقر لہ کو اُسکا سپرد کردینا واجب ہو خواہ بعینہ اسکا سپرد کرنا مثلاً اپنے قبضہ کی کوئی شی معین کا دوسرے کے واسطے اقرار کیا یا اُسکے مثل کا سپرد کرنا مثلاً اپنے ذمہ کسی قرض کا اقرار کیا اور اگر مقر بہ ایسی چیز ہو کہ مقر لہ کو اُسکا سپرد کردینا واجب نہیں ہے تو اُسکا اقرار جائز نہیں ہے مثلاً اقرار کیا کہ میں نے فلان شخص کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی یا اُس سے کرایہ لی یا اُس سے کوئی غلام کسی ثمن کے عوض خریدا یا ایک مٹھی خاک اُس سے غصب کرلی یا ایک دانہ گیہوں کا غصب کیا تو یہ باطل ہے حتے کہ اُسپر جبر نہ کیا جائیگا کہ بیان کرے کہ کیا چیز ہے مثلاً یہ محیط میں ہے حکم اقرار کا یہ ہے کہ مقر بہ کا ظہور ہو نہ یہ کہ ابتداءً ثابت ہوجاوے کذا فی الکافی اور اسی سے ہم نے کہا کہ اگر مسلمان کے واسطے شراب کا اقرار کیا تو صحیح ہے اور اگر اقرار سے ابتداءً تملیک ہوتی تو صحیح نہوتا- اسی طرح مجبور کرکے یا اکراہ طلاق و عتاق کا اقرار صحیح نہیں ہے اور انشاءات باکراہ صحیح ہوتے ہیں کذا فی المحیط- اور اگر کسی نے غیر کے واسطے مال کا اقرار کیا اور مقر لہ جانتا ہے کہ یہ شخص اپنے اقرار میں جھوٹا ہے تو اُسکو مال لینا دیانت کی راہ سے حلال نہیں ہے ولیکن اگر مقر خوشی سے اُسکو دیدے تو لے لے کہ یہ از سرنو ہبہ ہوجاویگا یہ قنیہ میں ہے اور اقرار کو اظہار اعتبار کرنا فقط مقر بہ چیز کی حق ملکیت میں ہے حتے کہ صرف اُسکے اقرار سے مقر لہ کی ملکیت کا حکم دیا جائیگا مقر لہ کی تصدیق کی ضرورت نہیں ہے ولیکن رد کرنے کے حق میں مثل ہبہ کے تملیک ابتدائی ہے حتے کہ اگر مقر لہ رد کردے تو اقرار باطل ہوگا اور مقر لہ سے تصدیق پائے جانے کے بعد اُسکا رد کرنا کچھ کارآمد نہوگا کیونکہ اقرار اسکے بعد وارد ہوا ہے- پھر اگر مقر لہ کے رد کرنے سے خاص اُسکا ذاتی حق باطل ہوتا ہو تو اُسکے رد کرنے سے اقرار رد ہوگا اور اگر دوسرے کا حق باطل ہوتا ہو تو اُسکا رد کچھ کارآمد نہیں ہے مثلاً کسی شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلان شخص کے ہاتھ یہ غلام اس ثمن سے کو فروخت کیا اور مقر لہ نے اُسکا اقرار رد کردیا کہا کہ میں نے تجھسے کچھ نہیں خریدا ہے پھر اسکے بعد کہا کہ میں نے خریدا ہے پس بائع نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسکو نہیں بیچا ہے تو بائع کے ذمہ بیع بثمن سے لازم ہوگی کیونکہ اُسنے بیع تمام ہونے کے بعد بیع سے انکار کیا اور دونوں متعاقدین میں سے ایک کے انکار سے بیع میں نقصان نہیں آتا ہے- اگر دونوں منکر ہوں تو البتہ مثلاً مشتری نے کہا کہ میں نے نہیں خریدا بائع نے اُسکی تصدیق کی کہ ہاں تو نے نہیں خریدا پھر کہا کہ نہیں بلکہ تو نے خریدا ہے تو خرید ثابت نہوگی اگرچہ گواہ قائم کرے کیونکہ دونوں کے انکار سے فسخ ثابت ہوگیا جس مقام پر مقر لہ کے رد کرنے سے اقرار باطل ہوگیا ہے اگر مقر نے دوبارہ اس اقرار کا اعادہ کیا اور مقر لہ نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکو اختیار ہے کہ اقرار مقر پر لے لے اور یہ استحسان ہے کذا فی المحیط

دوسرا باب ان صورتوں کے بیان میں جو اقرار ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں- زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر سو درم

یا میری طرف سو درم ہین تو یہ قرض کا اقرار ہی اور ودیعت کا اگر دعوی کرے تو تصدیق نہ کیا جائیگا ولیکن اگر ودیعت اُس کلام سے ملاکر بیان کرے تو تصدیق کیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میرے پاس ہین تو یہ ودیعت کا اقرار ہی اسی طرح اگر کہا کہ یا میرے ہاتھ مین یا میرے گھر مین یا میرے تھیلے مین یا صندوق مین تو یہ سب ودیعت کا اقرار ہی کذا فی المبسوط۔ اور اگر کہا کہ میرے پاس سو درم ودیعت قرض یا بضاعت قرض یا مضاربت قرض ہین یا کہا کہ ودیعت دین یا دین ودیعت ہین تو یہ قرض و دین ہین یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے پاس فلان شخص کے ہزار درم عاریت ہین تو یہ قرض کا اقرار ہی اور یہی حکم کیلی و وزنی چیزون مین ہی کیونکہ جن چیزون سے نفع اُٹھانا بدون تلف کرنے کے ناممکن ہی وہ قرض ہونگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ فتاوی نسفی مین ہی کہ اگر کہا کہ مرا با فلان دہ درم دادنی است تو شیخ رحمہ نے فرمایا کہ کچھ لازم نہ آویگا تاوقتیکہ یہ نہ کہے کہ مجھپر یا میرے ذمہ یا میری گردن پر ہین یا یہ قرض واجب یا حق لازم ہی کذا فی الظہیریہ۔ اگر کہا کہ زید کے میرے مال مین یا میرے ان درمون مین ہزار درم ہین تو یہ اقرار ہی پس اگر یہ درم متمیز ہین تو اقرار ودیعت ہی ورنہ شرکت ہی پس اگر مقر نے اپنے مال سے ہزار درم معین کرکے کہا کہ وہ ہزار درم یہی ہین تو آیا یہ اُس اقرار کا رد ہی بعض نے کہا کہ رد ہی اور بعض نے کہا کہ اقرار شرکت باطل نہوگا کیونکہ ہزار درم کے تعیین کا دعوی کرنے سے اقرار شرکت کا رد ہوجانا ضرور نہین ہی کیونکہ جائز ہی کہ موافق اقرار کے پہلے شرکت ہو پھر دونون نے تقسیم کر لیے یہ دعوی تقسیم ہوگا اور اگر دوسرے نے قسم کھالی کہ تقسیم نہین ہوئی اور تقسیم ہونا ثابت نہوا تو اقرار شرکت اپنے حال پر باقی رہیگا اور اگر مقر نے ہزار درم اپنے مال سے معین کیے اور مقر لہ نے انکار کیا تو اُسی کا قول لیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ میرے مال مین سے اُسکے ہزار درم ہین تو یہ ہبہ ہی اقرار نہین ہی حتے کہ دیدینے کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم تیرے ہین تو یہ اقرار ہی اُسکی طرف سے ہبہ نہین ہی یہانتک کہ سپرد کرنے کے واسطے مجبور کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کہا کہ زید کے واسطے میرے مال سے ہزار درم ہین میرا اس مین کچھ حق نہین ہی تو یہ دین کا اقرار ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا ہرچہ مرا بر تست از تو یافتم تو یہ مہر وصول پانے کا اقرار نہین ہی ایسا ہی صدر الشہید سے منقول ہی اور بعض نے کہا کہ اقرار ہی کذا فی الخلاصہ۔ اگر کہا کہ یہ کپڑا یا گھر واسطے فلان کے عاریت ہی یا فلان سے یا ملک فلان یا بملک فلان یا در ملک فلان یا فلان کی ملک سے یا بمیراث فلان یا در میراث فلان یا بحق فلان یا از طرف فلان تو یہ سب الفاظ اقرار ہین یہ محیط سرخسی مین ہی اگر کپڑے یا چوپائے مین کہا کہ میرے پاس واسطے حق فلان کے عاریت ہی تو اقرار نہین ہی اسی طرح اگر کہا کہ یہ ہزار درم میرے پاس واسطے حق فلان کے مضاربت ہین تو یہ اقرار نہین ہی بخلاف اسکے اگر قرض واسطے حق فلان کے کہا تو یہ اقرار ہی اور اگر کہا کہ یہ درم میرے پاس واسطے حق فلان کے عاریت ہین تو یہ اقرار ہی کہ یہ درم فلان شخص کے ہین یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص کے ہاتھ کے میرے پاس عاریت ہین یا کہا کہ فلان شخص کے ہزار درم مجھپر بسبب حصہ یا شرکت یا بشرکت کے یا بسبب اجرت یا باجرت یا اجرت کے یا بضاعت کے یا ببضاعت ہین تو یہ اقرار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ فلان کے مجھپر ایک کر گیہون بسبب سلم یا بسلم یا بسلف یا ثمن واجب ہین تو اُسکے ذمہ لازم ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ فلان کے مجھپر سو درم بسبب ثمن بیع کے یا بسبب بیع کے یا جہت بیع سے یا اجارہ سے یا بسبب اجارہ کے یا باجارہ یا بکفالت یا بسبب کفالت یا بکفالت پر آتے ہین تو اُسکے ذمہ لازم ہونگے یہ مبسوط کے باب الاستثنا مین ہی۔ فتاوی ابو اللیث مین ہی کہ اگر کہا کہ۔ این چیز فلان راست۔ یا۔ ترا است۔ تو اقرار ہی اور اگر کہا کہ۔ این چیز فلان را۔ یا۔ ترا۔ تو یہ ہبہ ہی اور اگر کہا کہ۔ این چیز آن فلان است۔ تو یہ اقرار ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے نابالغ بیٹے سے کہا کہ۔ این مال ترا کردم یا بنام تو کردم یا آن تو کردم۔ تو تملیک یعنی مالک کر دینا ہی اور امام ظہیر الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بنام تو

کردم تملیک واقرار کچھ نہین ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ میرا گھر اولاد اصاغر کے واسطے ہو تو باطل ہے کیونکہ یہ ہبہ ہے اور جب اولاد کو بیان نہ کیا تو باطل ہے اور اگر یون کہا کہ یہ گھر میری اولاد مین سے اصاغر کے واسطے ہو تو یہ اقرار ہے اور اولاد سے انہین کے تین چھوٹون کے واسطے ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ تہائی یہ گھر میرا فلان کے واسطے ہو تو یہ بھی ہبہ ہے اور اگر کہا کہ تہائی اس گھر کا واسطے فلان کے ہے تو یہ اقرار ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ ادا کر دے جو میرے ہزار درم تجھ پر ہین اُسنے کہا کہ ہان اچھا تو یہ اقرار ہے یا یون کہا کہ عنقریب تجھے یہ درم دیدونگا یا کل یہ تجھے دونگا تو بھی اقرار ہے ایسے ہی اگر یون جواب دیا تو تو بیٹھکر مجھے تول دے یا تول کر اُنپر قبضہ کرلے یا بیٹھکر نہ کہا صرف یون کہا کہ تو تو اُنکو تول لے یا نقد پرکھ لے یا اُنکو لے لے تو یہ سب اقرار ہے بخلاف اسکے اگر صرف یون کہا کہ تول یا پرکھ یا لے تو یہ اقرار نہین ہے یہ مبسوط مین ہے اور اگر کہا کہ ابھی میعاد نہین آئی یا کہا کہ کل۔ یا کہا کہ مہیا نہین ہین یا آج میسر نہین ہین یا یون کہا کہ تو اُنکا بہت ہی تقاضا کرتا ہے تو یہ سب اقرار ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر کہا کہ آج تو میرے پاس نہین ہین یا کہا کہ مجھے اُنکے ادا کرنے مین کچھ مہلت دے یا مجھسے لینے مین تاخیر کر دے یا اُنکے وصول کرنے مین مجھسے تاخیر کر دے یا کہا کہ تو نے مجھے ان درمون سے بری کر دیا یا مجھے ہبہ کر دیا یا مجھسے اسکے لینے کی تو نے براءت کر لی یا کہا کہ مین واللہ آج تجھے ادا نہ کرونگا یا تیرے واسطے نہ تولونگا یا تو اُنکو آج نہین لے سکتا ہے یا یون کہا کہ صبر کر یہانتک کہ میرا مال آجاوے یا میرا غلام آجاوے تو یہ اقرار ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ ادا کر دے میرا کُر گیہون کا جو تجھپر آتا ہے عمرو نے کہا کہ ناپ لینے والے کو کل بھیجدینا تو یہ اقرار ہے اسی طرح اگر وزنی چیز مین یون کہا کہ تول لینے والے کو کل بھیجدینا تو بھی ایسا ہی ہے یا کہا کہ کل اپنے وکیل کو بھیجدینا مین اُسے دیدونگا یا کسی وصول کرنے والے کو بھیجدے یا کسی کو بھیجدے جو مجھسے لیکر قبضہ کرلے تو یہ سب اقرار ہے یہ محیط مین ہے۔ زید نے عمرو پر ہزار درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تجھے تیرا دعوی عطا کیا تو یہ اقرار نہین ہے اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر اپنا دعوے کرنے سے ایک مہینہ تاخیر رکھ یا جو کچھ تو نے دعوی کیا تاخیر کر دے تو یہ اقرار نہین ہے۔ اور اگر کہا کہ اپنا دعوی مجھسے دور رکھ یہانتک کہ میرا مال آجاوے تو مین تجھے یہ ہزار دیدونگا تو یہ اقرار ہے اور اگر کہا کہ یہانتک کہ میرا مال آجاوے تو تیرا دعوی تجھے دونگا تو یہ اقرار ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ نوادر ہشام مین ہے کہ امام محمد رح سے مین نے سنا کہ فرماتے تھے کہ زید نے عمرو سے کہا کہ مجھے ہزار درم دے اُسنے کہا کہ اُنکو تول لے تو عمرو پر کچھ لازم نہین ہے کیونکہ اُسنے یہ نہین کہا تھا کہ میرے ہزار درم دے یہ محیط مین ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ مجھے میرے ہزار درم جو تجھپر آتے ہین دے عمرو نے کہا کہ صبر کر یا عنقریب پا جائیگا تو یہ اقرار نہین ہے کیونکہ ایسے کلمات کبھی استہزاء و استخفاف کے طور پر ہوتے ہین اور اگر کہا کہ انکو تول دونگا انشاء اللہ تو یہ اقرار ہے اور استثناء یعنے انشاء اللہ اسپر وارد نہین ہے صرف بہتر ہونے کے واسطے ہے اور بہتر یہ تقدم دین کو مقتضی ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ نوازل مین ہے کہ اگر مدعا علیہ نے کہا

[illegible] ۱۲

کہ کیسہ بدوز قبض کن تو یہ اقرار نہین ہے اور ایسے ہی بگیر۔ اقرار نہین ہے کیونکہ یہ الفاظ ابتدائی بولے جا سکتے ہین یعنے دعوی مدعی سے مربوط ہونا ضرور نہین ہے پس اقرار نہونگے ایسے ہی قبض کنش کسرہ نون کے ساتھ و کیسہ بدوزش کسرہ زاء معجمہ کے ساتھ اقرار نہین ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ بطور استہزاء کے بولے جاتے ہین اور ایسے ہی بگیرش کسرہ راء مہملہ کے ساتھ اقرار نہین ہے اور اگر کیسہ بدوزش فتحہ زاء و قبض کنش فتحہ نون اور بگیرش فتحہ راء کے ساتھ اگر کہا تو مشائخ سے اسمین اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ یہ الفاظ اقرار ہین کیونکہ اسطرح استہزاء کے واسطے نہین بولے جاتے ہین اور مبتدا نہین ہو سکتے پس انکا ربط دعوی مدعی سے لیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کہا میرے ہزار درم جو تجھپر آتے ہین ادا کر دے کیونکہ میرے قرضخواہ مجھے نہین

چھوڑتے ہین پس مدعا علیہ نے کہا کہ بعضون کو مجھپر حوالہ کردے یا جسکو تو چاہے مجھپر حوالہ کردے یا کسی شخص کو انمین میرے پاس لا مین ضمانت کرلونگا یا قرضہ کا حوالہ قبول کرلونگا تو یہ سب اقرار ہی اور اگر کہا کہ مین نے یہ درم تجھے ادا کردیے ہین تو یہ اقرار ہی اور اگر کہا کہ مجھے تونے اس قرضہ سے بری کردیا ہی یا مین نے تجھے بھرپور ادا کیا ہو یا تونے مجھے اُس سے احلال کیا ہی یا کہا کہ تونے یہ درم ہبہ کردیے ہین یا مجھے یہ درم صدقہ دیے ہین یا مین نے تجھے یہ درم اُترا دیے ہین تو یہ سب اقرار ہین یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کہا کہ مین نے تجھے یہ درم وفا کردیے ہین تو یہ قرضہ کا اقرار ہی ادا کردینے کا حکم کیا جائیگا پھر حکم کیا جائیگا کہ وفا کردینا ثابت کرے اسی طرح اگر مدعا علیہ نے مدعی سے کہا کہ۔ سوگند خور کہ این مال بتو نرسانیدہ ام۔ یا کہا۔ سوگند خور کہ این مال بتو نرسیدہ است۔ پس یہ مدعا علیہ کی طرف سے مال کا اقرار ہی حکم کیا جائیگا کہ ادا کرے ایسا ہی بعض مشائخ کا فتوی منقول ہی یہ محیط مین ہی اور اگر کہا کہ تونے مجھے اس دعوے سے بری کیا ہی یا مجھسے اس دعوے سے صلح کی ہی تو یہ اقرار نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی اگر کہا کہ مین نے تیرے حق سے مجھسے صلح کرلی ہو تو اقرار ہی اور بیان کرنا مقر کی طرف ہوگا اور اگر کہا کہ تیرے دعوے سے صلح کرلی ہو تو اقرار نہین ہی۔ اگر کہا کہ اس گھر سے بعوض ترار کے باہر نکل یا اس سے بری کر یا دست بردار ہو جا یا میرے سپرد کردے یا مجھے دے تو یہ سب مخاطب کی ملک کا اقرار ہی کیونکہ یہ الفاظ جب بدل کے ساتھ مذکور ہوتے ہین اور پہلے اسنے لفظ صلح نہین ہوتا ہی تو عرف وعادت مین مساومت کے معنے ہوتے ہین قلت۔ یہ خاص محاورہ اردو زبان کا نہین ہی ولیکن اصل کے الفاظ عربی اس معنی مین معروف ہین اور اگر یہ الفاظ ذکر کیے اور انکے ساتھ بدل ذکر نہ کیا تو یہ اقرار نہین ہی۔ اور اگر یون صلح ٹھہرائی کہ ایک اپنا گھر سپرد کرے دوسرا غلام سپرد کرے تو یہ اقرار نہین ہی۔ اگر کسی نے ایک دار خریدا پھر دوسرے سے کہا کہ مجھے اسکی خرید ہزار ہین دیدے تو یہ دوسرے کی ملک کا اقرار نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ مجموع النوازل مین ہی کہ زید سے عمرو نے کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین پس اسنے کہا کہ اور میرے بھی تجھپر اسی قدر ہین یا کسی سے کہا کہ مین نے تیری جورو کو طلاق دی یا تیری باندی یا غلام کو آزاد کیا اُسنے کہا کہ اور تونے اپنی جورو کو طلاق دی یا اپنے غلام یا باندی کو آزاد کیا تو ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ یہ اقرار ہوگا اور ظاہر الروایت کے موافق اقرار نہین ہی اور امام اجل ظہیر الدین رح ابن سماعہ کی روایت کے موافق فتوے دیتے تھے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر زید کے مخاطب نے اسکی جواب مین کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین جو تونے ادا کیا اور نہ کہا تو یہ بلا خلاف اقرار نہین ہی اور اگر کہا کہ میرے تجھپر اسکے مثل ہین تو اسمین اختلاف ہی اور اگر کہا کہ میرے بھی تجھپر اسکے مثل ہین تو ظاہر یہ ہی کہ اسمین وہی اختلاف ہی اور اگر مخاطب نے کہا کہ پس تونے بھی اپنے غلام کو آزاد کیا تو آیا اس مخاطب سے یہ کلام اپنے غلام کی آزادی کا اقرار ہی یا نہین پس ظاہر یہ ہی کہ اسمین بھی اختلاف ہی اور اگر مخاطب نے کہا کہ تونے اپنے غلام کو آزاد کیا تو بلا خلاف اقرار نہین ہی اور ایسا ہی اختلاف اس صورت مین ہی کہ زید نے دوسرے سے کہا کہ تونے فلان شخص کو قتل کیا ہی اسنے جواب دیا کہ اور تونے بھی فلان شخص کو قتل کیا ہی اور اگر اُسنے یون کہا کہ تونے فلان شخص کو قتل کیا تو بلا خلاف اقرار نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر فارسی مین کہا کہ مرا از تو چندین می باید کسی قدر مال معلوم کو بیان کیا پس مخاطب نے کہا کہ مرا نیز از تو چندین می باید تو مخاطب کا یہ قول متکلم اول کے دعوی کا اقرار ہوگا ایسا ہی بعض مشائخ نے کہا ہی اور یہ حکم موافق قول امام محمد رح کے ہونا چاہیے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ اقرار نہوگا خواہ فارسی مین کہے یا عربی مین کہے۔ اور اگر کہا کہ مرا از تو چندین می باید۔ مخاطب نے کہا کہ مرا بارے از تو چندین می باید تو یہ قول مدعی اول کے دعوی کا اقرار نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ عیون مین ہی کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے فلان کے بیٹے کو قتل کیا پھر کہا کہ مین نے فلان کے بیٹے کو قتل کیا تو یہ ایک ہی

بیٹے کا قتل کا اقرار ہوگا۔ فتاوے اہل سمرقند مین ہی کہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تونے فلان شخص کو کیون قتل کیا اُسنے کہا کہ لوح محفوظ مین یعنی ہی لکھا تھا یا مین نے اپنے دشمن کو مار ڈالا تو یہ قتل کا اقرار ہی اگر عمداً قتل کرنے کا اقرار نہ کرے تو اُسکے مال سے دیت دلائی جاویگی اور اگر یون جواب دیا کہ جو مقدور رہو وہ ہونے والا ہی تو یہ اقرار نہین ہی کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر دوسو درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تجھے تنو بعد تنو کے پورے کر دیے تیرا کچھ حق مجھپر نہین ہی تو یہ اقرار نہین ہی اسی طرح اگر سو درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ پچاس درم مین نے تجھے دیدیے ہین تو یہ اقرار نہین ہی کذا فی فتاوے قاضی خان۔ اگر زید نے عمرو پر ہزار درم کا دعوی کیا عمرو نے کہا کہ تونے انمین سے کچھ لے لیے ہین تو یہ اقرار ہی اسی طرح اگر کہا کہ ان درمون کا وزن کیا ہی یا کیا مدت قرار پائی یا کیا اُسکا سکہ ہی یا مین اُنسے برارت تجھسے کرلی ہی یا مین نے دہ درم تجھے ادا کر دیے ہین تو یہ سب ہزار درم کا اقرار ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھسے ہر قلیل وکثیر سے جو تیرا مجھپر تھا بریت کر لی ہی تو یہ ہزار کا اقرار نہین ہی بلکہ ایسی چیز کا اقرار ہی جسکی جنس و مقدار مجہول ہی پس بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور جب اُسنے بیان کیا تو طالب سے قسم لیجائیگی کہ مین نے اس سے وصول نہین پائے اور مطلوب سے قسم لیجائیگی کہ مجھپر سوائے اسکے نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر میت پر قرض کا دعوی اسکے بعض وارثون پر کیا پس مدعا علیہ نے کہا۔ درست من از ترکہ چیزی نیست۔ تو یہ ترکہ کا اقرار نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کی مقبوضہ زمین پر دعوی کیا پس مدعا علیہ نے مدعی سے کہا۔ ترا چہ این زمینے دیگرست۔ تو یہ مدعا علیہ کی طرف سے اقرار ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے مجھسے اسقدر درم ناحق قبضہ مین لیے ہین پس مدعا علیہ نے کہا کہ ناحق مین نے قبضہ نہین کیا تو یہ اقرار نہین ہی اور اگر کہا کہ مین نے تیرے حکم سے تیرے بھائی کو دیدیے ہین تو یہ اقرار ہی اور اُسپر واجب ہی کہ اسکے حکم دینے کو ثابت کرے یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر دوسرے پر دس درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا از ین جملہ پنج درم دادنی ہست۔ تو یہ دس درم کا اقرار ہی اور اسی طرح اگر کہا (از ین جملہ پنج درم باقی است) تو بھی دس کا اقرار ہی اور اگر کہا (پنج درم باقی ماندہ است) تو یہ دس کا اقرار نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ منتقی مین ہی کہ اگر دوسرے سے کہا کہ میرے تجھپر ایک ہزار درم ہین اُسنے کہا کہ ولیکن اُنمین سے پانچسو درم بس نہین ہین یا کہا کہ ولیکن پانچسو درم اُنمین سے پس مین اُنکو نہین جانتا ہون تو یہ پانچسو درم کا اقرار ہی اور اگر یون کہے کہ ولیکن پانچسو درم بس نہین ہین اور انمین سے نہ کہے تو اقرار نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ زید نے کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین اُسنے کہا الحق یا الصدق یا الیقین۔ یا کہا حقاً یا صدقاً یا یقیناً۔ یا مکرر کہا الحق الحق یا الصدق الصدق یا الیقین الیقین یا حقاً حقاً یا صدقاً صدقاً یا یقیناً یقیناً۔ یا ان سب کے ساتھ بر بمعنی نیکوکاری کے بڑھا دیا مثلاً کہا الحق البر یا البر الحق۔ یا حق بر الی آخرہ تو یہ سب اقرار ہین اور اگر یون کہا الحق حق یعنی حق حق ہوتا ہی جیسے محاورہ مین بولتے ہین سچ سچ ہی ہی یا صدق صدق ہی یا الیقین یقین ہی یا لفظ بر کو مفرد بولا یا مکرر کرکے بدون حق وغیرہ کے ساتھ ملانے کے یون بولا البر البر یا براً براً تو یہ اقرار نہین ہی اسی طرح لفظ صلاح خواہ مفرد بولے یا حق و صدق کے ساتھ ملا دے اقرار نہوگا یہ کافی مین ہی۔ اگر مدعی نے کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین پس مدعا علیہ نے کہا مع سو دینار کے۔ تو فقیہ ابو بکر اسکاف نے فرمایا کہ یہ اقرار نہین ہی اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ اگر دینارون مین مدعی نے تصدیق کی تو صحیح ہی اور دونون مالون کا اقرار ہوگا اور اگر دینارون مین تکذیب کی تو درمون کا اقرار صحیح ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے سو درم قرض دیے ہین عمرو نے کہا کہ مین نے سوائے تیرے کسی سے قرض نہین لیا یا کسی تیرے غیر سے یا کسی سے تجھسے پہلے قرض نہین لیا یا بعد تیرے کسی سے قرض نہ لونگا تو یہ اقرار نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اصل مین مذکور ہی کہ اگر دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے سو درم قرض دیے ہین اُسنے کہا کہ دوبارہ درمون کے واسطے ایسا نہ کرونگا یا اسکے بعد پھر ایسا نہ کرونگا تو یہ اقرار ہی بخلاف اس قول کے کہ دوبارہ نہ کرونگا کیونکہ یہ

اقرار نہین ہی۔ اگر دوسرے سے کہا کہ تونے مجھسے سو درم غصب کر لیے اُسنے کہا کہ مین نے تجھسے غصب نہین کیا مگر یہی سو درم تو یہ اقرار ہی اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تجھسے سواے ان درمون کے یا غیر ان سو درم کے غصب نہین کیا تو یہ بھی اقرار ہی اسیطرح اگر کہا کہ مین نے تجھسے بعد ان سو درم کے کچھ غصب نہین کیا یا ان سو درم کے ساتھ کچھ غصب نہین کیا یا قبل ان سو درم کے کچھ غصب نہین کیا تو سو درم کے غصب کا اقرار ہی اسی طرح اگر کہا کہ بعد تیرے کسی سے غصب نہ کرونگا یا بعد تیرے کسی سے غصب نہین کیا تو یہ بھی اقرار ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تیرے مجھپر نہین ہین مگر سو درم یا سواے سو درم کے نہین ہین یا سو درم سے زیادہ نہین ہین تو سو درم کا اقرار ہی اور اگر کہا کہ تیرے مجھپر سو درم سے زیادہ نہین ہین اور نہ کم ہین تو یہ اقرار نہین ہی کذا فی فتاوی قاضیخان۔ اور اگر یون کہا کہ تیرے مجھپر سو درم سے زیادہ نہین ہین اور نہ سو درم سے کم ہین تو بعض مشائخ نے کہا کہ یہ اقرار نہین ہی جیسا مطلقاً کم کے نفی کرنے مین تھا اور بعض نے کہا کہ یہ سو درم ہونے کا اقرار ہی اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کہا کہ تیرے صرف مجھپر سو درم ہین تو یہ سو درم کا اقرار ہی اور اگر کہا کہ تیرے سو درم مجھپر نہین ہین تو یہ کسی قدر کا بھی اقرار نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے تقسیم کرنے والے سے کہا کہ اس دار کو تقسیم کر تہائی واسطے عمرو کے اور تہائی میرے لیے اور تہائی بکر کے واسطے تو یہ قول اُسکا عمرو و بکر کے واسطے دو تہائی دار کی ملک کا اقرار نہین ہی تاوقتیکہ یون نہ کہے کہ تہائی اسکا عمرو کا ہی اور تہائی اُسکا بکر کا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر سو درم ہین درصورتیکہ مین جانتا ہون یا میرے علم مین ہی یا درصورتیکہ مین نے جانا تو امام اعظم رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ سب باطل ہی اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ یہ اقرار صحیح ہی اور بالاجماع اگر یون کہا کہ مین جانتا ہون کہ البتہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین یا فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین اور ضرور مجھے ایسا معلوم ہوا ہی تو یہ اقرار صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین میرے گمان مین یا مین نے گمان کیا یا خیال مین یا خیال کیا یا دیکھا تو یہ باطل ہی یہ مبسوط باب الاستثنا مین ہی۔ اگر کہا کہ مجھپر ہزار درم فلان شخص کی شہادت یا علم مین ہین تو اُسکے ذمہ کچھ لازم نہوگا اور اگر کہا کہ بشہادت فلان یا بعلم فلان ہین تو اقرار ہوگا اور اگر کہا کہ بقول فلان یا در قول فلان ہین تو اُسکے ذمہ کچھ لازم نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر کہا اُسکے مجھپر ہزار درم میرے حساب مین یا در حساب فلان یا بحساب فلان ہین یا میری کتاب مین یا در کتاب فلان یا بکتاب فلان ہین تو باطل ہی اور اگر کہا کہ اُسکی چک مین یا فلان کی چک یا میری چک مین یا میری چک کے بموجب ہین تو یہ اقرار ہی۔ اور اگر کہا فلان کے مجھپر ہزار درم بہی مین یا بموجب بہی کے ہین یا فلان کے مجھپر ہزار درم حساب مین یا حساب سے یا حساب کے بموجب ہین تو یہ اقرار ہی یہ محیط مین ہی اور اگر کہا کہ بموجب سجل کے یا سجل مین یا بہی مین یا ایسی کتاب مین جو میرے اُسکے درمیان ہی یا میرے اُسکے درمیانی حساب سے ہین تو یہ سب اقرار ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر کہا کہ مجھپر اُسکے ہزار درم کی چک یا ہزار کی بہی یا حساب ہی تو اُسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر کہا کہ میرے اُسکے درمیانی شرکت کے ہزار درم یا باہمی تجارت کے یا خلط کے ہزار درم ہین تو اُسپر ہزار درم لازم ہونگے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر کہا کہ اُسکے مجھپر ہزار درم قضاء زید مین ہین حالانکہ زید قاضی ہی یا قضاے فلان فقیہ مین یا بموجب اُسکے فتوے کے یا اُسکی فقہ کے ہین تو اُسکے ذمہ کچھ لازم نہوگا اور اگر کہا کہ بموجب قضاے زید کے ہین حالانکہ زید قاضی ہی تو اُسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر زید قاضی نہو ولیکن طالب نے کہا کہ مین اسکو محاکمہ کے لیے اُسکے پاس لے گیا تھا اُسنے میرے لیے اسپر حکم دیا ہی تو اُسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر دونون نے باہم تصدیق کی کہ اُسکے پاس محاکمہ نہین کیا تھا تو مقر پر کچھ لازم نہوگا۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم اُسکی یادداشت مین یا بموجب اُسکی یادداشت کے ہین تو اُسکے ذمہ کچھ لازم نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کہا

شخص نے کہا کہ فلان کے ہزار درم مجھپر انشاء اللہ تعالے ہین تو امام اعظم رہ نے فرمایا کہ اقرار باطل ہی اور یہ استحسان ہی کذا فی المحیط
اگر کہا کہ مین نے یہ غلام غصب کیا انشاء اللہ تعالے تو کچھ اُسکے ذمہ لازم نہوگا کذا فی الخلاصہ - اگر ایک یادداشت تحریر کی اُسمین
لکھا کہ فلان شخص کا مجھپر اسقدر ہی یا مین نے اُسکو اسقدر مہلت دی پھر آخر مین لکھدیا کہ جو شخص اس یادداشت کے واسطے قیام
کرے وہ جو کچھ اسمین ہی اُسکا ولی ہی انشاء اللہ تعالے تو امام اعظم رہ کے نزدیک قیاسًا جو کچھ چک مین ہی کچھ اُسکو لازم نہوگا اور صاحبین
کے نزدیک استحسانًا لازم ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر کہا کہ مین نے کل کے روز تجھسے یہ غلام غصب کیا انشاء اللہ تعالے تو امام
محمد رہ کے نزدیک اقرار باطل ہی اور استثنا صحیح ہی کذا فی المحیط اور یہی ظاہر الروایت ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ فلان شخص
کے مجھپر ہزار درم ہین اگر فلان شخص چاہے تو یہ اقرار باطل ہی اگرچہ فلانا چاہے اسی طرح ہر اقرار کا حکم ہی کہ جو شرط پر معلق ہو مثلاً فلان
کے ہزار درم مجھپر ہین اگر مین گھر مین داخل ہوا یا آسمان سے مینھ برسا یا ہوا چلی یا قضائے الٰہی یا اللہ تعالے کا ارادہ جاری ہوا یا اللہ
تعالے نے اُسکو دوست رکھا یا اُس سے راضی ہوا یا اُسکو تنگی دی یا کشایش دی یا اگر مین اس امر کی بشارت دیا گیا تو یہ سب و اسکے
امثال مبطل اقرار ہین اگر اقرار سے متصل بیان کیے جاوین یہ تبیین مین ہی - اگر کہا کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین الا یہ کہ اسکے سوائے کوئی
یعنی یہ فقرہ ملا ہوا
امر مجھے ظاہر ہو یا میری رائے مین آوے تو یہ اقرار باطل ہی خواہ کوئی بات اُسکے نزدیک ظاہر ہو یا ظاہر ہونے سے پہلے مرجاوے یا سوائے
اسکے کوئی امر اُسکی رائے مین آوے یا نہ آوے - اور اگر کہا کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین بشرطیکہ میرا یہ اسباب میرے مکان
تک بصرہ مین پہونچا دے اُسنے ایسا ہی کیا اور وہ حاضر تھا اس مقولہ کو سنتا تھا تو یہ جائز ہی اور اُسپر مال واجب ہوگا اسی طرح اگر کہا
کہ تیرے مجھپر ہزار درم ہین اگر تو یہ اسباب اُٹھا کر میرے گھر تک پہونچا دے تو یہ بھی مزدور مقرر کرنے مین داخل ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر کسی نے
کہا کہ گواہ رہو کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین اگر مین مرجاؤن تو یہ درم اُسپر واجب ہونگے خواہ جیتا رہے یا مرجاوے - ایسے ہی اگر
کہا کہ اسکے مجھپر ہزار درم ہین جبکہ شروع مہینہ آوے یا جب لوگ افطار کرین یا فطر تک یا قربانی تک تو بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین ہی منتقی مین
امام ابو یوسف رہ سے روایت ہی کہ اگر یون کہا کہ جب فلان شخص آوے یا اگر فلان شخص آوے تو زید کے مجھپر ہزار درم ہین تو یہ باطل ہی
اور اگر کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم ہین جب زید آجاوے تو یہ جائز ہی بشرطیکہ طالب دعوی کرتا ہو کہ میرے زید پر ہزار درم ہین اور
اسنے جو کچھ میرا اسپر ہی اُسکے آنے پر کفالت کرلی ہی یہ محیط مین ہی - اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین بشرطیکہ وہ قسم کھاجاوے
یا اس شرط پر کہ قسم کھاجاوے یا جبوقت قسم کھاوے یا جب قسم کھالے یا وقت قسم کھانے کے یا اُسکے قسم کے ساتھ یا اُسکے
قسم کے بعد پس فلان شخص نے اسپر قسم کھالی اور مقر نے مال سے انکار کیا تو مال کے واسطے اُس سے مواخذہ نہ کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی
اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میرا یہ غلام مجھسے خرید لے یا اجرت پر لے لے یا مین نے تجھے اپنا یہ گھر عاریت پر دیا عمرو نے کہا کہ ہان اچھا تو یہ
قول اُسکا یعنی ہان یہ ملک زید کا اقرار ہی اسی طرح اگر زید نے کہا کہ اس میرے غلام کی مزدوری یا اسکا یہ کپڑا مجھے دے اُسنے کہا کہ ہان
اچھا تو زید کی ملک کا غلام و کپڑے مین اقرار کیا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اگر کہا کہ میرے اس دار کا دروازہ پھوڑ دے یا میرے اس
دار پر گچ کردے یا میرے اس گھوڑے پر زین رکھدے یا میرے اس خچر کو لگام دیدے یا میرے اس خچر کی زین مجھے دے یا میرے
اس خچر کی لگام مجھے دے اُسنے کہا کہ ہان اچھا تو اقرار ہی اور اگر ان سب صورتون مین کہا کہ نہین تو اقرار نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اگر کہا
یعنی یہ گھوڑا یا خچر اسکی ملک ہووے
کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین اُسنے کہا کہ ہان تو یہ اقرار ہی اسی طرح اگر اسکے ہاتھ مین کوئی کپڑا تھا اسکی نسبت کہا کہ یہ کپڑا مجھے فلان
شخص نے ہبہ کیا ہی اُسنے کہا کہ ہان یا کہا کہ تو نے سچ کہا یا فارسی مین کہا کہ آرے تو یہ اقرار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر زید سے
کہا گیا کہ تیرے اوپر عمرو کے ہزار درم ہین اُسنے سر ہلایا یعنی ہان تو یہ اقرار نہین ہی یہ تبیین مین ہی - اگر عمرو سے کہا کہ بکر کو خبر دے یا

اُسکو آگاہ کردے یا اُس سے کہ یا گواہ رہ یا اُسے خوشخبری دے کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین تو یہ اقرار ہے اور ایسے ہی اگر زید سے کہا کہ بکر کو خبر دون کہ اُسکے تجھپر ہزار درم ہین یا اُسکو آگاہ کردون یا گواہی دون کہ اُسکے تجھپر ہزار درم ہین یا مین اُس سے کہون پس زید نے کہا کہ ہان تو یہ سب اقرار ہین یہ محیط مین ہے۔ اگر دوسرے سے کہا کہ فلان کے ہزار درم کی مجھپر ہونے کی گواہی نہ دے تو یہ اقرار نہین ہے اسی طرح اگر کہا کہ فلان شخص کا مجھپر کچھ نہین ہے پس یہ خبر اُسکو نہ دے کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین یا نہ کہہ کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین تو یہ بھی اقرار نہوگا۔ اور اگر ابتداءً یہ کہا کہ فلان شخص کو خبر نہ دے کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین تو یہ اقرار ہے۔ اور ناطفی نے اپنی اجناس مین کرخی سے روایت کی کہ اُنھون نے فرمایا کہ خبر نہ دے کہنا مثل گواہی نہ دے کہنے کے دونون حالتون مین اقرار نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان دونون لفظون مین فرق ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کہا کہ چھپاؤ عورت سے کہ مین نے اُسکو طلاق دی یا میرا اُسکو طلاق دینا اُس سے چھپاؤ تو یہ اقرار ہے بخلاف اس قول کے کہ خبر نہ دو اسکو کہ مین نے اسکو طلاق دی ہے اور اگر کہا کہ عورت سے اسکی طلاق کو چھپاؤ تو یہ طلاق نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین ہے قلیل و کثیر غلام وغیرہ سے وہ عمرو کا ہے تو یہ اقرار صحیح ہے پس اگر عمرو آیا تا کہ جو کچھ اُسکے ہاتھ مین ہے سب لے لے پس دونون مین ایک غلام کی بابت اختلاف ہوا پس عمرو نے کہا کہ یہ غلام اقرار کے روز تیرے ہاتھ مین تھا اسواسطے میرا ہے اور زید نے کہا کہ اس روز میرے قبضہ مین نہ تھا (جو اُسکے قبضہ مین تھا ہے ۱۲) اُسکے بعد مین اُسکا مالک ہوا ہون تو زید کا قول مقبول ہوگا ولیکن اگر عمرو اس امر کے گواہ لاوے کہ یہ غلام اقرار کے روز زید کے قبضہ مین تھا تو اُسکی ڈگری ہوجائیگی یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ سب جو میرے قبضہ مین ہے یا سب جو مجھسے معروف ہے یا سب جو مجھسے منسوب ہے وہ عمرو کا ہے تو یہ اقرار ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اگر یون کہا کہ سب میرا مال یا سب جسکا مین مالک ہون وہ عمرو کا ہے تو یہ ہبہ ہے بدون سپرد کرنے کے جائز نہین ہے۔ اور سپرد کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر یون کہا کہ جو کچھ میرے گھر مین ہے وہ عمرو کا ہے تو اقرار ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اگر اجیر نے اقرار کیا کہ جو کچھ قلیل و کثیر تجارت یا متاع یا مال عین ہو دین سے میرے قبضہ مین ہے وہ عمرو کا ہے اور مین ان چیزون مین اُسکا اجیر ہون تو جائز ہے اور جو کچھ اس اقرار کے روز اجیر کے قبضہ مین ہو وہ عمرو کا ہے اسمین اجیر کا کچھ حق نہین ہے مگر مین کھانے اور کپڑے کو استحساناً کہتا ہون کہ دونون اجیر کے قرار دیے جائینگے۔ اور اگر اجیر نے اقرار کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین فلان تجارت کا ہے وہ عمرو کا ہے تو جو کچھ اجیر کے قبضہ مین اس تجارت کا اُس روز ہوگا وہ سب عمرو کو ملیگا اور جو کچھ سوائے اسکے دوسری تجارت کا ہوگا اُسمین عمرو کا کچھ نہوگا اور ان چیزون کے بیان کرنے مین اجیر کا قول مقبول ہوگا اور بھی اگر اُسنے دعوی کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین اس تجارت کا تھا وہ بسبب آفت پہونچنے کے بعد اقرار کے تلف ہوگیا تو اسی کا قول قسم سے مقبول ہوگا اور اگر اجیر نے اقرار کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین تجارت یا مال سے ہے وہ عمرو کا ہے اور اسکے قبضہ مین مال عین اور چکین ہین تو یہ سب عمرو کے ہونگے اور اگر اقرار کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین طعام سے ہے وہ عمرو کا ہے اور اُسکے قبضہ مین گیہون اور جو اور تل اور چھوہارے ہین تو اسمین سے سوائے گیہون کے باقی کچھ عمرو کا نہوگا اور اگر اجیر کے قبضہ مین گیہون نہون تو عمرو کو کچھ بھی نہ ملیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی صحت مین اقرار کیا کہ جو کچھ میری منزل یعنی مکان مین فرش و برتن وغیرہ سے جسپر ملک کا اطلاق اصناف اموال سے ہوتا ہے سب میری اس دختر کے ہین اور اُس شخص کے گانون مین چوپایہ اور غلام ہین اور یہ شخص شہر مین بستا ہے تو فرمایا کہ اُسکا اقرار اُسی گھر کی چیزون مین واقع ہوگا جسمین وہ رہتا ہے اور جو چوپایہ ایسے ہین کہ دن کو اُنکو باہر بھیجتا ہے اور رات کو وہ گھر مین چلے آتے ہین وہ اس اقرار مین داخل ہوجائینگے اور ایسے ہی وہ غلام بھی داخل ہونگے جو دن مین حوائج ضروری کے واسطے

باہر جاتے ہین اور رات کو گھر مین رہتے ہین اور انکے سواے جو کچھ ہو وہ داخل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہو - ایک شخص نے اپنی صحت عقل و بدن کی حالت مین اقرار کیا کہ جو کچھ میری منزل یعنی گھر مین داخل ہو وہ سب میری عورت کا ہو سواے ان کپڑون کے جو میرے اوپر ہین پھر وہ شخص مرگیا اور ایک بیٹا چھوڑا اُسنے دعوی کیا کہ یہ میرے باپ کے ترکہ مین داخل ہو تو جس چیز کو عورت یہ جانتی ہو کہ یہ چیز بسبب بیع صحیح یا ہبہ صحیح کے شوہر کے مالک کردینے سے میری ہوگئی ہو یا شوہر پر اسکا مہر ہو تو اسکو اُس چیز مین ممانعت کی گنجایش ہو اور حجت یہی اقرار ہو اور جو چیز اُسکی مالک نہین ہوئی وہ اس اقرار کی وجہ سے فیما بینہا وبین اللہ تعالے عورت کی ملک نہوجائیگی بلکہ وہ متوفی کا ترکہ ہو ولیکن قضاءً یہ حکم ہو کہ اگر گواہون نے اس اقرار کی گواہی ادا کی تو قاضی کو واجب ہوگا کہ جو کچھ گھر مین اقرار کے روز موجود ہو سب کی ڈگری عورت کے نام کردے یہ خلاصہ مین ہو - اگر کسی نے کہا کہ میری عورت کے واسطے یہ بیت اور جو کچھ اس بیت کے دروازہ نے اندر بند کرلیا ہو اور بیت کے اندر متاع موجود ہو تو عورت کو بیت اور متاع دونون ملینگے اور اگر بجاے اقرار کے اس لفظ کے ساتھ بیع واقع ہو تو حکم اسکے برخلاف ہو کیونکہ متاع اس بیع مین داخل نہوگی اور ایسا ہوگا کہ گویا اُسنے یون کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ بیت کو مع اُسکے حقوق کے فروخت کیا - اگر کسی نے اپنی مان کا مال تلف کردیا پھر اُس سے کہا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین مال ہو وہ تیرا ہو پھر مرگیا اور جس مال کا اقرار کیا وہ بعینہ قائم ہو تو وہ مان کا ہوگا اور اگر بیٹے نے اُسکو تلف کردیا ہو یعنی بعینہ قائم نہین ہو اور وہ کیلی و وزنی چیزون مین سے نہین تھا اور اُسنے درہم و دینار چھوڑے ہین تو بعد اس اقرار کے جو مذکور ہوا ہو اس عورت یعنی اُسکی مان کو گنجایش ہو کہ ان درہم و دینارون سے اسقدر لے لے جسقدر اُسنے تلف کردیا ہو کیونکہ یہ بمنزلہ صلح کے ہوگیا تھا اور جب بدل صلح کو اُسنے تلف کردیا تو صلح باطل ہوگئی اور دین جیسا تھا ویسا عود کر آیا یہ ذخیرہ مین ہو - اگر ایک دیوار کا ایک شخص کے واسطے اقرار کیا پھر کہا کہ میری مراد اُس سے صرف عمارت دیوار بدون زمین کے تھی تو تصدیق نہ کیجائیگی اور دیوار مع اُسکی زمین کے ڈگری ہوگی اسی طرح اگر پکی اینٹون کے اسطوانہ کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہو ولیکن اگر اسطوانہ لکڑی کا ہو تو مقرلہ کو صرف لکڑی ملیگی زمین نہ ملیگی پس اگر اسکا رفع کرنا بدون ضرر کے ممکن ہو تو مقرلہ اُسکو لے لے اور اگر بدون ضرر کے نہین لے سکتا ہو تو اقرار کرنے والا مقرلہ کو اُسکی قیمت کی ضمان دے یہ مبسوط مین ہو اگر کہا کہ بنا اس دار کی فلان شخص کی ہو تو فلان شخص کے نام اُسکے نیچے کی زمین کی ڈگری ہوگی یہ ظہیریہ مین ہو - اگر کسی نخل یا شجر کا جو اُسکے باغ یا زمین مین لگا ہوا ہو دوسرے کے واسطے اقرار کیا تو اقرار مین نخل و شجر کے ساتھ اسقدر زمین جو اُسکے جڑ کی ہو داخل ہوجائیگی اور کتاب مین یہ نہین مذکور ہو کہ کسقدر زمین داخل ہوگی مگر دوسرے مقام پر اشارہ فرمایا کہ جسقدر درخت کے ساق کے مقابلہ مین ہو داخل ہوگی حتے کہ اگر یہ درخت اکھڑ گیا اور اُسکے اکھاڑنے کی جگہ دوسرا جما تو مقرلہ کا ہوگا - اور اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعضون نے کہا کہ درخت کی بڑی جڑون کے مواضع جو وتد کے مشابہ ہین داخل ہونگے اور جو باریک جڑین بڑی جڑون سے پھوٹی ہین اُنکے مواضع داخل نہونگے - اور بعضون نے کہا کہ اُن جڑون کے مواضع داخل ہونگے کہ جن جڑون کے بغیر یہ درخت باقی نہین رہ سکتا ہو اور اس سے زیادہ داخل نہونگے اور بعضون نے کہا کہ ٹھیک دوپہر کو جب آفتاب آسمان پر ٹھہرا تو جسقدر زمین درخت کے سایہ مین آوے اسقدر داخل ہو باقی داخل نہوگی اور بعضون نے کہا کہ اقرار کے وقت جسقدر درخت کی موٹائی ہو اُسی قدر زمین داخل ہوگی یہ محیط مین ہو - اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس درخت کے پھل جو اسپر موجود ہین فلان شخص کے ہین تو اس اقرار سے درخت کا بھی اقرار کرنے والا شمار نہوگا اور اگر کہا کہ جو کھیتی اس زمین مین موجود ہو وہ زید کی ہو تو زید کو صرف کھیتی بدون زمین کے ملیگی یہ ذخیرہ مین ہو - اگر کہا کہ یہ کرم زید کا ہو تو زید کو تاک انگور مع

اگر [illegible] ہو تو گواہی [illegible] عمارت [illegible] یہ ذخیرہ اور درخت [illegible] سب [illegible] - اگر کہا کہ یہ زمین زید کی ہے اور اسکے درخت خرما میرے ہیں یا کہا کہ [illegible] تو زمین مع درختان اسکے زید کی ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ یہ درخت مع جڑون کے زید کے [illegible] اسکے پھل میرے ہیں [illegible] پھل [illegible] ان کے پیدا ہوئے یہ مبسوط مین ہے - اگر کسی نے کہا کہ یہ زمین زید کی ہے حالانکہ زمین میں کھیتی ہے [illegible] اور اگر مقر نے [illegible] کہا کہ یہ کھیتی میری تھی خواہ حکم قاضی زید کے نام ہوچکا ہو یا نہین ہوا ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر زمین میں خرما کے درخت یا درخت ہوں تو بھی یہی صورت ہوگی ولیکن اگر اسکے گواہ لایا کہ یہ درخت میرے ہیں [illegible] گواہ اسوقت [illegible] ہونگے کہ جب اسنے یہ اقرار کیا ہو کہ زمین زید کی اور درخت میرے ہیں تو اس صورت مین [illegible] گواہ مقبول ہونگے [illegible] اقرار [illegible] یہ مبسوط مین ہے - امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر زید نے کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے تو اسکی بنا داخل اقرار ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ اس دار کی زمین عمرو کی ہے تو بنا داخل اقرار ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے - اگر زید کے واسطے انگوشتری کا اقرار کیا کہ یہ خاتم اسکی ہے تو حلقہ و نگینہ دونون زید کو ملینگے اور اگر تلوار کا اقرار کیا تو پھل و نیام و پرتلہ سب اسکا ہے اور اگر حجلہ کا اقرار کیا تو اسکی لکڑیان اور [illegible] دونون [illegible] اور وہ کپڑا جس سے وہ منڈھا ہوا ہے سب زید کا ہے یہ کافی مین ہے - اگر زید کے قبضہ مین ایک دار ہے اسنے کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے مگر فلان بیت یا اسقدر حصہ معلوم میرا ہے تو اسکے مقولہ کے موافق رکھا جائیگا اور اگر کہا کہ یہ بیت میرا ہے یا یون کہا کہ ولیکن یہ بیت میرا ہے تو کل دار عمرو کا ہوگا اور اگر کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے اور یہ بیت بکر کا ہے تو موافق اسکے اقرار کے رکھا جائیگا یہ مبسوط سرخسی مین ہے - اگر کہا کہ یہ دار فلان شخص کا ہے اور اسکی بنا میری ہے یا کہا کہ یہ زمین فلان شخص کی اور اسکے درخت میرے ہیں یا کہا کہ درخت مع اصول کے فلان شخص کے اور پھل میرے ہیں تو سب مقر لہ کے ہونگے اور بدون حجت کے مقر کی تصدیق نکیجائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اگر کہا کہ یہ دار فلان شخص عمرو کا ہے مگر عمارت اسکی کہ وہ میری ہے تو عمارت اسکی تصدیق نکیجائیگی اور علے ہذا اگر کہا کہ یہ باغ فلان شخص کا ہے مگر ایک درخت بدون اسکی جڑ کے کہ وہ میرا ہے یا کہا کہ یہ جبہ عمرو کا ہے مگر اسکا استر کہ وہ میرا ہے یا یہ تلوار عمرو کی ہے مگر اسکا حلیہ کہ وہ میرا ہے یا کہا کہ یہ انگوٹھی عمرو کی ہے مگر اسکا نگینہ کہ وہ میرا ہے یا یہ حلقہ عمرو کا ہے مگر اسکا نگینہ کہ وہ میرا ہے تو ان سب صورتون مین بھی وہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے - اگر کہا کہ عمارت اس دار کی میری ہے اور میدان یعنی [illegible] ۱۲ م عمرو کا ہے تو اسکے کہنے کے موافق رکھا جائیگا کذا فی الکنز - اگر کہا کہ عمارت اس دار کی میری اور زمین اسکی عمرو کی ہے یا اسکی زمین عمرو کی اور اسکی عمارت میری ہے تو عمارت و زمین عمرو کی ہوگی اور اگر کہا کہ اسکی زمین میری ہے اور عمارت اسکی عمرو کی ہے تو زمین اسکی اور عمارت عمرو کی قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ زمین اسکی عمرو کی اور عمارت بکر کی ہے تو زمین و عمارت دونون عمرو کی قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ اسکی عمارت بکر کی اور زمین اسکی عمرو کی ہے تو اسکے اقرار کے موافق ہوگا یہ محیط مین ہے - منتقی مین ہے کہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ یہ انگوٹھی میری اور نگینہ تیرا ہے یا یہ پیٹی میری اور اسکا حلیہ تیرا ہے یا یہ تلوار میری اور اسکا حلیہ تیرا ہے یا یہ جبہ میرا اور اسکا استر تیرا ہے اور عمرو نے کہا کہ سب میرا ہے تو قول زید کا معتبر ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ زید نے جس چیز کا اقرار کیا ہے اگر اسکے جدا کرنے مین کچھ ضرر نہین ہے تو حکم کیا جائیگا کہ جدا کرکے عمرو کے سپرد کرے اور اگر ضرر ہو تو زید پر واجب ہوگا کہ مقربہ کی قیمت عمرو کو ادا کرے یہ سب امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کا قول ہے یہ ذخیرہ مین ہے - اگر زید کے قبضہ مین ایک باندی کے بچہ پیدا ہوا زید نے کہا کہ باندی عمرو کی ہے اور بچہ میرا ہے تو اسکے اقرار کے موافق رکھا جائیگا اور یہی حکم باقی حیوانات کی اولاد کا اور درختون سے توڑے ہوئے پھلون کا ہے یہ مبسوط مین ہے - اگر زید کے قبضہ مین ایک صندوق ہے اور اسمین متاع ہے پس زید نے کہا کہ یہ صندوق عمرو کا ہے اور متاع میری ہے یا یہ دار عمرو کا ہے اور جو کچھ اسمین متاع ہے وہ میری ہے تو زید کا قول مقبول ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اگر کہا کہ یہ تھیلی عمرو کی ہے تو وہ تھیلی مع اسکے کہ جو کچھ اسمین

درم بھی عمرو کی ہوگی اور اگر مقر نے کہا کہ مین نے صرف کپڑا بدون درمون کے مراد لیا تھا تو تصدیق نہ کیجائیگی۔ اسی طرح اگر کہا کہ یہ زنبیل خرما عمرو کی ہے تو مع پھلون کے عمرو کی قرار دیجائیگی اسی طرح اگر کہا کہ یہ خم فلان شخص عمرو کا ہے اور اُس خم مین سرکہ بھرا ہوا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یون کہا کہ یہ جراب یعنے تھیلی فلان شخص کی ہے اور اسمین ہراتی کپڑے بھرے ہین یا کہا کہ یہ تھیلی عمرو کی ہے اور اُسمین آٹا بھرا ہوا ہے یا کہا کہ یہ گون عمرو کی ہے اور گون مین گیہون بھرے ہین اور دعوے کیا کہ مین نے فقط تھیلی یا گون مراد لی تھی تو تصدیق کیجاویگی اور حاصل یہ ہے کہ ہر چیز مین کہ عرف و عادت کے موافق اقرار واقع ہوگا۔ اگر گھی کے کپّے کو دیکھکر کہا کہ یہ کپّا فلان شخص کا ہے تو یہ اقرار فقط کپّے پر واقع ہوگا اور اگر کہا کہ بھوسا اس گیہون کا عمرو کا ہے تو عمرو کا بھوسا ہوگا اور اگر کہا اس بالون کے گیہون عمرو کے ہین تو عمرو کو بالین مع گیہون ملینگے اور اگر کہا کہ اس قبا کا ابرہ عمرو کا ہے تو سب قبا عمرو کی ہے اور اگر کہا کہ اس قبا کا استر عمرو کا ہے تو عمرو کے واسطے استر کی قیمت دینی پڑیگی۔ امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر کہا کہ یہ پکھال زید کے واسطے ہے تو جسقدر پانی پکھال مین ہے وہ زید کو ملیگا پکھال نہ ملیگی یہ محیط مین ہے۔ اگر کہا کہ یہ گیہون اُس کھیتی سے ہین جو زید کی زمین مین تھی یا اُس کھیتی کے ہین جو زید کی زمین سے کاٹی گئی تو یہ گیہون کا اقرار ہے قلت یہ عرف ہماری زبان کا نہیں ہے واللہ اعلم۔ اسی طرح اگر کہا کہ یہ خشک انگور زید کے انگورون کے ہین یا یہ خرما زید کے نخل کے ہین تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اگر کہا کہ یہ صوف جو میرے پاس ہے زید کی بکریون کا ہے یا یہ دودھ جو میرے پاس ہے زید کی بکریون کا ہے یا مکھن یا حیسہ کی نسبت ایسا ہی اقرار کیا تو یہ اقرار ہے یعنی زید کی ملک کا ان چیزون مین اقرار ہے من المحیط و فتاوے قاضیخان۔ اور یہی حکم سوا غلام و باندیون کے تمام حیوانات کی اولاد کا ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو نے یہ زمین آراستہ کی یا یہ دار بنایا یا یہ درخت لگایا یا یہ انگور اگائے اور یہ سب زید کے قبضہ مین ہین پس عمرو نے دعوی کیا کہ یہ سب میرے ہین اور زید نے کہا کہ یہ میرے ہین مین نے تجھسے فقط مدد لی تھی تو نے مددی یا مزدوری لیکر مدد کی تو قول زید کا مقبول ہوگا یہ کافی مین ہے۔ اگر کہا کہ یہ آٹا فلان شخص کی پسائی کا ہے تو اقرار نہین ہے کذا فی الخلاصہ۔ اگر کہا کہ مین نے تجھسے [illegible] اور غلام غصب کر لیا ہے تو دونون کے غصب کا اقرار ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ یہ چیز مع اس چیز کے غصب کی مثلاً گھوڑا مع زین یا ساتھ اسکے غصب کی مثلاً گھوڑا ساتھ لگام کے یا غلام مندیل سمیت غصب کیا تو دونون کے غصب کا اقرار ہے۔ یا پس یا پھر کے ساتھ کہا مثلاً غلام پھر باندی غصب کی یا پس باندی غصب کی تو دونون کے غصب کا اقرار ہے اسی طرح اور کے ساتھ یون کہا کہ گھوڑا غصب کیا اور اُسپر زین تھی تو بھی یہی حکم ہے کہ دونون کے غصب کا اقرار ہے اور اگر یون کہا کہ اس سے غصب کیا مثلاً مندیل مین نے اُسکے غلام سے غصب کی یا جھول گھوڑے سے غصب کر لی تو خاص اول چیز کے غصب کا اقرار ہے اور اگر یون کہا کہ اکاف جو حمار پر تھا غصب کر لیا تو بھی اول کے غصب کا اقرار ہے۔ اور اگر ظرف کے طور پر دوسرے کا اقرار کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دوسری چیز پہلی چیز کا ظرف ہوسکتی ہے مثلاً کپڑے کو رومال مین غصب کر لیا یا اناج کو کشتی مین غصب کر لیا تو ایسی صورتون مین دونون کے غصب کا اقرار ہے اور اگر دوسری چیز پہلی چیز کا ظرف نہین ہوتی ہے مثلاً کہا کہ مین نے درم کو درم مین غصب کر لیا تو دوسری اُسکے ذمہ لازم نہوگی۔ اور اگر دوسری چیز ایسی ہو کہ پہلی چیز اُسکے درمیان ہوسکتی ہے مثلاً مین نے ایک کپڑا دس کپڑون مین غصب کر لیا تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صرف اُسکے ذمہ ایک کپڑا لازم ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک گیارہ کپڑے لازم ہونگے یہ مبسوط مین ہے اور اگر کہا کہ مین نے تجھسے ایک کرپاس دس کپڑون حریر مین غصب کیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اُسکے ذمہ اول لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کہا کہ مین نے طعام جو بیت مین تھا غصب کر لیا تو یہ اقرار بمنزلہ اس قول کے ہے کہ جو طعام کشتی مین تھا مین نے غصب کر لیا پس بیت و طعام دونون کے غصب کا اقرار

[illegible] قول امام اعظم رح و دوسرے قول امام ابو یوسف رح کے موافق بسبب غصب کے طعام اسکی ضمان مین داخل ہوگا اور یہ تھیلا اس مین داخل نہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طعام کو اسکی جگہہ سے دوسری جگہ حرکت نہین دی تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ مبسوط مین ہی اور اگر ایک گھوڑے کے اصطبل مین غصب کر لینے کا اقرار کیا تو اُسکے ذمہ فقط گھوڑا لازم ہوگا کذا فی الکافی - اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر دہ درم در دہ درم ہین پس اگر مقر نے کہا کہ مین نے در سے واو مراد لیا ہی یا مع مراد لیا ہی تو اُسپر بیس درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ مین نے یہ مراد لیا ہی تو دس درم لازم ہونگے اور اگر کہا کہ مراد میری اس سے ضرب تھی تو ہمارے علما کے نزدیک اُسپر دس درم لازم ہونگے اسی طرح اگر حقیقۃً لفظ در بمعنی ظرف کا حرف مراد لیا تو بھی دس درم لازم ہونگے یہ محیط مین ہی - اگر کسی نے یون کہا کہ زید کا مجھپر ایک درم ایک قفیز گیہون مین ہی تو اُسپر ایک درم لازم ہوگا اور قفیز باطل ہی اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ایک قفیز گیہون ایک درم مین واجب ہی تو اُسپر قفیز لازم ہوگا اور درم باطل ہی اسی طرح اگر کہا کہ زید کے مجھپر ایک فرق زیت دس مختوم گیہون مین واجب ہی تو زیت اُسپر واجب ہی اور گیہون باطل ہین یہ غایۃ البیان مین ہی - اگر کہا کہ زید کے مجھپر دس درم دس دینار مین واجب ہین تو دس درم واجب ہونگے اور آخر کا کلام باطل ہوگا ولیکن اگر کہے کہ مین نے دونون مال مراد لیے تھے تو دونون لازم ہونگے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اگر اقرار کیا کہ مجھپر پانچ درم ایک یہودی کپڑے مین واجب ہین تو اُسپر پانچ درم واجب ہونگے پھر اگر اسکے بعد کہا کہ یہودی کپڑا اسلم کا قرض ہی اور پانچ درم اُسنے مجھے اس کپڑے کی سلم مین دیے تھے تو یہ اُس اقرار کا بیان ہی ولیکن چونکہ اسمین تغیر ہی اسواسطے علیحدہ کرکے اُسکی صحت معتبر نہوگی ولیکن اگر طالب اُسکی تصدیق کرے تو ہو سکتا ہی اور تصدیق کے وقت ہم کہینگے کہ حق ان دونون سے باہر نہین جا سکتا ہی پس جسپر دونون نے تصادق کیا وہ ثابت ہوگا - اور اگر طالب نے اُسکی تکذیب کی تو مقر کو اُس سے قسم لینے کا اختیار ہی پس اگر قسم کھا لی تو مقر لہ کو اختیار ہی کہ مقر سے پانچ درم کی بابت موافق اُسکے اقرار کے مواخذہ کرے یہ مبسوط مین ہی - اگر کہا کہ مین نے زید کے پانچ درم ایک کپڑے ع مین غصب کر لیے تو اُسپر پانچ درم مع کپڑے کے لازم ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کہا کہ مجھپر ایک درم مع ایک درم کے یا اُسکے ساتھ ایک درم واجب ہی تو دونون درم اُسپر لازم ہونگے یہ غایۃ البیان مین ہی - اگر کہا کہ مجھپر ایک درم قبل ایک درم کے واجب ہی تو اُسپر ایک درم واجب ہوگا اور اگر کہا کہ قبل اُسکے ایک درم واجب ہی تو اُسپر دو درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ ایک درم بعد ایک درم کے یا بعد اُسکے ایک درم واجب ہی تو دو درم واجب ہونگے اسی طرح اگر کسی ایک درم کے بجاے ایک دینار یا قفیز گیہون بیان کیے تو بھی دونون چیزین واجب ہونگی یہ مبسوط و قاضی خان مین ہی - اگر کہا درم و درم یا درم پھر درم واجب ہی تو دو درم واجب ہونگے اور اگر کہا درم درم واجب ہی تو ایک ہی درم واجب ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھپر درم بر درم واجب ہی تو ایک ہی درم واجب ہوگا اور اگر کہا کہ دو درم پھر ایک درم واجب ہی تو تین درم واجب ہونگے ایسے ہی اسکے عکس مین یعنی درم پھر دو درم واجب ہین تو بھی تین درم واجب ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی - اگر کہا کہ مجھپر ایک درم اور مجھپر ایک درم ہی تو دو درم واجب ہونگے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اگر کہا کہ زید کا مجھپر درم بدرم ہی تو ایک درم واجب ہوگا یہ غایۃ البیان شرح ہدایہ مین ہی - اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک درم مع کل درم کے ہی تو اُسپر دو درم واجب ہونگے اور اگر خاص معین دس درم کو دیکھکر کہا کہ زید کے مجھپر ان درمون مین سے ہر درم کے ساتھ ایک درم واجب ہی تو اُسپر بیس درم واجب ہونگے اور اگر دس درم معین کو دیکھکر کہا کہ مجھپر اُسکے ان سب درمون مین سے ہر درم کے ساتھ یہ درم واجب ہی تو اُسپر گیارہ درم واجب ہونگے - اور اگر کہا کہ مجھپر فلان شخص کے درمون سے کل درم ہی تو تین درم واجب ہونگے اور یہ قول امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کا ہی اور قیاس قول امام اعظم رح مین دس درم واجب ہونگے - ایک شخص نے

ع [illegible]

کہا کہ زید کا مجھپر ایک درم فوق درم واجب ہی تو اُسپر دو درم واجب ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- کتابت کے ساتھ اقرار کرنا
یعنی لکھکر اقرار کرنا کئی وجہ سے ہوتا ہی ازانجملہ اسطرح لکھے کہ وہ کچھ نہ کھلے مثلاً ہوا یا پانی یا برف پر لکھا تو اس سے اُسپر کچھ واجب
نہوگا اگرچہ گواہ کرے اور گواہ کر لینے کے یہ معنی ہین کہ چند لوگون سے لکھنے مین یون کہے کہ مجھپر اِسکے گواہ رہو اور اُنکو پڑھکر کچھ
نہ سنا دے اور اگر اُنکو پڑھکر سنا دیا تو جو کچھ لکھا سنایا ہی وہ اُسپر لازم ہوگا اور جس شخص نے اسکا یہ اقرار سنا اُسکو اس امر کی گواہی اُسپر دینا حلال ہی
یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- ازانجملہ یہ ہی کہ اسطور سے لکھے کہ جو لکھا ہوا کھلتا ہی اور اُسکی چند صورتین ہین ازانجملہ یہ کہ ارسالی تحریر ہو
اُسکی یہ صورت ہی کہ کاغذ پر لکھے پہلے بسم اللہ سے شروع کرے پھر دعا پھر مقصود لکھے کہ تیرے مجھپر ہزار درم اس جہت سے
ہین تو یہ استحساناً اقرار ہی اور جو شخص اُسکی تحریر کو معائنہ کرے اُسکو اُسکے اس امر کی گواہی اُسپر دینا حلال ہی بشرطیکہ گواہ
اس تحریر کو جان لے خواہ وہ گواہ کیا جاوے یا نہ کیا جاوے یہ محیط مین ہی- اگر ارسالی تحریر یون لکھے از جانب فلان ابن
فلان امابعد تو نے مجھے لکھا تھا کہ مین نے تیرے واسطے فلان شخص کی طرف سے ہزار درم کی ضمانت کر لی ہی حالانکہ مین نے
تیرے لیے ہزار کی ضمانت نہین کی صرف تیرے واسطے پانچسو درم کی ضمانت کی ہی- اور اس محرر کے پاس دو مرد اُسکے لکھنے
کے وقت موجود و کتابت کے شاہد تھے پھر اُسنے اپنی تحریر کو محو کر دیا اور دونون گواہون نے اُسپر یہ گواہی دی تو اُسکے ذمہ
لازم ہونگے اگرچہ اُسنے ان دونون سے گواہی یا گواہ ہونے کے واسطے نہ کہا ہو اور یہی حکم طلاق و عتاق و ہر ایسے حق کا ہی جو شبہات کے
با وجود ثابت ہو جاتا ہی یہ مبسوط مین ہی- اگر بطور رسالت کے سٹی یا خرقہ وغیرہ اِسکے مانند پر لکھا تو یہ اقرار نہین ہی اور نہ گواہون
ٹھیکرے وغیرہ کا ٹکڑا ۱۲
کو اُسپر اِسکی گواہی دینا حلال ہی ولیکن اگر اُنسے کہے کہ مجھپر اس مال کی گواہی دو تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی
اگر کاغذ پر غیر مرسوم تحریر کی ایسی کہ کھلتی ہی کہ فلان شخص کا مجھپر اسقدر حق ہی تو جائز نہین ہی ولیکن اگر گواہون سے کہا کہ جو کچھ
یعنی اقرار و گواہی ۱۲
مین نے تحریر کیا ہی اسکی مجھپر گواہی دو تو گواہون کو گواہی دینا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی ازانجملہ چک کی تحریر ہی اگر کسی شخص نے
اپنی ذات پر کسی حق کی یادداشت چند لوگون کے حضور مین لکھی یا کوئی وصیت تحریر کی پھر اُن لوگون سے کہا کہ مجھپر اس حق کے
فلان شخص کے واسطے ہونے کے گواہ رہو اور اِسنے انکو پڑھکر نہ سنائی اور نہ اُنھون نے اسکے سامنے پڑھی تو یہ جائز ہی بشرطیکہ
اُنکی آنکھون کے سامنے اپنے ہاتھ سے تحریر کی یا کسی دوسرے سے لکھوائی ہو اور اگر یہ لوگ اُسکے خود لکھنے یا لکھوانے کی حالت مین
حاضر نہوئے تو اُنکی گواہی جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی- اگر ایک قوم کے درمیان خود ایک چک تحریر کی اور اُنکو پڑھکر نہ سنائی
اور نہ اُنسے کہا کہ مجھپر گواہ رہو تو کتاب مین تحریر ہی کہ یہ اقرار نہین ہی اور نہ اُن لوگون کو محرر پر اس مال کی گواہی دینا حلال ہی-
اور قاضی امام ابو علی نسفی رحمہ نے فرمایا کہ اگر تحریر مصدر مرسوم ہو مثلاً یون لکھے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ اقرار نامہ ہی کہ فلان بن
فلان نے اپنی ذات پر زید کے واسطے ہزار درم ہونے کا اقرار کیا ہی- اور گواہ کو جو اُسمین لکھا ہی معلوم ہوا تو جو کچھ اُسنے لکھا
اُسکی گواہی دینے کے گواہون کو گنجایش ہی اگرچہ اُنکو پڑھکر نہ سنا دے اور نہ گواہ کرے- اور اگر اُسنے چک لکھکر گواہون کو
پڑھ سنائی تو اُنکو گواہی دینا اس مال کی حلال ہی اگرچہ اُسنے نہ کہا ہو کہ تم گواہ رہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اگر کاتب
کے سوائے دوسرے نے گواہون کے سامنے اُسکو تحریر سنائی اُس کاتب نے کہا کہ جو کچھ اسمین ہی اُسکے مجھپر گواہ رہو تو یہ اقرار ہی
اور اگر یہ نہ کہا کہ گواہ رہو تو یہ اقرار نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی- ایک شخص نے ایک قوم کے نزدیک بیٹھکر اپنی ذات پر
ایک چک تحریر کی پھر قوم سے کہا کہ اسپر مہر کر دو اور یہ نہ کہا کہ گواہ رہو تو یہ اقرار نہوگا اور نہ اُن لوگون کو جائز ہو کہ اس مال کی
اُس شخص پر گواہی دین اسی طرح اگر گواہون نے کہا کہ کیا ہم تجھپر اسکی گواہی دین اُسنے کہا کہ اسپر مہر کر دو تو بھی یہی حکم ہی اور یہ

اگر گواہون نے کہا کہ کیا ہم اس تحریر پر مہر کردین اُسنے کہا کہ اسپر گواہ رہو تو یہ اقرار ہی گواہون کو اسپر گواہی دینا حلال ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اگر کسی محرر سے کہا کہ فلان شخص کو اقرار نامہ لکھدے کہ مجھپر اُسکے ہزار درم ہین تو یہ اقرار ہی محرر کو روا ہی کہ اُسپر اِس مال کی گواہی دے اسی طرح اگر محرر سے کہا کہ فلان شخص کے واسطے بیعنامہ اس گھر کا بعوض اسقدر کے لکھدے اُسنے خواہ لکھا یا نہ لکھا تو یہ بیع کا اقرار ہی- اسی طرح اگر کہا کہ میری عورت کے نام اُسکی طلاق کا خط لکھدے تو بھی ایسا ہی ہی- اور اگر محرر سے دوبارہ کہا کہ عورت کے واسطے طلاق لکھدے تو یہ ایک طلاق کا اقرار ہی اور مکرر کہنا لکھنے والے پر تقاضا کے لیے ہی- کذا فی الخلاصہ- ایک شخص نے دوسرے کو ایک مال کے اقرار کی تحریر سنائی اُسنے کہا کہ کیا مین تجھپر اس مال کی جو اسمین تحریر ہی گواہی دون اُسنے کہا کہ ہان تو یہ اقرار ہی اُسکو گواہی دینا حلال ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ازانجملہ کتاب حساب ہی یہ وہ ہی کہ جو تاجر لوگ اپنے صحیفون اور حساب کے دفترون مین لکھتے ہین یہ محیط مین ہی- اگر اپنے حساب کے صحیفہ مین لکھا کہ زید کے مجھپر ہزار درم ہین اور دو گواہون نے حضور کی گواہی دی یا خود اُسنے حاکم کے سامنے اسکا اقرار کیا تو اُسکے ذمہ لازم نہوگا ولیکن اگر کہے کہ تم مجھپر اسکی گواہی دو تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی- اور بعض متاخرین نے کہا کہ اگر روزنامچہ مین لکھا ہی کہ فلان شخص کے مجھپر اس اسقدر درم ہین تو یہ مرسوم مین شمار ہی اسپر گواہ کرنا شرط نہین ہی یہ محیط مین ہی- اگر یون کہا کہ مین نے اپنی کتاب مین یہ پایا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین یا کہا کہ اپنی یادداشت یا حساب مین یا اپنی تحریر سے یا لکھا اپنے ہاتھ سے مین نے لکھا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین تو یہ سب باطل ہی یہ ظہیریہ مین ہی- ایک جماعت نے آئمہ بلخ مین سے بیاعون کی یادداشت کی نسبت فرمایا کہ جو یادداشت مین بیاع کے خط سے تحریر ہو وہ اُسپر لازم ہوتا ہی فعلی ہذا اگر بیاع نے کہا کہ مین نے اپنی یادداشت مین اپنے خط سے لکھا ہوا پایا یا مین نے اپنی یادداشت مین اپنے ہاتھ سے لکھا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین تو یہ اقرار ہی کہ اُسپر لازم ہوگا یہ مبسوط و ظہیریہ مین ہی صراف و بیاع و دلال کا خط حجت ہی اگرچہ معنون نہو کیونکہ اُنمین لوگون کا عرف ظاہر ہی اسی طرح لوگ جو باہمی تحریر کیا کرتے ہین اُسکا بھی حجت ہونا بسبب عرف کے واجب ہی یہ ذخیرہ مین ہی- ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعوی کیا اُسنے کہا کہ جو کچھ مدعی کی یادداشت مین میرے خط سے ہوگا مین اُسکا التزام کیے لیتا ہون تو یہ اقرار نہین ہی کذا فی خزانۃ المفتین

تیسرا باب تکرار اقرار کے بیان مین- ایک شخص نے اپنے اوپر سو درم کا اقرار کیا اور اُسپر دو گواہ کر لیے پھر دوسرے مقام پر سو درم کا اقرار کیا اور دو گواہ کر لیے پھر مقر نے کہا کہ یہ سو ہی درم ہین اور طالب نے کہا کہ یہ دو سو درم ہین تو اس مسئلہ کی چند صورتین ہین یا تو اپنے اقرار کو کسی سبب کی جانب نسبت کیا اور وہ سبب دونون اقرارون مین ایک ہی ہی یا مختلف ہی اور یا کسی سبب کی طرف نسبت نہ کیا پس اگر سبب کی طرف نسبت کیا مثلاً کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم اس غلام کے ثمن کے ہین پھر اسی مجلس یا دوسری مجلس مین اسکے بعد اقرار کیا کہ مجھپر زید کے ہزار درم اس غلام کے ثمن کے ہین اور وہ غلام ایک ہی ہی تو بالاتفاق ہر حال مین اُسکے ذمہ ایک ہی مال لازم ہوگا اور اگر سبب مختلف ہی مثلاً اول مرتبہ اقرار کیا کہ مجھپر زید کے ہزار درم اس غلام کے ثمن کے ہین پھر دوسری بار اقرار کیا کہ مجھپر زید کے ہزار درم اس باندی کے ثمن کے ہین تو بالاتفاق امامون کے نزدیک اُسپر اس صورت مین دونون مال واجب ہونگے خواہ یہ اقرار ایک ہی مجلس مین دوبارہ ہو یا دو مجلسون مین واقع ہوا ہو- اور اگر اقرار کو کسی سبب کی طرف مضاف نہ کیا بلکہ اپنے نام پر ایک چک لکھوا دی پس اگر وہ چک ایک ہی ہی تو بالاتفاق ایک ہی مال واجب ہوگا اور اگر دو چکین لکھوائین ہر چک ہزار درم کی ہی اور اسپر گواہ کر لیے

تو ہر حال مین اُسپر دونون مال لازم ہونگے اور چک کا مختلف ہونا بمنزلہ اختلاف سبب کے قرار دیا جائیگا۔ اور اگر چک بھی نہ لکھی بلکہ مطلقاً اقرار کیا پس اگر پہلا اقرار قاضی کے سوائے دوسرے شخص کے سامنے دو گواہون کے روبرو ہوا اور دوسرا اقرار قاضی کے سامنے ہو تو ایک ہی مال لازم ہوگا کذا فی فتاوے قاضی خان اسی طرح اگر پہلا اقرار قاضی کے سامنے اور دوسرا غیر قاضی کے سامنے دوسری مجلس مین واقع ہوا تو بھی ایک ہی مال لازم ہوگا کذا فی الخلاصۃ۔ اسی طرح اگر پہلے قاضی کے سامنے اقرار کیا اور قاضی نے اس اقرار کو اپنے دیوان مین لکھ لیا پھر دوسری مجلس مین اسی کو قاضی کے سامنے اعادہ کیا اور ہزار درم کا اقرار کیا پس طالب نے دو مالون کا دعوی کیا اور مطلوب نے دعوی کیا کہ وہی مال ہے تو مطلوب کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر دونون اقرار غیر قاضی کے سامنے ہون یا پہلا قاضی کے سامنے اور دوسرا اقرار غیر قاضی کے سامنے ہو پس اگر ہر اقرار پر ایک گواہ کر لیا تو سب کے نزدیک مال واحد لازم آئیگا خواہ یہ ایک ہی مجلس مین ہو یا دو مجلسون مین ہو اور اگر پہلے اقرار پر ایک ہی گواہ کیا اور دوسرے پر دو یا زیادہ گواہ دوسری مجلس مین کیے تو امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک مال ایک ہی ہوگا اور مشائخ نے امام اعظم رح کے قول مین اختلاف کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اُنکے نزدیک بھی ایک ہی مال واجب ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر پہلے اقرار پر دو گواہ کیے اور دوسرے اقرار پر دوسری مجلس مین دو گواہ کر لیے تو امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک مال واحد لازم ہوگا خواہ دوسرے اقرار پر پہلے ہی دونون گواہون کو گواہ کیا ہو یا اُنکے سوا دوسرون کو گواہ کیا ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک ظاہر الروایۃ کے موافق اگر پہلے ہی دونون گواہون کو گواہ کیا تو ایک ہی مال اور اگر دوسرون کو گواہ کیا تو دو مال لازم ہونگے کذا ذکر الخصاف رح و جصاص نے اسکے برعکس ذکر کیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر اقرار دونون ایک ہی مجلس مین واقع ہوے تو صاحبین کے نزدیک ہر صورت مین مال واحد لازم ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک اگر پہلے اقرار پر دو گواہ کیے پھر دوسرے اقرار پر ایک یا زیادہ گواہ کیے تو قیاساً امام اعظم رح کے قول پر دو مال لازم ہونگے اور استحساناً ایک ہی مال واجب ہوگا اور یہی امام سرخسی کا مذہب ہے کذا فی شرح ادب القاضی للصدر الشہید۔ اگر اسکے ہزار درم کے اقرار پر دو گواہ لایا پھر دو گواہ دوسرے اُسکے ہزار درم کے اقرار پر لایا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ یہ ایک ہی مجلس مین دایر ہوا یا دو مجلسون مین اور گواہ بھی اسکو بھول گئے تو یہ دو مال قرار دیے جاوینگے ولیکن اگر معلوم ہو جاوے کہ ایک ہی مجلس مین ایسا ہوا تو یہ حکم نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ زید نے عمرو پر ہزار درم و سو دینار کا دعوی کیا اور ہزار درم عمرو کے نام پر ایک چک مین تحریر تھے اسمین لکھا تھا کہ اسپر سوائے اسکے اور کچھ نہین ہے اور سو دینار دوسری چک مین تحریر ہین اسمین لکھا ہے کہ عمرو پر سوائے اسکے اور کچھ نہین ہے اور وقت ایک ہی ہے یا دونون مین وقت مذکور نہین ہے تو تمام مال عمرو کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دو گواہون نے ہزار درم سیاہ کے اور دوسرے دو گواہون نے ہزار درم دودھیا چاندی کے اقرار کی گواہی دی تو یہ دو مال ہین۔ اگر اُسنے ہزار درم و سو دینار کا ایک ہی مجلس مین اقرار کیا پھر اسی جگہ اسی مجلس مین ہزار درم کا اقرار کیا تو اختلاف زفر رح و امام ابو یوسف رح مین مذکور ہے کہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسپر ہزار درم و سو دینار لازم ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ نوادر ہشام مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر زید نے عمرو کے ہزار درم ایک مہینہ کے وعدے کے قرضہ کا اپنے اوپر دو گواہ کیے پھر دوسرے دو گواہ اپنے اوپر ہزار قرضہ کے دو مہینہ کے وعدے پر کر لیے تو بسبب میعاد مختلف ہونے کے یہ دو مال ہین یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کا غلام قتل کیا اُسکا نام لیا یا نہ لیا یا کہا کہ مین نے عمرو کا بیٹا یا بھائی قتل کیا خواہ اُسکا نام لیا یا نہ لیا پھر دوسری

مرتبہ ایسا ہی اقرار کیا پس طالب نے کہا کہ تو نے میرے دو غلام یا دو بیٹے یا دو بھائی قتل کیے ہین تو یہ اقرار ایک ہی غلام و ایک ہی بیٹے اور ایک ہی بھائی کا قرار دیا جائیگا ولیکن اگر اُسنے دو نام مختلف کا اقرار ثابت کیا تو دو لازم ہونگے اور امام ابو الحسن علے السغدی نے فرمایا کہ جائز ہی کہ یہ مسائل بھی علے الاختلاف ہون اور جائز ہی کہ اتفاقی ہون بشرطیکہ جگہ واحد ہو اور یہی صحیح ہی کذا فی شرح ادب القاضی للصدر الشہید

باب چہارم جنکے لیے اقرار صحیح اور جنکے واسطے صحیح نہین ہی اور جنکی طرف سے اقرار صحیح ہی اور جنکی طرف سے نہین صحیح ہوتا ہی۔

اگر کسی شخص کے واسطے حمل کا اقرار کیا یا حمل کے واسطے کچھ اقرار کیا اور سبب صالح بیان کیا تو اقرار صحیح ہی ورنہ نہین اگر باندی کے حمل یا بکری کے حمل کا زید کے واسطے اقرار کیا تو اقرار صحیح و لازم ہوگا۔ اور اگر ہندہ کے حمل کے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا تو اسکی تین صورتین ہین ایک یہ کہ کوئی سبب صالح بیان کرے مثلاً یون کہے کہ اس حمل کے واسطے زید نے اقرار کیا ہی یا اسکا باپ مرگیا اور یہ وارث ہوا اگر مین نے ہزار درم تلف کر دیے تو یہ اقرار صحیح ہوگا اور مال اُسکے ذمہ لازم ہوگا پھر اگر وہ میت کا بچہ اسقدر مدت مین زندہ پیدا ہوا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ اقرار کے وقت وہ قائم تھا مثلاً مورث و موصی کے وفات سے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا تو مال دینا لازم ہی۔ اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین پیدا ہوا تو اُسکو اس اقرار سے کچھ استحقاق حاصل نہوگا ولیکن اگر عورت معتدہ ہو تو اس صورت مین اگر دو برس سے کم مین بچہ پیدا ہوا اور اُسکے ثبوت نسب کا حکم دیا گیا تو یہی حکم مورث و موصی کے انتقال کے وقت اس بچہ کے پیٹ مین موجود ہونے کا حکم ہوگا۔ پس اگر وہ بچہ مرا ہوا پیدا ہوا تو یہ مال موصی و مورث کے وارثون کو پھیر دیا جائیگا۔ اور اگر دو لڑکے زندہ پیدا ہوے تو یہ مال دونون مین برابر تقسیم ہوگا پس اگر ایک لڑکی اور دوسرا لڑکا ہو تو وصیت کی صورت مین دونون کو برابر ملیگا اور میراث کی صورت مین دو حصہ لڑکا پاویگا اور ایک حصہ لڑکی کو ملیگا۔ دوسرے یہ کہ کوئی سبب مستحیل بیان کرے یعنی ہو نہین سکتا ہی مثلاً یون کہے کہ اس حمل نے مجھے ہزار درم قرض دیے تھے یا میرے ہاتھ ہزار درم کو کوئی چیز فروخت کی تھی تو یہ اقرار باطل اور اُسپر کچھ لازم نہوگا اور تیسری صورت یہ ہی کہ اقرار کو مبہم چھوڑ دے تو یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک صحیح نہین ہی اور امام محمد رح کے نزدیک صحیح ہی یہ کافی مین ہی۔ اگر کسی لڑکے نابالغ لقیط یا غیر لقیط کے واسطے سو درم قرضہ کا کسی شخص نے اقرار کیا تو لازم ہوگا اسی طرح اگر اقرار کیا کہ اس لڑکے نے مجھے قرض دیا ہی حالانکہ لڑکا نہ کلام کر سکتا ہی نہ قرض دے سکتا ہی تو بھی مال لازم ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ مجھے اس بچہ نے یہ غلام ودیعت یا عاریت یا اجارہ پر دیا ہی یا کسی مجنون کے واسطے ایسا اقرار کیا تو اصل مال کا اقرار صحیح ہی اور سبب باطل ہی یہ مبسوط مین ہی اور آیا غلام کی ضمان دونون مقر سے لے سکتے ہین یا نہین اسکو امام محمد رح نے کتاب مین ذکر نہین فرمایا اور مشائخ نے فرمایا کہ جس صورت مین کہ بالغ کے واسطے اقرار کرنے سے اُسپر ضمان نہ آوے اُس صورت مین واجب ہی کہ یہ دونون بھی ضمان نہ لے سکین اور جس صورت مین بالغ کے واسطے اقرار کرنے سے اُسپر ضمان واجب ہوتی ہی اُس صورت مین لڑکے اور مجنون کے واسطے اقرار کرنے سے بھی اُسپر ضمان واجب ہوگی ہکذا قالوا کذا فی الذخیرہ۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اس بچہ کے واسطے فلان شخص کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی ہی حالانکہ بچہ نہ کلام کرتا ہی اور نہ عقل رکھتا ہی تو کفالت باطل ہی ولیکن اگر بچہ کی طرف سے اُسکا ولی جسکو بچہ کی طرف سے ولایت تجارت حاصل ہی قبول کر لے تو ہو سکتا ہی اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ہی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اگرچہ اُسکے ایسے ولی نے قبول نہ کیا ہو اور اگر زید نے یہ کلام بچہ کے ایسے ولی کے ساتھ کیا جسکو نفس مین ولایت تصرف ہو مال مین نہین ہی جیسے بھائی و چچا وغیرہ تو کفالت منعقد موقوف الاجازت رہیگی پس اگر بچہ نے

بالغ ہوکر اپنی رضا سے اجازت دیدی تو کفالت جائز ہوجائیگی اور اگر درمیان مین کفیل نے کفالت سے رجوع کر لیا تو رجوع صحیح ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اس لقیط کی طرف سے فلان شخص کے واسطے سو درم کی کفالت کر لی ہی حالانکہ لقیط کلام کرنے کے لائق نہین ہی تو کفالت کفیل پر جائز اور لقیط پر کچھ لازم نہوگا یہ مبسوط مین ہی - اگر ایسے لڑکے نے جسکو تجارت کی اجازت دیدی گئی ہی زید کے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کر لیا تو تجارتی قرضون مین اقرار صحیح ہی اور جو تجارتی نہین ہی اُسمین اُسکا اقرار صحیح نہین ہی اسی طرح اُسکا اقرار ودیعت و عاریت کا صحیح ہی اور غصب کا اقرار بھی صحیح ہی - اسی طرح ایسے مال کے عیب کا اقرار جسکو اُسنے فروخت کیا ہی جائز ہی اسی طرح اُسکے مقبوضہ غلام کی بابت اقرار کر دینا اُس سے صحیح ہی خواہ یہ غلام اُسکے اموال تجارت سے ہو یا نہو مثلاً اپنے باپ سے میراث پایا ہو اور کسی جرم یا مہر یا کفالت کا اقرار اُسکی جانب سے صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی ایسے لڑکے کا اقرار جسکو تصرفات سے ممانعت کی گئی ہی اور معتوہ و مغمی علیہ اور نائم کا اقرار بھی بمنزلہ انکے تمام تصرفات کے باطل ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور نشہ کے مدہوش سے تمام حقوق مین اقرار جائز ہی سوائے اُن حدود کے جو خالص اللہ تعالے کے واسطے ہین اور مرتد ہونا اُسکا بھی بمنزلہ اُسکے تمام تصرفات کے ہوشیارون کے مانند نافذ ہوگا کذا فی الکافی - اور گونگے کا اقرار اگر وہ لکھتا اور سمجھتا ہی تو ماسوائے حدود کے قصاص و حقوق الناس مین جائز ہی کذا فی الحاوی اگر کسی آزاد نے کسی غلام ماذون یا محجور کے واسطے کسی دین یا عین کا اقرار کیا اور اُسکے مولے نے غلام کی غیبت مین مقر سے یہ چیز وصول کرنی چاہی تو نہین لے سکتا ہی

اگر کسی آزاد نے کسی غلام کے واسطے کسی ودیعت کا اقرار کیا اور غلام نے دوسرے کے واسطے اسکا اقرار کر دیا پس اگر غلام ماذون ہی تو اُسکا اقرار جائز ہی اور اگر محجور ہی تو دوسرے کے واسطے اُسکا اقرار کرنا باطل ہی کذا فی المبسوط - اگر غلام محجور نے عمداً خون کرنے کا اقرار کیا اور مقتول کے دو ولی ہین ایک نے اُسکو معاف کر دیا تو دوسرے کا اُسکی گردن پر مال نہوگا اور اگر ایسی چوری کا اقرار کیا جسمین ہاتھ کاٹا جانا واجب نہین تو حق مولے مین اُسکا اقرار باطل ہی کذا فی الحاوی - غلام تاجر کا دوسرے کے واسطے کسی دین یا ودیعت یا غصب یا بیع و اجارہ کا اقرار جائز ہی اگرچہ اُسپر اسقدر قرض ہو کہ غلام کی قیمت اور جو کچھ اُسکے پاس ہی سب کو محیط ہو - اگر اپنے مولے کے واسطے اپنے اوپر قرض کا یا اپنے پاس ودیعت کا اقرار کیا حالانکہ اُسپر اسقدر قرضہ ہی کہ وہ اُس قرضہ مین ڈوبا ہوا ہی تو اُسکا اقرار جائز نہوگا - اور غلام تاجر کا اقرار ایسے جرم کا جسمین قصاص نہین آتا ہی کسی اجنبی کے واسطے جائز نہین ہی - اور اگر قتل عمد کا اقرار کیا تو جائز ہی اور اُسپر قصاص واجب ہوگا اسی طرح اگر اپنی ذات پر ایسے جرم کا اقرار کیا جسمین حد واجب ہوتی ہی جیسے قذف و زنا و شراب خواری تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر ایسی چوری کا اقرار کیا جسمین ہاتھ کاٹنا واجب ہی یا نہین واجب ہی تو اُسکی تصدیق کیجاویگی کذا فی الحاوی - کسی عورت کے مہر کا یا کفالت نفس یا کفالت مال کا یا اپنی غلام کے آزاد کرنے کا یا مکاتب یا مدبر کرنے کا اقرار غلام ماذون سے صحیح نہین ہی - اور اگر اُسنے کسی عورت کے نکاح کا اقرار کیا تو صحیح ہی ولیکن مولے کو اختیار ہی کہ دونون مین جدائی کر دے کذا فی المبسوط اور طلاق کا اقرار غلام ماذون سے جائز ہی کیونکہ غلام محجور کا طلاق کا اقرار جائز اسواسطے ہی کہ حق طلاق مین وہ بمنزلہ آزاد کے ہی تو غلام ماذون کا اقرار بدرجہ اولی جائز ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر غلام تاجر نے اقرار کیا کہ مین نے اس عورت سے اپنی اُنگلی سے اقتضاض کیا یعنی اُسکی فرج مین داخل کر کے پردہ بھاڑا خواہ عورت باندی ہو یا آزاد ہو تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک کچھ اُسپر لازم نہ آویگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسپر یہ لازم آویگا - اگر ان دونون (آزادہ و باندی ۱۲) سے نکاح کرنے کا اور پردہ پھاڑنے کا اقرار کیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک جبتک وہ آزاد نہو دونون مین سے کسی کا مہر اُسپر لازم نہوگا

۴ [illegible]

اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ آزاد عورت مین یہی حکم ہو ولیکن اگر باندی ہو اور اُسکے مولے نے اُسکا نکاح کر دیا تو غلام تاجر پر وقت آزاد ہونے تک کچھ واجب نہوگا اور اگر مولے نے اُسکا نکاح نہین کیا تو غلام تاجر سے فی الحال مہر کا مواخذہ کیا جائیگا اور اگر باندی ثیبہ ہو تو جبتک یہ غلام آزاد نہو اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ مبسوط مین ہی اگر خریدی ہوئی باندی کے اقتضاض کا اقرار کیا پھر وہ استحقاق مین لے لی گئی تو اُسپر عقر واجب ہوگا اور فی الحال غلام تاجر سے مواخذہ کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر غلام تاجر نے اقرار کیا کہ مین نے اس لڑکی سے جسکے پردہ بکارت موجود تھا وطی کی اور اسکا پردہ دور کر دیا اور اُس سے جماع کر لیا تو جبتک آزاد نہو اُسپر امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک کچھ واجب نہوگا ایسا ہی ابو سلیمان کے نسخون مین ہی اور ابو حفص کے نسخون مین قول ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کا بیان کیا ہی۔ اسی طرح اگر اقرار کیا کہ مین نے باندی سے شبہہ مین وطی کی اور اُسکی بکارت کا پردہ توڑ دیا اور بدون اجازت اُسکے مالک کے اس سے جماع کیا تو بھی امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک یہی حکم ہی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اگر پیشاب کا استمساک نہین ہوتا ہی تو غلام تاجر کے ذمہ کچھ لازم نہوگا نہ فی الحال اور نہ بعد آزادی کے اور اگر پیشاب کا استمساک ہوتا ہی تو نسخہ ابو سلیمان مین ہی کہ مہر کے بارہ مین اُسکی تصدیق کیجاویگی اور فی الحال اُسکے ذمہ قرض ہوگا اور افضاء مین تصدیق نہ کیجاویگی اور نسخہ ابو حفص مین ہی کہ اگر پیشاب کا استمساک ہوتا ہی تو مہر کے بارہ مین اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی پس اُسپر دین نہوگا۔ اور جو حکم نسخ ابی سلیمان مین ہی وہ اشبہ بالصواب ہی کذا فی المبسوط۔ اگر ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی کہ ایک نے اُسکو تجارت کی اجازت دی اور غلام نے قرضہ کا اقرار کر لیا تو اُس شخص کے حصہ مین لازم ہوگا جسنے اُسکو اجازت دی ہی اور جن چیزون مین غلام تاجر کا اقرار جائز ہی اُسکا اقرار اسی کے حصہ مین جائز قرار دیا جائیگا جسنے اُسکو اجازت دی ہی اور جو کچھ اس غلام کا مال ہی اُسمین سے اُسکا قرض مقدم رکھا جائیگا اور بعد ادائے قرض کے باقی اُسکے دونون مولاؤن کو برابر ملیگا ولیکن اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ مال تجارت کے سوائے ہبہ یا صدقہ وغیرہ سے اسنے حاصل کیا ہی تو اسمین سے آدھا پہلے اُس شخص کو نکال دیا جائیگا جس نے اجازت نہین دی پھر اسکے بعد قرض ادا کیا جائیگا۔ اور اگر اس غلام کے واسطے کسی آزاد نے قرضہ کا اقرار کیا تو وہ قرضہ دونون مالکون مین برابر تقسیم ہوگا اور کوئی ایک تمام مال کا باجازت مستحق نہین ہوگا کذا فی الحاوی۔ اگر مکاتب نے کسی آزاد یا غلام کے واسطے اپنے اوپر دین کا بسبب ثمن بیع یا قرضہ یا غصب کے اقرار کیا تو وہ اُسپر لازم ہوگا پھر اگر ادائے مال کتابت سے عاجز ہوا تو اُسکے ذمہ سے مال اقرار باطل نہوگا۔ اور مکاتب سے حدود کا اقرار جائز ہی اور اگر نکاح کی وجہ سے مہر کا اقرار کیا تو سوائے قول امام ابو یوسف رح کے اُسپر لازم نہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسوقت لازم ہوگا کہ جب دخول کا اقرار کرے۔ اسی طرح اگر اقرار کیا کہ مین نے اپنی انگلی سے کسی عورت آزاد یا باندی کا یا لڑکی کا پردہ بکارت توڑ دیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ اُسکے ذمہ لازم ہوگا اور امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک یہ بمنزلۂ اقرار جرم کے ہی اور جرم کا اقرار مکاتب کی طرف سے جب تک کتابت قائم ہی صحیح ہی اور اگر جرمانہ ادا کرنے سے پہلے وہ عاجز ہو گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جرمانہ باطل ہو گیا اور امام محمد رح کے نزدیک جائز رہا اور اگر مکاتب نے خطا سے جنایت کرنے کا اقرار کیا اور قاضی نے اُسپر ارش دینے کا حکم کیا اُسنے کچھ ادا کیا تھا کہ عاجز ہو گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک باقی باطل ہو گیا اور امام محمد رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک لازم رہا بخلاف اسکے اگر حکم قاضی ہونے سے پہلے وہ عاجز ہو گیا تو ایسا نہین ہی یہ مبسوط مین ہی قلت امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ظاہرا باطل ہوگا ولیکن امام ابو یوسف رح سے اتفاق مین احتمال ہی واللہ اعلم

اگر قاضی نے کسی آزاد کو مجور کیا پھر مجور نے اپنے اوپر دین یا غصب یا بیع یا عتق یا طلاق یا النسب یا قذف یا زنا کا اقرار کیا تو یہ سب اُسپر جائز ہی اور امام اعظم رہ و اول قول امام ابو یوسف رہ مین آزاد کا مجور کرنا باطل ہی پھر امام ابو یوسف رہ نے اس سے رجوع کیا اور کہا کہ جائز ہی اور یہی قول امام محمد رہ کا ہی اور صاحبین رہ نے فرمایا کہ اُسکا اقرار دین و بیع کا جائز نہین ہی اور ہر شی جو ہزل مین باطل ہوتی ہی وہ حجر مین بھی باطل ہوتی ہی اور جو شی ہزل مین اُسپر جائز ہو وہ حجر مین بھی جائز ہی کذا فی الحاوی

پانچوان باب مجہول شخص کے واسطے اور مجہول پر و مجہول و مبہم چیز کے اقرار کے بیان مین

اگر مقر لہ مجہول ہی تو مقر پر کچھ لازم نہ آئیگا خواہ جہالت نہایت کھلی ہو مثلاً کہا مجھپر ہزار درم لوگون مین سے کسی کے ہین یا اسقدر زیادہ نہو مثلاً کہا کہ مجھپر ہزار درم ان دونون مین سے کسی کے ہین ایسا ہی شمس الائمہ نے ذکر کیا ہی اور شیخ الاسلام نے مبسوط اور ناطفی نے واقعات مین لکھا کہ جہالت اگر نہایت زیادہ ہو تو اقرار جائز نہین ہی اور اگر زیادہ فاحش نہو تو جائز ہی اور ایسی صورت مین تذکرہ کا حکم دیا جائیگا کہ یاد کرے کہ کس کے ہین اور بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور وجہ یہ ہی کہ اگر دونون مقر لہما مقر سے لینے پر اتفاق کرین اور باہم صلح کر لین تو دونون کا دعوے ممکن ہی پس مقر کا اقرار صحیح ہوگا کافی مین لکھا ہی کہ یہی اصح ہی کذا فی التبیین - اگر باین لفظ بیان کیا کہ فلان کے مجھپر ہزار درم یا فلان کا مجھپر ایک درم ہی تو اُسپر کچھ لازم نہو گا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام اس بکر یا عمرو سے غصب کر لیا اور دونون مین سے ہر ایک اپنا دعوی کرتا ہی تو اقرار فاسد ہی حتی کہ بیان کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اور ان دونون کو اختیار ہی کہ باہم صلح کر کے غلام کو مقر سے لے لین اور اگر باہم صلح نہ کی تو مقر سے ہر ایک کے واسطے قسم لیجاویگی کہ واللہ یہ غلام نہ اسکا ہی اور نہ اُسکا ہی - اور یہ مذکور نہین ہی کہ ہر دونون کے واسطے ایک بار ایک قسم لیجاویگی یا ہر واحد کے واسطے علیحدہ قسم لیجاویگی اور مشائخ نے باہم اسمین اختلاف کیا ہی بعضون نے فرمایا کہ ہر ایک کے واسطے علیحدہ قسم لیجاویگی او قاضی کو اختیار ہی کہ دونون مین سے جسکے نام چاہے شروع کرے یا دونون کے نام کا قرعہ ڈالے اور جب دونون کے لیے قسم لے تو تین صورتون سے خالی نہین اول آنکہ ایک کے لیے قسم کھاوے اور دوسرے کی قسم سے نکول کرے اور اس صورت مین تمام غلام کی اُسکے نام ڈگری ہوگی جسکے قسم سے نکول کیا ہی اور جسکے نام سے قسم کھائی اُسکے لیے کچھ ڈگری نہو گی اور اگر دونون کی قسم سے نکول کیا تو غلام اور غلام کی قیمت کی ڈگری دونون کے نام برابر ہوگی خواہ اُسنے دونون کی قسم سے ایکبارگی نکول کیا مثلاً قاضی نے دونون کی ایکہی قسم دلائی اور اُسنے نکول کیا یا آگے پیچھے مثلاً ایک کے واسطے پہلے قسم دلائی اُسنے نکول کیا پھر دوسرے کے واسطے قسم دلائی اُسنے نکول کیا دونون حالتون مین فرق نہین ہی اور اگر دونون کے واسطے قسم کھائی تو ہر ایک کے دعوے سے بری ہو گیا پھر اگر دونون نے باہم صلح کر کے مقر سے غلام لینا چاہا تو امام ابو یوسف رہ کے پہلے قول کے موافق دونون کو یہ اختیار ہی یہی امام محمد رہ کا قول ہی پھر امام ابو یوسف رہ نے اس قول سے رجوع کیا اور کہا کہ بعد قسم لینے کے دونون کو صلح کر لینا جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم ہین اور بکر کے مجھپر سو دینار یا عمرو کے ہین تو زید کے واسطے ہزار درم ثابت ہین اور بکر و عمرو کو اختیار ہی کہ باہم صلح کر کے سو دینار لے لین اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو دینار اور مجھپر عمرو کے ایک کر گیہون یا بکر کے ایک کر جو ہین تو زید کے واسطے اُسپر دینار ثابت ہین اور بکر و عمرو کو کچھ نہ ملیگا ولیکن دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ ہر ایک جو کچھ اُسپر دعوی کرتا ہی اُسکی قسم لیوے یہ مبسوط مین ہی - اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو درم اور بکر کے یا عمرو کے ہین تو زید کو سو کے آدھے اور باقی کے واسطے دوسرے ہر واحد کے لیے اس سے قسم لیجائیگی ولیکن اگر دونون باہم صلح کر لین تو نصف نصف تقسیم کر لینگے - اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو درم یا عمرو کے ہین و بکر کے ہین تو بکر کو آدھے ملجائینگے اور باقی اول و دوسرے کو جسطرح ہم نے بیان کیا ملسکتے ہین کذا فی الحاوی - اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو درم اور عمرو کے یا بکر کے اور خالد کے ہین تو

زید کو ایک تہائی اور خالد کو ایک تہائی ملینگے اور باقی تہائی کے واسطے مقر سے عمرو و بکر کے واسطے قسم لیجائیگی ولیکن اگر دونون باہم صلح کرلین تو لے لین یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر یون کہا کہ زید کے مجھپر سو درم ورنہ عمرو کے ہین تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ قول مثل اس قول کے ہی کہ فلان یا فلان کے مجھپر سو درم ہین اور امام محمد رح کے نزدیک سو درم زید کو ملینگے اور عمرو کو کچھ نہین ملیگا یہ مبسوط مین ہی- اگر مقر علیہ مجہول ہو مثلاً کہا کہ تیرے ہم لین سے کسی ایک پر ہزار درم ہین تو صحیح نہین ہی یہ تبیین مین ہی- اور اگر زید نے کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم ہین یا میرے فلان غلام پر حالانکہ اُسکے غلام پر قرضہ نہین ہی تو دونون مین سے ایک کے ذمہ لازم ہونگے اور اُسپر بیان کرنا واجب ہی اور اگر اُسکے غلام پر اسقدر قرض ہو کہ اُسکی قیمت کو محیط ہی تو کچھ لازم نہوگا پھر اگر کبھی اُسکا قرضہ ادا کر دیا تو مال اقرار لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی جسطرح معلوم چیز کا اقرار صحیح ہوتا ہی ویسے ہی مجہول کا بھی صحیح ہی یہ محیط مین ہی- اگر کہا کہ زید کی مجھپر کوئی چیز ہی تو اُسپر واجب ہی کہ کوئی قیمت دار چیز بیان کرے اور اگر ایسی چیز کے سواے کوئی چیز بیان کی تو یہ رجوع شمار کیا جائیگا اور اگر زید نے اس سے زیادہ کا دعوی کیا تو مقر کا قول قسم سے معتبر ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھپر کچھ حق ہی تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الہدایہ- اگر کہا کہ فلان شخص کا مجھپر حق ہی پھر کہا کہ مین نے حق سے حق اسلام مراد لیا تھا پس اگر اس کلام کو پہلے کلام سے الگ بیان کیا تو صحیح نہین ہی اور اگر ملا ہوا بیان کیا ہی تو صحیح ہی- اگر کہا کہ زید کا میرے فلان غلام پر حق ہی تو یہ اپنے غلام پر قرضہ کا اقرار ہی شرکت کا اقرار نہین ہی حتے کہ اگر مقر لہ نے غلام مین شرکت کا دعوی کیا اور مقر نے انکار کیا تو قسم سے اسی کا قول لیا جائیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ زید کا میرے اس غلام مین حق ہی تو کسی قدر غلام کی شرکت کا اقرار ہی حتے کہ اگر مقر نے کہا کہ مین نے غلام پر قرضہ ہونا مراد لیا تھا تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہی- اگر کہا کہ زید کا میرے اس غلام یا اس باندی مین حق ہی پس طالب نے اسکے ذمہ کے حق کا دعوی کیا تو مقر علیہ سے قسم لیجائیگی اگر اُسنے قسم کھالی تو زید کا باندی و غلام کسی مین کچھ حق نہوگا اور اگر طالب نے دونون مین حق کا دعوی کیا تو دونون مین جسمین چاہے ایک مین کسی قدر حصہ کا اقرار بیان کرے اسی طرح اگر دونون سے ایک کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر اقرار کیا کہ مین نے زید کی کوئی چیز غصب کرلی اور بیان نہ کی تو اقرار صحیح ہی اور مقر کو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر اُسنے مال متقوم مثل درم و دینار وغیرہ بیان کیے اور مقر لہ نے اُسکی تصدیق کی اور اس سے زیادہ کا دعوی نہ کیا تو مقر پر جسقدر اُسنے بیان کیا فقط اُسی قدر دینا واجب ہی اور اگر مال مین تصدیق کی ولیکن اسکے بیان سے زیادہ کا دعوی کیا تو جسقدر مقر نے بیان کیا اسقدر دینا اُسپر واجب ہوگا اور زیادتی کے بارہ مین قسم سے منکر زیادت کا قول قبول ہوگا اور اگر مقر لہ نے اُسکے بیان کی تکذیب کی اور کسی دوسری چیز کا دعوی کیا تو تکذیب کرنے سے اُسکا اقرار باطل ہو گیا اور جس چیز کا مدعی نے دعوی کیا اُسمین مقر کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہی- اور اگر ایسی چیز بیان کی جو مال نہین ہی پس اگر مقر لہ نے اُسکے بیان کی تصدیق کی تو اُسپر کچھ اَور واجب نہوگا خواہ ایسی چیز بیان کی ہو جو غصب سے مقصود ہوتی ہی مثلاً کہا کہ مین نے اس سے اسکی جورو یا اسکا نابالغ بچہ غصب کر لیا یا مقصود نہو مثلاً مین نے اس سے ایک مٹھی خاک یا گیہون یا تل غصب کر لیے ہین- اور اگر مقر لہ نے اُسکے بیان کی تکذیب کی اور اُسپر کسی مال متقوم کا دعوی کیا پس اگر مقر لہ نے ایسا مال بیان کیا جو غصب سے مقصود نہین ہوتا ہی تو مشائخ مین اختلاف نہین ہی کہ اُسکے قول کی تصدیق کیجاوے اور اگر ایسی چیز بیان کی جو غصب سے مقصود ہوتی ہی مگر وہ مال متقوم نہین ہی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی عامہ مشائخ نے فرمایا کہ اُسکا بیان صحیح نہین ہی اُسپر جبر کیا جائیگا کہ ایسی چیز بیان کرے جو مال متقوم ہو اور یہی اصح ہی یہ غایۃ البیان شرح ہدایہ مین ہی- اگر اقرار کیا کہ زید کی میرے پاس ودیعت ہی اور یہ بیان نہ کیا کہ کیا ہی پس جو کچھ وہ بیان کرے

امین اُسکی تصدیق کیجاویگی بشرطیکہ ایسی چیز ہو کہ قصد کرکے ودیعت رکھے جانے کے لائق ہو۔ اور اگر مقرلہ نے کسی دوسری چیز کا دعوی کیا تو مقر سے قسم لیجاویگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ کپڑا میرے پاس ودیعت ہے اور اُسکو لایا تو عیب دار تھا اور اقرار کیا کہ یہ عیب میرے پاس پیدا ہو گیا ہے تو اُسپر ضمان لازم نہوگی اور اگر اُسکے مالک نے اسطرح ہونے سے یعنی ودیعت انکار کیا تو اُسکا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہوا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے زید سے ایک غلام غصب کر لیا ہے تو اقرار صحیح ہے اور حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے اور جب اُسنے بیان کیا کہ وہ غلام یہ ہے خواہ وہ عمدہ ہے یا ردی یا وحشی ہے اور مقرلہ نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکو لے لے اور اگر اُسکے بیان کی تکذیب کی اور دوسرے غلام کا اُسپر دعوی کیا تو قسم سے مقر کا قول مقبول ہوگا اور مقر کا اقرار بسبب مقرلہ کی تکذیب کے باطل ہو گیا۔ یہ حکم غلام کے موجود ہونے کی صورت میں ہے اور اگر غاصب نے اُسکو تلف کر دیا تو اُسکی مقدار قیمت میں مقر کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے بکری یا اونٹ یا کپڑا غصب کر لیا ہے تو اقرار صحیح ہے اور اُسکے بیان کی طرف رجوع کیجاویگی یہ محیط میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے ایک دار غصب کر لیا تو اس باب میں کہ وہ دار یہ ہے یا وہ ہے یا دوسرے شہر میں ہے اُسی کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ وہ دار یہی ہے جو اس شخص کے قبضہ میں ہے اور جسکے ہاتھ میں ہے وہ انکار کرتا ہے تو مقر کچھ ضامن نہوگا اور نہ سوائے اس دار کے دوسرے کی بابت اُس سے مواخذہ کیا جائیگا اور یہ قول امام اعظم رح کا اور دوسرا قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور اول قول امام ابو یوسف رح کے موافق اور وہی قول امام محمد رح کا ہے کہ قسم کے ساتھ مقر سے اس دار کی قیمت کی ضمان لیجاویگی کذا فی الحاوی۔ اگر کہا کہ مین نے یہ باندی یا یہ غلام غصب کیا اور مقرلہ نے دونوں کا دعوی کیا تو غاصب سے کہا جائیگا کہ دونوں میں سے ایک کا جسکا تو چاہے اقرار کر اور دوسرے پر قسم کھا پھر اگر اُسنے ایک کا اقرار کر دیا تو اس اقرار کے عہدہ سے نکل گیا اور مقرلہ تو اسکی تصدیق کر چکا ہے کیونکہ اُسنے دونوں کا دعوی کیا ہے پس مقرلہ اسکو لے لے جسکو اُسنے معین کیا اور دوسرے کا دعوی باقی رہا تو اُسمین قسم سے منکر کا قول مقبول ہوگا اور اگر مقرلہ نے کسی ایک خاص کا دعوی کیا اور مقر نے جسکو بیان کیا ہے وہ اُسکے زعم میں نہیں بلکہ دوسرا ہے تو اس اقرار سے اُسکو کچھ استحقاق حاصل نہوگا اور دوسرے کی بابت اُسکا دعوی مقر پر باقی رہا اور مقر منکر ہے تو قسم سے اُسی کا قول مقبول ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر ایک قفیز گیہوں ہیں تو اُس شہر کے قفیز سے پیمانہ کیے جاوینگے اور یہی مَن وغیرہ کا حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر سو درم ہیں تو اُس شہر کے وزن کے موافق اقرار معتبر رکھا جائیگا اگر وزن سبعہ ہو تو سبعہ ہوگا اور کم پر اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی ولیکن اگر وقت اقرار کے کلام متصل میں مثلاً سو درم مثقال یا وزن خمسہ بیان کیا تو تصدیق کیجاویگی اور اگر اقرار اُسکا مثلاً کوفہ میں واقع ہوا تو کوفہ میں وزن سبعہ کے درم متعارف ہیں اور اگر شہر کے نقود مختلف ہوں اور کوئی نقد زیادہ رائج ہو تو اُسی کی جانب اقرار راجع ہوگا اور اگر رواج میں سب برابر ہوں تو جو نقد سب سے کم ہے اُسکی طرف راجع ہوگا مثلاً درموں کا اقرار کیا تو سب سے چھوٹے درم کی طرف وقت استوائے رواج کے رجوع کیا جائیگا۔ اگر کہا کہ مجھپر چھوٹا درم یا درمچہ یا دینارچہ یا بڑا درم ہے تو پورے درم پر اقرار رکھا جائیگا ولیکن اگر وقت اقرار کے متصل بیان کر دے تو موافق بیان کے رکھا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر بغداد میں اُسنے کہا کہ مجھپر زید کے طبری درم ہیں تو طبری درم واجب ہونگے مگر بغداد کے وزن سے۔ اسی طرح اگر بغداد میں موجود ہے اور کہا کہ مجھپر ایک کر موصلی گیہوں ہیں تو اُسپر موصلی گیہوں ہونگے مگر بغداد کے کیل سے یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر دراہم ہیں تو اُسپر تین درم واجب ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر درہمات درمچے ہیں تو اُسپر تین درم واجب ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر بہت سے دراہم ہیں یا بہت سے دنانیر ہیں تو امام اعظم رح کے موافق اُسپر دس درم

[illegible]

اور دس دینار واجب ہونگے اور صاحبین رح کے نزدیک دو۲۰۰ سو درم اور بیس دینار واجب ہونگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر بہت سے تھان یعنی کپڑے اور بہت سے وصائف ہیں تو امام محمد رح کے نزدیک دس اور صاحبین کے نزدیک دوسو درم کے انداز سے واجب ہونگے۔ اور اگر کہا کہ میں نے بہت سے اونٹ یا بہت سے گائیں یا بہت سی بکریاں غصب کرلی ہیں تو صاحبین کے نزدیک ہر جنس کے کمتر نصاب کے موافق اس سے لیے جائینگے یعنی اونٹوں میں سے پچیس اونٹ تیس گاؤں میں سے اور چالیس بکریوں میں سے اور امام اعظم رح کے نزدیک مقر کے بیان کی طرف رجوع کیا جائیگا یہ تبیین میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھپر اکثر الدراہم ہیں تو دس درم واجب ہونگے اور صاحبین کے نزدیک دوسو درم اور اگر کہا کہ فلاں شخص کے مجھپر دراہم میں سے کچھ یا کچھ دراہم میں سے ہیں تو اُسپر تین درم واجب ہونگے یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ قال المترجم ان مسائل میں دراہم و دینار باعتبار عربیت کے جمع کے معتبر رکھے گئے اور اقل جمع تین درم ہے لہذا مبہم صورتوں میں تین درم کا حکم کیا گیا اور اگر زبان اردو میں بلفظ جمع اطلاق کیا جاوے تو اس حکم میں تامل ہے چونکہ تخریج احکام مسائل میں اجتہاد مطلق یا فی الجملہ درکار ہے لہذا مترجم ضعیف معذور رہا جہانتک ممکن ہے ترجمہ میں انھیں الفاظ کا لحاظ کیا گیا پس تنبیہ ہے کہ دراہم و دنانیر کی صورتوں میں مثلاً حکم مذکور کو اسی عربی لفظ جمع کے ساتھ ملحوظ مقصود رکھیں واللہ اعلم۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر اقرار کیا کہ مجھپر دراہم مضاعفہ ہیں یعنی دوچند ہیں تو چھ درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ دراہم اضعافا مضاعفۃ واجب ہیں تو اُسپر اٹھارہ درم لازم ہونگے یا یوں کہا اضعافا مضاعفۃ دراہم ہیں تو بھی اٹھارہ درم واجب ہونگے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر کہا کہ لہ علی عشرۃ دراہم واضعافہا مضاعفۃ یعنی زید کے مجھپر دس درم اور اُنکی اضعاف مضاعف کرکے واجب ہیں تو اسّی درم واجب ہونگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر کہا کہ کذا درہما تو ایک درم واجب ہوگا یہ کنز وہدایہ میں ہے اور تتمہ و ذخیرہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ دو درم واجب ہونگے اسلیئے کہ کذا کنایہ عدد سے ہے اور اقل عدد دو ہے کذا فی التبیین یعنی علم حساب میں ثابت ہوا کہ واحد عدد نہیں ہے پس عدد کا شمار دو سے ہے اور کذا چونکہ عددی کنایات سے ہے لہذا کمتر دو مراد ہونگے وہکذا فی فتاوی قاضیخان اور اگر کہا کہ کذا کذا درہما تو گیارہ درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ کذا وکذا درہما تو اکیس۲۱ درم واجب ہونگے اور یہی حکم دیناروں وکیلی و وزنی چیزوں میں ہے۔ اگر کہا کذا کذا مختوم من حنطۃ تو گیارہ مختوم واجب ہونگے۔ اگر کہا کہ مجھپر کذا کذا درہما وکذا کذا دینارا ہیں تو ہر ایک میں سے گیارہ گیارہ واجب ہونگے۔ اور اگر کہا کہ مجھپر کذا کذا دینارا و درہما واجب ہیں تو ہر ایک میں سے گیارہ کے نصف واجب ہونگے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اگر لفظ کذا کو تین بار بدون واو کے لایا تو گیارہ اور اگر واو کے ساتھ لایا تو ایک سو گیارہ اور اگر چار بار لایا تو ہزار اُسپر زیادہ کیے جاوینگے کذا فی الہدایہ اور اگر پانچ مرتبہ واو کے ساتھ لایا تو دس ہزار زیادہ کرنے چاہیے ہیں اور اگر چھ مرتبہ لایا تو سو ہزار اور اگر سات مرتبہ لایا تو دس لاکھ زیادہ کرنے چاہیے ہیں علی ہذا القیاس ہر بار جب واو کے ساتھ زیادہ کرے تو ایک دہائی بڑھانی چاہیے جیسا عادت جاری ہے کذا فی التبیین اور یہ سب اُسوقت ہے کہ اُسنے لفظ درم کو کذا کے تمیز کے واسطے ذکر کیا یعنی کذا کنایہ عددی مبہم ہے پس معلوم کرلنے کے واسطے کہ یہ عدد کنایہ کس چیز سے ہے تو درم ذکر کرکے بتلایا کہ درم سے کنایہ ہے پس یہ سب احکام جو مذکور ہوئے ہیں جاری ہونگے اور اگر لفظ درم کو مجرور ذکر کیا یعنی کذا کنایہ عددی مبہم کو درہم کی طرف مضاف کیا تو امام محمد رح سے روایت ہے کہ سو درم واجب ہونگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر کہا فلاں شخص کا مجھپر مال ہے تو مقدار بیان کرنے میں اسی کا قول معتبر ہوگا اور قلیل و کثیر بہت اسی کے بیان کا اعتبار کیا جائیگا ولیکن اگر ایک درم سے کم بیان کیا تو تصدیق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ زید کا

[illegible]

مجھپر مال عظیم درمون مین سے ہے تو دوسو درم سے کم بیان کرنے مین اسکی تصدیق نکیجاویگی اور یہ صاحبین رح کے نزدیک ہے اور دینارون مین بیس سے کم مین اور اونٹون مین سے پچیس سے کم مین تصدیق نہوگی اور مال زکوۃ کے سواے مین قیمت نصاب سے کم مین تصدیق نہوگی کذا فی الکافی اور امام اعظم رح سے روایت ہے کہ دس سے کم مین تصدیق نہوگی اور ایک روایت مین امام اعظم رح سے مثل صاحبین رح کے قول کے ہے کذا فی التبیین اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح قول امام اعظم رح کا یہ ہے کہ امام مقر کی حالت فقر وغنا کو دیکھکر حکم کی بنا رکھتے ہین کیونکہ فقیر قلیل کو عظیم سمجھتا ہے اور غنی نہین سمجھتا ہے کذا فی فتاوے قاضیخان اور یہ سب اُسوقت ہے کہ اُسنے مال عظیم کو درمون مین سے بیان کیا اور اگر صرف مال عظیم کا اقرار کیا تو جس جنس مین سے بیان کرے اُسکی تصدیق کیجاویگی کذا فی العتابیہ اور اگر کہا کہ مجھپر اموال عظام ہین یعنی دونون لفظ بطور عربی جمع کے ذکر کیے تو جسکو بیان کرے اُسمین سے بقدر تین نصاب کے مقدر کیے جاوینگے مثلاً درمون مین سے بیان کیے تو چھ سو درم واجب ہونگے کذا فی الکافی قال المترجم ینبغی ان یکون ہذا علی قول صاحبیہ اور اگر کہا کہ مجھپر مال نفیس یا خطیر یا کریم ہے تو بالاتفاق فرمایا کہ دوسو درم لازم ہونگے اور اگر کہا کہ زید کا مجھپر مال کثیر ہے تو ناطفی نے ذکر کیا کہ امام اعظم رح کے نزدیک دوسو درم واجب اور اگر زیادہ کا اقرار کیا تو زیادہ لازم ہونگے اور دوسو درم سے کم مین اُسکا قول مقبول نہوگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ دس سے کم مین تصدیق نہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ دوسو درم اُسکو لازم ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر کہا کہ الوف دراہم یعنی ہزارون درم تو تین ہزار درم اور اگر کہا کہ الوف کثیرۃ تو دس ہزار درم لازم ہونگے اور یہی حکم فلوس و دینارون مین ہے یہ محیط مین ہے منتقی مین ہے کہ اگر کہا کہ مجھپر مال ہے نہ قلیل ہے نہ کثیر ہے تو اُسپر دوسو درم ہین یہ خلاصہ مین ہے اور اگر کہا کہ مجھپر مال قلیل ہے تو اُسپر ایک درم لازم ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر کہا کہ لہ علی زہاء الف درہم اُسکے مجھپر قریب ہزار درم کے ہین یا جل الف درہم او عظم الف درہم یا قریب من الف درہم یا قریب ہزار درم کے ہین تو یہ سب پانسو درم سے کچھ اوپر کا اقرار ہے اور یہی حکم غصب و ودیعت مین ہے اور یہی کیلی و وزنی چیزون اور کپڑون مین ہے کذا فی الذخیرہ اور امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر کہا لفلان علی ما غیر الف فلان کے مجھپر سواے ہزار کے ہین تو اُسپر دو ہزار واجب ہونگے اور اگر کہا غیر الفین سواے دو ہزار کے ہین تو اُسپر چار ہزار واجب ہونگے اور اگر کہا غیر درہم تو دو درم واجب اور اگر کہا کہ غیر درہمین تو چار درہم واجب ہونگے یہ حاوی مین ہے اگر کہا کہ گیہون کثیر ہین تو صاحبین رح کے نزدیک پانچ وسق ہونگے اور بعض نے کہا کہ امام اعظم رح کے نزدیک بیان کرنا مقر پر موقوف ہے مگر ایک صاع سے زیادہ بیان کرے اور بعض روایات مین مذکور ہے کہ حنطۃ کثیرۃ دس قفیز ہین اسی طرح ہر کیلی و وزنی چیز کا حکم ہے اور اگر کہا کہ مجھپر اقفزۃ حنطۃ ہین تو تین قفیز اُسپر لازم آوینگے اور اگر کہا اقفزۃ کثیرۃ ہین تو دس قفیز لازم آوینگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر کہا لفلان علی عشرۃ دراہم و نیف فلان کے مجھپر دس درم اور کچھ زیادہ ہے تو نیف کی مقدار بیان کرنا اُسی کی طرف سے ہے پس اگر درم سے کم بیان کی تو جائز ہے یہ تبیین مین ہے۔ اگر کہا علی بضع و خمسون درہما مجھپر بضع اور پچاس درم ہین تو بضع کی مقدار تین یا اس سے زیادہ ہوتی ہے پس اگر تین سے کم بیان کرے تو ناجائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر سو اور ایک درم ہوا ہے تو ہمارے نزدیک اُسپر سو درم اور ایک درم ہوگا اسی طرح اگر سو اور ایک دینار یا سو اور ایک قفیز گیہون بیان کرے غرضکہ کیلی یا وزنی کوئی چیز بیان کرے تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ دس درم و دانگ یا قیراط تو یہ دانگ یا قیراط چاندی مین سے ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر فلان شخص کے دس دینار و دانگ یا قیراط ہے تو یہ دانگ و قیراط سونے کا ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر زید کے دوسو مثقال سونا و چاندی یا اسقدر گیہون و جو ہین تو دونون مین سے ہر ایک کا نصف

لازم آویگا اور اگر تین جنسین ذکر کین تو ہر ایک مین سے تہائی لازم ہوگا کذا فی الحاوی اور اگر کہا کہ سو اور ایک غلام یا سو اور ایک بکری یا سو اور ایک کپڑا یا دو کپڑے تو سو کی تمیز بیان کرنے مین اُسی کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر کہا کہ سو اور تین کپڑے تو کُل کپڑے قرار پاوینگے یہ مبسوط مین ہی- اگر کہا کہ فلان کے واسطے ایک جز میرے دار کا ہی تو بیان کرنا اُسی پر ہوگا اور اُسکو اختیار ہی جسقدر چاہے اقرار کرے اور جزء کے مانند شقص یا نصیب یا طائفہ یا قطعہ کا حکم ہی ولیکن سہم کا لفظ امام اعظم رح کے نزدیک چھٹا حصہ قرار دیا جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک اُسکے بیان پر ہی یہ محیط مین ہی- اگر ایک شخص نے اپنے گلّہ مین سے ایک بکری کا اقرار کیا تو اقرار صحیح ہی پھر اگر مقر لہ نے کسی معین بکری کا دعوی کیا اور مقر نے تصدیق کی تو وہ لے لے اور اگر انکار کیا تو بدون گواہ قائم کرنے کے نہین لے سکتا ہی یا مدعا علیہ سے قسم لیجاوے اور وہ نکول کرے تو لے سکتا ہی اور اگر مقر لہ نے کسی بکری غیر معین کا دعوی کیا تو مقر کو اختیار ہی جس بکری کو چاہے دیدے اور اگر مقر نے سب بکریون پر قسم کھائی تو مقبول نہوگی اور مجبور کیا جائیگا کہ کوئی بکری اُسکو دے اور اگر بکریون مین سے کوئی معین نہ کی اور دونون نے باہم کہا کہ ہم نہین جانتے ہین یا مقر نے اپنے اقرار سے رجوع کیا یا انکار کیا تو مقر لہ اُسکا شریک ہوگا حتے کہ اگر دس بکریان ہون تو مقر لہ کی ایک بکری دسوان حصہ ہوگی اور اگر کوئی بکری مرگئی تو دونون کے مال سے مرگئی اور اگر کوئی بچہ جنی تو دونون کے مال مین زیادتی ہوئی اسی حساب سے- اور اگر مقر نے اصلا انکار کیا اور گلہ ضائع کر دیا تو وہ مقر لہ کے حصہ کا ضامن ہی اور اگر کوئی بکری اُنمین سے مری تو بقدر اُسکے حصہ کے یعنی دسوین حصہ کا ضامن ہوگا اور اگر مقر مرگیا تو اُسکے وارث اس باب مین بمنزلہ مورث کے قرار پاوینگے لیکن اُنسے علم پر قسم لیجاویگی اور اقسام حیوانات و عروض و باندی غلام اس باب مین مثل بکریون کے ہین یہ مبسوط مین ہی

اگر کہا کہ زید کے میرے ان درمون مین دس درم ہین اور یہ درم سو ہین اور انمین چھوٹے کم وزن اور بڑے دونون قسم کے ہین تو دس درم وزن سبعہ سے قرار پاوینگے اور اگر مقر نے کہا کہ کم وزن والون مین سے ہین تو تصدیق نہوگی اور اگر اسمین زیوف شامل ہین اور اُسنے کہا کہ زیوف مین سے ہین تو تصدیق کیجاویگی یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر کہا کہ زید کا میرے اس اناج مین سے ایک کر گیہون ہین پھر دیکھا گیا تو وہ سب ایک کر نہین ہوتا ہی تو سب زید کا ہوگا اور مقر زیادہ کا ضامن نہوگا مگر مقر سے قسم لیجاویگی کہ مین نے اس طعام مین سے کچھ تلف نہین کیا ہی اور اگر پورا کر ہو تو سب زید کا ہی اور اگر زیادہ ہو تو زید کو اُسمین سے ایک کر ملیگا یہ محیط مین ہی- اگر کہا کہ زید کا میرے دار مین سے اس دیوار سے اُس دیوار تک ہی تو زید کو فقط اس دیوار سے اُس دیوار کے درمیان کا حصہ ملیگا یہ کنز مین ہی- اگر کہا کہ زید کے مجھپر ایک درم سے دس درم تک ہین یا مابین ایک درم سے دس درم تک ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر نو درم لازم آوینگے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ دس درم لازم آوینگے کذا فی الکافی- اگر کہا کہ مجھپر زید کا مابین کر شعیر سے کر حنطہ تک ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر ایک کر گیہون اور ایک کر جو واجب ہی مگر ایک قفیز گیہون کم کرکے اور امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک دو کُر لازم ہونگے- اگر کہا کہ مجھپر مابین دس درم کے دس دینارون تک ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر دس دراہم اور نو دنانیر لازم آئینگے اور صاحبین رح کے نزدیک اُسپر دس دراہم اور دس دنانیر لازم ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ مابین دس دینارون کے دس درم تک تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر دس دراہم اور نو دینار واجب ہونگے اور بعض نسخ ابی حفص مین اس صورت مین واقع ہی کہ اُسپر دس دینار اور نو درم لازم ہونگے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ظاہر ہی ولیکن اصح وہی اول ہی- اور یون اقرار کرنا کہ من کذا الی کذا یعنے مثلاً دس درم سے دس دینار تک ہین بمنزلہ اسیا قول کے سب حکمون مین ہی کہ مابین دس درم کے دس دینار تک ہین یہ مبسوط مین ہی بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے [illegible] کی ہی کہ اگر

ح [illegible]

کہا کہ مجھپر عمرو کی مابین بکری کے گای تک ہے تو امام اعظم رح فرماتے تھے کہ اُسپر کچھ لازم نہوگا خواہ گای بکری معین ہو یا غیر معین ہو اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا اگر معین ہو تو کچھ نہین لازم ہے اور اگر غیر معین ہے تو دونون مین سے بیان اُسپر آئیگا اور اگر کہا کہ مابین درم کے درم تک تو امام اعظم رح کے نزدیک ایک درم اور امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک دو درم لازم آئینگے

کذا فی المحیط

چھٹا باب۔ مریض کے اقرارون اور فعلون کے بیان مین۔ مرض الموت کا مریض وہ شخص ہے جو اپنی ذاتی ضرورتون کے واسطے نہ نکلے اور یہی اصح ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ مرض الموت کی تعریف مین اختلاف ہے فتوے کے واسطے یہ مختار ہے کہ اگر اس مرض سے غالباً موت ہو تو مرض الموت ہے خواہ وہ شخص بستر پر لگ گیا ہو یا نہو یہ مضمرات مین ہے۔ مریض کا اقرار اپنے وارث کے واسطے جائز نہین ہے ولیکن اگر باقی وارث اجازت دین تو جائز ہوگا پس اگر مقرلہ وقت اقرار کے مریض کا وارث ہو اور اسی طرح وارث باقی رہا یہانتک کہ مریض مرگیا تو اقرار باطل ہے اور اگر وقت اقرار کے مقرلہ وارث ہو پھر بعد اقرار کے وارث ہونے سے خارج ہو گیا اور ایسا ہی رہا یہانتک کہ مریض مرگیا مثلاً بھائی کے واسطے اقرار کیا اور اُسوقت اُسکے کوئی بیٹا نہ تھا پھر بیٹا پیدا ہوا اور وہ زندہ رہا یہانتک کہ مریض مرا تو اقرار جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ایسے شخص کے واسطے اقرار کیا جو وقت اقرار کے وارث نہ تھا پھر ایسے سبب سے وارث ہو گیا جو وقت اقرار کے قائم تھا مثلاً اپنے بھائی کے واسطے اقرار کیا اور اُسکا بیٹا بھی موجود ہے پھر بیٹا مر گیا پھر مریض مرا تو اقرار صحیح نہین ہے اور اگر ایسے شخص کے واسطے اقرار کیا جو وارث نہین ہے پھر کوئی ایسا سبب پیدا ہوا جس سے وہ وارث ہو گیا مثلاً کسی اجنبی عورت کے واسطے اقرار کیا پھر اُس سے نکاح کر لیا پھر مرگیا تو اقرار صحیح ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر وقت اقرار کے وارث ہو پھر وارث ہونے سے خارج ہو جاوے پھر وارث ہو جاوے مثلاً اپنی جورو کے واسطے اقرار کیا پھر اُسکو بائن کر دیا اور اُسکی عدت گذر گئی پھر اُس سے نکاح کر لیا پھر مرگیا یا کسی شخص سے موالاۃ کی پھر مریض ہو کر اُسکے لیے اقرار کیا پھر فسخ کر دی پھر دوبارہ عقد موالاۃ کیا پھر اسی مرض مین مرگیا تو اس صورت مین اختلاف ہے امام محمد رح نے فرمایا کہ اقرار جائز ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اقرار باطل ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ امام محمد رح کا قول قیاس ہے اور قول امام ابو یوسف رح کا استحسان ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی مریض نے اپنے بیٹے کے واسطے قرض کا اقرار کیا اور بیٹا اُسکا غلام ہے پھر آزاد کیا گیا پھر باپ مرگیا اور وہ اُسکے وارثون مین ہے تو قرض کا اقرار جائز ہے اور اگر یہ غلام تاجر ہو اور اُسپر قرض ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو اقرار باطل ہے اور اگر مریض نے اپنے بیٹے کے واسطے اقرار کیا اور وہ مکاتب ہے پھر باپ مرگیا اور بیٹا ویسا ہی مکاتب باقی ہے تو اُسکے حق مین اقرار جائز ہے اور اگر باپ کے مرنے سے پہلے بیٹا مکاتب آزاد ہو گیا تو اُسکے واسطے اقرار جائز نہ رہا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مکاتب مریض نے اپنے آزاد بیٹے کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر مرگیا اور کوئی مال لائق ادا کے نہین چھوڑا یا ادا سے قرض کے لائق چھوڑا او ادا ے کتابت کے لائق نہین چھوڑا تو اقرار جائز ہے اور اگر دونون چیزون کے ادا کے لائق چھوڑا تو اقرار باطل ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مریض نے اپنے کسی وارث کے لیے معین ودیعت کا اقرار کیا پھر اسی مرض مین مرگیا تو جائز نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر مرد نے اپنے مرض مین اپنی عورت کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر اُس سے پہلے اُسکی جورو مرگئی اور جورو کے دو بیٹے ہین ایک اسی مرد سے اور دوسرا دوسرے مرد سے تو اول قول امام ابو یوسف رح کے موافق اقرار باطل ہے اور دوسرے قول کے موافق جائز ہے۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر اسکی موت سے پہلے جورو مرگئی اور اُسکے وارث ایسے موجود ہین کہ اُسکی تمام میراث لیے لیتے ہین اور وہ لوگ اس مقر کے وارث نہین ہین تو اقرار جائز ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر مریض نے اپنے بیٹے کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر بیٹا مقرلہ مرگیا اور ایک بیٹا چھوڑا اور مریض کا کوئی بیٹا نہین ہے

تو امام ابو یوسف رح کے پہلے قول پر یہ اقرار جائز نہین ہی اور دوسرے قول پر جائز ہی یہ محیط مین ہی - اگر اپنے مرض موت مین اپنی عورت کے دین مہر کا اقرار کیا تو تمام مہر مثل تک تصدیق کیجاویگی اور قرضخواہان صحت کے ساتھ شریک ہوگی کذا فی خزانۃ المفتین اور اگر مہر مثل سے زیادہ کا عورت کے واسطے اقرار کیا تو زیادتی باطل ہی یہ مبسوط مین ہی - ایک شخص نے اپنے مرض موت مین اپنی عورت کے واسطے ہزار درم مہر کا اقرار کیا اور مر گیا پھر وارثون نے گواہ قائم کیے کہ عورت نے اپنے شوہر کی زندگی مین اُسکو اپنا مہر ہبہ کر دیا تھا تو گواہ مقبول نہونگے اور مہر بسبب اقرار شوہر کے لازم رہیگا یہ خلاصہ مین ہی - اگر اپنے کسی وارث یا اجنبی کے واسطے اقرار کیا پھر مقر لہ مر گیا پھر مریض مرا اور مقر لہ کا وارث اس مریض کے وارثون مین سے ہی تو امام ابو یوسف رح کے اول قول مین یہ اقرار ناجائز اور دوسرے قول مین جائز ہی اور یہی امام محمد رح کا قول ہی - اسی طرح اگر مریض نے اپنے مقبوضہ غلام کا کسی اجنبی کے واسطے اقرار کیا پھر اجنبی نے کہا بلکہ یہ غلام فلان مرد وارث مریض کا ہی میرا اُسمین کچھ حق نہ تھا تو اول قول امام ابو یوسف رح کے موافق مریض کا اقرار باطل ہی اور دوسرے قول کے موافق صحیح ہی اور دوسرا قول اقرب الی القیاس ہی اور قول اول احوط ہی یہ مبسوط اور فتاوے قاضی خان مین ہی - جو شخص دو دن مریض اور تین روز اچھا رہتا ہی یا ایک روز مریض اور دو روز اچھا رہتا ہی اگر اُسنے اپنے بیٹے کے واسطے کسی قرض کا اقرار کیا پس اگر ایسے مرض مین اقرار کیا جسکے بعد وہ اچھا ہو گیا تو اُسکا فعل جائز ہی اور اگر ایسے مرض مین اقرار کیا جس نے اُسکو بستر سے لگا دیا اور وہ مر ہی گیا تو جائز نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اپنے وارث کے واسطے کسی چیز کا اقرار کیا اور مر گیا پھر مقر لہ اور باقی وارثون مین اختلاف ہوا مقر لہ نے کہا کہ حالت صحت مین اقرار کیا اور باقی وارثون نے حالت مرض مین اقرار کا دعوی کیا تو مرض کے اقرار کے مدعی کا قول مقبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مقر لہ کے گواہ اولے ہین اور اگر مقر لہ کے پاس گواہ نہون اور اُسنے وارثون سے قسم لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ مریض کا اقرار اپنے قاتل کے واسطے نہین جائز ہی مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ زخم ایسا کاری ہو کہ جس سے آنا جانا ممکن نہو اور اگر ایسا کاری نہو اور آنا جانا ہو سکتا ہی تو اقرار صحیح ہی اور جو شخص مریض ہونے کے واسطے غالباً خوف ہلاک ہونا معتبر رکھتا ہی وہ یون کہتا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ زخم ایسا ہو کہ غالباً اُس سے ہلاکت کا خوف ہو اور اگر ایسا زخم نہو کہ جس سے غالباً خوف ہلاکت ہی تو اقرار صحیح ہی یہ محیط مین ہی - مریض کا اقرار اپنے وارث کے غلام یا اُسکے مکاتب کے واسطے یا قاتل کے غلام یا اُسکے مکاتب کے واسطے جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر اپنے مکاتب کے واسطے دین کا اقرار کیا تو جائز ہی بشرطیکہ حالت صحت مین اُسکو مکاتب کیا ہو اور اگر مرض مین مکاتب کیا تو اقرار نہین جائز ہی ولیکن تہائی مال سے جائز ہی کذا فی الحاوی - اجنبی کے واسطے مریض سے تمام مال کے قرض کا اقرار جائز ہی بشرطیکہ اُسپر حالت صحت کا قرض نہو یہ محیط مین ہی - صحت کا قرضہ اُس قرضہ پر جو حالت مرض مین اُسکے اقرار سے ثابت ہوا ہی مقدم ہی یعنی ترکہ مین سے پہلے صحت کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ بچ رہا تو اُس سے مرض کا قرض ادا کیا جائیگا اور اگر یہ قرضہ قاضی کے مشاہدہ یا گواہون سے ثابت کیا جاوے تو دونون برابر ہین یہ محیط سرخسی مین ہی - صحت کا قرضہ اُس ودیعت سے مقدم ہی جسکا مرض مین اقرار کیا گیا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اپنے مرض مین کوئی چیز خریدی یا قرض یا اجارہ پر لی اور گواہون نے اُسپر قبضہ کرنا معاینہ کیا یا ایک عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور یہی اُسکا مہر المثل ہی تو یہ لوگ قرضخواہان صحت سے حصہ مین شریک ہین - اسی طرح ہر قرض کا حال ہی جو مریض پر کسی مال کے بدلے جسکا مالک ہوا یا تلف کیا ہی واجب ہوا اور اُسکا واجب ہونا بغیر اقرار مریض کے ثابت ہوا پس وہ بھی بمنزلہ قرض صحت کے ہی اگر مرض مین دین ادا کیا پس اگر دین قرض یا ثمن مبیع ادا کیا تو جسکو ادا کیا اُسی کا ہوگا قرضخواہان

یعنی قرضہ صحت و مرض ۱۲

صحت کو نہ ملیگا اور اگر دین مہر یا اجرت ادا کی تو قرضخواہان صحت اُسمین شریک ہوجاوینگے یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر مریض پر صحت کے قرضے نہون
یعنی دو حصہ نہین ہوا اشتباہ
اور اُسنے حالت مرض مین دو شخصون کے واسطے قرض کا اقرار کیا تو دونون حصہ بانٹ لین کسی سے اولاً شروع نہ کیا جائیگا خواہ دونون اقرار معاً واقع ہوئے ہون مثلاً کہا کہ ان دونون کے مجھپر ہزار درم ہین یا آگے پیچھے مثلاً اوّل کہا کہ اسکے مجھپر پانچسو درم ہین پھر ایک دن یا کم و بیش توقف کے بعد دوسرے سے کہا کہ اسکے مجھپر پانچسو درم ہین کذا فی المحیط - زید نے اپنی صحت مین کہا کہ مین نے عمرو کی ایک باندی غصب کر لی پھر مرض مین کہا کہ وہ باندی یہ ہے اور سوائے اس باندی کے اُسکا کچھ مال نہین ہے حالانکہ اُسپر قرض ہے تو یہ جائز ہے اور اسکی تصدیق کیجاویگی اسی طرح اگر اپنی صحت مین اقرار کیا کہ فلان شخص کے میرے پاس ہزار درم ودیعت ہین پھر مرض الموت مین کہا کہ وہ یہ ہزار درم ہین تو اُسکی تصدیق کیجاویگی اور صاحب دین سے صاحب ودیعت اولے ہوگا یہ خلاصہ مین ہے - اگر مرض مین دین کا اقرار کیا پھر ودیعت کا اقرار کیا تو دونون دین ہونگے اور ودیعت مقدم نہوگی اور اگر پہلے ودیعت کا اقرار کیا پھر دین کا اقرار کیا تو اقرار ودیعت اولے ہے اور بضاعت و مضاربت دونون کا حکم مثل حکم ودیعت کے ہے کذا فی الہادی - اگر مریض نے زید کے واسطے ہزار درم ودیعت کا اقرار کیا پھر مر گیا اور یہ ودیعت معین کر کے معلوم نہین ہے تو مثل دین مرض کے یہ بھی اُسکے ترکہ مین قرض شمار ہوگی یہ خزانۃ المفتیین مین ہے - اگر مریض ہوا اور اُسکے قبضہ مین ہزار درم ہین اور اُسپر صحت کا دین نہین ہے اور اُسنے زید کے واسطے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر اقرار کیا کہ جو درم ہزار میرے قبضہ مین ہین یہ عمرو کی ودیعت ہین پھر خالد کے واسطے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مر گیا تو ہزار درم کے تین حصے کیے جاوینگے اور اگر زید نے کہا کہ میت کی طرف میرا کچھ حق نہین ہے یا مین اُسکو اپنے قرض سے بری کر چکا ہون تو ہزار درم درمیان عمرو و خالد کے برابر تقسیم ہونگے اور زید کے قول سے خالد کا حق باطل نہوگا یہ مبسوط مین ہے - اگر مریض نے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر زید کے واسطے معین ہزار درم مضاربت کا اقرار کیا پھر عمرو کے واسطے دوسرے غیر معین ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مر گیا اور فقط ہزار درم چھوڑے تو یہ ہزار درم ان سب لوگون مین بقدر حصہ رسد کے تقسیم ہونگے یہ محیط مین ہے - اگر مریض نے اقرار کیا کہ میرے باپ پر زید کا قرض ہے اور میرے قبضہ مین باپ کا گھر ہے اور حال یہ ہے کہ مریض پر صحت کا قرضہ ہے تو پس اُسکا قرضہ صحت مقدم رکھا جائیگا پھر اگر کچھ بچ رہا تو اُسکے باپ کے قرضہ مین دیا جائیگا اور اگر اپنے باپ کے انتقال کے بعد اپنی صحت مین ایسا اقرار کیا ہو تو بیٹے کے قرضخواہون سے باپ کے قرضخواہ مقدم ہونگے کذا فی الحاوی - زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین اُسنے انکار کیا پھر زید مریض ہوا اور عمرو مر گیا اور زید اُسکا وارث ہے اور زید پر حالت صحت کا قرض ہے پھر وہ بھی مر گیا اور ہزار درم جو عمرو سے میراث پائی ہے چھوڑ گیا تو زید کے حالت صحت کے قرضخواہ ان ہزار درم کے لینے مین عمرو کے قرضخواہون سے مقدم ہونگے یہ مبسوط مین ہے - اگر اپنی صحت مین کوئی غلام کھلا خسارہ اُٹھا کر تین روز کی اپنی خیار شرط پر خریدا پھر مدت خیار مین بیمار ہوا پھر بیع کی اجازت دی یا خاموش رہا یہانتک کہ مدت خیار گذر گئی پھر مریض مر گیا تو محاباۃ تہائی مال سے رکھی جاویگی یہ خزانۃ المفتیین مین ہے - اگر مریض نے کسی مقبوضہ زمین کی نسبت اقرار کیا کہ یہ وقف ہے پس اگر اپنی جانب سے وقف کا اقرار کیا تو تہائی مال سے جائز رکھی جاویگی چنانچہ اگر مریض نے اپنے غلام کی آزادی کا اقرار کیا یا صدقہ کا اقرار کیا کہ مین نے فلان کو صدقہ دیدیا ہے تو بھی ایسا ہی ہوتا ہے - اور اگر دوسرے کی طرف سے وقف کا اقرار کیا اور اس دوسرے نے یا اُسکے وارثون نے اسکی تصدیق کی تو کل مین وقف جائز ہے اور اگر فقط وقف کا اقرار کیا اور اپنی طرف یا غیر کی طرف سے وقف کرنا بیان نہ کیا تو تہائی مال سے قرار دیا جائیگا - ایک مریض نے اپنے وارث اور ایک اجنبی کے واسطے دین کا اقرار کیا تو اقرار باطل ہے خواہ شرکت کی دونون نے باہم تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور یہ شیخین کا قول ہے اور امام محمدؒ

نے فرمایا کہ یہ اجنبی کے واسطے بقدر اُسکے حصہ کے جائز ہو اگر ہر دو شریک نے باہم تکذیب کی یا اجنبی نے شرکت سے انکار کیا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اگر وارث نے شرکت مین اُسکی تکذیب کی اور اجنبی نے اُسکی تصدیق کی تو بعض نے کہا کہ اسمین بھی اختلاف ہونا ضرور ہو اور اصح یہ ہو کہ یہ بالاتفاق جائز نہین ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ پس اگر مقر نے دونون کی نفی شرکت مین تصدیق کی اور کہا کہ دین مشترک نہ تھا اور مین نے شرکت کا جھوٹ اقرار کر دیا تھا تو اُسوقت اجنبی کے واسطے اقرار صحیح ہو یہ محیط مین ہو اگر مریض نے کہا کہ زید کا مجھپر حق ہو اور وارثون نے اسکے قول کی تصدیق کی پھر مریض مرگیا تو امام اعظم رہ نے فرمایا کہ طالب کی استحسانًا تہائی مال تک تصدیق کیجاویگی اور اگر اس سے زیادہ کا دعوی کیا تو وارثون سے اُنکے علم پر قسم لیجائیگی اگر اُنھون نے قسم کھالی تو طالب تہائی مال سے لیگا اور اگر مریض نے باوجود اسکے کسی دین مسمے کا اقرار کیا تو دین مسمے اُسکے ترکہ مین مقدم رکھا جائیگا کذا فی الحاوی۔ اور اگر دین کا اقرار نہ کیا تہائی مال کی کسی شخص کے واسطے وصیت کی تو وصیت مسمے مقدم ہوگی اور وارثون سے کہا جائیگا کہ دو تہائی مال مین جو کچھ تمہارا جی چاہے اُسکے واسطے اقرار کر دو اور تہائی کے وصیت دار سے کہا جائیگا کہ تہائی مال مین جسقدر تیرا جی چاہے اس مقدار کے واسطے اقرار کر دے پس جب فریق نے کسی چیز کا اقرار کیا اُس سے اسقدر لے لیجائیگی اور باقی کے واسطے قسم لیجائیگی یہ محیط مین ہو۔ مریض نے اپنے وارث کے واسطے ایک غلام کا اقرار کیا اُسنے کہا کہ میرا نہین ہو بلکہ زید یعنی اجنبی کا ہو اور زید نے اُسکی تصدیق کی پھر مریض مرگیا تو زید کو غلام دلایا جائیگا اور وارث اُسکی قیمت ڈانڈ بھریگا اسمین سے اُسکا حصہ اُسکو ملیگا اسی طرح اگر وارث نے دوسرے وارث کے واسطے اقرار کر دیا تو غلام دوسرے کو دلایا جائیگا اور پہلے وارث پر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور وہ میراث قرار پاویگی اور اُسمین سے پہلے اور دوسرے کو حصہ ملیگا اور اگر میت پر اسقدر قرض ہو کہ اُسکے مال کو محیط ہو تو کُل قیمت ڈانڈ بھریگا اور کسی کا حصہ اُسمین سے ساقط نہوگا یہ کافی مین ہو۔ ایک مریض نے اپنا غلام اپنے بعض وارثون کو ہبہ کیا اور موہوب لہ نے اُسپر قبضہ کر لیا اور مریض کا سوائے اسکے کچھ مال نہین ہو پھر موہوب لہ نے اقرار کیا کہ مریض نے مجھے ہبہ کر دینے سے پہلے اقرار کیا تھا کہ یہ غلام اس دوسرے وارث کا ہو یا اقرار کیا کہ اُسنے مجھے ہبہ کرنے سے پہلے اس دوسرے وارث کو ہبہ کیا تھا اور دوسرے نے اس امر مین اُسکی تصدیق کی تو دوسرے کو اختیار ہو کہ اول سے غلام لے لے پس اگر دوسرے نے لیا پھر مریض اسی مرض سے مرگیا پس اگر یہ غلام قائم موجود ہو تو دوسرے سے لے لیا جائیگا اور وارثان میت کی میراث ہوکر بطور فرائض اللہ تعالے کے اُنکو تقسیم کیا جائیگا اسی طرح اگر دوسرا شخص وارث نہو اور میت پر اسقدر قرض ہو کہ اُسکے مال کو محیط ہو تو قرضخواہون کو اختیار ہو کہ چاہین غلام اُسکے قبضہ سے لیکر تقسیم کر لین۔ اور اگر غلام دوسرے وارث کے ہاتھ مین مرگیا ہو تو قرضخواہون کو اس صورت مین اختیار ہو اور باقی وارثون کو پہلی صورت مین اختیار ہو کہ چاہین تو پہلے وارث سے غلام کی قیمت کی ضمان لین یا دوسرے سے ضمان لین اور دوسرا پہلے سے کچھ نہین لے سکتا ہو اور اگر پہلے سے ضمان لی تو وہ بھی دوسرے سے کچھ پھیر نہین سکتا ہو ایسا ہی عامہ روایات مین اس کتاب مین مذکور ہو اور بعض روایتون مین ہو کہ پھیر لے سکتا ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ باقی وارثون کو یہ اختیار صرف اُسوقت حاصل ہوگا کہ جب اُنسے کوئی تصدیق یا تکذیب نہ پائی گئی ہو اور اگر اُنھون نے تصدیق کی ہو تو صرف دوسرے سے ضمان لے سکتے ہین اور اگر اُنھون نے تکذیب کی ہو تو اول سے ضمان لے سکتے ہین۔ اور یہ اُسوقت ہو کہ دوسرے نے اول کی تصدیق کی ہو اور اگر تکذیب کی اور کہا کہ غلام میرا ہو مین نہین جانتا ہون کہ یہ کیا کہتا ہو تو غلام دوسرے کو سپرد کیا جائیگا۔ اور یہ اُسوقت ہو کہ اول نے مریض سے لیکر غلام پر قبضہ کیا ہو اور پھر دوسرے کے واسطے اقرار کیا ہو

اور ایسے ہی اگر اول نے مریض سے لیکر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ اقرار کر دیا کہ مریض نے دوسرے کے واسطے اسکا اقرار کیا ہی قبل اسکے کہ میرے واسطے اقرار کرے پھر اگر دوسرے نے اُسکی تصدیق کی اور مریض سے لیکر غلام پر قبضہ کیا پھر مریض مر گیا اور اُسپر بہت قرضے ہین اور غلام بعینہ دوسرے کے پاس قائم ہے تو اُس سے لے لیا جائیگا اور قرضخواہون مین تقسیم ہوگا اور اگر بعینہ قائم نہو تو قرضخواہون کو اختیار ہی چاہے اول سے ضمان لین یا دوسرے سے ضمان لین اور اگر مریض پر قرضے نہون تو باقی وارثون کو غلام لینے کا اختیار ہی اگر بعینہ قائم ہو یا تضمین کا اختیار ہی اگر مر گیا ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر مریض نے ایسے قرضہ کے بھر پانے کا اقرار کیا جو اُسکا دوسرے شخص پر واجب تھا پھر اگر یہ قرضہ کسی مال کے عوض تھا مثلاً نقد دیا یا کوئی چیز فروخت کی جسکا ثمن مشتری کے ذمہ واجب ہوا یا ایسی چیز کا بدل ہو جو مال نہین ہی جیسے مہر و بدل خلع و اُسکے امثال پس اگر دین بسبب عوض مال کے واجب تھا اور قرضدار اجنبی شخص تھا تو بھر پانے کا اقرار صحیح ہو بشرطیکہ حالت صحت مین واجب ہوا ہو خواہ مریض پر حالت صحت کا قرض ہو یا نہو اور اگر حالت مرض مین دوسرے پر یہ قرض واجب ہوا ہی تو بھر پانے کا اقرار مریض کے قرضخواہ صحت کے حق مین صحیح نہین ہی جبکہ مریض پر صحت کا قرضہ ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ اُس دین کا وجوب حالت صحت مین گواہون سے یا قاضی کے معائنہ سے معلوم ہوا ہو اور اگر فقط مریض و قرضدار کے قول سے ثابت ہوا مثلاً مریض نے کسی خاص شخص سے کہا کہ مین نے اپنی صحت مین یہ غلام تیرے ہاتھ بعوض اسقدر دامون کے بیچکر قبضہ کرا دیا تھا اور دام بھر پائے تھے اور مشتری نے اُسکی تصدیق کی اور یہ صرف ان دونون کے قول سے معلوم ہوا پس اگر غلام مشتری کے پاس یا بائع کے پاس وقت اقرار کے بعینہ قائم ہو یا وقت اقرار کے ہلاک ہو گیا ہو مگر اول مرض مین اُسکا زندہ قائم ہونا معلوم ہو یا ہلاک ہو گیا ہو مگر یہ معلوم نہوتا ہو کہ مریض کی حالت مرض مین مرا ہی یا حالت صحت مین مرا ہو تو ان سب صورتون مین اگر صحت کے قرضخواہ مریض کی اس بارہ مین لینے دام بھر پانے مین تکذیب کرین تو مریض کا اقرار بھر پانے کا صحیح نہین ہی اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ غلام حالت صحت مین مرا ہی تو اقرار مریض صحیح ہی۔ اور اگر دین کسی وارث پر واجب تھا اور مریض نے وصول پانے کا اقرار کیا تو صحیح نہین ہی خواہ حالت مرض مین واجب ہوا ہو یا حالت صحت مین واجب ہوا ہو اور خواہ مریض پر حالت صحت کا قرضہ ہو یا نہو۔ اور اگر قرضہ ایسی چیز کے عوض واجب ہوا جو مال نہین ہی پس اگر قرضدار اجنبی ہی تو مریض کا وصول پانے کا اقرار صحیح ہی خواہ قرضہ حالت مرض مین واجب ہوا یا صحت مین واجب ہوا ہو اور خواہ مریض پر حالت صحت کا قرض ہو یا نہو۔ اور اگر ایسا قرضہ کسی وارث پر واجب ہوا ہی تو مریض کا اقرار استیفا صحیح نہین ہی خواہ یہ قرضہ حالت مرض مین واجب ہوا یا حالت صحت مین واجب ہوا ہو کذا فی المحیط۔ اگر قرضدار مریض نے اقرار کیا کہ جو میری ودیعت یا عاریت یا مضاربت میرے وارث کے پاس تھی مین نے وصول کر لی ہی تو اُسکی تصدیق کیجاویگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مریض نے اقرار کیا کہ مین نے موہوب لہ سے اپنا ہبہ واپس لیا تو تصدیق کیجاویگی اور موہوب لہ بری ہو جائیگا اسی طرح اگر بیع فاسد مین مبیع یا مال مغصوب یا رہن واپس لینے کا اقرار کیا تو صحیح ہی اگرچہ اُسپر صحت کے قرضے ہون اور اگر ان سب صورتون مین اپنے وارث سے واپس لینے کا اقرار کیا تو تصدیق نہ کیجاویگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ اگر کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درم صحت مین واجب ہوئے ہین پھر جب وہ بیمار ہوا تو اقرار کیا کہ یہ ہزار درم جو میرے قبضہ مین ہین یہ میرے قرضدار یا مکاتب کی ودیعت ہین اور یہ ہزار ویسے ہی ہین جیسے مریض کے دوسرے پر واجب ہین پھر مریض مر گیا اور اُسپر صحت کے قرضے ہین اُسکے قرضخواہون نے مریض کے اقرار سے انکار کیا یا تکذیب کی تو مریض کی اُسکے اقرار مین تصدیق کیجائیگی اور یہ ہزار ودیعت کے قرضدار کے قرض کا بدلا ہو جائینگے

یا مکاتب بعوض اُنکے آزاد ہو جائیگا اور اگر یہ درم ودیعت کے اُنسے کھرے ہون جو مریض کے دوسرے پر واجب ہین تو اقرار صحیح ہو پس اگر مقرلہ نے کہا کہ مین کھرے درم واپس لونگا اور جیسے اُسکے چاہیئے ہین وہ دیدونگا تو اُسکو اختیار نہین ہو کیونکہ زیادت کے اقرار کی صحت نہین ہوئی ہو۔ اور اگر ہزار درم زیوف ودیعت کا اقرار کیا کہ یہ میرے پاس میرے قرضدار یا مکاتب کی ودیعت ہین اور قرضدار پر درم کھرے چاہیئے ہین تو مریض کا اقرار صحیح نہوگا اور یہ درم مریض کے قرضخواہون کو تقسیم کیے جاوینگے اور مریض کا قرضدار و مکاتب اُسکے قرضہ کی بابت ماخوذ ہونگے۔ اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ سو دینار جو میرے پاس ہین میرے قرضدار یا مکاتب کی ودیعت ہین یا کسی مقبوضہ باندی کے اسطرح ودیعت ہونے کا اقرار کیا پھر مر گیا اور مرتے وقت تک یہ ودیعت اُسکے پاس قائم تھی یا نہین معلوم باندی اُسنے کیا کی تو اقرار باطل ہو اور اگر مریض نے کہا کہ مین نے یہ ہزار درم نبہرہ اپنے قرضدار یا مکاتب سے اپنے حق کے ادا مین لے لیے ہین یا یہ دینار اپنے ادا ے حق مین لیے ہین یا یہ باندی اپنے حق کے عوض خرید لی ہو پس اگر قرضدار و مکاتب نے اُسکی تکذیب کی اور دونون نے کہا کہ ہمپر اُسکا قرضہ ویسا ہی ہو یہ چیزین ہماری ہین تو مریض کا اقرار باطل ہو گیا اور یہ چیزین مریض کے قرضخواہون کو حصہ کے موافق تقسیم کر دیجاوینگی اور قرضدار مریض و مکاتب پر اُسکا قرضہ بحالہ باقی رہیگا اور اگر مریض کے اقرار کی قرضدار و مکاتب نے تصدیق کی تو باندی و دینارون مین دیکھنا چاہیے کہ اگر باندی و دینارون کی قیمت مریض کے قرضہ کے برابر یا زیادہ ہو تو اقرار صحیح ہو اور اگر کم ہو مثلاً قرضہ ہزار درم اور قیمت کے پانچسو درم ہین تو باندی کی نسبت قرضدار یا مکاتب سے کہا جائیگا کہ مریض نے بقدر پانچسو درم کے محاباۃ کی ہو اور محاباۃ مریض قرضدار سے صحیح نہین ہو لہذا اگر تجھے بیع منظور رہو تو اُسکا باقی حق پانچسو درم دیکر پورا کر دے ورنہ بیع توڑ دے اور اُسکا پورا حق ادا کر دے اور باندی واپس لے اور دراہم نبہرہ کی صورت مین مکاتب یا قرضدار کو اختیار نہ دیا جائیگا کہ چاہے نبہرہ لیکر کھرے واپس کرے یا نبہرہ چھوڑ دے اور بقدر نقصان کے ڈانڈ بھرے بلکہ کہا جائیگا کہ نبہرہ واپس لے اور کھرے واپس دے اور کتاب مین یہ مذکور نہین ہو کہ اگر دینار اُس دین سے کم ہون تو مکاتب کو خیار دیا جائیگا یا نہین اور فقیہ ابو بکر بلخی نے ذکر کیا کہ خیار دیا جائیگا اور یہی اصح ہو پھر اگر غریم یا مکاتب نے بیع توڑنا اختیار کیا تو دینار و باندی اُسکو واپس کیجاویگی یہ محیط مین ہو۔ اگر غلام تاجر نے ایسے قرضہ کے وصول پانے کا اقرار کیا جو اُسکا اُسکے مالک پر تھا پس اگر غلام مقروض نہو تو جائز ہو اور اگر قرضدار ہو تو جائز نہین ہو اسی طرح اگر مکاتب نے اپنے مولے سے اپنا قرض وصول پانے کا اقرار کیا حالانکہ وہ مریض تھا پھر مر گیا اور اُسپر قرض ہو اور مولے اُسکا وارث ہو تو اُسکا اقرار باطل ہو اور اگر اُسپر قرض نہو اور اُسکا مولے پر طعام آتا ہو اور مال کتابت اُسکا درم ہین اور اُسنے اقرار کیا کہ میرا جو طعام اناج مولے پر آتا تھا وہ مین نے وصول پایا ہی پھر مر گیا اور اسقدر چھوڑ گیا جس سے مال کتابت ادا ہو سکتا ہو پس اگر سواے مولے کے کوئی اُسکا وارث نہو تو اقرار صحیح ہو اور اگر سواے مولے کے اُسکا کوئی دوسرا وارث ہو تو بھی اُسکے اس اقرار مین تصدیق کیجاویگی اور اگر اُسپر اسقدر قرضہ ہو جو اُسکے مال کو محیط ہو تو اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی یہ مبسوط مین ہو۔ اگر کسی شخص نے مریض کے لیے اقرار کیا کہ مین نے اُسکے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا قتل کیا ہو پھر مریض نے ارش وصول پانے کا اقرار کیا تو صحیح ہو اسی طرح اگر قاتل نے مولے کے مرض مین اُسکے غلام کو عمداً قتل کیا اور مولے نے اُس سے کسی قدر مال پر صلح ٹھہرائی اور بدل صلح وصول پانے کا اقرار کیا تو جائز ہو یہ حاوی مین لکھا ہو۔ اگر مریضہ نے شوہر سے اپنے تمام مہر وصول پانے کا اقرار کیا حالانکہ مریضہ پر صحت کا قرض ہو پھر شوہر کے طلاق دینے سے پہلے اسی مرض مین مر گئی تو اُسکا

اقرار صحیح نہین ہی اور شوہر کو حکم کیا جائیگا کہ اُسکا مہر پورے کرے وہ اُسکے قرضخواہون مین موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور اگر شوہر نے دخول سے پہلے اُسکو طلاق دیدی پھر اُسنے اپنا مہر وصول پانے کا اقرار کیا پھر اسی مرض مین مرگئی تو اُسکا اقرار صحیح ہو پس اگر شوہر نے کہا کہ مین قرضخواہون کے ساتھ نصف مہر مین شریک ہون تو نہین ہوسکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی- پھر اگر صحت کے قرضخواہون کے قرضے ادا کرنے کے بعد اگر اس عورت کے مال سے کچھ باقی رہا تو اُسمین سے شوہر اپنا آدھا مہر لے لیگا- اور اگر شوہر نے اس عورت کے ساتھ دخول کر لیا ہو پھر اُسکو طلاق بائن یا رجعی دی پھر عورت مریض ہوئی اور اُسنے اپنا تمام مہر وصول پانے کا اقرار کیا پھر عدت گذرنے کے بعد مرگئی تو اقرار صحیح ہو اور اگر عدت گذرنے سے پہلے مرگئی تو صحیح نہین ہو اور جب اس صورت مین مہر وصول پانے کا اقرار صحیح نہوا تو صحت کے قرضخواہ اپنے قرضے وصول کر لینگے پھر اگر کچھ بچ رہا تو مہر کی طرف دیکھا جائیگا اور شوہر کی میراث کی طرف جو اُس سے ملی ہی دیکھا جائیگا جو دونون مین سے کم ہو وہ شوہر کو دیا جائیگا یہ محیط مین ہی- اگر کسی عورت سے کچھ مال پر خلع کیا حالانکہ خود مریض ہی پھر اُسکی عدت گذر گئی اور مریض نے اقرار کیا کہ مین نے بدل خلع عورت سے وصول پایا ہی اور اسپر کچھ قرض حالت صحت یا مرض کا نہین ہی تو اقرار صحیح ہی یہ مبسوط مین ہی- ایک مریض پر صحت کے قرضے ہین اُس سے زید نے ایک غلام حالت مرض مین غصب کر لیا اور وہ زید کے پاس مرگیا یا بھاگ گیا اور قاضی نے مریض کے نام غاصب پر قیمت کی ڈگری کر دی اور مریض نے اقرار کیا کہ مین نے یہ قیمت غاصب سے وصول پائی تو بدون گواہون کے اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی- اور اگر غصب کرنا مریض کی حالت صحت مین واقع ہوا پھر یہ مریض ہوا حالانکہ غلام غاصب کے پاس بعینہ قائم ہی پھر بھاگ گیا یا مرگیا اور قاضی نے اُسپر قیمت کی ڈگری کر دی پھر مریض نے اُسکے وصول پانے کا اقرار کر لیا پس اگر غلام مرگیا یا بھاگنے سے لوٹ کر نہین آیا تو تصدیق کیجائیگی بمنزلہ اس قرضہ کے جو صحت مین واجب ہوا ہو اور اگر غلام بھاگنے سے لوٹ آیا تو اُسکا اقرار صحیح نہین ہی- اور اگر غصب اور ضمان کا حکم دونون حالت صحت مین واقع ہوے اور مریض نے ضمان وصول کرنے کا اقرار حالت مرض مین کیا تو اُسکی تصدیق کیجائیگی یہ محیط مین ہی- ایک مریض نے ایک غلام ہزار کی قیمت کا جسکے سوا اُسکا کچھ مال نہین ہی دو ہزار کو فروخت کیا اور اُسپر صحت کے بہت سے قرضے ہین پھر اُسنے تمام ثمن وصول پانے کا اقرار کیا پھر مرگیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکا کچھ اقرار صحیح نہین ہی اور مشتری کو اختیار دیا جائیگا اگر چاہے دوبارہ ثمن ادا کرے یا بیع توڑ دے پس اگر اُسنے دوبارہ ثمن دینا اختیار کیا تو وہ قرضخواہان صحت کو دیا جائیگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ قیمت سے جسقدر زیادہ ثمن ہی اُسکی بابت مریض کے قول کی تصدیق ہوگی اور بقدر قیمت کے مشتری کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے دوسرے ایک ہزار درم ادا کرے یا بیع توڑ دے اور غلام قرضخواہون کے واسطے فروخت کیا جاویگا اور امام اعظم رح کا قول مذکور نہین ہی اور ہمارے مشائخ نے اُنکا قول امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق ذکر کیا ہی یعنے مثل قول امام ابو یوسف رح کے ہی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی- ایک شخص نے اپنا غلام اپنی صحت مین زید کے ہاتھ فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر بائع مریض ہوا اور اُسپر حالت صحت کے قرضے ہین اور اُسنے اقرار کیا کہ مین نے ثمن وصول پایا ہی یہانتک کہ اُسکا اقرار قرضخواہان صحت کے حق مین صحیح ہو گیا پھر اپنے مرض مین مرگیا اور مشتری نے غلام مین عیب پاکر بحکم قاضی اُسکو واپس کیا تو مشتری کو یہ اختیار نہین ہی کہ قرضخواہان میت کے ساتھ باقی اموال میت مین شریک ہو ولیکن غلام کو اپنے دام وصول کرنے تک روک لے سکتا ہی- پس غلام فروخت کیا جائیگا اور اُسکے ثمن کا مشتری باقی قرضخواہون سے زیادہ حقدار ہوگا یعنے لے لیگا پھر جب غلام فروخت کیا گیا تو اُسکا ثمن مشتری کو ادا کر دیا جائیگا اور اگر اُسمین سے کچھ بچا تو وہ باقی قرضخواہان میت کو دیا جائیگا اور اگر مشتری کے حق سے اُسکا

ثمن کم ہوا تو مشتری کو باقی مال میت سے جبتک دوسرے قرضخواہ اپنا اپنا حق نہ لے لین کچھ نہ ملیگا اور اگر اُنکے لینے کے بعد کچھ بچا تو اُسمین سے مشتری باقی حق لے سکتا ہی۔ اور اگر مشتری نے اپنے دامون کے واسطے غلام کو نہ روکا بلکہ مریض کو اُسکی زندگی مین یا اُسکے وصی کو اُسکے مرنے کے بعد بحکم قاضی دیدیا تو غلام کے ثمن مین اُسکا مقدم ہونا باطل ہوگیا ولیکن اپنے پورے دام وصول کرنے مین اُسکا حق باطل نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر مریض نے اپنے وارث کو کچھ درم دیے تاکہ اُسکے کسی قرضخواہ کو ادا کرے پس وارث نے کہا کہ مین نے اُسکو دیدیے اور قرضخواہ نے اُسکی تکذیب کی تو وارث کی اس باب مین تصدیق کیجاویگی کہ وہ ضمان سے بری ہی خواہ مریض اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے ولیکن وارث کے قول کی تصدیق قرضخواہ کے حق باطل ہونے مین نہ کیجاویگی۔ اور اگر اُسکو اپنے قرضہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور قرضہ کسی اجنبی پر ہی پس وارث نے کہا کہ مین نے وصول کرکے مریض کو دیدیا تو اُسکی تصدیق کیجاویگی اور قرضدار بری ہوگیا۔ اور اگر اپنی متاع فروخت کرنے کے واسطے وارث کو وکیل کیا اور مریض پر کچھ قرض نہین ہی پھر وہ متاع موافق اُسکی قیمت کے گواہون کے سامنے فروخت کی پھر مریض کی زندگی مین یا اُسکے مرنے کے بعد کہا کہ مین نے دام وصول کرکے مریض کو دیدیے یا ضائع ہوگئے تو اُسکی تصدیق کیجاویگی اور اگر کہا کہ مین نے متاع فروخت کی اور ثمن وصول کیا اور وہ ضائع ہوگیا پس اگر متاع تلف ہوگئی ہو اور خریدار معلوم نہو تو اُسکی تصدیق کیجاویگی خواہ مریض زندہ ہو یا مرگیا ہو۔ اور اگر متاع قائم ہو اور خریدار معلوم ہو اور وہ اُسکا مقر ہو اور مریض پر قرضہ نہین ہی تو بھی وارث کی تصدیق کیجاویگی بشرطیکہ مریض زندہ ہو اور اگر مریض پر قرضہ ہو تو وارث کی تصدیق نہ کیجاویگی۔ اگرچہ مریض اس امر مین اُسکی تصدیق کرے اور اگر مریض مرگیا ہو اُسوقت وارث نے یہ اقرار کیا تو اقرار صحیح نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ زید کے عمرو پر ہزار درم قرضہ ہین اور ایک وارث اُسکا کفیل ہی یا قرضہ وارث پر ہی اور کوئی اجنبی اُسکا کفیل ہی خواہ بحکم وارث کفیل ہی یا بدون اُسکے حکم کے کفیل ہی پھر زید بیمار ہوا اور کسی ایک سے دونون مین سے وصول پانے کا اقرار کیا تو باطل ہی اور اگر اجنبی کو بدون وصول پانے کے بری کردیا پس اگر اجنبی اصیل ہو تو صحیح نہین ہی اور اگر کفیل ہو تو تہائی مال سے بری کرنا صحیح ہی پس اگر میت کا اسقدر مال ہو کہ جسکی تہائی یہ قرض ہوتا ہی تو صحیح ہی اور کفیل سے کچھ مواخذہ نہین ہوسکتا ہی اور قرضہ وارث پر بحالہ باقی رہیگا اور اگر میت کا سواے اس قرضہ کے کچھ مال نہو تو اُسکے تہائی سے بری کرنا صحیح ہی اور باقی دو تہائی کے واسطے وارثون کو اختیار ہی چاہین اصیل سے اور چاہین کفیل سے لین اور ایک تہائی جس سے کفیل کو بری کیا ہی وہ فقط اصیل سے لے سکتے ہین۔ اور اگر وارث کو بری کیا تو کسی حال مین صحیح نہین ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے کسی اجنبی سے جسنے وارث کی طرف سے باحسان ادا کیا ہی وصول پایا یا اُسکی طرف سے کسی اجنبی نے حوالہ قبول کرلیا یا اُسکو کسی شخص نے اپنا غلام فروخت کرنے کا وکیل کیا اُسنے اس موکل کے بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا پھر موکل بیمار ہوا پس اُسنے اقرار کیا کہ مین نے اپنے بیٹے سے ثمن وصول پایا یا وکیل نے وصول کرکے موکل کو دینے کا اقرار کیا تو تصدیق نہ کیجاویگی پس اگر وکیل ہی مریض ہو اور موکل صحیح ہو تو اُسکی تصدیق کیجاویگی اور اگر موکل نے انکار کیا پس اگر مشتری دونون کا وارث ہو اور وہ دونون مریض ہون تو وکیل کی تصدیق نہ کیجاویگی اور اگر فقط وکیل کا وارث ہو اور موکل کا نہو اور وکیل نے اقرار کیا کہ مین نے وصول کرکے موکل کو دام دیدیے ہین یا میرے پاس تلف ہوگئے تو تصدیق کیجاویگی اور اگر فقط وصول کرنے کا اقرار کیا تو تصدیق نہوگی۔ اور اگر کفیل نے مریض کو دوسرے پر قرضہ کا حوالہ کیا اور مریض اور محتال علیہ نے قبول کرلیا پھر مریض مرگیا پس اگر حوالہ مطلقہ ہی تو جائز نہین ہی اور اگر حوالہ بشرط براءت الکفیل دون الاصیل ہو پس اگر کفیل ہی وارث ہی تو بھی صحیح نہین ہی اور اگر اجنبی کفیل ہی تو تہائی مال سے صحیح ہی پس وارثون

کو اختیار ہوگا کہ چاہین حوالہ کو جائز رکھین یا توڑ دین اور اگر جائز رکھا تو اختیار ہی چاہین قرضہ محتال علیہ سے وصول کرین یا کفیل وارث سے لیوین اور اگر جائز نہ رکھا پس اگر میت کا اسقدر مال ہی کہ یہ دین اُسکی تہائی ہوتا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر میت کا سوائے ہزار درم قرضہ کے اور کچھ مال نہو تو تہائی مال سے صحیح ہی اور وارثون کو اختیار ہی چاہین محتال علیہ سے تہائی اور کفیل سے دو تہائی وصول کرین یا سب قرضہ وارث سے وصول کرلین - اور اگر مریض نے قرضہ وصول پانے کا اقرار نہ کیا اور نہ کفیل کو بری کیا اور نہ حوالہ قبول کیا ولیکن ہزار درم یا سو دینار یا ایک باندی مقبوضہ کا کفیل کی ودیعت ہونے یا اُس سے غصب کرنے کا اقرار کیا اور وقت موت تک بعینہ یہ چیزین قائم ہین اور معلوم نہین ہوتا ہی کہ اُسنے باندی کو کیا کیا ہی تو اقرار باطل ہی پس اگر باندی معین معلوم نہوئی یہانتک کہ وہ مریض اسی تجہیل کے ساتھ مرگیا تو اُسپر ضمان واجب ہوگی پس قرضہ کا قصاص ہو جائیگا اور اگر وہ بچہ قائم ہو تو کفیل اُسکو لے لیگا اور فروخت کرکے اُسکو قرضہ مین ادا کریگا بدون اسکے کہ اپنے کسی خاص مال کے فروخت کرنے کی حاجت ہو اسی طرح اگر ان سب کا اصیل کے واسطے اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی - ایک شخص نے اپنے مرض مین اپنے غلام کو مکاتب کردیا اور اسکے سوائے اُسکا کچھ مال نہین ہی پھر بدل کتابت وصول پانے کا اقرار کیا تو تہائی مین جائز ہی اور دو تہائی قیمت کی واسطے مکاتب سعی کریگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر بدل کتابت وصول پانے کا اقرار نہ کیا ولیکن اپنے مقبوضہ ہزار درم یا سو دینار یا باندی کی نسبت اقرار کیا کہ یہ اسی میرے مکاتب کی ودیعت ہی اُسنے مجھے بعد کتابت کے ودیعت رکھنے کو دی ہی پھر مرگیا تو یہ اقرار بقدر تہائی کے جائز ہی یہ محیط مین ہی - زید نے اپنے باپ عمرو کو ہزار درم عمرو کے مرض الموت یا صحت مین ودیعت رکھنے کو بمعائنہ گواہان دیے ہین پھر جب وہ مرنے لگا تو اُسنے اقرار کیا کہ مین نے وہ ودیعت تلف کردی پس یا تو ودیعت کے تلف کرنے کا اقرار کیا اور اسی پر جا رہا یہانتک کہ مرگیا تو یہ ودیعت اُسکے مال مین زید کا قرضہ ہوگئی اور یہ مریض کا اپنے وارث کے واسطے اقرار کرنا نہین ہی اور یا ودیعت سے انکار کیا یا اقرار کیا کہ مین نے تلف کردی پھر کہا کہ میرے پاس سے ضائع ہوگئی یا مین نے زید کو واپس کردی تو اس صورت مین اُسکے قول پر التفات نہ کیا جائیگا اور اُسپر ضمان واجب ہوگی اگرچہ قسم کھالے اور یا اقرار کیا کہ میرے پاس سے ضائع ہوگئی یا مین نے واپس کردی پھر جب اُس سے قسم لی گئی تو تلف کردینے کا اقرار کیا یا قسم سے نکول کیا تو اس صورت مین اُس سے ضمان باطل ہو جائیگی اور اُسکے ترکہ مین سے لیجاویگی ہکذا فی التقریر شرح الجامع الکبیر للحصیری - امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک شخص کے تین بیٹے ہین اور اُسکے قبضہ مین ایک دار ہی پھر جب وہ مرنے لگا تو کہا کہ مین نے یہ دار اپنے اس بیٹے اور اس اجنبی سے ہزار درم مین خریدا ہی اور دونون سے قبضہ کرلیا ہی اور دونون کو کچھ ثمن نہین دیا ہی اور دونون نے اُسکے اقرار شرکت کی تصدیق کی پھر مرگیا اور اُس دار کا ایک شفیع ہی اور دوسرے دونون بیٹے اس سب سے منکر ہین تو یہ اقرار باطل ہی اور جب اقرار باطل ہوا تو وہ دار تینون بیٹون کو برابر تقسیم ہوگا پھر اگر شفیع آیا تو تہائی حصہ مقر لہ کا جو اُسکو ملا ہی تہائی ثمن مین لے لیگا اور تہائی ثمن اس بیٹے مقر لہ اور اجنبی کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور اگر بیٹے مقر لہ کو کچھ مال اور بھی ملا ہوگا تو وہ بھی اس ثمن مین ملا کر تقسیم کیا جاویگا یہانتک کہ اُسکو اور اجنبی کو ہر ایک کو پانچ سو درم ملجاوین - اور اگر اجنبی نے شرکت مین اُسکی تکذیب کی مثلاً یون کہا کہ مین نے نصف دار اسکے ہاتھ پانسو درم کو بیچا ہی اور باقی آدھا مین نہین جانتا ہون کہ کسکا ہی اور میرے اور اس بیٹے کے درمیان کچھ شرکت نہ تھی اور بیٹے نے اپنے باپ کی اقرار شرکت مین تصدیق کی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ صورت اور پہلا اقرار یکسان ہی اور شفیع تہائی دار تہائی ثمن مین لے لیگا اور تہائی ثمن اُس بیٹے اور اجنبی کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور امام محمد رح

کے نزدیک شفیع دو تہائی دار کی لے سکتا ہو اور اگر بیٹے نے اپنے باپ کے اقرار کی تکذیب کی اور اجنبی نے تصدیق کی تو بھی شیخین رح کے نزدیک اقرار مریض باطل ہو مگر شفیع بیٹے مقرلہ سے چھٹا حصہ دار کا چھٹے حصہ ثمن مین سے لیگا - اور امام محمد رح کے نزدیک اجنبی کے حق مین اقرار صحیح ہو لہس یون حکم کیا جائیگا کہ اجنبی نے نصف دار مریض کے ہاتھ بیچا پس شفیع نصف ثمن مین لے لیگا - اور باقی آدھا تینون بیٹون کو برابر تقسیم ہوگا ہر ایک کو کُل کا چھٹا حصہ ملیگا اور شفیع اس صورت مین بیٹے مقرلہ سے کچھ نہین لے سکتا ہو یہ محیط مین ہو - ایک مریض نے اپنی جورو کے واسطے جسکو اُسنے اُسکی درخواست سے طلاق دی ہو سو درم کا سولے مہر کے اقرار کیا اور وہ عورت اپنا مہر سب لے چکی ہو پھر اُسکی عدت گذرنے کے بعد مرگیا اور ایک بھائی اور جورو کی سوت اور چالیس درم چھوڑے تو سب درم مطلقہ عورت کو ملینگے اور اگر اُسکی عدت گذرنے سے پہلے مرگیا تو چالیس کا آٹھوان حصہ یعنے پانچ درم پاویگی یہ کافی مین ہو - اور اگر شوہر نے بجاے چالیس درمون کے ایک کپڑا قیمتی چالیس درم کا چھوڑا اور کوئی اور مال نچھوڑا پس اگر عدت گذرنے سے پہلے مرگیا تو غیر مطلقہ کو اس کپڑے کا آٹھوان حصہ ملیگا اور مطلقہ کو بعینہ یہ کپڑا لینے کا استحقاق نہین ہو بس کپڑے کا آٹھوان حصہ پانچ درم کو فروخت کرکے عورت کو دیے جائینگے ولیکن اگر راضی ہوجاے کہ مین آٹھوان حصہ کپڑے کا اپنے حق مین لونگی تو لے سکتی ہو اور اگر اُسکی عدت گذرنے کے بعد شوہر مرگیا تو کپڑا فروخت کردیا جائیگا اور تمام ثمن اُسی کو دیا جائیگا یہ محیط مین ہو - ایک شخص کی موت قریب آئی اور اُسکا ایک بھائی مان و باپ کی طرف سے ہو اور ایک جورو ہو اُسنے تین طلاق کی درخواست کی اُسنے دیدین پھر عورت کے واسطے سو درم کا اقرار کیا اور وہ اپنا مہر پورا لے چکی ہو اور ایک شخص کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی پھر مرگیا اور ساٹھ درم چھوڑے پس اگر بعد انقضاء عدت کے مرا ہو تو عورت اپنے قرضہ مین پورے ساٹھ درم لے لیگی اور اگر انقضاء عدت سے پہلے مرا تو موصی لہ کو بیس درم نکال دیے جائینگے اگرچہ دین وصیت سے مقدم ہوتا ہو پھر عورت کو باقی کی چوتھائی یعنے دس درم ملینگے اور باقی تیس درم بھائی کے ہونگے اور اگر بجاے ساٹھ درم کے ایک ساٹھ درم کا قیمتی کپڑا چھوڑا اور عورت کی عدت گذرنے سے پہلے مرگیا تو موصی لہ کو تہائی کپڑا اور باقی عورت کے واسطے فروخت کرکے چوتھائی دیا جائیگا ولیکن اگر اپنے حق مین چوتھائی مابقی لینے پر راضی ہو تو لے سکتی ہو اور باقی بھائی کو ملیگا - اور اگر اُسکی عدت گذرنے کے بعد مرا تو مطلقہ کے حق کے واسطے کپڑا فروخت کردیا جائیگا لیکن اگر اپنے حق مین کپڑا لینا پسند کرے تو لے لے اور موصی لہ کو کچھ نہ ملیگا اور اگر باوجود اسکے اجنبی کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے پس اگر عورت کی عدت گذرنے کے بعد مرا تو عورت اس اجنبی کے ساتھ ترکہ میت مین حصہ دار ہوکر دونون اپنا اپنا دین پورا کرلینگے پھر اگر کچھ بچ رہا تو اُسکی تہائی موصی لہ کو ملیگی اور باقی بھائی کا ہوگا اور اگر اُسکی عدت گذرنے سے پہلے مرگیا تو پہلے اجنبی کا دین ادا کیا جائیگا پھر اگر بچ رہا تو اُسکی تہائی موصی لہ کو پھر باقی کی چوتھائی اور عورت مطلقہ کے واسطے جسقدر اقرار کیا ہو دونون مین سے جو کم ہو وہ عورت کو دیا جائیگا اور باقی بھائی کو ملیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہو اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا پھر اُسنے اپنے مرض مین مولے کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اور اجنبی کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور اُسکے ہاتھ مین ہزار درم تھے اُسنے بعوض مال کتابت کے ادا کردیے پھر مرگیا اور کچھ مال اُسکے پاس نہین ہو تو وہ آزاد مرا اور ان ہزار مین سے دو تہائی مولے کو اور ایک تہائی اجنبی کو دیے جاوینگے اور اگر یہ ہزار درم مولے کو قرضہ مین دیے یا نہ دیے انکو چھوڑ کر مرگیا تو اجنبی کو ملینگے کیونکہ مکاتب جبکہ مرجاوے اور کوئی مال ادا ے کتابت کے لائق نچھوڑے تو بسبب عجز کے کتابت فسخ ہوجاتی ہو پس غلام رہگیا اور

و دو چوتھائی اور عورت ۱۲
یعنی باقی کی چوتھائی بھی
جاوے اور حصہ عورت کے لیے
اقرار کیا وہ دیکھا جاوے
جو دونون مین سے کم ہو
وہ عورت کو ملیگا ۱۲

موسے کا اپنے غلام پر کچھ قرضہ نہین ہوتا ہی پس حق موسے باطل ہوا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر مکاتب نے کوئی بیٹا چھوڑا جو حال مکاتبت مین پیدا ہوا ہی تو یہ ہزار درم اجنبی لے لیگا اور موسے اپنے قرضہ اور مال کتابت کے واسطے اُسکے بیٹے کا دامنگیر ہوگا اور اگر مکاتب نے یہ ہزار درم اپنے موسے کو اُسکے قرضہ مقر بہ مین قبل موت کے ادا کر دیے پھر مرا اور ایک بیٹا چھوڑا جو حالت کتابت مین پیدا ہوا ہو تو بھی اجنبی یہ ہزار درم موسے سے لیگا اور موسے اپنے قرضہ اور مال کتابت کے واسطے اُسکے بیٹے کا دامنگیر ہوگا اور جب موسے کو اُسکے بیٹے نے قرضہ اور مال کتابت ادا کر دیا تو جو حکم اجنبی کے واسطے ہو چکا ہی وہ نہ ٹوٹیگا اگرچہ دونون قرضہ اُسوقت قوت مین برابر ہو گئے ہین یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا اور وہ غلام اُسوقت صحیح تھا اور زید اجنبی نے اُسکو ہزار درم اُسکی صحت مین قرض دیے پھر مکاتب بیمار ہوا پس موسے نے اُسکو گواہون کے سامنے ہزار درم قرض دیے وہ اُسکے پاس سے چوری گئے اور اُسکے پاس ہزار درم تھے اُسنے موسے کا قرض ادا کر دیا پھر مرگیا تو موسے ان درمون کا حقدار زیادہ ہو وہی لیگا اگرچہ مکاتب نے کچھ اور مال چھوڑا ہو یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہی ایک مکاتب کا اپنے موسے پر حالت صحت کا قرض تھا اُسنے اپنے مرض مین اقرار کیا کہ جو کچھ میرا موسے پر تھا مین نے وصول پایا ہی اور اُسپر حالت صحت کے قرضے ہین اُسنے مرض مین اُنکا اقرار کیا پھر مرگیا اور کچھ مال چھوڑا تو اُسکے اس اقرار کی تصدیق نہ کیجاویگی جو موسے کے واسطے کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ مکاتب مریض نے اجنبی کے لیے ہزار درم کا اقرار کیا پھر مرگیا اور ہزار درم چھوڑے اور مال کتابت اُسپر ہی تو اجنبی مال کتابت سے مقدم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر اپنے مرض مین موسے کے واسطے ہزار قرض کا اور ایسا ہی اجنبی کے واسطے اقرار کیا یا پہلے اجنبی کے واسطے پھر موسے کے واسطے اقرار کیا پھر مرا اور دو ہزار درم چھوڑے تو پہلے اجنبی کو دیا جائیگا پھر باقی ہزار درم موسے مال کتابت مین لیگا اور مکاتب آزاد ہو گیا اور جو اُسکے حیات کا آخر جزو تھا اُسمین آزاد ہونے کا حکم دیا جائیگا اور جو ہزار درم موسے کے واسطے بطریق قرض کے اقرار کیے ہین وہ باطل ہو گئے اور اگر دو ہزار سے کچھ زیادہ چھوڑے تو باقی موسے اپنے قرضہ مین لیگا بشرطیکہ موسے اُسکا وارث نہو مثلاً مکاتب کا کوئی عصبہ موجود ہو اور اگر موسے اُسکا وارث ہو تو اُسکے حق مین اقرار باطل ہی اور زیادتی موسے اور قرضخواہ کے درمیان تقسیم ہوگی اگر کوئی قرضخواہ ہو اور اگر نہو تو موسے کو عصبہ ہونے کی وجہ سے ملینگے یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہی اور اگر مکاتب کے پاس جبکہ وہ بیمار ہوا ہی سو دینار ہون اور اُسنے اقرار کیا کہ یہ میرے پاس میرے موسے کی ودیعت ہو پھر کسی اجنبی کے واسطے ہزار درم قرض کا اپنے اوپر اقرار کیا پھر مرگیا پھر ہزار درم اور وہ سو دینار جسکا اپنے موسے کے واسطے اقرار کیا ہی ترکہ چھوڑا تو پہلے اجنبی کا ترکہ ادا کرنا شروع کیا جائیگا پس ہزار درم اُسکو دیدیے جائینگے پھر دینار فروخت کرکے اولاً بدل کتابت ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ بچا تو یہ مال اقرار کی وجہ سے موسے کو دیا جائیگا ولیکن اگر موسے اُسکے وارثون مین سے ہو یعنے سواے موسے کے اُسکا کوئی وارث بھی ہو تو اس صورت مین بچا ہوا مال میراث کے طور پر دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا اور موسے نے اُسکی صحت مین اُسکو ہزار درم قرض دیے پھر مکاتب مرگیا اور ہزار درم و آزادہ عورت سے آزاد اولاد چھوڑی تو موسے کے نام ہزار درم کتابت کی ڈگری ہوگی اور غلام کی آزادی کی ڈگری کیجاویگی اور اُسکی اولاد کی ولاء اُسکی ولاء کے ساتھ ملائی جاویگی۔ پھر اگر موسے نے کہا کہ مین یہ ہزار درم قرض مین رکھتا ہون یا قرض و بدل کتابت مین رکھتا ہون تو اُسکی بات پر التفات نہ کیا جائیگا اور اگر مکاتب نے ہزار درم سے زیادہ چھوڑے تو موسے ہزار درم کتابت مین لیگا اور باقی کو اس قرض مین سے لیگا جسکا اُسنے اقرار کیا ہی پھر اگر قرض دیکر بھی کچھ بچا تو وہ اُسکی آزاد اولاد مین تقسیم ہوگا

یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری قاضی مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا اور اُسکے دو بیٹے آزاد ہین اُسنے ایک کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور ہزار درم کا مولے کے واسطے اقرار کیا اور دو ہزار درم چھوڑ کر مر گیا تو دونون ہزار مولے لیگا اور اگر دو ہزار سے کم چھوڑے تو پہلے بیٹے کے قرضہ دینے سے شروع کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مریض نے اپنے ایسے مرض مین جسمین وہ مر گیا معین ہزار درم کا اقرار کیا کہ یہ میرے پاس لقطہ ہین پھر مر گیا اور کچھ مال اُسکے پاس سواے اسکے نہین نکلا پس اگر وارثون نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو یہ مال میراث نہوگا کہ باہم تقسیم کر لین بلکہ اُسکا صدقہ کر دینگے اور اگر وارثون نے اُسکی تکذیب کی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک تہائی مین اقرار صحیح ہے وہ صدقہ کر دیا جائیگا اور دو تہائی مین صحیح نہین ہے پس ہزار کی دو تہائی وارثون کو میراث تقسیم ہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک اقرار مریض صحیح نہین ہے پس کل میراث مین تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہے۔

اگر ایک شخص مرا اور اُسکے تین بیٹے ہین اور اُسکے ایک پر ہزار درم قرض ہین پس مریض نے حالت مرض مین اُسکے وصول پانے کا اقرار کیا اور بیٹے قرضدار نے تصدیق کی اور اُسکے ایک بھائی نے تصدیق کی اور تیسرے نے انکار کیا تو قرضدار دو تہائی سے بری ہو گیا ایک تہائی اپنا حصہ اور تہائی مصدق کا حصہ اور باقی ایک تہائی منکر کو دینا پڑیگی۔ اور اگر میت نے دوسرے ہزار درم بھی چھوڑے ہون اور باہم تین حصہ کر کے انھون نے تقسیم کیے تو اسمین سے ایک تہائی منکر کو ملیگی اور باقی دو تہائی جو مصدق و قرضدار کے باقی ہین اسمین سے قرضدار بیٹا ایک تہائی اپنے قرض ادا کی بابت جسکا منکر نے انکار کیا ہے لیگا اور باقی ایک تہائی مصدق اور قرضدار کے درمیان برابر تقسیم ہوگی۔ اور اگر مریض نے اپنے مرض مین اقرار کیا کہ مین نے اپنا غلام مثل قیمت پر اپنے فلان بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا درحالیکہ مین صحیح تھا اور اُسکا ثمن وصول کر کے اپنی حاجت ذاتی مین صرف کیا اور غلام اُسکے سپرد کر دیا پھر اُسنے مجھے ودیعت رکھنے کو دیا ہے پھر مر گیا اور مقر لہ بیٹے نے اُسکی تصدیق کی اور اُسکے ایک بھائی نے تصدیق کی اور تیسرے نے تکذیب کی تو تہائی غلام کی بیع باطل ہو گئی یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور دو تہائی کی بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیار ہوگا اگر اُسنے بیع تمام کر دی تو دو تہائی لے لیوے اور ایک تہائی ثمن اپنے اور مصدق کے حصہ مین سے ترکہ مین سے پھیر لے اور اگر فسخ کر دی تو غلام تینون کو تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور مقر لہ اپنا تمام ثمن اپنے اور مصدق کے حصہ مین سے غلام و دوسرے مال سے وصول کر لیگا بشرطیکہ میت کا کچھ اور مال ہو اور صاحبین کے نزدیک بیع نہ ٹوٹیگی و لیکن تہائی ثمن پھیر دیگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر بیع مین محاباۃ واقع ہوئی مثلاً غلام کی قیمت دو ہزار تھی اور مریض نے اقرار کیا کہ مین نے اس لڑکے کے ہاتھ ہزار درم کو اپنی صحت مین بیچا ہے اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو بقیاس قول امام اعظم رح کے یہ صورت اور صورت اولے یکسان ہے و لیکن صاحبین رح کے نزدیک محاباۃ وصیت ہے اور وصیت کسی وارث کے حق مین بدون اجازت باقی وارثون کے جائز نہین ہوتی ہے اور جب اس صورت مین منکر بیٹے کی طرف سے اجازت نپائی گئی تو غلام اُس بیٹے مشتری کو بعوض اُس ثمن کے جسکی باہم تصدیق کی ہے نہ دیا جائیگا پس اُسکو خیار ہوگا چاہے بیع فسخ کر دے یا تمام کرے پس اگر تمام کرنا اختیار کیا تو تکذیب کرنے والے لڑکے کے حصہ مین ثمن کو پوری قیمت تک بڑھا دے اسواسطے کہ اُسکے حق مین وصیت نہین جاری ہوگی بلکہ رد ہوگی پس مشتری دو ہزار کی تہائی منکر کے واسطے ڈانڈ دیگا آدھی اُسمین سے حصہ محاباۃ اور آدھی حصہ ثمن ہوگی پھر مشتری نے جسقدر ڈانڈ دیا ہے اُسکا آدھا یعنی ہزار کی تہائی اپنے اور مصدق کے حصہ مین سے ایک ہزار ترکہ سے واپس لیگا۔ اور اگر عقد فسخ کیا تو غلام تینون بیٹون مین تین حصہ برابر ہو کر تقسیم ہوگا پھر مشتری اپنا تمام ثمن اپنے اور مصدق کے حصہ مین سے پورا کر لیگا پھر اگر مشتری نے یہ بیان کیا کہ مین فقط منکر کے حصہ کی بیع توڑتا ہون تو اُسکو یہ اختیار نہوگا اگر منکر کے حصہ کی بیع توڑ دی

تو تہائی ثمن اپنے حصہ او مصدق کے حصہ مین سے واپس لیگا یہ محیط مین ہی۔

ساتوان باب مورث کے مرنے کے بعد وارث کے اقرار کے بیان مین

ایک شخص مرگیا اور ہزار درم اور ایک بیٹا چھوڑا پس لڑکے نے کلام موصول مین بیان کیا کہ اس زید کے میرے باپ پر ہزار درم اور اس عمرو کے ہزار درم ہین تو ہزار درم ترکہ کے دونون کو برابر تقسیم ہونگے اور اگر زید کے واسطے پہلے اقرار کیا پھر خاموش ہو رہا پھر عمرو کے واسطے اقرار کیا تو زید ہزار درم کا زیادہ حقدار ہی یعنی اسی کو یہ ترکہ ملیگا پھر اگر یہ ہزار درم زید کو بحکم قاضی دیے تو عمرو کے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور اگر بدون حکم قاضی دیدیے تو عمرو کے واسطے پانچ سو درم کا ضامن ہوگا اور اگر کلام موصول مین یون اقرار کیا کہ زید کے میرے باپ پاس یہ ہزار درم ودیعت تھے اور عمرو کے اسپر ہزار درم دین ہین تو زید کو یہ متروکہ درم ملینگے وہ مقدم ہی اور اگر یون کہا کہ عمرو کے میرے باپ پر ہزار درم ہین اور یہ ہزار درم اسی کے پاس زید کی ودیعت ہین تو دونون باہم حصہ بانٹ کر لینگے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر وارث سے زید نے کہا کہ یہ ہزار درم ترکہ کے میرے تیرے باپ کے پاس ودیعت تھے اور عمرو نے کہا میرا تیرے باپ پر ہزار درم دین ہی پس وارث نے کہا کہ تم دونون اس قول مین سچے ہو یعنے اسنے دونون کے واسطے اقرار کیا تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ دونون اقرار صحیح ہین اور ہزار درم دونون مین برابر تقسیم ہونگے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ پورے ہزار درم ودیعت والے کو ملینگے اور عمرو کے واسطے اقرار صحیح نہین ہی کذا فی المحیط اور اگر کہا کہ زید کے میرے باپ پر ہزار درم دین ہین اور بحکم قاضی زید کو ہزار درم دیدیے پھر عمرو کے واسطے دوسرے ہزار درم اپنے باپ پر ہونے کا اقرار کیا تو امام محمد رح کے نزدیک اسکے واسطے کچھ اسمین سے ضامن نہوگا اور اگر پہلے کو ہزار درم بدون حکم قاضی دیدیے تو دوسرے کے واسطے پانچسو درم کا ضامن ہوگا۔ اور اگر کہا کہ زید کے میرے باپ پر ہزار درم ہین نہین بلکہ عمرو کے ہین پھر بحکم قاضی زید کو ہزار درم دیدیے تو دوسرے کے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور اگر بدون حکم قاضی دیدیے تو عمرو کے واسطے اسکے مثل ہزار درم کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک شخص مرگیا اور دو بیٹے اور دو ہزار درم چھوڑے پس ہر ایک نے ایک ہزار درم لے لیے پھر زید نے دونون کے باپ پر ہزار درم کا دعوی کیا اور عمرو نے بھی ہزار درم کا دعوی کیا پھر دونون نے ایک کے واسطے خاص اقرار کر دیا اور فقط ایک نے دوسرے کے واسطے اقرار کیا اور یہ دونون اقرار معًا واقع ہوئے پس جسکے واسطے اقرار پر دونون نے اتفاق کیا ہی وہ ہر ایک سے پانچسو درم لے لیگا اور دوسرا اس شخص سے جسنے اسکے واسطے اقرار کیا ہی مابقی جو کچھ اسکے قبضہ مین ترکہ رہا ہی یعنے پانچسو درم لے لیگا اور اگر دونون نے ان دونون سے کچھ نہ لیا یہانتک کہ جسکے واسطے دونون نے اقرار کیا تھا وہ غائب ہوگیا اور جسکے واسطے ایک نے اقرار کیا وہ حاضر ہوا اور اسکو حاکم کے پاس لایا اور کہا کہ میرے اسکے باپ میت پر ہزار درم ہین اور اسنے اقرار کیا ہی پس وارث نے اسکی تصدیق کی اور قاضی کو یہ بھی خبر دی کہ مین نے دوسرے مدعی کے واسطے بھی اقرار کیا ہی تو قاضی اسپر پورے ہزار کی ڈگری کریگا پھر اگر دوسرا آیا اور اسنے دوسرے بھائی کو قاضی کے سامنے پیش کیا تو اسپر بھی پورے ہزار کی ڈگری کیجاویگی اور کوئی بھائی دوسرے بھائی سے کچھ نہین واپس لے سکتا ہی۔ اسی طرح اگر میراث دینار ہون یا کوئی کیلی یا وزنی چیز ہو اور دین بھی اسی کے مثل ہو تو بھی یہی حکم ہوگا کذا فی الحاوی۔ زید مرگیا اور اسکے دو بیٹے چھوٹا عمرو اور بڑا خالد باقی رہے اور اسنے دو غلام چھوڑے دونون نے ایک ایک تقسیم کر لیا اور وہ دونون غلام ہزار ہزار درم کے تھے پھر دونون نے اقرار کیا کہ ہمارے باپ نے اپنی صحت مین یہ غلام جو عمرو کے پاس ہی آزاد کیا تھا اور خالد نے اپنے مقبوضہ غلام کے نسبت

بھی ایسا ہی اقرار کیا اور دونوں اقرار معًا واقع ہوئے تو غلام دونوں آزاد ہیں اور خالد عمرو کو اپنے غلام کی آدھی قیمت کی ضمان دے اور ایسا ہی حکم ودیعت میں ہے اور اگر دونوں نے ایک کی نسبت شعیب کی ودیعت ہونے کا اور فقط ایک نے دوسرے کی نسبت بکر کی ودیعت ہونے کا اقرار کیا تو یہ صورت اور عتق کی صورت یکسان ہے اور اگر ترکہ دو ہزار درم ہو اور ہر ایک نے ایک ایک ہزار لے لیا پھر ایک نے ایک شخص کے واسطے پانچسو درم قرض کا اقرار کیا کہ میرے باپ پر تھا اور قاضی نے اُسپر پانچسو کی ڈگری کر دی پھر دونوں نے ایک دوسرے شخص کے واسطے ہزار درم قرض کا اپنے باپ پر اقرار کیا تو ہزار کی دونوں پر تین تہائی ہوکر ڈگری ہوگی - اور اگر اول نے ہزار کا اقرار کیا اور بحکم قاضی قرضخواہ کو دیدیے پھر دونوں نے دوسرے کے واسطے ایک ہزار کا اقرار کیا تو جو ہزار درم منکر کے قبضہ میں ہیں اُنکے دینے کا حکم کیا جائیگا اور پہلا مقر کچھ ضامن نہوگا - اور اگر دونوں نے اولًا سو درم دین کا اقرار کیا پھر ایک نے دوسرے قرضخواہ کے واسطے دوسرے سو درم کا اقرار کیا تو پہلے سو درم دونوں پر آدھے آدھے پڑینگے اور اگر متفق علیہ قرضخواہ نے ایک ہی سے سو درم لے لیے تو وہ دوسرے سے اُسکے نصف لے لیگا اور اگر ایک نے پہلے کسی کے واسطے سو درم کا اقرار کیا پھر دونوں نے دوسرے کے واسطے سو درم کا اقرار کیا تو پہلا مقر لہ اپنے مقر سے سو درم اُسکے مقبوضہ ترکہ سے لے لیگا اور جس سو درم پر دونوں نے بالاتفاق اقرار کیا ہے وہ دونوں کے مال سے لیا جائیگا اور انیس حصوں میں تقسیم ہوگا اور اگر قرضخواہ نے ایک ہی سے سو درم لے لیے تو وہ دوسرے بھائی سے بقدر اُسکے حصہ کے لے لیگا - اسی طرح اگر دونوں اقرار معًا واقع ہوئے تو جس نے سو درم کا اقرار کیا ہے وہ اسی کے حصہ میں سے خاصۃً لیے جائینگے اور جسپر دونوں نے اتفاق کیا ہے وہ اُنیس حصہ ہوکر دونوں سے لیا جائیگا یہ مبسوط میں ہے

[illegible]

ایک شخص نے تین بیٹے زید و عمرو و بکر چھوڑے اور تین ہزار درم ترکہ چھوڑا انکو سب نے بانٹ لیا پھر خالد نے اُنکے باپ پر تین ہزار درم کا دعوی کیا اور زید نے سب کے دعوی میں تصدیق کی اور عمرو نے دو ہزار میں تصدیق کی اور بکر نے ایک ہزار میں تصدیق کی تو خالد ایک ہزار تینوں سے تین تہائی کرکے لے لیگا اور زید و عمرو سے ایک ہزار آدھا آدھا کرکے لے لیگا اور پھر زید سے جو کچھ اُسکے پاس باقی ہے وہ لے لیگا یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے اور امام محمد رح کے نزدیک زید سے ہزار درم اور عمرو سے ہزار درم اور بکر سے تہائی ہزار لے لیگا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ تینوں بیٹے اُسکو ایکبارگی مل گئے ہوں اور اگر متفرق ملے ہوں پس اگر بکر سے پہلے ملا تو اُس سے ہزار درم لے لیگا پھر اگر اُسکے بعد عمرو سے ملا تو اُس سے ہزار درم مقبوضہ لے لیگا ایسے ہی اگر زید سے اُسکے بعد ملا تو جو کچھ اُسنے پایا ہے سب اُس سے لے لیگا - اور کتاب میں یہ مذکور نہیں ہے کہ آیا عمرو و بکر مقر لہ سے یعنی خالد سے کچھ واپس لینگے یا نہیں اور مشائخ نے فرمایا کہ واجب ہے کہ بکر اُس سے دو تہائی ہزار درم واپس کرلے باتفاق صاحبین کے - ولیکن عمرو امام محمد رح کے نزدیک کچھ واپس نہ کریگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک چھٹا حصہ ہزار کا واپس لیگا یہ حکم اُسوقت ہے کہ خالد پہلے بکر سے ملا ہو اور اگر پہلے زید سے ملا تو اُس سے ہزار درم لے لیگا پھر عمرو سے ملا تو اُس سے ہزار درم لے لیگا اور پھر بکر سے ملا تو اُسکے مقبوضہ سے تہائی لے لیگا بشرطیکہ بکر اِسکا مقر ہو کہ میرے دونوں بھائیوں نے خالد کے واسطے ہزار سے زیادہ کا اقرار کیا ہے اور اگر اِس زیادتی کے اقرار سے منکر ہو تو خالد اُس سے کچھ نہیں لے سکتا ہے پھر زید بکر سے کچھ نہیں واپس کر سکتا ہے اور ایسا ہی اوسط بھی اور یہ امام محمد رح کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک چھٹا حصہ ہزار زیادتی کو واپس لے سکتا ہے اور بکر قرضخواہ سے چھٹا حصہ ہزار واپس کرلیگا - اور اگر اولًا عمرو سے ملا تو ہزار اُس سے لے لیگا پھر اگر بکر سے اُسکے بعد ملا تو اُسکا وہی حکم ہے جو سابق میں مذکور ہوا یعنی اُس سے لے سکتا ہے بشرطیکہ وہ مقر ہو کہ دونوں بھائیوں نے ہزار سے زیادہ کا اقرار کیا ہے ورنہ نہیں لے سکتا ہے

پھر اگر اول کے بعد زید سے ملا تو اُسکے ہزار درم مقبوضہ لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک شخص مرگیا اور دو بیٹے چھوڑے کہ اُنکے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہے اور زید پر ایک ہزار درم قرض چھوڑ گیا پس زید نے کہا کہ میت نے مجھ سے اپنی زندگی مین پانچسو درم وصول کر لیے تھے اور ایک بیٹے نے اُسکی تصدیق کی اور اُسکا نام خالد ہے اور دوسرے بیٹے نے جو عمرو ہے تصدیق نہ کی تو عمرو کو اختیار ہے کہ زید سے باقی پانچسو درم وصول کر لے اور خالد اس سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر زید نے پورے ہزار درم کا دعوی کیا کہ میت نے مجھ سے وصول کر لیے تھے اور خالد نے تصدیق اور عمرو نے تکذیب کی تو بھی عمرو اُس سے پانچسو درم لے سکتا ہے اور خالد زید سے کچھ نہین لے سکتا ہے ولیکن زید کو اختیار ہے کہ عمرو سے قسم لے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ میرے باپ نے تجھ سے ہزار درم وصول کر لیے تھے پس اگر عمرو نے قسم کھا لی اور پانسو درم زید سے لے لیے اور میت نے سوائے ان ہزار درم دین کے اور ایک ہزار درم چھوڑے ہین اور یہ درم دونون بیٹون نے باہم تقسیم کر لیے تو زید کو اختیار ہے کہ خالد سے جس نے اُسکی تصدیق کی ہے اُسکے ورثہ کے پانچسو درم واپس کرے یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص مرگیا اور ایک بیٹا زید نام اور ہزار درم چھوڑے پس ایک شخص عمرو نے میت پر ہزار درم قرضہ کا دعوی کیا اور زید نے تصدیق کر کے خواہ بحکم قاضی یا بدون حکم قاضی کے ہزار درم اُسکو دیدیے پھر ایک شخص خالد نے میت پر ہزار درم قرضہ کا دعوی کیا اور زید نے اُسکی تکذیب کی مگر پہلے قرضخواہ عمرو نے اُسکی تصدیق کی اور خالد نے عمرو کے قرضہ سے انکار کیا تو اسکے انکار پر التفات نہ کیا جائیگا اور دونون قرضخواہ ہزار درم قرضہ کے باہم برابر تقسیم کر لین اور اسی طرح اگر دوسرے قرضخواہ نے تیسرے قرضخواہ کی تصدیق کی تو تیسرا قرضخواہ دوسرے کے مقبوضہ سے تہائی بانٹ لیگا کذا فی الحاوی

آٹھوان باب مقر اور مقرلہ کے درمیان اختلاف واقع ہونے کے بیان مین

زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھ سے ہزار درم ودیعت کے اور ہزار درم غصب کے لیے تھے پھر ودیعت ضایع ہو گئی اور وہ ہزار درم غصب کے باقی ہین اور مقرلہ نے کہا کہ نہین بلکہ غصب تلف ہو گیا اور ودیعت باقی ہے تو مقرلہ کا قول مقبول ہوگا یہ درم مقر سے لے لیگا اور ایک ہزار درم دوسرے ضمان لے لیگا اور اسی طرح اگر مقرلہ نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے دو ہزار درم غصب کر لیے تھے تو بھی حکم یہی ہوگا۔ اور اگر مقر نے کہا کہ تو نے مجھے ایک ہزار درم ودیعت دیے اور مین نے تجھ سے ایک ہزار درم غصب کر لیے پھر ودیعت تلف ہو گئی اور غصب کے درم باقی رہے اور مقرلہ نے کہا کہ نہین بلکہ غصب کے تلف ہو گئے ہین تو مقر کا قول قبول ہوگا مقرلہ اس سے ہزار درم لے لیگا اور زیادہ کچھ ضمان نہین لے سکتا ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھ سے ہزار درم ودیعت لیے وہ تلف ہو گئے اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے غصب کر لیے تھے تو زید ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے ضمانت کے سبب کا یعنے لینے کا اقرار کیا پھر ایسے امر کا دعوی جس سے ضمان سے بری ہو جاوے یعنے لینے کی اجازت کا دعوی کیا اور عمرو اس سے منکر ہے اسلیے منکر کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور زید پر بسبب اُسکے اقرار کے ضمان لازم ہوگی ولیکن اگر عمرو قسم سے نکول کرے تو ضمانت لازم نہوگی کیونکہ اقرار اجازت کہ جو واقع ضمان ہے لازم آئیگا۔ اور اگر کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم ودیعت دیے تھے اور وہ تلف ہو گئے اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے غصب کر لیے تھے تو زید ضامن نہوگا کیونکہ اُسنے سبب ضمان کا اقرار نہین کیا ہے بلکہ دینے کا اقرار کیا ہے اور یہ مقرلہ یعنی عمرو کا فعل ہے موجب ضمان زید پر نہین ہوگا ولیکن عمرو اُسپر سبب ضمان کا دعوی کرتا ہے یعنے غصب کا پس اس صورت مین منکر یعنے زید کا قول قسم سے معتبر ہوگا ولیکن اگر زید اس صورت مین قسم سے نکول کرے تو اُسپر مال لازم آویگا یہ کافی مین ہے۔ ایک شخص نے دو ٹٹو ایک حیرہ تک دوسرا اس سے آگے قادسیہ تک کرایہ کیے اور دونون کو لاد کر قادسیہ مین لایا

اور وہاں ایک ٹٹو مر گیا پس مالک نے کہا کہ وہ مرا ہی جسکو تو نے حیرہ تک کرایہ کیا تھا اور تجھ پر اسکی ضمان دینی واجب ہی اور مستاجر نے کہا کہ نہین بلکہ وہ مرا ہی جسکو مین نے قادسیہ تک کرایہ کیا تھا تو مالک کا قول قبول ہوگا اور مستاجر سے ضمان لیگا یہ تمرتاشی شرح جامع کبیر مین ہی - اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے ہزار درہم قرض دیے پھر تجھ سے لے لیے تو زید پر واجب ہوگا کہ یہ درم عمرو کو دیدے یہ تبیین مین ہی - اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کو جو ہزار درم قرض دیے تھے وہ اس سے وصول کر کے قبضہ کر لیے اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ مال لیا ہی حالانکہ تیرا مجھپر کچھ نہ تھا تو مجھے واپس کر دے تو زید کو واپس کر دینے پر مجبور کیا جائیگا مگر پہلے عمرو یہ قسم کھا لے کہ زید کا مجھپر کچھ نہ تھا - اسی طرح اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے ہزار درم عمرو سے جو مین نے اسکو ودیعت دیے تھے یا ہبہ مین دیے تھے لے لیے پس عمرو نے کہا کہ یہ میرا مال ہی تو نے مجھ سے لے لیا ہی تو زید پر واپس کرنا واجب ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اگر زید نے کہا کہ مین نے تجھ سے یعنی عمرو سے ہزار درم خالد کی وکالت مین وصول کیے کہ خالد کے تجھپر ہزار درم آتے تھے یا تو نے خالد کو ہزار درم ہبہ کیے تھے اسنے مجھے تجھ سے یہ درم وصول کرنے کا وکیل کیا تھا مین نے اُسکے لیے وصول کر لیے اور یہ درم اُسکو دیدیے تو زید ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر زید نے کہا کہ مین نے اپنے گھر مین اس عمرو کو بسایا تھا پھر اُسمین سے نکال دیا اور اُسنے مجھے میرا گھر دیدیا اور عمرو نے دعوی کیا کہ یہ گھر میرا ہی تو استحسانًا زید کا قول مقبول ہوگا اور عمرو کو گواہ پیش کرنے چاہیے ہین یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ عمرو کا قول قبول ہوگا اور یہ قیاس ہی اور علیٰ ہذا الخلاف اگر زید نے کہا کہ یہ ٹٹو میرا ہی مین نے عمرو کو عاریتًا دیا تھا پھر اُس سے لیکر قبضہ کر لیا یا یہ کپڑا میرا ہی مین نے اسکو عاریت دیا تھا پھر اُس سے لیکر قبضہ کیا تو یہ بھی مثل صورت سابق کے ہی - اسی طرح اگر زید نے کہا کہ عمرو درزی نے میری یہ قمیص نصف درم مین سی ہی اور مین نے اس سے وصول کر لی اور عمرو درزی نے کہا کہ یہ قمیص میری ہی مین نے تجھکو عاریت دی ہی تو یہ بھی مثل صورت سابق کے ہی ایسے ہی اگر کوئی کپڑا رنگریز کو دیا اور یہ اختلاف واقع ہوا تو بھی یہی حکم ہی کذا فی المبسوط اور اگر درزی وغیرہ کے مسئلہ مین یہ نہ کہا کہ مین نے اُس سے وصول کر لی ہی تو بالاتفاق واپس نہ کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر یہ بات معروف ہو کہ یہ گھر یا کپڑا یا ٹٹو اسی زید مقر کا ہی اور اُسنے کہا کہ مین نے عمرو کو عاریت دیا تھا پھر عمرو سے وصول کر لیا تو زید ہی کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اگر زید نے کہا کہ مین نے عمرو کے گھر مین اپنا کپڑا رکھ دیا تھا پھر اسکو لے لیا تو امام اعظم رح کے نزدیک ضامن نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر درزی نے کہا کہ یہ کپڑا زید کا ہی مجھے عمرو نے دیا ہی پھر دونون نے اسکا دعوی کیا تو پہلے مقر لہ یعنے زید کا ہوگا اسی کو دلایا جائیگا ۱۲ اور امام اعظم رح کے نزدیک عمرو کے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھ سے یہ کپڑا عاریتًا لیا ہی اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھ سے بیجا لیا ہی - تو زید کا قول قبول ہوگا اور یہ اُسوقت ہی کہ اُسنے پہنا نہو اور اگر پہن لیا ہی اور تلف ہوگیا تو ضامن ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - بطور بیع کے ۱۲ زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھ سے یہ دراہم ودیعت لیے ہین اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھ سے قرض لیے ہین تو زید کا قول مقبول ہوگا کذا فی خزانۃ المفتین اور اگر زید نے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض دیے ہین اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھ سے غصب کر لیے ہین تو زید اِن درمون کا ضامن ہوگا لیکن اگر وہ درم بعینہ قائم ہون تو عمرو اُنکو لے سکتا ہی کذا فی الحاوی - زید نے عمرو سے کہا کہ یہ ٹٹو جو میرے ہاتھ مین ہی تو نے مجھے عاریت دیا ہی اور عمرو نے کہا کہ مین نے تجھے عاریت نہین دیا ہی بلکہ تو نے مجھ سے غصب کر لیا ہی پس اگر زید نے اُسپر سواری نہین لی تو اُسی کا قول مقبول ہوگا اور ضامن نہوگا اور اگر سواری لی ہی تو اُسی کا قول قبول لیکن وہ ضامن ہوگا - اسی طرح اگر کہا کہ تو نے اسکو عاریتًا میرے سپرد

[illegible]

گیا ہو یا اسکو عاریۃ عطا کیا ہو تو بھی اُسپر ضمان نہین ہے اور امام ابوحنیفہ رحنے فرمایا کہ اگر زید نے کہا کہ مین نے تجھسے عاریۃ لیا ہے اور عمرو نے انکار کیا تو زید ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھسے ہزار درم غصب کیے اور آٹھ مین دس ہزار درم کا نفع اُٹھایا اور عمرو نے کہا کہ مین نے تجھسے اسکا خود حکم کیا تھا تو عمرو کا قول قبول ہوگا اور اگر عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے پورے دس ہزار درم غصب کر لیے ہین تو زید کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ یہ تیرے ہزار درم میرے پاس ودیعت ہین عمرو نے کہا کہ ودیعت نہین ہین میرے تجھپر ہزار درم قرض یا ثمن بیع کے ہین پھر زید نے دین و ودیعت سے انکار کیا اور عمرو نے چاہا کہ مین جس دین کا دعوی کرتا ہون اُسکے ادا مین ودیعت کے ہزار درم لے لون تو یہ اختیار اُسکو نہوگا کیونکہ پہلا اقرار ودیعت بسبب عمرو کے رد کرنے کے باطل ہوگیا اور اگر عمرو نے کہا کہ ودیعت نہین ہین ولیکن مین نے تجھے یہی ہزار درم بعینہ قرض دیے تھے اور زید نے قرض سے انکار کیا تو عمرو بعینہ یہی ہزار درم لے سکتا ہے ولیکن اگر زید اُسکے قرض دینے کی تصدیق کرے تو عمرو کو بعینہ یہی ہزار درم لینے کا اختیار نہین ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اگر زید نے ہزار درم قرض یا غصب کا اقرار کیا اور عمرو نے ثمن ہونے یعنی مطلقاً بدون بیان بیع کے کا دعوی کیا یا ثمن غلام یا باندی ہونے کا دعوی کیا تو زید پر دینا واجب ہے کذا فی الکافی۔ اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم ثمن متاع کے ہین اور عمرو نے کہا کہ میرے اُسپر ہزار درم ثمن متاع کے ہرگز کبھی نہین ہین ولیکن میرے اُسپر ہزار درم قرض کے ہین تو اُسکو ہزار درم ملینگے اور اگر یہ کہا کہ میرے کبھی اُسپر ثمن متاع کے ہزار درم نہین ہین چپ ہو رہا پھر دعوی کیا کہ ہزار درم قرض کے ہین تو تصدیق نہ کیجاویگی یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ایک متاع کے ثمن کے ہین کہ اُسنے میرے ہاتھ فروخت کی تھی ولیکن مین نے اُسپر قبضہ نہین کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی خواہ اُسنے اپنا یہ قول کہ ولیکن مین نے اُسپر قبضہ نہین کیا ملا کر کہا ہو یا جدا کر کے بیان کیا ہو خواہ عمرو اُسکے سبب کے بارہ مین یعنی بیع مین تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور صاحبین رحمہما نے فرمایا اگر ملا کر بیان کیا تو تصدیق کیجاویگی خواہ عمرو نے بیع واقع ہونے مین اُسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور اگر جدا کر کے بیان کیا پس اگر عمرو نے بیع واقع ہونے مین اُسکی تکذیب کی مثلاً یون کہا کہ میرے ہزار درم اُسپر قرض ہین تو زید کے اس قول کے کہ (ولیکن مین نے اُسپر قبضہ نہین کیا ہے) تصدیق نہ کیجاویگی اور دونون امامون کے نزدیک اُسپر مال لازم ہوگا اور اگر عمرو نے اُسکی وقوع بیع مین تصدیق کی مثلاً یون کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ثمن متاع کے ہین جو مین نے تیرے ہاتھ فروخت کی تھی اور تو نے مجھسے وصول کر لی ہے اور زید کہتا ہے کہ مین نے وصول نہین کی اور یہ کلام اُسکا اپنے اقرار سابق سے جدا ہے تو ایسی صورت مین امام ابویوسف رح اولاً فرماتے تھے کہ تصدیق نہ کیجاویگی جیسا کہ عمرو کی تکذیب بیع کی صورت مین تھا پھر امام ابویوسف رحنے رجوع کر کے فرمایا کہ تصدیق کیجاویگی خواہ اُسنے ملا کر بیان کیا ہو یا جدا کر کے کہا ہو اور یہی قول امام محمد رح کا ہے کذا فی الذخیرہ۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھپر اس غلام کے جو زید کے قبضہ مین تھا ہزار درم دام ہین پس اگر عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو زید پر ہزار درم لازم ہونگے اور اگر عمرو نے کہا کہ یہ غلام تو میرا ہے مین نے تیرے ہاتھ اسکے سوائے دوسرا غلام فروخت کیا ہے اور تو نے مجھسے لے لیا ہے تو زید پر کچھ نہین لازم آئیگا اور اگر عمرو نے یون کہا کہ یہ غلام تو تیرا ہی ہے مین نے تیرے ہاتھ اسکے سوائے دوسرا غلام بیچا ہے اور تو نے اُسپر قبضہ کر لیا ہے اور میرے تجھپر ہزار درم اُسکے دام چاہیے ہین تو زید پر ہزار درم لازم آوینگے یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم اس غلام کے دام ہین جو عمرو کے ہاتھ مین ہے پس اگر عمرو نے تصدیق کی تو غلام اُسکو دیکر اپنے دام لے لے اور اگر

عمرو نے کہا کہ یہ غلام تو تیرا ہی ہے میں نے تیرے ہاتھ اسکے سوائے دوسرا فروخت کیا ہے تو زید پر مال لازم آویگا کذا فی المبسوط اور اگر یوں کہا کہ یہ غلام تو میرا ہی ہے میں نے تیرے ہاتھ نہیں فروخت کیا تو زید پر کچھ لازم نہ آویگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ میرا غلام ہے میں نے تیرے ہاتھ نہیں فروخت کیا ہے تیرے ہاتھ میں نے دوسرا فروخت کیا ہے تو اُسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اس کتاب کے آخر میں مذکور ہے کہ امام اعظم رہ فرماتے تھے کہ دونوں میں سے ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجائیگی اور یہی صاحبین کا قول ہے کذا فی المبسوط اور یہی صحیح ہے کذا فی فتاوے قاضی خان اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو مال باطل ہوگیا کذا فی الہدایہ والکافی۔ اور اگر اس صورت میں غلام تیسرے شخص خالد کے قبضہ میں ہو پس اگر عمرو نے زید کی تصدیق کی اور عمرو کو یہ غلام زید کے سپرد کر دینا ممکن ہے تو زید پر مال لازم آئیگا ورنہ نہیں کذا فی الخلاصہ۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے عمرو سے ایک چیز ہزار درم کو مول لی ولیکن اُسپر قبضہ نہیں کیا ہے تو بالاجماع زید کا قول قبول ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اپنا یہ غلام عمرو کے ہاتھ فروخت کیا اور دعوی کیا کہ میں نے دام نہیں پائے تھے داموں کے واسطے اسکو روک لیا تھا تو روکنے کا اُسکو اختیار ہے اور اگر عمرو نے انکار کیا تو زید ہی کا قول قبول ہوگا یہ تبیین میں ہے۔ زید نے کہا کہ عمرو کے ہزار درم شراب یا سور کے دام مجھپر آتے ہیں تو مال اُسکے ذمہ لازم ہوگا اور سبب کے بارہ میں سچا نہ سمجھا جائیگا اگر عمرو نے اُسکے اس سبب سے تکذیب کی ہے خواہ اُسنے یہ سبب اپنے اقرار سے ملا کر بیان کیا ہو یا جدا بیان کیا ہو یہ امام اعظم رہ کا قول ہے اسی طرح اگر سو درم قمار یعنی جوے کے سبب سے ہونے کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی فتاوے قاضیخان اور اگر عمرو نے زید کے تمام قول کی مع سبب کے تصدیق کی تو بالاتفاق کسی کے نزدیک اُسپر کچھ لازم نہ آویگا کذا فی الذخیرہ۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے ہزار درم مجھپر حرام یا سود کے ہیں تو یہ درم اُسپر لازم ہونگے اور اگر کہا کہ عمرو کے ہزار درم مجھپر زور یا باطل کے ہیں پس اگر عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو اُسپر کچھ لازم نہوگا اور اگر تکذیب کی تو مال زید پر لازم ہوگا یہ تبیین میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھپر ہزار درم ثمن متاع کے ہیں یا عمرو سے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض دیے ہیں پھر کہا کہ یہ درم زیوف یا نبہرہ یا ستوقہ یا رصاص ہیں یا کہا مگر یہ درم زیوف ہیں یا کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم زیوف ایک متاع کے دام ہیں اور عمرو نے کہا جیاد دینے ٹھہرے ہیں تو امام اعظم رہ کے نزدیک خواہ کھوٹے ہونا اقرار کے ساتھ ملا کر بیان کرے یا جدا کر کے بیان کرے اُسپر کھرے درم لازم ہونگے اور صاحبین رہ نے فرمایا کہ اگر ملا کر بیان کیا ہے تو تصدیق کیجائیگی اور اگر جدا بیان کیا تو نہ کیجائیگی اور اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم زیوف ہیں اور بیع یا قرض کا کچھ ذکر نہ کیا تو بعض نے کہا کہ اگر زیوف کو ملا کر بیان کیا تو بالاجماع تصدیق کیجائیگی اور بعض نے کہا کہ یہ بھی مختلف فیہ ہے کذا فی الکافی۔ اگر بوجہ غصب یا ودیعت کے مال کا اقرار کیا اور کہا کہ یہ درم نبہرہ یا زیوف تھے تو خواہ نبہرہ یا زیوف ہونے کو ملا کر بیان کرے یا الگ بیان کرے اُسکی تصدیق کیجائیگی اور اگر غصب یا ودیعت میں ستوق یا رصاص ہونا بیان کیا پس اگر ملا کر کہا تو تصدیق کیجائیگی اور اگر الگ بیان کیا تو تصدیق نہ کیجائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کے ہزار درم ثمن متاع کے مجھپر ہیں یا کہا کہ زید نے ہزار درم مجھے قرض دیے ہیں یا کہا کہ ودیعت دیے ہیں یا کہا کہ میں نے ہزار درم غصب کر لیے ہیں پھر کہا کہ مگر یہ درم اسقدر ناقص تھے پس اگر یہ کلام اقرار مذکور سے ملا کر بیان کیا تو تصدیق ہوگی ورنہ نہیں اور اگر جدا بیان کرنا بسبب ضرورت انقطاع کے واقع ہو تو وہ بمنزلہ متصل بیان کرنے کے ہے کذا فی الکافی اور اسی پر فتوی ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ زید نے کہا کہ میں نے عمرو سے ہزار درم قبضہ کر لیے پھر کہا کہ یہ درم زیوف تھے تو اُسکا قول قبول ہوگا اور اگر ستوق بیان کیے تو قبول نہوگا اور اگر زید نے کچھ نہ بیان کیا اور مر گیا پھر اُسکے وارث نے کہا کہ یہ درم زیوف تھے تو اُنکی تصدیق

یعنی مال لازم اور قمار کے سبب میں عمرو کی تصدیق [illegible] ۱۲

یعنی [illegible] امام و صاحبین میں اختلاف نہیں ۱۲

ع قولہ انقطاع [illegible]

ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور مضاربت اور غصب کی صورت مین اگر ستوقہ کہا پھر اُسکے اُوپرون نے [illegible] کہ یہ درہم مضاربت کے سبب سے زیوف تھے تو اُنکی تصدیق نکیجائیگی کذافی المحیط اور یہی حکم ودیعت مین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر [illegible] اور عمرو کی شرکت کے پانچسو درہم وصول کر لینے کا اقرار کیا اور کہا کہ یہ درہم زیوف تھے تو اُسکی تصدیق ہوگی [illegible] بیان کرے یا جدا بیان کرے اور اگر شریک لینا منظور کرے تو اُنمین سے آدھے اسکو ملینگے اور اُسکو یہ بھی اختیار ہے کہ [illegible] درہم وصول کرے اور اگر اقرار سے الگ کرکے رصاص ہونا بیان کیا تو تصدیق نکیجائیگی اور شریک یعنے عمرو [illegible] آدھے درہم کھرے [illegible] اور اگر ملاکر بیان کیا تو تصدیق کیجاویگی اور شریک کو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور [illegible] کے دعوی کرنے کی صورت مین اگر یہ کہا ہو کہ مین نے اپنا حق وصول پایا تو شریک کو اختیار ہوگا کہ اُس [illegible] اپنے حصہ [illegible] کھرے درہم بھر لے یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے ایک کر گیہون مجھپر ثمن بیع یا قرض کے ہین پھر کہا کہ یہ گیہون ردی ہین تو خواہ ملاکر بیان کرے یا الگ کہے اس باب مین اُسی کا قول مقبول ہوگا اسی طرح باقی کیلی اور وزنی چیزون کا بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر ایک کر گیہون غصب کر لینے کا اقرار کیا پھر کہا کہ ردی تھی تو اسی کا قول مقبول ہوگا اسی طرح اگر گیہون [illegible] لایا کہ جو پانی پہونچنے کے باعث سے متعفن ہوگیا تھا اور ملاکر کہا کہ یہی مین نے غصب کیا تھا یا تو نے مجھے ودیعت دیا تھا تو بھی اسی کا قول قبول ہوگا اسی طرح اگر اقرار کیا کہ تو نے مجھے غلام ودیعت دیا پھر ایک عیبدار غلام لایا اور کہا کہ یہی ہے تو بھی اسی کا قول مقبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مجھپر عمرو کے دس پیسے قرض یا ثمن مبیع کے ہین پھر کہا کہ یہ فلوس کاسدہ ہین کہ جنکا رواج جاتا رہا ہو تو اسکی تصدیق نہوگی اسی طرح امام اعظم رح کے نزدیک اگر ملاکر کاسد ہونا بیان کیا تو بھی تصدیق نہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک قرض کی صورت مین اگر ملاکر بیان کیا تو تصدیق ہوگی اور اُسپر وہی پیسے واجب ہونگے جو اُسنے بیان کیے ہین لیکن بیع کی صورت مین اور قول امام ابو یوسف رح کے موافق اُسکی تصدیق نکیجائیگی اور امام محمد رح کے نزدیک اگر ملاکر بیان کرے تو تصدیق کیجائیگی لیکن اُس بیع کی قیمت دینی واجب ہوگی۔ اور اگر یون کہا کہ مین نے دس پیسے غصب کر لیے پھر کہا کہ یہ [illegible] کاسدہ تھے تو تصدیق کیجائیگی اور ودیعت مین بھی یہی حکم ہے یہ حاوی مین ہی۔ اگر بیع سلم کے راس المال وصول پانے کا اقرار کیا پھر دعوی کیا کہ یہ درہم زیوف تھے تو اُسکی یہ صورت ہے کہ اگر اُسنے یون اقرار کیا کہ مین نے کھرے درہم وصول پائے ہین یا اپنا حق وصول پایا یا راس المال بھرپایا یا دراہم بھر پائے ہین یا راس المال وصول پایا ہے تو پھر زیوف ہونے کا دعوی مقبول نہوگا اور اگر صرف درہم وصول پانے کا اقرار کیا ہو تو استحساناً زیوف ہونے کا دعوی قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کا مجھپر میعادی قرضہ ہے اور عمرو نے قرض ہونے مین اُسکی تصدیق کی مگر میعادی ہونے سے انکار کیا تو زید پر فی الحال قرضہ ادا کرنا لازم آویگا لیکن عمرو سے میعادی ہونے کے بابت قسم لیجائیگی یہ کافی مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کی دس مثقال چاندی مجھپر آتی ہے پھر کہا کہ یہ چاندی سیاہ ہے یا کہا کہ عمرو کے ہزار درم مجھپر آتے ہین پھر کہا کہ یہ فلان نوع کے درم ہین یا فلان شہر کے سکے ہین جو وہان رائج ہے پس اگر بسبب غصب کے لازم آنے کا اقرار کیا ہو تو بالاجماع اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی خواہ ملاکر بیان کرے یا جدا بیان کرے اور اگر کہا کہ قرض یا ثمن مبیع کے ہین پس اگر جو درم اُسنے بیان کیے ہین وہ اس شہر کے نقود مین سے ہین جہان بیع یا قرض واقع ہوا ہے تو بھی بالاجماع اُسکے قول کی تصدیق ہوگی خواہ ملاکر بیان کرے یا الگ بیان کرے اور اگر اس شہر کا نقد رائج یہ نہین ہے پس اگر اُسنے اقرار سے جدا بیان کیے تو بالاجماع اُسکی تصدیق نہوگی اور اگر ملاکر بیان کیے تو کتاب مین مذکور ہے کہ تصدیق کیجاویگی اور کچھ اختلاف مذکور نہین ہے اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم جو کتاب مین مذکور ہے صاحبین کے نزدیک ہے

اور امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ جو کتاب مین مذکور ہی یہ بالاجماع سب کا قول ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ تو نے مجھسے دس درم ایک کر گیہون کی بیع سلم مین ٹھہرائے اور کہا کہ مین نے ان درمون پر قبضہ نہین کیا اور عمرو نے کہا کہ نہین تو نے انپر قبضہ کر لیا ہی پس اگر زید نے قبضہ نہ کرنا اپنے اقرار سے ملا کر بیان کیا تو قیاساً اور استحساناً اُسکی تصدیق کیجاویگی اور اگر جدا کر کے بیان کیا تو استحساناً اُسکی تصدیق نہوگی اور مسلم فیہ یعنی ایک کر گیہون اُسکے ذمہ لازم ہونگے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم قرض یا میرے پاس ودیعت مین پھر کہا کہ مین نے انپر قبضہ نہین کیا ہی تو زید ہزار درم کا ضامن ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض دیئے یا مجھے عطا کیے یا سلم مین دیے پھر کہا کہ مین نے انپر قبضہ نہین کیا پس اگر اُسنے ملا کر بیان کیا تو قیاساً و استحساناً اُسکی تصدیق کیجاویگی اور اگر جدا کر کے کہا تو استحساناً تصدیق نہ کیجاویگی۔ اور اگر کہا کہ تو نے مجھے پرکھ دیے یا میری طرف دفع کیے اور کہا کہ کیونکہ دینے مین اسکا لینا لازم نہین ۱۲ مین نے انپر قبضہ نہین کیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکی تصدیق نہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے ملا کر بیان کیا تو تصدیق کیجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تو نے مجھسے ہزار درم قرض کا معاملہ کیا مگر مجھے دیے نہین پس اگر یہ کلام علیحدہ بیان کیا تو تصدیق نہوگی اور زید ہزار درم کا ضامن ہوگا اور اگر ملا کر بیان کیا تو اسی کا قول قبول ہوگا۔ اسی طرح اگر ملا کر یون بیان کیا کہ تو نے مجھے ہزار درم عطا کیے یا بیع سلم مین دیے ہین تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یون کہا کہ تو نے میری طرف ہزار درم دفع کیے یا نقد گن دیے اور مین نے انکو قبول نہین کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ تصدیق نہ کیجاویگی اور وہ ضامن ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسی کا قول مقبول ہوگا اور اُسپر ضمان نہین ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھسے ہزار درم لیکر قبضہ کیا یا مین نے تجھسے ہزار درم لیے ولیکن تو نے مجھے چھوڑا کہ مین انکو لیجاؤن تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی وہ ہزار درم کا ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی۔ زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے سو درم گنتی سے ہین پھر بعد اسکے کہا کہ وزن خمسہ یا ستہ کے ہین اور یہ اقرار اُسنے کوفہ مین کیا ہی تو زید پر سو درم وزن سبعہ کے لازم آوینگے یعنے جو کوفہ مین رائج ہین اور اس سے کم وزن جو اُسنے بیان کیا غلط سمجھا جائیگا تصدیق نہوگی ولیکن اگر ناقص وزن اپنے اقرار سے ملا کر بیان کرے تو اُسی کا قول لیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ پھر اگر اُسنے یہ کلام اقرار سے جدا بیان کیا اور اُس شہر کا رواج درم کا وزن سبعہ ہی یہانتک کہ اُسکا بیان صحیح نہ ٹھہرا اور اُسپر سو درم بوزن سبعہ لازم آئے تو یہ درم باعتبار وزن کے لازم آوینگے نہ باعتبار عدد کے حتے کہ اگر پچاس درم وزن سبعہ سے بوزن سو درم ہون تو اُسکا ذمہ چھوٹ جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر شہر مین باہمی خرید فروخت کسی درم سے معروف ہو اور اُنکے درمیان وزن بھی وزن سبعہ سے ناقص چلتا ہی تو اس باب مین اُسکی تصدیق کیجائیگی اور اگر اُسنے اس وزن متعارف سے بھی کم وزن کا دعوی کیا تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی لیکن اگر اپنے اقرار سے ملا کر بیان کرے تو تصدیق کیجائیگی اور اگر شہر مین نقود مختلفہ رائج ہون پس اگر شہر مین کوئی نقد سب سے زیادہ چلتا ہو تو مطلق اقرار کی صورت مین وہی نقد قرار دیا جائیگا اور اگر کوئی نقد کسی سے زیادہ نہ چلتا ہو تو مطلق اقرار کی صورت مین جو سب سے کم ہی وہ نقد قرار دیا جائیگا اور اگر کوفہ مین کہا کہ زید کے مجھپر سو درم سپید چاندی کے گنتی سے ہین پھر کہا کہ اسمین ایک دانگ کا نقصان ہی تو تصدیق نہ کیجائیگی اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو درم اسبہدیہ گنتی سے ہین پھر کہا کہ مین نے تو یہ چھوٹے درم مراد لیے تھے تو اُسپر سو درم وزن سبعہ کے اسبہدیہ لازم آوینگے کذا فی المبسوط۔

نوان باب کسی شی کے کسی جگہ سے لینے کے اقرار کے بیان مین۔ اگر زید نے اپنے مکان مین سے ایک کپڑے کے لینے

کا اقرار کیا جو اسکے اور عمرو کے درمیان شریک ہی اور عمرو نے آدھے کپڑے کا دعوی کیا اور زید نے انکار کیا تو زید ہی کا قول قبول ہوگا اور اگر مکان کو کرایہ پر یا عاریت لیا ہو تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کے بیت مین سے سو درم لیے ہین پھر کہا کہ یہ درم میرے یا خالد کے تھے تو عمرو کے نام ڈگری ان سو درم کی ہوگی اور زید اسی قدر مثل سو درم خالد کو ڈانڈ بھریگا اگر اسکے واسطے اقرار کیا ہو۔ اسی طرح اگر کہا کہ مین نے عمرو کے صندوق یا کیسہ مین سے ہزار درم لیے یا اسکے گٹھری مین سے کپڑا لیا یا اسکے کھیتون مین سے ایک کر گیہون لے لیے یا عمرو کے نخل سے ایک کر چھوہارے لیے یا عمرو کی کھیتی سے ایک کر گیہون لے لیے یہ سب بمنزلہ عمرو کے ہاتھ سے لے لینے کے اقرار کے شمار ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر یون اقرار کیا کہ مین نے عمرو کی زمین سے زطی کپڑون کے ایک گٹھری پائی اور مین اس زمین سے ہوکر تھا وہان اترا تھا اور میرے ساتھ زطی کپڑون کی بہت گٹھریان لدی ہوئی تھین تو عمرو کے نام اس گٹھری کی ڈگری کر دیجائیگی لیکن اگر اقرار کرنے والا اس امر کے گواہ قائم کرے کہ مین اس زمین سے ہوکر گذرا تھا یا اس زمین سے ہوکر عام رستہ ہو تو یہ ڈگری نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کے ٹٹو پر سے زین یا لگام یا باگ ڈور لے لی اور عمرو اسکا خود دعوی کرتا ہی کہ میری ہی تو اُسکی ڈگری کیجاویگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ مین نے عمرو کے ٹٹو پر جو گیہون تھے یا جو اسکے جوال مین تھے لے لیے تو عمرو کے نام بشرط دعوی ڈگری کر دیجائیگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ مین نے عمرو کے جبہ کا استر یا اسکے دروازہ کا پردہ لے لیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یون اقرار کیا کہ مین نے حمام مین سے کپڑے لے لیے تو وہ ضامن نہوگا اور مثل حمام کے جامع مسجد اور خان (سرائے) کا اور جس مین لوگ اکثر کر اپنا اسباب رکھتے ہون اور ہر مقام جسمین عامہ لوگون کا اسطرح گذر ہو یہی حکم ہی اور اگر اقرار کیا کہ مین نے عمرو کی گلی یا اُسکے فنا دار سے ایک کپڑا لے لیا تو اُسپر کچھ لازم نہوگا اور اگر یون اقرار کیا کہ مین نے عمرو کے اجیر سے لیا تو وہ کپڑا اجیر کا ہی عمرو کا نہین ہی۔ اور اگر اقرار کیا کہ مین نے عمرو کی بیت مین کپڑا رکھا پھر لے لیا تو امام اعظم رح کے نزدیک ضامن نہوگا اگرچہ عمرو اُسکا دعوی کرے اور صاحبین رح کے نزدیک ضامن ہوگا کذا فی الحاوی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کے دار مین سے ہزار درم لے لیے پھر کہا کہ مین اُسمین رہتا تھا یا وہ میرے پاس کرایہ پر تھا تو تصدیق نہ کیجائیگی اور اگر اپنے پاس کرایہ پر ہونے کے گواہ لاوے تو ضمان دینے سے بری ہو جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کی زمین مین گڈھا کیا اور اُسمین سے ہزار درم نکالے اور عمرو نے اُن درمون کا دعوی کیا اور زید نے کہا کہ میرے ہین تو عمرو کا قول مقبول ہوگا۔ اسی طرح اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ زید اس عمرو کی زمین مین آیا اور گڈھا کر کے اُسمین سے ہزار درم وزن سبعہ کے نکالے ہین اور عمرو نے اُسکا دعوی کیا اور زید نے اس فعل سے انکار کیا یا فعل کا اقرار کیا مگر دعوی کیا کہ یہ درم تو میرے ہین تو عمرو کے نام اُنکی ڈگری ہوگی اسی طرح اگر گواہون نے گواہی دی کہ زید نے عمرو کی دار یا منزل یا حانوت مین سے اسقدر لے لیا یا اُسکے شیشہ مین سے اسقدر تیل یا اسکے کپّے مین سے اسقدر گھی لیا ہی تو زید ضامن ہوگا اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین عمرو کے ٹٹو پر سوار ہوا اُسکو خالد نے لے لیا تو زید ضامن ہوگا تاوقتیکہ اُسکو عمرو کو واپس نہ دے اور اس مسئلہ کی تاویل میرے نزدیک یون ہی کہ زید نے اُسپر سوار ہونے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے دونون باتون کا اقرار کیا تو یہ حکم ہی

کذا فی المحیط

دسوان باب اقرار مین شرط خیار یا استثنا کرنے اور اقرار سے رجوع کرنے کے بیان مین۔

اگر زید نے اقرار

کیا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہیں بشرطیکہ مجھے تین روز یا کم یا زیادہ تک خیار ہے تو مال اسپر لازم ہوگا اور خیار باطل ہے خواہ عمرو اسکی تصدیق کرے بیچ خیار میں یا تکذیب کرے - اور اگر مقر نے مقر لہ کے واسطے خیار کی شرط لگائی تو امام محمدؒ نے یہ صورت کتاب الاصل میں ذکر نہیں فرمائی ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ مقر لہ کے واسطے بھی خیار ثابت نہ ہوگا یہ کذا فی المحیط - مترجم کہتا ہے کہ وجہ یہ ہے کہ اقرار محتمل خیار نہیں ہوتا ہے لہذا اسکی تصدیق یا تکذیب ہی نہیں ہے تو خیار خواہ مقر کے واسطے ہو یا مقر لہ کے واسطے ہو ثابت نہوگا واللہ اعلم بالصواب - زید نے عمرو کے واسطے اپنے ذمہ کچھ مال کا اقرار کیا خواہ قرض کی وجہ سے یا غصب یا ودیعت یا عاریت قائمہ یا مستہلکہ کی وجہ سے اور اسمیں شرط لگائی کہ مجھے تین روز تک خیار ہے تو اقرار جائز ہے اور خیار باطل ہے خواہ عمرو نے خیار کی تصدیق کی یا تکذیب کی ہو اور اگر ثمن بیع کے وجہ سے اپنے ذمہ لازم ہونے کا اقرار کیا اور تین روز کی خیار کی شرط لگائی تو اس صورت مین اگر عمرو خیار مین اسکی تصدیق کرے تو خیار ثابت ہوگا اور اگر تکذیب کرے تو ثابت نہوگا یہ مبسوط میں ہے - اور اگر خیار مقر لہ کی طرف سے ہو تو مقر لہ نے جب مقر کی خیار کی نسبت تصدیق نہ کی تو اسکو خیار ثابت نہوگا اور اگر مقر لہ کے خیار مین تکذیب کرنے کی صورت مین مقر نے خیار ہونے پر گواہ پیش کرنے چاہے تو امام محمدؒ نے اس صورت کو ذکر نہیں فرمایا اور مشائخ نے کہا کہ اسکے گواہوں کی سماعت نہونا واجب ہے یہ محیط میں ہے اور اگر کفالت کی وجہ سے دین کا اقرار کیا اور اسمین خیار کی شرط لگائی خواہ مدت خیار طویل بیان کی خواہ تھوڑی ذکر کی اور مقر لہ نے اسکی تصدیق کی تو موافق اقرار مقر کے رکھا جائیگا اور اسکو آخر مدت تک خیار ثابت ہوگا اور اگر مقر لہ نے اسکی تکذیب کی تو مال اسکے ذمہ لازم ہوگا اور شرط خیار ہونے مین اسکی تصدیق نہ کیجاویگی یہ غایۃ البیان مین ہے - واضح ہو کہ کل سے کل کا استثنا کرنا باطل ہے اور کثیر سے قلیل کا استثنا کرنا بالاتفاق صحیح ہے اور قلیل سے کثیر کا استثنا ظاہر الروایت مین صحیح ہے اور خلاف جنس کا استثنا کرنا قیاساً نہیں جائز ہے - اور یہی امام محمدؒ کا قول ہے اور استحساناً امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ مین عقود معاوضات مین بذمہ واجب ہونے مین اتفاق ہو مثلاً دونون مین سے ہر ایک عقود تجارات مین فی الحال یا میعادی ذمہ واجب ہو جاتا ہو تو استثنا صحیح ہے حتے کہ اگر کسی نے کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہیں الا ایک دینار یا الا ایک کر گیہون یا مگر دس پیسے یعنی ہزار درم ہیں مگر دس پیسے نہیں ہیں یا ایک دینار نہیں ہے یا ایک کر گیہون نہیں ہے تو یہ استثنا جائز ہے اور مستثنیٰ کی قیمت کے برابر مستثنیٰ منہ مین سے کم کیا جائیگا یعنی ہزار درم مین سے مثلاً دس پیسے یا ایک کر گیہون کی قیمت یا ایک دینار کم کیا جائیگا - اور اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ دونون ایسے ہون کہ عقود تجارات مین دونون مین ذمہ واجب ہو جانے مین موافقت نہو مثلاً مستثنیٰ منہ ایسا ہو کہ عقود تجارات مین فی الحال یا میعادی طور سے ذمہ واجب ہوتا ہو اور مستثنیٰ بالکل واجب نہوتا ہو یا میعادی واجب ہوتا ہو فی الحال واجب نہوتا ہو تو استثنا صحیح نہیں ہے حتے کہ اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم ہین مگر ایک کپڑا یا ایک حیوان یا اسکے اشباہ کو استثنا کیا تو استثنا صحیح نہیں ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم ہین اور خالد کے مجھپر سو دینار ہین مگر ایک قیراط تو یہ استثنا آخیر والے سے قرار پائیگا یہ مبسوط مین ہے - منتقی مین ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ

اگر کسی نے کسی معین چیز کا اقرار کیا اور اُسی مین سے اُسی کی قسم سے یا دوسرے قسم سے کچھ استثناء کیا تو استثنا باطل ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر دو مالون کا اقرار کیا اور اُنمین سے کسی چیز کا استثنا کیا اور یہ نہ تبلایا کہ یہ استثنا کس مال مین سے ہی پس اگر مقرلہ دونون مالون کا ایک ہی شخص ہو مثلاً کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم اور سو دینار واجب ہین الا ایک درم تو استحساناً یہ استثنا پہلے مال مین سے قرار دیا جائیگا بشرطیکہ مستثنٰے مال اول کے جنس سے ہو - اور اگر مقرلہ دونون مالون کے دو شخص ہون تو استثناء دوسرے مال سے قرار دیا جائیگا اگرچہ مستثنٰے دوسرے مال کے جنس سے نہو مثلاً کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم اور عمرو کے مجھپر سو دینار مگر ایک درم واجب ہین تو ایک درم سو دینار سے استثنا ہی اور یہ سب امام اعظم رح و امام ابویوسف رح کا قول ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر یون بیان کر دیا کہ زید کے مجھپر ہزار درم اور عمرو کے سو دینار ہین مگر ہزار مین سے ایک درم نہین ہی تو اُسکے بیان کے موافق اول مال سے استثنا کیا جائیگا کذا فی الحاوی اور اگر عربی عبارت مین یون اقرار کیا لفلان علے الف درہم الا مائۃ وخمسون تو ابوسلیمان کی روایت کے مذکور ہی کہ اُسپر ساڑھے نو سو درم واجب ہونگے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہی اصح ہی کذا فی الذخیرہ قال المترجم یعنے اقرار کیا کہ زید کے مجھپر ہزار درم مگر سو نہین اور پچاس ہین پس اس صورت مین ہزار سے سو درم کم کیے اور پچاس شامل کیے تو ساڑھے نو سو درم لازم آئے اور وجہ اصلی یہ ہی کہ خمسون کو اُسنے بالرفع ذکر کیا اور وہ مرفوع پر عطف ہوگا مائۃ منصوب پر عطف نہین ہو سکتا ہی لہذا اُسنے ایک ہزار پچاس مین سے سو درم کا گویا استثنا کیا پس ساڑھے نو سو باقی رہے فافہم - اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم اور سو دینار سوائے سو درم و دس دینار کے ہین تو اُسپر نو سو درم اور نوّے دینار لازم ہونگے یہ محیط مین ہی حسن بن زیاد نے کتاب الاختلاف مین لکھا کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم مگر پانچسو درم اور پانچ سو درم ہین تو امام ابویوسف رح نے فرمایا کہ اُسپر پورے ہزار درم واجب ہونگے اور اگر یون کہے کہ تیرے مجھپر پانچ سو درم اور پانچ سو درم سوائے پانچ سو درم کے ہین تو استثناء جائز ہی اور اُسپر پانچ سو درم واجب ہونگے اور استثنا دونون پانچ سو درم سے قرار دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - نوادر ہشام مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم کھرے خالص سوائے سو درم نبہرہ کے ہین تو امام ابویوسف رح کے قول کے موافق دیکھنا چاہیے کہ سو درم نبہرہ کتنے دینار کے برابر ہین پس اگر چار دینار کے برابر مثلاً ہون تو چار دینار کو دیکھنا چاہیے کہ کتنے کھرے خالص درم کے برابر ہین پس اگر بیس درم خالص کے برابر ہون تو اُسپر اسّی خالص درم واجب ہونگے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ میرے نزدیک اُسپر پورے ہزار درم خالص لازم ہونگے اور اگر کہا کہ مجھپر تیرے ہزار درم غلہ کے سوائے سو درم کھرے کے ہین تو بالاجماع اُسپر نوسو درم غلہ کے لازم آوینگے یہ محیط مین ہی - اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم سوائے سو درم و دس دینار کے سوائے ایک قیراط کے ہین تو اس صورت مین مستثنٰے سو درم و دس دینار سوائے ایک قیراط کے ہین پس یہ قیراط دس دینار سے کم کر کے باقی کو مع سو درم کے ہزار درم سے استثنا کرنا چاہیے یہ محیط سرخسی مین ہی

اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم دو سو دینار سواے ہزار درم کے ہین تو استثنا باطل ہی- اور اگر کہا کہ اُسکے مجھپر ایک کر گیہون اور ایک کر جو مگر ایک کر گیہون و قفیز جو ہین تو ایک قفیز جو کا استثنا کرنا جائز ہی اور ایک کر گیہون کا استثنا کرنا باطل ہی اور اور یہ صاحبین رح کے نزدیک ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر دو کر واجب ہوجائینگے- اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم اور عمرو کے دو سو دینار سواے ہزار درم کے ہین تو مال اخیر سے استثنا جائز ہی یہ حاوی مین لکھا ہی- اگر کہا کہ زید کے مجھپر دس درم ای فلانے سواے ایک درم کے ہین تو یہ امام اعظم رح کے نزدیک دو طرح پر ہی اگر منادی وہی زید ہی تو استثنا صحیح ہی کیونکہ خطاب اُسی کی طرف متوجہ ہی اور اگر زید نہین دوسرا ہی تو استثنا صحیح نہین ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم استغفر اللہ سواے سو درم کے ہین تو استثنا باطل ہی یہ حاوی مین ہی- ایسے ہی مانند استغفار کے اگر درمیان مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کے لا الٰہ الا اللہ یا اللہ اکبر یا سبحان اللہ ذکر کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو درم ہین اسکے مجھپر تم لوگ گواہ رہو مگر دس درم یعنے استثناء کیا تو استثنا باطل ہی- اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم ہین سواے دس درم کے کہ یہ مین نے اُسکو ادا کر دیے ہین تو استثناء صحیح نہین ہی اُسپر پورے ہزار درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ سواے دس درم کے ہین اور یہ درم مین اُسے ادا کر چکا ہون تو اُسپر دس کم ہزار درم لازم آوینگے اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم سواے ایک درم کے ہین یہ ایک درم مین اُسکو ادا کر چکا ہون تو استثناء صحیح ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک درم سواے ایک دانگ کے ساگ کے دام ہین کہ یہ مین اُسے دے چکا ہون تو موافق روایت ابوحفص کے اُسپر ایک دانگ کم ایک درم لازم آئیگا اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر عربی مین کہا لفلان علی درہم غیر دانق غیر کو نصب کے ساتھ ذکر کیا تو اُسپر پانچ دانگ لازم ہونگے- اور اگر کہا غیر دانق یعنے رفع کے ساتھ ذکر کیا تو اُسپر پورا درم لازم آویگا اور اگر کہا کہ لہ علی عشرۃ غیر درہمین اور غیر کو نصب کے ساتھ ذکر کیا تو استثناء صحیح ہوا یعنے زید کے مجھپر دس درم بدون دو درم کے ہین تو آٹھ درم لازم آوینگے اور اگر کہا عشرۃ درہمین غیر کو رفع دیا یعنے زید کے مجھپر دس درم ہین دو درم نہین ہین تو اُسپر دس درم لازم آوینگے یہ ظہیریہ مین ہی- اگر کہا لفلان علی عشرۃ الا درہمین- فلان شخص کے مجھپر دس درم سواے دو درم کے ہین تو اُسپر آٹھ درم لازم ہونگے اور اگر کہا الا درہمان یعنے فلان شخص کے مجھپر دس درم ہین مگر دو درم نہین ہین تو اُسپر پورے دس درم لازم آوینگے یہ خزانۃ المفتین مین ہی- اگر کہا کہ لہ علی مائۃ درہم الا قلیلا تو استثناء صحیح ہی اور قلیل مین کچھ کم پچاس رکھے جائینگے یعنے اُسپر ایک اوپر پچاس درم واجب ہونگے یہ یقینی ہین اسی طرح اگر بجاے قلیلا کے شیئا کہا یعنے زید کے مجھپر سو درم سواے کچھ کے ہین تو بھی اُسپر اکیاون درم لازم ہونگے اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر یون کہا کہ لفلان علی مائۃ درہم الا بعضہا فلان شخص کے مجھپر سو درم سواے بعض اُنکے کے ہین تو یہ بھی بمنزلہ شیئا کہنے کے ہی یہ ظہیریہ مین ہی- اگر کہا کہ جو کچھ اس کیسہ مین دراہم ہین وہ فلان شخص کے ہین مگر ہزار درم کہ وہ میرے ہین پس اگر اُس کیسہ مین ہزار درم سے زیادہ ہون تو زیادتی فلان شخص کو ملیگی خواہ یہ زیادتی قلیل ہو یا کثیر ہو اور ہزار درم خود مقر کے ہین اور اگر اسمین صرف یا اس سے کم ہون تو سب فلان شخص کو ملینگے یہ خزانۃ المفتین مین ہی- منتقی مین ہی کہ اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک دینار بدون سو درم کے ہی تو استثناء باطل ہی اور اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک درم بدون ایک رطل زیت یا ایک مشک پانی کے ہی تو جائز ہی پس ایک رطل زیت یا ایک مشک پانی کی قیمت درم سے کم کر کے باقی درم دیدے یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر کہا کہ زید کے مجھپر دس

رطل زیت بدون ایک رطل گھی کے ہین تو استثناء باطل ہی اسی طرح اگر کہا کہ زید کے مجھپر دس رطل گھی بدون ایک درم کے ہین یا ایک کر گیہون بدون پانچ رطل زیت کے تو بھی باطل ہی یہ محیط مین ہی۔ زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر دس درم سواے پانچ درم زیوف کے ہین تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ زید پر دس درم کھرے واجب ہونگے اور زید عمرو سے پانچ درم زیوف واپس کرے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ امام اعظم رح کے نزدیک زید پر پانچ درم واجب ہونگے اور مستثنی اس صورت مین کھرے پانچ درم قرار پائیگا اسواسطے صرف اسپر پانچ ہی درم واجب ہونگے۔ اور اگر کہا کہ عمرو کے مجھپر دس درم کھرے بدون پانچ درم ستوق کے ہین تو بالاتفاق اسپر دس درم کھرے واجب ہونگے اور ان دس مین سے پانچ درم ستوق کی قیمت کم کردیجائیگی۔ اور اگر کہا کہ مجھپر دس بدون پانچ درم ستوق کے ہین تو مجھپر پانچ درم ستوق واجب ہونگے یعنے جو کچھ بعد استثناء کے باقی بچیگا وہ ستوق مین سے لیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر زید نے کہا لہ علی عشرۃ دراہم الا غیر خمسۃ الا غیر اربعۃ الا غیر ثلثۃ الا غیر اثنین الا غیر واحد۔ یعنے عمرو کے مجھپر دس درم ہین الا غیر پانچ درم کے الا غیر چار درم کے الا غیر تین درم کے الا غیر دو درم کے الا غیر ایک درم کے ہین تو اسپر چار درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ لہ علی عشرۃ دراہم الا غیر اربعۃ الا غیر ثلثۃ الا غیر اثنین الا غیر واحد تو اسپر چھ درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ لہ علے عشرۃ دراہم الا غیر اثنین الا غیر واحد یعنے عمرو کے مجھپر دس دراہم الا غیر دو درم الا غیر ایک درم واجب ہین تو اسپر آٹھ درم واجب ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر استثناء کے بعد استثنا کیا تو پہلا استثناء نفی اور دوسرا اثبات ہوگا مثلاً یون کہا کہ زید کے مجھپر دس درم الا نو درم الا آٹھ درم ہین تو اسپر نو درم واجب ہونگے اسلئے کہ پہلے استثناء سے دس درم سے نو درم نکل گئے تو ایک درم باقی رہگیا پھر جب اسنے دوسرا استثنا کیا تو آٹھ درم ثابت ہو گئے وہ ایک درم کے ساتھ ملکر نو درم ہو گئے۔ اور اگر اقرار کیا کہ زید کے مجھپر دس درم الا تین درم الا ایک درم ہین تو اسپر آٹھ درم لازم آوینگے اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر دس درم الا سات درم الا پانچ درم الا تین درم الا ایک درم ہین تو اسکو یون نکالنا چاہیے کہ آخیر مستثنے یعنے ایک درم کو اسکے متصل یعنے تین درم سے نکالا جاوے تو دو درم باقی رہینگے ان دونون کو اسکے متصل یعنے پانچ درم سے نکالنے سے تین درم باقی رہینگے پھر ان تین درم کو اسکے متصل یعنے سات درم سے نکالنے کے بعد چار درم باقی رہینگے پھر ان چار درم کو انکے متصل یعنے دس درم سے نکالنے کے بعد چھ درم باقی رہینگے پس یہی چھ درم اسکے اقرار سے ثابت ہوے اور اسکے نکالنے کے واسطے ایک دوسری صورت بھی ہی وہ یہ ہی کہ جسقدر درمون کا اسنے اقرار کیا ہی وہ داہنی طرف لکھے جائین اور پہلا استثنا بائین طرف لکھا جاے پھر دوسرا استثنا داہنی طرف لکھا جاے پھر تیسرا استثنا بائین جانب اور چوتھا داہنی جانب علے ہذا القیاس تمام استثناء آخر تک اسی طور سے لکھے جائین پھر داہنی طرف کے اعداد کو جمع کرکے اسمین سے بائین طرف کے اعداد کا مجموعہ گھٹایا جاے جو باقی رہے وہی اسکے ذمہ لازم ہوگا۔ اور بعض مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا کہ اگر استثنا کے بعد استثنا بیان کیا حالانکہ دوسرا استثناء مستغرق ہی تو پہلا استثناء صحیح ہوگا اور دوسرا باطل ہوگا مثلاً یون اقرار کیا کہ مجھپر دس درم الا پانچ درم الا دس درم ہین تو اسپر پانچ درم لازم ہونگے اور اگر پہلا استثناء مستغرق ہو دوسرا مستغرق نہو مثلاً یون کہا کہ مجھپر دس درم الا دس درم الا چار درم ہین تو اس صورت مین تین قول ہین ایک یہ کہ اسپر دس درم واجب ہونگے اور پہلا استثنا بسبب استغراق کے باطل ہوگا اور دوسرا باطل سے مستثنی ہونے کی وجہ سے باطل ہی اور دوسرا قول یہ ہی کہ اسپر چار درم واجب ہونگے اور دونون استثنا

صحیح ہیں اسلئے کہ اول کلام کا اعتبار آخر پر ہوتا ہے اور آخر کلام میں اُس نے چار درم کا اقرار کیا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہی قول اقیس ہے - اور تیسرا قول یہ ہے کہ اُسپر چھ درم واجب ہونگے اسلئے کہ پہلا استثنا باطل ہے اور دوسرا استثنا اول کلام سے متعلق ہوگا پس دس میں سے چار نکالے گئے تو چھ باقی رہینگے اور یہی قول اشبہ ہے - یہ سب اُس صورت میں ہے کہ دونوں استثنا کے درمیان عطف نہو اور اگر عطف ہو مثلاً یون کہا کہ مجھپر دس درم الا پانچ درم والا تین درم ہیں یا مجھپر دس درم الا پانچ و تین ہیں تو دونوں استثنا ملاکر دس سے کم کیے جاینگے پس اُسپر صرف دو درم لازم ہونگے اور اگر دونوں استثنا ایسے ہوں کہ جمع کرنے سے مستغرق ہو جاتے ہوں مثلاً یون کہا کہ مجھپر دس درم بدون سات و تین درم کے ہیں تو بعضوں نے فرمایا کہ اُسپر دس درم واجب ہونگے کیونکہ واو کے سبب سے دونوں استثنا جمع ہو گئے اور جمع ہو کر اُنھوں نے مستثنی منہ کو استغراق کر لیا پس گویا اُسنے کہا کہ مجھپر دس درم بدون دس درم کے ہیں اور اس صورت میں استثنا باطل ہے اسواسطے دس درم کا اقرار صحیح رہا - اور بعضوں نے کہا کہ اُسپر تین درم واجب ہونگے اسواسطے کہ (الا ان الاول صح استثناؤہ) فلان قال لہ علی درہم و درہم و درہم الا درہما و درہما و درہما یلزمہ ثلثۃ فی قول ہذا فی النسخ التی وجدتہا یعنی اگر کہا کہ زید کے مجھپر ایک درم و ایک درم و ایک درم سوائے ایک درم و ایک درم و ایک درم کے ہیں تو اُسپر تین درم لازم ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر تین درم سوائے ایک درم و ایک درم و ایک درم کے ہیں تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر تین درم بدون ایک درم و دو درم کے ہیں تو بھی تین درم لازم آوینگے - اور اگر کہا کہ مجھپر دس درم بدون پانچ یا چھ درم کے ہیں تو اُسپر چار درم لازم ہونگے اور اگر کہا کہ مجھپر ایک درم ایک درم ایک درم ہے تو اُسپر ایک ہی درم واجب ہوگا ایسے ہی اگر بدون واو کے ہزار بار تکرار کرے تو ایک ہی درم لازم آویگا یہ سراج الوہاج میں ہے - اگر کہا کہ لفلان علی غیر درہم فلان شخص کا مجھپر سوای درم کے ہے تو اُسپر دو درم لازم ہونگے گویا اُسنے یون اقرار کیا کہ مجھپر ایک درم ہے اور اسکے متصل دوسرا ہے اور اگر کہا لفلان علی غیر الف درہم فلان شخص کا مجھپر ہزار درم کے ہے تو بھی اُسپر دو ہزار درم لازم آوینگے اور اگر زید نے کہا کہ یہ دار فلان شخص عمرو کا ہے سوائے ایک حصہ کے اس دار میں سے کہ وہ خالد کا ہے پس اگر اپنے کلام سے ملا کر بیان کیا کہ عمرو کے اسمیں سے دس کے نو حصے اور دسوان حصہ خالد کا ہے تو موافق اسکے اقرار کے جائز رکھا جائیگا اور اگر ملا کر بیان نہ کیا تو پھر بعد اسکا بیان اس دار کے حصون کی بابت قبول نہوگا اور تمام دار عمرو کو دیکر کہا جائیگا کہ جسقدر تیرا جی چاہے اسمیں سے اس شریک کے واسطے اقرار کردے اور بیان کردے کہ کسقدر حصہ ہے یہ محیط میں ہے - اور اگر کہا کہ یہ غلام جو میرے قبضہ میں ہے عمرو کا ہے میرے پاس (یعنی خالد ۱۲) ودیعت ہے مگر اسمیں سے آدھا خالد کا ہے تو موافق اُسکے اقرار کے رکھا جائیگا اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ دونوں غلام عمرو کے ہیں مگر یہ غلام کہ یہ بکر کا ہے تو بھی یہی حکم ہے - اور اگر کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے اور یہ دوسرا غلام عمرو کا ہے مگر پہلا غلام میرا ہے تو اُسکا قول قبول نہوگا اور تصدیق نکی جائیگی اور دونوں غلام عمرو کو دلائے جائینگے - اور اگر کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے مگر میرے پاس خالد کی ودیعت ہے تو غلام عمرو کو ملیگا اور خالد کے واسطے یہ شخص اقرار کرنے والا غلام کی قیمت کا ڈانڈ بھریگا - اور اگر کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے اور یہ دوسرا غلام خالد کا ہے مگر پہلے کا آدھا بکر کا ہے اور دوسرے کا آدھا زید کا ہے تو موافق اُسکے اقرار کے جائز رکھا جائیگا اور یہی حکم گیہون اور جو اور سونے و چاندی و درم و عروض میں جاری ہے یہ مبسوط میں ہے - اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہیں نہیں بلکہ پانچ سو درم ہیں - تو اُسپر ہزار درم لازم ہونگے - اور اگر کہا کہ زید کا مجھپر درم ابیض نہیں بلکہ اسود ہے - تو اُسپر ان دونوں میں سے

جو افضل ہو وہ واجب ہوگا۔ اور جید اور ردی درمون مین بھی یہی حکم ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ لفظ (نہین بلکہ) جب دو مقدارون کے درمیان آوے پس اگر مقرلہ دو شخص ہون تو مقر پر دونون مال لازم آوینگے خواہ دونون کی جنس متحد ہو یا مختلف ہو اور اگر مقرلہ ایک ہی شخص ہو پس اگر جنس متحد ہو تو دونون مالون مین سے جو زیادہ اور افضل ہو وہ اُسپر واجب ہوگا اور اگر جنس مختلف ہو تو دونون مال لازم آوینگے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کی ایک گون ردی گیہون کے آٹے کی ہے نہین بلکہ حواری کی ہے تو وہ حواری مین سے قرار دیا جائیگا اور شرح شافی مین حسن بن زیاد کی کتاب الاختلاف سے منقول ہے کہ اگر کہا کہ زید کی مجھپر دقیق حواری (یعنی چھنا ہوا میدہ ۱۲) ہے نہین بلکہ خشکار ہے تو اُسپر حواری لازم ہوگی۔ اور اگر کہا کہ ایک کر گیہون نہین بلکہ ایک کر آٹا ہے تو دو کر اُسپر لازم آوینگے یہ محیط مین ہے۔ اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک رطل بنفشہ ہے نہین ایک رطل خیری ہے تو اُسپر دونون لازم ہونگے۔ اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک رطل بھینس کا گھی ہے نہین بلکہ گائے کا گھی ہے تو اُسپر دو رطل واجب ہونگے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین نہین بلکہ فلان شخص دوسرے کے ہین تو دونون مال اُسپر لازم آوینگے اسی طرح اگر فلان دوسرا شخص پہلے شخص کا مکاتب یا غلام ماذون مقروض ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر غلام مقروض نہو تو استحساناً ایک ہی ہزار اُسپر واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم ایک باندی کے دام ہین کہ جو اُسنے میرے ہاتھ فروخت کی تھی نہین بلکہ میرے ہاتھ وہ باندی خالد نے ہزار درم کو فروخت کی تھی تو زید پر ہر ایک کے ہزار درم لازم آوینگے لیکن اگر خالد اقرار کرے کہ یہ باندی عمرو ہی کی تھی تو استحساناً زید پر ایک ہزار درم واجب ہونگے یہ حاوی مین ہے۔ اگر کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے پھر کہا کہ خالد کا ہے تو عمرو کے نام ڈگری ہوگی اور اگر مقر نے بدون حکم قاضی عمرو کو دیدیا تو خالد کے واسطے اُسکی قیمت ڈانڈ بھریگا اور اگر بحکم قاضی دیدیا تو ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے یہ غلام عمرو سے غصب کیا ہے نہین بلکہ بکر سے غصب کیا ہے تو غلام عمرو کو ملیگا اور بکر کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی خواہ اُسنے وہ غلام عمرو کو بحکم قاضی دیا ہو یا بلا حکم قاضی دیا ہو۔ اور مثل غصب کے ودیعت اور عاریت کا بھی حکم ہے اور یہ قول امام محمد رح کا ہے ولیکن امام ابو یوسف رح کے نزدیک ودیعت و عاریت کی صورت مین اگر پہلے کو بحکم قاضی دیدیا۔ تو دوسرے کے واسطے ضامن نہوگا اور اگر بلا حکم قاضی دیا ہے تو ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درم مجھے عمرو نے ودیعت دیے ہین نہین بلکہ بکر نے دیے ہین اور عمرو غائب ہے پس بکر نے وہ درم لے لیے پھر عمرو حاضر ہوا پس اگر زید سے اُن درمون کے مثل درم لے لیے تو بکر پھر زید سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر عمرو نے بکر سے وہ درم لے لیے تو بکر پھر زید سے اُسکے مثل لے لیگا یہ محیط مین ہے۔ زید کے قبضہ مین ہزار درم ہین اُسنے کہا کہ یہ درم عمرو کے ہین پھر اسکے بعد کہا کہ نہین بلکہ بکر کے ہین تو یہ درم عمرو کو ملینگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے پھر اسکے بعد کہا کہ نہین بلکہ خالد کا ہے تو عمرو کو ملیگا۔ اور بکر کو کچھ نہ ملیگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے پھر بعد اسکے کہا کہ عمرو کا اور بکر کا ہے یا میرا اور عمرو کا ہے تو تمام دار صرف عمرو کو ملیگا اور اگر پہلے ہی سے ملا کر یون کہا کہ یہ دار عمرو و بکر کا ہے تو دونون کو برابر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ زید کے قبضہ مین ایک غلام ہے اُسنے کہا کہ یہ غلام میرے پاس عمرو کا مال مضاربت ہے پھر کہا کہ عمرو نے مجھے پانچ سو درم دیے تھے مین نے اُس سے یہ غلام خریدا ہے اور عمرو نے کہا کہ بلکہ

مین نے تجھے یہ غلام دیا ہی تو عمرو کا قول قبول ہوگا اور غلام اُسکو ملیگا۔ اور یہی حکم عروض و عقار و کیلی و وزنی وغیرہ چیزون مین جاری ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے سو درم و سو دینار اور ایک کُر گیہون عمرو کے غصب کیے ہین نہین بلکہ بکر کے غصب کیے ہین تو زید پر دونون مین سے ہر ایک کے واسطے یہ سب چیزین لازم آوینگی اور اگر یہ چیزین معین ہون تو سب پہلے شخص یعنے عمرو کو دلادی جاوینگی اور بکر کو اُسکے مثل دلادی جاوینگی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے عمرو سے ہزار درم غصب کر لیے اور بکر سے سو دینار غصب کیے اور خالد سے ایک کُر گیہون غصب کیے ہین نہین بلکہ شعیب سے غصب کیے ہین تو جس چیز کا اُسنے تیسرے یعنی خالد کے واسطے اقرار کیا ہی وہی چوتھے یعنی شعیب کو ڈانڈ دینی پڑیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر زید کے عمرو پر دس درم ابیض اور دس درم اسود ہین پس قرضخواہ نے کہا کہ مین نے تجھسے ایک درم اسود وصول پایا ہی نہین بلکہ ابیض وصول پایا ہی یا اسکے برعکس کہا اور قرضدار نے کہا کہ دونون تو نے مجھسے وصول کر لیے ہین تو ایک درم ابیض کا وصول کرنا لازم آویگا۔ اور اگر قرضہ مین دس درم اور دس دینار ہون اور قرضخواہ نے کہا کہ مین نے تجھسے ایک دینار وصول پایا نہین بلکہ ایک درم وصول پایا اور قرضدار نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے ایک درم و ایک دینار وصول کیا ہی تو دونون کے وصول پانے کا حکم کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر زید پر ایک چک مین سو درم اور دوسری چک مین سو درم ہون اور قرضخواہ نے کہا کہ مین نے اس چک کے درمون سے دس درم وصول پائے ہین نہین بلکہ اس دوسری چک مین سے دس درم پائے ہین تو یہ دس ہی درم قرار دیے جائینگے زید کو اختیار ہی چاہے جس چک مین سے شمار کرے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید کے عمرو پر سو درم ہون اور بکر پر دوسرے سو درم ہون اور ہر ایک قرضدار دوسرے کا کفیل ہی۔ اور ہر مال علیحدہ چک مین ہو یا دونون ایک ہی چک مین تحریر ہون پس زید نے کہا کہ مین نے عمرو سے دس درم لیے ہین نہین بلکہ بکر سے لیے ہین تو ہر ایک سے دس درم وصول پانے لازم کیے جائینگے۔ اسی طرح اگر دو شخصون نے یعنے عمرو و بکر نے خالد کی طرف سے شعیب کے لیے کفالت کی اور شعیب نے کہا کہ مین نے عمرو سے دس درم پائے نہین بلکہ اس سے پائے ہین تو دونون سے پانا دس دس درم کا لازم کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر زید کے عمرو پر ہزار درم ہون پس زید نے کہا کہ تو نے سو درم انمین سے اپنے ہاتھ سے مجھے دیے ہین پھر کہا کہ نہین بلکہ اپنے غلام کے ہاتھ یہ درم مجھے بھیجدیے ہین تو یہ سو ہی درم قرار پاوینگے۔ اس سے زیادہ وصول پانا اُسپر لازم نہ کیا جائیگا اور اگر عمرو کی طرف سے خالد کفیل ہو اور زید نے کہا کہ مین نے تجھسے سو درم پائے ہین نہین بلکہ تیرے کفیل خالد سے پائے ہین تو ہر ایک سے سو درم پانے کا حکم اُسپر ہوگا پھر اگر زید نے عمرو و خالد ہر ایک سے قسم لینی چاہے تو دونون پر قسم نہ آویگی یہ حاوی مین ہی۔ زید نے اپنے قرضدار عمرو سے کہا کہ مین نے تجھسے سو درم وصول پائے پس عمرو نے کہا اور دس درم مین نے تجھے بھیجدیے اور ایک کپڑا دس درم کو تیرے ہاتھ فروخت کیا ہی اور زید نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور یہ اُسی سو مین داخل ہی تو قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر عمرو نے کہا کہ دس درم مین نے تجھے بھیجدیے الی آخرہ یعنے بدون لفظ اَور کے بیان کیا اور زید نے تصدیق کی تو صرف زید پر سو درم وصول پانا لازم ہوگا اور اگر لفظ اَور کے ساتھ عمرو نے بیان کیا اور زید نے تصدیق کی تو سو درم مع ان معطوفون کے وصول پانا لازم ہوگا اور بعض مشائخ رحمہم اللہ نے کہا کہ دونون صورتون مین سو ہی درم وصول پانا لازم ہونگے اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ زید نے عمرو سے ایک متاع خریدی پھر عمرو نے کہا کہ مین نے زید سے دام وصول پائے

پھر کہا کہ مجھپر زید کے ہزار درم تھے مین نے بدلا کر دیا تو عمرو کی تصدیق نہ کیجائیگی اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھسے استیفاء ثمن کر لیا پھر کہا کہ مین نے تیرے قرضہ سے بدلا کر دیا ہی تو تصدیق کی جاویگی اسی طرح اگر کہا کہ تو نے مجھسے اُسکی براءت کر لی ہی تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر بدلا کرنا پہلے ذکر کیا اور کہا کہ مین نے اُن دامون سے تیرے قرضہ سے جو مجھپر آتا تھا بدلا کر لیا پھر کہا کہ مین نے تجھسے دام وصول پائے ہین تو اُسکی تصدیق کی جاویگی۔ اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھسے ثمن وصول پایا ہی نہین بلکہ جو تیرے ہزار درم مجھپر آتے تھے اُن سے بدلا کر دیا ہی تو تصدیق نہ کیجائیگی اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھسے دام بھر پائے ہین نہین بلکہ اُس قرضہ سے جو تیرا مجھپر آتا تھا بدلا کر دیا ہی تو تصدیق کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔

گیارھوان باب۔ جو مال کسی شخص کو کسی شخص سے ملا اُسکا دوسرے کے واسطے اقرار کرنے اور جو مال اپنا کسی شخص پر ہی اُسکا دوسرے کے واسطے اقرار کرنے کے بیان مین۔ اگر زید نے کہا کہ یہ چیز مجھے عمرو نے دی ہی اور یہ چیز بکر کی ہی پس اگر عمرو نے اقرار کیا کہ یہ چیز بکر کی ملک ہی اُسنے مجھے زید کو دینے کا حکم کیا تھا اور بکر نے اُسکی تصدیق کی تو زید کو اختیار ہی دونون مین سے جسکو چاہے واپس کر دے اور اگر بکر نے زید کو دینے کے واسطے حکم دینے سے انکار کیا تو زید اُسکو عمرو کو نہ دیگا اور نہ عمرو کے واسطے کچھ ضامن ہوگا۔ اور اگر عمرو و بکر ہر ایک نے اپنی ملک ہونے کا دعوی کیا تو عمرو کو ملیگی اور بکر کے واسطے زید کچھ ضامن نہوگا اور جب زید نے عمرو کو وہ چیز واپس کر دی تو خواہ عمرو مالک ہو یا نہو زید بری ہو گیا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ زید کے پاس ہزار درم ہین اُسنے کہا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہین اور مجھے خالد نے دیے ہین پس اگر خالد نے اقرار کیا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہین اور مین نے اُسکے حکم سے زید کو دیے ہین تو ہزار درم عمرو کے ہونگے۔ اور اگر خالد نے اس سب سے انکار کیا اور ہزار درم پر اپنی ملک کا دعوی کیا تو زید یہ درم عمرو کو دیوے خالد کو نہ دے پھر اگر بدون حکم قاضی کے عمرو کو دیے ہین تو خالد کے واسطے ضامن ہوگا بشرطیکہ خالد یہ قسم کھا لے کہ واللہ مین عمرو کی طرف سے یہ ہزار درم زید کو دینے کے واسطے مامور نتھا۔ اور اگر اُسنے اس قسم سے نکول کیا تو زید کچھ ضامن نہوگا۔ اور اگر زید نے بحکم قاضی عمرو کو دیے ہون تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک خالد کے واسطے ضامن نہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی۔ زید کے قبضہ مین ایک باندی ہی اُسنے کہا کہ یہ عمرو کی ہی اُسنے مجھے ودیعت دی ہی پھر کہا کہ بلکہ خالد کی ہی اُسنے مجھے ودیعت دی ہی اُسی کی ہی تو عمرو کے نام ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ زید کے پاس ہزار درم ہین اُسنے کہا کہ یہ درم عمرو کے ہین مجھے خالد نے ودیعت رکھنے کو دیے ہین اور عمرو نے کہا کہ یہ میرے ہین تو نے مجھسے غصب کر لیے ہین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین یہ درم عمرو کو دلا دونگا پھر اگر خالد آیا اور اُسنے عمرو کے درم ہونے سے انکار کیا تو زید دوسرے ہزار درم خالد کو ڈانڈ دیگا اور عمرو سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہین خالد نے مجھے قرض دیے ہین اور دونون نے اپنی اپنی ملک کا دعوے کیا تو یہ درم عمرو کو دلائے جاوینگے اور خالد کے زید پر دوسرے ہزار درم لازم ہونگے یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر زید کے قبضہ مین ایک غلام ہو اُسنے کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہی میرے ہاتھ اسکو خالد نے بیچا ہی اور عمرو و خالد ہر ایک نے غلام کا دعوی کیا تو غلام عمرو کو دلایا جائیگا بشرطیکہ وہ قسم کھالے کہ مین نے خالد کو فروخت کرنے کا حکم

نہین دیا تھا اور بائع کے دامون کی ڈگری زید پر ہوگی یہ مبسوط مین ہی- منتقی مین عیسیٰ بن ابان نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ زید کے قبضہ مین مال ہی اُسنے کہا کہ مجھے آدھے نفع کی مضاربت پر عمرو نے دیا ہی حالانکہ عمرو غائب ہی پھر زید نے کہا کہ جو کچھ مین نے اقرار کیا تھا کہ یہ مال عمرو کا ہی اُسنے آدھے نفع کی مضاربت پر مجھے دیا ہی سب مین نے باطل کیا اس مال مین اُسکا کچھ نہین ہی یہ مال خالد کا ہی اُسنے مجھے آدھے نفع کی مضاربت پر دیا ہی اور یہ خالد حاضر ہی اُسنے تصدیق کی کہ مین نے تجھے دیا ہی تو تو اس مال سے خرید و فروخت کر اور نفع اُٹھا پس زید نے خریدا اور نفع اُٹھایا پھر عمرو آیا تو یہ مال اُسی کا مضاربت پر قرار دیا جائیگا اور جو کچھ نفع آیا ہی وہ زید اور عمرو کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور خالد کو کچھ نہ ملیگا ولیکن زید اُسکے مثل مال خالد کو تاوان دیگا- اور یہی حکم ودیعت مین جاری ہی اگر زید نے کہا کہ یہ مال میرے پاس عمرو کی ودیعت ہی حالانکہ عمرو غائب ہی پھر کہا کہ مین نے اپنا اقرار باطل کیا یہ مال میرے پاس خالد کی ودیعت ہی پھر وہ مال زید کے پاس تلف ہوگیا تو عمرو کے واسطے ضامن نہوگا اور خالد کے واسطے ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی- اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہین اُسنے یہ درم میرے پاس خالد کے ہاتھ ودیعت رکھنے کو بھیجے ہین اور دونون نے اپنی اپنی ملک ہونے کا دعوی کیا تو عمرو کو ملینگے ولیکن اگر عمرو کہے کہ میرے نہین ہین تو خالد کو ملینگے اور خالد ایلچی کو یہ اختیار نہین ہی کہ مال معین اپنے مرسل یعنے بھیجنے والے کے غائب ہونے کی حالت مین واپس کرے یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر زید نے کہا کہ یہ ٹٹو عمرو کا ہی اُسنے خالد کے ہاتھ میرے پاس بھیجا ہی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ ٹٹو عمرو کو واپس دے اور زید کو اُسکی قیمت خالد کو دینی پڑیگی بشرطیکہ خالد اپنی ملک ہونے کا دعوے کرتا ہو اور زید نے بدون حکم قاضی کے عمرو کو دیدیا ہو- اور اگر بحکم قاضی دیدیا ہی تو ضامن نہوگا اور امام اعظم رح کے قیاس قول پر خالد کے واسطے کچھ ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ غلام جو میرے قبضہ مین ہی عمرو کا ہی عمرو نے اُسکو خالد سے غصب کرلیا ہی تو عمرو کے نام غلام کی ڈگری ہوگی اور خالد کے واسطے زید پر کچھ ڈگری بابت غلام کے نہوگی خواہ زید نے وہ غلام عمرو کو بحکم قاضی دیا ہو یا بلا حکم قاضی دیا ہو یہ محیط مین ہی اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا عمرو کا بیٹا ہی مین نے اسکو خالد سے غصب کرلیا ہی اور عمرو نے لڑکے کی نسبت اپنے بیٹے ہونے کا دعوے کیا اور خالد نے دعوے کیا کہ یہ میرا غلام ہی تو عمرو کی ڈگری ہوگی اور لڑکا آزاد اور عمرو سے ثابت النسب قرار پاویگا- اسی طرح اگر زید نے کہا کہ یہ لڑکا عمرو کا بیٹا ہی اسنے اسکو میرے پاس خالد کے ساتھ بھیجا ہی تو یہ لڑکا عمرو کا بیٹا قرار پاویگا اگر وہ دعوے کرے اور ایلچی یعنے خالد کا نہوگا یہ مبسوط مین ہی- ایک درزی نے اقرار کیا کہ یہ کپڑا جو میرے قبضہ مین ہی عمرو کا ہی مجھے خالد نے سپرد کیا ہی حالانکہ دونون مین سے ہر ایک اپنی ملک کا دعوے کرتا ہی تو کپڑا عمرو کا قرار دیا جائیگا اور یہی حکم رنگریز و دھوبی و سونار وغیرہ تمام کاریگرون کا ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک درزی دوسرے کے واسطے یعنے خالد کے واسطے کچھ ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اگر زید نے کہا کہ یہ کپڑا مجھے قمیص قطع کرنے کے واسطے خالد نے دیا ہی حالانکہ یہ کپڑا عمرو کا ہی اور دونون نے اُسکا دعوے کیا تو اُسکو ملیگا جسنے زید کے سپرد کیا ہی دوسرے کو کچھ نہ ملیگا کذا فی الحاوی- اگر زید نے کہا کہ مین نے یہ کپڑا عمرو سے عاریت مانگا اُسنے خالد کے ہاتھ میرے پاس بھیجدیا ہی تو عمرو کو ملیگا- اور اگر یون کہا کہ خالد نے مجکو یہ کپڑا عمرو سے عاریت لادیا ہی اور دونون نے دعوی کیا تو خالد کو دیا جائیگا یعنے ایلچی کو یہ محیط سرخسی مین ہی- کتاب الاصل مین ہی کہ اگر زید کے عمرو پر ہزار درم قرض کے اُسکے نام سے ایک چک مین تحریر ہین پھر زید نے اقرار کردیا کہ جو مال اس چک مین ہی وہ خالد کا ہی تو یہ جائز ہی اور وصول کرنے کا حق

وکیل کو حاصل ہوگا موکل وصول نہین کر سکتا ہی ولیکن اس صورت سے وصول کر سکتا ہی کہ وکیل اُسکو وکیل کرے۔ اور قضایا سے اہل کوفہ مین مذکور ہی کہ مقرلہ کو بدون مقر کی طرف سے وکیل مقرر ہونے کے وصول کر لینے کا اختیار ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ کتاب الاصل مین جو حکم مذکور ہی وہ اُس صورت پر محمول ہی کہ جب مقرلہ نے اقرار کیا ہو کہ سبب قرض کا مباشر یہی مقر میری اجازت اور وکیل مقرر کرنے سے ہوا ہی اور اگر مقرلہ نے اس سے انکار کیا کہ مین نے اُسکو سبب قرض کے مباشر ہونے کی اجازت دی ہی تو وصول کرنے کا حق مقرلہ کو حاصل ہوگا مقر کو حاصل نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ جو کچھ میرا قرضہ عمرو پر ہی وہ بکر کا ہی اور زید کے عمرو پر سو درم ایک چک مین اور دس دینار دوسری چک مین تھے پس زید نے کہا کہ مین نے اپنے اقرار مین صرف درم ہی مراد لیے تھے ولیکن بکر نے دونون کا دعوے کیا تو دونون قرضے بکر کو ملینگے اور اگر زید غائب ہو گیا تو بکر کو عمرو سے مال کا تقاضا کرنے کا اختیار نہین ہی اور اگر عمرو نے اقرار کر لیا کہ زید نے بکر کے واسطے اس قرضہ کا اقرار کیا ہی تو عمرو پر بکر کو دینے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا اور اگر عمرو نے بکر کو دیدیا تو بری ہو جائیگا۔ اگر زید کے عمرو پر ہزار درم ہون اُسنے اقرار کیا کہ اسمین سے آدھے بکر کے ہین تو جائز ہی اور زید ہی وصول کر کے اُسمین سے آدھے بکر کو دیگا اور اگر بکر نے زید پر ضمان کا دعوے کیا اور کہا کہ یہ میری بلا اجازت واقع ہوا ہی اور زید نے کہا کہ تیری اجازت سے ہی تو مقر کا قول قبول ہوگا اور اُسپر ضمان نہ آویگی اور اگر اجازت کا دعوے کیا تو مقر ضامن ہوگا بشرطیکہ بکر قسم کھالے کہ مین نے اجازت نہین دی تھی اسی طرح اگر یہ امر سلم یا بیع یا کسی کیلی و وزنی چیز کے غصب مین واقع ہو تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الحاوی اگر زید نے اقرار کیا کہ جو میری ودیعت عمرو کے پاس ہی وہ خالد کی ہی تو جائز ہی اور خالد کو عمرو سے لینے کا اختیار نہین ہی ولیکن زید اُس سے لیکر خالد کو دیگا اور اگر عمرو نے خالد کو دیدیے تو وہ بری ہو گیا اور اگر زید کی عمرو کے پاس چند چیزین ودیعت ہون اور زید نے کہا کہ مین نے اپنے اقرار مین بعض چیزین مراد لی ہین تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی۔ اور اگر عمرو نے کہا کہ مجھے زید نے کچھ ودیعت نہین دی ہی اور خالد نے کہا کہ میری بلا اجازت تجھے ودیعت دی ہی تو زید ضامن ہوگا بشرطیکہ خالد قسم کھالے کہ میری بلا اجازت اُسنے ودیعت دی ہی اور اگر خالد نے اجازت کا اقرار کیا اور عمرو نے کہا کہ مین نے یہ ودیعت زید کو واپس دیدی یا خالد کو واپس دیدی یا میرے پاس ضائع ہو گئی تو قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا ولیکن اس بات مین خصومت اور قسم لینے کا حق زید کو حاصل ہوگا بشرطیکہ اُسنے خالد کی اجازت سے عمرو کو ودیعت دی ہو یہ مبسوط مین ہی۔

بارھوان باب — اپنے اقرار کو ایسے حال کی طرف نسبت کرنے کے بیان مین کہ جس حال مین اقرار صحیح نہین اور اُسکا حکم ثابت نہین ہوتا ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اپنی حالت نابالغی مین بکر کے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا ہی اور بکر نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے بعد بلوغ کے میرے واسطے یہ اقرار کیا ہی تو قسم سے مقر کا قول قبول ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ مین نے سوتے مین بکر کے واسطے ایسا اقرار کیا ہی یا ایسی عمر مین اقرار کیا ہی کہ میری قسم اُسوقت معتبر نہ تھی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کہا کہ مین نے ایسی حالت مین اقرار کیا ہی کہ بسبب برسام یا لمم کی بیماری کے میری عقل جاتی رہی تھی پس اگر یہ بات دریافت ہو کہ اُسکو یہ مصیبت بیماری کی اسطور سے پہونچی تھی تو اُسپر کچھ لازم نہوگا اور اگر یہ بات دریافت نہو تو مال کا ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے حالت نابالغی مین نکاح کیا ہی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے ایسے حال مین نکاح کیا ہی کہ تو اُسوقت بالغ تھا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے

تجھسے مجوسی ہونے کی حالت مین نکاح کیا ہی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے مسلمان ہونے کی حالت مین مجھ سے نکاح کیا ہی تو عورت کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر عورت نے اقرار کیا کہ مین نے اس مرد سے اپنی باندی ہونے کی حالت مین نکاح کیا ہی اور وہ عورت پہلے باندی تھی پھر آزاد ہو گئی اور شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے بعد آزادی کے یا اُس سے پہلے نکاح کیا ہی تو دونون برابر ہین نکاح بالاتفاق جائز ہی اور اگر یہ عورت پہلے مجوسیہ ہو پھر مسلمان ہو گئی اور اقرار کیا کہ مین نے اس مرد سے اپنے مجوسی ہونے کی حالت مین نکاح کیا ہی اور مرد نے کہا کہ مین نے اسکے مسلمان ہونے کے بعد اس سے نکاح کیا ہی تو مرد کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھسے تیری نابالغی کی حالت مین یا سوتے مین نکاح کیا ہی یا ایسی حالت مین نکاح کیا ہی کہ مین مغلوب العقل تھی اور مغلوب العقل ہوجانا عورت کا دریافت بھی ہوا ہی تو عورت کا قول قبول ہوگا کذا فی الحاوی۔ جورو و مرد مین سے ایک نے اقرار کیا کہ نکاح غیر شوہر کی عدت مین واقع ہوا یا غیر کے نکاح قائم ہونے کی حالت مین یا بدون گواہون کے واقع ہوا یا اسکے پاس چار منکوحہ موجود تھین اُسوقت واقع ہوا یا اس عورت کی بہن اس مرد کے نکاح مین تھی اسوقت اس عورت سے نکاح ہوا یا اسکی بہن کی عدت کے زمانہ مین نکاح ہوا ہی تو دونون مین سے جو شخص ان امور کا مدعی ہو اُسکا قول قبول نہوگا پس اگر شوہر ان امور کا مدعی ہو تو اُسکے اقرار سے دونون مین جدائی کرادی جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے اس غلام کو اپنی نابالغی مین مکاتب کیا ہی اور غلام نے کہا کہ نہین بلکہ حالت بلوغ مین تو نے مجھے مکاتب کیا ہی تو زید کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو سے مین نے یہ چیز اپنے لڑکپن مین لی یا ایسی حالت مین لی کہ میری عقل جاتی رہی تھی تو دونون حالون مین اُسپر مال لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی آزاد نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کے واسطے اپنے اوپر ہزار درم کا اقرار اپنے غلام ہونے کی حالت مین کیا ہی تو اُسپر مال لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر حربی نے اسلام لانے کے بعد اقرار کیا کہ مین نے زید کے واسطے ہزار درم کا اقرار اُسوقت کیا تھا کہ جب مین امان لیکر دارالاسلام مین آیا ہون تو مال اُسپر لازم ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ فلان مسلم دارالحرب مین امان لیکر ہمارے یہان آیا پس مین نے اسکے لیے اسقدر مال کا اقرار کیا تھا تو مال اسپر لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے زید کے واسطے ہزار درم کا اقرار دارالحرب مین کیا تھا اور فی الحال وہ دارالاسلام مین ہی تو مال اُسپر لازم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر آزاد یا غلام نے کہا کہ مین نے زید کے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا ہی حالانکہ زید غلام ہی تو مقر پر مال لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر حربی مستامن نے دارالاسلام مین کسی مسلمان کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا تو اُسپر لازم ہوگا پس اگر اُسنے کہا کہ تو نے دارالحرب مین مجھے اُدھار دیا ہی اور مسلمان نے کہا کہ دارالاسلام مین دیا ہی تو قرضہ اُسپر لازم ہوگا خواہ اس کلام کو اقرار سے ملا کر کہے یا جدا بیان کرے اسی طرح اگر حربی مستامن کسی دوسرے حربی مستامن یا ذمی کے واسطے ایسا اقرار کرے تو بھی یہی حکم ہی اسی طرح اگر کسی معین چیز کی نسبت جو اُسکے قبضہ مین ہی اقرار کیا کہ یہ مسلمان یا حربی مستامن یا ذمی کی ہی تو بھی یہی حکم ہی۔ اور حربی مستامن کی طرف سے نکاح و طلاق و عتاق اور بچہ کے نسب اور جراحات اور حد قذف اور اجارہ اور کفالت و انکے اشباہ کا اقرار جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے اپنے غلام کو آزاد کیا پھر کہا کہ جب تو میرا غلام تھا تب مین نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور غلام نے کہا کہ بعد آزادی کے کاٹا ہی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک غلام کا قول مقبول و زید ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی حربی مسلمان ہو گیا یا ذمی بنکر رہا پھر ایک مسلمان نے کہا کہ مین نے تیرا ہاتھ کاٹا در حالیکہ تو حربی دار الحرب مین تھا یا اسقدر تیرا مال لے لیا در حالیکہ تو حربی دار الحرب مین تھا اور حربی نے کہا کہ جو کچھ تو نے کیا

سب میرے مسلمان ہونے یا ذمی بنجانے کے بعد دارالاسلام مین کیا ہو تو شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک حربی کا قول قبول اور مسلمان ضامن ہوگا اسی طرح اگر حربی مسلمان ہوگیا اور ایک مسلمان سے کہا کہ مین نے تیرا ہاتھ کاٹا یا تیرا اسقدر مال لیا اُس حالت مین کہ مین دارالحرب مین حربی تھا اور مسلمان نے کہا کہ نہین جو کچھ تو نے کیا سب دارالاسلام مین مسلمان ہونے کے بعد کیا ہو تو شیخین رح کے نزدیک مسلم کا قول مقبول اور حربی ضامن ہوگا اور اسپر اجماع ہو کہ اگر مال مقر کے پاس ان صورتون مین بعینہ قائم ہو تو اُسکو واپس کردینے کا حکم کیا جائیگا اور یہی اجماع ہو کہ اگر اپنی باندی سے کہا حالانکہ اُسے آزاد کرچکا ہو کہ مین نے تجھ سے آزاد کرنے سے پہلے وطی کی ہو اُسنے کہا کہ نہین بلکہ بعد آزاد کرنے کے وطی کی ہو تو مولی کا قول مقبول ہوگا اور وہ ضامن نہوگا اور یہی اجماع ہو کہ اگر اپنے غلام کو آزاد کرنے کے بعد اُس سے کہا کہ مین نے تجھ سے ماہواری بھاڑا تیرے غلام ہونے کی حالت مین لیا ہو اور غلام نے کہا کہ نہین بلکہ آزادی مین لیا ہو تو مولے کا قول قبول ہوگا اور وہ ضامن نہوگا اور یہی اجماع ہو کہ اگر اپنے غلام کو آزاد کیا اُسنے کسی شخص سے کہا کہ مین نے تیرا ہاتھ اپنے غلام ہونے کی حالت مین کاٹا ہو اُس شخص نے کہا کہ نہین بلکہ آزاد ہوجانے کے بعد کاٹا ہو تو مقر کا قول قبول ہوگا اور وہ ضامن نہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر اپنی باندی کو آزاد کردیا پھر کہا کہ مین نے تجھ سے یہ بچہ آزاد کرنے سے پہلے لیا ہو اسنے کہا کہ نہین بلکہ بعد آزادی کے لیا ہو تو باندی کو واپس کردے اور وہ بچہ آزاد ہو اور اگر یہ نہ کہا کہ مین نے تجھ سے لیا ہو تو واپس نہ کریگا۔ اور اگر کہا کہ مین نے تجھے یہ بچہ جننے کے بعد آزاد کیا ہو اُسنے کہا کہ نہین بلکہ پہلے آزاد کیا ہو تو بچہ کے قابض کا قول قبول ہوگا اور یہی حکم کتابت کی صورت مین ایسا واقع ہونے مین ہو۔ اور امام ابو یوسف رح نے امالی مین فرمایا کہ اگر بچہ دونون کے قبضہ مین ہو تو عورت کا قول اور اگر دونون کے پاس گواہ ہون تو عورت کے گواہ قبول ہونگے ولیکن مدبر کردینے کی صورت مین ایسے اختلاف مین مولی کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر زید نے اپنا غلام آزاد کیا پھر عمرو نے اقرار کیا کہ مین نے ہزار درم اس غلام سے اسکے غلام ہونے کی حالت مین لیے ہین اور غلام نے کہا کہ تو نے بعد آزادی کے مجھسے لیے ہین تو غلام کا قول قبول ہوگا۔ اسی طرح اگر غلام کو مکاتب کیا پھر یہ اقرار و اختلاف واقع ہوا تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر زید نے اس غلام کو فروخت کیا پھر ایک شخص نے اقرار کیا کہ مین نے اس غلام سے سو درم اُسوقت غصب کیے جب یہ زید کا غلام تھا اور دوسرے مالک نے کہا کہ نہین تو نے اُسوقت غصب کیے ہین جب میرا غلام تھا تو دوسرے کو مال ملیگا۔ اور یہی حکم جراحات کے اقرار و اختلاف مین ہو یہ حاوی مین ہو اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کی آنکھ عمداً پھوڑ دی پھر اسکے بعد زید کی آنکھ جاتی رہی اور عمرو نے کہا کہ تو نے میری آنکھ پھوڑی درحالیکہ تیری آنکھ ثابت تھی اور زید نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تیری آنکھ پھوڑی درحالیکہ میری آنکھ جاچکی تھی تو عمرو کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہو۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے اپنے غلام ہونے کی حالت مین زید کے ولی کو قتل کیا ہو اور زید نے کہا کہ نہین بلکہ بعد آزادی کے تو نے قتل کیا ہو تو اُسپر کچھ لازم نہ آویگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر دو متفاوضین مین سے ایک نے اقرار کیا کہ دوسرے پر شرکت سے پہلے کا زید کا قرضہ ہو اور اس دوسرے نے انکار کیا اور زید نے دعوی کیا کہ یہ قرضہ حالت شرکت کا ہو تو دونون کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر ایک نے اقرار کیا کہ یہ قرضہ شرکت سے پہلے کا صرف مجھپر ہو شریک پر نہین ہو اور زید نے شرکت مین ہونے کا دعوی کیا تو مال اُسپر اور اُسکے شریک پر لازم ہوگا اور اگر باہم سب نے تصدیق کی کہ یہ قرضہ شرکت سے پہلے کا ہو تو دونون مین سے کوئی دوسرے کے حصہ قرضہ کے واسطے ماخوذ نہوگا۔ اور اگر دونون مین سے کوئی مرگیا یا دونون جدا ہوگئے پھر ایک نے شرکت مین قرضہ دونون پر

ہونے کا اقرار کر دیا تو خاص اُسی پر لازم آویگا کذا فی الحاوی - اور اگر مسلمان نے مقبوضہ شراب یا سور کا کسی ذمی کے لیے اقرار کیا تو جائز ہی اسی طرح اگر ذمی نے کسی مسلمان کے واسطے معین موجودہ شراب یا سور کا اقرار کیا تو بھی جائز ہی اور اگر مستہلکہ شراب یا سور کا اقرار کیا تو اُسپر کچھ لازم نہ آویگا - اور اگر مسلمان نے کسی ذمی کے واسطے ایسی شراب یا سور کا اقرار کیا جو تلف کر دی ہی تو اُسپر قیمت اُسکی واجب ہوگی - اور اگر کوئی ذمی مسلمان ہوگیا پھر دوسرے ذمی نے اقرار کیا کہ مین نے اسکا سور اسکے اسلام کے بعد تلف کر دیا اور مسلم نے کہا کہ تو نے میرے مسلمان ہونے سے پہلے تلف کیا ہی تو شیخین رح کے نزدیک ذمی اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک اُسپر ضمان نہین ہی اسی طرح اگر کسی ذمی نے شراب کے تلف کر دینے کا اسطرح اقرار کیا کہ مین نے اپنے حربی ہونے کی حالت مین یہ شراب تلف کر دی یا تیرے حربی ہونے کی حالت مین تلف کر دی ہی اور مخاطب کا حربی ہونا اس سے پہلے دریافت ہوا ہی تو اسمین بھی اختلاف مذکور واقع ہی یہ مبسوط مین ہی -

تیرھوان باب - اُن صورتون کے بیان مین جو شرکت کا اقرار ہوتی ہین اور جو نہین ہوتی ہین اور اپنی اور دوسرے شخص کی مشترک چیز مین اقرار کرنے اور اپنے اور دوسرے پر اقرار کرنے اور کسی چیز کا اپنے اور دوسرے کے واسطے ملک کا اقرار کرنے کے بیان مین - اگر کسی کے قبضہ مین ایک غلام ہی اُسنے کہا کہ زید کی اسمین شرکت ہی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک زید کو اسکا آدھا ملیگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ مقدار بیان کرنے مین مقر کا قول قبول ہوگا اور اسپر اتفاق ہی کہ اگر یون کہا کہ زید اس غلام مین میرا شریک ہی یا یہ غلام میرے اور زید کے درمیان مشترک ہی یا یہ غلام میرا اور زید کا ہی تو دونون مین برابر تقسیم ہوگا اور اگر اپنے اقرار سے ملا کر کہا کہ زید دسوین حصہ کا شریک ہی تو اُسی کا قول قبول ہوگا یا یون کہا کہ یہ غلام میرا اور زید کا ہی میرا دو تہائی ہی اور زید کا ایک تہائی ہی تو بھی اُسی کا قول لیا جائیگا - اگر کہا کہ یہ غلام میرا اور میرے ساتھ فلان و فلان اسمین شریک ہین تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک برابر تین حصہ ہوکر تقسیم ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک مقدار بیان کرنے مین مقر کا قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ زید نے کہا کہ عمرو کے اس غلام مین ہزار درم ہین تو غلام زید کا ہوگا اور ہزار درم عمرو کے اُسکی گردن پر قرضہ ہونگے ولیکن اگر اُسکے اقرار مین کوئی ایسا لفظ ہو جس سے غلام کی ذات مین شرکت ثابت ہو - مثلاً یون بیان کرے کہ مین نے یہ غلام خریدا اسمین عمرو کے ہزار درم ہین تو شرکت ہو سکتی ہی - اور اگر کہا کہ عمرو کے اس کپڑے مین ہزار درم ہین اور ایسا کوئی لفظ نہ بولا جس سے کپڑے مین شرکت ثابت ہو تو یہ شرکت نہوگی بلکہ کپڑے مین سے ہزار درم عمرو کو ملینگے اور اگر کہا کہ اس برذون مین عمرو کے ہزار درم ہین تو اسمین سوائے شرکت کے کوئی صورت نہین ہی پس شرکت قرار دیجاویگی یہ محیط مین ہی - اگر کسی دار مین ایک بیت معین کی نسبت ایک شریک نے دوسرے شریک کے واسطے اقرار کر دیا تو فی الحال یہ اقرار نہین صحیح ہی مگر دار کو تقسیم کرنے کے بعد اگر یہ بیت مقر کے حصہ مین پڑے تو دوسرے شریک کے سپرد کریگا اور اگر وہ بیت اُسکے شریک کے حصہ مین آیا تو مقر کا حصہ اُسکے اور شریک مقر لہ کے درمیان موافق دونون کے حق کے تقسیم ہوگا کہ اسمین مقر اس بیت کے تمام گزون سے اور مقر لہ باقی دار کے نصف سے سوائے اس بیت کے حصہ دار ہوگا - اسی طرح اگر کسی خاص راستہ یا دیوار کا اقرار کیا تو بھی ایسا ہی ہوگا اور یہ شیخین رح کے نزدیک ہی اور امام محمد رح کے نزدیک مقر لہ بیت کے آدھے گزون سے اور مقر نصف باقی دار سے حصہ دار ہوگا مثلاً اگر دار کے سَو گز ہون اور بیت دس گز کا ہو

تو شیخین رح کے نزدیک مقرلہ دس گز سے اور مقر پینتالیس گز سے شریک ہوگا پس دار دونون مین گیارہ حصون پر تقسیم ہوگا دو حصہ مقرلہ کو اور نو حصہ مقر کو ملینگے اور امام محمد رح کے نزدیک مقرلہ کو پانچ اور مقر کو پینتالیس گز کا حق ہی پس اُسکو مقر کے حصہ کا دسوان دیا جائیگا اسی طرح اگر دو شریکون مین سے ایک نے ایک دار مشترکہ کے خاص بیت کی دوسرے شریک کے واسطے وصیت کی اور مر گیا تو بھی یہی صورت تقسیم کی ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک حمام دو شریکون مین مشترک ہی ایک نے اقرار کیا کہ اسمین سے درمیانی بیت دوسرے شخص کا ہی یعنی کسی ثالث اجنبی کے لیے اقرار کیا تو جائز نہین ہی اور مقرلہ کو اختیار ہی کہ مقر سے اس بیت کی آدھی قیمت ڈانڈ لیوے **قلت** اسوجہ سے آدھی قیمت لیگا کہ تمام بیت مقر کا نہین ہی بلکہ وہ آدھے کا شریک ہی اسواسطے آدھے مین اقرار جائز ہی مگر چونکہ مشترک ہی اسواسطے عین مین جائز نہین قیمت مین جائز ہی واللہ تعالے اعلم۔ اور اگر نصف حمام یا تہائی حمام کا دوسرے شخص غیر کے واسطے اقرار کیا تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک تلوار دو شخصون مین مشترک ہی اُسکا حلیہ چاندی کا ہی پس ایک نے اقرار کیا کہ اسکا حلیہ زید کا ہی تو یہ اقرار اُسکے شریک پر جائز نہوگا اور مقرلہ کو حلیہ کی آدھی قیمت ڈھلی ہوے سونے سے ادا کریگا۔ اسی طرح اگر کسی بیت مشترک کے شہتیر کا دوسرے کے واسطے اقرار کیا تو مقرلہ کو اُسکی آدھی قیمت دیگا۔ اسی طرح اگر ایک دیوار مشترک کی اینٹون یا ستون یا چوکھٹا دروازہ کا جو مشترک ہی کسی کے واسطے اقرار کر دیا تو بھی یہی صورت ہی یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر ایک گٹھری کپڑون کی دو شخصون مین مشترک ہی اُسمین سے ایک خاص کپڑے کا کسی شخص کے واسطے اقرار کیا تو اس کپڑے مین سے جسقدر حصہ مقر کا ہوگا وہ مقرلہ کو ملیگا کذا فی المبسوط۔ اور باندی غلام و حیوانات کا بھی یہی حکم ہی کذا فی الحاوی۔ ایک دار دو شخصون مین مشترک ہی پس ایک نے کہا کہ تمام دار سے دسوان حصہ میرے حصہ کا زید کا ہی تو جائز ہی اور دار کے دس حصہ کیے جاوینگے اُسمین سے پانچ حصہ مقر کو دیے جاوینگے اور اُسنے تمام دار سے دسوین حصہ کا زید کے واسطے اقرار کیا ہی اسواسطے ایک حصہ ان پانچ حصون مین سے زید کو ملیگا اور چار حصہ مقر کے پاس رہینگے اور اگر یون اقرار کیا کہ تمام دار کا چوتھائی زید کا ہی اور باقی ہم دونون مین مشترک ہی اور شریک نے اس سے انکار کیا تو مقر کا حصہ اُسکے اور مقرلہ کے درمیان پانچ حصون مین تقسیم ہوگا تین مقر کو اور دو حصہ مقرلہ کو ملینگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک دار دو شخصون مین مشترک ہی ایک نے ایک بیت معین کا زید کے واسطے اقرار کیا اور شریک نے اس سے انکار کیا مگر شریک نے دوسرے بیت معین کا اقرار کیا اور پہلے شریک نے اس سے انکار کیا تو دار دونون مین برابر تقسیم ہوگا جسکے حصہ مین اُسکا بیت آیا کہ جسکا اُسنے مقرلہ کے واسطے اقرار کیا ہی تو وہ یہ بیت مقرلہ کو دیدیگا اور اگر اُسکے حصہ مین نہ آیا تو اُسکا حصہ اُسکے اور مقرلہ کے درمیان اُس بیت اور باقی آدھے دار پر سوائے بیت کے تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ ایک دار دو شخصون عمرو و خالد مین مشترک ہی پھر ایک عمرو نے اقرار کیا کہ یہ دار ہم دونون اور زید کے درمیان تین تہائی ہی اور خالد دوسرے شریک نے اقرار کیا کہ یہ دار ہم دونون اور زید اور بکر کے درمیان چار حصے برابر ہی تو امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق جسپر دونون نے اتفاق کیا ہی یعنی زید وہ خالد کے پاس آویگا اور جو کچھ اُسکے قبضہ مین ہی اُسکا چوتھائی لے لیگا اور یہ چوتھائی عمرو کے مقبوضہ مین ملاکر دونون برابر بانٹ لینگے اور جسقدر خالد کے پاس بچا وہ اُسکے اور بکر کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور امام محمد رح کے قول کے موافق زید خالد کے مقبوضہ مین سے پانچوان حصہ لیگا اور باقی قول مثل قول امام ابو یوسف رح کے ہی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ اگر ایک قوم کا ایک راستہ خاص ہی اور اُسپر ایک دروازہ لگا ہوا ہی قوم کے ایک شخص نے کسی غیر شخص کے واسطے اس راستہ مین اقرار کیا تو اُسکا اقرار باقی شریکون پر جائز نہوگا اور جبتک باہم تقسیم نہ کرین تب تک

مقر لہ اس راستہ سے گذر نہین کر سکتا ہی اور اگر بعد قسمت کے وہ موضع اس مقر کے حصہ مین پڑا تو یہ اقرار اُسپر جائز ہوگا اور اگر دوسرے کے حصہ مین آیا تو مقر لہ کو اختیار ہوگا کہ مقر کے حصہ مین سے بقدر حصہ اس راستہ کے بٹا لیوے یہ حاوی مین ہی۔ ایک نہر تین آدمیون مین مشترک ہی ایک شریک نے دسوین حصہ نہر کا زید کے واسطے اقرار کیا تو اسکی دو صورتین ہین اگر یون اقرار کیا کہ دسوان حصہ زید کا اور باقی نہر ہم تینون مین مشترک ہی تو جسقدر حصہ مقر کے قبضہ مین یعنے ایک تہائی ہی وہ چار حصہ ہو کر ایک حصہ مقر لہ کو دیا جائیگا اور اگر اپنے واسطے تہائی نہر کا دعوی کرتا ہو تو جسقدر اسکے پاس ہی وہ اُسکے اور مقر لہ کے درمیان تیرہ حصہ ہو کر تین حصے مقر لہ کو اور دس حصے مقر کو ملینگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اسی طرح اگر چشمہ یا حوض تین شخصون مین مشترک ہو اور اسطرح اقرار واقع ہوا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ دو شخصون کے قبضہ مین ایک دار ہی ہر ایک نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اس مدعی کے واسطے نصف دار کا اقرار کیا ہی اور ہر ایک اس اقرار سے منکر ہی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ کسی کے مقبوضہ مین مدعی کا کچھ حق نہین ہی اور اگر ہر ایک شریک نے کسی دوسرے گواہ کے ساتھ دوسرے شریک پر یہ گواہی دی کہ اسنے اس مدعی کے واسطے آدھے دار کا اقرار کیا ہی تو مدعی دونون سے آدھا دار لے لیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ جو غلام میرے قبضہ مین ہی میرے اور عمرو کے درمیان مشترک ہی پھر کہا کہ یہ غلام میرے اور بکر کے درمیان ہی پھر بعد اسکے کہا کہ میرے اور خالد کے درمیان ہی پھر سبھون نے قاضی کے پاس نالش کی تو عمرو کے نام آدھے غلام کی اور بکر کے نام چوتھائی غلام کی اور خالد کے نام آٹھوین حصہ غلام کی ڈگری ہوگی اور باقی آٹھوان حصہ زید کے پاس رہیگا اسی طرح اگر یہ اقرار کسی میت پر کیا جسکا یہ وارث ہی تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الحاوی۔ ایک تھیلی جسمین ہزار درم ہین دو شخصون کے قبضہ مین ہی پس ایک نے زید کے واسطے آدھے مال کا اقرار کیا پس اگر یہ کہکر کہ اسکا آدھا تیرا ہی چپ ہو رہا اور دوسرے شریک نے انکار کیا تو مقر لہ کو مقر کے مقبوضہ کی دو تہائی ملیگی اور اگر یون کہا کہ اسکا آدھا تیرا ہی اور باقی آدھا میرے اور میرے شریک کے درمیان مشترک ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یون کہا کہ یہ تھیلی میرے اور تیرے درمیان آدھی آدھی ہی تو اُسکا مقبوضہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر زید و عمرو دونون مین سے زید نے بکر سے کہا کہ یہ تھیلی آدھی میری اور آدھی تیری ہی اور عمرو نے کہا کہ تہائی بکر کی اور دو تہائی میری ہی اور زید نے تصدیق کی تو بکر عمرو سے اُسکے مقبوضہ کی تہائی لے لیگا اور یہ تہائی زید کے مقبوضہ کے ساتھ ملا کر دونون برابر تقسیم کر لینگے۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ عمرو سے پانچوان حصہ لیگا اور زید کے مقبوضہ مین ملا کر دونون برابر تقسیم کر لینگے۔ اور اگر اُسنے کل کا دعوی کیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک بکر ہر ایک سے اُسقدر لے لیگا جسقدر اُسنے اقرار کیا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک عمرو سے اُسکے مقبوضہ کا پانچوان حصہ اور زید سے اُسکے مقبوضہ کا آدھا لیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر زید نے کہا کہ بکر کی تہائی ہی اور دو تہائی میری ہی اور عمرو نے کہا کہ بکر کی دو تہائی ہی اور ایک تہائی میری ہی اور بکر نے دعوی کیا کہ تمام تھیلی میری ہی تو زید سے اُسکے مقبوضہ کا پانچوان حصہ لیگا اور عمرو سے اُسکے مقبوضہ کا تین پانچوان حصہ لیگا اور یہ اُس صورت مین ہی۔ کہ بکر نے دونون کی تکذیب کی ہو اور اگر معًا دونون کی تصدیق کی تو عمرو سے اُسکے مقبوضہ کا تین پانچوان حصہ لیکر زید کے مقبوضہ کے ساتھ ملا کر تین تہائی کر لینگے کہ اُسمین سے ایک تہائی بکر کو ملیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک تھیلی تین شخصون زید و عمرو و بکر مین مشترک ہی پس زید نے اقرار کیا

کر تین چوتھائی عمرو کی اور ایک چوتھائی میری ہی اور بکر نے اقرار کیا کہ عمرو کا پانچ چھٹا حصہ ہی اور چھٹا حصہ میرا ہی اور عمرو نے کل تھیلی کا دعوے کیا تو ہر ایک سے اُسکے اقرار کے موافق لیگا اور امام محمد رح کے نزدیک مقر سے دو پانچویں اور پانچویں کی تین چوتھائی لیگا اور دوسرے سے تین پانچویں لیگا کذا فی الکافی - اور اگر تینون شریکون مین سے ایک زید نے اقرار کیا کہ اس تھیلی کی تہائی خالد اجنبی کے واسطے ہی اور دو تہائی میری ہی اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ آدھا اُسکا ہی اور آدھا میرا ہی اور بکر نے کہا کہ دو تہائی اُسکی اور ایک تہائی میری ہی اور خالد نے دعویٰ کیا کہ سب تھیلی میری ہی تو زید سے اُسکے مقبوضہ کا ساتوان اور عمرو سے دو ساتوین حصے اور بکر سے تین ساتوین حصے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک تھیلی ہزار درم کی زید کے پاس ہی اُسنے اقرار کیا کہ یہ میرے اور عمرو کے درمیان برابر مشترک ہی اور عمرو کو آدھی دیدی پھر اقرار کیا کہ تھیلی میرے اور بکر کے درمیان برابر مشترک ہی تو اسکی دو صورتین ہین یا تو عمرو کو آدھی تھیلی بحکم قاضی دی یا بدون حکم قاضی دی ہی پس پہلی صورت مین بکر کو باقی کا آدھا دیگا یعنی چوتھائی تھیلی اور دوسری صورت مین آدھا جو اُسکے پاس ہو سب دیگا اور یہ ہمارے تینون علماء کا قول ہی اور اگر بکر کے واسطے نصف کا اقرار نہین بلکہ تہائی کا اقرار کیا ہو یعنے یون کہا کہ تھیلی میرے اور تیرے اور عمرو کے درمیان تین تہائی مشترک ہی اور بکر نے عمرو کی شرکت سے انکار کیا پس اگر عمرو کو بحکم قاضی دیچکا ہی تو بکر کو باقی کا آدھا دیگا اور اگر بدون حکم قاضی دیا ہی تو بکر کو کل مال کی تہائی دیگا - اور اگر عمرو کو بلا حکم قاضی آدھا دیا اور بکر کو بحکم قاضی تہائی دیا پھر خالد کے واسطے اقرار کیا کہ یہ سب کا چوتھائی کا شریک ہی اور عمرو و بکر نے خالد کی شرکت سے انکار کیا اور خالد نے عمرو و بکر کی شرکت سے انکار کیا تو خالد کو تمام مال کا چھٹا حصہ دیگا اور اگر پہلے دونون کو بلا حکم قاضی دیچکا ہی تو خالد کو اپنے قبضہ کا باقی چھٹا حصہ دیدیگا اور اپنے مال سے اور چھٹا حصہ دے کر تھیلی کی چوتھائی اُسکے واسطے پوری کر دیگا - اور اگر عمرو کو آدھا بحکم قاضی دیا ہی اور بکر کو چوتھائی بحکم قاضی دیا ہی پھر خالد کے واسطے اقرار کیا تو باقی کا نصف یعنے آٹھوان حصہ اُسکو دیگا - اور اگر عمرو کو آدھا بحکم قاضی دیا ہی اور بکر کو چوتھائی بلا حکم قاضی دیا ہی پھر خالد کے واسطے اقرار کیا تو خالد کو تھیلی کا چھٹا حصہ دیگا اور چھٹے حصہ کا آدھا اُسکے پاس رہجاویگا - اور اگر عمرو کو آدھا بدون حکم قاضی دیا اور بکر کو تہائی بحکم قاضی دیا ہی پھر خالد کے واسطے اقرار کیا اور عمرو نے خالد کے واسطے تصدیق کی اور بکر نے انکار کیا اور خالد نے عمرو کی تصدیق کی اور بکر سے انکار کیا اور بکر نے زید کے عمرو و خالد دونون کی شرکت سے انکار کیا تو خالد زید سے اُسکے مقبوضہ کا آدھا لیکر عمرو کے حصہ مین ملاکر برابر بانٹ لیگا اور یہ امام ابو یوسف رح کا قیاس ہی اور امام محمد رح نے فرمایا اور یہی امام اعظم رح سے مروی ہی کہ خالد زید سے اُسکے مقبوضہ کی تہائی لیکر مثل قول امام ابو یوسف رح کے عمل مین لاویگا - اور اگر بکر کو بھی بلا حکم قاضی دیدی پھر خالد کے واسطے اقرار کیا اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو کتاب مین مذکور ہی کہ خالد زید سے تمام مال کا آٹھوان حصہ یعنے اُسکے مقبوضہ کا تین چوتھائی لیکر عمرو کے حصہ مین ملاکر برابر تقسیم کر دیگا اور ابو بکر جصاص نے ابو سعید بردعی سے نقل کیا کہ یہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہی اور امام محمد رح کے قیاس پر زید سے دسوان حصہ تمام مال کا یعنے اُسکے مقبوضہ کا تین پانچوان لیکر عمرو کے حصہ مین ملاکر دونون برابر تقسیم کر لینگے اور اگر زید نے عمرو کو آدھا مال بلا حکم قاضی دیدیا پھر بکر و خالد کے واسطے معاً اقرار کیا اور عمرو نے زید کی تیسرے کے واسطے تصدیق اور دوسرے کے حق مین تکذیب کی تو خالد زید سے اُسکے مقبوضہ کی چوتھائی لیکر عمرو کے حصہ مین ملاکر برابر تقسیم کر لینگے اور یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی اور امام محمد رح کے نزدیک

پانچوان حصہ لیگا اور دوسرا یعنے بکر جسکے بارہ مین عمرو نے تصدیق نہین کی ہی زید سے تمام مال کی چوتھائی لے لیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر اور خالد پر ہزار درم ہین اور خالد نے انکار کیا تو زید پر اسکے آدھے لازم آوینگے۔ اسی طرح اگر عاریت یا قرض یا مضاربت یا قتل خطا و یا خطا سے یا عمداً زخمی کرنے مین ایسا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اپنے ساتھ دو شخصون کو مقروض بتایا تو اُنکے انکار کے بعد اسپر تہائی مال لازم آویگا۔ اسی طرح جن لوگون کو اپنے ساتھ بیان کیا اگر وہ غلام مجحور یا نابالغ لڑکا یا حربی یا میت یا نامعلوم آدمی ہو تو ان لوگون کے شمار سے جسقدر حصہ مقر پر پڑتا ہی وہ لازم آویگا کذا فی الحاوی۔ اگر کہا کہ ہم پر زید کے ہزار درم ہین حالانکہ اپنے ساتھ کسی کو ذکر نہین کیا پھر کہا کہ اپنے ساتھ مین نے فلان و فلان شخصون کو مراد لیا تھا اور مقر لہ نے سب مال کا اسی مقر پر دعوی کیا تو کل مال اسی پر لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ زید کے ہمپر اور اشارہ اپنی طرف اور دو ساتھیون کی طرف کیا تو اُسی پر کل مال لازم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ زید کے ہم سب پر یا ہم کل پر ہزار درم ہین اور اپنی طرف اور اپنے ساتھیون کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تو اُسپر ہزار مین سے بقدر اُسکے حصہ کے لازم آویگا یعنے ہزار درم ان لوگون کی تعداد پر تقسیم ہو کر جو حصہ اس مقر کے پرتے مین پڑے اسپر لازم ہوگا۔ اور اگر یون اقرار کیا کہ زید کے ہم مین سے ایک شخص پر ہزار درم آتے ہین تو اُسپر کچھ لازم نہ آویگا اسی طرح اگر کہا کہ ہم مین سے دو شخصون پر آتے ہین تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ ای فلان تمہارے مجھپر ہزار درم ہین تو کل مال اُسپر واجب ہوگا اسی طرح اگر یون کہا کہ ای فلان تمہارے دونون کے مجھپر ہزار درم ہین تو اس مخاطب فلان شخص کو اسمین سے آدھے ملینگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر یون کہا کہ ہمکو فلان شخص نے ہزار درم قرض دیے یا ہمارے پاس ودیعت رکھے یا ہمنے عاریت لیے یا ہمنے اُس سے غصب کر لیے ہین تو اُسپر یہ سب مال لازم آویگا اور اگر یون کہے کہ مین نے اپنے ساتھ دوسرون کو مراد لیا تھا تو تصدیق نہ کی جاویگی۔ اور اگر یون کہا کہ مین نے سو درم درحالیکہ میرے ساتھ فلان شخص تھا غصب کر لیے تو اُسپر آدھا مال لازم ہوگا بخلاف اس صورت کے کہ اگر یون کہا کہ میرے ساتھ فلان شخص بیٹھا تھا تو ایسا نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اقرار کیا کہ مین نے اور فلان شخص نے عمداً زید کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور فلان شخص منکر ہی اور زید یہ دعوی کرتا ہی کہ کاٹنے والا صرف یہی مقر ہی تو قیاساً اُسپر کچھ لازم نہین آتا ہی ولیکن ہم قیاس کو چھوڑ کر اُسپر آدھی دیت ید کا حکم کرتے ہین یہ حاوی مین ہی۔ اگر زید مر گیا اور اُسنے دو بھائی چھوڑے پھر ایک بھائی نے زید کی نسبت بھائی ہونے کا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو ہمارے علمائ کے نزدیک مقر اُس مقر لہ بھائی کو اپنے مقبوضہ کا آدھا بانٹ دیگا یہ فتاوے صغری مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ جو میراث میرے باپ کی میرے پاس ہی وہ میرے اور اس شخص کے درمیان مشترک ہی یہ میرا بھائی ہی پس مقر لہ نے زید کے بیٹے ہونے سے انکار کیا یعنی یہ زید میت کا بیٹا نہین ہی مین ہی میت کا بیٹا ہون۔ یا کسی شخص سے زید نے کہا کہ تیری بہن مر گئی اور وہ میری جورو تھی اور یہ مال میرے اور تیرے درمیان میراث چھوڑ گئی ہی اُسنے کہا کہ سب مال میرا ہی کیونکہ تو اُسکا شوہر نہین ہی تو پہلے مسئلہ مین آدھا مال مقر لہ کو ملیگا اور دوسرے مسئلہ مین امام اعظم رح کے نزدیک مقر لہ تمام مال لے لیگا اور صاحبین رح کے نزدیک آدھا مال لیگا یہ کافی مین ہی۔ عورت نے اگر اقرار کیا کہ مین نے اپنے شوہر سے میراث پائی ہی پھر اُسنے اقرار کیا کہ یہ شخص شوہر کا بھائی ہی پس بھائی بولا کہ مین بھائی ہون اور تو اُسکی جورو نہین تو امام محمد رح و زفر رح کے نزدیک تمام مال بھائی کو ملیگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ عورت کو چوتھائی اور باقی بھائی

کو ملیگا یہ فتاوی صغری مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح کو لکھا کہ ایک شخص نے دو شخصون سے کہا کہ تم دونون کے مجھپر ہزار درم ایک غلام کے دام ہین جو تم دونون نے میرے ہاتھ فروخت کیا تھا پس ایک نے تصدیق کی اور دوسرے نے کہا کہ میرے تجھپر پانچ سو درم قرض کے ہین کہ مین نے تجھے قرض دیے تھے اُسمین میرے ساتھ کسی کی شرکت نہین ہے تو امام محمد رح نے جواب فرمایا کہ امام اعظم رح و ابو یوسف رح کے قیاس مین چاہیے کہ دونون مین سے کوئی کچھ وصول نکرے مگر دوسرا اُسمین شریک ہوگا۔ ولیکن میرے نزدیک جو کچھ ایک نے وصول کیا اگر دوسرا اُسمین اپنی شرکت سے انکار کرتا ہے تو شریک نہوگا۔ زید نے عمرو و بکر دو شخصون سے کہا کہ مین نے تم دونون کے باپ سے ہزار درم غصب کر لیے اور اُسکا تم دونون کے سوائے کوئی وارث نہین ہے پھر عمرو نے اُسکی تصدیق کی اور بکر نے کہا کہ میرے تجھپر پانچ سو درم قرض ہین کہ مین نے تجھے قرض دیے تھے اور تو نے میرے باپ کی کوئی چیز غصب نہین کی ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ دونون مین سے کوئی کچھ وصول نکرے مگر دوسرا بھائی اُسمین شریک ضرور ہوگا یہ محیط مین ہے

چودھوان باب۔ ایسے اقرار جنسے صریح ابراء ہوتا ہے اور جنسے صریح ابراء نہین ہوتا ہے اُنکے بیان مین۔ قال الابراءُ بری کرنا۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ میرا زید کی طرف کچھ نہین ہے تو اس براءت مین سب حق آگئے جو از قسم مال ہے اور وہ بھی جو از قسم مال نہین ہے جیسے کفالت بالنفس و قصاص و حد قذف اور وہ دین بھی جو مال کے بدلے واجب ہوا ہے جیسے ثمن و اجرت یا جو مال کے بدلے نہین واجب ہوا ہے جیسے مہر و ارش اور وہ بھی جو مال معین مضمون ہو یعنی اُسکی ضمان لازم ہو جیسے غصب یا امانت ہے جیسے عاریت و اجارہ وغیرہ۔ اور اگر یون کہا کہ میرا کچھ حق زید پر نہین ہے تو اسمین مضمون آگیا اور امانت داخل نہوئی اور اگر یون کہا کہ زید کے پاس میرا کچھ حق نہین ہے تو امانت داخل ہوئی اور مال مضمون داخل نہوا یہ محیط مین ہے۔ اگر کہا کہ زید میرے مال سے جو اُسپر ہو بری ہے تو یہ دیون کو شامل ہے اور اگر کہا کہ میرے مال سے جو اُسکے پاس ہو بری ہے تو اُن مالون کو شامل ہے جو اصل مین امانت ہین اور جنکی اصل غصب یا مضمون ہے اُنکو شامل نہین ہے۔ اور اگر کہا کہ زید میرے مال سے جو اُسکی طرف ہے بری ہے تو ضمان اور امانت سے بری ہوگیا پھر اگر اسکے بعد طالب نے اُسپر کسی حق کا دعوی کیا تو اُسکی گواہی مقبول نہوگی تاوقتیکہ گواہ یون گواہی ندین کہ یہ حق بری کرنے سے بعد کا ہے یا کوئی ایسا وقت مقرر کرین جو بری کرنے سے بعد ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر وقت نہ بیان کیا بلکہ دعوے مین ابہام رکھا تو قیاس چاہتا ہے کہ اُسکے دعوے کی سماعت ہو مگر استحسانًا گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر یون کہا کہ میرا کسی پر دین نہین ہے پھر کسی پر دین کا دعوی کیا تو دعوے صحیح ہے۔ اور نوادر بن رستم مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر زید نے کہا کہ جسپر میرا دین ہے وہ اُس سے بری ہے تو اُسکے قرضدار اُسکے قرضون سے بری نہین ہونگے ولیکن اگر کسی شخص معین کو قصدًا مراد لے اور کہے کہ یہ شخص میرے قرض سے جو اسپر ہے بری ہے یا کسی قبیلہ کو مراد لے اور کہے کہ فلان قبیلہ بری ہے اور اہل قبیلہ معدودے چند لوگ ہین تو ہو سکتا ہے کہ یہ بری ہو جاوین اسی طرح اگر یون کہا کہ جو کچھ مال میرا لوگون پر از قسم دین تھا سب مین نے بھر پایا تو صحیح نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر اقرار کیا کہ فلان شخص میرے حق سے بری ہو گیا پھر کہا کہ صرف بعض حق سے بری ہوا ہے تو اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی اسی طرح اگر کہا کہ زید اس سے جو میرا اُسکی طرف ہے یا میرے مال سے جو اُسکی طرف ہے یا میرے قرضہ سے جو اُسپر ہے۔ یا میرے حق سے جو اُسپر ہے بری ہے تو بھی یہی حکم ہے ولیکن حقوق سے بری کرنے مین کفالت اور وہ جنایت جسمین قود یا ارش

لازم آتا ہی داخل ہونگے کیونکہ یہ اُسکے حقوق مین سے ہین یہ مبسوط مین ہی- اگر یون کہا کہ مین نے اپنے دین سے جو فلان شخص پر ہی بری کیا یا وہ شخص اُس دین سے جو میرا اُسپر ہی حلت مین ہی تو یہ قرضدار کی براءت ہی اسی طرح اگر کہا کہ جو میرا اُسپر مال ہی مین نے اُسکو ہبہ کردیا تو قرضدار بری ہوگیا لیکن اگر حاضر ہو اور کہے کہ مین ہبہ نہین قبول کرتا ہون یا غائب ہو اور خبر پہونچنے پر کہے کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو مال اُسپر رہیگا اور اگر عدم قبول سے پہلے مرگیا تو بری رہا یہ حاوی مین ہی اور اگر طالب نے اقرار کیا کہ فلان شخص پر جو میرا قرضہ تھا اُسنے میری طرف اُس سے براءت کرلی تو یہ وصول پانے کا اقرار ہی یہ مبسوط مین ہی- اگر یون اقرار کیا کہ لیس لی مع فلان شی کہ فلان شخص کے پاس میری کوئی چیز نہین ہی تو یہ امانات سے ابراء ہی نہ دیون سے یہ محیط مین ہی- اگر اقرار کیا کہ زید کی طرف میری کوئی حد شرعی نہین آتی ہی تو مقر ایسے سرقہ کا دعوے کرسکتا ہی جسمین ہاتھ کاٹا جاوے اور اگر کہا کہ زید کی طرف میرا کچھ ارش نہین ہی تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ خطاسے قتل کی دیت کا دعوے اُسپر دائر کرے یا صلح یا کفالت سے دیت کا دعوے کرے- اور اگر کہا کہ جراحت کی وجہ سے کوئی حق نہین ہی تو خطاسے زخمی کرنے اور عمداً زخمی کرنے دونون کو شامل ہی قتل کو شامل نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر اقرار کیا کہ زید کی طرف میرا قصاص نہین ہی تو اُسکو خطاسے قتل یا حد کا دعوی کرنے کا اختیار ہی- اور اگر یون اقرار کیا کہ زید کی طرف خطاسے زخمی کرنے کا میرا حق نہین ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ عمداً زخمی کرنے کا اُسپر دعوے کرے خواہ اُسکے عوض قصاص آتا ہو یا نہ آتا ہو یہ مبسوط مین ہی اور اگر اقرار کیا کہ میرا حق خون زید کی طرف نہین ہی تو عمداً یا خطاءً خون کا دعوی اُسپر نہین کرسکتا ہی اسکے سواے دعوی کرسکتا ہی جسمین خون کرنا نہین ہی کذا فی الحاوی- اگر اقرار کیا کہ میرا کچھ حق زید کی طرف نہین ہی پھر اُسپر حد قذف یا سرقہ کا دعوے کیا تو گواہ قبول نہونگے ولیکن اگر گواہ گواہی دین کہ یہ حق بری کرنے کے بعد پیدا ہوا ہی تو قبول ہونگے یہ مبسوط مین ہی- اور اگر یون کہا کہ یہ میرے قذف کرنے سے وہ بری ہوگیا پھر اُسپر دعوی کیا تو اُسکو دعوی قذف کا اختیار ہی اور اگر یون کہا کہ یہ شخص اُس سرقہ سے جسکا مین نے اُسپر دعوے کیا تھا بری ہی تو اُسپر ضمان نہ آویگی اور نہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر کسی شخص نے کہا لاحق لی علی فلان فیما اعلم اسکی طرف میرا کوئی حق نہین ہی درصورتیکہ مین جانتا ہون پھر اُسپر کسی حق مسمّے معین کا دعوی کیا تو گواہ قبول ہونگے اور یہ براءت کچھ نہین ہی اسی طرح اگر کہا کہ میرے علم مین یا میرے ظن مین یا میری راے مین یا میرے حساب مین یا میری کتاب مین نہین ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یون کہا کہ یقین سے جانا کہ میرا اُسپر کچھ حق نہین ہی یا یقین جانا کہ کچھ حق اُسپر نہین ہی پھر دعوی کیا تو گواہ مقبول نہونگے یہ حاوی مین ہی- اگر کہا کہ لست من فلان فی شی کہ مین فلان شخص سے کسی شی مین نہین ہون پھر اس قول سے پہلے کے مال کا اُسپر دعوی کیا تو گواہ قبول ہونگے اور یہ قول باطل ہی اور اگر کہا کہ فلان سے مین بری ہوا یا فلان مجھ سے بری ہوا تو دونون مین سے کسی کے واسطے دوسرے کے کسی حق سے اس قول سے براءت نہوگی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر کہا کہ لست من الدار التی فی یدہ فی شی یعنے مین اُس گھر سے جو زید کے قبضہ مین ہی کسی شی مین نہین ہون اور مقصود یہ ہی کہ مجھے اُس گھر مین جو زید کے قبضہ مین ہی کچھ حق حاصل نہین ہی اور یہ عرف زبان سے معلوم ہی پھر اگر اُس گھر کی نسبت کچھ دعوی کیا تو قبول نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر کہا کہ مین اس دار سے بری ہون یعنے کچھ تعلق نہین ہی پھر اسی دار کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے ولیکن اگر بعد براءت کے کسی حق کے پیدا ہونے کا دعوے کرے تو گواہ قبول ہونگے یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ مین اس دار سے خارج ہوا تو یہ کسی بات کا اقرار نہین ہی- اور اگر یون کہا کہ مین اس دار سے سو درم پر یا بعوض سو درم کے نکل گیا اور یہ دام وصول پائے تو عرف کے

اعتبار سے یہ اس امر کا اقرار ہی کہ میرا اسمین کچھ حق نہین رہا اور یہی حکم حیوان و عروض و قرضہ مین ہی- پس اگر قابض نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ یہ دار میرا ہی اور تو نے سو درم مجھ سے غصب کر لیے ہین تو اس سے قسم لیجاویگی- اور اگر قسم کھالی تو سو درم واپس لیگا اور مقر اپنی خصومت پر باقی رہیگا یعنے وہ خصومت کر سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر کہا کہ مین اس غلام سے بری ہون پھر اسکا دعوے کر کے گواہ پیش کیے تو قبول نہونگے- اسی طرح اگر کہا کہ مین اس غلام سے نکل گیا یا یہ غلام میری ملک سے نکل گیا یا میرے ہاتھ سے نکل گیا پھر اسکا دعوے کر کے گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے یہ محیط مین ہی- اگر زید نے عمرو سے کہا کہ یہ غلام تیرا ہی اُسنے کہا کہ میرا نہین ہی پھر کہا کہ بلکہ میرا ہی تو اسکا نہوگا اسی طرح اگر گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے یہ مبسوط مین ہی- اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین عمرو نے کہا کہ میرا تجھپر کچھ نہین ہی تو زید کا اقرار رد ہو جائیگا پھر اگر زید نے دوبارہ اقرار کا اعادہ کیا اور عمرو نے کہا کہ ہان تو زید پر لازم آوینگے یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر زید نے کہا کہ یہی باندی عمرو کی ہی مین نے اس سے غصب کر لی ہی عمرو نے کہا کہ میری نہین ہی تو اقرار رد ہو جائیگا پھر اگر اقرار کا اعادہ کیا اور عمرو نے دعوی کیا تو اُسکو دلائی جائیگی یہ مبسوط مین ہی- بشر ابن الولید نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ زید نے عمرو سے کہا کہ جو کچھ میرا تجھپر ہی مین نے اس سے تجھے بری کیا عمرو نے جواب مین کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم ہین پس زید نے کہا کہ تو نے سچ کہا تو قیاساً اسپر ہزار درم لازم ہونگے اور استحساناً بری ہو جائیگا یہ محیط مین ہی زید عمرو پر ہزار درم ہونے کے دو گواہ لایا- اور عمرو ہزار درم کی بریت سے دو گواہ لایا- پس اگر مال کی تاریخ ہو اور سال کی تاریخ کے بعد برارت کی تاریخ ہو تو بری ہونے کی ڈگری کر دیجائیگی اور اگر مال کی دستاویز کی تاریخ برارت کی تاریخ کے بعد ہو تو مال کی ڈگری ہوگی اور اگر کسی کی تاریخ نہو تو بریت پر عمل درآمد ہوگا اسی طرح اگر دونون کی تاریخ برابر ہو تو بھی بریت کا حکم ہوگا اور اگر مال کی چک مین تاریخ ہو اور برارت کی تاریخ نہو یا اسکے برعکس ہو تو بریت کا حکم ہوگا- اور اگر زید کے عمرو پر دو چکین مال کی ہر چک ہزار درم کی ہو اور دونون چکون کی تاریخ مختلف ہو اور عمرو کے پاس برارت کی دو چکین ایک ہزار درم کی اور دوسری پانچ سو درم کی ہو پس عمرو نے دعوی کیا کہ تیرے مجھپر ہزار درم تھے حالانکہ تو نے مجھسے ڈیڑھ ہزار درم لیے ہین اور زید نے کہا کہ میرے تجھپر دو ہزار درم تھے اور مین نے تجھسے کچھ نہین لیا ہی تو عمرو ڈیڑھ ہزار درم سے بری ہوگا اور دو ہزار کی باقی یعنے پانچ سو درم زید لیگا کذا فی فتاوی قاضیخان

متصلات امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ زید کے قبضہ مین ایک دار ہی اُسنے اقرار کیا کہ یہ دار عمرو کا ہی میرا اسمین کچھ حق نہین ہی پس عمرو نے کہا کہ یہ دار میرا کبھی نہ تھا ولیکن یہ بکر کا ہی اور بکر نے اسکی تصدیق کی تو بکر کے نام ڈگری کر دیجائیگی- یہ اُسوقت کہ عمرو نے اپنے کلام سے کہ یہ میرا کبھی سے نہ تھا ملا کر کہا ہو کہ ولیکن یہ بکر کا ہی اور اگر جدا کر کے بیان کیا تو ڈگری نہوگی یہ محیط مین ہی زید کے واسطے عمرو نے دین کا اقرار کیا پس زید نے اقرار کیا کہ یہ قرضہ خالد کا ہی اور خالد نے تصدیق کی تو صحیح ہی اور وصول کرنے کا حق زید کو حاصل ہوگا خالد کو حاصل نہوگا اور اگر عمرو نے خالد کو دیدیا تو بری ہو گیا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اور اگر زید نے کہا کہ میرے ہزار درم جو عمرو پر ہین وہ خالد کے ہین میرے نہین ہین اور خالد نے کہا کہ میرے عمرو پر یہ درم نہین ہین تو عمرو اس مال سے بری نہوگا اور اگر مقر لہ نے یون کہا کہ میرا عمرو پر کچھ نہین ہی تو وہ بری ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی- ہشام نے امام محمد سے روایت کی ہی کہ زید کے پاس ہزار درم ہین اُسنے عمرو سے کہا کہ یہ ہزار درم تیرے ہین تو نے اپنے بھائی سے ورثہ مین پائے ہین عمرو نے کہا کہ یہ خالد کے ہین

اسنے اپنے بھائی سے میراث پائے ہین تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ خالد کو دلائے جاوینگے بشرطیکہ کلام موصول ہو کذا فی المحیط-

پندرھوان باب - تلجیہ کے ساتھ اقرار کرنے کے بیان مین - اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین یہ اقرار تلجیہ کے طور پر کیا اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ یہ حق ہی پس اگر عمرو سے کوئی ایسا اقرار صادر نہین ہوا ہو کہ یہ زید کا اقرار بطور تلجیہ ہی تو زید پر مال لازم ہوگا ولیکن اگر عمرو زید کے قول کی تصدیق کرے تو زید پر کچھ لازم نہوگا ایسے ہی اگر گواہون سے کہا کہ گواہ رہو کہ مجھپر زور یا باطل یا کذب کی راہ سے عمرو کے ہزار درم ہین اور عمرو نے کہا کہ اسنے جو کچھ کہا سب سچ کہا تو زید پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر عمرو نے کہا کہ اسنے مال کے اقرار مین سچ بیان کیا اور زور یا باطل یا کذب کی راہ سے ہونے مین جھوٹ بولا ہی تو زید سے ہزار درم کا مواخذہ کیا جائیگا علی ہذا اگر زید نے کہا کہ مین نے تلجیہ کی راہ سے اپنا گھر عمرو کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہی اور عمرو نے تلجیہ کے طور سے بیع ہونے مین اُسکی تکذیب کی تو بیع لازم ہوجائیگی اور اگر اسکے سب قول کی تصدیق کی تو بیع باطل ہی اور اگر عمرو نے اُسکے جواب مین یون کہا کہ اسنے سچ کہا تو بھی بیع باطل ہی کیونکہ مطلق تصدیق تمام اقرار کی تصدیق قرار دیجاویگی جبکہ اُسمین سے کوئی بات خاص نکی ہو یہ مبسوط مین ہی - اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میرا تجھپر کوئی حق نہین ہی مگر تو میرے لیے اپنے اوپر ہزار درم ہونے کے گواہ کرلے عمرو نے کہا کہ ہان تیرا کچھ حق مجھپر نہین ہی پھر ہزار درم اپنے اوپر ہونے کے گواہ کردیے اور گواہ یہ سب باتین سنتے تھے تو یہ باطل ہی عمرو پر کچھ لازم نہ آویگا اور گواہون کو بھی عمرو پر اس مال کے ہونے کی گواہی دینا حلال نہین ہی اور اگر یون کہا کہ اپنے اوپر میرے ہزار درم ہونے کے اس شرط پر کہ یہ باطل ہین یا اس شرط پر کہ تو بری ہی گواہ کرلے اُسنے ایسے ہی گواہ کرلیے تو اُسپر ان دونون مین سے کچھ بھی لازم نہ آویگا - یہ محیط مین ہی - اگر ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تجھ سے بطور تلجیہ یا باطل کے ہزار درم پر نکاح کرلینے پر گواہ کرلون عورت نے کہا کہ ہان اسطور سے گواہ کرلے اور گواہون نے یہ باتین سنی تھین وہین حاضر تھے پھر اُسنے گواہ کیے کہ مین نے اس عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ مین راضی ہوئی تو نکاح جائز ہوگیا ایسے ہی طلاق و عتاق خواہ مال پر ہو یا بلا مال ہو اور خلع کی ایسی صورت مین بھی یہی حکم ہی اور جس صورت مین مال مقرر ہوا ہی وہ مال بھی واجب ہوجائیگا ولیکن اگر کتابت اس طور سے واقع ہوئی تو مثل بیع کے باطل ہوگی کذا فی الحاوی - اگر کسی عورت سے کہا کہ مین تجھے پوشیدہ ہزار درم مہر دونگا اور علانیہ دو ہزار درم ظاہر کرکے اسپر گواہ کرلونگا تو عورت کا مہر ہزار درم ہوگا اور اگر باہم قرار دیا کہ مہر در پردہ ہزار درم ہی اور سنانے کو ظاہر مین سو دینار مہر کے ظاہر کیے جاوین پس دونون نے ایسا ہی کیا تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور اگر ایسی صورت بیع مین واقع ہوئی تو قیاساً بیع باطل ہی اور استحساناً صحیح ہی اور اگر بیع مین یہ صورت بجاے ہزار درم و سو دینار کے ہزار درم و دو ہزار درم مین واقع ہو تو امام ابو یوسف رہ نے فرمایا کہ میرے علم مین امام اعظم رہ کے نزدیک دو ہزار درم پر بیع واقع ہوگی اور ایسا ہی معلے رہ نے امام اعظم رہ و ابو یوسف رہ سے روایت کیا ہی اور امام محمد رہ سے املاء مین امام اعظم سے روایت ہی کہ بیع ایک ہزار درم پر صحیح ہی اور یہی ان دونون کا قول ہی کذا فی المبسوط -

[illegible] صحیح ۱۲

سولھوان باب - نکاح و طلاق و رق کے اقرار کے بیان مین - رقیت مملوک ہونا رقیق مملوک شخص - زید نے اقرار کیا کہ مین نے اپنی صحت یا مرض مین ہندہ سے نکاح کیا ہی پھر اس سے انکار کرگیا اور ہندہ نے اُسکی زندگی مین یا مرنے کے بعد اسکی تصدیق کی تو جائز ہی اور عورت کو مہر و میراث ملیگا ولیکن اگر نکاح مرض مین واقع ہوا اور مہر مین مہر مثل سے زیادتی ہی تو زیادتی باطل ہوگی - اور اگر عورت نے اپنی صحت یا مرض مین اقرار کیا کہ مین نے فلان شخص سے

اسنے یہ نکاح کیا ہی پھر انکار کر گئی پس شوہر نے اگر اُسکی زندگی مین اُسکی تصدیق کی تو نکاح ثابت ہوگا اور اگر بعد مرنے کے تصدیق کی تو امام اعظم رح کے نزدیک نکاح ثابت نہوگا اور شوہر کو اُسکی میراث نہ ملیگی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ نکاح ثابت ہوگا یہ مبسوط مین ہی- اور اگر زید نے کہا کہ مین نے ہندہ سے نکاح کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالی تو یہ نکاح کا اقرار نہین ہی بلکہ انکار نکاح ہی اور اگر عورت نے کہا کہ زید نے انشاء اللہ تعالے نہین کہا تھا تو زید کا قول قبول ہوگا - اسی طرح اگر عورت نے ایسا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا- ایسا ہی طلاق وعتاق مین اگر کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی اور کہا کہ انشاء اللہ تعالی یا تجھے آزاد کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالی تو بھی یہی حکم ہی- اور اگر عورت سے کہا کہ کیا مین نے تجھ سے کل کے روز نکاح نہین کیا تھا یا آیا تجھ سے کل نکاح نہین کیا ہی یا آیا یہ بات نہین ہی کہ کل مین نے تجھ سے نکاح کیا ہی اُس عورت نے کہا کہ ہان کیا ہی تو یہ عورت کی طرف سے نکاح کا اقرار ہی اسلیے کہ جب کلمہ استفہام کا نفی پر داخل ہوتا ہی تو وہ بمعنی اثبات کے ہوتا ہی پس یون ہو گیا کہ گویا مرد نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا ہی اُسنے کہا کہ بلے یعنی ہان کذا فی المحیط- اگر عورت سے کہا کہ کیا نہین مین نے تجھے کل کے روز طلاق دی ہی اُسنے کہا کہ ہان دی ہی تو یہ طلاق کا اقرار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھسے کل کے روز نکاح کیا ہی اُسنے کہا کہ نہین پھر کہا کہ ہان کیا ہی پھر شوہر نے کہا کہ نہین تو نکاح لازم آویگا- اور اگر عورت سے کہا کہ کیا مین نے تجھے کل کے روز طلاق نہین دی تو یہ مرد کی طرف سے نکاح وطلاق دونون کا اقرار ہی- اور اگر یون کہا کہ آیا مین نے تجھے کل کے روز طلاق دی ہی تو یہ نکاح کا اقرار ہی طلاق کا اقرار نہین ہی یہ محیط مین ہی- ایک عورت نے کسی مرد سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے تو یہ نکاح کا اقرار ہی اسی طرح اگر یون کہا کہ مجھسے ہزار درم پر خلع کر لے تو بھی یہی حکم ہی ایسے ہی اگر عورت نے کہا کہ زید نے مجھے کل کے روز طلاق دیدی یا مجھ سے ہزار درم پر خلع کر لیا ہی یا یون اقرار کیا کہ تونے مجھ سے مظاہرت یا ایلاء کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی- **قلت** مؤلی ایلاء کرنے والا- مظاہر ظہار کرنے والا یہ کتاب النکاح مین مفصل مذکور ہی- اگر مرد نے عورت سے کہا کہ مین تجھ سے مولے یا مظاہر ہون تو یہ نکاح کا اقرار ہی- اور اگر کسی عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پیٹھ میری مان کے ہی تو یہ اقرار نکاح نہین ہی کذا فی الحاوی- اور اگر مرد نے کہا کہ تو مجھ سے بعوض مال کے خلع کرا لے تو مرد کی طرف سے یہ اقرار اس امر کا ہوگا کہ مین نے اس عورت سے نکاح کیا ہی یہ مبسوط مین ہی- اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا کہ تو اختیار کر لے یا طلاق مین تیرا کام تیرے ہاتھ ہی یا طلاق مین نہ بیان کیا تو یہ مرد کی طرف سے نکاح کا اقرار ہی اور اگر مرد نے ابتداءً یون کہا کہ طلاق مین تیرا کام تیرے اختیار ہی تو یہ مرد کی طرف سے نکاح کا اقرار ہی اور اگر طلاق مین نہ کہا تو یہ نکاح کا اقرار نہین ہی یہ محیط مین ہی- اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہی تو یہ نکاح کا اقرار ہی اور اگر عورت سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نکرونگا تو یہ نکاح کا اقرار نہین ہی اسی طرح اگر کہا کہ تو مجھپر حرام ہی یا بائن ہی تو بھی اقرار نکاح نہین ہی ولیکن اگر عورت نے طلاق کا سوال کیا اور مرد نے یہ کلمات اُسکے جواب مین کہے تو اقرار ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر ایک آزاد عورت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے پیدا ہوا ہی اُس عورت نے کہا کہ ہان تو یہ نکاح کا اقرار ہی اسی طرح اگر اُس عورت سے کہا کہ یہ ہم دونون کا بیٹا ہی اُسنے کہا کہ ہان تو بھی اقرار نکاح ہی- اور اگر یہ عورت جس سے یہ کلام کیا ہی باندی ہو تو یہ کلام نکاح کا اقرار نہوگا یہ محیط مین ہی- اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اس عورت کو تین مہینہ سے طلاق دی ہی پس اگر اُس سے

ایک مہینہ سے نکاح کیا ہو تو کوئی طلاق اُسپر واقع نہوگی اور اگر چار مہینہ سے نکاح کیا ہو تو اُسپر طلاق واقع ہو جائیگی ولیکن اگر عورت نے مرد کے قول کی اسناد وقت مین تصدیق کی یعنے تین مہینہ سے طلاق دی ہی تو اُسکی عدت اُسی وقت سے ہوگی جس وقت طلاق واقع ہوئی ہی اور اگر اسناد وقت مین شوہر کی تکذیب کی تو اُسکی عدت شوہر کے اقرار کے وقت سے شروع ہوگی یہ بسوط مین ہی۔ اگر بعد دخول واقع ہونے کے مرد نے اقرار کیا کہ مین نے اس عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی ہی حالانکہ اُسکا مہر مقرر ہو چکا تھا تو طلاق واقع ہوگی اور اُسکو اس مہر مسمے کا آدھا ملیگا اس سبب سے کہ اُسنے قبل دخول کے طلاق کا اقرار کیا ہی اور بعد طلاق کے دخول واقع ہونے کے اقرار کی وجہ سے اُسکو مہر مثل دلایا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت نے اقرار کیا کہ زید نے مجھ سے نکاح یا ملک کی وجہ سے وطی کی ہی حالانکہ زید منکر ہی پھر اُس عورت نے زید کے بیٹے یا باپ سے نکاح کر لیا تو دونون مین جدائی نہ کی جائیگی۔ اسی طرح اگر عورت نے دعوے کیا کہ زید نے مجھے تین طلاق دی ہین اور زید کہتا ہی کہ مین نے اسکو ایک طلاق دی ہی پھر اُس عورت سے دوسرے شخص سے نکاح کرنے سے پہلے زید نے نکاح کر لیا تو جائز ہی اسی طرح اگر عورت نے اقرار کیا کہ مین نے اس لڑکے کو دودھ پلایا ہی پھر وہ لڑکا بالغ ہوا اور اُسنے اس عورت سے یا اسکی لڑکی سے نکاح کیا تو دونون مین جدائی نہ کی جاویگی ولیکن اُسکو چاہیے کہ دونون مین سے کسی سے قربت نکرے۔ اور ایسی صورت مین جو اقرار عورت کی طرف سے ہو نکاح کو نہین توڑتا ہی اور اگر شوہر کی طرف سے ہو مثلاً اُسنے کہا کہ یہ عورت میری مان و باپ کی طرف سے بہن ہی اور اسی پر ثابت رہا پھر اُس عورت سے نکاح کیا تو دونون مین جدائی کرادی جائیگی اور شوہر پر نصف مہر لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ مین نے اس عورت کو تین طلاق دی ہین پھر اُسی عورت سے قبل اسکے کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے خود نکاح کر لیا اور عورت نے کہا کہ تو نے مجھے کوئی طلاق نہین دی یا مین نے دوسرے سے نکاح کیا اور اُسنے دخول کیا ہی تو دونون مین جدائی کرادی جائیگی اور شوہر پر عورت کے واسطے قبل دخول کے آدھا مہر واجب ہوگا اور بعد دخول کے پورا مہر اور عدت کا نفقہ واجب ہوگا یہ بسوط مین ہی۔ اگر ایک مجہولۃ النسب عورت نے اقرار کیا کہ مین شوہر کے باپ کی بیٹی ہون اور شوہر کے باپ نے اُسکی تصدیق کی اور شوہر نے اسکی تکذیب کی تو قاضی دونون مین جدائی کرادیگا۔ اور اگر دو عورتین جنکا آپسمین بہنین ہونا معروف ہی اور وہ دونون جوڑیا پیدا ہوئی ہین اُن دونون مین سے ایک سے کسی ایک مرد نے نکاح کیا پھر دوسری نے اقرار کیا کہ مین اپنے بہن کے شوہر کے باپ کی بیٹی ہون اور شوہر کے باپ نے اسکے قول کی تصدیق کی اور اُسکی بہن اور بہن کے شوہر نے اسکی تکذیب کی تو قاضی اُسکی بہن اور بہن کے شوہر مین جدائی کردیگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کے پاس ایک باندی ہی اُسنے اقرار کیا کہ مین نے اس باندی سے وطی کی ہی پھر اُس باندی کو اس شخص کے باپ نے یا بیٹے نے خریدا تو اُسکو حلال نہین ہی کہ اس باندی سے وطی کرے۔ اسی طرح اگر باپ یا بیٹے کے وطی کر لینے کے بعد اس شخص نے ایسا اقرار کیا تو بھی یہی حکم جاری ہوگا اور اس شخص کے قول کی تصدیق کیجائیگی بشرطیکہ اپنی دیانت مین مرد متدین ہو اور یہ استحسان ہی اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اپنی ملک مین اس باندی سے وطی کی ہی پھر اُسکو آزاد کر دیا پھر اُس سے زید کے بیٹے نے نکاح کیا تو زید کے اقرار کی تصدیق قیاساً نہوگی مگر استحساناً تصدیق کی جاویگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی عورت نے اقرار کیا کہ مین زید کی باندی ہون حالانکہ اس عورت کا مملوک ہونا یا آزاد ہونا کچھ نہین معلوم ہوتا ہی تو اُسکا اقرار صحیح ہی اور زید کی باندی قرار پاویگی جو امور ظاہر باندی کے ساتھ کر سکتا ہی وہ اسکے ساتھ بھی کر سکیگا۔ اور یہ مسئلہ بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہی

یعنے نکاح جائز ہوگا ۱۲

یعنے تفریق کردیجائیگی ۱۲

کہ اگرچہ مقرلہ کو اُسکا کاذب ہونا بھی معلوم ہو توبھی یہ عورت اُسکی باندی ہو جائیگی کہ اسکو باندی کی طرح رکھے اس سے خدمت لے اسکو اپنے تحت مین لاوے اور ہمارے مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ اسوقت تصرف جائز ہوگا کہ جب مقرلہ کو اُسکا سچا ہونا معلوم ہووے اور اگر اُسکا سچا ہونا معلوم نہووے بلکہ جھوٹا ہونا معلوم ہو تو اسکو تصرف حلال نہوگا - اسی طرح اگر کوئی مرد مجہول الحال ہو کہ اُسکا آزاد یا مملوک ہونا معلوم نہوتا ہو اور اُسنے زید کے واسطے اپنے مملوک ہونے کا اقرار کیا کہ مین زید کا مملوک ہون اور زید نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکا اقرار صحیح ہے اسی طرح جو لڑکا کہ اپنی ذات کا بیان کرتا یا سمجھتا ہو اگر اُسنے اپنے تئین کسی کے مملوک ہونے کا اقرار کیا تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا اور وہ باندی یا غلام ہو جائیگی بشرطیکہ اُس شخص نے اسکی تصدیق کی ہو اور لقیط کا حکم بھی حریت اور رقیت مین مثل مجہول الحال کے ہے - اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ اُسکا حر ہونا کسی طرح کی دلیل سے ثابت نہوا اور اگر اُسکا حر ہونا کسی وجہ سے ثبوت ہوتا ہو مثلاً اُسکے والدین اصلی آزاد ہون یا یہ آزاد مشہور ہو تو قاضی اُسکے اقرار کی تصدیق نکریگا اور اُسکو مقرلہ کا مملوک قرار نہ دیگا - اسی طرح اگر قاضی نے اُسپر آزادون کا کوئی حکم کبھی جاری کیا ہے مثلاً اُسنے کسی کو زخمی کیا یا اُسکو کسی نے زخمی کیا اور قاضی نے آزادون کے مثل ارش کا حکم کیا تو پھر اُسکے رقیت کے اقرار کی تصدیق نکریگا اسی طرح اگر ثابت ہو کہ یہ مثلاً زید کا آزاد کیا ہوا ہے اور اسنے عمرو کے مملوک ہونے کا اقرار کیا تو اقرار صحیح نہوگا و لیکن اگر زید اسکے اقرار کی تصدیق کرے تو اسکا اقرار جائز ہوگا یہ محیط مین ہے - ایک شخص نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جسکا آزاد یا مملوک ہونا معلوم نہین ہے تو اُسکی ظاہری حریت پر نکاح جائز ہوگا اور اگر اُس سے چند اولاد ہوئین پھر اُسنے کسی کی مملوکہ ہونے کا اقرار کیا اور مقرلہ نے اسکی تصدیق کی اور شوہر نے انکار کیا تو عورت کے حق مین اُسکے اقرار کی تصدیق کیجاویگی حتے کہ عورت مقرلہ کی باندی ہو جائیگی اور عورت کا مال مقرلہ کو ملیگا - اور شوہر کے حق مین اُسکی تصدیق نہوگی حتی کہ مولی کی اجازت نہونے سے نکاح باطل ہونے کا حکم نہ کیا جائیگا اور مقرلہ کو یہ اختیار نہوگا کہ عورت کو اُسکے شوہر سے ملنے وغیرہ سے منع کرے مگر شوہر کو اختیار ہوگا کہ مقرلہ کو اس عورت سے خدمت لینے سے منع کرے یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہے - پس اگر ایسی عورت کو شوہر نے اُسکے اقرار کرنے سے پہلے مہر اُسکا دیدیا ہے تو بری ہوگیا اور اگر بعد اقرار کے دیا تو بری نہوگا اور جو بچہ قبل اقرار کے جنی یا بعد اقرار کے چھ مہینے سے کم مین جنی وہ آزاد ہے اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین جنی تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک وہ غلام ہوگا بخلاف امام محمد رحمہ کے اور اس عورت کی پوری طلاق دو طلاق ہین اور عدت اُسکی دو حیض ہین اسپر اجماع ہے - اور اگر اُسکے اقرار کرنے سے پہلے شوہر نے اُسکو دو طلاق دیدی ہین تو رجعت کرنے کا اختیار ہے اور اُسکو ایک طلاق ثالث دینا اُسپر روا ہے یعنے تیسری طلاق بھی دیسکتا ہے اور اگر مقرلہ نے اُسکو آزاد کر دیا تو اُسکو اختیار نہین ہے کہ چاہے اپنے شوہر کے نکاح مین رہے یا نہ رہے - اور اگر شوہر نے اُس سے ایلاء کیا پھر دو مہینہ گذرنے سے پہلے اُسنے مملوک ہونے کا اقرار کیا تو اُسکے ایلاء کی مدت دو مہینہ ہوگی اور اگر دو مہینہ گذرنے کے بعد اُسنے اقرار کیا تو مدت ایلاء چار مہینہ قرار دیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر اس باندی کو مثلاً کسی نے زخمی کیا تو ارش باندی کا یعنے جو جرمانہ ملے وہ مقرلہ کا ہے اور اگر اس باندی نے خود کسی کو زخمی کیا تو مقرلہ کو اختیار ہے چاہے جرمانہ ادا کرے یا باندی کو دیدے کذا فی الکافی - اور اگر شوہر نے اُسکو دو طلاق دی ہین اور اُسکو یہ حال معلوم نہوا کہ اُسنے کسی کے مملوک ہونے کا اقرار کیا ہے تو رجعت کر سکتا ہے اور اگر جانتا ہے تو رجعت نہین کر سکتا ہے اور یہی صحیح ہے - اور اگر شوہر نے کسی کو وکیل کیا کہ اُسکو دو طلاق دیدے پھر اس عورت نے مملوک ہونے کا اقرار کر دیا اور شوہر کو یہ بات

معلوم ہوئی مگر اُسنے وکیل کو معزول نکیا یہانتک کہ وکیل نے اُسکو دو طلاق دیدین تو عورت بائن ہوگئی اور اگر شوہر کو یہ اقرار کرنا معلوم نہوا یا معلوم ہوا اگر وہ وکیل کے معزول کرنے پر قادر نہوا تو اس سے رجعت کر سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر شوہر نے اُسکو ایک طلاق دی اور اُسکی عدت مین ایک حیض گذر گیا پھر اُسنے اپنی رقیت کا اقرار کیا تو اُسکی عدت دو حیض ہونگے اور اگر دو حیض گذرنے کے بعد اُسنے رقیت کا اقرار کیا تو عدت کے تین حیض ہونگے - اور اگر شوہر نے اُس سے ایلاء کیا اور ایک مہینہ گذر گیا پھر اُس سے ایلاء کیا اور ایک مہینہ گذر گیا پھر اُسنے رقیت کا اقرار کیا تو پہلے ایلاء کی مدت چار مہینہ اور دوسری ایلاء کی مدت دو مہینہ قرار دیجاویگی پھر اگر وقت اقرار سے ایک مہینہ گذر گیا تو دوسرے ایلاء کی وجہ سے مطلقہ ہو جائیگی اور دوسرے کی مدت پہلے ایلاء پر سبقت کر جائیگی اسی طرح اگر اُس سے ایلاء کیا پھر کہا کہ جسوقت دو مہینہ گذر جاوین پس واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا پھر جب دو مہینے گذر گئے تو اُسنے رقیت کا اقرار کر دیا تو ایلاء اول کی مدت چار مہینہ اور ایلاء دوم کی دو مہینہ ہونگی پھر اگر بعد اقرار کے دو مہینہ گذر گئے تو دونون ایلاؤن کی وجہ سے دو طلاقون سے بائن ہوگئی یہ محیط مین ہے اور اگر اُس عورت سے کہا کہ جسوقت تو اس دار مین داخل ہوئی یا جسوقت تو نے زید سے کلام کیا یا ظہر کی نماز پڑھی یا جسوقت شروع مہینہ آیا تو تجھے دو طلاق ہین یعنی تو دو طلاق کی طالق ہے پھر اُس عورت نے رقیت کا اقرار کیا پھر شرط پائی گئی تو دو طلاق اُسپر واقع ہونگی ولیکن شوہر کو اُس سے رجعت کا اختیار ہے کیونکہ تعلیق سے رجوع کرنا صحیح نہین ہے پس اُسکے کرنے سے تدارک نہین ہو سکتا ہے اور تعلیق اُسی امر پر کی تھی جسمین رجعت ممکن ہے پس اگر یہ حکم دیا جاوے کہ اُسکی حرمت غلیظہ ہوگئی یعنے رجعت ممکن نہی تو شوہر کو ضرر پہونچیگا اور یہ ضرر اُس عورت کے اقرار کی وجہ سے ہوگا پس یہ حکم نہین دیا جائیگا - اسی طرح اگر دو طلاق دینے مین اُسکا کام اُسکے ہاتھ مین دیا یا کسی اجنبی کے ہاتھ مین دیا پھر اس عورت نے رقیت کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ تفویض امر لازمی ہوتا ہے اُسکا تدارک بھی برجوع ناممکن ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہے - اور اگر اُسکے کسی فعل پر دو طلاق اُسپر واقع ہونا معلق کین یعنے اگر تو یہ فعل کرے - تو تجھکو دو طلاق ہین پھر اُس عورت نے رقیت کا اقرار کیا پھر یہی فعل کیا تو دو طلاق اُسپر واقع ہو جائینگی ولیکن شوہر پر حرام نہوگی بحرمت غلیظہ ۱۲ اور اگر اپنے کسی فعل پر معلق کین اور اُسکے اقرار رقیت کے بعد اُسنے خود وہ فعل کیا تو حرام ہو جائیگی بحرمت غلیظہ اور کتاب مین مذکور ہے کہ خواہ اپنا فعل ایسا ہو کہ اُسکا کرنا ضروری نہو جیسے باپ سے کلام کرنا یا ضروری ہو جیسے نماز ظہر وغیرہ یہ محیط مین ہے - اگر کسی مرد مجہول الاصل کی ام ولد باندیون سے اولاد ہون اور اُسکے مدبر و مکاتب غلام ہون اور اس شخص نے اپنے تئین زید کے مملوک ہونے کا اقرار کر دیا تو یہ اقرار اُسکے نفس و مال کے حق مین صحیح ہے اور اُسکی اولاد و ام ولد باندیون اور مدبرون و مکاتبون کے حق مین صحیح نہین ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہے - منتقی مین ہے کہ ایک شخص نے زید سے کہا کہ مین تیری باندی کا بیٹا ہون - اور یہ میری مان تیری باندی ہے - تیری ملک مین یہ باندی کب سے جنی ہے مین آزاد ہون مین آزاد ہی پیدا ہوا ہون تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور وہ زید کا غلام قرار ندیا جائیگا یہ محیط مین ہے اگر ایک عورت مجہول الحال کے پاس ایک نابالغ صغیر بچہ حرام سے ہے پھر اُس عورت نے اقرار کیا کہ مین زید کی باندی ہون اور یہ میرا بیٹا اُسکا غلام ہے تو عورت کے اقرار کی اُسکے ذات پر تصدیق کیجائیگی اور اگر بچہ ایسا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہے اور اُسنے کہا کہ مین آزاد ہون تو بچہ کا قول مقبول ہوگا اسی طرح اگر ایک مرد اور اُسکی عورت دونون مجہول الحال ہون اور دونون کا ایک نابالغ صغیر بچہ ہے اور دونون نے اپنے اور اپنے لڑکے کی نسبت زید کے مملوک ہونے کا اقرار کیا تو جائز ہے اور اگر یون کہا کہ ہم دونون زید کے مملوک ہین اور ہمارا یہ لڑکا عمرو کا مملوک ہے اور زید نے ان دونون کی ہبہ کے بارہ مین

ف یہ دوسرا ایلاء بائن کریگا ۱۲

تکذیب کی تو بچہ بھی دونوں کے ساتھ زید کا غلام قرار پائیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ زید نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا پھر اقرار کیا کہ یہ عمرو کا غلام ہی اور عمرو نے تصدیق کی پس اگر ہنوز قاضی نے غلام کی آزادی کا حکم نہین دیا ہو تو غلام رقیق ہو جائیگا بخلاف اسکے اگر قاضی نے اُسکی آزادی کا حکم جاری کر دیا پھر اُسنے اقرار کیا تو صحیح نہین ہی اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون اُسنے کہا نہین پھر کہا ہان ہی تو اُسکا غلام قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر قابض نے عمرو سے کہا ای عمرو یہ تیرا غلام ہی اُسنے کہا کہ نہین پھر کہا کہ ہان میرا غلام ہی اور اُسپر گواہ لایا تو مقبول نہونگے اسی طرح اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ عمرو کا غلام ہی پھر گواہ لایا کہ میرا غلام ہی تو گواہ مقبول نہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ مولے کے غلام مین تصرف کرتے وقت اُسکا خاموش رہنا آیا رقیت کا اقرار ہی یا نہین ہی اسمین دیکھنا چاہیے کہ اگر ایسا تصرف ہی جسمین آزاد و غلام دونوں مشترک ہوتے ہین جیسے اجارہ یعنے مزدوری پر دینا یا نکاح یا خدمت وغیرہ تو ایسے تصرف مین خاموشی رقیت کا اقرار نہین ہی اور اگر تصرف ایسا ہو جو غلامون سے مختص ہی جیسے بیع و سپرد کر دینا یا ہبہ و رہن کر کے قبضہ دیدینا یا جرم مین اُسکو دیدینا تو اسوقت اُسکی خاموشی اور رد نکرنا رقیت کا اقرار ہی اور چکاتے وقت غلام کی خاموشی رقیت کا اقرار نہین ہی اور اگر فروخت کر دیا ولیکن سپرد نہین کیا ہی اور غلام خاموش رہا تو اسمین اختلاف ہی بعض نے کہا کہ رقیت کا اقرار ہی اور متاخرین نے فرمایا کہ اقرار نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک شخص نے ایک باندی پر دعوی کیا کہ یہ میری باندی ہی اور باندی نے دعوے کیا کہ یہ میرا غلام ہی اور دونوں کی اصل معلوم نہین ہی اور کوئی دوسرے کے قبضہ مین بھی نہین ہی اور دونوں نے ایک دوسرے کے دعوے کی معاً تصدیق کی تو یہ باطل ہی اور اگر آگے پیچھے اقرار کیا تو جسنے اخیر مین اقرار کیا وہ اول کا مملوک ہوگا بشرطیکہ اول دوبارہ اُسکی تصدیق کرے پس اگر تصدیق کی تو مقر اُسکا غلام یعنے مملوک ہوگا اور اگر تصدیق یا تکذیب کچھ نکی تو کوئی دوسرے کا مملوک نہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھے آزاد کر دے تو یہ رقیت کا اقرار ہی اسی طرح اگر کہا کہ اسنے مجھے کل کے روز آزاد کیا ہی اسی طرح اگر کہا کہ آیا تو نے مجھے آزاد کر دیا ہی رقیت کا اقرار ہی یہ محیط مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک شخص کا نسب معلوم نہین ہوتا ہی اُسکا ایک آزاد بیٹا ہی اُس مجہول النسب نے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر اُس مجہول نے زید کے مملوک ہونے کا اقرار کیا اور زید نے اُسکی تصدیق کی اور آزاد شدہ نے انکار کیا تو مجہول کا اقرار اُسکے حق مین صحیح ہی اور وہ زید کا غلام ہو جائیگا اور آزاد شدہ کے حق مین صحیح نہین ہی حتے کہ آزاد کرنا باطل نہوگا پھر اگر وہ غلام مرگیا اور مال چھوڑا تو اُسکے آزاد کنندہ کے مولی یعنی زید کو ملیگا بشرطیکہ اُسکے عصبات مین کوئی موجود نہو اور اگر اُسکا کوئی عصبہ ہو جیسے بیٹا بھائی وغیرہ تو یہ لوگ میراث کے حقدار ہین مقر لہ کو نہ ملیگی اور اگر اُسکے فقط ایک بیٹی موجود ہو تو اُسکو نصف دیکر باقی آزاد کنندہ کو بسبب ولاء کے پہونچیگی۔ پھر اُسکے اقرار کی وجہ سے زید یعنے مقر لہ کی ہو جائیگی اور اگر وہ مرا نہین بلکہ اُسنے کوئی ایسا جرم کیا جسمین سعی کرنی لازم ہی تو سعی کریگا اور کوئی اُسکا عاقلہ نہوگا۔ یعنے مددگار برادری کا حق کسی پر جاری نہوگا اور مشائخ نے اختلاف کیا ہی آیا وہ اپنی قیمت کی سعی کریگا یا مقتول کی دیت کی تو بعضون نے کہا کہ اپنی قیمت کی اور بعضون نے کہا کہ اُسکی دیت کی اور صدر الشہید نے فرمایا کہ یہی اصح ہی اور اسی طرف کرخی نے میل کیا ہی جیسا کہ جصاص نے اُنسے نقل کیا ہی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر ایسے غلام یعنے مذکور مجہول ۱۲ پر کسی نے جرم کیا تو ایسا ہی ہوگا جیسے اور مملوکون پر جرم کرنے کا حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر مقر لہ یعنے زید نے اس مقر یعنے مجہول کو آزاد کیا۔ پھر پہلا آزاد شدہ مرگیا تو اُسکا مال مقر لہ کو ملیگا اسی طرح اگر مقر یعنے مجہول کا کوئی آزاد

بیٹا ہو تو بھی یہی حکم ہی کیونکہ جب تک باپ زندہ موجود ہی تو بیٹے کا اُسکے آزاد شدہ کے ترکہ مین کچھ حق نہین ہی اور اگر پہلے مقر مرگیا اور ایک آزاد بیٹا چھوڑا پھر پہلا آزاد شدہ مرگیا اور کوئی عصبہ نہ چھوڑا تو اُسکی میراث غلام مقر کے بیٹے کو ملیگی مقرلہ کو نہ ملیگی اسی طرح اگر سوائے بیٹے کے اُسکے عصبات موجود ہون تو بھی مال اُسی کا ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی قال المترجم

وحاصل المسئلہ ماقد لخصناہ فی الحاشیۃ فتذکر واللہ تعالی اعلم

سترھوان باب ۔ نسب وام ولد ہونے وعتق وکتابت اور مدبر کرنے کے اقرار کے بیان مین ۔ اگر کسی نے دوسرے کی نسبت اپنے بیٹے ہونے کا اقرار کیا تو صحیح ہی بشرطیکہ مقرلہ ایسا ہو کہ ایسے لوگون کے ایسا بیٹا ہو سکتا ہو اور مقرلہ دوسرے سے ثابت النسب نہو اور جبکہ مقرلہ عبارت صحیح بول سکتا ہو تو مقر کے اقرار کی تصدیق کرے ۔ اور والد ہونے کا اقرار بھی صحیح ہی بشرطیکہ ایسے لوگون کے مثل مقر کے بیٹا پیدا ہو سکتا ہو اور مقر دوسرے سے ثابت النسب نہو اور عبارت صحیح سے مقرلہ مقر کے اقرار کی تصدیق کرے ۔ اور جورو ہونے کا اقرار بھی جبکہ وہ عورت اسکی تصدیق کرے اور دوسرا اُسکا شوہر نہو اور نہ اُسکی عدت مین ہو اور نہ اس مقر کی تحت مین اس عورت کی بہن یا اسکے سوائے چار عورتین ہون صحیح ہی اور یون اقرار کرنا کہ یہ غلام میرا آزاد کردہ ہی یا یون اقرار کرنا کہ یہ میرا آزاد کنندہ ہی صحیح ہی بشرطیکہ مقرلہ تصدیق کرے اور پہلی صورت مین آزاد شدہ کی اور دوسری صورت مین مقر کی آزادی دوسرے سے ثابت نہو ۔ اور ان لوگون کے سوائے اقرار صحیح نہین ہی مثلاً بھائی یا چچا یا مامون وغیرہ کا اقرار نہین صحیح ہی اور واضح ہو کہ یہان صحت اقرار وعدم صحت اقرار کی تفسیر یہ ہی کہ اقرار صحیح کے یہ معنی ہین کہ اقرار سے جو حقوق مقرلہ اور مقر کو اور ان دونون کے سوائے دوسرون کو لازم آتے ہین اُن حقوق مین یہ اقرار معتبر ہو پس جن لوگون کی نسبت ہمنے صحت اقرار کا حکم کیا ہی اُنمین سے مثلاً اگر کسی کے واسطے بیٹے ہونے کا اقرار کیا اور وہ اقرار اپنے شرائط کے ساتھ صحیح قرار پایا تو یہ بیٹا مقرلہ اس مقر کے باقی وارثون کے ساتھ میراث لیگا اگرچہ باقی وارث اُسکے نسب سے منکر ہون اور یہی مقر کے باپ سے یعنی مقرلہ کے دادا کی میراث مین بھی شریک ہوگا اگرچہ دادا نے اُسکے نسب سے انکار کیا ہو اور جن لوگون کے واسطے ہمنے اقرار صحیح نہونے کا حکم کیا ہی اُسکے یہ معنی ہین کہ مقر و مقرلہ کے سوائے غیرون کو جو حقوق اس اقرار سے لازم آتے ہین اُنکے واسطے یہ اقرار معتبر نہین ہی اگرچہ ذاتی اسکے حقوق کے واسطے یہ اقرار معتبر ہی چنانچہ مثلاً کسی نے دوسرے کی نسبت اپنے بھائی ہونے کا اقرار کیا اور مرگیا اور اس مقر کے دوسرے وارث موجود ہین جو اس شخص مقر کے بھائی ہونے سے انکار کرتے ہین تو یہ بھائی دوسرے وارثون کے ساتھ مقر کا وارث نہوگا اور بھی مقر کے باپ کا وارث نہوگا جبکہ وہ اسکے نسب سے منکر ہو ولیکن مقر کی زندگی مین اُسپر نفقہ کا استحقاق رکھتا ہی کیونکہ یہ حق مقر کی ذات کو لازم ہی ۔ اور عورت کا اقرار ان تین کے ساتھ یعنی ولد اور شوہر اور مولی کا صحیح ہی بیٹا ہونے کا صحیح نہین ہی اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ بیٹا ہونے کا اقرار صحیح نہ ہونا ایسی صورت پر محمول ہی کہ جب اُسکا شوہر معروف ہو اور اگر شوہر معروف نہو تو عورت کا اقرار صحیح ہونا چاہیے یہ محیط مین ہی ۔ ایک شخص اپنی صحت مین ایک غلام کا مالک ہوا اور اپنے مرض مین یون اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی اور ایسا شخص ایسے شخص سے پیدا ہو سکتا ہی اور اُس غلام کا کوئی نسب معروف نہین ہی تو وہ اسکا بیٹا قرار پائیگا اور آزاد اور وارث ہوگا اور کچھ سعایت نکریگا اگرچہ مقر کا اسکے سوائے کچھ مال نہو اور اُسپر اس غلام کی قیمت سمیت قرض محیط ہو ۔ اسی طرح اگر اس غلام کے ساتھ اُسکی مان کا مالک ہوا اور حالت صحت مین مالک ہوا تو اُسکی مان بھی سعایت نکریگی ۔ اور اگر غلام کا حالت مرض مین مالک ہوا ہو اور اُسکی ذات کے واسطے اقرار کیا تو بھی اُسکا

نسب مقر سے ثابت ہوگا اور اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی پھر اگر مریض کا کوئی دوسرا مال سوائے اس غلام کے نہو کہ جسکی تہائی یہ غلام ہوتا ہو تو اس غلام پر سعایت واجب ہوگی اور مقدار سعایت مین اختلاف ہی امام اعظم رح کے نزدیک دو تہائی قیمت کے واسطے مشقت کر کے ادا کرے اور صاحبین کے نزدیک تمام قیمت کے واسطے سوائے اُسقدر حصہ میراث کے جو خصوص اسکو حاصل ہووے سعی کرے اور جسقدر حصہ میراث خصوص اسکا تھا وہ اُس سے کم کر دیا جائیگا اور اگر مریض کا سوائے غلام کے اسقدر مال ہو کہ جسکی تہائی یہ غلام ہوتا ہی تو صاحبین رح کے نزدیک اُس مال سے غلام میراث پاویگا اور اپنی قیمت کے واسطے سعی کریگا مگر اُسقدر کم کیا جائیگا جتنا اسکا حصۂ میراث ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک وارث ہوگا اور اپنی کچھ بھی قیمت کے واسطے سعی نکریگا ولیکن باندی مقر کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی اور اُسپر سعایت نہوگی اگرچہ باندی کا بھی حالت مرض مین مالک ہوا ہو اور یہ بالاجماع ہی یہ محیط مین ہی- ایک غلام صغیر کہ اپنی ذات سے تعبیر نہین کر سکتا ہو دو شخصون زید وعمرو مین مشترک ہی کہ دونون نے اسکو خریدا ہی پھر زید نے کہا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہی یا تیرا بیٹا اور میرا بیٹا ہی یا ہم دونون کا بیٹا ہی پس اگر ملا کر بیان کیا تو اُسکا نسب مقر سے ثابت ہو جائیگا خواہ شریک نے اُسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور اگر جدا کر کے یون بیان کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی پھر چپ رہا پھر کہا کہ اور تیرا بیٹا ہی تو یہ اقرار مقر پر نافذ ہوگا- اور اگر کہا کہ تیرا بیٹا ہی پھر چپ رہا پھر کہا کہ میرا بیٹا ہی پس اگر شریک نے یعنے عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو عمرو سے اُسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور اگر عمرو نے تکذیب کی تو اُس سے نسب ثابت نہوگا- اور مقر سے یعنے زید سے امام اعظم رح کے نزدیک ثابت نہوگا- اور صاحبین رح کے نزدیک ثابت ہوگا- اور جس صورت مین زید نے جدا کر کے کلام کو بیان کیا ہی اگر اس صورت مین عمرو نے زید کے اقرار کے بعد یون بیان کیا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہی یا تیرا بیٹا اور میرا بیٹا ہی یا ہم دونون کا بیٹا ہی تو عمرو سے اُسکا نسب ثابت ہو جائیگا کیونکہ یہ کلام عمرو کا زید کے قول کی تصدیق اور اقرار ہی- اور اگر مقر لہ نے کہا یعنے عمرو نے کہا کہ میرے سوائے تیرا بیٹا ہی یا تیرا بیٹا ہی کہکر خاموش رہا پھر کہا کہ میرا بیٹا ہی تو عمرو سے نسب ثابت نہوگا پس امام اعظم رح کے نزدیک دونون مین سے کسی سے ثابت نہوگا اور صاحبین کے نزدیک مقر سے ثابت ہوگا ۱۲ منہ یہ شرح زیادات عتابی مین ہی- اور اگر یہ غلام بالغ ہو یا نابالغ ہو مگر اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پس اگر زید وعمرو دونون کے واسطے اپنے رقیق ہونے کا اقرار کرتا ہو تو یہ لڑکا اور جو اپنی ذات سے تعبیر نہین کر سکتا ہی دونون برابر ہین اور اگر اسنے دونون کے واسطے رقیق ہونے کا اقرار نکیا تو صورت مذکورہ مین اسکے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اگر اُسنے زید سے اقرار کیا تو زید کا بیٹا اور اگر عمرو سے اقرار کیا تو عمرو کا بیٹا ہی بشرطیکہ عمرو اُسکی تصدیق کرے کیونکہ عمرو مقر لہ قرار دیا گیا ہی خود مقر نہین ہی اور اگر دونون کے نسب سے انکار کیا تو کسی سے نسب ثابت نہوگا یہ محیط مین ہی- دو شخصون کی مشترک باندی کے بچہ پیدا ہوا پس ایک نے کہا کہ یہ میرا بیٹا و تیرا بیٹا ہی یا تیرا بیٹا و میرا بیٹا ہی یا ہم دونون کا بیٹا ہی پس اگر شریک نے اُسکی تصدیق کی تو مقر سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور نسب ثابت ہونے کی وجہ سے باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اُسکی آدھی قیمت خواہ تنگدست ہو یا خوشحال ہو شریک کو دیگا اور بچہ کی قیمت کا ضامن نہوگا اور نصف عقر شریک کی تصدیق کی وجہ سے نصف عقر کا بدلا ہو گیا اور اگر شریک نے اُسکی تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہی مگر اسقدر فرق ہی کہ مقر کو آدھا عقر شریک کو دینا پڑیگا اور شریک پر نصف عقر مقر کے واسطے واجب نہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی- زید وعمرو نے ایک غلام بازار سے خریدا اور وہ خالد کا غلام تھا اُسکے پاس پیدا ہوا تھا پھر زید نے عمرو سے کہا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہی یا تیرا بیٹا و میرا بیٹا ہی یا ہم دونون کا بیٹا ہی اور

عمرو نے اسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو وہ زید کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور غلام سے دریافت نکیا جائیگا اگرچہ وہ اپنی ذات سے تعبیر کرسکتا ہو پھر اگر عمرو زید کی تصدیق کرچکا ہو تو زید پر اسکی قیمت مین کچھ ضمان نہوگی اور اگر تکذیب کی ہو تو اسکا حکم مثل اسکے ہوگا کہ ایک غلام دو شخصون مین مشترک تھا ایک شخص نے اُسے آزاد کردیا۔ اور اگر عمرو نے یون کہا کہ یہ میرے سوائے تیرا بیٹا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک زید پر عمرو کے واسطے کچھ ضمان نہوگی ولیکن یہ غلام آزاد شدہ اپنی قیمت مین عمرو کے واسطے سعی کریگا اور صاحبین رح کے نزدیک اگر زید خوشحال ہے تو ضمان دیگا یہ محیط مین ہے۔ زید و عمرو نے ایک غلام خریدا پھر زید نے اُسکے نسب کا دعوی کیا پھر عمرو پر گواہی دی کہ اسنے میرے دعوے کرنے سے پہلے اسکو آزاد کردیا ہے اور عمرو نے اسکی تصدیق کی تو زید سے بسبب عمرو کی تصدیق کرنے کے ضمان ساقط ہوگئی یہ شرح زیادات عتابی مین ہے۔ ایک باندی دو شخصون زید و عمرو مین مشترک ہے پس زید نے دعوے کیا کہ یہ میری ام ولد ہے اور اُسکے شریک عمرو نے کہا کہ مین نے تیرے اس دعوی سے پہلے اسکو آزاد کیا ہے اور زید نے اسکی تکذیب کی تو باندی زید کی ام ولد قرار پائیگی اور زید عمرو کو نصف قیمت کی ضمان دیگا یہ محیط مین ہے

ایک باندی دو شخصون زید و عمرو مین مشترک تھی وہ اُنکی ملک مین بچہ جنی پس ایک نے اُسکے بچہ کے نسب کا دعوی کیا اور عمرو نے باندی کے نسب کا دعوی کیا اور دونون نے معاً دعوی کیا یا دوسرے نے یون اقرار کیا کہ مین نے باندی کو آزاد کردیا تھا تو بچہ کا نسب زید سے ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی کیونکہ بچہ کا دعوی نسب دعوی استیلاد ہے پس وقت علوق نطفہ سے مستند ہوگی اور باندی کی دعوت دعوت تحریر ہے پس وقت دعوت سے معتبر ہوگی پس دعوت استیلاد سابق ہوئی لہذا اُسی پر حکم ہوگا اور زید کو آدھی قیمت باندی کی عمرو کو دینی پڑیگی اگرچہ شریک عمرو کے زعم مین ضمان نہین ہے کیونکہ اُسنے زعم کیا ہے کہ یہ باندی میری بیٹی یا آزاد کردہ ہے اور آدھا عقر بھی دیگا کیونکہ اُسنے وطی کا اقرار کیا ہے۔ ولیکن بچہ کی قیمت کا ضامن نہوگا کیونکہ اُسکا نطفہ اصلی آزادی کے ساتھ قرار پایا ہے یہ شرح زیادات عتابی مین ہے۔ زید کے پاس ایک باندی ہے اُسنے ام ولد بنائی یعنے بچہ پیدا ہوا پھر زید نے اقرار کیا کہ یہ باندی عمرو کی ہے اُسنے میرے ساتھ اسکا نکاح کردیا تھا اور باندی نے تصدیق کی تو باندی مع بچہ کے دونون عمرو کی مملوک ہونگی اور اگر بچہ نے بعد بالغ ہونے کے انکار کیا تو اُسکے انکار پر التفات نہ کیا جائیگا اسی طرح اگر باندی نے کچھ نہ کہا یہانتک کہ مرگئی تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر باندی نے تکذیب کی تو زید کے اقرار کی تصدیق نہ کیجائیگی ولیکن زید کو باندی کی قیمت عمرو کو دینی ہوگی اور بچہ کی قیمت دینی پڑیگی اور نہ عقر دیگا اور اگر باندی تصدیق یا تکذیب کرنے سے پہلے مرگئی تو زید کی تصدیق کیجاویگی اور بچہ عمرو کا غلام ہوگا۔ اور اگر باندی نے انکار کیا اور ہنوز کچھ حکم یعنے قاضی کی طرف سے ۱۲ نہوا تھا کہ باندی مرگئی تو کچھ حکم نہ دیا جائیگا یہانتک کہ غلام بالغ ہو اور بعد بلوغ کے غلام کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر باندی زندہ ہے اور بچہ اس لائق ہے کہ اپنی ذات سے تعبیر کرسکتا ہے پس باندی نے زید کی تصدیق کی اور غلام نے تکذیب کی یا اسکے برعکس واقع ہوا تو غلام آزاد اور باندی زید کی ام ولد ہوگی اور زید کو باندی کی قیمت عمرو کو دینی پڑیگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ زید کا ایک غلام ہے اور غلام کا ایک بیٹا ہے اور بیٹے کے دو بیٹے ہین کہ ہر ایک علیحدہ بطن سے پیدا ہوا ہے اور ان سب مین سے ہر ایک ایسا ہے کہ اُسکے مثل زید سے پیدا ہوسکتا ہے پھر مولی نے اپنی صحت مین اقرار کیا کہ ایک انمین سے میرا بیٹا ہے تو جب تک مولی زندہ ہے اُسکو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے کہ وہ کون ہے پس جسکو اُسنے بیان کیا اُسکا نسب زید سے ثابت اور اُسکے مابعد کے سب آزاد ہونگے۔ اور اگر بیان کرنے سے پہلے مرگیا تو غلام اپنی تین چوتھائی قیمت کے واسطے سعی کریگا اور اُسکا بیٹا دو تہائی کے واسطے اور دونون پوتے

ع
یعنے باندی کی اولاد
اسکے بچے
حق مین تصدیق
[illegible] ولیکن الخ
۱۲

اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے ہر ایک سعی کریگا یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی زید کا ایک غلام ہی اُس غلام کے دو بیٹے مختلف پیٹ سے ہین اور ہر بیٹے کا ایک ایک بیٹا ہی یہ سب پانچ آدمی ہین اور ہر ایک انمین سے ایسا ہی کہ زید کے ایسا بیٹا ہو سکتا ہی پھر زید نے اپنی صحت مین کہا کہ ایک انمین سے میرا بیٹا ہی اور قبل بیان کے مرگیا تو اول سے پانچوان حصہ آزاد ہوگا اور چار پانچوین حصہ کے واسطے سعی کریگا اور دونون درمیانی مین سے ہر ایک کا چوتھائی آزاد ہوگا اور تین چوتھائی کے واسطے سعی کریگا اور دونون اخیرون مین سے ہر ایک کا دو تہائی آزاد ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر سب غلام اس صورت مین سات عدد ہون اسطرح کہ دونون اخیرین کے بھی ایک ایک لڑکا ہو پس مولی نے کہا کہ انمین سے ایک میرا بیٹا ہی اور قبل بیان کے مرگیا تو صاحبین رح کے نزدیک اور یہی اصح قول امام اعظم رح کا ہی کہ اول مین سے ساتوان حصہ آزاد ہوگا اور چھ ساتوین حصہ قیمت کے واسطے سعی کریگا اور اُسکے دونون بیٹون مین سے ہر ایک سے چھٹا حصہ آزاد ہوگا اور پانچ چھٹے حصہ کے واسطے سعی کریگا اور دونون پوتون مین سے ہر ایک سے پانچوان حصہ آزاد اور چار پانچوین حصہ کے واسطے سعی کریگا اور دونون پرپوتون مین سے ہر ایک سے پانچ آٹھوان حصہ آزاد اور تین آٹھوین حصے کے واسطے سعی کریگا یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ ایک غلام زید و عمرو مین مشترک ہی زید نے عمرو سے کہا کہ ہم دونون نے اسے آزاد کر دیا ہی یا مین نے اور تو نے اسکو آزاد کیا ہی یا تو نے اور مین نے اسے آزاد کیا ہی اور عمرو نے اُسکے کل اقرار مین تصدیق کی تو دونون کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور دونون کا آزاد کردہ قرار پائیگا اور اگر عمرو نے اُسکی تکذیب کی تو زید کے اقرار پر اُسکی طرف سے آزاد ہوگا اور گویا ایک غلام دو شخصون مین مشترک تھا ایک نے اُسے آزاد کر دیا یہ حکم ہوگا پس امام اعظم رح کے نزدیک عمرو کو تین طرح کا اختیار حاصل ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک اگر زید خوشحال ہو تو اُس پر ضمان متعین ہوگی اور اگر تنگدست ہی تو غلام سعایت کریگا اور زید و عمرو کے حصہ کی ولاء موقوف رہیگی پس اگر عمرو نے دوبارہ زید کی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو جسقدر ضمان یا سعایت لی ہی سب واپس کر دیگا اور ولاء عمرو کے واسطے ثابت ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ مین نے اپنا یہ غلام کل کے روز آزاد کیا ہی حالانکہ وہ جھوٹا ہی تو قضاءً یعنے حکم قاضی مین آزاد ہوگا و فیما بینہ و بین اللہ تعالی آزاد نہوگا یعنی قاضی ظاہر پر آزادی کا حکم کر دیگا مگر چونکہ واقع مین اُسنے آزاد نہین کیا ہی لہذا عند اللہ آزاد نہین ہی کذا فی المبسوط مشرحًا۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے تجھے کل کے روز آزاد کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالی تو آزاد نہوگا اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تجھے کل کے روز آزاد کر دیا ہی حالانکہ آج ہی خریدا ہی یا یون کہا کہ مین نے تجھے تیرے خریدنے سے پہلے آزاد کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الحاوی۔ قال المترجم اُسکی مراد تعلیق نہین ہی یعنے یون نہین کہا تھا کہ جب مین تجھے خریدون تو تو آزاد ہی ورنہ آزاد ہو جائیگا۔ اگر کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا اگر تو اس دار مین داخل ہو۔ تو جبتک دار مین داخل نہو آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ آزادی کے باب مین مین نے تیرا کام تیرے اختیار مین کل کے روز دیدیا تھا پھر تو نے اپنے آپ کو آزاد نکیا اور غلام نے کہا کہ بلکہ مین نے آزاد کر لیا ہی تو آزاد نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے تجھے مال پر آزاد کیا ہی اور غلام نے کہا کہ بلا عوض آزاد کیا ہی تو غلام کا قول قبول ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے تجھے مال پر کل آزاد کیا مگر تو نے قبول نہین کیا اور غلام نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے قبول کیا یا کہا کہ تو نے مجھے مفت بغیر عوض آزاد کیا ہی تو زید کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اقرار کیا کہ مین نے اپنا یہ غلام آزاد کیا نہین بلکہ یہ غلام دوسرا آزاد کیا ہی تو دونون آزاد ہو جاوینگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مولی نے کہا کہ مین نے تجھے مکاتب کیا ہی اور مال کتابت کی مقدار بیان نہکی اور غلام نے کہا کہ پانچ سو درم پر تو امام اعظم رح کے نزدیک غلام کی تصدیق ہونی چاہیے اور صاحبین رح کے نزدیک تصدیق نہوگی یہ حاوی مین ہی۔ اگر کہا کہ مین نے کل تجھے ہزار درم پر مکاتب کیا تھا مگر تو نے کتابت قبول نکی اور غلام نے کہا کہ بلکہ مین نے قبول کر لی تھی تو اُسی کا

قول قبول ہوگا اور اگر اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام ہزار درم پر مکاتب کیا ہی نہین بلکہ وہ مکاتب کیا ہی اور دونون مین سے ہر ایک نے کتابت کا دعوی کیا تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر اقرار کیا کہ مین نے غلام کو قبل اسکے خریدنے کے مکاتب کیا یا مین نے اسکو کل کے روز مکاتب کیا حالانکہ آج ہی خریدا ہی تو صحیح نہین ہی اور اگر اقرار کیا کہ مین نے اسکو کل کے روز مکاتب کیا ہی اور ان شاء اللہ تعالی کہا ہی تو اُسی کا قول مقبول ہوگا - اور اگر کہا کہ مین نے اپنی ذات کے واسطے خیار کا استثنا کیا ہی اور مکاتب نے کہا کہ اُسمین خیار ہی نہ تھا تو کتابت جائز ہی اور خیار مین مولی کی تصدیق نہوگی اور ایسے ہی ان صورتون مین بیع کا بھی حکم ہی - کذا فی الحاوی - ایک باندی کو مدبر کیا پھر اقرار کیا کہ یہ دوسرے شخص کی مدبرہ تھی مین نے اُس سے غصب کی ہی تو باندی کے حق مین اُسکے اقرار کی تصدیق نہوگی اور خود اُسکی قیمت کی ضمان دیگا اور حکم قاضی مین باندی سے خدمت لینا اور وطی کرنا جائز رکھا جائیگا ولیکن دیانت کی راہ سے اسکو یہ فعل نہ کرنا چاہیے بشرطیکہ جیسا کہتا ہی ویسا ہی ہو اور اگر کسی اجنبی نے اس باندی کو قتل کیا تو اُس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مقر لہ نے قتل کیا تو قیاساً اُسپر قصاص ہی اور استحساناً نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک باندی زید و عمرو مین مشترک ہی زید نے کہا کہ مین نے اور تو نے اسکو مدبر کردیا ہی یا کہا تو نے اور مین نے اسکو مدبر کیا ہی یا ہم دونون نے اسکو مدبر کیا ہی پس اگر عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو باندی دونون کی مدبرہ ہوگی اور اگر عمرو نے تکذیب کی تو ایسا ہوا کہ گویا ایک باندی دو شخصون مین مشترک تھی اُسکو ایک شخص نے مدبر کردیا اور ایسی صورت مین امام اعظم رہ کے نزدیک شریک کو پانچ طرح کا اختیار حاصل ہوتا ہی چاہے تو اپنا حصہ مدبر کردے یا اپنا حصہ اپنے حال پر چھوڑدے یا مدبر کرنے والے سے ضمان لے اگر وہ خوش حال ہی یا باندی سے سعی کراوے اگر مدبر کرنے والا تنگدست ہی یا اپنے حصہ کو آزاد کردے - پھر اگر شریک نے مقر سے باندی کی قیمت کی ضمان لی تو آدھی باندی مقر کی مدبر ہوگی اور باقی آدھی موقوف رہیگی ایک روز مقر کی خدمت کریگی اور ایک روز خالی رہیگی - پھر اگر مقر کے شریک نے تصدیق مقر کی طرف رجوع کیا تو وہ باندی دونون کی مدبرہ ہوجائیگی اور شریک نے جو کچھ ضمان لی ہی وہ مقر کو واپس کردے اور اگر شریک نے اُسکے قول کی تصدیق کی طرف رجوع نہ کیا یہانتک کہ دونون مین سے ایک مرگیا اور سوائے باندی کے اُسکا کچھ مال نہین ہی پس اگر مقر مرگیا اور باندی نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو باندی وارثان مقر کے واسطے اپنی نصف قیمت کی دو تہائی کے واسطے سعی کریگی - اور اگر باندی نے اُسکے قول کی تکذیب کی تو بھی ظاہر الروایہ کے موافق اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعی کریگی - اور اگر منکر مرگیا پس اگر باندی نے مقر کے قول کی تصدیق کی تو اپنی تمام قیمت کے واسطے مقر کے لیے سعی کرے اور اگر باندی نے مقر کے اقرار کی تکذیب کی تو مقر کے واسطے اُسکے حصہ کی آدھی قیمت کے لیے سعی کریگی اس سے زیادہ سعی نہ کریگی - اور اگر دونون مرگئے ایک بعد دوسرے کے مرے پس اگر مقر پہلے مرا پھر منکر مرگیا اور باندی نے مقر کے اقرار کی تصدیق کی تو حکم مسئلہ کا قبل موت منکر کے یہ ہی کہ مقر کے نصف حصہ کی تہائی آزاد ہوا اور باندی پر اس نصف کی دو تہائی کے واسطے سعی کرنی لازم ہوگی پھر اگر اسکے بعد منکر مرگیا تو باندی پر بقدر حصہ منکر کے مقر کے واسطے سعی کرنی واجب ہوگی اور یہ مال مقر کے ترکہ مین داخل ہوگا اور ترکہ مین زیادتی ہوجائیگی اور اُسکا ثلث یعنی تہائی بھی زیادہ نکلیگی پس اُسکی تہائی باندی کو دیجاویگی اور تمام کی دو تہائی کے واسطے وہ سعی کریگی - اور اگر باندی نے مقر کے اقرار کی تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہی کہ اپنی دو تہائی کے واسطے سعی کرے اور اگر پہلے منکر مرگیا پھر مقر مرا اور باندی نے مقر کے اقرار کی تصدیق کی ہی تو ہمارے مشائخ نے ذکر کیا کہ باندی پر اپنی تمام قیمت کے واسطے سعی کرنی واجب ہوگی اور اگر باندی نے مقر کے اقرار کی تکذیب کی تو ہم کہتے ہین کہ امام محمد رہ نے اس مسئلہ کو قبل موت مقر کے ذکر کیا کہ باندی پر فقط مقر کے حصہ کے واسطے سعی کرنی واجب ہوگی اور بعد موت مقر کے اس مسئلہ کا حکم بیان نہین فرمایا اور مشائخ نے ذکر کیا کہ اُسپر کل قیمت کے واسطے سعی واجب ہوگی کیونکہ قبل موت مقر کے اُسپر کل قیمت کی سعایت واجب تھی پس مقر کے

مرنے سے اُسکا حکم نہ بدلیگا یہ سب امام اعظم رح کے مذہب کا بیان ہوا ہی۔ ولیکن صاحبین رح کے مذہب کا یہ بیان ہی کہ مقر کے اقرار سے تمام باندی مدبرہ ہوجائیگی۔ پھر اسکے بعد اگر شریک نے مقر کی تصدیق کی تو دونون مین مدبر قرار پاویگی اور مقر ضامن نہوگا اور اگر تکذیب کی تو مقر باندی کی نصف قیمت کی ضمان شریک کو دیگا خواہ خوش حال ہو یا تنگدست ہو اور آدھی باندی مقر کی مدبرہ ہوگی اور آدھی موقوف رہیگی یہانتک کہ اُسکا شریک مقر کے قول کی طرف رجوع کرے اور اُسکی تصدیق کرے پھر اگر تصدیق کی تو دونون مین مدبرہ قرار پاویگی اور شریک نے جو کچھ ضمان لی ہی وہ واپس کرے اور اگر شریک نے مقر کے قول کی تصدیق کی طرف رجوع نکیا یہانتک کہ مقر مرگیا تو وارثان مقر کے واسطے باندی آدھی کی دو تہائی قیمت کے لیے سعی کریگی فی الحال اُسپر اسکے سواے اور کچھ واجب نہین ہی خواہ باندی نے مقر کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو پھر اسکے بعد باقی مسئلہ کا حکم صاحبین رح کے نزدیک بھی ویسا ہی ہی جیسا ہم نے امام اعظم رح کے مذہب مین بیان کیا ہی یہ محیط مین ہی۔

اٹھارھوان باب ۔ خرید و فروخت مین اقرار اور مبیع مین عیب کے اقرار کے بیان مین۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے اپنا یہ غلام تیرے ہاتھ کل کے روز فروخت کیا تھا مگر تو نے قبول نہین کیا اور مشتری عمرو نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو اسی کا قول قبول ہوگا۔ اسی طرح اگر مشتری نے کہا کہ مین نے تجھ سے یہ غلام خریدا گر تو نے قبول نکیا اور بائع نے کہا کہ مین نے قبول کیا ہی تو بائع کا قول قبول ہوگا کیونکہ دونون کے فعل سے بیع ٹھیک ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اپنا یہ غلام عمرو کے ہاتھ فروخت کیا اور اُس سے دام لے لیے مگر تعداد بیان نہین کی تو جائز ہی اور اگر بیان کی اور قبضہ کرنے کا اقرار کیا تو بھی جائز ہی اور اگر تعداد بیان کی اور کہا کہ مین نے دام نہین پائے مین اور مشتری نے کہا کہ قبضہ کر چکا ہی تو قسم سے قول بائع کا مقبول ہوگا اور مشتری کو گواہ لانا چاہیے ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اقرار کیا کہ مین نے ایک دار زید کے ہاتھ فروخت کیا اور اُس دار کو نہ بتلایا پھر انکار کیا تو اقرار باطل ہی اسی طرح اگر مبیع کو بیان کیا لیکن ثمن کی مقدار وغیرہ نہ بیان کی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر حدود دار ذکر کیے اور ثمن کا نام لیا تو بیع لازم ہوجائیگی اگرچہ بائع اس سے انکار کرے اور گواہ حدود کو نہ پہچانتے ہون بعد ازینکہ گواہ معرفت حدود قائم ہون یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے زید کے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا اور غلام کو نہ بتلایا پھر انکار کیا تو اقرار باطل ہی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ مین نے اپنا غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا جز اینکہ گواہون نے اسکو بعینہ نہین پہچانا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اپنا غلام عمرو کے ہاتھ فروخت کیا۔ اور ثمن کا نام نہ لیا اور مشتری نے کہا کہ مین نے اُسکو تجھ سے پانچ سو درم کو خریدا ہی پس زید نے انکار کیا کہ مین نے کسی چیز کے عوض نہین بیچا ہی تو زید سے عمرو کے دعویٰ پر قسم لیجاویگی اور صرف پہلے اقرار سے اُسپر بیع لازم نہوگی اسی طرح اگر مشتری نے ابتداءً ایسا اقرار کیا پھر یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام عمرو کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہی اور عمرو نے کہا کہ مین نے تجھ سے کسی قدر کو نہین خریدا ہی پھر کہا کہ ہان مین نے تجھ سے وہ غلام ہزار درم مین خریدا ہی اور زید نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اُسکو نہین بیچا ہی تو مشتری کا قول مقبول ہوگا اور اُسکو بعوض ثمن کے لینے کا اختیار ہی اور اگر ایسا ہوا کہ جسوقت مشتری نے خرید سے انکار کیا اُسوقت بائع نے کہا کہ تو سچا ہی تو نے اُسکو نہین خریدا ہی پھر اسکے بعد مشتری نے کہا کہ مین نے اُسکو خریدا ہی تو بائع کے ذمہ بیع لازم نہ آویگی اور مشتری سے اس امر کے گواہ قبول نہونگے ولیکن اگر بائع پھر مشتری کی تصدیق کرے تو دونون کا باہمی

تصدیق کرنا بمنزلۂ بیع جدید کے ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ زید نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام عمرو کے ہاتھ فروخت کیا ہی نہین بلکہ خالد کے ہاتھ فروخت کیا ہی تو یہ باطل ہی اور دونون مین سے ہر ایک اُس سے قسم لے سکتا ہی بشرطیکہ ثمن مسمّی کے عوض خریدنے کا دعوی کرے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ غلام جو میرے پاس ہی عمرو کا ہی مین نے تجھسے ہزار درم کو خریدا ہی اور تجھکو دام دیدیے ہین پھر بعد اسکے کہا کہ مین نے یہ غلام خالد سے پانچ سو درم کو خریدا ہی اور دام دیدیے ہین پھر اگر اس سب پر گواہ قائم کیے تو جائز ہی اور اُسپر پہلے یعنی عمرو اور دوسرے خالد دونون کا ثمن واجب ہوگا اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ اُسنے فقط دونون بیع پر گواہ قائم کیے ہون اور اگر دونون کو دام دیدینے پر بھی گواہ قائم کیے تو کسی کا اُسپر کچھ واجب نہوگا۔ اور اگر اس امر پر وہ گواہ نہ لایا تو غلام عمرو کو ملیگا اگر اُسنے بیع سے انکار کیا اور اگر دوسرے نے یعنی خالد نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکو پانچ سو درم دام ملینگے اور اگر بیع سے انکار کیا تو زید کو غلام کی قیمت خالد کو دینی پڑیگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر بیع اول پر گواہ قائم کیے دوسری بیع پر قائم نہ کیے مگر دوسرے نے بیع کی تصدیق کی تو اسکا حکم مثل اس صورت کے ہی کہ دونون بیع گواہون سے ثابت ہوئی ہون یہ محیط مین ہی۔ اور اگر بائع نے اقرار کیا کہ مین نے ہزار درم کو اسکے ہاتھ فروخت کیا ہی اور مشتری نے کہا کہ مین نے پانچ سو درم کو خریدا ہی حالانکہ آدھا غلام مشتری کی ملک سے خارج ہو چکا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک مشتری کا قول مقبول ہوگا خواہ بائع باقی غلام واپس لینے پر راضی ہو یا راضی نہو۔ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ثمن کے باب مین قسم کے ساتھ مشتری کا قول قبول ہوگا ولیکن اگر بائع اس امر پر راضی ہو کہ باقی غلام مشتری سے لے لے اور جسقدر اُسکی ملک سے نکلگیا اُسکے حصہ کے واسطے دامنگیر ہو بقول مشتری تو ایسی صورت مین دونون باہم قسم کھاوینگے اور امام محمد رح کے نزدیک دونون باہم قسم کھاوینگے اور غلام کی قیمت پر باہم واپسی کر لینگے ولیکن اگر بائع راضی ہو جاوے کہ باقی غلام واپس کرے اور جسقدر مشتری نے اپنی ملک سے خارج کیا ہی اُسکی قیمت لے لے تو ہوسکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ منتقی مین ہی کہ ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اقرار کیا کہ یہ باندی اس مدعی کی ہی اور بائع نے اُسکی تصدیق کی پس مشتری نے بائع سے دام واپس لینے چاہے اور بائع نے کہا کہ مدعی کی اس وجہ سے ہوئی کہ تو نے اُسکو ہبہ کر دی تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ زید نے عمرو سے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر بائع نے آکر بوجہ بیع فاسد ہونے کے اُسکو واپس کر لینا چاہا پس مشتری نے کہا کہ مین نے خالد کو ہبہ کر کے قبضہ کرا دیا اور خالد نے پھر میرے پاس ودیعت رکھی ہی اور بائع نے انکار کیا تو مشتری کا قول قبول نہوگا اور بائع اُس سے باندی کو واپس لے سکتا ہی پھر اگر مشتری نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے۔ اور اگر قاضی کو جو مشتری نے دعوی کیا ہی معلوم ہی یا بائع نے اُسکی تصدیق کی یا مشتری نے بائع کے اقرار کے گواہ پیش کیے یا مشتری نے بائع سے اس امر پر قسم لی اور اُسنے انکار کیا تو مشتری سے خصومت دفع ہو جائیگی اور اُسکی قیمت بائع کو ڈانڈ بھریگا۔ اور اگر اس امر پر جو اُسنے ذکر کیا گواہ قائم نہوے اور بائع نے باندی واپس لی پھر خالد آیا اور اُسنے مشتری کے دعوی سے انکار کیا تو باندی بائع کے سپرد کیجاویگی اور اگر مشتری کی تصدیق کی تو بائع سے باندی واپس لیگا اور مشتری کو اُسکی قیمت ڈانڈ دینی پڑیگی۔ اور اگر مشتری نے کہا کہ مین نے یہ باندی خالد کو ہبہ کر دی اور قبضہ دیدیا پھر اُسنے میرے پاس ودیعت رکھی پھر اُسکو آزاد کیا یا مدبر کیا یا ام ولد بنایا ہی اور بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع کو باندی لینے کی کوئی راہ نہین ہی اُسکی قیمت لے لیگا اور اُسکی ولاء موقوف رہیگی

قوله بقبول مشتری
یعنی مشتری کا جب
دام بیان کرتا ہے
اسی کے قول
حصہ اسکے واسطے

قوله یعنی دام
واجب نہین
لے سکتا ہے
یعنی بائع نے
خالد نے اسکو ودیعت
رکھی تھی ۱۲

اور مدبرہ موقوفہ یا ام ولد موقوفہ رہیگی کہ موہوب لہ کے مرنے سے آزاد ہوجائیگی پھر اگر خالد نے آکر ان سب باتون مین مشتری کی تصدیق کی تو باندی کو لے لیگا اور اُسکی مدبرہ یا ام ولد ہوگی جیسا مشتری نے بیان کیا ہی۔ اور اگر خالد نے حاضر ہو کر ہبہ کرنے کا دعوی کیا ولیکن آزاد کر دینے وغیرہ سے انکار کیا تو وہ باندی رہیگی اور خالد اُسکو مشتری سے لے سکتا ہی۔ اور اگر مشتری نے کہا کہ موہوب لہ نے یعنے خالد نے اُسکو مکاتب کر دیا ہی اور بائع نے اُسکی تکذیب کی تو بائع اُسکو لے سکتا ہی اسی کے پاس رہیگی یہانتک کہ خالد حاضر ہو اور اگر اُسنے حاضر ہو کر مشتری کی ان باتون مین تکذیب کی تو باندی بائع کے سپرد کیجاویگی ولیکن اگر باندی نے خود گواہ قائم کیے کہ اُسنے فروخت کر دیا تھا اور مشتری نے اُس باندی کو مکاتب کیا ہی تو اُسکے مکاتب ہونے کی ڈگری کیجاویگی اور اگر خالد نے مشتری کے ہبہ کرنے مین تصدیق کی اور مکاتب کرنے مین تکذیب کی تو اُسکو لے لیگا اور وہ خالد کی باندی رہیگی اور اگر ان سب باتون مین مشتری کی تصدیق کی تو بائع سے واپس لیگا اور جیسا مشتری نے بیان کیا ہی ویسا ہی ہوگا اور مشتری اُسکی قیمت ڈانڈ دیگا۔ اور اگر یون ہوا کہ جب وہ باندی بائع کو ملی تو اُسنے اُسکو فروخت یا مدبر کیا یا آزاد کر دیا تو یہ سب باطل ہو جائینگے بشرطیکہ خالد نے آکر مشتری کے قول کی بیع وہبہ مین تصدیق کی ہو اور اگر آکر تکذیب کی تو یہ سب باتین نافذ ہو جائینگی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ وکیل بیع نے اگر بیع کا اقرار کیا تو حق موکل مین اُسکا اقرار صحیح ہوگا خواہ ثمن موجود ہو یا تلف ہو گیا ہو۔ اور اگر موکل نے اقرار کیا کہ وکیل نے زید کے ہاتھ اسکو ہزار درم مین فروخت کیا ہی اور زید نے اُسکی تصدیق کی اور وکیل نے تکذیب کی تو غلام زید کو ہزار درم مین ملیگا اور اس بیع کا عہدہ موکل پر رہا وکیل پر نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے عمرو کو ایک غلام دیا اور حکم کیا کہ اسکو فروخت کر دے پھر زید مر گیا پھر وکیل نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو ہزار درم مین فروخت کر کے قبضہ دیدیا ہی اور دام لے لیے ہین پس اگر غلام موجود ہو تو وکیل کی تصدیق نہوگی اور اگر تلف ہو گیا ہو تو تصدیق کیجاویگی یہ مبسوط مین ہی۔ زید کا ایک غلام ہی اُسکو عمرو نے خالد کے ہاتھ فروخت کیا اور خالد نے اسکو تلف کر دیا اور زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے غلام فروخت کرنے کا حکم کیا تھا دام مجھے ملنے چاہیے ہین اور عمرو نے کہا کہ تو نے حکم نہین کیا تھا تجھے قیمت ملیگی دام میرے ہین تو زید کا قول مقبول ہوگا اسی طرح اگر غلام موجود ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مالک غلام نے بائع کو بیع کا حکم نہین دیا تھا ولیکن اُسنے بیع کی اجازت دیدی یعنی بعد بیع کے اُسنے کہا کہ مین نے اس بیع کی اجازت دی پس اگر غلام بعینہ قائم ہو تو جائز ہی اور اگر تلف کر دیا ہو تو جائز نہین ہی اور اگر اُس غلام کا ہاتھ کاٹا گیا پھر اُسنے بیع کی اجازت دی تو ارش مشتری کو ملیگا اور اگر اُسنے بیع کی اجازت نہ دی تو تو ارش مالک غلام کو ملیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مالک غلام نے اقرار کیا کہ مین نے وقوع بیع کے ایک روز بعد اجازت دیدی اور مشتری نے انکار کیا تو مالک غلام کا قول قبول ہوگا اور اُسپر قسم نہ آویگی اور اگر غلام مر گیا ہو تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ زید نے عمرو کو اپنی ایک باندی فروخت کرنے کا وکیل کیا اور باندی وکیل کو دیدی پھر زید آیا اور وکیل سے باندی واپس کر لینی چاہی اور عمرو نے کہا کہ مین نے خالد کے ہاتھ وہ باندی ہزار درم کو فروخت کر دی ہی اور اُسنے قبضہ کر لیا ہی اور مین نے دام وصول کر لیے ہین اور وہ یہ ہین پھر اُسنے میرے پاس ودیعت رکھی ہی اور موکل نے اُسکی تکذیب کی تو وکیل کا قول قبول نہوگا اور موکل کو واپس ملیگی اور وکیل کے دعوے کے گواہ مقبول نہونگے پھر اگر خالد نے آکر قول وکیل سے انکار کیا تو باندی موکل کو سپرد رہیگی اور اگر اُسنے وکیل کے قول کی تصدیق کی تو باندی کو موکل سے لے لیگا اور موکل وکیل سے دام لے لیگا بشرطیکہ اُسکے پاس قائم ہون اور اگر تلف ہو گئے ہون تو وہ ضامن نہوگا اور اگر وکیل نے دام پانے کا اقرار

لکیا ہو تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور خالد دام دیکر باندی لے لیگا - اسی طرح اگر کوئی باندی کافر حربی لوگ قید کرکے لیگئے اور اُنکے ملک مین جا کر کسی مسلمان نے وہ باندی خریدی اور ہزار درم دام دیکر اُسکو دارالاسلام مین لایا پھر قدیم مالک اُسکا آیا تاکہ مشتری سے دام دیکر باندی لے لیوے اُسنے کہا کہ مین نے خالد کو ہبہ کردی اور اُسنے قبضہ کرلیا پھر میرے پاس ودیعت چھوڑ کر غائب ہوگیا ہی تو مشتری کا قول نامقبول ہوگا اور قدیمی مالک کے نام ڈگری ہوجائیگی اور اُسکے دعوی مشتری کے ۱۲ کے گواہ مقبول ہونگے پھر اگر خالد نے حاضر ہوکر مشتری کے قول کی تکذیب کی تو باندی مالک قدیم کو سپرد ہوگی اور وہ دام دیدیگا اور اگر خالد نے موافق اقرار مشتری کے دعوی کیا تو باندی مالک قدیم سے لیجاویگی اور خالد کو ملیگی پھر مالک قدیم خالد سے بقیمت لے لیگا اور مشتری اُسکا ثمن مالک قدیم کو واپس کردے اسی طرح اگر کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ کردی اور اُسکے سپرد کردی پھر رجوع کرنا چاہا اور موہوب لہ نے کہا کہ مین نے وہ چیز خالد کو ہبہ کی اور اُسکے سپرد کردی ہی پھر اُسنے میرے پاس ودیعت رکھی ہی تو حکم دیا جائیگا کہ واہب کے سپرد کردے پھر اگر خالد نے آکر موہوب لہ یعنی اپنے واہب کی تکذیب کی تو وہ چیز ہبہ کرنے والے کے پاس واپس ہوچکی ہی ویسے ہی رہیگی اور اگر تصدیق کی تو واہب کو حکم دیا جائیگا کہ خالد کے حوالہ کرے اسی طرح اگر کسی ایسے سبب کو درمیان مین ڈالا جسکے باعث سے واپس کرنا ممنوع ہوجاتا ہی جیسے کہا کہ مین نے عوض دیدیا ہی تو بھی تصدیق نہوگی اور واہب کو رجوع کرلینے کا اختیار ہی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی - اگر زید نے عمرو کو ایک معین غلام خریدنے کا حکم دیا اُسنے اقرار کیا کہ مین نے ہزار درم کو خریدا ہی اور بائع نے بھی یہی دعوی کیا مگر موکل نے یعنی زید نے مثلاً انکار کیا تو وکیل کا قول قبول ہوگا - اور اگر کسی غیر معین غلام کے خریدنے کے واسطے جسکی جنس و صفت و ثمن بیان کردیا تھا وکیل کیا پھر وکیل نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام انھین دامون کو جو تونے کہے تھے خریدا ہی اور موکل نے انکار کیا تو امام اعظم رح فرماتے تھے کہ اگر موکل نے وکیل کو دام دیدیے ہون تو وکیل کے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر نہین دیے ہین تو تصدیق نہوگی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اگر غلام بعینہ قائم ہو اور ایسا غلام اتنے دامون کو خریدا جاتا ہو تو وکیل کا قول قبول ہوگا - اور اگر موکل مرگیا پھر اُسکے وکیل نے اس غلام کو خریدنے کا اقرار کیا پس اگر غلام بعینہ وکیل کے پاس یا بائع کے پاس قائم ہو یا موکل نے وکیل کو دام دے دیے ہون تو امام اعظم رح کے نزدیک وکیل کے قول کی موکل کے حق مین تصدیق نہوگی اور بیع وکیل کے ذمہ لازم ہوگی اور وارثون سے اُنکے علم پر قسم لیجاویگی اور اگر بائع نے دام تلف کردیے ہون تو وکیل کا قول قبول ہوگا اور میت کو بیع لازم ہوگی یہ حاوی مین ہی امام محمد رح نے فرمایا کہ زید نے عمرو کو حکم کیا کہ میرے واسطے خالد کی باندی خریدے اور ہزار درم دام بتلائے پھر عمرو نے قبول کیا اور اُسکو خریدا خواہ قبضہ کیا یا نہ کیا مگر زید سے کہا کہ مین نے وہ باندی ایک ہزار پانچ سو درم کو خریدی اور تیری مخالفت کی اسلئے وہ باندی میری رہی اور زید نے کہا کہ تونے ہزار درم کو خریدی ہی اور باندی میری رہی اور خالد نے موکل کی تصدیق کی تو بائع اور موکل کا قول قبول ہوگا اگر بائع نے دام نہین پائے ہین پس موکل اُسکو ہزار درم دیکر باندی لے لیگا - پھر اگر مشتری نے بائع سے قسم طلب کی تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور اگر موکل سے قسم لینی چاہی تو اختیار ہی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو باندی لے لے اور بائع کو دام دیدے اور عہدہ بائع اور اُسکے درمیان رہیگا مامور سے یعنی وکیل سے کچھ کام نہین ہی - اور اگر موکل نے قسم سے انکار کیا تو باندی مشتری کی ہوگئی اور مشتری بائع کو ہزار درم دیدیگا اور باندی لے لیگا پھر اگر بائع نے مشتری کے قول کی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو زیادہ پانچ سو درم لے لیگا - اور کتاب مین مذکور نہین ہی کہ اگر بائع نے یہ چاہا کہ موکل سے ہزار درم کا مطالبہ کرے تو کرسکتا ہے یا نہین تو جصاص نے کرخی رح سے اور قاضی ابو الہیثم نے قضاۃ ثلثہ سے نقل کیا کہ اُسکو اختیار ہی چاہے مشتری سے مطالبہ کرے یا بائع سے مطالبہ کرے اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار نہین ہی - اسی طرح اگر وکیل نے کہا کہ مین نے باندی سو دینار کو

خریدی اور تیری مخالفت کی اور باقی مسئلہ بحالہ رہا تو اسکا حکم اور پہلی صورت کا حکم یکسان ہے ولیکن صرف ایک ثمن مین اور وہ یہ ہے کہ پہلی صورت مین جب موکل نے باندی لیلی اور ہزار درم بائع کو دیدیے پھر مشتری نے اُس سے قسم لی اور اُسنے انکار کیا تو وکیل باندی کو موکل سے مفت بدون داموں کے لے لیگا اور یہ قیاس ہے اور استحساناً بعوض اُن داموں کے جو اُسنے ادا کیے ہین یعنی ہزار درم کے عوض لیگا اور موکل کو اختیار ہوگا کہ مشتری کو دینے سے روک رکھے جبتک اپنے دام وصول نکرلے نہ دیوے اور اس دوسری صورت مین قیاساً و استحساناً دونون طرح مفت بلاقیمت لے لیگا۔ یہ اُسوقت ہے کہ اُسنے خریدنے کا اقرار کیا ہو اور اگر خریدنے سے اصلاً انکار کیا اور موکل نے کہا کہ تونے ہزار درم کو خریدی اور بائع نے اسکی تصدیق کی تو بائع کا قول قبول ہوگا اور عہدۂ بیع موکل پر رہیگا اور اگر بائع نے کہا کہ مین مشتری سے قسم لونگا کہ واللہ مین نے موکل کے واسطے نہین خریدی ہے تو اُسکو اختیار ہے پس اگر اُسنے قسم کھالی تو اُسپر کچھ نہین ہے اور اگر انکار کیا تو عہدہ بیع کے امور کا اُسی پر ہوگا پس ثمن ادا کریگا اور موکل سے واپس لیگا اور ادا کرنے سے پہلے موکل سے لیگا اور اگر خریدنے سے انکار کے وقت اُسنے اقرار کیا کہ میرا کچھ حق موکل کی طرف نہین ہے تو اس مسئلہ مین بائع کا مشتری کو قسم دلانا مذکور ہے اور دونون مسئلون یعنی خلاف بالکثرۃ اور خلاف بتغایر الجنس مین استحلاف مذکور نہین ہے بعض مشائخ نے فرمایا کہ ان صورتون مین قسم نہین لے سکتا ہے اور بعض نے فرمایا کہ یہان بھی قسم لے سکتا ہے جبکہ موکل قسم کھالے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اُسنے ڈیڑھ ہزار درم یا سو دینار کو خریدی ہے قال المترجم مسئلہ خلاف بالکثرۃ سے یہ مراد ہے کہ وکیل نے موکل کے خلاف اسطور سے کیا کہ اُسکے حکم سے زیادہ دام دیے یعنے مثلاً اُسنے ہزار کو کہا تھا اُسنے ڈیڑھ ہزار کو خریدی۔ اور مسئلہ خلاف بتغایر الجنس سے یہ مراد ہے کہ جنس ثمن مین خلاف کیا اُسنے ہزار درم کہے اُسنے سو دینار کو خریدی فافہم۔ اور اگر بائع نے ان صورتون مین ہزار درم ثمن پر قبضہ کر لیا پھر کہا کہ ثمن ہزار درم یا سو دینار تھے تو اُسکے کہنے پر التفات نہوگا اُسکا قول تو باطل ہوا۔ باقی رہا موکل اور وکیل مین اختلاف یعنے وکیل کہتا ہے مین نے اپنے واسطے خریدی ہے اور موکل کہتا ہے میرے واسطے خریدی ہے تو قسم سے وکیل کا قول قبول ہوگا پس اگر اُسنے قسم کھالی تو اُسی کے واسطے خرید ثابت ہوگی۔ اور اگر انکار کیا تو موکل کے واسطے خرید ثابت ہوگی یہ حکم اُسوقت ہے کہ بائع نے موکل کی تصدیق کی اور اگر اُسنے وکیل کی تصدیق کی اور موکل نے ثمن کو بیان کر دیا تھا یا نہین متعین کیا اور وکیل نے خریدی اور کہا کہ مین نے ہزار درم کو خریدی ہے اور موکل نے کہا کہ تونے پانچ سو درم کو خریدی ہے اور بائع نے وکیل کی تصدیق کی تو قسم کے ساتھ وکیل کا قول قبول ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہے۔ اگر بائع نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا حالانکہ اُسمین یہ عیب تھا اور دعوی کیا کہ مشتری نے مجھے اس عیب سے بری کر دیا تھا تو اُسپر گواہ لانے واجب ہونگے اور اگر گواہ نہون تو مشتری سے قسم لیجاویگی کہ مین نے بائع کو اس عیب سے بری نہین کیا اور جب سے دیکھا ہے تب سے مبیع کو بیع کے واسطے پیش نہین کیا اور نہ دیکھکر راضی ہوا ہون اور نہ مبیع میری ملک سے خارج ہوئی ہے پس اگر قسم کھا گیا تو بائع کو واپس کر دے۔ اور اگر مشتری نے دعوی کیا کہ مین نے جب اس غلام کو خریدا ہے تو اسمین یہ عیب موجود تھا اور بائع نے انکار کیا حالانکہ عیب ایسا ہے کہ اُسکے مثل پیدا ہو سکتا ہے اور بائع نے یون اقرار کیا کہ جسوقت مین نے اسکو فروخت کیا ہے تو اسمین کچھ عیب تھا اور اُسکو بیان نہ کیا تو اس اقرار سے بائع پر کچھ لازم نہین آتا ہے یہ حاوی مین ہے۔ اگر بائع نے مبیع مین ایسے عیب کا اقرار کیا جسکا زائل ہو جانا اسطور سے متوہم ہو سکتا ہے کہ بالکل اُسکا اثر تک باقی نہ رہے مثلاً کہا کہ مین نے جب اس غلام کو فروخت کیا تھا تو اسکے ایک قرحہ تھا اور اُسکا نام نہ لیا اور نہ اُسکو معین کیا پھر مشتری اُس غلام کو لایا اور اسکے ایک قرحہ تھا اور وہ واپس کرنا چاہتا اور کہا کہ یہ وہی قرحہ ہے جسکا تونے اقرار کیا اور بائع نے کہا جسکا مین نے اقرار کیا ہے وہ زائل بھی ہو گیا یہ نیا قرحہ تیرے پاس پیدا ہوا ہے

توقسم سے بائع کا قول قبول ہوگا اور مشتری کو گواہ لانے چاہیے ہین اسی طرح اگر بائع نے کسی نوع کے عیب کا اقرار کیا حالانکہ وہ عیب زائل ہوسکتا ہی اور دعوی کیا کہ وہ زائل ہوگیا یہ دوسرا پیدا ہوا ہی تو بھی اُسکی تصدیق کی جاویگی یہ مبسوط مین ہی۔ پس اس صورت مین مشتری کو واپس کرنے کا حق بدون گواہ قائم کرنے کے نہین ہی ہان گواہ قائم کرے کہ یہ بعینہ وہی عیب ہی یا بائع کے اقرار اور مشتری کے نزاع کرنے مین اسقدر کم مدت ہو کہ اتنی مدت مین ایسا قرحہ مع اثر کے زائل ہوجانا متصور نہین ہی اور باندی مین سوائے اس قرحہ کے کوئی قرحہ بھی نہو تو اس صورت مین مشتری کا قول قبول ہوگا اور اُسکو بسبب عیب کے بائع کو واپس کردینے کا اختیار ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر بائع نے اقرار کیا کہ جب مین نے کپڑا فروخت کیا تو اُسمین ایک شگاف تھا پھر مشتری شگاف دار کپڑا لایا اور بائع نے کہا کہ یہ وہ نہین ہی تو تصدیق نہ کیجاویگی اور اگر کہا شگاف چھوٹا تھا بڑھ گیا ہی تو تصدیق کی جاویگی اور اگر اُسمین دوسرا شگاف ہو اور بائع نے کہا کہ اُسمین یہ شگاف تھا وہ دوسرا شگاف نہ تھا تو قسم سے بائع کا قول مقبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر بائع دو شخص ہون اُنمین سے ایک نے عیب کا اقرار کیا اور اُس عیب کو بیان کردیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مشتری مقر کو واپس دیسکتا ہی دوسرے کو نہین دے سکتا ہی اور اگر بائع ایک ہو اور اُسکا شریک مفاوض ہو پس بائع نے عیب سے انکار کیا اور شریک نے اقرار کیا تو مشتری واپس کرسکتا ہی کذا فی المبسوط۔ اور مشتری کو اختیار ہی چاہے شریک مقر کو واپس دے یا بائع کو واپس کرے کذا فی المحیط۔ اور اگر شریک شریک عنان ہو تو اُسکے اقرار سے مشتری نہین واپس دیسکتا ہی۔ اسی طرح اگر مضارب نے کوئی غلام مضاربت کا فروخت کیا اور رب المال نے اُسمین عیب کا اقرار کیا تو مشتری مضارب کو اس اقرار کی وجہ سے واپس نہین دیسکتا ہی اسی طرح اگر خود رب المال نے فروخت کیا اور مضارب نے عیب کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہی اور ایسے ہی اگر وکیل نے فروخت کیا اور موکل نے عیب کا اقرار کیا تو اس اقرار سے وکیل یا موکل پر کچھ لازم نہین آتا ہی۔ اور اگر وکیل نے عیب کا اقرار کیا اور موکل نے انکار کیا تو مشتری وکیل کو واپس دیسکتا ہی لیکن یہ واپسی حق وکیل مین ہوگی موکل کے حق مین نہوگی ولیکن اگر ایسا عیب ہو کہ اُسکے مثل پیدا نہین ہوسکتا ہی تو ایسی صورت مین موکل کو واپس دیوے مگر وکیل کے اقرار سے نہین بلکہ اسوجہ سے کہ یقین ہوگیا کہ یہ عیب موکل کے پاس موجود تھا۔ اور اگر ایسا عیب ہو کہ اُسکے مثل پیدا ہوسکتا ہی پس اگر وکیل نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ یہ عیب موکل کے پاس تھا تو موکل کو واپس دیسکتا ہی اور اگر گواہ نہون تو موکل سے قسم لے اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو اُسکو واپس کردے اور اگر قسم کھالے تو غلام وکیل کے ذمہ پڑیگا۔ اور ہر دو شریک عنان مین سے جو بائع ہی اگر اُسنے عیب کا اقرار کیا اور شریک منکر ہو تو مشتری واپس دیسکتا ہی اور دونون کے ذمہ لازم ہوگا اسی طرح اگر مضارب ع نے عیب کا اقرار کیا تو واپس ہو کر مضارب اور رب المال دونون کو لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کوئی چیز خریدی اور خالد کے ہاتھ فروخت کی اور خالد نے اُسمین عیب لگایا اور زید کو واپس کردی پس اگر بدون حکم قاضی واپس کی ہی تو زید کو عمرو سے اس عیب مین نزاع کا اختیار نہین ہی۔ اور اگر بحکم قاضی واپس کی ہی تو اُسمین تین صورتین ہین اول یہ ہی کہ زید نے اس عیب کا اقرار کیا پھر واپس لینے سے انکار کیا اور قاضی نے واپس لینے کا حکم اُسپر جاری کیا تو یہان دو صورتین ہین یا تو اول اس سے یعنی اقرار سے پہلے صریح اس عیب کا انکار زید سے صادر ہوا ہی یا نہین صادر ہوا ہی پس اگر نہین صادر ہوا ہی یعنی مثلاً یون نہین کہا کہ مین نے جب یہ غلام فروخت کیا تو اُسمین یہ عیب نہ تھا تو اس صورت مین زید کو اختیار ہی کہ اپنے بائع عمرو کو واپس کرے بشرطیکہ اس امر کے گواہ لادے کہ یہ عیب عمرو کے پاس وقت بیع کے موجود تھا اور اگر صریح اقرار عیب سے پہلے انکار عیب اُس سے صادر ہوچکا ہی تو اپنے بائع سے نزاع نہین کرسکتا ہی۔ دوسری صورت یہ ہی کہ زید نے

ع یعنی مضارب بائع نے ۱۲

قسم سے انکار کرنے کی وجہ سے واپس کی اور اس صورت مین اگر انکار سے پہلے صریح اس عیب کا انکار اُس سے صادر نہین ہوا مثلاً دعوی عیب کے وقت وہ خاموش رہا اور کچھ نہ کہا پھر جب اُسپر قسم پیش کی گئی تو انکار کر گیا پس اس دلیل سے اُسکو واپس دیگئی تو اپنے بائع سے خصومت کر سکتا ہی اور اگر پہلے انکار عیب صادر ہو چکا ہی تو اپنے بائع سے خصومت نہین کر سکتا ہی۔ تیسری وجہ یہ ہی کہ گواہون کی گواہی پر یہ چیز اُسکو واپس دیگئی اور اس صورت مین اگر سابق مین اُس سے صریح انکار عیب ثابت نہین ہوا یعنے خاموش رہا یہانتک کہ گواہون نے گواہی دی اور قاضی نے واپسی کا حکم کیا تو اُسکو اپنے بائع سے خصومت کا اختیار ہی اور اگر اُسنے سابق مین اس عیب سے صریح انکار کیا تو اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ خالد نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ زید کے فروخت کرنے کے وقت اس چیز مین یہ عیب موجود تھا پس اس صورت مین زید کو اپنے بائع سے خصومت کا اختیار نہین ہی اور دوسرے یہ کہ خالد کے گواہون نے گواہی دی کہ بائع اول یعنی عمرو کے فروخت کرنے کے وقت اسمین یہ عیب تھا تو اپنے بائع سے خصومت کر سکتا ہی ایسا ہی بعض روایات مین مذکور ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ امام ابو یوسف رح کا قول ہی اور بعض روایات مین آیا ہی کہ خصومت نہین کر سکتا ہی اور بعض نے کہا کہ یہ امام محمد رح کا قول ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کوئی گھر فروخت کیا پھر اقرار کیا کہ وقت بیع کے اُسمین یہ عیب تھا یعنی مثلاً دیوار پھٹی ہوئی تھی کہ جس سے گر پڑنے کا خوف تھا یا کوئی شہتیر شکستہ تھا یا دروازہ شکستہ تھا تو اس اقرار سے واپس دیا جا سکتا ہی اسی طرح اگر کوئی زمین جسمین درخت تھے فروخت کیے پھر درختون مین کسی عیب کا اقرار کیا جس سے ثمن مین نقصان آتا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور یہی حکم کپڑون اور عروض و حیوانات مین ہی اگر بائع اُسمین کسی عیب کا اقرار کرے جس سے ثمن مین نقصان آتا ہی اور اگر بائع نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام ایک ہاتھ کٹا ہوا فروخت کیا ہی پھر مشتری اُسکو دونون ہاتھ کٹا ہوا لایا تو واپس نہین کر سکتا ہی ولیکن ایک ہاتھ کٹنے کا نقصان واپس لے سکتا ہی۔ اور اگر غلام کی انگلی زائد ہو تو مشتری اُسکو واپس کر سکتا ہی اگر بائع نے اقرار کیا۔ یا واپسی سے انکار کیا ولیکن اگر بائع کوئی سبب واپسی سے مانع ثابت کرے تو واپس نہین کر سکتا ہی اور ان مواضع مین خصومت عیب کے واسطے غلام کا حاضر ہونا اور غائب ہونا یکسان ہی بشرطیکہ بائع فی الحال غلام مین یہ عیب ہونے کا مقر ہو یہ مبسوط مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر باندی سے کہا کہ او چوٹی۔ او بھگوڑی۔ او چھنال۔ اری دیوانی۔ پھر اُسکو فروخت کیا اور مشتری نے اسمین یہی عیوب پائے اور بسبب عیب کے اُسکو واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ تیرے پاس پیدا ہو گئے ہین تو بائع کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مشتری نے فروخت سے پہلے کے بائع کی گفتگو کے گواہ قائم کیے تو قبول ہونگے اور رد واپس نہین کر سکتا ہی۔ اسی طرح اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ بائع نے فروخت سے پہلے اس باندی کو (یہ خبیثہ۔ یہ چوٹٹی۔ یہ مجنونہ ایسا ایسا کرتی ہی) کہا تھا تو بھی یہی حکم ہی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ اگر بائع نے کہا ہذہ السارقة اور خاموش ہو رہا تو یہ اقرار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ قال المترجم۔ اگر یون کہے ہذہ السارقة فعلت کذا یعنے اس چوٹٹی نے ایسا کیا تو چوٹٹی اُسکی صفت ہوگی بطور مذمت کے اور اخبار قیام صفت منظور نہوگا پس اقرار عیب نہوگا اور صرف ہذہ السارقة چونکہ عاقل بالغ کا کلام ہی۔ اسواسطے مبتدا و خبر قرار دیا جائیگا اور معنی یہ ہونگے کہ یہ باندی چوٹٹی ہی اور یہ قیام عیب کی خبر دیتا ہی لہذا اقرار عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہی فافہم۔ اگر گواہون نے گواہی دی کہ بائع نے کہا کہ ہذہ السارقة۔ ہذہ الزانیة۔ ہذہ الآبقة۔ ہذہ المجنونة۔ اور اُسکے سواے کوئی فعل اُسکا ذکر نہین کیا یا یون کہا ہذہ سارقة۔ ہذہ آبقة۔ ہذہ زانیة۔ ہذہ مجنونة۔ تو مشتری کو اس گواہی سے واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ قال المترجم۔ ہذہ سارقة معنی ان الفاظ کے بترتیب یہ ہین یہ باندی چور ہی۔ یہ بھگوڑی ہی۔ یہ چھنال ہی۔ یہ مجنونہ ہی۔ اور چونکہ الفاظ سابقہ مین بھی فعل نہین ذکر کیا

واسطے وہ یعنی کلام قرار دیکر بعینہ تضمین معنی مین ہے پس جاوینگے والوجہ ماذکرناہ - اور اگر اپنی عورت سے کہا یا طالق یا اپنی باندی سے کہا یا حرہ یا کہا ہذہ الطالقہ او ہذہ الحرۃ غلطت کذا یعنے اس طلاق دی ہوئی نے یا اس آزاد نے ایسا کیا تو یہ کلام ایقاع اور اقرار دونون ہے اگرچہ فعل مذکور ہو یا بطریق ندا کے ہین یہ محیط سرخسی مین ہے

اُنیسوان باب - مضارب و شریک کے اقرار کے بیان مین

مضاربت مین اگر قرضہ ہونے کا مضارب نے اقرار کیا تو یہ اقرار رب المال پر جائز ہوگا بشرطیکہ مال مضاربت اُسی کے پاس ہو اور اگر مال مضاربت اُسکے پاس نہو تو جائز نہین ہے - اور جبکہ مال مضاربت اُسی کے پاس ہے اُسوقت رب المال پر ایسے شخص کے قرضہ ہونے کا اقرار کیا جسکی گواہی اسکے حق مین مقبول نہین ہے تو بالاجماع جائز ہے - اور اگر دو شریک عنان مین سے ایک شریک نے ایسے شخص کے واسطے جسکی گواہی اسکے حق مین مقبول نہین ہے ایسے قرضہ کا اقرار کیا جو ایسی تجارت کے سبب سے واجب ہوا ہے جو ان دونون کی شرکت مین ہے تو بالاجماع جائز ہے اور صرف اُسی پر لازم آویگا اُسکے شریک پر لازم نہوگا - اور دونون متفاوضین مین سے ایک نے ایسے شخص کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا جسکی گواہی اسکے حق مین مقبول نہین ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک اصلا صحیح نہین ہے نہ اپنے حق مین صحیح ہے اور نہ اپنے شریک کے حق مین صحیح ہے یہ محیط مین ہے - اگر کسی شخص کے پاس ہزار درم مضاربت کے ہون اُسنے اُسمین قرضہ کا اقرار کیا اور رب المال نے انکار کیا تو اُسکا اقرار مضاربت مین جائز ہے اسی طرح اگر مضاربت مین کسی مزدور کی مزدوری یا ٹٹو کے کرایہ یا کرایہ دوکان کا اقرار کیا تو بھی جائز ہے اور اگر وہ درم رب المال کو دیدیے اور کہا کہ یہ تیرا راس المال ہے اسپر قبضہ کر لے پھر انمین سے بعض امور کا جو ہمنے ذکر کیے ہین اقرار کیا تو تصدیق نہ کیجاویگی یہ حاوی مین ہے - اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ ہزار درم عمرو کے آدھے نفع کی مضاربت پر میرے پاس ہین پھر اسکے بعد کہا کہ یہ خالد کے آدھے نفع کی مضاربت پر ہین اور ہر ایک نے دونون مین سے اپنا دعوی کیا کہ میرے ہین آدھے نفع کی مضاربت مین مین نے دیے ہین پھر مضارب نے اس سے تجارت کی اور نفع اُٹھایا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک عمرو کو ہزار درم اور نصف نفع دیا جائیگا اور خالد کو ہزار درم ڈانڈ دیگا اور نفع ندیگا اور امام محمد رح کے نزدیک ہر ایک کو ہزار درم دیگا اور کچھ نفع نہ دیگا بلکہ نفع مضارب کا ہوگا وہ اُسکو صدقہ کر دے یہ محیط مین ہے - اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ مال عمرو و خالد کی مضاربت کا ہے اور دونون نے اُسکی تصدیق کی پھر اسکے بعد مضارب نے جدا کلام بیان کیا کہ عمرو کی دو تہائی اور خالد کی ایک تہائی ہے تو تصدیق نہ کیجاویگی وہ دونون کو نصف نصف تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے - زید کے پاس ایک غلام ہے اُسنے کہا کہ آدھے کی مضاربت پر عمرو کا یہ غلام میرے پاس ہے پھر اُسکو دو ہزار درم کو فروخت کیا اور کہا کہ راس المال ہزار درم تھے اور رب المال نے کہا کہ مین نے اِسکو خاص یہی غلام مضاربت مین دیا تھا پس مضاربت فاسد ہے اور ثمن تمام میرا ہے اور تجھکو اجر المثل یعنے جو ایسے کام کی مزدوری ہوا کرتی ہے ملیگی تو اس صورت مین مالک غلام کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر زید و عمرو دونون مضاربون نے اپنے مقبوضہ مال کی نسبت اقرار کیا کہ یہ خالد کا مال ہمارے پاس مضاربت مین ہے اور دونون کی اُسنے تصدیق کی پھر رب المال نے ایک کے واسطے تہائی نفع اور دوسرے کے واسطے چوتھائی نفع کا اقرار کیا تو اسی کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہے ایک شخص کے واسطے مضاربت کا اقرار کیا اور قرارداد کی تعداد نہ بتلائی تو اُسکا قول لیا جائیگا کہ کسقدر کی مضاربت تھی یا اسکے وارثون کا قول اس باب مین قبول ہوگا اگر وہ مر گیا یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر مضارب نے ہزار درم نفع کا مال مین اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے غلطی کی صرف پانچ سو درم تھے تو تصدیق نہ کیجاویگی اور موافق اقرار کے مال کا ضامن ہوگا اور اگر اُسکے پاس کچھ مال رہ گیا اُسنے کہا کہ یہ نفع ہے

ہوا انتفاع بغیر [illegible]
یا بفعل مخالف
یا غنی و ربح
سے کیا ہوا

اور راس المال مین سے رب المال کو دیدیا اور رب المال نے اُسکی تکذیب کی تو رب المال کا قول قبول ہوگا ولیکن رب المال سے مضارب کے دعوی پر قسم لیجاویگی اگر اُسنے قسم کھالی تو جو کچھ مضارب کے پاس ہے اپنے راس المال کے حساب سے لیلیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مضارب کی فروخت کی ہوئی چیز مین رب المال نے عیب کا اقرار کیا تو مشتری مضارب کو واپس نہین کرسکتا ہے اور اگر بائع یعنے مضارب نے اقرار کیا تو دونون کے ذمہ واپسی لازم ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو میرا شریک بطور مفاوضت کے ہے عمرو نے کہا کہ ہان یا کہا کہ تو نے سچ کہا یا کہا کہ ایسا ہی ہے جیسا اُسنے کہا یا کہا کہ زید سچا ہے تو یہ سب برابر ہین اور وہ دونون باہم شریک قرار دیے جاوینگے اور جو کچھ زید کے پاس ہے عین و دین و رقیق و عقار وغیرہ یا دوسرے کے قبضہ مین ہے سب دونون مین برابر رہیگا۔ لیکن طعام اُسکا اور اُسکے اہل کا یا کپڑا اُسکا اور اُسکے اہل کا استحساناً اُسی کا ہوگا جسکے قبضہ مین ہے ایسے ہی جسکی ام ولد یا مدبرہ ہو وہ بھی اُسی کی ہوگی اور اگر کسی نے قبل اقرار کے کوئی مکاتب کیا ہے تو جسقدر بدل کتابت اُسپر ہے وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا۔ اسی طرح اگر یون کہا کہ وہ میرا شرکت مین مفاوض ہے یا مین اُسکا مفاوض شرکت ہون تو بھی یہی حکم ہے کذا فی المبسوط۔ اگر دونون متفاوضین مین سے ایک نے ایسی چیز کا جو داخل مفاوضہ ہے اقرار کیا تو اُسپر اور اُسکے شریک دونون پر جائز ہے خواہ اُسکا شریک تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور مطلق قرض کا اقرار مفاوضہ کی تحت مین داخل ہے۔ اگر ایک متفاوض نے شرکت مین قرضہ کا اقرار کیا اور شریک نے کہا کہ یہ قرضہ تجھپر قبل مفاوضہ کے واجب ہوا ہے خاصۃً تجھی پر ہے اور مقر نے کہا کہ نہین بلکہ بعد مفاوضہ کے واجب ہوا ہے تو قسم سے مقر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر دو شریک عنان مین سے ایک نے ایسے قرضہ کا جو اُنکی تجارت کی تحت مین داخل ہے اقرار کیا اور اُسکے شریک نے تکذیب کی تو یہ اقرار اُسکے شریک کے حق مین صحیح نہوگا۔ اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا جسکے سبب کا خود بنفسہ مباشر ہوا ہے تو تمام کا مواخذہ اُسی سے ہوگا اپنے شریک سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا کہ جسکے سبب کے مباشر دونون ہین تو جسقدر کا اقرار کیا ہے اُسکے نصف کا مواخذہ اس مقر سے ہوگا اور اُسکے شریک سے کچھ مواخذہ نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا جسکے سبب کا مباشر اُسکا شریک خود ہوا ہے تو اس مقر پر کچھ لازم نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شریک عنان نے اپنے شریک پر کسی چیز کی خرید و فروخت کا جو بعینہ قائم ہے اقرار کیا تو جائز ہے اور اُسکا اُسکے شریک پر بقدر اُسکے حصہ کے لازم آویگا اور اگر کسی تلف کردہ شدہ چیز کی خرید کا اقرار کیا تو اُسکا ثمن اُسپر قرض ہوگا اُسکے شریک پر نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر ایک متفاوض نے اپنی صحت یا مرض مین کفالت کا اقرار کیا تو اُسکے شریک سے مواخذہ کیا جائیگا اور یہ اُس وقت ہے کہ یہ کفالت مکفول عنہ کے حکم سے ہو اور اگر بدون حکم مکفول عنہ کے کفالت کی ہے تو سب کے نزدیک خاصۃً اُسی پر لازم آویگی اور یہی صحیح ہے۔ اور اگر دو متفاوضون مین سے ایک صحیح ہے دوسرا مریض ہے پس صحیح نے مریض کے وارث کے قرضہ کی کفالت کا اقرار کیا تو کل کفالت صحیح کو لازم ہوگی مریض کے ذمہ لازم نہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر ایک متفاوض نے اقرار کیا کہ مین نے اپنے شریک کی طرف سے اُسکی زوجہ کے مہر یا نفقہ کی یا جرم کی کفالت کی ہے تو امام اعظم کے نزدیک اُسپر اور اُسکے شریک پر بھی لازم ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک صرف اُسی پر لازم ہوگی اُسکے شریک پر لازم نہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر دو شخص متفاوض ہون اور انمین سے ایک نے اپنے دونون کے ساتھ تیسرے شخص کی شرکت کا اقرار کیا اور دوسرے شریک نے تکذیب کی تو کتاب مین مذکور ہے کہ اُسکا اقرار دونون پر جائز ہوگا اور جو کچھ دونون کے قبضہ مین ہے وہ ان دونون اور تیسرے کے درمیان بطور ملک کے مشترک ہوگا اور شرکت متفاوضہ یا شرکت عنان ثابت نہوگی۔ اور اگر اُسنے تیسرے شخص کی نسبت یون اقرار کیا کہ وہ ہمارا بطور شرکت عنان

یا شرکت مفاوضہ کے شریک ہی اور دوسرے مفاوض نے انکار کیا تو تیسرا شخص شریک عنان قرار پائیگا شریک متفاوض نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے عمرو کے واسطے شرکت مفاوضہ کا اقرار کیا اور عمرو نے انکار کیا تو کسی کو دوسرے کے مقبوضہ مین سے کچھ نہ ملیگا اور اگر عمرو نے کہا کہ مین تیری مقبوضہ چیزون مین بشرکت مفاوضہ کے شریک ہون اور تو میری مقبوضہ چیزون مین بالکل شریک نہین ہی تو قسم کے ساتھ عمرو کا قول قبول ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی۔ اگر کسی آزاد نے کسی غلام ماذون کے واسطے شرکت مفاوضہ یا کسی مکاتب کے واسطے شرکت مفاوضہ کا اقرار کیا اور اسنے تصدیق کی تو دونون مین مفاوضہ ثابت نہوگی ولیکن جو کچھ دونون کے قبضہ مین ہی وہ غلام ماذون یا مکاتب کی تصدیق کرنے کی صورت مین دونون کو برابر تقسیم ہوگا اور دونون مین سے کسی کا دوسرے پر قرضہ یا ودیعت کا اقرار جائز نہوگا علی ہذا اگر کسی لڑکے تاجر کے واسطے مفاوضہ کا اقرار کیا یا لڑکے تاجر نے اقرار کیا اور دوسرے نے تصدیق کی تو بھی دونون مین مفاوضت ثابت نہوگی ولیکن جو کچھ دونون کے پاس ہی وہ دونون مین برابر تقسیم ہوجائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی ایسے لڑکے کے واسطے جو کلام نہین کرسکتا ہی شرکت مفاوضہ کا اقرار کیا اور اسکے باپ نے مقر کی تصدیق کی تو جو کچھ مقر کے پاس ہی وہ دونون کو برابر تقسیم ہوگا اور دونون متفاوض نہونگے اور نہ لڑکے کا مقبوضہ مال دونون مین تقسیم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ذمی نے کسی مسلمان کے واسطے مفاوضہ کا اقرار کیا یا مسلم نے ذمی کے واسطے ایسا اقرار کیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک دونون متفاوض نہونگے ولیکن جو کچھ دونون کے قبضہ مین ہی وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کہا فلان شخص میرا شریک ہی اور اسپر زیادہ نکیا تو بیان کے واسطے اسی کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اور جو شی بیان کی اسمین اُسکی تصدیق ہوگی بشرطیکہ ایسی چیز بیان کرے جسمین شرکت ثابت ہوتی ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کہا کہ تو میرا تجارتون مین شریک ہی تو جسقدر اموال تجارت اُن دونون کے قبضہ مین ہی دونون مین مشترک ہوگا ایسے ہی درم و دینار بھی ولیکن رہنے کا گھر اور خادم و کپڑا و اناج ہر ایک کا خاص ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ مین عمرو کا ہر قلیل و کثیر مین شریک ہون اور عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو وقت اقرار کے جو مال تجارت دونون کے قبضہ مین ہو وہ مشترک ہوجائیگا پس ہر ایک کا مقبوضہ جو مال تجارت معلوم ہو وہ دونون مین مشترک ہوجائیگا اور اسمین سونا چاندی بھی داخل ہی اسمین کسی سے استفسار کی حاجت نہین ہی اور جو مال تجارت معلوم ہو جیسے مسکن وغیرہ جو اموال کہ حاجت اصلی مین کار آمد ہین وہ تجارت کے واسطے شمار نہونگے اگرچہ وقت اقرار کے اُنکا ہر ایک کے قبضہ مین ہونا ثابت ہو اور ماسوائے سونے اور چاندی کے جو اموال ہین کہ وہ حاجت اصلی مین مشغول نہین ہین اُنکے تجارتی ہونے یا نہونے کے باب مین اُنکے قابض کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ جو کچھ اس دوکان مین ہی اُسمین خالد میرا شریک ہی پھر کہا کہ مین نے بعد اقرار کے اسمین ایک گٹھری کپڑے کی داخل کردی ہی تو اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی اور وہ بھی شرکت مین ہوگی اور ایک روایت مین ہی کہ اُسکا قول قبول ہوگا۔ اور بعض مشائخ نے کہا کہ دونون روایتین موافق ہین اسطرح کہ اگر اقرار کے روز سے کھلنے کے وقت تک دوکان بند رہی ہو تو اُسکا قول قبول نہوگا ورنہ مقبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اقرار کیا کہ جو کچھ اس دوکان مین ہی اُسمین عمرو میرا شریک ہی تو جسقدر دوکان مین ہی سب دونون مین مشترک ہوجائیگا اور اگر کسی متاع مین جھگڑا کیا اور کہا کہ مین نے بعد اقرار کے دوکان مین داخل کردی ہی اور مقر لہ نے کہا کہ وقت اقرار کے اُسمین موجود تھی تو اس صورت مین روایات مختلف ہین روایت ابو سلیمان مین ہی کہ مقر لہ کا قول قبول ہوگا اور وہ مشترک ہوگی۔ اور روایت ابو حفص مین ہی کہ مقر کا قول قبول ہوگا اور اسی کی ہوگی اور اگر یون کہا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین مال تجارت موجود ہی اُسمین عمرو میرا شریک ہی پھر مقر نے بعض مال تجارت کی نسبت کہا کہ یہ مین نے بعد اقرار کے حاصل کیا ہی اور عمرو نے کہا کہ نہین اقرار کے وقت موجود تھا تو باتفاق روایات

مقر کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر کہا کہ عمرو میرا طحن مین یعنے پیسنے مین شریک ہی اور مقر کے پاس چکی اور اونٹ اور جو چیزین اس کام کے واسطے ضروری ہوتی ہین سب موجود ہین اور عمرو نے ان سب مین شرکت کا دعوی کیا تو مقر کا قول قبول ہوگا اسی طرح ہر کاریگر کا حال ہی اگر اُسکے قبضہ مین دوکان ہو اور اُسمین اسباب ہو اور اُسنے عمرو کی نسبت کسی کام مین شرکت کا اقرار کیا تو اُس کام مین فقط شرکت ثابت ہوگی اس متاع مین ثابت نہوگی - اور اگر یون کہا کہ عمرو اس دوکان مین اس کام مین میرا شریک ہی تو جو کچھ اس دوکان مین کام و آلات کار مین سے موجود ہی دونون مین مشترک ہوگا - اور اگر دوکان ان دونون کے قبضہ مین ہو پھر ایک نے کہا کہ فلان میرا اُس کام مین شریک ہی ولیکن اُسکی متاع سب میری ہی اور فلان نے کہا کہ متاع بھی ہم دونون مین مشترک ہی تو دونون مین مشترک قرار دیجاویگی یہ مبسوط مین ہی - اگر زید نے کہا کہ ہر زطی گٹھری جو مین نے خریدی ہی اُسمین عمرو میرا شریک ہی اور اُسکے پاس دو گٹھریان ہین پس ایک کی نسبت کہا کہ مین نے میراث پائی ہی تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اگر کہا کہ جو ہر زطی کی میرے پاس تجارت کے واسطے ہی اُسمین عمرو میرا شریک ہی پھر ایک گٹھری کی نسبت کہا کہ یہ مین نے اپنے خاص مال سے خریدی ہی مگر تجارت کے واسطے نہین خریدی ہی تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اگر اقرار کیا کہ دونون میرے پاس تجارت کے واسطے ہین پھر ایک کی نسبت کہا کہ میرے خاص مال سے سواے شرکت کے خریدی گئی ہی تو تصدیق نکیجاویگی یہ مبسوط مین ہی - اگر اقرار کیا کہ ہر زطیان کل کے روز اہواز سے میرے پاس آئی ہین اُنمین عمرو میرا شریک ہی پھر اقرار کیا کہ دو گٹھریان آئی ہین اور کہا کہ ایک مال بضاعت ہی تو دونون مال شرکت مین سے قرار دی جاوینگی اور بضاعت کا اقرار اُسکا صرف اُسکے حصہ مین صحیح ہوگا پس اپنا حصہ جسکے واسطے بضاعت کا اقرار کیا ہی اُسکو دیدے اور اگر بدون حکم قاضی کے نصف شریک کو دیچکا ہی تو باقی نصف کی قیمت بھی مقر لہ کو دیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر یون کہا کہ اس قرضہ مین جو عمرو پر آتا ہی خالد میرا شریک ہی اور خالد نے کہا کہ تو نے میری بلا اجازت یہ متاع اُسکو اُدھار فروخت کر کے دیدی میرے تیرے درمیان شرکت نہ تھی پس اگر مقر ہی نے متاع فروخت کی ہو تو اُسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا - اور اگر یادداشت مین کہا کہ اسی نے متاع فروخت کی ہی اُسنے کہا کہ مین نے تنہا نہین فروخت کی ہی ہم دونون نے فروخت کی ہی مگر چک میرے نام کی ہی تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اگر عمرو سے خالد نے کہا کہ تو نے میری متاع پر بلا اجازت میری قبضہ کر لیا اور تو نصف کا ضامن ہی اُسنے کہا کہ مین نے تجھسے کچھ نہین خریدا ہی میرے ہاتھ اُسنے فروخت کی ہی جسکے نام چک ہی تو اُسپر ضمان نہ آویگی ولیکن جو مال چک مین ہی وہ دونون کو تقسیم ہوگا اور مطالبہ کا حق صرف اُسی کو حاصل ہوگا جسکے نام چک ہی یہ مبسوط مین ہی - زید نے کہا کہ عمرو ہر تجارت مین میرا شریک ہی اور عمرو نے اُسکی تصدیق کی پھر زید کچھ مال چھوڑ کر مر گیا یا عمرو اسطرح مر گیا پھر میت کے وارثون نے کہا کہ یہ مال اُسنے بلا شرکت حاصل کیا ہی تو وارثون کا قول قبول ہوگا اور اگر اُنھون نے یہ اقرار کیا کہ جس روز میت نے شرکت کا اقرار کیا ہی اُس روز اُسکے پاس یہ مال تھا تو شرکت مین شمار ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر میت کے نام سے کوئی چک کسی شخص پر قرضہ کی ہی اور اُسکی تاریخ اقرار شرکت سے پہلے کی ہی تو وہ دونون کی شرکت مین شمار ہوگا اور اگر چک کی تاریخ اقرار شرکت سے بعد کی ہو تو وارثون کا قول کہ یہ شرکت مین سے نہین ہی قبول ہوگا کذا فی المبسوط

بیسوان باب - وصی کے قبضہ کر لینے کے اقرار کے بیان مین - امام محمد رح نے اصل مین فرمایا کہ اگر کسی میت کے وصی نے اقرار کیا کہ مین نے جمیع مال میت جو فلان بن فلان پر تھا استیفاء پالیا ہی اور کچھ اُسکی تعداد بیان نہ کی پھر بعد اسکے کہا کہ مین نے اُس سے صرف سو درم پائے ہین اور قرضدار نے کہا کہ میت کے مجھپر ہزار درم تھے اور وصی نے بتمامہ

وصول کر لیے ہین پس اگر یہ قرضہ میت کے اُدھار کرنے سے قرضدار پر پیدا ہوا ہی اور وصی نے پہلے تمام قرض کے باستیفاء وصول پانے کا اقرار کیا پھر جدا کر کے کہا کہ یہ سو درم تھے پھر قرضدار نے بیان کیا کہ مجھپر ہزار درم تھے اور وصی نے پورے ہزار مجھ سے وصول کر لیے ہین تو قرضدار ہزار درم سے بری ہو جائیگا یہانتک کہ وصی کو اُس سے کسی چیز کے مطالبہ کا اختیار نہوگا اور اس بات مین کہ مین نے سو درم وصول پائے ہین قسم سے وصی کا قول قبول ہوگا اور قرضدار کا قول وصی کے حق مین تصدیق نکیا جائیگا تاکہ اُسکو نو سو درم وارث کو ڈانڈ دینے پڑین - پھر اگر وارث نے گواہ قائم کیے کہ یہ قرضدار ہی میت کے اسپر ہزار درم تھے تو قرضدار پورے ہزار درم سے بری ہوگا اور وصی کو اُس سے نو سو درم کے مطالبہ اور دامنگیری کا اختیار نہین ہی ولیکن وصی نو سو درم وارثون کو ڈانڈ دیگا - اور اگر قرضدار نے اقرار کیا کہ مجھپر ہزار درم قرضہ تھے پھر وصی نے جو کچھ اُسپر تھا سب کے باستیفاء وصول پانے کا اقرار کیا پھر کہا کہ یہ سو درم تھے جدا بیان کیا تو قرضدار پورے ہزار سے بری ہو جائیگا - کیونکہ وصی نے اقرار کیا ہی اور وصی کو بسبب انکار کے وارثون کو نو سو درم ڈانڈ دینے پڑینگے اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب وصی نے یہ قول کہ وہ سو درم تھے اپنے اقرار سے جدا بیان کیا ہو - اور اگر ملا کر یون کہا کہ مین نے تمام مال میت کا جو فلان شخص پر تھا باستیفاء وصول پایا اور وہ سو درم ہی اور قرضدار نے کہا کہ نہین بلکہ ہزار درم ہی تو وصی کی اس بیان مین تصدیق کیجاویگی یہانتک کہ وصی نو سو درم کے واسطے اُسکا دامنگیر ہو سکتا ہی - اور جس صورت مین کہ قرضدار نے پہلے ہزار درم کا اقرار کیا پھر وصی نے اقرار کیا کہ جسقدر اسپر تھا سب مین نے باستیفاء وصول پایا اور وہ سو درم ہین تو اس صورت کا حکم مثل اُس صورت کے ہی کہ جب وصی نے پہلے تمام قرضہ کے استیفاء کا اقرار کیا ہی - اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ قرضہ میت کے فعل سے ثابت ہوا ہو اور اگر وصی کے ادھار کرنے سے قرضہ پیدا ہوا ہو - پس اگر وصی نے پہلے استیفاء تمام کا اقرار کیا - پھر اقرار سے جدا بیان کیا کہ وہ سو درم ہین پھر قرضدار نے اقرار کیا کہ قرضہ کے ہزار درم ہین تو قرضدار پورے ہزار سے بری ہو جائیگا اور قرضدار کے کہنے سے وصی پر وارثون کو کچھ دینا نہ پڑیگا - اور اگر اس امر کے گواہ قائم ہوے کہ قرضہ کے ہزار درم ہین تو وصی کے اقرار کی وجہ سے قرضدار بری ہو جائیگا اور وصی پر وارثون کو نو سو درم انکار یا ابرا کی وجہ سے دینے پڑینگے اور اگر قرضدار نے پہلے قرضہ کا اقرار کیا پھر وصی نے استیفاء تمام کا اقرار کیا پھر اقرار سے جدا بیان کیا کہ وہ سو درم ہین تو قرضدار بسبب اقرار وصی کے بری ہوگا اور وصی وارثون کو نو سو درم ڈانڈ دیگا - اور اگر وصی نے یہ کلام اقرار سے ملا کر بیان کیا اسطور سے کہ جسقدر قرضدار پر تھا سب مین نے پایا اور وہ سو درم ہین پھر قرضدار نے کہا کہ قرضہ مجھپر ہزار درم تھا اور وصی نے وصول کر لیا ہی تو قرضدار بری ہوگا اور وصی کو اختیار نہوگا کہ کسی قدر کے واسطے اُسکا دامنگیر ہو سکے اور وارث بھی وصی سے صرف اُسی قدر لے سکتے ہین جتنے کا اُسنے وصول پانے کا اقرار کیا ہی - اور اگر قرضدار نے پہلے ہزار درم کا اقرار کیا پھر وصی نے کہا کہ جو کچھ اُسپر تھا مین نے بھرپور وصول پایا اور وہ سو درم تھے تو قرضدار پورے ہزار سے بری ہوگا اور وصی وارثون کو نو سو درم ڈانڈ دیگا یہ محیط مین ہی - وارثون کا مال وصی نے فروخت کیا پھر اسپر گواہ کر لیے کہ مین نے تمام ثمن بھرپایا اور وہ سو درم ہین پھر مشتری نے کہا بلکہ ایک سو پچاس درم تھے تو وصی کا قول قبول ہوگا اور قرضدار سے ڈانڈ نہین لے سکتا ہی اور نہ وصی ڈانڈ دیگا اور اگر وصی نے یون اقرار کیا کہ مین نے سو درم بھرپائے اور یہ تمام ثمن ہی اور مشتری نے کہا کہ ثمن ایک سو پچاس ہی تو باقی پچاس وصی لے سکتا ہی - اسی طرح اگر ذاتی مال اپنا فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر وصی نے اقرار کیا کہ تمام مال میت جو عمرو پر تھا

مین نے بھر پایا اور وہ سو درم تھے پھر گواہ قائم ہوے کہ تمام مال دو سو درم تھے تو قرضدار باقی سو درم کے واسطے پکڑا جائیگا اور وصی کے قول کی اس زیادتی کے ابطال مین تصدیق نہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ مین نے فلان میت کا مال جو زید کے پاس بطور ودیعت یا مضاربت یا شرکت یا بضاعت یا عاریت کے تھا بھر پور وصول پایا ہی پھر اسکے بعد کہا کہ مین نے اُس سے صرف سو درم پائے ہین پس اگر وصی نے پہلے استیفاء کا اقرار کیا پھر بعد اسکے کہا کہ سو درم وصول پائے ہین اور مطلوب نے کہا کہ ہزار درم تھے اسنے سب وصول کر لیے ہین تو وصی نے جسقدر پر قبضہ کرنے کا اقرار کیا ہی اُس سے زیادہ کا ضامن نہوگا اور مطلوب تمام مال سے بری ہو جائیگا جیسا قرضہ کی صورت مین تھا۔ اور اگر اس امر پر گواہ قائم ہوے کہ میت کے ہزار درم مطلوب کے پاس تھے تو وصی اسکا ضامن ہوگا اور مطلوب ضامن نہوگا۔ یہ حکم اُسوقت ہی کہ وصی نے اقرار سے جدا بیان کیا ہو۔ اور اگر ملا کر بیان کیا پھر مطلوب نے کہا کہ میرے پاس ہزار درم تھے تو وصی کا قول اس باب مین مقبول ہوگا کہ مین نے اُس سے سو درم وصول کر لیے ہین اور مطلوب کا کسی چیز کے واسطے دامنگیر نہین ہو سکتا ہی بخلاف اسکے یہ صورت اگر قرضہ مین واقع ہو تو باقی کے واسطے مطلوب کا دامنگیر ہوگا۔ اور اگر مطلوب نے پہلے اقرار کیا کہ میت کی ہزار درم امانت میرے پاس ہی پھر وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ اُسپر تھا سب مین نے بھر پایا اور وہ سو درم ہین پس اگر جدا کر کے تعداد بیان کی تو وصی کل مال کا ضامن ہوگا اور اگر ملا کر بیان کی تو صرف اُسی قدر اُسپر لازم آویگا جسکا اُسنے وصول پانے کا اقرار کیا ہی اور مطلوب سے کچھ مطالبہ نہین کر سکتا ہی بخلاف قرض کے کہ اُسمین یہ حکم نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ فلان میت کا جو کچھ لوگون پر تھا مین نے وصول کیا پھر ایک قرضدار میت کا آیا اور کہا کہ مین نے تجھکو اسقدر مال دیا ہی اور وصی نے کہا کہ نہین۔ نہ تجھسے کچھ نہین پایا اور نہ مجھے معلوم تھا کہ فلان میت کا تجھپر کچھ ہی تو وصی کا قول قبول ہوگا اور قرضدار اس قرضہ کے واسطے پکڑا جائیگا۔ اور اگر درصورت اصل اس قرضہ کے ہونے کے گواہ قائم ہوے تو اسمین سے وصی پر کچھ لازم نہین آئیگا کیونکہ اُسنے کسی خاص شخص سے وصول پانے کا اقرار نہین کیا ہی۔ اسی طرح اگر کہا کہ مین نے فلان میت کا کل قرضہ جو کوفہ مین تھا وصول پایا تو بھی یہی صورت ہی اور یہی حکم وکیل بالقبض کا ہی کذا فی الحاوی۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ مال فلان میت کا لوگون پر تھا از قسم دین سب مین نے بھر پایا یا فلان بن فلان سے بھر پایا ہی اور اس امر کے گواہ قائم ہوے کہ میت کے کسی شخص پر ہزار درم ہین اور وصی نے کہا کہ میرے مقبوضہ مین یہ نہین آئے ہین تو وصی کے ذمہ لازم ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ فلان شخص پر جو دین میت کا تھا مین نے بھر پایا اور قرضدار نے کہا کہ اُسکے مجھپر ہزار درم تھے اور وصی نے کہا کہ اُسکے ہزار درم تجھپر تھے ولیکن تو نے پانچ سو درم اُسکی زندگی مین اُسکو دیدیے تھے اور پانچ سو درم بعد اُسکے مرنے کے تو نے مجھے دیے ہین اور قرضدار نے کہا کہ نہین مین نے کل تجھی کو دیے ہین تو وصی ہزار درم کا ضامن ہوگا ولیکن وارثون سے اُسکے دعوے پر قسم لیجاویگی کذا فی المحیط۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ مین نے فلان میت کی منزل مین جو کچھ تھا متاع و میراث سے سب اپنے قبضہ مین لے لیا پھر اسکے بعد کہا کہ وہ سو درم اور پانچ کپڑے تھے اور وارثون نے گواہ قائم کیے کہ فلان میت کی منزل مین اُسکے مرنے کے روز ہزار درم اور سو کپڑے تھے تو وصی پر اُسکے اقرار سے زیادہ کچھ لازم نہوگا تاوقتیکہ گواہ گواہی نہ دین کہ وصی نے اِن سب پر قبضہ کر لیا ہی یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ جسقدر فلان میت کی زمین مین اناج تھا یہ جو اسکے

۵۷ یعنے اگر قرضہ کے گواہون
سے ثابت ہوا تو
وصی کے اقرار سے
اسپر لازم آتا اسکا
جواب دہ ہونا کیونکہ
نہ لازم آئیگا کیونکہ
اسنے کسی خاص
سے وصول پانے
کا اقرار نہین کیا ہی
مترجم

نخل مین چھوارے تھے قبضہ کر لیے یا اس زمین کی کھیتی ہین نے قبضہ مین سے لی پھر کہا کہ وہ اسقدر تھی اور وارث نے اس سے زیادہ کا دعوے کیا اور گواہ قائم کیے کہ اس زمین مین اس اس قدر تھی تو وصی پر اسکے اقرار سے زیادہ لازم نہ آویگا جب تک کہ گواہ گواہی نہ دین کہ وصی نے اُسپر قبضہ کرلیا ہی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ مال کتابت فلان مکاتب میت پر ہزار درم تھا اُسمین سے نوسو درم میت نے اپنی حین حیات مین وصول پائے اور سو درم اسکے مرنے کے بعد مین نے وصول کیے ہین اور مکاتب نے کہا کہ تو نے پورے ہزار درم تیلے ہین اور گواہون نے گواہی دی کہ وصی نے اقرار کیا ہی کہ جو کچھ مکاتب پر تھا سب مین نے بھرپور وصول پایا ہی تو پورے ہزار درم وصی پر لازم آوینگے ولیکن پہلے وارث قسم کھاوین کہ ہمکو میت کے وصول کرلینے کا حال معلوم نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر وصی نے اقرار کیا کہ مین نے فلان میت کے مکاتب سے جو کچھ اُسپر تھا بھر پایا اور وہ سو درم تھے اور مکاتب معروف ہی وہ دعوے کرتا ہی کہ تو نے مجھ سے ہزار درم وصول کیے ہین اور یہی تمام مال مکاتبت ہی تو سو درم کے بارہ مین وصی کا قول قبول ہوگا اور مکاتب پر نوسو درم لازم آوینگے اور اگر وصی نے تمام مال کتابت وصول پانے کا اقرار کیا اور کچھ تعداد بیان نہ کی تو مکاتب آزاد ہو جائیگا پھر اگر گواہ قائم ہوے کہ اصل مال کتابت ہزار درم ہین اور مکاتب نے وصی کے وصول پانے کے اقرار سے پہلے ایسا اقرار کیا تھا تو وصی پورے ہزار درم کا ضامن ہوگا کذا فی المبسوط-

اکیسوان باب - جسکے قبضہ مین میت کا مال ہی اُسکے وارث یا موصی لہ کے واسطے اقرار کردینے کے بیان مین

ایک شخص زید کے قبضہ مین ایک شخص غائب یعنی عمرو کا مال ہی وہ غائب مرگیا پھر خالد آیا اور دعوے کیا کہ مین اُسکا بیٹا ہون اور زید نے اُسکی تصدیق کی تو قاضی چند روز انتظار کریگا خواہ اُسنے کہا ہو کہ میت کا کوئی اور وارث ہی یا نہ کہا ہو پس اگر کوئی وارث دوسرا ظاہر ہوا تو خیر ورنہ خالد کے حوالہ کریگا اور جن جن مقامات مین یہ حکم مذکور ہی کہ قاضی درنگ و انتظار کریگا وہان مدت انتظار کی قاضی کی راے پر ہی کہ وہ خوب خیال کرے کہ اگر اُسکا وارث کوئی دوسرا ہوتا تو وہ اسقدر مدت مین آجاتا یہ فتاوے صغرے کتاب الدعوے مین ہی- املاء مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ زید مرگیا اور اپنا مال عمرو کے پاس چھوڑ گیا پس خالد نے دعوے کیا کہ مین اُسکا بیٹا ہون اور ہندہ نے دعوے کیا کہ مین اُسکی جورو ہون پس عمرو نے کہا کہ تم دونون سچے ہو مین تم دونون کے سواے اُسکا تیسرا وارث کوئی نہین جانتا ہون مگر ان دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی تو قاضی چند روز انتظار کے بعد خالد کو تمام مال دیدیگا مگر پہلے خالد سے عورت کے دعوے پر اُسکے علم کی قسم لیگا- اسی طرح اگر اس صورت مین میت کوئی عورت ہوتی- اور کسی مرد نے دعوی کیا کہ مین اُسکا خاوند ہون- تو اُسکا حکم مثل حکم عورت کے اس مسئلہ مین ہوتا- اسی طرح اگر قابض مال نے کسی شخص کی نسبت شوہر یا زوجہ ہونے کا یا مان کی طرف سے بھائی ہونے کا یا چچا یا ماموں وغیرہ ذوی نسب کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا اور مولی العتاقہ اس صورت مین بمنزلہ نسب کے ہی- پس اگر ایک عورت نے دعوی کیا کہ مین میت کی بیٹی ہون اور ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین نے میت کو آزاد کیا ہی اور قابض مال نے کہا کہ تم دونون سچے ہو یا کہا کہ یہ عورت اُسکی بیٹی ہی اور اس شخص نے اُسے آزاد کیا تھا یا پہلے مولے کی نسبت اقرار کیا پھر بیٹی کی نسبت اقرار کیا تو دونون یکسان ہین اور مال ان دونون کو برابر تقسیم ہوگا اگرچہ دونون نے باہم ایک دوسرے کی تکذیب کی ہو اور مولے الموالاۃ اس حکم مین بمنزلہ زوجین کے ہی- اور اگر قابض مال ایک عورت ہو اور مال

ایک شخص مرد کا ہو پس اُس عورت قابضہ نے کہا کہ مین میت کی جورو ہون اور یہ عورت بھی جو موجود ہی اُسکی جورو ہی اور یہ مرد جو موجود ہی میت کا مولی ہی یعنے اسکے ہاتھ پر میت اسلام لایا تھا اور اس سے موالاۃ کی تھی اور دوسری عورت نے کہا کہ مین ہی اُسکی جورو ہون تو نہین ہی اور مولی الموالاۃ نے کہا کہ مین ہی اُسکا وارث ہون تم دونون نہین ہو تو قاضی چوتھائی مال دونون جوروؤن کو دیگا اور باقی مال مولی الموالاۃ کو دیدیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قابض نے کہا کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہی اور مین نہین جانتا ہون کہ اُسکا کوئی دوسرا وارث ہی یا نہین ہی تو قاضی انتظار کے بعد اگر کوئی وارث دوسرا آیا تو خیر ورنہ تمام مال اس بیٹے کو دیدیگا۔ اور اگر قابض نے کہا کہ مین دوسرا وارث میت کا نہین جانتا ہون تو قاضی انتظار نکریگا بلکہ اس مقرلہ کو مال دیدیگا کذا فی شرح ادب القاضی للصدر الشہید۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر قابض مال نے کہا کہ تو میت کا مان وباپ کی طرف سے بھائی ہی اور مین نہین جانتا ہون کہ آیا میت کا کوئی اور ایسا وارث ہی کہ تجھے میراث سے محجوب کردے اور مدعی نے کہا کہ مین اُسکا مان وباپ کی طرف سے بھائی ہون میرے سواے کوئی وارث نہین ہی تو اُسکو میراث نہ ملیگی جبتک معلوم نہو جاوے کہ اُسکا کوئی دوسرا وارث نہین ہی۔ اور اگر قابض نے کہا کہ تو میت کا مان وباپ کی طرف سے بھائی ہی اور ایک بھائی اُسکا ایسا ہی اور ہی تم دونون اُسکے وارث ہو مین تم دونون کے سواے اُسکا وارث کوئی تیسرا نہین جانتا ہون اور مدعی نے کہا کہ مین ہی اُسکا مان وباپ کی طرف سے بھائی ہون میرے سواے دوسرا وارث نہین ہی تو قاضی چندروز انتظار کرے اگر دوسرا وارث پیدا ہوا تو خیر ورنہ تمام مال اس مدعی کو دیدیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک شخص نے آکر دعوے کیا کہ میت میرا غلام ہی اور یہ مال میرے غلام کا مال ہی مین اسکا زیادہ حقدار ہون اور ایک دوسرے شخص نے آکر دعوے کیا کہ مین میت کا بیٹا ہون اور میت آزاد اصلی تھا کبھی مملوک نہین ہوا ہی اور مین ہی اُسکا وارث ہون اور قابض اقرار کرتا ہی کہ میت غلام تھا اور ان دونون نے باہم ایک دوسرے کی تکذیب کی تو مال مولے کو ملیگا بیٹے کو نہ ملیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر دعوے کیا کہ مین غائب کا بھائی ہون وہ مرگیا اور مین وارث ہوا میرے سواے دوسرا وارث نہین ہی یا کسی نے دعوے کیا کہ مین اُسکا بیٹا یا باپ یا مان یا اُسکا مولے آزاد کنندہ ہون یا کسی عورت نے دعوے کیا کہ مین میت کی پھوپھی یا خالہ یا اُسکے بہن کی بیٹی ہون میرے سواے اُسکا کوئی وارث نہین ہی اور ایک دوسرے شخص نے دعوے کیا کہ میت نے تمام مال کی یا تہائی مال کی میرے حق مین وصیت کی ہی اور قابض نے دونون کی تصدیق کی اور کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ تم دونون کے سواے میت کے مال کا کوئی دوسرا وارث حقدار ہی یا نہین ہی تو اس اقرار کے سبب سے مدعی وصیت کو کچھ نہ ملیگا اور قاضی دوسرے وارثون کو مال دیدیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ شوہر وزوجہ اور مولے الموالاۃ یہ دونون موصے لہ سے مقدم حقدار ہین یہ محیط مین ہی۔ اگر قابض مال نے اقرار کیا کہ مالک مال مرگیا۔ اور اس شخص زید کے اُسپر ہزار درم ہین تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ اُسنے کوئی وارث چھوڑا ہی اگر اُسنے کہا کہ ہان تو ان دونون مین خصومت قرار نہ دیگا اور اگر کہا کہ نہین تو قاضی انتظار کریگا پھر اگر کوئی وارث ظاہر نہوا تو میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا اور اُسکے مقابلہ مین دعوے مدعی کی سماعت کریگا اگر قرضہ ثابت ہو گیا تو اُسکو دلادیگا ورنہ تمام مال بیت المال مین داخل کردیگا یہ مختصر جامع کبیر مین ہی۔ ایک شخص کے قبضہ مین دوسرے کا مال ہی مالک مال مرگیا اور قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کے واسطے جمیع اس مال کی وصیت کی ہی اور پھر اقرار کیا کہ میت نے اس عمرو کے واسطے جمیع مال کی وصیت کی ہی اور عمرو نے

زید سے کہا کہ میت نے میرے واسطے تمام اس مال کی وصیت کی ہی تیرے واسطے کچھ وصیت نہین کی ہی تو مال دونون کو برابر تقسیم ہوگا - اور اگر قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کے واسطے جمیع مال کی وصیت کی ہی اور بھی اقرار کیا کہ عمرو اُسکا مان وباپ کی طرف سے بھائی ہی وارث ہی اسکے سوائے دوسرا وارث نہین ہی اور زید وعمرو نے باہم ایک دوسرے کی تکذیب کی تو زید کو تہائی مال اور عمرو کو دو تہائی مال دیا جائیگا - اور اگر قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کے واسطے تمام مال کی وصیت کی ہی اور بھی اقرار کیا کہ میت نے اقرار کیا ہی کہ یہ عمرو اُسکا بیٹا یا باپ یا مولی العتاقہ یا مولے الموالاۃ ہی اسکے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہی تو تمام مال وارث مقرلہ اور مولی کو ملیگا یہ محیط مین ہی - اگر ایک شخص زید نے دعوی کیا کہ مالک مال پر میرے ہزار درم ہین اور وہ مرگیا ہی اور میرے دعوے کی اُس شخص سے جسکی طرف مال آتا ہی اُسنے تصدیق کی ہی تو اُسپر التفات نہ کیا جائیگا جب تک کہ کوئی وارث حاضر نہو اور اگر جسکی طرف مال ہی اُسنے اور مدعی نے اقرار کیا کہ میت کا کوئی وارث نہین ہی تو قاضی انتظار کریگا پھر میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا کہ وہ جسکی طرف مال ہی اُس سے مال وصول کرے پھر مدعی کو حکم کریگا کہ اپنے دعوے کے گواہ قائم کرے اگر اُسنے قائم کیے تو اُسکے نام موافق دعوے کے مال کی ڈگری کر دیگا پھر اگر مالک مال زندہ آکر موجود ہوا تو قاضی اس ڈگری کو منسوخ ورد کر دیگا پس اگر مدعی نے وہ مال تلف کر دیا ہو اور اصل مین قرضدار پر وہ مال قرضہ ہو تو مالک مال کو قرضدار سے ضمان لینے کا اختیار ہی اور اگر اصل مین اُسنے غصب کر لیا تھا تو اُسکو اختیار ہی کہ چاہے مدعی قبضہ کر لینے والے سے ضمان لے اور اگر در اصل ودیعت تھا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک ضمان قبضہ کر لینے والے پر ہی اور امام محمد رح نے کہا کہ میرے نزدیک ودیعت مثل غصب کے ہی اور اگر مال اُس شخص کے پاس جسکے قبضہ مین ہی اُسکے باپ کی طرف سے پہونچا ہی کہ اُسنے اسکو وصی مقرر کیا تھا تو وہ ضامن نہوگا ضامن وہی ہی جسنے وصول کر لیا ہی یعنے مدعی - اور اگر مالک مال زندہ نہ آیا اُسکا وارث حاضر ہوا اور قرضہ مدعی سے انکار کیا تو حکم قضا ویسا ہی رہیگا یہ مختصر جامع کبیر مین ہی - اور اگر اُس شخص نے جسکے پاس مال ہی اقرار کیا کہ میت نے اس زید کے واسطے تمام مال کی وصیت کی ہی ولیکن خالد بن عمرو کا میت پر اس اس قدر قرضہ ہی اور خالد نے اُسکی تصدیق کی اور زید نے وصایت کا دعوے کیا اور قرضہ سے انکار کیا مگر سبھون نے یہ اقرار کیا کہ مدعی نے کوئی وارث نہین چھوڑا ہی تو قاضی چندروز انتظار کریگا پھر قرضخواہ سے کہیگا کہ اپنے قرضہ کے گواہ پیش کرے اگر اُسکے پاس گواہ نہون تو موصی لہ سے اُسکے علم پر قسم لیگا کہ مین نہین جانتا ہون کہ اس شخص کا میت پر یہ قرضہ ہی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو تمام مال اُسکو دیدیگا اور قرضخواہ کو کچھ نہ دیگا - اور اگر قابض مال نے کہا کہ میت نے اس شخص کے واسطے تمام مال کی وصیت کر دی ہی اور یہ مین نہین جانتا ہون کہ اُسنے کوئی وارث چھوڑا ہی یا نہین پس موصے لہ نے کہا کہ مجھے تمام مال دیدے کہ وہ ہر حال مین میرا ہی خواہ اُسنے کوئی وارث چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو تو قاضی اُسکو کچھ نہین دیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر اُس شخص نے جسکی طرف مال ہی قاضی سے کہا کہ یہ مال فلان میت کا ہی اُسنے کوئی وارث نہین چھوڑا ہی تو قاضی انتظار کریگا اور اس شخص سے اُسکے نفس کا کوئی کفیل لیگا پھر اگر کوئی وارث یا موصے لہ حاضر ہوا تو خیر - ورنہ مال اُس سے لیکر بیت المال مین داخل کر دیگا - پھر اگر وہ مال مسلمانون کو تقسیم کر دیا پھر مالک مال زندہ موجود ہوا تو وہ مال قرضدار پر ویسا ہی قرض رہیگا اور اُسکو بیت المال سے عوض دلایا جائیگا اور اگر وہ مال اصل مین غصب ہو تو مالک کو اختیار ہی چاہے اُس شخص سے لے جسکے پاس تھا یا اُسکے بیت المال مین سے لیوے اور اگر اُسنے غاصب سے لیا تو غاصب کو بیت المال مین سے ملیگا - اور اگر در اصل

وہ ودیعت تھا تو مستودع پر ضمان نہین آتی ہی یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہی اور امام محمد رح نے کہا کہ میرے نزدیک ودیعت بمنزلہ غصب کے ہی اور اگر قابض مال وصی تھا تو وہ ضامن نہوگا اور مالک کو بیت المال سے عوض ملیگا۔ اور اگر مالک مال زندہ نہ آیا بلکہ اسکا بیٹا آیا تو جس شخص کی طرف مال تھا وہ کسی صورت مین ضامن نہوگا اور بیٹے کو بیت المال مین سے عوض ملیگا یہ مختصر جامع کبیر مین ہی۔

بائیسوان باب ۔ قتل اور جنایت کے اقرار کے بیان مین ۔ قال المترجم ۔ جنایت لغت مین گناہ کرنے کے معنی مین آیا ہی اور مراد یہان عمداً اطاعت نفس کے سوائے کوئی فعل جس سے جرمانہ لازم آوے اور مترجم اسکو جرم کے لفظ کے ساتھ تعبیر کرتا ہی اور کبھی قتل عمد کو بھی جنایت کہتے ہین۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو خطا سے قتل کرنے کا اقرار کیا اور گواہ قتل کے اس مقر کے سوائے دوسرے پر قائم ہوے اور ولی نے اس سب کا دعوی کیا تو مقر پر آدھی دیت لازم ہو گی اور دوسرے مشہود علیہ پر کچھ لازم نہوگا۔ اسی طرح اگر زید نے عمداً قتل کرنے کا اقرار کیا اور قتل عمد کے گواہ عمرو پر قائم ہوے اور ولی نے قتل عمد کا دعوے کیا تو مقر کو قتل کر سکتا ہی دوسرے کو قتل نہین کر سکتا ہی۔ اور اگر قتل خطا کی صورت مین ولی نے کل کا مقر پر دعوے کیا تو پوری دیت اسکے مال پر لازم ہو گی اور اگر مشہود علیہ پر کل قتل کا دعوے کیا تو پوری دیت اسکی مددگار برادری پر لازم آویگی یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کو تنہا عمداً قتل کیا ہی اور بکر نے بھی ویسا ہی اقرار کیا اور ولی نے کہا کہ تم دونون نے اسکو قتل کیا ہی تو دونون کو قصاصاً قتل کر سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر دو گواہون نے زید پر گواہی دی کہ اسنے عمرو کو قتل کیا ہی اور دوسرے دو گواہون نے بکر پر گواہی دی کہ اسنے عمرو کو قتل کیا ہی اور ولی نے کہا کہ تم دونون نے اسکو قتل کیا ہی تو وہ دونون مین سے کسی کو قتل نہین کر سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اس صورت مین اسنے ایک کو کہا کہ تو نے قتل کیا ہی تو اسکو قتل کر سکتا ہی اور اگر دونون سے کہا کہ تم دونون اپنے قول مین سچے ہو تو دونون مین سے کسی کو قتل نہین کر سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر اپنے کسی غلام معروف کے حق مین جرم کرنے کا اقرار کیا پھر دوسرے شخص کے مملوک ہونے کا اقرار کیا پس اگر مقر لہ نے ملک ہونے اور جنایت یعنے جرم کرنے مین اسکی تصدیق کی تو مقر لہ سے کہا جائیگا کہ یا غلام کو دیدے یا اسکا فدیہ دے اور اگر مقر لہ نے ملک و جرم دونون مین اسکی تکذیب کی تو مقر فدیہ کا مختار نہوگا اور اگر ملک مین اسکی تصدیق اور جنایت مین تکذیب کی تو مقر فدیہ کا مختار ہوگیا۔ اور اگر مقر نے پہلے دوسرے کے مملوک ہونے کا اقرار کیا پھر جنایت کا اقرار کیا پس اگر مقر لہ نے دونون باتون مین اسکی تصدیق کی تو مقر لہ فقط خصم ہو سکتا ہی اور اگر دونون مین اسکی تکذیب کی تو مقر ہی خصم ہوگا اور اگر ملک مین تصدیق اور جنایت مین تکذیب کی تو جنایت ہدر یعنے لاشی ہو جائیگی یعنے اسکے اقرار کا اعتبار نہوگا۔ اسی طرح اگر غلام مجہول الحال ہو نہ معلوم ہو کہ مقر کا ہی یا غیر کا ہی پس مقر نے پہلے جرم کرنے کا اقرار کیا پھر ملک کا یا پہلے ملک کا پھر جرم کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے جرم کرنے سے پہلے فلان شخص کے ہاتھ فروخت کیا تھا اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی تو مشتری کو غلام کو دینے اور فدیہ دینے مین اختیار ہوگا یعنے چاہے غلام دیدے یا فدیہ دے یہ محیط سرخسی مین کتاب الجنایات مین ہی۔

تیئسوان باب ۔ متفرقات مین ۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی۔ کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ وارثان زید کے مجھپر ہزار درم ہین تو موافق میراث کے اُن سب مین تقسیم ہوگا اور اگر مورث کا کوئی حمل ہو تو وہ بھی ان وارثون مین داخل ہوگا اور اگر کہا کہ اولاد فلان کے مجھپر ہزار درم ہین تو وارثان موجودہ مین برابر تقسیم ہوگا حمل

کو ہمین سے نہ ملیگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ جب مین نے تجھ سے نکاح کیا تھا تو مین نابالغ تھا تو فقط اس اقرار سے دونون مین جدائی نہ کیجاویگی بلکہ اُس سے دریافت کیا جائیگا کہ آیا تیرے والد نے اجازت دی تھی اگر اُسنے کہا کہ نہین تو کہا جائیگا کہ کیا تو نے بعد بالغ ہونے کے اجازت دی اگر اُسنے کہا کہ نہین تو اُس سے کہا جائیگا کہ کیا تو اب اجازت دیتا ہی اگر اُسنے کہا کہ نہین تو اسوقت باہم جدائی کرادی جاویگی یہ واقعات حسامیہ مین ہی - نوادر ہشام مین امام محمد رح سے روایت ہی اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم خالد کی میراث کے ہین پس اگر مقر لہ نے مقر کے قول کی تصدیق کی تو مقر لہ سے اسکو خالد کے وارث لے لینگے اور اگر مقر لہ نے انکار کیا تو وارثان خالد کو کسی سے لے لینے کی کوئی راہ نہین ہی یہ محیط مین ہی - ایک غلام نے کسی شخص کو خطا سے قتل کر ڈالا اور مولے کو معلوم نہوا یہانتک کہ اُسنے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکے سپرد کر دیا تھا اُسنے پھر میرے پاس ودیعت رکھا ہی اور مقتول کے ولی نے اسکی تکذیب کی تو مولی کا قول قبول نہوگا اور نہ اُسکے گواہ مسموع ہونگے اور حکم کیا جائیگا کہ یا غلام مقتول کے ولی کو دے یا اُسکا فدیہ دے پس اگر اُسے غلام دیا پھر زید حاضر ہوا اور مولے کی تکذیب کی تو جو ہوا وہی رہیگا اور اگر تصدیق کی تو غلام کو واپس لے سکتا ہی اور مولے اُسکی قیمت مقتول کے ولی کو دیگا - اور اگر یون کہا کہ مین نے حالت دانستگی مین کہ اسنے جرم کیا ہی فروخت کیا تو مقتول کا ولی غلام کو کسی راہ سے نہین لے سکتا ہی اور مولے پر دیت واجب ہوگی خواہ مقر لہ نے اُسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ زید نے کہا کہ اس عمرو کا مجھپر اسی قدر ہی جسقدر اس بکر کا ہی اور اس مجلس مین بکر کے قرضہ کی کچھ تعداد بیان نہین کی تھی اور نہ کوئی کلام پہلے ایسا کر چکا ہی جس سے معلوم ہو کہ بکر کا اُسپر کسقدر ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ دونون کے لیے جسقدر چاہے اقرار کرے اور اگر بکر نے گواہ قائم کیے کہ میرے اُسپر ہزار درم ہین تو اس سے عمرو کو ہزار درم کا استحقاق ثابت نہوگا اور مقر کو اختیار ہی جسقدر چاہے اُسکے واسطے اقرار کرے نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین جیسے کہ بکر کا مجھپر دینار ہی تو عمرو کے اُسپر ہزار درم ہونگے اور بکر کا اُسپر ایک دینار ہوگا - اور اگر اسقدر کہکر کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین خاموش ہو رہا پھر کہا اور اس بکر کے مجھپر مثل اس عمرو کے ہین تو ہر ایک کو دونون مین سے ہزار درم ملینگے بشرطیکہ یہ ایک ہی مجلس اور ایک ہی کلام مین واقع ہو یہ محیط مین ہی - زید نے عمرو کے غلام کی نسبت اقرار کیا کہ یہ بکر کا ہی اور عمرو نے انکار کیا پھر زید نے کہا کہ اگر مین اسکو خرید دون تو یہ آزاد ہی پھر اُسکو خریدا تو وہ بکر کو دلایا جائیگا اور عتق باطل ہوگا - اور اگر اقرار کیا کہ یہ بکر کا ہی پھر اقرار کیا کہ یہ آزاد ہی پھر اُسکو خریدا تو بکر کو ملیگا - اور اگر پہلے اقرار کیا کہ یہ آزاد ہی پھر کہا کہ یہ بکر کا ہی پھر اُسکو خریدا تو وہ آزاد ہی - اور اگر پہلے بکر کے واسطے اقرار کیا پھر کہا کہ یہ خالد کا ہی پھر اُسکو خریدا تو پہلے کو یعنی بکر کو ملیگا اور اگر دونون اقرارون کے بعد شعیب نے اُسکو اس غلام کے خریدنے کا وکیل کیا اور اُسنے خریدا تو موکل کو دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - منتقی مین بروایت بشر بن الولید کے امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ زید نے کہا کہ عمرو کے میرے پاس ہزار درم ودیعت کے ہین پھر کہا کہ میرے اقرار سے پہلے ضائع ہوگئے تو اُسکی تصدیق نہوگی اور وہ ضامن ہوگا اور اگر کہا کہ میرے پاس ودیعت تھے پھر ضائع ہوگئے تو اُسی کا قول قبول ہوگا - اور اگر کہا کہ زید کے میرے پاس ہزار درم ودیعت کے ہین کہ ضائع ہوگئے اور یہ کلام ملا کر بیان کیا تو استحساناً اُسکی تصدیق ہوگی اسی طرح اگر یہ فقرہ ملایا کہ کل کے روز وہ ضائع ہوگئے تو بھی استحساناً تصدیق ہوگی یہ محیط مین ہی - اگر اقرار کیا کہ زید کا مجھپر ایک ہروی کپڑا ہی تو جو ہروی

کپڑا لاویگا اسمین اُسکی تصدیق کیجاویگی مگر پہلے قسم کھاے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چاہیے کہ اس اقرار سے اوسط درجہ کا کپڑا اقرار دیا جاوے- اور اصح یہ ہی کہ یہ بالاجماع سب کا قول ہی- اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک کپڑا ہی اور اُسکی جنس بیان نہ کی تو جو کپڑا لاویگا اسمین اُسکی تصدیق کیجاویگی پہنا ہوا اور نیا اس صورت مین یکسان ہی اور اُسکا پیچھا نہ چھوٹیگا جب تک کہ وہ کوئی کپڑا نہ دے یہ مبسوط مین ہی- اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ زید کا مجھ پر ایک دار یا زمین یا نخل یا بستان ہی تو یہ غصب کا اقرار ہی پس مال عین یعنے بعینہ اُسی مال کی واپسی کا حکم دیا جائیگا اگر بعینہ موجود ہو اور اگر اُسکے واپس کرنے سے عاجز ہوا تو امام اعظم رحمہ اللہ اور دوسرے قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے موافق قیمت کا ضامن نہوگا اور اول قول امام ابو یوسف رح کے موافق و امام محمد رح کے نزدیک قیمت کا ضامن ہی یہ محیط مین ہی- اگر اقرار کیا کہ مجھپر فلان شخص کا غلام ہی اور فلان شخص نے ایسا دعویٰ کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اُسپر درمیانی غلام یا درمیانی غلام کی قیمت واجب ہوگی اور امام محمد رح نے کہا کہ غلام اور اُسکی قیمت کے باب مین اسی کا قول قبول ہوگا اسی طرح اگر اقرار کیا کہ فلان شخص کا مجھپر ایک اونٹ یا گاے یا بکری ہی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر کہا کہ مجھپر غلام قرض ہی تو اُسپر غلام کی قیمت واجب ہوگی اور قیمت کے بارہ مین قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی- اور اگر اپنے اوپر ایک چوپایہ ہونے کا اقرار کیا تو جس چوپایہ کو وہ چاہے اُسکی قیمت اُسپر واجب ہوگی اور اگر ایک چوپایہ لایا اور کہا کہ یہ ہی تو اُسکا قول قبول ہوگا بشرطیکہ گھوڑا یا بیل یا گدھا یا اونٹ لاوے اور انکے سواے مین اُسکا قول قبول نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی کتاب العلل مین ہی کہ اگر کہا لفلان علے درہم فلوس تو اُسپر مساوی ایک درم کے فلوس واجب ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ لفلان علے دینار دراہم تو اُسپر مساوی ایک دینار کے دراہم واجب ہونگے اور اگر کہا لفلان علے بدرہم فلوس تو یہ بیع ہی گویا اُسنے کہا کہ مین نے اُسکے ہاتھ فلوس بعوض درم کے فروخت کیے اور فلوس کی مقدار بیان کرنا اُسی پر ہوگی اور منتقی مین ہی کہ اگر کہا لفلان علے درہم دقیق تو اُسپر ایک درم کے مساوی آٹا واجب ہوگا یہ محیط مین ہی- اگر کسی شخص کے واسطے کسی دار یا زمین یا ملک یا شرار مین حق ہونے کا اقرار کیا تو اُسکو بیان کرنا چاہیے کہ کسقدر ہی اور اگر مقرلہ نے اُس سے زیادہ کا دعویٰ کیا تو زیادتی پر اس سے قسم لیجاویگی- اور اگر اُسنے بیان مقدار سے انکار کیا تو قاضی خود اُس سے دریافت کرتا جاویگا کہ کیا آدھا ہی یا تہائی ہی یا چوتھائی ہی یہان تک ایسی مقدار تک نوبت پہونچی کہ عرف مین اس سے کم کی ملکیت نہین ہوا کرتی ہی پس اسقدر اُسپر خواہ مخواہ لازم ہوگا پھر زیادتی پر اُس سے قسم لیجاویگی اور اگر یون کہا کہ اس شخص کا حق اسمین یہ شہتیر یا دروازہ جڑا ہوا یا بنار بدون زمین کے یا حق زراعت یا اجارہ پر رہنے کا ہی تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجاویگی ولیکن اگر یہ بیان اقرار سے ملا کر کہا ہو تو تصدیق کیجاویگی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر کہا کہ فلان شخص کا مجھپر قرضہ ہی اور بیان کرنے سے انکار کیا تو قاضی اُس سے تعداد درجہ بدرجہ دریافت کرتا جاویگا یہانتک کہ عرف کے موافق اقل مرتبہ کہ جس سے کم پر قرضہ کا اطلاق نہین ہوتا ہی پہونچے پس اگر اسقدر کا اقرار کیا تو خیر ورنہ اسقدر خواہ مخواہ اُسپر لازم ہوگا اور زیادتی پر اُس سے قسم لیجاویگی یہ محیط مین ہی- اگر کہا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہی مین نے اُس سے خریدا ہی اور ملا کر کلام بیان کیا اور خرید کے گواہ پیش کیے تو استحسانا مقبول ہونگے اور اگر سکوت کے بعد کہا کہ مین نے قبل اقرار کے اُس سے خریدا ہی یا اُسنے مجھے ہبہ کیا ہی یا صدقہ دیا ہی تو اس امر پر اُسکے گواہ مقبول نہونگے یہ مبسوط مین ہی

منتقے مین ہی کہ بشر رحہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر اقرار کیا کہ میرے بھائی کے مجھپر ہزار درم ہین اور اُسکا نام نہ بیان کیا تو یہ باطل ہی اور اگر نام لیا اور اُسکا کوئی بھائی اِس نام کا ہی تو اُسپر یہ لازم آویگا اور اگر کہا کہ میرے بیٹے کے اور اسکا نام نہ لیا اور اُسکا بیٹا معروف ہی مگر اُسنے کہا کہ میرا ایک دوسرا بیٹا ہی مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر کسی بیٹے کا نام لیا ہی تو اُسکو دوسرے کی طرف مصروف کرنے کا اختیار نہین ہی اور اگر اس قبیل کے امور مین دو نام عمرو و عمرو و سالم و سالم متفق ہو جاوین تو اقرار قرضہ باطل ہوگا اور طلاق و عتاق واقع ہو جاوینگی اور اُسکو بیان کرنا چاہیے کہ ان متفقین مین سے کون مراد ہی یہ محیط مین ہی - الاصل یعنی قاعدہ یہ ہی کہ اگر اُسنے کوئی مقدار بیان کر کے دو صنفون مال کی طرف نسبت کیا تو دونون مین سے ہر ایک کی نصف لیجاویگی کیونکہ اُسنے مقدار کو دونون کی طرف برابر نسبت کیا ہی پس برابر تقسیم ہوگی چنانچہ اگر دو شخصون کی طرف نسبت کرے تو دونون کو برابر تقسیم ہوتی ہی اور اضافت مین مساوات ہونا تقسیم مین بھی مساوات چاہتا ہی - اگر کہا کہ مجھپر دس کپڑے ہروی و مروی ہین تو ہر ایک مین سے نصف نصف واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ مجھپر دو سو مثقال سونا و چاندی ہی تو ہر ایک مین سے سو مثقال واجب ہوگی اور مقر لہ چاندی کو زیادہ نہین کر سکتا ہی اور جید و ردی ہونے مین مقر کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم قرض و ودیعت ہین تو وہ آدھے درم قرض کا ضامن ہی اور آدھے درم ودیعت ہونگے - اسی طرح اگر کہا کہ میری طرف زید کے ہزار درم مضاربت و قرض کے ہین تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسنے اقرار سے ملا کر یون بیان کیا کہ اسمین سے تین سو درم قرض اور سات سو درم مضاربت کے ہین تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اگر جدا کر کے بیان کیا تو دونون مین سے آدھے آدھے رکھے جاوینگے کذا فی الحاوی - اگر اقرار کیا کہ زید کے میرے پاس ہزار درم ہبہ و ودیعت کے ہین تو سب ودیعت کے قرار دیے جاوینگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر اقرار کیا کہ زید نے مجھے تین کپڑے زطی و یہودی ودیعت دیے تھے تو اسپر ایک زطی اور ایک یہودی لازم ہوگا اور تیسرے کپڑے کا بیان اُسی پر ہی خواہ زطی بیان کرے یا یہودی مگر قسم سے بیان معتبر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ مجھپر ایک قفیز گیہون و جو کی ہی الا ایک ربع تو اُسپر تین چوتھائی قفیز واجب ہوگی ہر ایک مین سے نصف نصف یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کہا کہ مجھپر ایک کر گیہون و جو و سمسم یعنی تل کا ہی تو ہر ایک صنف مین سے ایک تہائی کر واجب ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ مجھپر نصف درم و دینار و ثوب ہی تو اُسپر ہر ایک کا نصف لازم آویگا اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر نصف کر گیہون و کر جو و کر چھوہارے کا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کہا کہ مجھپر نصف اس غلام و اس باندی کا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یون کہا کہ مجھپر اس کر کا نصف گیہون و کر شعیر ہی تو اُسپر شعیر یعنی جو کا پورا کر واجب ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ مین نے فلان شخص سے نصف اُسکا غلام اور یہ باندی غصب کر لی تو بھی باندی کامل واجب ہوگی اسی طرح اگر نصف درم اور یہ دینار کہا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - جامع صغیر مین ہی کہ ایک شخص مر گیا اور ایک غلام چھوڑا پس غلام نے وارث سے کہا کہ تیرے باپ نے مجھے آزاد کر دیا ہی اور زید نے کہا کہ میرے تیرے باپ پر ہزار درم قرضہ ہین پس وارث نے دونون سے کہا کہ تم دونون نے سچ کہا تو امام اعظم رح کے نزدیک قرضہ مقدم ہوگا اور غلام اپنی قیمت کے واسطے سعی کریگا اور صاحبین نے کہا کہ غلام پر سعایت واجب نہین ہی یہ محیط مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک

یعنی دوسرے کی طرف پھیرے ۱۲

شخص کا ایک غلام ہی اور دوسرے کی ایک باندی ہی پس دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کے حق مین شہادت دی کہ اسنے اپنے مملوک کو آزاد کیا ہی اور دوسرے نے اُسکے قول کی تکذیب کی پھر ہر ایک نے اپنے مملوک کے عوض دوسرے کا مملوک خریدا تو خرید جائز ہی اور ہر ایک کی طرف سے اُسکی خریدی ہوئی بیع آزاد ہو جائیگی خواہ قبضہ کرے یا نہ کرے اور ہر ایک دوسرے کو اپنی خریدی ہوئی چیز کی قیمت کی ضمان دیگا پس اگر دونون کی قیمت برابر ہو تو بدلا ہو جائیگا کوئی بھی دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر دونون مین سے کسی کی قیمت زیادہ ہو تو اُسکا مالک دوسرے سے بقدر زیادتی کے لے لیگا۔ اسی طرح اگر ہر ایک نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے مملوک کو مدبر کر دیا ہی پھر بیع واقع ہوئی تو ہر ایک مملوک کا آزاد ہونا بائع کے مرنے پر ہوگا اب مشتری کے مرنے سے متعلق نہوگا اور ولاء موقوف رہیگی۔ اور اگر ہر ایک نے دوسرے کے مملوک کی نسبت گواہی دی کہ یہ خالد کا ہی اور یہ شخص معروف ہی اور دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی پھر ایک نے اپنے مملوک کے عوض دوسرے کا مملوک خریدا تو بیع جائز ہی اور ہر ایک نے جو بیع خریدی ہی وہ مقر لہ یعنی خالد کو مثلاً دیدے اور یہ اسوقت ہوگا کہ خالد نے دونون کی تصدیق کی ہو اور اگر تکذیب کی ہو تو خالد کو دیدینے کے لیے کسی کو حکم نہ کیا جائیگا اور نہ ہر ایک دوسرے کو اپنی شی خریدہ کی ضمان قیمت دیگا اور نہ بائع دوسرے سے اپنی بیع کی قیمت لے سکتا ہی۔ اور اگر زید نے عمرو پر گواہی دی کہ اسنے اپنے مملوک کو مدبر کر دیا ہی اور عمرو نے زید پر گواہی دی کہ اسکی مقبوضہ چیز بکر کی ہی اور بکر اُسکا مدعی ہی اور ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی پھر دونون نے اپنے اپنے مملوک کے عوض باہم خرید کر لی تو خالد اپنے مقر بہ کو اسکے مشتری سے لے لیگا اور جسنے کہ مدبر ہونے کا اقرار کیا تھا اسکی خرید کردہ باندی مثلاً مدبر ہو جائیگی اور ولاء اسکی موقوف رہیگی اور بیع جائز ہوگی۔ اور کوئی دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا ہی۔ اور اگر ہر ایک نے دوسرے کی نسبت یہ گواہی دی کہ اُسنے اپنے مملوک کو مکاتب کر دیا ہی پھر دونون نے باہم بیع کر لی اور دونون نے قاضی کے پاس مرافعہ کیا پس اگر دونون مملوکون نے مکاتبت سے انکار کیا تو دونون محض مملوک رقیق رہیگے اور مطلقاً بیع جائز ہونے کا حکم کیا جائیگا اور اگر دونون نے کتابت کا دعوی کیا تو قاضی دونون سے کتابت واقع ہونے کے گواہ طلب کریگا پس اگر ہر ایک نے گواہ پیش کیے تو کتابت کا حکم ہو جائیگا اور بیع فسخ ہو جائیگی اور اگر دونون کے پاس گواہ نہون تو ہر ایک بائع سے اُسکی بیع کی نسبت قسم لیجاویگی کہ واللہ مین نے اسکو مکاتب نہین کیا تھا پس اگر دونون نے قسم کھالی تو بیع جائز ہوگی اور ہر ایک اپنے اپنے مشتری کا غلام ہوگا اور اگر دونون نے قسم سے نکول کیا تو ہر ایک کے مکاتب ہونے کا حکم کیا جائیگا اور بیع فسخ ہو جائیگی۔ اور اگر دونون شخصون مین سے ایک نے دوسرے پر اُسکے مملوک کے مدبر کرنے کی گواہی دی اور دوسرے نے دوسرے کے مکاتب کرنے کی گواہی دی پھر باہم بیع کر لی پس جسنے مدبر کرنے کی گواہی دی تھی اُسکا خرید کردہ اُسکے مال سے مدبر ہوگا اور اسکے بائع کے مرنے پر آزاد ہو جائیگا کیونکہ اُسنے اقرار کیا تھا اور اُسکی ولاء موقوف رہیگی اور جسنے مکاتب کر دینے کی گواہی دی اُسکا خرید کردہ فسخ کتابت کے بعد مملوک ہوگا اگر مملوک کے پاس گواہ نہون تو اسکے بائع سے قسم لیجاویگی کہ مین نے بیع سے پہلے اسکو مکاتب نہین کیا تھا اور دونون شخصون مین سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر بائع نے قسم کھانے سے انکار کیا تو غلام اُسکے بائع کو واپس کر دیا جائیگا اور بیع فسخ کر دیجاویگی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔

سلہ موقوف رہیگی یہ
معنی نہین کہ اگر [illegible]
نے مع تصدیق [illegible]
کی اور [illegible] کی
تصدیق ہوگی پس [illegible]
معلق ولاء اسوقت تک
کہ کوئی عود کرے
پس [illegible] موقوف
رہیگی ۱۲ منہ

کتاب الصلح

اسمین اکیس ۲۱ ابواب ہین

باب اول۔ صلح کی تفسیر شرعی اور اسکے رکن و حکم و شرائط و انواع کے بیان مین - قال المترجم مصالح صلح کرنے والا - مصالح عنہ جس چیز سے صلح کی ہو یعنی مثلاً مدعی نے دعوے زمین یا ہزار درم کا کیا اور اس سے ہزار درم دیکر صلح کی تو صلح کرنے والا مصالح ہی اور زمین یا ہزار درم مصالح عنہ اور جو ہزار درم جو صلح مین دیے وہ بدل الصلح ہی اسکو مصالح علیہ بھی کہتے ہین انتہی فافہم۔ اعتبار ہر صلح کی تفسیر شرعی یہ ہی کہ صلح ایسا عقد ہی کہ جو باہمی رضامندی کے ساتھ جھگڑا دور کرنے کے واسطے موضوع ہوا ہو کذا فی النہایۃ اور رکن صلح کا پس ایجاب تو مطلقاً چاہیے اور قبول ان چیزون مین جو معین کرنے سے متعین ہوتی ہین واجب ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین ہی - پس اگر دعوے ایسی چیز مین واقع ہوا جو معین کرنے سے متعین ہو سکتی ہی پس مدعا علیہ نے مدعی سے کہا کہ صلح کن ازین دعویٰ باصد درم کہ بتو میدہم یعنی اس دعوی سے میرے ساتھ ایکسو درم پر صلح کرے جو مین تجھے دیتا ہون پس مدعی نے کہا کہ مین نے کیا تو صلح تمام نہوگی تا وقتیکہ طالب صلح یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کی اسی طرح اگر دعوے ایسی چیز مین واقع ہوا جو معین کرنے سے متعین نہین ہوتی ہی جیسے درم و دینار اور طالب نے دوسری جنس پر صلح طلب کی تو بھی یون ہی ہی یعنی ضرور ہی ولیکن اگر درم و دینار مین دعوے واقع ہوا اور صلح بھی اسی جنس پر طلب کی تو صرف مدعی کے اسقدر کہنے سے کہ مین نے صلح کی صلح تمام ہو جائیگی مدعا علیہ کے قبول کی حاجت نہوگی کیونکہ یہ کسی قدر حق کے ساقط کرنے کے واسطے ہی اور ساقط کرنا فقط ساقط کرنے والے سے تمام ہو جاتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - ایجاب و قبول یہ ہی کہ مدعا علیہ کہے کہ مین نے تجھ سے اس بات سے اتنے پر صلح کی یا تیرے اس دعوے سے اتنے پر صلح کی اور دوسرے نے کہا کہ مین نے قبول کیا یا مین راضی ہوا یا اور ایسے ہی الفاظ جو قبول و رضا پر دلالت کرتے ہین کذا فی البدائع - ایک شخص نے دوسرے پر کسی شی کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ بر چندین بفصل کردم اور مدعی نے کہا کہ کردم تو اس مبلغ پر صلح کرنے والا ہوگا یہ جواہر الفتاوے مین ہی اور حکم صلح کا یہ ہی کہ بدل مین ملک ثابت ہو جاتی ہی اور جس چیز سے صلح کی گئی ہی اسمین بھی ملک ثابت ہوتی ہی بشرطیکہ وہ محتمل ہو مثل مال کے یا اس سے بریت ہو جاتی ہی اگر محتمل ملک نہو جیسے قصاص وغیرہ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ صلح اقرار سے ہو یعنی مدعا علیہ مقر ہو کر صلح کرے اور اگر اسنے باوجود انکار کے صلح کر لی تو مدعی کے واسطے بدل صلح مین ملک ثابت ہوتی ہی اور مدعا علیہ دعوی سے بری ہوتا ہی خواہ جس امر سے صلح کی گئی وہ مال ہو یا نہو یہ محیط سرخسی مین ہی - اور شرائط چند قسم کے ہین ازانجملہ یہ ہی کہ صلح کرنے والا عاقل ہو پس صلح مجنون اور طفل لایعقل کی صحیح نہین ہی کذا فی البدائع اور جو شخص نشہ مین ہو اسکی صلح جائز ہی یہ سراجیہ مین ہی - ازانجملہ یہ ہی کہ جو شخص نابالغ کی طرف سے صلح کرنے والا ہی وہ اس صلح سے اسکو کھلا ہوا ضرر نہ پہونچاوے مثلاً ایک شخص نے ایک نابالغ پر قرضہ کا دعوے کیا پس نابالغ کے باپ نے نابالغ کے مال سے صلح کی پس اگر مدعی کے واسطے گواہ دعوے موجود ہون اور جسقدر مال صلح مین باپ نے دیا وہ اسکے حق کے برابر یا اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ اتنی زیادتی برداشت کر لیا کرتے ہین تو صلح جائز ہی اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون تو صلح جائز نہین ہی اور اگر باپ نے اپنا مال ذاتی دیکر صلح کرا دی تو جائز ہی

ازانجملہ یہ ہی کہ نابالغ کی طرف سے صلح کرنے والا ایسا شخص ہو جسکو نابالغ کے مال مین تصرف کا اختیار ہو جیسے باپ یا دادا یا وصی ازانجملہ امام اعظم رح کے نزدیک مرتد نہو اور صاحبین کے نزدیک مرتد کی صلح نافذ ہی اور یہہ اختلاف اس بنا پر ہی کہ مرتد کے تصرفات امام اعظم رح کے نزدیک موقوف رہتے ہین اور صاحبین کے نزدیک نافذ ہوتے ہین اور مرتد عورت کی صلح بلاخلاف جائز ہی یہ بدائع مین ہی - اور بلوغ اور آزادی شرط نہین ہی پس ایسے لڑکے کی صلح جسکو اجازت تصرف ہی صحیح ہی بشرطیکہ اسمین نفع ہو اور ضرر سے خالی ہو اور غلام ماذون سے بھی صحیح ہی بشرطیکہ اسمین اسکی مصلحت ہو ولیکن بعض حق کے کم کرنے پر صلح کرنے کا اختیار نہین رکھتا ہی جبوقت کہ اسکے پاس اپنے حق کے گواہ موجود ہون - اور مدت مقرر کر دینے کا مطلقاً اختیار رکھتا ہی اور عیب کی وجہ سے کسی قدر ثمن کم کر دینے کا بھی مختار ہی اور مکاتب سے بھی صلح کرنا یعنی مکاتب صلح کرے تو جائز ہی یہ غرر مین ہی - ازانجملہ یہ ہی کہ جس چیز پر صلح ٹھہری ہی وہ مال معلوم ہو اگر اسکے قبضہ کی احتیاج ہو - اور اگر اسکے قبضہ کی احتیاج نہو تو شرط یہ ہی کہ وہ مال ہو خواہ معلوم ہو یا مجہول ہو یہ محیط مین ہی - اگر کسی مال عین پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی مثل دار یا زمین یا غلام وغیرہ کے دعوی کیا اور کل یا بعض کا دعوی کیا اور مدعا علیہ مقر ہی یا منکر ہی یا ساکت ہی پس اگر صلح کسی قدر دراہم غیر معینہ پر واقع ہوئی تو اسکی مقدار بیان کرنا شرط ہی اور کھرے درمون پر اس شہر کے چلن کے واقع ہوگی اور اگر شہر مین نقود مختلفہ رائج ہون تو اکثر جو رائج ہو اسپر صلح واقع ہوگی اور اگر بعض درم بعض پر غالب نہون تو مطلق صلح جائز نہوگی جبتک کہ مقدار کے ساتھ کسی چلن کے درمون کو بیان نہ کرے اور درمون کی صلح فی الحال یا میعادی دونون طرح جائز ہی اور جس چیز پر صلح واقع ہوئی اسکا مجلس مین جدا ہونے سے پہلے قبضہ کر لینا شرط نہین ہی - اور اگر درم معینہ ہون تو صلح جائز ہی اور اسمین قدر و وصف کے بیان کی ضرورت نہین ہی اور عقد صلح انکے عین کے ساتھ متعلق نہوگا حتے کہ اگر صلح کرنے والے نے انکو روک لیا اور انکے عوض انکے مثل دینے چاہے تو جائز ہی اور اگر دیدینے سے پہلے اسکے پاس تلف ہو گئے یا انمین استحقاق ثابت کیا گیا تو عقد صلح باطل نہوگا اور انکے مثل دیدیگا اور اگر تلف ہو جانے کے بعد انکی مقدار و وصف مین اختلاف کیا تو دونون باہمی قسم کھا لینے کے بعد صلح کو رد کر لینگے اور اسی طرح اگر دینارون پر صلح واقع ہو تو بھی سب صورتون مین یہی حکم ہی - اور اگر اسکے دعوے سے کسی کیلی مثل گیہون و جو کے یا وزنی مثل لوہے و تانبے کے صلح ٹھہرائی پس اگر وہ معین ہی اور عقد کو اسکی طرف نسبت کیا خواہ غائب ہی یا سامنے موجود ہی ولیکن مدعا علیہ کی ملک مین ہی تو صلح صحیح ہی اور یہ صلح اسقدر پر واقع ہوگی جسقدر اسنے کیلی و وزنی کا نام لیا ہی اور اگر اسکی طرف اشارہ کر دیا اور کیل و وزن بیان نہ کیا تو جائز ہی اور وہی عقد مین متعین ہوگا - اور اگر گیہون مین مدت مقرر کی پس اگر گیہون معین ہین تو باطل ہی صحیح نہین ہی ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ نے نقل کیا ہی - اور اگر گیہون وصف بیان کر کے اپنے ذمہ رکھے ہین تو اسمین قدر و وصف کا بیان کرنا شرط ہی اور مدت کا بیان کرنا شرط نہین ہی ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا ہی اور اگر مدت بیان کر دی تو جائز ہی اور مدت ثابت ہو جائیگی - اور اگر کپڑون پر صلح ٹھہرائی پس اگر کپڑے معین ہون تو صلح جائز ہی اور اسمین فقط اشارہ کر دینا شرط ہی اور اگر کپڑے غیر معین ہین تو جبتک بیع سلم کی پوری شرطین ذکر نہ کرے صلح جائز نہوگی - اور اگر دعوی مدعی سے کسی حیوان پر یا ایسی چیز پر جسمین بسبب

جہالت کے بیع سلم جائز نہین ہوتی ہی صلح قرار دی تو جبتک وہ معین نہ کرے صلح جائز نہو گی یہ شرح طحاوی مین ہی - ازانجملہ یہ ہی کہ جسپر صلح ٹھہرائی ہی وہ مال متقوم یعنی قیمت دار ہو پس مسلمان کی طرف سے شراب یا سور پر صلح کرنا جائز نہین ہی اسی طرح ایک مٹکے سرکہ پر صلح ٹھہرائی پھر دیکھا تو وہ شراب تھی تو بھی جائز نہین ہی - ازانجملہ یہ ہی کہ وہ مال صلح کرنے والے کی ملک ہو حتے کہ اگر کسی قدر مال پر صلح کی پھر وہ مال مدعی کے ہاتھ سے استحقاق ثابت کر کے لے لیا گیا تو صلح صحیح نہوئی یہ بدائع مین ہی - اور ازانجملہ یہ ہی کہ جس امر سے صلح ٹھہرائی ہی وہ ایسا ہو کہ اُسکا عوض لینا مال یا بغیر مال سے جائز ہی جیسے قصاص خواہ معلوم ہو یا مجہول ہو یہ محیط مین ہی اور ازانجملہ یہ ہی کہ جس امر سے صلح ٹھہرائی ہی وہ بندہ کا حق ہو حق اللہ نہو خواہ مال عین یا دین یا سوائے اُن دونون کے کوئی حق ہو پس اگر حد زنا یا سرقہ یا شراب خواری سے صلح کی اسطور سے کہ ایسے شخص کو کسی نے پکڑا اُس نے اس امر پر صلح ٹھہرائی کہ مجھ سے اسقدر مال پر صلح کرے اور مجھے حاکم کے پاس نہ لیجا تو یہ صلح باطل ہی یہ بدائع مین ہی - اگر ایک چور نے کسی کے گھر سے مال چوری کا باہر کر دیا پھر اپنے گھر مین سے اُس نے چور کو پکڑا پس چور نے کسی قدر مال معلوم پر صلح کر لی یہان تک کہ اُس نے ہاتھ روک لیا تو چور پر یہ مال واجب نہوگا اور وہ خصومت سے بری ہو جائیگا جبکہ اُس نے چوری کا مال اُسکے مالک کے حوالہ کر دیا اور اگر یہ صلح قاضی کے پاس مرافعہ کر دینے کے بعد واقع ہوئی پس اگر لفظ عفو کے ساتھ صلح کی تو بالاتفاق صلح صحیح نہین ہی اور اگر لفظ ہبہ یا ابرارت کے ساتھ واقع ہوئی تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا ساقط ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر وہ چیز جسکی وجہ سے صلح کی ہی ایسی ہو کہ اُسکا عوض لینا جائز نہین ہوتا ہی جیسے حق شفعہ و حد قذف اور کفالت بالنفس تو اُس سے صلح کرنی جائز نہو گی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر حد قذف سے قاضی کے پاس پیش ہونے سے پہلے صلح کر لی تو بدل صلح واجب نہوگا اور حد ساقط نہو گی یہ سراج الوہاج مین ہی - اگر کسی گواہ سے جو اُسپر گواہی دینا چاہتا ہی مال دے کر صلح کر لی کہ مجھپر گواہی نہ دے تو یہ باطل ہی کیونکہ حقوق اللہ تعالے سے صلح کر لینا باطل ہوتا ہی اور جو گواہ نے لیا ہی اُسکو پھیر دینا واجب ہی اور تعزیر سے صلح جائز ہی یہ بدائع مین ہی اور جس امر پر بعد اختلاف کے ائمہ خوارزم کا فتوے قرار پایا ہی وہ یہ ہی کہ ایسے دعوے فاسد سے جسکی تصحیح ممکن نہین ہی صلح کر لینا صحیح نہین ہی اور جس دعوے فاسد کی تصحیح ممکن ہی مثلاً کسی حد کا حدود مین سے ذکر کرنا چھوڑ دیا یا ایک حد کو غلط بیان کیا تو اُس سے صلح کرنا جائز ہی یہ وجیز کردری مین ہی - اور صلح کے انواع بحسب مدعا علیہ کے تین ہین کذا فے النہایہ ایک صلح باقرار مدعا علیہ دوسری صلح بسکوت یعنی مدعا علیہ نہ اقرار کرے اور نہ انکار کرے اور تیسری صلح مع انکار یعنی مدعا علیہ دعوی مدعی سے انکار کرے اور پھر بھی صلح کر لے اور یہ سب جائز ہین - پس اگر صلح باوجود اقرار مدعا علیہ کے واقع ہوئی تو اسمین وہی چیزین معتبر ہونگی جو بیع مین معتبر ہوتی ہین اگر صلح دعوے مال سے بعوض مال کے واقع ہوئی پس اُسمین شفعہ جاری ہوگا اگر دعوے عقار مین واقع ہوا ہی اور اُس سے صلح ہوئی ہی اور عیب کی وجہ سے واپس ہوگا اور خیار رویت اور شرط ثابت ہوگا اور بدل کے مجہول ہونے سے صلح فاسد ہوگی اور مصالح عنہ کی جہالت سے صلح فاسد نہو گی اور بدل کے سپرد کرنے پر قادر ہونا شرط ہوگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر مصالح عنہ اور بدل الصلح دونون نقد ہون تو جو بیع صرف مین معتبر ہی وہی اُنکی صلح مین معتبر ہوگا حتے کہ اگر جسپر صلح قرار پائی ہی اُسکو مجلس صلح مین اپنے قبضہ مین نہ لیا تو صلح باطل ہوگی یہ تہذیب مین ہی - اور اگر مال سے بعوض منافع کے صلح واقع ہوئی تو شروط اجارات معتبر ہونگے پس اُسمین مدت مقرر کرنا شرط ہوگی اور مدت کے اندر کسی ایک کے

مرنے سے صلح باطل ہوجائیگی کذا فی الہدایہ - حتی کہ اگر کسی بیت معین مین کسی مدت معلوم تک رہنے پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر مدت کے واسطے ابداً یعنی ہمیشہ کو کہا یا یہ کہا کہ مرتے دم تک رہونگا تو یہ جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر دعوے بھی منفعت کا ہو اور صلح بھی منفعت پر ہو پس اگر دونون منفعتین دو جنس مختلف کی ہون مثلاً کسی گھر کے سکونت کے دعوے سے کسی غلام کی خدمت لینے پر صلح کرلی تو بالاجماع جائز ہی اور اگر دونون جنس واحد کی ہون تو ہمارے نزدیک جائز نہین ہی یہ بدائع مین ہی - اور جو صلح سکوت یا انکار سے ہوتی ہی وہ حق مدعا علیہ مین قسم کا فدیہ اور قطع خصومت کے واسطے ہی اور مدعی کے حق مین معاوضہ کے معنی مین ہوتی ہی کذا فی الہدایہ - اور صلح کے اقسام باعتبار مصالح علیہ و مصالح عنہ کے چار ہین کیونکہ یا تو مصالح عنہ اور مصالح علیہ دونون معلوم ہونگے مثلاً زید کے مقبوضہ دار مین عمرو نے حق معلوم کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے مال معلوم پر صلح کرلی اور یہ صلح جائز ہی یا مصالح عنہ اور مصالح علیہ دونون مجہول ہونگے اور اسمین دو صورتین ہین یا تو اسمین دینے و لینے کی حاجت نہوگی مثلاً زید نے عمرو کے مقبوضہ دار پر کسی حق مجہول کا دعوے کیا اور عمرو نے بھی زید کی مقبوضہ زمین پر کسی حق مجہول کا دعوی کیا اور دونون نے حق کو بیان نہ کیا پھر دونون نے باہم اس شرط پر صلح کرلی کہ ہر ایک اپنا دعوے چھوڑدے تو یہ جائز ہی - اور اگر دینے و لینے کی ضرورت ہو مثلاً یون صلح کی کہ ایک اپنے پاس سے کسی قدر مال دے اور اُسکو بیان نہ کیا اس شرط پر دیوے کہ دوسرا اپنا دعوے چھوڑ دے یا دوسرا اُسکے دعوے کے موافق دیدے تو یہ جائز نہین ہی - یا مصالح عنہ مجہول اور مصالح علیہ معلوم ہو اور اُسکی بھی دو صورتین ہین اگر مصالح عنہ کے سپرد کرنے کی ضرورت ہووے مثلاً زید کے مقبوضہ دار مین اپنے حق مجہول کا دعوے کیا اور دونون نے اسطرح صلح کرلی کہ مدعی کسی قدر مال معلوم مدعا علیہ کو دے تاکہ مدعا علیہ مدعی کو اُسکے دعوے کے موافق حق اُسکو سپرد کرے تو یہ جائز نہین ہی اور اگر مصالح عنہ کے سپرد کرنے کی ضرورت نہو مثلاً اسی صورت مین مدعا علیہ نے کسی قدر مال معلوم دے کر اس شرط پر صلح کی کہ مدعی اپنا دعوے چھوڑدے تو یہ جائز ہی - یا مصالح عنہ معلوم اور مصالح علیہ مجہول ہو تو اُسکی بھی دو صورتین ہین اگر اُسمین دینے و لینے کی ضرورت ہو تو جائز نہین ہی اور اگر دینے و لینے کی ضرورت نہو تو جائز ہی اور قاعدہ کلیہ اس مقام پر یہ ہی کہ نفس جہالت کی وجہ سے عقد صلح فاسد نہین ہوتا ہی بلکہ اس سبب سے فاسد ہوتا ہی کہ بسبب جہالت کے لینا و سپرد کرنا ممکن نہین اسمین جھگڑا پیدا ہوگا پس جن صورتون مین باوجود جہالت کے دینے لینے کی ضرورت نہین ہی وہان جھگڑا پیدا ہونے کی کوئی وجہ نہین ہی پس جہالت صلح کی صحت کی مانع نہوگی اور جن صورتون مین لینے و دینے کی ضرورت ہی وہان بسبب جہالت کے جھگڑا پیدا ہوگا پس صلح جائز نہوگی یہ نہایہ مین ہی - اور اگر قرضہ سے صلح کی تو اُسکا حکم ثمن کا ہی جیسے بیع مین ثمن ویسے ہی صلح مین بدل صلح ہوگا اور اگر مال عین سے صلح کی تو اُسکا حکم بیع کا ہی پس جو چیز بیع مین ثمن یا بیع ہوسکتی ہی وہ صلح مین بدل ہوگی ورنہ نہین ہوگی کذا فی المحیط

دوسرا باب دین مین صلح کرنے اور اُسکے متعلق شرائط مثل مجلس صلح مین بدل پر قبضہ شرط ہونے وغیرہ کے بیان مین

زید کے عمرو پر ہزار درم ہین اُسنے پانچ سو درم پر صلح کرلی تو جائز ہی یہ فتاوے صغرے مین ہی - اور اگر زید کے ہزار درم اسود ہون اور پانچ سو درم ابیض پر صلح کی تو جائز نہین ہی بخلاف اسکے اگر ابیض ہون اور اُس سے ادھون ایسود قیمت ۱۲ پر صلح کرلی تو جائز ہی یہ غایۃ البیان شرح ہدایہ مین ہی - اور اگر سو درم اسود ہون اور اُسنے پچاس درم ہے۔

غلہ پر صلح کرلی تو جائز ہی خواہ نقد یا کوئی مدت مقرر کی ہو یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم غلہ کے آتے ہون اُسنے پانچ سو درم بخیہ پر صلح کی اور مجلس صلح مین ادا کردیئے تو امام اعظم و امام محمد و دوسرے قول امام ابو یوسف مین جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر ہزار درم غلہ کے ہون اُسنے ہزار درم بخیہ پر صلح کرلی اور فی الحال دینے کی شرط کی پس اگر قبل افتراق کے قبضہ کرلیا تو جائز ہی ورنہ اگر قبضہ سے پہلے جدا ہوگئے تو صلح باطل ہوگئی اور اگر مدت مقرر کی تو بھی صلح باطل ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر اپنے ذمہ کے درمون سے دینارون پر یا اسکے برعکس صلح قرار دی تو بدل پر قبضہ کرنا شرط ہی۔ اور اگر دینارون سے جو ذمہ ہین اُسنے کم دینارون پر صلح کی تو قبضہ شرط نہین ہی۔ اور اگر ذمہ کے سو درم سے دس درم پر بوعدہ ایک ماہ کے صلح کی تو جائز ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر ہزار درم سیاہ اُسپر فی الحال ہون اور اُسنے ہزار درم بخیہ پر صلح کرلی اور مدت مقرر کی تو جائز نہین ہی۔ اور اگر اُسپر ہزار درم سیاہ میعادی ہون اور اُسنے ہزار درم بخیہ نقد دینے پر صلح کی تو جائز ہی اگر اسی مجلس مین قبضہ کرلیا ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر جید درم ہزار فی الحال ہون اُسنے ہزار درم نبہرہ پر میعاد مقرر کرکے صلح کی تو جائز ہی ولیکن اگر اصل مال قرض ہو اور اُس سے پانچ سو درم پر مدت مقرر کرکے صلح کی تو مدت صحیح نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر ہزار درم بخیہ میعادی ہون اُسنے ہزار درم سیاہ فی الحال دینے پر صلح کرلی تو یہ جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اُسپر ہزار درم میعادی ہون اُسنے پانچ سو درم نقد دینے پر صلح کی تو جائز نہین ہی کذا فی الہدایہ۔ اگر زید کے عمرو پر ہزار درم سپید چاندی کے ہین اُسنے پانچ سو درم تبر سیاہ پر میعادی صلح کی تو جائز ہی اور اگر پانچ سو درم مضروبہ وزن سبعہ پر میعادی صلح کی تو جائز نہین ہی پس حاصل یہ ہی کہ اگر اُسنے حق سے جید اور کم مقدار پر صلح کی تو نہین سکہ دار ۱۲ جائز ہی اور اگر حق سے مقدار و جودت مین کم پر صلح کی یا اُسکے مثل حق سے جودت اور کم مقدار پر صلح کی تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر سو درم و سو دینار ہین اُسنے پچاس درم و دس دینار پر ایک ماہ کے وعدے پر صلح کرلی تو جائز ہی اسی طرح اگر پچاس درم پر نقد یا میعادی صلح کی تو بھی جائز ہی اسی طرح اگر پچاس درم چاندی سفید تبر پر نقد یا میعادی صلح کی تو بھی جائز ہی یہ مبسوط مین ہی اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ تاویل اس مسئلہ کی یہ ہی کہ جیسا حق اُسپر ہی تبر جودت مین اُسکے برابر یا کم ہو تو یہ حکم ہی اور اگر تبر اُس سے جید ہو تو جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اُسپر سو درم بخیہ اور دس دینار ہون اُنسے پچاس درم سیاہ پر فی الحال یا میعادی صلح کی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اُسپر سو درم و دس دینار ہون اُسنے سو درم و دس دینار پر میعادی صلح کی تو جائز نہین ہی اور اگر دونون پر صلح کی اور دونون اُسکو دیدیئے تو جائز ہی اور اگر دس درم قبل افتراق کے قبضہ کرلیے اور سو درم باقی رہے تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہین کہ اُنکا وزن نہین معلوم ہی پس اُنسے ایک کپڑے یا عرض معین پر صلح کرلی تو جائز ہی اور اگر کچھ معلوم درمون پر صلح کی تو استحساناً جائز ہی اسی طرح اگر کچھ مدت مقرر کی تو بھی جائز ہی اور بعض سے ابراء اور باقی کے واسطے میعاد قرار دیجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم مثقلوتہ الوزن ہین اُسنے درم مجہولۃ الوزن ادا کیے تو جائز نہین ہی اور اگر صلح مین دیئے تو جائز ہی اور اُسی پر حمل کیا جاویگا کہ یہ حق سے کم ہین یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہین اُسنے سو درم پر ایک مہینے کے وعدہ پر اور دو سو درم پر اگر ایک مہینہ تک نہ دے صلح قرار دی تو جائز نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی

ایک شخص پر کسی قدر دینار کا دعوے کیا اُسنے انکار کیا پس باہم دونون نے کچھ دینارون معلومہ پر کہ بعض اُسکے نقدی اور بعض میعادی ٹھہرے ہین صلح کرلی تو صحیح ہی یہ جواہر الفتاوے مین ہو - اگر کسی نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوے کیا اُسنے اپنے ذمہ کچھ اناج مقرر کرکے صلح کرلی خواہ اُسمین میعاد لگائی یا نہین لگائی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو صلح باطل ہی اور اگر ذمہ کے درمون سے ایک کر گیہون معین پر صلح کرلی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو جائز ہی اور اگر ایک کر گیہون سے جو ذمہ مین دس درم پر صلح لی پس اگر دس درم پر قبضہ کیا تو جائز ہی اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہوگئے تو باطل ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اگر ایک کر گیہون قرض سے دس درم پر صلح کی پھر پانچ درم پر قبضہ کرکے جدا ہو گئے تو بحساب قبضہ کے آدھے کر کی صلح باقی رہی اور بحساب باقی کے آدھے کر کی صلح باطل ہوگئی اور اگر ایک کر جو معین پر صلح کی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو جائز ہی اور اگر جو غیر معین ہون اگر جدائی سے پہلے دونون نے باہمی قبضہ کیا تو جائز ہی اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہوگئے تو صلح فاسد ہوگئی یہ مبسوط مین ہی - اگر اُسپر ایک کر گیہون ہون پس آدھے کر گیہون اور آدھے کر جو غیر معین پر میعادی صلح کی تو جائز نہین ہی اور گیہون اُسپر نقدی رہینگے اور اگر میعاد مقرر نہ کی یا جو بعینہ قائم ہون اور گیہون غیر معین ہون تو جائز ہی اسی طرح اگر جو غیر معین ہون اور اُسی مجلس مین قبضہ کرلیا تو بھی جائز ہی - اسی طرح اگر گیہون میعادی ہون اور نصف کر جو نقدی غیر معین ہون پس اگر جدا ہوگئے اور گیہون اُسکو دیدیے گئے اور جو نہین دیدیے گئے تھے تو صلح بقدر حصۂ جو کے فاسد ہی یہ محیط مین ہی - اگر کسی کے اوپر دس درم اور دس قفیز گیہون تھے اُسسے گیارہ درم پر صلح کرلی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو صلح بقدر ایک درم کے باطل ہوگئی یہ سراجیہ مین لکھا ہی - اگر دو شخصون کے ایک شخص پر ایک کر گیہون قرض ہون پس ایک نے اُس سے اپنے حصہ سے دس درم پر صلح کرلی تو جائز ہی اور اپنے شریک کو خواہ چوتھائی کر دیدے یا پانچ درم دیدے یہ مبسوط مین ہو - دو شخصون کے ایک شخص پر ہزار درم ہین پس اگر دین ایک ہی شخص کے عقد سے واجب نہوا ہو بلکہ دونون مثلاً دین میعادی کے کسی مورث سے وارث ہوئے ہون پس ایک نے اُس سے سو درم پر نقد لیکر صرف اس امر پر صلح کی کہ اپنے باقی حصۂ چار سو درم کے واسطے ایک سال تک تاخیر دے تو سو درم جو اُسنے وصول کیے ہین دونون مین برابر تقسیم ہونگے اور تاخیر اُسکے حصہ یعنی چار سو درم کی باطل ہی یہ قول امام ابو حنیفہ رح کا ہی حتے کہ اگر دوسرے شریک نے کچھ وصول کیا تو اس صلح کرنیوالے کو اُسمین شرکت کا اختیار ہی اور صاحبین کے نزدیک اُسکے حصہ کی تاخیر جائز ہی اور اگر یہ قرضہ دونون مین سے ایک کے فعل سے واجب ہوا ہی مثلاً یہ دونون بطور شرکت عنان کے شریک ہون پس اگر اُس شخص نے تاخیر دی جسکے فعل سے دین واجب ہوا ہی تو پورے قرضہ مین مہلت دینا جائز ہی اور اگر اُس شخص نے تاخیر دی جسکے فعل سے دین واجب نہین ہوا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکے حصہ کی بھی تاخیر صحیح نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہی - اور اگر دونون مین مفاوضہ کی شرکت ہو اور ایک نے مفاوضہ کے قرضہ مین میعاد دیدی تو دونون مین سے کوئی مدت دے سب کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر کوئی قرضہ دو شریکون مین مشترک ہو اور ایک شریک اپنے حصہ سے ایک کپڑے پر صلح کرلے تو شریک کو اختیار ہی کہ چاہے اُس کپڑے مین آدھا کپڑا اس شرط پر لے لے کہ چوتھائی قرضہ کا شریک ضامن ہو یا چاہے تو قرضدار سے آدھا قرضہ وصول کرلے - اور اگر ایک شریک نے اپنا پورا حصہ

آدھا حصہ وصول کرلیا تو اُسکے شریک کو اختیار ہی کہ اس مقبوضہ مین شریک ہوجاوے پھر دونون ملکر باقی قرضہ کو قرضدار سے وصول کرلین یہ کافی مین ہی۔ اگر دو شخصون کے ایک شخص پر ہزار درم بجتیہ ہون پھر ایک نے اپنے حصہ سے پانچ سو درم زیوف یا پانچ سو درم سیاہ پر صلح کرلی تو شریک کو اختیار ہی کہ اِن دونون مین آدھے کا اُسکا شریک ہوجاوے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر قرضدار پر دو شخصون کے دو مال ہون ایک کے دراہم اور دوسرے کے دینار ہون اور دونون نے اُس سے سو درم پر صلح کرلی تو جائز ہی اور سو درم دونون کو بحساب درم و دیناروں کی قیمت کے تقسیم ہونگے پس جسقدر درم دیناروں کے پڑتے مین پڑین وہ بیع صرف ہونگے اُسمین اُسی مجلس مین قبضہ شرط ہوگا اور جسقدر درمون کے پڑتے مین پڑین وہ بعض حق کا استیفا اور بعض کا ساقط کرنا ہی کذا فی الحاوی۔ ایک شخص نے دو شخصون پر ہزار درم قرض کا دعوے کیا پھر دونون نے اُس سے سو دینار پر کسی مدت کے وعدہ پر صلح کرلی تو جائز نہین ہی خواہ صلح اقرار پر یا انکار پر واقع ہوئی اور اگر دونون نے کسی قدر اناج پر جو ذمہ مقرر کیا میعادی یا غیر میعادی صلح قرار دی تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہون اور اُس سے ایک خاص غلام پر صلح کرلی تو جائز ہی اور غلام طالب کا ہی اُسمین اُسکا عتق جائز ہی اور مطلوب کا عتق اُسکے حق مین جائز نہوگا اور اگر مطلوب کے قبضہ مین طالب کے سپرد کرنے سے پہلے مرگیا تو مطلوب کا مال گیا اور طالب اپنا قرضہ وصول کرلیگا۔ اسی طرح ہر شی معین جسمین قبضہ سے پہلے دونون کا افتراق باطل نہین کرتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ہزار درم سے ایک غلام پر صلح کرلی پھر دونون نے ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ قرضدار پر کچھ قرضہ نہ تھا تو جسکو غلام دیا گیا ہی وہ مختار ہی چاہے غلام واپس کردے یا ہزار درم دیدے اور غلام اپنے پاس رہنے دے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ہزار درم سے سو درم پر اس شرط پر صلح کی کہ میرے ہاتھ ایک کپڑا فروخت کرے تو صحیح نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کسی شخص پر قرضہ کا دعوے کیا پھر باہم ایک گھر پر اس شرط سے صلح ٹھہرائی کہ قرضدار اُسمین ایک سال رہکر پھر مدعی کے سپرد کردے تو جائز نہین ہی اسی طرح اگر ایک غلام پر اس شرط سے صلح کی کہ غلام ایک سال تک مدعا علیہ کی خدمت کرے تو بھی صلح فاسد ہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کے دوسرے پر سو دینار نیشاپوری تھے اُسنے سو دینار بخاری پر صلح کرلی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو صحیح یہ ہی کہ قبضہ شرط نہین ہی اور صلح باطل نہ ہوگی اور اسکے برعکس صورت ہو تو بلا خلاف بدل الصلح پر قبضہ کرنا شرط ہوگا کذا فی الذخیرہ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر ایسے ہزار درم کا جنمین چاندی نہین ہی دعوے کیا اور سو درم غطریفی پر صلح کرلی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے۔ تو فرمایا کہ صلح باطل ہوجائیگی اور یہ جواب ایسی صورت مین ہی کہ دعوے ایسے درم مین واقع ہوا جو اُسکے ذمہ تھے اور اگر معین درمون مین دعوے کیا ہو تو جائز ہی یعنی صلح ۱۲ یہ محیط مین ہی جس شخص پر میعادی قرضہ ہو اگر اُسنے میعاد سے پہلے قرضہ ادا کردیا پھر مقبوضہ طالب کے پاس سے استحقاق ثابت کرکے لے لیا گیا یا اُسکو طالب نے نبہرہ یا زیوف یا ستوق پاکر واپس کردیا تو مال پھر وہی میعادی ہوگا۔ اسی طرح اگر اُسکے ہاتھ کوئی غلام فروخت کیا یا کسی غلام پر صلح کی اور غلام پر قبضہ کرلیا پھر اُسمین استحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد معلوم ہوا یا بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس کیا تو مال قرضہ پھر میعادی عود کریگا اور اگر یہ خواہش کی کہ صلح کا اقالہ اُس حال پر ہو جو صلح سے پہلے تھا یا عیب سے واپس کرنا بغیر حکم ہو تو پھر مال میعادی ہوگا اور اگر اقالہ یا عیب کی وجہ سے بدون حکم قاضی کے واپس کرنے مین میعاد کا نام نہ لیا تو مال فی الحال لازم آویگا کذا فی فتاوی قاضیخان۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ایک کر گیہون قرض

ہون اور اُسنے اُس سے ایک کرجو پر صلح کرلی اور اُسکو دیدیے پھر مدعی نے وہین عیب پاکر بعد افتراق کے واپس کیے پس اگر مجلس واپسی مین بدل نہ لیا تو بالاجماع صلح باطل ہوجائیگی اور اگر دوسرے اُسی مجلس واپسی مین بدل لیے تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہی اور صاحبین کے نزدیک صلح اپنے حال پر باقی رہیگی اور ایسا ہی اختلاف ہر ایسے عقد مین ہی جو بدون قبضہ کے جدا ہوجانے سے باطل ہوجاتا ہی اور اُسمین عیب پاکر واپس کیا ہو جیسے بیع صرف و سلم کذا فی المحیط - اگر ایک شخص پر ہزار درم کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور اُسنے سو درم پر صلح کی اور مدعی نے کہا کہ مین نے تجھ سے اُن ہزار درم سے جو میرے تجھپر آتے تھے سو درم پر صلح کی اور باقی سے تجھے بری کردیا تو جائز ہی اور مدعا علیہ باقی سے قضاءً و دیانۃً بری ہوجائیگا اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھ سے ہزار درم سے سو درم پر صلح کی اور یہ نہ کہا کہ مین نے تجھے باقی سے بری کیا تو قضاءً بری ہوجائیگا اور دیانۃً بری نہوگا یعنی اگر واقع مین اُسپر ہزار درم آتے ہین تو عند اللہ بری نہوگا یہ فتاوے ظہیریہ مین ہی - اور اگر مطلوب یعنی قرضدار ۱۲ نے ہزار درم ادا کردیے ہین اور طالب نے انکار کیا پھر سو درم لیکر اُس سے صلح کی تو مطلوب کا ادا کردینا جائز رہا اور طالب کو حلال نہین ہی کہ اُس سے سو درم لے حالانکہ جانتا ہو کہ اُسنے ادا کردیے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ثمن بیع کے میعادی ہون اور طالب نے اُس سے اِس شرط پر صلح کی کہ مجھے کوئی کفیل دے اور مین ایک سال تک بعد میعاد کے تاخیر دونگا تو یہ جائز ہی اور یہ استحسان ہی اور اسی طرح اگر کوئی کفیل موجود ہو اور اُس سے اِس شرط پر صلح کی کہ یہ کفیل بری ہی یا اس کفیل کے ساتھ دوسرا کفیل داخل کفالت ہو اور بعد میعاد کے ایک مہینہ کی تاخیر دیگا تو بھی جائز ہی اور اگر اس شرط پر صلح کی کہ نصف مال مجھے اب دے اور باقی کے واسطے مین بعد میعاد کے ایک سال تک تاخیر دونگا تو فاسد ہی - اور اگر طالب نے بدون صلح کے اُسکو بعد میعاد کے ایک سال تک تاخیر دی تو جائز ہی یہ محیط مین ہی - ایک کے دوسرے پر ہزار درم تھے اُسنے کہا کہ کل کے روز تو مجھے انمین سے پانچ سو درم دیدے اس شرط پر کہ تو زیادتی سے بری ہی اُسنے ایسا ہی کیا تو بری ہوجائیگا اور اگر دوسرے روز اُسکو پانچ سو درم نہ دیے تو پورے ہزار درم امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک عود کرینگے یہ کافی مین ہی - اور اگر یون کہا کہ مین نے پانچسو درم تیرے ذمہ سے کم کردیے اس شرط پر کہ تو پانچ سو درم مجھے نقد دیدے اور اسکا کوئی وقت مقرر نہ کیا تو بالاتفاق اگر قرضدار نے اُسکو قبول کیا تو پانچ سو درم سے بری ہوجائیگا خواہ باقی پانچ سو درم اسکو دیدے یا نہ دیے ہون - اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھ سے پانچ سو درم اس شرط سے کم کردیے کہ تو باقی پانچ سو درم مجھے آج دیدے اور اگر آج نہ دیے تو تجھپر پورا مال بحالہ رہیگا اور قرضدار نے اُسکو قبول کرلیا تو بالاتفاق سب ائمہ کے نزدیک اگر پانچ سو درم اُسی روز دیدیے تو باقی سے بری ہوگیا اور اگر اُسی روز نہ دیے تو بری نہوگا اور اگر کہا کہ مین نے تیرے ذمہ سے پانچ سو درم اس شرط پر کم کردیے کہ باقی تو مجھے آج ہی ادا کردے اور اس سے زیادہ نہ کہا اور قرضدار نے قبول کرلیا تو امام ابوحنیفہ و امام محمد رح کے نزدیک اگر اُسی روز دیدیے تو باقی سے بری ہوا ورنہ بری نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اگر کہا کہ ہزار درم مین سے پانچسو درم سے مین نے تجھے بری کیا بشرطیکہ پانچ سو درم تو مجھے کل کے روز دیدے تو بری کرنا واقع ہوجائیگا خواہ پانچ سو درم دے یا نہ دے یہ ہدایہ مین ہی - اگر زید کے کسی شخص پر ہزار درم ہون اُسنے پانچ سو درم پر اُس سے صلح کرلی اس شرط پر کہ مجھے دیدے اور پانچ سو درم صلح کے ادا کا کوئی وقت مقرر نہین کیا تو صلح جائز ہی اور باقی درہمون کی اسکی طرف سے حط کم کرنا ۱۲ صحیح ہوگی - اور اگر کہا کہ مین نے تجھ سے پانچ سو درم پر اس شرط پر صلح کی کہ تو باقی مجھے آج ہی دیدے پھر اگر تو نے مجھکو نہ دیے تو ہزار درم تجھپر بحالہ رہینگے پس اگر اُسنے

پانچ سو درم اُسی روز دیدیے تو صلح پوری ہو گئی اور اگر نہ دیے اور وہ دن گذر گیا تو پورے ہزار درم اُسپر واجب رہینگے ۔ اور اگر کہا کہ مین نے ہزار درم سے پانچ سو درم پر تجھ سے صلح کی اس شرط پر کہ تو آج ہی مجھے دیدے اور یہ نہ کہا کہ اگر تو آج نہ دیگا تو تجھپر ہزار درم پورے رہینگے پس اگر اُسی روز پانچ سو درم دیدیے تو بالاجماع باقی سے بری ہو جائیگا اور اگر نہ دیے اور دن گذر گیا تو امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک پورے ہزار درم اُسپر عود کرینگے یہ شرح طحاوی مین ہی ۔ اگر کہا کہ مین نے ہزار درم سے پانچ سو درم پر تجھ سے صلح کی جنکو تو مجھے کل کے روز دیدیگا اور تو زیادتی سے بری ہوگا بشرطیکہ اگر تو نے کل کے روز نہ دیے تو ہزار پورے تجھپر بحالہ رہینگے پس اگر پانچ سو درم دیدیے تو ابراء پورا ہو گیا اور اگر نہ دیے تو بالاجماع ابراء باطل ہوگا یہ کافی مین ہی ۔ اگر کہا کہ مجھے پانچ سو درم ادا کر دے اس شرط پر کہ تو زیادتی سے بری ہی اور ادا کر دینے کا کوئی وقت مقرر نہین کیا تو ابراء صحیح ہی اور پورا قرضہ عود نہ کریگا یہ ہدایہ مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ مین نے تجھ سے پانچ سو درم کم کر دیے اگر تو نے مجھے پانچ سو درم ادا کر دیے تو کم کرنا صحیح نہین ہی خواہ پانچ سو درم دیے ہون یا نہ دیے ہون اور یہ بالاتفاق ہی اسی طرح اگر قرضدار یا کفیل سے کہا کہ جسوقت ہزار مین سے تو نے پانچ سو درم ادا کر دیے یا جب ادا کر دے یا اگر تو نے دیدیے تو تو باقی سے بری ہی تو یہ سب باطل ہین باقی سے بری نہو گا اگرچہ پانچ سو درم ادا کر دے خواہ لفظ صلح ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ ظہیریہ مین ہی ۔ اگر دو شریکون مین سے کسی ایک نے کسی قدر حط کیا پس اگر یہ شریک عقد کرنے والا تھا تو حط کرنا خواہ کل کا حط کرے یا بعض کا امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک صحیح ہی اور اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا اگر کل حط کرے اور اگر یہ شخص عقد کرنیوالا نہ تھا تو سب کے نزدیک اپنے حصہ کا حط کرنا جائز ہی اور اپنے شریک کے حصہ سے بری کرنا سب کے نزدیک جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ۔

تیسرا باب مہر و نکاح و خلع و طلاق و نفقہ و سکنی سے صلح کرنے کے بیان مین ۔ ایک شخص نے ایک عورت سے ایک غلام یا باندی پر نکاح کیا پھر اُس سے ایک معین بکری پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر بکری اُدھار ہو تو جائز نہین ہی اور اگر کسی کیلی یا وزنی چیز پر صلح کی پس اگر وہ معین ہی تو جائز ہی اور اگر غیر معین ہو پس اگر اُدھار ہی تو جائز نہین ہی اور اگر نقد ہی پس اگر اسی مجلس مین دیدے تو جائز ہی اور اگر اُسی مجلس مین نہ دے تو جائز نہین ہی ۔ اور اگر خادم سے اُدھار درمون پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر کسی خادم معین پر صلح کی اور خادم کے ساتھ کچھ درم معین زیادہ کیے اور دونون پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر کسی عرض معین پر صلح کر کے وہ عرض اسکو دیدیا پھر دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو خیار ہوگا اگر چاہے تو خادم کی آدھی قیمت اسکو دیدے یا نصف عرض جو لیا ہی دیدے اور اگر مہر کی باندی کے عوض عرض اُسنے خریدا ہو تو بلا خیار اسکو باندی کی آدھی قیمت دینی پڑیگی ۔ اور اگر عورت نے شوہر سے درمون پر صلح کی ہو تو آدھے درم مقبوضہ واپس کریگی ۔ اسی طرح اگر اسکو شوہر نے ایک درمیانی خادم دیا ہو اور قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت اسکو آدھی باندی بلا خیار واپس دیگی یہ محیط مین ہی ۔ اگر کسی عورت سے ایک بیت و خادم پر نکاح کیا پھر بیت سے ایک ہروی کپڑے پر اُدھار میعادی صلح کی تو جائز نہین ہی اور اگر بیت سے اور خادم سے کسی قدر معلوم درمون یا دینارون پر میعادی اُدھار صلح کی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی ۔ اور بیت و خادم کی قیمت سے زیادہ پر صلح کرنا روا نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی ۔ اگر کسی عورت سے سو درم پر نکاح کیا پھر اُس مہر سے کسی قدر اناج معین پر صلح کر لی تو جائز ہی اور اگر اناج غیر معین ہو تو جائز نہین ہی بشرطیکہ اسمین اُدھار کی میعاد ہو اور اگر اسی مجلس مین دیدیا تو بھی مذکور ہی کہ جائز نہین ہی ۔ اور اگر ایک کر گیہون پر نکاح کیا

یا غلام ۱۲

پھر ایک کر جو معین پر صلح کرلی تو جائز ہی اور اگر جو غیر معین ہوں پس اگر سیادی اُدھار رکھے تو بھی جائز نہیں ہی اور اگر فی الحال دینے کا وعدہ کیا پس اگر اسی مجلس میں دیدیے تو استحساناً صلح صحیح ہی یا ایک روایت کے موافق صحیح ہی یعنی دو روایتوں مین سے ایک روایت کے موافق صحیح ہی اور اگر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل ہوگئی - اگر ایک عورت پر دعوے کیا کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا ہی اور اُسنے انکار کیا پھر اُس عورت نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ اس نکاح کرنے کے دعوے سے باز رہے تو جائز ہی اگر مدعی نے اسکو قبول کیا - پھر اگر مدعی نے اُسکے بعد نکاح واقع ہونے پر گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے - اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے سو درم بشرط مبارات یعنی باہمی بریت پر دیے تو بھی جائز ہی اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تجھے سو درم اس شرط پر دیے کہ تو اپنے دعوے سے بری ہی تو بھی جائز ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھے سو درم اس شرط پر دیے کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہین ہی تو شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ امام اعظم کے قول پر صلح صحیح ہی اور صاحبین کے قول پر صلح نہین صحیح ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے سو درم اس شرط پر دیے کہ تو کہے کہ مین نے تجھ سے نکاح نہین کیا ہی تو یہ باطل ہی یہ محیط مین ہی - ایک عورت نے دعوے کیا کہ مجھے میرے شوہر نے تین طلاق دیدی ہین اور شوہر نے انکار کیا پھر اُس عورت سے اس امر پر کہ اپنے دعوے سے باز رہے سو درم پر صلح کی تو صحیح نہین ہی اور شوہر کو اُس سے بدل واپس لینا جائز ہی اور عورت اپنے دعوی پر باقی رہیگی - اسی طرح اگر ایک طلاق یا دو طلاق یا خلع کا دعوے کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اگر عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی پھر دونون نے مہر مین اختلاف کیا مرد نے کہا کہ پانچ سو درم مہر تھا اور عورت نے کہا کہ میرا مہر ہزار درم تھا پھر آدھے مہر سے تین سو درم پر صلح کرلی تو جائز ہی - اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے تیرا مہر کچھ معین نہین کیا تھا صرف تجھے جو احسان کے طور پر مال متعہ دیا جاتا ہی وہ ملیگا پھر دونون نے اس امر پر صلح کی کہ مرد اسکو مال متعہ دیدے اور عورت اسکو اپنے دعوے سے بری کردے تو جائز ہی - پھر اگر اسکے بعد عورت نے گواہ قائم کیے کہ میرا مہر ہزار درم قرار پایا تھا تو اُسکے گواہ قبول نہونگے - اور اگر شوہر نے اسکو پہلے ہی مہر دیدیا پھر دخول سے پہلے اُسکو طلاق دیدی اور آدھے مہر واپس لینے کا دعوے کیا اور آدھے کی تعداد مین دونون نے اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ تین سو درم ہین اور عورت نے کہا کہ دو سو درم ہین پھر دونون نے باہم ڈھائی سو درم پر صلح کرلی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر عورت نے مرد پر طلاق بائن دینے کا دعوے کیا پھر سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو بائن طلاق دیدے تو جائز ہی اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ سو درم پر صلح اس شرط پر ہی کہ تو میرے واسطے اس طلاق بائن کا اقرار کردے کہ جسکا مین نے دعوے کیا ہی اور وہ منکر ہی تو یہ جائز ہی اور اگر عورت نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ شوہر نے اسکو تین طلاق یا ایک طلاق بائن دی ہی تو جسقدر اُسنے صلح مین دیا ہی وہ مرد سے واپس لیگی یہ مبسوط مین ہی - ایک مرد نے دوسرے کی عورت پر دعوے کیا اور دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ مال لیکر اس دعوی سے باز رہے تو ایسی صلح نہین جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی منتقے مین بروایت بشر رحمہ کے امام ابو یوسف سے مروی ہی کہ ایک عورت نے ایک مرد پر دعوے کیا کہ مین اسکی جورو ہون اور میرے مہر کے اُسپر ہزار درم ہین اور یہ لڑکا مجھی سے اسکا بیٹا ہی اور مرد نے اس سب سے انکار کیا پھر اُس عورت سے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ ان تمام دعوون سے بری کرے تو اس سے مرد کسی چیز سے بری نہوگا پھر اگر عورت کی طرف سے اُسکے تمام دعوے کے گواہ قائم ہوے تو نکاح ثابت اور نسب ثابت اور مہر سے صلح بھی جائز رہیگی اور یہ سو درم جو عورت کو دیے ہین اُسکے ہزار درم کے دعوے سے صلح مین

[illegible]

ہونگے اور یہ حکم استحساناً ہی - اور اگر عورت نے فقط نکاح کا دعوی بغیر بچہ کے کیا اور مہر کا دعوے نہ کیا اور سو درم پر صلح کی تو صلح جائز نہو گی - اور اگر شوہر نے اُس سے سو درم پر اس شرط پر صلح کی کہ عورت اُسکو دعوے نکاح سے بری کردے یعنے مرد نے ۱۲ اور اس امر پر کہ مرد اُسکو بری کرے حالانکہ عورت اُسکی طرف مہر یا نفقہ کا دعوے نہین کرتی ہی تو صلح جائز نہوگی اور اپنے سو درم جو عورت کو دیے ہین واپس لے - اور مرد کو بھی عورت پر نکاح کے دعوے کرنے کی کوئی راہ نہین ہی کیونکہ اُسنے عورت سے مبارات کی ہی اور یہ بمنزلہ خلع کے ہوگا - اور اگر عورت نے مرد پر نفقہ و نکاح کا دعوی کیا پھر مرد نے اُس سے سو درم پر بشرط مبارات صلح کی تو جائز ہی اور سو درم نفقہ مین ہونگے اور شوہر اس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی اور دونون مین نکاح نہین ہی یہ محیط مین ہی - نفقہ کے دعوے سے اگر ایسی چیز پر صلح واقع ہوئی کہ قاضی اُس سے نفقہ مقرر کر سکتا تھا جیسے نقد یا اناج تو وہ نفقہ مقرر کرنے کے حکم مین ہی معاوضہ کا اعتبار نہوگا - اور اگر ایسی چیز پر صلح واقع ہوئی جس سے نفقہ مقرر نہین ہو سکتا ہی جیسے غلام و چوپایہ وغیرہ تو وہان معاوضہ کا اعتبار ہوگا اور عورت اپنے شوہر کو نفقہ سے بری کرنے والی شمار ہوگی یعنی نفقہ سے بعوض اس بدل کے اُسنے شوہر کو بری کردیا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر مرد نے اپنی عورت سے صلح کی حالانکہ اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہی اس امر پر کہ مرد اسکو طلاق دیدے اور وہ شوہر کے لڑکے کو دو برس تک دودھ پلاوے یہان تک کہ اُسکا دودھ چھوٹ جاوے اور شوہر اسکو ایک کپڑا معین زیادہ دیگا پس عورت نے کپڑے پر قبضہ کرلیا اور اسکو تلف کیا اور ایک سال تک لڑکے کو دودھ پلایا پھر وہ لڑکا مرگیا اور کپڑے کے دام اور مہر کے دونون برابر ہین تو شوہر اُس سے کپڑے کی آدھی قیمت اور چوتھائی قیمت دودھ پلائی کی واپس لیگا اور اگر باوجود اسکے عورت نے مرد کو ایک بکری دی ہو کہ جسکی قیمت مثل قیمت دودھ پلائی کے ہی تو مرد اس سے چوتھائی کپڑے کی قیمت اور چوتھائی دودھ پلائی کی قیمت واپس لیگا اور بکری اسکو دیجاویگی اور اگر وہ بکری استحقاق مین لیلیگئی تو عورت سے تین چوتھائی کپڑے کی قیمت اور چوتھائی دودھ پلائی کی قیمت واپس لیگا اور بکری کی آدھی قیمت بھی لیگا - اور اگر کپڑا استحقاق مین لیا گیا اور بکری نہ لیگئی اور باقی مسئلہ یہی رہے تو عورت مرد سے بکری کی آدھی قیمت مع اپنے آدھے سال کے دودھ پلائی کے اجر المثل کے لیگی اور مرد اس سے چوتھائی قیمت دودھ پلائی کی لیگا یہ مبسوط مین ہی - اگر عورت نے اپنے نفقہ مین تین درم ماہواری پر اپنے شوہر سے صلح کرلی پھر ایک مہینہ گذرا تو گذشتہ مہینہ کے واسطے اُس سے لے لیوے اور اگر تین درم ماہواری پر نفقہ سے صلح کرنے کے بعد مہینہ گذرنے سے پہلے تین گون معین آٹے پر صلح کی تو صلح جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر عورت نے مہینہ گذرنے سے پہلے درمون سے آٹے کی گونون غیر معین پر صلح کی تو جائز ہی اور بعد گذرنے کے جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر عورت نے شوہر سے تین درم ماہواری پر نفقہ سے صلح کی پھر شوہر نے کہا کہ مجھے اسقدر طاقت نہین ہی تو یہ اسپر لازم ہوگا ولیکن اگر عورت اسکو بری کردے تو ہو سکتا ہی یا قاضی بری کردے یا نرخ ارزان ہو جاوے اور عورت کو اُس سے کم کفایت کرے تو ہو سکتا ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے اسقدر کفایت نہین کرتا ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ خصومت کرے یہان تک کہ بڑھوا لے اگر مرد آسودہ ہو - اور اگر قاضی نے عورت کا ماہواری نفقہ کچھ مقرر کردیا اور حکم قضا دیدیا تو عورت کو خصومت کا اختیار ہی اگر اسکو یہ نفقہ کفایت نہ کرتا ہو اور جسقدر کفایت کرتا ہو اُسقدر بڑھوا کر اسے پر مطالبہ کرے اور یہی حکم عزیز و اقارب کے نفقہ مین ہی - اور اگر عورت کو ہر مہینہ کے نفقہ کا کفیل دیا تو ایک مہینہ کا نفقہ کفیل پر واجب ہوگا اور اگر کفیل نے یون کفالت کی کہ

جبتک مین زندہ ہون یا جبتک کہ یہ عورت اُسکی جورو ہی تو اُسکے کنبے کے موافق رکھا جائیگا - اور اگر شوہر مرگیا اور عورت کا نفقہ شوہر پر رہگیا تو مین اُسکو باطل کردونگا یہ مبسوط مین ہی - اگر اپنی عورت سے اُسکے نفقہ سے سال بھر تک ایک حیوان پر یا کپڑے پر جنکی جنس بیان کردی ہی صلح کی تو جائز ہی خواہ میعادی ہو یا فی الحال دینا ہو بخلاف اُسکے اگر نفقہ فرض ہونے کے بعد یعنی مقرر ہونے کے بعد یا بعد رضامندی عورت کے صلح کی تو جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر عورت سے بعد بائن ہونے کے لڑکے کی دودھ پلائی پر کسی قدر اجرت پر صلح کی تو جائز ہی پھر اُس عورت کو یہ اختیار نہین ہی کہ جسقدر اُسکے درم دودھ پلائی کے ثابت ہوئے ہین اُنسے اناج غیر معین پر صلح کرلے یہ مبسوط مین ہی - اگر کسی شخص نے اپنی مطلقہ عورت کے نفقہ سے کسی قدر دراہم معلومہ پر اسطور سے صلح کی کہ جتبک مہینون کے حساب سے اُسکی عدت گذرے مین اُس سے زیادہ نہ دونگا تو جائز ہی اور اگر اُسکی عدت حیض سے ہو تو جائز نہین ہی کیونکہ حیض غیر معلوم ہوتا ہی کبھی دو مہینہ مین تین حیض آتے ہین اور کبھی دس مہینہ تک حیض نہین آتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر اپنے شوہر سے کسی قدر مال پر نفقہ سے اسطور سے صلح کی کہ جتبک اُسکی جورو ہی یہ مال نفقہ کا پورا ہی تو جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اُسکی عورت مکاتبہ ہو یا باندی ہو کہ اُسکے مولی نے اُسکو کسی بیت مین شوہر کے ساتھ بسایا ہو اُسنے کسی قدر معلوم پر ہر سال کے کھانے کپڑے سے صلح کرلی تو جائز ہی اسی طرح اگر باندی کے مولی سے صلح کی تو بھی جائز ہی - اور اگر اُس باندی کو اُسکے مولی نے کسی بیت مین نہ بسایا ہو تو صلح جائز نہین ہی - اسی طرح اگر عورت ایسی چھوٹی نابالغ ہو کہ مرد اُس سے قربت نہ کرسکتا ہو اور اُس سے اُسکے نفقہ سے صلح کی تو جائز نہین ہی - اور اگر عورت بالغ ہو اور مرد نابالغ ہو اور اُسکے باپ نے عورت سے نفقہ سے صلح کی اور ضامن ہوا تو جائز ہی - اور اگر مکاتب نے اپنی عورت سے ماہواری نفقہ سے صلح کی تو جائز ہی جیسا کہ تمام حقوق سے جو اُسپر عائد ہوتے ہون اُسکا صلح کرلینا جائز ہی - ایسا ہی غلام مجبور اور غلام تاجر کا اپنی عورت سے اُسکے نفقہ سے صلح کرنا جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - ایک شخص نے اپنی عورت کے ایکسال کے نفقہ سے ایک کپڑے پر صلح کرلی اور اُسپر قبضہ کرلیا پھر وہ کپڑا استحقاق مین لے لیا گیا تو اپنا نفقہ واپس کرلیگی اگر مقرر ہوگیا ہی اور اگر مقرر نہین ہوا ہی تو کپڑے کی قیمت اُس سے لے لیگی یہ محیط سرخسی مین ہی اگر ایک شخص کی دو عورتین ہون دونون مین سے ایک باندی ہی جسکو اُسکے ساتھ مولی نے الگ گھر مین بسایا ہی پس آزاد عورت نے اُسکے ماہواری نفقہ سے کسی قدر پر صلح کی اور باندی سے اس سے زیادہ نفقہ پر صلح کی تو جائز ہی اسیطرح اگر ایک ذمیہ ہو اور اُس سے مسلمان عورت سے زیادہ نفقہ پر صلح کی تو بھی جائز ہی - اور اگر فقیر نے اپنی عورت سے ماہواری نفقہ کثیرہ پر صلح کی تو فقیر پر صرف اُسکی عورت کے مثل عورت کا نفقہ لازم آویگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر محارم کے نفقہ پر صلح کی پھر تنگدست ہونے کا دعوے کیا تو اُسکی تصدیق کیجاویگی اور صلح باطل ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اگر مرد نے اپنے بعض محارم کے ساتھ نفقہ سے صلح کی حالانکہ وہ فقیر ہی تو اُسکے دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا بشرطیکہ اُن محارم نے اُنکے اسکے فقیر ہونے کا اقرار کیا ہو - اور اگر اُسکا حال معلوم تھا اور اُسنے فقیر ہونے کا دعوے کیا تو قول اُسی کا قبول ہوگا اور جسقدر پر اُسنے صلح کی ہی اُسکے ذمہ سے باطل ہوگا ولیکن اگر گواہ قائم ہون کہ یہ خوشحال ہی تو بمقدار صلح کی اُسپر ڈگری ہوگی - اور نابالغ بچہ کے نفقہ کا حکم مثل نفقہ زوجہ کے ہی اس معنی کر کہ اس نفقہ کے واسطے آسودہ حال ہونا شرط نہین ہی پس اسکی صلح برقرار رہیگی اگر نابالغ لڑکا محتاج ہو - اور اگر اُنکے نفقہ سے زیادہ پر صلح کی مگر زیادتی ایسی ہی کہ لوگ اُسکے مثل

برداشت نہین کرتے ہین تو زیادتی اسکے ذمہ سے دور کر دیجائیگی ایسے ہی کپڑے سے صلح کرنے کا حکم ہی اور بقدر کفایت کپڑا اعتبار کیا جائیگا جیسے نفقہ مین معتبر ہی - اور اگر اپنی عورت سے اُسکے کپڑے سے ایک درع یہودی پر صلح کی اور اُسکا طول و عرض اور رفعت یعنی کس مرتبہ کا کپڑا ہی بیان نہ کیا تو جائز ہی اور ایسا ہی حکم اہل قرابت کے ساتھ کپڑے سے صلح کرنے کا ہی - اور اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے کھانے کپڑے سے حالانکہ وہ تندرست بالغ ہی کسی قدر درمون مقرر پر صلح کی کہ ہر مہینہ تجکو اسقدر درم دیا کرونگا تو جائز نہین ہی اور اُسکے ادا کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی - اگر بائنہ عورت نے اپنے شوہر سے اپنے سکنی سے کسی قدر درمون پر صلح کر لی تو جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر اپنی عورت کے نفقہ و کپڑے سے دس برس کے واسطے ایک درمیانی خدمتگار غلام یا باندی پر ایک مہینہ کے وعدہ سے یا کوئی مدت مقرر نہ کی صلح کر لی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی

جس عورت کو طلاق قطعی بائن دی

چوتھا باب ودیعت اور ہبہ و اجارہ و مضاربت و رہن مین صلح کرنے کے بیان مین

قال المترجم مودِع بکسر الدال ودیعت دینے والا - مودَع بفتح اول جسکے پاس ودیعت ہی ولیکن مترجم ودیعت رکھنے والے کو بلفظ مودِع یا رب المال تعبیر کرتا ہی اور جسکے پاس ودیعت رکھی ہی اُسکو مستودع کے لفظ کے ساتھ تعبیر کرتا ہی - واہب ہبہ کرنے والا - موہوب لہ جسکو ہبہ کیا ہی - موہوب وہ چیز جو ہبہ کی گئی - مواجر اجارہ دینے والا - مستاجر اجارہ لینے والا - مضارب جسکو مضاربت پر مال دیا گیا ہو - رب المال وہ ہی جسکا اصل مال ہو - راہن رہن کرنے والا - مرتہن رہن اپنے پاس رکھنے والا - معیر عاریت دینے والا - مستعیر عاریت لینے والا - **قال فی الکتاب** اگر صاحب ودیعت نے کسی چیز پر صلح کی پس اگر صاحب مال نے ودیعت رکھنے کا دعوی کیا اور مستودع نے کہا کہ تو نے مجھے کوئی چیز ودیعت نہین دی تھی پھر کسی شی معلوم پر صلح کی تو بالاتفاق جائز ہی اور اگر صاحب مال نے ودیعت کا دعوے کیا اور مستودع سے واپس کر دینے کا مطالبہ کیا پس مستودع نے ودیعت کا اقرار کیا یا خاموش رہا اور کچھ نہ کہا اور صاحب مال اُسپر دعوے کرتا ہی کہ اسنے تلف کر دیا ہی پھر کسی شی معلوم پر صلح کر لی تو بالاتفاق صلح جائز ہی - اور اگر رب المال نے مستودع کے تلف کر دینے کا دعوے کیا اور مستودع واپس کر دینے یا خود تلف ہو جانے کا دعوے کرتا ہی پھر کسی شی معلوم پر صلح کی تو امام اعظم رح کے قول پر مشائخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ امام اعظم کے نزدیک ایسی صلح جائز نہین ہی اور یہی امام ابو یوسف کا پہلا قول ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور واضح ہو کہ عامہ مشائخ کے نزدیک خواہ پہلے مستودع کہے کہ مین نے واپس کر دی یا تلف ہو گئی پھر صاحب مال دعوے کرے کہ تو نے تلف کر دی ہی یا پہلے صاحب مال دعوے کرے کہ تو نے تلف کر دی پھر مستودع کہے کہ مین نے واپس کر دی یا تلف ہو گئی ہی ان دونون مین کچھ فرق نہین ہی کذا فی المحیط اور بالاجماع اگر مستودع کے واپس کر دینے یا تلف ہو جانے پر قسم کھا لینے کے بعد صلح کی تو جائز نہین ہی صرف اختلاف اس صورت مین ہی کہ مستودع کی قسم سے پہلے صلح کی ہو - اور اگر مستودع نے واپس کر دینے یا تلف ہو جانے کا دعوے کیا اور صاحب مال نہ اُسکی تصدیق کرتا ہی اور نہ تکذیب کرتا ہی بلکہ خاموش ہی تو کرخی رح نے ذکر کیا کہ یہ صلح جائز نہوگی موافق اول قول امام ابو یوسف کے اور جائز ہی بقول امام محمد رح کے - اور اگر صاحب مال نے تلف کر دینے کا دعوے کیا اور مستودع نے نہ اُسکی تصدیق کی اور نہ تکذیب کی پھر اُس سے کسی چیز پر صلح کی تو مذکور ہی کہ ایسی صلح بالاتفاق جائز ہی پھر اگر اسکے بعد اختلاف کیا اور مستودع نے کہا کہ مین نے قبل صلح کے کہا تھا کہ وہ چیز تلف ہو گئی یا مین نے تجھے واپس کر دی ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک صلح صحیح نہوئی پس اگر

صاحب مال نے کہا کہ تو نے ایسا نہین کہا تھا تو صاحب مال کا قول قبول ہوگا اور صلح باطل نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر مستعیر نے عاریت سے اصلا انکار کیا پھر صلح کی تو صلح صحیح ہی اور اگر عاریت کا اقرار کیا اور واپس دینے یا تلف ہو جانے کا دعوے نہ کیا اور مالک تلف کر دینے کا دعوے کرتا ہی تو یہ صلح صحیح ہی اور اگر خود ہلاک و تلف ہو جانے کا دعوے کیا اور مالک تلف کر دینے کا دعوے کرتا ہی تو مسئلہ کا اختلاف مذکورہ جاری ہی اور یہی حکم مضاربت مین ہی۔ اور پھر ایسے مال مین ہی جو در اصل امانت ہو کذا فی المحیط۔ اور اگر ودیعت بعینہ قائم ہی اور وہ دو سو درم ہین پھر سو درم پر اُسنے بعد اقرار یا انکار کے صلح ٹھہرائی تو جائز نہین ہی جبکہ ودیعت کے گواہ قائم ہون اور اگر گواہ نہون اور مستودع منکر ہو تو صلح جائز ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور مستودع کو فیما بینہ وبین اللہ تعالی زیادتی جائز نہین ہی یعنے سو درم جو اُسکے پاس باقی ودیعت مین رہے وہ اُسکو حلال نہین ہین کذا فی المحیط بتشریح۔ اور اگر عرض پر صلح کی تو مطلقاً جائز ہی اور اگر دس دینارون پر صلح کی پس اگر مستودع کے منکر ہونے کی صورت مین صلح کی تو صلح صحیح ہی بشرطیکہ افتراق دینارون کے قبضہ کے بعد واقع ہو خواہ دراہم مجلس مین موجود ہون یا نہون۔ اور اگر مستودع ودیعت کا اقرار کرتا ہو پس اگر ودیعت مجلس صلح مین موجود ہو تو جائز ہی اگر مستودع اُسی مجلس مین از سر نو اُسپر قبضہ کرے اور رب المال دینارون پر قبضہ کرے اور اگر مستودع نے اُسپر از سر نو قبضہ نہ کیا تو صلح باطل ہی اور اگر ودیعت مجلس صلح مین موجود نہو تو بھی صلح باطل ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر ایک عورت نے کسی شخص زید کو ودیعت دی کہ وہ اُسکے پاس دوسرے شخص کی تھی پھر زید سے لیکر عمرو کو ودیعت دی پھر اس سے بھی لے لی اور اُسمین سے کوئی متاع گم کر دی اور کہنے لگی کہ تم دونون مین جاتی رہی مین نہین جانتی ہون کہ کسنے ضائع کر دی ہی اور اُن دونون نے کہا کہ ہمین نہین معلوم تیری تھیلی مین کیا چیز تھی تو نے ہمکو دی ہم نے ویسی ہی رہنے دی پھر تجھے دیدی پھر اُس عورت نے اُن دونون سے کسی قدر مال پر صلح کی تو وہ عورت صاحب متاع کے واسطے ضامن ہوگی اور اُسنے جو صلح زید و عمرو سے کی ہی یہ جائز ہی۔ پھر واضح ہو کہ قیمت متاع پر عورت کا صلح کرنا دو حال سے خالی نہین یا تو صاحب متاع کو ڈانڈ دینے کے بعد اُسنے صلح کی اور اس صورت مین خواہ قیمت متاع کے مثل پر یا کم پر جس بدل پر صلح کرے جائز ہی۔ اور اگر مالک کو متاع کی قیمت ڈانڈ دینے سے پہلے اُسنے صلح کی پس اگر اسقدر قیمت پر صلح کی جو مثل قیمت متاع کے یا اسقدر کم ہی کہ لوگ اسقدر کمی برداشت کر لیا کرتے ہین تو صلح جائز ہی اور زید و عمرو ضمان سے بری ہو جاوینگے حتی کہ اگر صاحب متاع نے اسکے بعد اپنی متاع کے گواہ قائم کیے تو اُسکو زید و عمرو پر ضمان کی کوئی راہ نہوگی۔ اور اگر عورت نے اسقدر پر صلح کی جو قیمت متاع سے اسقدر کم ہی کہ اتنا خسارہ لوگ برداشت نہین کرتے ہین تو صلح جائز نہین ہی اور مالک کو اختیار ہی چاہے عورت سے قیمت متاع کی ضمان لے یا زید و عمرو سے لیوے بشرطیکہ متاع کے گواہ موجود ہون اور پیش ہون پس اگر اُسنے زید و عمرو سے ضمان لی تو دونون عورت سے جو اسکو دیا ہی واپس کر لینگے اور اگر عورت سے ضمان لی تو یہ صلح اُس عورت کے حق مین نافذ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک مال معین پر جو زید کے قبضہ مین ہی دعوے کیا اُسنے کہا کہ یہ خالد کی ودیعت ہی یا خالد نے اسکو میرے پاس ودیعت رکھا ہی پھر مدعی سے بعد گواہ قائم کرنے کے یا اس سے پہلے صلح کر لی تو صلح صحیح ہی اور یہ مال پھر نہین لے سکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر مستعیر کی سواری مین ٹٹو مر گیا اور ٹٹو والے نے اجارہ سے انکار کیا کہ مین نے عاریت نہین دیا تھا اور مستعیر سے

کسی قدر مال پر صلح کرلی تو جائز ہی پھر اگر اسکے بعد مستعیر نے عاریت کے گواہ پیش کیے اور کہا کہ وہ ٹٹو خود مر گیا تو صلح باطل ہوگی اور اگر مالک سے قسم طلب کی تو اختیار ہی یہ محیط مین ہی - اگر کسی شخص نے ایک ٹٹو کسی وقت تک کے واسطے مستعار لیا اور وہ تھک کر مر گیا اور مستعیر نے کہا کہ میرے نیچے مر گیا ہی اور مالک ٹٹو کو آنے سے منکر و مکذب ہی اور وہ عاریت کا مقر ہی پس مستعیر سے اسکے دام لیکر اُس سے صلح کرلی تو جائز نہین ہی اسی طرح اگر مستعیر نے کہا کہ مین نے تجھے دیدیا تھا تو بھی یہی حکم ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اگر مضارب نے مضاربت سے انکار کیا پھر اُسکا اقرار کیا یا اقرار کیا پھر انکار کیا پھر کسی قدر مال پر صلح کرلی تو جائز ہی - اگر مضارب کا کسی شخص پر قرضہ ہو کہ اُسکو مضاربت مین سے ادھار دیا ہی پھر اُس سے اسطور پر صلح کی کہ مین اُسمین تاخیر دیدونگا تو جائز ہی اور اگر اسکے وجہ سے بعض قرضہ کم کر دیا تو بھی جائز ہی اور جسقدر کم کر دیا ہی اسقدر رب المال کو خود ڈانڈ دیگا - اور اگر کمی بسبب مبیع کے عیب کے ہو یا عیب سے کسی قدر درمون پر صلح کرلی ہو تو یہ بھی رب المال پر بھی جائز ہوگی اور اگر اسطور سے صلح کی کہ کوئی کفیل لے اس شرط پر کہ اصیل بری ہو یا اس کفیل پر حوالہ قبول کرے تو یہ جائز ہی کذا فی المبسوط - قلت یہ کفالت اصل مین حوالہ ہوا کہ بنام کفالت ہی کیونکہ کفالت بشرط براءۃ الاصل حوالہ ہوتی ہی - اگر زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اسنے مجھے یہ غلام ہبہ کیا تھا اور مین نے قبضہ کر لیا ہی اور غلام عمرو کے ہاتھ مین موجود ہی وہ اُس سے انکار کرتا ہی پھر دونون نے اس شرط سے صلح کرلی کہ آدھا غلام مدعا علیہ کا ہو تو جائز ہی - پھر اسکے بعد اگر مدعی نے ہبہ کے گواہ قائم کیے کہ اسنے ہبہ کر دیا تھا اور مین نے قبضہ کر لیا تھا تو مقبول ہونگے حتی کہ مدعا علیہ سے وہ نصف جو اُسکے قبضہ مین رہا ہی نہین لے سکتا ہی - اور اگر باوجود اسکے کسی نے دوسرے پر کچھ درم شرط کیے تو بھی جائز ہی اور اگر یون صلح کی کہ تمام غلام ایک کو ملے اور غلام والا کچھ درم دوسرے کو دے تو بھی جائز ہی - اگر موہوب لہ نے ہبہ کا دعوی کیا اور اقرار کیا کہ مین نے غلام پر قبضہ نہین کیا تھا اور واہب نے انکار کیا پھر دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ غلام دونون مین برابر تقسیم ہو تو صلح باطل ہی اور اگر باوجود اسکے کسی پر درم شرط کیے پس اگر واہب پر شرط کیے تو جائز نہین ہی اور اگر موہوب لہ پر شرط کیے تو جائز ہی - اور اگر یون صلح کی کہ غلام پورا ایک کو ملے اور وہ دوسرے کو اسقدر درم دے پس اگر دونون نے واہب پر یہ درم دینے شرط لگائے تو نہین جائز ہی اور اگر موہوب کو غلام دینا اور اسپر واہب کو درم دینا شرط کیا تو جائز ہی یہ محیط مین ہی - ایک عورت نے کچھ زمین اپنے دو بھائیون کو ہبہ کر دی ایک بھائی حقیقی یعنی مان و باپ کی طرف سے ہی دوسرا علاتی یعنی باپ کی طرف سے ہی پھر وہ عورت مر گئی اور حقیقی بھائی اُسکا وارث ہوا اور کہا کہ یہ ہبہ ناجائز تھا اور دوسرے نے موافق قول بعض فقہا کے اسکی جواز کا دعوے کیا پھر باہم دونون نے صلح کرلی پھر حقیقی بھائی مر گیا پھر اُسکے وارثون نے ایسے قاضی کے پاس اس صلح کو باطل کرانا چاہا جو اصل ہبہ کو ناجائز جانتا ہی تو وہ اسکو موافق اُسکے قول کے جو اس ہبہ کو باطل کہتا ہی باطل کرکے میراث قرار دیگا اور اُسکے قول کے موافق جو اس ہبہ کو جائز کہتا ہی صلح باطل کر کے اُسکو دونون برابر بنصف ہبہ قرار دیگا - اور اگر عورت نے تمام زمین فقط علاتی بھائی کو ہبہ کر دی تھی ولیکن اُسنے بہن کی زندگی مین اسپر قبضہ نہین کیا تھا پھر عورت کے مرنے کے بعد اُسکے حقیقی بھائی نے مخاصمت کی کہ وہ تیرے حق مین جائز نہین ہی کیونکہ تو نے اسپر قبضہ نہین کیا تھا اور علاتی نے کہا کہ تو سچا ہی مین نے اسپر قبضہ نہین کیا تھا ولیکن مین تجھے بدون حکم قاضی کے نہ دونگا پھر دونون نے باہمی صلح کرلی تو صلح باطل ہی خواہ نصفا نصف پر یا کم یا زیادہ پر صلح کی ہو یہ مبسوط مین ہی -

اگر زید نے دعوے کیا کہ عمرو نے یہ دار آدھا غیر منقسم مجھے ہبہ کیا اور مین نے اُس سے لیکر قبضہ نہین کیا اور عمرو نے انکار کیا پھر دونون نے اسطور سے صلح کرلی کہ عمرو چوتھائی دار ہزار درم مین دیدے تو جائز ہی یہ حاوی مین ہی - اگر زید نے اپنے مقبوضہ دار کی نسبت دعوے کیا کہ مجھے عمرو نے یہ صدقہ دیا اور مین نے قبضہ کرلیا ہی اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تجھے ہبہ کیا تھا اور مین اس ہبہ کو پھیرنا چاہتا ہون پھر دونون نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ عمرو یہ دار زید کو صدقہ مین سپرد کردے تو جائز ہی اور اسکے بعد پھر عمرو کو پھیرنے کا اختیار نہ رہیگا - اسی طرح اگر دونون نے صلح قرار دی کہ دار باہم دونون کو آدھا آدھا ملے بشرطیکہ قابض سو درم واہب کو دے تو صلح جائز ہی اور غیر منقسم ہونا صلح کو باطل نہین کرتا ہی یہ مبسوط مین ہی - کسی شخص کو کچھ گیہون معین پر مزدور مقرر کیا پھر اُس سے درمون پر صلح کرلی تو جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - دوسرے سے ایک دار کرایہ لیا اور مدت مین دونون نے اختلاف کیا پس مواجر نے کہا کہ مین نے دو مہینہ کے واسطے دس درم پر کرایہ دیا ہی اور مستاجر نے کہا بلکہ تو نے دس درم پر تین مہینے کے واسطے کرایہ دیا ہی پھر دونون نے باہم اس امر پر صلح کی کہ ڈھائی مہینہ دس درم پر رہے تو جائز ہی اور اگر یون صلح کی کہ تین مہینہ تک رہے بشرطیکہ مستاجر ایک درم اور زیادہ کرے تو یہ بھی جائز ہی - اور اگر تین مہینہ تک رہنے کے واسطے اس شرط پر صلح کی کہ ایک قفیز معین یا غیر معین موصوف فی الذمہ زیادہ کرے تو بھی جائز ہی اور اگر یون صلح کی کہ دو ہی مہینے تک مستاجر رہے مگر مواجر دوسرے دار مین سے ایک بیت اور بھی ان دو مہینہ تک اُسکو دیدے تو بھی جائز ہی - اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ زیادتی کو دیکھنا چاہیے اگر زیادتی مجہول ہی تو جائز نہین ہی خواہ اُسی جنس سے ہو جو کرایہ پر دی ہی یا اُسکے خلاف جنس ہو اور اگر مستاجر کی طرف سے ہو پس اگر اُسی جنس سے ہی جسکو کرایہ لیا ہی تو جائز نہین ہی اور اُسکے خلاف جنس ہو تو جائز ہی اور اگر تین مہینہ تک دس درم پر رہنے کے واسطے اس شرط سے صلح کی کہ مستاجر رب الدار کو ایک زین بعینہ دیوے تو استحساناً جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر مواجر اور مستاجر نے باہم اس شرط پر صلح کی کہ مواجر اُسکو اُسکا کفیل دیوے اور کفیل اسپر راضی ہوا تو جائز ہی اور اگر کفیل غائب ہو تو صلح مردود ہی اور اگر یہ شرط کی کہ سکونت دار کے ساتھ اپنے ٹٹو کو فلان مقام تک کی سواری کے واسطے دے تو بھی جائز ہی اسی طرح اگر اپنے کسی خاص غلام کی ایک مہینے کی خدمت زیادہ کردے تو بھی جائز ہی - اور اگر مستاجر نے اسکو کسی دار معروف کی ایک مہینہ کی سکونت زیادہ کردی تو جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر ایک ٹٹو کسی مقام معلوم تک کچھ اجرت مقرر کرکے کرایہ کرلیا پھر ٹٹو والے نے زیادہ اجرت کا اور مستاجر نے زیادہ دوری تک کا دعوے کیا پھر باہم صلح کی کہ مقام وہی ہی جو ٹٹو والے نے معین کیا اور کرایہ وہی ہی جو مستاجر نے اقرار کیا تو یہ صلح جائز ہی - اور اگر مستاجر نے اصل اجارہ سے انکار کیا اور ٹٹو والے نے اسکا دعوے کیا پھر باہم صلح کی کہ مستاجر اس ٹٹو پر فلان مقام تک ایک درم پر جاوے تو جائز ہی - اور اگر مستاجر نے دعوے کیا کہ مین نے یہ ٹٹو مع اکاف کے بغداد تک پانچ درم پر کرایہ کیا تھا کہ اسپر اپنا اسباب لادونگا اور ٹٹو والے نے اُس سے انکار کیا پھر باہم صلح کرلی کہ مین خود اسپر زین سواری سے بغداد تک جاؤنگا تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اگر زید نے عمرو کے مقبوضہ غلام پر دعوے کیا کہ مین نے بسبب عمرو کے سو درم کے جو مجھ پر قرضہ تھے یہ غلام عمرو کے پاس رہن کردیا ہی اور عمرو نے کہا کہ یہ میرا غلام ہی اور سو درم میرے تجھ پر قرضہ ہین پھر دونون نے باہم صلح کی کہ عمرو اُن سو درم سے جنکا زید پر دعوی کرتا ہی زید کو بری کرے اور پچاس درم اور دیدے اور زید اس غلام مین جھگڑا کرنا چھوڑدے تو یہ صلح جائز ہی پھر اگر

اس صلح کے بعد عمرو نے اقرار کیا کہ غلام میرے پاس رہن تھا تو صلح نہ ٹوٹیگی - اور اگر غلام مرتہن کے پاس ہو اُسنے کہا کہ تو نے میرے پاس بعوض سو درم کے جو میرے تجھ پر آتے ہین اس غلام کو رہن کیا ہی اور راہن نے کہا کہ تیرے مجھپر سو درم ہین مگر مین نے یہ غلام تیرے پاس رہن نہین کیا ہی پھر دونون نے باہم صلح کرلی کہ مرتہن اسکو پچاس درم قرض اور دیدے اور غلام ایکسو پچاس پر اُسکے پاس رہن رہے تو صلح جائز ہی اور غلام ایکسو پچاس پر رہن رہیگا اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ مرتہن راہن کو پچاس درم ہبہ کردے اور راہن غلام کو بعوض سو درم کے اُسکے پاس رہن رہنے دے تو صلح فاسد ہی اور اگر مرتہن نے ہبہ دیا ہو تو اُسکو واپس لینے کا اختیار ہی اور راہن کو اپنے رہن واپس کرلینے کا اختیار ہی - اور اگر دونون نے یون صلح ٹھہرائی کہ مرتہن پچاس درم سے راہن کو بری کردے اور باقی پچاس کے عوض غلام رہن رہے تو جائز ہی - اگر مرتہن نے کسی کپڑے کی نسبت جو راہن کے قبضہ مین ہی دعوے کیا کہ اس راہن نے یہ کپڑا میرے پاس بعوض دس درم کے جو مین نے اُسکو قرض دیے تھے رہن کیا مگر مین نے اس رہن پر قبضہ نہین کیا اور راہن نے کہا کہ تیرے دس درم مجھپر ہین ولیکن مین نے یہ کپڑا تجھے رہن مین نہین دیا پھر دونون نے اس امر پر صلح کی کہ مرتہن ایک درم قرض کم کردے تاکہ راہن اُسکے پاس یہ کپڑا رہن کردے تو یہ جائز ہی اسی طرح اگر یون صلح کی کہ مرتہن اُسکو ایک درم اور قرض دے تاکہ راہن اُسکے پاس یہ کپڑا رہن کردے تو بھی جائز ہی - اور ایسے ہی اگر یون باہم صلح کی کہ یہ کپڑا اس شرط سے رہن دیا جاوے کہ مرتہن ایک درم قرضہ کم کردے اور ایک درم اور قرض دے یعنی ایک درم اصل سے معاف کیا اور ایک درم پھر قرض دیا تو یہ صلح بھی جائز ہی پھر اگر اُسکو کپڑا رہن نہ دیا اور اُسکو اپنے پاس ہی رکھنا مصلحت معلوم ہوا تو اُسکو اختیار ہی ولیکن اصل قرض مین ایک درم کی کمی ثابت نہ ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کوئی متاع بعوض سو درم کے رہن کی اور رہن کی قیمت دو سو درم ہین پھر مرتہن نے کہا کہ رہن تلف ہوگیا اور راہن نے کہا کہ نہین تلف ہوا ہی پھر دونون نے اس شرط پر صلح کی کہ مرتہن اُسکو پچاس درم دیدے اور باقی سے اسکو بری کرے تو امام ابو یوسف کے نزدیک یہ باطل ہی اور ایسے ہی اگر مرتہن نے رہن راہن کو واپس دینے کا دعوے کیا اور راہن نے انکار کیا تو بھی صلح کا یہی حکم ہی - اور اگر راہن نے اسپر تلف کرڈالنے کا دعوے کیا اور مرتہن نے اُسکا اقرار نہ کیا اور نہ انکار کیا پھر کسی چیز پر صلح قرار دی تو بالاتفاق جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اگر رہن کی قیمت دو سو درم ہون اور قرضہ سو درم ہون پس راہن نے کہا کہ تو نے میری متاع فروخت کرڈالی اُسنے نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا پھر دونون نے باہم صلح کرلی تو جائز ہی - اور اگر مرتہن نے اقرار کیا کہ مین نے وہ متاع سو درم کو راہن کی وکالت سے فروخت کردی ہی یعنی راہن نے مجھے وکیل بیع کیا تھا اور راہن نے کہا کہ مین نے تجکو بیع کے واسطے وکیل نہین کیا تھا پھر دونون نے باہم صلح کی کہ مرتہن راہن کو سو درم قرضہ سے بری کرکے پچاس درم زیادہ کردے تو جائز ہی پھر اگر وہ متاع مرتہن کے پاس ظاہر ہوئی تو صلح ویسی ہی باقی رہیگی - اور اگر مرتہن نے متاع فروخت کردی پھر راہن مر گیا اُسکے وارثون نے اس پر صلح کی کہ مرتہن قرضہ سے بری کرکے پچاس درم وارثون کو زیادہ دے تو بھی جائز ہی - پھر اگر دوسرا شخص آیا اور اُسنے کہا کہ یہ رہن تو میرا ہی اور اس سے بھی مرتہن نے دس درم پر صلح کی تو بھی جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر راہن مر گیا پھر ایک شخص نے دعوے کیا کہ یہ رہن میرا ہی مین نے راہن کو

عاریت دیا تھا کہ وہ رہن کر دے پھر دونوں نے باہم اس شرط پر صلح کی کہ مرتہن ایسا اقرار کر دے تو مرتہن کے قول کی وارثان راہن پر تصدیق نہ کیجاویگی کذا فی المحیط

باب پانچواں غصب اور سرقہ اور اکراہ و تہدید سے صلح کر لینے کے بیان میں - اگر کسی شخص پر غصب کا دعوی کیا پھر مال پر اس سے صلح کر لی تو صلح جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک کپڑا غصب کیا جسکی قیمت دس درہم تھی پھر اسکو تلف کر دیا پھر اس سے سو درہم سے زائد پر صلح کر لی تو جائز ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر اسکی قیمت سے اسقدر زیادتی ہو کہ جسقدر لوگ برداشت نہیں کرتے ہیں تو باطل ہوگی اور صحیح امام اعظم رح کا مذہب ہے یہ خزانۃ الفتاوے میں ہے اگر مغصوب یعنی غصب کی ہوئی چیز کوئی غلام ہو اور وہ بھاگ گیا یا غاصب کے پاس ہلاک ہو گیا پس اسکی قیمت سے زیادہ پر صلح کر لی تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر اسکی قیمت سے اسقدر زیادتی خسارہ ہو کہ لوگ اسکو برداشت نہیں کرتے ہیں تو زیادتی باطل ہوگی۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اختلاف اسصورت میں ہے کہ جب غلام بھاگ گیا ہو۔ اور اگر ہلاک ہو گیا ہو اور اسکی قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو بالاتفاق جائز نہیں ہے اور اصح یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں اختلاف ہے کذا ذکرہ الامام فخر الدین فی شرح جامع الصغیر۔ اور اسی اختلاف پر اسصورت میں ہے کہ ایک غلام غصب کیا اور وہ اسکے قبضہ میں مر گیا پھر کسی قدر مال پر صلح کی پھر غاصب نے گواہ قائم کیے کہ جسقدر پر صلح کی ہے وہ اس سے اسکی قیمت کم تھی تو امام اعظم رح کے نزدیک گواہ قبول نہ ہونگے اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہونگے اور زیادتی غاصب کو واپس دلا دی جاوے گی یہ غایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہے۔ اور اجماع ہے کہ اگر کسی عرض پر صلح قرار پائی تو جائز ہے خواہ اس عرض کی قیمت غلام کی قیمت سے زیادہ ہو یا کم ہو۔ اور اسپر بھی اجماع ہے کہ اگر قاضی نے غاصب پر قیمت کی ڈگری کی پھر قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر غلام مغصوب بھاگ گیا پھر اسکے مالک سے کسی قدر درموں مسمی پر فی الحال یا میعادی ادھار دینے پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر اسی بھاگے ہوئے غلام سے کیلی یا وزنی چیز پر خواہ بعینہ ہو یا غیر معین ہو صلح کی ولیکن بدل پر اسی مجلس میں قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اگر غیر معین ہو اور اسی مجلس میں قبضہ نہ کیا تو جائز نہیں ہے چنانچہ حقیقت میں ہلاک ہو جانے کی صورت میں بھی جائز نہیں ہے اور اگر غلام بعینہ قائم ہو اور غاصب نے ان چیزوں پر جو ہمنے ذکر کی ہیں کسی چیز معین یا غیر معین پر فی الحال دینے یا میعادی ادھار دینے پر صلح کی تو جائز ہے اور مثل بیع کے قرار دیجاویگی۔ اور اگر غاصب نے اور مغصوب منہ نے باہم اختلاف کیا ایک نے کہا کہ بھاگ گیا اور دوسرے نے کہا کہ نہیں بھاگا ہے تو غاصب کا قول قبول ہوگا اگر اسنے کہا کہ میرے پاس ہے تو تمام ان چیزوں پر جو ہمنے بیان کی ہیں صلح جائز ہے خواہ فی الحال دینا شرط ہو یا میعادی ادھار ہو۔ اور اگر کہا کہ بھاگ گیا ہے تو درموں پر صلح فی الحال یا میعادی ادھار پر جائز ہے اور کیلی اور وزنی چیز پر فی الحال دینے پر صلح جائز ہے اور ادھار میعادی جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے ایک کپڑا عمرو کا غصب کر لیا اور زید کے پاس خالد نے اسکو تلف کر دیا پس مالک نے زید سے اسکی قیمت سے کم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور زید خالد سے اسکی قیمت لے لیگا اور اسکی زیادتی صدقہ کر دیگا اور اگر اسنے خالد ہی سے اسکی قیمت سے کم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور زید کی برارت ہو جائیگی اور خالد کچھ صدقہ نہ کریگا اور اگر جو مال صلح خالد پر ٹھہرا تھا وہ ڈوب گیا تو مالک

پھر ان سے کچھ معین لے سکتا ہے یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر ایک کر گیہون غصب کیے پھر اُس سے کسی قدر درمون پر جو مقرر کرکے
فی الحال ادا کرنے یا میعادی اُدھار پر صلح کی اور کر بعینہ قائم ہے تو صلح جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی قدر سونے پر مقرر کرکے
فی الحال دینے یا میعادی اُدھار پر صلح کی تو بھی جائز ہے اور یہی حکم تمام وزنی چیزون پر صلح کا ہے۔ اور اگر کسی کیلی چیز پر
میعادی اُدھار دینے کی شرط پر صلح کی تو جائز نہین ہے خواہ گیہون پر صلح کی ہو یا کسی اور چیز پر۔ اور اگر وہ کر تلف کر دیا ہو
پھر کسی قدر درمون یا دینارون پر صلح ٹھہرائی پس اگر اُدھار ہون تو نہین جائز ہے اور اگر نقد ہون اور قبضہ کر لیا
تو صلح جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اور اگر کسی کیلی یا وزنی چیز پر صلح کی پس اگر نقد
فی الحال ہے اور قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اگر اُدھار میعادی ہے پس اگر مصالح علیہ سوائے گیہون کے کوئی چیز ہے تو جائز
نہین ہے اور اگر گیہون ہون تو جائز ہے اور اگر ڈیڑھ کر پر صلح کی تو صلح باطل ہے خواہ غصب کر لیا ہوا کر بعینہ قائم ہو
یا تلف ہو گیا ہو کیونکہ یہ ربو یعنی سود ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک کر گیہون و ایک کر جو غصب کرکے تلف کیے اور پھر اُس سے ایک
کر جو پر میعادی اُدھار کرکے اس شرط سے صلح کی کہ گیہون سے اُسے بری کر دے تو جائز ہے اسی طرح اگر کوئی دونون مین
سے موجود ہو اور اُسی پر اس شرط سے صلح کی کہ جو تلف ہو گئی ہے اُس سے بری کر دے تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ ملتقط مین
ہے کہ ایک شخص نے عروض و گیہون و جو غصب کیے اور مغصوب منہ نے اُس سے ہزار درم پر ایک سال کے وعدہ پر
صلح کی تو گیہون و جو کا حصہ صلح اگر دونون تلف ہو گئے ہون تو باطل ہے اور ہزار مین سے عروض کے حصہ کی صلح جائز
ہے اور اگر غاصب نے کہا تھا کہ گیہون تلف نہین کیے ہین اور مغصوب منہ نے کہا کہ تلف کر دیئے ہین تو غاصب کا قول
قبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر سو درم اور دس دینار غصب کر لیے اور دونون تلف کر دیے پھر اُسنے ایک کر گیہون معین
پر صلح کی پھر وہ کر استحقاق مین لیلیا گیا یا اسمین کچھ عیب پا کر واپس کیا تو درم و دینارون کو واپس لیگا۔ اور اگر پچاس درم
فی الحال نقد یا میعادی اُدھار پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر بعد قبضہ کے اسمین استحقاق ثابت ہوا یا زیوف یا ستوق پائے
اور واپس کر دیے تو صلح نہ ٹوٹیگی اُنکے مثل دوسرے لیوے۔ اور اگر پچاس درم کے وزن سے چاندی پر صلح کی تو بھی یہی
حکم ہے۔ اسی طرح اگر سو مثقال چاندی اور دس دینار غصب کیے پھر پچاس درم فی الحال یا میعادی اُدھار پر صلح کی تو بھی
جائز ہے بشرطیکہ یہ دراہم کھرے پن مین چاندی کے برابر ہون اور اگر اس سے اچھے ہونگے تو صلح جائز نہوگی یہ مبسوط مین
ہے اگر ایک کر گیہون غصب کر لیے پھر نصف کر گیہون پر صلح کی پس اگر وہ کر جو غصب کر لیا ہے غائب ہو اور اسی کے آدھے
کر پر صلح کی تو نہین جائز ہے خواہ غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو یا انکار کرتا ہو اور اگر دوسرے کر کے نصف پر صلح کی تو
جائز ہے خواہ غاصب مقر ہو یا منکر ہو ولیکن اُسکو جسقدر زیادتی رہی دیانۃً اللہ کے نزدیک حلال نہین ہے جبکہ وہ کر اُسکے
پاس درحقیقت قائم ہو اور چاہیے کہ مغصوب منہ کو واپس کر دے۔ اور اگر وہ کر مغصوب حاضر ہو پس اگر غاصب غصب سے
انکار کرتا ہو اور اُسنے اسی کر کے نصف پر یا دوسرے نصف کر پر صلح کی تو قضاءً جائز ہے ولیکن دیانت کی راہ سے اللہ کے نزدیک
اُسکو آدھا کر باقی مغصوب منہ کو واپس دینا واجب ہے۔ اور اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو آدھے کر غصب شدہ
پر صلح جائز نہین ہے یا دوسرے کر کے نصف پر بھی نہین جائز ہے اور یہ استحسان ہے۔ اور اگر کسی کپڑے پر صلح کی اور وہ
اسکو دیدیا تو صلح جائز ہے خواہ کر مغصوب موجود ہو یا غائب ہو خواہ غاصب مقر ہو یا منکر ہو۔ اور یہی حکم جو ہمنے گیہون
کی صورت مین ذکر کیا ہے تمام کیلی چیزون مین اور تمام اُن چیزون مین جو تقسیم ہو سکتی ہین جیسے وزنیات اور عددیات

مستقار یہ مین بھی جاری ہی۔ اور اگر مغصوب ایسی چیز ہو کہ تقسیم نہین ہو سکتی ہی مثلاً غلام یا کوئی چوپایہ یا باندی ہو پھر مغصوب منہ سے غاصب نے اُسکے نصف پر صلح کی پس اگر مغصوب غائب ہو تو صلح بے شک ناجائز ہی اور اگر موجود حاضر ہو پس اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو بھی صلح ناجائز ہی اور اگر انکار کرتا ہو تو بھی مذکور ہی کہ صلح جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ زید نے عمرو سے ہزار درم غصب کر لیے اور اُنکو چھپا کر غائب کر دیا اور مالک نے اُس سے پانچ سو درم پر صلح کی اور غاصب نے اسکو انھین درمون مین سے دیے یا دوسرے درمون سے دیے تو یہ صلح قضاءً جائز ہی ولیکن دیانت کی رو سے اللہ کے نزدیک جائز نہین ہی غاصب کو چاہیے کہ باقی درم مالک کو واپس کر دے اور اگر غاصب کے پاس دراہم مغصوبہ اسطور سے موجود ہین کہ مالک اُنکو دیکھتا ہی پس اگر غاصب منکر غصب ہو تو بھی یہی حکم ہی۔ پھر اگر مالک نے اسکے بعد گواہ پائے اور پیش کیے تو اُسکے واسطے باقی درمون کی ڈگری ہو جائیگی۔ اور اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو اور درم اُسکے ہاتھ مین ظاہر موجود ہون اور مغصوب منہ اُس سے لے لینے کی قدرت رکھتا ہو اور اُس سے نصف درمون پر صلح کی اس شرط پر کہ باقی درمون سے اُسکو بری کر دے تو قیاساً مثل اول کے ہی یعنی قضاءً صلح جائز ہی اور استحساناً جائز نہین ہی اُسپر واجب ہی کہ مغصوب منہ کو واپس کر دے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر کسی شخص نے ایک غلام یا کپڑا یا اسکے مشابہ کوئی چیز دو شخصون سے غصب کر لی اور تلف کر دی پھر ایک نے دونون مین سے غاصب سے اپنے حصہ سے درمون یا دینارون پر صلح کی اور قبضہ کر لیا تو جائز ہی اور اس مقبوضہ مین دوسرا شخص اُسکا شریک ہوگا اور مصالح کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے مقبوضہ مین سے اسکو دے یا دوسری دے۔ اور اگر صلح کسی عرض پر واقع ہوئی اور دوسرے شریک نے مصالح سے ضمان لینا اختیار کیا تو مصالح کو اختیار ہوگا کہ چاہے نصف مقبوضہ اُسکو دے یا چوتھائی مال مغصوبہ کی دیدے۔ اور اگر عرض قائم ہو پھر دونون مین سے ایک نے غاصب سے اپنے حصہ سے صلح کی پس اگر عرض غاصب کے ہاتھ مین ظاہر موجود ہو اسطرح کہ مالک اسکو دیکھتا ہی اور غاصب غصب کا اقرار کرتا ہی تو ساکت کو مصالح کے ساتھ شریک ہونے کا حق مال مقبوض مین نہین ہی۔ اور اگر عرض غائب ہی کہ مالک کو اسکی جگہ معلوم نہو اور نہ غاصب کو معلوم ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو ساکت کو مصالح کی شرکت کرنے کا مقبوضہ مال مین اختیار ہی۔ اور اگر عرض غاصب کے ہاتھ مین بعینہ قائم ہو اسطرح کہ مالک اسکو دیکھتا ہو ولیکن غاصب غصب سے انکار کرتا ہی تو اصل مین مذکور ہی کہ ساکت کو مصالح کے ساتھ اسکے مقبوضہ مین شرکت کرنے کا اختیار نہین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ جو اصل مین مذکور ہی یہ امام محمد رح کا قول ہی اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ ساکت کو مصالح کے مقبوضہ مین اُسکے ساتھ شرکت کا اختیار ہی۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جس صورت مین مغصوب غائب ہو اور مالک کو اسکی جگہ معلوم نہو مگر غاصب کو معلوم ہو تو بھی حکماً ایسا ہی اختلاف ہونا واجب ہی کذا فی المحیط۔ ایک شخص نے دوسرے کا چاندی کا برتن تلف کر دیا اور قاضی نے اُسپر قیمت کی ڈگری کر دی پھر قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو ہمارے نزدیک حکم قضا باطل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر دونون نے باہم صلح کر لی اور بدون حکم قاضی کے قیمت پر صلح ٹھہری اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو بھی یہی حکم ہی اسی طرح اگر چاندی کا پتر یا درم ضائع کر دیے پھر اس سے کم بے میعادی اُدھار کر کے صلح کی تو بھی ہمارے نزدیک

ہی

یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر چاندی کے تہر یا درم تلف کر دیے پھر اُسکے مثل دس درم پر کسی مدت تک اُدھار پر صلح کی تو جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ایک چاندی کا برتن ڈھلا ہوا غصب کر کے اپنے گھر مین رکھا پھر مالک اُس سے ملا اور اُسکے برابر چاندی پر یا کسی قدر سونے پر صلح کی پھر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل ہوگی - اور یہی نوادر بن سماعہ مین ہی کہ ایک شخص نے ایک طوق سو دینار قیمت کا غصب کیا اور اُسکے پاس سے ضائع ہو گیا اور مالک طوق نے اس سے پچاس دینار پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر غاصب نے اسکو پایا تو طوق کا مالک آدھے کا اُسکا شریک ہوگا - اور اگر غاصب کے پاس طوق موجود ہو اور اُسنے مالک سے اسطور سے صلح کی جسطرح ہمنے بیان کیا تو صلح جائز نہوگی - اور یہی نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک چاندی کا کنگن غصب کر لیا اور بعد غصب کے اسکی قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز نہین ہی اور اگر غاصب نے اُسکو تلف کر دیا اور مغصوب منہ اس امر پر راضی ہوا کہ کنگن کے برابر چاندی تہر کی لے لے اور اُسکی نبوائی سے بری کر دے تو جائز ہی یہ محیط مین ہی - اگر زید نے عمرو کے گھر سے ایک چور پکڑا حالانکہ چور مال چوری کا گھر سے باہر نکال چکا ہی اور زید نے اُسکو عمرو کے سپرد کرنا چاہا پس چور نے زید سے کسی قدر مال معلوم پر صلح کی کہ وہ نہ پکڑے اور زید نے صلح کر کے اُسکو چھوڑ دیا تو یہ صلح باطل ہی زید کو وہ مال سارق کو پھیر دینا واجب ہی اور اگر یہ مال عمرو کا ہو تو چور کو دینا واجب نہوگا اور جب اُسنے یہ سرقہ عمرو کو دیدیا تو خصومت سے بری ہو جائیگا - اور اگر ایسی صلح عمرو سے واقع ہوئی حالانکہ پہلے قاضی کے پاس مقدمہ پیش ہو چکا ہی پس اگر صلح بلفظ عفو واقع ہوئی تو بالاتفاق عفو صحیح نہین ہی اور اگر بلفظ ہبہ یا براءت کے واقع ہوئی تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا ساقط ہو جائیگا - اور امام یا قاضی نے اگر شراب خوار سے اسطور سے صلح کی کہ مال لیکر اسکو عفو کر دے تو صلح نہین صحیح ہی اور مال شراب خوار کو واپس کرے خواہ یہ پکڑے جانے سے پہلے ہو یا اسکے بعد یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک موزہ سینے والے کی دوکان سے لوگون کے موزے چوری گئے اور موزہ دوز نے چور سے صلح کی پس اگر مال مسروقہ بعینہ قائم ہو تو بدون اجازت مالکان موزہ کے صلح کرنا جائز نہین ہی اور اگر مال مسروقہ تلف کر دیا تو صلح بدون مالکون کی اجازت کے جائز ہی مگر شرط یہ ہی کہ صلح درمون پر واقع ہو اور اسمین قیمت مین سے زیادہ کمی نہو یہ خزانۃ المفتین مین مین ہی ایک شخص چوری مین متہم ہو کر قید کیا گیا پھر اُسپر ایک قوم نے دعوے کیا اُسنے لوگون سے صلح کر لی پھر قید سے نکلکر انکار کیا اور کہا کہ مین نے صرف اپنی جان کے خوف سے اُن لوگون سے صلح کی تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر قاضی کے قیدخانہ مین قید تھا تو صلح جائز ہی اور اگر والی ولایت کے قیدخانہ مین تھا تو صلح صحیح نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک شخص نے دوسرے کو کچھ بضاعت دی اور اسپر راہ مین ڈاکا پڑا اور خود اسکا مال اور مال بضاعت سب لے لیا گیا پھر جسکے پاس بضاعت تھی اُسنے چور رہزن سے صلح کی پھر یہ کہا کہ مین نے صرف اپنے مال سے صلح کی تھی اور صاحب بضاعت کہتا ہی کہ تو نے میری بضاعت سے صلح کی ہی پس اگر قبضہ کرنے کے وقت دینے والے نے یہ کہا کہ یہ مال منجملہ اُسکے ہی جو مجھپر واجب تھا تو موافق اُن دونون کے ملکیت کے حصہ رسد تقسیم ہوگا اور اگر اُسنے کوئی مال خاص کا دعوے صلح بیان کیا تو اُسی مال کا خاص قرار دیا جائیگا اور دوسرا اسمین شریک نہوگا اور اگر مبہم چھوڑ دیا کوئی تفصیل قابض و دافع کے درمیان نہوئی پس اگر رہزن چور حاضر ہو تو اُسی کا قول معتبر ہوگا کہ تو نے کس مال کے عوض صلح مین دیا ہی بشرطیکہ

[illegible] لینے والا دینے والا دونون [illegible] کی قدرت نہین [illegible] اور اگر غائب [illegible] فصل [illegible] ہو [illegible] المفتین مین ہی مکرہ کی صلح [illegible] وقت کچھ بیان [illegible] کے عوض [illegible] واسطے زبردستی کی [illegible] کے ساتھ صلح کرنیکو [illegible] نے ایک [illegible] سلطان [illegible] جائز [illegible] ہی کذا فی السراجیہ - اگر مدعی دو شخص [illegible] اسکے ساتھ صلح جائز نہین ہی [illegible] مجبور کیا گیا [illegible] کی گئی تھی اور وہ [illegible] زبردستی [illegible] صلح کرلی تو جبکے [illegible] کے ساتھ [illegible] رات یا دن مین اسکے پاس [illegible] ایک شخص کے گھر مین [illegible] مبسوط [illegible] کے ساتھ جائز ہی [illegible] کسی چیز پر صلح کرلی یا اسکو اقرار [illegible] اپنے دعوے [illegible] ہتھیار [illegible] لے اور اسکو دھمکایا [illegible] نے ایسا ہی کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ امام اعظم رح کے قیاس [illegible] کیا یعنی اکراہ [illegible] سے [illegible] صرف سلطان سے ہوتا ہی اور صاحبین کے نزدیک [illegible] صلح و اقرار و ابراء جائز [illegible] کیونکہ امام [illegible] ہو کہ جس چیز سے وہ ڈراتا ہی اسکو کر دکھاوے [illegible] اکراہ ہر ایک شخص سے ہوسکتا ہی کہ [illegible] اسکو [illegible] نکال کر نہ ڈرایا بلکہ اسکو صرف [illegible] اگر شہر مین [illegible] اور اگر [illegible] صاحبین [illegible] تو اس حکم مین وہ بمنزلہ ہتھیار کے [illegible] سے جان جاتی رہے ڈرایا [illegible] اگر کسی [illegible] مین ایسا [illegible] صلح جائز [illegible] ہوا کہ وہان کوئی مددگار فریاد رس نہین پہونچ سکتا ہی تو [illegible] راستہ مین رات یا دن مین [illegible] اور اگر شوہر نے اپنی جورو کو دھمکایا تاکہ وہ مہر سے کسی چیز پر [illegible] ہون [illegible] اگرچہ آٹھ دن نے ہتھیار [illegible] اقرار [illegible] اور اگر اسکو طلاق سے دھمکایا یا یون دھمکایا کہ اسکے اوپر دوسری صلح کرے [illegible] تو وہ بمنزلہ اجنبی [illegible] ہی [illegible] کر لیگا یا کوئی باندی [illegible] بنا لیگا تو [illegible] اکراہ نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی

باب [illegible] سے صلح کرنے کے بیان مین - [illegible] جو لوگ ہمیشہ پیشہ کا کام کرتے ہین - اگر کسی شخص نے کندی کرنیوالے کو کندی کے واسطے کوئی کپڑا دیا اسنے کندی مین اسکو پھاڑ دیا پھر مالک نے کندی والے سے کسی قدر معلوم درمون پر صلح کی خواہ اسطور پر کہ درم کے ساتھ کپڑا ابھی مالک لے یا کپڑا کندی والا لے تو صلح جائز ہی خواہ درم فی الحال [illegible] سے ہون یا میعادی ادھار ہون - اسی طرح اگر اس [illegible] دینار دن پر صلح کی تو بھی جائز ہی خواہ کپڑا مالک کو دینے کی شرط کی ہو اور اگر کسی کیلی یا وزنی پر جو ذمہ مقرر کی ہی صلح کی اور شرط یہ کہ کپڑا کندی والے کو یا کندی والے کو دینے کی شرط کی ہو اور اگر اس شرط پر واقع ہوئی کہ کپڑا اسکے مالک کو ملے تو جائز نہین ہی [illegible] حصہ ثوب کی جائز اور حصہ خرق کی باطل ہی - اور اگر کندی والے نے کہا کہ مین نے تجھے کپڑا دیدیا اور مالک نے انکار کیا اور صلح کی تو امام اعظم رح [illegible] نہین ہی - اور امام محمد رح کے نزدیک صلح جائز ہی اور کے نزدیک صلح جائز نہین ہی اور نہ کندی والے کا اجر یعنی مزدوری واجب ہوگی [illegible] یہ محیط مین ہی - اور اگر قصار یعنی کندی کرنے والے نے دعوی کیا ایسے ہی دوسرے قول امام ابو یوسف مین بھی جائز ہی [illegible] اجرت سے انصف پر صلح کی تو جائز ہی اسی طرح کہ مین نے کپڑا مالک کو دیا اور اجرت طلب کی اور مالک نے انکار کیا پھر اجرت سے انصف پر صلح کی تو جائز ہی اسی طرح اگر کپڑے کے وصول پانے کا اقرار کیا اور دعوے کیا کہ مین نے مزدوری اسکو دیدی ہی اور کندی والے نے انکار کیا پھر دونون نے آدھی اجرت پر صلح کرلی تو جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی - اجیر مشترک نے دعوے کیا کہ مال مین میرے پاس تلف ہوگیا پھر اس سے درمون پر صلح کرلی تو امام اعظم رح کے قول پر اجیر مشترک امین ہوتا ہی اسواسطے اسکا اس کہنے کے بعد کہ مال مین میرے پاس تلف ہوگیا ہی صلح کرنا صحیح نہین ہی جیسا مستودع مین حکم ہی اور صاحبین رح کے نزدیک صحیح ہی اور وہ ضامن

[illegible]

ہوتا ہی پس مثل غاصب کے اُسکا حکم ہی۔ اور چستر اما اگر اجیر مشترک ہو تو اُسکا حکم مثل قصّار یعنی کندہی کرنے والے کے ہی اور اگر ایک ہی شخص کا اجیر ہو تو اجیر خاص ہی وہ بلا خلاف امین ہوتا ہی اُسکا حکم مثل مستودع کے ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ کچھ سوت کسی جولاہے کو دیا اور اُس سے جس شرط کے ساتھ بُننے کو کہا تھا اُسنے اسطور سے نہ بُنا اور بناوٹ مین اُسکے خلاف کیا تو مالک کو اختیار ہی چاہے اُس سے کپڑا لیکر ایسی بنائی کی جو اجرت ہوتی ہی اُسکو دیدے یا کپڑا اُسکے پاس چھوڑ دے اور اپنے سوت کے مثل سوت اُس سے لے لے اور اگر اُس سے اسطور سے صلح کی کہ کپڑا جولاہے کے پاس رہے اور جولاہہ کچھ دراہم مسمّی کسی میعاد پر مالک کو ادا کرے تو کتاب مین مذکور ہی کہ ایسی صلح جائز نہین ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ تاویل اس مسئلہ کی یعنی صلح نا جائز ہونے کی یہ ہی کہ سوت کے مالک نے یہ کیا کہ کپڑا جولاہے کے پاس چھوڑ دیا اور اپنے سوت کے مثل سوت اُس سے تاوان لیا پھر اُس سے کسی قدر دراہم مسمّی پر صلح کی اور مدت ادا مقرر کی تو جائز نہین ہی کیونکہ تُن دینا اُسکے ذمہ دین تھا پھر جب اُس سے اُسکے عوض اُدھار درمون پر صلح کی تو یہ دین بعوض دین کے ہوا اور یہ حرام ہی اور اگر یون ہو کہ کپڑے کو سوت کے مالک نے لے لیا پھر اسطور سے صلح کی کہ کپڑا جولاہے کا اور جولاہہ کچھ درم مسمّی کسی مدت مقررہ تک ادا کرے تو صلح جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر یون صلح کی کہ کپڑا لیکر تھوڑی مزدوری دیوے اور تھوڑی گھٹا دے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر رنگریز کو ایک کپڑا اس شرط پر دیا کہ ایک درم مین ایک قفیز عصفر سے رنگ دے اُسنے دو قفیز سے رنگا حتی کہ مالک ثوب کو خیار حاصل ہوا کہ چاہے کپڑا لے لے اور اسکو ایک درم اور دوسرے قفیز کی زیادتی دیدے یا کپڑا رنگریز کے پاس چھوڑ دے اور اپنے سپید کپڑے کی قیمت اُس سے ڈانڈ لے پھر مالک نے اس طور سے صلح ٹھہرائی کہ کپڑا لیکر ایک قفیز گیہون معین اُسکو دیدے تو جائز ہی خواہ اُس سے اجرت اور زیادتی قفیز عصفر سے صلح ٹھہرائی یا دوسرے قفیز کی زیادتی سے صلح ٹھہرائی ہو۔ اور اگر ایک قفیز گیہون اُدھار میعادی پر صلح ٹھہرائی تو امام محمد رحنے یہ صورت کتاب مین نہین لکھی ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی مشائخ عراق نے فرمایا کہ جائز ہی اور مشائخ بلخ نے کہا کہ جائز نہین ہی۔ اور اگر ایک قفیز عصفر پر صلح کی پس اگر قفیز عصفر معین ہی تو جائز ہی اور اگر غیر معین ہی تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر رنگریز سے کسی قدر درمون پر میعادی اُدھار کرکے صلح کی تو جائز ہی اسی طرح اگر ایک قیراط سونے پر صلح کی تو جائز ہی بشرطیکہ سونے پر اُسی مجلس مین قبضہ کر لیا اور اگر قبضہ نہ کیا یا ادھار کرکے میعاد مقرر کی پس اگر قیمت دوسرے قفیز کی جو اُسنے رنگ مین زیادہ کی ہی ایک قیراط سونا یا اُس سے زیادہ ہو تو اسطور سے جائز ہی کہ اجرت کو کم کر دیا اور قفیز کی زیادتی کی قیمت مین مدت مقرر کی۔ اور اگر اس قفیز کی قیمت قیراط سونے سے کم ہو تو صلح جائز نہوگی یہ مبسوط مین ہی۔

ساتوان باب بیع اور سلم مین صلح کرنے کے بیان مین۔ اگر ہزار درم سیاہ پر اپنا غلام فروخت کیا پھر اُس سے ایک ہزار ایک سو درم زیوف یا نبہرہ پر صلح کی خواہ نقد فی الحال یا ادھار میعادی تو یہ صلح باطل ہی۔ اسی طرح اگر کسی کیلی یا وزنی غیر معین چیز پر صلح قرار دی تو بھی جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے کوئی چیز خریدی اُسمین یا اُسکی کسی ٹکڑے پر کسی دوسرے شخص نے دعوے کیا اور مشتری نے اُس سے صلح کر لی تو جائز ہی اور اگر مشتری نے چاہا کہ یہ بدل صلح بائع سے واپس لے تو اسکو اختیار نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ حسن بن علی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر بعد قبضہ بیع کے فساد بیع کا دعوے کیا اور اُسکو ہنوز گواہ پیش کرنے کی نوبت

[illegible]

پہونچی تھی کہ انمین باہم کچھ دینارون پر فساد بیع کے دعوی سے صلح کرا دیگئی تو آیا یہ صلح صحیح ہی انھون نے فرمایا کہ صحیح نہین ہی پھر کہا گیا کہ اگر اسکے بعد یعنی صلح کے بعد اُسکو گواہ فساد بیع کے ملے اور اُسنے پیش کیے تو سماعت ہوگی فرمایا کہ ہان سماعت ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر دعوے کیا کہ میرے اس شخص پر ہزار درم ایک غلام کا ثمن ہین جو مین نے اُسکے ہاتھ بطور بیع فاسد فروخت کیا تھا اور وہ غلام تلف کر چکا ہی پھر اُس سے پانچ سو درم پر صلح کرلی اور طالب نے دعوی کیا کہ اُسکی قیمت ہزار درم تھی اور مطلوب نے دعوی کیا کہ چارسو درم تھی تو صلح جائز ہی کذا فی المبسوط۔ اگر رب السلم ایک ہی شخص ہو اُسنے مسلم الیہ کے ساتھ مسلم فیہ سے راس المال پر صلح کرلی تو جائز ہی کذا فی السراج الوہاج اور مسلم فیہ سوائے راس المال کے کسی اور جنس پر صلح کرنا جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اُسپر ہزار درم اور ایک کر سلم ہو اور اُس سے سو درم پر صلح کرلی تو جائز ہی کذا فی البدائع اور امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سلم مین اسطور پر صلح کرے کہ نصف راس المال اور نصف مسلم فیہ لے لیوے تو کچھ ڈر نہین ہی پس اگر کسی شخص پر ہراتی کپڑے سلم مین ہون اور اُس سے نصف راس المال اور نصف مسلم پر صلح کرلی اور صلح جائز ہوگئی پھر مسلم الیہ نصف کپڑا قطع کیا ہوا مینے لایا تو رب السلم اُسکے لینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اگر چاہے تو لے اور اگر چاہے تو قبول نہ کرے جبتک کہ پورا کپڑا نہ لاوے یہ محیط مین ہی۔ اگر بیع سلم مین میعاد ہو اور صلح اس شرط سے کی کہ نصف راس المال لے لے اور نصف کی سلم توڑ دے اور نصف سلم مدت سے پہلے جلد دیدے تو نصف راس المال کی بابت توڑنا جائز ہی اور تعجیل جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص سے ایک کر گیہون کی سلم قرار دی اور میعاد ایک مہینہ رکھی اور اُسی شخص سے ایک کر جو کی سلم قرار دی اور اُسکی میعاد دو مہینہ رکھی پھر وقت عقد سے ایک مہینہ گذرا اور گیہون کی میعاد آگئی پھر اُس سے اس طور سے صلح کی کہ گیہون لے لے اور جو کی مدت بڑھا دے تو جائز ہی اور اگر اسطور سے صلح کی کہ گیہون لینے مین تاخیر کر دے اور جو کے لینے مین تعجیل کرے تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر بیع السلم کی میعاد آگئی اور مسلم الیہ نے راس المال مین سے کسی قدر اس شرط پر واپس دیا کہ سلم مین ایک مہینہ کی اور میعاد بڑھا دے تو جائز نہی۔ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ جائز ہی یعنی واپس دینا جائز ہی اور یہ مراد نہین ہی کہ میعاد دینا جائز ہے۔ یہ قول بعض فقہا کا ہی کہ میعاد بڑھانا اس صورت مین جائز نہین ہی اور روایت کتاب کی وجہ یہ ہی کہ اسطرح روایت مین اور دوسری صورت مین یعنی جبکہ سلم مین میعاد ہو اور مسلم الیہ نے ایک درم راس المال مین سے اس شرط پر کم کر دیا کہ میعاد بڑھا دے، تو جائز نہین ہی ان دونون صورتون مین یہی فرق ہی کہ صورت اولے مین جو کتاب مین مذکور ہوئی جائز ہی اور دوسری صورت مین میعاد دینا جائز نہین ہی اور فرق اسطور سے ہی کہ راس المال کے قبضہ کا اعتبار مسلم فیہ کے قبضہ کا ہی کیونکہ دونون کا جریان قبضہ مین ایک ہی طور پر ہوتا ہی کہ دونون کا استبدال جائز نہین ہی اسلیے کہ اسمین قبضہ فوت ہوگا پس اگر سلم فی الحال ہو اور اُسمین سے بعض مسلم فیہ پر قبضہ کر لیا اس شرط سے کہ باقی کی میعاد مقرر کر دے تو جائز ہی تو اسی کے اعتبار سے اگر بعض راس المال پر اس شرط سے قبضہ کر لیا کہ جسقدر سلم اُسپر ہی اُسکی میعاد مقرر کر دے تو بھی جائز ہی۔ اور اگر سلم مین میعاد ہی اور بعض مسلم فیہ کو اس شرط سے وصول کر لیا کہ باقی کے واسطے میعاد بڑھا دے تو جائز نہین ہی اسی طرح اگر بعض راس المال پر اس شرط سے قبضہ کیا کہ میعاد بڑھا دے تو بھی جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر سلم کے ایک کر گیہون ہون پھر آدھے کر پر اس شرط سے صلح کی کہ باقی سے اُسکو بری کر دے تو جائز ہی۔ اسی طرح اگر سلم کے ایک کر گیہون کھرے ہون اور اُسنے ایک کر ردی گیہون پر صلح کرلی تو بھی جائز ہی۔ اور اگر سلم کے ایک کر ردی گیہون ہون اور اُسنے نصف کر کھرے گیہون پر صلح کی تو دوسرے قول

امام ابو یوسف کے موافق جائز نہین ہی اور یہی امام محمد رح کا قول ہی یہ محیط مین ہی - اگر سلم مین گیہون ہون اور راس المال سو درم ہون پھر سلم سے اس شرط پر صلح کی کہ دو سو درم واپس دیگا یا سو درم یا پچاس درم واپس دیگا تو باطل ہی - اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھ سے سلم سے اس شرط پر صلح کی کہ تیرے راس المال کے سو درم یا راس المال سے پچاس درم واپس دونگا تو صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر یون کہا کہ مین تیرے ساتھ سلم سے راس المال کے سو درم پر صلح کی تو یہ اتفاقاً جائز نہین ہی اور اقالہ بقدر راس المال کے واقع ہوگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے اشارہ کیا ہی کہ اسصورت مین اقالہ اصلاً باطل ہی یہ محیط مین ہی - دونون نے بیع سلم کا اقالہ کر لیا اور راس المال از قسم عروض تھا کہ وہ تلف ہوگیا یا قبضہ سے پہلے اسکو فروخت کر دیا تو مسلم الیہ اسکی قیمت کا ضامن ہی اور اگر رب المال کو بلا عوض ہبہ کر دیا ہی تو استحساناً ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کچھ دراہم معدودہ ایک کر گیہون کی سلم مین کسی میعاد معین کیواسطے دیے پھر کچھ دن بعد دونون نے باہم اس شرط سے صلح کی کہ مسلم الیہ رب السلم کے واسطے نصف کر گیہون زیادہ کر دے اور اسی مدت معینہ پر ادا کرے تو بالاجماع جائز نہین ہی پھر جب جائز نہوئی تو مسلم الیہ پر امام اعظم رح کے نزدیک واجب ہی کہ تہائی راس المال واپس کرے اور اسپر پورا ایک کر اس میعاد پر واجب الادا ہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ کچھ واپس نہ کریگا اور اسپر ایک کر پورا واجب ہوگا یہ مختصر شرح منظومہ مین ہی - ایک کر گیہون کی سلم مین ایک کپڑا دیا پھر مسلم الیہ نے اس کپڑے پر قبضہ کر کے اس کپڑے کو دوسرے شخص کو سلم مین دیدیا پھر مسلم الیہ اول نے راس المال پر پہلے رب السلم سے صلح کی پھر اگر یہ صلح اسوقت واقع ہوئی کہ وہ کپڑا دوسرے مسلم الیہ کے پاس سے پہلے مسلم الیہ کے پاس ایسے سبب سے واپس آیا جو ہر طرح سے بیع سلم کا فسخ ہی جیسے خیار رویت یا خیار عیب کی وجہ سے بحکم قاضی واپس آیا یا دوسری سلم مین راس المال پر قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوے تو اسصورت مین پہلے مسلم الیہ پر واجب ہی کہ بعینہ وہ کپڑا رب السلم کو واپس کر دے اور اسکو اس کپڑے کی قیمت کے واپس دینے کا اختیار نہین ہی اور اسی طرح اگر پہلے مسلم الیہ نے اسکو ہبہ کیا ہو اور پھر ہبہ سے رجوع کر لینے کی وجہ سے وہ کپڑا اسکے پاس آگیا ہو خواہ رجوع بحکم قاضی ہو یعنی قاضی نے رجوع کے وقت حکم واپسی دیا ہو یا بدون حکم قاضی ہو تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر ایسے سبب سے واپس آیا ہی کہ وہ سبب ہر صورت سے از سر نو ملک شمار ہی جیسے خرید لینا یا ہبہ مین پانا یا میراث مین پانا تو رب السلم کا حق عین اس کپڑے مین نہین ہی اسکی قیمت مین ہی - پھر اگر دونون نے اس امر پر صلح کی کہ مسلم الیہ بعینہ وہی کپڑا رب السلم کو واپس کرے پس اگر یہ صلح اسوقت واقع ہوئی کہ قاضی نے اسپر کپڑے کی قیمت دینے کا حکم نہین کیا تھا تو قیاساً جائز نہین ہی اور استحساناً جائز ہی اور اگر قاضی کے قیمت دینے کے حکم کے بعد ایسی صلح قرار دی تو قیاساً جائز نہین ہی اور استحساناً جائز ہونے مین مشائخ کا اختلاف ہی - اور اگر وہ کپڑا مسلم الیہ اول کے پاس ایسے سبب سے واپس آیا جو فسخ و تملیک کے مشابہ ہی جیسے اقالہ اور رد بالعیب بدون حکم قاضی کے تو رب السلم کا استحقاق اسکی قیمت مین ہی اسکے عین مین نہین ہی - اور اگر ان دونون نے باہم عین اس کپڑے کی واپسی پر صلح کی پس اگر یہ صلح پہلے اس سے کہ قاضی اسپر کپڑے کی قیمت دینے کا حکم کرے واقع ہوئی تو قیاساً نہیں جائز ہی اور استحساناً جائز ہی اور اگر اسکے بعد واقع ہوئی تو قیاساً و استحساناً دونون طرح نہین جائز ہی - اور اگر مسلم الیہ اول نے قبل اسکے کہ وہ کپڑا اسکے پاس واپس آوے رب السلم سے صلح کی پھر اسکے بعد وہ کپڑا اسکے پاس واپس آیا پس اگر بعد اسکے واپس آیا کہ قاضی نے مسلم الیہ اول پر قیمت دینے کا حکم دیدیا ہی تو بعینہ وہ کپڑا لینے پر دونون کا

جبکہ راس المال سو درہم سے کم ہو ۱۲

صلح کرنا جائز ہوگا خواہ کسی سبب سے وہ کپڑا مسلم الیہ اول کے پاس واپس آیا ہو ولیکن اگر بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس ملا ہی تو وہ اس کپڑے کو رب السلم کو دیکر اسکی قیمت اُس سے لے لیگا اور اگر قاضی کے قیمت دینے کے حکم دینے سے پہلے اُسکے پاس واپس آیا پس اگر ایسے سبب سے واپس آیا جو ہر طرح سے فسخ السلم ہی تو وہ کپڑا اپنے رب السلم کو واپس کردے اور اگر ایسے سبب سے واپس آیا جو تملیک بفسخ کے مشابہ ہی تو اُسپر کپڑے کی قیمت رب السلم کو دینا واجب ہوگی اور اگر دونون نے بعینہ اُسی کپڑے کے لینے پر صلح کی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر سلم مین دو شریک ہون تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ایک شریک کا اپنے حصہ راس المال سے کم پر صلح کرنا صحیح نہین ہی اور اگر اپنے حصہ راس المال پر صلح کرلی تو شریک کی اجازت پر موقوف رہیگی اگر اُسنے رد کردی تو صلح بالکل رد ہو جائیگی اور مسلم فیہ دونون مین بحالہ مشترک رہیگا اور اگر اجازت دیدی تو صلح دونون پر نافذ ہوگی پس نصف راس المال دونون مین مشترک اور باقی نصف مسلم فیہ بھی دونون مین مشترک رہیگا اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ صلح جائز ہی اور نصف راس المال اُسکا ہوگا اور اُسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ چاہے اُسکے مقبوضہ مین شرکت کرے یا مطلوب سے اپنا حصہ لے لے ولیکن اگر مسلم الیہ پر جو اسکا مال ہی وہ ڈوب جاوے تو اپنے شریک سے لیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور یہ حکم اسصورت مین ہی کہ دونون کا راس المال مخلوط ہو اور اگر مخلوط نہو بلکہ ہر ایک نے اپنا اپنا مال علیحدہ دیا ہو تو اسمین اختلاف ہی بعض مشائخ نے کہا کہ امام محمد و امام اعظم رح کے نزدیک بھی مثل قول امام ابو یوسف کے ہی اور بعضون نے کہا کہ اسصورت مین بھی اختلاف ہی اور یہی صحیح ہی کذا فی التبیین والکافی۔ اور اگر دو متفاوضون کی کسی شخص پر سلم ہو اور ایک نے راس المال پر صلح کرلی تو جائز ہی اور یہی حکم دو شریک عنان مین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید کا عمرو پر ایک کر گیہون سلم مین ہو اور اسکا خالد کفیل ہو پس کفیل نے رب السلم سے راس المال پر صلح کرلی تو اختلاف ہی امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک مسلم الیہ کی اجازت پر صلح موقوف ہی اگر اُسنے اجازت دی تو جائز ہوگی اور رب السلم کا حق راس المال مین پیدا ہوگا اور اگر باطل کردی تو باطل ہو جائیگی اور رب السلم کا حق اناج یعنی گیہون مین رہیگا۔ اسی طرح اگر بدون حکم مسلم الیہ کے کوئی شخص کفیل ہو اور اُسنے رب السلم سے اسطرح صلح کرلی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی۔ اسی طرح اگر کسی اجنبی نے راس المال پر صلح کرلی اور مال ضمان دیدیا تو بھی یہی اختلاف ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کفیل نے رب السلم کے ساتھ جنس سلم کے اناج پر صلح کرلی مگر یہ اناج سلم سے کھرے ہونے مین کم ہی تو جائز ہی اور کفیل مسلم الیہ سے کھرا اناج جو سلم مین ٹھہرا ہی لے لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر طالب نے کفیل کو کل سلم ہبہ کردی تو کفیل کو مسلم الیہ سے سلم کا اناج لے لینے کا اختیار ہی۔ اور اگر کفیل نے رب السلم سے کسی کپڑے یا وزنی چیز پر صلح کرلی تو جائز نہین ہی بخلاف اسکے اگر کفیل نے مسلم الیہ سے سوائے سلم کے کسی دوسری چیز پر صلح کرلی تو جائز ہی۔ پھر سلم کے کفیل نے اگر مطلوب کے ساتھ سوائے جنس سلم کے کسی چیز پر صلح کرلی تو مطلوب کفیل کے قرضہ سے بری ہوگیا اور طالب کے قرضہ سے بری نہوگا پھر بعد اسکے دیکھنا چاہیے کہ اگر کفیل نے رب السلم کو اناج دیدیا ہی اور اُسکا حق ادا کردیا ہی تو دونون بری ہو جاوینگے۔ اور اگر طالب نے مطلوب سے اپنا اناج وصول کیا تو مطلوب کو کفیل سے واپس لینے کا اختیار ہی اور کفیل مختار ہوگا چاہے مسلم الیہ کو طعام سلم دیدے یا جو کچھ اُس سے لیا ہی وہی واپس کردے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر

کفیل نے رب السلم سے اس شرط پر صلح کی کہ ایک درم راس المال مین بڑھا وے اور اسپر قبضہ کرلیا تو جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کفیل نے اس شرط سے صلح کی کہ مسلم الیہ ایک گون گیہون بڑھا وے یعنے رب السلم ۱۲ تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر رب السلم نے ایک درم اس شرط سے بڑھایا کہ مسلم الیہ ایک گون گیہون بڑھا وے تو بھی جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر رب السلم کے پاس کفیل سلم کی چیز کیلی یا وزنی اُس سے گھٹی ہوئی لایا جسکی کفالت کی تھی اور کہا کہ تو اسکو لے لے مین تجھے ایک درم واپس دونگا تو امام اعظم و امام محمدرح کے نزدیک یہ امر مسلم الیہ سے ناجائز ہی پس ایسا ہی کفیل سے بھی جائز نہین ہی اور اگر اپنی کفالت سے بڑھی ہوئی جید لایا اور کہا کہ اسکو لے اور مجھے ایک درم بڑھا دے تو کیلی یا وزنی کسی چیز کی سلم مین یہ جائز نہین ہی اور اگر مسلم الیہ نے وزنی چیز کی سلم مین ایسا کیا تو جائز ہی یہ محیط مین ہی - اگر کفیل نے رب السلم کو سلم اس موضع کے سواے جو شرط کیا ہی دوسری جگہ ادا کردی اور اُسنے قبول کرلی تو اُسکو اختیار ہی کہ مسلم الیہ سے مقام مشروط مین وصول کرے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر کفیل نے طالب سے اس امر پر صلح کی کہ سلم کا اناج موضع مشروط کے سواے دوسری جگہ ادا کریگا تو جائز نہین ہی اور طالب اناج و کرایہ واپس کردے تاکہ اُسکو موضع مشروط مین ادا کرے - اور اگر طعام ادا کرنے کا موضع سواد شہر کوفہ قرار پایا ہی اور طالب نے کفیل سے اس شرط پر صلح کی کہ اناج شہر کوفہ مین ادا کرے اور طالب اسکو اس اس قدر درم دیگا تو جائز نہین ہی - اور اگر کفیل نے رب السلم کو سلم کا اناج بدون شرط کے کوفہ مین ادا کردیا تو کفیل اُسکو مسلم الیہ سے سواد کوفہ مین لے سکتا ہی کوفہ مین نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی - اگر زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک کر گیہون کی سلم ٹھہراوے پھر عمرو نے مسلم الیہ سے راس المال پر صلح کرلی تو یہ صلح عمرو پر نافذ ہوگی اور امام اعظم و امام محمدرح کے نزدیک مثل سلم کے ایک کر گیہون موکل کو ڈانڈ دیگا - اسی طرح اگر مسلم الیہ کو بطریق صلح کے راس المال پر اناج سلم سے بری کردیا تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر خود موکل نے مطلوب سے راس المال پر صلح کی اور راس المال پر قبضہ کرلیا تو جائز ہی جیسا کہ بدون صلح کے بری کردینے کی صورت مین ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر ایک شخص نے دوسرے کی طرف سو درم اور سلم کے ایک کر گیہون کا دعوی کیا اُسنے بیس دینار پر صلح کرلی - پس اگر اسصورت مین سلم کے راس المال مین درم ہون تو سو درم اور سلم دونون کے حصہ کی صلح باطل ہوگی خواہ بدل صلح کے دینارون پر قبضہ کرنے سے پہلے یا بعد دونون جدا ہوے ہون - اور اگر راس المال دینار ہون پس اگر راس المال کے پانچ دینار ہون اور صلح مین دونون نے یہ شرط لگائی کہ پانچ دینار بمقابلہ سلم کے ہین اور بیس دینار نقد دیدیے اور سو درم کا بھی حصہ نقد دیدیا تو کل کی صلح جائز ہوگی - اور اگر صلح مین دونون نے پانچ دینار بمقابلہ سلم کے قرار نہ دیے اور بیس دینار نقد دیدیے تو امام محمدرح نے یہ صورت کتاب مین ذکر نہین فرمائی ہی اور مشائخ نے باہم اختلاف کیا ہی فقیہ ابو جعفر ہندوانی فرماتے تھے کہ جائز نہین ہی اور فقیہ ابوبکر بلخی استاذ ابو جعفر فرماتے تھے کہ جائز ہی اور جسقدر سلم کے حصہ مین پڑے اُسپر سلم کا استحساناً اقالہ بقدر راس المال قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اگر دو ذمیون نے کسی ذمی سے شراب کی سلم ٹھہرائی پھر دونون مین سے ایک مسلمان ہوگیا تو اُسکا حصہ سلم باطل ہوگیا اور اپنا حصہ راس المال واپس کرلے پس اگر اپنے راس المال سے اُسنے طعام معین یا میعادی پر صلح قرار دی تو جائز نہین ہی اور اگر دوسرے شریک ذمی کا مال اسصورت مین مسلم الیہ پر ڈوب گیا تو وہ اپنے شریک مسلمان سے اُسکے حصہ مقبوضہ مین شرکت کرسکتا ہی - اور اگر ایک نصرانی نے دوسرے نصرانی کو شراب گیہون کی سلم مین دی اور اُسنے راس المال یعنی شراب پر قبضہ کرلیا پھر دونون مین سے ایک شخص مسلمان ہوگیا تو سلم نہ ٹوٹیگی اور اگر اس سے مسلمان نے راس المال پر

صلح کی تو جائز نہین ہی۔ اور اگر ایک نصرانی نے سور دوسرے نصرانی کو شراب کی سلم مین دیا اُسنے سور پر قبضہ کر کے اُسکو تلف کر دیا پھر دونون مین سے ایک مسلمان ہوگیا تو سلم ٹوٹ جاویگی اور اُسپر سور کی قیمت واجب ہوگی کذا فی المبسوط

آٹھوان باب صلح مین شرط خیار اور عیب سے صلح کرنے کے بیان مین۔

اگر زید نے عمرو پر سو درم کا دعوے کیا اُسنے سو درم سے ایک غلام پر صلح کی اور زید کے واسطے یا خود اپنے واسطے تین روز کے خیار کی شرط کی تو صلح جائز اور خیار جائز ہی خواہ مدعا علیہ مقر ہو یا منکر ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہون اُسنے ایک غلام پر اس شرط سے صلح کی کہ ایک مہینہ کی میعاد پر مدعی اُسکو دس دینار اور دیوے اور خیار کی شرط کی پس یہ صحیح ہی اور جب عقد پورا ہوگیا اور مدعی نے قبول کیا تو مطلوب ہزار درم سے بری ہوگیا اور جس روز سے عقد پورا ہوا ہی اُسی روز سے دس دینار مدعی پر ایک مہینہ کی میعاد پر واجب ہونگے ہکذا فی المبسوط۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر دس دینار ہون اُسنے ایک کپڑے پر اُن دینارون سے صلح کی اور مطلوب نے اپنی ذات کے واسطے تین روز کے خیار کی شرط کی اور کپڑا طالب کو دیدیا اور طالب کے پاس تین روز سے پہلے تلف ہوگیا تو وہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور وہ دینار اُسکے قرضدار پر قرضہ ہین اور اگر خیار طالب کے واسطے ہو اور کپڑا اُسکے پاس مدت خیار مین تلف ہوا تو وہ بعوض ثمن کے اُسکے پاس تلف ہوا۔ اور اگر کپڑا تلف نہوا بلکہ جسکے واسطے خیار مشروط ہی وہ ہلاک ہوگیا تو صلح تمام ہوگئی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک شخص کا دوسرے پر قرضہ ہی اُسنے اپنے غلام پر صلح کی اور تین روز کے خیار کی شرط کی اور تین روز گذر گئے پھر صاحب خیار نے تین روز کے اندر فسخ صلح کا دعوی کیا تو بدون گواہون کے قبول نہوگا پھر اگر اُسنے فسخ کے گواہ دیئے اور دوسرے نے تین روز کے اندر صلح تمام کر دینے کے گواہ دیے تو فسخ کے گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر تین روز کے اندر ایسا اختلاف واقع ہوا تو اُسی کا قول جسکو خیار ہی خیار فسخ کر دینے مین قبول ہوگا اور دوسرے کے جو مدعی اتمام ہی گواہ قبول ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر دو شخصون کا ایک شخص پر قرضہ ہو اور دونون نے مطلوب سے ایک غلام پر صلح کی اور دونون کیواسطے خیار کی شرط کی پھر ایک صلح پر راضی ہوا اور دوسرے نے فسخ کرنا چاہا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ فسخ نہین کر سکتا ہی اور صاحبین کے نزدیک فسخ کر سکتا ہی۔ اور اگر ایک شخص کا دو شخصون پر قرضہ ہو اُسنے دونون سے ایک غلام پر صلح کر لی اور تین روز کے خیار کی شرط کی پس اگر خیار طالب کے واسطے ہو اور اُسنے ایک کے حق مین صلح کی اجازت دی اور دوسرے کے حق مین فسخ کر دی تو بیشک صاحبین کے قول پر جائز ہی اور امام اعظم رح سے دو روایتین ہین ایک روایت مین دوسرے کے حق مین فسخ جائز ہی اور دوسری روایت مین نہین جائز ہی اور اگر دونون مطلوبون کو خیار ہو پس ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے فسخ چاہا تو مسئلہ مین اختلاف ہی امام اعظم رح کے نزدیک کل مین صلح جائز ہوگی اور صاحبین کے نزدیک اجازت دینے والے کے حصہ مین جائز اور دوسرے کے حصہ مین ناجائز ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر دعوی مدعی سے باوجود انکار کے مدعا علیہ نے صلح کر لی اور اپنے واسطے خیار کی شرط کی پھر بحکم خیار عقد فسخ کر دیا تو مدعی اپنے دعوے پر عود کریگا اور مدعا علیہ کا صلح کرنا اُسکے اقرار کرنے مین شمار نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایسی چیز پر صلح کی جسکو اُسنے نہین دیکھا ہی تو اسکو دیکھنے کیوقت خیار حاصل ہوگا کذا فی السراجیہ۔ زید نے عمرو کی جانب کسی حق ہونے کا دعوی کیا اور عمرو نے ایک زطی کپڑے کی گٹھری پر صلح کر لی اُسکو زید نے بدون دیکھنے کے اپنے قبضہ مین لیا او زید نے خالد سے کہ جسنے زید کی کسی حق کا دعوی کیا تھا اُسی گٹھری پر صلح کر کے اُسکے قبضہ مین دیدی اور اُسنے بھی نہ دیکھی تو خالد کو بوقت دیکھنے کے واپس کر دینے کا اختیار ہی کہ زید کو واپس کر دے اور زید کو اختیار نہوگا کہ عمرو کو واپس کرے خواہ زید نے خالد سے بحکم قاضی واپسی قبول کی ہو یا بلا حکم قاضی قبول کی

اور اگر بجاے خیار رویت کے خیار عیب ہو اور خالد نے بحکم قاضی بسبب اس عیب کے زید کو واپس کر دی تو زید اُسکو عمرو کو واپس دے سکتا ہی یہ محیط مین ہی ۔ دعوے مال سے صلح کرنے مین خیار عیب ثابت ہوتا ہی مثلاً کسی نے زید پر قرضہ کا دعوے کیا اُسنے ایک غلام پر صلح کر لی اور مصالح نے عیب پاکر واپس کرنا چاہا تو کر سکتا ہی اور اُسکا حکم مثل مبیع کے حکم کے ہوگا کہ اگر بحکم قاضی مصالح نے واپس کیا تو صلح کا فسخ ہی اور زید کو اس واپسی مین اختیار ہی کہ اپنے بائع کو واپس کرے ۔ اور اگر مصالح نے بدون حکم قاضی کے زید کو واپس دیا اور زید نے قبول کر لیا تو مثل از سر نو بیع ہونے کے حکم کے ہی کہ زید اُسکو اپنے بائع کو واپس نہین دے سکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی ۔ اور بسبب عیب کے واپس کرنے کے واسطے مصالح علیہ کا حکم مثل مبیع کے ہی کہ تھوڑے سے عیب اور بہت عیب سے واپس ہو سکتا ہی اور مدعی پھر اپنے دعوے پر رجوع کریگا خواہ بحکم قاضی واپس کیا ہو یا بلا حکم قاضی واپس کیا ہو یہ مبسوط مین ہی ۔ اور اگر مدعی نے مصالح علیہ مین عیب پایا ولیکن بسبب مدعی کے پاس ہلاک ہو جانے یا اُسمین زیادتی یا نقصان آجانے کے مدعی اسکو واپس نہین کر سکتا ہی تو مدعا علیہ سے حصہ نقصان پھیر لیگا پس اگر یہ صلح مدعا علیہ کے اقرار دعوے کے بعد واقع ہوئی تو حصہ عیب کو اُسی مدعا[ف] مین لیگا ۔ اور اگر صلح انکار سے واقع ہوئی ہی تو دعوے مین لیگا پس اگر گواہ قایم کیے یا مدعا علیہ سے قسم لی اور اُسنے نکول کیا تو حصہ عیب کا مستحق ہوا اور اگر قسم کھلانے سے اُسنے قسم کھالی تو اُس سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی ۔ اگر زید نے عمرو کے مقبوضہ دار پر دعوے کیا اور اُس سے ایک غلام پر صلح کر لی اور وہ غلام استحقاق ثابت ہو کر لے لیا گیا تو مدعی پھر اپنے دعوے پر رجوع کریگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ مستحق نے صلح کی اجازت نہ دی ہو ۔ اور اگر اُسنے اجازت دیدی تو غلام مدعی کو دیا جائیگا اور غلام کی قیمت مستحق مدعا علیہ سے لے لیگا اور اگر آدھا غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو مدعی کو اختیار ہی چاہے باقی آدھے پر راضی ہو کر نصف دعوی پر عود کرے یا باقی غلام واپس کر کے پورا دعوے کرے ۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ صلح کسی مال عین پر واقع ہوئی ہو اور اگر مال غیر معین مثل درم و دینار کے ہو یا کیلی و وزنی غیر عین ہو یا کچھ کپڑے پر میعاد ٹھہرا کر وصف بیان کر کے اُسکے ذمہ قرار دیے گیے ہوں تو استحقاق ثابت ہونے کی وجہ سے صلح باطل نہوگی اور اُسکے مثل مدعا علیہ سے واپس لیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی ۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور باہم قبضہ کر لیا پھر اُسمین عیب پایا اور بائع نے انکار کیا کہ میرے پاس کا عیب نہین ہی یا اقرار کیا پھر اُس سے کسی قدر درموں پر فی الحال دینے یا میعادی اُدھار دینے پر صلح کر لی تو جائز ہی اور اگر دیناروں پر صلح کی تو باہم قبضہ کر لینا یعنی افتراق سے پہلے شرط ہی یہ خلاصہ مین ہی ۔ اور اگر عیب سے کسی معین کپڑے پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر کسی قدر معین گیہوؤں پر صلح کی تو بھی جائز ہی اگرچہ قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو جاوین ۔ اور اگر غیر معین ہوں پس اگر اسمین ادا کرنے کی میعاد ہو تو جائز نہین ہی اور اگر فی الحال دینے ٹھہرے ہوں پس اگر افتراق سے پہلے ادا کر دیے تو جائز ہی اور اگر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اسی طرح اگر غلام ہو کہ اُسمین عیب پیدا ہو گیا کہ جسکی وجہ سے مشتری اُسکو واپس نہین کر سکتا ہی یا مشتری کے پاس مر گیا یا عیب سے واقف ہونے سے پہلے مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا پھر عیب سے واقف ہوا اور عیب سے صلح کر لی تو صلح جائز ہی اور اگر مشتری نے اُسکو قتل کر دیا پھر اُسکے عیب سے واقف ہو کر صلح قرار دی تو صلح جائز نہین ہی ۔ اور اصل اس جنس کے مسائل مین یہ ہی کہ جب مشتری سے واپس کرنا متعذر ہو ولیکن نقصان عیب واپس کر لے سکتا ہو تو جب بائع سے اُسنے عیب سے صلح کر لی تو جائز ہی ۔ اور جب مشتری سے واپس کرنا متعذر ہو اور نقصان عیب بھی نہین لے سکتا ہی جب صلح کی

[ف] یعنی جس چیز کا دعوی تھا اُسکی ثمن سے بقدر حصہ عیب کے لیگا ۱۲

تو جائز نہین ہی کیونکہ پہلی صورت مین مشتری نے اپنا حق لیا اور دوسری صورت مین ناحق لیا - اور اگر عیب سے واقف ہونے کے بعد اسکو آزاد کر دیا پھر عیب سے صلح کی تو جائز نہین ہی اسی طرح اگر اسکو بعد عیب سے واقف ہونے کے بیع کیواسطے پیش کیا پھر عیب سے صلح کی تو جائز نہین ہی - اگر زید نے ایک غلام ہزار درم کو خرید کر کے قبضہ کیا پھر عمرو کے ہاتھ فروخت کیا پھر زید اُسکے کسی عیب سے واقف ہوا اور اپنے بائع سے درمون پر صلح کی تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر وہ غلام دوسرے مشتری کے پاس مر گیا پھر دوسرا مشتری اُسکے عیب سے واقف ہوا تو اپنے بائع یعنی مشتری اول سے نقصان عیب لے سکتا ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک پہلے مشتری کو اِس نقصان کی وجہ سے اپنے بائع سے نقصان لینے کا یا جو کچھ اُسنے دیا ہی وہ واپس لینے کا اختیار نہین ہی اور اگر صلح کی یعنی بائع اول سے مشتری اول نے بسبب اس عیب کے جسکا نقصان ادا کر دیا ہی صلح کی تو بھی جائز نہین ہی - اور صاحبین کے نزدیک وہ اس نقصان کو بائع اول سے لے سکتا ہی اور اگر صلح کرے تو بھی جائز ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص نے کوئی کپڑا خریدا اور اُسکی قمیص قطع کرا کے سلوائی پھر اسکو ہنوز فروخت کیا تھا یا نہین فروخت کیا کہ اُسکے عیب سے مطلع ہوا اور بیع بعد عیب ظاہر ہونے کے واقع ہوئی پھر اپنے بائع سے اس عیب سے کسی قدر درمون پر صلح کر لی تو جائز ہی اسی طرح اگر اسکو سرخ رنگا پھر فروخت کیا یا نکیا تھا کہ عیب سے صلح کر لی تو بھی جائز ہی - اور اگر اُسکو قطع کرایا اور نہین سلایا یہانتک کہ فروخت کر دیا پھر عیب سے صلح کی تو صحیح نہین ہی - اور سیاہ رنگنا امام اعظم رح کے نزدیک بمنزلہ قطع کرنے کے ہی اور صاحبین کے نزدیک بمنزلہ قطع کر کے سلانے کے ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر عیب سے اس شرط پر صلح کی کہ تیرے اس ٹٹو پر اپنی حاجتون کے واسطے ایک مہینہ سوار ہو کر جایا کرونگا تو جائز ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ تاویل اسکی یہ ہی کہ سوار ہونے کی شرط شہر ہی مین قرار دی کیونکہ اگر سواری کی شرط باہر شہر کے یا مطلق سواری لینے کی شرط کی تو جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اگر کسی عورت سے کوئی چیز خریدی اور اسمین عیب ظاہر ہوا پھر اُس عورت نے اس عیب سے اس شرط سے صلح کی کہ مشتری کے ساتھ نکاح کر لیگی تو جائز ہی اور یہ امر اُسکی طرف سے عیب کا اقرار ہی پس اگر اس عیب کا عوض دس درم تک ہوتا ہی تو وہی اسکا مہر ہو گیا اور اگر دس درم سے کم ہی تو اُسکے مہر مین دس درم پورے کیے جاوینگے یہ سراج الوہاج مین ہی - اگر کوئی ٹٹو خریدا اور اُسپر قبضہ نکیا یہانتک کہ بائع نے اُس سے کسی چیز پر اس شرط سے صلح کی کہ بائع کو ہر عیب سے بری کر دے پھر اسمین کوئی عیب پیدا ہو گیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک مشتری اسکی وجہ سے واپس نہین کر سکتا ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ واپس کر سکتا ہی یہ حاوی مین ہی - اور اگر کسی قسم کے عیبون سے صلح کر لی مثلاً کہا کہ مین تیرے ساتھ قروح و شمط سے صلح کرتا ہون تو جائز ہی اور بائع فقط اس قسم کے عیبون سے بری ہوگا پس اگر اس قسم کے سوائے دوسری قسم کا عیب ظاہر ہوا تو مشتری مخاصمہ کر سکتا ہی - اور اگر مشتری کو کوئی عیب ظاہر نہوا ولیکن بائع کو اس سے خوف پیدا ہوا اُسنے مشتری سے ہر عیب سے کسی چیز پر صلح کر کے اسکو دیدی تو صلح جائز ہی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر بائع نے پچیس سے اور پانچ محدثات سے کسی قدر درمون معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہی اور یہ فقرہ اہل کوفہ کے چوپایون کے سوداگرون کی اصطلاح امام اعظم رح کے وقت مین تھی اور وجہ اُسکی یون ہوئی کہ ابن ابی لیلی رح فرماتے تھے کہ بدون عیبون کے بیان کے عیبون سے بری کرنا صحیح نہین ہی پس نخاسیون نے غور کیا تو انکو چارپایون مین ۲۵ پچیس عیب معلوم ہوئے جو ہوا کرتے ہین پھر اسکے بعد انکو پانچ عیب اور بھی معلوم ہوئے تو انکا نام محدثات رکھا ہی یعنی ۱۷۰

پانچ عیب کہ نئے معلوم ہوئے ہین پس چارپاؤن کے فروخت کے وقت ابن ابی لیلی کے قول سے بچنے کے واسطے ان سب کو بیان کرتے تھے کیونکہ ابن ابی لیلی اُس وقت کے قاضی تھے یہ ظہیریہ مین ہی - اگر مشتری نے خرید کردہ چوپایہ کی آنکھ مین عیب لگایا اور اُس سے کسی قدر درمون معین پر صلح کر لی اور عیب کو بیان نہ کیا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک شخص نے ایک باندی پچاس دینار کو خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اسمین کچھ عیب لگایا پھر دونون نے باہم اس شرط پر صلح کی کہ بائع اُس باندی کو واپس کرے اور اُنچاس ع دینار واپس دے پس اگر بائع نے یہ اقرار کیا ہی کہ یہ عیب میرے پاس کا ہی تو اسکو باقی دینار بھی واپس کر دینا چاہیے اسی طرح اگر ایسا عیب ہی کہ مشتری کے پاس پیدا نہین ہو سکتا ہی تو بھی واپس کر دینا چاہیے - اور اگر یون کہا کہ میرے پاس نہ تھا یا کچھ اقرار و انکار نہ کیا اور اُسکے مثل مشتری کے پاس پیدا ہو سکتا ہی تو بائع کو وہ دینار جائز ہی اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ہی - اور امام ابو یوسف کے نزدیک دونون صورتون مین جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر بائع نے مشتری سے کوئی کپڑا لیکر مبیع کو اس شرط سے واپس قبول کیا کہ تمام ثمن واپس کر دیگا تو واپس کرنا جائز ہی پھر اگر بائع اس امر کا مقر ہی کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہی تو امام اعظم و امام محمدؒ کے نزدیک اسکو وہ کپڑا لینا حلال نہین ہی مشتری کو واپس کر دینا چاہیے اور اگر بائع منکر ہی حالانکہ عیب ایسا ہی کہ مشتری کے پاس پیدا نہین ہو سکتا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر منکر ہو اور ایسا عیب ہو کہ مشتری کے پاس پیدا ہو سکتا ہی تو بائع پر واجب نہین ہی کہ کپڑا اسکو واپس کر دے یہ محیط مین ہی - اگر مشتری نے کوئی چوپایہ خریدا اور باہمی قبضہ ہو گیا پھر مشتری نے اسمین عیب لگایا اور بائع نے انکار کیا پھر اس سے صلح کی کہ چوپایہ اور اُسکے ساتھ ایک کپڑا لیکر تمام ثمن واپس دیگا تو جائز ہی پھر اگر وہ کپڑا استحقاق مین لیا گیا تو بقدر اسکے حصہ ثمن کے اور وہ مقدار عیب ہی واپس لیوے پھر اگر وہ چوپایہ بائع سے استحقاق مین لے لیا گیا تو مشتری کو اپنا کپڑا واپس کر لینے کا اختیار ہی کیونکہ ثابت ہوا کہ صلح اور بیع دونون باطل تھین یہ حاوی مین ہی - اگر مبیع مین کوئی عیب پایا اور کسی قدر مال پر اُس سے صلح کر لی اور مشتری نے اسکو وصول کر لیا پھر اُسمین دوسرا عیب پایا تو مشتری کو اختیار ہی کہ مبیع کو مع بدل الصلح کے واپس کر دے یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر کوئی باندی خریدی اور اسکو منکوحہ پایا اور بائع کو واپس دینی چاہی اسنے کسی قدر درمون پر مشتری سے صلح کر لی پھر باندی کے شوہر نے بائن طلاق دیدی تو مشتری کو درم واپس کرنے چاہیے ہین یہ ذخیرہ مین ہی - ایک کپڑا خرید کر قمیص قطع کرائی اور ہنوز نہ سلائی تھی کہ اُسمین ایسا عیب پایا جسکو اپنے پاس ہونے کا بائع نے اقرار کیا اور بائع نے اس شرط سے صلح کر لی کہ بائع اس کپڑے کو قبول کر لے اور مشتری ثمن مین سے دو درم کم کر دے تو جائز ہی اور یہ کمی بمقابلہ نقصان فعل مشتری کے قرار دیجائیگی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے ایک باندی ہزار درم کو خرید کر باہمی قبضہ کر لیا اور مشتری نے اُسمین عیب لگایا پھر دونون نے باہم اس شرط سے صلح کی کہ دونون مین سے ہر ایک دس درم کم کر دے اور باندی کو کوئی اجنبی لے لے عه اور وہ اجنبی راضی ہوا کہ اس کمی کے بدلے لیگا تو اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہی اور مشتری کی طرف سے کمی کرنا بھی جائز ہی اور بائع کی طرف سے کمی جائز نہین ہی اور اجنبی کو اختیار رہیگا کہ چاہے تو باندی کو نوسو نوے ۹۹۰ درم مین لے لے اور چاہے مشتری کو ملینگے یا ترک کر دے یہ خلاصہ مین ہی - اگر زید نے عمرو سے ایک باندی ہزار درم کو خریدی اور باہمی قبضہ کر لیا پھر زید نے دوسرے مشتری خالد کے ہاتھ دو ہزار درم کو فروخت کی اور باہم قبضہ کر لیا پھر خالد نے

ع اتنی دینار جو کہ بائع کو اداکیا واپس کر دینے

عه یعنی ۹۹۰ درم [illegible] نوسو نوے کی کو لے ۱۲

اسمین عیب لگایا پھر باہم اس شرط سے صلح کی کہ دوسرا مشتری اسکو پہلے بائع کو ایک ہزار پانچ سو درہم مین واپس کرے تو جائز ہی اور یہ از سر نو بیع ہی اور دوسرے بائع پر اس فعل سے کچھ لازم نہ آویگا یہ مبسوط مین ہی - اگر ایک شخص نے دوسرے سے ایک کپڑا دس درم کو خریدا اور باہم دونون نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اسمین عیب لگایا اور بائع نے انکار کیا پھر تیسرا شخص دونون کے درمیان پڑا کہ وہ اُس کپڑے کو آٹھ درم مین لے لے اور پہلا بائع دوسرے بائع سے یعنی مشتری اول سے ایک درم ثمن کم کر دے تو یہ جائز ہی اور تیسرے شخص کو وہ کپڑا آٹھ درم مین بیع ملیگا پھر اگر تیسرے شخص نے اسمین کوئی دوسرا عیب پاکر پہلے مشتری کو واپس کیا پس اگر پہلے مشتری نے اسکو بدون حکم قاضی واپس قبول کیا ہی تو اپنے بائع کو واپس نہین کر سکتا ہی اور اگر بحکم قاضی واپس قبول کیا ہی تو اپنے بائع سے خصومت کر سکتا ہی یہ محیط مین ہی - اگر کسی شخص نے ایک کپڑا دس درم کو خرید کر کے باہم قبضہ کر لے کے بعد کسی کندی کرنے والے کو کندی کے واسطے دیا وہ اُسکو پھٹا ہوا لایا اور مشتری نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ یہ بائع کے پاس سے پھٹا ہوا آیا ہی یا کندی والے نے اسکو پھاڑا ہی پھر باہمی صلح اس شرط پر قرار دی کہ مشتری کپڑے کو قبول کر لے اور بائع ایک درم ثمن کم کر دے اور کندی والا ایک درم مشتری کو دے اور کندی والا اپنی مزدوری مشتری سے لے لے تو جائز ہی اور اگر یہ صلح اس شرط سے ہو کہ بائع اُس کپڑے کو قبول کر لے اور مشتری ایک درم کم کر دے اور قصار اُسکو ایک درم دے تو بھی جائز ہی - اور اگر اسطور سے باہم صلح نہ کی اور مشتری نے دعوے کیا تو اُس سے کہا جائیگا کہ جسپر تیرا جی چاہے دعوے پیش کر - پس اگر اُسنے بائع پر دعوے کیا تو کندی والا بری ہو گیا کیونکہ مشتری نے اقرار کیا کہ اسکو دینے سے پہلے یہ کپڑا پھٹا ہوا تھا اور اگر اُسنے کندی والے پر دعوے کیا تو بائع بری ہو گیا کیونکہ اُسنے اقرار کیا کہ یہ عیب کندی والے کے پاس پیدا ہوا ہی - اسی طرح اگر یہ معاملہ رنگریز کے ساتھ ہو کہ وہ کپڑا عصفر سے رنگا تھا پھٹا ہوا پیش آیا پس سب نے باہم یون صلح کی کہ یہ کپڑا تیسرا شخص نو درم مین لے لے بشرطیکہ بائع اول مشتری اول سے ایک درم کم کر دے اور رنگریز اسکو ایک درم دیدے تو بھی جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر زید نے کسی کو باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے خرید دی پھر موکل نے اسمین عیب لگایا اور بائع نے موکل کے ساتھ اس عیب سے کسی چیز پر بدون موجودگی مشتری کے صلح کر لی تو قیاساً صلح باطل ہی ولیکن استحساناً جائز ہی یہ حاوی مین ہی - اگر کسی کو اپنا غلام فروخت کرنے کا وکیل کیا اور مشتری نے اسمین عیب لگایا پھر موکل نے اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ مین غلام کو قبول کر لون اور تو ثمن مین سے اسقدر کم کر دے یا ثمن لینے مین اتنے دن تاخیر کر دے اور بائع کو بری کر دے تو جائز ہی - اسی طرح اگر موکل بیع اور موکل خرید دونون نے ملکر باہم عیب سے اس شرط سے صلح کر لی کہ موکل بیع مبیع کو قبول کر لے اور موکل خرید ثمن مین سے اسقدر کم کر دے یا لینے مین اتنے دن تاخیر کر دے تو بھی جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر کسی شخص نے کوئی غلام کسی قدر درمون کو خریدا اور باہم قبضہ کیا پھر مشتری نے اسمین عیب لگایا اور دعوے کیا کہ بائع نے اسکو فریب کے واسطے چھپا ڈالا تھا پھر بائع نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ داموں مین سے اسقدر کم کر دیگا بشرطیکہ کل عیب سے بائع کو بری کر دے اور مشتری نے ایسا ہی کیا پھر ایک شخص نے اس امر کے گواہ قایم کیے کہ مین نے اس مشتری کو اپنے واسطے یہ غلام خریدنے کا وکیل کیا تھا اور مین اسکی صلح سے راضی نہین ہون تو یہ صلح مشتری کے ذمہ لازم ہوگی موکل کے ذمہ لازم نہ ہوگی یہ محیط مین ہی - ایک باندی

ع
[illegible]

خریدی اور وہ مشتری کے پاس بچہ جنی پھر مشتری نے اُسکو یک چشم پایا یعنی کانی تھی اور بائع نے اقرار کیا کہ مین نے مشتری سے فریب دہی کے لیے چھپا ڈالا تھا پھر اُس سے صلح کی کہ مشتری باندی اور اُسکے بچہ کو ایک کپڑا زیادہ کر کے واپس کرے اور بائع اُسکو پورا ثمن واپس دیگا تو یہ جائز ہی اور ایسا ہی نقص بنا ہ دار اور زیادہ بنا ہ دار مین ہی یعنی مثل باندی کی زیادتی کے دار کی زیادتی یا کمی کا بھی صلح مین یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر خریدی ہوئی باندی مین عیب کا دعوے کیا اور بائع نے انکار کیا پھر دونون نے اس شرط پر کسی قدر مال پر صلح کی کہ مشتری بائع کو اِس عیب سے بری کر دے پھر ظاہر ہوا کہ اُس باندی مین عیب نہ تھا یا تھا ولیکن زائل ہو گیا تو بائع کو اپنے بدل صلح واپس کر لینے کا اختیار ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - قال المترجم قولہ علے ان یبری المشتری البائع من ذلک العیب) علے روایۃ کتاب الاقرار اقرار من البائع بذلک العیب یکونہ عندہ فینبغی ان لایقبل بینتہ بعد ذلک علی عدم ذلک العیب فوجہ الظہور خفی فافہم - مشتری نے اگر کسی خریدے ہوئے چوپایہ کی آنکھ مین عیب لگایا اور بائع نے اُس سے اس شرط پر کہ ایک درم ثمن سے کم کر دے صلح کر لی پھر وہ عیب مثلاً آنکھ کی سپیدی جاتی رہی تو بدل صلح کو واپس کر دے اور صلح باطل ہو گئی اور ایسے ہی اگر مبیع کے حمل ہونے کے دعوے سے صلح کی پھر بعد صلح کے ظاہر ہوا کہ حمل نہ تھا تو بدل واپس کرے اسی طرح اگر کسی شخص پر مال کا دعویٰ کیا اور اُس سے مال پر صلح کر لی پھر اُس کا حق جسکے عوض صلح کی ہی کسی دوسرے شخص پر ظاہر ہوا تو بدل صلح واپس کرے - یہ وجیز کردری مین لکھا ہی - ایک شخص نے ایک باندی خرید کر قبضہ کیا اور اُس باندی کو مشتری کے پاس حیض نہ آیا اُسنے اِس عیب کی وجہ سے کہ یہ منقطعۃ الدم یعنی اسکے خون آنے کا انقطاع ہو گیا ہی واپس کرنا چاہا اور بائع نے اُس سے کسی چیز پر صلح کر لی پھر اُسکو حیض آیا تو بائع کو اختیار ہی کہ جو کچھ اُسنے دیا ہی مشتری سے واپس کر لے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اگر ایک کر گیہون بعوض دوسرے کر گیہون کے خریدے اور باہم قبضہ کر لیا پھر دونون مین سے ایک شخص نے اپنے انلج مین عیب پایا اور دوسرے شخص نے اُس سے کچھ درمون یا ایک قفیز گیہون یا ایک قفیز جو پر صلح کر لی چاہی تو جائز نہین ہی - ولیکن اگر دونون نوع مختلف ہون مثلاً ایک کر گیہون بعوض ایک کر جو کے خریدے ہون تو ایسی صلح جائز ہی اور ایسی صورت مین اگر ادھار میعادی درمون پر صلح کی پس اگر گیہون والے نے عیب لگایا اور جو بعینہ قائم ہین تو جائز ہی اور اگر جو تلف کر دیئے ہون تو جائز نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی - دو شخصون نے کوئی چیز خریدی اور اُسمین عیب لگایا پھر ایک شخص نے اپنے حصہ سے صلح کر لی تو جائز ہی اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے شریک کو خصومت کرنے کا اختیار نہین ہی اور صاحبین رحمہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک دوسرا شریک باوجود اپنے شریک کے صلح کر لینے کے عیب کی بابت خصومت کر سکتا ہی کیونکہ امام کے نزدیک اگر ایک شخص نے بائع کو اپنے حصہ عیب سے بری کیا تو دوسرے شریک کا حق باطل ہوتا ہی اور صاحبین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسمین اختلاف کیا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر دو کپڑے ہر ایک دس درم کو خریدا اور دونون پر قبضہ کر لیا پھر ایک مین عیب پایا پھر اس شرط سے صلح کی کہ اِسکو بسبب عیب کے واپس کرے اور دوسرے کے دامون مین ایک درم بڑھا وے تو واپس کرنا جائز ہی اور ایک درم کا زیادہ کرنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالےٰ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک باطل ہی یہ حاوی مین لکھا ہی - اگر ایک شخص نے ایک باندی ہزار درم مین خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر اُسنے اُسے کانی پایا اور بائع نے اسکا اقرار کیا پھر اُس سے اُسنے ایک غلام پر صلح کی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر غلام مین اُسنے عیب پایا اور پھر اُسنے اُس سے

لے [illegible]

دس درم پر صلح کی تو جائز ہی پھر اگر باندی استحقاق مین لے لیگئی تو بقدر اسکے حصہ ثمن کے یعنی نصف واپس لیوے اور اگر اس امر پر گواہ قایم ہوئے کہ یہ باندی آزادہ ہی تو غلام واپس کرکے پورے ہزار درم لے لے یہ مبسوط مین ہی قال المترجم مراد یہ ہی کہ غلام مع بدل الصلح دس درم کے واپس کرکے ہزار درم لے لے واللہ اعلم - اگر مکاتب نے کوئی باندی فروخت کی اور مشتری نے اُسمین عیب لگایا پھر اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ کسی قدر ثمن کم کردے تو استحسانًا جائز ہی پھر جب کہ بسبب عیب کے کسی قدر ثمن کم کردیا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کمی مثل نقصان عیب کے یا کم یا اسقدر زیادہ ہی کہ لوگ اتنا خسارہ برداشت کرلیتے ہین تو بالاجماع جائز ہی اور اگر زیادتی اسقدر زیادہ ہی کہ لوگ اُتنا خسارہ نہین اُٹھاتے ہین تو اختلاف ہی امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی

کذا فی المحیط

نوان باب رقیت و حریت کے دعوی سے صلح کرنے کے بیان مین - ایک شخص نے ایک مجہول النسب پر اپنے غلام ہونے کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے سو درم پر اس دعوے سے صلح کرلی اور مدعی کو دیدیے تاکہ اس دعوے سے باز رہے تو صلح جائز ہی پھر اگر مدعی نے اسکے بعد گواہ قایم کیے کہ یہ میرا غلام ہی تو رقیت ثابت ہونے کے حق مین یہ گواہ قبول نہ ہونگے اور استحقاق ولاء مین مقبول ہونگے مگر بدون گواہون کے وہ ولاء کا مستحق نہین ہی اور اگر مدعی نے اُس سے مال کا کفیل لیا تو کفالت جائز ہی یہ محیط مین ہی - اگر ایک باندی سے کہا کہ تو میری باندی ہی اُسنے کہا نہین بلکہ مین آزاد ہون اور اُس سے سو درم پر صلح کرلی تو جائز ہی پھر اگر اُس باندی نے گواہ قایم کیے اس امر کے کہ مین اس مدعی کی باندی تھی مگر اسنے سال گذشتہ مین مجھے آزاد کیا ہی یا یہ کہ مین اصلی حرہ ہون اور میرے باپ وماں آزاد کیے ہوئے یا خالص آزاد تھے تو مدعی سے سو درم واپس لیگی - اور اگر اس امر کے گواہ قایم کیے کہ مین فلان شخص کی باندی تھی اُسنے سال گذشتہ مین مجھے آزاد کیا تو اس امر کے گواہ مقبول نہونگے اور سو درم واپس نہین لے سکتی ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر اس مسئلہ مین بجاے باندی کے غلام ہو اور اسنے بعد صلح کے اپنی اصلی آزادی کے یا اس امر کے کہ مدعی نے سال گذشتہ مین بحال ملک مجھے آزاد کیا ہی گواہ قایم کیے پس اگر صلح غلام کے ساتھ باوجود انکار دعوی کے واقع ہوئی ہی تو غلام کے گواہ مقبول اور بالاجماع مال کو مولی سے واپس لیگا - اور اگر غلام نے مدعی کے دعوی رقیت کا اقرار کیا پھر بھی صلح کرلی پھر موافق مذکورۂ بالا کے گواہ قایم کیے تو ایسا ہی حکم ہی جیسا مذکور ہوا اور اگر اُسنے مولے سے مال صلح واپس لینا چاہا تو بھی صاحبین رح کے نزدیک یہی حکم ہی کیونکہ غلام کی آزادی کے گواہ بدون دعوے کے صاحبین کے نزدیک مقبول ہوتے ہین پس دعوے مین تناقض ہونا گواہون کے قبول ہونے کا مانع نہین ہی جیسا کہ باندی مین مذکور ہوا اور امام اعظم رح کے نزدیک بسبب تناقض دعوے کے گواہ مقبول نہونے چاہیے اور بدون دعوے کے غلام کی آزادی کے گواہ امامؒ کے نزدیک قبول نہین ہوتے ہین پس اگر اسصورت مین قبول ہون تو بلا دعوی مقبول ہونا لازم آتا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر غلام مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ دیے کہ مین فلان شخص کا غلام تھا اُسنے سالگذشتہ مین مجھے آزاد کیا ہی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو مقبول نہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی غلام نے اس امر کا دعوے کیا کہ میرے مولے نے مجھے آزاد کیا ہی پس مولی نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مین سو درم غلام کو دونگا بشرطیکہ وہ اس دعوے سے بری کردے تو صلح باطل ہی اور جب غلام اپنی آزادی کے گواہ قایم کریگا آزاد ہوجائیگا اور باندی اس حکم مین مثل غلام کے ہی یہ مبسوط مین ہی -

اور اگر ام الولد و مدبر نے عتق کا دعوے کیا اور مولی نے اس شرط پر صلح کی کہ دونون کو اسقدر مال دیگا اور دونون اس دعوے سے باز رہین تو یہ صلح باطل ہی۔ اسی طرح اگر دونون نے ام ولد ہونے یا مدبر ہونے کا دعوے کیا اور مولے نے اُن دونون سے اس شرط پر صلح کی کہ اسقدر مال دیگا اور دونون دعوے سے باز رہین تو بھی باطل ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر غلام نے اپنے مالک پر اعتاق صحیح کا دعوے کیا اُسنے انکار کیا پھر غلام نے اُس سے دو سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ عتق کو ادا کر دے تو جائز ہی پھر اگر غلام کو اس امر کے گواہ ملے کہ مولے نے اُسکو قبل صلح کے آزاد کر دیا تھا تو جو کچھ اُسنے مولے کو دیا ہی سب واپس لیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مکاتب نے اپنے مولی پر دعوے کیا کہ اسنے آزاد کر دیا ہی اور ہنوز مکاتب نے کچھ مال کتابت ادا نہین کیا تھا پھر مولی نے اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ نصف مال کتابت ادا کرے اور نصف مال مولے کم کر دیگا تو صلح جائز ہی کذا فی المحیط پھر اگر مکاتب نے اس امر کے گواہ قایم کیے کہ مولے نے قبل صلح کے اُسکو آزاد کیا ہی تو صلح باطل ہوگی یہ مبسوط مین ہی

دسوان باب عقار اور اُسکے متعلقات سے صلح کے بیان مین۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعوی کیا اور دونون نے کسی بیت معلومہ پر صلح قرار دی پس اگر یہ صلح مدعا علیہ کے کسی دوسرے دار کے بیت معلومہ پر واقع ہوئی تو جائز ہی اسی طرح اگر اُسی دار کے بیت معلومہ پر جسکا دعوی کیا ہی صلح کی تو بھی جائز ہی پھر اگر باقی دار پر اگر اُسنے دعوے کیا اور گواہ قایم کیے تو شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ اگر اُسی دار کے بیت معلومہ پر جسکا دعوی کیا ہی صلح کی ہو تو اُسکے دعوے کے باقی دار پر بعد صلح کے سماعت نہوگی اور یہی ظاہر الروایہ مین ہی۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ سماعت ہوگی اور اسی پر امام ظہیر الدین فتوے دیتے تھے۔ اور اس امر پر روایات متفق ہین کہ اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ دار مدعی کا ہی تو اُسکو حکم کیا جائیگا کہ باقی دار مدعی کے سپرد کر دے یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار پر حق کا دعوے کیا اور حق بیان نہ کیا اور اس سے اُسی دار کے بیت معلومہ پر یا دوسرے دار کے بیت معلومہ پر صلح کی تو جائز ہی۔ پس اگر اُسی دار کے بیت معلومہ پر جسمین حق کا دعوی کیا ہی صلح کی پھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ سب دار میرا ہی تاکہ باقی دار بھی لے لے تو ظاہر الروایہ کے موافق گواہ قبول نہونگے۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ قبول ہونگے اور اُسکے نام باقی دار کی ڈگری کر دیجائیگی۔ اور اگر مدعی نے گواہ قایم نہ کیے بلکہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ دار مدعی کا ہی تو اُسکو حکم کیا جائیگا کہ مدعی کے سپرد کر دے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر کسی شخص کے دار مین سے چند گز معلوم کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اس دعوی سے کسی قدر درمون معلومہ پر صلح کر لی تو بالاتفاق جائز ہی اور اگر مدعا علیہ نے اپنے حصہ دار سے جو کسی دوسرے شخص کے پاس ہی اور وہ مدعا علیہ کے حصہ کا مقر ہی صلح کی پس اگر مدعی جانتا ہی کہ مدعا علیہ کا اُسکے دار مین اسقدر حصہ ہی تو یہ صلح بالاجماع جائز ہی کیونکہ اگر اُسنے کوئی حصہ کسی دار کا خریدا اور مشتری کو حصہ کی مقدار معلوم ہی تو جائز ہی اور اگر مشتری کو بائع کے حصہ کی مقدار نہین معلوم ہی یا بائع و مشتری دونون کو نہین معلوم ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع جائز نہین ہی پس ایسا ہی حال صلح کا ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک بیع جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی **قال المترجم** پس حاصل مسئلہ کا یہ ہوا کہ اگر مدعی کو مدعا علیہ کے حصہ دار کی جو دوسرے شخص کے پاس ہی مقدار نہین معلوم ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک صلح جائز نہین ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی فافہم۔ اگر ایک

شخص کے مقبوضہ دار کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعی نے اُس سے کسی قدر درمون پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے اقرار کر دیا اور مدعی نے چاہا کہ صلح توڑ دیوے اور کہا کہ مین نے تو تیرے انکار کی وجہ سے صلح کر لی تھی تو اسکو صلح توڑنے کا اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی- اگر کسی شخص کے دار مین حق کا دعوے کیا پھر اس دعوی سے مسئیل آب پر یا اس شرط پر کہ اس دار کی کسی دیوار پر اس قدر جذوع رکھیگا صلح کر لی تو باطل ہی بشرطیکہ اسکا کوئی وقت مقرر نہ کیا ہو اور اگر کوئی وقت مقرر کیا مثلاً ایکسال یا اس سے زیادہ کوئی معلوم وقت مقرر کیا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہی کرخی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صلح جائز ہی اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ نہین جائز ہی- اور اگر کسی زمین مین حق کا دعوی کیا اور اُس سے نہر سے ایک مہینہ تک پانی لینے پر صلح کی تو جائز نہین ہی اور اگر دعوی مین حصہ نہر مع زمین پر صلح کی تو بیع پر قیاس کر کے صلح جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اگر ایک دیوار کے دعوی سے راستہ پر صلح کر لی پس اگر راستہ سے راستہ کا رقبہ مراد ہی تو صلح بلاشک ناجائز ہی اور اگر راستہ سے آمد رفت مراد ہی تو آمد رفت کے فروخت پر قیاس کر کے دو روایتین ہین جس روایت کے موافق آمد و رفت کا حق فروخت کرنا جائز ہی اُسکے موافق ایک شخص کی آمد و رفت کے حق پر صلح جائز ہو جائیگی یہ محیط مین ہی- **قال المترجم** راستہ سے طریق خاص مراد ہی چنانچہ قیاس بیع شاہد ہی- اگر کسی شخص کے بیت مین حق کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ ایک سال تک اُسکی چھت پر رہا کرے تو کتاب مین مذکور ہی کہ جائز ہی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ چھت پتھر پٹائی ہو اور اگر ایسی نہو تو جسطور سے چھت کا کرایہ دینا جائز نہین ہی صلح بھی جائز نہین ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ ہر حال مین صلح جائز ہی یہ ظہیریہ مین ہی- اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک بیت ہی اُسپر ایک شخص نے دعوے کیا اور دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ بیت ایک شخص کا اور چھت دوسرے شخص کی ہی تو جائز نہین ہی جبکہ اسپر کوئی عمارت نہو اور اگر عمارت ہو اور اس شرط سے صلح کی کہ نیچے کا مکان ایک کا اور بالاخانہ دوسرے کا ہی تو جائز ہی کذا فی الحاوی- ایک دار پر دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اپنے غلام کو ایکسال تک مدعی کی خدمت کے واسطے دینے پر صلح کر لی تو جائز ہی اور مدعی کو اختیار ہی کہ غلام کو اپنے گھر لیجاوے اور شمس الایمہ حلوائی نے فرمایا کہ اپنے گھر لیجانے سے یہ مراد نہین ہی کہ اُسکو سفر مین بقدر سفر لیجاوے بلکہ یہ مراد ہی کہ فناے شہر اور گانون مین لیجاوے اور شمس الایمہ سرخسی نے فرمایا کہ اس مقام پر مدعی کو سفر مین لیجانے کا اختیار ہی اور یہ بھی اختیار ہی کہ غلام کو دوسرے کی خدمت کے واسطے مزدوری پر دیدے یہ محیط مین ہی- ایک شخص کے مقبوضہ دار پر کسی حق کا دعوے کیا پھر اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ مین اس دار کے فلان بیت مین ہمیشہ رہونگا یا مرتے دم تک رہونگا تو جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- اگر کسی کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اس دار کے کسی بیت معین مین کسی مدت معلوم تک کی اجارت پر صلح کر لی تو صلح جائز ہی پھر اگر مدعا علیہ نے مدعی سے اس بیت کی سکونت سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کی تو جائز ہی یہ محیط مین ہی- ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا اور باہم اس شرط سے صلح کی کہ قابض اس دار مین ایکسال تک رہکر مدعی کے سپرد کرے تو جائز ہی اسی طرح اگر باہم اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اسمین ایک سال تک رہکر قابض کو دیدے تو بھی جائز ہی اور اگر کسی پر قرضہ کا دعوی کیا اور دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ قرضدار اس دار مین ایکسال تک رہکر مدعی کے سپرد کرے تو ناجائز ہی کذا فی الذخیرہ ایک شخص کی مقبوضہ زمین کی نسبت اپنی ملک کا دعوی کیا پھر دونون نے اس شرط پر صلح کی کہ قابض اُسمین پانچ برس تک

زراعت کرے بشرطیکہ رقبۂ زمین مدعی کا ہی تو یہ جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر کسی شخص نے ایک دار مین حق کا دعوے کیا پس قابض نے مدعی سے غلام یا کوئی حیوان ایک سال خدمت کے واسطے دینے پر صلح کی تو فاسد ہی خواہ صلح باقرار حق مدعی ہو یا بانکار ہو۔ پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر مدعا علیہ نے وقت صلح کے یون کہا تھا کہ مین نے تیرے حق سے یا تیرے حصہ سے صلح کی تو یہ مدعا علیہ کی طرف سے حق یا حصہ کا اقرار ہی پھر جب صلح فاسد ٹھہری تو اُس سے کہا جائیگا کہ جسقدر تو نے اقرار کیا ہی اُسکو مدعی کے واسطے بیان کر دے۔ اور اگر یون کہا تھا کہ مین نے تیرے دعوے سے صلح کر لی تو یہ اقرار نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک دار خریدا اور اسکو مسجد بنایا پھر ایک شخص نے اُسمین دعوے کیا پھر اُس سے اُس مسجد بنانے والے نے یا جنکے درمیان وہ مسجد ہی اُن لوگون نے صلح کر لی تو صلح جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر ایک دار تین شخصون مین مشترک ہو یعنے تینون اُسپر قابض ہون ہر ایک کے قبضہ مین اُسکی ایک منزل ہی اور صحن اپنے حال پر ہو پھر سبھون نے اُسمین جھگڑا کیا تو ہر ایک کو اُسکی مقبوضہ منزل ملیگی اور صحن تینون مین تین تہائی مشترک ہونے کا حکم ہوگا اور اگر قاضی کے اس حکم سے پہلے باہم اسطور سے صلح کر لی کہ ایک کو نصف صحن اور باقی دونون کو چوتھائی چوتھائی ملے تو جائز ہی اسی طرح اگر صلح مین ایک نے اپنے واسطے دوسرے کی آدھی منزل مقبوضہ شرط کی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایک دار دو شخصون کے قبضہ مین ہو اور دونون نے جھگڑا کیا ہر ایک اپنے مالک ہونے کا مدعی ہی تو دونون کے درمیان نصف نصف کا مثل ترکہ کے حکم دیا جائیگا پس اگر حکم قاضی سے پہلے باہم اسطور سے صلح کی کہ ایک کی دو تہائی اور دوسرے کی تہائی ہی تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک دار دو شخصون کے قبضہ مین اسطرح ہو کہ ایک کے قبضہ مین ایک منزل اور دوسرے کے قبضہ مین دوسری منزل ہو اور ایک نے کہا کہ یہ تمام دار میرے اور تیرے درمیان نصف نصف ہی اور دوسرے نے کہا بلکہ تمام دار میرا ہی تو تمام کے مدعی کو اُسکا مقبوضہ اور نصف دوسرے کا مقبوضہ دیا جائیگا اور صحن دونون مین مشترک ہوگا۔ اور اگر حکم قاضی سے پہلے دونون نے اسطرح صلح کر لی کہ دونون مین برابر تقسیم ہو یا ایک کا تہائی اور دوسرے کا دو تہائی ہی تو جائز ہی اسی طرح اگر بعد حکم قاضی کے اسطور سے صلح کر لی تو بھی جائز ہی۔ اور اگر قبضہ کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص منزل مین رہتا ہو اور دوسرا اُس منزل کے بالاخانہ پر ہو اور ہر ایک نے کل کا دعوے کیا تو ہر ایک کو اُسکا مقبوضہ دیا جائیگا اور صحن دونون کو برابر تقسیم ہوگا پھر اگر حکم قضا کے بعد یا اس سے پہلے دونون نے اسطور سے صلح کر لی کہ بالاخانہ والے کو نیچے کا مکان اور آدھا صحن اور نیچے والے کو بالاخانہ اور آدھا صحن ملے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ دو شخصون نے ایک دیوار مین جھگڑا کیا اور دونون نے اسطرح صلح کی کہ ایک کی اصل دیوار اور دوسرے کی اُسکے جذوع رکھنے کی جگہ ہی تو جائز ہی اور اگر یون صلح کی کہ اُسپر کوئی دیوار معلوم بنا کے اُسپر اپنے جذوع معلومہ رکھے تو جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر دو شخصون نے ایک دیوار مین جھگڑا کیا اور اسطور سے صلح کی کہ دونون اسکو گرا دین اور در حقیقت اس سے خوف تھا اور گرا کر اس شرط سے بنا دین کہ ایک شخص کا تہائی اور دوسرے کی دو تہائی ہو اور جو کچھ خرچ پڑے وہ بھی اُسی حساب سے دونون پر تقسیم ہو اور اُسی حساب سے ہر ایک اُسپر اپنی دھنیان رکھے تو یہ جائز ہی یہ حاوی مین ہی۔ اگر کسی شخص کے بالاخانہ مین کچھ حق کا دعوے کیا پھر اس علو کے کسی بیت معین پر یا کسی دوسرے بالاخانہ کے ایک بیت معین پر صلح کر لی تو جائز ہی کیونکہ اُسنے مجہول حق سے معلوم بدل پر صلح کی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کی مقبوضہ عمارت دار مین دعوے کیا اور اُس سے اس دعوے عمارت سے کچھ معلوم

دونون پر صلح کر لی تو جائز ہی اسی طرح اگر یون دعوے کیا کہ آدھی عمارت میری اور آدھی دوسرے کی ہی اسی طور سے کہ [illegible] غاصب تھے دونون نے آدھی آدھی عمارت بنوائی تو بھی صلح کا یہی حکم ہی بخلاف اسکے اگر دوسرے [illegible] وصیت یتری کے ہاتھ یا آنکھ کا دعوی کیا اور اس سے صلح کی تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر دو شخصون نے ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا اور کہا کہ ہم دونون نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا ہی اور قابض نے اس سے انکار کیا پھر ایک نے اس دعوی سے اپنے حصہ سے سو درم پر صلح کر لی اور اسکے شریک نے چاہا کہ اس سو درم مین اسکا شریک ہو تو اسکو یہ اختیار نہین ہی اور دوسرے کو بسبب اس صلح کے یہ اختیار نہوگا کہ دار مین سے کچھ لے جبتک کہ گواہ قایم کرے اور اگر ایک مدعی نے تمام دعوے سے سو درم پر صلح کی اور اپنے بھائی کی سپردگی کا ضامن ہوا پس اگر اسکے بھائی نے اسکے سپرد کیا تو صلح جائز ہی اور اسکا بھائی سو کے آدھے یعنے پچاس درم لے لیگا اور اگر اجازت نہ دی تو وہ اپنے دعوے پر باقی رہیگا اور صلح کرنے والا پچاس درم قابض کو واپس کر دیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر دو شخصون مین سے ہر ایک کے قبضہ مین ایک ایک دار ہو اور ہر ایک نے دوسرے کے مقبوضہ مین اپنے حق کا دعوے کیا اور یون صلح کی کہ ہر ایک دوسرے کے دار مین سکونت اختیار کرے تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ہر ایک نے دوسرے کے مقبوضہ دار مین اپنے حق کا دعوے کیا اور اس شرط سے صلح کی کہ ہر ایک دوسرے کو اپنا اپنا مقبوضہ بدون تقسیم و اقرار کے دیدے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ مین دعوے کیا اور اس سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کی بشرطیکہ دوسرا ایک کر گیہون زیادہ کرے۔ پس اگر اس شرط پر صلح ہوئی کہ مدعی وہ دار مدعا علیہ کے پاس چھوڑ دے اور کر اور درم مدعا علیہ کی طرف سے مین پس اگر کر معین ہو تو بیشک صلح جائز ہی اور اگر معین نہو بلکہ وصف جید یا درمیانی یا ردی بیان کر کے اسکے ذمہ رکھا گیا ہو تو بھی صلح جائز ہوگی خواہ فی الحال اسپر قبضہ دینا شرط ہو یا میعادی ادھار ہو۔ اور اگر ایسا بھی نہو یعنی کر وصف کر کے ذمہ بھی نہ رکھا گیا ہو بلکہ مطلقاً بلا وصف ہو تو تمام دار کی صلح باطل ہوگی یعنی بقدر حصہ دراہم کے بھی صحیح نہوگی۔ اور اگر کر مدعی کی طرف سے ہو اور دراہم مدعا علیہ کی طرف سے ہون پس اگر کر معین بعینہ ہو تو سب کی صلح جائز ہوگی اور اگر غیر معین بذمہ رکھا گیا ہو پس اگر اسکا وصف کیا ہو اور تمام شرایط سلم کی اسمین پائی جاتی ہون مثلاً کر ادا کرنے کی میعاد اور مکان ادا اور درمون سے کر کا حصہ بیان ہو تو کل کی صلح جائز ہوگی بشرطیکہ تمام[ف] درمون پر مجلس صلح مین قبضہ کیا یا جو حصہ کر کے مقابل ہین انپر قبضہ کر لیا ہو اور اگر تمام دراہم کے قبضہ سے پہلے دونون مجلس صلح سے جدا ہو گئے تو حصہ کر کی صلح باطل ہو جائیگی۔ اور اگر کر مین تمام شرائط سلم کے بالاتفاق نپائی گئی ہون مثلاً اسنے مکان ادا بیان نہ کیا یا درمون سے حصہ کر بیان نہ کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک کل کی صلح باطل ہو جائیگی خواہ درمون کے دینے مین تعجیل کی ہو یا نہوئی ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر راس المال کی تعجیل کی ہو تو کل کا عقد جائز ہوگا۔ اور اگر درمون کے دینے مین تعجیل نہ کی ہو تو فقط حصہ کر کی صلح فاسد ہوگی اور اگر کر کے ادا کرنے مین میعاد نہو تو بالاجماع درمون مین سے حصہ کر کی صلح فاسد ہوگی اور حصہ دار کی صلح فاسد ہونے مین اختلاف ہی صاحبین کے نزدیک جائز رہیگی بشرطیکہ کر کا وصف بیان کیا ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک جائز نہوگی۔ اور اگر کر مدعا علیہ کی طرف سے اور درم مدعی کی طرف سے ہون پس اگر کر معین ہو تو صلح تمام کی جائز ہوگی اور اگر وصف کر کے ذمہ لگا گیا ہو تو اسکا حکم بعینہ اسی تفصیل سے ہی جو ہم نے مدعی کی طرف سے

[ف] یعنی مدعی نے صلح کے درمون اور حصہ کر کے درمون پر یا صرف حصہ کر کے درمون پر قبضہ کیا ہو ۱۲

کر ہونے کی صورت مین بیان کیا ہی - اور یہ سب حکم اسصورت مین ہی کہ صلح اس شرط سے واقع ہوئی کہ مدعی اپنے دعوی کو ترک کر دے - اور اگر اس شرط سے صلح واقع ہوئی کہ مدعی اُس دار کو دے دے اور باقی مسئلہ بحالہ ہے پس گر کر اور درم مدعی کی طرف سے ہون یا کر مدعا علیہ کی طرف سے اور درم مدعی کی طرف سے ہون تو اسصورت کی سب وجہون کا حکم وہی ہی جو ہمنے پہلی صورت مین تفصیل سے بیان کیا ہی پھر یہ سب جو ہمنے بیان کیا اسصورت مین ہی کہ تمام کر مین میعاد مقرر ہوا اور اگر ایسا نہو بلکہ بعض کر مین میعاد ہو پس اگر کر مین سے جسقدر میعادی ہی وہ سلم کی مقدار کے لائق ہی تو صلح سب کی جائز ہوگی اور جسقدر کہ میعادی ہی وہ درمون کی طرف اور جو فی الحال ہی وہ حصۂ دار کے ساتھ عقد کے جائز ہونے کے واسطے ملا دیا جائیگا - اور اگر مدعا علیہ نے دار سے کسی معین حیوان پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُسکو ایک کر گیہون جید اپنے ذمہ لیکر ادا کرے اور میعادی نہین ہین یعنی قبل افتراق کے یہ گیہون ادا کرے میعادی نہین ہی تو صاحبین نے فرمایا کہ جائز نہین ہی اور امام کے نزدیک واجب ہی کہ جائز ہو اگرچہ کر بعینہ نہو مگر وصف کر کے ذمہ رکھا گیا ہو کیونکہ کیلی چیز جب ذمہ رکھی گئی اور وہ درمون و دیناروں کے سوائے دوسری چیز اعیان کے مقابل ٹھہرائی گئی تو ثمن ہو جاتی ہی اور ایسے ثمن کے ساتھ خریدنا امام کے نزدیک جائز ہی بشرطیکہ وصف کر کے ذمہ لیا ہو خواہ اُسکا ادا کرنا فی الحال قرار پایا ہو یا میعادی ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنے دعوے سے جو اُسنے کسی دار کی نسبت کیا ہی ایک کر درمیانی گیہون پر صلح کی پھر اُس کر سے ایک کر جو غیر معین پر صلح کر لی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر دار کے دعوی سے درمون پر صلح واقع ہوئی اور بدل صلح پر قبضہ کرنے سے پہلے دونو جدا ہو گئے تو صلح نہ ٹوٹیگی یہ محیط مین ہی - اگر کسی شخص نے ایک دار کے دعوی سے جسکو گواہون نے نہین دیکھا ہی اور نہ اُسکے حدود کو پہچانا ہی صلح کر لی یا کسی غیر معین دار کے دعوی سے صلح کر لی پھر ایک دار پر دعوی کیا اور کہا کہ یہ وہ دار نہین ہی جس سے صلح کی ہی اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ وہی ہی تو دونون سے باہم قسم لیجائیگی اور صلح رد کر دیجائیگی اور پھر مدعی دوبارہ دعوے کریگا یہ مبسوط مین ہی - ایک شخص نے دوسرے کی دیوار مین موضع جذوع کا دعوی کیا یا اُسکے دار مین کسی راستہ یا پانی کے مسیل کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر اُس سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہی کیونکہ مجہول حق سے معلوم بدل پر صلح کی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص کا دروازہ یا موکھلا موجود ہی اُسپر اُسکے پڑوسی نے جھگڑا کیا اور اُسنے کسی قدر دراہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ پڑوسی کو دیگا تاکہ وہ موکھلا بند نکرے اُسکو کھلا رہنے دے تو یہ صلح باطل ہی اسی طرح اگر اس شرط سے صلح واقع ہوئی کہ موکھلے و دروازہ کا مالک کچھ درم لیکر اُن دونون کو بند کر دے تو بھی باطل ہی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک شخص نے دوسرے سے کچھ زمین خریدی پھر بائع نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری ثانی نے وہ زمین لے لی اور مشتری اول نے اُس سے خصومت کرنے کا قصد کیا پس دوسرے مشتری نے اُس سے کہا کہ زمین میرے پاس رہنے دے اور مجھ سے کسی قدر مال معلوم پر صلح کر لے اُسنے ایسا ہی کیا تو صلح جائز ہی اور وہ زمین دوسرے کی ملک پہلے مشتری کی طرف سے ہوگی و اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ جو کچھ مال صلح اُسنے اس شرط سے دیا ہی اُسکو واپس لیوے یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اگر کسی نے دوسرے کی زمین مین سے چند گزون کا دعوے کیا اور مالک زمین نے اس دعوے سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہی - اور اگر زمین دو شخصون کی ہو کہ اسمین دونون کی کھیتی ہو اُسپر ایک شخص نے دعوی

کیا اور دونون نے انکار کیا پھر ایک نے اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو سو درم دیوے اور وہ نصف کھیتی مدعی کو دیگا پس اگر کھیتی پک گئی ہو تو صلح جائز ہی اور اگر پکی نہو تو بدون شریک کی رضامندی کے صلح جائز نہوگی - اور یہ بخلاف اسکے ہی کہ اگر یون صلح کی کہ آدھی کھیتی مع آدھی زمین کے سو درم کی صلح مین دیگا کہ یہ جائز ہی - اور اگر تمام کھیتی ایک ہی شخص کی ہو پھر کسی نے آکر دعوے کیا پھر مدعی نے اُسکو سو درم اس شرط سے دیئے کہ آدھی کھیتی دیدے اور زمین نہ دے پس اگر کھیتی پکی ہوئی ہو تو جائز ہی اور اگر پکی نہو تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی - اگر ایک قوم کے درمیان ایک نہر ہو اور سبھون نے اُسکے کھودنے یعنی مٹی صاف کرنے یا مسناۃ بند آب ویل بندی کرنے پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکا خرچ سبھون پر موافق حصہ کے ڈالا جاوے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر کسی شخص کا چھتّا یا پاخانہ شارع عام پر ہو اور اُسکے دور کرنے کے واسطے کسی شخص نے اُس سے جھگڑا کیا اور چھتے والے نے اُسکے ساتھ کسی قدر معلوم درمون پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو اپنی جگہ پر رہنے دے تو ایسی صلح جائز نہین ہی اور لوگون کو چاہیے کہ اُسکے دور کرنے کے واسطے اُسکے مالک سے خصومت کرین خواہ وہ چھتا قدیمی ہو یا جدید ہو یا اُسکا حال معلوم نہو - اور اگر امام وقت نے اُس سے دور کرنے کے واسطے خصومت کی پھر اُس سے اس شرط سے صلح کر لی کہ اُسکا چھتا اپنی جگہ پر چھوڑ دیا جائیگا بشرطیکہ وہ کچھ مال معلوم ادا کرے تو جائز ہی بشرطیکہ وہ جدید ہو اور امام وقت کو مسلمانون کے حق مین یہ مصلحت معلوم ہو کہ اُسکو چھوڑ کر اُسکے عوض مال لیکر بیت المال مین داخل کرے بشرطیکہ عام لوگون کو اُس سے ضرر نہو یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر مخاصم نے چھتّا دور کرنے کے واسطے مال دیا ہو تو جائز ہی بشرطیکہ وہ قدیمی ہو اور اگر جدید ہو تو جائز نہین ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر اُسکا حال معلوم نہو اور مخاصم نے اُسکے دور کرنے کے واسطے مال دیا ہو تو جائز نہین ہی اور اگر چھتے کے مالک نے مخاصم کو چھتّا دور کرنے کے واسطے مال دیا تو کیسا ہی ہو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر چھتا خاص راستہ پر کسی کوچہ غیر نافذہ مین ہو پس اگر صلح اسطور سے نیا یا پرانا واقع ہوئی کہ مخاصم کچھ دراہم معلومہ مالک ظلّہ یعنی چھتے سے لیکر ظلّہ کو اُسی طور سے چھوڑ دے تو صلح جائز نہین ہی بشرطیکہ قدیمی ہو اور اگر جدید ہو پس اگر مخاصم اس کوچہ کا رہنے والا نہو اور اُسکو اس چھتے کے نیچے سے گذرنے کا حق حاصل نہو تو جس شخص کو اُسکے نیچے سے آمد و رفت کا حق حاصل ہی اُسکی اجازت پر موقوف رہیگی - اور اگر صلح کرنے والا اُس کوچہ کا رہنے والا ہو پس اگر تمام چھتے سے صلح کی تو صلح جائز ہی اُسکے حصہ کی صحیح ہوگی اور شریکون کے حصہ کی موقوف رہیگی اگر اُسکے سب شریکون نے اجازت دیدی تو کل کی صلح جائز ہو جائیگی اور اگر اُنھون نے اُسکے صلح کی اجازت ندی اور چھتا دور کیا گیا تو بیشک اُسکے شریکون کے حصہ کی صلح باطل ہوگی یہان تک کہ چھتے والے کو اُن شریکون کے حصہ کا بدل صلح مصالح سے واپس کر لینے کا اختیار ہی اگر سب بدل صلح اُسکو دیدیا ہی - اور اسمین مشائخ کا اختلاف ہی کہ اُسکے حصہ کا بدل صلح بھی واپس لے سکتا ہی یا نہین اور صحیح یہ ہی کہ واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر صلح صرف اُسی صلح کرنے والے کے حصہ سے ہی تو صلح جائز ہی پھر بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر شریکون نے چھتا اپنے حال پر چھوڑ دینے مین احسان کیا اور چھوڑ دیا تو تمام بدل صلح مصالح کو دیا جائیگا اور اگر اُنھون نے چھتا دور کر دیا تو مصالح سے تمام بدل صلح واپس لینے مین مشائخ کا اختلاف ہی - اور اگر چھتے کا حال معلوم نہو کہ نیا بنا ہی یا پرانا ہی تو صلح جائز نہین ہی - اور اگر صلح اُس چھتے کے دور کرنے پر واقع ہوئی پس اگر اس شرط پر واقع ہوئی کہ مخاصم درم لیکر چھتے کو دور کر دے تو ہر حال مین صلح جائز ہی - اور اگر یون صلح واقع ہوئی کہ چھتے والا مخاصم سے کچھ درم معلوم لیکر

چھتا دور کردے تو جائز ہی اگر چھتا قدیمی ہو اسی طرح اگر جدید ہو یا مجہول الحال ہو تو بھی یہی حکم ہی کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص کا ایک نخل اُسکی ملک مین ہی اُسکی شاخین پھوٹ کر پڑوسی کے گھر مین جا لگین اُسنے اُنکا قطع کر دینا چاہا اور نخل کے مالک نے کسی قدر دراہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ نخل کو ایسا ہی چھوڑ دے تو یہ ناجائز ہی - اور اگر کاٹ ڈالنے پر صلح واقع ہوئی پس اگر مالک نخل نے پڑوسی کو کچھ درم اُسکے قطع کے واسطے دیے تو جائز ہی اور اگر پڑوسی نے نخل والے کو کچھ درم اس قطع کے واسطے دیے تو صلح باطل ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے کسی زمین کے نخل کا مع اصل کے دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ امسال جو اسمین پھل آوین وہ مدعی کے ہین تو جائز نہین ہی کیونکہ یہ صلح ایسے بدل پر واقع ہوئی کہ وہ معدوم و مجہول ہی حالانکہ اُسکے سپرد کرنے کی ضرورت ہی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک شخص کے اجمہ مقبوضہ پر حق کا دعوی کیا پھر اُسنے اسطور سے صلح کی کہ اس اجمہ کا شکار ایک سال تک مدعی کو دیا جائیگا پس اگر اجمہ کے صید مدعا علیہ کے مملوک نہون تو کسی حال مین صلح جائز نہین ہی - اور اگر مملوک ہون مثلاً اگر ملکے اجمہ مین چھوڑ دیے ہون پس اگر بدون شکار کرنے کے انکا پکڑنا ممکن ہی تو صلح جائز ہی اور اگر بدون شکار کرنے کے ہاتھ نہین آسکتے ہین تو صلح جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے ایسا دار خریدا جسکا کوئی شفیع ہی پس شفیع نے اس شرط سے صلح کی کہ مشتری اُسکو کسی قدر دراہم معلومہ دے تاکہ وہ شفعہ سپرد کردے تو مال واجب نہوگا اور شفعہ باطل ہوجائیگا اور اگر مال لے لیا ہو تو مشتری کو واپس کرے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر مشتری نے شفیع کے ساتھ اس شرط سے صلح کی کہ اسکو دار دیدے اور شفیع ثمن پر کسی قدر شی معلوم بڑھاوے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ نصف یا تہائی یا چوتھائی دار لے لے اور باقی کا شفعہ مشتری کو سپرد کردے تو جائز ہی اور اگر شفیع کے طلب شفعہ اور گواہ کر لینے کے بعد جب شفعہ موکد ہوگیا تب ایسی صلح واقع ہوئی تو شفیع شفعہ سے نصف دار کا لینے والا ہوجائیگا حتے کہ جسمین سے نصف بطور شفعہ کے لے لیا ہی اُسمین جدید شفعہ دوبارہ نہین ہو سکتا ہی اور شفیع اس صلح سے باقی نصف کا شفعہ مشتری کو دیدینے والا ہوجائیگا حتے کہ اگر یہ شفیع مبیع یا طریق مین شرکت رکھتا ہو تو پڑوسی کو اختیار ہوگا کہ جو نصف شفیع نے شفعہ مین نہین لیا ہی اُسکو لے لے اور اگر شفیع کے طلب کرنے سے پہلے یہ صلح واقع ہوئی تو نصف کو از سر نو بیع جدید مین لینے والا قرار دیا جائیگا اور اُسمین جدید شفعہ ہو سکتا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر مشتری نے شفیع سے اس شرط سے صلح کی کہ دار کے کسی بیت کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لیکر شفعہ سپرد کردے تو صلح باطل ہی اور حق شفعہ باقی رہیگا اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ شفیع کے شفعہ طلب کرنے کے بعد ایسی صلح واقع ہوئی ہو اور اگر قبل طلب کے ایسی صلح ہوئی تو صلح باطل ہی اور شفعہ بھی باطل ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کسی شخص نے کسی دار مین شفعہ طلب کیا اور مشتری نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ شفیع کو دوسرا دار بعوض کسی قدر دراہم معلومہ کے دیدے بشرطیکہ وہ شفعہ مشتری کے سپرد کردے تو یہ فاسد ہی یہ مبسوط مین ہی - ایک شخص نے ایک دار خریدا اُس دار کے کسی حصہ کی نسبت ایک شخص نے خصومت کی اور باقی مین شفعہ کا دعوے کیا پھر اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ نصف دار نصف ثمن مین اس شرط سے دیدے کہ مدعی دعوی سے بری کرے تو جائز ہی اور اگر کسی دوسرے دار کے نصف دینے پر اسطور سے صلح کی تو جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک زمین خریدی اور شفیع نے شفعہ سپرد کر دیا پھر شفیع نے شفعہ سپرد کردینے سے انکار کیا پھر اُس سے مشتری نے اس شرط سے صلح کی کہ نصف زمین نصف ثمن مین لے لے تو جائز ہی اور یہ بیع جدید قرار

سلہ نیستان و مراد جائیکہ درختان بسیار دارد ۱۲ منہ سلہ اور جو لیا ہی اسکو نہین لے سکتا ہی ۱۲ منہ

دیجائیگی۔ اسی طرح اگر شفیع طلب شفعہ کے بعد مرگیا پھر مشتری نے اُسکے وارثون سے اسی طرح صلح کی تو بھی جائز ہی اور بیع جدید قرار دیجائیگی اور اگر مشتری مرگیا اور مشتری کے وارثون نے اس شرط سے صلح کی کہ باہم نصف دار و نصف ثمن مین دیدین تو بھی جائز ہی اور یہ لینا شفعہ کی راہ سے ہوگا جدید بیع قرار نہ دیجائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر کسی دار کے شفعہ مین ایک شریک اور ایک پڑوسی نے جھگڑا کیا اور باہم اس شرط سے صلح کی کہ نصف نصف برابر دونون لے لین اور مشتری نے دونون کو دیدیا تو جائز ہی کذا فی الحاوی

باب گیارھوان قسم مین صلح کرنے کے بیان مین

ایک نے دوسرے پر مال کا دعوی کیا اُسنے انکار کیا پھر دونون نے صلح کی کہ مدعا علیہ قسم کھانے اور وہ مال سے بری ہی اور مدعا علیہ نے قسم کھالی تو صلح باطل ہی اور مدعی اپنے دعوے پر باقی رہیگا اگر اُسنے گواہ قایم کیے تو مال لے لیگا اور اگر گواہ نہ پائے اور اُس سے قسم طلب کی پس اگر پہلا قسم کھانا قاضی کے سامنے نہ تھا تو قاضی دوبارہ اُس سے قسم لیگا اور اگر قاضی کے سامنے تھا تو دوبارہ قسم نہ لیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ اگر مدعا علیہ قسم کھائے تو وہ خصومت سے اسوقت تک بری ہی جبتک مدعی کو گواہ ملین اور اُسنے قسم کھالی تو خصومت سے بری ہونے مین مشائخ کا اختلاف ہی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ خصومت سے بری نہوگا اور یہی اصح ہی حتے کہ مدعی کو اختیار ہی کہ قاضی کے سامنے دوبارہ اُس سے قسم لیوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون نے اسطرح صلح ٹھہرائی کہ مدعی اپنے دعوے پر قسم کھالے تو مدعا علیہ اُسکے مال کا ضامن ہی اور اگر مدعی نے اس شرط پر قسم کھالی اور مدعا علیہ نے اُس مال سے انکار کیا تو پھر اُسکے ذمہ کچھ لازم نہ آویگا اور صلح باطل ہی۔ اسی طرح اگر دونون نے اسطرح صلح کی کہ طالب و مطلوب دونون قسم کھالین پھر مدعا علیہ پر نصف مال دعوی لازم آویگا تو بھی باطل ہی۔ اور اگر دونون نے اسطرح صلح کی کہ طالب آج کے روز اپنے دعوی پر قسم کھاوے اور اگر آج کا دن گذر گیا اور اُسنے قسم نہ کھائی تو اُسکا کچھ حق نہین ہی پھر وہ دن گذر گیا اور مدعی نے قسم نہ کھائی تو صلح باطل ہی اور مدعی اپنے دعوی پر باقی رہیگا اسی طرح اگر یون صلح کی کہ مطلوب قسم کھالے تو وہ مال کا ضامن ہی یا اُسپر مال ہی یا تیرا مال ہی تو بھی صلح باطل ہی اور مشروط کچھ لازم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر مال یا اُسکے ماسوا کا دعوے کیا اور اُسنے انکار کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہین ہین اُسنے مدعا علیہ کی قسم کی درخواست کی اور قاضی نے قسم اُسپر رکھی اور اُسنے کسی قدر دراہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ اسطور سے قسم نہ لے تو صلح جائز ہی اور وہ اس صلح سے قسم سے بری ہوگا اسی طرح اگر یون صلح کی کہ مین نے تجھسے اُس قسم سے جو تیری طرف سے مجھپر لازم آئی ہی صلح کی یا یون کہا کہ مجھپر جو تیری طرف سے قسم آئی ہی اسقدر درمون پر فدیہ کی اور دوسرا شخص راضی ہوگیا تو صلح جائز ہی۔ اور اگر قسم کو بعوض مال معلوم کے خریدا یا مشتری نے قسم اُسکے ہاتھ مال معلوم پر فروخت کی تو جائز نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اگر یون صلح ٹھہرائی کہ طالب یا مطلوب قسم کھائے اور آدھا مال مدعا علیہ پر ہوگا۔ یا آج کے روز طالب یا مطلوب قسم کھائے بشرطیکہ اگر آج قسم نہ کھاوے تو مال اُسپر ہی یا طالب آج کے روز قسم کھاوے کہ جو لیگا وہ حق ہی تو یہ سب صورتین صلح کی باطل ہین کیونکہ یہ خلاف شرع ہین یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر یون صلح قرار دی کہ طالب اپنے غلام کی آزادی یا عورت کی طلاق یا حج یا ایمان موکدہ کی قسم کھاوے اگر اسطور سے قسم کھالیگا تو اُسکا مال مجھپر ہی۔ تو اسصورت مین مطلوب پر کچھ

لازم نہ آویگا اور نہ طالب پر طلاق و عتاق لازم آویگا و لیکن اگر مطلوب اس امر کے گواہ قایم کرے کہ مین نے مدعی کو یہ مال ادا کر دیا ہی یا اُستے مجھے اس مال سے بری کر دیا ہی تو اُسوقت مین اُسکا غلام آزاد ہوجاویگا اور اسکی جورو پر طلاق ہوجائیگی کیونکہ مدعی کا اپنی قسم مین حانث ہونا عادل گواہون سے ثابت ہوگیا - اسی طرح اگر اس شرط سے صلح کی کہ مدعا علیہ ان چیزون کی اسطور سے قسم کھاوے کہ اگر اسطور سے قسم کھالیگا تو وہ میرے دعوی سے بری ہی اُسنے قسم کھالی تو بری نہوگا اور طلاق و عتاق واقع نہوگی و لیکن اگر مدعی نے اپنے دعوی کے گواہ قایم کیے تو اسوقت مین مطلوب کا طلاق و عتاق واقع ہوجائیگا کیونکہ اُسکا حانث ہونا عادل گواہون سے ثابت ہوگیا یہ محیط مین لکھا ہی

بارھوان باب خون اور زخمون سے صلح کرنے کے بیان مین نفس اور نفس سے کم پر عمداً یا خطاءً جرم کرنے سے صلح کرنا جائز ہی و لیکن اگر عمداً جرم کرنے سے دیت سے زیادہ پر بھی صلح کی تو بھی جائز ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور یہ مال جرم کرنے والے پر اُسی کے مال سے فی الحال دینا واجب ہوگا اور اُسکی مددگار برادری پر واجب نہوگا کذا فی الحاوی اور خطا سے جرم کرنے مین اگر دیت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز نہین ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جب کسی مقدار دیت پر جو مقررہ ہین صلح قرار دی ہو اور اُسمین زیادتی کی ہو - اور اگر سوائے ان مقدارون کے کسی مال پر صلح قرار دی اور اُسمین زیادتی کی تو جائز ہی و لیکن اُسی مجلس مین قبضہ کر لینا شرط ہی تاکہ دین سے بعوض دین کے بدون قبضہ کے افتراق لازم نہ آوے - اگر قاضی نے مجرم پر سو اونٹ دیت کا حکم کیا اُسنے سو اونٹ سے سو سے زیادہ گائون پر جو اُسکے پاس موجود ہین صلح کی اور گائین اُسکو دیدین تو جائز ہی اور اگر کسی قدر اونٹون سے سوائے درم و دینار کے کسی کیلی یا وزنی چیز پر اُدھار میعادی صلح کی تو جائز نہین ہی کیونکہ معارضۃ الدین بالدین ہی - اور اگر دیت کے اونٹون سے اُنکے مثل قیمت پر یا اسقدر زیادت پر کہ لوگ برداشت کر لیا کرتے ہین صلح کر لی تو جائز ہی اور اگر زیادتی مین اسقدر خسارہ ہی کہ لوگ برداشت نہین کیا کرتے ہین تو صلح جائز نہوگی - اور اگر قاضی نے اسپر درم یا دینارون کا دیت مین حکم کیا اور قاتل نے اپنے گیہون یا جو یا اونٹ وگائے وغیرہ پر جو اُسکے پاس موجود نہین ہین صلح قرار دی تو جائز نہین ہی اگرچہ جدا ہونے سے پہلے ان چیزون کو دیدے کیونکہ ایسی چیز کی بیع کرنا جو آدمی کے پاس وقت عقد کے موجود نہو سوائے سلم کے اور صورت مین جائز نہین ہی - اور اگر قاضی نے اُسپر اونٹ یا گائے کا دیت مین حکم کیا اور اُستے اپنے گیہون وغیرہ پر صلح کی حالانکہ بدل اُسکے پاس موجود نہین ہی و لیکن جدائی سے پہلے اُسنے یہ اناج دیدیا تو جائز ہی اور اگر جدائی سے پہلے یہ اناج نہ دیا اور دونون جدا ہوگئے تو صلح جائز نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر مجرم کے سوائے دوسرے شخص نے دیت سے زیادہ پر صلح کی اور ضامن ہوا تو زیادتی باطل ہوگی اگرچہ صلح جنس دیت کے سوائے دوسری جنس پر ہو - اور اگر درمون کا اُسپر حکم ہوا اور اُسنے دو ہزار دینار پر صلح کر لی اور اُسی مجلس مین قبضہ کر لیا تو جائز ہی اور اگر ڈگری ہونے سے پہلے دو سو اونٹ غیر معین پر صلح کر لی تو وسط اُسمین سے واجب ہونگے اور خیار طالب کو ہی جس جس سن کے اونٹ دیت مین واجب ہوتے ہین اگر اُس سے نقصان ہو تو طالب کو اختیار ہوگا کہ صلح کو رد کر دے یہ حاوی مین ہی - ایک شخص نے دوسرے کو عمداً قتل کیا اور تیسرے کو خطا سے قتل کیا پھر دونون کے ولیون سے دونون دیتون سے زیادہ پر صلح کی تو صلح جائز ہی اور مقتول خطا کے ولی کو بقدر دیت کے ملیگا اور باقی عمداً مقتول کے ولی کو ملیگا اور

یعنے اس سے سن مین ناقص ہون ۱۲

اگر دونون کے وارثون سے وہ دیت یا کم پر صلح کی تو وہ دونون بری ہو جائینگے یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور قتل عمد کے بدل الصلح
کا حکم مہر کے مانند ہو تو جیسے جہالت مہر مین برداشت کر لیجاتی ہو وہی یہان بھی برداشت کیجاویگی۔ اور جو چیز تسمیہ صحیح ہونے
کی مانع ہو وہ صلح مین وجوب بدل کی مانع ہو اور مسمی کے فاسد ہونے کے وقت قصاص ساقط ہو جاتا ہو اور نفس کا بدل
یعنی دیت واجب ہوتی ہو جیسے نکاح مین مہر مثل واجب ہوتا ہو مثلاً ایک کپڑے پر صلح قرار دی۔ لیکن ایک صورت مین
نکاح و صلح مین فرق ہو وہ یہ ہو کہ اگر شراب پر نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہوگا اور عمداً خون کرنے سے اگر شراب پر صلح کی تو
کچھ واجب نہوگا یہ کافی مین ہو۔ اور قتل خطا مین دیت واجب ہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہو۔ اور اگر عمداً ہاتھ کاٹنے
سے شراب یا سور پر صلح کی تو تسمیہ جائز نہین ہو ولیکن عفو صحیح ہو یعنے قصاص معاف کر کے اسنے جو بدل مقرر کیا وہ بدل ناجائز
ورنہ عفو صحیح ہو اور مقطوع الید ہاتھ کاٹنے والے سے کچھ نہین لے سکتا ہو اور اگر خطا سے اسنے ہاتھ کاٹا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے
تو ہاتھ کٹا ہوا اس سے دیت (یعنے ارش ۱۲) لے سکتا ہو اور اگر کسی آزاد کے دینے پر صلح واقع ہوئی تو یہ بھی مثل شراب و سور پر صلح ناواقع
ہو نہ سکے ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر ہر ایک کا خون دوسرے پر آتا ہو اور دونون نے ایک دوسرے کو خون سے معاف کر دینے
پر صلح کی تو جائز ہو جیسے خلع مین ہو یہ اختیار شرح مختار مین ہو۔ ایک شخص کو عمداً زخمی کیا اور اس سے صلح کی تو دو حال سے
خالی نہین ہو یا تو زخم سے اچھا ہو گیا یا مر گیا پس اگر زخم سے یا ضرب سے یا سر زخمی کرنے سے یا کاٹ ڈالنے ہاتھ سے یا
کسی جرم سے فقط ان چیزون سے صلح کی تو صلح جائز ہو بشرطیکہ اسطرح اچھا ہوا ہو کہ اسکا کچھ اثر باقی ہو اور اگر اسطرح اچھا
ہو گیا کہ اثر بھی باقی نہ رہا تو صلح باطل ہو گئی اور اگر اس جنایت سے مر گیا تو بخلاف صاحبین کے امام کے نزدیک یہ حکم
ہو کہ صلح باطل ہو گئی اور دیت واجب ہوگی اور اگر ان پانچون چیزون اور جو کچھ ان سے حادث ہو صلح کی تو صلح جائز ہو اگر اس سے
مر گیا۔ اور اگر اچھا ہو گیا تو اس مقام پر مذکور ہو کہ صلح جائز ہو اور کتاب الوکالت مین مذکور ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کے
سر مین ہڈی کھولدینے والا زخم لگایا پھر کسی کو وکیل کیا کہ اس سے صلح کرے اسطور سے کہ اس زخم سر سے اور جو کچھ اس سے
نفس تک پیدا ہو صلح کرے یعنے نفس ضائع ہو جانے تک صلح کرے پس اگر وہ شخص مر گیا تو صلح نفس سے قرار دیجاویگی اور اگر
اچھا ہو گیا تو دس حصون مین سے ساڑھے نو حصے مال واجب ہوگا اور نصف دسوان حصہ جسکے زخم آیا ہو وہ واپس کر دیگا
اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ ان دونون روایتون مین اختلاف بسبب اختلاف وضع کے ہو کیونکہ اس مقام پر یون صلح کی
کہ جو کچھ اس زخم سر سے نفس ضائع ہونے تک پیدا ہو سب سے صلح کی اور یہ ایک شے معلوم ہو لہذا بدل صلح کو قایم و حادث
دونون پر تقسیم کرنا ممکن ہوا اور اس مقام پر زخم اور جو اس سے پیدا ہو صلح قرار دی ہو اور یہ امر مجہول ہو کبھی پیدا ہوتا ہو اور کبھی
نہین پیدا ہوتا ہو اور اگر پیدا ہو تو بھی نہین معلوم کہ کسقدر پیدا ہوگا اسی واسطے بدل کو قایم و حادث پر تقسیم کرنا متعذر ہوا
پس تمام بدل بمقابلہ موجود کے قرار پایا۔ ولیکن اگر جنایت سے صلح کی تو سب صورتون مین صلح جائز ہو ولیکن اگر اسطور سے
اچھا ہو گیا کہ بالکل اسکا اثر باقی نہ رہا تو جائز نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر جرم عمداً کیا ہو اور مجروح نے جرح کرنیوالے سے
تھوڑے سے بدل پر صلح کی حالانکہ وقت صلح کے وہ مرض الموت کا بیمار تھا تو صلح جائز ہو اور اگر جراحت خطا سے ہو اور اس سے
صلح کی حالانکہ وقت صلح کے وہ مرض الموت کا مریض تھا اور بدل مین سے کم کر دیا تو یہ صلح تہائی مال سے معتبر ہوگی پھر یہ وصیت
مددگار برادری کے واسطے صحیح ہوگی نہ قاتل کے واسطے اگرچہ دیت پہلے قاتل پر واجب ہوتی ہو اور مددگار برادری اسکی طرف سے
اسکو برداشت کریگی یہ محیط مین ہو۔ اگر مریض نے عمداً خون کے حق سے جو اسکا چاہیے ہو ہزار درم نقد دینے پر صلح کر لی

[illegible]

پھر بعد صلح کے ایک سال کی تاخیر دیدی تو تہائی مال سے تاخیر جائز ہوگی کذا فی المبسوط **قال المترجم** یعنے مریض کا تہائی مال اگر ہزار درم ہوں تو پورے ہزار درم کی تاخیر ایکسال تک روا ہی ورنہ جسقدر تہائی مال ہوتا ہو اسقدر کے حصہ کی تاخیر روا ہوگی اس عبارت سے جہان مذکور ہی یہی مراد ہوتی ہی یاد رکھنا چاہیے واللہ اعلم بالصواب - اگر کسی نے دوسرے کی انگلی عمداً کاٹ ڈالی یا خطا سے کاٹی اور اُس سے کسی قدر مال پر صلح کرلی پھر دوسری انگلی اُسی کے سبب شل ہوگئی تو کاٹنے والے پر امام اعظم رح کے نزدیک اسکا بھی ارش لازم آویگا اور صاحبین کے نزدیک کچھ لازم نہوگا یہ حاوی مین ہی - قلت فہذا اذا شلت بسبب القطع - ایک شخص قتل کیا گیا اُسکے دو بیٹے ہین پھر ایک نے اپنے حصہ سے سو درم پر صلح کرلی تو جائز ہی اور اُسکے بھائی کو اسمین شرکت کا اختیار نہین ہی اور اگر قتل خطا سے واقع ہوا ہو اور ایک نے کسی قدر مال پر اس سے صلح کرلی تو اُسکے شریک کو اس مال مین شرکت کا اختیار ہی ولیکن اگر مصالح چاہے کہ اُسکو چوتھائی ارش دیدے تو ہوسکتا ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر خون عمد سے ایک غلام یا باندی پر صلح کرلی تو جائز ہی اور درمیانی درجہ کی باندی یا غلام دلائے جائینگے - اور اگر کسی غلام معین پر صلح کرلی پھر وہ غلام آزاد نکلا تو قاتل پر دیت لازم آویگی - قالت یعنی قصاص ساقط ہوگیا - اور اگر دونون مین اختلاف ہوا قاتل نے کہا کہ مین نے تجھ سے اس غلام پر صلح کی ہی اور ولی مقتول نے کہا کہ نہین بلکہ اُس غلام پر صلح کی ہی تو صلح جائز ہی اور قسم سے قاتل کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر قتل عمد سے دو غلامون پر صلح قرار دی پھر ایک غلام آزاد نکلا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ غلام پورا حق ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ غلام اور دوسرے آزاد کی قیمت اگر وہ غلام ہوتا تو جسقدر ہوتی دینی پڑیگی اور امام محمد رح کے نزدیک یہ غلام اور پورا ارش دونون سے دینا پڑیگا یہ کافی مین ہی - اور اگر قتل عمد سے کسی گھر مین ایکسال تک رہنے یا کسی غلام سے ایک سال تک خدمت لینے پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر ہمیشہ کے واسطے یا جو کچھ قاتل کی باندی کے پیٹ مین ہی اُسپر یا جو کچھ اُسکے درخت سے پیدا ہو خواہ سالہاے معلومہ پر یا ہمیشہ کیواسطے صلح کی تو جائز نہین ہی یہ نہایہ مین ہی - اور اگر قتل عمد سے جو کچھ اسکی بکریون کے پیٹ مین ہی یا جو کچھ اُسکے تھنون مین ہی یا جسقدر اُسکے درخت خرما پر دس برس تک پیدا ہو اُسپر صلح کی تو قاتل پر دیت واجب ہوگی کذا فی المحیط - اور اگر اسطور سے صلح کی جو کچھ تیرے درخت خرما پر پھل ہین اُنپر صلح کی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر مقتول کے ولی نے قاتل سے اس شرط سے صلح کی کہ مین تجھکو یہ خون اس شرط سے معاف کرتا ہون کہ جو تیرا خون فلان شخص پر ہی تو اُسے معاف کردے تو جائز ہی اور یہ صلح درحقیقت بلا بدل کے عفو ہی پس اگر قاتل نے فلان شخص کو اپنے خون واجب سے معاف کردیا تو مقتول کا ولی اُس سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر معاف نہ کیا تو دو صورتین ہین اگر قاتل کا خون جو دوسرے شخص پر آتا ہی وہ دوسرا شخص اس ولی مقتول کا باپ یا بیٹا یا انکے مثل ہی تو ولی مقتول اُس قاتل سے دیت لے لیگا اور اگر قاتل کا قصاص کسی اجنبی پر واجب ہی تو ولی مقتول کو قاتل سے کچھ لینے کا اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی - منتقے مین ہی کہ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا پس ہاتھ کٹے ہوئے نے قاطع سے اس شرط سے صلح کی کہ مین قاطع کا اُلٹا ہاتھ کاٹ ڈالون اور کاٹ ڈالا تو یہ صلح پہلے جرم کا عفو ہی اور اُسپر جرم اُلٹا ہاتھ کاٹنے کا جرمانہ نہ آویگا اور نہ قاطع پر کچھ جرمانہ آویگا اور اگر بعد اس صلح کے اُلٹے ہاتھ کاٹنے سے پہلے دونون نے تکرار کیا تو صلح کرنے والے کو اُلٹے ہاتھ کاٹنے کا اختیار

نہوگا ولیکن اپنے پیر سے ہاتھ کی دیت لے لیگا - اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ قاطع کا ہاتھ و پیر کاٹ ڈالے یا قاطع کے غلام کو قتل کر دے پس اگر اسکا ہاتھ و پانون کاٹا تو قاطع اس سے اپنے پانون کی دیت بھر لیگا - اور اگر اسکے غلام کو قتل کیا تو قاطع کی اسپر اپنے غلام کی قیمت واجب ہوئی پس دونون باہم بقدر دیت ہاتھ کے بدلا کرینگے اور جو بنا بر کسی کا حق زیادہ ہوگا وہ اسقدر سے لیگا - اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ اس آزاد کا ہاتھ کاٹ ڈالے یا فلان شخص کے غلام کو قتل کر دے اور ایسا ہی بعد صلح کے کیا تو دوسرے آزاد کے ہاتھ کی دیت دیگا اور دوسرے غلام کی قیمت دیگا اور اپنے ہاتھ کی دیت اپنے ہاتھ کاٹنے والے سے بھر لیگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر قتل عمد مین اس شرط سے صلح کی کہ اسکا پانون کاٹ ڈالے تو یہ مفت معاف کرنا ہے اور اگر قتل خطا ہو تو اسپر دیت واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہے - اور اگر عمداً ہاتھ کاٹ ڈالا سے اس شرط پر صلح کی کہ اسکا پانون کاٹ ڈالے تو صلح باطل ہے اور مفت عفو ہوگیا اور قاطع سے کچھ نہین لے سکتا ہے ایسا ہی عامہ روایات اس کتاب مین مذکور ہے اور اسی کتاب کی بعض روایات مین ہے کہ ارش لے لیگا اور اگر خطا سے ہاتھ کاٹنے کی صورت مین ایسا واقع ہو تو سب روایتون کے موافق بالاتفاق اس سے ہاتھ کی دیت لے لیگا - اور اگر قتل عمد مین کذا کذا مثقال چاندی و سونے پر صلح کی یعنے کسی قدر تعداد بیان کی مگر اس تعداد مین چاندی اور سونے کو داخل کیا تو جائز ہے اور اسپر ان دونون مین سے ہر ایک کا نصف واجب ہوگا یہ محیط مین ہے - اگر قتل عمد ہو پھر اس سے کسی شخص نے ہزار درم پر صلح کر لی اور ضامن نہوا تو اسپر کچھ واجب نہوگا اور اگر قاتل نے خود ہی اس مصالح کو وکیل کیا تھا تو بدل صلح قاتل پر واجب ہوگا اور اگر اپنے غلام پر ولی مقتول سے اس قول سے صلح کی اور اسی غلام کی خلاص کا ضامن نہوا یعنے یہ غلام تجکو حقوق غیر سے پاک کر کے سپرد کیا جائیگا اسکا ضامن نہوا پس اگر وہ غلام ولی مقتول کے پاس سے استحقاق مین لے لیا گیا تو مصالح سے کچھ نہین لے سکتا ہے ولیکن قاتل سے اسکی قیمت لے لیگا بشرطیکہ قاتل نے اسکو صلح کا حکم کیا ہو اور اگر مصالح اسکی خلاص کا ضامن ہوا ہے اور خود از راہ احسان صلح کی ہے پھر وہ غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو ولی اس سے غلام کی قیمت بھر لیگا یہ مبسوط مین ہے - اگر فضولی نے خون عمد سے ہزار درم پر صلح کی اور ضامن ہوگیا پھر وہ ہزار درم استحقاق مین لے لیے گئے تو ولی مقتول اسکے مثل مصالح سے لے لیگا پھر جب فضولی نے درم صلح ضامن ہو کر دیدیے تو قاتل سے نہین لے سکتا ہے - اور اگر قاتل نے اسکو صلح کا وکیل کیا تھا اور ضامن ہونے کا وکیل نہین کیا تھا اور اسنے ضامن ہو کر ادا کر دیے تو جسقدر ادا کیے ہین قاتل سے لے لیگا یہ محیط مین ہے - ایک غلام اور ایک آزاد نے ملکر ایک شخص کو عمداً قتل کر ڈالا پھر غلام کے مالک اور آزاد نے کسی شخص کو وکیل کیا کہ دونون کی طرف سے ولی مقتول سے صلح کرے اسنے دو قاتلون کی طرف سے ہزار درم پر صلح کی تو ہر ایک پر نصف نصف لازم آویگا اور بعض روایات مین مذکور ہے کہ اگر خطا سے قتل کیا ہو اور ایسی صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر غلام نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا اور مقتول کے دو ولی ہین اور غلام کے مالک نے ایک ولی سے اسکے حصہ سے اسی غلام قاتل کے دینے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اس مصالح سے جسکو غلام ملا ہے کہا جائیگا کہ تو اپنے شریک کو نصف غلام دیدے یا آدھی دیت اسکو دیدے اس شرط سے کہ غلام تیرا ہے - اور اگر باوجود اس غلام کے دوسرے غلام پر بھی صلح کی تو دوسرے مین اسکا حق نہوگا اور اگر غلام قاتل کے نصف پر صلح قرار دی تو جائز ہے اور وہ غلام اسکے مالک اور مصالح کے درمیان نصف نصف ہوگا پھر اس صلح کے سبب سے دوسرے کا حق قصاص نہ رہا بلکہ مال سے متعلق ہوگیا

ح [illegible]

اور نصف غلام غیر منقسم کا دونون آدھون مین سے مستحق ہوا پس دونون شریک غلام کے دوسرے ولی کو یا تو آدھا غلام دینگے یا نصف دیت اُسکو دینگے۔ اور اگر اس سے درمون پر یا کسی کیلی یا وزنی چیز پر خواہ نقد یا میعادی اُدھار صلح کی تو جائز ہی اور دوسرے کا اُسمین کچھ حق نہوگا ولیکن وہ غلام قاتل کو پکڑیگا پس غلام کا مولے یا تو نصف غلام اُسکو دیگا یا آدھی دیت دیگا اور باندی اور مدبرہ اور ام الولد عمداً قتل کرنے سے صلح کرنے مین یکسان ہین یہ مبسوط مین ہی۔ اگر غلام ماذون نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا تو اپنی طرف سے اُسکا صلح کرنا جائز نہین ہی اور اگر اُسکے غلام نے کسی کو عمداً قتل کیا اور اسکی طرف سے غلام ماذون نے صلح کی تو جائز ہی یہ کنز مین ہی۔ اگر غلام نے کسی کو خطا سے قتل کیا اور مولے نے بعضے اولیاے مقتول سے دیت سے کم پر صلح کرلی یا عروض یا کسی حیوان معین پر صلح کی تو جائز ہی اور باقی ولیون کو اُسمین شرکت کا اختیار ہی یہ مبسوط مین ہی ایک غلام نے زید کا عمداً ہاتھ کاٹ ڈالا اور مولے نے غلام کو بحکم قاضی یا بلا حکم زید کو دیدیا اور زید نے اُسکو آزاد کر دیا پھر زید اُسی ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے مرگیا تو غلام اُسکے نفس کا بدل صلح ہو جائیگا۔ اور اگر زید نے اُسکو آزاد نہ کیا ہو تو غلام اُسکے مالک کو واپس دیا جائیگا پھر زید کے ولیون سے کہا جائیگا کہ تمھارا جی چاہے اُسکو قتل کرو یا عفو کردو یہ شرح جامع صغیر صدر الشہید مین ہی۔ اگر کسی باندی نے ایک شخص کو خطا سے قتل کیا اور اُسکے دو ولی موجود ہین پھر وہ باندی بچہ جنی پھر اُسکے مالک نے ایک ولی سے کہا کہ یہ باندی کا بچہ تیرے حق دیت کی صلح مین تجھے دیتا ہون اُسنے صلح کرلی تو جائز ہی اور دوسرے ولی کے مولی پر پانچ ہزار درم واجب ہونگے۔ اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکے حق مین اُسکو تہائی باندی دیدے تو جائز ہی اور اُسکے شریک کو چاہے نصف باندی دیدے یا نصف دیت دیدے پس اس کتاب کی روایت مین اُسکا بعض کے دینے کا اختیار کرنا دونون حصون کے دینے کا اختیار نہین قرار دیا گیا۔ اور جامع کی روایت مین ہی کہ ایک کے حصہ مین دینے کا اختیار ہونا وہی دونون کے حصہ مین اختیار ہی جیسا فدیہ کی صورت مین ہوتا ہی اور یہی روایت اصح ہی اور پہلی روایت مذکورہ کی تاویل یہ ہی کہ اُسنے ایک سے تہائی باندی پر صلح کی اور یہ حصہ اُسکے حق سے کم ہی تو مولے دوسرے سے یہ کہ سکتا ہی کہ مین نے اُسکے حصہ مین دینا اس سبب سے اختیار کیا کہ وہ اپنے حق سے کم پر راضی ہوگیا اور تو اسپر راضی نہین ہوگا پس مجھپر یہ لازم نہین ہی کہ باندی ہی تیرا پورا حق تجھے دون بلکہ مجھے اختیار ہی کہ باندی مین سے دون یا اور سے۔ اور اگر اُسنے ایک شریک سے نصف باندی پر صلح کی تو یہ صلح اُسکا اس امر کو اختیار کرنا ہی کہ باقی آدھی باندی دوسرے کو دیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مدبر نے کسی کو عمداً قتل کیا اور اُسکے مولے نے اُس سے ہزار درم پر صلح کرلی اور یہی اس مدبر کی قیمت ہی تو جائز ہی اور اگر اسکے بعد پھر مدبر نے کسی کو خطا سے قتل کیا تو مذکور ہی کہ اُسکے مالک پر دوسری قیمت لازم آویگی۔ اور اگر پہلا قتل خطا سے ہوا اور مولے نے ہزار درم پر جو اُسکی قیمت ہی صلح کرلی پھر مدبر نے کسی دوسرے کو قتل کیا تو مولے دوسری قیمت کا ضامن نہوگا پہلا ولی اور دوسرا دونون ایک قیمت مین شریک قرار پاوینگے یہ محیط مین ہی۔ اگر مدبر نے ایک شخص کو خطا سے قتل کیا اور دوسرے کی خطا سے آنکھ پھوڑدی تو مولی کو اُسکی قیمت دونون کو دینی ہوگی کہ دونون مین تین تہائی تقسیم ہوگی۔ پس اگر مولے نے آنکھ والے کو سو درم صلح کرکے دیے حالانکہ مدبر کی قیمت چھ سو درم ہی اُسنے سو درم پر قبضہ کرلیا اور باقی سو درم سے بری نہین کیا تو دونون مدعی اس سو درم کو باہم تین حصہ کرکے تقسیم کرلینگے اور اگر بعد اس تقسیم کے اُسکو سو درم سے بری کردیا تو اس تقسیم مین تغیر نہ آویگا۔ اور اگر سو درم پر صلح کرلی اور باقی سے قبضہ اور تقسیم سے پہلے بری کر دیا تو یہ سو درم دونون کو پانچ حصے ہوکر تقسیم ہونگے ایک پانچوان آنکھ والے کو اور چار پانچوان خون کے ولی کو ملینگے۔

[illegible]

اور اگر سو درم پر قبضہ کر لیا پھر باقی سو درم سے تقسیم سے پہلے اُسکو بری کر دیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک یہ سو درم دونون مین تین تہائی تقسیم ہونگے پھر رجوع کر کے کہا کہ آنکھ والے کو اُسمین سے پانچوان حصہ ملیگا اور یہی قول امام محمد رح کا ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر مدبر نے کسی شخص کو خطا سے قتل کیا اور دوسرے کی آنکھ پھوڑ دی پھر دونون سے مولی نے ایک غلام پر صلح کر کے دونون کو دیدیا تو جائز ہی پھر اگر دونون نے اختلاف کیا اور ہر ایک دعویدار ہوا کہ ولی مقتول یعنی خون کا حقدار مین ہون اور دونون مین سے کسی کے پاس گواہ نہین ہین تو غلام دونون کو برابر تقسیم ہوگا پس اگر مدبر کے مالک نے کہا کہ تو ولی مقتول ہی اور دوسرے سے کہا کہ تو آنکھ کا حقدار ہی تو قسم سے اُسکا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر مدبر نے عمداً قتل کرنے کا اقرار کیا تو مثل مملوک محض کے اقرار اُسکا جائز ہی پس اگر مولی نے ایک ولی مقتول سے کسی کپڑے پر صلح کر لی تو جائز ہی اور دوسرے ولی کی مولے پر مدبر کی نصف قیمت واجب ہوگی بشرطیکہ اُسکے گواہ موجود ہون یا مولے اسکا اقرار کرے اور اگر گواہ نہوئے تو کچھ نہین ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو زخمی کیا پس عورت نے اس سے اسی عمداً جراحت سے خلع کرنے پر صلح کی اور سوائے جراحت کے خلع مین کچھ نہین قرار دیا پس اگر وہ عورت اس زخم سے اچھی ہوگئی اور اثر رہگیا تو خلع جائز اور تسمیہ جائز اور زخم کا ارش بدل خلع قرار دیا جائیگا اور طلاق بائن ہوگی خواہ لفظ خلع کے ساتھ ہو یا صریح طلاق کے ساتھ ہو - اور اگر اچھی ہوگئی اور اسکا اثر بھی باقی نہ رہا تو طلاق مفت واقع ہوگی حتے کہ عورت پر شوہر کو بدل خلع واپس کرنا واجب نہین ہی اگرچہ خلع مین فقط جراحت کا نام لیا ہی - یہ حکم اسوقت ہی کہ زخم سے اچھی ہوگئی ہو اور اگر اس زخم سے مرگئی تو امام اعظم رح کے نزدیک خلع جائز اور تسمیہ باطل ہی اور جب امام اعظم رح کے نزدیک تسمیہ باطل ہوا تو قیاس چاہتا ہی کہ قصاص واجب ہو اور استحساناً شوہر کے مال مین دیت واجب ہوگی پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر طلاق بلفظ خلع واقع ہوئی تو بائن ہوگی اور اگر بلفظ طلاق ہوئی تو رجعی ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک خلع مفت واقع ہوگا حتے کہ شوہر پر دیت لازم نہ آویگی اور عفو ہوگا پھر طلاق اگر بلفظ خلع واقع ہوئی تو بائن ہوگی اور اگر صریح واقع ہوئی تو روایت ابو سلیمان مین رجعی ہوگی اور ابو حفص کی روایت کے موافق بائن ہوگی یہ سب اسصورت مین ہی کہ فقط جراحت پر خلع کیا ہو اور اگر جراحت سے اور جو اُس سے پیدا ہووے خلع کیا تو سب کے نزدیک وہی ہی جو صاحبین کے نزدیک فقط جراحت پر خلع کرنے کی صورت مین مذکور ہوا ہی - یہ حکم مذکور عمداً زخمی کرنے کی صورت مین ہی اور اگر خطا سے زخمی کرنے کی صورت ہو پس اگر فقط جراحت پر خلع کیا اور عورت اس زخم سے اچھی ہوگئی اور اثر باقی رہا تو خلع جائز اور تسمیہ جائز اور طلاق بائن ہوگی - اور اگر اچھی ہوگئی اور اثر بھی نہ رہا تو طلاق مفت واقع ہوگی اور عورت پر مہر واپس کرنا لازم نہین ہی - اور اگر اس زخم سے مرگئی تو امام اعظم رح کے نزدیک اس صورت کا حکم اور زخم سے اچھے ہو جانے اور اثر نہ باقی رہنے کا حکم یکسان ہی اور صاحبین رح کے نزدیک خلع جائز اور تسمیہ جائز ہی اور اگر جراحت پر اور جو اُس سے پیدا ہو سب پر خلع کیا اور زخم خطا سے ہو اور اس زخم سے مرگئی تو تسمیہ صحیح اور طلاق بائن ہوگی خواہ لفظ خلع سے واقع ہوئی یا لفظ طلاق سے اور مددگار برادری کے ذمہ سے یہ دور کیا جاویگا اور تہائی مال سے معتبر ہوگا بشرطیکہ صاحب فراش ہونے کے بعد اُسنے خلع کیا ہو یہ بعض مشائخ کے نزدیک ہی - اور اگر اُسنے خلع کیا حالانکہ غالباً ایسے زخم سے موت آجاتی ہی پس اگر تمام بدل خلع تہائی مال کے برابر ہی تو مددگار برادری کے واسطے وصیت ہی اور جائز ہی اور اگر تمام بدل خلع تہائی مال کے برابر نہین نکلتا ہی تو جسقدر تہائی نکلتی ہی اسقدر مددگار برادری سے دور کیا جائیگا اور باقی اُسکے وارثون کو دینگے اور تمام مال سے

اُسکا اعتبار ہوگا اگر اُسنے صاحب فراش ہونے سے پہلے خلع کیا ہو یہ بعض مشائخ کے نزدیک ہی اور بعض مشائخ کے نزدیک خواہ غالبًا اُس سے موت آجاتی ہو یا نہ آتی ہو یہی حکم ہی۔ اور یہ جو کہ ہمنے جراحت پر خلع کرنے مین ذکر کیا ہو وہی ضربہ یا شجہ اور ہاتھ کٹنے اور ضرب ید سے خلع کرنے مین ہی۔ اور جنایت پر اگر خلع کیا تو اُسکا حکم وہی ہی جو جراحت سے اور جو اُس سے پیدا ہو دونون سے صلح کرنے کی صورت مین ہی اور ایسا ہی حکم اسصورت مین ہی کہ اگر کسی نے اپنی عورت کو مجروح کیا پھر اُسکے ساتھ اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو ایک طلاق دیگا بشرطیکہ اس سب سے وہ اسکو معاف کردے تو اسکا حکم مثل اسصورت کے ہی کہ عورت سے جراحت اور جو اس سے پیدا ہو سب سے صلح کی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی دوسرے کی جورو کو خطا سے زخمی کیا پھر اُسکے شوہر نے اس عورت سے اس شرط سے صلح کی کہ اسکو ایک طلاق دیگا بشرطیکہ اس سب کو معاف کردے پھر وہ عورت اس زخم سے مرگئی تو عفو تہائی مال سے معتبر ہوگا اور طلاق بائن ہوگی اور اگر زخمی کرنا عمدًا ہو تو یہ سب جائز ہی اور طلاق رجعی ہوگی۔ اگر کسی نے اپنی عورت کے دانت مین مارا پھر اُس سے اس جنایت پر بشرط ایک طلاق کے صلح کی تو جائز ہی اور طلاق بائن ہوگی اور اگر وہ دانت سیاہ پڑ گیا یا گر گیا یا اسکی وجہ سے دوسرا دانت گر گیا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کو عمدًا قتل کیا پھر مکاتب نے اس سے سو درم پر صلح کی تو جائز ہی پس اگر ادائے صلح کے بعد آزاد ہو گیا تو صلح گذر چکی اور ادا کرنا ہو گیا اور اگر ادائے بدل الصلح سے پہلے آزاد ہوا پس آزاد ہوتے ہی اُس سے بدل الصلح کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر بعد ادائے بدل صلح کے عاجز ہوا تو صلح پوری ہو چکی اور ادا بھی ہو چکا اور اگر ادا کرنے سے پہلے عاجز ہوا تو جبتک آزاد نہو اس سے مطالبہ نہ کیا جائیگا اور یہ قول امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کا ہی اور صاحبین رحمہما اللہ تعالی نے فرمایا کہ اُسکے مالک سے فی الحال اُسکے ادا کرنے کا مطالبہ ہوگا کہ یا تو غلام کو دیدے یا اُسکا فدیہ دے اور اگر درمون یا اناج معین یا غیر معین پر صلح واقع ہوئی اور بدون قبضہ کے دونون جدا ہوگئے تو صلح اپنے حال پر رہیگی اور اگر مکاتب کی طرف سے کسی شخص نے کفالت کی اور بدل الصلح دین ہی تو کفالت جائز ہی اور اگر بدل صلح عین ہو مثلًا کوئی غلام یا کپڑا معین ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ پس اگر جس چیز پر صلح واقع ہوئی ہی وہ غلام ہو اور اسکا کوئی کفیل ہو گیا پھر غلام دینے سے پہلے مرگیا تو ولی مقتول کو کفیل سے ضمان قیمت کا اختیار ہی اور اگر چاہے تو غلام کی یہ قیمت مکاتب سے لیوے۔ اور اگر وہ غلام بعینہ قائم ہو تو قبضہ سے پہلے اسکو فروخت کر سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کو عمدًا قتل کیا اور اسپر اس امر کے گواہ قایم ہوئے اور اُسنے ولی مقتول کے ساتھ کسی قدر مال پر اُدھار میعادی صلح کر لی تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مکاتب نے خون کے عوض کسی قدر مال پر وعدہ میعادی اُدھار کرکے صلح کی اور قتل کرنا عمدًا مکاتب کے اقرار یا گواہوں سے ثابت ہی اور کسی شخص نے بدل الصلح کی کفالت کر لی پھر وہ مکاتب عاجز ہو کر مملوک محض ہو گیا تو ولی مقتول کو مکاتب سے مواخذہ کرنے کا جبتک آزاد نہو اختیار نہین ہی ولیکن کفیل کو مکاتب کے آزاد ہونے سے پہلے گرفتار کر سکتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کو عمدًا قتل کیا اور اُسکے دو شخص ولی ہین پھر ایک نے سو درم پر اُس سے صلح کر لی اور مکاتب نے اُسکو ادا کر دیے پھر عاجز ہو کر مملوک محض ہو گیا پھر دوسرا ولی مقتول آیا تو مولے کو اختیار ہی چاہے نصف غلام قاتل اسکو دیدے یا اُسکی نصف دیت ادا کردے۔ اور اگر عاجز نہوا یہانتک کہ آزاد ہو گیا پھر دوسرا ولی آیا تو اُسکے واسطے مکاتب پر مکاتب کی نصف قیمت کی ڈگری کیجاویگی کہ وہ اُسپر قرضہ ہوگی۔ اور

اگر دونون ولیون مین سے ایک نے خون سے بدون صلح کے معاف کردیا تو مکاتب پر حکم کیا جائیگا کہ دوسرے کیواسطے اپنی آدھی قیمت مین سعی کرے پس اگر دوسرے نے مکاتب سے اسکے عوض کسی شی معین پر صلح کرلی تو جائز ہی ولیکن جبتک اسپر قبضہ نکرلے اسمین تصرف نہین کرسکتا ہی۔ اور اگر کسی شی غیر معین پر صلح کی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو صلح باطل ہوگئی اور اگر کسی معین اناج پر اُسکی نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز ہی اور یہی حکم عروض کا ہی اور اگر درم یا دینارون پر جو اُسکی نصف قیمت سے زیادہ ہین صلح کی تو جائز نہین ہی یہ صلح بمنزلہ اُسکے ہی کہ قرضہ سے اسکی مقدار سے زیادہ پر اُسی جنس سے صلح کی حالانکہ یہ ناجائز ہی۔ اور اگر اُسکے واسطے کسی شخص نے آدھی قیمت کی کفالت کرلی تو جائز ہی اور اگر کفیل نے اس سے اناج یا کپڑے پر صلح کرلی تو جائز ہی اور کفیل مکاتب سے نصف قیمت لے لیگا۔ اور اگر مکاتب نے اسکو نصف قیمت کے عوض کچھ رہن دیا اور وہ تلف ہوگیا حالانکہ اُس سے آدھی قیمت ادا ہوسکتی تھی تو وہ جسکے عوض رہن تھا اسمین گیا اور اگر اسکی قیمت مین کچھ زیادتی ہو تو زیادتی باطل ہوگی یہ مبسوط مین ہی

تیرھوان باب عطیہ مین صلح کرنے کے بیان مین ۔ اگر دفتر مین کوئی عطیہ کسی شخص کے نام لکھا ہوا ہی اور اُسمین دوسرے نے اُس سے جھگڑا کیا اور کہا کہ یہ میرا ہی اور مدعا علیہ نے اُس سے کسی قدر درم معلوم یا دینارون پر خواہ نقد یا میعادی ادھار صلح قرار دی تو صلح باطل ہی اسی طرح اگر کسی مال معین پر اُس سے صلح کی تو بھی باطل ہی یہ مبسوط مین ہی زید کے نام دیوان مین عطیہ لکھا ہوا ہی وہ دو بیٹے چھوڑکر مرگیا اور دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ دفتر مین ایک کے نام سے لکھی جاوے اور وہی اسکو لیوے اور دوسرے کو کچھ عطیہ نہ ملے اور جسکے واسطے عطیہ ہوجائیگا وہ کچھ مال معلوم دیوے تو صلح باطل ہی اور مال صلح واپس کرے اور عطیہ اسی کا ہوگا جسکے واسطے امام وقت نے مقرر کیا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کوئی عورت مرگئی اور اُسکے عطیہ مین دو شخصون نے جھگڑا کیا اور ہر ایک نے دعوے کیا کہ عورت مذکورہ ہماری مان یا بہن تھی پھر دونون نے اس شرط سے صلح قرار دی کہ یہ عطیہ ایک کے واسطے دوسرے کے نام سے لکھا جاوے بشرطیکہ وہ اسپر کچھ مال دیوے تو عطیہ اسی کو ملیگا جسکے نام ہی اور جو اُسنے دوسرے کو دیا ہی وہ واپس کرلیگا۔ اور اسی طرح اگر یون صلح کی کہ وہ کچھ مال معلوم کے ایک کے نام لکھی جاوے بشرطیکہ جو حاصل ہوگا وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا تو بھی باطل ہی اور وہ عطیہ اسی کو ملیگا جسکے نام سے ہی۔ اور اگر عورت کا ایک بیٹا ہو اور اس عورت کے عطیہ پر اُسکے بھائی نے نام لکھا دیا پھر اُسکے بیٹے نے اُس سے جھگڑا کیا اور بھائی نے کسی قدر درم معلومہ پر یا کسی عرض معین پر اس شرط سے صلح کی کہ عطیہ بھائی کو دیدے تو جسقدر اُسنے درم لیے ہین وہ جائز نہین ہین اور جو کچھ عطیہ مین زرق وغیرہ حاصل ہو وہ اسکو ملیگا جسکا نام دفتر مین چڑھا ہوا ہی اسی طرح اگر وہ شخص جسکا نام چڑھایا گیا ہی کوئی اجنبی ہو کہ عورت کے اور اُسکے درمیان قرابت نہو تو بھی ایسا ہی ہی۔ اور اگر عورت مرگئی اور اُسکا بیٹا ہی پس امام وقت نے اُسکے بیٹے کو عطیہ کا وارث اس شرط سے کیا کہ ان وارثون مین میراث کے طور سے تقسیم ہووے تو یہ ٹھیک ہی۔ اور اگر اُسنے یہ حکم دیا کہ سب قرعہ ڈالین جسکے نام سے قرعہ برآمد ہو اُسی کا نام لکھا جاوے پھر اگر اس شخص سے جسکے نام قرعہ پڑا ہی کچھ جعل لے لیا تو اُسکو واپس کرنا چاہیے اور اگر کسی شخص کو عطیہ مین زیادتی پہونچی اُسنے اپنے بیٹے کو دیوان مین داخل کرایا کہ جو کچھ حاصل ہو وہ میرے اس لڑکے اور بھائی کے درمیان برابر تقسیم ہو تو جسکے نام دفتر مین ہو اُسی کو ملیگی اور شرط باطل ہی۔ اور اگر کسی شخص نے بجاے اپنے لشکر مین کسی دوسرے شخص کو بھیجدیا اور اُسکے واسطے کچھ جعل مقرر کردی پھر وہ شخص قایم مقام اس لشکر جہاد مین گیا اور وہان اُنھون نے

اگر مال غنیمت حاصل کیا تو حصہ اُس قایم مقام کو ملیگا اور جو شخص پیچھے رہگیا تھا اور اُسنے بجاے اپنے اُسکو مقرر کرکے بھیجا تھا اُسکو اُسکے عمل کو جو اُسنے دیا ہی واپس کر دے - اسی طرح اگر کسی شخص کو ایک روپیہ یا پانچ درمون معینہ پر [illegible] کیواسطے مزدور کیا کہ میری طرف سے دس لشکر یا [illegible] جاوے تو یہ جائز نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی

چودھوان باب غیر کی طرف سے صلح کرنے کے بیان مین

درمیانی کا صلح کرنا اُس وقت درست ہی کہ جب وہ آزاد بالغ ہو پس غلام ماذون اور نابالغ کی صلح جائز نہین ہی یعنی درمیانی بنکر غیر کی طرف سے صلح کر دینا جائز نہین ہی یہ بدائع مین ہی - ایک شخص نے دوسرے پر حق کا دعوے کیا اور اجنبی نے مدعی سے صلح کی پس اگر مدعی نے دین کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر اجنبی نے مدعی سے کہا کہ فلان شخص سے اپنے دعوے سے ہزار درم پر صلح کرلے اُسنے کہا کہ مین نے صلح کی تو موقوف رہیگی اگر مدعا علیہ نے اجازت دیدی تو جائز ہی اور بدل اُسی پر لازم آویگا اور اگر رد کردی تو باطل ہوگئی اور اجنبی درمیان سے نکل جاویگا - اور اگر مدعی سے یون کہا کہ مین نے تجھ سے تیرے دعوی سے جو فلان شخص پر کیا ہی ہزار درم پر صلح کرلی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ یہ اور پہلی صورت یکسان ہی اور بعضون نے کہا کہ یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ مجھ سے صلح کرلے اپنے دعوے سے جو فلان شخص پر کیا ہی ہزار درم پر - اور اگر یون کہا کہ مجھ سے ہزار درم پر صلح کرلے یا فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح کرلے یا فلان شخص سے ہزار درم پر صلح کرلے بشرطیکہ مین ضامن ہون تو ان تینون صورتون مین صلح نافذ اجنبی پر ہوگا اور مال اُسی پر لازم آویگا اور مدعا علیہ سے واپس نہین لے سکتا ہی - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ مدعا علیہ منکر ہو اور درمیانی نے بدون اُسکے حکم کے صلح کرلی اور اگر وہ منکر ہو مگر درمیانی نے اُسکے حکم سے صلح کی یعنی اگر وکیل نے مدعی سے کہا کہ فلان شخص سے اپنے دعوی سے ہزار درم پر صلح کرلے تو صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور مال مدعا علیہ پر واجب ہوگا اور درمیانی درمیان سے نکلجاویگا - اور اگر درمیانی مامور نے مدعی سے یون کہا کہ مین نے تجھ سے ہزار درم پر صلح کرلی تو اسمین جسطرح ہمنے بیان کیا ہی ویسا ہی مشائخ کا اختلاف ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر یون کہا کہ مجھ سے صلح کرلے تو بھی صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی ولیکن بدل صلح دینے کے واسطے مصالح پکڑا جائیگا اور اگر یون کہا کہ فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح کرلے تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر اس شرط سے صلح کرلے کہ مین ضامن ہون تو صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور مدعی کو خیار ہی چاہے بحکم عقد مدعا علیہ سے بدل کا مطالبہ کرے اور چاہے بحکم کفالت مصالح سے مطالبہ کرے اور یہ سب اسصورت مین ہی کہ مدعا علیہ منکر ہو پس اگر قرضہ کا مقر ہو اور اجنبی نے اُسکے بلا حکم صلح کرلی - پس اگر اجنبی نے کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر صلح کرلے تو صلح مدعا علیہ کی اجازت پر موقوف رہیگی - اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھ سے صلح کی تو مشائخ نے جیسا ہمنے ذکر کیا ہی اختلاف کیا ہی - اور اگر کہا کہ مجھ سے ہزار درم پر صلح کرلے تو یہ صلح اجنبی پر نافذ ہوگی اور مال اُسی کے ذمہ لازم ہوا اور مدعا علیہ سے واپس نہین لے سکتا ہی - اور اگر یون کہا کہ فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح کرلے تو بمنزلہ اس قول کے ہی کہ مجھ سے صلح کرلے یعنے صلح اُسی پر نافذ ہوگی اور مال اُسی کو لازم ہوگا اور مدعا علیہ سے واپس نہین لے سکتا ہی - اور اگر یون کہا کہ فلان شخص سے صلح کرلے اس شرط سے کہ مین ضامن ہون تو یہ مدعا علیہ کی اجازت پر موقوف ہی - یہ سب اُسصورت مین ہی کہ مدعا علیہ قرضہ کا مقر ہو اور اجنبی نے بدون اُسکے حکم کے صلح کی ہو - اور اگر اُسنے اجنبی کو صلح کرنے کا حکم کیا ہو پس اگر اُسنے کہا کہ فلان شخص سے صلح کرلے

تو یہ صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور اسی پر مال واجب ہوگا اور اگر یون کہا کہ مجھ سے صلح کرلے تو بھی صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی مگر اجنبی سے مال کا مطالبہ ہوگا پھر وہ مدعا علیہ سے واپس لیگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر میرے مال سے صلح کرلے یا ہزار درم پر صلح کرلے بشرطیکہ مین اُسکا ضامن ہون تو یہ صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور مال اجنبی پر بحکم کفالت واجب ہوگا نہ بحکم عقد حتے کہ قبل ادا کرنے کے موکل سے نہین لے سکتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے تجھ سے صلح کی تو عقد صلح اُسی کو لازم ہوگا جیسا کہ مجھ سے صلح کرلے کے کہنے کی صورت مین تھا یہ بعض کا قول ہی اور بعض نے کہا کہ صلح اسکے ذمہ لازم نہوگی جیسا کہ فلان شخص سے صلح کرلے کہنے کی صورت مین تھا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ مال دعوے دَین ہو اور اگر عین ہو پس اگر مدعا علیہ منکر ہو اور اجنبی اُسکے حکم سے یا بلا حکم صلح کرلے تو اسکا حال وہی ہی جو دین کی صورت مین اُسکے حکم سے یا بلا حکم صلح کرنے کا تھا۔ اور اگر مدعا علیہ مقر ہو پس اگر اجنبی نے بدون اُسکے حکم کے صلح کی پس اگر یون کہا کہ فلان شخص سے صلح کرلے تو مدعا علیہ کی اجازت پر موقوف رہیگی اور یہ صلح اجنبی پر نافذ نہوگی۔ اور اگر کہا کہ مین نے تجھ سے صلح کی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی جیسا ہمنے سابق مین بیان کیا ہی۔ اور اگر یون کہا کہ مجھ سے صلح کرلے یا فلان شخص سے صلح کرلے میرے مال سے ہزار درم پر یا میرے ان ہزار درمون پر تو یہ صلح اُسی پر نافذ ہوگی اور مال عین اُسی کا ہوگا۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر اس شرط سے صلح کرلے کہ مین ضامن ہون تو یہ صلح اجازت مدعا علیہ پر موقوف ہی اگر اُسنے اجازت دیدی تو یہ شخص کفیل ہوجائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر صلح مدعا علیہ کے حکم سے ہو تو اسطرح سے کہنے مین کہ فلان شخص سے صلح کرلے تو صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور یہ شخص مامور درمیان سے نکلجائیگا۔ اور اس کہنے مین کہ مین نے تجھ سے صلح کرلی مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور اس کہنے مین کہ مین نے تجھ سے صلح کی یا فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح کرلے تو صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی جبکہ اُسی سے بدل کا مطالبہ کیا جائیگا۔ اور اگر یون کہا کہ تو فلان شخص سے صلح کرلے بشرطیکہ مین ضامن ہون تو بھی صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور گویا عقد صلح مدعی و مدعا علیہ کے درمیان جاری ہوا اور اجنبی پر کفالت کی وجہ سے ضمان لازم آئیگی عقد کی وجہ سے لازم نہ آویگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر مصالح نے مدعی سے درمون پر صلح کرلی پھر کہا کہ مین یہ درم نہین ادا کرونگا پس اگر عقد صلح کو اپنی طرف یا اپنے مال کی طرف نسبت کرچکا ہی یا بدل صلح کا ضامن ہوچکا ہی تو اُسپر ادا کے واسطے جبر کیا جاویگا اور اگر اسمین سے کوئی بات نہو تو اسپر جبر نہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کی طرف کچھ دعوے کیا اور بدون حکم مدعا علیہ کے ایک شخص اجنبی نے مدعی سے صلح کرلی اور سو درم بدل صلح ٹھہرائے پھر مدعی نے وہ دراہم زیوف پائے یا کسی عرض پر صلح واقع ہوئی اور مدعی نے اسمین عیب پاکر واپس کیا تو مصالح پر کچھ لازم نہین ہی اور مدعی اپنے دعوے پر باقی رہیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی خاص غلام پر اُس سے صلح کی اور اسمین استحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد یا مدبر یا مکاتب نکلا تو اپنے دعوے کی طرف عود کریگا اور صلح کرنے والے پر کچھ واجب نہوگا۔ اور اگر اُس سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کی اور ضامن ہوگیا اور دیدیے پھر وہ استحقاق مین لیے گئے یا زیوف یا ستوق نکلے تو مدعی کو اُس شخص سے لینے کا اختیار ہی جسنے صلح کی ہی نہ مدعا علیہ سے چنانچہ اگر یہ صلح مدعا علیہ کے ساتھ واقع ہوئی ہو تو جس سے صلح کرے اُسی سے لے سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر وہ چیز جسپر مدعی نے دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے صلح کرلی تھی استحقاق ثابت کرکے لے لیگئی تو صلح کرنے والے کو

اختیار ہی کہ بدل صلح واپس کرے خواہ مصالح درمیانی ہو یا مدعا علیہ ہو یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر مدعی نے فضولی کے ساتھ کسی قدر مال معلوم پر اس شرط سے صلح کرلی کہ یہ مال جسمین دعوی ہوا ہی درمیانی کو ملے مدعا علیہ کو نہ ملے حالانکہ مدعا علیہ دعوے مدعی سے منکر ہی تو صلح جائز ہی خواہ درمیانی نے صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کیا یا نہ کیا ہو خواہ ضامن ہوا ہو یا نہو ہو پھر جب یہ صلح جائز رہی تو مصالح کو اختیار ہی کہ مدعی سے اُس شی مدعا بہ کے سپرد کرنے کا مطالبہ کرے پس اگر اُس سے سپرد کرنا ممکن ہوا مثلاً گواہ قایم کیے یا مدعا علیہ نے اقرار کیا تو اُسکے سپرد کر دیگا اور اگر ممکن نہوا تو مصالح کو صلح فسخ کر کے اپنا بدل صلح واپس لینے کا اختیار ہی۔ پس اگر مدعی نے مدعا علیہ کے ساتھ خصومت کرنی چاہی اور اس امر کے گواہ قایم کرنے چاہے کہ یہ شی مدعا بہ اس مصالح کی ملک ہی جسنے اُس سے خریدی ہی یا مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی تاکہ وہ نکول کرے حالانکہ مدعا علیہ منکر ہی تو مدعی کی خصومت اسکے ساتھ صحیح ہی پس اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ شی مدعی کی ہی تو اُسکے قبضہ سے لیکر درمیانی کے سپرد کر دیگا اور اگر درمیانی نے مدعا علیہ سے خصومت کرنی چاہی پس اگر وہ منکر ہو تو خصومت صحیح ہی اور اگر اُسنے مدعی کی ملک ہونے کا اقرار کیا تو درمیانی کی خصومت اُسکے ساتھ مسموع نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر مدعی نے درمیانی سے اسطور سے صلح کی کہ مدعا بہ مدعا علیہ کی ہو بشرطیکہ مدعی اسکو اس مدعا بہ مسمی دعوے سے بری کر دے اور درمیانی نے صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کیا یا بدل صلح کا ضامن ہو گیا تو جائز ہی اور وہ شی مدعا علیہ کی ہو گی خواہ مدعا علیہ منکر ہو یا مقر ہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اجنبی نے مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کر لی کہ وہ دار مدعی کے ہاتھ مین اسقدر بدل صلح کے عوض سپرد کر دے تو جائز ہی ایسے ہی اس شرط سے کہ وہ دار مدعی کے واسطے اجنبی کے خرید کی وجہ سے ہو جاوے تو بھی جائز ہی اور اگر درمیانی صلح کے واسطے مامور ہو اور اُسنے ضمانت کر کے بدل صلح ادا کر دیا تو صحیح یہ ہی کہ مدعی سے واپس لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص پر ایک کر گیہون قرض کا دعوے کیا اور اُسنے انکار کیا اور ایک درمیانی نے اُس سے دس درم کے عوض خرید کی شرط پر صلح کی اور درم دیدیے تو صلح باطل ہی اور اگر خرید نہ کیا بلکہ دس درم پر صلح کر کے اُسکو دیدیے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ وکیل خصومت نے اگر صلح کر لی تو صحیح نہین ہی بخلاف مامور کے یعنے صلح کے واسطے مامور ہو تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کسی شخص کو وکیل کیا کہ اس دار کے دعوی سے یا اُس دار کے دعوے سے صلح کرے پس جس سے وکیل نے صلح کر لی جائز ہی اسی طرح اگر فلان پر دین کے دعوے یا فلان دوسرے پر دین کے دعوی سے صلح کرنے کا وکیل کیا اور اُسنے دونون مین سے کسی سے صلح کر لی تو جائز ہی اور اگر موکل نے کہا کہ مین نے تجھے اس دار کے دعوے مین خصومت کرنے کا یا اس دعوی سے صلح کرنے کا وکیل کیا تو توکیل صحیح ہی حتے کہ اگر قبل خصومت کے اُسنے صلح کر لی تو جائز ہی اور اگر اس دار کے دعوے مین خصومت کی پھر چاہا کہ صلح کرنے تو اُسکی صلح جائز نہوگی اسیطرح اگر کہا کہ مین نے تجھے اپنے اس غلام کے فروخت کرنے کا یا فلان شخص پر دعوی سے صلح کرنے کا وکیل کیا تو توکیل صحیح ہی اور دونون کامون مین سے جس ایک کام کو اُسنے اختیار کیا جائز ہی اور اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ ایک مین شروع کرنے کے بعد دوسرے مین ہاتھ لگاوے یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص کو ایک دار مین دعوے سے صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے قابض سے سو درم پر صلح کی اور صلح کو اپنے موکل کی طرف نسبت کیا اور نہ تسمیہ کیا تو استحساناً جائز ہی کذا فی محیط السرخسی۔

پندرھوان باب۔ وارثون و وصی و میراث و وصیت مین صلح کرنے کے بیان مین۔ اگر ترکہ وارثون مین مشترک ہو

پھر اُنھوں نے ایک کو کچھ مال دیکر صلح کر کے خارج کیا حالانکہ ترکہ عقار یا عروض ہی تو صحیح ہے خواہ جو کچھ دیا ہے وہ قلیل ہو یا کثیر ہو۔ اور اگر ترکہ سونا ہو اور چاندی دی یا چاندی ہو اور سونا دیا تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ یہ بیع ہے بخلاف جنس کے تو تفاضل جائز ہے اور مساوات شرط نہوگی ولیکن مجلس میں باہم قبضہ شرط ہوگا پس اگر وہ شخص جسکے ہاتھ میں ترکہ ہے اس شخص کے حصہ سے منکر ہو تو پہلے قبضہ پر اکتفا کیا جائیگا اور اگر مقر ہو مصالح کے حصہ سے مانع نہو تو جدید قبضہ ہونا چاہیے یعنی قابض جس جگہ مال عین موجود ہے وہاں جاوے اور اتنا وقت گذرے کہ اسپر قبضہ کر لینا اتنے عرصہ میں ممکن ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر ترکہ میں درم و عروض ہوں اور درموں پر صلح واقع ہوئی پس اگر جسقدر درم اسنے صلح میں لیے ہیں وہ اُسکے حصہ ترکہ کے درموں سے زائد ہوں تو صلح جائز ہے اور درموں کے ترکہ کے برابر درم مقابل کر دیے جاوینگے اور باقی درم صلح کے مقابلہ عروض کے رکھے جاوینگے اور دونوں بدلوں پر مجلس صلح میں قبضہ ہونا شرط ہے بشرطیکہ باقی ورثہ اس صلح کرنے والے کے حصہ کے مقر ہوں اور مانع نہوں اور اگر منکر ہوں یا مقر ہوں مگر مانع ہوں تو مصالح کے حصہ پر مجلس میں قبضہ ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اگر بدل صلح اسکے حصہ دراہم کے مثل ہو تو صلح جائز نہیں ہے اور ایسے ہی اگر کم ہوں تو بھی نہیں جائز ہے اور حاکم ابو الفضل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بدل صلح اگر اسکے حصہ دراہم کے مثل یا کم ہو تو صلح صرف اسوقت باطل ہوگی کہ جب باہم اقرار و تصادق ہوا اور اگر انکار ہو تو صلح جائز ہے۔ اور اگر ترکہ میں درموں سے اُسکے حصہ کی مقدار معلوم نہو تو صلح جائز نہیں ہے۔ اور اگر عروض یا دیناروں پر صلح واقع ہوئی تو جائز ہے اگرچہ بدل کم ہو۔ اور اگر ترکہ میں عروض و دینار ہوں اور صلح دیناروں پر واقع ہوئی تو اسمیں بھی وہی تفصیل ہے جو ہمنے درموں کی صورت میں بیان کی ہے اور اگر درموں پر صلح واقع ہوئی تو ہر حال میں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ترکہ میں سونا چاندی اور دوسری چیز بھی ہو اور صلح چاندی یا سونے پر واقع ہوئی تو ضرور ہے کہ بدل صلح اُسکے حصہ سے جو سونے و چاندی میں ہے زائد ہو اور اسقدر کا جو سونے و چاندی کے حصہ کے مقابل ہے باہمی قبضہ شرط ہے اور اگر بدل صلح عروض ہو تو مطلقاً جائز ہے کیونکہ اسمیں ربو یعنی سود کا خوف نہیں ہے اور اگر ترکہ میں درم و دینار ہوں اور بدل صلح میں بھی درم و دینار ہوں تو ہر طرح صلح جائز ہے ولیکن باہمی قبضہ شرط ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر صرف عروض و عقار کے حصہ سے صلح کی یا سوا بعض اعیان کے بعض سے صلح کی تو جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ترکہ میں دین ہو یعنی درم و دینار دین ہوں اور اعیان ترکہ غیر معلوم ہوں تو کیلی و وزنی چیز پر صلح کرنے کو بعضوں نے جائز کہا اور بعضوں نے ناجائز کہا ہے۔ اور اگر ترکہ کیلی و وزنی نہو لیکن اعیان غیر معلومہ ہوں تو صحیح یہ ہے کہ ایسی صلح جائز ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے اُسکے آٹھویں حصہ میراث اور مہر سے صلح کی گئی اور وارث لوگ اُسکے نکاح کے مقر ہیں پس اگر ترکہ میں لوگوں پر دین ہو اور سب سے صلح اس شرط سے لیگئی کہ عورت کا حصہ دین وارثوں کا ہو یا صرف اُسکے ترکہ سے صلح کی گئی اور زیادہ کچھ صلح میں بیان نہ کیا تو صلح باطل ہوگی۔ پس اگر وارثوں نے چاہا کہ اس شرط سے صلح ہو کہ عورت کا حصہ دین اسکے وارثوں کا ہو جاوے تو اسکی صورت یہ ہے کہ عورت کسی وارث سے کوئی مال عین بعوض اپنے حصہ دین کی مقدار کے خریدے پھر وارث کو میت کے قرضدار پر اتنا حصہ دین اُتار دے پھر باہم صلح قرار دیں [illegible] اسلئے کہ یہ امر صلح کے درمیان شرط کریں تو صلح جائز ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر وارثوں نے عورت سے اس شرط سے صلح کی کہ عورت قرضدار سے قرضہ لے لے اور باقی مالوں میں اپنا حصہ چھوڑ دے تو باطل ہے۔

اور اگر صلح مین قرضہ کو داخل نہ کیا تو باقی ترکہ سے صلح جائز ہی اور قرضہ انمین باہم مشترک بموجب فرائض کے قرضدار پر باقی رہیگا یہ محیط مین ہی اگر عورت نے اپنے آٹھوین حصہ میراث اور مہر سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کرلی اور ترکہ مین کچھ دین یا نقد ظاہر نتھا حتے کہ صلح جائز ہوگئی پھر میت کا کوئی قرضہ ظاہر ہوا جسکو وارث نہین جانتے تھے یا ترکہ مین کوئی مال معلوم ہوا جسکو وارث نہین جانتے تھے تو اس دین و عین کی صلح مین داخل ہونے مین اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ داخل نہوگا بلکہ تمام وارثون مین بحساب انکے حصہ میراث کے تقسیم ہوگا - اور بعضون نے کہا کہ داخل ہوگا اور اس قول کے موافق اگر میت کا قرضہ ظاہر ہو تو صلح فاسد ہوجاویگی گویا یہ دین وقت صلح کے ظاہر ہوا ہی اور جسکے قول کے موافق داخل نہوگا تو یہ دین و عین وارثون مین تقسیم ہوگا اور صلح باطل نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر میت پر قرضہ ہو پھر عورت سے اسکے آٹھوین حصہ سے کسی چیز پر صلح قرار دی تو جائز نہین ہی کیونکہ ترکہ مین قرضہ ہونا اگرچہ قلیل ہو تصرف کا مانع ہوتا ہی پس اگر وارثون نے اسکا جائز ہونا چاہا تو اسکا طریقہ یہ ہی کہ وارث میت کے قرضہ کا ضامن ہوجاوے بشرطیکہ ترکہ مین سے واپس نہ لیگا یا کوئی اجنبی بشرط برارت میت کے ضامن ہوجاوے یا میت کا قرضہ وارث لوگ کسی دوسرے مال سے ادا کردین پھر باہم اس عورت کے آٹھوین حصہ مہر سے صلح کرین جسطرح بیان ہوا ہی تو جائز ہی اور اگر وارث نے قرضہ میت کی ضمان نہ کی ولیکن کوئی مال جسمین میت کے قرضہ کی ادا ہوسکتی ہی جدا کیا پھر باقی مال مین اس عورت نے جسطرح بیان کیا ہی صلح کی تو جائز ہی پس اگر میت کے قرضخواہ نے وارثون کے تقسیم کرلینے اور صلح کرلینے کی اجازت اپنے حق وصول پانے سے پہلے دیدی تو اسکو اختیار ہی کہ اس سے رجوع کرے یہ ظہیریہ مین ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر کی میراث سے کسی معلوم مال پر صلح کرلی پھر میت پر کچھ قرضہ ظاہر ہوا تو عورت کے ذمہ بھی بقدر اسکے حصہ ترکہ کے لازم آویگا اور وہ بدل صلح مین سے لے لیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر کوئی عورت مرگئی اور خاوند و بھائی چھوڑا اور بھائی نے اسکی تمام میراث سے شوہر سے کسی قدر درمون معلومہ پر اور ایک متاع پر اس عورت کے متاعون مین سے صلح کرلی اور اس سب کو بیان کرلیا - پھر دونون نے باہم اختلاف کیا - پس اگر اصل صلح مین اسقدر اختلاف کیا کہ واقع ہوئی ہی یا نہین تو منکر صلح سے قسم لیجاویگی اور اگر صلح و بدل صلح پر اتفاق کیا اور مصالح نے دعوے کیا کہ اسنے بدل صلح پر قبضہ کرنے کے بعد مجھ سے غصب کرلیا ہی اور دوسرے نے انکار کیا تو اسی دوسرے کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور باہم دونون سے قسم نہ لیجاویگی - اور اگر بدل صلح کی جنس یا مقدار مین اختلاف کیا تو دونون سے باہم قسم لیجائیگی اور صلح رد کرلینگے اور اگر دونون نے بدل کی صفت مین اختلاف کیا پس اگر صفت عین مین ہو تو منکر کا قول قبول اور باہمی قسم نہ لیجائیگی اور اگر صفت ذمہ مین ہو تو باہم قسم کھاوین اور صلح رد کرلینگے اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اسکے گواہ قبول ہونگے - اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو وہ گواہ قبول ہونگے جو زیادتی کے مثبت ہون - اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے اس متاع پر صلح کی تھی ولیکن تو نے اسکو تغیر کردیا اور قطع کردیا اور بھائی نے کہا کہ مین نے ایسا نہین کیا ہی تو قسم سے بھائی کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی - ایک وارث غائب ہی اور باقی وارثون نے میت کی جورو سے اس شرط سے صلح کرلی کہ اسکا حصہ وارثان حاضر کو ملے تو جائز ہی اور اگر بعض ترکہ پر اس شرط سے صلح کی کہ کل ترکہ شرکت مین رہے تو غائب کی اجازت اور حکم قاضی پر صلح موقوف رہیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص مرگیا اور اسنے زید و عمرو دو بیٹے چھوڑے اور میت پر قرضہ ہی اور میت کی زمین اور قرضہ اسکا دوسرون پر ہی پھر زید نے عمرو سے کسی قدر دراہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کرلی کہ زمین زید کو ملے اور وہ دراہم جو باپ کے دوسرون پر قرض ہین وہ بحالہ دونون مین مشترک رہین اور جو قرضہ باپ پر ہی اسکا زید

ضامن ہوا اور وہ وارث اس قدر کے ضامن ہین تو امام ابو یوسف رح سے امالی مین روایت ہی کہ یہ صلح جائز ہی اور اگر میت پر جو قرضہ ہی اسکو ادا نکیا تو صلح باطل ہوگی کذا فی فتاوی قاضیخان - ایک وارث پر قرضخواہ نے ترکہ مین قرضہ کا دعوی کیا اور وارث نے انکار کیا پھر ترکہ مین سے کسی قدر مال پر صلح کی اور ضامن ہوا کہ اگر باقی وارث تیری صلح کو جائز نہ رکھینگے اور جو مال تو نے ترکہ مین سے صلح مین دیا ہی اسکو طلب کرینگے تو مین ضامن ہون تو یہ ضمان صحیح ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص مر گیا اور اُسنے زید و عمر دو بیٹے چھوڑے پھر ایک شخص نے میت پر سو درم قرضہ کا دعوے کیا اور زید ایک بیٹے نے اقرار کر لیا اور کہا کہ اسمین سے مین بقدر اپنے حصہ کے یعنے پچاس درم تجھے دیتا ہون لیکن تو مجھے باقی قرضہ کے واسطے گرفتار نہ کرے تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ یہ باطل ہی - قرضخواہ کو باقی قرضہ کے واسطے گرفتار کرنے کا اختیار ہی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ زید کو نہ پکڑیگا بلکہ عمرو سے باقی قرضہ وصول کریگا لیکن اگر وہ قرضہ عمرو سے وصول نہوا اور دب گیا یا اُسنے انکار کیا تو مقر سے باقی وصول کریگا اور اسی طرح اگر عمرو غائب ہو تو قرضخواہ کو اختیار ہی کہ حاضر کو تمام قرضہ کے واسطے پکڑے اور صلح باطل ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر دار تمام وارثون مین مشترک ہو اور سب کے قبضہ مین ہو اور ایک شخص نے اسمین حق کا دعوے کیا اور بعضے وارث غائب ہین اور بعضے حاضر ہین اور حاضر نے اس مدعی سے انکار سے صلح کی پس اگر یہ صلح مدعی کے تمام دعوی سے واقع ہوئی جو کچھ اس مصالح کے قبضہ مین ہی اور جسقدر شریکون کے قبضہ مین ہی سب سے یہ صلح جائز ہی اور مصالح اور اُسکے شریک دعوی سے بری ہوگئے اور مصالح اپنے شریکون سے کچھ نہین لے سکتا ہی - اور اگر اُسنے صرف اپنے مقبوضہ سے صلح کی تو بھی صلح جائز ہی اور مدعی کو اُسکے شریکون کے مقبوضہ مین دعوی کا اختیار باقی رہا - اور اگر بعد اقرار کے مصالح نے صلح کی اسطور سے کہ حاضر نے مدعی کے تمام دعوی کا اقرار کیا پھر اُس سے صلح کی پس اگر اُسنے اپنے اور اپنے ساتھیون کے تمام مقبوضہ سے صلح کی تو صلح جائز ہی اور مصالح مشتری سے اپنے زعم مین اپنے مقبوضہ اور اپنے شریکون کا مقبوضہ خریدنے والا ہوا ہی پس اگر اُسکو اپنے شریکون کے مقبوضہ پر ملکیت کا قبضہ ممکن ہوا مثلاً اُسکے شریکون نے تصدیق کی کہ یہ مقبوضہ مدعی کا ہی تو لے لیگا اور اُسکو اختیار نہوگا اور اگر اُسکے شریکون نے حق مدعی سے انکار کیا تو مصالح مشتری کو اختیار ہی چاہے صلح فسخ کرکے تمام بدل صلح واپس کر لے یا یہان تک انتظار کرے کہ کسی حجت شرعی سے باقی وارثون کا مقبوضہ لے سکے - ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا ہی - اور شمس الائمہ سرخسی نے اسصورت مین یون ذکر کیا ہی کہ مصالح مدعی سے شریکون کے حصے جو اُسکے سپرد نہین ہوئے ہین بقدر اُنکے حصہ کے واپس لیگا اور اپنے حصہ کے عوض نہ لیگا - ایسا ہی اگر حاضر نے مدعی سے اس شرط سے صلح کی کہ پورا حق مدعی کا ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر حاضر نے مدعی سے فقط اپنے مقبوضہ سے صلح کی تو اُسکا مقبوضہ اُسکے سپرد کیا جائیگا زیادہ نہ دیا جائیگا اور اُسکو اختیار نہوگا یہ محیط مین ہی - بعض وارثون پر میت کے قرضہ کا دعوے کیا پس وارث نے صلح کر لی حالانکہ بعض وارث غائب ہی پھر وہ غائب آیا اور اُسنے صلح کی اجازت نہ دی پس اگر مدعی نے اپنا دعوی گواہون سے ثابت کر دیا اور اس وارث نے بدل صلح کو ترکہ سے بحکم قاضی ادا کیا تو صلح صحیح ہی اور اگر مصالح نے اپنے مال سے بحکم قاضی ادا کیا ہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ باقی وارثون سے اپنا مال موافق حصہ کے لے لیوے - اور اگر اُسنے ترکہ مین سے بلا حکم قاضی دیا ہی تو غائب کو اختیار ہی کہ صلح کی اجازت نہ دے اور بقدر اپنے حصہ کے واپس کر لے اور اگر اپنے مال سے بلا حکم قاضی دیا ہی تو غائب سے واپس نہین لے سکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر دو شخصون نے ایک شخص کے مقبوضہ گھر و زمین پر دعوے کیا اور دونون نے کہا کہ یہ میراث ہمنے اپنے باپ سے پائی ہی اور قابض نے انکار کیا پھر ایک مدعی نے اُس

دعوی سے اپنے حصہ سے سو درم پر صلح کرلی اور اُسکے شریک نے چاہا کہ اس سو درم مین اُسکا شریک ہوجاوے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی- اور اگر ایک نے تمام دعوے سے سو درم پر صلح کی اور ضامن ہوا کہ اپنے بھائی کے حصہ کو بھی مدعا علیہ کے سپرد کریگا تو اُسکے بھائی کو اختیار ہی چاہے اپنے حصہ کو سپرد کرکے آدھا بدل صلح یعنی پچاس درم لے لے اور اگر چاہے تو سپرد نہ کرے- پس اگر اُسنے سپرد کیا تو کل کی صلح جائز ہوجاویگی اور بدل صلح دونون مین برابر تقسیم ہوگا- اور اگر سپرد نہ کیا تو صرف اُسی کے حصہ کی باطل ہوجاویگی اور اُسکے حصہ مین مدعی کو اپنے دعوے کرنے کا اختیار ہی اور مصالح کو آدھا بدل یعنی پچاس درم سپرد کریگا- اور آیا مدعا علیہ کو مصالح کی صلح باقی رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار ہی یا نہین ہی پس جاننا چاہیے کہ زیادات مین اُسکے مشابہ ایک مسئلہ مذکور ہی وہ یہ ہی کہ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی ایک نے تمام غلام کسی مشتری کے ہاتھ فروخت کردیا اور ضامن ہوا کہ شریک کا حصہ بھی سپرد کردیگا پھر اُسکے شریک نے اپنا حصہ سپرد نہ کیا تو مشتری کو اختیار ہی کہ چاہے بائع کے حصہ کی بیع تمام کردے یا فسخ کردے یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہی اور امام محمد رح کے نزدیک اسکو خیار نہوگا- اور غلام و دار مین کچھ فرق نہین ہی- پس جب غلام مین یہ اختلاف ہوا تو دار مین بھی ایسا ہی اختلاف ہونا چاہیے یہ محیط مین ہی- اگر بالغ وارث نے وصی کی جانب درم و دینار و رقیق و متاع کی قسم سے کسی میراث کا دعوے کیا اور وصی نے انکار کیا پھر اس سب دعوی سے کسی غلام یا کپڑے معلوم پر صلح کرلی تو جائز ہی اسی طرح اگر وصی نے کہا کہ مین اپنے قسم کے فدیہ مین تجھے یہ دیتا ہون تو بھی جائز ہی یہ مبسوط مین ہی- اگر دو وارثون نے اپنے وصی کی طرف کسی عین یا دین کا دعوے کیا پھر وصی نے بدون اقرار کے دونون مین سے ایک سے صلح کرلی پھر دوسرے نے چاہا کہ وصی سے اپنا حصہ لے لے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا اور اگر اُسنے چاہا کہ اپنے بھائی مصالح کے ساتھ اُسکے مقبوضہ مین شریک ہوجاوے پس اگر مال دعوی وصی کے ہاتھ مین قائم ہو تو بھائی کے مقبوضہ مین اُسکا شریک نہین ہوسکتا ہی اور اگر وصی کے پاس تلف ہوگیا ہو حتی کہ اُسپر دین ہوکر واجب ہوا اور وہ دونون مین مشترک ہوا اور غیر مصالح نے مصالح کے ساتھ شریک ہونا چاہا تو اُسکو شرکت کا اختیار ہوگا- ولیکن اگر بدل صلح عروض مین سے ہو تو مصالح کو خیار ہوگا اور اگر بدل صلح درم ہون اور قرضہ کے مثلاً سو درم ہون اور صلح پچاس درم پر واقع ہوئی تو مصالح کو خیار نہوگا بلکہ اسکو چوتھائی قرضہ یعنی پچیس درم دیگا- پس اگر وارث بالغ و نابالغ ہون اور وصی نے بالغون کے دعوی سے اور نابالغون کے دعوی سے سب سے کسی قدر درمون معلوم پر صلح کرلی اور بالغون نے اُسپر قبضہ کرلیا اور نابالغون کا حصہ جو کچھ اُسمین سے ہوتا ہی وہ اُنپر خرچ کیا تو یہ صلح نابالغون پر جائز نہوگی اور نابالغون کو اختیار ہی کہ بقدر اپنے حصہ کے وصی سے پھیر لیوین ولیکن یہ مذکور نہین ہی کہ بدل صلح مین سے بقدر اپنے حصہ کے لینگے یا اصل دعوی مین سے بقدر اپنے حصہ کے لیوینگے اور اُسکا حکم یہ تفصیل ہی یعنے اگر نابالغون نے بالغ ہوکر اس صلح کی اجازت دی تو بدل صلح سے بقدر اپنے حصہ کے لے لینگے اگر چاہین اور وصی کو اختیار ہوگا کہ بالغون سے بقدر اُنکے حصہ کے واپس کرلے اور بالغون کو یہ اختیار نہوگا کہ نابالغون سے کچھ واپس لیوین اگرچہ انھون نے اُسکو انھین پر خرچ کیا ہی- اور اگر بالغ ہوکر انھون نے صلح کو رد کردیا تو بقدر حصہ دعوی کے رجوع کرینگے اور وصی کو اختیار ہوگا کہ جسقدر نابالغون کا حصہ اُسنے بالغون کو دیا ہی وہ واپس کرلے اور بالغ وارث نابالغون سے کچھ بھی واپس نہین لے سکتے ہین اگرچہ انھین پر اُسکو صرف کردیا ہی یہ محیط مین ہی- ایک شخص مرگیا اور اُسنے ہزار درم چھوڑے اور دو شخصون کے ہر ایک میت پر ہزار درم ہین پھر ایک قرضخواہ آیا اُسنے وارث سے پانچ سو درم

ترکہ پر صلح کرلی اور لے لیے پھر دوسرا آیا تو وہ وارث سے باقی پانچ سو درم ترکہ سے لیگا اور پہلے صلح کرنے والے سے پانچ سو درم کا نصف لے لیگا پس بیٹے کو ہزار کی چوتھائی اور دوسرے کو ہزار کی تین چوتھائی ملیگی ۔ اور اگر پہلا قرضخواہ آیا اور قاضی نے اُسکے واسطے پانچ سو درم کا حکم کیا پھر دوسرا آیا تو اُسکو سوا ے باقی پانچ سو درم کے جو وارث کے پاس ہین اور کچھ نہ ملیگا یہ ذخیرہ مین ہی ۔ ایک شخص نے دوسرے کے واسطے ایک غلام یا دار کی وصیت کی اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی اور ان دونون وارثون نے موصی لہ سے غلام کے عوض سو درم پر صلح کرلی پس اگر صلح کے سو درم مال میراث مین سے ہون تو غلام دونون مین تین حصے ہوکر تقسیم ہوگا اور اگر یہ سو درم انھین دونون کا ذاتی مال ہو میراث نہو تو غلام دونون کو برابر تقسیم ہوگا کیونکہ یہ دونون کی طرف سے مساوی معاوضہ ہی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ میرے پاس میت کے ہزار درم ہین اور میت کے دو بیٹے موجود ہین پس ایک نے اپنے حصہ سے چار سو درم مال وصی پر صلح کرلی تو جائز نہین ہی ۔ اسی طرح اگر ہزار درم کے ساتھ کوئی متاع ہو تو بھی صلح اسطور سے جائز نہین ہی اور اگر وصی نے اسکو تلف کردیا ہو تو چار سو پر صلح جائز ہی یہ مبسوط مین ہی ۔ ایک شخص زید مرگیا اور عمرو کیواسطے تہائی مال کی وصیت کرگیا اور بالغ و نابالغ وارث چھوڑے پس بعض وارثون نے موصی لہ سے کسی قدر درہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ موصی لہ کا حق اس وارث کو ملے تو یہ صورت صلح کی اور دوسری صورت یعنی بعضے وارث کا بعضی وارث سے اسطور سے صلح کرلینا یکسان ہی پس اگر ترکہ مین قرضہ نہو اور نہ کوئی شے نقود مین سے ہو تو ایسی صلح جائز ہی اور اگر ترکہ مین میت کا کسی پر قرضہ ہو تو جائز نہین ہی اور اگر ترکہ مین نقود مین سے ہو پس اگر اس نقد کا تہائی مثل بدل صلح کے یا زیادہ ہو تو صلح جائز نہوگی اور اگر کم ہو تو جائز ہی بشرطیکہ موصی لہ قبل افتراق کے بدل صلح پر قبضہ کرلے اور اگر قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو نقد کی صلح باطل ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ۔ اگر میراث چار آدمیون مین مشترک ہو دو وارث نابالغ ہون اور دو بالغ ہون اور اُسکا ایک وصی ہی اور میت نے کسی کے حق مین کچھ وصیت کی ہی اور وہ بھی موصی لہ موجود ہی پھر سب نے جمع ہوکر باہم اسطور سے صلح کرلی کہ اُس سب مال کو متقوم کرکے ایک وارث بالغ کو کچھ زیور معین اور کپڑے دیدیے اور دوسرے بالغ وارث کو معین زیور اور متاع و رقیق دیدیے اسی طرح دونون نابالغون اور موصی لہ کو زیور اور کوئی چیز حصہ رسد تقسیم کردی تو یہ جائز ہی ولیکن زیور جو بمقابلہ زیور آئیگا وہ بیع صرف کے شرائط سے اعتبار کیا جائیگا اور مقابلہ متاع و عروض مین بیع کا اعتبار ہی پس اگر دونون قبضہ سے پہلے جدا ہوگئے تو زیور کے حصہ مین صلح باطل ہوگی حصۂ متاع مین باطل نہوگی اور حصہ زیور مین صلح فاسد ہونے کی وجہ سے حصۂ متاع مین فساد آجانا ضرور نہین ہی یہ محیط مین ہی ۔ اگر وارثون نے موصی کے مرنے سے پہلے وصیت سے صلح کرلی تو جائز نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی ۔ باپ اگر غلام یا مکاتب ہو اور لڑکا آزاد ہو تو باپ کی صلح کی ہوئی اُسپر جائز نہوگی ایسے ہی کافر باپ کی صلح کی ہوئی بیٹے مسلمان پر جائز نہین ہوتی ہی اور بالغ معتوہ و مجنون ہمارے نزدیک خواہ مجنون ہی بالغ ہوا ہو یا نابالغ ہونے کے وقت اچھا تھا پھر مجنون ہوگیا بمنزلہ نابالغ کے ہی یہ محیط مین ہی ۔ اگر نابالغ کا کسی شخص پر قرضہ ہو اور باپ نے مال قلیل پر اُس سے صلح کی حالانکہ گواہ قرضہ کے موجود نہین ہین اور قرضدار قرضہ کا منکر ہی تو جائز ہی ۔ اور اگر قرضہ گواہون یا قرضدار کے اقرار سے ظاہر ہوا اور باپ نے اسقدر کمی پر جو لوگ برداشت کرلیتے ہین صلح کرلی تو جائز ہی اور اگر اسقدر کم کردیا کہ لوگ اسقدر خسارہ نہین اٹھاتے ہین

پس اگر وہ قرضہ بسبب اسی باپ کی خرید وفروخت کے واجب ہوا ہی تو صلح اُسکی ذات کے لیے جائز ہوگی اور بقدر قرضہ کے ضامن ہوگا یعنی بیٹے کے واسطے ضامن ہوگا اور اگر باپ اس قرضہ کا وجوب سبب نہین ہوا ہی یعنی مثلاً اسکی خرید وفروخت سے واجب نہین ہوا ہی تو صلح جائز نہوگی یہ سراجیہ مین ہی۔ وصی نے یتیم کے ہزار درم کا کسی شخص پر دعوے کیا اور گواہ نہین ہین پھر پانچ سو درم پر اُن ہزار سے باوجود انکار مدعا علیہ کے اُس سے صلح کرلی پھر عادل گواہ پائے تو قرضدار کو اختیار ہی کہ گواہون سے ہزار درم پر قسم لیوے۔ اسی طرح اگر یتیم نے بعد بلوغ کے گواہ پائے تو بھی یہی حکم ہی اور ان دونون کو اُس سے قسم لینے کا اختیار نہین ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اگر نابالغ کا کوئی گھر یا غلام ہو اُسمین کسی شخص نے دعوے کیا پھر باپ نے نابالغ کے مال سے صلح کرلی۔ پس اگر مدعی کے پاس گواہ عادل موجود تھے تو صلح جائز ہی مگر مثل قیمت یا صرف اسقدر زیادتی پر ہو کہ لوگ برداشت کرلیتے ہین۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ ہی نہون یا گواہ عادل نہون تو صلح جائز نہین ہی۔ اور اگر اُسکے گواہون کا حال مستور ہو تو ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ صلح جائز نہین ہی اور بعض نے کہا کہ بقول امام اعظم رح کے صلح جائز ہی اس بنا پر کہ حکم ظاہری عدالت پر دینا جائز ہی اور بعضون نے کہا کہ اگر مدعی کے گواہ مستور ہون تو باپ کو بشروط صلح کرنی چاہیے۔ اور اگر باپ نے اپنے مال سے صلح کردی تو ہر حال مین جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر وارث سب نابالغ ہون تو وصی کی صلح مثل باپ کی صلح کرنے کے ہی خواہ اُنکا دعوے دائر ہوا ہو یا اُنپر کسی نے دعوے کیا ہو اور خواہ دعوی عقار مین ہو یا مال منقول مین ہو۔ اور اگر وارث لوگ سب بالغ ہون اور حاضر موجود ہین پس وصی نے اُنپر نافذ ہونے کے لیے صلح کی تو نہین جائز ہی خواہ دعوے اُنپر دائر ہوا اور وصی نے اُنکے واسطے صلح کردی یا اُنکے دعوی سے صلح کرلی خواہ دعوے منقول مین ہو یا عقار مین ہو۔ خواہ اس دعوی کے گواہ عادل موجود ہون یا نہون یہ محیط مین ہی اور اگر سب وارثان بالغ غائب ہون پس اگر اُنپر دعوے دائر ہوا اور وصی نے صلح کرلی تو نہین جائز ہی خواہ مدعی کے پاس گواہ ہون یا نہون اور خواہ دعوے عقار مین واقع ہوا ہو یا منقول مین ہو۔ اور اگر اُنکی طرف سے دعوی ہوا اور وصی نے صلح کرلی پس اگر عقار کے دعوی سے صلح کرلی تو اُنکے حق مین نافذ نہوگی تاوقتیکہ وہ اجازت نہ دین یہ ہر حال مین ہی خواہ گواہ ہون یا نہون ۱۲۔ اور اگر منقول کے دعوی سے صلح کی پس اگر اُنکے دعوے کے گواہ موجود ہون تو صلح جائز ہی بشرطیکہ بدل صلح مین جسقدر دعوے کیا ہی اُسکے مثل قیمت لی ہو یا کمی صرف اسقدر ہو کہ لوگ برداشت کرلیتے ہین اور اگر اسقدر کمی ہو کہ لوگ نہین برداشت کرتے ہین تو صلح جائز نہین ہی۔ اور اگر دعوی کے گواہ نہون تو جسطرح صلح کرلی ہو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر وارثون مین بالغ ونابالغ ہون پس اگر بالغ حاضر موجود ہون اور اُنپر کسی نے دعوے کیا اور وصی نے اُس سے صلح کرلی تو بالاجماع بالغون کے حصہ مین صلح جائز نہوگی خواہ دعوی عقار مین ہو یا منقول مین اور خواہ مدعی کے پاس اس امر کے گواہ ہون یا نہون اور نابالغون کے حصہ مین جائز ہی بشرطیکہ اس صلح مین اُنکو ضرر نہ پہونچتا ہو۔ اور اگر اُنکی طرف سے دعوے دائر ہوا اور صلح کی پس اگر دعوے مال منقول مین ہو تو وصی کی صلح بالغون ونابالغون دونون کے حق مین جائز ہی بشرطیکہ اُنپر ضرر نہ آتا ہو اور اگر اُنکو ضرر پہونچتا ہو تو جائز نہین ہی خواہ اُنکے پاس گواہ عادل موجود ہون یا نہون اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک نابالغون کے حصہ مین صلح جائز ہی بشرطیکہ اُنکو ضرر نہ پہونچتا ہو اور بالغون کے حصہ مین نہین جائز ہی خواہ اُنکو ضرر پہونچتا ہو یا نہ پہونچتا ہو۔ اور اگر بالغ وارث غائب ہون پس اگر اُنپر دعوے دائر ہوا اور وصی نے صلح کردی تو بالاجماع یہ حکم ہی کہ نابالغون کے حصہ کی صلح جائز ہی بشرطیکہ اُنکے حق مین ضرر نہو۔ اور بالغون کے حصہ مین جائز نہین ہی خواہ اُنکو ضرر ہو یا نہو خواہ

مدعی کے گواہ ہون یا نہون خواہ دعوے عقار مین ہو یا منقول مین ہو - اور اگر اُنکے دعوے [illegible] کر لی پس اگر منقول مین دعوے کیا او صلح کر لی تو اُسکی صلح بالغون و نابالغون دونون کے حق مین بالاتفاق جائز ہی بشرطیکہ انکو ضرر نہ پہونچتا ہو خواہ اُنکے پاس گواہ ہون یا نہون - اور اگر عقار مین دعوے کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک بالغ و نابالغ سب کے حق مین اُسکی صلح جائز ہی بشرطیکہ اُنپر ضرر نہ ہوتا ہو اور اگر ضرر ہو تو نہین جائز ہی خواہ اُنکے گواہ ہون یا نہون اور صاحبین رح کے نزدیک نابالغون کے حق مین جائز ہی بشرطیکہ اُنکو ضرر نہ پہونچے اور بالغون کے حق مین نہین جائز ہی خواہ اُنکو ضرر ہو یا نہو اور باپ یا اُسکے وصی کے موجود ہونے کی حالت مین دادا مثل باپ کے ہی یہ محیط مین ہی - اور یہی حکم دادا کے وصی کا ہی اور مان اور بھائی کی صلح نابالغ کے واسطے جائز نہین اور نہ اُسکی طرف سے جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - مان کے وصی و چچا و بھائی کے وصی کی صلح نابالغ کے حق مین چچا و مان و بھائی کے ترکہ مین مثل باپ کے وصی کے ہی بشرطیکہ دعوی منیہ کے سواے عقار کے واقع ہو اور جو چیز کہ نابالغ کو ان لوگون کے سواے دوسرے کی طرف سے ملی ہی اُسمین نابالغ کے واسطے اُنکے وصیون کا صلح کرنا جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اگر کسی شخص نے میت پر قرضہ کا دعوی کیا پس وصی نے یتیم کے کسی قدر مال پر اُس سے صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہون تو یہ جائز نہین ہی اسی طرح اگر بغیر صلح کے مال میت سے اُسکو ادا کر دیا تو بھی جائز نہین ہی اور وارثون کو خیار ہوگا کہ چاہین تو وصی سے ضمان لین یا جسکو ادا کیا ہی اُس سے ضمان لین پس اگر اُس شخص سے جسکو ادا کیا ہی ضمان لی تو وہ کسی سے نہین لے سکتا ہی اور اگر وصی سے ضمان لی تو وصی اُس شخص سے جسکو ادا کیا ہی واپس لیگا خواہ اُسکے پاس وہ مال بعینہ قایم ہو یا تلف ہو گیا ہو یہ محیط مین ہی - اگر وصی نے کسی شخص کے ساتھ جسنے میت یا نابالغ پر دعوی کیا تھا صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ ہون یا قاضی کو اُسکے دعوے کی صحت کا علم ہو یا قاضی نے حکم دیا ہو تو صلح جائز ہی اور اگر ایسا نہو تو نہین جائز ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر نابالغ کا کسی پر عمداً خون ہو اور باپ یا وصی نے کسی قدر مال پر قاتل سے صلح کر دی تو جائز ہی ولیکن اگر مال صلح دیت سے کم ہو تو جائز نہین ہی یہ تہذیب مین ہی - اگر کسی شخص نے اپنے غلام کی خدمت کی کسی کے واسطے ایکسال تک کے لیے وصیت کی اور یہ غلام اُسکا تہائی مال ہوتا ہی پھر وارث نے اس خدمت سے کسی قدر درمون پر یا ایک مہینہ تک کسی بیت مین سکونت کرنے یا دوسرے خادم کی خدمت کرنے یا ٹٹو کی سواری لینے یا کسی کپڑے کے پہننے پر صلح کر لی تو استحساناً جائز ہی اسی طرح اگر نابالغ کے وصی نے ایسا کیا تو بھی جائز ہی - پھر اگر وہ غلام جس سے صلح کی ہی بعد موصی لہ کے بدل صلح پر قبضہ کرنے کے مر گیا تو صلح جائز رہی - اور اگر کسی کپڑے پر صلح کی اور موصی لہ نے اُسمین عیب پایا تو اُسکو اختیار ہی کہ واپس کرکے اُس غلام سے خدمت لینی اختیار کرے اور اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ کپڑے پر قبضہ کرنے سے پہلے اُسکو فروخت کرے - اور اگر کسی قدر درمون پر صلح کی تو قبل قبضہ کے اُنکے عوض کپڑا خرید سکتا ہی اور اگر بعض وارثون نے ان اشیاء مذکورہ کے عوض اُس سے یہ وصیت کی خدمت خریدنی چاہی تو جائز نہین ہی - اور اگر موصی لہ سے یون کہا کہ مین نے تجھکو یہ درم بجاے تیرے غلام سے خدمت لینے کے یا تیری خدمت کے عوض یا خدمت کے بدلے یا خدمت کے قصاص مین یا اس شرط سے کہ تو خدمت لینا ترک کرے دیئے ہین تو جائز ہی - اور اگر یون کہا کہ مین تجھکو یہ درم اس شرط سے ہبہ کرتا ہون کہ تو وصیت کا حق خدمت مجھے ہبہ کر دے تو بھی جائز ہی بشرطیکہ درمون پر قبضہ کر لے - اور اگر وارث دو شخص ہون اور ایک نے موصی لہ سے دس درم پر اس شرط سے صلح کی کہ اس خادم کی خدمت تو فقط میرے واسطے سواے میرے شریک کے قرار دے تو جائز نہین ہی اور اگر جمیع وارثون

سکے واسطے قرار دینے کو شرط کرے تو استحساناً جائز ہی۔ اور اگر وارثون نے اُس غلام کو فروخت کر دیا ہو اور موصی لہ نے جسکے واسطے اُس غلام کی خدمت کی وصیت کی ہی اجازت دیدی تو اُسکا حق خدمت باطل ہو گیا اور اُسکو ثمن مین سے کچھ نہ ملیگا۔ اسی طرح اگر وارثون نے اُسکو بعوض جنایت کے دیدیا اور موصی لہ نے اجازت دی تو جائز ہی۔ اور اگر وہ غلام خطا سے مقتول ہوا اور وارثون نے اُسکی قیمت لے لی تو اُنپر لازم ہی کہ اس قیمت کے عوض دوسرا غلام خریدین کہ جو موصی لہ کی ایکسال تک خدمت کرے اور اگر اُس سے کسی قدر دراہم معلومہ پر یا اناج پر عوض لیکر حق ساقط کر دینے کے طور پر صلح کی تو جائز ہی۔ اور اگر غلام کا ایک ہاتھ کاٹا گیا اور وارثون نے اُسکا ارش لے لیا تو اُسمین مع غلام کے ایکسال تک موصی لہ کا حق خدمت ثابت ہوگا بوجہ اسکے کہ جب بدل نفس مین حکم ہی اسی قیاس پر بدل الطرف یعنی ہاتھ پیر وغیرہ کے بدل مین حکم ہی پھر اگر وارثون نے دس درم دیکر صلح کر لی کہ موصی لہ اس حق کو مع غلام کے وارثون کے سپرد کرے تو بطریق استقاط حق بعوض کے جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص کے واسطے اپنے گھر مین رہنے کی وصیت کی اور مر گیا پھر موصی لہ سے وارثون نے کسی قدر درمون معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہی اسی طرح اگر دوسرے دار کی سکونت معلومہ پر صلح کر لی تو بھی جائز ہی یا کسی غلام کی مدت معلومہ تک خدمت کرنے پر صلح کی تو بھی جائز ہی۔ اور اگر دوسرے دار کی سکونت یا غلام کی خدمت پر زندگی بھر تک کے واسطے اُس سے صلح کی تو جائز نہین ہی۔ پھر پہلی صورت مین یعنی جب مدت معلومہ تک صلح کی ہو اگر مدت معلومہ گذرنے سے پہلے غلام مر گیا یا دار گر گیا تو صلح ٹوٹ جاویگی اور حق موصی لہ اُسی دار سے جسکے رہنے کی اُسکو وصیت تھی متعلق ہو جائیگا ایسا ہی اگر کسی نے اپنے غلام کی خدمت کرنے کے واسطے کسی کے حق مین وصیت کی پھر وارث نے دوسرے غلام کی خدمت یا کسی دار کی سکونت مدت معلومہ تک اختیار کرنے پر موصی لہ سے صلح کر لی پھر مدت گذرنے سے پہلے مصالح علیہ مر گیا تو بھی اُسکا حق اُسی غلام سے متعلق ہوگا جسکی خدمت کی اُسکے حق مین وصیت تھی۔ پھر اسصورت مین یعنی سکونت دار کی وصیت کی صورت مین جبکہ حق موصی لہ اُس دار سے جسکی اُسکے حق مین وصیت تھی متعلق ہوا تو مذکور ہی کہ اگر اُسکے واسطے یہ وصیت تھی کہ مرتے دم تک سکونت کرے تو اُسکو مرتے دم تک سکونت کا اختیار ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسصورت پر رکھا جائیگا کہ جب غلام مصالح علیہ نے موصے لہ کی کچھ خدمت نہ کی یا دار مصالح علیہ مین کچھ مدت نہ رہا ہو اور اگر کچھ مدت خدمت لی یا گھر مین رہا ہو تو اُسی کے حساب سے اسکو باقی مدت اس دار وصیت مین سکونت کا اختیار رہو گا اور اُسکا بیان یہ ہی کہ اگر مثلاً ایک سال تک اپنے غلام کی خدمت پر صلح کی اور موصی لہ نے اُس سے چھ مہینے خدمت لی تھی کہ وہ مر گیا تو موصی لہ کو اب دار وصیت مین صرف آدھی عمر تک رہنے کا حق حاصل ہوگا اسلیے ایک روز اس دار مین موصی لہ رہیگا اور دوسرے روز اسمین وارث رہینگے اسی طرح موصی لہ کی باقی عمر تک ہوگا۔ اور اگر موصی لہ کے واسطے ایک سال تک گھر مین سکونت کی وصیت ہو اور غلام مصالح علیہ بعد چھ مہینے کے مر گیا تو موصی لہ اُس دار وصیت مین آدھے سال تک رہ سکتا ہی یہ محیط مین ہی اور اگر یون وصیت کی کہ جو کچھ میری بکریون کے تھنون مین ہی وہ فلان شخص کو دیا جاوے پھر وارثون نے اس دودھ سے کم یا زیادہ پر صلح کر لی تو نہین جائز ہی اور اگر اُس سے کسی قدر درمون پر صلح کی تو جائز ہی اور صوف کا بھی یہی حکم ہی یہ حاوی مین ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے واسطے اپنے غلام کی مزدوری کی وصیت کی اور وصیت کرنے والا مر گیا پھر وارث نے موصی لہ سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہی اگرچہ اُسکی مزدوری کا حاصل اس سے زیادہ ہو اور اگر اُسکے حق مین ہمیشہ کے واسطے اپنے غلام کی مزدوری کی وصیت کی پھر وارث نے ایک مہینے کی مزدوری سے کے

برابر صلح کی اور اُس مزدوری کو بیان کردیا تو جائز ہی اور اگر اسقدر مقدار کو بیان نہ کیا تو جائز نہین ہی - اور اگر اس سے ایک ہی وارث نے اس شرط سے صلح کی کہ مزدوری غلام کی خاص میرے ہی واسطے ہو تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی وارث نے موصی لہ سے وہ غلام مدت معلومہ تک اجارہ لیا تو جائز ہی جیسا کہ غیر وارث کا اجارہ لینا جائز ہی بخلاف اس شخص کے اجارہ لینے کے جسکے واسطے خدمت غلام کی وصیت کی گئی ہی کہ وہ نہین جائز ہی ایسے ہی اگر دار کی سکونت کی وصیت کی ہو اور اُسنے کرایہ لیا تو بھی ناجائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر کسی شخص کے واسطے اپنے نخل کی حاصلات کی ہمیشہ کے واسطے وصیت کی پھر موصی لہ نے وارث کے ساتھ پھل نکلنے سے پہلے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کی تو جائز ہی - اور اگر کسی سال کا پھل نکلا ہی پھر بعد نکلنے کے اس رسیدہ اور ہر بار کے پھل سے جو آیندہ ہمیشہ تک اس درخت سے نکلے صلح کی تو جائز ہی اور امام محمد رحمہ نے یہ ذکر نہین فرمایا کہ بدل صلح اس موجود اور آیندہ کے پھلون کی بہار پر کیونکر تقسیم ہوگا اور متاخرین مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی فقیہ ابو بکر محمد بن ابراہیم میدانی فرماتے ہین کہ آدھا بدل اس موجودہ کے مقابلہ مین اور آدھا آیندہ بہارون کے مقابلہ مین ہوگا اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی فرماتے ہین کہ بدل الصلح بقدر قیمت ثمر کے تقسیم ہوگا پس اگر قیمت موجودہ کی اور جو نکلینگے برابر ہو تو بدل نصفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر تین تہائی کی نسبت ہو تو بدل اُسکے بھی تین حصے ہونگے - اور اس اختلاف کا فایدہ اس صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ مثلاً موصی لہ کے ساتھ کسی غلام پر صلح کر لی پھر آدھا غلام موصی لہ کے پاس سے استحقاق مین لیا گیا تو فقیہ ابو بکر محمد بن ابراہیم کے قول پر موصی لہ مصالح سے آدھے موجودہ پھل اور آدھے جو آیندہ پیدا ہون واپس لیگا - اور فقیہ ابو جعفر کے قول کے موافق اگر دونون کی قیمت یکسان ہو تو یہی حکم ہی اور اگر قیمت ان مین تہائی کی نسبت ہو تو اُسکے حساب سے واپس لیگا - اور فقیہ محمد بن ابراہیم کے قول کی وجہ یہ ہی کہ جو آیندہ پیدا ہون اُسکا فے الحال جاننا ممکن نہین ہی کیونکہ کبھی تو آیندہ بہار آتی ہی اور کبھی نہین آتی ہی اور کبھی آیندہ کے پھل موجودہ سے زیادہ ہوتے ہین اور کبھی کم ہوتی ہین پس ہمنے اسکو مثل موجود فی الحال کے قرار دیا کہ یہی بدل ہی - اور فقیہ ابو جعفر کے قول کی یہ وجہ ہی کہ آیندہ جو پھل آوین اُنکی قیمت فے الحال معلوم ہو سکتی ہی اسطور سے کہ یہ درخت ہمیشہ پھلدار ہونے کی حالت مین کتنے کو خریدا جا سکتا ہی اور ہمیشہ بے پھل ہونے کی حالت مین کتنے کو خریدا جائیگا پس پھلدار ہونے کی صورت مین ڈیڑھ ہزار درم کو اور بے پھل ہونے کی صورت مین ایک ہزار کو خریدا جاوے تو معلوم ہوا کہ جو غلہ نکلیگا اُسکی قیمت پانچ سو درم ہی پھر غلہ موجودہ کی قیمت دریافت کیجاوے پس اگر یہ بھی پانچسو درم ہو تو دونون مساوی قیمت کے معلوم ہوے اور اگر موجودہ کی قیمت دو سو پچاس درم ہون تو معلوم ہوا کہ تہائی ہی پس اُسکے حساب سے واپس ہوگی یہ محیط مین ہی اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ اگر دار مین سیل آب یا موضع جذوع سے صلح واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہی کہ دیکھا جائیگا کہ اس دار کی درحالیکہ اسمین دوسرے شخص کے پانی بہانے کا حق ہی کیا قیمت ہی اور اسی دار کی درحالیکہ یہ حق غیر نہین ہی کیا قیمت ہی پس جو کچھ ان دونون مین فرق نکلے وہی سیل کی قیمت ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کسی معین نخل کے غلہ کی ہمیشہ کے واسطے کسی شخص کے حق مین وصیت کی اور وارثون نے اُس سے اُسکے پھل نکلنے اور رسیدہ ہونے کے بعد ان پھلون اور غلہ بہار سے جو آیندہ ہمیشہ تک پیدا ہو کسی قدر گیہون پر صلح کی اور موصی لہ نے ان گیہون پر قبضہ کر لیا تو جائز ہی اور اگر گیہون پر اُدھار کر کے صلح کی تو جائز نہین ہی اور اگر اُس سے کسی تول کی چیز پر ادھار صلح کی تو جائز ہی اور اگر خشک چھوہارون پر صلح کی تو جائز نہین ہی جبتک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ خشک چھوہارے

ان پھلون سے جو درخت پر موجود ہین زیادہ ہین - اور اگر اس نخل کی حاصلات غلہ سے دوسرے نخل کے غلہ پر ہمیشہ کو واسطے یا کسی مدت معلومہ تک دینے پر صلح کی تو جائز نہین ہے یہ مبسوط مین ہے قلت انما لم یجز لمکان الربوا - ایک شخص نے اپنے نخل کے غلہ کی کسی شخص کے حق مین تین برس کے واسطے وصیت کی اور یہ نخل اسکا تہائی مال ہوتا ہے اور نخل مین پھل نہین ہین پھر موصی لہ نے وارثون سے کسی قدر دراہم معلومہ پر وصیت سے صلح کر کے درمون پر قبضہ کر لیا اور شرط کر دی کہ مین نے یہ غلہ نخل وارثون کو سپرد کیا اور اپنا حق وصیت سے بری کیا اور درخت مین اس تین سال تک کچھ نہ نکلا یا بقدر اسکے کہ وارثون نے اسکو دیا ہے اس سے زیادہ پیدا ہوا تو قیاساً صلح باطل ہے ولیکن استحساناً صلح جائز ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے - اگر کسی شخص نے دوسرے کے لیے وصیت کی کہ جو کچھ میری باندی کے پیٹ مین ہے وہ اسکو دیا جاوے حالانکہ باندی حاملہ ہے اور وہ شخص وصیت کنندہ مر گیا پھر وارث نے موصی لہ سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کر لی اور اسکو دیدئے تو جائز ہے اور جائز اسلئے ہے کہ صلح مین عوض لیکر اپنا حق ساقط کر دیا نہ یہ کہ موصی لہ نے وارث کو وصیت کا مالک کیا ہے کیونکہ تملیک کے طور پر صلح نہین صحیح ہو سکتی ہے - اور اگر ایک وارث نے اپنی خصوصیت پر کہ میرے ہی واسطے ہو صلح کی تو جائز نہین ہے بخلاف اسکے اگر اس شرط سے صلح کی کہ یہ تمام وارثون کے واسطے ہو تو جائز ہے یا مطلقاً صلح کی تو بھی جائز ہے - اور اگر وارثون کی طرف سے غیر شخص نے انکے حکم سے یا بدون وارثون کے حکم کے موصی لہ سے صلح کر لی تو جائز ہے کذا فی المحیط - اگر کسی شخص کے واسطے جو کچھ اپنی باندی کے پیٹ مین ہے وصیت کی پھر وارثون نے دوسری باندی کے پیٹ کے عوض پر صلح کی تو جائز نہین ہے یہ مبسوط مین ہے - اگر کسی باندی کے پیٹ کی دوسرے شخص کے واسطے وصیت کی اور وارثون نے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح واقع ہوئی پھر اس باندی کے مردہ لڑکا پیدا ہوا تو صلح باطل ہے اور اگر کسی شخص نے باندی کے پیٹ مین کچھ مار دیا کہ جسکے صدمہ سے اسکے مردہ جنین گر گیا تو اسکا ارش وارثون کو ملیگا اور صلح جائز رہی یہ حاوی مین ہے - اور اگر دو برس گذر گئے اور وہ کچھ نہ جنی تو صلح باطل ہو گئی یہ مبسوط مین ہے - اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ جو کچھ فلان عورت کے پیٹ مین ہے اسکو ہزار درم دیے جاوین پھر اس جنین سے یعنی جو پیٹ مین ہے اسکے باپ نے اس وصیت سے کسی قدر مال پر صلح کی تو جائز نہین ہے اسی طرح اگر اسکی مان نے وصیت سے صلح کر لی تو بھی جائز نہین ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر کسی شخص نے جو کچھ اسکی باندی کے پیٹ مین ہے کسی نابالغ یا معتوہ کے دینے کے واسطے وصیت کی پھر اسکے باپ یا وصی نے وارثون سے کسی قدر درمون پر صلح کر لی تو جائز ہے اسی طرح اگر وصیت کسی مکاتب کے حق مین ہو تو بھی اسکی صلح جائز ہے اور اگر کسی چیز کی وصیت کی کہ جو کچھ فلان عورت کے پیٹ مین ہے اسکو یہ چیز دیجاوے اور وہ حبل غلام تھا اسکے مولی نے اسکی طرف سے صلح کی تو جائز نہین ہے پھر اگر اسکے مولی نے مریض کے مرنے کے بعد کسی چیز پر صلح کی پھر مولی نے اس حاملہ باندی کو آزاد کیا اور جو اسکے پیٹ مین ہے اسکو بھی آزاد کیا پھر وہ ایک غلام جنی تو غلام آزاد ہو جائیگا مگر وصیت کا مال اسکو نہ ملیگا بلکہ اسکے آزاد کرنے والے کو ملیگا اور صلح بھی جائز نہوگی اسی طرح اگر اس باندی کو فروخت کیا تو بھی یون ہی رہیگا یعنی مال وصیت بائع کو ملیگا مشتری کو نہ ملیگا - اسی طرح اگر مالک نے جو باندی کے پیٹ مین ہے اسکو مدبر کیا تو بھی یہی حکم ہے - اور اگر مالک کی باندی و بچہ کے آزاد کرنے یا فقط باندی کے آزاد کرنے کے روز وصیت کرنے والا زندہ تھا پھر مرا ہے تو یہ وصیت غلام کے حق مین ہوگی مولی کے حق مین نہوگی یہ مبسوط مین ہے -

سولھوان باب مکاتب و غلام تاجر کی صلح کے بیان مین ۔ اگر مال کتابت ہزار درہم ہون اور مکاتب نے دعوے کیا کہ مین یہ درہم ادا کر دیے ہین اور مالک نے اُس سے انکار کیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ پانچسو درہم ادا کرے اور باقی [illegible] کردے تو جائز ہے یہ محیط مین ہے ۔ اگر مولی نے اپنے مکاتب سے اس شرط سے صلح کی کہ میعاد سے پہلے تھوڑا مال کتابت کا کسی قدر مال کو کہا کہ یہ میعاد سے پہلے ادا کر دے اور باقی اُسکے ذمہ سے دور کر دیا تو جائز ہے ۔ اور اگر مال کتابت ہزار درہم ہون اور اسمین کسی قدر زیادتی ہو اس شرط سے صلح کی کہ میعاد آنے کے بعد ایکسال کی مہلت دے تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے ۔ اگر مال کتابت کی میعاد آجانے کے بعد اس شرط سے صلح کی کہ بعض مال ادا کرے اور بعض مال مین تاخیر ہوگی تو جائز ہے ۔ اور اگر مال کتابت مین درہم ہون اُن درمون سے دینار بتعجیل دیدینے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر دینار [illegible] دن پر میعادی ادا [illegible] صلح کی تو جائز نہین ہے یہ محیط مین ہے ۔ اور اگر دونون نے اس شرط سے صلح کر لی کہ مال کتابت مین سے درہم باطل [illegible] اُن کے عوض دینار دن پر کتابت مقرر کرین تو جائز ہے اسی طرح اگر اُسکی جگہ وصیف[1] اُدھار مقرر کیا تو بھی جائز ہے یہ مبسوط مین ہے ۔ ایک غلام یا باندی پر اُدھار کتابت ٹھہرائی پھر ہزار درہم پر صلح کر لی اور ایکسال کی میعاد مقرر کی تو جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ اگر مکاتب نے کسی شخص پر قرضہ کا دعوی کیا اُسنے انکار کیا پھر مکاتب نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ تھوڑا لے لے اور بہت سا چھوڑ دے پس اگر مکاتب کے پاس قرضہ کے گواہ ہون تو چھوڑ دینا صحیح نہین ہے اور باقی بھی لے لیگا اور اگر گواہ نہون تو جائز ہے ۔ اور اگر مکاتب نے بعض قرضہ کی تاخیر کرنے پر صلح کی تو جائز ہے بشرطیکہ یہ قرضہ اُسپر بطور اقراض[2] و استقراض نہوا ہو یہ محیط مین ہے ۔ اگر کسی شخص نے مکاتب پر قرضہ کا دعوے کیا اور مکاتب نے انکار کیا پھر اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ بعض ادا کرے اور بعض وہ چھوڑ دے تو جائز ہے اور مکاتب کا بیٹا حکم مین باپ کے ہے اور اگر مکاتب کی طرف کسی وصیت کا دعوی کیا کیا جاوے اور وہ انکار کر کے صلح کرے تو اُسمین اُسکی صلح مثل آزاد کی صلح کے ہے یہ مبسوط مین ہے ۔ اور اگر مکاتب نے عاجز ہو کر رقیق ہو جانے کے بعد صلح کی پس اگر مکاتب کے پاس اُسکا حاصل کیا ہوا کچھ مال نہو تو یہ صلح مولے کے حق مین روا نہوگی اور مکاتب کے حق مین روا ہوگی یہانتک کہ بعد آزاد ہونے کے اُس سے مواخذہ کیا جاویگا ولیکن اگر عاجز ہونے سے پہلے اُسپر گواہ قایم ہون تو اُسکی صلح جائز ہوگی اور اگر اُسکے پاس اُسکا کمایا ہوا کچھ مال ہو تو امام کے نزدیک صلح جائز ہے اور صاحبین نے اسمین اختلاف کیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ اگر مکاتب کے مولی نے مکاتب پر قرضہ کا دعوے کیا اور مکاتب نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ کچھ لے لے اور کچھ چھوڑ دے تو جائز ہے ۔ اور اگر مکاتب نے اپنے مولے پر مال کا دعوی کیا اور مولی نے انکار کیا پھر اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ کچھ لے لے اور کچھ چھوڑ دے پس اگر مکاتب کے پاس اُسکے گواہ ہون تو جائز نہین ہے اور اگر نہون تو صلح جائز ہے یہ محیط مین ہے ۔ اور غلام تاجر کا حکم چھوڑ دینے یا تاخیر کرنے یا صلح مین مثل مکاتب کے ہے یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ اور اگر غلام تاجر نے کسی کے ساتھ اپنے قرضہ کے دعوے سے کچھ لینے اور کچھ چھوڑ دینے پر صلح کی تو جائز نہین ہے بشرطیکہ اُسکے گواہ ہون اور اگر نہون تو جائز ہے یہ حاوی مین ہے ۔ اگر غلام تاجر پر کسی شخص نے قرضہ کا دعوے کیا اور غلام نے یا تو اقرار یا انکار اُس سے اس شرط سے صلح ٹھہرائی کہ تہائی وہ چھوڑ دے اور تہائی مین تاخیر دے اور تہائی غلام تاجر ادا کرے تو جائز ہے ۔ اور اگر مولی نے اُس غلام کو مجحور کر دیا پھر اُسپر کسی شخص نے دعوے کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہین ہین اور غلام مجحور نے اُس سے صلح کی پس اگر غلام کے پاس اُسکی کمائی کا کچھ مال نہین ہے تو فی الحال صلح حق مولے مین نہین جائز ہے ولیکن غلام کے حق مین جائز ہے حتے کہ بعد آزاد ہونے کے اُسکا دامن پکڑا جائیگا ۔ اور اگر اُسکے پاس کچھ مال اُسکی کمائی

کا

---

[1] قولہ وصیف وہ غلام و باندی جو خرد سال ہو ۱۲ منہ

[2] قولہ اقراض یعنی کسی معاملہ کا اُدھار ہو اور العینیہ یہ چیز النقد قرض سندی ہو ۱۲

کا موجود ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک صلح جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر غلام محجور نے کسی شخص سے قرضہ کا دعوے کیا اور غلام نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ بعض نقد دیدے اور بعض کی میعاد مقرر کردے تو جائز نہین ہی۔ اور اگر غلام محجور کے ہاتھ سے کسی آزاد نے غلام کے مالک کی کوئی متاع تلف کردی اور غلام محجور نے کسی قدر درہم معلوم معین جو اُس متاع کی قیمت سے کم ہین اُس سے صلح کی تو جائز نہین ہی۔ اور اگر کسی قدر متاع پر صلح کی تو بھی جائز نہین ہی اسی طرح اگر کسی آزاد نے اس غلام محجور سے مولی کے کچھ درہم غصب کر لیے اور اُسنے دینارون پر اُسکے ساتھ صلح کی تو بھی جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کسی غلام محجور نے کسی غلام تاجر پر قرضہ کا دعوے کیا اور تھوڑے دعوے پر اُس سے صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ دعوی ہون تو صلح جائز نہین ہی اور اگر نہون تو جائز ہی۔ اور اگر مدعی غلام تاجر ہو اور مدعا علیہ غلام محجور ہو تو ایسی صلح جائز نہین ہی خواہ مدعی کے پاس گواہ ہون یا نہون پس اگر گواہ نہون تو مولاے مدعا علیہ کے حق مین یہ صلح جائز نہین ہی کیونکہ اُسنے ایسے حق کا التزام کیا جو اُس سے نہین ہو سکتا درحالیکہ وہ محجور ہی لیکن اُسکے حق مین یہ صلح صحیح ہی کہ بعد آزادی کے اُس سے مواخذہ کیا جائیگا اور اگر مدعی کے پاس گواہ ہون تو مولاے مدعا علیہ کے حق مین یہ صلح جائز ہوگی کذا فی المحیط

سترھوان باب ذمیون اور حربیون کی صلح کے بیان مین

ہر صلح کہ جو دو مسلمانون مین جائز ہی وہ دو ذمیون مین بھی جائز ہی اور جو دو مسلمانون مین نہین جائز ہی وہ ذمیون مین بھی نہین جائز ہی سواے ایک صلح کے کہ شراب و سور سے صلح کرنا ذمیون مین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک ذمی نے دوسرے سے دس درم بعوض ایک درم کے خریدے اور باہم قبضہ کر لیا پھر دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو دس مین سے پانچ درم واپس کردے پس اگر وہ دس درم بعینہ قایم ہون تو بسبب ربو کے صلح جائز نہین ہی اور اگر اُسنے تلف کر دیے ہون تو یہ طریق اسقاط حق کے صلح جائز ہی۔ اور اگر ایک نصرانی نے دوسرے نصرانی کی ایک سور غصب کر لی پھر اُس سے سواے درم و دینار کے کسی وزنی یا کیلی چیز پر صلح کی پس اگر وہ سور بعینہ قایم ہو تو جائز ہی خواہ مصالح علیہ معین ہو یا وصف کر کے ذمہ رکھا گیا ہو خواہ ذمہ ایکبارگی فی الحال ادا کرنے کی شرط ہو یا کچھ مدت مقرر ہو۔ اور اگر سور تلف کیا ہو تو صلح جائز نہین ہی جبکہ کیلی یا وزنی چیز غیر معین ہو اور اگر معین ہو یا غیر معین فی الحال ہو اور اُسی مجلس مین قبضہ کر لیا تو جائز ہی۔ اور اگر درم و دینارون پر کچھ میعاد مقرر کر کے صلح کی تو جائز ہی اور اگر وہ سور قایم ہو اور اُس سے کسی دوسرے سور پر اُدھار صلح کی تو نہین جائز ہی اور اگر دونون معین قایم ہون تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی حربی نے دوسرے کا مال غصب کر لیا خواہ اُسکو تلف کر دیا یا نہین تلف کیا پھر اُس سے صلح کی تو طرفین کے نزدیک نہین جائز ہی بخلاف امام ابو یوسف کے اسی طرح اگر کسی تاجر مسلمان نے یا ایسے مسلمان نے جو وہین دار الحرب مین مسلمان ہوا ہی کسی حربی کا مال تلف کر دیا یا اُسکا مال غصب کر لیا پھر دونون نے صلح کی خواہ مال مغصوب قایم ہو یا تلف کر دیا ہو تو طرفین کے نزدیک نہین جائز ہی بخلاف قول امام ابو یوسف کے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر اسی طرح دار الحرب مین کسی حربی مسلمان کا مال غصب کیا تو صلح جائز نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر کسی مسلمان تاجر نے دار الحرب مین کسی حربی کی کوئی چیز غصب کر لی اور پھر دونون نے باہم صلح کر لی تو بالاجماع صلح نہین جائز ہی اور اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے کو کچھ قرضہ دیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ کچھ چھوڑ دے اور کچھ قرضہ مین تاخیر دیدے پھر حربی مسلمان ہو گیا تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر دو حربی دار الحرب مین مسلمان ہو گئے پھر ایک نے دوسرے

کی کوئی چیز غصب کر لی یا اسکو کچھ زخمی کیا پھر اُس سے کسی چیز پر صلح کر لی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جائز نہونا چاہیے اور یہی امام محمد رحمہ کا قول ہی یہ حاوی مین ہی - اگر کسی مسلمان نے دار الحرب مین کسی حربی کو کچھ قرضہ دیا پھر اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ کچھ چھوڑ دے اور کچھ قرضہ تاخیر کردے پھر جسقدر مین تاخیر کی تھی اُسکی میعاد آگئی اور حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور مسلمان نے اپنے قرضہ کے واسطے اسکو گرفتار کرنا چاہا اور جو چھوڑ دیا تھا وہ بھی لینا چاہا تو جسقدر اسپر ہی اُسکے واسطے گرفتار نہین کر سکتا ہی خود وہ چاہے دیدے اور جسقدر چھوڑ دیا ہی اُسمین رجوع نہین کر سکتا ہی - اسی طرح اگر حربی نے مسلمان سے طالب ہو تو بھی یہی حکم ہی اور یہی امام اعظم و امام محمد رحمہ کا قول ہی - اور اگر ایسا معاملہ دو حربیون مین ہوا اور وہ امان لیکر دار الاسلام مین آئے تو قاضی کسی کی دوسرے پر ڈگری نکریگا ولیکن اگر دونون مسلمان ہوگئے یا ذمی ہوگئے تو قاضی انکے درمیان فیصلہ یون کریگا کہ کچھ چھوڑ دینا اور باقی مین تاخیر دینا بطریق صلح کے جائز رکھیگا اور باقی کی میعاد آنے پر اُسکو ادا کرنے کے واسطے طالب کی درخواست پر مجبور کریگا - اور اگر کوئی حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور ادھار دیا یا لیا یا غصب کیا یا اُسکا کچھ غصب کیا گیا پھر کم کر دینے اور تاخیر دینے پر صلح کی تو جائز ہی خواہ یہ معاملہ اُسکا کسی مسلمان سے ہوا ہو یا کسی مستامن سے جو اسی دار الحرب کا یا غیر دار الحرب کا ہی واقع ہوا اسی طرح اگر یہ دونون حربی اپنے اپنے ملک مین چلے گئے پھر امان لیکر لوٹ آئے تو یہ صلح جو واقع ہوئی تھی دونون پر نافذ ہوگی کذا فی المبسوط

اٹھارھوان باب صلح کے بعد مدعی یا مدعا علیہ کے بغرض صلح باطل کرنے کے گواہ قایم کرنے کے بیان مین -

اگر مدعی نے بعد صلح کے گواہ قایم کیے تو مسموع نہونگے ولیکن اگر بدل صلح مین عیب ظاہر ہوا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور مدعی نے بسبب عیب کے واپس کرنے کے گواہ قایم کیے تو مسموع ہونگے یہ بدائع مین ہی - ہشام نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہی کہ اگر مدعا علیہ نے گواہ قایم کیے کہ مدعی نے قبل صلح کے یا بدل پر قبضہ کرنے سے پہلے یہ اقرار کیا ہی کہ میرا مدعا علیہ پر کچھ نہین ہی تو صلح باطل نہوگی اور اگر اس امر کے گواہ دیے کہ مدعی نے بعد صلح کے ایسا اقرار کیا ہی تو صلح باطل ہوگی اور اگر قاضی کو علم ہوا کہ مدعی نے قبل صلح کے قاضی کے سامنے اقرار کیا تھا کہ میرا مدعا علیہ فلان پر کچھ نہین ہی تو صلح باطل ہوجائیگی بعد انعقاد مذکور کے اور اس مقام پر قاضی کا علم بمنزلہ مدعی کے بعد صلح کے اقرار کرنے کے ہی یہ محیط سرخسی مین ہی کسی شخص پر ہزار درم کا دعوے کیا اُسنے انکار کیا پھر کسی چیز پر صلح کر دیگئی پھر مدعا علیہ نے ایفاء یا ابراء کے گواہ دیے تو قبول نہونگے اور اگر اُسپر ہزار درم کا دعوی کیا اُسنے ادا کر دینے یا ابراء کا دعوی کیا پھر کسی چیز پر صلح کر دی گئی پھر مدعا علیہ نے ایفاء یا ابراء کے گواہ پیش کیے تو قبول ہونگے اور بدل واپس دلایا جائیگا یہ وجیز کردری مین ہی - اگر کسی شخص کے مقبوضہ دار پر دعوے کیا اور اُس سے ہزار درم پر اس شرط سے صلح کی کہ قابض کو یہ دار مدعی سپرد رکھے پھر قابض نے گواہ قایم کیے کہ یہ دار میرا ہی یا فلان کا تھا مین نے اُس سے خریدا ہی یا میرے باپ کا تھا اُسنے میرے واسطے میراث چھوڑا ہی تو ہزار درم کی واپسی نہین ہو سکتی ہی اور اگر اس امر کے گواہ دیے کہ مین نے صلح سے پہلے طالب سے اُسکو خریدا ہی تو گواہ قبول ہونگے اور صلح باطل ہوجائیگی - اور اگر خرید پر گواہ قایم نہ کیے بلکہ اس امر کے گواہ دیے کہ قبل اس صلح کے دوسرے دار پر صلح کی ہی تو پہلی صلح تمام کیجاویگی اور دوسری باطل کیجاویگی یہ محیط سرخسی مین ہی - ہر صلح کہ ایک صلح کے بعد واقع ہو وہ باطل ہی اور پہلی صلح صحیح ہی - اسی طرح ہر صلح کہ بعد خریدنے کے واقع ہو وہ باطل ہی - اور اگر ایک خرید کے بعد دوسری خرید واقع ہو تو دوسری صحیح ہی - اور اگر پہلے صلح کی پھر مصالح عنہ کو خرید لیا تو خرید جائز اور صلح باطل کیجاویگی یہ محیط مین ہی - ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر

دار

دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اس سے پہلے صلح واقع ہونے کا دعوی کیا اور اسپر گواہ قایم نہ کیے اور قاضی نے مدعی کے نام اس گھر کی ڈگری کر دی۔ پھر مدعی نے وہ گھر کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مدعا علیہ نے چاہا کہ مدعی سے قسم لیوے کہ واللہ مین نے تجھ سے اس دار کے دعوے سے قبل اس بیع کے صلح نہین کی ہے تو اسکو اختیار ہے پس اگر قسم لینے پر مدعی نے قسم سے انکار کیا تو مدعا علیہ کو اختیار ہے چاہے بیع کی اجازت دیکر ثمن لے لے یا مدعی سے ضمان لیوے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کسی شخص نے مقبوضہ دار پر دعوے کیا کہ میرے باپ سے مجھے میراث ملا ہے پھر کسی شے پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے گواہ قایم کیے کہ یہ دار مین نے اس مدعی کے باپ سے اسکی زندگی مین اس سے خریدا ہے یا یون گواہ دیے کہ مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہے اور فلان شخص نے اس مدعی کے باپ سے خریدا تھا تو گواہ مقبول نہ ہونگے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر زید پر ہزار درم و ایک دار کا دعوی کیا زید نے اس سے سو درم پر اسکے دعوے سے صلح کر لی پھر مدعی نے اقرار کیا کہ ان دونون چیزون مین سے ایک مدعا علیہ کی تھی تو صلح باقی سے جایز رہیگی اور مدعا علیہ اس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے اسی طرح اگر مدعی نے بعد صلح کے ہزار درم اور دار دونون پر گواہ قایم کیے تو ہزار باطل ہین اور دار مین اپنے حق پر رہیگا بخلاف اسکے اگر ایک غلام و باندی کا دعوے کیا پھر کسی قدر مال پر صلح کر لی اور دونون کی ملکیت کے گواہ دیے تو صحیح ہے اور دونون اسکو ملینگے۔ اور اگر ہزار درم اور ایک دار کا دعوے کیا اور ہزار درم پر صلح کر لی پھر نصف ہزار اور نصف دار پر گواہ قایم کیے تو دونون مین کوئی چیز اسکو نہ ملیگی۔ اور اگر ہزار درم و نصف دار کے گواہ دیے تو صلح کے ہزار ان ہزار سے ادا ہوگئے اور نصف دار لے لیگا کیونکہ یہ صلح بعض حق کا لینا اور باقی کا ساقط کرنا ہے اور ساقط عود کرنے کا احتمال نہین رکھتا ہے۔ اور اگر مدعا علیہ کے قبضہ سے وہ دار استحقاق مین لے لیا گیا تو ہزار درم صلح مین سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اسکو صلح مین ایک غلام دیا اس نے قبضہ کر لیا پھر غلام نے گواہ دیے کہ مین آزاد ہون اور قاضی نے اسکی آزادی کا حکم دیا تو صلح باطل ہوگئی۔ اسی طرح اگر اس امر کے گواہ دیے کہ مین مدبر یا مکاتب ہون تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر باندی ہو اور اس نے گواہ قایم کیے کہ مین ام ولد ہون یا مکاتبہ یا مدبرہ ہون اور گواہی دونون کی قاضی نے قبول کر لی تو صلح باطل ہوگئی یہ محیط مین ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہین پھر طالب نے گواہ قایم کیے کہ مین نے اس سے سو درم اور اس کپڑے پر صلح کی ہے اور مطلوب نے گواہ دیے کہ اسنے مجھے ان درمون سے بری کر دیا ہے تو صلح کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر طالب نے اس امر کے گواہ دیے کہ اسنے مجھ سے فقط سو درم پر صلح کی ہے تو مطلوب کی برأت کے گواہ اولے ہین یعنی وہی قبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ہزار درم کے قرضدار نے گواہ پیش کیے کہ طالب نے مجھ سے چار سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مین اسکو ادا کر دون اور باقی سے مجھے بری کر دے اور ایسا ہی ہوا ہے اور طالب نے کہا کہ مین نے تجھے پانچ سو درم سے بری کیا اور پانچ سو پر صلح کی ہے اور دونون کے گواہون نے ایک ہی وقت بیان کیا یا دو وقت علحدہ علحدہ بیان کیے یا بالکل وقت بیان نہ کیا تو سب صورتون مین مطلوب کے گواہ مقبول ہونگے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر دعوے مثلی چیزون مین واقع ہو جیسے کہ گیہون وغیرہ پھر اسکے نصف پر صلح کی پھر مدعی نے گواہ دیے کہ یہ سب کہ میرا ہے تو دعوی صحیح نہین اور گواہ مسموع نہونگے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص کی طرف ایک دار و ہزار درم کا دعوے کیا پھر اس سے پانچ سو درم اور آدھے گھر پر صلح کر لی پھر گواہ قایم کیے کہ پانچ سو درم

اور پورا ادا رسیراہی تو ہزار درم مین سے کچھ اُسکے نام ڈگری نہوگی اور باقی دار کی ڈگری ہوجائیگی - اور اگر پورے دار اور باقی پانچ سو درم کے گواہ دیے تو اُسکے نام کچھ ڈگری نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر مستہلک مال کی قیمت سے کم پر درمون یا دینارون سے صلح ہوئی پھر تلف کر دینے والے نے گواہ قایم کیے کہ جسقدر پر صلح ہوئی ہی اُس سے مستہلک مال کی قیمت بہت کم تھی اسمین کھلا ہوا خسارہ ہی تو امام کے نزدیک گواہ غیر مقبول اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہین یہ تاتارخانیہ مین ہی - اگر ایک شخص نے دوسرے کے دار مین دعوی کیا پس قابض نے دو گواہ اس امر کے دیے کہ اسنے مجہول کسی چیز پر صلح کی اور ابھی ہوا اور مین نے اسکو دیدیے تو جائز ہی اگرچہ گواہون نے مصالح کی مقدار بیان نکی ہو اسی طرح اگر ایک نے دراہم بیان کیے اور دوسرے نے کچھ بیان نہ کیا تو بھی جائز ہی یا دونون نے یون گواہی دی کہ مدعی نے سب مصالح بھر پایا تو بھی جائز ہی - اور اگر ایسی صورت ہو کہ قابض دار نے انکار کیا اور مدعی نے صلح کا دعوی کیا اور دو گواہ لایا کہ ایک نے بدل مین دراہم معینہ بیان کیے اور دوسرے نے کوئی شی غیر مسمی بیان کی یا دونون نے بدل کا تسمیہ چھوڑ دیا تو گواہی قبول نہوگی - اور اگر ایک گواہ نے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح واقع ہونے کی بالمعاینہ گواہی دی اور دوسرے نے اسطور سے صلح واقع ہونے کے اقرار کی گواہی دی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر ایک شخص نے دوسرے کے دار مین دعوے کیا پھر دونون گواہون نے مقدار مسمی مین اختلاف کیا ایک نے گواہی دی کہ اسنے سو درم پر صلح کی ہی اور دوسرے نے ڈیڑھ سو درم پر صلح کی گواہی دی پس اگر مدعی دار وہی صلح کا مدعی ہو تو یہ گواہی قبول ہوگی بشرطیکہ مدعی دونون مین سے زیادہ مال کا دعوی کرتا ہو اور اگر مدعی صلح وہ ہو جو مدعا علیہ ہی تو یہ گواہی نامقبول ہوگی خواہ دونون گواہ ہون - تم مدعی کے قبضہ کر لینے کی گواہی دیتا باندی ہو کذا فی المحیط

انیسوان باب جو مسائل صلح متعلق باقرار ہین اُنکے بیان مین - اگر ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوے کیا اُسنے انکار کیا پھر اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ جن ہزار درم کا مدعا علیہ پر دعوے کیا ہی اُنکے عوض ایک غلام فروخت کر دے تو یہ جائز ہی اور مدعا علیہ مقر قرضہ ہو جائیگا حتی کہ اگر مدعی سے وہ غلام استحقاق مین لے لیا گیا یا اُسنے کچھ عیب پا کر اسکو واپس کیا تو مدعا علیہ سے ہزار درم لے لیگا اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تجھ سے اُن ہزار درم سے جنکا تو نے مجھپر دعوے کیا ہی اس غلام پر صلح کی - تو اس قول سے مدعا علیہ قرضہ کا مقر نہوجائیگا حتی کہ اگر غلام استحقاق مین لیا گیا یا بسبب عیب کے واپس کیا تو ہزار درم نہین لے سکتا ہی مگر اپنا ہزار درم کا دعوے کر سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر دو شخصون نے اسطور سے صلح کی کہ ایک دوسرے کو ایک ہزار دے اور دوسرا اُسکو ایک غلام دے تو یہ اقرار نہین ہی اسی طرح اگر اس شرط سے صلح کی کہ زید عمرو کو یہ غلام دیدے بشرطیکہ عمرو اُسکو اپنے قرضہ سے جو زید پر ہی بری کر دے تو بھی زید کی طرف سے وہ غلام عمرو کا ہونے کا اقرار نہین ہی اور اگر دونون نے زید و عمرو سے یون کہا کہ زید اس دار سے بری ہو یعنی باز دعوے دے اور عمرو اس غلام سے بری رہے تو صلح ہی اقرار نہین ہی اور اگر دونون نے اسطور سے صلح کی کہ زید مثلاً اسمین سے نکلجاوے اور عمرو کے سپرد کر دے تو یہ صلح صحیح ہی اقرار نہین ہی اور نہ انکار ہی - اور جو چیز دونون کی صلح کی کسی کے استحقاق مین لیگئی تو دونون باقی کے واسطے اپنی حجت پر رہینگے جیسے کہ قبل صلح کے تھے یہ مبسوط مین ہی اگر کسی دار مین حق کا دعوے کیا اور کسی غلام معین پر یا میعادی یا وصف بیان کرکے ذمہ رکھکر صلح کی تو جائز نہین ہی پھر اگر اُسکے حق سے صلح کی یعنی صلح مین کہا کہ تیرے حق سے صلح کی تو اُسکے حق کا اقرار کیا اور چونکہ وہی مجمل ہی اسواسطے

حق کے بیان مین اُسی کا قول لیا جائیگا اور اگر دعوی حق سے صلح کی تو اقرار نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی - اگر کسی شخص نے دوسرے کے مقبوضہ مال معین پر دعوے کیا اُسنے انکار کیا پھر اُس سے کسی قدر مال پر اسواسطے صلح کی کہ مدعی کے واسطے اسی مال معین کا اقرار کردے تو جائز ہی اور منکر کے حق مین مثل بیع کے ہوگا اور مدعی کے حق مین ایسا ہی کہ گویا ثمن مین زیادتی کردی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت پر دعوی کیا کہ مین نے اس سے نکاح کیا ہی اُسنے انکار کیا پھر اُس عورت سے صلح کی کہ سو درم صلح مین دیتا ہون تاکہ تو اقرار کردے اُسنے اقرار کردیا تو جائز ہی اور مال لازم آویگا پس اگر یہ اقرار گواہون کے سامنے ہو تو عورت کو اُس مرد کے ساتھ رہنا جائز ہی اور اگر گواہون کے سامنے نہو تو عند اللہ اُس عورت کو حلال نہین ہی کہ اُس مرد کے ساتھ رہے جبکہ وہ عورت جانتی ہی کہ ہم دونون مین نکاح نہین واقع ہوا ہی یہ محیط مین ہی - اگر کسی شخص پر ہزار درم کا دعوے کیا اور مدعی نے اُس سے کہا کہ تو میرے واسطے ہزار درم کا اقرار اس شرط پر کردے کہ مین سو درم گھٹا دونگا اُسنے اقرار کیا تو گھٹا دینا جائز ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی شخص پر خون یا زخم کا دعوے کیا پس اگر عمداً خون کرنے یا زخمی کرنے کا دعوے کیا پھر مدعی نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعا علیہ اقرار کردے تو صلح اور اقرار دونون باطل ہین اس اقرار سے وہ گرفتار نہوگا اور اگر خطا سے خون یا زخم کا دعوی کیا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کسی شخص کی طرف اپنے قذف کی وجہ سے حد قذف کا دعوے کیا اور سو درم پر مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کی کہ وہ اقرار کردے تو صلح و اقرار باطل ہی اور اگر مدعا علیہ نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُسکو بری کردے تو بھی جائز نہین ہی - اور اگر پہلی صورت مین اپنے اقرار پر حد مارا بھی گیا تو اُسکی گواہی جائز ہی اور اگر کسی پر شراب خواری یا زناکاری کا دعوے کیا اور سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ وہ اقرار کردے تو بھی باطل ہی - اور اگر کسی کی طرف کسی متاع کے سرقہ کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُسکو سرقہ سے بری کردے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - ایک شخص نے دوسرے پر متاع کی چوری کا دعوے کیا پھر اُس سے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی چور کو سو درم دیگا بشرطیکہ چور چوری کا اقرار کردے اُسنے ایسا ہی کیا پس اگر سرقہ عروض مین سے ہو اور وہ بعینہ قایم ہو تو صلح جائز اور سرقہ بعوض اُن درمون کے جو سارق کو دئے ہین مدعی کی ملک ہو جائیگا - اور اگر تلف کر دیا ہو تو صلح جائز نہین ہی - اور اگر چوری مین دراہم ہون تو کتاب مین مذکور ہی کہ صلح جائز نہین ہی خواہ وہ بعینہ قایم ہون یا تلف کر دیے ہون اور مشائخ نے فرمایا کہ تاویل اس حکم کی یہ ہی کہ یہ حکم اُسصورت مین ہی کہ دراہم مسروقہ کی مقدار نہ معلوم ہو اور اگر معلوم ہو کہ وہ سو درم تھے تو صلح جائز ہی جبکہ سو درم بدل صلح پر مجلس مین قبضہ کر لیا ہو - اور اگر چوری مین سونا ہو اور صلح درمون پر واقع ہوئی تو جائز ہی خواہ سرقہ بعینہ قایم ہو یا تلف کردیا ہو ولیکن تلف کردینے کی صورت مین بزرگی یہ تاویل ہی کہ اسوقت جائز ہی کہ جب مسروقہ سونے کا وزن معلوم ہو ورنہ نہین جائز ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اگر دو شخصون نے ایک دار مین جھگڑا کیا حالانکہ وہ ایک کے قبضہ مین ہی پھر دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ ہر واحد دوسرے کے واسطے نصف دار کا اقرار کردے اور ہر ایک نے تسلیم کیا تو جائز ہی - اسی طرح اگر یون صلح کی کہ ایک شخص دوسرے کے واسطے کسی بیت معلوم کا اقرار کرے اور دوسرا اسکے لیے باقی دار کا اقرار کرے تو بھی جائز ہی پھر اگر وہ بیت معلوم جسپر صلح واقع ہوئی تھی استحقاق مین لیا گیا تو مدعی کو اپنے دعوے کی طرف رجوع کرنے کا اختیار ہو کہ باقی دار مین دعوی کرے - اسی طرح اگر کسی غلام پر صلح کی بشرطیکہ مدعی دوسرے قابض کیواسطے تمام دار کا اقرار کرے تو صلح جائز ہی اور اگر

غلام استحقاق مین لیا گیا تو مدعی اپنے دعوی کی طرف رجوع کریگا چنانچہ اگر بدون اقرار کے سکوت پر صلح واقع ہوئی ہو ایسا ہی ہی کذا فی المبسوط

بیسوان باب ان امور کے بیان مین جو بعد صلح کے بدل الصلح مین تصرف کرنے مین پیدا ہوتے ہین

اگر کسی دار کے دعوے سے کسی غلام کی ایکسال خدمت پر یا کسی گھر کی سکونت پر یا ہر ایسی چیز پر جسکا اجارہ دینا جائز ہو صلح کی تو جائز ہی اور اسکا حکم مثل اجارہ کے ہوگا حتے کہ کسی ایک کے مرنے سے باطل ہوجائیگی - اور مدعی اور اسکے وارث اس دار کو لینگے اگر صلح اقرار سے ہوگی - اور اگر انکار سے ہوگی تو دعوی وخصومت کی طرف رجوع کرینگے اور اگر کچھ منفعت حاصل کرنے کے بعد دونون مین سے کوئی مرا تو بقدر باقی کے دار مین سے لیگا جبکہ باقرار ہو اور اگر بانکار ہو تو خصومت کی طرف رجوع کرے یہ تتمہ مین ہی غلام کی خدمت پر صلح واقع ہوئی ہی اگر بدون کسی نفع اٹھانے کے مرگیا تو صلح باطل ہوجائیگی اور مدعی اپنے دعوی کی طرف رجوع کریگا - اور اگر نصف منفعت اٹھانے کے بعد مرگیا تو نصف مین صلح جائز اور نصف مین باطل ہوگی اور مدعی نصف دعوی کی طرف رجوع کریگا یہ مبسوط مین ہی اور نیز صاحب خدمت کو اختیار ہی کہ غلام کو اجرت پر دیدے کذا فی محیط السرخسی اور اگر مالک نے اسکو کرایہ پر دیا تو امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین ہی یہ کافی مین ہی - اگر کسی دار مین دعوی کرکے ایکسال غلام کی خدمت کرنے پر صلح کرلی پھر مالک نے اس غلام کو آزاد کیا تو آزاد ہوجائیگا اور غلام کو اختیار ہوگا کہ چاہے سال کی خدمت کرے یا نہ کرے پس اگر اسنے خدمت کردی تو صلح باطل نہوگی اور اگر نہ کی تو باطل ہوجائیگی اور مابقی کے واسطے پھر اپنے دعوے کی طرف رجوع کریگا اور آزاد کرنے والا صاحب خدمت کے واسطے کچھ ضامن نہوگا - اور اگر صاحب خدمت نے اسے آزاد کیا تو آزاد نہوگا اور اگر مالک نے غلام کو قتل کیا تو بھی مثل آزاد کر دینے کی صورت کے ضامن نہوگا - اور جسقدر اسنے خدمت نہین لی اسقدر کی صلح باطل ہوجائیگی - اور اگر صاحب خدمت نے اسے قتل کیا تو قیمت کا ضامن ہوگا اور صلح ٹوٹ جائیگی یہ امام محمد رح کے نزدیک ہی اور اسی طرح اگر اسکو کسی اجنبی نے خطا سے قتل کیا اور مالک نے اسکی قیمت لے لی تو بھی یہی حکم ہی اور صلح ٹوٹ جائیگی پر مدعی اپنے دعوے کی طرف رجوع کریگا یہ امام محمد رح کے نزدیک ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک اور یہی مبسوط مین ہی کہ امام اعظم رح کے نزدیک صلح نہ ٹوٹیگی اور مالک کو اختیار ہی چاہے اسکو دوسرا غلام اس قیمت مین خرید دے یا مدعی اپنے دعوے کی طرف رجوع کرے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مالک نے اس غلام کو جسکی خدمت کرنے پر صلح کی تھی کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو بیع جائز نہین ہی اور اگر مدعی نے اسکو فروخت کیا تو جیسے اسکا آزاد کرنا نہین جائز ہی بیع بھی نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی اور بدل صلح مین اگر منقول ہو تو قبل قبضہ کے تصرف نہین جائز ہی پس مدعی اسکو بیع وہبہ وغیرہ نہین کرسکتا ہی اور اگر بدل صلح عقار ہو تو شیخین کے نزدیک جائز ہی یہ بدائع مین ہی - اگر کسی کے مقبوضہ دار پر دعوے کیا پس مدعا علیہ نے کسی کپڑے یا حیوان معین پر یا کیلی یا وزنی معین پر صلح کرلی اور مدعی نے قبل قبضہ کے اسکو فروخت کرنا چاہا تو جائز نہین ہی اور اگر کیلی و وزنی وصف کرکے ذمہ رکھی ہو تو قبضہ سے پہلے اس سے استبدال یعنی دوسری چیز بدل لینا جائز ہی ولیکن اگر کیلی و وزنی ذمہ لی ہو اور اس سے کسی شے معین پر استبدال کیا اور بدون قبضہ کے دونون جدا ہوگئے تو صلح ثانی باطل نہوگی اور اگر غیر معین ہو اور قبضہ سے پہلے جدا ہوئے تو صلح باطل ہوگی اسکو امام محمد رح نے کتاب الاصل مین ذکر کیا ہی یہ محیط مین ہی - اگر عمداً خون سے کسی غلام پر صلح کی تو قبل قبضہ کے اسکا فروخت کرنا جائز ہی اور اگر دار کے دعوے سے کسی غلام پر صلح کرلی تو قبل قبضہ کے اسکی بیع ناجائز ہی کیونکہ یہ اپنے قبضہ مین آنے سے پہلے مبیع کا فروخت کرنا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کسی دار مین حق کا دعوے کیا اور دو غلامون

صلح کرلی اور مدعا علیہ نے ایک اُسکو دیدیا اور دوسرا اُسکے پاس ہی مرگیا تو مدعی کو اختیار ہی چاہے مقبوضہ غلام واپس کردے اور اپنے دعوے کی طرف رجوع کرے یا اسکو رہنے دے اور باقی دوسرے غلام کے حصہ کے موافق دعوے کرے یہ مبسوط مین ہی - اگر کسی کی مقبوضہ زمین مین حق کا دعوے کیا اُسنے دوسری زمین پر صلح کرلی اور مدعی کے قبضہ سے پہلے غرق ہوگئی تو مدعی کو اختیار رہی اگر چاہے تو صلح توڑ کر اُسی زمین کی طرف رجوع کرلے جسپر دعوی کیا تھا بشرطیکہ صلح باقرار ہوئی ہو - اور اگر صلح بانکار ہوئی ہی تو اُس زمین کے دعوے کی طرف رجوع کرے اور اگر چاہے تو انتظار کرے یہانتک کہ پانی اُس زمین مین جذب ہوجاوے پس اگر اس غرق سے زمین مین کچھ نقصان آگیا ہی اور اُسنے انتظار کیا تو مدعی کو خیار ہوگا خواہ صلح باقرار ہو یا بانکار ہو - اور اگر غرق سے کچھ نقصان نہین آیا ہی تو خیار نہوگا - اور اگر وہ زمین غرق ہوگئی جس سے صلح کی تھی پس اگر صلح اقرار سے واقع ہوئی اور غرق سے زمین مین کچھ نقصان آگیا ہی پس اگر اسوقت ہوئی کہ مدعی نے صلح کی زمین پر جاکر قبضہ کا قابو پالیا ہی تو مدعا علیہ کو کچھ خیار نہوگا - اور اگر ہنوز اُسنے زمین صلح پر جاکر قبضہ کا قابو نہین پایا ہی کہ مصالح عنہ زمین غرق ہوکر ناقص ہوئی تو مدعا علیہ کو خیار ہوگا - اور اگر صلح انکار کے ساتھ واقع ہوئی ہی تو مدعا علیہ کو خیار نہوگا خواہ صلح کی زمین پر مدعی نے قبضہ کا قابو پایا ہو یا نہ پایا ہو اور یہ بالاجماع سب ائمہ کے نزدیک ہی یہ محیط مین ہی - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار پر دعوے کیا پھر اُس سے ہزار درم اور ایکسال تک غلام کی خدمت پر صلح لی پھر اُسنے ہزار درم اور غلام پر قبضہ کرلیا پھر خدمت کرنے سے پہلے وہ غلام مرگیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اپنے دعوے کی طرف رجوع کرے پس اگر اپنے حق کے گواہ قائم کیے تو اُسکا حق ہزار درم اور قیمت خدمت پر تقسیم ہوگا پس جو ہزار درم کے پرتے مین پڑے وہ قابض کو ملیگا اور جو خدمت کی پرتے مین پڑے وہ مدعی کو ملیگا اور اگر گواہ قائم نہ ہوئے تو ہزار درم اُسکے سپرد رہینگے اور حصہ خدمت باطل ہوگیا اور صلح صحیح رہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر صلح اقرار سے واقع ہوا اور کچھ مصالح عنہ استحقاق مین لے لیا گیا تو مدعا علیہ بقدر حصہ استحقاق کے بدل صلح مین سے واپس لیگا اور اگر کل مصالح عنہ استحقاق مین لیا گیا تو کل بدل صلح واپس لیگا پھر مدعی کو اختیار ہی چاہے مستحق سے خصومت کرنے کی طرف رجوع کرے اور اگر بعض مصالح عنہ یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ استحقاق مین لیا گیا تو بقدر اُسکے مستحق سے چاہے خصومت کرے یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر صلح انکار یا سکوت سے واقع ہوئی ہو اور مصالح عنہ استحقاق مین لیا گیا تو مدعی بدل صلح مدعا علیہ کو واپس کرکے مستحق کے ساتھ خصومت کریگا اور اگر کچھ مصالح عنہ استحقاق مین لیا گیا تو بقدر اُسکے حصہ کے واپس کرے اور اسی قدر مین مستحق سے خصومت کرے یہ کافی مین ہی - ایک شخص نے نصف دار پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوے کیا اور قابض نے کسی قدر دراہم معلومہ پر اُس سے صلح کرکے دراہم مدعی کو دیدئے پھر نصف دار مین استحقاق ثابت ہوا پس اگر مدعی نے نصف دار شائع غیر منقسم پر دعوے کیا تھا پس اگر یون کہا تھا کہ نصف دار میرا ہی اور نصف مدعا علیہ کا ہی تو استحقاق کی صورت مین مدعا علیہ مدعی سے نصف بدل واپس لیگا اور اگر یون کہا تھا کہ نصف میرا ہی اور باقی نصف مین نہین جانتا ہون کہ کسکا ہی یا اُسنے کہا کہ نصف میرا ہی اور خاموش رہا پھر نصف دار غیر منقسم استحقاق مین لیا گیا تو مدعا علیہ مدعی سے کچھ بدل واپس نہین لے سکتا ہی - اور اگر مدعی نے کہا کہ نصف میرا ہی اور نصف فلان شخص کا سواے مدعا علیہ کے بیان کیا پھر مدعا علیہ نے اُس سے صلح کی پھر نصف دار مین استحقاق ثابت ہوا تو مدعا علیہ مدعی سے کچھ بدل واپس نہین لے سکتا ہی - اور اگر مدعی نے نصف معینہ کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے صلح کی پھر وہی نصف جسکا مدعی نے دعوے کیا تھا استحقاق مین لیا گیا تو مدعی سے تمام

بدل واپس لیگا - اور اگر دوسرا نصف استحقاق مین لیا گیا تو کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر نصف غیر منقسم پر استحقاق ثابت ہوا تو نصف بدل مدعی سے واپس لیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اگر زید کے واسطے حق بلابیان کا دعوے کیا اُسنے کسی قدر درہمون پر اُس سے صلح کرلی اور دیدیے پھر کسی قدر دار مین استحقاق ثابت ہوا تو کچھ بدل واپس نہ لیگا کیونکہ شاید اُسکا حق استحقاق کے سواے باقی مین ہو اور اگر کل دار استحقاق مین لیا گیا تو اپنے دراہم صلح واپس لے سکتا ہی یہ کافی مین ہی ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار مین نصف کا دعوے کیا اور باقی نصف کے حق مین کچھ نہ کہا اور مدعا علیہ نے دعوے مدعی کا اقرار کیا اور سو درم پر اُس سے صلح کرلی - پھر دوسرے شخص نے نصف دار کا دعوے کیا اور باقی نصف کی بابت کچھ نہ کہا اور مدعا علیہ نے اُسکا بھی اقرار کرلیا اور اُسکے ساتھ کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کرلی اور دیدیے پھر نصف دار استحقاق مین لے لیا گیا تو مدعا علیہ دونون سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر تین چوتھائی دار استحقاق مین لیا گیا تو دونون سے نصف ہر ایک کا واپس لیگا - اسی طرح اگر مدعا علیہ نے دوسرے مدعی کے واسطے اقرار نہ کیا ہو ولیکن اُسنے اپنے دعوے پر گواہ قایم کیے اور قاضی نے اُسکے نام ڈگری کردی اور ہنوز اُسنے قبضہ نہ کیا تھا کہ مدعا علیہ نے کسی قدر دراہم معلومہ پر اُس سے صلح کی پھر یہ صورت واقع ہوئی کہ نصف دار کی قاضی نے مستحق کے نام ڈگری کردی تو مدعا علیہ مدعی اول یا ثانی سے کچھ بدل صلح واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر دوسرے مدعی نے موافق حکم قاضی کے نصف پر قبضہ کرلیا پھر قابض دار نے اُس مدعی ڈگریدار سے اُسکا مقبوضہ خرید لیا پھر نصف دار مین استحقاق ثابت ہوا تو مدعا علیہ پہلے مدعی اور دوسرے مدعی سے نصف اُسکا جو اُنکو دیا ہی واپس لیگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے دوسرے شخص کے مقبوضہ دار مین دعوی کیا اُسنے ایک غلام پر صلح کرلی پھر وہ غلام استحقاق مین لیا گیا تو مدعی اپنے دعوے کی طرف رجوع کریگا اور یہ اسوقت ہوگا کہ مستحق اس صلح کی اجازت نہ دے اور اگر اُسنے اجازت دیدی تو صلح جائز رہیگی اور وہ غلام مدعی کو دیا جائیگا اور مستحق اُسکی قیمت مدعا علیہ سے لیگا اور اگر اجازت نہ دی اور غلام لے لیا تو صلح باطل ہوجائیگی اور مدعی اپنے دعوے کی طرف رجوع کریگا پس اگر صلح اقرار سے واقع ہوئی ہو تو مدعا علیہ سے وہ چیز جسکا دعوے کیا ہی لے لیگا - اور اگر صلح بہ انکار یا باقرار سکوتی ہو تو اپنے دعوے کرنے کی طرف رجوع کریگا - اور اگر نصف غلام مین استحقاق ثابت ہوا اور لے لیا گیا تو مدعی کو خیار ہوگا چاہے باقی نصف پر راضی ہوکر نصف دعوے کی طرف رجوع کرے یا پورا غلام واپس کرکے تمام دعوے کی طرف رجوع کرے کذا فی شرح الطحاوی - قال المترجم وینبغی ان یکون الرجوع علی ما فصل فی الفصل الاول - اگر بدل صلح مین مجلس صلح مین یا بعد افتراق کے استحقاق ثابت ہوا یا مدعی نے اُسکو ستوق یا رصاص یا زیوف یا نبہرہ پایا پس اگر بدل صلح جنس دعوی سے ہو مثلاً ہزار درم کا دعوے کرکے سو درم پر صلح کی ہو تو مدعی بدل صلح کا مثل لے لیگا اور یہ سو درم کھرے ہوتے ہین - اور اصل دعوے کی طرف رجوع نہ کریگا - اور اگر بدل صلح جنس دعوے کے خلاف ہو مثلاً سو دینار کا دعوے کیا اور سو درم پر صلح واقع ہوئی تو یہ صلح معاوضہ ہی پس اگر استحقاق مجلس صلح مین ثابت ہو تو مثل بدل صلح کے واپس لیگا اور اگر بعد افتراق کے استحقاق ثابت ہوا تو مثل نہین لے سکتا ہی بلکہ اصل دعوے کی طرف رجوع کریگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر زید پر ایک کر گیہون ہون اور اس سے ایک کر جو پر صلح کی اور دیدیا اور دونون جدا ہوگئے پھر کر جو مین استحقاق ثابت ہوا اور لے لیا گیا تو صلح باطل ہوگئی اور بعد باطل ہونے کے مدعی اصل حق یعنی ایک کر گیہون لے لیگا اور اگر ہنوز دونون مجلس صلح مین موجود ہون کہ کر جو مین استحقاق

پیدا ہوا تو اُسکے مثل ایک کر جوے لیگا اور صلح باقی رہیگی یہ محیط مین ہی- اور اگر درمون سے فلوس پر صلح کر کے قبضہ کر لیا پھر استحقاق مین لیے گئے تو درم واپس لیگا کذا فی الحاوی- ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم اور ایک دار کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے سو دینار پر اُس سے صلح کر لی پھر وہ دار مدعا علیہ کے قبضہ سے استحقاق مین لیا گیا تو مدعی سے کچھ نہین لے سکتا ہی- اور اگر کسی نے دوسرے کے مقبوضہ دار مین حق کا دعوے کیا اور اُسنے سو درم و ایک غلام پر صلح کر لی تو جائز ہی پس اگر غلام استحقاق مین لیا گیا تو غلام کی قیمت دیکھنی چاہیے اگر دو سو درم ہون تو تہائی صلح باقی رہی اور دو تہائی ٹوٹ گئی پس وہ تہائی دعوے کی طرف رجوع کریگا- اور اگر اُسکی قیمت سو درم ہون تو آدھی صلح ٹوٹ گئی پس آدھے دعوے کی طرف رجوع کریگا- اور اگر اسی مسئلہ مین مدعی نے مدعا علیہ کو ایک کپڑا بھی دیا ہو تو غلام کے استحقاق مین لیے جانے کی حالت مین جبکہ غلام کی قیمت سو درم ہو تو مدعی مدعا علیہ سے آدھا کپڑا واپس لیگا اور آدھے دعوے کی طرف رجوع کریگا- اور اگر مدعا علیہ کے قبضہ سے کپڑا استحقاق مین لیا گیا تو مدعا علیہ مدعی سے نصف غلام اور پچاس درم واپس لیگا بشرطیکہ غلام کی قیمت سو درم ہون- پھر اگر مدعی و مدعا علیہ مین اختلاف ہوا کہ مدعی نے کس قدر دار مین اپنے حق کا دعوے کیا ہی پس مدعی نے کہا کہ مین نے نصف دار کے حق کا دعوے کیا ہی اور دار کی قیمت مثلاً دو سو درم ہین پس اُسمین سے میرا حق سو درم ہی اور کپڑے کے سو درم ہین پس میرا حق دار و کپڑے مین غلام و سو درم پر منقسم ہوا اور برابر تقسیم ہوا پس جب کپڑا استحقاق مین لیا گیا تو تجھکو جو کچھ تو نے مجھے دیا ہی یعنے غلام و سو درم سے نصف واپس لینے کا حق پہونچتا ہی- اور مدعا علیہ نے کہا کہ نہین بلکہ دار مین سے تیرا حق دسوان حصہ ہی اور اُسکی قیمت بیس درم ہین اور کپڑے کی قیمت سو درم ہین اور اُسکو غلام و سو درم پر تقسیم کرنے سے چھ حصے کیے جاوینگے پس مقابلہ کپڑے کے غلام و سو درم کے پانچ چھٹے حصے پڑتے ہین پس جب کپڑا استحقاق مین لیا گیا تو مین تجھ سے پانچ چھٹے حصے غلام و سو درم کے واپس لے سکتا ہون پس اگر ایسا اختلاف واقع ہو تو قسم سے مدعا علیہ کا قول قبول ہوگا اور وہ پانچ چھٹے حصے غلام و سو درم کے واپس لیگا یہ محیط مین ہی- اور اگر اصل عقد نکاح مین مہر مقرر نہین کیا و لیکن مہر سے عورت کے ساتھ اس شرط سے صلح کر لی کہ یہ غلام اُسکے مہر مین قرار دیوے یا بعد نکاح کے یہ مہر مقرر کیا پھر وہ غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو عورت قیمت لے لیگی بخلاف اسکے اگر ہزار درم مہر مقرر کیا پھر ہزار درم سے ایک غلام پر صلح کر لی پھر وہ غلام استحقاق مین لیا گیا تو عورت اُس سے ہزار درم لے لیگی یہ مبسوط مین ہی- اگر دار کا دعوے ہوا اور دوسرے دار پر صلح واقع ہوئی اور ہر ایک نے دونون مین عمارت بنائی تو دار مثل باندی کے اور عمارت مثل اولاد کے قرار دیجائیگی اس حکم مین کہ وقت استحقاق کے ہر واحد دوسرے سے اپنی عمارت کی قیمت مثل قیمت اولاد باندی کے لے لیگا اور ہر ایک ملتزم سلامت ہی- دو شخصون نے ایک میدان مین اختلاف کیا ہر ایک نے دعوے کیا کہ یہ میرا اور میرے قبضہ مین ہی تو بدون گواہون کے کسی کے نام ملک یا قبضہ کی ڈگری نہوگی- اور اگر ایک نے دوسرے کو بعوض ایک غلام کے سپرد کر دیا اور اُسنے اُسمین عمارت بنا کر سکونت اختیار کی پھر غلام مین استحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد نکلا تو صلح باطل ہوگئی اور ہر ایک اپنے دعوے کی طرف رجوع کریگا اور مدعی کو اختیار نہین ہی کہ اُسکی عمارت کو توڑ ڈالے یا رہنے سے ممانعت کرے جبتک کہ گواہون سے اپنا دعوے ثابت نہ کرے- اور اگر اُسنے بعوض غلام کے اُس سے خریدا ہو اور عمارت بنائی ہو پھر غلام استحقاق مین لیا گیا تو مشتری پر عمارت توڑ ڈالنے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ کافی مین لکھا ہی-

اکیسوان باب متفرقات مین۔ ۔ امام وقت یا قاضی نے اگر شراب خوار سے کچھ مال لیکر معاف کر دینے کی شرط پر صلح کی تو جائز نہین ہی۔ خواہ اُسکے پکڑ کر پیش ہونے سے پہلے ہو یا پکڑے جانے اور پیش ہونے کے بعد واقع ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائی یہانتک کہ لعان واجب ہوا پھر اس عورت سے کسی قدر مال پر اس شرط سے صلح کی کہ اُس سے لعان کا مطالبہ نہ کرے تو باطل ہی اور بعد قاضی کے سامنے پیش ہونے کے عفو کرنا بھی باطل ہی اور بعضون نے کہا کہ جائز ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کی جورو سے زنا کیا اور شوہر کو معلوم ہوا اور اُسنے دونون کو ماخوذ کرنا چاہا پھر دونون نے معاً اُس سے صلح کی یا ایک نے صلح کی اس شرط سے کہ اسقدر درم معلومہ یا کوئی اور چیز لے لے اور دونون سے عفو کر دے تو صلح باطل ہی مال واجب نہوگا اور عفو کرنا بھی باطل ہی خواہ قاضی کے سامنے پیش ہونے سے پہلے ہو یا بعد ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اُسی عورت نے جسکے ساتھ زنا کیا گیا ہی اُسکے ساتھ صلح کی اور کچھ درمون پر اُسکو دینے یا اُس سے لینے پر صلح کی تو باطل ہی اور ہر ایک اپنا مال صلح واپس لے سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور جن صورتون مین صلح جائز ہی اور قاضی نے چاہا تو قاضی کو چاہیے کہ خود صلح کرنے والا نہو بلکہ دیانت داری کے آدمیون کے سپرد کرے اور قاضی کو چاہیے کہ حکم قضا مین جلدی نہ کرے بلکہ اُن خصوم کو دو تین مرتبہ صلح کے واسطے واپس کر دے بشرطیکہ اُنمین صلح باہمی ہو جانے کی امید ہو تاکہ سب کا میلان صلح کی طرف نہ ہوا اور وہ الاحکم قاضی کے خواہشمند نہ ہون ولیکن اگر لامحالہ حکم قاضی کے طالب ہون اور صلح سے منکر ہون پس اگر وجہ فیصلہ مین التباس ہو اور کھلی ہوئی ظاہر نہو تو قاضی کو چاہیے کہ اُنکو صلح کی طرف پھیرے اور اگر وجہ قضا کھلی ہوئی ظاہر ہو پس اگر خصومت دو اجنبیون مین واقع ہو اور صلح سے منکر ہون تو اُنکو صلح کی طرف نہ پھیرے بلکہ دونون مین فیصلہ کر دے۔ اور اگر دو اہل قبیلہ یا اہل محارم مین جھگڑا ہو تو اُنکو دو تین مرتبہ صلح کیواسطے پھیر دے اگرچہ صلح سے منکر ہون یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر غنم مین دعوے کیا اور نصف پر صلح کر لی بشرطیکہ سال بھر تک تمام بچے مطلوب کے ہونگے تو جائز نہین ہی۔ اسی طرح اگر طالب کے واسطے تمام بچون کی شرط پر صلح کی تو بھی ناجائز ہی اور اگر صوف غنم پر اس شرط سے کہ فی الحال کاٹ لیگا صلح کی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی بخلاف قول امام محمد کے۔ اور بعض نے کہا کہ امام ابو یوسف کے نزدیک بھی اسی صورت مین جائز ہی کہ جب تمام انھین غنم کے صوف پر صلح کی ہو اور اگر دوسرے غنم کے صوف پر صلح کی ہو تو ناجائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکے تھن مین جو دودھ ہی یا اُسکے پیٹ مین جو بچہ ہی وہ اسی کا ہی تو بالاتفاق نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی غلام مین کچھ دعوے کیا اور مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کی کہ اس گیہون کے آٹے کی اسقدر گونین دے یا اس بکری زندہ کا اتنے رطل گوشت دے تو یہ صلح جائز نہین ہی۔ اسی طرح اگر بھاگے ہوئے غلام پر صلح کی تو بھی جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے پر مال یا حق کا کسی شی مین دعوے کیا پھر اُس سے کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر ظاہر ہوا کہ مدعا علیہ پر یہ مال نہ تھا یا حق اُسپر ثابت نہ تھا تو مدعا علیہ کو مال صلح کے واپس کر لینے کا حق حاصل ہوگا یہ خزانۃ الفتاوے مین ہی۔ اگر مدعی نے بعد صلح کرنے اور بدل صلح لے لینے کے کہا کہ مین اپنے دعوے مین مبطل تھا یعنے محق نہ تھا جھوٹا تھا تو مدعا علیہ کو اُس سے بدل صلح واپس کر لینے کا اختیار ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص پر مال کا دعوے کیا اور اُس سے کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر یہ حق اُسکا کسی دوسرے

شخص پر ظاہر ہوا تو پہلے شخص سے جو بدل صلح لیا ہی اُسکو واپس کر دے یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک نے دوسرے پر دعوی کیا کہ میرے پچاس دینار اسکے قبضہ مین مال شرکت کے ہین اور پچاس دینار اُسپر قرض ہین اور مدعا علیہ مال شرکت کا مقر ہو پھر دونون نے باہم پچاس دینار پر صلح کر لی تو حصہ شرکت مین صحیح نہین ہی اور حصہ قرض مین صحیح ہی۔ اور اگر مدعا علیہ نے مال شرکت سے انکار کیا پھر دونون نے صلح کر لی تو یہ صلح حصہ شرکت و قرض دونون مین صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ مطلوب نے اگر طالب کا حق ادا کر دیا اور طالب انکار کر گیا اور کسی قدر مال پر صلح کی تو ظاہر مین صلح جائز ہی مگر باطن مین فیما بینہ وبین اللہ تعالے طالب کو یہ مال صلح لینا حلال نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر کوئی دار کسی شخص کے قبضہ مین ہو وہ کہتا ہی کہ مجھے یہ دار فلان شخص نے صدقہ دیا اور مین نے قبضہ کر لیا ہی اور فلان شخص کہتا ہی کہ مین نے تجھے ہبہ کیا تھا اور مین چاہتا ہون کہ واپس لون پھر دونون نے اس شرط سے صلح کر لی کہ سو درم لیکر صدقہ مین قابض کے سپرد کرے تو جائز ہی اور پھر بعد صلح کے اُسکو رجوع کرنے کی مجال نہوگی۔ اسی طرح اگر قابض دار نے اقرار کیا کہ یہ ہبہ ہی اور واہب نے رجوع کرنا چاہا پھر سو درم پر اس شرط سے کہ وہ دار قابض کے سپرد کر دے تو جائز ہی۔ اور اگر مالک دار نے ہبہ و صدقہ سے انکار کرکے اپنا دار لینا چاہا پھر دونون نے ایک کپڑے پر اس شرط سے صلح کی کہ قابض یہ کپڑا اُسکو دیدے بشرطیکہ مالک موافق دعوے قابض کے صدقہ مین یہ دار اُسکے سپرد کر دے تو جائز ہی۔ اور اگر دونون نے یون صلح کی کہ یہ دار دونون مین برابر نصف نصف رہے بشرطیکہ قابض سو درم مالک کو دے تو جائز ہی۔ اگر کوئی شخص غلام کا قابض ہوا اور زید نے دعوی کیا کہ مجھے اسنے یہ غلام صدقہ دیکر قبضہ کرا دیا تھا اور قابض نے اس سے انکار کیا پھر قابض نے غلام کے فدیہ مین ایک کپڑا اُسکو دے کر اس شرط سے صلح کی کہ اپنے دعوی سے بری ہو جاوے تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ دس سے پانچ پر صلح کی پھر دونون نے صلح توڑ دی تو نہ ٹوٹیگی کذا فی القنیہ۔ نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ہزار درم کو ایک غلام فروخت کرکے ثمن پر قبضہ کر لیا اور غلام مشتری کو نہ دیا اور ایک شخص مشتری کے واسطے اس امر کا ضامن ہو گیا تھا کہ مین غلام تیرے سپرد کر دونگا اور مشتری نے غلام طلب کیا پس ضامن نے مشتری سے اس شرط سے صلح کی کہ ثمن مشتری کو واپس دیدے تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ جائز ہی اور وہ ثمن جو بائع نے قبضہ کر لیا ہی اُسی کا ہوگا اور یہ غلام ضامن کا ہوگا اور امام ثانی نے فرمایا کہ کیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر کسی نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اُسنے میرے ہاتھ یہ غلام اپنا جو اُسکے قبضہ مین ہی ہزار درم کو فروخت کیا ہی اور قابض غلام نے انکار کیا پھر مدعی کے دعوی سے اس شرط سے صلح کر لی کہ ثمن مدعی کو واپس دے اور مدعی نے ثمن پر قبضہ کر لیا پھر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ بیع واقع ہوئی تھی تو غلام اُسی کو ملیگا اور ثمن مدعی کو ملیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے قرضہ سے ایک غلام پر صلح کر لی حالانکہ قرضدار مقر ہی اور اُسنے غلام پر قبضہ کر لیا تو اُسکو قرضہ پر مرابحۃ فروخت کرنے کا اختیار نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ زید کے عمرو پر ہزار درم ہین اور عمرو نے اُسکے آدھے بوجہ صلح زید کو دیدیے اور صلح کا لفظ نہ کہا پھر واپس لینے چاہے تو واپس لے سکتا ہی۔ اور اگر کوئی شی عروض مین سے دی ہو تو واپس نہین لے سکتا ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ کفیل بالنفس نے اگر مال پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو کفالت سے بری کر دے تو صلح باطل ہو۔ اور آیا کفالت باطل ہوگی یا نہین اسمین دو روایتین آئی ہین ایک روایت کے موافق ساقط ہو جائیگی کذا فی البدائع اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے کذا فی الذخیرہ

تمت

خاتمہ الطبع

حضرت باری تعالے شانہ کے عام فیض النعام کا ہر دم بے انتہا شکر واجب ہے خصوص فیض عام [illegible] النعام کا کہ حسن توفیق سے آج اس نعمت کا ظہور ہوا جسکے لیے مدتون سے ہمہ تن شوق کی آنکھین منتظر تھین یعنی فتاوے ہندیہ ترجمہ عالمگیریہ کی جلد سوم کا حصہ اول بھی زیور طبع سے مزین ہوکر بصیرت افزاے چشم نظارگیان ہوا کیون نہین کہ یہ فتاوے جامع معتبرات وجزئیات ہر قسم کے اعمال وافعال کے ساتھ جو جسم تقوے وپرہیزگاری کے لیے مفرح یاقوتی ہین حضرت سلطان ظل اللہ تعالے اورنگ زیب غازی محمد عالمگیر بادشاہ ہندوستان کی سعی مشکور کا نتیجہ مقبول اطراف عالم مین بہ کثرت متداول ہے اور آج ہی سے تسکین مفتی وسائل ہے بے شبہہ علماے جامعین رحمہم اللہ وسلطان معین انار اللہ برہانہ نے حق سعی کی دادہی جزاہم اللہ تعالے خیر الجزاء اور آنکے طفیل مین بحمد اللہ تعالے اسکے ترجمہ مین بھی کمال حفظ واحتیاط مرعی ہوکر ان گران قیمت جواہر کو آسان لباس اردو مین جلوہ گر کیا گیا تاکہ افادہ واستفادہ تمام وفیض عام ہوجاوے اور ہر شخص اپنے اعمال وافعال کو حلۂ نورانی تقوے پہناوے اور اس نعمت سے کوئی محروم نہ رہجاوے اور خود عالم عالم ہونا ہی نعمت ہے ۔ ترجمہ مین تمام رعایتین تطابق زبان کی مع ضروریات حسب تفصیل مقدمۂ کتاب ملحوظ ہین اور بنظر مزید احتیاط مکرر مطبوعہ کلکتہ سے مقابلہ کیا گیا اور فرق وسہو وخطاے کتابت وغیرہ جو از لوازم بشریت ہین بہ طور غلطنامہ ہر جلد کے ساتھ شامل ہین اور بکمال سہولت کے لیے ہر جلد کے ساتھ علیحدہ فرہنگ الفاظ مع نشان صفحہ منسلک ہے اور فوائد استنباط واصطلاحات وغیرہ نوادر فوائد مقدمہ مین مذکور ہین الغرض حتے الامکان تسہیل وعام نفع مین کوشش تام کی گئی اور انجاح مرام کی انشاء اللہ تعالے امید قوی ہے التماس کہ حضرات اہل اسلام وایمان دینی ہدیہ یقین فرماکر اپنی کرم ذاتی وایمانی ستودہ صفاتی کو کام فرماکر نظر قبول وعفو قصور سے مشکور فرمائین اور اس گوہر نایاب کو ہاتھون ہاتھ لیجائین واللہ تعالے ولی التوفیق وہو حسبی نعم المولے ونعم الوکیل والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

اعلان

واضح ہو کہ فتاوے عالمگیریہ جو اہل اسلام کا نہایت متبرک وغنیمت مجموعہ کتب فقہیہ کا یعنی کتب امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ کے اصول کتب وتالیفات امام حاکم وطحاوی وغیرہم کا التقاط جو اس زمانہ مین آنکھون کو نصیب ہوتا ہے مالک مطبع اعظم جاہ صاحب خطاب عالی با وقار کی فرمائش خاص واعانت سے حسب تصریح المقدمہ تمام فتاوی ہندیہ ترجمہ ہوا لہذا حق تالیف محفوظ بحق مطبع ہے

HYDERABAD

غلطنامۂ فتاوی ہندیہ ترجمۂ فتاوی عالمگیریہ جلد سوم حصۂ اول بمقابلہ اصل مطبوعۂ کلکتہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۲	نہوگی۔	ہوگی۔	۱۷۱	۱۶	پھر۔	کھیر۔	۲۵۹	۵	بیچ۔	بیع۔
۸	۲۶	جو۔	تو۔	۱۷۲	۱۲	لینے کے۔	لینے والے کے۔	″	۲۵	ہردو۔	ہردو سو۔
۱۱	۱۹	گھر۔	کوٹھری۔	۱۷۷	۱۰	غار۔	اجاز۔	۲۶۱	۷	لڑکے کے۔	لڑکے فلان کے۔
۱۴	۱۳	لے پلا۔	لے چلا اور بائع دیکھتا رہا۔	۱۷۸	۲۸	ولیکن۔	اور بھی۔	۲۶۳	۲۲	چاہیے۔	چاہیے بخلاف باپ کے۔
				۱۸۰	۲۲	کوئی غلام۔	کوئی مسلمان غلام۔				
۲۴	۲۰	فقہا	بعض فقہا۔	۱۸۱	۷	پشم سے۔	پشم اور سینگ سے۔	۲۶۵	۱۹	غلام۔	غلام یتیم کے لیے۔
۲۸	۲۵	کوئی۔	میری طرف سے۔	۱۸۵	۱۳	امرود۔	انگور۔	۲۶۷	۴	منعقد۔	منتقد۔
۲۹	۱۲	مجھے۔	تجھے۔	۱۸۸	۱۰	برا۔	برابر۔	۲۶۸	۲۱	مین۔	نے۔
۳۰	۷	پیر۔	پھر۔	۱۸۹	۹	سرکہ۔	سرکہ کے۔	۲۶۹	۲۲	عوض۔	عوض ہاتھون ہاتھ۔
″	۱۴	نہوگی۔	ہوگی۔	۱۹۰	۳	لیدری۔	لہذا۔				
۳۴	۲۵	مین سے۔	مدت سے بعد اقالہ کے۔	۲۰۴	۱۴	ہو۔	ہو تو۔	۲۷۳	۲	اور۔	یا۔
				۲۰۷	۹	امام اعظم کے۔	امام اعظم کے نزدیک۔	″	۱۶	یکسان ہے۔	یکسان ہے یہی صحیح ہے۔
۴۰	۱۵	نہ بیچی ہو۔	نہ بیچی ہو یہی مختار ہے۔								
۶۲	۴	ذمہ۔	ذمی۔	۲۱۳	۲۸	کہ اگر۔	کہ اگر دار مین یہ شرط کی کہ مشتری اسکو کلیسہ بناوے۔	″	۱۸	بیع کی۔	سلم کی۔
۶۷	۱۲	تو۔	تو نکاح فاسد ہے۔					۲۷۶	۲۷	قائم ہو۔	قائم ہو یہ جامع مین صحیح مذکور ہے۔
۹۸	۲۵	کھاڑی۔	اکھاڑی۔								
۹۹	۲۳	چھوٹا۔	چھونا۔	۲۲۵	۱۵	مشتری۔	مشتری اول۔	۲۸۰	۱۰	انکار کرے۔	قسم سے انکار کرے۔
۱۰۴	۱۹	اس غلام۔	اسکے شوہر۔	۲۲۶	۲۷	سے نہ لیگا۔	سے اجنبی واپس لیگا۔				
″	″	اپنے۔	اسکے۔					۲۹۱	۷	غلام۔	غلام کا۔
۱۱۵	۱۱	کچھ رنگ لی۔	کچھ چوٹی یا پشم کتروئی لی۔	۲۳۳	۷	خریدنے (ہوتی ہے تک)	خریدنے سے قبضہ ہی کے ساتھ ضمانت ہوجاتی ہے۔	۲۹۲	۲۹	نہین ہے۔	نہین ہے یہی صحیح ہے۔
۱۲۸	۱۴	کھیرے۔	کھیرے یا اخروٹ۔					۲۹۵	۲۲	پس اگر ذبح کرلی تک)	یہ عبارت زائد ہے۔
۱۳۰	۲۰	اختیار ہے۔	اختیار نہین ہے۔	۲۴۷	۱۷	رالیفن۔	رابیض۔				
۱۴۹	۱۹	بحق۔	مستحق۔	۲۵۲	۲	بعد حقدار۔	بعد دوسرے کا حقدار۔	۲۹۶	۹	کا ضامن۔	کو تضمین۔
۱۵۷	۱۴	عیب۔	اس عیب۔					۳۰۱	۱۳	موضع۔	ملعب۔
۱۶۰	۸	یا دو۔	دو۔	۲۵۷	۹	ملک پیدا ہوا۔	ملک سے پیدا ہوا۔	۳۰۶	۲	بیع کے واسطے۔	گرانی نرخ پر بیچنے کے واسطے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۶	۴	لوگون ۔	عام لوگون ۔
〃	۱۱	زیادہ مین ۔	زیادہ ۔
۳۰۸	۱۴	کی وجہ سے واپس کر دے	مین دیدے ۔
۳۱۴	۱۸	نہوگی ۔	نہو گی نہ سونے نہ جوہر کی ۔
۳۲۷	۵	یہ کہ ۔	یہ کہ ترکہ ۔
〃	۸	درم ۔	دینار ۔
۳۲۹	۱	پر ۔	سے پہلے ۔
۳۳۰	۱۹	امام اعظم رح ۔	امام ابویوسف رح ۔
۳۳۵	۱۳	نہ کیا ۔	کیا ۔
۳۳۶	۲۵	ایسے ۔	ایسے سونے کے ۔
۳۴۰	۴	قبول کرلیا ۔	ادا کر دیا ۔
〃	-	غصب کیا ۔	غصب کرکے تلف کر دیا ۔
〃	۱۷	اسکے ۔	اسکے غاصب ۔
۳۴۸	۲۳	خوب ۔	خود ۔
۳۴۹	۲۵	ہو جائیگا ۔	نہ ہو جائیگا ۔
۳۵۰	۶	کہ تبو ۔	کہ فردا تبو ۔
۳۵۲	۲۵	اور اس برادری کے سپرد کیا ۔	اور مکفول عنہ نے قوم کو سلام کیا ۔
۳۵۵	۱۴	وصی ۔	موصی لہ ۔
۳۵۹	۲۲	غیر غلیظ ۔	غیر خلیط ۔
۳۶۸	۹	اور ۔	یا ۔
۳۷۱	۷	ہو کر ۔	ہو دیا ۔
۳۷۴	۹	مکفول عنہ ۔	کفیل ۔
۳۷۹	۱۸	مطلوب ۔	مطلوب ایک یا ۔
۳۸۰	۹	جائز ہو ۔	اور وکالت جائز ہو ۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۵	۱۰	پس ۔	یا لشکر جہاد کے سامان کے لیے ذخیرہ بنانا پس ۔
۳۹۲	۲۱	محتال لہ ۔	یا محتال لہ ۔
۳۹۴	۲۱و۲۲	مین سے محتال لہ مخصوص ہو کر ۔	کے ساتھ محتال لہ حصہ رسد ۔
۳۹۶	۹	ہزار درم ۔	سو درم ۔
۴۰۳	۲۶	غصہ ۔	غصہ یا پیشاب پخانہ
۴۰۶	۱۵	تو ۔	تو مشابہ احکام پر ۔
۴۱۸	۲۰	قاضر ۔	حاضر ۔
۴۲۷	۲۷	کا ہی ۔	کا تھا وہ مرگیا ۔
۴۳۳	۲۰	دے سکتا ہی ۔	نہین دے سکتا ہی ۔
۴۳۴	۲۸	یہی حکم قضا مانند مشتبہ کے ۔	یہی قضاء صوری ایک شبہ ہی جو ۔
۴۳۵	۶	قرار ۔	اقرار ۔
۴۳۶	۱۷	دیا ہی ۔	دیا ہی جب قاضی تھا ۔
۴۳۸	۴	کرے ۔	کرے اور صلح کی غرض نہ پھیرے ۔
۴۴۹	۱۳	ہوا ہی ۔	ہوا ہی اسطرح کہ کسی نے اسپہ عمل نہ کیا ۔
۴۶۰	۱۴	میرے لیے وصیت کی	مجھے وصی کیا ہی ۔
۴۶۲	۲۵	نے ۔	نے بغیر رضامندی دوسرے کے ۔
۴۷۲	۲۱	دعوی کرے ۔	دعوی وگواہی ۔
۴۷۵	۳	یہ دعوی (ہو تو کل)	لقیط مین پرورش کا دعوی ہو اور باپ و بیٹے مین ۔
〃	۲۱	کیفیت ۔	کنیتہ ۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷۵	۲۷	نہین ہی ۔	نہین ہی اور امام محمد کا قول مختار ہی ۔
۴۷۶	۱۰	حاکم ۔	حاکم اسلام ۔
۴۷۷	۱	شمس الائمہ کے نزدیک	امام ابویوسف کا قول اور یہی فتوی کے لیے بنا بر قول شمس الائمہ کے ۔
۴۸۵	۱۴	مذکور لا ۔	مذکور جاری ۔
۴۸۸	۲۶	تمام فقیہون ۔	فقیہون ۔
۴۹۳	۲	خریدا ۔	خرید کر قبضہ کیا ۔
۴۹۹	۱۹	ثابت کرنے ۔	لینے ۔
۵۰۰	۲۷	اور اسنے ۔	اور وہ مرا اسنے ۔
۵۰۲	۱۷	اپاہج ۔	اپاہج یا لنجا ۔
〃	۱۹	دینار ۔	دینا ۔
۵۰۴	۲۵	آنے جانے ۔	کے کھانے و پینے ۔
۵۰۵	۲۲	نہو ۔	نہو جیسے مسجد و بازار ۔
۵۱۳	۱۷	گواہ دوسرے پر ۔	یا دوسرے گواہ ۔
۵۱۵	۱۶	بضاعت ۔	بضاعت تلف ۔
۵۱۶	۲۸	حقوق ۔	حقوق و اموال ۔
۵۱۷	۲۵	تہائی سے ۔	تہائی یا ۔
۵۲۱	۶	وکالت کی شرط غائب پر حق کر دیا جاوے ۔	وکالت حاضر کی شرط غائب کے کسی قول پر معلق کیجاوے ۔
۵۲۴	۲۷	تیری ۔	میری ۔
۵۲۷	۲۹	ہو تو ۔	ہو جسکے دونون کنارے مل گئے ہین تو ۔
۵۲۹	۱	سینے ۔	پسینے ۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲۹	۱۲	کیا جاوے۔	کیا جاوے یہاں تک کہ پردہ بناوے۔
۵۳۴	۱	جانکر۔	جانکر وقت ادا تک۔
۵۳۷	۲۱	کرے۔	نہ کرے۔
۵۳۸	۱۱	قرضہ۔	قصہ۔
"	۱۸	دو۔	ایک یا دو۔
۵۳۹	۹	سب۔	سبب۔
۵۴۱	۱۱	ایک۔	اس۔
۵۴۴	۱۶	چرچا ہو۔	جانتا ہو۔
۵۴۵	۲۵	ابو یوسف رح۔	ابو یوسف رح سے
۵۴۷	۲۹	دو عورتوں۔	دو عورتوں یا دو مرد۔
۵۴۹	۱۳	طلاق۔	تین طلاق۔
۵۵۰	۲۱	لگائی۔	لگانے۔
۵۵۱	۱۰	جو فرقہ۔	جو گمراہ و بدعتی فرقہ۔
"	۱۹	مالکہ۔	نکہ۔
۵۵۲	۴	جو شہر۔	جو شہر یا محلہ۔
"	۵	مقبول ہے۔	مقبول ہے ذکرہ الصدر حسام الدین۔
۵۵۸	۸	انکار کیا۔	جو غائب ہے انکار کیا۔
۵۵۹	۶	کے۔	نے۔
"	۹	اگر۔	اگرچہ۔
"	۱۹	شفع۔	شفیع۔
۵۶۰	۱۳	وصی نے۔	وصی نے بعد موت موصی کے۔
"	۱۷	قرضداروں۔	قرضخواہوں۔
"	۲۶	"	"
۵۶۱	۲۴	بھی گواہی۔	یہی گواہی
۵۶۲	۲۵	ذمہ۔	واسطے۔
۵۶۳	۱۱	اقرار کے۔	اقرار غصب کے۔
۵۶۴	۱۳	دیگر۔	بحکم قاضی دیگر۔
"	۱۶	بری کیا	بری کیا یا جو اسپر کی
۵۶۸	۱۴	سامنے۔	مشہور۔
۵۷۱	۱۲	کرنے والی۔	کرنے والی یا آزاد کیا ہو۔
۵۷۲	۱۴	بھائی ہے۔	بھائی وارث ہے۔
۵۷۴	۲۰	امام اعظم رح۔	امام اعظم و امام محمد رح۔
۵۷۵	۲۱	تقسیم	مشترک۔
۵۷۷	۶	اختلاف۔	اختلاف و تناقض۔
۵۷۹	۶	قرض کا۔	قرض کے مانند سبب کا۔
۵۸۱	۱۴	قابض کو۔	قابض کو میری طرف سے۔
۵۸۲	۲۹	دیگر۔	دیگر مر گئے یا۔
۵۸۳	۱۰	تلوار کے۔	اسکے۔
"	۲۹	تو۔	تو حکم قاضی باطل ہوا اور۔
۵۸۴	۱	اسنے۔	اسنے بعد حکم قضا کے کسی سبب سے
۵۸۷	۹	واقع۔	واقع ہوئی۔
"	۱۳	یہ۔	اور سوا اور ڈیڑھ سو کے۔
۵۸۹	۱۶	دیا۔	لیا۔
۵۹۲	۱۷	طالب۔	طالب و مطلوب۔
"	۱۹	ہوگی	ہوگی اور مالک حادث کا حکم دیا جائیگا
۶۰۴	۲۷	دو گواہ۔	دو گواہ ذمی۔
۶۰۶	۱۳	نکیا۔	کیا۔
۶۱۲	۲۶	باپ۔	باپ و فرزند۔
۶۱۴	۱۶	کچھ۔	یا کچھ۔
۶۱۶	۱۰	اسکا۔	انکا۔
۶۱۹	۲۴	فلان۔	کسی۔
۶۲۱	۲۱	زمان۔	ضمان۔
۶۲۶	۱۲	ہونگے۔	نہ ہونگے۔
"	۲۵	نہ دی۔	نہ دی حتی کہ خلع کا حکم ہوا۔
۶۲۹	۱۸	پھر۔	اور حکم ہو گیا پھر۔
۶۳۱	۱۵	اسنے۔	اسنے بدون قاضی کے اختیار دینے کے۔
۶۳۲	۱۷	تو کچھ۔	تو جو کچھ۔
۶۴۱	۱۹	امام۔	امام اعظم رح۔
۶۴۳	۴	انھون۔	انھون نے۔
"	۱۳	اور۔	اور وہ جانتا ہے اور غلام کی قیمت ہزار درم ہے۔
۶۴۵	۴	معتہ۔	متعہ۔
۶۴۸	۱۹	پہچانا جاوے۔	یقیناً پہچانا جاوے۔
۶۵۲	۲۱	واسطے۔	واسطے وکیل کرنے میں
۶۵۴	۶	کہنے والے۔	رکھنے والے۔
۶۶۰	۱۶	میرے۔	میرے لیے۔
۶۶۶	۲۴	باندی۔	باندی ان۔
۶۶۸	۱۷	بعد۔	بعد بحکم قاضی
۶۷۲	۲۵	موکل۔	وکیل۔
۶۷۶	۶	"	"
"	۱۳	اپنے ہاتھ	اپنے ہاتھ خرید یا۔
۶۹۰	۲۸	صاف	معاف۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦٩٣	١٦	شریک۔	شرکت۔	٧٣٧	١٠	عورتون۔	غلامون۔	٧٦٣	١٢	مجھپر حرام ہو۔	حرہ ہو۔
٧٠٠	١	مجمع۔	مجتمع۔	؍؍	١٣	ایک۔	ایک غیرمعین۔	٧٦٦	٨	اسکے۔	اس خون کے۔
٧٠٣	١٧	وکیل۔	ولیکن۔	٧٤٢	٢٠	وقف۔	وقت۔	؍؍	٢٩	سے۔	نے۔
٧٠٩	١٦	ہین۔	ہون۔	٧٤٣	٧	دہ ششی۔	دہ ہشتی۔	٧٧٢	١٩	دلائی۔	نہ دلائی۔
٧١٤	١٠	تجھے۔	مجھے۔	٧٤٤	٢٤	وصی نہو۔	وصی یا وارث نہو۔	٧٧٦	٢٧	نہ تھا۔	تنہا۔
؍؍	١٢	دوسوورق۔	دوسوورم۔	٧٤٥	؍؍	کردیئے۔	کردیے کہ یہ وہی ہی۔	٧٨٢	٥	صیح۔	صحیح۔
٧١٧	١٦	دیگیا۔	دیدیا۔	٧٤٩	١٧	میرے۔	میری جورو۔	٧٨٣	١٥	جہیز۔	معین جہیز۔
٧١٩	١٢	بازار۔	قابوہین۔	٧٥٥	١٠	نہون۔	نہون تو اسکے دعوے کی پھر سماعت نہوگی۔	٧٨٥	٢٦	غائب۔	غائب کے۔
٧٢٥	١٠	کسی۔	کسی کو۔	٧٥٦	٢٨	لبطور۔	بفور۔	٧٩٣	٢١	مین نے لیا۔	ثابت کیا۔
٧٢٧	٢٨	قیمت۔	زید۔	٧٥٨	١٢	موسے ولد کا آقرار ادا کا۔	موسے کا اور ولد کا اقرار اسکا۔	٧٩٥	١٤	کہ واللہ مین نہین جانتا۔	جبتک معلوم نہو۔
٧٢٩	٢٣	جنون مطلق۔	جنون مطبق (آخر مسئلہ تک)	٧٦٠	١٤	معین خاص۔	عین حاضر۔	٨٠٢	٧	کرونگا۔	نہ کرونگا۔
٧٣٠	١٩	اگر۔	اور یہی حکم ہو اگر۔	٧٦١	١٨	مدعاعلیہ۔	مشتری۔	٨٠٥	٤	عمرو اسکو عمرو۔	عمرو نے اسکو ودیعت۔
٧٣١	٥	بیچنے۔	بیچنے یاخریدنے۔					٨١١	١١	نہین سکتا۔	نہین کرسکتا۔
؍؍	١٧	مقصود۔	مفقود۔					٨١٣	١٧	فلان۔	ایک۔
٧٣٦	٢٧	درسون۔	دونون۔					٨٢٤	٢٣	ہرگز۔	ہرگز کبھی۔
؍؍	٢٨	اور۔	یا۔								

داخلہ نمبر
فن نمبر
کتاب نمبر

تفسیر سورۂ یوسف - سہ مصرعہ - از مولوی اشرف علی -

ایضاً - چہار مصرعہ حسب مراتب بالا -

پنجسورۂ مترجم - با ترجمہ اُردو -

کتب حدیث اُردو

مظاہر حق - ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح مترجمہ جناب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم و مغفور کامل چار جلدین بہ تفصیل ذیل -

(۱) جلد - از کتاب الایمان مسائل الطہارۃ تا باب ہوا ان کے یعنے کتاب الصلوۃ سے باب الریاح تک

(۲) جلد کتاب جنازون مین تا فصل فضائل مدینہ منورہ -

(۳) جلد - کتاب بیعون با فصل حکم گرڑیون کا کتاب اللباس باب التصاویر تک -

(۴) جلد - بیان طب و منترون مین تا خاتمہ باب ثواب ہذہ الامۃ -

کتب فقہ عربی

ابو المکارم - شرح مختصر وقایہ از علامہ فقیہ ابو المکارم عبد اللہ بن محمد معروف و مستند چار جلدین یکجائی بخط نستعلیق -

برجندی - شرح مختصر وقایہ - از مولانا عبد العلی [illegible]

[illegible]

کمیاب ہدایہ کا ہی کمال سندی تصنیف شیخ الاسلام کمال الدین بن الہمام اور تکملہ نتائج الافکار از فقیہ زین الدین افندی عالمون کے نزدیک قدر کے قابل ہی - نہایت صحت کے ساتھ خوشخط چھپا - اور طالبین نے نہایت خواہش سے پسند کیا -

عینی شرح ہدایہ - از مولانا قاضی القضاۃ بدر الدین محمود بن احمد العینی حنفی جو علما و فضلا کے نزدیک بہت مستند و نایاب ہی کامل چار جلدین -

ہدایہ محشی - یہ کتاب فقہ حنفی مین مشہور بے نظیر ہر لفظ امام مجتہد علی بن ابی بکر معروف بہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ ہی - کامل دو جلدین - یعنے اولین عبادات آخرین معاملات - یہ تحشیہ جدیدہ از مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم

در مختار - شرح تنویر الابصار - معتبر فتاوے مولفہ محمد علاء الدین الحصکفی بن شیخ علی چار جلدین یکجائی -

ہدایہ مع شرح الکفایہ - از سید جلال الدین کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلدین اس شرح ہدایہ پر حاشیہ بہت مستند لکھے گئے ہین -

فتاوی قاضی خان - مصنفہ قاضی امام حسن بن منصور بن محمود اوزجندی مع فتاوے سراجیہ حاشیہ پر [illegible] رتبہ کا فتاوے بہت مقبول و متداول [illegible] صحت تمام چھپا ہر کامل چار جلدین -

شرح وقایہ - [illegible]

بیچم صاحب کی عجیب و غریب گولیان

Beecham

BEECHAM'S PATENT PILLS. ST. HELENS LANCASHIRE

سالہا سال سے بیچم صاحب کی گولیان تمام عالم مین
فروخت کی جاتی ہین اور انکی بکری دنیا کی تمام دواؤن سے
بدرجہا زیادہ ہے انیسوین صدی مین کوئی ایسی دوا سریع الاثر
اور عمدہ ایجاد نہین ہوئی جیسی یہ طلسماتی گولیان ہین جن لوگون
نے انکا ایک مرتبہ استعمال کرلیا ہو وہ اور کسی دوا کو چھوتے
بھی نہین اور متفق ہین کہ ان گولیون کا ایک ایک بکس ایک
ایک اشرفی کو بھی سستا ہے ہر عمر اور ہر مزاج کی مرد و عورت
کو برابر فائدہ ہوتا ہے۔ اس سے کوئی نقصان نہین ہے۔ منٹ
مین مرض کو فائدہ دیتی ہین۔ یہ صرف نباتات سے بنتی ہین۔ نہ امین کشتہ ہے نہ پارہ۔ نہ چربی اور
نہ کوئی ایسی شی جس سے کسی مذہب کے آدمی کو شک ہو قیمت بہت ارزان ہر بکس مین جو ۱۲ کو ملتا ہے ۴۰ گولیان
گویا ۱۰ روز کی خوراک جتنی بیماریان خون کی خرابی سے پیدا ہوتی ہین اور جسقدر لطائف شکم اور جگر کی
نادرستی سے ہوتی ہین انکے استعمال سے بالکل دور ہوجاتی ہین۔ کسی شخص کو اگر امراض مندرجہ ذیل کی
شکایت ہو تو انکا استعمال کرین۔ ہم ضمانت کرتے ہین کہ انکو ضرور ضرور فائدہ ہوگا۔ ترکیب استعمال کا پرچہ
بکس کے ہمراہ ملیگا۔ شکم مین بادی۔ سر کا درد۔ سر کا چکرانا۔ کھانا کھانے کے بعد معدہ کی گرانی۔
لھری۔ اونگھائی۔ سردی۔ زکام۔ کھانسی۔ دمہ۔ جی کا اچھل آنا۔ بھوک کی کمی۔ نابینا۔ قبض۔ گھبرا
بدن پر سیاہ داغ ہونا۔ نیند کا اچاٹ ہونا۔ بدخوابی۔ گھبراہٹ۔ ڈر۔ پھنسی۔ پھوڑا۔ ناسور۔ خارشت
جماعی امراض۔ کمزوری۔ بدہضمی۔ جگر کی خرابی۔ گلے کی بیماری۔ گلا بیٹھ جانا۔ سانس رک رک کے
آنا۔ ایام کا خلاف معمول ہونا۔ یا رک جانا۔ سینہ کا بلغم سے بھاری ہونا وغیرہ وغیرہ۔ مبالغہ نہ سمجھئے
واقعی امر ہے لاکھون کروڑون مریضون کو فائدہ ہوچکا ہے۔ ایک دفعہ آزمانا شرط ہے۔ ہر بکس پر سرکاری [illegible]
جسمین لفظ بیچمس پلس سینٹ ہلنس منقوش ہے۔ اگر یہ مہر نہو تو جعلی سمجھو۔ اور مت خریدو۔ ہر جگہ پر یا طبی
اور انگریزی دوا فروشون سے مل سکتے ہین۔ [illegible] اینڈ کمپنی [illegible] اسٹریٹ کلکتہ ہندوستان کے واسطے
ایجنٹ ہین۔ اگر [illegible]
[illegible]
[illegible]

بیچم صاحب [illegible]